نوشیروان نامہ

دفتر اوّل

داستان امیر حمزہ صاحبقران

واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ بحر زخّار ہے جسکے منتہائی قعر تک زنجیر فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہے جن صاحبوں نے یہ داستان ملاحظہ فرمائی ہے وہ خوب جانتے ہین کہ انمین سے ہر ایک داستان کا کسقدر حجم بزرگ ہے اور انکی اصول فارسی کے مصنّف علام شیخ ابوالفیض فیضی نے جو ان داستانون کو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے تصنیف فرمایا انکی تصنیف مین کسقدر خون جگر کھایا ہوگا۔ اسکے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اول	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ ″	ششم	صندلی نامہ	۱ ″
سوم	بالا باختر	۱ ″	ہفتم	تورج نامہ	۲ ″
چہارم	ایرج نامہ	۲ ″	ہشتم	لال نامہ	۱ ″

ان داستانون مین سے طلسم ہوش ربا کی پوری ساتون جلدین طبع ہو کر ملاحظۂ ناظرین مین گذرین باقی زیر طبع ہین وہ بھی انشاء اللہ تعالی بہت جلد ہدیۂ ناظرین باتمکین ہونگی۔ بالفعل نوشیروان نامہ جو دو جلدون پر منقسم ہے اسکی

جلد اوّل جسکو

گل گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب تحریک شیخ حامد حسین صاحب از جانب نولکشور پریس بڑی جانکاہی سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ

ترجمہ فرمایا بار دوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور مین طبع ہوئی

۱۸۹۰ء

اعلان۔ حق تالیف اس ترجمہ کا بحق نولکشور پریس محفوظ و محدود ہے۔

فہرست داستانہای نوشیروان نامہ دفتر اول

مضمون	صفحہ
داستان [illegible] کت بیان جانا خواجہ بزرجمہر کا اس باغ [illegible] ان خواجہ بخت جمال با کمال ہونا مادر بزرجمہر کو [illegible] قتل کیا تھا اور بچانا پروردگار کا خواجہ بزرجمہر کو بلعون کے ہاتھ سے بیان کیے جاتے ہیں	۱۵
داستان خواب دیکھنا قباد بادشاہ عالیجاہ کا [illegible] دیکھنا التمش وزیر نے تدبیر سے مع احوال خواب کے [illegible] نا اسکا بیان حال خواب کا اور بادشاہ سے [illegible] خواجہ بزرجمہر کو دربار میں بلوانا اور جانا خواجہ کا [illegible] ش پر سوار [illegible] کے بادشاہ کے پاس اور قتل [illegible] ان کو [illegible] کی جگہ آپ وزیر ہونا۔	
دو گلے داستان [illegible] بزرجمہر کا خواب بادشاہ بیان کرنا پھر اسکی تعبیر بتانے کو ہمراہ بادشاہ کے محل میں جانا اور پکڑنا زنگی کا پھر بادشاہ کا خواجہ بزرجمہر کو وزیر کرنا اور سب وزیروں کو انکے حوالہ کرنا۔	۳۱
دو گلے داستان عشرت بیان پیدا نوشیروان کا گھر میں قباد کے اور بختک کا پیدا ہونا زوجہ التمش کے [illegible] بیان اور طالع دیکھنا ان دونوں لڑکوں کے بزرجمہر کا اور افسوس کرنا [illegible] نوشیروان کے اور نام رکھنا بزرجمہر کا ان دونوں [illegible] محل میں بادشاہ کے۔	۴۴
دو گلے داستان حیرت بیان انتقال کرنا قباد شہریار کا باغ ہستی سے طرف گلشن عدم کے اور صورت [illegible] آہ و زاری اور محزون خاطر ہونا بزرجمہر کا [illegible] میں قباد شہریار کے اور تخت نشین ہونا نوشیروان کا سریر سلطنت پر اور وزیر ہونا بختک بن التمش کا اور آنا ایک تاجر کا فریاد کو کہ میرا مال [illegible] لوٹ لیا اور گرفتار کرانا اسکا اور آنا ابو الحسن [illegible] قزاق کا قید ہو کر اور [illegible] ہونا اسکا خواجہ بزرجمہر کے پاس واسطے سیکھنے زبان جانوروں کے۔	۴۴
دو گلے داستان خواب دیکھنا نوشیروان کا اور تعبیر کہنا خواجہ بزرجمہر کا اور جانا بزرجمہر کا طرف خانہ کعبہ کے واسطے پرورش صاحبقران کے اور پیدا ہونا امیر اور عمرو اور مقبل کا۔	۵۹
دو گلے داستان حیرت بیان جانا بختک وزیر کا طرف ملک خاور کے اور تباہ و تاراج کرنا ملک خاور کو اور بھاگ کر روپوش ہونا ہشام بن علقمہ خیبری کا [illegible]	۶۲
داستان مسرت بیان [illegible] سلطان [illegible] شہنشاہ شاہان امیر باتوقیر بادشاہ کشورگیر اور پیدائش عمرو و مقبل کی بیان کی جاتی ہے۔	۶۵
دو گلے داستان پیدا ہونا ہشام بن علقمہ خیبری کا اور پرورش پانا گھر میں کاہ فروش کے اور دفینہ ملنا [illegible] ہشام کو اور خزانہ اور بارگاہ ہشامی ملنا ہشام کو اور قتل کرنا [illegible] اور اپنے ملک کی فتح [illegible]	۶۷
دو گلے داستان [illegible] امیر [illegible] کا اور بادشاہ پردۂ قاف کی دختر ملکہ آسمان پری کا نکاح [illegible] صاحبقران سے اور [illegible] امیر کو پاس ملکہ عادیہ بانو دایۂ امیر باتوقیر کے بیان کیے جاتے ہیں۔	۶۸
داستان شادی ہونا نوشیروان کے ساتھ [illegible] بانو خرم جان کے بیان کیجاتی ہے۔	۷۰
داستان [illegible] کو [illegible] گلشن شجاعت [illegible] جرأت و ہمت یعنی امیر ابو العلا کی لقب بہ حمزہ [illegible] اور مقبل وفادار اور عمرو کا اور عیاران [illegible] کو [illegible] بن خواجہ عبدالمطلب [illegible] امیر کو [illegible]	[illegible]

مضمون	صفحہ
داستان آنا طاہر عادی اور مطاہر عادی پہلوان نامی کا ملک دائن سے مکہ مین واسطے مہر و دستخط کرانے شہنشاہانِ عرب سے اور طالب کشتی ہونا اونکا بہادران مکہ سے اور جانا عمرو و مقبل وفادار اور حمزہ صاحبقران کا برائے سیر اور گفتگو کرنا عمرو کا پہلوانانِ مذکور سے اور غیرت دلانا صاحبقران کو اور جانا امیر کا کوہ بوقبیس پر اونکے ہلاک کرنے کو اور آنا جبرئیل کا بحکم خدا اور تعلیم کرنا فنون سپہ گری کا صاحبقران اور عمرو اور مقبل وفادار کو بھی کچھ دینا اور بتانا و حمزہ صاحبقران کا پہلوانانِ مسطور کو مغلوب کرکے ہلاک کرنا۔	۱۲۴
داستان بھاگ جانا صاحبقران کا خوف سے اپنے والد کے ہمراہی مقبل وفادار او عمرو کو جانب یمن ادھر گرفتار ہونا خواجہ کا اور زیر کرنا صاحبقران کا شاہِ یمن کو اور داخل قلعہ ہونا اوسکے آنا خواجہ عبدالمطلب کا تحفۂ صاحبقران کو بہت سے	۱۳۹
داستان پہونچنا شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی کا دربار نوشیروان مین اور کل حال بیان کرنا اور برہم ہونا نوشیروان کا بموجب کہنے بختک کے اور روانہ کرنا گرشتہ سپہ گردان کو مع ساٹھ ہزار سوار کے برائے گرفتار کرنے امیر اور لڑنا امیر کا اور زخمی ہوکر سمت صحرا جانا اور نظر کردہ ہونا حضرت ابراہیم کا اور ملنا خزانہ کا اور امیر کو چرالیجانا عیار کا اور عیاریان خواجہ عمرو کی۔	۱۵۱
داستان جانا عیاروں کا بھاگ کے خدمت نوشیروان مین اور کل حال کہنا برہم ہونا نوشیروان کا اور روانہ کرنا نعمان بن منذر شاہ یمنی کو برائے گرفتاری امیر اور نامہ لکھنا تحریر کا خواجہ عبدالمطلب کو و دیگر حالات متعلق داستان۔	۱۷۰
داستان آنا ہشام بن القمہ خیبری کا مع فوج اور قتل کرنا عنتر فیل گوش کو اور جانا صحرا مین اور قید کرنا نوشیروان کو بعد کے جانا ہشام کا جانب کعبہ اور قتل ہونا صاحبقران کے ہاتھ سے	۱۹۵
داستان روانہ کرنا نوشیروان کا بختک کے بیٹے بزرجمہر کو واسطے لانے تاج و تخت اور صاحبقران کے اور عیاری عمرو اور امیر کا پہونچنا بزرجمہر کے غرفہ میں عمرو کا آنا اور جانا امیر طرف مدائن کے و دیگر حالات	
داستان لیجانا عمرو کا پہلوان عادی کو باغ مین اور ہلاک ہوجانا دختر بختک کا اور انصاف کرنا نوشیروان کا۔	۲۳۶
داستان بختک کا نوشیروان کو صاحبقران کے زہر دینے پر آمادہ کرنا اور جام مین زہر ملاکر دینا اور صاحبقران کے لیجانا اوکو خواجہ عمرو کی وجہ سے اسکا کامیاب نہونا۔	۲۴۴
داستان طلب کرنا نوشیروان کا صاحبقران کو اور بھیجنا باغ مراد مین واسطے سیر کے اور دیکھنا صاحبقران کا مہرنگار کو اور عاشق ہونا۔	
داستان شرط کرنا بختک کا بزرجمہر سے اور روانہ کرنا نوشیروان کا تلبیس کو واسطے خبر لانے صاحبقران کے اور جانا اونکا کا فوج لیکر خدمت صاحبقران مین اور آنا امیر کا دربار نوشیروان مین عزت پاکر مع اسد دیوانہ وغیرہ اژدہے کو مار کر اور شرط ہارنا بختک کا۔	۲۶۷
داستان جانا حمزہ صاحبقران کا محل مین اور دیکھنا مہرنگار کو پھر قتل کرنا قہرمان زنگی کو اور گرفتار ہونا ابوشہاب خنجر پوش اور ابوسعید لنگری کا۔	۲۷۸
داستان جانا صاحبقران کا پاس ملکہ مہرنگار کے اور سرکشی کرنا اور قتل کرنا ابوالفرج وغیرہ کو اور عیاروں کو مارنا	۲۰۳
داستان لانا گستہم زرین نقش کا بہرام گرد کو گرفتار کرکے اور خبر دینا تلبیس کا نوشیروان کو مع دیگر حالات کے۔	۲۹۴
داستان پہونچنا دربار نوشیروان مین بہرام گرد کا اور غضبناک ہوکر حکم قتل دینا نوشیروان کا پھر خطا معاف کرنا۔	۳۱۰
داستان بھیجنا لندھور کا فیل آہنی کو پاس نوشیروان کے	۳۲۲
داستان جانا امیر ابو تمیر حمزہ صاحبقران کا طرف شہر لنکا ملک ہندوستان کے واسطے مقابلہ کرنے لندھور بن سعدان کے داستان روانہ ہونا صاحبقران کا اور صحرا مین سمہ پانون سے ہر ایک کے پریشان ہونا۔	۳۴۱
داستان جانا عمرو اور صاحبقران کا واسطے زیارت قدمگاہ حضرت آدم کے اور تبرکات پانا اور سام بن نوح کو دفن کرنا داستان آگاہ ہونا لندھور بن سعدان کا لشکر کشی امیر سے	۳۴۴
اور جانا خواجہ عمرو کا دربار لندھور بن سعدان مین عیاری کرنا	۳۵۴

اعلان داستان طلسم ہوشربا از طرف کارپردازان مطبع

داستان امیر حمزہ صاحبقران سے تمام زمانہ کے لوگ واقف آگاہ ہین کہ یہ ایک بحر زخار اور دریاے ناپیدا کنار ہے جسکی منتہا تک سنا و رو ہم و خیال کا پہونچنا نہایت امر دشوار ہے سواے اس داستان سحر بیان کے اور کسی قصت و افسانہ مین اسطرح کی دلبستگی نہین ہے کہ اگر اسکی کسی داستان کا شروع سماعت مین گذرے پھر تا تمامی داستان پہونچے دلکو چین نہین پڑتا مصنف اس داستان کے علامہ وفہامہ جبیر باتدبیر مشہور آفاق حضرت ابو الفیض فیضی انار اللہ برہانہ ہین جنھون نے بزبان فارسی اس داستان کو واسطے تفریح طبع محمد جلال الدین اکبر بادشاہ ہند کے بڑی عرق ریزی اور جانکاہی سے تصنیف فرمایا۔ جبسے آجتک اس داستان کو ایسی ترقی روز افزون ہوتی گئی اور ایسی پسند خاطر خلائق ہوئی کہ ہر شخص اسکے سننے کا بدل مشتاق رہا۔ لیکن چونکہ یہ داستان عظیم الشان بزبان فارسی تھی اور بوجہ عزیز الوجود ہونے کے سواے کتبخانہ شاہی یا امراے والا مقام کے دستیاب ہونا اسکا ممکن نہ تھا لہذا ہر شخص عموماً اسکے مطالعہ سے بہرہ یاب نہو سکتا تھا۔ البتہ کچھ چیدہ چیدہ ارباب شوق نے اس داستان کو جابجا سے یاد کیا اور بطور پیشہ داستان گوئی کے اسکو بیان کرنا شروع کیا۔ اس صورت مین بھی علی العموم اس داستان کے تمام و کمال سننے سے حضرات کم مایہ فرحت اندوز نہو سکتے تھے اور سواے مجالس امرا و اصحاب ذی مقدور کے اسکا بیان عام طور سے میسر ممکن نہ تھا کیونکہ بار مصارف داستان گو کا متحمل ہونا ہر شخص کے اختیار مین نہ تھا۔ علاوہ اسکے یہ داستان امیر حمزہ صاحبقران از ابتدا تا انتہا اسقدر طولانی ہے کہ اگر اس داستان کو تفریح طبع کے لیے روز مرہ دو دو تین ساعت خاص ایک وقت مقررہ پر بموجب طریقہ داستان گوئی کے کوئی صاحب داستان گوئی کی زبان سے سننا چاہین من اولہ الی آخرہ تو بلا مبالغہ بیس برس مین بھی تمام نہو اور اسکو ہزار بار دیدہ

کا صرف درکار ہے۔ اب زمانہ کو نازک رنا چاہیے کہ داستان عظیم الشان کے کل دفترون کا بہم پہونچانا اور ان سے بصرف زر خطیر عمدہ عمدہ داستان گویون اور شاعرون کی معرفت بزبان اردو شستہ و رفتہ محاورہ اہل زبان ترجمہ کرانا اور پھر بعنوان پسندیدہ طبع کرا کے تمام ہندوستان مین اشاعت دینا اور کوڑیون کے مول مین اس گلدستہ بحر ان کی تمام شائقین عیش پسند کو سیر کرانا مالک اودھ اخبار یعنے امیر والا ہمم رئیس با خلق و کرم عالی ہمم موئی ارکان فی المجد فالاقتان مشہور نزدیک و دور منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای نے اپنی ہمت پر لے لیا اور بحمد اللہ ہزار ہزار شکر بدرگاہ قاضی الحاجات کہ اتنے بڑے امیر بزرگ اور کار سترگ کا انصرام بھی ہوگیا یعنے اکثر دفتر حلیہ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر نذر شائقین ہوگئے اور باقی دفترون مین سے کچھ زیر طبع ہین اور چند دفترون کا ذخیرہ موجود ہے کہ اونکا اہتمام طبع ہو رہا ہے۔ انشاء اللہ تعالے تھوڑی مدت مین اس داستان کے کل دفتر طبع ہوکر پیشکش ناظرین با تمکین ہونگے اور تمام عالم ان داستانون کی سیر سے محظوظ و مسرور ہوگا۔ اب معلوم ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران کے آٹھ دفتر ہین اور اکثر دفترون کی کئی کئی جلدین اور بعض جلد کے بھی بوجہ ضخامت دو حصے ہین۔ اسکی تفصیل یہ ہے دفتر اول۔ نوشیروان نامہ دو جلد مین دفتر دوم کوچک باختر ایک جلد مین دفتر سوم بالا باختر ایک جلد مین دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلد مین دفتر پنجم طلسم ہوشربا سات جلد مین دفتر ششم صندلی نامہ ایک جلد مین دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلد مین دفتر ہشتم لعل نامہ ایک جلد مین۔ اور دفتر پنجم طلسم ہوش ربا جو سات جلدون مین ہے اسکی جلد ضخیم بوجہ ضخامت کثیر کے دو حصون پر منقسم ہے

مضمون	صفحہ
داستان جانا چلوان دیو کا دربار لندھور میں اور تحائف و تحت	۳۶۲
تاج لیکر داستان جانا عمرو کا دربار لندھور میں اور عیاری کرنا او	
آنا لندھور کا غضبناک ہو کر بارگاہِ امیر میں اور عمرو کو لیجانا	۳۶۵
داستان طبل جنگ بجوانا لندھور کا اور صف آرا ہونا امیر کا اور	
مقابلہ کرنا گستہم زرین کمش کا لندھور خسرو ہندوستان سے	۳۷۵
وہ گمے داستان لندھور بادشاہ سرندیب ملک ہندوستان کے	۳۸۵
داستان طبل جنگ بجوانا لندھور کا اور حکم شہپال ہندی	
عیاری کرنا داراب گلبرگی کا اور قید ہو کر رہا ہونا امیر کا اور عیاری	۳۹۱
کرنا عمرو کا۔ جانا خواجہ کا واسطے تلاش امیر کے اور گرفتار ہو کر	
رہا ہونا عمرو کا اور عیاری کرنا اور جانا خدمت امیر بانو قیر میں	۴۱۳
داستان طبل رزمی بجوانا داراب شاہ کا اور ہنگام جنگ	
امیر بانو قیر سے شکست کھا کر بھاگنا۔	۴۱۹
داستان روانہ ہونا صاحبقران کا مع سپاہ برائے گرفتاری	
داراب شاہ اور قتل کرنا منظر شاہ حاکم جزیرہ ہمیشہ بہار کو	۴۲۱
داستان جنگ کرنا داراب شاہ کا حمزہ صاحبقران سے	
اور دوبارہ شکست کھا کر بھاگنا داراب شاہ کا۔	۴۲۶
داستان جنگ کرنا بادشاہ عبدالعزیز کا امیر سے آخر	
مسلمان ہونا جملہ شاہانِ ہند کا مع دیگر حالات کے۔	۴۲۷
داستان مقابلہ کرنا لندھور کا صاحبقران سے اور بعد جنگ لندھور کا	۴۳۰
مطیع ہونا۔ وہ گمے داستان امیر بانو قیر حمزہ صاحبقران کے بیان ہوتے ہیں	۴۴۵
وہ گمے داستان صاحبقران کا جانا ملک روم کی طرف۔	۴۵۰
وہ گمے داستان صاحبقران کا پردہ قاف میں جانا مع عبدالمطلب شہپال	۴۵۵
داستان آنا داراب شاہ اور عبدالعزیز کا مع مالک اژدر کے جانب	
سرندیب اور لڑنا لندھور بن سعدان سے اور گرفتار ہونا لندھور	
اور بہرام گرد کا بعیاری دختر ساروق کے۔	۴۶۶
داستان جانا عمرو کا بزرجمہر کے پاس اور رقعوں پر مہر کرکے	
لانا اور شدوین وغیرہ سے لڑنا اور عیاریاں کرنا لشکر ہرفراد و	
فرامرز پر اور آخر کار مہرنگار کو قلعہ تنگ رواحل کی طرف روانہ کرنا	۴۷۷
داخل ہونا عفریت کا گلستانِ ارم میں اور مقابلہ کرنا امیر کا دیو و دیوں سے	۴۸۷
داستان قید ہو جانا امیر بانو قیر اور ملکہ آسمان پری کا اور نامہ	

مضمون	صفحہ
لکھنا عفریت کا سمندون ہزار دست کو اور آنا دیو سیاہ تاب	
کا اور رنجیدہ ہو کر شریک شہپال ہونا پھر رہا ہو کر دینا لشکر عفریت	۴۹۲
سے داستان جانا مہرنگار کا قلعہ تنگ رواحل میں اور عیاری	
کرکے مہرنگار کو لیکر چلنا اور خواجہ عمرو وغیرہ کا بعد جنگ	
پھر مہرنگار کو قلعہ تنگ رواحل میں لانا اور چڑھائی ہرفرود و زمین	۴۹۹
داستان لاش مہران کی دیکھ کر روانہ کرنا شنکل کا لعل	
بلند کمان اور سہیل شیر شکار اور فولاد زنگی کو مع فوج طرف	
یونان کے اور جانا عمرو کا جانب بصرہ اور قتل ہونا	
فریدون شاہ کا اور زخمی ہونا سپاہیان فریدون شاہ کا اور تباہ	
ہونا اہل یونان کا اور اسیر ہونا گلشن آرا وغیرہ کا۔	۵۱۰
جانا قیدیون کا حکم شنکل سے پاس خداوند دم جنبشے کوہ	
بوقلمون پر اور مقابلہ کرنا عمرو بن حمزہ یونانی کا لہراسپ اور سہیل	
شکار سے اور ... عمرو کو۔	۵۱۲
جانا عمرو بن حمزہ کا جانب خوارزم اور اثنائے راہ میں خبر	
سنکے بوقلمون پر جانا اور اپنی والدہ کو قید سے چھڑانا اور	
فرخ کا قلعہ تنگ رواحل میں جاکر عوضیان دیگر خوارزم	
کی طرف آنا اور زرمتاش بہادر کا بعد جنگ عظیم قید ہونا	۵۱۶
جانا عمرو بن حمزہ کا خوارزم میں اور قتل کرنا شنکل کو اور آمد تاریخ جادو	۵۲۷
ہو پہنچنا خواجہ عمرو کا لشکر ہرفرود و فرامرز میں اور علاج شدوین کا	
کرکے قلعہ تنگ رواحل میں جانا اور روضہ عمرو بن حمزہ کی پڑھنا	۵۳۷
جانا عمرو کا یونان خوارزم میں اور گرفتار کرنا دم جنبشہ کو اور خود اسیر ہونا	۵۴۲
وہ گمے داستان امیر بانو قیر حمزہ صاحبقران کے بیان ہوتے ہیں	۵۴۵
داستان قتل کرنا گلشن کا ذوالحجام کو اور لوح محفوظ لا دینا	
اور جلا دینا ذوربانو کا دختر زلزلہ جادو کو۔	۵۵۹
داستان جانا عمرو بن حمزہ کا کوہ بلا میں اور عاشق ہونا ملکہ	
مہ جبین تاج بخش پر اور قتل کرنا دوزیانہ جادو کو۔	۵۶۴
داستان لانا گرفتار کرکے دختران زلزلہ جادو کو عمرو بن حمزہ	
کا اور ملکہ مہ جبین کو اور رہائی عمرو اور مسلمان ہونا زلزلہ کا۔	۵۷۳
گرفتار کرنا شترنج جادو کا عیاری سے عمرو بن حمزہ کو اور	
پھر لکارا ہونا بوجہ گنگو نہ جادو کے اور گرفتار ہونا شہزادوں کا	۵۷۵

فہرست نوشیروان نامہ فرد اول

مضمون	صفحہ
داستان جانا نارنج جادو کا شہر سیلیہ مین قید عمرو بن حمزہ کی لیکر اور عاشق ہونا عمرو بن حمزہ کا دختر نارنج جادو پیشے نوخوار جادو پر اور پکڑنا خواجہ عمرو کا سہیل جادو کو اور مسلمان ہونا اوسکا اور رہا ہونا عمرو بن حمزہ کا۔	٥٩٧
داستان جانا عمرو بن حمزہ کا گنبد جہان نمائے طلسمی مین واسطے دریافت کرنے احوال لوح کے اور پھر ملنا لوح کا۔	٦٠٦
جانا نارنج کا گنبد ارسطو مین اور ہنگام مقابلہ قتل ہونا عمرو بن حمزہ کے ہاتھ سے اور فتح ہونا طلسم کا اور دستیاب ہونا اسباب بالطلسمی اور آنا گلشن جادو کا اور فرحت ہونا شہزادیکا۔	٦١٩
جشن کرنا عفریت کا قلعہ بلورین مین اور یکایک آنا شہپال کا اور بعد جنگ عظیم بھاگنا قلعے سے عفریت کا اور رہا ہونا آسمان پری کا قید سے اور گرفتار ہونا ارشوے جنی اور راشوے جنی کا۔	٦٤٣
گرنا صاحبقران کا دریا مین اور نکلنا اوسکے پہلو اعتر سلیمانیکا	٦٤٩
لیجانا شہپال کا استقبال کرکے صاحبقران کو گلستان ارم اور جانا صاحبقران کا چشمہ ماہیان پر اور ہمراہ آسمان پری کے نہانا	٦٥٢
آنا مقابل عفریت کا اور متواتر لڑنا اور قتل ہونا دیو نقیلہ کا اور آنا نقابدار کا پھر قتل ہونا پدر عفریت کا۔	٦٥٦
جانا خواجہ کا قلعہ گربستان مین اور مسلمان کرنا قفل گربستانی وغیرہ کو اور مقیم ہونا قلعہ مین اور لڑنا شوبین کا مرانی سے	٦٦٦
داستان لندھور و بہرام کا دریا سے نکلکر خرم و زرد کو گرمسلمان کرنا پھر ہمراہ قیصر سوداگر سمت اجردکیہ روانہ ہونا اور دختران ملک اجردکیہ کا مسلمان ہونا پھر بعد جنگ عظیم عبدالعزیز و داراب شاہ کا زخمی ہوکر بھاگنا ملک اجردکیہ کا قتل ہونا اور شہپال کا	٦٧٤
رہا ہونا جانا عفریت ملعونہ کا طلسم زرافشان سلیمانی مین اور قتل ہونا دونون کا دست صاحبقران سے پھر عقد ہونا صاحبقران کا ملکہ آسمان پری سے اور آنا دیو بیداد کا۔	٦٨٢
پیدا ہونا ملکہ قریشیہ کا اور رخصت ہونا آمیر کا شہپال سے پھر چھوڑ دینا دیوؤن کا امیر کو صحرائے حیرتکدۂ سلیمانی مین بحکم ملکہ آسمان پری اور وہ جانا آمیر کا پشتہ ریگ مین پھر زخم نکلکر جانا ملکہ آسمان پری کے ہمراہ گلستان ارم مین	٧٠٩

مضمون	صفحہ
پہونچنا لندھور اور بہرام گرد کا مع فوج کثیر ملک سگسار مین اور قتل کرنا مرزوق شاہ کو اور بھاگنا داراب شاہ اور عبدالعزیز کا جانب ختنانیان پھر جانا بہرام کا سمت چین لندھور سے رخصت ہوکر۔	٧١٣
داستان جانا لندھور کا جانب ختنانیان ونیج گران اور بکیر	٧١٦
گرفتار ہونا جانا عمرو کا سمت قلعہ سعادت نگار اور آخرکار لینا قلعہ کو بعیاری پھر لینا قلعہ صغیرہ کوہ کو۔	٧١٩
دیکھنا خواب مین مہرنگار کو اور بیقرار ہوکر رونا آمیر کا پھر آسمان پری کے برہم ہوکر باجازت شہپال تخت روان پر سوار ہونا اور چھوڑ جانا دیوؤن کا بحکم آسمان پری بیابان سرگردان سلیمانی مین	٧٢٨
جانا صاحبقران کا طلسم بیابان سلیمانی مین مع دیگر حالات	٧٣٢
داستان حال دریافت کرنا آسمان پری کا عبدالرحمن جنی کے اور گرفتار کرانا ارنائیس اور نجم پریکو مع دیگر حالات۔	٧٣٦
جانا آسمان پری کا آمیر کے پاس اور چھ ماہ کا وعدہ کرکے اپنے ساتھ پرستان مین لانا۔	٧٣٠
دو کلمے داستان خواجہ عمرو کے بیان ہوتے ہین۔	٧٣٥
دو کلمے داستان صاحبقران کے کہ قاف مین مقیم ہین اور اب پھر رو بہ دنیا کی طرف ارادہ ہے بیان ہوتے ہین	٧٤١
دو کلمے داستان خواجہ عمرو اور زرد بین کا مرانی کے۔	٧٤٤
داستان فتح ہونا طلسم سفید بوم اور سیاہ بوم کا آمیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے۔	٧٤٦
دو کلمے داستان خواجہ عمرو کے بیان کئے جاتے ہین۔	٧٤٩
دو کلمے داستان آمیر باتوقیر صاحبقران کے بیان کئے جاتے ہین	٧٥١
دو کلمے داستان زلزلہ قاف ثانی سلیمان کے بیان کئے جاتے ہین	٧٥٤
دو کلمے داستان شاہ عیاران عیار خواجہ عمرو نامدار کے۔	٧٥٨
دو کلمے داستان آمیر باتوقیر صاحبقران عالی شان کے	٧٦٢
دو کلمے داستان شعبدہ نشان تراشندہ ریش کافران عیار نامدار آمیر حمزہ صاحبقران یعنی خواجہ عمرو کے بیان ہوتے ہین	٧٦٧
خاتمۃ الطبع۔	٧٧٣

نوشیروان نامہ

دفتر اوّل

داستان امیر حمزہ صاحبقران

واضح ہو کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران وہ بحر زخار ہی جسکے منتہای قعر تک زنجیر فکر کا پہونچنا نہایت دشوار ہی جن صاحبون نے یہ داستان ملاحظہ فرمائی ہی وہ خوب جانتے ہین کہ انمین سے ہر ایک داستان کا کسقدر حجم بزرگ ہی اور انکی اصول فارسی کے مصنف علام شیخ ابو الفیض فیضی نے جو ان داستانون کو واسطے تفریح طبع جلال الدین محمد اکبر بادشاہ کے تصنیف فرمایا انکی تصنیف مین کسقدر خون جگر کھایا ہوگا۔ اسکے آٹھ دفتر ہین اور بعض دفتر کی کئی جلدین حسب تفصیل ذیل

تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد	تعداد دفتر	نام داستان	تعداد جلد
اوّل	نوشیروان نامہ	۲ جلد	پنجم	طلسم ہوش ربا	۷ جلد
دوم	کوچک باختر	۱ ؍؍	ششم	صندلی نامہ	۱ ؍؍
سوم	بالا باختر	۱ ؍؍	ہفتم	تورج نامہ	۲ ؍؍
چہارم	ایرج نامہ	۲ ؍؍	ہشتم	لال نامہ	۱ ؍؍

ان داستانون مین سے طلسم ہوش ربا کی پوری ساتون جلدین طبع ہو کر ملاحظہ ناظرین مین گذرین باقی زیر طبع ہین وہ بھی انشاء اللہ تعالی بہت جلد ہدیۂ ناظرین باتمکین ہونگی۔ بالفعل نوشیروان نامہ جو دو جلدون پر منقسم ہی اسکی

جلد اوّل جسکو

گل گلزار فصاحت بلبل شاخسار بلاغت ماہر خوش بیان کامل شیرین زبان شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب تحریک شیخ حامد حسین صاحب از جانب نولکشور پریس بڑی جانکاہی سے بزبان اردو نہایت فصیح و بلیغ ترجمہ فرمایا بار دوم

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور مین طبع ہوئی

۱۸۹۵ء

اعلان۔ حق تالیف اس ترجمہ کا بحق نولکشور پریس محفوظ و محدود ہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد و ثناے لاتعداد اُس صانع بیچون نقشبند کاف و نون کو زیبا ہی جسنے ایک لفظ کن سے طلسم ہستی کو بنایا اور کیسی اپنی عجائب و غرائب صنعتون کو دکھایا جسنے صاف ظاہر ہی کہ وہ ہر شی پر قوی و قادر ہی اُسی کی ذات پاک لائق عبادت ہی اُسی کی اطاعت و فرمانبرداری غازۂ چہرۂ قبولیت ہی وہی خالق مطلق وہی معبود برحق مستوجب پرستش ہی اور اُسی کی عبادت و اطاعت موجب آمرزش ہی اُسی کے نور قدرت کی ہر طرف جلوہ گری ہی اُسی کی صنعت بےمثال ذرّے ذرّے مین بھری ہی

نظم

اُسکی قدرت کے ہین عجب نیرنگ
رنگ کیا کیا نئے ملائے ہین
نخل کو گل تو گل کو دی ہی بو
آنکھین نرگس کو دین گلاب کو رو
کی عنایت زبان سوسن کو
دل پہ داغ لالہ کو بخشا
اور دیا سرو کو قد موزون

جسمین ہی عقل ہر بشر کی دنگ
اُسکی قدرت نہ کیون سراپا ہو
ہی عنایت کا اُسکی غل ہر سو
گل شبّو کو بخشی ہی بینی
لب دیے غنچہ ہاے گلشن کو
یہ قدرت کی صنعتین دیکھو
اُسکا قمری کو کر دیا مفتون

پھول کیا خوشنما کھلائے ہین
و مزین ہی جو دیا جسکو
دیا سنبل کو طرۂ گیسو
ہی ہمیشہ وہ محو خود بینی
اُسکی قدرت کا ہو بیان کیا کیا
دست و بازو دیے ہین شاخون کو
کیا مجال بشر کی کہ ایک شمۂ اُسکی

داستان قدرت سے بیان کر سکے اگر ہزار ہا سال اُس وادی ناپید اکنار مین رہروی کرے تو بھی منزل مقصود تک نہ پہونچے

نعت سرور کائنات باعث خلقت موجودات اشرف مخلوقات خاتم المرسلین محبوب رب العالمین جناب محمد مصطفٰے علیہ آلاف التحیتہ و الثناء

درود نامحدود و پیغمبر مرسل رب ودود بارگاہ نشین رسالت سریر آراے بزم نبوت صاحب قرآن بانی مبانی ایمان حبیب خدا سر دفتر انبیا جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ النجبا کو سزاوار ہی جنھون نے طلسم کفر و ظلام کو شکست فرمایا بڑے بڑے ساحران غدار کو اعجاز نمائی کر کے تلقین بدین اسلام کی کلمۂ طیبہ پڑھایا مسدس

یون چاے سایہ ہر تن صاف نبی کا نور | جیسے ہو عکس آئنہ شمس و در و دور
رحمت سے اسکی ابر ہی چتر شہ غیور | معشوق بے نیاز کو شایان نہ تھا ظہور
خود چھپ کے اپنے نور کو ختم رسل کیا
احمد کو اپنی سمت سے مختار کل کیا

سب انبیا ہین اور یہ صاحب وقار اور | تیغون کی باڑھ اور دم ذوالفقار اور
سب کی بہار اور ہی انکی بہار اور | ہین سب گلون کے رنگ بھی حاصل ہزار اور
ہر نور آفتاب درخشان چراغ مین
چاند ایک پھول چاندنی کا اسکے باغ مین

مدثر و امین و سرافراز و خوش لقب | طٰہٰ و الضحیٰ و تہامی حبیب رب
امی و ہاشمی و محمد شہ عرب | مزمل و مقرب و یٰسین و حق طلب
رنگ گل بشیر و نذیر آشکار ہین
اسری بعبدہ کے چمن کی بہار ہین

منقبت امام ہمام مظہر العجائب مظہر الغرائب مطلوب کل طالب غالب کل غالب علی ابن ابی طالب علیہ السلام مسدس

جناب حیدر کرار ساقی کوثر | امام رونق محراب زینت منبر
خدیو ہر دو ملک بادشاہ جن و بشر | جہان پناہ ید اللہ قاتل عنتر
بڑے بڑے صنمون کے بگاڑنے والے
کھڑے کھڑے در خیبر اکھاڑنے والے

دیگر

کیا عدل ید اللہ بیان کرنے کی حاجت | سب جانتے ہین باز و کبوتر کی حقیقت
کس مرتبہ تھا خلق سب آگاہ ہے خلقت | مہر اسد اللہ زن بیوہ کی شکایت
قوت مین بھی نایاب شہ عقدہ کشا تھا
ٹکڑے در خیبر کو سر دست کیا تھا

سبب تالیف کتاب والتماس بخدمت ناظرین اولو الالباب

ایک روز حقیر سراپا تقصیر خاکپاے صاحبان علم و کمال کفش بردار صاحب ہنران باقدر جلال بے بساط بے بضاعت

سرگشتہ وادی حیرت مرکب جہل و نادانی نا آشنائے بحر ہوزہ خندانی ضعیف البنیان کج مج زبان آذل کونین تصدق حسین
اپنے فقیر خانہ پر بیٹھا ہوا تھا کہ دوست واثق محب صادق شیخ حامد حسین صاحب سلمہ اللہ الواہب نے سرفراز فرمایا
بعد ادرکر و مذکور کے مجھ سے کہا کہ آپ کو جناب مستطاب معلی القاب عالی الامرتبت عالی منزلت قدردان صاحب ہنران
رتبہ شناس ذی کمالان نیر اعظم آسمان جاہ و جلال بدر کامل برج دولت و اقبال مخزن علم و شعور جناب منشی
نول کشور صاحب سی-آئی-ای نے بغرض تالیف دفاتر داستان امیر حمزہ صاحبقران یاد فرمایا ہے مین نے
بسبب اپنی ہیچمدانی اور عدیم الفرصتی کے اقرار نہ کیا مگر جب شیخ صاحب موصوف کا اصرار بدرجہ کمال پہونچا اور وقتاً فوقتاً
اور یوماً فیوماً اُنھون نے تقاضا کرنا شروع کیا تو ناچار و مجبور خدمت فیض موہبت جناب منشی صاحب بالقابہ
مین حاضر ہوا محتشم الیہ نے اس درجہ اپنے خلق و مروت سے نہایت کو کام فرمایا شعر اگر ہر موے تن
ہیرا زبان ہو + نہ اُنکے خلق و منت کا بیان ہو + بعد گفتگوے بسیار مجھ سے واسطے تالیف و ترتیب ترجمہ
نوشیروان نامہ و کوچک باختر و بالا باختر و ایرج نامہ و تورج نامہ و صندل نامہ و لال نامہ کے ارشاد
فرمایا مین نے بخیال الامر فوق الادب اقرار کیا اور موجب ارشاد فیض بنیاد ترتیب و تالیف مین مشغول ہوا بالفعل دفتر
اول نوشیروان نامہ منجملہ دفاتر داستان امیر حمزہ صاحبقران مرتب و مدون ہو کر پیشکش شائقین والا تمکین ہے اب ناظرین
نکتہ بین و معانی پرور و سخنوران فیض گستر کی خدمت فیضدرجت مین بکمال عجز و نیاز عرض پرداز ہون کہ اگر اس ترجمہ مین
غلطی پائین تو الانسان مرکب من الخطاء و النسیان پر محمول فرما کے براہ عنایت عیب پوشی کو کام فرمائین اور اس
روسیاہ سراپا گناہ کو بدعائے خیر یاد کرین

آغاز داستان شوکت بیان قباد بادشاہ اور وزیرون کی دوستی کا اور مارا جانا خواجہ بخت جمال وزیر کا القش وزیر بے پیر کے ہاتھ سے اور پیدا ہونا اور تعلیم پاکے کامل ہونا خواجہ بزرجمہر کا

پلا ساقیا بادۂ رنگ نو
پلادے وہ مے جسکی ہو جستجو
لگا کشتیون مین تو جام شراب
کہ پینے سے جسکے نہ ٹوٹے وضو
تو سمجھا بھی اے ساقی بے عدیل
وہی ساقیا ہے شراب طہور
کہ خورشید کی جبین ہو صاف ضو
ہین میخانے مین جمع رندان دہر
تکلف سے قابون مین شامی کباب
مجھے بچپنے سے ہے اُس مے کا ذوق
وہ ہے بادۂ کوثر و سلسبیل
تکلف نہ کر ساقیا آج تو
دکھا نشۂ مے کی ساغر مین لہر
پلانا مگر وہ مئے مشکبو +
کہ ہے بادۂ دہر پر جسکو فوق
منور کرے دل کو جس مے کا نور

فرمانروایان ملک فصاحت و باج ستانندگان اقلیم بلاغت تاجدار قلم کو صفحۂ قرطاس
پر یون سر آرا کرتے ہین کہ ملک عرب مین ایک شہر مدائن نامے ہے بینو سواد بہشت نژاد باغ جہان مین فرد پرستان
اُسکے سامنے گرد ہے لطیف و جانفزا آب و ہوائے + مبارک منزل و فرخندہ جائے + رعیت وہان کی نہایت آباد
و شاد حسن مین ایک ایک پریزاد حور نژاد شعر خوشدل تھے سب وہان نہ کوئی دردمند تھا + وہ شہر تاجران جہان کو پسند تھا +
زمانۂ سابق مین حاکم وہان کا بادشاہ عالیجاہ سکندر وقار جم اقتدار عاقل و عادل رعیت نواز نہایت ممتاز قباد نامے تھا اُسکے عہد
عدالت مہد مین شیر بکری ایک گھاٹ پانی پیتے تھے سب آرام تمام بسر کرتے تھے نہ کسی کا خوف نہ خطر چوری کا کھٹکا نہ ڈاکے کا
ڈر اُس بادشاہ کا لشکر جرار بحد و بیشمار تھا سات لاکھ سوار کچھ تیغزن کچھ نیزہ دار چار لاکھ پیدل چھ سو حکیم چھ سو ندیم بارہ سو کرسی نشین اٹھارہ سو
دعویدار سلطنت کرور سوار کے افسر تیس ہزار غلام مرصع کلاہ زرین کمر چالیس وزیر خوش تدبیر تھے مگر ایک وزیر

سب وزیرون مین نامی سب مین گرامی تھا خوش رو خوش خو نیک روش نیکنام اسکا القش تھا وہ ہر وقت بادشاہ کا مصاحب و ہمدم رہتا تھا سایۂ عاطفت سلطانی سے بے غم نہ کوئی رنج نہ کوئی الم اسکو تھا اس القش وزیر خوش تقریر کا ایک دوست خوش کلام خوش انجام تھا کہ نام اسکا خواجہ بخت جمال بے عدیل و بے مثال تھا وہ مرد صاحب ہنر و باکمال تھا اولاد پیغمبر والا اقبال سے تھا دین جناب ابراہیم خلیل اللہ رکھتا تھا اور داماد حکیم جالینوس کا تھا القش سے اور خواجہ بخت جمال سے کمال درجہ محبت اور دوستی تھی دونون ایک جان اور دو قالب ہر وقت ترقی محبت کے طالب تھے کسی وقت دونون سوائے حضوری ملازمت بادشاہ جم جاہ جدا نہوتے تھے بلکہ ہر روز القش پہلے بخت جمال کے پاس آتا تھا یہان سے ہو کر خدمت بادشاہ عالم پناہ مین جاتا تھا اسیطرح چندمدت تک سلسلۂ محبت و رشتۂ الفت بہ ہزار فرمان برداری قائم رہا بلکہ ہر روز مستحکم ہوتا گیا یہ اسکو چاہتا تھا وہ اسکی دوستی کا دم بھرتا تھا راہ خلاف و کوچہ بدمزگی بہ پیرایۂ رنج و ملال قدم نہ دھرتا تھا گرفتار بحر فنا برائے ستم رسائی عاشق و معشوق وفادار تاک مین رہا کرتا تھا جو پل جو گھڑی جو ساعت جو دن جو مہینا جو سال گذرتا تھا بہت غنیمت تھا ایک دن اتفاقات روزگار دوست و رازی ستم سازی فلک بیدار سے صورت نفاق اس شوق و اشتیاق مین دکھلائی دی جیسی باہم دوستی تھی ویسی ہی عداوت پیدا ہوئی **مسدس**

ازبس کیا ستم فلک پیر دیکھیے | رنگ دراب کھائی ہے تقدیر دیکھیے | پیشانی کی وہ پیش ہر تحریر دیکھیے | زلف رسا کی بنگئی زنجیر دیکھیے
عاشق جو اپنا تھا وہی دشمن ہے جان کا | کیا رنگ ہے یہ گردش ہفت آسمان کا

القش وزیر علم نجوم مین باکمال تھا اور ستارہ شناسی مین دخل بے مثال تھا طالع بگردش ستارگان خوب دیکھتا تھا شمار دوازدہ برج و ہفت اختر اسکو بہت اچھا تھا ناگاہ ایک دن طالع خواجہ بخت جمال خوش مقال کو دیکھا بعلم نجوم صاف صاف حال سب معائنہ ہوا افسوس کیا خون جگر پیا دل نہایت گھبرایا جلد خواجہ بخت جمال کے مکان پر آیا سامنے اس یار کے رویا منہ اشک گرم سے دھویا خواجہ اسکا حال دیکھکر کمال بدحواس ہوا دل کو یارائے عالم ہراس ہوا کہا کیون بھائی خیر تو ہے کیا ہوا تمکو کیا صدمۂ عظیم پہونچا کون جدا ہوا کچھ بتاؤ حال سناؤ دل نہ دکھاؤ رو رو کر نہ رلاؤ القش نے کہا اے برادر بجان برابر آرام دل دوستان و اے راحت روح مشتاقان مجھپر عجیب و غریب حادثہ گذرا صدمۂ عظیم ہوا کہ روح قالب مین بیقرار ہے گریبان قبائے دل تارتار ہے چشم اشکبار ہے کچھ بندہ بے اختیار ہے دل کا یہ حال ہے کہ بیان اسکا محال ہے اتفاقیہ آج بیٹھے بیٹھے جو مین نے تمہارے طالع کو مطالعہ کیا یعلقہ جا گذا امر مجھے معلوم ہوا کہ چالیس روز تمہاری عمر کے باقی اور ہین بعدہ صدمہ و اندوہ غم و الم کے طور ہین **شعر** ہاے بھائی تم کہان پھر ہم کہان + جو ہے ہمدم و ہمدم وہ دم کہان + تمام عمر جسکے ساتھ صحبت عیش مین گذاری راحت و آرام سے زندگی بسر کی اب اس یار جانی شفیق جاودانی سے جدائی ہوگی ہمارے واسطے طالع برگشتہ کی برائی ہوگی افسوس صد افسوس ایک دن ہم تم زیر زمین ساکن ہونگے مفارقت کے سامان ظاہر و باطن ہونگے وہ گوشۂ قبر کی تنہائی دوست قدیم سے جدائی نہ یار نہ وفادار نہ مددگار نہ غمگسار نہ شفیق نہ رفیق نہ یگانہ نہ بیگانہ ایک دوسرے سے ناآشنا نہ ہمسایہ نہ نشان نہ پتا **شعر** نقد دنیا سے نہ کچھ بھی فائدہ ہم پائینگے + دولت اعمال اپنے ساتھ لیکر جائینگے + مگر اے بھائی خواجہ بخت جمال ایک بات ضرور فی الحال کرنا چاہیے یہی طالع سے معلوم ہوا سر بسر مفہوم ہوا اگر تم چالیس روز تک گھر سے باہر نہ آؤ کسی طرف کو قدم نہ اٹھاؤ کیا تعجب ہے اس آفت ناگہانی بلائے آسمانی سے بچ جاؤ حجرۂ تنہائی مین بیٹھے رہو یاد خدائے عز و جل کیا کرو کسی سے بات بالکل نہ کرو منھ سے مطلق نہ بولو جب یہ دن کٹ جائینگے اور گردش سیارگان کے نکل جائینگے پھر ہم تم اسیطرح مزے اڑائینگے خواجہ بخت جمال نے بصد رنج و ملال القش کے کہنے کو مان لیا سب اپنی کیفیت سنکے بدل منظور کیا ایک حجرۂ تنہائی مین اسیوقت سے جاکر بیٹھا یاد خدا و شکر رب العلی کرنے لگا حتی کہ انتالیس ناسی تحقیق

وصعوبت مین گذرے شکر بجالایا چالیسوان دن آیا سر سجدۂ خالق سے اُٹھایا اُس روز القش بھی خواجہ کے گھر گیا
اور بہت فرحناک ہوکر گلے ملا اور یہ اشعار بے اختیار زبان پر جاری کیے اشعار

کمال جوش پہ یہ دیدۂ پر آب آیا
سرور اب ہوا کاشانۂ دل محزون
چمن سے گھر مین مرے آج کیا گلاب آیا
وہ روز عید کی خالق نے صبح دکھلائی
نظر جو مجکو وہ خورشید بے نقاب آیا
شب فراق مین تم بھر نہ مجکو تاب آیا
ہزار شکر مرے گھر مین آفتاب آیا
سحر دماغ معطر ہوا بہار آئی

اے دوست صادق محب واثق خداے لایزال نے اپنا کرم فرمایا کہ تجھے مجکو پھر زندہ دکھایا اے بھائی بہ فضل باری بعد جان گزاری ہوا یہ مرحلۂ عظیم طے بہزار بیقراری و کردگریہ وزاری ہوا یہ روز شب غم ظلمت و سواد بخت بد نور کرم سے نکل گئے یہ ایام بد انجام تمام جلوۂ خورشید رحمت سے بدل گئے یہ گھڑیان کٹھن کی اب ٹل گئین گراتی ہی مفارقت سے میرے دل پر چھریان غم والم کی چل گئین اب عنایات خداوند دو جہان سے کبھی جدا نہونگے مدام خرم و شاد و آباد رہینگے لیکن اے بھائی آج یہ جی چاہتا ہے کہ عوض مین اس خوشی کے کسی صحراے دلکش کی سیر کرین سبزہ بیگانہ و یگانہ سے دل بہلائین گلہاے رنگارنگ کی فضا دیکھین طائران خوش الحان کی زمزمہ پردازی سنین اگر ہاتھ آئے تو کوئی صید شکار ہو شاد و دل بیقرار ہو جنگل مین منگل ہو ہواے سرد سے خاطر بیکل کو کل ہو معشوق پری چہرہ کوئی پہلو سے زیبا بدن بیٹھے سینہ بسینہ لب بہ لب رہے بوس و کنار بار بار شراب و کباب کا دور نادور ہو فی الفور خواجہ بخت جمال بشوق وصال معشوق حورخصال بہ غفلت انجام ناکام تھا موافق مقتضاے آیۂ کریمہ کہ اذا جاء اجلہم لایستاخرون ساعۃ ولایستقدمون ترجمہ اس آیت شریف کلام ربانی لفظ آمدن ناگہانی کا یہ ہے کہ حق جل جلالہ وعز شانہ اپنے کلام ہدایت نظام مین ارشاد کرتا ہے جو کچھ گذرنا ہوتا ہے وہ گذرتا ہے انسان کے واسطے جو امر وقت معینہ پر موقوف ہے وہ ضرور ہوگا وقت معاہدہ نہ ٹلیگا بیشک پیش آئیگا رنگ اپنا دکھائیگا انسان اُس امر اہم سے کب بچ سکتا ہے اپنی کیا بساط رکھتا ہے قطعہ اسکی عادت کا اور ہی نقشا + اُسکی قدرت کا اور ہی نقشا + شام غربت کا اور ہی نقشا + صبح غربت کا اور ہی نقشا + اب نقاہت کا اور ہی نقشا + زور و طاقت کا اور ہی نقشا + انسان بالکل بے حقیقت ہے ہواے نفس مجازی کی کیا اصلیت ہے زندگی کی کیا ہستی ہے اشیاے ادنی سے حیات اعلی کی پستی رہی ہر چند حباب بھی بے ثبات ہے مگر اُس سے کمتر انسان کی حیات ہے جب ملے فنا موج زن ہوا نام ونشان حیات مثل حباب مٹگیا جب طوفان اجل اُٹھتا ہے انسان کو کوئی چارہ نہیں ہوتا فنا ہو جاتا ہے قطعہ

سینہ کاوی ہے بلبل کی طرح یان بیفائدہ
چین سے کسکو فلک دو آپ ہی چکر مین ہے
جو ہے سیر پیر ہنستا ہے تو اے جوان بیفائدہ
ہو نشاط زندگی تو زندگی کا لطف ہے
مسکن اس بحر فنا مین کر نہ مانند حباب
ہے ہوس راحت کی زیر آسمان بیفائدہ
مثل مہر و مہ وہ گردش مین ہین جنکو اوج ہے
ورنہ ہے چون خضر عمر جاودان بیفائدہ
ہے جہان مین خواہش نام و نشان بیفائدہ
ڈال بانی پر نہ بنیاد مکان بیفائدہ
دیکھ غنچہ کو ہے آخر مثل گل پژمردگی
ہے فلک سے آرزوے عز و شان بیفائدہ

آمدم بر سر مطلب خواجہ بخت جمال

مردہ خیال نے القش وزیر کے کہنے کو تسلیم اپنے تئین سپرد حفاظت خداے علیم کیا ہر چند میعاد چہل روز تمام ہوئی آلام کے ساعتین اُس عہد بد مہد کی شمار سے باقی تھین چونکہ وعدۂ سفر ملک عدم بحکم خداے ذوالاکرام آپہونچا تھا پیک قضا پیام مرگ لیکر آیا خواجہ بخت جمال و القش وزیر بدخصال دونون گھوڑون پر سوار ہوے راہ صحراے سبزہ زار بہ ہوس شکار اختیار کی باتین کرتے ہوے آپس مین محبت کا دم بھرتے ہوے خوشی خوشی چہل ودلگی کرتے ہوے صحراے سبزہ زار مین پہونچے چہار طرف سیر دیکھنے لگے جب طرف نظر پڑی باغبان قضا وقدر کی قدرت دکھائی دی ہر سمت دشت پر بہار جا بجا گلہاے خودرو سے جنگل بالکل نمونۂ گلشن بیچار نسرین و نسترن کے غنچون کی چار سو بھینی بھینی خوشبو سبزہ کمال جوبن پر فوق جسکو ہر گلشن پر نگہت سے جنکی کے پھولون کی دماغ جان معطر ہوتا ہے سبزۂ بیگانہ پر ہر شاہد نگاہ جا جا کر کے ہوتا ہے چشمے حیرت جا بجا لبریز مین قمرے چہلین موج

خیز ہین سرو و شمشاد لب جو کھڑا جھومتا ہے جب جھونکا ہوا کا آتا ہے زمین بوس ہو کر قدم چومتا ہے طائران خوش الحان سے شاخہاے نو دمیدہ پر چہچہے قمری کی کوکو طوطی کے قہقہے بلبل کی زمزمہ پردازی مرغ نواسنج کی زبان درازی عجیب و غریب اُس صحرا سے پُر فضا کی بہار ہے کہین سبزہ زار کہین لالہ زار ہے **اشعار** صد ہزاران گل شگفتہ در دو + سبزہ بیدار و آب خفتہ در دو + دیگر پہاڑون پر اگا تھا ایسا سبزہ + زمرد گون تھا جس سے صحن صحرا + بھرا نہرون مین ہر جا آب شفاف + تکلف کا نہایت اور بہت صاف + **خواجہ بخت جمال و القش** وزیر جمال سیاح دشت محبت سیاح دریاے مودت پر کرتے ہوے ایک مقام پر پہونچے وہان سے دیکھا کہ سامنے ایک باغ عشرت کن دلربا نظر آیا ہوا سے سرو نے آنکی غنچہ دل پژمردہ کھلایا **القش** وزیر **خواجہ بخت جمال** کو ساتھ لیے ہوئے دعا کرنے پر دل دیے ہوے اُس باغ مین پہونچا ہر نہال تر و تازہ ہر گل شگفتہ ہر غنچہ نو بستہ شاداب ہر ایک حوض و نہر پر از آب زمین بوس شاخین نہالہاے بار دار کی پھلا ہوا ئین بہار کی خزان کا نام نہین صیاد کا کام نہین تیرون پر سبزہ نو خیز نکہت گلہاے رنگا رنگ ال آویزان لالہ کے نظارے نرگس کے اشارے چنبا کا مسکرانا بیلے کا البیلا پن دکھانا سوسن کی زبان درازی گل مہندی کی فسون سازی سرو کا لب جو اکڑنا نخل خشک کا حیرت سے گڑنا مرغان چمن کا شور کہین ہو کہین بلبلون کا چہکنا قمریون کی کوکو زاغ کا بہکنا طائرون کی پکار ہر بہار و شاداب رانگلزار معلوم ہوتا تھا نو بہار کو چمن کا مہتمم کیا ہے گل ریحان سے ہر روش کو بھر دیا ہے کہین سنبل پیچدار کہین لالہ با دل داغدار کسی جانب نسترن کسی سمت سمن دیا ہمن گل شبو کے پھول خوشنما دمعقول باغ میں جھیلین جنکا موافق عرض و طول ناظرین پر واضح ہو کہ یہ باغ دلکش جسکو دیکھا کرے ہر اک معشوق خوروش **القش** وزیر کے باپ دادا کا بنوایا ہوا بہت ہی آراستہ و پیراستہ نہایت پر فضا تھا **نظم**

ہوا ہر سبزہ اش گوہر گسستہ	زمرد را بہم داریدہ بستہ	بہر گنجش ریاحین بر دمیدہ	بساط خرمی ہر سو کشیدہ
بنفشہ تار زلف افگندہ بر دوش	کشادہ باد نسرین را بنا گوش	[illegible] ہوئے پیدا	جو بن تھا بہاری ہو ہوا ہے پیدا
ای جنون خار ہون صحرا کی ہوا ہے پیدا	آبلے جھڑتے ہین اپنی کف پا سے پیدا	لالہ و گل ہر چمن مین ہر تو فلک ہے شفق	رنگ کیا کیا ہے جو خون تھوکے سے پیدا
دلکشی آج وہ ہرن دے کر نے جلتے	گل کی ہر بات ہو تھے جو ذرا سے پیدا	تخت پر یون ہے آراستہ جو دیوانون کے	یا رب ایسی کوئی آندھی ہو ہوا ہے پیدا
دھوپ مین قد جو نکلتا ہے کبھی ہر شبہ حسن	سایہ ہوتا ہے پر و بال ہما سے پیدا	مشک بو زلف کا ہے لطف رخ رنگین پہ	سنبل الطیب چمن مین ہو بلا پیدا
شاہد گل کو ہے مقصود شکار بلبل	تتلیان باغ مین گلچین ہوتی ہین حنا سے پیدا		

القش وزیر **خواجہ بخت جمال** کو ساتھ لیجا کر بارہ دری مین مسند زرین بچھوا کر بٹھایا وہ بارہ دری کی آرائش کہ جسکی صفت ثنا مین شاخ قلم بہار یہ رقم رنگ آراستگی و پیراستگی اسکی دیکھکر عجیب رنگ پر تکلف چھت گیریان بصد شوکت و شان زر بفت کے وہ پردے کہ حجاب فلک کو ہر اک خجل کردے فرش فروش آراستہ ہر جگہ ہر چیز پیراستہ جھاڑ کنول گیلاس ہر رنگیان جا بجا دیوار گیریان بصد شوکت و شان چارون طرف آئینہ ہندی تصویرین معشوقان پریچہرہ کی لگی ہوئین کشتیان شراب ناب کی قابین کباب نایاب کی پاندان خاصدان پیکدان کا لگن مزین و مصفا نہایت پسند خاطر سامان عشرت از **خواجہ بخت جمال و القش** وزیر آل تماشے مین گل و سنبل گلشن حیرت افزا کے مشغول ہوے گویا گو ہر تمنا سر بسر حصول ہوے جام مے ارغوانی کا دور ہوا گردش فلک کج رفتار کا رنگ اور ہوا **القش** نے جام شراب در کنار بادہ خون ناب کا ہاتھ مین لیا اور ساغر لبریز کرکے **خواجہ بخت جمال** کو دیا **خواجہ بخت جمال** نے وہ جام بادہ سرخ منھ سے لگایا اور یہ شعر آبدار بپاس جوش خمار بہ الفت یار پڑھکر سنایا **شعر** گر یار تو پلائے تو پھر کیون نہ پیجیے + زاہد نہین مین شیخ نہین کچھ ولی نہین + پھر وہ جام شراب بصد اضطراب غٹ غٹا کر پی لیا اور نشہ مین آکر جھومنے لگا پھر یہ **مطلع** دلفریب بے صبر و شکیب پڑھا **مطلع** رنگ آج کچھ دکھائیگا ساغر شراب کا + جلوہ نظر پڑا ہے مجھے آفتاب کا + زاہد نہیٹ عیال ہمد روز حساب کا + بہتر کیا جو پی لیا ساغر شراب کا + **خواجہ بخت جمال** نے خالی جام کرکے **القش** کو دیا اور کہا بھائی تم بھی نوش کرو **القش** نے جام شراب بھرا اور پینے لگا **خواجہ بخت جمال** نے یہ اشعار گہربار زبان خوش بیان پر جاری کیے **اشعار**

ہے جب دست یار مین ساغر شراب کا
دریا بہ خون کیا ہے تری تیغ نے رواں
اللہ رے بہار آنکھ شب جمال
الفت جو زلف سے ہے دل مبتلا کو
شوق غم مین عرق افشان ہے آدیار

کیوڑے کا ہو گیا ہے کٹورا گلاب کا
حاصل ہوا ہے رتبہ سرون کو حباب کا
روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا
طاؤس کو ہے عشق نہ پنگا سحاب کا
چتر کا وہ ہو رہا ہے زمین پر گلاب کا

صیاد نے تسلی بلبل کے واسطے
ای موج بے لحاظ سمجھکر شتابیو
مسجد سے میکدے مین تجھے نشہ لیگیا
مخمور جو ہوا عرق رخ سے وہ دہن
ساقی کے دور کھینچنے سے کیا ہے دم ہرا

کنج قفس مین حوض بھرا ہے گلاب کا
دریا بھی ہے اسیر طلسم حباب کا
موج شراب جادہ تھی راہ صواب کا
مضمون مل گیا مجھے چاہ گلاب کا
انگور سے جوش آتا ہے کھینچا گلاب کا

خواجہ بخت جمال و الفقش زیر شراب پی کر اور گزک و کباب سے گن ہوئے میٹھی میٹھی باتین گھل مل کر مثل شیر و شکر کے کرنے لگے انکی لنترانی انکی خوش بیانی گلون مین بارہین مزے مزے کی باتون کی چاہین الفت و محبت کا جوش نشہ شراب مین کچھ ہوش کچھ بیہوش تھا کہ ایک **الفقش** زیر واسطے پیشاب کے اٹھا ایک گوشہ باغ مین گیا بیٹھکر پیشاب کیا استنجے کے واسطے ایک مقام سے ڈھیلا اٹھایا ایک سوراخ نظر پڑا اسے کھودا تو ایک غار عمیق دکھائی دیا اسکو ایک تعجب سا ہوا کچھ پہلے سوچا پھر اس گڑھے مین اتر گیا وہان دیکھا کہ ایک دالان وسیع و رفیع مثل تہ خانے کے بارہ در اور چار جانب دشمند الون مین آفتاب کی ضیا ہے چھت مین قلابے لگے ہین سونے چاندی کی زنجیرون کے اسمین حلقے پڑے ہین ان زنجیرون مین مٹکے سونے چاندی کے پر از جواہر و ضیا و گوہر بے بہا روپیے اشرفیان متعدد کھر ہوئے لٹکے ہین معلوم ہوتا ہے کسی کا خزانہ ہے مال و دولت لازوال ہے وہ مقام بھرا ہے دیکھتے ہی منہ مین پانی بھر آیا خوشی سے جامہ مین سمایا بند قبا ٹوٹ گئے اس دغلے کے چھکے چھوٹ گئے ایسی خوشی ہوئی کہ شادی مرگ ہو گیا غبار دل کا آب دولت لازوال سے دھو گیا مگر فوراً یہ بھی خیال دل بد مآل مین آیا کہ خواجہ **بخت جمال** ہمراہ ہے اس سے نہایت دوستی کی راہ ہے اگر اسپر یہ راز ظاہر ہوا اور وہ حال سے ماہر ہوا بیشک وہ حصہ بانٹ کرکے خزانہ لے لیگا اگر میں نہ دونگا بادشاہ کو خبر کریگا سارا مال خزانہ ضبط ہو جائیگا سوائے افسوس کے ایک حبہ ہاتھ نہ آئیگا صلاح وقت یہ ہے کہ **خواجہ بخت جمال** کو فوراً مار ڈالنا چاہیے پھر چین سے بے کھٹکے عیش و عشرت کرین لیکن خواجہ کے نون سے ضرور ہاتھ بھرین یہ سوچکر وہان سے اٹھا پھر اس مقام سے باہر آیا اس غار کو مٹی سے چھپا دیا نشان اسکا مٹا دیا اور آکر پہلوے خواجہ مین بیٹھا پھر اسیطرح ہنسنے بولنے لگا تھوڑی دیر کے بعد خدمتگارون کو بلایا اور یہ باعلان سنایا تم لوگ جاؤ اسی وقت ہمارے مکان پر اور شراب و کباب کی کشتیان اور رنگا رنگ الوان جسمین ہر رنگ کا کھانا ہو اپنے ہمراہ لاؤ اور شام کو فرش خوابگاہ ہم دونون کے واسطے بچھاؤ آج ہم شب کو اسی باغ مین رہینگے ہمسایہ گلہائے عنبر بیز مین بسینگے یہ کہکر سب ملازمون کو تو ادھر روانہ کیا اور آپ کچھ فقرے دھوکا دینے کے کرنے لگا تو خواجہ **بخت جمال** کو جھپٹ کر نیچے مار اور چت کرکے چھاتی پر چڑھا اور خنجر آبدار کھینچ کر قصد ذبح کر ڈالنے کا کیا **خواجہ بخت جمال** بصد رنج و ملال یہ دیکھکر گھبرایا دل مین مضطرب ہو یہ خیال آیا کہ آج پیمانہ عمر لبریز ہوا دوست کا دوست پر مثل دشمن کے خنجر تیز ہوا ایک آہ سرد بھر کے کف افسوس ملے دفعۃً ذاموش ہو گئے محبت کے دو بول آنکھون مین آنسو بھر کر کہا ای یار وفادار میری کیا خطا ہے جو مجکو قتل کرتا ہے میرے خون ناحق سے ہاتھ بھرتا ہے اس وقت تک مثل شیر و شکر ہم تم دونون بارہم عیش و عشرت مین مشغول تھے طریقہ محبت والفت معقول تھے یکایک کیا دل مین سمائی کہ شمشیر خونریز مجھپر اٹھائی یہ کہکر ٹھنڈھی سانسین بھرین اور یہ شعر پڑھا **شعر** یار اغیار ہو گئے اللہ کیا زمانے کا انقلاب ہوا + پھر الفقش سے کہا ارے تجھکو بیٹھے بیٹھے کیا ہوا بقول شاعر ایسی کیا بات تیرے دل مین سمائی ظالم + دفعۃً سب وہ رہ و رسم بھلائی ظالم + کیون نجومیون نے بتایا تھا کہ چالیس روز تک سخت ہین یہ ایام بدبخت ہین گھر سے نہ نکلنا مقام خوابگاہ سے اپنے نہ ٹلنا اسی طرح زندگی کا سبب بتایا تھا خیال فاسد دل سے بھلایا تھا **شعر** چو از چنگال گرگم در ربودی + چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی + بخدائے لایزال و بعزت و جلال پیدا کنندہ بے مثال میرا مرنے کو جی نہین چاہتا ہے تو کیون مجکو ذبح کرتا ہے مین بے قصور ہون بدکرداری و بدخلقی سے دور ہون مجکو بے قصور ذبح نہ کر میرے خون ناحق سے ہاتھ نہ بھر دیکھ پچھتائیگا میرے مار ڈالنے سے تجھکو سر دست کچھ ہاتھ نہ آئیگا **قطعہ** جو کوئی کسیکو آج کلپائیگا + یہ یاد رہے وہ بھی نہ کل پائیگا + اس دار مکافات مین سن ای غافل +

بیداد جو کی آج تو کل پائیگا دیگر مپنداشت ستمگر کہ ستم برمن کرد ٭ برگردن او بماند برمن بگذشت ٭ ای یار وفادار ای القش وزیر باتدبیر
سن یہ دنیا چار دن کی زندگانی ہی مفت میری جان لیتا ہی کیون آپ خنجر خون چکان مجکو پیٹ کو دیتا ہی یہ خصلت گوش دل سے
نکال میری نصیحت پر کر خیال شعر نیکی کرے نیکی لے بدسے بدی کی بات سے ٭ کیا خوب سودا نقد ہی اس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے ٭
اپنی حرکت ناشایستہ سے باز آ میرے قتل سے ہاتھ اٹھا جسوقت خواجہ بخت جمال پر ملال نے نصیحتانہ کلام نیک انجام سنائے
اور سب پہلو اپنے بچنے کے دکھائے القش وزیر بے توقیر کے بھی آنکھون مین آنسو ڈبڈبا آئے مگر طمع دولت خزانہ سے
آمادہ قتل خواجہ رہا نہ ہاتھ اٹھایا نہ پاؤن ہٹائے بیعزتی اور بدجہتی سے جواب دیا کہ ای خواجہ بخت جمال میرا بھی
تجکو قتل کرنے کو جی نہین چاہتا ہی مگر سبب ہی ایسا ہی کیا کرون مجبوری کا عالم ہی مجکو خود تیرا غم ہی لیکن بدون تجکو مار ڈالے
کوئی چارہ نہین اب تیرا جینا مجکو گوارا نہین سن کیفیت تیرے مار ڈالنے کی یہ ہی کہ مجکو اس باغ مین ایک خزانہ
بیگانہ و دولت لازوال بہت بڑا مال ہاتھ لگا ہی جسکی کچھ حد ہی نہ انتہا ہی مین جانتا ہون اگر تجکو معلوم ہوگا تو نصف ضرور
اسمین سے لیگا مین کیون ایسی نادانی کرون کہ تجھے کہون تجکو قتل کرنا بہتر ہی کہ پھر کوئی فساد ہی نہ رہے اسی سبب سے
مین کہتا ہون کہ یہ جھگڑا مٹا دون بنیاد فساد کھود ڈالون یہ خیال تال رہ رہ کر آتا ہی کہ جو سنیگا وہ ظالم کہیگا پھر اچھا
زمانہ جو کچھ کہیگا تو کہے تا حشر نام اپنا شریک ظالمون مین رہیگا تو رہے بس ای خواجہ بخت جمال اتنے کے واسطے
جھگڑا اور فساد دنیا مین باقی رکھون اور فتنہ انگیز کو نہ دور کرون یہ قول شاعر تو نے نہین سنا ہی شعر خداوندان
بکام نیک و بختی ٭ چرا سختی کشند از بہر بہ سختی ٭ خواجہ بخت جمال نے کہا ای القش وزیر مین قسم اُس
خدائے لایزال صاحب عز و جلال کی کھاتا ہون کہ جسکے قبضہ قدرت مین تمام عالم کی جان ہی اور دردہی پیدا کرنے والا اور
ملک و غلمان و رضوان بشر و پری جان کا ہی اور وحشیان وطائران کا خلق کرنے والا ہی مین ہرگز ایک حبہ اس دولت
بیزوال مین نہ لونگا اور نہ بادشاہ جمجاہ سے خبر کرونگا لیکن تو مجکو چھوڑ دے میرے قتل سے منہ موڑ بلکہ اسکے عوض مین جو کچھ میرے
گھر مین مال و دولت و مایہ و بساط انبساط مجھ بے بساط کی ہی وہ سب تو لے لے اور تجھے دست بردار ہون مین اپنی بی بی کا ہاتھ
پکڑکے کسی طرف نکل جاؤن اس شہر مین نہ رہون رخ بھی نہ کرون القش نے کہا مین ہرگز تیرے قتل سے باز نہ آؤنگا اور
تجکو امان نہ دونگا خواجہ بخت جمال عالم ملال مین تھا مگر بے اختیار ہنس پڑا اور کہا او ظالم بدکیش جفا اندیش شاعر کہتا ہی
شعر دیدی کہ خون ناحق پروانہ شمع را ٭ چندان امان نداد کہ شب را سحر کند ٭ ای القش وزیر انشاء اللہ تعالی بحول
قوت الٰہی جل جلالہ جیسا ستار و غفار ہی ویسا ہی جبار و قہار بھی ہی بروز حشر و نشر منتقم حقیقی جب برائے انتقام تجھ سے
سوال کرے گا یہ بتلا تو کیا جواب دیگا ای القش تو نہین جانتا کہ وہ روز کیسا ہوگا اللہ اکبر وہ میدان حشر
لق و دق کہ جسکی حدود ہی سوائے پروردگار عالم کے کوئی نہین جانتا اور مقامات کو اُسکے کوئی نہین بیان کرسکتا تانبے کی زمین بحکم
رب العالمین بلندی آفتاب جہانتاب قریب سوا نیزے کے حدت و تمازت اُسکی بیحد و انتہا کہ جسکی گرمی سے اہل محشر تابہ کمر اپنے
پسینہ مین غرق یہ فقرے وارد حدیث صحیحہ ہین اسمین سرمو نہین فرق سب اہل محشر مرد و زن خرد و کلان بلکہ تمام انبیا اور
اولیا اور اوصیا اور اتقیا نفسی نفسی باآواز بلند پکارتے ہونگے اور اپنی بخشش اُس غفار الذنوب سے طلب کرینگے
مگر وہان کوئی کسی کا آشنا نہوگا نہ کوئی کسی کی اُس عالم یاس خوف و ہراس مین دستگیری کرے گا یہ کہتے کہتے
خواجہ بخت جمال بصد حزن و ملال تھرانے لگا اور آنکھون سے باران اشک مثل دیدۂ سرشک سحاب برسایا
اور یہ قطعہ پڑھنے لگا قطعہ گنہگار ہون روز شمار کیا ہوگا ٭ یہ ڈر ہی اے مرے پروردگار کیا ہوگا ٭ تری تو رحمت بیحد کا کچھ
حساب نہین ٭ کریم میرے گنہ کا شمار کیا ہوگا ٭ دیگر کیا داد خواہ ہو کوئی اُسکے قتیل کا ٭ عاشق کے خون کو حکم ہی آب سبیل کا ٭

اے القش وزیر ذرّے ذرّے کا حساب بیباق ہوگا دنیائے ناپائدار پرستش سبب بیشمار ہو پروردگار کا گنہگار ہو وہ بعد سزا و جزا کے رستگار ہو جو دوسرے کا خطاوار ہو اسکی بخشش دشوار ہو کیونکہ خداوند کریم ملائک سے خطاب کریگا کہ اس بندۂ عاصی سے کہو کہ تو اپنا گناہ اُس سے بخشوا جسکا قصور کیا ہو برائی لیکے بھلائی کو دور کیا ہو شعر جلیگا نار مین اسکی سزا دیوینگے + وہ بخش دیگا تو پھر ہم بھی بخشدیوینگے + اے القش وزیر اب جو تو میرے سمجھانے کو نہیں مانتا اور میرے خون سے دست بردار نہیں ہوتا تو یہ بتا اُس دن کیا ہوگا فقط اپنے عظیم گناہ پر روتا ہو اگر تو اس فعل کا منکر بھی ہوگا تو یہ خنجر خون ریز تیرا گواہی دیگا ہر ایک عضو تیرا شہادت دینے پر آمادہ ہوگا کہ بیشک یہ اس فعل کا مرتکب ہوا کیون دنیا کے واسطے دین کھوتا ہو دریائے معصیت مین اپنے کو ڈبوتا ہو اے نادان پردۂ غفلت دیدۂ دوربین سے ہٹا یہ بارِ کوہ معصیت سر پر نہ اُٹھا دولت چند روز کے لیے مجھ ایسے دوست صادق محب واثق کو ذبح نہ کر میرے خون ناحق سے اب بھی درگذر تو نے یہ شعر کسی شاعر کا نہیں سنا ہو کس خواب غفلت مین سو رہا ہو شعر کسی پاس دولت یہ رہتی نہیں + سدا ناؤ کاغذ کی بہتی نہین + ارے بیوقوف کیون چھپا چھپت کر مجکو برائے ذبح گھیرتا ہو ناحق اس روپیہ کی غرض مین مجھ بیکس کی حلق پر خنجر خونخوار پھیرتا ہو شعر جو تجھسے محکمے مین حشر کے حاکم نے کچھ پوچھا + تو سُن لینا کہ پردہ کھل گیا قاتل کے دامن کا + القش نے کہا کچھ ہوا تو مین نے خنجر کھینچا گلے پر تیرے رکھ چکا اب مجکو کچھ خیال نہین دہشت تامل نہین جب حشر ہوگا دیکھا جائیگا آج تو تیرا قتل ہونا عیش دکھائیگا جب تو خواجہ بخت جمال نے کہا کہ معلوم ہوا میری موت آگئی پردۂ دنیا پر اتنی ہی زندگی تھی رشتۂ حیات قطع ہوا ملک الموت کو حکم قبض روح مل گیا شربت اجل پینا ہوگا دنیا مین اب نہ جینا ہوگا زندگی محال ہو بیکار قیل و قال ہو خیر اے القش وزیر جب تدبیر آخر تو مجکو ذبح کرتا ہو خدا سے نہیں ڈرتا ہو یہ بندۂ پروردگار بحالت اضطرار رہتا ہو گر خیر اتنا کہے دیتا ہون اسکو تو یاد رکھنا خبردار بھول نہ جانا کہ دنیا ناپائدار ایک سرائے خراب ہو ہر شخص یہان پا تراب ہو ہمیشہ کسی کا یہان قیام نہیں اگر صبح ہوئی تو شام نہیں کوئی آیا کوئی روانہ ہو دن رات یہان کا یہی کارخانہ ہو قطعہ

یہ دنیا وسعت کی حیرت کی جا ہو | چلا جاتا ہو کوئی چل چکا ہو | وہان ہر بھی کچھ یہان لطف کیا ہو | یہ دار فنا ہو وہ ملک بقا ہو
دکھاتا ہو سبکو نیا طور عالم | یہ کچھ اور عالم ہو وہ اور عالم | غرض حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہیں ہو | مثل حباب بحر جہان ہو گر کے

قرار نہیں ہو کسی کو بقا سوائے ذات پروردگار نہیں ہو دیکھ بڑے بڑے شاہان عالی تبار اس دنیا ناپائدار سے کوچ کر گئے اور انکی قبرون کا نام و نشان بھی باقی نہیں ہو اکثر شاہون کی قبرون کا نشان بھی ہو تو کوئی دلسوز انکی تربت پر شمع روشن نہیں کرتا اور نہ پھولون کی چادر چڑھاتا ہو نہ برسون کوئی انکی لحد کی درستی کراتا ہو نہ سورۂ فاتحہ کوئی انکی قبر پر پڑھتا ہو اب آخری وصیت میری تو یاد رکھنا خبردار بھول نہ جانا کہ زوجہ میری حاملہ ہو عنقریب وضع حمل ہونے والا ہو ایک توڑا اشرفیون کا اسکو بیوہ جنگر لیجا کے دیدینا اور اس سے یہ کہدینا کہ شوہر تمھارا ایک تاجر کا ملازم ہوکر سفر کو گیا ہو یہ توڑا اشرفیون کا پیشگی اپنی تنخواہ لیکر بھیجا ہو تمکو یہ برائے آب و خورش بہت ہو کم نہیں اُسکے جانے کا کچھ رنج و غم نہیں ہو اور یہ پیام ناکام بھی یاد کر کے عرض کرنا کہ خواجہ بخت جمال پُر ملال نے کہا ہو کہ اگر تمھارے یہان بیٹا پیدا ہو تو اسکا نام بزرجمہر رکھنا اور اسکی پرورش و تعلیم مین کوئی دقیقہ نہ اُٹھا رکھنا آوارہ نہ ہونے دینا ہر ایک علم و ہنر اور کمال مین سر بسر طاق شہرۂ آفاق کرنا اور اگر بیٹی پیدا ہو تو اسکا نام تم اپنی تجویز سے رکھنا تمکو اختیار ہو مگر اے القش میرے قتل ہو جانے کی خبر اسکو نہ پہونچانا کہ حاملہ کا قلب بہت نازک ہوتا ہو اگر وہ میرا قتل ہونا سنیگی اپنا حال سقیم کریگی بیٹھ کے رویگی جان اپنی کھوئیگی لڑکا شکم مین ہلاک ہوگا ایک خون کے ساتھ دوسرے خون کا بھی ذمہ دار تو ناپاک ہوگا یہ بھی ایک محبت خیر تجھپر ختم کرتا ہون اور مین پھر کیت مرتا ہون یہ کہکے خواجہ نے القش سے کہا بسم اللہ اب تو فعل گناہ قتل پر مستعد ہو جو منظور ہو وہ کر یہ کہکے پھر شعر زبان پر جاری کیا اور سر جان دینے پر

جھکا دیا شعر تمنائے دل کچھ نہ حاصل ہوئی ؁ ہما ہے عدم جان داصل ہوئی ؁ پھر کلمۂ توحید شہادت رب مجید بصد رنج و ملال
خواجہ بخت جمال پڑھنے لگا اور الققش وزیر نے اُس خنجر خونخوار سے ذبح کر ڈالا بار گناہ اُس بیقصور کا اپنی گردن پر لیا
لاش کو اس گناہ کے اُسی جگہ دفن کیا مطلق دل پر اسکا غم و الم نہ لیا اُسی طرح چہرہ بحال خوش حال بالکل رنج و ملال خنجر
بدچہ گریبان میں کیا صحن باغ میں ٹہلنے لگا دیکھا کہ اُس گلشن بیخزان میں چار طرف اداسی ہو گئی سحاب غم و الم باغ پر
چھا گیا گویا خون ناحق برسنے لگا ہر گل گریبان چاک نظر آتا ہے تھالوں میں نہالوں کے بجائے آب خون بھرا ہے شاخہائے
باردار زمین سے ٹکراتی ہیں اثمار اشجار بصد حزن و بیقرار گرے جاتے ہیں نرگس اشکبار غم سے لالہ داغدار
سوسن کی زبان بند ہر گل دردمند سوگوار نسترن دنسترن صورت عزا خانۂ صحن چمن سنبل کو درد و الم سے پیچ و تاب عرق
عرق اندوہ سے گلاب اکثر گل دوش پر شال عزا ڈالے ہیں غنچے سر بستگی غم سے فقط زبانیں نکالے ہیں بلبلوں کو عوض
نغمہ سنجی کے نالہ و زاری ہے مرغان چمن کو صدمہ و اندوہ سے بیقراری ہے نہروں کا پانی جوش مارتا ہے ہر حباب ساحل
سے ٹکراتا ہے سبزۂ ہر روش مرجھا گیا ہے ترک ملال نے پامال کیا ہے الققش جس طرف دیکھتا ہے ماتم سرا نظر آتا ہے
ہر گوشۂ چمن کلبۂ احزان ہے بار ہ دری بھی گویا ویران خزان کی آمد رخصت بہار ہے سینۂ دل خود بخود بیقرار ہے سموم
تتی ہوئی چلی آتی ہے نسیم سحر اُلٹے پاؤں پھری جاتی ہے گلچینوں کا ہجوم ہے صیاد کی دھوم ہے عنادلوں نے آشیانے چھوڑے
ہیں طائران خوش الحان نے باغ سے منھ موڑے ہیں الققش وزیر یہ نیرنگی گلشن شاداب دیکھکر گھبرا گیا
طوطے ہاتھ پاؤں کے اُڑ گئے کلیجہ منھ کو آ گیا اتنے میں سب ملازمان دولت حاضر خدمت الققش وزیر ہوئے
مصاحب ہمراز نے مالک کو متفکر و متردد بصورت اندوہ و الم دیکھکر استفسار حال کیا مثل خود بدولت رنج و ملال
کیا مضطر ہو کر پوچھا اے وزیر باتدبیر آپ کا مزاج کیسا ہے خواجہ بخت جمال کہاں تشریف لیگئے آپکو غم و الم
دے گئے الققش وزیر نے کہا مجھکو فکر و تردد ہے وہ قابل بیان نہیں دل برا بے ٹھکانے ہے جان میں جان نہیں
خواجہ بخت جمال بیٹھے بیٹھے سیر چمن کو اُٹھے اسی باغ میں غائب ہو گئے نہیں معلوم کیا ہوا کہ میری
صحبت سے غائب ہو گئے بہت تلاش کیا پتہ نہ لگا کدھر چلے گئے کیا ہوا اُس وقت سے میری طبیعت کا یہ حال ہے
برادر خواجہ بخت جمال کے چھپنے کا ملال ہے ظاہر میں یہ رنج و غم کرتا ہوا بارہ دری میں آیا سب کے سامنے

یہ اشعار زبان پر لایا **اشعار**

تجھے اے شہسوار حسن اگر سفاک ہونا تھا
تجھے اے توسن عمر رواں چالاک ہونا تھا
محبت قیس کی لیلیٰ کے دل میں کیوں اثر کرتی
اسے لیلیٰ ہی کے کوچے میں مثل خاک ہونا تھا
خدا کا گھر ہے تو یا دل بتان کو کیوں جگہ دی ہے
نگاہ ناز کو اے شوخ کچھ بیباک ہونا تھا
طبیعت میں ہے جیسے بخل تو دنیا کی ہوتی ہے
مری قسمت میں او ظالم تجھے سفاک ہونا تھا

تجھے اے دل جو محو رخ آتشناک ہونا تھا
تو میرے سر کو پہلے بستۂ فتراک ہونا تھا
جلاتے ہی ہمیں کشتہ جو کرتے حال سب کے
پھٹا تھا یان گریبان جگر کو چاک ہونا تھا
محبت میں ہوئی شہرت کا باعث اپنی گت مے
تجھے تو اے دل ان جھگڑوں سے بالکل پاک ہونا تھا
اسے کہتے ہیں مستی خود پرستی اسکے معنی ہیں
مقرر اہل زر کو صاحب امساک ہونا تھا

تو جل جلکر محبت میں کسی کے خاک ہونا تھا
پڑا رہتا ہے گر اس تنگنائے دہر میں برسون
کبھی تریاق بھی بنتے اگر تریاک ہونا تھا
بگولے کیطرح صحرا بصحرا کیون پھرا مجنون
ہمارا نام ہشت شکرۂ افلاک ہونا تھا
بنے تھے دلربا جب تم تو پھر شرم و حیا کیسی
ہٹے پر بھی سبو و خم کی جھکو خاک ہونا تھا
محبت کی تھی میں نے اور ہی کچھ جان کر تجھے

یہ اشعار عبرت آثار الققش وزیر پڑھکر سکوت میں گیا مصاحبوں نے
اُنکے دل بہلانے کے لیے باتیں شروع کیں اور سمجھا کر ہاتھ منھ دھلوایا کھانا کھلوایا شب اُسی باغ میں بسر کی مگر
صبح تک عجب دل کو تلاطم رہا بیک ہوش و حواس گم رہا سب ملازم جاگے مصاحب خاص آ کے سلام گذرنے لگے

دل وہی کی باتین کرنے لگے مگر خوش برخاستہ ہوش آسی حال فکر آل مین یہ اشعار پڑھے سب سننے لگے **غزل**

دم شمشیر کے موج نفس مین یان روانی ہے
مرا یہ داغ دل بے داغ لالے کی نشانی ہے
نسیم صبح سے مرجھایا جاتا ہون وہ غنچہ ہون
قفس مین نے بہت تڑپا چرخ کی کہانی ہے
شب فرقت نہین یہ واسطے شبنم بچھانے کے
ہزار اجلیان پر پھولون کی چادر چڑھانی ہے
کوئی ویرانہ آتش کوئی آبادی نہین باقی

لگے تک حسرت جلائین لوہے کا پانی ہے
دل نازک نہین تاب جمال یار لائے گا
وہ گل ہون مین جسے شبنم بلائے آسمانی ہے
خرابی سے ارادہ ہے مکان تعمیر کرنے کا
یہ بدبختی نے کمل لا کے میرے سر پہ تانی ہے
ارادہ عرش اعظم کا ہے آہ صبح گاہی کو
تلاش گوہر مقصود مین کیا خاک چھانی ہے

چمن مین جا کے گل آنکھون سے دیکھون داغ لالہ کا
مجھے پردے مین عزرائیل کو صورت دکھانی ہے
عبث کرتا ہے واعظ میرے آگے ذکر قصون کا
گرا کر قصر تن کو گور کی منزل اٹھانی ہے
الٰہی طول عمر خضر دے بادبہاری کو
در فرماد رس پر چل کے اپنی عرض رسانی ہے
یہ غزل پڑھ کر **الفقش** وزیر بدتدبیر

اٹھا اور اُس خزانہ مین آیا ایک توڑا اشرفیون کا لیا اور **خواجہ بخت جمال** خوش نال کے گھر پہونچا زوجہ کو تسلی
دلا یا لیکن غم شوہر مین روتا ہوا پایا **الفقش** نے کہا کیون روتی ہو آنسو نہ بہاؤ یہ توڑا اشرفیون کا لیجاؤ اور خاوند تمہارا **خواجہ**
بخت جمال ایک تاجر کے ہمراہ ملازم ہو کر گیا ہے یہ توڑا اشرفیون کا اپنی تنخواہ پیشگی لیکر بھیجا ہے بعد ازان جو کچھ
کہ **خواجہ بخت جمال** نے وصیت کی تھی وہ سب اُسکی زوجہ سے بیان کی زوجہ مفارقت شوہر سے نہایت بیقرار کمال
اشکبار ہوئی آخرکار رہ سوگوار مہجور ستم رسیدہ الم کشیدہ وہ توڑا اشرفیون کا لیکر اوقات بسر کرنے لگی زندگی کے دن صدمہ اور
اندوہ مین بھرنے لگی ہر روز شوہر کا انتظار مضطر و بیقرار آنکھین جانب دررہ گذر برلب گوش بر آواز مردمان حیران و پریشان **شعر**
نہ جیتی تھی نہ مرتی تھی عجب عالم مین رہتی تھی وہ لبون پر آہ تھی یوان جدائی دل پہ سہتی تھی مگر **الفقش** وزیر بدتدبیر **خواجہ بخت جمال** کی
زوجہ کو اشرفیون کا توڑا دیکر جب باغ سے اُس خزانہ بیگانہ کو نکلوایا بہت خوش و خرم دماغ عرش اعلیٰ پہ دمبدم گل شگفتہ
بیدار بخت خفتہ دن عید رات شب برات ایک مکان عالیشان وہ قصر شاہانہ بنوایا کہ خورد و کلان کو پسند آیا ہمیشہ ناچ رنگ
مین مصروف وہ موقوف رہا کرتا دربار شاہی مین کبھی کبھی جاتا فقط سلام کر کے چلے آتا جیتک کل آراستگی عمارت و تیاری باغ
تیر تعمیر بہ نظارت ہو چکی اُس خزانہ کا تہ خانہ اندرون گھر ہو گیا خوف و خطر کا دغدغہ جاتا رہا بصورت مار سیاہ اُس مال پر متمکن ہوا
کسی کو مطلق خبر نہ ہوئی یہ بادشاہ کو بھی خبر لگا ایسی عمارت پاکیزہ اور باغ دلکشا بنوایا جسکے صحن رخوبی و بہار نزدانے
روح شداد کو للچایا شب و روز عیش و عشرت خاصہ کی صحبت ہر وقت نائو نوش بادۂ نخوت کا جوش مست و مدہوش پنبہ
کبر و غرور در گوش نہ کوئی رنج نہ کوئی تعب ہمہ دم خوشنودی دل کا سبب راحت و آرام مسرت انبساط صبح و شام نہ کوئی تردد
نہ کوئی فکر رنج و ملال کا کیا ذکر نوکر چاکر ملازم خدمتگار چوبدار چلبچی کہار دربان خاص بردار تفنگدار برچھی بردار پیادہ حاضر ہر آن
مصاحب نفیق و دوست شفیق کبھی کبھی یہ اشعار آبدار آتش خوش کردار کے پڑھا کرتا ہے اور عوض و عید کے تاسف رہا کرتا تھا اور دل مین
کہتا تھا او کم بخت لیسے یار وفادار کو قتل کیا تھوڑے سے نفع دنیاوی کے واسطے مواخذۂ آخرت اپنے ذمہ لیا ادہرکت الحسرہ
اسی افسوس و حسرت مین مبتلا رہا پڑا سوائے افسوس کچھ نہ ہاتھ آیا **اشعار**

رحمت بزرگتر ہے گناہ عظیم سے
بیدار بخت ہون مین وہ مومن مرے لیے
پھر دن ہی بد دماغ ہے ہم شمیم سے
کشمیر دھوس لیگئے آکر دو شالہ باف
شرمندہ ہے گل کہ نہین ہم نسیم سے

آتی تھی کس کی سنبل عنبر شمیم سے
آتی ہے بو خواب مین باغ نعیم سے
اللہ رے بھی آنکو زیادہ غرور ہے
کچھ بشم جھڑ گئی تھی ہماری گلیم سے
مرجاؤن پر نہ باز محبت سے ہو آشکار

سائل نجات کا ہون خدائے کریم سے
گلزار ہو رہے ہین معطر نسیم سے
یاد آئی بوئے پیرہن یار باغ مین
دو باتین کین نہ ایک صنم نے کلیم سے
صیاد نے بہار سے پہلے کیا حلال
واقف نہو کوئی مرے حال سقیم سے

اک مشت استخوان پہ نہ آنا غرور کر
آنکھوں کو سینکتا ہوں میں نار جحیم سے
پھر گل شگفتہ ہوتے ہیں لیتے ہیں انتقام

قبریں بھری ہوئی ہیں غلام و رحیم سے
طفلی سے سامنا غم و اندوہ کا رہا
غافل نہیں بہار خزاں کے نہیم سے

زبان کرتا ہی ادا تھ سینے پر بے تکلف تاسف سے دھرتا ہوا اشعار

سامنا آئینہ کا ہے عالم تمثال سے
سامنے سینہ کرا ہو دل دہن کے خال سے
کچھ خبر رہتی نہیں صوفی کو اپنے حال سے
ماہرو کیونکر کہیں تجھکو نہ ہم صاحب کمال
زلف پیچاں کچھ اشارہ کر رہی ہے خال سے

پھنسنے آئیں مرغ دل چھپا کر گونگے جال سے
رکتی ہے بندوق کی گولی کہیں پیچ حال سے
ہاتھ ملکر رہگیا صیاد آتا کر سب گئی
سینۂ عارف نہ ہوگا صاف تیرے گال سے

داغ غم فراق کی کرتا ہوں دل میں سیر
کیا کیا نہ عادتے ہوئے ہیں قدیم سے

القصہ وزیر کبھی ان شعروں کو ورد

آجتک واقف نہیں کوئی ہمارے حال سے
اپنے جلد الجھی ہوئی زلف پریشان حال سے
نشہ مے کا اثر رکھتا ہے مطرب کا ہمان
داد دی قسمت ہوا میرے بدن کو جال ہے
دل الجھتا ہے نہایت دیکھیے ہوتا ہے کیا

القصہ وزیر بعد عزت و توقیر جلسہ رفیق دقیق میں مشغول ہوا ایک امر وابستہ دنیا حسب معمول بیان **خواجہ بخت جمال** کی زوجہ کو بعد انقضاے مدت حمل کے درد زہ عارض ہوا آثار قدرت پروردگار کے نمایاں ہوئے یعنی فرزند دلبند صاحب عز و جلال خوش جمال آفتاب تمثال پیدا ہوا برج حمل سے ماہ چہار دہ نے طلوع کیا تجلی نور حسن و جمال بے مثال سے وہ گھر روشن اور منور ہوا مادر کچھ درد سے کچھ شادمانگی بھری ہوئی کوکھ آباد وجود دیکھتا ہے جان فدا کرتا ہے حسن و جمال کا بیان نظارہ کرتی ہیں حوریں آسکے عشق کا دم بھرتی ہیں **شعر** آسے دیکھ طفلی میں کہتی تھی دایہ ؛ یہ لڑکا طرحدار پیدا ہوا ہے ؛ چہرے سے آثار اختر آسمان کمال کے ظہور فراست و دانائی پیشانی نورانی سے ہویدا رعنائی عقلمند خلایق پسند دلشو رغیور چہرہ آفتاب درخشان پیشانی ماہ تابان سواد زلف سنبل پیچان گیسوے عنبرین مرکاکل خوش رنگ پر کہکشان کرے عشق آنکھوں پر غزالان چین نثار نرگس صدقے بار بار ابرو ہلال عید جسکی چین جبین مژگان نوکین شجاع مرکی جان جاتی ہے جسکے پہنچ کی پھول سے گال خورشید رشک وہ پارۂ لعل غنچہ سا دہن جس پر صدقے نسترن دندان گوہر شاہوار ہیرے کی کنیاں جن پر نثار چاہ زنخدان نایاب صراحی سا گلا انتخاب ساعد و بازو بھرے بھرے کلائی وہ کہ شاخ مرجان دل فدا کرے پنجہ رشک وہ پنجۂ مرجان یاقوت کے ٹکڑے انگلیاں سینہ شجاعت و جرأت کا مسکن جس سے دہشت زدہ و خوفناک دشمن قامت سرو و شمشاد جس پر عاشق قمری دل آزاد پائے استوار ستون فلک ہمت و دولت و شوکت **شعر** بالاے سرش ز ہوشمندی ؛ می تافت ستارۂ بلندی ؛ دیگر دیکھو جو آنکھیں غور سے اس خردسالی ؛ چتون ہے شیر کی تو تیلی غزال کی ؛ شہر میں اسکا شہرہ ہو گیا کہ بے مثل و یکتا ہے اگر ہزار برس زمانہ چرخ مارےگا ایسا فرزند نرینہ پیدا نہو گا مادر مہربان شفقت و مہربانی و محبت دلستانی پیار کرتی ہے چھاتی لگاتی ہے جب آسکے باپ کی یاد آتی ہے آنکھوں سے اشک حسرت بہاتی ہے تھوڑے ہی عرصہ میں وہ نونہال حدیقۂ کامرانی و نوبادۂ گلشن زندگانی مثل شجر سر سبز و شاداب سرسبز ہوا قد غیرت شمشاد و طرہ خورد و کلان مبتلاے حسن و خوبی پیر و جوان شیدائے جمال محبوبی ہوئے آداب و قاعدۂ شاہانہ سے درست و چالاک و چست سب بہ تحیر دیکھتے تھے مثل مشہور ہے **مثل** ہونہار بروے کے چکنے چکنے پات وہ چھوٹے ہی سن میں آراستہ و پیراستہ کسب کمال میں ایسا شائستہ ہوا کہ استادان دہر و فنون مملکت پر سبقت لیگیا اور اسکی مادر مہربان نے وہی توڑا اشرفیوں کا جو القصہ وزیر نے دیا تھا اسکی پرورش میں صرف کیا ناظرین پر واضح ہو کہ جب ہی خواجہ بزرجمہر فرزند دلبند **خواجہ بخت جمال** کا پانچ برس کا ہوا دو برس سے اسکی ماں نے صناع روزگار و کاریگران خوش کردار عالم بے بدل فاضل اجل ہر فن کے استاد جو عالم ایجاد میں ایجاد تھے طلب کیے وہ تعلیم میں مشغول ہوئے **نظم**

کیا قاعدے سے شروع کلام
معانی و منطق بیان و ادب
پڑھانے لگے آہ ہر صبح و شام
پڑھا آئے معقول منقول سب

معلم اتالیق منشی ادیب
اسے خوب علم و ہنر سب بتائے
اسی طرح علم نجوم و رمل

ہر اک فن کے استاد بیٹھے قریب
سبھی آداب و قاعدے اسکو آئے
کہ ہر زائچہ خاص جسکا عمل

ہر علم کے اُستادون نے اُسکو ہر ایک علم و عمل پڑھایا ہر طرح کے ہنرمندون نے اپنا اپنا ہنر بتایا حکیمون نے حکمت سکھائی سپاہیون نے
سپہ گری بتائی پھکیتون نے پھکیتی بکیتون نے بکیتی چابک سوارون نے شہسواری اسپ بازی اور چوگان بازی تیراندازون
نے تیراندازی بہادرون نے دست درازی نیزے کا ہلانا گرز کا اٹھانا تلوار کا لگانا برچھے کا نکان دینا دشمن کو
نوک مین چھید لینا چورنگ کا باٹنا نعرہ کرکے حریف کو ڈرانا کُشتی کا فن ہر طرح کے علم کا جتن خواجہ بزرجمہر نے
حاصل کیا سب اُستادون نے اُسکو کامل کیا الغرض وہ گوہر درج حکمت جوہر معدن فراست سات برس کا ہوا
سب علم و کمال مین کامل و اکمل فاضل و افضل ٹھہرا ہر طرح کا علم اور صناعی صانع طلسم عالم عقل کل نے اُسکو عنایت
فرمایا کاملین و افضلین دنیا سے اُسکا مرتبہ بڑھایا مگر ایک اُستاد خواجہ بزرجمہر کا اولاد مین دانیال ع
پیغمبر کی تھا اُسنے بزرجمہر سے بشفقت و دلاسا کہا ای فرزند ارجمند ای عالم دل پسند میرے پاس ایک کتاب میرے
جد و آبا کے زمانہ کی ہے آجتک کوئی پڑھ نہین سکتا شاید تجھکو خداے یکتا یہ دولت عظمی عطا کرے دامن امید تیرا گوہر مراد سے
بھرے تجھکو وہ کتاب دیتا ہون یہ کہکر وہ کتاب نایاب لاکر خواجہ بزرجمہر کو دی غلاف اُس کتاب کا جواہر دوز
ہر سر اسر خوبی اندوز ہر جلد اُسکی طلا کار مرصع نگار و نقش کے بدلے پتریان جواہر کی ہین جدول نقرئی و طلائی
بین السطور کا مینائی کاغذ عمدہ خوش خط نایاب ہر صفحہ کتاب کا لاجواب خواجہ بزرجمہر نے اُس کتاب کو دیکھا بغور مطالعہ کیا
چاہا کہ پڑھے مگر مطلق نہ پڑھ سکا نہایت رنجیدہ خاطر اور کبیدہ دل ہوا رو دیا اور تڑپکر درگاہ الٰہی مین استغاثہ کیا ای مالک
زمین و زمان و ای حافظ کون و مکان ہو عطا کنندہ علم و کمال و بخشندہ فضل و ہنر بیمثال مسرور کنندہ دل مستغیثان و مسرت
دہندہ خاطر فریاد کنندگان یہ دولت لازوال مجھی عطا کر میری دعا جلد مستجاب کر فوراً دعا اُسکی قبول ہوئی مراد دلی حصول
ہوئی اب جو بغور اُس کتاب نایاب کو دیکھا او مطالعہ کیا حرف بحرف پڑھنے لگا معنی عبارت و مطالب و اشارات من و عن
سمجھا سجدہ شکر بدرگاہ کریم کارساز رب بے نیاز بجا لایا اُستاد نے بست کچھ دیا مالامال کیا وہ کتاب نایاب لیکر گھر مین آیا
کسیکو نہ دکھلایا رات دن اُسکے مشغلے مین اوقات بسر کرنے لگا اور گوہر مضمون سے اُس کتاب لاجواب کے اپنے معدن دل کو
بھرنے لگا ناظرین پر واضح ہو کہ وہ کتاب حکیم جاماسپ کی لکھی ہوئی تھی نام فرحت انجام اُس کتاب کا تحفۂ جاماسپ نامہ
تھا تمام احوال ماضی و حال و استقبال کا دیکھنے سے فوراً اُسمین معلوم ہوجاتا تھا یعنے بارہ برس قبل جو کیفیت گذر گئی یا بارہ
برس بعد جو کچھ ہونے والا ہے وہ معائنہ مین آتا تھا ایک دن خواجہ بزرجمہر اُس کتاب مقدس و طاہر یعنے دفتر حقیقت اول
و آخر کو بیٹھا ہوا دیکھ رہا تھا کہ پڑھتے پڑھتے ایک مقام پر لکھا دیکھا کہ خواجہ بخت جمال بے عدیل و بیمثال
جو تیرا پدر بزرگوار تھا اُسکو القش نے بعد حسن تدبیر بلکہ یا خواہ مخواہ اپنے باغ مین اندرون بارہ دری کے جو فلان مقام
پر زرینہ و تابندہ ہی خنجر خونخوار سے بصد حجت و تکرار ذبح کیا اور لاشہ اُس بے قصور و ذی شعور کا اُسی طرح خون آلود
اُسی لباس غلطان مین اُسی جگہ گاڑ دیا پس یہ عبارت پڑھتے ہی خواجہ بزرجمہر رونے لگا اشک گرم سے منہ دھونے
شور فریاد و زاری فرزند ارجمند کا سنکر ماں اُسکی بعد بیقراری دوڑی دیکھا کہ فرزند رو رہا ہے جان اپنی کھو رہا ہے بیتاب و بیقرار ہوکر
بھی آنکھون مین آنسو بھر لائی اور رو رو کر کہنے لگی ای فرزند ای نور چشم مادر درد مند کیون روتا ہے سبب اسکا کیا ہے کچھ تو بتا حال
دل سنا خواجہ بزرجمہر گریہ و بکا کو ضبط کرکے دل پر سنگ غم و الم دھر کے آنسو آنکھون سے پونچھے مادر مہربان سے بولا کچھ نہین
آپ نہ گھبرائین آنسو نہ بہائین یہ کہکر آگے عبارت پر اُس کتاب کی جو نظر پڑی معلوم ہوا کہ بزرجمہر اپنے باپ کے قاتل کو قتل کریگا
اور تیغ انتقام کو اُسکے خون سے بھرے گا بجاے القش وزیر بادشاہ نوشیروان کا ہوگا سب مال و متاع اُسکا
تجھکو ملیگا تمام اُسکی جائداد نقد و جنس و املاک پر قابض و متصرف ہوگا خواجہ بزرجمہر یہ مضمون مسرت مشحون

پڑھکر یا بیدر ہا تھا یا قہقہہ مارکر خوب ہنسا اور اُٹھکر ناچنے لگا اسقدر ہنسا اور اُچھلا کہ ماں نے آسکی جانا کہ بیٹا میرا دیوانہ ہوگیا ہے کیونکہ ابھی تو رو رہا تھا اور اب ہنستا ہے اور اُچھلتا کودتا ہے وہ غل مچانے لگی اور فریاد کرنے لگی ارے لوگو دوڑو جلد آؤ فرزند میرا دلبند میرا آنکھوں کا تارا دل کا پیارا راحت جان آرام دل دردمندان میرا لڑکا دیوانہ ہوگیا کبھی ہنستا ہے کبھی روتا ہے کبھی اُچھلتا ہے کودتا ہے افسوس نام خاندان حکیم کا برباد ہوا ہائے میرا گھر نہ آباد ہوا کوئی حکیم آجتک دیوانہ ہوا تھا ایسا پیچ کسی پر نہ پڑا تھا یہ سنکے ہمسایہ کے لوگ دوڑے آکے دیکھنے لگے خواجہ بزرجمہر نے کہا اے مادر مہربان عالیشان غم نہ کھاؤ اسقدر نہ گھبراؤ کچھ تردد و فکر نہ کرو بیتاب و مضطرب نہ ہو میں دیوانہ نہیں ہوں میں نے کتاب لاجواب میں لکھا دیکھا ہے کہ القش وزیر نے میرے پدر نامدار کو قتل کیا ہے یہ عبارت پڑھکر میں رونے لگا جب آگے پڑھکر اُس کتاب پر نظر کی معلوم ہوا کہ اپنے باپ کے قاتل کو میں قتل کرونگا اور اُسکی جگہ پر بعہدۂ وزارت بکمنت و حشمت قائم مقام ہونگا اور القش کی تمام دولت و خزانہ و مال و متاع و جائداد و نقد و جنس و املاک میرے قبضے میں ہوگی ستارا میرا عروج پر ہوگا اس مضمون مسرت مشحون سے مجھکو ایسی خوشی ہوئی کہ میں ناچنے کودنے لگا اور اسقدر ہنسی آئی کہ کسی طرح موقوف نہوتی تھی پھر اہل محلہ سے کہا آپ لوگ کیوں گھبراکر اپنے گھر سے نکلے اور کسواسطے بیتابانہ آئے میں تو اچھا ہوں کوئی عارضہ یا بیماری نہ دیوانگی ہے آپ لوگ اپنے اپنے گھر تشریف لیجائیے تکلیف نہ فرمائیے یہ کلام مسرت انجام خواجہ بزرجمہر سے سُنکے سبکے حواس باختہ بجا ہوئے دل ٹھکانے لگے انتشار دور ہوا بہجت و شادمانی کا وفور ہوا ماں کے حسرت و درد ہوئی دل میں آمد نشاط و سرور ہوئی تمام اہل محلہ اور ہمسائے والے جو جو اُسوقت عالم یاس و ہراس میں دوڑے چلے آئے تھے سبکے سب شاداں و فرحاں تبسم کنان اپنے اپنے گھر کو گئے اور خواجہ بزرجمہر اپنے کام میں مشغول ہوئے

جبتک ہو کلمے داستان شوکت بیان جانا خواجہ بزرجمہر کا اُس باغ میں کہ جہاں خواجہ بخت جمال باکمال پدر نامدار بزرجمہر کو القش وزیر نے قتل کیا تھا اور پہچاننا القش کا خواجہ بزرجمہر کو اور حکم قتل دینا اور بچانا پروردگار کا خواجہ بزرجمہر کو القش وزیر ملعون کے ہاتھ سے بیان کیے جاتے ہیں — ساقی نامہ

کدھر ہے تو اے ساقی شوخ و شنگ
ترے میکدے میں کیسی ہے جنگ
ارے دور گردون نے یہ کیا کیا
کہ زمانے کو منقلب کر دیا

نہ ہو شیشہ ہے نہ خم نہ سبو
اکیلا سر تخت ہے تو ہی تو
قدح ہے شکستہ و اوندھے ہیں جام
تلاطم ہے مگر اب سب انتظام

تڑپتے ہیں سب تشنہ لب نادان دہر
یہ دریا ہے کس کا کہ ہے خون کی نہر
سے گونہ اچھا ہوا بھی گئی
ذرا سی نہ ساغر میں بھی رہ گئی

وہ دور اُٹھ گیا دوسرا دور ہے
ہے جنگ و جدل اب بُرا طور ہے
ہے گردش میں اب طالع نارسا
کوئی دم میں ہے دور دوران کا

ہے اب آمد ساقی باکرم
وہ ذی فہم وہ ذی رتبہ عالی ہمم
تماشے کو ہر دم ہے اُسکے عروج
زمین زیر ہے اُسکے بارہ بروج

وہ بیاج انجم وہ اختر شناس
وہ ہم طالع خسروان اساس
نہ تیری ہے نہ میخانہ کی خبر ہے
ابھی میکدے کی اُسے بھی ہے

وہ کھینچیگا اب تیغ انتقام
بیان کا ہے اب اُسکے اتمام
سحر جلد دکھلا چمن لالہ گون
تماشا کہ تھا نرگس پُرفسون

غزل

دہن ہیں یہیں انکے گمان کیسے کیسے
کلام آتے ہیں بے زبان کیسے کیسے
زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

تمہارے شہیدوں میں داخل ہوئے ہیں
گل و لالہ و ارغوان کیسے کیسے
بہار آتی ہے نشہ میں جھومتے ہیں
مہربان ہیں نامہربان کیسے کیسے

عجب کیا چھٹا روح سے جامۂ تن
لگے راہ میں کاروان کیسے کیسے
شب ہجر کی کا مضمون نے کیسے ہیں
ابد پوچھتے ہیں جوان کیسے کیسے

نہ مرکر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا
تڑپتے ہیں بے نیم جان کیسے کیسے
نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا
مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے

بہار گلستان کی ہے آمد آمد
خوشی پھرتے ہیں باغبان کیسے کیسے
توجہ نے تیری ہمارے مسیحا
توانا کیے ناتوان کیسے کیسے

دل و دیدہ اہل عالم میں گھر ہے
تمہارے لیے ہیں مکان کیسے کیسے
غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرمان
ہمارے بھی ہیں مہربان کیسے کیسے

تجے کمالات قدرت کی قربان آنکھیں	دکھائے ہین خوش شرو جوان کیسے کیسے	کرو شکر نعمت جہان تک کہ ممکن ہو	مزے لوٹتی ہو زبان کیسے کیسے

شعر شگا فندۂ شاخسار قلم ✣ نمو دہندۂ این داستان راز تبسم ✣ گل چینان گلہاے حدیقۂ خیالات رنگا رنگ و نخلبندان ریاضستان طبیعت بصد امنگ اس داستان رنگین بیان کو صفحۂ قرطاس گلشن اساس پر یون تحریر کرتے ہین کہ ایک دن خواجہ بزرجمہر سے انکی مادر گرامی نامور نامی نے کہا کہ اے فرزند ارجمند اگر عالم بیکاری مین برائے اوقات گذاری خانہ نشینی اختیار کرے کوئی شخص اپنے پاس سے صرف کرکے کھائے کیسی ہی دولت لازوال اور متاع و مال ہو چندے مین خرچ ہو جاے بیٹھے بیٹھے کھائین تو کوئین کے کنوئین خالی ہو جائین اب میرے پاس ایک حبہ بھی نہین باقی ہی جو صرف کیا جاے خواجہ بزرجمہر نے اپنی والدہ سے یہ بات سُنکے سکوت کیا کچھ جواب دیا تھوڑی دیر کے بعد اُٹھکر بازار مین آئے دُکان پر ایک قصاب کی پہونچے کہ وہ قصابون کا چودھری تھا سب قصاب اُسکے تحت حکومت تھے اور وہ چودھری بادشاہ کا ملازم بھی تھا بزرجمہر نے اُس سے کہا دو من گوشت خوب اچھی طرح صاف کرکے تولدو ذرا سا بھی چیچھڑا بوٹی مین نہو قصاب نے بزرجمہر کے کہنے سے دو من گوشت خوب بناکر تولا اور اسطرح سے کہا کہ دام اس گوشت کے دلوائیے آدمی کو بلوائیے جہان حکم کیا جاے وہان یہ گوشت پہونچا دیا جاے پورا تول آئیگا کچھ جھگڑا نہ لگائیگا بزرجمہر قصابون کے چودھری کا کلام سُنکے بہت ہنسا اور کہا او چودھری جی کیا دل گردہ تمہارا ہے تجھے مزے کا اشارا ہے مین سر ہوگیا سیر مین پنسیری کا دھوکھا ہے ایسی بے انصافی اچھی نہین یہ بات آج تک کسی نے کی نہین تم اتنی مدت سے بادشاہی چرواہون سے ملکے غبن کیا کرتے ہو حاکم سے نہین ڈرتے ہو اب دو من کا ایک من دیتے ہو یہ دھوکھا اور ایسے غبن اچھے نہین چوری تمہاری مجھپر ثابت ہوگئی کیا مضائقہ اگر ابھی جاکر سرکار مین خبر کردون پکڑے جاتے ہو زحمت اُٹھاتے ہو اسقدر مال دولت بلا شرکت غیر تمنے پیدا کیا ہے اور کسی رفیق اور مصاحب کو بادشاہ کے نہین دیا ہے چودھری یہ بات سنکر بہت گھبرایا تپ تھیک ٹھیک ہوگیا ڈرکر تھرایا ندامت سے سر جھکایا خواجہ بزرجمہر کے پاؤن پر گرا اور عرض کیا اے صاحبزادے بلند اقبال یہ حال اور یہ راز مخفی کسیکو نہ معلوم ہو آپ کا فرمانا مجھکو سب طرح قبول و منظور ہے گوشت کی کیا حقیقت ہے اس تک حاضر خدمت ہے بلکہ میری جان و مال آپ پر صدقے ہے آپ کو اختیار ہے آپکے قبضہ مین میرا کاروبار ہے جب آپ چاہین بادشاہ سے کہکر مجھے قتل کروادین کوئی آپ سے بچکر کہان جائیگا آپ کو ناراض کرکے پچھتائیگا برائے خدا یہ راز کسی اپنے ہمراز سے بھی نہ کہنا اس بات کو دل ہی دل مین لے رہنا یہ بار احسان مجھپر ہوگا مین عمر بھر آپ کے احسان سے باہر نہونگا اب بالفعل اس ایک من کے بدلے مین دو من گوشت ہر روز در دولت حضور پر پہونچائے جاؤنگا کبھی سرتابی نکرونگا بزرجمہر نے کہا خبردار کبھی اسمین فرق نہونے پائے روز دو من گوشت بھیج جاے چودھری نے قصابون کے ہاتھ وہ گوشت اُنکے گھر پر پہونچا دیا بزرجمہر آگے بڑھا ایک بقال کی دکان پر آیا وہ بنیا بادشاہ کے یہان جنس دیا کرتا تھا اور نقد لیا کرتا تھا بزرجمہر نے اُس بقال سے کہا کہ دو من آٹا تول مہین و عمدہ مثل میدے کے ہو بقال نے کہا بہت خوب باریک مثل میدے کے ہے بڑی بڑی پتلی پتلی چپاتیان بلکہ پراٹھے یا پوریان پکوائیے نوش فرمائیے مزا دنیا کا اُٹھائیے پھر تشریف دکان پر لائیے یہ کہکر بنیے نے دل لگی کرکے کھول کر آٹا تول کر بورے مین بھر کر کہا اسکو دولت سرا پر پہونچوائیے دام آٹے کے لائیے بزرجمہر نے کہا اے بقال بددیانت بالکل تجھکو حیا و غیرت نہین بادشاہ کے باورچی سے ملکر دس بیس من غلہ روز چراتا ہے تجھکو خوف نہین آتا ہے بنیا کہلاتا ہے آنکھ چار کرکے باتین بناتا ہے مفت کی رقمین کھاتا ہے سر شرم سے نہین جھکاتا ہے مجھکو خوب سب حال معلوم ہے تو بڑا کنجوس اور شوم ہے یہ دولت سب وہی ہے جو تو نے

غبن کرکے صبح کی ہے ابھی جو ہر روز کی چوری کا حال سرکار مین کہون اور سب کیفیت بیان کرون تو تیرا گھربار سارا ضبط ہو جائے پھر کچھ تیرے بنائے نہ بنے بقال نے جو سب باتین سنے کی ٹھیک ٹھیک سنین گھبرا کر گڑگڑانے لگا بزرجمہر کے پاؤن پر گر پڑا اور ہاتھ باندھکے کہنے لگا اے نامی گرامی اے مقرب بادشاہ خانہ زاد آپ کی خدمت گذاری سے کبھی باہر نہوگا دو من آٹا روز در دولت حضور پر پہونچا کریگا بزرجمہر نے اسکو اپنے گھر کا پتا بتا دیا وہ آٹا بقال نے پہونچا دیا بقال کو تاکید کی کہ خبردار ہر روز کے راتب مین فرق نہ آئے بزرجمہر نے آکے مان سے کہا اے مادر گرامی و اے پرورش کنندۂ فرزند دلبند دو من گوشت اور دو من آٹا آپ کے یہان ہر روز آئے گا پروردگار رزاق مطلق ہے رزق پہونچائیگا مان بزرجمہر کی نہایت خوش ہوئی اور فرزند کی سر سے پانو تک بلائین لین سینے سے لگایا اور گھر کے کاروبار مین مشغول ہوئی اوقات بخوبی بسر کرنے لگی ایک دن مان نے بزرجمہر کی کہا اے نور چشم آٹا اور گوشت تو اسنے کھانے کو دیا مگر ساگ پات ترکاری کبھی نہین پکتی ساگ کھانے کو میرا بہت دل چاہتا ہے بزرجمہر نے کہا کہ اگر ممکن ہوگا تو کسی دن کسی کنجڑن سے ساگ لا دونگا پھر بزرجمہر اُٹھے گھر سے باہر نکلے ساگ کو بہت تلاش کیا مگر شہر مین کہین دستیاب نہوا آخر کار تلاش کرتے کرتے شہر کے باہر آئے تقدیر نے اور ہی سرسبزی کے سامان دکھائے بخت نے رہبری کی طالع رسا نے جلوہ گری کی ہمت نے اسکی جادۂ چشم دکھائے اقبال نے یہ اشعار پڑھکر سنائے

غزل

ممکن نہین ہے دوسرا تجھسا ہزار مین	ہوتا ہے اک بہشت کا دانہ انار مین	بلبل نہ ہاتھ آئے الٰہی شکار مین
صیاد باغ باغ نہوئے بہار مین	اے ترک مست بہر خدا صید گاہ دل	آہو کباب ہوتے ہین شوق شکار مین
خون جگر سے اپنا غم دل ہون پالتا	رکھتی ہے طفل اشک کو مژگان کنار مین	دکھلاتی ہے بہار خزان مین بھی سیر باغ
پاتا ہون تندخوئی کو اُس گل کی خار مین	کیا کیا گلون نے کان مین اپنے کترے کیے	آمد کو سنکے یار کی فصل بہار مین
صحرائے دل کی سیر تو مجنون ذرا کرے	محمل سوار ہو اسی گرد غبار مین	کہدے کوئی یہ میرے تغافل شعار سے
وعدہ خلافی لاتی ہے فرق اعتبار مین	آیا وہ مہروش جو کبھی قبر پہ مری	دن کی سی روشنی ہوئی کنج مزار مین
ایک آفتاب خانۂ زین کا ہے اشتیاق	مانند گرد راہ ہون فتراک سوار مین	برباد ہو رہے ہو کچھ آتش تمھین نہین
مٹی خراب اپنی بھی ہے اس دیار مین		

بزرجمہر کو جب ساگ فرمائش مادر نامدار بعد جستجو بسیار کہین نہ ملا تو یہ خیال آیا کہ چلو کسی باغ مین ضرور ہوگا جسطرح ملیگا لائینگے اور اپنی مادر مہربان کو دینگے کہ خوشنودی انکی موجب رستگاری اپنی اور خوشی پروردگار کی بھی ہے شہر سے باہر بزرجمہر چلے جاتے ہین اور دل مین خیالات فرمائش مادر مہربان آتے ہین ناظرین پر واضح ہو کہ اسی طرف وہ باغ دلکش تھا کہ جو وزیر القش کا آراستہ و پیراستہ کیا ہوا تھا بہار سبزہ زار شکل عروس سجا ہوا تھا خوشبوئین پھولون کی چلی آتی ہین بلبلین نغمہ سرائیان اپنے آشیانون مین کرتی ہین قضائے کار و باتفاق روزگار بزرجمہر اسی جگہ پہونچے کہ جس باغ مین القش وزیر نے انکے باپ کو قتل کرکے لاش دفن کی اور عمارت عمدہ اُس دولت لازوال سے بنوائی خواجہ بزرجمہر اُس جگہ پہونچکر ٹھہرے اور در باغ سے باغبان کو آواز دی وہ آیا اُسکو ایک درم نکال کر دیا اور یہ کہا کہ اے باغبان مجھے تھوڑا سا ساگ یہان سے توڑکر لادے خوف و خطر کو دل مین نہ جادے باغبان نہایت شاد و مسرور ہوا دل مین بیحد خوشی کا وفور ہوا خواجہ بزرجمہر کو ٹھہرا کر ساگ توڑنے ایک کیاری کی طرف گیا بیٹھکر ساگ نوچنے لگا خواجہ نے دیکھا کہ ایک گوسفند دلپسند قریب سبزۂ روش چمن پر بندھی ہے جو ہر بار گھانس کیطرف رغبت کرتی ہے مگر پہونچ نہین سکتی ہے کیونکہ ڈوری اُسکی تنگ ہے بھوک سے نہایت تنگ ہے خواجہ نے دیکھا کہ باغبان تو ساگ نوچنے مین مصروف ہے اور ادھر سے غافل وہ بیوقوف ہے چپکے سے ڈوری اُس گوسفند کی کھولدی وہ نہایت دلمین شاد ہوئی گویا خضر نے راہبری کی وہ مزے سے سبزہ اور در قسمت شدہ تر و تازہ کھانے لگی

گھانس چبا چبا کر منہ چلانے لگی باغبان نے جو دور سے دیکھا غصہ کر کے دوڑا پھر اُس گوسفند کو سبزہ سے دور باندھ دیا اور ساگ چھینکر نوچنے لگا خواجہ بزرجمہر نے شفقت پھر اُسکو کھولدیا ایکی اُس گوسفند نے علاوہ روش ارغوانی کی کستن سے درخت نوچنے لگی لیکن باغبان سنے یہ دیکھکر اشک حسرت دیدۂ گریان سے بہائے اور غیظ و غضب سے ساتھ اُٹھا ایک بیلچہ لوہے کا نوک دار آبدار تھا کہ اُس سے وہ باغبان تھالے درختوں کے بناتا تھا اور کیاریاں درست کیا کرتا تھا وہی بیلچہ اُٹھا کر اُس جلاد نے گوسفند کو کھینچ مارا وہ مطلق خوف اور رحم نہ کیا نوک اُس بیلچہ کی شکم گوسفند میں در آئی اس بیلچہ نے ایک ندی خون کی بہائی روح اُس گوسفند کی جسم سے نکلکر چلی ای باغبان واہ کیا بہادری کی

بموجب اشعار آبدار **اشعار**

شوق ذبح نے کھلوایاں آنکھوں کا فریب
اور لٹے تھا ارادہ یاں مجھے فریاد کا
دام میں لاکر کیا جب بن چھری سے حلال
آسمان کو شوق باقی رہ گیا بیداد کا

ہاتھ خرمن ہو کبھی نالۂ دل ناشاد کا
الفت گل سامنا کرواتی ہے صیاد کا
قتل کرنا ہو اشارے سے دو چشم مست کے
باغبان آپ ہو گیا عاشق مرے صیاد کا
رنگیا قسمت جو گردن میں لگا تو رنگیا

حوصلہ باقی نہیں اے آسمان فریاد کا
تو صف محشر میں جاتے ہی جہنم میں پڑا
حکم سلطان سے ہے خونریزی عمل جلاد کا
گردش چشم بتان سے ملگیا ہیں خاک میں
کھینچکر دامن میں کیا دل توڑنا جلاد کا

یہ دیکھکر **خواجہ بزرجمہر** نے بڑا افسوس کیا اور باغبان سے کہا او باغبان تو بڑا نادان ہے تجھکو اس گوسفند کے حال پر کچھ رحم نہ آیا جو تو نے تین بے زبانوں کا خون بہایا باغبان نے کہا دو بے زبان وہ کون سے ہیں کہاں ہیں **خواجہ بزرجمہر** نے کہا اسکے شکم میں پنہان ہیں یہ گوسفند تو حاملہ تھی اسکے پیٹ میں دو بچے ہیں باغبان نے کہا آپکو کیونکر معلوم ہوا حال اس گوسفند اور دونوں بچوں کا کس طرح معلوم ہوا **خواجہ بزرجمہر** نے کہا میں حکیم حاذق ہوں کاذب نہیں قول کا صادق ہوں حکمت کی رو سے سب حال اور پتا اور نشان ظاہر و باطن شکم کا جانتا ہوں باغبان نے کہا فرمائیے کہ وہ بچے اس گوسفند کے پیٹ میں کیسے ہیں **بزرجمہر** نے کہا ایک نر اور ایک مادہ ہے نر تو سادہ ہے مگر مادہ برنگ سفید سیاہ گل اُسکے چشم پر ہیں اور دہنی آنکھ ندارد باغبان حیران ہوا اور دل میں کہا کہ یہ شخص شاید علم غیب میں مہارت رکھتا ہے جو اس گوسفند کے شکم کا سب حال بتلاتا ہے اتفاق **النقش** وزیر بالاخانہ پر اپنی معشوقہ جگر دار کو لیے ہوئے کمرے میں برگرم اختلاط تھا شرابخواری کر رہا تھا **خواجہ بزرجمہر** باغبان کو کمرے سے دیکھ رہا تھا نشہ میں جھوم رہا تھا یہ سب باتیں باغبان اور **خواجہ بزرجمہر** کی اپنے سنین غرفہ سے اُس کمرے کے سر نکالکر جھانکا بخوبی اُسکو دیکھا ایک غلام زرین کمر چست و چالاک عتاب مالک سے خوفناک مقرب خدمت وزارت کھڑا تھا اُس غلام سے کہا کہ باغبان اور اس لڑکے کو بلا لا غلام جا کر جلد **خواجہ بزرجمہر** اور باغبان کو بلا کر لایا سامنے مالک کے حاضر کیا اور گوسفند کشتہ کو بھی لیجا کر دکھایا **نقش** وزیر نے حکم دیا کہ شکم اس گوسفند کا چاک کرو کچھ نہ خوف و باک کرو بموجب حکم کے غلام نے شکم اس گوسفند کا چاک کیا بقول شخصے موئے پہ سو درے غرضکہ جب دیکھا تو درحقیقت جو حال **خواجہ بزرجمہر** نے کہا تھا وہی ہے کہ دو بچے گوسفند کے شکم سے نکلے ایک نر اور ایک مادہ لیکن نر سادہ ہے اور مادہ سفید رنگ اُسپر سیاہ گل **النقش** نے کہا واہ واہ اور متعجب ہوا **خواجہ بزرجمہر** سے پوچھا تم کون ہو کہاں رہتے ہو کسکے بیٹے ہو **خواجہ بزرجمہر** نے کہا میں فلان جگہ رہتا ہوں اور **خواجہ بخت جمال** باکمال کا بیٹا ہوں **النقش** وزیر یہ سنتے ہی مثل چوب بید کے لرزنے لگا دل سینہ پر کینہ میں ترسان ہوا سوچا کہ جب اپنے حالات گوسفند بہ ہوشیاری بتلائے یہ بڑا عقلمند ہے مجھکو بھی ضرور پہچانے گا کہ قاتل ہوں اسکے باپ **بخت جمال** کا شاید بیچا کر درپے میرے قتل کا ہوگا اسکی فکر ابھی کرنا چاہیے

اسکے خون سے ہاتھ بھرنا چاہیئے کہ اسوقت میرے قبضہ مین ہے اگر تو اسوقت چوکے گا تو آئندہ یہ ضرور تجھکو ہلاک کریگا یہی ہو القصہ اب اسے جلد گرفتار کرکے قصۂ دولت و دنیا کا پاک کر کرنا گا چمن لالہ زار سے صدائے نالہ و زاری آئی بصد مضطر و بیقراری بلبلون نے شور مچایا

یہ اشعار پڑھ کے گلوں کو رلایا اشعار
قفس کو بند کرکے ظلم کیون صیاد کرتا ہے
تماسف بگنہ کے حال پر افلاک کرتا ہے
یہ ہو جوش طبیعت ای شجر خامہ نہین رکتا

ارادہ قتل کا کسواسطے سفاک کرتا ہے
ستم کی بیداد پہ ہر گل گریبان چاک کرتا ہے
گلستان کو اجاڑا باغبان فصل بہاری مین
ارہ افلاک طرہ یہ توسن چالاک کرتا ہے

ارے ناپاک قصۂ نیک بد کا پاک کرتا ہے
کمر باندھی ہے جلادی پہ یہی تو نے ای قاتل
کوئی نادانی ایسی صاحب ادراک کرتا ہے
یہ اشعار آبدار سنکر ہر گل پژمردہ ہوا

ہر برگ نہال تازہ کف افسوس ملنے لگا گر گل سوسن کر زبان درازی اسکی مشہور عام ہے اسکا غمگین دل ناکام ہے حسب حال

یہ اشعار زبان پر لائی طرازی اپنی عنادل کو دکھائی — نظم

دل غم الفت سے مضطر کچھ نہین تو کچھ نہین

چشم نم اب گریہ سے تر کچھ نہین تو کچھ نہین
عمر ہے ساقی کہ ہستی کا نہین کچھ اعتبار
اور جو تیرا دل بکدر کچھ نہین تو کچھ نہین
غم نہین گر نے ہونے کا کہ بے پروا ہین ہم
اور نہین خوبی جو ہر کچھ نہین تو کچھ نہین
حسن خوبی ناز و شوخی سب ہین لیکن خلق مین

رہ ہے بتخانہ مین گ کعبہ مین ہے جو دل مین ہو
تو نہیے جا بھر کے ساغر کچھ نہین تو کچھ نہین
خوبی تقدیر کے ہین ساتھ ساری خوبیان
ہے تو ہے سب کچھ میسر کچھ نہین تو کچھ نہین
خاذۂ دل کم نہین تب مین بیت اللہ سے
رحم تجھ مین ای ستمگر کچھ نہین تو کچھ نہین

اور اگر دل ہی کچے اندر کچھ نہین تو کچھ نہین
ہے ترے دل کی کدورت سے ہے دلپر غبار
اور اگر ای دل مقدر کچھ نہین تو کچھ نہین +
خوبی جوہر ہے ہے انسان کی قدر و منزلت
گر ترے نزدیک یہ گوہر کچھ نہین تو کچھ نہین
یہ اشعار بھی بگوش دل بیقرار اسی زینہار

القصہ وزیر نابکار بے ہنر نے بلبل و گل کی زبان حال سے سنے گر مطلق خیال انجام دل ناکام مین نہ آیا رحم دلی سے ہاتھ اٹھایا اسی غلام بد انجام سے کہا کہ جا اس لڑکے کو گوشۂ چمن مین پکڑ لیجا اور ذبح کرکے دل و جگر کے کباب بنا کر لا کہ مین بعد شراب خواری مثل گزک کے کھاؤن اور آتش خوف و خطر دل پر کینہ کی جو ہنوز سینہ مین بھڑک رہی ہے بجھاؤن یہ سنتے ہی وہ غلام حبشی ظالم اظلم ابدی خواجہ بزرجمہر کا ہاتھ پکڑکر کھینچتا ہوا گوشۂ چمن سبزہ زار مین لالہ زار کرنے کو لیگیا اس طفل حسین مہ جبین پر مطلق رحم نکیا اور زمین پر اسکو پچھاڑ اقدم جلادی چمنستان مین گاڑا شمشیر آبدار میان سے کھینچا ارادہ قتل کیا اب ناظرین پر غمگین کو واضح ہو کہ چونکہ خواجہ بزرجمہر فرزندار جمند خواجہ بخت جمال بہت کم سن کھیلنے کے دن بلکہ نہایت خرد سال نہ صاحب حسن و جمال تھا اور وہ غلام حبشی جوان پہلوان صاحب تن و توش بہادری کا جوش قوی ہیکل صورت پیل تھا اس طفل خواجہ بزرجمہر کا کچھ بس اور زور نہ چلا گر کے پچھڑ گیا وہ اسکے سینہ پر چڑھ بیٹھا گریہ بے رحمی اور جلادی دیکھکر رنگ چمن دگرگون ہو گیا ہر گل کا جگر خون ہو گیا نہالہاے باردار تھرانے لگے اور گل حدیقۂ کامرانی کا غم کھانے لگے لالے کا داغ جگر تازہ ہو گیا خون ٹپکنے لگا نرگس بیمار اشک گرم گل رخسار پر بہانے لگی سوسن کا دل آتش حسرت و یاس سے جلانے لگی بیلا البیلاپن بھول گیا نہایت پژمردہ خاطر ہوا شمشاد ہرچند کہ ایک پاؤن سے کھڑا تھا مگر بچانے کو اس گل رعنا کے دوڑا سنبل پیچ و تاب کھانے لگی دل سے آہ آہ کی صدا آنے لگی غنچے مارے تعجب سے نسرین و نسترن کے قلب تھر آئے بلبلین آہ و نالہ کرتی تھین کس حسرت سے ہاتھ جگر پر دھرتی تھین طائران چمن بلبلاے تڑپ تڑپ کر آشیانون سے نکل آئے لیکن جب بزرجمہر نے اس سیہ قلب غلام حبشی کی یہ جلادی اور ستم ایجادی و بیدادی دیکھی آنکھون مین آنسو بھر لایا اور کہا کہ ای مرد خدا تو کسواسطے میرا خون ناحق کرتا ہے انصاف کرنے خدا سے نہین ڈرتا ہے اسنے کہا اپنے آقا کے حکم سے تجھے قتل کرتا ہون مین کسی سے نہین ڈرتا ہون دل و جگر تیرا کباب کرکے اسکے واسطے لیجاؤنگا وہ مجھسے خوشنود و راضی ہوگا خواجہ بزرجمہر نے کہا ایکبات میری

تن اور سر کو دھن پھر مجھکو قتل کر شمشیر کو میرے خون سے بھر از روے حکمت مجھکو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تو **القش** وزیر بے تدبیر کی دختر نیک اختر سیمبر گلبدن غنچہ دہن خوش جمال بیشال ملکہ جمال پریوش حور خصال پر عاشق و فریفتہ ہے اور دل تیرا اسپر شیفتہ ہے شوق وصل مین اُسکے تو بیقرار ہے مگر وہ سیمبر تجھسے بیزار ہے ہر وقت تصور اُسکا پیش نگاہ ہے اس آئینہ رو کو تجھسے انکار ہے وہ تیرے ہاتھ نہین آتی ہے چلہ و حوالہ کرتی ہے پس غلام حبشی یہ راز دل اپنا سنکر متعجب ہوا اور شورِ عشق معشوقہ حور لقا نازک ادا ملکہ جمال پری تمثال کا جو بہڑکا ایک آہ سرد جگر پر سوز سے کھینچی اور زار زار مثل ابر نوبہار رونے لگا سر پٹکر جان کھونے لگا اور یہ شعر پڑھا **شعر** مر گئے ہم تو چاہ مین تیری ✤ پر نہ پھر سے نگاہ مین تیری ✤ افسوس صد افسوس اُس گل خوبی غنچہ محبوبی پر میری جان جاتی ہے اور وہ مطلق توجہ نہین فرماتی ہے

نظم بموجب اشعار

تصور مجھکو رہتا ہے ہمیشہ رخ جانان کا
کہوں کیا دل مین گھر لگا ہے ابروے جانان کا
بیاری جو ہین وہ تلوار ہی سے کام لیتے ہین
اثر کچھ آگیا میرے بھی دل مین خمِ جانان کا
نہ دیکھو تو ہے اے ہمدم موزخم جگر میرا
پڑا یہ پیچ ہے پر الفت گیسوے جانان کا
بھلا آخر کہو تجھ بھی ادنا شاخ ہے اُسکی
بھلا ہم خاک نظارہ کرینگے رخ جانان کا
سپہر حسن کا یہ اک ہلال نوکشیدہ ہے
جھمکتی ہے پلک کشتہ تھا مین جادو جانان کا
نمایان کب ہوا یہ خال پیشانی روشن پر
بہت مشتاق ہے عاشق جمال رخ جانان کا
لیے عاشق بھکتے ہین کہین سنبل بکھرتے ہین
ہے سر کے تلے تکیہ ہو گر زانوے جانان کا

ازل سے عشق ہے دل مین خم گیسوے جانان کا
مرا دل ہیچ ہے گویا مہ ابروے جانان کا
یقین مرگ مجھکو ہوگیا زلفون کے سودے مین
ہر جھیگی آبرو گر عشق ہے ابروے جانان کا
بدی کیسے خیال ہے کبھی آتا نہین آسمین
تعجب کیا یہ گھر لگا ہے ابروے جانان کا
تیسے خطے اپنی ہین یادون نقش پا تک بھی
تجھے طوبے پہ دھوکا تھا قد دلجوے جانان کا
شمیم عطر و گل یہ خاک سے بدتر سمجھتے ہین
کوئی کیا جانتا ہے مرتبہ ابروے جانان کا
مجھے رہتا ہے بالائی بلا کا سامنا ہر دم
ستارہ اوج پاتا ہے عاشق ابروے جانان کا
خجل ہے چاند جس سے آب گوہر پانی پانی ہے
پتا یہ یاد رکھنا نامہ بر تو کوے جانان کا

تجھے ہر بار سودا ہو نہ گیسو رخ جانان کا
غضب کا کاٹ ہے اس مغربی تلوار مین اُسکی
یہ چھپکا زہر تن مین افعی گیسوے جانان کا
بگڑ جاتے ہین تیور اک ذرا سی بات مین اُسکے
فقط دل مین تصور ہے رخ نیکوے جانان کا
ہوئے رسوا جہان مین دل لگی پا مفت تجھسے میٹھے
بنے تعویذ جا کر دل مرا بازوے جانان کا
غش آیا دیکھکر نور جمال پاک موسی کو
دماغ عاشقان ہے خاص صدا بوے جانان کا
ذرا چوکی نظر بس تار تار چشم مستان سے
ہوا ہے عشق جب سے قامت گیسوے جانان کا
خدا وندا اے وہ چاند سی تصویر دکھلائے
خدا کی شان ہے عالم صفائی رخ جانان کا
نہ آنکھون تا قیامت نیند آئے پاس یہ مجھکو

وہ غلام جب سے یہ اشعار بہ عالم اضطرار پڑھکر روتا تھا اور جان زار اپنی کھوتا تھا اور کہتا تھا ہائے غضب کیا ہوا کیسا بخت برگشتہ نے زندگی سے بتنگ کیا میرا دشمن جمال بیشال ملکہ جمال مین یہ حال ہے اور وہ بیوفا کج ادا و بے پروا ہے اب مجھکو یقین واثق ہے کہ میری جان اُسکے غم مفارقت و شوق مواصلت مین جائیگی وہ معشوقہ حور وش مہ لقا ہاتھ نہ آئیگی صد حیف

نظم

جل کے غصے سے بھی جان لب ہی پہ شرمسار ہون مین
کیا ہے رنج جدائی نے ایسا کاہیدہ
تپ جدائی سے اسطرح اب نزار ہون مین
نظر مین خلق کی رشک رہ غبار ہون مین

خواجہ بزرجمہر نے کہا اے حبشی تو کچھ اسکا رنج نہ کھا اگر مجھے چھوڑ دے اور میری جانبری کرے کہ دست جلاد سے گریبان میرا چھوٹے رشتۂ حیات مجھ یتیم و بیچارے کا نہ ٹوٹے تو تجھے **ملکہ جمال** سے ملا دونگا تجھکو دلدار تک پہونچا دونگا وہ حبشی **خواجہ بزرجمہر** کو صاحب اعجاز اور صاحب کرامت جانتا تھا قدمون پر گر پڑا اور کہا اے صاحبزادہ بلند و قار مین ہزار جان سے تجھپر نثار مگر تو یہ مجھکو بتا کہ مین **القش** وزیر بے پیر کو کیا جواب دونگا اور کباب کس چیز کے اُسکو کھلاؤنگا **خواجہ بزرجمہر** نے کہا تو ایک کام کر جو مین کہون وہ عمل مین لا

مطلب دل حسب دلخواہ ہوگا میری جان بچے گی تیرے مالک کی بھی خوشی ہوگی اسوقت ایک عورت بازار مین ایک بچہ بکری کا بیچنے لائی ہو اور اُس بچہ کو آدمی کا دودھ پلا کر پرورش کیا ہو گوشت اور جگر اُسکا انسان کا سا ہو سیاہ اور سفید رنگ اُس بچہ گوسفند کا ہو اور فلان مقام پر بازار مین کھڑا ہو اُسے جا کر مول لے آ اُسکو ذبح کرنے دل و جگر کے کباب بنا کر تیار کرکے اُسکو کھلا دے حبشی یہ سُنکے کمال حیران ہوا اور کمر مین بزرجمہر کو باندھا کہ شاید مجھے یہ لڑکا فقرہ دیتا ہوا اپنی جان بچاتا ہو غرض بازار مین پہونچا دیکھا جو کچھ خواجہ بزرجمہر نے بتایا تھا اُسی جگہ اُس عورت کو پایا تعجب کیا بیشک یہ صاحبزادہ صاحب کمال ہو یقین ہو کر اب میرا بھی مطلب ہو جائیگا اُس عورت سے وہ بچہ بز حبشی نے خرید لیا اور جو کچھ قیمت اُسنے مانگی وہ اُسنے دی بچہ لیکر گھر چلا راہ مین بزرجمہر سے پوچھا میرا کام کب ہوگا خواجہ نے کہا چالیس روز مین حبشی نے خواجہ کے گھر کا پتا دریافت کرکے خواجہ کو چھوڑ دیا خواجہ بزرجمہر وہ ساگ فرمائش والدہ مکرمہ کی جو باغبان سے لیا تھا لیکر اپنے گھر آیا اور سجدۂ شکر بجا لایا وہ ساگ اپنی مان کو دیا والدہ نے اُسکو پکا کر کھایا بزرجمہر پھر کتاب نایاب جاماسپ پڑھنے لگا یہان وہ غلام حبشی اُس بکری کے بچے کو ذبح کرکے کباب اُسکے دل و جگر کے تیار کرکے الفقش وزیر بے پیر کے سامنے لایا اُس شریر ملعون نے وہ کباب بعد شراب خواری مثل گرگ مزے سے کھائے خوش ہوا اور سب کھٹکے دلکے دور ہوئے اور اُسی طرح تاج و رنگ مین مصروف ہوا

دو کلمۂ داستان حیرت بیان خواب دیکھنا قباد بادشاہ عالیجاہ کا اور تعبیر پوچھنا الفقش وزیر بے تدبیر سے مع احوال خواب کے اور عاجز آنا اُسکا بیان حال خواب سے اور بادشاہ سے ذکر کرکے خواجہ بزرجمہر کو دربار مین بلوانا اور جانا خواجہ کا پشت الفقش پر سوار ہوکے بادشاہ کے پاس اور قتل کرانا الفقش کو اپنے باپ کے قتل کے عوض اور اُسکی جگہ آپ وزیر ہونا — ساقی نامہ

ساقی مئے لالہ گون پلا دے
تھوڑی شراب دے اگر ہو
لازم تو یہ ہو کہ بھر کے دے جام
جسمین کہ ہو خون کا رنگ ساقی
دکھلاؤن قلم کا رنگ اپنے
ہو چہرۂ دلری کا غازہ
مزا صیاد لوٹینگے ہمارے شعر موزون کا
نہ ایسا طاق کسرا تھا نہ قصر ایسا فریدون کا
زبان کب اپنی تعریف اپنی آنکھون کی کرتے ہین
دری عشق آجتک ہی مجھکو حسن روز افزون کا
نگہ میری نہین مدنظر پر غیر کی پڑتی
زمانہ آئینہ ہو اپنے احوال دگرگون کا
بنا یا صبح سے تا شام اُنکو آئینہ رکھکر

مستون کے زرا نشے جما دے
کیون کرتا ہو اتنی دیر ساقی
مضمون کی ہو فکر صبح اور شام
پُر جوش ہو دل خمار ہو جائے
مضمون کا ہون ڈھنگ اپنے
کیونکہ سحر ہو تیز خامہ
نشیمن قفس ہو آشیان ہو مرغ مضمون کا
چمن آئینہ ہو گل عکس ہو رخسار گلگون کا
لب معجز بیان سے سنتے ہین افسانہ افسون کا
زوال حسن مین تو لوٹ لینے دیجے کیفیت
وہ شاعر ہون نہین جو آشنا بیگانہ مضمون کا
سیہ شوخی یہ اپنی ہوگی مست بلی آنکھ پڑے کی
بلاے آسمن دائی ہوا ہون لف شبگون کا

رندون سے نہ اپنے بجبر ہو
لا جلد جو کچھ باقی ساقی
اُس بادے کی ہو ترنگ ساقی
گلشن کی عیان بہار ہو جائے
فقرون مین وہ لطف تازہ تازہ
لکھتا ہو یہ داستان کا نامہ نظم
رفیع القدر مصرع ہو اپنی بیت موزون کا
رہا جو سرو پر چھادان ہو تیرے قد موزون کا
کٹن چال مین بھی الفت وہی ہو نوجوانو نکی
بہار آئی ہو چلتا دور ہو صہباے گلگون کا
قرار اسکو نہین آتا ہماری بیقراری سے
خنا ہو اکر گئی رنگ مجھ سودائی کے خونکا
محبت ہو تی ہو معشوق کو بھی عشق کامل سے

زمین میں جا تھا قارون کے گڑا ہی گنج قارون کا
نہایت دل مراد دار کا قاتل کے بھو کا ہی
سگ لیلیٰ کا حق ہی استخوان ہی چور کر مجنون کا
مزا ملتا نہیں نعمت سے اپنی بدنصیبون کو

زمین کے سیر کو خورشید سے پہلے وہ ترک آئے
قضا دکھلا چکے منھ مجکو میرے تشنہ خون کا
جنون لیلیٰ عدم کو یان بھی گھبرا یا ہی دم اپنا
شو دیکھا لالہ داغی کو اک ان نشانیون کا

نسیم صبح سے آگے قدم ہو آپکے گلگون کا
کھلائے بوٹیان سوز فراق یار جیب چلے
کیا ہی تنگ وحشت نے ہماری عرصہ ہامون کا
شعر شناسندہ راز خاطر نیاز

چنین کردہ مرقوم با امتیاز ٭ چہرہ دستیاران عالم روایات خیالات ذی کمال و بیدار بختان گنج شناس جواہرات عدیم المثال آئینہ خاطر مسرت نظارہ سے صورت بہزاد و مانی نقوش نکتہ دانی کو جلوۂ شہود میں یون لاتے ہین کہ بادشاہ جمجاہ گردون بارگاہ قباد والا نژاد کہ جسکا وزیر بدتدبیر القش صاحب مکر و تزویر ہی ایک شب مشغول مے نوشی تھا عالم خود فراموشی تھا ارات بھر اسقدر بادہ خواری کی کہ روح جمشید شرمائی جام جم چکر مین آیا وہ نشہ اسنے جمایا آخر اسی حالت مستی مین سو گیا ایک عجیب و غریب خواب دیکھا وہ معاملہ نظر آیا کہ دل سے پیچ و تاب کھایا دیکھا کہ ایک طباق طلائی بہزار صفائی حلوے سے بھرا ہوا اگر یا گرم مزے کا پکا ہوا میرے آگے دھرا ہی گھی آٹھ آٹھ انگل اوپر اُسکے ترترا تا ہی اور اسقدر قند سفید اسمین پڑا ہی کہ شیرینی اُسکے نظارہ کرنے سے دلکو حلاوت بخشے آبداری پر اُسکی نگاہ نہ ٹھہرے بغیر کھائے زبان پر مزا آئے اگر ایک لقمہ اُسکا انسان نوش جان کرے مضمون زبان سے لب چاٹے میوہ اوپر اُسکے چھڑکا ہوا ورق طلائی و نقرئی جما ہوا دل نے بے اختیار چاہا کر کھائیے مزا اسکا چکھیے ایک نوالہ اُس طبق طلا کار مین سے چنگل مار کر اُٹھایا اور ہاتھ بیساختہ منھ تک آیا ہی اُسی وقت ایک سگ سیاہ پیدا ہوا اور وہ نوالہ بادشاہ جمجاہ کے ہاتھ سے چھین لیگیا یہ چالاکی و جسارت اُس سگ سیاہ رنگ کی دیکھکر بادشاہ فلک جاہ ششدر و حیران مضطر و پریشان تحیرت سکتے کی سی صورت بنگیا عین خواب مین صورت آئینہ دنگ ہوگیا آنکھ کھل گئی اُٹھ بیٹھا مگر اُس خواب پریشان سے متردد و متفکر و متحیر نہایت تشویش ہوئی صبح تک جان پر بنی رہی دلمین کہتا تھا نہین معلوم یہ کیا اسرار ہی عجب اشتباہ ہی مثل آئینہ حیران اور بسان زلف محبوبان پریشان چار طرف دیکھ رہا تھا جو کچھ خواب دیکھا تھا تھوڑی دیر مین سب بھول گیا اور زیادہ گھبرایا فوراً القش وزیر بے تدبیر کو بلوایا جب وہ سامنے آیا بادشاہ نے فرمایا کہ تو نجوم مین کمال و دخل رکھتا ہی علم ستارگان مین اپنے کو کامل کہتا ہی گردش بروج فلکی و طلوع و غروب مہر و ماہ شام و پگاہ جانتا ہی ہر کس و ناکس تیرا معتقد ہی اور تجکو نہایت مانتا ہی جلد مجکو اسوقت ٹھیک ٹھیک بتا کہ مین نے خواب مین کیا دیکھا ہی اور اُسکی تعبیر کیا ہی اور کیا تقدیر کا لکھا ہی اور عالم الغیب کیا کرنے والا ہی القش وزیر بے تدبیر یہ حکم قضا توام سنکر گھبرایا بدن کانپا دل تھرایا دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ زمان و اے شہنشاہ دوران کون ایسا ہی کہ علم غیب جانتا ہی وہ نہین آپ نے سنا ہی مصرع

علم غیبی کس نمی داند بجز پروردگار شعر سعی بہر راحت ہمسایگان کردن خوش ست ٭ بشنود گوش از برائے خواب چشم افسانہا ٭ اے خداوند مین کیا جانون کہ حضور کرامت ظہور نے عالم خواب مین کیا ملاحظہ فرمایا کہ آپ کا دل تردد و منزل اسقدر گھبرایا کہ اس خانہ زاد بے بنیاد کو یاد فرمایا میرا دل بھی دود فکر مین آیا بموجب اشعار اشعار بہ انفعال گنہ سے مین آب آب ہوا ٭ کہ میرا کاسۂ سر کاسۂ حباب ہوا ٭ ہمارا طالع خفتہ کہین نہ پس جاوے ٭ سر پہ اسکے ہی بیٹھ حب زیجوم خواب ہوا ٭ بادشاہ جمجاہ کلام نا فرجام القش بدروش کا سنکر متنفس ہوا غصّا بانہ کہا کہ او حبیبا کیا بیہودہ بکتا ہی اسقدر نشۂ کبر و غرور سے بہکتا ہی اتنی مدت تک عہدۂ وزارت پر سرفراز رہا اور کیفیت دنیائے دون کو دیکھا اسنے داعلے

کامل واکمل بامید نفع وتمتع تیرے پاس آئے ہر ایک کام انھون نے تجکو بتلائے کیا تو نابلد رہا کوئی کمال تجکو میسر نہوا گو ہر لوگ خود اپنے ہاتھ سے کچھ نہین کرتے ہین مگر سب جانتے ہین جب لائق حکومت سلطنت وحکمت وحشمت ہوتے ہین تو یہ وزارت کس بھروسے پر کرتا ہے جو ایک جواب نہین تبلا سکتا ہے اور نہ تعبیر دیتا ہے ای القش ونیز بے ہنر نابکار دل آزار اگر تو نے اس نتیجے کو نہ ظاہر کیا اور شگفتہ غنچہ خاطر نہ کیا تو قسم ہے لات ومنات وہبل وزردشت سب بدل کی تیرا پیٹ چاک کرکے بھس بھروا دونگا اور زن بچہ تیرا کو لہو مین پلوا دونگا کیونکہ سات پشت سے اس خاندان عالیشان کا نمک پروردہ ہے اور ہمارے بزرگان اولوالعزم کا نظر کردہ ہے ایک ذرا اس تجسے دریافت نہین ہو سکتی اور تو اسکے ظاہر کرنے سے انکار کرتا ہے میرے غیظ وغضب وعتاب سے نہین ڈرتا ہے بس ایسے نمک حرام بیوقوف بدعقل بد اندیش کا زمرہ اراکین سلطنت ووزیران ابہت مین رہنا بالکل بیکار ہے تو قتل کا سزاوار ہے تیری وزارت کے سبب سے تخت سلطنت مین اور حکومت مین باعث ضرر ہے مجکو اب خوف خطر ہے جب القش وزیر بے ہنر نے دیکھا کہ بادشاہ غیظ وغضب مین بھرا ہے خون ہے حال دگرگون ہے قسم اپنے سر کی بادشاہ نے کھائی ہے اب ضرور تیری قضا آئی ہے یہ سوچکے یہ شعر پڑھا **شعر** نہال دوستی بنشان کہ آخر آن بہار آمد ٭ کہ تخم دشمنی افگندہ انجامش چنار آمد ٭ کانپتے ہوئے ہاتھون کو جوڑکر خاک پاے زیبایش سلطنت کو بوسہ دیا اور ڈرتے ڈرتے عرض کیا کہ غلام جان کی امان پائے تو التماس کرے بادشاہ نے ڈانٹ کر کہا کہ کہہ کیا کہتا ہے کس خواب غفلت مین رہتا ہے ہشیار ہو بیدار ہو القش وزیر بے تدبیر نے کہا ای بادشاہ فلک بارگاہ بخشندہ جان پژمردگان وای پرورش کنندہ داد خواہان مین چاہتا ہون کہ تابعدار کو دو روز کی مہلت سرکار نامدار سے عنایت ہو کہ زائچہ وغیرہ کھینچون اور حالات سیارگان بدورہ فلکی دریافت کردن کیفیت خواب عالیجناب دیکھون پھر تعبیر خواب بتلاؤن ہو جب بشعار آبدار **نظم**

فغان وآہ سے ہے سوز دل عیان ہوتا
حکیم تھا وہ جوان کا مزاجدان ہوتا
فراغ حال ہے دشوار خوشنوایون کو
بتون کے حسن سے ہے نور حق عیان ہوتا
دلیل آگ کے ہونیکی ہے دھوان ہوتا
وہی ہے صدر نشین بزم خاکساران مین ٭
قفس سے تنگ ہے بلبل کا آشیان ہوتا
مجاز پر بھی حقیقت کا ہے گمان ہوتا
بنے ہوئے ہین یہ محبوب چار عنصر سے
صفت تعالیٰ مین جسکا کہ ہے نشان ہوتا

بادشاہ نے قبول کیا القش رخصت ہوکر فکر مند گھر آیا اور ہر وقت سوچا کرتا تھا کہ کیا تدبیر کرون کچھ بن نہین پڑتی تھی اور دل مین خیال آیا کہ وہ لڑکا جسنے بکری کے پیٹ کے بچے بتائے تھے بڑا ذی کمال ہے مین جانتا ہون کہ اس سے بہتر کامل کوئی نہوگا اگر وہ ہوتا تو سارا حال خوب بتاتا افسوس ناحق اسے قتل کیا سراپا خون مین بھر دیا **شعر** چاک کو تقدیر کے ممکن نہین کہ نارفو ٭ سوزن تدبیر ساری عمر کو سیتی رہے ٭ القش وزیر بدتدبیر خیال خواب مین تھا اور بادشاہ کے عتاب مین تھا اس غم مین اپنی جان کھوتا تھا اور حسب حال اپنے یہ غزل پڑھتا تھا **غزل**

کوئی مزا گل وبلبل کی انجمن مین نہین
جو دل کے داغون مین ہے لطف وہ چمن مین نہین
عجیب لطف ہے وحدت مین اسکی کثرت ہے
گناہ کا کہین خمیازے کفن مین نہین
مثال دون کسے اسکا کل معنبر سے
جو تو نہین تو پھر ای یار کچھ چمن مین نہین
مہک حضرت یوسف کے پیرہن مین نہین
ترے حبیب کا جلوہ کس انجمن مین نہین ٭
رہ عدم کے ہین قائل نہ اسکی ہستی کے
خطا معاف ہو یہ مشک تو ختن مین نہین
بہار ایسی گلون کی بھی انجمن مین نہین
ترے پسینے کی بو عطر یاسمن مین نہین
خدا کی عفو نے یہ پاک کر دیا ہیں مرگ
رنگین کلام کوئی یار کے دہن مین نہین
یہ سچ یہ ہیچ ہے کسی مین یہ تراش خراش

جواب یار کا واللہ بانکپن مین نہین
وہان ہی مجمع اغیار یان ہجوم ملال
کسی کی آنکھ مین شوخی ہی جو ہرن مین نہین
نکل کے تن سے مری روح نے کہا رخصت
نقاب چہرہ پہ ہی چاند یہ گہن مین نہین
فلک پکارا جو قاتل نے پہنے کپڑے سرخ
جگر مین راز ہی جو وہ ترے دہن مین نہین
یہین وہ جہان مین ہجران نصیب ان امی یار

خدا کے فضل سے ہر رنگ مین کہے اشعار
جس انجمن مین ہی تو مین اُس انجمن مین نہین
کسی سے آنکھ لڑی اور ہم ہوئے سرشار
مسافرت مین مرے جو ہین وہ وطن مین نہین
خدا کی شان کہ مین غیر بار یاب وہان
یہ رنگ نو تو ترے جامۂ کہن مین نہین
یہان عدو کا نہین ڈر جو بوسے لے نہ سکون
کہ وصل کا کہین مضمون مرے سخن مین نہین

وہ بات کونسی ہی جو مرے سخن مین نہین
ابھی ہی چشم عنایت ابھی نظر ٹیڑھی
یہ تیزیان تو کہین بادہ کہن مین نہین
کسی کی روے منور سے ہی حجاب اسے
ہمارا ذکر بھی اُس بت کی انجمن مین نہین
عیان ہی اُسکی نزاکت تو اُسکی پوشیدہ
کہین تو آئے بھلا میری انجمن مین نہین
یہ اشعار آبدار پڑھکر رویا اور دل کو

یقین واثق ہوا کہ کجروی چرخ بدکردار و دورنگی لیل ونہار شومی بخت نا ہنجار برگشتگی تقدیر ظاہر ہی کہ بادشاہ کا قول صادق ہی تعبیر خواب کا شائق ہی میرے قتل پر قسم کھائی ہی جلادی دل مین ٹھانی ہی اب بھلائی نہین ہر طرح برائی ہی طالع بیدار میرا سوتا ہی دیکھیے کیا ہوتا ہی غرضکہ اسی رنج و ملال مین یہ بھی خیال دل پر ملال پر گذرا کہ شاید غلام حبشی نے اُس طفل یتیم و بیگناہ کو قتل کیا ہو ترس کھاکر چھوڑ دیا ہو دریافت کرنا چاہیے کہ وہ طفل یتیم زندہ ہی کہ مر گیا عالم فانی سے طرف ملک جاودانی کے کوچ کر گیا اگر وہ زندہ ہی تو بیشک تیری جانبری ہی ورنہ تو بھی اب عدم کا سفری ہی یہ سوچ کر اُس غلام ناکام کو بلایا اور کہا ای حبشی جس لڑکے کو اُس روز باغ مین مین نے تجھے قتل کا حکم دیا تھا اُس طفل پر تو نے رحم کرکے چھوڑ دیا یا قتل کیا اگر اُس طفل کو تو نے نہ مار ڈالا ہو تو اُسکو جلد بلا لا مین تجھے اُسکے عوض مین مال دنیا سے مالامال کرونگا دامن تیرا جواہرات بیش بہا سے بھر دونگا تو ایسا غنی اور دولتمند ہوگا کہ زمانہ تیرے حال پر رشک کریگا اور ہر کس وناکس تیرا دست نگر ہوگا حبشی نے جواب دیا ای خداوند خانہ زاد نے اُسی وقت حسب حکم حضور فیض گنجور سے اُس طفل کو قتل کیا اور کباب اُسکے دل وجگر کے بنا کر حضور کو کھلا دیے

شعر خون جگر اب کاہے کو پیتے ہین خداوند + مردے بھی دوبارہ کہین جیتے ہین خداوند + ای وزیر باتدبیر آپ نے نہین سنا ہی کسی عقلمند نے کہا ہی **شعر** آسان بہت ہی لعل بدخشان کا توڑنا + مشکل ہی وقت کام کے پھر اُسکا جوڑنا + اب کیا ہو سکتا ہی وہ لڑکا کب آتا ہی **القش** وزیر غمگین ودلگیر نے جب یہ تقریر ناگزیر اُس غلام حبشی سے سُنی سکوت کیا پھر سوچ کر اُس سے کہا کہ لاش جگر پاش اُس طفل دلخراش کی تلاش کرکے جلد لا اور مجھکو آنکھون سے دکھا اُسنے کہا کہ لاش اُسکی مین نے پھینکدی دفن نہین کی جو مجھکو ملاؤن کیونکر آپ کو دکھاؤن **القش** نے کہا ای غلام جا اُسی جگہ تلاش کر کچھ تو پتا لاش کا معلوم ہوگا یا استخوان تک معدوم ہوگا حبشی نے کہا ای آقا وہ دوام جانوران صحرائی وطائران ہوائی اُسکو کھا گئے ہونگے ہڈیون سے کیا پتا نشان ملے گا کیونکر سمجھا جاے گا کہ یہ ہڈیان اُسی کی ہین القش نے کہا کہ ای غلام یہ تقریر تیری بیکار ہی سراسر بناوٹ کا اظہار ہی اس کلام سے بوے صدق نہین آتی غار فریب اور دروغ میرے دل مین کھٹکتا ہی ای غلام حبشی اسوقت اگر تو سچ کہے تو مال تجھکو ملیگا ورنہ ابھی تہ تیغ کرونگا قتل سے تیرے دریغ نہوگا اور نہ کسی سے ڈرونگا اب تو مین بھی اپنی جان پر کھیلا ہون جان تو نذر بادشاہ کل سے کرچکا ہون **شعر** درد دل سے لوٹتا ہون میں اُسکو درد ہی + ہو نہین لفظ درد جس پہلو سے الٹو درد ہی + دیگر + ہر دم دل خون گشتہ مین اک جوش

جو آہ ہو سینے مین سو فوارۂ خون رہی
قایم ہو بنا درد کی فریاد سے میری
پھر جاتی ہو سینہ کو مری آہ بھی اُلٹی
جو ڈالتی ہو ایوان محبت کا ستون رہی
برگشتہ جو قسمت ہو مری بخت نگون رہی
جسوقت غلام حبشی نے دیکھا کہ القش

وزیر بے پیر کا رنگ متغیر ہوا معلوم ہوتا ہی کہ اسپر کچھ عتاب شاہی آیا ہی اسی سبب سے وہ بہت گھبرایا ہی اپنی جان پر کھیل کے میرے قتل پر تیار ہی اپنی جان سے بیزار ہی یہ کیفیت دیکھکر غلام حبشی نے دست بستہ بعد انکسار عرض کی کہ بہت اچھا حضور مجھکو ایک روز کی مہلت دیجیے کچھ فکر و تردد نہ کیجیے لاش اُس لڑکے کی تلاش کرکے لاتا ہون اُسکو حاضر خدمت کرکے جان اپنی بچاتا ہون آیندہ آپ کو میرے قتل اور جان بخشی کا اختیار ہی خانہ زاد مجبور و ناچار ہی یہ بندۂ درگاہ ہر طرح فرمانبردار ہی ہیچ ہی موت کا گرم بازار ہی **مطلع** کون سے دن نگہ تیز نہ خونریز رہی + مجھپہ ظالم تری ہر روز چھری تیز رہی + دیگر جو کہوگے تم کینگے ہم بھی ہان یوہین سہی + آپکی یونہین خوشی ہی مہربان یونہین سہی + غرضکہ **القش** نے غلام حبشی کو ایک دن کی اجازت دی اس غلام نے بزرجمہر کے گھر کی راہ لی جب گھر پر بزرجمہر کے گیا دق الباب کیا بزرجمہر گھر سے باہر آیا غلام کو دیکھتے ہی گلے لگایا سارا حال پوچھا حبشی نے جو کچھ گذرا تھا من وعن بیان کیا بزرجمہر نے اُسے تسکین دی اور کہا ای غلام باوفا جسطرح سے تو نے اب انکار کیا ہی اسی طرح سے انکار کیے جانا ہرگز پتا نہ بتانا **القش** تجھکو چالیس لکڑیان مارےگا تو خاموش کھڑا رہنا جب وہ اُنتالیس لکڑیان مار چکے اور چالیسوین مارنے کو اُٹھائے اُسوقت اقرار کرنا اس عرصہ مین مین جاکر کتاب دیکھتا ہون کہ آیندہ کیا ہونے والا ہے حبشی حسب الارشاد فیض بنیاد **خواجہ بزرجمہر** پھر گیا اور **القش** سے کہا کہ ای وزیر مجھکو لاش اُس طفل کی نہین ملی تجھکو اختیار ہی خواہ قتل کرے خواہ جانبری دے **القش** خفا ہوا اور غیظ وغضب مین آ اُٹھا غلامان حلقہ بگوش کو بلایا کہ اس غلام حبشی کو رسّی سے باندھو اُن غلامون نے بموجب حکم **القش** وزیر کے ایک رسّی مین حبشی کو مضبوط باندھ دیا اور **القش** لکڑیان مارنے لگا اور بار بار پوچھتا تھا بتا تو نے اُس لڑکے کو کیا کیا اور یہ انکار کرتا تھا جب چالیسوین لکڑی مارنے لگا غلام نے فوراً کہا ای **القش** تو مجھے چھوڑ دے وہ لڑکا زندہ ہی مین اُسکو حاضر خدمت کرتا ہون **القش** نے کہا یہ کیا پہلے انکار بہت کیا جب اُنتالیس لکڑیان کھا چکا تو اقرار کیا حبشی نے کہا ای وزیر مین اسلیے نہ بتاتا تھا کہ شاید تو خفا ہوا ور کہے کہ تو نے میرے حکم کے خلاف کیون کیا اور اُس لڑکے کو کیون چھوڑ دیا اسی طرح جو بات مین تجھسے کہتا ہونگا تو وہ کام نہ کرتا ہوگا اب معلوم ہوا کہ تو بدل اُس لڑکے کا مشتاق و خواستگار ہی اب اُسکا بتلانا میرے حق مین اچھا ہی اسلیے اب بتلایا پہلے برا ہوتا **مطلع** دل گرفتار ہوا یار کی عیاری سے + ہم گرفتار ہوے دل کی گرفتاری سے **دیگر** جو دل کشمکش طرہ دوتا مین پڑے + تو پھر بلا کو غرض ہی کوئی بلا مین پڑے **دیگر** نگہ کا وار تھا دل پر پھڑکنے جان لگی + چلی تھی برچھی کسی پر کسی کے آن لگی + **القش** وزیر بے پیر یہ کلام حبشی کا سنکر بہت خوش ہوا اُسے رسّی سے کھول دیا اور کہا جا بزرجمہر کو جلد بلا لا حبشی **خواجہ بزرجمہر** کے پاس آیا اور سب ماجرا بیان کیا اور کہا چلیے آپ کو بلایا ہی جلاد بے رحم آیا ہی بزرجمہر فوراً حبشی کے ہمراہ **القش** وزیر بے پیر کے پاس آیا اور جلوۂ نور چہرہ دکھایا **القش** دیکھتے ہی **خواجہ بزرجمہر** کو براے تعظیم اُٹھا اور آگے بڑھ کر بزرجمہر کو گود مین اُٹھا لیا اور بیٹھکر زانو پر بٹھایا خوب پیار کیا گلے لگایا اور کہا ای آرام جان مجھکو تجھسے ایک بہت بڑی غرض لاحق ہوئی ہی کہ اُس سے میری اور تیری دونون کی جانبری ہی بادشاہ نے ایک خواب دیکھا ہی اس سے نہایت پریشان ہوا ہی تم بیان کرو اپنے علم وکمال کا امتحان دو کہ خواب کونسا ہی اور کیا ہی بعد اُسکے تعبیر بتاؤ **خواجہ بزرجمہر** نے جواب دیا **شعر** مرتے ہین ترے پیار سے ہم اور زیادہ + تو لطف سے کرتا ہی

گرم اور زیادہ دیگر خبر کی جنگ لو قل کی تو مجنون اہل ہامون کو ✤ کہا وہ بجیا گھولے شاخ بید مجنون کو ✤ **خواجہ بزرجمہر** نے
کہا ای وزیر اعظم تم بادشاہ عالم کے پاس جاؤ اور عرض کرو کہ ایک لڑکا میرا نوکر ہی تا بعدار صبر ہی وہ خواب کا حال اور تعبیر خواب
بتلاوے گا مین نے اسکو بموجب حکم محکم فیض شیم تلاش کیا ہم اگر حکم ہو تو اسکو حاضر خدمت سکندر صولت کرون جسوقت بادشاہ
عالیجاہ طلب فرمائینگے بندہ حاضر ہوگا احوال خواب اور تعبیر خواب بتلادے گا آپکا اور زیادہ نام بڑھے گا یہ مشہور ہوگا
القش کے ایک ادنا چیر ملازم پر تمیز نے خواب کا حال اور تعبیر خواب بتلا کے بادشاہ کو مسرور کیا تردد و فکر
و رنج و الم دل پژمردہ سے دور کیا **القش** وزیر دغاباز بے پیر سمجھا کہ یہ لڑکا چاہتا ہی کہ دربار مین وہ کام کرون جسمین اپنا
نام کرون خیر کیا مضائقہ ہی میری تو جان بچ جائیگی کوئی آفت آسمانی بحکم شاہی تو نہ آئیگی اگر زندہ ہون تو پھر کسی
وقت مین انسداد دربار مین آنے کا کرون گا یہ کتنی بڑی بات ہی بالفعل وقت کی ضرورت سمجھنا چاہیے **مصرع**
زمانہ با تو نسازد تو با زمانہ بساز **شعر** سینہ و دل پہ مرے زخم جگر ہنستے ہین ✤ ہنسنے دو چارہ گر دہنستے ہی
گھر بستے ہین ✤ پھر بزرجمہر کو رخصت کیا آپ اسی وقت دربار مین بادشاہ کے آیا مجرا بجا لایا بادشاہ نے فرمایا ای
القش حال خواب دریافت کیا کچھ ظاہر ہوا وزیر نے عرض کی حضور خانہ زاد نے تو زایچہ نہین دیکھا مگر ایک لڑکا
سابق مین میرا نوکر تھا اسکو حضور طلب فرمائین اسکو خانہ زاد نے خوب سکھا دیا ہی وہ بخوبی سب بتا دے گا اور
اسکا مکان فلان محلہ مین ہی بادشاہ نے سمجھا یہ کسی کو ڈھونڈھ لایا ہی اپنا حیلہ کرتا ہی جان بچاتا ہی کہ اچھا کیا
مضائقہ کام تو نکل جاوے گا یہ خیال کرکے فوراً چوبدار واسطے طلب **خواجہ بزرجمہر** کے روانہ کیا جب چوبدار گھر پر
خواجہ کے آیا **بزرجمہر** کو آواز دی خواجہ باہر آئے اس چوبدار نے کہا کہ آپ کو بادشاہ نے یاد فرمایا ہی تشریف
لیچلیے بہت جلد بلایا ہی بزرجمہر نے کہا مین گنہگار نہین ہون جو ایک ادنے پیادے کے ہمراہ جاؤن قیدی کہلاؤن
یہ سنکے وہ چوبدار مجبور و ناچار آیا اور بادشاہ سے ہاتھ باندھ کے عرض کی کہ شہنشاہ کا اقبال زیادہ و دولت و حشمت
روز بروز افزون بخت ہمایون جلوہ گر بصد کروفر **خواجہ بزرجمہر** ہرچند ابھی کم سن طفل مکتب ہی مگر کلام اسکا بزرگترین
ارکان دولت و اقبال شاہنشاہی جہان پناہی ہی ہم لوگون کے ساتھ وہ نہین آتا بادشاہ مسکرائے اور
حکم دیا کہ گھوڑا عربی خاص خاصہ کا در کابہ مع ساز و یراق عمدہ ترین زرین لگام زین مرصع کار سے آراستہ
کرکے لیجاؤ اور اس صاحب زادہ بلند اقبال صاحب بخت و اہل کمال کو جلد لے آؤ حقیقت مین اس
لڑکے نے سچ کہا اور مین نے برا کیا کہ پہلے ہی سواری عمدہ آراستہ کرکے اسکے واسطے نہ بھیجی فقط یہ
باعث تردد و فکر کا تھا جو میری عقل نے قصور کیا پھر بادشاہ **القش** کی طرف متوجہ ہوا اور کہا ای **القش**
تو نے بھی کچھ لیاقت اسکی نہ سمجھی تو تمیز نہ کی کہ مجھسے کہتا بلکہ کہنا کیا ضرور تھا سواری اور آدمی عملہ وغیرہ
اسکے لینے کے لیے بھیجدیا ہوتا ای **القش** تو بڑا نالایق ہی قابل عہدہ وزارت کے نہین مگر لقدیر نے
تجھکو اس عہدہ پر فائز کیا **القش** وزیر بادشاہ کے یہ کلام عتابانہ سنکر تھرا گیا اور خاموش سر جھکائے بیٹھا
رہا غرضکہ ملازمان دولت شاہنشاہی جہان پناہی ایک مرکب صبا رفتار کو لیچلے کہ وہ خاص سواری فیض
اختصاص کا نو عروس بنا ہوا سر سے پاتک زیور طلائی و جواہر مین غرق پری وش حور نژاد انکھڑیان غزالہ
ہمہ شیرانہ ناز و ادا معشوقانہ چال مستانہ چھم چھم کرتا چلا گرد اسکے چوبدار خدمتگار خاص بردار کچھ سپاہی پیدل
کچھ سوار لینے کو **خواجہ بزرجمہر** فرزندار جمند **خواجہ بخت جمال** باکمال کے روانہ ہوئے جب دولتسرائے
خواجہ بزرجمہر پر سب آدمی سواری لیے ہوئے پہنچے **خواجہ** کو آواز دی **خواجہ** گھر سے باہر آئے

خواصون نے عرض کی کہ حضور جلدی سوار ہوجیے تشریف لیچلیے کہ بادشاہ دربار مین منتظر جناب و مشتاق جمال رشک آفتاب بیٹھا ہے خواجہ نے گھوڑے کو دیکھکر کہا کہ حکمت کے خلاف ہے اس سواری پر مین سوار نہ ہونگا کہ لوگ اس سواری کو جنازہ روان کہتے ہین اگر گر پڑون تو ہاتھ پانؤن ٹوٹ جائین اپاہج ہوکے بیٹھون کسی طرف کا نہ رہون آخرکار سب لوگ سواری لیکر پھر آئے اور بادشاہ سے کیفیت بیان کی بادشاہ ہنسا اور کہا کہ اچھا پالکی سواری اور کہار جائین اُسکو جلد لے آئین ابکی دفعہ پالکی سواری بڑی تیاری اور سامان سے روانہ ہوئی طلائی نقرئی گنگاجمنی کام کیا ہوا جابجا جواہرات بیش بہا نگینے عمدہ عمدہ تراشے ہوئے جڑے ہوئے منقش جھالر لگی ہوئی کہارون کی وردیان نہایت نادر مخمل سبز کی اُن پر بادلہ و کارچوبی کام سچے سچے نگینے ہیرے و زمرد کے جڑے ہوئے یاقوت کے ٹکڑے ٹکے ہوئے پگڑیان مرصع کار مچھلیونکا چھپکا اور جواہر بیش قیمت جڑے ہوئے کہار اُسکو کاندھے پر لیے ہوئے ہمراہ خواصان خاص اور چوبدار و خدمتگار و پیدل سپاہی و سواران اردلی شاہی **خواجہ** بزرجمہر کی خدمت بابرکت مین آئے جب **خواجہ** بزرجمہر نے پالکی دیکھی فرمایا مین کچھ بیمار نہین ہون کہ اس پالکی پر مُردے کی طرح لیٹ کر جاؤن اور چار کے کاندھے پر جیتے جی چڑھون مین اس صورت سے ہرگز نہ جاؤنگا بلکہ اس طرح ترغیب بھی نہ کرونگا بادشاہ عالم پناہ کو میری جانب سے بہت بہت آداب تسلیمات خادمانہ بجا لاکے دست بستہ بارگاہ حضور مین عرض کرنا کہ اگر حضور شاہنشاہ جہان پناہ کو بلانا منظور ہو تو اس نمکخوار و تابعدار کا یہ دستور ہے کہ **التقش** وزیر کو ساز و یراق و سامان بے پایان سے بصد عز و شان آراستہ و پیراستہ کرکے ایک زین جواہر نگار مرصع کار اُسکی پشت پر کچوا کے مزین فرماکے بھیجدیجیے کہ خانہ زاد اُسکی پشت پر بطور مرکب خوش رفتار سوار ہوکر حاضر خدمت سکندر صولت ہوگا ورنہ بادشاہ فلک اشتباہ مجھکو تکلیف نہ دین مین یہین سے اُس رعیت پرور داد گستر شاہنشاہ **قباد** بادشاہ کو ترقی جاہ و جلال و دولت و اقبال کی مدام دعا کیا کرتا ہون یہ سُنکر سب ملازمان شاہی پھر گئے اور من و عن سب کیفیت و عبارت کلام بلاغت نظام **خواجہ** بزرجمہر حضور مین بادشاہ **قباد** فلک انقیاد کے بیان کی بادشاہ قباد بھی نہایت عقیل و فہیم صاحب ادراک چست و چالاک ذی ہوش عالی نقش تھا یہ کلام فصاحت التیام **خواجہ** بزرجمہر کا سمجھا اور عقل سے دریافت کرکے دل مین کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ **التقش** وزیر بدتدبیر بلکہ بے پیر بدام اجل اسیر سے اس صاحبزادہ بلند اقبال صاحب کمال کو کسی طرحکا رنج و ملال ہے کہ اُسکے عوض مین وہ اسکی ذلت اور رسوائی و ہتک عزت چاہتا ہے اور درپئی اُسکی بے آبروئی کا ہے پھر مجھکو اسیں مرے سے کیا کام ہے اپنے کام سے کام ہے **مثل** مشہور ہے **مثل** جو آگ کھائے انگارے ہگے مگر بموجب اشعار آبدار **نظم**

تیلے زلف کے گیسوے تابدار مین دل
نہ ایسا ہو کسی دشمن کا بھی کنار مین دل
ہمیشہ روزن سینہ سے کیون ہے چشم براہ
پروئے زلف مسلسل کے تار تار مین دل
برنگ غنچہ چپکیان و غنچے نقو پہر
خوش ہے کیونکر ہو اس نیلگون حصار مین دل
ہزار دشمن جان سے ہے ایک دست بڑا

بلا سے گر ہو نوالہ دہان مار مین دل
نکل نہ جائے دم اضطراب سینے سے
اگر نہین کسی مہوش کے انتظار مین دل
اڑیگا شل شرر ہوکے ٹکڑے سنگ مزار
نہ دیکھا اپنا شگفتہ کسی بہار مین دل
برنگ بیضہ نو روز توڑے دل آسنے
جو پوچھون کون ہے سو کہین ہزار مین دل

بغل مین جلیے مرا دل بغل کا دشمن ہے
برنگ شعلہ کہین آہ شعلہ بار مین دل
ترا سنگار بھی ہے وہ بلا کہ جاے گھر
اگر یونہین رہا گرم تپش مزار مین دل
فلک کے رنگ سے ظاہر ہین ماتمی آثار
ہزارون ایک ہے اک کس قطار مین دل
نہ تو مین خلد مین حور ہین تو رہتا خلد مین کون

لگے ہر صحبت خوبان گلعذار مین دل	پہ جسم زار ہی یا میرے پیرہن مین دل	گرہ ہر تار مین یا میرے جسم زار مین دل

بادشاہ عالم پناہ قباد کج کلاہ نے ملازمان شاہی سے کیفیت خواجہ بزرجمہر کی سنکر فوراً حکم دیا کہ تم سب
لوگ القش وزیر بے تدبیر کو اسی ساز و یراق و سامان طمطراق و زیور جواہر نگار و زین مرصع کار سے آراستہ
و پیراستہ کرکے مع ملازمان جلوسی لیجاؤ اور آسکو بعد کروفر دربار مین لاؤ ہرچند القش وزیر بے پیر نے دلگیر ہوکر
عذر و معذرت کی مگر قبول نہ ہوئی فرمایا کہ او نالایق یہ تیری سزا ہے سبب بے ہنری ہے جو یہ تیرا احوال کیا جاتا ہے تو نے
بدون علم و ہنر کو حاصل کیا ہے جیسے دنیا مین مثل مشہور ہے کہ گدھے پر کتابین لادین اگر تو بھی کچھ کمال رکھتا ہوتا احوال
خواب پریشان اور تعبیر رؤیاے حیران کی بیان کرتا تو یہ دن تیرے واسطے کاہے کو آتا اب تو تو فقط گھوڑا ہی
ساتھ ساز و سامان کے اس سے تو بہتر ہے کہ جو بے ہنر ناخواندے ٹوکری ڈھوتے ہین اور مزدوری کرکے اپنی
پیٹھ پر گدھے کی طرح منون کے بورے لادتے ہین القش یہ سنکر ناچار ہوا سر اپنا جھکالیا سائیس نے القش
وزیر کا ہاتھ پکڑ کے جھکایا بصورت سمند خوش رفتار بنایا چار جامہ کسا زین پوشش مرصع کا ڈالا دہانہ منھ مین دیا تسمہ
طلائی لگایا نقرئی و طلائی رکابین جواہر بیش بہا کی بصورت آفتاب و مہتاب لٹکادین کلگی مین یاقوت و زمرد
اور ہیرے کی کنیان جڑی ہوئی تنگ بھی کار چوبی سرپٹہ پاتنگ زیور جواہر نگار پہنایا فودری ہفت رنگ
ریشم کی تار ہاے زرین سے بٹی ہوئی آسکے دونون شانون مین باندھ دی جس وقت سائیس اُس گھوڑے کو سج
سجا کر ساز و یراق و زیور سے جواہر کے آراستہ و پیراستہ کرکے دلھن بناکر سامنے بادشاہ فلک بارگاہ کے لایا اہل دربار
نے دیکھا بادشاہ فلک بارگاہ مسکرایا مصاحبان خاص نے کہا کہ حضور اس گھوڑے کی دم کیون نہین کیا ہوئی دمچی لگائی
گئی پونچھ کی زیبائش ادھوری رہی بادشاہ نے بھی کہا سچ ہے دم بناؤ دمچی لگاؤ جب تو گھوڑے کی شکل ہو سائیس
نے چنوری دم کے مقام پر رکھکر ذرا اشارہ کیا گھوڑا اُچھلنے لگا ہاتھ سے نکلنے لگا دولتی لگانے لگا پیٹھ ہلانے لگا
سائیس نے ڈانٹا کہا کہ او گھوڑے او گھوڑے ٹھہر دم بنانے دے دمچی لگانے دے کسی نے چمکاری دی کسی نے
گردن پر ہاتھ پھیرا سائیس نے پھر اشارہ چنوری کی ڈنڈی کا کیا گھوڑا اُچھلا کودا چپتنک ماری الف ہوا سائیس نے
باگ ڈور کھینچ کے چمکارا پٹھے پر زور سے ہاتھ مارا کوئی تبسم ہوا کوئی ہنسا کوئی چپ ہو رہا بادشاہ نے جو یہ تماشا
دیکھا ایک قہقہہ مارا آخرکار سائیسون نے چنوری کی ڈنڈی کو مقام اسفل پر جڑ دیا برازکار از اختشا سواد دمچی کو بھی بیندہ
کیا اس سمند محفل پسند ہمشکل اسپ صبا رفتار شاہی جہان پناہی کو سائیس ڈرپاتا ہوا ہمراہ خواصان زرین کلاہ و
خاص برداران فلک بارگاہ و سواران اردلی قباد شاہنشاہ کے خدمت فیضدرجت خواجہ بزرجمہر مین
لایا ملازمان شاہنشاہی نے دست بستہ عرض کی کہ حضور جلد سوار ہوجیے دیر ہوتی ہے تشریف لیچلیے بادشاہ بہت
شایق جمال بے مثال ہے یہ سنکر خواجہ رکاب سعادت انتساب مین پاؤن دیکر سوار ہوا سائیس نے سوار کے ہاتھ
مین کوڑا دیا گھوڑے نے کنوتیان بدلین گویا کان کھڑے کیے ایڑ دینے کی گھوڑے کو ضرورت نہوئی چلنے مین کوتاہی کی
شہسوار میدان یکتائی نے باگ چست کی اور کوڑا مارا گھوڑا تڑپ کے اُچھلنے لگا دوسرا کوڑا جو دیا تیار ہوکے دوڑ اکیلا
سرپٹ بھاگا کبھی دلکی ہوا خواجہ بزرجمہر جس کوچہ و بازار مین نکلے خلقت کا اژدحام ہوا تماشائیون کا ہجوم عام ہوا سب
لوگ قہقہے لگانے لگے لڑکے تالیان بجانے لگے ہر طرف ہجوم چار سمت یہی دھوم کیا گھوڑا ہے کیا گھوڑا ہے واہ رے عجب شہسوار ہے
نئی دل لگی نئی بہار ہے القش وزیر پر بزرجمہر سوار ہے دورنگی روزگار یہی ہے گردش لیل و نہار یہی ہے الغرض اسی طرح
بزرجمہر دربار بادشاہ سکندر جاہ مین حاضر ہوا اور القش وزیر کی پشت سے اتر کے آیا سامنے کھڑے ہوکر قواعد شاہانہ بجالا

اور شل رتبہ شناسان شاہی قاعدہ دانندگان جہان پناہی مدح و ثنا کی اور دعا دولت و اقبال و شوکت و اجلال دی باعی تا سر زند آفتاب سر و باشی ہمہ صبح و مدہ ہمدم ساغر باشی ☙ تا تاج حیات بر سر خضر بود ☙ در خانہ اقبال سکندر باشی اشعار بمدح و ثناے بادشاہ قباد

خسروا جلوہ ترا دہ طرب افزاے جہان
مہر تابان کبھی ظاہر ہے کبھی ہے پنہان
اور گر تجلی ہی ہو خوش آب جنھین دیکھتے ہی
ہون گلشن مین بھی دیدہ گل نافرمان
دہ ترا زور حمایت ہے کہ جسکے باعث
ایک تار نگہ مور سے سو پیل دمان
وقت کاٹے کے دم بھر کہ اگر اسکا
جلنے خورشید چنے اپنی جبین پر افشان
جسطرح سے تجھے آگے ہے بہم آتش و آب
سچ کہا ہے کہ الانسان عبید الاحسان

ترے دیکھ کے ہو عید بھی قربان قربان
قطرہ افشان ہو اگر تیرا سحاب ہمت
طرفۃ العین مین ہو کاہ ربا کو یرقان
ہو کے سرسبز بہاران کرم سے تیرے
ناتوانون کو بھی ہو دہر مین کی تاب و توان
کھون شوخی جو تری توسن چالاک کی ہین
سر حاسد کو سمجھے صورت گوے چوگان
قہر نازل ہو فلک سے جو ترے اعدا پر
جسطرح آئینہ مین عکس رخ شعلہ فشان

تیرا جاہ و شب و روز ترا جلوہ فروزان
لیکے پنچے مین گہر بحر سے نکلے مرجان
اسقدر تابع فرمان ہے زمانہ تیرا
شاخ گل ہر چمن دہر مین ہو شاخ کمان
ہل سکین پھر نہ جگہ سے کبھی گر باندھ رکھین
اشہب خامہ بھی ہو موج رم برق تپان
اے فلک جاہ ترے در کے ہے ہیچ ذرہ خاک
چشمۂ مہر ہو مانند تنور طوفان
تیرے احسان کے ہے انسان ہے غلامی مین تیری

جس وقت خواجہ بزرجمہر نے بفصاحت و بلاغت دربار شاہنشاہی مین کھڑے ہوکر یہ دعا و ثنا بادشاہ جمجاہ کی اور قباد بادشاہ نے اس گوہر شاہوار بحر حکمت و لعل بے بہاے قلزم شوکت و صولت کو ایسا لایق و فایق ملاحظہ فرمایا کہ آگے آ کر خواجہ بزرجمہر نے زمین ادب کو کب عقیدت و عبودیت سے بوسہ دیا اور قریب سلطنت حاضر ہوا پہلے تو بادشاہ سلیمان جاہ نے خلعت فاخرہ سے خلع کیا کرسی جواہر نگار پر بمقام القش دہنی طرف بصد عزت و حرمت در رفعت و عظمت بیٹھنے کا حکم دیا پھر بادشاہ عادل شہنشاہ نے ارشاد کیا کہ تیرے جمال جہان آرا نے مجھکو بند غم سے آزاد کیا اے خواجہ بحر اسرار عجائبات اے غواص دریاے فکر غرائبات اب اپنی زبان طلسم کشاے معجمان سے جلوہ افشان سخن ہوکر پردۂ غیب سے میرے خانۂ دل مین کونسی تصویر خیالی عالم رویا مین مثل خواب شہود مین آئی اور کس بدر تمثال خورشید جمال نے جلوہ گری پائی شعر دہ خواب کیا تھا جسے دیکھکر یہ تنگ ہوا ☙ وہ کیا خیال تھا جو آئینہ مین زنگ ہوا خواجہ بزرجمہر نے جب یہ تقریر بادشاہ با توقیر کی سنی ایک آہ سرد دل پُر درد سے کھینچی اور دست بستہ ہوکر عرض کیا کہ اے داد گستر عدل پرور فریادرس بیکسان انصاف کن بے نوایان فریاد سے فریاد ہے ظالم اظلم کی مجھپر بیداد ہے آپکو داد رس زمن نے عادل زمان کیا سلطنت ذی شوکت پر حکمران کیا نظم رعایت مبیغ از رعیت مدار ☙ مراد دل داد خواہان برآر ☙ چو عدل است پیرایۂ خسروی ☙ چرا عدل را دل نداری قوی ☙ اے بادشاہ فلک بارگاہ پہلے مجھ ستم رسیدہ خاطر کبیدہ مظلوم و بیکس و یتیم کا حال کثیر الاختلال سماعت فرمایئے اور انصاف کیجیے بعد اسکے اپنے خواب بشارت خیال کا حال سنیئے گا قطعہ داد مظلون کی پہلے دیجیے ☙ کلام اپنا بعد اسکے کیجیے ☙ روز محشر داد گر کے سامنے ☙ سرخروئی عدل کر کے لیجیے ☙ بادشاہ نے یہ کلام حیرت انجام اس خستہ فرجام کا بتکلف دل متوجہ ہوکر ارشاد کیا کہ اے جوہر معدن علم و عمل اے فاضل عالم بے بدل ارشاد کیجیے مین بگوش دل سماعت کرتا ہون اور بعد اسکے کوشش بلیغ اس امر کی تحقیق مین فرماؤنگا کہ کسنے آپکو ستایا کسنے رنج و الم پہونچایا ہے کیا سانحہ درپیش آیا جس سے آپ نے یہ صدمہ عظیم اٹھایا خواجہ بزرجمہر نے رو دیا اور کہا کہ اے بادشاہ آپ کے وزیر بے پیر القش ستم کش نے میرے باپ کو بیگناہ ذبح کیا تھا حضور اس ملعون جلاد سے آپ پوچھین کہ انھون نے اسکا کیا گناہ اور قصور کیا تھا بادشاہ نے کہا آپ کے باپ کا کیا نام تھا بزرجمہر نے عرض کی اُنکا نام خواجہ بخت جمال تھا اور مجھکو خواجہ بزرجمہر کہتے ہین پھر جو واقعہ خواجہ بخت جمال اسکا تھا اول سے آخر تک دوستی کا ہونا اور اتحاد کا دونون کے بڑھنا اور چالیس روز گوشہ نشین ہونا اور باغ مین بزرجمہر کا پہونچنا اور القش کا پہچانکر غلام کو قتل کا حکم دینا اور اسکا چھوڑ دینا یہ سب کیفیت حرف بحرف بادشاہ سے بیان کی یہ سنکر

بادشاہ نہایت غضبناک ہوا القش کو سامنے بلایا اور پوچھا او شقی ازلی یہ کیا ماجرا ہے تو نے شہر میں تلاطم کر رکھا ہے یہ صاحبزادہ بلند اقبال کیا بیان کرتا ہے **نظم** راز کر جلدی یہ مجھپر آشکار ✤ جو کہ گذرا ہو بیان کر نابکار ✤ ہے قسم آتشکدہ کی اے وزیر ✤ قتل اب تجکو کرونگا یا اسیر ✤ القش نے جب یہ معاملہ دیکھا اپنی جان بچانے کے لیے انکار کیا خواجہ بزرجمہر نے عرض کیا کہ حضور عادل زمان دادگستر وفیض رسان یہی مناسب ہے کہ حضور ایک ساعت کے واسطے موقع واردات پر تشریف لیچلیں تکلیف فرما کے سب کیفیت خود ملاحظہ کرلیں بادشاہ یہ سنکر فوراً اٹھے سوار ہوئے القش کو گرفتار سلسل و زنجیر وطوق کرکے ساتھ لیا خواجہ بزرجمہر نے اس باغ میں پہونچکر ایک جگہ پر جا دیا نشان بتایا کہ اس جگہ زمین کو کھودو موافق حکم کے وہ زمین کھودی گئی اسمین سے ایک لاش پاش پاش خون آلودہ سر بدن سے جدا نکلی دیکھا اسی طرحسے اماناً صحیح وسلامت ہے زمین خوردہ نہین ہوئی ہے باوجود کہ اتنا زمانہ گذر چکا کہ بزرجمہر بھی پیدا ہوا اور اب وہ سن تمیز کو پہونچا **شعر** امانت کی طرح رکھا زمین نے روز محشر تک ✤ نہ اک مو کم ہوا اسکا نہ اک تار کفن بگڑا ✤ یہ دیکھتے ہی القش کا چہرہ اتر گیا منھ پر ہوائیاں چھٹنے لگین بید کے مانند کانپا دلمین تصور کیا کہ بس اب جام حیات لبریز ہوگیا پیغام موت آگیا خواجہ بخت جمال کا خون ناحق تھا جیسا کیا ویسا پیش آیا انجام کار فلک نے یہ دن دکھایا **شعر** دوست دشمن میشود صاحب بوقت عاجزی ✤ خون زخم آہوان رہ ہبر صیاد را **ایضاً** رنگ دیکھا خوب ہے چرخ کجرفتار کا ✤ حلق سے اتریگا پانی اب کسی تلوار کا **دیگر** افسوس خبر بھی نہ مجھے آ کے دن کی ✤ ڈھلجائیگی مخفی ہے حقیقت یہاں جنکی القش دیدے نیچے کیے گردن جھکائے ہوئے بادشاہ کے روبرو کھڑا تھا خوش ...ت کے انتظار مین کچھ جواب دیتا تھا بعد اسکے خواجہ بزرجمہر نے بادشاہ کو لیجا کر وہ خزانہ جو اس باغ میں نکلا تھا اور جسکے واسطے خواجہ بخت جمال کو القش ستم کش نے قتل کیا تھا دکھا دیا بادشاہ نے کمال افسوس کیا اور خواجہ بخت جمال کی لاش پاش پاش قبر مین دفن کرادی اور خون ناحق منوادیا پھر بادشاہ نے جلاد کو بلایا اور حکم ناطق دیا کہ فوراً القش کا سر کاٹ لو دریغ نکرو خون بخمل اسکا بہاؤ خبردار دیر نہ لگاؤ فوراً بحکم بادشاہ قباد جلاد القش بے بنیاد کو ہاتھ پکڑ کر لیچلے اور کہتے تھے کیون او پر غرور اب تو اپنے کیے کی سزا پائی اس خزانہ ملنے پر ایسا کبر وغرور ہوا کہ ایک بیگناہ کا ناحق خون کیا اسکا عوض آج ملا غرضکہ ان جلادون نے ابکار بد شعار القش ستم کش کا ایک ضرب تیغ آبدار سے سر جدا کیا اور بادشاہ ذیجاہ کے سامنے لاکر رکھدیا بادشاہ نے سر اسکا سر در شہر پناہ پر لٹکوا دیا اور حکم دیا کہ القش کا مال متاع و دولت و حشمت خزینہ و دفینہ بارگاہ و گھر بار لونڈی غلام املاک بالکل جو کچھ ہے سب بزرجمہر کو عوض میں خون خواجہ بخت جمال کے دیدیا جاوے اور کوئی اس سے مطلق مزاحمت نکرے کہ یہ سب خون بہا اسکا ہے خواجہ بزرجمہر نے دست بستہ بادشاہ سے عرض کی کہ اے بادشاہ حضور میں ایک درخواست ہے کہ القش دیبے پیر کی ایک دختر ملکہ جمال نامے ہے اسپر یہ غلام حبشی جو روبرو سے حضور حاضر ہے مدت سے عاشق و فریفتہ ہے اور اسی غلام حبشی نے میری جان اس ملعون القش ستم کش کے ہاتھ سے بچائی ہے مین نے اس سے وعدہ کیا تھا کہ مین تجکو القش کی دختر سے ملادونگا پس بمصداق کلام نیک انجام والموفون بعہدہم اذا عاہدوا کے دختر القش ستم کش کو اس غلام کو مرحمت کیجیے کہ مین بھی سبکدوش ہون الکریم اذا وعدہ وفا مشہور ہے کہ یہان روزگار کا یہی دستور ہے بادشاہ نے فوراً دختر القش کو غلام حبشی کے حوالے کیا وہ غلام بہت شاد ہوا بزرجمہر نے زر وجواہر بھی بہت سا اسکو دیا باقی سب مال و دولت پر اپنا قبضہ کرکے اپنے ملازمون کا پہرا چوکی کرا دیا اور آپ ہمراہ رکاب سعادت انتساب بادشاہ فلک بارگاہ دربار میں دوبارہ پھر خلعت پایا پھر بادشاہ کی دعا و ثنا مین مشغول ہوا **اشعار**

مرحبا مطرب ہاروت فن و زہرہ خصال ✤ ہو تری اک نظر فیض سے ناقص کو کمال
حبذا ساقی فرخندہ رخ و مہر جمال ✤ مہر سے گر مہ نو کا ہو دو ہفتے مین ہلال
نیر جاہ ترا وہ جسے تا دور فلک ✤ نہ کسوف و نہ خسوف نہ ہبوط و نہ وبال
آگے بخشش کے تری خرمن ریگ ...

آگے ہمت کے تری کوہ طلا یک مثقال
آبداری مین تری تیغ کی ہی برق کی موج
خلق کو تیرے دن ہوتا ہی مردار حلال +
طاقت دم زدن اس در مین ہی کسکو رہی
لب پہ آجاے ہی سینے سے پئے استقبال
ہی ترے عہد مین فتنہ سے زمانہ خالی +

ہوئی جون چادر مہتاب گلیم شب تار
کیا تماشا ہی کہ ہی آب سے آتش سیال
طائر روح عدو کے لیے صیاد اجل
دیکھکر تیر السنی ای شہ فرخندہ خصال +
ہو قوی دست اگر زور حمایت سے تری
فیلسوفی ہی حکیمون کی فلاکنا محال
روشن غنچہ تصویر زبان منھ مین لال

رخ پر نور جو تو پونچھ کے جھاڑے رومال
تری شمشیر کو ہی خون عدو روز صباح
سبزۂ تیغ مین جو ہرے لگا رکھتا ہی جال
ہی ترا ذکر جو آتا ہی زبان پر تو نفس +
شیر سے پنجہ کرے پنجۂ مژگان غزال
ہوئی ہی حیرت توصیف سے تیری شامل

دوسرے داستان حیرت بیان خواجہ بزرجمہر کا خواب بادشاہ کا بیان کرنا پھر اسکی تعبیر بتانے کو ہمراہ بادشاہ کے محل مین جانا اور ریگ تازنگی کا پھر بادشاہ کا خواجہ بزرجمہر کو وزیر کرنا اور سب وزیرون کو انکے حوالے کرنا — ساقی نامہ

پلا ساقیا جام جم بھر کے مل
حلا کر دو غم پھر ہو منفعل
زلال شہ ارغوان ہے مجھے
فلک کا ہی آب ساقیا دور دور
سیہ جھوم کر آئے ہین سحاب
برابر بہت بھر بھر کے دے جام تو

کر غائب کا احوال ظاہر ہو کل
اٹھائے ملاوت کچھ اک جام دل
مٹے کا کچھ نہ نشان ہے مجھے
مرے حال پر چاہیے تجھکو غور
لنڈھادو ڈرائے کی تو بھی شراب
اٹھے اب تو رندون سے کے کام تو

جھکا اتو ساقی فرخندہ فال +
اے مرگی ہر وقت ہی جستجو +
نصفا پاؤ دے سے لالہ گون
منقش ہین کیون آج رندان ہر
ہی امید ساغر مین ہر دل کباب
بلجر بھر کا ہی تری انتظار

کہ دنیا ہی نیرنگ خواب خیال
کہ ہی جسمین ہم و مسرت کی بو
کہ مونث سے جسکے ہی چشم خون
کہ بادے کی ہی موج دریائی ار
یہ رندون سے کیسا ہی ساقی حجاب
پلا دے ارے ہو گیا کم خمار

غزل کام فلک سے بھر دو شراب شیشے مین
شراب چیدہ رہے انتخاب شیشے مین
خزان مین مرغ چمن سیکڑے مین ساکن ہون
رہیگی زرد کی مٹی خراب شیشے مین
کھلی ہی چاندنی مے پیجیے تو موقع ہی
شراب شیشے مین ہی یا گلاب شیشے مین
سفید مو ہوئے ترک قدح کشی کیجیے

یقین ہو ذرون کو ہی آفتاب شیشے مین
ہمارے گھر مین ہی شبکو بھی روشنی دن کی
بہار رکھتی ہی گلگون شراب شیشے مین
وہ پیرہن مین ترے رنگ سرخ کو دیکھے
طلوع ماہ ہی اور آفتاب شیشے مین
بتائے رکھتے ہین ساقی اگر دیا چاہے
عوض شراب کے رکھتے خضاب شیشے مین

وہ میرزا منش آنکلے شاید ای ساقی
کرم سے ساقی کے ہی آفتاب شیشے مین
زلال نوش ہو نہین مست دور مین میرے
بھرا نہ دیکھا ہو جسنے شراب شیشے مین
ہر ایک مست کی ہوحق ہی نالۂ بلبل +
سوال کا ہی ہمارے جواب شیشے مین
یہ جیسے نشہ مین ہو دیگی بے محل حرکت
شراب پی کے بھرینگے کباب شیشے مین

شعر خوشنویسان معنی دفتر + گرد ارقام داستان کیسر +

چہرہ جلوہ طرازان جلوۂ دلفریب سخن دیدہ بازان مجلۂ زیبائے عروس داستان کہن زینت دہ انجمن معشوقہ احوال نادر تمثال اس بیان کو منصبۂ شہود مین یون جلوہ گری کرکے ضیا بار فرماتے ہین اور نقش بو العجبی صفحۂ قرطاس پر اس ذکر کا یون بناتے ہین کہ جب خواجہ بزرجمہر نے قتل دشمن یعنی القش وزیر بے پیر سے فراغت پائی اطمینان کمال ہوا خوشی کا حاصل تمام ہوا بادشاہ سے عرض کی کہ ای بادشاہ جمجاہ بارگاہ فلک اشتباہ مین تشریف لے چلیے تو کیفیت خواب و تعبیر خواب عرض کرون بادشاہ بموجب ایماے بزرجمہر بارگاہ مین تشریف لائے تخت پر متمکن ہوئے بزرجمہر نے دست بستہ عرض کی ای بادشاہ معلی القاب گردون رکاب اپنے خواب کا احوال سنیے کہ آپ نے عالم رویا مین کیا مشاہدہ فرمایا ہی بادشاہ نے متوجہ ہوکر کہا کہ ہان اب ارشاد کرو دل متردد متزلزل و غمگین و محزون کو شاد کرو اشعار

ای سحر اب مائل روداد ہو
سبکے سب مشتاق ہین ارشاد ہو
کردہ کیفیت سراسر اب عیان
ہو بیان افسانہ عالم خواب کا
جس سے ہو راز نہفتہ سب عیان
ذائقہ ہو نعمت نایاب کا

بزرجمہر نے کہا کہ سبحانک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم اگر ای بادشاہ آپ نے خواب مین ملاحظہ فرمایا ہو کہ ایک طباق تازے حلوے کا بھرا گرم گرم خوش ذائقہ لطیف آبدار تر تراتا ہوا سامنے آیا آپ نے اُسکی طرف ملاحظہ فرمایا اور نوش کرنے کو دست مبارک بڑھایا اور نوالہ بناکے کھانے کو اُٹھایا کہ ایک سگ سیاہ پیدا ہوا اور وہ لقمہ آپ کے ہاتھ سے چھینکر لیگیا پس فوراً دیدۂ خوابیدہ بیدار ہوئے اور آپ کی آنکھ کھل گئی ہوشیار ہوئے بادشاہ نے جب یہ اسرار غیب زبان معجز بیان سے حکیم بزرجمہر کے سنا ہزار ہزار تحسین و آفرین کی اور بہت خرم و شاد ہوا نہایت فرحناک ہوا فرمایا کیا خوب تیرا علم ہے اچھا عمل ہے

اشعار

خواب کا میرے ہوا کس طرح سے تو رازدان
خواب تو دیکھا تھا مین نے کردیا تو نے بیان
سب عیان تجھپر ہوئے راز نہفتہ ہو گئے
دامن دل گرد غم سے اب کیے سب دھو گئے
رازدان بیشک کوئی تجھسا زمانے مین نہین
تو کوئی شرکت حق ہو ایسی فسانے مین نہین
سبحان اللہ احکم اللہ ای رازدان حکمت عملی د

ای معماکشاے علم غیبی اب اس خواب کی تعبیر بیان کر وہ کہ پروردگار عالم و عالمیان نے قلم مشیت سے صفحۂ مقدرات پر کیا تحریر کیا ہے اب میرے واسطے کیا ہونے والا ہے حکیم بزرجمہر نے کہا کہ تعبیر اس خواب کی مین اُسوقت عرض کرونگا کہ جب حضور رگیبان طہور مجکو اپنے حرم محترم یعنے خواتینان کرم و معظم مین لیجلیں گے اُسوقت تعبیر اپنے خواب کی سن لیجیے گا بادشاہ یہ سنتے ہی فوراً اُٹھ کھڑا ہوا اور خواجہ بزرجمہر کا ہاتھ پکڑ لیا اپنے ہمراہ لیکر محل خاص مین آئے عجب طرح کی آراستگی اُس محل خاص فیض اختصاص کی مشاہدہ کی کہ دیدہ و شنیدہ بلکہ عقل سے بعید وہ مقام رشک دہ بہشت شداد تھا حسین ہر طرف اُسکا ایجاد چہار طرف طاق خوبصورتی مین طاق جنکے سامنے طاق کسریٰ و فریدون بالاے طاق ہر جواہر بیش بہا بہ صنائع صنعت پردازان فلک ہر طرف جڑا ہوا خوشنما معلوم ہوتا ہے

نظم

قصر اعلیٰ پر تکلف پر بہار
کیون کرے سجدہ نہ جا جا کر نظر
اوج چرخ چنبرین جسپر نثار
ہر یہ محراب عبادت سربسر
دیکھکر اُسکے خم عالی نشان
طاق کا خم یا ہلال عید ہے
خم ہین ابروے حسینان جہان
تیس و ن عاشق پہ شوق دید ہے

ان مکانون کی بلندی کو فکر نہایت مشتاق محاسب کی خوبی کے ساتھ پیمایش کرے انتہا کو نہ پاے پیک خیال اگر نہ پہونچے بیچ مین رہجاے مرزا جان عقل کوتاہ ہے بھیر کی راہ ہے نظر کام نہین کرتی باد صبا رفعت بلندی اُسکی دیکھکر قدم نہین دہرتی نظر دیدہ بازمنازل طواف حرم محترم کا طواف کرنے کو گرد پھرتی ہے چہار دیواری منقش و رنگین ایسی کہ نگار خانہ چین از رنگ نظر سے گرجاے مرقع بہزاد و مانی سامنے آئے تو شرماے بلکہ منھ کی کھاے جا بجا دیوار در پر شکارگاہین بنی ہوئین تصویرین بادشاہ و شہریار کی لگی ہوئی اندر سطر حکی صفائی کہ آئینہ سکندری کا دل دیکھکے مکدر ہو از رنگ سراسر رنگ ہے حیرت کا جوش ہو فکر بین بیہوش ہے عجب خوبی حسن کی نمود ہے پس قدرت آب و ہر چھت پر بے خطین ایسی خوشنما کہ دل صد چاک عاشق عش کرتا ہے حسن و جمال کشش کرتا ہے

نظم

طرفہ فرشی کنول ہین ہر جو بن
دیکھیں تصویرین وہ جو بادل شاد
نار دنور ایک جا پہ ہین روشن
متحیر ہون مانی و بہزاد
زور دیوار گیریون پہ بہار
سبکے پستان شاہد دیوار
آسنہ ہے کہ باغ جو ہر ہے
جھاڑ مردنگیان عجیب نایاب
سب بے تکلف دل سکندر ہے
جلوۂ حسن مہر و ماہ ہے خواب

دیوار گیری کی تتیان ہر ایک کو نظر آئین یقین ہے کہ کنول جلنے دل ہو جائین شیشہ آلات ہر جگہ مدنے اور قرینے سے نصب کیا ہوا ہر ایک جھاڑ سو سو بتی کا سربلند فرشی مرتب کیا ہوا اس شیشہ آلات کے روبرو چھا بے اور ہانڈیون کے آگے زہرہ اپنی شہرت حسن جمال سے ہاتھ جھاڑ بیٹھی ہے شیشہ کے آگے دال گلتی نظر نہین آتی ہے وہ مقام برج فلکی معلوم ہوتا ہے مہر و ماہ کے ہوش کھوتا ہے بقول شاعر شعر یکس شک مسیحا کا مکان ہے تا زمین جسکی چہارم آسمان ہے وہ بادشاہ جمجاہ نے خواجہ بزرجمہر کو ایک کمرے مین لاکر بٹھایا تمام سامان رنگی دکھایا بزرجمہر نے دیکھا کہ فرش پھولدار قالینوں کا بچھا ہے کہ ورق زمین غیرت دہ گلزار ہے لخلخے روشن ہین

گلدستے اپنے دو سرے ہین لگزار ارم کو شرمندہ کرین خواجہ بزرجمہر نے اس جگہ ٹھہر کر کہا کہ تمام عورتین محل کی میرے سامنے سے گذرین
اسطرف سے اسطرف چلی جائین بادشاہ نے حکم دیا سب عورتین ادھر سے ادھر جائین لیکن کیونکہ بادشاہ ہفت کشور کا مکان تھا اللہ اللہ
عجب سامان تھا راجہ اندر کا اکھاڑہ بھی مات تھا پریون کی انکے آگے کیا بات تھی پھر کنیزان زرین پوش کے جھنڈے کیا ایک بی بی بادشاہ کی
دریائے جواہر مین غوطہ مارے ہوئے لباس شاہانہ پہنے ہوئے خوش اندام و پر تکلف مین غرق تکلی دھمک عجب ست اشرف مثل طاؤس طنازے کے

پھر ایک عربدہ ساز اشعار	ایک ایک انجمن شوخ دیدہ تھی
برق و سیماب کو بھی آئے شرم	پامال سے دلکو پامال کرین
پردۂ ناموس کا دریدہ تھی	ایسی پھیپھین ایسی گر ما گرم
بے چھری سبکو وہ حلال کرین	ہر قدم شور حشر برپا ہو

چال سے آگی مردہ زندہ ہو سرے پانگ حسن حسین نمکین چاند سا بدن سرو قد سیمین تن جبین بدر کامل ابرو غیرت ہلال چشم طرہ جادو دہ
و مار سیاہ گیسو فال اختر تابان رخسارہ مہر درخشان عجب حسن و جمال جوبن مین باکمال وہ سب سامنے سے بزرجمہر کے جانے لگین بن بن کے
پانون اٹھانے لگین کسی کا حسن نو دمیدہ کوئی شوخ دیدہ کوئی سبز رنگ کوئی گلرخسار کوئی شگفتہ رو پر بہار کوئی حسین تنگ دہان
کوئی شکر لب شیرین زبان کسیکا بوٹا سا قد کوئی غیرت شمشاد اُسکے سامنے سرو آزاد **بیت** قد جو بوٹا سا ترا سرو روان یاد آیا

نقش پر نقش تجھکو چمن مین تو شمشاد آیا **نظم**	بھاتا ہے نہایت دلکو خط رخسار جانان کا
فدا ہے تو سودائے تری زلف پریشان کا	جو آنکھین ہون تو نظارہ کرو اپنے سنبلستان کا
دل صد پارہ کو سودا ہے اک گیسوئے پیچان کا	نگہبان ابھی شکلین ہے اس گنج شہیدان کا
زمین سنگ ہے لب کا ندو ہم پلہ دندان کا	خط شبرنگ حجت ہو گیا جو اسکی ظلمت پر
خیال تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر	نشان رہتا نہین ہے نام رہجاتا ہے انسان کا

کھینچے گا تجھے کا نقش سبزہ اس گلستان کا	
تو مہندی جو پھیپھرا چاہتے ہو پنجہ مرجان کا	
لب دندان سے تیرے لعل و گوہر کو ہی کیا نسبت	
دہان یار کو سمجھا مین چشمہ آب حیوان کا	
جمال یار نے جو نقش اپنا آ مین جھلایا	

دل مشتاق پر عالم ہوا وسعت کے زندان کا عجب عجب طرحدار گلعذار کوئی مسی ہونٹھون پر لگائے ہوئے کوئی لاکھا جمائے ہوئے پان
کھائے ہوئے خون عاشقون کا بہائے ہوئے **شعر** مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے + تماشا ہے آتش و دھوان ہے کسی مہ جبین نے ماتھے
پر افشان چنی ہے گویا فرش سپہر پر چاندنی چھٹکی ہے ذرون کی آنکھین روشن ہو گئی ہین **شعر** چنی افشان جو پیشانی پہ گویا چاندنی چھٹکی
ملی مسی جو ہونٹھون پر تو پھولا تختہ سوسن کا + الغرض ہر ایک آئین عابد کش زاہد فریب جامہ زیب حسن و جمال اعلا ہے اندھیرے گھر کا
اجالا ہے جب یہ مرقع مصور آفرینش سامنے بزرجمہر کے گذرنے لگا صنعت صانع حقیقی پر حمد کرتا تھا حمد الٰہی بجالاتا تھا کہ اے صانع
روزگار دای نقش نگار ساز صفحۂ بیشمار کیسے کیسے نقش نقوش بوقلمون اس نگارخانہ دنیا مین بشاخ قلم قدرت سے اپنے
بنائے ہین کیسے کیسے انسان پریزاد حورنژاد قرطاس دھر پر تیرے خامۂ رنگین سے نظر آتے ہین **اشعار**

تو بجا زی زخاک صورت پاک	تو تو آمیش باز کردن خاک
تو دہی و تو آری ز دل سنگ	آتش لعل و لعل آتش رنگ

الغرض بزرجمہر کے سامنے سے متعدد حسینان ماہ جبین و نازنینان مہر نمکین چلی جاتی تھین کہ دیکھتے ہی ایک عورت سیاہ فام
کا ہاتھ خواجہ بزرجمہر نے پکڑ لیا اور بقوت تمام اُس عورت کو گرا دیا بادشاہ متحیر ہوا کہ یہ کیا ماجرا ہے بزرجمہر نے
عرض کیا اے بادشاہ عادل و شہنشاہ دوران اس عورت کو برہنہ کیجیے تو آپکو حال معلوم ہو اس ازخفی مفہوم ہو یہ وہی سگ
سیاہ ہے جسنے آپ کے ہاتھ سے لقمہ حلوۂ تر و تازہ کا چھین لیا اور آپکو صدمہ عظیم دیا یہ ایک حبشی ہے جو عورت کے بھیس مین
نازنین بنا ہوا اوقات منتظم مین رہتا ہے اور عورتون کو خراب کرتا ہے بادشاہ نے فوراً اسکو برہنہ کرا کے دیکھا تو حقیقت مین قول
بزرجمہر کا صادق ہوا کچھ فرق نہ پایا فوراً بادشاہ نے حکم دیا کہ محل مین سولی استادہ ہو اور تمام عورات اور ارکین
کو جمع کیا اور اُس حبشی کو سولی چڑھا دیا تاکہ سبکو عبرت ہو اور پھر کوئی ایسے فعل کا مرتکب نہو **شعر** عاشق ہوا جو مین قد
بالائے یار پر + منصور دیکھ مجھکو چڑھاتے ہین دار پر + پھر بزرجمہر کو خلعت فاخرہ سے مخلع کیا اور تحسین و

آفرین بہت کچھ فرمائی ساتھ لیے ہوئے دربار میں آئے تخت پر جلوہ گر ہوئے اور دربار عام میں بزرجمہر کی بہت تعریف کی ارشاد کیا اے ارسطو فطرت لقمان حکمت اگر عہدہ وزارت تم قبول کرو تو کار سلطنت مملکت سب درست ہوں کہ ابتری جواب ہو جاتی رہے رعیت خوش و خرم اور آباد رہے خلقت تمام مسرور و شاد رہے نکو نام نکالے جائیں عیش و عشرت بسر کریں بزرجمہر آداب و سلام بجا لایا اور دست بستہ عرض کیا کہ خادم یہ عہدہ قبول کرتا ہے مگر کچھ گذارش بھی کیا چاہتا ہے بادشاہ نے کہا کہو بزرجمہر نے عرض کیا کہ حضور کی بندہ نوازی و غلام پروری سے خادم نے اس سرفرازی کو قبول کیا اور عہدہ وزارت پر حاضر ہو کر خدمتگزاری کرونگا مگر ایک شرط ہے کہ بادشاہ عالم میرے مقدمات میں کبھی دخل نہ دیں میں جو کچھ چاہوں کروں کہ آپکی رائے میری رائے کے خلاف ہو آپ شراکت میری رائے میں نہ فرمائیے جو میں کہوں وہ کیا کیجیے مدام سب کام بادشاہ نے منظور کیا خلعت وزارت بزرجمہر کو دیا اور سب وزیروں کو تحت حکم بزرجمہر کے کیا انکو سب سے بالا دست بٹھایا اور تمام اراکین و دولت و حشمت و ملازمین کو حکم دیا کہ کبھی کوئی بات خلاف بزرجمہر نہ کریں ہر شخص مطیع بزرجمہر رہے ملازمان شاہی و اراکین جہان نے بزرجمہر کو نذریں دیں القصہ بزرجمہر بعد دربار برخاست ہو جانے کے اپنے گھر میں تزک و سامان سے خوش و خرم آئے اور اپنی والدہ سے ساری کیفیت حرف بحرف بیان کی مادر مہربان بہت شاد و مسرور ہوئی نذریں نیازیں ہوئیں رتجگا کیا طاق بھرا ہر رنگ کے بڑی دھوم سے کونڈے کیے اس روز سے بزرجمہر کا یہ معمول تھا روز دربار میں جانا کار وزارت بجا لانا مندیل وزارت سر پر قلمدان خدمتگار کے ہاتھ میں پوشاک فاخرہ بر میں سامنے بادشاہ کے باادب بیٹھے ہیں سب وزیر دیے بالا دست انکا مقام ہے بادشاہ کو جب کسی بات کرنے کی ضرورت ہوتی ہے انھیں بات کرتا ہے یہ اسکی تعمیل حسب دلخواہ بادشاہ کے کرتے ہیں بادشاہ نہایت رضامند اور خوشنود رہتا ہے

دو کلمہ داستان عشرت بیان پیدا ہونا نوشیروان کا گھر میں قباد کے اور بختک کا پیدا ہونا زوجۂ الفتش کے یہاں اور طالع دیکھنا ان دونوں لڑکوں کے بزرجمہر کا اور افسوس کرنا حال پر نوشیروان کے اور نام رکھنا بزرجمہر کا ان دونوں کے اور پرورش پانا محل میں

بادشاہ کے ساقی نامہ

پلا ساقیا جام عشرت مجھے
ہری چوبین پہ کیا لالہ زار چمن
مچلتی کا ہر گل چار سو شہر شہر
شگفتہ نہ کر دے وہ ساقی شراب
یہ جلسہ ہے میخانہ میں انتخاب
جدھر دیکھو پھولا ہوا ہے چمن
کمیت قلم بھی ہو چالاک و چست

کہ شادی کی کچھاؤں ہو فرحت سے مجھے
کہ ہے آج پیدائش گلبدن
لنڈھا دو کہ ہیں جمع رندان دہر
کہ جاتا ہوں جل جل کے دل میں کباب
پلا مجھکو شاہانہ جام شراب
طبیعت کو بھی گرمی جوش ن
ہو مضمون میں شوخی تو بندش درست

ہے ساقیا دیر اب تو شتاب
حسین و جمیل و شکیل و متین
مئے لالہ گون جام بھر کر پلا
کمال آج سب کو دکھا ساقیا
ترانے کہیں ہیں کہیں ناچ رنگ
مئے لالہ گون کا اگر ہو خمار
سحر روک خش قلم کی عنان

پلا بجے اچھوائی کے ہیں شراب
گل اندام گل پیرہن مہ جبین
گزک کے عوض میں ...
سحر سے سحر تک پلا ساقیا
پلا دے تو مجھکو بھی ہو اب امنگ
ہون فقرہ میں مضمون عالی وقار
کہ ہے آمد شاہ نوشیروان

غزل

کو نسے دل میں محبت نہیں جاتی تیری
موسے باریک کمر بھی ہے کمانی تیری
شیشہ دے کوئی میرے زبانی کہدے
اس کہتا ہے ہر اک فاسق و زانی تیری
عین احسان ہے مرے صفحۂ دلبر مجھکو

جسکو سنتا ہوں وہ کہتا ہے کہانی تیری
جسکے آگے سے گذرتا ہے وہ کہتا ہے یہی
خوش نہیں آتی ہے یہ بیجہ دہانی تیری
انجمن الیے بیت کے واسطے پھرتے ہیں خراب
ایک تصویر اگر کھینچ دے مانی تیری

کچھ دہن ہی نہیں وہم شعرا کے نزدیک
دیکھی اے روح رواں ہنسنے روانی تیری
کیا تری شان ہے قربان ہوں اے رب کریم
جستجو ہمکو ہے اے گنج نہانی تیری
صبح تک شام سے کرتی ہے زبان ذکر جمال

نیند آتی ہی کسے سنکے کہانی تیری
ناز و انداز و ادا مین ہی ترقی وہ چند
جسنے ارزانی مین بھی پائی گرانی تیری
جان کیطرح سے رکھتا ہی عزیز اے گرد

مثل گل ہنسکے کسی روز تو دلکو خوش کر
فتنہ طفلی تھی قیامت ہی جوانی تیری
گرم جوشی سے جلایا کرے کشت و خرمن
داغ دل لالہ نے سمجھا ہی نشانی تیری

خون رلاتی ہی ہمین غنچہ دہانی تیری
کونسے غلہ کا دانہ ہی تو اے دانۂ خال
برق ہو سکتی نہین شوخی مین ثانی تیری
بیت درخشندۂ نیر دفتران

ضیا بار سازندا مین داستان ٭ جلوہ سازان نیر حسن و جمال با کمال و درخشندگان بدر الکمل الکمال فلک بیتال مضمون ضیا مشحون کو برج حمل روشن حمل طبیعت سے برمحل زچہ خانہ خاطر شائقین مین یون مزین و منور فرماتے ہین اور آفتاب عالمتاب سخن کو برج حمل طبیعت فلک طوبت سے سپہر حسن و جمال بیان پر ساطع و لامع کرتے ہین اور بدر کامل طبیعت احوال کو فلک تقریر پر بشعاع قلم نور رقم یون جلوہ گری دکھاتے ہین کہ جب **خواجہ حکیم بزرجمہر** نے **القش** ستم کش کو داخل جہنم کیا اور گھر بار مال و دولت و خزانہ جاگیر و املاک بادشاہ نے ضبط کرکے **خواجہ بزرجمہر** کو دیا اُن دنون مین زوجۂ **القش** وزیر بے پیر کی حاملہ تھی اُسنے بادشاہ سے بفریاد و زاری عرض کی کہ میرا شوہر گنہگار خطادار سرکار دولتمدار تھا یہ لونڈی تو مجرم بارگاہ سلطانی نہین ہی بلکہ حقدار و مستحق آب و خورش و پرورش کی ہی کوئی گوشۂ خلوت مرحمت ہوکر بنظر رحمت و مہربانی حضور کے زندگی بسر کرون کیونکہ سب مال و دولت و جاگیر و املاک بحکم شاہی ضبط کرکے **بزرجمہر** کو عطا کیا گیا بادشاہ چُپ ہوئے اور **بزرجمہر** سے حال زوجۂ **القش** کا ظاہر کیا **بزرجمہر** نے کہا کہ اے بادشاہ **القش** جفاکش نے جب میرے باپ کو قتل کیا تھا تو ایک بدرۂ زر لاکر دیا تھا بہتر تو یہ ہی کہ اسے بھی حضور محل مین جگہ رہنے کی دین کہ یہ بیگناہ ہی شوہر اسکا خطادار تھا سو قتل کیا گیا دوسرے یہ کہ اس احسان کا یہ بدلہ ہی جو بدرۂ زر دیا تھا غرض کہ بادشاہ جمجاہ نے اسکو محل مین رہنے کا حکم دیا زوجۂ **القش** بخدمت بادشاہ بیگم مصاحب خاص بنکر رہنے لگی ایک دن بادشاہ فلک بارگاہ سریر سلطنت پر مکنت و حشمت پر زیب دہ تخت حکومت تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ خسرو انجم با فوج سیارگان تخت سلطنت پر جلوہ فرما ہی صحبت جشن ہی ناچ ہو رہا ہی ساقی خوش ادا و مغنی عشرت افزا در بدر حاضر ہین تمام اراکین سلطنت و وزیران ابہت پایہ بہ پایہ اپنے مقام پر بیٹھے تھے طبلے پر تھاپ پڑ رہی تھی عشرت کی گھڑی تھی تانین اُڑ رہی تھین **شعر** مغنی چنگ و عشرت ساز کردہ ٭ نوائے خرمی آغاز کردہ ٭ بادشاہ جمجاہ مخمور بادۂ حکومت و عدالت ہی جام ارغوانی مئے خوشگوار پے در پے نوش کر رہا ہی داد عیش و خرمی جھوم جھوم کر دے رہا ہی اور **خواجہ بزرجمہر** کرسی وزارت پر بیٹھے ہوئے انتظام کار سلطنت مین مصروف ہین **مصرع** وزیرے چنین شہر یارے چنان ٭ اُس محفل عیش و طرب کا کیا مذکور فلک پیر نظارہ کنان خوش و خرم خورد و کلان ناگاہ محلدار دربار آئی اور خواجہ سراؤن سے خبر تولد فرزند ارجمند بادشاہ جمجاہ سنائی خواجہ سرا خوشی خوشی دوڑتے ہوئے آئے مجرا گاہ سے مجرا بجالائے مژدہ فرحت بخش سنا کے دعائین دینے لگے **قطعہ**

الٰہی بخت تو بیدار بادا	ترا دولت ہمیشہ یار بادا	گل اقبال تو دایم شگفتہ	بچشم دشمنانت خار بادا

اے شہریار گردون وقار روا ہی بادشاہ فلک اقتدار **ملکہ دل آرام چنگی** کے بطن سے شاہزادۂ عالیجاہ آسمان بارگاہ مثل مہر درخشان و ماہ تابان برج حمل سے جلوہ افروز ہوا آج روز مسرت اندوز مثل روز نوروز عالم افروز ہوا عجب خوشی کا دن ہی دل ہر ایک کا مطمئن ہی خدا حضور کو مبارک کرے دامن امید ہم دعا گویون کا گوہر بیش بہائے مراد سے بھرے اُس وقت بادشاہ کے ہاتھ مین جام بادۂ گلگون لبالب تھا پیا چاہتا تھا یہ مژدۂ فرحت افزا سنتے ہی مثل گل خندان ہوا غنچۂ دل کھل گیا باغ مراد مین بہار آئی نسیم فصل گل مژدۂ جان بخش لائی کس چشم مسرت و انبساط سے **بزرجمہر** کیطرف

دیکھا خواجہ بھی مارے خوشی کے مثل گل شگفتہ ہو کر یہ اشعار پر بہار پڑھنے لگا **نظم** ای باغبان چمن مین یہ کہدے پکار کے

تو بلبلو چہکو کہ دن آئے بہار کے
کیا گلشن مراد مین تازہ کھلا ہی گل
شب بھر تمہنے چمن مین ترانے ہزار کے
دیکھ

عجیب گل شگفتہ ہوا پیدا
ترانہ سنج عنادل نسیم مطرب ہر دم
دیگر بلبل کو سازوار مبارک مبارک
شہد شباب تمکو مبارک ہو یار کا
اللہ رے وہ قدرت خدا عندلیب کی
گلچین کے ہاتھ کے پہلے کانٹا خار کا
یہ اشعار جو **خواجہ بزرجمہر** نے پڑھے تو اہل صحبت حاضرین جلسہ

عشرت خرم وشاد ہوئے دعائین دینے لگے **بزرجمہر** نے کہا ای بادشاہ اس گل حدیقہ حسن وجمال غنچہ چمن جاہ وجلال صاحبزادہ بلند اقبال جوان بخت خرد سال کا **نوش روان** یعنی **نوشیروان عادل** نام رکھیے کہ یہ مژدہ فرحت افزا لیجئے خبر تولد فرزند مدلقا ہنگام نوشانوش بادہ سرجوش مین سنا ہی یہی نام مناسب اور اچھا ہی **اشعار**

مبارک ہو ای شاہ گردون جناب
یہ فرزند مسعود والا خطاب
غلامی کرے اسکی خاقان چین
سپہ ہفت کشور رہی زیر نگین
حکومت کا ملکون مین ڈنکا بجے
عدالت تہ تیغ گردان کرے
ستارا ہو تابندہ اقبال کا
رہے غلغلہ جاہ واجلال کا

بادشاہ کی خوشی کے مارے مثل گل کے باچھین کھل گئین کلیان نخل تمنا کی شگفتہ ہوئین حکم دیا کہ دروازہ خزانے کا کھولدو قیدیان گنہگار کو رہا کر دو سب اہل دربار سرخ پوش ہون خمخانہ نشاط کے بادہ نوش ہون بادشاہ شادی پیدائش نور چشم مین مسرور وشادان بیٹھے کہ خولدارنے آکر خبر دی کہ حضور مین بادشاہ عادل کی عرض کر دو کہ زوجۂ **القش** کے یہان بھی آج ہی لڑکا پیدا ہوا ہی اس ہیئت وصورت پر کہ زرد رو اور زرد مو بال آنکے بھوے ہین اور آنکھین اسکی کرنجی ہین کوتاہ گردن تنگ پیشانی رہزن سراسر حرمزدگی کی نشانی ہی بادشاہ نے **خواجہ بزرجمہر** کیطرف دیکھا **خواجہ** نے بحکمت خیال کر کے عرض کیا کہ ای بادشاہ کیوان پناہ خانہ زادان دونون کے طالع دیکھکر حال عرض کریگا بادشاہ نے اسکو بھی حکم پرورش ہونے کا دیا دایہ اور قابلہ خدمت مین ان دونون زچاؤن کی حاضر ہوئین اور زچہ خانہ مین حسب معمول خدمت کرنے لگین بادشاہ نے فرمایا کہ منادی شہر مین ندا کرے اور حکم پہونچا دے کہ سب عایا اہل حرفہ واہل پیشہ دکاندار اور اہل بازار آج سے چھٹی تک خوشی منائین اور جشن کرین سرکار سے کھانا پکا پکایا ملیگا اپنے اپنے گھرون مین ناچ دیکھین اور عیش عشرت کرین جس چیز کی احتیاج ہو سرکار سے بے تکلف لیلین اور داروغہ باورچی خانہ اور داروغہ مودی خانہ کو حکم دیا جاے کہ کھانے ہر رنگ کے عمدہ عمدہ لذیذ وخوش ذائقہ آبدار وخوشگوار خوانون مین چنوا کر سبکے گھر دونون وقت صبح وشام جایا کرین اور شراب کے جام اور صراحی وسبو وشیشہ وکنٹر بلکہ خم کے خم کشتی مین لگا کر بھیجے جائین جسکو جسقدر خواہش ہو اسکو اتنی دیجائے تکلف سے دست بردار ہون اور داروغہ ارباب نشاط کو حکم پہونچا یا جاوے کہ طوائف اور مطرب ہر ایک کے گھر پر جائین طلے اور مراتب ناچ کا سامان ہو کوئی حیران ہو نہ پریشان ہو شہر مین جابجا ہر گلی کوچہ مین نوبت خانے رکھے جائین حسب الحکم بادشاہ جہان عالی مکان سب سامان اسی وقت سے درست ہوگیا اور جشن ہر جگہ شروع ہوگیا نوبتین بجنے لگین رعایا کے گھرون مین ناچ ہونے لگے جس کوچہ مین جا کر دیکھیے ایک جشن تازہ ہی ہر کوچہ پرستان کا نمونہ ہی کہین طوائف ناچتی ہی کہین کسی بائی کی نوچی ہی کہین حیدر جان سی خوش گلو کہین سندر سی خوبرو کہین متشل جان سی ترانہ سنج کہین گوہر جان سی بے رنج کہین کشمیری ناچتے ہین بھانڈ نقلین کرتے ہین کہین تماشا سا خوش مقال کہین قایم علی ناچنے والا کہین حسین بخش سا بھاؤ بتانے والا کہین کنہیا سا خوش چشم کہین کیا خوب سا نقال ہی کہین اندر سبھا کا ناچ ہوتا ہی کہین میر حافظ کی سبھا ہی کہین مداری کے ناچ کا تماشا ہی کہین سپیرا ہوتا ہی کہین بکارا بجتا ہی کوئی طوائف نشۂ شراب مخمور بادۂ عشق سے چور یہ غزل گا رہی ہی **غزل**

چھوڑ دی کو بھول کر تو وہ ہرن ہو جائیگا
جامنا تجھسے جو ای نادک فگن ہو جائیگا
نام تیرا جسکو ورد ای گلبدن ہو جائیگا
غنچۂ گل کیطرح خوشبو بدن ہو جائیگا

تیرے آنے کی چمن میں ہوگی ہر گل کو خوشی
چشم نرگس گوش گل غنچہ دہن ہو جائیگا
وجد ہوگا ہر شجر کو دیکھکر اسکی بہار
بیرے اُسکے اتفاق روح و تن ہو جائیگا
سرخ تر لالے سے رنگ یاسمن ہو جائیگا
دختر رز ہوگی جو حلقہ میں ہماسے بے نقاب
لالۂ غربت مرا داغ وطن ہو جائیگا
منزل مقصود دکھلائیگی توفیق ازل
حسن کا عالم دکھائیگا مجھے سیر چمن
خلوتی کو اشتیاق انجمن ہو جائیگا
دم میں دم جبتک ہے چھٹنے کا نہیں میں یار سے
دوست دشمن ہونگے رہبر راہزن ہو جائیگا
غم نہیں گو ای فلک رتبہ ہے مجھکو خار کا

کہیں کوئی کشمیری بھانڈ وجد کے عالم میں یہ غزل گا رہا اور بھاؤ بتا رہا ہے **غزل**

آفتاب اک زرد پتا ہے مرے گلزار کا
پھول ہے جو اپنے گلشن کا سپر کا پھول ہے
گنبد نیلی فام ہوا ہے ثبت کف رکا
زلف کے حلقہ میں دیکھا سبزہ گوش یار کا
ہر شجر اس باغ میں لاتا ہے پھل تلوار کا
ای صنم عاشق سے روپوشی نہیں لازم تجھے
یاد آیا مار نا گنڈلی چمن میں مار کا
گرچہ پیش طاق ابروے صنم گیسو نہیں
پردہ موسے سے نہیں اللہ کے دیدار کا

گانے گاتے جھٹ پٹ ناک پر آنگلی رکھکے چمک کر برق کے مانند یہ ٹھمری گانے لگا **ٹھمری** سدھ لاگ رہی تورسی آنکھ پیہر + پی من کی نہین موسے کھاک کھبر + سدھ لاگ رہی + نس مان سر موسے کل نہ پرت ہے + دکھلا دے کون موسے ایک نجر + سدھ لاگ رہی + عج کرت مورا جیا ڈرت ہے + دل دھڑکت دیکھ کنپت تھر تھر + سدھ لاگ رہی + جسکو جسطرح کا ناچ پسند ہو وہ اسکے مکان پر ہوتا ہے ہر جگہ جلسہ جما ہوا ہے کہیں ستار بجتا ہے کہیں طنبورا چھڑ رہا ہے کہیں خالی ایان گمک دیتا ہے کہیں چکارے کی صدا بلند ہے کہیں دف بجا بجا کے لوگ خود گاتے ہیں کہیں جلسہ کم ظرفون کا ہے مثل قصابون اور جھوژون کے جا بجا بیٹھے ہیں دور شراب چل رہا ہے نشہ میں جھوم رہے ہیں تنبولیون کی دکانون سے گلوریان منوا منوا کے کھا رہے ہیں تھتے اور رہے ہیں جوش سرور دستی اور عالم خود فراموشی میں دارے بجا بجا کر یہ خیال گا رہے ہیں پرستان کا سمان دکھا رہے ہیں وہ خیال یہ ہے ناظرین پر واضح ہو کہ اس خیال میں علاوہ لطف زبان کے یہ صنعت ہے کہ حرف الف سے بے تک ہر مصرع ایک حرف آیا ہے اسکو خیال گانے والون کے محاورے میں اکہری سی حرفی کہتے ہیں **خیال ٹیک** ہوساقی مہر لقا تجکو کیسا یہ جام شراب دیا + نہ سرور دل نہ خمار ہوا نہ گزک ہی ملی نہ کباب دیا **چوک اول** ترا آج کدھر کو ہے دھیان بتا تو نے کیسا یہ بادۂ ناب دیا تمرا سکا ہی نشہ ملیگا نہ وہ اسی حیلے تو نے جواب دیا + جنہیں سمجھے تھے زاہد و شیخ بڑا انھیں لوگونکو بادۂ ناب دیا + حسب آنکا ہے نہ شرابی ہیں وہ یہ ثواب کے بدلے عذاب دیا **اشعار** خم و سبو کو نہ بھر بھر کے آگے لا ساقی + دکھا دکھا کے نہ رندون کو تو پلا ساقی + ذلیل و خوار تو سمجھا ہے مجھکو کیا ساقی + رسوم بہت اپنی نہ منھ پھرا ساقی **اڑان** زن و مرد تجھی کو کہیں گے برا کہ عوض میں شراب کے آب دیا —

چوک دوم سنو محفل عیش کا تازہ بیان مجھے دختر رز نے جواب دیا + شب ماہ میں آیا نہ مہر لقا مجھے اور یہ داغ بہشت تاب دیا + صنم اب مجھے جام وصال پلا بہت اندوہ الم پہ عتاب دیا + فراس سے نشاط و سرور کا ہے تجھے کیسا یہ بادۂ ناب دیا — **اشعار** طلب جو کرتا ہون میں ساقیا پلا دہ جام + ظہور نشہ کا ہو جس سے صبح سے تا شام + عبث تو کرتا ہے حیلہ حوالہ اور کلام + غرور دور میں اپنے نکر تو ای ناکام **اڑان** فقط عقل کا ساقی قصور ہے یہ کہ تو نہ جواب با صواب دیا **چوک سوم** قسم اب تجھے بادہ و جام کی ہے کرتا جو چشم پر آب دیا + کبھی کوئی تو ساغر عیش پلا تجھے پیر مغان کا خطاب دیا + گلہ اور نہیں ہے جو ہے تو یہ ہے مجھے بادہ دیا تو خراب دیا + لب جام سے بادۂ ناب نے تب سے مجھے جوش میں آکے جواب دیا — **اشعار** خراب ہو دو زمانے میں آج کل یا رو + نہ مجھے منھ کو پھر او ہوش میں خوار و + دو نور نشہ سے بخشش ہے ای گنہگار و + ہوس ہے دور وہ تو کی نہ اپنا دل ہار و **اڑان** یہی جادۂ عیش دستور ملا یہ سوال کیا یہ جواب دیا — **چوک چہارم مع چھاپ یعنی مقطع نام اُستادان خیال گو** کے تھے رسا گیر ایسے ہی اہل ہنر کو جلا گئے اپنا جناب دیا — تھے مداری بھی ایسے ہی اہل سخن کو کسی نے انھیں نہ جواب دیا + تھے جوہری اہل سخن کے تھے وہ جنھیں سہرا کا نام خطاب دیا

گر عاشق علی نے بطبع رسا یہ جواب بجوش شتاب دیا اشعار گئے جو محفل عشرت مین شبو کے گن ❖ مٹا یار رنگ لٹ
کلغی والون کا جوبن ❖ الٰہی بخش دکھاتے ہین بانکپن تن تن ❖ بلند کیون نہ بھلا طرے والون کا ہو سخن ❖ اگران ہیچ
چھاپ لینے مقطع مصنف وہ سحر نے خیال بناکے دیے کر نسیم نے عطر گلاب دیا اللہ ری خوشی
پیدائش نوشیروان کی تمام شہر مین دن عید رات شب برات ہے گلی گلی کوچہ بکوچہ ناچ رنگ ہے سپیرا
بھگت سبھا ہو رہا رہے ڈھول ڈھلے باباں دہنا ہو رچنگ جلترنگ ستار طنبورے بج رہے ہین تا مین ہر رنگ
کی اڑ رہی ہین نوبتین آٹھ پہر جھڑ رہی ہین نظم نگورین وہ نوبت کی اور انکے بعد ❖ گرجنا
دھوسون کا مانند رعد ❖ وہ شہنائیون کی سہانی دھنین ❖ جنھین مشتری اور زہرہ سنین ❖
وہ جھانجھون کے جھناٹے قرنا کا شور ❖ وہ نقارون کا اور ترہی کا زور ❖ تمام شہر نمونہ پرستان عیش و عشرت و نشاط کا
عجب سامان ہر زن و مرد خرد و کلان سرخ پوش و دوشالہ بدوش عجب عالم بہار تمام شہر لالہ زار نظر آتا ہے ہر ایک
دعائے ترقی و دولت و اقبال و ازدیاد رتبۂ جاہ و جلال کرتا ہے ادھر سے جو مسافر گزرتا ہے دیکھکر شکل
آئینہ دنگ و حیران رہجاتا ہے الغرض اسی طرح چھٹی کا دن آیا اس روز تمام ایوانات شاہی آراستہ ہوئے
شہر کے تمام بازار پیراستہ ہوئے ملازم سے رعایا تک علے قدر مراتب سبکو جوڑے اور خلعت تقسیم کیے جاگیرین
بخشین سیرین زمینین دین شہر کے ہر گلی کوچہ مین دو رویہ ٹٹیان گلاسون کی واسطے روشنی کے کھڑی
ہوئین محل مین زچہ کے حمام کا سامان ہوا دایہ اور قابلہ نہلانے کو مستعد ہوئین ہزار ہا سقے سرگرم کار و بار
تمام ہوئے آب گرم کی تیاری ہوئی بادشاہ خوشی خوشی پھرتے ہین پھولے نہیں سماتے ہین کبھی اندر آتے
ہین کبھی باہر جاتے ہین ہر ایک خواص پری چہرہ سے چہلین کرتے ہین ہر ایک کا زر و جواہر سے دامن بھرتے
ہین ادھر بزرچمہر نے کھچڑی لیجانے کا سامان کیا ہزارہا مرغ اور جوڑے مرغ کے ٹاپے نقرئی و طلائی
گنگا جمنی ہاتھیون پر زربفت کے بورون مین کھچڑی گھی کے مٹکے چاندی اور سونے کے ہزار در ہزار بھاری
بھاری ہنسلی کڑے طوق وغیرہ سونے کے انمین ہیرا یاقوت لعل و زمرد پکھراج نیلم بیش قیمت
جڑا ہوا واسطے مولود کے کشتیون مین لگا ہوا اور علاوہ ہزارہا جوڑے ہلکے بھاری کارچوبی نبت گوکھرو
کے کشتیون مین ساتھ آگے آگے نشان کا ہاتھی پیچھے سانڈنیان ہاتھی گھوڑے جلوسی ہر رنگ کے ساتھ
باجے ڈھلے تاشے ڈھول مرتے بعد انکے جلوس لشکر شاہی سب سرخ پوش بصد جوش بعد انکے
انگریزی باجا جسکی رنگیلی تانین اور ان بانسریون کی صدائین جنکے سننے سے پیر فلک مست ہو جائے
انکے بعد ارغن باجا عجب تال سم اسکا جسکو سنکے وجد ہو باد بہاری کے گھوڑے بید جنکے بگل کی صدا سے
سواری کی شان معلوم ہو پھر بان بردار برچھی بردار جلوسی پیچھے سوار ہزار در ہزار پیادے نجیب بیشمار
روشن چوکی والے اپنی تانین سب اڑا رہے ہین انجام قدم بقدم پڑ رہے ہین چوبدار خاص بردار بڑے بڑے
چاندی سونے کے عصے لیے ہوئے نقیب آگے غول کے غول آوازین مبارک سلامت لگاتے ہے
روشنی کثرت سے بیجتا نے ہزار ہا خلقے دہکتے ہوئے ہزار ہے صدہا اور آتش بار الکے ہتھے چھٹکتے ہین یہ نئی
کیا ہے گویا زمین سے آسمان تک آگ لگی ہے نفیس پالکیان بوچے تحا نے میانے ڈولیان سکھپال
بصد جاہ و جلال پیچھے پیچھے انمین تمام بزرجمہر کے محل کی ملازمان خاص و عام گر سکھپال مین بان بزرجمہر
کی جوڑا کارچوبی پہنے سر سے پاتک زیور مرصع کا جواہر آبدار مین لدی ہوئی بصد جاہ و حشم سوار کہاریان

زرق برق سواری کے آس پاس انکی پوشاکین مطلاّ مرصع چمپکے جواہر کے سرپیچ لگے ہوئے لہنگا پھڑکاتی ہوئین سکھپال کے پائے تھامے دوڑی چلی جاتی ہین آگے پیچھے آتشبازی چھوٹتی جاتی ہے انار بان ہوائیان تاپال پھڑاتے چرخیان مہتاب عجب سامان ہے کبھی چشم فلک نے دیدۂ شوق سے نہ دیکھا ہو گوش جن و ملک نے نہ سنا ہو اس تجمل و حشم اور دھوم دھام سے چھٹی کی کھچڑی بزرجمہر لیکر دردولت شاہی پر پہنچے بادشاہ کو خبر ہوئی بہت خوش ہوا سوا [illegible] سب اُترین تھا مان ملاحظہ کیا مان نے بزرجمہر کی سلام کیا اور مولود یعنی صاحبزادۂ بلند اقبال کی سر سے پانوتک بلائین لین گرد پھری اور زر و جواہر لعل و گوہر تصدق کیا پھر تارے دیکھنے کا وقت آیا زچہ کو عروس شب اول کیطرح آراستہ کیا نہلا دھلا کر پٹی چیر زرین سر مین باندھی جوڑا اعلی سے اعلی بھاری سے بھاری پہنایا زیور جواہر بیش بہا کا زیب سراپا کیا عطر سہاگ سوتیا کیوڑا گلاب خوب لگایا دایہ نے چوک آٹے کا صحن مین پورا اسپر چوکی جواہرات کی بچھائی زچہ کی گود مین مولود مسعود کو دیا زچہ گھونگھٹ نکالکر تلوار دن کے سایہ مین صحن مین چوکی پر کھڑی ہوئی سات تارے آسمان پر گنوائے گئے چارون کونون کو سلام کرایا وہان سے لاکر بسم اللہ بسم اللہ کہکے مسند زرین پر بٹھایا نذرین گذرنے لگین روپیہ اشرفی زر و جواہر لعل یاقوت ہیرا نیلم پکھراج تصدق ہونے لگا بادشاہ نے مرگ مارا مگر کیا مجال جو کوئی بادشاہ کو عوض مرگ مارنے کے کچھ دے سکے کیونکہ وہ خود بادشاہ مملکت خدیو حشمت ہوگا انھون نے مبارکباد دی نئی طرح کی ناچ رنگ جشن ہونے لگا بادشاہ انعام خلعت دوبارا تقسیم کرنے لگا یہان زچہ کو تھال کھلایا گیا سونے کی سینیون مین تھال اور کھانا آیا ہر رنگ ہر طرح کا کھانا ہر طرح کی دال عمدہ پکی ہوئی ہر طرح کا سالن نادر ہر طرح کا پلاؤ اور چلاؤ اور زردہ سفیدہ متنجن مزعفر ہر طرح کی کھچڑی بھونی سادی قبولی تمسکا چہیا تب ان پر اٹھے میٹھے سلونے شیرمال باقرخانی شیر برنج اچار مربا اس تازے کھانے کے ساتھ باسی کھانا بھی اور تازہ باسی پانی بھی کہ اس دن زچہ کو یہ سب چیزین کھلانے کی رسم ہوتی ہے پہلے زچہ نے تھال ساعت سہاگنون کے ساتھ کھایا پھر ذرا ذرا سا سب کھانا زچہ کو چکھایا پانی پلایا بعدہ جشن ہونے لگا رقص شروع ہوا ارباب نشاط ناچنے لگے جلسۂ عیش و عشرت جمع ہوا ہر ایک ناچ دیکھنے مین مصروف ہوا

ابیات

		خوشی سے پلا مجھکو ساقی شراب
کوئی دن تو بج جائے چنگ رباب	کرون نغمہ شادیت کی شروع	کہ اک نیک اختر ہوا ہے طلوع
عجب صاحب حسن پیدا ہوا	جسے مہر و مہ دیکھ شیدا ہوا	نظر کو نہو حسن کی جسکے تاب
اسے دیکھ بیتاب تھا آفتاب	نیا جشن کا ایک سامان ہوا	جسے دیکھکر دنگ انسان ہوا
ادھر شاد تھے سارے نقارچی	لگا ہر جگہ بادلہ اور زری	لیا تھا ادھر نقارخانے کا سب
مہیا کرا اسباب عیش و طرب	غلاف انپہ بانات چرند کے تانک	شتابی سے نقارون کو سینکا تانک
دیا چوب کو پہلے سم سے ملا	لگی پھیلنے ہر طرف کو صدا	صدا زیر و بم کی وہ بہر شگون
کہ دونون خوشی کی خبر کیون نہ دون	بجے شادیانے جو وان اس گھڑی	خوشی سے ہوئی گرد خلعت گھڑی
محل سے لگا تابہ دیوان عام	عجب طرح کا اک ہوا اثر دھام	پہنچے لیکے نذرین امیر و وزیر
لگے کھینچنے زر کے توڑے فقیر	امیرون کو جاگیر لشکر کو زر	وزیرون کو الماس و لعل و گہر
سوارون کو عمدہ سے جوڑے دیے	پیادون کو خوش ہوکے گھوڑے دیے	ہیا تانک خوشی مین کیسا زر نثار
جسے ایک دینا تھا بخشے ہزار	بھگتیونکا بھانڈونکا وہ اک ہجوم	مبارک سلامت کی ہر سمت دھوم

خوشی کے نوبتیں ہر طرف سے تھے بساط	گھوڑے ناچتے اسپ اہل نشاط	غرضکہ شاہزادہ عالی تبار بلند مرتبت

ذوی الاقتدار آغوش مادر مہربان میں پرورش پانے لگا بادشاہ حظ زندگی بعد فرحت و خوشی اٹھانے لگا خواجہ بزرجمہر سے ایکمرتبہ اُس تقریب شادی مولود مسعود کے کئی روز بعد بادشاہ نے کہا کہ حال طالع برخوردار نور الابصار کا کیا دریافت کیا جلد بیان کرو کہ اطمینان خاطر ہو خواجہ بزرجمہر حسب الارشاد بادشاہ **اشعار**

اسی وقت رمال طالع شناس	لگا کھینچنے زایچے سے قیاس	دھری تختی اک آگے قرعہ لیب
کیا دھیان شہزادے کا برملا	جو پھینکا تو شکلیں گئیں تھیں وہ مل	کئی شکل سے دیکھا پھر متصل
یہ خواجہ نے پھر شاہ سے عرض کی	کہ ہے گھر میں امید کے کچھ خوشی	یہ تن ہے اے عاشقوں کے شفیق
بہت ہے نے تکرار کی ہر طریق	نظر خوب کی پھر بیاض بساط	ہر ایک ایک نقطہ میں فرد نشاط
ہے اس بات پر اجماع تمام	کہ طالع ہے فرزند کا نیکنام	ستاروں میں طالع کے اچھے ہیں طور
خوشی کا کوئی دن میں آتا ہے دور	نظر کی جو تثلیث و تسدیس پر	تو دیکھا کہ ہے نیک آنکی نظر

غرضکہ اے بادشاہ گردون بارگاہ خداوند کریم حضور پر نور کو مبارک کرے تا صد و سی سال اسے سلامت رکھے یہ فرزند ارجمند بادشاہ ہفت کشور اور شہنشاہ بحر و بر ہوگا اور عدالت و عقل و گیاست کرے گا اور دربار میں اسکے کرور سوار کے افسر بیٹھیں گے سرداران اولوالعزم و پہلوانان پر شکوہ ملازم خدمتگزاری رہیں گے دربار شاہانہ بفخر و افتخار جمع رہیگا اور شہزادہ تباج شاہنشاہی تخت سلطنت پر متمکن ہوگا یہ شہزادہ نہایت پاک طینت اور نیک نیت اور صاحب خلق و مروت فہیم و عقیل ذہین ذکی بہت ہوگا اور بڑا بہادر دلیر و شجاع قوت و طاقت میں بے نظیر صاحب جاہ و صاحب شمشیر ہوگا لیکن اس سے اور سلمانوں سے ہمیشہ فساد جھگڑا جنگ و جدل مقابلہ و مجادلہ رہیگا اور اسکا وزیر بد تدبیر یہ طفل صغیر بنیاد **الفش** وزیر بے پیر کا ہوگا جو ساتھ اس شاہزادہ والا قدر بلند مرتبت کے پیدا ہوا ہے حضور یہ بڑا مفتری اور مکار بدکردار فتنہ انگیز آفت خیز ہے یہ لڑکا بعد وزارت اپنے اس شاہزادہ بلند مرتبت کو بعہد بادشاہت حیران و پریشان نالان و ترسان شہر بشہر دیار بدیار پھرا دے گا ہر ملک ہر جوار میں مسلمانوں سے لڑوائے گا اور یہ صاحبزادہ اسکے کہنے کو بہت مانے گا خیرخواہان بادشاہ فلک جاہ بخوف جان و مال آبرو خانہ نشینی اختیار کرینگے اسی وزیر کا دور دورہ ہوگا زمانہ ناہنجار بدکردار کا بے طور ہوگا یہ سنکے بادشاہ جمجاہ **قباد** شہریار نے کہا اے بزرجمہر اس شہزادے کی جان کی تو خیر ہے بزرجمہر نے عرض کی اے معدلت پناہ بادشاہ فلک بارگاہ **نظم**

کہ آئی ہے اب ساتویں مشتری	ولیکن مقدر ہے کچھ اور بھی	نصیبوں سے کی آپ کے یاوری
خوش اقبال لڑکا یہ ہو ہے ولے	خطر ہے اسے فوج اسلام سے	کہ ہیں اس بھلے میں برے طور بھی
گردشت غربت کی کچھ سیر ہے	کچھ ایسا نکلتا ہے طالع میں اب	شہا جان کی سب طرح خیر ہے
		خرابی ہو اسکے کیے سبب

یہ سنکے بادشاہ جمجاہ قباد شہریار بہت محزون و مغموم ہوا اور فرمایا اے خواجہ بزرجمہر نام **الفش** کے بیٹے کا کیا رکھا جاوے **خواجہ بزرجمہر** نے کہا اے بادشاہ اس لڑکے کا نام **بختک** رکھیے کہ یہ لڑکا بڑا صاحب نصیب ہے اور برائی اسکی آپ پر ظاہر ہے مگر پھر اسکی پرورش کیجاتی ہے بادشاہ نے کہا اے بزرجمہر اگر تمہاری رائے ہو تو میں اسکو اور اسکی ماں کو قتل کر ڈالوں بنیاد فساد مٹاؤں **خواجہ بزرجمہر**

نے عرض کیا کہ آپ ایسا بادشاہ عادل و دور پیشتر از وقوع واقعہ سزا کسی کو دینا اور بار خون ناحق اپنی گردن پر لینا نہ چاہیے
حضور جو کچھ تقدیر مین کاتب قدرت نے تحریر کیا ضرور آئینہ ظہور ہوگا **مصرع** علم غیبی کس نمیداند بجز
پروردگار ۔ اے بادشاہ عادل شاید میری راے غلطی پر ہو آپ تامل فرمایئے اور دونون لڑکون کو پرورش
کرنے کا حکم دین **نظم**

ہوئی کچھ خوشی شہ کو اور کچھ الم
کر دیا مین توام ہر شادی و غم
کیا شہ نے اسپر نہین اختیار
جو چاہے کرے میرا پروردگار
وہ شہزادۂ بلند اقبال بڑھنے ناز و

نعم سے پرورش پانے لگا دن رات کنار دایہ آرزو و مراد ظل عاطفت پدر و مادر مین وہ گل مراد سرسبز ہونے لگا جوش
و ولولۂ اتحاد مین خرم و شاد رہنے لگا اس نونہال دوحہ سلطنت گل **حدیقہ** جاہ و حشمت کا سن جب سال
بھر کا ہوا سالگرہ کی تیاری ہوئی اسی طرح کا سامان جشن کیا گیا وہی دھوم دھام وہی خوشی کا اژدہام
وہی روشنی وہی ناچ رنگ وہی شادی و مسرت ہوئی اسی طرح جوڑے تقسیم کیے انعام بانٹے
گرہ لگائی گئی عیش و عشرت کی گھڑی ہوئی ناظرین پر واضح ہو کہ اگر شادی سالگرہ کا سامان تحریر
کیا جاے داستان طولانی ہو جاے طول دینا اچھا نہین لہذا مختصر طور پر عرض کیا جاتا ہے کہ جب شہزادۂ
عالی تبار فرزند گلعذار کا سن پانچ برس کا ہوا بڑی دھوم اور بڑی خوشی سے بسم اللہ کی تیاری شروع ہوئی
سامان جشن و عیش و عشرت ہوا کوچہ بکوچہ گلی گلی گھر گھر رچایا اور برپا ہوا سبکو حکم جشن عام ہوا ناچ رنگ ہر جگہ قصر
عالیشان کی سجاوٹ پر قصر فلک ہفت رنگ نثار خزانے کا دروازہ کھلوا دیا سیم و زر لٹایا جواہر بیش بہا تقسیم
ہونے لگا بڑی خوشی ہوئی استادان ذی ہنر و فاضلان علم سر بسر و اہل فنون پیشتر سے بلوائے گئے
تھے وے ذی کمال خوش مقال آ کے حاضر در دولت فیض منزلت ہوئے **نظم**

ہوئی اُسکے کتب کی شادی عیان
ہوا پھر انھین شادیون کا سامان
ہوا تھا اُسے حق سے ذہن رسا
کئی سال مین علم سب پڑھ چکا
لگا ہندسہ ہیئت اور تا نجوم
زمین سے فلک تک ہوئی اسکی دھوم
وہ علمون کا حافظ ہوا حرف حرف
اسی نحو سے عمر کی اپنی صرف
عطارد کو آنے لگی اسکے ریس
ہوا سادہ لوحی مین وہ خوشنویس
ہوا جبکہ زخط وہ شیرین رقم
بڑھا کر لکھے ساتھ اُسنے قلم
لیا ہاتھ مین جب خامۂ مشکبار
لکھا نسخ و ریحان و خط غبار
عروس الخطوط اور ثلث و رقاع
خفی و جلی مثل خط شعاع
شکستہ لکھا اور تعلیق جب
رہے دیکھ حیران اتالیق سب
کیا خط گلزار سے جب فراغ
ہوا صفحۂ خط گلزار باغ
کرون علم کا مین کہان تک بیان
کہ ہر خوب اب مختصر داستان
رکھا چوٹ نے بھی جو لکڑی پہ ہاتھ
کیا اُسپہ قبضہ ذہانت کے ساتھ
ہوئین دست و بازو کی سر سائیان
اُڑائین گئین ہاتھ مین گھائیان
ناظرین پر تمکین پر واضح ہو کہ اسی طرح

پسر **الفنش** وزیر بے پیر نے **بختک** بھی بادشاہ کے بیٹے کے ساتھ پڑھایا گیا کسب و کمال فن درشت
اُسی طرح سب سکھایا گیا بادشاہ **بختک** کو دیکھکر ہر دم اندیشہ ناک و خوف زدہ ہوا کرتا تھا اور شاہزادہ والا قدر
کی محبت کا ہر وقت دم بھرتا تھا شاہزادے کو مدام اپنے پاس بٹھا کر دربار مین رعب داب قواعد و آداب سلطنت و تہذیب
آئین شہریاری و طریق گیتی ستانی و امور جہانبانی دکھلاتا تھا اور سکھلاتا تھا بارہا شاہزادۂ بلند اقبال سے فرماتا تھا کہ اے فرزند
ارجمند میری نصیحت خوب یاد رکھنا بعد میرے **خواجہ بزرجمہر** کو اپنے پاس سے جدا نہ کرنا کبھی خلاف راے **خواجہ**
بزرجمہر کسی امر مین قدم نہ دھرنا یہ تمہارا نہایت خیر خواہ ہے اور ہمیشہ تم اسکو اپنا بزرگ سمجھنا محبت کی بھی راہ و رسم سے

نوشیروان خواجہ بزرجمہر کو ہمیشہ غم ناموارِ سپہ چچا جان کیا کرتا تھا قباد شہریار ہر بات مین یہی فہمایش کرتا ہی بیٹا نوشیروان ہرگز ہرگز بختک کو عہدۂ وزارت نہ دینا یہ طفل کینہ دیرینہ اپنے باپ کے قتل ہونے کا بزرجمہر سے نکالیگا اسوقت بزرجمہر تجھے جدا ہو جاےگا پھر یہ ملک و مال و دولت و حشمت حکومت و سلطنت جاتا رہیگا بگڑا ہوا کار خانہ ہرگز تمہارے بنانے نہ بنیگا خبردار خبردار بہت ہوشیار رہی کرنا کوی غفلت مین کسی وقت قدم نہ دہرنا نصیحت کو یاد رکھنا دلکو شاد کرنا الغرض قباد شہریار پچیس برس کے سن تک نوشیروان عادل کو سمجھایا کیا جب نوشیروان اور بختک کا سن پچیس برس کا ہوا قباد شہریار بیمار پڑا تیار داری ہونے لگی مگر مرض الموت کا کیا علاج ہے اسکو دواے صحت کی کیا احتیاج ہی -

دو کلمہ داستان حیرت بیان انتقال کرنا قباد شہریار کا باغ ہستی سے طرف گلشن عدم کے اور صورت بلبل نالان آہ و زاری اور محزون خاطر ہونا بزرجمہر کا غم مین قباد شہریار کے اور تخت نشین ہونا نوشیروان کا سریر سلطنت پر اور وزیر ہونا بختک بن القش کا اور آنا ایک تاجر کا فریاد کو کہ میرا مال قزاقون نے لوٹ لیا اور گرفتار کرانا انکا اور آنا ابوالخیر لامکانی قزاق کا فتنہ ہوکر اور سپرد ہونا اسکا خواجہ بزرجمہر کے پاس واسطے سیکھنے زبان جانورون کے - ساقی نامہ

غم انگیز ساقی پلا دے شراب
بنا آج رندون کو غم کا زلال
ہو قلقل کی آواز نالے کے ساتھ
وہ مے نوش جب ہوےگا شہریار
کرے پر ہو چشم کرم ساقیا
مشعل راہ عدم داغ عزیزان ہوگا
رنگ بدلا نظر آتا ہے ہوا کا مجھکو
پھر ہوگا یہ شہر آباد جو ویران ہوگا
نالۂ بلبل شیدا مین اگر ہے تاثیر
محتسب توڑ کے شیشہ کو پشیمان ہوگا
سایہ مین اسکے مری گور رکھوگے اگر
وہ گنہگار ہون جو سرو چراغان ہوگا
دست گستاخ مین قزاق کا پاتا ہون اگر
نہ گرا مجھسا نہ کبھی کوئی سلطان ہوگا

کہ ہے بیقراری بچشم پر آب
ہین خشکیدہ لبہاے جام و سبو
اٹھا ساقی شیشہ زنی کو نہ ہاتھ
پھر اب یان کا شاہانہ سامان ہو

مناسب ہے تجھکو بھی حزن و ملال
ذرا دیکھ تو شیشہ و خم کو تو
خوشی ہوگی بعد از الم آشکار
کہ مینا نہ رشک پرستان ہو

کہ توام ہے شادی و غم ساقیا - اشعار رنج راحت کا مرے واسطے سامان ہوگا

گیسوؤن سے نہ کوئی رہزن ایمان ہوگا
گل تازہ کوئی اس باغ مین خندان ہوگا
مجھ جگر سوختہ کی خاک ہے سرمۂ سیاہ
دست صیاد مین گلچین کا گریبان ہوگا
تیری فریاد کا محتاج مین واسطہ تحسین
اے پرپردہ تری دیوار کا احسان ہوگا
خط کا آغاز قیامت ہے رخ رنگین پر
ایک دن یار مرے ہاتھ عریان ہوگا
بعد میرے نہ گرفتار رہےگا تیغ

خال ہندو سے ترے خون مسلمان ہوگا
ہو دکھلانے کی نہین رو رخ نکلا ای یار
گوشۂ چشم کوئی گوشۂ دامان ہوگا
بوے قدرتی ہے اس میکدہ مین کیفیت
اے جرس میرے لیے قافلہ نالان ہوگا
آتش عشق سے ہوتا ہے میرا پا تن داغ
خار و گل دیدۂ انصاف مین یکسان ہوگا
حسن کا خاتمہ تو عشق کا مین خاتمہ ہون
زلف خوبان کا بہت حال پریشان ہوگا

بیٹے نیازی سے فریبا کرتا عیار رہو ہم نہ مانیگے خدا صورت انسان ہوگا - بیت نویسندۂ داستان الم رقم کردہ است ایچنین از قلم * کاروایان جادۂ ملک عدم و قافلہ آرایان دشت شادی و غم شاخ قلم جودت رقم کو حسب حال فصاحت مآل یہ رباعی کسی استاد کی پڑھکے صفحہ قرطاس اساس پہ یون رواں کرتے ہین رباعی

ای مرگ ہزار خانہ ویران کردی ٭ در ملک وجود غارت جان کردی ٭ ہر گوہر قیمتی کہ آمد بجہان ٭ بردی
و بزیر خاک پنہان کردی ٭ کہ جب قباد شہریار بعارضہ مہلک بیمار ہوا خواجہ بزرجمہر کو بلا کر یہ ارشاد
کیا کہ ای عالم بے بدل کامل اکمل تجکو اپنے پسر نور نظر نوشیروان کو سپرد کرتا ہون خبردار خبردار ملک
اقلیم تاج و دیہیم سے بہت ہوشیار رہنا رعیت کو دلشاد رکھنا شہر کو عدل و داد سے آباد رکھنا نوشیروان
کی رفاقت نہ چھوڑنا ہمیشہ اوسکو راہ نیک بتانا خواجہ بزرجمہر نے بگوش اوس کلام حسرت
انجام کو سنا رنج و غم صدمہ و الم سے سر دھنا مگر قضاے الٰہی سے کیا چارہ شمشیر اجل سے ہر ذیحیات کا
دل صد پارہ ہوا ناگاہ اندملک الموت ہوئی امراض مہلک نے ترقی کی ماتھے پر موت کا پسینا آیا روح
جسم سے نکلنے لگی دم گھبرایا ہاتھ پاؤن مین تشنج ہوا رگین کھچنے لگین مسافر ملک عدم نے کوچ کی
تیاریان کین پاؤن کبھی سمیٹے کبھی پھیلاے ہاتھ اوٹھا اوٹھا کے دے دے مارے جب روح ہر طرف
سے کھنچ کے دماغ مین بند ہوئی دم سینہ مین آکر اٹکا تھوڑی دیر مین ایک دو ہچکیان آئین طایر روح قفس جسم سے
طرف گلشن عدم کے پرواز کر گیا صیاد اجل نے بلبل روح کو جب کشاکش بند حیات سے نکالا بحکم باغبان
قضا و قدر گلزار عدم مین چھوڑ دیا یعنی قباد شہریار راہی دار البوار ہوا ہر ایک کو غم و الم بیشمار ہوا
محلات محلے مین شور گریہ و زاری بلند ہوا ہر شخص یہ واقعہ سنکر کمال دردمند ہوا بزرجمہر کو کمال
ملال ہوا غم سے عجیب حال ہوا جنازہ قباد شہریار کے اوٹھانے کا سامان کیا اوسدن اسی کاروبار مین
سب مشغول رہے غرضکہ بعد کئی روز کے جب الم تازہ غم بے اندازہ سے فراغ ہوا بزرجمہر نے تخت شاہی
سریر جہان پناہی تیار کیا حلیۂ سلطنت جلوس شاہانہ مہیا کر کے نوشیروان عادل زمان کو تخت شاہی
پر بٹھایا تاج شہنشاہی جہان پناہی زیب سر انور نوشیروان عادل کیا جلوس شاہانہ و دربار
خسروانہ جمع ہوا چھ سو ندیم بارہ سو شہزادگان پر تمکین گرد تخت سلطنت کرسی نشین و دنگل کین اٹھارہ سو
دعویداران سلطنت بہ مکتب وحشت کر در سواران زرہ پوش لاکھ افسر میدان صلح شور سردار سراسیمہ
ہین خواجہ بزرجمہر نے اس دربار عام مین کہا ای نوشیروان مین نے بموجب وصیت قباد شہریار اپنے حتی
تکرار اسوقت تک سب احکام بادشاہ متوفی عمل مین لایا اور تمکو بر رضا و رغبت رعیت بخوشی تمام تخت نشین کر کے
مسرور ہوا اب تمکو مناسب ہی کہ بموجب نصیحت اپنے پدر عالیمقدار کے تم بھی عمل درآمد کرو کبھی خلاف
راے میری کسی امر مین دخیل ہوتا جس طرح مین کہون اسی طرح کرنا اور اگر یہ امر منظور نہین ہی تو
تمکو اختیار ہی یہ عہدۂ وزارت جسکو چاہو دو مجھ پر یہ بار گران ہی برعایت و بخیر خاطر ناچار رہتا ہون
نوشیروان نے کہا ای عم نامدار آپ میرے چچا ہین بجاے آپکے دوسرے والد ماجد بھی
نسبت آپکے وصیت مجھے کر گئے ہین کبھی خلاف راے آپکے نکرونگا احاطۂ اطاعت سے آپکی
قدم باہر نہ دھرونگا یہ سنکر بزرجمہر نے کہا ای فرزند تم میری آنکھین ہو نور نظر راحت دل و جان بزرجمہر نالان
ہو مین چاہتا ہون تم ہمیشہ خوش و خرم محتشم و مکرم صاحب تخت و تاج رہو صاحب حکومت ملک تخت
اہو عدل و داد کا رواج ہو الغرض روز جلوس بادشاہ نوشیروان بعد عز و شان سب حاضرین دربار
و سرداران نامدار نے نذرین دین جشن ہونے لگا بختک کو نوشیروان نے چالیس ہزار زبردلان
کا افسر کیا یہ بھی دربار مین حاضر رہتا ہی ایک روز دربار مین نوشیروان تخت شاہی پر رونق افروز

جلوہ فرما تھا گرداگرد سرداران نامور اور جوانان ملازمان وافسر کلاہ طاقت ہاتھ باندھے جری دلیر بہادر دلاور شجاع فخر رستم
وزال ذنگون پر بیٹھے تھے کاؤس کیانی وکاؤس کاشانی وابدالغ لاہوت وجمہ زرین کلاہ وقارن رزم
زن وقارن فیل تن واہرمن درشت چنگال وسرشار قوی بازو و بدھوش کدہ پیکر وآرد شیرین
گستہم و مار و شیرین گستہم و ابلق سوار بن گستہم وگیہان بن گستہم و فرحان شیر افگن و
ثریان فیل کن وغیرہ سردار سب کے سب اپنے اپنے پایئے اور اگنہ پر مقیم تھے یہ معلوم ہوتا تھا کہ قمر برج
شوکت درخشان بالش ظفر پیکر سیارگان بصد زینت و زینت ابہت فرمائے سریر سلطنت ہے یا مہر درخشان بصد
نازکی و زیبندگی و بہ مکنت و حشمت زیب اورنگ افلاک ظلوست ہے یکایک ہرکارے دوڑے ہوئے
آئے دربار عام میں حاضر ہوئے مجرا گاہ پر بادب استادہ ہو کے بادشاہ معدلت پناہ کو دعاے ترقی عزو جاہ و
ازدیاد مال و دولت و مکنت و حشمت دی اور زمین ادب کو لب عبودیت سے بوسہ دیکے یہ شعر پڑھا

شعر الٰہی بخت تو بیدار بادا ÷ ترا دولت ہمیشہ یار بادا ÷ ای بادشاہ گردون بارگاہ کیوان جاہ و
مہر کلاہ ایک تاجر جسکا مال کسی نے زیانکاری و مکاری سے خرید کیا اور اُس بیچارے کو گرفتار عذاب شدید
کیا وہ در دولت ملازمان باشوکت پر حاضر ہے کچھ حال ہمسے نہیں بتاتا ہے کہ کسنے اُسے ستایا ہے کس
سنگدل نے اسکا دل دُکھایا ہے جب **نوشیروان** نے یہ ماجرا سُنا **خواجہ بزرجمہر** کی طرف دیکھا
بزرجمہر نے بادشاہ جمجاہ سے عرض کیا کہ حضور اُس مستغیث کو اپنے سامنے بلوا کر استفسار
حال کیجیے پھر جیسا مناسب وقت ہو حسب قواعد سابقین حکم دیجیے انصاف کرنا سب ملک کا ضرور ہے
عدم توجہی عدالت سے دور ہے بادشاہ نے حکم دیا کہ اُسے سامنے ہمارے لاؤ حال پریشان اُسکا دکھاؤ
ملازمان سرکار معدلت آثار حسب الحکم بادشاہ ذوالاقتدار اُس مستغیث کو سامنے لائے جب وہ سامنے آیا
بادشاہ نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک مرد پیر لاغر حقیر اسی نوے برس کا سن رنگ سرخ و سفید بلند قامت
ڈیل پتلا کشادہ پیشانی کلان چشم سرد و گرم روزگار چشیدہ گردش لیل و نہار دیدہ نشیب و فراز زمانہ
دیکھے ہوئے مصیبت اُٹھائے ہوئے لباس عمدہ و معقول غمزدہ و ملول خار ظلم و ستم سے دامن ازل
تار تار شمشیر جور سے جگر فگار بادشاہ نے اُس سے پوچھا کہ ای مرد پیر مضطر و دلگیر حال بیان
کر کہ فلک کجرفتار سے تجھے کس طرح پیش آیا تجھے کیا حادثہ عظیم درپیش آیا کس مرد ظلم لب نے تیرے
ساتھ حال سے قمار بازی کی زمانہ ناہنجار نے کون سی کردی دغابازی کی کہ تجھ ایسے عاقل و فرزین کو مات
کیا کیا ظلم و ستم ہیہات کیا اس مرد پیر نے زمین عبودیت کو بوسہ دیکے دست بستہ عرض کیا کہ ای بادشاہ
معدلت پناہ یہ غلام مبتلاے آلام ایک تاجر بحر و بر کہ وہ اس ملک کا میرے حالات سے ماہر ہے میں ہمیشہ لباس
نفیس قابل پسند خاطر امرا و اشیاے نادرہ اموال نایاب لیکر شہر بشہر دیار بدیار واسطے تجارت کے جاتا تھا
اور اس مال تجارتی سے بحسن تدبیر نفع کثیر اُٹھاتا تھا ان دنون خبر جلوس تخت سلطنت حضور سنکر تحفہ جات
و مال عمدہ عمدہ لیکر طرف آستانہ دولت نشانہ حضور کے آنے والا تھا جب قریب ملک **مدائن** کے
پہونچا تمام مال و اسباب خادم کا ایک قزاق نے لوٹ لیا ہمراہیون کو میرے مار ڈالا مین اپنے متاع
جان کو غنیمت جانکر لے بھاگا لہذا امیدوار ہون کہ حضور انصاف پروری اور دادگستری فرمائیں
اُس قزاق کو گرفتار کریں اور مال و اسباب میرا مجھے دلوا دیں کہ میں ہمیشہ اس شہر میں آتا

ہوتا جاتا ہون زمانہ قباد شہریار مین کبھی کوئی ایسی خبر سنتا تھا مین ہر جگہ ہر مقام پر چین سے سوتا تھا اب اُس بادشاہ
معدلت پناہ کے مرتے ہی زیر دیوار شہر پناہ حضور قزاق و رہزن لیجنے لگے مسافر لٹنے لگے بادشاہ
نوشیروان نے یہ سنکے خواجہ بزرجمہر سے کہا ای تم ابدار ذلقدر روذی وقار آپ نے ہماری عہد عملداری
مین رہزنی ہونے لگی رعایا آنسوؤن سے منہ دھونے لگی تاجر لوٹا گیا مال تلف ہوا خواجہ بزرجمہر نے عرض
کی اے بادشاہ عادل باذل حضور وزراے ہوش تدبیر سے تاکید نہین کرتے کہ تم کیسی وزارت کرتے ہو راہگیری
ملک مین نہین قدم دھرتے ہو چالیس وزیر ہین اور بندوبست مملکت نہین ہو سکتا ایسی غفلت اور
بیہوشی علامت فراموشی ہے اور خادم فی الحال اندوہ و غم و رنج و الم بادشاہ قباد شہریار مین ہر ایک کو کچھ اپنے
دست و پا کی خبر نہین جبھی تو نتیجہ بد ظہور مین آیا فلک کج رفتار نے یہ دن دکھایا اب کیا شکل امر ہے حکم محکم زمانے
حکم محکم فرمایئے فوج بھیجے قزاقان اور راہزنان بدکردار کو قتل کرے یا گرفتار کر لائے بادشاہ نے دست
راست اپنے ملاحظہ کیا تو سعد زرین کمر اور سعید زرین ترکش دو سردار خوش کردار دلاور سپاہ جرار آ گئے
[illegible] بادشاہ جہاہ [illegible] خلعت رخصتی دیا ساٹھ ہزار سوار ہمراہ لیکر بارادہ قتل و گرفتاری
قزاقان و رہزنان بدمعاش کی تلاش مین روانہ ہوئے ہر جگہ آب لذیذ و غذاے لطیف و جاے دلکش ویرانہ
دستیاب ہوئی [illegible] قطع منازل و طے مراحل بادیہ پیمائی کرکے قریب اُس پہاڑ کے پہونچے جہان وہ قزاق رہتے
تھے سب فوج کو گرداگرد ہر درہ کوہ مین بھر دیا سب فوج فرداً فرداً جابجا درہ کوہ مین اور گھاٹیون مین پوشیدہ
ہو گئی مگر سردارون اور ہرکارون کو خبر دریافت کرنے کو بھیجا ان ہرکارون نے آکر عرض کیا کہ ہمنے خوب تحقیق
اور دریافت کیا ہے وہ قزاق کسی مقام پر لوٹنے مارنے گئے ہین ناظرین پر واضح ہو کہ اب وہ وقت ہے شعر
قرص خورشید در سیاہی شد ٭ یونس اندر دہان ماہی شد ٭ دیگر رومی پہ حبش نے فتح پائی ٭ یس ظلمت
شب تمام چھائی ٭ القصہ جب نصف شب گذری اور قزاقون کو لوٹ سے مہلت ملی اپنے مقام پر
آئے لوٹ کا اسباب لائے وہ سب مال و اسباب لاکر ایک جگہ جمع ہوا آپس مین یہ مشورہ کیا کہ کل صبح کو
یہ مال و اسباب آپس مین تقسیم کرکے حصہ بانٹ کر لینگے اب اسوقت تھکے ماندے راہ کے ہین غافل
ہو کر سو رہے بخت خوابیدہ نے فتنہ گری دکھائی نیند بیہوشی سے آئی جہان ہرکارون نے خبر دی سب نادان
جرار آ [illegible] سعد اور سعید جرار با جماعت بالفصد سوار چار طرف سے آ چڑھے ہر ایک کی مشکین باندھین
اور مقید کر لیے ان قیدیان مکار و قزاقان ستمگار کو اعرابون پر ڈالکے طوق و زنجیر مین مسلسل کرکے
دربار فلک رفتار بادشاہ نوشیروان مین حاضر کیا جہان بادشاہ ہفت سریر جہانبانی پر جلوہ فرمایا تھا
سعد اور سعید نے اول مجرا کیا بادشاہ نے حال پوچھا اور کہا کہ بیان کرو قزاقون سے کیا معاملہ درپیش
آیا ان دونون نے عرض کی کہ اقبال شہنشاہی و جہان پناہی شریک حال خادمان خوش مآل اور بفضل ایزد متعال
ہمنے ان ظالمان بدکردار کو ملاقات ان حضور رفیع گنجور نے گرفتار کیا اور کشان کشان بحال و بشان
بارگاہ فلک اشتباہ مین حاضر ہین امن و امان سے حاضر ہین بادشاہ نے جب یہ کلام نیک فرجام ان کی
سنا تو حکم دیا کہ ان قزاقون کو ہمارے سامنے لاؤ حال ان چورون کا ہمے دکھاؤ فوراً ہمراہیان
سعد و سعید اعرابون پر سے اتار کے زنجیر ہاے آہنی محکم پکڑے ہوئے قبضہ مین سے گئے سامنے
بادشاہ کے لائے بادشاہ نے جلاد بلوائے اور حکم دیا کہ انواع عقوبت اور عذاب سے ان سبکو

قتل کرو ذرا تاخیر نہو سردار اُن قزاقون کا کہ نام اسکا ابوالخیر امکانی تھا عقل و فطرت کا بانی بیانی تھا مرد جہان
دیدہ سرد و گرم روزگار چشیدہ تھا جب اُسنے دیکھا کہ پیمانہ عمر لبریز ہوا رشتہ حیات قطع ہونے والا ہی سبے اختیار
آگے تخت شاہنشاہی کے آکے کھڑا ہو کر دعاے درازی عمر و دولت و اقبال و حشمت دینے لگا اور دست بستہ
عرض کیا ای بادشاہ عالی جاہ مین قزاق ابوالخیر ہون ہمیشہ صحراے سبزہ زار مین مائل سیر ہون ہمیشہ
ہمیشہ میرا مسکن دشت و کوہ و صحرا ہی کہ وہ مقام نہایت پر فزا ہی مین صحراے پر فزا کو اپنے گلشن پر بہار جانتا
ہون شب و روز وحشیان دشت سے صحبت رہتی ہی جنبین سے سنتے سنتے مین تمام جانورون کی زبان
سمجھنے لگا اور اب مین انہین کی زبان مین انسے باتین کر لیتا ہون مین سب وحشیون اور طائرون کی زبان
بخوبی جانتا ہون بادشاہ کو کمال استعجاب ہوا اور نہایت اشتیاق سے فرمایا کہ ای ابوالخیر تو زبان طائرون
کی اور وحشیون کی مجھے سکھاے گا ابوالخیر نے عرض کی کہ غلام اچھی طرح سے بتا سے گا مگر حضور کے اور
ملکی و مالی مین فرق آسے گا اور اوقات دربار عدالت فرمارواڈی حکومت و سلطنت کو ہرج
دکھاسے گا فرصت قلیل علم کثیر اسکی حضور کیا تدبیر اسکے سیکھنے کو بڑی فرصت چاہیئے دیکھا چاہئے اگر
انسان علم عربی پڑھا ہو اور پھر فارسی پڑھے تو ایک عمر صرف کرے اس نحو سے علوم حاصل ہون کہ
ہر طائر ہر درند ہر گزندکی زبان مفہوم کرنا اور انکے لہجے یاد ہونا اور انکی گویائی کے طریقے سمجھنا تو بہت دشوار
ہی اسکو ایک عمر نوح چاہیئے مگر ہان ایک صورت ہی کہ خواجہ بزرجمہر کہ یہ حکیم حاذق ہر علم مین لایق ہین انکو
حکم ہو کہ زبان وحوش و طیور مجھسے سیکھین یقین ہی کہ وہ اپنی فہم و فراست اور عقل و کیاست سے بہت جلد یہہ
علم بھی حاصل کرینگے اپنی حکمت عملی سے ان زبانون کو سمجھ لینگے یہ ملازم بندگان والا ہین اسلئے حضور وقت
فوقتاً سیکھا کیجیے گا یہ طریقہ مناسب ہی بادشاہ کو یہ تقریر دلپذیر ابوالخیر قزاق کی بہت پسند آئی اور ارشاد کیا کہ
ای ابوالخیر ہمنے تیرے دلکوشاد کیا جا تجھے قتل سے آزاد کیا اور ایک بدرہ زر عنایت فرمایا اور خواجہ
بزرجمہر کے سپرد کیا اور فرمایا کہ ای عمو جان آپ اسکو اپنی سپردگی مین رکھیے اور یہ روپیہ ابوالخیر اپنے صرف
مین لاسے اس سے اوقات بسری کرے اور زبان جانورون کی آپکو سکھاے اور جو کچھ آپ اس سے سیکھیے وہ مجھے
وقت بوقت تعلیم کیا کیجیے خواجہ بزرجمہر آداب بجا لاکر ابوالخیر کو ساتھ لیے ہوئے اپنے مکان پر آسے اور
ابوالخیر سے ارشاد کیا کہ کیون ای ابوالخیر سچ ہی کہ تو زبان جانورون کی جانتا ہی مگر مین اپنے علم حکمت سے
تجھکو یہ خبر دیتا ہون کہ تیرا کلام نافرجام سراسر دروغ ہی فقط جانبری کے واسطے تو نے ایسا فعل کیا کہ جھوٹھ بولا زبان
وحش و طیر سوا جناب سلیمان بن داؤد علیہ السلام پیغمبر کے کوئی نہین جان سکتا یہ راز کوئی نہین پہچان سکتا ابوالخیر
خواجہ بزرجمہر کے پاؤن پر گر پڑا دست بستہ عرض کیا شعر مرا بعہ پیش تو از ظل آلہ آمدہ ایم + بسایہ رحمتے
وما م پنہ آمدہ ایم + آپ سچ فرماتے ہین مین نے جان کے بچانے کو یہ بات محض جھوٹھ خدمت بادشاہ
مین عرض کی والا زبان جانورون کی مین کیا پہچان سکتا ہون اور کیونکر جان سکتا ہون مین نے ابھی
آپکا نام نامی اسم گرامی سامنے بادشاہ کے لیا اور دامن عاطفت مین آپ کے آنکے چھپا کر پناہ ملے
اور آپ مردمند ہین میرے اس راز کو چھپا ئینگے مجھکو قتل ہونے سے بچائینگے خواجہ بزرجمہر نے
جب یہ کلام حسرت انجام ابوالخیر راستباز کے بعد سوز و گداز سنے ارشاد فرمایا بیت راستی
موجب رضاے خداست + کس ندیدم کہ گم شد از رہ راست + ای ابوالخیر اب جو تو نے مجھسے سچ سچ

بیان کر دیا ہر اور میرے دامن مین پناہ لی ہر تو بس کیا ڈر ہر وہ پیدا کرنے والا مدد گار ہر دشمن کیا نابکار ہر جا مین سنے
تیری خطا معاف کی جان کی رہائی دی اگر مجھسے بادشاہ پوچھیگا جو کچھ میرے ذہن مین آئے گا وہ کہدونگا ابوالخیر
سنے جب یہ شفقت خواجہ بزرجمہر کی دیکھی عرض کیا اب غلام کہان جائیگا عمر بھر غلامی سے باہر ہونگا کیا مجال
جو کبھی سرتابی کرون یا قدم احاطۂ اطاعت سے باہر دھرون مین ہمیشہ پیشۂ قزاقی کرتا رہا عیاریان بھی مجکو خوب
معلوم ہین اور ہر ایک رئیس و امیر و وزیر و شاہزادے کو عیار ضرور چاہئے ہر مین حضور کا غلام بنکے رہونگا قدم
مبارک چھوڑ کے کہین نہ جاؤنگا خواجہ بزرجمہر سنے جب یہ کلام مسرت انجام ابوالخیر کا سنا بہت مسرور ہوا اسکو
اپنے گھر مین رہنے کو ٹھکانا دیا اور اپنے ساتھ ہر وقت رکھا کرتا تھا ایک دم اپنے سے جدا نہ کرتا تھا مگر
بختک کہ بڑا سیانا اور فہیم و عقیل دو ور بین تھا وہ اکثر بادشاہ سے کہا کرتا تھا کہ حضور آپ سنے بڑا دھوکا
کھایا ابوالخیر کو رہا کر دیا کیونکر ہو سکتا ہر کہ زبان جانوران صحرائی کی سمجھتا ہوگا اور بولتا ہوگا یہ اُسنے دعوے
جھوٹا کیا کبھی کوئی جانورون کی زبان نہین جانتا کلام وحوش و طیور کوئی نہین پہچانتا سوا سے حضرت سلیمان
پیغمبر کے اسکا کوئی رازدان نہین تھا بادشاہ سنے کہا خیر کہان جائیگا جھوٹ سچ معلوم ہو جائیگا عم نامدار میرے
خواجہ بزرجمہر کہ وہ مرد پاک اعتقاد نیک نہاد ہین وہ کبھی مجھسے جھوٹ نہ بولینگے اگر وہ جانتا
ہوگا تو اُس سے اس زبان کو سیکھینگے اور وہ اگر نہ جانتا ہوگا تو وہ مجھسے کہدینگے یہ فرما کر اُن قزاقون کو
بادشاہ سنے حکم قتل دیا وہ پانچ سو قزاق جو ہمراہیان ابوالخیر تھے سب کے سب قتل کئے گئے اب
خواجہ بزرجمہر جو دربار بادشاہ مین تشریف لائے بختک سنے بادشاہ سے کہا کہ حضور پوچھین
کہ زبان جانورون کی سیکھی کس طرح کی ہر اور کیسی ہر بزرجمہر سنے جواب دیا ای بادشاہ مین زبان طائرون
کی سیکھ رہا ہون بہت دقیق ہر بڑی مشکل سے سیکھی جائیگی سوائے میرے وہ زبان جانورون کی جو ابوالخیر
جانتا ہر کسی کو نہ آئیگی اور ابوالخیر بخوبی جانتا ہر جھوٹا نہین ہر بلکہ سچ کہتا ہر وہ مجھے سکھایا کرتا ہر باریکیان
بتایا کرتا ہر بادشاہ نہایت خوش ہوا اور خواجہ کو عوض حصول زبان طائران و وحشیان خلعت فاخرہ
دیا بہت خوش کیا القصہ جب چند سے زمانہ اس واقعہ کو گذرا ایک دن پھر بادشاہ سنے پوچھا کہ
کیون چچا جان آپ سنے کس قدر زبان طائران و وحشیان خواجہ بزرجمہر سنے کہا ای بادشاہ
مین ابھی تک مین طیور کی زبان سیکھ رہا ہون بادشاہ سنے بختک سے کہا کہ جس طرح والد
نامدار قباد و شہریار عم نامدار خواجہ بزرجمہر کے کلام کا بہت اعتبار کرتے تھے اسی طرح
مین کلام خواجہ بزرجمہر کو سچ جانتا ہون اور معتقد ہون بختک اب تجھا بادشاہ کون زمانے مین ہوگا
کہ مین ہر ایک وحش و طیر کی زبان سمجھونگا اور اُنکا سب انصاف کیا کرونگا بختک ہنسا اور عرض
کیا کہ میرا کلام اعتقاد یہ وہی ہر کہ سواے جناب پیغمبر سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے زبان وحش
و طیر کوئی نہین سمجھ سکتا ہر نہ جانتا ہر بادشاہ کو یہ کلام اس بد انجام کا کمال بُرا معلوم ہوا اور تمکین جواب
دیا کہ ای بختک تو بڑا شور دل ہر سُخن کنی مین جاہل ہر تو میرے عم نامدار خواجہ بزرجمہر کو
دروغ گو جانتا ہر یا مین نیا ہی پدر بزرگوار قباد و شہریار کبھی میرے عم نامدار خواجہ بزرجمہر کو جھوٹا
نہ جانتے تھے جا دور ہو میرے سامنے سے کبھی ایسے کلام بے ادبانہ نہ کرنا بختک سنے عرض کی کہ مجھے
خطا ہوئی معاف فرمایئے سر بخشش کیجئے اب کبھی ایسا قصور نہوگا لیکن بسبب کاوش کے آٹھ پہر فکر مین

خواہش کیا کرتا تھا بزرجمہر کی ذلت ورسوائی کی تدبیر میں پھرتا تھا کہ کسی طرح دربار شاہنشاہ میں خواجہ
کو ذلیل کروں اور ننگ دون کہ خواجہ بزرجمہر کی ذات سے میرے باپ البقش کو ذلت فاش
ہوئی گھر بار سارا میرے باپ کا انھوں نے لٹوا لیا اور خزانہ مال و دولت چھین لیا اور مجکو بھی ذلیل و خوار
سامنے بادشاہ کے کرتا ہے اور ہمیشہ کریگا کوئی ایسی تدبیر کیجے کہ خواجہ بزرجمہر بھی سامنے بادشاہ
کے ایسا ذلیل و خوار ہو کہ یاد کرے بختک اسی فکر میں ہر وقت سرگرم رہتا ہے دلپر ملال و غم سہتا ہے
کہ ایک روز آسمان پر ابر آئے اور کالی کالی گھٹا پہاڑ کی طرف سے اٹھی جھٹ بندھ ہر مشور سپہ مست
زکہسار آمد جا میکشان مژدہ کہ ابر آمد و ببار آمد ✤ نوشیروان نے جو یہ ہنگام فرحت انگیز مسرت خیز
دیکھی حکم دیا سامان شکار تیار ہو جلد میر شکار حاضر ہوئے جانور شکاری بادشاہ نے ہمراہ لیے بازداران
لیے ہوئے باشہ جراہری اور ترمتی شاہین عقاب ہر ایک کو آمادہ شکار کیا طعمہ ہر ایک کا روک رکھا چیتے
کی کھوپڑیاں تانگوں پر کسی گئیں خیمے بار کیے گئے مصاحب رفیق ہمنشین راز دار مرکبہائے پری پیکر
پر سوار ہوئے غلامان زرین کمر خواصان ذی ہنر و سرداران کج کلاہ و جوانان نیکخواہ ہمراہ رکاب
سعادت انتساب ہوئے اور تمام سامان عیش و نشاط و فرش و فروش انبساط اور شراب و کباب
کی کشتیان یہ سب سامان ہمراہ تماشے کو خلقت کا ہجوم چار طرف شکار کی دھوم یہ بات ہر خرد و
کلان کی زبان پر آئی بوزوگوزن چیتے و شیر ژیان و پیل دمان کی اب قضا آئی جنگل سے جنگل صاف
ہو جائینگے صحرائی جانور درند چرند وغیرہ شکار ہونگے گلڈ ایک تازی دوڑیے لیے ہوئے آگے آگے
چلے انکو بھی چیتوں کی طرح سے ہلانے لگے الغرض بادشاہ نوشیروان بصد جاہ و حشم و جلال
و خدم سوار ہوا ہٹو بچو کا شور بار بار ہوا نقیب آگے آگے سواری شاہنشاہی کی صدائین خدا سلامت
کی لگاتے ہوئے روانہ ہوئے شہر سے نکلکر صحرائے سبزہ زار کی فضا دیکھتے ہوئے چلے عجب صحرائے
سبزہ زار ہے رشک گلشن نو بہار جا بجا بہار ہر مشکبار رنگ گل خود رو کی بہار برگ گیاہ کی لٹک
بھینی بھینی مہک جدھر نگاہ مشتاق پردہ چشم سے نکلکر جائے فرش مخمل زنگار پر لوٹ جائے وہ طائران خوش گلو
کا چہکنا پھولوں کا مہکنا بلبلوں کی نوا سنجی فاختہ کی کوکو تیتو کی صدا قمریان شاخ سرو لب خوش نوا
صحرا مشک بیز عنبر سارا ہے خوشبو میں تیز ذرے گل اشرفی کا جلوہ دکھاتے ہیں غنچہ ریحانی دمبدم
مسکراتے تختہائے صحرائی جھوم رہے ہیں شاخون کے بار سے زمین چوم رہے ہیں شعر ابن سبز و دا بر
ہوا بوسے زجنون دارد ✤ دیوانگی دستی ابروز شگون دارد ✤ غرض کہ بادشاہ نے حکم شکار کا دیا سب
شکاریوں نے جانوروں کو آمادہ شکار کیا باز کو کبوتر و دراج پر چھوڑا الگل بازشکاریوں نے بچایا
قطعہ چو دنبالہ مرن آمد طلب باز ✤ در آمد مرغ صید افگن بپرواز ✤ روان شد بر ہوا باریک بیرو
جہان شد خالی از کبک و کبوتر ✤ بادشاہ مع رفقائے مشیر و مصاحب خوش خوش تقریر شکار کھیلتے
سے گئے چلکر بڑے طائران شکاری سے بیر سے لگے اوقت سب قراولون نے آکر عرض کی کہ حضور
کہا رہین ہمت سے آہو چر رہے ہیں کلیلیان کر رہے ہیں حضور تشریف لیچلے شکار کھیلیے بادشاہ فوراً
کہ رتین آسنے دربار کی طرف ملاحظہ کرکے چار طرف اشارے کیے آہو پاڑہ نیل گائے کا شکار
ہونے لگا آپس میں قہقہہ اٹھا پھر تو تیر لگائے حلقہ گرد پھیرے ہرن زخمی ہو ہو کر گرے صیاد شکاریان کو ذبح کرنے لگے

پھر بڑھ بڑھ کے تیر لگانا کمندین مارنا ہرنون کو ذبح کرنا اپنے اپنے صید کو آگے باندھ سکے روکنا دوسرے کے ہاتھ نہ چڑھنے دینا ہر ایک سے زیادہ آپ ہی کھید لیجانا اتنا جلد تیر مارنا سبحان اللہ لایق دید و قابل شنید تھا بادشاہ بھی ہر طرف تاج کج سر پر رکھے ہوئے دوڑتا پھرتا تھا خواجہ بزرجمہر دہنی طرف اور بختک دست چپ کی جانب ساتھ ساتھ خواجہ تعریف کرتے جاتے تھے اور بختک وغیرہ شکار رہاتے تھے غرضکہ ایک ہرن کو بادشاہ نے وہ ہرن تیر کھا کر بھاگا چونکہ زبردست تھا نہ گرا بادشاہ نے گھوڑا اسکے تعاقب مین اٹھایا اور دور جا کر اسکو شکار کیا خواجہ بزرجمہر فقط ساتھ تھے اور بختک بھی لپٹا چلا آیا باقی کوئی نہ پہونچ سکا جب بادشاہ نے اس آہو کو شکار کیا خواجہ بزرجمہر نے دوشالہ کمر سے کھول کے بادشاہ کے واسطے بچھایا بادشاہ اوسپر آکر بیٹھا اور خواجہ کو بھی نشستین دے کر ہاتھ پکڑ کر برابر بٹھا لیا بختک رومال جھلا کیا سامنے کھڑا رہا مگر دل مین جلا آتش رشک سے کلیجا کباب ہوا ہر طرف صحرا کے جو خیال کیا دیکھا کہ یہ مقام ویران ہے انسان ہے نہ حیوان ہے ایک گانون قریب ہے سامنے دو درخت سوکھے ہوئے کھڑے ہین ان پر دو طایر بیٹھے ہوے آپس مین زمزمہ سنجی کر رہے ہین بختک تو اسی فکر مین رہتا تھا جل بر غم والم سہتا تھا چپکے سے بادشاہ سے کہا اے جہان پناہ آپ خواجہ بزرجمہر سے پوچھیے کہ یہ دونون جانور کیا باتین کرتے ہین اور آپس مین کیا کہتے ہین بادشاہ نوشیروان تو اس امر کا مشتاق رہتا تھا فوراً خواجہ بزرجمہر کی طرف رخ کرکے فرمایا کہ اے عم نامدار ارشاد فرمایئے کہ یہ دونون جانور شاخ شجر خشک پر کیا باتین کرتے ہین خواجہ سوچے کہ اگر نہ بتلاؤنگا تو بادشاہ کے سامنے دروغ گو ٹھہرونگا اور اگر بتلاؤن تو مین کیا جانون کہ یہ جانور آپس مین کیا باتین کرتے ہین سوچے کہ ایسی بات کہون کہ ذرا بھی جھوٹ ثابت نہ ہو ٹھیک درست آوے موزون اور مقتضاے وقت ہو گردن جھکا کے کلام کو ان طایرون کے سنا تھوڑی دیر کے بعد جواب دیا کہ اے بادشاہ عادل یہ جانور آپس مین نسبت کی باتین کرتے ہین ایک دوسرے سے کہتا ہے کہ تو جو اپنی بیٹی کی میرے بیٹے کے ساتھ شادی کریگا تو کیا جہیز دیگا وہ جواب دیتا ہے کہ جبتک نوشیروان زندہ ہے اور تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہے تمام جہان تباہ و ویران ہے عدل و داد نہین کوئی دل شاد نہین شہر قصبے گانون پڑوسے آباد نہین مجھسے جہیز ایسے منحوس زمانے مین کیونکر دیا جاے اور کہان سے آئے لیکن خیر مہین ساتھ خزانے جانتا ہون وہ جہیز مین دیدونگا اور زیادہ نہین مہین ہو سکتا اس زمانے مین یہ بھی بہت ہے دیکھتے ہو کیسا تیرہ آشوب زمانہ ہے کوئی کسی کا آشنا نہین جب نوشیروان نے یہ بات اس حکیم حاذق لایق و فایق سے سنی سر گریبان مین ندامت سے ڈالا اور کہا اے عم نامدار آپ بجا ارشاد فرماتے ہین حقیقت مین مین ایسا ہی غافل ہون عیش و عشرت کی طرف مائل ہون خلقت میری غفلت سے تنگ ہر ایک مجھسے اور میری غفلت شعاری سے تنگ **شعر** زہے بے تمیزی و بے عاقلی + کہ از فکر دنیا و دین غافلی + اے خواجہ بزرجمہر یہ کسی نے کہا ہے **بیت** آب زر لکھا ہے بوعلی نے + کہ سونے سے مسافر کو خطر ہے + یہ دنیا کھیتی عاقبت کی ہے جو یہان بوئے وہ وہان آگے کو چلے الدنیا مزرعة الآخرة جو یہان دے وہ وہان پاوے نہین تو آخر کو پشیمانی ہاتھ آوے اب مجکو آپ کبھی غافل نہ پاوینگے داد و دہش مین ہرگز پہلو تہی نہ کرونگا یہ فرما کر وہ بادشاہ عادل طرف دار الامارة کے روانہ ہوا محل مین قدم رنجہ فرمایا اسیوقت حکم دیا کہ ایک زنجیر طلاکار در عدالت پر لٹکائی جاے مستغیث اسے ہلاے تاکہ مین اطلاع پاؤن اسکو اپنے سامنے بلاؤن حال سنون اسکا مطلب دلی بر لاؤن اس زنجیر کے سرے کو محل کے اندر خوابگاہ تک پہونچایا اس مین ایک گھنٹہ طلائی لٹکایا کہ شاید مین سوتا ہون اور کوئی مستغیث زنجیر در ہلاے مجکو فوراً خبر ہو جاے شاید مین بستر خواب پر خوابیدہ

ہون تو صدا اس زنجیر طلائی سے بیدار ہو جاؤن گھنٹے کی آواز سے ہشیار ہو جاون اُسیوقت عدالت کرسکے دادرسی کرون
جب یہ امر بحکم بادشاہ عادل قرار پایا ہر ایک ظالم کا دل خوف سے تھرایا ظلم و جور کم ہونے لگا ہر چور قزاق رہزن اپنے
اپنے گھر رونے لگا اتفاقاً ایک دن ایک گدھا کسی دھوبی کا آیا اور اُسنے اپنی نشپت مجروح کو عدالت کی زنجیر سے
کھجایا وہ زنجیر ہلی اور گھنٹہ بجایا بادشاہ محل مین خواب غفلت سے چونک پڑا جلدی بیدار ہو کے ہشیار ہوا اُسی وقت
برآمد ہوا حکم دیا کہ دیکھو کون مستغیث آیا ہے کیا فریاد لایا ہے جلد حاضر کرو غرضکہ لوگ دوڑے اُس گدھے کو سامنے
لائے بادشاہ نے ملاحظہ کیا کہ کوئی آدمی فریادی نہین ہے بلکہ ایک گدھا دبلا اور ضعیف ہے جسنے زنجیر کو ہلایا ہے
بادشاہ متعجب ہو کہ سوچا کہ اسکا کیا انصاف کرون اور اگر انصاف نہ کیا تو ندامت ہوگی پشیمان ہونگا لوگ طعن و تشنیع
کرینگے ہنسکر پھر خواجہ بزرجمہر کی طرف دیکھا اور کہا کیون عم نامدار اس گدھے پر کیا ظلم و ستم ہوا ہے جو یہ فریادی آیا ہے
آپ جانورون کی زبان سمجھتے ہین بخوبی دریافت کیجیے اور داد دیجیے خواجہ دل مین سوچے کہ اگر مین نے اس گدھے
سے پوچھا اور اس نے کچھ جواب نہ دیا بروقت سوال منھ سے نہ بولا تو بڑا غضب ہوا چونکہ خواجہ بزرجمہر عقل و فہم دور کا
رکھتے تھے کہنے لگے اے بادشاہ کیوان بارگاہ عجیب و غریب اسکا حال ہے یہ نہایت پر ملال ہے یہ اپنی کیفیت بزبان حال
بیان کر رہا ہے مجھے سب معلوم ہے یہ گدھا دھوبی کا ہے پہلے بڑا زبردست اور بڑا طاقت دار اور جوان تھا وہ دھوبی اسکو
پیٹ بھر کے کھانا دیتا تھا اور اس پر بوجھ لادا کرتا تھا اور اس سے محنت اور مشقت لیا کرتا اب جو یہ ضعیف اور کم طاقت
کمزور ناچار ہوا بوجھ اُٹھانا دشوار ہوا دھوبی نے کھانا دینا موقوف کیا اور اسکا رہنا بار ہوا دھوبی نے نکال
دیا یہ بھوکا پیاسا پشت فگار زار و نزار آستانہ عالی وقار پر آیا ہے زبان حال سے عرض رسا ہے کہ اُس دھوبی سے
کہا جاوے کہ مجھے دانہ گھاس کیون نہین دیتا ہے بھوکا رکھتا ہے ظلم کرتا ہے باوجودیکہ کس قدر میری جان خود را بغیر اسکے
قدر جو کہ ہرگز نہایت مدیر ورد وہ عذر ہے لیکن وہ بخلاف اسکے مجھے بیزار ہے بادشاہ نے رائے پر خواجہ بزرجمہر کی
بہت تحسین و آفرین کی اور حکم دیا کہ منادی ندا کرے اور جار رجی جار دے کہ یہ گدھا جس دھوبی کا ہو وہ آکے
ہزار اشرفی لے جب منادی نے ندا کی اور یہ خبر مشہور ہوئی وہ دھوبی کہ جسکا گدھا تھا حضور بادشاہ عدالت پناہ
مین حاضر ہوا آداب بجالایا زمین کو بوسہ دیا اور دست بستہ عرض کیا کہ یہ گدھا غلام کا ہے بادشاہ نے کہا تو نے
اسکو کیون چھوڑ دیا اُس دھوبی نے کہا کہ اب یہ ضعیف و کمزور ہو گیا بوجھ لادنے کے قابل نہ رہا اسلیے مین نے اسکو
چھوڑ دیا بادشاہ نے جب یہ کلام دھوبی کا سنا فوراً سخن خواجہ بزرجمہر ذہن نشین ہوا اور کہا اے عم نامدار تم سچ کہتے تھے
یہ گدھا بھی فریاد لایا تھا اہل دربار شہنشاہ سب متعجب ہو کر تعریف کرنے لگے اور تحسین و آفرین کا دربار مین شور و غل برپا ہوا
پھر بادشاہ نے دھوبی سے کہا اے نالایق جبتک یہ جوان تھا تو نے اس سے خدمت لی اور کام محنت مشقت کا لیا
اور وقت ضعیفی کنارہ کیا حق خدمتگزاری اسکا دل سے سب بھلا دیا جا اسے لیجا خبردار جو تو نے اسکو کبھی کوئی ایذا
دیا اسکی آب و خورش مین کمی کی تو تجھکو سزاے سخت دیجائیگی کہ پیٹ چاک کر کے بھس بھروا دیا جائیگا اور
اہل و عیال تیرے سب دار پر کھینچے جاوینگے پھر ہزار اشرفیان اسکو عنایت کین وہ دھوبی دعاے عمر و دولت
و ترقی حشمت جاہ و جلال و صولت و شوکت زبان زبان پر جاری کرتا ہوا گدھے کو اپنے لیکر چلا گیا
یہ قصہ عدالت نوشیروانی تمام عالم مین شہر بشہر دیار بدیار صحرا بصحرا گلشن بہ گلشن دشت بہ
دشت کوہ بہ کوہ آفاق بہ آفاق مشہور بہ معروف ہوا افسانہ عجائب و غرائب ہر زبان پر جاری ہوا بختک
اس معاملہ عجیب کو دیکھکر آتش رشک و حسد سے جل گیا رنگ چہرے کا بدل گیا متحیر و متفکر و متردد

ہر وقت یہی سوچ کہ کسی تدبیر سے خواجہ بزرجمہر کو دربار عالی جاہ سے نکلواؤن نگاہ التفات نوشیروان
عادل سے گراؤن ہر روز تنا اور ہر وقت خواجہ بزرجمہر کی بدی غیبت بادشاہ نوشیروان سے کرتا رہتا ہر دل
مین یہ خیال فاسد رکھتا ہر کہ نوشیروان کو بہکا کے لڑائی جھگڑا کروا دے ایک روز بزم بادشاہ نوشیروان
جلسۂ عیش وطرب مہیا ہوا ارباب نشاط تیار ہوئے ساقی خوش ادا و مطرب خوش نوا حاضر ہوئے بادہ گلگون کا
دور ہوا رنگ محفل اور ہوا صحبت مینوشی گرم ہوئی ہر مست بادہ کش جھومنے لگا بادشاہ کو بھی نشۂ شراب زیادہ ہوا آنکھیں
خمار آلودہ ہوگئیں سامنے ناچ ہو رہا ہر مطرب طرانہ سنج ہین اُس وقت بختک نے پھر ذکر سابق چھیڑا عرض
کیا ای بادشاہ عالیجاہ افسوس خواجہ بزرجمہر نے آپ کو بڑا دھوکا دیا دروغ گوئی کا پیشہ اختیار کیا بادشاہ
نے کہا کہ خواجہ بزرجمہر نے کیا جھوٹھ کلام کیا بیان کرو بختک نے کہا کہ ای بادشاہ زمان زبان طائروں
کی سوائے جناب سلیمان داؤد علیہما السلام کے کوئی نہین سمجھ سکتا ہر خواجہ بزرجمہر نے آپ سے فریب کیا
نوشیروان تو اس وقت نشۂ شراب مین مست تھا بختک کے کہنے کو تسلیم کیا اور بہ مرامتحان ہوا خواجہ
بزرجمہر کو بلا کر یہ پوچھنے لگا ای عم نامدار آپ سچ بتا دیجئے کہ زبان جانوروں کی آپ سمجھتے ہین یا نہین بختک
نے کہا کہ شہنشاہ یون جو آپ خواجہ بزرجمہر سے پوچھیےگا وہ انکار کرینگے اور ایسی بات کہینگے کہ کبھی
نہ معلوم ہوگا کہ یہ زبان جانوروں کی نہین جانتے ہین اس سے تو ہم یہ بہتر جانتے ہین کہ خواجہ بزرجمہر
کو شراب پلا دیجئے جب وہ خمار بادۂ ناب سے مخمور ہون لحاظ و پاس و شرم دور ہون اُس وقت اپنے سر کی
قسم دیجئے اور اصرار کیجئے کہ ای خواجہ بزرجمہر تم جانوروں کی زبان جانتے ہو یا نہین دیکھیے تو وہ کیا کہتے ہین
جھوٹھ سچ معلوم ہوگا صاف صاف اور صحیح صحیح مفہوم ہوگا جب بختک ایسے بادشاہ کو اسطرح بھڑکایا اور فتنہ پردازی
کا سبق پڑھایا بادشاہ بمصداق الصحبت من التاثیر اسکے کہنے مین آگیا اور فوراً حکم دیا کہ خواجہ بزرجمہر کو
بلا کر جلد حاضر کرو اُسوقت چوبدار مثل باد تند دوڑے ہوئے گئے اور خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ بادشاہ نے آپ کو
یاد کیا ہر خواجہ بزرجمہر اُسی وقت سوار ہو کر حضور بادشاہ نوشیروان عادل مین حاضر ہوئے آداب تسلیم
موافق رسم شاہی بجا لائے دعائے درازی عمر و ترقی دولت و حشمت دی شہر نگین سعادت بنام تو باد چہ بہ کار
عالم بکام تو باد ای شہر یار پر تمکین و ذی وقار خوش آئین اس ذرہ بے مقدار کو حضور نے کیون یاد کیا ہر بادشاہ
نے فرمایا کہ ای عم نامدار مین اسوقت تنہا تھا اور جلسۂ مینوشی مہیا تھا جی چاہا کہ آپ کو بھی شریک صحبت کرون وہ
آپ کو بھی شراب خواری کی تکلیف دون خواجہ بزرجمہر نے کہا حضور مین تو اس نعمت عظمے اور عطیۂ اعلےٰ سے
شہنشاہ دوران کے محروم ہون اسی سے دلفگار اور مغموم ہون شراب اس زمانہ مین گو کہ ممنوع شریعت نہین
مگر باعث عیش و فرحت سے مانع طاعت و عبادت ہر خلاق ازل اس سے ہر انسان کو بچائے لائق
ہر کہ بمقتضائے آیۂ کریمہ کما قال عز و جل فلیضحکو اقلیلاً یعنی خدائے عز و جل فرماتا ہر کہ انسان کو چاہیے
ہنسی مذاق کم کرے اور اپنے گناہون کو دیکھکر منفعل ہو بلکہ روئے ای بادشاہ گریہ و زاری عجز و عاجزی
انفعال و انکساری مقبول بارگاہ خدا ہر خاصان خدا ہمیشہ گریہ و نالان رہتے ہین حال دنیائے دون پر مدام
خائف و ترسان رہتے ہین کسی عاقل نے کبھی دختِ رز کے حسن و جمال پر نگاہ نہ کی اور نہ اُسکی ادا و ناز پر تُل
ہوئے اور نہ کبھی ایسی مہر جمال حور تمثال سے دل لگایا ان صحبت سلاطین مین اکثر جو چار نا حکما
اور علماء و فضلا اور ارکین و کاملین اس سے مدام انکار کرتے رہتے ہین بلکہ اپنے نزدیک

بدکرداری سمجھتے ہین بختک نے جو یہ کلام خجستہ فرجام خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق کے منہ سے چپکے سے کان مین
بادشاہ کے کہا کہ حضور ملاحظہ فرمایئے جو کہ شراب آپ پیتے ہین خواجہ بزرجمہر اُسکی مذمت بیان کرتے ہین اسوقت
آپ کوئی عذر و معذرت نہ مانیے اس انکار محض کو بھی فریب جانیے آپ حضوران کو شریک مینوشی کیجیے اسوقت
کا موقع بر محل روبکار ہے خالی ہرگز ہرگز نہ جانے دیجیے بادشاہ نے یہ سنکر ایک جام بادۂ گلرنگ و خوناب کا خوب
لبریز کیا اور اسکو ہاتھ پر رکھکر کہا کہ اے عم نامدار خواجہ بزرجمہر ذی وقار برائے روح قباد شہریار میری طرف
خیال کرکے خاطرًا ایک جام بادہ گلفام نوش فرمایے دل غمزدۂ نوشیروان مینوشی فرماکر شاد کر دیجیے
اب خواجہ بزرجمہر مجبور و ناچار ہوئے آخرکار جام شراب نایاب و آفتاب ہاتھ سے بادشاہ فلک بارگاہ کی آداب
بجا لاکر لے لیا بڑی دیر تک اُس جام آفتاب لبالب بادہ شگفام کو دیکھا کیا کیونکہ اس زمانے مین عہد نوشیروان
ملک پینا شراب کا ممنوع نہ تھا مگر خواجہ بزرجمہر بموجب حکم شریعت و بہ طریقۂ حکما و فضلا و علماے روزگار صاحب
فضل و ہنر و اقتدار انکار کیا کرتا تھا شراب ارغوانی بہ عیش و عشرت جاودانی کبھی نہ پیا کرتا تھا لیکن بہ مجبوری
قسم روح قباد شہریار عالی وقار و خاطر نوشیروان عادل زمان اُس جام مشکفام کو خواجہ بزرجمہر نے
ایک جرعہ لیکے ایک گھونٹ کرکے پی لیا اسوقت بہ سبب اطاعت و نابرداری بادشاہ فلک پناہ
کے انجام و حکم اتباع کا نہ کیا جام خالی ساقی کو دیدیا اور بار معصیت سے پہلے سر انکسار پر لیا پھر بادشاہ
نوشیروان نے ساقی کو اشارہ کرکے کہا کہ ایک جام بادۂ سرخ واسطے خواجہ بزرجمہر کے اور لے آ
بیت ساقیا برخیز و در دہ جام را ٭ خاک بر سر کن غم ایام را ٭ خواجہ بزرجمہر تو کبھی ذائقہ بادۂ خوشگوار
سے آگاہ نہ تھے جادہ خمار و بدمستی و سرشاری سے و براہ نہ تھے بادشاہ نوشیروان عادل زمان نے نہایت سر
ہو کر دو جام بادۂ خوش کام پلوایا اپنی صحبت عیش و عشرت مین باخلاص شاہانہ پلایا خواجہ بزرجمہر دو جام بادۂ
بد انجام کے پی کر نہایت مخمور و بدمست ہوگئے نشۂ شراب ناب سے ہوش و حواس کھو گئے اسوقت بختک
نے اشارہ کیا کہ اے بادشاہ یہ وقت چوکنے کا نہین ہے اب خواجہ بزرجمہر سے جسطرح چاہیے پوچھیے جھوٹھ سچ
کا حال بھی معلوم ہو جائیگا آپ کو اخفا اور افشا کا مفہوم ہو جائیگا یہ سنکے بادشاہ نے اسیوقت خواجہ بزرجمہر
سے کہا اے عم نامدار تمکو میرے سر عزیز کی قسم اور روح قباد شہریار کی سوگند اسوقت مجھسے سچ سچ بتادو
کہ تمنے اُس قزاق بدآفاق سے زبان وحشیان و طائران صحرا کی سیکھ لی اور بولی حاصل کی اُسوقت
خواجہ بزرجمہر نشۂ شراب مین نہایت مست تھے فورًا بول اٹھے کہ اے بادشاہ عادل آپ کو کچھ خبر ہے اسوقت گلستان
نشۂ مسرت کی سیر ہے کوئی شخص سوائے جناب سلیمان بن داؤد علیہ السلام کے زبان وحش و طیر نہین جانتا وہ قزاق
بھلا بولی جانوران وحش و طیر کی کیا جانتا تھا اور مین کیا سیکھتا وہ کیا مجکو زبان جانورون سکھاتا وہ خود ہی نہین
جانتا تھا مجھے کیا بتلاتا اے بادشاہ مصرع او خویشتن گم است کرا رہبری کند ٭ بادشاہ نوشیروان عادل زمان
نے جب یہ سنا بختک کے کلام کی تصدیق بخوبی ہوگئی اور مکر بختک کا ذرہ بھی یہ سراسر ذہن نشین بادشاہ ہوا کہ
خواجہ بزرجمہر ہمیشہ اسی طرح مجھسے ہر بات جھوٹھ بولتے ہونگے افترا پردازی کرتے ہونگے تھوڑی دیر تامل کرکے
کہا کیون خواجہ ہم تمکو عم نامدار رکھتے ہین اور آٹھ پہر تمھارے کلام کے اعتبار پر رہتے ہین تمھارے ایک کلام
دروغ کی تصدیق ہوئی اسی طرح تم مجھسے ہمیشہ جھوٹھ باتین بولتے ہوگے ہزارون دروغ بین کلام ناراستی
بولتے ہوگے کس واسطے آپ مجھسے جھوٹھ بولتے اور عقدۂ راستبازی زبان سے نہ کھولے خواجہ

خواجہ بزرجمہر نے دست بستہ ہو کر یہ جواب باصواب دیا ای بادشاہ خیال کرکے سمجھنا چاہیے اور میری راے خاص
و فہم غلط غور کرکے دیکھنا چاہیے بقول شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ دروغ مصلحت آمیز بہ از راستی فتنہ انگیز
ای بادشاہ ذوالوقار اسکے پوشیدہ کرنے کی یہ وجہ تھی کہ تمام خلق خدا اپنے اپنے مقام پر کہتی کہ بادشاہ نے ایک
قزاق ابوالخیر صحرائی سے دھوکھا کھایا اور فریب دیکر چلا گیا آپکے واسطے بڑی بدنامی کا باعث ہوتا یہ بھی میری
خیرخواہی اور نمک حلالی تھی فقط آپکا دیگر عقل کا سبب ہی دوسرے یہ بات ہی ای بادشاہ قولہ تعالے والکاظمین
الغیظ والعافین عن الناس واللہ یحب المحسنین طریقہ اصلی واقعیہ یہ ہی کہ جو کوئی اپنے پاس پناہ لینے آئے
انسان بہر صورت اسکی جانبری کرے چونکہ اس نے مجھسے پناہ چاہی بصلحت مین نے جھوٹھ بول کے
اُس کی جان بچائی خوشنودی خدا کی جسوقت یہ کلام خواجہ بزرجمہر وزیر خوش انجام نے خدمت بادشاہ
نوشیروان عادل زبان مین عرض کیے بادشاہ سر جھکا کر سوچنے سکوت کیا کچھ جواب نہ دیا عرق خجالت مین غرق
از پا تا فرق مگر دل رنجیدہ طبع کبیدہ چشم کشیدہ ہو کر خواجہ سے کہا ای عقل نامدار خیر جو کچھ ہوا سو ہوا وہ
باتین گذشتہ را صلوات معلوم ہوا کہ آپ کی سب باتین اسیطرح مصلحت آمیز اور رائین تمام فتنہ و
فساد خیز ہونگی اور جو شخص کہ جھوٹھ بولتا ہے پہلے دلمین اسکا نیک و بد بھی سمجھ لیتا ہی اور پھر نہ کچھ اپنے نزدیک
مصلحت جانتا ہے گو کہ وہ دوسرے کے نزدیک خلاف ہو بلکہ سراسر جھوٹھ صاف صاف ہو لیکن اُس کی عقل
کے نزدیک مصلحت ہی سراسر پر از حکمت ہی ای عقل نامدار یہ عذر تو آپ کا دلپذیر نوشیروان ہوا بالکل خلاف
میرے دل نالان کے ہوا بموجب وصیت پدر عالیقدار قباد شہریار مجکو آپ سے نہایت پاس و خیال خاطر
مسرت ماثر نے سخت ملال کیا کوئی امر بے عنوانی اور کلام بے تہذیبی مین اپنی زبان پر نہین لایا اور
اگر دوسرا اس مقام پر ہوتا سزا پاتا آپ کو دیدہ عتاب بھی نہ دکھایا خیر اب آپ کے واسطے کیا سزا وار
بس اب آپ کو یہ مناسب ہی کہ عہدہ وزارت سے دست برداری کیجیے ٹھنڈے ٹھنڈے گھر کی راہ لیجیے گرم جوشی
سے معاف رکھیے زیادہ باتین نہ بنایئے بقول شخصے شعر سر ارا یافتہ ای مرد زیرک زیر نادانی ۔ چرا کارے کند عاقل
کہ باز آید پشیمانی ۔ خواجہ بزرجمہر یہ کلام بادشاہ نوشیروان عالی مقام سنکر صحبت عیش و عشرت سے اٹھکر آداب
آخری بجا لا کر دولت سرا مین تشریف لائے اور خانہ نشینی اختیار کی اور یہ کلام اپنی زبان پر لائے کہ پروردگار
عالم عالمیان ایسے دربار مین مجکو کبھی نہ لائے اور خداوند کریم ایسے بادشاہ ناقدر کی صورت کبھی
نہ دکھائے خواجہ بزرجمہر ہمیشہ علوم و فنون و حکمت اور عبادت رب العزت مین رہنے لگے لیکن اب نوشیروان
عادل کا یہ دستور رہا کہ آٹھ پہر لہو و لعب مین دن رات شراب خواری و عیش و عشرت مین مشغول ہوا
بختک کا ستارہ عروج پر ہوا تھا بادشاہ اب شراب غفلت سے مدہوش ہوا کار و بار ملکی و مالی خلق خدا
کی سرپرستی بھولا تو نسکی یون ایک مدت مدید گذری عدالت کی کچھ توجہ نہ کی ایک دن آسمان پر گھٹا چھائی ابر
سیاہ جھوم جھوم کے آیا مانند ظلمت شب کے اندھیرا چھایا ظرافت تھا بیگشون کو بادہ نوشی کی امنگ ہوئی دل مین
خمار جوانی کی ترنگ ہوئی بختک بدبخت نے بادشاہ نوشیروان سے کہا کہ آج کا روز قابل دیکھنے اسے
سبزہ زار تشریف لے چلیے فرماے صحراے لالہ زار کی سیر کیجے دو دو جام بادہ خوشگوار پیجیے لطف الٰہی
کار قدرت ہی ہنگام دل افروز ہی یہ سنکے بادشاہ نے حکم دیا کہ سامان شکار تیار ہو ہر ایک چلنے پر آمادہ و ہوشیار ہوا
تورغ بجا و حشم و سپاہ و خدم بڑے تزک و سامان سے بادشاہ سوار ہوے اور جانب دشت روانہ ہوے

ناگاہ درمیان صحرا سے سبزہ زار کے پہونچے سامنے ہرن کا غول نظر آیا بادشاہ نے اُن کی طرف گھوڑا اٹھایا ہر صید کو
نشانۂ تیر قضا بنایا کسی جانور کو شکار باز کیا کسی کو صید طعمۂ زبان دراز کیا شفیق رفیق امیر وزیر سرداران
دجوانان اُس صحرا سے پُر فزا سے مین پھرتے تھے عالم نوجوانی مین کلیلین کرتے تھے یہان تک مرغ زرین بال فلک
یعنے آفتاب عالمتاب چراگاہ چرخ اطلس نیلگون مین پھرتے پھرتے معدل النہار تک پہونچا یعنے نصف النہار
کا وقت آیا ٹھیک دوپہر ہوئی اور دھوپ تیز گرمی کی شدت حرارت انگیز ہوئی بادشاہ نے عیاران بیباک سے
فرمایا کہ کوئی جگہ معقول سایہ دار ٹھنڈی ٹھنڈی تلاش کرو کہ جہان سبزۂ خفتہ عالم بیداری پر اُکتا ہو ہر گل جو درد
ٹہلتا ہو وہان جا کر ٹھہرین تھوڑی دیر دم لین برسات کی دھوپ جو بعد بارش کے نکلتی ہے انسان
سے سہی نہین جاتی ہو طبیعت عرق عرق ہو جاتی ہے یہ سنتے ہی بادشاہ نوشیروان کے عیاران
طرار مثل صبا سے تیز رفتار دوڑے اور جا سے تفریح براے بادشاہ ڈھونڈھنے لگے حتے کہ ایک گانون
کے قریب پہونچے دیکھا کہ ایک باغ معطر کن دماغ عجیب تیاری کا سامنے نظر آیا اپنے کو عیاروں نے در
باغ پر پہونچایا باغبان سے دریافت کیا یہ باغ کس کا ہے کون مالک اور مہتمم اسکا ہے باغبانون نے یہ کہا کہ منوچہر
بادشاہ کا ہے لیکن اب ایک پیر مرد میفروش ہی کو وہ آہنگر کا پوتا ہوتا ہے وہ عیاران تیز رفتار مثل صرصر نوبہار
خدمت بادشاہ گل رخسار مین آے اور قاعدہ آداب سے یہ دعا و ثناے شہنشاہی بجا لاے شعر ہے حکم مین
تیرے روے زمین ۔ غلامی کرے تیری خاقان چین ۔ اے شہنشاہ دوران بادشاہ نوشیروان بموجب
ارشاد فیض بنیاد ہم چہار طرف مثل گردش لیل و نہار مضطر و بیقرار براے آسائش شہنشاہ فلک وقار دوڑے
ایک سمت کو جو پہونچے یہان سے تھوڑی دور پر ایک باغ ایک دیکھا کہ نہایت پُر فضا بے غایت دلکشا تر و تازہ شاداب
و خوش نما ہے قریب اُس باغ کے ایک گانون بھی بہت آباد و شاد ہے دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ باغ
پُر بہار منوچہر شہریار کا ہے اب ایک پیر مرد میفروش کا کہ وہ آہنگر کا پوتا ہے رہتا ہے اور وہی مہتمم باغ دلکش ہے حضور
وہان تشریف لے چلین تا دیر وہان استراحت کرین آسائش سیر باغ کیجیے بادۂ گلفام پیجیے یہ سنکے بادشاہ نے
بموجب التماس عیاران نیک اساس سمند باد پیما سیر کی باگ لی مثل باد بہاری سواری چلی ہمراہ تمام
ہوا خواہان گرم عنان و محو شان فلک رسان در گلزار پر شوکت و شان آئے اشجار باغ کا دیکھا دیدہ را
محو نظارہ گل رعنا ۔ تختے گل کے تھے جہان سے اندر ۔ سب تھے اُس بوستان کے اندر ۔ دیگر زمین گل آسمان گل بحر و بر گل
نماندہ در جہان گوئی مگر گل ۔ دیکھتے ہی باغ بہار گلستان جنت نشان کو ہوش و حواس بجا ہوے دل نے لطف
اُٹھاے باغبان شگفتہ بیان نے دوڑ کے اُس پیر مرد میفروش سے بصد جوش و خروش عرض کیا کہ آج اسوقت
ایک بادشاہ جم جاہ کسی طرف سے شکار کھیلتا ہوا گرمی سے بدحواس دھوپ کی حدت سے مبتلاے ہراس
آیا ہے وہ پیر مرد فوراً سنتے ہی آیا اور آداب شاہی بجا لایا اور دست بستہ عرض کیا حضور کرامت ظہور اندر باغ
کے تشریف لائین دل کو بہلائین کفش خانہ جہان پناہی حاضر ہے موجود سب اسباب عیش حضور کی خاطر سے
استراحت کیجیے بادۂ گلرنگ پیجیے بادشاہ جم جاہ مع ہوا خواہان فرحت خواہ اُس پیر مرد کے ساتھ باغ دلکشا
مین تشریف لائے عجیب رنگ بہار نظر آئے دیکھا کہ نہالہاے میوہ دار بار بار جھوم رہے ہین پھل شاخون کے
سبزہ نوخیز کو چوم رہے ہین اور اشجار گوناگون بوقلمون سر سبز و شاداب ہین گلہاے رنگارنگ نایاب و انتخاب ہین سبزۂ نو
فرش مخمل زنگاری بچھاے ہوے سوتا ہے اُفق آفتاب کرن کی افشان چھڑک کرتا رہتا ہے دھوپ کی زردی جو سبز کہا

گھاس پر پڑتی ہے زعفرانی کھیت معلوم ہوتا ہے نہالوں میں تھالوں کے جو پانی بھرا ہے ہر گل تر مژدہ گر گر منہ دھوتا ہے غنچے شادابی چمن دیکھکر مسکراتے ہیں پھول تازہ تازہ نسیم بہار کے آنے سے کھلے جاتے ہیں نرگس نگنوں سے اشارے کرتی ہے سوسن شادابی چمن کا دم بھرتی ہے بیلا البیلاپن دکھاتا ہے گل ریحان خوشی سے اتراتا ہے سنبل پیچان نے بناؤ کرکے گیسوے تابدار روش پر ڈالے ہیں عاشق مزاجوں کے دل لہرانے کے واسطے سانپ پالے ہیں دن کو لالے کا کنول روشن ہے داغ نہیں خورشید تابان جلوہ افگن ہے سرو لب جو فرحت سے اکڑا ہے گل خورشید باغ فلکی رشک سے بگڑ رہا ہے کلیاں پھولوں کی چٹک رہی ہیں بلبلیں شاخوں پر ہیں مرغان خوش نوا ترنم کنان ہیں ننھی ننھی پر زمزمہ پرواز طائر خوش الحان ہیں بادشاہ **نوشیروان** ارائش باغ سے معطر دماغ ہوکر بہت خوش اور مسرور ہوا خوشبوے گلہاے تر و تازہ سے غبار مسافت دشت نوردی دور ہوا باغ میں آنے سے دل بہل گیا بے ساختہ یہ شعر زبان شگفتہ بیان سے نکل گیا **شعر** اگر فردوس بر روے زمین است * ہمین است و ہمین است و ہمین است

مگر ساتھ ہی یہ دل میں خیال علی الاتصال آیا کہ ناحق میں نے ان ہوا خواہان دل تنگ اور عیاران بے درنگ کو ہمراہ اپنے لایا ایسا نہو کہ یہ سب مسافت بادیہ پیمائی کی اٹھاے ہوے اور کلفت صحرا نوردی سے اکتاے ہوے شاید دست درازی کریں قدم جادہ لنذی پر دھریں کوئی پھول توڑلیں منہ رسم راہ مروت سے موڑلیں یا کوئی پھل کھائیں ذائقہ زبان پر اٹھائیں بلبلوں دل پژمردہ ہو باغبان افسردہ ہو پژمردہ چمن نو بہار پر چھری ظلم کی چلے مثل برگ خزان دیدہ کف افسوس ملے اگر سبزہ روش کا پامال ہو جائیگا باغبان کا عجب حال ہو جائیگا **شعر** * بہ پنج بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد * زنند لشکریانش ہزار مرغ بہ سیخ * اس وقت **بختک** خار دو چمن نے جب بادشاہ کو متردد و متفکر دیکھا مستفسر ہوا بادشاہ نے راز دل بیان کیا اس خار گلشن عشرت نے عرض کیا کہ حضور آپ ناحق اتنی سی بات کے خیال میں متردد ہیں عملداری سرکار میں ایسے ایسے ہزار ہا باغ آراستہ و پیراستہ ہیں اگر ایک باغ تاراج ہو جائیگا تو ہو جائے کچھ فکر نہ کیجیے تشریف لے چلیے اور بارہ دری میں رونق افروز ہوجیے جام چڑھائیے مزے اڑائیے **بختک** کے کہنے سے بادشاہ مجبور تھا چپ ہورہا جانب بارہ دری گرم رفتار ہوا بقول **خواجہ بزرجمہر** حکیم حاذق لائق و فائق کہ جیسے بادشاہ **نوشیروان** کے آپ شیر کار ہیں ویسے ہی خود بدولت کی عقل کے کردار ہیں بمصداق اسکے کہ الصحبت من التاثیر و بقول شیخ سعدی شیرازی علیہ الرحمہ **نظم**

گلی خوشبوے در حمام روزے * رسید از دست محبوبے بدستم
بدو گفتم کہ مشکی یا عبیری * کہ از بوے دل آویزے تو مستم
بگفتا من گل ناچیز بودم * ولیکن مدتی با گل نشستم
جمال ہمنشین در من اثر کرد * وگرنہ من ہمان خاکم کہ ہستم

الغرض بادشاہ **نوشیروان** عادل زمان اندر بارہ دری کے آے اور مسند عیش و عشرت پر جلوہ آرا ہوے مگر حکم قطعی دیا کہ باغ میں جابجا پہرے کھڑے ہوں کوئی بغیر اجازت شہنشاہی کوئی پھل پھول نہ توڑے سبزے کی راحت سے منہ نہ موڑے بموجب حکم محکم بادشاہ جم جاہ چوبدار پہرے والے سپاہی جابجا گرد و پیش باغ میں کھڑے ہوکے ٹہلنے لگے یہ سب اثر صحبت **خواجہ بزرجمہر** کا اور ترتیب و تعلیم کا نتیجہ تھا اور نصیحت قباد شہریار کا باعث تھا کہ اکثر ہمواجہ خواجہ بزرجمہر قباد شہریار **نوشیروان** عالی نژاد کو فہمائش کیا کرتے تھے کہ ہرگز ہرگز کبھی کا دل نہ دکھانا کسی کو تکلیف نہ دینا کسی پر ظلم و تعدی نہ کرنا کسی کا نقصان نہونے دینا وہ امر پیش نظر ہوا کہ اس نصیحت کے اثر سے ویسا ہی کیا الغرض اس پیر مرد نے بادب تمام عرض کیا بادشاہ کا استمزاج کیا اور عرض کیا اگر حکم ہو تو حضور کی بادہ نوشی کا سامان کروں دعوت مہمانداری مہمان کردن **نوشیروان** نے اس

پیرمرد کی عالی ہمتی پر بکمال آفرین کی اور بہ سبب دلشکنی کے اُسکی دعوت قبول کی پیرمرد بہت خوش ہوا گویا
سعادت دارین حصول کی جلدی اُٹھ کے گیا طرح طرح کے کھانے پکوا کے بادشاہ کے واسطے خوان مین رکھکر لایا
دستر خوان دیباے اطلس رومی بچھایا اُس پر ہر ایک قسم کا کھانا چُنوایا اشعار

مزعفر بھی زردہ بھی سب انتخاب	سفیدہ بھی تھا اور پراٹھے بھی تھے	کہین قیمے کے روٹیون کے تلے	پلاؤ چلاؤ و تیتر کباب
بہ الب کی کاسون مین شیر تھی	امین کوفتے اور کہین نانقیان	کہین شیرمالون کا دستہ نشان	کہین رنگ کا زردہ اور کھیر تھی
بھرے پیالے سالن کے تھے بیشمار	بہی بھی شکر بھی نبات اور قند	وہ کوانہ لطیف اور عجیب دلپسند	مربے کئی قسم کے تھے اچار
وہ جام ایک سا پینے مین لطف ہے			کئی کشتیون مین صراحی سے

بختک نے جب رنگ صحبت آراستہ و پیراستہ اور پیرمرد کی سیر چشمی اور خاطر و مدارات کرنا جو دیکھا کہا یہ پیرمرد ایسا مالدار ہے کہ اس نے بادشاہ کی دعوت کی فوراً بادشاہ کو صلاح دی کہ اس پیرمرد کے پاس خزانہ بیشمار ہے یہ بڑا مالدار ہے اس سے بطور قرض روپیہ طلب کیجیے بادشاہ نے کہا او نالائق اُس نے تو یہ احسان عظیم کیا مقام آسائش و آرام پر بٹھایا کھانا کھلایا پانی پلایا اُسکا بدلا یہی ہے کہ مین اسے تکلیف دون اور دست آویز قرض کا روپیہ طلب کرون مجھسے یہ ہو گا بیت چو از چنگال گرگم در ربودی * چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی * دیگر ستم و جور تعدی سے یہ پہلو نکلے جسکو سمجھے تھے مسیحا وہ بلا کو نکلے ای بختک بڑے افسوس کی بات ہے کہ مرد اپنے قول و قرار سے پھرے اور کسی کو تکلیف و اذیت پہونچاے مصرع ع قطعے رہتے ہین سوا الکہ سوا مشکل ہے بادشاہون کو ایسا فعل لغو کرنا نہ چاہیے یہ فرما کر اس پیرمرد سے بادشاہ معدلت پناہ مستفسر حال ہوا اور اس گوش حق نیوش کو اُس کے جواہر بیش بہا کے کلام سے لبالب کیا فرمایا کہ اے مرد پیر خوش تدبیر سن تیرا اسقدر رتبہ تو بڑا عالی ہمت و نامور ہے اُس نے سارا حال اپنا باد و زاری عرض کیا کہ اے شہنشاہ گیتی پناہ عمر میری تین ہزار برس کی ہے اور مین منوچہر کے زمانے مین تھا اور ایک گانون یہ جو قریب یہان سے ہے منوچہر بادشاہ کا آباد کیا ہوا ہے مین اسی گانون مین رہتا ہون اور شب و روز یاد خدا مین مشغول ہون جو مسافر اس طرف آتا ہے اُسے مین اپنے مقام پر لیجاتا ہون جو کچھ مجھکو میسر ہے ماحضر اسکے واسطے لاتا ہون بادشاہ سنکے بہت شاد و مسرور ہوا پیرمرد سے فرمایا اے پیرمرد جو کچھ تجھکو خواہش مال و زر کی ہو وہ تو میرے خزانۂ عامرہ سے لے اُتنا ہی تیرے واسطے ہمیشگی کو مقرر ہو جاے گا بختک نے دل مین کہا کہ مین نے تو بادشاہ کو طلب زر و مال کی اشتہا لگا دی تھی کہ اس پیرمرد سے روپیہ لیجیے اور یہ نہین کہا تف ہے اور خزانہ اپنے پاس سے دیجیے واہ واہ یہ خوب اُلٹا اُنھون علاقہ اُس سے روپیہ طلب نہ کیا اور اپنے پاس سے دیتے ہین بادشاہ لوگ بھی بڑے بیوقوف ہوتے ہین آخر بختک سے ضبط نہ ہو سکا بادشاہ سے کہا آپ کیا غضب کرتے ہین مفت ایک برد اپنے ہاتھ سے کھوتے ہین ترا سے لات رمنات ہو گئے نہین میرا کہا مانیے اس پیرمرد سے روپیہ طلب کیجیے بادشاہ نے کہا ای بختک یہ طلب مجھسے کبھی نہو گا میرے استاد نے یہ سبق مجھے نہین پڑھایا ہے یہ سُنکر ہون وہ نقل الفص مین آیا ہے خواجہ بزرجمہر نے مجھکو یہ نہین بتایا ہے جو کچھ تو سکھاتا ہے بختک نے کہا آپ چپکے بیٹھے رہیے مین روپیہ مانگتا ہون آپ کی خیرخواہی کا جویا ہون آدمی کا شیطان آدمی ہے کیا پیرمرد کے پاس روپیہ کی کمی ہے بادشاہ چپ ہو رہا بختک نے اُس پیرمرد سے کہا کہ بادشاہ کچھ تجھسے کہتا ہے روپیہ مانگتا ہے کیونکہ تو نے دعوت نذر نہین دی پیرمرد نے کہا مین غریب آدمی بادشاہ کو کیا نذر دون مصرع ع چہ نسبت خاک را با عالم پاک لیکن چار لاکھ دینار بادشاہ کی

نذر کرونگا مین بادشاہ کی ہمت کو دیکھتا تھا کہ بادشاہ مجھسے مانگتا ہی یا نہین اگر نہ مانگتا تو اس سے زیادہ اور نذر دیتا افسوس ہی کہ مجھ ایسا غریب تو ہمت رکھے اور بادشاہ ہفت کشور نالایقی کرے اور مثل تنگ دلون اور تنگ ظرفون کے بندۂ زر ہو جاوے جب بادشاہ نے یہ کلام نصیحت انجام سنا کہا ای **تجنک** اس پیر مرد سے پوچھ کہ وہ ڈلیا چاندی کے ہین یا سونے کے ہین پیر مرد ہنسا اور کہا **بیت** سخیان ز اموال بر نخورند ۔ بخیلان غم سیم و زر میخورند بہ کی ہمت سے خدا نے انکو سونے کا کر دیا ہوگا ای بادشاہ ہمت مردان مدد خدا مرد کو چاہیے کہ ہمت کرے پروردگار عالم برکت دینے والا ہی وہ رزاق مطلق ہے مال کیا مال ہی بادشاہ نے کہا ای پیر مرد من فہمیدم ترا سنجیدم مین سمجھا کہ تو مجھے اس پردے مین سمجھاتا ہی امور خیر معلوم ہوتا ہے بھلا تیرے پاس روپیہ کہان سے آیا اسنے عرض کیا ای بادشاہ آپ بیشک سچ کہتے لیکن اسقدر میرے پاس زر ہی کہ جو کوئی مسافر آجاتا ہی مین اسکی دعوت کر سکتا ہون نہ یہ کہ کچھ انکو دون کہان سے لاؤن جو تقسیم کیا کرون جو پایا وہ کھایا جمع کرنے والا بخیل قارون ہی وہ نہایت بخیل زشت و زبون ہی **تجنک** نے یہ کلام پیر مرد کا سنکے کہا ای پیر مرد بادشاہ کو نہ بھلا جو دے جو کچھ زر رکھتا ہی وہ لا دے تو نسل کا دان آہنگر سے ہی وہ بادشاہ **فریدون** فرکا سپہ سالار تھا بلکہ اسکے بجاے پدر بزرگوار کے تھا کہان تک مال و متاع فرزندان اسنے تجھے دیا ہوگا اس پیر مرد نے عرض کیا کہ صدق لیکن وہ میرے پدر بزرگوار نے سچ کہا تھا کہ ایک بادشاہ کیانی ہوگا اور اسکا ایک وزیر نطفۂ بیوقت کا فریدین جسکی لعین **خواجہ گزار الدین** ہوگا اور ایک وزیر اسکا حاکم دعادل و فاضل و کامل و بالغ و باذل و عاقل و عامل ذکی فہیم دقیقہ رس اختر شناس رحم دل غریب پرور حکیم حاذق بے بدل آفتاب عالمتاب سپہر حکمت ماہتاب جلوہ افروز ملک ہمت **خواجہ بزرجمہر** ہوگا مگر افسوس کہ بادشاہ اسکے کہنے کو نہ مانیگا اور اس مردود ازلی و ابدی کے بہکانے پر آمادہ رہیگا ای بادشاہ تیرا بھی نام ظہیر ہی ۔ **انشاء** ہی میرے پاس ایک لوح ہے کہ اسمین ایک طرف یہ باتین سب تحریر ہین جو کچھ مین نے بیان کین اور دوسری طرف جو کچھ مرقوم ہی وہ مجکو نہین معلوم ہی وہ عبارت مجھسے پڑھی نہین جاتی ہی اگر حکم ہو تو لے آؤن آپ کو دکھاؤن بادشاہ یہ سنکے اس لوح نایاب کے دیکھنے کا بہت مشتاق ہوا اور اس پیر مرد سے کہکر لوح کو منگایا سبکو دکھایا آپ بھی بغور ملاحظہ کیا جتنا پڑھا جاتا تھا اتنا ہی پڑھا زیادہ نہ پڑھ سکا ایک حرف نہ چلا پیر مرد نے کہا ای بادشاہ اب بھی آپ کہنے پر **خواجہ بزرجمہر** کے عمل کیجیے اور اس لوح عمدہ و نایاب کو فال غیبی اور دفتر نصیحت منجانب اللہ سمجھکے لیجیے بادشاہ نے یہ سنکے **تجنک** کی طرف دیکھا **تجنک** نہایت نادم و منفعل اور ذلیل اور اپنی حرکات ناشایستہ سے پشیمان ہوا مگر بقول شخصے ایسے بد دیانت انسان کہین پشیمان ہوتے ہین **مثل** مشہور ہی کہ چکنے گھڑے پر بوند پڑی اور ڈھلک گئی خداوند کریم سبکو راہ راست دکھاے طبیعت صاف اور دل پاک عنایت فرماے بادشاہ نے **تجنک** سے کہا اسکو پڑھ کہ اس لوح مین آگے اس عبارت فہمیدہ کے اور کیا مضمون پیچیدہ ہے اگر نہ پڑھا تو گویا وزیر بے تدبیر ہے آخر کو پچھتاویگا سزا پاویگا **تجنک** نے بڑی دیر تک غور کیا عبارت کا ایک حرف نہ پڑھا گیا آخر طفل مکتب کیطرح مثل الف بے کے ہجے لگاے مگر حرف اسکے پڑھنے مین نہ آے بادشاہ نے ایک دو ہتڑ اسکے منہ پر مارا اور کہا او نالایق بد ذات اسے کو دون دے کر پڑھا ہی یا کتابین گدھے پر لادی ہین دور ہو تو نے مجھے تکلیف مالایطاق مین گرفتار کیا ہی راہ زشت و ضلالت کیطرف لیچلا ہی **تجنک** کانپتا تھرتھراتا پیٹتا بخوف جان و آبرو سامنے سے بادشاہ **نوشیروان عادل** کے اٹھکر چلا گیا بادشاہ نے ایک معذرت نامہ بنام **خواجہ بزرجمہر** حکیم حاذق تحریر کیا در معذرت

زرین کمر اور سعید زرین ترکش کہ یہ دونون بادشاہ کے رفقائے قدیم اہل ندیم سے تھے انکو وہ معذرت نامہ دیا اور کہا کہ جاؤ تم دونون اور خواجہ بزرجمہر کو سمجھا کر اپنے ساتھ لاؤ اور مجھسے میرے شفیق و رفیق و بزرگ کو جلدی ملاؤ سعد و سعید دونون بحکم تاکید شہریار بادشاہ وحید گھوڑون پر سوار ہوکر مثل باد صرصر تیز و صبا رفتار گھوڑے اڑاتے ہوئے ملک مدائن مین آکر دولتسرائے خواجہ بزرجمہر پر پہونچے اور وہ معذرت نامہ مسرت شمامہ بادشاہ جمجاہ نوشیروان عادل زمان کا خواجہ کو دیا خواجہ بزرجمہر نے جبکہ وہ نامہ پڑھا اور سعد اور سعید سے کہا کہ بادشاہ نوشیروان کو جب کوئی ضرورت شدید ہوتی ہے اس غرض سے مجھے بلاتا ہے نہین تو ہر وقت بے تکلف رفیق یاد آتا ہے مین اب نہ جاؤنگا بادشاہ نالائق ناشائستون کا شائق ہے مجھے کچھ ضرور نہین کہ ایسے نالائق اور ناقدر کے پاس جاؤن اور ملاقات کرون اور اپنے کو چھوٹا اور حقیر مشہور کراؤن اے بھائی سعد اور سعید بہ صحبت بے تکلف نالائق ہم کی دیکھیے کیا دکھاتی ہے اور بادشاہ نوشیروان پر کیا بلا لاتی ہے صد مرحبا قباد شہریار کے کہنے سے مین جانبازی کرتا تھا وہ بادشاہ مرگیا اب مجھے کیا ضرور ہے اور کیا مطلب ہے مقبول شخصے جو جیسا کریگا وہ ویسا پائیگا سعد اور سعید نے کمال منت کی اسوقت خواجہ نے پوچھا کہ آخر یہ بات بادشاہ کو ایسی کیا مشکل اہم درپیش ہوئی ہے جو مجکو یاد کیا ہے سعد و سعید نے سب حال بادشاہ کے شکار پر جانے اور پیر مرد کے ملنے کا اور کیفیت لوح بیان کی خواجہ نے کہا کہ بے تکلف تو بڑا عقیل و فہیم ہے اس سے وہ لوح کیون نہ پڑھی گئی مشکل لاحل سلطان نہ حل ہو سکی سعد و سعید نے بڑی خوشامد درآمد و منت سماجت کی خواجہ مجبور و ناچار ہوکر انکے ہمراہ چلے حضور بسعادت بادشاہ جمجاہ نوشیروان عادل زمان مین حاضر ہوئے آداب و تسلیمات بجا لائے یہ مرد وہی بعد ادائے تسلیم و تعظیم صفت و ثنا کرنے لگا بہت خرم و شاد ہوا مزاج پرسی کرکے عرض کیا اے خواجہ بزرجمہر آپ ایسا لائق و خلاق حکیم حاذق کوئی دنیا کے پردے پر نہوگا بدولت سلطنت قباد شہریار و نوشیروان نامدار قدوم میمنت لزوم حضور سے ہے بادشاہ نوشیروان نے کہا اے عم نامدار یہ آپ کو پیر مرد نے عطیہ دیا ہے اسکو ملاحظہ فرماکر پڑھ دیجیے کہ اسمین کیا لکھا ہے ایک رخ سے تو پڑھی جاتی ہے دوسری طرف کی عبارت سمجھ مین کسی کے نہین آتی ہے خواجہ بزرجمہر نے اس لوح کو بغور دیکھا مضمون عبارت کا آئینہ ہوگیا عرض کیا اے بادشاہ یہ تجھے منوچہر بادشاہ نے دی ہے اس مین فہرست ہفت گنج منوچہر ہے اور نام خزانون کے تحریر ہین وہ خزانے جواہر اور سونے چاندی وغیرہ کے سات رنگ کے ہین اور وہ خزانے اس باغ مین دفن ہین اگر آپ چاہین تو ان ساتون خزانون کو نکلوا سکتے ہین پھر ہاتھ بادشاہ نوشیروان کا پکڑ کے لائے جہان خزانے دفن تھے وہ مقام خواجہ بزرجمہر نے بادشاہ کو بتائے بادشاہ نے حکم دیا کہ جلد ابھی بیلدارون کو بلاؤ یہان کی زمین کھدواؤ فوراً بحکم بادشاہ جہان پناہ مزدور بیلدار آئے وہ مقامات خواجہ بزرجمہر کے بتائے ہوئے کھدوائے بہت دور جاکر ایک دروازہ نمودار ہوا اسکو خواجہ بزرجمہر اور بادشاہ نے کھولا دیکھا کہ تہہ خانے زرین زنجیرہائے طلائی سے بندھے ہوئے چھت کے قلابون مین لٹکے ہین اُس مین جواہر بیش بہا اور سونا اور چاندی اور روپیہ اشرفی بھرا ہوا ہے بادشاہ نے خزانے کی یہ کیفیت دیکھکر اپنا قبضہ کیا دربانے خزانہ مقفل کرکے اسپر پہرا بہت ہوشیار و زبردست کر دیا بے تکلف بہ سبب رشک و حسد سے سر پیٹنے لگا کہا کہ واہ کیا خوبی تقدیر کی ہے کہ اس جد و کد سے تو بادشاہ کو لوح دلوائی اور آگے میرے یہ نخرہ پڑا کہ مثل مگس شیر شیرین نکالکر پھینکدیا اور کچھ میری محنت و ریاضت کا خیال نہ کیا اگر مین اسقدر اس پیر مرد سے تقریر نہ کرتا تو لوح کا کاہے کو ثبوت ہوتا اور خزانے کیونکر دستیاب ہوتے اب پکی پکائی ہانڈی پاکر سب موجود ہوگئے خدا کی شان پکائے کون کھائے کون پھر دوسرے خزانے کا مقام

خواجہ بزرجمہر نے بتایا اسکو کھدوایا اس مین بھی ایسا ہی مال نظر آیا اسی طرح ساتون خزانے نکلے ایک خزانے مین ایک لوح بھی نکلی وہ لوح بادشاہ نے بادشاہ نے نکلوائی اور اس لوح کو ملاحظہ کیا مگر ایک حرف بھی اس لوح کا پڑھا نہ گیا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اے بادشاہ یہ لوح وزیر اعظم بختک کو دیجیے وہ پڑھین بختک نے غور کرکے پڑھا مگر کوئی حرف نہ چل سکا بادشاہ نے خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ اے غمنامدار کیونکر ہو سکتا ہے کہ بختک آپ کے مقابل ہو کر آپ کی ہمسری کرے **مصرع** ہر کسی را بہر کارے ساختند ۔ آخر الامر اس لوح کو خواجہ بزرجمہر نے فرفر پڑھا گویا یاد تھے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی اور نام اس لوح کا جواہر الحکمت اور بعث اسکا فکر الیقینے اور وہ لوح حکیم جالینوس کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی اور اس لوح مین سراسر حکمت کے طریقے مندرج تھے اور وہ ایسی تھی کہ اسپر تمام دفاتر زر و زمین نثار پارۂ دل فلمدان صدقے بار بار اگر اسکو جان بیچ کر خرید ے تو بھی کچھ اس لوح کے آگے حقیقت نہین کہ اسمین تمام آئین ملک داری و کیفیات ہر طرح کے لکھے تھے اور سلاطین روزگار بصد خواہش دل ایسی چیزونکے تجسس رہتے ہین الغرض بادشاہ کو جب یہ معلوم ہوا خواجہ بزرجمہر سے کہا اے غمنامدار مجھے اس لوح کو پڑھا دیا حرف حرف اسکا بتا دیا خواجہ نے کہا بہت خوب حقیقت مین حضور یہ لوح راحت دل بیتاب ہے پھر اس لوح کو خواجہ نے لیا اور دلمین تصور کیا کہ اگر یہ بادشاہ نوشیروان اس لوح کو پڑھتا تو بڑا غضب ہوتا خیر اسی ذریعے سے یہ لوح مجھے ملی اور دولت خزانے کی بادشاہ نے پائی غرضکہ وہ خزانہ بادشاہ نوشیروان نے نکلوا کر بار کرایا اور کئی ہزار دینار سرخ خواجہ بزرجمہر نے اس پیر مرد کو دلوائے جو عجم زغ فرحت افزا تھا باقی سب مال و دولت ہمراہ نوشیروان لیکر مداین مین آئے عیش و عشرت مین مشغول ہوئے مطالب دلی حصول ہوئے اب بختک کی دال بھی نہین گلتی کوئی دل ہوس نہین نکلی بھی روئی ہوگی تھپیڑے کھائے اپنا سا منہ لیکر چلے آئے گھر مین بیٹھے خشکی اڑایا کرتے ہین دل ہی دل مین سیخ وغم اٹھایا کرتے ہین ہر وقت دل کی مداقبہ اور دل لگی کی یہ صدا ہے کہ بختک رو ٹھیلے پر شاہ پیر محمد کے خبا گرس واسطے خواجہ بزرجمہر کے رشک و حسد سے شل خمیر پیٹ پھولا جاتا ہے تکو خود ساختہ بزرجمہر کے بادشاہ سے بات کرتے جب آتی ہے اب صورت تنور آتش حسد بھڑکولاتی ہے یہان بادشاہ نوشیروان کا خواجہ بزرجمہر کے کہنے پر عمل ہے کچھ اندنون ملک مین نہ بد انتظامی نہ خلل ہے

بختک رو دکلے داستان خواب دیکھنا نوشیروان کا اور تعبیر کہنا خواجہ بزرجمہر کا اور جانا بزرجمہر کا طرف خانہ کعبہ کے واسطے پرورش حمزہ صاحبقران کے اور پیدا ہونا امیر و عمرو اور مقبل کا

پلا ساقیا پھر مجھے وہ ایاغ
وہ دے کون بخشش جو اب آئیگا
قسم ہو تجھے بادۂ جام کی
ہون جام و ساغر ترے روبرو
قطعۂ ابر کی طرح اشک ریز ہے

سطر ہو پینے سے جسکے دماغ
تو کس مہر کا جلوہ دکھلائیگا
قسم ہے تجھے آب گلفام کی
گلابی لگا دے ارے مجھ سے تو
برق کی طرح بیقرار رہے

کسی اور کی ہین نہ سنجیو
عوض مے کے پلوا دو اچھے انیان
سبو و خم و مے کی تجھکو قسم
سحر مختصر کر سوا دے نہ طول
ابھی برسات مین تو اے ساقی

پلا مجکو گل رنگ اک جام تو
دکھاؤن تجھے ملک روحانیان
سبو سے مرے کر دے سامان ہم
کرین ناظرین ان مختل احوال
ہکو ایسے ہی کار و بار رہے

بیت نویسندۂ داستان میرزا ہو وہ ندا رقام فرحت و فور جرعہ کشان جام لذت خیال آئینہ داران احوال بدیع المثال

شتوا ہد معانی کو عالم شہود مین یون جلوہ طراز کرتے ہین اور عروس الفاظ کو واسطے سامعون کے یون مسند آرائے ناز کرتے ہین کہ جب نوشیروان گیتی ستان بصد کروفر داخل شہر مداین ہوا جب دلکو شادمانی ہوئی فرحت و کامرانی ہوئی نہایت لطف سے بسر لعیش جاودانی زندگانی ہوئی مگر سافر بادہ پیمانہ سپہر زنگار گون لعین وزیر اعظم لعین نایاب و حسرت

بشکل پرخون سراب مغربی مین فروکش ہوا لیلائے شب نے گیسوئے تابدار و مشکبار کھولے سردار نجوم
با فواج سیارگان اوسط فلک پر جلوہ افشان ہوا بادشاہ نوشیروان عادل سبستان بستر خواب پر
بہ بیداری بخت سو گیا جب خسرو خاور اورنگ زنگاری سپہر پر جلوہ فرما ہوا نوشیروان بھی خواب غفلت
سے چونکا وردی صبح کی لشکر مین بجی نقارۂ درباری پر چوب پڑی بادشاہ محل سے برآمد ہوئے دربار ملک جا مین
آئے تخت سلطنت پر تمکنت و حشمت جلوہ آرا ہوئے تمام شیران ہیبت و وزیران سلطنت و امرائے عالی ہمت
و ارکان دولت فیض رحمت و سرداران عالی وقار بصد عز و افتخار چارطرف دربار مین متمکن ہوئے خواجہ بزرجمہر بھی
تشریف لائے زیب و زینت مقام وزارت پر بیٹھے بادشاہ نے فرمایا ای عم نامدار خواجہ بزرجمہر حالات جہانبانی
کو غور کر کے ملاحظہ فرمائیے کہ میری حکومت سلطنت کب تک رہیگی اور زوال دولت تو کبھی ہوگا تا حیات
اپنی بین بخت بادشاہت پر رہونگا خواجہ بزرجمہر نے یہ عوام حیرت انجام سنکر زائچہ کھینچا اور بعد فکر بسیار و خیال بیشمار بہت
سوچ بچار کر کے خدمت بادشاہ عالی مقدار مین عرض کیا کہ ای شہنشاہ گردون پناہ و ای زیب اورنگ سلطنت
و ای زینت تخت حشمت و افسر نیک سیر و نیک اختر آج مشیت ایزدی اس امر کی مقتضی ہے کہ آپ جب آرام
کیجیے فرش مسرت پر سو بے بخت خوابیدہ ہوگا عالم غفلت مین ایک خواب ملاحظہ کیجیے گا جس خواب سے دل صفا
منزل کو حضور کے ایک پریشانی اور حیرانی ہوگی مناسب ہے حضور خیال بہ تخیل مین اسے امانت رکھین غفلت
عیش جوش فراموش نہ فرمائین کل صبح کو خادم سے بزبان الہام بیان ارشاد فرمائین کہ مناسبت سے اُس
خواب کی تعبیر کی روداد یاوری حشمت و اقبال اور کیفیت ادبار حکومت سلطنت بادشاہ نامدار مین
عرض کرونگا دامن گوہر مدعائے کلام سے لبریز ہوگا بادشاہ یہ بات خواجہ بزرجمہر سے سنکر خاموش
ہو رہے جب دربار برخاست کیا بادشاہ کا محل مین داخلہ ہوا بسم اللہ الرحمن الرحیم کی دھوم ہوئی روشنی پیرایہ عظیم
معدوم ہوئی جاسوس شب نے اخبار طلوع لشکر نجوم سامنے شاہزادہ ماہ فلکی کے پیش کیا پردہ ظلمات
شب ابسوار حکم اختری دریچہ ہائے آسمان پر پڑے بادشاہ کیوان جاہ نوشیروان ہفتک آستان بعد فراغ کھانا
یعنی طعام لذت القیام کے فرش خوابگاہ یعنی چھپرکھٹ پر آرام فرمایا جب پچھلی رات کا وقت آیا بخت رسانے طالع خوابیدہ
کا عالم دکھایا روح مقامی خوابیدہ رہی روح سیلانی بیدار ہوئی عالم رویا نظر آیا وہ ہولناک خواب بادشاہ نے
دیکھا کہ دل وحشت منزل نہایت گھبرایا نعرہ کر کے چلایا کہ تمام محل مین تہلکہ پڑگیا سب محلات محلے و بیگمات عالیا
و خدمتگاران شاہی و کنیزان جہان پناہی بیساختہ چونک اٹھے سب بیدار ہوگئے بادشاہ بھی خواب سے چونک کے
اٹھ بیٹھے میدان شب مین شہسوار روح مقامی نے چلتے چلتے باگ روک لی یعنی بادشاہ نوشیروان
جاگے ہوشیار ہوگئے سب متعلقان شہنشاہ دوڑے اور پاس آ کے سبھون نے کہا ای قربانت شوم کیا ماجرا
ہوا کیا حادثہ گذرا آپ نے کیون نعرہ کیا بادشاہ نے کہا مین خواب مین ڈرگیا ایسا خوفناک سانحہ گذرا
سب لوگ بادشاہ کے پاس بیٹھے رہے تذکرات و حکایات ادھر ادھر کے بیان کر کے دل تردد منزل بہلایا گیا
جب قلیل رات باقی رہی رویائے صادقہ کا زمانہ آیا بادشاہ نے پھر فرش استراحت پر آرام فرمایا ناگاہ نوشاہ روز
آفتاب عالم افروز نے حجلۂ مشرق سے سر نکالا ہمبستری شب کو ترک کر کے توسن سپہر سبز رنگ پر سوار ہوا
دو رویہ میدان نصف النہار کا کیا سردار انجم سیاہ مع ہمراہیان ساکن فلکی حجاب ظلمات مین مقیم ہوا تبسم
آسمان پر نمود صبح کا ہونا گل کا شبنم سے منھ دھونا کھلکھلا کر کلونگا وہ کھلنا کہیں غنچون کا مسکرا دینا

جھونکے رہ رہ نسیم کے لینا
اسکی وحدانیت کا دم بھرنا
زمزمہ ساز مرغ خوش الحان
چہچہانا عنادلوں کا تمام
کوملوں کا وہ کوکنا ہر سو
گلشنوں میں سحر کی دھوم اودھم
تھا کسی کی زبان پہ یا ہو ہو
وہ عبادت طیور کا کرنا
کہیں کوکو تھی قمریوں کی عیان

غرضکہ بادشاہ فلک پناہ نوشیروان عدالت نشان بھی بیدار و ہوشیار ہوا امور ضروری و حاجات بشری سے فراغت کرکے محل سے برآمد ہوا بسم اللہ بسم اللہ کا غل ہوا ارکین سلطنت سے صحن دربار معمور ہوا بادشاہ بھی دربار میں آیا تخت حکومت پر جلوہ نما ہوا اوسوقت خواجہ بزرجمہر کو یاد فرمایا یو حاضر گیا اور اپنے ہمراہ لیکر آیا بعد اسکے حکم دیا کہ آج سب سرداران نامی و جوانان گرامی دربار میں حاضر ہوں بموجب حکم شاہی و جہان تباہی سب سردار وغیرہ اگر حاضر دربار فیض دربار ہوئے شعار خیرہ رنگ میعار تیرہ رنگ و میعار فیل پیکر و بہزاد طوسی و اماں بن بہزاد و کاؤس کاشانی و کیموس کرانی و محل جنگ آور اصفہانی و طغرا بن کعب کرانی و گستہم زرین کفش اور و شیر و مار و شیر و سعد زرین کمر و سعید زرین ترکش و کرتیت سپر گردان وغیرہ دربار میں حاضر ہوئے ایکہزار چالیس پہلوان سردار بعد عزو افتخار اسوقت کرسی نشین دربار تھے کہ بادشاہ اور نوشیروان بلند مکان نے بزرجمہر حکیم لائق و فائق کو سبکے بالادست بٹھایا اور پھر دربار میں باعلان یہ فرمایا کہ ای عم نامدار ذیقدر و ذی وقار جو کچھ آپ نے فرمایا تھا وہی ہوا خواب تو دیکھا لیکن بھول گیا الا نہایت ہولناک خواب نظر آیا مجھے اُس خواب کے دیکھنے سے بڑا خوف معلوم ہوا کہ سوتے سوتے چونک اٹھا اور نعرہ کیا تمام اہل محل گھبرا کے جاگ اُٹھے پہلے یہ آپ تبلائے وہ خواب کیا تھا پھر اُس خواب کی تعبیر ارشاد کیجیے میرا دل تیرہ و تنزل سرور و شاد کیجیے گا خواجہ بزرجمہر نے پہلے بختک کی طرف بغور دیکھا اور کہا ای وزیر اعظم دستور المعظم آپ کچھ تبلایے کہ آج بادشاہ ذیجاہ نے کیا خواب دیکھا ہے بختک نے کہا کہ ای خواجہ بزرجمہر میں اس علم سے بہرہ یابی نہیں رکھتا ہوں حال غیب مطلق نہیں جانتا ہوں خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ جناب یوسف علیہ السلام نے جو بادشاہ مصر کا حال بیان کیا تھا تو کیا وہ غیب دان تھے بلکہ بفراست کاملہ و علوم معرفت بقوت علم نبوت ارشاد فرمایا تھا قلب صاحب رویا یعنے سلطان مصر کا شاد فرمایا تھا اسی طرح جو مرد صالح اور مومن صاحب علم اور صاف دل پاک طینت خوش خو احوال خواب و تعبیر خواب بتاتے ہیں ۔ وہ غیب کا علم رکھتے ہیں ۔ انسے جبرئیل علیہ السلام کہہ جاتے ہیں بقول علم غیبی کس نمیداند بجز پروردگار ۔ ای بختک تیری علانیہ اوہ گوئی میرے سامنے پیش رفت نہوگی اسوقت تو نے بہت برا کلمہ کہا کہ میرا دل ہل گیا تو ان بیہودہ بکنے خلاف سننے والوں میں مل گیا نہیں کبھی نہیں اور اُسوقت تو نے بحضور بادشاہ جہان پناہ غیب دانی کا الزام رکھکر خلاف شرع شریف ٹھرایا تو نے اپنے نزدیک مجکو بڑا بیوقوف و احمق دربار عام میں بنایا ۔ لیکر بادشاہ ذیجاہ کی طرف مخاطب ہوا اور کہا ای شہریار عادل آج آپ نے عجب ایک خواب دیکھا ہی طرح کا نقشا عالم رویا میں آپ کے پیش نظر ہوا ای حضور بے توجہ سے ملاحظہ فرمایئے آپ کو یہ نظر آیا کہ ایک عجب طرح کا دھواں بلند ہوا ہی اسنے تمام عالم کو تیرہ و تار کردیا ہو شعر یکے دود چون ابر آمد پدید ۔ از و خیرہ گردید چشم امید ۔ تمام خلائق کی آنکھیں بند ہوگئیں ہیں کچھ کسی کو نہیں سوجھتا ہے جب وہ دھواں ہوچکا آسمان زیر آسمان زمین بالائی زمین سواد اقترالبند ہوچکا اس میں ایک زاغ بلند قد عظیم الجثہ پیدا ہوا اور تاج شاہی سر نوشیروان جہان پناہی سے منقار مار کرلے گیا آپ کو نہایت پریشانی و حیرانی ہوئی قدرت خدا سے یکایک ایک شہباز تیز پرواز عقاب شکار ہوا پر اُڑتا ہوا کہ معظمہ کی طرف سے پیدا ہوا اور اُسنے آتے ہی چنگل تیز اور پنجہ آہنی

شکار انداز چشم زاغ سیہ رو پر مارا کہ دونون آنکھین اسکی پھوٹ گئین بقول شخصے مردمک چشم کی شہریان پسلیان ٹوٹ گئین مانند تیر و تار ہوگیا اسکی آنکھون سے کچھ سجھائی نہ دیا بیت بزد پنجہ تیز بر چشم زاغ * از و بستہ گردید چشم فراغ * اُس باز نے جب تحکّم اسکی چشم بینا پر مارا اور وہ اندھا ہوگیا تاج اُس زاغ کور چشم سے چھوٹ گیا اس شہباز عنقا شکار نے وہ تاج مرصّع اپنی منقار گوہر بار سے اٹھا کر پھر سر بادشاہ فلک جاہ پر پہنایا یا فخر جہانگیر اور شہنشاہ عالمگیر بنایا یہ واقعہ عالم رویا مین بادشاہ کو نظر آیا دل خوفناک ہوا جگر تھرایا اسی عالم اضطراب مین چشم بیدار خواب غفلت سے کھل گئی بادشاہ بیدار ہوئے پر بسبب اندوہ و اضطراب اور خوفناک ہونے کے خواب یاد نہ فراموش ہوگیا تعبیر بھی اسکی بدل گئی مگر ساعت بدساعت اقدس سے مل گئی یہ کہکر خواجہ بزرجمہر نے قرعہ پھینکا شعر زد قرعہ فال بر نام شاہ نظر کرد در حال انجام شاہ خواجہ بزرجمہر نے فکر عظیم با بید دیم کرکے سر اٹھایا اور حساب رمل بری دیر تک کیا بادشاہ نے احسنت و آفرین فرمایا بزرجمہر نے عرض کیا ای بادشاہ تعبیر اس خواب کی یہ ہی جو عرض کرتا ہون بگوش ہوش حضور سماعت کرین اور حضار دربار بھی غور سے سنین وہ زاغ سیاہ جو دھوین کے اندر سے پیدا ہوا اور تاج سر بادشاہ سے لے گیا وہ بادشاہ خیبری ہی کہ مثل پہلوان دوران اور رستم نوجوان کے ہی گرشاسپ زمان اُسکے سامنے برابر ایک پشہ کے ہوگا اور وہ بادشاہ عالم طفولیت مین اپنے باپ کا بدلا لیگا مینے حضور کے سر پر سے تاج شاہی اُتارے گا ملازم شاہی جو ہین مقابلہ کرینگے وہ اُنپر فتحیاب ہوگا تمام عالم مین تاریکی اسکی ذات سے پھیل جائیگی شہنشاہی پر آفت تازہ آئیگی شعر بپاید حریفی پر از خشم و قہر * خروشان و جوشان چو سیلاب شہر ولیکن جب بادشاہ کو یہ زور بد نصیب ہوگا اسوقت مین نہ کوئی رفیق نہ حبیب ہوگا پھر جو آپنے وہ باز تیز پرواز ملاحظہ فرمایا ہے ایک شخص کعبہ کی جانب سے پیدا ہوگا اور اُس زاغ سیہ سے اُسکو چھین لیگا اور آپ کے سر پر پہنائے گا وہ قاتل اُس بادشاہ بہاری کا سلطنت پناہ ہو مینے خواجہ عبدالمطلب کے یہان ایک لڑکا پیدا ہوگا وہ آفتاب عالمتاب عرب شل نیر اعظم عالم و عالمیان فن سپاہ گری مین درخشان و نمایان ہوگا بحول و قوت یزدان اس زاغ کو مارے گا تاریکی کفرستان و آتش پرستان کو جہان سے دور کریگا شعر

دران دم شده مرد غیب آشکار
جہان را کند بیم مردان ہلاک

کند سیری شاہ را خضروار
اگر آن شہنشہ کند قصد پاک

دران وقت ہر کس کہ بیند بری
سر دشمن شاہ را میکشد

بیاشد کسی میکند یاوری
بیک ضرب بدخواہ را میکشد

پس جب وہ بادشاہ عالی دودمان تاج و تخت شاہی بدخواہ سے چھینے گا خود آ خدمت بادشاہ مین روانہ کرے گا اور تاج و تخت پھر حضور کو نصیب ہوگا بادشاہ نے جب یہ حال اور کیفیت اپنے خواب رویائے صادقہ کی سنی مثل بید کانپا بند بند بادشاہ کے جسم نازنین کا تھرایا شعر بلرزید چون گوش کرد این سخن * نیاید دست آن زبان در دہن * پھر بلبلا کے پوچھا ای عمر نامدار عالی وقار و اقتدار خواجہ بزرجمہر ذی وقار آخر اسکی تدبیر کیا ہی اُس دشمن کے دفع کرنے کی کیا صورت ہی خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ ای بادشاہ اب زر و جواہر کسی کو دے کر طرف ملک مکہ معظمہ کے روانہ فرمایئے اور اس لڑکے کو جو آپ کے دشمن کا قاتل ہی جس روز وہ پیدا ہوا اُس روز سے نوکر رکھیے گا وہ لڑکا نسل خلیل بے عدیل سے ہوگا اور اولاد جناب ابراہیم خلیل اللہ پیغمبر خلاق ازل خالق عز و جل سے ہوگا ہمیشہ تجھے مالک و مختار لعبد عزت و وقار سمجھے گا کسی طرح کا فتنہ و فساد اس سلطنت مین اُسکے باعث سے نہوگا ہیبت شمشیر آبدار و حبندگی برق تیغہ شعلہ بار سے ممالک تھرا اُٹھینگے اور بادشاہان اولوالعزم کانپینگے شیر اور بکری عدالت سے اُسکی ایک گھاٹ پانی پینگے شعر جہان را کند عدل او شاد کام * نیز آورد مراوات دنیا تمام * ای شہنشاہ سوا تیری عقل و

تدبیر کے اس امر کا اور کوئی چارہ کار نہیں ہے اور کوئی مرہم زخم جان مجروح و دل فگار نہیں تب بادشاہ نوشیروان عادل
زمان نے یہ رائے خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق لائق و فائق کی بہت پسند کی اور کہا اے حکیم عالی مرتبت بلند منزلت و صاحب وقار
یہ بھی کام سوا آپ کی رائے مروی اور جانفشانی کے کسی سے نہ ہوگا اور کوئی ایسی لیاقت نہیں رکھتا ہے جو تجسس کرنے کو
جائے لائیگا اور نور رکھے گا خواجہ بزرجمہر نے بادشاہ کو ہراساں و نالاں دیکھکر منظور و قبول کیا اور بادشاہ نے
ایک خیمہ ہزار خادمان عالیشان یساول اور چوبدار زر لفت بیشمار جواہرات بیش بہا واسطے خواجہ کے مہیا کیا خواجہ
نے وہ سب اور روپیہ اپنے ہمراہ لیا اور کوچ کا سامان جلد تر کیا بعد قطع منازل و طے مراحل بعد لطف زندگانی جہاں زادہ
جاہ و کامرانی سے مکہ شریف جائے پاک لطیف میں نزول اجلال و ورود میمنت و اقبال کیا شریفان کعبہ اور
ساکنان جوار و قریہ ادنے اعلے کو جو خبر ہوئی کہ ایک مرد دیندار بصد عز و وقار اس شہر میں آیا ہے فلک ہفت رنگ کج
مدار نے کچھ رنگ دکھایا ہے عبد المطلب دیندار خانہ خاصان درگاہ پروردگار نے سلیمان سمجھکر خواجہ بزرجمہر کی
پیشوائی کی اور نہایت عزت و توقیر سے خیمہ میں لائے رسم ملاقات بصد لطف و التفات بجا لائے خاطر داری اور
مہمان نوازی بہت کی محبت و الفت کی باتیں رسم و راہ اتحاد کی گھاتیں اور عیش و عشرت کی راتیں درپیش
آئیں بعد فراغ پرسی خواجہ سے سبب آنے کا استفسار فرمایا بخلق و مروت وہ خاصۂ خدا پیش آیا فرمایا اے عالی
تمہارا کہاں مکان ہے کس دیار میں سکونت بنیر و نشان ہے کیا سبب ادھر آنے کا ہوا جو قدم رنجہ فرمایا خواجہ
بزرجمہر نے بعد انکسار و رسم خوشی و ملازمت مقبول درگاہ احدیت کے دست بستہ عرض کیا کہ حضور میں ملازم ہوں
بادشاہ نوشیروان کا اور ادھر آنے کا یہ سبب ہوا کہ جب بادشاہ نے ہمارے یہ خواب دیکھا اور اس
خواب کی تعبیر سے یہ ثبوت ہوا کہ ایک فرزند ارجمند صاحب اقبال و صاحب اجلال تاج بخش و کشورستان عالم
و عامل ذیجاہ و ذی حشم بہادر و جری دلیر و شجاع صاحب شمشیر عبد المطلب کے یہاں پیدا ہوگا تو مجھکو اس صاحبزادہ
ذیقدر کی تعظیم و پرداخت کے لیے بھیجا اور ایک دشمن خداپرست کا فر اکفر ملک ملک خاور میں پیدا ہونیوالا ہے
کہ وہ سلاطین عالم اور شاہنشاہان ذی حشم کو تباہ کرے گا اسکا قاتل یہ تمہارا فرزند ارجمند ہوگا اس ملک کی
تباہی کو پہلے سے دوسرے وزیر یعنی بختک کو روانہ کیا ہے کہ وہ جاکر اسکے حمل ہی کو اسقاط کر دے کہ وہ نابکار
پیدا ہی نہ ہو پھر کوئی فتنہ اور کوئی رخنہ کسی ملک میں برپا نہ ہوگا ناظرین باتمکین پر واضح ہو کہ بزرجمہر تو مکہ شریف
برائے پرورش امیر حمزہ صاحبقران تشریف لے گئے ہیں اور بختک نابکار دوسرا وزیر شہریار بادشاہ کا برائے
قطع نسل ہشام خیبری طرف ملک خاور کے روانہ ہونے والا ہے لہذا بعد ہونے روداد بختک وزیر
نوشیروان اور تاراجی ملک خاور کے پیدائش امیر باتوقیر کی گذارش کیجاتی ہے

دو کلمہ داستان حیرت بیان جانا بختک وزیر کا طرف ملک خاور کے اور تباہ و تاراج کرنا ملک خاور کو اور بھاگ کر روپوش ہونا ہشام بن علقمہ خیبری کا گھر میں کاہ فروش کے ساقی نامہ

پلا ساقیا مجکو اعلے شراب
نہیں مئے نہیں جیسی خوشتر بیان
جدھر دیکھتا ہوں میں ہی فعل عام
سحر گہ نہیں بادہ و ذی شرف

کہ جس سے کہ ہوتا ہے ہی انتخاب
ملے اچھا چاق خنجر بیان
اٹھو سے ہی لبریز سے مقام
نہ کر رنج بھی تو سکیدہ کی طرف

تماشا ہے ملک نیست النصب
پیر کس سکیدے کی تباہی ہوتی
نہ سرکش نے پائی کسی جا نباہ

ہوئی رندی تباہی میں روز و شب
ارے کسکی تاراج شاہی ہوئی
شکست ابتہ ہوئی سکیدہ ہی تباہ

اشعار

خون جگر و دل سے پیمانہ لبالب تھا
کیا کہیے کہ کیونکر ہوئی شب تنہائی

کس کو ہے گلگونے سے یار کے مطلب تھا
اللہ غنی کہ لگا نعرۂ یارب تھا

عمارے خلطہ ہوا اُس بُت کو تو کیا غم ہے
ہر صبح مسافر تھا جہان میں ہر شب تھا
ایذا جو ہوا اس خال و گیسو سے عجب ہے
ہمدوش کبود چرخ اس ترک کا مرکب تھا
موقع تھا یہی قاتل بسمل جو کیا تو نے
تھا داغ سفید اپنی آنکھوں میں جو کوکب تھا

درگاہ الٰہی میں شیطان مقرب تھا
کیا تلخ کیا تم نے اس عمر دو روزہ کو
وہ افعی بے دندان بے نیش یہ عقرب تھا
اس قد کشیدہ کی جو شرح کرون کم ہے
اولیٰ تھا یہی حق میں میرے یہی انسب تھا

سوز غم فرقت سے یان شمع کی حالت ہے
زہر اپنے لیے عشق معشوق شکر لب تھا
خون شہدا سے بھی جو اسپر شفق پھیلی
اک مصرع موزون میں سو بیت کا مطلب تھا
پہلو میں ہمارے جو وہ ماہ نہ تھا شب کو

زینت طرازان مضمون عدیم المثال و جلوہ افگنان طبائع نازک خیال کلک گوہر سلک کو بہ تجویز طبع رسا نیرنگ بیان بیاق میں یون لوٹتے ہیں اور عقدہ لا ینحل معنی مضامین کو بناخن جودت و ادراک یون کھولتے ہیں کہ جب خواجہ بزرجمہر بحکم سلطان عالی شان بادشاہ نوشیروان بصد جاہ و حشم و عز و شان طرف خانہ کعبہ بدولت خانہ عبد المطلب نامدار مقبول بارگاہ کردگار تشریف لائے بختک بدکردار وزیر بے تدبیر و ناہنجار نے بادشاہ نوشیروان سے عرض کیا کہ اے سلطان دوران شاہنشاہ زمان میری رائے یہ ہے کہ اگر حکم محکمہ قضا شیم شرف اصدار پائے تو خانہ زاد فوج جرار جوانان نامدار اپنے ہمراہ لے جا کر علقمہ نابکار کو گرفتار کرے اور ملک خاور کو تباہ و برباد کرے اور تمام عورات حاملہ کا حمل اسقاط کر دے اور یہ قصہ ہی پاک کر دے اور شاخہائے ظلم و فساد کو بے بنیاد کر کے ڈالدون بادشاہ تو نہایت مضطرب الحال آلودۂ غبار رنج و ملال تھا کہنے لگا کہ بہتر جو مناسب وقت برائے بہتری تاج و تخت سلطنت فیض منزلت ہو کر اور جلد ملک خاور کی راہ لو بختک بحکم بادشاہ فوج جرار و پہلوانان نامدار و سرداران خوش کردار و جوانان نیزہ دار و بہادران شمشیر شکار ہمراہ جماعت بیس ہزار کے طرف ملک خاور کے بصد کر و فر روانہ ہوا جلد جلد منزل بمنزل راہ دشت و جبیل طے کرتا ہوا ملک خاور میں پہونچا اور جاتے ہی شہر میں دُرانہ گھس گیا بارگاہ علقمہ چار طرف سے گھیر لی گاہ مروت ہر ایک کی طرف سے پھیر لی شہر میں پہونچتے ہی بغیظ و غضب حکم زن ہر تیغ زن کو دیا قتل و قمع تمام شہر میں ہونے لگا کسی کو دم نہ لینے دیا کسی کو اس طوفان سے خبر نہ تھی ہر ایک مرد اُس طوفان بلا خیز میں ڈوبنے لگا خرد و کلان جوان و پیر اسیر و فقیر مرد و زن ہلاک ہونے لگے الغرض وہ تلوار چلی کہ آسمان تھرانے لگا زمین پر خون کے دریا بہنے لگے کشتون کے پشتے لاشون کے ڈھیر لگے کسی گلی کوچہ میں پناہ نہ تھی بختک سیدھا بارگاہ علقمہ میں سرداران تیغ زن کو ہمراہ لیے ہوئے دھنس آیا علقمہ کو بےخبری میں پا گرفتار کر لیا اور بے خطر حکم قتل دیا خود مسند حکومت پر بیٹھا اور حکم دیا کہ عورات حاملہ کو تلاش کر کے گرفتار کر لاؤ اور قتل کرو عورات محلات علقمہ اور عورات شہر و گرد و نواح جہان تک دستیاب ہوئیں اُنکو قتل کیا اور صدہا ننھے ننھے بچون کو ہلاک اور تہ تیغ کر دیا بلکہ شیرخوارون تک کو مار ڈالا کسی کو زندہ نہ چھوڑا یہ خیال قول بزرجمہر بچون اُنکون سمو قتل کیا اور شہر کا ایسا محاصرہ کیا کہ بھاگنے تک کا راستہ نہ دیا اُس شہر کے بیچ کوسی دس کوسی مردمان خرد و کلان اور بچون اور تمام عورات حاملہ کو کہین پناہ نہ ملی کئی روز تک قتل عام کا حکم رہا شہر اور اطراف شہر میں دور دور تک طوفان شمشیر آبدار فوج بختک ستم شعار اُٹھا رہا مگر علقمہ کی زوجہ خاص اُس ظالم میں نکل کر نہین معلوم کس صورت سے پوشیدہ ہو کر اُس ہنگامہ قتل و قمع میں بھاگ گئی اور جا کر کسی اور شہر کے قریب ایک قریہ میں ایک کاہ فروش کے یہان چھپی مگر بہ روایات صحیحہ معلوم ہوتا ہے کہ اس زمانہ میں وہ زن ناکام حاملہ تھی مگر حمل بھی شاید کہ دو ہی چار ماہ کا تھا کہ بخوبی مردمان اجنبی کو محسوس ہوتا تھا غرضکہ وہ زن حاملہ بخوف جان و نظر و ستم فوج بختک اس بر امید تھی کہ وہ قریہ بہت ہی چھوٹا تھا چھپی اور دامن کاہ فروش میں بمنت و سماجت پناہ لی اُس کاہ فروش کی تقدیر رسا ہوئی کہ ناموس بادشاہ یعنے زوجہ علقمہ اسکے گھر میں آ گئی لیکن

وہ حیران ہو کہ ای پروردگار عالم کیا گردش میری اوقات تو تو نے اس کاہ فروش پر رکھی ہی دن بھر صحرا کی گھاس چھیلتا ہون اور شام کو جو کچھ اسکی قیمت سے ہوتا تھوڑا غلہ خرید کر لاتا ہو لا کر اہل و عیال مین بسر کرتا ہون اب ایک آدمی اور بڑھ گیا یہ مقدار قیمت کا میرے ہی عیال کو کفایت نہین کرتی اب دوسرے آدمی کو مین کہان سے لا کر کھلا ؤن گا اور زیادہ ضیق معاش ہو گی پھر اپنے دلمین خیال کرتا تھا دل مستقل رکھ وہ رزاق مطلق ہی آسکے حق کا رزق بھی تجھے عنایت کرے گا اور اسکی مطلق خبر نہ تھی کہ طفل اسکا ایک دن والا ہو بخت خوابیدہ بیدار ہونے والا ہی یہ مصیبت چند دن اور ہی اور پھر عیش و عشرت کا طور ہی حکومت و وزارت کا دور ہی نہ مجال فکر ہی نہ مقام غور ہی الغرض مجبور و ناچار اسی عالم محنت و مشقت اور عسرت مین بسر کرنے لگا اور یہان بختک بدبخت نے شہر خاور کے اطراف و اکناف اور قریات و قصبات اور خاص شہر مین بڑا قتل و قمع کیا اور سخت تاخت و تاراج کیا اور اطمینان کامل حاصل ہوا کہ اب کسی طرح کا کوئی رخنہ انداز اس ملک مین پشتہا پشت نہ پیدا ہوگا اور نہ پیدا ہونے والا ہی اور نہ کوئی باقی ہی بعد اسکے بختک نے اپنی طرف سے صمصام زرہ پوش عاقل و ہوشیار نمک حلال سرکار کو حاکم کرکے کچھ فوج اپنی اسکی ماتحت کی اور حکم کیا کہ یہان کی تحصیل اور حکمرانی بطور معقول کر و اور آمدنی یہان کی جو کچھ تمہارے خرچ اور اخراجات اور مصارف سے بچے بخدمت بادشاہ نوشیروان عادل مداین مین ارسال کیا کرو اور بخیر خواہی تمام انتظام یہان کا مدام کرتے رہو اور بختک مع چند خیر خواہان و پہلوانان و سرداران فوج طرف ملک مداین کے روانہ ہوا اور حاضر خدمت فیض درجت بادشاہ نوشیروان عادل ہوا اور تمام و کمال کیفیت قتل و قمع ملک خاور و تاراجی شہر و بربادی خرد و کلان و تباہی مرد و زن جا کر بادشاہ سے بیان کی اور عرض کیا کہ اب کوئی دغدغہ و تشویش نہین ہی کہ مین نے بنیاد رخنہ و فساد یک قلم شادی کوئی عورت کسی قسم کی حاملہ و غیر حاملہ نہین چھوڑی اور نہ کسی کے زن و مرد پیر و جوان صغیر و شیر خوار کو بنا و دی باقبال بادشاہ نامدار سبکو تہ تیغ آبدار کیا اب حضور بعیش و عشرت تمام رہین کچھ فکر و تردد نہ کرین بادشاہ نوشیروان سنکر نہایت مسرور ہوا اور دل سے فکر و دغدغہ ظلم بے بنیاد رفع ہوا بختک کو خلعت فاخرہ اور تمام سرداران لشکر کو بہت کچھ انعام و اکرام عیش و عشرت جا بجا مسرت برپا کیا اور کاروبار سلطنت و حکومت و عدالت مین مشغول ہوا اب بختک بدبخت پھولا پھولا پھرتا ہی اور دل مین کہتا ہی کہ مجھسا کون بہادر و دلیر صاحب شمشیر ہوگا زمانہ مین مین نے یہ علم نکم قضا شیم بادشاہ نوشیروان عادل ملک خاور کو تباہ و برباد کر دیا تمام اہل شہر مرد و زن صغیر و کبیر کو قتل کیا اور اپنی طرف سے تاج بخشی کرکے دوسرے حاکم کو ملک خاور مین معین کر دیا ایسا کون اولوالعزم اور صاحب جرأت ہوگا اب ایسا غرور ہو گیا کہ کوئی بہادر و دلیر صاحب شمشیر جوان و پہلوان نظر مین نہین سماتا تھا پھرتا ہی ایک ایک پر رعب بٹھاتا ہی اور تقدیر کہتی ہی رہ تو جا تجھکو کیسا ذلیل اور خوار کرتی ہون دیکھ تو تجھے جو اسقدر دعوی بہادری ہی اسے کیسا خاک مین ملا دیتی ہون اور نہ لا وسیر اور نامرد و دنیا مین تیرا نام بھی لکھائے دیتی ہون رہجا زمانہ انقلاب اور گردش روزگار قریب ہی اور یہ معرکہ عجیب و غریب بھی لائق دید ہی سوا اس طفل کے جو مکہ شریف مین پیدا ہونے والا ہی کوئی بہادر و جری صاحب شمشیر صفدر و دلیر صاحب شوکت و صولت ذی ہمت و شجاعت بے مثل و بے نظیر با عزت و توقیر نہین ہی کوئی شیر و مرد اوسکا ہم نبرد نہین ہو سکتا ناظرین پر واضح ہو کہ وہ داستان جو امیر حمزہ صاحبقران کی بیان کرکے چھوڑ دی تھی اب بیان کی جاتی ہی

داستان مسرت بیان تولد سلطان سلطانان و شاہنشاہ شاہان امیر با توقیر بادشاہ کشور گیر اور پیدایش عمرو و مقبل کی بیان کی جاتی ہی۔ ساقی نامہ۔

پھر ساقیا پلا دے وہ ساغر شراب کا		شرمائے جسکے آگے کٹورا گلاب کا		وہ جام ساقیا تو عطا کر شراب کا

جس مین کہ رنگ صاف ہو تازہ شباب کا مانند آفتاب کے جلوہ دکھا سکے ہون منتظر مین ترک فلک انتشار کا	ای شاخ کلک پھر مجھے اب تازگی دکھا مشتاق ہون مین ساقی گردون جناب کا انکھین کھلی ہین دیدۂ انجم کی طرح سے	کرتا ہون نام اسکے سے راہ ثواب کا نہ کب یا دیکھئے زمانہ مین اب یاد رو دور ہو لب سے ہر ایک منتظر ہے اس آفتاب کا حسنہ

ناگاہ نکہت ای یار ماہرو نکلے ٭ کہ میرے سینے کی دل بھر جستجو نکلے ٭ تری تلاش مین جو چار چار سو نکلے ٭ ہجوم شوق مین جب دل کی آرزو نکلے ٭ اٹھادون کعبہ کا پردہ وہان بھی تو نکلے ٭ بیت دوانندۂ نقش کلک زرین رقم کرد مضمون گردون شکوہ و تہنیت سازان انجمن دلکشائے وفرد دہ مندان محفل شادی دلربائی طفل قلم فیض رقم کو بہ پیدایش مضمون مسرت مشحون طبع آرائی ذہن رسا کو رسا کرکے صفحۂ قرطاس فیض اساس ناظرین پر یون روان کرتے ہین کہ جب خواجہ بزرجمہر حکیم حاذق مکہ شریف مین پہونچے اور عبد المطلب والیقدر روزی مرتبت کو خبر ہوئی کہ ایک مسلمان خداپرست صاحب ایمان آیا ہر چند قدم بڑھکر پیشوائی کی اور مکان پر لائے بعد مزاج پرسی مستفسر حال ہوئے خواجہ بزرجمہر نے کیفیت بادشاہ نوشیروان و روئداد خواب و خیال سب بیان کی اور کہا کہ مین ملازم ہون بادشاہ نوشیروان کا نام میرا بزرجمہر حکیم ہے اور مجھکو بادشاہ نے اسواسطے بھیجا ہے کہ جب تمھارے یہان فرزند ارجمند پروردگار عالم و عالمیان عنایت فرمائے مجھکو اطلاع دو کہ مین اُس صاحبزادۂ بلند اقبال صاحب حشمت و جلال کا زائچہ کھینچکر حال بتادون اور اُسکی پرورش و پرداخت کرکے بادشاہ جمجاہ کو مژدۂ مبارک باد بھیجون اور تا ہنگام پیدائش آفتاب عالمتاب اس مقام پر رہونگا یہان سے کہین نہ جاؤنگا غرض عبد المطلب عالی نسب والا حسب کو بہت سا زر و جواہر دیا اور خود بدولت خانہ فرحت آثار اس ماہ آسمان وفا کے منتظر رہے ناگاہ شاطر اقبال عزت و جلال نے خبر دی کہ گیارھوین تاریخ ماہ جمادی الاول دو شنبہ مبارک برج حمل سے آفتاب عالمتاب نکل کر درخشان ہوا نور نظر خجستہ سیر فرزند ارجمند سعادت مند عبد المطلب پیدا ہوا نظم

کہ طالع ہنر دان آفتاب منیر	منور شد بیدار چشم پدر	جہان گشت شد ابر و نامدار	صدائے مبارک شد آشکار

جب وہ ماہ فلک ہمت و شجاعت آفتاب عالمتاب آسمان صولت و شوکت پیدا اس صاحب حسن و جمال پر ایک عالم ہزار جان سے شیدا ہوا شعر اُسے دیکھ طفلی مین کہتی تھی دایہ ٭ یہ لڑکا طرحدار پیدا ہوا ہے ٭ دایۂ مشیت نے اُس فرزند ارجمند عالم پسند کو کنار عاطفت مین بشوق کمال لیا اور مادر دہر نے ہزار جان و دل سے اپنے کو قربان کیا خواجہ عبد المطلب نے فوراً خواجہ بزرجمہر کو مژدۂ جان فزا فرحت افزا دیا خواجہ بزرجمہر نے سنتے ہی اُس مژدۂ جان بخش کے سجدۂ شکر پروردگار بمسرت بسیار کیا اور ہمراہ عبد المطلب کے چلے خواجہ بزرجمہر خوشی خوشی دولت سرائے عبد المطلب نامدار پر آئے حضرت عبد المطلب نے خواجہ بزرجمہر کو مقام صدر پر بٹھایا اور اُس کوکب سپہر حشمت و اجلال و رفعت و اقبال کو لاکے دیا خواجہ بزرجمہر نے آغوش دل مین لیا پیشانی پر بوسہ دیا بہت شاد و مسرور ہوئے خیال فاسد دل سے بالکل دور ہوئے غنچہ خاطر شگفتہ ہوا مراد مین بہار آئی دل کی طرح سے سینے مین لگایا خواجہ بزرجمہر مشغول بوس و کنار فرزند ارجمند حضرت عبد المطلب تھے کہ ناگاہ ایک شخص نے آکر کہا کہ آپکے غلام کے یہان جسکا نام قتبیل ہے ابھی لڑکا پیدا ہوا ہے فوراً جناب عبد المطلب گئے اور قتبیل کے بھی لڑکے کو گود مین اٹھالائے خواجہ بزرجمہر نے اُسکو بھی گود مین اٹھا لیا چہرہ بزرجمہر کا شادی و مسرت سے سرخ ہوا اور قرعہ پھینکا دونون کا طالع دیکھا بہت خوش و خرم ہوئے اور کہا کہ اے عبد المطلب تمھارا صاحبزادہ بڑا صاحب اجلال بلند اقبال جہانگیر و جہان ستان نخرشی عالی زمان مرد مردانہ و شیر فرزانہ ہوگا یہ وہ ظفر قرین و صدر تمکین ہے کہ اسکو درگاہ ربانی کا شاہان روزگار و سلاطین عالی وقار فخر کرینگے اور بڑے بڑے بہادران

اولوالعزم و جوانان دلیر و جری غلامی اسکی قبول کرینگے قوت و طاقت مین بے عدیل زور و ہمت مین فرد پہلوانان جلیل ہوگا اسکی شمشیر
سے نظر سے کافران جہان کو نیا و منلی کی ہر جگہ برکت سے اس گلبن کے قدم کی گلشن اسلام کے کلی مثل گل کھلے گی یہ لڑکا کنندہ بیخ
نخل کفر و فساد ہے یہ لڑکا کشندہ بت پرستان مکار و ستمگار بد نہاد ہو یا شاہ واللہ اس لڑکے سے وہ کار نیک نمایان ہونگے کہ بڑے
بڑے شجاعان عالی ہمت مثل آئینہ حیران ہونگے گردن کو سرنگون اور لپسپ گری تا ملکوں ملکوں اپنا بد و بست کریگا

قطعہ عجب تمکو فرزند حق نے دیا	سہا گلشن کار عشرت ہوا	کہا سنکے یہ مژدہ جان فزا	کہ شکر ایسی خدا ست کبریا

پھر خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ ای عبدالمطلب آپ کے خادم قلیل کا لڑکا بھی بڑا صاحب نصیب ہوگا اور حرکات عجیب و
غریب ہونگے اور تمہارے صاحبزادے کا غلام با وقار فلک شمار ہوگا ہر دم مثل سایہ جدا نہ ہوگا خدمتگزاری میں نہایت ہر وقت
حاضر رہے گا نام اسکا مقبل ہوگا اور آپ کے صاحبزادے کا نام نامی اور اسم گرامی امیر ابوالعلا و مکی اور
امیر حمزہ صاحبقران لقب ہوگا پھر خواجہ بزرجمہر نے بادشاہ نوشیروان کی طرف سے منصب جلیل اس صاحبزادہ
بے عدیل کو دیا اور مشاہرہ بیش قرار معین کیا اور حکم عام دیا کہ آج کے روز جسکے یہان لڑکا پیدا ہوا ہو وہ ہمارے پاس
بے تاخیر لے آئے ہم اس لڑکے کا ملازم کر کے پرورش کرینگے ایہ ہاے عقیلہ نوکر رکھینگے انکے والدین کو زر و جواہر دیکے اپنا کر
وہ بہت شاد و مسرور ہونگے منادی نے تمام شہر مین ندا کی اور یہ خبر بھی شہر ملکہ گرد و نواح شہر مین مشتہر ہوئی کہ خواجہ بزرجمہر
وزیر باتدبیر بادشاہ نوشیروان عادل فرزند ارجمند حضرت عبدالمطلب کے واسطے کہ وہ آج ہی متولد ہوا ہے
آج کے دن کے مولود ملازم کر کے پرورش کرینگے اور زر و مال انکے والدین کو خاطر خواہ دینگے یہ خبر سنکے جن جن لوگون کے
یہان اسروز لڑکے پیدا ہوئے تھے وہ لوگ اپنے اپنے لڑکون کو گود مین لیے ہوئے خواجہ بزرجمہر کے پاس آئے
خواجہ بزرجمہر نے ان لڑکون کو ان کے والدین سے لے لیا اور دایہ ہاے عقیلہ انکی پرورش اور پرداخت کے لیے
معین کین اور انکے والدین کو انعام مین زر و جواہر عطا کیا اور جشن عام کا حکم دیا اور سپاہ اشرفی کے توڑون کا منہ کھولا تمام شہر مین
آئینہ بندی کرا دی ایک منادی ہر گلی کوچہ مین ندا کرتا پھرتا ہے کہ آج روز مولود امیر با توقیر امیر ابوالعلا و مکی ملقب بہ
حمزہ صاحبقران ہے جشن تولد اس صاحبزادہ بلند اقبال کا برپا ہوگا ہر شخص کو چاہیے کہ آگاہ ہو کر خوشی کرے اور جسقدر رکو
روپیہ کی ضرورت ہو خواجہ بزرجمہر وزیر باتدبیر بادشاہ نوشیروان عادل سے لے اور تین روز تک کل کھانا پینا سرکار
سے ملے گا اور تمام شہر مین روشنی کا حکم دیا و در ستہ ٹھاٹھر بندی کی گئی بڑے ہی عمدہ طور سے روشنی کا سامان کیا گیا ہزار
قیدی رہا کیے گئے مبارک سلامت کی ہر جگہ دھوم ہوئی جسکو تولد امیر کی خبر ہوئی اسکے یہان دن عید اور رات
شب برات ہو گئی اتفاقاً ضمری ساربان سہ کار فیض آثار حضرت عبدالمطلب کی زوجہ بھی حمل سے تھی اور حمل
اسکا سات آٹھ مہینے کا تھا وہ اسوقت اونٹون کو چرانے شہر سے باہر جانب صحرا گیا ہوا تھا جب وہان سے اونٹون کو
چرا کر پھرا اور شہر مین آیا تو عجب ایک جشن نوروزی نظر آیا دیکھا کہ ہر جگہ شہر مین مبارک سلامت کی دھوم ہے تہنیت
شادی علے العموم ہے لوگ آپس مین گلے ملتے ہین معانقہ کرتے ہین سرخ پوش ہین مشغول بجوش و خروش ہمہ تن
تہنیت بگوش ہین روشنی کا سامان ہر گلی کوچہ مین ہے ٹھٹر بندی ہو رہی ہے امیہ ضمری نے پوچھا کہ کیا
آج کوئی عید ہے اور کون سا روز عید سعید ہے کہ تم سب لوگ اس جشن شادی مین ہو اور یہ سامان آراستگی شہر کا ہے
سب لوگون نے کہا ای امیہ کیا تم آج شب سے اسوقت تک سو گئے ہو اور خواب غفلت سے اب چونکے ہو یا
کہین سفر کو گئے تھے اسوقت مسافت بادیہ پیمائی اٹھا کر آئے ہو کچھ خبر ہے کچھ کہو تو جانے کہان ہو آتے کہان سے ہو
امیہ نے کہا بھائیو دل لگی تو کرو نہین صاف صاف کہو اہل شہر نے کہا کہ ای بیخبر آج روز جشن تولد فرزند ارجمند جناب

عبدالمطلب ہو ایک وزیر بنام بزرجمہر وزیر اعظم بادشاہ نوشیروان آیا ہے اُسنے فرزند سعادتمند کا نام بقواعد نجوم امیر ابوالعلا ولکی رکھا ہے اور حمزہ صاحبقران لقب دیا ہے اور جس جس کے یہاں آج لڑکے پیدا ہوئے ہیں اُن سب لڑکوں کو بموجب حکم پرورش دیا ہے دایہ واسطے بیشمار ملازم ہوئی ہیں اور اُن لڑکوں کے والدین کو بیشمار زر و جواہر عطا کیا ہے یہ سنکر امیہ ضمری دوڑا اور نعوتوں کو لا کر باندھ دیا اور گھر میں آکر اپنی زوجہ سے یہ کل کیفیت بیان کی اور کہنے لگا کہ اری کمبخت کاش اگر تو بھی آجکے روز لڑکا جنتی کہ مجکو اور تجکو بھی زر و مال ملتا کہ عیش و عشرت سے بسر کرتے امیہ کی جورو نے کہا کہ میرا کیا اختیار ہے میں کیونکر لڑکا جنوں کہ تجکو زر و جواہر ملے امیہ نے کہا جس طرح سے ہو تو بھی لڑکا جن کہ مجکو بھی زر و جواہر ملے اُسکی زوجہ نے کہا کہ اے نادان ہر من قسم ذدل من طمع ارے احمق ابھی تو حمل سات ماہ کا ہے کیونکر لڑکا پیدا ہو بغیر انقضاے مدت حمل کہیں بھی کوئی عورت لڑکا جنی ہے اور اگر دن پورے بھی ہو جاتے اور حکم خدا ہوتا تو میں کیونکر لڑکا جنتی جب تلک کہ حکم منظور ہو اللہ کا یصورکم فی الارحام کیف یشاء ہوتا جب تک پیٹ سے ہرگز نہ نکلتا اچھا صبر کر کہ الصبر مفتاح الفرج ایسی طمع انسان کو خراب کرتی ہے ایسی باتوں میں انسان رسوا ہوتا ہے ایسی طمع مبتلاے عذاب کرتی ہے امیہ ضمری یہ کلام حیرت انجام زوجہ کے سنکر غصہ سے سر دھنکر نہایت خشمناک با دل چاک نہایت غصہ ہوا اور ایک ڈنڈا لیکر اٹھا اور کہا ہمیں ہیری منحوس قدمی آکر مجکو سمجھاتی ہے دنیا بھر زر و مال لئے جاتی ہے اور میرے ہاتھ کچھ بھی نہیں آتا تیرا ہی حصہ مفلس ہوا جاتا ہے ابھی ابھی تجھسے لڑکا جنوا دونگا اور زر و جواہر پاونگا زوجہ نے اسکی کہا کہ کچھ دیوانہ ہو گیا ہے یا کچھ پی کے آیا ہے نشہ میں مست ہو گیا ہے کہیں میرے اختیار میں ہے کہ لڑکا جن دوں اور تیرے اس رنج کو ٹال دوں اگر مال تیری تقدیر میں ہے تو کسی اور وسیلہ سے ملیگا گھر بیٹھے خدا دیگا مصرع آسکے دینے کے ہیں ہزاروں ہاتھ بیت خدا کی دین کا موسے پوچھئے احوال ٭ کہ آگ لینے کو جائیں پیمبری ہو جائے ٭ صبر کر لنظر بخدا رکھ کیوں اسقدر گھبراتا ہے ای بندہ زر و مال کے لئے مرا جاتا ہے ای احمق یہ مال دنیا کیا مال ہے ارے مال دنیا چہ شے کی مال ہے پروردگار عالم رزاق مطلق ہے وما من دابۃ فی الارض الا علی اللہ رزقہا کیا تونے نہیں سنا ہے اور قدرت تعالی رب الارباب کی نہیں جانتا ہے بیت

جواہر تو بخشے دل سنگ را ٭ تو بر روے گوہر کشی رنگ را ٭ اسی کی شان رفیع المکان میں ہے ٭ شعر ٭ آگ میں پیدا سمندر کو کرے ٭ قطرۂ ناچیز کو گوہر کرے ٭ دیگر آسیا کہتی ہے ہر صبح باواز بلند ٭ رزق سے بھرتا ہے رزاق دہن پتھر کے

جب امیہ ضمری کو اسکی زوجہ نے یہ سخن سنائے تو اُسکے دل پر رنج دولت کے سانپ لہرانے اور زیادہ تململایا اور بلبلا کر چلایا اری کمبخت میرا دل نہیں مانتا کہ یہ مال مفت ہاتھ سے نکلا جاتا ہے کیونکہ تیرے پیٹ سے بچہ نکال لوں اور خواجہ بزرجمہر سے زر و مال لوں یہ کہکر ڈنڈا تان کر چلایا کہ اری دیوانی نہیں اور ابھی بچہ جن تیرے باپ کا اجارہ ہے نطفہ ہمارا ہے ہم تیرے پیٹ میں نہیں رکھتے ابھی ہمارا بچہ نکال دے اگر تو اسوقت بچہ نہ نکالیگی تو میں تیرا سارا پیٹ نکالدونگا مارے ڈنڈوں کے مار ڈالونگا اگر آج کا دن ٹل جائیگا تو کل کچھ نہ ہاتھ آئیگا زوجہ اسکی اُسکے ڈنڈا تاننے پر بھاگی اور امیہ ضمری اُسکے پیچھے دوڑا تمام گھر بھر میں ادہم پڑ گیا اودھر تو وہ عورت بھاگتی پھرتی تھی اور ادھر امیہ اسکے پیچھے دوڑتا پھرتا تھا کہیں قابو نہ چلتا تھا وہ عورت تھکی بھاگتی پڑی پھرتی تھی اور کہتی تھی کہ شوہر ناحق خصم نے آج مری جان ماری ہے ٭ دوڑو محلہ والو تمہاری دہائی ہے ٭ جب عورت نے دیکھا کہ اب کسی طرح بچتی نہیں ہے خصم آج مار ہی ڈالیگا ہرگز زندہ نہ چھوڑیگا اسکو بچے گھڑے کی چڑھی ہے دولت کی چاٹ پڑی ہے گھبرا کر کوٹھے پر چڑھنے لگی سانس بچاری کی اکھڑنے لگی پیچھے یہ بھی ڈنڈا لیکر دوڑا زینہ پر جلدی جلدی چڑھنے لگا عورت نے جو پیچھے پھر کر دیکھا کہ خصم جلاد بھی آپہونچا گھبرا گئی اور ساری سدھ بھول گئی پاؤں جو پھسلتا ہے تو زینہ پر سے

اسکی تو سانس اکھڑ ہی چلی تھی مرگئی مگر بچہ زندہ پیٹ سے نکل پڑا ہٹا دن ہٹاون کرنے لگا امیہ ضمری نے جھٹ زمین پر سے کودکے بچہ کو اٹھا لیا یونہین بے نہلائے دھلائے آستین مین رکھ لیا لالچ طمع زر سے اب مبہوت تھا کہ جورو کی طرف مطلق خیال بھی نہ کیا تو گویا بچہ لیکر خواجہ بزرجمہر کے پاس پہونچا اعزا اور اقربا نے جو امیہ کی جورو کا یہ حال دیکھا سب دوڑ پڑے اس عورت مین کچھ دم نہ پایا رونے لگے نوحہ و بکا کیا پھر سامان دفن و کفن کا مہیا کیا وہ سب کے سب تو مشغول تجہیز و تکفین ہوئے اور یہان سنئے کہ امیہ بچکو لیے اسیطرح خوشی خوشی خواجہ بزرجمہر کے پاس آیا اور سارا حال بیان کیا خواجہ بزرجمہر بہت ہنسے حضرت عبد المطلب بھی بیٹھے تھے انھون نے جو یہ حال سنا امیہ ضمری سے کہا کہ تو نے بڑا غضب کیا ایک تو جورو کی جان لی دوسرے بے نہلائے دھلائے بچے کو اپنی آستین مین رکھ لیا آپ بھی نجس ہوا لباس کو بھی نجس کیا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اچھا بچے کو لاو امیہ نے جو ہاتھ آستین مین ڈالا تو بچہ ندارد بڑا تعجب ہوا سمجھا کہ آنے کی گھبراہٹ اور عالم خوشی مین کہین آستین سے راہ مین گر گیا ہے نہایت بدحواس ہوا رو کر چلایا کہ واے مردیم جس طمع زر کے لیے اتنی بڑی جانکاہی کی وہ بچہ منہوئی زوجہ کی بھی جان گئی بچہ بھی کھو گیا دولت کے عوض مفت کا رنج و صدمہ ملا بقول شاعر شعر گلیم بخت کسے را کہ بافتند سیاہ ٭ بآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ٭ دیگر تیرے ہجر مین ہم تو خدا کی قسم نہ ادھر کے ہوے نہ ادھر کے ہوے ٭ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے ہوے نہ ادھر کے ہوے ٭ ناظرین پر واضح ہو کہ اس خفگی مشتی اور دھاچوکڑی مین شام کا وقت قریب آگیا تھا اب جو امیہ ضمری خواجہ بزرجمہر کے پاس سے مایوس ہو کر پھرا تو بالکل شام ہو گئی تاریکی پھیل گئی لیلاے شب نے زلف شکین کو کھول دیا سواد شام کا سمان بندھ چکا سڑکو نپر تھا مہر بندی کی گیلاسوئین روشنی ہونیلگی رونق بازار شہر تو دونی ہو گئی تھی مگر امیہ ضمری کی آنکھون مین دنیا سیاہ تھی صدمہ و الم سے لب پر آہ تھی غرض کہ آب دیدہ وہانسے پھرا راستے مین اس بچکو اسطرح ڈھونڈھتا تھا کہ جسطرح کوئی سوئی کو ڈھونڈھتا ہے اور کہتا تھا کہ ارے کم بخت بچے کہین لیا ہو کر زیادہ دیر ہو جائے اور خواجہ بزرجمہر زر و مال بانٹ بونٹ کر بیٹھ رہے تو پھر کوڑی میرے ہاتھ نہ لگیگی جو کوئی راستے مین پوچھتا تھا کہ امیہ ضمری کیا ڈھونڈھتے ہو کیا کھو گیا ہے تو جواب دیتا تھا کہ میرے بخت گمگشتہ کا پتا نہین ہے اسیکو ڈھونڈھتا ہون اور اسی کی تلاش مین جگر پاش پاش ہے ابھی بچہ پیدا ہوا تھا اسے خواجہ بزرجمہر کے پاس لیے جاتا تھا اتفاقاً کہین راہ مین گر پڑا پتا نہین لگتا کہ کیا ہو گیا یہ وحشت خیز باتین سنکر کچھ لوگ ہنستے تھے کچھ دست تاسف ملتے تھے کچھ امیہ کے ساتھ ڈھونڈھنے لگتے تھے آخر کار جب کہین پتا نہ لگا فرط الم سے راہ مین بیٹھ کر رونے لگا اور خنجر کھینچکر چاہا کہ اپنے کو ہلاک کرے اور قصہ ہی پاک کرے یکایک بچہ اسکی بغل مین کلبلایا کچھ زیر بغل رینگتا سا معلوم ہوا اب جو امیہ ضمری ٹٹولتا ہے تو زیر بغل وہی بچہ بالا بھولا نظر پڑا امیہ بہت خوش ہوا لڑکے کو بغل سے نکالکر ہاتھ پر رکھ لیا اور یہ کہتا ہوا چلا کہ ایسا نہین پھر گم ہو جائے مجھے شہر کی گلیون کی خاک چھنوائی یہ لڑکا بڑا مرشد معلوم ہوتا ہے ابھی سے میرے ساتھ دل لگی کرتا ہے غرضکہ اسی طرح ہاتھو نپر لیے ہوئے خواجہ بزرجمہر کے پاس پہونچا نظم نشد عیش خواجہ بد نفسان واوان ٭ کہ طفلش ہست و ثنا بر زبان ٭ سنا و ہ پسر پیش او شکوہ راند ٭ کہ این طفل زیر بغل دیر ماند ٭ بکردیم من جستجو دیر تر ٭ وز آن بعد ظاہر شد این بی خبر امیہ ضمری نے خواجہ بزرجمہر سے کہا کہ حضور لڑکا ملا غلام لایا ملاحظہ فرمائیے خواجہ نے لڑکے پر جو نگاہ کی بے اختیار صورت دیکھکر ہنسی آگئی کہنے لگے کہ یہ آدمی کا بچہ ہے یا چوہے کا بچہ ہے ماشاء اللہ عجیب ہیئت ہے جس سے دیکھنے والون کو دہشت معلوم ہو سر کیا ہے ہراری کی لومڑی ہے گٹھا ہوا صفا چٹ زہرہ سی آنکھیں خرگوش کے سے کان گلگلا سے گال خوبانی کے برابر ناک موٹے موٹے ہونٹھ دبلا پتلا سوت سی گردن تنکا سے ہاتھ پاؤن طباق سا سینہ ہنڈیا سا پیٹ یہ بچہ انسان حیوان ہے کہ عجیب الخلقت انسان خواجہ متعجب ہوئے

اور شان پروردگار پر نظر کی قرعہ پھینکا زائچہ کھینچا حساب اشکال بطریق سیارگان نکال کر بعد غور بسیار ارشاد فرمایا کہ یہ لڑکا بڑا
اولوالعزم نصیبا ور جوان بخت و جوان دولت جوان سال ہوگا ایہا الناس قدرت خدا سے یہ لڑکا بلا سے روزگار فتنۂ
دوران نیرنگ بین و زمان مکار طرار جرار خنجر گذار سردار سرواران عیاران تیغ زن صف شکن سب بے نظیر ہر فرد
جوان و پیر ہر ایک کام مین مشاق بلکہ یگانۂ آفاق ہوگا مثل اسکے تاقیامت کوئی لڑکا پیدا نہوگا اور یہ امیر ابوالعلاء
کی کا وزیر خوش تدبیر ہوگا اسے امیر سے محبت کامل ہوگی ہر جگہ ہر حال مین امیر کے سینہ سپر رہیگا بڑے بڑے مرحلے سر
کریگا امیر با توقیر پر اپنی جان قربان کریگا اپنے دشمنون کو بے جان کریگا اسی لڑکے کو لوگ تراشندۂ ریش کافران و سرندۂ
جادوگران کہین گے اُمیہ ضمری یہ کلام نیک انجام سنکر نہایت خوش ہوا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اس لڑکے کا نام
عمرو بن اُمیہ ضمری رکھو اور ایک صندوقچہ پراز زر و گوہر آمیہ کو انعام مین دیا اور تنخواہ مقرر کرکے دایہ کے سپرد کیا
اور حکم دیا کہ امیر با توقیر کے ساتھ اسکی بھی پرورش کیجائے خواجہ عبدالمطلب کے محل مین یہ لڑکا بھی رہے ناظرین پر
واضح ہو کہ خواجہ بزرجمہر نے جو لڑکے منگوائے تھے تو اُس روز بارہ ہزار لڑکے آئے تھے خواجہ نے اول سب کے
والدین کو مالامال کر دیا تھا اور ہر لڑکے کے لئے ایک ایک دایۂ عاقلہ مقرر کر دی تھی اور سب کی تنخواہین مقرر کر دی تھین
از جانب بادشاہ نوشیروان سبکو نوکر رکھ کے امیر ابوالعلاء کو سرداران سبکا معین کیا تھا اور عمرو بن اُمیہ ضمری کو وزیر معین
کیا تھا اور سرگروہ اطفال خردسال کیا تھا اور اسقدر سامان عیش و عشرت بہم پہونچا دیا تھا کہ بادشاہ ہفت اقلیم کو بھی میسر نہ ہوگا
الغرض جب چھٹی کا دن آیا تو خواجہ نے سب بڑا سامان چھٹی کا مہیا کیا جوڑے خلعت تقسیم کئے لوگون کو انعام دیا مادر
حمزہ کو پہلے عورات خادمات نے نہلایا اُسکے بعد اور جو بارہ ہزار لڑکے تھے اُن سب کی ماؤن کو نہلوایا اور مادر
عمرو تو مر ہی چکی تھی اُسکی قابلہ کو نہلایا اُسکی دایہ کو غسل دلوایا اور مادر حمزہ کے ساتھ سبکو مثل
زچاؤن کے عروس شب اول بنایا سہیلیون نے لباس فاخرہ پہنا زیور جواہر نگار زیب جسم کیا افشان چنی گئی مسّی جسم پر
کاجل دیا گیا بناؤ سنگار کیا بڑے ساز و سامان کے بارہ ہزار زچاؤن نے تارے دیکھے فلک ہفت رنگ مادر حمزہ صاحبقران
پہ نثار ہوا تارون کو مثل زر کے پچھاور کیا مشتری فلک اس زچۂ زہرہ جبین کی خدمتگذاری کو حاضر ہوئی ماہ چاردہ
آئینہ دکھا رہا تھا خورشید تابان کرن اپنی مثل ریزہ ہائے زرین کتر کتر کے صورت افشان چھڑک رہا تھا زمین زر
ریز سامیان فلک لاجورد تارون سے جواہر خیز مریخ آسمان تلوار لئے ہوئے مادر صاحبقران پر سایہ فگن تھا خسرو خاور یعنی
آفتاب عالمتاب قوس قزح کی تیر کمان ہاتھ مین لئے ہوئے سقف زچاخانہ پر مرگ پر مار رہا تھا زہرۂ فلک مشغول ترانہ سازی کو کو
فلک بعید سوز و ساز مصروف خوش آوازی نجوم چرخ زبرجدی پنجا ور کر رہی ہے الغرض جب خواجہ بزرجمہر نے ساتوین روز
تقریب چھٹی سے مہلت پائی اب مدائن جانے کا سامان کیا اور حمزہ صاحبقران کو سپرد دایۂ محافظت ایزدی کر کے
عبدالمطلب سے کہا کہ یہ سب لڑکے اور دایہ وغیرہ تمہارے حوالے مین عبدالمطلب نے کہا کہ اے خواجہ بزرجمہر
پہلے تو یہ بندوبست کیجئے کہ آج امیر کی پیدایش کو ساتوان روز ہے اور آپ نے یہ سب کچھ سامان عیش مہیا کیا مگر امیر
با توقیر نے اسوقت تک نہ اپنی مان کا منھ دیکھا نہ اور کسی دایہ کا اور اب کل سے گریہ و زاری اور اضطراب و بیقراری
زیادہ ہے ذرا آپ ملاحظہ فرما کر غور کیجئے کہ کیا سبب ہے کیا اسرار ہے کیا مشیت پروردگار ہے خواجہ بزرجمہر نے قرعہ پھینکا
اور زائچہ کھینچکر غور کیا خواجہ عبدالمطلب سے کہا کہ امیر با توقیر کسی دایہ کا دودھ نہ پینگے مگر ایک زن صالحہ بالغہ
عاقلہ موسومہ قاقہ تنگ رو واصل مین سکونت پذیر ہین نام اُسکا عاویہ بانو ہے اگر وہ بی بی تشریف لائین اور دودھ
پلائین تو البتہ صاحبقران دودھ پینگے ورنہ بے شیر نہ جئینگے عبدالمطلب نے جب یہ کلام معیبت انجام خواجہ بزرجمہر

سے ناعرو کے باپ اُمیہ ضمری کو بلایا اور فرمایا اے اُمیہ ناقۂ تیز رفتار پر سوار ہو کر جا بطرف قلعۂ تنگ رواحل کے جا اور
عادیہ بانو کو ہمراہ لیکر آ میری طرف سے بعد رسم سلام کہنا کہ اے ملکۂ دوران میرے یہان فرزند ارجمند کہ نام اُسکا امیر
صاحبقران ہے پیدا ہوا ہے اور سات آٹھ روز گذر چکے ہین دودھ کسیکا نہین پیا لہذا امیدوار ہین بنظر تحسین التماس ہے کہ یہ
امر خیر اور باعث خوشنودی پروردگار عالم کا ہے اگر تم چاہو تو یہ طفل صغیر پرورش پاوے اور تم اپنی آغوش مین لیکر اسکو
دودھ پلاؤ اور پرورش کرو اسکا اجر تمکو ارحم الراحمین دیگا خواجہ عبدالمطلب نے بمنت سماجت تمکو بلایا ہے کہ اگر تشریف
لاؤ تو اس طفل صغیر بے شیر کی جان بچ جاوے امیہ بحکم عبدالمطلب ناقۂ تیز رفتار پر سوار ہو کر مکانسے طرف ملک قلعۂ تنگ
رواحل کے چلا اب راویان اخبار فرحت آثار یون بیان کرتے ہین کہ بی بی عادیہ بانو قلعۂ تنگ رواحل مین رہتی تھین
اُنکے یہان بھی ایک لڑکا حسین و خوبصورت جری دلاور بہادر طرحدار گلرخسار پہلوان عادی کے نام سے ملقب تھا اور
اصلی نام اسکا ایل عادیان پور شدادیان پہلوان ہفتی عرب بن کپتان کرب عمرو معدیکرب تھا اسکی پرورش مین بشوق
رہتی تھین جب پہلوان عادی قریب ایک سال کے پہونچا تو ایک دن ملکہ عادیہ بانو نے خواب مین جمال بے مثال حضرت
ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو مشاہدہ کیا حضرت خلیل اللہ نے کہا کہ اے عادیہ بانو اب تم اسلام قبول کرو اور زنگ
کفر آئینۂ دل سے مٹاؤ کس خواب غفلت مین ہو اٹھو کہ تمہارے بخت کی بیداری کا زمانہ آگیا مکہ مین خواجہ عبدالمطلب
سردار قریش کے یہان ایک لڑکا پیدا ہوا ہے کہ نام اسکا ابو العلاء مکی اور لقب اسکا حمزۂ صاحبقران
ہے وہ والی پردۂ قاف ثانی سلیمان شاہ شاہان ہوگا وہ تمہارے دودھ پینے کا منتظر ہے سات روز ہوئے ہین
کہ اُسنے کسیکا دودھ نہین پیا اور نہ کبھی کسیکا دودھ پیئے گا اور نہ کسی پستان دایہ کی طرف رُخ کریگا تمہارے
گھر کی طرف رُخ کرتا ہے اور روتا ہے اشک حسرت و یاس سے منہ دھوتا ہے گویا تمہین بلاتا ہے ابھی اسکی کیا بساط ہے
سات روز کا مولود وہ صاحب انبساط ہے یہ شرف مخصوص حق تعالی نے تمہارے ہی واسطے مقرر کیا ہے کہ تم اپنا دودھ
اُسکو پلاؤ رضامندی خدا کرو پھر درگاہ رب العزت سے جو طلب کرو سو پاؤ شیر پلاؤ اسے دودھ تم صبح و شام بہ سعادت
ہے اس کام مین لاکلام ٭ ملکہ عادیہ بانو نے خواب مین جو یہ مژدۂ جانفزا زبانی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے سنا
فوراً بیدار ہوئین کلمۂ طیبہ زبان پر جاری کیا بتصدیق دل مسلمان ہوئین اپنے لڑکے کو بھی چھوڑا اپنے یگانون سے منہ
موڑا ناقۂ تیز رفتار پر سوار ہو کر قلعۂ تنگ رواحل سے نکلکر صحراے پر آشوب کی راہ لی طرف مکۂ معظمہ کے چلین جسے کہ
شوق دیدار فرحت آثار امیر ابو العلاء مکی صاحبقران زمان مین رات بھر چلین کہین دم بھر نہ ٹھہرین نہ ناقے سے اترین
کہ جسوقت فلک پر سفیدۂ سحری نمودار ہوا اور ظلمت شب برطرف ہوئی خسرو خاوری نے اپنے نور سے اس عالم
فانی کو نورانی کیا سبزۂ نودمیدہ لہکنے لگا نسیم سحری جھونکے لے لیکر عاشق مزاجونکا دل لبھانے لگی جابجا طیور حمد الٰہی
کرنے لگے بلبلین نغمہ سرائی مین مشغول ہوئین ہر ایک کے دل کو گونا گون فرحت حصول ہوئی ملکہ عادیہ بانو کے قلب کو بھی
ایک عجیب قسم کی بشاشت اور فرحت حاصل ہوئی تب ملکہ عادیہ بانو نے بفہم و فراست و عقل و کیاست دریافت
کیا کہ شاید مین قریب مکۂ معظمہ کے پہونچ گئی بیشک یہ مولود مسعود امیر ابو العلا کوئی فرزند صاحب کرامت ہے
کہ منزلون کا راستہ اتنا جلد طے ہو گیا لاریب یہ بچہ خدا کا پیارا ہے کہ صبح نہونے پائی مکۂ معظمہ مین خدا نے مجھکو پہونچا دیا
اتنے مین فی الجملہ روشنی بھی ہو گئی ملکہ عادیہ بانو آگے بڑھین دیکھا کہ ایک ناقہ سوار چلا آتا ہے عادیہ بانو نے اس سے
پوچھا کہ یہ کون شہر ہے اسنے جواب دیا کہ یہ سرحد مکۂ معظمہ ہے کل سے مین مکان سے چلا ہون اسوقت تک یہان پہونچا
ہون اب آگے اور عملداری ہے اور مجھکو نہایت تعجب ہے کہ میرا آقازادہ امیر حمزۂ صاحبقران پیدا ہوا ہے اور

تا ایندم آنحضرت دور گذرے ہین کہ دودھ کسیکا نہین پیا معلوم ہوتا ہی کہ سواے ملکہ عادیہ بانو کے اور کسیکا دودھ نہ پئینگے
خواجہ عبد المطلب نے مجکو واسطے طلب کرنے عادیہ بانو کے بھیجا ہی مین ملکہ انکو بلانے جاتا ہون نام میرا امیہ
ضمری ہی عادیہ بانو نے کہا کہ اے امیہ تو قلعہ تنگ رواحل کو نہ جا کہ میرا ہی نام عادیہ بانو ہی مین قلعہ تنگ رواحل
سے آتی ہون اور مکہ معظمہ کو جاتی ہون مجکو عین رویاے صادقہ مین حکم جناب خلیل اللہ ہوا ہی کہ اے عادیہ بانو جلد جا اور صاحبقران
کو دودھ پلا کہ وہ بن دودھ ترٹپ رہے ہین مین فورًا بیدار ہوئی ہی روانہ ہوئی باشتیاق امیر حمزہ صاحبقران شب بھر چلی
ہون اسوقت یہان پہونچی ہون امیہ ضمری نہایت متعجب ہوا شان کردگار کو دیکھ کر ملکہ عادیہ بانو کے پاؤن پر گر پڑا
منت وانکسار کرنے لگا کہ براے خدا جلد تشریف لیچلیئے کہ نوزادہ میرا ساٹھ روز سے بن دودھ پڑا ہوا ہی اور ضعف
ونقاہت واشکباری بے حد وشمار ہی یہ کہکے مہار ناقہ کے تھامے ہوئے جلو مین پیدل دوڑتا ہوا اور ملکہ عادیہ بانو
کی رکابداری کرتا ہوا دولتسراے جناب عبد المطلب پر پہونچا عبد المطلب کو بڑھ کر خبر دی کہ ملکہ آئین خواجہ
عبد المطلب نے بڑھکر پیشوائی کی بڑی تعظیم وتکریم سے لاے جسوقت ملکہ عادیہ بانو کو جمال عدیم المثال صاحبقران
نظر پڑا دوڑ کے آغوش مین لیا بہت پیار کیا نقد جان ودل نثار کیا امیر با توقیر ملکہ عادیہ بانو کی صورت دیکھکر ہنس دیے
ہاتھ پاؤن مار کر ہمکنے لگے ملکہ نے دودھ دیا امیر با توقیر نے بخندہ پیشانی دودھ پیا رونا موقوف کیا عبد المطلب
ملکہ عادیہ بانو کے پاس تشریف لاے سجدہ شکر بدرگاہ رب العزت بجا لاے اوسیوقت امیہ ضمری عمرو کو ہاتھونپر
لے عادیہ بانو کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اے ملکہ اس لڑکے کی ماں مرگئی ہی امیدوار ہون کہ ثواب
بے حساب سمجھکر اسکو بھی دودھ پلادیجئے اور درگاہ غفور الرحیم سے اجر عظیم لیجیے نظم بکن رحم این طفل بے مادر است
پدر مرد وبیچارہ وبے زر است چو بشنید این سخن عادیہ چون ازو بدو گفت خوب است ای نیکخو بدہ طفل مارا کہ شیرش دہم
در آغوش خود پرورش میکنم الغرض ملکہ عادیہ بانو نے دونون لڑکون کو بشوق تمام دودھ پلایا اور مثل مادر مہربان
سایۂ عاطفت مین لیکے پرورش کرنا شروع کیا ہر لحظہ وہر ساعت دونون کی پرداخت کرتی تھین امیر کا آلش عمرو بن
امیہ ضمری کو بھی پلادیتی تھی راوی بیان کرتا ہی کہ ملکہ عادیہ بانو کا دودھ اسقدر افراط سے قوت دار اور طاقت دار
تھا کہ سات تابہ آہن تہ بتہ رکھکر جب دودھ کی دھار ماری ساتون تہین توڑکر باہر نکل گئی لوگون کو یہ سنکر استعجاب ہوتا تھا
اکثر اسکا امتحان ہوتا تھا الغرض امیر با توقیر اور عمرو بن امیہ ضمری پرورش پانے لگے مگر عمرو کی شرارت اسی زمانے
سے ظاہر ہوتی جاتی تھی کہ ملکہ عادیہ بانو ملاحظہ کرتی تھین کہ دونون لڑکے دودھ برابر پیتے ہین مگر عمرو دن بدن فربہ
اور توانا ہوتا جاتا ہی اور امیر با توقیر روز بروز لاغر ہوتے جاتے ہین کہ اگر کوئی شخص اجنبی دیکھے تو صاف کہدے کہ امیر
کو دودھ نہین ملتا اور عمرو دودھ سے خوب سیر ہوتا ہی ملکہ عادیہ بانو کو دیکھکر بڑا استعجاب ہوتا ہی اور دمبدم رنج وملال
بے حساب ہوتا ہی ولیکن کہتی ہین کہ ای پروردگار عالم ای رزاق الامم یہ کیا اسرار ہی اسی فکر مین ہر روز رہا کرتی
تھین ایک روز رات کو عادیہ بانو نے یہ تماشا دیکھا کہ جب امیر با توقیر پستان منہ مین لیکر دودھ پینے کا قصد کرتے ہین
فورًا عمرو امیر کے منہ سے کھینچکر پستان اپنے منہ مین لے لیتا ہی اور دودھ پینے لگتا ہی جب امیر با توقیر دوسرا پستان منہ
مین لیکر دودھ پینے لگتے ہین عمرو وہ بھی امیر کے منہ سے کھینچ لیتا ہی اور امیر کو دودھ نہین پینے دیتا اور آپ بخوبی سیر ہو کر
چھٹتا ہی امیر اول روز سے صابر وشاکر ہین آبدیدہ ہو کر چپ رہتے ہین ملکہ عادیہ بانو یہ حال دیکھکر نہایت متعجب ہوئین
اور امیر کے حال پر نہایت رحم آیا بہت سا پیار کیا اور پستان امیر کے منہ مین دیا اور نہایت شفقت اور دلاسا دیا
اور عمرو کو دو انگلیون سے طمانچہ مار کے کہا او تابکار اتنے سے سن مین تو ایسا فتنہ پرداز سارق ہی اپنے آقا سے دغا بازی

کرتا ہے معلوم ہوا کہ تو اسیطرح امیر کو ہمیشہ سے دودھ نہین پینے رہتا تھا اسیوجہ سے یہ فرزند ارجمند دبلا ہوا جاتا ہے پھر تو ملکہ عادیہ بانو نے وقت مقرر کردیئے کہ پہلے جاگتے ہین کئی بار امیر حمزہ صاحبقران کو اپنی آغوش شفقت مین لیکر دودھ پلادیا کرتی تھین اور انکی پرورش مین زیادہ جد و جہد کرتی تھین شبکو ہوشیار سوتی تھین غافل ہوکر نہ سوتی تھین امیر با توقیر کو اپنی روح و جان سمجھتی تھین بہت چاہتی تھین مان سے زیادہ الفت و محبت کرتی تھین اگر بنصیب عدا ذراسی انگلی دکھ گئی دل بیچین ہوگیا بیقرار ہوکر اپنی چھاتی سے لگالیا پیار کیا تشفی اور دلاسا دیا امیر کی راحت سے راحت صحت سے صحت خوشی سے خوشی ملال سے ملال ہوتا ہے اسیطرح زمانہ صغر سنی گذرتا ہے ناظرین پر واضح ہو کہ وہ داستان جو ہشام بن علقمۂ خیبری کی بیان ہوچکی ہے اور مادر ہشام کو دوسرے ملک مین ایک کاہ فروشن کے بیان چھوڑا ہے اب وہ بیان کیجاتی ہے بعد اسکے امیر کی کیفیت اور روئداد عرض کیجائیگی

دو کلمہ داستان حیرت بیان پیدا ہونا ہشام بن علقمۂ خیبری کا اور پرورش پانا گھر مین کاہ فروش کے اور دفینہ ملنا مادر ہشام کو اور خزانہ اور بارگاہ ہشامی ملنا ہشام کو اور قتل کرنا دیوکو اور اپنی ملک کی فتح لے آنا بہ جماعت کثیر

پلا ساقیا بادۂ لالہ رنگ	کہ ہوشہ کی تازہ و دلکو امنگ	سبو و صراحی و خم ہین کدھر	مجھے جام بھر بھر کے دے بے خطر
نہ کر دہشت عاشقان وعدہ و	پلا ساقیا جام پر جام تو	طبیعت کو ہو جوش ہر دم سوا	تعلی بھی دکھلائے ذہن رسا
شراب زلال مصفا پلا۔	نہ کر مجھسے پہلو تہی ساقیا	نہ بدنام میخانہ کر ساقیا	پلا بادۂ تازہ تر ساقیا
سحر کو شب و روز دے وہ شراب	کہ شرمندہ ہو ساغر آفتاب غزل	معرفت مین تیری ذات پاک کے	اڑتے ہین ہوش و حواس ادراک کے
گل کھلے پڑے ہوے پوشاک کے	پانون پھیلے تا بدامن چاک کے	نام لے سکتے نہین محبوب کا	کیا کہین کشتے ہین کس سفاک کے
مست ہوکر جاینگے اے منچوہ	آتے ہین ہنستے لغب کو ناک کے	آفرین صد آفرین دشت جنون	خوب ہی پرزے گئے پوشاک کے

روایت کنندگان عیش و نشاط حکایت تولیان بساط بے بساط بعد انبساط اس حکایت کو صفحۂ قرطاس پر یون تحریر کرتے ہین کہ جب مادر ہشام بن علقمۂ خیبری بخوف ہلاکت و بدہشت جان بھاگ کے شہر سے تباہ و برباد ہوکر ملک دیگر مین ایک کاہ فروش کے بیان پوشیدہ ہوئی حاملہ تھی ہشام پیٹ مین تھا اتفاق سے وہ عورت حاملہ اسی صحرا مین کسی مقام پر بیٹھی ہوئی پیشاب کررہی تھی کہ کسیقدر گڑھا پڑ گیا جب پیشاب کرچکی اور خیال کیا تو معلوم ہوا کہ ایک سوراخ ہے اور زمین بھی پولی معلوم ہوئی ایک لکڑی اٹھائی اور زمین کو کریدنا شروع کیا جب کریدتے کریدتے کسیقدر غار ہوگیا اب اُس عورت نے ایک ٹھیکرے سے کھود کھود کر ہاتھ سے مٹی ہٹانا شروع کیا مٹی ہٹاتے ہٹاتے ایک غار عمیق ہوگیا دیکھا کہ ایک دروازہ ہے کہ مقفل ہے اور کنجی دروازے کی زنجیر مین بندھی ہوئی ہے یہ عورت فوراً اُس غار مین اُتر گئی اور کنجی لیکر قفل کھولا اندر گئی دیکھا کہ بہت بڑا خزانہ ہے زر و مال بحساب و جواہر بے انتہا بھرا ہوا ہے روپے اشرفیان ڈھیرون بھرے ہوے ہین یہہ دیکھکر بہت خوش ہوئی اور تمام خزانے کی سیر کرکے پھر آئی دروازہ اُسیطرح بند کرکے مقفل کردیا اور سب مٹی ہاتھون سے ہٹاکر برابر کردی زمین ہموار ہوگئی کسیکو ثبوت نہ ہوا پھر کاہ فروش کے بیان چلی آئی بعد کئی روز کے اپنا زیور کاہ فروش کو اتار کردیا اور کہا اے بھائی مین چاہتی ہون کہ تم مجھکو علیحدہ کسی مقام پر ایک مکان تعمیر کرادو چار دیواری کھنچواکر ایک چھپر وغیرہ ڈالدو کہ مین علیحدہ رہا کرون کاہ فروش نے وہ جواہر کا زیور اُس عورت سے لیکر فروخت کیا اور روپیہ نقد کرلیا اور اپنے چھپر کے قریب اُس کاہ فروش نے دیوارین کھنچوانا شروع کین اُس عورت نے اسقدر صحن وسیع کا خیال کرکے دیوارین اٹھوائین کہ وہ دفینہ بھی اُسی مکان کے اندر آگیا مکان قابل رہنے کے تعمیر کرالیا اب اُسی مکان مین رہنے لگی بعد چندے کے اُسی مکان مین ہشام پیدا ہوا اور وہ عورت اُسی خزانہ سے روپیہ نکالکر صرف کرنے لگی اور

ہشام بن علقمہ کی پرورش مین مشغول ہوئی جو کوئی پوچھتا تھا تو کہتی تھی کہ لڑکا یتیم ہو اسکے باپ کو بختک ملعون وزیر بادشاہ
نوشیروان نے مار ڈالا اور شہر کو تباہ و برباد کر دیا یہانتک کہ اب ہشام پانچ برس کا ہوا اسکی ماں نے
اُسی خزانہ سے زر و جواہر نکالکر فروخت کیا اور ہر فن کے اُستاد اور معلم و اتالیق اور پہلوانان جنگ آزما ہنرنما نوکر رکھے
وہ ہشام کو ہر طرح کا ہنر و فن سکھانے لگے پڑھانے لگے تھوڑے زمانے مین ہشام بن علقمہ خیبری بھی حد جوانی پر پہونچا
زور و جرأت و قوت و طرحداری دکھانے لگا کہ ایک روز مادر ہشام نے اُس سے تمام حالات ملک خاور اور قتل علقمہ
اور بختک کا قتل عام کرنا اور تمام شہر اور گرد و نواح شہر مین خونریزی کرنا اور خوف زدہ ہو کر اپنا بھاگنا اور کاہ فروش کے
یہان آکر چھپنا کل کیفیت بیان کی ہشام چین بہ جبین ہو کر قبضۂ شمشیر کو دیکھنے لگا اور کہا کہ ای والدہ خیر کیا مضایقہ اگر بختک
نامرد نے بحکم بادشاہ نوشیروان میرے باپ کو قتل کیا اور شہر کو تباہ و برباد کر کے میری ماں کو دربدر کیا تو خیر دیکھو تو مین بھی قسم بہ لات
و عزیٰ و منات اعلیٰ کی کیسا تو عوض بادشاہ نوشیروان اور بختک نامرد سے لیتا ہون کہ وہ بھی یاد کرین ای مادر گرامی
سن لینا کہ مین نے کیا کار نمایان کیا جس وقت اور جس زمانہ مین ہوا اب اُس روز سے ہشام بن علقمہ خیبری آٹھ پہر اسی فکر مین
رہتا تھا اور آدمی چیدہ چیدہ اور پہلوان بڑے بڑے زور آور صف شکن تیغ زن نوکر رکھنے لگا تھوڑے عرصہ مین ایک جماعت
کثیر اسنے جمع کی بیس ہزار فوج جرّار سرداران نامدار ہشام کے ہمرکاب ہوئے اور بصلاح مادر مہربان ہشام نے اُس کاہ فروش
کو اپنا وزیر معین کیا اب اسکا یہ حال ہو کہ وہی خزانہ صرف کرتا ہو غرور سے پانون زمین پر نہین دھرتا ہو گھوڑے کی گرمی بہ نشۂ بادۂ نخوت
سے مست گردی چرخ بیدار اسکے سامنے پست ہو جون کے بھل چلنے لگا آہنگ زور جوانی ہر شخص سے لڑائی جرأت کا ولولہ اپنی ساد
کا غرہ کج کلاہ ٹیڑھی نگاہ کسی سے سیدھی بات نہین رسم مروت کسیکے ساتھ نہین تیغ بازی کا ذوق تیراندازی شوق شکار کھیلنے
ادھر اُدھر جایا کرتا ہو کسی سے نہین ڈرتا ہو ایک روز ایک جانب سبزہ زار کی طرف چند رفقا و لوازم ساتھ لئے شکار
کھیلنے لگا وہان کچھ ہرن چراگاہ مین سبزہ پر چر رہے تھے ہشام کی جو نگاہ پڑی آگے پیچھے گھوڑا ڈالا وہ ہرن تو کلیلین کرتے
ہوئے سن سن صحرا کی طرف نکل گئے یہ منھ دیکھکر رہگیا مایوس پھر اراہ مین ایک فقیر کامل ایک درخت سایہ دار کے نیچے
بیٹھا تھا اُسے دیکھکر ہشام گھوڑے سے کود پڑا بیٹھ گیا فقیر نے کہا تو کون ہو اور کیا نام ہو تیرا اسنے کہا کہ میرا نام ہشام بن
علقمہ خیبری ہو فقیر نام سنکر ہنسنے لگا اور کہا کہ ای ہشام تو بڑا خوش نصیب معلوم ہوتا ہو تو تاج و تخت نوشیروانی پر قابض ہوگا
ہشام نے کہا کہ شاہ صاحب بھلا مین کیونکر بادشاہ نوشیروان کا مقابلہ کر سکتا ہون اُسکے پایۂ تخت مین تین کرور کی
جمعیت لشکر جرّار کی ہو اور اُسکے وزیر کیسے بے نظیر خوش تدبیر مین فقیر نے کہا تیرا الطالع زبردست معلوم ہوتا ہو اور معلوم
ہوتا ہو کہ مال و دولت مثل خزانہ کے تیری قسمت مین ہو بارگاہ ہشامی اور تیغۂ ہشامی تجھکو دستیاب ہو یہ سنکر اسنے
پوچھا کہ شاہ صاحب کوئی ہشام اور بھی تھا فقیر نے کہا ہان بابا ایک ہشام اور بھی گذرا ہو زمانہ سابق مین بڑا بادشاہ زبردست
اور صاحب خزانہ ہوا ہو بارگاہ اور خزانہ اُسی بادشاہ کا ہو تو اور وہ دونو ہم نام اور طالع ہین اب وہ خزانہ اور بارگاہ تیری
تقدیر مین ہو بارگاہ ہشامی ایسی بے مثل اور لاجواب ہو کہ قصر فلک لاجوردی بھی اُسکے سامنے شرمندہ ہو رفعت و بلندی
نے اُسکی سر عرش اعلےٰ پہ چڑھایا ہو تیغۂ ہشامی ایسا بے نظیر ہو کہ بر وقت گیر و دار دشمن کو پناہ نہ ملے ہشام بن
علقمہ فقیر سے یہ مژدۂ جانفزا سنکر نہایت مسرور ہوا اپنا مہربان اور دوست و شفیق سمجھکر کل حالات بدعت نوشیروان
و زور ظلم و ستم بختک بے ایمان اور کیفیت تباہی و بربادی اپنی مادر اور ملک خاور اور قتل پدر کی مفصل ہشام نے
اُس فقیر سے بیان کی اور عرض کیا کہ ای شاہ صاحب پھر وہ خزانہ اور مال و دولت اور بارگاہ اور تیغۂ ہشامی کیونکر ہاتھ
آئیگا ارشاد کیجے اسکا حال بتائیے اُس فقیر نے کہا کہ ای ہشام صحرا کی طرف جا اور ایک تیر تیز بسمت مغرب کمان مین جوڑ کے

چلہ کشی کرکے پھینک جس مقام پر وہ ناوک بلند پرواز تیز پر گرے اُسی مقام پر وہ خزانہ اور بارگاہ ہے جب یہ کلام مسرت
انجام ہشام بن علقمہ خیبری نے اُس فقیر روشنضمیر سے سنا خرم وشاد ہو کر صحرا کی طرف چلا اور تیر و کمان کیانی مین جوڑ
بزور تمام چلہ کشی کرکے بسمت مغرب مثل باد صرصر چھوڑا وہ تیر تیز پر مثل شہباز نظر یا صورت پیک صبا برائے نشانہ ہی
بارگاہ ہشامی گوشہ کمان بے امان سے چھوٹکر چلا اور جو مقام دفینہ تھا اُس جگہ جا کر گرا ہشام بن علقمہ خیبری نے اُس مقام
کو کھدوایا اُسمین بہت بڑا دروازہ مثل پھاٹک کے نظر آیا ہشام اُس دروازے کو کھولکر اندر گیا دیکھا کہ ایک مکان نہایت
وسیع اور پُرفزا ہے چارون طرف چمن بندی ہے درختان میوہ ہائے گوناگون جھوم رہے ہین بلبلین چہک رہی ہین طیور نغمہ سنجی کر رہے
ہین بیچ مین اُس چمن پُربہار کے ایک بارگاہ عظیم الشان بلند و رفیع ہے وہ بارگاہ اوج مین بیشک وہ بارگاہ سلیمانی شرمندہ کن
بارگاہ قیصر و خاقانی ہے طنابین اُس بارگاہ کی رشک زلف حور یا تار شعاع آفتاب ہین قبہ اُسکا چرخ ہفتمین کے مانند ہے بڑے
مثل چھجہائے فلک قناتین اُسکی تہ تمامے چرخ اطلس کی ہین نور ماہتاب اُسمین چھن چھن کرتا ہے عکس خورشید خاوری
بطور سایہ انگنی جلوہ گری کرتا ہے شبکہائے دریچہ ہائے بارگاہ مثل دیدۂ حور یا نجوم فلکی کے چمک رہے ہین اُس
بارگاہ کے ذرون سے ستارے آنکھ نہین ملا سکتے ہشام بن علقمہ اُس بارگاہ فلک اشتباہ کو دیکھکر دنگ ہو گیا دیدۂ دل
مسرت منزل منور ہوا چاہا کہ بارگاہ کیوان جاہ کے اندر قدم رکھے کہ پشت کی جانب سے آواز آئی کہ اے جوان تو کون ہے اور
تیرا کیا نام ہے کیونکر یہان تیرا گذر ہوا کسنے تجھے بتایا جو تو یہانتک آیا خبردار اِس بارگاہ کے اندر قدم نہ رکھنا ایسی بے ادبی نہ کرنا ورنہ
سزائے معقول پائیگا ابھی سر تن سے جدا ہو جائیگا اپنے پیچھے پھر کے دیکھا دیکھا کہ ایک دیو مہیب پُرغیظ و غضب شدید لمبے لمبے
ڈگ بڑھاتا چلا آتا ہے صورت اُسکی ایسی ہے کہ ذیکو الشان دیکھے تو ڈر جائے رنگ رخ اُسکا اُلٹا توا یا شب تیرہ ٹھکا سا سر
دانت مثل دندان فیل کے دراز گز بھر کی ناک آبلاے کان ہاتھ پاؤن مثل لٹھے کے قد تاڑ سا اُسکے دیکھتے ہی
ہشام نے قبضۂ صمصام پر ہاتھ ڈالکے کہا او نابکار تو مجھکو نہین جانتا مین ہشام بن علقمہ خیبری ہون اُس دیو
نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ یہان کا پتا تجھکو اُس فقیر روشنضمیر نے دیا ہے سوائے اُسکے دوسرا اِس مقام کو نہین جانتا ارے کیون
جان پر کھیل کے آیا ہے بہتر یہ ہے کہ یہان سے پھر جا ورنہ سزائے سخت پائیگا میرا ایک نوالا ہو جائیگا اور اِس باغ اور خزانے
کا مالک اور ہی شخص ہے دوسرا یہان قدم نہین دھر سکتا اسطرف رخ بھی نہین کر سکتا مین بھی اُس زمانہ تک محافظ ہون
کہ جب تک وہ اورنگ نشین فخر سلاطین زمان زینت بخش تاج و تخت خسروان زمان تشریف لائے اور بجلوۂ نور چہرۂ تابان
رونق بخش بارگاہ آسمان جاہ ہو مالک اِس بارگاہ کا وہی ہے دوسرے کی مجال نہین ہے کہ بخیال کور باطنی آنکھ بھی ڈالے
ہشام بن علقمہ نے تیور بدلکے کڑی آنکھ ڈالکے چین بہ جبین ہو کر کہا او نابکار کیا بکتا ہے کون ہوگا مین کسی سے نہین ڈرتا
اور تجھکو تو ابھی تہ تیغ کرتا ہون یہ سنکر وہ بہ عفریت منہ کھولکر اور بڑے بڑے دانت نکالکر وہین سے سر جھکا کر ہشام
کے کھا جانے کے لئے آگے بڑھا ہشام نے بزور و طاقت تمام شاخین اُسکی ہاتھون سے تھام کر اِس زور سے جھٹکا دیا
کہ وہ دیو مہیب منہ کے بھل زمین پر گرا بس اُسکے گرتے ہی پاؤن جماکے جو ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا جمایا تو سن سے آواز آئی
سر کپ چنبر گردن سے اُڑکے کئی ہاتھ ہٹ کے گرا لاشہ زمین پر دھڑ سے اِس زور سے گرا کہ گاؤ زمین تھرا گئی گویا آسمان
پھٹ پڑا ہشام جوش جرأت مین جھومنے لگا بادۂ نخوت سے مدہوش ہوا اُس دیو کو مارکے کبر و نخوت اور تعلی کرنے
لگا کہ آج پہلے پہل مین نے ایسے زبردست دیوزاد کو مارا کہ انسان جسکی صورت دیکھکر ڈر جائے یہ کہکر وہ مدہوش
بادۂ نخوت خوشی مین جھوم جھوم کے شمشیر خون چکان کو چومنے لگا خرم و شاد اندرون بارگاہ آیا دیکھا کہ دنگل زرین پر
تیغ ہشامی دھرا ہوا ہے اُس تیغ آبدار کو اُٹھا کر میان سے کھینچکر دیکھا خوش ہو کر بصد کر و فر آئے زیب کمر کیا پھر تمام

مکان و باغ کی سیر کی اور خزانے وغیرہ کو دیکھا ایسا خوش ہوا کہ گویا شادی سے پھولکر بند قبا ٹوٹنے لگے مزور غرور کے کلام کرتا ہوا
باہر چلا آیا ملازمون و رفیقون کو بلا کر کہا کہ یہ سب مال اور خزانہ اور بارگاہ اٹھوا کے چھکڑون پر بار کرواؤ لشکرگاہ مین پہنچاؤ
بموجب حکم ہشام خزانہ اور تمام مال و اسباب چھکڑون پر بار کرا کے لیگئے ہشام بن علقمہ شاد و شاد آیا اور ساری حقیقت
اپنی مان سے بیان کی اور کہا کہ مجھکو لات اعلے اور منات مطلے نے اب اسطرح کی قوت دی ہے مال و خزانہ بے انتہا فوج و
لشکر بہت آراستہ و پیراستہ ہے اب مین ملک خاور پر لشکرکشی کرونگا دشمنون کے خون مین ہاتھ بھرونگا سبکو مار کر نکالدونگا
اور اپنی سلطنت آبائی پر قبضہ کرکے بزور شمشیر آبدار حکمرانی کرونگا مادر ہشام نے کہا کہ مین بھی چاہتی ہون کہ تو اپنے باپ
کے نام بلند کر خون پدر مقتول کا بدلہ لے اپنے شہر کو پھر اسیطرح آباد و شاد کر رعایا کو راحت و آرام دے مگر بیٹا ذرا سمجھ بوجھ
کر کہ بادشاہ نوشیروان بڑا زبردست بادشاہ ہے فوج کثیر یعنی تین کروڑ کی سپاہ اسکے ہمراہ ہے امیر الامرا وزیر الوزرا
ذی فہم و ذی لیاقت جالینوس منش بقراط زمان خواجہ بزرجمہر نائب ہے سرداران لشکر بہادر و دلاور صاحب جرأت و
ہمت لبید شوکت و صولت ہر وقت مستعد کارزار و آمادہ پیکار رہتے ہین بیٹا تم اپنے تئین بچائے رکھنا بہت سر نہ چڑھنا
بھاگ جائین تو ہرگز ہرگز پیچھا نہ کرنا ہشام بن علقمہ نے کہا کہ اے مادر مہربان لات اعلے منات مطلے حافظ و مددگار ہین مین
بھی کچھ زور و قوت و طاقت و ہمت و بہادری و شجاعت مین اُنسے کم نہین ہون مجھکو آپ نردل نہ جانئے گا ابھی دیو
مرد کو کسی دھوم دھام سے تیغ آبدار کیا یہی کار اول لائق صد آفرین و تحسین آبدار ہوا شعر آن من باشم کہ روز جنگ
بینی پشت من نہ آن منم کاندر میان خاک و خون بینی سرے یہ کہکر اٹھا باہر آکر کوچ کا حکم دیا سرداران لشکر کو بلا کر
کہا کہ اے بہادرو کل صبح کو ملک خاور کیطرف کوچ ہے خواہش یہ ہے کہ ان دشمنون سے اپنے باپ کا بدلہ لون دیکھون تو تم
لوگ کیسی جانفشانی اور کارنمائی اور تیغزنی کرتے ہو یہ پہلے پہل کا معرکہ ہے قدم پیچھے نہ ہٹانا لات و منات مددگاری کرینگے القصہ
وہ شب گذری اور صبح ہوئی سردار نائب سیارگان یعنی ماہ تابان با افواج نجوم قلعہ مغربی مین پنہان ہوا خسرو خاور نے باصد
تزک و احتشام جلوہ گری کی میدان چرخ زبرجدی پر محاصرہ کیا لشکر ہشام مین نقارہ کوچ کا بجا آواز کوس جلیل بلند ہوئی جو
قنائین بارگاہ مین بار کرا کے روانہ کین وزیر ہشام کا وہی کاہ فردوش تھا اسکو ہمراہ لشکر جانے کا حکم دیا نام اسکا شبرنگ صحرا
تھا جسوقت شبرنگ صحرائی کوچ کرکے ہمراہ لشکر چلا ہشام بن علقمہ مان کے پاس رخصت کے لئے آیا اور مادر ہشام نے کہا کہ فرزند
مین بھی تیرے ہمراہ چلونگی مجھکو تیری جدائی گوارا نہین ہے کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین تجھکو دشمنون مین جانے کی اجازت دون ہشام نے
کہا اے مادر مہربان ابھی آپ کا جانا مناسب نہین ہے کیا جانئے کیسا موقع ہو اور کیسی پڑے جسوقت بامداد لات و منات یہ معرکہ
فتح کرونگا آپ کو فوراً بلوا لونگا خاطر جمع رکھئے مادر ہشام نے کہا کہ خیر اے فرزند تجھکو لات و منات وعزا کے سپرد کیا مگر یہ بات
میری یاد رکھنا فراموش نہ کرنا کہ اول تو تجھکو جلد فتحمندی و فیروزی نصیب ہو اور اگر شاید اپنی فوج کا رنگ بے رنگ
دیکھنا تو فوراً قلعہ آہن زر کیطرف نامہ روانہ کرنا کہ وہان دختر علقمہ تیری حقیقی بہن جو فولاد آہن ناب کو بیاہی ہوئی ہے بڑی
ہے اور تیرا بہنوئی لشکر بے شمار رکھتا ہے تیرا خط دیکھتے ہی تیری مدد کو آئیگا اور کیسا ہی معرکہ ہو فتح کرا دیگا پھر مادر ہشام
نے اپنے فرزند کی بلائین لین سر سینہ سے لگایا اور رخصت کیا ہشام محل سے باہر آیا حکم دیا کہ بارگاہ ہشامی چھکڑون
پر بار کراؤ اور جلد روانہ ہو دیر نہ کرو جسوقت بارگاہ ہشامی روانہ ہو چکی آپ بھی مع ہمراہیون کے ملک خاور کیطرف روانہ
ہوا چلا چلا دو منزلہ اور سہ منزلہ کرتا ہوا پہاڑ و پر دشت و جبل کی راہ طے کرتا ہوا قریب در شہر پناہ کے پہونچا میدان وسیع
مین خیمے بارگاہین قنائین استادہ ہوئین بعد تھوڑی دیر کے جب دم لے چکے دلکو معرکہ آرائی کی فکر تو تھی ہی نقارہ زری پر
چوب پڑی ہشام نے سردارون کو بلا کر کہا کہ بھائیو اپنے ہمراہیون اور سپاہیون کو سمجھا دو دانگ و دو کہ دروازہ شہر سے

جو تلوارین کھینچے ہوے گھسو تو قتل و قمع کرتے ہوے سیدھے بارگاہ صمصام زرہ پوش مین کہ جو حاکم میان کاہے درانہ گھس پڑو اور صمصام کو گرفتار کر لو یا قید کرو پھر عیش و راحت سے بسر کرو سرداروں نے حکم ہشام کا کل لشکر کو سنایا بموجب حکم سب کے سب تلوارین پکڑ پکڑ کے شہر مین گھسے قتل عام ہونے لگا جا بجا تلوار چلنے لگی ہر گلی کوچہ مین خون کی ندی بہنے لگی تمام شہر مین وہ تلوار چلی کہ مریخ فلک کانپنے لگی ہشام بن علقمہ تلوارین مارتا بارگاہ صمصام زرہ پوش مین گھس پڑا صمصام بھی تلوار پکڑ کے آٹھ کھڑا ہوا ہشام اور صمصام سے مقابلہ ہوا تلوار چلنے لگی دو دو چار ہاتھ دونون طرف سے خالی گئے صمصام نے لپک کے ایک ہاتھ پلٹ کا مارا ہشام نے سر پر روک کے ایک اوچھڑ جو دی تو سپر تلوار صمصام زرہ پوش کی ٹوٹ گئی صمصام نے دوسری تلوار لی ہشام نے بھی تیغ شکر تیغ ہشامی میان سے کھینچا پھر تو تیغ ہشامی سے برق گرنے لگی ہشام نے بڑھکر ایک ہاتھ تیغ آبدار کا فرق صمصام پر ایسا مارا کہ سر و گردن اور صدر و شکم کو دو کرتا ہوا شکم توسن سے نکل آیا صمصام کے دو ٹکڑے ہوتے اور دھڑ سے زمین پر گرا اب اس بارگاہ مین جسقدر پہلوان اور جوان اور تیغ آزما تھے ہشام نے سبکو تہ تیغ ہشامی کیا صدہا ہزارہا کا خون ہوا کسیکو تیغ ہشامی سے پناہ نہ ملی قدم نہ ٹھہر سکے چار طرف بھاگ گئے پھر سکے تھے اور پناہ نہ ملتی تھی یہانتک کہ سبکو ڈھونڈھ ڈھونڈھ کر قتل کیا بعد قتل صمصام اور ہمراہیان صمصام کے ہشام سریر حکومت پر بیٹھا حکم و احکام جاری ہونے لگے بعد تسلط و اطمینان ہشام نے رعایا کو تسلی اور دلاسا دیا اور خلعت و انعام سے سب سرداروں اور جوانوں اور پہلوانوں کو مالامال کر دیا شبرنگ صحرائی وزیر ہشام نے شہر کا بندوبست کیا ہر ایک نے ہشام کو نذر دی اور فوج نوشیروان جو ماتحت صمصام تھی سب ماری گئی جو سردار اور جوان بھاگ بھاگ کر ادھر ادھر گوشہ گیر ہوئے تھے ان سب نے آکر اطاعت قبول کی ہشام نے ان سب کو بھی بعد خلعت و انعام عمدہ لشکری سے ممتاز کیا مگر دو ایک سپاہی جو بھاگ کر ملک مدائن مین پہونچے انھون نے بختک سے روداد معرکہ ملک خاور اور قتل ہونا صمصام زرہ پوش کا اور مارا جانا فوج نوشیروان کا جو بختک براے بندوبست شہر خاور مین چھوڑ آیا تھا سب بیان کیا بختک نے کہا چپ رہو ابھی منھ سے نہ نکالنا بعد اسکے کچھ سوچ کے بختک نے انکو قتل کیا کہ اوروں کو عبرت ہو اور کوئی منھ سے نہ نکالے بادشاہ کو بالکل اس معرکہ کی خبر نہ ہو بادشاہ اس حال سے بالکل بےخبر رہا اور یہان ہشام نے شبرنگ صحرائی سے کہا کہ شہر کو اچھی طرح باطمینان تمام شاد و آباد کرو اور املاک و باغات کو آراستہ کرو اور بارگاہ ہشامی کو بصد کر و فر استاد کرو بموجب حکم شبرنگ صحرائی نے تمام شہر اور املاک اور مکانات اور باغات کی آراستگی کی جا بجا بارگاہین استادہ ہوئین اور بارگاہ ہشامی بصد کر و فر استادہ ہوئی اُس کو ہشام بن علقمہ نے تختگاہ قرار دیا اور اسکا بڑا بندوبست کیا گرداگرد اُسکے پہرا چوکی زبردست معین کیا سوار و پیادہ ہاے جرار برائے محافظت بارگاہ عالم پناہ معین ہوئے سر رفعت بارگاہ ہشامی کا چرخ ہفتمین پر پہونچا اس بارگاہ کی کلسیون کے آگے کلس گنبد فلک لاجوردی پست ہوا اور دریچہ ہاے آسمان کھولے ہوئے فرشتہ اُس بارگاہ کا نظارہ کرتے تھے رنگ فلک نیلگون اس بارگاہ کے سامنے شرمندگی سے پھیکا تھا بارگاہ زبردہ زنگارگون اُسکے آگے خجل تھی آفتاب عالمتاب صبح سے شام تک شعاعی کمرے باندھے ہوے اُس بارگاہ حشامی کی بصد نیکنامی دربانی کرتا تھا ماہ بصد عز و جاہ شام سے صبح تک طلایہ گردانی اور بارگاہ کیوان پناہ کی پاسبانی کو مع ثوابت سیارگان حاضر تھا ہشام بن علقمہ خیبری نے اوس بارگاہ فلک جاہ کو اپنی درآمگاہ مقرر کیا تھا کہ سوائے اُس بارگاہ کے ہشام کو کہین آرام نہ ملتا تھا غنچہ آرزو اُسکا اسی بارگاہ مین بیٹھ کر کھلتا تھا جب اس بارگاہ مین آتا تھا ہوائے خرمی سے دل باغ باغ ہوتا تھا قصر بہشت عنبر سرشت شدادی جان کر سوتا تھا الغرض بعد اطمینان کامل ہشام بن علقمہ خیبری نے چند سردار لشکر جرار سے منتخب کر کے شبرنگ وزیر خوش تدبیر کے ہمراہ کئے اور کہا کہ اے شبرنگ تو روانہ ہو

اور میری مادر مہربان کو مژدہ فرحت بخش یعنی فتحیابی ملک خاور سناناا لغرض اسکے بڑے اعزاز و اکرام سے عمارے میں سوار کر کے نہایت ہوشیاری و خبرداری سے مع خزانہ وغیرہ ہمراہ اپنے لے آنا مشر نگ وزیر باتدبیر کلم ہشام بن علقمہ خیبری مع سرداران نامدار وہاں سے روانہ ہوکے خدمت مادر ہشام میں پہونچا اور پہلے مژدہ فتحیابی شہر خاور سنایا پھر تمام اسباب و مال و خزانہ و دفینہ و بارگاہیں و خیمے چھکڑوں پر لدوا کر اور مادر ہشام کو محافۂ زرنگار میں سوار کر کے بصد عز و احتشام سمت ملک خاور کو روانہ ہوا مادر ہشام نے کوئی چیز بھی اس مکان صحرائی میں نہ چھوڑی سب اسباب ہمراہ اپنے ملک میں آئی جب شہر میں پہونچی شہری و بازاری سب تماشے کو سر راہ آکر کھڑے ہوئے خشم و خدم مادر علقمہ کا دیکھنے لگے غرض کہ سواری اسکی در دولت فیض منزلت شاہی پر پہونچی ہشام نے مادر مہربان کو خود بفخر و افتخار اتار کر محل میں داخل کیا بصد عیش و عشرت و بہ ہزار خرمی و مسرت آرام و راحت سے رہنے لگی مادر ہشام نے کہا اے فرزند میری صلاح یہ ہے کہ تو ایک نامہ مسرت شمامہ مشتمل مضمون فرحت مشحون فتحمندی شہر خاور فولاد آہن تاب کو قلعہ آہن زمین روانہ کر کہ یہ تیرا ممنون ہے تیری بہن اسی سے منسوب ہے کیونکہ اس کو خبر ایسے امور کی ضرور کرتا ہے وہ بڑا زبردست شجاع و دلیر ہے اور فوج بیشمار ہمراہ رکاب رکھتا ہے غرض کہ ہشام نے بصلاح اپنی مادر مہربان کے ایک نامہ بمضمون مذکور الصدر پاس فولاد آہن تاب کے تحریر کر کے روانہ کیا مگر ہشام آٹھ پہر اس فکر میں رہتا تھا کہ بادشاہ نوشیروان نے کسطرح عوض اپنے ملک کی تاراجی اور بربادی کا لون چاہطرف صحرا بہ صحرا بہ کوہ و دشت و دیار کی جانب جاسوس و خبردار روانہ کر دیے اور حکم قطعی دیدیا کہ جس جگہ برائے شکار وغیرہ بادشاہ نوشیروان زمان مع چند جوانوں کے آئے فوراً مجھکو خبر دینا دیر نہ کرنا میں تمکو انعام و اکرام سے بہت مسرور کرونگا ہشام بن علقمہ شب و روز اسی جستجو میں رہا کرتا ہے ناظرین والاتمکین پر واضح ولایح ہو کہ اب لبد احوال و کیفیت امیر بالوقیر زلزلۂ قاف تالی سلیمان حمزہ صاحبقران

بیان ہونے کے داستان ہشام بن علقمہ خیبری تحریر کیجاتی ہے

دوسرے داستان حیرت بیان لیجانا امیر با توقیر کو سمت پرستان پر پرزادوں کا اور بادشاہ پردہ قاف کی دختر ملکہ آسمان پری کا نکاح ہونا حمزہ صاحبقران زمان سے اور پہونچنا امیر کو پاس ملکہ عادیہ بانو دایہ امیر با توقیر کے بیان کئے جاتے ہیں

پلا ساقیا اب شراب طلسم
حجاب ایک اک پردۂ قاف ہے
سحر کیسے مشتاق ہیں ذی کمال

خمار جسیم کا پڑھتا ہوں اسم
سبو و خم و جام کیا صاف ہے
عروسانہ مضمون کا دکھلا جمال

تیرے میکدے میں لہ جلسہ ہے آج
پلا ساقیا مجھے صاف صاف

پرستان کی اب نہیں احتیاج
ہے آراستہ آج بزم زفاف

غزل

ابھی زاہد نہیں آیا ہے بچاروں کی قابو میں

چکھا دینگے مزا اگر آگیا یاروں کے قابو میں
ابھی مرجائیں یاں تک زندگی سے تنگ آئے ہیں
نہیں ہیں ہم بالکل ہوش ہشیاروں کے قابو میں
لگے ہیں مردم دیدہ کے اشکوں سے رو رو کر

سنا غم کو ہے مرا حضرت عشق آپکی دولت سے
نہیں پر موت اپنی تیرہ بیماروں کے قابو میں
نگاہ ناز و انداز و ادا سے دل بچے کیونکر
کہ اتنا آپڑے ہم مردم آزاروں کے قابو میں

پھنسی ہے جنس دل جاکر خریداروں کی قابو میں
وہ چشم مست ہے تیری کہ پڑتے ہی نظر ظالم
کہ یہ تو آگیا بیچارہ ان چاروں کے قابو میں
طبیعت شناسان حسن و جمال سخن ہے

نویسندگان داستان کہن چہرہ مشتاقان حسن و جمال پری تمثال و آرزومندان وصال میمنت مال حورخصال حجاب عروس مضامین کہن کو حجلہ نو آراستہ طبیعت سے اٹھا کر نوشاہ کلک گہر سلک کو یوں بزم شادی میں جلوہ آرا کرتے ہیں کہ ملکہ عادیہ بانو حسب معمول پرورش امیر با توقیر حمزہ صاحبقران میں برضا و رغبت دل آٹھ پہر مصروف رہتی تھیں اور محبت و الفت بحد و انتہا کرتی تھیں رات کو چونکا چونکا کر حمزہ صاحبقران کو دودھ پلایا کرتی تھیں اگر کسی وقت بمقتضائے

طفولیت امیر با توقیر فضد کرتے تھے کھڑی ہو کر میلاتی تھین ایک روز شب کو اتفاق روزگار ایسا خواب غفلت ملکہ عادیہ بانو پر طاری ہوا کہ مطلق ہوش نہ باقی رہا اور تمام کنیزین اور خادمین وغیرہ بھی ایسی سوگئین کہ بالکل نہ چونکین اور بیہوش ہوگئین پچھلی رات باقی تھی کہ اُسوقت ملکہ عادیہ بانو دایۂ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کی آنکھ کھلی تو حمزہ کو اپنے پہلو مین نہ پایا جلدی سے کنیزون کو اٹھایا ہوشیار کیا کہا ارے دیکھو تو میرا حمزہ کہان میرے پہلو سے غائب ہوگیا اور کسی کو خبر نہ ہوئی ملکہ عادیہ بانو بہت گھبرائین چہار طرف ڈھونڈھتی پھرین مگر حمزہ کا کہین پتا نہ لگا دل سینے مین بیقرار ہوا اور روح بیچین ہوگئی چشم اشکبار ہوئی مثل ابر باران آنسو برسنے لگے آنکھون کو انتظار دل بیقرار بار بار زبان پر حمزہ کا نام جمال بے مثال کا اشتیاق ناگوار دم بھر کا فراق کہتی تھین اے حمزہ تیرے دیکھنے کو دل ترپتا ہے تیری مفارقت سے کلیجا منہ کو آتا ہے تصویر بے نظیر اپنی دکھا دایہ کے گلے سے لگ عادیہ بانو کے پہلو کو آباد کر دل مضطر کو شاد کر یہ کلام جگر خراش ملکہ عادیہ بانو کے سنکر کنیزین بھی گھبرا گئین یکایک سب کے سب اوٹھ بیٹھین وہ بھی فراق حمزہ صاحبقران مین رونے لگین اشک گرم سے منہ اپنا دھونے لگین ملکہ عادیہ بانو مع کنیزان غمگین مضطر و نالان حیران و پریشان روتی پیٹتی خواجہ عبد المطلب کے پاس آئین حال گم ہونے حمزہ صاحبقران زمان کا بصد رنج وملال بیان کیا خواجہ عبد المطلب یہ خبر وحشت اثر سنکر نہایت متعجب ہوئے از حد فکر و تشویش ہوئی دل کو رنج وملال سو سو طرح کا خیال حیران و پریشان دل تردد منزل نے آرام زبان پر حمزہ کا نام اشکبار بیقرار ہو کر یہ کہتے تھے یہ کیا باعث ہے کہ حمزہ گم ہوگیا کون اس کو اٹھا لے گیا غرض خواجہ عبد المطلب یہ کہتے ہوئے باہر نکلے بزرجمہر کے پاس آئے اور کہا اے خواجہ آج نیا سانحہ گذرا کہ حمزہ پہلوے دایہ سے غائب ہوگیا کہین پتا نہین لگتا گھر مین کہرام ہے غم و الم کا اثر دوبالا ہے یہ گمشدگی تقدیر کا سانحہ ہے صدو المزید وانتہا ہے خواجہ بزرجمہر نے یہ سنکے پہلے سکوت کیا پھر قرعہ ہاتھ مین اٹھا کر پھینکا شکلین مجتمع کرکے بیان کیا کہ تمہارے فرزند ارجمند حمزہ صاحبقران زمان کو ایک پریزاد اوٹھا لیگیا پرستان مین بادشاہ وغیرہ مشتاق جمال جہان آرا تھے فقط زیارت نور جمال بے مثال اُس طفل خوشحال کی کرکے بادشاہ پھر بھیجدیگا زیادہ نہ گھبراؤ دل مضطر کو فراق مین نہ تڑپاؤ صاحبقران خیریت سے ہے آتا ہوگا کوئی مضائقہ نہین اے خواجہ عبد المطلب یہ مقام خوش ہونے کا ہے رنج وملال بیکار ہے کہ تمہارا فرزند ثانی سلیمان صاحب عز و وقار ہے اب ناظرین والا تمکین پر واضح ہو کہ بروایت صحیحہ معلوم ہوا کہ پرستان مین درمیان پردۂ قاف کے ایک بادشاہ ہے کہ وہ سریر سلطنت پرستان پر بجکوست شاہی متمکن ہے اور وہ ایسا زبردست ہے کہ شاہان اجنہ سے باج و خراج لیتا ہے وہ بادشاہ تاج بخش اقلیم دیو زاد ہے ہمسر خاقان و ہمایون تراد ہے اس سلطان فرخ فال کا نام شہپال بن شاہرخ ہے نسل جناب سلیمان بن داؤد علیہ السلام کی ہے ملکون ملکون اسکا نام شہرون شہرون شہرۂ انتظام ہے بادشاہ نہایت خوبرو و نیکخو عالی نژاد فر جمشید و کیقباد ہے زمانہ حکومت و سلطنت حضرت سلیمان بن داؤد علیہ السلام مین پریزاد بھی انکے مطیع تھے چنانکہ عقد نکاح حضرت سلیمان مین بھی اکثر عورات خاندان اجنہ سے آئین تھین ان عورتون کے بطن سے جو لڑکے پیدا ہوئے وہ انسان کے حسب سے مشتق ہوئے چنانچہ شہپال فرخندہ فال انھین کی نسل سے مشہور ہے یہ بادشاہ نہایت رحم دل خلیق صاحب مروت شجاع قوی عادل سخی خدا پرست دین اسلام سے بہرہ ور ہوشمند خردمند عالیشان رفیع المکان ہے اس بادشاہ کا ایک وزیر بڑا خوش تدبیر راست شعار ارسطو اقتدار بقراط نژاد فلاطون طبیعت لقمان حکمت خدا رفعت عالیشان بلند مکان ہے نام اسکا خواجہ عبد الرحمن ہے

وہ بھی جن والنس کی نسل مین ہر اس کو بھی قوم اجنہ سے کہتے ہین مگر اس بادشاہ فلک بارگاہ کا شانہ سلطنت اور قصر مملکت محض بے چراغ تھا حسرت فرزند مین دل داغ داغ تھا ہمیشہ غم اولاد مین دردمند رہتا تھا دل ملال لاولدی سہتا تھا راتون کو آہ سرد دل پر درد سے بھرتا تھا دعائین مانگا کرتا تھا آخر دعاے نیم شبی اور نالہ سحری کی تاثیر سے بموجب قول باری تعالی ہو الذی یصورکم فی الارحام کیف یشاء خلاق مطلق نے اسکی زوجۂ نیک و پارسا کو باردار کیا یعنی حمل رہا بادشاہ کو نہایت خوشی وشادمانی ہوئی اسی روز سے خزانہ ومال و دولت لٹانا شروع کیا انعام واکرام تقسیم ہونے لگا ملازمون کو خلعت سے سرفراز کرنے لگا بعد انقضاے مدت حمل کے آفتاب عالمتاب برج حمل سے ساطع ہوا ایک لڑکی آفتاب صورت حور سیرت مہر طلعت فلک مرتبت ماہ پیکر نیک اختر پیدا ہوئی اور نور جمال بیمثال خورشید نظر رشک ماہ منیر نے جلوہ گری کی شور غل ہوا جبکہ وہ نور فلک آ آچکا ✤ آسمان دیکھ زمین کا بھی ستارا چمکا محل مین مبارک سلامت کی دھوم ہوئی پریزاد و دیوزاد و جن والنس تابع فرمان سلطنت نے بادشاہ کو نذرین دین اور عرض کیا شعر مبارک ہو ای شاہ فیروز بخت ✤ کہ پیدا ہوا وارث تاج و تخت ✤ ای بادشاہ جم جاہ حضور کے کاشانہ عشرت اور شبستان مسرت مین ملکہ آفاق پری کے بطن سے آج وہ دختر نیک اختر پیدا ہوئی ہر کہ جسکو دیکھکر تمام خلق خدا اپنی جان نثار کرے بادشاہ فلک پناہ فوراً سجدۂ شکر بجا لایا اور کہا کہ ای پروردگار تونے کاشانۂ تیرہ وتار کو میرے روشن ومنور کیا پھر اسی وقت جشن عام کا حکم دیا تمام پرستان آراستہ وپیراستہ ہوا پریون نے ساز خوش آہنگ درست کیا ترانہ مبارکبادی شروع ہوا اشعار کہین طبلے پہ پڑنے لگی ✤ کہین نوبت شادی جھڑنے لگی ✤ کہین نے نوازی تھی باصد سرور ✤ کہین بجتے تھے ڈھولک و دف طنبور ✤ اڑا آتا تھا تان کوئی بیسری ✤ غزل گاتا تھا جھلی ور بری بجر دین اوڑنے لگی تانین گوش فلک سے پار ہوئین عجب جشن نوروزی محفل جمشیدی مین برپا ہوا اگر کیفیت جشن تمام و کمال تحریر کرون ایک دفتر ہو طول سر بسر ہو مطالب داستان مسرت بیان خبط ہو جاے پھر طبیعت جادۂ اعتدال بر مشکل سے آئے قصہ مختصر کہ وہ نونہال گلستان خوبی غنچہ نو دمیدۂ باغ محبوبی کو دایۂ عیش ونشاط وقابلہ مسرت وانبساط نے کنار پرورش مین لیا اور مادر و پدر کے سایۂ عاطفت مین پرورش پانے لگی دن چھٹی کا آیا ملکہ آفاق نے بصد و انتظام تمام فرمایا جلسہ عیش مہیا ہوا اندر سے باہر تک مبارک سلامت کی دھوم ہوئین نوبتین خوشی کی بجنے لگین ناچ رنگ ہونے لگا جوڑے خلعت ہزارہا تقسیم ہوئے تمام شہر آئینہ بند ہوا روشنی کوچہ بکوچہ ناچ گلی گلی ایک شور تھا کہ آج جشن تولد دختر نیک اختر بادشاہ شہپال بن شہرخ ہر دربار عام مین بادشاہ سریر سلطنت پر متمکن تھا اشرفیون کے توڑون کے منہ کھلوا دیے تھے انعام واکرام بٹ رہا تھا خلعت تقسیم ہو رہے تھے تمام ارکان دولت خوش وخرم و مہدم تہنیت دیتے تھے اسی دن بادشاہ نے خواجہ عبدالرحمن جنی کو بھی یاد فرمایا جب وہ خوشی خوشی آیا مژدۂ تہنیت سنایا بادشاہ نے اُسے خلعت سے سرفراز کیا اور فرمایا ای وزیر اعظم دستور معظم تمکو علم رمل اور جفر مین کمال دخل ہر ذرا غور تو کرو اور طالع دختر نیک اختر کا دیکھو کہ پروردگار عالم وعالمیان دانندۂ اسرار خفی وجلی کو کیا منظور ہر اس لڑکی کے لئے آخر عمر تک کون سا شیوہ مقرر ہر زندگی اسکی کب تک ہر کیا کیا کام اس سے وقوع مین آئینگے ہم بھی اسکی بدولت کچھ انعام پائینگے کس کے ساتھ اسکا بیاہ ہوگا کیونکر بیاہ ہوگا مفصل دریافت کرو زر وجواہر ومنصب بیش قرار لو خواجہ عبدالرحمن جنی نے قرعہ نکال کر تختۂ دانشمندی پر پھینکا اور زائچہ کھینچا دل کو ایک فرح حاصل ہوئی بہر طرق فال کامل ہوئی ہر بات پر اجتماع کیا کہ ای بادشاہ فرکلاہ بیاض رمل اس امر کی صحیح خبر دیتی ہر کہ انشاءاللہ دختر فرخندہ سیر کا طالع نہایت خوب ہر یہ صاحبزادی بڑی عمر کی ہوگی انسان بھی اور حیوان اسکی اطاعت وفرمانبرداری کرینگے کوئی اس سے سرتابی نہ کریگا

ہر شخص ایسکی اطاعت کا دم بھریگا **نظم** بحق گویم ای شاہ فرخندہ بخت ٭ بود زیر فرمان او تاج تخت ٭ بمسند برسر خود کلاہ مہی ٭ نزیبید
مر او را کہ چتر شہی ٭ ولے جفت این نسل انسان بود ٭ ولے عشق ہم پیشہ زان بود ٭ یعنے ای شہنشاہ پردہ قاف حال ایس
دختر نیک اختر با صفات صاف ہے کہ یہ نازنین حسین مہ جبین صاحب جمال بیمثال فخر پریزادان رونق پرستان کسی انسان
عالیشان جمیل شکیل طرحدار وضعدار شجاع و دلیر صاحب ہمت رونق دہ تاج و تخت فخر سلاطین روزگار نامی و نامدار
کے ساتھ بیاہی جائیگی اور ہمیشہ اسکی خدمت مین مصروف رہیگی اور اُس ذی حشم صاحب خدم کو یہ خود چاہیگی اور
مدام فریفتہ و شیفتہ رہیگی اور اس کینا کے شوہر کی بدولت ملک و مال تلف ہوگا آپ کے خورشید مملکت پر زوال آئیگا
آپ کا ایک دشمن جانی حریف ملک ستان ہوگا کہ اُس سے بہت بڑا خطرہ اور دغدغہ ہوگا وہ نہایت آپکو حیران و پریشان کریگا اُس دشمن
کو یہی داماد آپ کا زیر کرکے قتل کریگا بانی اور سب طرح سے اچھا ہے جسوقت بادشاہ عالیجاہ نے اپنے وزیر نیک مشیر سے کلام
حیرت انجام سنے نہایت غصہ آیا اور عالم شادمانی مین طیش کھایا سر طرف آسمان کے اٹھایا اور بصد رنج و غم فرمایا اے
وزیر خوش تدبیر یہ امر خلاف شان پریزادان ہے غیر نسل مین لوگ اپنے لڑکون کی شادیان نہین کرتے کہ انسان
تو خاکی بنیان ہے اور انسان کے ساتھ شادی میری دختر بلند اختر کی ہونا بہت خلاف ہے اگر مقدرات کا یہی امر پر حصر ہے
تو ایک تدبیر یہ کرتا ہون نوشتہ تقدیر کو پورا کرکے دکھاتا ہون کہ اسی صورت مین کسی انسان کو پردۂ دنیا سے بلوا کر
کہ وہ انسان نسل ذلیل بے عدیل سے ہو بلکہ اولاد پیغمبر جلیل سے ہو اسکا نکاح کردونگا انسان سے نکاح ہونے کی شرط
بھی ادا ہو جائیگی جب یہ سن تمیز کو پہونچیگی تو کسی جن وغیرہ سے اسکا بیاہ کر دیا جائیگا خواجہ عبدالرحمن جنی نے جب یہ کلام
سلطان فلک نظام سنا ہنسکر عرض کی **شعر** چاک تقدیر کے ممکن نہین کرنا رفو ٭ سوزن تدبیر ساری عمر گو سیتی رہے ٭
ای بادشاہ فلک بارگاہ آپ یہ کیا فرماتے ہین پروردگار عالم کو بھی تقرہ دیتے ہین آپ نہین جانتے کہ وہ خود فرماتا ہے
مکروا و مکر اللہ خیر الماکرین ای شہنشاہ جلیل یہ خیال و قیل آپ کی بیجا ہے کہین ایسا ہو سکتا ہے کہ آپ کے نکاح کئے سے
نکاح ہو جاوے اور پھر یہ شاہزادی انسان کے پاس نہ جاوے کبھی یہ ممکن نہین جو کچھ مشیت پروردگار مین پروز ازل
گذر چکا ہے وہ ضرور ہوتا ہے جو نوشتہ تقدیر ہے وہ پیش آتا ہے بیکار محض آپکی لن ترانی ہے ہر چند خواجہ عبدالرحمن حقی نے وعظ
و پند کی اور کلام جواہر نصایح کو بفصاحت و بلاغت میزان بیان مین تولا اور قمقمہ موعظت کو سراسر کھولا مگر بادشاہ کو مونہ ہوا
اور کہنا عبدالرحمن کا نہ مانا دل مین یہی خیال جمگیا کہ ابھی اداے شرط تقدیرات کرنا چاہیے دیوون کو بلاکر حکم دیا جائے
پردۂ دنیا پر تلاش کر دو لڑکا نسل جلیل سے کسی کا پانچ چھ روز کا ہو اُسے اُٹھا لاو تمہین سرکار سے انعام و اکرام بیشمار ملیگا اور
خلعت سے سرفراز و ممتاز ہوگے اُن دیوان عقیل و فہیم چالاک اہل ادراک نے بموجب حکم قضا شیم بادشاہ کیوان پناہ مثال برق خ
طرف پردۂ دنیا کا راستہ لیا چہار طرف شہر شہر دیار دیار قصبہ قصبہ گانون گانون تلاش طفل خرد سال حسین و مثال صاحب
حسب النسب ڈھونڈھتے پھرے مگر کہین موافق طبیعت بادشاہ کے نہ ملا آخرکار سب طرف سے پھر ڈھونڈھ خانہ کعبہ کی طرف آئے
بالا ہوا وہ دیو تابع فرمان حکم بادشاہ پریزادان مثل طائران تیز پرواز کے اُڑتے ہوئے چلے آتے تھے اتفاقاً لشکر لے خواجہ
عبدالمطلب کی جانب سے گذرے دیکھا پہلوے دایہ ملکہ حاوے یہ بانو کے پاس ایک پارۂ ماہ تابان بصد عزم
و شان پانچ چھ روز کا طفل خرد سال بعظمت و جلال آرام کرتا ہے اُس صاحبزادہ بلند اقبال صاحب جلال کو دیکھتے ہی ک
لگے بے اختیار دل سے شیفتہ و فریفتہ ہوے فوراً اُس مکان عرش نشان مین اُترے اور اُس بانو قمر کو پہلوے دایہ سے اُٹھا لیا پیشانی
پر بوسے دے گلے سے لگایا پیار کیا جانب پرستان اڑکر لے چلے ایسی تیز پروازی کی کہ باد صبا اُنکے دامن گرد تک نہ پہونچ سکے
ایک چشم زدن مین بخدمت بادشاہ سلیمان جاہ سلطان پردۂ قاف پہونچے اور اُس ماہ پارہ کو ہاتھون پر

رکھ کے دست بستہ عرض کیا ای جہان پناہ یہ ماہ پیکر مہر طلعت حاضر ہی بادشاہ نے جو حسن وجمال خورشید مثال چہرۂ بے نظیر
رشک ماہ منیر امیر با توقیر پر نگاہ کی بیساختہ ایک دل سے آہ کی نظم بگفتا کہ این ماہ از چرخ کیست ٭ گل از بوستان ہمایون کیست
گدامی کہ یعقوب این یوسف است ٭ کند مہر مثل زلیخا درست ٭ ای ملازمون خیر خواہ دولت شاہنشاہ وای تابعان سرکار
فلک اقتدار جہان پناہ یہ فرزند ارجمند کسکا ہی اس چاند کے ٹکڑے کو تم کہان سے اٹھا لائے ہو یہ ذرہ التاج شہریاری
ولعل بے بہائے جہانداری کون ہی اور کس معدن مین اسکا مسکن ہی کہ دیکھنے سے اسکے دل کو بیقراری ہی آن دیوون
نے عرض کیا کہ وہ جو سرزمین بیت اللہ عباد نگاہ مسلمانان نہایت مبارک جگہ ہی وہان ایک سردار جلیل خلیل الرحمن
سے رہتے ہین نام آن بزرگوار کا عبد المطلب ہی انکی حرم سرا سے اس طفل صغیر شیرخوار کو لائے ہین سنتے ہی جیسے
اس ماہ پارہ کی صورت بے نظیر دیکھی ہی بے اختیار دل کو محبت والفت پیدا ہوئی ہی جی چاہتا ہی کہ مثال دل سینہ
سے جدا کرین آنکھ پھر اس خورشید رو پر جان فدا کرین بادشاہ نے خواجہ عبد الرحمن جنی کی طرف دیکھکر کہا کہ
بتاؤ یہ لڑکا کون ہی عبد الرحمن جنی نے عرض کیا کہ اے بادشاہ یہی لڑکا شوہر ملکہ کا ہوگا اور اسکا نام حکیم بزرجمہر
نے امیر ابو العلاء رکھی اور لقب اسکا حمزہ صاحبقران ثانی سلیمان رکھا ہی یہ سنکے بادشاہ نے حکم دیا کہ عیش و
عشرت شادی و مسرت کا تو سامان از روز پیدایش دختر نیک اختر سب مہیا ہی کچھ اور درستی اور سامان اور آراستگی
بزم شادی کرنا نہین ہی فقط نکاح ملکہ اس طفل ماہ پارہ کے ساتھ پڑھ دو جو کچھ نوشتۂ تقدیر ہی وہ پورا ہو غرضکہ امیر با توقیر
حمزہ صاحبقران زمان ثانی سلیمان کو لباس عمدہ اور خلعت فاخرہ موافق قد وقامت پہنایا نور عین عبد المطلب
کو زیور جواہر نگار سے آراستہ وپیراستہ کیا اور ہاتھ پاؤن امیر با توقیر کے حنا بندی کئے رنگ حنا نے عجب رنگ نو دکھایا
عشاق کا خون بہا ماہ دزد حنا ظاہر سے چھپ گیا مہندی کا چور کوئی نہ پکڑ سکا شوخی حنائی دست پا دیکھکے خورشید نے جیسے دم ٭ جگر
خون رشک سے لب ہو گیا چرخ زبرجد کا ٭ الغرض اسی دن سب سامان کتخدائی درست کرکے مانجھے کی بھی رسم ادا ہوئی صدہا
من پنڈیان دم بھر مین سنکے تیار ہو گئین وہ لذیذ اور وہ شیرین اور وہ آبدار کہ قرص خورشید اسپر نثار رکابدار اپنی انگلیان
چاٹا کیا تھی جن ترنجبین ذائقہ مین لذات دنیا سے بہتر خوشبو مین معطر ایک ایک پنڈی پر آفتاب عالمتاب ہزار جان
سے نثار ماہ چہاردہ کا جگر داغدار فلک ہفت رنگ کے منہ مین پانی بھر آیا کہ سلیتے کو جی للچایا ایک
مالن طرحدار وضعدار چلبلی صورت شوخ طرار دست تمنا سے دل محبت منزل سے پھولون کا گہنا گوندھ کے
لائی تازہ گلون کی بوباس سے پژمردہ دلون کے جان مین جان آئی بدھی پھولون کی جسپر رضوان صدقے
پھولون کی کلیون کی بہار سے غنچۂ آرزو کھلے تاگے کے بدلے تار شعاع آفتاب سے کتنے کو گوندھا ہی ہر طرۂ گل
شگفتہ گل آفتاب ہر غنچہ اختر پر آب تاب شعر کیون نہ گلہائے چمن پھولون پہ آسکے یون فدا ہو خازن گلشن فردوس نے
گوندھا سہرا دولہن کا بھی پھولون کا گہنا ایسا ہی عمدہ ہی جسکی بھینی بھینی خوشبو سے تمام محل مہکنے لگا وہ چمپا کلی جس سے غنچۂ دل
شگفتہ ہو وہ بازوبند جسکی سرو ست چمن پر بہار بلائین لے گجرے بھرے بھرے نہایت لاجواب کنگن پھولون کے
دنیا سے نایاب چمپا کا گلہائے موتیا کا انتخاب سہرا بھی اسی تیاری کا پر آب وتاب جابجا گوہر آبدار گوندھ سے
ہوئے لعل بے بہا جڑے ہوئے الماس کی قلمون کی پونگلیان لگی ہوئی سینے کے بدلے سونے چاندی
کے ورق چپکے ہوئے اسی روش کی بدھی بھی بڑی کے واسطے بنائی جسکو دیکھکے بڑا اسکے گلے کا ہار ہو دل
دولہا کا دولہن پر نثار ہوا ایسا سامان عالیشان جسکو دیکھکے عقل حیران دولہا بمثال دولہن حور جمال سے گنے
بھی دولہا دولہن کے ایسے جسپر زہرہ ومشتری صدقے برابر سے ہیرے یاقوت زمرد پکھراج نیلم

لعل بے بہا ٹنکے ہوئے کنگنون کی چمک پر آنکھ نہین ٹھہرتی ہو نگاہ مہ و خورشید خیرہ کی کرتی ہو ستارے کنگنون کو دیکھ
پلکین جھپکاتے ہین آفتاب و مہتاب آنکھین چراتے ہین الغرض مانجھے کی رسم ادا ہونے لگی کنگنے دولھا دلھن کے ہاتھ
مین باندھے گئے خلعت فاخرہ جوڑے شہانے دونون کو پہناے زیور سے آراستہ کرکے غرق بجواہر کیا دلھن
کی چھوٹی چھنگلی دھلا کر کھلائی چھوٹا انگوٹھا ہاتھ مین چھوایا گیا کنگنا پھولون کا زیب جسم کیا انگشتری یاقوت سرخ کی
ہاتھ مین پہنائی مبارک سلامت کی چارطرف دھوم ہوئی رقاص انجمن فلکی ترانہ سازی کرنے لگے سیم و طلا و گوہر
ماہ کی نچھاور پڑنے لگی عجب دھوم دھام جلسہ عشرت کا اہتمام تمامی شہر مین ناچ رنگ گلی گلی کوچہ کوچہ دن عید رات شب برات
گھر گھر پریون کا ناچ ہو رہا ہو ہر جگہ جشن تازہ کا سامان مہیا ہو حجلہ عروسی تیار ہوا الغرض دو راس شمار ہوا خواجہ عبدالرحمن جنی
نے عقد پڑھا نکاح حمزہ صاحبقران کا ملکہ کے ساتھ ہوا جواہر کی پلنگڑی پر دولھا دلھن کو لٹایا قران السعدین کا جلوہ نظر آیا
پری صفت کے عوض مین یہ تماشا دیکھا دو وفا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان دلھن ملکہ آسمان پری دختر شہپال
بن شاہرخ یہ دونون آفتاب و مہتاب ایک مسند مخمل سرخ پر لیٹے ہین دونون بعد شادی و خرمی ہاتھ پاؤن ڈار رہے ہین اور
مغلیا ران ہار کے اشارے کر رہے ہین دایہ قابلہ دعائین دیتی ہین گھڑی گھڑی چٹ چٹ بلائین لیکر صدقے ہوتی ہین ہر طرح کے باجے
بجے شادیانے دے لعل و گوہر کو دولھا دلھن پر سے نچھاور کیا جواہر خلعے لٹائے یا بادشاہ دونون کو اس کیفیت سے دیکھکر
شاد ہوا کہ بچپنے ہی مین دختر کا گھر آباد ہوا دلھن کی مان خوشی سے پھولون نہین سماتی ہو داماد پر ہزار دل و جان سے نثار ہوئی
جاتی ہو غرضکہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کو بعد انبساط ایک رات الگ دن بسر ہوا امیر نے روز صبح کو بادشاہ زادیوں
کو بہت سا زر و گوہر دے کر حکم کیا کہ اس لڑکے کو بحفاظت تمام بعد راحت و آرام بردہ دنیا پر اسکے مان باپ کے مکان مین پہونچا آؤ
انکی دایہ کا پہلو آباد کرو خبردار خبردار اس لڑکے کو کسی طرح کی تکلیف نہو اس لڑکے نے کل سے غیر دایہ کا دودھ بھی نہین پیا بلکہ
پستان دایہ غیر ذوالملک کی طرف رخ بھی نہین کیا اللہ اکبر یہ طفل شیرخوار کیسا تمیز دار ہو پانچ چھ روز کے بچے کو یہ تمیز و دانائی
کہان حقیقت مین یہ لڑکا خاندان خلیل بے عدیل سے ہو دور و نزد اسکی مان کا کیا حال ہوا ہو گا باپ اسکے غم مین مبتلا ہو گا
گھر مین اسکے سبکو عجب حیرانی و پریشانی ہوگی دو یہ حکم بادشاہ کا سنکر امیر با توقیر کو کہ دولھا بنے ہوئے تھے اور گہنا
پھولون کا پہنے تھے اور خلعت کتخدائی اور زیور گلوئی مرصع کار سے آراستہ و پیراستہ مہندی ہاتھ پاؤن مین لگی ہوئی سہرا
مقیشی سر سے بندھا ہوا اسی شان و شوکت سے ہاتھون پر لیکر پہونچانے گئے ادھر کا حال سنیے کہ جب امیر با توقیر
حمزہ صاحبقران زمان کو غائب ہوگئے ہوئے ایک رات ایک دن گذرا غم فراق فرزند ارجمند مین عبدالمطلب کا عجب
حال ہوا اور مادر قالیفہ نے انکی رو رو کے نہایت حال تباہ کیا اور ملکہ عادیہ بانو دایہ امیر با توقیر بیقرار و اشکبار مصیبت
کا ہنگامہ صدمہ و الم کا سامنا آب و غذا سب چھوڑ دی حمزہ کا نام ورد زبان شعلہ آتش فرقت سینہ مین بھڑک رہا ہو
دل و جگر سوز فراق حمزہ سے جل رہے ہین لب پر آہ و نالہ دریاے اشک غم ہو حمزہ کی طغیانی پاتے ہوے کی ماتا
تیری ہوتی ہو دل کسی طرح نہین مانتا شعر نہ شب کو نیند نہ دن کو قرار پڑتا ہو + جگر پہ خنجر غم بار بار پڑتا ہو +
اسی عالم بیقراری و اشکباری مین خواجہ عبدالمطلب محزون و نالان و افتان و خیزان خواجہ حکیم بزرجمہر
کے پاس پہونچے اور کہا کہ اے خواجہ اب تو دل بہت بیتاب ہو آتش ہجر سے دل سینہ مین کباب ہو ذرا ملاحظہ فرمائیے حمزہ
سے کبتک جدائی رہیگی ملنے کی صورت کب دکھائی دیگی اب تو دم لبون پر آیا ہو فراق دلبند نے بہت طول کھینچا
ہو یہ کیا نوشتہ تقدیر تھا خوشی مین غم ہو پیدا ہوا ایک بیک دل کے لئے درد و الم پیدا ہوا یہ سنکر حکیم
بزرجمہر نے پھر دہی شکلین کھینچین قرعہ پھینک کر دریافت کیا بعد غور کے بزرجمہر مثل گل شگفتہ ہو گئے

کھلکھلا کے خوب ہنسے اور کہا کہ ای خواجہ عبدالمطلب مبارک ہو مٹھائی کھلوایے جشن شادی کتخدائی آپ بھی برپا
کیجیے آپ کا فرزند دلبند امیر حمزہ صاحبقران پرستان مین ملکہ آسمان پری دختر شہپال بن شاہرخ بادشاہ
پریزادان کی بیٹی کے ساتھ بیاہا گیا یہان آپ کو صدمۂ درد فراق وہان شادی کی دھوم دھام بعد اشتیاق یہان
اشکباری بیقراری آہ و نالہ وہان جشن شادی کتخدائی کا سامان مہیا پروردگار عالم نے اسی سن مین چھوٹی سی دلہن
اعلے حسب والا نسب حور صورت ماہ پیکر مہر طلعت فلک منزلت عطا فرمائی اب دل کو شاد کیجیے تھوڑی دیر مین وہ آفتاب
حشمت و جلال ماہ برج فلک شوکت و اقبال آتا ہوگا یہ کلام مسرت التیام حکیم خواجہ بزرجمہر کا ابھی ناتمام تھا کہ وہی تو امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران زمان کو نوشاہ بنے ہوئے اسی طرح کنار دایۂ قابلہ ملکہ عادیہ بانو مین لا کر چلے گئے ملکہ عادیہ بانو بہت
خوش مسرور ہوئی گلے سے لگایا پیار کیا پیشانی نورانی پر حمزہ کی بوسہ دیا اور پکار کر کہا لوگو صاحبو دیکھو میرا نور زادہ
شہزادہ دولہا بنکر آیا ہے شاہانہ خلعت سے آراستہ ہے زیور کتخدائی سے پیراستہ ہے پھولون کا کنگنا پہنے ہوئے سہرا بندھا ہوا
طرہ لٹکا ہوا بدھی گلے کا ہار ہے عجب شان و شوکت آشکار ہے مہندی ہاتھ پاؤن مین لگی ہوئی آج تو تمام خدائی صورت بنی
ہے جلدی خواجہ عبدالمطلب کو خبر کرو گھر مین آئین ننھے سے دولہا کو دیکھین پیار کرین گلے سے لگائین یہ سنکے سب
خواصین کنیزین دوڑین اور امیر باتوقیر آمین گود مین لیکر پیار کرنے لگین دل کی طرح سینہ سے لگایا سب نے چٹ چٹ بلائین
لین درازی عمر و ترقی جاہ و حشم کی دعائین دین خواجہ عبدالمطلب کو فوراً دوڑ کے خبر دی کہ تمہارا فرزند ارجمند دولہا بنکر آیا
ہے شان شاہانہ رخ سے ہویدا ہے یہ مژدۂ فرحت افزا سنتے ہی خواجہ عبدالمطلب خوش خوش گھر مین تشریف لائے فرزند دلبند نور
نظر لخت جگر کو دیکھکر بہت شاد ہوئے گود مین لے لیا پیار کیا اپنے کلیجے کو سینہ سے لگایا حکیم خواجہ بزرجمہر
کو اسی طرح لا کر دکھایا بزرجمہر نے جو چہرۂ نورانی امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا دیکھا بہت خوش ہوئے
مبارکباد دی اور سبھون نے نذرین گذرانین زر و گوہر تصدق کیا اور بہت سا مال خیرات راہ خدا مین دیا حمزہ صاحبقران
کے جو ہاتھ پاؤن مین مہندی لگی دیکھی سب کو بے انتہا خوشی ہوئی وہ ہاتھ پاؤن پارۂ لعل یا یاقوت معلوم ہوتے تھے
سبکو یقین کامل ہوا کہ حمزہ صاحبقران کا نکاح ضرور ہوا ہوگا خواجہ عبدالمطلب اور مادر حمزہ اور ملکہ عادیہ بانو
کہتی تھین افسوس ہم شادی کتخدائی حمزہ صاحبقران مین نہ شریک ہوئے دلہن کو ننھے پن مین نہ دیکھا ہم بھی
اسکو مثل حمزہ کے پیار کرکے گلے سے لگاتے الغرض سب خرم و شادان رہنے لگے اور حمزہ صاحبقران زمان
کنار ملکہ عادیہ بانو مین پرورش پانے لگے اور ساتھ حمزہ کے عمرو بن امیہ ضمری اور مقبل وفادار مع بارہ ہزار
طفل شیرخوار کے پرورش ہوئے خواجہ بزرجمہر نے ایک عرضی مضمون نوید پیدائش امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران
زمان بخدمت بادشاہ نوشیروان تحریر کی کہ ای مہر سپہر شہریاری و ای قمر فلک جہانداری زینت بخش کشور عدل و داد
نشین سلطنت قبا و تاج بخش سلاطین زمان شہنشاہ دوران باج گیر خسروان جہان بادشاہ نوشیروان خلد اللہ
ملکہ و سلطنتہ بعد ادائے مراسم و قواعد تسلیمات و لوازم کورنشات بعرض باریابندگان بساط فیض نشاط عرض پرداز ہون
کہ بعد پہونچنے اس خادم آستانۂ دولت نشانہ کے بتاریخ گیارھوین جمادی الاول وقت مسعود و ساعت محمود کو بوقت
صبح صادق اس آفتاب عالمتاب حسن و جمال و ماہ فلک حشمت و اجلال نے برج حمل سے بخانہ خواجہ عبدالمطلب
جلوہ فرمایا اور اسوقت شہر مکہ اور اطراف مین اسی دن کے پیدا ہوئے بارہ ہزار بچے دستیاب ہوئے ان سبکو
انکے والدین سے لیکے بملازمت اس اختر تابان کے کنار دایہ ہائے ذی فہم و ذی شعور مین جانب حضور
فیض گنجور سے پرورش ہونے کا حکم دیا اور اسی روز ایک غلام خواجہ عبدالمطلب کا مقبل نامی اسکے

یہاں بھی لڑکا پیدا ہوا اور اسی ہنگام فرجام مین ایک ساربان کہ نام اسکا امیہ ضمری ہے اسکی زوجہ کے یہان بھی بہ ہزار خرابی
و دشواری تمام ایک لڑکا سوکھا ساکھا دبلا پتلا مثل بچہ موش کے پیدا ہوا ہے کہ حکایت اسکی بہت طول وطویل ہے انشاء اللہ بروقت
ضروری حضور رفعت فیض رعیت ملازمان بادشاہ جہان پناہ مین عرض کرونگا بموجب زائچہ و قرعہ رمل موافقت ساعت
و وقت فرزند خواجہ عبد المطلب کا نام امیر ابو العلاء مکی ملقب بہ حمزہ صاحبقران رکھا اور مقبل کے
بیٹے کا نام مقبل وفادار اور اس ساربان امیہ ضمری کے لڑکے کا نام عمرو رکھا یہ دونون لڑکے بڑے صاحب
طاقت و جرات اور بڑی شان و شوکت اور بڑے رفیق و وفادار امیر عالیمقدار کے ہونگے اور حمزہ کو بڑے
جاہ و حشم سے دایہ بالغہ معین کرکے پرورش کرایا ہے کہ یہ مہر سپہر حشمت و اقبال و نیز فلک جاہ و
جلال ہمیشہ محافظ سلطنت و تخت و تاج بادشاہ زمان و معین و مددگار مملکت مداین لوز دستان رہیگا
زیادہ حد ادب یہ عرضی تحریر کرکے خواجہ بزرجمہر نے ایک شتر سوار تیز رفتار کو دی اور تاکید کی کہ یہ عرضی بخدمت
بادشاہ نوشیروان جلد لیجا اور اسکا جواب بہ زودی تمام لا وہ شتر سوار عرضی خواجہ بزرجمہر
کی پگڑی مین رکھکر سلام کرکے شہر مداین کی طرف روانہ ہوا بعد قطع منازل و طی مراحل بعجلت تیز رفتاری مثل باد صبا کی
دوڑ کر شتر سوار مداین مین داخل ہوا جب دربار بادشاہ کیوان جاہ نوشیروان زمان مین آیا پہلے مجراگاہ
پر قیام کرکے بطور قواعد شاہانہ آداب بجا لایا دعاے ترقی دولت و اقبال و زیادتی حشمت و اجلال دے کر
عرضی دونون ہاتھون مین لیکر پیشکش حضور فلک جمہور بادشاہ عالیجاہ کی بادشاہ عالم پناہ نے وہ عرضی خواجہ
بزرجمہر کی خوشی خوشی لیکر میر منشی کو دی میر منشی نے بزبان فصیح پڑھی بادشاہ مضمون مسرت مشحون
و مژدہ جان بخش و فرحت افزا سنکر بہت خوش اور مسرور ہوا اور تمام اہالیان دربار و ارکان سرکار بلند اقتدار
کو مژدہ شادی پیدایش امیر با توقیر ابو العلاء مکی ملقب بہ حمزہ صاحبقران سنایا اور حکم کیا کہ واسطے حمزہ
صاحبقران کے ایک پالنا جواہر نگار مرصع کار تیار ہوا اور اس پالنے کے چارون پاؤن پر چار لعل بیش بہا کہ جنکی
چمک مثل آفتاب و مہتاب کے ہو نصب کئے جائین الغرض جب وہ پالنا تیار ہوا بادشاہ نوشیروان
نے حکم کیا کہ یہ پالنا اور بہت سا زر و مال براے امیر با توقیر ابو العلاء مکی یعنی حمزہ صاحبقران اور
خلعت فاخرہ بہت عمدہ اور بارہ ہزار جوڑے بہت بھاری اور اطفال خردسال کے لئے اور جوڑے انکی
دایون کے پاس خواجہ بزرجمہر کے روانہ ہون اور خواجہ بزرجمہر کو ایک نامہ اپنی طرف سے میر منشی
سے لکھوا کر اس اسباب کے ہمراہ روانہ کیا اس نامہ مسرت شمامہ کا یہ مضمون فرحت مشحون تھا کہ اے وزیر
اعظم و اے دستور معظم رونق بخش مملکت زینت تخت خلافت و جہانداری و اے زیب وہ جلوہ سریر سلطنت
و شہریاری و اے دانندہ اسرار شاہنشاہی و اے آگاہ کنندہ حال ماضی و استقبال سلطنت نوشیروانی عرضی تمہاری
آئی تحریر کو تمہاری مشاہدہ کرکے بہت مسرور و شاد ہوا تمنے بڑا کار نمایان کیا تمہارا کیا ذکر ہے ہر خیر خواہی
اور نمک حلالی اسی کا نام ہے رفیق و شفیق یونہین کرتے ہین شاباش و مرحبا اے عم نامدار یہ مال و زر و جواہر
و خلعتہاے فاخرہ براے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران تمہارے پاس مع نامہ مسرت شمامہ بھیجا جاتا
ہے اور ایک پالنا جواہر نگار جس مین لعل بیش بہا چارون پاؤن پر جڑے ہین حمزہ صاحبقران کے واسطے
بھیجا ہے کہ اسمین شب و روز حمزہ آسایش و آرام سے رہے اور بارہ سو جوڑے بہت عمدہ و بھاری بھاری
ان اطفال خردسال کے واسطے بھیجے ہین جو اسی دن پیدا ہوے ہین اور انکی دایون کے واسطے تنخواہین

سرکار دولتمدار شاہی سے مقرر ہوئی ہین سب کو پرورش ہونے دوامی عمر نامدار خواجہ بزرجمہر آپ یہ بندوبست کامل کرکے چلے آئے کہ یہان بھی سب امور منحصر فقط آپ کی ذات خاص پر ہین یہ پر وانۂ کرامت نشانۂ نوشیروان کا خواجہ بزرجمہر کے پاس آیا اور وہ سب مال وزر وجواہر اور خلعت اور جوڑے وغیرہ اور پالنا برائے حمزۂ صاحبقران بھی آیا خواجہ عبدالمطلب کو خواجہ بزرجمہر نے بلوا کر وہ نامۂ مسرت شمامہ نوشیروان زمان کا اور سب مال وزر اور وہ پالنا سپرد کیا خواجہ عبدالمطلب نامدار بہت خوش ہوے وہ پالنا جو واسطے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے نوشیروان بادشاہ زمان نے بھیجا ایسا خوشنما اور نایاب تھا کہ اوسکا مثل ونظیر نہ تھا آسپر گہوارۂ ہفت رنگ فلک نیلوفری فدا ہوتا تھا وہ جواہر نگار ومرصع کار جھولا کہ ہنڈولہ بغدادی گردون دون کا گھڑی گھڑی آس پاس پھرکے نثار ہوتا تھا چارطرف اُس پالنے کے ڈنڈ دن اوپر پٹی سیرودن مین برابر سے نگینے یاقوت سرخ اور نیلم وزبرجد اور گوہر آبدار کے جڑے ہوے اور لعل شب چراغ مثل آفتاب عالمتاب چارون پایون کے اوپر نصب کئے ہوئے ہین وہ گہوارہ ایسا آراستہ وپیراستہ تھا کہ چشم فلک نے کبھی نہ دیکھا ہوگا دیدۂ آفتاب ومہتاب خیرگی کرتا تھا اختر تابان سامنے اُسکے مثل کرمک شب تاب کے جھلملاتے تھے وہ پالنا ایسا منور وروشن تھا کہ رات کو اُسکی روشنی مین امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران زمان لڑکون کے ساتھ کھیلا کرتے تھے شب تاریک مین شمع سے خوبی اور کافوری جلانے کی مطلق حاجت ہوتی تھی حمزۂ صاحبقران اُس پالنے سے ایسا شاد ہوتے تھے کہ کھیلنے مین دل اُنکا بہلتا تھا غرض وہ سب مال وزر وجواہر اور خلعت جوڑے اور وہی پالنا وغیرہ دینے کے بعد خواجہ بزرجمہر نے خواجہ عبدالمطلب کو سب امور آئندہ فہمایش کر دئے خیالات عمرو بن اُمیہ ضمری کے واسطے بہت کچھ کہدیا اور سارا انجام کا حال بتا دیا اور کہا کہ ای خواجہ عمرو بن اُمیہ ضمری کا بڑا خیال رکھنا اور اُسکو تکلیف اور رنج وملال نہ دینا اور گھڑکی جھڑکی سے باز رہنا کہ یہ لڑکا بڑا عقلمند اور صاحب لشکر اور دوست وفادار رفیق وشفیق حمزۂ صاحبقران کا ہے اور ہمیشہ محافظ جان وآبرو حمزۂ صاحبقران کا ہوگا یہ لڑکا بڑا نامور وجری وسپاہ وعیار طرار ہوگا ای خواجہ عبدالمطلب اس لڑکے کی بڑی خاطرداری کرنا اور پرورش مثل حمزۂ صاحبقران کے اچھی طرح سے کرنا یہ سب امور خواجہ عبدالمطلب کو بتا دئے اور خواجہ بزرجمہر سب سے رخصت ہو کر طرف شہر مدائن کے روانہ ہوئے بعد قطع منازل وسطے مراحل مدائن مین داخل ہوے اور حاضر خدمت فیض رحمت بادشاہ نوشیروان زمان ہو کر بعد آستانہ بوسی کے تمام کیفیت شہر مکہ وپیدائش امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران وحال مقبل وفادار اور روداد عمرو بن اُمیہ ضمری بادشاہ نوشیروان سے عرض کی اور کہا کہ ای شہنشاہ دوران وای خسرو گیتی ستان آپ کے اقبال سے خادم نے کل کاروبار آغاز وانجام انصرام کر دیا گیارھوین تاریخ جمادی الاول کی خواجہ عبدالمطلب کے یہان فرزند ارجمند پیدا ہوا اور نام اُسکا مین نے بموجب زائچہ سال امیر ابوالعلا و ملقب حمزۂ صاحبقران رکھا خواجہ عبدالمطلب کے غلام کا جو بیٹا تھا اُسکا نام مقبل وفادار ابن قبیل رکھا اور ایک ساربان خواجہ عبدالمطلب کے اونٹون پر تھا اُسکا نام اُمیہ ضمری ہے اُسکے بیٹے کا نام عمرو رکھا مگر اُسکی پیدائش کا حال عجیب وغریب ہے کہ جسوقت حمزۂ صاحبقران پیدا ہوے اور مجکو خبر ہوئی مین نے حکم کیا کہ اس شہر مین جتنے لڑکے آجکی تاریخ پیدا ہون اُنکو ہمارے پاس لے آؤ ہم اُنکے والدین کو زر وجواہر دینگے

اور اُن لوگون کو ملازم کرکے تنخواہ مقرر کرینگے چنانچہ جسقدر لڑکے اُس شہر مین پیدا ہوئے اُنکو منگوالیا اور دایہ اُنپر مقرر کین اور اُنکے والدین کو بہت کچھ مال دیا شدہ شدہ آمیہ ضمری نے بھی یہ خبر سنی چونکہ اُسکی جورو بھی حاملہ تھی مگر مدت وضع حمل مین دو تین مہینے باقی تھے لیکن اس بدبخت نے مال و دولت کے واسطے جورو پر ظلم و جبر کیا کہ جسطرح ہوسکے تو بھی آج ہی لڑکا جن دے کہ مجکو مال و دولت ملے غرضکہ ایسا ہنگامہ ہوا کہ آمیہ ضمری جورو کو مارنے کو اُٹھا اور وہ عورت بھاگی امیہ پیچھے اُسکے دوڑا کوٹھے کے زینے پر چڑھنے لگی پانون اُسکا پھسلا وہ عورت کوٹھے کے نیچے گر کر مرگئی اور یہ لڑکا کہ جسکا نام مین نے عمرو رکھا ہی پیٹ سے اُسکے نکل پڑا مگر بہ قدرت خداوند جلیل وہ زندہ رہا مین نے اُسے دایہ حمزہ صاحبقران زمان کہ نام اُسکا ملکہ عاد ہی بالو بڑا اُسکے سپرد کیا وہ حمزہ اور عمرو دونون کو دودھ پلاتی ہی اُس شیر حمزہ صاحبقران سے عمرو بھی پرورش ہو رہا ہی اور اُسکے باپ کو مین نے بہت سا مال و زر دیا ای بادشاہ نوشیروان یہ لڑکا بھی یعنی عمرو بن آمیہ ضمری بڑا بہادر اور جرار عیار طرار ہوگا بلکہ سرداران عیار و سرکوب کافران جہان ہوگا مثل حمزہ کے یہ بھی بڑا شجاع و دلیر صاحب شمشیر ہوگا اور دل سے عاشق صادق اور رفیق شفیق اور محافظ جان حمزہ صاحبقران کا ہوگا ای بادشاہ عالیجاہ مین بخوبی بند و بست کرکے حاضر خدمت فیضدرجت ہوا ہون بادشاہ یہ سنکے بہت مسرور و شاد ہوا خواجہ بزرجمہر کو خلعت فاخرہ دیا اور کیفیت ملک خاور کی بزرجمہر سے بیان کی اور کہا ای شہریار وہ جو آپ نے ارشاد کیا تھا بموجب فرمانے آپ کے مین نے ملک خاور کو تباہ و برباد کردیا تمام خیبری پر بختک وزیر کو بجماعت کثیر دو لاکھ فوج جرار سے بھیجا تھا بختک نے شہر مین داخل ہوتے ہی قتل عام کا حکم دیا وہ خونریزی کی کہ دریا لہو کے بہہ گئے تلاطم عظیم برپا ہوا بارگاہ علقمہ مین پہونچکے علقمہ کو قتل کیا کسی زن حاملہ و غیر حاملہ کو نہ چھوڑا بچون تک کو مارڈالا القصہ قتل و قمع کرکے فساد و فتنہ مٹا دیا کسی طفل و جوان و پیر کو باقی نہ رکھا کہ بنیاد فساد مٹ جائے جب انسان وہان پیدا ہی نہوگا تو پھر کس طرح فتنہ و فساد برپا ہوگا تمام ملک خاور دشمنون کے شر اور فساد سے پاک و صاف کرکے صمصام زرہ پوش کو حاکم شہر کردیا اور پچاس ہزار فوج جرار دلاور شہر خاور مین زیر حکم صمصام زرہ پوش کرکے وہان چھوڑ دی بختک وزیر برفتح و فیروزی وہان سے چلا آیا خواجہ بزرجمہر نے یہ سنکر کمال افسوس کیا اور دست تاسف ملکر کہا ای بادشاہ نوشیروان آپ نے بڑا غضب کیا مجکو آنے دیا ہوتا یہ امر بہت برا ہوا کہ اسقدر بندگان خدا کا خون ناحق آپ نے کیا یہ سب مواخذہ آپ کے ذمہ تا قیامت رہا نہین معلوم کہ اُس دشمن کی نسل قطع ہوئی یا باقی ہی بندے کے چاہنے سے کچھ نہین ہوتا جو خدا چاہتا ہی وہی ہوتا ہی اسرار غیب سوا خدا کے کوئی نہین جانتا ہی شعر من درچہ خیالم فلک راچہ خیال ÷ کارے کہ خدا کند فلک را چہ مجال ÷ بختک نے آپ کے واسطے یہ مواخذہ جمع کرکے رکھا اور مین نے حضور فیض گنجور کے لئے یہ کار نیک یہ سر انجام کیا کہ بارہ ہزار بچے معصومون کو نوکر رکھکے اُنکے والدین کو روٹی سے لگادیا وہ بچے معصوم پرورش پارہے ہین اور والدین اُنکے عیش و عشرت مین بسر کر رہے ہین بختک ہزارون کو قتل کرکے بادشاہ کو ماخوذ کرایا مین نے ہزارون کی عمر بھر پرورش کا سامان کردیا بقول سعدی شعر کہ بد بینی از یار نیک ÷ نمی روید از تخم بد بار نیک ÷ یہی وجہ ہی جو عاقل و فہمیدہ صحبت سفلی و سفلہ پرور سے پرہیز کرتے ہین جاہل اجہل کے پاس بیٹھنے سے گریز کرتے ہین کہ جو بد ہی بدی کی باتین سکھاتا ہی اور جو نیک ہی وہ نیکی کی

راہ تبا تا ہی بختک نے کہا ای خواجہ بزرجمہر مین نے اُس دشمن بادشاہ نوشیروان کو قتل کیا اور نسل رخنہ پرداز
اور بنائے فتنہ سازی عورات کے قتل کرنے سے مٹادی اب کوئی کھٹکا اور دغدغہ سلطنت نوشیروانی
مین باقی نرہا اب چین سے پانون پھیلا کے سوئیے اور رات دن عیش و عشرت کیجئے گلشن عیش مین جسکا کھٹکا تھا
وہ کانٹا نکل گیا اب غنچہ خاطر ہمیشہ شگفتہ رہیگا خواجہ بزرجمہر نے جسوقت یہ کلام بختک بدانجام کا سنا دل مین نہایت
پیچ کھا کے کہا کہ افسوس عبث دوست کو اپنا دشمن بنایا بادشاہ ملک خاور سے عداوت مول لی جب تو ایک
شبہہ تھا شاید کوئی دشمن ہوتا کہ ہوتا لیکن اب ضرور بالضرور کوئی نہ کوئی پرسان حال بادشاہ نوشیروان کا ہوگا
ناحق ہزارہا بیچارون کی جانین گئین عورت و مرد خورد و کلان کا خون ہوا انکے خون ناحق وبال کہان جائیگا
سوا اسکے یہ کہ بادشاہ کی طرف عاید ہوا اختک تو دشمنی نہ تھی مگر اب عدو کو کینہ عداوت کثرت سے پیدا ہوئی
یہ سنکے خواجہ بزرجمہر چپ ہوئے سکوت کیا انجام سوچ کر غصہ آیا مثل بید تھر تھر کانپنے لگے لاعلاجی و ناچاری
اپنی مشاہدہ کی کہ بادشاہ کو بختک کی طرف رغبت زیادہ ہی یہ اُسکی نافہمی کا سبب ہی کہ اپنا دوست اور دشمن نہین
پہچانتا ہی خیر مجکو کیا ہرچہ بادا باد جیسا جو کریگا ویسا پائیگا یہ کہکے بادشاہ نوشیروان سے رخصت ہوکر مکدر خاطر
آزردہ کڑھتے ہوئے گھر کو چلے آئے اور خانہ نشینی اختیار کی دل مین کہا کہ نادان کی دوستی مین جان و آبرو
کا ضرر ہی اب دربار شہنشاہ نوشیروان مین جانا اچھا نہین اُس روز سے پھر دربار مین بادشاہ کے نہ گئے
اور عہد کیا کہ اب کبھی بادشاہ کے دربار مین نہ جاؤنگا نوشیروان کو مطلق میری قدر نہین نوشیروان بالکل
عقل سے بہرہ نہین رکھتا نیک و بد نہین جانتا دوست اور دشمن کو نہین پہچانتا ناحق ذلیل و خوار ہوتا ہی دوست سے
دشمنی مول لیتا ہی دربار ناقدردان مین جانا کچھ ضرور نہین کہ وہان جا و منت مین ذلت اُٹھاوا ای بزرجمہر اپنے
گھر بیٹھے رہو نہ کہین آؤ نہ کہین جاؤ عبادت پروردگار کیا کرو یہان بادشاہ نوشیروان نے بختک کا اور زیادہ
مرتبہ بڑھایا خلعت فاخرہ سے خلع کیا اور یقین واثق ہوگیا کہ بختک نے خلش دشمنی کی بالکل مٹادی کوئی کھٹکا اب
نہین ہی عیش و عشرت و نشاط صحبت جشن و انبساط مین مصروف ہوا ناچ رنگ ہونے لگا رات دن جلسۂ عشرت
ناؤ نوش بصد فرحت و مسرت بادشاہ نوشیروان شاد و شاد وزیر اور ارکین سلطنت خوش و خرم نہ کوئی فکر
فکر و تردد نہ رنج و غم انجام کا خیال نہین بزرجمہر کے کلام پر عمل نہین بادہ غفلت سے بیہوش گوش ہوش مین
پنبہ تغافل دن عید رات شب برات تھی بزرجمہر کے دربار مین نہ آنے کا کچھ خیال بھی نہین کہ بزرجمہر جس دن
سے مکہ معظمہ سے آکر گھر گیا پھر نہ آیا کیا وجہ ہوئی اگر کبھی کچھ کسی وقت ذکر بزرجمہر کا آیا بھی تو بختک نے
جوڑ مار دیا کہا حضور بزرجمہر کو اپنے کمال و علم پر غرہ ہی خفا ہوگئے تو ہوگئے یہ خانہ زاد تو حاضر ہی جو کچھ حکم ہوگا
بجا لاؤنگا جس مسجد مین مُلّا نہوگا تو کیا اذان نہ ہوگی بادشاہ بختک کے بہکانے پر غافل ہوگیا القصہ یونہین عیش
و عشرت مین شب و روز بسر ہوتی تھی ایک روز بادشاہ نوشیروان نے عالم رویا مین خواب دیکھا بخت
خوابیدہ بیدار ہوا عجیب سامان خواب مین نظر آیا کہ ایک باغ دلکش پر بہار شاداب و شگفتہ مثل گلشن شداد
کے ہی مین اُس باغ کی سیر کرنے گیا ہون عجیب نیرنگیان اُس باغ روح افزا کی ہین کہ گلہائے رنگارنگ
کھلے ہوئے ہین اشجار میوہ دار جھوم رہے ہین نرگس اشارے بازی کرتی ہی سنبل تابدار گیسوے معشوق کی
شان دکھاتی ہی غنچے گلون کی طرف دیکھے مسکراتے ہین گل شگفتگی سے کھلے جاتے ہین سرو و شمشاد صورت قد
آزاد اکڑ کر عین جیوانی محبوب کا حسن دکھاتا ہی بلبلین جابجا شاخہائے گل پر چہک رہی ہین کلیان پھولون کی

مثل عطر عنبر و سارا سے کے مہک رہی ہین طائران خوش الحان زمزمہ ساز ہین مرغان چمن نغمہ پرداز ہین قمری کی کوکو بلبل کا شور پپیہوں کی پکار طاؤس کی صدا چکوری کی دھوم باغ مین بلند ہی جو کچھ دیکھکے دل خورسند ہو سبزۂ خوابیدہ پیڑوں پر چھا ہوا ہی گویا فرش زنگاری کا بچھا ہوا ہی گلشن فلک نیلگون اُس باغ کو دیکھکے رشک کرتا ہی ذرہ ہاے خاک گلشن پر سیارگان فلکی فدا ہوتے ہین بادشاہ نوشیروان عالم رویا مین یہ باغ فرحت دیکھکے بہت شگفتہ ہوا آگے جو بڑھا دیکھا ایک بارہ دری عظیم الشان آراستہ و پیراستہ ہی صحن مین اُس بارہ دری کے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا عجب خوشنما ہی سامنے اُسکے ایک حوض پر آب شفاف و صاف پانی مثل شہد و شیر شیرین و خوش ذائقہ فوارے چھوٹ رہے ہین حوض کے چارون کونون پر گملہاے رنگارنگ کے گلدستے رکھے ہین بارہ دری کے درون مین نگینے ہیرے اور یاقوت سرخ و زمرد کے برابر سے جڑے ہین پردے گنگا جمنی کارچوبی پڑے ہوے چھت گیریان بہت عمدہ فرش مخمل سبز کا بیچ مین ایک مسند جواہر نگار آراستہ ہی اُسپر بادشاہ قباد نیک نہاد بصد شان و شوکت و رفعت و عظمت جلوہ افروز ہی اور پہلوے راست مین خواجہ بخت جمال بصد جاہ و جلال وزیر خوش تدبیر بادشاہ فلک جاہ متمکن ہی بادشاہ نوشیروان دیکھتے ہی اپنے والد بزرگوار بادشاہ قباد نیک نہاد کو آگے بڑھا آداب تسلیمات بجالایا قباد نے فرزند ارجمند کو گلے سے لگایا نوشیروان نے پوچھا کہ ای بادشاہ عالیجاہ حضور کے پہلو مین جانب راست یہ کون ہی قباد نے کہا ای فرزند دلبند وزیر خوش تدبیر میرا ہی نام اسکا خواجہ بخت جمال ہی یہ پدر عالی قدر خواجہ بزرجمہر کا ہی ای فرزند تم برا کرتے ہو کہ خواجہ بزرجمہر کو آزردہ کرتے ہو اور بختک کے کہنے پر عمل کرتے ہو دیکھو کہ خواجہ بزرجمہر نے کیسا کار نمایان کیا کہ ملک معظم مین کیسا بند و بست عمدہ انجام کے واسطے کر دیا اور بختک نے ہزارہا بندگان خدا کا خون ناحق کیا مگر کوئی فائدہ متصور نہوا وہ خلش کہ جسکے واسطے تم نے اتنی کوشش کی اور ماخوذ بے گناہ ہوے ابتک نہ نکلی تمکو یہہ مناسب ہی کہ خواجہ بزرجمہر کو راضی رکھو اور اُسکے کہنے پر عمل کرو کہ وہ بڑا صاحب کمال ہی اور فلان صحرا مین ایک خزانہ ہی وہ تمہارے واسطے ابھی تک امانتاً رکھا ہی وہ نکلوالو اور اپنے صرف مین لاؤ اور یہ خزا بغیر خواجہ بزرجمہر کے آئے تمکو ہرگز دستیاب نہوگا اور بختک سے تمکو ہمیشہ خوف و خطر رہیگا اور خواجہ بزرجمہر سے تمہارے بڑے بڑے کار اہم اجرا ہونگے اور بڑے بڑے مرحلے خواجہ بزرجمہر کی کوشش سے سر ہونگے بختک سے کچھ نہوسکیگا بلکہ ہر جگہ ذلیل و خوار ہوگا اسکے سبب سے دوسرے کی رسوائی ہوگی ای فرزند پنبۂ غفلت کو گوش ہوش سے نکالو ناو نوش و جشن راگ رنگ عیش و عشرت سے دست بردار ہو اسی مین بہتری ہی ورنہ خرابیان واقع ہونگی بادشاہ نوشیروان یہ خواب دیکھکے بیدار ہوا وہ جلسۂ عیش و عشرت وہ گلشن پرفضا غائب ہوگیا جو کچھ خواب مین دیکھا تھا آنکھون مین اُسکا سمان بندھ گیا صبح وقت بادشاہ نوشیروان دربار مین آیا اور دربار ارا کین سلطنت و وزیران امیت سے آراستہ ہوا بادشاہ بختک کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا ای بختک جلد بتا کہ مین نے شب کو کیا خواب دیکھا اور اُسکی تعبیر کیا ہی بختک نے سنکر سکوت کیا بعد تھوڑی دیر کے عرض کیا کہ ای بادشاہ جمجاہ اتنا ثبوت ہوتا ہی کہ آپ نے شب کو نہایت خوشی و خرمی کا خواب دیکھا ہی اور مجکو کچھ نہین معلوم ہوتا ہی بادشاہ نوشیروان چین بجبین ہوا اور کہا کہ تو نے بزرجمہر سے کیا پڑھا ہی تو ابھی جہالت و نافہمی پر وزارت کرتا ہی بس اسی مین خیر ہی کہ یا تو میرے خواب کو بیان کر اور تعبیر اسکی دے یا خواجہ بزرجمہر کو گھر سے

بلاکے لا کہ تیرے ہی سبب سے وہ آزردہ خاطر ہوکر گھر مین بیٹھ رہے ہین اور خانہ نشینی اختیار کی ہر اور اگر تونے ایسا نہ کیا اور مجکو خواب نہ ظاہر ہوا اور تعبیر خواب سے مین نہ ماہر ہوا تو تجکو قتل کرونگا بختک یہ سنکے خوف زدہ ہوا اور تھر تھر کانپنے لگا دست بستہ عرض کیا کہ اے بادشاہ عالم پناہ اگر غلام کو اجازت ہو تو غلام جاکے خواجہ بزرجمہر کو لے آئے دربار فلک جاہ مین حاضر کرے بادشاہ نے حکم دیا کہ جاؤ خواجہ بزرجمہر کو لاؤ بختک یہ سنکے اٹھ کھڑا ہوا اور تسلیم بجا لاکے روانہ ہوا جب سواری بختک کی در دولت فیض منزلت خواجہ بزرجمہر پر پہونچی ملازم نے خبر کی کہ بختک آیا ہر بزرجمہر نے مقام نشستگاہ پر اپنی کہ جہان بیٹھتے تھے بلوایا بختک آیا اور سلام کرکے بیٹھ گیا خواجہ بزرجمہر نے فرمایا کہ اے بختک آج کیا ہر جو خلاف معمول تو آیا اور کبھی میرے گھر پر نہ آیا بختک نے ہاتھ باندہ کے عرض کیا کہ اے خواجہ مجھسے بڑی خطا ہوئی میری تقصیر کو معاف کیجے کہ میرے سبب سے آپ آزردہ ہوکر گھر مین بیٹھ رہے اور دربار مین نہین تشریف لاے آج میری جان اور آبرو بچائیے کہ بادشاہ نوشیروان نے رات کو کوئی خواب دیکھا ہر وہ مجھسے پوچھتا ہر مین نہین اُسکو بتا سکتا ہون بادشاہ نے کہا ہر اے بختک اگر خواجہ بزرجمہر کو تو نہ لائیگا تو مین تجکو قتل کرونگا اور گھر بار تاراج کرونگا اب آبرو اور جان آپ کے ہاتھ ہر خواجہ بزرجمہر سنکر خاموش ہوے چونکہ خواجہ بزرجمہر رحم دل اور رحم طینت مین کار نیک کے جویا رہتے ہین بختک کے ہمراہ دربار بادشاہ نوشیروان مین آئے بادشاہ کو آداب بجا لاکر اپنے مقام پر بیٹھ گئے بادشاہ نے کہا اے عم نامدار آپ نے دربار مین میرے کیون نہین سرفراز کیا کیا سبب جو آپ مین آئے بزرجمہر نے کہا اے بادشاہ بختک آپکے کام کو کافی ہر میری کیا ضرورت ہر بادشاہ نے کہا اے عم نامدار بغیر آپ کے کسی کام کا استقرار نہین ہو سکتا لہذا آپکو اسواسطے بلوایا ہر کہ رات کو مین نے کیا خواب دیکھا ہر اور اُسکی تعبیر کیا ہر بزرجمہر نے کہا اے بادشاہ آپ نے رات کو خواب مین ایک باغ پر بہار مین بادشاہ قباد نیک نہاد اور میرے پدر بزرگوار خواجہ بخت جمال کو دیکھا اور بادشاہ نے آپسے سیر چشمی فرمائی ہر اور ایک خزانے کا بھی پتا دیا ہر کہ وہ خزانہ فلان جگہ ہر بادشاہ نے کہا کہ اُسکو نکلوانے کی کیا تدبیر ہر خواجہ بزرجمہر نے نقشہ کھینچا اور عرض کیا کہ فلان صحرا مین ہر اے بادشاہ اس صحرا مین فلان مقام پر کھدوائیے غرضکہ بزرجمہر اور بختک مع چند آدمیون کے اُس صحرا مین گئے اور وہان کھدوایا بہت بڑا خزانہ نکلا وہ خزانہ مال و دولت زر و جواہر چھکڑون پر لدواکر داخل خزانہ عامرہ سرکار نوشیروان کرنا شروع کیا مگر بختک ملعون نے کیا حرکت نالایق کی کہ تھوڑا سا مال اُس خزانے کا پوشیدہ بزرجمہر سے گھر پر خواجہ بزرجمہر کے بھجوا دیا اور آکر بادشاہ سے کہا کہ اے بادشاہ خواجہ بزرجمہر نے آپ سے چھپا کر نصف خزانہ اپنے گھر بھیجدیا اور نصف خزانہ سرکار شاہی مین داخل کیا بادشاہ یہ سنکر برخاستہ خاطر ہوا اور خواجہ بزرجمہر سے کہا اے عم نامدار آپ نے مجھسے چھپا کر نصف خزانہ اپنے گھر پر بھیجدیا اور نصف خزانہ میرے یہان داخل کیا اگر آپ مجھسے پوچھ طلب کرتے تو کیا مین انکار کرتا خواجہ بزرجمہر نے کہا اے بادشاہ یہ سب غلط اور محض جھوٹھ ہر مین نے کبھی ایسا نہین کیا غرضکہ دریافت کیا گیا آدمیون سے صحیح نکلا بزرجمہر کو نہایت غصہ آیا اور خفا ہوکر بزرجمہر اپنے گھر چلے گئے اور بیٹھ رہے پھر دربار مین بادشاہ نوشیروان کے نہ آئے

داستان شادی ہونا نوشیروان کی ساتھ زرنگار بانو دختر مرجان کے بیان کی جاتی ہر

پلا ساقیا بادہ عیش تو	کہ شادی و عشرت کی ہر جستجو	ذرا دیر اے ساقی ذی حشم	پلا اب مئے لالہ گون دمبدم

کر آراستہ اپنا سفینہ تو ہ دلہن کی طرح ہو سجاوٹ تمام	دکھا مجکو سامان شاہانہ تو کہ ہوتا ہے شادی کا اب انتظام	ہو یہ سفینہ جلد باے عروس سحرا ب قلم کی روانی دکھا	کہ شہرہ سیانے ہونا ملک طوس ہو پیری پہ جوش جوانی دکھا غزل

پھپھولے دل کے تازہ تازہ طراز اشک افشانی تمامی بات مالی نے ہوئی آخر پریشانی پریشان شکل زلف یار ہو اسطرح کاغذ پر جدا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی کوئی جاتی ہے آئین ہمیش تدبیر اے خرد پیشہ ہوئی صورت گردون کو صورت تصویر حیرانی	ہر دہ الفت میں ہر روز اک نیا ولولہ نیا پانی دکھا دیتا جو حسن بیادہ مہ طلعت زلیخا کو اگر آنکھوں میں اپنے دلکا کچھ حال پریشانی تماشا آکے اس بو تکدے میں آنے کیا دیکھا نوشتہ اپنی جو پیشانی میں ہر دہ ہی پیش آئی بیت نگارندگان عروس بیان	کہا میں نے نہ کھینچ اے مانی الفت کی تصویر لو ہرگز تو اسکو خواب ہو جاتا جمال ماہ کنعانی محبت کا ابھی دل تجکو چھپا دا ہر لا حاصل کہ اتنی صورتوں میں جیسے اک صورت نہ پہچانی تحرآ س عالم تصویر کی صورت کو جب دیکھے رقم کردہ کشیدہ تو داستان

حجلہ نشینان عروس مضامین مسرت آئین مشاہدہ نمایان شواہد معانی پر تمکین جلوہ شادی کتخدائی قلم عشرت رقم کو بجادہ مضمون بہیت مشحون محفل انبساط اوراق نشاط میں یوں رواں کرتے ہیں کہ جب خواجہ بزرجمہر مکہ شریف سے تشریف لائے اور کیفیت بختک وزیر نے تدبیر کی کہ ملک خاور کو تباہ و برباد کیا اور علقمہ کو مارا اور تمام عوزات و مردمان شہر کو تہ تیغ کیا انجام سوچ کر بزرجمہر کو بڑا ملال ہوا اور فکر پیدا ہوئی کہ بادشاہ نے اس بے وقوف کی صلاح و مشورے سے دوست کو اپنا دشمن جان تباہی کی برائی ہاتھ آئی آغاز میں خلعت پایا بزرجمہر دل میں بہت آزردہ ہو کر گھر میں اپنے بیٹھ رہے خانہ نشینی اختیار کی اور دل میں عہد کیا کہ اب بادشاہ کے دربار میں کبھی نہ جاونگا یہاں بادشاہ نوشیروان بے کھٹکے اور بے خوف و خطر آٹھ پہر مشغول بادہ نوشی ناچ رنگ دل لگی مذاق لہو و لعب میں رات دن رہتا ہے کہ ایک روز بختک وزیر نے تصویر ملکہ زر انگیز بانو دختر نیک اختر بادشاہ مرجان کجکلاہ کی روبرو بادشاہ نوشیروان کے پیش کی اور عرض کیا کہ یہ تصویر دلپذیر شہر مرجانیہ سے آئی ہے بادشاہ دیکھتے ہی اُس تصویر رشک مہ منیر کو ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہو گیا اور کہا اے بختک جلد تدبیر کر کہ میری شادی اس حور وش پری پیکر دلفریب جامہ زیب حسین مہ جبین مہر تمکین کے ساتھ ہو بختک نے عرض کی کہ حضور قربانت شوم کیا مشکل ہے حضور بھی اپنی تصویر ہمراہ رقعہ شادی کتخدائی کے شہر مرجانیہ کو بادشاہ مرجان کجکلاہ کے پاس روانہ کریں دیکھیے کیا جواب آتا ہے اگر انکار ہوگا تو اسکا دوسرا بندوبست کرینگے بادشاہ نوشیروان نے فوراً رقعہ بہ عبارت سلیس و بہ مضمون دلچسپ تحریر کرکے ہمراہ اپنی تصویر کے شہر مرجانیہ کو بادشاہ مرجان کجکلاہ کے روانہ کیا جسوقت رقعہ شادی اور تصویر بادشاہ نوشیروان کی مرجان کجکلاہ کے پاس پہونچی اور بادشاہ مرجان کجکلاہ کی نگاہ تصویر بے نظیر بادشاہ نوشیروان پر پڑی بہت خوش و مسرور و محظوظ ہوا اور پسند خاطر تو دمادم کرکے جواب رقعہ شادی کتخدائی اپنی دختر نیک اختر کا اس شرط سے لکھوایا کہ ہمکو تصویر دلپذیر بادشاہ نوشیروان کی پسند آئی مگر میری دختر نیک اختر کی شادی اس شرط پہ منحصر ہے جو اس شرط کو پوری کریگا اسکے ساتھ میں اس دختر کی شادی کرونگا وہ شرط یہ ہے کہ قریب شہر پناہ میری حد عملداری کے اندر ایک باغ دلکش پر بہار لالہ زار میرے جد آبا کا بنوایا ہے اور نام اس باغ کا گلشن حیرت افزا ہے اب زمانہ حال سے وہ باغ خود بخود نگاہوں سے انسان کے غائب ہو گیا ہے اور ایک منار اس باغ کے بیچ میں ہے لیکن وہ بھی چھپا

ہوا ہر آٹھوین روز وہ باغ رنگارنگ رشک بوستان فلک نمایان ہوتا ہر اور اُس مین صدہا راگ رنگ اور ترانہ کی بلند ہوتی ہر سُننے والے حیرت زدہ ہین عالم محویت طاری ہوتا ہر اسقدر از خود رفتہ ہوتے ہین کہ اگر کھانا کھاتے ہون تو جو نوالا ہاتھ مین ہر ہاتھ مین رہ گیا اور جو نوالا منھ مین ہر منھ مین رہ گیا صورت تصویر سکتہ ہو جاتا ہر کچھ نہین نظر آتا ہر اکثر آدمی ولولہ اور اُمنگ مین جاکر در باغ مین پہونچے اکثر اندر باغ کے چلے گئے پھر پلٹ کے نہ آئے ساتھ والے فریاد و زاری کرتے رہ گئے چنانچہ مین نے چالیس آدمی وہان مقرر رکھے کہ اُن مین سے ایک ایک کر کے جائے اور خبر لائے جو اُس باغ مین پہونچا وہ پھنس گیا یہ تماشا بچشم خود نظر پڑا کہ جو گیا بعد تھوڑی دیر کے اُسکو دیکھا کہ وہ اُسی مینار پر جو عیش باغ مین ہر بیٹھا ہوا ہر دہائی دیتا ہر اور فریاد و الغیاث کے نعرے کرتا ہر کہ ارے لوگو مجکو بچاؤ میری جان جاتی ہر پس صبح ہوتے ہوتے وہ باغ اور وہ مینار نظر سے نہان ہو جاتا ہر کسی قدر آہستہ آواز آیا کرتی ہر تھوڑی دیر کے بعد وہ آواز بھی بند ہو جاتی ہر وہ باغ اور مینار اور وہ آدمی غائب ہو جاتا ہر اسی طرح بہت سے آدمی میرے غائب ہو گئے پس جو شخص کہ اُس باغ کے راز اور اسرار کو مجھپر ظاہر کریگا اُسکے ساتھ اس دختر کی شادی کرونگا بادشاہ نوشیروان کے پاس جب جواب رقعہ شادی کتخدائی کا آیا اور بادشاہ نے یہ مضمون پڑھا بختک کے ہاتھ مین وہ کاغذ دے دیا آپ بسبب فکر و تردد سکوت کیا رنجیدہ کشیدہ پژمردہ افسردہ ہو کر بختک کی طرف دیکھا شعر

پژمردہ ہو کے غنچۂ خاطر جو رہ گیا ⁂ افسردگی سے چاند سا چہرہ اتر گیا ⁂

بختک نے دست بستہ عرض کی ای بادشاہ جہان پناہ آپ متردد و متفکر ہنوز غم و رنج نہ کرین مین اسکا بند و بست کرونگا آپ شہر جانیہ کو تشریف لیجیے اور ملکہ زرانگیز بانو کو بیاہ کے لائیے عیش کیجیے گھر سے آڑاسیے کچھ تشویش نہ فرمائیے کوچ کا سامان شادی کی تیاری کیجیے بادشاہ نوشیروان نے حکم دیا کہ جلد چوبدار جائین اور عم نامدار خواجہ بزرجمہر کو جس طرح ممکن ہو بمنت اور سماجت جلد لائین فوراً چوبدار دوڑے اور خواجہ بزرجمہر سے آکر دست بستہ عرض کی ای وزیر اعظم ای دستور المعظم ای رونق کاشانہ نوشیروانی دستگاہ سلطنت و جہانبانی حضور کو بادشاہ جمجاہ نوشیروان نے یاد فرمایا ہر اور بہ کمال منت و عاجزی بلایا ہر جلد تشریف لیچلیے کہ آپ کو مددگاری کرنا واجب و لازم ہر خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ بادشاہ سے میری طرف سے عرض کر دینا کہ اب مین دربار فلک جاہ مین نہ حاضر ہونگا بختک خیر خواہ دولت پناہ بادشاہ جمجاہ موجود ہر میری کیا ضرورت ہر آپ مجکو معاف فرمائیے ہر چند چوبدارون نے عرض کیا بہت کچھ عذر و معذرت اور منت و سماجت کی مگر خواجہ نے انکار کیا اور دربار بادشاہ کے نہ آئے مجبور و ناچار چوبدار پھر آئے بادشاہ کے آگے مردہی نے پایۂ تخت کو بوسہ دے کر عرض کیا کہ بادشاہ جمجاہ کا اقبال یاور ترقی جاہ ازدیاد دولت و حشمت ہو خواجہ بزرجمہر سے کس کس طرح دست بستہ منت و سماجت کی مگر وہ نہین تشریف لاتے ہین نہایت کشیدہ خاطر معلوم ہوتے ہین بادشاہ نے حکم دیا کہ سمند زرین کمر و سپید زرین ترکش جائین اور جس طرح بنے میرے عم نامدار خواجہ بزرجمہر کو لائین بختک نے عرض کی ای حضور ای بادشاہ گردون پناہ جسقدر آپ خواجہ بزرجمہر کا اعزاز و اکرام اور خاطر و مدارات کرتے ہین اسی قدر و ور زیادہ اُنکا دماغ فلک ہفتم مین پڑجاتا ہر اگر وہ نہ آئینگے تو کار شاہنشاہی کیا بند رہیگا یہ مرحلہ صعب طے ہو گا بادشاہ نے کہا او نالایق تیری ہی شرارتون سے خواجہ بزرجمہر بگڑ بگڑ جاتے ہین اور خفگی دکھاتی ہین وہ بزرگ ہین میرے عم نامدار ہین بغیر اُنکے ہمراہ جائے مین کبھی سفر نہ کرونگا او شادی کر کے ملکہ کو

بیا وہ لاونگا یہ سنتے ہی بموجب حکم بادشاہ سعد زرین کمر و سعید زرین ترکش فوراً بخدمت خواجہ بزرجمہر
حاضر ہوئے اور عرض کیا ای خواجہ بزرجمہر آپ تشریف لیچلیے کہ بادشاہ نوشیروان مضطر و بیقرار ہے اور آپ کو
قسم روح قباد شہریار کی دی ہے تشریف لیچلیے اور آپ زیب دہ اورنگ شہریاری ہین آپ زینت بخش انجمن
جہانداری ہین آپ ہی کے قدم مبارک سے دربار شہنشاہی مین برکت ہے خواجہ بزرجمہر سے جب دونون
نے بہت عذر خواہی کی مجبوراً ناچار سوار ہوکے دربار مین بادشاہ نوشیروان کے آئے آداب سلام
بقواعد شاہانہ بجا لائے متمکن بہ عہدۂ قدیمانہ ہوئے نوشیروان نے بعد مزاج پرسی کے کہا کہ ای عم نامدار
میری شادی ملکہ زر انگیز بانو دختر نیک اختر مرجان کجکلاہ کے ساتھ قرار پائی ہے مگر محبت نارسائی ابھی کچھ
برائی ہے کہ یہ شرط پیش آئی ہے یہ کہکے وہ کاغذ مشروطہ ہاتھ مین حکیم خواجہ بزرجمہر کے دیا خواجہ بزرجمہر بہت
مسرور و شاد ہوئے بعد دعائے ترقی دولت و اقبال کے کہا کہ پروردگار عالم حضور کو مبارک و سازوار
کرے اور وصال میمنت مآل ملکہ زر انگیز بانو بخوشی خاطر فیض مآثر نصیب رہے بسم اللہ بہتر ہے مگر مشکل
زیادہ تر ہے یہ شرط دقیق ہے میری رائے نہین ہے آپ تشریف نہ لیجائین تکلیف نہ لیجائین یہ بہم اہم ہے اس مین
ذلت و رسوائی ہے ہر طرح برائی ہے یہ سنکر بادشاہ آبدیدہ ہوا بہت کشیدہ اور رنجیدہ ہوا کہا ای عم نامدار جو کچھ
ہو مین جاونگا جس طرح ہوگا مین اسی کے ساتھ شادی کرونگا آپ کو اپنے ہمراہ لیچلونگا خواجہ بزرجمہر نے کہا
آپ کو اختیار ہے آپ جائیے مگر مجکو نہ لیجائیے بہت پچتائیے گا ندامت و خجالت اٹھائیے گا بادشاہ نے کہا
ای عم نامدار آپ کو ضرور چلنا ہوگا مین نہ مانونگا جو کچھ ہو جاونگا تامل نہ کرونگا خواجہ بزرجمہر نے بہت عذر کیے
مگر بادشاہ نے نہ مانا سامان سفر تیار کیا لشکر جرار کو جوڑے دردیان دے کر زرق برق بنایا اور جو کچھ سامان
شادی کتخدائی کا ہوتا ہے سب مہیا کرکے اپنے ہمراہ لیا اور مع لشکر جرار کے طرف شہر مرجانیہ کے کوچ
کیا ادھر مرجان کجکلاہ کو خبر ہوئی کہ بادشاہ جمجاہ نوشیروان مع لشکر ظفر پیکر برائے شادی ملکہ زر انگیز بانو
اس طرف آتا ہے قریب در شہر پناہ کے ایک میدان لق و دق صحرائے پر فزا عشرت افزا مین پہلے ہی سے تیاری
فرودکش ہونے کی بادشاہ نوشیروان کی مرجان کجکلاہ کرنے لگا بہت عمدہ و نایاب بارگاہین خیمے طنبو وغیرہ
سب استادہ کروا دیے اور سب سامان بارگاہون اور خیمون مین مہیا کردیا بارگاہون مین فرش
مخملی نہایت تکلف کا بچھا دیا و نگہاے زرین و کرسیہاے جواہر نگار و تخت مرصع کار برائے بادشاہ
عالیوقار بچھوایا اور سب خیمون مین اسی طرح سے سامان تکلفات آراستہ کیا اور پہرا چوکی مقرر کردیا پس
بعد قطع منازل و طی مراحل بادشاہ ذیجاہ و بزرجمہر عالیوقار و بختک نابکار مع اور ارکان دولت و سلطنت
و لشکریان بادشاہ عالم پناہی کے شہر مرجانیہ مین پہونچے بادشاہ مرجان کجکلاہ نے پیشوائی کرکے
بادشاہ کو ہمراہ لاکر بارگاہ نو آراستہ مین فرودکش کیا اور بزرجمہر وغیرہ کو حسب لیاقت خیمون مین اتارا
لشکر فیروزی اثر کو چھاونی کا حکم ہوا بڑی دھوم دھام سے دعوت کا سامان کیا تمام فوج کو ہمراہ بادشاہ نوشیروان
کے مہمان کیا سب کو جلسۂ عیش و نشاط محفل رقص و انبساط برپا ہوئی بعد خاصہ نوش فرمانے کے ناچ رنگ شروع
ہوا دورہ شراب کا چلنے لگا جام لبالب بادہ گلرنگ کا ہر ایک کو ملنے لگا پرستان کا سماں بندھ گیا طوائف ترانہ
ساز بعد سوز و ساز یہ یہ غزل گا کر بھاؤ بتانے لگی رنگ جمانے لگی غزل

			بیٹھے بیٹھے عشق زلف فتنہ گر پیدا ہوا
یاس یہ کلوکی لگا درد سر پیدا ہوا	صبر گریہ ہجر مین درد جگر پیدا ہوا		اشک برسے چشم سے یہ ابر تر پیدا ہوا

عشق گیسو سے صنم سے عشق ابرو ہو گیا
تیرے دل میں میری الفت کا اثر پیدا ہوا
عشق قد یار سے اب دل منو گا کچھ حصول
واسطے عاشق کے لانے کا جگر پیدا ہوا

درد سر جاتا رہا درد جگر پیدا ہوا
حور کو نسبت نہین اللہ رے تیرا جمال
یہ تو تبلا سرو مین کس دن ثمر پیدا ہوا
جب کوئی صدمہ اٹھایا دل مرا جلنے لگا

آئے کعبہ مین خلیل اللہ حج کے واسطے
کب بھلا اس حسن کا کوئی بشر پیدا ہوا
الف چشم سیاہ در دور نگین کے ہین داغ
چوٹ جیسا اس سنگ پر آئی شرر پیدا ہوا

یہ غزل بر محل جو اس فتنۂ روزگار پری رخسار طوالف ترانہ ساز نے بصد سوز و ساز گائی اور ہاتھ پاؤن چمکا کر معشوقانہ بھاؤ بتائے عاشق مزاجون کے دل پامال ہوئے محبت سے بے حال ہوئے مگر آداب شاہانہ ہو سکے سب چپکے سکوت مین بیٹھے رہے صحبت رقص مرقع حیرت ہو گئی غرض کہ دو پہر رات تک یہ جشن رہا بعد اسکے محفل رقص برخاست ہوئی بادشاہ جمجاہ نوشیروان جہان پناہ اٹھکر اس بارگاہ مین آیا جہان مقام خوابگاہ مقرر کیا تھا بادشاہ نے آرام فرمایا مرجان کجکلاہ رخصت ہو کر اپنے محل مین گیا اور بزرجمہر وغیرہ سب اپنی اپنی بارگاہون مین بستر خواب پر گئے جس وقت صبح ہوئی سلطان شرق کرد فر تخت فلک زبرجدی پر جلوہ افروز ہوا خسرو انجم سپاہ نے مع لشکر سیارگان قلعۂ مغربی مین داخلہ کیا بادشاہ نوشیروان بیدار ہوئے بزرجمہر اپنی بارگاہ مین اٹھے حمد و ثنائے الہی بجا لائے عبادت خدا مین مشغول ہوئے ادھر بختک اپنی اپنی بارگاہون مین اور اور سردار اپنے خیمون مین تمام افسران لشکر و لشکریان نامور خواب غفلت سے ہوشیار ہوئے لشکر مین صبح کی وردی بجنے لگی طاشون کی صدا کوسون گئی نیک ڈھل سے ترک فیلی چونک اٹھا قرنا کی آوازے نخلہاے صحرا جھومنے لگے ترہی سے ترانہ سازی ظاہر ہوئی شہنائیون کی آوازے طائران وحشت مست ہوئے اپنی اپنی زبان مین سب چہکارے زمزمے کئے اپنے خالق کو پکارے نغمہ سنجی مین مشغول ہوئے غنچے کھل کھل کر پھول ہوئے اس طرف بلبلین چہکنے لگین کلیان شگفتہ ہو کر مہکنے لگین سبزۂ خوابیدہ لہک لہک کر بیدار ہوا صحرا سے بیرق شعاع آفتاب سے لالہ زار ہوا گل خودرو کی بھینی بھینی خوشبو مین آنے لگین نسیم اٹھلا اٹھلا کر چلنے لگی شبنم نے چھڑکاؤ کیا عروسان چمن نے اپنا اپنا بناؤ کیا بیت عجب گلون کی بھی اے بلبلو شمیم آئی ٭ صبا کے ساتھ ٹہلتی ہوئی نسیم آئی ٭ سرداران لشکر وغیرہ صحرا مین جا بجا ٹہلتے تھے فضاے سبزہ زار دیکھتے تھے غرضکہ دن چڑھا بارگاہ بادشاہ نوشیروان آراستہ ہوئی سردار وغیرہ آ آکے جمع ہونے لگے بختک بھی آیا بزرجمہر بھی تشریف لائے بادشاہ آسمان جاہ بارگاہ کیوان پناہ مین جلوہ افروز ہو کہ ناگاہ چوبدار عرض بیگی نے عرض کیا کہ بادشاہ عالم کی ترقی اقبال دوست شاد دشمن پامال بادشاہ مرجان کجکلاہ کی سواری آ پہونچی حکم ہوا کہ بارگاہ مین ہماری لاؤ اسکا بڑا اعزاز و اکرام کرو سرداران لشکر نے پیشوائی کی ہاتھون ہاتھ مرجان کجکلاہ کو بارگاہ نوشیروان مین لائے بختک و بزرجمہر و دیگر وزرا و امرا نے تعظیم شاہانہ کی بادشاہ نوشیروان نے بعد رسم سلام شاہی اپنے برابر جگہ دی بعد تھوڑی دیر کے مرجان کجکلاہ کی طرف مخاطب ہو کر بختک نے عرض کی کہ حضور وہ باغ کونسا ہے جسکی شرط قلم جواہر رقم سے تحریر کی گئی تھی مرجان کجکلاہ نے نوشیروان عالم پناہ سے کہا کہ وہ مقام کہ جہان وہ باغ فرحت افزا نامے تماشاب وہان میدان لق و دق معلوم ہوتا ہے گلشن فرحت افزا کا کہین پتا بھی نہین آنکھون سے ناپدید ہے نہ شنید ہے وہ دن لو رباقی ہین آج کے تیسرے روز وہ باغ فرحت افزا نمایان ہوگا شام سے وہان رقص پریزادان ہوگا وہ خوش آواز بان آنکی دلون کو مضطر و بیچین

کرتی ہین وہ نازنین راگ رنگ کی ہوش وحواس انسانی کو کھوتی ہین کہ بے اختیار انسان سب کاروبار دنیا چھوڑ دیتا ہو اور گانا پر نازون کا تماشا کرتا ہو اور جو کوئی جوش و ولولے مین آکر اندر باغ کے چلا جاتا ہو آفت مین مبتلا ہوتا ہو ہاتھ جان سے دھوتا ہو عمر بھر اپنے نصیبون کو روتا ہو عقل حیران ہو طبیعت پریشان ہو کوئی اُسکے اظہار اسرار کا بند وبست ہو نہ سامان ہو ہر وقت غضب مین جان ہو شعر مثال عقدہ لاحل کہ سر آن نہ کشود ٭ بجز غم کہ سرانجام آن چہ خواہد بود ٭ مرجان کجکلاہ کی اس گفت وشنید سے سب ہمراہیان بادشاہ نوشیروان مشتاق اُس باغ نا پدید کے ہوئے سب کے سب منتظر اس دن کے رہے جب دو روز گذر گئے اور وہ دن آیا مرجان کجکلاہ نے کہا کہ آج وہی دن ہو یہی روز ظہور گلشن فرحت افزا ہو اے شہریار زمان اب آج تشریف لے چلیے تماشا دیکھیے بادشاہ نوشیروان اُٹھ کھڑا ہوا برابر بادشاہ کے کچھ پیچھے ہٹے ہوئے خواجہ بزرجمہر اور دہنی طرف اور بائین طرف وزرا اور امرا اور سب سرداران اولوالعزم و چند لشکریان جرار بھی ہمراہ ہوکے چلے مرجان کجکلاہ سبکو ساتھ لئے ہوئے بعد کروز صحرا مین اُس مقام پر پہونچا کہ وہان سے سامنے وہ باغ دکھائی دیتا تھا مرجان نے کہا اے شہریار یہ وہی باغ ہو جو سامنے معلوم ہوتا ہو آپ آگے جانے کا موقع نہین ہو یہین ٹھہر جائیے اسی جگہ سے سیر کیجئے دور سے سب نے دیکھا کہ پھاٹک مین اُس باغ کے بہت عمدہ ونایاب پرتکلف جواہر بیش بہا سراپا جڑے ہوئے ہین کیلون کے مقام پر یاقوت وزمرد کے نگینے ہین ہیرے کی کیان اُس پاس اُنکے نصب ہین کنڈے بڑے بڑے گوہر بے بہا مڈھے ہوئے سوراخ اُنکے کشادہ حد سے زیادہ جس مین نفیس بیش قیمت کی زنجیر لگتی ہو اُسکی چمک سے آنکھ دیکھنے والے کی خیرہ کرتی ہو دیوارین بلند کنگا جمنی نقرہ وطلائی بنی ہوئی گویا عوض مٹی کے خمیر سونے چاندی کا کیا گیا اُس پر نگینے چوپہل برابر سے جڑے ہوے ہیرے یاقوت زمرد پکھراج ونیلم الماس وعقیق ہفت رنگ بڑے بیش قیمت لگے ہوئے چار طرف دیوار و خیر انگور کی بیلین پھیلی ہوئین خوشے اُنکے لٹکنے والون کو تاک رہے ہین نسیم سحر کے جھونکون سے مستون کی طرح جھوم جھوم کر دیکھنے والون کے دلون کو للچا رہے ہین طاؤس طنّاز اُس گلشن پرفزا کی دیوارون پر بول رہے ہین اور کبھی رقاصی کا علم دکھا رہے ہین اُس باغ کے اندر سے آواز طائرون کے چہکنے کی آتی ہو مرغان خوش الحان زمزمہ پردازی کر رہے ہین بلبلین گنبد فلک سے نغمہ سنج ہین قمریون کی صدائین بلند ہین کوئی طائر یا ہو یا کہہ رہا ہو کوئی حق سرہ کی دھوم مچا رہا ہو غرض مین اُس باغ معطر کن دماغ کے ایک مینار نہایت بلند ہو کہ کلس اُسکی گنبد فلک سے مل گئی ہو اُس مین ایک مقام بلند پر ایک ہیرے کی کھڑکی لگی ہوئی ہو گنگا جمنی کٹہرا لگا ہو اور وہ مینار ایسا جواہر نگار و مرصع کار ہو کہ آنکھ نہین ٹھہرتی آفتاب درخشان اُسکو دیکھکر شرماتا ہو جھلا کر رہ جاتا ہو یہ کیفیت اُس گلشن فرحت افزا کی باہر سے دیکھکر اور صدائین مرغان خوش الحان کی سنکے سب لوگون کو وجد ہوا سیر باغ کا دل مین ولولا آیا بادشاہ نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر کی طرف دیکھا بزرجمہر نے ہاتھ باندھکر عرض کیا کہ حضور بختک کو حکم دین کہ وہ جاکر خبر لائے وہی آپ کو یہہ بھی کرکے لایا ہو اور نہین تو آپ کو منع کرتا تھا بختک اپنے تئین بہت دانا وبینا جانتا ہو چار ورق پڑھکے مجھسے اُستاد ہو گیا اب وہی اُس سے کوئی سر کرے اور عقدہ لاحل کو حل کرکے دکھا دے بختک نے عرض کی کہ حضور مین خود ہی جاتا ہون آپ خاطر جمع رکھیے آپ کیون کسی سے فرماتے ہین بزرجمہر سنکر خاموش ہو رہے بختک نے آکر لباس فاخرہ پہنا شملہ زرتار سر پر رکھا پٹکا کمر سے لگایا کمر

چست باندھی ہمت مردانگی کرکے چلا سب سامنے سے کرشمے دیکھ رہے ہین بختک یہ دیوار ہت گیا اور جاکر
پہاٹک پر اُس باغ دلکش وینو سواد کے آواز دی کہ اے گلشن آرائے مقام حیرت فضا وای باغبان گلشن فرحت فزا
ہم باغ مین آستے ہین جو پردے والیان ہون ہٹ جائین پردے مین چھپ جائین کہ ہمکو بادشاہ جہاں
نوشیروان زمان نے واسطے دریافت احوال تازگی بہار باغ و برائے تماشائی محفل انبساط باغ باغ
ہوکر بھیجا ہی کچھ جواب نہ آیا بختک نے بخار کشی طبیعت قدم اندر اُس باغ همیشہ بہار کے بڑھایا بادشاہ
نوشیروان و بزرجمہر و بادشاہ مرجان لجکلا وغیرہ یہ سب کرشمے دیکھ رہے ہین کہ بختک اندر باغ کے گیا
جانے سب نے دیکھا پھر حال نہ معلوم ہوا کہ اُسپر کیا گذری بعد چند ساعت کے دیکھا کہ بختک اسی
مینار مرصع کار پر اُس کھڑکی سے نکل کے آکر اُسی کٹہرے کے بیچ مین بیٹھا اور نالہ و فریاد کرنے لگا ای بادشاہ
نوشیروان عادل مجکو بچائیے اس قید ذرنگ سے چھڑائیے ہاے مین مرتا ہون اپنی یہان آنے کی حماقت
پر افسوس کرتا ہون ای بھائی بزرجمہر مجھین مدد کرو اس بلا کو رد کرو یارو جان جاتی ہی کوئی تدبیر بن نہین
آتی ہی کیا آدون یہ اذیت کیونکر سہون یہان بادشاہ نوشیروان بیتاب ہوا جاتا ہی سامنے کھڑا
دیکھ رہا ہی بیقرار و اشکبار ہی چونکہ بختک کے ساتھ کھیل کر بڑا ہوا ہی محبت اس سے دلی ہی دل کو چین
نہین ہی بزرجمہر سے بار بار کہتا ہی ای عم نامدار کوئی تدبیر کیجیے اس نالایق بے دقوف میرے ساتھ کھیلے کو
بچا لیجے بزرجمہر کہتے ہین میرا کیا اختیار ہی مین کیا کرسکتا ہون اسکی رہائی کی کون سی تدبیر کرون الغرض بختک
مینار پر تڑپ رہا ہی نوشیروان یہان بیقرار ہو رہا ہی مرجان لجکلاہ کہتا ہی ای نوشیروان آپ کیا سمجھ کے
آئے تھے اس ناکردہ کار نے دکولے پر طبیعا سے تھے اگر اتنی قدرت نہ تھی تو کاہے کو شادی کی تمنائی ملکہ زر انگیز بانو
کا حوصلہ کیا بیچارے بختک کی مفت جان گئی ہاتھ سے اپنے وزیر کو کھو بیٹھے کیا تخم حماقت مزرعہ نادانی مین بویا
شعر بر وارلیش ز خاک در ساختیش بر فلک ٭ ہر کو بدامن تو زند چون عیار دست ٭ بادشاہ نوشیروان کلام
طعنہ زنی مرجان لجکلاہ کے سنکر اور زیادہ دلریش ہوا مرحلہ خجالت و ذلت درپیش ہوا یہ سب ندامت کے
نہایت رنج و ملال ہوا غصہ سے مُنھ سُرخ ہو گیا ضبط کرکے کہا ای مرجان لجکلاہ شعر دل اگر خار جفا دید امید است کہ باز ٭
گل امید بچیند ز گلستان مراد ٭ آخر کار بادشاہ نوشیروان کو بزرجمہر سمجھا کر تسلی و دلاسا دے کر بارگاہ مین
لایا اور بادشاہ مرجان لجکلاہ اپنے محل مین گیا نوشیروان نے کھانا پانی سب ترک کردیا کہتا تھا کہ ہرچند بختک
بڑا نالایق و بدکار و احمق ہی مگر میرے دل کو بیقراری ہی کہ اُسکو تڑپتا ہوا چھوڑ آیا ہون اے عم نامدار جلد
اُسکی رہائی کی تدبیر کیجیے جام وصل ملکہ زر انگیز بانو اپنے کمال سے بھوا دیجے بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ بھلا
اب مین کیا اُسکی رہائی کی فکر کرون کیونکر بے ادائے شرط مرجان لجکلاہ کی دختر کے ساتھ شادی کرادون
آپ اس خیال فاسد کو دور کیجیے دل کو غم و الم نہ دیجیے شہر مدائن کو تشریف لیچلیے یہ مقدمہ دقت طلب ہی ایسین
نہ پڑیے اگر زندہ رہیگا تو بختک بھی رہا ہوکر چلا آئیگا بادشاہ نوشیروان نے کہا ای عم نامدار اب سر
سے پانی اونچا ہو گیا کوچہ عشق مین ذلیل و رسوا بھی ہوا پھر وصل ملکہ زر انگیز بانو سے محروم رہون لازم
ہی کہ اگر وصال میسر ہو تو جان دون شعر تا نظر از چہرہ گلفام شان پوشیدہ ام ٭ خار در چشم اگر ز دے
فراغت دیدہ ام ٭ یہ کہکر نوشیروان عادل رونے لگا اور قصد اپنے ہلاک کرنے کا کیا بزرجمہر نے
بادشاہ نوشیروان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا ای بادشاہ یہ کار مردانگی نہین ہی گھبرائیے نہین پروردگار عالم اپنی قدرت

کاملہ دکھائیگا انشا سب کام آپ کا بن جائیگا حضور بقول سعدی مصرع تربیت نا اہل را چو گردگان بر گنبد است مگر آپ
کے والد مغفور کی وصیت پر عمل کرتا ہون آپ کے احاطۂ اطاعت سے قدم باہر نہین دھرتا ہون آپ کا رنج و ملال
نہین دیکھا جاتا بختک کبھی اپنی حرکتون سے باز نہ آئیگا آپ کو یونہین بڑی بڑی مصیبتون مین ڈالیگا مگر آپ کے
واسطے کبھی کچھ ضرر نہو گا قطعہ خیاط زمانہ بے تکلف ٭ بر قدِ تو دوخت جامۂ فتح ٭ نام تو در ابتدا نوشتہ ٭ منشی قضا
بجائے فتح ٭ یہ کہکر بزرجمہر نے چوبدار کو حکم دیا کہ جاؤ جلد مرجان کجکلاہ کو بلا کر کہنا کہ بادشاہ نوشیروان زمان
نے یاد کیا ہے جلد تشریف لایے دیر نہ فرمایے بموجب حکم محکم چوبدار فورًا دوڑا گیا مرجان کجکلاہ کو ہمراہ لیکر آیا
بزرجمہر نے کہا اے بادشاہ مرجان کجکلاہ یہ خاطر بادشاہ جمجاہ نوشیروان عادل زمان اسرار خفی باغ گلشن
فرحت افزا آپ پر منجلی کیے دیتا ہون قدرت خداے عزوجل کا تماشا دکھاتا ہون جسکے بھروسے پر بادشاہ
نوشیروان مسافت سفر اٹھا کر آئے وہ احمق نالایق خود بلا مین پھنس گیا جب شرط ہی نہ پوری ہوسکی تو
ملکہ شور انگیز بانو کے ساتھ شادی ہونا کجا مگر خیر یہ دیکھیے گا کہ بزرجمہر نے کونسی کار نمایان کیا تھا آپ ایک بارگاہ عمدہ
ونایاب پر تکلف صحراے سبزہ زار مین استادہ کرائے اس مین تخت شاہانہ لعبد زیب و زین بچھوائے اور دو کرسیان
جواہر نگار آراستہ فرمایے پھر کارنمائی خواجہ بزرجمہر کی ملاحظہ کیجیے فورًا بموجب ارشاد فیض بنیاد خواجہ
بزرجمہر بارگاہ پرتکلف استادہ ہوئی تخت و کرسیہاے جواہر نگار بچھائی گئین خواجہ بزرجمہر اٹھے اور
اپنے ساتھ بادشاہ نوشیروان اور مرجان کجکلاہ کو لیکر چلے اور سردارون وغیرہ سے کہا کہ تم گرد بارگاہ
مسلح و مکمل حاضر رہو غرض کہ بادشاہ نوشیروان کو تخت پر بٹھایا اور ایک کرسی پر آپ بیٹھے اور کرسی پر مرجان
کجکلاہ کو متمکن کیا اور کئی ہزار لشکری مع افسرون اور سردارون کے گرد بارگاہ صف باندھے حاضر رہے اور
چوبدار دھر دہے اور خدمتگار و خواص سامنے دست بستہ باادب سر خم کیے کھڑے ہوے کہ حکیم خواجہ بزرجمہر
نے ایک کونہ بارگاہ مین تھوڑی سی زمین مینڈول مٹی سے لیپی اور آگ کے انگارے اسپر ایک طرف
رکھے اور تھوڑے سے پھول خوشبودار منگا کر رکھے اور لونگین اور کافور تھوڑا اگوگل سوا من مٹھائی پیڑا برفی
اور ایک کالا بکرا اسی اگیاری مین کھڑا کیا اور گھی کا چراغ جس مین اس لیپی پتی زمین کے اندر جلایا اور ایک
پرچہ کاغذ سفید کو ہاتھ مین لیکر یہ اسم پڑھنا شروع کیا اسم افسون مان مان مین تیرا مہان تیرے کان آیا خاک
پھان جلد حاضر ہو میرا کہا مان دہائی تجکو تخت حضرت سلیمان پیغمبر بن داود پیغمبر علیہ السلام کی ہے یہ اسم
پڑھکر اکتالیس مرتبہ اس کاغذ سفید پر دم کیا اور لوبان گوگل لونگ کا فور جلانا شروع کیا اور بکرا ذبح کرکے
اگیاری مین خون جلایا اور وہ کاغذ بالاے ہوا اچھالدیا وہ کاغذ سفید بطور نامۂ حکیم حاذق صاحب کمال
خواجہ بزرجمہر کے مثل طائر بلند پرواز کے اڑتا ہوا چلا گیا بزرجمہر نے پھر اسم پڑھنا شروع کیا اور بخور
آگ مین جلاے کہ اتنے مین مردہے نے عرض کی اے وزیر اعظم دستور المعظم ایک چوبدار کسی بادشاہ کا آیا ہے
باریابی حضور طلب کرتا ہے خواجہ بزرجمہر نے فرمایا بلا لو وہ چوبدار جب سامنے آیا بادشاہ نوشیروان اور
مرجان کجکلاہ اور حکیم خواجہ بزرجمہر کو بہ آداب شاہانہ سلام آداب و تسلیم بجا لایا اور دعاے ترقی عمر و دولت
دے کر عرض کیا کہ غلام کو بادشاہ نے بھیجا ہے اور ارشاد کیا ہے کہ مین بہت آپ کی ملاقات کا مشتاق تھا مین نے خود آنے
کا ارادہ کیا تھا کہ آپنے یاد فرمایا مین ابھی حاضر ہوا خواجہ نے کہا کہ میری طرف سے بعد تسلیم کے عرض کرنا
کہ تشریف لاے سب آپ کے مشتاق زیارت ہین یہ سنکر وہ مردہا بچھلے پانون روانہ ہو کر سب کی نگاہون سے

غائب ہو گیا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اُسکو آپ لوگون نے پہچانا یہ کون تھا سبنے کہا کہ ہم نہین جانتے کہ یہ کون
تھا تو خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ یہ جن تھا بعدہٗ چوبداری معمور ہو یہ ذکر تھا کہ بیرون بارگاہ شور ظاہر ہوا کہ وہ گرد و
غبار اُڑتا ہوا معلوم ہوتا ہے دور سے دکھائی دیتا ہے کہ فوج قاہرہ کسی بادشاہ کی جلو مین چلی آتی ہے خواجہ بزرجمہر نے
حکم دیا کہ بیرون بارگاہ سب سے منع کر دو کہ باتین نہ کرین سب کے سب صف باندھے کھڑے رہین خموشی اختیار کرین اور
جب سواری کسی بادشاہ کی آئے سلامی لیجائے ادب و قاعدے سے ہشیاری رہے ناگاہ قریب سے ڈنکے
کی صدا آئی نقیبون کی آواز گوش زد ہوئی خواجہ بزرجمہر اُس اگیاری مین سے اُٹھ کر دربار گاہ پر برائے استقبال
بادشاہ آکر کھڑے ہوئے کہ اتنے مین اُدھر کی فوج ظفر موج جو زرق برق صفین جمائے کھڑی ہوئی تھی سب نے
سلامی دی مرو سے نے بڑھ کے پردہ کارچوبی بارگاہ کا اُٹھایا بزرجمہر اور بادشاہ نوشیروان اور مرجان کجکلاہ
نے بغور ملاحظہ کیا کہ آگے آگے ہاتھی پر دھونسا نقارے کا بعد اُسکے بھیڑ سواران رسالہ کی کہ وہ سب ترکی و
تازی و عربی پر سوار پہلوؤن مین افسر اُنکے آگے آگے رسالہ دار سب مسلح و مکمل زرق برق بنے ہوئے سینے تنے ہوئے
برچھے ہاتھون مین لئے ہوئے اور اُنکے پیچھے پلٹنین عجب اور تلنگون کی تند و قین کاندھون پر آن مین سنگینین
چڑھی ہوئی دونون پاؤن پر کھینچی ہوئین نخیون کے توڑے روشن سنگرٹے کمرے لگے ہوئے قاعدے
سے چلے آتے ہین پیچھے اُنکے جلوسی سانڈنیان کوتل گھوڑے زیور جواہر مین آراستہ اور بہت سے ہاتھی ہتھنیان
رنگی بنائی آن سبکے پیچھے ایک ہوادار جواہر نگار پر بادشاہ سر پر تاج مکلل بجواہر جسکی قیمت ہفت اقلیم کے خراج
سے ہزار چند زیادہ پوشاک غرق زیب جسم لائق آگے زانو پر رکھے ہوئے تمکنت و حشمت بصد صولت
و شوکت چلا آتا ہے نقیب آگے ہوادار کے بہ صدائے دمبدم لگاتا آتا ہے بار و نگر روبرو بڑھے چلو حد جلو داری سے
باہر ہنو ترقی عمر و دولت و جاہ و جلال از دیاد حشمت و اجلال جب قریب بارگاہ کے آکر سواری ٹھہری لشکر نے
پیدل و سوار کے پرا باندھکر سلامی دی ہزار ہا باجے وردی کے بجے بادشاہ بڑے جاہ و حشم سے اُترا خواجہ
بزرجمہر استقبال کو دربار بارگاہ پر کھڑے تھے پہلے بآداب شاہانہ سلام بجا لائے پھر ہاتھ اُس بادشاہ کا
پکڑے ہوئے بارگاہ کے اندر قریب تخت جواہر نگار کے آئے بادشاہ کو تخت پر پہلو مین بادشاہ نوشیروان
کے بٹھایا بادشاہ جم جاہ نوشیروان رسم سلام سے بہ قواعد شاہی پیش آئے پہلو مین اُس بادشاہ کے بیٹھے
اور ایک کرسی جواہر نگار پر مرجان کجکلاہ بعد ادائے رسم سلام کے بیٹھا اور ایک کرسی پر خواجہ بزرجمہر
متمکن ہوئے بادشاہ نے بزرجمہر کی مزاج پرسی کی خواجہ نے جواب دے کر بادشاہ نوشیروان کی طرف
اشارہ کر کے عرض کیا کہ یہ ہمارا بادشاہ نوشیروان آپ کی ملاقات کا بہت مشتاق تھا یہ سنتے ہی وہ بادشاہ
اجنا اُٹھ کھڑا ہوا گلے ملا بہت خوش ہوا تخت پر آپ بیٹھا نوشیروان کو بھی بٹھایا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ اس
خادم نے آپکو اسوقت فقط اسواسطے تکلیف دی ہے کہ کل سے اسوقت تک ہمارے بادشاہ نوشیروان
نے مطلق نہ کھانا کھایا ہے نہ پانی پیا ہے کیونکہ اسکا رفیق وزیر نجتک کہ بہ نادانی اس باغ مین جا کر بلا مین پھنس
گیا ہے نہایت صدمہ و الم ہے لہذا اُمیدوار ہون کہ اول راز اس باغ گلشن فرحت افزا کا زبان مبارک سے بیان
فرما دیجیے اور پھر اُس وزیر بادشاہ کو رہا کروا دیجیے اُس بادشاہ نے کہا کہ ای خواجہ بزرجمہر میرا نام بادشاہ غفور جنی
ہے مدت سے مین تمسے خوب آگاہ ہون تم فرزند ارجمند خواجہ بخت جمال کے ہو اور وزیر نجتک بیٹا القش نابکار
کا ہے جس نے تمھارے پدر بزرگوار عالیقدر خواجہ بخت جمال کو مار ڈالا ہے خون ناحق کیا ہے اسکی رہائی کے

بارے مین تم کچھ نہ کہنا سوا اسکے اور جو کچھ کہوگے منظور کرونگا اسکی رہائی اور رحم کرنے کو نہ مانونگا خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ بادشاہ نوشیروان کا رنج و الم مجکو گوارا نہین اب آپ بادشاہ نوشیروان کی خاطر کیجے بختک کو رہا کر لوا دیجئے اور راز مخفی اس باغ کا بتا دیجئے بادشاہ عفور چینی نے کہا کہ اے بزرجمہر یہ باغ مرجان کجکلاہ کے باپ نے بڑی تمنا اور خوشی سے بعد شوکت و شان بنوایا اور آراستہ کیا تھا جب یہ باغ بنکے تیار ہوا لالہ زار پر بہار ہوا جب سے اس باغ پر پریزادون نے قبضہ کیا اسوجہ سے کہ یہ زمین باغ جناب سلیمان کا چلہ خانہ اور اذکیر پڑھنے کا مقام تھا آٹھوین دن سب پریزاد و دیوزاد و اجنہ وغیرہ آتے تھے اور کچھ راگ رنگ وغیرہ سے شغل کرتے تھے جب مرجان کجکلاہ کے باپ نے باغ بنوانا شروع کیا تھا تو سب پریزاد مانع ہوئے مگر اسنے نہ مانا اور باغ بنواکر بڑے تکلف سے آراستہ و پیراستہ کیا جبنے اس باغ کو نگاہ انسانی سے غائب کردیا اور اپنے یہ شغل معمولی ہمیشہ معین کیا چنانچہ ابتک اسی طرح جلسہ راگ رنگ کا آٹھوین روز ہوا کرتا ہے اور جو کوئی انسان باغ مین آجاتا ہے اسکو سزاے معقول ملتی ہے اور قید ہو جاتا ہے اے بزرجمہر بختک نہایت نالائق ہے اسکے دل مین فریب و دغا ہے اپنی خطا پر شغل نہین ہوتا ہے اسکو اسی عذاب سخت مین رہنے دو قول سعدی کا کیا تمنے نہین سنا ہے قطعہ بندہ ہمان بہ کہ ز تقصیر خویش ✤ عذر بدرگاہ خدا آورد ✤ ورنہ سزاوار خداوندیش کس نتواند کہ بجا آورد ✤ اے بزرجمہر اگر تمھاری ایسی ہی خوشی ہے تو بادشاہ نوشیروان سے کہدو کہ نگھبرایے اور غم نکھایے وہ نالائق حاضر ہوتا ہے شعر غم مخور گر زین چمن شاخ گلے پژمردہ شد ✤ روے نسرین تازہ است و جعد سنبل تابدار ✤ یہ کہکر بادشاہ عفور چینی نے حکم کیا کہ لاؤ سب قیدیون کو جلد حاضر کرو بموجب حکم بادشاہ عفور چینی کے بختک مسلسل بہ زنجیر آہنی حاضر ہوا اور سب قیدی بھی آئے کہ وہ ملازم بادشاہ مرجان کجکلاہ کے تھے اسی وقت عفور چینی نے سلسلہ زنجیر سے بختک ملعون کو اور سب قیدیون کو بھی چھوڑدیا بختک نے بادشاہ نوشیروان کو پیچھے پھرکے چوتڑ اپنے کھولکر دکھاے اور عرض کیا کہ حضور آپ کی محبت و اطاعت مین چوتڑون کا یہ حال ہوگیا گہرے گہرے زخم پڑگئے کھڑا ہونا دشوار ہے بیٹھا نہین جاتا نوشیروان اور مرجان کجکلاہ اور بزرجمہر منہ پر رومال رکھکے ہنسنے لگے بزرجمہر نے کہا اے بختک یہ تیرے چوتڑون پر کاہیکے زخم پڑگئے بختک نے کہا کہ جب مین باغ مین گیا مجکو لوگون نے گرفتار کیا اور پکڑکر منارہ پر کٹہرے کے بیچ مین بٹھایا اور اُس مین کیلین نوکدار چمکتی ہوئی جڑی ہین وہ سب چوتڑون کے وار پار ہوگئین مین تڑپنے لگا فریاد کرنے لگا مگر کوئی میری فریاد کو نہ پہونچا اسوقت بادشاہ عفور چینی نے یاد فرمایا تو اُن کیلون پر سے بہزار خرابی اٹھاکر لائے ہین دیکھیے خون کے فوارے چھٹ رہے ہین زخم اسقدر گہرے ہین کہ خانۂ انگشتانہ معلوم ہوتے ہین پھر بزرجمہر نے بادشاہ عفور چینی سے کہا کہ اے شہریار مین آپ کا بہت ممنون احسان ہوا کہ آپ نے میرے کہنے کو قبول کیا کہ بختک وغیرہ کو رہا کر دیا بادشاہ عفور چینی نے کہا اے بزرجمہر یہ سب تمھاری خاطر سے ہوا اور اب تمھاری خاطر سے اس باغ کو بھی چھوڑ دیا اب آج سے یہ جلسہ پریزادان یہاں نہوا کریگا تم باغ مین رہو اور بادشاہ نوشیروان کی شادی ملکہ زرانگیز بانو کے ساتھ بڑی دھوم دھام سے کرو اور اسی باغ مین بیاہ لاؤ صحبت عیش و عشرت کی آراستگی ہو ہم بھی تماشا دیکھینگے بلکہ یقین ہے کہ شریک بھی ہونگے یہ کہکر بادشاہ عفور چینی نے کہا کہ اب مین رخصت ہوتا ہون خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ آپ کو بڑی تکلیف ہوئی مگر ظاہری

چاہیے آپ کی زیارت نصیب ہوئی کبھی کبھی تو ملازمت سے اپنی سرفراز فرمایا کیجئے گا تحفہ خوشبویات وغیرہ اس
خاکسار عاجز و انکسار کا کیجئے گا مصرع برگ سبز است تحفہ درویش ٭ یہ سنکر بادشاہ غفور رحبی اُٹھ کھڑا ہوا محبت
بانہ و باز برخاست ہوئی ان سب نے رخصت ہو کر ہوادار پر سوار ہوا اور اسی طرح سب سوار پیدل جلوداری
کرتے ہوئے چلے وردی سوار ہونے کی بادشاہ غفور رحبی کے بجی ڈنکا ہوتا ہوا نقیب آگے آگے بولتا
ہوا بڑے تزک اور سامان سے سواری بادشاہ غفور رحبی کی گئی مرجان کج کلاہ نے خواجہ
بزرجمہر سے کہا کہ ماشاءاللہ آپ بڑے زبردست عاقل ہیں اور کمال ہنر اور کرتب میں کامل ہیں جب
آپ ایسا صاحب کامل موجود تھا تو ایسا طول کیوں کیا پہلے ہی سے یہ ردبلا کی گئی ہوتی بختک کو اس
عذاب شدید میں کیوں پھنسایا بزرجمہر نے کہا کہ یہی مصلحت تھی بختک نے غرور و کبر نے پھنسایا پر حلم
عظیم دکھایا کہ ایسا ذلیل و خوار ہوا شعر تکبر عزازیل را خوار کرد ٭ بزندان لعنت گرفتار کرد ٭ مگر دہ دیکھ
لیجئے گا اسی طرح سے پھر بنا ہوا ہے بقول شخصے چکنا گھڑا کہ بوند پڑی اور ڈھل گئی کچھ اُسے ذلت اور رسوائی
کا خیال بھی نہیں اسی نامعقول نے ہمارے بھولے بادشاہ نوشیروان کو خراب کر رکھا ہے ورغلان
کے تحت خرابی میں ڈالا ہے مگر بادشاہ کو اس سے ساتھ کھیلے کی محبت ہے جو وہ کہتا ہے بادشاہ جھپ سے
مان لیتا ہے گو کہ بقول سعدی شعر کس نیاید بزیر سایۂ بوم ٭ ور ہما از جہان شود معدوم ٭ مگر خدا جانے
کہ شاہ کو کیا ہے جو ایسا اس سے جھکا ہوا ہے پھر خواجہ بزرجمہر بادشاہ نوشیروان عادل کو مع مرجان
کج کلاہ اور بختک وغیرہ ہمراہ لئے ہوئے اسی باغ فرحت افزا میں آئے اُس باغ کی ہوا سے نہایت
دل شگفتہ ہوا دیکھا کہ وہ باغ رشک باغ بہشت عنبر سرشت ہے گویا زمین پر نوان بہشت ہے کسی طرف کو نسیم
اٹکھیلیاں کرتی پھرتی ہے کسی سمت کو باد صبا مشغول خرام ناز ہے نہالہائے میوہ دار جھوم رہے ہیں
شاخہائے گوناگوں زمین بوس ہو رہی ہیں نرگس شہلا اشارے بازبان کرکے گلہائے رنگا رنگ کو
ہنسا رہی ہے سنبل تابدار اپنا پیچ و تاب دکھا رہی ہے سوسن اپنی رنگت جما رہی ہے گلہائے ریحانی لعبد کامرانی
شگفتہ ہیں جلا البیلا پن دکھاتا ہے لالے کے دل کا داغ شجراغ چمک رہا ہے سرو شمشاد عزت قدآزاد
لب جو استادہ ہے طائران خوش الحان چہک رہے ہیں چمن چمن پھول مہک رہے ہیں سبزۂ خوابیدہ بیداری
کا سماں دکھاتا ہے کیا کیا موج ہوا سے لہلہاتا ہے چمن بندی اُس باغ کی نایاب ہے روشوں سبزے کی لاجواب
گویا جابجا فرش زمردیں باغ میں بچھا ہے تھالوں میں نہالوں کے پھولوں کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں گلچینان
چمن ہر طرف پھر رہے ہیں باغبان روش روش ٹہل رہے ہیں مرغان خوش نواز مزمہ ساز ہیں طوطی و بلبل
وغیرہ جانور کبھی اُڑ اُڑ کے شاخوں پر بیٹھتے ہیں کبھی چمنوں میں اُتر کے ادھر اُدھر پھرتے ہیں میووں کو منقاروں
سے ٹکٹکتے ہیں بیچ میں اُس باغ بے نظیر کے ایک کیسی خوشنما بارہ دری جواہر نگار مرصع کار تعمیر ہے جس کے آگے
قصر فلک شرماتا ہے تجلی لت سے جھلکتا ہے در و دیوار میں اُسکے نگینے جواہر بیش بہا کے جو پہل ترشے ہوئے
جڑے ہیں جابجا لعل کے ٹکڑے جو معقول جگہ لگے ہیں اُسکی آب جو سبز و سرخ دونوں رنگوں پر پڑتی ہے
عجب کیفیت دیتی ہے نقد جان دیدہ باز لیے لیتی ہے چار طرف دیوار گیریاں سب عمدہ لگی ہوئی ہیں آئینہ بندی
کی ہوئی جھاڑ کنول سے آراستہ چھت پردے سے پیراستہ اطلس سرخ کی چھت گیریاں زربفت کے
پردے مقیش کی ڈوریاں مخمل کا فرش تمام بارہ دری زرق برق صحن میں سنگ مرمر کا چبوترہ اُس پر یاقوت و نیلم و زمرد

کا جڑاؤ کیا ہوا سامنے حوض چھلکتا ہوا پانی مثل گوہر آبدار صاف و شفاف لہرین مار رہا ہر فوارے چھوٹ رہے ہین کونون
پر اُس حوض کے گلدستے پھولون کے بنا کے رکھے ہین عمدہ عمدہ نانذے گلدار درختون کے چار طرف پٹریون پر چنے
ہوئے ہین یہ ساز و سامان اُس بارہ دری کا عالم وجد مین محو ہو گئے جو اُسے جنسہ کھو گئے کہ باغبان قضا و
قدر نے کیا کیا نیرنگیان دکھائین حقیقت اہل نظر کے دل مین سمائی ہین بزرجمہر نے بادشاہ نوشیروان
کو مسند جواہر نگار پر بارہ دری مین لا کر بٹھایا اور حکم کیا کہ سب سامان فروکشی و لگاہین وغیرہ یہین اٹھا لاؤ
اور اسی باغ جنت نظیر مین سب کے سب فروکش ہون وہان مرجان کجکلاہ نے جا کر محل مین سب سامان
شادی کتخدائی ملکہ زرانگیز بانو کا تیار کیا تمامی شہر کو آئینہ بندی کا حکم دیا پہلے سامان مانجھے کا سب مہیا کیا
ہزار ہا من پنڈیان من بھر کی چار چار بنانے کا حکم دیا بموجب ارشاد مرجان کجکلاہ پنڈیان وہ نایاب
بنکر تیار ہوئین کہ جسکے ذکر سے دل مزے اُٹھائے زبان کو لذت آئے قند سفید و شفاف اٹھ گُن
میوہ چوگن روغن زرد بے انتہا کہ جسنے پنڈی ہاتھ مین اُٹھائی فوارے روغن زرد کے چار طرف پنڈی سے
چھوٹنے لگے گویا شادی مین ایک یہ بھی تماشا تھا ہزار ہا من اُبٹنا ایسا خوشبودار بنا کہ جسکی خوشبو کوسون
تک جاتی تھی جوڑا دولھا کا مرصع کار برابر بنے جواہر بیش بہا ٹکے ہوئے کنگنا جڑاؤ جس مین لعل و یاقوت
و مروارید سلگے ہوئے اور ہیرے کے ٹکڑے لگے ہوئے مقیش کی ڈوری پھندنے مین لعل کا ٹکڑا
لگا ہوا یہ سب سامان درست ہوا مانجھے کا روز قرار پایا سامان مانجھے کا ہونے لگا جوڑا دولھا کا کشتی
مین لگایا ایک کشتی مین پھولون کا گنا جڑاؤ خوانون مین پنڈیان جو کی دولھا کے مانجھے کی کنگنا جسمین جڑاؤ
مرصع کار سراپا اُس مین لعل و یاقوت جڑے ہوئے او سپر ادچہ زربفت کا چار طرف بنت کارچوبی لگی
ہوئی سوتی ٹنگے ہوئے اُسپر لوٹا جڑاؤ رکھا ہوا اُسپر کٹورا چھوٹے اُبٹنے کا دُلھن کے وہ بھی جڑاؤ اُس مین
روپ درسن پڑا ہوا یعنی پانچ اشرفیان اور پچاس ہزار اشرفی واسطے دودھ پینے دولھا کے تھین لیس
اس سامان و عز و احتشام سے قریب شام کے دردولت مرجان کجکلاہ سے مانجھا بادشاہ نوشیروان
کا ساتھ اس جلوس کے چلا ہاتھیون اور اونٹون اور گھوڑون پر نشان ماہی مراتب شاہی بلیچے ہزارہا
ہر رنگ کے آگے بجتے ہوئے برچھی برداریان بردار جلوس شاہی و جلوس بازاری سوارون کے
رسالے پلٹنین نوبت خانے نقارخانے دھونسے پٹتے ہوئے وہ زیر و بم دہل دیوق کی صدا کہ
گوش فلک کر ہوئے جاتے تھے شہنائیون کی صدا سے سُننے والے مست ہوتے تھے قرنا و ترہی کی
آواز سے دل ہلتے تھے ہزار ہا نقارے بج رہے تھے انگریزی باجا اور ارگن باجا اس طرح بجتا تھا
کہ جنگل کی آواز سے گھوڑے ہاتھی اونٹ مستی مین آکر بھڑکتے تھے بانسری کی وہ پیاری آواز کہ تمام
جلوسیان و ہمراہیان مانجھا جھومتے جاتے تھے دُلھن کے مکان سے دولھا کے باغ تک برابر قطار
لگی ہوئی پیچھے سواریان سکھپال بوچے فنسین میانے ڈولیان اُس مین دولھا کی سلجین اور سالیان
اور اور عزیز و اقربا نوکر چاکر محلدار مغلانیان سوار اور کہاریان زرق برق بنی ہوئین لٹکے زربفت
کے ڈوپٹے تار شار کے انگیا کرتی جامدانی کامدانی کی بھاری کارچوبی پٹھے لچکے کی چوتے ٹاٹ بافی
سجے اُس مین گھنگھرو ٹنکے ہوئے سکھپالون اور فنسون کے پائے تھامے ہوئے سر سے
پانون زیور جڑاؤ پہنے ہوئے چھپکے طلائی مرصع کار سر پر لگائے ہٹو بچو کرتی ہوئین چلی

آتی ہین روشنی بے انتہا برابر قطار پنجشاخے والون اور دستی والون کی سیکڑون ہزارے روشنی کے جھلکتے ہوئے انبر بال پڑتی ہوئی گویا آگ لگی ہوئی تھی آتشبازی سے انار پھلجھڑیان مہتابین گل دوپہریا ہوائیان باندھ کر کے گوسے برابر قدم قدم چھوٹتے چلے جاتے ہین ہزارہا تماشائی گرد و پیش سڑکون پر دکانون پر اپنے اپنے کوٹھون پر کھڑے تماشا دیکھ رہے ہین غرض اس جلوس و ساماں سے ماںجھی گلشن فرحت افزا مین آیا سواریان اُترنے کی دھوم مچی جب سمدھنین محل مین شادی کے داخل ہوئین پھولون کی چھڑیان پڑنے لگین طبلے پر تھاپ پڑی میراثنین سب تالیان بجا بجا کر گیت مین گا گا کر سمدھنون کو گالیان دینے لگین خوان اور کشتیان مزدورنیان محل مین لیکر گئین کہاریون مغلانیون جیٹھ متون نے خوان کشتیان اتروائین پردہ ہوگیا دولھا کے آنے کی پکار ہوئی جلد صاحبزادے کو بلاؤ دولھا اندر آئے ماںجھا بساعت نیک سعید خدا اس لاسکے بزرجمہر بادشاہ نوشیروان کو ساتھ لئے ہوئے ماںجھا پہنانے کے واسطے ڈیوڑھی پر آئے محلدار نے آواز دی صاحبو ہٹ جاؤ اپنا اپنا پردہ کرو دولھا ماںجھا پہننے کو آتا ہے بزرجمہر در دولت شاہی پر ٹھہر گئے بادشاہ نوشیروان محل مین داخل ہوئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کی پکار ہوئی مبارک سلامت کی علی العموم دھوم ہوئی چوکی پر دولھا کھڑا ہوا سالی پردے مین سے ہاتھ نکالے ماںجھے کے جوڑے کا ایک ایک پارچہ دیتی گئی دولھا پہنتا گیا جس وقت دولھا جوڑا ماںجھے کا پہن چکا سالیون نے جھوٹا اُبٹنا دلھن کا برائے شگون سے دہنے ہاتھ مین چھوا دیا مگر ایک سالی کو اُسی ہنگام مین یہ دل لگی سوجھی دولھائی سلیج کو بھی اپنا شریک کیا اور دونون ہاتھون مین اُبٹنا خوب لیس کے پشت پر آکے دولھا کے منھ مین دونون ہاتھون سے مل دیا سارے محل مین ایک قہقہہ اڑا سب سالیان سلہجین ہنسنے لگین ملازمین نے مل دل کر دولھا کا منھ صاف کرکے رومال سے پونچھا ہاتھ مین کنگنا باندھا پھر چھوٹی پینڈی دلھن کی ڈھکا ڈھکا کر دولھا کو سالیون نے کھلائی گنا بھولونکا پہنایا مہار بانع دولھا کے حسن پر ہزار ہزار جان سے تصدق ہوئی گلوری پان کی کھلا کے سب نے دولھا کی بلائین لین نقد دل حسن چہرۂ نوشاہ پر نثار کیا پھر دولھا کو نثار کیا منھ بولی بہنین بنی ہوئی سر پر دولھا کا آنچل ڈالے ڈیوڑھی تک آئین دولھا محل سے باہر آکر دربار مین جلوہ افروز ہوا شادیانے بجنے لگے سب مبارکباد دینے لگے اندر محل مین ڈومنیان مبارکباد دے کر گانے بجانے لگین بعد تھوڑی دیر کے سواریان ہوئین سمدھنین رخصت ہوکر اُسی سامان و جلوس سے روانہ ہوگئین دوسرے دن بادشاہ نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر سے کہا ای عم نامدار یہ پینڈیان اس قدر کیا ہونگی رکھے رکھے خراب ہو جائینگی آپ تکلیف کرکے سب محلہ کو اور لشکر مین تقسیم کروا دیجیے افسران فوج کو اپنے یہان کے اور بادشاہ مرجان لجبلاہ کی فوج کے افسرون کو بلوا کر موافق حصہ کے دیدیجیے کہ لشکر مین سب کو تقسیم کر دین پھر تیسرے روز سامان ساچق کا اُسی دھوم دھام سے خواجہ بزرجمہر نے کیا بادشاہ نوشیروان نے کہا ای عم نامدار مین چاہتا ہون کہ تمام عملہ شاہی و لشکر جہان پناہی اور فوج مرجان لجبلاہ کو اور رعیت کو ادھر سے جوڑے حسب لیاقت تقسیم کیجیے کہ نام بھی ہوا اور سب خوش ہون خواجہ بزرجمہر نے بموجب حکم نوشیروان سب کو جوڑے تقسیم کیے اور ساچق کا سامان کرنا شروع کیا دو لاکھ چوگھڑون کے تخت سونے چاندی کے گھڑے رکھے ہوئے انپر عوض سہرے کے سچی کوکری کے ٹکڑے بندھے ہوئے اور دو لاکھ آرائش کے تخت ان مین پھول سونے چاندی کے ہر رنگ کے لگے ہوئے اور لاکھ خوان نقل اور میوے کے کئی ہزار قند کے کوزے کئی ہزار مصری کے کوزے عطر سہاگ اور موتیا کے ہزار شیشے اور

ہوئے کی شیشے کیوڑے اور گلاب کے پانچ ہزار قرابے یہ سب شیشے اور قرابے سنہرے تار شمار کے کپڑے سے منڈھے ہوئے آرایش کے صندوقون مین رکھے ہوئے جوڑا دلھن کا بہت بھاری کار چوبی اُس مین جواہر لگا ہوا جوتا وہ کہ جسکی قیمت ایک سلطنت کے خراج سے زیادہ نشان کا چھلا ہیرے کا اور انگوٹھی سونے کی لعل شبچراغ اُسپر جڑا ہوا کئی کشتیون مین وہ جوڑا دلھن کا رکھا گیا کئی کشتیون مین پھولونکا گہنا لگایا گیا سونے کی ٹکی اتنی بڑی کہ بڑا اُسکا اُسکے سامنے ایک گھیا معلوم ہو اُس مین چوگرد لعل و یاقوت و زمرد و پکھراج و نیلم اور ہیرا موتی جڑے ہوے اُس مین من بھر دہی بہت عمدہ شیرین جما ہوا اُس ٹکی کے گلے مین سونے چاندی کی مچھلیون کا ہار بندھا ہوا یہ سامان درست کرکے تھوڑے سے دن رہے خواجہ بزرجمہر ساچق لیکر چلے ہزارہا ہاتھی اونٹ گھوڑے نشان اور ماہی مراتب کے آگے آگے پیچھے باجا ڈفلونکا اُسکے بعد ہاتھی ڈھول بجتے ہوے اُسکے پیچھے جلوس رسالے سوارون کے جنکے گھوڑے عربی ترکی وتازی بعد اُسکے پلٹنین کیسی زرق برق برابر چوکڑی وکڑی آدمیون کی لگی ہوئی چلے جاتے ہین بادبہاری کے بہت سے گھوڑے چست و چالاک غرق سرسے پانک زیور مین لدے ہوے بعد اُسکے برچھی بان ؟دار اُنکے بعد چوبدار خاصبردار خدمتگار اُسکے بعد مٹکی دہی کی کشتیان جوڑے کی پھولون کے گہنے کی پھر خوانچے نقل و میوہ وغیرہ اُسکے بعد ہاتھیو نپر رفقاے قدیم ایک ہاتھی پر بزرجمہر اور ایک ہاتھی پر بختک سیکڑون ملازم اہتمام ساچق کا کرتے ہوئے بڑے اہتمام و تزک سے دولھن کے دروازے پر پہونچے سواریان سمدھنون کی اُترین دھوم مبارک سلامت کی ہوئی میراثنین گالیان دینے لگین طبلے پر تھاپ پڑنے لگی سمدھنین اُتر کر چھڑیان پھولون کی کھانے لگین شاد ہونے لگے مٹکی دہی کی کشتیان خوان کہاریان محل مین لے گئین دلھن کو شان چڑھایا گہنا پھولون کا پہنایا ڈومنیان مبارکباد دینے لگین باہر شادیانون کے باجے بجنے لگے بعد تھوڑی دیر کے سمدھنین رخصت ہوئین سوار ہوکر اُسی طرح سامان سے ساچق واپس آئی الغرض اسی طرح ادھر سے مہندی بھی رات کو گئی تمام شہر مین ہر وقت جلسۂ عیش اور عشرت ہو دکانین آٹھ پہر کھلی ہوئی ہین گلی گلی ناچ رنگ ہو رہا ہے اب دن برات کا آیا خواجہ بزرجمہر نے تمامی شہر کو منادی کرائی کہ آج تمام رعایا اور ملازمان مرجان کج کلاہ بادشاہ نوشیروان کے مہمان ہین شب آج کی رات ناؤ نوش اور طعام لذیذ مہمان آکے کھائین اور ناچ رنگ دیکھین کسی کی ممانعت نہین ہر جگہ عام و صحبت اژدہام ہر کل برات بادشاہ نوشیروان زمان کی گلشن فرحت افزاے دردولت مرجان کج کلاہ پر جائیگی سب تماشا دیکھین کہ یہ بھی شادی اور برات یادگار زمانہ ہے اس شہر مین ایسی شادی کسی کی آجتک ہوئی ہوگی القصہ شام سے خلایق آنے لگی اور کھانا کھانے لگی تمام رات ناچ دیکھا صبح کو سب اپنے اپنے گھر گئے سامان برات کے جانے کا اہتمام ہوا بادشاہ نوشیروان کو محل مین بلایا حمام کرایا خواجہ بزرجمہر نے بسم اللہ کہکے دولھا بنایا خلعت شاہانہ زیب جسم انور کیا تاج شاہی مکلل بجواہر سر پر رکھا پھولون کا گہنا پہنایا سہرا مقیشی طلائی لعل و یاقوت کے پھندنے لگے ہوئے سرسے باندھا حُسن و جمال چہرۂ پیشانی نے جلوہ دکھایا آفتاب درخشان صدقے ہوا مہتاب نورافشان سات بار نثار ہوا کواکب فلک فدا ہونے لگے بزرجمہر مہرۂ نورافشان ہاتھو نپر سنبھالے ہوئے نوشاہ یعنی بادشاہ نوشیروان زمان کو باہر لائے منھ بولی بہنین سرپر آنچل ڈالے دردولت تک پہونچا گئین پھر سواریان لگین بیبیان سکھیالون مین

بوچون مین فنسون مین میانون مین ڈولیون مین علےقدر مراتب سوار ہونے لگین برات سج سجا کے روانہ ہوئی نوبت خانے سیکڑون نشان ماہی مراتب شاہی ہاتھیون پراونٹون پر گھوڑون پر باجے ہر رنگ کے بیشمار ڈھفلے ڈھول طاشے مرفے دھونسے نقارے ڈنکے انگریزی باجے ارگن باجے بادبہاری کی طرح کی وہ بھیرون کا وقت سہانا شہنائیون کی ستانی صدائین بانسریون کی دلچسپ آوازین دلکو بے چین کرتی ہین ایک عالم وجد ہر محویت کا سمان بندھا ہر آگے پیچھے جلوس شاہانہ سوار پیدل رسالے پلٹنین بان بردار برچھی بردار خاصبردار نقیب چوبدار پیچھے ہاتھیون کی قطار ایک ایک ہاتھی پر علیحدہ علیحدہ سرداران ذیوقار وامرائے عالی تبار ایک ہاتھی پر دولہا اسکا ہودہ سونے کا جڑاؤ تمام گرد وپیش جواہر بیش بہا اُس مین جڑے ہوئے دولہا کے برابر بزرجمہر بیٹھے ہوئے خواصی مین بختک بیٹھا اُسکے سامنے اشرفیون کے توڑے کھلے رکھے ہوئے قدم قدم دونون مٹھیان بھر بھر کے دولہا کے اوپر سے تصدق کرکے پھینک رہا ہر تشہد ونکا یہ حال ہر کہ ہزار ہا گرد وپیش برات کے دوڑے چلے جاتے ہین اشرفیان اٹھا رہے ہین جھولیان پھیلا رہے ہین یہ صدا دے رہے ہین ادا القش کے بیٹے بختک پھینکے جا تیرا دم کیون سوکھا جاتا ہر ہمارے بھولے نوشاہ بادشاہ نوشیروان کا حکم جاری ہر پھر تو کیون نہین پھینکتا ہر غرضکہ اسی طرح برات دلھن کے در دولت فیض منزلت پر پہونچی زنانی ڈیوڑھی پر سواریان لگین اندر محل مین ڈومنیان میراثنین گانے بجانے لگین طبلا ٹھنکنے لگا سمدھنون کو پھولون کی چھڑیان پڑنے لگین میراثنین گا گا کے گالیان دینے لگین یہان باہر محفل شاہانہ جمع ہوئی دولہا کو خواجہ بزرجمہر نے ہاتھی پر سے اتارا محفل مین لاکر مسند جواہر نگار پر بٹھایا دہنی طرف برابر دولہا کے خواجہ بزرجمہر بیٹھے بائین طرف ذرا ہٹکے بختک بیٹھا ناچ ہونے لگا کہ اندر سے ڈیوڑھی پر آکر محلدار نے کہا کہ دولہا کو جلد بلا دو فوراً چوبدار دوڑا ہوا آیا اور خواجہ بزرجمہر سے دست بستہ عرض کی کہ نوشاہ کو محل مین طلب کیا ہر بزرجمہر دولہا کا ہاتھ پکڑکے اُٹھ کھڑے ہوئے دولہا کا سہرہ ہاتھون پر رکھے ہوئے ڈیوڑھی پر آئے منھ بولی مہنین آنچل ڈال کے لیچلین کہ ڈومنیان آٹھین اُنھون نے دروازے سے حجلۂ عروس تک ایک ایک بیڑا پان کا زمین پر پھینک پھینک کر دولہا سے چنوایا پھر حجاب حجلۂ عروس کے پاس فرش کے نیچے ایک رسی کا ٹکڑا رکھ دیا تھا پہلے ہی سے یہ بندولبست تھا آتے ہی پر دولہا کو بٹھایا اور دولھن کا ہاتھ مثل بارہ ماہ چہاردہ کے پردے کے پاس لاکر باہر نکالا اُس ہاتھ کی ہتھیلی پر کہ رشک قرص مہر تھی سفید تل اور ایک چٹکی شکر رکھکر دولہا سے کہا میان نوشاہ چاٹ لو عورات کی رسمون سے ہر شخص مجبور ہر انکار بن نہ پڑیگا مہیہ تل شکر ہی چاٹنا ضرور ہی اگر چاٹنے مین کچھ ذرا سا تامل کیا ڈومنی نے جواب دیا ای میان نوشاہ دلھن کا لینا کیا سہل ہر ابھی تمکو بڑے بڑے مرحلے طے کرنے ہین تم اتنی سی تل شکر ہی چاٹنے مین گھبرا گئے دولہا مسکرا کر خاموش ہو رہا قہر درویش بجان درویش آخر ناچار ہو کر دلھن کے ہاتھ پر جھک جھک کر وہ تل شکر چاٹی پھر ڈومنی نے نوشاہ کو وہان سے اُٹھایا منڈوے کے نیچے لاکے کھڑا کیا اور بڑا سا ناڑا اسکے مین دولہا کے ڈالا اور دونون سرے ناڑے کے خود پکڑے اور دولہا کو ڈرانا شروع کیا ایک ڈومنی نے دولہا کی منھ بولی مان سے کہا کہ حضور دولہا کو چھڑائیے کہ تنگ نوشاہ کھڑے رہین دولہا کی مان نے پانچ اشرفیان نکالکر ڈومنی کو دین اور دولہا کو چھڑا لیا پھر دولہا اندر سے باہر صحبت مین آکر مسند جواہر نگار پر بیٹھا نکاح کا سامان ہوا خواجہ بزرجمہر نے نکاح پڑھا دلھن کا مہر خراج ہفت اقلیم پر بندھا مبارک سلامت کی دھوم ہوئی ناچ ہونے لگا شربت پلائی

ہوئی تھی ہزار اشرفیان شربت پلائی پڑین بعد اُسکے ریت رسم کے واسطے دولھا کو محل مین بلایا مسند جواہر نگار پر دولھا
دُلھن کو بٹھایا اُدھر ڈومنیان گا رہی ہین اِدھر ریت رسم شروع ہوئی پہلے تو باتین چنوائین گئین ناظرین پر واضح ہو کہ
نو باتون کی رسم اُسے کہتے ہین کہ مصری کی ڈلیان ڈومنیان ہاتھ مین لیکر ہر جوڑ بند پر دُلھن کے ایک ایک مصری کی
ڈلی رکھکر دولھا سے کہتی ہین کہ میان دولھا یہ مصری جھک جھک کر کھا لو بمجبوری سب کو کھانی پڑتی ہے اس مین بادشاہ ہو یا فقیر
ہو انکار کوئی نہین کرسکتا ناچار ہوکر نوشاہ بادشاہ **نوشیروان** بھی جھک جھک کر کھانے لگے جب دولھا جھککر منھ
اپنا مصری کی ڈلی کے پاس لیجاتا ہے ڈومنی بیٹھکے ہاتھ ہٹا لیتی ہے بار بار دولھا کو ڈہکاتی ہے عورتون مین قہقہہ اُڑتا ہے
دولھا خجیل ہوتا ہے آخرکار جب کسی مقام پر دُلھن کے ڈومنی نے مصری کی ڈلی رکھی دولھا نے ہاتھ ڈومنی کا پکڑ کے وہ
مصری کی ڈلی جھپٹ کے کھالی پھر اکیس پان کا بیڑا دُلھن کے ہاتھ سے دولھا کو کھلایا اب آرسی مصحف کا وقت آیا
پہلے دولھا سے سنگ مرمر کی کھرل مین صندل اور سہاگ پڑے کا مصالحہ پسوایا اور وہ دلھن کی مانگ مین دولھا
کے ہاتھ سے بھروایا پھر ڈومنی نے دولھا دُلھن کو مقابل مین بٹھایا اور ایک زرچوبی دوشالہ اُڑھایا
اور بیچ مین دولھا دُلھن کے قرآن مجید کھلوا کر دولھا سے رکھوایا اور کہا میان نوشاہ سلامت سورۂ اخلاص
نکال لو اور اسے پڑھکر دُلھن پر دم کرو پھر ڈومنی نے آئینہ بیچ مین دولھا دُلھن کے رکھدیا قرآن السعدین کا
سمان بندھ گیا ڈومنی نے دولھا سے کہا اے میان نوشاہ سلامت قربان جاؤن دُلھن کے منھ پر
سے ہاتھون کو ہٹاؤ تیری کی آنکھین کھلواؤ اور اگر دُلھن آنکھین نہ کھولے تو کہو اے بی بی مین تمھارا غلام
ہون آنکھین کھولدو بادشاہ **نوشیروان** عادل زمان نے یہ کلمہ حقارت کہنے مین تامل کیا جب ڈومنی
نے کئی بار یہ کلمہ منھ سے کہا اور بادشاہ **نوشیروان** نے اس کلمہ حقیر کو کہنا گوارا نہ کیا ڈومنی نے کہا
اے میان نوشاہ سلامت قربان جاؤن صدقے جاؤن ہرچند کہ یہ کلمہ حقیر ہے مگر اسی طرح سب شاہ وگدا
کہتے چلے آئے ہین کوئی مضائقہ نہین ہے کیونکہ اپنی معشوقہ سے تخلیہ مین سب طرح کی باتین کرتے ہین تو دُلھن ایسی
حوروش پری پیکر حسین جمیل شکیل ماہرو سمن بو بے نظیر بدر منیر چاند کا ٹکڑا آفتاب سا چہرہ ایسی معشوق دلفریب
کو اگر ایسا کلمہ کہو گے کیا حرج ہے میان چونکہ جسوقت سے آرسی مصحف دیکھنے کو بادشاہ **نوشیروان** زمان
بیٹھے تھے دُلھن کے چہرے پر نگاہ پڑتے ہی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہوچکے تھے دل کو محویت حسن و
جمال بے مثال حورخصال ہوچکی تھی عالم بے اختیاری مین کہا اے ملکہ مین تمھارا غلام ہون آنکھین کھولدو
اُدھر ملکہ زرانگیز بانو بھی مائل تصویر بے نظیر بادشاہ **نوشیروان** ہوچکی تھی اب آرسی مصحف مین بھی پہلے ہی
کنکھیون سے جمال بے مثال بادشاہ دیکھ کے عاشق ہوچکی ہے مگر حجاب مانع ہے ہرچند بادشاہ نوشاہ
کہ رہے ہین وہ آنکھین نہین کھولتی ہے جب دُلھن کے تمام عزیز و اقارب نے سمجھایا کہ بی بی آنکھین کھولدو
چار ناچار کہنے سننے سے آنکھین کھولین ڈومنیون نے پوچھا کیون میان نوشاہ دُلھن نے آنکھین کھولین
بادشاہ نوشاہ نے جواب دیا ہان آنکھین کھولین غرض آرسی مصحف ہوچکا دوشالہ اُٹھایا گیا دولھا دُلھن
کو مسند سے اُٹھا کر چھپرکھٹ پر بٹھایا دُلھن کی رخصت کا سامان ہونے لگا چونکہ عرصہ زیادہ ہوا تھا برات
بھی گھبرا رہے تھے جہیز نکلنے لگا سواریان سمدھنون کی ہونے لگین اگر جہیز کی تفصیل بیان کیجاے
داستان کو بہت طول ہوگا ناظرین و شائقین گھبرا جائینگے کچھ نہ حصول ہوگا قصہ مختصر برات سج سجا کر جہیز کو
کجاوپر لدوا کر چلے اسی طرح سے سامان ماہی مراتب ہاتھی گھوڑے اونٹ نوبت خانے باجے ہر رنگ کے

سوار پیدل رسالے پلٹنین برابر جمی جمائی بیچ مین جہیز جسکے آگے چھپر کھٹ جواہر نگار اور اسباب چاندی سونے کا پیچھے محافہ دلھن کا جواہر نگار مرصع کار جھلاجھلی کہ چشم فلک جسکے دیکھنے سے بند ہوئی جاتی ہی برابر محافہ کے ہاتھی دولھا کا بزرجمہر برابر دولھا کے بیٹھے ہوئے بختک خواصی مین اشرفیون کے تھیلے بھر بھر کے دلھن کے محافہ پر سے تصدق کرکے پھینکتا جاتا ہی شہدے جھولیان پھیلائے لوٹ رہے ہین دولھا دلھن کو دعائین دیتے ہین یونہین قدم بہ قدم چلتے چلتے در باغ گلشن فرحت افزا پر پہونچے شہر مین برات کی علی العموم دھوم ہی برات در دولت فیض منزلت گلشن فرحت افزا پر آئی سواریان اترنے لگین ہاتھی کے پانون کے بیچ مین اور دلھن کے محافے کے نیچے ایک ایک بکرا ذبح کیا گیا بطور تصدق وہ کہارون کو دیدیا پانچ اشرفیان انعام کی فیلبان کو دین خواجہ بزرجمہر نے دولھا کو اتارا دولھا اتر کے جب آیا دربانون اور محلدارون نے دروازہ بند کر لیا دولھا نے بزرجمہر سے کئی ہزار اشرفیان انعام کی دلوائین دروازہ کھلا دولھا ڈیوڑھی مین آیا کہارون کو کئی ہزار اشرفیان خواجہ بزرجمہر نے دین کہارون نے محافہ دلھن کا کاندھے سے اتارا پردہ ہوگیا سب ہٹ ہٹ گئے دولھا نے دلھن کو گود مین اٹھایا سینہ سے لگایا محل مین دولھا دلھن کو لیکے آیا مسند جواہر نگار پر بٹھایا مبارک سلامت کا غل ہوا اندر مین گذرنے لگین اندر سے باہر تک سب شاد و خوش و خرم خواجہ بزرجمہر مارے خوشی کے پھولے نہین سماتے ہین باغ باغ ہوے جاتے ہین غرضکہ شام ہوئی شب زفاف کا سامان ہوا جمال عروس و نوشاہ ایک جگہ ہوا بادشاہ نوشیروان کو شب وصال حور لقا کی عجب خوشی تھی نشہ بادہ محبت کا دمبدم زیادہ تھا ہم آغوشی و بوس و کنار مین مشغول ہوا کبھی گل رخسار کی گلچینی کرتا تھا کبھی نرگس شہلا کے بوسے لیتا تھا اگر اُس شب کی کیفیت بالتفصیل لکھی جاے تو شاید صاحبان ادب و تہذیب کو پسند نہ آئے لہذا اتنا ہی عرض کرنا کافی ہی کہ بادشاہ نوشیروان تو پہلے سے مشتاق جام وصال تھا عشق ملکہ زر انگیز مین عجب حال تھا ہر کیف شیشہ سے جام بھرا کوئی سپید رو کوئی سرو خرد ہوا بقدرت تعالیٰ خلاق ازل سے ظاہر ہوئی خورشید تابان برج حمل مین داخل ہوا گوہر یکتاے مراد نے صدف آرزو مین قیام کیا یعنی اُسی شب کو حمل قرار پایا الغرض صبح ہوئی چوتھی کا سامان ہوا بعد چوتھی چالے ہوجانے کے بادشاہ نوشیروان و بزرجمہر و بختک وزیر بادشاہ نے مع لشکر ظفر اثر سب اسباب جہیز اور بارگاہین وغیرہ بار کراکے شہر مدائن کی طرف مراجعت فرمائی غرض خوش و خرم رہتے تھے بادۂ سرجوش پیا کرتے تھے حتے کہ تین اولادین ہوئین ایک ملکہ مہر نگار اور ہرمز و فرامرز بطن سے ملکہ زر انگیز بانو کے پیدا ہوے جنکا آگے داستانون مین ذکر کیا جائیگا مگر اکثر راویون نے یہ بھی تحریر کیا ہی کہ بادشاہ نوشیروان کی شادی شاہ چین کی بیٹی سے بھی ہوئی مگر ہر کیف بادشاہ نوشیروان کی تین اولادین ہوئی ہین ملکہ مہر نگار و ہرمز و فرامرز اب انکو تو اسی حالت مین چھوڑیے

جنبش قلم داستان عجایب بیان سن تمیز کو پہونچنا گل گلشن شجاعت سرو بستان جرأت و ہمت یعنی امیر ابوالعلا مکی ملقب بہ حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار اور عمرو بن امیہ ضمری کا اور عیاریان کرنا عمرو کی اور کوہ بوقبیس پر خواجہ عبدالمطلب سے پوشیدہ امیر کو لیجانا عمرو کا اور مار ڈالنا دونون پہلوانون کا یہ شرارت عمرو اور خفا ہونا خواجہ عبدالمطلب کا عمرو بن امیہ ضمری پر بیان کی جاتی ہی

پلا ساقیا بادہ لالہ رنگ
کوئی جام پیلوں تو ہو کچھ سرور
تو اب ساقیا کیا ہی آستا دہی

جوانی کی پیری میں ہو پھر اُمنگ
بتا ساقیا دور کیوں ہے دور
ارے عہد طفلی نہیں یاد ہے

سحر رات جانے خلش دور ہو
ضیا بار جلدی کہیں نور ہو

پلا ساقیا تازہ تازہ شراب
یہ کیسی لگی آگ میخانے کو
نہ دکھلا مجھے ساقیا شوخیاں

زلال کہن سے ہے اجتناب
کہ بھرتا نہیں میرے پیمانے کو
کہ ہے تجھے آگاہ سارا جہان

غزل بلبل کو ساز وار ہو موسم بہار کا
رہتا ہے چار فصل میں موسم بہار کا
سودا ہوا ہے مرغ جنون کے شکار کا
گلچین سے کے ہاتھ کے سنئے کھٹکا ہو خار کا
گیسو ہیں قرب آئینہ روئے یار سے

عہد شباب ہمکو مبارک ہو یار کا
دامان زین چھوا ہے جو اُس شہسوار کا
پھندا بنا رہا ہوں گریبان کے تار کا
کشتہ تنک مزاجی محبوب کا ہوں میں
ڈانڈا ملا ہوا ہے حلب سے تتار کا

باغ طلسم چہرۂ رنگین ہے یار کا
ہے عرش پر دماغ ہمارے غبار کا
اللہ سے دعا ہے یہی عندلیب کی
نازک ہے سنگ شیشہ سے میرے مزار کا
بیت فسون ساز افسانۂ دلپذیر

رقم کردانِ خامۂ بے نظیر پرورش یافتگان کنار دائہ طراری وابجد خوانان مکتب عیاری اشہب قلم تیز رقم کو میدان بیان میں یوں جولان کرتے ہیں کہ جب امیر کشورگیر امیر ابوالعلاء کی ملقب بہ صاحبقران زمان ثانی سلیمان اور عیاران عیار طرار دغنجر گذار عمرو بن امیہ ضمری نے آغوش ملکہ عادیہ بانو میں ناز و نعم پرورش پائی سن و سال اُس آفتاب آسمان علم و کمال اور اُس اختر فلک عیاری دو دو اڑھائی برس کا ہوا اور وہ سب لڑکے بھی اسی قدر عمر کے ہوئے اور مقبل وفادار کا بھی اتنا ہی سن ہوا آپس میں یہ سب کھیلتے پھرتے تھے بازی طفلانہ کرتے تھے مگر عمرو بن امیہ ضمری پہلے ہی سے نہایت شریر اور بد ذات تھا ہر کھیل میں فریب و عیاری کیا کرتا تھا چنانچہ رات کو یہ دغابازی کرتا تھا کہ جب سب سو رہا کرتے تھے اور ملکہ عادیہ بانو بھی سو جایا کرتی تھی تو یہ چپکے سے اٹھتا تھا اور بچوں لڑکوں عورتوں کے زیور اتار لیا کرتا تھا کسی کی انگوٹھی کسی کا چھلا کسی کی پہونچی کسی کی بالی بجلی کسی کی کوئی چیز کسی کی کوئی چیز چرا چرا کر ملکہ عادیہ بانو کے سرہانے تکیہ کے نیچے رکھدیتا تھا اور آپ اپنے بستر پر سو رہتا جب صبح ہوتی ہر ایک شخص اپنی چیز گم شدہ کو ڈھونڈھنے لگتا غل مچانے لگتا کہیں پتا نہ لگتا جب ملکہ عادیہ بانو اپنا تکیہ اٹھاتیں دیکھتیں نیچے تکیہ کے سب چیزیں رکھی ہیں ملکہ عادیہ بانو حیران ہوتیں اپنے دل میں کہتیں کہ یہ کسنے حرکت ناشائستہ کی پلنگ پر میرے تکیہ کے نیچے یہ سب چیزیں چرا کر رکھدیں ایک سے ملکہ عادیہ بانو کو ندامت اور شرمندگی ہوتی تھی آنکھ سامنے نہیں کرتی تھیں سب سے قسمیں کھا کھا کر کہتی ہیں کہ میں مطلق آگاہ نہیں کہ یہ کسنے شرارت اور بدذاتی ہے میرا لڑکا ماشاء اللہ ابھی آرام کر رہا ہے اور عمرو بھی سو رہا ہے وہ سب لوگ کہتے تھے آپ اپنی طرف گمان نہ لیجیے ہمکو آپ کا مطلق خیال نہیں خدا نخواستہ بھلا آپ کیا ایسا کیجیے گا مگر ملکہ عادیہ بانو کو انتہا کی خجالت ہوتی تھی ہر روز ایسا ہی اتفاق ہوا کرتا تھا گھر بھر میں سب پریشان ہیں ملکہ عادیہ بانو کو ندامت سے رنج ملال رہتا ہے اور یہ معما کسی طرح نہیں کھلتا ہے کہ کسکی شرارت اور بدذاتی ہے اب گھر میں اکثر لوگ چشمک اور چپکے چپکے باتیں بھی بسر کیا کرتے ہیں ایک روز اتفاق روزگار ملکہ عادیہ بانو اس ارادے سے کہ آج ضرور جستجو کرکے دیکھونگی کہ یہ کون ہے جو گھر بھر کی چیزیں چرا کر میرے سرہانے تکیہ کے نیچے رکھ جاتا ہے اور مجھکو ندامت سے رنج و ملال دیتا ہے آنکھیں بند کیے ہوئی چپکی پلنگ پر لیٹی رہیں جب نصف گذر گئی تو دیکھا کہ عمرو بن امیہ ضمری اپنے بستر خواب سے اٹھا اور ہر ایک

کی چیز چرانے لگا کسی کے ہاتھ سے انگوٹھی چھلا اُتار لیا اور کسی کے کان سے بالی بجلی اُتار لی کسی کی چوڑی اور کنگن
کڑا انگشتری کا اُتار سب لا لا کر سرہانے اپنی دایہ ملکہ عادیہ بانو کے رکھا پس ملکہ عادیہ بانو اُٹھین اور جلدی سے
سب کو بیدار کر دیا اور کہا کہ صاحبو دیکھو تم لوگون کی چیزون کا یہ چور ہے آج میرے دل کو اطمینان و قرار ہوا مین اپنے
دل ہی دل مین شرم کے مارے کٹی جاتی تھی مین خود بخود اپنی طبیعت سے چوری جاتی تھی پھر عمرو کو ہاتھ پکڑ
کے کھینچ لائین اور دو چار طمانچے ملکے ملکے عمرو کے مارے اور بہت خفا ہوئین عمرو کے مار کھانے سے صاحبقران
رو دیتے تھے یعنی مطلب یہ تھا کہ عمرو کو نہ مارو اور تکلیف نہ دو جب تو خواجہ عبدالمطلب سنتے تھے کہ عمرو پٹتا ہے
ملکہ عادیہ بانو سے عمرو کے بارے مین سعی کرتے تھے کہ عمرو کو نہ ماریئے مین بوجہ محبت کرنے امیر کے اور
بہ سفارش خواجہ بزرجمہر کے اسے بہت چاہتا ہون الغرض اسی طرح ہر روز امیہ بن امیہ ضمری ایک نہ ایک
شرارت اور بدذاتی اور عیاری کیا کرتا تھا کہ لوگ سب ہنستے تھے اور عادیہ بانو خفا ہوا کرتی تھین اور خواجہ
عبدالمطلب بھی نصیحتانہ اکثر گوشمالی آہستہ سے کر دیتے تھے کبھی گھُرک دیا کرتے تھے حمزہ اسکی حرکتون پر ہنسا
کرتے تھے اور سفارش کرکے عمرو کو بچا لیا کرتے تھے مار نہ کھانے دیتے تھے اور کہتے تھے کہ بھائی
تم ایسی حرکتین نہ کیا کرو پھر جب خفگی ہوتی ہے ہمکو رنج ہوتا ہے جب تمکو مار پڑتی ہے ہمارا دل دکھتا ہے کاہے کو ہمے
صدمہ دیتے ہو عمرو کہتا تھا کہ اے حمزہ ہمارا دل نہین مانتا جب دل مین کسی مذاق اور دل لگی کا خیال آ جاتا
ہے پھر نہین رہا جاتا ہے اس مین خفگی ہو یا مار پڑے غرضکہ اسی لہو و لعب مین کھیل کود کے پانچ پانچ برس کے ہوئے
خواجہ عبدالمطلب نے بسم اللہ کی ایک مولوی قبیلۂ بنی اُمیہ سے کہ نام اُسکا مولوی حرمان بہت
اُسکو نوکر رکھا اور امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران اور اُنکے ساتھ عمرو اور مقبل کو بھی پڑھنے بٹھایا ایک مکان مکتب
کا مقرر کیا اور ان لڑکون مین سے جو بارہ ہزار لڑکے امیر کے ساتھ پیدا ہوئے تھے اور امیر حمزہ صاحبقران کے
سبب سے پرورش پاتے تھے دس بارہ لڑکے شریف لیق منتخب کرکے حمزہ و عمرو و مقبل کے ساتھ مکتب مین پڑھنے
کو بٹھائے کہ امیر کا دل بہلیگا لڑکون کے ساتھ پڑھینگے اور ابو جہل وغیرہ بھی اُسی مکتب مین پڑھنے کو بیٹھے امیر
باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان بعد ذہانت سبق ادق بھی بہت جلد یاد کرکے فرصت پا جاتے تھے اور سب لڑکے
دن بھر پڑھا کرتے تھے اور عمرو تمام دن ریں ریں کیا کرتا تھا اور کسی طرح سبق یاد نہوتا تھا مولوی صاحب کی
گھڑکیان کھایا کرتا تھا خفگی اُٹھایا کرتا تھا عمرو کے سبب سے سب لڑکون کو دیر مین چھٹی ملا کرتی تھی اور جسقدر
عمرو شوخی کرتا اور مولوی صاحب تعذیر دینے کا ارادہ کرتے تھے حمزہ صاحبقران سفارش کرکے
بچا لیتے تھے اور جب مولوی کو زیادہ غصہ آتا تھا ابو جہل سے کہتے تھے کہ تم اسکی گوشمالی کرو عمرو ابو جہل
سے کہتا تھا بھائی ابو جہل ذرا آہستہ سے ہمارے کان پکڑ اگر وہ دن ہماری باری آئیگی تو پھر ہم تمکو بہت
پٹوائینگے کہ عمر بھر یاد کروگے مولوی صاحب نے یہ قاعدہ منضبط کیا تھا کہ آٹھوین روز ہر جمعرات
کو لڑکے اپنے اپنے گھر سے مٹھائی مولوی صاحب کے واسطے لایا کرتے تھے مگر عمرو بن اُمیہ ضمری مٹھائی
نہ لاتا تھا ابو جہل اکثر کہتا تھا جناب مولوی صاحب ہر جمعرات کو اور سب لڑکے مٹھائی لاتے ہین ہم بھی لاتے
ہین حمزہ کے بھی گھر سے مٹھائی آیا کرتی ہے مگر کیا سبب ہے جو عمرو مٹھائی نہین لاتا آپ خود اُس سے کیکر
مٹھائی کیون نہین منگاتے مولوی صاحب اکثر عمرو سے کہا کرتے تھے ارے عمرو سب لڑکے مٹھائی لاتے
ہین تو نہین لاتا یہ کیا سبب ہے اپنی مان سے کہدینا کہ بھی آٹھوین دن ہر جمعرات کو مٹھائی بھیج کر دیا کیجے

ایک روز جمعرات کے دن سب لڑکے مٹھائی لائے اور امیر با توقیر کے والد بزرگوار نے بھی مٹھائی بھیجی مولوی صاحب
نے عمرو سے کہا کہ ارے لڑکے تو بھی مٹھائی لا عمرو نے کہا بہت خوب مجھکو تھوڑی دیر کے لئے چھٹی دیجیے تو
مٹھائی جا کے لاؤں یا دوپہر کو جسوقت کھانا کھانے جاؤنگا آپ کے واسطے مٹھائی لیتا آؤنگا مولوی صاحب نے
کہا بہتر ہے دوپہر کو مٹھائی لانا غرضکہ جب دوپہر آئی اور سب لڑکے کھانا کھانے کو گئے عمرو بھی حمزہ کے ساتھ
گھر آیا حمزہ کو محل میں داخل کر کے پھر گیا اور مولوی صاحب کی نئی کفش طاق پر رکھی تھی اُسے چپکے سے اُٹھا لایا اور
بازار میں حلوائی کی دکان پر جا کے کہا کہ یہ کفش مولوی صاحب نے بھیجی ہے اور کہا ہے کہ پانچ روپیہ کی
مٹھائی بہت عمدہ دے دے جب میں اُنکا روپیہ دے دونگا حلوائی نے کہا کہ اے عمرو مٹھائی لو اور کفش
بھی مولوی صاحب کی لیتے جاؤ وہ روپیہ دے جاوینگے عمرو نے کہا نہیں کفش رہنے دو نہیں تو مولوی
صاحب خفا ہونگے حلوائی نے کہا تمہیں اختیار ہے یہ کہکے اُسنے پانچ روپیہ کی اچھی مٹھائی بہت عمدہ
تولدی عمرو نے مٹھائی کا ٹوکرہ لا کر مکتب میں رکھا اور دو ڈلیاں بڑی بڑی چھانٹ کر ورق نقرہ لگی ہوئی
اُس میں جمالگوٹہ بہت سا ملا کر اوپر مٹھائی کے رکھ دیں اور ٹوکرہ مٹھائی کا مکتب میں چھوڑ کر جا کے حمزہ
صاحبقران کو دردولت سے ساتھ لے آیا اور کہا کہ بھائی مولوی صاحب کے واسطے آج میں
مٹھائی لایا ہوں مولوی صاحب سوکے اُٹھیں تو پیش کروں جسوقت مولوی صاحب سوکے اُٹھے پوچھا
لڑکوں سے کہ یہ ٹوکرہ مٹھائی کا کسکا ہے لوگوں نے کہا کہ عمرو مٹھائی لائے ہیں عمرو نے کہا کہ جی ہاں والد
مٹھائی لائے تھے بلکہ اُنکے ساتھ ایک دوست اُنکے اور بھی تھے والد مٹھائی کا ٹوکرہ دے کر کہہ گئے
تھے کہ جب مولوی صاحب سوکے اُٹھیں تو یہ ٹوکرہ مٹھائی کا دے کر کہنا کہ اس مٹھائی پر درویش
کفش شاہ کی نذر دے کر آپ سب کو بانٹ دیجئے گا اور میرا حصہ اور میرے دوست کا حصہ لیتے آنا مولوی
صاحب خوشی خوشی اُٹھے اور مٹھائی پر درویش کفش شاہ کی نذر دے کر عمرو سے کہا کہ یہ درویش
کفش شاہ کون ہیں عمرو نے کہا کہ میں نہیں واقف کہ یہ کون ہیں سنتا ہوں کہ کوئی اگلوں پچھلوں میں
سے ہیں مولوی صاحب ہو رہے کہ کوئی ہونگے ہمیں کیا مطلب ہے اور وہی دونوں ڈلیاں مٹھائی
کی بڑی بڑی ورق کی جو اوپر رکھی تھیں سب سے پہلے ہی مولوی صاحب نے غپڑ غپڑ کھا کے نوش جان
کیں وہ مٹھائی کاہش جان ہو گئی شعر واے نادانی از دو رلیم ✤ جان شیرین بہ تلخی زہر است ✤ پھر
وہ مٹھائی تھوڑی سی سب لڑکوں کو تقسیم کی عمرو کو تین حصے دیے ایک عمرو کا ایک عمرو کے باپ کا ایک
عمرو کے باپ کے دوست کا اور باقی مٹھائی اپنے گھر بھیج دی وہاں سب لڑکے بالوں نے کھائی استانی جی
نے بھی وہ مٹھائی کھائی یہاں مولوی صاحب کو گھڑی بھر کے بعد دست آنا شروع ہو گئے اُن دونوں ڈلیوں
نے مٹھائی کی آگ لگا دی بدن میں بعض مقام پر چھالے پڑ گئے عجیب حال ہوا ضعف کمال ہوا اگر دست
آنا کسی طرح موقوف نہیں ہوتا یہاں تک کہ اب پاخانے تک جانا دشوار ہے کوئی لڑکا ہاتھ پکڑ کے
لیجاتا ہے تو جاتے ہیں جب عمرو نے مولوی صاحب کا یہ حال پُرملال دیکھا امیر سے کہا اے بھائی
حمزہ مولوی صاحب مر جاینگے اب جیتے نہیں تم کہدو مولوی صاحب سے کہ ہمارے یہاں جب
کسی کو دست آتے ہیں تو اُسکو دہی پلواتے ہیں فوراً دست بند ہو جاتے ہیں آپ بھی دہی منگوا کر
پی لیجیے حمزہ صاحبقران نے کہا اے بھائی عمرو کیا کچھ تمنے مولوی صاحب کو مٹھائی میں کھلا دیا ہے

عمرو نے چپکے سے کہا کسی سے کہنا نہین مین نے جمالگوٹہ مٹھائی مین ملا کر دیدے مین اُسکا یہی علاج ہر کہ اگر مولوی صاحب دہی پی لین ابھی اچھے ہو جاینگے حمزہ صاحبقران نے کہا ای بھائی عمرو تم ہمکو رنج دیتے ہو ان حرکتون پر تمکو مار پڑیگی ہمارا دل دُکھیگا ہمکو رنج ہوگا بھائی عمرو یہ باتین خدا کے لئے چھوڑ دو عمرو نے کہا بھائی حمزہ یہ باتین تو اب نہ چھوٹینگی تم مولوی صاحب کو دہی تو پلوا دو نہین مر جاینگے حمزہ صاحبقران نے مولوی صاحب سے کہا کہ جناب ایک دوا مجکو معلوم ہر آپ اُسکا استعمال کیجیے ابھی وقت اچھے ہو جاینگے اکثر میرے یہان دستون کا یہی علاج ہوا کرتا ہر آپ میٹھا دہی ابھی منگوا لیجیے اور اُسکو گھول کے پی لیجیے مولوی صاحب لنیچا اِس حال مین مضطرب کہال تھے کہا اچھا منگوا دو عمرو کو بازار بھیجو وہ جلدی دوڑا جاے اور سیر بھر میٹھا دہی مول لے آئے فوراً عمرو بازار گیا اور سیر بھر دہی خرید کر لایا مولوی صاحب کو پانی مین گھول کر پلایا پیتے ہی دہی کے کلیجے مین ٹھنڈک پہونچی تسکین ہوگئی دستون کا آنا موقوف ہو گیا اب حواس بجا ہو گئے تیسرے پہر کو لڑکون کو چھٹی دی آپ بھی کپڑے پہن کر گھر کو چلے دیکھا تو کفش نہین ہر ہر روز طاق پر کفش رکھدیا کرتے تھے اور آپ مکتب مین کھڑاؤن پہنے رہتے تھے تمام مکتب مین تلاش کی جب کفش کہین نہ ملی ناچار و مجبور وہی کھڑاؤن پہنے ہوئے گھر چلے گئے کفش بیچے ہوئے چار پانچ روز گذرے تھے اسکا بھی خیال تھا کہ اب روپیہ پاس نہین اسوقت کفش کہان سے پہنی جاے ننگے پاؤن رہے خیر جو کچھ قسمت کا لکھا ہو یہ سوچ کر چلے بازار مین جب پہونچے حلوائی اپنی دکان پر بیٹھا ہوا تھا اُسنے پکار کے کہا جناب مولوی صاحب یہ آج آپ نے خلاف معمول کیا کیا کہ نئی کفش میرے پاس بھیجی اور مٹھائی منگوائی اگر آپ کفش نہ بھیجتے اور مٹھائی منگواتے تو کیا مین نہ دیتا آپ کے واسطے یہ بات نہین ہر جب آپ کو دو چار روپیہ کی ضرورت ہوا کرے بے تامل منگوا لیا کیجیے مولوی صاحب نے کہا کفش کہان ہر اور کون لایا تھا حلوائی نے وہ کفش لاکر آگے رکھدی اور کہا کہ وہ کالا لونڈا جسکا نام عمرو ہر وہ لایا تھا اور وہی مٹھائی بھی لیگیا مولوی صاحب نے کہا کہ تو کمبخت بدذات میری کفش رہن کرکے مٹھائی لایا تھا اور مجھسے یہ دغابازی کی کہ کہا میرا باپ مٹھائی دے گیا ہر آسیر نذر درویش کفش شاہ کی دیدیجیے اُسکے کہنے سے نذر دے کر مین نے بھی دو ڈلیان مٹھائی کی کھا لین ای بھائی نہین معلوم اُس مٹھائی مین کیا ملا دیا تھا کہ دو ڈلیان کھاتے ہی دست آنا شروع ہو گئے اِس قدر دست آئے کہ میرا غیر حال ہو گیا جب حمزہ صاحبقران نے دہی پلوایا ہر تو دست بند ہوئے حلوائی یہ سنکے ہنسنے لگا اور اکثر راہ گیر بھی کھڑے ہو گئے وہ بھی سنکے ہنسنے لگے مولوی صاحب نے کفش تو پاؤن مین پہنی اور نعلین چوبی اُٹھا کر بغل مین دبائی اور دولتسرا خواجہ عبدالمطلب پر آئے اور خواجہ کو بلا کے یہ سارا حال سنا یا کہا جناب اس لڑکے نے میرا ناک مین دم کیا ہر آپ کا حکم زود کوب کا نہین ہر مین اس لونڈے سے بہت عاجز ہون مجکو کچھ بن نہین پڑتا وہ فقرے اور وہ باتین کرتا ہر کہ بڑے بڑون کے ہوش اُڑتے ہین یہ سنکے خواجہ عبدالمطلب ہنسنے لگے اور کہا کہ کیا کرون کس کس طرح مین بھی اُسکو گھُڑکتا ہون خفا ہوتا ہون مگر نہین مانتا جب مارنے کا قصد کرتا ہون حمزہ اُسکی سعی و سفارش کرتے ہین بیدل ہو آبدیدہ ہوتے ہین یہ کہکر خواجہ عبدالمطلب نے مولوی صاحب کو وہ پانچون روپیہ دیے اور کہا کہ حلوائی کو دیدیجیے گا مولوی صاحب نے کہا ذرا عمرو کو میرے سامنے بلوا کے گوشمالی تو کیجیے خواجہ عبدالمطلب نے عمرو کو بلوا کے کہا کہ دیکھ تو یہ مولوی صاحب تیری کیا شکایت کرتے ہین تو نے کیا حرکت نالایق کی

کفش مولوی صاحب کی میان رہن کرکے پانچ روپئے کی مٹھائی لایا عمرو نے کہا کہ مجھسے روز تقاضا مٹھائی کا کرتے تھے کہتے تھے کہ سب لڑکے مٹھائی لاتے ہین تو بھی مٹھائی لا مین کہان سے مٹھائی لاکے مولوی صاحب کو دیتا آخر مین نے یہ حرکت کی مٹھائی لاکر اس طرح سے مولوی صاحب کو دی اور مولوی صاحب سے پہلے ہی کہدیا تھا کہ جناب روپئے کفش شاہ کی نذر دیدیجیے خواجہ عبد المطلب نے کہا اے مولوی صاحب آپ اس سے کیون مٹھائی مانگتے تھے بھلا وہ کہان سے لاکر دیتا مین مٹھائی ہمیشہ بھیجتا ہون یا نہین اسکو آپ ان دونون کی طرف سے سمجھیے یہ سنتے مولوی صاحب چپ ہوئے اور جاکر حلوائی کو وہ پانچون روپیے دیکے پھر گھر کو روانہ ہوئے غرضکہ دوسرے دن صبح کو عمرو نے حمزۂ صاحبقران زمان سے کہا اے بھائی حمزہ اب پڑھنے کو چلو آگے آگے حمزۂ صاحبقران پیچھے پیچھے عمرو سر جھکائے ہوئے بغل مین کتابین دبائے ہوئے مکتب مین آئے مولوی صاحب کو سلام کرکے پڑھنے کو بیٹھ گئے اتفاقاً ایک روز خواجہ عبد المطلب کے یہان سے ایک خوان کھانے کا جس مین بہت عمدہ عمدہ لذیذ کھانے تھے کسا خوان پر کسا ہوا آگے مولوی صاحب کے آیا مولوی صاحب نے کہا کہ کوئی لڑکا ایسا ہے کہ یہ کھانا ہمارے گھر پہونچا آئے عمرو کھڑا ہوگیا کہا کہ اگر حکم دیجیے تو مین یہ خوان دولتخانہ پر آپ کے پہونچا آؤن مولوی صاحب نے کہا شاباش مرحبا مگر بھائی اس خوان کو کھولنا نہین اس مین ایک مرغ زرین پر اور لعلین چشم یاقوت منقار طیار بند ہے اگر تم خوان کو کھولوگے تو وہ مرغ اڑ جائیگا منھ دیکھتے رہجاوگے کچھ ہاتھ نہ آئیگا عمرو نے کہا حضور میری کیا مجال ہے مین کیون کھولنے لگا جو مرغ زرین اڑ جائیگا یہ کہکر عمرو نے وہ خوان طعام لذیذ اپنے سر پر رکھا اور مولوی صاحب کے گھر چلا راہ مین ایک گوشہ تجویز کرکے ٹھہرا اور خوان طعام سر سے اتار کے رکھا کسنا کھول کے دیکھا تو اس مین کیسے کیسے عمدہ کھانے ایک قاب مین پلاؤ گرما گرم مزعفر اور ایک قاب مین زردہ زعفرانی رنگ کا اور ایک قاب مین سفیدہ قند کا ورق اسپر لگا ہوا چوٹی دار بھرا ہوا ایک پلیٹ مین متنجن بہت عمدہ ایک پلیٹ مین مزعفر پیالون مین کئی رنگ کا سالن تلے ہوئے آلو اور تلی ہوئی اروبیان گھی کے تار پر ایک پیالے مین قورمہ ایک طشتری مین میتھی کا ساگ قیمہ گوشت ایک پیالے مین دوپیازہ کلیجی کے کباب شامی کباب گولر کباب باقرخوانی شیرمال پانچ سیر کا جوڑا بالائی قریب آدھ سیر کے اچار مربہ کئی کئی طرح کا پھول دبارا آٹے کی چپاتیان نرم نرم میدے کے پراٹھے تر بہ تر گھی مین ایک خاصدان مین سفید پانون کی گلوریان چاندی کے ورق اس مین سونے کی کیلین لگی ہوئی رکھی ہوئی ہین یہ سب سامان عمدہ عمدہ کھانے کا خوان مین دیکھکر منھ مین پانی بھر آیا جی للچایا خوان کے پاس اکڑون بیٹھ گئے بسم اللہ الرحمن الرحیم کہکر کھانے لگے تھوڑا تھوڑا کھانا سب مین سے نوش جان کیا کچھ پلاؤ کھایا کچھ زردہ کھایا کچھ سفیدہ کچھ متنجن کچھ مزعفر اچار مربہ بالائی سب نوش کر گئے باقرخوانی اور شیرمال اور پراٹھے چپاتیان سالنون کے ساتھ بہت سی ستیاناس کین کباب سب روکھے روکھے اڑا گئے خوب تنکتے کھانا کھاکر کہین جاکر پانی پیا دو تین ڈکارین زناٹے کی لین شکر خدا کیا گلوریان ورق لگی ہوئی سب جاکر تھوک دین اور کیلین سونے کی ڈب مین رکھین جو کچھ بچا کتون کو تو تو کرکے بلایا اور جھوٹا کھانا سب انکے آگے ڈالدیا جب ان کتون کے کھانے سے بھی بچ رہا زمین کھودکے اسی جگہ گاڑ دیا اور ظروف چینی اور بلورین سب اسی خوان مین رکھکر اور کسنا اوپر سے کسکر مولوی صاحب کے گھر پر وہ خالی خوان

لیکر پہونچے اور اُستانی جی سے کہا کہ لیجیے یہ خوان کھانے کا مولوی صاحب نے بھیجا ہی اور کہدیا ہی کہ اس مین ایک مُرغ زرین پرند ہی ابھی کھولنا نہین جب مین آونگا تو اُسے کھولونگا اور اس مین کھانا بہت افراط سے ہی ہمسایہ مین بانٹ دینا کہ آج کھانا نہ پکائین ہمارے یہان کھانا بہت سا آیا ہی تمہارے یہان بھی بھیجدینگے عمرو یہ کہکر خوان مولوی صاحب کے گھر مین دے کر چلا آیا اور مولوی صاحب سے آکر کہا جناب مولوی صاحب یہ خادم حضور کے گھر مین خوان اُٹھا پہونچا آیا جب مولوی صاحب نے سب لڑکون کو چھٹی دی حمزہ صاحبقران آگے آگے پیچھے پیچھے عمرو بغل مین کتابین دبائے دولتسراے حمزہ پر آکر دونون کھیل کود مین مصروف ہوگئے یہان مولوی صاحب لڑکون کو چھٹی دے کر گھر کو چلے راہ مین ایک دوست سے ملاقات ہوگئی اُسکے ساتھ باتین کرنے مین مشغول ہوئے شام ہوگئی مولوی صاحب گھبرائے ہوئے گھر مین آئے گھر مین بچے کھانا مانگ رہے ہین مولوی صاحب کی بی بی نے مولوی صاحب سے کہا کہ آج تو صاحب تم خوب غافل ہوکر بیٹھے تھے یہان بھوک کے مارے تڑپ رہے ہین اسوقت تک مین نے بہلا پھسلا کر رکھا علاوہ اسکے ہمسائی کے بچے بھی بھوکے ہین ہمسائے والے کہتے ہونگے کہ ہکی خوب. کہانے کے لئے ہوتا کہ بچے بھوکے روتے ہین اور ابتک کھانے کا کچھ سامان نہین ہی مولوی صاحب نے کہا کہ پھر تمنے خوان مین سے کھانا نکال کر کیون نہ دیا اور مین نے یہ کب کہلا بھیجا تھا کہ ہمسائے مین اُن لوگون کو اُمیدوار کرنا اُستانی نے کہا کہ عمرو تاکید کر گیا تھا کہ خوان مین مرغ زرین بند ہی کھولنا نہین نہین تو اُڑ جائیگا جب مولوی صاحب آئینگے تو خوان کھولکے کھانا نکالینگے اِس مین کھانا بہت ہی ہمسائے مین کہدینا کہ آج کھانا نہ پکائین ہم اُنکے کھانا بھیجینگے اسی لئے مین نے ہمسائے کہدیا مولوی صاحب یہ سُنکر خاموش ہو رہے اور خوان کھانے کا کھولا تو دیکھا کہ خالی برتن خوان مین رکھے ہین ایک دانہ بھی نہین بس یہ دیکھتے ہی اُستانی اور بچے اداس ہوگئے اور مولوی صاحب اُچھلنے اور غصہ کرنے لگے کہ عمرو کیا بدذات اور دغاباز ہی کہ ہمنے کھانا بھیجا وہ راستے مین سب کھا گیا غرض مولوی صاحب روتے پیٹتے غصے سے منہ لال چقندر سا کرکے در دولت عبدالمطلب پر آئے اور کہا کہ بلاؤ تو عمرو کو کہان ہی وہ نامعقول میرے ساتھ دغابازی کرتا ہی شور و غل ہوا خواجہ عبدالمطلب محل سے باہر تشریف لائے پیچھے پیچھے حمزہ اور عمرو پوچھا مولوی صاحب کیون خیر تو ہی کیا ہوا مولوی صاحب نے ساری حقیقت بیان کی عبدالمطلب عمرو پر بہت خفا ہوئے اور پانچ روپیہ مولوی صاحب کو دیے کہا کہ بازار سے کھانا منگا لیجیے آپ بھی اپنے یہان صرف کیجیے اور جن لوگون کو کہلا کیا ہی اُنکو بھی کھلوائیے یہ سُنکر مولوی صاحب پانچون روپے لیکر بازار سے کھانا خرید کرکے گھر مین لائے سب لوگون کو بھی تقسیم کیا آپ بھی کھایا اور کہا کہ کل عمرو کو کسی خطا پر خوب مارونگا اُسنے مجکو بہت عاجز کیا ہی غرض صبح کو عمرو اور حمزہ صاحبقران جو پڑھنے کو آئے مولوی صاحب نے کہا اے او عمرو تو حرامزدگی اور بدذاتی نہ چھوڑیگا نہ تو سبق اچھی طرح یاد کرتا ہی نہ اپنی شرارت چھوڑتا ہی آج تجکو مزا اسکا دیتا ہون یہ کہکے مولوی صاحب کوڑا لیکر اُٹھے بس حمزہ صاحبقران بیتاب ہوگئے اور بیچ مین آکر کھڑے ہوئے اور کہا کہ مولوی صاحب معاف کیجیے اب عمرو ایسی خطا نہ کریگا توبہ کرتا ہی اُمیدوار ہون کہ میرے کہنے سے عمرو کو نہ ماریے مولوی صاحب حمزہ صاحبقران کے کہنے سے عمرو کی زدوکوب سے باز رہے اور کہا کہ خبردار اگر پھر کبھی ایسی خطا کی تو مارے کوڑون کے کھال کھینچ ڈالونگا جا جلد سبق یاد کرکے سنا عمرو چپکے کان دبائے

سر جھکائے پڑھنے کو بیٹھا امیر یا تو تیر نے چپکے سے کہا ای بھائی عمرو خدا کے لئے ایسی حرکتون کو چھوڑ دو ایسی باتین نہ کرو تمکو مار پڑتی ہی ہمکو صدمہ ہوتا ہی عمرو نے کہا بھائی حمزہ اتو ہمسے یہ باتین نہ چھوٹینگی اور یہ مولوی صاحب ہمکو مارا کرتے ہین مین انکو چھوڑونگا اب یہ میرے ہاتھ سے بچکے کہان جاتے ہین ادھر ابوجہل سے بھی عمرو خار کھایا کرتا تھا کہ مولوی صاحب عمرو کی کان گوشی ابوجہل سے کرایا کرتے تھے عمرو ابوجہل کی تاک مین تھا ایک دن عمرو کو سبق پڑھانے مین ابوجہل نے مارا اور کان گوشی کی بس عمرو کے دل پر نقش گئی کہ آج ابوجہل کو بھی پٹوانا چاہئے سوچتے سوچتے ایک مکاری ذہن مین آئی غرض جب دوپہر کو مولوی صاحب سو رہے اور سب لڑکے اور ابوجہل بھی سو رہا عمرو چپکے سے اٹھا اور ابوجہل کے ہاتھ سے انگوٹھی اتاری اور چپکے سے مولوی صاحب کے گھر پر پہونچا روزن در سے جھانک کر دیکھا کہ استانی جی اور لڑکے سو رہے ہین کنڈی دروازے کی بند ہی عمرو مکان کی پشت پر آیا اور دیوار پر چڑھ کے مولوی صاحب کے گھر مین چپکے سے کود اسب پڑے ہوے غافل سو رہے تھے مولوی صاحب کی بیٹی کی کان سے بالی سونے کی اتار لی اور ابوجہل کی انگوٹھی مولوی صاحب کی بیٹی کا پاندان کھول کے بیچ کی ڈبیا کے نیچے رکھدی اور چپکے سے اسی طرح دیوار پھاند کے چلا آیا دیکھا مکتب مین ابھی تک مولوی صاحب اور ابوجہل اور سب لڑکے سو رہے ہین مولوی صاحب کی بیٹی کی کان کی بالی دہری کرکے ابوجہل کے ہاتھ کی انگلی مین پہنا دی اور خود بھی چپکا ہو کر لیٹ رہا اپنے تئین بھی سب کے ساتھ سونے والون ڈالدیا غرضکہ جب اٹھنے کا وقت آیا مولوی صاحب اٹھے اور سب لڑکے عمرو وغیرہ بھی اٹھے ابوجہل کو اثر غفلت نیند کی زیادہ بھی نہ اٹھا مولوی صاحب نے اسکو ہشیار کیا مولوی صاحب کی جو اسکے ہاتھ کے اوپر نگاہ پڑی اپنی بیٹی کی کان کی بالی دیکھی پوچھا ای ابوجہل تمھارے ہاتھ مین بالی کان کی کہان سے آئی ابوجہل نے کہا کہ مین نہین جانتا کہ یہ بالی کسکے کان کی ہی اور میرے ہاتھ مین کیونکر آئی اور میری انگوٹھی جو ہاتھ مین تھی وہ کیا ہو گئی کیونکر غائب ہو مولوی صاحب نے کہا کہ یہ بالی مین نے پہچانی میری لڑکی کے کان مین تھی ابوجہل یہ تقریر مولوی صاحب کی سنکر کانپنے لگا عمرو نے کہا جناب مولوی صاحب اگر آپ خفا نہون تو مین عرض کرون مولوی صاحب نے کہا کہ کہو صاف صاف بیان کرو عمرو نے کہا کہ روز دوپہر کو جب آپ سو رہا کرتے تھے ابوجہل چپکے اٹھکے چلے جایا کرتے تھے مجھے نہین معلوم کہ کہان جاتے تھے اور پھر چپکے سے آکے سو رہا کرتے تھے آج اتفاق سے جب ابوجہل اٹھکے چلے مین بھی انکے عقب مین چپکے چپکے چلا یہ آپ کے مکان پر پہونچے اور ایک چھوٹی سی کنکری گھر مین پھینکی آپ کی صاحبزادی ڈیوڑھی مین آئین ملے تو دونون خوب ہم آغوش ہوے راز و نیاز کی باتین ہوئین کہ وہ بیان کرنے کے قابل نہین ہین پھر ابوجہل نے کہا کہ آج ہمکو تم اپنی کچھ نشانی دو آپ کی صاحبزادی نے کہا میرے پاس کیا ہی جو نشانی دون یہ کہکر کان کی بالی اتار کے دی کہا لو سوا اسکے اور کچھ میرے پاس نشانی نہین ہی وہ بالی انھون نے دہری کرکے ہاتھ کی انگلی مین پہن لی اور آپ کی صاحبزادی نے جو نشانی مانگی انھون نے انگوٹھی اپنی اتار دی وہ انگوٹھی انھون نے اپنے پاندان مین بیچ کی ڈبیا کے نیچے رکھی ہی آپ کا جی چاہے جا کر دیکھ لیجیے یہ سنتے ہی مولوی حیران صاحب کا منھ سرخ ہو گیا تن بدن مین آگ لگ گئی لپک کر ابوجہل کا ہاتھ پکڑا اور قلابے مین رسی سے باندھکر لٹکا دیا اور کوڑا لیکر سڑاک سڑاک مارنا شروع کیا ایک شور و غل مکتب مین بلند ہوا دہائی ہی اور ستائی ہی توبہ ہوئی خدا کے لئے چھوڑ دیجیے مین بے خطا ہون یہ سب غلط ہی مگر مولوی صاحب غصہ مین بھرے ہین کسکی سنتے ہین آخرکار حمزہ نے اسکی بھی سفارش کی اور مولوی صاحب سے ابوجہل کو بھی بچایا مولوی صاحب غصہ کے مارے سیکو

اُسی وقت چھٹی دیدی اور جھٹ پٹ کپڑے پہن کے گھر گئے اور جاتے ہی نہ کچھ پوچھا نہ کچھ دریافت کیا اپنی بیٹی کا
پاندان کھول کے بیچ کی ڈبیا کے نیچے سے انگوٹھی ابوجہل کی نکال لی اور بیٹی کو دکھائی کہ یہ انگوٹھی کسکی ہی اور تیرے پاس کیونکر
آئی جلد بتا نہیں ہڈیاں توڑ ڈالونگا اُس لڑکی نے کہا ابا جان مجھے نہیں معلوم مین کیا جانون یہ انگوٹھی کسکی ہی اور میرے
پاندان مین کیونکر آئی اور کسنے رکھی مولوی صاحب نے اب تو آؤ نہ دیکھا نہ تاؤ دیکھا لکڑی لیکے دھڑا دھڑ مارنا شروع کیا اور وہ لڑکی
کہتی تھی اے ابا جان خدا کی قسم مین اس انگوٹھی کا حال نہین جانتی مولوی حرمان اب کسکی سنتے ہین دے دھا دھم پیٹ
رہے ہین اہنجانہ مولوی صاحب کی اُدھر غل مچاتی ہین ارے صاحب کچھ تم سٹری ہوگئے دیوانے ہوگئے ہو لڑکی کو
لڑکی کو کیون مارے ڈالتے ہو بس بس اب دیکھو سنبھلو جا. بچا کھال پھٹ پھٹ گئی خون نکلنے لگا جوان لڑکی بیاہ
ہوئی جاتی ہی مولوی حرمان کی طبیعت جودت پر ہی مثل برق کے چمک رہے ہین جتنا جورو منع کرتی ہی اور زیادہ تیز
ہوتے چلے جاتے ہین کہتے ہین آج اس کو مار ہی ڈالونگا ادھر وہ لڑکی غل مچانے لگی دہائی ہی ارے دوڑو محلے والو
یہ باپ جلاد مارے ڈالتا ہی ہاے مری اور واے مری جب تو اُس لڑکی کی مان کے دل کو تاب نہ آئی پائچے
سمیٹ کے کھولنے اور چلاتی ہوئی جھپٹی ادھر وے موے مونڈی کاٹے جوانا مرگ تجھپر خدا کی مار لڑکی کو
مارے ڈالتا ہی یہان وہ لڑکی غش کھا کے گری بیہوش ہوگئی ادھر سے چھٹکے ادھر جھپٹے خصم کے ہتھے جورو کے
ہاتھ مین جورو کے جھونٹے خصم کے ہاتھ مین پکڑ ہونے لگی آخر لڑتے لڑتے دونون گرے چونکہ جورو بھی مولوی
حرمان کی قوی بازو تھی کبھی خصم نیچے جورو اوپر کبھی جورو نیچے خصم اوپر گھڑی بہ چکت دیتی ہی گھڑی وہ ٹکر دیتے ہین
تمام محلے والے جمع ہین عورتین جدا کھڑی ہین مرد بیچ بچاو کر رہے ہین لڑکے الگ ہنس ہنسکے تالیان بجا رہے
ہین گھر مین مولوی حرمان کے ایک میلہ جمع ہی پہلوانی اور پہلوان دونون جٹے ہوئے ہین کسی طرح نہین چھٹتے
ہین سب رنگ کے آدمی گھر مین مولوی صاحب کے دھنسے ہوے ہین کچھ دوست ہین کچھ دشمن ہین کچھ بیچ بچاو
کرتے ہین کچھ الگ کھڑے تماشا دیکھتے ہین کوئی ہنستا ہی کسی کو صدمہ ہی کوئی پھبتی کہتا ہی کوئی شر طیدہ تا ہی
کوئی کہتا ہی مار ا بھگا دے کوئی کہتا ہی نہ بھگا دے ایک عجب ایک عجب شور و غوغا ہی کان دھرے آواز نہین سنائی
دیتی لڑکی بیہوش پڑی ہی ان دونون مین لستم پشت ہو رہی ہی زمین پر دونون عنٹ پٹ ہین آخر کار عزیز و اقارب
دوست آشنا غیر دشمن اپنے پرائے سب جمع ہوگئے بڑا ہجوم تھا سب نے ملکر بہ ہزار دقت و خرابی دونون
کو چھڑا دیا الگ الگ کیا یہان کا حال سنئے کہ امیر با توقیر حمزہ صاحبقران اور عمرو بن اُمیہ ضمری جب
سے چھٹی لیکر آئے تھے لڑکون مین کھیل رہے تھے کھیلتے کھیلتے کچھ مولوی صاحب کا جو خیال عمرو کو آیا دل سے کہا
اے عمرو یہی موقع خوب ہی آج مولوی صاحب سے اور اُستانی جی سے ضرور پکڑ ہوئی ہوگی چل کے ذرا دیکھو تو اگر
بن پڑے تو اور کچھ شعبدہ کرو غرض عمرو نے دل سے یہ باتین کر کے حمزہ سے کہا اے بھائی حمزہ مین ابھی آتا
ہون تم یہین ٹھہرو ان لڑکون سے جب تک کھیلو مین ذرا مولوی صاحب کی خبر لینے جاتا ہون یہ کہکے جھپٹا ہوا
گھر پر مولوی صاحب کے پہونچا دیکھا کہ مولوی صاحب کے گھر مین میلا لگا ہی خرد و کلان سیکڑون آدمی جمع
ہین لڑکی بیہوش پڑی ہی خون بہہ رہا ہی جورو خصم مین لستم پشت ہو رہی ہی عمرو یہ دیکھ کے ہنستا ہوا بھاگا بازار
مین ایک بساطی کی دکان پر آیا اُس بساطی سے کہا کہ جناب آپ کو آپ کے گھر مین بلایا ہی بی بی کو آپ
کی دست آیا بہت برا حال ہی فصل کا خیال ہی کہ آج کل آب و ہوا ناقص ہی سینہ کی شدت ہی فورا
جاکے گھر کی خبر لیجیے اپنی بی بی کا کچھ تدارک کیجیے وہ بیچارہ بساطی سنتے ہی گھبرا گیا ایک شاگرد لڑکے کو

دکان پر بٹھا کے گھر کو دوڑا گیا عمرو بھی تھوڑی دور اسکے ساتھ گیا راہ مین سے دوسری طرف سے ہو کر پھر بازار مین
پلٹ کر آیا انھین بساطی کی دکان پر آ کے اس لونڈے سے کہنے لگا کہ تمھارے استاد نے ایک بکس سوئیون کا مانگا
ہو وہان ایک خریدار آیا ہو اسکے ہاتھ بیچینگے تمھارا جی چاہے دو تمھارا نہ جی چاہے نہ دو اگر بکس سوئیون کا دوگے
دے دونگا اور جو نہ دوگے کہہ دونگا کہ تمھارا شاگرد بکس مجھکو نہین دیتا وہ آکے تمپر آپ ہی خفا ہونگے اس لڑکے
نے کہا بھائی عمرو بکس سوئیون کا تو تمھین لیتے جاؤ ہمپر خفگی نہ دلواؤ عمرو نے کہا لاؤ عمرو لڑکے سے بکس سوئیون کا
لیکر جھپٹ کے مکتب مین پہونچا مکتب مین قفل دیا ہوا تھا دیوار پھاند کر آیا مولوی صاحب کا بچھونا صاف
کر کے درست کیا اور تمام بچھونے مین سوئیان کھڑی کھڑی گاڑ دین اور آپ دیوار پھاند کر خدمت
حمزہ صاحبقران مین آیا اور حمزہ سے کھیلنے لگا ادھر کا حال سنیے کہ مولوی حیران ٹٹی کو مار پیٹ کر چور ہوے لڑ بھڑ
کر مجروح و خستہ گھر سے بیزار ہو کر مکتب مین سونے کو آئے شام ہو گئی تھی تاریکی شب پھیل چکی تھی قفل در مکتب کھولکے
اندر آئے چراغ جلایا ضروریات دنیوی سے فراغت کر کے غصہ مین بغیر کھانا کھائے سونے کا قصد کیا چارپائی
پر بے تحاشا بیٹھ گئے سوئیان چوتڑون مین گڑ کے گوشت کے پار ہو گئین اف اف کہکے چوتڑ اٹھائے پانون
رکھدیے تلوون مین بھی سوئیان گڑین آہ کر کے جھپٹ سے دونون ہاتھ چارپائی پر ٹیکدیے ہتھیلیون
مین بھی سوئیان چبھ گئین دلکو صدمہ پہونچا بیتاب ہو گئے دھڑ سے چارپائی پر گر کے لیٹ گئے پیٹھ مین تمام
سوئیان گڑ گئین پشت غربال ہو گئی جلدی سے کروٹ لی پسلیون مین بھی سوئیان گڑین دوسری کروٹ
لی ادھر کا پہلو بھی غربال ہو گیا دفعتاً ہو گئے چت اور سینے مین بھی سوئیان گڑ گئین ہائے ہائے کر کے رونے
لگے کہتے تھے کہ آج کا دن برا تھا صبح کو نہین معلوم کسکا منھ دیکھا تھا کسکا نام لیا تھا کہ ایسے صدمۂ عظیم ہوئے اور آفت
پہونچی کہ نوبت ہلاکت کی ہو جیسے کہ ساہی کا جسم پر خار ہوتا ہو یہ کیفیت مولوی صاحب کے جسم کی از سرتا پا ہو گئی اٹھنا
بیٹھنا گیا اب حرکت کرنا مشکل اگر ذرا سی بھی تکان جسم غربال کو ہوئی یہ معلوم ہوا کہ کسی نے کلیجے مین برچھی بھونک
دی ہو فوراً تڑپنے لگے کرب زیادہ ہو گیا روح جسم سے مفارقت کرنے کو آمادہ ہوئی غرضکہ اسی کیفیت مین وہ
رات تمام ہوئی آثار صبح ظاہر ہوئے شب بھر سونا کیسا دم بھر صبح تک کسی پہلو آرام نہ ملا ادھر حمزہ
صاحبقران بستر خواب پر بیدار ہوئے عمرو کو جگایا کہا ای بھائی عمرو پڑھنے چلو دھوپ نکل آئی ہو ایسا
نہو کہ مولوی صاحب خفا ہون عمرو نے کہا اچھا چلتے ہین ابھی تو سو کے اٹھے ہین ہاتھ منھ دھولین تو چلین
عمرو مار پیٹ کے ڈر سے ٹالا بالا کیا تا ہو یہان سوا عرصہ ہوا جاتا ہو حمزہ کہتے ہین کہ بھائی عمرو دن چڑھ گیا ہو
ایسا نہو مولوی صاحب خفا ہون غرضکہ حمزہ صاحبقران عمرو کو ساتھ لیے ہوئے آگے آگے آپ پیچھے پیچھے عمرو
کتابین حمزہ کی اور اپنی بغل مین لئے مکتب مین آئے مکتب کی کنڈی اندر سے بند تھی آواز دی مولوی صاحب
نے جواب دیا اور بہ صدائے نحیف کہا ای عمرو مین تو فرش خارستان و سوزستان مصیبت مین از سرتا پا
غربال پڑا ہون ہلنا تک دشوار ہو تو دیوار پھاند کے آ اور زنجیر کھولدے عمرو حمزہ سے کہتا ہو کہ جس لیے
مین آنے مین پہلو تہی کرتا تھا وہی ہو کہ درپیش ہو خدا آج اس ظالم کے ہاتھ سے جان بچائیے ای بھائی
حمزہ تم بچا لینا مدد کرنا دیکھیے کیا ہوتا ہو آج میری یا مولوی صاحب کی قضا آ پہونچی ہو حمزہ صاحبقران نے
کہا ای بھائی عمرو کیا آج ایسا معرکہ درپیش ہو کہ جس مین جان جانے کا پس و پیش ہو کچھ بھائی تو کہو تمنے
کون سی ایسی شعبدہ بازی کی جسکا ایسا ڈر اور خوف ہو عمرو نے کہا اب مکتب مین چلیے دیکھ ہی لوگے

بیان کرنے سے کیا فائدہ ہے حمزہ کو عمرو کی مار پٹنے کا خیال ہوا انکی بھی دلکو نہایت دکھ ہوا غرضکہ عمرو دیوار پھاند کر مکتب میں آیا اور زنجیر کھولی حمزہ اور عمرو مولوی صاحب کے پاس آئے دیکھا کہ از سر تا پا سوئیوں سے غربال ہیں عمرو نے چپکے کہا میں انکی خبر لیتا اور ہائے میرے مولوی صاحب ہائے میرے مولوی صاحب کہہ کہکے رونے لگا اور سوئیاں جسم سے نکالنے لگا غرضکہ تمام جسم سے سب سوئیاں چن چن کے نکالیں اور کہتا تھا ہائے میرے مولوی صاحب کیا کروں یہ کیا آپ کا حال ہوا تمام جسم غربال ہوا جو جو سوئی نکالتا ہے خون کے فوارے چھوٹتے ہیں عمرو خون بھی پونچھتا جاتا ہے سوئیاں بھی نکالتا جاتا ہے ہائے ویلے کرتا جاتا ہے دکھانے کو آنسو بھی بہاتا جاتا ہے الغرض جب سوئیاں سر سے پاؤں تلک کی چن چن کر کھینچ کھینچ کر نکالیں اور خون بھی کپڑے سے سب جگہ کا پاک کیا اب ذرا مولوی صاحب کے ہوش درست ہوئے مولوی صاحب نے کہا ای عمرو تو مجکو جراح کے پاس لیچل فنس لا کہ میں سوار ہوکر جراح کے پاس چلوں ان زخموں کا علاج کروں عمرو نے کہا بہت اچھا یہ کہکے عمرو عبدالمطلب کے پاس آیا اور کہا کہ مولوی صاحب کی طبیعت علیل ہوگئی ہے فنس مانگی ہے حکیم صاحب کے جائینگے عبدالمطلب نے کہا فنس اٹھالیجا عمرو کہاروں کو لایا فنس وہاں لاکر حاضر کی مولوی صاحب فنس میں سوار ہو گئے جتنے بھی چار سرکے کاندھے چڑھے کہار فنس اٹھا کر لے چلے عمرو بھی چار نا چار ساتھ ہو لیا مولوی صاحب کے جب سواری مولوی صاحب کی لیکر بازار میں آئے اسی بساطی کی طرف سے کہار چلے عمرو نے کہا ای بھائی کہارو اس طرف سے نہ چلو گھیر اس جراح کا ادھر سے دور پڑیگا پھیر کا راستہ ہے کہاروں نے نہ مانا اسی بساطی کی طرف سے فنس لیکر چلے وہ بساطی اور وہی لونڈا دکان پر بیٹھا ہوا تھا اس لونڈے نے کہا استاد جی وہ کالا لڑکا عمرو وہ جاتا ہے جو سوئیوں کا بکس مانگ لیگیا تھا اس بساطی نے پہچانکے عمرو کو بیہانا آواز دی ای میاں لڑکے وہ سوئیوں کے بکس کے دام تو نہ دے گیا مجھسے کیسی دغابازی کی رہ تو تیرے امیہ سے لیکر خوب پٹواونگا عمرو نے کہا کیا بات کہتے ہو کیسا سوئیوں کا بکس میں کیا جانوں کون سا لڑکا لیگیا بساطی نے دکان پر سے اترکے عمرو کا ہاتھ پکڑ لیا کہا میں ابھی دام بکس کے لے لونگا بس اسی میں خیر ہے کہ ابھی سوئیوں کے بکس کے دام دیدے کہ اتنے میں فنس مولوی صاحب کی قریب آگئی مولوی صاحب نے پوچھا کیا ہے بساطی نے من و عن کیفیت عمرو کی دغابازی کی بیان کی مولوی صاحب زانو پر اپنے ہاتھ مار کے کہنے لگے ارے عمرو تو ہی نے یہ جال پھیلایا غضب کیا کل سے مجکو تو نے مار ڈالا ہے مر رہا ہوں ہلاک ہو رہا ہوں جانکنی میں پڑا ہوں اب کھلا کہ یہ استادی اور بدذاتی ساری تیری ہی کیا عجب ہے کہ وہ حیلہ ابوجہل کی انگوٹھی کا تیرا شعبدہ ہو بھلا رہیو دیکھا جی آج کیسا تمکو درست کرتا ہوں کہ زندگی بھر یاد کروگے عمرو نے کہا مولوی صاحب یہ سب غلط اور جھوٹھ ہے میری خطا نہیں ہے میں تو اس شعبدے سے آگاہ بھی نہیں غرضکہ مولوی حرمان جراح کے یہاں سے ہو کر مکتب میں آئے یہاں سب لڑکے اور ابوجہل بھی پڑھنے کو آچکے تھے مولوی صاحب نے حمزہ سے اور سب لڑکوں سے کہا کہ کل سے آجتک عمرو نے یہ شعبدہ بازی کرکے مجکو مار ڈالا نوبت ہلاکت کی پہونچا دی پھر ابوجہل سے کہا ارے لڑکے اٹھ تو سہی اس کالے کو رسی سے باندھکر قلابے میں لٹکا دے ابوجہل اٹھا مولوی صاحب اور ابوجہل نے ملکر عمرو کو باندھا اور قلابے میں لٹکا دیا مولوی حرمان نے کوڑا ہاتھ میں اٹھایا اور عمرو نے فریاد کی مولوی صاحب میری خطا نہیں ہے میں بے قصور ہوں معاف کیجیے چھوڑ دیجیے عمرو کے رونے اور فریاد کرنے پر حمزہ کا دل بیچین ہوگیا اٹھ کھڑے ہوئے بڑھکے کہا مولوی صاحب اب عمرو کی خطا کو بخش دیجیے عمرو کو رہا کر دیجیے یہ اب ایسی خطا نہ کریگا ادھر عمرو فریاد کرتا ہے اور روتا ہے ادھر حمزہ بیقرار و بیچین ہیں مولوی صاحب کو سمجھاتے ہیں مگر مولوی صاحب نہیں مانتے آخر رسی میں عمرو کو باندھکر کوڑا اٹھایا اور سڑاک سے کوڑا عمرو کو مارا عمرو مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا حمزہ کی طرف دیکھکے کہا ای بھائی حمزہ تم دیکھتے ہو اور ہمارا یہ حال ہم پہونچا ہے اب ہم کوئی گھڑی کے مہمان ہیں جان لب پر ہے دم نکلتا ہے حمزہ کا دل سینہ میں تڑپ گیا کہا مولوی صاحب بس خدا کا واسطہ ہے عمرو کو اب نہ ماریے گا مجھسے اپنے رفیق و دوست کا تڑپنا نہیں دیکھا جاتا معاف کیجیے

چھوڑ دیجئے مولوی صاحب نے حمزہ کے کہنے کو نہ مانا اور پھر ہاتھ تان کے ایک کوڑا زناٹے سے مارا عمرو مچھلی کی طرح تڑپ کر
پکارا ای حمزہ یہ غلام اور تمکو ارتھارا تیرسے صدقے ہوکر دنیا سے سدھارا یہ کہکر دھڑ سے زمین پہ گرا اور آنکھیں بند کرکے ہاتھ
پانون ڈھیلے کرکے ڈالدیے حمزہ یہ حال اسکا دیکھتے ہی بلبلا گئے اور بڑھ کے مولوی کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بس مولوی صاحب
خبردار اب عمرو کو نہ مارئیے گا مجھسے تڑپنا عمرو کا نہین دیکھا جاتا اب اسکی خطا کو معاف کیجیے رسّی سے کھول دیجیے
مولوی حرمان غصہ مین بھرے ہوئے اندھے ہو رہے تھے حمزہ کا ہاتھ غصہ سے جھٹک دیا اور کہا ہٹ جا حمزہ نہین
تو تجکو بھی مارونگا تو ہی نے عمرو کو شہ دے کر ایسا بنایا ہے بس ہاتھ کا جھٹکنا تھا کہ حمزہ کو جلال ابراہیمی آگیا چہرہ غیظ
سے سرخ ہو گیا امیر با توقیر ابو العلا و کی حمزہ صاحبقران زمان نے زور و جلال ابراہیمی سے دست راست تان کر
طمانچہ رخسارہ مولوی حرمان صاحب پر مارا پنجۂ دست حق پرست نے نقش شمشیر آبدار کا دکھایا مولوی صاحب کا منھ
پشت کی جانب پھر گیا تڑاق سے زمین پر گرے فوراً گرتے ہی دم توڑنے لگے یہان حمزہ صاحبقران غصہ مین عمرو بن امیہ
ضمری کے پاس آئے چونکہ حلابہ بلند تھا ہاتھ حمزہ صاحبقران کا نہ پہونچا رسی پکڑ کے زور سے جھٹکا مارا رسّی ٹکڑے ٹکڑے
ہوگئی عمرو کو جھٹ پٹ کھولدیا اور ہاتھ پکڑ کے اٹھایا عمرو بن امیہ ضمری زمین سے خاک جھاڑ کے اٹھ کھڑا ہوا مولوی صاحب
کی جو حالت دیکھی عمرو گھبرا گیا کہا ای حمزہ غضب ہوا مولوی صاحب تو مکتب اجل مین درس دینے گئے کتاب زیست انکی ختم
ہوگئی دفتر عمر دو روزہ پر قلم ملک الموت کا پھر گیا حمزہ صاحبقران زمان نے بہ تقاضاے طفولیت گھبرا کر کہا ای
بھائی عمرو اب کیا کرین عمرو بن امیہ ضمری نے کہا ای حمزہ گھبراتے کیون ہو اب جو کچھ کیا ہے اسکو بھگتینگے ڈرنا کیسا
فرد دلبرم عزم سفر کرد خدا را یاران ٭ چہ کنم با دل مجروح کہ مرہم با اوست ٭ آؤ ہم تم بھاگ چلین کیا ہوگا کیا کوئی مار ڈالیگا
اب ابوجہل اور لڑکون نے بھی کہا کہ بھائی عمرو ہم بھی تمھارے ساتھ ہین اگر ہم گھر جاینگے تو ہمارے باپ ہمکو مارینگے عمرو نے
کہا تم بھی چلو گھبراو نہین ہم تم سبکے رہبر ہوتے ہین یہ کہکر مکتب سے عمرو اور حمزہ صاحبقران اور انکے پیچھے ابوجہل وغیرہ چلے
یہ سب لڑکے بھاگتے بھاگتے شہر کے باہر نکل گئے جاتے جاتے شام کو قریب ایک پہاڑ کے پہونچے اس پہاڑ پر عمرو
بن امیہ ضمری سبکو لیکر چڑھ گیا اس پہاڑ کا نام کوہ بوقبیس ہے عمرو نے کہا تم سب ابھی پہاڑ پر رہو اب یہان کوئی نہ آئیگا
کسی کو ہمارا پتا نہ لگیگا غرضکہ عمرو اور صاحبقران مع ابوجہل وغیرہ کے بارہ لڑکے اور تھے سب اسی پہاڑ پر چھپکے
پڑ رہے یہا مولوی صاحب کے مرنے کی خبر انکے گھر مین ہوئی سب عزیز و اقربا آئے اور مولوی حرمان کے لاشے کو مکتب سے اٹھا
لیگئے اور در دولت عبد المطلب پر آئے یہان عبد المطلب خود ہی پریشان تھے کہ کیا سبب ہے کہ دن چھٹی کا وقت بھی گذر گیا اور ابتک لڑکے
اور حمزہ و عمرو مکتب سے پڑھکے نہین آئے آدمی سے کہرہے تھے کہ جلد مکتب مین جا اور خبر لا کہ حمزہ کہان ہے ابھی تک کیون نہین آیا میرا
دل بیقرار ہے ہزار طرح کی تشویش ہے کہ اتنے مین ایک آدمی نے کہا کہ مولوی حرمان جو حمزہ اور عمرو وغیرہ کو پڑھایا کرتے تھے وہ مر گئے انکی نعش
اقربا انکے بطور فریاد یون کے لائے ہین عبد المطلب گھبرا کر باہر نکل آئے پوچھا ان لوگون سے کہ مولوی صاحب
کو کیا ہوا جو مر گئے ان لوگون نے کہا ہمکو بھی نہین معلوم کیا ہوا کس صورت سے مولوی صاحب مر گئے اور اون
لڑکون کا بھی پتا نہین ہے کہ وہ لڑکے کہان ہین نہ مولوی صاحب کے کسی عارضہ کا ثبوت ہوتا ہے کہ کس عارضہ سے
کس ضرب سے مرے عبد المطلب نے جو غور کرکے دیکھا تو سوا ایک طمانچے کے اور کوئی نشان کسی جگہ نہ پایا
اور کوئی علامت مرجانے کی معلوم نہین ہوئی سوچے کہ یہ طمانچہ کیا عجب ہے کہ حمزہ صاحبقران زمان کا ہو مگر اسمین
کوئی نہ کوئی سبب ہے حمزہ ایسے بے تہذیب نہین ہے اور نہ انکے مزاج مین شوخی و شرارت ہے معلوم ہوتا
ہے کہ یہ سب شعبدہ بازی عمرو بن امیہ ضمری کی ہے خیر مصرع ع برسر فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد ٭ پھر

عبدالمطلب نے اسی وقت بوی صاحب متوفی کے عزیزون اور وارثون کو راضی کرکے بہت سا روپیہ خون بہا کا
دیکر رخصت کیا اور آدمیون کو شہر مین چارطرف حمزہ و عمرو بن امیہ ضمری کی تلاش مین بھیجا مگر کہین پتا نہ لگا
عبدالمطلب کا فراق حمزہ صاحبقران مین عجب حال ہوا دانہ پانی چھوڑ دیا نہایت مضطر و پریشان و حزین وہ رات
تڑپ تڑپ کے آہ وزاری اشکباری مین گذری ملکہ عادیہ بانو نے رو رو کے اپنا برا حال کیا مثل دیوانون کے
ہوگئین مادر حمزہ بصد گریہ وزاری اشکباری بین خود رفتہ ہوئین وہان تو عبدالمطلب فراق حمزہ صاحبقران نزار
مین مضطر و بیقرار ہین آدمی آٹھ پہر گلی گلی کوچہ کوچہ تلاش کرتے پھرتے ہین ہر ایک سے پوچھتے ہین مگر کہین پتا نہین لگتا یہان
کوہ بوقبیس پر حمزہ صاحبقران و عمرو بن امیہ ضمری و ابوجہل وغیرہ پتھر کی چٹان کو جھاڑکر زیر سر پارہ سنگ
رکھکر سو رہے بڑی رات گئے حمزہ کی آنکھ کھلی عمرو کو جگایا کہا بھائی عمرو اب تو بہت بھوکے ہین بھوک کے مارے
نیند اڑ گئی کل صبح کے ہم تم سب کھائے ہوئے ہین عمرو نے کہا اے حمزہ اسوقت رات زیادہ گئی ہے اب کھانا ہاتھ آنا
غیر ممکن ہے اسوقت تو شکر خدائے عزوجل بسیر ہو حمد الٰہی مین زبان خشک ترکرو انشاء اللہ صبح کو تڑکے کھانا بہت عمدہ
لذیذ تمھین کھلاؤنگا حمزہ صاحبقران زمان نے آہ سرد بھرکے کہا خیر الحمد للہ غرض وہ رات بصد اضطراب سب لڑکون
کو کوہ بوقبیس پر گذری ناگاہ ستارہ سحری چمکا خوان زر اختلام سمت مشرق سے نمودار ہوا روشنی مہر تابان چار طرف
پھیلی دھوپ نکل آئی عمرو بن امیہ ضمری اٹھا اور کہا اے حمزہ مین کھانا لینے جاتا ہون تم سب یہین جگہ پر بیٹھے رہنا
کہین جانا نہین مین ابھی آتا ہون یہ کہکے پہاڑ سے نیچے اترا اور وہان سے ایک قصاب کی دکان پر آیا اور کہا بھائی ایک
روودھی آنت چاہیے ہے اُسی قصاب نے ایک بڑی سی آنت عمرو کو دیدی عمرو وہ آنت لیے ہوئے صحرا مین آیا
وہان ایک عورت تھی کہ نام اسکا بی بی زبیدہ تھا صحرا مین ایک چھپر یا ڈالکر رہتی تھی اور اُسنے مرغیان بہت سی قریب
ساٹھ ستر اسّی کے پالین تھین اُنکے انڈے روز بیچا کرتی تھی وہی اُسکی معاش تھی وہ مرغیان اُسی جہاڑ کے سبزہ زار مین
دن بھر چرا کرتی تھین اور شام کو درختون پر چڑھکے بیٹھ رہا کرتی تھین بی بی زبیدہ ہر روز انکو دانہ دنکا دیا کرتی
تھی عمرو نے زبیدہ کی مرغیون کو تاکا وہی آنت نکال کے میدان مین پھیلا دی جو مرغی آنت چونچ سے پکڑ کے
کھانے لگی عمرو نے دوسرا سرا آنت کا پکڑکے پھونکا وہ آنت پھول کے مرغی کے منھ مین پھنس گئی بس عمرو نے
آنت کھینچ کے مرغی پکڑ لی پھر آنت پھیلا دی غرضکہ اسی طرح سے پانچ چار مرغیان بی بی زبیدہ کی پکڑ کے تھیلے
مین ڈال لین اور دو چار کنکر پتھر زبیدہ کے چھپر پر پھینک مارے زبیدہ اندر سے غل مچاتی ہوئی کوسنے گالیان
دیتی ہوئی نکلی ارے مردوے موے مونڈی کاٹے تو کون ہے چھپر پرانا ہوگیا ہے کیون چھپر کی ناس کیے ڈالتا ہے زبیدہ
یہ کہتی ہوئی چھپر کے اندر سے نکلی ادہر اُدہر دیکھنے لگی یہ دہنی طرف چھپر کے پیچھے چلی عمرو بائین طرف سے پھیر کھا کر
اُسکے چھپ سے چھپر مین گھس گئے زبیدہ کی پتیلیان تو اد سیناہ چھلنی برتن برتن انڈے سب کے سب آٹا گھی مصالح
نمک لیکر لپشتارہ باندھکر چھپر کے اندر سے چلے آئے جب تک زبیدہ اُدھر سے پھرکے ادھر آئے عمرو دلنے لیکے سر پر
بھرتا کرکے پہاڑ پر چلدیا وہان آکر مرغیون کو بسم اللہ اللہ اکبر کہکے ذبح کیا سب مرغیون کو صاف کرکرکے خوب تر ترانا
ہوا قورمہ پکایا انڈے تلے کچھ گوشت کے کباب پکائے بہت عمدہ چپاتیان پکائین یہ سب کھانا تیار کرکے اسپر آ تو
حمزہ صاحبقران زمان کے آگے رکھا اور کہا کہ بسم اللہ نوش جان کیجیے حمزہ صاحبقران اور مقبل و رجولڑکے ہمراہ
تھے سبھون نے بیٹھکر خوب چھکے کھانا کھایا پانی پیا شکر خدا بجالائے اسی طرح دوسرے روز بھی عمرو اٹھا اور
پہاڑ سے اترکے نیچے آیا اسی طرح سے بی بی زبیدہ کی مرغیان پکڑین اور گھی مصالح نمک آٹا وغیرہ جو کچھ زبیدہ نے

خرید کرکے پھر گھر مین رکھا تھا وہ سب لے کے چلا آیا اور کھانا پکا کے حمزہ و مقبل وغیرہ کو کھلایا اور کہا کیون بھائی اُس
رزاق مطلق نے اس پہاڑ پر بھی کیا کیا نعمتین کھلوائین اگر میرے ساتھ برسون رہو تو فضل خدا سے یونہین عمدہ عمدہ کھانے
کھلوایا کرون غرضکہ تیسرے روز پھر اسی طرح حسب معمول عمرو بن اُمیہ ضمری پہاڑ سے اُترا دیکھا کہ آج بی بی زبیدہ کے
بیان موقع منین ہر پانچ چار سرکاری آدمی واسطے حفاظت کے بیٹھے ہین یہ اُدھر سے دیکھتا ہوا شہر کی طرف چلا آیا
اندر شہر کے آکر ایک نانبائی کی دکان پر پہونچا اُس نانبائی نے دیکھتے ہی کہا آہا میان عمرو کہان تھے کب آئے تمھاری
اور حمزہ اور مقبل وغیرہ کی بڑی تلاش تھی عمرو نے کہا کہ ہان ایک صحرا مین تھے جب خواجہ عبد المطلب مع
چند آدمیون کے تلاش کرتے ہوئے اُس صحرا مین گئے ہم سب کو تسلی دے کر اپنے ہمراہ لے آئے خواجہ صاحب نے
اُن سب آدمیون کی دعوت کی جو لوگ ہمکو ڈھونڈھنے گئے تھے سو خواجہ نے مجھسے کہا کہ جاؤ نانبائی کی دکان
سے دس بیس چیز کا کھانا سب طرح کا بہت عمدہ عمدہ لے آؤ وہ روپئے بھیجدینگے جا بیٹھے اُس نانبائی نے بہت عمدہ
عمدہ کھانے بادشاہون کے قابل ایک خوان مین لگا کر لور بنا کر مزدور کے سر پر رکھوا کر عمرو کے ساتھ کیا
عمرو لیکر اپنے ساتھ چلے آتے آتے ایک مقام پر گوشۂ تنہائی تھا راہگیر نہ تھے عمرو نے مزدور سے کہا کہ ذرا خوان
طعام اُتار کے سر سے رکھدے مین ذرا پیشاب کرون تو چلون مزدور خوان سر سے اتار کے ٹھہر گیا عمرو نے
پسی ہوئی مرچون کی ایک پڑیا نکالی اور مٹھی مین لیکر سوکھی مرچین اُس مزدور کی آنکھون مین جھونک دین وہ ہاے
کرکے ہاتھون سے آنکھین ملتا ہوا بیٹھ گیا عمرو وہ خوان طعام لیکے سر پر رکھ کر کوہ بوقبیس پر گیا اور جاکے حمزہ
کے آگے رکھدیا اور کہا کہ بسم اللہ نوش جان فرمائیے حمزہ اور مقبل وغیرہ سب مع کے سب کھانا کھانے
بیٹھے دیکھا کہ خوان مین بہت عمدہ عمدہ کھانے پلاو زردہ کئی طرح کا سالن شیرمال باقرخانی خمیریان وغیرہ
گرما گرم رکھی ہین حمزہ بہت خوش ہوے کہا بھائی عمرو یہ کھانا کہان سے لائے عمرو نے کہا صاحبان ہے
حکم خدا ہوا خوب تن سے کھاؤ اور شکر خدا بجا لاؤ دیکھو وہ کیسا رزاق العباد ہے اس جنگل مین کیسی کیسی نعمتین
اُسنے کھلوائین یہ سب اُسکی رزاقی ہے الغرض امیر نے اور سب لڑکون نے اور عمرو نے خوب سیر ہو ہو کر کھانا
کھایا آب خنک و خوشگوار پیا اور شکر خدائے عزوجل کا کیا پھر عمرو حمزہ کو ساتھ لیکر اسی پہاڑ پر اُن سب لڑکون کے
ساتھ کھیلنے لگے میان کا حال سنیے کہ وہ مزدور ہاے ہاے کرتا دونون ہاتھ آنکھون پر دھرے روتا پیٹتا دکان پر
نانبائی کی آیا کہا کہ عمرو نے راستہ مین خوان میرے سر سے اُتروا لیا اور میری آنکھون مین پسی ہوئی مرچین جھونک
دین مجھے نہین معلوم کہ عمرو وہ خوان طعام کدھر لیکے چلا گیا نانبائی بفریاد و استغاثہ اُس مزدور کو ساتھ
لئے در دولت فیض منزلت خواجہ عبد المطلب کی طرف چلا راہ مین بی بی زبیدہ ملی اُسنے اُس
نانبائی سے پوچھا ارے خیر تو ہے کیا ہوا کہان جاتے ہو نانبائی نے ساری کیفیت عمرو کے کھانا لیجانے
کی بیان کی زبیدہ نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ میری بھی مرغیان وہی کالیا لونڈا یعنی عمرو پکڑ لے گیا ہوگا
اور گھر کی جنس وغیرہ بھی وہی لیگیا ہوگا مرغیان آدھی سے بھی کم رہ گئین ہین سوا اُسکے کوئی ایسی حرکت
نہین کر سکتا کیونکہ ایک عرصۂ دراز سے مین اسی صحرا مین رہتی ہون آجتک نہ تو میری مرغیان کسی نے
پکڑین اور نہ اسباب چرایا اب یہ کالیا لونڈا فتنۂ روزگار آفت کا پرکالہ پیدا ہوا ہے تمام شہر مین ہر ایک
کو پریشان کر رکھا ہے بھیا مین بھی تمھارے ساتھ فریاد کرنے کو خواجہ عبد المطلب کی خدمت
مین چلتی ہون اُس نانبائی نے کہا آؤ چلو یہ کہکر دونون تینون آدمی فریادی در دولت عالی منزلت

خواجہ عبدالمطلب پر آئے اور استغاثہ اور فریاد و آہ و زاری کرنے لگے خواجہ عبدالمطلب محلسرا سے باہر نکل آئے اور پوچھا کہ کیا ہے اُس نانبائی نے اپنی ساری کیفیت بیان کی اور بی بی زبیدہ نے بھی سب حقیقت کہی خواجہ عبدالمطلب نے کہا کہ تم لوگوں کو معلوم ہے کہ عمرو و حمزہ و مقبل وغیرہ سب کہاں ہیں اُن سب نے عرض کیا کہ ہمکو نہیں معلوم ہے کہ یہ سب کہاں ہیں البتہ بی بی زبیدہ کے گھر تک پتا ملتا ہے یقین ہے کہ اسی طرف کہیں آگے ادھر جنگل میں ہونگے خواجہ عبدالمطلب نے اُس نانبائی کو دس روپے اُس کھانے کے دیے اور اُس مزدور کو بھی کچھ روپیہ دیا اور بی بی زبیدہ کو بموجب نقصان مال کے روپیے دیے اور پھر امیہ کو بلایا اُس سے کہا کہ چلو فلاں صحرا کی طرف حمزہ و عمرو و مقبل وغیرہ کا پتا لگتا ہے غرضکہ امیہ ایک اونٹ پر سوار ہوا اور خواجہ عبدالمطلب بھی کچھ لوگ اپنے ہمراہ لیکر سوار ہو کر اُسی صحرائے سبزہ زار کی طرف چلے جاتے تھے جب قریب کوہ بوقبیس کے پہونچے دور سے دیکھا کہ پہاڑ پر سب لڑکے کھیل رہے ہیں اور بازی طفلاں میں مشغول ہیں یہ سب لڑکے سب پہاڑ پر چڑھ گئے عمرو نے دیکھا کہ خواجہ عبدالمطلب چلے آتے ہیں اور امیہ بھی ساتھ ہے اور بہت سے آدمی ہمراہ ہیں حمزہ سے کہا او حمزہ تمہارے باپ تو آ پہونچے وہ دیکھو چلے آتے ہیں حمزہ نے کہا اے بھائی عمرو اب کیا کریں کہاں جائیں عمرو نے کہا اب کہیں نہیں جا سکتے جو کچھ ہو ٹھہرے رہو ادھر خواجہ عبدالمطلب نے آواز دی اے حمزہ وغیرہ لڑکو آؤ اب تم بھاگو نہیں ہم تم پر خفا نہونگے اور اُن مولوی صاحب کی روداد کے سبب سے ڈرو نہیں کہ ہمنے اُنکے وارثوں کو خون بہا دے دیا ہے غرضکہ خواجہ عبدالمطلب وغیرہ سب قریب حمزہ کے آئے خواجہ نے حمزہ کو گود میں اُٹھا لیا خوب پیار کیا گلے سے لگایا کہا کہ تین روز سے گھر میں تلاطم ہے تمہاری دایہ ملکہ عادیہ بانو اور والدۂ ماجدہ تمہاری عجب حال زار سے مضطر و بیقرار ہیں اُس روز سے کھانا پانی بالکل چھوڑ دیا ہے آٹھ پہر گریہ و زاری کیا کرتی ہیں تمہاری جدائی میں عجیب حال کیا ہے میری یہ کیفیت ہے کہ مثل دیوانوں کے ہوگیا ہوں تمہاری تلاش میں کہاں کہاں نہیں آدمی دوڑائے اور کہیں پتا نہ لگا دل نہایت بیقرار و بیچین تھا آنکھیں جمال جہاں آرا کے دیکھنے کو ترستی تھیں الحمدللہ کہ آج پروردگار عالم نے تمہارا انور جمال بے مثال دکھایا دل مضطر کو قرار آیا بسم اللہ اے حمزہ چلو اب خواجہ عبدالمطلب نے عمرو کو جو دیکھا تو وہ ایک درخت پر چڑھ گیا ہے خواجہ عبدالمطلب نے آواز دی ارے عمرو آ جا درخت پر کیوں چڑھ گیا تجکو بھی کوئی نہیں ماریگا عمرو نے کہا آپ جائیے میں نہیں آؤنگا خواجہ عبدالمطلب نے کہا جو میرے ساتھ نہ چلیگا تو میں تجکو لشکر سے نکالدونگا کبھی محل میں نہ آنے دونگا عمرو نے کسی کا کہنا پذیرا نہ کیا خواجہ عبدالمطلب نے امیہ سے کہا کہ اپنے لڑکے کو سمجھاتے نہیں ہو امیہ اونٹ بڑھا کے آگے بڑھا درخت کے پاس آ کے کہا ارے نالایق بدذات کا لیے اُتر درخت سے نہیں تو خوب ہی آج تجکو مارونگا عمرو نے کچھ سماعت نہ کی امیہ نے کہا کہ دیکھو درخت پر سے اس لونڈے کی ٹانگ پکڑ کے کھینچ لیتا ہوں امیہ جس شاخ کے نیچے اونٹ کو لاتا ہے عمرو اُس شاخ سے اُس شاخ پر اچک جاتا ہے جب امیہ اُس شاخ کے نیچے آتا ہے عمرو ادھر ادھر چلا جاتا ہے مثل بندر یا لنگور کے ٹہنی ٹہنی شاخ شاخ اُچکتا پھرتا ہے ایک مقام پر امیہ کا ہاتھ عمرو کے پاؤں کی انگلی پر پڑا عمرو نے جھٹ پٹ پاؤں اپنا اٹھا لیا اور جھک کے دستار امیہ ضمری کی اوتار لی

اور دستار وہری کرکے اُسکا پھندا بنا کر امیہ ضمری کے گلے مین ڈالدیا اور دونون سرے پکڑکے اوپر کھینچے امیہ ضمری نے غل مچایا ارے عمرو کیا کرتا ہی گلا گھٹا دم نکلا خدا کے لئے چھوڑدے اس حرکت پر عمرو کی سب ہنسنے لگے خواجہ عبدالمطلب بھی منھ پر ہاتھ رکھکے مسکرانے لگے کسی نے کہا اچھا کیا بیٹے تو نے خلاف اپنے باپ کے گلے مین پھانسی لگا تا ہی جیسے تجکو جنوایا ہی اُسیکو مارے ڈالتا ہی غرضکہ لوگون نے جب عمرو کو بہت سمجھایا اور خواجہ عبدالمطلب نے ڈانٹا اور خفا ہوے عمرو درخت پر سے ڈرتے ڈرتے اترا امیہ ضمری نے چاہا کہ عمرو کو سزا دون خواجہ عبدالمطلب نے اشارے سے منع کیا کہ عمرو سے حمزہ کو محبت کمال ہی انکو رنج و ملال ہوگا اور علاوہ اسکے خواجہ بزرجمہر بھی منع کرگئے ہین کہ عمرو پر زیادہ تنبیہ و تاکید نہ کیجیے گا کہ عمرو باعث حفظ جان حمزہ صاحبقران ہی امیہ خاموش ہو رہا خواجہ عبدالمطلب حمزہ اور سب لڑکون کو ساتھ لئے ہوے آئے مگر عمرو راستے سے پھر بھاگ گیا خواجہ عبدالمطلب نے بہ سبب صدمۂ غم و الم حمزہ کے عمرو کو تلاش کرکے پھر بلوایا اور مولوی جمال الاحسن کو حمزہ اور عمرو و مقبل وغیرہ کے پڑھانے کے واسطے نوکر رکھا پھر حسب معمول روز پڑھنے لگے ایک روز مولوی صاحب دوپہر کو سو رہے تھے اور سب لڑکے بھی سو گئے تھے عمرو اُٹھا مولوی صاحب کی دستار کے ٹکڑے ٹکڑے کیئے مثل پہنچہ نو کے دستار توم ڈالی اور سب پارچۂ دستار مولوی صاحب کے چھت کے سوراخ مین ٹھونس دیے اور آپ چپکا ہو کر پڑ رہا جب مولوی صاحب سو کے اُٹھے ہاتھ منھ دھو کے کپڑے پہنے دستار ڈھونڈھنے لگے کہین پگڑی کا پتا نہین حیران و پریشان ہوے کہ پگڑی میری کون لیگیا ایک ایک لڑکے سے پوچھا کہ ارے لڑکون کسی نے ہماری دستار دیکھی ہی کہان رکھی ہی سب لڑکون نے کہا کہ جناب ہم نہین جانتے کہ آپ کی پگڑی کیا ہوگئی اور نہ ہمنے کسی کو اُٹھاتے ہوئے دیکھا عمرو نے کہا کہ مولوی صاحب آپ کے سر مین خوشبودار تیل پڑا ہوا ہی وہ دستار مین ضرور بھرا ہوگا معلوم ہوگا معلوم ہوتا ہی کہ شاید پگڑی آپکی چوہے کھینچ لیگئے ہونگے کسی بل مین تو تلاش کیجیے اب مولوی صاحب چارطرف گھر مین جہان جہان چھید اور بل تھے دیکھنے لگے دستار اپنی ڈھونڈھنے لگے ناگاہ ابوجہل کی آنکھ چھت کی طرف جا پڑی دیکھا کہ چھت مین ایک سوراخ ہی اُسمین کچھ کپڑا لٹک رہا ہی ابوجہل نے کہا مولوی صاحب دیکھیے وہ چھت مین ایک چھید ہی اُسمین کچھ کپڑا لٹک رہا ہی مولوی صاحب نے چھت کی طرف دیکھا کچھ کپڑا مشابہ اپنی دستار کے معلوم ہوا پلنگ پر چڑھکے ایڑیان پاؤن کی اونچی کرکے وہ کپڑا نکالا چونکہ قد مولوی صاحب کا ٹھنگنا تھا ہاتھ نہ پہونچ سکا غرضکہ بدقت تمام اُس چھت کے سوراخ مین سے وہ کپڑا نکالنا شروع کیا دو دو چار چار انگل کے ٹکڑے اُس چھید مین سے نکلنے لگے بخوبی اب اپنی پگڑی پہچانی کہا کہ یہ پگڑی میری کسنے پھاڑکے چھید مین رکھدی یہ پگڑی چوہون کی کاٹی ہوئی نہین معلوم ہوتی بلکہ ہاتھ کی توڑی ہوئی معلوم ہوتی ہی یہ کام اور کسی کا نہین سوا اس کالے لونڈے کے یہ بڑا ذات شریف اور استاد کامل ہی اُس مولوی کی جان ابھی کی شرارت اور بدذاتی سے گئی اب میرے پیچھے ہاتھ دھوکر پڑا ہی ابھی ابھی معلوم ہوا جاتا ہی قمچی لیکر سب لڑکون کو مارنا شروع کیا اور عمرو کی طرف بھی مارنے کو جھپٹے عمرو مکتب سے بھاگا شہر مین غروب ہوگیا جب حمزہ چھٹی لیکر تیسرے پہر کو محل مین داخل ہوے خواجہ عبدالمطلب نے کہا کہ عمرو کہان ہی جو تم اکیلے گھر مین آئے حمزہ نے کیفیت پگڑی کی کہکے کہا بھائی عمرو کہین چلے گئے اے والد بزرگوار اب ہم تنہا ہوگئے ہمارا دل نہین لگتا ہی اور ہم کمال حیران و پریشان ہین خواجہ عبدالمطلب نے کہا ای فرزند اب گھر مین کھیلا کرو دل بہلایا کرو عمرو بہت نالائق ہی قابل ساتھ کھیلنے کے

نہین ہو اب مین عمرو کو گھر مین کبھی نہ آنے دونگا ہر چند کہ حکیم بزرجمہر نے عمرو کے واسطے بہت کچھ سعی اور سفارش کی تھی مگر مجکو اس لونڈے سے کمال عاجز کیا ہو حمزہ یہ سنکے والد ماجد کے ڈر سے چپ ہو رہے خواجہ عبد المطلب نے حکم کر دیا کہ عمرو محل مین نہ آنے پائے یہ خبر عمرو کو پہونچ گئی کہ اندر جانے کی مانعت ہوئی ہو اب جاوگے تو ٹانگ توڑ ڈالینگے عمرو نے کہا ہم خود ہی نہ جاینگے اب عمرو بجولی ڈھنڈناتا ہوا شہر مین دھر ادھر پھرتا ہو لوٹ مار عیاری کیا کرتا ہو مگر امیر کے دیکھنے کو پھڑکتا ہو اور عمرو کے دیکھنے کو حمزہ تڑپتے ہین بالاخانہ کے کمرے کی دریچے کھولے ہوے بیٹھے رہتے ہین چونکہ سر راہ کمرہ ہو یہ خیال ہوتا ہو کہ شاید عمرو ادھر سے آجاے اتفاقاً ایک روز حمزہ صاحبقران منتظر دیدار عمرو عیار اُسی دریچے مین کمرے پر بیٹھے تھے کہ دیکھا سامنے سے عمرو آتا ہو جلدی سے کمرے پر سے اُتر کے دوڑ کے گلے لگایا اور کہا اے بھائی عمرو ہم تمھارے دیکھنے کو بہت بےچین رہا کرتے ہین غم والم تمھاری جدائی کا جدائی کا سہا کرتے ہین ایک بار روز تم ہو جایا کرو ایک نظر صورت اپنی دکھا جایا کرو اسدن سے عمرو نے یہ معمول کر لیا تھا کہ رات کو دیوار پر کمند پھینک کے کوٹھے پر حمزہ کے پاس آتا تھا رات بھر رہتا تھا صبح کو چلا جاتا تھا حمزہ عمرو کے واسطے ہر ایک چیز جو اُنکے کھانے کے لیے آتی تھی چھپا کے سینت رکھتے تھے جب عمرو رات کو آتا اُسکو بہ محبت وشفقت کھلا دیتے تھے دنکو بھی اکثر بہ تمنائے شوق دیدار مسرت آثار عمرو بن اُمیہ ضمری کمرے پر اُسی دریچے مین آکے بیٹھتے تھے کہ شاید دنکو بھی عمرو ادھر آنکلے اور ملاقات ہو جاے قضائے کار ایک روز عمرو بن اُمیہ ضمری کاروانسرائی طرف ٹہلتے ٹہلتے گیا ایک سوداگر گھوڑے بیچنے کو لایا تھا وہ گھوڑے سرا مین سامنے بندھے ہوے تھے عمرو گھوڑون کے قریب کھڑے ہو کر ایک ایک گھوڑے کو بہ نگاہ قدر دانی دیکھنے لگا سوداگر نے کہا میان صاحبزادے گھوڑون کو کیا دیکھتے ہو اور تم کون ہو کیا تمھارا نام ہو عمرو نے کہا جناب بزرگون سے میرے چابک سواری ہوتی آئی ہو باپ دادا میرے بڑے نامی وگرامی شہسوار تھے اور بہت بڑے ذی مقدور تھے اور بہت سے گھوڑے اصطبل مین بندھے تھے وہ عمدہ عمدہ گھوڑے تھے کہ اُس طرح کا گھوڑا آپ کے اتنے گھوڑون مین ایک بھی نہین دیکھتا ہون البتہ ایک گھوڑا سبزہ وہ جو اُس کونے پر بندھا ہو کسی قدر غنیمت ہو سوداگر نے کہا تمھارے باپ دادا کا کیا نام تھا عمرو نے کہا میرے دادا کا نام خیلتاش خان اور باپ کا نام سرتاش خان اور میرا نام قیلتاش خان ہو سوداگر نے کہا اچھا ذرا مجکو گھوڑا پھیر کر دکھاؤ عمرو جھپٹ کر اُس گھوڑے کے پاس آیا جو اُن سب گھوڑون مین عمدہ تھا گھوڑا کھول کے چارجامہ کسا لگام دے کر جست کی گھوڑے کی پشت پر بیٹھتے ہی ٹڑی جالی مگر سوداگر سے کہنے لگا کہ مین اسوقت یونہین ٹہلتا ہوا ادھر آنکلا تھا کچھ گھوڑے کی سواری کرنے کے ارادے سے نہین آیا تھا آپ اپنا رنگین سیلا ذرا عنایت کیجیے کہ زیبایش گھوڑے کی بھی ہو سوداگر نے اپنا باندھنے کا سیلا دھانی رنگ کا بہت عمدہ کنارون دار عمرو کو دیا اور کوٹ زربفتی اپنا اتار کر حوالے کیا عمرو نے وہ کوٹ پہنا اور سیلا سر سے باندھا پڑی جالی اور پوئی گھوڑے کو ڈالا پہلے عمرو بن اُمیہ ضمری نے دو چار چکر ادھر اُدھر دیے پھر سرپٹ پر گھوڑے کو ڈالکر ایک چکر دیا سوداگر نے بہت تعریف کی اور کہا اے قیلتاش خان حقیقت مین تو بڑا شہسوار ہو تیرا باپ دادا بھی ایسا ہی شہسوار اعلے درجے کا ہوگا میان عمرو نے دوسرے چکر پر رکھکر جو گھوڑے دابا اور باگ اُٹھائی گھوڑا مثل تیر شہاب کے سن سن نکل گیا سوداگر دیکھتا رہگیا آگے بڑھکے چلایا اسے بھائی صاحبزادے قیلتاش خان پلٹ آو آگے نہ جاؤ

بس بس گھوڑا سوداگری کا ہو تھک جائیگا اب عمرو کا پتا نشان کہان سوداگر نے گھبرا کر سائیسون کو دوڑایا کہین آس پاس
شہسوار عرصۂ طراری اور چابک سوار میدان شعبدہ بازی کا پتا نہ ملا سب سائیس تلاش کر کے پھر آئے سوداگر
زیادہ بہتشر الحواس ہوا کہا کہ افسوس دو ہزار روپیہ کی چوٹ آٹھائی مفت گھوڑا ہاتھ سے گنوایا یہ کیا خود بخود
ذہن مین آیا ہو کسی نے سچ کہا ہو شعر نہ سمجھا شعبدہ بازی کچھ اسکی وائے نادانی یہ چرا کائے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی
یہ کہکر سائیسون کو ساتھ لیا اور گھوڑے کو تلاش کرتا ہوا چلا گلی گلی کوچہ کوچہ جستجوے اسپ و فیلتاش خان
کرنے لگا ان عمرو بن امیہ ضمری گھوڑے پر سوار ترچھا سیلا سر سے باندھا ہوا کوٹے زر لبفت کا پہنے ہوئے
دامن گردانے ہوئے گھوڑا اڑاتے در دولت فیض منزلت امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان پر آئے ایک آدمی
نے لپک کے امیر سے کہا عمرو گھوڑے پر سوار ہو کر آیا ہو امیر با توقیر الطفال خورد سال بہنون کے
ساتھ محل مین کھیل رہے تھے عمرو کا نام سنتے ہی دوڑے ہوئے باہر آئے کہا بھائی یہ گھوڑا کسکا ہو تمکو کسنے
دیا ہو عمرو نے کہا کہ ایک دوست ہمارے دادا کے ہین اُنھون نے ہمکو یہ گھوڑا اور یہ سیلا اور یہ کوٹ دیا
ہو حمزہ نے اس گھوڑے کی بہت تعریف کی اور نہایت پسند آیا عمرو نے کہا اے حمزہ اگر یہ گھوڑا تمھاری پسند
ہو تو تمھین لے لو حمزہ نے کہا تمھین ملال ہوگا تم گھوڑا اپنا کاہے کو دوگے عمرو نے کہا لے لو مین اور
لے آؤنگا حمزہ نے جا کر والد بزرگوار خواجہ عبد المطلب نامدار سے کہا کہ عمرو کہین سے بہت عمدہ گھوڑا
لایا ہو آپ مجکو عمرو سے لے دیجیے خواجہ نے کہا اے فرزند خدا جانے کسکا گھوڑا ہو اور عمرو کہان سے
لایا ہو حمزہ نے کہا کہ عمرو کو اُسکے دادا کے دوست نے دیا ہو خواجہ عبد المطلب بھی حمزہ کے ساتھ برآمد
ہوئے محل سے باہر تشریف لائے دیکھا در حقیقت گھوڑا بہت عمدہ و نایاب ہو عمرو سے پوچھا کہ تو گھوڑا
کہان سے لایا اور کسکا ہو عمرو نے عرض کی کہ میرے دادا کے دوست نے دیا ہو جو آپ کے مزاج مین آئے
دو ہزار روپیہ دیجیے حمزہ کے واسطے گھوڑا لے لیجیے مین ابھی بیچ کر اور لے آؤنگا اُنکے یہان بہت سے گھوڑے
خواجہ عبد المطلب نے ایک آدمی سے کہا کہ اُمیہ کو بُلا لاؤ آدمی گیا اور اُمیہ کو بلا کے لایا خواجہ عبد المطلب
نے پوچھا یہ گھوڑا کسکا ہو تم جانتے ہو اُمیہ نے کہا مجھے نہین معلوم یہ گھوڑا کسکا ہو اور اسکے ہاتھ کیونکر آیا ہے
خواجہ نے کہا کوئی تمھارے باپ کے دوست ہین اُنکے یہان بہت سے گھوڑے بہت عمدہ عمدہ ہین امیہ
نے کہا کوئی دوست اسکے دادا کے ہاتھ لگ گئے ہونگے مین اُنسے نہین واقف ہون عمرو نے کہا
آج صبح سے مین اِسی گھوڑے پر سوار ہو کر پھر رہا ہون تمام شہر کے گلی کوچے کی سیر کی ہو بلکہ
آس پاس شہر کے ہر کوس تک مین ہو آیا اگر کسیکا چرا کے لایا ہوتا تو پکڑا نہ جاتا کوئی چیز ذرا سی تو یہ ہو نہین کہ مٹھی
مین چھپا کے لایا ہون اتنا بڑا گھوڑا اگر چوری کا ہوتا تو چھپانے سے کیونکر چھپ سکتا یہ عمرو کی تقریر دلپذیر
سب لوگون کے قیاس مین آگئی سب نے کہا عمرو سچ کہتا ہو المختصر خواجہ عبد المطلب نے
دو ہزار روپے منگوا کر عمرو کو دیدیے اور گھوڑا حمزہ کو خرید دیا امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان بصد
عز و شان انوشی وقت خوشی خوشی اپنے والد بزرگوار کے سامنے گھوڑے پر سوار ہوئے چونکہ امیر با توقیر
حمزہ صاحبقران صغرسنی سے بہت فربہ اور تیار زور آور طاقت دار تھے جیسے ہی گھوڑے پر سوار ہو کر
چڑھی جانگھ اور آسن دبانے لگے ایسا پڑا کہ بار و دادا آلہی امیر با توقیر ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران گھوڑے کے
سے آٹھ نہ سکا فوراً گھوڑے کی کمر ٹوٹ گئی اور گھوڑا گرنے لگا امیر بھی گھوڑے کی جھونک مین گرا چاہتے تھے

کہ خواجہ عبدالمطلب اور بہت سے لوگ دوڑ کر گرد و پیش آگئے امیر با توقیر کو سنبھال کر گھوڑے سے اُتار لیا گھوڑا دھم سے زمین پر گر پڑا گرتے ہی امیر با توقیر حمزہ صاحبقران پر سے تصدق ہوگیا پھڑک پھڑک کر مرگیا حمزہ صاحبقران پدر بزرگوار کا مُنھ دیکھکر خاموش رہ گئے خواجہ عبدالمطلب نے امیر کو گلے سے لگایا اور پیشانی پر بوسہ دیا پھر کہا ای فرزند خوب ہوا یہ گھوڑا مرگیا تم پر تصدق ہوگیا میں تمکو اور گھوڑا اس سے کہیں عمدہ دنیا مول لے دونگا تم رنجیدہ ہو عمرو بن امیہ ضمری دو ہزار روپیہ قیمت سمند خوش رفتار لیکر پہلے ہی روانہ ہوگیا تھا اور روپیہ لیجا کر کسی گوشہ تنہائی میں دفن کر دیا اور آپ پوشیدہ ہوگیا جس وقت گھوڑا مرگیا حمزہ ہمراہ پدر بزرگوار محل میں چلے گئے گھوڑا وہیں سر راہ سڑک پر پڑا تھا خواجہ لوگوں سے اسکے اٹھوانے کا حکم دے گئے تھے مگر گھوڑا ابھی تک اُٹھا نہ تھا کہ وہی سوداگر گھوڑے کی تلاش میں گلیوں کی خاک چھانتا ہلاک ہوتا پیدل سائیسوں کو ساتھ لیے ہوئے در دولت فیض منزلت خواجہ عبدالمطلب کی طرف اُسی مقام پر آیا جہاں وہ گھوڑا مرا ہوا پڑا تھا کھڑے ہوکر بغور گھوڑے کو دیکھا خود بھی پہچانا اور سائیسوں نے بھی کہا کہ حضور یہ گھوڑا آپ ہی کا ہے صدمۂ عظیم دل پر ہوا وہان آدمیوں سے دریافت کیا کہ یہ گھوڑا کون لایا اور کیونکر مرگیا خواجہ عبدالمطلب کے ملازموں نے کہا کہ ایک لڑکا کالا سا سوکھا سا کہ نام اُسکا عمرو بن اُمیہ ضمری ہے ہمارے آقا زادے کا غلام ہے مگر اب بدفعلیوں سے اُسکی اُسکو نکال دیا ہے وہی یہ گھوڑا سوار ہوکر لایا تھا اُس سے آقا خواجہ عبدالمطلب نامدار نے اپنے فرزند ارجمند امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کے واسطے خریدا تھا عمرو تو قیمت اسپ لیکر ہوا ہو گیا وہی آقازادہ حمزہ صاحبقران اُسپر ابھی سوار ہوا تھا اُسکے لنگر سے کمر اُس گھوڑے کی ٹوٹ گئی گر کر مرگیا سوداگر نے کہا کہ یہ گھوڑا میرا تھا وہ دغاباز چرنے کے واسطے اُسپر سوار ہوا تھا بلکہ میں نے اُسکو ایک سیلہ بھی سر سے باندھنے کو دیا ہے اور ایک کوٹ زربفت پہننے کو دیا ہے اُسنے تو مجھکو اپنا نام قیلتاش خان اور باپ کا نام مرتاش خان اور دادا کا نام خیلتاش خان بتایا تھا کہتا تھا کہ میرے باپ دادا بڑے ذی مقدور تھے بہت نایاب گھوڑے اُنکے یہاں تھے اب میرے پاس بھی دو ایک گھوڑے انتخاب زمانہ ہیں اور تم لوگ کہتے ہو کہ وہ حمزہ صاحبقران کا خانہ زاد ہے ایسی دغابازی اور جعلسازی اُس چھوکرے نے مجھسے کی بلاؤ تو اُسکو اور اپنے آقا کو بلاؤ در دولت فیض منزلت خواجہ عبدالمطلب پر جو غل ہوا خواجہ نے پوچھا دریافت کرو کہ یہ کیسا شور و غل ہے ملازموں نے جاکر خواجہ عبدالمطلب سے من و عن سب کیفیت بیان کی خواجہ عبدالمطلب کو عمرو پر بہت غصہ آیا اور فرمایا کہ پکڑ لاؤ عمرو کو سب نے کہا حضور عمرو کا کہیں پتا نہیں خواجہ عبدالمطلب نے حکم دیا کہ خبردار عمرو اِس احاطہ میں یعنی مکہ معظمہ کی حد کے اندر نہ آنے پائے یہ بالکل بیہودہ اور نالائق ہے پھر خواجہ عبدالمطلب نے قیمت گھوڑے کی اُس سوداگر کو بھیجدی اور کہا کہ گھوڑا مرا ہوا اپنا اُٹھا لیجاؤ وہ سوداگر مُردہ گھوڑا اپنا اٹھا کے لیے چلا گیا اب بیان عمرو کے اُسنے کی سخت مفارقت ہے امیر با توقیر عمرو کے واسطے محزون و غمگین رہتے ہیں دن بھر نشست پڑے رہتے ہیں اپنے ساتھ والے لڑکوں سے بھی نہیں کھیلتے ہیں جب خواجہ عبدالمطلب نے حمزہ صاحبقران کو بہت مضطر و پریشان دیکھا حمزہ سے کہا ای فرزند تم دو چار گھڑی اپنے باغ کی سیر کیا کرو وہاں دل بہلایا کرو اور ملازموں سے حکم کر دیا کہ حمزہ کو مہتاب باغ میں برائے تفریح طبع لیجایا کرو اور سیر کرا لایا کرو اُس دن سے امیر با توقیر حمزہ صاحبقران برائے تفریح طبع مہتاب باغ میں روز جایا کرتے ہیں ناگاہ عمرو بن امیہ ضمری کو

خبر ہوئی کہ حمزہ روز سیر کرنے مہتاب باغ مین آتے ہین ایک روز عمرو بھی باغ مین آیا حمزہ دیکھتے ہی عمرو سے لپٹ گئے
کہا بھائی عمرو مجکو تمھارے چھٹنے کا بڑا صدمہ ہو ذرا آکر صورت دکھا جایا کرو عمرو نے کہا تمھارے باپ کا حکم نہین ہی
کہ مین ملکہ شریف کی حد مین آؤن حمزہ نے کہا تم چپکے سے رات کو کوٹھے پر آیا کرو دو گھڑی ہمارا دل بہلایا کرو یہ
کہکے عمرو کا ہاتھ پکڑے ہوے باغ مین ٹہلنے لگے مہتاب باغ کے پہلو مین ایک باغ کسی کا اور تھا اُس مین
تین درخت خرمے کے لگے تھے اور اُن دونون مین دو درخت خوب پھیلے ہوے تھے اُس مین پختہ پختہ نہایت
شیرین خرمے تھے عمرو نے کہا چلو اُس باغ مین ہم تم خرمے کھائین حمزہ نے کہا جسکا باغ ہی وہ خفا ہوگا
عمرو نے کہا وہ بھی باغ پر سہار تمھارے باپ کا ہی ڈرتے کیون ہو چلو وہان کی بھی سیر کرین اور خرمے
کھائین یہ سُنکر وہ گل بوستان حسن وجمال نو بادۂ گلشن اجلال عمرو کے ساتھ اُس باغ مین گیا عمرو
تو اُچک کر درخت کے اوپر چڑھ گیا امیر دیکھتے رہ گئے چونکہ امیر تیار فربہ طاقتدار لنگردار زیادہ تھے یہ درخت
پر نہین چڑھ سکتے ہین عمرو سے کہا بھائی عمرو ہمکو بھی خرمے دو ہم بھی کھائینگے عمرو نے کہا کاہے کو دین
تم بھی توڑ کھاؤ بقول شخصے دست خود دہان خود حمزہ نے کہا ہمارا ہاتھ نہین پہونچتا ہی اور نہ درخت پر
چڑھا جاتا ہی عمرو نے کہا موٹا لنگردار آدمی کچھ کام کا نہین دیکھو ہم دُبلے پتلے تھے اُچک کے درخت پر چڑھ گئے
اب امیر کہتے ہین کہ بھائی عمرو ہمکو بھی دو ہم بھی ای بھائی کوئی چیز ہو تمکو دے کر کھاتے ہین حمزہ تو کلام
طفولیت عمرو سے کر رہے ہین اور عمرو حمزہ کو تان رہا ہی یہ دلار رہا ہی جب حمزہ نے بہت کہا تو
عمرو کہنے لگا کہ اگر تمھارا قد نہین پہونچتا اور درخت پر نہین چڑھا جاتا شانے کا ہُکہ مارو کہ درخت گر پڑے
مزے سے کھاؤ کیون کسی سے مانگو حمزہ نے کہا بھائی عمرو کچھ تمھین خبر ہی میرے ہُکہ مارنے سے
درخت بھلا کیا گر پڑیگا عمرو نے طعنہ دیا کہ اُس دن اُلٹا پنجہ سے مولوی حرمان کو تو مار ڈالا
یہ درخت کیا کچھ زبردست ہی ایک شانہ مارو درخت گر پڑے پھر ہم تم دونون مزے سے خرمے توڑ
توڑ کے کھائین امیر کو غصہ آگیا دوڑ کے ایک شانہ کس کے درخت مین مارا درخت خرمے کا مثل نیشکر
کے قلم ہو کر اُٹھا اُدھر بم کرکے زمین پر گرا تمام خرمے پکے کچے ٹوٹ ٹوٹ بکھر گئے امیر حق حق کے کھانے
لگے عمرو نے ازراہ طعن حمزہ سے کہا واہ اس گھن کھائے ہوئے درخت کو توڑا تو کیا کمال کیا جڑ مین
اس درخت کی گھن لگ گیا تھا لکڑی اس درخت کی گل گئی تھی اس کو اگر مین بھی شانے کا ہُکہ مارتا تو یہہ
درخت گر پڑتا بھلا جبھی جانین کہ دوسرا درخت تو گرادو امیر کو غصہ آیا جھپٹ کے دوسرے درخت کو
جو شانہ مارا وہ بھی درخت اڑا اُڑا دھڑ بم کرکے گر پڑا عمرو نے دیکھکر کہا واہ یہ درخت تو اس سے بھی
زیادہ کمزور تھا دیکھو اندر سے لکڑی اسکی کیسی سڑی گلی نکلی بھلا اس تیسرے درخت کو تو کولی مین دبا
کے اُکھاڑو تو کبھی نہین اُکھڑ سکیگا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان ثانی سلیمان نے اُس درخت
خرما کو کولے مین دبا کر جو زور کیا وہ درخت جڑ سے اُکھاڑ کر پھینک دیا ترک فلک نے احسنت کی
صدا دی ماہ چہاردہ نے نجوم افلاک کو مجمر آفتاب حدت تاب مین عوض رائی اور کالے دانے کے
امیر باتوقیر کے سر سے اتار کے ڈالا کہ نظر ارضی وسماوی اور انسانی وحیوانی نہ لگے عمرو اور امیر باتوقیر
دونون چپکے چپکے خرمے توڑ توڑ کے کھانے لگے یہ قصہ عمرو نے جاکر اس باغ کے مالک سے کہا کہ تمھارے
باغ میں جو درخت خرمے کے تھے وہ گر پڑے وہ شخص دوڑا ہوا آیا اور کہا کہ یہ درخت خرمے کے کسنے

توڑ کر گرا دیئے عمرو نے کہا کہ بھلا درخت فرمے کے ایسے زبردست کون توڑیگا ابھی ابھی ایک جھونکا آندھی کا بہت تیز و تند ہوا آیا درخت جھوم جھوم کے گرنا شروع ہوئے وہ شخص مالک باغ ہائے واویلاہ وامصیبتاہ کہکے رونے لگا اور غل مچانے لگا حمزہ کا دامن پکڑا اور کہا ای صاحبزادے میں تمکو نہ جانے دونگا باغ میں ہڑبڑ زیادہ ہوا اور شور و غل برپا ہوا کسی نے خواجہ عبد المطلب کو بھی خبر کردی الفت پدری سے بیتاب ہو کر باغ میں دوڑے آئے دیکھا کہ تینوں درخت جڑ سے ٹوٹے ہوئے پڑے ہیں اور مالک باغ نے حمزہ اور عمرو کو گھیرا ہی خواجہ نے اس مالک باغ کو سمجھا کر ہزار روپیہ دیئے اور کہا کہ بھائی اب تو درخت ٹوٹ گئے تو اس روپیہ سے تجارت کرکے اوقات بسر کرنا اور یہ درخت بھی تو ہی لے لے یہ سنکے وہ شخص بہت خوش ہوا خواجہ عبد المطلب حمزہ کو ساتھ لے محل میں داخل ہوئے یہاں عمرو نے اس مالک باغ پر دباؤ ڈالکر ایک درخت خرما قلم کیا ہوا اینٹھ لیا ہر چند اس شخص نے غل مچایا مگر وہ درخت عمرو نے نہ دیا کہا کہ ایک تجکو دیا ہوا اور دو درخت تیرے تجکو دیئے ہیں وہ شخص خواجہ عبد المطلب کے پاس پھر دوڑا ہوا آیا کہا حضور اس کا بیٹا لڑکے نے ایک درخت چھین لیا ہی خواجہ نے ہزار روپے اور اس شخص کو دیئے وہ خوش و خرم ہنستا ہوا اور دعا و ثنا کرتا ہوا اپنے گھر چلا گیا لیکن خواجہ عبد المطلب نے روبرو حمزہ صاحبقران کے خواجہ عمرو کو طلب کرکے یہ فرمایا کہ ای فرزند امیہ ضمری اب میں تجھے تاکید کرتا ہوں آج سے ہرگز میرے فرزند دلبند حمزہ کے پاس نہ آنا کیونکہ تیرے یہاں آنے سے مجکو حمزہ کے شریر اور آوارہ ہو جانے کا خیال ہوا اگر میرے کہنے پر عمل نہ کریگا تو میں تجکو سزائے سخت دونگا خواجہ عمرو یہ تقریر خواجہ عبد المطلب کی سنکے جانب حمزہ صاحبقران دیکھنے لگا حمزہ صاحبقران نے اشارے سے کہا ای خواجہ عمرو تم شب کو ضرور آیا کرو ہم تمہارے منتظر رہینگے اگر تم نہ آؤگے تو ہماری طبیعت بہت پریشان ہوگی اور دل پژمردہ رہیگا خواجہ عمرو نے بھی اشارے سے کہا اچھا میں شب کو آیا کرونگا اور باہم بیٹھکر باتیں کیا کرونگا خواجہ عمرو بایاد اشارۂ حمزہ صاحبقران چلا گیا

داستان آنا طاہر عادی اور مطاہر عادی پہلوانان نامی کا ملک مدائن سے مکہ میں واسطے مہر و دستخط کرانے شجاعان عرب سے اور طالب کشتی ہونا انکا بہادران مکہ سے اور جانا خواجہ عمرو اور مقبل وفادار اور حمزہ صاحبقران کا برائے سیر اور گفتگو کرنا خواجہ عمرو کا پہلوانان مذکور سے اور غیرت دلانا حمزہ صاحبقران کو اور جانا امیر کا بوقبیس پر اپنے ہلاک کرنے کو اور آنا جبرئیل کا بحکم خدا اور تعلیم کرنا فنون سپہ گری کا حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کو بھی کچھ دینا اور بتانا اور حمزہ صاحبقران کا پہلوانان مسطور کو مغلوب کرکے ہلاک کرنا

پلا ساقیا وہ مئے ارغوان	توی جسسے ہوئیں تہ آسمان	پلا دے اگر تو مجھے انگبین	تو ہوں جلکے شاگرد روح الامین
کہ دون بادہ خوار دن کو پیغام	حقارت سے کرتے ہیں جس پر نظر	سمجھ کر مجھے لاغر و ناتوان	لگاتے ہیں ہر زخم تیغ زبان
بہادر ہوں میں ہی ہر جا زمین	اگر ہی بات سننے کی عادت نہیں	یہی ساقیا اب ہے مد نظر	ہر اک مد کو پھینک دوں چیر کر
اگر تو نہ دیگا سے رشتہ	سپہر کی نہ برآئیگی آرزو	نامداران میدان تحریر و بہادران عرصہ عبارت بے نظیر	

اسپ قلم کو میدان صفحہ قرطاس میں یوں جولان کرتے ہیں کہ جب خواجہ عمرو حمزہ صاحبقران سے باشارہ

گفتگو کرکے بموجب ارشاد خواجہ عبدالمطلب چلے گئے حمزہ صاحبقران انتظار شب کرنے لگے جب آفتاب غروب ہوا اور شام ہوئی بموجب اقرار خواجہ عمرو مکان خواجہ عبدالمطلب پر آئے دیکھا حمزہ صاحبقران کوٹھے پر بیٹھے ہوئے میرا انتظار کر رہے ہیں خواجہ عمرو نے کوٹھے پر کمند پھینکی اور بذریعہ کمند کوٹھے پر آئے حمزہ صاحبقران خوش ہوئے اور کہا ای برادر میں تمہارا ہی انتظار کر رہا تھا خواجہ عمرو نے کہا میں بھی بموجب وعدہ بے تامل یہاں آیا امیر با توقیر نے خواجہ عمرو کو وہ کھانا کھلایا جو اپنے کھانے سے بچا رکھا تھا جب خواجہ عمرو کھانا کھا چکے مقبل وفادار خواجہ عمرو اور حمزہ صاحبقران میں باہم گفتگو ہونے لگی حمزہ صاحبقران نے کہا ای خواجہ عمرو آج ہمارا دل صبح سے تا شام بہت گھبرایا کیونکہ گھر ہی میں رہے ہر چند چاہا کہ بازار کی سیر جا کر کریں مگر بخوف والد ذی تبار نہ جا سکے خواجہ عمرو نے کہا اگر سیر بازار کو دل چاہتا ہے تو صبح کو میں آپ کو لیچلونگا کسی کو آپ کا بازار جانا معلوم بھی ہوگا اسی کمند کے ذریعہ سے کوٹھے سے اتر کے چلیے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ اگلی مرتبہ نہیں معلوم تم کہاں لیجاوگے ہمیں ہمارے والد بزرگوار ناراض ہونگے خواجہ عمرو نے کہا میں اور کہیں ہرگز نہ لیجاونگا سوائے بازار کے غرض اسی طرح کی باتیں باہم تا سحر رہیں بعد پڑھنے نماز سحر کے خواجہ عمرو بذریعہ کمند حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کو کوٹھے سے اتار کر بازار میں لائے اور سیر بازار کی کرنے لگے جب سیر کرتے ہوئے آگے بڑھے خواجہ عمرو اور حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار نے دیکھا کہ ایک جگہ ہزارہا مردم جمع ہیں شور تحسین و آفرین بلند ہے ہر چہار جانب سے اور بھی صدہا مردم چلے آتے ہیں خواجہ عمرو نے متحیر ہوکر ایک شخص سے پوچھا آج اس جگہ اسقدر آدمیوں کے جمع ہونے کا کیا باعث ہے اس شخص نے کہا کہ آج اس جگہ فراہمی مردمان کا یہ باعث ہے کہ ملک مدائن سے دو پہلوان نہایت زبردست اور قوی ہیکل مسمی طاہر عادی اور مطاہر عادی یہاں آئے ہیں اور ہمراہ اونکے بہت سے شاگرد ہیں اکھاڑے میں لڑ رہے ہیں یہ سب آدمی انکی کشتی دیکھکر تعریف کر رہے ہیں اور یہ دونوں پہلوان ہر ایک ملک و شہر سے شجاعان جہاں و پہلوانان دوراں سے ایک کاغذ پر مہریں کراتے ہوئے یہاں تک آئے ہیں اور اس کاغذ میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے کہ طاہر عادی اور مطاہر عادی پہلوانان بے عدیل و بے نظیر ہیں کوئی انسے لڑ نہیں سکتا اور یہ بھی سنا ہے کہ یہ دونوں پہلوان ہر ایک ملک میں ہر ایک پہلوان سے طالب کشتی ہوئے ہیں جو کوئی پہلوان انسے لڑا ہے اسکو انہوں نے زیر کیا ہے اور جو پہلوان انسے نہیں لڑا اس سے اسی کاغذ پر مہر کرالی ہے اس کاغذ پر صدہا بلکہ ہزارہا پہلوانان دہر اور شجاعان زمانہ کی مہریں ہیں غرض اسی قصد و ارادے سے یہاں آئے ہیں دیکھیے یہاں کون کون شجاع اور بہادر ان پہلوانوں سے لڑتا ہے اور کون کون جری اور دلاوران پہلوانوں سے خائف و ترسان ہوکر مہر کاغذ پر کردیتا ہے جب تقریر مذکور اس شخص کی خواجہ عمرو نے سنی حمزہ صاحبقران سے کہا چلو ہم بھی انکی کشتی دیکھیں حمزہ صاحبقران نے فرمایا اچھا چلو غرض خواجہ عمرو و حمزہ صاحبقران مع مقبل وفادار جب اس مجمع مردم کے قریب تر آئے حمزہ صاحبقران نے کثرت مردم دیکھکر خواجہ عمرو سے کہا ای برادر یہاں تو اسقدر مجمع مردم ہے کہ اکھاڑے تک پہنچنا اور کشتی پہلوانوں کی دیکھنا مشکل ہے خواجہ عمرو نے کہا ای حمزہ صاحبقران آپ نے کئی درخت خرمے کے جڑ سے اکھیڑ ڈالے ہر چند کہ انکی جڑیں بوسیدہ تھیں مگر پھر بھی کسی قدر طاقت اور قوت سے درخت جڑ سے اکھڑ سکے یہاں اسقدر

آدمیون کو ہٹا کر اکھاڑے تک نہین جایا جاتا حمزہ صاحبقران نے جب یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنی فی الفور مردمان تماشائی کو ہٹا کر مع خواجہ عمرو و مقبل وفادار کے اکھاڑے پر آئے دیکھا کہ وہ دونون پہلوان باہم مثل فیل مست کے لڑ رہے ہین اور زور کر رہے ہین مگر کشتی حریفانہ نہین لڑتے ہین صرف باہم زور کر رہے ہین چہرے اُنکے مہیب ہین اور قد و قامت اُنکے نہایت دراز ہین اور دست و پا از حد تیار ہین دونون دیو قومی ہیکل معلوم ہوتے ہین صاحب قوت و طاقت از حد رکھتے ہین کہ پاؤن اُنکے ہنگام زور اکھاڑے مین گھٹنون سے زیادہ دھنسے ہوئے ہین باہم پیچ ہو رہے ہین پسینے مین سر لبریز ہین کسی کی پشت آشنا زمین سے نہین ہوتی ہزر مردمان تماشائی تعریف اُنکی بار بار با آواز بلند کر رہے ہین اکثر صاحبان قوت و زور بھی قریب اکھاڑے کے بیٹھے ہین ایک طرف مین تھوڑی سی آگ رکھی ہے اُس مین لوبان ایک شخص ڈالتا ہے دھوان لوبان کا نکل رہا ہے اکھاڑے کے طاق پر سہرہ پھولون کا بندھا ہوا ہے امیر نے خیال کیا کہ یہ دونون پہلوان تو کافر معلوم ہوتے ہین شاید کسی مرد مسلمان نے اکھاڑے کے طاق پر سہرہ باندھا ہے شہنا نواز شہنا بجا رہے ہین اور دہل نواز ڈھول بجاتا ہے علاوہ اُن پہلوانون کے اُنکے چار سو شاگرد ہین وہ بھی بڑے قومی ہیکل ہین پگڑیان سر پر اُنکے سرخ ہین تھوڑے اُن مین سے ڈنڈ کر رہے ہین بعضے مگدر ہلا رہے ہین اکثر بڑے بڑے تال چوبی و سنگی نہایت ہی گران زمین سے مثل گل کے اُٹھاتے ہین اور سر سے بلند کر کے زمین پر ڈال دیتے ہین بعضے لیزم ہلاتے ہین اکثر اکھاڑے پر زور کرتے ہین بعضے اکھاڑے مین ایک طرف لوٹ رہے ہین ہر ایک کا سر منڈا ہوا ہے کان ٹوٹے ہوئے ہین سب کے سب چپٹ اور لنگوٹ باندھے ہوئے ہین ان سب کے چہرے ہیبتناک ہین جملہ بچہ دیوان ناپاک ہین غرض جب وہ دونون پہلوان باہم زور کر چکے اُسوقت طاہر عادی نے بآواز بلند کہا کہ اس مجمع مردمان مین کوئی شخص ایسا بھی ہے کہ مجھسے کشتی لڑے اور یہ دستار سرخ سر پر رکھے اور یہ ترنج جو رکھا ہوا ہے ہر چند پہلوان طاہر عادی نے چہار جانب کھاڑے کے جا جا کر کہا مگر کسی نے جواب نہ دیا دوبارہ طاہر عادی نے پھر کہا ای جوانو تم مین سے کوئی ایسا مرد نہین کہ مجھسے لڑے اور یہ ترنج جو رکھا ہے کھائے اور پگڑی سرخ سر پر رکھے طاہر عادی اکھاڑے کے چارون طرف جا کے کہتا تھا اور بار بار خم ٹھوکتا تھا جب خواجہ عمرو نے گفتگوے طاہر عادی سنی فوراً چالاکی سے ترنج اُٹھا لیا اور پگڑی بھی اُٹھا لی اور حمزہ صاحبقران سے کہا کہ تم اس ترنج کو کھا لو اور یہ دستار بھی تم اپنے سر پر رکھ لو حمزہ صاحبقران نے کہا ای برادر مین یہ ترنج نہ کھاؤنگا اور یہ پگڑی بھی سر پر نہ رکھونگا کیونکہ یہ پہلوان کہتا ہے کہ یہ ترنج وہ شخص کھائے جو مجھسے لڑے اور یہ دستار بھی وہی شخص اپنے سر پر رکھے جو مجھسے قصد لڑنے کا رکھتا ہو خواجہ عمرو نے کہا ای امیر بلا توقف بے تامل یہ ترنج کھا بھی جاؤ مطلق اندیشہ نہ کرو کیونکہ اس پہلوان سے کوئی بھی یہان نہ لڑیگا آخر یہ ترنج یہ پہلوان کسی کو دے دیگا پس تمہین کھا لو حمزہ صاحبقران گفتگو خواجہ عمرو کی سنکے چپ ہوئے خواجہ عمرو نے جلد ترنج کو چھیلکر حمزہ صاحبقران کو کھلا دیا بعد اسکے خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران کے سر پر دستار رکھنی چاہی حمزہ صاحبقران نے سر پر دستار رکھنے سے انکار کیا اور یہ کہا ای برادر ترنج تو مین نے تمہارے کہنے سے کھا لیا لیکن دستار مین اپنے سر پر نہ رکھونگا مجھ مین اتنی قوت و طاقت نہین ہے کہ اس پہلوان زبردست سے لڑ سکون خواجہ عمرو نے کہا ای حمزہ صاحبقران تم بھی عجب آدمی ہو اس ادنے پہلوان سے ڈرے جاتے ہو باوجود اسکے کہ فرزند عبد المطلب کے ہو حمزہ صاحبقران نے کہا ای برادر اگر مین اپنے سر پر اس دستار کو رکھونگا تو مجکو

اس پہلوان سے ضرور لڑنا پڑیگا خواجہ عمرو نے کہا اے حمزہ صاحبقران تم اس دستار کو اپنے سر پر تو رکھو نوبت حمزہ اور
پہلوان کچھ تم سے کہیگا اسوقت دیکھ لیا جائیگا مین تو موجود ہون تم بیکار ڈرتے ہو اگر یہ پہلوان تم سے لڑنے کو
کہیگا اور تم نہ لڑوگے تو مین اس سے کشتی لڑونگا حمزہ صاحبقران نے یہ خیال کیا کہ عمرو نے جو کہا ہے وہی ہوگا
اگر مین اپنے سر پر دستار رکھ لونگا تو بظاہر کوئی نقصان نہین ہے حمزہ صاحبقران تو یہ خیال کر رہے تھے خواجہ
عمرو نے وہ دستار حمزہ صاحبقران کے سر پر رکھدی جب طاہر عادی اکھاڑے کے چارون طرف جا کر اور
کشتی لڑنے کو کہکر وہان آیا جہان پر ترنج رکھا تھا ترنج کو نہ پایا متحیر ہو کر پگڑی کو دیکھنے لگا پگڑی بھی نہ پائی اور
زیادہ متحیر ہوا اور خیال کرنے لگا کہ اس ترنج کو اس مجمع مردمان مین سے کسنے کھایا ہے اور دستار سر پر رکھی ہے
آخر یہ خیال کر کے طاہر عادی چہار جانب دیکھکر بآواز بلند کہنے لگا وہ بہادر اس مجمع مردمان مین کون ہے جسنے
میرا رکھا ہوا ترنج کھایا ہے اور وہ دستار جو مین نے رکھی تھی کسنے اپنے سر پر رکھی ہے خواجہ عمرو نے آگے
بڑھ کے کہا اے پہلوان بزدل دیکھ اس لڑکے نے کہ یہ فرزند ارجمند خواجہ عبدالمطلب رئیس خانہ کعبہ کا ہے
اور سردار قوم عرب اور ہاشمی اپنے تئین جانتا ہے اور شجاعان جہان اور بہادران عالم سے اپنے تئین
تصور کرتا ہے اسنے وہ ترنج میرے سامنے کھایا اور دستار بھی ابھی تک اسکے سر پر موجود ہے طاہر عادی
گفتگو خواجہ عمرو سنکے قریب حمزہ صاحبقران کے آیا اور اپنے سے بہت کم قوت اور طفل جان کر کہنے
لگا اے صاحبزادے تم کیا مجھسے لڑوگے بڑے بڑے شجاعان روزگار تو مجھسے لڑ نہین سکتے اور نام میرا سنکے
ڈرتے ہین خیر تم نے بوجہ نادانی اور خوردسالی کے ترنج کھا لیا اور دستار سر پر رکھ لی جاؤ مین نے خطا تمہاری
معاف کی لیکن اب کبھی ایسا نہ کرنا پچھتاؤگے خواجہ عمرو نے کہا اے امیر افسوس ہزار افسوس تمنے نام ہاشمیون کا آج
ڈبو دیا اگر تمکو اس پہلوان سے لڑنا منظور نہ تھا تو دستار کیون سر پر رکھ لی اور ترنج کیون کیون کھا لیا امیر کو خواجہ
کے کہنے سے غیرت آئی بے اختیار کہا اے پہلوان کیا بیہودہ بکتا ہے تو کیا میری خطا معاف کریگا تیری کیا ہستی
ہے خداوند عالم نے ہم ہاشمیون کو سب سے زیادہ شرف دیا ہے اور جلال و قوت مین بھی لاثانی پیدا کیا ہے
مین تجھسے ضرور لڑونگا لیکن اسوقت نہین کیونکہ تو بخوبی زور کر چکا ہے اگر اسوقت تجھکو زیر کیا تو سب کہینگے
کہ پہلوان کشتی لڑ چکا تھا تھکا ہوا تھا تھکے ہوئے کو زیر کیا کچھ کمال نہین کیا انشاء اللہ کل یا آج ہی کسی وقت
تجھسے لڑونگا امیر یہ گفتگو طاہر عادی سے کر کے مجمع مردمان سے نکلے چلے خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان آگاہ رہ
کہ اگر حمزہ تجھسے کشتی نہ لڑیگا تو مین تجھسے لڑونگا اور تجھے زیر کرونگا ہرگز اس میری لاغری پر خیال نہ کرنا
کہ یہ کیا لڑیگا یہان تو خواجہ عمرو پہلوان طاہر عادی سے یہ تقریر کرتے تھے اور پہلوان طاہر عادی خواجہ
عمرو کو دیکھکر ہنستا تھا اور اپنے دل مین کہتا تھا کہ یہ دبلا پتلا لڑکا مجھسے کیا لڑیگا لیکن امیر جو اکھاڑے سے روانہ
ہوئے تھے صرف بہانہ کر کے چلے آئے تھے مگر جب اپنے گھر کے قریب پہونچے خیال کیا یہ تو بڑی بدنامی کی بات
ہوگی اگر میں پہلوان سے نہ لڑونگا پس مناسب ہے کہ آج ہی اسی وقت اپنے تئین ہلاک کرون جان دیجیے
آبرو رہ جائیگی غرض یہ تجویز کر کے کوہ بوقبیس کی جانب ہوئے اور قریب کوہ بوقبیس جا کر ایک درخت
کی چھال لیکر اسکی ایک رسن بنائی پھر اس رسن کو ایک درخت کی شاخ مین چند منٹ زیر بالا دیکر
باندھا اور اس رسی کو بارادہ امتحان کھینچا جب وہ رسن کھینچنے سے نہ ٹوٹی اسوقت امیر نے حلقہ رسن کا
اپنی گردن مین ڈالا اور رو بہ قبلہ ہو کر کلمہ طیبہ زبان پر جاری کیا اور بہ گریہ و زاری درگاہ جناب باری مین اپنے گناہ

صغیرہ اور کبیرہ کے واسطے دعا کی بعد اسکے امیر نے اُن پتھرون کو جو زیر قدم تھے آنکے پاؤن سے ہٹا دیا جب وہ
چند سنگ جو زیر قدم امیر تھے ہٹ گئے امیر کے قدم زمین سے اونچے ہو گئے حلقہ رسن کا گلوگیر ہوا اُسوقت
امیر کو عجب حال تھا خدا کی جانب خیال تھا چراغ حیات گل ہوتا تھا حلقۂ رسن گلے مین پیوست تھا جسوقت
امیر کا یہ حال ہوا فوراً دریاے رحمت الٰہی جوش زن ہوا جبرئیل کو یہ حکم رب جلیل ہوا کہ جلد جاؤ اور میرے بندۂ
برگزیدہ کو میرے حکم سے بچاؤ اور ہنرہای پہلوانی تعلیم کرو صاحبقران بناؤ اور چند دانہ انگور بھی ہمراہ لیتے
جاؤ جسوقت یہ حکم خالق آسمان و زمین جبرئیل امین کو پہونچا فی الفور جبرئیل بعد تعجیل زمین پر نازل ہوے اور
اور اپنے دست حق پرست سے امیر کے گلے سے پھانسی کو کاٹ دیا اور ہاتھ اپنا تن امیر باتوقیر پر پھیر فی الفور
تو اُسی دم امیر کے درست ہوئے امیر نے دیکھا کہ ایک اعرابی میرے قریب کھڑا ہے چہرہ اُسکا نورانی
ہے جب امیر نے جانب مرد اعرابی مذکور کے نظر کی اُس مرد اعرابی خندہ پیشانی نے امیر کو سلام کیا حمزہ نے جواب سلام
دیا بعد اسکے اس مرد اعرابی نے امیر سے فرمایا کہ اے برگزیدۂ خالق کون و مکان و اے مقبول بارگاہ معبود
انس و جان یہ کیا مزاج عالی مین آیا جان اپنی دینا کس وجہ سے گوارا کیا یون کبھی کوئی مرد حق آگاہ
اپنی جان دیتا ہے اور ہلاک ہونا اپنا گوارا کرتا ہے اور خون مین اپنے خود گرفتار ہوتا ہے جب امیر
نے یہ گفتگو اُس اعرابی نیک خوے خوش خو کی سنی اور اپنے حال پر از حد شفیق پایا اُسوقت جواب مین فرمایا
کہ اے مرد ابرار بندۂ خاص پروردگار کیونکر مین اسطرح اپنے تئین ہلاک کرنے کا درپے نہوتا کہ ایک کافر نے
مجمع مردمان مین مجھکو ناتوان اور کم قوت تصور کیا مجھکو یہ منظور نہ ہوا کہ ذلت اُٹھا کر زندہ رہون اس اعرابی نے
کہا کہ اے امیر اب بفضل خدا ہوا وہ کافر تو کیا ہے ہر ایک دیو و جن وغیرہ پر بھی تم غالب آؤگے یہ کہکر اُس اعرابی
نے اپنے پاس سے ایک تیر نکالا اور چلا کمان مین رکھکر جانب فلک لگایا وہ تیر کمان سے جدا ہو کر سوے
آسمان روانہ ہوا ابھی وہ تیر زمین پر گرنے نہ پایا تھا کہ اس اعرابی نے دوسرا تیر چلہ کمان مین رکھکر اور
تاک کر جانب سپہر لگایا زہے قدر اندازی مرد اعرابی کہ تیر دیگر تیر اول مین جاکر پیوست ہوا ابھی وہ دونون
تیر زمین پر نہین گرے تھے کہ اس اعرابی نے تیسرا تیر بھی لگایا وہ بھی تیر دوم مین جاکر پیوست ہوا غرض
اسی طور سے چالیس تیر اُس اعرابی نے لگائے جب وہ جملہ تیر باہم چھدے ہوے زمین پر گرے اُس
مرد اعرابی نے اسی طرح تیر کا لگانا امیر کو اچھی طرح تعلیم کر دیا پھر اُس مرد اعرابی نے تیر کو سر نیزہ پر رکھکر
نیزے کو اس ترکیب و تدبیر سے گردش دی کہ وہ تیر جو نوک نیزہ پر تھا زمین پر نہ گرا یہ بھی ترکیب امیر کو تعلیم
کی پھر ہنر نیزہ بازی کے تمام و کمال سکھائے بعد اسکے شانے پر امیر باتوقیر کے اپنا ہاتھ رکھکر بہت سے پیچ
کشتی کے جو بے مثل و بے نظیر تھے جلد تر سکھائے امیر کو سب پیچ فی الفور یاد ہو گئے پھر اسپ بازی اور
چوگان بازی اور سواے اسکے جو کچھ فن سپہ گری کے تھے وہ امیر کو بتائے اور ایک دانہ انگور امیر کو کھلایا امیر
کو دانہ انگور کے کھانے سے جملہ وحش و طیور و جن و انس وغیرہ کی تقریر سمجھ مین آنے لگی اور ہر ایک کی زبان
سے آگاہی ہوگئی جسوقت امیر باتوقیر نے اپنے تئین قوی پایا اور یہ کیفیت نشیل اپنے دست و پا مین بدرجہا
روز پایا فوراً زمین پر سجدۂ شکر خالق کون و مکان کیا بعد ادا کرنے سجدۂ شکر خدا کے امیر باتوقیر نے
اس مرد اعرابی سے پوچھا کہ آپ ہادی فنون بیمثال و اے استاد ذی کمال یہ تو فرمائیے کہ آپ کا
نام نامی اور اسم گرامی کیا ہے آپنے جو مجھپر احسان کیا ہے اسکا شکر مجھسے ادا نہین ہو سکتا اس اعرابی

سنے فرمایا اے حمزہ صاحبقران آپ کو میرے نام سنے دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہے میں ایک بندۂ ذلیل رب جلیل ہوں
حمزہ صاحبقران نے کہا اے رہنمائے فنون لاجواب اے عالی جناب اگر مجھسے کوئی شخص پوچھے کہ تو کسکا شاگرد ہے تو میں
کیا کہونگا اسی وجہ سے چاہتا ہوں کہ آپ کے نام نامی سے واقف ہوں جب امیر باتوقیر نے اس طرح تقریر کی اسوقت
اس اعرابی ابرار نے سر جھکا کر فرمایا اے امیر باتوقیر آگاہ ہو جیے کہ میں ایک بندہ خدا ہوں فرمانبردار کبریا ہوں میرے
نزدیک تو نام میرا عبد ذلیل ہے لیکن دو جہان میں نام میرا مشہور جبرئیل ہے اسوقت حکم پروردگار سے یہاں آیا ہوں
اور ہنر ہائے شایستہ کشتی بتانے کا مجکو حکم ہوا تھا انکو تعلیم کئے اے صاحبقران تمکو بتایا اب تمکو مناسب ہے
کہ جلد جاؤ اور اس پہلوان سے مقابلہ کرو انشاء اللہ تعالے اسکو زیر کروگے اور وہ مغلوب ہوگا اور رسوا اسکے تم
ہمیشہ کفار کو قتل کیا کروگے یہ کہکر جبرئیل علیہ السلام آگے بڑھے امیر باتوقیر اپنے مکان کی طرف چلے اب حمزہ صاحبقران
کو تو اثنائے راہ میں چھوڑیئے اور کچھ حال خواجہ عمرو کا سنئے کہ بعد چلے جانے حمزہ صاحبقران کے خواجہ
عمرو نے پہلوان طاہر عادی سے یہی تقریر کیا کئے کہ اگر امیر نہ آئینگے اور کشتی تم سے نہ لڑینگے تو میں تم سے
کشتی لڑونگا اور تمکو آج اکھاڑے میں چت کردونگا بعد گفتگوے مذکور کے خواجہ عمرو نے یہ خیال کیا
کہ اے عمرو اب یہاں ٹھہرنا تیرے حق میں اچھا نہیں ہے اگر یہ پہلوان تجھسے کشتی لڑنے پر آمادہ ہوگیا اور
امیر نہ آئے تو برا ہوگا یہ پہلوان تیری ہڈیاں پسلیاں توڑ ڈالیگا مفت تیری جان جائیگی اور اگر امیر بھی یہاں
آجائینگے اور اس پہلوان زبردست سے لڑینگے تو وہ بھی غالب نہ ہونگے علاوہ اسکے امیر باتوقیر کو اس پہلوان
نے کمزور اور ناتوان تصور کرکے یہ کہا ہے کہ جاؤ میں نے تمھاری خطا معاف کی اور میں نے بھی کلمات طعن آمیز
امیر کو کہے ہیں ایسا نہو کہ امیر اپنے تئیں ہلاک کریں اسوجہ سے بھی یہاں ٹھہرنا اچھا نہیں ہے جلد جاکر امیر
کو دیکھنا چاہیے اور خبر انکی لینا چاہیے غرض خواجہ عمرو نے یہ خیال کرکے اکھاڑے سے یہ کہکے جست کی کہ میں امیر
کو بلانے جاتا ہوں انکو لیکر ابھی آتا ہوں خبردار اے پہلوان میرے خوف سے بھاگ نہ جانا میں تجھسے ضرور
کشتی لڑونگا اور تجکو زیر کرونگا یا امیر تجھسے کشتی لڑینگے اور تیرے دست و پا کو توڑینگے سب پہلوان خواجہ
عمرو کو جاتے ہوے دیکھکر پکارے کہ لینا یارو یہ دبلا پتلا لڑکا بھاگا جاتا ہے اسکو بھاگ کر جانے نہ دینا خواجہ
عمرو تو جست کرکے چل دیے لیکن جو اشخاص کہ اکھاڑے پر موجود تھے انہوں نے کہا اے پہلوان بیشک خوب
ہوا کہ یہ دونوں لڑکے چلے گئے کیونکہ یہ دونوں طفل خواجہ عبدالمطلب کے فرزند ہیں اور خواجہ عبدالمطلب
انکو نہایت پیار کرتے ہیں اور یہ دونوں لڑکے شوخ بھی از حد ہیں تمکو انکے ساتھ کشتی لڑنا مناسب بھی نہیں تھا
کیونکہ وہ اگر زیر ہوتے تو خواجہ عبدالمطلب کو نہایت صدمہ ہوتا اور فی زمانہ قوت و شجاعت میں بیمثل
ہیں وہ اپنے فرزندوں کے عوض میں تمکو ہلاک کرتے غرض ہمارے نزدیک چلے جانا ان دونوں لڑکوں کا
بہتر ہوا اگر تم کسی لڑکے کو زیر بھی کرتے تو کچھ تمہاری عزت و توقیر نہ ہو جاتی اور مرتبہ تمھارا بڑھ نہ جاتا
خاص و عام یہی کہتے کہ ایک لڑکے کو پہلوان طاہر عادی نے زیر کیا اچھا ہوا وہ دونوں لڑکے یہانسے
چلے گئے تمھاری بات رہ گئی الحاصل بوجہ سمجھانے اشخاص حاضرین کے سب پہلوان خاموش ہو رہے
مگر خواجہ عمرو دوڑتے ہوے امیر کے مکان پر آئے تو امیر باتوقیر کو مکان پر نہ پایا اب خواجہ عمرو کو یقین کامل
ہوا امیر جانب صحرا گئے ہونگے اور اپنے ہلاک کرنے میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا ہوگا غرض خواجہ عمرو خدا سے
دعا کرتے ہوے جانب صحرا چلے کہ خداوندا امیر بخیر و عافیت مجکو ملیں جب خواجہ عمرو قریب بوقبیس

پہونچے دیکھا کہ امیر نہایت شاد و خرم چلے آتے ہیں اور چہرہ اسقدر نورانی ہے کہ نظر خیرگی کرتی ہے اور رعب و دبدبہ رخ
انور سے اسقدر آشکار ہے کہ مجال نہیں ہے اور پیشانی سے نور سروری اور سرداری ظاہر ہے پہلے تو خواجہ عمرو
امیر سے مضحکہ کیا کرتے تھے آج خواجہ عمرو رعب و دبدبہ امیر باتوقیر کا دیکھ قدم میمنت لزوم حمزۂ صاحبقران پر
گرے امیر نے سر خواجہ عمرو کا اپنے قدم سے اٹھا کر خواجہ عمرو کو برادر کہکر گلے سے لگایا خواجہ عمرو نے عرض
کیا اے امیر باتوقیر بالنشاء اللہ آج تو آپ کے چہرہ انور سے خورشید فلک شرمندہ ہے رعب و دبدبہ بھی چہرہ سے ہویدا ہوگا
کیا باعث ہے امیر باتوقیر نے فرمایا اے برادر میرے پاس کوہ بوقبیس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے تھے آن حضرت
نے مجکو چند فنون تعلیم فرمائے ہیں تم میرے بھائی ہو میں تمکو بہت عزیز رکھتا ہوں یہ نہیں چاہتا کہ تم آن حضرت کی
زیارت سے محروم رہو جلد جاؤ شاید آنکی زیارت تمکو بھی میسر ہو عجب نہیں کہ تمکو بھی کچھ آن حضرت سے فایدہ
ہو خواجہ عمرو نے جب یہ خوشخبری زبان الہام بیان حمزۂ صاحبقران سے سُنی اُسی وقت بیتاب و بیقرار
ہوکر جانب بوقبیس دوڑے اور پکارے کہ اے جناب روح الامین فرستادۂ رب العالمین برائے خدا
ذرا ٹھہر جائیے یہ خاکسار ذرہ بیمقدار آپ کی خدمت فیضدرجت میں افتان و خیزان حاضر ہوتا ہے مجکو بھی اپنی
زیارت سے مشرف فرمائیے ذرا ٹھہر جائیے جسوقت حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آواز خواجہ عمرو کی
سُنی بموجب حکم پروردگار جبرئیل علیہ السلام ٹھہر گئے اور فرمایا کہ اے عمرو جلد آ اور دامن آرزو اپنا پھیلا کہ
خداوند دوسرا گوہر مدعا سے اُسے بھر دیگا خواجہ عمرو نے جیتے تقریر حضرت جبرئیل کی سُنی عرض کیا حاضر
ہوں جب خواجہ نزدیک حضرت جبرئیل علیہ السلام کے پہونچے بعد ادائے شرائط تسلیم و تعظیم قدم حضرت جبرئیل
کو بعد خواہش و آرزو چوما پھر بکمال عجز و انکسار روبرو حضرت جبرئیل علیہ السلام کے سر جھکا کر کھڑے ہوئے
پھر جسارت کر کے دامن قبا کو حضرت جبرئیل کے خوب مضبوط پکڑا اور عرض کیا کہ اے جناب فیضمآب جبتک آپ
سے ہو سکے مجکو دیجے زیادہ تر مجکو جواہر گران بہا عنایت فرمائیے حضرت جبرئیل خواجہ عمرو کی گفتگو سنکے ہنسنے
لگے بعد ہنسنے کے اسطرح فرمایا کہ اے ریش تراشندۂ کافران و سر برندۂ جادوگران تجکو عنایت خدا
سے عجیب مرتبہ ملا قاتل مشرکین تیرا لقب ہوا یہ فرماکر تین چیزیں عمرو کے سامنے رکھدیں ایک
قرغول جسکو طے الارض کے واسطے پاؤں میں باندھتے ہیں دوسرے باد مہرہ جسکو سفید مہرہ بھی
کہتے ہیں اور تیسرے حقہ جس میں تیر لگا تحفا عنایت فرمایا اور کہا اے عمرو خاطر جمع رکھ تو جناب ختم الانبیا
کا نائب ہوگا مرتبہ تیرا بلند ہوگا خواجہ عمرو نے عرض کیا میں یہ قرغول اور مہرہ اور یہ حقہ لیکر کیا کروں یہ تینوں
کام کی اشیا نہیں ہیں نہ کچھ یہ چیزیں مثل جواہر کے قیمتی ہیں حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا کہ اے عمرو واقف
ہو کہ یہ قرغول اگر کوئی شخص اپنے پاؤں باندھکر چلے ہزارہا فرسخ کی راہ بہت جلد طے کرے کیونکہ اس قرغول
قرغول کے پاؤں میں باندھنے سے طے الارض کے واسطے زمین کی طنابیں کھینچ جاتی ہے اسسے بہتر تمہارے
واسطے اور کوئی شے خوب نہیں اور یہ باد مہرہ عجائبات سے ہے اسکی تاثیر یہ ہے کہ اسکو بجاؤگے تو تمام عالم میں اسکی
صدا جائیگی غرض درند اور پرند جسقدر ہیں سب اسکی آواز سنکے ناچنے لگینگے اور صدا اسکی پسند کر کے رقص
کرینگے اور یہ حقہ آتشبازی کا ہے جب اسکو داغ کے کفار پر مار وگے ہزارہا کافروں کے چہرے اور جسم
جلا دیگا اور سر اس حقہ کا تمہارے ہاتھ میں رہیگا تم سے جدا نہوگا اے عمرو سامنے ان اشیا کے
جواہر بیش بہا کی کیا حقیقت ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا علاوہ ان اشیا کے اب آپ مجکو مال دنیا سے اسقدر

عنایت فرمایئے کہ میں اپنی تمام عمر کسی کے آگے برائے سوال ہاتھ نہ پھیلاؤں حضرت جبرئیل علیہ السلام یہ گفتگوئے عمرو سنکے ہنسے اور فرمایا اے عمرو انسان کو لازم ہے کہ کوئی کمال حاصل کرے جسکی وجہ سے بعد مرگ بھی تمام آسکا دنیا میں باقی رہے اور کبھی مال دنیا کی طرف توجہ نہ کرے رستم نے پہلوانی کا کمال حاصل کیا تھا آجتک اسکا نام خاص و عام کی زبان پر جاری ہے ہر ایک شخص اسکی شجاعت کی تعریف کرتا ہے علاوہ رستم کے صدہا بندگان خدا ایسے ہیں کہ بعد مرنے کے بھی بوجہ کمال کے اہل جہان انکا ذکر کرتے ہیں پس اے عمرو تمکو بھی لازم ہے کہ مال دنیا پر اسقدر توجہ نہ کرو اور کچھ کمال حاصل کرو خواجہ عمرو نے حضرت جبرئیل کی یہ گفتگو سنکے کبیدہ خاطر ہوکر منھ پھیر لیا اور عرض کیا آپ کچھ زر و جواہر مجکو عنایت فرمایئں نصیحت نہ کریں حضرت جبرئیل ع خواجہ عمرو کی تقریر سنکے پھر ہنسے اور فرمایا اے عمرو لو یہ کہکے ایک دانۂ انگور نکالکر چاہا کہ خواجہ عمرو کے دہن میں دیں خواجہ نے کہا میں ایک دانۂ انگور کھاکر کیا کروں یہ دانۂ انگور کسی نادان کو کھلایئے گا کیونکہ اس دانۂ انگور کے کھانے سے میرا کیا بھلا ہوگا حضرت جبرئیل نے فرمایا تم کھاؤ تو لو یہ دانۂ انگور نہایت مزے کا ہے خواجہ نے منھ کھولا جبرئیل ع نے وہ دانۂ انگور خواجہ عمرو کو کھلا دیا اور فرمایا اے عمرو دہن بند کرلو اس دانہ انگور میں عجب حکمت ہے ایک دم میں بہتر شکلیں بدلنے کی یہی صورت ہے جسکی شکل کا اپنے دل میں خیال لاؤگے مصور قدرت ویسا ہی نقشا تمہاری صورت کا بنا دیگا خواجہ عمرو نے وہ دانہ انگور کھاکر کہا آپ نے مجکو ایک دانۂ انگور کھلاکر بہلا دیا اور ایک کوڑی بھی نہ دی جو کسی وقت کام آتی خیر اب کچھ اور کھلایئے جناب جبرئیل ع نے اور ایک دانۂ انگور خواجہ عمرو کے منھ میں دیا اور فرمایا کہ دہن بند کرلو کہ یہ بھی عجیب و غریب نعمت ہے تمسے بہتر کوئی خوش الحان نہوگا اے عمرو شکر کرو کہ خدا نے تمکو الحان داؤدی دیا اب تمہارے گانے کی آواز سنکے جن و انس اور وحوش و طیور وجد میں آئینگے اور محو ہو جاینگے خواجہ عمرو نے وہ دانہ بھی کھا لیا اور کہا شکر ہے خدا کا کہ آپ نے مجکو ایک ایک کرکے دو دانہ انگور تو کھلائے اب کی مرتبہ بہت سا میوہ کھلایئے تاکہ میرا پیٹ تو بھر جائے آج کھانے ہی سے فرصت ہو جائے اور اگر ہو سکے تو جواہر سرخ و سفید مجکو دیجیے میں نے کئی مرتبہ آپ سے طلب کیا ہے پھر آپ سے مانگتا ہوں حضرت جبرئیل ع نے فرمایا جو مجکو حکم خدا ہوا ہے میں تمکو دونگا زر و جواہر کے دینے کا مجکو حکم نہیں ہوا ہے یہ فرماکر ایک دانۂ انگور نکالکر فرمایا خیر اے عمرو یہ بھی دانۂ انگور کھالو کامل جہان سے ہو گئے خواجہ عمرو نے منھ کھولا حضرت جبرئیل ع نے تیسرا دانہ انگور کا خواجہ عمرو کے منھ میں دیا اور کہا دہن بند کرلو خواجہ نے دہن بند کرلیا حضرت جبرئیل ع نے فرمایا اب واسطے قتل کرنے کفار کے تین سو ساٹھ ہنر تمکو یاد آجایا کرینگے قلعہ گیری بے جنگ کے کروگے جب خواجہ عمرو وہ بھی دانۂ انگور کا کھا چکے پھر حضرت جبرئیل سے بصد منت کہنے لگے کہ اب تو کچھ زر و جواہر مجکو دلوایئے حضرت جبرئیل ع نے فرمایا اب کچھ میرے پاس تمہارے نصیب کا نہیں ہے خواجہ عمرو نے یہ سنتے ہی دامن قبائے حضرت جبرئیل ع علیہ السلام اپنے ہاتھ میں مضبوط پکڑ کے کہا کہ اپنا نام مجکو بتایئے ہر چند کہ جانتے تھے حمزہ صاحبقران سے سن چکے تھے مگر شوخی سے پوچھا حضرت جبرئیل ع نے فرمایا میرا نام جبرئیل ہے جہان حکم خدا ہوتا ہے وہاں میں جاتا ہوں اور حکم خدا بجا لاتا ہوں میرے پاس تمہاری تقدیر اسقدر ہی تھا اب کچھ مجھے دینے کا حکم نہیں ہے یہ جو کمال تمکو بتائے ہیں یہ کیا کم ہیں اے عمرو اب زیادہ حرص و ہوس نہ کرو میرا دامن چھوڑ دو خواجہ عمرو نے کہا واہ میں بغیر کچھ زر و جواہر لیے ہوئے ہرگز دامن نہ چھوڑونگا جب حضرت جبرئیل ع نے دیکھا خواجہ عمرو دامن نہیں چھوڑتے اسوقت کچھ سنگریزے اٹھاکر خواجہ عمرو کے

حوالے کئے خواجہ عمرو نے بیتاب بیقرار ہوکر جب وہ سنگریزے اپنے ہاتھ مین لئے اور انکو دیکھا وہ سب لعل
بدخشانی تھے اور یاقوت رمانی تھے اور ایسی چمک انمین تھی کہ خواجہ عمرو کی نظر انمین دیکھنے سے خیرگی کرتی تھی القصہ
بمجرد دستیاب ہونے ریزہ ہای یاقوت اور لعل کے خواجہ عمرو نے دامن حضرت جبرئیل کا چھوڑ دیا حضرت
جبرئیل ع پہاڑ پر غائب ہوگئے یعنے خواجہ کی نظر سے مخفی ہوگئے خواجہ عمرو وہ جواہرات لیکر آگے چلا بعد تھوڑے
دور چلنے آنے کے خواجہ عمرو نے جو پھر دیکھا تو وہ سب سنگریزے تھے جب خواجہ عمرو کو ثابت ہوا کہ یہ سنگریزے ہین ہا
افسوس کہکر کھڑے ہوگئے اور کہا واہ اُستاد کیا فقرہ دیا ہے کیون نہو آخر ہمارے رہنما تھے ہمکو عیاری سکھانے
آئے تھے ہم سے فقرہ نہ کرتے ہیچ ہر اُستنا د اُستاد ہی ہے اور شاگرد لاکھ عقلمند ہو مگر پھر شاگرد ہے اُستاد کے
کمال کو نہین پہونچتا الحاصل خواجہ عمرو نے اُس جواہر کے سنگریزے ہوجانے کا از حد صدمہ کیا آخر مجبور
ونا چار ہوکر وہان سے چلے جب قریب حمزۂ صاحبقران کے پہونچے خواجہ عمرو نے تمام حال بیان
کیا امیر باتوقیر نے فرمایا اے خواجہ اب اکھاڑے پر چلو خواجہ عمرو نے کہا بہتر ہے چلیے غرض حمزۂ صاحبقران
اور خواجہ عمرو اکھاڑے کی طرف روانہ ہوئے وہان اکھاڑے پر مقبل وفادار پہلوانون کی کشتی دیکھ رہا تھا جب
امیر اور خواجہ عمرو کو اکھاڑے پر آنے مین دیر ہوئی مقبل وفادار نے اپنے دلمین خیال کیا کہ ابھی تک امیر اور
خواجہ عمرو یہان نہین آئے کیا باعث ہے جاکر دیکھنا چاہیے غرض مقبل وفادار بھی وہان سے چلا تھا کہ راہ مین امیر اور
خواجہ عمرو سے ملاقات ہوئی مقبل وفادار نے خواجہ عمرو سے پوچھا کہان گئے تھے خواجہ عمرو نے تمام کیفیت اپنی
از ابتدا تا انتہا بیان کی پھر حمزۂ صاحبقران نے بھی اپنا حال اوّل سے آخر تک بیان کیا مقبل وفادار نے کہا
اے حمزۂ صاحبقران ابھی آپ یہان توقف کرین مین بھی کوہ قبیس پر جاتا ہون شاید مثل آپ کے مجھے
بھی حضرت جبرئیل سے ملاقات ہوجائے اور کچھ مجکو بھی اُن جناب سے کمال حاصل ہوجاوے امیر نے فرمایا
بہتر ہے جاؤ ہم یہان تمھارے منتظر ہین مقبل وفادار بھی بہ تعجیل تمام کوہ بوقبیس پر پہونچا اور پکارا یا جناب
جبرئیل ملک مقرب رب جلیل اس عبد ذلیل پر بھی نظر عنایت فرمایئے قدمبوسی کا مجکو بھی از حد اشتیاق ہے چہرہ
پُرنور اپنا دکھائیے جو حکم خداوند عالم ہو مجکو بھی تعلیم کیجئے حضرت جبرئیل بحکم خالق خاص و عام کوہ بوقبیس پر
منتظر مقبل وفادار کے تھے جب مقبل وفادار کی صدا سنی فوراً ظاہر ہوئے اور سامنے مقبل وفادار کے تشریف
لائے مقبل وفادار نے بصد ادب تسلیم کی اور بعد تسلیم کرنے کے شرف قدمبوسی حاصل کیا حضرت جبرئیل
نے مقبل وفادار کو بھی فن تیراندازی تعلیم کیا اور فرمایا کہ اے مقبل شکر خدا کر عجب فن ہمنے تجھکو
بحکم خدا تعلیم کردیا بعد حمزۂ صاحبقران کے تیرا ہمسر تیراندازی مین کوئی شخص نہوگا یہ فرماکر حضرت
جبرئیل علیہ السلام نظر مقبل وفادار سے پوشیدہ ہوگئے مقبل وفادار مسرور و شاد کوہ بوقبیس سے چلا
اور حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوکر اپنا حال مفصل بیان کیا حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو
حال مذکور مقبل وفادار سے سنکے خوش ہوئے پھر حمزۂ صاحبقران مع خواجہ عمرو و مقبل وفادار اکھاڑے
کی طرف چلے جب قریب اکھاڑے کے پہونچے گروہ مردمان نے حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو کو دیکھکر کہا
کہ پہلوان طاہر عادی پھر وہ دونون لڑکے خواجہ عبدالمطلب کے آئے ہین وہ پہلوان اور جملہ مردمان
امیر باتوقیر اور خواجہ عمرو کو دیکھنے لگے حمزۂ صاحبقران نے نعرہ کیا کہ ای پہلوان ہوشیار ہو مین آپہونچا اب
تجھسے کشتی لڑونگا اور انشاءاللہ تجھکو زیر کرونگا امیر باتوقیر نعرہ کرکے اکھاڑے مین آئے پہلوان طاہر عادی

صدا سے نعرۂ امیر سے ڈر گیا پھر قریب حمزۂ صاحبقران کے آکر یہ کہنے لگا کہ اے صاحبزادے تمہارے ورثا سے بھی کوئی
شخص ہے یا نہیں حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے پہلوان ہمارے وارث و بزرگ افضال خدا سے ہاں ہیں اور
ہم رئیس خانہ کعبہ کے ہیں اور نسل پیغمبر خلیل اللہ سے ہیں لیکن تجکو اس امر سے کیا مطلب ہے جنے تجھسے
وعدہ کشتی لڑنے کا کیا تھا بموجب اُس وعدے کے آئے ہیں طاہر عادی نے کہا میں تم سے اس شرط
سے کشتی لڑتا ہوں کہ تم ایک نوشتہ مجکو اس مضمون کا دو کہ ہم بخوشی خاطر اس پہلوان سے کشتی لڑتے ہیں اگر
ہمکو یہ پہلوان کر ڈالے تو کوئی ہمارے ورثا سے ہمارے خون کا دعوے نہ کرے اور اگر کوئی ورثا سے دعوی کرے
بھی تو خاص و عام اُس دعوی کو باطل تصور کریں حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اچھا تیری یہی خواہش ہے تو فرمایا
قلم و روشنائی لے آ ہم ابھی لکھدیں القصہ حمزۂ صاحبقران نے بعد لکھنے عبارت مذکور کے اور اپنی مہر کرنے کے
ایک پہر کامل ورزش کی بعد ورزش کرنے کے پہلوان طاہر عادی سے اکھاڑے میں سرگرم کشتی ہوئے
راوی لکھتا ہے اُسوقت ہزارہا مردمان تماشائی گرد اکھاڑے کے کھڑے تھے صدہا پہلوان بیٹھے تھے ایک
شخص ڈھل بجاتا تھا اور شہنا نواز شہنا بجاتے تھے سیکڑوں آدمی غالب ہونے حمزۂ صاحبقران کے واسطے
خدا سے دعا کرتے تھے اکثر اشخاص اپنے دل میں یہ خیال کرتے تھے کہ یہ پہلوان طاہر عادی ضرور حمزۂ
صاحبقران پر غالب آئیگا کیونکہ نہایت زبردست ہے اور حمزۂ صاحبقران کم قوت معلوم ہوتے ہیں غرض جب
حمزۂ صاحبقران اور اُس پہلوان سے کشتی ہونے لگی پہلوان نے تو چاہا کہ سہولیت سے حمزۂ صاحبقران
کو پٹک دے لیکن حمزۂ صاحبقران نے اُس پہلوان کی کمر میں ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا اور سر سے بلند کر کے زمین
پر دے پٹکا اور سینہ پر سوار ہو کر اُس سے فرمایا کہ اگر تو دین اسلام قبول کر تو بہتر ہے ورنہ ہم تجکو ہلاک کرینگے
پہلوان نے دین اسلام کرنے سے انکار کیا حمزۂ صاحبقران کو غصہ آیا اور پانوں اُس پہلوان کے دونوں
ہاتھوں سے پکڑ کے اور ایک پانوں پر اُسکے اپنا پانوں رکھکر ایسا زور کیا کہ پہلوان طاہر کو تا بصدر چیر ڈالا
اور نعرۂ تکبیر بلند کیا جسوقت حمزۂ صاحبقران نے پہلوان طاہر عادی کو ہلاک کیا جملہ مردمان تماشائی
میں شور تحسین و آفرین بلند ہوا یہ دیکھکر پہلوانوں کے چہرے زرد ہو گئے دل دہل گئے جگر تھرا گئے خصوصاً مطاہر
عادی تو دیکھکر دنگ ہو گیا غم سے جسم میں لہو خشک ہو گیا صدمۂ طاہر عادی سے اشک آنکھوں میں
بھر لایا لیکن ضبط کر کے حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ میں بھی تم سے کشتی لڑونگا عوض طاہر عادی
کا تم سے لونگا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا تجکو بھی جہنم میں اُسی کے پاس بھیجونگا مطاہر عادی یہ سنکے
غصہ میں آیا اور صاحبقران سے کشتی لڑنے لگا امیر نے مطاہر عادی کو بھی مثل طاہر عادی کے
زیر کر کے چیر ڈالا مردمان تماشائی نے ابکی مرتبہ زیادہ تر شور و آفرین بلند کیا جب حمزۂ صاحبقران
نے طاہر عادی اور مطاہر عادی کو ہلاک کیا شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی
کو کمال رنج و صدمہ ہوا آخر سب نے باہم مشورہ کر کے حمزۂ صاحبقران کے ہلاک کرنے کا
ارادہ کیا اور ایکبار سب کے سب اُٹھکر حمزۂ صاحبقران کے پاس آکر لپٹ گئے اُسوقت خواجہ عمرو
اور مقبل وفادار بھی اکھاڑے میں آئے خواجہ عمرو نے بہ فن عیاری اُن میں سے اکثر ہلاک کئے اور
بعضوں کو مقبل وفادار نے سوے سفر روانہ کیا اور کتنوں کو حمزۂ صاحبقران نے اُٹھا اُٹھا کے زمین پر
یوں پٹکا کہ پیوند خاک کر دیا جب قریب سو کے آدمی اُن میں سے ہلاک ہوئے باقیماندہ حمزۂ صاحبقران کے

خوف سے بھاگے حمزۂ صاحبقران مع خواجہ عمرو اور مقبل وفادار بعد خوشی وخرمی اکھاڑے سے اور گرد اور مٹی اپنے اپنے جسم سے دور کرکے اور لباس زیب تن فرماکے جانب مکان روانہ ہوئے ابھی حمزۂ صاحبقران چند قدم اکھاڑے سے گئے ہونگے کہ شاگرد طاہر عادی اور مطاہر عادی کے جو باقی رہ گئے تھے آئے اور اُن دونوں پہلوانوں کے چار ٹکڑے اٹھا کر جانب ملک مدائن یہ کہکے روانہ ہوئے کہ اب امیر پر غضب سلطانی آئیگا شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی تو دونوں کی لاشین لئے ہوئے نالان اور گریان جانب مدائن جاتے ہین اُنکا حال آئندہ بیان کیا جائیگا مگر اس جگہ کچھ حال حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کا بیان کیا جاتا ہے حمزۂ صاحبقران جو اکھاڑے سے مع خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کے چلے تھے اثنائے راہ مین مقبل وفادار اور خواجہ عمرو نے حمزۂ صاحبقران کے زور وقوت وشجاعت کی بہت تعریف کی حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ پروردگار عالم نے مجکو ان کافرون پر غالب کیا ورنہ مین انسے لڑ نہین سکتا تھا مقبل وفادار گفتگوئے حمزۂ صاحبقران سنکے کہنے لگا کہ مین امر ضروری کے واسطے جاؤنگا آپ اپنے گھر چلے جائیے یہ کہکے مقبل وفادار ایک جانب روانہ ہوا حمزۂ صاحبقران اپنے مکان کی طرف مع خواجہ کے

داستان بھاگ جانا حمزۂ صاحبقران کا خوف سے اپنے والد ذیوقار کے یہ ہمراہی مقبل وفادار اور خواجہ عمرو جانب یمن اور گرفتار ہونا خواجہ کا اور زیر کرنا حمزۂ صاحبقران کا شاہ یمن کو اور داخل قلعہ ہونا اور لے آنا خواجہ عبد المطلب کا حمزۂ صاحبقران کو یمن سے

ذیوقار آن عرصۂ بلاغت ونامداران میدان فصاحت جوہر تیغ زبان کے میدان بیان مین اسطرح دکھلاتے ہین کہ جب حمزۂ صاحبقران اکھاڑے سے چلے تھے اور اثنائے راہ مین مقبل وفادار امیر با توقیر سے رخصت ہوکر ایک طرف چلا گیا تھا حمزۂ صاحبقران خواجہ عمرو سے باتین کرتے ہوئے اپنے مکان کی طرف آتے تھے اور قریب مکان پہونچ چکے تھے ناگاہ حمزۂ صاحبقران نے دیکھا مقبل وفادار مضطر وپریشان بعجلت تمام میرے مکان کی جانب سے چلا آتا ہے حمزۂ صاحبقران نے مقبل وفادار سے دریافت کیا کہ تم اسوقت گھبرائے ہوئے کہان سے آتے ہو اور باعث اسقدر پریشان ہونے کا کیا ہے مقبل نے عرض کیا اے حمزۂ صاحبقران اسوقت گذر میرا آپ کے مکان کی طرف ہوا تھا دیکھا مین نے آپ کے والد ماجد خواجہ عبد المطلب کو اپنے مکان کی ڈیوڑھی مین تشریف رکھتے ہین اور دو تین آدمی اُنکے پاس بیٹھے ہین والد ماجد آپ کے اُن آدمیون سے فرما رہے ہین کہ غضب ہوا حمزہ نے پہلوانون کو مار ڈالا وہ پہلوان نوشیروان کے تھے جب نوشیروان کو خبر ہوگی کہ منکو ارزن کو میرے پہلوانون کو حمزہ نے مار ڈالا ہے تو کیا قیامت برپا کریگا کیونکہ وہ اپنے زمانے کا بادشاہ ہے اُسکے قبضہ مین ملک سپاہ ہے دیکھئے وہ اب مجھسے اور حمزہ سے کس طرح پیش آتا ہے اے حمزۂ صاحبقران مین نے جو غور سے دیکھا آپ کے والد ماجد کے چہرۂ پرنور سے غیظ ظاہر ہے پس میرے نزدیک مناسب نہین ہے کہ آپ مکان پر جائیے کیونکہ اگر آپ کے والد بزرگوار نے آپ کو بعوض قتل کرنے اُن پہلوانون کے سزا دی تو اچھا نہین ہے یا آپ کو نوشیروان کے حوالے کردیا اور اپنے آپ کو اگر خدانخواستہ کسی طرح کا صدمہ پہونچایا تو بھی برا ہو لہذا ہر طرح سے اسوقت آپ کا اپنے مکان پر جانا مناسب نہین ہے حمزۂ صاحبقران نے گفتگوئے مقبل وفادار تمام وکمال سنکے خواجہ عمرو کی جانب دیکھا خواجہ عمرو نے بھی کہا کہ اے حمزۂ صاحبقران میرے بھی نزدیک تشریف لیجانا

آپ کا مکان پر بہتر نہین ہو اب لازم ہو کسی طرف کو یہان سے تشریف لیچلئے لیکن یہان سے دور نکل چلیئے تاکہ آپ کے والد ماجد
پھر آپ کو نہ پا سکین حمزہ صاحبقران نے کچھ ذکر کرکے مقبل وفادار و خواجہ عمرو کے کہنے پر عمل کیا یعنے حمزہ
صاحبقران نے فرمایا کہ خواجہ عمرو پھر کسی طرف نکل چلو تم سچ کہتے ہو والد ماجد کو غصہ ہو نہین معلوم مجھسے کسطرح
پیش آئین خواجہ عمرو نے کہا بسم اللہ چلیئے مین آپ کے ہمراہ ہون یہ کہکر خواجہ عمرو ایک جانب چلے
اور حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار ہمراہ ہوئے حمزۂ صاحبقران نے مع خواجہ و مقبل ایک رات اور
ایک دن برابر راہ طے کی دوسرے روز حمزۂ صاحبقران کو خواہش طعام ہوئی اور تشنگی نے بھی غلبہ کیا آخر مجبور
ہو کر حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا اے برادر اب تو ہم سے بہ سبب گرسنگی اور تشنگی کے چلا نہین
جاتا اگر کہین کچھ آب و طعام ممکن ہو تو لاؤ خواجہ عمرو نے کہا اے امیر باتوقیر آپ اس درہ کوہ مین مع مقبل وفادار
تشریف رکھین مین جستجوے آب و طعام مین جاتا ہون اور جس طرح سے ممکن ہوگا لاتا ہون حمزہ صاحبقران
اور مقبل وفادار تو درہ کوہ مین ٹھہرے لیکن خواجہ عمرو ایک سمت بہ تلاش آب و طعام روانہ ہوئے
چلتے چلتے ایک شہر مین پہونچے دیکھا کہ شہر آباد ہے مدعا یا خرم و شاد ہے خواجہ عمرو نے ایک روپیہ نیا اپنے پاس سے
نکالا جو ترکیب سے بنایا تھا اور نان پز کی دکان پر آکر اس سے شیرمال و کباب طلب کئے جب خواجہ عمرو کھا چکے
اسوقت وہ روپیہ جسکو اپنی چالاکی سے بنایا ہے خواجہ عمرو نے نان پز کے حوالے کیا نان پز نے وہ روپیہ
دیکھکر کہا حضور یہ روپیہ مین نہ لونگا مجھکو اور بدل دیجئے کیونکہ یہ روپیہ عجب طرح کا ہے کچھ سمجھ مین نہین آتا کس
بادشاہ کے وقت کا ہے اور کس سنہ کا ہے اور مجھکو کھوٹا بھی معلوم ہوتا ہے خواجہ عمرو نے کہا روپیہ تو کھوٹا نہین
مگر تو بے ایمان ہے اپنے کھرے روپیہ کو کھوٹا کہتا ہے یہ روپیہ زمانہ سابق کے ایک بادشاہ جلیل القدر ذوالعزم
کے وقت کا ہے ذرا اچھی طرح دیکھ تو نان پز نے دوبارہ اس روپیہ کو دیکھا اور چٹکی سے جو اس روپیہ کو ملا تو وہ
ٹوٹ گیا نان پز نے کہا مین تو پہلے ہی کہتا تھا کہ یہ روپیہ کھوٹا ہے کھرا نہین ہے آخر وہی ظاہر ہوا جو مین سمجھے ہوئے
تھا غرض بعد اس گفتگو کے اس نان پز نے کہا میان یہ اپنا کھوٹا روپیہ لو اور دوسرا روپیہ کھرا مجھکو دو خواجہ
عمرو نے کہا میرا روپیہ جیسا تھا ویسا ہی بنا دے یہ تو ہوا روپیہ لیکر مین کیا کرون پھر کہا یہ روپیہ میرا بھی نہین
ہے تو بے ایمان ہے کھرا روپیہ دیکر مجھکو کھوٹا روپیہ دیتا ہے وہ نان پز یہ تقریر خواجہ کی سنکے بمصلحت
چپکا ہو رہا اور کسی بہانے سے اٹھکر اور دس پانچ دکاندارون کو اشارے سے بلا کر خواجہ عمرو کو کہ یہ غافل
کھڑے ہوئے تھے پکڑ لیا اور دکاندار بھی خواجہ عمرو کے لپٹ گئے ہر چند خواجہ عمرو نے چاہا کہ نان پز وغیرہ
مار پیٹ کر نکل جاؤن مگر یہ ممکن نہ ہوا کیونکہ کئی آدمی تو خواجہ کے دونون ہاتھ پکڑے تھے بعضے خواجہ کی کمر
مین لپٹے ہوئے تھے نان پز بھی خواجہ کی گریبان مین ہاتھ ڈالے ہوئے تھا اور فریاد کرتا تھا ارے یارو دوڑو
اس فریبیا اور جعلساز کو گھیر لو یہ کھوٹا روپیہ بنا کر میرے پاس لایا ہے نان پز کی فریاد سننے سے اور بھی چند
دکاندار اور مردمان بازاری جمع ہوگئے اور گرد خواجہ عمرو کے اکڑ کھڑے ہوئے اسوقت خواجہ عمرو مجبور
ہوگئے کیونکہ بہت سے آدمی خواجہ عمرو کے ہاتھون کو اور کمر کو پکڑے ہوئے تھے اور صدہا مردمان
گھیرے ہوئے تھے ورنہ خواجہ کا ارادہ تھا کہ حقہ نکالکر داغون اور چلدون غرض جب مجمع مردمان کثیر
گرد خواجہ عمرو کے ہوگیا اور شور و غلغلہ عظیم بلند ہوا اسوقت اکثر آدمیون نے نان پز سے کہا
اس شخص کو کوتوالی لیچلو اور تمام کیفیت اور حقیقت اس شخص کے فریب کی کوتوال شہر سے جا کر بیان کرو

کوتوال اس شخص کو سزاے معقول دیگا نان پز کو ان آدمیون کی یہ تقریر نہایت پسند آئی بموجب ان آدمیون کے کہنے کے وہ نان پز اسی طرح خواجہ کے ہاتھ پکڑے اور کمر مین چند آدمی لپٹے ہوئے قریب کوتوالی کے پہونچا اور فریاد و فغان کرنے لگا کوتوال شہر نے صداے نالہ و فغان سنکے اپنے دل مین یہ خیال کرنے لگا کہ آج شہر مین کیا واقعہ ہوا ہے یہ کون نالہ و فغان کرتا ہو یہ خیال کرکے کوتوال شہر نے کوتوالی سے باہر آکر دیکھا کہ ایک شخص دراز قامت کمسن دبلے پتلے کو تھوڑے سے آدمی پکڑے ہوئے کشان کشان اس طرف لئے آتے ہین ایک نان پز نالہ و فغان کرتا ہے سیکڑون آدمی تماشائی بھی ہمراہ ہین اور وہ شخص عجیب الخلقت جسکو چند آدمی پکڑے ہوئے ہین وہ یہ کہتا ہوا آتا ہے ارے یارو بیکار مجھپر ظلم کرتے ہو ناحق مجھپر تہمت رکھتے ہو مین نے یہ روپیہ اس نان پز کو نہین دیا تھا تمکو لازم ہے کہ مجھکو چھوڑ دو مین شیرمال و کباب لینے سے درگذرا میرا کھرا روپیہ اس نان پز سے مجھکو دلوا دو الغرض جب نان پز و دیگر مردمان خواجہ عمرو کو پکڑے ہوے کوتوالی مین لائے کوتوال نے پوچھا ای نان پز کیا ہوا کیون روتا ہو اور شخص عجیب الخلقت کو کیون پکڑا ہے نان پز نے بعد سلام کے عرض کیا حضور مین اپنی دکان پر بیٹھا ہوا تھا یہ شخص میری دکان پر آیا اور مجھسے کہنے لگا کہ ایک روپیہ مین شیرمالین اور خمیری روٹیان اور کباب مجھکو دیدو مین نے بموجب اسکے کہنے کے شیرمالین اور خمیری روٹیان اور کباب اسکو دیدیئے دیکھیے حضور ابتک وہی شیرمالین اور روٹیان اور کباب اسکے پاس موجود ہین جب مین روٹیان وغیرہ اس شخص کو دے چکا مین نے اس سے روپیہ مانگا اس شخص نے یہ روپیہ مجھکو دیا مین نے روپیہ کو دیکھکر کہا کہ یہ روپیہ کھوٹا معلوم ہوتا ہے مجھکو بدل دو اسنے کہا یہ روپیہ کھرا ہے کھوٹا نہین ہے مین پھر اچھی طرح روپیہ کو دیکھا اور ٹھیکی سے ملا روپیہ نہین معلوم کس چیز کا بنا ہوا تھا ٹوٹ گیا وہ روپیہ یہ موجود ہے اصل کیفیت جو تھی وہ مین نے حضور کے سامنے بیان کی اب مین امیدوار ہون کہ شخص سے مجھکو کھرا روپیہ دلوا دیجیے یا میری شیرمالین اور روٹیان اور کباب اس سے لیکے کہ یہ مجھکو دیدے مین اپنی دکان پر چلا جاؤن کوتوال شہر بیان نان پز کا سنکے خواجہ عمرو کی طرف متوجہ ہوا اور پوچھنے لگا اے شخص سچ کہو یہ کیا مقدمہ ہے خواجہ عمرو نے یہ فریاد و فغان کہا اے کوتوال شہر آپ نہایت منصف اور عادل ہین میرا انصاف کیجیے اس نان پز حرامزادے نے ناحق مجھکو پکڑا ہے جو میرا کھرا روپیہ تھا وہ رکھ لیا ہے اور یہ کھوٹا روپیہ اپنے پاس سے نکالا ہو اور کہتا ہو کہ یہ روپیہ کھوٹا تو نے دیا ہے مین اس روپیہ کو کون نہ لونگا کوتوال صاحب آپ کو خیال فرمایے کہ میرے پاس ایسا روپیہ کہان سے آیا مین ایسے روپیہ کا بنانا کیا جانون اس نان پز نے ناحق میرے اوپر تہمت کی ہے مین اس روپیہ سے واقف نہین اب امیدوار ہون کہ آپ اس نان پز کو سزاے معقول دین کیونکہ شرفا پر ظلم کرتا ہے اور شرفا کو ذلیل کرتا ہو کوتوال شہر نے گفتگوے خواجہ عمرو سنکے کہا اچھا بیٹھو اس مقدمہ کی بخوبی تحقیقات کرکے جسکی خطا ثابت ہوگی اسکو سزا دیجائیگی خواجہ عمرو و نان پز وغیرہ کوتوالی مین بیٹھے ہین مردمان تماشائی کی کثرت ہو کوتوال بھی بیٹھا ہے اور چند بقال بھی بیٹھے ہین کوتوال بیان مدعی مدعا الیہ کا سن رہا ہے اور گواہ یہ گواہی دے رہے ہین کہ ہان ہمارے سامنے اس شخص نے یہی کھوٹا روپیہ اس نان پز کو دیا تھا کوتوال شہر سن رہا ہے محرر لکھ رہا ہے لیکن اب کچھ حال حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کا بیان کیا جاتا ہے کہ جب خواجہ عمرو کو اس طرف آئے ہوئے دیر ہوئی حمزہ صاحبقران کو بھوک اور پیاس زیادہ معلوم ہوئی اسوقت حمزہ صاحبقران نے مقبل وفادار سے

فرمایا اے مقبل وفادار نہین معلوم کیا واقعہ ہوا جو ابھی تک خواجہ عمرو آب و طعام لیکر یہان نہین آئے ہمارا
بسبب بھوک اور پیاس کے حال ابتر ہے مقبل وفادار نے عرض کیا اے حمزہ صاحبقران آپ تو خواجہ عمرو کی عادت
سے خوب واقف ہین مجکو بظاہر معلوم ہوتا ہے خواجہ عمرو نے کسی سے زبردستی آب و طعام طلب کیا ہوگا اور روپیہ جو
آپ نے دیا تھا وہ روپیہ نہ دیا ہوگا اور شخص نے آب و طعام دینے سے انکار کیا ہوگا درمیان مین کچھ فساد
ہوا ہوگا شاید اسی وجہ سے خواجہ عمرو نہین آئے ہین یا اور کوئی سبب ہوا ہو حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے
مقبل وفادار بیشک تم سچ کہتے ہو خواجہ عمرو کے شہر پر ہونے مین کچھ شک نہین اور یہ بھی تعجب نہین کہ
کسی سے خواجہ نے آب و طعام طلب کیا ہو اور اسنے نہ دیا ہو اور باہم فساد ہوا ہو لیکن باین خیال یہان اب
توقف کرنا مناسب نہین ہے چلو خواجہ عمرو کی خبر لین دیکھین انسے کس شخص سے تکرار ہوئی ہے مقبل نے عرض کیا
مناسب تو یہی ہے کہ آپ یہان سے تشریف لیجا کر خواجہ عمرو کی خبر لین مین بھی ہمراہ رکاب چلتا ہون غرض حمزہ
صاحبقران بہمراہی مقبل وفادار درہ کوہ سے نکلا جس طرف خواجہ عمرو گئے تھے چلے بعد قطع راہ جب حمزہ
صاحبقران شہر مین داخل ہوئے شہر کو نہایت آباد دیکھا اور مردمان شہر کو گروہ گروہ ایک جانب یہ باتین باہم
کرتے ہوئے جاتے دیکھا کہ آج شہر مین طرفہ واقعہ سننے مین آیا ہے کہ ایک شخص کسی اور ملک کا رہنے والا کھوٹا
روپیہ یہان کی بازار مین لیکر آیا تھا اور کوئی شے خریدتا تھا بوجہ کھوٹا روپیہ دینے کے دوکاندار نے اسکو
پکڑ کے کوتوال کے حوالہ کیا ہے اب ہم بھی دیکھنے کو جاتے ہین دیکھین یہ خبر سچ ہے یا جھوٹھ ہے حمزہ صاحبقران
گفتگو ان مردمان شہر کی سنکے سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو ہی نے کھوٹا روپیہ نکالکر دوکاندار کو دیا ہوگا وہی
گرفتار ہوئے ہین غرض حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار انہین مردمان شہر کے ہمراہ کوتوالی مین آئے
حمزہ صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ چند سپاہی خواجہ عمرو کو اچھی طرح پکڑے ہوئے بیٹھے ہین اور ایک شخص
مغموم و حزین بیٹھا ہوا ہے محرر بیٹھا ہوا ایک بقال کا بیان لکھ رہا ہے حمزہ صاحبقران نے ایک سے پوچھا
یہ شخص و ملول بیٹھا ہوا ہے یہ کون ہے اسنے حمزہ صاحبقران سے کہا یہ نانپز ہے اسی نانپز کو اس شخص نے
جسکو سپاہی پکڑے ہوئے بیٹھے ہین کھوٹا روپیہ دیکر شیرمالین اور روٹیان لی تھین حمزہ صاحبقران کو جب یہی
حقیقت معلوم ہوگئی اسوقت حمزہ صاحبقران نے آگے بڑھکر فرمایا کہ اے کوتوال اس شخص کو جسے سپاہی
پکڑے ہوئے بیٹھے ہین رہا کر دے ورنہ تیرے حق مین اچھا نہوگا کوتوال شہر نے حمزہ صاحبقران سے کہا اس
شخص نے کھوٹا روپیہ اس دوکاندار کو دیا ہے اسکو سزاے سخت ہوگی اور تم کون ہو جو اسکی سفارش کرتے ہو اور کیا
کہا تھا کہ اگر اسکو رہا نہ کروگے تو تمہارے حق مین باعث خرابی ہوگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا مین نے
تجھسے یہ کہا کہ اگر اسکو رہا نہ کریگا تو مین تجکو قتل کر دونگا کوتوال شہر کو حمزہ صاحبقران کی گفتگو سنکے
غصہ آیا اور سپاہیون سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اس شخص کو بھی گرفتار کر لو ہمکو قتل کرنے کو کہتا ہے سپاہی
بحکم کوتوال حمزہ صاحبقران کی جانب بڑھے حمزہ صاحبقران نے ایک سپاہی کو گھونسے مارکر ہلاک
کیا اور تلوار اسکی لیکر اور سپاہیون پر حملہ کیا مقبل وفادار نے بھی ایک سپاہی سے تلوار چھینکر حملہ کیا خواجہ
عمرو حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کے آجانے سے خوش ہوئے اور دلمین خیال کرنے لگے کہ اب مین
رہا ہو جاؤنگا خواجہ تو اپنی رہائی کا خیال کر رہے ہین لیکن حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار نے ان سب
سپاہیون کو جو گرفتار کرنے کے واسطے بڑھے تھے قتل کیا اب تو کوتوال کو اور زیادہ غصہ آیا اور کچھ سپاہیون کو ہمراہ لیکر

حمزہ صاحبقران کے سامنے آیا اور تلوار کھینچکر حمزہ صاحبقران سے لڑنے لگا حمزہ صاحبقران نے کوتوال کو بذریعہ شمشیر آبدار ایسا زخمی کیا کہ وہ زمین پر گر پڑا پھر حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار نے چند سپاہیونکو قتل کر کے خواجہ عمرو کو رہا کیا جب خواجہ عمرو رہا ہوے انھون نے بھی کوتوالی سے ایک خنجر لیکر لڑنا شروع کیا اور حقہ آتشباری عطا کیا ہوا حضرت جبرئیل علیہ السلام کا نکالکر سپاہیون کی طرف داغا سپاہی اکثر جل گئے اور بہت سے حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کے ہاتھ سے قتل ہوے آخر تاب مقابل نلاکر بھاگے اور روتے ہوے در سلطانی کی جانب اس واقعہ کی خبر کرنے واسطے چلے جو لوگ کہ لڑائی دیکھ رہے تھے وہ بھی بھاگے شہر مین ایک ہنگامہ عظیم ہوا دکانداروں نے اپنی دکانین بند کر دین نان پز حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے مارا گیا خواجہ عمرو نے کوتوالی مین جسقدر روپیہ پایا لوٹ لیا حمزہ صاحبقران کوتوال کے گھوڑے پر سوار ہوئے اور مقبل بھی اور ایک گھوڑے پر سوار ہوے جب سپاہی صدہا قتل ہوئے اور کچھ بھاگ گئے اسوقت حمزہ صاحبقران سے خواجہ عمرو نے کہا اے امیر اب یہان سے کسی جانب چلئے یہان ٹھہرنا اچھا نہین حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ بھاگنا شیوہ بہادرون کا نہین ہے مین ہرگز نہ بھاگونگا خواجہ عمرو نے کہا اے حمزہ صاحبقران مین یہ کب کہتا ہون کہ آپ بھاگ جائیے کسی طرف فکر آب و غذا مین تشریف لیچلئے حمزہ صاحبقران نے کہا اچھا اے خواجہ چلو یہ کہکر حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار گھوڑون پر سوار کوتوالی سے نکلے اور خواجہ عمرو بھی ہمراہ رکاب حمزہ صاحبقران ہوئے اور ایک جانب چلے مردان بازاری حمزہ صاحبقران کو دیکھ کر بھاگ گئے غرض حمزہ صاحبقران بعد تھوڑی دور راہ قطع کرنے کے ایک صحرائے سبزہ زار مین پہونچے جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک باغ پر بہار اس صحرائے سبزہ زار مین ہے اسوقت حمزہ صاحبقران سے کہا اے امیر باتوقیر چلئے اس باغ کی سیر کرین امیر باتوقیر نے فرمایا اچھا چلو غرض حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو دروازہ باغ پر آئے دیکھا کہ دروازہ اسکا مانند چشم مخمور محبوب کے بند ہے لیکن کچھ کچھ درخت باغ کی مانند قد موزون جانان کے معلوم ہوتے ہین اور بار اثمار سے جسوقت ہوا چلتی ہے جھومتے ہین باد نسیم جو بوے گل سے بس کر آتی ہے دماغ جان کو معطر کرتی ہے چاردیواری اس باغ رشک ریاض گلشن ارم کی ایسی سنگ مرمر سے صاف کی ہے کہ مانند آئینہ کے روشن ہے بلکہ آئینہ سکندری سے بھی صفائی مین بہتر ہے حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا اس باغ کی سیر کرنے کا ہمکو اشتیاق ہے ہم تو اب گھوڑے کو دیوار سے جست کر کے اس باغ مین جاتے ہین خواجہ عمرو نے کہا اے حمزہ صاحبقران تامل کیجیے مین ابھی اس باغ کا دروازہ کھولے دیتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو دیوار باغ پر بذریعہ کمند آئے اور پھر باغ مین داخل ہوکر کنڈی کھول دی حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار باغ مین گئے امیر باتوقیر نے وہ باغ عجب پر بہار دیکھا باغبان جہان کی قدرت ہر ایک نخل سے اس باغ کی ظاہر و آشکار تھی جابجا تھالون مین پھولون کے انبار تھے کئی فرسخ کی گرد مین وہ باغ تھا اور چارون کونون پر اس باغ کے چار بنگلے نہایت نادر بنے ہوئے تھے گرد بنگلون کے علاوہ گلہاے رنگا رنگ کے سبزہ نو دمیدہ کف انہر مین خوش آب جابجا اس باغ مین جاری تھین مرغان خوش الحان گلشن چہچہے کرتے تھے خصوصاً عندلیبان خوش نوا کی صدا سنکے گلہاے باغ خوش ہوکر ہنستے تھے اور غنچے شاد ہو کے مسکراتے تھے القصہ حمزہ صاحبقران نے ہوا اس باغ جنت نظیر کی کھائی اور سیر کی غلبہ تشنگی اور خواہش طعام فی الجملہ کم ہوئی دل کو فرحت و راحت حاصل ہوئی بعد سیر باغ کے حمزہ صاحبقران نے باغ مین بارہ دری

تھی وہان تشریف لائے دیکھا کہ پردے نفیس و نادر پڑے ہین کلابتون کی ڈوریون سے بندھے ہین حسب باوری کر
اندر داخل ہوئے ملاحظہ کیا فرش مکلف بچھا ہے جو سامان عیش و سرور موجود اور مہیا ہے چنگیر و گوشے
عطردان پاندان جابجا قاعدے اور طرح سے رکھے ہین اوٹ پھولون کے کٹہرے ہین پلنگ جواہرنگار بچھے ہین
ایک جانب سامان اسباب مینوشی ہر جام اور ساغر اور شیشہ شراب کے ایک کباب اور اشیاء سے گزک ہین کسی
کسی جانب آبدار خانہ ہے کسی جانب جواہر خانہ ہے الغرض ہر طرح کا سامان عیش و راحت موجود ہے حمزہ
صاحبقران نے خیال کیا کہ یہ باغ کسی بادشاہ ذیجاہ کی سیرگاہ ہے امیر باتوقیر جو بارہ دری مین ٹھہرے خواجہ
عمرو ایک کرسی جواہرنگار اسی بارہ دری سے اٹھا لائے حمزہ صاحبقران اس کرسی جواہر پر بیٹھے عیار
وفادار وہان سے نگہبانی کرنے لگے خواجہ عمرو روبرو حمزہ صاحبقران حاضر رہے اسوقت حمزہ
صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ پردے بارہ دری کے اٹھا دو خواجہ نے پردے باندھ دیئے حمزہ صاحبقران
بارہ دری سے سیر باغ کی دیکھنے لگے ناگاہ سامنے سے ایک پیرمرد سر پر دستار رکھے ہوئے چکن پہنے ہوئے کمر مین
پٹکا باندھے ہوئے ایک بیلچہ طلائی جسکا دستہ بھی نہایت نفیس تھا ہاتھ مین لئے ہوئے ظاہر ہوا اسنے اول
دو گھڑی باغ مین ایک درخت سے بندھے ہوئے دیکھے پھر جانب بارہ دری جو آیا دیکھا اسنے ایک
لڑکا نہایت خوبصورت آٹھ نو برس کا غنچہ دہن سیمین رنگ ہاشمی چہرہ پر نور ہویدا خال سبز بھی ظاہر کرسی
جواہرنگار پر بارہ دری مین بیٹھا ہوا سیر باغ کی کر رہا ہے یہ دیکھتے ہی اس پیر کے ہوش و حواس بجا نہ رہے
ایسی اسکے دل مین محبت پیدا ہوئی کہ ایک جان کیا ہزار جان سے حمزہ صاحبقران پر شیفتہ ہوا اور قریب
آکر پوچھنے لگا کہ اے نونہال گلشن کامرانی و اے گل حدیقہ حسن لاثانی حضور پرنور کہان سے تشریف لائے ہین
دولتسرا کو چھوڑے ہوئے کتنا زمانہ ہوا ہے اور کیونکر اس باغ مین تشریف لانے کا اتفاق ہوا حمزہ صاحبقران
نے فرمایا اے پیر خوش تدبیر آگاہ ہو کہ مین اک مرد مسافر ہون بوجہ طے کرنے راہ دور و دراز کے تھک گیا تھا
یہان آکر بیٹھ گیا اگر تمہارا کچھ نقصان میرے یہان بیٹھنے سے ہو تو مین چلا جاؤن اب تم اپنی حقیقت سے مجکو اطلاع
دو اسی باغ مین رہتے ہو یا اور کہین اس پیرمرد نے عرض کیا کہ مین ایک ملازم شاہ یمن کا ہون اور حفاظت
اس باغ کی کرتا ہون اور یہ باغ بھی بادشاہ یمن کا ہے تھوڑا زمانہ گذرا ہے کہ میرا فرزند نوجوان جسنے اچھی طرح بہار گلشن
شباب کی سیر نہ کی تھی بحکم باغبان گلشن جہان مثل بوئے گل گلستان دہر سے سوئے عدم گیا اسکے صدمہ جدائی نے میرے
دل کو مثل لالہ کے داغدار کیا ہے مین نے جو اسوقت حضور کو یہان بیٹھے ہوئے دیکھا مجکو اپنا فرزند یاد آگیا اب حضور
مجھسے کوئی خدمت لین جو فرمائین مین ابھی بجا لاؤن حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے پیرمرد خوش انجام اگر تمہاری
یہی خوشی ہے کہ مین کوئی خدمت تمسے لون تو اسوقت میرے واسطے اور میرے عیار کے واسطے قسم طعام سے جو ممکن ہو
لاؤ پیرمرد نے عرض کیا کہ ہر قسم کا کھانا یہان موجود ہے حضور کے واسطے لاتا ہون امیر باتوقیر نے پھر یہ خیال کیا
کہ یقین ہے کہ یہ ملازم شاہ یمن کا کافر ہوگا اسکا پکایا ہوا طعام تو مناسب نہین ہے کہ مین کھاؤن پس ایسی چیز سے فرمائش
کرون جو خشک ہو اور کھانا اس شے کا کافر سے لیکر شرع مین درست ہو یہ خیال کرکے حمزہ صاحبقران نے اس
مرد پیر خوش تقریر سے کہا اسوقت ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ خرمے تازہ درخت کے ٹوٹے ہوئے ہم کھائین اگر تمہارے
امکان مین ہون تو لاؤ اور سوا اسکے اور کوئی غذا ہم نہ کھائینگے اس پیرمرد نے عرض کیا اے خداوند نعمت
درخت کے بلند مین خرمے تو کسی طرح دستیاب نہین ہو سکتے اگر فرمائین تو مین سب حاضر کرون جسوقت اس کی خوشی

نے خرمے حاضر کرنے سے عذر کیا خواجہ عمرو نے کہا ای پیر مرد اگر تمہاری اجازت ہو تو مین درخت پر چڑھ جاؤن
اور خرمے توڑ کر لے آؤن وہ بڈھا خواجہ عمرو کی گفتگو سنکے حیران ہوا اور کہنے لگا کہ مین بھی دیکھون آپ کیونکر ایسے
درخت پر چڑھ جاتے ہین اور خرمے توڑ کر گراتے ہین بس بس خاموش رہیے اسقدر زیادہ گوئی نہ کیجئے اپنی جان
عزیز کو تلف نہ کیجیے ہرگز آپ سے خرمے کے درخت پر چڑھا نہ جائیگا اگر درخت پر چڑھ جایئے گا تو ضرور گر کے مر جائیگا
ہڈیان ریزہ ریزہ ہو جائینگی خواجہ عمرو نے کہا ای پیر خوش تقریر اگر تم اجازت درخت پر چڑھنے کی دیدو تو
پھر تماشا دیکھو کہ کیونکر مین درخت پر چڑھ جاتا ہون اور کتنے خرمے توڑتا ہون اُس ملازم شاہ یمن نے کہا اگر آپ سے
درخت پر چڑھا جاسے تو جایئے خرمے توڑ کے کھایئے اور لے آیئے خواجہ عمرو کو جب اُس بڈھے نے اجازت
درخت پر چڑھنے کی دی فی الفور خواجہ عمرو اُٹھے اور قریب درخت کے گئے اور بہت جلد درخت پر چڑھ گئے
اور سنبھل کر بیٹھے اور خرمے توڑ توڑ کر اور حمزہ صاحبقران کو دکھا دکھا کر کھانا شروع کیے حمزہ صاحبقران
نے فرمایا ای برادر ای خواجہ عمرو بے انصافی نہ کرو ہم بھی بھوکے ہین ہمکو بھی خرمے دو خواجہ عمرو نے کہا اچھا لیجیے
یہ کہکر دو چار خرمے کچے توڑ کے پھینک دیے اُسوقت حمزہ صاحبقران کو غصہ آیا اور فرمایا کہ اے خواجہ عمرو اگر مین تمکو
پا جاؤن تو خرمے نہ دینے کا مزا چکھاؤن خواجہ عمرو نے کہا اسوقت تو مین ایسی جگہ بیٹھا ہون کہ آپ یہان تک آ نہین سکتے
جب مین درخت سے اُتر آؤنگا اسوقت آپ مجھسے سمجھ لیجیے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ تم یہ سمجھے ہوئے ہو کہ مین
درخت پر چڑھ نہین سکتا اگر مین ابھی درخت پر زور کرون تو جڑ سے اکھیڑ کے پھینک دون اور تمکو اچھی طرح سے درست کرون
خواجہ عمرو نے کہا یہ درخت کچی ہوئی جڑ کا نہین ہے جو مثل اُن درختون کے جڑ سے اکھڑ جاے اسلیے کا جھوٹ
حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے یہ گفتگو طعن آمیز سنی اُسوقت حمزہ صاحبقران کو غصہ آیا
اور بے اختیار کرسی سے اُٹھکر قریب اُس درخت کے آکر اور دونون ہاتھون سے اُس درخت کو پکڑ کے ایسا
زور سے جھٹکا دیا کہ وہ درخت جڑ سے اکھڑ کے زمین پر گرنے لگا خواجہ عمرو یہ حال دیکھکر درخت سے
لپٹ گئے جب وہ درخت نیچا ہو کر زمین پر گرنے لگا خواجہ عمرو درخت پر سے جست کر کے زمین پر آئے درخت
خرمے کا خواجہ عمرو سے علیحدہ زمین پر گرا اُسوقت خواجہ عمرو خرمے اُس درخت کے پکے پکے توڑنے لگے کہ اے
حمزہ صاحبقران مین بھی یہی چاہتا تھا کہ آپ اُس درخت کو اکھیڑین اسی واسطے مین خرمے نہین دیتا تھا
لیجیے اب مین آپ کے واسطے پکے پکے لاتا ہون آپ کھایئے غصہ نہ فرمایئے حمزہ صاحبقران خواجہ کی
باتون پر ہنسنے لگے خواجہ عمرو نے بہت سے خرمے توڑے اور اُسی بارہ دری سے دو تین قابین لیکر اور اُنکو آب نہر سے
پاک کر کے خرمے اُنھین قابون مین رکھے اور ایک ظرف مین پانی بھی نہر سے لیکر حمزہ صاحبقران کے روبرو
آئے اور وہ قابین جسمین خرمے تھے اور وہ ظرف آپ سامنے امیر با توقیر کے رکھکر کہنے لگے اے امیر با توقیر بسم اللہ
خرمے کھایئے حمزہ صاحبقران بارہ دری مین کرسی پر بیٹھکر خرمے کھانے لگے اور مقبل وفادار اور خواجہ
عمرو کو دیے یہ دونون بھی خرمے کھانے لگے جب اُس پیر مرد نے دیکھا کہ لڑکے نے درخت کو جڑ سے اکھیڑ ڈالا اور اب
بیٹھا ہوا خرمے کھا رہا ہے یہ زور و قوت دیکھکر نہایت متحیر ہوا اور متردد ہوا آخر حمزہ صاحبقران سے کہنے لگا
حضور نے اچھا کیا خرمے کے درخت کو بیکار اکھیڑ ڈالا اُس درخت کو شاہ یمن نہایت دوست رکھتا تھا کیونکہ مثل اُس
درخت کے ملک یمن مین اور درخت نہ تھا اُس درخت کا خرما نہایت شیرین اور تحفہ ہوتا تھا اب مجھکو یہ تشویش ہے کہ اگر
درخت کے اکھیڑنے کا حال شاہ یمن سنیگا تو مجھکو اور آپکو سزاے سخت دیگا عجب نہین کہ حکم قتل کا دے حمزہ

صاحبقران نے جب یہ تقریر مرد پیر سے سنی نہایت ہی برہم ہوئے اور فرمانے لگے شاہ یمن کی کیا مجال اور کیا طاقت کہ مجکو قتل کر سکے یہ فرماکر اسی غصہ مین کئی درخت اُکھڑا ور اکھیڑ ڈالے اور بارہ دری مین آکر خواجہ عمرو ومقبل وفادار سے فرمایا کہ ہر ایک چیز کو بارہ دری کی برباد کرو خواجہ عمرو اور مقبل وفادار صراحی و شیشہ و جام وغیرہ توڑنے لگے اور جملہ اسباب و سامان عیش و راحت کو جو وہان موجود تھا موجود تھا مال کافر جانکر برباد کرنے لگے پیر مرد بیتاب و بیقرار ہوکر عرض کرنے لگا خداوندنعمت آپ اسباب عیش و عشرت شاہ یمن کو برباد نہ کیجیے شیشہ وساغر نہ توڑیے باغ سے چلے جائیے ابھی دیر خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کو شیشہ و صراحی وغیرہ کے توڑنے کو منع کرتا تھا ناگاہ چند مالی آئے اور درخت گرے ہوئے دیکھکر مرد پیر سے پوچھنے لگے کہ یہ درخت کیونکر گر پڑے مرد پیر نے تمام کیفیت بیان کی مالیون نے کہا کہ ہم ابھی جاتے ہین اور شاہ کو اطلاع دیتے ہین ہر چند مرد پیر نے منع کیا مگر مالیون نے ایک نہ مانا اور باغ سے نکلکر جانب دولتسرا ے شاہ یمن روانہ ہوئے مالی تو بہر اطلاع خدمت شاہ یمن مین روانہ ہوئے ہین یہان بارہ دری مین حمزہ صاحبقران کرسی پر بیٹھے ہین خواجہ عمرو اور مقبل وفادار شیشہ و جام و صراحی و ساغر وغیرہ توڑ رہے ہین مرد پیر منع کر رہا لیکن اب حال اُن سپاہیون کا لکھا جاتا ہے جو کوتوالی سے بھاگ کر در دولت سلطانی کی جانب بالا دوڑے گئے تھے جب وہ سپاہی باحال پریشان گریہ کنان در دولت سلطانی پر پہونچے بعد دریافت کرنے سے اُن سپاہیون کو یہ معلوم ہوا کہ شاہ یمن حوالی یمن مین واسطے شکار کے تشریف لے گئے ہین جب سپاہیون کو یہ دریافت ہوا کہ شاہ یمن یہان نہین ہین اسی وقت بلاتوقف وہ سپاہی بھی بعجلت تمام واسطے اطلاع دینے واقعہ مذکور کے شکارگاہ مین بصد نالہ و بکا آئے شاہ یمن نے اُن سپاہیون کو گریان دیکھکر سبب نالہ و بکا کا دریافت کیا سپاہیون نے اول جھک کر بصد ادب سلام کیا پھر کامل حال ابتدا سے انتہا تک عرض کیا شاہ یمن نے برہم ہوکر فرمایا تم کیسے سپاہی تھے کہ دو لڑکون کے خوف سے بھاگ گئے اور اُنکو قتل یا گرفتار نہ کر سکے اور اُس مجرم کو اپنی حفاظت و حراست مین نہ رکھ سکے سپاہیون نے بصد لجاجت عرض کیا حضور وہ لڑکے بڑے غضب کے تھے نہایت جرار اور بہادر تھے ہر چند کہ حضور کے لشکر مین بڑے بڑے نامی دلاور اور بہادر ہین لیکن خداوند ہمارے نزدیک مثل اُن لڑکون کے کوئی شجاع اور دلیر نہین ہے جس وقت وہ لڑکے کوتوالی مین آئے تھے اور بعد گفتگوے سخت انھون نے لڑنا شروع کیا تھا خداوندنعمت ہم کیا عرض کرین اُنکی تلوارین جن جن سپاہیون کے سرون پر پڑتی تھین وہ سپاہی دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑتے تھے کوئی سپاہی اُنکے قریب جا نہ سکتا تھا ہر ایک لڑکے کی تلوار مثل برق کے چمکتی تھی اور جس سپاہی کے سر پر چمک کے آتی تھی خرمن حیات کو اُسکے ایک دم مین خاک مین ملا دیتی تھی یہانتک کہ قیماس خان یمنی کوتوال صاحب ہمارے افسر جو بڑے بہادر تھے وہ بھی ایک لڑکے کے ہاتھ سے ایسے زخمی ہوئے کہ زمین پر گر پڑے اُنہین نہین معلوم کہ زندہ ہین یا مر گئے پس حضور ہم ایسے دلاور لڑکون کو کیونکر قتل کرتے اور کس طرح گرفتار کرتے شاہ یمن نے پوچھا یہ بھی تمکو معلوم ہے کہ وہ لڑکے کہان رہتے ہین اور بعد لڑنے کے کہان گئے سپاہیون نے عرض کیا حضور ہمین نہین معلوم کہ وہ لڑکے بعد جنگ و جدل کے کس جانب گئے کیونکہ ہم سب حضور کو اس واقعہ کی اطلاع دینے قبل اُنکے جانے کے کوتوالی سے چلے تھے لیکن یہ بخوبی جانتے ہین۔

کہ وہ لڑکا مجرم اور وہ دونوں لڑکے یمن کے رہنے والے نہیں ہیں شاہ یمن نے تمام و کمال تقریر سپاہیوں کی سنکے اُن تینوں سپاہیوں کو حکم دیا کہ کوتوالی میں جلد جاؤ جو سپاہی زخمی ہوں اُنکو شفاخانہ میں داخل کردو اور جو سپاہی قتل ہوئے ہوں اُنکو اُٹھوا دو سپاہی بموجب حکم کوتوالی میں آئے اور حکم شاہ یمن بجالائے بعد جانے سپاہیوں کے شاہ یمن نے بھی شکارگاہ سے مراجعت کی جب شاہ یمن شکارگاہ سے آکر تخت حکومت پر بیٹھا جملہ وزرا اور امرا حاضر دربار ہوئے شاہ یمن نے وزرا سے پوچھا بالفعل جو واقعہ ہوا ہے اس مقدمہ میں اب کیا کرنا چاہیے کیونکر ان لڑکوں کا پتا لگانا چاہیے وزرا نے عرض کیا حضور چاہیے سوار ہرکارے روانہ فرمائیں یقین ہے کہ وہ لڑکے گرفتار ہونگے کیونکہ بوجہ کمسنی کے ابھی دور نہ گئے ہونگے شاہ یمن وزرا کی رائے پسند کرکے اسی وقت ہزار ہا ہرکاروں اور سواروں کو طلب کیا اور فرمایا جو ہرکارہ یا سوار اُن لڑکوں کا پتا لگائیگا یا اُنکو گرفتار کرکے لائیگا سرکار سے انعام پائیگا غرض ہرکارے اور سوار بموجب حکم شاہ یمن اور بہ طمع زر کثیر چاروں جانب روانہ ہوئے اور دور دور جا جا کر لڑکوں کی جستجو کرنے لگے کوئی سوار دریا کے کنارے ڈھونڈھنے کو گیا اور کوئی ہرکارہ صحرا میں تلاش کرنے لگا ان میں سے ایک ہرکارہ جانب باغ شاہ یمن جو واسطے لڑکوں کی جستجو کے گیا اُسنے مرکبوں کے سموں کے نشان پائے ہرکارہ باوجودیکہ یہ آگاہ نہ تھا کہ وہ لڑکے گھوڑوں پر سوار ہیں اور اسی طرف سے گئے ہیں لیکن وہ ہرکارہ گھوڑوں کے سموں کے نشان دیکھتا ہوا اور اپنے دل میں یہ خیال کرتا ہوا کہ اس جانب گھوڑے پر سواروں کو ان اشخاص نے کئے ہیں دیکھنا چاہیے تا در باغ آیا اور در باغ کو کھلا پایا ہرکارے نے جو درباغ کی جانب غور سے دیکھا تو باغ میں دو گھوڑے ایک درخت سے بندھے ہوئے نظر آئے ہرکارہ گھوڑوں کو دیکھکر دل میں خیال کرنے لگا کہ یہ باغ تو خاص شاہ یمن کی سیر کا ہے اور شاہ یمن دربار میں تخت پر بیٹھا ہوا ہے آج اس میں کون آیا ہے ذرا باغ میں جاکے دیکھنا چاہیے غرض وہ ہرکارہ یہ خیال کرکے باغ میں آیا پہلے کئی درختوں کو دیکھا کہ جڑ سے اکھڑے ہوئے زمین پر پڑے ہیں دل میں اپنے اُن درختوں کو دیکھکر خیال کرنے لگا کہ آج تو آندھی بھی نہیں آئی ہوا بے تند بھی نہیں چلی یہ درخت کیونکر جڑ سے اکھڑ گئے ہیں ہرکارہ یہ خیال کرتا ہوا آگے بڑھا جب بارہ دری کے قریب پہونچا دیکھا اُسنے ایک لڑکا نہایت خوبصورت کرسی جواہر نگار پر بارہ دری میں بیٹھا ہے اور دو لڑکے بارہ دری میں شیشہ و صراحی وغیرہ توڑ رہے ہیں مرد پیر اُنکو ہرچند منع کرتا ہے مگر وہ لڑکے اپنی شرارت سے باز نہیں آتے ہیں مرد پیر کا کہنا نہیں مانتے ہیں برابر ہر ایک پیڑ کو پہاڑ رہے ہیں اور کبھی جھاڑ اور کنول وغیرہ توڑ رہے ہیں ہرکارے نے مرد پیر کو علیحدہ لیجاکر پوچھا یہ لڑکے کون ہیں کہاں سے آئے ہیں شاہ یمن کے کیا عزیز قریب ہیں جو اس باغ کی سیر کو آئے ہیں مرد پیر نے ہرکارے سے کہا مجھکو نہیں معلوم یہ لڑکے کون ہیں کہاں سے آئے ہیں اُنھوں نے تو اس باغ میں آکر کئی درخت جڑ سے اکھاڑ ڈالے ہیں اب بارہ دری جھاڑ اور کنول وغیرہ توڑ رہے ہیں میں ہرچند منع کرتا ہوں لیکن یہ لڑکے کسی طرح نہیں مانتے زیادہ اسلئے تحت و تکرار بھی نہیں کرسکتا ڈرتا ہوں کہیں مجھکو ہلاک نہ کریں کیونکہ یہ لڑکے بڑے صاحب زور و قوت ہیں ہرکارہ سمجھ گیا وہی لڑکے ہیں جنھوں نے کوتوالی میں سپاہیوں کو قتل کیا ہے اور کوتوال قماس خان یمنی کو زخمی کیا ہے پھر وہ ہرکارہ اپنے دل میں یہ خیال کرنے لگا کہ میں ان لڑکوں کو گرفتار کرسکونگا بہتر یہی ہے کہ بہانے

جلد جاکر شاہ یمن کو ان لڑکون کے ملنے کی خبر کردون اور زر کثیر انعام مین لون ہرکارہ یہ خیال کرکے بخوشی و خرمی باغ سے چلا خواجہ عمرو نے جو اُس ہرکارے کو مرد پیر سے باتین کرتے دیکھ لیا تھا اور اب اُس ہرکارے کو جاتے دیکھا تو امیر حمزہ صاحبقران سے ہرکارے کے آنے اور جانے کا حال بیان کیا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ کچھ تردد اور فکر نکرو اگر شاہ یمن ہمارے یہان آنے کی کیفیت سے واقف بھی ہوگا تو کیا ہوگا ہم اُس سے اور اُسکی فوج سے کسی طرح نہین ڈرتے حمزہ صاحبقران سے خواجہ عمرو نے کہا میرے نزدیک تو مناسب یہ ہے کہ اس ہرکارے کو باغ سے نہ جانے دیجیے آپ مجکو اجازت دیجیے مین اس ہرکارے کو جاکر ہلاک کردون یہ ہرکارہ جاکر خبر کریگا شاہ یمن فوج ہماری گرفتاری کو روانہ کریگا لڑائی ہوگی نہین معلوم انجام لڑائی کا کیا ہو حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ کچھ اندیشہ نکرو اگر شاہ یمن فوج روانہ کریگا تو دیکھ لیا جائیگا خواجہ عمرو چپکے ہو رہے اور وہ ہرکارہ در مدعا حاصل کرکے باغ سے نکلکر بعد عجلت جانب در دولت شاہ یمن روانہ ہوا اور بتقطیع راہ اُسوقت روبروے شاہ یمن پہونچا کہ چند مالی سامنے شاہ یمن کے کھڑے ہوئے حمزہ صاحبقران وغیرہ کی کیفیت بیان کر رہے تھے اور شاہ یمن تخت حکومت پر بیٹھا ہوا سُن رہا تھا بعد بیان کرنے اور اطلاع دینے مالیونکے اُس ہرکارے نے بھی پایۂ تخت شاہ یمن کو بصد ادب بوسہ دیا اور دعائے بادشاہی بجا لاکے حمزہ صاحبقران وغیرہ کا باغ مین درختون کا گرا دینا اور لڑکون کا جھاڑ وغیرہ توڑنا جو کچھ دیکھا تھا اور مرد پیر سے سنا تھا بیان کیا جب شاہ یمن کو یقین کامل ہوگیا کہ وہ لڑکے میرے باغ مین ہین اُسوقت بقہر و غضب یہ حکم کیا کہ جلد بارہ ہزار سواران جرار مسلح ہون جب بموجب حکم شاہ یمن بارہ ہزار سوار مسلح ہو چکے اُسوقت شاہ یمن بھی تخت سے اٹھکر ایک مرکب پری پیکر پر سوار ہوا اور چند افسران فوجکو مع سواران مذکور اپنے ہمراہ لیکر اپنے باغ کی طرف واسطے قتل کرنے حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو کے روانہ ہوا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ ابھی تک شاہ یمن حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار اور خواجہ عمرو کے نام و نسب سے بالکل آگاہ نہین ہے غرض جب شاہ یمن قریب اپنے باغ کے پہونچا یہان حمزہ صاحبقران اُسی طرح سے بیٹھے تھے اور مقبل وفادار اکثر جھاڑ اور کنول اور شیشہ و ساغر وغیرہ توڑ رہے تھے اور خواجہ عمرو اپنے دل مین یہ خیال کر رہے تھے کہ کیونکر یہ سب مال و اسباب یہان سے اپنے گھر لیجاؤن اور اپنے قبضہ مین کردون کیونکہ ابھی تک خواجہ عمرو کے پاس زنبیل نہین ہے ناگاہ حمزہ صاحبقران کے کان مین آواز سم سمندان آئی حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا ذرا خبر تو لاؤ یہ غبار کیسا بلند ہوا اور گھوڑون کے سمون کی آواز کس طرف سے آتی ہے خواجہ عمرو بموجب فرمانے حمزہ صاحبقران کے باغ سے نکلکر جلد تر روانہ ہوئے بعد تھوڑی دور جانے کے خواجہ عمرو نے دیکھا فوج اسطرف چلی آتی ہے ڈنکے پر چوب پڑ رہی ہے نشان فوج کے بلند ہین ایک ایک سوار مسلح ہے جب سوار عمرو کے قریب آئے خواجہ عمرو نے ایک سوار سے اسوجہ سے زبان یمنی مین پوچھا یہ لشکر کہان جاتا ہے کہ خواجہ عمرو کو حضرت جبرئیل دانۂ انگور کھلا چکے تھے ہر زبان کے سمجھنے اور بولنے کی قوت آچکی تھی غرض اُس سوار نے کہا یہ لشکر شاہ یمن کا ہے اور سنتے جو باغ ہے اُسی باغ مین دو تین لڑکے ہین اُنھون نے کوتوالی مین سپاہیون کو قتل کیا ہے اور اب سُنا ہے کہ باغ مین اکثر درخت جڑ سے اکھاڑ ڈالے ہین سوا درختون کے بارہ دری مین اکثر اشیاء توڑ ڈالی ہین اب شاہ یمن خود اس لشکر کو لئے ہوئے اس ارادے سے جاتا ہے کہ اُن لڑکون کو تہ تیغ کرے خواجہ عمرو نے اُس سوار سے کہا شاہ یمن کی کیا مجال جو اُن لڑکون کو قتل یا گرفتار کرسکے اُس سوار نے پوچھا تو کون ہے جو شاہ یمن کو اسطرح

کہتا ہی خواجہ عمرو نے جواب دیا آگاہ ہو مین ملک الموت ہون یہ کہکر خواجہ عمرو نے اس پھرتی سے اُس سوار کے
خنجر مارا کہ سر اسکا جدا ہو کر زمین پر گر پڑا لشکریون نے اُس سوار کو قتل کرتے ہوئے دیکھکر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو گھیر لیا
اور چاہا کہ گرفتار کر لین یا قتل کرین عمرو نے اُسوقت وہی حقہ جو حضرت جبرئیل نے کوہ بوقبیس پر دیا تھا نکالا اور داغ
کر جو مردان لشکر پر مارا صدہا کے تنون مین آگ لگ گئی بہت سے جل گئے خواجہ عمرو نے لوٹ مارکر خنجر
آبدار سے پیر بہت سے سوارون کے اُڑا دئے وہ سوار جنکے پیر کٹ گئے تھے وہ زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگے
بعد اسکے خواجہ عمرو جست کرکے ایک سوار کے شانے پر چڑھ گئے اسنے گھبرا کر دیکھا کہ کیا آفت نا گہانی آئی اسنے قصد
کیا تھا کہ عمرو کے پیر پکڑے فوراً خواجہ عمرو نے اُسکو خنجر مارا وہ سوار زخمی ہو کر گرا چاہتا تھا کہ خواجہ عمرو
اور ایک سوار کے دوش پر جست کرکے پہونچے اُسکو خنجر مارا وہ بھی ہلاک ہوا غرض اسی طرح خواجہ عمرو نے
صدہا سوار ہلاک کئے فوج مین تہلکہ پڑ گیا شاہ یمن یہ کیفیت دیکھکر حیران ہوا اور مردان فوج کو حکم دیا کہ اس
لڑکے کو گرفتار کرلو خبردار یہ لڑکا بھاگ کر جانے نہ پائے جسوقت کل فوج نے خواجہ عمرو کو گھیر لیا اور خواجہ
عمرو نے دیکھا کہ لشکر عنقریب باغ پہونچ گیا ہے اسوقت خواجہ عمرو نے سفید مہرہ بجایا حمزہ صاحبقران نے
جو آواز سفید مہرہ کی سُنی سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو گھر گئے ہین اور لڑ رہے ہین پس اُسی وقت حمزہ صاحبقران
اور مقبل وفادار گھوڑون پر سوار ہو کر باغ سے نکلے دیکھا کہ خواجہ عمرو فوج مین گھرے ہوئے ہین باجے جنگی بج رہے
ہین تلوارین چمک رہی ہین خواجہ دمبدم حقہ داغ کر مار رہے ہین بعضے سوار بسبب جلنے کے نالہ و فریاد کر رہے
ہین افسران فوج سوارون سے کہہ رہے ہین کہ اس لڑکے کو گھیر لو نکلکے جانے نہ دو غرض حمزہ صاحبقران نے
خواجہ عمرو کو فوج مین گھرا ہوا دیکھکر بیتاب و بیقرار ہو گئے اور بلا توقف شمشیر آبدار کھینچکر مع مقبل وفادار
کے متصل فوج آکر ایسا نعرہ کیا کہ بہادران فوج کے دل دہل گئے بعد نعرہ کرنے کے حمزہ صاحبقران
فوج پر حملہ ور ہوئے اور تیغ آبدار سے سوارون کو قتل کرنا شروع کیا مقبل وفادار بھی تلوار کھینچکر سوارون
کو ہلاک کرنے لگے جس سوار کو حمزہ صاحبقران نے تلوار لگائی اُسکو اسی دم راہ عدم نظر آئی تھوڑی دیر
مین حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار نے میدان کارزار مین لاشون کے انبار لگا دیے اور خواجہ عمرو نے
بھی حقہ سے صدہا مردان فوج کو جلا کر اور خنجر آبدار سے پیر اُنکے قلم کرکے ہلاک کیا دریائے خون کفار میدان کارزار مین جاری
ہوا کیونکہ ایک سمت حمزہ صاحبقران سوارون کو قتل کرتے تھے اور ایک جانب مقبل وفادار کفار کو تہ تیغ کرتے
تھے اور ایک طرف خواجہ عمرو حقہ داغ کر لشکر کفار پر مارتے تھے جب وہ نابکار جلنے لگتے تھے اُسوقت خواجہ
لوٹ لگا کر خنجر سے اُنکے پیر کاٹ لیتے تھے غرض لشکر شاہ یمن مین ایک قیامت برپا تھی بعضے سوار خواجہ عمرو کے
حقہ مارنے سے جلتے تھے اور اکثر سوار حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کی تیغون سے قتل ہوتے تھے
اکثر سوار زخمی تھے لیکن میدان جنگ سے کسی طرح فرار نہوتے تھے جب حمزہ صاحبقران کو بھوک نے زیادہ معلوم ہوئی لڑتے
ہوئے قریب خواجہ عمرو کے آئے اور فرمانے لگے اے برادر اسوقت ہم گرسنہ ہین وہ خرمے جو کھائے تھے تحلیل
ہوگئے اب اگر تم سے تو کہین سے کچھ کھانا لاؤ تاکہ مین کھانا کھا کر اس لشکر کو بھگا دون خواجہ عمرو نے کہا مین ابھی جاتا
ہون اور آپ کے واسطے کھانا لاتا ہون یہ کہکے خواجہ نے حقہ داغ کر مجمع کفار پر مارا کفار جو جلنے لگے اور کسی قدر متفرق
ہوئے ادہر حمزہ صاحبقران نے حملہ کیا کفار کچھ پیچھے ہٹے کچھ قتل ہوئے خواجہ عمرو آگے بڑھے اور پھر حقہ داغ
کر مارا اور خنجر سے اُنکے پیر لوٹ لگا کر کاٹے مقبل وفادار نے بھی کفار پر حملہ کیا کفار بہت سے ہلاک ہوئے غرض

اسی طرح خواجہ لڑتے ہوئے بمشکل لشکر سے نکلے سواران لشکر کفار خواجہ عمرو کو جاتے دیکھکر بہت خوش ہوئے اور اپنے دل مین خیال کرنے لگے کہ خوب ہوا یہ لڑکا لشکر سے نکل گیا اس لڑکے پر ہمارا حربہ کارگر نہوتا تھا اور ہیڑہ رونکو جلا کر پیر کاٹتا تھا ایک فتنہ عظیم تھا اچھا ہے چلا گیا ہے تو اسکا تعاقب نکرنا چاہئے لیکن ان دونون لڑکون کو گھیر کر قتل کرنا اسوقت بہتر اور مناسب ہے یہ خیال کرکے سواران لشکر کفار نے مقبل وفادار اور حمزہ صاحبقران پر یکبار حملہ کیا اور چہار جانب سے گھیر لیا حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار نے اسوقت اسدرجہ شمشیر زنی کی کہ صدہا سوارون کو تہ تیغ کیا اور ہزارون کو زخمی کیا لاش پر لاش گرادی کشتون کے انبار لگا دیے لیکن سوار لشکر شاہ یمن باوجود قتل ہونے اور زخمی ہونے کے راہ فرار اختیار نکرتے تھے اور حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کو گھیرے ہوئے تھے اور چاہتے تھے کہ حمزہ صاحبقران اور مقبل وفادار کو قتل کرین میدان جنگ مین تو سوار لشکر شاہ یمن مقبل اور حمزہ صاحبقران کو گھیرے ہوئے ہین اور مقبل وفادار اور حمزہ صاحبقران لڑ رہے ہین لیکن ابحال خواجہ عمرو کا تحریر کیا جاتا ہے کہ خواجہ عمرو لشکر سے نکلکر ایک گانون مین آئے وہان کا یہ حال تھا کہ رہنے والے گانون کے بہت سے بھاگ گئے تھے کیونکہ انکو لٹ جانے اور ہونے کا خوف تھا اور بعضے رہنے والے گانون کے گانون مین موجود تھے غرض خواجہ عمرو نے گانون مین پہونچکر ایک کسان کو پکڑا اور اس سے کہا اسوقت جلد تر کچھ میوہ اور اناج بھونا ہوا لاکر مجکو دے وہ کسان سمجھا کہ یہ بھی ایک سپاہی لشکر شاہ یمن کا ہے اگر اسکا کہنا نہ مانونگا تو یہ میرا گھر لوٹ لیگا اور شکایت میری شاہ یمن سے کریگا یہی خیال کرکے وہ کسان جلد تر میوہ اور اناج بھونا ہوا لایا خواجہ عمرو اس سے میوہ اور اناج بھونا ہوا لیکر گانون سے روانہ ہوئے یہان میدان جنگ مین حمزہ صاحبقران نے ایک درخت کو قلم کرکے اسکو اپنی سپر بنایا ہے سواران کفار کی تلوارین اسی درخت پر رک رہی ہین اسی طرح مقبل وفادار نے بھی ایک چھوٹا سا درخت تلوار سے کاٹ کر اسکو اپنی سپر بنایا ہے اور ایک تیرانداز کو قتل کرکے ترکش و کمان لیکر تیراندازی کرنا شروع کی ہے اور جس سوار کے سینہ پر تیر لگاتے ہین وہ گویا ہدف تیر قضا ہوتا ہے ملک عدم جانے پر لیس ہوتا ہے بعضے سواران لشکر شاہ یمن مقبل وفادار کی تیراندازی سے خائف ہوکر گوشہ گیر ہو گئے ہین حمزہ صاحبقران نے شمشیر آبدار سے سیکڑون بیدینون کو خاک و خون مین ملایا میدان مین تلوار چل رہی ہے سوار قتل ہوکر گر رہے ہین زخمی سوار زمین پر گرکے تڑپ رہے ہین صدائے نالہ و فریاد بلند کر رہے ہین غبار میدان جنگ مین بلند ہے گھوڑے کوتل ہر طرف دوڑ رہے ہین اپنے لشکر کے سوارون کو جو زخمی پڑے ہوئے ہین آپ ہی اُنہین کو پامال کر رہے ہین اسی اثنا مین خواجہ عمرو بھی میوہ وغیرہ لئے ہوئے قریب لشکر آئے اور حقہ داغ کرمارتے ہوئے اور متواتر جست کرتے ہوئے پاس حمزہ صاحبقران کے آئے اور وہ میوہ وغیرہ حمزہ صاحبقران کو دیا حمزہ صاحبقران نے ایک آن مین جھکر حلوہ میوہ وغیرہ سیر ہوکر کھایا حواس درست ہوئے نقاہت دور ہوئی جبتک حمزہ صاحبقران میوہ وغیرہ کھایا کئے خواجہ عمرو نے کسی سوار کو قریب حمزہ صاحبقران کے آنے نہ دیا پیہم حقے داغ کرمارا کئے جب حمزہ صاحبقران میوہ وغیرہ کھا چکے تیغ آبدار کھینچکر پھر لشکر پر حملہ ور ہوئے یہانتک کہ قریب شاہ یمن کے اور جو افسر اور سوار شاہ یمن کے قریب تھے انکو قتل کرکے پاس شاہ یمن کے آئے شاہ یمن نے تلوار لگائی حمزہ صاحبقران نے تلوار روک کے شاہ یمن کو پشت زین سے پکڑ کے اُٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے چرخ دیا اور چاہا کہ زمین پر پٹکین یکایک شاہ یمن نے کہا مجکو امان دیجئے ہر سال خراج بھیجے حمزہ صاحبقران نے شاہ یمن کو زمین پر بٹھا دیا اور فرمایا امان بشرط ایمان شاہ یمن نے کہا اب مجکو تعلیم و تلقین کیجئے حمزہ صاحبقران نے کلمۂ طیبہ پڑھایا شاہ یمن کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا بعد اسکے جو سوار مقبل اور خواجہ عمرو سے لڑ رہے تھے انکو شاہ یمن نے لڑنے سے منع کیا اور فرمایا مین نے دین اسلام قبول کیا ہے تمکو بھی لازم ہے کہ دولت دین اسلام

حاصل کرو سواران لشکر نے لڑائی موقوف کی اور بموافق فرمانے اپنے شاہ کے سب نے دین اسلام قبول کیا اور ہر ایک کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا خواجہ عمرو یہ حال دیکھکر بہت خوش ہوئے اور قریب شاہ یمن کے آکر کہنے لگا ای شاہ یمن خراج ملک کا مجھ کو دیجیے گا یہ لڑائی مین نے فتح کی ہے اور اسی ملک کو مین نے بزور شمشیر لیا ہے حمزہ تو میرا ایک غلام ہے حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو کی گفتگو سنکر ہنسنے لگے شاہ یمن نے حمزہ صاحبقران سے پوچھا فرمائیے آپکا نام نامی کیا ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا غلام شاہ یمن نے کہا میری تو یہ مجال نہین ہے کہ آپ کو غلام تصور کرون حمزہ صاحبقران نے کہا آپ کو اس شخص کا کہنا باور ہوا یا نہین شاہ یمن نے کہا مجھکو ہرگز باور نہین ہوا اسوقت امیر تو قیر نے فرمایا نام میرا حمزہ ابو العلا مکی ہے مین پسر خواجہ عبد المطلب ہون اور پسر خواندہ نوشیروان مشہور خاص و عام ہون شاہ یمن کہ اسکا نام منظر شاہ ہے جب اسنے یہ سنا اسکو حال بخوبی معلوم تھا اور بزرجمہر کے آنے سے واقف تھا خواجہ کی بات پر بہت ہنسا اور حمزہ صاحبقران سے پوچھنے لگا یہ کون صاحب ہین کچھ انکی بھی تعریف بیان کیجیے یہ تو آپ سے بہت گستاخی کرتے ہین خواجہ عمرو نے کہا ہم سے سنیے انسے آپ بیکار دریافت کرتے ہین ہم رئیس اعظم خانہ کعبہ کے ہین ہمکو خاص و عام خواجہ عمرو بن امیہ مدار الجبار سر تراشندہ کافران کہتے ہین منظر شاہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے نہایت ہنسا بعد ہنسنے کے منظر شاہ نے حمزہ صاحبقران سے کہا اب امیدوار ہون میرے قلعہ مین تشریف لیچلیے باعث میری سرفرازی کا ہوگا حمزہ صاحبقران نے انکار کرنا مناسب نہ جانکر قلعہ چلنے کا اقرار کیا بر وقت منظور کرنے حمزہ صاحبقران کے منظر شاہ حمزہ صاحبقران کو بصد عزت و حرمت لیکر اسطرح چلا کہ افسران فوج اور امرا و وزرا وغیرہ جلو مین تھے مقبل وفادار اور خواجہ عمرو بھی ہمراہ رکاب حمزہ صاحبقران تھے بعد قطع راہ منظر شاہ حمزہ کو قلعہ مین لیگیا اگر بیچیدان اس جگہ اوصاف قلعہ مفصل تحریر کرے تو نہایت طول ہوگا اور دل ناظرین مختصر پسند ملول ہوگا لیکن مختصر یہ ہے کہ حمزہ صاحبقران نے ملاحظہ کیا قلعہ نہایت مضبوط و مستحکم ہے کیونکہ سنگ سے بنایا ہوا ہے جملہ اسباب سامان جنگ مہیا اور موجود ہے وسعت قلعہ مین بہت ہے لاکھ سوار اور پیدل بخوبی رہ سکتے ہین ناظرین تکتہ مین واضح ہو کہ اس قلعہ مین ایک لاکھ سوار جرار رہتے تھے انجن کر لنعمان بن منظر شاہ دربار نوشیروان مین جہان بارہ سو بادشاہ کرسی نشین بیٹھے ہین وہین حاضر رہے اسوجہ سے فوج بھی ہمراہ لنعمان ہے فقط نگہبانی قلعہ کی تائید اسوار سے منظر شاہ کرتا ہے اور جب کوئی غنیم قلعہ اور ملک پر چڑھائی کرتا ہے اسوقت منظر شاہ اپنے پسر نعمان کو اطلاع دیتا ہے نعمان آکر فوج غنیم کو دفع کرتا ہے اور یہ ملک آباد کیا ہوا سلطان بہرام گور کا ہے چونکہ منظر شاہ سلطان بہرام گور کا نائب تھا بعد انتقال کرنے سلطان بہرام گور کے منظر شاہ خود تخت پر بیٹھ گیا ہے اور اس ملک کو اپنے قبضہ مین کر لیا ہے اور صاحب صفت قلزم لکھتے ہین کہ حیات سلطان بہرام گور مین منظر شاہ نے ایک قصر بنوایا تھا اور اسکا نام خورنق رکھا تھا اور چونکہ منظر کے معنی کھجروکے کے ہین اسلیے بہرام گور نے یہ سبب بنانے قصر کے خطاب اسکو منظر شاہ دیا تھا جیسے بادشاہ ہوا ہے منظر شاہ ہی مشہور ہوا ہے الحاصل حمزہ صاحبقران جب قلعہ اور شہر کی خوب سیر کر چکے اسوقت منظر شاہ ہی حمزہ صاحبقران کو ہمراہ لیے ہوئے ایوان شاہی مین آیا حمزہ صاحبقران نے دیکھا ہزار ہا صندل اور کرسیان جواہر نگار بچھی ہین ایوان شاہی نہایت آراستہ ہے تخت شاہی بچھا ہے جملہ وزرا اور امرا بھی حاضر ہین منظر شاہ نے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا آئیے امیر تو قیر اب تخت پر آپ رونق افروز ہوں امیر با توقیر نے فرمایا یہ تخت و تاج تمہارا تمہین کو مبارک ہو ہمکو سلطنت کرنے کی خواہش نہین منظر شاہ یہ سیر چشمی حمزہ صاحبقران کی دیکھکر متحیر ہوا اور خیال کرنے لگا کہ سلطنت کرنے کی انکو ہوس نہین ہے اللہ کریم عجب عالی مرتبہ و بلند ہمت ہین غرض حمزہ صاحبقران ایک جواہر نگار صندل پر بیٹھے اور منظر شاہ کو تخت پر بٹھایا منظر شاہ نہایت خوش ہوا پھر خواجہ عمرو کرسی جواہر نگار پر اور مقبل وفادار سر حمزہ صاحبقران پر رومال ہلانے لگے اسوقت باشارہ منظر شاہ جملہ وزرا و امرا نے

حمزۂ صاحبقران کو نذرین دین حمزہ صاحبقران نے اکثر نذرین معاف کین اور بعض بعض نذرین منظور فرمائین اور اکثر وزرا اور امرا کو خلعت دلوائے اور بعضون کو انعام کثیر دلوایا بعد اسکے بحکم منظر شاہ ساقیان سیمین ساق یگانۂ آفاق شیشہ و ساغر لیکر حاضر ہوئے حمزہ صاحبقران نے فقط جام ماء اللحم نوش فرمایا پھر امیر با توقیر نے حکم دیا کہ تبکدے جو اُس ملک مین ہین منہدم کرو دیے جائین اور مسجدین بنائی جائین اور موذن مسجدون مین اذان دین اور خاص و عام مسجد مین جاکر نمازین پڑھین اور سوا اسکے اور بھی احکام خدا و رسول تعلیم کئے بموجب فرمانے حمزہ صاحبقران کے اسیوقت جملہ دیر و تبکدے منہدم ہوگئے اور اسی وقت سے بنائے مسجد ڈال دی گئی پھر بموجب حکم منظر شاہ وارباب نشاط دربار مین حاضر ہوئے جنکا مثل و نظیر نہ تھا حسن مین یوسف جمال تھے اور نہایت خوش آواز تھے القصہ ارباب نشاط مین سے ایک نازنین مہ جبین خورشید جمال زہرہ خصال روبروے ارباب بزم اسطرح رقص کرنے لگی کہ دلہاے صاحبان بزم مانند سبزہ پامال ہوگئے بعد رقص کرنے کے اُس خوبرو خوش گلو نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

میکشی ہو میری ہستی کی دلیل
آپ اپنی عمر کا افسانہ ہون
مرکے بھی چھوٹے نہ ساقی کا قدم
شمع محفل ہون کہ شمع خانہ ہون
خاک مین گردون ملائے گا سطرح
خود مین سوز دل سے آتش خانہ ہون
بجر نہ ہونے پر بھی اک نالے میں

حسن دل افروز کا پروانہ ہون
اک ادائے لغزش مستانہ ہون
بوسے کیونکر لون دہان یار کے
آجتک خاک در میخانہ ہون
چپکے چپکے چاہیے ماتم مرا
خرمن مہتاب کا اک دانہ ہون
مجھسے کیا روشن ہو بزم شمع رو
اسقدر کونین مین افسانہ ہون

شمع رُو کوئی ہو مین پروانہ ہون
جبکہ ملک مین ہون شہرت بھی ہر
موج مین ہون یا لب پیمانہ ہون
ہر جگہ قسمت جلاتی ہے مجھے
کشتۂ خاموشی جانانہ ہون
کیا جلائیگا جہنم روز حشر
جلوۂ سوز پر پروانہ ہون
جسوقت نازنین مذکور نے روبروے

صاحبان محفل غزل مسطور گاکر تمام کی جملہ ارباب بزم خوش ہوئے منظر شاہ نے اُس مہ جبین کو زر کثیر انعام میں دلوایا بعد جانے نازنین مذکور کے اور ایک نازنین غنچہ دہن سیمین تن خوش گلوئی مین شہرۂ آفاق ناچنے اور گانے مین نہایت مشتاق مع سازندون کے سامنے حمزۂ صاحبقران اور منظر شاہ وغیرہ کے حاضر ہوئی اور بہ ہزار ناز و ادا رقص کرنے لگی بعد رقص کرنے کے اُس نازنین نے یہ غزل گانا شروع کی غزل

نشان جام زرین دیکھی خون شہیدانکا
کہ میرے حق مین یہ موتی ہے قطرہ آب حیوانکا
وہ کافر کفر و دین کی بحث کو مسجد مین جاتا ہے
گریبان گل زبہار اسوکین چھوٹے منہ ڈھانکا
مین وہ آتش قدم ہون گرمی رفتار نے میری
بگولا پھر رہا ہے آجتک خاک غریبان کا
کیا ہے تیرباران اسقدر بےرحم قاتل نے
پشیمانی شہ دامن کا نشہ منہ گریبانکا
ابھی تک گھر مین بیٹھا غیر سے مین بنا ہی
خدایا آبرو رکھنا لتصدق شاہ مردان کا

گریبان پیرہن مین ہے ہلال عید قربانکا
دلاتا ہے مین کیون یاد واغ صبح فردا کی
الٰہی خاتمہ بالخیر ہو زاہد کے ایمان کا
جنون مین سر بیابانک جھک جاتا ہے تو ہی کر
بنایا جادۂ صحرا کو رشتہ شمع سوزانکا
فلک نے شکل لی دفعتہ جو روز وصلت کی
کہ پہلو مین ٹانک ہے شیشہ آب پیکان کا
ادھر سو قافلے لاکھون گنہگار کے جاتے ہین
جنازہ اٹھ گیا غافل تیری ناکام ہجران کا

اجل محروم پھر جا کوئی بوسہ دندانکا
غم محشر کوئی صدمہ نہیں ہے شام ہجرانکا
صبا اُڑتی ہوئی لائی خبر جب مرگ بلبل کی
کہ مجکو حلقۂ زنجیر حلقے ہے گریبان کا
تلاش یار کی سرگشتگی مرکر بھی باقی ہے
عجب ہے دیکھتا ہون منہ شب تکلیف ہجران کا
بسر کرتا ہون عریانی مین مثل اشک محرومی
الٰہی عالم رحمت مین کیا ہے قحط عصیان کا
مقابل کی ہے تسلیم خستہ اہل معنی سے

جب یہ غزل نازنین مذکور نے روبروے منظر شاہ حق آگاہ بصد ناز وادا

گاکر تمام کی منظر شاہ نہایت خوش ہوا اور اس نازنین کو بھی زر کثیر انعام مین دلوایا بعد جانے اس نازنین کے
منظر شاہ یمنی نے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا امیدوار ہوا ہون کہ نان خشک بھی اسوقت تناول فرما کر مجکو
مسرور و دلشاد کیجیے حمزہ صاحبقران نے فرمایا مجکو تمھاری خوشی بدل وجان منظور ہی اور طعام دعوت کھانے سے
مجکو کسی طرح کا انکار نہین ہی منظر شاہ نے یہ سُنکے حکم کیا کہ جلد تر دسترخوان بچھایا جاوے بمجرد حکم کرنے منظر شاہ
یمنی کے بکاولون نے حاضر ہو کر دسترخوان بچھایا اور انواع واقسام کے طعام نفیس و خوش ذائقہ ظروف
نقرئی و چینی مین بعنوان شائستہ دسترخوان پر رکھے منظر شاہ یمنی نے اپنا باعث فخر جانکر خود حمزہ صاحبقران
کے ہاتھ دھلانے حمزہ صاحبقران نے مع مقبل وفادار و خواجہ عمرو کے ہاتھ دھو کر ہمراہ منظر شاہ یمنی
کے کھانا کھایا بعد کھانا کھانے منظر شاہ یمنی نے حکم کیا کہ نازنینان خورشید جمال و ماہرویان زہرہ خصال
حاضر ہو کر رقص کرین چنانچہ بموجب حکم منظر شاہ یمنی پھر نازنینان خوبرو اور خوش گلو روبروے جلوہ آرائی حاضر
ہو کر ناچنے گانے لگین یہان امیر باتوقیر مصروف عیش و راحت ہین لیکن خانہ کعبہ مین خواجہ
عبدالمطلب فراق مین حمزہ صاحبقران اپنے نور نظر پارہ جگر کے نہایت بیتاب بیقرار ہین شب و روز رویا کرتے
ہین اور ہر جانب اپنے یوسف گم گشتہ کی جستجو کرتے ہین قبل اسکے جو خواجہ عبدالمطلب نے خبر ہلاک
کرنے پہلوانان طاہر عادی و مطاہر عادی کی سُنی تھی اپنے دل مین نہایت خوش ہوئے تھے لیکن یہ
بھی خیال کیا تھا کہ جب نوشیروان حال ہلاکت پہلوانان طاہر عادی و مطاہر عادی کا سُنیگا از حد برہم
برہم ہوگا اور ضرور میرے فرزند کو صدمہ پہنچائیگا اب جو حمزہ صاحبقران چند روز سے غائب ہوئے
خواجہ عبدالمطلب کو بڑی تشویش ہی آخر تاب جدائی فرزند نہ لاکر قلعہ مین تشریف لائے اور جاسوسون کو
واسطے خبر لانے اپنے فرزند کے چہار جانب روانہ کیا آخر ایک جاسوس نے خدمت خواجہ عبدالمطلب مین حاضر
ہو کر عرض کیا کہ آپ کے فرزند ارجمند نے منظر شاہ بادشاہ ملک یمن کو مغلوب کر کے اُسکو مسلمان کیا ہے
اور اب بعیش و آرام ایوان شاہی مین ہین اسیطرح اخبار مین وقائع نگار نے بھی یہی خبر لکھی خواجہ
عبدالمطلب یہ مژدۂ فرحت افزا سُنکے بدرجہ کمال شاد ہوئے اور فی الفور ملک یمن کو روانہ ہوئے جب قریب
ملک یمن کے پہونچے اُس وقت خواجہ عبدالمطلب نے اپنے تشریف لانے سے اپنے فرزند کو
ایک ملازم کے ذریعہ سے اطلاع دی جب امیر باتوقیر نے اپنے والد ذیجاہ کے تشریف لانے سے آگاہ ہوے
منظر شاہ یمنی سے ارشاد کیا کہ ہم کل اپنے والد ذیوقار کے استقبال کو انشاء اللہ ضرور جاوینگے کیونکہ ہمارے
والد ذیجاہ قریب ملک یمن آپہنچے ہین منظر شاہ یمنی نے عرض کیا مین بھی ہمرکاب چلونگا جب وہ دن تمام
ہوا اور شب بھی آخر ہوئی حمزہ صاحبقران نے نماز سحر پڑھی اور منظر شاہ یمنی نے فریضہ سحر فارغ ہو کر
حکم دیا کل لشکر طیار ہو بموجب حکم منظر شاہ تمام سپاہ جسوقت طیار ہوچکی منظر شاہ مع جملہ ارکین سلطنت
واعیان مملکت حمزہ صاحبقران کے ہمراہ رکاب ہوا حمزہ صاحبقران بہمراہی منظر شاہ مع جملہ وزرا و امرا
خواجہ عمرو و مقبل وفادار و تمامی دمان لشکر بصد حشم و خدم قیامگاہ پر اپنے والد عالی وقار کی تشریف لائے
جسوقت حمزہ صاحبقران نے اپنے پدر عالی رتبہ و منزلت کو دیکھا اسوقت مرکب سے اُتر کر ادب تسلیم بجا لا کر اپنے
سر کو قدم والد ذیجاہ پر جھکایا خواجہ عبدالمطلب نے خوش ہو کر حمزہ صاحبقران کے سر سینے سے
لگایا اور خوب پیار کیا جب خواجہ عبدالمطلب اپنے فرزند حمزہ صاحبقران کو سینے سے لگا چکے اسوقت منظر شاہ

یمنی نے بھی بعد ادب تسلیم کی اور اپنے سر کو قدم خواجہ عبد المطلب پر رکھنا چاہا خواجہ عبد المطلب نے
باشفاق بزرگانہ منظر شاہ یمنی کو بھی سینے سے لگایا بعد اسکے حمزہ صاحبقران اپنے والد ذیوقار کو اسی شوکت
وحشمت سے ایوان شاہی میں لے گئے منظر شاہ یمنی نے خواجہ عبد المطلب کی نہایت تکلف سے روز تک
برابر دعوت کی اور ہر ایک وزیر اور امیر سے نذر دلوائی ایک روز حمزہ صاحبقران نے منظر شاہ یمنی سے فرمایا
کہ ہم کو اب رخصت کرو منظر شاہ نے عرض کیا میں بھی ہمراہ رکاب چلونگا حمزہ صاحبقران نے ارشاد کیا تمہارے
ساتھ چلنے کی کیا ضرورت ہے تم اپنے ملک کی سلطنت کرو جسوقت کوئی ضرورت ہوگی میں تمکو طلب کرونگا منظر شاہ
یمنی نے ارشاد حمزہ صاحبقران کو منظور کیا جب امیر باتوقیر منظر شاہ سے رخصت ہونے لگے اسوقت
منظر شاہ نے چند تحایف گران بہا حمزہ صاحبقران کے ہمراہ کر دیے اور ملازم بھی ساتھ کر دیے اور
اور خواجہ عمرو کو وقت روانگی زر کثیر دیا کیونکہ منظر شاہ خواجہ عمرو کی باتوں سے از حد خوش ہوتا تھا غرض حمزہ
صاحبقران اور خواجہ عبد المطلب و خواجہ عمرو و مقبل وفادار منظر شاہ سے رخصت ہوئے اور منزل
بمنزل قیام کرتے ہوئے بخیر و عافیت مکہ میں داخل ہوئے ملازمان منظر شاہ کو رخصت کیا جس وقت
امیر باتوقیر اپنے مکان میں گئے خواتین بیتاب و بیقرار ہو کر دوڑیں کسی عورت نے بعد آرزو حمزہ صاحبقران کو
سینے سے لگایا اور کسی نے پاکدامن نے امیر باتوقیر کو پیار کیا کسی نے امیر باتوقیر کی بلائیں لیں کسی عورت نے
زر وجواہر سر حمزہ صاحبقران پر تصدق کیا بعد اسکے خواتین نے پوچھا اے فرزند تم کہاں چلے گئے تھے تمہارے
صدمہ میں تمہارے والد بہت بیتاب و بیقرار تھے ہم بھی نالاں و اشکبار تھے امیر باتوقیر نے خواتین سے
عرض کیا میں تو نیمن ملک یمن کو چلا گیا تھا وہاں اچھی طرح رہا جب والد تشریف لے گئے ہیں انکے ہمراہ رکاب
آیا غرض خواتین نے سجدہ شکر پروردگار کیا امیر باتوقیر مع خواجہ عمرو و مقبل پھر بدستور اپنے بارہ ہزار لڑکوں میں رہنے لگے

داستان پوچھنا شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی کا دربار نوشیروان میں اور کل حال بیان کرنا اور برہم ہونا نوشیروان کا بموجب کہنے بختک کے اور روانہ کرنا کرب نیت بہر گردان کو مع ساٹھ ہزار سوار کے برائے گرفتاری امیر اور لڑنا امیر کا اور زخمی ہوکر جا بجا جانا اور لشکر کردہ ہونا حضرت ابراہیم کا اور ملنا خزانہ کا اور امیر کو چرا لیجانا عیار کا اور عیاران خواجہ عمرو کی

سر فروشان بازار جدال و مشتریان متاع سر میدان قتال فرمانروائے زبان کو میدان حکومت بیان میں
اسطرح رونق افزائے سریر تقریر کرتے ہیں کہ جب شاگردان طاہر عادی اور مطاہر عادی بعد نالہ و آہ
بحال پریشان لاشیں طاہر عادی اور مطاہر عادی کی لیے ہوئے مداین میں پہونچے اور فریاد کرنے
لگے کوتوال شہر انکو اپنے ہمراہ لیکر دربار نوشیروان میں آیا نوشیروان نے سبب نالہ و بکا پوچھا شاگردان طاہر
عادی اور مطاہر عادی نے بعد دعا و ثنائے شہریاری کے بطور مجمل سب حال بیان کیا اور لاشیں طاہر
عادی اور مطاہر عادی کی روبرو رکھ دیں نوشیروان لاشیں طاہر عادی اور مطاہر عادی اپنے
پہلوانوں کی دیکھکر اور حال قتل سنکے نہایت برہم ہوا چونکہ نام امیر سے واقف تھا اور اپنا پیر خواندہ کہا
تھا اور خواب کی تعبیر کا منتظر تھا اور یہ بھی جانتا تھا کہ حکیم بزرجمہر کا کہنا سب سچ و راست ہوتا ہے پس
نوشیروان نے خیال کیا کہ امیر نے انکو ہلاک کیا ہے اب امیر کو قتل کراؤں کیا تدبیر کروں یہ خیال کرکے

نوشیروان نے بزرجمہر کو طلب کیا جب بزرجمہر دربار میں آئے مراسم دعا و ثنائے شہریار بجالائے نوشیروان
نے برابر اپنے تخت کے ایک کرسی جواہر نگار بچھوا کر بزرجمہر کو اسی کرسی پر بیٹھنے کو فرمایا جب بزرجمہر اس کرسی
پر بیٹھے اسوقت نوشیروان بزرجمہر سے مخاطب ہو کر اس طرح گویا کہ اے عم نامدار دیکھئے حمزہ نے میرے
پہلوانوں کو ہلاک کیا ہے خواجہ بزرجمہر ارشاد فرمایا اے شہریار آپ عادل ہیں انصاف کیجئے کہ یہ پہلوان اس
ارادے سے گئے تھے کہ ہم سے کوئی شخص لڑے اور مقابلہ کرے اور اگر نہ لڑے تو مطیع ہو کر اس قرطاس پر جو انکے
پاس ہے مہر کردے پس حمزہ نے اس قرطاس پر مہر نہ کی اور مقابلہ کیا اور ہلاک کیا نوشیروان نے جواب دیا حمزہ کو
لازم تھا کہ ان پہلوانوں کو زیر کیا ہوتا اور ہلاک نہ کرتا بزرجمہر نے یہ تقریر نوشیروان کی سنکے ان لوگوں سے
جو طاہر عادی اور مطاہر عادی کی لاشیں لیکر آتے ہوئے آئے تھے فرمایا مفصل حال ان پہلوانوں کے جانے
اور ہلاک ہونے کا بیان کرو اور کوئی بات پوشیدہ نہ کرو ان سب نے عرض کیا ہمارے استاد یہاں
سے مکہ میں گئے اور وہاں جا کر ایک جگہ مقیم ہوئے ایک روز باہم کشتی اور زور کر رہے تھے صدہا مردمان ساکنان
مکہ جمع تھے کشتی دیکھ رہے تھے یکایک تین لڑکے آئے اور وہ بھی کھڑے ہو کر تماشا دیکھنے لگے جب ہمارے
استاد باہم زور کر چکے اسوقت طاہر عادی جملہ مردمان سے کہنے لگے کہ تم سے بھی کوئی ایسا شخص ہے کہ ہم سے
کشتی لڑے اور یہ ترنج جو رکھا ہے کھائے اور یہ پگڑی اپنے سر پر رکھے کسی نے جواب نہ دیا دوبارہ پھر ہمارے استاد
طاہر عادی نے کہا اسوقت ایک لڑکے نے ترنج کھا لیا اور دستار سر پر رکھ لی جب ہمارے استاد نے یہ کیفیت
دیکھی اس لڑکے سے کشتی لڑنے پر آمادہ ہوئے اسنے کہا میں آج اور کسی وقت لڑونگا یہ کہکے وہ لڑکا چلا گیا بعد
تھوڑی دیر کے پھر وہ لڑکا آیا ہمارے استاد نے اس سے کہا کہ تم ایک نوشتہ اس مضمون کا ہمکو لکھ دو کہ کوئی تمہارے
خون کا دعوے نہ کریگا اس لڑکے نے لکھ دیا جب کشتی ہوئی اس لڑکے نے ہمارے استاد کو زیر کیا اور کہا کہ مذہب
اسلام اختیار کر ہمارے استاد نے نہ مانا اسنے استاد کا ہمارے یہ حال کیا اسی طرح مطاہر عادی کو بھی ہلاک کیا
بزرجمہر نے تمام حال مفصل سنکے نوشیروان سے کہا ای شہریار سنا آپ نے کہ جب مضمون خون سے آزاد
ہونے کا حمزہ سے لکھوا لیا اس وقت یہ دونوں پہلوان لڑے جب حمزہ نے انکو زیر کیا تو اسکو بھی اختیار انکے
ہلاک کرنے اور جان بخشنے کا ہوا اسنے انسے یہ سوال کیا کہ اگر تم دین اسلام اختیار کرو تو میں تمکو ہلاک نہ کروں
انہوں نے مذہب اسلام قبول نہ کیا انکو لازم تھا کہ جب حمزہ سے زیر ہوئے تھے اسکی اطاعت کرتے اور اپنا ہلاک
ہونا گوارا نہ کرتے ای شہریار آپ تو خوب واقف ہیں کہ امیر مسلمان ہیں اسوجہ سے انہوں نے چاہا کہ یہ پہلوان بھی مسلمان
ہوں جب یہ دونوں پہلوان مسلمان نہ ہوئے اور امیر کی انہوں نے اطاعت نہ کی اسوقت امیر نے انکو ہلاک کیا میرے
نزدیک یہ امر خلاف اور بیجا نہیں کیا آگے آپ حاکم ہیں اگر انصاف کیجئے تو امیر کی کوئی خطا نہیں ہے نوشیروان
چونکہ عادل تھا بزرجمہر سے کہنے لگا آپ سچ کہتے ہیں بیشک حمزہ کی خطا اور تقصیر نہیں ہے یہ کہکے ان فریادیوں کو دربار
سے نکلوا دیا بعد تھوڑی دیر کے خواجہ بزرجمہر بھی دربار سے چلے گئے بختک نے موقع پا کر عرض کیا کہ ای شہریار ذرا
آپ اس مقدمہ میں غور و فکر فرمائیں خواجہ بزرجمہر مسلمان ہیں اور حمزہ بھی مسلمان ہیں اسوجہ سے خواجہ بزرجمہر
حمزہ کی سفارش کرتے ہیں آج تو حمزہ نے ان دو پہلوانوں کو ہلاک کیا ہے اگر تنبیہ آپ نہ کرینگے تو کل حمزہ اور پہلوانوں
کو قتل کرینگے روز بروز دلیر اور گستاخ زیادہ ہوتے جائینگے حضور کے پہلوانوں پر اپنا ہاتھ صاف کیا کرینگے پس میرے
نزدیک تو مناسب ہے کہ آپ حمزہ کو قتل نہ کرائیں لیکن گرفتار کرا کے قید کیجئے جب تعبیر خواب کی ضرورت

نکل جائے یعنے جو خواب آپ نے دیکھا ہے اُسکی تعبیر مل جائے اُسوقت حمزہ کو قتل ڈالئے گا ورنہ انجام بُرا ہوگا نوشیروان
گفتگوے بزرجمہر سنکے کہنے لگا تو سچ کہتا ہے یہ کہکے نوشیروان نے بآواز بلند کہا کہ اس دربار مین کوئی بہادر ایسا بھی
ہے کہ ابھی جاے اور حمزہ ابوالعلاے ملی کو گرفتار کرکے لے آئے یہ حکم نوشیروان سُنتے ہی ایک پہلوان دوران
کہ نام اُسکا کرتیت سپرگردان تھا اپنے ڈنگل سے اُٹھا اور نوشیروان کو مجرا کرکے عرض کرنے لگا کہ اگر حکم شہریار
ذیوقار مجکو ہو تو مین جاؤن اور اُس طفل بے ادب کو گرفتار کرکے خدمت بندگان عالی مین لا آؤن حق نمکخواری
ادا کرون اور دامن اپنا گوہر ہاے عنایات شہریاری سے بھرون نوشیروان نے کرتیت سپرگردان کو خلعت دیا
اور حکم کیا کہ جہانتک ہوسکے حمزہ کو گرفتار کرنا اور اگر گرفتار کرنا ممکن نہو تو سر حمزہ کا کاٹ کرلے آنا اور بغیر اُن دونون
امرون کے یہان نہ آنا پھر کہا اب مین لکھتا ہون کہ خواجہ بزرجمہر جو بتلاتے تھے کہ حمزہ بادشاہ خیبر کا قاتل ہے
اگر حمزہ تیرے ہاتھ سے قتل ہوا تو حکم خواجہ بزرجمہر کا جھوٹھا ہے اور اگر تو مارا گیا تو البتہ جاے اندیشہ ہے تیرے وہان
جانے اور مقابلہ کرنے سے حال بخوبی ظاہر ہو جائیگا تو دونون باتون مین جو قبل اسکے کہی گئی ہین خبردار کسی طرح قصور
اور کمی نہ کرنا غرض کرتیت سپرگردان یہ حکم مجمل نوشیروان سُنکے اور خلعت پہن کے دربار سے باہر آیا
اور افسران فوج کو بلاکر کہا جلد کمر باندھو اور فوج کو بھی کمربندی کا حکم دو اور جلد تر جانب قلعہ خانہ کعبہ کے
روانہ ہو افسران فوج یہ سُنتے ہی ساٹھ ہزار سوارون کو حکم کمربندی کا دیا اور خود بھی کمرین باندھین جب
افسران فوج اور سواران لشکر مسلح ہو چکے گھوڑون پر سوار ہوے باجے جنگی بجے کرتیت سپرگردان نے
مردمان لشکر سے کہا کہ تم یہان سے کوچ کرو فلان منزل پر جاکر قیام کرنا اور اُس منزل کا نام بھی بتادیا جب جاسوسان
لشکر یعنی ہمارے قریب آنے کے خبر بیان کرین جسوقت تم اس منزل سے کوچ کرنا اسی طرح ہر ایک منزل
پر ایسا ہی کرنا اور منزل آخر پر پہونچکر ٹھہرنا ہمارا انتظار کرنا جب آلین اسوقت ہمارے ہمراہ چلکر میدان
مین اگر لڑیگا تو حمزہ سے مقابلہ کرنا جب یہ سب باتین کرتیت سپرگردان مردمان لشکر سے کہہ چکا اُسوقت
جملہ مردمان لشکر مذکور نے مع خیمہ و خرگاہ سپیدہ دم کا کوچ کیا بعد روانہ ہونے فوج کے کرتیت سپرگردان
نے بھی زرہ پہنی ہتھیار لگائے بعد مسلح ہونے کے پشت مرکب پر سوار ہوا اور افسران فوج کو اپنے ہمراہ
لیا آگے نشان لشکر چلا بیچ مین افسرون کے کرتیت سپرگردان اور عقب مین اُسکے اٹالا بارگاہ کا غرض
القصہ جسطرح سے ذکر کیا گیا ہے اُسی طور سے کرتیت سپرگردان اپنے لشکر سے منزل حیرہ مین جاکر
ملا اور لشکر کو آراستہ کرکے اپنے ہمراہ لیکر سرحد قلعہ خانہ کعبہ مین داخل ہوا اور رعایا کو لوٹنا شروع کیا
اور ہر ایک شخص پر ظلم و جور کرنے لگا اور قریب کوہ بوقبیس فروکش ہوا رعایا کرتیت سپرگردان کے خوف
بھاگی اور خانہ کعبہ مین اکر پناہ لی جسوقت امیر با توقیر کو خبر پہونچی کہ کرتیت سپرگردان پہلوان زبردست
مع فوج آیا ہے اور قریب بوقبیس اُترا ہے اُسوقت امیر نے فرمایا نوشیروان کا مجھپر احسان ہے کیونکہ اُس نے
مجکو بطن مادر مین نوکر رکھا ہے علاوہ اسکے وہ بادشاہ وقت ہے اطاعت اُسکی مجکو لازم ہے پہلے مجکو مناسب
ہے کہ اُسکو نامہ لکھون اور عذر کرون جب وہ عذر قبول نہ کریگا اسوقت مین مقابلہ کرونگا ابھی حمزہ صاحبقران
یہ فرما رہے تھے اور چاہتے تھے کہ خط لکھون لیکن کرتیت سپرگردان نے خود نامہ خواجہ عبدالمطلب
کو لکھا بعد تعریف لات و منات کے مضمون اُس نامہ عتاب شمامہ کا یہ تھا کہ اے خواجہ عبدالمطلب رئیس
خانہ کعبہ کے تمکو معلوم ہو کہ تمھارے لڑکے نے ملازمان شاہی کو ہلاک کیا ہے اور یہ بہت گستاخی کی ہے اسوجہ سے

مجکو حکم قضا شیم بادشاہ عالی جاہ کا یہ ہوا ہی کہ اُس طفل بے ادب کو گرفتار کرکے لے آؤں بہتر اور مناسب ہی کہ تم
اپنے لڑکے کو اپنے رومال سے ہاتھ باندھکر اپنے ہمراہ لیکر جلد حاضر ہو تاکید جانو اور اگر اسکے خلاف کیا تو مین قلعہ
کو برباد فنا اُڑا دونگا تمکو اور تمہارے فرزند کو قتل کرونگا خانہ کعبہ مین خونریزی از حد ہوگی ہزارہا آدمیون کو قتل کرونگا
مال و اسباب ہر ایک کا لوٹ لونگا فقط زیادہ کیا لکھا جائے غرض کرتیت سپرگردان نے نامۂ مذکور
اپنے عیار مرلوط برق انداز کے حوالہ کیا اور کہا خبردار کسی سے نہ ڈرنا اور جواب نامہ کا حرف بحرف لکھوا کر
لانا مرلوط نامہ لیکر چلا جب قریب قلعۂ کعبہ پہونچا خواجہ عمرو بن امیہ نے خبر مرلوط کے آنے کی سنی فوراً
جاکر خواجہ عبد المطلب اور امیر سے بیان کی امیر نے فرمایا اگر نامہ بر آتا ہی تو آنے دو یہ فرماکر چند سردار
واسطے اُسکے استقبال کے روانہ کئے جب مرلوط برق انداز عیار نامہ لیکر دار العمارۃ مین آیا دیکھا اُس امیر
بڑی شوکت و شان سے بیٹھے ہین رئیسان خانہ کعبہ کا گرد مجمع ہی بارہ ہزار لڑکے ہمسن و سال کرسیون اور
دنگلون پر شیرانہ بیٹھے ہوئے ہین اور خواجہ عبد المطلب ایک چوکی پر بیٹھے ہوئے تسبیح پڑھ رہے ہین
عمامہ سر پر ہی چہرۂ پُر نور سے صولت آشکار ہی آخر مرلوط رعب سے اسقدر گھبرایا کہ بے اختیار سلام کیا
سب نے جواب سلام دیا بعد بیٹھے مرلوط نے وہ دیا اور ایسا رعب حمزۂ صاحبقران سے گھبرایا
کہ کوئی حرف درشت زبان پر نہ لایا الغرض جب وہ نامہ پڑھا گیا مضمون سے اُسکے ہر ایک بہادر آگاہ ہوا امیر
نے اہل دربار سے فرمایا کہ مین خود کرتیت کو نامہ لکھکر قصد نامہ روانہ کرنے کا رکھتا تھا لیکن اُسنے خود ہی نامہ
بھیجا ہی اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ کرتیت بغیر مقابلہ کئے ہوئے نہ جائے گا کسیطرح راست پر نہ آنے گا
کیونکہ حکم نوشیروان سے اور اب نوشیروان نے سایۂ عاطفت ہمارے سر سے اُٹھا لیا ہی لیکن
کچھ ہمکو اندیشہ نہین ہے کیونکہ خدا ہمارا حافظ اور معین ہے یہ فرماکر اُسی نامہ کے اوپر لکھدیا کہ ہمنے بخوبی پڑھوا کر تمام
گوش لیا اور پشت پر اُس نامہ کے جواب فقط جنگ لکھا اور مرلوط کو وہی نامہ دیکر رخصت کیا جب لوط
چلا گیا اُس وقت حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے برادر لشکر حریف خیال
رکھنا غافل نہ ہونا خواجہ عمرو نے کہا انشاء اللہ جس طرح آپ نے فرمایا ہے ایسا ہی ہوگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے
اپنے تئین آراستہ کیا اور جو کچھ منظور تھا اُسکو درست کرکے قریب خیمۂ کرتیت سپرگردان کے پہونچے
کرتیت سپرگردان نے واسطے استقبال خواجہ عمرو کے چند سردار بھیجے وہ سردار باعزاز تمام خواجہ
عمرو کو لے گئے کرتیت نے خواجہ عمرو کو باعزاز تمام بٹھایا خواجہ عمرو نے جو نامہ یہان سے خود لکھکر
لے گئے تھے اور اسمین مضمون یہ لکھا تھا کہ اے کرتیت دین اسلام قبول کر اور قوت اور سپاہ پر مغرور
نہ ہو وہی نامہ کرتیت کو دیا کرتیت نے خیال کیا کہ یقین ہے خواجہ عبد المطلب نے مجھسے ڈر کر
پیام صلح بھیجا ہے یہ خیال کرکے کرتیت لفافہ کو چاک کرکے نامہ پڑھنے لگا جب تمام و کمال نامہ پڑھ چکا نہایت
برہم ہوکر چاہتا تھا کہ نامہ کو چاک کرے خواجہ نے جست کرکے وہ نامہ کرتیت کے ہاتھ سے کھینچ لیا
اور وہان سے چلے کرتیت نے حکم کیا کہ اس شخص کو گرفتار کرلو جانے نہ دو چند آدمی جو دربار مین بیٹھے
ہوئے تھے آٹھے اور خواجہ عمرو کے گرفتار کرنے کو دوڑے خواجہ عمرو نے چند حقے نفط کے مارے
اسقدر دھواں ہوا کہ خیمہ مین کرتیت کے تاریکی ہوئی اُسوقت خواجہ عمرو نے زمین پر لوٹ مار کر خنجر آبدار
سے تیس آدمیون کو ہلاک کیا اور بعد ہلاک کرنے مردمان مذکور کے بعد عجلت وہان سے چلا جنگی مردمان

لشکر آئیں اور خواجہ عمرو کو پڑیں خواجہ وہان سے چل دیے اور قریب اپنے لشکر کے آئے کرتیت سپر گردان نے غضبناک ہو کر طبل جنگ بجوایا صدائے طبل زری بلند ہوئی یہان جو بارہ ہزار لڑکے اور مقبل وغیرہ بیٹھے ہوئے ہین اُنھون نے قبل جنگ بجنے کے ایک طبل جنگی درست کر رکھا تھا جب صدائے جنگ کان مین آئی خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران کی خدمت مین بعد دعا و ثنا کے اسطرح عرض کیا اے حمزہ صاحبقران عالیجاہ رشک سلاطین کج کلاہ فی الحال کرتیت بانی فساد نے طبل بجوایا ہے مدعا اُن سے آمادہ فساد ہو کر آیا ہے یقین ہے کہ ہنگامہ جدال و قتال کو کل وقت سحر گرم کرے اور قدم حد ادب سے آگے بڑھائے باقی خیریت ہے امیر باتوقیر نے بھی فرمایا کہ اے خواجہ عمرو کہدو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی اور بتائید ربانی طبل جنگی بجے جو کچھ کاتب تقدیر نے ہمارے مقدر مین لکھا ہے وہ ضرور پیش آئیگا اگر ہماری قضا آئی ہے تو مجبوری و ناچاری ہے اور اسمین کرتیت سپر گردان کی کیا اصل و حقیقت ہے جو ہمکو قتل کر سکے جب گفتگو حمزہ صاحبقران تمام ہوئی خواجہ عمرو نے نقارخانہ مین جاکر طبل پر سے غاشیہ اُٹھایا اور چوب لگائی ایسی صدا بلند ہوئی کہ زمین تھرائی سپر فلک کا دل ہل گیا گاو زمین کانپنے لگی ہر چند کرتیت سپر گردان نے صداے طبل زری سنی تھی لیکن جاسوس لشکر کرتیت نے بھی کرتیت سپر گردان سے حال طبل جنگی لشکر حمزہ صاحبقران مین بجنے کا عرض کیا کرتیت سپر گردان ہنسکر کہنے لگا صبح کو تیغ کرونگا لڑکون کو بخوبی سزا دونگا کرتیت تو شراب پی رہا ہے سردار اور افسر قریب اسکے بیٹھے ہین بیہودہ باتین کرتا ہے اور باطمینان تمام بیٹھا ہوا ہے لیکن اب حال لشکر حمزہ صاحبقران بیان کیا جاتا ہے کہ بعد بجنے طبل جنگ کے بارہ ہزار لڑکے باہم ایک دوسرے سے یہ کہکر رخصت ہونے لگے کہ کل روز جنگ ہے نہین معلوم کل کون تیغ کا پھل کھا کر جانب عدم جائیگا اور کون نشانہ تیر اجل ہوگا عجب نہین میدان جنگ مین جو دریاے خون جاری ہو دیکھئے کس کس کی تختہ تابوت سواری ہو دیکھئے کون کون عروس مرگ سے ہم آغوش ہوتا ہے دیکھین کون معرکہ جنگ مین سر دے کر سبکدوش ہوتا ہے دیکھیے کل کس کے تن پر گلہاے زخم نیزہ و شمشیر کھلتے ہین دیکھین کل کسکے ارمان دل جفاے چرخ بے مہر سے خاک مین ملتے ہین کون خلعت شہادت سے سرفراز ہوتا ہے دیکھئے کل کسکو اپنی قوت پر ناز ہوتا ہے دیکھئے کل کون بہادر مثل قطب میدان جنگ مین ثابت قدم رہتا ہے اور کون دل ہار کر فرار اختیار کر کے بدنامی سہتا ہے دیکھئے یہ چرخ جنگجو بدخو کل کیا رنگ دکھلاتا ہے کس دلاور پر رحم کرتا ہے اور کس جری کا خون بہاتا ہے دیکھیے کل یہ فلک کس جلیل کو میدان رزم مین ذلیل کرتا ہے اور کس ذلیل کو جنگگاہ مین جلیل کرتا ہے دیکھین یہ چرخ کل کسکی لاش کو غذاے دہن درندان کرتا ہے دیکھئے کس بہادر کے لاشے کو طعمہ طائران کرتا ہے دیکھئے یہ چرخ جفاپسند کل کسکی لاشے کو محتاج کفن رکھتا ہے اور کس جرار کے جسم کو کثرت زخم سے رشک گلہاے گلشن کرتا ہے دیکھئے یہ فلک کسکو ہنگام جنگ سرخرو کرتا ہے اور کسکو میدان نبرد مین بے آبرو کرتا ہے دیکھین کس بہادر کے سر کو حباب دریاے خون بناتا ہے اور کس بہادر کے تن بے سر کو جوے خون دلاوری مین مانند کشتی کے بہاتا ہے یہ چرخ نہایت ہی دغاپیشہ ہے ہر ایک اہل خرد کو اسی سے اندیشہ سر خون ہے نظم رکھے سانس امید وفا کوئی ہرگز + مدام اہل جہان سے دغاباز ہے فلک + ہے اشتیاق قیامت لوائے لحد والو + دعا کرو کہ بگڑ جائے انتظام فلک + الحاصل جب وہ لڑکے مل چکے اسوقت تیاری آلات حرب مین مصروف ہوئے کسی لڑکے نے اپنی میچہ کو زنگ سے صاف کیا کسی لڑکے نے اپنی تلوار کو زیادہ آبدار کیا کسی لڑکے نے

تیرون کو درست کرکے ترکش مین رکھا اور کمان کیانی کو واسطے تیر افگنی کے لیس کیا مقبل وفادار نے بھی صد ہا
تیرون کے پیکان زہر مین بجھائے اور کمان کیانی کو اچھی طرح سے درست کیا الغرض اسی طرح تمام شب
ہر ایک دلاور اور بہادر نے اپنے اپنے اسلحہ کی درستی مین شب بسر کی نظم صبح کہ قندیل زر آفتاب
شعلہ زد از گنبد نیلی رواق + مہرۂ مہر از دل صندوق چرخ + یافت زانوار از فلک القلاب + یعنی جسوقت خسرو خاور
نیزہ سر تیز خطوط شعاعی لیکر توسن فلک پر جلوہ فرما ہوا کرتیت سپر گردان بعزم رزم سمند پر سوار ہوا اور لشکر
کو اپنے ہمراہ لیا اور میدان جنگ کی جانب چلا آخر میدان مصاف مین آکر صف آرا ہوا ادھر حمزہ صاحبقران
بعد ادائے نماز سحر اُس لشکر قلیل کو اپنے ہمراہ لیکر میدان مصاف مین آئے امیر باتوقیر نے فرمایا کہ میدان رزم
ہموار کیا جائے بموجب حکم کلندر برداران نے آکر میدان مصاف کو برابر کیا پھر سقے واسطے آبپاشی
کے حاضر ہوئے اُنھون نے میدان رزم مین اسقدر پانی چھڑکا کہ ابر بہار کی آبرو نہ رہی بعد اسکے حمزہ
صاحبقران نے میمنہ اور میسرہ اور قلب جناح ساقہ و کمینگاہ لشکر کا آراستہ کیا بعد صف آرائی کے نقیبان
خوش آگے بڑھے اور اس طرح بہادرون اور دلاورن کے دل بڑھانے لگے کہ اے جوان مردو آج
دن نام کرنے کا ہے لازم ہو کہ میدان جنگ مین قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹے ورنہ سامنے بہادرون
کی ذلت ہوگی یہ دنیا سرائے فانی ہے بڑے بڑے پہلوان یکتائے روزگار اور دلاوران میدان کارزار
کو اس دار فنا سے جانب ملک بقا گئے لیکن آج تک بوجہ شجاعت اور دلاوری کے اُنکا ذکر شجاعت
زبان خلایق پر جاری ہے اگر غور کرکے دیکھو تو وہ لوگ بسبب اپنی بہادری اور ناموری کے آجتک
زندہ ہین دیکھو رستم و اسفندیار سہراب افراسیاب گیو و بیژن وغیرہ دلاوران میدان نبرد ہرچند
کہ دار فانی سے جانب ملک عدم گئے مگر بقول شاعر شعر رستم رہا زمین پہ نہ بہرام رہ گیا +
مردون کے آسمان کے تلے نام رہ گیا + پس اے بہادرو آج تمکو بھی یہی مناسب ہو کہ میدان جنگ مین
وہ کارزار کرو کہ صفحہ عالم پر یادگار رہے سامنا حریف کا ہے جہان نام رہے بھاگنا میدان جنگ سے
شیوہ بہادرون کا نہین ہے جب نقیبہائے خوش تقریر نے بہادرون کے اس طرح دل بڑھائے
ہر ایک بہادر کا فرط شجاعت سے یہ ارادہ ہوا کہ گھوڑا تنہا لشکر حریف مین ڈالدیجئے اور نامی دلاورن کو چن چن کے
قتل کیجیے یکایک طبل رزمی دونون لشکر مین بجنے لگے علمدار علم فوج کے آگے بڑھے اُس وقت کرتیت
سپر گردان پرے سے نکلا اور جہاندیدون سے رخصت ہوا اور گھوڑا بڑھا کر میدان مصاف مین
آیا اور پکارا یا امیر ابو العلاے کہ تمنے بہت سرکشی پر کمر باندھی ہے بادشاہ وقت سے قصد بغاوت
کا کیا ہے اب میرے سامنے کسی کو بھیجو اور اگر تمکو دعوی بہادری ہے تو تمہین آکر مجھسے مقابلہ کرو
حمزہ صاحبقران نے جب یہ نعرہ کرتیت سپردان کا سنا مقبل وفادار و خواجہ عمرو وغیرہ سے رخصت
ہوکر فوراً مرکب جولان کیا کرتیت نے جب امیر باتوقیر کو میدان رزم مین آتے ہوئے دیکھا بے اختیار
ہاتھ واسطے سلام کے اُٹھایا حمزہ صاحبقران نے علیک سلام کیا بعد اسکے کرتیت سپردان نے
جب گھوڑا ابرائے نگاور بڑھایا حمزہ صاحبقران نے سپر ٹھہرا اسکی پیکار پر دی کہ گھائے سپر مثل گلہائے
آتشبازی کے شرر افشان ہوئے دونون گھوڑے ٹکرا کر علیحدہ ہوگئے کرتیت سپرگردان نے
اپنے تئین سنبھالا گھوڑا اُسکا پانچ قدم پیچھے ہٹ گیا اور حمزہ صاحبقران کا مرکب تین قدم ہٹا پھر دونون نے

دونون دلاورون نے رانون مین داب کے آگے بڑھایا کرتیت نے نیزہ لیکر گھوڑے کو کاوہ دیا اور تاک کر سینہ بے
کینہ حمزہ صاحبقران کو بزور بتمام نیزہ مارا حمزہ صاحبقران نے نیزے کو سنان نیزہ پر روکا اسیطرح تھوڑی
دیر نیزہ بازی ہوئی آخر نیزہ امیر نے کرتیت کے ہاتھ سے نکال لیا اُسوقت کرتیت نے غصہ سے تیغہ آبدار میان سے کھینچ اور
اپنے گھوڑے کو بڑھا کر دست راست حمزہ صاحبقران آیا اور امیر باتوقیر کو زیر بغل کھا تا کہ ضرب تیغ کاری لگے اور زرہ کو
کاٹے غرض کرتیت سپرگردان نے وہ تیغہ جو کئی سو من کا تھا حمزہ صاحبقران کے سر پر لگایا امیر باتوقیر نے سپر کو
سپر کی پناہ کیا مگر چونکہ تیغہ گرانبار تھا اور دست و بازو بھی کرتیت سپرگردان کے پُرقوت تھے تیغہ سپر پر نہ رک سکا
اور سپر اور خود کو کاٹ کرتا دو ابرو اُتر آیا امیر نے دستارہ مارا تیغہ سر امیر سے نکل گیا لیکن اسدرجہ خون سر امیر سے نکلا
کہ غشی حمزہ صاحبقران پر طاری ہوئی رفقائے حمزہ صاحبقران نے جو یہ حال دیکھا نعرہ کرکے آگے بڑھے اور کرتیت کو گھیر لیا کرتیت
نے چاہا تھا کہ حمزہ صاحبقران کا سر کاٹ لون لیکن دل مین اسکے ایسی محبت امیر باتوقیر کی پیدا ہوئی کہ کچھ سوچ کر اور جرات
اور سن و سال پر حمزہ صاحبقران کی کرتیت کو رحم آیا اور گھوڑا امیر کی جانب سے پھیر کر طرف فوج کی بڑھایا کرتیت کی
فوج بھی حملہ آور ہوئی دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی بہادر قتل ہونے لگے کسی دلاور نے کسی جری کو تیغہ مارا کسی جوانمرد
نے اپنے حریف کو للکارا کسی نے اپنے دشمن کو زخمی کیا کوئی بہادر ہاتھ سے حریف کے مارا گیا مقبول شاعر شعر عجب
حال تھا اُس جگہ جنگ کا ؛ ہر اک کو تصور جو تھا ننگ کا ؛ ہر یک بہادر میدان جنگ مین طلبگار نام تھا سوائے
لڑنے اور مرنے کے اور کون کام تھا دونون لشکرون مین تلوار چل رہی تھی ناگاہ حمزہ صاحبقران کو ہوش آیا تو
تحت الحنک لیکر زخم باندھا اور شمشیر آبدار لیکر پھر مصروف جنگ ہوئے اسی عالم جراحت مین امیر باتوقیر اور زیادہ زخمی ہوئے
آخرکار گھوڑی کی گردن مین ہاتھ ڈال دیے اور کہا اے مرکب اصیل اب مجھکو میدان مصاف سے نکال لے چل کیونکہ
بسبب زخم کاری کے مجھ مین طاقت نہین ہے قریب ہے کہ مجھکو غش آجاوے اور کوئی دشمن سر میرا کاٹ لے گھوڑی نے
جو اپنے آقا کو اس حال سے دیکھا فوراً طرارہ بھرا اور لاتین مارتا ہوا اور سوارون کو حریف کے زخمی کرتا ہوا منزلین
طے کرتا ہوا لشکر سے نکلا اور صحرا کی جانب چلا لیکن دونون لشکرون مین لڑائی ہوتی رہی جب آفتاب نیزہ دارون
کے خوف سے جانب مغرب جاکر چھپا اور ظلمت محیط عالم ہوئی دونون لشکر میدان رزم سے پھرے خواجہ
عبدالمطلب نے لاشین مسلمانون کی میدان جنگ سے اٹھوائین اور غسل کفن دیکے اور
نماز جنازہ پڑھ کے دفن کیا اور جو بہادر مسلمان زخمی تھے اُنکے علاج کے واسطے جراح مقرر کئے
لیکن حمزہ صاحبقران کے واسطے ہرچند جستجو کی مگر کہین نہ پایا اُسوقت خواجہ عبدالمطلب نہایت
بیتاب و بیقرار ہوئے اور عمرو سے کہنے لگے کہ عمرو جلد اپنے بھائی کو تو تلاش کر اور اسکی خبر لا نہین معلوم
میرے فرزند پر کیا سانحہ گذرا چونکہ عمرو بھی مفارقت حمزہ صاحبقران سے ازحد بیتاب و اشکبار تھے
آخر ڈھونڈتے ہوئے چلے جب خواجہ عمرو قریب بوقبیس کے پہونچے دیکھا کرتیت سپرگردان ایک خیمے مین بیٹھا
ہوا ہے وہان لشکر کفار پڑا رو رہے تھے بعضے اپنے بستر لگا رہے تھے ہزارہا سوار قتل ہوئے پڑے ہین بہت سے سوار زخمی
ہین خواجہ عمرو نے ہر جگہ جاکر حمزہ صاحبقران کو ڈھونڈھا مگر کسی جگہ امیر باتوقیر کو نہ پایا آخر مجبور ہو کر روتے ہوئے آگے چلے اور صحرا
اختیار کی چونکہ ضیائے ماہ سے زمین صحرا پرنور تھی خواجہ عمرو نے زمین پر نشان سم مرکب دیکھے اور جابجا خون بھی زمین پر
پڑا ہوا دیکھا خواجہ عمرو سم مرکب کے نشان دیکھتے ہوئے چلے خواجہ عمرو تو حمزہ صاحبقران کی جستجو مین صحرا مین
پھرتے ہین اور نشان سم مرکب دیکھتے ہوئے آگے جاتے ہین لیکن اب حال حمزہ صاحبقران کا لکھا جاتا ہے

کہ جب مرکب حمزۂ صاحبقران کو لشکر سے نکالکر صحرا مین لایا ایک جگہ مرکب نے آہستہ اپنے راکب کو اپنی پشت سے
اُتارا اور حمزۂ صاحبقران کے سینہ کو سونگھا نفس کی آمد و شد پاکر گرد پھرنے لگا درندون اور گزندون سے نگہبانی کرنے
لگا اس اثنا مین خواجہ عمرو بھی ڈھونڈتے ہوئے اُسی جگہ پہونچا امیر باتوقیر کو زمین پر پڑے دیکھکر گھبرا گیا
اور سر امیر کا اُٹھا کر اپنے زانو پر رکھا اور امیر کا غیر حال دیکھکر رونے لگا اور امیر باتوقیر کی صحت کی دعا خداوند
کریم سے بگریہ وزاری کرنے لگا چونکہ اُسوقت حمزۂ صاحبقران بیہوش تھے اُسی عالم بیہوشی مین امیر نے ملاحظہ
کیا کہ زمین سے تا آسمان نور سے نظر آتا ہے اور ہزار ملائکہ صفین باندھے ہوئے ذکر خدا کرتے ہوئے چلے آتے
ہین اور درمیان اُنکے ملائکہ کے ایک تخت نور ہے اُسکو ملایک اپنے دوش پر اُٹھائے ہوئے ہین اور اُس تخت
نور پر ایک برگزیدہ پروردگار بیٹھے ہوئے ہین چہرہ اُنکا نورانی ہے لباس نفیس زیب جسم ہے عمامہ سر پر ہے جب
وہ تخت امیر بلند بخت کے قریب تر آیا اُن بزرگ نے جو اُس تخت پر تشریف رکھتے تھے ملائکہ سے فرمایا تخت اُتارو
ملائکہ نے بموجب ارشاد آنجناب کے تخت اپنے دوش سے اُتارا اُن مقدس نے تخت سے
اُتر کر سر امیر کا دیکھا اور تمام زخم سر پر دست اپنا بصد شفقت پھیرا فی الفور زخم اچھا ہو گیا اُسوقت امیر نے
عرض کیا اے برگزیدۂ خدا اے مقبول درگاہ کبریا یہ تو فرمائیے کہ آپ کا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہے آپ نے
مجھ پر از حد شفقت فرمائی اُن جناب نے فرمایا اے فرزند میرا نام ابراہیم ہے مجھپر نظر رحمت خداوند کریم ہے مجکو خداوند
عالم نے شرف پیغمبری دیا ہے اے فرزند تو میری نسل سے ہے اب اُٹھ اور اسطرف چلا جا ایک باغ تجکو
نظر آئیگا کہ قدرت تخل بند کا گلشن جہان سے سرسبز و شاداب ہوگا اسی جگہ تیری صاحبقرانی کا اسباب رکھا
ہے یعنی ایک تہخانہ فلان مقام پر ہے اُس تہخانہ مین جانا وہان مرکب خنگ سید قیطاس جو تیری سواری
کا مرکب ہے تجکو ملیگا اور علاوہ مرکب مذکور کے اور جو کچھ تجکو ملیگا وہ سب اشیا باغ مین تو آپ دیکھ لیگا غرض
جو کچھ تجکو تہخانہ مین ملے وہ سب اسباب لے لینا یہ فرما کر بزرگ تو نظر سے غائب ہو گئے امیر باتوقیر
خواب مذکور عالم بیہوشی مین دیکھ کر جب بیدار ہوئے خواجہ عمرو کو اپنی بالین پر پایا اور دیکھا کہ خواجہ عمرو
کے زانو پر میرا سر ہے خواجہ عمرو بے اختیار رو رہے ہین اور خدا سے دعا کر رہے ہین اُسوقت حمزۂ
صاحبقران نے فرمایا اے برادر ابھی میرے جد امجد جناب ابراہیم علیہ السلام نے مجکو عالم خواب
مین نظر کرم فرمایا اور دست شفقت میرے زخم سر پر پھیرا ہے دیکھو تو کہیں زخم سر کا نشان ہے یا نہین
خواجہ عمرو نے خود کو سر کا کر جو دیکھا تو اثر زخم مطلق نہ پایا خواجہ نے خوش ہو کر کہا اے امیر تو زخم کا نشان
بھی نہین ہے اُسوقت امیر باتوقیر نے یہ ارشاد کیا اے برادر یقین کامل ہے کہ مجکو خداوند عالم نے اپنی رحمت و
عنایت سے سرفراز کیا سرکشون پر ہر باب مین غالب ہونگا پھر فرمایا اب یہان توقف نہ کرو کیونکہ جو کچھ خدا
مجید نے ارشاد کیا ہے اور بتایا ہے وہ جاکر لے لین یہ فرما کر جس طرف حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جانے
کو فرمایا تھا امیر باتوقیر چلے خواجہ عمرو ہمراہ ہوئے حمزۂ صاحبقران نے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ ناگاہ
ایک باغ نظر آیا جب امیر باتوقیر اُس باغ مین داخل ہوئے دیکھا عجب باغ پُر بہار ہے کہ ہر گل و غنچہ سے قدرت

نظم

باغبان جہان ہو یہ ایسی ... | کوئی ایسا نہین شجر بے گل نہین ہے | پریشان طرۂ سنبل نہین ہے
رہے برسون وہان گر آدمی زاد | سنے فریاد بلبل کی نہ آواز | گلون سے قدرت حق ہے ہویدا
جھکی سجدے کو ہے ہر شاخ پر بار

غرض امیر باتوقیر اُس باغ کی سیر اور کیفیت دیکھکر نہایت شگفتہ خاطر

ہوئے جب امیر باتوقیر سیر باغ کر چکے جو بارہ دری کہ اُس باغ مین تھی وہان تشریف لائے اور بارہ دری کو ملاحظہ کیا اور تعریف کرکے اور چند قدم آگے بڑھے دیکھا ایک حجرے کے دروازے مین قفل بہت بڑا لگا ہے اور کنجی اُس قفل کی اُسی قفل مین ہے امیر باتوقیر نے جب اُس قفل کو کھولا اور دروازے کو وا کیا اندر دروازے کے قدم رکھا دیکھا اس حجرے مین ایک صندوق رکھا ہے جسوقت امیر باتوقیر نے وہ صندوق کھولا اُسمین سے دو تلوارین نکلین کہ جو ہمدم ذوالفقار تھین اور اُنکا نام صمصام اور قمقام تھا امیر باتوقیر نے وہ تلوارین صندوق سے نکال لین بعد اسکے پھر امیر باتوقیر نے اُسی جگہ زمین مین دروازہ دیکھا جب اسی کھولا تہ خانہ نظر آیا زمین اُس تہ خانے کی نہایت پاکیزہ اور خوشنما تھی امیر زینون کو طے کرکے جب تہ خانہ مین پہونچے وہان جاکر دیکھا ایک مختصر سی عمارت ہے مگر پر نور ہے جب امیر اُس عمارت مین تشریف لے گئے دیکھا ایک طرف شترخانہ ہے بہت سے شتر بندھے ہوئے ہین اور ایک جانب فیل خانہ ہے مگر کوئی خلل نہین ہے صرف فیل و شتر بندھے ہین اور ایک خزانہ لاتعداد و لا انتہا ایک سمت ہے روپیہ اور جواہر دیگون مین بھرا ہوا رکھا ہے اور ایک جانب ایک مرکب بے عدیل بے نظیر بندھا ہے امیر باتوقیر اُس مرکب کے قریب گئے اس گھوڑے نے جو بوے اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام پائی فی الفور گردن جھکائی امیر نے اُس گھوڑے پر بہ شفقت ہاتھ پھیرا وہ مرکب چپکا کھڑا رہا بعد اسکے امیر باتوقیر آگے بڑھے ایک مکان سے آواز تسبیح خوانی حمزہ صاحبقران کے کان مین آئی امیر باتوقیر اُس مکان مین تشریف لے گئے وہان دیکھا کہ ایک مرد پیر صندل کی چوکی پر بیٹھا ہے اور ذکر خدا کر رہا ہے جب اُس مرد پیر نے امیر باتوقیر کو دیکھا فوراً اپنی جگہ پر سے اُٹھا اور امیر کو سلام کیا حمزہ صاحبقران نے علیک السلام کہا بعد اسکے اس مرد پیر نے کہا کہ اے خلاصہ خاندان ابراہیم خلیل اللہ و اے بندہ مقبول خالق ہر دوسرا آئیے خاکسار تمہارا منتظر تھا آؤ اور جو امانت میرے پاس ہے اُسکو لو اور مجکو رخصت کرو امیر نے پوچھا آپ کون بزرگوار ہین اپنے نام اور حقیقت سے مجکو اطلاع دیجیے اُس مرد پیر نے جواب دیا امیر باتوقیر تم میرے نام کو دریافت نہ کرو اور میری حقیقت کو نہ پوچھو یہ ایک راز حق ہے تمکو اسکے دریافت کرنے کیا فائدہ ہے امیر باتوقیر یہ تقریر اُس مرد پیر کی سنکے چپ ہو رہے اُس پیر نے اسلحہ تن امیر پر آراستہ کیے دونون تیغے صمصام و قمقام کمر سے امیر کے لگائے پھر گھوڑا کھینچکر تیار کیا اور جو کچھ وہان مال و اسباب تھا وہ سب اونٹون اور ہاتھیون پر رکھا بعد بار کرنے زر و جواہر وغیرہ کے اونٹون کی مہار لیکر وہ مرد پیر آگے بڑھا امیر باتوقیر اسکے پیچھے چلے یکایک امیر باتوقیر نے وہان ایک دروازہ اور دیکھا مگر وہ دروازہ ایسا بند تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ دروازہ کبھی کھلا ہی نہین غرض اُس مرد پیر نے وہ دروازہ کھولا اور کل مال و اسباب جو اونٹون پر لدا ہوا تھا امیر باتوقیر کے حوالے کیا اور کہا جایئے اور کفار سے مقابلہ کیجیے جب امیر باتوقیر دروازہ مذکور سے نکل کر چند قدم آگے بڑھے دیکھا وہی صحرا ہے جس دشت مین حمزہ گھوڑے پر سے گرا تھا اور گھوڑے کو بھی وہین کھڑا ہوا پایا باغ کو جو پھر کے دیکھا تو نظر نہ آیا امیر باتوقیر نہایت متحیر ہوئے آخر حمزہ صاحبقران نے وہ گھوڑا جو کوتوالی سے لیا تھا خواجہ عمرو کے حوالے کیا اور آپ مرکب جنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے مرکب نے جو اپنی پشت پر اولاد ابراہیم خلیل اللہ سے امیر باتوقیر کو پایا مثل معشوق طناز کے ناز سے قدم رکھتا ہوا چلا خواجہ عمرو نے رکاب مرکب امیر باتوقیر کی تھام لی حمزہ صاحبقران کل مال و اسباب اونٹون پر لئے ہوئے اپنے لشکر جانب چلے اور بعد قطع راہ اپنے مکان پر آئے سالکان گرد و پیش خانہ کعبہ امیر باتوقیر کو دیکھکر شاد ہوئے خواجہ عبد المطلب نے

امیر کو سینہ سے لگایا اور بہت پیار کیا اور مقبل وفادار اور سب لڑکے لشکر امیر کے حمزہ صاحبقران کو دیکھ بہت خوش
ہوئے یہ خبر کرتیت سیر گردان نے سنی نہایت متحیر ہوا اور فوراً برہم ہو کر طبل جنگ بجوایا جسوقت خبر طبل جنگ
کی حمزہ صاحبقران کے اُنھون نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی طبل رزمی بجے خواجہ عمرو نے طبل جنگی
بجوایا نقارہ رزمی کی صدا بلند ہوئی زمین تھرائی جلاد لاوران میدان مصاف کو آگاہی ہوئی ہر ایک آمادہ پیکار ہوا اور
درستی الات حرب کرنے لگا چار پہر رات دونون لشکر مین تیاری جنگ ہوئی اور دونون جانب ہوشیاری رہی جب
ستارہ سحری آسمان پر چمکا اور گریبان سحر چاک ہوا حمزہ صاحبقران واسطے نماز کے اپنے مکان سے برآمد ہوئے اور خانہ خیمہ
مین نماز سحر پڑھی بعد ادائے نماز حمزہ صاحبقران نے اسلحہ حضرت ابراہیم زیب جسم فرمایا اور مرکب جنگ سیہ قیطاس
پر سوار ہوئے اور اپنے لشکر کو ہمراہ لیکر بصد کر و فر چلے اور میدان کارزار مین جاکر صف آرا ہوئے ادھر سے کرتیت سیر گردان
بھی اپنے لشکر کو لئے ہوئے میدان جنگ مین آیا اور صف آرا ہوا جب دونون لشکر میدان مصاف مین آچکے اور
میدان رزم خس و خاشاک وغیرہ سے پاک صاف ہو چکا سقے آبپاشی کر چکے گرد و غبار کو ٹھہا چکے اُسوقت کڑکیت اور
نقیب دلاورون کو جنگ و جدال پر غالب کرنے لگے جب کڑکیت اور نقیب میدان رزم سے ہٹ گئے
اُسوقت کرتیت سیر گردان نے اپنے مرکب کو جولان کیا اور میدان رزم مین آکر ٹھہرا اور پکارا کہ طفل
عرب والے کو دیکھ بے ادب جلد میرے سامنے آکہ تو میرے ہاتھ سے کسی طرح نہ بچیگا امیر باتوقیر و
مقبل وفادار اور خواجہ عبد مطلب وغیرہ سے رخصت ہو کر اپنے لشکر سے نکلے اُسوقت لشکر امیر مین باجے
جنگی بجنے لگے علم لشکر کے جلوگری بر آئے مرکب باتوقیر طرارے بھرتا ہوا چلا جسوقت حمزہ صاحبقران
مقابل کرتیت سیر گردان کے پہونچے مرکب کو روکا اُسوقت کرتیت سیر گردان نے بصد غیظ و غضب ایسی
لگا و رلگائی کہ دو قدم مرکب خنگ سیہ قیطاس اپنی جگہ سے ہٹ گیا اور گھوڑا کرتیت کا سات قدم ہٹ گیا پھر دونون
بہادر رانون مین مرکبون کو دبا کر سامنے آئے اور برابر دونون دلاورون نے نیزے اٹھائے اور بند نیزے کے
باندھنے لگے آخر کار امیر باتوقیر نے نیزے کو کرتیت سیر گردان کے ہاتھ سے نکالدیا کرتیت سیر گردان کو آج
پھر بدرجہ کمال غصہ آیا وہی تیغ گرانبار و آبدار کھینچ لات و منات کا نام لیکر سر پر حمزہ صاحبقران کے
لگایا حمزہ صاحبقران نے بہ فن سپہ گری اُسکے تیغہ کو خالی دیکر اور مرکب کو بڑھا کر اُسکی کمر زنجیر مین ہاتھ
ڈالا ہر چند کرتیت سیر گردان نے اپنے تئین سنبھالا لیکن حمزہ صاحبقران نے بقوت و باز و اُسکو پشت زین سے
اُٹھا کر سر سے بلند کرکے گردش دی تیغہ کرتیت سیر گردان کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گرا جب وہان فوج
کرتیت نے اپنے افسر کو اس حال سے دیکھا بے اختیار تلوارین کھینچکر بڑھے اور جاکر امیر کو گھیر لیا اور تلوارین
لگانے لگے امیر باتوقیر کرتیت سیر گردان کو سپر قرار دیکر مردان لشکر کی تلوارین اُسی پر روکنے لگے جب حال
بہادران لشکر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے دیکھا سب نے لشکر حریف پر ایکبار حملہ کیا اور تھوڑے
سوارون فوج کرتیت سیر گردان کو حملۂ اول مین قتل کیا پھر دونون لشکرون مین تلوارین چلنے لگین
لاش پر لاش گرنے لگی میدان مصاف خون بہادرون سے رنگین ہونے لگا دونون لشکرون مین
تیر چلنے لگے دلاوران میدان جنگ و بہادران عرصہ کارزار نشانہ تیر اجل ہونے
لگے غرضکہ بڑے عرصہ تک دونون لشکرون مین خوب خوب تلوار چلی اور بڑی نیزہ بازی
ہوئی ہزارہا بہادر اور دلاوران کے ستون مین جدائی ہوئی لیکن کرتیت

سپہر گردان ہنگام جنگ مغلوبہ دست امیر باتوقیر ہوکے اسقدر ترپا کہ توڑا اسکی کمر کا جو فولاد تھا ٹوٹ گیا اور
ہاتھ سے حمزہ صاحبقران کے چھوٹ کر زمین پر گرا مردمان لشکر کرتیت اپنے افسر کو بیکر میدان رزم سے جانب صحرا
بھاگے اسوقت بہادران لشکر حمزہ صاحبقران نے بہت سے سوار قتل کیئے اور جائے قیام لشکر کرتیت پر
پہونچکے کل مال و اسباب لوٹ لیا خواجہ عمرو نے بھی بہت سا روپیہ لوٹا القصہ جب لشکر کرتیت میدان مصاف سے
گیا اور امیر باتوقیر کو فتح حاصل ہوئی اسوقت حمزہ صاحبقران اپنی بارگاہ میں داخل ہوئے نقارے شادیانے کے
لشکر اسلام میں بجنے لگے حمزہ صاحبقران اور خواجہ عبدالمطلب نے سجدہ شکر کے درگاہ جناب باری میں کیئے جملہ بہادران
لشکر اسلام فوج حریف پر فتح پانے سے نہایت شاد ہوئے لیکن کرتیت سپہر گردان جو میدان رزم سے بھاگ کر گیا ایک
دامن کوہ میں ٹھہرا اور سب سے کہنے لگا کہ اب میں نوشیروان کو جاکر کیا منہ دکھاؤنگا اور جملہ دلاوران دربار
سامنے کیونکر جاؤنگا سب بہادر مجکو دیکھکر اور میرے بھاگنے سے آگاہ ہوکر ہنسینگے اور کہینگے کہ لڑکے سے
خوف سے کرتیت بھاگ آیا اور اس طفل کو قتل نہ کرسکا جسوقت کرتیت سپہر گردان نے یہ گفتگو کی اسوقت
تلبیس جاسوس کہ جو لشکر کرتیت کے ہمراہ آیا تھا اسنے عرض کیا کہ اے پہلوان دوران اگر حمزہ قبیحل اور
بہادر نہ ہوتا تو پہلوان عادی اور مطاہر عادی کو ہلاک کرسکتا طفلی میں تو حمزہ کی یہ کیفیت ہے دیکھیے جوانی
میں کیا آفت برپا کرتا ہے کس کس بہادر اور جری کو تہ تیغ کرتا ہے اب میرے نزدیک مناسب ہے کہ آپ تو اس درہ
کوہ میں ایک شب قیام فرمائیں اور میں جاکر حمزہ کو بہ عیاری گرفتار کرکے آپکے پاس لیے آؤں اور آپ
حمزہ کو سلاسل میں گرفتار کرکے روبروی بادشاہ لیجائیں جملہ امراء میں سرخرو ہوجئے تو نوشیروان حمزہ کو قتل
کرڈالیگا آپکو بہت انعام دیگا کرتیت سپہر گردان یہ تقریر تلبیس کی سنکے بہت خوش ہوا اور کہنے لگا اگر تو حمزہ
کو گرفتار کرکے لائیگا تو میں تجکو اسقدر زر و جواہر دونگا کہ تو مالامال ہوجائیگا لیکن اے تلبیس فقط حمزہ ہی کو گرفتار نہ کرنا
عمرو کو بھی ضرور اسیر کرلانا کیونکہ بلاے بے درمان اور آفت روزگار ہے اگرچہ گرفتار نہ ہوگا تو مجکو جان بچانا
اس سے محال ہوگا تلبیس نے عرض کیا اگر عمرو بھی گرفتار ہوسکیگا تو اسکو بھی گرفتار کرونگا یہ کہکے
تلبیس اپنے دو سو شاگردون کو جمع کیا اور انسے کہا کہ تم سب جاکر صحرا میں مخفی ہو جب تم میری قیل کی آواز سنو
فی الفور تم میرے پاس آنا سب بموجب حکم تلبیس قریب لشکر حمزہ صاحبقران صحرا میں جاکر پوشیدہ ہوئے کرتیت
سپہر گردان نے اپنے لشکر کو حکم دیا اسی دامن کوہ میں خیمہ ہو لشکر موافق حکم کے وہیں اتری لیکن تلبیس عیار نے باندھے
عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کیئے اور جو عیاری سکو کرنا منظور تھی اس عیاری کا سامان کرکے بعجلت چلا اور
لشکر امیر میں پہونچا کیفیت مردمان لشکر اسلام کی یہ تھی کہ باہم بہادر اور دلاور گلے مل رہے تھے فتح جو لشکر حریف پر
پائی تھی خوش ہو رہے تھے خواجہ عمرو چہار جانب لشکر کے پھر رہے ہیں ہر ایک بہادر کو شاد و مسرور دیکھکر خود بھی خوش تھے
میں ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک شخص کچھ بوتلیں شراب کی مع جام و ساغر لیے ہوئے قریب لشکر
اسلام ایک بلندی پر بیٹھا ہوا ہے جب خواجہ عمرو قریب اس کلوار کے پہونچے اس نے خواجہ عمرو کو اٹھکر
سلام کیا اور کہا اے خواجہ عمرو آئیے خواجہ عمرو اسکی دکان پر بیٹھ گئے اور پوچھا تم کہاں سے آئے
ہو اس کلوار نے عرض کیا میں ہنروالا ملک یمن کا ہوں جب سے منظر شاہ یمنی نے دین اسلام
قبول کیا ہے اس زمانے سے وہاں کے رہنے والے شراب کم پیتے ہیں ہزارہا آدمی پرہیزگار ہوگئے
ہیں جب شراب وہاں نہ بکنے لگی میں نہایت پریشان ہوا چونکہ اس نے میں میں نے سنا

کہ لشکر کرتیت سپر گردان کا مدائن سے قریب خانہ کعبہ آیا ہے واسطے فروخت کرنے شراب کے مین یمن سے آیا اور لشکر
کرتیت مین مین نے بہت سی شراب فروخت کی اب لشکر کرتیت کا بھاگ گیا ہے مین بھی یمن کو جانے ہی والا تھا
کہ آپ تشریف لائے ہین آپ کو دیکھ کے ٹھہر گیا آپ دو چار جام ارغوانی پیجیے خواجہ عمرو نے بے دغدغہ اُنجام
اُس سے لیکر پیا پھر اُسنے اور ایک جام مئے ارغوانی سے بھر کے دیا خواجہ عمرو نے وہ جام بھی بےخوف و خطر پی لیا غرض اسی طرح
کئی جام خواجہ عمرو نے لیکر پیے بعد تھوڑی دیر کے خواجہ عمرو کے سر مین درد ہونے لگا جب اُسکی کان
سے آنچ فوراً کر کھڑا کے گرا اور بیہوش ہو گئے کلوار نے نعرہ کیا منم تلبیس عیار بعد نعرہ کرنے کے خواجہ عمرو
کو اٹھا کر اور پشت دکان پر لیجا کر صدا زفیل کی بلند کی جو عیار قریب لشکر اسلام صحرا مین مخفی تھے زفیل کی صدا
سنکے پاس تلبیس کے آئے تلبیس نے کہا عمرو کو یہان سے لیجاؤ عیارون نے خواجہ عمرو کے دست و پا حلقہ
کمند سے باندھے اور چادر عیاری مین باندھکر درہ کوہ مین پاس کرتیت سپر گردان کے پہونچے کرتیت حال
گرفتاری خواجہ عمرو سنکے خوش ہوا مگر تلبیس لشکر اسلام ہی مین رہا چونکہ وقت شب کا تھا کسی نے عمرو
کو بیہوش نہین دیکھا اور نہ عیارون کو لیجاتے دیکھا غرض بعد جانے عیارون کے بعد جانے عیارون کے
تلبیس عیار نے ایک گوشہ مین بیٹھکر قبہ بارگاہ حمزہ صاحبقران کو تاک کر نقب لگانا شروع کیا بعد دو پہر کے
بارگاہ امیر مین پہونچا اور نقب سے نکلکر پروانہ ہای بیہوشی اسقدر پھینکے کہ جو شمع ہای مومی و کافوری روشن تھین اُنپر پڑے
گرے اور جلے اور دہوان بیہوشی کا اُڑا جو دو تین خدمتگار حمزہ صاحبقران کی چپی کر رہے تھے وہ بیہوش ہوئے
تلبیس گوشہ بارگاہ سے نکلکر قریب شمعون کے آیا او چادر عیاری کو ہلایا تمام شمعین گل ہو گئین اور اندھیرا ہو گیا
اسوقت تلبیس عیار پاس حمزہ صاحبقران کے پلنگ کے آیا اور حمزہ صاحبقران کو سوتے
ہوئے پایا اسوقت امیر باتوقیر کے قریب بیٹھا اور نَے مین بیہوشی رکھکر قریب امیر باتوقیر کی بینی کی لگایا جب
حمزہ صاحبقران نے اوپر کی سانس لی خیانتگر نے ایسی بیہوشی پھونک دی کہ وہ دماغ مین سرایت کر گئی
امیر باتوقیر بیہوش ہو گئے اسوقت تلبیس عیار نے دو حلقون سے کمند امیر کے ہاتھ اور دو حلقون سے دونون
پاؤن اور دو حلقون گردن اور کمر کو باندھا اور اٹھا کر ساتوان حلقہ لگا کر دلیہ گرہ عیاری کی اور اپنی پشت
پر لگائی اور نقب کے اندر کود کر اور نقب سے نکلکر درہ کوہ مین آیا اور سامنے کرتیت سپر گردان کے
لیشتارہ امیر باتوقیر کے رکھدیا کرتیت سپر گردان نے بہت خوش ہوکے آہنگر دنکو بلایا اور امیر باتوقیر
کے ہاتھون مین ہتھکڑیان اور پاؤن مین بیڑیان اور بغلون مین خاردار لٹو گلے مین طوق اور شانو پر تیر جو بے فولاد
کے کمر مین زنجیر وغیرہ پہنادی اور اسی طرح خواجہ عمرو کو بھی سلاسل مین گرفتار کر کے اور اعرابی پر ڈالکر
اُسی وقت طرف دربار نوشیروان اور جانب مدائن کوچ کیا جب راہ مین آنکھ حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو
کی کھلی اور بیہوشی زائل ہوئی اپنے تئین اعرابی پر پڑا ہوا پایا اور قید سخت مین گرفتار دیکھا امیر باتوقیر نے
تو ایک آہ سرد بھر کے شکر خدا کیا لیکن خواجہ عمرو اپنے تئین گرفتار طوق و سلاسل دیکھکر باواز بلند رونے لگے
امیر باتوقیر نے فرمایا اے برادر صبر کر جو مقدر مین لکھا تھا وہ ہوا اور جو اب تقدیر مین ہوگا دیکھنا جو مصلحت خدا
اب رونے سے کیا فائدہ ہوگا لازم ہے کہ چپکے چلے چلو اور خدا سے اپنے رہائی کے واسطے دعا کرو خواجہ عمرو نے
کہا مجھسے صبر ہو نہین سکتا اور طوق سلاسل مین گرفتار ہو کے ضبط گریہ ممکن نہین اے برادر باتوقیر آج مین اس
کرتیت سپر گردان حرامزادہ کو ضرور قتل کرونگا چونکہ تلبیس ہمراہ عرابہ تھا خواجہ عمرو کی گفتگو سنکے کہنے لگا

کہ او ساربان زادہ اسقدر کیون جوٹھ بولتا ہے کیونکہ تو اسوقت طوق وسلاسل مین گرفتار ہے اتنی فوج تیرے گرد ہے اپنی جان تو بچانا تجکو مشکل ہے اور دشوار ہے تو کرتیت سپہر گردان کو کیونکر قتل کریگا خواجہ عمرو نے یہ گفتگو اُس جفاجو کی سنکے بعد غیظ و غضب جواب دیا کہ او تیرہ درون روبہ خصال سگ نہاد برابر شغال نابکار روباہ عیار نامرد ازلی و ابدی تجھے یہ لیاقت حاصل ہوئی کہ تو میرے سامنے منھ کھولے مجھسے بد زبانی کرے بہ شرط کہ مار کوڑون سے تیری پشت نیلگون اور زخمی کردون تجھے اس بدزبانی کی سزا دون تلیس نابکار کو خواجہ عمرو کے اوپر اور غصہ آیا ادہر خواجہ عمرو نے اُسکو گالیان دینی شروع کین تلیس نے ایک چوب چماق جو اُسکے ہاتھ مین تھی زور سے ماری وہ چوب پڑتے ہی خواجہ عمرو بے اختیار کھرائے اور آنکھین اپنی پھیر دین اور ایک آہ سرد کی حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ خواجہ عمرو کا چہرہ متغیر ہو گیا منکا ڈھل گیا کانون کی لوین پھر گئین اور دم نکل گیا جسوقت امیر باتوقیر نے یہ حال خواجہ عمرو کا دیکھا ایک نعرہ مارا اور کہا اے یار وفادار خوش کردار بیت

رفتی و مرا خبر نکردی ٭ بر کیسم نظر نکردی ٭ افسوس ہزار افسوس تم پہلے ہمسے جانب عدم روانہ ہوئے ہمارا قتل ہونا بھی تمنے نہ دیکھا یہ کہکے امیر باتوقیر بے اختیار رونے لگے اور سر کو اپنے زنجیر پر دے دے پٹک نے لگے پھر سوے چرخ دیکھکر پکارے کہ اے فلک کج رفتار و اے گردون غدار یہ کیا ظلم تونے کیا ارے جو ایک میرا مونس اس قید مین تھا اُسکو بھی میرے پاس زندہ رہنے نہ دیا بعد اسکے حمزہ صاحبقران نے باواز بلند فرمایا کہ اے قوم شریر و جفاکار اس میرے یار وفادار کو تمہارے ظلم سے یہ حال ہوا کہ اس عیار تلیس نابکار نے چوب سے اسکو ایسا مارا کہ یہ مرگیا یہ فرماکر حمزہ صاحبقران پھر رونے لگا اور حالت جدائی و بیقراری مین یہ کہنے لگے کہ اے خواجہ عمرو تم ہمسے یہ کہتے تھے شعر تنہ محبت سے ہم نہ موڑینگے ساتھ تا حشر کبھی نہ چھوڑینگے ٭ واہ برادر کیا خوب تمنے ایفاے وعدہ کیا عالم طفلی ہی مین ہمارا ساتھ چھوڑ دیا جسوقت کرتیت سپہر گردان نے حمزہ صاحبقران کی صداے نالہ و فریاد حسرت بیتاب ہو کر آیا اور نالہ و بکا امیر باتوقیر سے دریافت کرکے تلیس عیار سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ حرامزادہ یہ تونے کیا کیا عمرو کو کیون مار ڈالا عمرو نے تیری کیا خطا کی تھی ابھی مین خدمت شاہ مین عرضی اس مضمون کی روانہ کرچکا ہون کہ حمزہ اور عمرو کو مین گرفتار کئے ہوئے لاتا ہون یقین ہے کہ جلد در دولت پر حاضر اب اگر فقط امیر کو روبرو شاہ لیجاؤنگا تو شہریار کیا کہیگا علاوہ اسکے مجھکو گمان ہے کہ عمرو کے صدمے مین امیر بھی ہلاک ہو جاینگے افسوس تونے بُرا ظلم کیا اور مجکو تونے ناخوش کیا کرتیت سپہر گردان تلیس عیار پر خفا ہو کر امیر سے مخاطب ہو کر یہ کہنے لگا کہ اے امیر اب صبر کیجئے گریہ و زاری موقوف کیجئے یہ دنیا ایک سراے فانی ہے ایک دن ہر شخص کو سوے عدم جانا ہے عمرو کی اتنی ہی زندگی تھی اسی بہانے ہو گئی قضا آئی تھی عمرو تو ایک پیادہ تھا آپ غور فرمائین کہ وہ بہادر جو اولوالعزم یکتاے روزگار تھے زیر خاک پنہاں ہو گئے

بقول شاعر نظم

اب نہ وہ دولت ہے نہ اقلیم قباد
جسکو کل کرتی تھی جنبش آسمان تھا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہے نخل ماتم
صورت کو نظر آتی مین تھی جنکی ضیا

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
پایہ حشمت سنجر ہے نہ ملک دارا
سیکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل سے
کف افسوس ہے پتا جو ہے اس گلشن کا

نہ سکندر ہے نہ آئینہ حیرت افزا
کل اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
گرد اڑتی کہین دیکھی نہ سنی بانگ درا
اُنکی صورت کو ترستی ہین یہ آنکھین افسوس

پس اے امیر آپ اب گریہ و زاری کریں اور صبر کریں امیر باتوقیر نے

کرتیت سپر گردان کے سمجھانے سے کسی قدر نالہ و بکا مین کمی کی کرتیت نے تمام قید جسم عمرو سے دور کی
اور نعش عمرو کو جو دیکھا تو تمام تن کرخت پایا کرتیت اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ عمرو دبلا اور پتلا
تھا مرتے ہی سخت ہوگیا غرض بعد دیکھنے نعش کے کرتیت سپر گردان عمرو کو اٹھا کر لیکر چلا امیر
باتوقیر نے فرمایا ای کرتیت مین اپنے برادر کو غسل اور کفن اپنے ہاتھ سے دونگا مجکو بھی اپنے ساتھ لیچل
کرتیت نے کہا شاہ کے قیدی کو رہا کرنا ممکن نہین یہ کہکر عمرو کی نعش کو اسی صحرا مین یہ خیال کرکے ڈالدیا
کہ درندے کھا جاوینگے حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو کی نعش صحرا مین پڑی ہوئی دیکھکر بعد نالہ و بکا یہ کہنے
لگے کہ افسوس ہزار افسوس میرا بھائی مرجائے اور کفن بھی اسکو نصیب نہوا یہی حمزہ صاحبقران ارابے پر نالہ
زاری کرتے ہوئے جاتے تھے اور نعش عمرو کی دیکھ رہے تھے یکایک عمرو نے غلطک ماری جو سوار نعش عمرو
سے قریب تھے یہ خیال کرکے بھاگے کہ اب نہ مردہ عمرو اٹھکر چمٹ جاوے حمزہ صاحبقران نے جو یہ
حال دیکھا یا تو روتے تھے یا بے اختیار ہنسنے لگے اور سمجھے کہ خواجہ عمرو نے عیاری کی تھی ناحق مین اس قدر
گریہ کیا اور بیکار مین نے اپنے برادر کو مردہ تصور کیا اب امیر باتوقیر شاد و خرم ارابے مین بیٹھے ہوئے آگے
چلے مگر کرتیت سپر گردان نے دل مین خیال کہ عمرو غضب کی عیاری کرکے چھوٹ گیا ہے اب جاکر
امیر کی فوج لاویگا اس صحرا مین جنگ ہوگی پس بہتر یہ ہے کہ اگر کوئی ملک یہان سے قریب ہو جلد وہان
مین اپنے تئین پہونچاؤن اور امیر کو قید کردون اور نوشیروان کو اس مضمون کی ایک عرضی لکھون کہ
ای شہریار امیر کی حفاظت اور نگہبانی کو اور فوج جرار جلد روانہ کیجئے کیونکہ مجکو امیر کے رہا ہو جانے کا خوف ہے
کرتیت سپر گردان جلد چلا اور مردمان لشکر کو بھی حکم دیا کہ جلد تر اس صحرا سے روانہ ہو مردمان لشکر بھی
بعجلت راہ صحرا طے کرنے لگے کرتیت سپر گردان نے جو راہ مین خیال کیا تو ملک رودبار کو اور ممالک سے
قریب تر پایا اسوجہ سے کرتیت سپر گردان ملک رودبار چلا اب حال خواجہ عمرو کا سنیئے کہ یہ جو صحرا سے
اٹھکر بھاگے ایک تکیہ پر پہونچے وہان دیکھا کہ صدہا قبور ہین اور دو فقیر اس تکیہ پر بیٹھے ہین قریب انکے
ٹھیک مین آگ ہے کچھ لکڑیان اس ٹھیک مین رکھی ہین دہوان ہو رہا ہے اور ایک بہت بڑا دستپناہ کنارے
ٹھیک کے رکھا ہے ایک طرف چھوٹے چھوٹے دو چھپر پڑے ہین ان مین پنجڑے جانورون کے
لٹکے ہوئے ہین اور وہ دونون فقیر مرگ چھالا بچھائے اور بھبوت سراپا ملے ہوئے لنگوٹے باندھے ہوئے
بیٹھے ہین اور زبان پر اور زبان پر ان دونون فقیرون کے یا حق یا مرشد یا داتا ہے چہار طرف ہر وقت جاری ہے
غرض جب خواجہ عمرو وہان پہونچے وہ دونون فقیر خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر پکارے داتا ہے چہار طرف ظہور جلوے کی
قدرت کا ہے فقرا نے کہا بچا کہان سے آنا ہوا خواجہ عمرو نے جواب دیا داتا جہان سے سب آئے آئے ہین
فقیرون نے باہم کہا معلوم ہوتا ہے یہ لڑکا رموز فقیری سے آگاہ ہے غرض فقرا خوش ہوکر اٹھ کھڑے ہوئے
اور پوچھنے لگے بابا اب کہان جاؤگے خواجہ عمرو نے کہا داتا جہان سب جاوینگے فقرا یہ کلام عمرو کا
سنکے باہم کہنے لگے کہ جس بات کے ہم تم طالب ہین اب اسکا امتحان بھی کرین کیونکہ اور لڑکے کو یہ لیاقت
کہان ہے جو اسکو حاصل ہے القصہ یہ باتین باہم کرکے وہ دونون فقیر عمرو کے قریب آئے اور عمرو کو بنظر تیز دیکھا
اور قصد عمرو کے پکڑنے کا کیا اسوقت خواجہ عمرو جست کرکے ایک درخت پر چڑھ گئے وہ دونون فقیر متحیر ہوکر
نیچے درخت کے آئے خواجہ عمرو نے درخت پر سے ایک فقیر کی گردن مین حلقہ کمند ڈالا اس فقیر نے چاہا کہ حلقہ کمند کا

گردن سے نکالکر پھینکا کون لیکن خواجہ نے ذرا کھینچا حلقہ کمند کا اسکی گردن میں پیوست ہو گیا دوسرے فقیر نے حلقہ
کمند کو ہاتھ لگایا کہ کھولنے کا ارادہ کیا عمرو نے درخت پر سے دیکھا ہو بھر دیکھا کیا کرتا ہے فقیر دیگر نے عمرو کی طرف
دیکھا عمرو نے فوراً ایک بیضۂ بیہوشی مارا اور کہا او بیوقوف مجھکو کیون دیکھتا ہے جلد آنکھیں بند کر جسوقت وہ بیضۂ
بیہوشی اُس فقیر کی ناک پر پڑا اور ٹوٹا بیہوشی دماغ میں سرایت کر گئی فوراً وہ فقیر بیہوش ہو کر زمین پر گرا بعد اسکے
خواجہ عمرو نے ذرا حلقہ کمند کو کھینچا وہ فقیر زمین سے کسقدر اونچا ہوا اور لٹکنے لگا خواجہ عمرو شاخ درخت سے
اُس حلقہ کمند باندھکر جلد تر درخت سے اُترے اور دونون فقیرون کو خوب مضبوط اُس درخت سے
باندھا اور حلقہ کمند فقیر کی گردن سے نکال لیا بعد تھوڑے کے جو فقیر بیہوش تھا فیالفور بیہوشی سے نکل گیا اُس فقیر
کو ہوش آیا اُسوقت عمرو نے نعرہ کیا منم خواجہ بن امیہ ضمری فقیر نے کہا خواجہ کیون تمنے ہمارے
تئین باندھا ہے کھول دو ہمکو ہمارے مرشد نے عالم خواب میں بشارت دی تھی کہ خواجہ عمرو تمکو ایک دن
جلد گرفتار کریگا اور فلان راستہ سے اسیر اور عمرو قید ہو کر آئینگے عمرو قید نکر چھوڑیگا پس ہم دونون
تمھارے ہی منتظر تھے اور ہم رہنے والے مقام خیبر کے ہیں اور ہم دونون کے نام ابوسعید لشکری و ابوشہاب
خرقہ پوش ہیں خواجہ عمرو نے کہا اگر مسلمان ہو تو کلمہ پڑھو تاکہ کھولدین دونون فقیرون نے کلمہ پڑھا
خواجہ عمرو نے کھولدیا دونون فقیرون نے اطاعت خواجہ قبول کی القصہ جب فقیران مذکور نے کلمہ پڑھا
اور مطیع خواجہ عمرو ہوئے اسوقت خواجہ عمرو نے کہا اے برادر چلو اور حال حمزہ صاحبقران دریافت
کرین کہ کیا گذری ابوشہاب نے کہا اے خواجہ آپ یہان توقف کرین مین جاکر حال امیر کا تو فیر دریافت
کرتا ہون جب تک مین نہ آؤن اُسوقت تک آپ ٹھہرینگے عمرو نے کہا اچھا تمھین جاؤ اور خبر امیر توقیر کی لاؤ
لیکن جلد آنا دیر نہ لگانا ابوشہاب یہ سنکے روانہ ہوا اور عمرو اُسی تکیہ پر ابوسعید کے پاس بیٹھا ابوسعید
نے آب و طعام پیش خواجہ عمرو حاضر کیا اور خواجہ کو کھلایا اور کچھ میوہ اور ثمر درختون سے توڑکر روبرو
رکھے خواجہ عمرو اثمار اشجار کھانے لگے لیکن ابوشہاب جو روانہ ہوا تھا قطع راہ کرکے قریب
ملک رودبار کے پہونچا اور درمیان راہ مین حمزہ صاحبقران کو اعرابی پیدل دیکھا اسوقت ابوشہاب نے
اپنی شکل تبدیل کی اور مردمان بھمر دیگاہ مین شامل ہو گیا اور ہمراہ لشکر گرشیت سپہ گردان ہوا جب
گرشیت سپہ گردان عنقریب ملک رودبار پہونچا اسوقت عامر شاہ رودباری کو اس مضمون کی عرضی
لکھی کہ اے بادشاہ دیجاہ آپ کو معلوم ہو کہ مین حمزہ بن خواجہ عبدالمطلب کو بحکم نوشیروان ایشان
گرفتار کرکے لایا ہون راہ مین اُسکا عیار عمرو عیاری کرکے چھوٹ گیا ہے مجھکو یہ اندیشہ ہے کہ وہ کچھ نہ
کچھ فتنہ برپا کریگا لہذا امیدوار ہون کہ برائے چندے اپنے قلعہ مین قیدی مذکور کو مقید رکھیے تاوقتیکہ جو عرضی
مین نے حضور شہنشاہ فلک بارگاہ نوشیروان میں روانہ کی ہے اُسکا جواب آئے فقط زیادہ کیا عرض کیا جاوے
جب گرشیت عرضی لکھ چکا ایک سوار کو دیکر خدمت عامر شاہ میں روانہ کیا جب وہ ناقہ سوار خدمت
عامر شاہ میں پہونچا عرضی مذکور دی تب سوار مذکور نے بعد بجالانے دعا و تہنیت شاہی کے پیش کی عامر شاہ
نے عرضی گرشیت کے مضمون پر مطلع ہو کر چند سردار واسطے استقبال گرشیت سپہ گردان مع تھوڑی
فوج روانہ کیے سرداران مذکور گرشیت سپہ گردان کو مع قید حمزہ صاحبقران شہر مین [illegible]
سپہ گردان نے دیکھا شہر آباد ہے [illegible] ان شہر گروہ گروہ جوق جوق واسطے [illegible]

حمزہ صاحبقران سے چلے آتے ہیں بعضے حال زار امیر پر توسف کرتے ہیں بعضے کہتے ہیں کہ سرکشی کی سزا ہے قیدی نے نوشیروان سے ارادہ بغاوت کا کیا تھا اکثر مردم جو زیادہ رقیق القلب تھے وہ حمزہ صاحبقران کو طوق و سلاسل میں گرفتار دیکھ کے اشک آنکھوں میں بھر لاتے تھے اور جو لوگ حمزہ صاحبقران کو دیکھ کے ہنستے تھے انسے مخاطب ہو کر یہ اشعار عبرت آمیز زبان پر جاری کرتے تھے اشعار

اے سیقماں تہ چرخ سپہر خندا ر

بانگ حسرت و فریاد زن و شہر و دیار
اس مکان میں کبھی بہار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت تھا وہاں گرم کہا ہے بازار
نگہ تیرا سقف میں ہیں کھوں انکے پہلو کر
ہیں خیابان میں پر زاغ و زغن کا انبار
سینہ لبریز تمنا ہے مگر لب پہ سکوت

ایۂ فاعتبروا یا اولو الابصار پڑھو
جلوہ فرما تھا وہاں خسرو با عزو وقار
واہ نیرنگ فلک آخرین سبحان اللہ
اسکن فاختہ ہر قصر کا ہے نقش و نگار
قصر کو جانے دو شہر کو وہاں کہ دیکھو
نہ کوئی دوست مونس کوئی ماتمدار

ہو خرابی میں اگر قیصر سے فریدہ بالکل
رات دن چیلیں ہا کرتی تھیں بادگین
داد کی تیری تہنک ظرفی میں عز و وقار
چیلیں منڈلاتی ہیں اڑ کر بیں بلو رہی ہے
تکیہ گور و گوزن آج ہے ہر اک کا مزار
قدرت چیلیں تہ نگی یہ خود آرائی سے

کیج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے | اے یار و اس جلیل کو آج قیدمیں گرفتار دیکھ کر اسپر و نہیں ہیدا کرے

واسطے کے غضب سے ڈرو کل یہ ایسے مسند عزت پر جلوہ فرما تھا آج جفا سے چرخ سے بے مہر سے سلاسل میں گرفتار ہے تم لوگوں کا ہنسنا بیجا ہے کہ نہیں معلوم تمہاری تقدیر میں کیا لکھا ہے ہمیشہ کسی کی یکساں نہیں گذرتی ہے پس تمکو لازم ہے کہ توبہ کرو اور ایسے جلیل کو قید میں گرفتار دیکھ کر خندہ نہ کرو الغرض کرتیت سپہر گرداں شہر کے کوچہ و بازار کی سیر کرتا ہوا ہمراہ سرداران مذکور کے دربار عامر شاہ میں اور واسطے سلام کے سر جھکایا عامر شاہ نے ایک ڈنگل زرین پر کرتیت سپہر گرداں کو بیٹھنے کا اشارہ کیا کرتیت ڈنگل پر بیٹھا بعد ڈنگل پر بیٹھنے کے کرتیت سپہر گرداں نے اپنے ملازموں کو کہا کہ امیر کو اس دربار میں لے آؤ ملازمان کرتیت سپہر گرداں حمزہ صاحبقران دربار عامر شاہ میں لائے امیر با توقیر نے ملاحظہ کیا کہ عامر شاہ تخت جواہر نگار پر بیٹھا ہے امرا اور پہلوان ڈنگلوں اور کرسیوں پر بیٹھے ہیں وزرا بھی موجود ہیں دربار میں کرتیت بھی ایک ڈنگل زرین پر بیٹھا ہوا ہے ساقی مہ رخ نے بحکم شاہ کرتیت سپہر گرداں کو جام شراب ارغوان لا کر دیا ہے کرتیت جام کو پیے رہا ہے غرض بعد دیکھنے آراستگی دربار کے فوراً حمزہ صاحبقران نے اس دربار میں جو اعلیٰ اور ادنیٰ تھے انسے مخاطب ہو کر کہا السلام علیکم بعد سلام کرنے کے فرمایا سلام میرا اس شخص پر ہو جو خدا کو برحق جانتا ہو اور پیغمبر خدا کو مانتا ہو جب حمزہ صاحبقران نے سلام کیا اہل دربار نے کہا ای غضب کیا تو نے ہمارے سامنے خدا نادیدہ کا نام لیا دل یہ چاہتا ہے کہ تجکو قتل کریں عامر شاہ نے اہل دربار سے کہا یہ شخص بیجا کا گنہگار ہے اسکی قتل کا نوشیرواں ذی وقار کو اختیار ہے اگر اسکی زبان پر خدا نادیدہ کا نام جاری ہوا تو خیر کچھ نہ کہو عامر شاہ ابھی یہ اہل دربار سے کہہ رہا تھا ناگاہ دار العمارۂ شاہی میں ایک شور ہوا بعضے اہل دربار پیشوائی کو گئے اکثر نامدار واسطے تعظیم کے کھڑے ہوئے حمزہ صاحبقران بھی دیکھنے لگے کہ یکایک پردہ بارگاہ کا اٹھا اور شاہزادہ نہایت حسین و جمیل و بہادر لباس شاہانہ پہنے ہوئے اسلحہ لگائے ہوئے برآمد ہوا اور پہلوے تخت عامر شاہ میں کرسی جواہر نگار پر شاہ کو تسلیم کر کے بیٹھا کرتیت نے شاہزادہ کو سلام کیا واضح ہو کہ یہ شاہزادہ بیٹا عامر شاہ رودباری کا ہے اور نام اسکا سیف ذو الیدین ہے اور نہایت عقیل و فہیم ہے اور اکثر علوم سے ماہر ہے اور فن سپہ گری اور پہلوانی میں بھی مہارت کامل

رکھتا ہے الغرض جب شاہزادہ مذکور کرسی جواہر نگار پر بیٹھا تب ایک دوست کہ شاہزادے نے پوچھا آج دربار میں کیا ہنگامہ
ہے کرتیت سپر گردان نے حال حمزہ صاحبقران کے گرفتار کرنے کا مفصل شرح کیا جسوقت اُس
شاہزادے نے حال امیر کی دلیری کا سُنا اسوقت جانب امیر باتوقیر جو نظر کی دیکھا ایک مرد کو جسکا سینہ فراخ ہے اور
پیشانی بلند ہے اور علاوہ اسکے شعر قیافہ سے ظاہر ہے ایا شور بخت جبین منور سے ظاہر ہے نور بینی لیکن طوق و سلاسل میں گرفتار
ساتھ کھڑا ہے بہت سے آدمیون کا اسپر پہرا ہے مگر ذرا بھی اُسکو ہراس نہیں ہے شاہزادہ امیر کو دیکھتے ہی شیدا ہوگیا
اور کہا اے امیر افسوس ناحق آپ نے شہریار سے سرکشی کی اگر سرکشی نکرتے تو کرتیت سپر گردان کیون
آپکو میدان جنگ سے گرفتار کرلاتا حمزہ صاحبقران نے جواب دیا کہ اس نامرد نے مجکو بمردی زیر نہین کیا
بلکہ عالم خواب مین اپنے ایک عیار سے بیہوش و مدہوش کراکے پکڑا منگایا اور پھر اُسی عالم بیہوشی مین مجکو قید کرلیا
ہے شاہزادے نے گفتگوے امیر سُنکے کرتیت سے پوچھا اے کرتیت امیر جو کہتے ہین یہ سچ ہے کرتیت
نے عرض کیا اے شاہزادہ ذی وقار اصل تو یہ ہے کہ یہ بہادر مجھسے زور و قوت مین سبقت لے گیا تھا اور مجھ
اسنے زیر کیا تھا مین نے ہلیس عیار کو بھیجکر اسکو بے ذردی منگایا اور گرفتار کرکے یہان لایا امیر سچ کہتے ہین
شاہزادے نے حال گرفتاری امیر سُنکر کرتیت سپر گردان کی جانب سے منہ پھیر لیا اور کہا تو نے بڑی نامردی
کی خلاف مردی و مردانگی کے تو نے یہ حرکت کی بہادران کا یہ شیوہ نہین ہے کہ مکاری اور عیاری سے اپنے
حریف کو گرفتار کرین شاہزادہ مذکور کرتیت سپر گردان سے یہ کہکر حمزہ صاحبقران سے مخاطب ہوا
کہنے لگا کہ اے امیر مین تمہاری گرفتاری کا حال سُنکر آپ مین تکرار کرتا ہون اور تم سے کشتی لڑتا ہون
اگر مین زیر ہو جاؤن گا تو دین اسلام قبول کرونگا اور اگر مین آپکو زیر کرون گا تو اپنا ساقی بناؤن گا حمزہ
صاحبقران نے فرمایا اے شاہزادہ عالیجاہ جو شرط تمنے کی ہے مجکو بھی بخوشی خاطر منظور ہے شاہزادہ سیف
ذوالیدین نے حکم کیا کہ جلد جلد امیر کی بیڑیاں اور ہتھکڑیاں وغیرہ کو کاٹین جسوقت
امیر باتوقیر نے یہ سُنا کہ شاہزادے نے حداد کو طلب کیا ہے اسوقت حمزہ صاحبقران مین جوش شجاعت آگیا
اور زنجیر و طوق وغیرہ کو مثل تار عنکبوت کے توڑ کر پھینکدیا کرتیت سپر گردان تو بوجہ ملامت کرنے شاہزادہ
کے سر جھکائے اور آنکھین نیچی کئے بیٹھا رہا لیکن سیف ذوالیدین نے جو دیکھا کہ حمزہ صاحبقران نے
ہتھکڑیان اور بیڑیان وغیرہ توڑ کر پھینکدین یہ زور و قوت امیر کی مشاہدہ کرکے اور زیادہ امیر باتوقیر پر فریفتہ
ہوا کیونکہ بہادر کی قدر بہادر ہی خوب کرتا ہے غرض سیف ذوالیدین اپنی جگہ سے اُٹھا اور پاس امیر کے
آیا اور کہنے لگا اے امیر اب آپ ایک دو روز یہان براحت و آرام بسر کرین پھر مجھسے کشتی لڑیےگا امیر
نے فرمایا مین آج ہی کشتی لڑونگا اور تمسے ہر طرح مقابلہ کرونگا آخر بدرجہ ناچاری شاہزادہ سیف ذوالیدین
نے اپنے اسلحہ طلب کرکے زیب جسم کیے پھر حمزہ صاحبقران کے واسطے بھی اسلحہ منگوا کر
دیے امیر نے بھی زرہ پہنی اور خود سر پر رکھا تلوار کمر سے لگائی نیزہ ہاتھ مین لیا جب حمزہ
صاحبقران ہتھیار لگا چکے سیف ذوالیدین امیر باتوقیر کو لیکر ایک میدان وسیع مین آیا اُسوقت اُس میدان
مین ہزار ہا کرسیان جواہر نگار بچھ گئین اور چہار جانب اس میدان کے دنگل بچھ گئے اور فرش
ہو گئے جملہ امرا اور وزرا اور پہلوانان عامر شاہ آکر بیٹھ چکے اور کرتیت سپر گردان بھی آیا اور خود
عامر شاہ بھی ایک تخت پر رونق افزا ہوا اُسوقت ایک مرد کہ شاہزادے نے حمزہ صاحبقران کو دیا دیـ

ایک اسپ پر خود سوار ہوا جب حمزۂ صاحبقران بھی گھوڑے پر سوار ہو چکا اور مقابل سیف ذوالیدین آیا تو
اُسوقت سیف ذوالیدین نے بصد قوت لگاو لگائی لیکن گھوڑا سیف ذوالیدین کا سات قدم پیچھے
ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب حمزۂ صاحبقران کا پسپا ہوا سیف ذوالیدین کو غصہ آیا اور گھوڑے کو رانون مین
داب کے حمزۂ صاحبقران کے مقابل آیا اور نیزہ اٹھا کر سینۂ امیر پر مارا امیر نے نیزۂ سیف ذوالیدین کو
نیزے پر روکا اور بعد ایک لمحے کے سیف کے ہاتھ سے نیزہ نکال دیا سیف نے از قہر و غضب تلوار کھینچی اور امیر تو قریب کے
سر پر لگائی امیر نے سپر پر تلوار کو روکا بعد تھوڑی دیر کے امیر نے سیف کو جا دی سیف خوش ہوا اور گھوڑا
دوڑا کر قریب حمزۂ صاحبقران کے اس خیال سے آیا کہ اب حمزۂ صاحبقران کو ضرور زخمی کرونگا لیکن
جب اس نے شمشیر لگائی حمزۂ صاحبقران نے بفن سپہ گری تلوار کو روک کر سیف کے بند دست
پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دیا سیف نے کمر امیر مین ہاتھ ڈالا اور اسیطرح دونون بہادرون نے زور کیا
آخر دونون گھوڑے زمین پر بیٹھ گئے اُسوقت دونون دلاور کشتی لڑنے لگے اور ہنر ہاے پہلوانی
ظاہر کرنے لگے بعد تھوڑی دیر کے امیر با توقیر نے ایک پیچ ایسا کیا کہ سیف پیچ آیا اُسوقت حمزۂ
صاحبقران نے سیف کے تو اکر بند فولادی کا پکڑ کر ایسا زور کیا کہ زمین سے اٹھا کر سر بلند کیا اور پھر
زمین پر پٹک کر چھاتی پر سیف کی بیٹھ گئے اور کہا اے سیف ذوالیدین اب کہو کیا کہتے ہو دین اسلام بموجب
شرط و اقرار قبول کرو گے یا نہین سیف ذوالیدین نے کہا آپ مجکو کلمۂ طیبہ تعلیم کیجیے امیر نے کلمہ پڑھایا
شاہزادہ سیف ذوالیدین صدق دل سے پڑھ کر روبرو کرتیت سپرگردان مسلمان ہوا جسقدر کہ
پہلوان وغیرہ بیٹھے تھے امیر کی قوت اور زور دیکھ کر متحیر ہوئے امیر با توقیر مع سیف کے اُٹھے اور کرتیت
سپرگردان کے قریب آکر فرمانے لگے کہ اے کرتیت سپرگردان دین اسلام قبول کرو ورنہ اسوقت مین
تجکو ہلاک کرونگا کرتیت سپرگردان اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ حمزۂ صاحبقران سے کے
صاحب اقبال ہین ان سے مین کسی طرح کم نہین اور دین اسلام بھی مسلمانونکا اچھا ہے یہ خیال کرکے کرتیت
بھی کلمہ پڑھکے صدق دل سے مسلمان ہوا اور بعض راوی اسطرح روایت کرتے ہین کہ جب امیر نے
مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہو کر کرتیت سپرگردان سے مقابلہ کیا تھا اور زیر کیا تھا تبھی
کرتیت مع امیر لشکریون کے مسلمان ہو گیا تھا لیکن چند نفر اُسکے سوار اور قیس عیار بھاگ کر دائن
پہونچے تھے اور نوشیروان کو کرتیت کے مسلمان ہونے سے آگاہی دی تھی اور نوشیروان
نے بختک سے تدبیر گرفتاری امیر پوچھی تھی بختک نے ضایر نقدپوش اور کرکس سماسانی اور
طلیس جاسوس وغیرہ کو بہر گرفتاری حمزۂ صاحبقران بھیجا تھا اور عیاران مذکور آگئے تھے اور امیر
اور خواجہ عمرو کو ایک باغ سے بیہوش کرکے اور گرفتار کرکے ملک رودبار کی جانب لیچلے تھے اثنائے
راہ مین خواجہ عمرو عیاری مردے کی کرکے رہا ہوگئے تھے اور عیاران مسطور امیر کو ملک رودبار مین لے گئے
تھے سیف ذوالیدین سے مقابلہ ہوا سیف ذوالیدین زیر ہو کر مسلمان ہوا جیسا کہ قبل اسکے مفصل لکھا
گیا القصہ بعد مسلمان ہونے سیف ذوالیدین کے عامر شاہ بوجہ الفت فرزندی سے کے مسلمان ہوا
اور امیر با توقیر کو بعزت و حرمت میدان نبرد سے مع اپنے فرزند کے دار الامارہ شاہی مین لے گیا اور کہنے لگا
کہ تخت [illegible] اقتدا ہو [illegible] امیر نے فرمایا تخت و تاج تمہارا تمہین کو مبارک ہو [illegible]

ایک سپاہی ہون مجکو سلطنت کی خواہش نہین علاوہ اسکے مجکو بھی جہاد کرنا ہی تخت سلطنت پر بیٹھنا منظور نہین ہی عام شاہ گفتگوسے حمزۂ صاحبقران سنکے خوش ہوا اور امیر کو دربار مین تنگل زرین اپنے قریب بٹھایا اور بڑی تکلف سے دعوت امیر باتوقیر کی کی اور شب بھر بزم عشرت آراستہ رہی نازنینان خوش گلو گایا کین جب صبح ہوئی اور عام شاہ تخت پر بیٹھا اور حمزۂ صاحبقران تنگل پر آکر بیٹھے اسوقت حمزۂ صاحبقران کے حکم سے تمام شہر مین منادی نے ندا کی کہ جو خاص و عام مسلمان ہواور دین اسلام قبول کرے وہ تو ملک رودبار مین رہے اور جو شخص دین اسلام نہ قبول کرے وہ اس ملک سے نکل جائے اور کہین سکونت اختیار کرے بمجرد سنتے اس حکم کے تمام خاص و عام مسلمان ہوئے بعد اسکے حمزۂ صاحبقران نے ملک رودبار مین جسقدر تبکدے تھے کھدوا ڈالے اور حکم کیا کہ مسجدین بنائی جائین اور مسجدون مین خاص و عام نمازین پڑھین ابو شہاب یہ جملہ حالات دیکھکر اور دریافت کرکے ملک رودبار سے چلا اور تکیہ پر پہونچکے خواجہ عمرو کو کل احوال سے اطلاع دی خواجہ عمرو خوش ہوکر تکیہ سے چلے اور حمزۂ صاحبقران کے پاس آئے امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو کو برادر کہکے گلے سے لگایا اور تلبیس عیار اپنے جملہ شاگردیان کی کیفیت دیکھکر ملک رودبار سے جانب مدائن چلے تاکہ نوشیروان کو کل احوال سے اطلاع دین عیار خدمت نوشیروان مین جاتے ہین انکا حال پھر بیان کیا جائیگا لیکن اب حال امیر باتوقیر کا لکھا جاتا ہے کہ حمزۂ صاحبقران نے بعد کئی روز کے خواجہ عمرو اور رتبیت سیرگردان اور شاہزادی سیف ذوالیدین اور عام شاہ کو مع فوج و لشکر کے اپنے ہمراہ لیا اور قلعہ وزیر کے حوالے کرکے جانب خانۂ کعبہ چلے اور قطع منازل اور طے مراحل کرکے خانۂ کعبہ مین پہونچے یہان خواجہ عبدالمطلب جدائی حمزۂ صاحبقران مین نہایت متردد و پریشان تھے جسوقت حمزۂ صاحبقران کعبہ مین پہونچے خواجہ عبدالمطلب حمزۂ صاحبقران کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور سینے سے لگا کر پیشانی کا پیار سے بزرگانہ بوسہ لیا جملہ رفقاے امیر باتوقیر بھی امیر سے ملکر خوش ہوئے حمزۂ صاحبقران نے اپنے والد ماجد اور اپنے رفقاے تمام اپنی سرگذشت ابتدا سے انتہا تک بیان کی خواجہ عبدالمطلب نے اپنے فرزند سے ملکر سجدۂ شکر خدا کیا پھر امیر باتوقیر بہ راحت و آرام رہنے لگے ایک روز امیر بازار مین براے سیر ہمراہی رفقا تشریف لے گئے اتفاق سے ایک کمان گر کی دکان کی طرف سے امیر باتوقیر کا گذر ہوا امیر باتوقیر نے اس کمان گر سے پوچھا تیرے پاس کچھ کمانین ہین اسنے عرض کیا مین حاضر کرتا ہون یہ کہکر کمانگر نے بہت سی کمانین امیر کے روبرو لاکر رکھدین امیر نے جس کمان کو اٹھا کے کھینچا وہ کمان ٹوٹ گئی یہانتک کہ کوئی کمان ثابت نہ رہی اسوقت حمزۂ صاحبقران نے اس کمان گر سے فرمایا ان کمانون کی قیمت مجھ سے لے اور اگر کوئی اور کمان تحفہ ہو تو مجکو لاکر دکھلادے اگر میرے موافق مرضی کے ہوگی تو مین اسکی قیمت دیکے لے لونگا ورنہ دیکھ کے دیدونگا کمان گر یہ گفتگوے حمزۂ صاحبقران سنکے اپنے گھر مین گیا اور ایک کمان لیکر اندر سے آیا اور حمزۂ صاحبقران کو دی امیر باتوقیر اس کمان کو دیکھتے ہی ازحد خوش ہوے کیونکہ اس کمان کے ہر گوشہ پر حضرت داؤد علیہ السلام کا لکھا تھا اور وجہ ہر گوشہ پر نام لکھے ہوئے ہونے کی یہ تھی کہ حضرت داؤد علیہ السلام کے دست اقدس کی وہ کمان بنائی ہوئی تھی اور یہی کمان طوس پہلوان ایران شاگرد رستم کے پاس تھی اور آنحضرت صالح پیغمبر کے ذریعہ سے دستیاب ہوئی تھی غرض امیر باتوقیر نے نہایت خوش ہوکر اس کی قیمت سو اشرفیان اس کمان گر کو دین کمان گر اس قدر قیمت پاکر

خوش ہو گیا تمسخرہ جس کمان کو لیکر اپنے مکان پر تشریف لائے اور داخل مکان ہوئے امیر بابو قیر بصد راحت و آرام خیمہ میں تشریف رکھتے ہیں اور ہر روز دربار کرتے ہیں سرداران نامدار دربار میں ہر روز حاضر ہوتے ہیں

داستان جانا عیاروں کا بھاگ کے خدمت نوشیروان میں اور کل حال کہنا برہم ہونا نوشیروان کا اور روانہ کرنا نعمان بن منذر شاہ یمن کو برائے گرفتاری امیر اور نامہ لکھنا بزرجمہر کا خواجہ عبدالمطلب کو و دیگر حالات

نوران یکتا گردون نگار و کاتبان عالی جناب دفتری و قار اس داستان کو اس طرح سے لکھتے ہیں کہ جب امیر بابو قیر نے سیف ذوالیمین اور کرتیت سپر گردان اور عامر شاہ رودباری کو مسلمان کیا تلبیس عیار مع اپنے شاگردون کے بھاگ کر جانب ملک مدائن چلا اور بسبب قطع راہ اسوقت روبروے نوشیروان با حال پریشان پہونچا نوشیروان تخت پر بیٹھا تھا اور دربار میں ہر ایک پہلوان ڈنگل پر بکر نخوت متمکن تھا اور امرا و وزرا حاضر تھے بختک نابکار بھی موجود تھا تلبیس عیار بسامنے نوشیروان کے جاتے ہی بوجہ بدحواسی و اضطراب کے سلام کر کے گر پڑا نوشیروان نے پوچھا اے تلبیس کیون گھبرایا ہوا آیا ہے کس نے تجھے ستایا ہے باعث تیری پریشانی اور بدحواسی کیا ہے جلد بیان کر تلبیس یہ سنکر دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ بڑا غضب ہوا نوشیروان نے برہم ہو کر پوچھا ارے غضب کیا ہوا کہتا نہیں اسوقت تلبیس نے تمام حال کرتیت سپر گردان اور سیف ذوالیمین و عامر شاہ کے مسلمان ہونے کا مفصل عرض کیا نوشیروان تلبیس سے تمام و کمال حال سنکر نہایت برہم ہوا چہرہ غیظ و غضب سے سرخ ہو گیا غصہ سے کانپنے لگا آخر اسی غیظ و غضب میں کہنے لگا کہ تمسخرہ کی سرکشی روز بروز بڑھتی جاتی ہے اسکی بے ادبی اور گستاخی کم نہیں ہوتی عجب نہیں کہ نتیجہ اسکی دلیری کا اید دولت کے حق میں برا ہو ملک گیری کا اسکو حوصلہ ہو بادولت سے مقابلہ کرے اور قدم جادۂ اطاعت اور فرمانبرداری سے آگے رکھے مناسب وقت یہ ہے کہ اسکو گوشمالی اچھی طرح دیجاے اور تدبیر اسکی بے ادبی کی سزا دینے کی بخوبی جلد کیجاے کیونکہ یہ قول شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی کا ہے

سعدی شیرازی کہتے ہیں نظم وگر ہمچنان روزگارے ہلی	درختے کہ اکنون گرفتست پائے بگردونش از بیخ بر نگسلی	بنیروئے شخصے برآید زجائے سر چشمہ شاید گرفتن بہ بیل
چو پر شد نشاید گذشتن بہ پیل	سوا اسکے یہ بھی قول عقلمندون کا ہے کہ دشمن کو حقیر و ناتوان تصور کرے	

غافل نہ رہے اس سے بہتر ہے تدبیر مناسب وقت یہی ہے کہ کوئی بہادر جلد جائے اور تمسخرہ کو گرفتار کر کے بادولت کے روبرو لائے جسوقت نوشیروان نے یہ کہکر طرف پہلوانون اور دلاورون کے دیکھا چونکہ نعمان بن منذر شاہ یمن جسکا ذکر کیا گیا کہ دربار نوشیروان میں ڈنگل پر بیٹھا تھا اور نہایت بہادر اور دلاور اور صاحب اقبال تھا اس خبر پر کہ مسلمان ہونے کی جو خبر مفصل سنی تھی اسکو از حد صدمہ ہوا اور تمسخرہ صاحبقران کا دشمن تو تھا ہی بے اختیار اپنے ڈنگل سے اٹھا اور عرض کرنے لگا کہ اے شہنشاہ گردون بارگاہ یہ غلام جاتا ہے اور اس گستاخ بے ادب کو گرفتار کر کے خدمت بندگان حضور میں لاتا ہے نوشیروان نعمان کی اس بات سے نہایت خوش ہوا اور خلعت مرصع دیکر نعمان بن منذر کو برائے گرفتاری تمسخرہ صاحبقران رخصت کیا نعمان خلعت لیکے دربار سے گھر آیا اور حکم دیا کہ جلد فوج ہماری طیار ہو بمجرد حکم نعمان کے اندرون فوج کے لشکریون کو حکم تیاری کا دیا تو نامی لشکر جلد جلد زینیں بندھنے لگے چار آئینہ تن پر آراستہ کرنے لگے اور خود دہاے

قوادی آہنی سروں پر رکھنے لگے ہتھیار لگانے لگے چاکر رکابوں کو کسنے لگے بعد تھوڑی دیر کے رسالے سواروں سے اور پلٹنیں پیدلوں کی مسلح ہو گئیں نعمان بھی سلاح جنگ تن آراستہ کرکے مرکب پر سوار ہوا نشان لشکر بڑھا ڈنکے پر چوب لگی کوس سفر فوج بجا قرنا چنگی باجے پلٹنوں میں سنجے پرچم علموں سے کھلے سواران جلتہ اوتر ور دلاوران زرہ پوش بحکم نعمان برائے گرفتاری حمزہ صاحبقران آگے بڑھے نعمان بعد کروفر اسی ہزار فوج سے زیادہ لیکر مدائن سے جانب کعبہ روانہ ہوا راوی لکھتا ہے کہ بعد روانہ ہونے نعمان بن منذر شاہ یمنی کے یہ خبر خواجہ بزرجمہر نے سنی کہ نعمان برائے گرفتاری حمزہ صاحبقران بحکم نوشیروان مع فوج گران روانہ ہوا ہے خواجہ بزرجمہر کو تردد ہوا فوراً خواجہ بزرجمہر نے حال طالع حمزہ صاحبقران کتاب سے دریافت کیا کہ فی الحال حمزہ صاحبقران نعمان بن منذر شاہ پر فتح پاوینگے یا نہیں بعد فکر و غور کے یہ ثابت ہوا کہ اگر ان دنوں امیر نعمان سے مقابلہ کرینگے تو فتح نہ پاوینگے تھوڑے دن امیر پر سخت ہیں لیکن اگر سفر کریں اور قلعہ تجرد میں جا کر مقیم ہوں تو بہتر ہے کہ وہ جگہ واسطے آپکے مبارک ہے اور بعد گذرنے ایام سخت کے نعمان سے مقابلہ کرینگے تو انشاءاللہ نعمان پر غالب ہونگے خواجہ بزرجمہر نے کل حال کتاب سے دریافت کرکے ایک نامہ خواجہ عبدالمطلب کو اس مضمون کا لکھا نامہ ہے آنکہ خندہ گلشن وفاق و گل بوستان حدیقۂ اتفاق دوست صادق محب واثق مالک چشمۂ زمزم رئیس و حافظ خانۂ کعبہ اکرم بندہ برگزیدہ پروردگار مہربان خواجہ عبدالمطلب عالی وقار زاد لطفہ و عنایتہ۔ بعد سلام کہ شیوۂ صاحبان اسلام ہے واضح ہو کہ ایک پہلوان زبردست سمے نعمان بن منذر شاہ بعد کروفر بجمعیت اسی ہزار سوار و پیادہ کے خانہ کعبہ کی طرف بحکم نوشیروان اس ارادے سے روانہ ہوا ہے کہ دشمنان امیر کو گزند پہونچاوے اور حمزہ صاحبقران کے دشمنوں کو گرفتار کرکے مدائن میں لے آئے چونکہ میں نے بپاس خاطر و بہبودی امیر طالع نامہ دیکھا تھا اور کتاب میں بھی دیکھا تھا بعد فکر و غور کے یہ حکم واسطے بہتری کے نکالا ہے اور تم کو یہ احقر العباد آگاہ آگاہ کرتا ہے کہ بمجرد پہونچنے اس نامۂ محبت شمامہ کے حمزہ صاحبقران کو طرف قلعۂ تجرد کے لیجانا ہرگز تاخیر نہ کرنا ورنہ نعمان مذکور سے جنگ و لڑائی امیر کو بہت سخت ہوویگا لیکن جب ایک دو لڑائیاں نعمان لڑ چکے اگر اسوقت امیر مقابلہ کریں تو فتح پاوینگے فقط زیادہ والسلام بعد لکھنے نامۂ مذکور کے خواجہ بزرجمہر نے ابوالخیر لاالکاتی قزاق کو کہ انکی خدمت میں رہتا ہے نامۂ مسطور حوالہ کیا اور ارشاد کیا کہ بہت جلد اس نامہ کو خواجہ عبدالمطلب کے پاس لیجا خبردار کہیں راہ میں توقف نہ کرنا ابوالخیر نامہ لیکر روانہ ہوا اور قبل پہونچنے نعمان بن منذر شاہ کے کعبہ میں بعجلت پہونچا کیونکہ نعمان منزل بہ منزل ٹھہرتا ہوا جاتا راہ میں اکثر شکار کھیلتا ہے اکثر صحرائے سبزہ زار میں دو دو روز واسطے شکار کے توقف کرتا ہے علاوہ اسکے لشکر کے چلنے سے اور قزاق کے چلنے سے فرق بھی ہے غرض ابوالخیر مع الخیر بعد طے مسافت راہ خدمت خواجہ عبدالمطلب میں وقت سحر پہونچا دیکھا دربار آراستہ ہے امیر باتوقیر دنگل پر بیٹھے ہیں اور سرداران نامدار بھی حسب قدر مراتب مناسب کرسیوں اور ڈنگلوں پر بیٹھے ہیں خواجہ عبدالمطلب ایک چوکی پر تشریف رکھتے ہیں تسبیح ہاتھ میں ہے ذکر خدا لب پر ہے ابوالخیر نے بعد بجا لانے آداب و تسلیمات کے نامہ خواجہ بزرجمہر کا خواجہ عبدالمطلب کو دیا خواجہ عبدالمطلب نے حرف بحرف پڑھا اور ابوالخیر کو بصد مہربانی اپنے نزدیک بٹھایا اور خلعت عنایت فرمایا اور جواب

نامہ یہ لکھا نامہ خواجہ عبدالمطلب از عندلیب خوش نوائے گلشن الفت و طوطی خوش الحان بوستان
محبت عیسیٰ چرخ عطوفت ارسطو حکمت بقراط فطرت نزاد اشفاقہ بعد پیشکش کرنے ہدیہ گلدستہ سلام کے مدعا
نگار ہوں کہ الطاف آپ کا پہونچا مضمون نامہ سے بخوبی آگاہی ہوئی جس طرح آپ نے از راہ محبت و حکمت
تحریر کیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح عمل میں آئیگا کبھی خلاف آپکے ارشاد کے یہ خاکسار ذرہ بھر مقدار نہ کرے گا
زیادہ والسلام یہ نامہ خواجہ عبدالمطلب نے تحریر فرما کر اور اپنی مُہر کر کے او پیچیدہ اور ملفوف کر کے
ابوالخیر قزاق کو دیا ابوالخیر نامہ لیکر اور تسلیم کر کے جانب ملک مدائن روانہ ہوا اور خواجہ عبدالمطلب
نے حمزۂ صاحبقران کو تنہائی میں طلب کیا دست شفقت سر پر پھیرا اور پیشانی کا بوسہ لیا اور نامۂ خواجہ
بزرجمہر امیر کو دیا حمزۂ صاحبقران نے نامۂ بزرجمہر بخوبی تمام پڑھا اور اپنے والد ماجد سے عرض کیا کہ خواجہ
بزرجمہر ایک مرد دیندار اور برگزیدۂ خدا ہیں اور میرے بزرگ ہیں انکا حکم مجھے بجالانا واجب و لازم ہے اور برخلاف
انکے ارشاد کے کوئی کام کرنا عقل سے بعید ہے کیونکہ جناب نے میری بہتری اور بہبودی کے واسطے یہ نامہ آپ کو
لکھا ہے ورنہ انکو کچھ ضرورت نامہ لکھنے کی نہ تھی خواجہ عبدالمطلب گفتگو اس فرزند نیک کردار کی سُنکے بہت
خوش ہوئے اور بند فکر سے آزاد ہوئے لیکن خیال کرنے لگے کہ اگر عمرو بن امیہ ضمری کہ غایت ہی شوخ
و شریر ہے شیطان بھی اس سے بھاگتا ہے اور پناہ مانگتا ہے اس راز سے آگاہ ہوگا تو میرے فرزند کو ضرور کبھی قلعۂ
زنجیرود کی جانب جانے نہ دیگا اور کہیگا کہ اسپر باوجود اس زور و قوت کے نعمان پہلوان کے خوف
سے بھاگے جاتے ہو کیسے بہادر ہو تمکو لازم نہیں ہے کہ ادنی پہلوان کے ڈر سے قلعہ بند ہو پس
فرزند میرا حمزہ عمرو کی طعن آمیز گفتگو سنکے نعمان سے مقابلہ کریگا اور اپنی جان گنوائیگا غرض خواجہ
عبدالمطلب نے تھوڑی سی بیہوشی منگوا کر اور خواجہ عباس اپنے دوسرے فرزند دلبند کو وہ بیہوشی مرحمت
اور فرمایا کہ اے فرزند تم عمرو کو یہ بیہوشی ملا کر کھانا کھلاؤ جب وہ بیہوش ہو جائے تو اسکو ایک مکان میں
بند کر کے قفل لگا دو کہ اس میں ایک مصلحت ہے خواجہ عباس اپنے والد ماجد سے وہ بیہوشی لیکر آئے
اور اپنے مکان میں بیہوشی آمیز کھانا تیار کرایا اور خواجہ عمرو کو بلا کر کہا کہ خواجہ آج ہمارے یہاں کھانا کھاؤ
ہماری آرزو بر لاؤ خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ یہ میرے دوست ہیں ان سے کسی طرح دشمنی نہیں ہے اور
مفت کھانا کھانے کو ملتا ہے انکار نہ کرنا چاہیے اور بلا توقف بہتر غذائے لطیف کھانا چاہیے یہ سوچ کر عمرو نے
کہا اچھا کھانا لائیے بندے کو کھلائیے خواجہ عباس نے خواجہ عمرو کے ہاتھ دھلائے اغذیہ
لطیف انواع و اقسام کی روبرو خواجہ عمرو کے لائے دسترخوان بچھایا جملہ قسم کا کھانا دسترخوان پر
بصد تکلف رکھا عمرو نے خواجہ عباس سے کہا تم بھی کھانا کھاؤ خواجہ عباس نے انکار کیا اور کہا
میرا اسوقت دل کھانا کھانے کو نہیں چاہتا ہے آخر خواجہ عمرو نے خوش ہو کر طعام بخوبی تمام سیر ہو کر کھایا
آب سرد پیا یکایک خواجہ عمرو کے سر میں درد شروع ہوا متحیر ہو کر اُٹھے فوراً زمین پر گر کر بیہوش ہوئے
خواجہ عباس نے بموجب ارشاد والد ایک حجرہ میں بند کیا اور قفل دروازہ میں لگا دیا اور اپنے والد کو
عمرو کے بیہوش کرنے سے اطلاع دی خواجہ عبدالمطلب نے اُس وقت حمزۂ صاحبقران سے
فرمایا کہ اے نور نظر پارۂ جگر چلو کہ یہ وقت سعید اور مبارک ہے ایسہ باتوقیر بموجب ارشاد والا انبیا دانیال کے
اسی دم مع سرداران نامدار ذی وقار مرکبوں پر سوار ہوئے بارہ ہزار لڑکے اور مقبل وفادار اور جملہ پیادہ سوار

بعد کرو فر جانب قلعہ زمجرود کوچ فرمایا اور اٹھالا بارگاہ اور خیام کا قبل روانگی کے ہمراہی کرتیت سپرگردان روانہ
کیا خواجہ عبدالمطلب بھی ہمراہ کرتیت سپرگردان کے تشریف لے گئے غرض بعد قطع راہ خواجہ
عبدالمطلب جب قلعہ زمجرود پہونچے اور مقیم ہوئے اور فریدون شاہ زمجرودی کو خبر پہونچی کہ ایک
لشکر کثیر کہ جس میں بڑے بڑے جرار و بہادر ہیں میرے قلعہ کی طرف آتا ہے پس اسی وقت اپنے افسران
فوج کو حکم تیاری جنگ کا دیا اور اپنے وزیر خوش تدبیر کو برائے دریافت حال روانہ کیا تاکہ معلوم ہو جائے
کہ کون غنیم میرے قلعہ کی طرف آتا ہے جب وزیر مذکور قلعہ سے نکلکر تھوڑی دور آگے بڑھا دیکھا کہ بارگاہیں
اور خیام برپا ہیں فوج اتری ہے خواجہ عبدالمطلب بارگاہ میں تشریف ہیں جب خواجہ عبدالمطلب
کو خبر ہوئی کہ وزیر فریدون شاہ آیا ہے خواجہ عبدالمطلب نے کرتیت سپرگردان کو واسطے استقبال
کے بھیجا کرتیت سپرگردان مع تھوڑے سواروں کے چند قدم آگے بڑھا اور وزیر کا استقبال
کرکے بعد عزت وحرمت خدمت خواجہ عبدالمطلب میں لے آیا وزیر نے خواجہ عبدالمطلب کو بصد
ادب سلام کیا خواجہ عبدالمطلب نے وزیر کو اپنے قریب بصد لطف بٹھایا ناگاہ حمزۂ صاحبقران بھی
مع جملہ سرداران نامدار وغیرہ تشریف لائے لشکر کو خیام میں فروکش ہونے کا حکم دیا اور آپ مع سیف
ذوالیدین و عامر شاہ رودباری بارگاہ میں تشریف لائے اور روبروے اپنے والد ماجد کے بیٹھے
بعد بیٹھنے حمزۂ صاحبقران کے وزیر نے خواجہ عبدالمطلب سے بعد آداب استفسار کیا کہ آپ یہاں
کس واسطے تشریف لائے ہیں ہمارے بادشاہ عالیجاہ نے مجکو واسطے دریافت حال کے یہاں بھیجا ہے
خواجہ عبدالمطلب نے فرمایا کہ اے وزیر خوش تدبیر آگاہ ہو کہ ہمارے ایک مہربان ہیں کہ انکا نام خواجہ بزرجمہر ہے
انھوں نے مجکو بذریعہ نامہ اطلاع دی تھی کہ نعمان بن منذر شاہ تمھارے فرزند کے گرفتار کرنے
کے واسطے آتا ہے چونکہ زمین قلعہ زمجرود تمھارے قیام کے واسطے فی الحال مبارک ہے لہذا مناسب ہے کہ
تم اپنے فرزند کو لیکر زمین قلعۂ زمجرود پر جاکر قیام کرو پس میں اس فرزند کو لیکر بموجب تاکید مہربان
مذکور کے یہاں آیا ہوں مجکو تمھارے شاہ سے لڑنا منظور نہیں ہے وزیر فریدون شاہ نے حمزہ
صاحبقران کی وہ شان شوکت کہ اپنے بادشاہ کے رعب اور دبدبہ اور سطوت وصولت کی کچھ حقیقت
آگے اسکے نہ تھی القصہ وزیر فریدون شاہ خواجہ عبدالمطلب سے رخصت ہوا اور
قطع راہ کرکے اپنے بادشاہ کی خدمت میں آیا اور کل حال بیان اور تعریف امیر کی بدرجہ کمال
کی فریدون شاہ زمجرودی نے جو تعریف حمزۂ صاحبقران کی اپنے وزیر سے سنی حمزۂ صاحبقران
کے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہوا اور اسی وقت وزیر سے کہا کہ جلد جاکر خواجہ عبدالمطلب اور
انکے فرزند کو ہمارے پاس بہ عزت وتوقیر لے آ اگر خواجہ عبدالمطلب یہاں تشریف لانے
میں کچھ تامل کریں تو کہنا کہ بادشاہ ہمارا آپ صاحبوں کی ملاقات کا نہایت مشتاق ہے آپ اندر قلعہ کے
تشریف لیچلیے کسی طرح کا تردد نہ کیجیے وزیر بحکم فریدون شاہ زمجرودی فوراً قلعہ سے روانہ ہوا جب
خبر وزیر کے آنے کی خواجہ عبدالمطلب اور حمزۂ صاحبقران نے آنے کی سنی چند سردار واسطے
استقبال کے روانہ کیے جب وزیر مذکور خدمت خواجہ عبدالمطلب میں حاضر ہوا بعد بجالانے شرائط آداب
وتسلیم کے پیام فریدون شاہ زمجرودی کا پہونچایا خواجہ عبدالمطلب مع حمزۂ صاحبقران اور

چند سرداران جو لاور ہمراہ اپنے زیر کے مرکبون پر سوار ہوکر بصد شان و شوکت چلے جسوقت اندر قلعہ
کے تشریف لائے ملاحظہ کیا قلعہ نہایت وسیع ہی اور نہایت مضبوط و مستحکم ہی اندر قلعہ کی رعایا آباد ہی قسم کا مین
مثل عروس شب اول کے مزین ہین اشیای نفیس و نادر دکانون پر ہین دکاندار دکانون پر بیٹھے ہین خریدارون کا
ہجوم ہی عورتین اور مرد حسین اور خلیق صد ہا عورتین سر راہ گھرون کے دروازون پر پردے
اور چلمنین ڈالکر ہماری سواری کے دیکھنے کے واسطے بیٹھی ہین اور ہزارہا مردمان قلعہ بھی واسطے دیکھنے ہماری
سواری کے فراہم ہین خواجہ عبدالمطلب اور حمزہ صاحبقران کیفیت دیکھتے ہوئے دارالعلم رو تستاہی
مین آئے وہان دیکھا جملہ امرا اور رؤسا و وزیر و مشیر حاضر ہین اور کئی ہزار افسران فوج اور پہلوانان
زبردست و قوی ہیکل سے علے قدر مراتب و مناسب کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے ہین اور
تخت طلائی منقش جواہر نگار مرصع کار پر فریدون شاہ زمجرودی بیٹھا ہے جسوقت خواجہ
عبدالمطلب دربار فریدون شاہ مین مع حمزہ صاحبقران اور سرداران اور پہونچے بحکم فریدون
شاہ جملہ امیر و وزیر اور پہلوانان نے نظر واسطے تعظیم کے اٹھ کھڑے ہوئے فریدون شاہ بھی کھسک کر
اپنے تخت سے برائے تعظیم اٹھا بعد اسکے بحکم فریدون شاہ ایک کرسی جواہر نگار فورا قریب تخت بچھائی
گئی فریدون شاہ نے اول خواجہ عبدالمطلب کو دنگل پر بیٹھنے کو فرمایا پھر اپنے قریب کرسی پر
امیر باتوقیر کو بیٹھنے کو فرمایا اور سرداران حمزہ صاحبقران کو بھی موافق انکی لیاقت کے دنگلون
پر بیٹھنے کو فرمایا جب خواجہ عبدالمطلب اور حمزہ صاحبقران بیٹھ چکے اسوقت جملہ حاضرین دربار
اپنی اپنی کرسیون اور دنگلون پر بیٹھے بعد بیٹھنے خواجہ عبدالمطلب اور حمزہ صاحبقران کے فریدون
شاہ زمجرودی نے بعد مزاج پرسی کے احوال پوچھا خواجہ عبدالمطلب نے سارا حال نوشیروان
کی خفگی کا بوجہ قتل کرنے طاہر عادی اور مطاہر عادی کے اور بھیجنا کرپشت سیر گردانی
کا اور بعد اسکے روانہ کرنا نعمان بن منظر شاہ یمن کا اور حال خواجہ بزرجمہر کے نامہ کا
مفصل بیان کیا فریدون شاہ زمجرودی نے کل حال ابتدا سے انتہا تک سنکے حمزہ صاحبقران
کے چہرہ انور پر نظر کی کہ اسی لڑکے نے یہ جرات اور بہادری کی ہی فریدون شاہ نے جو بغور رخ حمزہ
دیکھا ایسا رعب صاحبقرانی اسپر چھایا کہ کانپنے لگا اور فورا اپنی شمشیر آبدار حمزہ صاحبقران کو
بصد خوشی دی اور خواجہ عبدالمطلب سے مخاطب ہوکر کہا کہ مینے آپکے پسر کو اپنا فرزند کیا
راوی بیان کرتا ہی کہ اس ملک اور تمام کا یہ قاعدہ ہی کہ جو شہزادہ ولیعہد ہوتا ہی وہ تلوار اپنے باپ سے
پاکر سر پر اپنے پس پشت تخت کھڑا ہوتا ہی اور تلوار کھینچ لیتا ہی چنانچہ رواج قدیمانہ کے موافق فریدون
شاہ نے بھی کھینچکر حمزہ صاحبقران کو دی ہی اور بعہدہ ولیعہدی مقرر کیا ہی جس وقت یہ حال خواجہ
عبدالمطلب نے دیکھا حمزہ صاحبقران سے فرمایا کہ اے فرزند فریدون شاہ نے اپنا
ولیعہد کیا ہی تمکو لازم کہ بادشاہ کی اطاعت سے سرکشی نہ کرنا امیر نے عرض کیا انشاءاللہ جس طرح آپنے
فرمایا ہی ایسا ہی ہوگا یہ کہکر حمزہ صاحبقران وہی تلوار کھینچکر پس پشت تخت فریدون شاہ کھڑے
ہوئے دربار مین شور مبارکبادی بلند ہوا اور ہر ایک امیر و وزیر وغیرہ نے ولیعہد ہونے کی حمزہ صاحبقران
کو نذر دی بعد ولیعہد ہونے حمزہ صاحبقران کے خواجہ عبدالمطلب فریدون شاہ رخصت ہوئے

فریدون شاہ نے بمجبوری خواجہ عبدالمطلب کو بصد اعزاز رخصت کیا لیکن جب خواجہ عبدالمطلب اپنی بارگاہ میں آکر فروکش ہوئے فریدون شاہ نے اسوقت سامان دعوت ضیافت بھیجا وزیر خوش تدبیر خدمت خواجہ عبدالمطلب میں مع سامان دعوت حاضر ہوا خواجہ عبدالمطلب کی تو فریدون شاہ نے دعوت کی ہے اور خواجہ عبدالمطلب اپنی بارگاہ میں اور حمزہ صاحبقران قلعہ زنجرود میں ہیں لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے کہ جب خواجہ عمرو کی بیہوشی دفع ہوئی اور آنکھ کھلی اور ہوش آیا دیکھ کر میں ایک کوٹھری پڑا ہوں یہ حال دیکھ کے خواجہ عمرو گھبرا کر اٹھے اور قریب در حجرہ آئے دیکھا در حجرہ مقفل ہے اسوقت خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ خواجہ عباس نے طعام دعوت کھلا کر مجھے عداوت کی مجھکو کوٹھری میں بند کر دیا دروازے میں قفل لگا دیا مجھکو یہ امید خواجہ عباس کی ذات سے نہ تھی نہیں معلوم اس میں کیا مصلحت تھی خیر اب کسی طرح سے اس کوٹھری سے نکلنا چاہئے یہ خیال کر کے خواجہ عمرو نے چول دروازہ کی اٹھا کر دروازہ کو علیحدہ کر کے کوٹھری سے باہر نکلے اور مکان امیر باتوقیر پہ آئے لیکن حمزہ صاحبقران اور خواجہ عبدالمطلب اور لشکر کو دیکھا اسوقت خواجہ عمرو نہایت متفکر اور متردد ہوئے جب اہل ساکنان خیمہ سے حال حمزہ صاحبقران کا پوچھا معلوم کرسب جانب قلعہ زنجرود گئے ہیں خواجہ عمرو یہ حال سنتے فی الفور جانب قلعہ زنجرود بہ تعجیل تمام روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ خدمت خواجہ عبدالمطلب میں پہونچے اور حمزہ صاحبقران کو نہ دیکھکر خواجہ عبدالمطلب سے پوچھنے لگے کہ امیر باتوقیر کہاں ہیں خواجہ عبدالمطلب نے فرمایا حمزہ قلعہ زنجرود میں ہیں خواجہ یہ سنتے فوراً قلعہ زنجرود میں آئے بعد اسکے دارالعمارہ شاہی میں پہونچکر جو دیکھا تو عجب کیفیت دیکھی کہ جملہ امرا اور پہلوان وغیرہ تو کرسیوں اور دنگلوں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور حمزہ صاحبقران بادشاہ کے عقب سر پر تلوار کھینچے ہوئے کھڑے ہیں بادشاہ تخت پر بیٹھا ہے دربار آراستہ ہے خواجہ عمرو بہ چالاکی و چستی حمزہ صاحبقران کے پاس پہونچے اور آہستہ کہنے لگے کہ ای امیر باتوقیر افسوس ہزار افسوس حیف ہے ابھی تم نے کوئی ایمان میں بھی ضعف آگیا جرأت دلاوری ساری تمہاری تشریف لے گئی حیا و غیرت و شرم بھی جاتی رہی دفعۃً یہ کیا ہو گیا حمزہ صاحبقران نے گھبرا کر پوچھا اے برادر کچھ کہو تو میں نے کیا کیا خواجہ عمرو نے کہا اے امیر باتوقیر آپ نے اطاعت اور فرمانبرداری ایک کافر کی اختیار کر لی آپ کو ذرا غیرت معلوم نہیں ہوتی دربار میں امرا اور ڈب وغیرہ تو کرسیوں اور دنگلوں پر بیٹھے ہیں اور آپ کھڑے ہیں اور ایک کافر کی نگہبانی اور حفاظت کر رہے ہیں آپ بیٹے خواجہ عبدالمطلب کے ہیں اور اولاد حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ہیں آپ کو کسی طرح لازم و مناسب نہیں ہے کہ اطاعت اس کافر کی کیجئے علاوہ اسکے عامر شاہ اور بیعون ذوالیدین اور کریت وغیرہ ایسے نامی بادشاہ وغیرہ تو آپ کے مطیع ہوں اور آپ ایک کافر کی اطاعت کریں یہ خلاف عقل ہے حمزہ صاحبقران نے بمقتضائے سن طفولیت فرمایا کہ اے خواجہ تمہیں بتاؤ کہ اب میں کیا کروں خواجہ عمرو نے کہا اے حمزہ صاحبقران نیام اپنی تلوار کا مجھکو دیدو اور تلوار تم اپنی کمر میں رکھو اور میرے ساتھ اس دربار سے نکل کے چلو حمزہ صاحبقران نے بموجب کہنے خواجہ عمرو کے نیام تلوار کا تو خواجہ کو دیدیا اور وہ تلوار اپنی کمر میں رکھی اور اسی طرح ہمراہ خواجہ عمرو کے دربار سے باہر آئے کہ فریدون شاہ اور سرداران وغیرہ نے حمزہ صاحبقران کو باہر جاتے مطلق نہیں دیکھا حمزہ صاحبقران دربار فریدون شاہ سے باہر آئے چونکہ مرکب خنگ سیہ قیطاس پر

سوار ہو کے دربار فریدون شاہ مین آئے تھے اور مرکب درِ دارالعمارۃ شاہی پر موجود تھا حمزۂ صاحبقران اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور خواجہ عمرو نے رکاب پر ہاتھ ڈالا جب امیر باتوقیر دارالعمارۃ شاہی سے چلے راہ مین امیر نے فرمایا کہ اگر والد مجھسے پوچھین کہ تم دربار فریدون شاہ زمجرودی سے کیون چلے آئے تو مین کیا کہونگا خواجہ عمرو نے کہا اے امیر یہ کون سی مشکل بات ہے یہ کہدیجئے گا کہ بادشاہ نے خوش ہو کر تلوار مجکو دیدی اور کہا جاؤ ہم نے تمھاری نوکری معاف کی اسوجہ سے مین چلا آیا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اول تو مین جھوٹھ نہ بولونگا اور بالفرض اگر موافق تمھارے کہنے کے مین نے والد سے کہا اور انھون نے تحقیق کیا تو کیا ہوگا مین دروغگو تصور کیا جاؤنگا خواجہ عمرو نے کہا جب تحقیق ہوگا اسوقت مین جواب معقول دیدونگا آپ کیون تردد فرماتے ہین چلیے بھی آپ تو پیش از مرگ واویلا کرتے ہین جب آپ کے والد پوچھینگے اسوقت دیکھ لیا جائیگا کوئی جواب باصواب دیدیا جائیگا حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا خواجہ عمرو جو کہتے ہین ٹھیک ہی کوئی جواب معقول والد کو دینگے جب حمزۂ صاحبقران راہ طے کر کے در قلعہ پر آئے اور قلعہ سے بھی باہر نکلے آگے چلے چونکہ وہ صحرا تھا ایک ہرن خواجہ عمرو کو نظر آیا خواجہ عمرو نے کہا اے امیر باتوقیر اگر اسوقت آپ اس ہرن کا شکار کیجئے تو مین جانونگا کہ آپ لشکر ان پر بھی فتحیاب ہونگے امیر یہ سنکے ہرن کو تیر مارا تیر ہرن کے پٹھے پر پڑا لیکن ہرن زمین پر نہ گرا اور صحرا کی طرف بھاگا امیر باتوقیر نے اس ہرن کو تعاقب مین گھوڑا ڈالا وہ ہرن دور تک بھاگتا ہوا چلا گیا آخر ایک جگہ صحرا مین بوجہ زخمی ہونے کے گرا خواجہ عمرو نے دوڑ کر اس ہرن کو ذبح کیا یکایک حمزہ نے دیکھا کہ اسی صحرا مین دو لشکر صف آرا ہین عنقریب باہم لشکرون مین لڑائی ہوا چاہتی ہے حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا اے برادر ہرن کی کباب لگانے تدبیر نہ کرو جاؤ دیکھو کہ یہ دونون لشکرون کے کون کون افسر ہین اور لڑائی کیون ہوا چاہتی ہے خواجہ عمرو فوراً روانہ ہوئے اور بعد دریافت حال جلد تر حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین آئے اور کہنے لگے کہ مین جاکر دریافت کیا تھا ایک جانب قارن بخت مغربی اور مثقال شاہ مغربی اور ملک سلطان شاہ مغربی کہ جملہ بادشاہان حوالی ملک مغرب ہین انکا لشکر ہے اور ایک طرف ملکہ ہماے طاقی دختر فریدون شاہ زمجرودی کا لشکر ہے قارن بخت وغیرہ ملکہ مذکور پر عاشق ہوکر فریدون شاہ سے لڑنے کو چلے تھے ابھی قلعہ زمجرود تک نہ پہونچے تھے کہ ملکہ مسطور کو جو اس صحرائے سبزہ زار مین واسطے شکار کھیلنے کے آئی ہے بادشاہان مذکور نے گھیرا ہے اور اب مقابلہ ہوا ہی چاہتا ہے حمزۂ صاحبقران نے یہ حال سنکے فرمایا کہ مجکو فریدون شاہ نے بیٹا کیا ہے اور اسوقت اُسی کی دختر کو ان بادشاہون نے گھیرا ہے اور قصد اسکی آبرو لینے کا رکھتے ہین پس مجکو لازم ہے کہ مین دختر فریدون شاہ کی مدد کے واسطے جاؤن اور ان بادشاہون کی شر سے اُسکو بچاؤن یہ فرما کر مرکب کو جولان کیا خواجہ عمرو ہمراہ رکاب ہوئے ہرن کو اسی صحرا مین جو ذبح کر کے زمین پر ڈالدیا تھا وہین اُسکو چھوڑ دیا جب امیر باتوقیر میدان کارزار مین پہونچے اسی وقت قارن بخت اپنے لشکر سے نکلا اور جانب لشکر ملکہ ہماے طاقی بڑھا حمزۂ صاحبقران نے قارن بخت کو دیکھکر نعرۂ شیرانہ کیا کہ قارن گھبرا گیا حواس منتشر ہوگئے دست و پا مین رعشہ ہوا آخر گھوڑے کو روک کے پوچھنے لگا کہ اے جوان تو کون ہے اور نام تیرا کیا ہے کیون بہادرون سے آمادہ جنگ ہوتا ہے اگر اپنی جان عزیز ہے تو میدان جنگ سے چلا جا

ورنہ اس طرح قتل کیا جائیگا کہ تیرے حال پر ماہیان دریا اور مرغان ہوا گریہ کرینگے حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا کہ او بیہودہ گو
بہادرون کے نام دریافت کرنے سے تجکو کیا فائدہ اب بیہودہ بک بک مجھ سے مقابلہ کر یہ کہکے حمزۂ صاحبقران نے
اس سے مقابلہ کیا قارن نے بقہر و غضب امیر کے سینہ بے کینہ کو تاک کر نیزہ مارا امیر نے نیزہ کو نیزہ پر روکا
بعد چند لمحہ باہم رد و بدل ہونے کے حمزۂ صاحبقران نے نیزہ قارن کے ہاتھ سے نکال لیا قارن نے خفیف ہوکر
بغیظ و غضب تیغہ کھینچکر حمزۂ صاحبقران پر مارا امیر باتوقیر نے دھال تیغ آبدار کی بچاکے قارن کے
بند و بست پر ہاتھ ڈالا اور جھٹکا دیکر تیغہ چھین لیا اور توڑے مین کمر بند فولادی کے ہاتھ ڈالکر قارن کو پشت
زین سے اٹھا لیا سلطان بخت اور مثقال شاہ یہ حال دیکھکے مع لشکر آگے بڑھے اور قصد کیا کہ قارن کو رہا
کرا کے حمزۂ صاحبقران کو قتل کرین اسوقت حمزۂ صاحبقران نے قارن کو خواجہ عمرو کے حوالہ کیا اور بعد جنگ
عظیم کے سلطان بخت اور مثقال شاہ کو بھی مثل قارن پشت زین سے اٹھا لیا اور ان سے کہا کہ اگر تم
مسلمان ہو اور دین اسلام قبول کرو تو بہتر ہے ورنہ ابھی قتل ہو گے سلطان بخت اور مثقال شاہ
کلمہ پڑھ کے صدق دل سے مسلمان ہوئے اسی طرح قارن نے بھی دین اسلام قبول کیا بعد مسلمان ہونے
کے تینون بادشاہون نے حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا کہ ہم ملکہ ہمای طاقی کے عاشق ہین امیر نے
فرمایا مین ملکہ کو مطیع کرکے تم مین سے ایک شخص سے ملکہ کا نکاح کردونگا بشرطیکہ ملکہ بھی قبول کرے قارن
نے عرض کیا کہ بہ نسبت سلطان بخت و مثقال شاہ کے اس ملکہ پر مین شیفتہ اور فریفتہ زیادہ
ہون امیر باتوقیر نے فرمایا اچھا اگر ملکہ ہمائے طاقی منظور کریگی تو تمہارے ہی ساتھ ملکہ کا عقد کر دیا جائیگا
غرض بعد مسلمان ہونے شاہان مذکور کے حمزۂ صاحبقران جانب ملکہ ہمائے طاقی تشریف لائے ملکہ امیر
باتوقیر کو دیکھکر عاشق ہو گئی اور بے اختیار یہ شعر پڑھنے لگی شعر اب مرض کا مرے ہوگا نہ طبیبو تم سے علاج
عشق کہتے ہین جسے وہ مجھے آزار ہوا + جب حمزۂ صاحبقران قریب ملکہ تشریف لائے فرمایا کہ اے ملکہ اب تجکو
مناسب ہے کہ دین اسلام اختیار کرو اور بت پرستی سے بیزار ہو اور قارن و سلطان بخت اور مثقال شاہ
کہ یہ تینون تمہارے عاشق ان مین سے ایک بادشاہ کے ساتھ اپنا عقد کرلو ملکہ نے اپنی دایہ سے کچھ کہا دایہ
نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ ملکہ کہتی ہین کہ جو مجھ سے فن سپہ گری مین غالب ہوگا مین اس شخص کو قبول کرونگی
اور مسلمان ہونگی امیر باتوقیر تمہین سے فن سپہ گری مین بہ نیزہ و شمشیر آبدار مقابلہ کرونگی حمزۂ صاحبقران
نے ہنسکر کہا بہتر ہے ہنر سپہ گری دکھائین مجھ سے مقابلہ کرین یہ گفتگو امیر خوشخو کی سنکر ملکہ ہمائے طاقی نے گھوڑا اپنا
آگے بڑھایا ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ ملکہ طاقی لباس مردانہ زیب تن نازک کرکے اور نقاب چہرۂ روشن پر
ڈالکر گھوڑے پر سوار ہو کے مع تھوڑی فوج اور چند عورتون کے صحرا مین شکار کھیلنے آئی تھی غرض جب ملکہ
نے گھوڑا اپنا بڑھایا حمزۂ صاحبقران نے بھی ہنسکر مقابلہ کیا ملکہ نے تلوار لگائی حمزۂ صاحبقران کے دل مین آیا
کہ عورت کی تلوار سپر پر روکنا خلاف مردانگی ہے یہ خیال کرکے امیر باتوقیر نے تلوار کی بار بچا کر اور ملکہ
کمر بند مین ہاتھ ڈالکر زین فرس سے اٹھا لیا اور پھر آہستہ گھوڑے پر بٹھا دیا ملکہ ہمای طاقی مغلوب ہو کر مسلمان ہوئی
اور اب ہزار جان سے امیر کی صورت اور صولت اور قوت پر عاشق ہوئی جسوقت قارن اور سلطان بخت
اور مثقال شاہ اور ملکہ طاقی نے دین اسلام قبول کیا اسوقت مردمان لشکر نے بھی دین اسلام قبول کیا
اور کلمہ پڑھ کر سب کے سب مسلمان ہوئے الحاصل حمزۂ صاحبقران شاہان مذکور اور ملکہ مسطور کو مع لشکر

کثیر لیکر اس صحرائے سبزہ زار سے جانب قلعہ زنجرودی چلے لیکن اب حال فریدون شاہ زنجرودی کا لکھا جاتا ہے کہ جب فریدون شاہ نے حمزۂ صاحبقران کو اپنے پس پشت نہ دیکھا گھبرا کر امرا و وزرا سے پوچھنے لگا کہ وہ لڑکا جسکو مین نے ولیعہد کیا تھا اور تلوار کھینچ میرے عقب سے کھڑا تھا کہان گیا امرا وغیرہ نے دست بستہ عرض کیا خداوند نعمت زمانہ تھوڑی دیر کا گذرا ہے کہ حضور کے اس فرزند کے پاس ایک اور لڑکا دبلا پتلا سوکھا سا آیا لیکن نہایت چست و چالاک تھا اور کچھ باتین آہستے آپ کے فرزند سے آہستہ سے کہی تھین ہمکو نہین معلوم ہوا کہ اُس لڑکے نے کیا کہا کہ آپکے فرزند یعنی ولیعہد بہادر تلوار کو زمین رکھکر اور نیام اس لڑکے کو دیکر دربار حضور پر نور سے چلے گئے ہم سب خادمان سرکار بخوف عتاب سلطانی ولیعہد بہادر کو روک نہ سکے اور دربار سے باہر جانے سے منع نہ کر سکے فریدون شاہ زنجرودی یہ گفتگو سے امرا کے دلفگار سنکے نہایت برہم ہوا اور فوراً چار سرہنگون کو بلا کر یہ حکم دیا کہ جلد جاؤ اور جس جگہ وہ دونون لڑکے ملین اُنکو گرفتار کرکے مابدولت کے سامنے لے آؤ سرہنگان مذکور بحکم فریدون شاہ زنجرودی قلعہ سے روانہ ہوئے اور جانب صحرا حمزۂ صاحبقران اور خواجہ عمرو کو ڈھونڈھتے ہوئے چلے چونکہ خواجہ عمرو امیر با توقیر سے جدا ہو کر واسطے خبر کے خدمت مین خواجہ عبد المطلب کے چلے تھے اور بوجہ تیز روی کے حمزۂ صاحبقران سے آگے بڑھ آئے تھے اور جلد جلد طرف بارگاہ خواجہ عبد المطلب کے چلے جاتے تھے ناگاہ خواجہ عمرو نے دور سے دیکھا کہ چار سرہنگ اسطرف چلے آتے ہین خواجہ عمرو نے جو بغور دیکھا معلوم ہوا کہ سرہنگون کی وردیان مثل قلعۂ زنجرود کے سپاہیون کے ہین یہ دیکھ کے خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ عجب نہین کہ یہ چار سرہنگ واسطے گرفتاری حمزۂ صاحبقران کے آتے ہون یہ خیال کرکے خواجہ بسر عیاری آگے بڑھے جب وہ چارون سرہنگ صحرا مین جستجو کرتے ہوئے آگے بڑھے دیکھا انھون نے کہ ایک درخت کے نیچے ایک لڑکا نہایت حسین اور خوبصورت شنجرفی لباس پہنے ہوئے بیٹھا ہے اور نے نوازی مین مشغول اور یہ غزل عاشقانہ گا رہا ہے غزل

فردون ہو دشت مین گر عشق اسکی چشم بینا کا
گلون کو بھی مگر ہو عشق اسکے روئے زیبا کا
جنون مین ور نہ کھلاؤ اگر یہ پنجہ وحشت
کف پا ہے مرا مشتاق نوک خار صحرا کا
جو ہین اہل محبت کب وہ کرتے ہین سست بخشش وہ
پلا ساقی منوش اب تو جام صہبا کا
ہے مستر مولا مرا ہے ساقی کوثر زمانے کا

رہ گھون مانند مژگان چشم پر ہر خار صحرا کا
رہا گر دشت مین عریان بس دن یہ وحشت
مرے دامن کی صورت چاک ابھی دامن ہے صحرا کا
ہماری برہنہ پائی نے کیا کیا گل کھلائے ہین
جہان مین دیکھ تو جاری ہے سب فیض دریا کا
الفت دل ونگا مرنے پر مین خجل ہو کر بستی ہو
زبان دھوؤن تو لون نام مبارک پیر آقا کا

گریبان پھاڑنا کب ہے سبب ہے باغ عالم مین
ہماری پردہ پوشی کے اُڑے دامن ہے صحرا کا
قدم بے وجہ ہے سودشت کب ہے گھٹتین وحشت مین
خار بیابان پر ہے خون میرے کف پا کا
نہین ہے تاب مستون کی بہار آتی ہے گلشن مین
دوپٹہ یار کا ہو یاد دامن ہو صحرا کا

جسوقت یہ غزل اس حسین بچے نے بالحان داؤدی گائی اور چارون سرہنگون نے سنی اُس وقت ان سرہنگون کی یہ کیفیت ہو کہ مانند مستون کے جھومنے لگے کیونکہ طفل حسین خوش الحان نے صحرائے سبزہ زار مین وہ غزل سُنی کہ جسکی طرح کا قافیہ صحرا تھا از خود رفتہ ہو گئے اور مثل تصویر چارون سرہنگان بے پیرہ و بردہ اُس طفل حسین کے کھڑے ہوئے بعد تھوڑی دیر کے جب وہ طفل نے مین غزل گا چکا اور حواس بھی کسیقدر درست ہوئے اسوقت وہ چارون سرہنگ اُس طفل حسین خوبصورت سے پوچھنے لگے کہ اے لڑکے تیرا نام کیا ہے اُس لڑکے نے کہا مجھکو خاص و عام مطلوب نے نواز کہتے ہین اور مین بیٹا ہون طالب نے نواز کا اسوقت اس صحرا مین نکل آیا تھا دل جو

گھبرایا نے بجانے لگا اور غزل گانے لگا سرہنگون نے کہا کہ مطلوب تونے سچ تو یہ ہے کہ اچھی طرح تم نے بجائی اور غزل بھی گائی ہم تو چار روپیے کے پیادے ہین تمکو کیا دین لیکن تم یہان ٹھہرے رہو ہم حمزہ صاحبقران اور ایک لڑکے کو گرفتار کر لائین پھر تمکو ہم اپنے بادشاہ یعنے فریدون شاہ زنجیر ودی کے دربار مین لیچلینگے اور تمھاری نے نوازی اور گانا تمھارا بادشاہ کو سنوائینگے وہان تمکو انعام کثیر ملیگا امیر کبیر ہو جاؤ گے اُس طفل حسین نے کہا اگر تم مجکو بادشاہ کی خدمت مین لیجاؤ گے اور انعام کثیر دلواؤ گے تو تمھارا بھی بھلا ہوگا مین بھی تمکو زر نقد بہت سا دونگا یہ کہکے اُس طفل نے کہا آخر تو جاتے ہو مین چلم مین تمباکو رکھکر آگ رکھتا ہون تم بھی چلم پی لو ایک لمحے کے واسطے بیٹھ جاؤ چارون سرہنگ بیٹھ گئے اُس لڑکے نے اپنے پاس سے تمباکو نکالا اور چلم مین رکھا بعد اسکے جو آگ کہ روبرو اُس طفل کے رکھی تھی اُسی آگ مین سے تھوڑی سی آگ چلم مین رکھی اور ایک سرہنگ کو دی سرہنگ چلم لیکر پینے لگا بعد پینے کے دوسرے سرہنگ کو وہ چلم دی اسی طرح چارون سرہنگون نے اُس چلم کے تمباکو کا صرف دھوان یہان تک کہ آنکھین اُنکی سرخ ہوگئین پھر چلم اُس طفل خوبرو کو دے کر کہنے لگے کہ واہ واہ میان مطلوب نے نواز کیا کڑوا تمباکو پلایا کہ نشہ ہوگیا چکر آنے لگا مطلوب نے نواز نے کہا ذرا کھڑے ہو جاؤ صحرائی ہوا کھاؤ بیشک یہ تمباکو نہایت کڑوا تھا چارون سرہنگ جو نہین کھڑے ہوئے فوراً بیہوش ہوگئے زمین پر گرے مطلوب نے نواز نے نعرہ کیا منم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اے نالائقون تم حمزہ صاحبقران اور ہماری گرفتاری کے واسطے جاتے تھے اور یہ نہین جانتے تھے کہ تمھارا مرشد دام مکر پھیلائے ہوئے صحرا مین تشریف رکھتے ہین یہ کہکے خواجہ عمرو نے سرہنگون کی کمر مین ہرچند روپیہ کی جستجو کی لیکن کسی سرہنگ کی کمر سے ایک کوڑی بھی نہ نکلی اسوقت خواجہ عمرو کو کمال غصہ آیا اور کپڑے سرہنگون کے اُتار کے بالکل ننگا اُنکو کرکے چارون کو ایک درخت سے باندھا اور کوڑے سے خوب مارا یہانتک کہ تین سرہنگ قریب مرگ ہوگئے اسوقت ایک سرہنگ کو خواجہ عمرو نے کھولدیا وہ سرہنگ ننگا بھاگا خواجہ عمرو پھر اُسکے پیچھے دوڑے کہ ابے ٹھہر جا ٹھہر مین تجکو ہوشیار کرکے کوڑے مارونگا اور اب تیرے بادشاہ کو بھی سزا ے معقول دونگا وہ سرہنگ خواجہ کی یہ گفتگو سُنکے اور زیادہ بھاگا آخر راہ صحرا طے کرکے اسی طرح برہنہ قلعہ مین آیا اور بعد آنے قلعہ کے روبرو سے فریدون شاہ بھی اُسی طور سے گیا کیونکہ اظہار ظلم خواجہ عمرو اُس سرہنگ کو اچھی طرح منظور تھا جسوقت فریدون شاہ نے سرہنگ کو ننگا دیکھا اور تمام پشت اُسکی زخمی دیکھی پوچھا اے سرہنگ تو برہنہ میرے دربار مین کیون چلا آیا اور پیٹھ تیرے کیون زخمی ہے سرہنگ نے تمام حال مطلوب نے نواز یعنے خواجہ عمرو کی عیاری کا بیان کیا اور یہ بھی عرض کیا کہ حضور اس لڑکے نے یہ بھی کہا ہے کہ تیرے بادشاہ کو سزا ے معقول دونگا فریدون شاہ یہ سنکے غیظ سے کانپنے لگا اور حکم دیا کہ اسی وقت بادولت کا لشکر طیار ہو بموجب حکم فریدون شاہ مردمان سپاہ زرہین پہننے لگے ہتھیار لگانے لگے اٹالا بارگاہ کا نکلا بعد تھوڑی دیر کے نوے ہزار سواران جلیقہ پوش سج سجا کے گھوڑون پر سوار ہوکر صف آرا ہوئے فریدون شاہ بھی تخت پر سوار ہوا قلعہ مین ایک تہلکہ پڑگیا جھنڈے فوج کے بلند ہوئے نشان فوج آگے بڑھائے پر چوب بڑی دروازہ قلعہ کا کھلا فریدون شاہ زنجیر ودی مع لشکر قلعے سے باہر نکلا خواجہ عبد المطلب نے سُنا کہ فریدون شاہ زنجیر ودی واسطے لڑنے کے آتا ہے خواجہ عبد المطلب

حیران ہوئے کہ مین نے بادشاہ کی کیا خطا کی ہے جو مجھ سے لڑنے کو آتا آخر بدرجۂ ناچاری خواجہ عبد المطلب نے بھی اپنی فوج کو حکم کربندی کا دیا لشکر خواجہ عبد المطلب بھی بہت جلد مسلح ہوئے اور ہر ایک بہادر گھوڑے پر سوار ہوا سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران جو ہمراہ خواجہ المطلب اور حمزہ صاحبقران دربار فریدون شاہ مین گئے تھے وہ قلعہ سے نکلے اپنے لشکر مین آئے خواجہ عبد المطلب کے لشکر مین بھی باجے جنگی بجنے لگے ترنا پھونکی نشان لشکر آگے بڑھا سرداروں نے میدان جنگ مین میمنہ اور میسرہ وغیرہ لشکر کا درست کیا بخوبی تمام لشکر کی صف آرائی ہوئی اُدھر فریدون شاہ بھی قلعہ سے نکلے بمقابلہ خواجہ عبد المطلب صف آرا ہوا لیکن خواجہ عمرو جو سرہنگان فریدون شاہ کو بیہوش کرکے اور کوڑے مار کر اور ایک سرہنگ کو رہا کرکے قریب بارگاہ خواجہ عبد المطلب آئے دیکھا کہ ادھر لشکر حمزہ صاحبقران صف آرا ہے اُدھر فریدون شاہ اپنی فوج کو لئے ہوئے کھڑا ہے لڑائی ہوا ہی چاہتی ہے یہ حال دیکھا خواجہ عمرو پھر پیچھے تیز چلے اور نہایت تیز جا کر حمزہ صاحبقران کو اطلاع دی امیر باتوقیر خواجہ عمرو سے حال صف آرائی سنکے نہایت جلد اُس صحرا سے چلے سواروں نے گھوڑے اُٹھا دیے زمین صحرا سے سُم سمندان سے دہلنے لگی غبار زمین سے بلند ہوا حمزۂ صاحبقران نے مرکب خنگ سیہ قیطاس کو جولان کیا غرض حمزہ صاحبقران لشکر کو لیکر اُس صحرائے سبزہ زار سے اپنے والدِ ماجد کی خدمت مین بصد عجلت چلے لیکن ملکہ مہاسے طاقی دختر فریدون شاہ نے جو تمام حال بزبانی خواجہ عمرو سنا فوراً حمزۂ صاحبقران سے پوشیدہ علیحدہ ہوکر اور راہ نزدیک سے جلد تر قریب دونون لشکرون کے پہونچی ملکہ نے دیکھا کہ دونون لشکر صف آرا ہین عنقریب دونون لشکرون مین لڑائی ہوا چاہتی ہے ملکہ یہ سامان جنگ دیکھکر چونکہ نہایت بہادر تھی فوراً جانب لشکر خواجہ عبد المطلب آئی اور قریب صف لشکر ایک لمحہ کھڑی ہوکر گھوڑا سامنے آگے بڑھایا اور مبارز طلب کی فریدون شاہ نے دیکھا کہ ایک نقابدار خواجہ عبد المطلب کے لشکر سے نکلا ہے اور مبارز طلب کرتا ہے فریدون شاہ نے پہلوانون اور بہادرونکی طرف دیکھا فوراً ایک بہادر اجازت حرب فریدون شاہ سے لیکے میدان مین اور اُس نقابدار سے مقابلہ کیا نقابدار نے بہت جلد اس بہادر کو بضرب شمشیر آبدار قتل کیا اسیطرح کئی پہلوان اور بہادر نقابدار نے طرفۃ العین مین قتل کئے جب کوئی بہادر لشکر فریدون فریدون شاہ واسطے مقابلہ نقابدار کے نہ نکلا اُس وقت نقابدار نے گھوڑا اپنا فریدون شاہ کے لشکر مین ڈالدیا اور بضرب شمشیر آبدار سواران جرار کو قتل کرنا شروع کیا فریدون شاہ نے کل لشکر کو حکم دیا کہ اس نقابدار کو گھیر لو اور جسطرح ہوسکے قتل کرو بموجب حکم فریدون شاہ کل لشکر نے چہار جانب سے نقابدار کو گھیر لیا اور تیر و تبر و شمشیر لگانا شروع کیا جب حال خواجہ عبد المطلب نے دیکھا اپنے لشکر کو بھی حکم دیا کہ لشکر فریدون شاہ پر حملہ ور ہو بموجب ارشاد خواجہ عبد المطلب جملہ مردمان لشکر آگے بڑھے اور فوج فریدون شاہ کو قتل کرنے لگے لاش پر لاش بہادرون کی گرنے لگی صدائے گریہ و زاری بلند ہوئی سوار نقابدار نے ہر چند صدہا بہادران فوج فریدون شاہ کو قتل کیا لیکن جنگ سے منھ نہ موڑا اور معرکۂ جنگ سے قدم نہ ہٹایا عین گرمی جنگ مین حمزۂ صاحبقران بھی آئے دونا ہم لشکرون کو لڑتے ہوئے دیکھکر نعرہ کیا نعرہ امیر سنتے شہسوار امیر کمربستہ و جنگ ... نعرہ کرکے مع فوج قاہرہ لشکر فریدون شاہ پر حملہ ور ہوئے اور اسقدر لشکر یان فریدون قتل ہوگئے کہ میدان کارزار مین کشتون کے انبار لگا دیے سرداران حمزۂ صاحبقران نے بھی

بہادران فوج فریدون شاہ کو گھیر گھیر کر قتل کیا بعد جنگ عظیم کے آخر فریدون شاہ تاب مقابلہ و مجادلہ نہ لا کر میدان مصاف سے بھاگا اور اندر قلعہ کے جا کر دروازہ قلعہ کا بند کر لیا پل تختہ اٹھوا لیا خندق کو پانی سے مملو کر دیا اور جلد جلد توپین چھوٹی اور بڑی قلعہ پر لگا دین گولہ اندازون نے توپون کو جلد تر بھرا اور لشکر امیر پر گولے لگانا شروع کئے یہ حال دیکھکر اکثر سوار لشکر حمزہ صاحبقران کے ٹھہر گئے لیکن سوار نقابدار نے گھوڑا اپنا جانب در قلعہ بڑھایا اور نعرہ کیا کہ اے کافران بے حیا ہوشیار ہو کہ مجکو فریدون شاہ کے قلعہ پر قبضہ کئے بغیر چین نہین آئیگا اہل قلعہ نے یہ نعرہ نقابدار کا سنکے اور زیادہ گولے اور نفط کے حقے مارنا شروع کئے لیکن نقابدار سپر فراخ دامن پر گولے روکتا ہوا قریب خندق پہونچا اور گھوڑے کو خندق سے کدا کر در قلعہ پر آیا اور گرز گران سنگ زور سے در قلعہ پر مارا کہ در قلعہ کا ٹوٹا اسوقت نقابدار مع سوارون جرار داخل در قلعہ ہوا مردمان فوج فریدون شاہ نے نقابدار کو روکا تلوار چلنے لگی جانبین سے بہادر قتل ہونے لگے اکثر دلیران فوج حمزہ صاحبقران سیڑھی لگا کر قلعہ کے اوپر چڑھے اور گولہ اندازون کو قتل کرنے لگے جب فریدون شاہ زمجرودی نے دیکھا کہ سپاہ حمزہ صاحبقران قلعہ مین داخل ہو گئی اور چار طرف سے قلعہ کو گھیر لیا ہے بھاگنے کا رستہ بھی نہین ہے اسوقت فریدون شاہ نے بدرجہ ناچاری و مجبوری تلوار کھینچی اور لڑنا شروع کیا اور بہادران فوج کو آواز دی کہ اے بہادران لشکر ان مسلمانون کو قتل کرو مردمان لشکر نے بحکم فریدون شاہ قدم معرکہ جنگ مین جمائے اور تیغ و تیر و نیزہ سے سواران لشکر اسلام کو قتل کرنے لگے اور خود بھی بہادران لشکر حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے قتل ہونے لگے رعایائے شہر اور قلعہ بخوف جان و مال بھاگنے لگی جوئے خون کشتگان کی یہ طغیانی ہوئی کہ آب خندق مین جوئے خون بہادران مل گئے الحاصل بعد جنگ عظیم کے سوار نقابدار قریب فریدون شاہ پہونچا اور چاہا کہ فریدون شاہ کو نیزہ لگائے لیکن فریدون شاہ نے شمشیر آبدار سوار نقابدار کے سر پر لگائی نقابدار نے تلوار کو سپر پر روک کے فریدون شاہ کے بند دست پر ہاتھ ڈالدیا اور جھٹکا دیکر تلوار چھین لی اور اور فوراً زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر فریدون شاہ کو فرش زمین سے اٹھا لیا اور علیحدہ لیجا کر نقابدار پکارا کہ اے پدر آگاہ ہو کہ مین ملکہ ہمائے طاقی ہون اب آپ کو مناسب ہے کہ آپ بھی مثل میرے دین اسلام قبول کرین ورنہ آپ کے حق مین اچھا نہ ہوگا فریدون شاہ زمجرودی نے اسوقت یہ خیال کیا کہ بیشک دین اسلام اچھا دین ہے کیونکہ اسوقت مین نے ہر چند برجوع قلب اپنے دل مین لات و منات وغیرہ حرامزادون کو بہر مدد پکارا لیکن کسی نالائق نے آکر میری مدد نہ کی اور ان مسلمانون کو خدائے نادیدہ نے انکو مجھ پر ظفر دی یہ خیال کر کے فریدون شاہ نے کہا اے دختر من مین مسلمان ہوتا ہون مجکو کلمۂ طیبہ پڑھا ملکہ ہمائے طاقی نے فریدون شاہ کو کلمہ پڑھایا فریدون شاہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا بعد مسلمان ہو جانے فریدون شاہ کے لڑائی موقوف ہوئی حمزہ صاحبقران کے لشکر مین طبل ظفر بجا تمام شہر مین منادی نے ندا کی کہ رعایا بیخوف و خطر آباد ہو کوئی کسی سے مزاحم نہوگا رعایائے شہر جو بھاگ گئی تھی پھر آباد ہوئی ملکہ ہمائے طاقی مظفر و منصور ہو کر خدمت امیر با توقیر مین فریدون شاہ اپنے پدر کو لیکر آئی حمزہ صاحبقران نے ملکہ کی زور و شجاعت کی تعریف کی اور فریدون شاہ کو بصد عزت بٹھایا پھر حمزہ صاحبقران فریدون شاہ قلعہ مین تشریف لے گئے اور فریدون شاہ کو تخت پر بٹھایا ڈیرا اور خیمہ سے کھدوا لے مسجد و سکے

بنانے کا حکم دیا اور جو کچھ مال و متاع ان لڑائیون مین دستیاب ہوا تھا وہ سب اونٹون پر بار کرکے اپنے والد ماجد کی خدمت
مین آئے اور عرض کیا کہ اب آپ خانۂ کعبہ کی طرف اس مال و متاع کو لیکر تشریف لیجائیے مین ابھی بموجب ارشاد
خواجہ بزرجمہر کہین ہون گا خواجہ عبد المطلب مال و اسباب اور کچھ سپاہ لیکر قلعہ زنجیر و دسے جانب
کعبہ روانہ ہوئے امیر با توقیر نے خواجہ عمرو کو ہمراہ خواجہ عبد المطلب کر دیا بعد تشریف لیجانے خواجہ اور
عبد المطلب کے فریدون شاہ نے حمزۂ صاحبقران کی بڑے تکلف سے دعوت کی اور بزم عیش و عشرت آراستہ
کی نازنینان خوبرو اور خوش گلو اس دن بزم عشرت مین حاضر ہو کر بصد ناز و ادا ناچنے اور گانے لگین از انجملہ
ایک نازنین خورشید جمال زہرہ خصال نے بزم عیش مین روبرو حمزۂ صاحبقران اور فریدون شاہ زنجیر ودی
وغیرہ کے پہلے تو کھڑے ہوکے سازندون سے ساز ملوائے اسطرح ناچنا اور ٹھوسے لینا شروع کیا کہ ہر ایک
یہ دیکھنے والون کے دل ٹکڑے ہوگئے تھے بعد اسکے یہ غزل گانا شروع کی غزل

خاک مین مل گئے شہدا کیلئے
چلے درکار ہین قضا کیلئے
ہاتھ اٹھانا پڑا دعا کیلئے
جائیے جائیے خدا کیلئے
پاس بیٹھا نہین دوا کیلئے

چاہا دشمن و دوست کی خاطر
آپ آئینگے میری بالین پر
ہائے اے شوق قاتلین ملکر
کچھ زبانی بھی نامہ بر کہتا

بندہ تب بنے خدا کیلئے
منہ کھلا ہے خدا کیلئے
بوسہ مع خرام پا کیلئے
تب یہ قضا خدا کیلئے

ہر ئے حسن جان فزا کیلئے
تیغ ابرو کو دیجیے جنبش
اتنے مدد مرد دیجے کہ آخر کو
منتظر ہون گے دیکھنے والے
کیا امیر شفا کہین تسلیم

جسوقت یہ غزل پر جوش اس نازنین نے بصد ناز و انداز یہ گائی داد دی تمام
طرب مین گائی جملہ ارباب بزم خوش ہوئے خصوصاً حمزۂ صاحبقران از حد خوش ہوئے اور اس مطربہ کو
انعام وافر دلوایا جب نازنین مسطور انعام کثیر پاکر محفل عشرت سے چلی گئی اسوقت اور ایک مطربہ کم سن
نہایت خوبصورت مع اپنے سازندون کے بزم عشرت حاضر ہوکر پہلے یہ ناز و ادا رقص کرنے لگی اور دل
ارباب بزم مثل سبزہ پامال کرنے لگی بعد ناچنے کے اس خوبرو نے بصد ناز و انداز و کرشمہ
سے سازیہ غزل شروع کی غزل　یار سائی آئی جب یاد آئیگی

تھا دل افسردہ مین جو آئیگی
تیغ قاتل جس سے نہلائیگی
بیقراری منہ مرا کھلوائیگی
رنگ آفت نیا پھندہ ملائیگی
آگ آہ آتشین برسائیگی

چھوڑ کر ستی یہی تھا غم مجھے
غنم یہی ہر کوہ جانان دیکھنا
کچھ کہی جا رخصت صبح امید
جانے دیکھ و قرار و ہوش کو
ہجر کی شب گر یہی ہر انتظار

مجھسے میری آرزو فرمائیگی
ر بیچ تمہارا راہ مین گھبرائیگی
ناتوانی پانون پکڑ پھیلائیگی
کیا بلا شام مصیبت لائیگی
تو کہان آ بیقراری جائیگی +
بندہ اے تسلیم کیون کرائیگی

مجھسے کیے ناچ کر کیا کام وہی
ہون وہ دشمن و دوست میت
تمہارے ضبط سے ثابت ہوا
کاش کر مر جائین گے لاکھون گلا
ہون سراپا شعلہ ہجر یار مین
جب غزل مذکور مطربہ مسطورہ

سے ارباب محفل نے سنی سب تو خوش ہوئے لیکن قارن بخت فراق ملکہ ہما طاقی مین رونے لگا
حمزۂ صاحبقران قارن کو محفل عشرت مین گریان دیکھکر سمجھ گئے کہ اپنی مطلوبہ کے ہجر مین اشکبار ہے پس
اسیوقت حمزۂ صاحبقران نے حال عشق قارن بخت فریدون شاہ کو آگاہ کیا اور فرمایا کہ میرے
نزدیک مناسب اور بہتر یہی ہے کہ عقد ملکہ ہما طاقی کا قارن بخت سے ہو جاوے یہ بھی اپنے
ملک کا بادشاہ ہے اور جوان صالح ہے اور خوبرو ہے فریدون شاہ زنجیر ودی نے گفتگوے حمزۂ صاحبقران
سنکے شرم سے سر جھکا لیا اور کچھ تامل کیا لیکن حمزۂ صاحبقران نے فریدون شاہ اور ملکہ ہما طاقی کو بہت
سمجھا کر عقد کرنے پر راضی کیا اور اسی روز بساعت سعید و ہمایون قارن بخت کو ملکہ ہما طاقی سے

اُسی بزم عشرت مین منعقد کیا اُسکے ترجمہ بخیال طول مفصل سامان عقد ملکہ ہماے طاقی تحریر نہین
تحریر نہین کیا الحاصل جب عقد ہو چکا قارن بخت نہایت شاد ہوا کیونکہ جو آرزو اسکے دل مین تھی بر آئی اسوقت
نازنینان خوبرو اور گلو مبارک بادی گانے لگین سردار حمزۂ صاحبقران نے قارن بخت کو تہنیت دی بعد
برخاست ہونے جلسۂ عشرت اور بزم عیش کے ہنگام شب قارن بخت نے ملکہ ہماے طاقی سے
ایوان شاہی مین داخل ہوکر بصد آرزو مدعاے دلی حاصل کیا اب حمزۂ صاحبقران بہزار آرام و راحت قلعہ
قلعہ زنجیر و دے مین ہین اور فریدون شاہ ہر چند کہ تخت پر بیٹھا ہے مگر بغیر مشورۂ حمزۂ صاحبقران کے کوئی کام
نہین کرتا ہے مگر اب کچھ حال خواجہ عبد المطلب کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب خواجہ عبد المطلب سب مال و متاع
کو جو ایک ہزار بارہ سو اونٹون پر لدا تھا لیکر ہمراہی خواجہ عمرو اور تھوڑی فوج کے قلعہ زنجیر و دے سے
جانب کعبہ روانہ ہوئے حسب اتفاق تاریکی شب مین راہ بھول کے طرف ایک کوہ کے چلے گئے
مردمان فوج خواجہ عبد المطلب سے عرض کرنے لگے کہ آج کی رات اس دامن کوہ مین بسر کیجے تاریکی شب مین
رہروی اختیار نہ کیجے بوقت سحر راہ دریافت کرکے یہان سے تشریف لیجائیگا خواجہ عبد المطلب نے بموجب
کہنے مردمان فوج کے بدرجۂ ناچاری اسی دامن کوہ مین قیام فرمایا چونکہ وہ کوہ سرحد حلب سے تھا اور اُس کوہ پر قزاقان
خونخوار اور ظلم شعار کا مسکن تھا جب ان قزاقون کو یہ خبر ہوئی کہ خواجہ عبد المطلب مع تھوڑی فوج کے
زیر کوہ مین مقیم ہین اور بارہ سو اونٹون پر مال و زر انکے پاس ہے فوراً خوش ہوکر مقبل حلبی و طاہر حلبی اور
ناصر حلبی بارہ ہزار قزاقان خونخوار کو لیکر پہاڑ سے اُترے اور خواجہ عبد المطلب کی فوج کو چہار جانب
سے گھیر لیا اور مال و اسباب لوٹنا شروع کیا چونکہ خواجہ عبد المطلب و ہمراہیان خواجہ عبد المطلب
بوجہ رہروی کے تھکے ہوئے تھے اور بیکس قزاقان خونخوار سے آگاہ نہ تھے سب کے زیر کوہ خیام مین استراحت
پذیر تھے اسوجہ سے مردمان فوج بہت سے قتل ہوئے اور بہت سے مردمان فوج تاب مقابلہ نہ لاکر جانب
قلعۂ زنجیر و دے گریزان ہوئے مقبل حلبی و ناصر حلبی و طاہر حلبی وغیرہ نے کل مال و اسباب لوٹ
لیا اور خواجہ عبد المطلب کو گرفتار کرکے اُسی کوہ پر چلے گئے ہر چند خواجہ عبد المطلب
نے فرمایا کہ مین ایک رئیس خانۂ کعبہ ہون مجکو گرفتار نہ کرو اور یہ مال و اسباب حمزہ کا ہے اسے نہ لوٹو اگر میرا
کہنا نہ مانوگے تو وہ تمکو زندہ نہ چھوڑیگا لیکن قزاقان جفا شعار نے خواجہ عبد المطلب کا کہنا نہ مانا اور خواجہ
عبد المطلب کو پہاڑ پر قید کیا اور تمام مال و اسباب اُسی کوہ پر رکھا جب وہ مردمان فوج مقابلۂ قزاقان سے
زیر قلعۂ زنجیر و دے وقت سحر فریاد کنان آئے اور حمزۂ صاحبقران نے مردمان مذکور کو طلب کرکے سبب نالہ
بکا کا پوچھا سب نے کل حال قزاقون کے لوٹ لینے اور خواجہ عبد المطلب کے گرفتار ہو جانے کا بیان
کیا امیر با توقیر کو نہایت غصہ آیا اور فوراً حکم دیا کہ سب فوج ہماری مسلح ہو جسوقت کل سرداران مع مردما
فوج مسلح ہو چلے حمزۂ صاحبقران بھی مسلح ہوکر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے اور بعد عجلت اُس
کوہ کے عنقریب آئے مقبل حلبی اور ناصر حلبی وغیرہ حمزۂ صاحبقران کی فوج کو دیکھکر نہایت پریشان ہوئے
اور جلد تر پہاڑ کی گھاٹیون کو اسباب جنگ سے درست کیا لیکن حمزۂ صاحبقران نے قریب کوہ پہونچکر
ہی طبل بر بنج بجوادیا اسوقت تمامی لشکر نے ایکبار حملہ کیا شمشیرہاے آبدار لیکر کوہ پر چڑھنے لگے قزاقون نے
دلیرانہ حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کیا لیکن حمزہ صاحبقران نے جس قزاق کے سر پر شمشیر لگائی اُسکو

دو ٹکڑے کیا اسی طرح پس پشت حمزۂ صاحبقران چند سرداران نامی نے بھی بہت سے قزاقوں کو تہ تیغ کیا آخر بعد جنگ بسیار کے حمزۂ صاحبقران اور مقبل حلبی مقابلہ ہوا مقبل حلبی نے شمشیر آبدار سر امیر باتو قیصر پر لگائی حمزۂ صاحبقران نے اسکے بند دست پر ہاتھ ڈال کر تیغ تیز چھین لی اور پر بخر کمر میں اسکی ہاتھ ڈال کے زین فرس سے اٹھا لیا اور کوہ پر گرا کے چاہا کہ پامال سم اسپ کریں لیکن مقبل حلبی نے عرض کیا کہ آپ امیر باتو قیصر مجھے امان دیجئے پامال سم اسپ اس خطا کار کو نہ کیجئے میں دین قبول کرونگا بت پرستی کو چھوڑ کر مسلمان ہونگا امیر باتو قیصر نے مقبل حلبی سے یہ سنکے اسکو چھوڑ دیا اور پامال سم اسپ نہ کیا اسوقت مقبل حلبی نے با آواز بلند جملہ قزاقوں کو لڑنے سے منع کیا تمام قزاق صدقے مقبل حلبی سنکے لڑنے سے باز رہے جب لڑائی موقوف ہوئی مقبل حلبی حمزۂ صاحبقران کے قدم پر گرا امیر باتو قیصر نے کلمہ پڑھا کر سر اسکا اپنے قدم سے اٹھایا پھر جملہ قزاقوں کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا ہر ایک قزاق مطیع اور فرمانبردار ہوا مقبل حلبی نے بعد مسلمان ہونے کے حمزۂ صاحبقران کو گھاٹیاں پہاڑ کی اور اپنے مسکن کے مقامات دکھائے امیر باتو قیصر مقبل حلبی وغیرہ کے رہنے کے مقامات دیکھکر بہت متحیر ہوئے بعد اسکے مقبل حلبی ناصر حلبی نے خواجہ عبد المطلب کو رہا کیا اور عذر کیا اور جو کچھ مال و اسباب امیر باتو قیصر کا لوٹا تھا وہ کل خدمت خواجہ عبد المطلب میں حاضر کیا حمزۂ صاحبقران نے مال و اسباب مذکور کو مطابق فرد حساب کے پایا بعد اسکے امیر باتو قیصر نے ایک روز اسی کوہ پر قیام فرمایا دوسرے روز اپنے والد ماجد کو وہ کل مال و اسباب دیکر اور خواجہ عمرو کو بھی ہمراہ رکاب کرکے مع تھوڑے سواروں جرار کے سمت خانۂ کعبہ روانہ کیا اور آپ مقبل حلبی اور ناصر حلبی و طاہر حلبی وغیرہ کو ہمراہ لیکر جانب قلعۂ مجود روانہ ہوئے کیونکہ خواجہ بزرجمہر نے خواجہ عبد المطلب کو لکھا تھا کہ نعمان بن منذر شاہ جانب خانہ کعبہ آتا ہے مناسب ہے کہ ایک یا دو لڑائیاں حمزۂ صاحبقران اس سے نہ لڑیں ورنہ دست نعمان مذکور سے امیر کو ضرر پہونچیگا اسوجہ سے امیر باتو قیصر قلعۂ مجود کی جانب تشریف لے گئے اور قلعۂ مجود میں پہونچکر بصد راحت و آرام مع سرداران عالی مقام رہنے لگے لیکن جب خواجہ عبد المطلب قریب خانۂ کعبہ پہونچے جملہ شرفاے کعبہ نے خواجہ عبد المطلب کا استقبال کیا اور بعزت و حرمت کعبہ میں لائے خواجہ عبد المطلب نے کعبہ میں داخل ہو کر کل مال و اسباب خزانے میں رکھا اور اکثر شرفاے کعبہ سے واقعۂ قلعۂ مجود بیان کیا شرفاے کعبہ خبر فتح قلعۂ مجود سنکے بہت خوش ہوئے اور خواجہ عبد المطلب رخصت ہو کر اپنے اپنے مکان کی طرف گئے خواجہ عبد المطلب نے بخیال نعمان بن منذر شاہ یعنی قلعہ کو آلات حرب سے خوب آراستہ کرایا ایک روز خواجہ عبد المطلب فصیل بند دروازہ پر قلعہ کے تشریف رکھتے تھے ناگاہ دیکھا کہ صحرا کی جانب سے گرد اڑی اور غبار بکثرت بلند ہوا بعد تھوڑی دیر کے جب کچھ غبار برطرف ہوا خواجہ عبد المطلب نے ملاحظہ فرمایا کہ ایک لشکر کثیر اس طرف آتا ہے نشان لشکر بلند ہیں علموں کے پھریرے کھلے ہوئے ہیں لشکر میں دمبدم باجے بجتے ہیں رسالے سواران جلدی پوش اور چار آئینہ بند کے ایک جانب ہیں پلٹنیں بہادروں کی ایک سمت میں بہرہ ہوگا اور خیمہ و خرگاہ ایک طرف ہیں اور پہلوان زبردست قوی ہیکل بعہدہ سپہ سالاری افسری مرکب پر رکاب پر سوار ہے خود سر پر ہے اور زرہ فولادی زیب تن ہے کمان کیانی دوش پر ہے اور تیغہ گرانبار آبدار

زیب کمر ہو ترکش مین تیر سہ پر بھرے ہوئے این چہرے سے قہر و غضب آشکار ہے اور ایک ادا لیے ہر گز گرانبار ہے
خواجہ عبد المطلب نے جو لشکر کو قلعہ کی طرف آتے ہوئے دیکھا ہر چند کہ خواجہ عبد المطلب نے
خیال کیا کہ یہ نعمان بن منذر شاہ یمنی لشکر کثیر آیا ہے لیکن برائے تحقیق حال خواجہ عبد المطلب نے
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری روانہ کیا خواجہ عمرو اپنی شکل تبدیل کرکے جلد تر اس لشکر مین پہونچے اور
ایک سوار سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور یہان کیونکر آیا ہے اسنے کہا کہ یہ سپاہ ہمارے افسر نعمان بن منذر شاہ
یمنی کی ہے اور ہمارا افسر واسطے گرفتاری امیر کے یہان آیا ہے امیر کو بحکم نوشیروان گرفتار کرکے پابستہ
امیر کا لیکر مدائن کی جانب روانہ ہوگا خواجہ عمرو نے جواب دیا دیکھ لینا تمھارا افسر مسلمان ہوگا یا قتل کیا
جائیگا اور تم سب مسلمان ہو گے ورنہ تیغ امیر بالو تیر ہو گے اس سوار نے غضبناک ہوکر گھوڑا
اپنا خواجہ عمرو کی جانب بڑھایا اور تلوار کے قبضہ پر ہاتھ ڈالا خواجہ عمرو نے اس سوار کے سر سے خود کو لیا
اور وہان سے بصد عجلت قطع راہ کرکے خدمت خواجہ عبد المطلب مین حاضر ہوئے اور جو کچھ سوار مذکور سے
سنا تھا عرض کیا ادہر وہ سوار برہنہ سر ہوجانے سے نہایت ملول ہوا اور خواجہ عمرو کی چالاکی پر نہایت متحیر ہوا
القصہ جب نعمان بن منذر شاہ یمنی سامنے قلعہ کے آیا اور قلعہ پر توپین بکثرت لگی ہوئی دیکھین کچھ خیال کرکے
لوگون کی زد سے کسی قدر دور میدان مین ٹھہرا اور افسران فوج کو حکم دیا کہ اسی جگہ بارگاہ اور خیام استادہ ہون اور
لشکر ہمارا اسی مقام پر اترے اور مورچہ بندی بھی اسی میدان مین ہو افسران فوج نے مردمان کو حکم دیا کہ بس
آگے نہ بڑھو اسی جگہ قیام کرو مردمان لشکر بموجب حکم افسران نامور گھوڑون سے اترے فراشون نے جلد
بارگاہ برپا کی اور خیام استادہ کیے کلند برداروں نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا خس و خاشاک کو دور
کیا فراشون نے بارگاہ اور خیام مین علے قدر مراتب فرش کیا سقون نے واسطے گرد و غبار دفع کرنے کے
زمین پر پانی چھڑکا نعمان بن منذر شاہ اپنے مرکب سے اتر کر داخل بارگاہ ہوا اور افسران فوج کو بلا کر حکم
دیا کہ دریا سے مکہ پر قبضہ کرلو اور سواران جرار کا پہرا بٹھاؤ و خبردار کوئی اس طرف سے ادہر نہ آنے پائے
افسران فوج نے بموجب کہنے نعمان کے کئی ہزار سواران جرار کا دریائے مکہ پر پہرا کردیا نعمان بن منذر
شاہ و دیگر افسران فوج بارگاہ و خیام مین مقیم ہوئے ہر ایک نے کمر کھول آلات حرب تن سے جدا
کیے اور وہ مردمان فوج جنکا پہرا نہ تھا وہ بھی سلاح وغیرہ جسم سے جدا کرکے اپنے اپنے بسترون پر
بیٹھے اور ہزارہا مردمان لشکر نے بموجب حکم اپنے افسرون کے سامنے قلعہ کے مورچہ بندی کی بعد مورچہ
بندی کے نعمان بن منذر شاہ یمنی برائے دفع کسل راہ بادہ خواری مین مصروف ہوا ادہر خواجہ عبد المطلب
نے اپنے ملازمون کو حکم دیا کہ قلعہ کو اور زیادہ آلات حرب و ضرب سے آراستہ کرو بموجب حکم جان نثارون
نے توپون کی تنجیان برابر لگا دین پل تختہ اٹھالیا خندق کو پانی سے مملو کردیا گولہ انداز توپون کے برابر
کھڑے ہوگئے توپون مین بڑے بڑے گولے سیل و ریم کے دے دیئے گئے بارود کی تھیلیان
توپون مین دے دین علاوہ اسکے ہزارہا گولے چھوٹے اور بڑے اور صدہا تھیلیان بارود کی قریب
توپون کے مقام مناسب پر رکھ لین کہ وقت گولہ اندازی توپون کے بھرنے مین تاخیر نہ ہو تیر اندازون
نے بھی اپنے اپنے ترکش تیرون سے بھر لیے چلے کمانون پر چڑھا لیے لڑنے پر لیس ہوگئے اور
جوانان تیغ زن اور صف شکن بخیال انجام نیک تلوارون پر صیقل کرنے لگے گولہ اندازون نے مہتابین روشن کرلین

نعمان بن منذر شاہ اراستگی دیکھکر عین ہیواری میں قہقہہ مار کر ہنسا اور افسران فوج سے کہنے لگا کہ بہادروں کے
سامنے یہ قلعہ کیا ہے اگر دریائے آتش ہو تو بھی اپنی آبرو کا خیال کرکے کود پڑیں کیونکہ شناوران دریائے وغا کبھی جنگ سے
کنارہ کش نہیں ہوسکتے اور دلیران میدان مصاف کا قلعہ کا لے لینا اور قلعہ دشمن کو اڑا کر خاک میں ملا دینا بچوں کا
گھروندا تصور کرتے ہیں جسوقت مردان عالم تلوار کھینچتے ہیں بغیر حریف کے قتل کئے دم ذرا نہیں لیتے ہیں آج
ایسی کی اور حیات ہے کل پیالۂ عمر ایسا لبریز ہوجائیگا سر انکا مثل اس جام کے میرے ہاتھ میں ہوگا اور گلوے
حمزہ خون اس طرح نکلیگا جس طرح گردن مینا سے مئے گلگون نکلتی ہے دیکھ لینا کل حمزہ کا سارا نشۂ غرور و شجاعت
و جماعت کا اتر جائیگا مثل شیشۂ مے ہر ایک استخوان انکا زمین پر چور ہوگا اس میکدہ جہان سے سفر انکا سوئے
عدم ہوگا نعمان بن منذر شاہ یعنی تو عالم نشۂ مے میں اپنی بارگاہ میں جو کچھ منہ میں آتا ہے کہتا ہے اور لاف
و گزاف کر رہا ہے شراب پیتا جاتا ہے سرداران لشکر عرض کر رہے ہیں کہ آپ بجا فرماتے ہیں اس قلعہ کی کیا بنیاد و
حقیقت ہے بیشک آپ قلعہ سے لیجائینگے حمزہ عرب کو قتل کیجئے گا آپ کا مثل پردۂ زمین پر پہلوانوں اور بہادروں
میں نہیں ہے نعمان بن منذر شاہ سرداران لشکر کی یہ گفتگو سنکے اور خوش ہوئے اور زیادہ کلمات واہیات و
بیہودہ زبان پر جاری کرتا ہے لیکن اہل قلعہ اپنے قلب پر نظر کرکے اور دشمن کے پاس فوج کثیر دیکھکر پریشان خاطر
ہیں دل میں کہتے ہیں دیکھیے کل کیا ہوتا ہے دشمن قوی ہے ہاتھ سے یہ قلعہ بچتا ہے یا نہیں اور ہم سب تیغ حریف
ہوتے ہیں یا نہیں بعضے بزدل اپنی جان کے خوف سے اہل قلعہ کی نظر سے پوشیدہ اپنی آنکھوں میں اشک بھر لاتے
ہیں اور بہت سے بہادر و جرار تکیہ پروردگار پر کئے ہیں اور اپنے دل میں کہہ رہے ہیں یہ دنیا ایک سرائے فانی ہے سبکو ایک
نہ ایک دن مرنا ہے کل حریف سے سامنا ہے جہانتک ممکن ہوگا کافروں کو قلعہ میں نہ آنے دینگے اسقدر گولے مارینگے
کہ ان کافروں کو اڑا دینگے اور اگر یہ کفار قلعہ میں در آئینگے اسوقت تلواریں نیاموں سے کھینچکر حریف اور لشکر
حریف پر حملہ کرینگے اور کفار کو قتل کرینگے بعضے دلیر خانہ کعبہ کی طرف رخ کئے ہوئے بہ رجوع قلب خدا سے
نصرت کے واسطے اسطرح دعا کر رہے ہیں کہ اے پروردگار عالم و عالمیان و آفرینندۂ قوی و ناتوان ان کافروں پر
ہمکو اپنے فضل و کرم سے فتح دے اور ہمکو ان کافروں کے شر و فساد سے بچا خداوندا کل معرکۂ جنگ سے
ہمارے تئیں بہادروں میں سرخرو کیجیو اور توفیق ثابت قدمی کی ہمکو عطا کیجیو از انجملہ خواجہ عبد المطلب
اپنی نصرت کے لئے خدا سے دعا کر رہے ہیں اور بہادروں کو جنگ و پیکار پر آمادہ کر رہے ہیں
دلیران بیمثال و بہادران خوش خصال عرض کر رہے ہیں کہ آپ کچھ تردد نہ فرمائیں انشاء اللہ کل ان کافروں کو
اسطرح کوٹے مارینگے کہ ان کو سوائے فرار ہونے کے کوئی چارہ نہ ہوگا ہم سب لوگ نمک خوار حضور میں کل حق
ادا کرینگے جان نثاری اور سرفروشی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھینگے حتی الامکان ان کافروں کو قلعہ میں در آنے نہ دینگے
جب تک ہم خادمان جاں نثار زندہ ہیں کیا مجال کہ نعمان بن منذر اس قلعہ کو لے سکے آپ باطمینان تمام تشریف رکھیں
خادموں کی جان نثاری ملاحظہ فرمائیگا خواجہ عبد المطلب گفتگوئے دلیران سنکے خوش ہوئے غرض جب
دن تمام ہوا اور آفتاب بخوف بہادران لرزان و ترسان جانب مغرب جاکر پوشیدہ ہوا اور گولا انداز فلک نے
مہتاب ماہ کو روشن کیا اسوقت نعمان بن منذر شاہ نے افسران فوج کو حکم دیا کہ سواران جرار اور بہادران
شور شعار واسطے طلایہ لشکر کے معین کئے جائیں اور فوج حریف سے لشکر کی حفاظت و نگہبانی کریں افسران
نے موافق کہنے نعمان کے سواران جرار واسطے طلایہ مقرر کئے صدہا مہتابیں روشن ہوگئیں سواران

مذکور لشکر کے گرد پھرنے لگے اور حفاظت لشکر کرنے لگے نعمان بعد اکل و شرب کے اپنی بارگاہ میں نصف شب تک بیٹھا ہوا
شراب پیا کیا بعد نصف شب کے سو رہا اپنی طرف قلعہ میں خواجہ عبدالمطلب نے بعد فراغ نماز مغرب کے بہادروں
کو حکم بیداری و نگہبانی قلعہ کا دیا بمجرد حکم جوانان جنگجو مسلح ہو کر چہار جانب قلعہ کے نگہبانی کرنے لگے روشنی قلعہ پر
بخوبی کر لی الغرض تا آخر شب دونوں طرف دلاوروں اور بہادروں نے بخوبی نگہبانی اور حفاظت کی ہنگام صبح
صادق مرغان سحر چہچہے کرنے لگے اپنی زبان میں ذکر خدا کرنے لگے طاعت گزار واسطے نماز کے اٹھے خانہ کعبہ میں جو اہل
شہر ہوئے اذان سے ہوئے بہرہ مند ہوئی بانگ اللہ اکبر بلند ہوئی اُسوقت خواجہ عبدالمطلب وغیرہ نے
نماز سحر پڑھی اور بعد نماز درگاہ کریم و کارساز میں بصد رجوع قلب اپنی نصرت کے واسطے دعا کی اور بعد دعا کرنے
کے آمادۂ جنگ ہوئے جب خسرو خاور مشرق سے ظاہر ہوا اور شاہ انجم سپاہ خسرو خاور سے تاب مقابلہ نہ لا کر قلعۂ
فلک میں پنہان ہوا ادھر نعمان بن منذر شاہ یمن بھی بیدار ہوا اور بستر خواب سے اٹھکر بیرون بارگاہ آیا افسران
فوج کو بلا کر حکم دیا کہ جلد مردمان لشکر کو حکم کمربندی کا دو افسران نے بموجب کہنے نعمان کے مردمان فوج
کو حکم کمربندی دیا جسوقت جملہ لشکری مسلح ہو چلے اور افسر فوج بھی ہتھیار لگا چکے اور نعمان بن منذر شاہ یمن
بھی مسلح ہو کر اپنی بارگاہ سے نکلا اور مرکب پر سوار ہوا اُسوقت بحکم نعمان لشکر میں طبل پرش بجا نقارہ رزمی
پر چوٹ پڑی علمہائے لشکر کے پھرہرے کھلے سواران جلد پوش اور چار آئینہ ہند گھوڑے پر سوار ہو کر پیش
بہادروں کی صفیں باندھکر ہمراہ اپنے سرداران کے بحکم نعمان قلعہ پر چہار جانب سے حملہ ور ہوئے اس
طرف خواجہ عبدالمطلب نے بھی گولہ اندازوں کو توپوں کی فیر کرنے کا حکم دیا بمجرد حکم پانے کے گولہ اندازوں
نے جلد جلد توپیں فیر کرنا شروع کیں زمین توپوں کی صدا سے دمبدم دہلنے لگی شیر فلک کا توپوں کی ہیبتناک آواز
سے کانپنے لگا درندوں اور گزندوں نے صحرا سے راہ فرار اختیار کی طایران ہوا توپوں کی آواز سنکے
آشیانوں سے اڑے گولے سیل اور بم کے لشکر نعمان پر پڑنے لگے جوانان فوج نعمان مثل روئی
کے گالوں کے میدان جنگ میں اڑنے لگے جس رسالے میں گولہ گرتا تھا اول زمین میں نشیب کرتا تھا
پھر ٹکڑے ہو کر جس سوار پاس گولے کا ذرا بھی ٹکڑا پڑتا تھا فوراً سینے کو توڑ کر پشت کے پار ہوتا تھا
اسی طرح ہر ایک گولہ سے سوار اور پیادے ہلاک ہونے لگے میدان جنگ میں ایسا دھواں محیط ہوا تھا
کہ کسی کو قلعہ نظر نہ آتا تھا اور روز روشن نظر مردم میں تیرہ و تار تھا اکثر مردمان لشکر نعمان کو اس دود
و غلیظ پر ابر سیاہ کا گمان ہوتا تھا ہر چند جوانان فوج نعمان بن منذر بنظر غور دیکھتے تھے لیکن دھواں
اسقدر تھا کہ راہ نظر آتی تھی جس طرح پاؤں اٹھ جاتے تھے ہر چند صدہا اور ہزارہا لشکر گولوں سے ہلاک
ہوتے تھے مگر آگے بڑھے جاتے تھے سپریں چہروں کی پناہ کئے ہوئے تھیں چونکہ گولہ انداز قلعہ سے برابر
گولے مار رہے تھے اسوجہ سے غول سواروں کے اور گروہ پیدلوں کے دمبدم مثل روئی کے گالوں کے
اڑ جاتے تھے ہزارہا لاشیں بے دست و پا زمین پر نزدیک و دور لوٹتی تھیں زخمیوں کے نالے بلند تھے
لشکر میں ایک ہلڑ مچا تھا باپ بیٹے سے اور پسر پدر سے دور تھا کسی کو کسی کی خبر نہ تھی اگر کوئی بزرگ اپنے
خورد کو باواز بلند پکارتا تھا لیکن بسبب شور و غلغلۂ عظیم کے اُس خورد کو صدا اپنی بزرگ کی سنائی نہ دیتی تھی وہ
میدان جنگ گویا نمونۂ میدان محشر تھا ہر طرف صدائے فریاد و الغیاث بلند تھی مجروح کراہتے تھے
زخمی بہ نالہ و فریاد زمین پر تڑپتے تھے کوتل گھوڑے میدان جنگ میں دوڑتے اور اپنے راکبوں کو ڈھونڈتے

پامال کرتے تھے ہزارہا سپر تیغ و تلوارین کشتون کی میدان مصاف مین پڑی ہوئین تھین صد ہا رکیب ہزارہا مرکب تڑپ ہوئے تھے سواران زرہ پوش پر میدان رزم مین کڑی مصیبت پڑی تھی چار آئینہ بتدبیر طور جنگ دیکھکر حیران و ششدر تھے کیونکہ گولے مثل اولون کے پڑرہے تھے گھٹا دھوئین کی گھری ہوئی تھی صدا ہر ایک توپ کی رعد کے مانند تھی جب سوار اور پیادے میدان مصاف سے پیچھے ہٹتے تھے نعمان بن منظر شاہ یمنی و افسران فوج سردمان لشکر کو حکم آگے بڑھنے کا دیتے تھے لشکری سخت مصیبت مین مبتلا تھے کیونکہ جب آگے بڑھتے تھے توپون کے گولون سے ہلاک ہوتے تھے اور جب پیچھے ہٹتے تھے افسران فوج انکو حکم آگے بڑھنے کا دیتے تھے آخر بدرجہ ناچاری و مجبوری آگے بڑھتے تھے علاوہ گولہ اندازون کے تیر اندازانپر تیر لگاتے تھے اور خواجہ عمرو گوپھن مین سنگ گران رکھکر اور چرخ دے کر وہ سنگ گران کافرون کو لگاتے تھے وہ پھر جس سوار کے سر پر پڑتا تھا اُسکے سر کے کئی ٹکڑے ہوجاتے تھے الحاصل اسیطرح شام تک لڑائی رہی گولہ اندازون کو ان ناریون پر آگ برسائی تیراندازون نے تیر لگائے خواجہ عمرو نے ہزارہا پتھر گوپھن مین رکھکر مردمان فوج نعمان کو مارے لیکن جس وقت شاہ خاور جنگ بہادران عرصۂ نبرد دیکھکر لرزان اور ترسان جانب مغرب جاکر نہان ہوا اور شاہ انجمن سپاہ تخت زبرجد چرخ پر جلوہ فرما ہوا اُسوقت نعمان بن منظر شاہ یمنی نے مردمان لشکر کو آمادہ فرار دیکھکر طبل بازگشت بجوایا باقیماندہ سوار اور پیدل میدان وغا سے پھرے اور نعمان بھی مع افسران فوج کے اپنی بارگاہ کے قریب آیا اور ہزارہا سوارون اور پیدلون کو میدان مین کشتہ دیکھکر نہایت ملول ہوا پھر کچھ سوارون اور پیدلون کو واسطے طلایہ لشکر کے مقرر کیا اور باقیماندہ لشکریون کو حکم دیا کہ قیام مین استراحت کرین مرکبون سے اُترکے مردمان فوج بموجب حکم خیمون مین گئے اور بعد دور کرنے سلاح جنگ کے استراحت پذیر ہوئے نعمان بھی اپنی بارگاہ مین آیا زرہ اپنے تن سے اُتار کے اور تیغ آبدار کمر سے کھول کے اپنی بارگاہ مین بیٹھا اور بعد تناول طعام کے شراب پینے لگا جب افسران فوج بھی نعمان کی بارگاہ مین آئے اور روبرو نعمان بیٹھے اُسوقت نعمان نے افسران فوج سے مخاطب ہوکر کہا کہ آج تو میرے لشکر نے قلعہ پر حملہ کیا تھا لیکن قلعہ ہاتھ نہ آیا اور ہزارہا سوار اور پیدل کام آئے لیکن کل مین تن تنہا اس قلعہ پر حملہ کرکے در قلعہ کو گرز گران سے توڑ کر اہل قلعہ کو قتل کرونگا کسی کو زندہ نہ رکھونگا یہ کہکر نعمان نے افسران فوج کو حکم دیا کہ طبل جنگ میرے نام پر بجواؤ کل مین اکیلا قلعہ پر حملہ کرکے اور داخل قلعہ ہوکے پہلے امیر کو قتل کرونگا ناظرین پر واضح ہو کہ نعمان کو ابھی تک یہ معلوم نہین ہے کہ حمزہ صاحبقران قلعہ زمجرد مین ہین الغرض افسران فوج کے طبل جنگ بنام نعمان بن منظر شاہ یمنی بجوایا خاص و عام طبل جنگی کے بجنے سے آگاہ ہوئے کہ صبح کو نعمان یکہ و تنہا قلعہ پر حملہ کریگا بعد بجنے طبل جنگ کے نعمان تو اپنی بارگاہ مین فرش خواب پر استراحت پذیر ہوا افسران فوج اپنے خیام مین گئے اکثر سوار اور پیدل واسطے طلایہ کے اُٹھے اور گرد لشکر پھرنے لگے لیکن اب کچھ حال خواجہ عبدالمطلب کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب آفتاب غروب ہوا اور نعمان بدرجہ ناچاری بے نیل مرام طبل بازگشت بجواکر باقیماندہ فوجکو ہمراہ اپنے لیکر طرف اپنی بارگاہ اور خیام کے چلا گیا اُسوقت خواجہ عبدالمطلب نے سجدۂ شکر درگاہ خدا مین ادا کیا اور گولہ اندازون کو بوجہ کارگذاری اور جوانمردی کے اور جوانمردی کے انعام کثیر دیا گولہ انداز ذخیرہ تمام وافر پاکر نہایت

سامان ہوئے اور خدمت خواجہ عبدالمطلب میں عرض کرنے لگے کہ انشاءاللہ کل بھر مردمان لشکر نعمان کو قتل آج
کے گولے مار کر ہلاک کرینگے اور اس قلعہ میں حتی الامکان آنے نہ دینگے خواجہ عبدالمطلب گولہ اندازوں
دلیروں کی گفتگوے جرأت سنکے بہت خوش ہوئے اور پھر سامان جنگ بخوبی کیا مگر جسوقت نعمان نے میدان
مصاف میں جاکر طبل جنگ اپنے نام پر بجوایا اور خواجہ عبدالمطلب کو معلوم ہوا کہ صبح کو نعمان خود اس قلعہ پر حملہ
کریگا اسوقت خواجہ عبدالمطلب کو نہایت تردد ہوا اور خیال کیا کہ نعمان پہلوان نہایت زبردست ہے
کچھ عجب نہیں کہ اس قلعہ کے در کو گرز گران سے توڑ کر داخل قلعہ ہوکر ہم سب کو قتل کرے الغرض خواجہ عبدالمطلب
نے یہ خیال کرکے فی الفور یہ نامہ فرزند دلبند سعادت نشان حمزہ صاحبقران کو لکھا نامہ
اے نور نظر پارۂ جگر آگاہ ہو کہ نعمان بن منذر مع لشکر کثیر آیا ہے اور ایک لڑائی ہمسے لڑچکا ہے کل خود وہ ہمارے
قلعہ پر حملہ کریگا نہیں معلوم انجام کیا ہوگا لیکن بظاہر آثار اچھے نہیں معلوم ہوتے ہیں کیونکہ ہم قلعہ بند ہیں اور
اور نعمان کہ پہلوان زبردست ہے قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے ہے پس تمکو لازم ہے کہ بمجرد پہونچنے اس نامہ کے
بلا تعجیل تمام یہاں آؤ اور اپنی شکل ہمکو دکھاؤ تاکہ ہنگام مرگ تمکو دیکھیں حسرت دیدار باقی نہ رہجاے فقط نامہ
جسوقت نامہ مندرجۂ بالا خواجہ عبدالمطلب تحریر کرچکے اسوقت اہل قلعہ سے پوشیدہ ایک شتر سوار کو
نامہ دے کر فرمایا کہ اس نامہ کو بہت جلد میرے فرزند دلبند کو پہونچادے شتر سوار مذکور نے نامہ مسطور خواجہ
عبدالمطلب سے لیکر دستار میں رکھا اور ایک شتر تیز رو پر سوار ہوکر اور قلعہ کے اور ایک دروازے سے نکلکے
جانب قلعہ زنجرود بعجلت روانہ ہوا اور بعد قطع منازل جب در قلعہ زنجرود پر پہونچا اسوقت ناقہ
کو روک کے ملازمان فریدون شاہ زنجرودی سے کہنے لگا کہ جلد تر حمزۂ صاحبقران سے میرے حاضر
ہونے کی یوں خبر کرو کہ ایک سوار نامہ خواجہ عبدالمطلب کا لیکر در دولت پر حاضر ہوا ہے امیدوار ہے کہ حضور
عالی مرتبت میں حاضر ہوکر نامہ کو دے ملازمان فریدون شاہ زنجرودی نے فی الفور خدمت حمزۂ
صاحبقران میں حاضر ہوکر ناقہ سوار کے آنے کی اطلاع کی حمزۂ صاحبقران نے ناقہ سوار کو اپنے پاس
طلب کیا جب وہ ناقہ سوار خدمت حمزۂ صاحبقران میں حاضر ہوا اور بعد ادب شرائط آداب بجالا کر اپنی دستار
سے نامہ خواجہ عبدالمطلب کا نکالکر امیر با توقیر کو دینے لگا حمزۂ صاحبقران اپنے والد ماجد کی تعظیم
کے واسطے اٹھ کھڑے ہوئے اور نامہ شتر سوار سے لیکر اور لفافہ نامہ کا چاک کرکے نامہ خود پڑھا اور حال مندرجہ
نامہ سے بخوبی آگاہ ہوکر ناقہ سوار کو خلعت و زر مرحمت فرمایا اور اسیوقت حکم دیا کہ کل فوج ہماری تیار
ہو اور سرداران ذیوقار بھی مسلح ہوں القصہ جب فریدون شاہ زنجرودی اور جملہ سرداران عالی
وقار مع مردمان فوج و لشکر بصد عجلت مسلح ہوچکے اسوقت حمزۂ صاحبقران بھی مسلح ہوکر پشت
مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے لشکر میں طبل سفر بجا حمزۂ صاحبقران لشکر کئی لاکھ سوار
جرار کا لیکر مثل باد تند قلعہ زنجرود سے جانب اپنے والد کے روانہ ہوا امیر با توقیر کا حال تو آئندہ لکھا
جائیگا لیکن اب حال اہل قلعہ اور نعمان بن منذر کے لشکر کا تحریر کیا جاتا ہے کہ گولہ انداز توپوں کو صاف کرکے
ان میں تھیلیاں بارود اور گولوں کی عنقریب توپوں کے رکھ رہے ہیں اکثر گولہ انداز توپوں میں بھر رہے ہیں تیر انداز
تیروں کو درست کر رہے ہیں خواجہ عمرو خدمت خواجہ عبدالمطلب حاضر ہیں خواجہ عبدالمطلب
کرسی پر تشریف رکھتے ہیں لیکن پریشان خاطر ہیں اس طرف نعمان بن منذر شاد

بارگاہ مین شور ہو رہا ہے لشکری سامان جنگ کر رہے ہین بعضے تلوارون پر صیقل کر رہے ہین اکثر تیرون کو ترکشون مین بھر رہے ہین کچھ سوار اور پیدل طلایہ لشکر کے واسطے آئے ہین لشکر کے گرد پھر رہے ہین اور صدا مین خبردار باش اور ناظر باش کی دے رہے ہین مہتابین وغیرہ روشن ہین میدان مصاف مین ہزارہا سوار اور پیدل قتل کیے ہوئے پڑے ہین جو زخمی ہین وہ خیام مین پڑے ہوئے کراہ رہے ہین بعضے افسران فوج سو رہے ہین بعضے بیدار ہین اکثر لشکری باہم یہ کہتے ہین کہ دیکھیے صبح کو کیا ہوتا ہے یہ قلعہ ہاتھ آتا ہے یا نہین آج تو ہر چند چاہا کہ قلعہ مین داخل ہون لیکن کسی طرح نہ ہو سکے اور ہمارے لشکر کے جوانان ہزارہا کام آئے بعضے لشکری انکی گفتگو سنکے انکو یہ جواب دیتے تھے کہ صبح کو دیکھ لینا ہمارے افسر نعمان پہلوان اس قلعہ کو لینگے اہل قلعہ کو تہ تیغ کرینگے کسی کو زندہ نہ چھوڑینگے اسی طرح تا دیر مردمان فوج نعمان مین باہم گفتگو رہی بعضے کہتے تھے کہ قلعہ کا ہاتھ آنا مشکل ہے اکثر کہتے تھے تسخیر قلعہ بہت آسان ہے الحاصل جب وہ وقت آیا کہ فوج انجم خیر آباد شاہ خاور سے قلعہ افلاک مین پوشیدہ ہو گئے اور شاہ انجم سپاہ کا بھی چہرۂ پرنور بخوف شاہ خاور متغیر ہونے لگا سپیدۂ سحر جانب مشرق ظاہر ہوا اور گریبان صبح کثرت صدمہ سے بوجہ قلعہ بند ہونے اہل اسلام کے چاک ہوا ظلمت شب کا فور ہوئی زمین روشنی سحر سے پر نور ہوئی مرغان خوش الحان سحر چہچہے کرنے لگے اور موافق اس بند مخمس کے ذکر خدا مین مصروف ہوئے

بند مخمس — طاقت حق کو بجا لاتے ہین سب
صبح مسا ؛ اس مین جن ہون کہ بشر یا کہ ہون مرغان ہوا ؛ جو کچھ کہتا نہین مین قول ہے یہ راست ایہ شور و غوغا ہے
سمجھ نہ کوئی دل مین فنا ؛ کہ ہم ذکر خدا کرتے ہین غان سحر علاوہ طائران خوش او انکے اہل اسلام بھی واسطے ادا
فریضہ سحری سے اٹھے موذن نے نعرہ اللہ اکبر بلند کیا نماز گذارون نے وضو کرکے نماز سحر بصد خضوع و خشوع پڑھی خواجہ
عبد المطلب سے بھی بعد پڑھنے نماز سحر کے دونون ہاتھ اپنے جانب آسمان بر آمد دعا بلند کیے اور یہ اشعار
زبان پر جاری ہیں یہ اشعار

سوا تیرے یہان کوئی معاون
مرا تخلص ہمتا یار ور کر
دلون مین ان سیہ قلبون کے یارب
چراغ نور ایمان جلوہ گر کر

خداوندا تجھی نوح و یوسف
تو ہی میری اعانت جلد تر کر
مجھے گھیرا ہے ان سگ کافرون نے

مرے حال پریشان پر نظر کر
الٰہی جلد تر باغ جہان مین
مظفر مجکو ان پر جلد تر کر

بعد دعا کرنے کے حبیب خواجہ عبد المطلب بالاے قلعہ تشریف لا کر کرسی جواہر نگار پر بیٹھے افسران فوج نے بعد سلام نذرین پیش کین گولہ اندازون نے سو توپین سلامی کی فرکین بعد اسکے حملہ گولہ انداز قریب توپون کے کھڑے ہوئے تیر انداز تیر انگلی پر لیے ہوئے خواجہ عمرو نے گوپھن مین پتھر رکھا اسطرف تو اہل قلعہ آمادۂ جنگ اور مستعد کارزار ہوئے لیکن یہ حال نعمان بن منذر شاہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب سحر ہوئی اور آفتاب فلک پر نمایان ہوا نعمان بن منذر شاہ بیدار ہوا اور فرش خواب سے اٹھا اور بصد عجلت امور ضروری سے فرصت حاصل کرکے مسلح ہوا خیمے کا سے نکلا افسران فوج وغیرہ نے سلام کیا نعمان نے حکم کیا جلد تر مسلح ہو بمجرد حکم نعمان کے جملہ افسر اور سوار و پیدل مسلح ہوئے جس وقت نعمان گھوڑے پر سوار ہوا اسوقت تمام افسران فوج اور سوار بھی گھوڑون پر سوار ہوئے طبل جنگی بجنے لگے نقارہ زری پر چوب پڑی رسالون اور پلٹنون مین باجے جنگی بجے علمہاے لشکر کے پھریرے کھلے افسرون نے سوارون کے پرے جمائے پلٹنین پیدل تو ہون کی صف بستہ ہوئین نعمان بن منذر شاہ اپنے لشکر سے چالیس قدم بعدہ سپہ سالاری چلا -

پیچھے نعمان کے جملہ سواران اور پیدلون نے قدم اُٹھائے جب نعمان عرصہ مصاف مین آیا اپنے لشکر کو میدان رزم مین ایسی جگہ ٹھیرایا کہ جہان گولہ نہ پہونچ سکے اور افسران فوج سے کہا کہ اب مین اس قلعہ پر حملہ کرتا ہون جسوقت در قلعہ توڑ کر داخل قلعہ ہون تم لشکر کو لیکر میرے پاس چلا آنا افسران فوج نے عرض کیا کہ جس طرح آپ نے کہا ہے ویسا ہی ہوگا غرض نعمان نے افسران فوج کو سمجھا کر اونسے رخصت ہو کر اور لات و منات کا نام زبان پر جاری کر کے گھوڑے کو جانب قلعہ بڑھایا ادہر اہل قلعہ نے دیکھا کہ نعمان بن منذر شاہ اسلحہ زیب تن کئے ہوئے گھوڑے پر سوار ہے اور بائین ہاتھ مین اسکے سپر فراخ دامن ہے اور داہنے ہاتھ مین گرز گران ہے اور گھوڑے کو جولان کرتا ہوا اسطرف آتا ہے جسوقت خواجہ عبد المطلب نے ملاحظہ فرمایا کہ نعمان بے ڈرا قلعہ گیری آتا ہے خواجہ عبد المطلب نے گولا اندازون کو حکم دیا کہ گولے اس حریف کو تاک کے مار دو اس بہادر و اسس دشمن کو قلعہ مین نہ آنے دو اور اسس طرح تاک کر اس پہلوان کو گولے مارو کہ مثل روئی کے گالے کے اُڑ جائے بمجرد حکم کے گولا اندازون نے نعمان کو تاک تاک کر گولے مارنا شروع کئے تیر اندازون نے تیر مارے خواجہ عمرو نے گوپھن مین پتھر رکھکر اور تاک تاک کے نعمان کے صدر و سر کو ہر چند لگائے لیکن نعمان بن منذر شاہ گولون سے بچتا ہوا اور تیرون اور پتھرون کو سپر پر روکتا ہوا اور آگے بڑھا جب گولا اندازون نے دیکھا کہ نعمان ابھی تک زندہ ہے اور گھوڑے سے نہین گرا اسوقت گولا اندازون نے اسس قدر گولے مارے کہ میدان مصاف کو گویا کرۂ نار کر دیا راوی کہتا ہے کہ اسوقت توپون کی آواز سے زمین بار بار لرزتی تھی اور قلعہ فلک ہلتا تھا سکنان قلعہ فلک کے کانون کے پردے پھٹے جاتے تھے زیر آسمان ایک دھوئین کا آسمان تھا شیران دشت نے اپنے مسکن توپون کی آواز ہیبتناک کے ڈر سے چھوڑ دیئے تھے فیلان کوہ پیکر دور دور بھاگ گئے تھے گولا انداز قلعہ سے گولے کیا مارتے تھے گویا نعمان پر آسمان سے آگ برستی تھی اور تیر تیر اندازون کے نعمان پر اس طرح گرتے تھے جس طرح مرغان شکاری اپنے صید پر گرتے ہین لیکن نعمان بن منذر گولون سے اپنی جان بچاتا ہوا اور دریائے آتش مین شناوری کرتا ہوا تیرون کو سپر فراخ دامن پر روکتا ہوا اپنے سراپا کو بچاتا ہوا قریب خندق آیا اور نعرہ کیا کہ اے اہل قلعہ ہوشیار ہو جاؤ کہ مین آپہونچا اب میرے ہاتھ سے بچ کے کہان جاؤ اس طرح تمکو قتل کرونگا کہ تمھارے مرغان ہوا اور ماہیان دریا افسوس کرینگے اور مجکو ذرا رحم نہ آئیگا جب گولا اندازون نے نعرہ نعمان بن منذر کا سنا فوراً گولا اندازی موقوف کی اور فصیل قلعہ سے تلوار اور برچھ اور نیزے لگانے شروع کئے بعضون نے گرم گرم تیل کے کڑھاؤ اسپر الٹ دیئے خس و خاشاک نعمان پر پھینکا عیارون نے عیارون نے پتھر لگائے اُسوقت اکثر اہل اسلام دعا کرنے لگے خصوصاً خواجہ عبد المطلب نے عمامہ اپنے سر سے اُتار کر اپنے ہاتھون پر رکھا اور ہاتھ اپنے طرف آسمان کے بلند کر کے بعد گریہ و زاری درگاہ باری مین اسطرح دعا کی کہ اے قاضی الحاجات یہ وقت یاری ہے اور اے مسبب الاسباب ہنگام مددگاری ہے خداوندا اس پہلوان کے شر و فساد سے ہم سبکو بچا اور اسکا زبردست کے ہاتھ سے ہمکو ہلاک نہ کرا پروردگارا تو نے یوسف کو چاہ مین بچایا اور یونس کی شکم ماہی مین حفاظت کی اور ابراہیم اپنے خلیل پر آگ کو سرد کر دیا اسطرح یا ارحم الراحمین ہمکو بھی اسس کافر کے ہاتھ سے بچا اور اپنی قوت کاملہ سے کوئی سبب ایسا پیدا کر کہ باعث ہماری بہبودی اور زندگی کا ہو غرض جب خواجہ عبد المطلب نے بتضرع و زاری درگاہ جناب باری مین دعا کی فوراً تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا اسیوقت نعمان

نے چاہا تھا کہ خندق کو پھاند کر در قلعہ کو گرز گران سے توڑ ڈالوں اور داخل قلعہ ہوں یکایک سمت صحرا سے
ایک ایسا غبار عظیم اٹھا کہ روے آفتاب چھپ گیا نعمان بن منذر متحیر ہو کر جانب گرد و غبار دیکھنے لگا اور اہل
قلعہ جو تیر قلعہ پر مارتے تھے آنکھ اٹھا کے اسپر دیکھنے لگے جب وہ غبار کسی قدر برطرف ہوا نعمان نے دیکھا کہ فوج
کثیر بہت جلد اسطرف چلی آتی ہے لشکر نمایان ہوا فوج مانند ملخ و مور تیر دستہا ہزار ہا پیادے ہمراہ ہیں اس طرف حمزۂ صاحبقران
نے اہل قلعہ کو تیر و خنجر پھینکتے ہوئے دیکھ کر خیال کیا کہ شاید نعمان قلعہ تک پہونچ گیا ہے اہل قلعہ مضطر اور
پریشان ہیں یہ خیال کر کے حمزۂ صاحبقران نے زمین پر یہ نعرہ کھینچا نعرہ فلک شگاف وماہ برج عطا ابن امیر
عدو بند کشور کشاے جیومرتن مردمان نے نعرہ امیر باتوقیر سنا اور قلعہ سے حمزۂ صاحبقران کو مع لشکر کثیر آتے
دیکھا نہایت شاد ہوئے اور رنج و صدمہ و محن سے آزاد ہوئے خصوصاً خواجہ عبد المطلب اپنے فرزند
کو عین وقت پر آتے دیکھ کر از حد خوش اور سمجھے کہ خدا نے میری دعا مستجاب کی لیکن نعمان
نے جو نعرۂ امیر باتوقیر سنا نہایت متعجب ہوا اور خیال کرنے لگا کہ امیر کہان گئے تھے جو اسقدر
فوج لیکر اسطرف سے آئے ہیں میں تو یہی جانتا تھا کہ امیر اس قلعہ میں ہیں خیر اب معلوم ہوا
ہوگا امیر کی قضا امیر کو کشان کشان لائی ہے میرے ہاتھ سے بچنا امیر کا محال ہے اب بہتر یہی ہے کہ پہلے
مردمان قلعہ سے امیر کو قتل کروں یہ خیال کر کے نعمان نے چاہا تھا کہ قلعہ کی طرف سے باگ فرس کو پھیر کر اون
اور امیر سے مقابلہ کرے ناگاہ حمزۂ صاحبقران بھی عنقریب قلعہ پہونچے اور نعمان کو خندق قلعہ
قلعہ پر دیکھ کر پکارے کہ اے نعمان اگر تجھکو دعوی مردانگی ہے تو آ مجھسے مقابلہ کر نعمان یہ گفتگو امیر
باتوقیر سنکے بصد غضب قلعہ کی جانب سے پلٹا اور لگا اور زن ہوا مردمان قلعہ و مردمان ہر دو لشکر نے
دیکھا کہ پانچ قدم مرکب نعمان کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم فرس حمزۂ صاحبقران پسپا ہوا نعمان طاقت
و قوت حمزۂ صاحبقران کی دیکھ کر متحیر ہوا اور پھر بصد قہر و غضب اپنے گھوڑے کو رانون میں داب کے
آگے بڑھایا اور تیغ گرانبار میان سے کھینچ کر سر امیر باتوقیر پر لگایا حمزۂ صاحبقران نے بارہ پر تیغہ گرانبار
کی نظر کر کے جب قریب سپر کے وہ تیغہ آیا اس زور سے دستانہ مارا کہ تیغہ نعمان کا سپر پر جھٹ پڑا
فوراً امیر باتوقیر نے نعمان کے بند دست پر ہاتھ ڈالکر جھٹکا دیا نعمان نے امیر کی کمر میں ہاتھ ڈالا باہم
باہم اسدرجہ زور کیا کہ گھوڑا نعمان کا پیٹ کے بل زمین پر بیٹھ گیا اور مرکب خنگ سیہ قیطاس بھی
ہانپنے لگا اسوقت شاطر پکارے کہ اے بہادران جہان گھوڑون سے اترکے باہم کشتی لڑو گھوڑے
بیچارے متحمل تمہارے زور کے نہونگے یہ تقریر شاطران خوش تدبیر کی نعمان و حمزۂ صاحبقران آستینیں چڑھا
کے اور دامنون کو سمیٹ کر مرکبون سے کود کر زمین پر آگئے اور باہم لڑنے لگے اور ہنرہاے پہلوانی ظاہر
کرنے لگے راوی کہتا ہے کہ دو روز تک برابر کشتی ہوئی مگر کسی کی پشت آشناے زمین سے نہین ہوئی دوسرے
روز ہنگام شام نعمان نے سر اپنا سینۂ حمزۂ صاحبقران سے ملا کر بقوت تمام ایسا ریلا کہ تین قدم حمزۂ صاحبقران
اپنی جگہ سے پیچھے ہٹ گئے بعد تین قدم ہٹنے کے اسیوقت اپنا لنگر زمین پر قائم کیا پھر ہر چند نعمان نے
زور کیا لیکن امیر باتوقیر کو ذرا بھی جنبش نہوئی آخر تین زور متواتر کرکے نعمان پسینے میں تر ہو گیا اور ہانپنے
لگا ہاتھوں کی انگلیون سے بوجہ زور کرنے کے خون ٹپکنے لگا ناچار و مجبور ہو کر زنجیر کمر حمزۂ صاحبقران
کو چھوڑ دیا اسوقت حمزۂ صاحبقران نے سر اپنا سینۂ نعمان سے ملا کر اسی طرح ریلا نعمان پیچھے ہٹنے لگا۔

یہانتک کہ دس قدم تک نعمان پیچھے ہٹا اسوقت حمزہ صاحبقران نے نعمان کی زنجیر کمربند کے توڑے مین ہاتھ ڈالکر نعرہ اللہ اکبر کرکے زمین سے اوٹھالیا اور اپنے سر سے بلند کرکے زمین پر گرایا اور فوراً سینۂ نعمان پر جھپٹکر کہا کہ اے پہلوان دیکھا تو نے قدرت پروردگار کو کہ تجھ ایسے پہلوان کو مین نے کس طرح زیر کیا اب دین اسلام کے اختیار کرنے مین تو کیا کہتا ہے نعمان بن منظر حمزہ صاحبقران کی یہ قوت وطاقت اس سن وسال مین دیکھکر اور دین اسلام کو اچھا جانکر عرض کرنے لگا کہ اے امیر باتوقیر مین نے اطاعت آپکی اختیار کی مجکو مسلمان کیجئے حمزہ صاحبقران سینۂ نعمان سے اوٹھے اور نعمان کو کلمہ پڑھایا نعمان کلمہ بصدق دل سے پڑھکر مسلمان ہوا اور قدم امیر پر گرا امیر باتوقیر نے سر نعمان کو اپنے قدم سے اوٹھاکر سینہ سے لگایا خواجہ عبد المطلب اور سرداران حمزہ صاحبقران وغیرہ خوش ہوے جب نعمان کلمہ پڑھکر مسلمان ہوچکا اوسوقت اوسنے باواز بلند اپنے افسران فوج اور جملہ لشکریون سے کہا کہ اے بھائیو مین نے تو دین اسلام قبول کیا اور اطاعت حمزہ صاحبقران اختیار کی اور رفاقت نوشیروان کی کہ وہ ایک کافر ہے چھوڑدی اب تم کہو تم کو کیا منظور ہے میرے نزدیک تو یہی مناسب اور بہتر ہے کہ تم بھی میری طرح دین اسلام اختیار کرو اور اطاعت حمزہ صاحبقران کی قبول کرو دیکھو پھر ایسا مولاے قدرشناس نہ پاوگے پچھتاوگے آیندہ تمکو اختیار ہے جب یہ گفتگو نعمان بن منظر شاہ یمنی کی افسران فوج اور لشکریون نے سنی خیال کیا کہ اب منظر شاہ کے پاس بھی نہین جاسکتے کیونکہ وہ پہلے ہی نعمان کے مسلمان ہوچکا ہے اور ہمارا سپہ سالار بھی سچے دلسے مسلمان ہوا ہے اب ہم کو بھی لازم ہے کہ ہم بھی دین اسلام اختیار کرین اور رفاقت نعمان سے سرکشی نہ کرین اور لات ومنات وغیرہ اصنام کی پرستش سے باز آئین یہ خیال کرکے سب کے سب خدمت صاحبقران اور نعمان بن منظر مین حاضر ہوے اور سب نے سر اپنے پاے امیر باتوقیر پر جھکاے حمزہ صاحبقران نے سب کو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا پھر تمام مردمان لشکر کو حکم دیا کہ کمرین کھولین اور جشن کا سامان کرین پھر بحکم امیر باتوقیر کے بارگاہین استادہ ہوئین اور خیام برپا ہوگئے سامان جشن ہونے لگا در قلعہ کھلا امیر باتوقیر اپنے والد ماجد خواجہ عبد المطلب کی خدمت مین حاضر ہوے خواجہ عبد المطلب نے خوش ہوکر حمزہ صاحبقران کو سینہ سے لگایا مردمان تمام نہایت شادمان ہوے خواجہ عمرو بھی بہت خوش ہوے بعد اسکے حمزہ صاحبقران کعبہ مین تشریف لے گئے اور اپنے جملہ بزرگون اور احباب سے ملے ہر ایک شخص امیر باتوقیر سے معانقہ کرکے خوش ہوا جب حمزہ صاحبقران فرودگاہ لشکر پر آئے ملاحظہ فرمایا کہ جملہ بارگاہون اور خیام مین فرش نفیس بچھا ہے اور دنگلون پر نفیسے سرداران عالی وقار بیٹھے ہین اور اکثر جواہر نگار کرسیون پر متمکن ہین جملہ سامان عیش وعشرت مہیا اور موجود ہے نازنینان خوبرو اور خوش گلو حاضر ہین جسوقت حمزہ صاحبقران اپنی بارگاہ مین تشریف لاے نعمان بن منظر اور کرشیت سپہر گردان اور رسیعت ذو الیدین وغیرہ سرداران ذی وقار واسطے تعظیم حمزہ صاحبقران کے دنگلون سے اوٹھ کھڑے ہوے جب حمزہ صاحبقران اپنے دنگل پر بیٹھے اور حکم کیا کہ ارباب نشاط ہر ایک بزم عشرت مین آئین پھر بحکم امیر باتوقیر کے نازنینان خوبرو اور خوش گلو مع اپنے سازندون کے ہر ایک بارگاہ اور خیام مین حاضر ہوکر روبروے ارباب بزم رقص و نغمہ کرنے لگین اور دلہاے ارباب بزم اپنے رقص ونغمہ سے خوش کرنے لگین ہر طرف غلغلہ شادمانی بلند ہوا اسی طرح ایک نازنین مہ جبین خورشید جمال زہرہ خصال نہایت خوبصورت اور کم سن پیشواز زر نار

پھینکا اور ساز نوازون کو اپنے ہمراہ لیکر بصد ناز و ادا مسکراتی ہوئی ہر قدم ناز سے اُٹھاتی ہوئی کہ ہاے جوانان فوج کو مثل سبزہ پامال کرتی ہوئی دل عشاق لیتی ہوئی اکثر جوانون کو تیغ ادا سے مجروح کرتی ہوئی داخل بارگاہ فلک اشتباہ حمزہ صاحبقران ہوئی لقمان بن منتظر اور ہرکرتیت سپہر گردان اور سیف ذوالیزن وغیرہ سرداران عالی وقار اُس سرخساری کی کاکل زیبا دیکھکر مایل ہوے سب کے دل پہلوؤن مین بیقرار ہوے لیکن برابر امیر حمزہ صاحبقران خاموش بیٹھے رہے اور امیر حمزہ صاحبقران بھی اوس نازنین کے جمال عدیم المثال کو دیکھکر متحیر ہوے جب وہ نازنین روبروے حمزہ صاحبقران حاضر ہوئی بعد درستی ساز سازندون کے وہ خوبرو بصد ناز و ادا اور ہزار عشوہ و کرشمہ رقص کرنے لگی اور اہل بزم کے دلون کو مانند حنا پامال مثل سبزہ پامال کرنے لگی بعد ناچنے کے اوس خوش گلو نے یہ غزل شروع کی۔

غزل

کرو وہ سمجھے کہانی داستان قصہ گلا یہ بھی
حجاب شیشہ مین بنت العنب ہے معتکف ہردم
مرا دل مجھسے کہتا ہے ذرا یہ بھی ذرا یہ بھی
کبھی آیا نہ بھولے سے زبان تک نام عاشق کا
کہ اپنے دین و ملت مین ہے محراب دعا یہ بھی
خو ہاتھون مین دل کو حلقہ گیسو مین ہنسے دو
لگایا خاطر احباب سے کہتا ہے ذرا یہ بھی
وہ اپنے وعدہ دیدار فردا کو انکار کھین
مری توبہ کی ضد ہو آجکل ہے پارسا یہ بھی
اگر ہو طالب دیدار دل مین بیہانہ کر دیکھو
سکھا ای بے مروت ہو گیا عہد وفا یہ بھی
بہت گرحنا ہے لیتا ہے جب کوئی حسین دل کو
اگر امار یگا اک دن آپ کا دزد حنا یہ بھی
کہون کیا ہمنشین تقدیر کا میری لکھا یہ بھی
مین صدمے اٹھاتی وحشت کے کہ دیتی ہے مزا یہ بھی
یہان تک آرزو تھی مین کہ جب لکھتا پہ خط انکو
کہ مشہور جہان ہے یار کی دولت سرا یہ بھی
حضور ابرو کے جانان مرادین کیون نہ مانگین ہم
دم بیگانگی دیتا ہے بوسے آشنا یہ بھی
خلاف طرز کے غور کرتے تھے تسلیم ہم لیکن

جسوقت یہ غزل اُس مطربہ نے روبروے حمزہ صاحبقران و دیگر صاحبان محفل عیش بالحان داؤدی گائی اُسوقت بعض سردارون نے خوش ہوکر نازنین سے کہا کہ اس قسم کی اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤ اوس نازنین نے حسب فرمایش سرداران ذی عزت یہ غزل پر جوش و پردرد شروع کی۔ غزل

نالہ برداری مین گزری شب بلبل ناشاد کی
پیاری پیاری صورتین آفت مین آدمزاد کی
کسقدر رہتا ہے جو ہر عاشق کشتی دل کو پسند
آبرو رکھ لی خموشی نے مری فریاد کی
لوٹ مین گلچین ہے فکر دام مین صیاد ہے
اوڑگئی رنگت رخ صبح مبارکباد کی
دم ہی جب تک چار دیوار عناصر ہے بپا
بن گئی تیشے سے آخر جان پر فرہاد کی
داغ دل کے ساتھ بے برگی بھی لازم ہے مجھے
شور ماتم نے ادا رسم مبارکباد کی
گردش خنجر سے بیدم ہو گیا مین خستہ جان
جل رہی تھی شمع اپنے خانہ برباد کی
تھی کبھی سنت خموشی کی کبھی فریاد کی
ذبح ہوکر خون سے بلبل نے پیدا کی بہار
تیغ بنوانا ہی قاتل تیشہ فرہاد کی
روح جب گھبرا کے نکلی مل گیا تن خاک مین
کون روئیگا سوا بیکسی پر بلبل ناشاد کی
حشر کا دورہ ہے زیر خاک خیمہ وا ہے مین
خاک اوڑتی ہوگی اک دن قصر بے بنیاد کی
رشک سیجاد دیکھنا آیا جو حرف آہ بھی
لالے کا سینہ ملا قسمت ملی شمشاد کی
آج کیا ہے کس لیے ذکر وفا ہے بار بار
رہگئی منہ دیکھکر حسرت دل جلاد کی
حسن بندش مین تلاش معنی نوخیز مین
آمد ہے دل مین بھی بیجا رخنہ کرتی ہین جگہ
بوے گل دیتی ہین کلیان اس صیاد کی
شور بیتابی تو رسوا کر چکا تھا شکر ہے
خانہ ویران نے کیا مٹی مری برباد کی
تیرہ روزی کیا کہون قسمت و لادت دیکھکر
دیکھتا ہون راہ اپنی ہستی برباد کی
سخت طینت کا شریک حال ہونا آہ ہے
مبتلا ہے کیا کیا لب خاموش نے فریاد کی
اسقدر جینے سے تنگ آیا تھا مین جب گیا
سچ کہو کس نے کسی کی طبیعت شاد کی
خاک ہوکر بھی ہے باقی سوز استخوان
چاہیے تسکین ہم تجکو پیروی استاد کی

جسوقت یہ غزل نازنین نے حسب فرمایش سرداران بزم عشرت مین بصد ناز و ادا گاکر تمام کی جملہ صاحبان بزم عیش غزل سُن کے مسرور ہوے خصوصًا حمزہ صاحبقران نہایت شادمان ہوے اور اُس مطربہ جبین کو

انعام کثیر مرحمت کیا نازنین مذکور انعام وافر پاکر بزم عیش سے چلی گئی بعد جانے اُس نازنین خوبرو کے اور ایک نازنین سبزہ رنگ پیشواز دھانی زیب تن کرکے مع اپنے سازندون کے روبروے حمزۂ صاحبقران حاضر ہوئی اور بعد ناچنے کے یہ

غزل اُسنے شروع کی — غزل

تری زلف و عادت کو پاتے ہین کافر
کہ اب ہم نہین ناز اُٹھانے کے قابل
چراغ کلیسا ہین یا شمع کعبہ
کہ ہرگز نہین آپ ودانے کے قابل
یہ طفلی یہ پردہ کوئی وجہ ہوگی
کہ ہم خود نہین منہ دکھانے کے قابل
قفس کی محبت کا یارب برا ہو
نہ تھے گر فلک شامیانے کے قابل
پہین واعظ مے برسات مین بھی
ابھی ہین نظر مین سمانے کے قابل

یہ دن حسن مین مہندی لگانے کے قابل
بنانے کے قابل مٹانے کے قابل
کرے سجدہ کیا خاک یہ سر ہمارا
بہر حال ہم ہین جلانے کے قابل
ہین کیونکر نہون داغ حسرت کی صدقے
نہ ظاہر نہین منہ چھپانے کے قابل
بنایا نا فلک کاشش پیمانہ مے
نہ رکھا ہمین آشیانے کے قابل
جو عذر حیا تھا تو کیا چھپ کے شب کو
تم آئے بڑے اک زمانے کے قابل
مقدر کی یہ بات ہے ورنہ تسلیم

مری جان ہوا ہے ناک لانے کے قابل
بلا کر بٹھاتے ہو کیا پاس اپنے
نہین جبہ ترے آستانے کے قابل
قفس مین ہین اک مرغ تصویر گویا
کہ ایک اک ہے چھاتی لگانے کے قابل
لحد مین سوئے قبلہ کیا خاک دیکھین
کہ ہوئی ترے منہ لگانے کے قابل
سر قبر دو گز کی چادر تو ہوتی
نہ تھے خواب مین بھی تم آنے کے قابل
اگر خاک بھی ہین تو ہین خاک سرمہ
ابھی تم نہ تھے دل لگانے کے قابل

جب یہ غزل نازنین سبزہ رنگ نے روبروے حمزۂ صاحبقران و جملہ سرداران نوجوان بعد ناز و ادا گائی اُسوقت بعض سردارون کے دل بیچین ہوگئے اکثر سرداران نوجوان نقد دل سے اوس نازنین کے خریدار ہوے اور حمزۂ صاحبقران بھی نازنین سبزہ رنگ کے گانے سے نہایت محظوظ ہوئے اور انعام کثیر اس نازنین کو بھی دلوادیا القصہ اسیطرح تین شب و روز برابر نازنینان خوبرو و مہ جبینان خوش گلو بارگاہ و خیام مین روبروے ارباب بزم ادنے و اعلے گایا کین اور ہنگامۂ عیش و عشرت گرم رہا بعد تین روز کے جشن تمام ہوا جملہ نازنینان گل پیرہن و مہ جبینان غنچہ دہن انعام کثیر و وافر لیکر رخصت ہوئین بعد اختتام جشن کے حمزۂ صاحبقران اپنے والد ماجد کی خدمت مین حاضر ہوے اور عرض کیا کہ واسطے چند روز کے مجکو اجازت شکار کھیلنے کی دیجئے خواجہ عبد المطلب نے بعد خوشی اجازت دی حمزۂ صاحبقران خواجہ عمرو اور چند ملازمونکو اپنے ہمراہ لیکر اور جملہ سرداران نامی کو لشکر مین چھوڑکر جانب صحراے سبزہ زار واسطے کھیلنے شکار کے روانہ ہوے اور صحرا مین پہونچکر شکار کھیلنے لگے

داستان آنا ہشام بن علقمہ خیبری کا مدائن مین مع فوج اور قتل کرنا عنتر فیل گوش کو اور جانا صحرا مین اور قید کرنا نوشیروان کو بعد اسکے جانا ہشام کا جانب کعبہ اور قتل ہونا حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے

ساقی نامہ

پلا ساقیا مجکو اب وہ شراب
کہ جسکی طبیعت سے نفرت کباب (?)
پلادے اگر چہ مے لالہ رنگ
اگر اک دم مین ہو زیست اوسکی تمام
کوئی بادہ کش یون ہو پیوند خاک

ترے میکدہ مین جو ہو لاجواب
مزہ دار مجکو سواے زلال
کرون آج رندون کے مین خوب جنگ
بعید جوش و جرات دم دار و گیر
کرون ضرب گرز گران سے ہلاک

رہے مجکو میرا ذرا یہ خیال
جو تو در دے گا تو ہوگا ملال
لگاؤن کسی رند پر یون حسام
لگاؤن کسی رند سرکش کو تیر
سر عرصۂ رزم شیرانہ آج

کسی رند سے چھین لون تخت و تاج	پلا دے اگر تو مئے لالہ فام	ترے دور مین ہو میسر کا بھی نام

محرران اخبار و کاتبان حال انقلاب چرخ کج رفتار اس داستان کو اس طرح لکھتے ہین کہ جب ہشام بن علقمہ خیبری بارہ برس کا ہوا ملک گیری اور ناموری کا اسکو شوق ہوا ایک روز ہشام جو اپنے مکان سے نکلا ناگاہ شور عظیم بازار مین بلند ہوا ہشام نے متحیر ہو کر ایک شخص سے پوچھا کہ یہ شور و غل کیسا ہے اُس شخص نے کہا کہ ملازمان نوشیروان اس شہر مین واسطے تحصیل محصول آئے ہین جو کوئی دوکاندار یا اہل پیشہ سردست زر محصول نہین دیتا ہے اوسکو ملازمان نوشیروان کوڑے مارتے ہین اور کہتے ہین کہ ابھی زر محصول ادا کرو ہی دُکاندار جنپر کوڑے پڑ رہے ہین اُسوقت نالہ و فریاد کر رہے ہین جسوقت ہشام نے یہ تمام حال سنا اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ یہ تو سراسر ظلم ہے مجکو لازم ہے کہ مین ملازمان نوشیروان کو کچھ سزا دون اور اس ملک کا خراج خود لون اور ملک نوشیروان پر چڑھائی کرون اور مدائن پر قبضہ کرون یہ خیال کر کے ہشام نے اپنے کئی ملازمون سے کہا کہ جلد بازار مین جاؤ اور ملازمان نوشیروان کو پکڑ لاؤ ملازمان ہشام فوراً بازار مین گئے اور ملازمان نوشیروان کو زبردستی پکڑ لائے جسوقت ہشام نے ملازمان بادشاہ کو دیکھا نہایت برہم ہوا اور اونکے کان اور ناک کاٹ کر شہر سے نکلوا دیا ملازمان نوشیروان نالان و گریان بہیئت عجیب و غریب جانب مدائن روانہ ہوئے اثناے راہ مین جو شخص اونکو دیکھتا تھا بے اختیار ہنستا تھا لڑکے اونکے پیچھے تالیان بجاتے تھے اور باہم باواز بلند کہتے تھے کہ بھائیو ان نکٹون کو پکڑ لو جانے نہ دو وہ بیچارے آفت کے مارے طفلان شوخ و شریر کے پریشان کرنے اور ستانے سے بے اختیار بھاگتے تھے لڑکے اور زیادہ اونکو ستاتے تھے غرض اس صورت سے وہ سب خدمت نوشیروان مین پہونچے اور تمام حال بیان کیا نوشیروان کو نہایت غصہ آیا اور ارادہ کیا کہ کسی سردار کو روانہ کیا جاے تاکہ وہ ہشام کو سزاے سخت دے لیکن نوشیروان نے غصہ کو منضبط کر کے کسی سردار کو روانہ نہین کیا ادھر ہشام نے بعد شہر بدر کرانے ملازمان نوشیروان کے اہل شہر سے تاکید کی کہ اب تم نوشیروان کے کسی ملازم کو ایک کوڑی بھی نہ دینا اور اس شہر کا خراج ہماری سرکار مین داخل کرنا اب تم اپنا حاکم ہمکو تصور کرنا بعد اسکے ہشام نے بعد عجلت بجمعیت چالیس ہزار سوار جرار سمت مدائن کوچ کیا اخبار نویسون نے یہ خبر اس طرح پر تحریر کی کہ ہشام بن علقمہ خیبری نے مع چالیس ہزار فوج کے بارادہ ملک گیری و بد اندیشی جانب مدائن کوچ کیا ہے یقین ہے کہ ہشام بد انجام ملک مدائن مین پہونچکر فتنہ و فساد برپا کرے جسوقت یہ مضمون اخبار مین نوشیروان نے دیکھا فی الفور بزرجمہر کو طلب کیا جب بزرجمہر دربار مین آئے اور بیٹھے اوسوقت نوشیروان نے تمام حال ہشام کی سرکشی کا بیان کیا اور پوچھا کہ اب ہشام کے بارے مین کیا تدبیر کی جاے اور کس طرح اسکو سزاے معقول دیجاے مین خود ہشام سے مقابلہ کرون یا اپنے کسی سردار کو واسطے اوسکی گوشمالی کے روانہ کرون بزرجمہر نے کہا اے شہریار عالی وقار وہ جو حضور نے خواب ہولناک دیکھا تھا اور زاغ سیاہ حضور کو عالم خواب مین نظر آیا تھا اُس زاغ سیاہ سے مراد یہی ہشام بد اندیش ہے فی الحال مجکو علم سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تھوڑے دن حضور پر تو نہایت سخت ہین اور زمین ملک مدائن بھی قیام حضور کے واسطے مبارک نہین ہے بلکہ ہر ایک سردار و ملازم حضور کے لیے بھی نامبارک ہے لہذا بہتر یہ ہے کہ حضور مع جملہ سرداران ذی وقار و پہلوانان یکتاے روزگار و شاہزادگان نامدار و جملہ پیدل و سوار کسی صحراے سبزہ زار مین جو زمین ملک مدائن سے علیحدہ ہو جلد تشریف لے جائین اور اسی صحرا مین گذرنے ایام نحس و سخت تک شکار کھیلین اور وہین فروکش ہون شاید اس زاغ سیاہ یعنے ہشام سے

صدمہ حضور کو نہ پہونچے اور اگر حضور اس سرزمین سے کسی اور طرف نہ تشریف لیجائینگے ہر طرح کے صدمے
اوٹھائینگے اور مقابلہ کرنا ہشام سے حضور کو کسی طرح زیبا نہیں ہے کیونکہ حضور شہنشاہ ہفت اقلیم ہین اور ہشام
بد انجام ایک ادنے ترین ملازمان حضور ہے لیکن واسطے سرکوبی اور گوشمالی ہشام کے عنتر کیس سردار کو واسطے
حفاظت شہر کے مقرر فرمائین جسوقت وہ بد اندیش یہان آوے وہی سردار اوس سے مقابلہ کرے اور حتی الامکان
ہشام کو قتل کرے جسوقت یہ تقریر بزرجمہر کی نوشیروان نے سُنی فہم و فراست بزرجمہر کی تعریف کی اور
موافق کہنے بزرجمہر کے عنتر فیل گوش کو کہ پہلوان زبردست سے تھا پچاس ہزار سواران برار سے ملک
مدائن مین واسطے نگہبانی شہر کے چھوڑ کر اور سب کو اپنے ہمراہ لیکر اوسی روز سرزمین مدائن سے کوچ کر گیا
نخشک اور بزرجمہر کو بھی ہمراہ لیا اور شہر مدائن سے نکل کے ایک صحرائے سبزہ زار مین بارگاہین اور خیام
برپا کیے اور اوسی صحرا مین فروکش ہو کر شکار کھیلنا شروع کیا نوشیروان تو اس صحرا مین قیام پذیر ہے
اور شکار کھیلتا ہے اس کا حال پھر لکھا جائیگا لیکن اس جگہ کچھ حال ہشام بد اندیش کا تحریر کیا جاتا ہے کہ ہشام
بد انجام طے منازل کرکے آٹھوین روز قریب مدائن پہونچا عنتر فیل گوش خبر آمد ہشام نمک حرام سُن کے
جلد تر قلعہ بند ہوا پل پختہ اوٹھوا لیا خندق کو پانی سے لبریز کرا دیا دروازہ قلعہ کا بند کر لیا اور قلعہ پر صدہا بلکہ
ہزارہا توپین لگادین بعد اس انتظام کے عنتر فیل گوش باطمینان تمام مع فوج وغیرہ قلعہ مین بیٹھا
اور انتظار ہشام کا کرنے لگا جب ہشام عنقریب مدائن آیا قلعہ مدائن دیکھا کہ در قلعہ بند ہے فوراً ہشام
نے قلعہ کا محاصرہ کیا عنتر فیل گوش نے گولہ اندازون کو حکم دیا کہ ہشام کی فوج پر گولے مارو بحکم
عنتر فیل گوش گولہ انداز گولے مارنے لگے اور مردان فوج ہشام کو ہلاک کرنے لگے ہر چند ہشام نے کئی روز
تک برابر قلعہ مدائن پر حملہ کیا لیکن عنتر فیل گوش نے قلعہ مین نہ آنے دیا اور صدہا سواران لشکر ہشام
کو ہلاک کیا مگر ہشام محاصرہ قلعہ سے باز نہ آیا ایک روز عنتر فیل گوش نے یہ خیال کیا کہ ہشام کئی روز
سے قلعہ کو گھیرے ہوے ہے اور مین باین زور و قوت و سپاہ قلعہ بند ہون اگر یہ خبر بادشاہ سُنے گا تو مجکو بہادر
تصور نکرے گا علاوہ اسکے ہشام مجھسے زیادہ دلاور اور بہادر ہو گا پس بہتر یہ ہے کہ مین اسکے خوف سے
قلعہ بند نہون اور دلیرانہ قلعہ سے نکل کے مقابلہ کرون اور ہشام کو تہ تیغ کرون بادشاہ سے انعام کثیر کے
لینے کا مستحق ہون یہ خیال کرکے عنتر فیل گوش جمعیت بیس ہزار سواران چیدہ و منتخب شہر سے باہر نکلا اور
سامنے ہشام کے صف آرا ہوا ہشام عنتر فیل گوش کو آمادۂ جدال دیکھکر بہت ہنسا اور اپنی فوج کو
آراستہ کرکے اور خود گھوڑے پر سوار ہو کے سامنے عنتر فیل گوش کے آیا اور کہنے لگا ثابت ہوتا ہے کہ تیری
قضا تجکو یہان لائی ہے تو مجھسے کیا مقابلہ کرے گا میرے ہاتھ سے جلد تر مارا جائیگا اگر تجکو اپنی جان عزیز ہے
تو تو مجھسے مقابلہ نکر اور میری اطاعت اختیار کر عنتر فیل گوش نے جواب دیا کہ او نمک حرام تو نے اپنے
بادشاہ سے بغاوت کی ہے مین ضرور تجھسے مقابلہ کرون گا اور ہرگز تیری اطاعت اختیار نکرون گا ہشام نے کہا
اے عنتر نہین معلوم تو کیا بکتا ہے بیکار مجکو نمک حرام کہتا ہے ارے کیسا بادشاہ اور کیسا ولی نعمت بہادران
عالم جب تلوار کھینچ لیتے ہین کسی کا خیال بھی نہین کرتے ہین ابھی مین ملک مدائن پہ بزور شمشیر قبضہ کرون گا
تمام شہر تاراج کردونگا خزانۂ شاہی اپنے قبضہ و تصرف مین لاون گا اگر میرا کہنا نہین مانتا دیکھ پچھتائیگا ابھی
میرے ہاتھ سے مارا جائیگا عنتر فیل گوش نے یہ گفتگو سے ہشام بد انجام سُن کے بعد تھا اور زبی کے اس طرح کہا

سینۂ ہشام پر نیزہ مارا کہ سینہ ہشام کا زخمی ہوا ہشام نے بحالت زخم داری مین تیغ آبدار کھینچکر بقہر و غضب
اس زور سے سر عنتر پر لگایا کہ راکب و مرکب کے چار ٹکڑے ہوے بعد قتل کرنے عنتر کے ہشام نے وہی تیغ
خون آلود لیکر فوج عنتر پر حملہ کیا اور فوج ہشام نے بھی لشکر عنتر کو چار جانب سے گھیر لیا تلوار چلنے لگی
جانبین کے سوار قتل ہونے لگے ہشام نے تیغ آبدار سے ہزار ہا کو قتل کیا آخر کار لشکر عنتر کے بے افسر بھاگا میدان
رزم سے جانب شہر بھاگا ہشام نے فوج عنتر کا تعاقب کیا جسوقت ہشام شہر مداین مین داخل ہوا شہر کو
خوب تاراج کیا اور صدہا مردمان شہر کو قتل کیا اور دار الامارۂ شاہی مین داخل ہوکے تخت حکومت اپنے قبضہ مین
کیا کیونکہ نوشیروان تخت پر بیٹھکر صحرا مین نہین گیا تھا بعد اسکے ہشام نے کچھ فوج اپنی چارون ناکون
پر معین کی پھر ہشام نے نوشیروان کی تلاش کی لیکن کہین مداین مین پتہ نوشیروان کا نہ پایا آخر
مردمان شہر سے ہشام کو معلوم ہوا کہ نوشیروان مع تھوڑی فوج و لشکر جانب صحرا واسطے شکار کے گیا ہے چونکہ
ہشام خستہ تھا اور زخمی بھی تھا اسوجہ سے ہشام نے اپنی بارگاہ مین قیام کیا اور دو روز و شب
بعیش و عشرت بسر کی اور زخم سینہ کا علاج کیا جب صبح ہوئی ہشام اپنے فرش خواب سے اٹھا اور
اسلحہ اپنے تن پر آراستہ کیے اور بیس ہزار سواران جرار اپنے ہمراہ لیکر جانب صحرا بجستجوے نوشیروان
مین اس خیال سے چلا کہ جا کر نوشیروان کو قتل کرڈالون یا گرفتار کرکے مطیع اپنا کرون ہشام تو مداین سے
طرف شکارگاہ نوشیروان کے جاتا ہے لیکن اب کچھ حال نوشیروان کا اس جگہ تحریر کیا جاتا ہے کہ
نوشیروان صحراے سبزہ زار مین مع سردارون کے بہنگام سحر شکار طایران کر رہا تھا ناگاہ ایک آہو
نوشیروان کو نظر آیا نوشیروان نے اوس آہو کو تیر مارا وہ آہو تیر کھاکر ایک طرف بھاگا نوشیروان
نے اوس آہوے زخمی کا تعاقب کیا اور اسقدر تیز گھوڑے کو دوڑایا کہ تمام سردار عالی وقار اور فوج و
لشکر پیچھے رہ گئے فقط پندرہ سوار اور بختک اور بزرجمہر ہمراہ رہے جب نوشیروان دور تک متعاقب آہوے
مذکور چلا آیا ناگاہ نوشیروان نے دیکھا کہ ایک پہلوان زبردست نہایت قوی ہیکل گینڈے پر سوار ہے
اور ہمراہ اوسکے ہزار ہا سوار ہین اس طرف بعجلت چلا آتا ہے نوشیروان پہلوان مذکور کو مع فوج
آتے دیکھکر ٹھہر گیا آہوے سخت زخمی جست و خیز کرکے صحرا مین ایک جانب جاکر نظر سے مخفی ہوا اتنی دیر مین
پہلوان مذکور یعنے ہشام بن علقمہ خیبری قریب نوشیروان پہونچا اور نوشیروان کو مع چند سوارون
وغیرہ کے صحرا مین پاکر نہایت خوش ہوا اور اپنے اقبال پر نازان ہوا اور نعرہ کیا منم ہشام بن علقمہ خیبری
اے نوشیروان مجکو تیری ہی جستجو تھی یہ نعرہ کرکے فوراً ہشام نے اپنی فوج کے سوارون کو حکم کیا کہ نوشیروان
کو گرفتار کرلو سوارون نے بموجب حکم نوشیروان کو گرفتار کرلیا ہشام نے تاج بھی سر نوشیروان سے
اوتار لیا اور ایک قفس آہنی مین قید کیا وہ چند سوار جو ہمرکاب نوشیروان تھے ہشام کے ہمراہ فوج کثیر
دیکھکر مقابلہ نکرسکے جسوقت ہشام نوشیروان کو گرفتار کرچکا اوسوقت اکثر سواران نوشیروان جو
پیچھے رہ گئے تھے آئے اور نوشیروان کو گرفتار دیکھکر قصد کیا کہ ہشام کو قتل کرکے نوشیروان کو قید سے
چھڑائین جب ہشام نے دیکھا کہ سردار آگئے ہین یقین ہے کہ مجھسے مقابلہ کرین اور نوشیروان کو رہا کر
لے جائین اوسوقت ہشام نے نیزہ سرتیز سینۂ نوشیروان پر رکھدیا سرداران نوشیروان یہ
حال دیکھکے بے اختیار بصد غیظ و غضب جانب ہشام چلے اور کہنے لگے کہ او ظالم یہ کیا کرتا ہے خبردار

ہمارے بادشاہ کو ہلاک نہ کرنا ورنہ تیرے خون سے زمین اس صحرائے سبزہ زار کی سرخ کرینگے اس اثنا مین اور بہت سے سردار آپہونچے اور اُنھون نے بے تامل یہ واقعہ دیکھکر ہشام پر حملہ کیا نوشیروان نے اپنے سردارونکو لڑنے سے منع کیا اور کہا کہ اگر تم میری زندگی چاہتے ہو تو ہشام سے مقابلہ نہ کرو کیونکہ جب تک تم ہشام کو قتل کروگے نیزہ ہشام میرے سینے کے پار ہو جائیگا مرغ جان میرا قفس تن سے تڑپ کے نکل جائیگا پھر تمکو قتل کرنے سے ہشام کے کیا فایدہ ہوگا وہ سردار یہ گفتگوے نوشیروان سُن کے ٹھہر گئے اور لڑنے سے باز آئے ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ جب فلک کسی ادنےٰ یا اعلےٰ پر ظلم و جفا کرتا ہے اور دن بُرے ہوتے ہین تو کوئی تدبیر کسی سے بن نہین پڑتی ہے اکثر اولوالعزم انقلاب فلک سے تباہ اور برباد ہوتے ہین اور جفائے چرخ کجرفتار سے اقبال سلاطین جہاں کا مبدل بادبار ہوتا ہے یہ مقام اعتراض کا نہین ہے کہ ہشام ایک ادنےٰ شخص نے نوشیروان سے شہنشاہ ہفت اقلیم کو اس طرح گرفتار کر لیا بلکہ یہ امر انقلاب فلک سے قرین قیاس ہے غرض آدم برسر مطلب جس وقت نوشیروان نے سرداران کو لڑانے سے منع کیا اور سردار بموجب ارشاد نوشیروان عذر سے کانپ کے اور کثرت صدمہ سے آنسو بہا کے ٹھہر گئے اسوقت بزرجمہر نے ہشام سے پوچھا کہ اے ہشام تو نے ہمارے بادشاہ کو کیون گرفتار کیا ہے اور سبب قید کرنے کا کیا ہے ہشام نے جواب دیا اے بزرجمہر آگاہ ہو کہ مین اپنے زمانہ کا صاحبقران ہون بادشاہ کو اگر اپنی جان عزیز ہے اور قتل ہونا منظور نہین ہے تو آج سے کل ممالک کا خراج مال و دولت کو دیا کرین اور مابدولت کی اطاعت کرین اسی واسطے فی الحال مین نے قید کیا ہے اگر بادشاہ تمھارے منظور کرینگے تو خیر ورنہ قتل کرونگا اور تخت حکومت پر بیٹھکر خود حکومت کرونگا جب یہ گفتگوے ہشام نوشیروان نے سُنی اسوقت نوشیروان نے کہا کہ اے ہشام جو کچھ تو نے کہا مجکو اس شرط سے منظور ہے کہ ایک لڑکا مسمی حمزہ کعبہ مین رہتا ہے اور اوسنے بھی بہ رعایت کے اپنے تئین صاحبقران مشہور کیا ہے اور مثل تیرے وہ بھی طالب خراج ہے اگر تو بہ آسانی اوسکو قتل کرے یا گرفتار کرکے اوسکو اپنا مطیع کرلے تو مین تجکو خراج دیا کرون ہشام بد انجام نے اس شرط کو بخوشی منظور کیا اور کہا کہ مین اوس طفل کا سر کاٹ کر جلد لیے آتا ہون یہ کہکر ہشام نے اپنی فوج سے چالیس دلاورون کو منتخب کیا اور اون سے کہا کہ مین تو جانب کعبہ واسطے قتل کرنے حمزہ کے اور فتح کعبہ کی نگرانی کو جاتا ہون اور تم کو یہان چھوڑے جاتا ہون خبردار نوشیروان کے سینہ پر ہر وقت سنان نیزہ رکھے رہنا اگر سرداران نوشیروان ارادہ نوشیروان کے رہا کرنے کا کرین اور تم سے آمادہ جدال ہون تو فوراً سنان نیزہ سے نوشیروان کو ہلاک کر ڈالنا ہرگز ہرگز تامل نکرنا یہ کہکر وہ نیزہ جو خود سینہ نوشیروان پر رکھے تھا ایک دلاور کو دیا اور کہا مثل میرے تو بھی سینہ بادشاہ پر نیزہ رکھے رہنا اگر کسی ضرورت کو جانا تو اور اپنے ہمراہیون سے کسی کو نیزہ دے دینا اور تم سب شب و روز خوب ہوشیار رہنا ذرا بھی غفلت نکرنا ورنہ مین تم سب کو قتل کرونگا الحاصل ہشام بد انجام اون چالیس جوانون کو مع اپنے بہادے گلرخ کے خوب سمجھا کر اور تاکید کرکے اپنے گینڈے پر سوار ہوا اور اپنی فوج کو ہمراہ لے کر مع تخت و تاج نوشیروان جانب کعبہ روانہ ہوا اور بعد قطع راہ جلد تر قریب کعبہ وقت دوپہر پہونچا اور دور سے دیکھا کہ ایک قلعہ ہے اور زیر قلعہ بارگاہ و خیام استادہ ہین اور فوج کثیر پڑی ہے ہشام تو فوج کثیر کو دیکھکر متحیر ہوا لیکن سرداران حمزہ صاحبقران نے جو دیکھا کہ فوج اس طرف چلی آتی ہے فوراً اس خیال سے مردمان لشکر کو حکم کمربندی کا دیا اور خود بھی مسلح ہوے کہ شاید کوئی پہلوان نوشیروان نے بھیجا ہے اسکو قتل کرنا چاہیے اور انتظار حمزہ صاحبقران

کے تشریف لانے کا ذکر نا چاہیے جب کل مردان لشکر حمزہ صاحبقران مسلح ہو کر گھوڑون پر سوار ہو چکے
اسوقت ہشام بھی عنقریب لشکر امیر با توقیر آیا اور اپنے گینڈے کو آگے بڑھا کر پوچھنے لگا کہ حمزہ جسنے اپنے تئین
صاحبقران مشہور کیا ہے وہ کہان ہے آئے مجھسے مقابلہ کرے مین خاص اوسی کے قتل کو آیا ہون اور بعد اُسکے
قتل کرنے کے خانہ کعبہ کو بھی گراؤن گا سرداران حمزہ صاحبقران نے جواب دیا او ملعون کیا بکتا ہے خاموش
رہ ورنہ زبان تیغ سے تجکو جواب دیا جائیگا تیری کیا مجال ہے کہ تو حمزہ صاحبقران کی جانب نظر تندو تیز سے
بھی دیکھ سکے اور کیا تیری لیاقت ہے کہ تو خانہ کعبہ کی طرف بے ادبی سے قدم اوٹھا سکے نہین جانتا تو کہ خادمان
حمزہ صاحبقران ایسے ایسے یہان موجود ہین کہ تیرے قتل کرنے کو کافی ہین پہلے تو ہم مقابلہ کر خدا نخواستہ جب تو
ہم پر غالب ہوگا تو اوسوقت حمزہ صاحبقران تیری سرکوبی اور گوشمالی بخوبی تمام کرینگے جسوقت یہ تقریر دلیران
حمزہ صاحبقران ہشام نے سنی نہایت خشمناک ہوا اور اپنے گینڈے کو بڑھا کر بصد قہر و غضب کہنے لگا کہ اب تم سبکو
تہ تیغ کرکے حمزہ کو ہلاک کرونگا یہ کہکے تیغ آبدار کھینچکر پکارا کہ جسکو تمناے مرگ ہو آئے وہ مجھسے مقابلہ کرے جسدم
ہشام بدانجام نے مبارز طلب کیا لقمان بن منذر نے ارادہ مقابلہ کرنے کا کیا اور اپنے مرکب کو بڑھایا اوسوقت باجے
جنگی رسالون اور پلٹنون مین بجنے لگے لیکن کرتیت پسر گردان نے کہا پہلا مین اس کافر سے مقابلہ کرونگا آپ
توقف کیجیے یہ کہکے اور لقمان اور سیف ذوالیدین وغیرہ سے رخصت ہو کر اپنے مرکب کو جانب میدان کارزار
بڑھایا اور ہشام کے سامنے آیا ہشام کرتیت پسر گردان کو لگا ورزش ہوا اسوقت دیکھنے والون نے دیکھا
کہ پانچ قدم گینڈا ہشام کا پیچھے ہٹ گیا اور چار قدم گھوڑا کرتیت پسر گردان کا پیچھے ہٹا بعد تگاورزنی کے
دونون نے پھر گینڈے اور مرکب کو آگے بڑھا کر مقابلہ کیا اول ہشام نے تیغہ کو میان مین رکھکر اور نیزہ
لیکر سینہ کرتیت پسر گردان پر لگایا کرتیت نے سنان نیزہ ہشام کو اپنے نیزے کی سنان پر رد کیا پھر کرتیت نے
نیزہ چلا کے ہشام کو تاک کے لگایا لیکن ہشام نے بھی نیزہ کرتیت کو اسی طرح رد کیا تھوڑی دیر تک باہم نیزہ بازی
رہی آخر دونون نیزے ٹوٹ کے بیکار ہوگئے اوسوقت ہشام نے بصد قہر و غضب تیغہ آگ انبار و آبدار
خنجروار مغفر دار رکھکر سر کرتیت سپر گردان پر لگایا کرتیت نے سپر کو سر کی پناہ کیا لیکن تیغہ سپر اور
خود کو کاٹ کے تا دو ابرو اوتر آیا کرتیت کا حال ابتر ہوا ہشام کرتیت کا سر کاٹنے کو بڑھا تھا کہ سیف
ذوالیدین نے فوراً اپنے گھوڑے کو جولان کیا اور نعرہ کیا کہ او جیا مغفر دار سر کرتیت جدا نہ کرنا ہشام
نعرہ سیف ذوالیدین سن کے ٹھہر گیا سیف ذوالیدین نے کرتیت میدان رزم سے لشکر مین بھیجدیا
اور خود ہشام سے مقابلہ کیا بعد تگاورزنی اور نیزہ بازی کے ہشام نے وہی تیغہ آبدار سر پر سیف
ذوالیدین کے لگایا ہر چند سیف ذوالیدین نے سپر سے سر کی حفاظت کی لیکن تیغہ ہشام
سپر اور خود کو کاٹ کر چار اونگل سر مین اوتر آیا سیف ذوالیدین نے دستانہ مارا تیغہ تو سر سے
نکلا مگر سیف ذوالیدین ہمہ تن خون مین نہا گیا اوسوقت ہشام نے چاہا کہ سیف ذوالیدین
کا سر تن سے کاٹ لون لیکن لقمان نے سر سیف کا ہشام کو کاٹنے نہین دیا اور میدان مصاف مین
فوراً جا کر ہشام سے مقابلہ کرکے سیف ذوالیدین کو اپنے ہمراہ لے کر لشکر مین لے آیا چونکہ آفتاب
غروب ہو چکا تھا اور دو سرداروں کو زخمی کر چکا تھا اسوجہ سے ہشام میدان مصاف سے اپنے
لشکر مین گیا اور خیام پر پاکر اکے مع لشکر خیام مین فروکش ہوا اور روا سطے طلایہ کے تھوڑے سوار

مقرر کیے پھر بعد فراغت آب و طعام کے شراب پینے لگا اور اپنے افسران فوج سے کہنے لگا کہ صبح کو تمام لشکر حمزہ کو قتل کروں گا کسی کو زندہ نہ چھوڑوں گا ہشام تو اپنے خیمہ میں بیٹھا ہوا عالم نشہ شراب میں بیہودہ بک رہا ہے لیکن اب حمزہ صاحبقران کے لشکر کا حال تحریر کیا جاتا ہے کہ بعد جانے ہشام کے نعمان بن منذر میدان مصاف سے مع مردمان فوج اپنے خیمہ میں آیا تھوڑے مردمان فوج کو واسطے طلایہ کے مقرر کیا اور سپید ذوالیدین اور کرنیت سپہ گردان کے زخموں میں ٹانکے دلوا کر مرہم کی پٹیاں چڑھائیں اسطرف ہشام نے حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں طبل جنگ بجایا جاوے بموجب کہنے ہشام کے طبل جنگ بجا جسوقت نعمان نے طبل جنگ سنی اسوقت نعمان نے بھی حکم دیا کہ ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگ بجایا جاوے موافق حکم نعمان کے طبل جنگ بجایا گیا دونوں لشکروں میں تیاری جنگ ہونے لگی دلاور اپنی تلواروں کو صیقل کرنے لگے تیرانداز اپنے تیروں کو درست کرکے ترکشوں میں رکھنے لگے یہاں تو دونوں لشکروں میں سامان جنگ ہو رہا ہے شعر از این قصہ یکدم فراموش کن ؛ زجائے دگر داستان گوش کن ؛ جس روز ہشام بدانجام کعبہ میں آیا اور سرداروں نے اُس سے مقابلہ کیا اُس روز حمزہ صاحبقران نے صحرا میں شکار کھیل کے شب کو جو آرام کیا قریب نصف شب کے عالم خواب میں دیکھا کہ ایک بزرگ نورانی شکل فرماتے ہیں کہ ای حمزہ صاحبقران اب تمکو شکار کھیلنا مناسب نہیں ہے جلد جاؤ اور اپنے لشکر کی خبر لو یہ فرما کر وہ مرد بزرگ تشریف لیگئے حمزہ صاحبقران بیدار ہوئے اور فوراً خواجہ عمرو کو بلا کے فرمانے لگے کہ میں نے اسوقت یہ خواب دیکھا ہے کہ ایک بزرگ مجھسے فرماتے ہیں کہ اب تو اپنے لشکر میں جا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ میرے لشکر پر کوئی آفت آئی ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ صبح کو یہاں سے تشریف لیچلیے گا انشاء اللہ لشکر آپ کا خیریت سے ہوگا آپ تردد نفرمائیں حمزہ صاحبقران نے ارشاد کیا میں اسی وقت یہاں سے کوچ کروں گا اور صبح تک بتعجیل تمام اپنے لشکر میں پہونچ جاؤں گا یہ کہکے حمزہ صاحبقران نے لباس زیب جسم کیا گھوڑا خواجہ عمرو نے زین و لجام سے آراستہ کیا حمزہ صاحبقران شکارگاہ سے مع اپنے ہمراہیوں کے گھوڑے پر سوار ہوکے جلد تر چلے اور ہنگام سحر قریب اپنے لشکر کے پہونچے حمزہ صاحبقران نے دور سے ملاحظہ کیا کہ ایک لشکر اور میرے لشکر کے مقابل صف آرا ہے اور ایک پہلوان زبردست اُس فوج سے گینڈے کو بڑھا کر میدان مصاف میں نکلا ہے اور نعمان بن منذر شاہ یمنی نے اُس سے مقابلہ کرنے کو اپنے مرکب کو بڑھایا ہے امیر باتوقیر نے یہ رنگ دیکھکر وہیں سے اُس گینڈے سوار پر یہ نعرہ کیا نعرہ امیر یکہ و تنہا نیم ؛ بر بزم حریفان سیارہ زنم ؛ جسوقت یہ نعرہ ہشام بدانجام نے سنا جانب صحرا دیکھنے لگا اور نعمان بن منذر وغیرہ تشریف لانے سے امیر باتوقیر کے خوش ہوئے جب امیر داخل لشکر ہوئے نعمان کو روک کے خود واسطے مقابلہ ہشام کے اپنے لشکر سے نکلے اُسوقت لشکر حمزہ صاحبقران میں باجے جنگی بجنے لگے علمہائے لشکر سر بلند ہوئے جب حمزہ صاحبقران مقابل ہشام کے پہونچے ہشام نے امیر باتوقیر کے سن و سال پر نظر کرکے کہا کہ

ای امیر تم مجھسے آمادۂ جدال ہوا اپنی عقل پر نظر کرو ایک دم مین میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگے پس تمکو لازم ہی کہ میری
اطاعت کرو مین تمکو اپنے کل لشکر کا سردار کرونگا اور روز بروز تمھارا زیادہ وقار کرونگا مین اپنے وقت کا صاحبقران
ہون مین نے نوشیروان کو گرفتار کرلیا ہی دیکھو یہ تخت وتاج نوشیروان کا چھین لایا ہون ملک مدائن پر مین نے
قبضہ کرلیا ہی اکثر سرکشان جہان کو مین نے قتل کیا ہی تمکو مناسب یہی ہی کہ مجھسے مقابلہ نہ کرو ورنہ میرے ہاتھ سے
ابھی قتل ہوگے حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا او ملعون کیا بکتا ہی اگر تجکو اپنی زندگی درکار ہے تو مسلمان ہو اور
میری اطاعت کر نہین تو مین تجکو بامداد پروردگار اس طرح قتل کرونگا کہ تیرے حال پر وحوش و طیور
افسوس کرینگے ہشام یہ گفتگوے حمزۂ صاحبقران سنکے نہایت غضبناک ہوا اور کہنے لگا معلوم ہوتا ہے
کہ تمھاری قضا آئی ہی مین تو چاہتا تھا کہ تمکو قتل نہ کرون مگر تم نہین مانتے ہو پچتاؤگے میرے ہاتھ سے ماری
جاؤگے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا او بے حیا اب تو میرے حال پر مہربانی نہ کر یہ میدان رزم ہے کچھ
نبرد جنگ دکھا ہشام بہ تقریر امیر با توقیر کی سنکے ہر چند بصد قوت لگا در زن ہوا لیکن پانچ قدم گینڈا اسکا
پیچھے ہٹ گیا اور قدم مرکب حمزۂ صاحبقران کا نہ ہٹا ہشام نے خفیف ہوکر پھر اپنے گینڈے کو آگے بڑھایا
اور بہ قہر و غضب نیزہ سینۂ حمزۂ صاحبقران کو تاک کے مارا حمزۂ صاحبقران نے سنان نیزہ کو اپنے نیزے
کی سنان پر روکا بوجہ زور کے دونون سنانون کے شرر نکلے پھر حمزۂ صاحبقران نے نیزہ پہلوے ہشام کو تاک کے
مارا ہشام نے بھی نیزے کو اپنی سنان نیزہ پر روکا اسی طرح باہم تا دیر نیزہ بازی رہی آخر حمزۂ صاحبقران
نے ایک نیزہ نیزے کا مارکر نیزہ دست ہشام سے نکالدیا ہشام کو اسوقت نہایت غصہ آیا اور تیغ آبدار
کھینچکر حملہ کیا اور سر امیر با توقیر پر لگایا حمزۂ صاحبقران نے تیغ کو سپر پر روکا اور خود بھی شمشیر آبدار سر ہشام
نابکار پر لگائی ہشام نے تلوار کو خالی دیکر پھر تیغ کا وار کیا حمزۂ صاحبقران نے تیغ کی دھار پر نظر کرکے اس
زور سے دستانے مارا کہ تیغ ہشام کا سر پھٹ پڑا ہشام کو اور زیادہ خفت حاصل ہوئی الغرض بڑی دیر تک
باہم شمشیر زنی رہی جب ہشام کا بنیہ گرا اسوقت ہشام نے تیغ کو رکھکر وہ گرز گران سرکوب کہ کوہ کو شکستہ کرے
اٹھایا اور پکارکے کہا کہ او حمزہ اگر تو بہادر ہے تو روک اس گرز گران کو یہ کہکر ہشام نے وہ گرز گران بار دو
دستی بصد زور و قوت سر امیر با توقیر پر مارا حمزۂ صاحبقران نے تلوار اور سپر کو رکھکر دونون ہاتھ اپنے بلند
کیے جب گرز ہشام قریب سر آیا اسوقت حمزۂ صاحبقران نے گلا گرز کو پنجہ ہاے عدو شکار پر قوت
سے پکڑکے اس زور سے جھٹکا دیا کہ گرز ہشام کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور گینڈے سے منہ کے بل زمین
پر گرنے لگا فی الفور امیر با توقیر نے وہی گرز گران نعرہ اللہ اکبر کرکے اس زور سے سر ہشام پر
لگایا کہ ہشام اور گینڈا ہشام کا دونون اسطرح شامل ہوگئے کہ دیکھنے والون کو ہشام اور گینڈے مین
مطلق تمیز نہ ہوتی تھی دونون گوشت کا لوتھڑا ہوکر رہ گئے تھے جسوقت ہشام ہلاک ہوا مردمان لشکر
ہشام نے دیکھا فی الفور یکبار امیر با توقیر پر حملہ کیا ادھر سے نعمان وغیرہ سردار لشکر کو لیکر بڑھے دونون
لشکرون مین تلوار چلنے لگی بہادر قتل ہونے لگے لاشین زمین پر گرنے لگین زمین میدان مصاف
خون دلیران سے رنگین ہونے لگی اکثر سوار ہدف سہام ہوئے صدہا جوانمرد سنانہاے نیزہ سے زخمی
ہوئے ہنگامۂ گیر و دار بلند ہوا حمزۂ صاحبقران نے صدہا کو گرز سے ہلاک کیا اور ہزارون کو شمشیر
آبدار سے قتل کیا آخر سواران فوج ہشام طالب امان ہوئے لڑائی موقوف ہوئی پندرہ ہزار سوارون کو

حمزہ صاحبقران نے سلمان کیا اور یہ فتح وفیروزی عرصۂ جنگ سے تخت وتاج اور خزانہ نوشیروان اور بارگاہ خیام وغیرہ لیکر اپنی فرودگاہ لشکر میں آئے اور شکر خداوند کارساز بجالائے جو مسلمان کہ قتل ہوئے تھے انکو دفن کرا یا بعد اسکے حمزہ صاحبقران نے ایک عرضی نوشیروان کو اس مضمون کی لکھی عرضی شہنشاہ ہفت کشور فرمان روای بحر وبر عادل بے مثال قدردان اہل کمال دام اقبالہ واجلالہ۔ گذارش حال یہ ہے کہ ہشام بد انجام حضور سے سرکشی اور بے ادبی کرکے یہان آیا تھا اس عبد ذلیل بندۂ خدیو جلیل نے اسکو ہنگام مقابلہ میدان مصاف مین قتل کیا اور لشکر کو اُسکے شکست دی اب تخت وتاج حضور کا اس خاکسار کے پاس ہی اگر ارشاد ہو تو مین خود لیکر حاضر خدمت حضور ہون ورنہ حضور کسی اپنے آدمی معتمد کو روانہ فرماوین تاکہ یہ حقیر تاج وسریر حضور فیض گنجور اُسکے حوالے کردے فقط زیادہ حد ادب آلہی آفتاب دولت واقبال ہمیشہ بعنایت رب ذوالجلال تابان اور درخشان رہے جسوقت حمزہ صاحبقران اس عرضی کو لکھ چکے ابوشہاب خرقہ پوش کو حوالے کی اور فرمایا کہ جلد اس عرضی کو فلان صحرا سبزہ زار مین جاکر نوشیروان کو دینا ابوشہاب عرضی لیکے روانہ ہوا اور حمزہ صاحبقران جشن مین معروف ہوئے لیکن اب حال علقمہ کا لکھا جاتا ہے کہ بعض راویون نے لکھا ہے کہ علقمہ قتل ہو چکا ہے اور بعض لکھتے ہین کہ ابھی زندہ ہی غرض بموجب روایت ثانی جب علقمہ نے فرزند دلبند کو حمزہ صاحبقران نے قتل کیا نہایت گریان ہوا اور از صدمۂ مرگ فرزند نوجوانون مین اپنا حال تنگ کیا اور اسی صدمہ وغم مین سیاہ مکھ اپنے عیار سے کہا کہ تجھسے یہ ہو سکتا ہی کہ حمزہ صاحبقران کو جب گرفتار کرلائے سیاہ مکھ نے عرض کیا کہ حمزہ صاحبقران کا گرفتار کرنا بہت مشکل ہے لیکن اگر آپ اپنی دختر کو مجھسے منسوب کردینے کا اقرار کرین تو البتہ مین جاکر جس طرح ہوسکے حمزہ صاحبقران کا سر لاؤن یا گرفتار کرکے لاؤن علقمہ نے کہا مین اقرار کرتا ہون کہ اگر تو حمزہ کا سر لائیگا یا اسکو گرفتار کرکے لائیگا تو مین اپنی بیٹی کی تیرے ساتھ شادی کردونگا سیاہ مکھ نے علقمہ سے عرض کیا کہ اگر مین حمزہ صاحبقران کو گرفتار کرکے لے آؤن تو ضرور بالضرور اپنی دختر مجکو دیجیئے گا وعدہ خلافی نہ کیجیئے گا علقمہ نے کہا کہ اے سیاہ مکھ تو اطمینان رکھ مین ضرور تیرے ساتھ اپنی دختر کی شادی کردونگا جب سیاہ مکھ کو علقمہ کی جانب سے بخوبی اطمینان ہوگیا اسوقت سیاہ مکھ وہین سے روانہ ہوا اور قطع منازل کرکے بعد کئی روز کے لشکر ظفر پیکر حمزہ صاحبقران مین پہونچا دیکھا کہ بارگاہین اور خیام برپا ہین اور بارگاہ ہشام بھی ایک جانب برپا ہی ہر ایک بارگاہ اور خیام مین ناچ ہو رہا ہے نازنینان سمن تمثال گل رخ پری جمال گا رہی ہین اکثر سردار بارگاہون مین بیٹھے ہین خوشی کا ناچ سن رہے ہین اور حمزہ صاحبقران بھی بارگاہ ہشام مین بیٹھے ہوئے ہین اور سرداران ذوی الوقار دنگلون پر بیٹھے ہین اور ایک سہ جبین روبروے حمزہ صاحبقران یہ غزل گا رہی ہے غزل

سلامت کون پھر کوچۂ قاتل سے یہان آیا

کوئی بے سر کوئی مجروح کوئی بیجان آیا
گرے گر ذبح بھی کوئی تو منھ سے پھر نہین کہتا
خضر جب سامنے آیا وہ سبزہ جوان آیا
بفعل ادب فکر وہان بورین لب پر
ہمیشہ طوق بن بنکر ہلال آسمان آیا
نہال خاکساری عالم بالا سے بالا تھا

وہ ہون دل سوختہ جسدم قریب شمع آنکلا
عدم سے سوئے ہستی شکل ماہی بےزبان آیا
کمال ضعف سے جنبش کی تکلیف احسان کی
طبیعت پیچ کھائی یا ذبح ہو سے مہمان آیا
ترا اے شمع بزم دوست اتنی گرمیان تجھسے
زمین سمجھا کیے زیر قدم جب آسمان آیا

اٹھا تعظیم کو شعلہ گئے ملنے دھوان آیا
محبت ہے تو پھر ہون مت اگر دوشت تربت مین
اٹھانے نعش بعد مرگ مور ناتوان آیا
جنون مین بھی لیا احسان نہ ہیچ اہل غیرت کا
شرر کی طرح پیچ دم سکے یہ ہون مہمان آیا
کفن سے مجکو بو پیراہن یوسف کی آتی ہی

طواف قبر کو کسکا غبار تا ستان آیا
سحر سے منتظر بیٹھے ہو جو اقرار جانان پر

وہ رند صاحب شوکت ہوں آپ نے مجھے دیکھا
سمجھتے ہو تم اے تسلیم کیا قول تہجان آیا

در میخانہ تک لینے مجھے پیر مغان آیا
جسوقت یہ غزل نازنین گا چکی

اہل بارگاہ خوش ہوئے سیاہ کمر یہ سامان جشن دیکھکر خیال کرنے لگا کہ یہ جشن خوشی ہشام کے قتل کرنے کا ہے اگر یون ہشام تو قتل ہوا اور یہ مسلمان اسکو ہلاک کرکے یون خوش اور مسرور ہون خیر دیکھا جائیگا یہ خیال کرکے سیاہ کمر اپنی شکل کو تبدیل کرکے ایک خیمہ میں جا کر بیٹھا اور درمیان سوارون کے بیٹھکر ایک نازنین کا گانا سننے لگا جب زمانہ قریب نصف شب کے گذرا اسوقت جلسہ عشرت برخاست ہوا سرداران ذی وقار بارگاہ ہشامی سے اٹھکر چلے گئے اور اپنے اپنے خیمہ میں جا کر سو رہے حمزہ صاحبقران بارگاہ ہشامی میں استراحت پذیر ہوئے سیاہ کمر نے دیکھا کہ سب غافل ہین ایک گوشہ مین چھپکر اور نقب لگا کر اندر بارگاہ ہشامی کے پہونچا اتفاق سے اسوقت خواجہ عمرو بارگاہ ہشامی میں نہ تھے اور حمزہ صاحبقران سو رہے تھے سیاہ کمر جلدتر حمزہ صاحبقران کو بیہوش کرکے اور چادر عیاری میں لپیٹکر راہ نقب سے باہر بارگاہ کے آیا اور پشتارہ حمزہ صاحبقران کا اپنی پشت پر رکھکر جلد تر جانب خیبر روانہ ہوا جب خواجہ عمرو بارگاہ ہشامی میں آئے امیر با توقیر کو نہ دیکھکر نہایت پریشان ہوئے اور فوراً ابو سعید کو اپنے ہمراہ لیکر جانب مدائن روانہ ہوئے اور مدائن میں جلدتر پہونچکے ہرچند امیر کی جستجو کی لیکن کہیں نہ پایا آخر ناچار ہو کر جانب خیبر روانہ ہوئے خواجہ عمرو تو طرف خیبر کے جاتے ہیں انکا ذکر پھر کیا جائیگا مگر اس جگہ حال سیاہ کمر اور علقمہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب سیاہ کمر عیار حمزہ صاحبقران کا پشتارہ لیے ہوئے خدمت علقمہ میں پہونچا اور پشتارہ روبروے علقمہ رکھدیا اسوقت علقمہ نہایت خوش ہوا اور حمزہ صاحبقران کو سلاسل میں گرفتار کرکے ہوشیار کرایا جب حمزہ صاحبقران کو ہوش آیا اور بیہوشی دفع ہوئی اپنے تئین طوق و زنجیر وغیرہ میں گرفتار دیکھا اور ملاحظہ کیا کہ میں قلعہ میں ہون اور ایک شخص سامنے تخت پر بیٹھا ہے اور گرد اسکے دربار میں بہت سے آدمی بیٹھے ہین اسوقت حمزہ صاحبقران نے باواز بلند کہا سلام علیکم یعنے میرا سلام ان شخصون پر جو خداشناس ہیں اور مسلمان ہین جسوقت حمزہ صاحبقران نے سلام کیا کسی نے جواب سلام نہ دیا بلکہ سلام کرنے سے ناراض ہوئے خصوصاً علقمہ نہایت برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اے حمزہ صاحبقران اب تمکو کہو کس طرح قتل کرون تمنے میرے فرزند ہشام کو قتل کیا ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا بیشک میں نے ہشام کو قتل کیا ہے اور تو نے نامردی سے مجکو گرفتار کرایا ہے اب جو تیرے دل میں آئے مجھ پر جفا کر لیکن یہ بھی تجکو خیال کرنا چاہیے کہ پہلے میں ہشام سے دغا طلب نہیں ہوا خود ہی ہشام تیرے فرزند نے کعبہ میں جا کر میرے سردارون سے اور مجھسے مقابلہ کیا آخرکار میرے ہاتھ سے قتل ہوا اگر وہ مجھسے نہ لڑتا تو قتل نہوتا علقمہ نے کہا اے حمزہ صاحبقران اگر تم لات و منات کو سجدہ کرو تو مین تمکو قتل نہ کرون اور تمکو مثل ہشام کے اپنا فرزند جانون حمزہ صاحبقران نے جواب دیا کہ مین لات و منات پر لعنت کرتا ہون اور سجدہ اپنے پروردگار کو کرتا ہون اب تجکو بھی یہی لازم ہے کہ میری طرح تو بھی لات و منات پر لعنت کر اور سجدہ خداوند عالم کو کر اگر تو میرے کہنے پر عمل کریگا تو مین تیرے ہی پاس رہونگا اور تجکو اپنا بزرگ تصور کرونگا علقمہ نے وہ گفتگوے حمزہ صاحبقران سنکر یہ حکم دیا کہ میرے فرزند کے قاتل کو جلد قتل کرو ملازمان علقمہ نے

چاہتا تھا کہ حمزۂ صاحبقران کو باہر لیجا کر قتل کرین یکایک وزیر نے دست بستہ علقمہ سے عرض کی کہ حضور اس مسلمان کو ابھی قتل نہ کرائین چندروز بتخانہ مین قید کرین جب یہ مسلمان بتخانہ مین قید ہوگا اور بتون کی عظمت سے آگاہ ہوگا اسوقت ضرورلات ومنات کو سجدہ کریگا علقمہ نے وزیر کی عرض کو قبول کیا اور حکم کیا کہ بتخانہ مین حمزۂ صاحبقران کو قید کردو اور ہرایک بت کے حال سے حمزہ کو آگاہ کرو ملازمان علقمہ نے حمزۂ صاحبقران کو بتخانہ مین قید کیا بعد قید ہونے امیر با توقیر کے سیاہ مکھ نے علقمہ سے عرض کیا کہ مین نے بموجب حکم حضور کے حمزۂ صاحبقران کو گرفتار کیا اب حضور کو لازم ہے کہ موافق اپنے عہد وپیمان کے اپنی دختر کی شادی میرے ساتھ کر دیجئے علقمہ نے خشمناک ہوکے اپنے ملازمون سے کہا کہ اس نالایق بیہودہ گو کو میرے دربار سے ایک ہزار زر سرخ دیکر نکالدو ملازمان علقمہ نے بموجب حکم زر سرخ دے کر دربار سے نکال دیا سیاہ مکھ علقمہ کے وعدہ وفا نہ کرنے سے رنجیدہ ہوا لیکن کرسکتا تھا چپ ہورہا اور ہنگام شب بتخانے مین جاکر اور حمزۂ صاحبقران کو بیہوش کرکے بتخانے سے باہر آیا اور تمام اپنے شاگردون کو اپنے ہمراہ لیکر اور حمزۂ صاحبقران کے پشتارہ کو اٹھا کر قلعہ آہن زرین آیا اور قلعہ کو توپون سے خوب آراستہ کیا اور پل بختہ اٹھوا لیا اور خندق قلعہ کو پانی سے بھروا دیا اور بجز سامان جنگ کرکے قلعہ مین باطمینان تمام بیٹھا اور حمزۂ صاحبقران کو بتخانے کے طوق وسلاسل مین گرفتار رکھا جب صبح ہوئی علقمۂ خیبری کو یہ خبر پہونچی کہ سیاہ مکھ حمزۂ صاحبقران کو بتخانے سے بفن عیاری چرا لیگیا ہے اور قلعہ آہن زرین داخل ہوکر بارادۂ جنگ بیٹھا ہے علقمہ یہ خبر سنکے جھنجھلا اور کہنے لگا سیاہ مکھ کی بھی یہ مجال ہے کہ ہماری دولت سے لٹیرا اگر اسنے سرکشی کی ہے تو سزاے معقول اسکو دونگا قلعہ کو اڑا دونگا یہ کہکر حکم دیا کہ جلد ہماری فوج تیار ہو جب فوج مسلح ہوچکی اسوقت علقمہ مرکب پر سوار ہوا اور نوے ہزار سواران جرار کا لشکر لیکر جانب قلعۂ آہن زرین روانہ ہوا جب علقمۂ خیبری قریب قلعہ پہونچا اسوقت مردان فوج کو حکم دیا کہ قلعہ پر حملہ کردو اور قلعہ کو توڑ کر داخل قلعہ ہو اور سیاہ مکھ کو قتل کرو بموجب حکم علقمہ مردان لشکر نے قلعہ پر حملہ کیا اسطرف بحکم سیاہ مکھ اسکے شاگردون نے گولے مارنا شروع کیے ہزارہا سوارون کو گولے مار کر اڑا دیا آخر سواران لشکر قریب در قلعہ نہ جاسکے اور ہٹ آئے اسی طرح تین روز تک برابر علقمہ نے قلعہ پر حملہ کیا لیکن قلعہ ہاتھ نہ آیا آخر بدرجہ مجبوری قلعہ کا محاصرہ کیا اب کچھ حال خواجہ عمرو وابو سعید کا اس جگہ لکھا جاتا ہے کہ خواجہ عمرو وملک مدائن سے جو جستجوے حمزۂ صاحبقران مین چلے تھے بعد قطع راہ قریب قلعۂ آہن زر پہونچے یہان آکر دیکھا کہ قلعہ کو فوج گھیرے ہوے ہے خواجہ عمرو نے مردان لشکر سے سبب قلعہ کے گھیرنے کا پوچھا انھون نے حال تمام وکمال بیان کیا خواجہ عمرو سنکے خاموش ہورہے لیکن ہنگام نصف شب بذریعہ کمند خواجہ عمرو اور ابوسعید نے اپنے تئین قلعہ مین پہونچایا جو عیار مقابل ہوئے انکو قتل کیا بعد اسکے ابوسعید نے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے استاد اس قلعہ مین ایک مرد مسلمان رہتا ہے اور اسکا نام زہیر ابن عفان ہے اور وہ میرا دوست صادق اور محب واثق ہے میرے نزدیک مناسب ہے کہ آپ اسکے مکان پر تشریف لیچلئے خواجہ عمرو نے کہا کہ بہتر ہے چلو جسوقت ابوسعید اسکے مکان پر پہونچے اور زنجیر در کو جنبش دی زہیر ابن عفان مکان سے باہر نکل آیا اور ابوسعید کو پہچان کر گلے سے

لپٹ گیا اور حال پوچھا ابو سعید نے تمام کیفیت از ابتدا تا انتہا بیان کی زہیر ابن عفان نے کہا اے
ابو سعید مین ہر طور تمھارا شریک ہون یہ کہکے ابو سعید اور خواجہ عمرو کو اپنے مکان مین لے گیا اور موافق
اپنی لیاقت کے دعوت کی خواجہ عمرو نے مقام قید حمزۂ صاحبقران دریافت کرکے مکان زہیر ابن عفان سے
نقب لگائی اور تین روز کی مدت مین نقب کا دہنہ وہان تورا جہان حمزۂ صاحبقران قید تھے
جسوقت خواجہ عمرو نے دہنہ نقب سے سر نکالا اتفاق سے سیاہ مکھ اُس جگہ موجود تھا فوراً جست
کرکے دہنہ نقب کے پاس آیا اور خواجہ عمرو کو کہنے لگا کہ اے خواجہ عمرو اب تم میرے ہاتھ سے بچ کے
کہان جاؤگے خواجہ عمرو نے یہ سنکے خنجر کمر سے کھینچا اور قصد سیاہ مکھ کے ہلاک کرنے کا کیا اوسوقت
سیاہ مکھ ہنسکر کہنے لگا ای خواجہ آپ مجھپر غصہ نہ فرمایئے خنجر واسطے میرے قتل کے نہ کھینچیے نقب سے باہر تشریف
لایئے مجکو اپنا مطیع اور فرمانبردار تصور کیجیے آپ مجکو اپنا دوست اور تابعدار جانیئے شب گذشتہ کو مین نے عالم
خواب مین حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو دیکھا ہے اور اُن جناب نے مجکو مسلمان کیا ہے اور کلمہ
طیبہ مجکو پڑھایا ہے خواجہ عمرو نے جو یہ گفتگو سیاہ مکھ سے سنی خیال کیا کہ سیاہ مکھ مجھسے باتین فریب کی کرتا ہے اور
بمکر مجکو گرفتار کرنا چاہتا ہے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے بغور چہرۂ سیاہ مکھ پر نظر کی پیشانی کو اسکی نور اسلام سے
روشن اور منور دیکھکر شک دل سے رفع کیا اور یقین کامل ہوا کہ سیاہ مکھ مسلمان ہوگیا ہے جب خواجہ عمرو
کو سیاہ مکھ کے مسلمان ہونے کا یقین کامل ہوگیا اُسوقت نقب سے باہر آئے خنجر کو کمر مین رکھا سیاہ مکھ
برائے قدمبوسی خواجہ جھکا عمرو نے سر اُسکا سینے سے لگایا اُسوقت عیدعث گردان سیاہ مکھ بھی آئے خواجہ
عمرو نے سبکو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا بعد اسکے سیاہ مکھ خواجہ عمرو کو حمزۂ صاحبقران کے پاس لے گیا امیر
باتوقیر خواجہ عمرو کو دیکھ کے خوش ہوئے خواجہ عمرو نے جلد تر قید سے حمزۂ صاحبقران کو رہا کیا اور تمام
حال سیاہ مکھ اور علقمہ کا بیان کیا امیر باتوقیر اسی وقت انھین پانچ سو عیارون کو جنکو خواجہ عمرو نے مسلمان
کیا اپنے ہمراہ لیکر اور گھوڑے پر سوار ہوکے اور شمشیر و سپر لیکے قلعہ سے باہر نکلے علقمہ حمزۂ صاحبقران کو
آتے ہوئے دیکھکر حیران ہوا اور قصد مقابلہ کرنے کا کیا لیکن حمزۂ صاحبقران نے جلد تر آکے علقمہ کو گرفتار کرلیا
کیونکہ اُسکی فوج غافل تھی اور اپنے کاروبار مین مصروف تھے جسوقت حمزہ صاحبقران نے علقمہ
کو گرفتار کیا فرمایا ای علقمہ اب کہہ کیا کہتا ہے اگر دین اسلام قبول کرے تو بہتر ہے ورنہ مین ابھی تجکو قتل کرونگا
علقمہ بمکر و فریب مسلمان ہوا ہرچند خواجہ عمرو نے کہا کہ ای باتوقیر علقمہ کی پیشانی نور ایمان
و اسلام سے منور پائی نہین جاتی ہو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ علقمہ نے جان بچانے کے واسطے کلمہ پڑھ لیا ہی
صدق دل سے مسلمان نہین ہوا ہے لیکن حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو کے کہنے پر کچھ توجہ نہ کی اور علقمہ کو
رہا کردیا جسوقت علقمہ رہا ہوا حمزۂ صاحبقران کو بصد جلوس اپنے قلعہ مین لایا اور عرض کیا کہ آپ
تخت پر جلوہ فرما ہون حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا اے علقمہ تخت و تاج تمھارا آپکو مبارک
ہو مجکو ہوس حکومت کرنے کی نہین ہے یہ فرماکر امیر باتوقیر نے علقمہ کو تخت پر بٹھادیا آپ ایک
دنگل پر قریب تخت علقمہ کے بیٹھے امرا اور وزرا بھی دربار مین حاضر ہوئے بعد تھوڑی دیر بیٹھنے کے
حمزہ صاحبقران نے آہستہ سے علقمہ سے کہا کہ ای علقمہ تمکو مناسب ہے کہ موافق اپنے اقرار کے
اپنی دختر کا عقد سیاہ مکھ سے کردو یہ امر باعث ہماری خوشی کا ہوگا اور اگر تم انکار کروگے تو البتہ ہمکو صدمہ ہوگا

علقمہ نے عرض کیا کہ مین تو آپ کا فرمان بردار ہون میری کیا مجال ہے کہ جو خلاف حکم کوئی کام کرون لیکن امیدوار ہون
کہ چند روز کی مہلت دیجیے تاکہ سامان عقد حسب دلخواہ ہو حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کیا مضائقہ ہے جتنے تمکو مہلت
آٹھ یوم کی دی الغرض جب علقمہ دربار سے اٹھکر ہنگام شب محلسرا مین گیا اور اپنی دختر کو بلاکر اور اپنے پاس
بٹھاکر بعد شفقت کہنے لگا کہ ای نور نظر پارۂ جگر تمنے تو تمام حال اپنے بھائی کے قتل ہونے اور سیاہ مکھ
کی سرکشی کا سنا ہوگا اب تم سے بیان کرنا بیکار ہے مین نے تو بہت چاہا تھا کہ تمہاری شادی کسی شاہزادے
عالی وقار کے ساتھ کرون لیکن ای نور نظر اب مجبور ہون کیونکہ تمھارے بھائی کا قاتل قید سے رہا ہو گیا ہے
سیاہ مکھ مسلمان ہوکر حمزہ کا شریک ہوگیا ہے تمہارے بھائی کا قاتل صاحب قوت وطاقت ہے اسنے مجکو گرفتار
کرلیا تھا مین نے مکر سے کلمہ پڑھکر اپنی جان بچائی ہے اب حمزہ سیاہ مکھ سے تمہاری شادی کرنے کے واسطے
کہتا ہے مجکو کچھ بن نہین پڑتا ہے کیا کرون کیونکر حمزہ کے ہاتھ سے اپنی جان بچاؤن اور سیاہ مکھ سے تمہاری
شادی نہ کرون عجب مصیبت مین مبتلا ہون لیکن ای نور نظر اب تم کہو تمکو کیا منظور ہے اسوقت کچھ شرم و
حیا نہ کرو اور صاف صاف اپنا مدعاے دل مجھسے بیان کرو جسوقت علقمہ نے اپنی دختر سے مقدمہ شادی مین
پوچھا اسوقت دختر نے علقمہ کی اپنے پدر سے بدرجۂ مجبوری بصد شرم وحجاب کہا کہ آپ کو مناسب نہین
ہے کہ ایک عیار بدکردار کو اپنا داماد کیجیے آگے آپ کو اختیار ہے یہ کہکر دختر چلی گئی اور اپنی ہمجلیسون مین جاکر
بیٹھی لیکن مغموم وملول بعد جانے دختر کے علقمہ نے خیال کیا کہ دختر میری سچ کہتی ہے میری شان اور لیاقت
کے خلاف ہے کہ مین اپنی بیٹی کی ایک عیار کے ساتھ شادی کرون یہ خیال کر کے علقمہ فکر کرنے لگا کہ کوئی تدبیر
ایسی کرنا چاہیے کہ جس تدبیر سے حمزہ کو قتل کرون اور اپنے فرزند کا بدلا لون اور اپنی بیٹی کی شادی
سیاہ مکھ کے ساتھ نہ کرون غرض فکر کرتے کرتے یہ تدبیر علقمہ کے ذہن مین آئی کہ حمزۂ صاحبقران کو زہر دیکر
ہلاک کرنا چاہیے اور ہر طرح اپنا مدعاے دل بر لانا چاہیے الغرض تدبیر مذکور علقمہ یہ سوچ کر شب کو تو سورہا
ہنگام سحر خواب سے بیدار ہوکر پھر اپنی دختر کو اپنے پاس بٹھاکر کہنے لگا کہ ای نور نظر تم مطمئن رہو مین تمہاری
شادی سیاہ مکھ سے ہرگز نہ کرونگا مین نے شب کو یہ تدبیر سوچی ہے کہ حمزۂ صاحبقران کو شربت
مین کف مار پلا کر آج ہی ہلاک کرتا ہون جب حمزہ مرجائیگا اسوقت سیاہ مکھ کی کیا مجال ہے
کہ تیرے ساتھ اپنی شادی کرسکے علقمہ نے اپنی دختر سے یہ گفتگو کرکے کف مار نکالا اور نہایت
شربت تحفہ بنواکر وہی کف مار اس شربت مین ملایا اور ایک کشتی مین ساغر شربت رکھا اور
وہ کشتی اپنے ہمراہ لیکر محلسرا سے باہر آیا دختر علقمہ بیٹھی ہوئی دیکھا کی جسوقت علقمہ باہر گیا فوراً اسنے
اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ سیاہ مکھ کو اس مضمون کا لکھا کہ اسوقت میرے والد نے شربت
مین کف مار میرے سامنے ملایا ہے اور وہ شربت حمزۂ صاحبقران کے پلانے کو لیا ہے خبردار تم وہ شربت
حمزۂ صاحبقران کو پینے نہ دینا ورنہ وہ ہلاک ہوجائینگے اور مین نے تمکو یہ رقعہ اسواسطے لکھا ہے کہ کل شب کو
مین نے ایک بزرگ کو کہ نام انکا ابراہیم ہے اور وہ پیغمبر بھی ہین خواب مین دیکھا ہے اور ان حضرت
نے مجکو کلمہ پڑھاکر عالم خواب مین مسلمان کیا ہے اسوجہ سے مین نے تمکو اس راز سے اطلاع دی ہے ورنہ
مین کبھی اپنے باپ کے راز کو تمپر افشا نہ کرتی یہ رقعہ لکھکر دختر علقمہ نے حوالہ ایک عورت کے ہاتھ
سیاہ مکھ کے پاس بھیجا اس عورت نے بتعجیل تمام جاکر وہ رقعہ سیاہ مکھ کو دیا سیاہ مکھ اس رقعہ کو پڑھکر نہایت خوش ہوا

اور وہ رقعہ سیاہ گھر نے حمزہ صاحبقران کو دیا حمزہ صاحبقران مضمون رقعہ سے آگاہ ہو کر بیٹھے رہے ناگاہ
علقمہ نے کشتی مین سے جام شربت نکالا اور وہ جام خود لیکر روبرو سے حمزہ صاحبقران آیا اور کہنے لگا کہ یہ جام
شربت اسیر ہے کا تحفہ ہے حضور لیکر نوش فرمائین امیر با توقیر تو پہلے ہی کیفیت شربت سے واقف ہو چکے تھے
علقمہ سے مسکرا کر فرمانے لگے کہ اے علقمہ معلوم ہوتا ہے کہ تم ہم سے نہایت الفت رکھتے ہو کیونکہ تم خود ہمارے
واسطے شربت لیکر آئے ہو علقمہ نے عرض کیا کہ مین اپنی جان عزیز سے بھی بہتر حضور کو جانتا ہون امیر با توقیر نے
فرمایا کہ اسوقت اگر ہم کسی امر کو تمسے کہین تو تم منظور کروگے علقمہ نے عرض کیا کہ بشرط امکان حضور کے ارشاد کو
بجا لاؤنگا حمزہ صاحبقران نے ارشاد کیا کہ اس وقت ہماری خوشی یہی ہے کہ اس جام شربت کو تمہین پی جاؤ
علقمہ یہ گفتگو امیر با توقیر کی سنکے سمجھ گیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ اس شربت مین کف مار ملانے کا حال کسی نے امیر با توقیر سے
کہدیا یہ خیال کرکے علقمہ کے دست و پا خوف سے اسقدر کانپے کہ جام شربت ہاتھ سے زمین پر گر پڑا جس جگہ
زمین پر شربت گرا اتنی زمین اثر زہر سے سبز ہوگئی حمزہ صاحبقران نے پوچھا اے علقمہ اس شربت مین
تمنے کیا ملایا تھا کہ شربت کی تری سے زمین سبز ہوگئی علقمہ نے تھرا کے کہا کچھ بھی نہین ملایا تھا نہین معلوم
کس وجہ سے زمین سبز ہوگئی یہ گفتگو سے علقمہ سنکے حمزہ صاحبقران کو غصہ آیا اور فرمایا کہ اے علقمہ کیون جھوٹھ
بولتا ہے یہ کیون نہین کہتا کہ اس شربت مین کف مار ملایا تھا علقمہ یہ کلمہ سنکے خاموش ہوا حمزہ صاحبقران نے
فوراً شمشیر آبدار سے علقمہ کو قتل کیا بعد قتل کرنے علقمہ کے حمزہ صاحبقران نے عقد سیاہ گھر کا
دختر علقمہ سے نہایت تزک اور سامان شاہانہ سے کردیا فارغ ہو کہ سامان عقد سیاہ گھر بخیال خاطر ناظرین
مختصر پسند تحریر نہین کیا گیا القصہ حمزہ صاحبقران نے بجاے علقمہ سیاہ گھر کو تخت پر بٹھایا اور اس شہر مین
جسقدر بتکدے تھے سبکو منہدم کرنے کا حکم دیا اور مسجدین بنانے کے واسطے تاکید کی بعد اسکے
حمزہ صاحبقران سیاہ گھر سے رخصت ہو کر مع خواجہ عمرو وغیرہ اپنے لشکر کی جانب چلے اور قطع منازل کرکے
قریب اپنے لشکر کے پہونچے جسوقت سرداران حمزہ صاحبقران کو خبر تشریف لانے حمزہ صاحبقران کی پہونچی
فوراً جملہ سرداران ذوی وقار مع لشکر جرار واسطے استقبال کے آئے اور حمزہ صاحبقران کو بعد تعظیم و تکریم جانب
کعبہ لے گئے جسوقت امیر با توقیر کعبہ مین پہونچے فی الفور اپنے والد خواجہ عبد المطلب کی خدمت مین
حاضر ہوئے اور بعد بجالانے تسلیم کے واسطے قدمبوسی والد کے جھکے خواجہ عبد المطلب نے حمزہ
صاحبقران کو سینے سے لگایا اور شفقت پدری پیار کیا پھر حمزہ صاحبقران نے اپنا حال سارا عرض کیا
خواجہ عبد المطلب نے اپنے فرزند سے ملکر سجدہ شکر خدا کیا پھر امیر با توقیر ہر ایک اپنے بزرگ و احباب سے
ملے ہر ایک شخص خوش ہوا امیر با توقیر تو اب باآرام تمام اپنے لشکر مین تھے لیکن اب حال رہائی نوشیروان
لکھا جاتا ہے کہ جب ہشام سمت کعبہ روانہ ہوا اور اپنے بھائی گلرخ کو مع چالیس دلیران صف شکن کے قید
نوشیروان کی سپرد کر گیا گلرخ نے ایک خیمہ مین قفس آہنی جس مین نوشیروان کو قید کیا تھا رکھا
اور ایک خیمہ دور اس خیمہ سے واسطے اکل و شرب وغیرہ کے استادہ کرایا اور سرداران نوشیروان سے
کہا کہ جب تک بھائی ہمارے ہشام حمزہ صاحبقران کا سر لائین یا گرفتار کرکے امیر کو یہان لائین تمکو
لازم ہے کہ تم سب شکارگاہ مین جہان تمہارے خیام برپا ہین قیام پذیر ہو ہر چند سرداران کا دل نہ چاہتا تھا
کہ نوشیروان اپنے ولی نعمت کو چھوڑ کر علیحدہ جا کر مقیم ہون لیکن بموجب کہنے نوشیروان کے

سب کے سب شکارگاہ پر آئے اور خیام مین مقیم ہوئے بعد اسکے گلرخ برادر ہشام نے یہ انتظام کیا کہ بیس بہادرون کو گرد و پیش خیمہ واسطے نگہبانی نوشیروان کے مقرر کیا اور انھین بیس بہادرون مین سے دو چار دلیرون کو اندر خیمہ کے قریب قفس کے جس مین نوشیروان قید تھا واسطے حفاظت کے مقرر کیا تاکہ کوئی عیار نقب لگا کر نوشیروان کو رہا نہ کرے اور ایک بہادر کو انھین بیس بہادرون سے نیزہ دیا کہ ہر وقت یہی سنان نیزہ سینۂ نوشیروان پر بخیال اسکے رکھے رہنا کہ مبادا کسی وقت سرداران نوشیروان حملہ کرین اور نوشیروان کو رہا کر کے لیجائین القصہ وہ سب بہادر بحکم گلرخ برادر ہشام نگہبانی قید نوشیروان کرنے لگے جب اُن بہادرون کے اکل و شرب کا وقت آتا تھا گلرخ بیس جوانون کو جو دوسرے خیمہ مین ہوتے تھے واسطے حفاظت کے مقرر کرتا تھا اور ان بیس دلیرون کو واسطے اکل و شرب وغیرہ کے خیمہ دیگر مین بھیجدیتا تھا غرض شب و روز اسی طرح سے قید نوشیروان کی حفاظت اور نگہبانی کرتا تھا اور جو دو آدمی غیبری واسطے پانی بھرنے کو ہشام مقرر کر گیا تھا انھین سے گلرخ پانی لیتا تھا اور سب اپنے ہمراہیون کو انھین کا بھرا پانی پینے وغیرہ کو دیتا تھا اور کسی کو قریب اس خیمہ کے جس مین نوشیروان قید تھا کسی طرح نہ آنے دیتا تھا اور بنہایت ہوشیاری اور خبرداری سے شب و روز بسر کرتا تھا جب کئی روز اسی طرح سے گذرے اور سرداران نوشیروان اپنے خیام مین مقیم رہے اور نوشیروان قید رہا ایک روز کرگدن ساسانی اور صابر نمد پوش نے باہم مشورہ کیا کہ کسی طرح نوشیروان کو رہا کرنا چاہیے بعد فکر بسیار کے دونون عیارون نے ایک تدبیر رہائی نوشیروان کی سوچی اور لشکر نوشیروان مین آکر بیس جوانون کو اپنے ہمراہ لیا اور ایک درہ کوہ مین اُنسے کہا کہ تم یہان پوشیدہ رہو جسوقت ہم تمکو بلائین اسوقت تم چلے آنا وہ سب جوان تو درہ کوہ مین پوشیدہ ہوئے اور کرگدن ساسانی اور صابر نمد پوش عیاری کی فکر مین چلے قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ ہشام نے دو آدمی واسطے پانی بھرنے کے مقرر کیے تھے چونکہ صبح کا وقت تھا وہ دونون آدمی ایک کنوئین پر پانی بھر رہے تھے ناگاہ اُن دونون آدمیون نے دیکھا کہ دو مسافر گٹھریان پشت پر رکھے ہوئے گرد و غبار مین اٹے ہوئے چلے آتے ہین جب وہ مسافر قریب کنوئین کے آئے ایک مسافر نے دوسرے مسافر سے کہا تھوڑی دیر یہان توقف کرنا چاہیے کیونکہ ہمکو وہ پیاس معلوم ہوتی ہے ان آدمیون سے تھوڑا سا پانی لیکر پی لین اور تھوڑی دیر ٹھہر جائین دوسرے مسافر نے کہا اچھا ٹھہر جاؤ پانی پی لو غرض دونون مسافر کنوئین پر آئے اور اُن دونون سے آدمیون سے کہنے لگے کہ ہم پیاسے ہین دور سے چلے ہوئے آتے ہین تھوڑا سا پانی ہمکو پلا دو اُن دونون شخصون نے پانی پلا دیا اور پوچھا کہ تم کہان سے آتے ہو اور کہان جاؤ گے مسافرون نے کہا کہ یہان سے پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر ایک مندر ہے اُس مین تصویرین لات و منات کی رکھی ہین ہزارہا آدمی دور سے آتے ہین اور لات و منات کی پرستش کرتے ہین وہان مردم جو مراد کے واسطے آتے ہین وہ مراد انکی بر آتی ہے صدا گھنٹے اور ناقوس وہان بجا کرتے ہین ہزارہا آدمی جو بیمار ہوتے ہین اور کسی طرح اچھے نہین ہوتے ہین وہان آکر اور پرستش لات و منات کے مندر کا لیکر کھاتے ہین فوراً اچھے ہو جاتے ہین اور لات و منات کی تصویرون پر گلہائے رنگارنگ مردم چڑھاتے ہین ہم بھی وہین گئے تھے اور ہمنے بھی پرستش کی تھی جو مراد ہماری تھی وہ بر آئی اب ہم اپنے گھر جاتے ہین مکان ہمارا ملک مدائن مین ہے اُن دونون

شخصون نے کہا کہ کچھ پرشاد بھی وہان سے لائے ہو یا خالی ہاتھ چلے آئے مسافرون نے کہا تم اپنا مدعاے
دل ظاہر کرو باعث تمھارے پوچھنے کا کیا ہی اُن دونون نے کہا کئی روز سے ہماری کمر مین درد ہی پانی
بھرا نہین جاتا ہے لیکن بخوف عتاب ہشام اور گرگ نخ برادر ہشام کے جس طرح ہو سکتا ہی بصد مشکل
پانی بھرتے ہین اور انکے واسطے پانی لیجاتے ہین اگر تم کچھ پرشاد لائے ہو تو ذرا سا ہمکو بھی دو تا کہ ہم بھی وہ
پرشاد کھا کر اچھے ہو جائین درد کمر کا جاتا رہے پانی اچھی طرح کوئین سے بھرنے لگین تمھارا ہم پر احسان
ہوگا جب مسافرون نے یہ گفتگو سُنی ایک مسافر نے دوسرے مسافر سے کہا کہ وہ پرشاد جو تمھارے پاس ہے
ان دونون کو دیدو انھون نے ہمپر احسان کیا ہی ہمکو پانی پلایا ہے اُسنے مٹھائی کی دو ڈلیان نکال کے ایک ایک
دونون آدمیون کو دین اُن دونون نے وہ مٹھائی چوم کر اور آنکھون سے لگا کر یا خداوند لات و منات کہکر کھائی
بعد ایک لمحہ کے اُن دونون آدمیون نے کہا ای مسافرو یہ عجیب طرح کی مٹھائی ہی جب سے ہم نے
کھائی ہی گرمی معلوم ہوتی ہی سینہ جلا جاتا ہی پیاس کی شدت ہی سر مین درد ہوتا ہی واسطے پانی لانے کے بھی
اُٹھا نہین جاتا ہی مسافرون نے ہنس کے کہا کہ یہ مٹھائی جو تمکو کھلائی ہی لات و منات کے مندر کی چڑھائی ہوئی ہے
دیکھو کھاتے ہی اثر ظاہر ہوا اب تمکو کوئی عارضہ نہوگا اور جو درد تمھاری کمر مین ہی دفع ہو جائیگا ذرا اٹھ کے
ٹہلو بیٹھو نہین جسوقت مسافرون نے اُن دونون شخصون سے ٹہلنے کو کہا فوراً وہ دونون شخص اُٹھے
اور قصد ٹہلنے کا کیا یکایک انکو چکر آیا ہر چند انھون نے اپنے تئین سنبھالا لیکن سنبھل نسکے اور زمین
پر گر کر بیہوش ہو گئے اوسوقت مسافرون نے نعرے کیے منم گردن سا سا سانی و صابر نمد پوش
بعد نعرے کرنے کے دونون عیارون نے اُن دونون کے کپڑے اُتار لیے اور رنگ و روغن نکال کر
اپنی شکلین مثل انکی صورتون کے بنائین اور انکے کپڑے پہنے اور اُن دونون کو خنجر سے قتل کر کے اُسی
کوئین مین ڈالدیا بعد اسکے پانی مین خوب بیہوشی ملا کر وہی پانی لیکر جانب خیمہ گرگ نخ چلے جب قریب
خیمہ آئے گرگ نخ نے کہا آج پانی لانے مین اتنی دیر کیون لگائی دونون عرض کیا خداوند نعمت بیشک
کسی قدر دیر ہوئی اب ایسی خطا نہو گی یہ عرض کر کے گھڑون مین پانی بھر دیا چونکہ گرگ نخ و ہمراہیان
گرگ نخ جو اُس خیمہ مین تھے سب کے سب پیاسے تھے ہر ایک نے دو دو تین تین جام پیے گردن
سا سا سانی اور صابر نمد پوش پانی بھر کے وہان سے چلے اور ایک درخت کی آڑ مین آکر بیٹھے او جانب
خیمہ گرگ نخ دیکھنے لگے تھوڑی ہی دیر مین ان بیس جوانون مین سے جو اُس خیمہ مین برائے اکل و شرب
آئے تھے ایک جوان نے ایک جوان سے کہا کہ اُسروز تو نے مجھسے سخت کلامی کیون کی تھی مین نے
تیری کیا تقصیر کی تھی اُسنے جواب دیا کہ اُسدن تو مین نے فقط گفتگو سخت کی تھی اُسوقت
یہ دل چاہتا ہے کہ تجکو ہزار ہا گالیان دے کر تیرے سر کے بال پکڑ کے صدہا جوتے تیرے سر پر لگاؤن
اُسنے کہا تیری کیا مجال ہے جو تو مجکو ہاتھ بھی لگا سکے بس بہتر یہی ہے کہ چپ رہ ورنہ ابھی اٹھکر تیغ آبدار
سے تجکو قتل کر دونگا زبان تیری دہن سے کھینچ لونگا اس بدزبانی کا مزہ چکھا دونگا تو نے مجکو کوئی ایسا
ویسا سمجھا ہے مین وہ بہادر ہون کہ میرا مثل و نظیر دنیا مین نہین ہے ہشام نالایق کی میرے سامنے
کیا حقیقت ہے اور میان گرگ نخ تو ابھی منہ چومنے کے لایق ہین اور تجکو تو مین مانند سور ناتوان کے بھی
تصور نہین کرتا جسوقت یہ تقریر اُس جوان نے عالم نشہ مین کی اُسوقت جوان دیگر اور گرگ نخ کو نہایت

غصہ آیا اور دونون نے کہا کہ او بے حیا کیا بکتا ہی حواس اپنے درست کر اور خاموش ہو ورنہ تیرے تئین تخت
غلامی کی سزاے معقول دیجائیگی اس جوان نے جواب دیا کہ اگر بہادر ہو اور دعوی دلاوری ہی تو اٹھو اور مجھسے
مقابلہ کرو تم بیچارے مجھکو کیا سزا دوگے جسوقت یہ تقریر اس جوان کی گلرخ اور دوسرے جوان نے سنی
فوراً دونون تلوارون کے قبضون پر ہاتھ ڈال کے اُٹھے ابھی تلوارین اچھی طرح نہین کھنچین تھین کہ ایک
ایسا چکر آیا کہ دونون زمین پر گر پڑے اور بیہوش ہوئے جوانان دیگر نے جو دیکھا کہ گلرخ اور ایک جوان
دونون زمین پر گر کے بیہوش ہوئے یہ سب بھی اُنکے اُٹھانے کے واسطے اُٹھے فوراً یہ سب بھی زمین پر گر پڑے
اور بیہوش ہوئے کرگدن ساسانی نے جب دیکھا کہ سب بیہوش ہو گئے اُسوقت صابر نمد پوش سے
کہا کہ تم جلد جاؤ اور لشکریون کو جو سامنے درہ کوہ مین مخفی ہین انکو لے آؤ مین جا کر ان سب کے کپڑے اتارتا
ہون صابر نمد پوش جانب درہ کوہ گیا اور اُن بیس جوانون کو لے آیا پھر صابر نمد پوش اور کرگدن
ساسانی نے جلد تر رنگ و روغن نکال کر لشکریان نوشیروان کی شکلین مانند ان ملازمان ہشام کی
صورتون کے بنائین جو بیہوش ہوئے تھے اور کرگدن ساسانی نے اپنی شکل مثل شکل گلرخ کے بنائی
اور گلرخ کا لباس پہنا اور ہر ایک کو انھین بیہوشون کے کپڑے پہنائے اور صابر نمد پوش
کو طرف شکارگاہ کے اسواسطے روانہ کیا کہ جلد تر سردارون کو ہماری عیاری کرنے سے اطلاع
دے کر انکو لے آئے جب صابر نمد پوش چلا گیا اُسوقت کرگدن ساسانی نے ملازمان ہشام اور گلرخ
برادر ہشام کو قتل کیا اور اسی خیمہ مین گڑھا کھود کر سب کو اُس گڑھے مین ڈالدیا اور مٹی برابر کرکے زمین
پر فرش کر دیا بعد اسکے سب جوانون کو خیمہ مین چھوڑ کر آپ ٹہلتا ہوا اُس خیمہ کے پاس گیا جس خیمہ مین
نوشیروان قید تھا جب بشکل گلرخ کرگدن ساسانی قریب خیمہ پہونچا پکار کے کہا اے جوانون
خوب ہوشیار رہنا خبردار غفلت نہ کرنا جوانون نے عرض کیا حضور ہم بخوبی ہوشیار ہین نگہبانی کر رہے ہین
لیکن اسوقت متردد ہین کہ حضور نے ہم سب کا پہرا نہین بدلوایا ہے صبح سے یہ وقت آگیا ہے اسکا کیا
سبب ہی گلرخ نے کہا گھبراؤ نہین تمھارے ساتھ کے جوان کمرین باندھ رہے ہین ابھی آتے ہین
اور مین خود ابھی جا کر انکو اپنے ہمراہ لیے آتا ہون یہ کہکر کرگدن ساسانی قطع راہ کرتا خیمہ دیگر مین آیا اور
جوانان لشکر نوشیروان کو اپنے ہمراہ لیکر اُس خیمہ مین گیا جہان نوشیروان قید تھا اور پہرا
بدلوا کر اُن جوانون سے کہا کہ اب تم جاؤ اور خیمہ مین بآرام تمام بیٹھو جب وہ سب جوانان لشکر ہشام خیمہ دیگر
مین جا کر بیٹھے اور مصروف اکل و شرب ہوئے تو اُس طرف کرگدن ساسانی نے جلد تر قفس آہنی
سے نوشیروان کو نکالا اور سلاسل کو جسم نوشیروان سے دور کیا اتنی دیر مین صابر نمد پوش نے
سرداران نوشیروان کو اپنی عیاری سے اطلاع دی اور انکو لیکر جہان نوشیروان تھا لیکر چلا جوانان
لشکر ہشام خیمہ مین بیٹھے ہوئے طعام تناول کر رہے تھے گھوڑون کی ٹاپون کی آواز سنکے گھبرا گئے
اور بے اختیار طعام کو چھوڑ کر خیمہ سے باہر نکل آئے دیکھا ہزارون سوار او پیدل چلے آتے ہین ہر ایک
شخص نہایت شاد و مسرور ہی جسوقت جوانان لشکر ہشام نے دیکھا کہ فوج چلی آتی ہی اور قریب خیمہ
پہونچ گئی ہی اُسوقت جوانان لشکر ہشام پریشان اور مضطر ہو کر باواز بلند پکارے کہ اے میرا و ہشام
گلرخ نیکنام ہوشیار ہو جایئے دیکھیے فوج نوشیروان قریب تر آگئی ہی جلدی نوشیروان کو سنان تیرہ سے

ہلاک کیجیے دیر نہ لگایئے ایسا نہو کہ نوشیروان کو سرداران نوشیروان رہا کرلیں ہشام آپ کے بھائی رہا
ہوجائے نوشیروان سے بہت آپ سے ناراض ہوگئے ہیں آپ کو اب مناسب ہو کہ جلد نوشیروان
کو قتل کروایئے مردمان فوج نوشیروان سے مقابلہ کیجیے پریشان خاطر نہو جیے گا ہم بھی حاضر ہوتے
ہیں یہ کہکے یہ بیسوں جوان جلد تر مسلح ہو کر خدمت گلرخ نقلی میں چلے جب قریب خیمہ آئے دیکھا کہ نوشیروان
رہا ہوگیا ہے سرداران ذیوقار نعرہ زن اُس خوشی کی دے رہے ہیں ہر ایک پیدل و سوار خوش و خرم ہی
گلرخ بھی کھڑا ہوا ہنس رہا ہی جسوقت یہ حال جوانان لشکر ہشام نے دیکھا بہ قہر و غضب تمام کہا کہ ای گلرخ ہمنے
ہرچند کہا لیکن تمنے نوشیروان کو نہ مار ڈالا معلوم ہوتا ہی اپنے بھائی ہشام سے سرکشی کی اور نوشیروان کے
شریک ہوگئے یہ کہکر جوانان لشکر ہشام نے چاہا تھا کہ اس صحرا سے بھاگ کر جانب قلعہ خیبر روانہ ہوں لیکن گلرخ
نقلی نے تھوڑے سوار اپنے ہمراہ لیکے جوانان لشکر ہشام کو گھیر لیا اور نعرہ کیا منم گرگدن ساسانی عیار
طرار شہنشاہ نوشیروان دیکھو یوں عیاری کرتے ہیں جب یہ نعرہ جوانان فوج ہشام نے سنا نہایت متحیر
ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ یقیناً گلرخ وغیرہ کو اس عیار نے مار ڈالا اور اب ہمکو بھی ہلاک کریگا کسیطرح
زندہ نہ چھوڑیگا پس بہتر اور مناسب یہ ہی کہ ہم بھی دس بیس کو قتل کر کے قتل ہوں یہ خیال کر کے
جوانان فوج ہشام نے تلواریں کھینچیں اور گرگدن ساسانی پر جو بہ شکل گلرخ تھا حملہ کیا گرگدن
نے سواروں کو حکم دیا کہ انکو قتل کرو سواروں نے اُن سبکو گھیر کے چشم زدن میں ہلاک کیا جب
گرگدن ساسانی نے سواروں سے مردمان فوج ہشام کو قتل کروا ڈالا اور سرداران ذیوقار نوشیروان
کو نعرہ زنی دے چکے اُسوقت نوشیروان نے بزرجمہر کو اپنے پاس بلایا اور کہا اب آپ ہمارے بارے میں
کیا کہتے ہیں ابھی میں اسی صحرا میں رہوں یا میں اپنی تختگاہ کیجانب جاؤں بزرجمہر نے کچھ فکر کر کے کہا
کہ اب آپ مع فوج و لشکر مدائن میں تشریف لیچلیں اور صحرا میں توقف نہ فرمائیں کیونکہ مجکو ثابت ہوا ہی کہ ایام
نحس گذر گئے اور دن آپ کے اب اچھے ہیں کچھ عجب نہیں کہ دو ایک روز میں آپ کوئی ایسی خبر سنیں جس سے
آپ کو بدرجہ کمال خوشی حاصل ہو یا کوئی خط یا کوئی عرضی کسی آپ کے خیرخواہ کی آپ کے پاس آوے اور اوس میں
کچھ ایسا لکھا ہو کہ جسسے آپ پڑھکر بہت خوش ہوں جسوقت یہ تقریر بزرجمہر کی نوشیروان نے سُنی فوراً حکم کیا کہ
لشکر ہمارا طرف ہماری تختگاہ کے ہمراہ ہمارے چلے بموجب حکم نوشیروان طبل سفر بجا ہر ایک شخص آمادہ سفر
ہوا لشکر میں کمر بستہ ہوئے جملہ خیام اور بارگاہیں جو صحرائے سبزہ زار بیچ شکارگاہ میں برپا تھیں جب لدوا لیے
اُنکے روانہ ہوئے بعد تیاری لشکر نوشیروان بقصد کروفر مدائن کی جانب چلا بعد قطع منازل جب مدائن میں
پہونچا وہ لشکر جو ہشام نے ناکون پر شہر مدائن کے مرز کیا تھا نوشیروان کے آنے سے مضطر و پریشان
ہوا اور ارادہ بھاگنے کا کیا لیکن سرداران نامی نے بحکم نوشیروان جملہ مردمان فوج ہشام کو تہ تیغ کیا
کسی کو زندہ نہ چھوڑا بعد قتل ہونے لشکر ہشام کے نوشیروان دارالامارۂ شاہی میں داخل ہوا اور حمام میں
برآمد ہوکے اور ایک تخت پر تاج شاہی سر پر رکھ کے بیٹھا دربار میں جملہ امرا و وزرا و ارکین سلطنت و اہل
مملکت و پہلوانان نامی حاضر ہوئے ہر ایک نے نذر خوشی کی دی پھر ہر ایک شخص موافق اپنے رتبہ
و منصب کے کرسی اور دنگل پر بیٹھا مثل سابق دربار آراستہ ہوا اُسوقت نوشیروان کو خبر قتل
عنتر فیل گوش اور تاراجی شہر مدائن دریافت کرنے سے مفصل معلوم ہوئی نوشیروان تو آپ

تخت سلطنت پر مثل سابق بیٹھا ہے اور عدل و حکومت کرتا ہے لیکن اب حال ابوشہاب خرقہ پوش کا ذکر کیا جاتا ہے کہ جب حمزہ صاحبقران نے ہشام کو قتل کیا اور عرضی نوشیروان کو لکھا ابوشہاب کو دی کہ یہ عرضی خدمت نوشیروان میں پہونچا دے اور ابوشہاب خرقہ پوش عرضی کو لیکر روانہ ہوا قطع راہ کر کے صحرائے سبزہ زار میں جہاں نوشیروان واسطے شکار کے آیا تھا پہونچا لیکن وہاں نوشیروان کو نہ دیکھ کر متفکر ہوا جب اور آگے بڑھا ایک قریہ نظر آیا ابوشہاب اہل قریہ سے حال نوشیروان دریافت کیا انھوں نے کہا سنا ہے کہ نوشیروان شکار کھیل کے اور چند روز صحرا میں رہکر جانب مدائن روانہ ہوا ہے ابوشہاب یہ حال دریافت کر کے جانب مدائن روانہ ہوا اور قطع منازل کرتا ہوا ہر صحرا دیکھتا ہوا مدائن میں داخل ہوا جب دارالامارۂ نوشیروان پر پہونچا دربانوں سے کہنے لگا کہ خدمت شہنشاہ نوشیروان میں جاکر عرض کرو کہ ایک شخص عرضی زلزلہ قات سلیمانی حمزہ صاحبقران امیر عالیشان کی لیکر در دولت پر حاضر ہوا ہے امیدوار ہے کہ خدمت حضور میں حاضر ہوکر عرضی پیشکش کرے دربانوں نے بموجب کہنے ابوشہاب کے ابوشہاب کے آنے کی نوشیروان کو اطلاع کرائی جسوقت نوشیروان نے سنا کہ ابوشہاب کعبہ سے عرضی حمزہ صاحبقران کی لیکر آیا ہے فوراً حکم دیا کہ ابوشہاب کو دربار میں بلاؤ ملازمان نوشیروان آئے اور ابوشہاب کو لے گئے جب ابوشہاب دربار نوشیروان میں پہونچا دیکھا ہزارہا امیر جواہر نگار کرسیوں پر بیٹھے ہیں اور صدہا پہلوانان قوی ہیکل رستم خصال دیو تمثال دنگلوں پر بیٹھے ہیں نوشیروان تاج شہریاری سر پر رکھے تخت حکومت پر بصد شان و شوکت بیٹھا دربار آراستہ ہے ابوشہاب نے بعد دیکھنے ایک نظر کیفیت دربار کے موافق قاعدہ عرضی حمزہ صاحبقران نکال کے پیشکش کی نوشیروان نے عرضی پڑھوا کر بخوبی سنی جسوقت نوشیروان مضمون عبارت عرضی سے بخوبی آگاہ ہوا نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا سچ کہا تھا مجھ سے نامدار بزرجمہر نے کہ کوئی خط یا عرضی میرے پاس ایسی آئیگی کہ جسکے مضمون سے مجھکو نہایت خوشی ہوگی یہ کہکے نوشیروان نے ابوشہاب خرقہ پوش کو خلعت پر زر دیکر رخصت کیا ابوشہاب خلعت پہنکر اور تسلیم کر کے رخصت ہوا اور بعد قطع راہ خدمت حمزہ صاحبقران میں پہونچا اور حال تمام و کمال عرض کیا

داستان روانہ کرنا نوشیروان کا بختک کے بھائیوں کو واسطے لے آنے تاج و تخت اور حمزہ صاحبقران کے اور عیاری کرنا عمرو کا اور امیر باتوقیر کا بندھ جانا پھر بزرجمہر کے فرزندوں کا آنا اور جانا امیر کا طرف مدائن کے و دیگر حالات

راویان شیرین مقال اس داستان کو اسطرح سے بیان کرتے ہیں کہ نوشیروان نے بعد رخصت ابوشہاب خرقہ پوش کے بختک سے پوچھا کہ اب میں کس شخص کو واسطے لے آنے تاج و سریر اور امیر باتوقیر کے جانب کعبہ روانہ کروں بختک نے عرض کیا خداوند نعمت آپکو اختیار ہے جسکو مناسب جانیے اسے روانہ کیجیے میرے نزدیک تو بہتر یہ ہے کہ میرے دونوں بھائیوں اہمل فرہنگ اور مہمل سگسار کو روانہ کیجیے کہ یہ دونوں نہایت عاقل اور فہمیدہ ہیں نوشیروان نے فرمایا اچھا اپنے بھائیوں کو یہاں بلاؤ اور بختک نے اپنے بھائیوں کو خدمت نوشیروان میں حاضر کیا جسوقت اہمل فرہنگ اور مہمل سگسار نوشیروان کے دربار میں حاضر ہوے دعا و ثنائے شاہی بجا لائے نوشیروان نے حکم دیا کہ تم دونوں

مع فوج کثیر جانب کعبہ جاؤ اور میرے پسر خواندہ حمزہ کو مع میرے تاج و تخت کے یہان سے آؤ خبردار حمزہ کو بصد عزت و احترام میرے پاس لانا کیونکہ اول تو وہ میرا پسر خواندہ ہے دوسرے یہ کہ فی الحال اُسنے یہ کار نمایان کیا ہے کہ ہشام بد انجام سے میرا تاج و تخت چھین لیا ہے اور اُسکو قتل کیا ہے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے دست بستہ عرض کیا کہ ہم دونون خادمان سرکار فیض آثار بموجب حکم حضور حمزہ صاحبقران کو بعزت و حرمت یہان لائینگے خلاف حکم ہرگز نہ کرینگے اُسوقت نوشیروان نے فوج کثیر بختک کے بھانجون کے ہمراہ کی اور ایک نامہ دیا اور خلعت دے کر روانہ کیا احمل فرنگ اور محمل سنگ سار بہمراہی ہزارہا پیدل و سوار بشوکت و شان جانب کعبہ روانہ ہوئے اور بعد قطع منازل ایک روز ایک میدان وسیع مین فروکش ہوئے اتفاقاً اُسی روز خواجہ عمرو بھی اُسی میدان کی طرف واسطے ہوا خوری کے گئے تھے جسوقت خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک لشکر عظیم میدان مین اُترا ہے متفکر ہوکر اور اپنی شکل تبدیل کرکے قریب لشکر آئے اور ایک جوان سے پوچھنے لگے کہ یہ لشکر کسکا ہے اور کہان جائیگا اُس سوار نے کہا یہ لشکر احمل فرنگ اور محمل سنگ سار کہ جو بھانجے بختک کے ہین اُنکے ہمراہ ہے نوشیروان نے نامبردگان کو واسطے تاج و سریر اور حمزہ صاحبقران کے لے آنے کے بھیجا ہے خواجہ عمرو یہ گفتگو سوار کی سنکے خیال کرنے لگے کہ حمزہ صاحبقران کی تو یہ شان اور لیاقت نہین ہے کہ ان سگ و خوک کے ہمراہ مدائن جائین اور اگر چلے گئے تو اچھا نہ کیا یہ خیال کرکے خواجہ بہ شکل نے نواز قریب لشکر ایک شجر کے نیچے بیٹھکر دو نے نکال کر بجانے لگے اور یہ غزل گانے لگے

غزل

کسنے بلبل کو سنادی رخصت گل کی خبر
دیدۂ نرگس مین بھی آنسو نظر آیا مجھے
دیکھکر موتی تمھارے کان کا ثابت ہوا
منفعل اعجاز سے جادو نظر آیا مجھے
جب دل وحشی کو تڑپایا خیال زلف نے
اے فلک زیر زمین بھی تو نظر آیا مجھے
آج تونے ہاتھ سے اپنے پلائی جو شراب
سانپ کا مدِ نظر بچھو نظر آیا مجھے
کیون مبارکباد دیتے ہو ہلال عید کی
آفتاب حشر اک جگنو نظر آیا مجھے
خیر کو ساغر دیا تسلیم اُسنے جسگھڑی
حال تیرہ دل تہ ابرو نظر آیا مجھے
ہوش اُڑنے مین ہر رنگ بو نظر آیا مجھے
پانون پھیلا کر جو سویا چھپر جو اُنکا حشر تک
اختر شام شب گیسو نظر آیا مجھے
کیا ازل سے صورت تصویر بسمل خلق تھا
حلقہائے دام مین آہو نظر آیا مجھے
آہ حسرت صبح تک بن بن کے نکلی شکل سرو
جام جم ساقی ترا چلو نظر آیا مجھے
اپنے سینے سے لگا کر تیر کو دل نے کہا
دوستو کیا یار کا ابرو نظر آیا مجھے
آگ پانی مین لگائی کسنے دھو کر پانی رخ
جام اپنی عمر کا مجکو نظر آیا مجھے
کعبہ کی محراب مین ہندو نظر آیا مجھے
چشم حسرت مین ہے جب شبنم کو دیکھا وقت صبح
پہلوئے مدفن ترا پہلو نظر آیا مجھے
چشم مستان نے جو مارا لب نے زندہ کر دیا
عمر بھر خالی مرا پہلو نظر آیا مجھے
کیا عداوت تھی مرے آرام سے جو بعد مرگ
خواب مین کسکا قد دلجو نظر آیا مجھے
بوسہ ابرو کا لیا کرتی ہے اُڑ کر زلف یار
بعد مدت قوت بازو نظر آیا مجھے
بے تری روز قیامت کسقدر تاریک تھا
شکل تہخانہ حباب جو نظر آیا مجھے

جسوقت غزل مسطور احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے اپنے خیمہ مین سنی اور آواز نے اُنکے کان مین آئی فوراً بیتاب ہو خیمہ سے باہر نکل آئے اور سوارون سے پوچھنے لگے یہ نے کون بجاتا ہے قیامت کا گاتا ہے ہمارے دل نے سنکر بیچین ہو گئے ہین سوارون نے عرض کیا حضور وہ درخت کے نیچے ایک شخص نے بجارہا ہے صدہا سوار بیقرار ہین اور پیدل گرد اُسکے کھڑے ہین ہم بھی حضور وہین سے آئے ہین ہر ایک شخص اُس آدمی کی نے سنکے مجھوم رہا ہے بعضے سوار اشکبار ہین اکثر پیدل آواز نے سنکے بیقرار ہین بعضے نیچے اپنے پکڑے بیٹھے ہین خداوند ہمنے اپنی زندگی مین

ایسا کوئی نے بجانے والا اور گانے والا نہین دیکھا یہی دل چاہتا ہی کہ اُسکی نے کی آواز سنا کرین نہین معلوم کس اُستاد کا شاگرد ہی کہ فی الحال نے بجانے مین اور گانے مین خود اُستاد ہی احمل فرنگ اور محمل سنگ سار کو اور زیادہ اشتیاق ہوا اور بصد اشتیاق جانب نے نواز چلے جب احمل فرنگ اور محمل سنگ سار زیر شجر پہونچے وہان دیکھا کہ جسقدر سوار اور پیدل ہین سب کے سب محو ہین اور ایک لڑکا نہایت حسین و خوبصورت لباس زیب تن کیے ہوئے زیر درخت زمین پر بیٹھا ہی اور نے بجا رہا ہی احمل فرنگ اور محمل سنگ سار مجمع سوار و پیدل مین آکر نے نواز سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ اے میان نے نواز فی الحقیقت کیا تم اچھی نے بجاتے ہو اور کیا خوب گاتے ہو یہ بتاؤ کہ تمھارا کیا نام ہی خواجہ عمرو نے جواب دیا مجکو اہل جہان مطلوب نے نواز کہتے ہین اور مین بیٹا طالب نے نواز کا ہون مجکو تو کچھ وقوف اور لیاقت نے بجانے اور گانے کی نہین ہی لیکن تم چونکہ قدردان ہو اسوجہ سے تم میری تعریف کرتے ہو احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے کہا کہ نہین تم فی الحقیقت خوب نے بجاتے ہو تمھارا مثل و نظیر نہین ہی اگر تمھارا دل چاہے تو ہمارے خیمہ مین چلکے تھوڑی دیر بیٹھو اور نے بجاؤ نے نواز یعنے خواجہ عمرو نے کہا کہ اب مین یہان سے جاؤنگا اتنی مجکو فرصت نہین کہ تمھارے خیمہ مین چلون اور بیٹھون یہ کہکے خواجہ اُٹھے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے کہا کہ اگر تم ہمارے خیمہ مین نہین چلتے تو یہین تھوڑی دیر بیٹھو اور کوئی غزل عاشقانہ گاؤ ہم تمھاری نے کی آواز سنکے یہان آئے ہین اگر تم گاؤ گے تو ہم تمکو انعام کثیر دینگے خواجہ عمرو یہ تو چاہتے ہی تھے چنگ کے بجانیون سے کہنے لگے کہ اگر تم میری نے کے سننے کے نہایت مشتاق ہو تو خیر بیٹھ جاؤ مین نے بجاتا ہون یہ کہکے خواجہ عمرو پھر بیٹھ گئے اور بجانے چنگ کے بھی جواہر نگار کرسیون پر بیٹھے خواجہ عمرو نے نے مین یہ غزل بالحان داؤدی گانا شروع کیا۔ غزل

کیون وہان زخم پہ عالم ہی قاتل نور کا
رہ گیا منصور کی گردن پہ خون منصور کا
ساقیا مست ازل ہون کیا کرون ہکر شراب
کیا ہی مین جلتا ہون نام آتا ہی جب انگور کا
ہی امید وصل یاس اور نامرادی دور دور
اور ہی دم بھر گھیرا عاشق رنجور کا
مر کے بھی برہم فراجون سے نہ ہوگا ربط کم
تیرہ بختی نے لیا دامن شب دیجور کا
کون ہی مہمان رہے گھر مین کہ نیش ہو رہے
جانتا ہون بار اٹھانا کام ہے مزدور کا
تم جو شکل قیس عم مجھپہ تیرہ قسمت کا کرو
دل غنی کا ہون نہین ارمان ہی مقدور کا
پانون پھیل چلکر ہوتا ہی مردم قید مین
کاسۂ سر ہو گیا ہی کاسہ گر تنبور کا

کیا زبان تیغ سے جاتا ہی پتھر طور کا
اس طرح دنیا سے آیا گو ز تنگ مردگی بر
خالی دل پہلو مین شیشہ جیسے انگور کا
عالم اسباب تک ہی زینت اسباب مین
دل دراگم ہی خیال شاہد مستور کا
دل کو بھی ظلمت سیہ خانہ کی ہی حکم نہین
استخوان بنیا ہے گا شانہ زلف حور کا
پیکنہ ہی دیکھا ذرا ظالم کہ میرے حال پر
روزن دیوار پر عالم ہی چشم حور کا
بے فتیلہ جل رہا ہی کچھ دھوان دیتا نہین
ضمیمہ لیلے ہے دامن شب دیجور کا
عاشقی مین دونون یکسان مین فقط اتنا ہی فرق
دیدۂ زنجیر اپنا دیدہ ہی ناسور کا
اک بت پر نور کی ... جوش نظر

حشر مین بھی کشتگان عشق کی پرسش نہین
جیسے منزل پر ٹھکانا ماندہ اسا فردور کا
یادگاری ہی جنون کی سرو بھی مر کے بھی
پاک ہی آرائش شانہ سے گیسو حور کا
اسقدر گھبراتے ہو کیون ٹھہرو مرجائیگے تو جاؤ
ہو رہی ہی چاندنی دامن شب دیجور کا
نالے رسے ہمدردے الفت کہیں جانگی
خون بھر لایا ہی دیدہ جو ہر سا طور کا
اسقدر نازک مزاجی نے مجھے کھینچا ہے دو
طور ہی میرے چراغ دل مین شمع طور کا
کیون خوشی ہنستی ہی مجھپر بیکسی روتی ہی کیون
مین تیون کا شگفتہ دیوانہ زرا حور کا
وہ خموشی آشنا ہون دے نہ کہ محشر تک صدا
آنکھ کا دورا ہین رشتہ ہی شمع طور کا

جب یہ غزل خواجہ عمرو نے گا کر تمام کی بجانے چنگ کے سنکے نہایت خوش ہوئے اور نے نواز کو زر کثیر انعام دیا

بعد دینے انعام کے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے ذی نواز سے پوچھا کہ یہان سے کعبہ کتنی دور ہی ذی نواز نے
کہا کعبہ کے جانے کے دو راستے ہین اگر دست راست سے جاؤ گے تو چار کوس ہی اور اگر دست چپ کی جانب
جاؤ گے تو آٹھ کوس کا فاصلہ ہی تنجنگ کے بھانجون نے کہا ای مطلوب ذی نواز اگر تم ہمکو آج کعبہ مین پہونچا دو
اور ہمارے ساتھ چلو تو ہم تمکو اور بھی روپیہ دینگے مطلوب ذی نواز نے کہا اگر تمکو یہ منظور ہی کہ آج ہی کعبہ مین داخل
ہون تو تم ابھی میرے ساتھ یہان سے کوچ کرو مین تمکو ایسا جلد پہونچا دون کہ تم بھی یاد کرو بھانجے تنجنگ
کے یہ گفتگو مطلوب ذی نواز کی سنکے نہایت خوش ہوئے اور مردمان لشکر کو حکم دیا کہ جلد یہان سے سامان
کوچ کرین جسوقت لشکر مین نقارہ سفر پر چوب پڑی ہر ایک سوار اور پیدل نے واسطے سفر کے جلد تر کمر باندھی
جب کل لشکر آمادہ سفر ہو چکا اُسوقت احمل فرنگ اور محمل سنگ سار مطلوب ذی نواز کو ہمراہ لیکے مع فوج کثیر
چلے تھوڑی دور جا کر ایک دو راہے پر پہونچے تنجنگ کے بھانجون نے کہا ای مطلوب ذی نواز اب تم بتاؤ
کس طرف سے چلین تاکہ کعبہ جلد پہونچین خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ ان دونون حرامزادون کو ایسی طرف لیچلو کہ
کہ یہ نہایت پریشان ہون یہ خیال کرکے خواجہ نے کہا اسطرف سے چلنا چاہیے کہ یہ راہ نہایت نزدیک کی
ہے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار اُسی طرف چلے تھوڑی دور خواجہ عمرو انکے ہمراہ جا کر اونکو صحرای ریگستان
مین چھوڑ کر آپ چل دیے اور وہان سے خدمت حمزہ صاحبقران مین آئے اور تمام کیفیت بیان کی امیر با توقیر
خواجہ عمرو کی شرارت پر بہت ہنسے اُدھر بھانجے تنجنگ کے مع مردمان لشکر ریگستان مین دو روز تک نہایت پریشان
اور تباہ رہے تیسرے روز جب انکو کسی سے معلوم ہوا کہ یہ راہ کعبہ کی نہین ہی اُسوقت احمل فرنگ
اور محمل سنگ سار ریگستان سے پلٹے اور پھر اُسی دوراہے پر آکر کعبہ کی جانب چلے اور بعد قطع راہ خدمت
حمزہ صاحبقران مین پہونچے اور نامہ نوشیروان کا دیا حمزہ صاحبقران نے نامہ نوشیروان کو پڑھا
اُس نامہ کا خلاصہ مضمون یہ تھا کہ ای پسر عرضی تمھاری ہمکو بدست ابو شہاب خرقہ پوش پہونچی مضمون
عرضی سے بخوبی آگاہی ہوگئی ہے احمل فرنگ اور محمل سنگ سار کو مع لشکر بھیجا ہی تمکو لازم ہی کہ تخت و تاج
ہمارا امانبردگان کے حوالہ کردو اور انہین کے ہمراہ تم بھی ہمارے پاس آؤ کہ ہم تمھارے دیکھنے کے نہایت
مشتاق ہین جسوقت حمزہ صاحبقران مضمون مندرجہ نامہ سے بخوبی واقف اور آگاہ ہوئے بخیال اسکے
کہ میرے لینے کو تنجنگ کے بھانجون کو بھیجا ہے چین بجبین ہوکے خاموش ہو رہے لیکن خواجہ عمرو کو بلا کر
فرمایا کہ ای خواجہ احمل فرنگ اور محمل سنگ سار ہرچند کہ بد کردار و ناہنجار ہین لیکن اب یہ ہمارے مہمان
ہین انکی ضیافت کرنا چاہیے لہذا تم انکی ضیافت کرو اور انکو کھانا کھلاؤ خواجہ عمرو نے بموجب ارشاد
حمزہ صاحبقران تنجنگ کے بھانجون کی ضیافت کی اور سامان کیا اور ہنگام تناول طعام احمل فرنگ
اور محمل سنگ سار کے روبرو دسترخوان بچھوا کر دو خوان مع خوانپوش رکھوا دیے تنجنگ کے بھانجے
یہ سمجھے کہ ان خوانون مین انواع و اقسام کے طعام ہونگے مگر جسوقت خوانپوش اٹھا کر دیکھا تو ایک خوان مین
تو چھوٹا سا گدھے کا بچہ مارا ہوا اور دوسرے خوان مین ایک بچہ کتے کا مرا ہوا رکھا تھا احمل فرنگ
اور محمل سنگ سار نے گدھے اور کتے مرے ہوئے بچے کو دیکھکر خوانپوش ڈھنک دیے اور طرف
خواجہ عمرو کے غیظ سے دیکھا خواجہ عمرو نے کہا یہ غذاے لطیف کہ محض تمھارے واسطے تیار ہوئی تھی
تمنے کیون نہ کھائی یہ غذا تو نہایت لذیذ خاص تمھارے ہی لیے پکوائی گئی تھی احمل فرنگ اور محمل سنگ سار نے

برہم ہوکر کہا ای خواجہ عمرو کیا تمھارے میان دعوت اور ضیافت مہمانون کی اسی طرح کرتے ہین جس طرح تمنے ہماری دعوت
و مہمانی کی خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ تم ایسی ہی دعوت کے لایق تھے اہل فرنگ اور محل سنگ سار اول تو پہلے ہی سے
غصہ مین تھے یہ تقریر خواجہ عمرو کی سن کے اب اور زیادہ رنجیدہ ہوے اور فوراً اوٹھکر باہر آے اور مردمان لشکر
سے کہا کہ جلد آمادۂ سفر ہو اسی وقت جانب مداین یہان سے کوچ کرو مردمان لشکر نے بموجب کہنے کے سامان سفر کیا
اور جلد تر کمرین باندھکر اسلحہ تن پر آراستہ کرکے گھوڑون پر سوار ہوے اور پیدل بھی چلنے پر تیار ہوے بھانجے
بختک کے بھی گھوڑون پر سوار ہوے اور لیے کبیدہ خاطر اور غضبناک ہوکر جانب مداین روانہ ہوے کہ تاج و تخت
نوشیروان کا بھی نہ لیا جسوقت حمزۂ صاحبقران کو بختک کے بھانجون کے خفا ہوکر جانیکی تمام کیفیت معلوم
ہوئی فوراً خواجہ عمرو کو طلب کیا خواجہ عمرو جب روبروے حمزۂ صاحبقران حاضر ہوے اسوقت امیر باتوقیر نے
پوچھا کیون اے خواجہ عمرو مین نے تم سے اسی طرح کی دعوت و ضیافت کرنے کو کہا تھا جس طرح تمنے بختک کے بھانجون
کی دعوت کی آخر وہ ناراض ہوکر چلے گئے خواجہ عمرو نے عرض کیا اے حمزۂ صاحبقران آپ خوب جانتے ہین کہ انکی
دعوت و ضیافت موافق عزت و لیاقت کے ہوتی ہے کوئی شخص کسی کی خلاف رتبہ و مرتبہ ضیافت نہین کرتا ہے چونکہ
آپ نے مجھے دعوت و ضیافت اہل فرنگ اور محل سنگ سار کی فرمایا تھا مین نے بھی انکی ضیافت اور دعوت موافق
انکی قدر و منزلت کے کی اس سے زیادہ انکی لیاقت نہ تھی اگر وہ کھانا نہ کھائین اور ناراض ہوکر چلے جائین تو آپ ہی
فرمائیے مجھ بیچارے کی کیا خطا ہے حمزۂ صاحبقران و سرداران ذی وقار خواجہ کی اس تقریر پر نہایت ہنسے غرض
یہان تو بعد جانے اہل فرنگ اور محل سنگ سار کے حمزۂ صاحبقران و سرداران نامدار خواجہ عمرو کی باتون پر
ہنس رہے تھے لیکن اب حال اہل فرنگ اور محل سنگ سار کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب بھانجے بختک کے بعد قطع منازل
ملک مداین مین پہونچے نوشیروان کو خبر ہوئی کہ بھانجے بختک کے آتے ہین جب اہل فرنگ اور محل سنگ سار
دار الامارۂ شاہی پر پہونچے گھوڑون سے اوترکے دربار نوشیروان مین گئے دعاے و ثناے شاہی بجالاے نوشیروان
نے پوچھا ہم نے تمکو جس کام کے واسطے روانہ کیا تھا وہ کام بھی تم نے انجام کو پہونچایا یا نہین بختک کے بھانجون نے
سر دربار تمام و کمال اپنی ضیافت و دعوت کا حال اور ناراضی کا سبب بیان کیا اور عرض کیا خداوندا ہم اسی وجہ اور
کثر ملال سے ایک دم نہین ٹھہرے اور حضور کا تخت و تاج بھی نہین لاے اور حمزہ آپکے پسر خوانزہ کو اپنے ہمراہ نہین
لاے خود رنجیدہ و ملول ہوکر چلے آئے جسوقت تمام حال اہل دربار نے اہل فرنگ اور محل سنگ سار کی زبانی سنا
سب کے سب منہ پھیر کر نوشیروان کی طرف مسکرانے لگے اور نوشیروان بھی خواجہ عمرو کا حال شرارت سن کے
بے اختیار ہنسنے لگا مگر بختک کو اپنے بھانجون کے ذلیل ہونے سے کمال صدمہ ہوا اور اپنے بھانجون کے قریب جا کر
اونسے آہستہ کہنے لگا کہ تم کچھ رنج و ملال نہ کرو مگر دل مین خیال کرنے لگا کہ عمرو نے میرے بھانجون کو ذلیل کیا ہے اسکا عوض
اوس سے ایسا لونگا کہ وہ بھی یاد کرے گا خیر اگر عمرو سے بدلہ نہ لیا تو اپنا نام بختک نہ رکھا یہ خیال کرکے بختک تو
سر نگون ہوکر دربار مین اوسوقت بیٹھا رہا اور بھانجے بختک کے اپنے گھر چلے گئے نوشیروان نے
بزرجمہر کو طلب کیا جب بزرجمہر آئے اور بیٹھے اوسوقت نوشیروان نے بزرجمہر سے تمام و کمال
حال بختک کے بھانجون کے جانے کا اور عمرو کی شرارت کا بیان کیا بعد اسکے نوشیروان نے پوچھا اب
کس کو جانب کعبہ روانہ کیا جاے تا کہ وہ تاج و تخت میرا لے آئے بزرجمہر نے کہا آپ میرے لڑکے کو روانہ
فرمائین یقین ہے کہ وہ تخت و تاج حضور کا لے آئے نوشیروان نے کہا اچھا اپنے فرزند کو روانہ کیجیے

بزرجمہر نوشیروان سے یہ سُن کے اپنے مکان میں آئے اور اپنے فرزند خواجہ امید کو اپنے ہاتھ سے ایک رقعہ لکھ دیا اور بارگاہ دانیالی دی اور فرمایا کہ اے فرزند یہ رقعہ اور بارگاہ حمزۂ صاحبقران کو جا کر دے دینا اور ہماری طرف سے بہت بہت دعا کہنا اور حمزۂ صاحبقران کو مع تاج و تخت نوشیروان کے اپنے ہمراہ لے آنا یہ فرما کر اپنے فرزند کو مع فوج شاہی جانب کعبہ روانہ کیا خواجہ امید بعد قطع راہ نزدیک کعبہ پہونچے حمزۂ صاحبقران کو خبر ہوئی کہ خواجہ امید پسر خواجہ بزرجمہر آتے ہیں حمزۂ صاحبقران نے چند سرداران ذی وقار کو واسطے اُنکے استقبال کے روانہ کیا سرداران نامدار گئے اور خواجہ امید کو بصد عزت و حرمت حمزۂ صاحبقران کے پاس لے آئے حمزۂ صاحبقران سے شاد ہوکر بعد توقیر اپنے قریب بٹھایا اور کیفیت مزاج بزرجمہر پوچھی خواجہ امید نے کہا کہ الحمد للہ والد صحت و عافیت سے ہیں پھر حمزۂ صاحبقران نے اونکی مزاج پرسی کر کے فرمایا کہ آپ کا آنا یہاں کیونکر ہوا فرزند بزرجمہر نے وہ رقعہ دیا اور بارگاہ دانیالی بھی کہ جو کاغذ کی تھی اور خاصیت اُس بارگاہ کی یہ تھی کہ جسقدر آدمی اُس بارگاہ میں آئیں بخوبی بیٹھیں حمزۂ صاحبقران کو دے کر کہا کہ اس رقعہ سے آپ کو ہمارے آنے کا حال ظاہر ہو جائیگا حمزۂ صاحبقران نے بعد پڑھنے رقعہ خواجہ بزرجمہر کے بارگاہ دانیالی کو دیکھا اور اُسکو برپا کرایا خواجہ عمرو نے جو اُسکو دیکھا نہایت پسند کر کے حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا کہ آپ اس بارگاہ کو مجھے دے دیں کیونکہ یہ بارگاہ کاغذ کی ہے آپ کے پاس تو بارگاہ ہشامی وغیرہ بارگاہیں ہیں اس بارگاہ کو لے کر آپ کیا کیجئے گا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ عمرو اچھا تمھیں یہ بارگاہ دے دی لیجاؤ خواجہ عمرو نے عرض کیا بالفعل آپ اس بارگاہ کو اپنے ہی پاس رہنے دیں جسوقت میرا دل چاہے گا میں آپ سے لے لونگا اور اپنے پاس رکھوں گا حمزۂ صاحبقران گفتگوے خواجہ عمرو سُن کے خاموش ہو رہے بعد اس کے حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا کہ خواجہ امید کی بعنوان شائستہ دعوت و ضیافت کرو اور بصد عزت و حرمت انکی مہمانی کرو کیونکہ یہ بیٹے بزرجمہر کے ہیں خواجہ عمرو نے عرض کیا انشاء اللہ تعالے جس طرح آپ نے فرمایا ہے ایسا ہی ہوگا یہ کہکر خواجہ عمرو نے خواجہ امید کی دعوت اور ضیافت کا بعنوان شائستہ سامان کیا اور انواع و اقسام کے طعامہاے لذیذ و خوش ذائقہ پکوائے اور بعنوان شائستہ دعوت اور مہمانی کی الغرض کئی دن برابر خواجہ امید کی حمزۂ صاحبقران نے دعوت اور ضیافت کی ایک روز خواجہ امید نے امیر با توقیر سے کہا کہ اب ہم کو رخصت کیجئے اور تخت و تاج نوشیروان ہمارے حوالے کیجئے اور آپ بھی ہمارے ہمراہ چلیے کیونکہ نوشیروان آپ کے دیکھنے کا نہایت مشتاق ہے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا آپ تخت و تاج نوشیروان کا لے کر تشریف لے چلیں میں بھی بہت جلد مدائن کی طرف روانہ ہوں گا خواجہ امید حمزۂ صاحبقران سے یہ سنکے اور تخت و تاج نوشیروان لے کے رخصت ہوئے حمزۂ صاحبقران نے چند تحائف واسطے بزرجمہر اور خواجہ امید کے ہمراہ خواجہ امید کر دئے اور دو عرضیاں بھی دیں اور فرمایا کہ یہ ایک عرضی نوشیروان کو دے دینا اور دوسری عرضی اپنے والد ماجد کو دینا نوشیروان کو جو عرضی لکھی تھی اوس کا مضمون یہ تھا کہ خواجہ امید آئے تخت و تاج حضور کا اون کے حوالے کر دیا گیا قبل اسکے اس خاکسار کو بدرجۂ کمال آرزوے قدمبوسی حضور تھی لیکن عتاب حضور کے سبب نہو سکتا تھا اب جو حضور نے یاد فرمایا ہے انشاء اللہ تعالیٰ جلد تر حاضر خدمت ہو کر شرف قدمبوسی حضور حاصل

کرتا ہون اور اسی طرح عرضی بزرجمہر کو بھی لکھی تھی غرض تحایف اور عرضیان دیکر رخصت کیا خواجہ امید کوچ سے جانب
مداین بعد شوکت تاج و تخت نوشیروان کا لیکر روانہ ہوے اور بعد قطع راہ مداین مین پہونچے اور دربار نوشیروان
مین حاضر ہوکر عرضی حمزہ صاحبقران نوشیروان کو دی نوشیروان عرضی حمزہ صاحبقران پڑھوا کر اور سُنکے
خوش ہوا اور اہل دربار سے کہنے لگا کہ حمزہ پسر خواندہ میرا نہایت سعادت مند اور لیق ہے اور تخت و تاج جو
خواجہ امید لائے تھے نوشیروان نے لے لیا اور خواجہ امید سے نہایت خوش ہوکر خلعت فاخرہ دیا خواجہ امید
خلعت پہنکے اپنے گھر آئے اور دوسری عرضی جو حمزہ صاحبقران نے دی تھی وہ اپنے والد کو دی اور حمزہ صاحبقران
کی خاطر و مدارات کرنے اور دعوت و ضیافت کرنے اور خوش خلقی سے پیش آنے کی بدرجۂ کمال تعریف کی اور وہ تحایف بھی
اپنے والد کے پیشکش کیے بزرجمہر عرضی کو پڑھکے اور تحایف کو دیکھکر بہت خوش ہوے اور حمزہ صاحبقران
کی ناظرین عالی فہم پر واضح ہوکہ اب نوشیروان تو انتظار حمزہ صاحبقران کر رہا ہے لیکن اب حال حمزہ صاحبقران
تحریر کیا جاتا ہے کہ بعد روانہ ہونے خواجہ امید کے ایک روز حمزہ صاحبقران عادیہ بانو کی خدمت مین گئے اور
بعد تسلیم کے عرض کیا مین آپ سے رخصت ہونے کے واسطے حاضر ہوا ہون کیونکہ مجکو اب نوشیروان نے بلایا ہے
عادیہ بانو نے حمزہ صاحبقران کو اپنے سینے سے لگایا اور پیار کرکے کہا کہ اے فرزند دلبند شکر ہے خدا کا
کہ تجکو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عالم خواب مین مسلمان کیا اور مین تمکو دودھ پلانے کو آئی اور بفضل خدا ہے
اب تم اتنے بڑے ہوے اکثر سرکشون کو تمنے زیر کیا ہزارہا کافرون کو مسلمان کیا لیکن افسوس ہے کہ تمنے میرے
فرزندون کو خصوصاً میرے فرزند عادی کو کہ پہلوان زبردست ہے اُس کو مسلمان نہ کیا اور حق تمنے میرے
دودھ پلانے کا اتنا بھی ادا نہ کیا اے فرزند مجکو تم سے یہ امید نہ تھی حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے مادر مہربان
آپ مجھسے ناراض ہوں اب مین مداین اُسوقت جاؤنگا جب آپکے فرزندون کو مسلمان کرونگا آپ اطمینان
تمام رکھین اگر چاہا خداوند عالم نے تو مین آپکے سب فرزندون کو مسلمان کرکے اونکو آپکی خدمت عالی مین
لے آؤنگا عادیہ بانو یہ گفتگو سے حمزہ صاحبقران سنکے نہایت خوش ہوئین اور بوجہ کثرت الفت جوش
محبت سے حمزہ صاحبقران کو سینے سے لگایا اور پیار کیا اور بلائین لین اور کہا اے فرزند اگر تم اپنے
بھائیون کو مسلمان کرکے قلعہ تنگ رواحل سے میرے پاس لے آؤگے تو مین تم سے اور زیادہ خوش ہونگی اور
میری آرزو اور تمنا سے دلی برآئیگی حمزہ صاحبقران نے عرض کیا انشاءاللہ مین اپنے بھائیون کے
مسلمان کرنے مین جہانتک ہوسکے گا کوشش اور سعی کرونگا یہ کہکے حمزہ صاحبقران وہان سے اپنے
لشکر مین آئے اور خواجہ عمرو سے تمام حال بیان کیا خواجہ عمرو نے عرض کیا اے حمزہ صاحبقران
بسم اللہ اب جانب قلعہ تنگ رواحل تشریف لے چلیے انشاءاللہ تعالےٰ کامیاب ہوجیےگا یہ سنکے
حمزہ صاحبقران نے حکم دیا کہ لشکر ہمارا تمام و کمال مسلح ہو بموجب حکم کلہ سوار اور پیدل مسلح
ہوے ہر ایک رسالے اور پلٹنون مین باجے جنگی بجے ہر ایک سرداران ذی وقار نے بھی بعد پہننے
زرہ کے ہتھیار لگائے اثنا لا بارگاہ ہشامی وغیرہ کا جانب قلعہ تنگ رواحل ہمراہ کرتیب سپہ گردان
کے روانہ کیا بعد روانہ کرنے کرتیب سپہ گردان کے حمزہ صاحبقران اپنے والد ماجد سے رخصت ہوکر
مع فوج و لشکر بعد کروفر طرف قلعہ تنگ رواحل روانہ ہوے جب حمزہ صاحبقران قریب قلعہ
تنگ رواحل پہونچے اور ایک مقام پر فروکش ہوے قاسم عیار نے حمزہ صاحبقران کے لشکر

ظفر اثر کو دیکھ کے اکثر مردمان فوج سے پوچھا کہ یہ لشکر کس کا ہے اور کہان جائیگا مردمان لشکر نے کہا
کہ یہ فوج ظفر موج حمزۂ صاحبقران کی ہے اور حمزۂ صاحبقران پہلوان عادی سے مقابلہ کرنے
جاتے ہین اور مقصد ہے کہ پہلوان مذکور زیر کرکے مسلمان کرین قاسم عیار یہ حال سُن کے جانب قلعہ روانہ
ہوا اور خدمت پہلوان عادی مین پہونچکر حمزۂ صاحبقران کے ارادے سے پہلوان عادی کو آگاہ کیا
پہلوان عادی کہ شاہزادہ حاکم قلعہ تنگ رواحل کا ہے اور اب خود حکومت کرتا ہے قاسم عیار سے حال
سُن کے تبسم ہوا اور کہنے لگا کہ مین نے کبھی نوشیروان کی تو اطاعت کی نہین حمزہ کیا ہے کہ مجکو اپنا
مطیع کرے گا اور مسلمان کرے گا ادسکی بھی یہ طاقت اور مجال ہے کہ مجھ سے مقابلہ کرسکے مین نے بڑے
بڑے پہلوان قوی ہیکل اور زورآوران روے زمین کو قتل کیا ہے اور لشکرون کو بھگا دیا ہے سرکشان
دہر میرے نام سے تھراتے ہین اور دلاوران جہان میرا نام سُن کے کانپتے ہین فیل دمان کو مین ایک پشہ
خیال کرتا ہون اور شیر نر کو ایک صحرائی کتا یا ایک آہوے وحشی تصور کرتا ہون انسان کی تو کیا مجال ہے
کہ مجھسے مقابلہ کرے اگر دیو بھی مجھسے آمادۂ جنگ ہو تو اُس کو بھی ایک ضرب لخت شدادی سے ہلاک کردون
اور اگر کوئی دیو قوی ہیکل دراز قامت مجھسے کشتی لڑے تو ایک چشم زدن مین اُسکو اٹھا کر اس طرح زمین پر
پٹکو کر چور خاک ہو جاوے اور جملہ استخوان اُس کے چور چور ہو جائین مثل کرتیت سپہر گردان
اندہ سیف ذوالیزن اور نعمان بن منذر وغیرہ کی ہون کہ حمزہ مجکو بھی کشتی مین زیر کرے گا اور
مسلمان کرے گا مین وہ ہون کہ ہنگام مقابلہ حمزہ کو مجھسے اپنی جان کا بچانا دشوار ہوگا اگر اپنی زندگی
چاہتا ہے تو چلا جاے مجھسے مقابلہ نکرے ورنہ ہلاک ہوگا مجکو حمزہ پر ترس آتا ہے کیونکہ میری مادر نے
حمزہ کو دودھ پلایا ہے اسوجہ سے میرا بھائی بھی ہوتا ہے اگر حمزہ مجھسے مقابلہ کرے گا تو ضرور میرے ہاتھ سے
ہلاک ہوگا میری ماں کو حمزہ کے ہلاک ہو جانے کا صدمہ ہوگا ہرچند کہ اب مجکو اپنی مادر سے کچھ کام نہین ہے
کیونکہ اُس نے دین اسلام قبول کر لیا ہے لیکن پھر بھی میری ماں ہے اُس کا ملال مجکو گوارا نہین
کیونکہ اسکو حمزہ کے قتل ہونے کا صدمہ ازحد ہوگا پس کوئی دوست حمزہ کا سمجھا کر اگر حمزہ کو یہان سے
لے جاے تو بہت مناسب ہے پہلوان عادی تو شراب کے نشہ مین تخت حکومت پر بیٹھا ہوا واہیات
اور جہلات کلمات زبان پر جاری کر رہا ہے دربار مین چوانیس بھائی اسکے کہ وہ بھی سب نہایت ہی
زورآور دلاور ہین دنگلون پر مثل شیرون کے بیٹھے ہین علاوہ انکے اور بہت سے پہلوان قوی الجثہ
بیٹھے ہین دربار آراستہ ہے امرا و زرا حاضر ہین لیکن اب حال حمزۂ صاحبقران کا تحریر کیا جاتا ہے
کہ امیر با توقیر نے بعد قطع منازل ہونے قریب قلعۂ تنگ رواحل کے یہ نامہ اپنے بھائی پہلوان عادی کو
لکھا کہ اے برادر بہادر دلاور منبع جود وعاقل حاکم قلعہ تنگ رواحل مصروف عیش وشادی پہلوان عادی تمکو معلوم ہو
کہ تمھاری والدہ کو تو مدت ہوئی دین اسلام قبول کیا لیکن اے برادر تم ابھی تک لات ومنات کی پرستش سے اجتناب و احتراز
نہین کیا اب تمکو لازم ہے کہ لات ومنات کی پرستش سے باز آؤ اور کلمۂ طیبہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہو پھر ہمراہ
اپنی والدہ کی خدمت مین چلو کہ وہ تمھارے دیکھنے کی نہایت مشتاق ہے فقط زیادہ کیا لکھا جاے جسوقت حمزۂ صاحبقران
نامہ لکھ کے ملفوف کر چکے اوس وقت خواجہ عمرو کو بلا کر فرمایا کہ اے خواجہ یہ نامہ قلعۂ تنگ
رواحل مین جا کر پہلوان عادی کو دے آؤ اور جواب سکا لے آؤ خواجہ عمرو نامہ لیکر روانہ ہوے

جب رقلو پر پہونچے خواجہ کو دربانون نے روکا خواجہ عمرو نے کہا کہ جاکر پہلوان عادی سے میرے آنے کی اطلاع کرو
دربانون نے جب اطلاع دی پہلوان عادی نے حکم دیا کہ نامہ بر کو ہمارے دربار مین لے آؤ بموجب حکم ملازمان پہلوان
عادی خواجہ عمرو کو دربار مین لیکر آئے جسوقت خواجہ عمرو دربار مین پہلوان عادی حاکم قلعہ تنگ روا کے پہونچے دیکھا کہ
پہلوان عادی کہ قدوقامت مین مثل دیو طویل القامت ہے بیٹھا ہے چہرہ سے رعب و دبدبہ آشکارا ہے دربار مین چند
پہلوانان نامی دنگلون پر بیٹھے ہین امراء وزراء بھی حاضر دربار ہین غرض خواجہ عمرو نے بعد تحیہ پہلوان عادی کے اور
اہل دربار کے نامہ حمزہ صاحبقران کا دیا پہلوان عادی نے نامہ لیکر خواجہ سے اشارہ بیٹھنے کا کیا خواجہ عمرو ایک
چوکی کرسی پر بیٹھ گئے جسوقت پہلوان عادی نے نامہ پڑھا [illegible] نامہ پڑھ کے حکم دیا کہ اس نامہ کی
پشت پر لکھوا دیا جائے کہ ہمکو اطاعت تمہاری منظور نہین [illegible] مسلمان ہونا بھی کسی طرح قبول نہین ہے اگر تم کو دعوی
دلیری ہے تو مجھسے مقابلہ کر [illegible] پہلوان عادی نے [illegible] نامہ کی پشت پر لکھوا کر خواجہ عمرو
کے حوالے کیا اور رخصت کیا خواجہ وہی نامہ جس پر پہلوان عادی نے جواب لکھوا دیا تھا لیکر دربار پہلوان عادی سے
خدمت حمزہ صاحبقران مین آئے اور وہ نامہ دیا حمزہ صاحبقران جواب نامہ پڑھکر خاموش ہو رہے
اس طرف پہلوان عادی نے بعد رخصت خواجہ عمرو کے حکم دیا کہ طبل جنگ [illegible] بجایا جائے صبح کو میدان
جنگ مین حمزہ سے مقابلہ کرینگے دلاوری حمزہ کی مجکو دیکھنا ہے غرض بموجب حکم پہلوان عادی طبل جنگی پر چوب
پڑی صداے طبل جنگ بلند ہوئی جسوقت حمزہ صاحبقران نے آواز طبل جنگ سنی فوراً حکم کیا کہ ہمارے
لشکر مین بھی [illegible] طبل [illegible] بجایا جائے بموجب حکم حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو نے طبل رزم پر
چوب لگائی آواز طبل جنگی تا آسمان بلند ہوئی زمین تھرا گئی دونون جانب صداے طبل جنگ سنکے سامان جنگ
ہونے لگا ہر ایک بہادر اپنی تیغ پر صیقل کرنے لگا کوئی بکتری اپنے اسلحہ کو درست کرنے لگا تیرانداز اپنے تیرونکو
اپنے ترکشون مین بھرا کمانون کو درست اور [illegible] کیا غرض ہر ایک بہادر آمادۂ پیکار ہوا لڑنے اور مرنے پر تیار ہوا
تمام شب دونون طرف بخوبی سامان جنگ ہوا جب شاہ انجم سپاہ با حال تباہ بخوف خسرو خاور پریشان و مضطر ہو کر
قلعہ فلک مین پنہان ہوا اور شاہ خاور خسرو ملک سحر مشرق سے بصد جاہ و جلال عیان ہوا ظلمت شب یکسر دور ہوئی
روشنی آفتاب سے زمین پر نور ہوئی پہلوان عادی مسلح ہو کے مع اپنے چالیس بھائیون اور اسی ہزار
سواران جرار کے قلعہ سے نکلا اور میدان مصاف مین آکر صف آرا ہوا ناظرین پر واضح ہو کہ پہلوان عادی اتنا زبردست
اور صاحب قوت ہے کہ گیارہ سو من کی تخت شدادی باندھتا ہے اور تینتیس ارش کا اسکا قد ہے اور نہایت قوی الجثہ اور
قوی ہیکل ہے کیونکہ ایک اونٹ کے علاوہ طعام چند کے تنہا کھا جاتا ہے لیکن پیٹ اچھی طرح اسکا نہین بھرتا ہے ہمیشہ
شکایت گرسنگی کی کیا کرتا ہے باوجود اسکے کہ اغذیہ لطیفہ متواتر و متکاثر شب و روز کھاتا ہے مگر سیری اوسکو
حاصل نہین ہوتی ہے کمر اسکی اسقدر چوڑی ہے کہ پچاس گز کا پٹکا ایک پیچ مین باندھتا ہے شکم اسکا نقارہ کلان
سے بہت بڑا ہے دست و پا اسکے انتہا سے زیادہ موٹے اور دراز ہین سر مانند ایک گنبد کے ہے قوت اسقدر ہے
کہ بہنگام رہروی قدم اسکے زمین مین دھنس جاتے ہین راہ چلنا دشوار ہوتا ہے ہر ایک گھوڑا متحمل اسکے بار اٹھانیکا
نہین ہوتا ہے صورت اسکی دیکھکر شیر کا زہرہ آب ہو جاتا ہے اور نعرہ سے اسکے فیل مست چیختا ہے اور بھاگ جاتا ہے
انسان تو کیا دیو بھی اسکی قوت کو نہین پہونچ سکتا ہر چند کہ صورت انسان ہے لیکن مثل دیو قوی الجثہ و طویل القامت
ہے اکثر پہلوانان جہان اس سے ڈرتے ہین اور اکثر بہادران عالم اس سے خائف ہین اب جو مسلح ہو کر میدان رزم مین

آیا ہے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک دیو خونخوار سلاسل میں گرفتار ہے سر پر ایسا بڑا خود رکھے ہے کہ گنبد بالائے گنبد معلوم ہوتا ہے آنکھیں نشۂ شراب سے سرخ ہیں دہن میں غیظ سے کف ہے چہرے سے وہ رعب ظاہر ہے کہ ہر ایک جری خوف سے اسکے چہرے کو دیکھ نہیں سکتا ہے الحاصل پہلوان عادی میدان رزم میں آکر ٹھہرا اور انتظار حمزہ صاحبقران کرنے لگا اس طرف امیر بالوقیر نے بھی اسلحہ حضرت ابراہیم علیہ السلام زیب تن کیے اور بارگاہ شاہی سے برآمد ہوکر حکم کیا کہ جلد تر مردان لشکر مسلح ہوں بموجب حکم حمزہ صاحبقران جملہ بہادر و جرار پیدل اور سوار مسلح ہوئے سرداران ذیوقار بھی مسلح ہوکر حاضر خدمت حمزہ صاحبقران ہوئے اور بعد تسلیم عرض کیا حضور اب آپ سوار ہوں سب سرفروش اور جان نثار مسلح اور آمادۂ پیکار ہیں حمزہ صاحبقران یہ گفتگو سرداران سنکے مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے علمبرداران لشکر نے علموں کو جلوہ دیا ہر رسالے اور پلٹن میں باجے جنگی بجے امیر بالوقیر نے مرکب اپنا آگے بڑھایا سرداروں نے عقب حمزہ صاحبقران سواروں اور پیدلوں کے پرے باندھکر جانب رزمگاہ آتے ہی گھوڑے بڑھائے اور باہم سرداران شجاعت کرتے ہوئے چلے اسوقت مردان لشکر پہلوان عادی نے دیکھا کہ ایک فوج دریا موج اور ایک لشکر ظفر اثر چلا آتا ہے لشکر میں ہر ایک بہادر جریدۂ آفاق ہے اور ہر ایک دلاور بمثل یکتائے روزگار ہے اسوقت رنگ عصر کے بعض بعض مردان فوج پہلوان عادی یہ کہنے لگے شور ہے سطوت و رعب و جاہ و حشم کہ ہے عزت و شان کاؤس و جم الحاصل جب حمزہ صاحبقران بعد قطع راہ میدان عرصۂ مصاف میں پہونچے اسوقت باشارۂ حمزہ صاحبقران میدان رزم کو پست و بلند تھا ہموار ہوا سقون نے آبپاشی کی گرد و غبار اور خس و خاشاک یکسر میدان جنگ سے دور ہوا بعد اسکے دونوں طرف کڑکیت اور نقیب نکلے اور بہادروں کے دل بخوش الحانی اس طرح بڑھانے لگے کہ آج بہادرو آج سامنا حریف کا ہے حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہیں ایک مقام گذرگاہ اور دار فنا ہے ایک روز سب کو تلخی مرگ کا مزا چکھنا ہے پس لازم ہے کہ آج وہ کارزار میدان رزم میں کرو کہ صفحۂ عالم پر یادگار رہے قدم آگے بڑھکے پیچھے نہ ہٹے بھاگنا کام بہادران عالم کا نہیں ہے دلاور وہی ہے کہ جو زخم نیزہ و شمشیر و تیر ہنگام دار و گیر کھائے اور بزدل وہ ہے کہ جو میدان مصاف سے بھاگ جائے جسوقت کڑکیت اور نقیبوں نے بہادروں اور دلاوروں کو اس طرح آمادۂ جنگ و جدال کیا بہادروں کے فرط سے شجاعت سے چہرے سرخ ہوگئے دلاوروں نے شجاعت سے ہجوم کے قبضہ ہائے تیغ و خنجر پر ہاتھ ڈالے اکثر دلاوروں نے شوق زخم نیزہ و تیر میں سینے اپنے زرہ وغیرہ سے کھول دیئے نامردوں اور بزدلوں کے خوف جنگ سے دست و پا کانپنے لگے چہروں کے رنگ متغیر ہوگئے ہوش و حواس درست نہ رہے سامان جنگ و جدال دیکھکر خیال کرنے لگے کہ ہم ایسی چار روپیہ کی نوکری سے باز آئے یہاں تلوار چلے گی ہزارہا آدمی قتل ہونگے میدان مصاف میں کشتوں کے انبار ہونگے عرصۂ نبرد خون دلیران سے رنگین ہوگا بلکہ جوئے خون بہادران اس میدان کارزار میں بہیگی سرہائے جوانان لشکر جوئے خون میں حباب آسا نظر آتے ہونگے کسی کی تیغ تیز ہوگی اور کسی کا سر ہوگا کسی دلاور کے سینہ پر نیزہ لگے گا کوئی بہادر تیر سے ہلاک ہوگا کوئی جوان خنجر آبدار سے بیقرار ہوگا جوانان مجروح زمین پر مانند مرغ بسمل تڑپینگے نالہ و فریاد کی صدا بلند کرینگے بازار اجل اس میدان قتال میں سرگرم ہوگا ہم سے تو ایک لحظہ بھی یہاں ٹھہرا نہ جائیگا لڑنا کیسا فقط خون دلیران دیکھکر ہمکو غش آجائیگا یقیناً پامال سم اسپان ہوجائینگے سر ہمارے ٹھوکریں سمندان کی کھائینگے کوئی ہمارے حال پر رونے والا بھی نہوگا کفن کیسا قبر بھی میسر نہوگی عیال و اطفال تباہ و برباد ہوجائینگے خداوند عالم نے ہمکو عقل دی ہے ہم مثل اون بیوقوفوں کے نہیں ہیں کہ بیکار لڑیں اور

قتل ہو جائین اگر نوکری جاتی رہیگی تو بھیک مانگ کے اپنی اوقات بسری کرینگے یا مزدوری محنت کرینگے اپنے اہل و عیال مین
بہ صحت و عافیت رہین گے بزدل تو یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ پہلوان عادی نے اپنے مرکب کو بصد غرور و نخوت اور بہزار
غیظ و غضب اپنے لشکر سے نکالا اور میدان رزم مین مثل فیل مست کے آکر چنگھاڑا اپنے پکار کے کہنے لگا کہ اے حمزہ کسی اجل
رسیدہ کو میرے مقابلہ کے واسطے بھیجو اور اگر تم کچھ دعوی دلاوری ہے تو تمھین مجھسے مقابلہ کرو جسوقت پہلوان عادی نے
میدان رزم مین آکر اس طرح کہا اسوقت کرتیت سپر گردان اور لقمان وغیرہ سرداران عالی وقار نے ارادہ مقابلہ کے
کیا اور حمزہ صاحبقران سے طالب اذن جنگ ہوئے لیکن حمزہ صاحبقران نے کسی سردار کو اجازت مقابلہ
پہلوان عادی کی نہ دی اور خود سب سردارون کو روک کے اون سے رخصت ہو کے اپنے مرکب خنگ سیہ قیطاس
کو جانب پہلوان عادی جولان کیا اور اسوقت لشکر حمزہ صاحبقران مین علمہاے لشکر جلوہ گری پر آئے سپاہ
اور پلٹن مین باجے جنگی بجنے لگے جب حمزہ صاحبقران پہلوان عادی کے روبرو پہونچے اور مقابل ہوئے اسوقت پہلوان
عادی نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اے حمزہ تم مجھسے مقابلہ نکرو اپنی جان اور طفلی پر رحم کرو یہان سے کعبہ کی جانب
چلے جاو مجکو تم پر اسوجہ سے رحم آتا ہے کہ تم نے میری مان کا دودھ پیا ہے اور میرے بھائی ہو اور میرے ہاتھ سے
قتل ہو گے ورنہ مجکو تم پر کبھی رحم نہ آتا اور نہ مین تمکو سمجھاتا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے برادر اگر تمکو اپنی
زندگی منظور ہے اور میری برادری کا خیال ہے تو لات و منات کی پرستش سے باز آؤ خداوند عالم کو سجدہ کرو کلمہ
پڑھکر مسلمان ہو پہلوان عادی یہ گفتگو حمزہ صاحبقران سے سن کے از حد برہم ہوا اور اپنے مرکب کو بڑھا کر
حمزہ صاحبقران سے نگاور زن ہوا اسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ سات قدم گھوڑا پہلوان عادی
کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب حمزہ صاحبقران کا پیچھے ہٹا جسوقت پہلوان عادی نے دیکھا کہ مرکب میرا
سات قدم پیچھے ہٹ گیا اور گھوڑا حمزہ کا فقط ایک ہی قدم ہٹا اسوقت پہلوان عادی کو اور زیادہ غصہ آیا اور نیزہ
اوٹھا کر سینہ حمزہ صاحبقران کو تاک کے لگایا حمزہ صاحبقران نے سنان نیزہ پہلوان
عادی کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا بسبب لڑنے دو سنانون کے شرر پیدا ہوئے پھر حمزہ صاحبقران
نے نیزہ دست سینہ پہلوان عادی پر لگایا اسنے بھی سنان نیزہ اپنے نیزے کی سنان پر روکی اسی طرح تا دیر
جنگ نیزہ رہی چونکہ صاحبقران کو حضرت جبریل علیہ السلام نے بحکم پروردگار تیر اندازی اور نیزہ بازی تعلیم
کی ہے اسوجہ سے حمزہ صاحبقران نے ایک بند نیزے کا باندھکر نیزہ دست پہلوان عادی سے نکال دیا
برادران پہلوان عادی وغیرہ نکل جانے نیزہ دست پہلوان عادی سے نہایت متحیر ہوے
اور از حد رنجیدہ ہوئے اور سرداران حمزہ صاحبقران وغیرہ نہایت خوش ہوئے
خصوصا خواجہ عمرو نہایت مسرور ہوئے غرض بوجہ نکال دینے نیزے کے پہلوان عادی
کو بدرجہ کمال غصہ آیا اور چہرہ کثرت غیظ و غضب سے سرخ ہو گیا آخر اوسی عالم غیظ مین تخت
شدادی کو اوٹھا کر اور خبردار خبردار کہکے سر پر حمزہ صاحبقران کے لگائی حمزہ صاحبقران
نے روکنا مناسب نہ جانکر تخت شدادی کا خالی دیا اور گھوڑا اپنا آگے بڑھا کر پہلوان
عادی مین ہاتھ ڈالکر چاہا کہ زین فرس سے اوٹھائین لیکن پہلوان عادی نے تخت
شدادی کو چھوڑ کر ہاتھ اپنا بھی کمربند فولادی حمزہ صاحبقران مین ڈالا باہم زور ہونے لگا
گھوڑا پہلوان عادی کا سینے کے بل بیٹھ گیا اور مرکب حمزہ صاحبقران بھی ہانپنے لگا اسوقت

دونون جانب کے دلاورون نے بڑھکے کہا کہ گھوڑون سے اُترکے زور آزمائی کیجیے گھوڑے بیچارے
ہلاک ہوجائینگے یہ سُنکے اول پہلوان عادی اپنے مرکب سے اُترا پھر حمزہ صاحبقران گھوڑے
سے اُترے اور مرکب خواجہ عمرو کے حوالے کرکے اور دامن گردان کے پہلوان عادی سے کُشتی لڑنے
لگے باہم پیچ ہونے لگے مردمان ہردو لشکر بغور دیکھنے لگے سب تمام استادہ ہوگئے فرش بچھ گیا مرزبان
ہردو لشکر بیٹھ گئے سرداران ذی وقار کرسیون پر بیٹھے اور کُشتی دیکھنے لگے یہانتک کہ ایک روز برابر کُشتی
ہوئی اور کسی کی پشت آشنا زمین نہ ہوئی لیکن پہلوان عادی کی قوت مین دیکھنے والون کو کمی معلوم
ہونے لگی اور پہلوان عادی نے اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ حمزہ مین قیامت کی قوت ہے کسی طرح زیر
نہین ہوتا مین حمزہ کو ایسا صاحب قوت و طاقت نہ جانتا تھا دیکھئے انجام اس کُشتی کا کیا ہوتا ہے یہ خیال کرکے
پہلوان عادی نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اے حمزہ اب مین زور آخری کرتا ہون ہوشیار ہوجا
حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ اے برادر مین خبردار اور ہوشیار ہون تم اپنا حوصلہ نکال لو یہ سُنکے
پہلوان عادی نے اپنے سرکو سینۂ حمزہ صاحبقران سے ملاکر اور دونون ہاتھ اپنے حمزہ صاحبقران
کے شانون پر رکھکے ایسا زور کیا اور اس درجہ حمزہ صاحبقران کو ریلا کہ حمزہ صاحبقران تین قدم پیچھے
ہٹ گئے آخر حمزہ صاحبقران نے لنگر اپنا زمین پر قایم کیا پھر پہلوان عادی نے ہرچند زور کیا
لیکن حمزہ صاحبقران نے اپنی جگہ سے ذرا بھی جنبش نہ کی آخر پہلوان عادی تھک کر ہانپنے لگا سانس
پھول گئی سراپا پسینے مین تر ہوگیا دست و پا مین قوت باقی نہ رہی اُسوقت ناچار ہوکے ہاتھ اپنے حمزہ
صاحبقران کے شانون سے اُٹھالیے جب حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ پہلوان عادی زور کرچکا اُسوقت
حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے برادر اب تم ہوشیار ہوجاؤ کہ مین زور کرتا ہون پہلوان عادی مین بخوبی
ہوشیار ہون حمزہ صاحبقران نے سر اپنا سینۂ پہلوان عادی سے ملاکر اسقدر زور کیا اور پہلوان
عادی کو ریلا کہ پہلوان عادی دس قدم سے زیادہ پیچھے ہٹ گیا اور ہرچند کہ اب مثل مُردے کے ہوگیا تھا
اور جو کچھ قوت باقی ماندہ تھی وہ بھی باقی نہ رہی تھی لیکن دس قدم سے زیادہ پیچھے ہٹ کے لنگر اس نے بھی اپنا زمین
پر قایم کیا اُسوقت حمزہ صاحبقران نے زنجیر کمر پہلوان عادی مین ہاتھ ڈالکر اور نعرۂ اللہ اکبر کرکے جو
زمین اُٹھایا تو سر کی جانب سے اُٹھالیا لیکن پانْون پہلوان عادی کے زمین سے نہ اُٹھے کیونکہ اول تو
عادی طویل القامت تھا دوسرے پہلوان عادی نے پانْون اپنے زمین پر اڑا دیے تھے جب حمزہ
صاحبقران نے عادی کو اُسکے پانْون کی جانب سے اُٹھایا سر عادی کا زمین سے بلند نہوا آخر حمزہ
صاحبقران ناچار ہوکر خیال کرنے لگے کہ پہلوان عادی کو کیونکر اُٹھاؤن کیا تدبیر کرون خواجہ عمرو نے
حمزہ صاحبقران کو تردد و متفکر دیکھکر عرض کیا کہ اے حمزہ صاحبقران اگر آپ پہلوان عادی کو ایکدم بر سے
اُٹھالیجیے اور وہ تدبیر مین آپ کو بتاؤن تو مجکو آپ کیا دیجیے گا صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ جلد بتاؤ وہ
تدبیر کیا ہے خواجہ نے عرض کیا آپ پہلوان عادی کے پیٹ اور بغل مین گدگدی کیجیے پہلوان عادی
بوجہ گدگدی کے سمٹ جائیگا آپ فورًا زمین سے اوٹھا لیجئے گا حمزہ صاحبقران نے بموجب
کہنے خواجہ عمرو کے گدگدی کی جب پہلوان عادی سمٹ گیا فی الفور حمزہ صاحبقران
نے پہلوان عادی کو زمین سے اوٹھالیا اور سر سے بلند کیا چونکہ حمزہ صاحبقران تو

بجا کر تا پہلوان عادی کا منظور نہ تھا اسوجہ سے حمزۂ صاحبقران نے پہلوان عادی کو زمین پر نہین ٹپکا
اور آہستہ زمین پر رکھکر پہلوان عادی سے پوچھا کہ اے برادر کہو اب دین اسلام کے قبول کرنے مین کیا کہتے ہو پہلوان
عادی نے کہا کہ مین ہرگز دین اسلام اختیار نہ کرونگا اسوقت حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے
خواجہ پہلوان عادی کو سلاسل مین گرفتار کرو مین پہلوان عادی کو پکڑے ہون خواجہ عمرو نے بموجب حکم
حمزۂ صاحبقران پہلوان عادی کو سلاسل مین گرفتار کیا اسوقت برادران پہلوان عادی و لشکریان
پہلوان عادی کو اتنی جرات نہ ہوئی کہ پہلوان عادی کو گرفتار ہونے دین اور حمزۂ صاحبقران سے
مقابلہ کرین غرض بعد گرفتار کرلنے پہلوان عادی کے حمزۂ صاحبقران نے برادران پہلوان عادی سے فرمایا
کہ اے بھائیو دیکھو مینے باعانت پروردگار عالم تمھارے بھائی کو زیر کرکے گرفتار کیا ہے اور اب تمھارے
بھائی کو تمھاری مادر گرامی قدر عادیہ بانو کی خدمت مین لیے جاتا ہون کیونکہ وہ تمھارے بھائی کے
دیکھنے کی از حد مشتاق ہین لہذا تمکو لازم ہے کہ تم سب دین اسلام قبول کرو اور تم بھی میرے ہمراہ اپنی مادر
عالی وقار کی خدمت مین چلو اور شرف قدمبوسی مادر حاصل کرو ذوالحمار وغیرہ برادران پہلوان عادی نے کہا
کہ اے حمزۂ صاحبقران اگر آپ ہمارے بھائی کو ہماری مان کے پاس لیے جاتے ہین تو لے جائیے ہم ابھی تو
مسلمان نہونگے اور آپ کے ساتھ اپنی مادر کے پاس نہ جائینگے تاوقتیکہ ہمارے بھائی پہلوان عادی دین اسلام
اختیار نہ کرینگے حمزۂ صاحبقران نے یہ گفتگو ذوالحمار وغیرہ برادران پہلوان عادی کی سنکے اسی روز
زیر قلعہ تنگ روا حل سے کوچ فرمایا اور بعد قطع راہ داخل کعبہ ہوئے اور اپنے لشکر کو لشکرگاہ میں
ٹھہرا کر اور خواجہ عبد المطلب اپنے پدر ذی وقار کی قدمبوسی سے مشرف ہو کر خدمت عادیہ بانو مادر
پہلوان عادی مین گئے اور بعد تسلیم کہنے لگے کہ مین بموجب آپ کے فرمانے کے جانب قلعہ تنگ روا حل گیا
اور آپ کے فرزند کو اپنے ساتھ لے آیا ہون ہرچند مین نے اوسکو سمجھایا لیکن وہ کسی طرح دین اسلام قبول
نہین کرتا عادیہ بانو تقریر حمزۂ صاحبقران کی سن کے نہایت خوش ہوئین اور حمزۂ صاحبقران
کو اپنے سینے سے لگا کر اور دعاے درازی عمر و دولت دے کر کہنے لگین کہ اے فرزند جلد میرے فرزند دلبند
عادی کو میرے پاس لے آؤ حمزۂ صاحبقران یہ سن کے اپنے لشکر مین تشریف لاے اور پہلوان عادی کو
اسی صورت سے اپنے ہمراہ لے گئے جسوقت عادیہ بانو نے اپنے نور نظر پارۂ پہلوان عادی کو دیکھا
بے اختیار دوڑ کے سینے سے لگا لیا اور بہت پیار کیا بعد پیار کرلنے کے ہرچند عادیہ بانو نے اپنے فرزند عادی کو
بہت سمجھایا کہ اے قرۃ العین اب لات و ہبل وغیرہ اصنام کی پرستش سے باز آؤ دین اسلام اختیار کرو
میرے کہنے کو مان لو خداوند عالم کو واحد جانو اور اوسکو سجدہ کرو لیکن پہلوان عادی نے اپنی مادر کے
کہنے کو نہ مانا آخر حمزۂ صاحبقران نے پہلوان عادی کو لیجا کر پھر لشکر مین حوالے مردمان لشکر کے کیا اسی
روز ہنگام شب پہلوان عادی کو عالم خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ایسی ہدایت کی کہ
پہلوان عادی عالم خواب مین مسلمان ہوا جب حضرت ابراہیم علیہ السلام پہلوان عادی کو مسلمان کرکے
نظر عادی سے غائب ہوے اور تشریف لے گئے پہلوان عادی کی آنکھ کھلی اپنے تئین اوسی طرح
قید دیکھا اور ان حضرت کو نہ دیکھا چونکہ آخر شب تھی اسوجہ سے خاموش رہا اور پھر نہ سویا جب
صبح ہوئی پہلوان عادی نے نگہبانون سے کہا کہ ہمارے بھائی حمزۂ صاحبقران کی خدمت عالی مین

جاؤ اور اُن سے عرض کرو کہ عادی آپکی قدمبوسی کا مشتاق ہے اگر خلاف طبع عالی نہو تو ایک لمحہ کے واسطے میرے پاس تشریف لایئے مجکو کچھ عرض کرنا ہے دو چار نگہبان بموجب کہنے پہلوان عادی کے خدمت حمزۂ صاحبقران مین گئے اور جو کچھ پہلوان عادی نے کہا تھا عرض کیا حمزۂ صاحبقران فوراً پہلوان عادی کے پاس گئے اور فرمایا ای برادر کہو کیا کہتے ہو پہلوان عادی نے بعد تسلیم کے اپنے مسلمان ہونے کے حال سے اطلاع دی اور عرض کیا کہ اب مین آپ کا فرمانبردار ہون حمزۂ صاحبقران گفتگو سے پہلوان عادی سُنکے نہایت خوش ہوے اور اوسی وقت صداد کو حکم کیا اور بیڑیان اور ہتھکڑیان وغیرہ جلد کاٹ بموجب حکم صداد نے طوق و سلاسل کو جسم پہلوان عادی سے دور کیا جب پہلوان عادی نے قید سے رہائی پائی فوراً پاے حمزۂ صاحبقران پر دوڑکے سر جھکایا حمزۂ صاحبقران نے جلد تر سر عادی کو اپنے قدم سے اُٹھا کر سینے سے لگایا اور نہایت مہربانی سے پیش آے یہ حال جملہ سرداران لشکر دیکھکر مسرور ہوے اور خواجہ عمرو بھی بدرجۂ کمال شاد ہوے جسوقت عادیہ بانو نے سُنا کہ میرا فرزند از خود مسلمان ہوا ہے اور قید سے رہا ہوا ہے از حد مسرور ہو کر حمزۂ صاحبقران سے کہلا بھیجا کہ ای فرزند جلد میرے دلبند عادی کو میرے پاس بھیجدو جسوقت حمزۂ صاحبقران نے پہلوان عادی کو عادیہ بانو کی خدمت عالی مرتبت مین بھیجا عادی نے اپنی مادر کے قدم پر سر رکھا گے عادیہ بانو نے اپنے فرزند کے سر کو اپنے سینے سے لگایا اور بہت پیار کیا اور باعث خود بخود مسلمان ہونے کا پوچھا پہلوان عادی نے تمام حال عالم خواب مین اپنے مسلمان ہونے کا بیان کیا عادیہ بانو اپنے فرزند کے مسلمان ہونے سے نہایت خوش ہوئین اور کہا اے فرزند اب اپنے بھائیون کو بھی اپنے مسلمان ہونے سے آگاہ کرو اور اونسے بھی کہو کہ تم بھی دین اسلام اختیار کرو اور بُت پرستی کو چھوڑدو عادی نے عرض کیا مین آج ہی اپنے بھائیون کو بلا کر یا خود جا کر اونکو آپ کی خدمت مین لے آؤن گا یا اونکو اپنے مسلمان ہونے سے اطلاع دونگا اور یہ بھی کہلا بھیجونگا کہ اے بھائیو مینے تو دین اسلام اختیار کیا ہے اب تمکو بھی لازم ہے کہ تم سب بھی میری طرح دین اسلام قبول ہو عادی اپنی مادر گرامی قدر سے یہ کہکے لشکر مین چلا آیا اور حمزۂ صاحبقران سے عرض کرنے لگا کہ اگر حکم ہو تو مین اپنے قلعہ مین جاؤن اور اپنے سب بھائیون کو مسلمان کرون اور اونکو آپ کی خدمت عالی مین لے آؤن حمزۂ صاحبقران نے فرمایا بہتر ہے جاؤ لیکن جلد آنا بہت دیر نہ لگانا عادی نے عرض کیا مین بہت جلد خدمت عالی مین حاضر ہونگا یہ کہکے پہلوان عادی گھوڑے پر سوار ہوکے اپنے قلعہ کی جانب مع چند سواران لشکر امیر کے روانہ ہوا جس وقت ذوالخمار وغیرہ نے سُنا کہ ہمارے بھائی پہلوان عادی آتے ہین واسطے استقبال کے شہر سے نکلے اور پہلوان عادی کو بصد تکریم و تعظیم قلعہ مین لے گئے پہلوان عادی قلعہ مین جا کر تخت حکومت پر بیٹھا اور حکم کیا کہ جملہ امرا اور وزرا اور اہل دربار دربار مین حاضر ہون جسوقت جملہ امیر و وزیر وغیرہ حاضر ہوے اوسوقت پہلوان عادی نے اپنے بھائیون اور جملہ اہل دربار سے مخاطب ہوکے کہا کہ مینے تو دین اسلام اختیار کیا ہے اور حمزۂ صاحبقران کی اطاعت قبول کی ہے اب جس شخص کو میرا ساتھ دینا منظور ہو وہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہو ورنہ مجھسے کنارہ کشی کرے اور میرے شہر سے نکل جاے برادران عادی اور جملہ اہل دربار نے متفق اللفظ عرض کیا کہ جب آپ نے دین اسلام اختیار کیا ہے تو ہمکو اب مسلمان ہونے مین کیا عذر ہے پہلوان عادی ہر ایک کی یہ گفتگو سُن کے خوش ہوا اور سب کو مسلمان کیا بعد اسکے اپنے شہر مین یہ منادی کرائی کہ ہر ایک شخص ہماری رعایا سے دین اسلام اختیار کرے ورنہ ہمارے

ملک سے چلا جاے بعدہ منادی کے جلا جلے اور اودق رعایاے شہر نے دین اسلام اختیار کیا پھر پہلوان عادی نے
جملہ بتکدے منہدم کر دئے اور جا بجا مسجدون کے بنانے کا حکم دیا بعد اسکے اپنے وزیر اعظم کو اپنے تخت حکومت پر بٹھا کر
اور تھوڑی فوج شہر مین چھوڑ کر اور جملہ سردارون اور اپنے بھائیون کو لیکر مع لشکر قلعہ تنگ رواحل سے روانہ ہوا
اور قطع راہ کرکے خدمت حمزۂ صاحبقران مین حاضر ہوا امیر باتوقیر خوش ہوے اور رعادیہ بانو پہلوان عادی
سے بدرجۂ کمال شاد ہوئی اور اپنے ہر ایک فرزند کو دیکھکر اور سینے سے لگا کر مسرور ہوئی جب پہلوان عادی قلعہ
تنگ رواحل سے خدمت حمزۂ صاحبقران مین آیا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے اپنے جملہ سردارون اور
سلطیون کو طلب فرما کر اور اپنے والد ماجد سے رخصت ہوکے مع لشکر کثیر جانب مدائن کوچ کیا اور بصد شوکت
وحشمت چند روز مین حمزۂ صاحبقران عنقریب ایک قریہ کے پہونچے ملاحظہ فرمایا کہ اہل قریہ اسدرجہ مضطر اور
پریشان ہین کہ بے اختیار اپنی گائین اور بھینسین ہانکے ہوے بھاگے جاتے ہین اور فریاد و فغان کرتے ہین جب وہ
اہل قریہ قریب حمزۂ صاحبقران آئے اُوسوقت امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ ان اہل قریہ
سے پوچھو کہ یہ سب کیون بھاگے جاتے ہین اور اسقدر کیون نالہ و بکا کرتے ہین خواجہ عمرو نے بموجب حکم حمزۂ
صاحبقران اُنسے پوچھا کہ تم کیون بھاگے جاتے ہو اونھون نے کہا خداوندا ہمارے قریہ مین ایک شیر صحرائی
آیا ہے اُس نے بہت آدمیون اور جانورون کو ہلاک کیا ہے ہم اُسکے خوف سے بھاگے جاتے ہین اور اپنے عزیزون کے
ہلاک ہونے کے غم مین روتے ہین خواجہ عمرو نے اہل قریہ سے جو کچھ سنا تھا حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا امیر باتوقیر کو
رحم آیا فرمایا اے خواجہ تم ان لوگون سے کہدو کہ اب شیر کے خوف سے نہ بھاگین ہم اُسکو ابھی مارے ڈالتے ہین خواجہ عمرو
نے حسب ارشاد حمزۂ صاحبقران سے اہل قریہ کو آگاہ کیا سب حمزۂ صاحبقران کو دعائین دینے لگے اور ٹھہر گئے
حمزۂ صاحبقران نے فوج کو اپنی اوسی جگہ ٹھہرا کر اور اوس قریہ مین جا کر ملاحظہ کیا کہ ایک بہت بڑا شیر
کچھار مین بیٹھا ہوا ہے حمزۂ صاحبقران نے شیر کو دیکھکر نعرہ کیا شیر نے نعرہ امیر باتوقیر کا سنکے سر اُٹھا کے دیکھا
اور کچھار سے نکلا اور حمزۂ صاحبقران پر بصد غیظ و غضب نعرہ کرکے چلا جسوقت قریب آیا جست کرکے دونون
پنجے اپنے بن حمزۂ صاحبقران پر مارنے کا قصد کیا حمزۂ صاحبقران نے فی الفور اس طرح شیر پر تلوار لگائی
کہ شیر کے دو ٹکڑے ہوے جب شیر دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا حمزۂ صاحبقران نے حکم دیا کہ اس شیر کی کھال نکال
بھوسا بھر کر ارابہ پر رکھو ملازمان حمزۂ صاحبقران نے بموجب حکم شیر کے پوست مین بھوسا بھر کے ارابہ پر رکھا
اہل قریہ جرات حمزۂ صاحبقران کی دیکھکر متحیر ہوے اور نہایت خوش ہوکر دعائین دیتے ہوے پھر اپنے قریہ مین
مین جا کر آباد ہوے حمزۂ صاحبقران وہان سے آگے روانہ ہوے اور قریب مداین پہونچکر ایک میدان وسیع مین
بارگاہ مین اور خیام برپا کرکے قیام پذیر ہوے اور مقبل وفادار کو سات مرکب عراقی اور چند تحایف
دے کر خدمت نوشیروان مین روانہ کیا جب مقبل خدمت نوشیروان مین پہونچے دیکھا دربار آراستہ ہے
ہزارہا حکیم و ندیم امیر و پہلوان علی قدر مراتب بیٹھے ہین نوشیروان تخت حکومت پر متمکن ہے غرض مقبل نے بعد
مجرا کرنے کے وہ گھوڑے اور تحایف پیشکش کیے نوشیروان نے دیکھا کہ مقبل ایک جوان سبزہ رنگ ہے اور
چہرے سے شجاعت آشکار ہے نوشیروان نے مقبل کو دیکھکر ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا جب مقبل تسلیم کرکے
کرسی پر بیٹھا نوشیروان نے حمزۂ صاحبقران کا مزاج پوچھا مقبل نے عرض کیا کہ بفضل خدا اور آپکی برکت
دعا سے اچھے ہین اور قریب مدائن ایک صحراے سبزہ زار مین فروکش ہین مجکو حضور کی خدمت عالی مین بھیجا ہے

نوشیروان گفتگوے مقبل سُنکے خوش ہوا ناگاہ لک لک کہ ایک طائر ہے بالاے ہوا سے اپنی زبان مین فریاد کرتا ہوا آیا
اور زنجیر عدالت پر بیٹھا اور اپنی زبان مین بیتاب و بیقرار ہوکر نوشیروان کو حاکم عادل جانکر فریاد کرنے لگا نوشیروان
نے جانب طائر سر اُٹھا کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک سانپ طایر کے پر و بال مین لپٹا ہے نوشیروان نے خیال کیا کہ
یہ جانور مجکو حاکم عادل جانکے سانپ کی شکایت کرتا ہے اور رہائی اپنی سانپ سے چاہتا ہے یہ خیال کرکے نوشیروان
نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا کہ کوئی ایسا دلاور اور تیرانداز ہو کہ جو اس جانور کو ذرا بھی صدمہ نہ پہونچاے اور
سانپ کو ہلاک کرے یہ طایر مجھسے فریاد کرتا ہے ہر چند کہ نوشیروان نے ہر ایک قدر انداز اور دلاوران ممتاز سے کہا
لیکن کسی نے جواب نہ دیا کیونکہ سب نے تصور کیا کہ سانپ طایر کے لپٹا ہے جب تیر لگائینگے ہمراہ سانپ کے طایر بھی ہلاک
ہو جائیگا جسوقت کسی بہادر اور دلاور نے جواب نہ دیا اُسوقت مقبل وفادار نے کرسی سے اُٹھکے عرض کیا کہ اگر حکم ہو
تو مین اس طایر کو اس سانپ کی ایزا رسانی سے بچاؤن اور سانپ کو ہلاک کرون نوشیروان نے اجازت دی
تمام سردار وغیرہ جو دربار مین بیٹھے تھے حیران ہوے کہ مقبل کس طرح سانپ کو ہلاک کرے گا اور طائر کو اس موزی سے
بچائیگا اہل دربار تو یہ خیال کرنے لگے لیکن مقبل نے ایک آئینہ کلان منگوا کر اور ایک بانس مین باندھکر اُس جانور کے
سامنے رکھا جسوقت اُس سانپ نے آئینہ مین دوسرے سانپ کو دیکھا طایر کے تو لپٹا رہا لیکن مُنھ اپنا اُس آئینہ پر
مارا اُسوقت مقبل نے فی الفور تاک کے ایسا ایک تیر مارا کہ سانپ کا سر اُڑ گیا اور طائر رہا ہوکر اپنی زبان
مین نوشیروان اور مقبل کو دعائین دیتا ہوا زنجیر سے ایک طرف اُڑ گیا نوشیروان مقبل سے
نہایت خوش ہوا اور اہل دربار بھی تدبیر و تیراندازی مقبل کی دیکھکر صورت آئینہ حیران ہوے جب
مقبل کرسی پر بیٹھا نوشیروان نے نہایت مسرور و خوش ہوکے خلعت پُر زر مقبل کو دیا اور بعد دینے خلعت
کے کہا کہ اے مقبل تم حمزہ سے جاکر کہدینا کہ اب جلد آؤ ہم تمہارے دیکھنے کے مشتاق ہین مقبل نوشیروان
سے یہ سُنکے اور خلعت پہنکے رخصت ہوا اور خدمت حمزہ صاحبقران مین حاضر ہوکر تمام کیفیت
بیان کی خواجہ عمرو نے جو دیکھا کہ مقبل وفادار نوشیروان کے دربار سے خلعت زرتار پہنکے آے اُسوقت
خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ اے عمرو اب تم بھی دربار مین نوشیروان کے چلو اور زر و جواہر لینے کی فکر کرو بیکار
بیٹھے رہنا اچھا نہین ہے انسان کو لازم ہے کہ زر کے حاصل کرنے سے غافل نہو یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے حمزہ
صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دین تو مین بھی دربار مین نوشیروان کے جاؤن رنگ دربار
دیکھون اگر بزرجمہر وہان تشریف رکھتے ہون تو اونکی بھی زیارت سے مشرف ہون حمزہ صاحبقران نے
فرمایا اے خواجہ عمرو مین تمکو بخوشی اجازت دیتا ہون کہ تم دربار نوشیروان مین جاؤ مگر وہان کسی کو بیہوش
نہ کرنا اور کوئی عیاری نکرنا خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ اے حمزہ صاحبقران مین فقط واسطے دیکھنے دربار
نوشیروان ملک عادل کے جاتا ہون واسطے عیاری کے نہین جاتا ہون یہ کہکے خواجہ عمرو چلنے پر آمادہ ہوے
اُسوقت حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے کہا کہ جب تم دربار نوشیروان مین جانا میری جانب سے
بعد آداب و تسلیم کے نوشیروان سے عرض کرنا کہ مین جلد تر حاضر خدمت ہوتا ہون خواجہ عمرو یہ سُنکے
روانہ ہوے اور بعد قطع راہ مداین مین پہونچے اور سیر ملک مداین دیکھتے ہوے دار الامارہ شاہی پر
پہونچے عیاران نوشیروان نے خواجہ عمرو کو دیکھکر پوچھا کہ اے خواجہ آپکے یہان آنے کا کیا باعث ہے
کس فکر مین اس جگہ آئے ہین خواجہ عمرو نے کہا چونکہ مین شہنشاہ ہفت اقلیم خسرو عادل و فہیم کے جمال

باکمال کے دیکھنے کا نہایت مشتاق تھا اسوجہ سے آیا ہوں تم اپنے دل میں اور کسی طرح کا شبہ مت کرنا یہ کہکے خواجہ نے کہا کہ تم اب میرے
حاضر ہونے کی خبر شہنشاہ زمان نوشیروان سے کرو سرہنگوں نے فوراً خواجہ عمرو کے آنے سے نوشیروان کو اطلاع کرائی
نوشیروان نے حکم کیا کہ خواجہ عمرو کو ہمارے دربار میں بلاؤ عیاران نوشیروان خواجہ عمرو کو دربار میں لے گئے خواجہ عمرو
نے دربار میں پہونچ کے موافق قاعدے کے نوشیروان کو تسلیم کی اہل دربار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو متحیر ہوکر دیکھنے لگے
کہ یہ عجب انسان عجیب الخلقت ہے کہ سر تو ناریل کے مانند ہے اور دونوں گال مثل دو گیندوں کے ہیں مانند زمین کے
پوست دیا ہے آنکھیں بہت بہت چھوٹی چھوٹی ہیں تین گز کا نیچے کا دھڑ ہے اور سات گز کا اوپر کا دھڑ ہے لیکن نہایت
چست و چالاک ہے القصہ جب خواجہ عمرو نے نوشیروان کو بصد ادب مجرا کیا نوشیروان نے ایک چوبی کرسی
بیٹھنے کا اشارہ کیا جب خواجہ بیٹھے اور جو کچھ بزرجمہر صاحبقران نے فرمایا تھا نوشیروان سے عرض کرچکے اسوقت نوشیروان
نے اپنے عیاروں کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ اس کرسی جواہر نگار سے جو ہمارے دربار میں اسی گز سے زیادہ
طول میں ہے تم اس طرف سے جست کرکے عقب کرسی جا سکتے ہو عیاروں نے بخیال اسکے کہ اسی گز سے زیادہ جست کرنا
اور کرسی کو پھاندنا نہایت دشوار ہے کچھ جواب نہ دیا اور سر جھکائے ہوئے کھڑے رہے جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ کوئی
عیار جواب نہیں دیتا ہے اور اسقدر جست نہیں کرسکتا ہے اسوقت خواجہ عمرو اپنی کرسی سے اُٹھے اور دست بستہ
عرض کرنے لگے کہ اگر اس خاکسار کو حکم ہو تو ابھی فرمانا حضور کا بجا لاوے اور جست کرکے اس کرسی پر سے پھاند جاوے
نوشیروان نے فرمایا اے خواجہ عمرو تم جست کرکے اس کرسی بلند سے پھاند جاؤگے خواجہ نے عرض کیا اقبال
حضور سے جست کرکے پھاند جاؤنگا نوشیروان نے فرمایا اے خواجہ عمرو اچھا اب جست کرو اور اس کرسی پر سے
پھاند جاؤ خواجہ نے یہ ارشاد نوشیروان کا سُن کے ارادہ جست کرنے کا کیا عیار اور جملہ اہل دربار یہ خیال کرنے لگے
کہ اس شخص نحیف و ناتوان سے اس قدر جست نہ کیا جائیگی اور بالفرض والمحال اگر اس درجہ جست بھی کریگا
تو کرسی کو پھاند کر اور زمین پر گرکے ہلاک ہو جائیگا استخوان اسکے ریزہ ریزہ بلکہ سرمہ سا ہو جاوینگے روح اسکی
تن سے فی الفور نکل جائیگی غرض یہ خیال کرکے اکثر اہل دربار خواجہ عمرو کے انجام پر نظر کرکے افسوس کرنے لگے
بعضے خواجہ کی مرگ نوجوانی پر متاسف ہوئے بعض بعض خواجہ کو بے وقوف تصور کرنے لگے اکثر اہل دربار نے
خواجہ کو مرفوع العقل تصور کیا اکثر شخص خواجہ کے انجام پر خیال کرکے رونے لگے بعضے عیار خواجہ کی جرأت
اور دست و پا پر نظر کرکے ہنسنے لگے مختصر بختک نابکار اپنے دل میں خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ اگر خواجہ عمرو
جست کرسی سے پھاند نہ گئے تو اس دربار میں ایسے ذلیل ہونگے کہ میرے بھائیوں کو بھی ویسا انھوں نے
ذلیل نہ کیا ہوگا اور اگر جست کرکے پھاند گئے اور زمین پر گرے تو بھی کسی طرح جانبر نہ ہونگے بہر طور ای بختک
آج تجکو خوشی از حد ہوگی اور مدعائے دل بر آئیگا بختک تو خیال یہ کر رہا تھا اور اہل دربار اور عیار دیکھ
رہے تھے یکایک خواجہ عمرو جست کرکے اور مثل ابر زمین سے بلند ہوئے اور کرسی کو پھاند کے مانند
قطرۂ باران کے زمین پر آئے اور ذرا بھی چوٹ نہ آئی یہ حال دیکھ کے نوشیروان اور اہل دربار نے
امرائے نامدار اور سرداران ذی وقار و بزرجمہر نہایت خوش ہوئے اور سب نے خواجہ کی تعریف کی
اور عیاران نوشیروان اور بختک مردود حیران اور دونوں بھائی بختک کے نہایت متحیر ہوئے
مغموم ہوئے کیونکہ جو انھوں نے خیال کیا تھا وہ نہ ہوا الحاصل جب خواجہ جست کرکے کرسی کو پھاند چکے
اسوقت نوشیروان نے اہل دربار کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ تمکو ہمارا خوش ہونا منظور ہو

اور جو شخص جسے کو دوست اپنا جانتا ہو اور جاکر اپنا سمجھتا ہو وہ خواجہ عمرو کو موافق قدر و منزلت کے زر و جواہر دیے جسوقت نوشیروان نے دربار میں اس طرح فرمایا فوراً ہر ایک امیر و وزیر اور پہلوان اور ندیم اور حکیم زر و جواہر موافق اپنی لیاقت اور مرتبہ کے دینے لگا بختک وغیرہ نے بھی بدرجہ ناچاری و مجبوری تھوڑا تھوڑا زر نقد دیا ایک ساعت کی ساعت میں خواجہ عمرو کے روبرو روپیے اور اشرفیوں اور جواہر کا انبار ہو گیا بعد اس کے نوشیروان نے علاوہ زر سرخ کے ایک خلعت زرتار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو دیا خواجہ نے نہایت خوش ہو کے خلعت پہنا اور تمام زر و جواہر مع کچھ دہان کی ہٹی کے سمیٹ کے ایک بڑی چادر میں خوب مضبوط باندھا اس اثنا میں نوشیروان نے دربار برخاست کیا اور داخل محل ہونے لگا خواجہ عمرو نوشیروان کو مجرا کر کے رخصت ہوئے اور قصد حمزہ صاحبقران کی خدمت میں جانے کا کیا اسوقت خواجہ بزرجمہر نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ ابھی حمزہ صاحبقران پاس نہ جاؤ دو چار روز ہمارے مکان پر جا کے مقیم ہو خواجہ عمرو نے انکار کرنا مناسب نہ جانا آخر بموجب ارشاد کے بزرجمہر کے مکان پر آئے اور مقیم ہوئے ایک روز نوشیروان کو خبرداروں نے خبر دی کہ حمزہ مداین کے قریب آگئے ہیں اور ایک مقام پر قیام پذیر ہیں یہ خبر سن کے نوشیروان نے بختک سے پوچھا کہ اے بختک واسطے استقبال حمزہ کے کسی سردار کو تو روانہ کرنے کو دل نہیں چاہتا ہے خود میرا ارادہ ہے کہ میں جاکر اپنے تاج بخش اور محسن اور پسر خواندہ کو بصد عزت لے آؤں بختک نے عرض کیا خداوند نعمت گستاخی معاف حضور کو زیبا اور مناسب نہیں ہے کہ ایک مجاور خانہ کعبہ کے فرزند کا حضور استقبال کریں یہ تو سراسر حضور کی کسر شان کا باعث ہے میرے نزدیک تو یہ مناسب ہے کہ خود ہی حمزہ کو یہاں آنے دیجئے یا کسی سردار کو برائے استقبال بھیج دیجئے نوشیروان نے یہ گفتگو بختک کی سنکے خواجہ بزرجمہر کو طلب کیا جس خواجہ بزرجمہر روبرو سے نوشیروان تشریف لے گئے اور بیٹھے اسوقت نوشیروان نے بزرجمہر سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے عموے نامدار آج میں نے سنا ہے کہ حمزہ پسر خواندہ میرا عنقریب مداین پہونچا اسکے استقبال کے واسطے کسی سردار کو روانہ کرنا منظور نہیں ہے کیونکہ خلاف اوس کی شان کے ہے میں نے خود قصد کیا تھا کہ میں بحشم و حشم جاؤں اور حمزہ کو لے آؤں لیکن بختک مانع ہے اب آپ فرمائیں اس بارے میں کیا کروں خود حمزہ کے لینے کو جاؤں یا نہ جاؤں خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ میرے نزدیک تو بہتر ہے کہ حضور کا شکار کے بہانے سے ایک صحرائے سبزہ زار میں قریب جائے قیام حمزہ صاحبقران تشریف لے جائیں جسوقت حمزہ صاحبقران یہ خبر سنیں گے کہ حضور صحرائے سبزہ زار میں واسطے شکار کھیلنے کے تشریف لائے ہیں یقیناً وہ حضور کی خدمت میں حاضر ہونگے آپ حمزہ صاحبقران اپنے پسر خواندہ کا شکار کے پردے میں استقبال کیجئے تاکہ کسی پر ثابت نہو کہ شہنشاہ ہفت اقلیم نے اپنے پسر خواندہ کا استقبال کیا جب یہ گفتگو خواجہ بزرجمہر کی نوشیروان نے سنی تدبیر استقبال حمزہ معقول خیال کر کے اسی وقت وزرا کو حکم دیا کہ سامان شکار کھیلنے کا کیا جائے کل ہم صبح کو واسطے شکار کے جائیں گے اور جملہ اہل دربار بھی ہمارے ساتھ واسطے شکار کھیلنے کے چلیں اور کل لشکر ہمارا ہنگام سحر مسلح اور تیار رہے وزرا نے یہ حکم سن کے دست بستہ عرض کیا کہ بموجب حکم حضور سامان شکار بخوبی کیا جائیگا یہ عرض کر کے وزرا نے اسی وقت سے سامان شکار کرنا شروع کیا خواجہ بزرجمہر اپنے مکان میں آئے اسی روز خواجہ عمرو بھی بزرجمہر سے طالب رخصت ہوئے بزرجمہر نے ہنگام رخصت خواجہ عمرو کو ایک رقعہ اس مضمون کا لکھ دیا کہ اے فرزند سعادت نشان حمزہ صاحبقران بعد دعائے درازی عمر و اقبال تمکو معلوم

ہوکہ کل ہنگام سحر نوشیروان تمہاری جاے قیام کے قریب واسطے شکار کے جائیگا تمکو لازم ہے کہ تم بھی شکار
کھیلتے ہوے اُسی صحرا مین آنا اور نوشیروان سے ملاقات کرنا یہ مضمون رقعہ مین لکھکر خواجہ عمرو کے حوالے
کیا اور فرمایا کہ اے خواجہ عمرو یہ رقعہ حمزۂ صاحبقران کو دیدینا اور ہماری طرف سے بہت بہت دعا کہنا خواجہ
عمرو بزرجمہر اور خواجہ امید سے رخصت ہوکر چلے اور بعد قطع راہ خدمت حمزۂ صاحبقران مین پہونچے بعد
بیان کرنے تمام حال کے رقعہ بزرجمہر کا دیا امیر با توقیر نے رقعہ پڑھکے سردارون سے حکم کیا کہ سامان شکار کھیلنے کا
مہیا کرو کل ہنگام سحر شکار کھیلنے چلینگے سردارون نے عرض کیا کہ بموجب ارشاد حضور کے جو کچھ سامان شکار کھیلنے
مہیا کیا جائیگا جب وہ روز تمام ہوکے شب ہوئی اور رات گذر کے سحر ہوئی حمزۂ صاحبقران مع کل لشکر اور
سامان شکار کے جانب صحراے سبزہ زار مین روانہ ہوے ادھر قریب سحر بموجب تاکید وزرا دو سو شکاری
کتون کی جوڑیان اور بعضے مردمان چیتون کی جوڑیان لیے ہوے اور اکثر ملازمان ملک عادل نوشیروان
اور بہری اور باز و دیگر جانوران شکاری کو لے کر در دولت شاہی پر حاضر ہوے وزرا نے اثاثہ بارگاہ اور
قیام کا قبل سے جانب شکارگاہ روانہ کردیا جب کل اہل دربار در دولت پر حاضر ہوے اور جملہ سردار اور
کل مردمان لشکر مسلح اور تیار ہو چکے اسوقت شہنشاہ ہفت کشور عالم بحر و بر عادل و فریاد رسی
داد خواہان یعنے نوشیروان دار الامارۂ شاہی سے تاج شاہی سر پہ رکھے ہوے اور ملبوس شاہی
زیب تن کیے ہوے برآمد ہوا اور دولت کہاریان خوبرو ہاتھون مین بلوری کنول دو جانب لیے ہوے
آئین جسوقت نوشیروان محل سے برآمد ہوا ہر ایک وزیر اور امیر اور پہلوان وغیرہ نے واسطے مجرے اور
تسلیم کے سر جھکایا لشکر مین سلامی کی گئی سو توپین گولہ اندازون نے ذیکین نوشیروان نے ہر ایک وزیر و
امیر دلیر کا سلام اور مجرا باشارۂ چشم لیا نقیبون نے بعد دعاے ترقی دولت و اقبال کے صداے دور باش
بلند کی نوشیروان ہمراہی امرا اور وزرا قریب تخت آیا اور تخت پر بیٹھا کہارون نے تخت اوٹھایا ہر ایک
امیر اور پہلوان گھوڑے پر سوار ہوا خواجہ بزرجمہر ایک نفس نفیس مین سوار ہوے جتنک بھی اپنی جگہ پر
بیٹھا سوارون نے اپنے پرے جماے پیدل صف آرا ہوے علمہاے لشکر کھلے ڈنکے پہ چوب پڑی سواری
نوشیروان کی مثل باد بہاری کے چلی جلوس اس طرح آگے چلا کہ گاوزمین بار کثرت سے بیقرار ہوا اور
فلک خمیدہ ہوکر بنظر حیرت دیکھنے لگا نوشیروان درمیان امرا اور وزرا وغیرہ کے اسطرح تھا کہ جیسے ماہ تابان
درمیان ستارون کے ہوتا ہے یا مہر سپہر مین شعاع کے ہوتا ہے راوی کہتا ہے کہ وہ عجب وقت تھا نسیم سحر
چلتی تھی غنچے مسکراکر گل ہوتے تھے ہواے سرد سے لالہ کے داغ دل مین سوزش نہ تھی مرغان خوش الحان
سحر خیزی کرتے تھے خصوصاً صداے بلبل نغمہ سرا سے خوش ہوکر غنچے مسکراتے تھے اور گل خندان ہوتے تھے
سبزہ طراوت شبنم سے لہلہاتا تھا اشجار ہواے مثل مستون کے جھومتے تھے نرگس تک بہار گلہاے باغ
دیکھتی تھی ہر ایک شجر میوہ دار کثرت بار اثمار کے واسطے سجدۂ شکر پروردگار کے زمین پر جھکا ہوا تھا
مرغان چمن حمد رب ذو المنن اپنی زبان مین کرتے تھے طاؤسان گلشن اپنی صدا بلند کرتے تھے نسیم سحر بوی گل
سے اترائی ہوئی چلتی تھی ہر شاخ شجر باغ جہان مین پھولتی پھلتی تھی نرگس کا غنچہ ہاے گل سے کنکھیون
سے اشارہ تھا شعر برگ درختان سبز در نظر ہوشیار ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار
اور شادابی ہر شجر صبح کا وقت تھا نور ستارون کا روز و مہر عالم غائب ہوتا روشنی سحر کا آغاز تھا

زیادہ ہوتا اور شاہ انجم سپاہ کا مع لشکر کواکب قلعۂ فلک مین پنہان ہوتا اور وہ شاہ خاور کا سمت مشرق سے عیان ہوتا
ہر ایک اہل نظر کو عالم وجود مین لاتا تھا اُسوقت ہر اہل نظر سپیدۂ سحر کو دیکھکر بے اختیار یہ کہتا تھا بیت شنا کرے
کوئی فرولش خود ستہ قدرت رب شام و سحر غرض نوشیروان مسرور و خندان ہمراہی کل لشکر ہو کے سیر شکارگاہ
پہ پہونچا دیکھی کہ عجیب صحراے سبزہ زار ہے کہ کوسون تک زمین پر سبزہ نوخاستہ کا فرش ہے غول کے غول
آہوؤن کے ہر سمت صحرا مین نظر آتے ہین مرغان ہوائی بکثرت ہین نوشیروان شکارگاہ معقول دیکھکر خوش ہوا
اور شکار کھیلنے مین مصروف ہوا کسی طائر کو تیر سے شکار کیا اور کسی آہو کو چار جانب سے گھیر کے اور تیرون سے
زخمی اور مجروح کرکے زمین پر گرایا قراول آہوؤن کو گھیر کے لانے لگے سرداران لشکر ہمراہ نوشیروان غزالون کا شکار
کرنے لگے نوشیروان نے بعضے جانورون کو باز سے شکار کرایا اور اکثر طائرون پر بحری اور جرہ کو چھوڑا نوشیروان
اُس صحرا مین شکار کھیل رہا تھا ناگاہ ایک آہو کہ نہایت خوبصورت اور شوخ چشم تھا نوشیروان کو نظر آیا نوشیروان
نے اوس آہو پر گھوڑا دوڑایا وہ آہو طرارے بھرتا ہوا ایک سمت بھاگا نوشیروان نے قریب اُس آہو کے پہونچکے
ایک تیر چلہ کمان مین جوڑ کے اُس آہو کی ران پر مارا ہر چند وہ آہو کہ زخمی ہوا لیکن زمین پر نہ گرا اور بے تکلف
لنگ کرتا ہوا بھاگا نوشیروان نے اُسکے تعاقب مین گھوڑا اُٹھایا اُسوقت جملہ امیر اور وزیر اور سردار اور غیر سردار
ہمراہ رکاب نوشیروان تھے یکایک نوشیروان نے دیکھا جس طرف وہ آہو بھاگا جاتا تھا اُسی طرف سے ایک غبار
عظیم بلند ہوا جب وہ غبار برطرف ہوا دیکھا کہ حمزہ پسر خواجہ امیر مع سرداران نامدار بجمعیت لشکر شکار کھیلتا ہوا
آتا ہے اُس طرف حمزۂ صاحبقران نے دور سے ملاحظہ فرمایا کہ ایک ہرن کے تعاقب مین نوشیروان مع جملہ
امرائے سلطنت و اعیان مملکت وغیرہ کے بعجلت تمام آتا ہے حمزۂ صاحبقران نے اُس آہو کے زخمی کو
ایک تیر ایسا مارا کہ وہ آہو زمین پر گرا حمزۂ صاحبقران نے اپنے ملازمون اور لشکریون سے کہا کہ اس آہو کو
ہمراہ اپنے لیجاؤ لشکریون نے آہو کو زمین سے اُٹھا کر ہمراہ لے لیا جسوقت حمزۂ صاحبقران اُس طرف سے
تھوڑی دور آگے بڑھے اور اُس طرف سے نوشیروان اس طرف آیا درمیان راہ مین حمزۂ صاحبقران
سے ملاقات ہوئی اُسوقت نوشیروان نے فرمایا کہ اے فرزند مین تو تمھارے دیکھنے کا نہایت مشتاق تھا اتفاق سے
اس صحرا مین تم سے ملاقات ہو گئی حمزۂ صاحبقران نے فوراً گھوڑے سے اُتر کے واسطے تسلیم کے سر جھکایا اور
عرض کیا کہ اس خاکسار ذرۂ بیمقدار کو بھی حضور کی قدمبوسی کا از حد اشتیاق تھا الحمد للہ کہ میری قسمت نے
یاوری کی اور خضر بخت نے رہبری کی اس صحراے سبزہ زار جاے صید و شکار مین شرف قدمبوسی حضور مجکو حاصل
ہوا ہر چند کہ بعد دو ایک روز کے یہ حقیر حاضر خدمت حضور ہونیوالا تھا لیکن میرے طالع نے ایسی رسائی کی کہ آج ہی مجکو حضور کی
زیارت حاصل ہوئی حمزۂ صاحبقران نے یہ کہکے سر اپنا قدم نوشیروان پر جھکانا چاہا مگر نوشیروان نے سر
حمزۂ صاحبقران کو بصد الفت سینے سے لگایا اور بہت تعریف شجاعت و دلاوری کی کی اُسوقت حمزۂ صاحبقران
نے دو دست چند لعل بدخشان بے مثل و لاثانی ہاتھون پر رکھکر نذر دی نوشیروان باوجودیکہ شہنشاہ
ہفت کشور تھا اون لعل بے بہا کو دیکھکر متعجب ہوا اور خوش ہو کر نذر قبول کی اور اوسی
وقت حکم دیا کہ خلعت فاخرہ اکیس پارچون کا نہایت پر زر لایا جاے اور دو خلعت سات
سات پارچون کے بسلسلہ حاضر کیے جائین چنانچہ بموجب حکم نوشیروان جو کچھ کہ نوشیروان
اپنے ہمراہ لے گیا تھا اُمرا اور وزرا بدست مردمان دیگر جلد تر لائے نوشیروان نے اول ذہی خلعت

اکیس پارچون کا حمزۂ صاحبقران کو دیا اور وہ دونون خلعت سات سات پارچون کے مقبل وفادار
اور خواجہ عمرو بن امیہ نامدار کو دیئے اور ایک ہار موتیون کا جو کہ بے مثل و نادر تھا اور قیمت اوس کی کوئی
بادشاہ بھی نہ دے سکتا تھا حمزۂ صاحبقران کو عنایت کیا اور حمزۂ صاحبقران کے گلے مین اپنے
ہاتھ سے پہنا دیا اور ایک مرکب کہ جس کا نام مجنون تھا حمزۂ صاحبقران کو دیا حمزۂ صاحبقران اور مقبل
وفادار اور خواجہ عمرو بن امیۂ نامدار بعد ادب آداب و تسلیم و کورنش بجا لائے بعد اوس کے حمزۂ
صاحبقران نے شرف قدمبوسی خواجہ بزرجمہر حاصل کیا الغرض بعد دینے خلعت وغیرہ کے نوشیروان
حمزۂ صاحبقران کو اوس صحراے سبزہ زار اور جاے صید و شکار سے بعد عزت و احترام مع سرداران
کے مداین مین لایا اور لشکر حمزۂ صاحبقران پل شادگام پر قیام پذیر ہوا جب نوشیروان تخت پر
آکے بیٹھا اوسوقت حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اے فرزند اس دربار مین جسقدر ڈنگل ہین
جس ڈنگل پر تمھارا دل چاہے بیٹھو حمزۂ صاحبقران نے جو دربار مین چہار جانب بنظر غور دیکھا ملاحظہ کیا
کہ ایک ڈنگل عنقریب تخت نوشیروان خالی ہے اور اوسپر کوئی نہین بیٹھا ہے اور غاشیہ اوس ڈنگل پر
پڑا ہے حمزۂ صاحبقران غاشیہ دور کر کے اوسی ڈنگل پر بیٹھے چونکہ وہ ڈنگل گستہم زرین کفش کا
تھا اور وہ بحکم نوشیروان براے مقابلۂ بہرام گرد گیا ہوا تھا اسوجہ سے اوسکے ڈنگل پر غاشیہ پڑا
تھا الغرض جب حمزۂ صاحبقران ڈنگل گستہم پر بیٹھے اور بختک نے دیکھا فوراً آردشیر اور ہاردشیر فرزندان
گستہم سے چپکے سے کہا کہ افسوس ہزار افسوس تمھاری دلاوری اور بہادری بالکل تشریف لے گئی اب تم دونون
بھائی نامرد اور بودے ہوگئے تم کو اب تلوار کا باندھنا مناسب نہین ہے اور دربار نوشیروان مین درمیان
دلاورون کے بیٹھنا بھی کسی طرح تمھارا اچھا نہین ہے کیونکہ دربار نوشیروان مین نامردون کے بیٹھنے کا کیا
کام ہے اس دربار مین وہ صف شکن اور تیغ زن بیٹھتے ہین جو ذرا سی بات پر اپنی جان دیدیتے
ہین اور ادنی سے امر پر اپنے دشمن کو قتل کرتے ہین اور ذرا سی بات کی برداشت نہین کرتے ہین
پس تم کو لازم ہے کہ اب تم اس دربار مین نہ بیٹھا کرو اور مردان عالم مین اپنے تئین شمار نہ کیا کرو اگر
بیحیا اور بے عزت ہو تو خیر اور اگر کچھ بھی غیرت رکھتے ہو تو کسی دریا مین ڈوب کے مرجاؤ جس مین بیغیرتی
سے بچو اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو زہر کھا کر ہلاک ہو جاؤ اب زندہ نہ رہو کیونکہ ذلیل اور بیحیا ہو کر
اگر زندہ رہے تو کیا ایسی زندگی سے تمھارا مرجانا بہتر ہے جسوقت یہ تقریر طولانی آردشیر اور ہاردشیر پسران
گستہم زرین کفش نے کہ پہلوانان نامی ہین بختک سے سنی گھبرا کر اور متحیر ہو کر بختک سے پوچھنے لگے
کہ اے بختک اسوقت تم ہم سے کیسی گفتگو کرتے ہو کیا شراب زیادہ پیے ہوے ہو ہم ایسے دلاورون کو
نامرد کہتے ہو اور بیحیا اور بیغیرت تصور کرتے ہو کیون ہم دریا مین ڈوب کر اپنی جان دین اور کس
وجہ سے زہر کھا کر اپنے تئین ہلاک کرین اور کس سبب سے اس دربار مین نہ بیٹھا کرین آخر کچھ
بتاؤ تو کہ اس کا کیا سبب ہے بختک نے کہا اب مجھکو معلوم ہوا کہ تم اندھے بھی ہو گئے اور تمھاری
آنکھون سے اب کچھ دکھائی بھی نہین اور یہ بھی مجھکو بخوبی ثابت ہو گیا کہ تم بالکل گدھے ہو میرے
نزدیک گدھے سے بھی بدتر ہو اب مین کیا کہون اگر تم عقلمند ہوتے تو تم کو اشارہ کفایت کرتا آردشیر
اور ہاردشیر یہ گفتگو مہمل خلاف اپنی شان کے سن کے نہایت برہم ہوے اور فرط غیظ سے کانپنے لگے

رنگ چہرہ کا فرط غیظ و غضب سے سرخ ہو گیا ہاتھ قبضوں پر تلواروں کے رکھکر بختک سے جھنجلا کر کہنے لگا کہ او نالایق و نامعقول بڑی دیر سے مجھکو کلمات سخت و درشت کہتا ہے اور مفصل احوال بیان نہیں کرتا اب تو دل چاہتا ہے کہ تجھکو اسی دربار میں قتل کر ڈالیں جسوقت بختک نے دیکھا کہ آردشیر اور ماردشیر کو بہت غصہ آگیا اسوقت بختک نے کہا کہ اے بہادرو اصل حقیقت یہ ہے کہ حمزہ صاحبقران اسوقت تمہارے باپ کے دنگل پر بیٹھے ہیں اور یہ بھی جانتے ہو کہ یہ کون ہیں ایک مجاور رفادہ کے بیٹے ہیں اور ان کی کچھ بھی نہیں ہے اگر اسوقت تمہارا باپ ہوتا تو کبھی اپنے دنگل پر حمزہ صاحبقران کو بیٹھنے نہ دیتا اور اس دنگل پر بیٹھ جانے کی سزا اسے معقول دیتا مگر افسوس وہ یہان پر نہیں ہے اگر تمکو کچھ دعوی دلیری ہے تو اپنے باپ کے دنگل پر سے پسر مجاور رفادۂ کعبہ کو اٹھا دو اور اگر نامرد ہو تو بیٹھے رہو میں نے تم سے پہلے ہی کہا تھا مگر تم میری گفتگو نہ سمجھے اور میرے قتل کرنے پر آمادہ ہوے بختک تو یہ کہکے چپکا ہو رہا اور خیال کرنے لگا کہ مین نے اچھی تدبیر تو معقول کی ہے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے اگر حمزہ صاحبقران کو انہوں نے دنگل سے اٹھا دیا تو حمزہ صاحبقران کو سر دربار بڑی ذلت ہوگی اور میرا دل نہایت خوش ہو جائیگا اور اگر حمزہ صاحبقران دنگل سے نہ اٹھینگے اور ان دونوں کو ہلاک کرینگے تو بھی نوشیروان حمزہ صاحبقران سے ناراض ہو کر قتل کریگا یا قید کریگا یہ عزت اور حرمت حمزہ کی نہ رہیگی بہر طور بخوبی مطلب دلی اپنا بر آئیگا بختک نابکار تو یہ خیال کر رہا ہے اور چپکا مسند پر بامسکین سے بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہے لیکن اب حال آردشیر اور ماردشیر فرزندان گستہم زرین کفش کا لکھا جاتا ہے کہ جب بختک نے مفصل حال بیان کیا اسوقت فرزندان گستہم نے بھی خیال کیا کہ بختک سچ کہتا ہے حمزہ صاحبقران ہمارے سامنے ہمارے باپ کے دنگل پر بیٹھے ہیں اگر ہم انکو دنگل سے نہ اٹھا دیں اور یونہیں بیٹھے رہیں تو بیشک ہم مرد نہیں ہیں یہ خیال کرکے آردشیر اپنے دنگل سے اٹھا اور قریب حمزہ صاحبقران جاکر یہ کہنے لگے کہ یہ دنگل جس پر آپ بیٹھے ہیں میرے باپ کا ہے اور وہ دلاوری اور بہادری میں مثل و نظیر اپنا نہیں رکھتے ہیں اگر اس زمانہ میں رستم و اسفندیار و دیگر دلاوران ایران و طوران ہوتے تو وہ سب میرے پدر کے فرمانبردار ہوتے اور پہلوانی میں شاگرد ہوتے پس آپ کو مناسب نہیں ہے کہ ایسے دلاور یکتاے روزگار کے دنگل پر بیٹھے اور اس دربار میں کسی اور دنگل پر نہ بیٹھے اور اس دنگل سے ابھی اٹھ جائیے ہمنے آپ کا بڑا لحاظ کیا اگر اور کوئی اس دنگل پر بیٹھ جاتا تو ہم اوسکو سخت سزا دیتے حمزہ صاحبقران نے یہ گفتگو آردشیر کی سنکے جواب دیا کہ میں اس دنگل پر بموجب فرمانے نوشیروان کے بیٹھا ہون اب ممکن نہیں کہ اس دنگل سے اور دوسرے دنگل پر بیٹھوں اور اس دربار میں تو میں اسی دنگل پر آج بیٹھوں گا اور جب تک مدائن میں رہونگا اسی دنگل پر بیٹھا کرونگا اور یہ جو تم نے کہا کہ ہم نے بہت بڑا لحاظ کیا اگر اور کوئی ہوتا تو اوسکو دنگل سے اٹھا دیتے پس اب میں تم سے کہتا ہوں کہ تم میرا لحاظ نہ کرو اگر تم مرد ہو اور کچھ دعوی دلاوری ہے تو مجھکو اس دنگل سے اٹھا دو اور اگر نامرد اور بودے ہو تو جاؤ اپنے دنگل پر بیٹھو ہم سے گفتگو سخت نہ کرو ورنہ ایسی سزا تمکو دیجائیگی کہ ہمیشہ یاد کروگے تم نے ابھی شیروں کا جلال نہیں دیکھا ہے اسوقت دل یہ چاہتا ہے کہ تم کو بے ادبانہ گفتگو کرنے کی یہ سزا دوں کہ زبان تمہاری دہن سے کھینچ لوں تاکہ پھر تم کسی دلاور سے گفتگو کے لایق نہ رہو جسوقت یہ تقریر حمزہ صاحبقران کی آردشیر نے سنی غصہ میں تو بہلے

نہایت تھا آب اور زیادہ برہم ہوا اور تاب تحمل نہ لا کر ایک گھونسا پہلوے حمزۂ صاحبقران پر مارا اور کہنے لگا ابھی اس دنگل سے اٹھ جا حمزۂ صاحبقران نے بند دست آردشیر کا پکڑ کر اس زور سے طمانچہ مارا کہ آردشیر زمین پر گر پڑا اور مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا آخر صدمۂ ضرب طمانچہ سے تڑپتے تڑپتے بیہوش ہو گیا اسوقت دربار نوشیروان مین ہر ایک سردار یہ قوت و طاقت حمزۂ صاحبقران کی دیکھکر متحیر ہوا اور کسی کو یہ جرأت نہوئی کہ بعوض آردشیر حمزۂ صاحبقران سے مقابلہ کرے یا گفتگوے سخت کرے جسوقت آردشیر بیہوش ہو گیا اور مردم آردشیر کو دربار نوشیروان سے اٹھا لیگئے نوشیروان نے آردشیر کو طمانچہ مارنے کا باعث پوچھا حمزۂ صاحبقران نے تمام حال آردشیر کی گفتگو کرنے کا اور پہلے گھونسا مارنے کا بیان کیا نوشیروان آردشیر کی گستاخی سے آگاہ ہو کر اور حمزۂ صاحبقران کے احسان کا خیال کر کے چپکا ہو رہا لیکن ماردشیر بن گستہم نے جسارت کر کے کہا کہ اے حمزۂ صاحبقران گستہم پہلوان بے مثل و بے نظیر ہے اول تو آپ کو مناسب نہین ہے کہ اپنے پہلوان کے دنگل پر بیٹھین اور اگر گستہم کے دنگل پر آپ بیٹھتے ہین تو کوئی کار نمایان ایسا کیجئے کہ سب آپ کو بھی دلاور تصور کرین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا تمھارے نزدیک جو امر اہم ہو وہ مجھسے بیان کرو تاکہ مین ابھی اُس امر دشوار کو تمھارے روبرو اسی وقت سہولت سے انجام کو پہونچاؤن ماردشیر نے یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی سُن کے ایک کمان ایسی سخت منگوائی کہ اگر رستم و اسفندیار اور گیو بیژن بھی زندہ ہوتے اور وہ سب اُس کمان سخت کو کھینچتے تو بھی وہ کمان نہ کھنچتی الغرض جب وہ کمان دربار مین آئی اور قباد نے واسطے کھینچنے کے حمزۂ صاحبقران کو دی حمزۂ صاحبقران نے بھرے دربار اُس کمان سخت کو جو کھینچا تو وہ کمان ٹوٹ گئی حمزۂ صاحبقران نے وہ کمان شکستہ قباد کو دے کر فرمایا کہ یہ کیسی نرم اور بودی کمان تھی کہ ذرا سے کھینچنے مین ٹوٹ گئی ایسی کمان کے کھینچنے کو تم امر اہم اور دشوار خیال کرتے تھے ماردشیر بن گستہم و جملہ پہلوانان دربار نوشیروان یہ زور حمزۂ صاحبقران کا دیکھکر نہایت متحیر ہوے اور سب بہادر اور دلاور اپنے دل مین کہنے لگے کہ یہ کمان ایسی سخت تھی کہ اگر ہم بھی کھینچتے تو نہ کھنچتی حمزۂ صاحبقران نے تو اس کمان کو توڑ ڈالا سچ تو یہ ہے کہ حمزہ کے دست و بازو مین نہایت قوت ہے سرداران نامی تو یہ خیال کرنے لگے لیکن نوشیروان نے جب یہ دیکھا کہ حمزہ میرے پسر خواندہ نے ایسی کمان سخت کو توڑ ڈالا کہ جو کسی پہلوان سے کھنچ نہ سکتی تھی نہایت خوش ہوا اور اُسی عالم خوشی مین کشتیان شراب کی طلب کین بموجب حکم ساقی بچے کشتیان شراب کی لائے اول ایک ساقی بچے نے ساغر بلورین کو مے گلرنگ سے مملو کیا اور بعد ادب روبرو سے نوشیروان لے گیا نوشیروان نے جام شراب لے کر پیا بعد اسکے بحکم نوشیروان ساقی بچے ہر ایک پہلوان اور امراے عالیشان کے روبرو ساغر مے لائے کسی پہلوان نے یہ شعر پڑھکے شراب پی شعر

بجا ہون محتسب کا خون دو در بزم بادہ کش ہون مین ۞ زمین پر ایک قطرہ بھی جو ٹپکے ساغر دل سے

- کسی امیر نے جام مے ارغوان لیکر اور ساقی بچے سے مخاطب ہو کر یہ شعر پڑھا شعر

وہ میکش ہون کہ میخانہ مین رو دون اشک خون ساقی ۞ بھر آئے دل مرا شیشہ جو خالی ہو کوئی مل سے ۞

جب ساقی بچہ جام مے ارغوان روبرو حمزۂ صاحبقران لایا حمزۂ صاحبقران نے شراب نہ پی نوشیروان نے باعث شراب نہ پینے کا پوچھا حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا کہ حضور مین ایک وجہ سے شراب نہین پیتا ہون اور وہ وجہ لایق عرض نہین ہے نوشیروان کچھ سمجھکے چپکا ہو رہا خواجہ بزرجمہر نے نوشیروان سے عرض کیا کہ حضور حمزۂ صاحبقران ماءاللحم کے عادی ہین اگر حکم ہو تو میرے یہان ماءاللحم تیار رہتا ہے لاؤن نوشیروان

نے گفتگو بزرجمہر کی سمجھ کے حکم دیا کہ اچھا واسطے حمزہ کے ماء اللحم لے آئیے یا کسی سے منگوا لیجئے خواجہ بزرجمہر
نے ابو الخیر سے فرمایا کہ جلد ہمارے مکان سے ماء اللحم جا کر لے آؤ ابو الخیر گیا اور ماء اللحم لے کر حاضر ہوا
خواجہ بزرجمہر نے خود بھی ماء اللحم پیا اور حمزہ صاحبقران و سرداران حمزہ صاحبقران کو
دیا ہر ایک سردار نے بعد پینے حمزہ صاحبقران کے ماء اللحم پیا

داستان لیجانا خواجہ عمرو کا پہلوان عادی کو باغ میں اور ہلاک ہو جانا دختر بختک کا اور انصاف کرنا نوشیروان کا

کوچہ نشینان شاہد مقال و داستان گویان عدیم المثال اس شاہد داستان رنگین کو آغوش بیان میں اس طرح کھینچتے
ہیں کہ جب دربار نوشیروان میں ساقی نے نوشیروان و سرداران نوشیروان کو شراب پلا چکے
اور حمزہ صاحبقران ماء اللحم نوش کر چکے اسوقت دل خواجہ عمرو کا گھبرایا دربار سے اٹھ کے بازار
مدائن میں گئے اور سیر بازار کرنے لگے ناگاہ دیکھا کہ کچھ سوار و پیدل مردمان بازاری کو درمیان راہ سے
ہٹاتے ہوئے آتے ہیں بعد آگے نکل جانے سواروں اور پیدلوں کے ایک قفس کہار لیے جاتے ہیں ہمراہ قفس کے
چوبدار اور کہاریاں دوڑتی ہوئی چلی جاتی ہیں چونکہ قفس کا پُرزر ہے اور پیچھے قفس کے چند میانے ہیں خواجہ
عمرو نے مردمان شہر مدائن سے پوچھا کہ یہ کسکی سواری جاتی ہے لوگوں نے کہا کہ یہ سواری بختک کی بیٹی کی ہے وہ
اکثر باغ میں واسطے سیر کے جایا کرتی ہے آج بھی یقیناً اپنے باغ میں جائیگی اور دو ایک روز باغ میں رہیگی خواجہ
عمرو یہ گفتگو مردمان بازاری کی سن کے خیال کرنے لگے کہ اے عمرو اسوقت پہلوان عادی کو کسی بہانے سے
باغ میں دختر بختک کے لیجانا چاہیے اور کسی طرح دختر بختک کی صورت پہلوان عادی کو دکھانا چاہیے
اور سیر باغ بھی کرنا چاہیے یہ خیال کر کے جلد تر خواجہ دربار نوشیروان میں آئے اور پہلوان عادی سے
آہستہ کہنے لگے کہ دربار میں بیکار بیٹھے ہوئے ہو چلو بازار کی سیر کریں میوے انواع و اقسام کے اچھی طرح تم کو
کھلائیں پہلوان عادی نے کہا اے خواجہ سچ کہو میوہ پیٹ بھر کے مجھکو کھلاؤ گے اسوقت میں نہایت گرسنہ
ہوں خواجہ عمرو نے کہا کہ تم چلو تو سہی میں تمکو اسقدر بادام و انار شیرین وغیرہ کھلاؤں گا کہ تم سیر ہو جاؤ گے
علاوہ اسکے ایک بات بھی تم سے کہنی ہے اور وہ بات ایسی ہے کہ اگر تم سنوگے تو نہایت خوش ہوگے پہلوان
عادی یہ تقریر خواجہ عمرو کی سن کے دربار سے اسطرح اٹھا کہ حمزہ صاحبقران نے پہلوان عادی کو جاتے
ہوئے دیکھا نہیں جب دربار سے اٹھ کے بازار میں آیا خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ اے خواجہ اب انار و بادام وغیرہ مجھکو کھلاؤ
خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان عادی یہاں ایک باغ ہے اس باغ میں چلو وہیں پیٹ بھر کے میوے
باغ کے کھانا پہلوان عادی نے پوچھا وہ باغ کس طرف ہے اور کہاں ہے خواجہ عمرو نے کہا میں پتا
دیتا ہوں یہ کہکے خواجہ عمرو نے ایک شخص سے پوچھا کہ دختر بختک کا باغ کس طرف ہے اس نے خواجہ عمرو کا نشان
بتا دیا جب خواجہ عمرو کو پتا باغ کا معلوم ہو گیا اسوقت پہلوان عادی سے کہا کہ وہ باغ یہاں سے
ایک فرسخ پر ہے جلدی چلو پہلوان عادی گرسنہ تھے میوے کھانے کے لیے چلے اثنائے راہ میں پہلوان
عادی نے خواجہ عمرو سے پوچھا کہ اے خواجہ وہ کون سی بات ہے جسکے سننے سے مجھکو خوشی ہوگی بیان
کرو خواجہ نے کہا اے پہلوان عادی وہ بات یہ ہے کہ بختک وزیر نوشیروان تمکو جوان خوش رو
اور صاحب عزت و قوت خیال کر کے کل مجھسے یہ کہتا تھا کہ اگر پہلوان عادی میری دختر کو قبول کرے تو میں

اپنی بیٹی کی شادی پہلوان عادی سے کرون چونکہ دختر بختک اسوقت باغ مین گئی ہے اسواسطے مین تمکو اُسی باغ مین لیے چلتا ہون کہ تم دختر بختک کو کسی صورت سے پسند کرلو جب دختر بختک کو پسند کرلوگے تو پھر مین بختک سے گفتگو تمھاری شادی کی کرونگا اور تمھارے راضی ہونے سے اُسے آگاہ کرونگا پہلوان عادی یہ گفتگو خواجہ عمرو کی سُن کے نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اے خواجہ اگر میری شادی دختر بختک یا اور کسی شاہزادی کے ساتھ ہوجائے تو آرزوے دلی میری برآئے مجکو حسرت ہے کہ میرا عقد کسی عورت کے ساتھ ہوجائے لیکن اے خواجہ کوئی شاہ و شہریار مجکو جوان قوی ہیکل اور جسیم دیکھکر دختر اپنی نہین دیتا ہے بلکہ کوئی زن بازاری بھی میرے پاس آتی نہین ہے ہر ایک عورت میری ہم بستری سے ڈرتی ہے آجتک مین وصل زنان سے مجبور و محروم ہون خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان عادی اب تمھاری آرزوے دلی برآے گی بختک نے تمکو اپنی دامادی کے واسطے پسند کیا ہے اسوقت چل کے اُسکے دختر کو دیکھ کے تم بھی پسند کرلو پھر مین جلد تر تمھاری شادی کرادونگا لیکن یہ تو بتاؤ کہ اگر تمھاری شادی دختر بختک سے مین کرادون تو تم مجکو کیا دوگے اسوقت مجسے اقرار اور وعدہ کرلو کہ بعد عقد مین اس قدر زر و جواہر تمکو دونگا پہلوان عادی نے کہا اے خواجہ مین تمکو زر کثیر دونگا لیکن جلد میرا عقد ہوجائے خواجہ نے جواب دیا کہ دو چار روز مین انشاءاللہ تمھاری شادی ہوجائے گی غرض اسی طرح کی باتین خواجہ کرتے ہوے جلد تر دربار باغ پر پہونچے وہان خواجہ عمرو نے دیکھا کہ در باغ پر دربان اور نگہبان بیٹھے ہین خواجہ عمرو نے خیال کیا اگر در باغ سے باغ مین ہم دونون آدمی جائینگے تو دربان باغ نہ جانے دینگے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو پہلوان عادی کو لےکر عقب باغ آئے اور ایک گوشہ مین بیٹھکر نقب لگانا شروع کی اور جلد تر نقب لگا کر پہلوان عادی کو اپنے ہمراہ باغ مین راہ نقب سے لیگئے دیکھا باغ نہایت سبز و شاداب ہے گلہاے رنگا رنگ کھلے ہین غرض باغ مین جاکر میوے باغ کے پہلوان عادی کو کھلائے اور سیر باغ کی کرنے لگے اُسوقت تک دختر بختک باغ مین نہین آئی تھی کیونکہ خواجہ عمرو اور پہلوان عادی راہ نزدیک سے جلد تر باغ مین آئے تھے غرض خواجہ عمرو اور پہلوان عادی بخوشی و شادی سیر کرتے ہوے ایک جانب باغ کے گئے وہان دیکھا کہ ایک چمن مین ایک گنبد ہے اور گنبد کا در بند ہے جب خواجہ نے اُس گنبد کے در کو کھولا تو دیکھا کہ اُس گنبد مین تصویر سنگی لات و منات کی رکھی ہے اور وہ تصویر دس گز لمبی اور پانچ گز کی چوڑی ہے اور اُس مین جوف ہے خواجہ عمرو نے پہلوان عادی سے کہا کہ دیکھو اس اس تصویر کے جوف مین کیا ہے پہلوان عادی نے جو اُس تصویر کو ہٹا کے دیکھا تو اُسکے جوف مین اشرفیان اور روپیہ اور جواہر تھا خواجہ عمرو نے خوش ہوکر سب زر و جواہر لے لیا اور پہلوان عادی سے کہا کہ دختر بختک اس باغ مین آئی ہوگی تمکو لازم ہے کہ اس تصویر کے جوف مین جس طرح ممکن ہو چھپکے بیٹھ رہو یقین ہے کہ اس تصویر کی پرستش کو دختر بختک یہان بھی ضرور آئیگی جسوقت وہ آئے جو تمھارا دل چاہے کہنا چھپکے بیٹھے نہ رہنا پہلوان عادی نے کہا مین دختر بختک کو اس تصویر مین بیٹھکر کیونکر دیکھونگا خواجہ عمرو نے کہا مین اس تصویر کے چہرے مین دو تین سوراخ کیے دیتا ہون ہر چند کہ دہن اس تصویر کا کھلا ہوا ہے اور راہ دہن سے اس تصویر کے اندر دختر بختک وغیرہ نے یہ سب زر و جواہر ڈالا ہے جو مین نے اسوقت لے لیا لیکن احتیاطاً اور دو چار سوراخ چہرہ تصویر مین کیے دیتا ہون کہ تم انھین سوراخون سے دختر بختک کو بخوبی دیکھنا اور اُس سے باتین محبت کی کرنا یہ کہکے خواجہ عمرو نے خنجر

مین دو تین سوراخ اور کر دیے اور پہلوان عادی کو اُس تصویر کے جوف مین بٹھا کر آپ بھی درختون مین چھپ رہے یکایک در باغ پر غل اور شور ہوا اور دربان باغ اور سوار و پیدل ہٹ گئے دختر بختک مع اپنی تمام جلیسون کے سواری سے اُتر کے باغ مین آئی دروازہ باغ کا بند کر دیا جسوقت دختر بختک باغ مین آئی اول موافق قاعدہ تھوڑا کچھ پھول اور بتاشے لیکر اور کچھ زر و جواہر لیکر اور شاد ہوکر تصویر کے قریب آئی اور پہلے دختر بختک نے پھول چڑھائے اور بتاشے اُس تصویر پر بانٹ ڈالا اور زر و جواہر دہن مین اُس تصویر کے ڈالا وہ سب زر و جواہر پہلوان عادی کے سر پر پڑا پھر واسطے سجدے کے رو برو سے تصویر ہاتھون کو جوڑ کر جھکی اور کچھ دعا مانگنے لگی ناگاہ اُس تصویر سے آواز آئی کہ دعا تیری قبول ہوئی جو تیری آرزو ہے جلد بر آئے گی یہ سُن کر سجدہ سے سر جلد اُٹھا دختر بختک نے جو تصویر سے تقریر سُنی ڈر کے کانپنے لگی حواس منتشر ہو گئے رنگ چہرے کا متغیر ہو گیا جلد سجدے سے گھبرا کر اور ڈر کے سر اپنا اُٹھا لیا کیونکہ اکثر دختر بختک نے تصویرات کو سجدہ کیا تھا مگر کبھی آواز نہین آئی تھی آج جو آواز تصویر سے پیدا ہوئی تو نہایت پریشان اور حیران ہوئی اور اُسی عالم خوف و خطر مین چلا کر بھاگنے کا قصد کیا تھا کہ وہ تصویر اپنی جگہ سے اُٹھی اور آواز آئی کہ چلاتی کیون ہے اور کیون ارادہ بھاگنے کا کرتی ہے ٹھہر جا کہ ہم تجھسے گلے ملنے کو آتے ہین ہم کو تجھسے اب الفت ہو گئی تجھ پر اب ہم عاشق ہو گئے تیری ہی واسطے ہم یہان آ ملے تھے خواجہ عمرو درختون کی آڑ مین بیٹھے ہوئے تمام باتین پہلوان عادی کی سُنتے تھے اور بے اختیار ہنستے تھے اور اپنے دل مین کہتے تھے کہ مین نے جو پہلوان عادی سے کہدیا تھا کہ تم چپکے نہ بیٹھنا اور دختر بختک سے کچھ باتین کرنا بموجب میرے کہنے کے کیا خوب باتین پہلوان عادی دختر بختک سے کر رہا ہے لیکن جسوقت دختر بختک نے دیکھا کہ تصویر خداوند لات کی اپنی جگہ سے اُٹھی اور میری جانب آتی ہے اور باتون کی تصویر سے آواز آتی ہے اُسوقت اور زیادہ دختر بختک چلانے لگی سوار اور پیدل اور دربان باغ غل سُنکے گھبرائے مگر باغ مین نہ آسکے کیونکہ کنڈی دروازے کی ہمجلیسون نے دختر بختک کی بند کر دی تھی ہر چند اُنھون نے پکار کے کہا کہ کنڈی کھولدو مگر کسی نے اُس ہنگامہ مین کنڈی نہ کھولی اور نہ اُنکی آواز سُنی لیکن ہمجلیسین دختر بختک کی جلدی سے بیتاب و بیقرار ہو کر دوڑین اور پکارین اے وزیرزادی کیون چلاتی ہے اور کیون ڈرتی ہے کیا ہوا گھبراؤ نہین ہم آتے ہین ادھر پہلوان عادی نے تصویر جوف سے نکل کے اور دونون ہاتھ بصد شوق اور ہزار اشتیاق پھیلا کے دختر بختک کو اپنی آغوش مین کھینچا ادھر ہمجلیسین دختر بختک کی بھی تصویر کے قریب پہونچین بعضی تو پہلوان عادی کو بے شاخ سر کا دیو خیال ایسی ڈرین کہ زمین پر گر کے بیہوش ہو گئین بعضی قریب پہلوان عادی کے پہونچ کے عادی کو ڈھیلے اور لکڑیان مارنے لگین اکثر دور سے صدہا گالیان دینے لگین بعض بعض پہلوان عادی سے کہنے لگین کہ او موئے یہ کیا کرتا ہے ہماری وزیرزادی کو چھوڑ دے اگر مال و زر کی خواہش ہے تو ہمارا زیور لے لے لیکن ہماری وزیرزادی کی آبرو نہ لے دُر ناسفتہ کو شکستہ نہ کر ہر چند ہمجلیسون نے فریاد کی مگر پہلوان عادی نے دختر بختک کو نہ چھوڑا اور روبرو اُنھین عورتون کے دختر بختک سے کام دل اپنا حاصل کیا جسوقت پہلوان عادی مدعائے دل حاصل کر چکا دختر بختک کو زمین سے اُٹھا کر سینے سے لگانے اور پیار کرنے کا قصد کیا لیکن دختر بختک کو بے حس و حرکت دیکھکر غور سے جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ مر گئی جسوقت پہلوان عادی کو معلوم ہوا کہ دختر بختک مر گئی ہر چند کہ خواجہ عمرو عقب پشت زیر درخت کھڑے ہنستے تھے لیکن

پہلوان عادی نے منہ دیکھا اور پکارا کہ اے خواجہ عمرو جلد آؤ غضب ہو گیا معشوقہ میری مر گئی پہلوان عادی کو اپنے ہجر کا داغ دے گئی یہ تقریر جو عورتوں اور مردوں نے سنی سب کو معلوم ہو گیا کہ خواجہ عمرو اور پہلوان عادی دو مرد اس باغ میں ہیں الحاصل بمجرد پکارنے پہلوان عادی کے خواجہ عمرو نے آواز دی کہ اے پہلوان عادی اب اس طرف آؤ جب پہلوان عادی خواجہ عمرو کے پاس گئے خواجہ عادی کو ہمراہ اپنے لے کر نقب میں گئے اور راہ نقب سے بیرون باغ پہونچے ادھر سواروں اور پیدلوں کے کہنے سے دختر بختک کی ہمجلیسوں نے دروازے کی کنڈی کھولی جب سوار اور پیدل اندر آئے کسی کو نہ پایا ہر چند تین طرف تلاش کیا مگر کسی کو باغ میں نہ دیکھا لیکن چوتھی طرف اس وجہ سے نہ گئے کہ عورتوں سے معلوم ہوا کہ اُس طرف دختر بختک عجیب حال سے مری ہوئی پڑی ہے سوار اور پیدل وغیرہ تو باغ میں پہلوان عادی اور خواجہ عمرو کو ہر ایک درخت کے نیچے ڈھونڈھ رہے ہیں ہمجلیسیں دختر بختک کی لاش پر نالہ و فریاد کر رہی ہیں لیکن خواجہ عمرو نے نقب سے باہر نکل کے کہا کہ اے پہلوان عادی یہ تم نے کیا حرکت ناشایستہ کی تمکو یہ حرکت کرنی لازم نہ تھی اب کہو اگر حمزہ صاحبقران یہ حال سنیں گے تو تم سے کس قدر ناراض ہونگے اور نوشیروان تم پر کیسا خفا ہوگا عجب نہیں کہ قتل کرے بختک تو تمہاری جان اور عزت کا دشمن ہو جائیگا پہلوان عادی نے کہا اے خواجہ میں نے یہ فعل بے اختیاری میں کیا کیونکہ جسوقت دختر بختک قریب تصویر آئی اور میں نے اوسکو سوراخوں سے دیکھا دل میرا دیکھتے ہی بےچین ہو گیا ہر چند میں نے ضبط کیا مگر ضبط نہ ہو سکا آخر دل کی بیتابی اور بیقراری سے اُٹھا اور دختر بختک سے عالم بیخودی میں ہم آغوش ہوا اے خواجہ جب میں مدعائے دلی حاصل کر چکا اُسوقت مجکو ہوش آیا اب جو کچھ میرے مقدر میں لکھا ہو گا وہ ہوگا یہ حرکت بد تو مجھسے بیشک ہوئی خواجہ عمرو نے کہا ای پہلوان عادی اب یہاں سے چلو خیر دیکھ لیا جائیگا خواجہ عمرو نے وقت چلنے کے سنا کہ وہ سب ہمجلیسیں یہ کہکے فریاد کرتی ہیں اور روتی ہیں کہ اے جمیلہ وزیرزادی ہماری افسوس کیا تم مری اور خراب موت سے مریں ہای ظالم نے کیا کیا کہ تمہاری جان صدمہ سے نکل گئی تکلیف اور اذیت نہ اُٹھائی گئی خواجہ عمرو یہ بین ہمجلیسوں سے سن کے سمجھ گئے کہ دختر بختک کا نام جمیلہ تھا غرضکہ خواجہ عمرو ہمراہ پہلوان عادی زیر دیوار باغ سے چلے اور ایک تالاب پر پہونچے خواجہ عمرو نے کہا اے پہلوان عادی میرے نزدیک مناسب اور بہتر یہ ہے کہ تم اس تالاب میں نہاؤ اور غسل کر لو اور پائجامہ دھو ڈالو پہلوان عادی نے موافق کہنے خواجہ عمرو کے تالاب میں اُتر کے غسل کیا اور پائجامہ دھو ڈالا اور وہی پائجامہ پہن لیا اتنی دیر میں خواجہ عمرو نے ایک پرچہ کاغذ پر کچھ لکھا اور ایک مُہر کندہ کر کے اور جلد تر اس پرچہ پر وہی مُہر کر کے اور پرچہ کاغذ کو لپیٹ کے اپنے پاس رکھا جب پہلوان عادی نہا چکے وہ پرچہ کاغذ کا پہلوان عادی کو دے دیا اور کہا کہ اسکو رہنے دو تمہارے کام آئیگا یہ کہکر خواجہ پہلوان عادی کو لیکر چلے اثنائے راہ میں پائجامہ خشک ہو گیا آخر بعد قطع راہ خواجہ عمرو اور پہلوان عادی دربار نوشیروان میں پہونچے خواجہ عمرو تو ایک طرف اپنی جگہ پر بیٹھے اور پہلوان عادی اپنے دنگل پر بیٹھا لیکن باغ میں جملہ سواروں اور پیدلوں وغیرہ نے خواجہ عمرو اور پہلوان عادی کو ہر چند تلاش کیا لیکن کہیں نہ پایا مگر ایک جگہ باغ میں نقب دیکھ کے سب باہم کہنے لگے کہ اسی نقب کی راہ سے وہ دونوں نکل گئے بعضے سواروں نے نقب میں جا کر دیکھا لیکن خواجہ عمرو اور پہلوان عادی کو وہاں بھی نہ پایا آخر ناچار اور مجبور ہو کے کہنے لگے کہ ای ہمجلیسان دختر بختک اب تم اپنے ہاتھ سے کفن میں

دختر بختک کی نعش رکھکر اس باغ سے چلو اور مادر جمیلہ کو اس خبر ملال اثر سے اطلاع دو ہمجلیسون نے فنس کو
باغ مین منگوا کر جمیلہ کو فنس مین ڈالا اور آپ بھی سوار ہوئین کہارون نے فنس اور میانے اٹھا لیے اور
زن و مرد روتے اور پیٹتے باغ سے چلے جسوقت بختک کے مکان پر پہونچے اور مادر جمیلہ نے آواز نالہ و بکا سنی
گھبرا کر کہاریون وغیرہ کو واسطے دریافت کرنے کے بھیجا کنیزین اور کہاریان جب دروازے پر آئین تمام حال
سنکے روتی پیٹتی ہوئی محل مین گئین اور مادر جمیلہ سے روکر تمام حال بیان کیا اسوقت مادر جمیلہ نے صدمہ مرگ دختر
مین نہایت حال پریشان کیا سر پیٹنے لگی اور بال اپنے سر کے غم دختر مین نوچنے شروع کیے اور آنسو بصد نالہ و آہ
بہانے لگی محل مین ایک غلغلہ حشر بلند ہوا جملہ خواتین رونے لگین آخر مادر جمیلہ فنس سے اپنی بیٹی مری ہوئی کو محل
مین لائی اور حال خراب پر اسکے نظر کر کے اسکی ہمجلیسون سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا جمیلہ کیونکر ہلاک ہوئی ہمجلیسان جمیلہ
نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا اسوقت مادر جمیلہ کو علاوہ رنج و غم کے خواجہ عمرو اور پہلوان عادی
پر از حد غصہ آیا اور اسیوقت دو چوبدارون کو دربار نوشیروان مین روانہ کیا کہ پدر جمیلہ کو بلا لائین جسوقت
چوبدار در دولت نوشیروان پر پہونچا اور بختک کو خبر ہوئی کہ چوبدار میرے مکان سے مجھکو بلانے آئے ہین
فوراً نوشیروان سے اپنے گھر جانے اجازت لیکر دربار سے باہر آیا اور اپنے خچر پر سوار ہوا اور چوبدارون
کو گریان دیکھکر باعث گریہ پوچھا انھون نے عرض کیا حضور اب تو تشریف لیے چلتے ہین جو سبب اشکباری اور نالہ و
بیقراری ہے حضور پر ظاہر ہو جائیگا بختک یہ تقریر چوبدارون سے سنکے نہایت پریشان خاطر ہوا اور گھبرا کر
جلد اپنے خچر کو ہانکا اور اپنے مکان کی طرف چلا بختک تو ہمراہ چوبدارون کے اپنے مکان کی طرف جاتا ہے
لیکن اب حال خواجہ عمرو اور پہلوان عادی کا لکھا جاتا ہے کہ جب بختک دربار نوشیروان سے
گیا تو پہلوان عادی نے طرف خواجہ عمرو کے دیکھا اور اشارہ سے کہا معلوم ہوتا ہے کہ نعش بختک کی
بیٹی کی باغ سے آئی ہے اسی واسطے زوجہ بختک نے بختک کو بلایا ہے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے خواجہ عمرو نے
اشارہ سے جواب دیا کہ کچھ اندیشہ اور تشویش نہ کرو پہلوان عادی نے کہا مجھکو اپنی جان کا خوف ہے ضرور بالکل
بختک ضرور میرے ظلم کی فریاد نوشیروان سے کریگا اور نوشیروان عادل ہے یقیناً مجھکو قتل کریگا
خواجہ عمرو نے اشارے سے جواب دیا کہ اگر ہم تم کو قتل ہونے دین اور کسی تدبیر اور تقریر سے تمھاری
جان بچا لین تو ہم کو کیا دوگے پہلوان عادی نے اشارہ سے کہا کہ دس ہزار روپیہ دونگا خواجہ عمرو نے
اشارہ سے انکار کیا اور کہا مین دس ہزار روپیہ نہ لونگا تم جانو جیسا تمنے کیا ہے ویسی سزا پاؤ گے
ضرور قتل کیے جاؤگے مین تمھارے مقدمہ مین کچھ نہ بولونگا اور کوئی تدبیر تمھاری جان بچانیکی نہ کرونگا
بلکہ تھوڑی دیر مین اس دربار سے چلا جاؤنگا پہلوان عادی اشارہ خواجہ عمرو سے گفتگو خواجہ عمرو کی سمجھکر
اشارے سے منت اور سماجت کرنے لگا کہ اے خواجہ یہ وقت مددگاری ہے ضرور میری جان بچانیکی کوئی
تدبیر کیجیےگا اور ایسی تقریر کیجیےگا کہ مین قتل نہون تمھارے ہی کہنے سے مین باغ مین گیا تھا اب اسوقت
میرے اوپر رحم کرو اور جان میری بچا لو مین اسکے عوض مین پندرہ ہزار روپیہ تمکو دونگا اور جب تک زندہ
رہونگا ممنون احسان رہونگا خواجہ عمرو نے گفتگو پہلوان عادی کی سمجھکے پھر انکار کیا آخر تیس ہزار روپیہ
فیصلہ ہوا خواجہ عمرو نے اشارے سے کہا کہ رقعہ اپنا مہری تیس ہزار روپیہ کے دینے کا لکھدو پہلوان
عادی نے دربار سے اٹھکے اور علیحدہ خواجہ کو لے جا کر رقعہ لکھ دیا اور مہر اپنی رقعہ پر کر دی اور خواجہ کا

اطمینان بخوبی کر دیا بعد اسکے دربار مین آکر بیٹھا اور خواجہ بھی اپنی جگہ پر بیٹھے اور تدبیر پہلوان عادی کے قتل کی فکر
بچو کو کر چلے تھے اور کچھ اور فکر کرنے لگے آخر بعد فکر بسیار ایک تدبیر تجویز کر کے منتظر وقت بیٹھے خواجہ عمرو تو تدبیر سوچ کر
دربار میں بیٹھے ہیں اور پہلوان عادی بھی بیٹھا ہے لیکن بدحواس اور پریشان خاطر ہے اب حال بختک
بدمآل کا لکھا جاتا ہے کہ جب بختک پریشان و مضطر ہمراہ چو بداروں کے قریب اپنے مکان کے پہونچا اور آواز
گریہ و بکا اسنے سنی اوسوقت اور زیادہ بدحواس اور متغیر ہوا اور جلد اپنے تخت سے اُترکے بیتابانہ اپنے
مکان کے اندر گیا وہان دیکھا کہ تمام عورتین رو رہی ہین اور فریاد و فغان کر رہی ہین اور زوجہ کو اپنی دیکھا
کہ اُسکا حال کثرت گریہ و بکا سے بہت غیر ہے مکان مین غلغلۂ حشر بلند ہے ایک میت پلنگ پر پڑی ہے
دوشالہ اُس میت پر پڑا ہے گرد اُس میت کے سب عورتین سر اپنے پیٹ رہی ہین اور رو رہی ہین بختک
یہ حال غم آثار دیکھ کے سمجھا کہ کوئی مر گیا ہے یہ سب اُسی کو روتی ہین یہ خیال کر کے بختک نے بیتابانہ اپنی زوجہ
سے پوچھا صاحب تم کس کو رو رہی ہو یہ کسکی میت پڑی ہے کون مر گیا ہے اسقدر گریہ و بکا کسکے غم مین
تم کرتی ہو مجھسے تو کہو زوجہ بختک کی بختک کو دیکھکر اور زیادہ سر پیٹنے اور رونے لگی اور سب عورتین
بھی زیادہ تر نوحہ و بکا کرنے لگین اُسوقت سب کو روتا دیکھکر بختک بھی رونے لگا لیکن جسوقت بختک کو
تمام کیفیت اپنی زوجہ اور ہمجلیسان جمیلہ سے مفصل معلوم ہوئی اُسوقت تو بختک اسقدر رویا کہ ابر بہار
اسکی اشکباری سے شرمندہ ہو گیا اور روتے روتے قریب الموت ہو گیا آخر اُسی عالم رنج و غم مین
بختک نے یہ خیال کیا کہ میری بڑی ذلت ہوئی بیٹی میری عجب حال خراب سے مر گئی اب مجکو زندہ رہنا
اور ہمچشمون مین بیٹھنا مناسب نہین ہے میری آنکھ کسی سے دوچار نہو گی ہر شخص مجکو بیحیا اور بےغیرت تصور
کریگا اور مجکو دیکھکر ہنسے گا پس لازم یہ ہے کہ جام زہر اسی وقت پی کر اپنے تئین ہلاک کر دون جو شخص میرے
مرنے کا حال سنے گا یہ کہے گا کہ بختک صاحب غیرت تھا زہر کھا کر مر گیا یہ خیال کر کے فوراً بختک نے جام زہر
تیار کیا اور جام زہر کو اُٹھا کر چاہا کہ پی لون زوجہ بختک و دیگر زنان محل بختک کو بہ گریہ و زاری
جام زہر پینے سے مانع ہوئین اور کہنے لگین کہ اگر تم جان اپنی دیدو گے تو دشمن اور زیادہ سر در اور شاد
ہون گے اور تمھارے ہلاک ہونے سے تمھاری بیٹی زندہ نہو جائیگی اب تمکو لازم ہے کہ اپنی بیٹی کے
ہلاک کرنے والون کے واسطے کوئی ایسی تدبیر کرو تاکہ وہ قتل کیے جائین اور اپنے جرم کی سزا پائین اور
نوشیروان بادشاہ عادل ہے اُس کے پاس جا کر فریاد کرو تمام حال اپنی بیٹی کے ہلاک ہونے کا بیان کرو
وہ بادشاہ عادل اور منصف ہے پہلوان عادی اور خواجہ عمرو کو قتل کرے گا جسوقت بختک کو
خواتین نے اس طرح سمجھایا بختک نے خیال کیا کہ یہ عورتین سچ کہتی ہین اس خون ناحق ہو جانے
کی اطلاع نوشیروان کو ضرور کرنا چاہیے اول تو بادشاہ عادل ہے خود غور کرے گا دوسرے مین
اُسکا وزیر ہون میرا پاس و لحاظ بھی ضرور کرے گا یقیناً میری بیٹی کے ہلاک کرنے والون کو سزائے مقتول
دیگا عمرو دان شہر کو اور سرداران حمزہ صاحبقران کو خوف ہو گا ہر ایک اعلی و ادنی قہر سلطانی اور عدل
شاہی سے ڈر جائیگا پھر کوئی ایسی حرکت ناشائستہ نہ کرے گا جب میری بیٹی کے ہلاک کرنے والے قتل ہونگے میرا
دل خوش ہو گا القصہ بختک نے یہ خیالات کر کے اُسی وقت وہ جام زہر اپنے ایک ہاتھ مین لیا اور
ایک ہاتھ مین خنجر آبدار برہنہ لیکر روتا پیٹتا اور فریاد و بکا کرتا ہوا با حال تباہ و پریشان در دولت

نوشیروان پر آیا ہر ایک شخص بختک کا یہ حال دیکھ کے گھبرایا اور متحیر ہو کر پوچھنے لگا کہ اے وزیر نوشیروان یہ تمنے اپنا
حال کیوں کیا تم کو صدمہ و ملال ہوا کس نے تمکو ستایا ہر چند بختک سے لوگوں نے پوچھا لیکن بختک نے کسی سے کچھ
کلام نہ کیا اور نہ حال اپنے رنج و ملال کا بیان کیا جسوقت نوشیروان نے بختک کی فریاد و بکا کی آواز سنی متحیر ہو کر
اپنے سرداروں سے پوچھا کہ بختک اسوقت کیوں روتا ہے اُنھوں نے عرض کیا خداوند نعمت ہمکو معلوم نہیں ابھی
اکثر سردار نوشیروان سے یہ عرض کر رہے تھے کہ دیکھا ایک بختک چاک گریبان با حال پریشان جام و خنجر ہاتھوں
میں لیے ہوئے روبروے نوشیروان آیا اور بہ نالہ و زاری اور فریاد و بیقراری عرض کرنے لگا کہ حضور کے
عہد میں عجیب ظلم ہوا میں حضور کے روبرو یہ جام زہر پیتا ہوں نوشیروان نے منع کیا اور گھبرا کر پوچھا
اے بختک جلد بیان کر تجھپر کس نے ظلم کیا بختک نے عرض کیا خداوند سر دربار کیا عرض کروں غیرت و شرم
سے وہ ظلم عرض نہیں کیا جاتا لیکن اگر حکم ہو تو میں سمع مبارک حضور میں عرض کروں اور حضور انصاف
فرمائیں اور جنھوں نے مجھکو صدمہ دیا ہے انکو قتل کریں نوشیروان نے فرمایا اے بختک جو تجھکو عرض کرنا ہے اگر وہ
ظلم سر دربار اظہار کے لایق نہیں ہے تو ہمارے گوش میں آہستہ کہہ بختک واسطے عرض کرنے کے چلا تھا ناگاہ خواجہ
عمرو اپنی جگہ سے اُٹھے اور نوشیروان سے عرض کرنے لگے کہ اے شہنشاہ ہفت کشور فرمانرواے بحر و بر صاحب
دولت و اقبال عادل بے عدیل و بےمثال اگر اس خاکسار ذرہ بےمقدار ذلیل و خوار کو حکم ہو اور بختک کو بھی
منظور ہو تو جو بختک حضور سے عرض کرنیکے اُسی امر کو میں خدمت حضور میں بالتفصیل عرض کروں نوشیروان
نے یہ گفتگو سے خواجہ عمرو کی جانب بختک دیکھا بختک خاموش رہا نوشیروان نے خاموش رہنے بختک سے
خیال کیا کہ خواجہ عمرو کا بیان کرنا بختک کو منظور ہے یہ خیال کرکے نوشیروان نے خواجہ عمرو سے
فرمایا کہ بیان کرو لیکن کوئی امر مخفی نکرنا خواجہ عمرو نے عرض کیا کیا مجال جو کوئی بات خلاف عرض کروں
یا کوئی بات پوشیدہ کروں نوشیروان نے فرمایا اچھا بیان کرو اسوقت خواجہ عمرو نے سر دربار اس
طرح بیان کیا کہ اے شہنشاہ عادل و منصف اصل حال یہ ہے کہ جس روز پہلوان عادی ہمراہ رکاب
حمزہ صاحبقران حضور کی خدمت اور دربار میں حاضر ہوا اُسی روز پہلوان عادی میرے ہمراہ
بازار کی سیر کے واسطے گیا تھا اتفاقاً بختک کے مکان کی جانب پہلوان عادی میرے ہمراہ سیر دیکھتا ہوا
اور مجھسے باتیں کرتا ہوا جا نکلا اُسوقت دختر بختک اپنے مکان کے جھروکے میں چلمن کا پردہ ڈالے ہوئے
بیٹھی تھی جسوقت دختر بختک نے پہلوان عادی کے دست و پا اور عالم شباب پر نظر کی تو بے اختیار پردہ
چلمن کا ہٹا کر پہلوان عادی کو اپنی صورت دکھائی اور مسکرائی اور اشارے سے کہا ٹھہر جاؤ آگے نہ جاؤ اُسوقت
تو جب اشارہ کرنے دختر بختک کے پہلوان عادی بیچارہ ٹھہر گیا چونکہ میں ہمراہ پہلوان عادی تھا اسوجہ سے
میں بھی ٹھہرا اُسوقت دختر بختک نے آہستہ سے مجھسے پوچھا کہ یہ جوان جو تمہارے ہمراہ ہے کون ہے نام اُسکا
کیا ہے شادی اسکی کہیں ہوئی ہے یا نہیں میں نے جواب دیا اس جوان کو خاص و عام پہلوان عادی
کہتے ہیں اور یہ شاہزادہ قلعہ تنگ رواحل ہے اور خود حاکم قلعہ ہے پہلوانی میں یگانۂ آفاق ہے اور سردار
نامدار حمزہ صاحبقران ہے اے شہنشاہ فلک جاہ دختر بختک یہ گفتگو میری سُنکے کچھ فکر کرنے لگی اور بعد
ایک لمحہ کے مجھسے کہا کہ کھڑے رہو اور اس جوان کو جلنے نہ دینا میں ابھی آتی ہوں یہ کہکر دختر بختک چلی گئی
ہم دونوں زیر دیوار کھڑے رہے بعد تھوڑی دیر کے دختر بختک جھروکے میں آئی اور ایک پرچہ

کاغذ لپٹا ہوا پہلوان عادی کی طرف پھینک دیا اور مسکرا کے پہلوان عادی سے کہا کہ جو کچھ بیچ اس
پرچۂ قرطاس مین لکھا ہے تمکو لازم ہے کہ اُس تحریر پر عمل کرو اے شہنشاہ عالیجاہ یہ گفتگو دختر بختک پہلوان
عادی نے سُنکے وہ پرچۂ قرطاس جو دختر بختک نے جھروکے سے پھینکا تھا حرف بحرف پڑھا اور مین نے اُس
رقعہ کی عبارت پڑھی عبارت اُس رقعہ مین یہ لکھی تھی عبارت رقعہ گل خوش رنگ و نہال چمن خوبی و مہر و
بے مثال گلشن محبوبی جوان بیمثال و خوش رو و خورشید جمال مایل عیش و شادی پہلوان عادی زاد محبت
و الفت بعد ہزار ہزار آرزوے ہم آغوشی و یکجائی کے تمکو معلوم ہو کہ اسوقت جو مین نے تمکو جاتے ہوئے دیکھا
مفصل کیا لکھون جو محبت و الفت تم سے مجکو ہوئی ہے لیکن مختصر یہ ہے کہ دل میرا تمھارے دام الفت مین
گرفتار ہو گیا ہے اور تمھارے خنجر ابرو سے مجروح ہوا ہے دل تو چاہتا ہے کہ اسی وقت تمکو اپنے پاس
بلاؤن لیکن بخوف مادر و پدر بلا نہین سکتی کل مین سیر کے بہانے سے اپنے باغ مین جو یہان سے تھوڑی دور ہے
جاؤن گی لہذا تم میرے باغ مین ہنگام سحر ضرور آنا مجکو تم سے کچھ کہنا ہے اور مین بیٹی بختک وزیر
نوشیروان کی ہون اگر تم باغ مین میرے پاس نہ آؤ گے تو مین اپنے ہلاک کرونگی زہر کھا کر اپنی جان دیدونگی
میرا خون تمھاری گردن پر ہوگا فقط زیادہ بجز آرزوے یکجائی کے اور کیا لکھون بعد اس عبارت لکھنے کے
دختر بختک نے اپنی مہر اُس رقعہ پر کی تھی مین نے جو مہر کو دیکھا تو صاف نام جمیلہ پڑھا اے شہنشاہ
عالی وقار دختر بختک سے دریافت کیا جائے کہ اُسکا جمیلہ نام ہے یا نہین نوشیروان نے بختک سے
پوچھا بختک نے عرض کیا کہ میری دختر کا نام بیشک جمیلہ ہے بعد اسکے خواجہ عمرو نے عرض کیا اے شہنشاہ
گیتی ستان جب پہلوان عادی رقعہ پڑھ چکا اُسوقت اس خیال سے پہلوان عادی نے دختر بختک
سے اقرار باغ مین آنے کا کیا کہ اگر باغ مین اسکے پاس نہ جاؤن گا تو یہ زہر کھا کر مر جائیگی نہین معلوم اسکو مجھسے
کیا ہے الغرض پہلوان عادی اقرار باغ مین آنے کا کر کے چلا آیا اور روز دیگر ہنگام سحر میرے ہمراہ نشان
باغ لوگون سے پوچھ کر چلا بعد قطع راہ باغ مین گیا اور مین بھی ساتھ پہلوان عادی کے داخل باغ ہوا
چونکہ دختر بختک منتظر تھی دیکھتے ہی پہلوان عادی کے خوش ہو کر آگے بڑھی چند ہمجلیس عورتین اُسوقت
اُسکے ہمراہ تھین مختصر باغ سے پہلوان عادی کو لیجا کر باغ کی بارہ دری مین بٹھایا اور آپ بھی
قریب پہلوان عادی کے بیٹھی اُسوقت مین بھی ایک طرف بیٹھا تھا بعد تھوڑی دیر کے پہلوان عادی
نے کہا اے دختر بختک مین اسوقت بموجب اقرار تمھارے پاس آیا ہون اب جو کچھ تم کہنا ہو کہو جمیلہ دختر
بختک نے شرما کر اور مسکرا کر کہا کہ تمکو مین نے اسواسطے بلایا ہے کہ تم اپنے شربت وصل سے مجھ بیمار درد و
الفت کا جلد علاج کرو اور تمناے دلی میری بر لاؤ پہلوان عادی نے یہ گفتگو جمیلہ کی سُن کے کہا کہ مین
مسلمان ہون تا وقتیکہ تم مسلمان نہو گی اور مین تم سے عقد نہ کر لون گا اُسوقت تک تم سے ہم آغوش
نہون گا جمیلہ نے یہ تقریر پہلوان عادی کی سُن کے کچھ فکر کی اور بعد فکر کرنے کے کہا کہ مجکو
مسلمان ہونا اور تم سے عقد کرنا بھی منظور ہے اے شہنشاہ فلک بارگاہ جسوقت مین نے یہ گفتگو جمیلہ
کی سُنی اپنے دل مین خیال کیا کہ جمیلہ کو کس قدر آرزوے وصل پہلوان عادی کی ہے کہ
مسلمان ہونے اور عقد کرنے پر راضی ہے اور یہ کچھ خیال نہین ہے کہ ایسے زبردست اور قوی ہیکل
پہلوان سے ہنگام آغوش کیا صدمہ اور اذیت ہوگی افسوس اسکو مطلق اپنی نزاکت و

اور پہلوان عادی کی قوت و طاقت کا خیال نہیں ہے نہیں معلوم کہ کونسی تدبیر کریگی کہ پہلوان عادی کے
سے وقت ہمبستری کے اپنی جان بچائیگی بظاہر تو ثابت ہوتا ہے کہ ہنگام ہم آغوشی تڑپ کے ہلاک ہو جائیگی
لیکن اے شہنشاہ فریجاہ مین یہ خیال کرکے چپکا بیٹھا رہا جمیلہ کو ہم آغوشی پہلوان عادی سے منع نکر سکا
کہ جمیلہ کو نہایت ناگوار ہوگا غرض بخوشی خاطر جمیلہ کے پہلوان عادی نے جمیلہ کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا
بعد مسلمان کرنے کے پہلوان عادی نے مجھسے واسطے عقد پڑھنے کے کہا حضور مین نے جمیلہ سے پوچھا کہ مین
تمہارا عقد پہلوان عادی سے اکیس کرور زر سرخ پر پڑھوں اے شہنشاہ گیتی پناہ اُسوقت جمیلہ دختر
بختک نے کہا چپکے سے ہوں پھر مین نے پہلوان عادی سے کہا ہان پڑھو مجکو قبول ہے غرض حضور
مین نے روبرو مجلسیان جمیلہ کے پہلوان عادی کو جمیلہ سے منعقد کیا پھر ہمجلیسین میرے اشارے سے
صحن باغ مین چلی گئین اور مین بھی بارہ دری سے اُٹھکر صحن باغ مین چلا آیا دروازے بارہ دری کے
پہلوان عادی نے بند کر دیئے تھوڑی دیر کے بعد جمیلہ کے چیخنے کی آواز ہم سب نے سُنی پھر پہلوان عادی
کے رونے کی آواز سُن کے ہم نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ جمیلہ تاب وصل نہ لائی اور تڑپ کے ہلاک ہو گئی
اُسوقت مین نے خیال کیا کہ مین نے جو قبل تصور کیا تھا وہی ہوا کہ جمیلہ وقت ہم آغوشی پہلوان عادی
مرگئی پھر مین اور پہلوان عادی باغ سے چلا آیا اب پہلوان عادی کو یہ فکر تھی کہ جاکر جمیلہ کو غسل وکفن
دیکر قبر مین دفن کرون ناگاہ اُسوقت بختک روتے ہوے اور فریاد کرتے ہوے حضور کے پاس آئے ہین اب
شہنشاہ عالیجاہ انصاف فرمائین کہ پہلوان عادی کی کیا خطا ہے خواجہ عمرو نے یہ کہکر اور پہلوان
عادی سے وہ رقعہ لیکر نوشیروان کے روبرو پیش کیا اور عرض کیا کہ اس رقعہ کو ملاحظہ فرمائین اور ایک
میری گواہی کو ہزار آدمیوں کی گواہی کے برابر تصور کرین کیونکہ اول تو مین مطلق جھوٹ نہین بولتا
دوسرے بھی برادر حمزہ صاحبقران ہون کعبہ مین کہ مقام متبرک ہے وہان پیدا ہوا ہون جسوقت کل یہ
تقریر خواجہ عمرو نے کی جملہ اہل دربار سوا بختک کے ہنسنے لگے اور نوشیروان بھی مسکرانے لگا اور وہ
رقعہ پڑھ کے طرف بختک کے دیکھا اور فرمایا کہ تو نے خواجہ عمرو کی تو گفتگو سُنی اب یہ رقعہ اپنی بیٹی کا لکھا ہے اور دیکھ
کہ اس رقعہ پر تیری بیٹی کی مُہر ہے یا نہین بختک نے رقعہ دیکھکر عرض کیا اے شہنشاہ جو کچھ خواجہ عمرو نے بیان کیا
سب غلط ہے اور یہ رقعہ بھی میری بیٹی کا لکھا ہوا نہین ہے یہ رقعہ خواجہ عمرو نے جعلی لکھا ہے اور میری بیٹی نے
ہرگز عقد پہلوان عادی سے مسلمان ہو کر نہین کیا تھا وہ تو اپنے باغ کی سیر کے واسطے گئی تھی خواجہ عمرو اور
پہلوان عادی دونون زبردستی باغ مین گئے اور یہ جبر جمیلہ کے ساتھ ایسی حرکت نامعقول کی کہ وہ ہلاک
ہوگئی حضور انصاف فرمائین اور اس مقدمہ کی تحقیقات بخوبی کرین جب یہ گفتگو بختک کی نوشیروان نے
سُنی اُسوقت طرف حمزہ صاحبقران کے دیکھکر فرمایا اے فرزند تم سنتے ہو جو بختک کہتا ہے حمزہ صاحبقران
نے عرض کیا کہ اگر حضور کے نزدیک پہلوان عادی نے یقیناً خطا کی ہے تو حضور اسکو جو چاہین
سزا دین مین اپنے سردار کی طرفداری ہرگز نہ کرونگا اور اگر پہلوان عادی کی کوئی
تقصیر ثابت نہ ہو تو بختک کی بخوبی گوشمالی کی جاوے کہ بار دیگر پھر کسی سردار پر ایسی تہمت نکرے
نوشیروان گفتگو حمزہ صاحبقران کی سُن کے بختک سے کہنے لگا کہ جو عورتین اور مرد
ہمراہ جمیلہ باغ تک گئے تھے اونکو اسی وقت ہمارے روبرو بلاؤ بختک گیا جملہ ہمجلیسون کو ڈھونڈ لیوان

مین سوار کرکے روانہ کیا بیان کہاروں نے ڈولیان قریب در سلطانی لاکر رکھین اور پھر
بختک سوارون اور پیدلون کے جمع کرنے کے واسطے اپنے مکان پر ٹھہرا ادھر خواجہ عمرو نے دربار
سے باہر آکے اپنی صورت بشکل زن پیر ایسی بنائی کہ دست و پا کثرت رعشہ سے کانپتے تھے پھریاں تن پر
پڑی تھین بال سر کے سفید تھے کمر مین خم تھا غرض اس صورت سے ہانپتی ہوئی اور کانپتی ہوئی اور آنسو
بہاتی ہوئی قریب ڈولیون کے آئی اور جمیلہ کی ہمجلیسون سے کہنے لگی کہ اے لڑکیو آج تم در سلطانی پر کیون
آئی ہو خیر تو ہے ہمجلیسان جمیلہ نے کہا کہ اے بڑی بی بڑا غضب ہو گیا پہلوان عادی نے جمیلہ
دختر بختک کو مار ڈالا ہے بختک نے نوشیروان سے اسی ظلم کی فریاد کی ہے نوشیروان
نے ہم کو گواہی مین طلب کیا ہے زن پیر نے گفتگو اُن کی سن کے اور ہر ایک کو پیار کرکے اور بلائین
لیکے کہا واری اگر تم کہدو گی کہ ہمارے سامنے پہلوان عادی نے جمیلہ سے بہ جبر و ظلم وہ فعل کیا
کہ جس سے وہ ہلاک ہو گئی تو پہلوان عادی بیچارہ قتل ہو جائیگا جمیلہ زندہ نہ ہو جائے گی اور کچھ
تم کو بھی پھل نہ جائیگا لہذا انسان کو لازم ہے کہ کسی کے ساتھ برائی نکرے پس تم کچھ ایسی گواہی دینا
کہ پہلوان عادی قتل نہو جمیلہ کی ہمجلیسون نے کہا اے بڑی بی اول تو پہلوان عادی
کوئی ہمارا عزیز نہین اور دوست نہین ہے کہ جس کے واسطے ہم جھوٹی گواہی دین دوسرے اگر
کچھ مال و دولت ہمکو دیتا تو خیر جھوٹ بھی بولتے اور دختر بختک کا خیال نہ کرتے پہلوان عادی
کی جان بچاتے لیکن جب ان دونون صورتون مین کوئی صورت نہین ہے تو ہم کیون جھوٹی گواہی
دین زن پیر نے یہ تقریر ہمجلیسان جمیلہ کی سن کے کہا کہ اے لڑکیو مین ایک غریب اور محتاج ہون اور
پہلوان عادی کی کوئی عزیز و دوست بھی نہین ہون صرف اُسکی جوانی اور ایک کار خیر کا خیال کرکے
موتی اور اشرفیان تم سب کو دیتی ہون اس شرط سے کہ جو مین تم سے کہون وہ تم نوشیروان سے کہدینا
یہ کہکے زن پیر نے ایک رومال سے بہت سی اشرفیان اور موتی نکال کے اُنکو دکھلائے جمیلہ کی
ہمجلیسون نے دیکھا کہ کئی سو اشرفیان اور سیکڑون موتی بڑے بڑے ہین فوراً اشرفیان اور
موتی دیکھکر اُنھون نے کہا کہ اے بڑی بی وہ کیا باتین ہین جو ہم نوشیروان سے کہدین بیان کرو
خیر ہم تمھاری خوشی اور ان موتیون اور اشرفیون کے لالچ سے جھوٹی گواہی دیدینگے لیکن پہلے
ہمکو یہ سب اشرفیان اور موتی دے دو پھر جو ہم سے کہدو وہی ہم نوشیروان سے جاکر کہدین
زن پیر نے کہا اگر تم یہ مال و دولت لے لو اور جو مین کہون وہ نہ کہو تو مین کیا کرون اُنھون نے کہا کہ
اگر ہم موافق تمھارے مطلب کے گواہی نہ دینگے تو یہ اشرفیان اور موتی ہمسے لے لینا ہمکو پھر کے گھر بھی
نہ جانے دینا زن پیر نے اشرفیان اور موتی برابر ہر ایک ہمجلیس کو دیکر کہا کہ تم پہلے یہ کہنا کہ کل پہلوان عادی
کو ہمارے سامنے ایک رقعہ جمیلہ نے لکھکر زیر دیوار پہلوان عادی کو دیا تھا اور زبانی یہ کہا تھا کہ تم
ہمارے باغ مین آنا ہمین تم سے کچھ کہنا ہے پھر یہ کہنا کہ جب پہلوان عادی ہمراہ خواجہ عمرو کے باغ مین
آیا تو جمیلہ اُس سے طالب وصل ہوئی اور پہلوان عادی نے انکار کیا اور کہا تم مسلمان ہو جاؤ
اور میرے ساتھ نکاح کرلو تو البتہ مین تم سے ہم آغوش ہونگا پس جمیلہ نے بموجب کہنے کے دین اسلام
اختیار کیا اور خواجہ عمرو نے نکاح پڑھا پھر ہم سب ہٹ گئے تھوڑی دیر کے بعد جمیلہ چلانے لگی

جب ہم بارہ دری مین گئے جمیلہ کو ہمنے زندہ نہ پایا زن پیر یہ تقریر اُنکے روبرو بیان کرکے اور خوب سمجھا اور سکھا کر چلی گئی تھوڑی دیر مین بختک اُن سوارون اور پیدلون کو فراہم کرکے اپنی ہمراہ لایا جو جمیلہ کے ہمراہ گئے تھے جب بختک دربار نوشیروان گیا اور عرض کیا کہ سب گواہ زن و مرد حاضر ہین نوشیروان نے فرمایا پہلے عورتون کو بلاؤ جب عورتین بدفنات دربار نوشیروان مین حاضر ہوئین اور نوشیروان نے اُنسے پوچھا کہ تم اس مقدمہ مین کیا جانتی ہو سچ سچ بیان کرو ہر ایک عورت نے جو زن پیر نے کہدیا تھا اور سکھا دیا تھا بیان کیا نوشیروان جانب بختک بنظر غیظ دیکھنے لگا اور بختک متحیر ہوا کہ یہ کیا غضب ہوگیا میری بیٹی کی ہمجلیسون نے موافق مدعاے دل پہلوان عادی کے کیون گواہی دی یہ کیا ستم ہوگیا غرض بعد عورتون کی گواہیون کے نوشیروان نے اُن سوارون اور پیدلون کو بلاکر پوچھا انھون نے عرض کیا حضور ہم یہ جانتے ہین کہ ہم در باغ پر بیٹھے تھے ناگاہ باغ سے رونے کی آواز آئی جب ہم اندر باغ کے گئے سنا کہ جمیلہ دختر بختک مرگئی سوا اسکے اور ہم کچھ نہین جانتے ہم نے کسی کو باغ مین جاتے اور باغ سے نکلتے نہین دیکھا الغرض بعد مرد و زن کی گواہیون کے نوشیروان نے بڑی دیر تک فکر کی آخر یہ فیصلہ کیا کہ پہلوان عادی کی کوئی خطا و تقصیر نہین کیونکہ اُسنے یہ گواہی گواہان جمیلہ کو مسلمان کرکے عقد کیا تھا چونکہ اُسکی زندگی تمام ہوچکی تھی ہمبستری کا ایک بہانہ ہوا بعد یہ فیصلہ کرنے کے نوشیروان نے بختک کو نہایت کلمات سخت و درشت کہے اور فرمایا کہ تو اب اگر کسی سردار کو اسی طرح متہم کریگا تو تجھکو سخت سزا دیجائیگی بالفعل یہ تیرا قصور معاف کیا جاتا ہے جسوقت یہ تقریر پہلوان عادی اور خواجہ عمرو نے سنی اور فیصلہ نوشیروان نے حسب لخواہ کیا نہایت شاد ہوئے قید غم سے آزاد ہوے حمزہ صاحبقران کو بھی خوشی ہوئی لیکن بختک کو اور زیادہ ملال ہوا کیونکہ ایک تو بیٹی کے مرنے کا صدمہ تھا دوسرے سر دربار اپنے جھوٹے ہونے کا اور دعوی خارج ہونے کا آخر بوجہ مجبوری نوشیروان سے اجازت لیکر اپنے گھر گیا اور اپنی زوجہ سے تمام حال بیان کیا بختک کی زوجہ کو نہایت غصہ آیا اور ہمجلیسون کو جمیلہ کی بلاکر پوچھا کہ تم نے کسی کے کہنے سے ایسی گواہی دی کہ مقدمہ خارج ہوگیا تمھارے سامنے کب میری بیٹی نے عادی سے عقد کیا تھا اور مسلمان ہوئی تھی جو تمنے نوشیروان سے بیان کیا جمیلہ کی ہمجلیسون نے کہا کہ اُسوقت ہمارے حواس بجا نہ تھے نہین معلوم نوشیروان نے کیا ہمسے پوچھا اور کیا ہمنے بیان کیا کیونکہ سامنا حاکم کا تھا اب ہمارے حواس خمسہ بجا ہین بیشک پہلوان عادی نے آپ کی دختر پر بڑا ظلم کیا یہ کہکے جمیلہ کی ہمجلیسین چلی گئین اور اُن اشرفیون اور موتیون کو جو اورون کو دکھایا تھا تو معلوم ہوا کہ اشرفیان کھوٹی ہین اور موتی بھی بالکل جھوٹے ہین نہین معلوم کس چیز کے بناے ہوے ہین اُسوقت ہمجلیسون کو جمیلہ کی یہ رنج ہوا کہ بیکار ہمنے جھوٹی گواہی دی بختک نے اپنی دختر کی میت اُٹھانے کا سامان کیا اور موافق اپنے مذہب اور ملت کے اچھی طرح اپنی دختر کی میت کو اُٹھایا اور دفن کیا اس طرف پہلوان عادی نے بعد برخاست دربار نوشیروان کے خواجہ عمرو کو تیس ہزار روپیہ دیا اور رقعہ اپنا لے لیا اور کہا اے خواجہ مین تمھارا نہایت ممنون احسان ہوا بعد خدا تمنے میری جان بچائی ورنہ مین قتل ضرور کیا جاتا

داستان بختک کا نوشیروان کو حمزہ صاحبقران کے زہر دینے پر آمادہ کرنا اور جام مے مین زہر ملاکر روبرو حمزہ صاحبقران کے لیجانا اور خواجہ عمرو کی وجہ سے اُسکا کامیاب نہونا

بادہ خواران میخانۂ سخن و میگساران میکدۂ افسانہ کہن اس داستان کو ساتھ تازگی کے اس طرح بیان کرتے ہین

کہ جب بختک بد آمال اپنی دختر خوش جمال کے دفن سے فارغ ہوکر ہنگام شب اپنے گھر مین آیا اور صدمۂ مرگ دختر مین یہ خیال کرنے لگا کہ کیونکر اپنی دختر کا انتقام حمزہ صاحبقران عالی مقام سے لون کس طرح اُنکو قتل کرون کیونکہ اگر حمزہ صاحبقران مداین مین نہ آتے تو اُنکا سردار پہلوان عادی کیون میری دختر کو ہلاک کرتا اور مجھکو صدمہ و غم ہوتا آخر بعد فکر بسیار کے ایک تدبیر حمزہ صاحبقران کے ہلاک کرنے کی تجویز کرکے اپنے گھر سے نکلا اور اپنے خچر پر سوار ہوکے دار الامارۂ شاہی پر آیا ہر چند کہ اُسوقت نوشیروان دربار برخاست کرکے محل مین چلا گیا تھا لیکن بختک نے نوشیروان کی خدمت مین اپنے حاضر ہونے کی خبر کرائی جسوقت نوشیروان نے سُنا کہ اسوقت بختک آیا ہی حکم دیا کہ دریافت کرو کیون خلاف وقت دربار مین حاضر ہوا ہے کنیزون وغیرہ نے فوراً دروازے پر آکے بختک سے پوچھا بختک نے کہا کہ میری جانب سے عرض کرو کہ ایک امر ضروری تخلیہ مین حضور سے مجھکو عرض کرنا ہے کنیزون نے خدمت نوشیروان مین جاکر جو کچھ بختک نے کہا تھا عرض کیا نوشیروان نے بخیال اسکے کہ نہین معلوم بختک کو کیا امر ضروری عرض کرنا ہے شاید پھر کوئی واقعہ تو نہین ہوا ہے مین بادشاہ عادل ہون مجھکو غفلت کرنا اور فریادیون کے احوال سے بیخبر ہونا نہ چاہیے یہ خیال کرکے ایک ایوان خالی مین بختک کو بلوایا اور خود بھی اُس ایوان مین آیا بختک نے تسلیم کی جب نوشیروان بیٹھا اُسوقت نوشیروان نے بختک سے فرمایا کہ اے وزیر کیا مجھکو عرض کرنا ہے جلد عرض کر بختک نے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ فلک بارگاہ خدمت حضور مین مجھکو یہ عرض کرنا ہے کہ آج حضور نے اچھی طرح میری بیٹی کے مقدمہ کی تحقیقات نہ کی اور خواجہ عمرو اور پہلوان عادی کو قتل نہ کیا میرا دل خوش نہ کیا نوشیروان نے فرمایا اے بختک اول تو تیرے گواہون سے کوئی خطا پہلوان عادی کی ثابت نہ ہوئی جو مین اُسکو قتل کا حکم دیتا دوسرے یہ کہ وہ سردار میرے پسر خواندہ کا تھا اگر مین تیرا خیال کرکے پہلوان عادی کو قید کرتا یا قتل کرواتا تو میرے فرزند حمزہ کو نہایت ملال ہوتا اور اوسکا رنجیدہ ہونا کسی طرح گوارا نہین تھا لہذا اُس وقت خلاف عدل مین نے نہین کیا اور یہی مصلحت دیکھی کہ پہلوان عادی کو اس الزام سے بری کرون بختک نے عرض کیا خیر حضور دختر تو میری ان مسلمانون کے ظلم و ستم سے ہلاک ہوگئی اور آپ نے جو فیصلہ کیا مین نے طوعاً و کرہاً قبول کیا لیکن حضور اب یہ خیال ہے بلکہ یقین کامل ہے کہ اب حمزہ صاحبقران کی ذات سے انواع و اقسام کے فتور برپا ہونگے سرداران حمزہ اور خود حمزہ حضور کی بیٹی کو نظر بد سے دیکھین گے محل سے نکال لے جائینگے حضور کو داغ فراق دختر دے جائینگے شہنشاہ ملاحظہ تو فرمائین کہ اب حمزہ کے پاس کس قدر لشکر جرار ہے اور کتنے نامی سردار ہین تھوڑے ہی زمانہ مین اس قدر فوج کثیر جمع کرلی ہے ہر چند کہ ابھی اچھی طرح جوان بھی نہین ہوئے ہین لیکن ایسے صاحب قوت و طاقت ہین کہ بڑے بڑے سردارون کو زیر کیا ہے اور اکثر سردارونکو قتل کیا ہے دیکھیے جب بخوبی جوان ہونگے تو کیا آفت برپا کرین گے یقیناً کل سردارون کو حضور کے زیر کرینگے جو سردار مسلمان ہوجائیگا وہ تو زندہ رہیگا اور جو مسلمان نہ ہوگا اُسکو حمزہ صاحبقران قتل کرین گے ایک روز آپ کو بھی گرفتار کرلین گے تخت سلطنت پر بیٹھ جائین گے تاج شاہی سر پر رکھینگے اعلے اور ادنی کو مسلمان کرینگے معبد ہمارے منہدم کرائین گے مسجدین بنوائین گے ہر ایک مسجد مین نعرۂ اللہ اکبر بلند ہوگا مسجدون مین مردم آکر نمازین پڑھین گے ملک مدائن کے سب آدمی مذہب اسلام اختیار کرینگے اگر کوئی اسلام قبول کرنے سے انکار کرے گا تو حمزہ فوراً اوسکو قتل کرینگے پس حضور ابھی

ایسا انتظام کرین کہ حمزہ قتل ہو جاے اور معین اُسکے خواجہ بزرجمہر کہ یہ بھی مسلمان ہین قتل کیے جائین تاکہ خوف و خطر دل سے دور ہو جاے نوشیروان نے تقریر بختک سُن کے فرمایا کہ اے وزیر چونکہ تجکو وسوسہ بیجا حد سے بیجا ہے تیرے حواس بجا نہین ہین تیرے خیالات بالکل لغو و مہمل ہین حمزہ میرا پسر خواندہ ہے کبھی میری دختر کو نظر بد سے نہ دیکھیگا مین نے اوسکو اپنا فرزند کیا ہے وہ مجھسے ہرگز از خود جُدائی نہ کریگا فی الحال دیکھا تو نے حمزہ نے کیا احسان عظیم مجھپر کیا ہے ہشام ایسے شجاع کو قتل کر کے تخت و تاج میرا چھین لایا ہے یقیناً میرا فرمانبردار ہے روز دربار مین میرے بعد باادب بیٹھتا ہے مجکو اپنا بزرگ اور حاکم جانتا ہے علاوہ اسکے نہایت لئیق اور خلیق ہے اور صاحب قوت و زور ہے مجکو اُسکی ذات سے بڑی قوت ہے اور زندہ رہنا اُسکا باعث میرے نام کا ہے تجکو حمزہ سے ناحق عداوت ہے ہرگز مین تیرے کہنے پر عمل نہ کرونگا اور ایسے فرزند لئیق کو کبھی قتل نہ کرونگا اور قتل کرنا بھی اُسکا بہت مشکل ہے بختک نے یہ گفتگو نوشیروان کی سُن کے ایک آہ سرد کی اور متواتر افسوس ہزار افسوس کہکے پھر عرض کرنے لگا کہ حضور کیا غضب کرتے ہین از حد غضب کرتے ہین انجام اس غفلت کا بُرا ہوگا سلطنت حضور کے قبضے سے نکل جائیگی دشمن حضور کے درپے ہو جائینگے جسکو آپ اپنا دوست تصور کیے ہین وہی آپ سے ایسی دشمنی کریگا کہ حضور نہایت ملول ہونگے اور تمام عالم مین ذلیل و رسوا ہونگے عقلمند حضور کو بیوقوف اور نادان اسوجہ سے کہینگے کہ اپنے دشمن کو پرورش کیا اور اُسکی جانب سے غافل رہے اوسکو قتل نہ کروا ڈالا اے شہنشاہ مین چاہتا ہون کہ کوئی حضور کو بیوقوف نہ کہے اور سلطنت قبضۂ حضور سے نکل نہ جاے پس آپکو لازم ہے کہ آپ مجھ ایسے وزیر خوش تدبیر فلاطون فطنت ارسطو حکمت کی عرض کو بغور سُن کے میرے کہنے پر عمل فرمائین اپنے دشمنون کو خاک مین ملائین حضور حمزہ کا ہلاک کرنا مجھ ایسے دانا کے نزدیک ایک ادنی کام ہے اور ایک ذراسی تدبیر ہے اور وہ یہ ہے کہ صبح کو حضور بیدار ہو کے دربار مین تشریف لائین اور ہنسکر حمزہ سے فرمائین کہ آج ہمارا دل چاہتا ہے کہ تم ہمارے ساتھ باغ مین چلو اور بزرجمہر اور بختک یہ بھی باغ مین ہمارے ساتھ چلین اور تھوڑی دیر باہم سیر باغ کی کرین اور وہین کچھ شغل بادہ کشی ہو پس حضور کے حکم سے حمزہ اور بزرجمہر حضور کے ہمراہ باغ مین جائینگے مین حضور کے روبرو ما و اللحم مین زہر ملا کر حمزہ اور بزرجمہر کو دونگا چونکہ دونون نامبردہ غافل ہونگے بے خوف و خطر ماءاللحم نوش کرینگے تھوڑی دیر مین تڑپ کے مرجائینگے انکے مرجانے کے بعد خوف جاتا رہیگا اگرچہ بزرجمہر سے چندان خوف نہین ہے لیکن وہ بھی مسلمان ہین اور حمزہ کے معین و مددگار ہین مگر حضور یہ ضرور خیال رکھیے گا کہ اُس صحبت مین خواجہ عمرو کو نہ لے جائیے گا وہ نہایت عقلمند ہے اور بلاے روزگار اور آفت کا پرکالہ ہے اور از حد چالاک ہے اگر وہ باغ مین ہوگا تو کسی طرح حمزہ کے ہلاک ہونے کی تدبیر نہو سکے گی نوشیروان یہ تقریر بختک کی سُن کے فکر کرنے لگا آخر بعد فکر بسیار اُس ایوان سے اُٹھ کے محل مین چلا گیا اور بختک بھی اُس ایوان سے نکل کے اپنے مکان کی طرف چلا راہ مین بختک نے خیال کیا کہ شہنشاہ نے کچھ مجھسے نہ فرمایا کہ زہر حمزہ کو دینا یا نہ دینا خاموش بیٹھے رہے اور فکر کیا کیے آخر محل مین اُٹھ کے چلے گئے اتنی دیر تک مین نے بیکار اپنی تضیع اوقات کی کچھ اپنا مدعا دل پر نہ آیا بعد اس خیال کے سوچنے لگا کہ خاموش رہنا نوشیروان کا دلیل ہے کہ نوشیروان کو منظور ہے کہ مین حمزہ کو زہر دے کر ہلاک کرون غرض یہ خیالات بختک کرتا ہوا اپنے مکان مین گیا اور بستر خواب پر لیٹ کے سو رہا جب صبح ہوئی حوائج ضروری سے فراغت کر کے

لباس درباری زیب تن کرکے اپنے گھر سے باہر نکلا اور اپنے خچر پر سوار ہوکے دربار میں آیا اور نوشیروان کو
مجرا کرکے اپنی جگہ پر آیا اور جانب دربار بغور نظر کی دیکھا کہ جملہ اہل دربار حاضر ہیں بزرجمہر اور حمزہ اور خواجہ عمرو
بھی بیٹھے ہوئے ہیں بختک بھی جانب دربار نگران تھا ناگاہ نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران
کی جانب مخاطب ہوکے فرمایا کہ ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ باغ میں جائیں اور وہاں تھوڑی دیر بیٹھکر سیر باغ کی کریں
اور شراب پئیں اور وہاں ہماری صحبت میں تین شخص ہوں خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران اور بختک
وزیر جس وقت یہ گفتگو نوشیروان کی خواجہ عمرو نے سنی فوراً کچھ خیال کرکے اور اٹھکے دست بستہ عرض کیا
کہ اے شہنشاہ یہ کمترین بھی ہمراہ رکاب چلیگا کہ حمزہ صاحبقران کو تنہا واسطے سیر باغ کے جانے نہ دیگا حضور
واقف ہیں مجکو حمزہ صاحبقران سے از حد الفت ہے نوشیروان نے فرمایا اے خواجہ عمرو تمہارے جانے کی وہاں
کچھ ضرورت نہیں کیونکہ وہاں حمزہ تمہارے بھائی کا کوئی دشمن نہیں ہے خواجہ عمرو کو اس گفتگو سے نوشیروان
کی اور زیادہ تردد ہوا اور خیال کیا کہ بختک وہاں جاکر کچھ نہ کچھ ضرور فتور برپا کریگا عجب نہیں کہ حمزہ صاحبقران
سے بری طرح پیش آئے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ گیتی ستان اگر آپ مجکو اپنے
ہمراہ رکاب نہیں لیے جاتے ہیں تو بختک کو بھی نہ لیجائیے آرزو اس خاکسار کی بر لائیے جس طرح حضور کو بختک
سے ایک انس ہے اسی طرح کمترین کو بھی حمزہ صاحبقران سے الفت دلی ہے اگر حضور کو میرے قول کی
صداقت منظور ہو تو حمزہ صاحبقران بیٹھے ہیں انسے دریافت کر لیجئے جسوقت خواجہ عمرو نے یہ گفتگو
کی حمزہ صاحبقران نے نوشیروان سے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عالیجاہ خواجہ عمرو میرے برادر رضاعی حقیقت
مجھسے نہایت الفت رکھتے ہیں جو یہ کہتے ہیں سچ ہے جب یہ تقریر حمزہ صاحبقران کی نوشیروان نے سنی
خیال کیا کہ میں سر دربار کہہ چکا ہوں کہ میرا دل یہ چاہتا ہے کہ باغ کی سیر کروں اگر اب میں نہیں جاتا ہوں
تو صاف ظاہر ہو جائیگا کہ یہ ارادہ حمزہ صاحبقران سے دشمنی کرنے کا تھا پس مناسب ہے کہ موافق اپنے کہنے
کے فقط خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران کو لیکر چلا جاؤں اور اگر بختک کو بھی ہمراہ لیجاؤنگا تو عمرو بھی
ضرور حمزہ کے ساتھ جائیگا اور کوئی مطلب بر نہ آئیگا اس سے بہتر یہ ہے کہ عمرو اور بختک کو یہیں چھوڑ
جاؤں اور خود بہ ناچاری چلا جاؤں یہ خیال کرکے نوشیروان نے حکم کیا کہ جلوس در دولت پر آ کر
اسیوقت موجود ہو ہم ابھی باغ چلیں گے یہ کہکے نوشیروان تخت سے اٹھا جملہ اہل دربار بھی تعظیماً کھڑے
ہوئے جب نوشیروان بعد جلوس و تجمل حمزہ صاحبقران اور خواجہ بزرجمہر کو لیکے روانہ ہوا اہل دربار
بھی اپنے مکان کی جانب روانہ ہوئے اسوقت خواجہ عمرو بختک کو اپنے ہمراہ لے کے ایک خیمہ میں آئے
اور بیٹھے اور بختک کو اپنے پاس بٹھایا جب بختک مایوس ہوکر بیٹھا اسوقت خواجہ عمرو نے پوچھا اے بختک
اسوقت سوا تمہارے اور ہمارے یہاں خیمہ میں کوئی نہیں ہے سچ سچ کہدو کہ نوشیروان حمزہ
صاحبقران کو کس واسطے لے گیا ہے کیا حمزہ صاحبقران سے بری پیش آئیگا تم تو خوب اس
راز سے واقف ہوگے عجب نہیں کہ تمہیں نے نوشیروان کو حمزہ صاحبقران کے قید یا قتل
کرنے پر آمادہ کیا بختک نے کہا اے خواجہ عمرو بھلا مجکو حمزہ صاحبقران سے کیا عداوت ہے
انھوں نے میرے ساتھ کیا برائی کی ہے جو میں ان کے قید یا قتل کی رائے نوشیروان کو دیتا یہ محض
خیال خام تمہارا ہے اصل بات یہ ہے کہ شہنشاہ کو حمزہ صاحبقران سے نہایت دوست ہیں چونکہ آج واسطے

سیر باغ کے گئے ہین تنہا سیر باغ کی کرنا منظور ہوا اسوجہ سے حمزہ صاحبقران کو بھی اپنے ہمراہ لے گئے ہین آپ کچھ تردد نفرمائین جب یہ گفتگو بختک نابکار کی خواجہ عمرو بن امیہ نامدار نے سُنی کہا اے کیون جھوٹھ بولتا ہے ہم سے ایسی فریب کی باتین کرتا ہے جو امر واقعی ہو بیان کر دے مین تجھکو کچھ نہ کہونگا بختک نے کہا اے خواجہ جو بات سچ تھی وہ کہدی اب کیا کہون جسوقت خواجہ عمرو نے دیکھا کہ بختک باتین فریب مکر کی کرتا ہے اور اصل حال بیان نہین کرتا اسوقت خواجہ عمرو نے کوڑا نکالا اور کہا اے حرامزادے نالایق و نامعقول ہم اتنی دیر سے تجھسے پوچھ رہے ہین مگر تو نہین بتاتا ہے اور تو میرے غصہ سے واقف نہین ہے جسوقت مجھکو کسی پر غصہ آتا ہے اسقدر کوڑے مارتا ہون کہ کھال پیٹھ کی اوسکی شق ہو جاتی ہے اور مثل ماہی بے آب زمین پر تڑپنے لگتا ہے آج تو یقین ہے میرے ہاتھ سے پٹیگا یہ کہکے خواجہ عمرو نے دو چار چپتین سر بختک پر لگائین رفیدہ بختک کے سر سے زمین پر گر پڑا خواجہ عمرو نے مُنڈے ہوئے سر پر اور چار پانچ زور زور چپتین مارین بختک رونے لگا اور ہاتھ جوڑکے کہنے لگا پیشاب نکلا جاتا ہے مین پیشاب کر آؤن تو پھر صاف صاف کہدونگا خواجہ عمرو نے کہا جا جلدی آ خبردار بھاگ نہ جانا ورنہ مار ہی ڈالونگا کسی طرح تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا بختک نے ہاتھ جوڑکے کہا کیا مجال جو بھاگ جاؤن یہ کہکے اپنے مُنڈے ہوئے سر پر رفیدہ باندھا اور پیشاب کرنے کے بہانے سے ایک طرف چلا لیکن پیچھے پھر پھر کے دیکھتا جاتا تھا چونکہ خواجہ عمرو کو خود یہی منظور تھا کہ بختک بھاگ کر کسی طرح باغ مین جائے تاکہ مین وہان جاؤن اور دیکھون حمزہ صاحبقران سے نوشیروان وہان کس طرح پیش آیا پس اسی وجہ سے عمداً خواجہ عمرو نے بختک کو نہ روکا اور جانب باغ نوشیروان جانے دیا غرض جب خواجہ عمرو نے خیال کیا کہ بختک خدمت نوشیروان مین پہونچ گیا ہوگا اسوقت خواجہ عمرو خیمہ سے نکل کے جانب باغ نوشیروان روانہ ہوئے لیکن بختک جو خوف خواجہ عمرو سے پیشاب کے بہانے بھاگا تھا گرتا پڑتا بہزار خرابی خدمت نوشیروان مین پہونچا نوشیروان نے بختک کو دیکھکر فرمایا کہ اے وزیر نیک تدبیر اسوقت تو خوب آیا بغیر تیرے ہمنے ابھی تک شراب نہین پی کیونکہ کوئی شخص ہمین شراب پلانے والا نہ تھا بختک یہ تقریر نوشیروان کی سمجھ گیا اور عرض کیا کہ اے شہنشاہ اب مین حاضر ہوا ہون حضور کو شراب پلاتا ہون یہ کہکے بختک نے جام مین شیشہ سے شراب انڈیلی اور زہر اُسی شراب مین پوشیدہ شامل کرکے روبرو نوشیروان لیگیا چونکہ نوشیروان واقف تھا کہ اس جام شراب مین بختک نے زہر ملایا ہے کہنے لگا کہ یہ جام شراب ہمارے فرزند کے روبرو لیجا آج فرزند ہمارا ہماری خاطر سے یہ جام پی لیگا بختک وہ ساغر لیکر روبرو حمزہ صاحبقران آیا اور عرض کرنے لگا کہ اس جام بادۂ گلگون کے پینے کے بارے مین جو کچھ شہنشاہ نے ارشاد فرمایا ہے آپ نے تو سنا ہے اب آپ خوشی شہنشاہ عالی جاہ کی کیجیے اور آج یہ ساغر پیجیے ابھی حمزہ صاحبقران نے شراب پینے مین کچھ نہ فرمایا تھا کہ یکایک خواجہ عمرو بھی عین وقت پر باغ مین پہونچے بختک خواجہ عمرو کو دیکھ کے گھبرایا رنگ چہرے کا اُڑ گیا دل مین خیال کرنے لگا کہ پیر و مرشد آگئے دیکھیے اب کیا ہوتا ہے یقین ہے کہ یہ جام زہر حمزہ صاحبقران کو نہ پینے دینگے اگر اور تھوڑی دیر قسمت لیت و لعل فرماتے تو مین یہ جام زہر حمزہ کو پلاکر ہلاک کر ڈالتا بختک تو روبرو سے حمزہ صاحبقران جام شراب لیے ہوئے کھڑا ہے لیکن نوشیروان نے خواجہ عمرو کو دیکھکر اور خواجہ عمرو

مخاطب ہو کر غصہ سے فرمایا کہ اے خواجہ عمرو ہر چند ہم نے تم سے کہدیا تھا کہ تم باغ مین ہمارے پاس نہ آنا لیکن تم نے ہمارے حکم کے خلاف کیا اور ہمارے پاس تم اس باغ مین چلے آئے خواجہ عمرو نے عرض کیا اے شہنشاہ گیتی پناہ حضور بختک کو میرے پاس چھوڑ آئے تھے اگر یہ حضور کی خدمت مین نہ آتا مین بھی حاضر ہوتا چونکہ بختک بغیر اجازت حضور یہان چلا آیا پس مین بھی خلاف حکم شہنشاہ اس جگہ حضور کی خدمت مین حاضر ہوا اول حضور بختک کو سزا دین پھر مجکو تعزیر دین نوشیروان یہ تقریر خواجہ عمرو کی سُن کے قایل ہوا اور کچھ جواب خواجہ عمرو کو نہ دے سکا مگر حمزۂ صاحبقران کی طرف مخاطب ہو کے کہنے لگا کہ اے فرزند ابھی تک تم نے جام شراب نہین پیا ہم نے کس خوشی سے اپنے وزیر کے ہاتھ تمھارے روبرو جام شراب بھیجا لیکن تم نے ہماری خوشی ابھی تک نہین کی حمزۂ صاحبقران نے یہ گفتگو نوشیروان کی سُن کے طرف خواجہ عمرو کے دیکھا خواجہ عمرو نے اشارے سے منع کیا کہ اے حمزۂ صاحبقران خبردار خبردار یہ جام شراب نہ پیجیے گا ورنہ ہلاک ہو جائیے گا مجکو یقین ہے کہ اس جام شراب مین کف ماریا زہر ملا ہے حمزۂ صاحبقران نے گفتگوے اشارۂ خواجہ عمرو سمجھ کے نوشیروان کی خدمت مین عرض کیا کہ اے شہنشاہ کشورستان کیونکر ہو سکتا ہے کہ مین حضور کے روبرو قبل حضور کے پیجیے کے یہ جام شراب پیون سراسر خلاف ادب ہے مجھسے کبھی نہ ہوگا کہ پہلے مین ساغر مے کو پیون پہلے حضور تھوڑی سی شراب اس ساغر مے سے پی لین اور اس شراب کو جھوٹی کردین تو پھر مین پیون جس وقت یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران نے کی خواجہ عمرو نے بھی عرض کیا کہ اے شہنشاہ بحر و بر عالم ہفت کشور حمزۂ صاحبقران سچ کہتے ہین بزرگون کے سامنے اور قبل بزرگون کے میلنتی اچھی نہین ہے اور خلاف قاعدہ ہے نوشیروان گفتگوے حمزۂ صاحبقران اور تقریر خواجہ عمرو سُن کے گھبرایا اور خیال کرنے لگا کہ اب کیا کرون اگر مین اس ساغر مے کو پیتا ہون تو ہلاک ہو جاؤنگا اور حمزہ سے اب زیادہ کہہ نہین سکتا کیونکہ حمزہ نے جواب معقول مجکو دیا ہے آخر بعد فکر نوشیروان نے کہا اے بختک اب جسکو تیرا دل چاہے اُسکو یہ جام صہبا سے تند پلا تجکو اسوقت اختیار دیا بختک یہ گفتگوے نوشیروان سمجھ گیا اور عرض کرنے لگا اے شہنشاہ روے زمین برخلاف مرتبہ اس بزم مین موافق قول حمزۂ صاحبقران کے خواجہ بزرجمہر سے زیادہ کوئی شخص بزرگ اور مسن نہین ہے لہذا مین انھین کو اپنے اختیار کی وجہ سے دیتا ہون حضور پھر مجھسے ناراض نہ ہوجیے گا نوشیروان نے مسکرا کے فرمایا اے وزیر خوش تدبیر جب ہمنے تجکو اختیار دیدیا تو اب تو ہم سے کیون ڈرتا ہے جسکو تیرا دل چاہے یہ جام بادۂ گلگون پلادے بختک نوشیروان کی گفتگو سے واقف ہو کر وہ جام مُل خواجہ بزرجمہر کے سامنے لیگیا اور کہنے لگا کہ اے خواجہ بزرجمہر یہان سوا ئین چار شخصون کے اور کوئی نہین ہے اور انھین سے کوئی شخص کسی سے نہ کہے گا کہ خواجہ بزرجمہر نے شراب پی لیوا اب اس صحبت خاص مین کہ اور کوئی غیر نہین دیکھتا ہے بے تکلف یہ جام شراب مجھ ایسے ساقی کے ہاتھ سے لیکر پی جائیے رومال سے منھ پونچھ ڈالیے گا خواجہ بزرجمہر نے سر اُٹھا کے جانب چہرہ بختک کے دیکھا اور کہنے کا کچھ ارادہ کیا ناگاہ بزرجمہر کی نظر خواجہ عمرو پر پڑی خواجہ عمرو نے فوراً بزرجمہر کو اشارے سے منع کیا کہ یہ جام مے نہ پیجیے گا اور اگر پیجیے گا تو مر جائیگا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ اس مین زہر ملا ہے خواجہ بزرجمہر خواجہ عمرو کے منع کرنے سے کہنے لگے کہ اے بختک تجکو معلوم ہے کہ اول تو مجکو شوق مے کشی نہین ہے دوسرے دل میرا نہین چاہتا کہ شراب پیون پس یہ ساغر مے

سبز سار و بر و سے لیجا بختک یہ تقریر خواجہ بزرجمہر سن کے اپنے دل مین خیال کرنے لگا کہ افسوس ہزار
افسوس کچھ اس تدبیر سے مطلب نہ نکلا دونون مسلمانون مین سے کسی نے یہ جام مے نہ پیا جب انھون نے
یہ شراب نہ پی تو خواجہ عمرو تو پیر و مرشد اور بڑے ذات پاک از حد چالاک ہین وہ بھلا کب اس جام شراب کو
پینگے سچ تو یہ ہے کہ ان مسلمانون کی تقدیر اچھی ہے اور خدا انکا انکی مدد کرتا ہے لاکھ اونکے کوئی دشمنی
کرے کچھ فائدہ نہین ہوتا انکو ضرر دشمن سے ہرگز نہین پہونچتا نہین معلوم انکے دلون کو کچھ آگاہی ہو جاتی ہے
یا کوئی موکل انکو خبر دیدیتا ہے یا آسمان سے کوئی فرشتہ پکار کے اسطرح کہتا ہے کہ ہوشیار ہو جاؤ کہ وہ
آواز انھین کے کان مین آتی ہے ہم کو ذرا بھی سنائی نہین دیتی نہین معلوم اے بختک کیا وجہ ہے اور
کیا سبب ہے کہ یہ خدا شناس اور اہل اسلام ذرا بھی نہین چوکتے کسی جگہ دھوکا نہین کھاتے پھر خیال
کرنے لگا کہ اے بختک بڑے موکل کو تو تنے تصور بھی نہین کیا کہ وہ یہان موجود ہین جو قبل اسکے خیمہ مین
میرے متعلق ہوئے سر پر چپتین لگا چکے ہین جنھون نے میرے مارنے کے واسطے کوڑا نکالا تھا اگر مین اسوقت
پیشاب کے بہانے سے یہان بھاگ نہ آتا تو یقیناً مجکو ایسا مارتے کہ مین دم بھی نہ مارتا کیا عجب ہے کہ انھین
جناب نے اشارے سے منع کیا ہو کہ اے حمزہ صاحبقران اور اے بزرجمہر یہ شراب خبردار نہ پینا
بختک یہ خیالات کر رہا تھا اور جام شراب اپنے ہاتھ مین لیے ہوئے مایوس کھڑا تھا ناگاہ خواجہ عمرو
نے بختک کو لب فرش بلایا جب بختک لب فرش تک پہونچا خواجہ عمرو نے کہا کہ اے بختک اس جام
شراب کو شہنشاہ گیتی ستان اور حمزہ صاحبقران اور خواجہ بزرجمہر نے نہین پیا اور اب وہ ہرگز
نہ پینگے پھر تم اس جام مے کو کیون اپنے ہاتھ مین لیے ہوئے کھڑے ہو اگر تم یہ چاہو کہ مین اس جام کو
پیون تو مین یہ خوب سمجھے ہوئے ہون جس ترکیب سے یہ جام بنایا ہے ایک ایک قطرہ اس جام کی شراب
کا سانپ کے بچانے کے زہر سے فزون تر اثر رکھتا ہے پس مین آگاہ ہو کر کیون ایسی شراب پینے لگا لہذا
اب تمکو لازم ہے کہ تمھین اس جام کی شراب پی جاؤ اگر تم میرے کہنے سے خود نہ پیوگے تو مین زبردستی
تمھارے تئین یہ شراب پلاؤن گا حلق مین تمھارے یہ شراب انڈیل دون گا یہ شراب آج تم کو پلا کر موت کا
ذائقہ تم کو چکھاؤن گا جسوقت یہ تقریر آہستہ آہستہ خواجہ عمرو نے بختک سے کی اسوقت بختک کے
دست و پا خوف جان سے کانپنے لگے جام مے زمین پر گر پڑا اسوقت اُتنی زمین یہ صورت ہوئی کہ گرم
زہر سے سبز ہو گئی خواجہ عمرو نے کہا او کم ظرف یہ کیسی شراب تھی کہ زمین پر گرتے ہی زمین کا یہ رنگ
ہو گیا بختک نے جھلا کے کہا اے خواجہ عمرو تم کیا جانو اس شراب کو یہ شراب بادشاہون اور
وزیرون کے پینے کی تم ایسے محتاجون کے پینے کی نہین ہے اور تم تو وہ ہو کہ تم نے کبھی دمڑی کی بھی
شراب مول لے کر نہ پی ہوگی پھر تمکو اس شراب کے اوصاف سے کیا خبر مجکو تم کم ظرف کہتے ہو یہ کیا کہتے
ہو مین کوئی کمینہ نہین ہون وزیر ایسے شہنشاہ کا ہون جس کا مثل فی الحال نہین ہے مین ایسی
شراب پیتا ہون کہ تم نے تو کبھی خواب مین بھی دیکھی نہ ہوگی پینا تو کجا جسوقت خواجہ عمرو نے بختک
کی یہ گفتگو سنی کہا کہ اپنے خیمہ مین وہ دھولین اور چپتین کھانا بھول گیا اس وقت جو بسبب نوشیروان
کے ہے تو مجھسے سخت گفتگو کرتا ہے برا آہے خبر سمجھا جائیگا میرے ہاتھ سے بھاگ کے کہان جائیگا
کسی دن تجھسے ایسا اسوقت کا عوض لون گا کہ تو بھی یاد کرے گا اور یہ جو تو نے کہا کہ کبھی دمڑی کی

شراب نہ پی ہوگی اسکا یہ جواب ہے کہ اگر تجکو کچھ دعوی میکشی ہے تو دو شیشے شراب کے لے آ تو مجکو جام سے پلا اور مین تجکو ساغر سے پلاؤن اور روبرو نوشیروان کے کھڑے ہوکر دونون آدمی میکشی کرین جو شراب نہ پیے اور زمین پر بیٹھ جاے یا گر پڑے وہ پانچ سو جوتیان دوسرے شخص کی اپنے سر پر کھاے تفصیل اسکی یہ ہے کہ اگر تو شراب نہ پیے گا یا نشۂ شراب سے گر پڑے گا اور کسی وجہ سے میکشی نہ کریگا تو پانچ سو جوتیان اور چندلاتین مین تجکو لگاؤن گا اگر مین نہ پیون اور نشہ سے زمین پر گر پڑون تو تو جوتیان لگانا بختک خواجہ عمرو کی تقریر سنکے خیال کرنے لگا کہ آج پیر و مرشد چوک گئے غصہ مین یہ مجھسے شرط کرتے ہین ضرور شرط ہار جائینگے انھون نے تو فقط میرے سر پر چپتین لگائین تہین مین انکے سر پر پانچ سو جوتیان لگاؤن گا سر پر انکے ایک بھی بال نہ رکھون گا خوب اپنا بدلہ لونگا یہ خیال کرکے بختک روبرو نوشیروان کے گیا اور کہنے لگا کہ اے شہنشاہ فلک بارگاہ اسوقت خواجہ مجھسے یہ شرط کرتے ہین کہ ہم اور تم دونون کھڑے ہوکر روبروے شاہ کے شراب پیین جو شراب نہ پیے اور نشہ کی وجہ سے یا اور کسی سبب سے زمین پر بیٹھ جاے تو وہ پانچ سو جوتیان اور چندلاتین کھاے حضور اس شرط کے شاہد رہین نوشیروان نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ جو بختک نے شرط بیان کی ہے کیا یہ تمنے بختک سے شرط کی ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا حضور بیشک مین نے یہی شرط کی ہے حضور شاہد رہین اور بزرجمہر بھی دیکھتے رہین اور گواہ رہین جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی بختک نے سنی نوشیروان کے پینے کی شراب دو شیشے کہ جس مین کچھ بیہوشی یا زہر ملا نہ تھا بختک خوشی خوشی دوڑکر اٹھا لایا اور ایک شیشہ اور ایک جام خواجہ عمرو کو دیا اور ایک شیشہ اور ایک ساغر آپ لیا اور روبروے نوشیروان کھڑا ہوا اور خواجہ کو بھی اپنے برابر کھڑا کیا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ قبل اسکے اس خاکسار ذرہ بیمقدار بدترین روزگار ژولیدہ مقال خوشہ چین مترجمان باکمال حقیر و فقیر سراپا تقصیر ہیچمدان کج مج زبان خاکپاے داستان گویان خادم نکتہ دانان جہان تصدق حسین حفظہ اللہ عن کل الشین مترجم کتاب ہذا نے چاہا تھا کہ حمزہ صاحبقران ذیوقار عم احمد مختار و اولاد حمزہ صاحبقران و سرداران حمزہ صاحبقران و عیاران لشکر حمزہ صاحبقران و کل مردمان لشکر و جملہ مسلمان حمزہ صاحبقران کو مطلق کسی محفل اور بزم عیش و عشرت مین شراب نہ پلوائی جاوے اور اس دفتر مین کسی صحبت مین میکشی کوئی مسلمان نہ کرے لیکن بغور و تامل جو دیکھا گیا تو صاف ثابت ہوا کہ اگر شغل شرابخواری محفلون اور بزمون مین نہو گا تو آیندہ اور داستانون مین کچھ مزہ اور لطف نہو گا اور علاوہ اسکے بالا باختر و کوچک باختر وغیرہ دفاتر مین دیکھا گیا کہ برابر صدہا بلکہ ہزارہا محفلون اور بزمون مین مصنف دفاتر نے حمزہ اور اولاد حمزہ وغیرہ کو شراب پلوائی ہے اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوس زمانے مین شراب حرام نہین کی گئی تھی بس اسوجہ سے یہ کمترین بضرورت کیفیت صحبت پہلے خواجہ عمرو کے شراب پینے کی بیان کرتا ہے کہ بعد عیار کفار کی شراب سے پرہیز کرینگے اور آیندہ حمزہ صاحبقران اور اولاد حمزہ صاحبقران وغیرہ کو بھی بدرجہ مجبوری بغیر کفار کے ہاتھ سے اس دفتر مین شراب پلائی جاوے گی اطلاعا لکھا گیا غرض باز آمدم بر سر مطلب جب بختک اور خواجہ عمرو شیشہ و ساغر لیکر روبرو نوشیروان کے کھڑے ہوے اول بختک نے جام شراب سے مملو کرکے خواجہ عمرو کو دیا خواجہ عمرو نے شراب کو دیکھ کے اور خوب سمجھ کے کہ اس شراب مین کچھ ملا نہین ہے پی لی بعد پینے جام کے

خواجہ عمرو نے شیشہ مے میں یہ چالاکی سفوف جمال گوٹہ کا ملا کر اور شراب ساغر میں بھر کے وہ ساغر مے
بختک کو دیا بختک نے ساغر مے لیکر شراب پی اسی طرح دو تین جام بختک نے شراب کے
سفوف آمیز پیے اور دو تین ساغر خواجہ عمرو نے متواتر صہباے گلگون کے پیے اور دوا نے نشہ مے
کہائی بعد تھوڑی دیر کے بختک کے پیٹ میں درد ہونے لگا اور تشنج ہونا شروع ہوا اور پیٹ میں
نفخ بھی ہوا ریاح دمبدم زور سے نکلنے لگی حمزہ صاحبقران اور بزرجمہر مسکرانے لگے خواجہ
عمرو بختک سے کہنے لگے کہ ارے کیوں اسقدر بے تہذیب ہوتا ہے تجکو کچھ شرم نہیں آتی ہے شہنشاہ
سامنے تشریف رکھتے ہیں تجکو کچھ پاس و لحاظ نہیں کیسا تو وزیر بیحیا اور بے غیرت ہے اور کس قدر انبار
تیرے پیٹ میں بھری ہے کہ اتنی دیر سے چھوڑ رہا ہے مگر کسی طرح کم نہیں ہوتی پڑاقے تو کم ہیں مگر گولے
تیرے شکم میں از حد معلوم ہوتے ہیں اتنی آتشبازی کس آتشباز کی چرا کر اپنے پیٹ میں چھپا رکھی تھی
جو اسوقت چھوڑ رہا ہے ہر وزن گولے کا جداگانہ ہے لیکن تیرے گولوں کی بارود میں بدبو ہے دماغ میرا
پریشان ہوا جاتا ہے شاید یہ ہوتا ہے کہ تو اسوقت مجھسے آمادۂ جنگ ہے گولے مار مار کے مجکو بھگا دیگا
شرط جیت جائیگا یہ کہکے خواجہ عمرو نے ایک جام شراب سے لبریز کر کے کہا کہ اے بختک یلے اس ساغر
شراب کو اور پی تو گولہ اندازی میں بہت ہے کلمۂ شرط کو ضرور مجھسے لے لیگا شہنشاہ تجکو بڑا بہادر اور دلاور
قدر دانیں گے تیری مدح و ثنا کرینگے خلعت پرزر تجکو دینگے بہادران عالم میں تو مشہور ہو جائیگا یا دکے
بھاگ جانے والوں میں تیرا نام لکھا جائیگا جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی بادشاہ نوشیروان نے سنی
خواجہ کی باتوں پر کبھی تو ہنستا اور کبھی اپنے وزیر کے دمبدم گوز کرنے پر خود محجوب اور شرمندہ ہو کر سر جھکاتا
خواجہ بزرجمہر باوجود اسکے کہ بزرگ تھے لیکن بے اختیار ہنسنے لگے اور حمزہ صاحبقران سب سے زیادہ
ہنسے بختک کی پیشانی پر کچھ تو شرمندگی کی وجہ سے اور کچھ جمالگوٹوں کی گرمی کے سبب سے پسینہ آیا
چہرہ پر ہوائیاں اڑنے لگیں حیران تھا کہ یہ کیا آفت ہے پیٹ میں درد شدید کیوں ہوتا ہے ریاح
باوجود ضبط کرنے کے اسقدر کیوں نکلتی ہیں پیچ پے در پے شکم میں میرے کیوں ہوتا ہے دم میرا اس
شراب کے پی جانے سے کیوں نکلا جاتا ہے آخر پریشان اور بیقرار ہو کر خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ اب تو
مجھسے کھڑا ہوا نہیں جاتا اور شراب پی نہیں جاتی پیٹ میں میرے درد ہوتا ہے یہ کہکے قصد اٹھنے کا کیا
خواجہ عمرو نے کان پکڑ کے کہا کہ ابے حرامزادے کدہارہ شہنشاہ سامنے تشریف رکھتے ہیں کیسا بے ادب
کر بیٹھا جاتا ہے یہ کہکے خواجہ عمرو نے بختک کی بغل میں گدگدی کی چونکہ بختک ضبط کیے ہوئے تھا
اور گوز کو روکے ہوئے تھا خواجہ عمرو کی گدگدی کرنے سے اوچھل پڑا دست کو نہ روک سکا فی الفور سامنے
نوشیروان فرش پر بختک بہت پڑا دست آیا فرش غلیظ سے بھر گیا اب کیا تھا جو ہونا تھا وہ ہو گیا
بختک اچھی طرح فرش پر کھڑے کھڑے رفع اجابت کرنے لگا نوشیروان اور خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران
از حد ہنسی کے غلیظ کی بدبو سے فوراً رومالوں سے مشام اپنی بند کیے نوشیروان کو نہایت اپنے وزیر کی ذلت سے
صدمہ ہوا راوی لکہتا ہے کہ جسوقت بختک فرش خراب کر چکا اسوقت بختک نے روبروے نوشیروان
خواجہ عمرو کے آگے ہاتھ جوڑے اور منت کہا کہ اے خواجہ اب مجکو جانے دو بعوض شرط مجھسے دس ہزار
روپیہ نقد اسی دم لے لو میں شرط تمسے ہار گیا اب جوتیاں مجکو نہ لگانا میرے گنڈے سر میں اتنی

طاقت اور قوت نہین کہ پانچ سو جوتیون کی برداشت کرسکے خواجہ عمرو نے یہ سنکے دس پانچ چپتین اور دو چار جوتیان سر پر بختک کے لگائین اور قصد کیا کہ اور لگائین اُسوقت بختک منت اور سماجت سے پھر ہاتھ جوڑکے کہنے لگا کہ اب مجھکو قسم اپنے دین وملت کی مجھکو جوتیان نہ مار و بہت ذلیل ہوا ہون اب مجھکو چھوڑ دو خواجہ عمرو قسم دینے سے ناچار ہوے اور کہا او بیحیا صرف تیرے خاطر سے تجھکو چھوڑے دیتا ہون یہ احسان میرا یاد رکھنا رقعہ دس ہزار کا مجھکو لکھدے گھر پر جاکے ضرور مجھکو دینا ورنہ مارے جوتیون کے تیرا سر توڑ ڈالونگا بختک نے کہا ضرور دونگا یہ کہکے باغ سے نکل کے اُسی کیفیت سے اپنے گھر کی جانب بھاگا نوشیروان باغ سے باہر آیا اور خواجہ بزرجمہر اور عمرو اور حمزہ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لے کر طرف اپنی دولتسرا کے چلا راہ مین نوشیروان نے خیال کیا افسوس بختک کی اتنی ذلت بھی ہوئی اور جو مدعاے دل تھا وہ بر نہ آیا یعنے حمزہ نے جام شراب جس مین زہر ملایا تھا نہ پیا جب نوشیروان یہ خیال کرتا ہوا اپنی دولت سرا پر پہونچکے داخل محل ہونے لگا خواجہ بزرجمہر رخصت ہو کر اپنے گھر گئے اور خواجہ عمرو نے جلد جاکر بختک سے دس ہزار روپیے لیے اور در دولت پر جلد اُسوقت آکے کہ حمزہ صاحبقران نوشیروان سے رخصت ہوتے تھے جب حمزہ صاحبقران تسلیم کرکے نوشیروان سے رخصت ہوکر اپنے لشکر کی جانب مرکب پر سوار ہوکے چلے جو پل شام گام پر اترا ہوا تھا خواجہ عمرو ہمراہ ہوے اور اثناے راہ مین حمزہ صاحبقران سے عرض کرنے لگے کہ آپنے دیکھا جام شراب مین کس قدر زہر ملایا تھا کہ جسوقت شراب زمین پر گری زمین کثرت زہر سے سبز ہو گئی اگر مین اور تھوڑی دیر باغ مین نہ جاتا تو حضور کا کام نوشیروان اور بختک نے تمام کر دیا تھا حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ تم سچ کہتے ہو بیشک جام شراب مین زہر ملا تھا مجھکو یہ امید نوشیروان کی ذات سے نہ تھی اور مین اسکو اپنا بزرگ جانتا تھا اور بجاے پدر اُسکو تصور کرتا تھا اور مین نے اُسکے ساتھ نیکی کی تھی ہشام اُس کے دشمن کو قتل کرکے تاج وتخت اُس کو بھجوا دیا تھا آج سے اب مین اسکو اپنا بزرگ اور بجاے پدر تصور نہ کرونگا مجھکو اسکی ذات سے اسوقت نہایت ملال ہوا غرض حمزہ صاحبقران ایسی ہی باتین خواجہ عمرو سے کرتے ہوے پل شام وگام کے قریب پہونچے سرداران ذیوقار واسطے استقبال کے آئے اور حمزہ صاحبقران کا استقبال کرکے لشکر مین لے گئے اور حمزہ صاحبقران بارگاہ ہشامی مین داخل ہوگئے

داستان طلب کرنا نوشیروان کا حمزہ صاحبقران کو اور بھیجنا باغ مراد مین واسطے سیر کے اور دیکھنا حمزہ صاحبقران کا ملکہ مہرنگار کو اور عاشق ہونا و دیگر حالات

ساقی نامہ

کدھر ہے تو اے ساقی مہر لقا
پلا اب جلد اے ساقی نیک خو
وہ معشوق ہو خوبرو اسقدر
افاقہ جو ہو عشق سے حاصل مجھے

ادھر آ ادھر آ برائے خدا
پلا مجھکو وہ بادۂ مشکبو
کہ ہو غیرت شمس و رشک قمر
نہ آئے نظر بجز وہ قاتل مجھے
پلا ساقیا ایسی ہی مے اگر

ترے ہجر مین سقدر ہی محن
مجھے نشہ مین جیسے اک بام پر
نظر آئے صدم وہ رشک قمر
نہ تاب جدائی ذرا لاؤن مین
تو ممنون احسان ہو تیرا بشر

نظر مین مری وحشت ہی یہ چمن
حسین ایک معشوق آئے نظر
چمن مین غش آئے مجھے نہ پھر
مکان مین پھر اس طرح کے جاؤن نہین

محرران ذی کمال وکاتبان عاشق خصال اس شاہد داستان رنگین کے حسن پر نظر کرکے اس طرح لکھتے ہین

کہ جب حمزہ صاحبقران ہمراہ خواجہ عمرو اپنے لشکر مین پل شادگام پر پہونچے اور داخل بارگاہ ہوئے اپنے
کسی سردار سے حال نوشیروان کی عداوت کا اور اپنی رنجیدگی کا بیان نہ کیا اور ارادہ کیا کہ اب دربار
نوشیروان مین نہ جائین جب دو روز گذر گئے اور حمزہ صاحبقران دربار نوشیروان مین نہ گئے تیسرے
دن نوشیروان نے خیال کیا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حمزہ میرا پسر خواندہ کیفیت جام شراب سے آگاہ ہو گیا
اور اسی سبب سے بوجہ رنجیدگی کے میرے دربار مین نہین آیا اب مجکو مناسب ہے کہ حمزہ کو بلاکر ایسی تقریر کرون کہ
حمزہ کے دل سے رنج دفع ہو جاوے اور میری طرف سے اسکے دل مین غبار نہ رہے یہ خیال کرکے اپنے سرداران
نامی سے نوشیروان نے فرمایا کہ ایک مرکب مشکی اور خلعت فاخرہ لیجاؤ اور ہماری طرف سے یہ اسپ مشکی
اور یہ خلعت ہمارے فرزند کو دینا اور کہنا کہ شہنشاہ تمھارے دیکھنے کے مشتاق ہین اور متردد ہین کہ دو روز
سے تم ہمارے پاس کیون نہین آئے لہذا اسوقت ہمارے پاس آؤ اپنی شکل دکھاؤ سرداران نوشیروان
مرکب و خلعت ہمراہ اپنے لیکر جانب پل شادگام روانہ ہوئے جسوقت خدمت حمزہ صاحبقران مین پہونچے
آداب و تسلیمات بجا لاکر وہ مرکب و خلعت پیشکش کرکے دست بستہ عرض کرنے لگے کہ شہنشاہ نے آپکو یاد فرمایا ہے
تشریف لے چلیے حمزہ صاحبقران کو ہرچند کہ نوشیروان سے ملال تھا لیکن انکار کرنا مناسب نہ جان کر
اُن سردارون کو خلعت دے کر اُنکے ہمراہ مع اپنے سردارون اور خواجہ عمرو اور مقبل وفادار کے روانہ ہو
کر جب بعد قطع راہ دربار نوشیروان مین پہونچے بوجہ رنجیدگی کے بکراہت تسلیم کرکے چین بر جبین دنگل
گستہم زرین کفش پر بیٹھے اور سرداران حمزہ صاحبقران بھی دنگلون پر بیٹھے نوشیروان نے پوچھا
اے فرزند دو روز سے تم ہمارے پاس کیون نہین آئے اسکا کیا باعث تھا اگر تم کو کچھ بختک کی بیہودگی سے
رنج و ملال ہوا ہے تو تمکو ہم سے رنجیدہ ہونا نہ چاہیے کیونکہ مین تمھارا کسی طرح دشمن نہین ہون اور اپنے
فرزندون کے برابر تم کو جانتا ہون حمزہ صاحبقران گفتگو نوشیروان کی سن کے سمجھ گئے کہ نوشیروان
در پردہ یہ کہتا ہے کہ میرے حکم سے اور میری اجازت سے بختک جام شراب مین زہر ملاکر تمھارے سامنے نہین
لے گیا تھا غرض حمزہ صاحبقران نے سمجھ کے اور ملال اپنا ظاہر نہ کرکے عرض کیا کہ اے شہنشاہ طبیعت میری
ناساز تھی اسوجہ سے خدمت عالی مین حاضر نہین ہو سکا اور ابھی تک میری طبیعت اچھی نہین ہے یہ گفتگو حمزہ
صاحبقران کی نوشیروان سن کے کہنے لگا کہ اے فرزند اگر تمھاری طبیعت ناساز ہے تو واسطے شگفتگی دل
اور درستی مزاج کے باغ مراد کی سیر کرو اور وہان بزم عشرت آراستہ کرکے مع اپنے سردارون اور مقبل
وفادار اور خواجہ عمرو کے نازنینان گل پیرہن اور مہ جبینان غنچہ دہن کا گانا سنو اور رقص دیکھو لیکن دو
چہر سے زیادہ تمھارے سردار باغ مراد مین تمھارے پاس نہ رہین کیونکہ متصل باغ مراد میرے ناموس کا
ایوان ہے اور بارہ دری باغ مراد کی میرے ناموس کے ایوان سے ملحق ہے اور ایک دروازہ ایوان سے
بام بارہ دری پر آنے کا ہے پس بخیال حفاظت ناموس یہ ہمکو منظور نہین ہے کہ زیادہ زمانہ دو پہر سے مجمع مردم
باغ مراد مین رہے لیکن چونکہ تم ہمارے فرزندون کے ہو اور مین نے تم کو اپنا پسر کیا ہے تمھارے وہان رہنے سے کچھ
قباحت نہین ہے اگر تمھارا تنہا وہان رہنے سے دل گھبرائے تو خواجہ عمرو یا مقبل وفادار دونون مین سے ایک
شخص کو اپنے پاس رہنے دینا اور ہر روز صبح سے شام تک سیر باغ کی کرنا اور شام کو اپنے لشکر مین
چلے جانا اسی طرح چند روز باغ کی سیر کرنا غنچۂ دل تمھارا سیر باغ سے یقیناً شگفتہ ہو جائیگا اور تمھاری

طبیعت دفع ہوجائیگی حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا کہ اگر آپ فرمائین تو مین آج ہی سے سیر باغ کرون اور اپنے سردارونکو اپنے ہمراہ وہان لیجاکر جلسۂ عشرت کرون نوشیروان نے فرمایا ای فرزند تمکو اختیار ہے جب تمہارا دل چاہے باغ مین جاؤ لیکن یہ خیال رہے کہ آج ہی دوپہر تک اپنے سردارونکو اپنے پاس بٹھانا حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا کہ جسطرح آپنے فرمایا ہے ایسا ہی ہوگا مین بعد دوپہر کے اپنے سردارونکو رخصت کردونگا فقط مین اور مقبل باخواجہ عمرو تا شام باغ کی سیر کردنگا یہ عرض کرکے حمزۂ صاحبقران مع اپنے سردارون کے دربار سے اٹھے اور بادشاہ نوشیروان سے رخصت ہوکر جانب باغ مراد چلے جب حمزۂ صاحبقران باغ مراد مین پہونچے دیکھا ایک عجیب باغ پُر بہار ہے اگر باغ بہشت سے مثال دیجیے تو بجا ہے ہر قامت سرو قد معشوق سے بہتر ہے سنبل بے مثل ہے تعدیل صنوبر ہے اشجار میوہ دار بار اشجار سے جھکے تھے ایک جانب نہر سلسبیل کے مانند جاری تھی چمن گلہاے رنگارنگ کے باغ مین ہین ایک جانب تختۂ لالۂ نعمان ہے گل نرگس صورت چشم بتان سے ہے بلبلین شاخ گل پر نغمہ سرا ہین بوے گل سے تمام باغ معطر ہے سبزۂ باغ مثل سبزۂ خط معشوقان ہے ہر ایک باغبان رشک رضوان ہے الغرض حمزۂ صاحبقران نے سیر بخوبی باغ مراد کی مع اپنے سردارون کے کی بعد سیر کرنے کے حکم حمزۂ صاحبقران سے بزم عشرت باغ کی بارہ دری مین آراستہ ہوئی نازنینان زہرہ خصال و مہ جبینان یوسف جمال بزم عشرت مین حاضر ہوکر روبرو سے حمزۂ صاحبقران ناچنے اور گانے لگین از انجملہ ایک خوبرو خوش گلو مع سازندون کے بزم عیش مین آئی اور روبروے حمزۂ صاحبقران بصد ناز و ادا غزل دل فریفتہ کرنے والی عاشقانہ درد آمیز گانا شروع کی

غزل

غضب سے پیدا مرے مرنیکا سامان ہوگیا
پاے قاتل سے نہ اٹھا سر سکبدوشی کے بعد
خنجر کا قطرہ مرے سینے مین پیکان ہوگیا
لاکھ چاہا پر نہ نکلا سینۂ صد چاک سے
گوشۂ دامن مرا شہر خموشان ہوگیا
انگلیان اٹھتی ہین جسم زار پر شکل ہلال
حلقۂ زنجیر آغوش عزیزان ہوگیا
گھر کیا دل مین حسینان جہان نے اسقدر
یہ وہ گھر ہے جب ہوا آباد ویران ہوگیا
قتل بھی ہوکر کیا دشمن کو بھی سرفراز
چار آنکھین جب ہوئین مین خود پشیمان ہوگیا
اسقدر بوسے لیے سنگ در دلدار کے
گھر گیا جو دم دہن تک آکے پیکان ہوگیا
جب گیا سیر چمن کو بے ترے یار اجڑا
سایۂ شمشیر مجکو بار احسان ہوگیا
تا فلک پہونچا ہے بڑھکر جوش سیل چشم اشک
درد دل بھی آپ کے ملنے کا ارمان ہوگیا
سیکڑون کھاتا ہے قسمین اعتبار آتا نہین
جسقدر مین کم ہوا اتنا نمایان ہوگیا
تھک رہا ہے اک جہان سوز دل بیتاب سے
رفتہ رفتہ اپنا پہلو یوسفستان ہوگیا
اک بہار تازہ ہے رنگین ادائی یار کی
خون اپنا خلعت شمشیر عریان ہوگیا
دی کبھی تکلیف صرصر نے کبھی برسات نے
بدگمان آخر مری جانب سے دربان ہوگیا
اب کہان تسلیم لطف صحبت جام و سبو
ہجر مین خنجر ہلال عید قربان ہوگیا
برگ خنجر تر شاخین غنچہ پیکان ہوگیا
آشناے لذت زخم جگر طفلی سے ہون
کم بھی رونے پر یہ قطرہ ایک طوفان ہوگیا
لے رہا ہے مرگ کی نیندین مرا طفل سرشک
وعدۂ محبوب بھی زاہد کا ایمان ہوگیا
پرورش کرتا ہے میری آہ کس کس پیار سے
آفتاب صبح محشر داغ پنہان ہوگیا
التفات عشق سے دلکی خرابی ہی بھی
داغ الفت سے مرا سینہ گلستان ہوگیا
اعتبار ظلم کہو یا انتہاے صبر نے
مین چراغ تربت گور غریبان ہوگیا
انتظار یار مین امید نے مارا مجھے
چند دن احسان دور سفر دشمان ہوگیا

جب یہ غزل اُس نازنین نے بہ لحن داؤدی و بہ ناز و ادا روبروے ارباب بزم گائی جملہ سرداران ذیوقار نہایت شاد و مسرور ہوے خصوصًا حمزۂ صاحبقران از حد خوش ہوے اور اُس نازنین مہ جبین کو انعام دلوایا جسوقت وہ نازنین انعام لیکر بزم عشرت سے چلی گئی اُسوقت اور ایک خورشید لقا بصد ناز و ادا مع اپنے سازندون کے محفل عیش و عشرت

میں حاضر ہوئی اور بعد رقص کے یہ غزل درد آلود گانا شروع کی

غزل

خون رلائیگا مجھے مہندی لگانا یار کا
رنگ لائیگا مقرر رنگ لانا یار کا
نزع میں نظارۂ دلدار کی فرصت کہان
ہے فلک میرا نشانہ مین نشانہ یار کا
مرگ کا باعث ہے یاد بیحجابی بعد وصل
عمر بھر اپنی مجھے ہے ناز اٹھانا یار کا
آتش یاقوت رشک درد عنبر ہوگئے
مرکے بھی مجھسے نہ چھوٹا آستانہ یار کا
خوب رویا قبر مین جسدم چلے منکر نکیر
دیکھکر دزدیدہ مجکو مسکرانا یار کا
حرف رخصت ہوگیا شہپر پرواز روح
پھر ستی رہتی ہے زلف یار شانا یار کا

سر بکف دوڑا خوشی سے رسم استقبال کو
اب تو یکسان ہے مجھے آنا نہ آنا یار کا
ٹھنڈی سانسون پرگمان سردمہری ہے مجھے
قتل کرتا ہے حیا سے سر جھکانا یار کا
حشر تک خوابیدگان خاک کا اٹھنا محال
اک طلسم تازہ ہے مسی لگانا یار کا
گو بظاہر میری نظرون سے ہوا پنہان ہوگیا
یاد آیا مجکو تنہا چھوڑ جانا یار کا
چھیڑتا ہے دیکھکر آشفتہ خاطر در بھی
مرگ کا آنا ہوا پہلو سے جانا یار کا

ہاے جب مین نے سنا مقتل مین آنا یار کا
ناوک افگن ہے وہ مجھے نالکش ہوں مین حزین
کم بہانے سے نہین آنسو بہانا یار کا
ای غم تکلیف دوری ناتوان ایسا نکر
سو رہے مین چین سے سنکر فسانہ یار کا
خاک میری دشت غربت مین اڑالائی صبا
خاطر ناشاد سے مشکل ہے جانا یار کا
مدعی کو برق خرمن بزم عشرت مین ہوا
سر چڑھا ہے کسقدر زلفون کو شانہ یار کا
ایک تو محروم ہو تسلیم ورنہ روز و شب

جب یہ غزل اس نازنین نے گاکر تمام کی اہل بزم غزل سنکے نہایت مسرور
ہوے خصوصا حمزۂ صاحبقران نہایت خوش ہوئے اور اس نازنین کو بھی انعام کثیر دلوادیا چونکہ سبز باغ اور آراستگی
بزم کو زمانہ دوپہر کا گذرا بموجب کہنے نوشیروان کے حمزۂ صاحبقران نے سب سردارون اور
خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اب تم لشکر مین جاؤ عمرو اور سرداران ذیوقار چلے گئے بعد اسکے حمزۂ صاحبقران
نے نازنینان خوبرو اور خوش گلو کو بھی انعام کثیر دے دے کر رخصت کیا جب فقط حمزۂ صاحبقران
اور مقبل باغ مین رہ گئے اسوقت حمزۂ صاحبقران نے مقبل سے فرمایا کہ اسوقت بوجہ گرمی کے دل یہ
چاہتا ہے کہ آپ سرد سے نہاؤن مقبل نے عرض کیا کہ اسی باغ کی نہر مین نہایئے حمزۂ صاحبقران بموجب کہنے
مقبل کے نہر کے کنارے پر تشریف لائے اور وضو کرکے نماز ظہرین پڑھی بعد پڑھنے نماز ظہرین کے قریب
غروب آفتاب لباس اتارکے نہر مین اترے اور مقبل وفادار سے فرمایا کہ تم بھی ہمارے ساتھ نہاؤ مقبل
وفادار بموجب ارشاد حمزۂ صاحبقران کپڑے اتارکے نہر مین آیا حمزۂ صاحبقران نے پانی کا چھینٹا منھ
پر مقبل کے مارا مقبل نے دست بستہ عرض کیا کہ دیکھیے حضور مجھسے بھی گستاخی ہوگی ناگوار طبع
حضور نہو حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ ای مقبل وفادار ہمکو ہرگز ناگوار نہوگا تم بھی ہمارے چہرے پر
چھینٹا پانی کا مارو غرض حمزۂ صاحبقران اور مقبل وفادار باہم نہر مین نہانے لگے کبھی پیرتے تھے
کبھی دست وپا ملتے تھے کبھی غوطے لگاتے تھے کبھی نہر مین کھڑے ہوکر تانب گلہاے رنگا رنگ
سیر کرتے تھے چونکہ ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان نے اپنی کنیزون سے سنا تھا کہ آج باغ مراد مین
حمزۂ صاحبقران براے سیر آئے ہین اسوجہ سے ملکہ مہرنگار کو حمزۂ صاحبقران کے دیکھنے کا
اشتیاق ہوا آخر قریب غروب آفتاب بہمراہی زہرۂ مصری شاہزادی مصروفتانہ خترواباد درایوان
سے بام بارہ دری پر آئی اور سیر باغ کرنے لگی لیکایک حمزۂ صاحبقران نے آب نہر مین کہ مثل آئینہ
کے صاف تھا ایک معشوق رنگین لباس کو سر سے پانک مطابق ان اشعار کے دیکھا اشعار

وہ کہ تھا حسن بیمثل اپنے مغرور
سراپا مثال برق شعلۂ طور
ابھرا سینے مین جوش نوجوانی
زبان معروف لفظ ترانی

قد موزوں سراپا نور صبح غرق	برنگ صبح ہے جبۂ برق	عیاں ہر عضو سے شان قیامت	سراپا جان و ایمان قیامت
دم رفتار گرتا ہے قدم پر	بجائے سایہ رنگ روئے محشر	وہ کافر زلف یا دود جگر ہے	دل زاہد سے بھی تاریک تر ہے
تعقب ہو جائے پھر آتا ادھر کا	اثر ہے زلف میں تار نظر کا	وہ پیشانی کہ جسکا بدر مشتاق	درخشاں کوکب اقبال عشاق
ہمیشہ دیکھکر شام و سحر کو	کیے ہیں ساجدیں شمس و قمر کو	ہر اک ابرو ہے تیغ خوش نظارا	سراپا جوہر موج اشارہ
دم جنبش ادا اُس فتنہ گر کی	سبار کیا دہر زخم جگر کی	خمار آلودگی آنکھوں سے پیدا	نظر سے کیف مستانہ ہویدا
نگاہ مست پھر لی ہے جدھر کو	غشی آتی ہے مایوس نظر کو	وہ مژگان وقت آرائش کریں گھر	دل آئینہ میں مانند جوہر
کنار بام وہ رخسار پُر نور	نظر آتے تھے جیسے شعلۂ طور	یہی کہتا ہے ہر مشتاق مضطر	سوا نیزے پہ ہے خورشید محشر
وہیں گرداب صہبای معانی	زبان موج شراب لن ترانی	تبسم جبکہ ہر لب سے ہویدا	تقاضا شوخی طبع جوان کا
سخنداں جلوہ گر مانند گرداب	برنگ آب گوہر خشک سیراب	صفت گردن کی افزوں حوصلے ہو	دہی جانے لگا لے جو گلے سے
ہر اک شانہ بیرنگ دستۂ گل	زیارت گاہ صبح عید بلبل	عیاں سینے سے آغاز جوانی	وہ پستان کی غماز جوانی
نزاکت سے عجب عالم کمر کا	گمان سب کو رگ تار نظر کا	کسی صورت نظر آتی نہیں جاں	کمر ہے خلق پہ سیم کمر ناف
ہر اک زانو طرب انگیز عشاق	انظار جفت خوبی میں گر طاق	نمایاں پائچے سے ساق پُر نور	تہ فانوس جیسے شمع کا نور
بہار حسن ہے جوش صفا سے	عیاں رنگ حنا ہے پشت پا سے		

جب حمزۂ صاحبقران نے آپ نہر میں سراپای دلربا کو دیکھا بیتاب و بیقرار اور متحیر ہوکر پیچھے جڑکے بالائے بام ملکۂ مہر نگار کے روئے زیبا پہ نظر کی اور ملکۂ مہر نگار نے بھی حمزۂ صاحبقران کو دیکھا اُسوقت مطابق ان اشعار کے حال لکھا اشعار کہیں در پردہ عرض دل کی راہیں ٭ ملیں باہم لگے دونوں نگاہیں ٭ رہے کچھ دیر مثل نو خریدار ٭ نیاز و ناز باہم گرم بازار ٭ راوی کہتا ہے کہ ملکۂ مہر نگار نے ترنج خوشبو جو اُسوقت ہاتھ میں تھا حمزۂ صاحبقران کے پہلو پر اسطرح مارا گویا دل حمزۂ صاحبقران کو نشانۂ تیر نظر کیا اُسوقت امیر با توقیر گیتی ستان حمزۂ صاحبقران نے شعر حواس و ہوش و عقل و صبر و آرام ٭ کیے سب نذر ایمائے دل آرام ٭ آخر حمزۂ صاحبقران زخمی تیر عشق ہوکر اور آہ سرد جگر پُر درد سے کرکے نہر میں بیہوش ہوئے گرنے لگے مقبل نے حمزۂ صاحبقران کو گود اُٹھاکر بمشکل تمام نہر سے نکالا اور پھر مقبل تدبیریں ہوش میں لانے کی کرنے لگا ادھر تو حمزۂ صاحبقران کو غش آیا اُدھر ملکۂ مہر نگار نے ترنج خوشبو مارکے یہ شعر پڑھا شعر ادا سے صورت ابرو کھنچے پھر ٭ طبیعت کی طرح سے ہٹ گئے پھر ٭ لیکن تیغ عشق حمزۂ صاحبقران سے مجروح ہوئی اور بیہوش ہوکے گرنے لگی زہرۂ مصری اور فتانہ ملکۂ مہر نگار کو سنبھال کے بام بارہ دری سے ایوان میں لے گئیں اور مسہری پر لٹاکر فتانہ نے لخلخہ سنگھایا زہرۂ مصری نے اور تدبیریں ہوش میں لانے کی کیں ادھر ملکۂ مہر نگار کو ہوش آیا آنکھیں کھول کر جو دیکھا تو اپنے تئیں مسہری پر پایا اُدھر حمزۂ صاحبقران کو بمشکل غش سے افاقہ ہوا آنکھیں وا کرکے جو سوئے بام دیکھا ملکہ کو نہ پایا ہجر جانان سے دل پہلو میں مثل سیماب تڑپنے لگا آنکھیں صدمۂ درد فرقت سے پُر نم ہوئیں اُسوقت زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگے مقبل نے گھبراکر بہ گریہ و زاری پوچھا کہ اے حمزۂ صاحبقران آپ کا مزاج کیسا ہے حمزۂ صاحبقران نے آہ سرد جگر پر درد سے کھینچکر فرمایا کہ اے مقبل ہمارا حال اچھا نہیں ہے مقبل نے دست بستہ عرض کیا کہ اب حضور لشکر میں جسطرح ممکن ہو تشریف لے چلیں یہاں حضور کا رہنا اچھا نہیں اب آفتاب غروب ہو چکا ہے مزاج کا آپکے یہ حال ہے یہاں سوا اس خادم کے اور

کوئی نہین ہی اسوجہ سے مکرر عرض کرتا ہون کہ حضور یہان سے اب اپنے لشکر مین تشریف لے چلین یہ گفتگو مقبل وفادار کی امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سُنکے ہر چند کہ اُٹھے اُٹھنے کو تمنائے دیدار ملکۂ مہرنگار مین دل نہ چاہتا تھا لیکن مقبل وفادار کے کہنے سے اُٹھے اشعار

غبار آسا اُٹھے فرش زمین سے

ہنسے پہلوے کو ے ناز مین سے
یہ کس بیرحم قاتل سے لڑی آنکھ

اگر حیران کر یہ سامان کیا تھا
یہ کسکو دیکھتی تھی ہر گھڑی آنکھ

یہ کس برق بلا کا سامنا تھا
ہوا یہ کون غائب رو برو سے

کیا کس نے پشیمان آرزو سے
متاع صبر و طاقت لے گیا کون
یہ داغ نامرادی دے گیا کون

غرض حمزۂ صاحبقران مضطر و پریشان تا در باغ آئے مقبل وفادار نے حمزۂ صاحبقران کو مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار کیا اور خود ہمراہ رکاب ہوا گھوڑا حمزۂ صاحبقران نے بڑھایا اور جانب لشکر کے چلے لیکن جسوقت ملکۂ مہرنگار کو غش سے افاقہ ہوا اور ہوش آیا اور حواس بجا ہوئے اشعار

اُٹھایا سر فغان بے صدا نے
حیا کرنے لگی نشتر فروشی
نہ ابرو مین وہ سامان اشارہ
نہ وہ حرف سخن پیدا دہن سے

زبان چوسی سکوت مدعا نے
جگہ کرنے لگی کاوش جگر مین
نہ آنکھون مین وہ آشوب نظارہ
نہ وہ عشوہ نہ وہ غمزہ پرے کا

ہوئی بقفل دہن رسم خموشی
لگی بڑھنے تراوش چشم تر مین
نہ وہ لب آشنا حرف سخن سے
نہ وہ عالم مزاج دلبری کا

جسوقت دایہ اور انیسون نے ملکۂ مہرنگار کی یہ کیفیت دیکھی بیتاب و بیقرار ہوگئے اور بلائین لیکے اس طرح پوچھا کہ ای ملکۂ عالم سچ کہو تمکو ہمارے سر کی قسم اشعار تردد کس لیئے دن رات کا ہے

ابھی سے تم نہین کس بات کا ہے
یہ کاہش ہر دل غمناک مین کیون
زبان پر شکوۂ تقدیر کب تھا
پر ارمان تھا دل ناشاد کس دن

ہجوم ضبط دامنگیر کیون ہے
ملالی ہو جوانی خاک مین کیون
جگر کو آہ کی رخصت کہان تھی
بڑھی تھی ہمت فریاد کس دن

خموشی صورت تصویر کیون ہے
یہ پہلے نالۂ شبگیر کب تھا
نظر ہم صحبت حسرت کہان تھی
ملکۂ مہرنگار نے یہ تقریر دایہ وغیرہ

کی سُنکے کہا کہ مین آجکل اپنے والد کو اپنے حال پر مہربان نہین پاتی ہون اسی وجہ سے میری یہ کیفیت ہو دایہ نے عرض کیا قربان جاؤن جو امر واقعی ہو بیان کرو مجھسے پوشیدہ نہ کرو ملکہ نے کہا ای مادر مہربان جو اصل حال تھا وہ مین نے کہدیا اب زیادہ مجکو پریشان نہ کرو میرے پاس سے جاؤ دایہ یہ تقریر سُنکے چلی گئی اور اپنی بیٹی فتانہ کو ملکۂ مہرنگار کے پاس چھوڑ گئی بعد جانے دایہ کے ملکہ نے اور شاہزادیون سے بھی یہی کہا کہ تم بھی اسوقت میرے پاس سے چلی جاؤ تمھارے بیٹھنے اور باتین کرنے سے میری طبیعت پریشان ہوتی ہو جسوقت یہ گفتگو شاہزادیون نے سُنی اپنے دل مین یہ خیال کرنے لگین کہ اسوقت ملکہ کا مزاج کسی وجہ سے برہم ہو بہتر ہے کہ ہم یہان نہ بیٹھین یہ خیال کرکے وہ شاہزادیان اپنے اپنے خوابگاہ پر گئین اور لیٹین لیکن زہرۂ مصری اور فتانہ کہ یہ دونون رازدان تھین خدمت ملکۂ مہرنگار مین حاضر رہین اُسوقت ملکۂ مہرنگار اپنے دل مین تصور خیالی حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہو کر اسطرح حال درد دل ظاہر کرتی تھی اشعار

کبھی حال دل پر داغ کہتی
کبھی افسانہاے باغ کہتی

کبھی کہتی کہ ای دلدار جانی
کبھی کرتی بیان سوز درونکا

عروج نشۂ جوش جوانی
کبھی شکوہ دل لبریز خون کا

نہ کیونکر دل مین تیری آرزو ہو
کہ فرقت سے تری مین خستہ جان ہون

تصدق اس گلی کی جس مین تو ہو
صدا خندۂ زخم نہان ہون

لگی ہے آگ ہر داغ جگر میں — زبان مانند شعلہ ہر دہن میں
سدا آنچل ہے شعر پر دود دلکا — مرا چہرہ ہے چہرہ منفعل کا
ہمیشہ تیرہ بختی اوج پر ہے — فلک کا ہے کو ہے دود جگر ہے
وہ ہوں بیدار مثل چشم کوکب — مری ہر آنکھ ہے پیمانۂ شب
یہانتک ناتوانی زور پر ہے — کہ بار آسمان تار نظر ہے
خموشی سے ہمیشہ گفتگو ہے — نفس ہر دہن تار رفو ہے

نہ کوئی چارہ گر میرا نہ غمخوار — میں ہوں مانند چشم یار بیمار
یہ آنکھیں یا بہار بوستاں ہیں — برنگ چشم بلبل گل فشاں ہیں
بھرا ہر آنکھ میں جوش بلا ہے — شب غم تو نیا ہے چشم وا ہے
ذرا فرقت میں دیکھا ہے یار آنکھیں — عوض طالع کے ہیں بیدار آنکھیں
جگر سے لب تک آنا آہ غم کا — سفر ہے منزل ملک عدم کا

غرض اسی طرح کی تقریر ملکۂ مہر نگار تصویر خیالی حمزۂ صاحبقران سے اپنے دل میں کرتی تھی کبھی بے اختیار آنسو بہاتی تھی زہرۂ مصری اور فتانہ سمجھاتی تھیں کہ اے ملکۂ عالم ہر چند کہ دوری حمزۂ صاحبقران حضور کو شاق ہے لیکن اسقدر عشق حمزۂ صاحبقران میں اشکباری اور گریہ وزاری نہ کیجئے دل مضطر کو امید وصل حمزۂ صاحبقران سے تسلی دیجیے ایک ہی روز میں حضور کا یہ حال ہوا ہے کہ چہرہ متغیر ہو گیا ہے آنکھیں نرگسی کثرت اشکباری سے سرخ ہو گئیں ہیں خدا ابھی حضور کے دشمنوں کا اس وقت بھیکا ہے دیکھیے اسقدر صدمہ نہ کیجیے کہ اغیار حضور کے حال سے آگاہ ہو جائیں اے حضور کے دشمنوں کو سودائی اور دیوانہ بتائیں اور یہ خبر حضور کے والدین تک پہونچائیں آفت تازہ سر پر لائیں ذلیل اور رسوا کریں بس حضور بہتر اور مناسب یہ ہے کہ راز عشق کو سینے میں نہاں رکھیے کثرت نالہ وبکا سے افشا نہ کیجیے ورنہ اسکا انجام اچھا نہیں ہے اگر حضور ہم خیر خواہوں کے کہنے پر عمل نہ کیجیے گا دیکھیے پچھتایئے گا ابھی تو حضور دیکھیں کہ حمزۂ صاحبقران کو بھی آپ سے محبت ہے یا نہیں ملکۂ مہر نگار یہ تقریر فتانہ اور زہرۂ مصری کی سنکے کہتی تھی کہ میں ہر چند ضبط گریہ کرتی ہوں لیکن بیتابی اور بیقراری دل سے ممکن نہیں کہ ضبط آہ بکا کر سکوں راوی کہتا ہے کہ ملکۂ مہر نگار دیر تک مضطر و بیقرار اور اشکبار رہے آخر اسی آہ وزاری میں غنید تو کیا آئی گویا غش آگیا فتانہ اور زہرۂ مصری تا دیر قریب ملکۂ مہر نگار کے مسہری کے بیٹھی رہیں آخر ملکۂ مہر نگار کے پاس سے اُٹھ کے اپنے اپنے بستر پر جاکر لیٹ رہیں یہاں تو ملکۂ مہر نگار کو کثرت گریہ وزاری سے گویا غش آگیا ہے لیکن اب حال حمزۂ صاحبقران کا تحریر کیا جاتا ہے کہ حمزۂ صاحبقران بصد آہ وفغاں جب قریب اپنے لشکر کے پہونچے اور سرداروں کو خبر ہوئی کہ حمزۂ صاحبقران تشریف لائے ہیں اُسوقت جملہ سردار برائے استقبال حمزۂ صاحبقران لشکر سے روانہ ہوئے اور حمزۂ صاحبقران کا استقبال کر کے لشکر میں لائے لیکن حال حمزۂ صاحبقران کا دیکھکے متردد ہوئے اور دست بستہ حال مزاج پوچھا حمزۂ صاحبقران نے خلاصہ حال تو نہ بیان کیا لیکن فرمایا کہ مزاج میرا اسوقت اچھا نہیں ہے یہ فرما کر اور مرکب سے اُتر کے داخل بارگاہ ہوئے اُسوقت خواجہ عمرو بھی حمزۂ صاحبقران کے پاس آئے اور حال زار حمزۂ صاحبقران پر نظر کی اور گھبرا کے کیفیت مزاج دریافت کی لیکن حمزۂ صاحبقران نے کچھ جواب نہ دیا اُسوقت خواجہ عمرو مقبل وفادار کے پاس گئے اور پوچھنے لگے کہ آج حمزۂ صاحبقران کا مزاج کیوں نادرست ہے اسکا کیا باعث ہے مقبل نے کہا مجکو معلوم نہیں کہ کس وجہ سے مزاج نادرست ہے خواجہ عمرو نے کہا اے مقبل خدانخواستہ اگر حمزۂ صاحبقران کا حال متغیر ہوا تو میں تجسے ہر طرح سے سمجھ لونگا کیونکہ تم باغ مراد میں حمزۂ صاحبقران ہمراہ تھے اسوقت تم حال ناسازی مزاج حمزۂ صاحبقران مجھسے نہیں بیان کرتے خیر نہ بیان کرو جو امر واقعی

ہوگا وہ ظاہر ہی ہو جائیگا مجکو تو اسوقت چہرہ امیر با توقیر دیکھکے صاف ثابت ہوا کہ حمزۂ صاحبقران باغ مراد مین کسی گلرو پر عاشق ہوئے ہین اسی کے عشق مین اسوقت بیتاب و بیقرار ہین مقبل نے پھر کہا کہ ای خواجہ عمرو مجکو اس امر سے بھی آگاہی نہین ہے واضح ہو کہ حال عشق حمزۂ صاحبقران سے ابتک مقبل وفادار آگاہ نہین ہین کیونکہ جسوقت حمزۂ صاحبقران نے ملکۂ مہر نگار کو دیکھا تھا اسوقت مقبل نہر مین پھیر رہا تھا اور رخ مقبل کا جانب بام بارہ دری نہ تھا جسوقت ملکۂ مہر نگار حمزۂ صاحبقران کے پہلو پر ترنج خوشبودار مارکر ہٹ گئی تھی اور حمزۂ صاحبقران کو غش آنے لگا تھا اسوقت مقبل وفادار نے گھبرا کر نہر سے حمزۂ صاحبقران کو باہر نکالا تھا الغرض خواجہ عمرو مقبل وفادار سے گفتگو کرکے پھر خدمت حمزۂ صاحبقران مین گئے اور حال مزاج پوچھنے لگے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ ای خواجہ اسوقت ہمسے کچھ گفتگو نہ کرو ہمارے طبیعت بے لطف ہے سر مین درد ہے اب ہم لیٹتے ہین تم بھی یہان سے جاؤ خواجہ عمرو بموجب ارشاد حمزۂ صاحبقران کے پاس سے باہر بارگاہ کے چلے آئے لیکن حمزۂ صاحبقران بعد جانے خواجہ عمرو کے خیال ملکۂ مہر نگار مین بستر خواب پر مثل بسمل تڑپنے لگے اور تصویر خیالی ملکۂ مہر نگار سے بصد اشکباری اس طرح کہنے لگے مطلع طپان قلب و جگر ہین کچھ اٹھاؤ ناز دلون کے ؛ مسیحا ہو تمھین تو ای بت طناز دلون کے ؛ کبھی حمزۂ صاحبقران بصد آہ و فغان تصویر خیالی ملکۂ مہر نگار سے مخاطب ہو کے یہ شعر پر درد پڑھتے تھے شعر جو مدعا ہے اسکو زبان سے مین کیا کہون ؛ تم پوچھ لو مرے دل خانہ خراب سے ؛ کبھی امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران اپنی بیکسی اور درد جگر سے مخاطب ہو کے یہ چند اشعار زبان پر جاری کرتے تھے اشعار

ابتو غمخوار ہی بالین پہ نہیں قسمت سے
بیکسی کس سے کہون درد جگر آجکی رات
نیند ہی آتی ہے مجکو نہ اجل آتی ہے
روز سہتا ہون تقاضائے اجل کے طعنے
تیرہ بختی سے ادھر ہون نہ ادھر آجکی رات
مجکو مرجانے دے ای درد جگر آجکی رات
پھر اجل سے گلۂ روز مصیبت کرون
اتنی فرصت دے مجھے درد جگر آجکی رات

گاہ حمزۂ صاحبقران سوئے فلک دیکھ کے یہ شعر پڑھتے تھے شعر

الٰہی خیر ہوتا ہے درد پہلو مین ؛ ہے کس بلا مین دل بیقرار آجکی رات ؛

کبھی حمزۂ صاحبقران خیال ملکۂ مہر نگار مین بستر خواب پر آہ و فغان کرتے تھے کیونکہ حمزۂ صاحبقران عشق مین ملکۂ مہر نگار کے بیتاب و بیقرار اور اشکبار ہوتے کیونکہ بقول امیر اللہ تسلیم اشعار

محبت سے شب غم ہے سیہ پوش
محبت سے گل تر ہے جگر چاک
محبت سے گل آدم مین ہے جوش
محبت سے ہو لبریز فغان نے
محبت سے نیاز و ناز دیکھا
دم تیغ اجل ہے سانس اسکا
محبت سے ہے دل لالہ لہو ہے
محبت سے دل بلبل ہے غمناک
محبت کیمیا ہے سر بسر ہے
محبت سے نہین خالی کوئی شئی
محبت ہے عجب دریائے پرجوش
فنا ہے سہل کار مشکل اسکا
محبت سے ہے روز عیش پرجوش
محبت سے پریشان موج بو ہے
محبت سے ہین روح و تن ہم آغوش
محبت جلوہ پرداز نظر ہے
محبت سے دلون مین ساز دیکھا
کہ ہر قطرہ ہے طوفان سے ہم آغوش
بحسرت جان دینی زندگی ہے
قضا اس مین ادائے بندگی ہے

القصہ حمزۂ صاحبقران نصف شب سے زیادہ خیال ملکۂ مہر نگار مین بستر خواب پر تڑپا کیے آخر تاب فراق ملکۂ مہر نگار نہ لاکر بستر خواب سے اٹھے اور مقبل وفادار کو پکارا مقبل وفادار فوراً حاضر خدمت ہوا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای مقبل اسوقت خواجہ عمرو تو یہان

نہین ہین مقبل نے عرض کیا کہ شاید بالا دوی کو گئے ہین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا اے مقبل اسوقت تم میرے ساتھ لباس شب روی پہن کے باغ مراد مین چلو دیر نہ کرو ایسا نہو کہ خواجہ آجائین اور باغ مراد مین ہمکو اسوقت جانے نہ دین مقبل نے عرض کیا کہ حضور آپ مجکو اپنے ہمراہ وہان نہ لیجائین کیونکہ خواجہ عمرو نے مجھسے کہدیا ہے کہ اگر حمزۂ صاحبقران خدانخواستہ کسی بلا مین مبتلا ہونگے یا اپنے تئین کسی صدمے مین ہلاک کرینگے تو مین تمکو مار ڈالونگا زندہ نہ چھوڑونگا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اے مقبل اگر تم اسوقت میرے ساتھ نہ چلوگے تو مین تمکو ابھی قتل کرونگا مقبل نے جب یہ تقریر حمزۂ صاحبقران کی سُنی خیال کیا کہ اے مقبل خواجہ عمرو تو نہین معلوم کب مجکو قتل کرتے لیکن اسوقت اگر مین ہمراہ امیر بالو قیر کے نہ جاؤنگا تو اسی وقت حمزۂ صاحبقران مجکو قتل کر ڈالینگے یہ خیال کرکے مقبل نے لباس شب روی پہنا اور حمزۂ صاحبقران نے بھی لباس شب روی زیب تن کیا اور ایک کمند لیکر مع مقبل بارگاہ سے نکلے اور جانب باغ مراد روانہ ہوئے جب باغ مراد مین زیر دیوار ایوان پہونچے حمزۂ صاحبقران نے مقبل سے فرمایا کہ اے مقبل تم یہین کھڑے رہو مین اس ایوان مین جاتا ہون یہ کہکے حمزۂ صاحبقران نے دیوار ایوان نوشیروان پر کمند پھینکی اور بذریعۂ کمند کے تاریکی شب مین دیوار ایوان نوشیروان پر گئے اور وہان سے پھر بام محل نوشیروان پر گئے اُس جگہ سے حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ سات چوکیان ہین یعنے واسطے حفاظت و نگہبانی کے علاوہ اور نگہبانون کے سات شاہزادیان یعنی ملکۂ نگارین روم کی شاہزادی اور خورشید چینی چین کی شاہزادی اور زہرا مصری مصر کی شاہزادی زہرہ جبین شہر شام کی شاہزادی ماہ مغربی ممالک مغرب کی شاہزادی خورشید خاوری خاور کی شاہزادی شیرین مشراقی ممالک مشرق کی شاہزادی قریب قریب ملکۂ مہرنگار کے ہین واضح ہو کہ یہ سب شاہزادیان خدمت ملکۂ مہرنگار مین روز و شب حاضر رہتی تھین اور ہمراہ ملکۂ مہرنگار کے آتوون سے پڑھتی تھین غرض حمزۂ صاحبقران بام محل سے راہ زینہ سے نیچے اُترے اور بہ چالاکی اور ہوشیاری چوکیان طی کرکے ملکۂ مہرنگار کی مسہری کے قریب ہوپنچے اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ ملکۂ مہرنگار اس طرح سو رہی ہے کہ چہرۂ پُر نور کھلا ہے زلفین عنبرین پریشان ہین پیشانی نورانی پہ افشان چنی ہوئی ہے سرمۂ دنبالہ دار آنکھون مین ہے آنسو رخسارون پر آنکھون سے بہکے جو خشک ہوگئے ہین بوجہ شرکت سرمہ کے نظر آتے ہین اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا کہ مقرر ملکہ بھی مجھپر مائل ہوئی ہے جس طرح مین عاشق ہوکر اشکبار ہوا اُسی طرح یہ ملکہ بھی مجھپر مائل ہوکے آج کی شب روئی ہے یہ خیال کرکے بیتابی دل سے حمزۂ صاحبقران نے چاہا کہ ملکہ سے لپٹ جاؤن اور بوسے لب و رخسار کے لون اور ہم آغوشی سے اپنے دل بیقرار کو تسکین دون لیکن خیال کیا کہ ملکۂ مہرنگار غافل سو رہی ہے میرے لپٹنے سے یقیناً ڈر جائیگی عجب نہین کہ مجھ سے ناراض ہو پس اے حمزہ معشوق کا رنجیدہ کرنا اور خواب راحت سے بیدار کرنا عاشق کو بہتر اور مناسب نہین ہے عاشق ہمیشہ معشوق کی خوشی کا جویان اور خواہان رہتا ہے اور کبھی اپنے معشوق کو تکلیف اور اذیت نہین دیتا ہے اور ناراض اپنے معشوق کو نہین کرتا ہے پس تم تو عاشق ہو تمکو بھی لازم ہے کہ ملکۂ مہرنگار کو خواب سے بیدار نہ کرو اور اپنے دل مضطر کو سمجھا لو یہ خیال کرکے حمزۂ صاحبقران نے یہ چند اشعار ستون ایوان پر اسواسطے لکھے کہ ملکۂ مہرنگار جب ان اشعار کو ہنگام صبح بیدار ہوکے پڑھیگی تو سمجھ جائیگی کہ میرا آشفتہ اور فریفتہ حمزہ میرے دیکھنے کو بیتاب و بیقرار ہوکر یہان آیا تھا اور اپنے یہان آنے سے

یہ اشعار لکھکر مجکو اطلاع دے گیا ہی اور درد دل اپنا مجھسے اس پردے مین ظاہر کر گیا ہی اشعار زندہ ہوجاے عاشق بردم

اپنی آواز گر سنا اے شوخ
کون سی مین نے کی خطا اے شوخ
مرض عشق کی دوا اے شوخ

آرزوے وصال پوری کر
میرے دلمین نہ پھر ہو کیونکر درد
دیکھون انجام عشق کیا ہووے

میری دلکی لگی بجھا اے شوخ
جب تو پہلو سے اٹھ گیا اے شوخ
باوفا مین تو بیوفا اے شوخ

کس گنہ پر سنا اے ہجر ملی
نہین دنیا مین جز وصال کوئی
حمزۂ صاحبقران یہ اشعار

ستون محل پر جھاڑ اور کنول وغیرہ کی روشنی مین لکھکر عنقریب ملکۂ مہرنگار کے آئے اور یہ مطلع ملکۂ مہرنگار سے مخاطب ہوکے آہستہ زبان پر لائے مطلع نہین کہتا یہ مین احوال فرقت سر بسر سُن لو ☆ کہون کچھ حال دردِ دل جو اے رشک قمر سُن لو ☆ ابھی حمزۂ صاحبقران مطلع پڑھکر ملکۂ مہرنگار سے اپنا حال دردِ دل ظاہر کر رہے تھے یکایک صداے حمزۂ صاحبقران سے ملکۂ مہرنگار کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ میری بالین پر ایک شخص سیاہ لباس پہنے ہوئے کھڑا ہے چونکہ ملکۂ مہرنگار خواب راحت سے دفعتہً بیدار ہوئی تھی ہرچند کہ روشنی تھی لیکن حمزۂ صاحبقران کو نہ پہچانا اور ڈر کے چلانے لگی کہ اے فتانہ جلد آ کہ چور آیا ہے میرے پاس کھڑا ہے جسوقت ملکۂ مہرنگار ڈر کے چیخنے لگی اور فتانہ کو بلانے لگی اُسوقت فتانہ اور ملکۂ زہرہ مصری اور ملکہ خورشید خاوری وجملہ شاہزادیان اور تمام عورتین جو قریب ملکۂ مہرنگار تھین صداے ملکۂ مہرنگار سُنکے بیتاب وبیقرار ہوکے دوڑین اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے اپنے دل مین کہا کہ افسوس بڑا غضب ہوگیا عورتین بیدار ہوگئین ملکۂ نے مجکو نہ پہچانا دیکھیے اب کیا ہوتا ہی یہ خیال کرکے جبتک خواتین قریب ملکۂ مہرنگار آئین حمزۂ صاحبقران ایک ستون محل پر جلدتر چڑھ گئے اتنی دیر مین جملہ شاہزادیان اور فتانہ ودیگر نسوان بھی پاس ملکۂ مہرنگار کے آئین اور عرض کرنے لگین کہ اے ملکۂ عالم خیر تو ہی مزاج کیسا ہی باعث چلانے اور ڈرنے کا کیا ہی کیا کوئی خواب پریشان حضور نے دیکھا ہی ملکۂ مہرنگار نے سب سے فرمایا کہ مین نے خواب پریشان تو نہین دیکھا لیکن ابھی جو میری آنکھ کھلی تو مین نے اپنے سرھانے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ کھڑا ہوا تھا اُسی شخص کو مین دیکھ کے ڈر گئی اور چلائی خواتین نے عرض کیا کہ حضور نے اُس شخص کو کسطرف جاتے دیکھا ملکۂ مہرنگار نے فرمایا کہ وہ شخص میرے سامنے اس ستون پر چڑھ گیا ہے جسوقت یہ حال خواتین نے سُنا ستون کو بغور دیکھا چونکہ اُسوقت روشنی کثرت سے تھی جملہ خواتین نے حمزۂ صاحبقران کو ستون محل پر دیکھ کے اسقدر جو شور وغل کیا کہ نوشیروان خواب سے بیدار ہوا اور گھبرا کر کنیزون اور خواصون وغیرہ سے پوچھنے لگا کہ یہ شور وغل کیسا ہی جلد دریافت کرو کنیزین اور خواصین جلدتر گئین اور ملکۂ زہرہ مصری اور فتانہ سے دریافت کرکے بعجلت تمام خدمت نوشیروان مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگین کہ حضور ہم کنیزون نے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ ایوان حضور مین چور آیا ہے اور ابھی تک ستون محل پر ہے اسی وجہ سے خواتین شور وغل کر رہی ہین نوشیروان نے یہ حال سُنکے حکم دیا کہ جلدتر محل مین خواتین پردہ کرین اور جابجا ہٹ جائین جسوقت ایوان مین پردہ ہوچکا فی الفور نوشیروان نے قارن دیو بند کو محل مین بلایا اور فرمایا کہ اے قارن ہمارے ایوان مین دزد آیا ہے اور اب تک ستون پر ہی پس تو جاکر اُس دزد کو گرفتار کر خبردار وہ دزد بھاگ کے جانے نہ پائے اگر زندہ گرفتار نہو سکے تو اوسکو قتل کرنا کیونکہ اُس دزد نے ایسی جسارت اور دلیری کی ہے کہ مابدولت کے محل مین بے خوف وخطر براے دزدی زر ومال آیا ہی قارن دیو بند بموجب حکم نوشیروان جانب ستون چلا ادھر نوشیروان نے حکم دیا کہ مردمان لشکر محل کے گرد رہین جس طرف

سے وزد بھاگ جانے کا ارادہ کرے اُسکو بھاگنے نہ دین اور اگر وزد محل سے کودے تو اسکو قتل کرین یا گرفتار کرین
چنانچہ بموجب حکم نوشیروان مردمان فوج اور سرداران لشکر نے بہ کثرت روشنی کر کے اور تین طرف سے ایوان شاہی
کو گھیر لیا جانب باغ مراد اوس اضطراب مین کوئی سردار نہ گیا غرض جب قارن دیوبند برائے گرفتاری وزد چلا
اور حمزۂ صاحبقران نے سنا کہ قارن دیوبند میرے گرفتار کرنے کو آتا ہے اُسوقت حمزۂ صاحبقران بخیال
حفظ عزت و آبرو ستون سے بام پر آ گئے اور وہان سے اُس دیوار پر آئے کہ جس دیوار کے نیچے مقبل
کھڑا تھا اور کمند اُسی دیوار پر تھی ورنہ قارن دیوبند کی کیا حقیقت تھی کہ حمزۂ صاحبقران اُس سے
بھاگتے غرض حمزۂ صاحبقران دیوار پر پہونچے ہی تھے کہ ناگاہ قارن دیوبند نے آ کر تلوار کھینچ حمزۂ صاحبقران
کے سر پر لگائی اُسی عالم اضطراب مین حمزۂ صاحبقران نے پاؤن اپنا کمند پر رکھا اور قصد باغ مین اُترنے
کا کیا یکایک نوک شمشیر سر امیر با توقیر پر پڑی سر زخمی ہوا اور پاؤن اُسی حالت اضطراب و بیچ اُسی مین کمند پر
تھا حمزۂ صاحبقران دیوار سے باغ مین گرنے لگے چونکہ مقبل زیر دیوار کھڑا تھا حمزۂ صاحبقران کو گرتے
ہوئے دیکھکر گھبرایا اور دونون ہاتھ اپنے پھیلا کر حمزۂ صاحبقران کو روک لیا اور ہاتھون سے چھوڑ کے
آہستہ عرض کرنے لگا کہ ای حمزۂ صاحبقران خیر تو ہے آپ کہان گئے تھے اور زخمی کیونکر ہوئے اور اسقدر
مضطر کیون ہین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اے مقبل یہ وقت حال بیان کرنے کا نہین ہے جلد یہان سے
چلو توقف نہ کرو یہ کہکے ہمراہ مقبل وفادار کے باغ سے نکلے ادھر قارن دیوبند نے بآواز بلند نوشیروان سے
عرض کیا کہ حضور مین نے وزد کو زخمی کیا ہے لیکن وزد دیوار باغ سے گر پڑا ہے اب مع اپنے ہمراہی کے باغ
سے نکل کے جاتا ہے جسوقت یہ عرض قارن دیوبند کی نوشیروان نے سُنی فورًا محل سے برآمد ہو کر
گھوڑے پر سوار ہوا اور سرداران لشکر اور کچھ سواران لشکر کو اپنے ہمراہ لیکے مع قارن دیوبند برائے گرفتاری
وزد روانہ ہوا اتنی دیر مین حمزۂ صاحبقران قریب اپنے لشکر کے پہونچ گئے تھے یکایک نوشیروان نے
دیکھا کہ دو سیاہ پوش جانب پل شادکام بصد عجلت چلے جاتے ہین نوشیروان نے اپنے سردارون اور اہل لشکر
سے فرمایا کہ یہی دونون بظاہر وزد ہین جلد گھوڑے دوڑا کر ان دونون چورون کو گرفتار کر لو بحکم نوشیروان
چند سردارون اور سوارون نے گھوڑے بڑھائے حمزۂ صاحبقران نوشیروان کو آتے
دیکھکر نہایت پریشان ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ اگر نوشیروان نے مجکو دیکھ لیا تو میری نہایت ذلت
اور رسوائی ہوگی یہ خیال کر کے اور ساحل دریا پر ہو کے جلدتر اپنے تئین دریا مین گرا دیا مقبل بھی دریا مین آیا
اور حمزۂ صاحبقران کے ہمراہ پیرتا ہوا چلا جسوقت نوشیروان و سرداران نوشیروان وغیرہ
کنارہ دریا پر آئے اس خیال سے ٹھہر گئے کہ پل شادکام پر لشکر حمزۂ صاحبقران کا اُترا ہوا ہے ہم
یہان سے اہل لشکر سے کہدین کہ ان دونون سیاہ پوشون کو گرفتار کر لو مردمان فوج سیاہ پوشون کو
گرفتار کر لینگے ہمارا ہنگام شب دریا مین گھوڑا ڈالنا اور تعاقب ان سیاہ پوشون کا کرنا بیکار ہے یہ خیال
کر کے بحکم نوشیروان سرداران نوشیروان نے مردمان لشکر حمزۂ صاحبقران سے پکار کے کہا کہ ای مردمان
لشکر و سرداران حمزۂ صاحبقران آگاہ ہو کہ اسوقت تمہاری فرودگاہ لشکر کی طرف دو سیاہ پوش آتے ہین
لہذا حکم ہے شہنشاہ کا کہ ان کو جلد گرفتار کر لو حمزۂ صاحبقران یہ حال دیکھ کے گھبرا گئے مگر بدرجہ مجبوری
دریا سے نکل کے اپنے لشکر کی طرف چلے جسوقت یہ صدا سرداران نوشیروان کی سرداران حمزۂ

صاحبقران نے سُنی فی الفور سواروں اور لشکریوں کو اپنے ہمراہ لیکر برائے گرفتاری سیاہ پوشان جانب کنارۂ دریا چند مہتابین روشن کرکے چلے لیکن خواجہ عمرو یہ غلغلہ اور یہ ہنگامہ سُنکے قبل سرداروں اور سواروں کے جو روانہ ہوے تھے سب سے پہلے کنارۂ دریا کے قریب پہونچے دیکھا کہ فی الحقیقت دو سیاہ پوش چلے آتے ہین خواجہ عمرو نے نعرہ کیا کہ اے سیاہ پوشو اب کہان بھاگ کے جاؤگے کہ مین تمھارے قریب آپہونچا یہ نعرہ کرکے خواجہ جلدتر سیاہ پوشون کے قریب آئے چونکہ تاریکی تھی خواجہ عمرو نے نہ پہچانا اور ارادہ کمند مارنے کا کیا حمزۂ صاحبقران نے آہستہ سے فرمایا کہ ای خواجہ عمرو آگاہ ہو کہ مین حمزۂ صاحبقران ہون اور میرے ہمراہ مقبل ہے خواجہ عمرو نے آواز حمزۂ صاحبقران پہچان کے ہاتھ اپنا روک لیا اور قریب حمزۂ صاحبقران آکر عرض کیا کہ اے حمزۂ صاحبقران آپ اسوقت کہان گئے تھے اور کہان سے آتے ہین حمزۂ صاحبقران نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک اپنے عاشق ہونے کا اور ملکۂ مہرنگار کے پاس جانے کا بیان کیا خواجہ عمرو نے مقبل کی طرف دیکھکے کہا کہ ای مقبل دیکھو مین نے تمسے پہلے ہی کہا تھا کہ آج حمزۂ صاحبقران باغ مین کسی گل پیرہن پر عاشق ہوے ہین اسی وجہ سے مجھ سے بھی حالت بیقراری و بیتابی اور خیال معشوق خوبرو مین گفتگو نہین کرتے ہین مقبل نے کہا کہ ای خواجہ تم سچ کہتے تھے لیکن مجکو یہ حال نہ معلوم تھا اسوقت خلاصہ حال معلوم ہوا ہے القصہ جب خواجہ عمرو کو معلوم ہو گیا کہ دونون سیاہ پوش حمزۂ صاحبقران اور مقبل ہین فورًا حمزۂ صاحبقران اور مقبل کو اسی جگہ ٹھہرا کر لشکر کیطرف روانہ ہوے اثناے راہ مین جملہ سرداروں اور سواروں سے کہا کہ اب تم کسکی تلاش مین جاتے ہو وہ دونون سیاہ پوش دریا سے نکل کے ایک طرف بھاگے مین اُنکے گرفتار کرنے کو اُنکے تعاقب مین دور تک گیا آخر میرے ہاتھ سے اور ایک جانب دونون سیاہ پوش نکل گئے اور ہمارے ہاتھ نہین آئے سرداران حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا کہ خواجہ عمرو سچ کہتے ہونگے سیاہ پوش بھاگ گئے ہونگے اب ہمارا اُنکے گرفتار کرنے کو جانا محض بیکار ہے یہ خیال کرکے سرداران حمزۂ صاحبقران نے بآواز بلند دوسرے کنارۂ دریا سے کہا کہ اے سرداران شہنشاہ بحر و بر و فرمان رواے ہفت کشور تمکو معلوم ہو ہمنے ہرچند چاہا کہ سیاہ پوشون کو گرفتار کرین لیکن وہ سیاہ پوش اسقدر جلد بھاگے کہ ہمارے ہاتھ نہ آئے اب ہم بمجبوری اپنے لشکر کی جانب جاتے ہین یہ کہکے سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران فرودگاہ لشکر کی طرف چلے اور اپنے خیام مین آکر بیٹھے اور اُدھر سرداران نوشیروان وغیرہ حال سیاہ پوشون کے بھاگ جانے کا سُنکے ہمراہ رکاب نوشیروان کنارۂ دریا سے چلے اثناے راہ مین نوشیروان نے سرداروں سے فرمایا کہ افسوس یہ دونون سیاہ پوش بھاگ گئے گرفتار نہوے اگر یہ دونون سیاہ پوش گرفتار ہو جاتے تو مین انکو ایسی بُری طرح سے قتل کراتا کہ اُنکے حال پر مرغان ہوا اور ماہیان دریا افسوس کرتین اور مین انکو ہلاک کراکے خوش ہوتا شہر مین ہر ایک دزد کو بھی آگاہی ہو جاتی اور ہر ایک دزد یہ خیال کرتا کہ ایوان شاہی مین واسطے چوری کرنے کو جو جائیگا وہ اسی طرح قتل کیا جائیگا سب چور ڈر جاتے اور پھر کوئی چور میرے محل مین آنے کا قصد نہ کرتا غرض نوشیروان اسی طرح کی باتین کرتا ہوا در ایوان پر آیا اور آخر شب داخل ایوان ہوا اور خواتین سے فرمایا کہ دونون سیاہ پوش بھاگ گئے کوئی اُنمین سے گرفتار نہوا ملکۂ مہرنگار نے بھی سُنا کہ سیاہ پوش بھاگ گیا گرفتار ہو کر نہین آیا ادھر بعد جانے نوشیروان اور سرداران حمزۂ صاحبقران کے خواجہ عمرو خدمت حمزۂ صاحبقران مین حاضر ہوے

اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے سجدۂ شکر خدا کیا اور فرمایا کہ پروردگار نے مجکو دشمنون سے بچایا اگر مین گرفتار ہوجاتا تو بڑی قباحت ہوتی اور نہایت ذلت ہوتی اور نہین معلوم انجام کیا ہوتا بڑی خیر ہوئی کہ سوا تم دونون کے اور کوئی اس راہ سے آگاہ نہین ہوا جب خواجہ عمرو نے یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی سُنی عرض کیا کہ اے حمزۂ صاحبقران آپ خوب جانتے ہین کہ بختک آپ کا دشمن ہے ہنگام سحر جب یہ حال تمام وکمال سنیگا اور آپ دربار نوشیروان جاینگے اور وہ آپ کے زخم سر کو دیکھیگا یقین ہے کہ پہچان جائیگا اور نوشیروان سے کہیگا کہ جو دزد شہنشاہ کے محل مین شب کو آیا تھا وہ حمزۂ صاحبقران تھے اگر نوشیروان پوچھیگا کہ تجکو کیونکر معلوم ہوا کہ حمزہ میرے محل مین شب کو گئے تھے اُسوقت بختک آپ کے سر کا زخم دکھائیگا اور کہیگا کہ اس زخم کی وجہ سے مین نے پہچانا پھر قارن دیوبند کو بھی بلائیگا اور وہ بھی یہ کہیگا کہ بیشک یہ زخم میری تلوار کا ہے اُسوقت عجب نہین کہ نوشیروان آپ سے دشمنون کو قید یا قتل کرے پس میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آپ اسی وقت پل شادگام سے بالفعل جانب بیشۂ فیض رسان مع کل لشکر کوچ کیجیے اور ایک لمحہ بھی یہان توقف نہ فرمائیے کیونکہ مجکو یہ خوف ہے کہ ایسا نہو کہ نوشیروان حال آپ کے زخم سر کا سُن لے اور بختک آپ کی ایذا رسانی پر نوشیروان کو آمادہ کرے جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی حمزۂ صاحبقران نے سُنی خیال کیا کہ خواجہ سچ کہتے ہین یہان توقف کرنا ایک دم بھی لازم نہین ہے غرض یہ خیال کرکے حمزۂ صاحبقران مع مقبل وفادار وخواجہ عمرو اپنے لشکر مین آئے اور بعد لباس تبدیل کرنے کے جملہ سردارون کو بلاکر فرمایا کہ مردمان لشکر کو حکم دو کہ اسی وقت یہان سے کوچ کرین اور طرف بیشۂ فیض رسان کے روانہ ہون سرداران ذلیہ قار نے فوراً حکم حمزۂ صاحبقران سے اہل لشکر کو اطلاع دی اُسی وقت جملہ مردمان لشکر آمادۂ کوچ اور مستعد سفر ہوئے لشکر مین طبل سفر پر چوب پڑی خیام اور بارگاہون کے اٹھانے لگے سوار اور پیدل چلنے پر تیار ہوئے جسوقت حمزۂ صاحبقران مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے لشکر مین باجے بجے علم فوج جلوہ گر ہوئے سواری حمزۂ صاحبقران کی قبل صبح آگے بڑھی سرداران شور شعار اور دلیران لشکر نصرت اثر اور خواجہ عمرو اور مقبل وفادار ہمراہ رکاب حمزۂ صاحبقران جانب بیشۂ فیض رسان چلے

داستان شرط کرنا بختک کا بزرجمہر سے اور روانہ کرنا نوشیروان کا طلنیس کو واسطے خبر لانے امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کے اور جانا ابوالخیر کا مرہم لے کر خدمت حمزۂ صاحبقران مین اور آنا امیر با توقیر کا دربار نوشیروان مین صحت پاکر مع اسد (دیوانہ وغیرہ اژدہے کو مار کر اور شرط ہارنا بختک کا)

راویان خوش تقریر اس داستان بےنظیر کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ جب شاہ انجم سپاہ مثل سیاہ پوشون کے نہان ہوا اور خسرو خاور مشرق کی طرف سے عیان ہوا نوشیروان محل سے برآمد ہوکر تخت پر بیٹھا اور دربار مین جملہ سردار اور امرا حاضر ہوکر اور آداب وتسلیم بجالاکر دنگلون اور کرسیون پر بیٹھے اور بختک آیا اور خواجہ بزرجمہر تشریف لائے اُسوقت نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ ای علم نامدار شب گذشتہ آخر شب کو ہمارے ایوان مین ایک سیاہ پوش جسارت کرکے آیا تھا خواتین محل نے اُسکو دیکھکر ایسا شور وغل کیا تھا کہ مین خواب سے بیدار ہوا تھا ہرچند میرے حکم سے قارن دیوبندی

اُس سیاہ پوش کو تلوار سے زخمی کیا لیکن وہ سیاہ پوش ایسا بہادر اور چالاک تھا کہ زخم شمشیر کھا کر محل سے نکل گیا ہر چند مین نے کنارۂ دریا تک مع سرداروں اور سواروں کے اُسکا تعاقب کیا لیکن وہ سیاہ پوش اور اُسکا ہمراہی دریا سے گذر کر ہر ایک سیاہ پوش غائب ہوگیا پس ای عم نامدار رات سے اسوقت تک مجکو یہی فکر ہی کہ نہین معلوم وہ سیاہ پوش کون تھا جو میرے ایوان مین جسارت کر کے آیا تھا نوشیروان جب یہ تقریر کر کے خاموش ہوا خواجہ بزرجمہر نے کچھ عرض کرنے کا ارادہ کیا تھا کہ ایک بختک بے اختیار قہقہہ مار کر ہنسا خواجہ بزرجمہر نے فرمایا ای بختک تو کیسا بیوقوف اور بے ادب وزیر ہے کہ دربار شہنشاہ گیتی ستان مین اسطرح بے محل ہنستا ہی کچھ تجھے خیال عتاب شہنشاہ کا نہین ہے اب یہ تو بیان کر کہ سبب تیرے ہنسنے کا کیا تھا بختک نے کہا کہ مین اسوقت یہ خیال کر کے ہنسا کہ جو مین سمجھے ہوئے تھا وہی ہوا اور جو کچھ آپ سمجھے ہوئے ہون وہ ضرور ہوگا خواجہ بزرجمہر نے پوچھا تو کیا سمجھے ہوئے تھا جو ہوا اور اب کیا سمجھے ہوئے ہو بیان کر بختک نے کہا اسوقت میرے ہنسنے کی وجہ یہ تھی کہ قبل اسکے مین نے شہنشاہ سے عرض کیا تھا کہ حمزۂ صاحبقران ایک روز ضرور محل مین قدم رکھینگے اور ملکۂ مہر نگار کو نظر بد سے دیکھینگے شہنشاہ عالیجاہ نے مجھے فرمایا تھا کہ تو بیہودہ بکتا ہے حمزۂ میرا پسر خواندہ ہے وہ کبھی میری دختر کو نظر بد سے نہ دیکھیگا مین گفتگو شہنشاہ کی سُنکے چپ ہو رہا تھا پس جو مین نے عرض کیا تھا اسوقت اُسکا ظہور جو سمجھے ہوئے تھا ہوا کل دن کو حمزۂ صاحبقران شہنشاہ سے اجازت لیکر باغ مراد کی سیر کو گئے تھے مجکو یقین کامل ہی کہ وہی شب کو بھی بغیر اجازت شہنشاہ عالیجاہ محل مین گئے ہونگے اور گل رخسار ملکۂ مہر نگار کی سیر اُنھون نے بخوبی کی ہوگی خواتین محل بیدار ہوگئین ورنہ بڑا غضب ہوجاتا بڑا مال محل سے نکل جاتا دولت اولاد شہنشاہ ملک بارگاہ کو ایوان سے لیجاتے شہنشاہ کو ہجر دختر کا داغ دیجاتے اور اب مین یہ سمجھے ہوئے ہون کہ اکثر حمزۂ صاحبقران قابو پاکر ملکۂ مہر نگار کو محل سے ضرور لیجاینگے خواجہ بزرجمہر گفتگو بختک کی سُنکے فرمانے لگے کہ ای سنجنک کیا بیہودہ اور واہیات باتین سر دربار اپنی زبان پر جاری کرتا ہی شہنشاہ کی توہین کرتا ہی چپ رہ اور حمزۂ صاحبقران کی طرف ہرگز ایسا خیال نہ کر وہ کبھی محل سلطانی مین نہ گئے ہونگے خبردار اب یہ تذکرہ زبان پر نہ لانا اگر حمزۂ صاحبقران سُنینگے تو تجکو سخت سزا دینگے اور شہنشاہ بھی تجھسے ناراض ہونگے بغیر دیکھے کسی کو متہم کرنا نہ چاہیے اور ای بختک تجکو کیونکر معلوم ہوا اور یقین ہوا کہ وہ سیاہ پوش حمزۂ صاحبقران تھے کوئی اس دعوی پر دلیل بھی رکھتا ہی بختک نے کہا ای خواجہ بزرجمہر مین اس دعوی پر دو دلیلین رکھتا ہون اول یہ کہ کسی چور کی یہ مجال نہین کہ ایوان شاہی مین جسارت کر کے جاے اور باوجود زخم کھانیکے اور اس قدر بند و بست کے محل سے نکل جاے اور ہاتھ نہ آئے یہ جوانمردی اور جسارت حمزۂ صاحبقران ہی پر موقوف ہی پس سواے اُنکے اور کوئی محل مین نہ گیا ہوگا دوسری دلیل یہ ہی کہ ابھی تک حمزۂ صاحبقران دربار مین نہین آئے اس سے صاف ثابت اور ظاہر ہوتا ہی کہ بہ سبب زخم سر کے اپنی بارگاہ مین بیٹھے ہونگے اور درد زخم سر اور جدائی ملکۂ مہر نگار سے بیچین اور بے قرار ہونگے گرد اُنکے جملہ سردار بیٹھے ہونگے ہر جسے سمجھا رہے ہونگے خواجہ بزرجمہر نے فرمایا ای بختک یہ جو تونے دونوں دلیلین بیان کین ان مین سے کوئی دلیل ایسی نہین ہی کہ جس سے حمزۂ صاحبقران کا محل مین جانا ثبوت ہو بختک نے کہا اگر مین آپ کے نزدیک جھوٹا ہون تو آپ سے اور مجھسے یہ شرط ہوجاے کہ اگر آپ جیتیے گا تو سر دربار مجکو پانچ سو جوتیان

لگائے گا اور اگر آپ شرط ہار لیے گا تو اور تو میری مجال نہیں کہ کہہ سکوں سوا اسکے کہ آپ مجکو پانچ ہزار روپیہ دیجیے گا جسوقت یہ تقریر بختک سنے کی خواجہ بزرجمہر نے فکر کی اور بعد فکر جانب نوشیروان دیکھا او نوشیروان سے فرمایا ای عمر نامدار میرے نزدیک تو بختک جھوٹھا ہی اگر آپ کے نزدیک بھی بختک جھوٹھا ہو تو آپ شرط یہ منظور کیوں نہیں کرتے اسوقت خواجہ بزرجمہر فکر کرنے لگے کہ اگر یہ شرط منظور نہیں کرتا ہوں تو جھوٹھا ٹھہرتا ہوں اور اگر شرط کرتا ہوں تو شرط کا لینا اور دینا بھی اچھا نہیں ہے آخر بعد فکر بسیار خواجہ بزرجمہر نے بمجبوری بختک سے شرط کی جسوقت بزرجمہر اور بختک سے شرط ہو چکی اسوقت بختک نے نوشیروان سے عرض کیا کہ اب شہنشاہ کسی کو واسطے بلانے حمزہ صاحبقران کے روانہ فرمائیں جسوقت وہ یہاں آوینگے اگر اُنکے سر پر نشان زخم تازہ ہوگا اور قارن دیوبند اپنی تلوار کا زخم پہچان لیگا تو میں خواجہ بزرجمہر سے شرط جیت لونگا اور اگر حمزہ صاحبقران کے سر پر زخم تازہ شمشیر کا نہو گا تو میں شرط ہار جاؤنگا پانچ سو جوتیاں سر دربار کھاؤنگا نوشیروان نے یہ گفتگو بختک کی سنکے فوراً تلبیس کو بلایا جب وہ حاضر ہوا اور پایۂ تخت کو چوم چکا اور دعا و ثنائے شاہی بجالا چکا اسوقت نوشیروان نے اُس سے فرمایا کہ ای تلبیس جلد تر پل شادگام پر جا اور حمزہ ہمارے پسر خواندہ کو بلا لا کہنا کہ شہنشاہ تمکو یاد فرماتے ہیں جلد چلو تلبیس بموجب حکم نوشیروان جلد تر پل شادگام کی طرف روانہ ہوا جب وہان پہونچا دیکھا کہ حمزہ صاحبقران وہان نہیں ہیں بلکہ لشکر حمزہ صاحبقران بھی وہان نہیں ہے تلبیس حمزہ صاحبقران کو وہان نہ دیکھکر جلد تر خدمت نوشیروان میں حاضر ہوا اور دست بستہ اس طرح عرض کرنے لگا کہ ہمکو شہنشاہ ذلیو قاریل شادگام پر گیا تھا وہان اس نمکخوار نے حمزہ صاحبقران اور اُنکے لشکر کو نہیں دیکھا نہیں معلوم کس طرف چلے گئے ہیں جسوقت یہ خبر نوشیروان نے سنی اب تو متردد ہوا اور یہ خیال کرنے لگا کہ شاید بختک سچ کہتا ہو حمزہ ہی میرے محل میں گیا تھا اور اب زخم شمشیر سر پر کھاکر مجھسے ڈر کے کسی طرف چلا گیا ہو پس اب اُسکی جستجو کے واسطے کس جانب سرداروں کو روانہ کروں نوشیروان یہ خیال کرنے لگا لیکن جب بختک نے تلبیس کی زبانی سنا کہ حمزہ صاحبقران پل شادگام سے کہیں چلے گئے ہیں یہ سنکے نہایت خوش ہوا اور روبروے نوشیروان اس طرح عرض کرنے لگا کہ ای شہنشاہ ہفت کشور فرمانرواے بحر و بر ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ بختک وزیر حضور کا کیسا سراپا فہم و دانش ہی کہ مثل اپنا روے زمین پر نہیں رکھتا ہی اگر اس زمانے میں عقلاے طبقۂ یونان ہوتے تو وہ بھی مجھسے عقل و فہم میں زیادہ نہوتے حضور میں تو سمجھ چکا تھا کہ سواے حمزہ صاحبقران کے اور کسی کا یہ کام نہیں کہ محل شاہی میں دلیرانہ جاسکے اور پھر محل سے نکل جاے اب بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ حمزہ صاحبقران کو خواجہ عمر و کو وہ نہایت چالاک اور ہوشیار ہیں اسی وجہ سے کسی طرف لیگئے ہیں کہ زخم سر اچھا ہو جائے تاکہ حال محل میں جانے کا ظاہر نہو جسوقت بختک نے اپنی تقریر تمام کی نوشیروان نے تو سنکے کچھ نہ فرمایا لیکن خواجہ بزرجمہر نے تلبیس سے خبر چلے جانے حمزہ صاحبقران کی سُنکے اور نوشیروان کو متردد دیکھکے خیال کیا کہ نہیں معلوم حمزہ صاحبقران کیوں چلے گئے اور اسطرح گئے کہ شہنشاہ سے بھی رخصت نہوئے یہ خیال کرکے خواجہ بزرجمہر نے فرمایا کہ ای بختک حمزہ صاحبقران کے چلے جانے سے تجکو خوش ہونا اور یہ خیال کرنا نہ چاہیے کہ میں شرط جیت لونگا نہیں معلوم کس وجہ سے اور کس سبب سے حمزہ صاحبقران کسی طرف چلے گئے ہیں اب وہ جسوقت یہاں آوینگے اسوقت

تمام حال معلوم ہو جائیگا اگر اُنکے سر پر نشان زخم شمشیر ہوگا تو مین پانچ ہزار روپیہ دونگا ورنہ تجکو سر دربار پانچ سو جوتیان لگاؤنگا خواجہ بزرجمہر یہ فرماکر دربار نوشیروان سے اُٹھے اور اپنے مکان کی طرف روانہ ہوے جب اپنے مکان مین پہونچے اور اُسی وقت حمزۂ صاحبقران کی کیفیت دریافت کرنیکی نیت کرکے قرعہ پھینکا اور شکلون کو دیکھکر زائچہ کھینچا اور بعد زائچہ کھینچنے کے غوص اور فکر کرنے لگے آخر بعد فکر بسیار زائچہ سے یہ ثابت و آشکار ہوا کہ ہنگام شب حمزۂ صاحبقران ایوان شاہی مین قارن دیوبند کی شمشیر سے زخمی ہوے اور اپنے لشکر مین پہونچے وہان سے مع جملہ مردان لشکر جانب بیشہ فیض رسان روانہ ہوے اور اب اُسی طرف چلے جاتے ہین خواجہ بزرجمہر نے یہ حالات زائچہ سے دریافت کرکے خیال کیا کہ اب ایسی کوئی تدبیر کرنا چاہیئے کہ زخم شمشیر سر حمزۂ صاحبقران ایسا اچھا ہو جائے کہ نشان زخم بھی معلوم نہو اور جسوقت حمزۂ صاحبقران دربار نوشیروان مین آئین بختک شرط ہار جائے اور سر دربار ذلیل ہو القصہ بزرجمہر نے یہ خیال کرکے اُسی وقت چند ادویہ پسواکر ایک مرہم بناکر اور اپنے ملازم ابوالخیر کو وہ مرہم دے کر فرمایا کہ حمزۂ صاحبقران جانب بیشۂ فیض رسان گئے ہین تم اس مرہم لیجاکر انھین دینا اور ہماری طرف سے بعد دعا کے کہنا کہ اس مرہم کو زخم سر مین لگاؤ انشاء اللہ جلد تر ایسا زخم اچھا ہو جائیگا کہ نشان زخم بھی باقی نرہیگا جب زخم سر اچھا ہو جائے تو دربار نوشیروان مین ضرور آنا کیونکہ ہمسے اور بختک سے شرط یہ ہوئی ہے وہ کہتا ہے کہ حمزۂ صاحبقران کے سر پر زخم تازہ شمشیر کا ہے اور ہم کہتے ہین کہ زخم نہین ہے اور نوشیروان کو بھی بختک کے کہنے سے تردد ہے لہذا ہمنے یہ مرہم اسواسطے تمکو بھیجا ہے کہ تمھارا زخم سر اچھا ہو جائے اور بختک سر دربار ذلیل ہو اور جو اسکا مدعاے دل ہے وہ بر نہ آئے ابوالخیر خواجہ بزرجمہر سے یہ سُنکے جانب بیشۂ فیض رسان روانہ ہوا ابوالخیر تو مرہم لیکر جانب بیشۂ فیض رسان خدمت حمزۂ صاحبقران مین گیا ہے دیکھیے کس وقت پہونچتا ہے اُسکو اثناے راہ مین چھوڑیے اور اب حال ملکۂ مہرنگار کا سُنیے کہ جب سیاہ پوش قارن دیوبند کی تلوار کا زخم سر پر کھاکر ایوان شاہی سے نکل گیا اور قارن دیوبند بھی محل سے چلا گیا اُسوقت ملکۂ مہرنگار نے خیال کیا کہ سیاہ پوش نہین معلوم کون تھا کہ میرے سرہانے کھڑا تھا اگر سیاہ پوش چور تھا تو زر و جواہر کی طرف توجہ کرتا اور مال و دولت لیکر محل سے چلا جاتا میرے سرہانے کھڑا ہوکر میری دولت حُسن پر نظر نہ کرتا غرض اسی طرح ملکۂ مہرنگار خیالات کیا جب صبح ہوئی یکایک ملکۂ مہرنگار نے جانب ستون محل جو دیکھا ملاحظہ کیا کہ ستون محل پر کچھ لکھا ہے چونکہ اُسوقت سوا فتانہ اور ملکۂ زہرہ مصری کے اور کوئی شاہزادی اور کوئی کنیز گرد و پیش نہ تھی اسی وجہ سے ملکۂ مہرنگار بیقرار ہوکے متصل ستون آکر کھڑی ہوئی اور اشعار جو ستون پر لکھے تھے اُنکو پڑھنے لگی جب تمام و کمال اشعار پڑھ چکی بے اختیار اشکبار ہوئی فتانہ اور زہرۂ مصری نے عرض کیا کہ حضور یہ ستون پر کیا لکھا ہوا ہے کہ جسے حضور پڑھکے بے قرار اور اشکبار ہین اور یہ کسنے لکھا ہے ملکۂ مہرنگار نے اور زیادہ رو کے اور آہ سرد کرکے فرمایا کہ اے فتانہ اور زہرہ مصری تم دونون میری راز دان ہو اس وجہ سے مین بیان کرتی ہون ورنہ کبھی بیان نہ کرتی تمکو بھی لازم ہے کہ اس راز کو خبردار کسی سے بیان نہ کرنا ورنہ مجکو تمسے بڑا ملال ہوگا اور میری نہایت ذلت اور رسوائی ہوگی فتانہ اور زہرۂ مصری نے عرض کیا کہ حضور ارشاد تو فرمائین ہمکو نافہم و بے وقوف نہ بنائین ہم کسی سے نہ بیان کرینگے اور کبھی اگر اس راز کا

بھی زبان پر نہ لائینگے حضور مجھکو اپنا خیر خواہ اور جان نثار تصور کریں راز کے بیان کرنے مین ذرا بھی تامل نہ فرمائیں جب یہ تقریر زہرۂ مصری اور فتانہ کی ملکۂ مہر نگار نے سنی رو کر فرمایا کہ اے فتانہ اور زہرہ مصری بڑا غضب ہوا مجکو اسوقت عجب صدمہ جانکاہ ہوا رات کو جو سیاہ پوش میرے سرہانے کھڑا تھا اور جسکو مین نے چور تصور کر کے تم سبکو بیدار اور ہوشیار کیا تھا وہ چور نہ تھا ہاے کیا کہون وہ کون تھے بھئی ہمکو نام تو یاد نہین لیکن تم سمجھ جاؤ جنکو مین نے بام بارہ دری سے دیکھا تھا جو مجکو دیکھکر عاشق ہوے تھے جنکو لب نہر غش آگیا تھا جنکے عشق مین مین بھی شب کو بیقرار و اشکبار ہوئی تھی وہی میرے عشق مین بیتاب ہو کے دلیری اور جسارت کر کے محل مین آگئے تھے اور بصورت سیاہ پوش میرے سرہانے کھڑے تھے اور حسن کا میرے نظارہ کر رہے تھے اور یہ اشعار بھی وہی لکھ گئے ہین اے فتانہ تجکو میرے سر کی قسم ذرا ان اشعار کو پڑھ تو اور ذرا سمجھ تو ان اشعار سے وہ اپنے عشق کی بیتابی و بیقراری قلب و جگر کی خبر دے گئے ہین اور اپنے یہان کے آنے سے مجکو اطلاع دے گئے ہین مین تو اپنے دل مین کہتی تھی کہ یہ کسی چور کی مجال نہین تھی کہ ایوان شاہی مین آئے ہاے افسوس مین نے کیا نادانی اور بیوقوفی کی اور کیا مین نے انکی قدر دانی کی کہ انکو چور سمجھکر سبکو ہوشیار کر دیا انکی ذلت اور رسوائی مین نے چاہی اور شور و غل کر کے گویا مین نے ہی قارن دیوبند کے ہاتھ سے انکو زخمی کرایا اے فتانہ نہین معلوم انکو مجھسے کیا کہنا تھا اور کیا سوچ کے اور سمجھ کے وہ یہانتک آئے تھے افسوس ہزار افسوس وہ کلام بھی نہ کرنے پائے کہ مجھ کمبخت نے چور خیال کر کے چیخنا شروع کیا اور وہ بچوری ہر ایک کے بیدار ہونے سے زخمی ہو کر چلے گئے اگر مین انکو پہچان لیتی اور کسی کو ہوشیار اور بیدار نہ کرتی تو وہ قارن دیوبند کے ہاتھ سے کیون زخمی ہوتے اے زہرہ مصری وہ ایسے ہی شجاع اور بہادر تھے کہ زخم شمشیر سر پر کھا کر چلے گئے اور کوئی انکو گرفتار نہ کر سکا اگر اور کوئی ہوتا تو گرفتار ہو جاتا محل سے نکل کے نہ جا سکتا مین تو یہی کہونگی کہ انکی خدا نے مدد کی کہ انکو کوئی گرفتار نہ کر سکا اے فتانہ اگر دشمن انکے گرفتار ہو جاتے تو مجکو از حد صدمہ و رنج ہوتا ہرچند کہ وہ میرے کوئی عزیز نہیں ہین اور نہ مجھسے اور انسے کبھی کی ملاقات تھی اور نہ اب کوئی مجکو انسے تعلق ہے لیکن فقط انکے حال پر اور انکی جوانی پر مجکو رحم آیا اور جب وہ قید یا قتل کیے جاتے تو مین بھی انکے صدمے مین جان دے دیتی سنکھیا تھوڑی سی کھا لیتی اے زہرہ مصری مین ہرگز اپنی جان شیرین کا کچھ خیال نہ کرتی اور اپنی رسوائی اور انکی ذلت کبھی گوارا نہ کرتی فوراً تلخی موت کا مزہ چکھتی ایک لمحہ زندہ نہ رہتی اور اب بھی میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے تئین ہلاک کرون کیونکہ انکو مجھسے از حد ملال ہوا ہوگا بلکہ یقین ہے کہ اب وہ میری شکل سے بیزار ہو گئے ہونگے اپنے دل مین کہتے ہونگے کہ مہر نگار نے خوب ہماری قدر کی اور کیا خوب عاشق نوازی کی ہمکو نہ پہچان کے چور بنایا قارن دیوبند سے غل و شور کر کے زخمی کرایا اور سبکو بیدار اور ہوشیار کر کے ارادہ ہماری گرفتاری کرانے اور قتل کرانے کا کیا خوب حق الفت ادا کیا اے فتانہ اب آنکھ بوجہ اس ندامت اور شرمندگی کے انسے آنکھ چار نہوگی جسوقت وہ مجھسے شکایت کرینگے تو ہی بتا کہ مین انکو کیا جواب دونگی سواے اپنی خطا کے اقرار کرنے اور کیا کہونگی یہ کہکے ملکۂ مہر نگار بیتاب و بیقرار ہو کے ستون ایوان سے بتصور مین حمزۂ صاحبقران کے لپٹ گئے اور ان اشعار پہ آنکھین اپنی عین الفت و محبت سے رکھکر بے اختیار اشکبار ہوئی اور اسقدر روئی کہ آب اشک سے تمام اشعار جو ستون پر لکھے ہوے تھے ایک قلم دھو گئے جب یہ حال بیتابی و بیقراری ملکۂ مہر نگار کا فتانہ

اور زہرہ مصری نے دیکھا فوراً ملکۂ مہر نگار کو ستون ایوان سے جدا کیا اور عرض کی کہ حضور اسقدر بیتاب اور اشکبار نہوں دیکھیے ایسا نہو کہ حضور کو روتے روتے غش آجائے اور کوئی حضور کو روتا دیکھکر سبب گریہ دریافت کرے اور یہ خبر رفتہ رفتہ شہنشاہ تک پہونچے تو بڑا غضب ہو جائیگا راز عشق ابھی ظاہر ہو جائیگا حضور کی کیسی توہین اور ذلت ہوگی شہنشاہ حضور سے کسقدر ناراض ہونگے حضور تو ابھی ہمکو سمجھاتی تھین اور فرماتی تھین کہ ہمارا راز محبت کسی شخص پر ظاہر نہ کرنا حضور تو خود اس گریہ وزاری اور آہ بیقراری سے حال عشق اپنا سب پر ظاہر کر دینگی حضور ایک دن مین آپ نے حمزۂ صاحبقران کی محبت مین اپنا یہ حال کیا ہے انجام اسکا دیکھیے کیا ہوتا ہے آپ معشوق خوبرو ہین آپ کو اسقدر انکی الفت مین اپنا حال تباہ کرنا لازم نہین ہے ہمنے سنا ہے کہ عاشق فراق معشوق مین گریہ وزاری اور نالہ و بیقراری شب و روز کرتا ہے اور معشوق کو ذرا بھی اپنے عاشق پر رحم نہین آتا ہے آپ تو خلاف قاعدہ اور دستور اسقدر بیقرار اور اشکبار ہین کہ اگر کہین یہ خبر کوئی حمزۂ صاحبقران کو پہونچا دے کہ تمہارے فراق مین ملکۂ عالم کا حال نہایت پریشان ہے تو انکو غرور ہو جاے اور وہ اپنے دل مین یہ خیال ضرور ہی کرین کہ ہم بھی ایسے جوان حسین اور خوبرو ہین کہ دشمن ملکۂ کے ہمپر مرتے ہین اور جان دیتے ہین پس اے ملکۂ عالم آپ کو ناز معشوقانہ کرنا چاہیے اور خود عاشق نہ بننا چاہیے جس طرح آپ بیتاب و بیقرار ہین اپنے عشق مین انکو اس طرح تڑپایے کبھی انکے حال پر رحم نہ کھایے اپنے عشق مین دل انکا جلایے انکو اپنی محبت مین دیوانہ اور سودائی بنایے منت کرا لیے ہاتھ جڑوا لیے ناز کیجیے جان اپنی رو رو کر نہ دیجیے ہم خیر خواہون کا کہنا کیجیے ورنہ پچھتایے گا انکے عشق مین تکلیفین شب و روز اٹھایے گا یہ گل رخسار حضور صدمۂ رنج سے دو ہی روز مین پژمردہ ہو جائینگے گلشن شباب مین خزان آجائیگی بہار چمن چار دن مین تشریف لیجائیگی غم سے سوکھ کے خار کے مانند زار و ناتوان ہو جایے گا یہ تو فرمایے کہ آخر اس رونے سے پھر کیا راحت پایے گا اور یہ جو حضور نے ابھی فرمایا کہ ہمارا دل چاہتا ہے کہ ہم بوجہ ندامت اور شرمندگی کے اپنے تئین ہلاک کرین یہ حضور کی نافہمی کا باعث ہے حضور ناحق اپنی جان دینے کا ارادہ رکھتی ہین اگر حضور نے انکو نہ بیجا تو کوئی خطا نہین کی اگر جیسے سچ سچ اور صاف صاف پوچھیے اور برا نہ مانیے تو حمزۂ صاحبقران کی تقصیر ہے کیونکہ اگر انکو یہان آنا تھا تو بیشتر اپنے آنے کی اطلاع دی ہوتی ہم لوگ سامان اور انتظام کرتے وہ اچھی طرح حضور کی خدمت مین آکر بیٹھتے اپنا حال دل حضور سے بیان کرتے اور محبت اپنی حضور پر ظاہر کرتے اسوقت حضور بھی بہ ناز و ادا جو مناسب ہوتا کلام کرتین باتین باہم راز و نیاز کی ہوتین ایک دوسرے کے حسن دلفریب کا نظارہ کرتا ہر ایک اپنا اپنا حال بیتابی و بیقراری بیان کرتا پھر حضور انکو اپنے دست نازک و رنگین سے جام بادۂ گلگون لبریز کر کے بہ ناز و ادا دیتین اور وہ بصد اشتیاق جام سے لیکر پیتے اور جب وہ ساغر مے ناب حضور کو اپنے ہاتھ سے پلاتے تو حضور ناز سے انکار کرتین اور وہ منت و سماجت حضور کی کرتے کبھی ہاتھ جوڑتے اپنے سر کی قسم دیتے اور کہتے کہ اے ملکۂ عالم یہ جام مے گلگون ہمارے ہاتھ سے پیو اور آپ ناز سے انکار کرتین اور شراب تھوڑی دیر تک انکے ہاتھ سے نہ پیتین اسوقت ہم دونون خیرخواہ حضور کی کسقدر شاد ہوتین اور حضور کا دل بھی انکے اظہار الفت اور محبت سے کیسا خوش ہوتا آخر جب وہ حضور کے آگے متواتر ہاتھ جوڑتے اسوقت حضور بھی خوش ہوکر انکی خاطر سے جام مے اپنے دہن سے

لگالیتین اور ایک دو گھونٹ مئے ناب کے پیلیتین جسوقت ہم دونون خیر خواہ حضور کے دیکھتے کہ نشۂ شراب کا ہوا
اسوقت کسی بہانے سے حضور کے پاس سے چلی جاتے اور ہٹ جاتے وہ تخلیہ مین بعد شراب پینے کی بجاے
ترنگ کے حضور کے سبب دہن کا بوسہ لیتے پھر اگر حضور آنسے راضی ہوتین تو اُنکے دل کی حسرت نکلتی تمنا دل حضور
کی برآتی بعد اس عیش و عشرت کے وہ قریب صبح حضور سے گلے ملکر اور رخصت ہوکر بخوشی و خرمی اور بخیر و خوبی
محل سے چلے جاتے پھر کاہے کو بنتے زخمی کیون ہوتے انھون نے تو خود بیوقوفی کی عورتون بیچارونکو ناحق
مردوے ناقص العقل کہتے ہین اور اپنے تئین عاقل تصور کرتے ہین اے ملکۂ عالم ایسے مردوں سے تو ہم زیادہ تر
عقلمند ہین اگر حمزۂ صاحبقران نادان اور بیوقوف تھے تو انھون نے ہم ایسی عورتون سے اس امر مین مشورہ
لیا ہوتا ہمسے اگر تدبیر پوچھی ہوتی بے سمجھے محل مین نہ آتے خیر اے ملکۂ عالم جو اُنکے مقدر مین تھا وہ ہوا اور جو قسمت
مین ہے ہوگا اور ضرور ہوگا کوئی عقلمند تقدیر کی برائی کو کیونکر بنا ئیگا پس اب حضور شاد و مسرور رہین کسی طرح کا
صدمہ و ملال نہ کرین اور ارادہ اپنے ہلاک کرنے کا ہرگز ہرگز نہ کرین اور شرمندہ اور نادم ذرا بھی نہون اب
جس روز آپ سے اور اُنسے ملاقات ہو آپ اُنسے خود اس طرح شکایت کیجیے گا اور کہیے گا کہ واہ تم تو خوب بغیر
اطلاع محل مین چلے آئے اور ہمارے سرہانے کھڑے ہوے اور ستون پر اشعار لکھکے چلے گئے اگر کوئی
تمکو پہچان لیتا یا اشعار ستون پر لکھے ہوے دیکھ لیتا تو ہماری کیسی ذلت اور رسوائی ہوتی اے ملکۂ عالم
جسوقت یہ آپ اُنسے شکایت کیجیے گا آپ دیکھ لیجیے گا کہ وہ اپنی تقصیر پر خود نادم اور منفعل ہونگے اور اقرار
اپنی نادانی اور نافہمی کا کرینگے یہ کہکے فتانہ ہنسی اور زہرۂ مصری مسکرائی ملکۂ مہر نگار نے محجوب ہو کے
فرمایا کہ اے فتانہ اب تم بڑی گستاخ اور بے ادب ہو گئی ہو نہین معلوم کیا کیا باتون مین کہ جاتی ہو اکثر
باتین میری سمجھ مین نہین آئین سنتے ابھی کہا کہ بعد سیکشی وہ بوسۂ سبب دہن لیتے اور وہ بات ہوتی مین بوسہ
اور وہ بات نہین سمجھی کہ وہ بات کیا بات ہے اول تو مجکو اُنسے کیا غرض ہے کہ جب وہ یہان آتے تو مین انکو شراب
پلاتی کوئی مین ساقی نہین تھی دوسرے مین اُنکے ہاتھ سے کیون شراب پیتی اور کیون اُنکے پاس بیٹھتی مجھے
اُنکے پاس بیٹھنے سے کیا مطلب اور شراب اُنکے ہاتھ سے پینے سے مجکو کیا غرض اور وہ شراب مجکو بوجہ کیون
پلاتے تم تو ذرا سی بات کو کسقدر بڑھاتی ہو فقط مجکو اُنسے محبت ہے کیا کسی کو کسی سے الفت ہونے مین
یہ باتین ہوتی ہین جو تم نے بیان کین فتانہ نے ہنسکے عرض کیا کہ حضور اب آپ اُس بات سے بھی واقف
ہوجایے گا اور بوسہ کے احوال سے بھی آگاہ ہوجایے گا انکو آپ سے ایسی ہی غرض ہے کہ وہ آپ کو شراب
اپنے ہاتھ سے بہ نسبت پلا ئینگے اور آپ بھی ایک مطلب سے اُنکی خوشی کا خیال کرکے اُنکے ہاتھ سے بصد شوق
جام مئے پیجیے گا اور اُنکے پہلو مین بیٹھنے سے ایک طرح کا لطف اٹھایے گا گھبرایے نہین چند ہی روز مین
ان سب باتون سے واقف ہوجایے گا فتانہ ابھی ملکۂ مہر نگار سے یہ عرض کر رہی تھی اور ہنس رہی تھی
ناگاہ سامنے سے ایک کنیز مسکراتی ہوئی روبرو ملکۂ مہر نگار آئی اور آداب و تسلیم بجالا کر مودب
کھڑی ہوئی فتانہ نے اُسکو مسکراتے ہوئے دیکھکر پوچھا کہ اے غنچہ دہن اسوقت تیرے مسکرانے
کا کیا باعث ہے غنچہ دہن نے دست بستہ عرض کیا کہ اسوقت مین بضرورت در ایوان تک گئی تھی
دربان باہم یہ کہ رہے تھے کہ حمزۂ صاحبقران کے زخم سر کے بارے مین آج بختک نے بزرجمہر
سے یہ شرط لی تھی کہ اگر حمزۂ صاحبقران کے سر پر زخم تلوار کا ہوگا تو مین پانچ ہزار روپیہ آپ سے لونگا

اور اگر زخم ہوگا تو آپ سر دربار میرے سر پر پانچ سو جوتیان لگائیے گا حضور مین حمزۂ صاحبقران سے تو آگاہ
نہین کہ وہ کون ہین لیکن مین یہ خیال کرکے مسکرائی کہ اگر بختک شرط ہار جاینگے تو سر دربار اونکے سر پر پانچ سو جوتیان
کہائینگے اونکے سر کے بال تشریف لیجائینگے ایسی شرط اونھون خواجہ بزرجمہر سے کیون کی ہے کہ جسکا انجام ہار جانے
پر یہ ہوگا غنچہ دہن تو یہ عرض کرکے واسطے کسی کام کے چلی گئی لیکن ملکۂ مہر نگار غنچہ دہن سے یہ خبر سنکے طرف فتانہ کے
دیکھنے لگی فتانہ نے عرض کیا کہ بختک حرامزادے نے یہ سارا فتور برپا کیا ہے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے اب حضور کو لازم
ہے کہ واسطے اپنے چاہنے والے کے یہ دعا کرین کہ زخم سر انکا ظاہر ہو شہنشاہ اونپر کوئی ظلم و جفا نہ کرین بختک
نالائق شرط بزرجمہر سے ہار جائے سر دربار جوتیان کہائے جسوقت یہ تقریر دلپذیر فتانہ کی ملکۂ مہر نگار
نے سنی اشکبار ہوکر اس طرح دعا کرنے لگے کہ اے مسلمانون کے خدا تو انکو ہر بلا ہر آفت سے بچا ملکۂ مہر نگار
تو بیقرار اور اشکبار ہوکے دعا کر رہی ہے اور فتانہ اور زہرۂ مصری بھی دعا اونکے بہتری حمزۂ صاحبقران
اور ملکۂ مہر نگار کے دعائین کر رہی ہین لیکن اب حال ابو الخیر کا لکہا جاتا ہے کہ ابو الخیر جو مرہم لیکر جانب
بیشۂ فیض رسان روانہ ہوا تھا ایک روز قریب شام ایک میدان وسیع مین پہونچا وہان دیکھا کہ خیام اور
بارگاہ مین جا بجا استادہ ہین فوج کثیر پڑی ہوئی ہے ابو الخیر نے لشکر کو دیکھکر خیال کیا یقین ہے کہ یہ لشکر حمزۂ
صاحبقران کا ہے یہ خیال کرکے قریب لشکر آیا اور ایک سوار سے پوچھنے لگا کہ یہ لشکر کسکا ہے اس سوار
نے کہا تو کون ہے اور حال لشکر دریافت کرنے سے تیرا کیا مدعا ہے ابو الخیر نے جواب دیا کہ اے برادر مین ملازم
خواجہ بزرجمہر کا ہون اونھون نے مجکو حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین روانہ کیا ہے اور مرہم واسطے زخم
سر کے میرے ہاتھ بھیجا ہے اسی وجہ سے مین تجسے پوچھتا ہون کہ اگر یہ لشکر حمزۂ صاحبقران کا ہے تو
مین حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوکر مرہم دے دون اور اگر یہ لشکر انکا نہو تو مین واسطے
انکی جستجو کے آگے روانہ ہون سوار تقریر ابو الخیر کی سنکے کہنے لگا کہ ہان یہی لشکر حمزۂ صاحبقران کا ہے
یہ کہکے اور ابو الخیر کو اپنے ہمراہ لیکے قریب بارگاہ حمزۂ صاحبقران کے آیا اور خواجہ عمرو کو دیکھکر کہنے لگا کہ
آپ انکو حمزۂ صاحبقران کی خدمت عالی مین لیجائیے انکو کچھ عرض کرنا ہے خواجہ عمرو ابو الخیر کو دیکھکر پہچان
گئے اور ابو الخیر کو خدمت حمزۂ صاحبقران مین لیکر آئے جب ابو الخیر روبرو سے امیر بالوقیر حاضر ہوا
آداب و تسلیم بجالایا حمزۂ صاحبقران نے پوچھا تمہارا آنا یہان کس وجہ سے ہوا ابو الخیر نے وہ مرہم دیکر
جو کچھ خواجہ بزرجمہر نے فرمایا تھا عرض کیا حمزۂ صاحبقران خواجہ بزرجمہر کے اشفاق بزرگانہ پر نظر کرکے نہایت
خوش ہوئے اور ابو الخیر سے مرہم لیکر ارشاد فرمایا کہ ہماری طرف سے بعد آداب و تسلیم کے عرض کرنا کہ بعد
صحت زخم انشاء اللہ جلد تر حاضر ہونگا یہ فرماکر اور ابو الخیر کو انعام دیکر رخصت کیا ابو الخیر خدمت خواجہ
بزرجمہر مین پہونچا اور جو کچھ حمزۂ صاحبقران نے فرمایا تھا خواجہ بزرجمہر سے کہدیا بعد جانے ابو الخیر کے
حمزۂ صاحبقران نے بہاتا اس مرہم کا اپنے زخم سر پر لگایا وہ مرہم مثل مرہم سلیمانی کے تھا کہ دو تین
روز مین زخم سر بالکل اچھا ہوگیا اور نشان زخم بھی مطلق باقی نہ رہا جب زخم سر اچھا ہوگیا حمزۂ صاحبقران
نے مدائن کی طرف چلنے کا ارادہ کیا ناگاہ ایک جانب دشت سے غبار عظیم بلند ہوا حمزۂ صاحبقران متحیر
ہوکر دیکھنے لگے جب وہ غبار دفع ہوا حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ چار یا پانچ دلاور آگے لشکر کے ہین اور
پیچھے اونکے لشکر کثیر ہے جب وہ چارون پانچون دلاور عنقریب حمزۂ صاحبقران آئے گھوڑون سے اوترکے

آداب و تسلیم بجا لائے اور عرض کرنے لگے کہ ہمکو اخبار کے ذریعہ سے یہ معلوم ہوا تھا کہ حضور بہ نیت فیض رسان کیطرف تشریف لائے ہین اول تو ہمکو اشتیاق قدمبوسی تھا دوسرے ہمکو یہ عرض کرنا تھا کہ ہمارے بزرگون کے قلعہ مین کہ یہان سے وہ تھوڑی دور ہے چندے سے ایک اژدہا آیا ہے تمام مردمان شہر کو اُس سے تکلیف و ایذا پہونچتی ہے صدہا اور ہزارہا آدمیون کو اُس نے ہلاک کیا ہے جسوقت وہ اژدہا دم کھینچتا ہے بڑے بڑے سنگ کھینچکر اُسکے شکم مین چلے جاتے ہین اور ہر نفس مین اُسکے منھ سے شعلے نکلتے ہین ہر چند ہمنے اکثر تدبیرین اُسکے ہلاک کرنیکی کین لیکن وہ کسی طرح ہلاک نہوا آخرکار ہمنے شہر چھوڑ دیا ہے اور تمام رعایا شہر کی بھی شہر چھوڑ کے جا بجا چلی گئی ہے اب وہ شہر ویران ہے سوا اژدہے کے نہ کوئی جانور ہے نہ انسان ہے اگر حضور اُس اژدہے کو کسی تدبیر سے مار ڈالین تو ہم سب اقرار کرتے ہین کہ مسلمان ہو جائینگے دین اسلام اختیار کرینگے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ تم مجکو دور سے اُس اژدہے کو بتا دو انشاء اللہ مین اُسکو ہلاک کرونگا پانچون دلاوروں یعنی اسد شیر گیر اور اسد مار گیر اور اسد پنجہ گیر اور اسد اسدان اور اسد دیوانہ نے عرض کیا کہ حضور تشریف لیچلین ہم دور سے اُس اژدہے کو بتا دینگے خوف سے قریب نہ جائینگے یہ تقریر اسد مار گیر وغیرہ کی سُنکے حمزۂ صاحبقران ہنسے اور اُسی وقت مع لشکر اُس جگہ سے کوچ کیا جب قریب قلعہ پہونچے لشکر کو حکم دیا کہ یہین فروکش ہو لشکر نے بموجب حکم وہین مقیم ہوا لیکن حمزۂ صاحبقران مع اسد اسدان وغیرہ اور خواجہ عمرو جانب شہر چلے جسوقت شہر مین داخل ہوے خواجہ عمرو نے وہ اژدہا ہیبتناک دیکھا کہ حواس خمسہ خواجہ عمرو کے بجا نہ رہے اور پیچھے ہٹ کے کہنے لگے کہ اے حمزۂ صاحبقران آپ بھی چلے آیئے اس موذی کے سامنے نہ جایئے یہ اژدہا ہے کہ ایک پہاڑ معلوم ہوتا ہے آپ دیکھتے ہین کہ اُسکے منھ سے کس طرح کے دمبدم شعلے نکلتے ہین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اے خواجہ عمرو مین تو ضرور اُسکے مارنے مین کوشش کرونگا اور تین نعرے کرونگا اگر تم میرا تیسرا نعرہ سُنلو تو جاننا کہ مین نے اُس اژدہے کو مارا اور اگر تیسرا نعرہ نہ سُنلو تو سمجھ جانا کہ مین ہلاک ہوا یہ فرماکر خواجہ عمرو اور اسد اسدان وغیرہ کو اُسی جگہ چھوڑ کے اور تیر و کمان لیکر آگے بڑھے اور ایک درخت کلان کے تنہ کی آڑ مین کھڑے ہوکر نعرہ کیا اژدہے نے بھی سر اُٹھاکر دیکھا حمزۂ صاحبقران نے فی الفور اژدہے کی آنکھ کو تاک کے ایک تیر نعرۂ اللہ اکبر کرکے ایسا لگایا کہ اُس اژدہے کی ایک آنکھ پر پڑا اژدہے نے زخمی ہوکر اپنے سر کو زمین پر پٹکا اور زمین پر تڑپنے لگا حمزۂ صاحبقران نے فوراً دوسرا تیر اُسکی دوسری آنکھ کو تاک کے اور نعرہ کرکے لگایا یہ تیر بھی اُسکی دوسری آنکھ پر ایسا لگا کہ اُسکی آنکھ سے گذر گیا اب تو اژدہا ایسا چیخنے لگا کہ اسد اسدان وغیرہ کے دل دہل گئے اور اسقدر وہ اژدہا تو خواہ زمین پر تڑپا کہ زمین کانپ گئی اور اسقدر شعلے اُسکے دہن سے نکلے کہ وہ مقام گویا کرۂ نار ہوگیا آخر وہ اژدہا تڑپ تڑپ کے مر گیا اُسوقت اژدہے کے خون اور آلائش شکم کی نکلنے سے اُس جگہ ایسی بدبو تھی کہ امیر کو فوراً غش آگیا جب دیر ہوئی خواجہ عمرو گھبراکر آگے بڑھے اور بدبو کی وجہ سے رومال اپنی بینی پر رکھا اور قریب حمزۂ صاحبقران آئے دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران بیہوش پڑے ہین اور سامنے اژدہا مرا ہوا پڑا ہے خواجہ عمرو نے فوراً حمزۂ صاحبقران کو ہوشیار کیا جب حمزۂ صاحبقران ہوشیار ہوے اور وہان سے اسد اسدان وغیرہ کے پاس آئے اور اُنکو معلوم ہوا کہ اژدہے کو حمزۂ صاحبقران نے ہلاک کیا نہایت خوش ہوئے اور موافق وعدہ کے اُسی وقت اسد شیر گیر اور اسد مار گیر اور اسد پنجہ گیر اور

اسد اسد ان اور اسد دیوانہ مع اپنے کل مردمان لشکر کے کلمہ پڑھکے صدق دل سے مسلمان ہوئے جب رعایا خزاری شہر کو
معلوم ہوا کہ اژدہا ہلاک ہوگیا ہر طرف سے آکر پھر اُس شہر مین آباد ہوئی پھر حکم حمزۂ صاحبقران سے سب شہر آدمیون
نے بہ مشکل اُس اژدہے کی آلائش شکم کو دور کرکے اور اُسکے پیٹ مین بھوسا بھر دیا اور ایک اراب پر رکھدیا جب
حمزۂ صاحبقران اژدہے کو مار چکے اور اسد اسد ان وغیرہ مسلمان ہوچکے اور شہر مین رعایا آباد ہو چکی اور
ایک روز وہان مقام کرکے چلے اُسوقت حمزۂ صاحبقران اسد اسد ان وغیرہ کو مع اُنکی سپاہ کے اپنے ہمراہ لیکر
وہان سے روانہ ہوئے جب پل شاد گام پر پہونچے اور وہان قیام کیا نوشیروان کو حمزۂ صاحبقران کے
آنے کی خبر ہوئی نوشیروان نے بزرچمہر کو دربار مین بلایا اور پوچھا کہ ای عم نامدار حمزۂ صاحبقران میرا
پسر خواندہ آیا ہے اور پل شاد گام پر مقیم ہے اب اُسکے بلانے مین آپ کیا کہتے ہین بزرچمہر نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ
آپ بختک کے کہنے سے حمزۂ صاحبقران سے رنجیدہ ہوں بختک سراسر خلاف کہتا ہے آپکو مناسب
ہے کہ سرداران نامی کو واسطے بلانے حمزۂ صاحبقران کے روانہ فرمایے نوشیروان نے بموجب کہنے خواجہ
بزرچمہر کے بہزاد طوسی وکاؤس کاشانی وکیوس کرمانی وغیرہ کو بجمعیت سپاہ واسطے بلانے حمزۂ صاحبقران
کے روانہ کیا چونکہ خواجہ بزرچمہر نے سنا تھا کہ حمزۂ صاحبقران نے اژدہے مارا ہے اور اسکو اپنے ہمراہ
لائے ہین شاید نوشیروان اژدہے کو حمزۂ صاحبقران سے لیلے پس اس خیال سے بزرچمہر نے فوراً
ابوالخیر کو بلایا اور فرمایا کہ تم جلد تر حمزۂ صاحبقران کے پاس جاؤ اور ہماری جانب سے بعد دعا کے یہ
کہدینا کہ اگر نوشیروان تمسے اژدہائے مردہ مانگے تو تم نہ دینا مین اُس اژدہے کا تمھارے لشکر کے واسطے
علم اژدہا لیکر بناؤنگا ابوالخیر یہ سُنکے جلد روانہ ہوا اور قبل پہونچنے سرداران نوشیروان کے حمزۂ صاحبقران
کی خدمت مین پہونچا اور جو کچھ خواجہ بزرچمہر نے ارشاد فرمایا تھا عرض کیا حمزۂ صاحبقران ارشاد بزرچمہر
بزبانی ابوالخیر سُنکے نہایت خوش ہوئے اور فرمایا ای ابوالخیر بعد تسلیم کے میری جانب سے عرض کرنا کہ بموجب ارشاد
جناب نوشیروان کو مین اژدہا نہ دونگا ابوالخیر یہ سُنکے خدمت بزرچمہر مین آیا اور جو حمزۂ صاحبقران نے فرمایا تھا وہ
خواجہ بزرچمہر سے کہدیا جب سرداران نوشیروان خدمت حمزۂ صاحبقران مین پہونچے بعد آداب وتسلیم کے
عرض کرنے لگے کہ آپ کو شہنشاہ عالیجاہ نے یاد فرمایا ہے اور ہم سبکو واسطے آپ کو بلانیکے آپکے پاس بھیجا ہے پس توقف
نہ فرمایے جلد تشریف لیچلیے شہنشاہ آپکے منتظر ہین حمزۂ صاحبقران بہ تقریر سرداران نوشیروان کی سُنکے
اُسی وقت مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے اور سب سردارون کو مع خواجہ عمرو ہمراہ اپنے لیکر بہمراہی
سرداران نوشیروان دربار نوشیروان مین آئے اور نوشیروان اور خواجہ بزرچمہر کو آداب وتسلیم کرکے
دنگل گستہم زرین کفش پر جو قریب تخت نوشیروان تھا بیٹھے اور جملہ سرداران حمزۂ صاحبقران بھی
علے قدر مراتب دنگلون پر بیٹھے جب حمزۂ صاحبقران دنگل پر بیٹھ چکے بختک نے آہستہ نوشیروان سے
عرض کیا کہ اسوقت حضور حمزۂ صاحبقران کو خلعت دین اور یہ فرمائین کہ یہ خلعت ہمارے روبرو پہنو جسوقت
حمزۂ صاحبقران خلعت پہنینگے زخم کو دیکھ لیجیے گا میرے قول کی حضور کو تصدیق ہوجائیگی نوشیروان نے
بموجب عرض کرنے بختک کے حمزۂ صاحبقران کو خلعت پُر زر دیا اور فرمایا کہ ای فرزند ہمارا دل یہ چاہتا ہے
کہ اس وقت تم اس خلعت کو ہمارے سامنے پہنو تاکہ ہمارا دل خوش ہو حمزۂ صاحبقران بموجب ارشاد
نوشیروان کے خلعت پہننے کو اُٹھے اُسوقت خواجہ عمرو نے حمزۂ صاحبقران کے قریب آکر آہستہ سے عرض کیا

کہ حضور خود کو سر سے اتار ڈالیں اور جب تک آپ خلعت نہ پہنیں خود کو سر پر نہ رکھیں تاکہ نوشیروان اور بختک دونون آپ کا زخم سر اچھی طرح دیکھ لین حمزۂ صاحبقران نے موافق کہنے خواجہ عمرو کے خلعت پہننے کے وقت خود کو اپنے سر سے اتار کے رکھدیا اور دیر تک خلعت پہنا کیے نوشیروان اور بختک دونون بہ نظر غور دیکھا کیے جب حمزۂ صاحبقران خلعت پہن چکے اور خود سر پر رکھا اور نوشیروان کو تسلیم کر کے دنگل پر بیٹھ گئے اسوقت بختک سر حمزۂ صاحبقران پر نشان زخم شمشیر نہ پا کر خیال کرنے لگا کہ ای بختک یہ کیا غضب ہوا جو مین سمجھے ہوے تھا وہ نہوا حمزۂ صاحبقران کے سر پر تو نشان زخم پایا نہین جاتا آج تم دربار مین بہت ذلیل ہوگے بختک اپنے دل مین یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ یکایک خواجہ بزرجمہر نے نوشیروان سے عرض کیا کہ حضور نے بھی ملاحظہ فرمایا حمزۂ صاحبقران کے سر پر نشان زخم بالکل نہین ہے اب موافق شرط کے حضور اگر حکم دین تو بختک کے سر پر پانچ سو جوتیان سر دربار لگائی جائین اور اسکو ذلیل کیا جاے تاکہ پھر کوئی دربار مین روبرو شہنشاہ کے جھوٹھ نہ بولے اور کسی کو متہم نہ کرے نوشیروان نے یہ گفتگو خواجہ بزرجمہر کی سنکی اور بختک پر غضبناک ہو کے فرمایا کہ اے عمرو عیار بے تامل اس جھوٹھے کے سر پر جوتیان لگایے سر دربار اس دروغگو کو ذلیل کیجیے جسوقت نوشیروان نے اجازت دی خواجہ بزرجمہر نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ بختک کے سر پر پانچ سو جوتیان لگاؤ خواجہ عمرو نے بختک کے سر پر پانچ سات جوتیان جلدی جلدی لگائین بختک نے جب دیکھا کہ سر دربار جوتیان پڑنے لگین خواجہ عمرو کے آگے ہاتھ جوڑ کے آہستہ کہنے لگا کہ ای خواجہ عمرو اب جوتیان نہ لگاؤ مین تمھارا نہایت ممنون ہونگا اور جب تک زندہ رہونگا یہ احسان تمھارا نہ بھولونگا خواجہ عمرو نے اشارے سے کہا کہ اگر پانچ سو اشرفیان دو تو البتہ جوتیان نہ لگاؤن بختک نے کہا ای خواجہ عمرو مین پانچ سو اشرفیان ضرور دونگا جب بختک نے اشرفیان دینے کا اقرار کیا اسوقت خواجہ عمرو نے خواجہ بزرجمہر سے عرض کیا کہ اب آپ میری خاطر سے تقصیر بختک کی عفو کیجیے اب زیادہ سر دربار اسکو ذلیل نہ کیجیے اب کبھی اس سے ایسی خطا نہوگی کبھی اب دربار مین روبرو شہنشاہ کے جھوٹھ نہ بولیگا خواجہ بزرجمہر گفتگوے خواجہ عمرو سے سمجھ گئے کہ خواجہ عمرو کو بختک نے کچھ دینے کو کہا ہے خواجہ بزرجمہر نے مسکرا کر آہستہ فرمایا کہ ای خواجہ عمرو بختک کے سر پر جوتیان نہ لگانے مین کچھ تمھارا بھی نفع ہے خواجہ عمرو نے بھی آہستہ سے عرض کیا کہ مجھکو پانچ سو اشرفیان بختک دینے کو کہتا ہے خواجہ بزرجمہر نے فرمایا کہ یہ اشرفیان ہمکو لینا چاہئین کیونکہ ہمسے اور بختک سے شرط ہوئی تھی اب اگر وہ یہ کہتا ہے کہ پانچ سو اشرفیان لو اور جوتیان نہ لگاؤ تو خیر اس سے ابھی اشرفیان لیلو اور ہمکو دیدو خواجہ عمرو نے آہستہ سے عرض کیا کہ آپ مرد ابرار نمازی و پرہیزگار ہین اور یہ شرط کے عوض کی اشرفیان ہین آپ کو لینا لازم نہین ہے کیونکہ شرط کا لینا ممنوع ہے خواجہ بزرجمہر گفتگوے خواجہ عمرو سنکے ہنسنے لگے خواجہ عمرو نے بختک سے کہا کہ اگر اشرفیان دو تو خیر ورنہ پھر جوتیان لگاتا ہون بختک نے اسی وقت پانچ سو اشرفیان خواجہ عمرو کو دین خواجہ عمرو نے سب اشرفیان خود لیلین اور بختک کو چھوڑ دیا جب بختک پانچ سات جوتیان سر پر کھا چکا اور نوشیروان کے دل سے شک دفع ہو چکا تھا اسوقت نوشیروان نے حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ای فرزند تم کہان چلے گئے تھے بہت متردد تھا امیر حمزہ نے کچھ کہنے کا قصد کیا تھا یکایک اسد اسدان اسد اسد مار گیر اور اسد پنجہ گیر اور اسد شیر گیر دنگل سے

اٹھے اور دست بستہ اسطرح عرض کرنے لگے حضور کو معلوم ہو کہ ہمارے شہر میں ایک اژدہا کہیں سے آیا تھا اُسنے صدہا آدمیون کو ہلاک کیا تھا ہمسے کسی طرح وہ مارا نہ جاتا تھا آخر ناچار ہو کر ہم نے حمزہ صاحبقران کو بلوایا تھا حمزہ صاحبقران سنے جاکر اُسے ہلاک کیا اور اب اُسکو ہمراہ بھی لیتے آئے ہین نوشیروان نے فرمایا کہ اُس اژدہے کو دربار مین لاؤ ہم بھی اُس اژدہے کو دیکھین اسد اسدان وغیرہ باجازت حمزہ صاحبقران لشکر مین گئے اور اُس اژدہے کو اُٹھا لے بہ ہزار اں کے لے آئے جسوقت نوشیروان اور جملہ سرداران نوشیروان سنے اُس اژدہے کو دیکھا حواس خمسہ سبکے منتشر ہو گئے اور حمزہ صاحبقران کی جرأت اور شجاعت کی ہر ایک دلاور نے تعریف کی نوشیروان سنے ارادہ کیا تھا کہ اُس مردہ اژدہے کو حمزہ صاحبقران سے لیکر بہلے حمزہ صاحبقران سنے فی الفور عرض کیا کہ اس اژدہے کو اگر مجھ کو حضور دیدین تو مین عرکیون کی پاکھرین بنواؤن نوشیروان سنے فرمایا اچھا تمھین لیجاؤ حمزہ صاحبقران اژدہے کو دربار نوشیروان سے اپنے لے آئے پھر وہ مردہ اژدہا خواجہ بزرجمہر کے پاس بھیجدیا خواجہ بزرجمہر نے چالیس روز کی مدت مین اُس اژدہے کے پوست کا اسطرح علم اژدہا پیکر بناکر تیار کیا کہ جو کوئی اُس علم کو دیکھے خیال کرے کہ اژدہا زندہ ہے راوی کہتا ہے کہ خواجہ بزرجمہر نے علم اژدہا پیکر عجب حکمت سے بنایا تھا کیونکہ اژدہے کے پوست مین ہزارہا سوراخ کیے تھے اور اُس اژدہے کے پوست مین مشک وغیرہ عود بھرا تھا اور چوب علم اژدہا پیکر کی طلائی تھی اور جواہر بیش بہا سے اُس چوب طلائی کو مزین کیا تھا جسوقت اُس علم اژدہا پیکر مین ہوا بھرتی تھی تو ہر سوراخ سے آواز یا صاحبقران کی نکلتی تھی اور جس راہ سے وہ علم ہمراہ لشکر حمزہ صاحبقران جاتا تھا وہ راہ معطر ہو جاتی تھی القصہ جب خواجہ بزرجمہر نے علم اژدہا پیکر تیار کر لیا حمزہ صاحبقران کے لشکر مین بھیجدیا جسوقت حمزہ صاحبقران نے اُس علم اژدہا پیکر کو دیکھا نہایت خوش ہوے

داستان جانا حمزہ صاحبقران کا محل مین اور دیکھنا ملکۂ مہرنگار کو پھر قتل کرنا قہرمان زنگی کو اور گرفتار ہونا ابو شہاب خرقہ پوش اور ابو سعید لنگر پکا

راویان شیرین سخن بیان کرتے ہین کہ جب حمزہ صاحبقران دربار نوشیروان سے اٹھکے اپنے لشکر مین آئے ہنگام شب بارگاہ مین فرش خواب پر خیال ملکۂ مہرنگار مین بیتاب و بیقرار ہو کر تڑپنے لگے اور یہ خیال نامہ پیغام یہ شعر پڑھا شعر اُس گل تک اپنا نامہ و خط کون لیکے جاے ؛ ہمسے خلاف باد صبا اور صبا سے ہم بعد پڑھنے شعر کے اپنی اشکباری پر نظر کرکے یہ شعر زبان پر جاری کیا شعر کثرت گریہ بہا لیجائیگی اکدن ہمین بستر اپنا چادر آب رواں ہو جائیگی ؛ کبھی بیتاب اور بیقرار ہو کے یہ شعر پڑھتے تھے شعر ہائے کس کس کو مناؤن نہین رکتا کوئی ؛ ہے بہ نالہ ہو جدا آہ شرر ار جدا ؛ جب حمزہ صاحبقران کو خیال ملکۂ مہرنگار مین غیرت آئی تھی تو یہ شعر پڑھتے تھے شعر اے مرگ ادھر آکہین آنکھین ہوئی ہین بند ؛ دیکھون ستم دیدہ بیخواب کہان تک ؛ کبھی خیال ملکۂ مہرنگار مین یہ شعر پڑھتے تھے شعر فرقت مین تری اور دریاے تمنا ؛ تڑپون صفت ماہی بے آب کہان تک ؛ کبھی کہتے تھے شعر کہ تو پہلے سے دل بیتاب تھا وحشی مزاج ؛ بے ترے دن رات گھبراتا ہے تنہا اور بھی ؛ کبھی شب ہجر ملکۂ مہرنگار سے مخاطب ہو کے کہتے تھے شعر پھر نہ دیکھیں اے شب فرقت سیاہی کو تری ؛ کثرت گریہ سے گر ہو جاے چشم تر سفید ؛ غرض اسی طرح حمزہ صاحبقران نصف شب تک فرش خواب پر تڑپا کیے اور اشعار اپنے حسب حال پڑھا کیے

اور غم فراق ملکہ مہر نگار میں رویا کیے آخر تاب جدائی ملکہ مہر نگار نہ لاکر بیتاب و بیقرار ہو کر بستر خواب سے اٹھے اور بعد پہننے لباس سب روی کے اسلحا اپنے ق پر آراستہ کیے اور بارگاہ سے باہر تشریف لائے اور ابوشہاب اور ابوسعید دونوں عیاروں کو اپنے ہمراہ لیکر باغ مراد کی جانب بعد اشتیاق چلے جسوقت باغ مراد میں پہونچے عیاروں کو باغ میں ٹھہرا کر اور قریب دیوار محل جاکر دیوار محل پر کمند پھینکی اور بذریعہ کمند دیوار محل پر جاکر بام محل پر پہونچے اسوقت نمرۂ صاحبقران نے جو زیر بام دیکھا تو یہ کیفیت نظر آئی کہ ملکہ مہر نگار نہ خانہ زادیوں کے حلقے میں اس طرح جلوہ فرما تھی جیسے کہ درمیان ستاروں کے ماہ تاباں ہوتا ہے مسدس

اس طرح چہرۂ تاباں پہ ہے بینی کی ضیا
آنکھ گرد ہر رخسار نے پائی وہ صفا
وہ دہن لفظ اِدھر موہوم ہے وہم و گماں
دیکھکر چشمۂ حیواں اسے ابتک ہے نہاں
وہ زنخداں ہے کہ ہے ایک خدا کی قدرت
آپ سے ڈوبنے کی ہوتی ہے اس میں رغبت
یہ وہ گردن ہے کہ آنکھوں نے نہ دیکھی زنہار
ہاتھ گردن میں حمائل ہوں تو آجائے قرار
ہاتھ صندلی کی ہو رنگت سے ہوئی ہیں مشغول
عشق دل نہیں لایا ہے مجھے لا الی اجل
ہاتھ ایسے ید قدرت سے ہوئے ہیں تیار
ہاتھ کٹوائے جو اس پنجے سے اگر ہو دو چار
جاں ہو جاں دو رخ خوبی پستاں پہ نثار
یا ہو گو تھے وہ دو نور کے روشن یکبار
کبھی چھاتی سی ڈپٹے جو الٹ جاتا ہے
دم یہاں عاشق بیدم کا الٹ جاتا ہے
وہ شکم صاف کہ آئینہ ہو حیرت سے آب
وہ چمک ناف کی ہے آگے ستارہ کو نہ تاب
آگے تعریف میں خاموش زباں ہوتی ہے
پردۂ شرم میں تشبیہ نہاں ہوتی ہے
رانیں ایسی کہ ہو سر رکھنے کی خواہش ہر بار
نازک ایسی ہیں کہ ان پر سے نزاکت بھی نثار
پنڈلیاں ایسی ہیں گوری کہ خدا کی قدرت
پہونچے واں کس جا نہ کبھی تاب نگہ کی طاقت
پنجۂ مہر کو سب ہے جو پا سے خجالت

اک الف نور کا ہر مہر درخشاں پہ کھنچا
لب ہیں وہ لب کہ عقیق یمنی خون کرے
کچھ سخن اس میں نہیں قدرت خالق ہے عیاں
خوب اوصاف دہن کس سے کہے جاتے ہیں
حسن کے بحر کا گرداب ہے کیا خوش صورت
گر کے اسمیں سے نہ ہر گز کوئی عاقل نکلے
شفق صبح کے مانند دکھائی ہے بہار
جادہ گرد میاں ہیں جسوقت سے وہ گردن ہے
اب سر دست دل زار گیا اور بھی جل
رخ پہ ہو پنجاتی ہے ہر وقت کلائی مجھکو
سے ہتھیلی کی بلائیں ید بیضا سو بار
انگلیوں کی جو چمک دیکھے تو حیراں رہجائے
سرو سی قد نے یہ کیا خوب لگائے ہیں انار
دو یہ گلدستے لب بام دھرے ہیں گویا
شرم سے جسم دہن اسکا سمٹ جاتا ہے
شید مرم کے شب و روز کیسے رہتے ہیں
قدرت حق ہے زمیں پر بھی یہ فرش عنبرات
ہاتھ لگ جائے کمر وہ تو قرار آجائے
بات پردے کی ہے پردے میں بیاں ہوتی ہے
ہاں مضامین حیا خوب پسندیدہ ہیں
دل بیتاب یہ تڑپے کبھی آئے نہ قرار
تکیۂ مخمل کا اگر جسکے ہزار آئے گا
عرش کی ساق کو ان سے نہ کبھی ہو نسبت
پنڈلیاں حسن و لطافت میں نرالی دو عجب
عرق رخ ماہ کو ایڑی کی صفا سے خجالت

گوش وہ گوش کہ ہیں کان جواہر سے سوا
ہونٹ وہ دانت کہ ہیرے کی کنی خون کرے
ایسی تنگی کسی غنچے نے کبھلا پائی کہاں
لب تقریر بھی خاموش رہے جاتے ہیں
دلکو ہے چاہ زنخداں سے سراپا حیرت
یہ کنواں وہ ہے نہ یوسف کا کبھی دل سے نکلے
مصحف رخ کے لیے رحل ہوئی ہے تیار
شمع کافور سی سامنے اک روشن ہے
ہاتھ بیہات نہیں ہاتھیں بھی ہیں ہیکل
آجکل کیا نہیں کل سوت سے آتی مجھکو
دست خورشید درخشاں ہو ترقی پہ ہزار
پنجۂ مہر بھی انگشت بدنداں رہجائے
تو یہاں باز یہ دو رکھتی ہیں باہر شکار
مشتاب نور کے یا جام دھرے ہیں گویا
رخ تو پیٹے کے آئینے کو لپیٹ جاتا ہے
جان و دل طرفہ یہ منہ سے ہیں جیسے رہتے ہیں
وہ صفائی ہے کہ خورشید کو بھی آئے حجاب
کثرت سے دام میں جنو کا شکار آجائے
دلربا عاشق کو مگر تاب کہاں ہوتی ہے
وہ یہ ہو قوتی صورت کہ یہ چسپیدہ ہیں
ہوں وہ آغوش میں عاشق کی اگر ہو دو چار
کہیں پہ سر رکھ دے تو پھر قرار آ سکیگا
رخ مہتاب کی بھی دیکھکے فق ہو رنگت
خانۂ حسن ... ... دو ... ہیں
ہر ... ... کی ضیا سے خجالت

شفق صبح کو ہے رنگ حنا سے خجلت
ہے سراپا جو قیامت تو ہے آفت چھل بل
وہ لگاوٹ کے ہیں انداز کہ دل ہووے کل
ابھی آئینہ میں دیکھی نہیں صورت اپنی
بھولے اب تک ہیں بہت خوب ہے قسمت اپنی
چہرے پر زلفوں کے بل کھانے سے گھبراتے ہیں
عطر پوشاک میں ملوانے سے گھبراتے ہیں
ایسے معشوق بھی عالم میں بہت ہوتے ہیں کم
پھر بھولنگا اُٹھے کس سے یہ نازک ہیں ہم
آئینہ جب انھیں دکھلاتے ہیں گھبراتے ہیں
بھاری کپڑوں کو جو پہناتے ہیں گھبراتے ہیں
چشم پر بار گران ہے ابھی کاجل کا بوجھ
ایسے نازک ہیں کہ اُٹھتا بھی نہیں ہیکل کا بوجھ

سر سے خالی نہ کرے کبک دری آنکھو نہیں
ایسے رفتار چھلاوے کا ابھی دل جائے نکل
رنگ لائینگے غضب طبع میں رنگینی ہے
نہیں معلوم انھیں حُسن کی زینت اپنی
حُسن پر ناز نہیں شکل پر مغرور نہیں
اُلجھے گیسو کے وہ سُلجھاتے گھبراتے ہیں
خود کو معشوق بنانے کا کچھ ارمان نہیں
سادی پوشاک میں رہتے ہیں نہایت خرم
ابھی گہنے سے سِسی سے انھیں کچھ شوق نہیں
مُنھ چھپا لیتے ہیں شرماتے ہیں گھبراتے ہیں
بات عاشق کی نزاکت سے وہ کب سہتے ہیں
دوش سے اُنکے سنبھلتا نہیں آنچل کا بوجھ
تاب کب مارے نزاکت کے وہ لا سکتے ہیں

خاک پاپوش کو لیجائے پری آنکھوں میں
نازک ایسی ہے کمر چلنے میں سو کھاتی ہے بل
دور ابھی نام خدا دھیان سی خود بینی ہے
ابھی سمجھو نہیں ہرگز وہ حقیقت اپنی
کس سے آنکھ لڑانی ابھی منظور نہیں
دیر تک گیسو نہیں شانے سے گھبراتے ہیں
جان دیکر کوئی مرے اسکا ابھی دھیان نہیں
کہتے ہیں ہار پہننے سے الجھتا ہے دم
کوئی گردن میں بھی نسبت کے سوا طوق نہیں
بند محرم کے جو کس جاتے ہیں گھبراتے ہیں
درد سر ہوتا ہے افشاں جو کبھی چنتے ہیں
دور ہو اُنکے گلے سے ابھی ہیکل کا بوجھ
ہاتھ کب مہندی کی رنگت کو اٹھا سکتے ہیں

باوجود اس خوبی سراپا کے رنگ رخ زرد ہو ہوسے سر پریشان ہیں آثار حزن و ملال چہرے سے عیان ہیں اور

اور یہ اشعار ور د زبان ہیں اشعار
ہمدرد چھوڑتا نہیں دم بھر فراق میں
پامال کر رہا ہے مرا کاروان مجھے
ہم آرزو کو ساتھ لیے جاتی ہے مدام
رشک گلشن تپش دل سے گلستان ہونگے

بزم جہان میں صورت شمع خموش ہوں
پنہاں لئے ہے کلیجے سے داغ نہان مجھے
ہردم نقش کی طرح نظر سے نہان تو ہوں
بے اختیار رکھے ہے عمر روان مجھے
چل کے شمشاد چمن سرو چراغان ہونگے

مانند شعلہ کہنے کو دی ہے زبان مجھے
سر پہ سر شک دیدۂ گریاں ہے موجزن
اب اور کیا کریگا فلک بے نشان مجھے
پھر امیر سنے ملکہ کو یہ خمسہ پڑھتی سنا خمسہ
جیتے جی شعلہ زن عالم امکان ہونگے

دفن جب خاک میں ہم سوختہ سامان ہونگے | فلس ماہی کے گل شمع شبستان ہونگے

شام سے رونق ہے کیوں تیرہ نصیبوں کے لیے | پڑ رہینگے یہ کہیں خاک میں جیتے مرتے | بیخبر ابھی خبر لے سحر ہوتے ہوتے
تو کہاں جائیگی کچھ اپنا ٹھکانا کرلے | ہم تو کل خواب عدم میں شب ہجران ہونگے

جان پر دیدۂ وابستہ بلا کیونکر لوں | چیپکی لگ جائے سدا ایسی ادا کو ترسوں | کچھ تو ہے جس میں جو انھیں مانع خود بینی ہوں
تاب نظارہ نہیں آئینہ کیا دیکھنے دوں | اور بنجائینگے تصویر جو حیران ہونگے

جیتے جی مرگ سے آنکھیں نہ چرائینگے کبھی | ہو کے لب چشمۂ حیوان پہ نہ جائینگے کبھی | حشر تک خضر کے چھینٹوں میں نہ آئینگے کبھی
منت حضرت عیسے نہ اٹھائینگے کبھی | زندگی کے لیے شرمندۂ احسان ہونگے

شمع بالین ہے نہ تربت پہ اگر کی بتی | داغ ہو دیتے ہیں سینے سے مرے مر کر بھی | بے نصیبوں کے لیے پھولوں کی چادر کیسی
تیرہ چھوٹا ہے لحد پہ ترے دل تفتہ کی | گل نہونگے شرر آتش سوزان ہونگے

یہ بھی تڑپینگے سیہ سیر وفا شاکر نہیں | جیتے جی دیکھو لگا پابند بلا پاکہ نہیں | آخر انکا بھی کوئی ہوگا مداوا کہ نہیں
صبر یارب مری وحشت کا پڑیگا کہ نہیں | چارہ فرما بھی کبھی قیدی زندان ہونگے

رات دن کہتے ہیں کیا ہے تمہری کیا ہے ہوس | بیکسی پر دل بیتاب کی آتا ہے ترس | کف افسوس ملا کرتے ہیں مانند مگس

ایک ہم ہیں کہ ہوئے ایسے پشیمان کہ بس | ایک وہ ہیں کہ جنھیں چاہ کے ارمان ہونگے
مرکے بھی سوز جگر ایک تماشا ہوگا | دیکھنا آکے اگر دین کبھی رخصت اعدا | رنگ لائیگی بہار گل حسرت کیا کیا
داغ دل نکلینگے تربت پہ مری جون لالا | یہ وہ اخگر نہیں جو خاک میں پنہاں ہونگے
کر چکے توبہ کہ توبہ سے ہوئے رخصت دن | شکل تسلیم نہیں دیر سے پھرنا ممکن | ہوگا فقرہ کوئی ای زاہد تیرہ باطن
عمر ساری تو کٹی عشق بتان میں مومن | آخری وقت میں کیا خاک مسلمان ہونگے

حمزۂ صاحبقران نے یہ چند بند خسرے کے ملازمے سنکے خیال کیا کہ ملکۂ مہر نگار بھی میرے عشق میں بیقرار ہوا اور میری جدائی اسکو سخت دشوار ہو یہ خیال کرکے ارادہ کیا کہ ملکۂ کے پاس جاؤن مگر مجمع خواتین دیکھکر خیال کیا کہ اسوقت ملکہ کے پاس جانا اچھا نہیں کوٹھے پر سے نظارہ حسن روے ملکۂ مہر نگار کیا گیے آخر تاب نظارۂ جمال بیمثال ملکۂ مہر نگار نہ لاکر بام پر بیہوش ہوکے گرے تھوڑی دیر تک بیہوش رہے وہان پر کون تھا جو حمزۂ صاحبقران کو ہوشیار کرتا آخر خود بخود غش سے افاقہ ہوا فوراً اُٹھکے دیکھا کہ اکثر خواتین ملکہ کو سمجھا رہی ہین بعض خواتین متحیر بیٹھی ہین حمزۂ صاحبقران یہ رنگ بزم دیکھکر بہ مجبوری بام ایوان سے اپنی تقدیر کی شکایت کرتے ہوئے سچلے جسوقت دیوار محل پر آئے اتفاق سے ملکۂ مہر نگار نے جانب دیوار ایک سیاہ پوش کو دیوار محل سے جاتے ہوئے دیکھکر خیال کیا کہ یقیناً حمزۂ صاحبقران آج بھی میرے عشق میں بیتاب و بیقرار ہوکے محل میں آئے تھے بظاہر معلوم ہوتا ہو کہ مجمع خواتین دیکھکر سچلے گئے یہ خیال کرکے ملکۂ مہر نگار کو حمزۂ صاحبقران کے سچلے جانے کا از حد رنج ہوا اور فتانہ سے نہایت آہستہ کہا کہ ای فتانہ آج بھی وہی آئے تھے مین نے خود انکو دیوار سے جاتے ہوئے دیکھا لیکن نہین معلوم آج کیون آئے تھے اور کیون سچلے گئے فتانہ نے چپکے سے عرض کیا حضور ثابت یہ ہوتا ہے کہ آپ کے پاس عورتون کا مجمع دیکھکر سچلے گئے اب کل سے مین انتظام کردونگی سوا زہرۂ مصری کے کسی کو حضور کے پاس رات کو بیٹھنے نہ دونگی اور حضور کل اپنی پاس کسی اور عورت کو کسی بہانے سے نہ بیٹھنے دین فتانہ اور ملکۂ مہر نگار کے درمیان میں یہ باتین باہم ہوئین لیکن حمزۂ صاحبقران دیوار محل سے بذریعہ کمند باغ مراد مین آئے اور ابوشہاب اور ابوسعید کو لیکر در باغ سے نکل کے سچلے چونکہ بیرون باغ اور زیر دیوار محل قہرمان زنگی پچاس ہزار سوار اور پیدلون سے طلایہ کیواسطے اُٹھا تھا اور نگہبانی اور حراست کر رہا تھا ناگاہ دیکھا اُسنے کہ باغ مراد سے تین سیاہ پوش نکل کے جاتے ہین قہرمان زنگی نے سیاہ پوشون کو دیکھتے ہی لیکار کے کہا کہ اے سیاہ پوشو تم آخر شب مین یہان کیون آئے تھے معلوم ہوتا ہو کہ تم چور ہو واسطے چوری کے محل سلطانی مین گئے تھے اب بھاگ کر کہان جاؤگے مین ابھی تمکو قتل کردونگا یہ کہکر قہرمان زنگی نے حمزۂ صاحبقران اور ابوشہاب اور ابوسعید کو ہر طرف سے گھیر لیا اور قصد گرفتار کرنے کا کیا حمزۂ صاحبقران نے ہرچند چاہا کہ نکل جائین لیکن قہرمان زنگی نے حمزۂ صاحبقران اور عیارون کو نکلنے نہ دیا اور قریب حمزۂ صاحبقران کے آکر تلوار سر حمزۂ صاحبقران پر لگائی حمزۂ صاحبقران تلوار قہرمان زنگی کی سپر پر روک کے اور تیغ آبدار کھینچکر اس طرح بصد غیظ و غضب سر قہرمان زنگی پہ لگائی کہ قہرمان زنگی مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بعد قتل ہوئے قہرمان زنگی کے حمزۂ صاحبقران مجمع سواران سے نکل گئے لیکن سوارون اور پیدلون سے یورش کرکے ابوشہاب اور سعید کو گرفتار کر لیا جب حمزۂ صاحبقران

اپنے لشکر میں پل شادگام پر پہونچے تھوڑی دیر تک ابوشہاب اور ابوسعید کا انتظار کیا جب ابوشہاب اور ابوسعید نہ آسکے اُسوقت حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ معلوم ہوتا ہے کہ وہ گرفتار ہوگئے یہ خیال کرکے حمزہ صاحبقران نے قصد کیا کہ پھر باغ مراد کی طرف جائیں اور اُن عیاروں کو چھڑا کرلے آئیں لیکن بوجہ ظاہر ہونے آثار سحر کے اور بخیال افشاے راز کے حمزہ صاحبقران نہ گئے اور داخل بارگاہ ہوئے یہاں جب زیر دیوار محل غلغلہ عظیم ہوا اور سواروں اور پیدلوں نے ابوشہاب اور ابوسعید کو گرفتار کیا نوشیروان نے بیدار ہوکر اوعنبر خواجہ سرا کو طلب کرکے حکم دیا کہ جلد جاکر دریافت کرکہ یہ شور غل کیسا ہے عنبر بموجب حکم جلد تر گیا اور سارا حال دریافت کرکے محل میں آیا اور اس طرح عرض کرنے لگا شعر آلہی بخت تو بیدار بادا ؛ ترا دولت ہمیشہ یار بادا ؛ اے شہنشاہ بحر و بر غلام نے جاکر جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ آج تین سیاہ پوش باغ مراد سے نکل کے جاتے تھے قہرمان زنگی نے سیاہ پوشونکو روکا اور قصد اُنکے گرفتار کرنے کا کیا سیاہ پوشون نے قہرمان زنگی سے مقابلہ کیا اور اُسکو قتل کیا پھر ایک سیاہ پوش تو انبوہ فوج سے نکل گیا اور دو سیاہ پوش گرفتار ہوئے ہیں باقی خیریت ہے یہ خبر ملکہ مہر نگار نے بھی سُنی غرض نوشیروان یہ حال سُنکے برہم ہوا چونکہ صبح ہوگئی تھی بعد تھوڑی دیر کے محل سے برآمد ہوا اور دربار میں آیا امرا و وزرا وغیرہ آداب و تسلیم بجالائے جب نوشیروان تخت حکومت پر بیٹھا حکم دیا کہ جلد ہمارے سامنے اُن سیاہ پوشون کو حاضر کرو جو شب کو گرفتار ہوئے ہیں بمجرد حکم کے سوار اور پیدل ابوشہاب اور ابوسعید کو گرفتار کیے ہوئے روبرو نوشیروان کے لائے نوشیروان نے پہچانا کہ یہ دونوں لشکر حمزہ صاحبقران کے عیار ہیں ابوشہاب اور ابوسعید نے روبروے نوشیروان حاضر ہوکر بصد آداب مجرا کیا اور یہ فریاد و فغان یہ عرض کیا کہ اے شہنشاہ گیتی ستان ناحق ہمکو ملازمان شہنشاہ بحر و بر نے چور سمجھکے گرفتار کیا ہے اب ہم امیدوار ہیں کہ حضور ہمکو رہا کردیں نوشیروان نے فرمایا تم رات کو باغ مراد میں کیون آئے تھے اور تیسرا آدمی تمھارے ہمراہ کون تھا جسنے قہرمان زنگی کو قتل کیا اور نکل گیا ابوشہاب نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور اصل حال یہ ہے کہ ہمنے خواجہ عمرو سے حضور کے باغ مراد کی تعریف از حد سُنی تھی اسوجہ سے ہمکو بھی حضور کے باغ کے سیر کی تمنا تھی کل دن کو ہم اور ابوسعید حضور کے باغ میں گئے اور سیر باغ کی بخوبی کی چونکہ باغ کے سیر سے دلکو فرحت حاصل ہوئی ایک جگہ باغ میں چادر بچھا کر لیٹے ہواے سرد اور بوے گلہاے رنگا رنگ سے ہمارے دلون کو ایسی راحت ملی کہ ہم دونون بے اختیار سو گئے جب آخر شب ہم دونون خواب سے بیدار ہوئے فوراً باغ سے نکل کے بھاگے قہرمان زنگی نے ہمکو چور سمجھ کے روکا اُسوقت ہم دونون نے ہر چند کہا کہ ہم چور نہیں ہیں ہمکو اچھی طرح پہچان لو ہم دونون لشکر حمزہ صاحبقران کے عیار ہیں باغ کی سیر کے واسطے آئے تھے اتفاق سے سو گئے اسوقت ہم جاگے ہیں ہمکو جانے دو اور قتل نہ کرو لیکن اے شہنشاہ ہفت کشور قہرمان زنگی نے ہمارا عذر اور کلام کچھ نہ سُنا اور تلوار کھینچکر ہمکو قتل کرنا چاہا اُسوقت بمجبوری ہمنے قہرمان زنگی سے مقابلہ کیا تلوار ہماری قہرمان زنگی پر پڑ گئی وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بعد قتل ہونے قہرمان زنگی کے جملہ سواروں اور پیدلوں نے ہمکو ہر طرف سے گھیر کر گرفتار کرلیا نوشیروان نے سواروں اور پیدلوں سے فرمایا کہ اب تم خلاصہ حال بیان کرو سواروں اور پیدلوں نے عرض کیا کہ اے شہنشاہ گیتی ستان اصل حال یہ ہے کہ ہم سب بہمراہی قہرمان زنگی زیر دیوار دولتسراے حضور پہرے پر تھے

اور نگہبانی کر رہے تھے ناگاہ دیکھا ہمنے کہ باغ مراد سے تین سیاہ پوش نکلے قہرمان زنگی نے بڑھ کے روکا وہ سیاہ پوش
نہ رکا اُسنے قہرمان زنگی سے مقابلہ کیا آخر قہرمان زنگی کو قتل کر کے چلا ہر چند ہمنے چاہا کہ اُسکو گرفتار کریں لیکن وہ
سیاہ پوش ہاتھ ہمارے نہ آیا اور نکل گیا بعد اُس سیاہ پوش کے جانیکے ہم سب نے ان دونونکو گرفتار کیا اور اُسوقت
بحکم حضور اُنکو لیکر حاضر ہوے ابوشہاب نے عرض کیا ای شہنشاہ گیتی پناہ یہ سوار اور پیدل حضور کے روبرو
محض جھوٹھ تقریر کرتے ہیں سواے ہم دونون کے تیسرا آدمی ہمارے ہمراہ نہ تھا جاہن دونون نے قہرمان زنگی
کو قتل کیا ہی حضور عادل اور منصف ہیں ہمارا انصاف کریں نوشیروان نے ابوشہاب کی گفتگو سنکے اور کچھ فکر کر کے
چاہتا تھا کہ ابوشہاب اور ابوسعید کے واسطے حکم رہائی کا دے ناگاہ بختک نے نوشیروان سے
عرض کیا کہ حضور ذرا غور فرمائیں یہ عیار سراسر مکر و فریب کی باتین کرتے ہین قہرمان زنگی ایک مرد عیار اور بہادر
تھا ہرگز انھون نے اسکو قتل نہ کیا ہوگا سوارون کے بیان سے معلوم ہوا ہی کہ تیسرا آدمی جو اُنکے ساتھ تھا وہ
نہایت بہادر تھا اُسنے قہرمان زنگی کو قتل کیا ہی ہر چند کہ میں سمجھ گیا ہون لیکن فی الحال تیسرے آدمی کا نام زبان پر نہیں
لا سکتا ہیں حضور کو مناسب ہی کہ ان دونون عیارونکو رہا نہ فرمائیں اور انسے تیسرے آدمی کا نام دریافت فرمائیں تا وقتیکہ
انپر تعدی نہ کیجائیگی یہ عیار کبھی تیسرے آدمی کا نام نہ بتلائینگے نوشیروان یہ تقریر بختک کی سنکے خیال کرنے لگا
کہ بختک سچ کہتا ہی آخر بموجب کہنے بختک کے نوشیروان نے ابوالفرح زنگی کو طلب کیا جب ابوالفرح
زنگی حاضر ہوا نوشیروان نے فرمایا کہ ای ابوالفرح تم ان دونون عیارون کو لیجاؤ اور باندھکر خوب مارو اور اُنسے
پوچھو کہ تمھارے ساتھ تیسرا آدمی باغ میں کون آیا تھا ابوالفرح زنگی بموجب حکم نوشیروان ابوشہاب اور
ابوسعید کو ہمراہ اپنے لیگیا اور اپنے خیمہ میں پہونچکر انکو باندھ کر کوڑے مارنے لگا اور پوچھنے لگا لیکن انھون نے
کسی طرح نہ بتایا یہ خبر عنبر خواجہ سرا نے ملکہ مہر نگار سے جاکر بیان کی کہ جو دو عیار لشکر حمزہ صاحبقران کے شبکو
گرفتار ہوے تھے شہنشاہ نے اُن عیارون کو ابوالفرح زنگی کے حوالہ کیا ہی ابوالفرح انپر سختی کر رہا ہی اور پوچھ رہا
ہے کہ شب کو تیسرا آدمی تمھارے ہمراہ کون باغ میں آیا تھا وہ بیچارے ہر چند بندھے ہوے ہیں اور کوڑے لیسے اذیت
اُنکو پہونچتی ہی لیکن وہ تیسرے آدمی کو نہیں بتاتے ہیں ملکہ مہر نگار یہ تقریر عنبر خواجہ سرا کی سنکے بعد جانے عنبر خواجہ سرا
کے فتانہ سے کہنے لگی کہ ای فتانہ رات کو تو مجھے اُنکے محل میں آنے کا شک ہوا تھا لیکن اسوقت بالکل یقین ہو گیا کہ وہی
ان عیارون کو اپنے ہمراہ لیکے آئے تھے وہ تو قہرمان زنگی کو قتل کر کے چلے گئے یہ بیچارے عیار کم قوت و ناتوان تھے
انکو سوارون نے گرفتار کر لیا اب ابوالفرح حرامزادہ اُنکے عیارون کو کوڑے مارتا ہی موئے کی شامت آئی ہی
جسوقت اُنکو خبر ہوگی کہ ابوالفرح میرے لشکر کے عیارون کو اذیت دیتا ہی ای فتانہ تو سن لینا کہ وہ ضرور آکر اس
موئے نگوڑے کو مار ہی ڈالینگے زندہ نہ چھوڑینگے کوئی اس موئے سے جاکر کہے کہ اگر تجھکو اپنا زندہ رہنا منظور ہی تو ان
عیارون کے آگے ہاتھ جوڑ اور اپنی خطا اُنسے عفو کرا اور ان بیچارون بیگناہون کو چھوڑ دے اور اگر انکو رہا نہ کریگا
تو خود قید ہستی سے کوئی دم میں رہا ہو جائیگا خاک میں ملجائیگا سر تیرا اُنکی شمشیر تیز سے کٹ جائیگا نام و نشان بھی باقی
نہ رہیگا فتانہ نے عرض کیا حضور اب مجھکو بھی حمزہ صاحبقران کے یہان آنے کا یقین ہو گیا آپ سچ فرماتی تھین
اور عیارون کے بارے میں جو آپ نے فرمایا یقین ہی کہ آج شب کو حمزہ صاحبقران خود تشریف لاکر ابوالفرح
کو قتل کرینگے اور عیارون کو رہا کر کے لیجائینگے یہان تو یہ باتین ہو رہی ہین اب ادھر کا حال سنئے کہ جب حمزہ صاحبقران
نے یہ حال اپنے عیارون کا سنا نہایت غصہ آیا اور انتظار شب کا کرنے لگے

داستان جانا حمزہ صاحبقران کا پاس ملکۂ مہرنگار کے اور میکشی کرنا اور قتل کرنا ابوالفرح وغیرہ کو اور عیاروں کو رہا کرنا

بادہ خواران میخانۂ خوش مقالی و میکشان میکدۂ نازک خیالی اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب بعد رنج والم روز ہجر تمام ہوا آفتاب نہان ہوا اور فلک پر ماہ تابان عیان ہوا امیر بعد پڑھنے نماز کے اپنی بارگاہ میں جا کر بستر خواب پر مانند ماہی بے آب ہجر ملکہ میں تڑپنے لگے اور نالہ و بیقراری سے یہ مخمس پڑھنے لگے مخمس

قابل عبرت عالم ہے مصیبت میری　　نہ سنو تم تو سنی ہوگے حکایت میری　　تم عبث پوچھتے ہو مجھ سے حقیقت میری
سب مرا حال کہے دیتی ہے صورت میری　　دیکھ سکتے نہیں دشمن بھی اذیت میری

ابھی کرنے کے نہیں اسکو سخن فہم قبول　　حد سے تقریر جو بڑھ جائے سراسر ہے فضول　　مہربان سننے کے مانند مجھے ہے معقول
مختصر بات کو کیوں دیتے ہو تم اتنا طول　　نہیں کچھ زلف سے بڑھ کر شب فرقت میری

ناز اٹھائیگا نہ جب کوئی الم میرے بعد　　روؤ گے بیٹھ کے ہر آٹھ پہر میرے بعد　　سخت پچھتاؤ گے اے رشک قمر میرے بعد
ابھی کچھ قدر نہیں میری مگر میرے بعد　　یاد آئیگی بہت تمکو محبت میری

گر میں دیوانہ ہوں تربت پہ مری بعد گذر　　دیکھنا غیب سے سامان مہیا ہونگے　　پوچھتا ہوں مگر اے جان میں تمسے
تم نہ آؤ گے تو کیا کوئی نہ پوچھیگا مجھے　　خاک اڑانے کے لیے آئیگی وحشت میری

حال ہے سارے زمانے کا ہمیشہ یونہیں　　عشق بازوں سے کہیں ہوتے ہیں مانوس حسین　　انکے دل میں تو ذرا سوچو تم اے ماہ جبین
مجھسے نفرت ہے تمھیں یہ تو بڑی بات نہیں　　چاہتا ہوں میں تمھیں واہ رے ہمت میری

ابر مژگاں ہے جدائی میں زمیں گوہر بار　　اشک خونیں کا لگا رہتا ہے ہر دم اک تار　　پوچھتا ہوں میں یہ اے حسرت دیدار رخ یار
ہونگی آنکھیں تو مری وصل میں محو دیدار　　اس گھڑی کونسا گھر ڈھونڈھیگی حسرت میری

دھیان آتا تھا کبھی مجکو کہ یہ اپنا ہے　　ابھی کہتا تھا یہ میں اسکا دغا شیوا ہے　　واقعی سچ ہے کہ پھر ایسے کا بھروسا کیا ہے
غیر کے دل میں بھی ظالم کبھی جسپار رہتا ہے　　اے غم بھی نہیں کرتا ہے رفاقت میری

زندگی کی بھی مجھے اپنی توقع نہ رہی　　کوئی صورت نظر آتی ہی نہیں ہے بچنے کی　　جیسے اب درد جدائی سے ہے نوبت پہونچی
مرض عشق سے ایسا تو نہ تھا حال کبھی　　جسطرح بگڑی ہے ہر آن روز طبیعت میری

امیر باتوقیر نے بعد پڑھنے اس مخمس کے اپنی بیتابی اور بیقراری اور گریہ وزاری پر بہ تامل و غور نظر کر کے یہ مسدس پڑھنا شروع کیا مسدس

یاد ایام کہ کچھ دلکو کبھی درد نہ تھا　　گرم آہیں یہ نہ تھیں لب پہ دم سرد نہ تھا　　اشک سرخ آنکھ سے جاری نہ تھا رخ زرد نہ تھا
جامۂ تن پہ مرے پیرہن گرد نہ تھا　　کام رکھتے نہ تھے ہرگز کسی خود کام سے ہم　　رات دن زیست بسر کرتے تھے آرام سے ہم
دلکو چون ماہی بے آب نہ بیتابی سے تھے　　نہ یہ وحشت نہ یہ رونا نہ یہ بیخوابی تھی　　چمن طبع میں اک رونق و شادابی تھی
حسرت و یاس و غم و درد کی نایابی تھی　　باغ عالم کی ہوا سے دل افسردہ نہ تھا　　غنچۂ خاطر رنگین گل پژمردہ نہ تھا
کوئی روتا تھا تو کہتے تھے کہ یہ رونا کیسا　　غم کسے کہتے ہیں منھ اشکوں سے دھونا کیسا　　والہ و شیفتہ محبوبوں پہ ہونا کیسا
دل بہ دین ہوش و خرد عشق میں کھونا کیسا　　لوگ معشوقوں کے کیوں جور و ستم سہتے ہیں　　عاشقی چیز ہے کیا عشق کسے کہتے ہیں
اب جو دیکھا تو یہ دیکھا کہ قیامت ہے عشق　　قہر ہے ظلم ہے بیداد ہے آفت ہے عشق　　بخدا باعث صد طعن و ملامت ہے عشق
شعلۂ خرمن دین و دل و طاقت ہے عشق　　راہ بتلاتے ہے جسکو وہی رہزن ہوجاے　　دوستی کیجیے جس سے وہی دشمن ہوجاے
آتش افروزی الفت سے نہ ہم تھے آگاہ　　اک شرارے نے کیا خانۂ دل خاک سیاہ　　لب پہ اب نالۂ جانسوز ہے یا شعلۂ آہ

جل گئے بسکہ اسی آگ سے ہم تو واللہ
قیس کو اسنے کیا ساکن صحرائے جنون
اس فسو نساز نے مجھپر بھی کیا ہے افسون
اسی اک جان کے دشمن سے پڑا ہے پالا
آپ کو دیدہ و دانستہ بلا مین ڈالا
پیچ مین لائی ہے آخر مجھے وہ زلف سیاہ
ہو گیا گھر بھی سیہ خانۂ زندان مجھے آہ
دیکھتی تھی نہ مجھے چاند سے وہ پیشانے
اسکے ابرو کی نہ تلوار تھی بڑھکر کھائی
چشم بیمار سے تھا اسکی مناسب پرہیز
اُس سے جون آہوے وحشی مجھے لازم تھی گریز
گرچہ رخسارے تھے اُس شوخ کے مہ سے پر نور
لیبجان عشق کا لاتے نہ زبان پر مذکور
مین تو اندھون کیطرح چاہ زنخدان مین گرا
دیکھتا گردن مینائے بلورین کی صفا
دست رنگین کی نزاکت پہ ہوا کیون مائل
پیچ سے موے کمر کے ہے نکلنا مشکل
جیسا رسوا ہون مین اسطرح کوئی خوار نہو
اور بیماریان ہون پہ یہ آزار نہو
عمر بھر دام محبت سے نکلنا معلوم
سیر گلشن کو بھی جاؤن تو بہلنا معلوم
اسقدر سوز محبت سے دیا ہی مجھے داغ
روش غنچہ ہون دل تنگ نہین جسے فراغ
گھر مین دن رات تڑپنے سے مجھے ہی سروکار
بیقراری سے نہین ایک جگہ مجکو قرار
کس طرح اس دل ناشاد کو اب شاد کرون
عشق نے ظلم کیا کس سے طلب داد کرون
بخت ناساز کا اتنا ہی گلہ لازم ہے
انکو دشنام ہے تو تمکو دعا لازم ہے

ہے اماں مانگی اسی سے کرۂ ناری نے
کیسی شیرین اسی کے سر پہ ہے فرہاد کا خون
عشق کے رنج مین راحت کا سرانجام کہان
ہے جگر ہنسنے مین پرداغ برنگ لالہ
گل سے بہلاتے دل اور دیکھتے سنبل کیطرف
کرتے کاش اسکے عوض شام غریبان پہ نگاہ
سو جب سیر ہی عیش دل نے غم تھی
تھی مگر عشق کی قسمت مین مالیش کالی
خار خار غم ہجران کا ستم سہنا تھا
یہ نہ سمجھے کہ ہے سفاک وہ ترک خونریز
دیدۂ نرگس بستان پہ نظر کرتی تھی
چاک دل کرتا تھا مانند کتان عقل سے دور
مستی آلودہ نہ اُن ہوا تو نہ ہم مرتے کاش
ڈوب مرتا جو کنوئین مین تو بہت بہتر تھا
گو کہ تھا رشک سحر سوز صفائے سینہ
ملتا ہون دست تاسف کہ گیا ہاتھ سے دل
کام ساقی و کفک پا سے نہ کچھ تھا مجکو
اس بلا مین کوئی انسان گرفتار نہو
دن جو گذرا تو یہ دھڑکا ہے کہ شب آئی ہے
ایسے دریا مین ڈوبا کہ اچھلنا معلوم
ہوش بلبل کی بھی نالونسے مین کھو دیتا ہون
مثل آتشکدہ آتی ہے نظر صورت باغ
مثل شبنم کبھی گلبن کے تلے روتا ہون
ہمدم و دوست ہے کوئی نہ کوئی مونس و یار
شہر سے گاہ نکل جاتا ہون صحرا کیطرف
کیونکر اس خانۂ ویران کو مین آباد کرون
آپ رسوا تو ہوئے اور کسے رسوا کیجیے
کہا دشمن کو بھی دشمن ہمین کیا لازم ہے
کشور حسن بتان جب تلک آباد رہے

لاکھون گھر پھونک دیے ہین اسی چنگاری نے
اسنے وامق کو کیا تھا عذرا کا مفتون
اب ترستا ہے دل آرام کو آرام کہان
دل آشفتہ بخوان آتا ہے تالب نالہ
دھیان کرتا تھا نہ اسکے رخ و کاکل کیطرف
شب تاریک سے بدتر ہے مرا دل واللہ
زلف جانان کے عوض مشک کی بو کیا کم تھی
آب شمشیر سے بہتر تھی شہادت پائی
برچھیان کھائی تھین ان پلکو نسے یہ رہنا تھا
قتل مردم کو لگا ہونکے ہین سو خنجر تیز
شوخی چشم غزالان پہ نظر کرنی تھی
مار کر ہمکو جلاتا تو کبھی کب مقدور
شب تاریک مین انجم پہ نظر کرتے کاش
اُسکی گردن کی صفائی پہ عبث دل پھسلا
دیکھنا آئنہ تھا مجکو بجائے سینہ
لطف یہ پیچۂ مرجان ہی سے کرتے حاصل
کر دیا عشق نے پامال سراپا مجکو
جو مرض مجکو ہے ایسا کوئی بیمار نہو
عشق کے نام سے اب تو مجھے تپ آئی ہے
اس بلندی سے گرا ہون کہ سنبھلنا معلوم
مسکراتا ہے اگر غنچہ تو رو دیتا ہون
نکہت گل بھی مجھے کرتی ہے آشفتہ دماغ
اور کبھی سرو کے لگ لگ کے گلے روتا ہون
کچھ عجب طرح بسر ہوتی ہے اب لیل و نہار
صورت سیل کبھی جاتا ہون دریا کیطرف
کون سنتا ہے کہان جا کے مین فریاد کرون
شکوۂ دوست جو کیجیے تو بھلا کیا کیجیے
جور معشوق ہے تو عاشق کو وفا لازم ہے
وہ وفا کیجیے کہ عالم مین بہت یاد رہے

بعد پڑھنے اس مسدس کے سوز محبت ملکۂ مہرنگار نے دل ایسا جلایا کہ حمزۂ صاحبقران کو فرش خواب پر مطلق چین نہ آیا آخر بیتاب و بیقرار ہو کے بستر سے اُٹھے اور لباس شب رودی پہنکر برائے علاج درد دل

اپنے سبجا سے مکان کی طرف یہ غزل پُر درد پڑھتے ہوئے چلے غزل

خندۂ گل نالہ و شیون ہوا
ہم پہ کب احسان پیراہن ہوا
اب گریہ آگ پر روغن ہوا

ہوگیا صد چاک پردست جنون ۔ اپنا دامن صبح کا دامن ہوا
ایک عالم ہی شہید تیغ ناز ۔ آفت جان یار کا جوبن ہوا
گر نہین تسلیم عشق شعلہ رو ۔ سوز غم سے سینہ کیون گلخن ہوا

سب پہ تیرے ماتمکدہ گلشن ہوا
مثل طفل اشک عریان ہی رہے
اور ہجر کی رونے سے دل کی لگی
حمزۂ صاحبقران تو غزل

پڑھتے ہوئے ایوان ملکۂ مہر نگار کی طرف جاتے ہین لیکن اب حال ملکۂ مہر نگار و آراستگی بزم بیان کیا جاتا ہی راوی کہتا ہی کہ اُسی شب کو فتانہ نے ملکۂ مہر نگار سے بامید تشریف آوری حمزۂ صاحبقران دست بستہ عرض کیا کہ اسوقت دل میرا یہ چاہتا ہی کہ حضور کو مثل عروس کے بناؤن سرمہ چشم نرگسی مین لگاؤن زلفین جو سراسر پریشان ہین شانے سے بناؤن ہاتھون مین مہندی لگاؤن پوشاک نفیس و رنگین پہناؤن عطر سہاگ پیرہن حضور مین لگاؤن بزم عشرت آراستہ کرون ملکۂ مہر نگار نے بناز و ادا ہنسکر اُسکو فرمایا کہ ای فتانہ آج اسقدر میرے حال پر مہربانی کی کیا وجہ ہی کیون مین لباس رنگین زیب تن کرون ہاتھون مین مہندی کسواسطے ملون گیسوے عنبرین شانے سے کیون سنوارون یہ سادی پوشاک تن سے کیون اُتارون کیا مجھے اپنے تئین کسی کو دکھانا ہی یا کسی کو اپنے پاس بلانا ہی فتانہ نے ہنسکر عرض کیا کہ حضور پوشاک تو تبدیل کرین بناؤ سنگار تو کرین اگر حضور کسی کو نہ بلائینگی تو دیکھنے والے خود آکر حضور کا جمال جہان آرا دیکھینگے باعث ہماری مسرت کا ہوگا یہ کہکر فتانہ نے ملکۂ مہر نگار کو آرایش و زیور و لباس رنگین سے اس طرح آراستہ کیا کہ آئینہ حسن و صورت ملکۂ مہر نگار دیکھ کے حیران ہوا اور ماہ درخشان بھی روے پُر نور ملکۂ مہر نگار کو دیکھ کے متعجب ہوا جب فتانہ کو آرائش و زیب ملکۂ مہر نگار سے فرصت ہوئی اُسوقت بعنوان شائستہ انواع و اقسام کے تکلفات سے اور جام و شیشے سے ایسا بزم کو آراستہ کیا کہ بزم جمشیدی بھی آگر اُس بزم کو کچھ حقیقت نہ رکھتی تھی جب فتانہ بزم کو بخوبی آراستہ کرچکی اُسوقت فتانہ نے سوا زہرۂ مصری کے کسی کو پاس ملکۂ مہر نگار کے بیٹھنے نہ دیا جب سب شاہزادیان چلی گئین اُسوقت فتانہ ملکۂ مہر نگار سے عرض کرنے لگی کہ ای ملکۂ عالم اگر آجکی شب حمزۂ صاحبقران حضور کے عشق مین بیقرار ہوکے یہان آئین تو اُنکو اپنے پاس بٹھایے گا جام شراب اپنے ہاتھ سے پلایے گا حال درد دل اُنکا سنیے گا اپنی دل کی کیفیت بیان فرمایے گا شرم و حجاب زیادہ نہ کیجیے گا چپکی بیٹھی نہ رہیے گا دوپٹہ سے رخ انور نہ چھپایے گا روے زیبا اپنا اُنھین دکھایے گا لطف یکشی و ہمنشینی خوب اُٹھایے گا دیکھیے گا حضور اپنے عاشق صادق سے بے اعتنائی نہ کیجیے گا ملکۂ مہر نگار نے گفتگو سے فتانہ کے سُنکے بناز و ادا اس طرح بظاہر انکار کیا کہ مین تو اُنسے بات بھی نہ کرونگی نہ اُنکے ساتھ بیٹھونگی مجھے اُنسے کیا مطلب اگر وہ یہان آئینگے تو تو ہی اپنے پاس اپنے پہلو مین اُنکو بٹھانا اور تو ہی اپنے ہاتھ سے اُنکو شراب پلانا اور تو ہی باتین اُنسے راز و نیاز کی کرنا وہ جسوقت یہان آئینگے مین فورًا چلی جاؤنگی اپنی صورت بھی اُنکو نہ دکھاؤنگی مجھے اُنکے پاس شرم سے بیٹھا نہ جائیگا فتانہ نے عرض کیا کہ ای ملکۂ عالم کہین ایسا غضب بھی نہ کیجیے گا یہاں سے اُٹھکر چلی نہ جایے گا اپنے عاشق کو اپنی بے اعتنائی سے صدمہ نہ دیجیے گا آپ کو اُنکے پہلو مین بیٹھنا مبارک ہو مجھکو کچھ اُنسے الفت نہین ہی وہ میرے عاشق نہین ہین مین جسطرح حضور کی تابعدار ہون اُسی طرح اب اُنکی بھی فرمانبردار ہون وہ آپ کے عاشق ہین آپ کو اُنسے الفت ہی اُنکے پہلو مین بیٹھنا آپ کو مناسب ہی ملکۂ مہر نگار نے فرمایا ای فتانہ اگر وہ یہان آئینگے تو مین تجھسے ابھی سے کہے دیتی ہون شعر ہمکو تو شرم آئیگی بات بھی ہمسے کی نہ جائیگی

فتانہ نے عرض کیا آپ میری خاطر سے اُنسے باتیں کیجیے گا خاموش بیٹھی نہ رہیے گا حضور کا مجھپر احسان ہوگا ورنہ مجکو رنج ہوگا ملکہ نے کہا ای فتانہ مجکو تیرا رنجیدہ ہونا منظور نہیں خیر اگر یہی خوشی ہے تو میں بیٹھی رہونگی اور اگر مجھسے بات کیجائیگی تو اُنسے ہمسخن بھی ہونگی جب یہ باتیں فیمابین ملکہ مہر نگار اور فتانہ کے ہو چکیں ملکہ مہر نگار حمزۂ صاحبقران کا انتظار کرنے لگی اور جانب دیوار محل دیکھکر یہ شعر پڑھنے لگی شعر شکل اپنی ہمکو دکھلا وُ خدا کے واسطے ۞ جان جاتی ہے اجی آ وُ خدا کے واسطے ۞ کبھی یہ شعر پڑھتی تھی شعر آ وُ باہم شوق وارمان دیکھ لیں ۞ تم نہیں ہم تمکو اے جان دیکھ لیں ۞ کبھی سوے بام ایوان دیکھ کے اور آہ سرد کر کے مخاطب اپنے قلب وجگر سے ہو کے یہ شعر پڑھتی تھی شعر تڑپتے ہو عبث بیتاب ہو بیکار فرقت میں ۞ نہ اب تشریف وہ لا ئینگے ای قلب وجگر سُنلو ۞ کبھی خیال حمزۂ صاحبقران میں یہ شعر پڑھتی تھی شعر تمہارے شوق سے خالی نہیں ہے دل میرا ۞ ہوس ہے بوسوں کی بھی وصل کی ہوا بھی ہے ۞ کبھی حسرت دیدار حمزۂ صاحبقران میں یہ شعر پڑھتی تھی شعر دکھلائیں آپ اگر رخ پرنور اک نظر ۞ آگاہ ہم بھی ہون شرف آفتاب سے ۞ کبھی افسوس کر کے یہ شعر کہتی تھی شعر دل میں ارمانو نکے مرنے سے جگر ہے داغدار ۞ یہ نئی قبریں بنیں گنج شہیدان کے قریب ۞ کبھی جانب بام محل نظر کر کے یہ شعر پڑھتی تھی شعر جلوہ گر ہون بام پر گر وہ تو دیکھیں اک نظر ۞ حسرت دیدار ہے موسیٰ پیمبر کی طرح ۞ کبھی درد دل سے بیتاب ہو کر یہ شعر پڑھتی تھی شعر ہو مجھو نیم دم ہے ہجر کی تلخی سے ای مسیح ۞ اجتو پلا دے وصل کی مجکو دوا لذیذ

کبھی بیتاب وبیقرار ہو کر یہ اشعار آبدار اپنی زبان پر جاری کرتی تھی اشعار

شمع ہے تو ای ستمگر دل مرا پروانہ ہے
رات دن جو ہے تصور گیسوی شبرنگ کا
رخ اٹھا کر بھاگتا ہے پھر بلا لیتا ہے شوق
ہو وہ گلشن داغہاے یاس سے سینہ مرا
مرہم زنگار جس میں سبزۂ بیگانہ ہے
پنجۂ خورشید بھی اک آئینہ سی شانہ ہے
نقد جان ہے اسکی قیمت نقد دل بیعانہ ہے
ہے یوسف کی خریداری عزیز بے حال

یہ اشعار ملکہ مہر نگار پڑھکر اشکبار ہوئی ملکہ زہرۂ مصری نے عرض کیا ای ملکۂ عالم اسقدر گریہ وزاری اور نالہ وبیقراری ہجر حمزۂ صاحبقران ذیشان میں نہ کیجیے براے فرحت دل ایک جام بادۂ گلگون پیجیے ملکہ مہر نگار نے اشکبار ہو کر یہ قطعہ پڑھا قطعہ تب میکشی کا لطف ہے ہو رات چاندنی ۞ اور رنگ روے ساقی مست شباب سُرخ ۞ ابر سیہ چمن میں ہو چھایا ہوا کہیں ہون گل ۞ پیش نظر ہو سبزہ قدح میں شراب سُرخ ۞ بعد پڑھنے اس قطعہ کے ملکۂ مہر نگار نے عجب حسرت ویاس سے یہ شعر پڑھا شعر ہجر میں یار نے پوچھا نہ اجل نے ہمکو ۞ نہ اُسے یاد رہے ہم نہ اسے یاد رہے ۞ فتانہ نے عرض کیا ای ملکۂ عالم جہانتک ہو سکے گریہ وزاری اور نالہ وبیقراری نہ کیجیے دل کو بہلایے آتش عشق سے سینہ نہ جلایے ہر چند کہ یہ عشق وہ بُری بلا ہے کہ دشمن بھی اس بلا میں مبتلا نہو کوئی دانا اسکے دام میں گرفتار نہو لیکن انسان کو لازم ہے کہ اس مرض میں مبتلا ہونے سے پرہیز کرے ہمیشہ عشق کی راہ سے گریز کرے یہ وہ موذی ہے کہ اسکا کاٹا ہوا کم بچتا ہے یہ وہ قہر کا دریا ہے کہ اسکا شناور ساحل زندگی پر کمتر پہونچتا ہے اور یہ وہ زہر ہے کہ ایک قطرہ جسکا دل وجگر کو پاش پاش کر دیتا ہے یہ وہ ظالم ہے کہ اسکو جوانوں اور حسینوں پر ذرا رحم نہیں آتا ہے صدہا خوبرو جوانوں کو اسی بے رحم نے ظلم وستم ہلاک کیا ہے ہزارہا نازنینان غنچہ دہن اور گلبدن کو اسی سفاک نے پیوند خاک کیا ہے فی الحال حضور پر بھی حضرت عشق کی عنایت ہوئی ہے دیکھیے انجام کیا ہوتا ہے مسدس

مدد ای اشک رواں ضبط سے گھبراتا ہوں
آتش عشق کی گرمی سے پھکا جاتا ہوں
سوزش داغ کی میں تاب نہیں لاتا ہوں
ہائے کیا آگ لگی ہے کہ جلا جاتا ہوں ۞
سرد ہوتی نہیں اس اپنے دل زار کی آگ
بھڑک دی عشق نے کس شعلہ رخسار کی آگ

ظلمت دلکو کیا عشق کے جب نور نے کم
سنیئے آتے ہین جوانی کو عجب پیچ مین ہم
خلق مین سبکے لیے عشق کا دین زیبا ہے
عشق کا خاتم خاطر یہ نگین زیبا ہے
حسن اور عشق نہوتے جو عیان دنیا مین
دیکھتے لطف نہ کچھ پیر و جوان دنیا مین
عشق اپنی نہ اگر جلوہ گری دکھلاتا
پردۂ چشم نہ اشکون سے تری دکھلاتا
دل مجنون کو اگر عشق کا آتا نہ پیام
کبھی شیرین کی جدائی مین نہوتا وہ تمام
گرمی عشق دلون مین نہ اگر کرتے راہ
ماہ کنعان کی زلیخا کو نہوتی پھر چاہ
کشش شوق ہے اس عشق کی عالم سے جدا
سو جگہ اسنے دل سنگ کو بھی موم کیا
کس مصیبت مین گرفتار ہے جان غمگین
ایک ہے جان سو ان دونون سے بچنے کی نہین
حسن اور عشق کی نسبت مین کرون کیا گفتار
انھین دونون نے جگر پھونکے ہین بیحد و شمار
انکی خلقت مین قیامت کی شرر خیزی ہے
سامنے انکے ہر آتش کی عرق ریزی ہے
حسن اور عشق یہ ہین دست و گریبان دونون
پھونک دیتے ہین یہی آتش پنہان دونون
حسن ہے باغ تو یہ عشق ہے اس مین گلچین
لالہ ہے کوئی خوش آیندہ کوئی ہے نسرین
جسکو سب کہتے ہین دنیا مین خزان اور بہار
یونہین گلکھاتے ہین گرد ہزارون اغیار
یاالٰہی رہے سرسبز ہمیشہ یہ چمن
رشک گل وہ ہین کہ پھولتے بھی نازک ہین بدن
تیری قدرت کے تماشے ہین بیا ای رب کریم
ایک یہ عشق ہے سو رنگ سے ہر دل مین مقیم
سمجھینگے اسکو وہی جنکو کہ ہے فہم و ذکا

صاف آئینہ کی صورت نظر آیا عالم
دل کا پہلے نظر آتا تھا الجھنا مشکل
عشق مین کونسی یان شان نہین پیدا ہے
دولت عشق جو عالم مین فراوان ہو جائے
ہوتے ظاہر نہ کبھی راز نہان دنیا مین
ہر بشر سمجھتا اس رہنما کو سمجھے
کبھی مہتاب نہ داغ جگری دکھلاتا
دل نہ یون شیفتۂ زہرہ شمائل ہوتے
کبھی بھولے سے بھی لیتا نہ وہ لیلی کا نام
سبکو عالم مین عجب عشق کی سرکار ملی
شمع پر کرتا نہ پروانہ بھی جلنے کی نگاہ
عشق گر چاند کی صورت نہ عیان ہو جاتا
جذب ہر شی مین کیا حق نے اسی کو پیدا
گل اسی سے کسی جی کو نہین وہ آفت ہے
کسی صورت نہین ہوتی اسے دم بھر تسکین
کر رہے ہین دل نالان مین یہ آفت برپا
حسن خلقت مین اگر نور ہے تو عشق ہے نار
شعلہ انگیز ہین یہ شعبدہ پرداز ہین یہ
انکی آتش مین ہر اک دل کی بڑی تیزی ہے
کچھ عجب ڈھنگ کی گرمی یہ دکھا دیتے ہین
ہر جگہ ہین یہ نئے سلسلہ جنبان دونون
ڈھنگ پر ڈھنگ زمانے مین عجب ہوتے ہین
گل کے مانند شگفتہ ہین ہزارون ہی حسین
رنگ سو طرح کے ہین وضع ہزار انکی ہے
ہجر اور وصل ہے وہ اس مین نہین مشک رنہار
باغ مین پھولون کے اقرار صبا صادق ہے
حسن کا حرف خزان ہو نہ کبھی یہ گلشن
مثل گل کوئی گل اندام نہ پژمردہ ہو
حسن اور عشق کی ہر جا یہ نئی ہے تقسیم
نئی صورت کے نکلتے ہین فسانے ہر جا
عشق کیواسطے دل سینۂ عاشق مین تھا

حسن دکھلانے لگا اپنے تماشے پیہم
کھل گیا اب کہ الجھکر ہے سلجھنا مشکل
اگر کہین ہم خضر راہ یقین زیبا ہے
کیا عجب ہے کہ ہر اک مور سلیمان ہو جائے
جی کے آرام کا ملتا نہ نشان دنیا مین
خلقت عشق سے بندے یہ خدا کو سمجھے
حسن گر شیشۂ دل مین نہ پری دکھلاتا
نہ فرشتے بھی غریق چہ بابل ہوتے
دل فرہاد مین کرتا نہ اگر عشق مقام
گر ملا یار تماشے دل زار ملی
محو گل پر دل بلبل یہ نہوتا واللہ
جلوۂ ماہ سے کیون چاک کتان ہو جاتا
آشکارا ہے اسی سے کشش کاہ ربا
چھوڑتا عشق کسی کو نہین وہ آفت ہے
حسن اور عشق سے بھی دشمن جان ہو گئین
صحبت شعلہ و خس سے ہے قیامت برپا
گرم ان دونونکی گرمی کا بہت ہے بازار
خرمن صبر کو برق شرر انداز ہین یہ
ہر جگہ انکہ نئی اک شرر انگیزی ہے
جگر و دل ہی سے آگ جلا دیتے ہین
فتنہ پرداز ہین غارتگر ایمان دونون
ایسے نیرنگ زمانے مین عجب ہوتے ہین
ہے تماشا کہ نئی طرح ہے سب کی تزئین
چشم بد دور کہ کیا خوب بہار انکی ہے
جس روش پھولونکی ہین سامنے گلستان ہزار
یان ہوائے نفس سرد دل عاشق ہے
ہو کسی طرح سے دل تنگ نہ اک غنچہ دہن
باد غم سے دل عشاق نہ افسردہ ہو
چشم خونبار کہین ہے تو کہین دل ہے دو نیم
دل بنے تیر ملامت کے نشانے ہر جا
چشم اسواسطے ہے حسن کا دیکھے جلوا

اس لیے گوش ہین معشوق کی تا آئے صدا
عشق کو یہ نہ سمجھتے تھے ستم توڑیگا
جوڑ یہ تفرقہ انداز بہت جوڑے گا
عشق وہ ہی کہ ہر اک دل مین جگہ اسکی ہی
لگیا اُسکا نشان تاک اسی جیسکی ہے

دست عاشق ہین اسی زلف کو سلجھانیکو
نوجوانی مین یہ جیتا نہین چھوڑے گا
لاکھ جا دل کو نئے دام مین الجھائیگا
کیمیا سے بھی سوا قدر اسی مس کی ہی
گھاٹ سے موت کے کیا پار اُتارا اُسنے

پاؤن مین کوچۂ محبوب تلک جانے کو
کب خبر تھی صفت آبلہ دل پھوڑیگا
چشم عاشق کو نئے پیچ یہ دکھلائیگا
جان اس ظلم کے ناوک سے بچی کسکی ہے
جیتے جی سیکڑون کو مار اُتارا اُسنے

بس ای ملکۂ مہر نگار یہ عشق خانہ خراب جان کا عذاب ہی اتنا مرغ دل آپ کا اسیر دام عشق ہوگیا ہی رہائی دام عشق سے بسا مشکل ہی لیکن بظاہر اس عشق کا انجام اچھا معلوم ہوتا ہی کیونکہ اسیر بلا قیر حمزۂ صاحبقران آپ سے زیادہ آپ کے عشق مین بیتاب و بیقرار ہونگے اور نہایت ہی گریان اور اشکبار ہونگے ہر ایک دم اُنکو آپ ہی کا خیال ہوگا آپ ہی کی جدائی کا رنج و ملال ہوگا دل اُنکا ہجر مین آپ کے بیقرار ہوگا دیدۂ پرنم اشکبار ہوگا حال اُنکا آپ کے فراق مین تباہ ہوگا روز روشن اُنکی نظر مین تاریک و سیاہ ہوگا بلکہ خواب بھی اُنکو کسی پہلو قرار نہ آتا ہوگا عجب نہین کہ وہ یہ شعر پڑھتے ہون **شعر** درد قلب و جگر سے ہون مین طپان چین آتا نہین کسی کروٹ ٭ اے ملکۂ عالم مجکو یہ یقین ہی کہ آپ کی جدائی مین جب کوئی اُنکے روبرو آب و طعام لاتا ہوگا اور کہتا ہوگا کہ یہ طعام گرم کھائیے اور یہ آب سرد پیجیے تو وہ اشکبار و بیقرار ہوکے اور اُس سے مخاطب ہوکے اور اکل و شرب پر توجہ نہ کرکے یہ شعر پڑھتے ہونگے **شعر** دانہ ہاے اشک اور خون جگر فرقت کی شب ٭ بس یہی آب و غذاے عاشق جانباز ہی ٭ اور جسوقت وہ آپ کی تصور مین روتے ہونگے ضرور یہ شعر پڑھتے ہونگے **شعر** پھر آئے دل تمہارا بھی مجھے روتے اگر دیکھو ٭ کلیجہ تھام لو آہین جو میری ای قمر سنلو ٭ اور جب آپ کی فرقت مین آہین گرم کرتے ہونگے تو یقیناً یہ شعر زبان پر جاری کرتے ہونگے **شعر** مرجھا نہ جائے آہ سے فرقت مین حال امرا ٭ ڈرتا ہون وہ اس ہوا سے کہین یہ کلی نہو ٭ اے ملکۂ عالم اُنکو آپ کے جدائی مین رات کو ذرا بھی نیند نہ آتی ہوگی تمام شب گریہ و زاری اور اختر شماری مین بسر ہوتی ہوگی دن کو بھی کسی جگہ مسرور اور شاد نہ بیٹھتے ہونگے طبیعت مثل زلف بتان پریشان رہتی ہوگی عقل صورت آئینہ حیران رہتی ہوگی حواس خمسہ بجا نہ رہتے ہونگے صدمہ آپ کی جدائی کا دل پر سہتے ہونگے حضور کے عشق مین اُنکو جنون ہوگیا ہوگا سراپا کا ہوش نہوگا گریبان تا دامن چاک ہوگا دیوانون کی طرح باتین کرتے ہونگے سودائیون کے مانند پھرا کرتے ہونگے اگر کوئی اُنکی یہ کیفیت دیکھتا ہوگا اور کہتا ہوگا کہ شغل میکشی کیجیے ذرا دل بہلائیے شراب پیجیے تو کیا عجب ہی کہ وہ اُسوقت یہ شعر پڑھتے ہونگے **شعر** ہون کیا شریک دورہ مَی بجر یار مین ٭ خون جگر ہی مجکو مَی ارغوان نہین ٭ ای ملکۂ عالم غرض میری اس تقریر سے یہ ہی کہ حضور آپ معشوق یکتا ہین ہرچند کہ خود بھی آپ اُنپر مائل ہین لیکن وہ آپ کے عاشق ہین اور عاشق کو بغیر وصل معشوق کے کسی طرح چین اور آرام ایک لمحہ بھی نہین آتا ہی بس وہ ضرور بالضرور نالان و گریان باحال پریشان بزم حضور مین آوینگے اور طالب وصل ہونگے تمناے دل حضور ضرور بر آئیگی جب اس طرح فتانہ نے ملکۂ مہر نگار کو سمجھایا اُسوقت ملکۂ مہر نگار کی نالہ و بیقراری اور گریہ و زاری کم ہوئی اور جانب بام بہ نگاہ و حسرت دیکھنے لگی جب حمزۂ صاحبقران مضطر و گریان اشعار عاشقانہ پڑھتے ہوئے باغ مراد مین پہونچے فوراً کمند دیوار محل پر ڈال کر بذریعۂ کمند دیوار محل پر آئے پھر دیوار سے کوٹھے پر آکے جو زیر بام بہ شوق تمام نظر کی

دیکھا کہ بعنوان شایستہ و بطرز شاہانہ بزم آراستہ ہی فرش نفیس بچھا ہوا ہی گلدستہ ہائے رنگارنگ جا بجا قرینے سے رکھے ہین اسباب عیش بھی موجود ہی جھاڑ اور کنول اور مردنگ وغیرہ اسقدر روشن ہین کہ کثرت روشنی سے بزم پُرنور ہی دو نازنین قریب ملکۂ مہرنگار بصد ادب بیٹھی ہین اور ملکۂ مہرنگار رنگ و سنگار کیے ہوئے اور لباس رنگین نہایت نفیس و نادر پُر زر پہنے ہوئے تخت جواہرنگار پر بہزار ناز و ادا بیٹھی ہی حسن عالمکش اور زاہد فریب ہے لباس سُرخ جو زیب تن ہی صاف ظاہر ہوتا ہی کہ آفتاب تابان شفق مین جلوہ گر ہے حمزۂ صاحبقران نے حسن روے ملکۂ مہرنگار پر نظر کرکے ایک آہ کی اور بے اختیار زمین پر گر کے بصد فغان یہ اشعار پڑھے اشعار جز فغان اور منھ سے کیا نکلے ٭ شل سنے دردآشنا ہون مین ٭ اُٹھ رہونگا اجل جب آئیگی اتنو در پر ترے پڑا ہون مین ٭ چونکہ ملکۂ مہرنگار جانب بام دیکھ رہی تھی اب صداے گریہ سنکے یہ خیال کرنے لگی کہ یقینًا حمزۂ صاحبقران بام پر آئے ہین میرے عشق مین رو رہے ہین یہ خیال کرکے اور مسکرا کے فتانہ سے کہنے لگی کہ اے فتانہ ذرا دیکھ تو بام پر کون نوحہ گر ہی اور یہ کس دلریش کی صداے گریہ ہی کہ جسکے سننے سے میرا دل بیتاب و بیقرار ہوگیا ہی فتانہ یہ تقریر ملکۂ مہرنگار کی سُنکے مسکراتی ہوئی اٹھی اور صحن ایوان مین کھڑی ہو کر بہ شوخی و شرارت حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہوکر آہستہ سے اسطرح پوچھنے لگی کہ آپ کون صاحب ہین کہان سے تشریف لائے ہین یہان کیون آئے ہین آپ کا یہان کیا کام ہی فرمائیے آپکا کیا نام ہی باعث گریہ و زاری اور سبب بیتابی و بیقراری کیا ہی کس کی جستجو ہے کس سے ملنے کی آرزو ہی یہ ایوان شہنشاہ نوشیروان ہے واقف اس سے ہر ایک خرد و کلان ہی آپ محل شہنشاہ مین دلیرانہ چلے آئے کچھ خوف اپنے دل مین نہ لائے اگر آپ کو کسی سرکش اور جفاجو نے ستایا ہی تو شہنشاہ نوشیروان سے صبح کو جاکر فریاد کیجیے گا شہنشاہ نہایت عادل و منصف ہین آپ کی داد کو پہونچینگے یہان آپ کا تشریف لانا اور فریاد کرنا بیکار ہوا یہان کوئی آپ کی فریاد نہ سنیگا لیس بہتر یہ ہی کہ یہان سے تشریف لیجایئے رات کا وقت ہی باغ مراد کی ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا کھایئے حمزۂ صاحبقران نے اُٹھ کے فرمایا کہ اے نازنین مین ایک بندۂ خدا ہون خاص و عام مجکو حمزۂ صاحبقران کہتے ہین میرے لشکر کے سرہنگ نامی کل گرفتار ہوگئے تھے آج مین انکو رہا کرنے کو آیا ہون اس ایوان مین انھین کو دیکھ رہا تھا اور تلاش اُنکی کر رہا تھا ناگاہ تمہیں سے آئین الفت یاتین تمنے مجکے شوخی و شرارت سے سنائین معلوم ہوا کہ تم بڑی چرب زبان ہو اور کسی کی بھیجی ہوئی اور گھبرائی ہوئی آئی ہو فتانہ یہ تقریر حمزۂ صاحبقران کی سُنکے اور کچھ سمجھ کے جھیپ گئی اور پھر حمزۂ صاحبقران سے یہ کہنے لگی کہ اگر آپ کو عیار کی جستجو ہی تو یہان آیئے ہم آپ کو صورت عیار کی دکھا دینگے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ مین نے اپنے عیار کو خود دیکھ لیا ہی اب تم کیا دکھاؤ گی فتانہ نے کہا جس عیار کو آپ نے دیکھا ہے یہ عیار وہ عیار ہی کہ اسکی کمند گیسو مین گرفتار ہوکے رہا ہونا مشکل ہی یہ وہ ہوشیار اور چالاک عیار ہی کہ عاقل بھی اسکے سامنے ایک نادان اور بیوقوف ہی اور یہ وہ عیار بے نظیر ہی کہ اسکے حسن کو دیکھ کے انسان بیہوش ہو جاتا ہی اور یہ وہ عیار طرار ہی کہ اسکے خنجر ابرو کے اشارے سے دل انسان کا مجروح ہو جاتا ہی اور حال رنگ و روغن اس عیار کے چہرے سے آشکار ہے فتانہ یہ تقریر کرکے بام ایوان سے حمزۂ صاحبقران کو لیکے چلی اثناے راہ مین حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگی کہ اے حمزۂ صاحبقران

آپ کو معلوم ہو کہ جب میں نے آپ کی تعریف ملکہ مہر نگار سے بہت کی ہے اور منت اور خوشامد بھی کی ہے اُسوقت
ملکہ مہر نگار آپ کے بلا لینے اور پاس بیٹھنے پر راضی ہوئی ہے اگر آپ انصاف کیجیے تو میں نے کار نمایان کیا ہے
میں مستحق انعام کثیر ہوں حمزہ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا کہ اے فتانہ فی الحقیقت تونے ایسی خبر سنائی ہے کہ
مجھ بیجان میں جان آئی ہے تونے بڑا کام کیا ہمارا دل تجھسے نہایت خوش ہوا جو تم کہو وہ ہم تمکو دیں تونے ہمکو خوش
کیا ہے ہم تمکو شاد کریں جو آرزو تمہاری ہو وہ بر لائیں غرض حمزہ صاحبقران اسی طرح سے فتانہ سے خوش
باتیں کرتے ہوئے قریب ملکہ مہر نگار پہونچے ملکہ مہر نگار حمزہ صاحبقران کو دور سے دیکھکر نہایت مسرور
ہوئی چونکہ تعظیم حمزہ صاحبقران کی کرنا ملکہ مہر نگار کو منظور ہوئی اسوجہ سے یہ بہانہ شرم و حیا تخت سے
اٹھی اور منہ چھپا کر تخت سے اُتر کر ایک حجرہ کی طرف واسطے پوشیدہ ہونیکے چلی اتنے میں فتانہ
قریب ملکہ مہر نگار پہونچ گئی اور ملکہ مہر نگار کو سمجھا کر جو مسند کہ قبل سے بچھا رکھی تھی وہاں بٹھایا اور
حمزہ صاحبقران کو بھی پہلوے ملکہ مہر نگار میں اُسی مسند پر بٹھایا راوی کہتا ہے کہ جب عاشق و معشوق
اور طالب و مطلوب دونوں ایک مسند پر بیٹھے اُسوقت ایک برج میں دو اختر تابان و درخشان یا مہر و ماہ
دیکھنے والوں کو نظر آتے تھے **شعر** یکی شمس آفاق نور و جلال ٭ یکی شمسہ بارگاہ جمال ٭ اُسوقت طالب و
مطلوب کی خوشی و خرمی کا حال کیا بیان کیا جائے ہر ایک کا غنچہ دل کثرت مسرت سے شگفتہ تھا ایک دوسرے
کا محو دیدار تھا ہر ایک کے دل بیتاب کو قرار تھا ملکہ مہر نگار دزدیدہ نظر سے بار بار رخ حمزہ صاحبقران کا
دیکھتی تھی کبھی ناز و ادا سے منہ دوپٹہ سے چھپالی تھی لاکھ ضبط کرتی تھی مگر بے اختیار ہنسے دیتی تھی کبھی پہلوے
حمزہ صاحبقران سے بوجہ شرم و حیا کے سرکتی تھی گاہ حسرت ہم آغوشی سے پہلو بہ پہلو حمزہ صاحبقران
سے ہنستی تھی کبھی دوپٹہ سے اپنے سینہ کو حمزہ صاحبقران کو نامحرم خیال کر کے چھپاتی تھی دست حنا کانپتے
جاتے تھے پسینے میں تن نازک سراپا تر تھا شکل ہلال سر جھکائے بیٹھی تھی حمزہ صاحبقران بھی ہنسنے ملکہ
مہر نگار سے نہایت خوش تھے آثار مسرت چہرے سے عیان تھے اُسوقت حمزہ صاحبقران کا دل یہی چاہتا تھا
کہ ملکہ مہر نگار کے رخسار رنگین کے بوسے لیجیے اور آغوش میں کھینچکر مزے وصل حاصل کیجیے جب فتانہ نے
دیکھا کہ عاشق و معشوق ایسے باہم محو دیدار ہیں گویا انکو ہوش نہیں ہے اور ساکت و صامت بیٹھے ہیں کچھ باتیں
راز و نیاز کی نہیں کرتے ہیں یہ رنگ فتانہ دیکھکر اٹھی اور جام و شیشہ لے لائی اور روبروے ملکہ مہر نگار
رکھکر دست بستہ عرض کرنے لگی کہ اے ملکہ عالم حیا و غیرت ہو چکی اب جام شراب اپنے ہاتھ سے حمزہ صاحبقران
کو پلائیے شرم سے چپکی نہ جا بیٹھیے کچھ باتیں کیجیے اپنے مہمان کی خاطر کیجیے انکے دل کو خوش کیجیے آپ ہی کے
اشتیاق میں یہ یہانتک آئے ہیں انکی خاطر شکنی کرنا آپکو مناسب نہیں ہے آج کی صحبت یہ غنیمت ہے **شعر**
غنیمت جان یہ مل بیٹھنا آپس میں اے نادان ٭ دگرگون حال ہو جاتا ہے اک دم میں زمانے کا ٭ جسوقت
یہ تقریر فتانہ نے کی اُسوقت ملکہ مہر نگار نے بموجب کہنے فتانہ کے بہزار ناز و ادا اپنے دست رنگین و نازک
سے جام بلورین میں شراب بھری اور کثرت شرم و حیا سے منہ چھپا کر اور جام اٹھا کر ہاتھ طرف حمزہ صاحبقران
کے بڑھایا فتانہ نے مسکرا کر حمزہ صاحبقران سے عرض کیا لیجیے حضور مبارک ہو کہ ملکہ عالم اپنے ہاتھ سے
آپ کو جام بادہ ناب دیتی ہیں حقیقت تو یہ ہے کہ عاشق نوازی کرتی ہیں ورنہ ملکہ عالم کبھی جام شراب اپنے
ہاتھ سے نہ دیتیں ہر چند فتانہ نے حمزہ صاحبقران سے جام شراب کے پینے کو کہا اور ملکہ مہر نگار نے

جام شراب سے بھر کر واسطے جام دینے کے ہاتھ بڑھایا لیکن حمزہ صاحبقران نے شراب نہ پی اُسوقت فتانہ نے متحیر اور متعجب ہوکے حمزہ صاحبقران سے پوچھا کہ کیا سبب ہی جو آپ مئے گلگون نہیں پیتے حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای فتانہ آگاہ ہو کہ مین مسلمان ہون اور تم مسلمان نہین ہو اسوجہ سے مین شراب نہیں پیتا ہون جسوقت یہ گفتگو حمزہ صاحبقران کی ملکہ مہرنگار نے سنی فوراً فتانہ کو اپنے عنقریب سے اشارے سے بلا کر نہایت آہستہ سے کہا کہ ای فتانہ ذرا تو انسے یہ تو پوچھ کہ تمھارا خدا کون ہی کیا ہمارے خدا سی جسکی ہم پرستش کرتے ہین انکا خدا کوئی اور ہی فتانہ نے بموجب فرمانے ملکہ مہرنگار کے حمزہ صاحبقران سے یہ عرض کیا کہ حضور ملکہ عالم آپ سے یہ کہتی ہین کہ ہمارے خدا سے کیا آپ کا خدا علیحدہ ہی حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارا خدا وہ ہی

جسکی شان مین یہ چند اشعار ہین اشعار
بنایا جسنے کن سے دو جہان کو
کیا پیدا زمین و آسمان کو

سر و خورشید و سایہ کو فلک وار
سکھایا بے قدم انداز رفتار
بلند و پست سب اُسنے بنایا

عدم سے عالم ہستی مین لایا
جہان مین اہل بینش کے عجب کو
وصال و ہجر بخشا روز و شب کو

کیا پیدا انشان بے نشان کا
دکھایا رنگ نیرنگ جہان کا
دیا سامان شاہانہ کسی کو

بنایا خاک ویرانہ کسی کو
کسی کو عشق کی لذت عطا کی
مزا دیتی رہی اندوہ بنا کی

دکھائے جلوہ ہائے حسن خوبان
بنایا صورت آئینہ حیران
چھپائے سیکڑون جلوے دکھا کے

ستائیں صورتین کیا کیا بنا کے
نہ غافل ہی نہ ہی فرزانہ باقی
فقط عالم مین ہی افسانہ باقی

ای فتانہ آگاہ ہو کہ مخلوقات خدا سے آگ بھی ہی اسکی پرستش کرنا ناروا ہی سراسر کفر ہی اگر بہ نظر غور و تامل تم دیکھو تو آگ ایک بے ثبات ہی پانی آگ کو بجھا دیتا ہی تمھارا یہ کیسا خدا ہی کہ اپنے ایک مخلوق سے مغلوب ہو جاتا ہی بلکہ معدوم ہو جاتا ہی پس تمکو اگر خوشی ہماری مد نظر ہی تو دین اسلام اختیار کرو خالق کون و مکان کو اپنا خدا جانو اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو اپنا پیمبر جانو کلمہ پڑھکر مسلمان ہو جسوقت تم اور تمھاری ملکہ مسلمان ہونگی ہم اُسوقت شراب پئینگے بغیر اسکے کسی طرح شراب نہ پئینگے راوی کہتا ہی کہ حمزہ صاحبقران نے جب اس طرح توحید پروردگار روبرو ملکہ مہرنگار بیان کی اول تو ملکہ مہرنگار نے یہ خیال کیا کہ بیشک آتش لائق پرستش نہین ہی دوسرے یہ کہ اگر مین دین اسلام اختیار نہین کرتی ہون تو حمزہ صاحبقران کو رنج ہوگا اور میری مراد دلی یقیناً حاصل نہو گی یہ خیال کرکے ملکہ مہرنگار نے فتانہ سے آہستہ کہا کہ ای فتانہ انسے ذرا یہ تو پوچھ کہ اگر کوئی مسلمان ہو تو کیونکر مسلمان ہو فتانہ نے موافق ارشاد ملکہ مہرنگار کے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا کہ ملکہ عالم پوچھتی ہین کہ اگر کوئی مسلمان ہو تو کیونکر مسلمان ہو حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ صدق دل سے کلمہ پڑھے پروردگار کی وحدانیت کا قائل ہو اسکے پیغمبر کی نبوت کا اقرار کرے امر و نہی پر عمل کرے ملکہ نے فتانہ سے چپکے سے کہا کہ انسے کہہ کہ تمھاری خوشی ہماری ملکہ کو مد نظر ہی اور رنجیدہ کرنا منظور نہین ہی اسوجہ سے مسلمان ہوتی ہین تم کلمہ پڑھاؤ طریق دین اسلام سے ہماری ملکہ کو آگاہ کرو فتانہ نے جو کچھ ملکہ مہرنگار نے فرمایا تھا حمزہ صاحبقران سے عرض کیا حمزہ صاحبقران نے خوش ہوکر ملکہ کو کلمہ پڑھایا ملکہ مہرنگار صدق دل سے مسلمان ہوئی زنگ کفر جو آئینہ دل پر تھا دور ہوا نور اسلام سے دل روشن ہوا جب ملکہ مہرنگار کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کر چکی اُسوقت فتانہ اور ملکہ سہیر مصری نے دین اسلام اختیار کیا اور یہ دونون بھی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئین جب فتانہ مسلمان ہو چکی

اُسوقت مسکرا کر حمزۂ صاحبقران سے عرض کرنے لگی کہ اتنو حضور جام سے ارغوان بھین ملکۂ عالم نے حضور کی محبت مین
اپنا دین آبائی بھی ترک کیا ہم دونون نے ملکہ کی محبت مین دین اسلام اختیار کیا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا تم اپنی ملکہ سے
کہو وہ جام شراب مجکو دین مین اب میکشی سے انکار نہ کرونگا ملکہ نے یہ سنکے وہی جام شراب حمزۂ صاحبقران کو دیا
حمزۂ صاحبقران نے خوش ہوکر شراب پی پھر حمزۂ صاحبقران نے ساغر مے لبریز کرکے اور ملکہ مہرنگار سے
مخاطب ہوکر فرمایا شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند ٭ چنان نماند و چنین نیز ہم نخواہد ماند ٭ ملکہ مہر نگار نے
بعد شرم و حیا اور ناز و ادا کے جام شراب دست حمزۂ صاحبقران سے لیکے پی پھر تو برابر دور
جام بے دغدغہ انجام ہونے لگا جسوقت حمزۂ صاحبقران کو نشہ ہوا اور ملکہ مہرنگار کو بھی نشہ ہوا پھر وہ
حجاب درمیان سے اُٹھ گیا باتین باہم راز و نیاز کی ہونے لگین گلے اور شکوے ہونے لگے عاشق و معشوق
اپنے اپنے صدمات جو ہجر مین گذرے تھے زبان پر لائے جب زہرۂ مصری اور فتانہ بزم سے ہٹ گئین
دست حمزۂ صاحبقران جانب سینۂ مہرانگار بے اختیار بڑھنے لگا غرض اسی طرح عنقریب صبح باہم طالب
و مطلوب لطف میکشی اُٹھایا کیے اور باتین راز و نیاز کی کیا کیے آخر حمزۂ صاحبقران نے ملکہ مہرنگار سے
فرمایا اب مین جاتا ہون تھوڑی رات باقی ہی اگر صبح ہو جائیگی تو یہ راز کسی نہ کسی پر ضرور افشا ہو جائیگا یہ فرما کر
حمزۂ صاحبقران اُٹھے ملکہ مہرنگار کو جدائی حمزۂ صاحبقران کا صدمہ ہوا اشک آنکھون مین بھر آئے
لب آشنائے نالہ و آہ ہوئے خوشی وصل مبدل بہ صدمۂ ہجر ہوئی اُسوقت ملکہ مہرنگار نے رو کے کہا شعر
جاتے تو ہو پھر آؤ گے یا اب نہ آؤ گے ٭ کچھ کہتے جاؤ اس دل خانہ خراب سے ٭ حمزۂ صاحبقران نے ملکہ مہرنگار
سے فرمایا کہ پھر مین آؤنگا میرے دل کو بغیر آئے ہوئے قرار نہوگا یہ کہکر حمزۂ صاحبقران چلے فتانہ اور
زہرۂ مصری بام ایوان تک حمزۂ صاحبقران کے پہونچانے کو گئین جب حمزۂ صاحبقران بالائے بام
پہونچے وہانسے ملاحظہ کیا کہ عنقریب زیر دیوار ایوان نوشیروان ابوالفرخ زنگی کا خیمہ ہی اور اُس خیمہ مین
وہ زشت خو مع چند اپنے رفقائے ترشرو کے بیٹھا ہی اور شراب پی رہا ہی اور سامنے اُسکے چوب خیمہ سے ابوشہاب
اور ابوسعید بندھے ہوئے کھڑے ہین ابوالفرخ ان عیارون سے پوچھ رہا ہی کہ بتاؤ تمھارے ساتھ تیسرا
کون شخص تھا ابوشہاب اور ابوسعید کہ رہے ہین کہ ہمارے ساتھ اور کوئی نہ تھا فقط ہین دونون باغ مراد
مین آئے تھے ابوالفرخ برہم ہوکر عیارون کو کوڑے سے مار رہا ہی عیار مجبور و ناچار بندھے ہوئے کوڑے
کھا رہے ہین حمزۂ صاحبقران یہ حال عیارون کا دیکھکر جلدتر بام ایوان سے باغ مین آئے اور باغ سے نکلکر
قریب خیمہ ابوالفرخ زنگی پہونچکر نعرہ کیا کہ او بے حیا کیون عیارون کو مارتا ہی یہ کہکر قصد عیارون کے رہا کرنیکا
کیا ابوالفرخ زنگی کو غصہ آیا اور تلوار کھینچکر اُٹھا اور حمزۂ صاحبقران کے قریب پہونچکے سر حمزۂ صاحبقران
پر تلوار لگائی حمزۂ صاحبقران نے اُسکی تلوار کو سپر پر روک کے اور شمشیر آبدار کھینچکر ایسی تلوار اُس نابکار کے
سر پر لگائی کہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا لاش اُسکا تڑپنے لگا پھر رفقائے ابوالفرخ نے بھی حمزۂ صاحبقران
سے مقابلہ کیا حمزۂ صاحبقران نے اُن سب کو تہ تیغ کیا بعد قتل کرنے رفقائے ابوالفرخ زنگی کے
حمزۂ صاحبقران نے جلدتر ابوشہاب اور ابوسعید کو قید سے رہا کیا اور اپنے ہمراہ لیکر جانب چل
شاد و کام روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ اپنے لشکر مین پہونچے اور داخل بارگاہ ہوئے جب صبح ہوئی کچھ سوار
اور پیدل لاشین ابوالفرخ زنگی اور رفقائے ابوالفرخ زنگی کی لیے ہوئے نالان و گریان در بار

شہنشاہ نوشیروان مین آئے اور بعد دعا و ثناے شاہی کے یہ عرض کرنے لگے کہ شب کو کوئی ان سبکو قتل کر کے عیارون کو قید سے رہا کر کے لیگیا نوشیروان نے بہ نظر حسرت لاشون کو دیکھکر حکم کیا کہ ان لاشون کو اُٹھا کے لیجاؤ سوار اور پیدل لاشین اُٹھا کر دربار سے چلے گئے بعد جانے سوار اور پیدلون کے نوشیروان نے اپنے وزیر بختک سے فرمایا کہ ای بختک چند سے سے میرے ملک مین فتنہ و فساد برپا ہوتے ہین اسکے دفع کرنے کی کیا تدبیر کرون اور کیا انتظام کرون کہ فتنہ و فساد برپا نہون بختک نے اپنی ریش پر ہاتھ پھیر کے عرض کیا کہ جبتک حمزۂ صاحبقران یہان رہینگے طرح طرح کے فساد برپا ہونگے حضور یہ کام سواے حمزۂ صاحبقران اور کسی کا نہین ہو وہی شب کو اپنے عیارون کے رہا کرنے کے واسطے آئے ہونگے الوالفرح وغیرہ نے مقابلہ کیا ہوگا آخر سبکو قتل کر کے اپنے عیارون کو لیکر چلے گیے ہونگے نوشیروان یہ گفتگوے بختک سُنکے برہم ہوا اور کہنے لگا کہ ای بختک تو ایک زمانے سے میرے پسر خوانده کا دشمن ہے اور یہی چاہتا ہے کہ وہ قتل ہو جائے اور وہ بالکل بیخطا اور بے قصور ہے مجکو ثابت نہین ہوتا کہ حمزۂ صاحبقران ہی نے الوالفرح وغیرہ کو قتل کیا ہے نوشیروان ابھی بختک سے یہ کہ رہا تھا کہ ناگاہ حمزۂ صاحبقران حسب دستور دربار مین آئے اور نوشیروان کو تسلیم کر کے دنگل پر گستہم زرین کفش کر بیٹھے

داستان لانا گستہم زرین کفش کا بہرام گرد بن خاقان چین کو گرفتار کر کے اور خبر دینا تلبیس کا نوشیروان کو مع دیگر حالات

راویان اخبار اور ناقلان آثار روایت کرتے ہین کہ نوشیروان قتل ہونے الوالفرح زنگی و رفقاے الوالفرح زنگی سے رنجیدہ دربار مین تخت پر بیٹھا تھا اور دربار مین امیر و وزیر صغیر و کبیر چہ سو حکیم اور چہ سو ندیم بارہ سو بادشاہ کرسی نشین صدہا پہلوانان بیمثال رستم و سہراب خصال تیس ہزار غلامان مرصع کار و زرین کمر حاضر تھے ناگاہ تلبیس روبروے نوشیروان آیا اور بعد زمین بوسی کے اس طرح عرض کرنیلگا قطعہ تا سر زند آفتاب سرور باشی ٭ تا صبحدم سپہر ساغر باشی ٭ تا تاج حیات بر سر خضر بود ٭ در خانۂ اقبال سکندر باشی شہنشاہ ہفت کشور فرمانرواے بحر و بر کو مبارک ہو کہ گستہم زرین کفش جو طرف چین کے روانہ ہوا تھا اب بہرام گرد بن خاقان چین کو گرفتار کر کے لاتا ہے غلام نے سُنا ہے کہ قریب مدائن کے آپہونچا ہے نوشیروان یہ خبر فرحت اثر سُنکے نہایت خوش ہوا اور بختک سے مخاطب ہو کے کہنے لگا کہ ای بختک جلد جا اور گستہم زرین کفش کو اپنے ہمراہ لے آ بختک مع چالیس ہزار غلامان مرصع کلاہ اور زرین کمر بند کے فی الفور روانہ ہوا بعد روانہ کرنے بختک کے نوشیروان نے بہزاد طوسی اور کاؤس کاشانی اور کیسوس کرمانی وغیرہ سرداران نامدار کو واسطے استقبال گستہم زرین کفش کے مع فوج کثیر روانہ کیا بعد روانہ کرنے ان سردارون کے نوشیروان نے حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہو کر فرمایا ای فرزند آگاہ ہو کہ گستہم زرین کفش عجیب سردار نامی ہے مجکو اُس سے نہایت الفت ہے دلاور بے عدیل ہے بہادر بیمثل ہے اُس ہی سے میرے دربار کی زینت ہے گستہم جوان لائق دیکھنے کے ہے اگر تمھارا دل چاہے اور خلاف مزاج تمھارے نہو تو تم بھی جاؤ اور اُس سے راہ مین ملاقات کر دیکھنا کیا جوان صاحب صولت و قوت ہے جسوقت یہ تقریر نوشیروان کی حمزۂ صاحبقران نے سُنی اول تو گستہم زرین کفش کے دیکھنے کا اشتیاق ہوا دوسرے نوشیروان کا ارشاد بجالانا بھی ضرور تھا اسوجہ سے حمزۂ صاحبقران بھی مع اپنے سردارون کے بصد شوکت و صولت روانہ ہوئی

ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ حمزہ صاحبقران تو اب روانہ ہوئے ہین لیکن بختک جو سب کے پہلے روانہ ہوا تھا راہ مین اُسنے خیال کیا کہ ای بختک یہی وقت ہے حمزہ صاحبقران سے انتقام لینے کا بس ایسی کوئی تدبیر کر کہ حمزہ صاحبقران ہلاک ہو جائین غرض یہی فکر کرتا ہوا بعد قطع راہ بیرون ملک مدائن جس جگہ گستہم زرین کفش تھا پہونچا اور گستہم سے ملا گستہم زرین کفش نے پوچھا کہ ای وزیر شہنشاہ آپ کا مزاج تو اچھا ہے اور دربار شہنشاہ مین سب خرد و کلان بخیر و عافیت ہین بختک نے ہنسکر جواب دیا کہ مین تو اچھا ہون لیکن دربار نوشیروان مین تمہارے فرزند زندہ تو ہین مگر عافیت سے نہین ہین نہایت ذلیل و حقیر ہین ایک فرزند تمہارا مرتے مرتے بچا ایک ظالم نے اُسے مار ہی ڈالا تھا گستہم زرین کفش یہ گفتگوے بختک سُنکے مغموم ہوا اور متحیر ہو کر اور گھبرا کر پوچھنے لگا کہ ای وزیر شہنشاہ عالیجاہ مفصل فرمایئے کہ کس نے میرے فرزند کو صدمہ پہونچایا کس نے میرے لڑکون کو سر دربار ذلیل کیا بختک نے کہا ای گستہم زرین کفش اگر تم مفصل کیفیت بھی سنوگے تو جسنے تمہارے فرزند دلبند کو صدمہ پہونچایا ہے اُس سے تم مقابلہ نہ کر سکوگے وہ جوان نہایت شجاع اور بہادر ہے اُسکے سامنے تمہاری کچھ حقیقت نہین ہے اور اگر تم اُس سے زور آزمائی کروگے تو مجھکو کامل یقین ہے کہ بھاگ جاؤگے گستہم زرین کفش نے کہا کہ ای وزیر شہنشاہ آپ مفصل حال تو بیان کیجیے وہ ایسا کون بہادر ہے جس سے مین مقابلہ نہ کر سکونگا اور بھاگ جاؤنگا آپ کو تو میری شان مین اس طرح کہنا مناسب نہین ہے بختک نے کہا کہ اگر تم مفصل حال پوچھتے ہو تو سُنو جب تم جانب چین روانہ ہوے تھے اُسی زمانہ مین حمزہ صاحبقران کعبہ سے مدائن مین آئے تھے اور دربار شہنشاہ مین آکر تمہارے دنگل پر بیٹھے تھے تمہارے فرزند آردشیر کو اُنکا بیٹھنا تمہارے دنگل پر ناگوار ہوا تھا آخر تمہارے فرزند نے حمزہ صاحبقران کے پاس جا کر یہ کہا تھا کہ آپ اس دنگل سے اُٹھ جایئے اور کسی دنگل پر بیٹھیے یہ دنگل ہمارے باپ کے بیٹھنے کا ہے وہ بڑے شجاع اور بہادر ہین پس اس دنگل پر نہ بیٹھیے حمزہ صاحبقران نے تقریر تمہارے فرزند کی سُنکے بقہر و غضب اس زور سے تمہارے فرزند بیچارے کے رخسارے پر طمانچہ مارا کہ وہ سر دربار زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا چند اہل دربار اُس بیچارے کو دربار سے اُٹھا لیگئے تھے پھر آردشیر نے کمان منگوا کر حمزہ صاحبقران کو واسطے کھینچنے کے دی تھی وہ کمان سخت بھی حمزہ صاحبقران نے توڑ ڈالی تھی تمہارے فرزند آردشیر کا طمانچہ کھا کر عجب حال ہوا تھا رخسارہ اُسکا نیلگون ہو گیا تھا کئی دن تک عارض پر ورم رہا تھا حکما نے واسطے آماس کے کئی نسخے ضماد و تکمید کے لکھے تھے اُن نسخون کو تیار کر کے تمہارے فرزند کے رخسارے پر ضماد کیا گیا تھا ادویہ کی پوٹلون سے رخسارے بار بار سینکے گئے تھے اب آماس تو نہین ہے لیکن کبھی کبھی اب بھی درد ہوتا ہے حمزہ صاحبقران تمہارے دنگل پر اب تک بیٹھتے ہین لڑکے تمہارے دربار مین سامنے سب بہادرون کے خفیف اور ذلیل ہوتے ہین اور بسبب کم قوتی کے اُنسے مقابلہ نہین کر سکتے ہین اب مین تمہے بھی دوستانہ نصیحت کرتا ہون کہ تم بھی اُنسے مقابلہ نہ کرنا ورنہ تم بھی ذلیل ہوگے حمزہ صاحبقران تمہارے دست و پا توڑ ڈالینگے یا تیغ آبدار سے ایک دم مین قتل کر ڈالینگے پس تمکو مناسب ہے کہ دنگل سے ہاتھ اُٹھاؤ اپنی جان اُس شجاع سے بچاؤ اپنے فرزند کے انتقام لینے کا خیال بھی دل مین نہ لاؤ بلکہ میری تو یہ رائے ہے کہ بعد دو چار روز کے تم یہان سے بھاگ جاؤ گستہم زرین کفش یہ تقریر بختک وزیر کی سُنکے کثرت غضب سے کانپنے لگا چہرہ فرط غضب سے سُرخ ہو گیا اور اُسی عالم غیظ و غضب مین بختک سے مخاطب ہو کر کہنے لگا

کہ اگر میں اپنے فرزند کو طمانچہ مارنے کا اور دنگل پر بیٹھنے کا انتقام بخوبی تمام حمزۂ صاحبقران سے نلون تو ای وزیر
شہنشاہ فلک بارگاہ تم مجکو مرد نہ کہنا گستہم زرین کفش ابھی یہ گفتگو سنجتک سے کر ہی رہا تھا کہ یکایک بہزاد طوسی اور
کاؤس کاشانی اور کیسوس کرمانی وغیرہ بھی مع فوج قریب گستہم زرین کفش پہونچے سب نے گستہم زرین کفش
کو سلام کیا اور حال مزاج پوچھا گستہم نے ہر ایک دلاور کو علے قدر مراتب نوازش کی اور سب سے بغلگیر ہوا ابھی گستہم
زرین کفش سرداروں سے معانقہ کر رہا تھا ناگاہ مستر زلزلہ عیار گستہم زرین کفش کی خدمت میں حاضر ہوا اور
عرض کرنے لگا میں نے سنا ہے کہ حمزۂ صاحبقران آپ کے پاس آتے ہیں مدائن سے روانہ ہو چکے ہیں یقین ہے کہ اب آتے
ہی ہونگے جسوقت یہ گفتگو مستر زلزلہ اپنے عیار کی سنی گستہم زرین کفش نے خیال کیا کہ اسی وقت حمزۂ صاحبقران
سے انتقام لینا مناسب ہے یہ خیال کر کے ہنسا گھوڑے پر سوار ہو کے آگے بڑھا سنجتک بھی پیچھے پیچھے یہ خیال کرتا ہوا
چلا کہ دیکھیے گستہم حمزۂ صاحبقران سے کس طرح پیش آتا ہے میں نے آمادہ فساد تو کر دیا ہے سنجتک تو عقب
گستہم ایسے خیالات کرتا ہوا جاتا ہے لیکن اب حال گستہم زرین کفش اور حمزۂ صاحبقران کا لکھا جاتا ہے کہ جب
گستہم تھوڑی دور اپنی فرودگاہ لشکر سے آگے بڑھا ناگاہ گستہم نے دیکھا کہ چند سرداروں کو ہمراہ حمزۂ صاحبقران
عجب شان سے چلے آتے ہیں گستہم صولت و سطوت اور شان و شوکت اور صورت حمزۂ صاحبقران کی دیکھکر
تھرانے لگا اور بے اختیار ہاتھ اپنا واسطے اسلام کے اُٹھایا حمزۂ صاحبقران نے سلام کا جواب دیا گستہم
فی الفور اپنے گھوڑے سے اُتر کر آگے بڑھا حمزۂ صاحبقران بھی گستہم کو پیادہ پا آتے دیکھکر اپنے مرکب
سے اُترے اور چند قدم بڑھے جب گستہم زرین کفش عنقریب حمزۂ صاحبقران کے پہونچا دوڑ کر بصد غیظ و
غضب حمزۂ صاحبقران سے معانقہ کیا اور زور بخوبی تمام کیا تا کہ حمزۂ صاحبقران کے پہلوؤں کی پسلیاں
ٹوٹ جائیں اور ایک دم میں تڑپ کے ہلاک ہو جائیں ہر چند گستہم زرین کفش نے معانقہ کرنے میں اسقدر
زور کیا کہ تھک کر ہانپنے لگا تمام تن پسینے میں تر ہو گیا لیکن حمزۂ صاحبقران کی پیشانی پر ذرا بھی شکن نہ پڑی
نہ کچھ ناگوار ہوا جب گستہم بخوبی زور کر چکا حمزۂ صاحبقران نے خیال کیا کہ اسنے اپنے پسر کا انتقام مجھسے لیا ہے
... زور دینی چاہیے یہ خیال کر کے حمزۂ صاحبقران نے گستہم کو اپنی طرف کھینچکر اور معانقہ
کے طور پر اس زور ... کہ گستہم کی پسلیاں درد کرنے لگیں قریب تھا کہ ٹوٹ جائیں ریزہ ریزہ
ہو جائیں جب حمزۂ صاحبقران نے گستہم سے اس طرح معانقہ کیا اور پسلیاں گستہم کی دبیں اور شکم بھی دبا
اتفاق سے گستہم زرین کفش کی ریح زور سے صادر ہوئی اُسوقت بیقرار و بیتاب ہو کے حمزۂ صاحبقران
سے کہنے لگا کہ ای امیر میری خطا کو معاف کیجیے میں نے سنجتک ... کے کہنے سے گستاخی کی تھی اب مجکو سزا اسکے
معقول مل رہی ہے جان میری تن سے نکلی جاتی ہے پسلیاں ٹوٹی جاتی ہیں بس رحم کیجیے مجکو چھوڑ دیجیے جسوقت
گستہم نے اس طرح بہ منت حمزۂ صاحبقران سے کہا حمزۂ صاحبقران نے مسکرا کے گستہم کو چھوڑ دیا
گستہم زرین کفش حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ ای امیر اسوقت جو ریح میری بے اختیار نکل گئی
اسکا حال آپ کسی سے بیان نہ کیجیے گا ورنہ میری نہایت ذلت ہو گی حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا ای گستہم
تم ہمسے اب دشمنی نہ کرو گے تو ہم بھی تمھاری ریح نکلنے کا حال کسی سے نہ بیان کرینگے حمزۂ صاحبقران
ابھی گستہم سے یہ فرما رہے تھے ناگاہ سنجتک ایک درخت کے تنہ کی آڑ سے نکلا اور گستہم زرین کفش کو
بلایا جب گستہم زرین کفش سنجتک کے پاس پہونچا سنجتک نے کہا ای پہلوان نامدار رشک رستم و اسفندیار

واہ واہ واہ اب مجکو تمھاری دلاوری اور بہادری مین کسی طرحکا شک اور شبہ نہین ہی اسوقت کیا خوب زور تیغے کیا
شعر این کار از تو آید و مردان چنین کنند ؛ مین اس درخت کے تنہ کی آڑ مین چھپکر دیکھ رہا تھا اور باتین سن
رہا تھا مین تو تمھاری شجاعت و جوانمردی کی کیا تعریف کرون اگر اسوقت رستم اور اسفندیار سہراب وافراسیاب
گیو اور بیژن اور فرامرز و برزو اور بامان پہلوان ایران اور توران وغیرہ ہوتے تو وہ البتہ
تمھارے اسوقت کے زور کرنیکی کچھ تعریف کرتے اور نا تمھاری قوت و طاقت کی مین یہ تعریف کرتا ہون کہ
تمھارا مثل و نظیر روے زمین پر نہین ہی تم یکتاے روزگار اور وحید عصر ہو تمھاری شجاعت اور جوانمردی کی
گواہی آدمیون کے علاوہ بآواز بلند اعضا بھی دیتے ہین سننے والون کو اپنی شہادت سے آگاہ کرتے ہین پسلیان
کڑکڑا کر گواہی دیتی ہین پشت سے ولی عضو ادا سے شہادت کیواسطے اپنی آواز بلند کرتا ہی شکم صدا سے
قراقر سے صاف صاف شہادت دیتا ہی گستہم زرین کفش یہ گفتگو بختک کی سنکے شرم و حیا کی پسینے مین
تر ہو گیا آخر سر جھکا کے کہنے لگا ای وزیر شہنشاہ جو کچھ آپ نے کہا مین بخوبی سمجھا آپ نے میری تعریف نہین کی
بلکہ سراسر میری ہجو کی ہی اگر ذرا آپ غور و فکر کرین تو مجکو بجیطا و بے قصور جانکر میری ہجو نہ کرین ریح بیہودہ باد مخالف
ہی کہ جب یہ قصد نکلنے کا کرتی ہی تو کسی سے رک نہین سکتی ہی آج اتفاق سے اس طرح گوز میرا صادر ہو گیا
آپکو سنھا سے طعن آمیز کرنا نہ چاہیے اسوقت تو آپ نے تنہائی مین ایسی باتین کین اگر آپ میرے گوز نکل
جانیکا حال کسی سے بیان کیجیے گا تو میرے ہاتھ سے آپکو صدمہ سخت پہونچیگا آیندہ آپکو اختیار ہی
بختک نے کہا کہ پہلوان بیعدیل مین نے تو سراسر تمھاری جوانمردی کی تعریف کی ہی کوئی واہیات بات نہین
کہی ہی خیر اگر تمھاری یہی خوشی ہی تو مین کسی سے تمھارے گوز کے نکل جانیکا حال بیان نہ کرونگا لیکن اب ای
پہلوان نامدار بہتر اور مناسب یہ ہی کہ یہان توقف نہ کرو ہمراہ میرے خدمت شہنشاہ مین چلو شہنشاہ تمھارے
منتظر ہونگے گستہم زرین کفش نے بموجب کہنے بختک کے مردان لشکر کو حکم دیا کہ جلد یہان سے
کوچ کرو اور خدمت شہنشاہ مین چلو بموجب حکم گستہم مردان فوج مسلح ہوکر آمادہ کوچ ہوے گستہم
زرین کفش بہمراہی بختک مع سرداران نوشیروان و حمزہ صاحبقران وہان سے چلا حمزہ صاحبقران نے
ملاحظہ کیا کہ ارابے پہ ایک جوان نہایت خوشرو قوی ہیکل طوق و سلاسل مین گرفتار مانند شیر کے بیٹھا ہے
آثار شجاعت و جوانمردی اسکے چہرے سے ظاہر ہین جب اس جوان تہور شعار کا دل چاہتا ہی ایسا لنگر مارتا ہی کہ پہیے
ارابے کے زمین مین دھنس جاتے ہین ہر چند کہ ہزار گاو ارابے کو کھینچتے ہین لیکن پہیے زمین سے نہین نکلتے
ہین اور ارابہ ذرا بھی اس جگہ سے نہین چلتا ہی پھر جب اسی جوان کا دل چلنے کو چاہتا ہی اسوقت گاو بسہولت
ارابے کو کھینچتے ہین اور راہ طی کرتے ہین غرض حمزہ صاحبقران بہرام گرد بن خاقان چین کو دیکھتے ہوے
در سلطانی تک پہونچے ارابہ تو وہین ٹھہرا گستہم زرین کفش نے سوارون سے کہا کہ مین دربار مین جاتا ہون
تم گرد ارابے کے رہنا اور بخوبی شہنشاہ کے قیدی کی حفاظت کرنا سوارون نے نیزے علم کیے تلوارین کھینچلین اور
گرد ارابے کے کھڑے ہوے گستہم زرین کفش دربار مین آیا نوشیروان کو بعد ادب تسلیم کرکے اپنے
دنگل پر بیٹھا جب حمزہ صاحبقران دربار نوشیروان مین پہونچے دیکھا کہ گستہم زرین کفش تو اپنے دنگل پر
بیٹھا ہی اور ایک دنگل اور برابر بختک کے بچھا ہوا ہی نوشیروان نے حمزہ صاحبقران کو دیکھکر فرمایا کہ اے
فرزند بیٹے تمھارے واسطے یہ دنگل بچھوا دیا ہی تم اس دنگل پر بیٹھو حمزہ صاحبقران تسلیم کرکے اس دنگل پر

بیٹھے گستہم زرین کفش کو صدمہ ہوا کہ آج دربار میں میں زیر دست حمزہ صاحبقران سے بیٹھا ہوں گو میں کسی پہلوان کے زیر دست کبھی نہیں بیٹھا تھا گستہم تو یہ خیال کر رہا تھا اور اپنے زیر دست بیٹھنے پر غمگین تھا ناگاہ نوشیروان نے حکم دیا کہ ساقیان سیمتن جلد کشتیاں شراب کی لیکر حاضر ہوں اور شراب پلائیں بمجرد حکم ساقیان گلرخ سیمتن نازک بدن کشتیاں شراب ناب کی لیکر دربار میں حاضر ہوئے اور موافق قاعدے کے نوشیروان کو مجرا اور تسلیم کرکے اول ایک ساقی گل اندام مئے ناب جام میں بھر کر روبرو سے نوشیروان موافق دستور لیگیا نوشیروان نے جام لیکر شراب پی پھر ساقیان خوبرو کو حکم دیا کہ اس دربار کو شراب پلاؤ بموجب حکم ساقیان شوخ چشم و خوبصورت بہ ناز و ادا جام صہبا اہل دربار کو پلانے لگے یہاں تک کہ سوا سے خواجہ بزرجمہر اور حمزہ صاحبقران کے کل اہل دربار کو شراب ناب پلا چکے اسوقت بحکم نوشیروان ساقیان سیمتین ساق کشتیاں شراب کی اور شیشہ و جام و ساغر لیکر دربار سے چلے گئے جسوقت دماغ نوشیروان بادۂ ناب سے گرم ہوا نوشیروان نے گستہم زرین کفش سے پوچھا کہ اے گستہم زرین کفش تو نے بہرام گرد بن خاقان چین کو کیونکر گرفتار کیا مفصل بیان کر گستہم زرین کفش فی الفور اپنے دنگل سے اٹھا اور اس طرح عرض کرنے لگا کہ اے شہنشاہ بحر و بر و فرمانروائے ہفت کشور بحکم سرکار یہ نمکخوار مع لشکر جرار جب مدائن سے روانہ ہوا قطع منازل کرتا ہوا جب چین کے قریب پہونچا بہرام گرد واسطے شکار کے کسی صحرا میں گیا تھا خاقان چین نے میرے آنے کی خبر سنکے فوراً دروازہ قلعہ کا بند کیا پل تختہ اٹھوالیا خندق پُر آب کر دی اور جلد جلد توپیں بڑی بڑی لگادیں اور برجوں تمام قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا اور بہ اطمینان تمام قلعہ میں بیٹھا اس نمکخوار نے سامنے قلعہ کے کچھ میدان چھوڑ کے لشکر کو اترنے کا حکم دیا فوراً مردان فوج ٹھہر گئے خیام برپا ہوئے افسران فوج نے مورچہ بندی کی اکثر اہل قلعہ فوج کثیر دیکھکر گھبرائے فریاد و فغان لب پر لائے قلعہ سے نکل کے بھاگنے کی تدبیریں سوچنے لگے اس خاکسار نے طبل جنگ بجوایا شہنشاہ کے لشکر ظفر اثر میں جوانان تیغزن اور بہادران صف شکن تلوار و نیزہ صیقل کرنے لگے تیر انداز تیروں کو درست کرنے لگے جوانمرد آلات حرب و ضرب صاف کرنے لگے اکثر بہادر واسطے طلایہ لشکر کے اٹھے انھوں نے صدائیں ہوشیار باش کی بلند کیں اسی طرح چار پہر رات گذر گئے وہ وقت آیا شعر ہوا ظاہر فلک پر شاہ خاور + ہوئی ظلمت جہاں سے دور یکسر + یکایک فوج انجم یوں ہوئی گم + کہیں گویا نہ تھے گردوں پہ انجم + اے شہنشاہ گیتی پناہ اسوقت اس جانثار اور فرمانبردار نے مردان فوج کو حکم کمر بندی کا دیا دلاوران میدان مصاف زرہیں پہننے لگے خود سروں پر رکھنے لگے کمریں واسطے جنگ کے باندھنے لگے اسلحہ زیب تن کرنے لگے آمادہ حرب و پیکار ہونے لگے بعد مسلح اور مکمل ہونے کے جملہ بہادر گھوڑوں پر سوار ہوئے نقارہ جنگی بجنے لگے پھر پرے غولوں کے غول پلٹنیں بہادروں کی ایک طرف صف آرا ہوئیں سواروں کے رسالے ایک جانب صف بستہ ہوئے جوانان جہلتہ پوش اور چار آئینہ بند ایک سمت پرا جما کے کھڑے ہوئے پھر نقیب اور کڑکیت نکلنے لگے اور اس طرح مردان لشکر کا دل بڑھانے لگے شعر ہاں نامورو نام کرنا + دشمن سے نمود کام کرنا + جسوقت اس طور سے کڑکیت اور نقیبوں نے مردان لشکر منصور کے دل بڑھائے اسوقت بہادروں نے فرط شجاعت سے قبضوں پر تلواروں کے ہاتھ ڈالے اور تلواریں کھینچیں نیزے بلند ہوئے طبل جنگی پر چوب پڑی آگے لشکر کے یہ سرفروش گرز گران لیکر بڑھا پیچھے تمام فوج عجب شان سے چلی اسدم وہ سواروں کے پرے

وہ پیادون کے جھرمٹ وہ دلاورون کے نشان وہ بہادرونکی آن بان وہ تلوارونکا مانند برق کے چمکنا وہ کرکیتونکا کوئل کیطرح بولنا ہر جوانکو آمادۂ حرب وضرب کرنا علمونکا بلند ہونا وہ گھوڑونکا ہنہنانا غبار کا بلند ہونا وہ زمین کا لرزنا وہ ڈھالون کی سیاہ گھٹا وہ نیزونکی سنانون کا چمکنا وہ دلیرون کا دمبدم نعرۂ شیرانہ کرنا حضور لائق دیکھنے کے کیفیت تھی ای شہنشاہ فلک بارگاہ جب اس خاکسار نے کچھ میدان طی کیا اسوقت بحکم خاقان چین گولندازون نے توپونکو جھکاکر رنجک رکھکر فیر کرنا شروع کیا گولے مثل اولون کے برسنے لگے دھوان ابر کے مانند چھا گیا آگ کا مینھ لشکر پر برسنے لگا ہزارہا آدمی مانند روئی کے گالون کے اڑ گئے صدہا زخمی ہوکر میدان رزم مین مثل ماہی بے آب تڑپنے لگے عرصۂ مصاف خون دلیرانسے رنگین ہوگیا بھائی سے بھائی پسر سے پدر اُس ہنگام مین چھوٹ گیا عرصۂ مصاف گولونکی کثرت سے گویا کرۂ نار بنگیا ہر ایک توپ کی صدا مثل آواز رعد کے تھی زمین کو تزلزل تھا قاعدۂ فلک کو جنبش تھی ابر دھوئین کا زیر فلک محیط تھا زمانہ نظرون مین تیرہ و تاریک تھا میدان رزم عرصۂ محشر سے بھی کچھ بڑھا ہوا تھا زمین سے دھوان نکلتا تھا گولون کی کثرت سے زمین پر قدم رکھنے کی جگہ نہ تھی ارض میدان مثل تابۂ آہن جل رہی تھی گولے برابر پڑ رہے تھے دلاور مر رہے اور زخمی ہو ہو کے زمین پر گر رہے تھے صدائین بسملون کے فریاد کی ہر طرف سے بلند تھین کسی جری کے سر پر گولہ پڑا تھا کسی دلاور کے سینے کو توڑ کر گولہ نکل گیا تھا کسی تیغزن کا گولے سے ہاتھ اڑ گیا تھا کسی ثابت قدم کے پاؤن پر گولہ پڑا تھا کوئی جوان زمین پر زخمی ہوکر ایڑیان رگڑتا تھا کوئی زخمی ہوکر شدت تشنگی سے بہ منت دوسرون سے پانی مانگتا تھا میدان مصاف مین کسی سمت کشتون کی تلوارین پڑی تھین کسی طرف تیغزنون کی ڈھالین زمین پر نظر آتی تھین تیر اندازان بخطا زخمی ہوکر چلاتے تھے لیکن اس ہنگامۂ گیر ودار مین کوئی انکی فریاد نہ سنتا تھا اسوقت انتشار اور بدحواسی سے یہ حال تھا کہ پیادون کی پاؤن زخمی سوارون کے سر پر تھے ایک دوسرے کو مثل سبزۂ پامال کرتا تھا بعضون کے تنو پر گلہاے زخم کھلے تھے اکثر بہادرون کے زخم تن مثل غنچہ مسکراتے تھے کوتل گھوڑے میدان جدال مین دوڑ رہے تھے مرکب سوارون کو پامال کر رہے تھے بہادر زمین پر پڑے ہوئے کس یاس وحسرت سے دم توڑ توڑ کر مر رہے تھے بازار اجل گرم تھا ملک الموت کو جلد جلد روحین قبض کرنا مشکل تھا اسی ہنگامۂ قیامت اثر مین یہ خاکسار ذرۂ بیمقدار باقبال شہنشاہ قریب در قلعہ پہونچ گیا تھا اور نعرہ مین نے کیا تھا کہ اے اہل قلعہ آگاہ ہو کہ مین خندق تک آپہونچا ہون اب خندق سے گذر کر اور گرز گران سے در قلعہ کو توڑ کر تم سب کو تہ تیغ کرونگا کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا ای شہنشاہ جسوقت مین نے یہ نعرہ کیا اہل قلعہ نے میری آواز سنکے توپین فیر کرنا موقوف کین اور فصیل قلعہ پر آکر صدہا ٹوکریان اور بورے خس و خاشاک کے بھر بھر کر اس خاکسار پر پھینکنا شروع کیے بعضون نے تیر اور نیزے لگائے اکثر نے نفطے کے حقے مارے اکثر اہل قلعہ نے بارود کی ہنڈیان پھینکین ای شہنشاہ ذیجاہ اسوقت اس نمکخوار نے قصد کیا تھا کہ گھوڑے کو اپنے خندق سے پھنداؤن در قلعہ پر جاؤن ناگاہ جانب دشت سے ایک غبار عظیم بلند ہوا جب وہ غبار برطرف ہوا اس خاکسار نے دیکھا کہ بہرام گرد بن خاقان چین ایک مرکب پر سوار ہے اور ہمراہ تھوڑی سی فوج ہے لیکن ہر ایک اس فوج مین دلاور اور بہادر معلوم ہوتا ہے اور بہرام گرد مانند باد تند گھوڑے کو دوڑائے ہوئے اور فوج کو ہمراہ لیے جانب قلعہ چلا آتا ہے جب بہرام قریب میرے آیا نعرہ کیا کہ ای گستہم زرین کفش ہوشیار وخبردار ہو جا کہ مین آپہونچا تیرے قلعہ پر حملہ کرنے کی مجکو خبر شکارگاہ مین ملی اب تو مجھسے مقابلہ کر پھر

نعرہ کرکے بہرام گردبن خاقان چین نے باقی ماندہ لشکر شہنشاہ کو گھیر لیا اور تلوار کھینچکر بہادرون کو قتل کرنا شروع کیا دلاوران لشکر شہنشاہ بھی لڑنے لگے چینیون کو قتل کرنے لگے اس خاکسار نے بھی تلوار کھینچکر حملہ کیا صدہا کو تہ تیغ کیا دونون لشکر باہم مل گئے خوب تلوار چلنے لگی زمین پر لاشین گرنے لگین میدان مصاف مین اب پھر لاشون کے ڈھیر اور کشتون کے انبار ہونے لگے دونون طرف کے دلاور اور بہادر قتل ہوا کئے اور زخمی ہوکر زمین پر گرنے لگے اُسوقت جنگ مغلوبہ لائق دیکھنے کے تھی تیر انداز تیرون سے اپنے حریفون کو ہلاک کرتے تھے اور ان تیغزن اور بہادران صف شکن باہم لڑ رہے تھے دونون لشکرون مین جنگ ہو رہی تھی جیسے خون کشتگان میدان مصاف مین بہ رہی تھی اسی ہنگامۂ جدال وقتال مین مجھسے اور بہرام گردبن خاقان چین سے مقابلہ ہوا بہرام گرد نے تیغہ تیز دگر انبار کھینچ کے میرے سر پر لگایا مین نے تیغہ کو سپر پر روکنا مناسب نہ جانکر تیغہ کو خالی دیا وہ تیغہ گرانبار میرے گھوڑے کی گردن پر پڑا گردن گھوڑے کی کٹ گئی گھوڑا میرا زمین پر گرنے لگا مین گھوڑے سے اُترنے لگا ناگاہ پاؤن میرا رکاب مین اُلجھ گیا ہرچند اُسوقت مین نے پاؤن اپنا رکاب سے نکالنا چاہا لیکن اتفاق سے نہ نکلا گھوڑا میرا زمین پر گرا مین نیچے گھوڑے کے دب گیا اُسدم مین نے گھوڑے کے نیچے سے اُٹھنے کا قصد کیا تھا ناگاہ بہرام گردبن خاقان چین نے مجھکو بجمعیت کثیر آکر جلد تر گرفتار کر لیا مجھکو مہلت اُٹھنے کی نہ دی جسوقت بہرام گردبن خاقان چین نے مجھکو گرفتار کر لیا اور ارادہ کیا کہ تیغ تیز سے مجھکو قتل کرے اُسوقت ای شہنشاہ مین نے واسطے اپنی جان بچانے کے بہرام گردبن خاقان چین سے کہا اگر تو مجھکو قتل نہ کرے مین تیری اطاعت اور ملازمت اختیار کرونگا ای شہنشاہ بہرام گردبن خاقان چین نے میرے مکر و فریب پر کچھ خیال نہ کرکے تیغ کو روکا اور مجھکو قتل نہ کیا اور اپنے اہل لشکر سے کہا کہ اب جنگ موقوف کرو لشکر بہرام گردبن خاقان چین نے جنگ سے ہاتھ روکا لیکن دلاوران فوج شہنشاہ نے واسطے میرے رہا کرنے کے تیر و شمشیر لیکر بہرام گردبن خاقان چین پر حملہ کیا اُسوقت بہرام گردبن خاقان چین نے مجھسے کہا کہ ای گستہم زرین کفش اب تم بھی اپنی فوج کو لڑنے سے منع کرو ای شہنشاہ مین نے بموجب کہنے بہرام گردبن خاقان چین کے دلاورون کو لڑنے سے منع کیا اور پکار کے بہادرون سے کہا کہ ای دلاورو آگاہ ہو کہ مین نے اب اطاعت بہرام گرد بن خاقان چین کی اختیار کر لی پس تمکو بھی لازم ہے کہ تم بھی اطاعت مثل میرے کرو اور اب نہ لڑو جسوقت اس طرح مین نے اپنے لشکر کے دلاورون سے کہا اُسدم ہر ایک دلاور جنگ و جدال سے باز آیا سب نے لڑائی کا ارادہ دل سے دور کیا تلوارین میانون مین رکھین جب لڑائی موقوف ہوئی اُسوقت بہرام گردبن خاقان چین نے مجھکو رہا کیا اور مہربانی اور عنایت سے پیش آیا دروازہ قلعہ کا کھلوا کر مجھکو مع فوج و لشکر لیکر اندر قلعہ کے گیا ای شہنشاہ مین قلعہ مین داخل ہوا شہر کی سیر کرتا ہوا ہمراہ بہرام گرد کے چلا شہر کو مین نے نہایت آباد اور رعایا کو شاد دیکھا بعد قطع راہ جب بہرام گردبن خاقان چین دار الامارہ شاہی پر پہونچا لشکر کو وہین ٹھہرا کر داخل دولتسرا ہوا بعد تھوڑی دیر کے محل سے برآمد ہوا اور اُسوقت مجھکو دربار مین بلایا اور دنگل پر بیٹھنے کو کہا پھر مجھکو خلعت دیا امرا و وزرا وغیرہ جو دربار مین حاضر تھے ہر ایک نے نذر فتح کی بہرام کو دی بہرام گردبن خاقان چین بعد تھوڑی دیر کے پھر داخل محل ہوا اور دربار برخاست ہوا مین دربار سے اُٹھکر اپنے لشکر مین آیا اور ایک خیمہ مین بیٹھا میرے لشکر کے افسر بھی میرے پاس آئے مین نے ہر ایک سردار سے تخلیہ مین کہا کہ مین نے بہ مکر و فریب اطاعت بہرام گردبن خاقان چین کی اختیار کی ہے مین فکر مین ہون کہ

کسی دن بہرام گردین خاقان چین کو گرفتار کرکے شہنشاہ کی خدمت مین لیجاؤنگا یہ گفتگو میری ہر ایک سردار سنکے
خوش ہوا اور ہر ایک افسر کے دل سے رنج دور ہوا بعد چند روز کے پھر بہرام گردین خاقان چین براے شکار
صحراے چین کیجانب گیا اور مجکو مع افسران وغیرہ کے ہمراہ لے گیا اُس روز چرخ پہ لاکھون ابر آئی اور کالی کالی
گھٹا نمایان ہوئی بہرام گردین خاقان چین صحرا مین پہونچکر ابر کو دیکھکر خوش ہوا اور خیام و بارگاہ استادہ کراکر
بارگاہ مین داخل ہوا مجکو اور دیگر افسران فوج کو بھی اسی بارگاہ مین بلایا اور بیٹھنے کو کہا جب ہم سب بیٹھے اُسوقت
شراب طلب کی ساقیان خوبرو شیشہ و جام لیکر حاضر ہوئے اور رنگے گلگون جام مین بھر کر اور یہ
شعر پڑھ پڑھ کے بہرام گردین خاقان چین اور سب افسرون کو ساغر بادۂ ناب پلانے لگے شعر عندلیب پرشور سرمست
زلنسار آمدہ سیلشان فرخندہ کہ ابر آمد بسیار آمدہ جب بہرام گردین خاقان چین اور افسران فوج نے
شراب پی اور دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا اُسوقت شکار کھیلنے کیواسطے ہر ایک بیتاب و بیقرار ہوا بہرام گردین
بارگاہ سے نکلا سب افسران فوج بھی بارگاہ سے باہر آئے مین بھی ہمراہ بہرام گردین خاقان چین کے
شراب پی کے بارگاہ سے باہر آیا اُسوقت صحراے چین کی سیر لائق دید تھی گلہاے خودرو صحرا مین ہر طرف
کھلے ہوئے تھے سبزۂ نودمیدہ لہلہاتا تھا ہواے سرد چلتی تھی کچھ کچھ بارش بھی ہوتی تھی اُسدم ہر ایک کی زبان
یہ شعر پر بہار جاری تھا شعر این سبزہ و این صحرا بوے زجنون دارد دیوانگی و مستی امروز شگون دارد
اُسوقت بحکم بہرام گردین خاقان چین قراول اور چیلے حاضر ہوئے جانوران شکاری باز اور جرہ اور بہری
شاہین وغیرہ ہر ایک کو آمادہ شکار کیا بازدارون نے طعمہ بازونکا روک رکھا تھا جسوقت بازدارون نے بازونکو طائرون پر
چھوڑا ہر ایک نے باز مثل شیر گرسنہ اپنے صید کو پنجون سے دبوچا بازدارون نے اُن طائرونکے جگر چاک کیے اور کچھ گوشت
اُنکا بازون کو کھلایا اور خون اُنکا پلایا پھر اُن بازون کو بازدارون نے طائرون پہ طبل باز بجاکر چھوڑا اشعار
چو در نالیدن آمد طبلک باز بہ در آمد مرغ صید افگن بہ پرواز بہ روان شد ہر ہوا باز شکیبہ بہ جہان شد
خالی از کبک و کبوتر بہ غرض بازدار بحکم بہرام گرد اسی طرح شکار کھیلنے لگے تھوڑی دیر مین طائرونسے جنگل
بھر گئے پھر قراول اور چیلے بہرام سے آکر عرض کرنے لگے کہ حضور کچھار مین بہت سے آہو سبزۂ نودمیدہ چر رہے
ہین چلیے اور وہان اُنکو صید کیجیے بہرام یہ سنکے نہایت خوش ہوا قریب کچھار کے گیا اور آہو نیل گاؤ چیتل
بارہ سنگے کا شکار کرنے لگا وہ افسران فوج کا ہنستا اور تیر لگاتا اور کمند آہوؤن پر مارتا اور ہر ایک کو انکو اپنے گھوڑونسے
اُترا تر کے بخوشی و خرمی ذبح کرتا اور وہ اپنے صیدونکو آگے باندھ کے روکتا اور ہر ایک کا دوسرے سے
صید افگنی مین سبقت لیجاتا اور وہ صید کو تاک تاک کے تیر مارتا لائق دید تھا بہرام بھی ہر طرف دوڑ دوڑ کے
چوپایونکا شکار کرتا تھا اور خوش ہوتا تھا اے شہنشاہ ذیجاہ اسی طرح صبح سے شام تک اُس صحراے سبزہ زار مین
بہرام نے مع افسران فوج کے شکار کھیلا جب شام ہوئی اُسوقت مع افسران فوج وغیرہ صحراے سبزہ زار سے پھرا اور
اپنی بارگاہ مین داخل ہوا اور افسران فوج اور اس خاکسار کو اپنی بارگاہ مین طلب کیا پھر حکم کیا کہ ساقیان
گلعذار کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہون بموجب حکم بہرام ساقیان خوبرو و نازک اندام شیشہ ہاے مے اور جامہاے
بلورین لیکر حاضر ہوئے اُسوقت مین نے بہرام سے کہا کہ میرا عیار عمر زلزلہ ساقی گری خوب کرتا ہے اگر مناسب
ہو تو اسوقت وہی شراب پلاے بہرام نے یہ گفتگو میری سنکے کہا کہ اچھا عمر زلزلہ کو بلاؤ اسوقت ہمکو شراب
پلاے اے شہنشاہ جسوقت یہ تقریر مین نے بہرام کی سنی فورًا بارگاہ سے باہر گیا اور عمر زلزلہ کو بلاکر مین نے

اُس سے کہا کہ بیہوشی شراب میں ملا کر شراب بہرام گرد وغیرہ کو پلانا لیکن مجکو شراب بیہوشی آمیز نہ دینا غرض میں نے
اُن عیار زلزلہ کو خوب سمجھا کر ہمراہ اپنے لیکر بارگاہ میں آیا مہتر زلزلہ نے تسلیم کر کے اور شراب ناب میں بیہوشی ملا کر اور
جام میں شراب بھر کر روبرو سے بہرام گرد دیے گیا چونکہ بہرام گرد میرے مکر و فریب سے آگاہ نہ تھا اس وجہ سے
بے خوف و خطر مہتر زلزلہ کے ہاتھ سے جام شراب لیکر پی گیا پھر مہتر زلزلہ نے شراب بیہوشی آمیز افسران فوج
بہرام گرد بن خاقان چین کو پلائی اور مجکو اور میرے افسران لشکر کو سادی شراب پلائی تھوڑی دیر میں بیہوشی
نے اپنا اثر کیا ہر ایک کے سر میں درد ہونے لگا زبان خشک ہونے لگی آنکھیں بند ہونے لگیں ای شہنشاہ جب میں نے
دیکھا کہ بہرام وغیرہ بیہوش ہوا چاہتے ہیں اُسوقت اس نمکخوار نے بہرام گرد بن خاقان چین سے کہا کہ ای بہرام گرد
آگاہ ہو کہ میں نے یہ مکر و فریب واسطے اپنی جان بچانے کے تیری اطاعت قبول کر لی تھی اگر میں اُسوقت تھکا ہوا نہ ہوتا اور
تیرا گھوڑا مارا نہ جاتا تو تیری بھی یہ طاقت تھی کہ تو مجکو گرفتار کر لیتا بہرام گرد میرا یہ کلام سُنکے نہایت برہم ہوا اور
میرے ہلاک کرنے کیواسطے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالکے اُٹھا بیہوشی تو بخوبی اپنا اثر کر چکی تھی اُٹھتے ہی چکر آیا
اور بیہوش ہو کر گرا افسران فوج بہرام گرد بن خاقان چین کا یہ حال دیکھنے کے واسطے اُٹھے بہرام گرد کی اُٹھے
وہ سب بھی بیہوش ہوئے ای شہنشاہ گیتی پناہ اُسوقت میں نے بہرام گرد بن خاقان چین کو طوق و سلاسل
میں گرفتار کیا اور افسران فوج کو جو بیہوش تھے اُسی بارگاہ میں قتل کیا پھر بارگاہ سے نکل کے میں نے قصد
چلنے کا کیا لشکریان بہرام گرد نے بہرام کو گرفتار دیکھ کے مجھسے مقابلہ کیا اور چاہا کہ بہرام گرد بن خاقان چین
کو رہا کرائیں لیکن میں نے تیغ تیز کھینچکر سب کو ہلاک کیا قراول اور بیلچے اور بازدار اور مچورسیے وغیرہ یہ حال
دیکھ کے بھاگ گئے یہ خاکسار بہرام کو ارابے پر بٹھا کر اور اُس صحرا سے سبزہ زار میں شکار مشغول کر کے
سبکو قتل کر کے مع فوج ظفر موج بخوشی و خرمی روانہ ہوا اور بعد قطع منازل اب شہنشاہ کی خدمت
میں حاضر ہوا اصل حال یہ تھا جو خاکسار نے عرض کیا جسوقت گستہم زرین کفش نے حال گرفتاری
بہرام گرد بن خاقان چین کا بیان کیا اور اہل دربار نے مفصل حال اُسنا جو دربار میں بہادر اور جوانمرد تھے
وہ لوگ گستہم زرین کفش کی نامردی اور بزدلی اور مکر و فریب پر ہنسے اور بہرام گرد بن خاقان چین کی بہادری
اور دلاوری پر باہم تعریف کرنے لگے لیکن نوشیروان نے تمام حال سُنکے حکم کیا کہ بہرام گرد بن خاقان چین
کو ہمارے سامنے لاؤ موافق حکم ملازمان نوشیروان بہرام گرد بن خاقان چین کو کشاں کشاں دربار میں
لائے جسوقت بہرام گرد بن خاقان چین دربار نوشیروان میں آیا اہل دربار کو دیکھنے لگا اور اہل دربار اُس
تہور شعار کو دیکھنے لگے جب تھوڑی دیر گذری اور بہرام گرد بن خاقان چین نے نوشیروان کو سلام نہ
کیا اور قواعد زمین بوسی بجا نہ لایا اُسوقت نوشیروان کو کمال غصہ آیا اور اُسی عالم غیظ و غضب میں کہنے لگا
کہ ای بہرام تو اسقدر مغرور اور متکبر ہے کہ مجکو تو نے سلام نہ کیا باوجود اسکے کہ تو اسوقت ہمارے
سامنے طوق و سلاسل میں گرفتار کھڑا ہے لیکن بوجہ نخوت کے سلام نہیں کرتا ہے انجام اس غرور کا اچھا
نہیں ہے تجکو لازم ہے کہ مابدولت کو بہ عجز و انکسار سلام کر اور قواعد زمین بوسی بجا لا ورنہ قتل کیا جائیگا
اور اگر ہمارا فرمانا بجا لائیگا تیرا قصور سرکشی عفو کیا جائیگا اور تجکو رہا کرکے تجھ پر عنایت سلطانی موافق تیرے
رتبہ اور مرتبہ کے ہوگی اس دربار میں بعزت و حرمت تجکو بیٹھنے کو جگہ ملیگی بہرام گرد بن خاقان چین تقریر
نوشیروان کی سُنکے بےخوف و خطر کہنے لگا کہ تجھ ایسے نامرد اور ناانصاف کو جوانمرد سلام کرنا ننگ و عار سمجھتے ہیں

جیسا تجکو اور تیرے ملازمون کو نامرد دیکھا مین نے کسی کو ایسا بزدل اور نامرد نہین دیکھا اور جیسا مین نے تجکو اور تیرے ملازمون کو ظالم اور نامنصف دیکھا کسی کو ایسا نامنصف اور جابر نہین دیکھا مجکو تعجب ہی کہ تجھ ایسے ظالم و جابر کو مردمان شہر عادل کہتے ہین معلوم ہوتا ہی کہ جو تجکو عادل جانتے ہین محض نافہم اور بیوقوف ہین اور محض تجھ ایسے نامرد سے ڈر کے تجکو بادشاہ عادل کہتے ہین تیرے سردار گستہم زرین کفش نامرد و نابکار نے مجکو بہ مکر و فریب شراب بیہوشی آمیز پلاکر گرفتار کیا ہی ورنہ اسکی کیا مجال تھی کہ یہ مجکو گرفتار کرتا اگر گستہم زرین کفش بہ مردی و مردانگی مجکو گرفتار کرتا تو البتہ مین تجکو سلام کرتا اور تجکو اور تیرے ملازمون کو دلاور اور بہادر تصور کرتا تیرے ملازم تو ایسے نامرد ہین کہ تین روز سے بسبب خوف کے میرے قریب اس قید مین بھی نہین آتے ہین اسقدر مجھسے ڈرتے ہین اور ایسے ظالم اور جابر ہین کہ تین روز سے انھون نے مجکو آب و طعام بھی نہین دیا ہی مجکو تیرے دربار مین کوئی ایسا جوانمرد اور منصف نظر نہین آتا کہ جو میرے قریب آئے اور آب و طعام دے جسوقت یہ گفتگو بہرام کی حمزہ صاحبقران نے سنی فورًا اپنے صندلی سے اٹھے اور نوشیروان سے عرض کرنے لگے کہ ای شہنشاہ عادل یہ تو عدالت کے خلاف ہی کہ قیدی کو آب و طعام نہ دیا جائے اگر حکم ہو تو مین بہرام کو آب و طعام سے سیر اور سیراب کرون ہرچند کہ اسوقت نوشیروان گفتگوے بہرام سے نہایت برہم تھا لیکن حمزہ صاحبقران نے آب و طعام کے بارے مین نوشیروان سے عرض کیا نوشیروان نے فرمایا ای فرزند اگر یہ رہا ہو جائیگا تو پھر اسکا گرفتار ہونا مشکل ہوگا مجکو اسکا قتل کرنا منظور ہی اسنے بدزبانی اور سخت کلامی ما بدولت سے بہت کی ہی حمزہ صاحبقران نے عرض کیا کہ حضور کو اسکے قتل کرنے اور رہا کرنے کا اختیار ہی مگر مین اقرار کرتا ہون کہ بہرام رہا ہوکر اور آب و طعام سے سیر اور سیراب ہوکر بھاگ نہ جائیگا اور آمادۂ جنگ و جدال ہوگا اور اگر رہا ہوکر اور آب و طعام سے آسودہ ہوکر آمادۂ پیکار ہوگا تو مین اس سے مقابلہ کرونگا اور پھر اسکو گرفتار کرونگا نوشیروان نے فرمایا ای فرزند اگر تم یہ اقرار کرتے ہو تو اسکو لیجاکر آب و طعام سے سیر اور سیراب کرو جب یہ گفتگو نوشیروان کی حمزہ صاحبقران نے سنی فی الفور خوش ہوکر بہرام گردین خاقان چین کو دربار سے باہر لیجاکر ایک خیمہ مین بعزت و حرمت بٹھایا اور طوق و سلاسل کو اسکے جسم سے دور کرکے طعام لطیف اور خوش ذائقہ منگواکر دسترخوان بچھواکر بہرام گردین خاقان چین کے روبرو رکھا اور صراحیان پانی کی رکھوائین اور فرمایا کہ ای بہرام گردین خاقان چین اس طعام لذیذ کو سیر ہوکر کھاؤ اور پیو آب سرد و خوشگوار پس بہرام گردین خاقان چین حمزہ صاحبقران کی جوانمردی اور شیرین کلامی اور مہربانی پر نظر کرکے طعام تناول کرنے لگا اور آب سرد پینے لگا اور خدمتگارون وغیرہ سے جو اسوقت اس خیمہ مین موجود تھے کہنے لگا کہ یہ ایک شخص دربار نوشیروان مین بہادر ہی باقی جتنے اہل دربار ہین کوئی دلاور نہین ہین مجکو بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ یہ محسن میرا ان جفاکارون اور نامردون کی قوم اور قبیلہ سے نہین ہی اسکے چہرہ سے آثار شجاعت ظاہر و آشکار ہین چونکہ یہ بہادر اور جوانمرد ہی اسی سبب سے اسنے مجکو بھی بہادر خیال کرکے میری قدر اور منزلت کی اور مجکو آب و طعام دیا نہایت اس شخص نے مجپر احسان کیا خدمتگارون وغیرہ نے عرض کیا کہ جسکی آپ تعریف کرتے ہین اور جو آپ کے سامنے تشریف رکھتے ہین یہ نوشیروان کے پسر خواندہ ہین آپ کا نام نامی اور اسم گرامی مع لقب حمزہ صاحبقران ہی آپ نے اکثر سرکشان جہان کو زیر کیا ہی اور اژدر شیر کو ہلاک کیا ہی بہرام گردین خاقان چین خدمتگارون وغیرہ کی گفتگو سنکے اور طعام سب ہی تناول کرکے اور تھکے

دیوے کہ حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ تمنے میرے اوپر بڑا احسان کیا مین تمہارا ممنون ہوا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ ای بہادر کیا ایسا مین نے تیرے احسان کیا ہی کہ جس احسان کا ذکر تم باربار کرتے ہو مجھکو مجھ سے شرمسار کرتے ہو اب یہ بتاؤ کہ کسی چیز کی ابتو تمھین خواہش نہین ہی اگر کسی چیز کی خواہش ہو تو بیان کرو بہرام گرد خاقان چین نے کہا ای بہادر مین نے کئی روز سے شراب نہین پی ہی اگر شراب ممکن ہوتی تو مین پیتا حمزۂ صاحبقران نے فورًا شیشہ شراب اور جام بلورین منگوایا ایک ساقی گلعذار جلد تر لیکر آیا حمزۂ صاحبقران نے ساقی سے فرمایا کہ بہرام کو شراب پلاؤ ساقی گلعذار بموجب حکم حمزۂ صاحبقران جام بادۂ ارغوانی بہرام گرد کو دمبدم دینے لگا جب چند جام شراب بہرام نے پیے اور دماغ بادۂ ناب سے گرم ہوا حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ ای بہادر تمنے مجھپر از حد احسان کیا ہی مین بعوض اس احسان کے نوشیروان اور جملہ امیران و در پہلوانون کو ابھی تہ تیغ کرکے تمکو تخت سلطنت پر بٹھا دیتا ہون ای بہادر ان سب نامردونکا قتل کرنا اور ہلاک کرنا کوئی امر مشکل نہین ہی یہ کہکے بہرام نے قصد اٹھنے کا کیا امیر نے بہرام سے فرمایا کہ ای بہادر بیگانہ تم تشنۂ شراب مین ایسی باتین کرتے ہو اور یہ باتین کرو مجھکو تخت پر بیٹھنا منظور نہین ہی مین اسکا پسر خواندہ ہون مجھکو یہ منظور نہین ہی کہ بوجہ نوشیروان ہلاک کیا جاے ہرگز تم قصد نوشیروان کے ہلاک کرنے کا نکرنا اور یہین بیٹھے رہنا شراب پینا جس شی کی خواہش ہو مجھسے طلب کرنا بعد میکشی کے یہ طوق و سلاسل خود پہن لینا میرے پہنانے کی کوئی ضرورت نہین ہی یہ کہکر حمزۂ صاحبقران اس خیمہ سے اٹھکے دربار نوشیروان مین آئے اور دنگل پر بیٹھے نوشیروان نے حمزۂ صاحبقران سے پوچھا کہ ای فرزند بہرام آب و طعام سے سیر اور سیراب ہو چکا تمنے اسکو طعام کھلوادیا اور طوق سلاسل مین پھر اسکو گرفتار کر دیا حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا مین نے بہرام کو آب و طعام سے سیر اور سیراب کر دیا اب وہ شراب پی رہا ہی بعد شراب پینے کے بموجب میرے کہنے کے طوق اور سلاسل وہ خود پہن لیگا نوشیروان یہ تقریر حمزۂ صاحبقران سنکے مشوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ اگر بہرام نے رہا ہوکر طوق اور سلاسل کو نہ پہنا اور ارادہ سرکشی کا کیا تو اب اسکا گرفتار ہونا مشکل ہی نوشیروان تو یہ خیال کر رہا تھا ادھر بہرام نے یہ خیال کیا کہ حمزۂ صاحبقران نے مجھپر احسان کیا ہی اب مجھکو بھی لازم ہی کہ انپر یہ احسان کرون کہ انکو تخت پر بٹھا دون نوشیروان اور گستہم وغیرہ کو مار ڈالون حمزۂ صاحبقران کے کہنے کو نہ مانون یہ خیال کرکے بہرام چوب خیمہ لیکر دربار مین پہونچا اور نعرہ کیا کہ ای نوشیروان ہوشیار ہو کہ مین آپہونچا اب گستہم کو مار ڈالونگا یہ نعرہ کرکے گستہم کی طرف چلا اکثر اہل دربار جو نامرد اور بزدل تھے بے اختیار بھاگے نوشیروان گھبرایا بختک نے عرض کیا ای شہنشاہ بڑا غضب ہوا بہرام کو حمزۂ صاحبقران نے رہا کر دیا تھا اب وہ آمادۂ جنگ ہوا ہی حضور کی طرف آتا ہی اہل دربار بے اختیار بھاگے جاتے ہین آپ بھی جلد تخت سے اٹھیے محل مین جلدی سے جائیے اس سرکش و جوانمرد سے اپنی جان بچائیے دیر نہ لگائیے مین بھی بھاگتا ہون اس دلاور سے اپنی جان بچاتا ہون اگر ذرا بھی اٹھنے مین توقف کیجیے گا ای شہنشاہ دیکھیے اس بہادر کے ہاتھ سے ہلاک ہو جایئے گا جب یہ تقریر بختک کی حمزۂ صاحبقران نے سنی اور اکثر اہل دربار کو بھاگتے ہوے دیکھا اور نوشیروان کو متفکر دیکھا فورًا اپنے دنگل سے اٹھے اور نعرہ کیا کہ ای بہرام بہتر یہی ہی کہ وہین ٹھہر جا چوب خیمہ کو ہاتھ سے رکھ دے آمادۂ شر نہو خیمہ مین جاکر سلاسل پہن لے ورنہ تیرے حق مین اچھا نہو گا بہرام نے عالم نشہ مین حمزۂ صاحبقران کے اس ارشاد کو نہ سنا اور آگے بڑھا اسوقت حمزۂ صاحبقران بھی آگے بڑھے اور بہرام

کو روکا بہرام نے عالم نشہ مین وہی چوب خیمہ حمزہ صاحبقران کے سر پر لگائی حمزہ صاحبقران نے وہ چوب خیمہ
بقوت تمام بہرام کے ہاتھ سے چھین لی اور فرمایا کہ ای بہادر اگر تیرا لڑنیکو دل چاہتا ہی تو کل شمشیر اور تیر لیکر میدان
مین مجھسے مقابلہ کرنا اسوقت خیمہ مین جاکر طوق وسلاسل پہن لے بہرام گرد بن خاقان چین نے کہا ای حمزہ صاحبقران
کل مین تمسے مقابلہ کرونگا یہ کہکر دربار سے چلا گیا اور اُسی خیمہ مین جاکر طوق اور سلاسل پہن لیے نوشیروان نے گرد خیمہ
چند سواروں کو واسطے نگہبانی کے مقرر کیا ناظرین پر واضح ہو کہ بہرام گرد بن خاقان چین نے حمزہ صاحبقران
سے مقابلہ کرنا اسوجہ سے قبول کیا کہ حمزہ صاحبقران نے سر دربار چوب خیمہ ہاتھ سے چھین لی تھی بہرام گرد
کو حمزہ صاحبقران سے ملال ہوا تھا ورنہ بہرام گرد حمزہ صاحبقران اپنے محسن سے کبھی مقابلہ کرنے کا اقرار
نہ کرتا اور طوق اور زنجیر اور بیڑیاں اس سبب سے پہن لین کہ حمزہ صاحبقران نے آب وطعام سے سیر و سیراب کیا
تھا یہ احسان کیا تھا غرض آمدم بر سر مطلب جب نوشیروان کو معلوم ہوا کہ بہرام گرد بن خاقان چین کل کے
دن حمزہ میرے پسر خواندہ سے مقابلہ کریگا پس اسی وقت حکم کیا کہ منادی شہر مدائن مین اسی وقت
جاکر یہ ندا کرے کہ ہنگام سحر بہرام گرد ہمارے پسر خواندہ سے مقابلہ کریگا جسکو یہ کیفیت دیکھنی منظور ہو وہ
بلا تامل اور بے خوف وخطر آئے اور مقابلہ کی کیفیت دیکھے منادی نے بموجب حکم ملک مدائن مین ہر صغیر و
کبیر کو اطلاع دی ہر ایک اعلے اور ادنے کو اس مقابلے کا دیکھنے کا اشتیاق ہوا عنبر خواجہ سرا نے جو یہ خبر سُنی
ملکہ مہر نگار سے جاکر عرض کیا کہ آج بحکم شہنشاہ منادی ندا کرتا تھا کہ کل وقت صبح بہرام گرد حمزہ صاحبقران
سے مقابلہ کریگا جسکا دل چاہے تماشا آکے دیکھے جسوقت یہ خبر ملکہ مہر نگار نے سُنی فوراً فتانہ کو بلاکر کہنے لگی
ابھی مین نے عنبر خواجہ سرا سے سُنا ہے کل بہرام گرد کوئی لنگور حرامزادہ آفت کا مارا شہنشاہ کے پسر خواندہ سے
مقابلہ کریگا پس ای فتانہ کوئی ایسی تدبیر کر کہ ہم بھی مقابلے کی سیر دیکھین فتانہ نے عرض کیا ای ملکہ عالم اسکی تدبیر
یہ ہے کہ آپ اپنی مادر گرامی قدر سے کہیے کہ بہرام گرد سے حمزہ صاحبقران کل مقابلہ کرینگے ہمارا دل چاہتا ہی
کہ ہم بھی یہ سیر دیکھین پھر ای ملکہ عالم اپنی مادر سے یہ کہیے گا کہ اگر آپ شہنشاہ سے کہیے گا کہ زیر دیوار محل دونوں
دلاور مقابلہ کرین تو شہنشاہ آپکے کہنے سے زیر دیوار ایوان باہم بہادروں سے مقابلہ کرائینگے آپ بھی سیر دیکھیےگا
اور مین بھی کیفیت دیکھونگی ملکہ مہر نگار نے بموجب کہنے فتانہ کے اپنی مادر ملکہ زر انگیز سے جاکر جو کچھ فتانہ نے
کہا تھا عرض کیا ملکہ زر انگیز نے فرمایا ای نور نظر جسوقت شہنشاہ محل مین آئینگے مین انسے ضرور کہونگی یقین ہے کہ وہ
میرے کہنے کے موافق زیر دیوار ایوان دونوں جوانمردوں سے باہم مقابلہ کرائین ملکہ مہر نگار یہ تقریر اپنی مادر
عالی قدر کی سُنکے خوش ہوئی جسوقت نوشیروان محل مین آیا اور قریب اپنی زوجہ ملکہ زر انگیز کے آکر بیٹھا اسوقت
ملکہ زر انگیز نے نوشیروان سے کہا کہ صاحب مین نے سُنا ہے کہ تمھارے پسر خواندہ سے اور بہرام گرد سے
کل مقابلہ ہوگا تب مین چاہتی ہون کہ حمزہ بہرام گرد سے ہمارے محل کی دیوار کے نیچے مقابلہ کرے تاکہ ہم بھی
سیر اور کیفیت دیکھین نوشیروان ہنسکے کہنے لگا اچھا ای ملکہ بموجب تمھارے کہنے کے زیر دیوار محل
ان دونون سے باہم مقابلہ کراؤنگا یہ کہکے نوشیروان نے عنبر خواجہ سرا کو بلایا اور فرمایا ای عنبر جلد تر جا اور
ہمارے وزرا سے کہہ کہ شہنشاہ فرماتے ہین کہ ہمارے ایوان کے سامنے جو میدان ہے اسی وقت
اُس میدان مین ایک اکھاڑا بہت عمدہ نفیس تیار کیا جاے اور گرد اکھاڑے کے کرسیاں بچھائی
جائین اور خیمہ استادہ کیا جاے علاوہ اسکے جملہ سامان شاہانہ مہیا کیا جاے کیونکہ ہم اور ارکین سلطنت اور

اعیان مملکت وغیرہ بہرام اور حمزہؓ کی کشتی دیکھینگے عنبر خواجہ سرانے بموجب حکم شہنشاہ وزیرا سے جاکر کہا وزرا
نے موافق حکم نوشیروان اُسی شب کو میدان صاف کراکر اکھاڑا کھدوایا اور تمام سامان شاہانہ جو لائق
و مناسب تھا کیا جب صبح ہوئی نوشیروان محل سے برآمد ہوا وزرا اور امرا وغیرہ آداب و تسلیم بجا لائے
نوشیروان نے اکھاڑے کو تیار دیکھکر نہایت خوش ہوکر حکم کیا کہ بہرام گرد کو خیمہ سے لاؤ اور حمزہؓ ہمارے
پسر خواندہ کے لینے کو جاؤ نوشیروان یہ فرماکر اکھاڑے پر جو تخت زرین بچھا تھا اُسی تخت پر رونق افروز
ہوا امرائے ذیوقار و ندیمان نامدار و سرداران تہور شعار و حکماے یکتاے روزگار وغیرہ علے قدر مراتب و مناصب
کرسیون اور دنگلونپر بیٹھے سرداران نامی حمزہؓ صاحبقران کی خدمت عالی مین آئے اور عرض کرکے حمزہؓ صاحبقران
کو ہمراہ لیکر اکھاڑے پر آئے حمزہؓ صاحبقران نوشیروان کو تسلیم کرکے دنگل پر قریب نوشیروان کے
جانب دست راست بیٹھے تھوڑی دیر مین چند سردار بہرام گرد کو لیکر آئے حمزہؓ صاحبقران نے بہرام کے
جسم سے طوق و زنجیر وغیرہ کو دور کرایا اور آب و طعام سے بہرام گرد کو سیر و سیراب کرایا جب بہرام گرد طعام
تناول کرچکا اور پانی پی چکا اُسوقت حمزہؓ نے کہا ای بہرام اب کیا ارادہ ہی بہرام نے کہا مین تجسے مقابلہ کرونگا
زرہ تو مین پہنے ہون لیکن شمشیر و سپر و نیزہ و مرکب میرے پاس نہین ہی حمزہؓ صاحبقران نے نوشیروان سے
عرض کرکے مرکب اور تیغہ گرانبار اور نیزہ و سپر و تیر بہرام گرد کو منگوا دیا بہرام گرد نیزے کو لیکر تیغہ گرانبار زیب کمر
کرکے سپر دوش پر رکھکر مرکب پر سوار ہونے لگا راوی کہتا ہی کہ اسوقت اُس جگہ اسقدر کثرت آدمیون کی تھی کہ وہم
و خیال سے زیادہ تر کوئی مہندس حساب اور شمار نہ کرسکتا تھا کثرت انجم افلاک سے بھی شاید شمار مین تماشائی زیادہ
تھے علاوہ اسکے کل اہل دربار اکھاڑے پر خدمت نوشیروان مین حاضر تھے سرداران حمزہؓ صاحبقران
بھی دنگلوان پر بیٹھے تھے خواجہ عمرو اور مقبل وفادار بھی موجود تھے اُس جگہ انواع و اقسام کی چیزین بکتی تھین
خریدار ہر جنس و نکرار خرید رہتے تھے گرم بازاری ہو رہی تھی چونکہ ملکہ مہر نگار نے اپنی مادر ملکہ زر انگیز سے
اسی سیر کے دیکھنے کے واسطے کہا تھا اور ملکہ زر انگیز کے کہنے سے نوشیروان نے زیر دیوار محل اکھاڑا کھدوایا
تھا اب جو دونون بہادر آمادہ حرب و پیکار ہوئے ہین ملکہ مہر نگار ایک دریچے مین چلمن کا پردہ ڈالکر بیٹھی ہی فقط
ملکہ زہرہ مصری اور فتانہ کو اپنے پاس بٹھایا ہی اور شاہزادیان اور خواتین محل جدا جدا دریچون مین پردے
ڈالکر بیٹھی ہین ملکہ زر انگیز بھی ایک دریچے مین پردہ ڈالکر بیٹھی ہی کنیزین اور عورتین ملازم جسقدر ہین وہ بھی جابجا
بالاے بام بیٹھی ہین جب بہرام گرد گھوڑے پر سوار ہوا اُسوقت حمزہؓ صاحبقران بھی مسلح ہوکر مرکب خنگ
سیہ قیطاس پر سوار ہوئے وہ میدان جو متصل اکھاڑے کے تھا حمزہؓ صاحبقران اسی میدان مین جاکر سامنے
بہرام گرد کے کھڑے ہوئے بہرام گرد نے مرکب اپنا واسطے نگاورزی کے بڑھایا اس طرف سے حمزہؓ
صاحبقران نے مرکب خنگ سیہ قیطاس کو بڑھایا ہنگام نگاورزی ہر دو بہادر کو خاص و عام نے
دیکھا کہ سات قدم گھوڑا بہرام گرد کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب حمزہؓ صاحبقران کا پیچھے ہٹا
بہرام نے حمزہؓ صاحبقران سے کہا معلوم ہوتا ہی کہ یہ گھوڑا نہایت کم قوت ہی اسی سبب سے اسقدر
پیچھے ہٹ گیا مین کمزور نہین ہون حمزہؓ صاحبقران نے فرمایا ای بہرام اب تم اپنی طاقت و قوت ظاہر کرو
بہرام یہ کلام سنکے برہم ہوا اور نیزے کو خوب دیکھ بھالکے سینۂ حمزہؓ صاحبقران پر مارا حمزہؓ صاحبقران نے
فوراً نوک نیزۂ بہرام گرد اپنی نوک نیزہ پر روکی بہ سبب باہم لڑنے دو سنانون کے شرر پیدا ہوئے

اسی طرح دیر تک باہم رد و بدل رہی آخرکار حمزۂ صاحبقران نے ایک بند باندھکر نیزہ دست بہرام گرد سے نکالدیا جسوقت نیزہ بہرام کے ہاتھ سے نکل گیا نیزہ بازون اور سرداران نوشیروان اور سرداران حمزۂ صاحبقران وغیرہ نے شور تحسین و آفرین بلند کیا ملکہ مہرنگار دریچے سے دیکھ رہی تھی نیزہ بہرام کے ہاتھ سے جب نکل گیا نہایت خوش ہوئی اور فتانہ سے کہنے لگی کہ اب یہ کیون کھڑے ہوئے ہین اس موذی دشمن جانکو جلدی کس وجہ سے قتل نہین کرتے ہین فتانہ نے عرض کیا اے ملکۂ عالم کوئی وجہ ہوگی جب تو کھڑے ہوئے ہین اور اپنے حریف کو ہلاک نہین کرتے فتانہ یہ عرض کر رہی تھی ناگاہ بہرام نے نیزے کے نکل جانے سے برہم ہو کر تیغۂ گرانبار کھینچا اور نعرہ کیا کہ اے حمزۂ صاحبقران یہ تیغ ہی ایک دم مین انسان کا کام تمام کرتی ہے برسون کا جھگڑا فیصل کرتی ہے جسوقت ملکہ مہرنگار نے چمکتا ہوا تیغۂ آبدار بہرام کے ہاتھ مین دیکھا اور نعرہ بہرام کا سُنا بے اختیار بہرام کے واسطے اس طرح بددعا کرنے لگی کہ الٰہی تیرا ہاتھ ابھی خشک ہو جاے یہ تلوار تیرے ہاتھ سے گر پڑے جلد تر تو عدم کو روانہ ہو تلوار تجکو لگانا نصیب نہو ملکہ مہرنگار ابھی بہرام کے ہلاک ہونیکے واسطے دعا کر ہی رہی تھی یکایک بہرام گرد نے تیغۂ آبدار گرانبار گھوڑا بڑھا کر قریب حمزۂ صاحبقران کے جاکر سر حمزۂ صاحبقران پر مارا ملکہ مہرنگار نے تو آنکھین اپنی بند کرلین کلیجے کو پکڑ لیا اور کہا آہ مار ڈالا لیکن حمزۂ صاحبقران نے بارھہ پر تیغۂ گرانبار کی نظر کر کے جب تیغۂ قریب سر کے آیا ایسا دستانہ مارا کہ تیغۂ بہرام کا سر پر پٹ پڑا فوراً حمزۂ صاحبقران نے بہرام کے تیغۂ پر بارھہ سے بچا کے ہاتھ ڈالا اور جھٹکا دیا بہرام نے دونون ہاتھون سے تیغۂ کے قبضے کو پکڑ کے زور کیا اور چاہا کہ تیغۂ حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے چھڑا لون لیکن قبضہ تیغ کا فقط قبضے مین رہا زور کرنے سے پھل نہ پایا مُراد ہاتھ نہ آیا آخر خالی قبضہ سے بیزار ہو کر بہ غیظ و غضب وہ قبضہ قریب حمزۂ صاحبقران کے اُکر سر حمزۂ صاحبقران پر مارا حمزۂ صاحبقران نے قبضہ تیغۂ آبدار کا سپر پر روکا اور ہاتھ اپنا کمر بہرام مین ڈالا بہرام نے بھی حمزۂ صاحبقران کی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالا اور زور کرنا شروع کیا جب ملکۂ مہرنگار نے دیکھا کہ تیغۂ بہرام کے ہاتھ سے حمزۂ صاحبقران نے چھین لیا اور اُسکی زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالا اُسوقت فتانہ اور زہرۂ مصری سے مسکرا کر کہا کہ تمنے تیغے کا چھین لینا دیکھا ماشاء اللہ کسقدر قوت ہے کہ تیغا اسقدر بڑے جوان دیو خصال کے ہاتھ سے چھین لیا اور اب بھی لڑنے سے باز نہین آتے ہین اب وہ جتنا بھی لپٹتا ہے جنکے ہاتھ سے دو تین مرتبہ ذلیل ہو چکا ہے پھر انھین کے سر چڑھتا ہے یہان تو ملکہ مہرنگار فتانہ اور زہرۂ مصری سے یہ گفتگو کر رہی تھی وہان باہم بہرام و حمزۂ صاحبقران مین زور آزمائی ہو رہی تھی گھوڑے زمین پر بیٹھے جاتے تھے جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران بہرام سے زور کر رہے ہین اُسوقت آگے بڑھکے خواجہ عمرو نے کہا کہ اے بہادرو اگر تمکو کشتی لڑنا منظور ہے تو اکھاڑے مین کشتی لڑو کشتی ہونے کے خیال سے یہ اکھاڑا بنایا گیا ہے گھوڑون سے اُترو یہ حیوان ہلاک ہوے جاتے ہین جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی بہرام گرد اور حمزۂ صاحبقران نے سُنی دونون گھوڑون سے اُترے خواجہ عمرو نے مرکب حمزۂ صاحبقران کو اُس میدان سے لاکر نیچے ایک درخت کے ٹھہرایا بہرام اکھاڑے مین آیا اور حمزۂ صاحبقران بھی دامنون کو لپیٹ کے اکھاڑے مین اُترے بہرام نے قدم بڑھا کے کمر حمزۂ صاحبقران مین ہاتھ ڈالا حمزۂ صاحبقران نے بھی گردن پر بہرام کی ہاتھ رکھا بہرام نے بخوبی تمام زور کرنے لگا حمزۂ صاحبقران بہرام کا زور دیر تک ردکا کیے بعد دو پہر کے ایک پیچ کر کے بہرام کو نیچے پکڑ لائے بہرام بعد تھوڑی دیر کے حمزۂ صاحبقران سے

کھڑے ہوکر کشتی لڑنے لگا جب شام ہوئی بہرام نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ ای بہادر اب کیا ارادہ ہے شام
ہوگئی ہے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تم تھک گئے ہو تو نہ لڑو کل لڑنا اور اگر تاریکی کے خیال سے کشتی نہین
کرتے ہو تو شاہون کے نزدیک شب تار کو روشنی سے مثل روز روشن اور منور کردینا امر محال نہین ہے بہرام
نے کہا کہ مین تو ابھی تھکا نہین ہون حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اگر تھکے نہین ہو تو لڑو روشنی کردیجائیگی بہرام
یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی سنکے پھر کشتی لڑنے لگا نوشیروان نے حکم کیا جلد روشنی کیجاے بموجب حکم روشنی
کردیگئی پھر نوشیروان نے حکم کیا کہ ایک کانسہ مین بھرکے دودھ لاؤ جسوقت خواجہ بزرجمہر نے یہ گفتگو
نوشیروان کی سنی فوراً ابوالخیر سے کہا کہ جلد جاؤ اور ایک کانسۂ کلان مین دودھ لیکر جلد آؤ ابوالخیر گیا اور کانسہ
مین دودھ لیکر حاضر ہوا نوشیروان نے جس شخص سے دودھ منگایا تھا وہ بھی دودھ لیکر حاضر ہوا نوشیروان
نے بہرام سے فرمایا کہ ای بہرام یہ کانسۂ شیر موجود ہے پہلے بعوض غذا شیر کو پی لو پھر کشتی لڑنا چونکہ بہرام گرسنہ
تھا حمزۂ صاحبقران کے بازو کو اپنے ہاتھ سے چھوڑ کے اور کانسۂ شیر منھ سے لگاکر تمام دودھ کانسہ کا پی
گیا پھر خواجہ بزرجمہر نے حمزۂ صاحبقران کو وہ کانسۂ شیر دیا حمزۂ صاحبقران نے بھی کانسہ کو اٹھا کر
دہن سے لگایا اور تمام دودھ اُس کانسہ مین جو تھا پی لیا اور پھر باہم کشتی لڑنے لگے اسی طرح دو شب و روز
برابر باہم کشتی رہی تیسرے روز قریب شام بہرام نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اب مین زور آخر کرتا ہون
ہوشیار ہو جائیے امیر بالوقیر نے فرمایا ای بہرام مین خبردار اور ہوشیار ہون تم زور کرو بہرام نے دونون
ہاتھون سے دونون بازو حمزۂ صاحبقران کے پکڑے اور سر اپنا سینۂ امیر بالوقیر سے ملاکر اور بخوبی تمام
زور کرکے حمزۂ صاحبقران کو ریلتا ہوا لیچلا ملکہ مہرنگار نے جو دیکھا کہ بہرام حمزۂ صاحبقران کو ریلتا
ہوا لیچلا گھبرا کر اور منتشر ہوکر فتانہ اور ملکۂ زہرۂ مصری سے کہا کہ ای فتانہ اور زہرۂ مصری تم دیکھتی
ہو کہ یہ موا کیسا انکو ریلتا ہے خدا اسکو غارت کرے جلد یہ خاک مین مل جاے دست و پا اسکے ٹوٹ جائین ارمان
اسکی خاک مین مل جائین جلدی پیوند خاک ہو اسکے ہر ایک عزیز کا اسکے غم مین گریبان چاک ہو ذرا بھی اس
نگوڑے کو انکی جوانی پر رحم نہین آتا بالکل انکے دست و پا و بازو ٹوٹ جانے کا خیال نہین کرتا یہ وقت ہنسنے اور
چپکے بیٹھے رہنے کا نہین ہے جلدی اپنے ہاتھ جانب آسمان بلند کرکے انکے غالب ہونے کے واسطے
گریہ وزاری درگاہ خدا مین کرو میرے سر کے بال سراسر کھولدو مین بھی انکے غالب ہونے کے
واسطے اپنے پروردگار سے دعا کرونگی یہ کہکے ملکہ مہرنگار بیقرار و اشکبار ہوکے ہاتھ جانب فلک بلند
کرکے بال سرکے کھول کے اس طرح دعا کرنے لگی کہ ای خالق کون و مکان و ای معبود انس و جان بہرام جلد تلف
ہو اور جو بہرام سے لڑ رہے ہین انکو بہرام پر جلد غالب کر فتانہ اور ملکہ زہرۂ مصری بھی حمزۂ صاحبقران
کے غالب ہونے کے واسطے دعا کرنے لگین جب بہرام بہ قوت تمام قریب تین قدم کے حمزۂ صاحبقران
کو اکھاڑے مین ریل لیگیا اسوقت حمزۂ صاحبقران نے لنگر اپنا زمین پر قایم کیا بہرام نے ہرچند زور کیا
لیکن پھر حمزۂ صاحبقران اپنی جگہ سے ذرا بھی نہ سرکے جب بہرام زور کرکے تھک گیا پسینے مین تر ہوگیا
ہاتھ اپنے بازو سے حمزۂ صاحبقران سے اٹھاکے کہنے لگا کہ مین تو زور کرچکا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای
بہادر اب ہمارے زور کرنے کی باری آئی یہ فرماکر حمزۂ صاحبقران نے ہاتھ اپنے بازو سے بہرام پر رکھے
اور سر سینۂ بہرام سے ملاکر بہرام کو ریلا جب بہرام اکھاڑے مین پیچھے ہٹا اور ملکہ مہرنگار نے دیکھا

فتانہ سے خوش ہوکر کہا کہ اب انکو بھی بہرام پر غصہ آیا اب بہرام کے دست و پا توڑ ڈالینگے اکھاڑے مین رگڑ کے مار ڈالینگے چت کرکے اسکے سینہ پر سوار ہونگے ملکہ مہر نگار تو خوش ہوکر فتانہ سے اسی طرح کی تقریر کر رہی تھی اور بہ نظر غور کشتی دیکھ رہی تھی اکھاڑے مین حمزۂ صاحبقران بہرام کو ریل کے جب دس قدم کے فاصلے تک لیگئے اسوقت بہرام گرد نے بھی اپنا لنگر زمین پر قایم کیا حمزۂ صاحبقران نے توڑہ کمر بند فولادی پکڑ کر زور کیا اور لنگر بہرام کا اکھاڑا اول زور مین تا زانو دوسرے زور مین سینہ تک تیسرے زور مین سر سے بلند کرکے اور اکھاڑے مین آہستہ اسوجہ سے دے مارا کہ بہرام کا مار ڈالنا اور ہلاک کرنا حمزۂ صاحبقران کو منظور نہ تھا جب بہرام اکھاڑے مین چت گرا فوراً حمزۂ صاحبقران سینۂ بہرام پر سوار ہوئے بہرام نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اب مین آپ سے زیر ہوچکا چھوڑ دیجیے میرے سینے سے اُٹھیے حمزۂ صاحبقران سینۂ بہرام پر سے اُٹھے جسوقت بہرام کو حمزۂ صاحبقران نے سر سے بلند کیا اور اکھاڑے مین پٹکا اور سینہ پر سوار ہوئے نوشیروان نہایت خوش ہوا سرداروں اور پہلوانون کے ہوش بجا نہ رہے تماشائیون نے اسقدر شور تحسین و آفرین بلند کیا کہ تا فلک گیا چرخ پیر ان جوانون کی کشتی دیکھکر حیران ہوا ملکہ مہر نگار نے زمین پر سجدۂ شکر کیا اور بعد سجدۂ شکر کے فتانہ سے خوب ہنسکے اور خوش ہوکر کہا کہ فتانہ دیکھا تو نے کس دلیری اور جوانمردی سے انھون نے بہرام کو پٹک دیا خدا انکو نظر بد سے بچائے یہ میری ہی دعا کا اثر تھا کہ جو یہ بہرام پر غالب ہوئے ورنہ دیو پر کہین انسان غالب ہوتا ہے اسوقت حق تعالے نے میری دعا قبول کی انکو بہرام پر نصرت دے فتانہ اور زہرۂ مصری نے عرض کیا آپ بجا اور درست فرماتی ہین بیشک حضور ہی کی دعا سے خدائے کارساز و بندہ نواز نے حمزۂ صاحبقران کو بہرام پر غالب کیا الحاصل جب بہرام حمزۂ صاحبقران سے زیر ہوا حمزۂ صاحبقران نے بحکم نوشیروان بہرام کو طوق و زنجیر پہنا کر اکھاڑے سے جانب زندان روانہ کیا بعد روانہ ہونے بہرام کے نوشیروان نے حمزۂ صاحبقران کے زور و قوت کی نہایت تعریف کی اور خلعت فاخرہ دیا خواجہ بزرجمہر نے بھی خوش ہوکر حمزۂ صاحبقران کے زور اور شجاعت کی تعریف کی بختک نے جو دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران نے بہرام کو زیر کیا اور نوشیروان نے خوش ہوکر حمزۂ صاحبقران کو خلعت دیا نہایت رنجیدہ ہوا بہرام کے زیر ہونے پر افسوس کرنے لگا ملکہ زرانگیز زوجہ نوشیروان کو بھی حمزۂ صاحبقران کے غالب ہونے سے خوشی ہوئی الحاصل جب نوشیروان حمزۂ صاحبقران کو خلعت دے چکا تخت سے اُٹھا اور داخل محل ہوا امرا و وزرا وغیرہ سب اکھاڑے سے چلے گئے وہ مجمع بھی متفرق ہوا حمزۂ صاحبقران مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوکے اور اپنے سرداروں کو ہمراہ لیکے پل شادگام کی طرف بخوشی و خرمی روانہ ہوئے اور راہ طے کرکے داخل لشکر ہوئے اور خواجہ عمرو سے بہرام کی اس طرح تعریف کرنے لگے کہ ای خواجہ عمرو بہرام پہلوان زبردست ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا ای حمزۂ صاحبقران یہ آپ کو مناسب نہ تھا کہ بہرام کو زیر کرکے پھر نوشیروان کو حوالے کر دیجیے آپ کو لازم تھا کہ اسکو مسلمان کرکے اپنے ہمراہ لشکر مین لے آتے حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو جواب دیا ای خواجہ عمرو بہرام گنہگار نوشیروان کا تھا اُسے مین کیونکر لے آتا خواجہ عمرو نے عرض کیا ای حمزۂ صاحبقران اگر بہرام مسلمان ہو اور آپ کے لشکر مین چلا آئے تو کیا میرا دل خوش ہو امیر بالتوقیر نے فرمایا ای خواجہ عمرو بہرام کا

مسلمان ہونا اور ہمارے لشکر مین آنا مشکل ہی خواجہ عمرو نے عرض کیا ای امیر باتوقیر مین اسوقت آپ سے یہ اقرار کرتا ہون کہ عیاری کر کے بہرام کو ضرور مسلمان کرونگا اور لشکر مین لے آؤنگا یہان تو خواجہ عمرو اور حمزۂ صاحبقران مین باہم گفتگو ہو رہی ہے لیکن اب حال بہرام گرد کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب بہرام حمزۂ صاحبقران سی زیر ہو کر زندان مین آیا خیال کرنے لگا کہ سوائے حمزۂ صاحبقران کے آجتک مین کسی سے زیر نہین ہوا حمزۂ صاحبقران نہایت مرد بہادر اور لیق ہی ایسے بہادر کی اطاعت کرنا لازم ہی اور اب اس زندان مین طوق و زنجیر مین سے بیٹھنا یا نوشیروان نامرد و ناقدر کی اطاعت کرنا مناسب نہین یہ خیال کر کے عنقریب صبح بہرام نے سلاسل کو اپنے جسم سے مثل تار عنکبوت کے توڑ کر دور کیا اور زندان سے نکلا نگہبانان زندان نے بہرام کو روکا بہرام نے ایک چوب وہین سے اٹھا کر کئی نگہبانون کو ہلاک کیا نگہبانان زندان یہ حال دیکھ کے فریاد و فغان کرتے ہوئے بھاگے بہرام بلا شاد کام پیر ہوپنچا اسوقت حمزۂ صاحبقران نماز سحر پڑھکر وظیفہ پڑھ رہے تھے ناگاہ حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ بہرام چلا آتا ہی جب بہرام قریب امیر باتوقیر کے آیا دوڑ کر جانب قدم حمزۂ صاحبقران جھکا اور عرض کرنے لگا کہ اب مین نے آپ کی اطاعت اختیار کی آپ مجھکو مسلمان کیجیے حمزۂ صاحبقران نے یہ تقریر بہرام گرد کی سُنکے نہایت خوش ہو کے جلد اسکے سر کو اپنے سینے سی لگایا قدم پر سر رکھنے نہ دیا اور اُسی وقت کلمہ اُسکو پڑھا کر مسلمان کیا خواجہ عمرو اور جملہ سردار خوش ہوئی یہان تو حمزۂ صاحبقران نے بہرام کو مسلمان کیا اور قریب اپنے بٹھایا لیکن نگہبانان زندان کے رونیکی آواز نوشیروان نے سُنی عنبر خواجہ سرا سے فرمایا جلد جا کر دریافت کر کہ یہ آدمی کون روتے ہین عنبر گیا اور تمام کیفیت بہرام کے نکل جانیکی دریافت کر کے نوشیروان سے آکر عرض کی نوشیروان برہم ہو کر محل سے برآمد ہوا اور دربار مین آکر تخت پر رونق افروز ہوا ناگاہ تلبیس جاسوس روبرو نوشیروان آیا اور بعد بجالانے آداب و قواعد سلطانی کے زمین بوسی کر کے اسطرح عرض کرنے لگا کہ ای شہنشاہ فلک بارگاہ آخر شب کو بہرام گرد زندان سے نکل کے اور کئی نگہبانون کو ہلاک کر کے حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین گیا ہے اور مسلمان ہوا ہے نوشیروان نے یہ خبر سُنکے حمزۂ صاحبقران کو ایک نامہ اس مضمون کا لکھا کہ ای فرزند بہرام ہمارا مجرم جو تمہارے پاس گیا ہی اُسکو گرفتار کر کے ہمارے پاس بھیجدو جب نامہ تیار ہوا تلبیس کو دیا تلبیس جاسوس نے جا کر وہ نامہ امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو دیا حمزۂ صاحبقران نے نامہ پڑھکر یہ مصلحت وقت یہی بہتر دیکھا کہ بہرام کو گرفتار کر کے نوشیروان کے پاس بھیجدینا چاہیے آخر حمزۂ صاحبقران نے بہرام کو گرفتار کر کے خدمت نوشیروان مین بھیجدیا

داستان پہونچنا دربار نوشیروان مین بہرام گرد بن خاقان چین کا اور غضبناک ہو کر حکم قتل دینا نوشیروان کا پھر خطا معاف کرنا

راویان شیرین زبان و حاکیان عذب البیان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب بہرام گرد کو حمزۂ صاحبقران نے گرفتار کر کے ہمراہ تلبیس جاسوس روانہ کیا اور تلبیس جاسوس بہرام کو دربار شہنشاہ نوشیروان مین حاضر کیا نوشیروان نے بہرام گرد سے مخاطب ہو کے فرمایا کہ ای بہرام گرد بن خاقان چین بہتر اور مناسب یہ ہی کہ اب تو خداوند آتش کی پرستش قبول کر اطاعت اور فرمانبرداری ما بدولت کی اختیار کر سرکشی نہ کر اور خدائے نادیدہ کو ہرگز سجدہ نہ کر دین اسلام اختیار نہ کر اگر تو ہمارے حکم کے موافق خداوند

آتش کی پرستش کریگا اور ہماری اطاعت اختیار کریگا تو اس دربار مین موافق تیری عزت کے جگہ بیٹھنے کی تجکو ملیگی خلعت عنایت سلطانی سے سرفراز ہوگا اور اگر ہمارے خلاف حکم کے کریگا تو ابھی قتل کیا جائیگا سرکشی کی سزا پائیگا بہرام گردین خاقان چین نے کہا ای نوشیروان مین ہرگز خداوند آتش کی پرستش نہ کرونگا کیونکہ آتش بھی مانند میرے ایک مخلوق خدا سے ہی اور نہ کسی بت کو سجدہ کرونگا لات و منات وغیرہ سب پتھر کی تصویرین ہین مین اب اُس خدا کو سجدہ کرتا ہون کہ جس نے آسمان و زمین شمس و قمر شجر و ثمر گل و خار آب و آتش خاک و باد جن و انس وحش و طیور وغیرہ کو اپنی قدرت کاملہ سے ایک لفظ کن سے پیدا کیا ہی اور اُسی خداوند کریم و کارساز کو بقا ہی اور باقی سب کو فنا ہی وہی خداے لایزال لائق سجدہ کرنے کے ہی کہ جسکی شان مین یہ اشعار کسی شاعر نے کہے ہین اشعار

بنایا جس نے مقتل بوستان کو
شہادت نامہ بلبل سراسر
ہنسی لب پر جگر پر زخم کاری
دیا پیمانہ زخم شگفتہ
رگ بسمل کیا تار نظر کو
گریبان کو سکھایا چاک ہونا
حیا غنچون کو دی راز نہان کی

لقب جلاد برگ ارغوان کو
عطا کی داغ لالہ کو سیاہی
دیا غنچہ کو پاس پردہ داری
شہیدون کو طلسم نو دکھایا
سکھایا رقص بیتابی جگر کو
گہر ریزی کہین کی چشم تر سے
عنادل کو ہوس بخشی فغان کی

لکھا ہر صفحۂ اوراق گل پر
سراپا صورت مہر گواہی
کیے مینوشی در دنہفتہ
ہنسا کر زخم تن کو خون رلایا
دل عاشق کو بخشا خاک ہونا
بھرے دامن کہین لخت جگر سے
بھلا ہم کیا حقیقت کیا ہماری

کرین حمد و ثنا ے ذات باری ای بادشاہ اگر عاقل و صاحب فہم ہی تو تو بھی میری طرح اُس خداوند کو سجدہ کر اور راہ راست پر آ خداوند آتش اور لات و منات اور پونے دو سو خدا جو محض خیالی ہین اب کسی کی پرستش تو ہرگز نہ کر سب کو باطل خیال کر اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو اپنا پیمبر اور ہادی جان کلمہ پڑھکے مسلمان ہو مجکو قتل کرنے سے نہ ڈرا حمزۂ صاحبقران کہ شیر بیشۂ شجاعت ہین اور یکتاے روزگار ہین مین نے انکی اطاعت کی ہی اور انھین کی بدولت دولت دین اسلام میرے ہاتھ آئی ہے کہ مین مین نے عزت و آبرو پائی ہی اب ممکن نہین کہ ایسی دولت لازوال کو خوف جان سے دیدہ و دانستہ اپنے ہاتھ سے دولت اور تیری اطاعت اختیار کرون مجکو اپنا قتل ہونا منظور ہی ہر چند کہ مین اس زنجیر و طوق اور بیڑیون اور ہتھکڑیون کو مثل تار عنکبوت کے جانتا ہون اگر چاہون تو ابھی اس سلاسل وغیرہ کو توڑکر پھینک دون اور خدمت حمزۂ صاحبقران مین چلا جاؤن جو مجکو روکے اُسکو تہ تیغ کرون لیکن بخیال اسکے ہتھکڑیان اور بیڑیان نہین توڑتا کہ وہ پھر مجکو گرفتار کرکے کسی مصلحت سے تیرے حوالے کر دینگے اور پھر بھی انجام ہوگا پس اس وجہ سے مین ہتھکڑیان اور بیڑیان نہین توڑتا اور اپنے قتل ہونے پر راضی ہون جب یہ تقریر بہرام گردین خاقان چین کی نوشیروان نے سُنی نہایت غضبناک ہوا اور اُسی وقت جلاد کو طلب کیا جلاد زشت خو مہیب صورت مریخ خصال تیغۂ آبدار کھینچے ہوئے گردن مین کشتون کے ناک اور کان کے ہار پہنے ہوئے روبرو ے نوشیروان جلد تر حاضر ہوا اور دست بستہ عرض کرنے لگا ای شہنشاہ فلک بارگاہ کس شخص کا پیمانۂ عمر لبریز ہوا ہی کون شخص لائق گردن زدنی کے ہی کسکا رشتۂ حیات قطع ہوا چاہتا ہی کس اجل رسیدہ پر قہر و غضب سلطانی ہی تیغۂ اپنے قبضے مین بادشاہ رکھتا ہون بازوؤن مین قوت رکھتا ہون مریخ کی خصلت رکھتا ہون جس کو حکم ہو ابھی تہ تیغ کردن جانب عدم

روانہ کرون نوشیروان نے فرمایا ای جلاد اس سرکش اور مغرور و مغضوب سلطانی کو دربار سے بیجاکر اس میدان مین قتل کر تاکہ ہم بھی قتل ہونا اسکا اپنی آنکھون سے دیکھین جلاد نے یہ حکم نوشیروان سُنکے بہرام گرد بن خاقان چین کا ہاتھ پکڑا اور دربار سے لیکر چلا جب اُس میدان مین پہونچا موافق قاعدہ رنگ کا چبوترہ درست کیا بوریہ کلاکت کا بچھایا بہرام گرد بن خاقان چین کو بٹھایا پٹی آنکھون سے باندھکے گردن پر کوئلے سے خط کھینچا اور شلنگین لگاکر بہرام گرد سے کہنے لگا کہ ای اجل رسیدہ جو کچھ آرزوے دلی ہو نکالے اگر کسی غذا پر رغبت ہو تو منگوا کر کھالے پیاسا ہو تو آب سرد پی لے اگر کسی عزیز و اقارب اور دوست آشنا کے دیکھنے کو طبیعت چاہتی ہو تو جلد بلوا کر اُسکو دیکھ لے کیونکہ اب کوئی دم مین رشتہ حیات تیرا قطع ہوا چاہتا ہے بہرام نے یہ کلام اُس جلاد زشت رو کے سُنکے ایک آہ سرد کھینچکر کہا ای جلاد کھانے اور پانی کی مطلق مجکو خواہش نہین ہے کیونکہ مین بڑی دیر سے لخت جگر کھا رہا ہون اور خون جگر پی رہا ہون اور اسوقت کسی کے دیکھنے کو بھی دل نہین چاہتا ہے یہ وقت یاد خدا کا ہے یہ کہکے اور سر سوے آسمان بلند کر کے بہ رجوع قلب یہ اشعار پڑھنے لگا اشعار

خدایا سیل کلک سینہ افگار ‏ سیہ رو ہون سیہ دل ہون سیہ کار

بسر ہوئی ہے بیجا زندگانی ‏ بلائے جان ہے آشوب جوانی
کوئی فعل زبون ایسا نہین ہے ‏ عمل مین اپنے جو آیا نہین ہے
گذرتی ہے عجب غفلت سے اوقات ‏ ورے افسوس تا ہیہات ہیہات
لحاظ بندگی جاتا رہا ہے ‏ سر نخوت نے دل مین گھر کیا ہے
گمان و وہم و جان درد آمیز ‏ یہ سب ہین شان شیطانی دل آویز
اگرچہ ہے یہ نفس کفر شیدا ‏ مرے سایہ سے ہو ابلیس پیدا
نگاہ لطف سے فرما اشارا ‏ دل مضطر کو ہو کچھ تو سہارا
لب مایوس ہون خندان طرب سے ‏ نگریان دیدۂ پرخون ہون اب سے
تمناؤن کو دلمین شاد پاؤن ‏ جگر کو جان کو آباد پاؤن
خجل ہو دیکھکر مغرور زاہد ‏ اوری محفل سے بیٹھے دور عابد
سوا تیرے مرا کوئی نہین ہے ‏ غلط ہے آسرا کوئی نہین ہے
کرے رحمت تری گر پردہ داری ‏ مری بگڑی ہوئی بنجاے ساری
بہت کچھ آرزو رکھتا ہون دلمین ‏ ہزارون گفتگو رکھتا ہون دلمین
جو سُنلے ایک بھی تو رحم کھا کے ‏ نکل جائین سب ارمان مدعا کے
غم ہستی و مرگ و قبر و محشر ‏ یہ سب ہون سینۂ مضطر سے باہر
خلیل آسا جہنم باغ ہو جائے ‏ گل فردوس دل کا داغ ہو جائے
بھرے ارمان تجی کی جیسے ہست ‏ نکلجائے غم جس طرح مسک کو نیت
سراپا عید منجاؤن خوشی سے ‏ کہون ہر دم مبارکباد جی سے
مباد او اگر نا مہربان ہو ‏ ہر رگ قوہ بلائے جسم و جان ہو
نوید عید ہو اہل ستم کو ‏ سدا اترسون پناہ پنجہ غم کو
زبان دوست و باسب دین گواہی ‏ اٹھاؤن نار ابد یار تباہی
جہنم ہو عذاب آتشین ہو ‏ گرفتار بلا جان حزین ہو
سُنے کوئی نہ فریاد جگر کو ‏ نظر آئے نہ جز شعلہ نظر کو
کہون اُسوقت کس سے اپنی بپتی ‏ کسے پروا ہے میری بیکسی کی
سو اسطے کہ تو ہی مہربان ہو ‏ ترے لطف سے کہتے مین زبان ہو
پکارون اسے خداوند یگانہ ‏ کرم گستر خطابخش زمانہ
تری رحمت پہ ہے ناز آرزو کو ‏ وفا کر وعدہ لا تقنطوا کو
سُنا ارباب محشر سے بصد ناز ‏ مبارکباد آزادی کی آواز

بہرام گرد بن خاقان چین تو زیر تیغ جلاد یہ دعا اپنے مالک خداوند بے نیاز دوستان سے بنالہ و فریاد کر رہا ہے صغیر اور کبیر کا گرد مجمع ہے کوئی بہرام گرد کی نوجوانی پر نظر کرکے افسوس کرتا ہے کوئی یہ کہتا ہے کہ سرکشی کی یہی سزا ہے اہل شہر نے قتل بہرام گرد بن خاقان چین کی خبر جو سُنی تھی صدہا آدمی ہر طرف سے چلے آتے ہین گرد بہرام گرد بن خاقان چین کے کھڑے ہوتے ہین بعضے بہرام گرد کو ہنستے ہین اکثر اشخاص منع کرتے ہین کہ یہ مقام عبرت کا ہے خوشی اور ہنسنے کا محل نہین ہے جب حمزۂ صاحبقران نے خبر حکم قتل بہرام گرد سُنی نہایت ملول اور مغموم ہوئے اب خواجہ عمرو سے کہنے لگے کہ اگر مجکو یہ معلوم ہوتا کہ

نوشیروان بہرام گرد بن خاقان چین کے واسطے حکم قتل دیگا تو کبھی مین بہرام گرد کو گرفتار کرکے نہ بھیجیتا
اگر کسی طرح بہرام گرد خاقان چین میرے پاس چلا آوے تو کبھی بہرام گرد کو نوشیروان کے حوالے
نہ کرون خواجہ عمرو نے حمزۂ صاحبقران سے عرض کیا کہ اگر بہرام گرد بن خاقان چین قتل ہو جائیگا تو
مجکو نہایت صدمہ ہوگا حمزۂ صاحبقران نے پوچھا اے خواجہ عمرو اب کیا کرون کیونکر جا کر بہرام گرد کو قتل ہونے
دون خواجہ عمرو نے عرض کیا آپ کا تشریف لیجانا بالفعل مناسب نہین ہی آپ یہین تشریف رکھیے مین جاتا ہون
یہ کہکے خواجہ عمرو بقصد عجلت روانہ ہوئے یہان بہرام گرد زیر تیغ بیٹھا ہی ایک حکم نوشیروان واسطے قتل کرنے
بہرام گرد کے جلاد کو دے چکا ہی خلقت کا ہجوم ہی جلاد تیغ لیے ہوئے سر پر بہرام کے کھڑا ہوا ہی ناگاہ جلاد
نے دیکھا کہ ایک بہشتی مشک پانی سے بھرے لیے آتا ہی کٹورہ اسکے ہاتھ مین ہی جب وہ جانب بہرام گرد چلا
جلاد نے بہشتی کو روکا اور کہا کہ اے بہشتی مجرم شہنشاہ کے پاس کیون جاتا ہی بہشتی نے کہا کہ شہنشاہ کا حکم ہے
بہرام گرد کو پانی پلا دو پس مین بموجب حکم شہنشاہ بہرام گرد کے پاس پانی لیے ہوئے جاتا ہون اگر بہرام
پانی پیے گا تو پلا دونگا ورنہ ابھی چلا آونگا جلاد بہشتی کی یہ تقریر سنکے چپکا ہو رہا بہشتی پاس بہرام کے پہونچا
اور کہنے لگا کہ بہرام گرد کیون سر جھکائے بیٹھا ہی اگر پیاسا ہو تو آب سرد موجود ہی جس قدر دل چاہی پی لے
بہرام گرد نے کہا اے بہشتی یہ پانی لیجا مجکو اس پانی کی چاہ نہین ہی کوئی دم مین پیاس میری آب شمشیر سے بجھ
جائیگی خشک گلا میرا آب تیغ سے تر ہو جائیگا بہشتی نے کہا اے بہادر مجکو حیرت ہی کہ تجھ ایسا دلاور زیر تیغ سر
جھکائے ہوئے بیٹھا ہی یہ ہتھکڑیان اور بیڑیان توڑ کر کیون پھینک نہین دیتا بہرام نے چپکے سے کہا اے بہشتی
افضال خدا سے مجھ مین اتنی قوت تو ہی کہ اس طوق و سلاسل کو توڑ کے پھینکدون لیکن ایک وجہ سے زنجیر و طوق
تن سے دور نہین کرتا اور قتل ہو جانا اپنا بہتر جانتا ہون بہشتی نے پوچھا وہ وجہ کیا ہی کہ جان شیرین دے دینا
تمنے گوارا کی ہی بہرام گرد نے کہا پہلے مین طوق و سلاسل توڑ کے خدمت حمزۂ صاحبقران مین گیا تھا وہان جا کر
مسلمان ہوا نوشیروان کے حکم سے حمزۂ صاحبقران نے پھر مجکو گرفتار کرکے نوشیروان کے حوالے کر دیا
اگر اب بھی سلاسل کو اپنے تن سے دور کرکے خدمت حمزۂ صاحبقران مین جاؤنگا تو پھر وہ گرفتار کرکے مجکو
نوشیروان کے سپرد کر دینگے بہشتی نے کہا اے بہرام گرد اگر ابکی مرتبہ تم خدمت حمزۂ صاحبقران
مین جاؤ گے تو وہ ہرگز تمکو نوشیروان کے حوالے نہ کرینگے بہرام نے پوچھا تجکو کیونکر معلوم ہوا کہ اب
وہ مجکو نوشیروان کے سپرد نہ کرینگے بہشتی نے کہا اے بہرام آگاہ ہو کہ مین خواجہ عمرو ہون مجھسے حمزۂ
صاحبقران نے فرمایا ہی کہ اگر ابکی مرتبہ بہرام گرد میرے پاس چلا آئیگا تو کبھی گرفتار کرکے نوشیروان
کے حوالے نہ کرونگا جسوقت یہ تقریر خواجہ عمرو کی بہرام گرد نے سنی خوش ہو کر کہا کہ اے خواجہ عمرو اب تم
جاؤ مین ابھی حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوتا ہون خواجہ عمرو تو چلے گئے بہرام گرد بن خاقان چین
نے ہتھکڑیون اور بیڑیون وغیرہ کو مانند تار عنکبوت کے توڑ ڈالا اور فی الفور اٹھکے جلاد کے رخسار پر اس زور
سے طمانچہ مارا کہ وہ زمین پر گرا اور مثل ماہی بے آب تڑپنے لگا اور ایک لمحہ مین تڑپکر مر گیا بہرام گرد بن خاقان چین
نے جلدی سے تیغ جلاد کی اٹھا لیا اور مجمع مردمان سے نکل کے جانب پل شادکام چلا نوشیروان نے
لشکر کے سوارون کو حکم دیا کہ بہرام کو گرفتار کر لو جانے نہ دو بموجب حکم نوشیروان ایک ہزار سواران جرار
واسطے گرفتار کرنے بہرام گرد بن خاقان چین کے چلے اور قریب بہرام گرد کے جا کر بہرام گرد کو چار طرف سے

گھیر لیا اور قصد گرفتار کرنے کا کیا بہرام گرد نے تیغ آبدار سے ایک سوار کو قتل کیا اور جلد تر اُس سوار کے گھوڑے پر سوار ہو کے سواروں پر حملہ کیا اور صد ہا سواروں کو ایک لمحہ میں قتل کیا آخر باقی ماندہ سوار تاب پیکار نہ لا کر بھاگے بہرام سواروں کو بھگا کر جلد تر جانب پل شادگام روانہ ہوا جب سوار بھاگ کر خدمت نوشیروان میں آئے نوشیروان نے ارادہ کیا تھا کہ سرداران نامی کو واسطے گرفتاری بہرام کے روانہ کیا جائے ناگاہ تلبیس جاسوس نے روبرو ہو کے نوشیروان حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے شہنشاہ فلک جاہ بہرام گرد صد ہا سواروں کو قتل کر کے پل شادگام تک پہونچ گیا اور داخل لشکر حمزۂ صاحبقران ہوا حمزۂ صاحبقران نے بہرام گرد کی پوشاک تبدیل کرائی ہے اور بہرام کو لیکر حضور کے دربار میں حاضر ہوا چاہتے ہیں جب نوشیروان نے سنا کہ حمزۂ صاحبقران بہرام گرد کو میرے پاس خود لیکر حاضر ہوا چاہتے ہیں سرداروں کو روانہ نہ کیا ادھر حمزۂ صاحبقران بخوشی و خرمی بہرام گرد بن خاقان چین کو لیکر جانب دربار چلے جب حمزۂ صاحبقران دربار نوشیروان میں پہونچے بعد تسلیم اپنے دنگل پر بیٹھے اور سب سرداران حمزۂ صاحبقران کے علی قدر مراتب دنگلوں پر بیٹھے لیکن بہرام گرد نے بموجب فرمانے حمزۂ صاحبقران کے نوشیروان کو بعد ادب تسلیم کی اور روبرو ہو کے نوشیروان کو دوبارہ نوشیروان بہرام کے سلام کرنے سے خوش ہوا اور کسی قدر ملال بھی دفع ہوا جب بہرام نوشیروان کو سلام کر چکا اسوقت حمزۂ صاحبقران اپنے دنگل سے اٹھے اور نوشیروان سے عرض کرنے لگے کہ اے شہنشاہ ہفت کشور فرمانروائے بحر و بر اسوقت مجھکو کچھ عرض کرنا ہے اگر شہنشاہ کا حکم ہو تو عرض کروں نوشیروان نے فرمایا اے فرزند کہتے کیوں نہیں ہو جو کچھ تم کہو گے میں تمہارے کہنے کو منظور کرونگا کیونکہ تم میرے فرزند ہو مجھکو تم سے الفت ہے حمزۂ صاحبقران نے عرض کیا اے شہنشاہ فلک بارگاہ بہرام نے حضور کو سلام نہیں کیا تھا اور سرکشی کی تھی اسوجہ سے زیادہ تر عتاب سلطانی میں گرفتار ہوا تھا اب بہرام نے شہنشاہ کو سلام کیا ہے اور اپنی سرکشی کی سزا بھی پائی ہے پس میں امیدوار ہوں کہ شہنشاہ میری خاطر سے بہرام کا قصور عفو فرمائیں نوشیروان نے یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی سنکے ایک لمحہ فکر کی اور بعد فکر کرنے کے فرمایا کہ اے فرزند جیسا تمہارے خاطر سے قصور بہرام کا عفو کیا اور بہرام گرد کو تمہارے حوالے کیا اب تم بہرام گرد کو اپنے سرداروں میں شامل کرو حمزۂ صاحبقران یہ گفتگو نوشیروان کی سنکے نہایت خوش ہوئے اور تسلیم کر کے اپنے دنگل پر بیٹھے اور بہرام گرد سے فرمانے لگے کہ اے بہرام گرد بن خاقان چین قصور تمہارا شہنشاہ ہفت کشور مالک بحر و بر نے معاف کیا تمکو لازم ہے کہ پھر شہنشاہ کو بعد ادب تسلیم کرو بہرام گرد نے بموجب فرمانے حمزۂ صاحبقران کے نوشیروان کو دوبارہ تسلیم کی نوشیروان نے خوش ہو کر حکم کیا کہ دنگل واسطے بیٹھنے بہرام گرد بن خاقان چین کے بچھایا جائے بموجب حکم ملازموں نے دربار میں دنگل بچھایا پھر نوشیروان نے اشارہ بیٹھنے کا کیا بہرام گرد تسلیم کر کے دنگل پر جانب دست راست حمزۂ صاحبقران بیٹھا کیونکہ بہرام گرد بن خاقان چین سردار دست راستی ہے جب بہرام گرد کی تقصیر نوشیروان نے عفو کی اور بہرام گرد بن خاقان چین دنگل پر بیٹھا خواجہ بزرجمہر اور حمزۂ صاحبقران اور سرداران حمزۂ صاحبقران تو خوش ہوئے لیکن بختک کو نہایت رنج ہوا نوشیروان کو اپنے دل میں کلمات سخت و درشت کہنے لگا کہ نوشیروان احمق اور بیہودہ ہے ذرا بھی اسکو عقل و فہم نہیں اسنے مجھ ایسے وزیر دانا اور خوش تدبیر سے بہرام گرد کے بارے میں کچھ بھی مشورہ نہ کیا ورنہ میں بہرام کو ضرور قتل کراتا

خشمناک تو اپنے دل مین نوشیروان کو نالائق اور بیوقوف و کم عقل و نافہم کہہ رہا تھا لیکن نوشیروان نے بعد بیٹھنے بہرام گرد بن خاقان چین کے حکم کیا کہ سوارون کی لاشین اٹھائی جائین اور جلاد کی لاش بھی اٹھائی جائے بموجب حکم سوارون کی لاشین میدان سے اٹھائی گئین اور جلاد کی لاش بھی اٹھائی گئی بعد اٹھنے لاشون کے نوشیروان نے حکم دیا کہ ساقیان سیمتن غنچہ دہن کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہون فوراً بموجب حکم شہنشاہ ساقیان سیمتن ساغر کشتیان شراب کی لیکر خدمت نوشیروان مین حاضر ہوئے اول جام بلورین مین بادۂ گلگون بھر کے ایک ساقی گلعذار بموجب قاعدہ روبروے نوشیروان جہان پناہ لیگیا اور یہ شعر دست بستہ عرض کرنے لگا شعر بنوش بادہ کہ ایام غم نخواہد ماند، چنان نماند و چنین روز ہم نخواہد ماند۔ نوشیروان نے بادۂ گلگون دست ساقی مہوش سے لیکر منھ سے لگایا اور شراب پی پھر تو بحکم نوشیروان شہنشاہ گیتی ستان ساقیان مہ لقانے نوشیروان کے سردارون وغیرہ کو جام مئے ارغوان دینے شروع کیے خواجہ بزرجمہر اور حمزۂ صاحبقران اور سرداران حمزۂ صاحبقران نے شراب نہین پی جب نوشیروان میگساری کر چکا اور سردار وغیرہ بھی نوشیروان کے شراب پی چکے نوشیروان دربار برخاست کر کے داخل محل ہوا

دو کلمے داستان مسرت نشان رستم ہندلند ہور بن سعدان بادشاہ سراندیپ ملک ہندوستان کے بیان کیے جاتے ہین

پلا ساقیا بادہ سے لال رنگ
ترا دور جم رہے ساقیا
ملائے کوئی آنکھ کیا تاب ہے

جوانی کی آجائے جس سے اُمنگ
دکھا دے مجھے جام جم کی ضیا
کہ رندو نکا زہرہ بھی آب ہے
قلم روک تمہید کو ختم کر

مقطر پلا ساقیا بادہ شراب
شجاعت کا ہمت کا اک نور ہے
یہ سرشاریان بن کہان اور مین
بس اب اپنے مطلب پہ آ اے مخمس

کہ ہو جام مین جلوۂ آفتاب
جوانی کا طفلی ہی سے زور ہے
چڑھا جاؤن مین فرش کے خم ورین

گلہاے داغ حلقۂ ہجران مین رکھ لیے | کیا کیا چراغ ظلمت ہجران مین رکھ لیے | نقد قصور عفو کے دامان مین رکھ لیے
ایمان شکر زار پریشان مین رکھ لیے | دل اے حبیب عنبر لرزان مین رکھ لیے

ہر غازۂ عذار معاصی غبار عفو | زاہد گناہگارون سے پوچھے وقار عفو | کس طرح ہم نخون دل و جان ہو نثار عفو
دیکھی جو باغ حشر مین جینے بہار عفو | رحمت کے پھول دامن عصیان مین رکھ لیے

کروٹ چولی کراہ کے محشر ہوا بپا | تجھسا ہی مضطرب نہ کوئی ہوگا دوسرا | یارب کسی طرح نہین یارا فسوا کا
ہجر ازل مین عرش پہ معلوم ہو گیا | جب ہاتھ قلب پہ شب ہجران مین رکھ لیے

اینا پسند راحت دنیا سے ہین بری | جو کچھ رضائے دوست اسی مین ہے بہتری | دہشت نہین جو غیر ہے موذی و مفتری
ایوب سے ہے عاشق ابرو کو ہمسری | عقرب جراحت تن عریان مین رکھ لیے

اک برق وش کے ہجر مین آرام اب کہان | ابل چہرہ روئے بیٹھ کے دریا ہوا روان | ہر فصل مین دکھاتے ہین برسات کا سما
بھر لین ہزار با دل مضطر نے بجلیان | لاکھون سحاب دیدۂ گریان مین رکھ لیے

خندان خوشی سے زخم بدن ہو گئے تمام | دشمن ہوا ہے دوست یہ ہے شکر کا مقام | اب کچھ رہا نہ مرہم جراح سے بھی کام
قاتل کو تھا جو کشتون سے در پردہ انتقام | چھاپے نیام خنجر عریان مین رکھ لیے

لب نالۂ فراق مرا آتشین نہ تھا | دہشت سے تنگ دل سر روئے زمین نہ تھا | اس شش جہت مین دوسرا مجھسا حزین نہ تھا

ساقون جنون کا ٹھکانا کہین نہ تھا
عاشق نے اپنے سینۂ سوزان مین رکھ لیے

ساقی ہو مہربان مسرت کا ہو مقام
دن رات دخت رز رہی مجھ بادہ کش کو کام
فاقو نہین کون عمر کو اپنی کرے تمام
عید وصال یار ہو کیسا مہ صیام
روزے بغیر عذر کے مہ شعبان مین رکھ لیے

کس سے کہین جو ہجر مین گذری ہین آفتین
تنہا ہین جاے امن مین پالینگے راحتین
جبسے خلش تھی دور ہوئین اگلی صحبتین
پہونچین زبس وطن کے گلون سے اذیتین
خار اپنے گرد جیسے بیابان مین رکھ لیے

تاریک شب مین ہجر کی گھبرا رہا ہے جی
خالی مکان ہین گیا تصویر قبر کی
تدبیر اور اسکے سوا کچھ مگر نہ تھی
داغون سے یاد زلف مین کی دل کی روشنی
شب تھی چراغ خانۂ ویران مین رکھ لیے

ہم ہوگئے نہال دعائین ہوئین قبول
فرحت کمال بلبل دل کو ہوئی حصول
خار الم ملا انھین اغیار مین ملول
دامن سے پھینکا پھینک دیے آپ نے جو پھول
ہمنے اٹھا اٹھا کے گریبان مین رکھ لیے

آنکھون سے اشک سرخ نکلتے ہین متصل
ناسور کا یقین ہے جگر بھی ہے مضمحل
وحشت مین چاہتے ہین کٹے درد جان گسل
ہمنے بجز تصور مژگان سے زخم دل
کانٹے ہزار ہا گل خندان مین رکھ لیے

دو چار دن ادھر تھا نہ اصلا یقین مرگ
بیمار غم کو اب ہے مسیحا یقین مرگ
پھر آج درد دل نے بڑھایا یقین مرگ
صدمے سے دم بدم جو ہمین تھا یقین مرگ
پاس اپنے سو کفن شب ہجران مین رکھ لیے

ابتر ہے حال جو کسی کی نہین نظر
سب اپنی جا پہ تصویر حیران ہین دیکھکر
بس اک حضور کو نہوئی قدر عمر بھر
ٹکڑے ہمارے دل کے ہوئے وہ بھی اسقدر
آئینے سب نے شہر خموشان مین رکھ لیے

یون تو اسیر زلف بہت ہین ہزار ہا
پر صاحب وقار یہی دو ہین یادگار
لیلی وشون کی مرحمت دانی کو دیکھنا
جز قیس عشق اور سبھون کو رہا کیا
کل وہ اسیر خانۂ زندان مین رکھ لیے

بیت نگار ندۂ دفتر داستان
نمود خدا ارقام این داستان

گلچیندان گلشن معانی وگلچینان چمن خوش بیانی گلہاے گلدستۂ مضامین نوخیز عنبر خیز کو برشحات سحاب رحمت باغبان قضا وقدر چمن چمن شگفتہ کرکے یون مسطر کرتے ہین کہ ملک ہندوستان مین ایک بادشاہ شہر سراندیپ کا تھا کہ نام اسکا سعدان شاہ اولاد جناب شیث پیغمبر علیہ السلام مین تھا اور ایک بیٹا اسکا تھا کہ نام اسکا دارا سے ہند لندھور بن سعدان رکھا تھا مگر وہ لڑکا نہایت حسین وجمیل خوش شکیل چہرہ مثل آفتاب عالمتاب پیشانی پر کوکب اقبال ونہور جلوہ گر آنکھین نرگس شہلا نہین غلط ہے نرگس مردم بیمار ہے یہ آنکھین آہو شکار ہین چتون شیرانہ متانت شاہانہ دبدبہ بہادرانہ جسیم بجسیم قوت مین رستم زمان صولت وشوکت مین یکتاے جہان رخسار گلاب کے پھول لب برگ گل یاسمن جنبر صدسفے نسرین اور نسترن دندان گوہر آبدار قامت سرو شمشاد باغ حسن مین تازہ بہار مان کی روح باپ کی جان صدہا دل مین ارمان لیق فہیم ذکی ذہین ہوشمند عقلمند ارجمند اقبالمند ذی جود ذی شعور بادشاہ یعنی سعدان شاہ صاحب لشکر لعبد کر و فر ساٹھ لاکھ فوج زیر حکم نہایت شان وشوکت ودولت حشمت جری دلیر شجاع دربار مین نہایت رعب وداب ہندوستان مین انتخاب تھا جب لندھور کا سن پانچ چھ برس کا ہوا باپ نے اسکے یعنی سعدان شاہ بادشاہ ہندوستان نے دنیاے فانی سے طرف گلشن جاودانی کے رحلت فرمائی چچا لندھور بن سعدان کا یعنی شمپال ہندی بادشاہ ہوا تخت

سلطنت شاہی پر متمکن ہوا چونکہ لندھور بہت خردسال تھا لائق بادشاہت اور حکومت کے نہ تھا
جسوقت لندھور کا سن دس برس کا ہوا اُسکو شوق شکار کا ہوا اور ہر ایک علم و فضل مین کامل ہو چکا ہے
لیکن ہنر جنگ و فن سپہ گری کی تعلیم پایا کرتا ہے جب ان سب امور واجبی سے مہلت پاتا ہے شکار
کو ہمراہ ہوا خواہان زیرک سے کے جاتا ہے مکتب مین دن رات برابر اُستادان کامل و فاضلان
عامل سے درس لیتا ہے اور پہلوانان روے زمین و شجاعان بحر و بر پیچ کشتی کے بتایا کرتے ہین المختصر کہ
لندھور کی دس گیارہ برس کی عمر ہوئی ہے ایک روز واسطے شکار کے چلا ہمراہ سب ملازمان و رفیقان و
خواص سب ہمسن ہمسن ہمراز و دمساز اور علاوہ اُسکے فوج ہمراہ رکاب سعادت تھی کہ شہر سے اپنے
باہر نکلا ایک سمت کو گھوڑا اُٹھایا سب ملازم ساتھ ساتھ جیسے قمر کے گرد ہالہ ہوتا ہے چلے جاتے ہین جب دور شہر
سے کئی منزل نکل گئے ایک صحراے سبزہ زار ملا کہ اسکی فضا دیکھ کر لندھور بہت شگفتہ خاطر ہوا اب گھوڑا ٹھہرا
لیا خلیان خرامان چلا عجب بہار اُس صحراے سبزہ زار کی نظر پڑی گل خودرو جابجا کھلے ہوے دکھائی دیے
کہین فرش زمردی کہین فرش طلا کار نظر آتا تھا کسی جا معلوم ہوتا تھا کہ مخمل زرنگار گون بچھی ہوئی ہے اسپر
عکس آفتاب عالمتاب کا پڑتا ہے تمام سبزہ طلا معلوم ہوتا ہے وہ جابجا اشجار خوشنما گھنی گھنی شاخین
سبز و زرد دیکھنے مین کیا بھلی معلوم ہوتی ہین ان پر طائران خوش الحان جابجا شاخون پر بیٹھے ہین
کوئی کریال کرتا ہے کوئی چہک رہا ہے کوئی پرواز کا ارادہ کرکے رہجاتا ہے کوئی اُڑ کے اس شاخ سے اُس
شاخ پر بیٹھتا ہے آہوان صحرائی چراگاہ مین پھر رہے ہین ننھے ننھے اُنکے بچے کلیلین کرتے پھرتے
ہین اور جانور وغیرہ چرند پرند بھی ادھر اُدھر کود پھاند دوڑ دھوپ کرتے پھرتے ہین جھیلین اور تالاب
جابجا آب مصفا و خوش ذائقہ سے لبریز ہین اُن مین ماہیان رنگار رنگ شناوری کر رہی ہین
موجین اُنکی زلف معشوقانہ کا حسن دکھاتی ہین حباب دیدۂ آہوان خوش انداز کے مانند نگران
پھرتے ہین جسوقت ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا ترائی کی طرف سے آتی ہے آنکھین بند ہوئی جاتی ہین
دل کو راحت روح کو سرور حاصل ہوتا ہے صاحب حزن کا بھی وہان غم دل سے دور ہو جاتا ہے ہر فرد
بشر خوش و خرم نظر آتا ہے لندھور بن سعدان شاہ یہ سب تماشا صانع قدرت کا دیکھتا بحالت
آہستہ آہستہ خرامان خرامان چلا جاتا ہے اور ہمراہیان و لشکر و سرداران ذیوقار و رفقاے عالی تبار
وغیرہ بھی سب کے سب لندھور کے ساتھ سیر کرتے ہوے شاد و خرم چلے جاتے ہین اُس صحراے
جانفزا کی بہار لندھور بن سعدان مشاہدہ کرکے شکار کا بھی خیال دل سے بھول گیا محو
نظارۂ بہار و فزاے سبزہ زار ہے ناگاہ دیکھا کہ سامنے ایک باغ رشک گلشن شداد و بہتر از عالم
ایجاد اُس مین دروازہ برجی نہایت خوشنما لگا ہے مثل آفتاب درخشان کے چمک رہا ہے اور ایک بھاری قفل اُس
مین لگا ہوا ہے اور قریب اُس باغ فرحت دہ دماغ کی ایک تکیہ رشک کوہ طور ہے اُسپر ایک فقیر خوش تقریر پیر کہن سال عمر مین
خضر کی مثال ساکن ہے لندھور بن سعدان شاہ کو خیال ہوا کہ اس فقیر سے چلکر کیفیت اسکی دریافت کرنی چاہیے غرض
مع ہوا خواہان اُس فقیر کے پاس آیا اور پوچھا کہ ای شاہ صاحب یہ باغ جنت نگار کس عالی وقار کا ہے اُس فقیر نے کہا
ای بابا یہ باغ سلمان بن طلحہ کا ہے اور اس باغ بیمثال مین ایک گنبد مثل گنبد فلک دور و دراز ہے اُس
مین بھی ایک قفل ایسا ہی بہت بڑا لگا ہے سلمان بن طلحہ ایک بڑا قوی ہیکل پہلوان زبردست

نہایت شہر دور رستم صفت سہراب نمط فرپیلتن تھا کہ اُسکا کوئی ہمسر وہم مقابل نہو سکتا تھا اُسکے اسلحہ اس گنبد لاجوردین
بند کیے ہوئے رکھے ہین اور ایک فیل اُسکی سواری کا تھا کہ نام اُسکا فیل میمونہ مبارک ہی اُس کو اس صحرا مین چھوڑ
دیا ہی وہ ایک غار عظیم الشان مین رہتا ہی اور ایک دیو اس باغ کا محافظ ہی جب کوئی اس باغ کا قفل توڑنے کا
ارادہ کرتا ہی وہ دیو آکر اُسے مار کر کھا لیتا ہی اکثر پہلوان زبردست و بادشاہان عالی ہمت آئے اور وہ اُس دیو کے
ہاتھ سے مارے گئے مگر ای شخص مجکو یاد ہی قول سلمان بن طلحہ کا وہ کہ گیا ہی کہ جو شخص اس دیو کو مار ڈالیگا
اور اس قفل کو توڑکر اندر باغ کے جائیگا اُسی کے جسم پر وہ اسلحہ کارزار میرے درست اور ٹھیک ہونگے اور وہی
گرز سترہ سو من کا اُٹھائیگا اور میرا تیغہ بھی وہی باندھیگا اور اُسکی سواری کے واسطے فیل میمونہ مبارک
آئیگا وہ جوان بیمثال بصد شوکت و اقبال رستم ہند ہوگا لندھور نے یہ سُنکر بسم اللہ الرحمن الرحیم
یا فتاح کہکر قفل پر ہاتھ ڈالا فقیر خوش تدبیر نے پکارا ای صاحبزادہ عالیشان بلند مکان کیون اپنے
حسن و زیبائی کو مٹاتا ہی کیون اپنی جان شیرین اُس تلخ کام مردود دیو کے ہاتھ سے گنواتا ہی مجکو تیرے
چہرۂ بیمثال و خوش جمال پر افسوس آتا ہی میرا کہنا مان قفل در باغ فضا کو نہ توڑ ورنہ پچتائیگا جب وہ دیو آئیگا
تو پھر تجھسے کچھ نہ بن آئیگا لندھور نے کہا ای شاہ صاحب میرا دل نہین مانتا مین ضرور قفل توڑونگا دیو
سے مقابلہ کرونگا آج یہ پہلے ہیل کا سر کیا ہی بفضل ایزدی سر کرونگا اُس فقیر کے کہنے سے تمام مصاحب
و رفیق اور سرداران زبردست جو لندھور کے ہمراہ تھے وہ سب مانع ہوئے کہ حضور کیا غضب کرتے
ہین بڑا فساد ہوگا اور بہت بڑی خونریزی ہوگی مفت مین لوگ قتل ہوجائینگے لندھور نے غصہ ہوکر
کہا کہ تم لوگ کیا بکتے ہو انشاء اللہ بتائید ربانی و بہ افضال یزدانی اُس دیو مردم خوار کو مارتا ہون
اور قفل باغ کا توڑکر اسلحہ سلمان بن طلحہ کا اپنے قبضہ مین ابھی کرتا ہون یہ کہکے لندھور
بن سعدان شاہ نے قفل در باغ جنت نشان بہشت مسیر کو پکڑکے جھٹکا دیا اور قفل توڑنے لگا ہنوز وہ
قفل نہ ٹوٹا تھا کہ آندھی سیاہ اُٹھی ہوائے تند چلنے لگی ایک شور و غل بلند ہوا جب گرد و غبار دور ہوا دیکھا ایک
دیو مرید بہ غیظ شدید مثل رعد گرجتا ہوا چلا آتا ہی کہ اوآدمزاد تو یہ کیا کرتا ہی اس قفل در باغ پر فضا کو کیون
توڑتا ہی خبردار ہو مین آپہونچا تیرے کھا لینے کو لندھور بن سعدان شاہ نے پیچھے پلٹ کر جو دیکھا کہ ایک
دیو کریہ منظر نہایت تناور مثل سواریج کا قد لنبے لنبے ہاتھ بڑے بڑے سینگ فیل مست کے سے
دانت مثل چوٹی پہاڑ کے سر او چلک کر آگیا لندھور بن سعدان شاہ در باغ سے جدا ہوکر کھڑے
ہوئے اور دیو نے سر جھکا کر کھا لینے کا قصد کیا لندھور نے شاخین دونون دیو کریہ منظر کی پکڑکے
جھٹکا دیا بہ قدرت خداے عز و جل و بحول و قوت پروردگار عالم وہ دیو منھ کے بھل زمین پر آیا لندھور
نے کودکے گھوڑے پر سے گردن مین دیو کی ہاتھ ڈالدیے اور کشتی ہونیلگی ملحوظ خاطر ناظرین والا تمکین
رہے کہ سن لندھور بن سعدان شاہ کا دس گیارہ برس کا تھا مگر بمقابلہ جوان قوی ہیکل تن و توش
جسیم لحیم شحیم مثل رستم دستان اور قوت داد آلہی سے بہ افضال پروردگار شامل حال اقبال یاور
یاور رعب و داب و اجلال مثل ضحاک و جمشید و خاقان فرشاہنشاہی چہرے سے نمایان لیکن وہ دیو بھی
کوہ طلعت اژدہا پیکر خونخوار و بدسیرت اُستاد عفریتان ہی الغرض لندھور بن سعدان شاہ سے اور
اُس دیو مرید سے تین پہر کامل کشتی رہی اور زور ہوا کیا ایک مقام پر لندھور بن سعدان شاہ نے

ایک پیچ ایسا زبردست گانٹھ کے قینچی پاؤن کی لگا کے اڑنگا مارا کہ وہ دیو دھڑ سے زمین پر گرا لندھور بن سعدان شاہ نے پھرتی سے اپنے دونون پاؤن کے نیچے اُس دیو کا ایک پاؤن دبایا اور دوسرا پاؤن اُسکا دونون ہاتھون سے مضبوط پکڑ کے اور اللہ اکبر کہکر چیرنا شروع کیا دیو چیخنے لگا شور و غل مچانے لگا دوہائی تہائی دینے لگا اُسکی آواز مہیب سے تمام صحرا لرزنے لگا طائر درختون سے ڈر ڈر کو اڑ گئے یہ تلاطم اُس دیو کی آواز سے برپا ہوا کہ جھیلون کی مچھلیان خوف کے غول کے غول خائف ہوکر اندر سے اُچھل اُچھلکر رہتی ہین آکر زمین سب ہمراہیان لندھور بن سعدان شاہ کھڑے تماشا دیکھ رہے ہین اور فقیر خوش تدبیر بھی بغور کھڑا ہوکر دیکھ رہا ہے کہ ماشاء اللہ یہ انسان دیو سے بھی کہین زبردست ہے کہ دیو کو اس طرح زیر کر کے مثل اراس کے چیر رہا ہے غرض لندھور بن سعدان شاہ اُس دیو کو چیرتے چیرتے سینہ تک پہونچا دیر زیادہ ہوئی کیونکہ وہ دیو نہایت ہی طویل القامت تھا اب لندھور بن سعدان شاہ نے اللہ اکبر کہکر جو ایک جھٹکا اور زور سے مارا اس دیو مزید پلید کو چیر کر پھینکدیا ہمراہیان لندھور بن سعدان شاہ مین غلغلہ تحسین و آفرین کا بلند ہوا سب ایک زبان ہوکر پکارے کہ واہ واہ واہ مرحبا مرحبا اے شہزادے اے دارا سے سندرا اے رستم زمان کیا کام کیا سبحان اللہ احبر کم اللہ تیرا ہی کام تھا کہ اس دیو زبردست کو یون مثل ہیزم خشک کے چیر کر پھینکدیا فقیر نے دوڑ کر شہزادہ لندھور بن سعدان شاہ کو گلے سے لگایا پیشانی پر بوسہ دیا اور بہت تعریف کی ملازمان شاہی نے لندھور کے ہاتھ چوم لیے لندھور بن سعدان شاہ دروازے پر باغ کے آیا اور قفل کو زور سے جھٹکا دیا قفل بھی باغ کے دروازہ کا جھڑ سے گرا کنڈی کھولکے لندھور بن سعدان شاہ اندر باغ کے آیا پیچھے پیچھے تمام ملازمان شاہی داخل باغ ہوئے دیکھا کہ باغ دوسرا گلشن شدادی ہے ہر چمن اُس باغ کا جنت نظیر ہے روشن رشک فردوس ہے اشجار میوہ دار گوناگون جھوم رہے ہین شاخون سے زمین چمن کو چوم رہے ہین جا بجا چمنون مین گلہائے رنگارنگ کھلے ہوئے ہین تھالون مین پھولون کے ڈھیر ہین مگر لندھور بن سعدان شاہ وغیرہ نے باغ کو جو بغور دیکھا تو نہایت اُس باغ پر اُداسی چھا رہی ہے ایسا تو شگفتہ اور شاداب وہ باغ مگر سنسانا پڑا ہے نہ کوئی باغبان نہ کوئی گلچین نہین معلوم کس مدت سے وہ گلشن پر بہار بند پڑا ہوا ہے سراسر وہ باغ عبرت کدۂ گلشن فانی معلوم ہوتا ہے نرگس حیرت زدہ چارطرف نگران ہے سنبل پر پیچ سوسن کو عالم سکوت ہے گل کھلکھلا کر پژمردہ کی ظاہر کرتا ہے ہر غنچہ مسکرا کر یاس سے رہجاتا ہے ہر گل کے پہلو مین خار ہے ہر خار کی زبان فاعتبروا یا اولو الابصار ہے مرغان خوش الحان کی زمزمہ سازی سے مایوسی پیدا ہے بلبلین [illegible] نغمہ سنجی کرتی ہین سرو شمشاد خاموش سکتے کے عالم مین کھڑا ہے گویا کسی کا انتظار کر رہا ہے قمریان ہمتاسف ہوکر کوکو کرتی ہین صاف صداے انکی ظاہر ہے شعر ذات خالق کو جاودانی ہے + اور جو کچھ کہ ہے وہ فانی ہے چلو ر شمشاد کیا ور دی مثل آئینہ حیران مرغان چمن گویا کچھ اشعار عبرت آمیز پڑھتے ہین اور اڑ جاتے ہین اشعار

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے
تمہارے شہیدون مین داخل ہوئے ہین
گل و لالہ و ارغوان کیسے کیسے
عجب کیا چھٹا روح سے جامۂ تن
لٹے راہ مین کاروان کیسے کیسے
نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا
مٹے نامیون کے نشان کیسے کیسے
شریک کلک قدرت کے قربان آنکھین
دکھاتے ہین خوش خسرو جان کیسے کیسے

ہر سو عالم حسرت و یاس نظر آتا ہے کوئی طائر عوض نغمے کے گویا یہ اشعار

اپنی زبان میں پڑھتا ہے یہ اشعار
آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت
کیا یار بھروسا ہے جہان دم سحری کا
جس سر کو غرور آج ہے یان تاجوری کا
اسباب لٹا راہ میں یان ہر سفری کا
کل اُس پہ نہیں شور ہوا نوحہ گری کا
تک اپنے جگر سوختہ کی جلد خبر لے

یہ عالم اُس باغ جنت نظیر کا دیکھکر لندھور اور تمام ملازمان شاہی دنگ ہوگئے حالت وجد طاری ہوئی بیساختہ یہ خمسہ پڑھا خمسہ

سال گذرے وحشت دل کو جنون تالی ہوئے
یک بیک غصے مین کھلین بہ جان کر لالی ہوئے
سوتے کی کیول کھلا کر بالون کو جیالی ہوئے
پھر بہار آئی چمن مین زخم تن آسلے ہوئے
پھر ہرے داغ جگر آتش کے پرکالے ہوئے

گرم آہون نے بڑھایا دل بلبل کا اضطراب
ہر گلستان مین بہار سرکشی سے اجتناب
سمجھے ہم شاخ گل پژمردہ کو سیخ کباب
ہوگئی کیا آگ سے بیکار وہ بے ساقی شراب
تاک مین بھی دانۂ انگور پتھانے ہوئے

دیکھی ہو جوش سودا ابن یاس پر حال
اہل صحبت کی جدائی کا نہ رنج و ملال
کاشتکار ناخون کا اسکے ہجر مین ہوگا طال
کسطرح چھوٹرون لگا یک تیری زلفون کا خیال
ایک مدت سے یہ کالے ناگ ہین پالے ہوئے

اب جہان مین ہر سرا یا نور کیسا آدمی
جھلملا جاتے نہ کیون شمس و قمر کی روشنی
حسن انجم سے نظارے پہ بجلی گر پڑے
واہ کیا تاثیر ہو رخسار آتش ناک کی
شعلۂ جوالہ تیرے کان کے بالے ہوئے

ایک مدت سے ہو شوق غیرت لیلے آہین
کیون نہ حاصل ہو جناب قیس کا رتبہ ہمین
ملگیا دشت نورد جاگیر مین صحرا ہمین
ہوگیا چشم سیاہ یار کا سودا ہمین
مثل آہو پھرتے ہین دھوپ مین کالے ہوئے

جذب الفت نے دکھایا بعد مرنے کے اثر
فاتحہ روز سوم پڑھنے کو آیا وہ قمر
حسن نے اعجاز دکھلایا ہرا اپنا سر بسر
پاسے نازک اٹھنے رکھے جب ہماری قبر پر
پارہ ہاے سنگ مرمر لال کے گالے ہوئے

ہمسری کا نام غیر روسیہ ہرگز نہ لے
او دیکھا مین ظلمت گیسو کے چشمے مر سطلے
روشنی خانۂ الفت ہمین ہین دیکھلے
جب شب تاریک مین ہم کوے جانان کو چلے
لے کے آگے جاے شعلہ آتشین نالے ہوئے

ہر جا باغبان دار الشفا گلزار ہو
زرد ہو چنپا مگر دق کا اُسے آزار ہو
دیکھکر تجکو بہار اپنی گلون پیر بار ہے
تیرے آنکھ رشک چمن نرگس اگر بیمار ہو
باغ مین لاے کو اپنے جان کے لالے ہوئے

عاشق اغیار کی کیونکر نہ غیرت سے بنے
ادا فاؤن کر سچی ہوتے ہین ایسے مرتبے
اُنکی جانبازی کے شہرے نابرسان آڑ سے گئے
وہ بری پیکر کیا کرتا ہے اکثر تجسے
اپنے تو ناسخ بھی ہمارے چاہنے والو ہوئے

آگے جو بڑھے تو دیکھا ایک گنبد لاجورد مثل برج سپہر بے مہر جلوہ گر ہے لیکن جابجا استرکاری اُکھڑی ہوئی نقش و نگار مٹے ہوئے اس کہنگی عمارت پہ بھی حسن تازہ برستا ہے خیال کیا کہ جب یہ از سر نو تعمیر ہوا ہوگا کیا رونق و رعنائی ہوگی لندھور بن سعدان نے قفل در گنبد کو توڑا اور اندر داخل ہوا دیکھا کہ اس بوسیدگی پر بھی صنعت صانع ہویدا ہے ہر چند کہ ہر در و دیوار سے محل عبرت پیدا ہے چہار طرف تصویرین شاہان ماسبق کی لگی ہوئی ہین ان تصویرون مین ایک تصویر سلیمان کی بھی ہے اور ایک تصویر اُسکے باپ طلوع کی ہے اور جا بجا قبور شہزادگان اولوالعزم و شاہان ذی حشم کی بنی ہین مگر ہر قبر پر علامت نشان ہویدا گاہ اُس گنبد سے ایک صدا پیدا ہوئی کہ اے لندھور یہ مقام عبرت ہے دنیا چند روز ہے آخر شب تاریک کنج مرقد کا سامنا ہے

یہ قبرین جنکو تو دیکھتا ہے بڑے بڑے شاہان عالیشان کی ہین اشعار
جلا کرتی تھین جنکے آگے شمعین روز کافوری
انھین کا دیکھ لے اب خانۂ تاریک مسکن ہے
کسی شب کو چراغ انکی لحد پر بھی نہین جلتا
تو خاک آپ ہین اور خاک کا چہرہ جامن ہے
الغم ای مقیمان یہ سقف سپہر غدار
تا بکے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
آیۂ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو

ہو خراب ہے یا اگر قصر فریدون کے کہیں
رات دن جلسے یہاں گانے جہاں بیسیوں سردار نہیں
ارغنون دار سہ اگو نجتی تھی صوت ہزار
وادو نیرنگ نازک قصرین تجان الصند
آج کل وہ لب جو چند گے ہیں آئے سنہ دار
جلسے منقراتی ہیں اُترتے ہیں بگولے ہر سو
تکیۂ گور وہ گو زین آج ہے ہر اک کا مزار
نہ وہ جلسے نہ ترکیں نہ خود آرائی ہے

اس مکانین کبھی دربار رہا کرتا تھا
عیش و عشرت کے یہاں گرم تھے ہردم بازار
بار یاں تھا نہ حزن کو تو کسی موسم میں
داد رسی تھی یہ تنگ ظرفی باعزہ و وقار
ٹکو نظے سقف میں لکھوں ہیں اب اُلّو کے
ہیں خیابانیں پڑے زاغ و زغن کے انبار
سینہ لبریز تمنا ہے بلب مہر سکوت
کنج تنہائی ہے اور عالم تنہائی ہے

جاہ و حشم تھا کوئی خسرو باعزہ و وقار
شاخ گل زمزمہ سنجوں کا نشیمن تھی مدام
کیسی گل منظری کا عالم کیسی لطف کی بہار
جس جا پر پڑا دون پہ پڑتا تھا جوہر کس
مسکن فاختہ ہر قصر میں ہر نقش و نگار
قصر کو جانے دو باشندوں کو ان کے دیکھو
نہ کوئی دوست نہ مونس کوئی ہے غمخوار

یہ اشعار عبرت آمیز اس قصہ کے وحشت انگیز ہیں

سنکر لندھور بن سعدان شاہ نہایت محزون حال اس بے یقین پر ہوا اور ملازموں سے کہا او بھائیو انجام کار اس دنیائے ناپائدار کا یہی ہے جو کچھ کہ یہاں دیکھ رہے ہیں سچ ہے شعر ہر کہ آمد عمارت نو ساخت * رفت منزل بدیگرے پرداخت یہ کہکر سامنے دیکھا کہ ایک تخت زرین پر اسلحہ سلیمان بن طاہر رکھے ہوئے ہیں بڑھکر وہاں سے آیا اور اسلحہ اٹھائے زرہ پہنی مثل جسم لندھور میں ہوئی چار آئینہ اور بکتر لگائے دستانے ہاتھوں میں چڑھائے خود فولادی سر پر رکھا تیغ کمر سے لگایا کمان ترکش زیب تن کیا سپر پشت پر لگا کر گرز گاؤ سر شترہ سوسن کا کاندھے پر رکھا نیزہ ہاتھ میں اٹھا لیا مسلح و مکمل ہو کر ارادہ چلنے کا کیا کہ دیکھا ایک تختی کندہ کی ہوئی دیوار میں لگی ہے اس تختی کو لیکر لندھور نے پڑھا اُسمیں کندہ تھا کہ جو جوان پہلوان رستم زمان بعد عز و شان ان اسلحہ کو زیب جسم کرے اور اس گرز گران گاؤ سر کو اٹھائے وہی یہ خزانہ بھی لے جو اس تہ خانے میں جمع مقفل کیا رکھا ہے وہ اس خزانے کو اپنے صرف میں لائے لندھور نے ملازموں سے کہا کہ دیکھو تلاش کرو کہ اس گنبد لاجوردی میں تہ خانہ ہے اُسکا دروازہ کس طرف ہے لوگوں نے آکر بیان کیا کہ تہ خانے کے دروازے میں قفل دیا ہے آپ تشریف لے چلیے ملاحظہ فرمائیے لندھور دروازے پر تہ خانے کے آیا بقوت و جوانمردی اُس قفل گرانبار کو توڑا اور تہ خانے کے اندر جا کر دیکھا کہ روپیے اور اشرفیوں کے توڑے ہزارہا دھرے ہیں اور جواہر بیش بہا لعل و گوہر و یاقوت و نیلم و پکھراج وغیرہ ہزارہا من بھرا ہوا ہے لندھور بہت خوش ہوا شکر خدا بجا لایا اور حکم کیا کہ یہ خزانہ اٹھوا کر بحفاظت تمام شہر سراندیپ میں پہنچواؤ اور اس باغ پر قبضہ کرکے پہرا چوکی معین کیا اور کچھ ملازم اُس باغ کی محافظت کے واسطے وہاں چھوڑ دیے اور لندھور خراماں خراماں تمام باغ کی سیر کرتا ہوا باہر آیا اور اُس فقیر خوش تدبیر کو بہت سا روپیہ انعام دیا اور اُس سے کہدیا کہ تم یہاں رہو تمہارا سرکار شاہی سے مہینا مقرر ہو جائے گا اور میرا نام لندھور ہے میں بیٹا ہوں سعدان شاہ کا شہر سراندیپ میں رہتا ہوں وہ فقیر یہ سنکر بہت خوش ہوا اور دعائے دولت و اقبال و حشمت و اجلال شہزادہ ہندوستان وارث ہند لندھور بن سعدان کو دینے لگا لندھور نے ملازموں سے کہا کہ جاؤ تلاش کرو کہ فیل میمونہ مبارک کس غار میں ہے اور کہاں ہے لوگ فوراً گئے اور تلاش کرکے آئے عرض کیا کہ وہ سامنے غار جو ہے سبزہ زار میں ہے چلیے تشریف لے چلیے لندھور اُن آدمیوں کے ساتھ اُس غار پر آیا فیل میمونہ مبارک نے سر اٹھا کر سر تا پا شہزادہ ہندوستان لندھور بن سعدان کو دیکھا اور خرطوم ہلاتا ہوا آگے لندھور کے آیا لندھور اُس فیل میمونہ مبارک پر سوار ہوا اور مع خزانہ ہمراہ فوج کے طرف شہر سراندیپ کے روانہ ہوا جب شہر سراندیپ میں قلعہ کے اندر مع فوج و خزانہ داخل ہوا شیپال ہندی کہ اُسکے چچا کو خبر ہوئی بارگاہ میں اپنی بلایا لندھور نے

چچا کو مجرا کیا اور تمامی روداد جو کچھ کہ گذری تھی چچا سے بیان کی شیپال ہندی نے لندھور کو بہت تحسین و آفرین کی گلے سے لگایا اور اسکے اسلحہ دیکھکر بہت خوش ہوا فیل میمونہ مبارک کو پسند کیا اور بہت تعریف کی اشعار

شان و شوکت میں کہوں کیا یہ تیرے ہاتھی کی
کہکشاں جوں شب با بدا میں نمایاں تا فلک
ہاتھ لیلی نے نکالے ہیں سیہ مستی سے

سرخ پر جوں مہ نو آتے تھے یہ جو اُسکی گنگ
لٹکے خرطوم سے زنجیر طلائی وہ اگر
ملنے کو مجنوں سے حُسن سلسلہ پا کی جھنک

اسکے نگاہ کی اللہ رے چمک چہرے کی
اسکے دانتوں کو وہ سمجھے جو کوئی ہو زیرک
شیپال ہندی نے کہا اے لندھور

اے جان عم تو لائق سلطنت زیبندہ تاج و تخت حکومت ہے اب تو بادشاہت کر کہ تو اپنے پدر عالیقدر کا ورثہ دار ہے میں بسبب تیری خُرد سالی کے عاریت تخت سلطنت پر بیٹھکر حکمرانی کرتا تھا تجکو تیری بادشاہت مبارک ہو لندھور نے بطور خردانہ عرض کیا اے چچا جان یہ آپ کیا فرماتے ہیں یہ سب تخت و سلطنت حکومت و مملکت آپکا ہے میں فرمانبرداری میں رہونگا آپ بادشاہت کیجیے میں جو عہدہ پہلوانی رکھتا ہوں بس سپہ سالاری آپ کی مجکو کافی و وافی ہے اور ہمیشہ اسی عہدے پر رہونگا مگر شیپال ہندی نے نہ مانا اور ہاتھ لندھور کا پکڑ کے قسمیں دیکر تخت پر بٹھایا اور آپ نہایت لندھور کی کرنے لگا مبارک سلامت کی دھوم ہوئی یہ خبر علے العموم ہوئی نذریں گذرنے لگیں تصدق اترنے لگے سلامیوں کی توپیں چلیں تمامی شہر میں اس روز جشن نوروزی ہوا لندھور نے سب کو انعام تقسیم کیا خلعت دیے تمام شہر سراندیپ بلکہ ہندوستان میں یہ خبر مشہور ہوئی کہ آج لندھور بن سعدان تخت سلطنت پر متمکن ہوا اپنے باپ کا ورثہ پایا لندھور دادگستری اور رعایا پروری میں بدل معروف رہا کرتا تھا ہر ایک سے بخلق و مروت پیش آتا تھا سب عزیز قریب بیگانہ ملازم و رعایا لندھور سے خوش اور راضی تھے مسافروں اور تاجروں کے واسطے مسافرخانہ بنوا دیا تھا جو کوئی سوداگر مسافر کہیں سے آتا تھا وہاں اترتا تھا اسکو کھانے پینے کی راحت ہوتی تھی چنانچہ اکثر سوداگر یہاں شہر سراندیپ میں آکے رہے سب مال بیچا اور ملک مدائن کو روانہ ہوے جب نوشیروان عادل کی ملازمت سے سرافراز ہوے لندھور بن سعدان کی نہایت مدح و ثنا کی نوشیروان عادل زمان نے یہ خبر سنکر ایک نامہ فیض شمامہ لندھور بن سعدان کو اس مضمون کا تحریر کیا نامہ نوشیروان اے کوکب سپہر شہریاری و اے اختر فلک تاجداری اے نہال گلشن شہر سراندیپ ملک ہندوستان اے گلدستہ تازہ و تر باغ بادشاہ سعدان زاد مراتبکم بعد سلام شوق مافوق از جانب بادشاہ ہفت کشور نوشیروان عادل زمان تحریر و تسطیر ہوتا ہو سُنا ہو کہ عرصہ بارہ برس کا ہوا کہ تمھارے پدر گوار سعدان شاہ والی شہر سراندیپ ملک ہندوستان نے عالم فانی سے طرف ملک جاودانی کے کوچ کیا ہے اور تم قائم مقام وراثت پدری تخت حکومت شاہی پر متمکن ہوے ہو مجکو بہت خوشی ہوئی مبارک ہو مگر اب تک خراج شہر سراندیپ کا نہ بھیجا اور باپ تمھارا ہمیشہ برابر ہر سال ادام (؟) بہ حساب کرکے خراج داخل خزانہ نوشیروانی کیا کرتا تھا اور اگر تمکو نہ آگاہی ہو تو اب آگاہ ہو کہ میں بادشاہ ہفت اقلیم ہوں لشکر بیشمار رکھتا ہوں نام میرا ازل سے نوشیروان عادل زمان ہے پس مناسب انسب یہ ہے کہ دس برس کا خراج جلد روانہ کرو کہ ہمارے تمھارے رسم و راہ شاہانہ اور مراسم قدیمانہ قائم رہے ورنہ ملال درمیان میں آئے گا رشتہ اتحاد ٹوٹ جائیگا کی تحریر پر نظر کر کے مضمون مندرجہ نامہ غور سے دیکھنا فقط زیادہ رسم و شوق باد۔ نوشیروان عادل زمان نے یہ نامہ بطلب خراج تاکیداً لکھ کر ملفوف کرا کے عیار کرکس ساسانی کو دیا اور تاکید کی کہ یہ نامہ جلد شہر سراندیپ متعلق ملک ہندوستان میں لندھور بن سعدان شاہ کے پاس لیجا کرکس ساسانی بحکم نوشیروانی مدائن سے روانہ ہوا اور چند روز میں شہر سراندیپ میں داخل ہو کر دربار میں لندھور بن سعدان کے حاضر ہوا اور نامہ کمر سے نکال کے آگے لندھور کے پیش کیا لندھور نے وہ نامہ نوشیروان عادل کا پڑھا اور سر اٹھا کر

کیا شعر وہ زمانہ اور تھا اور یہ زمانہ اور ہے حکمران سعدان تھا جب لندھور کا اب دور ہے۔ یہ کہکر نیز مشی سلطنت کو حکم کیا کہ ابھی اس نامے کا جواب لکھو جواب نامہ امور رونق بوستان شاہنشاہی واو زینت انجمن جہان پناہی مہر سپہر حکمرانی ماہ فلک جہانبانی افتخار سلاطین مالک ہفت کشور سلطان العظما شاہان مملکت عدل وداد گستر بادشاہ دوران نوشیروان عادل زمان زاد اتحاد و کم بعد سلام سنت الاسلام وشوق لقاے بے انتہا از طرف شہزادہ ہندوارث ہندوستان لندھور بن سعدان شاہ رستم زمان جواب نامہ اتحاد شمامہ یہ مرقوم کیا جاتا ہے کہ پیام دوستی التیام بمنزلہ وفور انساط دادو ہی بدست عیار کرگس ساسانی بحکم نوشیروانی نے شرف ورود پایا مضمون مندرجہ ارقام والانظام سے مطلع ہوا اے شہنشاہ گیتی ستان نوشیروان زمان زمانہ خراج گذاری شہر سراندیپ متعلقہ ممالک ہندوستان کا ذکر کیا کہ بادشاہ سعدان شاہ راہی ملک بقا ہوا کہ وہ کسی وجہ سے ماتحت حکومت سلطنت مدائن تھا کہ سالہا سال خراج پہونچایا کرتا تھا اب رستم ہند لندھور بن سعدان شاہ شہر سراندیپ ہے تمہاری جانب سے کسی نے مجکو زیر کیا ہے جو تم مجھسے خراج طلب کرتے ہو اے بادشاہ نوشیروان ہاں اب کسی کو یہاں بھیج کہ کوئی پہلوان زبردست مجھسے ہم نبرد ہو اور مقابلہ کرے اگر میں زیر ہو جاونگا تیری اطاعت کرونگا اور فرمانبرداری بجالاؤنگا اور خراج بھی مدام دیتا رہونگا زیادہ طول کلام بیجا ہے فقط والسلام والاکرام۔ لندھور بن سعدان شاہ نے یہ جواب نامہ نوشیروان کا تحریر کراکے ملفوف کیا اور عیار کرگس ساسانی کو بعد خلعت کے دیا کرگس ساسانی بصد غم وشعور جواب نامہ فیض شمامہ لندھور بن سعدان شاہ کا لیکر بعد طے مراحل قطع منازل چندروزمین داخل مدائن ہوا اور دربار بادشاہ نوشیروان عادل میں حاضر ہوکر جواب تحریر کردہ لندھور پیش کیا نوشیروان زمان نے پڑھوا کر سنا اور خاموش ہوکر سکوت کیا اور نہایت فکرمند ہوا کہ لندھور کے مقابلہ کے لیے کون بھیجا جاوے اور کیونکر وہ زیر ہوکر خراج گزاری اختیار کرے

دوسکلے داستان جرأت نشان بھیجنا لندھور کا فیل آہنی کو پاس نوشیروان کے بیان کیے جاتے ہیں

کدھر کہاں ماہرو ہو شراب گلگون کی جستجو ہے
بھلا دون کیون تجکو جو غم ہی ادھر خیال آرزو کو ہے
دیا نہ مجکو تو ساغر مل کہ حیران صدمے قلقل
فقط نفاری کا بہت کہ دور گردون میں جستجو ہے
گل کھلے پر زرے اڑا پوشاک کے
کیا کیں گئے زمین کس سناک کے
ست ہوکر جائیں سے اے منیجو
خوب ہی لٹتے لیے پوشاک سے

غزل

یہ دلکو رندو کا آرزو ہی جھکا دی موجود اتو ہو
عطا کر اک جام آفتابی کہ بھر تو دلکو ملا ہے مے
یہ ابر چھایا یہ موسم گل بکار رندو کی چار سو ہے
معرفت میں تیری ذات پاک کے
پاؤن پھیلے تا یہ دامن چاک کے
دہ گریبان آگ میں رکھ دیجیے
آئے ہیں تب الغیب کو تاک کے

مگر خدارا تو چشم و شتی نہیں رہا ہے یہ خموشی
ترے خرابے میں ہو خرابی کہیں نہ دیکھیں سبو ہو
تجکو کو شش جو روز وشب ہو طلب شاہین ہی ابکی
اڑتے ہیں ہوش و حواس ادراک سے
نام نے سکتے نہیں محبوب کا
موسم گل میں جو ہون بے چاک کے
آفرین صد آفرین دست جنون

بیت نویسندۂ معنی لاجواب رقم کردہ مضمون قو نہ یاب حاکمان

ممالکت مضامین تازہ خیال خسروان سلطنت طبیعت وذہن جہان نبرد شمشیر قلم مالک سخن میں حکمرانی کرکے عبارات رنگین بصد تزئین کہ پسند خاطر ناظرین والاتمکین ہو تقریر شایستہ سے یون تحریر وتسطیر کرتے ہیں کہ جب لندھور بن سعدان نے جواب نامہ نوشیروان لکھکر روانہ کیا چند سے یہ منتظر رہا کہ کسی پہلوان زبردست کو نوشیروان بادشاہ فرو براے مقابلہ بھیجیگا جب کوئی ملک مدائن سے از جانب نوشیروان نہ آیا بعد چند روز زمانہ کے لندھور نے ایک فیل آہنی تیار کروایا ہم شبیہ فیل میمونہ مبارک کے اور ایک نامہ نوشیروان زمان کو تسطیر کیا جسکا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ اے بادشاہ ہفت کشور واے تاجدار مملکت ونامور شہنشاہ دوران نوشیروان ماننے

اُنتک کسی پہلوان نے جرأت کو واسطے میرے مقابلے کے نہ بھیجا مجبور ہو کر مین نے ارادہ مقابلہ کا کیا ہے جو کوئی ایک ضرب
شمشیر سے اس فیل کو دو ٹکڑے کرے وہ سردار مجھ سے ارادہ مقابلے کا رکھے اور جو کوئی اس امر کو منظور نہ کرے گا اور مجھ سے
ہم نبرد نہوگا تو مین خود تجھ سے خراج لونگا اور سمجھونگا کہ کوئی سردار اور پہلوان تیری مملکت مین ایسا نہین ہے کہ مجھ سے مقابلہ
کر سکے یہ نامہ لکھکر شہپال ہندی اپنے عم نامدار کو دیا اور یہی مضمون زبانی بھی کہدیا کہ آپ روبرو نوشیروان کے
کہیے گا اور اس فیل آہنی ہم شبیہ فیل ہیمونہ مبارک کے ہمراہ بڑے سامان و تزک و احتشام سے طرف مدائن کے
روانہ کیا بعد قطع منازل و طے مراحل جسوقت شہپال ہندی مدائن مین آیا یہ خبر نوشیروان کو ہوئی بادشاہ نے
دربار مین اپنے طلب کیا شہپال ہندی بصد کر و فر دربار مین آیا بطریق اسلام سلام کیا اُسوقت دربار مین ستر و ستو
سردار زیب دنگل تھے اور امیر بانوقیر حمزہ صاحبقران بھی پہلوے تخت نوشیروان مین دنگل زرین پر جلوہ گر تھے
اور خواجہ عمرو پشت پر کھڑے ہوئے تھے کسی نے جواب سلام نہ دیا مگر امیر حمزہ صاحبقران زمان نے جواب سلام
دیا شہپال ہندی نے نامہ لندھور بن سعدان شاہ بادشاہ نوشیروان کے ہاتھ مین دیا اور زبانی عرض کیا
کہ لندھور بن سعدان نے کہدیا ہے کہ جو کوئی اس فیل کو ایک ضرب شمشیر آبدار سے دو ٹکڑے کرے وہ شخص مجھ سے
ارادہ مقابلہ کا رکھے اور اگر یہ فیل ایک ضرب سے دو پارہ نہوا تو کوئی مجھ سے مقابلے کا قصد نہ کرے مین سمجھونگا تیرے
دربار مین کوئی پہلوان اور سردار زبردست ایسا نہین ہے کہ مجھ سے ہم نبرد ہو لیس مین تجھ سے خود خراج طلب کرونگا یہ سنکر
بادشاہ نوشیروان بہت متفکر ہوا اور اپنے سرداران نامور کیطرف دیکھا سب سردار اُٹھ کھڑے ہوئے اور سب نے
ایک ایک ضرب تلوار کی لگائی مگر فیل پر خط تک نہ پڑا کاٹنا کیسا سب کے سب نادم ہو کر چلے آئے بادشاہ نوشیروان کو
اور زیادہ تردد ہوا بختک نے چپکے سے کان مین کہا کہ حمزہ عرب ہے حکم کیجیے کہ یہ آپکا داماد بھی ہوا اور ہم مقابلہ بھی
لندھور کا ہے یہ سنکے نوشیروان نے صاحبقران کیطرف دیکھا امیر بانوقیر تلوار ٹیک کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور
بسم اللہ کہکے بڑھے اور گھوڑے پر سوار ہو کر شمشیر آبدار کھینچی گھوڑے کو اُڑایا اور تیزی جا کر ہاتھ تلوار کا اس چستی سے
مارا کہ فیل آہنی یونہین کھڑا رہا اور تلوار کاٹکر اس پھرتی سے نکل آئی جیسے صابون سے تار آہن نکل آتا ہے دربار مین کسی کو
ثبوت بھی نہوا کہ تلوار نے فیل کو دو ٹکڑے کیا سب سردار ہنسنے لگے یہ سمجھکر کہ تلوار امیر بانوقیر کی فیل کی پشت تک بھی
نہین پہونچی فیل اُسیطرح کھڑا ہوا ہے خواجہ عمرو نے کہا کہ تم سب ہنستے کیا ہو وہان جا کر دیکھو تو فیل کے دو پرکالے ہو گئے
لوگون نے جو فیل کو پکڑ کے کھینچا فیل آہنی نصف ادھر گرا اور نصف اُدھر گرا تحسین و آفرین کا دربار مین شور بلند ہوا بادشاہ
نوشیروان نے بھی بہت تعریف کی شہپال ہندی نے اپنے دلمین کہا کہ یہ جوان تو کچھ لندھور سے زیادہ قوت و
شجاعت مین معلوم ہوتا ہے سوائے اسکے کوئی لندھور کا مقابلہ نہین کر سکتا شہپال ہندی تو فوراً بادشاہ نوشیروان سے
رخصت ہو کر طرف سراندیپ کے روانہ ہوا ناظرین پر واضح ہو کہ پہونچنا شہپال ہندی کا شہر سراندیپ مین لندھور
بن سعدان کے پاس پھر آگے بڑھکر بیان کیا جائیگا جسوقت امیر بانوقیر حمزہ صاحبقران زمان نے فیل آہنی کے
ایک ضرب شمشیر سے دو پرکالے کیے اور وہ ٹکڑے فیل آہنی کے لیکر شہپال ہندی چلا گیا بختک نے چپکے سے کان مین
نوشیروان کے کہا کہ حمزہ کو برائے مقابلہ لندھور بھیجیے کہ یہی اُسکو زیر کر کے خراج لائیگا نوشیروان نے امیر سے کہا
کہ شہر سراندیپ کو واسطے مقابلہ لندھور کے جایئے اور اُسکو زیر کر کے خراج لائیے اور ہمکو مطیع کیجیے اور جو کچھ ضرورت و خواہش ہو
سرکار نوشیروانی سے لیجیے امیر نے فرمایا اے بادشاہ کل اسکا جواب دونگا جب دربار برخاست ہوا سب سردار گئے امیر بانوقیر بھی مع
خواجہ عمرو کے اپنے خیمہ مین آئے خواجہ نے کہا اے حمزہ کل دربار مین چلیے گا اگر بادشاہ نوشیروان آپ سے کچھ جانے کے بارے مین کہیگا

تو آپ خاموش رہیے گا کچھ جواب نہ دیجیے گا میں خود نوشیروان سے کہونگا کہ امیر یا قوت کہتے ہیں کہ اگر تو اپنی بیٹی ملکہ مہر نگار کے ساتھ
عقد کر دے تو میں جا کر لندھور کو زیر کرکے خراج لاؤں اور اگر تو نہ راضی ہوگا تو نہ جاؤنگا اور کسی کو برائے مقابلہ لندھور بھیجدے
امیر تو عاشق زار ملکہ مہر نگار ہیں خواجہ عمرو کی رائے پسند آئی امیر یا قوت بہت خوش ہوئے جب دوسرا دن ہوا دربار بادشاہ
نوشیروان کا جمع ہوا سب سردار اپنے اپنے مقام پر متمکن ہوئے بادشاہ عادل نوشیروان زمان آکر تخت سلطنت پر جلوہ گرا
ہوا امیر یا قوت مع حمزہ صاحبقران زمان بھی دربار شہنشاہی میں تشریف لائے اور دنگل زرین پر بیٹھے خواجہ عمرو پشت پر
امیر یا قوت کی کھڑے ہوئے بادشاہ نوشیروان نے حمزہ صاحبقران زمان سے کہا اے حمزہ کیا کہتے ہو تم جاؤ اور لندھور
بن سعدان شاہ کو مقابلہ کرکے زیر کرو اور خراج لو اور جو کچھ چاہیے ہو مال و خزانہ فوج و لشکر سرکار شاہی سے ابھی لیلو امیر
یا قوت تو خاموش سر جھکائے بیٹھے رہے جواب بادشاہ کو کچھ نہ دیا مگر خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہاتھ باندھکر سامنے بادشاہ کے
آیا مجرا کرکے عرض کیا شعر۔ عرض حال من گوش کن * اگر خوش نیاید فراموش کن * اے بادشاہ دوران نوشیروان زمان
اگر حکم ہو اور خلاف مزاج مصدر الابتہاج حضور کیوان ظہور نہو تو حضوری حضور فیض گنجور میں عرض صادق یہ ہے کہ حمزہ
صاحبقران عرض رسا ہے کہ اگر ملکہ مہر نگار نور نگاہ بادشاہ عالی مقدار کا عقد میرے ساتھ کر دیجیے تو میں بسر و چشم ابھی طرف
شہر سرانديپ کے روانہ ہوں اور لندھور بن سعدان کو زیر کرکے خراج حاصل کروں ورنہ اگر یہ امر نہوگا تو نہ جاؤنگا
بادشاہ سنکے نہایت چیں بجبیں ہوا مگر خاموش ہو رہا خواجہ عمرو سامنے سے ہٹکر پشت پر امیر یا قوت کی کھڑے ہوئے جب بادشاہ
غصہ سے خاموش ہو کر فکر مند ہوا اور کچھ جواب نہ دیا بختک نے چپکے سے بادشاہ کے کان میں کہا کہ کیوں جواب نہیں دیتے
خاموش کیوں ہو رہے آپ اس وقت اقرار حمزہ سے کر لیجیے وقت پر کسی کنیز کے ساتھ عقد حمزہ کا کر دیجیے گا کیا حمزہ مہر نگار کو
پہچانتا ہے اگر حمزہ کو مقابلہ لندھور نہ بھیجیے گا تو لندھور لشکر کشی کرکے خود چلا آئے گا اور مدائن کو تباہ کریگا کوئی
کوئی ان سرداروں میں ایسا نہیں ہے کہ لندھور سے مقابلہ کرے بادشاہ کو بختک کی رائے پسند آئی بادشاہ نے حمزہ صاحبقران سے
کہا کیا مضائقہ ایسا ہی ہوگا مگر خواجہ عمرو نے بختک کے ہونٹ ہلتے ہوئے جو دیکھے تھے وہ سمجھ گئے تھے کہ یہ رائے قرار پائی ہے چپکے سے جھک کر
امیر یا قوت سے عمرو نے کہا کہ یہ رائے بصلاح بختک قرار پائی ہے تو آپ بادشاہ سے کہیے کہ اچھا میں ابھی کوچ کرتا ہوں مگر ملکہ مہر نگار
سے بھی رخصت ہو لوں۔ امیر یا قوت نے بادشاہ نوشیروان سے کہا کہ بہت خوب میں ابھی کوچ کا سامان طرف شہر سرانديپ کے
کرتا ہوں مگر ذرا حکم ہو جائے کہ اس آفتاب جہانتاب ملکہ مہر نگار سے بھی رخصت ہو آؤں بادشاہ نے یہ سنکر پھر سکوت کیا بختک نے
جھککے بادشاہ سے کہا آپ کیوں ذرا ذرا سی بات پر خموشی اختیار کرتے ہیں حمزہ کو ساتھ لیکر ملکہ کو دکھا دیجیے مگر خواجہ عمرو کو
ساتھ نہ لیجائیے گا کیونکہ استاد کامل ہی ہے اور امیر کو صورت شکل ملکہ کی کب یاد رہیگی یہ سنکے بادشاہ اٹھ کھڑے ہوئے اور
حمزہ صاحبقران کا ہاتھ پکڑ لیا اور محل کی طرف چلے راہ میں حمزہ سے کہا کہ عمرو کو ساتھ اپنے نہ لاؤ کیونکہ ناموس ہمارا محل میں ہے
اور تم مثل فرزندوں کے پارہ جگر ہو داماد بیٹی سے زیادہ پیارا ہوتا ہے جب ڈیوڑھی پر محل خاص خاص کی پہونچے تو خواجہ عمرو سے
امیر یا قوت مع حمزہ صاحبقران زمان نے کہا اے خواجہ تم جاؤ اور ہماری خوابگاہ میں گوہر بیش بہا رکھا ہے وہ جلد
لے آؤ کہ ملکہ مہر نگار کو دینگے خالی ہاتھ کیا محل میں جائیں خواجہ عمرو یہ سنتے ہی امیر یا قوت سے ادھر روانہ ہوئے
یہاں بادشاہ نوشیروان زمان حمزہ صاحبقران کو لیے ہوئے ڈیوڑھی میں آئے اس محل خاص ملکہ مہر نگار میں
سات ڈیوڑھیاں ہیں ہر ڈیوڑھی پر سردار و نگہبان چوکی پہرہ غرضکہ سب ملازمان شاہی پہلی ہی ڈیوڑھی پر تھم رہے بادشاہ
معہ حمزہ کو ہمراہ لیے ہوئے داخل محل ہوئے اور ہر ڈیوڑھی پر حکم کر دیا کہ عمرو اندر نہ آنے پائے جب ساتوں ڈیوڑھی پر
پہونچے تو محلدار نے آگے بڑھکر محل میں سب کو آواز دی کہ بادشاہ سلامت محل میں داخل ہوئے اور حمزہ بھی ساتھ

ساتھ جہان پناہ کے آنے میں سب کنارے ہو جاؤ جسکو پردہ کرنا ہو پردہ کرلے جسکو ہٹنا ہو ہٹ جائے غرض ایک برج میں دو آفتاب یا
دو بدر کامل داخل ہوئے ملکہ مہرنگار بصد شان و تجمل و وقار اپنے قصر عالیشان فلک آستان میں تخت پر مثل خورشید
درخشان کے جلوہ گر تھی اور سات سو کنیزان زرین پوش دُر در گوش دریائے جواہر میں غوطہ زنی کیے ہوئے گرد اسکے مثل
ماہ چہاردہ کے مانند ہالے کے اپنے اپنے عہدون پر حاضر تھین کنیزون کی صورتین دیکھ کر خدا کی شان نظر آتی تھی ایک ایک
آئینہ ماہ پیکر پری چہرہ حور لقا سرو قد گل رخسار سیمین تن غنچہ دہن غمزہ و عشوہ غضب کا ناز و انداز بلا کا کمسن بھولی
بھولی صورتین چلبلی چلبلی طبیعتین بینے چاند سے جوبن اُبھار پر محرم کی کٹوریون سے قطرۂ حسن چھن چھن کر ٹپک رہے ہین دیکھنے والے
لوٹ پوٹ عشق مین ہو جاتے ہین گیسو صورت مار سیاہ دوش پر لہراتے ہین پہلوؤن مین ملکہ مہرنگار کے برابر دونون طرف
وزیرزادیان زہرہ و مشتری اور فتانہ بلائے بیدرمان جبین مہ جبین شکیل جمیل بصد ناز و ادا استادہ ہین ایک طرف کرسی
جواہر نگار پر ملکہ زرانگیز خاتون مادر مہربان ملکہ مہرنگار بصد عز و وقار جلوہ گر ہے بادشاہ نوشیروان قصر عالیشان فرخ تر
تک آکر بلند نکیان تک ساتھ ساتھ آیا صاحبقران کو قصر مین پہونچا کے آپ بسبب شرم و لحاظ کے پلٹ گیا مگر ملکہ زرانگیز
خاتون سے کہتا گیا کہ حمزہ تم سب سے ملنے کو آئے ہین کہ انکا کوچ وقت شہر سراندیپ ملک ہندوستان کو بمقابلہ لندھور
بن سعدان شاہ ہے صاحبقران زمان نے جو ملکہ زرانگیز خاتون کو کرسی پر بیٹھے دیکھا تسلیم کو جھک گئے ملکہ زرانگیز نے
آغوش تمنا پھیلا کے دست شوق بڑھائے صاحبقران جھک کر آگے بڑھے ملکہ زرانگیز نے سر صاحبقران کا سینے سے
لگایا پیشانی منور پر بوسہ دیا دونون ہاتھون سے چہرۂ حمزۂ صاحبقران کی چٹاچٹ بلائین لین اور ترقی جاہ و جلال
و فتح و فیروزی کی دعائین دین کیونکہ بیٹی کی سبب سے داماد کی چاہ ہوتی ہے مثل مشہور ہے کہ مول سے بیاز پیارا ہوتا ہے جب دعا کے
کچھ سخن کر دہان سے انگھر علی آئی صاحبقران سے کہا اے فرزند تجھے میں آتی ہون صاحبقران زمان پہلو سے
ملکہ مہرنگار میں تخت مرصع نگار پر جلوہ افروز ہوئے گویا مہر و ماہ ایک جگہ جلوہ گر تھے یا قران السعدین نظر آتا تھا صاحبقران نے
بو جمال ملکہ مہرنگار پری رخسار مہوش بزنگاہ کی بیساختہ دل سے آہ کی ملکہ مثل عروس شب اول کے آراستہ و پیراستہ تھی
چہرے کے حسن سے آفتاب شرمندہ تھا ماہتاب عرق عرق خجالت سے ہوا جاتا تھا عکس رخ خورشید رو سے ذرے مثل
اختر تابان کے چمکتے تھے تمام قصر نور حسن سے ایسا روشن تھا کہ برج ماہ کامل اسکی ضیا سے شرمندہ ہوتا تھا شعر وہ رخ حسن تھا
رخ پر آب و تاب پر پڑتی تھی چھوٹ اُڑ کے گل آفتاب پر ٭ دیگر زلفوں میں نور حسن تھا اس آب و تاب کا ٭ گویا تھا آفتاب تہ
لکہ سحاب کا ٭ صاحبقران نے بیساختہ چاہا کہ ملکہ کو گلے سے لگائین مگر کنیزان اہوش جو کھڑی تھین حجاب مانع ہوا
دست شوق بڑھا کر رہ گئے پھر آہستہ سے کہا اے ملکۂ عالم ہم تم سے ملنے کو آئے ہین تمہارا عقد ہمارے ساتھ لندھور
بن سعدان کے زیر کرنے پر موقوف ہے شعر خدا حافظ ہم سفر کرنے کو جاتے ہین ہم ٭ سامنا دشمن کا ہے دعا کیجیے کیسی بنے ٭
یہ جو صاحبقران نے ملکہ مہرنگار سے کہا ملکہ کے دل پر ایک چوٹ لگی تصور فراق دیدار میں رونے لگی اور کہا اے بادشاہ حسن و
خوبی وائے آرام دل و جان محبوبی یہ کیا تمنے کلمہ جدائی سنایا کہ دل سینہ مین صورت مرغ بسمل پھڑکنے لگا شعر فراق میں تیرے
کہا ہیگی زندگی ہوگی یقین ہے کہ اسی غم میں جان جائیگی دیگر وصال یار کی حسرت ہی اب رہگئی باقی ٭ دل بیتاب کی
مطلق نہ کوئی آرزو نکلی ٭ یہ کہکر ملکہ مہرنگار بصد اضطرار بیقرار ہو کر سر شانے پر امیر با توقیر کے رکھکر زار زار مثل ابر نوبہار
رونے لگی ملکہ کے مایوس ہوکے رونے پر صاحبقران کی بھی آنکھون قطرۂ اشک ڈبڈبانے لگے شعر ٭ طفل اشک
آئے نکل ایک اسطرف ایک اسطرف ٭ گر گئے دونون چل ایک اسطرف ایک اسطرف ٭ صاحبقران نے
ضبط کرکے کہا اے ملکۂ عالم کیون بیتاب ہوتی ہو کس واسطے روتی ہو یا ندسا تمہ مشک گرم سے کیسے دھوتی ہو خدا کو یاد کرو

رو رو کر عاشق و معشوق کا دل گھبرا گیا شعر یون ٹھنڈی سانسین بھرکے نہ آہ و بکا کرو ۰ بہتر ہے کہ وصل کی حق سے دعا کرو ۰ اے جان جان لے آرام دل عاشقان فلک کج رفتار پُر رقت در پئے آزار ہے چارون کا بجا ہے پیارے عاشق و معشوق کا ابکو اگوارہ ہے جو مرضی پروردگار

نظم

اسمین کیا اختیار ہے
کہنا سنا سبھی میرا کیجو عفو از بہر خدا
جان تمہارے پاس ہو اور تن سے فرہاد و کجا

سینے جیا تھا سو وہ بن عمر بھر تم سے جدا
تو خدا حافظ ہے ہمکو بھول مت جانا ذرا
دمبدم زیر نگہ اے جان قد نشاد تو

ہان مگر مجبور ہین جو کچھ کہ خالق کی رضا
ہم تو رخصت ہو چلے خوش رہیے اب تمکو خدا
کی فراموشم مدہ ساز مم بہر دم یاد تو

یہان تو عاشق و معشوق مین یہ باتین فرقت آمیز الم انگیز ہو رہین ہین اودھر صاحبقران چشم نم سمجھا رہے ہین اور ملکہ مہر نگار رو رہی ہے وہان خواجہ عمرو بموجب حکم امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان خیمہ مین آئے فرش خواب امیر پر گوہر بیش بہا تلاش کیا مگر کہین پایا بعجلت تمام گوہر نایاب ڈھونڈھکر محل خاص نوشیروان نامدار پر آئے دیکھا کہ امیر با توقیر داخل محل ہو چکے ہین خواجہ عمرو سمجھ گئے کہ صاحبقران نے مجکو دھوکا دیا فوراً اندر محل مین جانے کا قصد کیا اُس ڈیوڑھی پر گھرے جگلاوہ پہرے پر تھا وہ عمرو کو مانع ہوا عمرو جست کرکے کھڑے جگلاوہ کے دھول مارکے نکل گئے اور کلاہ درباری جو کھرے جگلاوہ کے سر پر تھی اُتار لی دوسری ڈیوڑھی پر جب پہونچے تو دیکھا بختیارک بیٹا بختک وزیر بدتدبیر نوشیروان کا پہرے پر بیٹھا ہوا اُسنے بھی عمرو کو منع کیا کہ تم اندر محل مین نہ جاؤ حکم نوشیروانی نہین ہے عمرو نے کچھ بختیارک کے کہنے کی سماعت کی اسطرح جست کرکے وہانسے بھی نکل گئے مگر پاؤن سے دستار درباری بختیارک کی اُتارتے ہوئے تیسری ڈیوڑھی پر پہونچے دیکھا کہ یہان بختک وزیر بیٹھا ہوا ہے اُسنے دور ہی سے دیکھکر کہا کہ آئیے تشریف لیجائیے اُستاد جی آپکو کون روک سکتا ہے آپکا تو وہان انتظار ہوگا آپ پیچھے کہان رہگئے تھے خواجہ نے کہا حمزہ نے مجکو ایک کام کے لیے بھیجا تھا غرضکہ اسی طرح خواجہ عمرو ساتون ڈیوڑھیان طے کرکے قصر مین ملکہ مہر نگار پری رخسار کے پہونچے اور پشت پر امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کے کھڑے ہوئے ملکہ مہر نگار کی نگاہ جو خواجہ عمرو پر پڑی خوف سے آغوش تمنائے حمزہ صاحبقران مین گر پڑی امیر با توقیر نے اُس صنم جور رفا کو بھیج کر گلے سے لپٹا لیا او دہن پر منھ جھک کر رکھدیا بوس و کنار کا لطف عاشق و معشوق کو حاصل ہوا شعر گلے لپٹے ہین وہ بجلی کے ڈر سے ۰ الٰہی یہ گھٹا دو دن تو برسے +
ملکہ مہر نگار نے کہا اے شہریار یہ بن مانس میرے قصر مین کہانسے گھس آیا جلد اسے جلد نکالو امیر نے جو پلٹ کر دیکھا تو خواجہ ہین امیر ہنسکر کہنے لگے اے ملکہ عالم ذرا آنکھے دیکھو یہ بن مانس نہین ہے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری میرا بھائی ہے صاحبقران کے کہنے سے ملکہ اٹھکے بیٹھی مگر دل سینہ مین خوف زدہ ہو کر چار چار انگل اُچھل رہا تھا خواجہ عمرو کی آنکھ آتے ہی جو وزیرزادی قتانہ وزیرزادی پر پڑی ہزار جان سے عاشق ہو گئے سامنے تو خواجہ کے قتانہ کھڑی ہوئی تھی انکی طرف دیکھکر اشارے سے بلائین لین قتانہ نے کہا موذی کالے کچھ شامت آئی ہے خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ عالم دیکھیے آپ ہی تو میری اشارے سے بلائین لیتی ہے اور آپیر طرہ یہ ہے کہ مجکو برا بھلا کہتی ہے قتانہ نے کہا کہ ڈر موئے جھوٹے دغاباز میری پیزار تیری بلائین لیتی ملکہ نے اشارے سے کہا قتانہ چپ ہو خواجہ سے نہ بولو عمرو نے پھر اشارے سے کہا اے جانجان ہم تمپر عاشق ہین ہماری تمپر جان جاتی ہے ذرا ہمارا خیال رکھنا عاشق کو بھول نہ جانا قتانہ نے کہا اے ملکہ دیکھو اس موئے کی شامتون نے گھیرا ہے یہ نہین مانتا خواجہ نے کہا مین کیا کرتا ہون چپکا کھڑا ہون کچھ بولتا چالتا ہون آپ ہی تو مجکو اشارے سے ہاتھ بڑھاکے بوس و کنار کرنے کو بلا رہی ہے قتانہ نے کہا نوج مین ایسے مردے بن مانس کو بوس و کنار کرنے کو بلاتی مین ایسے سے پائخانہ بھی نہ رکھواؤن ان چٹکلون کے فقرون پر امیر اور ملکہ دونون ہنس پڑے صاحبقران نے خواجہ کو منع کیا ملکہ نے قتانہ وزیرزادی کو روکا مگر سمجھے کہ خواجہ عمرو کا دل قتانہ وزیرزادی پر مائل ہوا ہے یہ بھی تیر عشق قتانہ کا کھائی ہوئی

الغرض اُدھر عاشق و معشوق میں راز و نیاز کی تھوڑی دیر تک باتیں ہوئیں فراق کی حکایتیں ہوئیں ملکہ کو ہنوز نالان صاحبقران بچشم نم چھوڑ کے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا ای ملکہ اب خدا حافظ و ناصر شعر جیتا کب تک آہ فراق آہ الم دیکھیں گے زندگی ہے تو پھر آکے یہ قدم دیکھیں گے ملکہ مہر نگار غمگین و اشکبار تخت سے اٹھ کھڑی ہوئیں شعر

آیا پلٹ کے جو گھر میں گل پیرہن

صبح ہوتے ہی چلا حضرت بوئے گلشن
حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد

تنگ جانے کا ہوا فار ہجر کا ہے رنج و محن
روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد

بلبل دل نے کیا ترک فغان و شیون

الغرض امیر ابو تیر حمزہ صاحبقران صدمہ فراق ملکہ مہر نگار کا دل مضطر پر لیکر اور معشوقہ مہوش کو اندوہ و الم و ہجران میں چھوڑ کر قصر عالیشان سے کہ جو فرقت یار سے بیت الحزن ہو گیا تھا باہر آئے کہ ملکہ زر انگیز نے جو صاحبقران کو جاتے دیکھا ایک کنیز سے پاس اپنے بلوایا پھر دوبارہ گلے سے مثل فرزند دلبند کے لگایا اور ایک خنجر اور رومال بہت نادر دیا اور صاحبقران کو دعائیں دیکر رخصت کیا اور یہ شعر پڑھا شعر بیرون رفتنت مبارک باد و بسلامت روی و باز آئی اور کہا کہ اے فرزند اے نور دیدہ تم جس طرح جاتے وقت اپنی پشت مجکو دکھاتے ہو اسیطرح جلد پھر کر آنکھیں نور جمال چہرہ پُر تابانی دکھاؤ صاحبقران مجرا کر کے روانہ ہوئے ملکہ مہر نگار صاحبقران عالی وقار کا دیدار آخری دیکھنے کو بام قصر عالیشان پر آئی اور دریچہ بام قصر جو سر راہ تھے انکو کھول کے دیکھنے کو کھڑی ہوئی یہاں حمزہ صاحبقران گھوڑے پر سوار ہوئے کہ ملکہ مہر نگار نے دریچہ قصر سے آواز دی شعر اک نظر پھر کے دیکھ لے قاتل بیوفائی تری نہیں اچھی صاحبقران نے چہرہ ملکہ مہر نگار کو دیکھا اور ملکہ مہر نگار نے چہرہ صاحبقران پر حسرت و یاس سے نظر کی اور یہ شعر برجستہ پڑھا شعر از راہ خاک بدشت غبار لیتا جا مجھے رکاب میں او شہسوار لیتا جا ملکہ مہر نگار کا گل رخسار مثل نرگس تکتی باندھے دیکھتی رہ گئی اور وہ شہسوار عرصہ ملکداری صفدر و غازی فخر شجاعان دوران حمزہ صاحبقران زبان گھوڑا اڑا کر مثل باد بہاری کے گلشن عشق سے نکل گئے خواجہ عمرو ہمراہ رکاب سعادت انتساب میں بارگاہ فلک جاہ میں اپنی آکر داخل ہوئے اُدھر خواجہ بزرجمہر جو دربار بادشاہ نوشیروان برخاست کر کے اپنے گھر میں آئے فوراً امیر ابو تیر کے واسطے قرعہ رمل پھینکا اور غور کر کے دیکھا کہ یہ حمزہ کا زنار ہتھا بلند ہو رہن سعدان سر ہو گی یا نہیں بعد فکر بسیار معلوم ہو کہ جنگ الٰہی تو ضرور فتح ہوگی اور لندھور بن سعدان کو امیر ابو تیر حمزہ صاحبقران زبان بہت شد و مد سے زیر کرینگے مگر اس لڑائی میں دشمن صاحبقران کو زہر دینگے یہ دیکھ حکیم خواجہ بزرجمہر کو نہایت فکر و تردد ہوا رات کو خواجہ بزرجمہر نے امیر ابو تیر کو اپنے مکان پر بلوایا دعوت کی کھانا عمدہ کھلایا بعد اسکے حمزہ کو بیہوش کیا اور بازو امیر ابو تیر کا نخوت چاک کیا اور زخم بازو کے اندر زہر مہرہ رکھا اس سامان میں نصف شب گذر گئی امیر ابو تیر جب نہ آئے اور بہت دیر ہوئی تو مقبل وفادار واسطے خبر امیر ابو تیر کے مکان پر حکیم خواجہ بزرجمہر کے آیا ملازموں نے اندر نہ جانے دیا مقبل کمند مار کے پشت کی طرف سے مکان کے اندر آئے دیکھا کہ امیر بیہوش پڑے ہیں اور خون ہاتھ سے امیر کے جاری ہے مقبل نے للکار کر پکارا اے حکیم خواجہ بزرجمہر یہ تم نے کیا کیا کہ امیر کو مار ڈالا خواجہ عمرو تمکو مجکو زندہ نہ چھوڑینگے خواجہ بزرجمہر نے کہا کہ چپکے رہو غل نہ مچاؤ پہلے آگے دیکھو کہ میں نے فقط بازو امیر ابو تیر کا شگافتہ کیا ہے اور اندر اسکے زہر مہرہ رکھ دیا ہے خبردار خبردار شور و غل مکر و اس راز کو کسی پر افشا نہ کرنا ہرگز کسی سے بیان نہ کرنا مقبل نے کہا بہت اچھا خواجہ بزرجمہر نے کیفیت قرعہ اور زہر ہلاہل امیر کو دینے کی بیان کی بعد اوسکے امیر ابو تیر کے بازو میں ٹانکے دیے اور مرہم لگایا صبح ہوتے ہوتے زخم بازو امیر ابو تیر کا رو بصحت ہو کر اچھا ہو گیا جب کہ امیر کو ہوش آیا خواجہ بزرجمہر نے ایک اسپ عربی نہایت عمدہ قیمتی اور خلعت فاخرہ حمزہ صاحبقران کو دیا اور رخصت کیا امیر اپنی بارگاہ عالیجاہ میں

آئے استراحت فرمائی دوسرے دن امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے حکم دیا کہ پیش خیمہ ہمارا شہر سراندیپ ملک ہندوستان کیطرف روانہ کرو عمرو معدیکرب پیش خیمہ بارگاہ امیر باتوقیر کا لیکر طرف شہر سراندیپ کے روانہ ہوئے بعد آسکے امیر حمزہ پچیس ہزار سرداران نامی و نامور اور چار لاکھ ستر ہزار سواران مرد پیش جرار و نامدار ہمراہ لیکر طرف شہر سراندیپ ملک ہندوستان کے برائے مقابلہ شہزادہ لندھور بن سعدان مدائن سے مع خواجہ عمرو و مقبل وفادار روانہ ہوا

دوکلمہ داستان عجائب بیان جانا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا طرف شہر سراندیپ ملک ہندوستان کے واسطے مقابلہ کرنے لندھور بن سعدان شاہ کے ساقی نامہ

پلا ساقیا بادۂ لالہ فام بس اب مرحمت کر شراب عمال مطالب پہ آ داستان کے سمجھ	لگا ہو بیان اب تو کوچ اہتمام فراق صنم شاق ہو اب کمال نہ دے طول تمہید کو ختم کر	گیا ہے عطا کیسا جام فراق بھرا ہے مے عشق سے جام دل بیان بشنوا و ہمدم رہتان	کہ رہتی ہر وقت ہو اشتیاق کہ ہو تشنہ ہجر سے مضمحل کہ باز آمدم بر سر داستان خسم

بسم اللہ ہے ارادہ اگر میرے قتل کا	چھوٹے کہیں عذاب سے ناجان مبتلا	بسمل کی طرح آہ تڑپتا ہوں میں سدا
کیا دیکھتا ہے تیغ نگہ ایسی اک لگا	قصہ تمام عمر کا اور یہ جفا کیجئے	
ٹھہرے ہیں بعد مرگ ذرا اس خرابے میں	ورنہ پھرے خراب سدا اس خرابے میں	کیا کیا نہ ہنسے آگے کیا اس خرابے میں
اب خاک کے ہیں ڈھیر تو کیا اتنی دیر ہے	پہلے سے ہم تو خاک بہت سی اڑا چکے	
جب سے کہ ہوئی یاد فنا دست ور آغوش	اور شمع صفت ہوں میں ہوا اس بزم میں خاموش	دن رات جلاتا ہیں غم حسرت کا جو اک جوش
تنہا فرقت ماتم میں ہیں تمام سیہ پوش	رہتا ہے سدا چاک گریبان سحر بھی	

بلبلان رنگین بیان کیفیت داستان و نوشندہ باطرز نوائین خیبان و سیاحان منازل صحرائے عجائبات و رہ نوردان مراحل دشت مطولات مسافر طبع رسا کو جادۂ بیابان سخن طراز کے کار و انسرائے خوش بیانی میں بقصد اتحاد مضامین نو کے یون فرو کش کرتے ہیں کہ جب امیر باتوقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان بحکم نوشیروان عادل جہان ملک مدائن سے فراق ملکہ مہر نگار پہ ہزار جبر اختیار کرکے برائے مقابلہ لندھور بن سعدان شاہ شہر سراندیپ ملک ہندوستان کیطرف مع لشکر ظفر پیکر و خواجہ عمرو نامدار و مقبل وفادار کو ہمراہ لیکر چلے راہ میں بڑے بڑے صعوبات سفر کا سامنا ہوا بعد قطع منازل سخت بے پایان و طے مراحل بیکران مع لشکر جرار کنارے ایک دریا کے کنارے پہونچے آپنے لشکر کے اترنے کا حکم دیا بارگاہ استادہ ہوئی خیمے تنبو وغیرہ برپا ہوئے سرداران و لشکر ظفر اثر فرو کش ہوئے امیر باتوقیر نے خواجہ عمرو بن امیہ ضمری سے فرمایا ای خواجہ جہازون کی تدبیر کرو یا کسی عیار کو بھیجو یا خود تلاش کرکے لاؤ کہ سوار ہو کے جلد ملک ہندوستان میں پہونچیں عمرو یہ سنکے برائے تلاش جہاز روانہ ہوئے دو دن برابر چلے کوئی سرِ راہ نہ دیہہ پایا نہ قریہ نہ دیہہ نہ شہر نہ قصبہ نظر پڑا دوسرے روز اس ویرانے کو طے کیا ایک قلعۂ ویران میں پہونچے دیکھا نہ کوئی دوکاندار ہے نہ کوئی رعایا میں سے آدمی نہ پرندہ نہ چرندہ اس قلعہ میں سناٹا پڑا ہے مگر ایک مقام پر ایک پیر مرد پڑا سوتا ہے خواجہ عمرو اپنی چلبلاہٹ سے کب باز آتے ہیں اس پیر مرد کی ٹانگ پکڑ کے کھینچی وہ گھبرا کر بیدار ہوا اٹھ بیٹھا کہا تو کون ہے خواجہ عمرو نے کہا مسافر راہ دور و دراز ہوں ای پیر مرد یہ بتا دے کہ یہ قلعۂ ویران کسکا ہے اس پیر مرد نے جواب دیا اس قلعہ کا نام افراسیابیہ ہے عملداری میں نوشیروان عادل کی ہے عمرو نے کہا اے پیر مرد یہاں کنارے دریا کے امیر باتوقیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان مع لشکر ظفر پیکر آکے اترے ہیں اور میں انکا ملازم خاص ہوں انھوں نے مجکو جہازونکی تلاش کے واسطے بھیجا ہے کہ ارادہ انکا طرف ملک ہندوستان

ہے جس طرح سے ہوسکے جلد جہاز مہیا کر اور تو میرے ہمراہ امیر با توقیر کے پاس چل وہ تجھکو بہت انعام دینگے اُس پیر مرد نے کہا اے شخص
ابھی چند روز ہوئے ہیں کہ کستہم آیا تھا اُسنے سب جہازونکو غرق دریا کروا دیا اور آپ طرف سرندیپ کے بھاگ گیا اب یہاں جہاز
ایک بھی ملنا ممکن نہیں خواجہ عمرو نے کہا اے پیر مرد تو خوف نکر میں عیار ہوں حمزہ صاحبقران زمان کا اور نام میرا خواجہ
عمرو ہے میں امیہ ضمری ہوں اگر تو جہاز مہیا کرکے خدمت میں امیر با توقیر کی میرے ساتھ چلے تو وہ تجھسے بہت خوش
ہونگے اور تجکو انعام واکرام دیکر سرفراز کرینگے میری بات کو خلاف نجان میں تجھسے سچ کہتا ہوں یہ سنکے وہ پیر مرد اٹھا اور
عمرو سے کہا تم ٹھہرو میں جہازونکی فکر کرتا ہوں تلاش کرکے لاتا ہوں الغرض وہ پیر مرد چار طرف سے جستجو کرکے چار سو
جہاز مہیا کر لایا اور ہمراہ خواجہ عمرو کے خدمت میں امیر با توقیر کی حاضر ہوا عمرو نے امیر با توقیر کو آگے مجرا کیا اور عرض
کی کہ بڑی کوشش و جستجو سے اس پیر مرد نے چار سو جہاز مہیا کیے اور اپنے ہمراہ لایا ہے صاحبقران نے اُس پیر مرد کو
انعام دیا اُسنے مجرا کیا اور خوش خوش اپنے قلعہ کو چلا گیا امیر نے حکم دیا کہ بارگاہ اور خیمے وغیرہ جہاز پر بار کراؤ اور اسباب
لادو اور لشکر بہت جلد سوار ہو کہ یہاں سے روانہ ہوں غرضکہ اسباب بارگاہ و خیمے وغیرہ بار کرکے مع لشکر امیر کشور
جہاز پر سوار ہوئے لنگر جہازونکا اٹھا روانہ ہوئے وہ تلاطم دریاے بیکنار کا وہ موجوں کا اضطراب وہ گرداب کی وہ گردابہ
بڑی بڑی مچھلیوں کا اچھلنا سر بفلک پہونچانا گھڑیالوں کا شور سوسوں کا غل گرگا دم کشی کرنا پانی کا غرضکہ تلاطم ایسا
لشکری دہلے جاتے ہیں سواے پانی اور آسمان کے کچھ نظر نہیں آتا ہے دم قفس جسم میں گھبراتا ہے اسی تلاطم میں چند روز تک
دریا میں گذرے ایک دن ناخدانے امیر با توقیر سے عرض کی کہ اس مقام پر دو راہیں ہیں ایک راہ تو چھ مہینے کی ہے اور دوسرا
راستہ چالیس روز کا ہے جدھر سے حکم ہو جہاز روانہ کیا جائے چھ مہینے کا راستہ بہت اچھا پاک و صاف ہے اور چالیس روز کی
راہ میں بڑے بڑے مصائب ہیں آدھر گرداب سکندری ملتا ہے طوفانوں کا بھی سامنا ہوتا ہے ہزارہا جہاز وہاں غرق ہوگئے
ہیں صاحبقران نے فرمایا گرداب سکندری کیطرف سے جہازونکو لیچلو جو کچھ خدا کرے وہ ناخداے کشتی عالم ایجاد و حافظ
و نگہبان ہو دریں لنگر سفینہ گان جہاں اٹھائے جہازونکو گرداب سکندری کیطرف پھیرا اور ملک ہندوستان کا راستہ لیا
جس وقت جہاز برابر گرداب سکندری کے ہوئے بادبان کے پردے باندہ دیے جہاز چکر میں آکے چرخ کھانے لگے اسی عالم میں
پہر بھر گذرا تھا کہ طوفان عظیم برپا ہوا ہوائے تند و تیز چلنے لگی ناخدا گھبرا گیا کہ اب کوئی امید جہازونکے بچنے کی نہیں معلوم ہوتی
کوئی دم میں جہاز غرق ہوا چاہتے ہیں یہ سنکے امیر با توقیر نے تاج سر سے اتارا سر برہنہ ہو کر بدرگاہ قاضی الحاجات رجوع
قلب سے دعا کرنے لگے اے ناخداے کشتی مجبوران اے بادبان سفینہ بیکسان اے رحمۃ للعالمین تو ہی مددگار ہے مجھ اس
طوفان عظیم سے بچا اس بلا کو دفع کر رباعی یا رب کہ در دو جہان بیکسی نیست مرا جز نالہ و گریہ نفسی نیست مرا + عالم چہ شود
گر تو نہ بری گناہان جز لطف تو فریادرسی نیست مرا صاحبقران نے پھر سجدے میں سر جھکایا اور بعد نالہ و زاری
حلقہ یاد و بیقراری یہ فرمایا شعر درین دریاے بے پایان درین طوفان موج افزا + دل افکندیم بسم اللہ مجریہا و مرسٰہا غرضکہ
رات بھر ادھر صاحبقران زمان دعا میں مصروف ہے اور ادھر طوفان کا زور کم ہوتا گیا صبح کو سامنے گرداب سکندری نمودار ہوا
تلاطم آب دریا موقوف ہوا امواج قلزم بے پایان نے قرار لیا جہاز سیدھے ہو گئے سبکی جان میں جان آئی حمزہ صاحبقران
نے سجدے سے سر اٹھایا خواجہ عمرو نے دیکھا کہ جہاز خود بخود ایک جگہ قائم ہیں نہ آگے بڑھتے ہیں نہ پیچھے ہٹتے ہیں
اُس وقت عمرو نے سر اٹھاکر طرف گرداب سکندری کے نظر کی دیکھا تو گرداب پر یوں لکھا ہے کہ جو کوئی چاہے
کہ جہاز یہاں سے آگے بڑھیں اور صحیح و سلامت نکلیں ہمت کرکے اس مینار گرداب سکندری پر جائے
وہاں طبل سکندری رکھا ہے اُسکو بجائے اُسکی آواز سے جہاز خود بخود چلیں گے اور گرداب سکندری سے سلامت

نکل جائینگے خواجہ عمرو نے امیر با توقیر سے عرض کیا ای حمزہ اس مینار پر یہ لکھا ہے سوا میرے یہ کام کون کر سکتا ہو اب
مین اپنی جان پر کھیل کر جاتا ہون وجست کرکے اگر خدا پہونچاتا ہو تو پہونچتا ہون اور اگر قضا میری اسی حیلے سے آئی ہو تو اسی دریا
تہا رمین غرق ہوکر مرجاؤنگا اب مجھکو آپ اجازت دیجیے اور سب سرداروں سے کہا ایھا ئیو میرا کہا سنا معاف کرو مجھکو راہ عدم در پیش ہے
امیر با توقیر عمرو کو گلے لگا کر رونے لگے اور سب سرداران لشکریان مین غلغلۂ نوحہ و شیون عمرو کے چھٹنے کا ہوا آخر کار خواجہ
عمرو نے سب سے وداع ہوکر جہاز پر سے مینار پر جست کی چونکہ جہاز اور مینار سے فاصلہ زیادہ تھا خواجہ عمرو کی قوت جست
کمی کی مینار مذکور پر پہونچ نہ سکے اور بلندی سے پانی مین گرنے لگے اسوقت سرداران حمزہ صاحبقران غیرہ نے جو دیکھا کہ
خواجہ عمرو جست کرکے مینار پر پہونچ نہ سکے اب پانی مین گرا چاہتے ہین سب نے شور نالہ و فریاد بلند کیا حمزہ صاحبقران بیچ
مثل موج آب یا مانند ماہی بے آب بیتاب و بیقرار ہوکے اور طوفان اشک آنکھ چشمان پر نم سے اٹھاکر لشکریوں کی طرف دیکھکر
فرمایا تم مین بھی کوئی ایسا بہادر ہے کہ جہاز پر سے پانی مین کودے اور جبتک میرا برادر خواجہ عمرو پانی مین گرے ملاحی پیرکر
قریب مینار پہونچ جاے اور جسوقت میرا برادر پانی مین گرے فوراً میرے برادر کو پانی سے نکال کے میرے پاس لے آتے
جسوقت یہ تقریر امیر با توقیر کی جملہ صغیر و کبیر نے سنی ایکدم چند بہادر جلد تر لباس اتار کے جہاز پر سے پانی مین کودنے کو موجود ہوے
اور حمزہ صاحبقران نے بھی دُر دریاے وفاداری و شناور بحر عیاری برادر جان نثار خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار
کی الفت مین بیتاب و بیقرار ہوکے ادھر قصد پانی مین کودنے کا کیا ادھر خواجہ عمرو نے جو بلندی سے نیچے دیکھا معلوم
ہوا کہ ایک مگر بہت بڑا جسکا سر مانند گنبد کلان کے ہے میرے نگلنے کو منہ کھولے ہوئے ہے اور منتظر میرے گرنے کا کر رہا ہے
اور پانی سے سر بلند کیے ہوئے دیکھ رہا ہے خواجہ عمرو نے مگر کو دیکھکر اور اپنے تئین بے یار و مددگار پاکر اسی گرنے کے وقت
درگاہ خدا مین اس طرح دعا کی کہ ای خالق آب و سحاب ای معبود صادق و در خوشاب تو واقف ہے کہ مین مرنے سے بہت ڈرتا ہون
اور پانی سے نہایت خائف ہون اسوقت پانی مین گرا چاہتا ہون غرق دریاے فنا ہونے کو ہون مگر میرے نگلنے کی فکر مین ہے
جلد تر میری دستگیری کر تو نے حضرت یوسف کو کوئین مین بچایا ہے اور حضرت یونس کو شکم ماہی مین زندہ اور سلامت
رکھا ہے اور تیرے ہی حکم سے ماہی نے انحضرت کو کنارہ دریا پر اگلا ہے تو ہی نے طوفان سے حضرت نوح کی کشتی کو بچایا ہے
مین بھی تیرا بندۂ برگزیدہ ہون میرے حال پر رحم کر خواجہ عمرو یہ دعا کر رہے تھے ناگاہ پاے خواجہ عمرو سر پر مگر کے قائم
ہوے مگر نے خوش ہوکر چاہا کہ اس لقمہ لذیذہ خوش ذائقہ کو نگل جاؤن لیکن خواجہ نے اپنا پاؤن سر مگر پر رکھکر بیچ
پھر جست کی اور مینار پر پہونچے مگر منہ کھول کر رہگیا اور حسرت سے جانب گنبد دیکھنے لگا آخر مگر خواجہ عمرو کے نکلنے سے
نا امید ہوکر چلا گیا جب حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ خواجہ عمرو مگر کے سر پر قدم رکھکر جست کرکے مینار پر پہونچے
سب خوش ہوئے خصوصاً حمزہ صاحبقران نہایت شادمان ہوئے اور شکر خدا کیا خواجہ نے مینار پر پہونچکے
اور ایک لمحہ ٹھہرکے چارطرف دیکھا سواے آسمان اور پہاڑون کے کچھ نظر نہ آیا خواجہ عمرو نے ان پہاڑون پر دیکھا
کہ ہزارہا ایک لاکھون طائران قوی الجثہ اور تیز پر مثل عقاب اور جنس بغیرہ کے درختون پر بیٹھے ہین بعضے جانورونکی
منقار ایسی دراز ہے کہ اگر وہ اپنی منقار کسی پر مارین تو ایک دم مین ہلاک کرین اکثر طائران صحرائی ایسے ہین کہ اگر وہ چاہین
تو فیل و شتر کو اپنے پنجون مین دباکر لیجائین اور ایک ادنی لقمہ اپنا تصور کرین خواجہ عمرو طائرون کو دیکھ کے
خیال کرنے لگے کہ ای عمرو ایسا نہو کہ یہ طائر تجکو دیکھ لین اور پنجون مین دباکر لیجائین اور منقار سے ہلاک کرکے
تجکو کھا جائین تو بڑا غضب ہوگا مفت جان جائیگی پس یہان ٹھہرنا اور توقف کرنا سراسر خطا ہے یہ خیال کرکے
خواجہ عمرو نے جلد تر چوب اٹھاکے اس نقارے پر لگائی صداے نقارۂ سکندری ایسی بلند ہوئی کہ طاس فلک

گونج گیا پہاڑ تھرا گئے دریا میں زیادہ تر جزر و مد پیدا ہوا جانوران دریائی صدائے نقارہ سکندری کو ایک آفت ناگہانی اور
بلائے آسمانی خیال کرکے دُم دبا کے بھاگے بڑے بڑے گھڑیال اور مگر اور سونس مارے خوف کے دور دور بھاگ گئے
بڑی بڑی مچھلیاں غوطے کھا کھا کر آشنائے زمین ہوئیں اکیلے نہنگ ہی نہیں بھاگے جملہ جانوران بحری چھوٹے اور بڑے اُس
جگہ سے ادھر ادھر جانب بے اختیار بھاگے دریا میں جوش و خروش پیدا ہوا بانسوں پانی اُچھلنے لگا جسقدر طائر پہاڑوں پر تھے
وہ بھی ڈر کے بے اختیار اُڑے طائروں کی کثرت سے آسمان نظر سے پوشیدہ ہو گیا اُنکے پروں سے اسقدر ہوا نکلی کہ
دیکھنے والوں کے ہوش اُڑ گئے آندھی اور باد صرصر اُنکے پروں کی ہوا سے شرمندہ اور خجل ہوئی خواجہ عمرو جلدی مینار سے
لپٹ گئے ورنہ ہزاروں فرسنگ اُس مینار سے اُڑ جاتے جب طائروں کے اُڑنے سے اِس درجہ ہوا پیدا ہوئی جملہ جہاز
پتّوں کے مانند اُس جگہ سے اُڑ کے دور دور سمندر میں چلے گئے اور وہاں ہوائے موافق تھی جانب ساحل مقصد روان
ہوئے جسوقت طائر پھر اپنے پہاڑوں پر بیٹھے آسمان نظر آیا تاریکی غائب ہوئی وہ ہوائے تند و تیز موقوف ہوئی روشنی
بخوبی ہوئی عمرو نے جو دیکھا تو کہیں جہازوں کا نشان بھی نہ پایا اُدھر حمزہ صاحبقران بمفارقت خواجہ عمرو بے نہایت
گریان اور نالان ہوئے اور جملہ سرداران لشکر کو خواجہ عمرو کے جدا ہونے سے ملال عظیم ہوا اُنکو جہازوں کے نکلنے کی
جدائی عمرو میں خوشی نہ ہوئی خصوصاً حمزہ صاحبقران نے بیقرار اور اشکبار ہو کے فرمایا کاش یہ جہاز مقام مینار سے نہ نکلتے
اور تا حیات اُسی جگہ پر رہتے مگر میرا بھائی عمرو مجھسے جدا نہوتا اب اُسکے جدا ہونے سے لطف حیات جاتا رہا افسوس مجھسے
میرا برادر ایسی جگہ جدا ہوا کہ اب میرا اُس سے ملنے کی امید بھی نرہی ناحق میں نے اپنے بھائی کو مینار پر بھیجا اگر یہ جانتا ہوتا
کہ خواجہ مجھسے چھوٹ جائینگے تو کبھی اُنکو میں مینار پر جانے نہ دیتا اُسی جگہ جہاز پر مرجانا قبول کرتا ہائے افسوس ہزار افسوس
یار وفادار برادر غمگسار اِس بحر ناپیداکنار میں مجھسے جدا ہو گیا اپنی جدائی کا داغ مجھکو دے گیا میری بہبودی بہتری کے واسطے
اُسنے اپنی جان کا کچھ خیال نہ کیا اب نہیں معلوم مینار پر زندہ ہے یا مر گیا یقین ہے کہ اِس ہوائے تند و تیز میں مینار سے پانی میں
گر پڑا ہوگا کوئی نہنگ یا مگر اُسکو نگل گیا ہوگا ہائے افسوس خواجہ کی ایسی جگہ اجل آئی کہ ہم اُنکو کفن بھی نہ دے سکے یقین ہے
کہ قبر بھی نہ بنا سکے اُنکا جنازہ بھی نہ اُٹھا سکے غسل میّت بھی نہ دے سکے یہ فرما کر صاحبقران نے اُسی عالم گریہ زاری میں ارادہ کیا کہ
میں بھی اپنے تئیں سمندر میں گرا دوں دریا میں ڈبو دوں اور مر کر خواجہ سے ملجاؤں جسوقت سرداروں نے دیکھا کہ حمزہ
صاحبقران اپنے تئیں غم جدائی خواجہ عمرو میں ہلاک کرتے ہیں سب سردار بیتاب بیقرار ہو کر دامن حمزہ صاحبقران
سے لپٹ گئے اور بہ گریہ زاری اور بنالہ و اشکباری عرض کرنے لگے کہ حضور اپنے تئیں صدمہ خواجہ عمرو میں ہلاک نہ کیجیے صبر
کیجیے حیات خواجہ کی اتنی ہی تھی انسان اجل سے مجبور و ناچار ہے مصلحت خدا میں کسیکو کیا اختیار ہے فنا ہر شے کی ہے ثبات سوا
خدا کے کسی کو نہیں ہے ایسے ایسے بڑے بڑے شاہان فیروز نامی و نامدار اُٹھ گئے بعضوں کو کفن ملا اکثر محتاج کفن رہے
قبر بھی میسر نہیں ہوئی گوشت اُنکا طعمۂ زاغ و زغن ہو گیا ایک استخوان تک اُنکا باقی نرہا پس اے صاحبقران حالات
گذشتگان پر نظر کر کے صبر کیجیے جان اپنی غم خواجہ میں نہ دیجیے اور خواجہ کی سلامتی اور زندگی کے واسطے دعا کیجیے
اور اُنکے زندہ رہنے کی خدا سے امید رکھیے عجب نہیں ہے کہ خواجہ اب تک مینار پر زندہ ہوں اور کسی طرح سے یہاں تک
پہونچیں خداوند عالم قادر اور مسبب الاسباب ہے کچھ عجب نہیں کہ پھر خواجہ عمرو بفضل خدا آپکے پاس آئیں اور آپسے ملیں
جب اِسطرح سرداروں نے حمزہ صاحبقران کو سمجھایا اشکباری اور بیقراری تو موقوف نہیں ہوئی لیکن بوجہ لپٹ جانے
سرداروں کے صاحبقران دریا میں نہیں گرے اور بمجبوری سرداروں کے کہنے سے جہاز پر بیٹھے چونکہ ہوا موافق تھی جلد تر جہاز
کنارہ پر پہونچے حمزہ صاحبقران اور جملہ سردار وغیرہ جہاز سے اُترے ایک میدان میں خیام ایستادہ ہوئے دربار گاہ میں

برپا ہوئین حمزۂ صاحبقران غیرہ بادل غمگین خیام و بارگاہ مین فروکش ہوئے حمزۂ صاحبقران وغیرہ تو جہازون سے اُترکے فروکش ہین لیکن اب حال خواجہ عمرو بن امیہ لکھا جاتا ہی کہ نقارہ بجانے سے طائر اُڑے اور اُنکے پرونکی ہوا لے تند و تیز سے سب جہاز اُس مقام سے آگے روانہ ہوئے اُسوقت خواجہ عمرو اپنی تنہائی اور غربت پر نظر کرکے اور دریاے ناپیدا کنار کو دیکھکر نہایت مضطر و خائف ہوے راوی کہتا ہی کہ اُسوقت خواجہ عمرو کا عجب حال تھا غم سے دل آب آب تھا گرداب الم مین جان حزین پھنسی ہوئی تھی و مبدم دل سینے مین مثل سیندھے کے اُچھلتا تھا کبھی دل عمرو کا مثل موج بیقرار ہوتا تھا طوفان بحر الم سفینۂ حیات خواجہ کو ڈبوئے دیتا تھا اور تلاطم اضطراب دل کشتی جان کو غرق دریاے فنا کیے دیتا تھا اُسوقت خواجہ کو صورت ساحل حیات نظر نہ آتی تھی مگر چادر آب بصورت چادر قبر معلوم ہوتی تھی ہر جانب دریا خواجہ کو موج کھین دکھاتا تھا آنسو چشمون سے مثل نہر کے جاری تھے بحرین سے گوہر اشک مصفا نکل رہے تھے شور نالہ و فریاد خواجہ بلند تھا جہاز جان جواہر نجم سے طوفانی تھا ہواے مخالف آہ سے کشتی جان خواجہ تباہ تھی نالۂ خواجہ مثل مستول کے بلند تھا بادبان رسن خواجہ کثرت تیر محن سے ٹوٹا جاتا تھا معلم عقل عمرو طوفان ملال دل کے دفع کرنے مین عاجز تھا اور ناخدا جہاز تن یعنی دل پر محن امن تلاطم امواج رنج و الم مین سراسر پریشان تھا ہر صدمات سے سفینۂ دل بیٹھا جاتا تھا آخرکار خواجہ عمرو نے اسی عالم بیتابی و تنہاری مین نظر جانب ناخداے کشتی عالم کی اور بگریہ زاری و نالہ و بیقراری اسطرح عرض کیا کہ اے خالق بحر و بر و اے معبود لعل و گہر تو نے حضرت عیسیٰ کو صدمہ دار سے بچایا حضرت یحییٰ اور زکریا پر تو نے اپنا فضل کیا حضرت موسیٰ کو فرعون پر غالب کیا حضرت ابراہیم کے بچانے کیواسطے آگ کو سرد کیا اب مجھ بھی دریاے بے پایان سے کنارے پر پہونچا ہر چند کہ مین رتبہ پیغمبرون کا نہین رکھتا ہون لیکن تیرا خاص بندہ ہون غذاے لطیف خوش ذائقہ خود کھاتا اگر نہین کھاتا ہون پوشاک نفیس نادر جلیشہ نہین پہنتا ہون اگرچہ کھاروے کا کرتہ اور یہ نمدے کی ٹوپی پہنتا ہون تو خوب واقف و عالم ہی کہ مین کسی کو بے وجہ نہین گرفتار کرتا اور بے سبب کسی کو قتل بھی نہین کرتا جھوٹ بے ضرورت نہین بولتا اے سمیع و بصیر تو دیکھتا ہی اور سنتا ہی کہ مین کس خوش الحانی سے گاتا ہون اور کیسی کیسی بھوت بیت رنگ و روغن سے صورت اپنی تبدیل کرتا ہون لوگون کے دلون کو خوش کرتا ہون چارپیسے بڑی بڑی محنت و مشقت سے پیدا کرتا ہون کل حلال کھاتا ہون تیری عبادت کرتا ہون اعداے دین کی جان و مال کا دشمن ہون موت اور دریا اور ساحر سے بہت ڈرتا ہون عیاری مکاری خوب کرتا ہون بھاگتا بھی بہت ہون لیکن ہوقت کوئی عیاری مکاری ذہن مین نہین آتی ہی حواس خمسہ بجا نہین ہین موت کا سامنا ہی دریا چارطرف سے مجھکو گھیرے ہوئے ہی مین اس بینار کے اوپر ہون دریا دانہ در دناک تجھسے عرض کرتا ہون کبھی خواجہ عمرو اسطرح درگاہ خدا مین عرض کرتے تھے

همیشه از ندامت اشکبارم — ز جرم خویشتن خود شرمسارم — مگر از رحمتت امیدوارم
الٰہی واقفی از حال زارم — تو میدانی کہ جز تو کس ندارم

گنا ہون کا مرے ازبس ہی طغیان — رہے ہی موجزن طوفان پہ طوفان — تری بیدستگیری ہون ہر اسان
الٰہی غرق ام در بحر عصیان — ز دست رحمت افگن بر کنارم

جہان سے جمع ارباب غفلت — مہیا ہین سبھی اسباب غفلت — پیمان پی کر شراب ناب غفلت
الٰہی رفتہ ام در خواب غفلت — بدہ بیداری زین کار دبارم

ترے آگے نہین مانند تصویر — زبان عذر گو یاراے تقریر — مری کیا رستگاری کی ہو تدبیر
الٰہی کردہ ام بسیار تقصیر — ز تو پر درد گارم شرمسارم

بجا ہے گر دل مضطر کراہے | کہاں ٹھہرے جو کچھ آرام چاہے | نہ پائی منزل مقصود گاہے
الٰہی ہر کشا از غیب راہے | دراینجا بیقرار و دلفگارم
مجھی کو زیب دیتی ہے حکمرانی | ہے تیرے ہاتھ موت اور زندگانی | نہاں تون میں غضب ہے مہربانی
الٰہی گر برانی ور بخوانی | تو دانی بندہ بے اعتبارم
سیہ کاری میں ہوں سلطان ہجران | پریشان حال مثل زلف خوبان | کروں کیا اپنی جمعیت کا سامان
الٰہی خاطرم را جمع گردان | کہ مسکینم پریشان روزگارم
نہ گریہ میں نہ سوز دل میں تاثیر | گنہ ہونگی ندامت سے ہوں دلگیر | مجھی سے ہے امید عفو تقصیر
الٰہی از کمال لطف بپذیر | دل سوزان و چشم اشکبارم
رہا میں جسطرح خرسند و فیروز | نہیں ہوں حشر کو بھی جلوہ افروز | رہوں دونوں جہانمیں بہرہ اندوز
الٰہی گر عزیزم کردی امروز | مکن فردا بہ نزد خلق خوارم

الحاصل اسیطرح خواجہ عمرو نے دو شب و روز تک درگاہ خدا میں دعا کی جب تیسرا دن ہوا خواجہ عمرو نے نہایت تذلل اور رجوع قلب سے درگاہ باری میں بگریہ و زاری اسطرح دعا کی کہ اے خالق کون و مکان اے معبود انس و جان تو تیرے بندے کا برا حال ہے تیسرا دن ہے ایک ذرہ روٹی بھی نہیں کھایا ہے نہایت بھوکا اور پیاسا ہوں ہرچند پانی نظر آتا ہے مگر پی نہیں سکتا کیا اب تو خواجہ عمرو عیار کو اس مینارے میں لکھیگا اسی جگہ ملک الموت کو قبض روح کیواسطے بھیجیگا میں تو ابھی اپنے مرنے پر کسی طرح راضی نہیں ہوں واسطے تیرے اپنے بندہ خاص حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا میری آرزو بر لا آگے جو تیری خوشی خواجہ عمرو یہ دعا کر رہے تھے یکایک ضعف سے غش آنے لگا پروردگار کو خواجہ کے حال پر رحم آیا فوراً حکم خدا سے جناب الیاس عمرو کے پاس تشریف لائے خواجہ چونکہ ابھی بیہوش نہیں ہوئے تھے حضرت الیاس کو دیکھکر خوش ہوئے اور جلدی سے اٹھ کھڑے ہوئے اور سلام کرکے عرض کرنے لگے آیئے آیئے تشریف لایئے آخر خداوند عالم کو میرے حال پر رحم آہی گیا آپکو میری اعانت کیواسطے بھیج ہی دیا معلوم ہوا کہ میری ابھی بہت زندگی ہے حضرت الیاس نے فرمایا اے خواجہ تمہاری دعا درگاہ خدا میں مستجاب ہوئی مجکو حکم خدا ہوا کہ عمرو کے پاس جاؤ اور اسکو مینارے سے خشکی میں پہونچادو بس میں بحکم خدا تمہارے پاس آیا ہوں تمکو ابھی کنارے بحر پر پہونچائے دیتا ہوں عمرو نے عرض کیا یہ تو معلوم ہوا کہ آپ بھیجے ہوئے خدا کے یہاں سے ہیں لیکن یہ تو فرمایئے کہ آپ مجھ میرے واسطے آب و طعام بھی لائے ہیں میں نہایت گرسنہ اور تشنہ ہوں حضرت الیاس نے فرمایا کہ مجکو فقط اتنا ہی حکم خدا ہوا ہے کہ میں تمکو کنارے پر پہونچادوں خواجہ نے ناچار ہوکر اور آب و غذا سے مایوس ہوکر کہا اچھا یہی بتایئے کہ آپکا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہے اور یہ جال اور یہ کملی آپکے پاس کیسی ہے جناب الیاس نے فرمایا اے خواجہ عمرو آگاہ ہو کہ میرا نام الیاس ہے میں پیغمبر ہوں اور یہ جال بے مثال ہے عجیب اسکا حال ہے صفت اسکی یہ ہے کہ کتنی ہی کوئی شے گران وزن اور کثرت سے ہو جب اس جال میں آجائیگی ایک آثار سے بھی کم وزن اسکا ہو جائیگا اور یہ گلیم بھی نادرات زمانہ سے ہے خاصیت اسکی یہ ہے کہ اگر کوئی اس گلیم کو اوڑھے تو وہ کبھی کسی کو نظر نہ آئے اور وہ سبکو دیکھے اور دونوں چیزیں تجربے کی ہیں حضرت الیاس نے یہ کہکر فرمایا کہ اے خواجہ عمرو اب تم اپنی آنکھیں بند کرو میں تمکو خشکی میں کنارے پر پہونچادوں عمرو نے خیال کیا کہ یہ جال اور گلیم کسی طرح سے لینا چاہیے خواجہ عمرو نے عرض کیا زہے قسمت اور خوشا مقدر کہ آپکی زیارت مجکو میسر ہوئی اور قدمبوسی حاصل ہوئی لیکن چلنے کے بارے میں جو آپنے فرمایا کہ میں ابھی اس مینارے نہ جاؤنگا مجکو اب بخوبی اطمینان ہوگیا ہے کہ میری حیات ابھی باقی ہے اگر آپکا دل چاہے تو یہاں بیٹھے ورنہ

تشریف لیجائیے حضرت الیاسؑ نے مسکرا کر فرمایا کہ ای خواجہ عمرو تم نے تو اس مینار سے کنارہ بحر پر جانے کے واسطے خداوند عالم دعا کی تھی اور دعا تمھاری مقبول ہوئی تھی خداوند عالم کے حکم سے اب مین آیا ہون اور تم سے کہتا ہون کہ آنکھین بند کر کنارہ بحر پر چلو اب تم کیون نہین چلتے خواجہ نے عرض کیا آپ نے بجا ارشاد فرمایا بیشک مین نے دعا کی تھی لیکن مین نہین چاہتا دل میرا یہی چاہتا ہے کہ اسی مینار پر رہون حضرت الیاس علیہ السلام خواجہ کی ان باتون پر ہنسے اور خوش ہوئے اپنا نظر کرم کر کے فرمایا کہ ای خواجہ عمرو آخر کیا سبب ہے جو تم یہان سے نہین چلتے خواجہ نے عرض کیا آپ ذرا غور فرمائین کہ مجکو آج تیسرا روز ہے اس مینار پر آئے ہوئے علاوہ بھوک اور پیاس کے خوف جان سے اسقدر رویا ہون اور تڑپا ہون کہ بالکل ارزاق و ناتوان ہو گیا ہون اب خالی ہاتھ یہان سے جانے کو دل نہین چاہتا ہے اگر کچھ اور نہ ملے تو نقارہ سکندری اور جو چیزین اس گنبد پر ہین تو ضرور لونگا اور حمزہ صاحبقران کو بجا کر دونگا حضرت الیاسؑ نے فرمایا اگر تم سے نقارہ وغیرہ اٹھ سکے تو لیچلو خواجہ عمرو نے عرض کیا میرے پاس کوئی چیز ایسی نہین ہے کہ اس نقارہ وغیرہ کو باندھون اگر آپ یہ جال مجکو دیدیجیے تو اس نقارے کو جال مین باندھکر البتہ چلتا ہون حضرت الیاس نے عمرو کی حرص و باتون پر مسکرا کے فرمایا کہ اگر تمھارا چلنا اس نقارہ وغیرہ کے لیجانے پر موقوف ہے تو اس جال مین باندھ لو عمرو نے خوش ہو کر حضرت الیاس علیہ السلام سے جال لیا اور جھک کر تسلیم کی اور عرض کیا کہ اگر آپ نے مجکو جال دیا ہے تو اب مجھی کو دیدیجیے مجکو برضا و رغبت عنایت کر دیجیے مین عیار ہون میرے کام آئیگا آپ بجھ شکار تو کھیلتے ہی نہین ہین آپکے پاس جال بیکار ہے حضرت الیاس نے ہنسکر فرمایا ای خواجہ تم بڑے شوخ و شریر ہو خیر تمکو یہ جال دیا اس سے تمکو بہت فائدہ ہوگا اور اکثر جگہ تمھارے کام آئیگا خواجہ عمرو نے یہ تقریر جناب الیاس علیہ السلام کی سنی فوراً نقارہ سکندری کو جال مین باندھا جب جال کو اٹھایا تو بہت ہلکا بوجھ معلوم ہوا خوش ہو کر اپنے دوش پر جال کو مع نقارہ وغیرہ رکھ لیا جب خواجہ عمرو جال وغیرہ دوش پر رکھ چکے حضرت الیاس نے کچھ اسما اور زبان سے اور خواجہ سے فرمایا تم اپنی آنکھین بند کر لو خبردار جبتک مین نہ کہون نہ کھولنا عمرو نے بموجب ارشاد جناب الیاس اپنی آنکھین بند کین پھر حضرت الیاس نے خواجہ کو اپنے پاؤن پر کھڑا کیا بعد ایک لمحہ کے عمرو کو معلوم ہوا کہ مین کسی ایسی چیز پر کھڑا ہون کہ وہ مثل کشتی کے جلد تر چلی جاتی ہے اور حضرت الیاس میرے پاس کھڑے ہین چونکہ عمرو کی آنکھین بند تھین اسوجہ سے خواجہ نے حضرت الیاس سے عرض کیا کہ ای جناب اب مین کہان ہون کون مجکو لیے جاتا ہے اور کہان لیے جاتا ہے حضرت الیاس نے فرمایا ای خواجہ تم پشت ماہی پر میرے ہمراہ کھڑے ہو مچھلی کنارہ بحر پر تمکو لیے جاتی ہے تھوڑی دیر مین تم کنارہ دریا پہونچ جاؤ گے عمرو نے خیال کیا کہ یہی وقت کلیم لینے کا ہے یہ خیال کر کے خواجہ نے عرض کیا ای پیغمبر خدا ای برگزیدہ کبریا آنکھین بند کرنے سے میرا دل گھبراتا ہے بدرجہ مجبوری آنکھین کھولے دیتا ہون حضرت الیاس نے فرمایا ای عمرو کہین آنکھین کھول دینا ورنہ ابھی پانی مین غرق ہو جاؤ گے ایک دم مین مر جاؤ گے خواجہ عمرو نے یہ تقریر حضرت الیاس علیہ السلام کی سنکے جلد دامن آن حضرت کا خوف کے پکڑ لیا اور عرض کیا کہ اب مین تو آنکھین کھولتا ہون مجھسے آنکھین بند کی نہین جاتین دم گھبراتا ہے بیٹھا ہوا اندھا بنا نہین جاتا ہے اگر غرق ہو جاؤنگا تو بھی بہتر ہوگا آپکا دامن میرے ہاتھ مین ہے آپکے ساتھ سیدھا جنت مین چلا جاؤنگا رضوان مجکو نہ روکیگا گناہ میرے عفو ہو جائینگے جنت مین آپ سے خوب باتین کرونگا ہر وقت آپکے پاس بیٹھا رہونگا کبھی اس جال سے طائران بہشت کا شکار کھیلونگا کبھی اس نقارہ سکندری کو بجاؤنگا اور یہ غزل ایک حور سے مخاطب ہو کر گاؤنگا غزل

هر شب ستم فتاده بگرد سرای تو	هر روز آه و ناله کنم از برای تو	جانان باین شکسته دلے بیوفا مشو
عمرے گذشت تا شده ام آشنائے تو	روزے که ذره ذره شود استخوان من	باشد همیشه شیفته دل در هوائے تو
یک دم شب وصال میسر نشد مرا	ای وای بر کسے که شود مبتلاے تو	برحال زار ما نظرے کن ز راه لطف

تو بادشاہ حسنی خضر گدا ہے تو	کبھی ہمراہ آپ کے گلگشت گلشن جنت کرونگا میوے تر و تازہ باغ جنان کے کھاؤنگا

اہل جنان سے ملاقات کرونگا اگر کسی کے پاس کچھ مال اسباب دیکھونگا عیار ہوں کسی نہ کسی عیاری مکاری سے لیلونگا شب و روز بعیش و آرام سے جنت میں بسر کرونگا حوروں سے وصل بہتر ہوگا قصر جواہر نگار میں اپنا مسکن ہوگا غرض جس وقت کے آنکھیں کھولنے میں سامان عیش تو نظر آئیگا حضرت الیاسؑ خواجہ عمرو کی باتیں سنکے مسکرائے اور فرمایا کہ اے خواجہ تم نہایت شوخ طبیعت ہو لیکن بہتر یہی ہے کہ آنکھیں بند کیے ہوئے ٹھہرے رہو ورنہ پانی میں ڈوب جاؤگے ہمارا کچھ نقصان نہ ہوگا دامن ہمارا تمہارے ہاتھ سے چھوٹ جائیگا خواجہ نے عرض کیا میں تو آنکھیں کھولونگا اگر نہ کھولتا تھا تو اب ضرور کھولونگا دامن کسیطرح ہاتھ سے نہ چھوڑونگا عمرو نے یہ کہکے عرض کیا اے جناب والا دیکھیے میں اب آنکھیں کھولتا ہوں آپ کے ساتھ غرق رحمت ہوتا ہوں حضرت الیاس نے فرمایا اے خواجہ آیا تم آنکھیں کیوں کھولتے ہو کیوں اپنی زندگی سے بیزار ہوتے ہو خواجہ نے عرض کیا میرا دل یہی چاہتا ہے تو آنکھیں بند کرنا ناگوار معلوم ہوتا ہے اگر آپکو یہ منظور ہو کہ میں آنکھیں بند رکھوں تو گلیم مجکو دیجیے میں اس کملی کو بچھا کر سویا کرونگا جس وقت اس گلیم کو دیکھونگا آپ مجکو یاد آجائینگے آپ تو خاصان خدا سے ہیں آپکو تو مال دنیا کوئی نہیں رکھنی چاہیے پس یہ کملی آپ مجکو دیدیجیے حضرت الیاس علیہ السلام تو جال و گلیم واسطے دینے ہی کے لائے تھے جال تو دیچکے تھے اب گلیم بھی خواجہ کو ہنسکے دیدی اور فرمایا کہ اے خواجہ اگر تم ایسی باتیں بھی نہ کرتے اور رضامند رہتے تو بھی ہم یہ گلیم تمکو دیتے حضرت الیاسؑ ابھی یہ فرماتے تھے ناگاہ مچھلی کنارے پر پہونچی حضرت الیاس نے بازو پکڑکے عمرو کو کنارے پر اتارا جب خواجہ نے کنارے پر کھڑے ہوکے اپنی آنکھیں کھولیں نہ تو حضرت الیاسؑ کو دیکھا نہ مچھلی نظر آئی آخر خواجہ عمرو حضرت الیاسؑ کو نہ پاکر کنارہ بحر سے چلے اور اپنے زندہ رہنے اور بسلامتی کنارے پر لگنے سے خوش ہوکر خداوند عالم کا شکر کرنے لگے جب خواجہ آگے بڑھے عجب ایک صحرائے ہول خیز وحشت انگیز نظر آیا کہ جسکو دیکھ شیروں کا زہرہ آب ہوتا تھا کوئی درخت سرسبز نہ تھا سبزے کا نام و نشان بھی نہ تھا دوپہر کا وقت تھا آفتاب کی تمازت سے ہر ایک ذرہ اس صحرائے پر بلا کا بصورت اخگر گرم تھا میدان اس صحرائے ہول خیز کا عرصہ محشر سے کچھ کم نہ تھا زمین اس درجہ گرم تھی کہ قدم رکھا نہ جاتا تھا بگولے بلند ہوتے تھے لو چلتی تھی چرند و پرند نظر نہ آتے تھے ابیات

وہ تھا اک دشت وحشت خیز ویران	ہزاروں جسمیں قہر آمیز سامان	درازی اسکی سرحد عدم تک
جو تھرسے قیس کا جسمیں قدم تک	مصیبت زا شکل ہجر جانان	زیادہ قلب مضطر سے پریشان
تھی رحمت خیست مثل بخت مہجور	امید زیست دل سے منزلوں دور	خواجہ عمرو وادل تو بھوکے اور

پیاسے تھے دوسرے تمازت آفتاب سے اور بھی مضطر و پریشان ہوئے لو کے جھونکے چراغ حیات بجھانے پر آمادہ ہوئے خار بیابان تلووں کے پار ہوئے پسینہ اسقدر آیا کہ خواجہ ہمہ تن تر ہوگئے آخر بیتاب و بیقرار ہوکے اس صحرائے بے آب و گیاہ میں گر پڑے اور زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگے اور خداوند عالم سے بصد بیقراری اور گریہ و زاری دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار اپنے بندے عمرو عیار پر رحم کر ہلاکت سے بچا خواجہ عمرو یہ دعا کر رہے تھے یکایک ایک مرد بزرگ بالین پر خواجہ کے تشریف لائے اور فرمایا کہ اے عمرو اب مطلق غم و الم نہ کر خداوند کریم نے تیری دعا مستجاب فرمائی تجکو تیری رہبری کے واسطے حکم فرمایا اب جلد اٹھ بیٹھ پہلے آب و طعام سے سیر ہو پھر اس وادی پرخار سراسر آزار سے روانہ ہو جب خواجہ نے آواز سنی آنکھیں کھولیں دیکھا کہ ایک مرد بزرگ ذیوقار بالین پر کھڑے ہیں چہرہ انکا نورانی ہے پیشانی انور پر نشان سجدہ ہے سر پر عمامہ ہے بر میں ملبوس سبز ہے ایک ہاتھ میں عصا ہے اور ایک ہاتھ میں ڈیڑھ بالشت کا ایک مشکیزہ پانی سے بھرا ہوا ہے خواجہ عمرو بزرگ موصوف کو دیکھکر جلدی سے اٹھے اور بصد ادب

آداب و تسلیم کرکے عرض کرنے لگے کہ آپکا اسم مبارک کیا ہے آپنے میرے حال پر نہایت الطاف فرمایا اس ہول خیز بن میں قدم رنجہ
فرمایا بزرگ موصوف نے فرمایا اے خواجہ عمرو آگاہ ہو کہ میں ایک بندہ پروردگار ہوں نام میرا خضر ہے حکم خدا سے گم کردگان
راہ کی رہبری کرتا ہوں اسوقت مجھکو حکم خدا ہوا کہ عمرو بھوکھا اور پیاسا صحرا میں پڑا ہے جلد اُسکو کھانا کھلاؤ اور پانی پلاؤ اور خطرے
پُرخار سے اُسے نکالدو پس بموجب حکم خدا میں تمہارے پاس آیا ہوں عمرو نے کہا کہ اب میرے فرمایئے طعام کہاں ہے لایئے میں
بہت بھوکھا ہوں کھلایئے اسکے بعد پانی میں میری تشنگی نہ بجھیگی اور پانی کہیں سے لایئے آپ تو خضر ہیں چشمۂ آب بقا پر جاکر تھوڑا
پانی لے آیئے مجھکو پلا دیجیے میں موت سے ڈرتا ہوں اگر آب حیوان مجھکو پلا دیجیے تو قیامت تک زندہ رہوں آپ کے واسطے
دعاے خیر کروں حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا اے خواجہ عمرو آب و طعام تو میرے پاس اسقدر ہے کہ اگر تم زندگی بھر اسی
اس آب و طعام کو پیوگے اور کھاؤگے تو بھی کم نہوگا لیکن آب بقا کے پینے کی آرزو نہ کرو کیونکہ آب بقا کا پینا تمہارے مقدر میں
نہیں ہے عمرو نے عرض کیا کہ اگر آب بقا آپ مجھکو نہیں پلاتے ہیں تو خیر کھانا کھلایئے اور یہی پانی پلایئے حضرت خضر نے
کلیچہ نکالا اور ٹکڑا اسکے کا توڑ کر عمرو کے منھ میں دیا عمرو نے وہ ٹکڑا کلیچے کا کھایا اور کلیچے کو دیکھکر عرض کیا کہ اے ابن حی ابھلا
اس کلیچے سے مجھ ایسے بھوکھے کا پیٹ بھر جائیگا اس فراسے کلیچے سے تو کیا میری گرسنگی زائل ہوگی آپ بزرگ ہوکے مجھسے مزاح کرتے
ہیں کیا اتنا سا کلیچہ میری زندگی بسر دیگا اور کم نہوگا یہ بات تو میرے ذہن میں نہیں آتی اور عقل میری قبول نہیں کرتی بظاہر
معلوم ہوتا ہے کہ بہت سے آپکے پاس ہیں حضرت خضر نے فرمایا اے خواجہ عمرو بیٹھ جاؤ اور کھڑے ہوکر طعام تناول نہ کرو اسی
ایک کلیچے میں تمہارا پیٹ بھر جائیگا اور کلیچہ بدستور رہیگا خواجہ عمرو بیٹھ گئے اور حضرت خضر خواجہ عمرو کو وہ کلیچہ کھلانے
لگے اور پانی شکیزہ مذکور سے پلانے لگے یہانتک کہ خواجہ عمرو خوب سیر و سیراب ہوگئے کلیچہ اور شکیزہ اتنا کا اتنا ہی رہا ذرا بھی
کم نہوا جب خواجہ کلیچہ سیر ہوکر کھا چکے اور پانی بھی پی چکے خیال کرنے لگے کہ اس کلیچہ اور شکیزے کو ضرور لینا چاہیے یہ تو دونوں
چیزیں نہایت نادر اور بیمثل ہیں یہ خیال کرکے عمرو نے عرض کیا کہ اے پیغمبر ہوشیار یہ کلیچہ اور شکیزہ مجھکو دیدیجیے اگر کبھی اسیطرح
کسی صحراے ہول خیز اور دشت اتفاقیہ میں میرا گذر ہوگا اور میں بھوکھا اور پیاسا ہونگا تو اسی کلیچے کو کھاؤنگا اور اسی شکیزہ کا پانی
پیونگا تشنہ اور گرسنہ نہ ہونگا اگر آپ مجھکو نہ دیجیےگا تو آپ ہی کو اکثر دشت و بیابان میں تشریف لانا پڑیگا کمال تکلیف آپ کو
ہوگی اور یہ مجھکو منظور نہیں کہ آپ ایسے بزرگ کو میں بار بار تکلیف دوں خضر خواجہ عمرو کی باتوں پر مسکرائے اور نظر کرم کرکے
عمرو کو کلیچہ اور شکیزہ دیدیا اور چند قدم ہمراہ عمرو کے جاکے اور راہ بتا کے نظر سے غائب ہوگئے عمرو اُس بیابان کو
طے کرکے قریب ایک قبرستان کے پہونچے دیکھا کہ چند اشخاص وہاں بیٹھے ہیں بجاے لباس کفن پہنے ہیں کافور کی انکے جسم سے
بو آتی ہے تین چار انمیں جوان معلوم ہوتے ہیں اور ایک بڈھا ہے خواجہ عمرو ان اشخاص کو دیکھکے خیال کرنے لگے
کہ یہ سب مردے ہیں اپنی اپنی قبر سے نکل نکل کے صحرا کی سیر دیکھ رہے ہیں یہ خیال کرکے خواجہ عمرو اُسطرف سے
ہٹکے آگے چلے ناگاہ اُس بڈھے مُردہ نے دیکھکر خواجہ عمرو کو پکارا عمرو نے جواب نہ دیا اور قدم آگے بڑھایا
اُس بڈھے نے پھر جاکے خواجہ کو روکا اور کہا اے شخص ٹھہر جا مجھکو تجھسے کچھ کہنا ہے خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ بڈھا
قریب آگیا ہے اور مجھکو آگے نہیں جانے دیتا ہے اُسوقت عمرو نے خیال کیا کہ اے عمرو یہ مردہ حرامزادہ ہے تمکو مار ڈالیگا
اور اپنے ساتھ لیجائیگا اسی واسطے اُسنے تمکو روکا ہے جواب تمکو یہی لازم ہے کہ پہلے اسکو مار ڈالو اور جال الیاسی اس حرامزادے پر مارو
پھر جو خدا چاہیگا وہ ہوگا یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جال الیاسی دوش سے اُتارکے قصد کیا کہ اُس بڈھے پر ماریں وہ بڈھا
کہنے لگا کہ اے شخص مجھسے خوف نہ کر میں تجھکو آزار نہ دونگا عمرو نے کہا او مردے اگر تو مجھے نہ ستائیگا تو میں بھی جال تجھپر
نہ مارونگا اُس بڈھے نے کہا میں نے تجھکو اسواسطے روکا ہے کہ تجھکو مجھسے ایک کام لینا ہے اگر تو وہ کام کریگا تو تجھکو

ثواب عظیم ہوگا اور میرے اوپر تیرا احسان ہوگا خواجہ عمرو نے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے اور وہ تیرا کیا کام ہے جو مجھ سے بیان کر
قریب نہ آتا اور نہ یہی جال مارونگا اور تجکو اس جال مین پھانسونگا بڈھے نے کہا ای شخص میرا احوال یہ ہے کہ نام تو میرا جمشید ہے
بسبب پیشہ تجارت کے خاص و عام مجکو جمشید تاجر کہتے تھے مین نہایت بخیل تھا ایک حبہ راہ خدا غربا اور فقرا کو کبھی نہ دیتا تھا
اتفاق سے اس میدان مین ایک روز مین مقیم تھا واسطے تجارت کے جاتا تھا ہنگام شب رہزن آئے اور میرے اسباب مال کو لوٹنے لگے
مین بہت آڑے آنے لگا کہ میرا مال و اسباب نہ لو انھون نے تمام مال اسباب بھی لے لیا اور مجکو اور میرے ہمراہیون کو قتل کیا پس
ای شخص بوجہ اپنے بخل کے اکثر مجھپر عذاب ہوتا ہے لہذا مین تجھسے ملتجی ہون کہ تو فلان قصبہ مین جا تا وہین میرا مکان ہے اور
اہل و عیال بھی میرے وہین ہین میرے فرزند کا نام سلیمان تاجر ہے مکان پختہ ہے اور اُس مکان کے ایک حجرہ مین جو جانب
شمال ہے اُس حجرہ مین دس ہزار اشرفیان گڑی ہین تو میرے فرزند کو بلانا اور تمام حال جو مین نے تجھسے کہا ہے اُس سے بیان کرنا
اور اُس حجرے مین سے اشرفیان نکال کر نصف تو میرے اہل و عیال کو دیدینا اور نصف فقرا اور مساکین کو دیدینا تاکہ مجکو عذاب
مجکو ہو نہ پہونچے اور باعث میرے رحمت کا ہو خواجہ عمرو نے کہا ای پیر مرد مجکو کیا عوض ہے کہ مین بیکار اسقدر کوشش کرون و دنیا ہیچ
کرون اگر ڈھائی ہزار اشرفیان تو مجھے بھی دینے کا اقرار کر تو کیا مضائقہ ہے مین اسقدر محنت و مشقت بھی کرون مردے نے کہا ای شخص مین
شہید ہون تو مجھپر رحم کر اور نظر ثواب آخرت پر کر اور طالب اشرفیون کا نہو عمرو نے کہا ای مردہ پیر مین بغیر اشرفیان لیے تیرا کام نہ کرونگا آخر
اُس شہید نے کہا کہ سو اشرفیان تو لے لینا اور باقی نصف غربا کو اور آدھی میرے اہل و عیال کو دیدینا خواجہ عمرو نے راضی ہوکر اقرار
کیا اور وہان سے آگے چلے وہ شہید نظر سے غائب ہوگیا خواجہ عمرو بعد قطع راہ مقام پر پہونچے جہان شہید نے اپنا مکان بتایا تھا
خواجہ عمرو نے وہانکے باشندون سے سلیمان تاجر کا مکان پوچھا لوگون نے بتایا خواجہ عمرو نے سلیمان تاجر کو بلاکر
اُس سے کہا کہ اگر ہم تجکو تیرے ہی مکان مین دفینہ بتادین تو تو ہمکو کیا دیگا سلیمان نے کہا اگر آپ بتا دینگے تو آدھون حصہ
اُسکا مین آپکو دونگا عمرو نے سلیمان تاجر سے مردہ کا بیان لیکر تمام حال اُسکے پدر کا بیان کیا سلیمان تاجر نہایت حیران ہوا آخر
خواجہ عمرو نے اُسی حجرے سے اشرفیان کھود کر پہلے سو اشرفیان بموجب کہنے جمشید تاجر کے لے لین پھر آدھون حصہ اشرفیون کا
لیکر سب کو بال مین رکھا پھر نصف اشرفیان سلیمان تاجر کو دین اور نصف اشرفیون کو کہا کہ میرے سامنے فقرا کو تقسیم کرو
سلیمان تاجر نے بموجب کہنے عمرو کے فقرا کو اشرفیان تقسیم کرنا شروع کین عمرو نے لالچ سے کئی مرتبہ اپنی صورت
بصورت فقرا تبدیل کرکے سلیمان تاجر سے ایک ایک اشرفیان لین جب سلیمان تاجر اشرفیان تقسیم کر چکا خواجہ عمرو
وہان سے روانہ ہوے اور منزل بمنزل مقام کرتے ہوئے ایک روز قریب سحر ایک میدان وسیع مین پہونچے خواجہ نے دیکھا کہ خیام
اور بارگاہین برپا ہین لشکر اترا ہوا ہے مگر تمام اہل لشکر سیاہ پوش ہین عمرو نے فوراً اپنی شکل تبدیل کرکے قریب لشکر کا
جاکر ایک سوار سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور تم سب سیاہ پوش کیون ہو سوار نے رو کر کہا ای شخص یہ لشکر حمزہ صاحبقران کا ہے
اور سیاہ پوش ہونے کی یہ وجہ ہے کہ حمزہ صاحبقران کا ایک بھائی تھا نام اُسکا عمرو تھا بحر مین ایک سیل پر جاکر اُسنے نقارہ
بجایا تھا ہم سب جہاز پر تھے بسبب نقارہ بجانے کے کرورہا طائر پہاڑون پر سے اڑے جہاز جو رُکے ہوئے تھے چل نکلے عمرو
اُسی سیل پر رہگیا اُسی ماتم مین صاحبقران اور جملہ اعلیٰ اور ادنیٰ لشکر مین سیاہ پوش ہین ابھی اُسکے فاتحہ کا کھانا غربا کو تقسیم
ہو رہا ہے اگر تیرا دل چاہے تو تو بھی جاکر لے لے خواجہ عمرو یہ تقریر اُس سوار کی سنکر خیال کرنے لگے کہ حمزہ صاحبقران کو
میری جدائی کا ایسا ملال ہوا کہ سیہ پوش ہوئے اور میرے ہلاک ہوجانے کا یقین کرکے میرے فاتحہ کا کھانا غربا اور مساکین کو
تقسیم کرتے ہین اور مین بافضال خدا زندہ و سلامت ہون خواجہ عمرو یہ خیال کرکے قریب لشکر کے ایک جگہ ٹھہرے ہنگام شب
خواجہ گلیم اوڑھکر لشکر مین آئے اول خیمہ پہلوان عادی مین گئے کہ پہلوان عادی سو رہا ہے خواجہ عمرو

فوراً پہلوان عادی کے سینے پر بیٹھے پہلوان عادی گھبرا کر بیدار ہوا دیکھا تو کوئی سینے پر نظر نہیں آتا ہو گر وہ سمجھ گیا کو سینے پر چڑھ
پہلوان عادی یہ حال دیکھکے خائف ہوا عمرو نے کہا میں روح خواجہ عمرو ہوں آج تجکو ہلاک کرونگی اور اپنے ساتھ تیری
روح کو بھی لیجاؤنگی کیونکہ دوست کو بغیر دوست کے چین نہیں آتا ہو عادی نے کہا میں تو عمرو کا دوست نہیں ہوں بلکہ دشمن تھا
رہا اے روح عمرو تو مجکو چھوڑ دے اور میرے تئین ہلاک نہ کر جو دست تیرا ہو اسکو ہلاک کر خواجہ نے کہا اگر تیرا آہ مدد ہو تو البتہ
چھوڑ دوں پہلوان عادی نے جان کے خوف سے کہا اے روح عمرو واسطے میرے خیمہ میں ایک صندوق رکھا ہو اسمیں کئی ہزار اشرفیاں
ہیں وہ صندوق تو لیلے اور برائے خدا مجکو چھوڑ دے جب یہ تقریر پہلوان عادی کی خواجہ عمرو نے سنی تو اسکے سینے
پہلوان عادی سے اترے اور صندوق اٹھا کر جال میں باندھکر لیگئے پھر خیمہ نعمان بن منظر شادی کے میں پہونچے
نعمان کو بھی سوتا دیکھکر کلیجا او ڈھکر جلدی سے سینہ نعمان پر بیٹھے نعمان نے ڈر کر آنکھیں کھولدیں اپنے سینے پر بار پایا
کوئی بیٹھا ہوا دکھائی نہ دیا بہت گھبرایا حواس منتشر ہوئے خیال کرنے لگا کہ یہ کیا بلا ہو بظاہر معلوم ہوتا ہو کوئی آسیب ہو جب
نعمان پریشان خاطر ہوا عمرو نے کہا اے نعمان آگاہ ہو کہ میں روح عمرو ہوں تو میرا نہایت دوست ہو اسوقت میں تجکو ہلاک
کرکے تیری روح کو اپنے ہمراہ لیجاؤنگی نعمان نے کہا اے روح عمرو یہ تو خلاف الفت و محبت ہو کہ اپنے دوست کو ہلاک کرے
خواجہ عمرو نے کہا کچھ دلواتے ہو نعمان نے کہا کہ میرے سرہانے صندوق میں کئی ہزار روپیہ کا جواہر رکھا ہوا ہو اگر دل
چاہے تو یہ جواہر لے اور اے روح عمرو مجکو چھوڑ دے اور ہلاک نہ کر خواجہ عمرو نے سینۂ نعمان سے اتر کر صندوق سے
تمام جواہر نکالا نعمان دیکھا کیا کہ کوئی صندوق کھولتا ہو مگر نظر نہیں آتا سمجھ گیا کہ روح عمرو کے سوا اور کوئی نہیں ہے
ہرچند نعمان دیکھا کیا مگر ڈر کے مارے پلنگ سے نہ اٹھا جب خواجہ عمرو جواہر لیکے خیمہ نعمان سے باہر نکلے
نعمان نے شکر خدا کا کیا اور کہا مصرعہ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ٭ نعمان تو اپنے خیمہ میں کبھی شکر کرتا ہو
کبھی خوف سے اٹھ بیٹھتا ہو ڈر کے مارے نیند نہیں آتی ہو لیکن خواجہ عمرو نے مثل پہلوان عادی اور نعمان جملہ
سرداروں کے سینے پر بدفعات سوار ہو ہو کے ہر ایک سردار سے زر سرخ و سفید اور جواہر لیا اور لشکر سے نکلکر ایک
طرف چلے گئے جب وہ وقت آیا **نظم** دھر اگردوں نے تاج مہر سر پر ٭ ہوا روشن فراخت سحر پر ٭ اجالا چاندنی سے
بڑھ کے چھایا ٭ ستارے کیا قمر نے منہ چھپایا ٭ حمزہ صاحبقران نماز اور وظیفہ سے فارغ ہو کے سرداران حق و جار
اطاعت پروردگار بجا لاکر خدمت صاحبقران [illegible] حاضر ہوئے اور بعد [illegible] آداب و تسلیمات [illegible] اور سب بیٹھ
سب کے پہلے پہلوان عادی نے [illegible] بیان کیا حمزہ صاحبقران فرمانے لگے کہ اے پہلوان عادی
معلوم ہوتا ہو کہ شب کو تم نے کوئی خواب پریشان دیکھا ہو بعد عرض کرنے پہلوان عادی و نعمان بن منظر شادی
سرداران نامی و نامدار یعنی مالک اسعد بن [illegible] و بہرام گرد بن خاقان چین وغیرہ نے موافق پہلوان عادی کے اپنا اپنا
حال بھی بیان کیا ٭ حمزہ صاحبقران نے ہر ایک سردار کی زبانی ایک ہی حال سنا اسوقت صاحبقران کو تردد ہوا
اور خیال [illegible] کچھ جواب نہ دیا بعضے سردار عرض کرنے لگے ہمکو معلوم ہوتا ہو کہ اسجگہ بھوت اور خبیث بکثرت ہیں اکثر سردار کہنے لگے
کہ یہ کام بھوت [illegible] پریت کا نہیں اگر جنیوں نے ہم سبکو ہنگام شب مضطر اور پریشان کیا تھا تو صندوق روپیے اور اشرفیوں کے
کون لے گیا پس صاف ثابت ہوتا ہو کہ شب گذشتہ بہت سے چور لشکر میں آئے تھے ہر ایک کے خیمہ سے زر و جواہر لیگئے
اور روح خواجہ عمرو کا بہانہ کیا ہم لوگوں نے اچھی طرح نہیں خیال کیا ورنہ چور ضرور نظر آتا ہر ایک شخص چور کو پکڑ لیتا
حمزہ صاحبقران گفتگو ہر ایک سردار کی سنا کیے جب دن گذرا اور شام ہوئی **نظم** ہوا مہتاب بھی اونچا فلک پر
زمیں پر چاندنی چھٹکی برابر ٭ شب مہتاب رشک روز روشن ٭ ستاروں سے دوبالا تھا جوبن ٭ عالم جنیا [illegible]

وان عادی کے سینے پر بیٹھے پہلوان عادی گھبرا کر بیدار ہوا دیکھا تو کوئی سینے پر نظر نہیں آتا ہو مگر بوجھ
عادی یہ حال دیکھکے خائف ہوا عمرو نے کہا میں تو خواجہ عمرو ہون آج تجھکو ہلاک کرونگا اور اپنے
ہی لیجاؤنگا کیونکہ دوست کو بغیر دوست کے چین نہیں آتا ہے عادی نے کہا اے خواجہ عمرو کا دوست ہون پہلوان
روح عمرو تو مجھکو چھوڑ دے اور میرے تئیں ہلاک نہ کر جو دوست تیرا ہو تو مجھکو ہلاک کر خواجہ نے کہا اگر کچھ نقد و
ون پہلوان عادی نے جان کے خوف سے کہا اے روح عمرو اس میرے خیمہ میں ایک صندوق رکھا ہوا ہے تئیں
صندوق تو لیلے اور برائے خدا مجھکو چھوڑ دے جب یہ تقریر پہلوان عادی کی خواجہ عمرو نے سنی
عادی سے اترے اور صندوق اٹھا کر جال میں باندھکر لیگئے پھر خیمہ نعمان بن منذر شاہ یمنی میں
ن کو بھی سوتا دیکھکر کلیجا اوڑھکر جلد ہی سینہ نعمان پر بیٹھے نعمان نے ڈر کر آنکھیں کھولدیں اپنے سینے
کیا ہوا اوکھائی نہ دیا بہت گھبرایا حواس منتشر ہوئے خیال کرنے لگا کہ کیا بلا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کوئی آسیب
ی پریشان خاطر ہوا عمرو نے کہا اے نعمان آگاہ ہو کہ میں روح عمرو ہون تو میرا نہایت دوست ہے اسوقت میں
ری روح کو اپنے ہمراہ لیجاؤنگی نعمان نے کہا اے روح عمرو یہ تو خلاف الفت و محبت ہے کہ اپنے دوست کو
عمرو نے کہا کچھ دلواتے ہو نعمان نے کہا کہ میرے سرہانے صندوق میں کئی ہزار روپیہ کا جواہر رکھا ہوا
تو یہ جواہر لیلے اور اے روح عمرو مجھکو چھوڑ دے اور ہلاک نہ کر خواجہ عمرو نے سینہ نعمان سے اتر
اہر نکالا نعمان دیکھا کیا کہ کوئی صندوق کھولتا ہے مگر نظر نہیں آتا سمجھ گیا کہ روح عمرو کے سوا اور
نعمان دیکھا کیا مگر ڈر کے مارے پلنگ سے نہ اٹھا جب خواجہ عمرو جواہر لیچلے خیمہ نعمان سے با
ن نے شکر خدا کا کیا اور کہا مصرعہ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ۔ نعمان تو اپنے خیمہ میں
وقت سے آٹھ بیٹھا ہو ڈر کے مارے نیند نہیں آتی ہے لیکن خواجہ عمرو نے مثل پہلوان عادی اور
ردوں کے سینے پر بد فعات سوار ہو ہو کے ہر ایک سردار سے زر سرخ و سفید اور جواہر لیا اور لشکر سے
چلے گئے جب وہ وقت آیا نظم وہ اگردون نے تاج مہر سر پر رکھا اسوقت تو ... اجالا
نے چھپایا ستارے کیا قمر نے منہ چھپایا ۔ حمزہ صاحبقران نماز اور وظیفہ سے فارغ ہوکے سرداران
ت پروردگار بجا لاکر خدمت صاحبقران میں حاضر ہوئے اور ... بجا لانے آداب تسلیمات کے
کے پہلے پہلوان عادی نے حال شب بیان کیا حمزہ صاحبقران فرمانے لگے کیا اے پہلوان عادی
م ہوتا ہے کہ شب کو تم نے کوئی خواب پریشان دیکھا ہے بعد ہو... کرنے پہلوان عادی و نعمان بن منذر شاہ
ن نامی و نامدار یعنی اسد اسلان و بہرام کرد بن عادیان حبش غیرہ نے موافق پہلوان عادی کے
ہی بیان کیا جب حمزہ صاحبقران نے ہر ایک سردار کی زبانی ایک ہی حال سنا اسوقت صاحبقران
یال کیا کہ کچھ نہ کچھ ہی ... بعضے سردار عرض کرنے لگے ہمکو معلوم ہوتا ہے کہ اسجگہ بھوت اور خبیث بکثرت ہیں اکثر سردا

یہ ارادہ اپنے ٹھہرا کر اس طور بعد گذرنے نصف شب کے خواجہ عمرو بشکل مہیب بارگاہ صاحبقران میں آئے دیکھا کہ حمزہ
صاحبقران بیدار ہیں خواجہ عمرو نے صاحبقران سے کہا کہ ای امیر با توقیر آگاہ ہو کہ میں روح پاک عمرو ہوں
جنت سے بیتاب و بیقرار ہو کے تمہارے پاس آتی ہوں افسوس ہزار افسوس میں نے اپنی جان تمہاری بٹیرے اور جنازوں کے پیچھے
کے واسطے دیدی اور تم نے میرا فاتحہ حلوے پر نہ دلوایا تم سے یہ امید مجھکو نہ تھی صاحبقران نے اشکبار ہو کے کہا ای روح برادر
خواجہ عمرو میں نے تو واسطے فاتحہ کے بہت سا حلوا بنوایا تھا اور پہلوان عادی کے حوالے کیا تھا کہ فاتحہ دیدے شاید اسنے
فاتحہ نہ دیا ہوگا اب میں اور حلوا بنوا کر خود فاتحہ خوانی کرونگا خواجہ عمرو نے کہا پہلوان عادی تمام حلوا کھا گیا اور ذرا سے
حلوے پر بھی اسنے فاتحہ نہ دلایا خیر جو کچھ ہوا وہ ہوا اب تم میرے ساتھ چلو مجھکو تمہارا فراق نہایت شاق ہے یہ کہکے عمرو نے ہاتھ اپنا
طرف حمزہ صاحبقران کے بڑھایا صاحبقران نے بازو عمرو کا پکڑ لیا اور خیال کیا کہ یہ روح خواجہ عمرو نہیں ہے کوئی
اور ہے یہ خیال کر کے حمزہ صاحبقران نے قصد گھونسا مارنے کا کیا اسوقت عمرو نے خیال کیا کہ اگر حمزہ کا گھونسا پڑ گیا
تو ای عمرو استخوان تیرے چورہ چورہ ہو کے سرمہ ہو جائینگے ابھی دم تیرا نکل جائیگا اس مذاق میں مفت جائیگی پس بہتر یہ ہے
کہ جلد اپنے تئیں ظاہر کرو عمرو نے یہ خیال کر کے کہا ای عرب بیمروت خبردار خبردار دست خود را نگہدار ای خدا کے واسطے
گھونسا نہ مارنا اور اگر گھونسا مار دیگا تو میرے استخوان کا پتا بھی نہ معلوم ہوگا حمزہ صاحبقران نے یہ تقریر سنکے ہاتھ اپنا
روکا اور پوچھا سچ بتا کون ہے خواجہ نے کہا میں عمرو ہوں امیر با توقیر نے جواب دیا کہ عمرو تو مر گیا آج اسکا چالیسواں بھی ہو گیا
خواجہ عمرو نے کہا ای امیر با توقیر عمرو مر نہیں گیا زندہ ہے میں عمرو ہوں یہ کہکے خواجہ نے اپنی صورت اصلی دکھائی
صاحبقران نے جلد اٹھ کے اور عمرو کو پہچان کے بصد شوق و بہزار خوشی اپنے سینے سے لگایا خواجہ نے بھی سر اپنا
جانب قدم امیر با توقیر جھکایا حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو اپنے پاس بٹھا کے حال پوچھا خواجہ نے کیفیت
سیر کی اور حالات راہ مفصل بیان کیے حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو سے ملکے اور تمام حال سنکے نہایت خوش ہوے
اتنی دیر میں آثار سحر گردون پر ہویدا ہوے صدائے مرغ سحر کان میں آئی حمزہ صاحبقران نے وضو کیا بعد وضو کر کے
نماز سحر پڑھی خواجہ نے بھی وظیفہ سحری ادا کیا جملہ سرداران حمزہ صاحبقران بھی نماز پڑھکر بارگاہ میں حاضر ہوے
اور آداب و تسلیم بجا لا کر اپنی جگہوں پر بیٹھے صاحبقران نے سرداروں سے خوش ہو کر فرمایا کہ شب گذشتہ میں عجب مجکو خوشی
ہوئی سبھوں نے عرض کی کہ خداوند ہمیشہ خوش و خرم رکھے یہ تو فرمائیے کہ باعث مسرت کیا ہوا حمزہ صاحبقران نے
خواجہ عمرو کو بلایا جب سب سرداروں نے خواجہ عمرو کو دیکھا نہایت خوش ہوے ہر ایک سردار نے خواجہ عمرو سے
معانقہ کیا اور حال پوچھا عمرو نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کیا سرداروں نے کہا ای خواجہ نقارہ سکندری
لائیے ہم بھی دیکھیں خواجہ عمرو نے جال سے نقارے کو کھولا اور کہا اس نقارے کی آواز چوبیس کوس تک جاتی ہے
یہ کہکے خواجہ عمرو نے چوب نقارے پر لگائی زمین تھرائی خفتہ گان خاک نے یہ خیال کیا کہ نوبت قیامت کی آئی
غرض حمزہ صاحبقران نقارہ سکندری کو دیکھکر بہت خوش ہوئے خواجہ عمرو نے نذر بہادری صاحبقران کے
دیا امیر با توقیر نے اس نقارے کو اپنے لشکر میں رکھنے کا حکم دیا بعد اسکے خواجہ عمرو نے جال و گلیم اور کلاہ اور دستگیرہ
حمزہ صاحبقران کو دکھا کر ہر ایک کا وصف بیان کیا اور کہا کہ یہ جال و گلیم اور کلاہ اور دستگیرہ حضرت الیاس نبی
اور جناب خضر نے مجکو دیا ہے یہ کہکے خواجہ عمرو نے اشیاے مذکور اپنے پاس رکھے حمزہ صاحبقران وغیرہ اشیاے
نادر دیکھکر مسرور ہوے اور اسیوقت ملبوس سیاہ کے اتارنے کا حکم کیا بمجرد حکم ہر ایک نے لباس ماتمی اتارا پھر حکم
امیر با توقیر سے بزم عشرت آراستہ ہوئی تمامی روز جشن جاری رہا نشاط و عیش بہار رہا

داستان روانہ ہونا حمزہ صاحبقران کا اور صحرا مین تسمہ پائون سے ہر ایک کا پریشان ہونا

نوردان باتوقیر ورہ نوردان منازل تحریر شب کلک کو صفحۂ قرطاس پر اس طرح دوڑاتے ہین کہ جب فراش شب نے
کنو لماے کواکب کو بارگاہ افلاک سے بڑھایا او نظم

دھر اگردون سے نکلی مہر سریر	ہوا رونق فزا تخت سحر پر	اُجالا چاندنی سے بڑھکے چھایا	ستارے کیا قمر نے منہ چھپایا

بزم عشرت برخاست ہوئی حمزہ صاحبقران وسرداران صاحبقران وغیرہ نے نماز سحر پڑھی بعد نماز سحر پڑھنے کے صاحبقران نے اہل لشکر کو حکم کوچ کا دیا ہر ایک جان نثار پیادہ وسوار آمادۂ سفر ہوا لشکر مین طبل سفر پر چوب پڑی حمزہ صاحبقران بقصد فروشان جانب ہندوستان روانہ ہوئے لشکر ظفر اقتدار وفوج نصرت موج ہمراہ رکاب ظفر صاحبقران روانہ ہوئی صاحبقران دوپہر بہروی کی راہ بھول گئے ایک ایسے بیابان پرہول مین پہونچے کہ سراسر پرخار تھا وہان انسان کا گذرنا دشوار تھا کسی جانب سے شیران صحرا کی آواز آتی تھی کسی طرف سانپ وراژدہے نظر آتے تھے غبار وسیدہ جم اٹھتا تھا زمین تمازت آفتاب سے جلتی تھی ذرے ریگ صحرا کے چمکتے تھے ہوا گرم چلتی تھی زمین اسقدر حرارت آفتاب سے جلتی تھی کہ قدم رکھا جاتا تھا ایک قدم چلنا دشوار تھا حمزہ صاحبقران نے تمازت آفتاب پریشان ہوکر سردار وسے فرمایا کہ اسی جگہ خیام برپا کیے جائین بمجرد حکم اسی صحراے وحشت انگیز مین خیام استادہ ہونے لگے اور بارگاہین برپا ہونے لگین اورلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران وسرداران فوج مرکبون سے اُترنے لگے ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا کہ ایک شخص درخت کے نیچے بیٹھا ہے ہر چند کہ خواجہ عمرو سے وہ شخص دور تھا لیکن خواجہ عمرو نے اپنے دل مین خیال کیا کہ یہ جو آدمی زیر درخت بیٹھا ہوا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ مسافر ہے تھک کے زیر درخت بیٹھ گیا ہے یقینا اسکے پاس روپیہ واشرفیان بھی ہونگی بس چلکے کسی طرح سے اُسے روپیہ وغیرہ لے لینا چاہیے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو اُس شخص کی جانب چلے جب اُس آدمی کے قریب پہونچے اُس شخص نے سنکر خواجہ سے کہا اے بھتیجے میرے جلد آ مین تو تیرے دیکھنے کا مدت سے مشتاق تھا آج اتفاق ہے اس صحرا مین برسون مین تجھسے ملاقات ہوئی نہین معلوم تو کسطرح اس وادی پرخطر مین آیا مجکو یقین تھا کہ اس صحرا مین دو ایک روز مین مرجاؤنگا اور جو کچھ میرے گھر مین زر وجواہر ہے وہ کوئی غیر لے لیگا لیکن شکر خدا کا کہ تو آگیا اب امید ہوئی کہ چند روز مین تو زندہ رہونگا اور مال میرا سواے تیرے اور کوئی غیر نہ لیگا خواجہ عمرو نے جو زر وجواہر کا ذکر سنا اپنے دل مین نہایت خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ کیا اچھی ساعت سے مین چلا تھا کہ غیر مجکو اپنا تصور کرکے زر وجواہر بے طلب دیتے ہین اب کیا مجکو ضرورت ہے کہ مین بیگانگی سے انکار کرون یہ خیال کرکے خواجہ نے کہا اے چچا جان آپکا مزاج تو اچھا ہے اُس شخص نے کہا اے برادرزادہ یقین ہے کہ تو نے مجھے نہ پہچانا ہوگا کیونکہ مین بہت چھوٹا سا تجکو چھوڑ کر سراندیپ کی طرف چلا گیا تھا جس وقت مین نے وہان مال وزر بکثرت پیدا کیا گھر کا خیال آیا سراندیپ مین ایسا دل گھبرایا کہ ایک لمحہ توقف کرنا ناگوار طبع ہوا آخر بیتابی بیقراری دل کی وجہ سے جلد تر جہاز پر سوار ہوا جب وہ جہاز روانہ ہوا اور قریب اُس صحرا کے کنارے پر پہونچا دفعتہ طوفان آیا ہواے تند چلنے لگی ابر آسمان پر نمودار ہوا پانی مین جوش وخروش پیدا ہوا ناخدا گھبرایا معلم بدحواس ہوا جہاز ڈوبنے لگا مین اُسی طوفان مین اپنی جان ومال کا خیال کرکے ایک صندوقچہ جواہر کا لیکر بقوت تمام جست کرکے کنارے پر آیا جان تو بچی لیکن پاؤن ٹوٹ گیا مین نے دھوپ مین جھکے پاؤن کو ملا اور کچھ پٹے باندھے درد تو کم ہوگیا لیکن ابھی اچھی طرح سے اُٹھا نہین جاتا اور وہ صندوقچہ جواہر کا ایک جگہ مین نے پوشیدہ کرکے رکھدیا ہے چند روز سے اس صحرا مین سواے نباتات کے اور کچھ مین نے نہین کھایا اب خداوند عالم نے تجکو بھیجدیا ہے تمام آرزو مین میری برآئینگی عمرو نے جواب دیا مجھے کیا حکم ہے جو آپکا کہین مین بجا لاؤن اُس شخص نے کہا اے برادرزادہ مین چاہتا ہون کہ تو مجکو اپنی پیٹھ پر سوار کرکے

پہنچا تا کہ مین وہ صندوقچہ جواہر کا لیلون اور تجکو دیدون پھر تو مجکو میرے مکان پر پہونچا دے خواجہ عمرو ہر چند کہ عیار تھے لیکن بطمع زر و جواہر راضی ہوگئے اور جھکے کہنے لگے کہ اب آپ میری پشت پر سوار ہو جیئے وہ شخص یہ تو چاہتا ہی تھا فوراً خواجہ عمرو کی پشت پر سوار ہوا اور اپنے پاؤن کو تسمے کیطرح سے عمرو کی کمر مین خوب لپیٹا اور گھٹنون سے ایڑ لگا کر کہنے لگا کہ اے میرے رہوار خوش رفتار اب قدم اپنا بڑھا خواجہ عمرو تسمہ پا کے فریب مین آگرا اور اُسکو اپنی پیٹھ پر سوار کر کے نہایت ہی پچھتائے اور قصد کیا کہ اس حرامزادے کو پشت سے گرا کر چلدیجیے جب عمرو اپنے ہاتھ سے اُسکے پاؤن چھوڑانے لگے اُسنے اور زور سے پاؤن کا تسمہ خواجہ کی کمر مین لپیٹا اور کسا اور اپنے ہاتھ سے خواجہ کے سر اور منھ پر چپتین اور تھپڑ لگانا شروع کیے اور پیٹھ پر اُچکنا شروع کیا اور غصے سے کہنے لگا کہ دوڑتا نہین ہے قدم بھی اُٹھاتا نہین ہے اے خدمت گذاری اور نافرمانی کے عوض مین مجھسے جواہر کا صندوقچہ لیگا بغیر محنت لیے تجھے ہرگز صندوقچہ نہ دونگا بلکہ تیری جان لونگا خواجہ عمرو یہ گفتگو اُس زشت خو کی سنکر ساری عیاری اور مکاری اپنی بھول گئے آخر بدرجہ مجبوری اور ناچاری حمزۂ صاحبقران کی جانب اس خیال سے دوڑے کہ حمزۂ صاحبقران مجکو اس بلا سے بچا لینگے اور اس تسمہ پا کو ہلاک کرینگے جب خواجہ عمرو فرودگاہ لشکر کے قریب پہونچے عجب کیفیت نظر آئی دیکھا کہ حمزۂ صاحبقران اور سرداران صاحبقران وغیرہ بھی اسی مصیبت مین گرفتار ہین بڑے بڑے بہادر مجبور و ناچار ہین اور جنکو دعوی شہسواری تھا اُنھین پر ہزارہا تسمہ پا سوار ہین جب حمزۂ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو دیکھا زبان عیاری مین کہا اے خواجہ عمرو ہم جانتے تھے کہ تم اس بلا مین گرفتار نہوے ہوگے کیونکہ تم یہان سے چلے گئے تھے اور عیار بھی تھے لیکن تم بھی گرفتار مصیبت ہوگئے خواجہ عمرو نے جواب دیا اے حمزۂ صاحبقران کیا آپنے یہ قول بزرگون کا نہین سنا مصرع چون قضا آید طبیب ابلہ شود وہ انسان مقدر کی بدی سے بذریعہ تدبیر کسی طرح بچ نہین سکتا شعر جو پیشانی مین لکھا ہے وہ اکدن پیش آئیگا ۔ مٹائے سے نہین مٹتا نوشتہ کلک قدرت کا حمزۂ صاحبقران نے زبان عیاری مین کہا اے خواجہ سچ کہتے ہو اگر ہمارے مقدر مین یہ مصیبت اور گرفتاری لکھی نہوتی تو راہ بھول کے اس صحرا مین کیون آتے اور ایسے غافل کیون بیٹھتے کہ یہ تسمہ پا ہم پر سوار ہو جاتے حمزۂ صاحبقران یہ کہکر خاموش ہوئے خواجہ عمرو نے دیکھا کہ پہلوان عادی سب سے زیادہ مضطر اور پریشان ہے ہر چند بار بار چیختا ہے اور چلاتا ہے اور تسمہ پا سے کہتا ہے کہ اگر تجکو سوار ہونے کا شوق ہے تو مین اپنا مرکب تجھے دیتا ہون تو اُس گھوڑے پر سوار ہو اور اس صحرائے پرخار اور بیابان دشوار گذار مین مرکب کو خوب دوڑا اپنی طبیعت کو بہلا گھوڑا مجھ سے زیادہ تر اس میدان مین دوڑیگا تجکو شہسواری کا لطف حاصل ہوگا مجھسے دوڑا نہین جاتا ہے تونے اس زور سے میری کمر مین اپنے پاؤن کے تسمے لپیٹے ہین کہ کمر کو میری صدمہ پہونچتا ہے پیٹ پھٹا جاتا ہے قدم آگے نہین اُٹھتا ہے خدا کیواسطے اے تسمہ پا میرے حال پر رحم کر مجکو چھوڑ دے تیرا احسان ہو لیکن تسمہ پا پہلوان عادی کی منت اور خوشامد پر مطلق نظر نہین کرتا ہے اور دوڑاتا ہے اسیطرح اور سب سرداروں کا بھی حال ہے ہر ایک اسی مصیبت مین گرفتار و مبتلا ہے بعضے لشکر کے سوار تسمہ پاؤن کے سوار ہونے سے مضطر اور پریشان ہوکر روتے ہین اکثر سوار لشکر کے نالہ و فریاد بلند کرتے ہین تسمہ پا ہنستے ہین اور خوش ہوتے ہین اور باہم کہتے ہین بھائیو آج اپنے اپنے گھوڑون کو خوب دوڑاؤ ذرا بھی رہوار پر رحم نہ کھاؤ صحرا کی سیر کرو مرکبون کے دوڑانے مین دیر نہ کرو ایسا دن پھر کبھی نہ آئیگا دل اسطرح کا لطف کبھی نہ اُٹھائیگا آج لطف زندگی اُٹھا لو جہانتک مرکبونکو دوڑاتا ہو دوڑا لو پھر کبھی ایسے مرکب ہاتھ نہ آئینگے جب یہ سب مرکب مر جائینگے تو ہم تم انکو بصد رغبت بھونکر یا ذبح کر کے خوب کھائینگے خواجہ عمرو یہ گفتگو تسمہ پاؤن کی سنکے خیال کرنے لگے کہ دیکھیے انجام ہم سب کا کیا ہوتا ہے خالق مطلق کی کیا مشیت ہے کیونکر ان حرامزادون سے جان بچتی ہے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو

دوڑے کہ سب سے آگے نکل گئے وہ تسمہ پا جو خواجہ عمرو کی پشت پر سوار تھا بہت خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ یہ مرکب سب مرکبوں سے تیز رفتار ہے بس یہ خیال کرکے خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ اے مرکب تیز رو میں تجھ سے نہایت خوش ہوا خوب دوڑتا ہے اب تا حیات تجھے نہ چھوڑونگا تجھی پر سوار ہونگا خواجہ عمرو نے اپنے دل میں کہا کہ او حرامزادے کسی تدبیر سے تجھکو ضرور مارونگا اِس تیرے دوڑانے کا تجھ سے عوض لونگا یہ خیال کرکے خواجہ پھر دوڑے یہانتک کہ ایک ایسے میدان میں پہونچے جہان صدہا درخت انگور کے تھے اور ہر ایک درخت میں انگور کے خوشے بہ کثرت تھے اور اُن خوشوں سے بوجہ پختہ ہونے کے عرق ٹپک رہا ہے نیچے اُن درختوں کے عرق خوشہاے انگور کا اسقدر ٹپک ٹپک کے جمع ہوا ہے کہ زمین پر جاری ہے اگر کوئی چاہے تو گھڑے اُس عرق سے بھرے اور درختان انگور پر بیل کدو کی پھیلی ہے ہزارہا کدو خشک اور تر لٹک رہے ہیں بعضے کدو اِس قدر نیچے جھکے ہوئے ہیں کہ بیخ درختان انگور ہی سے ملے ہوئے ہیں اکثر کدو خشک ہو کر گر پڑے ہیں جب خواجہ عمرو تاک انگور کے نیچے پہونچے تسمہ پا نے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے مرکب تیز رفتار جلد ایک کدوے خشک توڑ لے اور بصورت جام کدو کو توڑ کے بنائے اور یہ پانی انگور کا اِس کدو میں بھرے اور تھوڑا سا مجھکو پلا دے تاکہ میں سیراب ہو کر اور زیادہ تجھکو دوڑاؤں خواجہ عمرو نے موافق کہنے تسمہ پا کے کدو توڑ لیا اور اُسے درمیان سے خالی کرکے عرق انگور بھر لیا اور بہت سی بیہوشی اُسمیں مخلوط کرکے تسمہ پا سے کہا کہ لو پیو اُسنے کہا کہ میرے منھ میں چند قطرے عرق کے ٹپکا دو خواجہ عمرو نے وہ کدو تسمہ پا کے منھ سے لگا دیا تسمہ پا نے چند قطرے جو پیے نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ اے گھوڑے تو نے کیا اچھا عرق پلایا کہ قلب کو میرے فرحت حاصل ہوئی خواجہ عمرو نے کہا یہ عرق تمنے ذرا سا پیا اگر تمام عرق پی لیتے تو زیادہ تر دلکو فرحت حاصل ہوتی تسمہ پا نے خیال کیا کہ مرکب سچ کہتا ہے یہ خیال کرکے تسمہ پا تمام عرق انگور جو کدو میں تھا پی گیا خواجہ عمرو نے اپنے دل میں کہا او حرامزادے اب تو میرے ہاتھ سے کہان بچ کے جائیگا اب ضرور تجھکو قتل کرونگا خواجہ عمرو ابھی یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ تسمہ پا نے کہا کہ اے گھوڑے اب ٹھیر اور خواجہ عمرو خوب دوڑنے لگے تھوڑی دیر میں تسمہ پا بیہوش ہو کر خواجہ عمرو کی پشت سے زمین پر گرا ساری حرامزدگی اور شہسواری بھول گیا خواجہ عمرو نے فی الفور خنجر سے شکم اُسکا چاک کیا اور شکر خدا کا کیا بعد ہلاک کرنے تسمہ پا کے خواجہ عمرو حمزہ صاحبقران کے قریب گئے اور کہنے لگے کہ اے حمزہ صاحبقران افسوس تمنے ایک کافر کی دختر پر عاشق ہو کے خون ان مسلمانوں کا اپنی گردن پر لیا اگر تم ملکہ مہر نگار پر عاشق نہوتے تو یہ طرف نہ آتے تو یہ سب بیچارے کیوں ہلاک ہوتے اور میں بھی اس مصیبت میں گرفتار نہوتا معلوم نہیں حشر میں تمہارا کیا حال ہوگا دیکھیے اِس سفر کا کیا انجام اور مآل ہوگا بظاہر تو یہان سے زندہ جانا دشوار معلوم ہوتا ہے حمزہ صاحبقران نے زبان عیاری میں فرمایا اے خواجہ عمرو خداوند عالم ارحم الراحمین ہے میں اُسکا ایک بندہ گنہگار ہوں جو میرے گناہ عفو کریگا میں اس صحرا میں عمداً کسیکو نہیں لایا ہوں سہواً اِس بیابان جانستان میں چلا آیا ہوں اے خواجہ اب تم دیر کروگے جلد مسلمانوں کی جانیں بچانے کی کوئی تدبیر کرو ان سب تسمہ پاؤنکو قتل کرو خواجہ عمرو نے زبان عیاری میں عرض کیا میں ان تسمہ پاؤنکو ہرگز قتل نہ کرونگا ان سبکا خون اپنی گردن پر نہ لونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خواجہ اگر تم ان تسمہ پاؤنکو ہلاک کروگے تو فی تسمہ پا میں تمکو دو اشرفیاں دونگا خواجہ عمرو اشرفیونکا نام سنکے خوش ہوئے اور کہنے لگے اے حمزہ صاحبقران میں تمہاری خاطر سے ان تسمہ پاؤنکو ہلاک کرتا ہوں یہ کہکے خواجہ عمرو نے ہر ایک تسمہ پا کو سنگ فلاخن سے سنگسار اور ہلاک کیا اور وہ صحرا تسمہ پاؤنکی لاشوں سے بھر دیا جب سب تسمہ پا ہلاک ہو چکے اور ہر ایک دنی و اعلی نے تسمہ پاؤں سے رہائی پائی ہر شخص نے جان تازہ پائی خصوصاً پہلوان عادی تسمہ پا سے چھوٹ کر بہت خوش ہوا اور کہنے لگا آج مجھکو امید جان بچنے کی نہ تھی میں تو یہ جانتا تھا کہ یہ تسمہ پا دوڑا دوڑا کر مجھکو اور سب کو ہلاک کر ڈالینگے زندہ نہ چھوڑینگے

افسوس صد ہزار افسوس یہین مرنا ہوگا اس صحرا مین کوئی کسی کو غسل و کفن بھی نہ دیگا قبر بھی کسی کو میسر ہوگی لیکن
شکر ہی خدا کا کہ سب کی جانین بچین اور سب تسمہ پا ہلاک ہوئے جب حمزہ صاحبقران نے تسمہ پاؤن کی ایذا رسانی سے
نجات پائی بارگاہ مین داخل ہوئے اُس شب کو اُسی جگہ مقام کیا کیونکہ جس قدر تسمہ پا تھے سب ہلاک ہو چکے تھے
اور ہر ایک شخص ایذا رسانی تسمہ پا سے خستہ تھا لشکریون مین اتنی قوت نتھی کہ منزل طے کرین

داستان جانا خواجہ عمرو اور حمزہ صاحبقران کا واسطے زیارت قدمگاہ حضرت آدم کے اور برکات پانا اور سام بن نوح علیہ السلام کو دفن کرنا بیت

جوہین راقمان جلالت نشان وہ لکھتے ہین اسطرح یون داستان کہ حمزہ صاحبقران مع مردان لشکر اس صحرائے وحشت
اثر مین بعد ہلاک ہونے مردمان تسمہ پا کے مقیم ہوئے شکر خداوند کریم بجالائے لشکری جو خوف مردمان تسمہ پا سے بھاگ
گئے تھے اور صحرا مین جا چھپے تھے وہ بھی آئے حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو بموجب قرار ہزار ہا اشرفیان دین
سردارون نے بھی موافق اپنی اپنی حیثیت کے اور لیاقت کے زر سرخ و سفید دیا اور ہر ایک خواجہ عمرو کا ممنون احسان
ہوا خواجہ عمرو نے تمام زر سرخ و سفید لیکر اپنے قبضے مین کیا جب دن گذر کے شام ہوئی اُس صحرائے ہولناک مین ہر ایک کو
اور زیادہ وحشت ہوئی آخر بہزار خرابی ہر ایک نے شب بسر کی سفیدی سحر فلک پر نمایان ہوئی تاریکی شب دور ہوئی
بیت ہوا خورشید جب مشرق سے پیدا ۔ جہان مین ہر طرف پھیلا اجالا ۔ صاحبقران نماز سحر تو پڑھ چکے تھے
سردارون کو بلا کر فرمایا یہان سے سامان کوچ کرو سردارون نے بموجب حکم سامان کوچ کیا خیمہ و خرگاہ اٹھا بارگاہ لادا
گیا ہر ایک شخص آمادہ سفر ہوا طبل سفر پر چوب پڑی لشکر آگے بڑھا حمزہ صاحبقران بشوکت و شان سوار ہوکے روانہ ہوئے
اور بعد قطع راہ قریب شام ایک صحرائے سبزہ زار مین عنقریب کوہ سراندیپ کے پہونچے لشکر کو اترنے کا حکم دیا بحجرد
حکم مردمان لشکر ٹھہر گئے اور گھوڑون سے اترے ملازمون نے جلد جلد خیام ایستادہ کیے بارگاہ سلیمانی برپا کی حمزہ
صاحبقران مرکب خنگ سیاہ قیطاس سے اُترکے داخل بارگاہ ہوئے جملہ سرداران تہور شعار اپنے مرکبون سے اُترے اور
گرد راہ سراپا سے دور کرکے خیام مین راحت پذیر ہوئے لشکریون نے اپنے بستر لگائے حمزہ صاحبقران اور خواجہ
عمرو نے چوطرف صحرائے سبزہ زار کے نظر کی دیکھا عجب صحرائے سبزہ زار ہے کہ تمام دشت فرش سبزہ نوخیز سے زمرد رنگ ہے
اور گنبد فیروزہ رنگ بمقابلہ سبزہ صحرا شرمندہ ہے غزال روح کو وہ سبزہ نودمیدہ بادل مرغوب ہے اور نظر دیدہ ناظر کو
وہ سبزہ فرحت بخش نہایت ہی محبوب ہے لیک اُس سبزہ نوخیز کی دل ناظرین کو مانند معشوق سبز رنگ کے مثل حنا پامال
کرتی ہے اور تازگی سبزہ آئینہ خاطر کو مدرسے باثبات صیقل مسرت و فرحت زائل زنگ رنج و ملال کرتی ہے مرغ دل آہ جان کو وہ
سبزہ زار دام مسرت مین گرفتار کرتا ہے اور صیاد سبزہ طائر دل کو دام راحت مین اسیر کرتا ہے مرغان خوش الحان درختون پر بیٹھے ہوئے چہچہے
کرتے ہین غزالان شبک خرام پری کرشمہ نازک اندام سبزہ نودمیدہ چرتے ہین حمزہ صاحبقران اُس صحرا کو دیکھکر نہایت
خوش ہوئے پھر حمزہ صاحبقران نے مع اپنے سردارون کے اُس صحرائے سبزہ زار مین تا شام شکار کھیلا ہزار ہا جانورون
اور آہوؤن کا شکار کیا چونکہ حمزہ صاحبقران کوہ سراندیپ قریب میلے کے زمانے مین پہونچے تھے اس وجہ سے
اطراف و جوانب سے گروہ گروہ آدمی زیر کوہ سراندیپ جاکر جمع ہوتے تھے اور میلے ہونے کا یہ سبب تھا کہ اسی
تاریخ زمانہ سابق مین حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی تھی اور خداوند کریم نے انکو غم و رنج سے نجات بخشی تھی اور بالائے
کوہ سراندیپ حضرت آدم علیہ السلام کے قدم مبارک کا نشان بھی ہے اسوجہ سے وہ زیارت کا مقام ہے غرض
دور دور سے مردم بقصد آرزو و اشتیاق آئے تھے اور زیر کوہ جمع ہوتے تھے اور بروز معین زیارت قدمگاہ آدم

کی کرتے ہیں خواجہ عمرو کو حال منہ بولا معلوم ہوا شب کو تو نہ گئے مگر بہنگام سحر صاحبقران کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے
کہ اگر حکم ہو تو کوہ سحر ہیبت پیکر کی سیر کر آؤں اور وہاں کے حالات سے مطلع ہوں امیر با توقیر نے فرمایا ای خواجہ عمرو سیر کوہ
سحر ہیبت پیکر کی کرکے جلد آنا دیر نہ لگانا خواجہ نے عرض کیا میں سیر کرکے جلد چلا آؤنگا یہ کہکے خواجہ عمرو روانہ ہوئے جب شہر کوہ سحر ہیبت پیکر
پہونچے دیکھا کہ عمدہ آدمی جمع ہیں ہزاروں آدمی چار جانب سے چلے آتے ہیں دکاندار دکانیں لگائے بیٹھے ہیں کسی طرف حلوائی شیرین زبان
چرب زبان دکانوں پر بیٹھے ہیں مٹھائی انکی دکان پر ایسی نفیس و نادر چینی کے تھالوں میں رکھی ہے کہ سب شیرینی سے بھی زیادہ
شیرین ہے اور جان شیرین سے بھی بہرہ بہتر ہے پیڑے بوسۂ شیرین لبان سے زیادہ مزے کے ہیں اور شکر پارے شیرین شیرین سخنون کے
کام و دہن کو حلاوت دینے والے ہیں حلوا اسقدر شیرین ہے کہ اگر گرسنہ بھی کھائے تو ذرا سے میں سیر ہو جائے انکی شیرینی سے
منھ بھر جاتے حلوائے کام جان اسقدر شیرین ہے کہ جب نظر اس حلوے پر کسیکی پڑتی تھی نظر مثل مکھی کے اس حلوے سے چپٹ
جاتی تھی اور اس حلوے سے جدا نہیں ہوتی تھی جلیبیاں ایسی شیرین تھیں کہ اگر کوئی تلخ گو ان جلیبیوں کو کھائے شیرین سخن
ہو جائے برفی ایسی شیرین تھی کہ اگر کوئی بہنگام جان کنی شیرینی برفی یاد کرے تو تلخی مرگ دفع ہو جائے کعب غزال اسقدر
شیرین تھے کہ انھوں نے شیرین دہنوں اور آہو چشموں کو اپنے دام شیرینی میں گرفتار کیا ہے ایک طرف میوہ فروش دکانیں
لگائے بیٹھے ہیں ہر ایک میوہ انکے پاس مثل میوۂ جان کے شیرین ہے ہر ایک سیب زنخدان معشوق خوشتر ہے کہیں نخل الفت
رنگ و بو میں بہتر ہے اور خوشے انگور مانند عقد پروین کے ہیں اور ترنج ایسے ہیں کہ جسطرح زنان مصر نے حضرت یوسف کے حسن و
جمال کو دیکھکر از محو ہو کر کارد سے بجائے ترنج ہاتھ اپنے کاٹ ڈالے تھے اسی طرح حضرت یوسف بھی اگر انکو کاٹیں تو ایسے
محو ہوں کہ بعوض ترنج اپنی انگلیاں کارد سے قلم کریں شفتالو ایسے شیرین ہیں کہ جان شیرین خریداروں کی قربان ہے
کیلے بصورت ہلال ہیں مشتری بہنگاہ غور دیکھ رہے ہیں تخمل ایسے خوشنما اور شیرین ہیں کہ مشتریان دانا و فہیم انکے دام
ذائقہ میں مبتلا ہیں دانہ ہائے انار رشک گوہر آبدار ہیں بغرض آرزوے لعل بدخشان انکا خریدار ہے بادام رشک چشم معشوقان دنیا
نظر آتے ہیں پستے لب نازک حسینان جہان سے خوب تر ہیں کسی سمت بزاز بعید اندازہ فرش اطلس سرخ کا بچھائے طرح
طرح کے کپڑے لیے دکانوں پر بیٹھے ہیں ہر ایک تاقہ انکے پاس خوبی میں طاق ہے اور شہرۂ آفاق ہے حسن یوسف انکا پاس
ایسا ہے کہ نقد دل سے زلیخا بھی خریدار ہوئی اور سامنے اطلس سرخ بزازون کے اطلس سرخ سے شفق بھی خجل ہو رہی ہے دیبا
و حریر و پرنیان کے انکے پاس ایسے نفیس ہیں کہ معشوق گلبدن انکو پسند کرتے ہیں جوہریوں کی دکانوں پر ایسا ہے کہ نگین
راجون کو نہایت ہی مرغوب و دلپذیر ہے پرند چینی انکے پاس ایسے ہیں کہ طائران زنگار رنگ بے اختیار انکے گلوں کو دیکھکے قریب
انکے بیٹھتے ہیں خصوصا بلبلیں پرند چینی کے دام عشق میں گرفتار ہوتی ہیں تافتہ بوشہ دار کے سامنے تافتہ بوشہ دار صبحکو
صفائی حاصل نہیں ہے خریدار پارچہ نفیس و باریک لے رہے ہیں دلال خریداروں کو کپڑا دلوا رہے ہیں دکاندار سے
اسطرح کہ رہے ہیں بلیت بھائی اتنے ارسے تر ہے نبو واجبی نیستکی کا اول کرو خریدار سے سودا کرو اتنا غصہ کرو
گاہک کو ناراض کرنا اچھا نہیں بنج کا وقت ہے دام کے دام دس پانچ گز کپڑا بچو نفع کا اسوقت خیال نہ کرو ہمکو کئی گر بھی
کم نہ زیادہ دکاندار کہتا ہے کیوں اسقدر کلام کو طول کرتے ہو جو تمسے کہدیا ہے اس سے کم کسی طرح نہ دونگا ذرا اس کپڑے کو
کھول کر دیکھو اور خریدار کو دکھاؤ نہایت ہی مضبوط ہے کلپ مطلق نہیں ہے کسی طرف گلفروش شگفتہ خاطر بیٹھے ہیں
دکانیں انکی تختہ ہائے چمن معلوم ہوتی ہیں کسی جانب شمع فروش سفید پوش شمعیں مومی اور کافوری اور اگر کی بتیاں
لیے ہوئے دکانوں پر بیٹھے ہیں دکانیں انکی خوشبوے اگر سے معطر ہیں کہیں تنبولی سبزہ رنگ تختوں پر بیٹھے ہیں گلوریاں
بنا بنا کر خریداروں کو دے رہے ہیں خریدار گلوریاں کھا رہے ہیں کسی جا کبابی بیٹھے ہوئے ہیں سیخوں پر کباب

پڑھے ہوئے ہین بیچے سیخون کے آگ ہو اکثر خریدار کباب لے رہے ہین کبابی یہ کہکر خریدارون کو بلا رہے ہین چٹپٹے ہین کباب گرما گرم کسی طرف محو ہین میوہ فروشون کی نارنگیان اور کوے سیب وبہی امرود ناسپاتی وغیرہ ٹوکریون مین لیے ہوئے بصد ناز و انداز بیٹھی ہین نوجوان کا انکی دکانون پر ہجوم ہے کوئی جوان عاشق خصال انکے سیب ذقن کو دور سے بنظر حسرت دیکھ رہا ہے کوئی جوان خوشرو انکے انار پستان کو دیکھ دیکھ کے کف افسوس ملتا ہے اور کہتا ہے کہ اگر یہ انار کیطرح ہاتھ آجائین تو میرے نخل تمنا مین ثمر آجائے دلکو قرار ہو جان جسم زار مین راحت پائے کسی سمت ساقیین خورشید جمال مہ تمثال بناؤ سنگار کیے ہوئے تختون پر بصد حسن انداز بیٹھی ہین سامنے انکے حقے رکھے ہین نشے بازون کا انکے پاس مجمع ہے چرس کی چلمین و پیدم بھرواکے پی رہے ہین نشے مین جھوم رہے ہین ساقیون کی طرف نظر کرکے خیال گا رہے ہین ایک نشہ باز

ساقن کے حسن وجمال پر مفتون و فریفتہ ہوکر یہ مخمس پڑھ رہا ہے مخمس

بنتا بگڑ رہی کا دیسے بھلا ہی دینگے | وہ بات ہم کرینگے تمکو ستا ہی دینگے | پھر اپنی زندگی کا جھگڑا مٹا ہی دینگے
رشک عدو مین تمکو جانتک گنوا ہی دینگے | لو جو سمجھ جانتے ہو اک دن دکھا ہی دینگے

پامال کیا کرینگے وہ شوخ و شنگ ہوکر | لاوینگے رنگ ایسا اک روز تنگ ہوکر | تڑپینگے دیکھنے کو حسرت سے دنگ ہوکر
اڑجائینگے جہان سے عاشق کا رنگ ہوکر | نقش قدم نہین ہین جسکو مٹا ہی دینگے

فریاد بیکسی ہین رو دینگے کسکو دربان | آئینگے سرمہ کھاکے حسرت نصیب حیران | دیکھینگے رنگ محفل سبکی نظر سے پنہان
آواز کیطرح سے بیٹھینگے آج تو جان | دیکھین تو آپ کیونکر ہمکو اٹھا ہی دینگے

اک ہم ہین جس سے بزم نفرت کی گفتگو ہے | رنجش گھڑی گھڑی ہے دشنام دربدو ہے | کہتے ہین بخت اسکو کیا دھوم کو بکو ہے
غیرون کی جستجو ہے ہر وقت آرزو ہے | یہ یاد وہ نہین ہے جسکو بھلا ہی دینگے

کیونکر خبر کرین ہم داغ نہان سے اپنے | پڑتے ہین لب پہ چھالے سوز بیان سے اپنے | مانند شمع روشن سب ہے عیان سے اپنے
شعلے نکل رہے ہین ہر استخوان سے اپنے | یہ آگ وہ نہین ہے جسکو بجھا ہی دینگے

تصویر کی طرح ہم اس بت کی روبرو ہین | حیرت سے لب پہ اپنے رکھے سدا رفو ہین | کیون کر کہ آکے ناحق احباب خندہ جو ہین
خاموش گفتگو ہین افسردہ آرزو ہین | وہ دل نہین ہمارا جسکو ہنسا ہی دینگے

تسلیم کیطرح ہون رحمت نصیب منزل | رکھتے ہین لیلی اعدا بیجا خیال باطل | بیکار کا دشمنون سے ہوتا ہے خاک حاصل
آئی گلی سے جانا اب ہے نسیم مشکل | ہون شک و فساد کیونکر اٹھا ہی دینگے

نشہ باز مذکور نے یہ مخمس پڑھکر چرس کی چلم پی دھوان مثل دود آہ دہن سے نکالا اور چلا گیا خواجہ عمرو اس نشہ باز کا مخمس سنکے آگے بڑھے دیکھا ایک جانب چند ہنڈولے کھڑے ہین طفل و جوان ان ہنڈولون مین جھول رہے ہین ہنڈولا مثل آسمان کے اپنی گردش سے ہر طفل و جوان کو بلندی و پستی دکھا رہا ہے پھر خواجہ نے ایک طرف یہ دیکھا کہ چند خیام استادہ ہین خیام مین فرش نفیس بچھا ہوا ہے اسباب ضروری موجود ہے چند نازنینان خوشرو سیمتن غنچہ دہن گلپیرہن لباس پرتکلف زیب تن بناؤ سنگار کیے ہوئے بیٹھی ہین عشاق کا مجمع ہے کوئی عاشق اپنے معشوق حسین سے مخاطب ہوکے یہ اشعار پڑھ رہا ہے اشعار

نہ موت آتی ہے ظالم نہ جان جاتی ہے
زبان پہ آئے مرے حرف مدعا کیونکر

بٹھاؤن دل پہ ترے سکہ وفا کیونکر
رہا ہے مجھے خاک مین کسی کا سکوت

یہ ضعف ہے کہ نہین ہونٹ تک ہلا سکتا
بلند ہو لبو فریاد کی صدا کیونکر

کوئی شفتہ اپنی محبوبہ کے روبرو یہ غزل پڑھکر اپنا حال بیان کررہا ہے غزل

نکلے چنوانے لگی ہم سے جدائی آپکی | خود دکھا کا کون لیجے جز صفائی تجھے

باعث وحشت ہوئی بے اعتنائی آپکی
دیکھیے دکھلائیگی نازک کلائی آپکی

آ کی جانے بلا کیونکر کٹی فرقت کی رات | دل تڑپ کر رہ گیا جب یاد آئی آپ کی | آپ کی باتوں کا رہتا ہے مجھے ہر دم خیال

جب کوئی بولا صدا کانوں میں آئی آپ کی — کوئی عاشق زار بیتاب و بیقرار ہو کے اپنی محبوبہ سے کہ رہا ہے شعر گراں کے نظروں سے
بے سبب یوں نہ پھول احسان عمر دوں کا۔ یہ دل دہی ہے کہ نہیں ظالم تری تمنا سدا رہی ہے۔ مصادق ایک خیمہ میں

روبرو اپنے معشوق ترشرو کے کتنا ہوں اشعار
تدبیر تو کرتا ہوں مگر یہ نہیں کھلتے

باور نہیں آتا طپش سوز دروں کا
عقدے مرے دل کے بھی ترے بند قبا ہیں

دیکھو مرے دل میں یہ چھپے نہیں کیا ہیں
اک برگ حنا کیا چمنستان جہاں میں

ایسے تو ہزاروں ترے پامال جفا ہیں — خواجہ عمرو اشعار مندرجہ سنتے آگے بڑھے دیکھا ایک خیمہ میں ایک مہ جبین بیٹھی ہے
گرد اس شمع رو کے پروانہ وار عشاق ہیں اور وہ نازنین سراپا تمکین یہ غزل گا رہی ہے غزل کھولدو گلشن میں اگر دن شکیبو کا کل کے بیچ

دو قدم چلکر ملا وہ خاک میں سنبل کے بیچ
ایسی کہانی محتسب نے میکدہ میں آج دھول
چلگیا جس روز اپنا سامنے اس گل کے بیچ

فصل گل میں گر اسیر دام ہو افسوس کیا
آرزو دستار کا گر دین سر سلسلے کھل کے بیچ
وہ کہاں تحقیق اپنی وہ کہاں تسلیم وقت

یہ گڑون ایسے ہیں کچھ میں قسمت بلبل سے بیچ
بار ہو بیتے ہو گئے گلیوں میں ہر نگ خار غیر
خاک ہم سمجھیں کلام شاعر عامل کے بیچ

خواجہ عمرو غزل نازنین کی سنکے نہایت خوش ہوئے اور وہاں سے بھی آگے چلے جب تھوڑی دور خواجہ عمرو آگے بڑھے دیکھا درختوں کے سایہ میں فرش بچھا ہے چند افیونی پوشاک نفیس پہنے ہوئے فرش پر بیٹھے ہیں گلے چل رہے ہیں افیون گھل رہی ہے فرش پر چھلکوں کا ڈھیر ہے مکھیاں بھنک رہی ہیں ایک افیونی حقہ پی رہا ہے جب دوسرا کوئی افیونی اس سے حقہ مانگتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ ابھی حقہ اچھی طرح میں نے پیا نہیں ہے جب میں پی لونگا تو تمکو بھی دونگا میں نے بڑی محنت سے آگ سلگائی تھی کڑوا تمباکو بھرا ہے وہ افیونی کہتا ہے اجی حقہ چھوڑو میں نے افیون ابھی پی ہے ہوش خاک بھی نہیں بوچھ کیا حقہ لیکر خوب پیا جب کسی قدر نشہ ہوا اسی رست ہوئے سامنے یاروں سے ایک قصہ شروع کیا خواجہ عمرو سنا کیے آخر وہ قصہ مثل قصہ شب فرقت کے تمام ہوا خواجہ وہاں سے میلے کا تماشا دیکھتے ہوئے چلے کہیں دیکھا ساقی حقہ پلا رہے ہیں کہیں کھلونے مٹی کے بک رہے ہیں بساطی دکانیں لگائے بیٹھے ہیں کہیں فقیرانہ بیت کھڑیں لگائے پھرتے ہیں سوانگ تختوں پر سوار ہیں آگے آگے انکے ڈھول اور بانسری کچھ آدمی بجاتے ہیں سوانگ ترسول اور سیف وغیرہ نکلتے ہیں اکثر اہل زر فنسوں اور گھوڑوں اور ہاتھیوں پر سوار ہیں تماشا میلے کا دیکھ رہے ہیں میلے میں کثرت مردمان سے کشمکش ہے راستہ چلنا دشوار ہے ہر چیز بک رہی ہے عجیب میلہ تھا یہ نقشا تھا ابیات — ہونڈے کی گنڈیریاں وہ نایاب

ڈلیاں مصری کی جیسے بے آب
خوش رنگ عجب مٹر کی پھلیاں
ضحاک کا دل تھا جس پہ شیدا
بازار میں قبضہ کو تھے اکثر

نظارۂ نیشکر سے دل شاد
پھولوں کی چمن میں جیسے کلیاں
لہراتے تھے سانپ یوں سڑک پر
دل سے کوئی داستان بنا کر

معشوق کا جیسے قد آزاد
ہوتا تھا وہ سانپ کا تماشا
جس طرح کہ ذو ذنب فلک پر
کرتے تھے دل اہل دل کے تسخیر

جادو کی ہر اک فن میں تاثیر — خواجہ عمرو نے تمام میلے کی کیفیت دیکھ کر قصد کیا کہ پہاڑ پر جا کر قدمگاہ حضرت آدم علیہ السلام کی زیارت کروں یہ خیال کر ہی رہے تھے ناگاہ دیکھا کہ ایک مختصر سا چھپر پڑا ہے اسمیں ایک بزرگ تشریف رکھتے ہیں چہرہ انکا نورانی ہے پیشانی پر انکے نشان سجدہ ہے سر پر عمامہ ہے ہاتھ میں تسبیح ہے لب ذکر خدا میں جب خواجہ نے بزرگ موصوف کو دیکھا خیال کیا کہ یہ بیشک مسلمان ہیں اور خدا شناس ہیں ناگاہ بزرگ موصوف نے خواجہ عمرو کو دیکھکر اپنے پاس بلایا خواجہ نے مرحوم تسمہ پا کا خیال کرکے وہ جال کاندھے سے اتارا وہ بزرگ خواجہ کی اس حرکت پر مسکرائے اور پکار کر کہا اے خواجہ عمرو تم میرے پاس آؤ ڈرتے کیوں ہو میں تسمہ پا نہیں ہوں میرا نام سام ہے اور میں بیٹا حضرت نوح کا

ہوں غیب کو مجھے بشارت ہوئی کہ مجھکو خواجہ عمرو تمہارے پاس آئینگے میں تمہارا منتظر تھا خواجہ عمرو یہ گفتگو فرزند نوح کی سنکے قریب گئے اور سلام کیا سام نے علیکم السلام کہا پھر ایک گز نکال کے خواجہ عمرو کو دیا اور فرمایا کہ اے خواجہ اس جگہ اس گز سے زمین گز بھر ناپ کے کھودو جو کچھ نکلے وہ تم لے لو خواجہ عمرو نے موافق انکے ارشاد کے گز سے زمین ناپ کر کھودی ایک لعل بے بہا ہاتھ آیا خواجہ لعل کو دیکھ نہایت خوش ہوئے اور لعل کو اپنی کمر میں رکھکر جلد جلد زمین کو کھودنے لگے کہ سب یہی لعل ہاتھ آجائیں جب بہت کھودا اور کوئی لعل نہ ملا آخر ناچار ہو کر خدمت میں سام کی گئے اور جو لعل ملا تھا دکھا کر کہا کہ یہ لعل مجھکو ملا ہے سام نے فرمایا خواجہ عمرو اس لعل کو لے لو اور اب کوہ پر جاؤ قدمگاہ حضرت آدم کی زیارت کرآؤ خواجہ عمرو نے عرض کیا مجھکو پہاڑ پر جانے کی کوئی راہ معلوم نہیں ہوتی میں کیونکر جاؤں اور کسطرح زیارت سے مشرف ہوں حضرت سام نے فرمایا اے خواجہ عمرو وہ جادہ جو پہاڑ پر ہے یہی راہ پہاڑ پر جانے کی ہے اگر اس جادہ سے خلاف راہ نہ جاؤگے تو ضرور قدمگاہ حضرت آدم علیہ السلام تک پہونچ جاؤگے خواجہ عمرو یہ سنکے جانب کوہ روانہ ہوئے جب خواجہ عمرو کوہ پر گئے عجب کوہ دیکھا کہ عقل کو حیرت ہوئی کیونکہ طینت صفائی میں وہ عمارت نور تھا … یہ چرخ غیرت وہ طور تھا جب خواجہ عمرو قدمگاہ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس پہونچے دیکھا ایک احاطہ نہایت نفیس ہے اور اس احاطہ کے اندر ایسا گلشن ہے کہ باغ جنان بھی اس سے محجوب ہے ہزار در ہزار گلہائے رنگارنگ … غنچے شگفتہ ہیں مرغان خوش نوا درختوں پر بیٹھے ہوئے چہچہے کر رہے ہیں بلبلیں نغمہ سرا ہیں اشجار کثرت اثمار سے جھکے ہوئے ہیں ہر ایک سرو قامت معشوق سے بہتر ہے زیر درختان گل فرش ہو رہا ہے تھالے درختوں کے پانی سے بھرے ہوئے ہیں نہر سلسبیل کے مانند جاری ہے خواجہ عمرو سیر گلشن کرکے نہایت شگفتہ خاطر ہوئے اور آگے بڑھے دیکھا کہ سنگ سفید پر نشان قدم حضرت آدم ہے وہاں بہت سا جواہر بھی رکھا ہے خواجہ نے نشان قدم حضرت آدم علیہ السلام کو بصد ادب چوما اور آنکھیں اپنی نشان قدم آدم علیہ السلام پر ملیں اور وہاں کے غبار کو سرمہ سے بہتر جانکر اپنی آنکھوں میں لگایا بعد زیارت اور فاتحہ خوانی کے جواہر دیکھکر خواجہ عمرو کے ذہن میں آیا کہ اس جواہر کو لیکر یہاں سے چلدینا چاہیے جلد حمزہ صاحبقران کے پاس پہونچنا چاہیے دادا کا مال پوتے کو پہونچ سکتا ہے یہاں کوئی دیکھنے والا بھی نہیں ہے یہ خیال کرکے گلیم بچھائی اور تمام جواہر دونوں ہاتھوں سے سمیٹ کے گلیم میں باندھا اور گلیم اٹھا کر بخوشی و خرمی چلے ناگاہ خواجہ نابینا ہوگئے زمانہ آنکھوں میں تیرہ و تار ہوگیا گھبرا کے بیٹھ گئے گلیم سے تمام جواہر اسی جگہ رکھدیا جسوقت خواجہ نے جواہر رکھدیا فوراً بینا ہوگئے خواجہ نے لالچ سے پھر گلیم میں سب جواہر باندھا اور اس احاطہ کے دروازہ سے جلد تر نکل جانے کا قصد کیا ہنوز در احاطہ تک نہ پہونچنے پائے تھے یکایک پھر آنکھوں سے بینائی جاتی رہی عاجز ہو کے جواہر گلیم سے پھر ڈال دیا بمجرد جواہر رکھدینے کے پھر آنکھوں میں بصارت آگئی خواجہ عمرو نے کثرت حرص سے پھر یہ خیال کیا کہ پہلے اس دروازے پر کوئی نشان رکھ آنا چاہیے پھر یہ جواہر لیکر چلنا چاہیے غرض یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے کلاہ اپنی دروازے کی چوکھٹ پر رکھدی اور جواہر کے ڈھیر کے قریب کھڑے ہو کے دروازہ کو دروازے پر کلاہ رکھی ہوئی دکھائی دی خواجہ عمرو نے خوب خیال کرکے پھر جواہر گلیم میں سمیٹ کے باندھا اور گلیم اٹھا کر چلے جب قریب در پہونچے پھر اندھے ہوگئے دروازہ اور کلاہ کو ہر چند آنکھیں مل ملکر دیکھا مگر نہ دروازہ نظر آیا نہ کلاہ دکھائی دی اسوقت خواجہ عمرو نے منہ اپنا طرف قبرگاہ کے کرکے کہا اے دادا جان آپکو تو اپنے نور نظر کو اندھا کر دینا مناسب نہیں ہے میں تو آپکا نور نظر پارۂ جگر ہوں کوئی غیر نہیں ہوں میرے حال پر رحم کیجیے یہ جواہر آپ کیا کیجیے گا مجکو لیجانے دیجیے بزرگوں کا مال و اسباب چھوٹوں ہی کیواسطے ہوتا ہے ذرا میری سعادتمندی کو خیال کیجیے کہ کتنی دور سے آپکی زیارت کو آیا ہوں پہاڑ پر مر مر کے چڑھا ہوں آپکی قدمگاہ کو میں نے بصد ادب چوما ہے آنکھوں سے لگایا ہے فاتحہ خوانی کی ہے اب یکو

بھی مجھ پر لازم ہے کہ میری شفقت و سعادتمندی پر نظر کرکے اور اپنا فرزند ارجمند تصور کرکے اور خوش ہو کے یہ جواہر دیا کیجیے مجھکو لوگ طعنے
دینگے دیکھیے دادا جان مجھکو انعام عنایت کیجیے مجھکو تو یہ خیال تھا کہ آپ مجھکو مثل حضرت الیاس اور حضرت خضر کے کچھ نہ کچھ دیجیے گا میرے
دل کو خوش کیجیے گا یہ مجھکو نہ معلوم تھا کہ اتنے سے جواہر کے واسطے مجھکو ناراض کر دیجیے گا خواجہ عمرو نے ہر چند قدمگاہ حضرت آدم
کی جانب نظر کرکے منت و سماجت کی اور جواہر کے بارے میں کہا لیکن آنکھیں بینا نہ ہوئیں آخر بارے بہ ناچاری و مجبوری خواجہ عمرو نے
افسوس کرکے سب جواہر رکھدینے کا قصد کیا اور یہ خیال کیا کہ دادا آدم بھی نہایت منتظر اور ہوشیار ہیں انکا مال کسی طرح ہاتھ
نہ آئیگا یہ اپنا مال مجھکو دینگے نہیں معلوم کیا کرینگے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو جسے آئے تھے پاؤں پلٹ کے قدمگاہ پر سب جواہر رکھدیا
جواہر کے رکھتے ہی آنکھوں میں روشنی آگئی تمام تاج اپنا دروازہ کی چوکھٹ پر رکھا ہوا نظر آیا چونکہ نماز کا وقت آگیا تھا خواجہ عمرو نے
ملول ہو کر وضو کرکے اسجگہ نماز پڑھی بعد نماز پڑھنے کے اس مقام متبرک کو محل اجابت دعا جانکر خداوند کریم سے بگریہ و زاری اسطے
اپنی بہبودی کے دعا کی یکایک اسی عالم اشکباری اور گریہ و زاری میں خواجہ عمرو پر غفلت طاری ہوئی چشم ظاہر میں بند
ہوگئیں دیدۂ باطن وا ہوئے یکایک اسی عالم غفلت میں عمرو نے دیکھا کہ کئی بزرگ جلیل القدر رفیع المکان عالی مرتبہ الا ترجمہ
خاصان خدا برگزیدہ کبریا میرے بالین پر کھڑے ہیں ہر ایک بزرگ کے چہرے پر نقاب ہے اور سب بزرگ بنظر شفقت مجھکو دیکھ
رہے ہیں انہیں سے ایک بزرگ طویل القامت نے نظر کرکے ایک جامہ دیکر فرمایا کہ ای عمرو تو اس جامہ کو پہن یہ عجب طرح کا ہے
اسکو دیو جامہ کہتے ہیں اسکے پہننے سے جمیع بلیات و آفات سے محفوظ رہیگا اور کسی طرح کا ضرر شیاطین اور خباثت و جنات سے تجکو
نہ پہونچیگا اور اسمیں جو زنبیل ہے اگر تمام عالم کی اشیا اسمیں ڈال لیگا تو سما جائینگی اور فوراً غائب ہو جائینگی اور جسوقت اشیاے
نکالنا چاہیگا جس شی کی تجکو ضرورت ہوگی اسمیں سے نکل آئیگی علاوہ اسکے اگر تو زنبیل پر ہاتھ رکھکے کہیگا کہ دادا آدم میری شکل فلان
شخص کی صورت ہو جاوے فوراً ویسی ہی شکل تیری ہو جائیگی جیسی چاہے صورت اپنی تبدیل کرنا اور جب چاہنا اسیطرح اپنی اصلی صورت پہ
آجانا یہی زنبیل کا معجزہ ہے اور سوا اسکے جسکی زبان میں چاہیگا بولیگا اور ہر ایک کی زبان سمجھیگا نام میرا آدم ہے خواجہ عمرو نے یہ ارشاد
حضرت آدم سنکے اور دیو جامہ اسی عالم غفلت میں لیکے آداب بجا لائے اور اسواسطے قدمبوسی کے جھکا پھر حضرت دانیال
و حضرت اسحاق اور حضرت داؤد علیہ السلام نے نظر کرکے مندھی بخشی اور رجام اور پاتابہ سقرلاطی اور قنطورہ زربفتی اور تازیانہ
اور گوپھن عیاری اور چار میخین آہنی اور دیگر اشیا مرحمت فرمائے ان اشیاکے اوصاف آگے داستانوں میں بیان کیے جائینگے
بعد اسکے حضرت صالح پیغمبر نے خواجہ عمرو کو نظر کردہ کرکے پشت پر عمرو کی ہاتھ رکھا اور فرمایا کہ اب مثل تیرے نہ دوڑیگا
رہوار بھی دوڑنے میں تجھ سے مقابلہ نہ کر سکیگا اور اب تو دوڑنے میں نہ تھکیگا حضرت صالح یہ فرما رہے تھے کہ حضرت
داؤد نے لعاب دہن اپنا گلوے عمرو پر لگا کر فرمایا کہ ای عمرو اب تیرے مثل دنیا میں کوئی شخص خوش آواز نہوگا
الحاصل خواجہ عمرو دو پیغمبروں کے تو نظر کردہ ہو چکے تھے اب پانچ پیغمبروں کے کردہ ہوئے جب اشیاے مرقومہ پیغمبروں معروف
سے دستیاب ہو چکیں خواجہ عمرو ہوشیار ہوئے آنکھیں کھولکر جو دیکھا تو جملہ چیزیں پاس رکھی ہیں خواجہ ان اشیا کو دیکھکر
خوش خرم ہوئے اور دیو جامہ پہنکے اور جملہ اشیا زنبیل میں رکھکر پہاڑ سے اترے اور خدمت حضرت سام میں آئے اور اشیاے مذکور کو دکھلا کر
تمام حال بیان کیا حضرت سام نے فرمایا کہ اب تم جاؤ اور حمزۂ صاحبقران کو یہان بھیجدو تاکہ انکے مقدر میں جو کچھ ہے وہ
انکو بھی ملے خواجہ عمرو حضرت سام سے رخصت ہو کر روانہ ہوئے اثناے راہ میں امتحاناً زنبیل پر ہاتھ رکھکر کہنے لگے کہ
یا دادا آدم صفی اللہ اسوقت میں زیادہ طویل القامت ہو جاؤں اور رنگ میرا قیر سے بھی زیادہ سیاہ ہو جاوے اور
جبتک میں کوتاہی قامت کی درخواست نہ کروں قد میرا کم نہو اور صورت اصلی ظاہر نہو خواجہ عمرو ابھی یہ کہنے نہ پائے تھے
کہ دفعتہ قد بڑھ گیا خواجہ نے آئینہ میں جو اپنی صورت دیکھی رنگ بھی چہرے کا نہایت ہی سیاہ ایسا جیسا

نظر آیا کہ خواجہ اپنی صورت سے خود خائف ہوئے اور پھر آئینہ دیکھا اور زنبیل پر جلد تر ہاتھ رکھکے کہا یا داوا آدم مجکو اپنی صورت سے خوف معلوم ہوتا ہے اب میری اصلی صورت ہو جاوے اور قد بھی جتنا تھا ویسا ہی ہو جاوے بمجرد کہنے خواجہ کے قد اور رنگ خواجہ کا جیسا تھا ویسا ہی ہو گیا خواجہ نے پھر آئینہ دیکھا اپنی صورت دیکھکر نہایت خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ میں جب چاہونگا شکل اپنی اسیطرح تبدیل کر لیا کرونگا یہ خیال کر کے اور کچھ سوچ کے خواجہ عمرو نے پھر زنبیل پر ہاتھ رکھا اور کہا یا داوا آدم صفی اللہ جیسی صورت میں چاہتا ہوں ویسی ہی صورت اور قد میرا ہو جاوے بمجرد اس کہنے کے جیسی شکل خواجہ کو منظور تھی ویسی ہی صورت ہو گئی خواجہ عمرو اسی صورت سے قریب لشکر پہونچے اور ڈنکالی کر بجانے لگے اہل لشکر نے دیکھا کہ ایک شخص طویل القامت سیاہ فام بیٹھا ہوا ڈنکالی بجاتا ہے اکثر اہل لشکر مجتمع ہو کر سننے لگے خواجہ عمرو نے جب دیکھا کہ اہل لشکر مجتمع ہو گئے اور صدا سے فریفتہ ہو رہے ہیں اس وقت خواجہ عمرو نے ذیل میں یہ غزل گانی شروع کی

غزل

چھو لگتی کیا نالہ سوزاں سے گھر صیاد کا
آج کچھ بہت پر ارادہ ہے شب فریاد کا
کیا الگ رہتا ہو عاشق کو ملا کر خاک میں
گھر ہے گلچیں کا بسا آباد گھر صیاد کا
کیا دل آرا ستمگر کا ہے جنوں کا خون
دل ابھی سے توڑنا اچھا نہیں بیداد کا
شام کو جو دیکھتے ہیں صبحدم وہ کچھ نہیں
ہوں معلم قیس کا استاد ہوں فرہاد کا
تھا وہ غمگین دیا تسکین تو یہ عیش بھی
کچھ لکھا تقدیر کا افسانہ پھر صیاد کا
اوج سے اپنی پشیماں بیٹھے ہیں بیداد گر
صبحدم دیکھا تھا میں نے سرخ منہ جلاد کا
یاد کیا پردہ نشینوں کی آئی بعد مدت کے
آدمی ہوتا نہیں ممکن کسی ہمزاد کا
باپ کو اور اولاد کی کرتی ہے قتل
بڑھ گیا صحن چمن جو بڑا صیاد کا
دیکھتا ہوں بیکسی کا ہو جو بن وقت قتل
پاسباں ہے غول میرے خانہ برباد کا
بیڑیاں لاتا ہے پہنانے مجھے ایسی کر دیا
رو دیے ہم دیکھ کر خالی قفس صیاد کا
کیا چھپے اللہ سے تسلیم راز نیک و بد

حوصلہ ہی حوصلہ تھا بلبل ناشاد کا
مرتے دم بھی ساتھ تھی برگشتگی تقدیر کی
چرخ بھی تھا گرد ہے تیرے ستم ایجاد کا
دست گلچیں خشک ہو کر رہ گئے اہل شکست
پانی پانی ہوئے نشتر پہ گیا فصاد کا
اپنی غفلت نے بھلایا دل سے عارض کا خیال
خواب کا نقشہ ہے نقشہ عالم ایجاد کا
منہ پہ چھپتی ہے ہوائی بے تیرے گلزار میں
شور ماتم ہو گیا نغمہ مبارکباد کا
یاد تیرے میں لکھے ہیں حسرت و اندوہ و غم
سرنگوں پایا ہمیشہ چرخ بے بنیاد کا
بدگماں جلاد کو غیرت سے میں ہوں آپ سا
آگئے لب تک شکر بار ہا نازوں تا یاد کا
عشق ہے تاثیر نے بخشی ندامت استقدر
زخم گو شاہد ہے خنجر ظلمت بیداد کا
جب لگی اگر گلے سے زخم تن خنداں ہوئے
آئینہ ہے منہ مجھے نامہرباں جلاد کا
قید سے آزاد ہیں رنگیں مزاجان چمن
اے جنوں تجکو مبارک ہو قدم حداد کا
شعر حائل ہیں دل پر زور سے نکلے داد کیا
ہر بشر کے ساتھ اک جاسوس ہے ہمزاد کا

کہدیا کیا تیرہ بختی نے کہ دن بلکی نہیں
حلق پر پھر پھر گیا منہ خنجر جلاد کا
ظالموں نے کر دیا خالی گل و بلبل سے باغ
صبر ٹوٹا عندلیب آشیاں برباد کا
اے جنوں طوق و سلاسل پر کٹی گلچیں قوال
خود فراموشی نے گھر لوٹا تھا ہی یاد کا
مجھے دونوں سکھے تشنگی میں آب عشق
رنگ میرا ہم سفر ہے نکہت برباد کا
نالہ کیا کہ رہی ہے گل سے بلبل باغ میں
داغ دل پر ہے متاع خانہ برباد کا
کیا کہوں دست تہی جیبی کا ساماں چھیڑا
زخم نے پانی چرایا خنجر فولاد کا
فیض صحبت کو دیا دی ہو لی کیا مجال
روز و شب آنچل ہے پر نالہ و فریاد کا
نکہت بلبل کے میں رہے فصل گل کی اٹھیں
ڈھنگ سیکھی تیغ آغوش مبارکباد کا
خاک بھی ہو کر دل پر داغ ہے آتش نشاں
خار سے الجھا نہ دامن نکہت برباد کا
وہ ہوا خواہ اسیری تھی کہ آزادی کے بعد
دم بھرے آئینہ کیونکر گوہر ناشاد کا
خواجہ عمرو نے جو غزل ہند یہ جا بجا ان

داؤدی زبان گائی بعض بعض اہل لشکر مستانہ وار جھومنے لگے اکثر لشکری بصورت ساکت ایسے محو ہوئے کہ انکو کچھ بھی دنیا کی یاد نہ رہی اکثر سوار غزل سنکے لشکر میں آئے اور حمزہ صاحبقران کی خدمت میں جاکر عرض کرنے لگے کہ اسوقت

عجب طرح کا ذی نواز آیا ہے کہ غلاموں نے کبھی کسی کو ایسی ڈی بجاتے اور گاتے نہیں دیکھا اور نہ سنا اسکی ڈی بجانے اور گانے سے دل بے چین ہوجاتا ہے اور یہی دل چاہتا ہے کہ ہر دم اسکی آواز سنا کریں حمزہ صاحبقران نے فرمایا جلد اس ذی نواز کو ہمارے روبرو لے آؤ بموجب حکم سواران لشکر گئے اور ذی نواز مذکور سے کہنے لگے کہ چل تیری تقدیر نے یاوری کی حمزہ صاحبقران نے تجکو بلایا ہے اگر تیرے گانے سے خوش ہونگے تو بہت تجکو انعام دینگے تو مالا مال ہو جائیگا یہ پریشانی اور مصیبت دور ہو جائیگی ذی نواز کو تقریر اُن سواروں کی سنکے زمین سے اٹھا اور ہمراہ سواروں کے خدمت حمزہ صاحبقران میں حاضر ہوا اور آداب بجا لایا امیر با توقیر صورت عجیب ذی نواز کی دیکھکر خیال کرنے لگے کہ اس ذی نواز کی عجب شکل ہے کہ آجتک ایسی مشکل کا کوئی آدمی نہیں دیکھا علاوہ درازی قامت کے اسقدر کالا ہے کہ زنگیوں سے بھی اسکا رنگ بہت بڑھا ہوا ہے دن کو اسکی صورت سے وحشت ہوتی ہے اگر کوئی اس ذی نواز کو ہنگام شب دیکھے تو عجب نہیں کہ خوف سے فوراً زمین پر گر پڑے اور تڑپ کے مر جاے حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے ذی نواز ہمنے تیری ڈی بجانے اور گانے کی اپنے لشکر کے سواروں سے تعریف سنی ہے پس ہمارے سامنے بیٹھکر ڈی بجا اور کوئی غزل عاشقانہ گا ذی نواز بموجب حکم حمزہ صاحبقران بیٹھ گیا اور ڈی بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا غزل

منت احباب کی حاجت نہیں مر کر ہمیں
آرہے تھے نیند کے جھونکے تہ خنجر ہمیں
نالۂ دل ہی نہیں درد جگر بھی کس لیے
آزماتا ہے کسی بے رحم کا خنجر ہمیں
آسمان نے خاک میں آخر ملایا بے کفن
ساتھ پھرتا ہے لیے ہر آبلہ سر پر ہمیں
گر یہی کاوش رہی تسلیم مر کر دیکھنا

غسل میت دے رہی ہے آب چشم تر ہمیں
بیخودی میں ہوش باقی کی خلش اپنی نہیں
رکھتی ہے عمر دو روز آپ سے باہر ہمیں
چاک سینہ خستہ تن بیتاب دل افسردہ روح
جان بھی لیکر نہ دی دو ہاتھ کی چادر ہمیں
اٹھ گئے کس مہر وشان سے ملیں گے صبح کو
قبر سے سنوائیگا شغل تن لاغر ہمیں

بخت نے گہوارۂ رحمت زمین قتل گاہ
اور کوئی جام بھر دے ساقی کوثر ہمیں
تیرے صدقے تحت جانی زلیخا غفلت نیند
خوش بہت ہوگی زمین آغوش میں لیکر ہمیں
برہنہ پائی ادا کرتی ہے شرط ہمرہی
مثل شبنم عادت پرواز ہے بے پر ہمیں

جب غزل مرقوم ذی نواز سے صاحبقران نے سنی نہایت خوش ہوکے پوچھا اے ذی نواز تیرا نام کیا ہے اور تو کس ملک کا رہنے والا ہے ذی نواز نے عرض کیا خداوند نعمت سب مجکو محمود سیاہ تن کہتے ہیں باشندہ سراندیپ کا ہوں فرمانروا ہندوستان اکثر مجکو اپنی بزم میں بلواتا ہے اور میرا گانا سنتا ہے اور انعام دیتا ہے لیکن باوجود بادشاہ ہونے کے انعام ایسا نہیں دیتا کہ مستغنی ہوجاؤں اور کسی امیر اور رئیس کے در پر نہ جاؤں خدا حضور کو سلامت رکھے مجکو امید ہے کہ حضور خسرو ہندوستان سے زیادہ انعام دینگے کیونکہ حضور قدر دان ہیں اور عالی ہمت ہیں حمزہ صاحبقران نے یہ تقریر سنکے قارن بخت سے فرمایا کہ اس ذی نواز کو اپنے ہمراہ ہمارے خزانہ میں لیجاؤ اور اس سے کہو جسقدر زر سرخ و سفید تجھسے اٹھ سکے لیلے قارن بخت بموجب ارشاد حمزہ صاحبقران محمود سیاہ تن کو خزانے میں لیگیا اور کہا جسقدر زر سرخ و سفید بھی تجھ سے اٹھ سکے اس خزانے سے لیجا محمود سیاہ تن نے حمزہ صاحبقران اور قارن بخت کو دعائیں دیکر جال زمین پر بچھایا اور جملہ صندوق زر سرخ و سفید کے خزانے سے اٹھا اٹھا کر جال کے بیچ رکھے قارن بخت نے کہا اے محمود سیاہ تن تو نے تو تمام خزانے کے صندوق اٹھا کے لیجانے کا قصد کیا اگر تجھسے یہ سب صندوق زر سرخ و سفید کے اٹھائے نہ جائینگے اور تم ان سب صندوقوں کو اس جال میں باندھکر یونہی بیکار اسقدر ہوس کرتے ہو پس بموجب حکم حمزہ صاحبقران جسقدر زر سرخ و سفید تجھسے اٹھ سکے لیلو اور اپنے گھر لیجاؤ اور سب صندوقوں کو اٹھا کے خزانے میں رکھدو زیادہ لالچ نہ کرو محمود سیاہ تن نے کہا میں اتنا ہی روپیہ لونگا جسقدر مجھ سے اٹھ سکیگا آپ ذرا دیکھا کیجئے قبل از وقوع واقعہ خفا نہ ہوجیے اگر مجھسے یہ سب صندوق نہ اٹھ سکینگے تو میں لیجاؤنگا یہیں چھوڑ جاؤنگا قارن بخت نے خیال کیا کہ شاید محمود سیاہ تن دیوانہ ہے یہ خیال کرکے قارن بخت دیکھنے لگا

محمود سیاہ تن نے کل صندوق خزانے کے زیرو بالا جال مین گھسے پھر جال کو اٹھا کے بسہولت اپنے دوش پر رکھا اور ارادہ
جانے کا کیا قارون بخت یہ حال دیکھکے نہایت متحیر ہوا اور محمود سیاہ تن کو روک کے کہا ای محمود سیاہ تن ذرا ٹھہر جاؤ
جبتک ہم آپ تم یہان سے نہ جانا یہ کہکے اور لشکر کے سردار و نکو واسطے رہ گئے محمود سیاہ تن کے میں کیا بیٹھا بانہ حمزۂ صاحبقران
کے پاس آیا اور کہنے لگا ای امیر با توقیر محمود سیاہ تن تو تمام خزانہ اپنے دوش پر اٹھا کر لیے جاتا ہی نہیں معلوم محمود سیاہ تن
جن ہی یا دیو ہی کچھ سمجھ مین نہین آتا ہی مجھکو نہایت حیرت ہی مین نے ابھی اُسکو جانے نہین دیا ہی حکم ہو تو اُسکو تمام خزانہ لیجانے
دون ورنہ اُس سے چھین لون اور نہ لیجانے دون جب یہ گفتگو قارون بخت کی حمزۂ صاحبقران نے سنی خیال کیا
کہ یہ کام سوای خواجہ عمرو کے اور کسی کا نہین ہی بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ اب وہ اپنے قد کا بڑھانا بھی کہین سے سیکھ کے آیا ہی
کوئی شو اُنکو ایسی دستیاب ہوئی ہی کہ جسکی وجہ سے قد بلند ہو جاتا ہی اور ایسی صورت مہیب ہو جاتی ہی یہ خیال کر کے
حمزۂ صاحبقران بارگاہ سے خزانے مین تشریف لیگئے اور محمود سیاہ تن کی طرف دیکھ کر کہنے لگے واہ بھائی کیا صورت
تبدیل کر کے آئے ہو ہم پہچان گئے خواجہ عمرو یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران کی سنکے ہنسنے لگے اور تمام صندوق جال سے
نکال نکال کے جہان رکھے تھے پھر رکھدیے اور زنبیل پر ہاتھ رکھکے کہنے لگے کہ ای دادا آدم اب میری صورت جیسی تھی
ویسی ہی ہو جاے فی الفور شکل خواجہ کی جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی قارون بخت اور جملہ سردار اور لشکر کے سوار یہ کیفیت
دیکھکے نہایت متحیر ہوئے حمزۂ صاحبقران نے پوچھا ای خواجہ عمرو تم واسطے زیارت کے گئے تھے حضرت آدم علیہ السلام سے کیا کیا
اشیا تمکو ملین خواجہ عمرو نے جو چیزین کہ وہ سرندیپ پیغمبرون سے لی تھین وہ سب چیزین حمزۂ صاحبقران وغیرہ کو
دکھائین اور ہر ایک چیز کے اوصاف بیان کیے اور عرض کیا کہ اب آپکو حضرت سام بن نوح نے بلایا ہی یقین ہی کہ آپ کو بھی
میری طرح سے کوہ سرندیپ پر پیغمبرون سے کچھ نہ کچھ ملیگا آپکا وہان تشریف لیجانا بہتر اور مناسب ہی حمزۂ صاحبقران
یہ گفتگو سے خواجہ عمرو کے مع اپنے سردارون کے خواجہ عمرو کو ہمراہ لیکر قدمگاہ حضرت آدم علیہ السلام کی جانب روانہ ہوئے
لشکر کو اُسی مقام پر چھوڑا اثنائے راہ مین حمزۂ صاحبقران نے ملاحظہ کیا کہ ایک میدان نہایت ہی پرفضا ہی صندل
سفید اور گلاب اُس میدان کی زمین مین کسی نے بکثرت ملایا ہی اور زمین کو ہموار کیا ہی اُس میدان مین چمن بندی ہی ہزار ہا
گلہائے رنگا رنگ کھلے ہین خوشبو سے دماغ فرحت ہوتی ہی اُسی میدان مین صدہا نال سنگی گران وزن رکھے ہین ہزار ہا بڑے
بڑے مگدر اور گرز گرانبار رکھے ہین غرضکہ اور جملہ ذخیرہ اسباب ورزش بھی موجود ہی چند آدمی ورزش گاہ کے نگہبان ہین امیر
باتوقیر نے نگہبانان ورزش گاہ سے پوچھا کہ یہ ورزش گاہ کس دلیر کی ہی اُنھون نے عرض کیا خسرو ہندوستان لندھور بن
سعدان کی یہ ورزش گاہ ہی جو یہان کا فرمانروا ہی حمزۂ صاحبقران نے ورزش گاہ کو دیکھکر خواجہ عمرو سے کہا جی
دل چاہتا ہی کہ مین اس جگہ نال و مگدر اٹھاؤن ان نگہبانو نکو اپنی قوت دکھاؤن خواجہ عمرو نے عرض کیا بسم اللہ جائیے
مگدر اٹھائیے زور آزمائی کیجیے خداوند عالم یہ ورزش گاہ آپکو ایسی مبارک کرے کہ لندھور کو زین فرش سے اٹھا کر اپنا
مطیع کیجیے حمزۂ صاحبقران یہ گفتگو خواجہ کی سنکے اُس میدان فرحت فزا مین آئے اور مرکب سے اُترکے نال و مگدر اور
گرز اٹھانے لگے ایک گرز کو حمزۂ صاحبقران نے دیکھا کہ نہایت ہی گرانبار ہی اٹھانا اُسکا دشوار ہی حمزۂ صاحبقران نے
خیال کیا کہ لندھور پہلوان زبردست اور قوی بازو معلوم ہوتا ہی جو ایسے گرانبار نال و گرز اور مگدر اٹھاتا ہی خداوند عالم
مجکو اُسپر نصرت دے اور ہنگام مقابلہ آبرو رکھے الحاصل حمزۂ صاحبقران یہ خیال کر کے اور نال وغیرہ اُٹھا کے مع اپنے سردارون
ذی وقار کے وہان سے آگے بڑھے اور بعد قطع راہ پہلے مین پہونچے سلے کی سیر کی اور کیفیت دیکھتے ہوئے خدمت حضرت
سام مین پہونچے سام نے اٹھکے بکشادہ پیشانی حمزۂ صاحبقران سے معانقہ کیا اور بعد مزاج پرسی کے دبی گردے کر

...پ اِس گز سے وہ زمین ناپ کے کھو شیہ جو کچھ اُسکے مقدر میں ہوگا آپکو ملیگا جب حمزہ صاحبقران نے بموجب
...نے ناپکے وہ زمین کھودی ایک ایسا لعل خوشرنگ بیش بہا پایا کہ خواجہ عمرو نے جو لعل پایا تھا اُس سے بدرجہ نا...
...صاحبقران وہ لعل لیکر خدمت سام میں آئے اور وہ لعل دکھایا شاہ نے فرمایا یہ مال آپکا ہے اسے آپ اپنے
...ور آپ کو وہیہ اسواسطے زیارت کے تشریف لیجایئے مام خداوند کریم آپکا معین و مددگار رہے جبتک اس طرف
...ہو گی خسرو ہندوستان پر فتح نہ پائیگا حمزہ صاحبقران یہ سنکے کوہ پر تشریف لیگئے اس احاطہ میں جاکر دیکھ
...گلشن ہے نرگس و یاسمن تختہ تختہ ہے گل و سنبل چمن چمن ہے اشجار میوہ دار بار اثمار سے جھکے ہیں بلبلیں نغمہ سر
...ب ہر رنگ کے گل جو ہیں نمودار گلشن کی زمین ہے صحن گلزار ہاین پھول بھی پھل بھی کیسے کیسے تما...
...ن لیے ۔ حمزہ صاحبقران نے سیر گلشن کر کے حضرت آدم علیہ السلام کی قدمگاہ کی زیارت ک...
...انی کے ایسی جگہ نماز پڑھکے اسطرح مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات کرنے لگے مناجات بدرگاہ مجیب ا...

...ی سگ و دنیائے دوزخم — ہوا و حرص باشد جوش خونم
سراپا اندرین عالم مقسوم — چو عمر قبض بد کار...
...م کرداری مصلحت بوم — کہ این نابود را فرمودہ بود
اگر بہر عبادت آفریدی — بجود انصاف کن از من چہ...
...رش راہب ہیچگاہے — جبین کردم تر و قعت سجدہ گاہے
ہمہ ناکردنی کردار من شد — ہمہ ناگفتنی گفتار م...
...رسا عتے ابلیس مکار — فرستد تحفہ لاحول صد بار
نہ من آنم کہ اکثر عہد بستم — بیک پیمانہ صد پیمان...
...مد ز ہول روز محشر — نہ اندیشہ ز دوزخ شعلہ پرور
گہے مثل دہان تبت خموشم — گہے با نالہائے گر...
...خوش بجوش بادہ ناب — گہے مست خمار تشنہ آب
گہے دل دادہ انداز ساقی — گہے محو خرام نا...
...ال چو رنا زنینان — گہے خاک گذرگاہ حسینان
پریشانم برنگ برگ کاہے — ز رحمت کبریا یا نا...
...ے ناخن پرواز گردان — برنگ شعلہ بالا تا ز گردان
کشش رہ خضر راہ مدعا کن — جو آہ بیکسان ما را...
...م دمے پاسے دویدن — رہا از سایہ من آرمیدن
ز حسن این حسینان مجازی — عطا کن دیدہ ام را...
...م گرد کوے خوبرویان — بنا ناز ارم نہ با ناز کویان
بسوز و سوز عشقت آتش خاکم — جو رنگ شعلہ سازد...
...وادی کہ محشر نام دارد — کہ ہم اندوہ و ہم آرام دارد
مکن رسوا الفعل ناصوابم — بیفگن از نظر ف...
...وہ بد مکن از من سوالے — من بیدل ندانم ہیچ حالے
ز افعالے کہ کردم شرمسارم — مجال گفتگو تا...
...ن از کرم ارشاد فرما — کہ این کس حاصل خدمت ما

جب اِسطرح مناجات بدرگاہ مجیب الدعوات لی...
...صاحبقران نے کی دریائے رحمت الٰہی جوش میں آیا اور اُسیوقت ارواح انبیا کو حکم ہوا کہ جلد جاؤ اور
...برگزیدہ کو جو ہشیا کہ واسطے اُسکے مفید ہیں بتاؤ اودھر حمزہ صاحبقران بعد مناجات غفلت طاری ہو
...کا ارواح انبیا علیہم السلام کا نزول ہوا حمزہ صاحبقران نے عالم غفلت میں دیکھا کہ ایک تخت پر چند بزرگ او
...ف لائے ہیں اور میری بالین پر تشریف رکھتے ہیں ہرچند کہ سب بزرگون کے چہرہ ملے انوز پر نقاب ہے لیکن
...وہ ...یسے نور ساطع ہے کہ زمین سے تا افلاک تمام نور ہی نور ہے اُنمیں سے اوّل ایک بزرگ نے نام امیر کا تو قی...

تلوار و تیر وغیرہ سے اُسے قتل نہ کرنا نیک طینتی سے رہنا جو امان مانگے اُسے امان دینا جو بھاگ گئے اُسکا تعاقب اکثر نہ کرنا
ستم خاطر کے شیشہ دلکو سنگ ظلم سے نہ توڑنا سائل سے منہ کو نہ موڑنا غرور کبھی نہ کرنا ناتوانوں اور بیکسوں کو اذیت
دنیا اپنے تئین ہمیشہ خاکسار ذرہ بے مقدار تصور کرنا شعر خویش را خاک رہ ساز چون باد وزی + ہوا از نفس
روان شاد روحی اور اے فرزند کبھی نعرہ بے ضرورت نہ کرنا تمہارے نعرہ کی آواز قریب چہل فرسنگ کو سُنکے جاتی
نعرہ کی آواز سننے والوں کے دلوں میں ہول ڈال دیگی اے حمزہ تم الطاف و اشفاق ایزدی خدا سے کافر کفر کا
سل حرمت نماز کے حکم کرو گے اور الف اسلام کا نیزہ بلند کرو گے یہ نصیحت فرما کے بزرگ موصوف نے کہ نام
خطاب آنکا صفی اللہ تھا حمزہ صاحبقران کو نظر کردہ کرکے بیٹے سے لگایا پھر حضرت اسحاق اور حضرت
پیغمبرون نے حمزہ صاحبقران کو نظر کردہ کیا اور زرہ اور بکتر اور چار آئینہ اور خود اور دستانے اور رنگے رانو
ہستہ پاؤں سے اوتار یا ندا میر حمزہ صاحبقران عالیشان کو دیے اور شفقت بیحد فرما کر سب بزرگ حمزہ
صاحبقران کی نظر سے غائب ہوگئے حمزہ صاحبقران ہوشیار ہوئے اور خواب غفلت سے درسی آنکھیں کھولیں اس
کو خوشبو سے معطر پایا اور اشیائے مندرجہ کو اپنے پہلو میں رکھا ہوا دیکھا حمزہ صاحبقران نے شکر خداوند عالم کا
تمامی اشیا وہان سے اُٹھا کے چلے اور کوہ سے اُتر کے سام بن نوح کے پاس آئے اور جو چیزین پیغمبرون سے کوہ پر ملی
و دکھائیں سام نے جملہ اشیا دیکھکر فرمایا اے حمزہ صاحبقران آپکو یہ اشیا مبارک ہوں اور خداوند عالم ہمیشہ
منصور کرے الحمد للہ کہ آپ یہاں تشریف لائے اور یہ اشیا آپکو ملیں میں آپکا منتظر تھا اور آپکی ملاقات کا مشتاق
واسطے یہان بیٹھا تھا کہ آپکو اس کوہ پر جانے کے واسطے کہون اب میری زندگی تمام ہوچکی ہے لو خدا حافظ و ناصر
مرجاتا ہوں آپ سے یہ وصیت کیے جاتا ہوں کہ آپ تکلیف فرما کر تجہیز و تکفین میری اپنے ہاتھ سے
سام نے حصیر پر لیٹ کے پاؤں پھیلا دیے ہاتھ دنیا سے کھینچ لیے اور کلمہ شہادت زبان پر جاری کیا اور فی الفور
صاحبقران نے بصد اشکباری و افسوس سام کو دفن کیا اور بعد دفن سام کے ورزش گاہ میں پہونچے
سے اُتر کے اور اُس گرز کو جو نہایت ہی گرانبار تھا جسکا اُٹھانا دشوار تھا اور وزن اُسکا ایکہزار
بسم اللہ کہکے مانند تنکے کے اُٹھا لیا ایک گوشہ سے دوسرے گوشہ میں رکھدیا تھا پھر اور خواجہ عمرو نے
زور کی تعریف کی حمزہ صاحبقران گرز کو اُٹھا کر اور گوشہ میں رکھکر بصد خوشی و خرمی گھوڑے پر سوار
اور دیگر سرداران کے داخل لشکر ہوئے پہلوانان ورزش گاہ نے حمزہ صاحبقران کے گرز اُٹھانے
حضور میں جا کر بیان کیا اندھو دیو متحیر ہوکر ورزش گاہ پر آیا اور گرز کو دوسری جگہ رکھا دیکھکر خیال کر
پہلوانان ورزش گاہ سچ کہتے تھے اب اس سرزمین پر ایسا صاحب قوت کوئی شخص آیا ہے یہ خیال کرکے
پہلوانان ورزش گاہ سے پوچھنے لگا تمکو معلوم ہے کہ جس شخص نے میرے گرز کو اُٹھایا ہے اُسکا نام کیا ہے
عرض کیا اے بادشاہ ہمکو اُسکا نام نہیں معلوم ہے لشکر حمزہ سے کہا کہ اب اگر وہ شخص یہاں آئے تو ہمکو اطلاع
ہمارے روبرو لے آنا تمکو سب اُنہوں نے عرض کیا اے بادشاہ اگر اب وہ شخص یہاں آئیگا تو ضرور ہم سب

میں لیکر داخل لشکر ظفر اثر ہوئے اور وہاں سے کوچ کرکے اور آگے میدان وسیع و فرحت افزا میں مقیم ہوئے چہار ذلیل
صاحبقران کے آنے کا لحاظ اور جو آئین سنے تھی بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان کے روبرو جا
شاہی بجا لاکر عرض کیا **نظم**

تو یقین کہ در ہند و گر بلد سے
شیر ڈھونڈھتے ہیں خانہ شغال نا

با د بہار روئے فروان ہر جا ملا نچھ زران
یہ خوف تیرے عدل نے یلبرق با نچھ دان
اژدر ہوئے ہیں ہم بت یا تنگ ہے پیند و تشک

گلشن میں تیرے عدل سے ہر
آہو کی دشت میں جو شیر کی ہے صبا
کرتے ہیں اپنے ہوتے ہیں ستم دن

ہ عالیجاہ فلک پناہ حمزہ صاحبقران پسر خواجہ نوشیروان با سپاہ گران بعد بہ شوکت و شان بحکم نوشیر
راج و بقصد دعا آئے ہیں اور بہ علمداری حضور میں داخل ہوگئے ہیں باقی خیریت ہے جب یہ کہکر چلے گئے لندھور
حمزہ صاحبقران کا سنکے متبسم ہوا اور روز را امرا کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ اگر حمزہ صاحبقران با فوج
ن تو کیا اندیشہ ہے جب وہ بحکم نوشیروان طالب خراج ہوئے تو جو مناسب ہوگا انکو جواب دیا جائیگا
کی کوئی ضرورت نہیں لندھور تو دربار میں تخت سلطنت پر بیٹھا ہوا امرا و وزرا سے اسی طرح کی گفتگو کر رہا تھا
رہے ہیں نوشیروان کی کیا مجال ہے کہ حضور سے خراج لے اور حمزہ صاحبقران آپ سے مقابلہ کر
ور امرا و وزرا کی گفتگو سنتا تھا حکم کیا کہ ارباب نشاط حاضر ہوں ارباب نشاط حاضر ہوئے
مہ کرنے لگے لندھور نازنینان خوش جمال و رقاصان بدر المثال کا گانا سننے لگا اہل دربار بھی گانا
لندھور گانا سن رہا ہے لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے کہ خواجہ یہ سوچ کے بے اطلاع حمزہ صا
شکل کے ایک طرف چلے گئے یہاں دربار دولت لندھور پر جو دربان بیٹھے تھے انھوں نے دیکھا کہ ایک
کے تعریف کرتا ہوا اور قصد اندر جانے کا رکھتا ہے دربانوں نے برہم ہو کے کہا اے شخص تو کون ہے یہاں
آیا ہے کیوں دربار شاہ میں تیرا قصد جانے کا کرتا ہے یہ دولت خانہ شہنشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان
کے ٹھہرنے کا حکم نہیں بس تو یہاں سے چلا جا خواجہ عمرو نے دربانوں سے کہا کہ میں
شاہ قدردان لندھور بن سعدان کا نام سنکے آیا ہوں نہایت محتاج ہوں چاہتا ہوں کہ دربار
نوازی کروں اپنا کمال دکھاؤں خلعت و انعام پاؤں اگر تم میری خبر شاہ سے کر دو تو تمہیں
تمکو انعام ملے گا تمہیں کچھ نہ کچھ میں تمکو بھی دونگا دربانوں نے نے نوازندہ کی تقریر سنکے اور
نے نواز یہاں سے چلا جا ورنہ تو ذلیل ہوگا تو ہمکو کیا دیگا اور تو کیا نے بجائیگا
میں جاکر نے بجائیگا جب دربانوں پر نے نواز خشمناک ہوئے تو اسوقت ایک رحمدل دربان
غربت پر خفا ہوتے ہو تمہارا کیا حرج ہے شاہ سے اس بیچارے کے حاضر ہونے کی خبر کرادو
نیکی کرے اور حتی الامکان کسی سے بدی نہ کرے بس اگر اس بیچارے کو نے نوازی میں کچھ انعام ملجائیگا
ان دربانوں نے جواب دیا کہ اگر تمکو اس شخص پر رحم آتا ہے تو تمہیں آنے کی اطلاع شاہ سے کرو ہمکو
رحمدل یہ تقریر سنکے آگے بڑھے اور عرض بیگیوں سے جا کر کہنے لگے کہ اسوقت ایک نے نواز

ذو نواز کو حضور میں لے آؤ غرض بیگی نے دربانوں سے کہا ذو نواز کو جلد بھیجدو شاہ ذیجاہ بلاتے ہیں دربانوں نے
و دربار میں جانے کی اجازت دی جب ذو نواز دربارۂ بادشاہ عالیجاہ لندھور بن سعدان میں پہونچا دیکھا آئینہ
ر بصد شان و شوکت لباس شاہی پہنے ہوئے اور تاج شہریاری سر پر رکھے ہوئے تخت طاؤسی پر بیٹھا ہے اور خا
تخت کے چاروں کونوں پر ہیں نگین انگی یاقوت احمر کی ہیں رعب شجاعت چہرۂ لندھور سے ظاہر ہوتا ہے
ضر ہیں امرا اور وزرا حکما وندما پہلوانان نامدار و سرداران شورشعار ہیں فوج بیشمار عالی قدر مراتب کرسیوں اور زرنگار
ں دربار بخوبی آراستہ ہے ارباب نشاط گا رہے ہیں ذو نواز دربار پر نظر کرکے متحیر ہوا پھر ذو نواز موافق قاعدے
ھور کو مجرا کیا لندھور نے ذو نواز کے سراپا پر نظر کی متعجب ہوا کیونکہ لندھور نے مثل ذو نواز کی شکل
ور کوئی صورت نہیں دیکھی تھی آخر لندھور نے ذو نواز سے پوچھا تیرا کیا نام ہے اور تو رہنے والا کہاں کا ہے ذو

ے بادشاہی ہے لا کر عرض کیا نظم
جتبک پریشان حال ہیں اہل سخن
اقبال جاہ و دولت نام و نشان

ای خدا جتبک ہے دس لطم ہو خاطر فریب
اہل سخن ای خدا جبتک ہیں رسوائے جہان

خدا شائی ای خدا جبتک ہے رسم شا
شمشن جہت میں عیب سے سلطان کو جا

ای بادشاہ عالیجاہ فلک بارگاہ رستم پلتین غیرت اسفندیار و بیژن میرا

زد و بحر وہ مولد میرا اصفہان ہے دربار نوشیروان میں گیا تھا ہر چند میں نے اپنا کمال ظاہر کیا اور ذوبجا کر گا
ران نے کچھ میری قدر نہ کی جب حمزۂ صاحبقران لشکر لیکر اسطرف روانہ ہوئے میں انکے ساتھ روانہ ہوا احمد
حقران نے بھی میرے گانے کو سنکے میری حرص خواہش کے موافق نہ دیا میں نام نامی حضور کا سنکے حاضر ہوا ہوں ا
ن حرص میرا کثرت زر و جواہر سے بھر جائیگا کیونکہ جیسی سخاوت شجاعت میں نے حضور کی سنی تھی اسوقت بچشم خود شا
حضور پر نور سے شجاعت آشکار ہے اور ابر دست حضور فیض گنج و گہر بار ہے مجال نہیں ہے کہ حضور کی سخاوت و شجاعت کی

کر سکوں لیکن مختصر یہ ہے اشعار
حرف سخاوت سکتی ہے حاتم کی روح
و سپہ اتری صف میں ہر دم ہزار
ہر نے دم بخشش یہ دکھلایا کمال
گاو مہر کا خورشید ہی سپید آ
تیغ دو پیکر سے دو سپید افرق ہو
ھی سامان شادی مرگ تیغ آبدار

تیرے احسان و سخا و جود عالمگیر سے
ہمت والا کے صدقے جود و احسان بیشمار
صفحۂ کونین پر لکھیں گرانکا تبین
کشتیٔ درویش طوفانی ہوئی انجام کار
گر سنے افسانۂ جرأت تو فرط خوف سے
صورتیں بھی سنکرنہ روح و تن باہم ہمکنار
ہفت خوان قصہ بازیچہ گاہ کودکان

ہر گدا سے جیتوا ہے مثل قارون
ہوا اگر سو مرتبہ صبح ازل شا
ہو نہ تو بھی اک عطائے نیم لحظہ
ہر سحر بالائے قصر آسمان میر
نبض بسمل کی طرح تڑپے رگ ا
خندۂ زخم دل دشمن سے ہوتا
رستم جنگ آزما ہے ایک طفل

ھور بن سعدان نے ازحد خوش ہوکر جملہ ارباب نشاط سے بالا دست ذو نواز مذکور کو بیٹھنے کا اشارہ کیا
ر کے سب ارباب نشاط سے بالادست بیٹھا اسوقت جتنے گویے دربار میں حاضر تھے ذو نواز کے آگے بڑھ کے بیٹھنے پر
ں ہوئے اور باہم آہستہ کہنے لگے اس ذو نواز میں ایسا کیا کمال ہے کہ بادشاہ نے اسکو ہمپر ترجیح دی اور ہمسے بہتر
ین کو فی زمانہ ہمارا مشہور نظیر نہیں ہے اگر زہرہ مطربہ فلک ہمارا گانا سن لے تو متحیر ہو کے شرمندہ ہو اور بیان نا

ہمارے دام ترانہ میں اسیر ہو جائیں جب یہ گفتگو ارباب نشاط مذکور سے لندھور نے سُنی اور اُنکے چہروں پر آثار ملال آئے لندھور نے ارباب نشاط سے مخاطب ہوکے کہا کہ اول تو یہ نے نواز مسلمان ہے میرا نام سنکے راہ دور و دراز سے ہمراہ حمزہ صاحبقران میرے ملک میں آیا ہے دوسرے یہ نے نواز سیاح ہے اور مرد فقیر ہے اس سبب سے مجھکو ضرور ہے کہ میں اسکی عزت اور قدردانی کروں اوسکی خاطر شکنی نہ کروں اگر اسکی عزت افزائی نہ کرونگا تو جسطرح ابھی اسنے نوشیروان اور حمزہ صاحبقران کی ناقدردانی کی اور نااتفاقی کی مجھسے شکایت کی ہے اسیطرح کہیں یہ میری بھی ناقدردانی کی شکایت کریگا شہر اور ملک ملک مجھکو رسوا کریگا لندھور ارباب نشاط سے یہ باتیں کرکے نے نواز سے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ بابا رے زد و برد یہ عجب نام تمہارا ہے مرکب دو لفظوں سے ہے ایک زد اور دوسرے برد سے اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ تم دزد یا قزاق ہو کہ انسان کو قتل کرتے ہو اور مال و اسباب لیجاتے ہو نے نواز نے بصد ادب عرض کیا اے بادشاہ عالی فہم و ذی وقار اول تو یہ نام میرا والدین نے واسطے میری درازی زندگی کے رکھا ہے دوسرے نام میرا موافق ارشاد حضور کے مرکب دو لفظوں سے ہے ایک زد اور دوسرے برد سے پس یہ سمجھ لینا چاہیے کہ میں ایسی تان مارتا ہوں تانسین وغیرہ سے گوے سبقت لیجاتا ہوں لندھور یہ لطیفہ نے نواز سے سنکر بہت خوش ہوا اور نے سننے کا مشتاق ہوکر نے نواز سے نے بجانے کا اشارہ کیا اور کہا کوئی فارسی کی پہلے غزل گاؤ پھر جو تمہارا دل چاہے گانا نے نواز بحکم لندھور نے نکالکر اور دہن سے ملاکر بالحان داؤدی نے میں یہ غزل گانے لگا **غزل**

اے ماہ عالم سوز من از من چرا رنجیدہ
جانے تو در جہان کنم از من چرا رنجیدہ
من عاشق زار توام از جان وفادار توام
دائم گنہ بخشیدہ از من چرا رنجیدہ
من عاشق دیوانہ ام اندر جہان افسانہ ام
فردا بگیرم دامنت از من چرا رنجیدہ
من سعدی دلخواہ تو ابروی تو چون ماہ نو

اے شمع شب افروز من از من چرا رنجیدہ
اے جان جانان من سویم گر سلطان من
تا زندہ ام یار توام از من چرا رنجیدہ
بنگر ز عشقت چون شدم سرگشتہ مجنون شدم
تو شمع من پروانہ ام از من چرا رنجیدہ
اے سرو خوش بالا من وے دلبر رعنا من
من یار نیکو خواہ تو از من چرا رنجیدہ

یکشب ترا مہمان کنم تا جان و دل قربان کنم
یکشب بیا مہمان من از من چرا رنجیدہ
رنجیدہ رنجیدہ از من گناہے دیدہ
چون لالہ دل خون شدم از من چرا رنجیدہ
گر من بمیرم در غمت خونم فتد بر گردنت
لعل لبت جان عیسی از من چرا رنجیدہ

جس وقت یہ غزل مندرجہ نے نوازنے بالحان داؤدی دربار میں گائی اُمرا اور رؤسا اور جملہ ارباب نشاط محو ہوگئے اہل بزم مستانہ وار جھومنے لگے ارباب نشاط جو دوں کی لے رہے تھے ایک ایک انمیں سے نے نواز کی تعریف کرنے لگا اور لندھور تو غزل سنکے بقدر خوش و مسرور ہوا کہ نے نواز سے کہنے لگا کہ جو تم کہو وہ میں دوں نے نواز نے کہا اے بادشاہ قدردان جو دل حضور کا چاہے عنایت کیجیے گا ابھی کیا میں کہیں چلا جاتا ہوں جبتک اچھی طرح مدعائے دل حاصل نہ کرونگا نہ جاؤنگا یہ کہکر نے نواز نے جو بالائے دربار پر نظر کی حضور میں زمرد کے طاؤسوں کو دیکھکر لندھور سے کہنے لگا خداوند نعمت ان طاؤسوں کو لیئے چھوڑ دیا ہے اگر کہیں یہ سانپ پکڑ لیں گے فوراً اڑ جائینگے سانپ کو مارکے کھا جائینگے پھر یقین ہے کہ یہ طاؤس ہاتھ نہ آئینگے ہوا کیطرف اڑکے چلے جائینگے حضور کے تخت کی رونق جاتی رہیگی لہذا مناسب ہے کہ حضور ان جانوروں کے پر کاٹ دیجیے یا پر باندھ دیجیے اگر حکم ہو تو میں انکے پر اکھاڑ ڈالوں انکو اڑنے سے مجبور و ناچار کردوں لندھور یہ گفتگو نے نواز کی سنکے بہت ہنسا اہل دربار بھی نے نواز کی اس نئی تقریر پر مسکرائے لندھور نے بعد ہنسی کے نے نواز سے کہا کہ اے بیوقوف یہ طاؤس جاندار نہیں ہیں جو اڑ جائینگے یہ زمرد کے طاؤس ہیں نے نواز یہ گفتگو سنکے اور متحیر ہوکے بے اختیار ایک طاؤس پر جھکا اور ہاتھ پھیرنے لگا اور لندھور سے عرض کیا حضور یہ طاؤس نہایت خوبصورت بنے ہوئے ہیں کسی کاریگر کے ہاتھ کے بنائے ہوئے ہیں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ سانچے میں ڈھالے ہوئے ہیں رنگ بھی انکا خوب ہے لندھور اور امرا

وزرا یہ تقریر ذونواز کی سنکے اور زیادہ ہنسے لندھور نے وزرا کی طرف مخاطب ہوکے فرمایا کہ یہ شخص بیوقوف اور محتاج معلوم ہوتا ہے یہ زمرد کو نہیں پہچانتا اور حال زمرد سے واقف نہیں ہے اسوجہ سے ان طاؤس کو گوشی کے کھلونے کہتا ہے لندھور نے وزرا سے گفتگو کرکے ذونواز سے اشارہ کیا کہ ایک طاؤس لیلے ذونواز نے عرض کیا اے بادشاہ عالیجاہ میری چار لڑکیاں ہیں جب میلہ ہوتا ہے تو میں ایسے ہی طاؤس اور طوطے مینا ہاتھی گھوڑے بیل ہرن شیر وغیرہ کھلونے دو دو پیسے خرید کے لیجایا کرتا ہوں لڑکیوں کو کھلونے دیدیا کرتا ہوں لڑکیاں شریر ہیں کھلونے توڑ ڈالتی ہیں حضور مجکو ایک طاؤس دیتے ہیں میں لیکے کیا کروں یہ کہکے ذونواز نے پھر ڈی کو اٹھا کر دہن سے لگایا اور یہ مخمس ذیل گانا شروع کیا اور

بیہوشی بجا لا کی وہوشیاری ہر چہار طرف سے اڑانے لگا مخمس

فراق یار میں دلکو نہایت بیقراری ہے | لبوں پہ جان شیریں ہے یہ تیری یادگاری ہے | پیتم تمہرے عشق میں ہوں رکت ناس
باقی جو بیران کی لس رہی ہے سانس | شتابی جان آؤ تم تمہاری انتظاری ہے
نقط اس روسے ہر دم میں آہ و نالہ کرتا ہوں | کہ تا دم نہیں ہو زندگی کو دن میں بھرتا ہوں | تم بن پیارے شیام جی تڑپت ہوں دن رات
جیسے جل بن ماچھری تلپھ تلپھ جیہ جات | تمہارے عشق میں پیارے ہوئی یہ گت ہماری ہے
سزا اسکی یہ ہے پیارے جو تم سے دل میں ہارے | تمہارے دام الفت میں بہت گھبرت رہا مارے | پیتم پریت بڑھائے کا ہے کو کم کین
نا کچھ دیکھو ہم تمہیں نا کچھ لیکھو چین | خطا تیری نہیں پیارے یہ قسمت ہماری ہے
اگر ہم جانتے ایسا نہ ہرگز دل تجھے دیتے | محبت تجھسے جب کرتے قسم ہم پہلے لے لیتے | جیسی تم نے سکری کرے نہ کوئی سنگ
سندہ آتے چھاتی پھٹے کانپے سگرا انگ | تمہارے ہجر کا دل میں ہمارے زخم کاری ہے
جو کچھ اب دل پہ گذرے ہے نہیں مجھسے کہا جاتا | نہیں اب داغ فرقت کا صنم مجھسے سہا جاتا | ٹوٹی ڈور پتنگ کی کون ملاوے آئے
جو بدھنا کس لیے آپ آئے ملائے | اسی کو مہر کہتے ہیں یہی تو فضل باری ہے
صنم اس حال فرقت کو بیاں کیجے تو کیا کیجے | نشانی راز دل اپنا عیاں کیجے تو کیا کیجے | کوا لیجو یہ چٹھی جو ہوے مکے سندیس
پیو کی ماری ہوں مرت نہ ان پڑھت کلیس | جگر میں آہ سوزاں ہے نہایت بیقراری ہے
خدا کیواسطے نصرت اب آو جلد تم آو | تم اپنا روے روشن اب شتابی ہمکو دکھلاؤ | تم بن ہم دیا تھ جی ما نہیں دکھلات
ہم ہی تو اب ناتھ میں ناتھ تمہارے ہات | یہ تم پر جان قربان ہے تمہاری یادگاری ہے

جب یہ مخمس مرقوم ذونواز گا چکا اہل دربار کیطرف دیکھنے لگا اکثر امرا و وزرا نے اپنی ہندی زبان کا مخمس سنکے زیادہ تر تعریف کی اور لندھور نے بھی بدرجہ کمال خوش ہوکے اور ذونواز کی تعریف کرکے کہا اے ذونواز تو نے مجکو بہت خوش کیا ہے اب مانگ کیا مانگتا ہے ذونواز نے عرض کیا اے بادشاہ گیتی ستان ابھی کیا جلدی ہے میں اکٹھا اچھی طرح لونگا حضور بھی یاد کرینگے کہ کوئی ذونواز آیا تھا خوب ہی کا یا مالامال ہوکر چلا گیا جو آیا ہے زود بود کے دل میں آیا وہی لیگیا یہ کہکے ذونواز نے جو اہل دربار کیطرف نظر کی عجب کیفیت اہل دربار کی دیکھی بعضے تو قلابازیاں کھاتے ہیں بعضے مستون کے مانند جھوم رہے ہیں آنکھیں سرخ ہیں لب پہ واہ واہ ہے ارباب نشاط بیٹھے ہوئے ہاتھ اپنے اٹھا اٹھا کے ناچ رہے ہیں اکثر اوندھے پڑے ہوئے ہیں نازنینان ماہرو سرنے اپنے دوپٹے اور انگیا کرتیاں وجد میں اگر تار تار کر ڈالی ہیں جو ہوشیار ہیں وہ خیال کر رہے ہیں کہ یہ لوگ جو بیہوش ہوئے ہیں صداے ذونواز سننے سے بیہوش ہوئے ہیں اسوجہ سے وہ لوگ چپکے بیٹھے ہوئے ہیں لندھور کو ابھی اچھی طرح بیہوشی نے اپنا اثر نہیں دکھایا ہے ذونواز نے اپنے دل میں خیال کیا کہ جسطرف بیہوشی زیادہ اڑی ہے اس طرف آدمی زیادہ بیہوش ہوے ہیں اور جسطرف بیہوشی کم اڑی ہے اسطرف آدمی ابھی ہوشیار ہیں یہ خیال کرکے ذونواز نے ایک طاؤس پہ

ہاتھ مارا اور جلد ترا اپنی کمر میں کھ لیا لندھور نے کہا ای بابا ے زرد وہ طاؤس کیوں اُٹھا لیا ذی نواز نے عرض کیا ای بادشاہ فلک بارگاہ ابھی طاؤس نے پر کھولے تھے اور گُندے تو لکر اُڑا جاتا تھا میں نے خیال کیا کہ طاؤس مفت اُڑ جائیگا پھر ہاتھ نہ آئیگا اسوجہ سے میں نے طاؤس کو پکڑ لیا اب حضور بھی اسکا ذکر نہ کریں کسی سے نہ کہیں چپکے بیٹھے رہیں لندھور نے مسکرا کر کہا ای بابا ے زرد وہ طاؤس تیری مال ہوا اور میں بھی چُپکا بیٹھا رہوں اور کچھ نہ کہوں اگر کوئی سُن لے گا تو کیا ہوگا میں تو پہلے ہی تجکو طاؤس دیتا تھا تو نے نہ لیا خراب اگر تو نے خوشی سے لیلیا تو میں نے بھی اس تیری حرکت مضحک کو پسند کرکے طاؤس تجکو دیدیا لیکن ایسی حرکت پھر نہ کرنا یہ کہکر لندھور خاموش ہوا اور اشارہ ذی بجانے کا کیا بابا ے زرد وہ پھر ذی اُٹھا کر بجانے لگے بیہوشی زیادہ تر اُڑانے لگے اور یہ غزل گانے لگے

غزل

اُمید فیصلۂ محشر میں کیا ہو وہ جو بیٹھے ہیں
کسے ناکام رکھے آسمان کسکی ہوس نکلے
لحد کی تختہ بندی چھڑیاں کیا تنگی کہو کیکی
ہزاروں آشنا ہے مرغ مہماں قفس نکلے
شنیکے خاک اپنے داغ محرومی قیامت کو
کہ میرے پاؤں بھی مجھسے ابد تک بس نکلے
تماشا خانہ آبادی بلبل اک تماشا ہی
ہمیشہ سینے سے اُلجھے جو تیرے تار نفس نکلے
جو نہیں اُٹھتے جگر تیغ عمر دو روزہ گذر جائے
گریباں کفن کو پھاڑ کر دست ہوس نکلے
رہا بھی ہوں تو کیا پرواز کی اپنی ہوس نکلے
وہاں سے جائیے دشمن یہاں فریاد رس نکلے
میں کسکو غیر سمجھوں وہ تو اپنے ہیں محبت میں
یہ وہ جامہ نہیں مدبر سے جسکی تار بس نکلے
اسیر بیضہ لائی گلشن ایجاد میں قسمت
وہاں کے خار تو دلسے یہاں بنکر ہوس نکلے
نکالیگا کوئی بشکل دل بسمل سے پیکان کو
جو دیکھا اشک گلگوں بہنے لگے کچھ خار و خس نکلے
یہ ہیں قافلہ وہ ہوں جو گم ہو کر میں بانگ جرس
نہ ہم گلچیں نہ بلبل بجانے سے ای ساقی عبث نکلے
نکلے گل بلبلے ای تسلیم روئے خوب آسمین
کہاں ہل سکتے نہیں جو بال و پر زیر قفس نکلے
تیرا ارمان گردن خنجر میں وہ تو دیکھیے کیا ہو
نہ غم نکلے جیتے جی مرے دل سے ہوس نکلے
بھلایا صحبت ہمجنس نے رنج اسیری کو
وہ بلبل ہیں عدم سے ہم لیے اپنا قفس نکلے
نہ روئیں آبلے پھوٹی کوئی قسمت پہ خوں ہو کر
جو سو میں ایک بھی نکلے تو یہ لاکھوں برس نکلے
نگذری خار خار غم سے دم بھر بے خلش اپنی
ذرا چھاتی کو پیٹے ڈھونڈھنے بانگ جرس نکلے
پڑا ہے آج سایہ کسکے دامن کا کہ مدفن سے
قفس سے چھوٹ کر جسدم اسیر ان قفس نکلے

جب ذی نواز اس غزل کو گا چکا اور نکلکر رنگ دربار دیکھنے لگا اُسوقت اہل دربار بست سے تو بیہوش ہوکر زمین پر پڑے ہوئے تھے لیکن بیہوش ہوا جاتے تھے ارباب نشاط بیہوش ہوکر اسطرح فرش پر پڑے تھے کہ ساز مندوں کے ہاتھ نازنینان خوبرو کے سینوں پر تھے کسی کے سر پر کسی کے پاؤں تھے کسیکی گردن میں کسی کا ہاتھ تھا اکثر نازنینان جوان خوبرو بڈھوں کے پہلوؤں میں پڑے ہوئے ہیں دو پٹہ کرتیاں انگیاں الگ پڑی تھیں جو امرا اور رؤسا بیٹھے تھے اُنمیں سے ایک امیر نے ایک وزیر کے عارض کو دیکھکر کہا کہ ای وزیر تم تو ذی کے اسطرح محو ہوئے کہ تمکو ذرا بھی خبر نہیں آئینہ میں اپنے چہرہ کو دیکھو تمھاری ایک مونچھ پر پہاڑی کوا بڑی دیر سے بیٹھا ہے اگر تم کہو تو میں اس زاغ کو اُڑا دوں وزیر نے کہا کوے کو اُڑا دیجیے آپکا بڑا احسان ہوگا امیر مذکور نے ہاتھ اپنا بڑھا کر وزیر کی مونچھوں پر مارا اور کچھ بال مونچھ کے نوچ کر وزیر سے کہا افسوس ہزار افسوس کوا تو حرامزادہ اُڑ گیا کچھ کلیاں اُسکی دم کی ہمارے ہاتھ میں رہ گئیں وزیر اُس امیر کی یہ تقریر سنکے کہنے لگا کہ آپ نے تو اسطرح کوے کو اُڑایا اور کوے پر ہاتھ مارا کہ میری مونچھیں نوچ لیں تو ذرا امیر میں تو باہم یہ گفتگو ہو رہی تھی ناگاہ دوسرے وزیر نے لندھور سے عرض کیا کہ ای بادشاہ فلک بارگاہ دیکھیے کثرت بارش سے ایسی سیل آگئی ہے کہ پانی یہاں تک آگیا ہے سارا مقام دربار غرق ہوگیا ہے پانی تا کمر آگیا ہے حضور جلدی سے شناوری کرکے اس پانی سے نکل جائیں چونکہ بیہوشی لندھور کے بھی دماغ میں پہونچی تھی اور بخوبی تمام نشہ ہوگیا تھا وزیر کے کہنے سے فوراً اپنے تخت پر سے پانی کا خیال کرکے کود اگرتے ہی فرش پر بیہوش ہوگیا جو امرا اور رؤسا وغیرہ بیٹھے تھے وہ سب لندھور کے اُٹھانے کو اُٹھے ہر ایک اُٹھتے اُٹھتے بیہوش ہوگیا اُسوقت ذی نواز نے نعرہ کیا نعرۂ عمرو عیار که کلاہ از سر قیصر بہ برم و رنگ از رخ نجنگ به خنجر برم

در مجلس خسروان چو گردم ساقی و تیغ و سپر و سبو و ساغر برہم ۔ یہ نعرہ کرکے خواجہ عمرو نے تمام مال اسباب دربار کا مع تخت
و طاؤس و تاج وغیرہ لیکر نذر زنبیل کیا لیکن حمزہ صاحبقران کے خوف سے کسیکو ننگا نہین کیا پھر لندھور کو ایک رسی پر
ڈالکر فرش بھی اٹھا کر نذر زنبیل کیا پھر خواجہ نے ایک پرچہ قرطاس پر یہ عبارت لکھی ای لندھور آگاہ ہو کہ بابا زندہ بیرہ
بنگر خواجہ عمرو عیار نامدار حمزہ صاحبقران تمھارے دربار مین آیا تھا جال حضرت الیاس کا مار کر تمام مال اسباب لے گیا
جب خواجہ عمرو پرچہ قرطاس پر یہ عبارت لکھ چکے ایک ڈورے مین باندھکے لندھور کی گردن مین ڈالدیا اور دربار سے
نکلکر دروازہ لشکر سلطانی پر آئے دربانون نے پوچھا کہو کیا انعام ملا خواجہ عمرو نے کہا ایک کوڑی نہین ملی مفت اتنی دیر تک
ڈھجایا کیے تمھارے بادشاہ نے کچھ قدردانی نہ کی یہ کہکے خواجہ عمرو وہان سے جلد تر روانہ ہوئے اثنائے راہ مین شکل
اپنی تبدیل کر ڈالی جب بعد قطع راہ خواجہ عمرو لشکر مین پہونچے اور اپنے خیمہ مین جاکر جو کچھ مال اسباب دربار لندھور سے
جلدی مین سمیٹکر زنبیل مین رکھلیا تھا اُس مال و اسباب کو زنبیل سے نکالکر دیکھنے لگے اشیائے طلائی جنکے علیحدہ رکھے
اور نقرئی علیحدہ رکھنے لگے جواہر کو خوش ہوکے دیکھنے لگے تخت اور طاؤس مرصع کو بھی دیکھکر شاد ہوئے خواجہ عمرو تو
جملہ اسباب دیکھ رہے تھے اتفاقاً حمزہ صاحبقران نے اُسوقت سردارون سے مخاطب ہوکے فرمایا کہ آج پہنے
دوپہر سے خواجہ عمرو کو نہین دیکھا ہے ذرا دیکھو تو خواجہ کس فکر و تردد مین ہین کہین گئے ہین یا لشکر مین ہین اگر
لشکر مین ہون تو جس حال سے بیٹھے ہون اسیطرح خواجہ کو ہمارے پاس لے آؤ بموجب حکم حمزہ صاحبقران دو تین
سردار جستجو کرتے ہوئے خواجہ عمرو کے خیمے مین آئے دیکھا خیمے مین خواجہ بیٹھے ہین کروڑہا روپیہ کا مال و اسباب
خیمہ مین پھیلا ہوا ہے خواجہ عمرو مال و اسباب کو اٹھا اٹھا کے دیکھ رہے ہین اور خوش ہوتے ہین سردار خواجہ سے کہنے لگے
کہ ای خواجہ چلو تمکو حمزہ صاحبقران بلاتے ہین خواجہ عمرو نے کہا اچھا مین چلتا ہون ذرا اس مال و اسباب کو
دیکھ لون قسم اول و قسم دوم اور قسم سوم مال و اسباب کی علیحدہ علیحدہ کر لون پہنے مال و اسباب کو اچھی طرح دیکھ تو لون تو
چلون سردارون نے کہا حمزہ صاحبقران نے ارشاد کیا ہے اور یہ حکم فرمایا ہے کہ خواجہ جسطرح سے بیٹھے ہون اسیطرح لے آؤ
پس ای خواجہ اب تم مع اس مال و اسباب کے خدمت حمزہ صاحبقران مین جلد چلو خواجہ عمرو نے کہا تم چلو مین آؤن گا
پہلوان عادی نے یہ تقریر خواجہ کی سنکے خدمت حمزہ صاحبقران مین جاکر عرض کیا کہ خواجہ عمرو اپنے خیمہ مین کروڑہا
روپیہ کا اسوقت مال و اسباب دیکھ رہے ہین کہتے ہین کہ مین ٹھہر کے حاضر ہونگا حمزہ صاحبقران نے جب سنا کہ خواجہ عمرو
کروڑہا روپیہ کا مال و اسباب دیکھ رہے ہین نہایت متحیر ہوئے اور اُسیوقت ہمراہ پہلوان عادی کے خیمہ خواجہ عمرو مین تشریف
لائے دیکھا چراغ روشن ہے کروڑہا روپیہ کا مال و اسباب روبرو رکھا ہے خواجہ عمرو ہر ایک کا کپڑے سے
گرد و غبار جھاڑ رہے ہین اگر کوئی تار گرد و غبار کے جھاڑنے مین ٹوٹ کے زمین پر گر پڑتا ہے تو افسوس کرتے ہین اور پھر
اُس تار زر کو اٹھا کر زنبیل مین رکھ لیتے ہین اور اگر کسی کپڑے کو پھٹا ہوا دیکھتے ہین تو اشک آنکھون مین بھر لاتے ہین اور
کہتے ہین بڑا غضب ہوا یہ کپڑا پھٹ گیا اب کاہیکو ایسا پیرہن مجکو نصیب ہوگا حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے
پوچھا ای خواجہ عمرو آج یہ تخت و تاج اور یہ طاؤس مرصع اور یہ فرش لباسی وغیرہ کروڑہا روپیہ کا مال و اسباب
کہان سے جاکر لے آئے کسکو لوٹ لیا کہان سے اسقدر مال و اسباب دستیاب ہوا خواجہ عمرو نے عرض کیا ای امیر باتوقیر
آج مین دربار لندھور بن سعدان مین گیا تھا لندھور بادشاہ عالی ہمت ہے اور نہایت صاحب مروت ہے اُسنے مجکو
اپنے دربار مین بعزت بٹھایا اور مجھسے پوچھا تم کون ہو تمھارا کیا نام ہے مین نے کہا میرا نام خواجہ عمرو ہے مین حمزہ صاحبقران کا
برادر و جان نثار و عیار ہون ای امیر باتوقیر جسوقت لندھور کو میرے نام سے آگاہی ہوئی اُسوقت اُسنے زیادہ تر میرے

حال پر نظر عنایت کی جب مین آپ سے رخصت ہونے لگا اُسوقت آپنے یہ سب مال اسباب مجکو دیا مین لیکر یہان آیا حمزہ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا ای خواجہ عمرو ہمکو تو ثابت ہوتا ہی کہ تمنے جاکر وہان عیاری کی ہو اور یہ سب مال اسباب عیاری کرکے وہان سے لائے ہو یہ مال و اسباب ایسا نہین ہی کہ لندھور نے تمکو دیا ہو اس مال و اسباب مین تخت و تاج اور طاؤس یان مرصع اور میز فرش لباسی بھی ہین ہرگز عقل قبول نہین کرتی کہ لندھور نے تمکو بخوشی اپنا تخت تاج وغیرہ دیا ہو تم جھوٹھ کہتے ہو کبھی آپنے نہ دیا ہوگا خواجہ عمرو نے عرض کیا ای حمزہ صاحبقران آپ مجھ ایسے شخص کو جھوٹھا تصور کرتے ہین بھلا مین کبھی جھوٹھ بولا ہون جو آج آپ مجکو دروغ گو تصور کرتے ہین حمزہ صاحبقران نے ہنسکے فرمایا تم تو برے راستگو ہو تمہارا مثل و نظیر نہین تمنے کبھی جھوٹھ نہین بولا اسوقت تو نہین لیکن ہمکو تمہاری دروغگوئی اور راستگوئی کا حال بخوبی معلوم ہو جائیگا حمزہ صاحبقران نے یہ کہکر فرمایا ای پہلوان عادی اس مال اسباب کو بالفعل تم اپنے تحت مین رکھو لندھور سے اس مال و اسباب کے بارے مین حال دریافت کیا جائیگا اگر آپنے خواجہ کو نہین دیا ہی تو کل مال اسباب اسکو دیا جائیگا اگر فی الحقیقت آپنے خواجہ عمرو کو یہ سب اسباب دیا ہی تو پھر خواجہ کو دیدیا جسوقت یہ گفتگو سے حمزہ صاحبقران پہلوان عادی اور خواجہ عمرو نے سنی چہرہ خواجہ کا صدمہ سے متغیر ہو گیا و اوسان تشر ہو گئے بیتاب و بیقرار ہو کر قصد کیا کہ جال حضرت الیاس کا مار کر تمام مال اسباب مذکور زنبیل کر لیجیے پہلوان عادی کو چھونے بھی نہ دیجیے نہین معلوم انجام اس مال و اسباب کا کیا ہو یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جال دوش سے اُتارا اور قصد جال مارنے کا کیا پہلوان عادی نے حسب ارشاد حمزہ صاحبقران ہاتھ خواجہ عمرو کا پکڑ لیا اور تمام مال اسباب پر اپنا قبضہ کیا اُسوقت خواجہ عمرو نے بہت بیتاب ہو کے حمزہ صاحبقران سے کہا ای امیر یا تو قبر اگر میرے مال اسباب سے ایک تار بھی کم ہو جائیگا یا کوئی لے لیگا تو مین آپسے لونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ تم اس مال و اسباب کی ایک فرد لکھو اگر لندھور نے یہ اسباب تمکو دیا ہی تو موافق فرد کے لے لینا خواجہ عمرو نے بدرجہ ناچاری و مجبوری فرد جملہ مال و اسباب کی لکھی حمزہ صاحبقران نے فرد خواجہ عمرو سے لیکر اپنے پاس رکھی اور کل مال و اسباب مذکور پہلوان عادی کے حوالے کرکے اور خواجہ عمرو کو اپنے ہمراہ لیکے بارگاہ مین آئے اور چار سو سوارون سے مخاطب ہو کر اور مسکرا کر فرمایا آج لشکر کے سوارون سے کہدیا جاوے کہ خواجہ عمرو کی بخوبی نگہبانی کرین اور نہایت ہوشیار اور خبردار رہین عجب نہین ہی کہ آج خواجہ عمرو بھاگ جائین سردارون نے بھی لشکر سے عرض کیا سوارون سے ابھی کہدیا جائیگا کہ خواجہ عمرو کی نگہبانی کرین کہین جانے نہ دین خواجہ عمرو نے یہ گفتگو سنکے کہا یہ کس جرم پر سواران لشکر مجکو کہین جانے نہ دینگے اور میری نگہبانی کرینگے مین نے کیا تقصیر کی ہی کسکو مین نے مار ڈالا ہی کسکا مجکو خوف ہی کہ مین بھاگ جاؤنگا حمزہ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا کہ تمنے یہ خطا کی ہو کہ لندھور والی ہندوستان کا مال و اسباب عیاری کرکے لے آئے ہو اب اُسکے خوف سے ضرور بھاگ جاؤگے اسوجہ سے ہمارے حکم سے تمہاری نگہبانی کرینگے کہین تمکو جانے نہ دینگے تا وقتیکہ اس مال و اسباب کے بارے مین تحقیقات کامل نہوگی خواجہ عمرو یہ گفتگو حمزہ صاحبقران کی سنکے اور مال و اسباب کا خیال کرکے نہایت متفکر و متردد ہوئے اور یہ خیال کرنے لگے کہ ای خواجہ اگر لندھور نے یہ مال و اسباب لیلیا تو مین تباہ اور برباد ہو جاؤنگا پھر ایسی دولت کہان پاؤنگا کرورہا روپیہ کی دولت ہی مین تو اس دولت کے صدمہ مین مر جاؤنگا کبھی جانبر نہونگا ہائے افسوس مینے زنبیل سے یہ سب مال و اسباب باہر نکالا بیکار تمام مال نکال کے دکھا بھلا لا ہاے مین کیا جانتا تھا کہ اس طرح بے مروت کو خبر ہو جائیگی اور یہ مال میرے ہاتھ سے مفت جاتا رہیگا اگر مین زنبیل سے اس مال کو نہ نکالتا تو کاہیکو اسباب کے چھن جانے کا صدمہ عظیم ہوتا دیکھیے اب اس مال اسباب کا انجام کار کیا ہوتا ہی لندھور لیگا یا مجکو دیگا بظاہر تو معلوم ہوتا ہی کہ لندھو

مجکو نہ دیگا کیونکہ کروڑ بار روپیہ کا مال اسباب ہو اگر دس بیس ہزار کا اسباب ہوتا تو امید ہوتی کہ شاید لندھور مجھی کو دیدے اور خود نہ لے یہ مال تو کروڑ بار روپیہ کا ہی مجکو کا ہیکو دیگا بلکہ یہ یقین ہی کہ جسوقت لندھور یہ مال و دولت پائیگا نہایت خوش ہوگا غرضکہ اے خواجہ عمرو نے بڑی نادانی کی تمکو زنبیل سے مال اسباب نکالکر دینا مناسب تھا خواجہ عمرو نے جب یہ خیالات کیے شکم میں قراقر ہونے لگا گھبراکر حمزۂ صاحبقران سے عرض کرنے لگے میرے پیٹ مین درد ہوتا ہی بیت الخلا مین جاتا ہون صاحبقران مسکرائے اور فرمایا اے خواجہ عمرو تمنے بیگانے مال اسباب کے واسطے رنج وملال کیا کہ نوبت اس حال کی پہونچی خواجہ نے عرض کیا کیا کسی کے پیٹ مین درد نہیں ہوتا ہی اگر میرے پیٹ مین درد اسوقت کسی وجہ سے ہوتا ہی تو آپ ہنستے ہین خواجہ عمرو یہ کہکے بیت الخلا مین گئے بیٹھتے ہی خواجہ کو دست آیا بعد طہارت خواجہ حمزۂ صاحبقران کی خدمت مین آئے تھوڑی دیر کے بعد پھر ضرورت بیت الخلا مین جانے کی ہوئی اسی طرح تمام شب خواجہ عمرو کی کیفیت رہی

داستان جانا پہلوان عادی کا دربار لندھور مین نامہ اور تحائف اور تخت وتاج لیکر

راویان خوش تقریر بیان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو نے مال و اسباب کے ملنے نہ ملنے کی فکر مین ہزار صدمہ ورنج وہ شب بسر کی اور وہ وقت آیا مطابق اشعار سحر پردہ شب سے باعز وجاہ ۔ عیان جب ہوا مہر زرین کلاہ ۔ نمایان ہوئی جانب آسمان ۔ سپیدی سحر کی بصد عز وشان ۔ حمزۂ صاحبقران نے بعد پڑھنے نماز سحر کے واسطے دریافت کرنے احوال مال و اسباب کے ایک نامہ بسیف ذوالیدین سے لکھوایا مضمون نامہ یہ تھا کہ اے شیر بیشہ بہادری واے ہزبر نیستان دلاوری بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان بعد سلام کے واضح ہو کہ مین بموجب حکم نوشیروان بطلب خراج ہندوستان آیا ہون اور بیانتک پہونچا ہون چونکہ روز جنگ کا ورروز آشتی آشتی لازم ومناسب ہی اسوجہ سے مینے یہ نامۂ محبت شمامہ لکھا ہی فی الحال ہمکو معلوم ہوا ہی کہ خواجہ عمرو عیار تمھارے دربار مین گئے اور کل مال اسباب تمھارا دربار سے لیکر آئے انکا تو یہ بیان ہی کہ بادشاہ ہندوستان نے مجکو یہ مال و اسباب بخوشی دیا ہی لیکن مجکو بخوبی یقین نہین ہی اس سبب سے یہ مال اسباب مع چند تحائف بدست پہلوان عادی روانہ کیا جاتا ہی چاہیے کہ تحائف قبول کرکے نسبت مال اسباب مذکور سے اطلاع دو کہ فی الحقیقت یہ مال و اسباب تمنے خواجہ عمرو کو دیا ہی یا نہین اگر خواجہ بہ عیاری لے آئے ہون تو یہ مال و اسباب لو مین خواجہ عمرو کو اس گستاخی کی سزاے معقول دونگا فقط زیادہ والسلام جب یہ نامہ حمزۂ صاحبقران لکھوا چکے پہلوان عادی کو بلاکر فرمایا کہ یہ نامہ اور یہ تحائف اور جملہ مال اسباب جو تمنے تمھارے حوالے کیا تھا لندھور کے پاس لیجاؤ اور بہ جمعیت بارہ ہزار سوار مع اپنے بھائیون کے جاؤ پہلوان عادی موافق حکم حمزۂ صاحبقران نامہ و تحائف اور جملہ اسباب مذکور لیکر مع اپنے بھائیون اور بارہ ہزار سواران جرار کے اسیوقت روانہ ہوا اب حال لندھور کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب صبح ہوئی اور بیہوشی دفع ہوئی لندھور ہوشیار ہوا اور اہل دربار سے پوچھنے لگا کہ یہ کیا واقعہ ہوا تخت وتاج وغیرہ کون لیگیا اور بابا ے زدو برد کہان گیا اہل دربار نے عرض کی حضور ہم ایسے خواب سے غافل ہوے کہ ابھی ہوشیار ہوئے ہمکو کچھ حال نہین معلوم ہی کہ تخت و تاج اور مال و اسباب دربار حضور سے کون لیگیا اور بابا ے زدو برد کہان گیا لندھور یہ تقریر اہل دربار کی سنکے اور زیادہ متحیر ہوا ناگاہ اپنی گردن مین ایک پرچۂ قرطاس بندھا ہوا دیکھا جب اس پرچۂ قرطاس کو پڑھا معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو عیار حمزۂ صاحبقران بابا ے زدو برد بنکر آئے تھے فن بجا کر کسی تدبیر سے سب کو بیہوش کرکے تمام اسباب دربار لے گئے لندھور پرچہ مذکور پڑھکے برہم ہوا یکایک جاسوس بارگاہ پیر آکے ٹھہرے اور بعد ادب اسطرح دعا و ثناے شاہی بجالائے اور عرض کرنے لگے

اورنگ نشین تخت اقبال

ہنگامہ فروز جاہ و اجلال	جسم مرتبہ ہمسر سلیمان	قیصر ہو غلام بندہ خاقان	ظاہر ہو فروغ اختر تخت
خورشید توجہ ہو فلک تخت	جھک جائے زمانہ بہر تسلیم	ہوں زیر نگین تمام اقلیم	شہریار عالی وقار کی عمر و دولت

روز بروز افزوں ہو دشمن ہمیشہ ذلیل و نگوں رہے دل شہریار ہمیشہ مسرور و شاد رہے خاکسار بنام تباہ و برباد ہے غلاموں نے سنا ہے کہ حمزہ صاحبقران نے پہلوان عادی حاکم قلعہ تنگ رو داخل شہر گھیا نے بھائی کو کچھ تحائف دے کر اور کچھ مال و اسباب وغیرہ بھی ہمراہ کر کے مع بارہ ہزار سواروں کے حضور کی خدمت میں روانہ کیا ہے پہلوان عادی تھوڑی دیر میں حاضر خدمت حضور ہوا چاہتا ہے باقی خیریت ہے جو اس یہ عرض کر کے چلے گئے لندھور نے امرا و وزرا سے مخاطب ہو کر حکم دیا جلد تر دربار آراستہ ہو بمجرد حکم لندھور کے وزرا و امرا نے دربار کو از سر نو آراستہ کیا فرش نفیس بچھوایا تخت شاہی بچھایا گیا ہزارہا کرسیاں جواہر نگار تخت کے پیش و پس رکھی گئیں صدہا و ہزارہا دنگل وغیرہ بچھائے گئے علاوہ اسکے انواع و اقسام کے سامان زیب و زینت دربار میں کیے گئے جب دربار بخوبی آراستہ ہو گیا لندھور تاج شاہی سر پر رکھ کے سلطنت پر جلوہ فرما ہوا امرا اور وزرا وغیرہ علی قدر مراتب دنگلوں و کرسیوں پر لباس فاخرہ پہنے ہوئے بیٹھے جب لندھور سریر شاہی پر جلوہ فرما ہو چکا اسوقت لندھور نے شیپال ہندی اپنے عم نامدار سے مخاطب ہو کر کہا پہلوان عادی برادر حمزہ صاحبقران آتا ہے آپ چند سرداران نامی کو واسطے استقبال کے روانہ فرمائیں تاکہ سرداران مذکور بعزت و حرمت پہلوان عادی کا استقبال کرکے یہاں لے آئیں شیپال ہندی نے فی الفور سرداران پُروقار و نامدار کو برائے استقبال پہلوان عادی روانہ کیا سرداران نامدار گھوڑوں پر سوار ہو کے مع دس ہزار سواران تہور شعار روانہ ہوئے ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ بعد انتقال سلطان سعدان بوجہ خرد سالی لندھور کے شیپال ہندی تخت سلطنت پر بیٹھا تھا اور مثل اپنے برادر سعدان کے حکمرانی کرتا تھا لیکن جس وقت سے لندھور نے قیصر لاجوردی سے اسلحہ اور خزانہ اور فیل سیمونہ بقوت بازو اور بیاوری اقبال پایا ہے شیپال ہندی تخت سے اتر کر لندھور کو تخت پر بٹھا دیا ہے لندھور سلطنت حکومت کرتا ہے شیپال ہر چند چچا لندھور کا ہے اور بزرگ ہے لیکن اطاعت لندھور کی کرتا ہے لندھور ہر ایک امر میں اکثر شیپال سے مشورہ کرتا ہے جس کام کے واسطے کہتا ہے شیپال فی الفور تعمیل حکم کرتا ہے جیسا کہ قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ لندھور نے شیپال سے کہا اور شیپال ہندی نے سرداروں کو برائے استقبال پہلوان عادی روانہ کیا ہے چنانچہ سرداران نے بصد کروفر در سلطانی سے دو فرسخ جاکر پہلوان عادی کا استقبال کیا اور پہلوان عادی کو بصد عزت و حرمت اپنے ہمراہ لیکر قریب دولتسرائے لندھور پہونچے ہمراہیان پہلوان عادی نے جو قصر شاہی کی طرف دیکھا

اشعار

خاک ہو بوسہ میسر آستان پاک کا	رفعت قصر معلی اسطرح آئی نظر	تا رک عرش برین ہو زیر چتر سائبان
ہو گیا ہے سرمہ تر ہیں غبار آستان	پستی گاو زمین ہو اوج فرق فرقدان	کھینچتے ہیں آئینہ میں جن کے تشریف ...
اسقدر رفعت ہے یہ جو غیر نے وقت سحری	عالم علوی سے اسکی ظفر ہی ہو چھپے	گرد پھرتے ہیں شہ دق کے لیے ...
دیکھ لیتا ہے شب کو سب کے سر آسمان	چھپے تا آخر نگاہ خلق سے باغ جنان	کیا مصفا ہیں درو دیوار جسکے سامنے
	چرخ پر حکم قضا سے ہر زمین و مقام	صورت محراب حجابی ہو شب کہکشان

جب سرداران لشکر لندھور پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو اپنے ساتھ لیکر دولتسرائے لندھور بن سعدان میں پہونچے عادی نے لندھور کو دیکھا کہ جلوہ فرما تخت پر دربار میں ہے اسطرح جیسے شمع روشن محفل میں یا قالب میں جان جس پہلوان عادی دربار میں پہونچا اسوقت بحکم لندھور اکثر سرداران پُروقار نے برائے تعظیم پہلوان عادی کرسیوں و دنگلوں سے اٹھ کھڑے ہوئے پہلوان عادی نے موافق قاعدہ اسلام سلام کیا لندھور پہلوان عادی کے سلام کا جو

نظر کرکے نہایت متحیر ہوا خیال کرنے لگا کہ یہ انسان کا پیکر ہے یا ایک دیو ہے نہیں معلوم اس شخص میں کسقدر قوت و طاقت ہوگی اور ایسے ہی جوان قوی ہیکل حمزہ صاحبقران بھی ہونگے پہلوان عادی کی والدہ کا دودھ حمزہ صاحبقران نے بھی پیا ہے لندھور نے یہ خیال کرکے پہلوان عادی کو بعد عزت و حرمت جانب دست راست اپنے قریب تخت کے بٹھایا جب پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی ڈنگلون پر بیٹھے جملہ اہل دربار نے پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو بغور دیکھکر باہم یہ کہا اشعار

تیغ انکی گر میان عرصہ رستم پہ چلے
بطن مادر سے عدو زادہ ہو پیدا خستہ جان
گر یہ دیکھیں نگاہ قہر سے سوئے عدو
آئے گو سون بھر استقبال شور الامان
عاقبت پیدا کرے تاثیر مرگ ناگہان
پشت دشمن پر اگر پڑ جائے سایہ تیغ کا

پہلوان عادی و برادران پہلوان عادی نے اہل دربار کی جانب نظر کی دیکھا کہ ہزارہا امرا و رؤسائے عالی وقار جواہر نگار کرسیوں پر بیٹھے ہیں وزرائے نیک خصال حاضر ہیں حکمائے حاذق بقراط و ارسطو بیٹھے ہیں اور صدہا پہلوانان جنگجو آتشخور رشک سام و نریمان بھی ڈنگلون پر بیٹھے ہیں چہروں سے انکے آثار دلیری و جوانمردی عیان ہے دربار مثل دربار سلاطین اولوالعزم کے آراستہ ہے لندھور تخت سلطنت پر بہزار شوکت و شان بیٹھا ہے رعب و سطوت و شجاعت و دانائی اس طرح چہرے سے ظاہر ہے اشعار

روباہ بھی ہو شیر نیستان کے برابر
کیا خوف سیاست ہے کہ بجلی بھی تڑپ کر
دیکھے ہے ورق دفتر دوران کے برابر
کھینچے صف اعدا میں جو ہنگام وغا تیغ
تن پر سر ہو سر پیکان کے برابر
دانش میں فراست میں فلاطون ہو کہ لقمان
چمکی نہ کبھی خرمن دہقان کے برابر
قوت میں شجاعت میں فن تیغ زنی میں
دریا ہو روان خون کا طوفان کے برابر
قوت وہ عاجز ہوا گر اسکی حمایت
دونوں میں بیان طفل دبستان کے برابر
عالم میں بہادر کوئی ایسا نہیں آتا
رستم سے فزون سام و نریمان کے برابر
حاسد کو اگر چاہے گرفتار جراحت

پہلوان عادی و برادر پہلوان عادی ابھی سمت اہل دربار اور جانب لندھور بتامل دیکھ رہے تھے یکایک لندھور نے حکم کیا کہ ساقیان مہ رخسار جلد شیشہ و جام لیکر حاضر ہوں بمجرد حکم ساقیان گلپیرہن غنچہ دہن کشتیاں شراب ناب کی لیکر حاضر ہوئے دل سے ناب جام میں بھر کے ایک ساقی خوشرو روبرو لندھور بصد ادب لیگیا لندھور نے جام دست ساقی سے لیکر شراب پی پھر ساقیان سیمین ساقی شہرہ آفاق نے بحکم لندھور جملہ اہل دربار کو بعشوہ و ناز و ادا ساغر صہبا دینا شروع کیا اہل دربار بادہ کشی کرنے لگے جب ساقیان گل اندام بایمائے شاہ ہندوستان لندھور بن سعدان پہلوان عادی و برادر پہلوان عادی کے جام و ساغر مئے گلرنگ سے بھر بھر کے لائے پہلوان عادی وغیرہ نے عذر کیا اور شراب نہ پی جب ساقیان گلعذار لندھور اور امرا وزرائے لندھور وغیرہ کو شراب پلا چکے اور دماغ لندھور کا بادۂ ناب سے گرم ہوا اسوقت لندھور پہلوان عادی کی طرف مخاطب ہوا پہلوان عادی نے نامہ حمزہ صاحبقران کا دیکر وہ تحائف پیش کیے اور جملہ مال و اسباب بھی روبرو رکھا اور کہا کہ حمزہ صاحبقران کو آپکی ملاقات کا ازحد اشتیاق ہے لندھور نے تحائف دیکھا اور گفتگو پہلوان عادی کی سنکے نامہ منشی کو دیا منشی نے نامہ کو باواز بلند پڑھا لندھور مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر خیال کرنے لگا کہ اگر یہ مال و اسباب جو خواجہ عمرو لیگئے تھے لیتا ہوں تو باعث میری رسوائی کا ہے لندھور نے یہ خیال کرکے پہلوان عادی سے کہا کہ یہ تحائف تو میں نے لیے لیکن یہ مال و اسباب تم لیجاؤ ہماری طرف سے بعد سلام اور اشتیاق ملاقات کے حمزہ صاحبقران سے گذارش کرنا کہ یہ مال و اسباب خواجہ عمرو کو دے دیجیے اور یہی تصور فرمائیے کہ قبل ہی ایکے میں نے مال نذر خواجہ کی ذرہ نوازی سے خوش ہوکر دے دیا تھا افسوس خواجہ عمرو جو چلے گئے اور شکل اصلی اپنی ہمکو نہ دکھلا گئے ہمکو انکی اصلی صورت دیکھنے کا اشتیاق ہے لہذا آپ خواجہ عمرو کو ہمارے پاس بھیج دیجیے

لندھور نے یہ کہکے پہلوان عادی اور برادران پہلوان عادی کو خلعت دیے چونکہ لندھور بادشاہ ہندوستان اور پہلوان
عادی صرف قلعہ تنگ رو اجل کا مالک تھا اکثر قزاقی کیا کرتا تھا اسوجہ سے خلعت لینے سے انکار نہ کرسکا جب لندھور
خلعت دے چکا اُسوقت لندھور نے تحائف ہندوستان کے پہلوان عادی کو دیے اور کہا کہ یہ تحائف ہندوستان کے
ہماری جانب سے حمزۂ صاحبقران کو دینا اور کہنا کہ مجکو بھی آپ کے خلق و مروت کے سبب سے آپ سے ملاقات کرنے کا
از حد اشتیاق ہے مگر بالفعل میرا آنا نہیں ہوسکتا ہے یہ کہکے لندھور نے عادی کو رخصت کیا پہلوان عادی تحائف
ہندوستان کے لیکر اور وہ مال اسباب بھی لیکر مع اپنے ہمراہیوں کے روانہ ہوا اور بعد قطع راہ حمزۂ صاحبقران
کی خدمت عالی میں حاضر ہوا اور تحائف دیکر تمام حال زبار اور حال خلق و مروت لندھور بیان کیا اور جو کچھ لندھور نے کہا تھا
وہ بھی عرض کیا حمزۂ صاحبقران حال خلق و مروت لندھور کا سنکے خوش ہوئے خواجہ عمرو کے چہرہ پر رونق آئی صدمۂ الم
دل سے دور ہوا اور خوش ہوکر تمام مال اسباب اپنی فرد کے مطابق پہلوان عادی سے لیکر بند زنبیل کیا اور حمزۂ صاحبقران سے
عرض کیا کہ جو کچھ میں نے التماس کیا تھا وہی آپ پر ظاہر ہوا حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا ای خواجہ لندھور بادشاہ
عالیہمت ہے اُسنے شاہ تمہارے ہلاک ہوجانے کے خیال سے منظور نہ کیا کہ اس مال اسباب کو تمسے لیلے پس اسی وجہ سے
تمکو دیدیا ہے اور تمکو بلایا ہے تمہاری صورت اصلی دیکھنے کا مشتاق ہے اب تمکو مناسب ہے کہ دربار لندھور میں جاؤ اور اپنی
صورت اصلی اسکو دکھاؤ خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ ای امیر با توقیر ایکمرتبہ میں گیا تھا تو آپنے یہ فرمایا کہ تم وہاں سے مال و
اسباب عیاری کرکے لے آتے ہو اگر اب جاؤنگا تو نہیں معلوم کیا ہوگا میں ہرگز نہ جاؤنگا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا
اب تو تمہیں جانا ضرور و لازم ہے کیونکہ لندھور نے باشتیاق تمام تمہیں بلایا ہے خواجہ عمرو یہ گفتگو حمزۂ صاحبقران
کی سنکے خاموش ہو رہے دل میں خیال کرنے لگے کہ لندھور نہایت عمدہ معقول ہے اُسنے تمام مال و اسباب مجکو
دے دیا اور کہلا بھیجا کہ میں نے یہ اسباب خواجہ کو دیا تھا اب پھر ضرور اُسکے دربار میں جاؤنگا

داستان جانا خواجہ عمرو کا دربار لندھور میں اور عیاری کرنا اور آنا لندھور غضبناک ہوکر بارگاہ امیر با توقیر میں اور عمرو کو پہچاننا

تاجران ملک سخندانی و سوداگران اقلیم خوش بیانی اس دُر آبدار داستان کو بہر ناظرین ذی کمال و مشتریان عدیم المثال
درج دہن سے اسطرح نکالتے ہیں کہ جب سیاہی شب کو کارد سحر نے حک کیا ابیات ہوا مشرق کی جانب آسمان لال
نظر آیا شفق کا رنگ خوش حال ہوا مشرق سے پیدا شعلۂ نور ضیا شائع ہوئی نزدیک اور دور صبحدم امیر با توقیر
نے نماز سحر پڑھکے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ ای خواجہ لندھور تمہارے دیکھنے کا مشتاق ہے آج تم اُسکے پاس چلے جاؤ
اپنی اصلی صورت کو دکھلاؤ خواجہ عمرو نے عرض کیا ای حمزۂ صاحبقران میں اس حال پریشان سے لندھور کے
دربار میں کیونکر جاؤں لباس نفیس میرے پاس نہیں ہے اور میں آپ کا بھائی مشہور ہوں جب لندھور مجکو
اس حال پریشان سے دیکھے گا تو باعث میری اور آپکی ذلت کا ہوگا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای خواجہ زنبیل سے
نکالکے لباس فاخرہ کیوں نہیں پہنتے خواجہ عمرو نے عرض کیا جو کچھ مال زنبیل میں ہے وہ دادا کے قبضے میں ہے اور میں نے
داد آدم کو دیدیا ہے اب اُنسے مانگنے کو دل نہیں چاہتا ہے حمزۂ صاحبقران یہ گفتگو خواجہ کی سنکے مسکرائے اور لباس
نفیس مرحمت فرماکر ارشاد فرمایا کہ ای خواجہ اب لندھور کے دربار میں جاؤگے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ ای امیر
با توقیر لباس تحفہ و بے نظیر تو آپنے عنایت کیا لیکن زاد راہ میرے پاس نہیں ہے اور یہاں سے دولتسرا لندھور
دور ہے اب بھی اسوجہ سے میرا جانا نہیں ہوسکتا حمزۂ صاحبقران نے ہنسکر فرمایا ای خواجہ عمرو اچھا ہم زاد راہ

بھی اس شہر پر دیکھیگے کہ تم دربار لندھور میں جاکر عیاری نہ کرنا اور جہانتک تم سے ہوسکے ایسی تدبیر کرنا کہ لندھور میری اطاعت اختیار کرے میں اسکو اپنا جانشین کرونگا خواجہ عمرو نے عرض کیا وہان جاکر دیکھا جائیگا حمزہ صاحبقران نے یہ گفتگو خواجہ عمرو کی سنکے پانچ سو روپے صرف راہ کے واسطے دیے خواجہ عمرو روپیہ لیکر اور لباس نفیس پہنکے اور قنطور زربفتی اور پاتابہ سقرلاطی سے آراستہ ہو کر بتعجیل تمام طرف خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کے روانہ ہوئے راہ میں جو چیز دیکھا ہر طرف عمارات عالیشان ہیں ہر ایک بازار میں دکانوں پر انواع و اقسام کی اشیا ہیں دکاندار لباس نفیس پہنے ہوئے بیٹھے ہیں خریداروں کا دکانوں پر ہجوم ہے مرد خوش رو و خوش جمال ہیں عورتیں حسن و دلربائی میں بے مثال ہیں ہر ایک کوچہ خس و خاشاک سے صاف سڑکیں نہایت شفاف آبپاشی کا چھڑکاؤ اس طرح معلوم ہوتا ہو کہ گلاب اور

کیوڑے کا عرق چھڑکا ہوا جا بجا ت
عجب چھڑکاؤ تھا پانی کا آتش بجا
چلی آتی تھی ہر جانب سے خوشبو

نظر آتے جو کوچے سب معطر
گلاب و کشیدہ کا گمان تھا

زمین سے آتی تھی خوشبو برابر
معطر ہر سڑک تھی سب کہ ہر سو

کسی جانب سے ایسی صدائے نغمہ آتی تھی کہ دلکو بیقرار کرتی تھی خواجہ عمرو سیر کرتے ہوئے چلے جاتے تھے ناگاہ خواجہ عمرو نے دیکھا کہ چند سوداگر جاتے ہیں کسی کے پاس جواہرات بیش بہا معلوم ہوتا ہو کسی کے پاس لعل و گوہر بظاہر ثابت ہوتے ہیں ایک سوداگر کے پاس ایک تاج جواہر نگار ہو خواجہ نے سوداگروں کو دیکھا اور تاج پر نظر کرکے اپنے ہاتھ کو دیکھا اور ہاتھ کی پشت کو دیکھا تین سو ساٹھ مکر و فریب ہیں میں کے انہیں سے ایک کو پسند کرکے فی الفور آپ بھی مثل ایک ضعیف سوداگر کے اپنی صورت بنائی سر پر دستار رکھی آنکھ پر چشمہ بلور کا رکھا دست رعشہ دار میں عصا باداملج کا لیا اور لباس تاجروں کے مانند زیب تن کرکے قریب اُن سوداگروں کے گئے اور بعد سلام اُنسے پوچھنے لگے کہ اسوقت تم سب کہاں جاتے ہو اُن سوداگروں نے کہا کہ ہم شاہ ہندوستان لندھور بن سعدان کے دربار میں جاتے ہیں یہ تاج جواہر نگار اور لعل و گوہر وغیرہ واسطے بیچنے کے لیے جاتے ہیں اور دور دراز سے اسی واسطے یہاں آئے ہیں سوداگروں نے یہ کہکر خواجہ عمرو سے پوچھا آپ کا نام کیا ہو اور باشندے آپ کس ملک کے ہیں یہاں کس وجہ سے تشریف لائے ہیں خواجہ عمرو نے کہا میرا نام خواجہ تو انگر ہو اور میں رہنے والا بصرے کا ہوں خاص و عام مجکو خواجہ تو انگر بصری کہتے ہیں میں فی زمانہ رائن سے ہمراہ لشکر حمزہ صاحبقران یہاں آیا ہوں میں اسوقت ایک لعل بدخشان نہایت خوشرنگ و گران قیمت لندھور کو فقط دکھانے کے واسطے لیے جاتا ہوں ہرچند کہ بادشاہ ہندوستان ہو لیکن اس لعل کی قیمت نہ دیسکیگا سوداگروں نے باشتیاق تمام کہا کہ اچھا آپ تو انگر وہ لعل ہمیں بھی دکھلائیے خواجہ عمرو نے اپنی کمر سے ایک ڈبیا نقرئی نکالی اور اُس ڈبیا کو کھولکر ایک لعل خوشرنگ جسکا وزن پندرہ بیس مثقال کا تھا نکالا اور اُن سوداگروں کو دکھایا جسوقت سوداگروں نے اس لعل کو دیکھا حیرت سے عجب رنگ ہوا مانند سنگ بیحس و حرکت ہوگئے ایک دوسرے کی طرف دیکھکر اشارہ سے کہنے لگا کہ فی الواقع کیا لعل ہو سوائے اس لعل کے ہمنے اجتک ایسا لعل کبھی نہیں دیکھا نہیں معلوم یہ لعل خواجہ تو انگر کے ہاتھ کیونکر آیا قیمت اس لعل کی خراج ہفت اقلیم سے بھی زیادہ ہو جب سوداگر اُسکو بخوبی دیکھ چکے اور باہم اشارہ سے گفتگو کر چکے اسوقت لعل مذکور خواجہ تو انگر کو دے کر پوچھنے لگے کہ یہ لعل خوشرنگ و گران سنگ آپکو کہاں سے ملا فی الحقیقت کیا اچھا لعل ہو بیشک اسکی قیمت خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کسیطرح نہ دیسکیگا خواجہ تو انگر نے مسکرا کر کہا کہ میں زمانہ شباب سے اب تک ہزارہا ملک دور و دراز کے سفر کیے ہیں صدہا بیابان وحشت انگیز و صحرائے ہول خیز میں گذر ہوا ہو ایسے ایسے میں نے عجائب غرائب ہر ایک سفر میں دیکھے ہیں کہ اگر میں تم سے ایک سفر دریا کا احوال بیان کروں تو تمکو

کس طرح یقین ہوا ور یہ لعل بحکم سفر بدخشان میں دستیاب ہوا تھا آج تک کسی بادشاہ او شہنشاہ اس لعل کی قیمت نہ دیکھا تاجروں نے تقریر خواجہ توانگر کی سنکے کہا بیشک آپنے ہزار ہا سفر کیے ہونگے اور سب سے زیادہ اپنے عجائبات دیکھے ہونگے اور یہ لعل بھی آپکو بدخشان ہی سے ملا ہوگا القصہ تاجران مذکور خواجہ توانگر سے باتیں کرتے ہوئے آہستہ آہستہ راہ طے کرتے ہوئے در شاہی تک پہونچے اور قریب در دولت ایک جگہ ٹھہرکے دربانوں سے کہنے لگے کہ ہم سب تاجر ہیں راہ دور و دراز سے آئے ہیں ممالک مغرب کے چند در چند اشیاے نادر و نایاب لائے ہیں تم خسرو ہندوستان سے ہمارے حاضر ہونیکی خبر کرو دربانوں نے سوداگروں کی گفتگو سنکے فی الفور عرض بیگیوں سے کہا ایک عرض بیگی نے یہ خبر خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان سے جاکر اسطرح دعا و ثناے شاہی بجالاکر خدمت بادشاہ عالیجاہ میں عرض کیا نظم

وہیں بحر معانی رہے جب تک جاری
جب تلک بطن صدف میں رہے قطرہ گوہر
فرق پر تیرے رہے تاج شہی کو عزت

جب تلک فکر سخنور کرے پیدا گوہر
مشغلہ ہو کہ ہمت کا جہاں میں ہر دم
تاج ہو جلوہ دہ آب صفا گوہر

جب تلک قطرۂ نیسان کی صدف ہو مشتاق
شعرا کے دہن پاک میں بھرنا گوہر
شہریار یکتا ہے روز کا قیامت

تیک اقبال کم نہو اور طلوع و غروب ماہ و مہر تک دولت کا زوال نہو اسوقت چند تاجر ممالک دور و دراز سے لعل و گوہر و دیگر اشیاے نادر و نایاب لیکر برائے آستان بوسی در شہریار فلک اقتدار پر باشتیاق تمام حاضر ہوئے ہیں امید بار یابی ہیں خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان نے عرض بیگی کی سنکے حکم دیا کہ ایک تاجر جو سب سوداگروں میں لئیق و فہیم ہو کل تحائف ممالک لیکر ہمارے سامنے حاضر ہو اور سب سوداگر در دولت پر ٹھہرے رہیں عرض بیگی یہ حکم لندھور سنکے در دولت پر آیا اور سوداگروں سے مخاطب ہوکے کہنے لگا کہ بادشاہ کشورگیر گردون سریر کا یہ حکم ہے کہ تم میں سے ایک شخص جو لئیق و ہوشمند ہو جملہ اشیاے ممالک جو لائق ہمارے ہوں لیکر دربار میں آئے اور باقی جملہ سوداگر در شاہی پر حاضر رہیں تاجران مذکور عرض بیگی کی گفتگو سنکے باہم کہنے لگے کہ کس شخص کو دربار شہریار میں بھیجیں خواجہ توانگر نے کہا اگر مناسب ہو تو مجھی کو دربار بادشاہ فلک بارگاہ میں بھیجو جملہ تاجروں نے کہا بہتر ہے آپ ہی دربار میں تشریف لیجائیں ہمارے جانے سے آپ ہی کا جانا بہتر ہے کیونکہ بہ نسبت ہمارے آپکو زیادہ تر بادشاہوں کے دربار میں جانے کا اتفاق ہوا ہوگا علاوہ اسکے ہم سب سے زیادہ آپ عقلمند اور بزرگ ہیں تاجروں نے یہ کہکے کسی تاجر نے خواجہ کو درج در آبدار دیا اور کسی سوداگر نے لعل و یاقوت دیے کسی تاجر نے تختیاں الماس اور ہیرے کی دیں اور کسی سوداگر نے تاج جواہر نگار دیا اور سب نے اپنے اپنے مال کی قیمت خواجہ توانگر سے کہدی کہ اس قیمت تک ہمارا مال جواہر بیچ ڈالیے گا اور اگر قیمت مذکورہ سے شہریار کم قیمت دے تو ہرگز نہ بیچیے گا خواجہ توانگر ہر ایک شخص کے مال کی قیمت بخوبی سمجھکے دربار لندھور میں گیے خواجہ توانگر نے دیکھا کہ خسرو ہندوستان بصد شوکت و شان تاج شہریاری سر پر رکھے ہوئے پوشاک نادر پہنے ہوئے سریر حکومت پر بیٹھا ہے گرد امرا اور روسا و پہلوان وغیرہ کرسیوں اور زرنگاروں پر بیٹھے ہیں دربار مانند دربار جمشید و خسرو کے آراستہ ہے خواجہ توانگر نے مجراگاہ پر کھڑے ہوکے موافق قاعدہ کے مجرا کیا اور اس طرح ثناے

بادشاہ میں درج دہن کو وا کیا نظم
مشتری ہمت والا ہوئی جب سے تیری
نظر آتے ہیں جہان میں تہ و بالا گوہر
در شاہی کا یہ عالم ہے کہ ہر کوچہ میں
بدر سے خرمہرہ کے محتاج نہ ہے گا گوہر

آبرو بخشے جو تو خاک نشینوں کو کبھی
لعل بھی دیکھے عدن میں نہیں ملتا گوہر
نیم لحظہ بھی نہو دست سخا کو کافی
صورت ذرہ نظر آتے ہیں صد ہا گوہر
بے نیازانہ جو تو جانب دریا دیکھے

صاف بنجائے ہر اک ذرہ صحرا گوہر
بحر و نیسان ہے کوئی تیری سخا کو پوچھے
ہمہ تن گر نہیں کونین سے دریا گوہر
گر یہی ہمت و بخشش ہے تو بازاری سے
کم ہوا اک قطرۂ شبنم سے زیادہ گوہر

پھر تو عارض روشن جو دکھائے اعجاز
روش غنچہ نسیم ہی ہو شگفتہ گوہر
قطرہ ہائے عرق چہرہ سے نادم ہو کے
دیکھیے مرکر بھی شب گور میں آئی گوہر
دیکھیے تو گر نگہ گرم سے ہنگام غضب

دم نظارہ ہو اک دیدہ بینا گوہر
رنگ رخ رعب سے ایسا ہو وہ مر نیم بید
چھپ رہے جا کے تہ دامن دریا گوہر
استقرار ہی سے مظلوم ہو بست رحمت
پگھلے ایسا کہ ہو سیماب کا ٹکڑا گوہر

داد شاہ عدل سے گر قید کشائی تو کرے
کہ جسے قطرہ خون تن اعدا گوہر
دیدہ گور کو گر خاک کرن پا سے ملے
رکھتے ہیں گرد یتیمی کی تمنا گوہر
جب خواجہ تونگر قریب بادشاہ بندگی

کر چکا خاموش ہو کر کھڑا رہا لندھور نے نہایت خوش ہو کر ایک کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا خواجہ تونگر تسلیم کر کے کرسی پر بیٹھے لعل و گوہر الماس وغیرہ تو نہ دکھائے لیکن تاج جواہر نگار دکھایا لندھور نے تاج کو پسند کر کے قیمت پوچھی خواجہ نے فرد قیمت تاج کی پیش کی لندھور نے فرد کو جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ قیمت تاج کی تین لاکھ روپیہ ہیں چونکہ تاج مذکور میں گوہر آبدار اور جواہر بیش بہا نصب تھا اور نہایت خوشنما تھا اس وجہ سے لندھور نے تاج کو پسند کر کے داروغہ جامہ خانہ کو طلب کر کے وہ تاج اسکو دیا اور فرمایا کہ لاکھ روپیہ کی اشرفیاں اس سوداگر کو دلوا دو داروغہ جامہ خانہ اس تاج کو لیکر چلا اور خواجہ تونگر سے کہنے لگا کہ دربار سے اٹھکر باہر چلو اور سب سوداگروں کے سامنے لاکھ روپیہ کی اشرفیاں لیلو خواجہ تونگر یہ تقریر داروغہ جامہ خانہ کی سنکے خیال کرنے لگے کہ اگر قیمت تاج کی داروغہ نے روبرو تاجروں کے مجکو دی تو کچھ بھی میرا فائدہ اور نفع نہ ہوا تاج تمام اشرفیاں یہ لینگے اور مجکو ایک پھوٹی کوڑی بھی نہ دینگے جو ہمارا مدعا ہے وہ حاصل نہوگا یہ خیال کر کے خواجہ تونگر بیتاب و بیقرار ہو کے کرسی سے اٹھے اور لندھور سے کہنے لگے کہ اے شہریار عادل و منصف یہ امر تو خلاف عدل ہے کہ قبل قیمت دینے کے داروغہ نے تاج لیلیا ہے اور دیکھیے لیے جاتا ہے میں حضور ہی کے روبرو حاضر ہوں بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ داروغہ جامہ خانہ قیمت تاج مجکو نہ دیگا اور تو نہیں تاج لے لیگا پس اس وجہ میں امیدوار ہوں کہ حضور داروغہ سے تاج مجکو دلوا دیں جسوقت داروغہ سے مجکو تمام و کمال اشرفیاں وصول ہو جائینگی اسوقت میں تاج داروغہ کو دیدونگا خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان خواجہ تونگر کی گفتگو سنکے اور بیتابی و بیقراری دیکھکے مسکرایا اور خواجہ تونگر سے کہنے لگا اے خواجہ تم پریشان خاطر نہو میں تمکو داروغہ سے ابھی تاج دلوائے دیتا ہوں تمکو اشرفیاں لاکھ روپیہ کی دلوا دے اسوقت تم اسکو تاج دیدینا اے خواجہ تونگر آگاہ ہو کہ میں کسی اعلی و ادنی پر ظلم و جبر نہیں کرتا اور نہ چاہتا ہوں کہ میرے عہد میں کوئی ظالم کسی پر ظلم کرے لندھور نے یہ کہکے داروغہ جامہ خانہ سے خواجہ تونگر کو تاج دلوا دیا جب خواجہ تونگر کے ہاتھ میں تاج آیا دل مضطر قرار آیا حواس درست ہوئے داروغہ نے کہا اے خواجہ تونگر بصری اب اٹھو اور لاکھ روپیہ کی اشرفیاں لیلو تاج میرے حوالہ کرو خواجہ تونگر بصری اٹھے اور ہمراہ داروغہ خزانچی کے پاس آئے خزانچی نے بموجب حکم خسرو ہند داروغہ جامہ خانہ کو لاکھ روپیہ کی اشرفیاں دیں داروغہ نے خواجہ تونگر سے کہا کہ تاجروں کے پاس چلو اور اشرفیاں لیکر تاج مجکو دو خواجہ تونگر نے کہا تاجروں کے پاس جانے کی کیا ضرورت ہے ان اشرفیوں کو اس حجرے میں رکھدو میں لیلونگا داروغہ نے حجرے میں اشرفیاں رکھدیں خواجہ تونگر حجرے میں گئے اور تمام و کمال اشرفیاں لیکر فی الفور حجرے سے باہر نکل آئے جب داروغہ جامہ خانہ نے دیکھا کہ خواجہ تونگر جسطرح حجرے میں گئے تھے اسیطرح چلے آئے اشرفیاں لیکر حجرے سے باہر نہ آئے اسوقت متحیر ہو کر داروغہ نے پوچھا اے خواجہ بصری تمنے اشرفیاں کیوں نہیں لیں خواجہ تونگر بصری نے جواب دیا بھلا مجھ بڈھے سے لاکھ روپیہ کی اشرفیاں اٹھینگی مجکو تو اپنا چلنا دشوار ہے تمنے اشرفیاں حجرے میں رکھوا دی ہیں میں نے جا کر حجرے میں دیکھ لیں ہیں اب میں اپنے ملازموں کو طلب کر کے اشرفیاں اٹھوا لونگا میرا اطمینان بخوبی ہو گیا اب تم تاجروں کے پاس چلو انکے روبرو میں تمکو تاج دیدوں اور یہ بھی انسے کہدوں کہ تاج لاکھ روپیہ

کو بکاہی کیونکہ یہ تاج جواہر نگار اُنھین تاجرون کا ہو داروغہ خواجہ کے ہمراہ تاجرون کے پاس گیا جب خواجہ تونگر بصری دروازہ
سے باہر چلے آئے تاجرون سے کہنے لگے کہ یہ تاج لاکھ روپیہ کو بکا ہی اشرفیان لاکھ روپیہ کی ایک حجرے مین رکھی ہین اگر تمھارا
دل چاہے تو تم اس تاج کو بیچو اور نہ دل چاہے تو نہ بیچو اُس سوداگر نے کہ جسکا تاج تھا خوش ہوکر کہا کہ ای خواجہ اگر آپنے
لاکھ روپیہ کو تاج بیچ ڈالا ہی تو پھر تاج دے دیجیے اشرفیان منگوا لیجیے خواجہ تونگر نے کہا اچھا اشرفیان تم اُن سے اپنے
آدمیونکو بھیجکر اٹھوا لو مین داروغہ کو تاج دیدونگا سوداگر نے اپنے چند ملازم واسطے اشرفیان لیجانے کے بھیجے ابھی اُن سوداگرون
نے جنھون نے لعل گوہر و یاقوت وغیرہ خواجہ کو دیے تھے اپنے جواہر کے بارے مین خواجہ تونگر سے کچھ نہ پوچھا تھا اور
اشرفیان حجرے سے ملازمان مذکور لیکر نہ آئے تھے داروغہ جامہ خانہ کھڑا ہوا تھا خواجہ تونگر کے ہاتھ مین تاج تھا ناگاہ
خواجہ تونگر نے سراپا سوے آسمان بلند کرکے کہا دیکھنا کس زور و شور سے آندھی سیاہ آتی ہی گرد و غبار کسقدر بلند ہی
اور بھی نظر آتا ہی ہواے تند چلا ہی چاہتی ہی یقین ہی کہ اس آندھی مین ہزارہا درخت جڑ سے اُکھڑ کے گر پڑینگے مکان بلند بھی
گر جائینگے لاکھون چرند و پرند مر جائینگے جو لوگ میدان مین ہونگے کثرت باد تند سے اُڑ جائینگے اب ہم سب پر تھوڑی دیر مین
گرد و غبار ہوگا کپڑے میلے ہو جائینگے یہ تاج بھی آلودہ گرد و غبار ہو جائیگا پس یہان ٹھہرنا لازم نہین ہی آندھی قریب ہی آگئی ہی
جہانتک ہوسکے بھاگو مین بھاگتا ہون خواجہ تونگر بصری نے یہ کہکے تاج کو اپنی کمر مین رکھا اور ایک سمت بھاگے چونکہ داروغہ
جامہ خانہ اور جملہ تاجر جانب آسمان دیکھ رہے تھے اور خیال کر رہے تھے کہ کہین بھی آندھی آنے کے آثار پائے نہین جاتے ہین
اب جو خواجہ تونگر بے اختیار بھاگے داروغہ اور تاجرون نے خواجہ تونگر سے باواز بلند کہا کہ ای خواجہ آندھی نہین آئی ہی
کیون بھاگتے ہو ٹھہر جاؤ تاج دیتے جاؤ ہرچند کہ خواجہ تونگر نے آواز ہر ایک تاجر کی سنی اور داروغہ جامہ خانہ کی صدا
کان مین پہونچی مگر ذرا بھی نہ ٹھہرے اور کچھ جواب نہ دیا بلکہ عوض ٹھہرنے کے اور زیادہ بھاگے اتنی دیر مین ملازمان سوداگرون کے
باہر آئے اور عرض کرنے لگے کہ ہم حجرے مین گئے تھے وہان تو نام و نشان بھی اشرفیون کا نہین ہی تاجران مذکور اور داروغہ
جامہ خانہ یہ گفتگو ان آدمیونکی سنکے نہایت پریشان خاطر ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ یہ کوئی فریبی اور دغاباز ہی تاج و جواہر
و اشرفیان لیکر بھاگا جاتا ہی اسے گرفتار کرنا چاہیے یہ خیال کرکے تاجران مذکور بفریاد و فغان خواجہ تونگر کے پکڑنے کو
دوڑے در دولت پر جو شور و فغان بلند ہوا خسرو ہندوستان نے متحیر ہوکے اہل دربار کو حکم دیا کہ جلد جاؤ اور دریافت کرو
کہ یہ کون لوگ نالہ و بکا کرتے ہین انپر کسنے کیا ظلم کیا ہی جو روتے ہین لندھور ابھی یہ اہل دربار سے کہہ رہا تھا کہ داروغہ
جامہ خانہ دربار مین پہونچا اور دست بستہ اسطرح عرض کرنے لگا کہ خواجہ تونگر اشرفیان اور تاج اور جواہر لیکر بھاگا جاتا ہی
چونکہ سوداگرون ہی کا تاج و جواہر اُنکے پاس تھا اسوجہ سے جملہ تاجر نالہ و بکا کرتے ہوئے اُسکے پیچھے ابھی دوڑے گئے ہین
لندھور یہ تقریر داروغہ جامہ خانہ کی سنکے خیال کرنے لگا اگر خواجہ تونگر کو خود گرفتار کرونگا اور اُس سے تاج و جواہر
وغیرہ لیکر ان تاجرون کو حوالہ کر دونگا اور خواجہ تونگر کو اس جرم کی سزا دونگا تو پھر کوئی تاجر میرے ملک مین کبھی آئیگا
اور یہ خبر اور ممالک مین پہونچیگی میری رسوائی ہوگی نا انصافی میری مشہور جہان ہوگی غرض لندھور اسی طرح کے
خیالات کرکے اور خواجہ تونگر پر غضبناک ہوکے فوراً تخت سے اٹھا چونکہ شبرنگ ہندی زین لجام سے آراستہ دروازہ پر
کھڑا ہوا تھا لندھور جلد تر دربار سے اُٹھا در دولت پر آکر مرکب مذکور پر سوار ہوا اور خود واسطے گرفتاری خواجہ
تونگر کے چلا اور گھوڑے کو عقب خواجہ تونگر دوڑایا مرکب ہوا سے باتیں کرتا چلا نظم

توسن اندیشہ بھی درماندہ مانند غبار نعل و سم کے دیکھکر چلنے سے یقین مردم کو ہو	وہ سبک عزیزین جسم مور پر رکھے جو پانون ہین ہلال و ربہ ہوش آزردہ مین ہمکنار	کیا لکھون تو تعریف اُس اسپ صبا رفتار کی خواب راحت مین اُسکے فرق آئے نہ زنہار گہ گدائے گر خیال تیز رفتاری اُسے

گام اوّل میں ابد پائے ازل کا اعتبار سا	یہ جہان تنگ وسعت قابل جولاں کہاں	عزم جہیں ہے کہ جس کی عرصۂ روز شمار

جب لندھور رکب کو جولان کرکے بہر گرفتاری خواجہ تونگر روانہ ہوا فوراً اشمال ہندی عم نامدار لندھور و دیگر سرداران نامی بھی مسلح ہوکر مع لشکر عقب لندھور روانہ ہوئے خزانچی بھی جسنے اشرفیاں دی تھیں ہمراہ لشکر چلا جب خواجہ تونگر نے پیچھے مڑکے دیکھا کہ لندھور میرے گرفتار کرنے کو آتا ہے اور تاجر بھی روتے پیٹتے دوڑتے ہوئے چلے آتے ہیں خواجہ تونگر زیادہ تر بھاگے بھاگتے بھاگتے خواجہ قریب دریا پہونچے دیکھا کہ دریا حائل ہے کسی طرف راستہ بھاگنے کا نہیں ہے اُسوقت خواجہ تونگر نے خیال کیا کہ اگر دریا میں کودونگا تو ضرور ہلاک ہو جاؤنگا اور اگر ٹھہر جاؤنگا تو لندھور قریب آگیا ہے گرفتار کریگا نہیں معلوم کس طرح سے پیش آئیگا یقین ہے کہ مجکو مار ڈالیگا سر تیرا تیغ تیز سے کاٹ لیگا روح جسم سے ایکدم میں تڑپکے نکل جائیگی لاش بے گور و کفن پڑی رہیگی یہاں کوئی لاش پر رونے والا بھی نہیں ہے کون لاش بے سر کو دفن کریگا کون قبر بنائیگا کون فاتحہ خوانی کریگا خواجہ تونگر نے یہ خیال کرکے اور نہایت مضطر و پریشان ہوکر چہار جانب دیکھا سامنے ایک مکان خام کے عنقریب کنارہ دریا کچھ نظر آیا خواجہ تونگر بمجبوری جست کرکے اُس مکان میں گئے دیکھا کہ ایک شخص ننگا فقط دھوتی باندھے ہوئے چکی میں گیہوں پیس رہا ہے مکان میں ایک ایسا حوض ہے کہ مثل ایک مختصر تالاب کے ہے جسوقت خواجہ تونگر مکان مذکور میں پہونچے وہ شخص جو چکی میں گیہوں پیس رہا تھا خواجہ کو دیکھکر پوچھنے لگا میاں صاحب آپ میرے گھر میں کیوں چلے آئے اس قدر گھبرائے ہوئے آپ کیوں ہیں خواجہ تونگر نے کہا ارے بھاگ جلدی یہاں قضا تیری آگئی اب کوئی دم میں تو مار ڈالا جائیگا مجکو تیرے حال پر رحم آیا اسوجہ سے تجکو اطلاع دینے کے واسطے تیرے مکان میں چلا آیا آسیابان یہ تقریر خواجہ تونگر کی سنکے اٹھ کھڑا ہوا اور خوف جان سے کانپنے لگا اور دست بستہ کہنے لگا میاں صاحب کون مجکو مار ڈالیگا میں نے تو کسی کی کوئی خطا اور تقصیر نہیں کی ہے شب و روز گیہوں اس چکی میں پیسا کرتا ہوں اور جسقدر اجرت گیہوں کے پیسنے کی ملتی ہے اُسمیں میں اپنی اوقات بسر کرتا ہوں مجھسے تو کسی سے دشمنی اور عداوت نہیں ہے ناحق مجھ غریب محتاج کو کون قتل کریگا خواجہ تونگر نے کہا کہ اصل حال یہ ہے کہ فی زمانہ بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان نے ایک خواب پریشان دیکھا ہے اور حکما اور عقلا کے روبرو اُس خواب کو بیان کیا ہے اور حکما و عقلا نے اُس خواب کی یہ تعبیر دی ہے کہ آج کل شہر یار پر کچھ نہ کچھ آفت و بلا آنے والی ہے اگر شہریار کسی ایسے شخص کو قتل کریں جو آسیا کو گردش دیتا ہو اور گیہوں وغیرہ پیستا ہو اور اُسکے سر کے پوست سے ایک چھوٹا سا نقارہ بنوائیں اور اپنے ہاتھ سے اُس نقارے کو بجائیں تو بہ صحت و عافیت رہیں اور جو بلا و آفت آنے والی ہے اُس سے محفوظ رہیں خسرو ہندوستان نے یہ تعبیر خواب حکما و عقلا سے لیکر حکم دیا تھا کہ کسی ایسے شخص کو تلاش کرکے اور اُسکو جلد قتل کرکے اُسکے سر کے پوست کا نقارہ بنایا جائے اب کسی شخص نے تیرے آسیا گردانی کے حال سے بادشاہ کو اطلاع دی ہے پس کچھ سوار اور پیدل اور جلاد خنجر بکف اسوقت واسطے تیرے قتل کرنے کے چلے آتے ہیں یقین ہے کہ ابھی سوار اور پیدل آکر تجکو گھیر لینگے اور جلاد تیرا سر کاٹ کے لیجائیگا جب یہ مفصل حال اُس بیچارے نے سنا بے اختیار رونے لگا جان جانے کے خوف سے خون جسم میں خشک ہوگیا چہرہ کثرت رنج سے زرد ہوگیا خواجہ تونگر لعلی کے کہنے پر یقین کرکے اور موت کا خیال کرکے زمین پر گر پڑا اور نہایت مضطر اور بیتاب و بیحواس ہوکے تڑپنے لگا اور خواجہ سے اسی عالم بیقراری و اشکباری میں پوچھنے لگا کہ میں کہاں بھاگ کے جاؤں کیونکر اپنی جان جلاد سے بچاؤں کیا تدبیر کروں کہ قتل نہ ہوں خواجہ تونگر نے کہا تو اسقدر کیوں ڈرتا ہے اور اس رنج ناحق مضطر ہے تدبیر تیری جان بچنے کی سہل ہے جلد اپنی دھوتی کھول کے مجکو دیدے میں تیری طرح چکی میں گیہوں پیسوں اور تو اسی حوض میں اتر کے اور غوطہ مار کے

چکا بیٹھا رہ جب سوار اور پیدل مع جلاد یہاں آئینگے اور مجھ سے پوچھینگے میں کہدونگا کہ وہ یہاں نہیں رہتا ہے تو وہ خود بخود
تجکو نہ دیکھکر چلے جائینگے جسوقت اُس غریب نے یہ تقریر خواجہ کی سنی فوراً خوش ہوکر اور دعائیں دیکر جلد تر اپنی دھوتی
کھول ڈالی بالکل ننگا ہوگیا خواجہ نے اُسکی طرف سے منھ پھیر لیا جب وہ دھوتی اپنی کھول کے زمین پر رکھ چکا اور
بموجب کہنے خواجہ کے حوض میں جاکر اور غوطہ مار کر بیٹھ رہا اُسوقت خواجہ تونگر نے اپنے لباس کو اُتار کے وہی دھوتی
باندھی اور صورت اپنی جلد تبدیل کرکے چکی میں گیہوں پیسنے لگے اور گیت گانے لگے ناگاہ لندھور بھی گھوڑے سے اُتر کے گھر میں
آیا کیونکہ لندھور نے دور سے دیکھا تھا کہ اسی گھر میں خواجہ تونگر بھاگ کے پوشیدہ ہوا ہے غرض جب لندھور اُس
مکان میں داخل ہوا دیکھا کہ ایک شخص نوجوان سیاہ فام شکستہ حال چکی میں گیہوں پیس رہا ہے لندھور نے پوچھا اے شخص
تیرے مکان میں ایک ضعیف آدمی ابھی بھاگ کے آیا ہے سچ بتا وہ کہاں مخفی ہے خواجہ تونگر جو چکی پیس رہے تھے
بجواب لندھور کہنے لگے کہ ابھی ایک بڈھا گھبرایا ہوا میرے مکان میں گھس آیا تھا ہر چند میں نے کہا کہ میرے گھر سے
چلا جا لیکن وہ بڈھا نہ گیا اور شاید حضور ہی کے خوف سے اس حوض میں اُتر کے اور غوطہ مار کے بیٹھا ہوا ہے لندھور
نے یہ گفتگو سنکے فوراً عالم غصہ میں لباس اپنے جسم سے اُتارا اور برہنہ حوض پر آیا اور اُن سے کہا کہ اگر تیرے پاس کوئی لنگی ہو تو
مجکو دیدے گیہوں پیسنے والے نے جلد اُٹھکے ایک لنگی مثل شال پانی کے رنگی ہوئی دی لندھور نے فوراً وہ لنگی
باندھی اور لباس اُتار کے اُدھر اُس حوض میں جو بمنزلہ تالاب تھا اُتر کے غوطہ مارا اور خواجہ تونگر کو حوض میں ڈھونڈھنا
شروع کیا اُدھر خواجہ عمرو نے جو خواجہ تونگر دربار میں گئے تھے اور اب آسیا گردانی میں مشغول تھے اسلحہ اور پوشاک
اور تاج وغیرہ اُٹھا کے جلد تر نذر زنبیل کیے فقط ایک تلوار نذر زنبیل نہیں کی اور جلد تر شکل اپنی تبدیل کی لئے ہوئے
اُس مکان کے دروازہ پر شیپال ہندی اور اکثر سرداران نامی وغیرہ آ کے ٹھہرے خواجہ عمرو نے اُس مکان سے باہر
نکل کے شیپال ہندی وغیرہ سے کہا کہ میں اس مکان میں رہتا ہوں میں نے خواجہ تونگر کو گرفتار کرادیا ہے شہریار نے
اپنی تلوار مجکو دیکر فرمایا ہے کہ ہمارے خزانچی کے پاس جاکر یہ تلوار ہماری دکھا کر ہزار روپیہ لے لیں آپ سب
صاحبوں میں خزانچی شہریار کے کون ہیں یہ تلوار شہریار کی دیکھکے ہزار روپیہ مجکو دیدیں اور یہ تلوار مجھسے اگر دل
چاہے تو لے لیں چونکہ خزانچی بھی ہمراہ سرداروں کے آیا تھا اُسنے لندھور کی تلوار کو دیکھکے فوراً ہزار روپے خواجہ
عمرو کو دیدیے خواجہ عمرو روپیہ لیکر خیال کرنے لگے کہ اب یہاں ٹھہرنا بیکار ہے یہ خیال کرکے وہاں سے بعجلت تمام حمزہ
صاحبقران کی خدمت میں چلے اور قطع راہ کرکے بارگاہ حمزہ صاحبقران میں داخل ہوئے حمزہ صاحبقران نے
پوچھا اے خواجہ آج تم جلد ہی سے چلے آئے اسکا کیا باعث ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ میں واسطے لندھور پر
گیا تھا آج لندھور کسی وجہ سے برآمد نہیں ہوا ناچار ہوکے میں چلا آیا حمزہ صاحبقران یہ تقریر خواجہ عمرو کی
سنکے سرداروں سے مخاطب ہوکے گفتگو کرنے لگے خواجہ عمرو اپنی کرسی پر بیٹھے یہاں تو خواجہ عمرو بارگاہ حمزہ
صاحبقران میں بیٹھے ہیں لیکن اب حال خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب لندھور نے
لنگی خواجہ عمرو کی دی ہوئی باندھی اور حوض میں اُتر کے غوطہ لگایا لنگی بھی پانی سے بھیگی فوراً ٹکڑے ٹکڑے ہوگئی
کیونکہ وہ لنگی کاغذ کی تھی وہ گیہوں پیسنے والا تو حوض میں ننگا بیٹھا ہوا تھا اب لندھور بھی برہنہ ہوا
ایک حمام میں دو شخص ننگے ہوئے غرضکہ جب اُس بیچارے نے دیکھا کہ کوئی شخص میری جستجو حوض میں کر رہا ہے
اُس وقت اُسنے خیال کیا کہ اب میں کسی طرح جانبر نہوں گا بیشک قتل کیا جاؤنگا یہ شخص جو مجکو حوض
میں ڈھونڈھ رہا ہے مجکو پکڑ کے جلاد کے حوالہ کردیگا جلاد سنگدل تیغ آبدار سے سر میرا کاٹ لیگا پھر یہ

سر کی کھال سے نقارہ بنایا جائیگا بعد قتل ہونے کے بھی رحمت جسم خود کی کھال میرے سر کی چوب سے پٹی جائیگی صدا
نقارہ کی مثل آواز نالہ کے بلند ہوگی پوست میرے سر کا بعد میرے مرنے کے بھی ضرب چوب سے اذیت پا کر فریاد
کریگا بادشاہ ہندوستان پر جو بلا آنے کو ہے وہ بلا میرے سر پر آئیگی افسوس ہزار افسوس شعر کاتب قسمت نے
پیشانی میں کیا لکھا ہے تھا زینت نقارہ ہوگی میرے سر کی کھال ہے۔ الغرض اُس بیچارہ نے یہ خیال کرکے اپنے سر کو
سنگ حوض سے اسقدر ٹکرایا کہ پوست سر کا جا بجا سے شق ہوگیا وہ غریب سر ٹکرا ہی رہا تھا ناگاہ لندھور نے اُس بیچارہ کو
پکڑا اور حوض سے باہر نکالا وہ بیچارہ بوجہ خوف جان کے رونے لگا اور دست بستہ عرض کرنے لگا خداوند دیکھیے اب میرے
سر کا پوست لائق درستی نقارہ نہیں ہے جا بجا سے شق ہوگیا ہے اگر میرے سر کی کھال سے نقارہ منڈھا جائیگا تو ذرا بھی
صدا نہ نکلیگی جو مدعا بادشاہ کا ہے حاصل نہ ہوگا اب مجھکو چھوڑ دیجیے جلاد کے حوالے نہ کیجیے بیکار مجھکو قتل نہ کرائیے ہندوستان
میں میرے مثل صدہا آدمی ہیں اگر واقعی ہی میں اپنی بسر اوقات کرتے ہیں انہیں سے کسی کو ہلاک کیجیے اور اُسکے
سر کی کھال سے نقارہ کی درستی کرائیے تاکہ جلد تر جو بلا اور آفت خسرو ہندوستان پر آنے والی ہے وہ دفع ہو جاے
میری بھی جان بچ جاے حضور میں اب ہند سے نکل جاؤنگا اب ہندوستان میں خوف سے نہ رہونگا ہر چند کہ میں
نہایت ہی محتاج ہوں لیکن خداوند بھیک مانگتا ہوا فاقے کرتا ہوا اپنی جان لیکر جہانتک بھاگا جائیگا بھاگونگا اور اب
ہندوستان میں ہرگز نہ رہونگا غریب پرور اپنی جان شیرین ہر ایک شخص کو عزیز ہے جب بادشاہ وقت یونہیں خواب پریشان
دیکھیگا اور حکماے نامعقول ایسی ہی واہیات اور بیہودہ تعبیریں دینگے تو جیسے ایسے چکی میں گیہوں پیسنے والے کی طرح
سنگ جفاے شہریار سے پس جائینگے خداوند نعمت اسوقت کی میری بات یاد رکھیے گا اگر گیہوں پیسنے والے قتل ہو جائینگے
یا بھاگ کر اور کسی بادشاہ کی عملداری میں یہاں سے چلے جائینگے تو خاص و عام کو بہت تکلیف ہوگی آٹا پسا ہوا
پھر کبھی ممکن نہوگا ہر ایک شخص وقت گرسنگی چنے اور گیہوں وغیرہ اجناس چبانے گا بعضوں کو تو اس قسم کی غذا ہضم
ہو جائیگی لیکن ہزاروں آدمیوں کو دست آیا کرینگے پیٹ میں نفخ رہا کرے گا کہانتک کوئی سکنجبین اور گلاب
پیا کریگا حکما کہانتک مریضوں کا علاج رہا کرینگے آخر وہ بھی گیہوں چبانے چباتے بیمار ہو جائینگے ہزاروں بلکہ لاکھوں
آدمی آرد گندم کے نہ کھانے سے بے موت مر جائینگے خصوصاً امرا اور رؤسا کی تو عجب بے لطفی سے زندگی بسر ہوگی خداوند آٹا
عجب نعمت ہے دیکھیے میرے چکی کے میندڑ میں تھوڑا سا آٹا بھی ہے سب گیہوں پیسنے کو رکھے ہیں اگر حضور میرے گرفتار کرنے کو
نہ آتے تو میں اب تک پانچ من گیہوں پیس چکا ہوتا اور اجرت لیکر کچھ پکا کر کھا چکا ہوتا اب اگر قتل کیا جاؤنگا تو یہ گیہوں
جو رکھے ہیں پڑے رہینگے اور شام تک بھوکا رہونگا اور اگر حضور مجھکو گرفتار کرکے جلاد کے حوالے کر دینگے تو یہ گیہوں یونہیں بکھرے رہینگے
اور میں بھوکا پیاسا قتل ہو جاؤنگا دنیا سے بالب تشنہ و شکم گرسنہ سوے عدم جاؤنگا لندھور نے اُس بیچارے کی
تقریر سنکے اور نہایت متحیر ہوکے کہا کہ مفصل حال بیان کر مثل دیوانوں کے گفتگو نہ کر سچ بتا تو کون ہے اور جو تیرے
مکان میں جو دو بڑھا آیا تھا وہ کہاں ہے اُسنے عرض کیا خداوند نعمت میں بیٹھا ہوا چکی میں گیہوں پیس رہا تھا ناگاہ ایک ضعیف
آدمی آیا اور مجھسے کہنے لگا کہ تو جا بھاگ جا تیرے گرفتار کرنے اور قتل کرنے کو سوار اور پیادے چلے آتے ہیں میں نے
پوچھا اس جرم پر سوار مجھکو گرفتار اور قتل کرینگے اُسنے کہا خسرو ہندوستان نے ایک خواب ہولناک دیکھا ہے حکما نے تعبیر
یہ دی ہے کہ اگر کسی آسیابان کے سر کے پوست سے نقارہ منڈھا جاے اور شہریار اُسکو اپنے ہاتھ سے بجاے تو جو
آفت و بلا آنے والی ہے اُس سے شاہ محفوظ رہیں بس تیرے قتل کرنے کو شاہ نے جلادوں کو بھیجا ہے جلاد اور سوار آیا ہی
چاہتے ہیں وہ اب مجھکو قتل کرکے تیرے سر کی کھال سے نقارہ تیار کرینگے بادشاہ اُس نقارے کو بجایا کرینگے

حضور میں جان کے خوف سے بے اختیار رونے لگا اور نہایت مضطر ہوا اُس وقت اُس مرد صیحت نے مجھسے کہا کہ تو اپنی دھوتی مجکو دیدے میں بچکر تیرے گیہوں جکی میں پیتا ہوں تو اُس حوض میں اُترکے بیٹھ رہ جب سوار اور جلاد آئیں گے میں اُنسے کچھ ایسی تقریر کرونگا کہ وہ سب چلے جائینگے تیری جان بچ جائیگی خدا وند نعمت میں نے اپنی دھوتی اُتار کے اُسکو دیدی اور ننگا اسی حوض میں بیٹھا رہا حضور نے مجکو حوض سے نکالا ہے وہ شخص نہیں معلوم ہوتا ہے یقینا وہ شخص چلا گیا میری دھوتی بھی لیگیا دیکھیے حضور میں ننگا بیٹھا ہوں مفصل حوال میں نے بیان کیا اب حضور کو اختیار ہے جو میرے حق میں مناسب جانیں وہ کریں لندھور نے یہ خیال کیا کہ شخص سچ کہتا ہے بیشک یہ آسیابان ہے خواجہ تو نہیں ہے یہ خیال کرکے لندھور نے دیکھا کہ لباس میرا بھی معلوم نہیں ہوتا اُسوقت لندھور نے خیال کیا خواجہ عمرو خواجہ تو نگر بنکر آئے تھے اور تاج اور پوشاک میری لیگئے لندھور سوچ کر نہایت غضبناک ہوا اور آسیابان سے کہنے لگا کہ جلد باہر جا اور میری طرف سے میرے لشکر کے سرداروں سے کہہ کہ جلد پوشاک اور تاج اور اسلحہ لائیں تا کہ میں پانی سے نکل کے لشکر حمزہ میں جاؤں اور خواجہ عمرو کو اس گستاخی کی سخت سزا دوں ہر چند کہ آسیابان برہنہ تھا لیکن بموجب حکم لندھور اُٹھا اور ایک ہاتھ آگے اور ایک ہاتھ پیچھے رکھکر لبِ در کھڑا ہوا اور شیپال ہندی وغیرہ سے کہنے لگا کہ حضور لباس تم سے مانگتے ہیں پوشاک حضور کی کوئی لیگیا ہے حوض میں کھڑے ہوئے ہیں باہر پانی کے آنہیں سکتے ہیں شیپال ہندی نے فوراً لباس اور اسلحہ اور تاج جواہر نگار اُس آسیابان کو دیا اُسنے لندھور کو لا کر دیدیا اُسوقت حکم لندھور سے آسیابان نے منہ اپنا پھیرا لندھور پانی سے باہر آیا اور پوشاک زیب تن کرکے اور اسلحہ تن پر آراستہ کرکے تاج سر پر رکھکر اُس مکان سے باہر آیا اور سرداروں سے پوچھنے لگا کہ اس مکان سے کوئی شخص باہر آیا تھا سرداروں نے عرض کیا کہ ایک شخص تلوار حضور کی لیکر باہر آیا تھا اُسنے کہا کہ شہریار نے واسطے نشانی کے یہ تلوار دی ہے ہزار روپے مجکو دلوائے ہیں اپنی تلوار حضور کی دیکھکر اُسکو روپیہ دیدیے گئے وہ شخص چلا گیا لندھور کو یقین ہوا کہ خواجہ عمرو ہی کا یہ کام ہے غرض لندھور نے تاجروں کو اشرفیاں دلواکر اور شبرنگ ہندی پر سوار ہوکے بقہر و غضب لشکرگاہ حمزہ صاحبقران کی طرف رخ کیا جب لندھور نے قصد چلنے کا کیا شیپال ہندی و دیگر سرداران نامی نے بھی ہمراہ رکاب چلنے کا ارادہ کیا لندھور نے کہا کوئی شخص میرے ساتھ نہ چلے میں اکیلا لشکر حمزہ صاحبقران میں جاؤنگا شیپال ہندی وغیرہ بموجب حکم ہمراہ نہ گئے لندھور نے مرکب کو جولان کیا گھوڑا اڑا رہے پھرتا ہوا چلا اشعار

وہ اسپ کہ صورت پری تھا
طالع میں بلند اختری تھا

ڈا ہو جو حزم فلک پہ جائے
صورت میں پری جھلک میں شمشیر

جھپکے جو ذرا زمین پہ آئے
دوڑے تو کڑی کمان کا تیر

تصویر جو اسکی ہو سر سنگ
تھم بدرسے چار چند بہتر

پرواز کرے ہزار فرسنگ
خورشید سے بھی کہیں منور

لندھور تو بقہر و غضب تمام شبرنگ ہندی کو دوڑاتا ہوا بتلاش عمرو لشکر امیر با توقیر کیطرف جاتا ہے لیکن اب حال حمزہ صاحبقران لکھا جاتا ہے کہ امیر با توقیر اپنی بارگاہ میں دنگل پر بیٹھے ہوئے ہیں اور بہرام گرد بن جاقان چین نعمان بن منذر شاہ یمنی و اسد شیر گیر و اسد مار گیر و اسد اسدان و اسد تیغ گیر و کرب سپر گردان و شاہزادہ سیف الدین و الیدین و پہلوان عادی وغیرہ سرداران نامی بھی علی قدر مراتب دنگل پر بیٹھے ہیں ہر ہزار ہا لشکر اپنے اپنے مقام پر خواجہ عمرو بارگاہ حمزہ صاحبقران میں اپنی کرسی پر بیٹھے ہیں حمزہ صاحبقران سرداران نامدار سے باتیں کرتے ہیں کہ یکا یک چپ ہیں لشکر اسلام بجنبش تمام دوڑتے ہوئے روبروے حمزہ صاحبقران آئے اور اسطرح بعد دعا و ثنا کے عرض کرنے لگے اشعار

اے خدا جبتک زمانہ دہر میں مشہور ہے
اے خدا جبتک گھٹائے سبزی دل کرمیان

بہر غم داغ بلبل ہم رنگ گل
شکر ہو جبتک حضور مرغ آشنوار گل

رزمگاہ دو جہان میں ناوک سرکار گل

خون اعدا سے رہے بزم لب جو عارِ گل | حضور پُر نور کا اقبال بفضل ربِّ ذو الجلال روز افزون ہوا اور حال حضور کے دشمنوں کا

رشک و حسد سے دگرگون ہو اسوقت خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان یکہ و تنہا مرکب تیز رفتار پر سوار ہو کر بقہر و غضب تمام جانب بندگان حضور آتا ہے باقی خیر و عافیت ہے جو سیس تھے عرض کر کے چلے گئے حمزۂ صاحبقران نے حکم کیا کہ لندھور کو کوئی شخص نہ روکے اگر آتا ہے تو اسے آنے سے کوئی مانع نہ ہو حمزۂ صاحبقران نے بعد اس حکم دینے کے خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکے فرمایا ای خواجہ عمرو بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آج تمنے جا کر دربار لندھور میں ایسی کوئی طراری کی ہے کہ لندھور بقہر و غضب تمھارے گرفتار کرنے کو یہاں آیا ہے خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ لندھور سے آپ خراج لیسے کیونکر آئے ہیں اسکو خراج دینا منظور نہیں ہے اسی وجہ سے وہ آپ کے مقابلہ کے واسطے آتا ہے ہوشیار ہو جائیے اسیری گرفتاری کے واسطے نہیں آتا ہے خواجہ عمرو یہ کہکے خیال کرنے لگے کہ اب لندھور یہاں آتا ہے یہاں سے چلا جانا بہتر ہے نہیں معلوم لندھور یہاں آکر تمھارے ساتھ کیا سلوک کرے گا اور دیکھیے کس طرح پیش آئے گا خواجہ یہ خیال کرکے بارگاہ سے نکل کے لشکر میں چلے گئے بعد جانے خواجہ کے حمزۂ صاحبقران نے سرداران نامی کو واسطے استقبال خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کے روانہ کیا اُن سرداروں نے جا کر لندھور کا استقبال کیا اور ہمراہ اپنے لندھور کو بارگاہ حمزۂ صاحبقران کے قریب لائے جب نزدیک بارگاہ لندھور پہونچا اسوقت

حمزۂ صاحبقران بھی تا لب فرش واسطے استقبال تشریف لائے لندھور نے دیکھا نظم | بارگہ میں اسطرح میں حمزۂ صاحبقران

شمع روشن جسطرح محفل میں ہا تا لب میں جان
شوکت اسلام دکھلائیں اگر کفار کو
مسجد دین کے واسطے داور دنائی ہمگنان
حکمران ملک جان سر فتر دیوان دل
مشرق صبح سعادت مطلع نام و نشان
دیکھا اوج مراتب سینہ گردون ہو چاک
آبنگ ہو کاسہ خورشید انور زرفشان
نکہت افشانی دامان شمیم خلق سے
بلبل تصویر بھر گفتگو کھولے زبان

رہرو دین میں میں اسطرح بے کیف و کم
پانی پانی ہوکے بہ جائے دل سنگ بتان
آفت امید کا فر لطف جان حق پرست
شوکت دین خلیل و قوت اسلامیان
باعث تسکین دل آرام جان مبتلا
وائے نادانی کہ سب سمجھے ہیں اسکو کہ نشان
عادل و مسکین نواز و جرم بخش ظلم کاہ
ہو رہا ہے حلقہ آغوش عالم عطاردان
گر خلاف رائے عالی بند و بست ہر زمان

جیسے خط استوا پر آفتاب آسمان
ذات اُنکی دشمن بتخانہ مانند خلیل
برق کشت شرک ابر نو بہار مومنان
آسمان بخت و دولت آفتاب عز و جان
تمغہ نور خدا روح تن روحانیان
بڑگئی ہر ال نگاہ مہر جود و ز ازل
صاحب جود و سخا و دستگیر بیکسان
گر سنے تقریر روح افزا تو فرط شوق سے
دور دوران کی طرح بر ہم ترکیب جہان

لندھور نے چہرۂ پر نور حمزۂ صاحبقران کو جو دیکھا دفعتًہ ایسی محبت دل میں پیدا ہوئی کہ بے اختیار ہاتھ واسطے تسلیم کے اُٹھایا حمزۂ صاحبقران نے جواب سلام دیکے اور لندھور کو لب فرش سے لا کے اپنے دست راست ایک کرسی جواہر نگار پر بٹھایا جا بہ سرداران نامی بھی دنگلون پر بیٹھے لندھور نے جواب خور سرداران کو دیکھا تو صاف یہ ثابت ہوا اشعار کھینچ لین تلوار گر یہ میان سے وقت وغا ٭ روح دشمن پاس سے کہدے رفینا بالقضا ٭ جو اسکے آگے ہو رواں سوئے عدم ٭ ہیں انہیں کی تیغ عریان جادۂ راہ فنا ٭ بعد دیکھنے سرداران کے جب لندھور نے جانب بارگاہ نظر کی اُسوقت اپنے دل میں یہ خیال کیا شعر دیدۂ انصاف سے گر دیکھ لے یہ بارگاہ ٭ شرمگین رفعت سے اسکی خیمۂ گردون بھی ہو ٭ ابھی لندھور بارگاہ کو دیکھکر یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ حمزۂ صاحبقران نے واسطے آراستگی بزم عشرت کے حکم دیا بمجرد حکم نقل بعیش آراستہ کی گئی کہ بزم جمشیدی سے کچھ تکلفات میں بڑھ گئی ساقیان مہ جبین کشتیاں رنگین لیکر بزم میں آئے پہلے حمزۂ صاحبقران نے بخیال مہمان نوازی جام مئے ناب

بھر کے اپنے ہاتھ سے لندھور کو دیا لندھور بہ خلق و مروت مہمان نوازی حمزۂ صاحبقران کی دیکھکر خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ مثل حمزۂ صاحبقران کے فی زمانہ کوئی شخص خلیق و مہمان نواز نہوگا غرض لندھور نے یہ خیال کرکے جام مے حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ سے لیا اور بہایت مسرور ہوکر شراب پی جب یکشی لندھور کے ساقیان گلعذار نے اہل بزم کو بہار رو ادا جام مے گلرنگ دینا شروع کیا ہر ایک سردار بادہ ارغوان پینے لگا دختر رز کی لذت سے حظ وافر اٹھانے لگا زیر گردون مینا فام جام بادۂ گلگون ہونے لگا بادہ کشان عالی ظرف میکشی کرنے لگے ساقیان خوبرو جلد جلد جام و ساغر میں شیشوں سے شراب بھرنے لگے چرخ مینائی بزم عشرت کی زیبائی دیکھکر اور متحیر ہوکر گردش ساغر آفتاب کی دیکھنے لگا اسوقت موج جمشید کی بزم عیش و عشرت پر بار بار تصدق و نثار ہوتی تھی حمزۂ صاحبقران نے اُسی عالم میکشی میں حکم دیا کہ ارباب نشاط بزم عشرت میں جلد حاضر ہوں بمجرد حکم ایک نازنین نہایت ہی حسین ابرو کمان قتال جہان غنچہ دہن گلبدن نرگسی چشم نہاوٹ سے چہرہ پر عیان چشم الله رکھتے کے دن گیارہ یا بارہ برس کا سن زلفین سنوارے ہوئے سرمہ دنبالہ دار آنکھوں میں لگائے ہوئے دہن رنگین میں گلوری دبائے ہوئے مجلس حیران لب نازک پر لگائے ہوئے پیواز تر زر و رنگین پہنے ہوئے دست و پا حنا سے رنگے ہوئے پہنے پر کیوں آبھار جوبن عیان آمد فصل شباب کا نشان بصد ناز و ادا ترچھی نظروں سے نوجوانوں کو دیکھتے ہوئے مثل غنچہ مسکراتی ہوئی قدم ناز سے اٹھاتی ہوئی عشاق کے دلوں کو مثل حنا پامال مانند سبزہ پامال کرتی ہوئی جوبن جوانی کا دکھاتی ہوئی جابجا کثرت ناز و ادا سے ٹھہرتی ہوئی جوانان خوبرو کو دیکھ دیکھ کے اور کسی بات پر خیال کرکے ڈرتی ہوئی بزم عشرت میں مع اپنے سازندوں کے آئی اُسوقت اُس غیرت ماہ تابان کو دیکھکر دل ہر ایک نوجوان کا بیتاب و بیقرار ہوگیا ہر ایک جوان اُس رشک یوسف کا نقد دل سے خریدار ہوا خصوصاً لندھور بن سعدان اُس غیرت مہر درخشان کو دیکھکر بیتاب ہوگیا لیکن بخیال لحاظ حمزۂ صاحبقران خاموش بیٹھا رہا اور اُس نازنین کو بنظر شوق دیکھا کیا کیونکہ وہ نازنین ایسی حسین مہر جبین تھی ابیات

		شکیل ایسی کہ تھا مہتاب کو داغ
بحکم پر تصدق بلبل باغ	سراپا اُسکا بس عیبوں سے تھا پاک	وہ تھی یکتا مثال مہر افلاک
بشکل صبح پیشانی تھی خندان	چھری خنجر کٹاری تیز مژگان	نظر تھی سحر جادو نرگسی چشم
ہوں گے ایسے آہو نرگسی چشم	کمان تھی قوس تھی شمشیر ابرو	ہلال عید تھی تصویر ابرو
الف بینی ورق عارض ہین میم	جو گیسو لام تھے تو کان تھے جیم	گہر دندان لب لعلین سے یاقوت
ستارے تھے میان خانۂ حوت		

نازنین مذکور نے بزم میں ٹھہر کے ہر طرف جوانوں کو دیکھا جسوقت پہلوان عادی کے تن و توش اور دست و پا پر اُسنے نظر کی دیو بیشاخ کا جانکر ڈر گئی دست و پا خوف سے کانپنے لگے ایک سازندہ سے پوچھنے لگی یہ شخص انسان ہے یا دیو سازندہ نے کہا اے دل آرام کیوں ڈرتی ہو خوف سے بیکار کانپتی ہو یہ انسان ہے دیو نہیں ہے میں خوب جانتا ہوں یہ حمزۂ صاحبقران کا دودھ شریک بھائی ہے اسکی ماں نے حمزۂ صاحبقران کو دودھ پلایا ہے دل آرام یہ تقریر اپنے سازندے کی سنکے بغور طرف پہلوان عادی کے دیکھنے لگی اور دل میں خیال کرنے لگی اگر یہ شخص کسی عورت سے ہم بستر ہو تو ہنگام وصال اس عورت کا کیا حال ہو یہ خیال کرکے دل آرام کے منہ میں پانی بھر آیا پہلوان عادی نے جو اُس مطربۂ بیمثال یوسف جمال کو دیکھا بیتاب ہوگیا اور خیال کرنے لگا کہ کیونکر اس مہ پارہ کو آغوش میں اٹھاکر اپنے خیمہ میں لیجاؤن مدعاے دل حاصل کرون حمزۂ صاحبقران سامنے بیٹھے ہیں بزم عشرت آراستہ ہے افسوس اس وقت خواجہ عمرو بھی نہیں ہیں اگر وہ یہاں ہوتے تو کوئی نہ کوئی ضرور تدبیر کرتے مثل دختر بختک کے میں اس سے بھی مدعا دل حاصل کرتا

ہرچند کہ یہ بھی سیمتن نازک بدن ہنگام وصل مرجاتی لیکن میرے دل کی حسرت تو نکل جاتی دل بیتاب کو قرار تو آجاتا
دل آرام کی ہم بستری سے جان و دلکو آرام تو حاصل ہوجاتا پہلوان عادی یہ خیال کرکے یہ ابیات آہستہ آہستہ

نازنین سے مخاطب ہوکر پڑھنے لگا ابیات | مروت کیسی ہے اے سیمتن | کہ تم عیش میں ہمکو رنج و محن
ادھر تو ہو عشرت میں اے آفتاب | ادھر ہو رہا ہے مرا دل کباب | تجھے زلف سلجھانے کا دھیان ہے
ادھر تیرا عاشق پریشان ہے | ادھر ہیں نگاہیں تری برچھیاں | جگر پر ادھر غم کی ہیں برچھیاں
خبر لے مری ورنہ مر جاؤنگا | اسی جا تڑپ کر گذر جاؤنگا | تجھے کچھ مرا دھیان آتا نہیں

اثر عشق صادق دکھاتا نہیں دل آرام نے ابیات مندرجہ سنکے اور پہلوان عادی کو اپنے اوپر مائل دیکھکے بناز و ادا اشارے سے کہا کہ اگر مرجاؤ گے تو میرا کیا نقصان ہوگا وہ بات چیکے تم تمنی ہو کبھی نہوگی ابھی حسرت میں رہو گے رنج جدائی دل پر سہو گے میں تمہارے لائق نہیں ہوں تمکو کوئی دیوتی اپنے واسطے تلاش کرنا چاہیے دل آرام نے باشارہ چشم و ابرو یہ گفتگو کرکے اور انگوٹھا اپنا ناز سے دکھا کے منہ پھیر لیا پہلوان عادی کیطرف جاتا تھا کہ رکھا حمزہ صاحبقران وغیرہ گفتگوے پہلوان عادی اور اشارہ دل آرام سے وقت ور آگاہ ہوے جب سازندے سازونکو موافق اپنی مرضی کے درست کرچکے اسوقت شمع لگاے نا ساز عشاق کے سازونکو چھیڑا آواز گھیرے کی اور ٹھمک طبلے کی بلند ہوئی دل آرام دوپٹہ سے اپنے سینے کو اور اچھی طرح نامحرموں سے چھپا کر ناچنا شروع کیا اور تھوڑی دیر تک ایسا رقص کیا کہ دل

اہل بزم کو گویا پامال کر ڈالا بعد رقص کے دل آرام یہ غزل گانے لگی غزل | دور ساقی میں ملے مجھ رند کا کیونکر دماغ

بیشتر سرمست میں رہتا ہوں اکثر تر دماغ | اب تو کیا کر ساقی دوران نے شیشی کی سر میں | دیکھتا مجھ رند کا واعظ [illegible] دماغ
ایک کی سنتا نہیں وہ بت مغرور حسن میں | خاک کے پتلے کا ہر جوش معلی بد دماغ | جانے [illegible] مقتل میں جو آیا گلے سے ملکے
ایک سے رکھتا نہیں قاتل مرا عجز دماغ | تمتر تو سونگھی ہے وہ زلف عنبر دل میں | ہم سے کیا کرتی ہے او باد صبا چڑھکر دماغ
اب تو آہ زیر لب بھی سنکے ہوتا ہے خفا | اسقدر پامال غم ہے اے بت خود سر دماغ | گوش گل سنتے نہیں فریاد بے تاثیر کے
کیوں پریشان کرتی ہے او بلبل مضطر دماغ | پوچھئے کیا ہو سر شوریدہ سودا کا حال | کھاتے کھاتے سنگ طفلان ہوگیا پتھر دماغ

جسوقت یہ غزل دل آرام نے بصد ناز و ادا اور بسوز خوش گلوئی گائی ابیات سمان بندھ گیا اس طرح کی اس کی بھول

بسیرا سے گئے جب نور ہیٹا بھول | درختوں سے مل مل کے باد صبا | لگی وجد میں بولنے واہ واہ

حمزہ صاحبقران ولندھور بن سعدان پہلوان عادی وغیرہ جسقدر بزم عشرت میں اشخاص بیٹھے ہوئے تھے سب اس نازنین خوش گلو کی تعریف کرنے لگے اور انکے کمال کی صفت کرنے لگے لندھور نے اس مطرب جمال سے مخاطب ہوکر عالم نشہ میں کہا کہ اب اور کوئی غزل گاؤ دل آرام نے بموجب فرمایش وحکم یہ غزل لندھور بن سعدان سے

مخاطب ہوکر شروع کی غزل | گلفشان سینے میں ہیں داغ گلشن دونوں طرف | ہم وہ بلبل ہیں کہ رکھتے ہیں چمن دونوں طرف
وصل کی شب شرم سے اپنے نہ یار از دل | اک حیا باہم رہی قفل دہن دونوں طرف | کان تک آنکھے مری فریاد کیونکر جاسکے
روز و شب حائل ہے زلف پرشکن دونوں طرف | آرزو مند شہادت دل بھی ہے مثل جگر | دھیان ہے کھنچتا قاتل ناوک فگن دونوں طرف
بدعروں سر کھلا ہے پاؤں میں نکلے ہوئے | کم ہے القدیر سے دل کفن دونوں طرف | میرے انکے دیکھیے کیا فیصلہ ہوتا ہے آج
گفتگو کرتے ہیں اہل انجمن دونوں طرف | وصل کیسا ہر تسکین کہہ دیا کرتا ہے کچھ | تا عدم پھیروں بیان شیرین سخن دونوں طرف
تنگ ہے مسجد و بتخانہ بھی خالی نہیں | ڈھونڈتے ہیں او شیخ و برہمن دونوں طرف | مر کے بھی بجھتا نہیں یاں شعلہ داغ جگر
جل رہی ہے تربت پر شمع لگن دونوں طرف | پھنک رہے آہ سے بیان لب پر ہوئی آہ گرم | ایک سوز عشق ہے آتش فگن دونوں طرف

کیا عجب ہے پرتو رخسار آتش رنگ سے
ایکبار کھتا دو عالم پھر میں دونون طرف
ٹکے ای تسلیم کوہ و دشت مین تیرا پتا
غزل گانے لگی تو اسوقت یہ حال تھا ابیات
ہر ساگ روان تھا صورت رود
دیپک نے لگائی آگ کیا کیا

کان کا موتی بنے لعل یمنی دونون طرف
اک نظر رہتی ہے گل پر اک نظر صیاد پر
خاک اڑاتے پھرتے ہین اہل وطن دونون طرف
اس دم تھا ہوا کا بند رستہ
بھوپالی ہو گا نکڑا اکہ کا سود

پھوٹ نکلا رنگ جسم نازنین پوشاک سے
دیکھتی ہے عندلیب نغمہ زن دونون طرف
دل آرام جو بزم عشرت مین بہ لحن داؤدی
موجود تھا راگ دستہ بستہ
دیتا تھا مزا بہاگ کیا کیا

جسوقت دل آرام نازک اندام بصد ناز و ادا ہر شعر کو بتا بتا کے گاتی تھی اسوقت

اہل بزم کی کثرت محویت سے عجب کیفیت تھی کوئی دل آرام کے گانے کی تعریف کرے اور اسکے گیسوے عنبرین و رخسار سرخ کو دیکھکے بے اختیار یہ شعر زبان پر لایا شعر عشق گیسو مین کوئی بوسہ دوا بجان خال کا • زہر افعی کے لیے ہم سائل تریاق ہین • کوئی خط لبنہ دل آرام سے وجد مین آکر مستانہ وار جھومتا تھا کوئی شخص دل آرام کی سر تان پر بیتاب ہو کے دونون ہاتھون سے اپنا کلیجہ پکڑ لیتا تھا کوئی کہتا تھا کہ مطربہ فلک کی اس ناہید کے آگے کیا حقیقت ہے کوئی کسی سے کہتا تھا کہ مین تو اس مطربہ کا نقد دل سے خریدار ہون کیا خوب گاتی ہے اسکی آواز میرے کان کو اچھی معلوم ہوتی ہے اسکا نغمہ سنکے دل بیچین ہو جاتا ہے کوئی دل آرام کو دیکھکے یہ کہتا تھا شعر سنا یوسف کو حسینان جہان بھی دیکھے • تجھسا بیمثل طرحدار نہ دیکھا نہ سنا • غرض اسی طرح ہر ایک شخص بزم عشرت مین دل آرام کے حسن و جمال اور رقص و نغمہ کے کمال کی تعریف کرتا تھا جب دل آرام انعام کثیر لیکر بزم عشرت سے چلی گئی اور دماغ حمزہ صاحبقران کا بادۂ ناب سے گرم ہوا اس وقت حمزہ صاحبقران نے لندھور سے مخاطب ہو کے پوچھا کہ آج تمہارا آنا یہان کس وجہ سے ہوا لندھور نے جواب دیا کہ آج مین خواجہ عمرو کی تلاش مین یہانتک آیا ہون صاحبقران نے خواجہ عمرو کی جستجو کا باعث پوچھا لندھور نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان کر کے کہا کہ دو مرتبہ خواجہ عمرو میرے دربار مین گئے لیکن کبھی بصورت اصلی نہین گئے کہ مین انکی صورت دیکھتا اور انکی شکل پہچانتا اب مین انکی اصلی صورت دیکھنے کا نہایت مشتاق ہون اگر خواجہ عمرو یہان ہون تو انکو بلوایئے حمزہ صاحبقران نے خدام سے فرمایا کہ جلد جا کر دیکھو اگر خواجہ عمرو لشکر مین ہون تو بلا لاؤ خدام خیمہ خواجہ عمرو مین گئے اور خواجہ عمرو کو ہمراہ لیکر بارگاہ مین حاضر ہوئے خواجہ عمرو نے لندھور کو سلام کیا اور کرسی پر بیٹھے لندھور خواجہ عمرو کے سراپا پر نظر کر کے نہایت متحیر ہوا بعد حیرت بسیار لندھور نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ آپ خواجہ سے فرمائین کہ اسوقت نی بجا کر کوئی غزل گائین حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ ای خواجہ لندھور تمہاری نی سننے کے اسوقت مشتاق ہین لہذا تم اسوقت نی بجا کر کوئی غزل گاؤ خواجہ عمرو نے بموجب حکم حمزہ صاحبقران جوڑی نی کی نکالی اور دہن سے ملا کر یہ غزل شروع کی غزل

شہید کرتا ہے تڑپا کے اپنے بسمل کو
کشان کشان مرے پہلو سے لیگیا دلکو
بتون کے عشق نے بے موت ہمکو مارا ہے
کیا ہے شاد کسی کے بھی آپنے دل کو
ہمیشہ رہین حسینون کی یاد رہتی ہے
خدا کے گھر کی طرح وقف کر دیا دل کو
وہ تیغ کھینچکے آتا ہے سخت جان ہون مین

سکھائی طرز جفا کسنے میرے قاتل کو
جو آہ قیس کی آندھی چلے تو ای لیلی
گواہ رکھتے ہین اسکا خدائے عادل کو
بیان کرتا ہون بیتابی فراق کمال
کہون نہ منزل خوبان مین کسطرح دل کو
یقین کاہ کا اور کہربا کا ہوتا ہے
خدا بچائے ندامت سے میرے قاتل کو

کمند زلف سے وہ شوخ جرم الفت پر
کبھی نہ روک سکے بڑھ نا سے محمل کو
وہ نا امید خوشی ہون کہ الٹے کہتا ہون
سبا نے ہاتھون سے اسوقت تھا لیلین دل کو
حسین جو آپ سے چاہے وہ شوخ بہکالے ہے
وہ زلف کھینچتی ہے اس طرح مرے دلکو
کیا ہے قتل تو ہاتھونکا بوسہ لینے دو

یہ خون بہا تو ہے دینا ضرور قاتل کو	یقین ہے اب مرے پہلو سے جائیگا یہیں	ہزار طرح کے دیتے ہیں ہم نشان دل کو
ہزار ضعف ہوا حق ہمیں مگر نہ سہا	ہنوز کے عشق کا ابتک یہ حوصلہ دل کو	جسوقت غزل مرقوم خواجہ عمرو نے

بالحان داؤدی ذہن گائی اُسیوقت صاحبان محفل کی یہ کیفیت تھی کہ ہر شخص ایسا محو تھا کہ کچھ خبر دین و دنیا کی نہ رکھتا تھا اور آواز ڈنکے مستانہ وار جھومتا تھا اور خواجہ عمرو کی تعریف کرتا تھا لندھور بھی نہایت محظوظ ہوکر بار بار خواجہ کے گانے اور ڈ بجانے کی ثنا کرتا تھا اور کہتا تھا کہ دل آرام کے گانے کی کیا حقیقت ہے خواجہ عمرو تمہارا مثل نظیر ڈ بجانے اور گانے اور عیاری میں نہیں ہے علاوہ لندھور کے ہر ایک شخص تعریف کرتا تھا اُسوقت اہل بزم کا یہ حال تھا

نشوں میں شراب کا اثر تھا	جو بزم میں تھا وہ بے خبر تھا	تھی ایسی غذائے گرم محفل	مردوں میں تھا سل جسم بیکل

غرضکہ جب خواجہ عمرو گا چکے لندھور نے از حد تعریف کرکے مالا مروارید کا دیا اور خواجہ عمرو سے کہا کہ جو تاج اور جواہرات تاجروں سے تم نے لیا تھا اُسکا روپیہ میں نے تاجروں کو دیدیا ہے اب وہ تاج جواہرات اور روپیہ بھی بخوشی تمکو دیدیا بعد اس گفتگو کے لندھور نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اب میں رخصت ہوتا ہوں آپنے مجکو اپنے خلق سے نہایت خوش کیا وصف آپ کے خلق و مروت کا کیا کروں میری زبان قاصر ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ میں تو ایک عبد ذلیل پروردگار کا ہوں لائق تعریف نہیں ہوں بعد اس تقریر کے حمزہ صاحبقران نے لندھور سے فرمایا کہ دارا ہند مجکو یہاں آئے ہوے زمانہ چند روز کا گذرا ہے اور اب تک ہمارے اور تمہارے مقابلہ نہیں ہوا ہے اور نوشیروان نے مجکو واسطے طلب خراج ہندوستان کے بھیجا ہے پس تمکو لازم ہے کہ خراج ہندوستان نوشیروان کو دو یا مجھسے مقابلہ کرو ہرچند کہ فی الحال مجکو تم سے زیادہ الفت ہوگئی ہے لیکن مجبوری تم سے مقابلہ کرنا ضرور ہے لندھور نے کہا خیال مقابلہ آپ دل سے نکال دیجیے اور اس ارادے سے باز آئیے لطف صلح میں ہے نہ کہ جنگ میں نوشیروان نے جو آپکو مجھسے لڑنے کو بھیجا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ وہ آپکا عدو جان ہے جب اُن کسی طرح وہ آپکو ہلاک نہ کرسکا تو آپکو یہاں بھیجا ہے یہ آپنے آپسے سخت عداوت کی ہے ہرچند کہ انسان کو لازم نہیں ہے کہ اپنی تعریف آپ کرے لیکن بوقت ضرورت اپنی تعریف خود کرنا پڑتی ہے میں وہ شجاع ہوں کہ مجھسے نوشیروان کسی طرح مقابلہ نہیں کرسکتا اور خراج لے نہیں سکتا بڑے بڑے بہادر مجھسے ڈرتے ہیں پس میں نہیں چاہتا کہ آپ ایسے بہادر یکتائے روزگار اور خلق مجسم سے میں مقابلہ کروں نہیں معلوم ہنگام مقابلہ کیا ہو اگر میں آپکے ہاتھ سے ہلاک ہوا تو ضرور آپکو میرے قتل ہونیکا صدمہ ہوگا اور اگر آپ میرے ہاتھ سے زخمی ہوے تو مجکو رنج عظیم ہوگا لہذا میں امیدوار ہوں کہ آپ مجھسے مقابلہ نہ کیجیے انجام مقابلہ اچھا نہیں آپ نوشیروان کے پاس مجکو اپنے ہمراہ اسی طرح لیچلیے یا آپ نوشیروان کے حکم کے موافق تعمیل کیجیے میں سر جھکائے ہوئے ہوں جلاد کو بلوائیے گردن میں طوق خاردار ہاتھوں میں خاردار قشو بازوؤں پر جوڑے فولاد کے پاؤں میں بیڑیاں پہنوا کر روبرو نوشیروان کے گرفتار کرکے مجکو لیجائیے میں بخوشی راضی ہوں وہ آپسے خوش ہوگا آپکی بات رہ جائیگی میں وہاں طوق و زنجیر وغیرہ کو اتار کر اُسکو قتل کر ڈالونگا آپکو تخت پر بٹھاؤنگا پھر آپ ملکہ مہرنگار سے اپنا عقد کرکے مدعائے دل حاصل کیجیے گا لطف حیات اٹھائیے گا بآرام تمام سلطنت کیجیے گا حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خسرو ہندوستان میں نے تم سے مقابلہ کرنے پر سر دربار نوشیروان سے وعدہ کیا ہے اور بیڑا اٹھایا ہے بغیر مقابلہ میں اسطرح تمکو نہ لیجاؤنگا یہ امر خلاف شجاعت ہے لندھور نے کہا کہ میں آپ سے بوجہ الفت کے مقابلہ نہیں کرتا ہوں اگر آپکو اس طور سے میرا لیجانا منظور نہیں ہے تو لیجیے اس شمشیر آبدار سے میرا سر تن سے کاٹ لیجیے اور نوشیروان کے پاس لیجائیے حمزہ صاحبقران نے یہ تقریر سنکے اُسکی جرات و شجاعت کی از حد تعریف کی اور سر اُسکا کثرت

الفت سے اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا کہ تم شرائط دوستی بجالاتے ہو اور مجکو اخلاق سے ممنون کرتے ہو لیکن میری خوشی یہی ہے کہ طبل جنگ بجواؤ اور جسطرح مجھسے مقابلہ کرو بخوبی زور آزمائی کرو لندھور نے بمجبوری کہا اگر آپکی یہی خوشی ہے تو پہلے آپ طبل جنگ بجوائیے بعد آپکے مین بھی نقارہ رزمی کے بجانیکا حکم دونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ قبل تم اپنے لشکر مین طبل جنگ بجنے کا حکم دو پیشقدمی تمھین کرو پھر مین بھی اپنے لشکر مین نقارہ جنگی بجنے کا حکم دونگا تیاری جنگ کرونگا سر میدان تم سے مقابلہ کرونگا اسوقت جو خدا چاہیگا وہ ہوگا کھٹ پٹ کا حال معلوم ہوجائیگا لندھور نے بمجبوری ارشاد حمزہ صاحبقران قبول کیا اور حمزہ صاحبقران سے رخصت ہوکر اپنے لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا اور بعد قطع راہ کے اپنے دولتسرا پر پہونچا

داستان طبل جنگ بجوانا لندھور کا اور صدمہ اٹھانا امیر با توقیر کا اور مقابلہ کرنا رستم زرین کفش کا لندھور بن سعدان خسرو ہندوستان سے

دلاوران میدان جادوبیان اور شیرازیان جادۂ مقال اسطرح جوہر تیغ زبان دکھاتے ہین کہ جب خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان دربار مین آکر تخت پر بیٹھا اور جملہ اہل دربار حاضر ہوئے اسوقت لندھور نے شیبال ہندی اپنے چچا سے مخاطب ہوکر کہا کہ آج مین لشکر حمزہ صاحبقران مین تلاش عمرو گیا تھا حمزہ صاحبقران سے ملاقات کی تھی حمزہ صاحبقران نہایت شجاع و بہادر مین مجھسے بخلق و مروت پیش آئے اور باوجود تمام مجکو اپنے قریب اپنی بارگاہ مین بٹھایا اور اپنے ہاتھ سے مجکو جام شراب پلایا میری زبان انکی تعریف مین قاصر ہے ہنگام رخصت انہون نے مجھسے فرمایا کہ مجکو نوشیروان نے واسطے طلب خراج ہندوستان کے بھیجا ہے یا تو خراج دو یا مجھسے مقابلہ کرو ہرچند مین نے کہا کہ اب ہمارے اور آپکے فیمابین ایکطرح کا انس ہوگیا ہے مقابلہ نہ کیجیے لیکن انہون نے نہ مانا اور یہی فرمایا کہ مجھسے مقابلہ کرو پس اب چاہتا ہون کہ آپ تخت پر جلوہ فرما ہون اور امورات سلطنت کو انصرام و انتظام کرین اور مجکو بعہدہ سپہسالاری واسطے مقابلہ حمزہ صاحبقران کے روانہ کرین اور اسیوقت طبل جنگ بجنے کا حکم دین ہنگام سحر مین آپسے مقابلہ کرون لندھور نے یہ کہکر شیبال ہندی اپنے عم بزرگوار کو تخت پر بٹھایا اور آپ تخت سے اترکر قریب تخت ایک دنگل پر بیٹھا شیبال ہندی نے تخت پر بیٹھکر بموجب کہنے لندھور کے طبل جنگ بجوایا

اسوقت صداسے طبل سے یہ بات پیدا ہوئی تھی نظم

قریب آ پہونچا وقت جان فروشی ۔ جدا ہوجائیگی دو جسم سے جان
دکھاوے اپنی اپنی گرمجوشی ۔ سنو نکو نشین ہوگی کفن سے
صدا دی طبل کی رنے ناگاہ ۔ اجل کا جیب ہو گرم بازار
کہ ہوں ہر ان شیر افگن ایا گاہ ۔ مقام آبرو ہو ہاں خبردار
جسوقت صدا سے ۔ ہی جنگ بلند ہوئی تو سپاہ میں

لشکر اسلام بحکمت تمام خدمت حمزہ صاحبقران مین حاضر ہوکر اسطرح بہزار ادب دعاو ثنا بجا لاکر عرض کرنے لگے نظم

اے خدا عالم مین ہے جسوقت تک پست و بلند ۔ اے خدا جبتک ہے دوران ہر چرخ بے اعتبار
اے خدا جبتک زمین آسمان ہین برقرار ۔ آرزوے دل یہی ہے تیرے پہلو مین ہیں
نال خیال ہند جبتک طون دست ہے ۔ مطرب چنگ و رباب ساقی و مینا و یار

امیر با توقیر گردون سریر کے دشمن تہ تیغ آبدار ہون جانثارون کے سینہ ہاے پرکینہ شمشیر سے فگار ہون ہم وقت خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کے لشکر مین طبل جنگ بجا ہے لندھور کا قصد ہے کہ ہنگام سحر میدان مصاف مین آکر حضور سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہے جسوقت حمزہ صاحبقران نے جاسوس سے سنا کہ لشکر لندھور مین طبل جنگ بجا اسوقت صاحبقران نے بھی خواجہ عمرو سے فرمایا اے خواجہ اب ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی نقارہ حرب پر چوب لگائی جاوے جو کچھ خداوند عالم کو منظور ہوگا ہنگام سحر اسکا ظہور ہوگا مجکو حقتعالی کی ضمانت پر

توکل ہی خواجہ عمرو یہ گفتگو امیر توقیر کی سنکے نقارخانہ مین آئے اور نقارۂ سکندری پر بسم اللہ کہکے چوب لگائی بیت
ز نقارہ آواز آمد برون ٭ کہ دولت دوست گردون زبون ٭

جسوقت صداے نقارۂ سکندری لشکر ظفر اثر صاحبقران مین بلند ہوئی گاو زمین تھرائی شیر فلک کا دل دہل گیا بمقتضاے ابیات

صداے اُسکی کیا کہیے کہ یکسر ہوا اک زلزلہ روے زمین پر ٭ ہوئے اہل جہان کے گنگ کر گوش ٭ اُڑے سر سے برنگ طائران ہوش ٭

اُس شب کو فوج لندھور اور لشکر حمزۂ صاحبقران مین جو جو بہادر اور دلاور تھے اور مدت سے مشتاق دیدار شاہد تیغ تھے اُن سب کو تو وہ رات گویا شب عید ہو گئی دل اُنکے نہایت خوش ہوئے خیال کرنے لگے کہ کل روز وصل شاہد شمشیر بران ہے مدت سے ہمکو اسی کے وصل کا ارمان ہی ایسے معشوق قاتل کے نہ دیکھنے سے دلکو کوفت ہی آنکھین اسی کی چال ڈھال دیکھنے کی مشتاق ہین شکر ہی کہ اب وقت سحر جلوۂ معشوق شمشیر دیکھینگے سر میدان روبرو بڑے بہادران زخم کھائینگے سراپا خون مین نہائینگے غنچۂ دل شگفتہ ہوگا گلشن آرزو مین بہار آئیگی نخل تمنا بارور ہوگا باغبان قضا گلچینی کریگا جو گل خوشرنگ ہوے گلشن شجاعت پھل تیغ کا کھا کر اور مثل غنچہ مسکرا کر باغ جہان سے مانند بوے گل جائیگا مرکے لطف حیات اُٹھائیگا تا قیام قیامت نام اُسکا صفحۂ روزگار پر باقی رہیگا ہر ایک بہادر دنیا مین اُسکی جوانمردی کی تعریف کریگا اگر ہم بھی میدان وغا مین زخمی ہوکر سرخرو جانب عدم جائین تو کیا افتخار کی سند کونین مین پائین یہ خیال کرکے اکثر بہادرونے نہاکر اور غسل کرکے بخیال وصل معشوقۂ شمشیر بلا تاخیر پوشاک نفیس سب تن کی پیرہن مین عطر سہاگ کا ملا آنکھون مین سرمہ لگایا اور بہادرون سے گلے مل مل کے کہنے لگے کہ بھائیو کل وقت سحر گویا روز عید قربان ہی آج ہی گلے مل لو کل قصاب اجل خونریزی پر کمر باندھیگا تیغ تیز سے حلال کریگا دیکھیے کون ہلاک ہوتا ہی اور کون جانبر ہوتا ہی یہ وقت بہت غنیمت ہی بموجب بیت

غنیمت جان یہ مل بیٹھنا آپس مین ای نادان ٭ دگرگون حال ہو جاتا ہی اکدم مین زمانے کا ٭

بعضے تہور شعار بہادر وجرار اپنی اپنی تیغ آبدار پر ہر چند کہ صاف تھی لیکن حریف کو جلد قتل کر ڈالنے کے خیال سے اور زیادہ صیقل سے صاف کرنے لگے بعض بہادرون نے اپنی تلوار مین ڈوراہ ڈلوایا تاکہ حریف کی گردن کا ڈورا نہ بچے اور رشتۂ جان ٹوٹ جاے بعضون نے چار آئینے صاف کیے تاکہ جلد صورت فتح وظفر نظر آئے اکثر بہادرونے دستانون کو اپنی قوت بازو سے سر درست کیا کسی جری نے کسی بہادر سے کہا کہ بھائی کل حریف سے سامنا ہی دعا کرو کہ میدان آبرو رہجائے قدم میدان جنگ مین بڑھکے پیچھے نہ ہٹے خداوند عالم عرصۂ رزم مین ثابت قدم رکھے روبرو حریف دلیران ذلیل نہ کرے سپاہی نے سنکے کسی دلاور سے کہا سچ ہی ہم بھی خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کی تلوار کے جوہر دیکھینگے ہم نے سنا ہی کہ شاہ ہندوستان بڑا بہادر ہی اور اہل لشکر ہی اُسکی فوج مین ہندی اپنے تئین نہایت بہادر تصور کرتے ہین بے خود وزرہ میدان مصاف مین اپنے حریف سے مقابلہ کرتے ہین دلاور نامدار نے جواب دیا کہ ہندی بھلا ہمسے کیا مقابلہ کر سکینگے ہماری تلوار کی تاب بھی نہین ہی مریخ ہماری شمشیر زنی اور خونریزی اعداد دیکھکر خوف سے کانپ جاتا ہی ہمارے نعرون سے دل شیر فلک کا دہل جاتا ہی اب تین پہر رات باقی ہی صبح کو دیکھنا جب سب بہادرونکی تلوارین مانند برق کے میدان جنگ مین چمکینگی اور ابر سیاہ چہار اُدھر سے اُٹھیگا ہر ایک تلوار صورت برق تڑپ تڑپ کر ابر سیاہ سے گذر کے ہندیون کے خرمن جسم وجان پر اسطرح گریگی کہ تن وجان کا نام نشان بھی باقی نہ رکھیگی اور ہندیونکو سواے بھاگنے کے کوئی چارہ نہوگا ساری اُنکی شجاعت تشریف لیجائیگی بجز بھاگنے کے کوئی تدبیر اُنکو بن نہ پڑیگی بھاگنے مین ہزارہا ہندی قتل ہونگے صدہا زمین پر گرکے پامال سم اسپان ہوجائینگے ہزارون ہندی زخمی اور کشتہ ہوکر مثل ماہی بے آب تڑپینگے سیکڑون صداے نالہ وفریاد بلند کرینگے شجاعو سچ

رہنا کچھ سہل نہیں ہے میدان میں قدم جما کر تلواریں کھانا کچھ منہ کا نوالا نہیں ہے اپنے دشمن کے سامنے ٹھہرنا اور اُسکی ضرب تیغ تیز سے
بچنا بہت دشوار ہے خداوند عالم نے ہمیں لوگوں کو ایسا صاحب ہمت کیا ہے کہ میدان جنگ کو سیرگاہ جانتے ہیں اور زخمہائے
شمشیر و تیر و نیزہ وغیرہ کو گلہائے گلشن شجاعت تصور کرتے ہیں آگے قدم بڑھا کے کبھی پیچھے نہیں ہٹاتے ہیں تلواروں کی آنچ کو
ہوائے سرد و فرحت افزا خیال کرتے ہیں بھاگنا حریف کے سامنے سے ننگ و عار سمجھتے ہیں اور زخمی ہو کر خون میں نہانے کو
رنگ کھیلنا تصور کرتے ہیں بھلا یہ نامرد و بزدل ہم ایسے شیران عرب سے کیا لڑینگے ہنگام مقابلہ دیکھ لینا جانتے ہیں بہت سے
کوئی صف شکن کسی تیغ زن سے کہتا تھا کہ دیکھئے صبح کو کیا ہوتا ہے کس جری کی تیغ تیز سے کون کون ہلاک ہوتا ہے کون زندہ رہتا ہے
کون سوئے عدم جاتا ہے مقابلہ حریف سخت ہے پر خدا پر رکھے امید ظفر بھی ہے اور خیال شکست بھی ہے کیونکہ مشہور ہے کہ جنگ دو طرفہ
بس اے برادر دعا مانگ فتح و ظفر خدا سے کر یہ شب دعا و مناجات میں بسر کر تاکہ خالق بحر و بر ہنگام سحر ہمکو حریف پر مظفر کرے اور
دامن مراد کو ہر آرزو سے بھر دے کوئی تیر انداز گوشے میں جھک کر تیروں کو ترکش میں بھرتا تھا کمان کو سینکتا تھا اور ناوک افگنان
چلا کے کہتا تھا کہ اے نامدار و مردے پر لیس ہو درستی آلات حرب و ضرب کرو اپنے دشمنوں کے ہلاک کرنے کی فکر و تدبیر کرو
میں تو ان تیروں سے اپنے حریفوں کو تاک تاک کے ہلاک کروں گا حتی الامکان اپنے دشمن کو ہدف تیر کرونگا تیر اندازی میں
ذرا بھی خطا نہ کروں گا میں نے حمزۂ صاحبقران کا نمک کھایا ہے حق نمکخواری ادا کرونگا جان اپنی قدم امیر پر تصدق و
قربان کروں گا ناوک فگن کہتے تھے مرحبا جزاک اللہ مرد میدان کارزار اور نمکخوار ایسا ہی عزم کرتے ہیں ہم بھی سرفروشی
اور جانبازی کے لیے موجود ہیں ذرا صبح تو ہو ہماری دلاوری میدان میں دیکھ لینا جب تک جسم میں روح رہیگی
اور دست و پا میں قوت باقی ہے قتل حریف سے باز نہ رہینگے اکثر سوار اپنے برچھے کو دیکھ بھال کے باہم کہتے تھے
کہ یہ برچھا سینۂ حریف پر اس طرح ماریں گے کہ وہ جا بجا ہو گا جس وقت وہ گھوڑے سے زمین پر گریگا اپنے مرکب کو بڑھا کر اُسکو
پامال سم مرکب کرینگے اکثر بہادران نامی نشۂ بادۂ شجاعت سے مست ہو کر گرز گران سر کو اُٹھا کر اور گردش دیکر یہ فخر کہتے تھے
کہ ہم تو صبح کو گرز گراں بار سے سر دشمن نابکار کو میدان کارزار میں شگافتہ کرینگے حریف کو پیوند خاک کرینگے تیغ زن کہتے تھے صبح کو
دیکھیں ہم دشمنوں کو تم سے زیادہ قتل کرتے ہیں کہ تم ہم سے سوا اعدائے بدکردار کو ہلاک کرتے ہو بظاہر ہمیں تم سے زیادہ
سواران لشکر لندھور کو قتل کرینگے کیونکہ ہمارے پاس تیغ آبدار ہے اگر ہم چند ہاتھ سر اعدا پر لگائینگے تو چنداں ہمارے
دست و بازو نہ تھکیں گے اور تمھارے پاس عمود گراں ہے اگر تم اس گرز گراں بار سے چند حریفوں کو ہلاک کرو گے دست و بازو
تمھارے تھک جائینگے بہادران نامی ان سے جواب دیتے تھے کہ تمکو ابھی ہمارے دست و بازو کی قوت اچھی طرح معلوم نہیں ہے
یہ وہ بازو کم قوت نہیں ہیں کہ تھوڑی دیر میں تھک جائیں اگر تم کو کہنے کا ہمارے یقین نہیں ہے تو صبح بھی قریب ہے قوت و
طاقت ہمارے دست و بازو کی دیکھ لینا اگر خدا چاہیگا تو تم سے زیادہ فوج دشمن کے سواروں کو ہلاک کرینگے بہادران
نامدار اور دلاوران نیکو کار تو فکر کارزار اور آلات حرب و ضرب کی درستی میں مصروف و مشغول ہیں لیکن جو نامرد اور بزدل
دونوں لشکروں میں ہیں اُنکی یہ کیفیت ہے کوئی تو خوف جان و جنگ و جدال سے اپنے بستر پر پڑا ہوا کانپتا ہے لحاف
اوڑھے ہوئے ہے دم بدم آہ و نالہ کرتا ہے جب کوئی پیدل یا سوار اُس سے پوچھتا ہے کہ بھائی کیسے ہو مزاج تمھارا کیسا ہے
آج بستر پر کیوں پڑے ہوئے ہو اس قدر آہ و فریاد کیوں کرتے ہو وہ جواب دیتا ہے کہ آج ہمکو تپ لرزی سے آگئی ہے
تمام اعضا میں درد ہے تپ کی شدت سے اعضا میں شعلہ سا کافوری جل رہا ہے مارے تشنگی کے حلق خشک ہو کے جلا جاتا ہے
واللہ دہن کا طعم بھی ہمشا تلخی ہو رہی ہے گویا جسم سے جان نکل رہی ہے ضعف سے بات کرنا بھی دشوار ہے تکیے سے سر
اُٹھایا نہیں جاتا کروٹ بھی بدلی نہیں جاتی کیونکر اُٹھیں اور تم سے بیٹھ کر باتیں کریں سوار اور پیدل اُنکو کہتے ہیں کہ لحاف

باہر ہاتھ تو اپنے نکالو ذرا ہم تمہاری نبض تو دیکھیں یہ کیسی تپ ہے کہ ایک دو زمین بلکہ پہر ہی بھرمین تمہاری یہ کیفیت ہو گئی کہ تم سے اٹھا نہیں جاتا شام تک تو تم اچھی طرح بصحت تمام ہمارے بستر پر بیٹھے تھے ہم سے باتین کر رہے تھے جسوقت سے کہ طبل جنگ بجا ہے اُسوقت سے تم ہمارے بستر سے اٹھکے اپنے بستر پر آئے ہو اسوقت ہمکو معلوم ہوا کہ تمہاری طبیعت ناساز ہو گئی ہے وہ بزدل خیال اپنے لحاف سے ہاتھ نکال کر نبض اپنی سوار دنکو نہیں دکھاتا ہے کہ سوار اور پیدل نبض دیکھکر کہیں گے کہ تمکو تو مطلق تپ نہیں ہے اُسوقت میری دروغگوئی ان سب پر ثابت ہو جائیگی غرض اسطرح کے خیال کرکے وہ بزدل جواب دیتا ہے کہ بھائی مقدور توت نہیں کہ لحاف سے ہاتھ باہر نکالوں اور تمکو نبض دکھاؤں علاوہ اسکے تمکو نبض ہی دکھانا بیکار ہے کیونکہ تیر و شمشیر کے دیکھنے مین تو البتہ دخل ہے لیکن تم نبض کا دیکھنا کیا جانو نبض کا دیکھنا کام حکیم کا ہے تم حکیم نہیں جو مین تمکو نبض دکھاؤن بیکار سردی مین اپنے ہاتھ کیون باہر نکالون مین مثل تمہارے احمق نہیں ہون بس جاؤ اپنے بستر پر سو رہو زیادہ ہم سے گفتگو نکرو ہم سے بات نہیں کی جاتی ہے اگر خدا چاہے گا تو صحت ہو جائیگی ورنہ بالفعل پڑے تو ہین سوار اور پیدل بیمار کی تقریر سنکے اور بے اختیار ہنسکے کہتے ہین ارے یار ہم تیری بزدلی سے خوب آگاہ ہین جب کبھی طبل جنگ بجا ہے اور خیال حریف کا تو نے کیا ہے اسی طرح تو بیمار زبردستی اور بیکار ہو گیا ہے کیون ہم سے جھوٹھ گفتگو کرتا ہے کہ تپ آگئی ہے اصل تو یہ ہے کہ تو لڑنے سے اور مقابلہ حریف سے ڈرتا ہے وہ بیمار کہتا ہے کہ میری بزدلی اور شجاعت ظاہر ہے کیونکہ مین ایسا جری ہون کہ تپ سے لڑ رہا ہون تم سے باتین کرتا ہون حواس میرے درست ہین تم سبکو پہچانتا ہون اور تم سب کے نام جانتا ہون کہو تو بتادون اگر میری طرح کسی اور کو ایسی تپ آتی تو منہ سے اُسکے آواز بھی نہ نکلتی بیہوش ہو جاتا آنکھین بند ہو جاتین حواس خمسہ بجا نہ رہتے اب تک مر جاتا قبر مین دفن بھی ہو جاتا مین ہی ایسا بہادر ہون کہ اب تک زندہ ہون اور تم سے باتین کر رہا ہون سوار اور پیدل نے ہنسکے کہا واہ واہ واہ تمہاری شجاعت و دلاوری مین شک نہیں ہے تم عجیب بہادر ہو اوندھے پڑے ہو خوف جنگ سے بید کے مانند کانپتے ہو اسی طرح کسی بزدل کو خوف کارزار سے مرض اسہال ہو گیا دم بدم دست آنے لگے رنگ رخ زرد ہو گیا لب خشک ہو گئے گریہ و زاری و دعا کرنے لگا کہ اگر یہ جنگ صلح ہو جائے تو عہد کرتا ہون یا مدار صاحب تمہارے روضہ پر چھڑیان چڑھاؤنگا کوئی نامرد کہنے لگا کہ اگر مین یہ جانتا ہوتا کہ حریف سے مقابلہ ہوگا تو کبھی سوارون مین اپنا نام نہ لکھواتا کمر سے تلوار کبھی نہ باندھتا اب کچھ تدبیر بن نہیں پڑتی کیا کرون کس طرف بھاگ کے جاؤن جان اپنی دشمنون سے بچاؤن کوئی بزدل سوار سائیس سے کہتا تھا کہ او بھائی خبردار ذرا ہوشیار رہنا قبل صبح فرس میرا مع زین و لجام سے آراستہ کرنا ہم تو آخر شب ٹھنڈے ٹھنڈے تارون کی چھاؤن مین اپنے مکان طرف یہان سے چلے جائینگے ہرگز وقت جنگ یہان نٹھہرینگے ہم بیوقوف نہیں ہین کہ لشکر مین رہین اور ہنگام مقابلہ کسی حریف ناہنجار کے ہاتھ سے مارے جائین مفت اپنی جان دین امیر ہا تو تیرتو اسواسطے لڑتے ہین کہ اگر لندھور مطیع ہوگا اور خراج دیگا تو نوشیروان کی دختر رشک قمر سے عقد ہو جائیگا شب و روز عیش و عشرت مین بسر کرینگے اور وصل ملکہ مہرنگار سے لطف بے اندازہ اٹھائینگے لندھور خسرو ہندوستان اس سبب سے لڑتا ہے کہ اسکو خراج دینا اور اطاعت قبول کرنا منظور نہین ہے پس ان دونون کا باہم جنگ و جدال کرنا بجا و درست ہے اور ہم کو تو کسی طرح کی امید نہین اگر لڑائی مین فتح ہوئی تو ہمکو کیا فائدہ ہوگا اور اگر شکست ہوئی تو ہمارا کیا نقصان ہوگا ہمکو وہی پندرہ جنس روپیہ مہینا بھر کے ہر طرح ملینگے پس پندرہ روپیے کے واسطے ہم تو اپنی جان کبھی نہ دینگے سائیس نے کہا خداوند آپ سپاہی ہو کر ایسے کلمات زبان پر لاتے ہین آپکو ایسی گفتگو کرنا مناسب نہیں ہے پس اب خاموش رہیے ایسا نہو کہ کوئی جری سن لے تو باعث آپکی ذلت و رسوائی کا ہو اگر آپ یہان سے چلے جائیے گا تو جوانان لشکر آپ پر خندہ کرینگے آپ کو ٹکے کو بھی نہ پوچھے گا اگر آپ ایسے ہی بزدل تھے تو کیون

رسالے مین اپنا نام لکھوایا تلوار کمر سے کیون باندھی خود سر پر کیون رکھا زرہ جسم مین کیون پہنی اپنے تئین بہادرون مین کیون شامل کیا اب اگر آپنے تلوار باندھی ہے تو صبح کو میدان جنگ مین جوہر تیغ دکھایئے دو چار سو حریفون کو قتل کیجیے میدان وغا مین جو بڑے بہادرون کے نام پیدا کیجیے آپنے برسون سے اپنی اوقات بسری بہ فراغت کی ہے آج وقت پڑا آپ بھاگے جاتے ہین حق نمک ادا نہین کرتے ہین اہل لشکر آپ کو کیا کہین گے رسالے کے جوان آپکو نامرد خیال کرینگے اور یہ آپکو کیونکر یقین ہو گیا کہ ہم ضرور ہی قتل ہو جائینگے زندہ نہ رہین گے ہر چند کہ ہنگام وغا میدان جنگ مین بازار اجل گرم ہوتا ہے کوئی تیر سے اور کوئی تیغ سے ہلاک ہوتا ہے لیکن جن بہادرون کی زندگی باقی ہوتی ہے وہ زندہ رہتے ہین تلوار اور تیر و تفنگ کوئی حربہ حریف اثر کارگر نہین ہوتا ہے پروردگار عالم ہر ایک ضرب سے انکو بچاتا ہے قضا خود انکی حفاظت کرتی ہے بقول شخصے شعر گرچہ میدان وغا مین خطرہ جان ہے مگر بے قضا کوئی کبھی زیر فلک مرتا نہین * اس سوار نے تقریر سائیس کی سنکے کہا کہ یہ تو نے جو کہا کہ بے قضا انسان و حیوان کوئی نہین مرتا سچ ہے تو نے یہ شعر شاید نہین سنا ہے شعر گرچہ کس بے اجل نخواہد مرد * تو مرو در دہان اژدرہا * انسان کو لازم ہے کہ جہانتک ہو سکے اپنی جان بچانے کی تدبیر کرے ایسی جگہ کبھی نہ جائے جہان خیال ہلاک ہوجانے کا ہو پس مین عقلمند ہون دانائے دہر ہون میدان وغا مین ٹھہرا کیسا جاؤنگا بھی نہین مبادا کوئی حریف ضرب تیغ تیز سے قتل کر ڈالے تو مفت جان جائے سائیس نے عرض کیا خداوند آپ تو جنگ سے بہ قدر خائف و ترسان ہین کہ مین نے اپنی زندگی مین مثل آپ کے کسی کو نہین دیکھا حضور خطا معاف گستاخانہ عرض کرتا ہون شعر جسطرح سے آپ ڈرتے ہین کوئی ڈرتا نہین * بزدلی ایسی کوئی نامرد بھی کرتا نہین * بیل کو خداوند نعمت اسطرح آپکو اپنے دین و ملت کا اس درجہ جنگ و جدال سے خائف نہو جیے لشکری آپ کو بزدل کہین گے ذرا غور کرکے ملاحظہ فرمایئے مین آپکے گھوڑے کے واسطے چکی مین چنے دلتا ہون جس چنے کے مقدر مین دو ٹکڑے ہونا نہین ہوتا ہے وہ چنا سالم نکل آتا ہے اور اتنی بڑی چکی سے دو ٹکڑے نہین ہوتا ہے اسی طرح اگر آپ کی قسمت مین تلوار سے دو ٹکڑے ہونا نہین ہے تو کبھی آپ کسی سے قتل نہو جیے گا اور اگر خدانخواستہ حضور کے دشمنون کی قضا آگئی ہے تو گھر مین جا کر ہلاک ہو جائیے گا اس سے بہتر و مناسب یہ ہے کہ میدان جنگ مین مردانہ وار کارزار کیجیے ہزارون دشمنون کو تہ تیغ کیجیے بعد فتح جنگ خلعت و انعام لیجیے مجکو یقین ہے کہ اگر آپ میدان جنگ مین کارہائے نمایان کرینگے اور لڑائی فتح ہو جائیگی تو ضرور آپ کا عہدہ بڑھ جائیگا اسی طرح روز بروز ترقی ہوتی جائیگی آبرو اور عزت ہوگی تنخواہ بڑھتی جائیگی سوار نے جھلا کر سائیس سے کہا کہ اے تو برا بیہودہ ہے ہمکو نصیحت کرتا ہے ہمارا استاد بنتا ہے جو ہم کہتے ہین اُسے قبول نہین کرتا ہے اگر اپنی بہتری چاہتا ہے تو ہمارے حکم کو بجا لا ورنہ پچھتائے گا تو ہمارا تابعدار ہے ہم تیرے فرمانبردار نہین ہین کہ تیرے کہنے پر عمل کرین میدان جنگ مین جائین کسی ظالم حریف کے ہاتھ سے قتل ہو جائین مفت ہماری جان جائے تیری آرزو بر آئے دشمنون کے ہاتھ سے دور بار شیطان کے کان بہرے قتل ہو جائین لڑائی مین کام آئین تو ہمارے لباس بیچکے اور ہتھیار ہمارے لیکے گھوڑے پر سوار ہو کے کسی طرف چلا جائے یہی تیرا قصد ہے ہمکو تیری باتون سے صاف صاف ظاہر ہوتا ہے اے پاجی یہ تیری آرزو کبھی بر نہ آئیگی ہم تیرے فقرے مین کبھی نہ آئینگے اور تیرے اس دام مکر و فریب مین کبھی نہ پھنسینگے ہم عقلمند ہین اپنے دوست اور دشمن کو خوب پہچانتے ہین تو ہمارا عدو جان ہے یہی چاہتا ہے کہ ہم کسیطرح ہلاک ہو جائین لیکن ہم تیرے کہنے پر کب عمل کرینگے تو ہم سے زیادہ عقلمند نہین ہے ہم ہر چند کہ جاہل ہین لیکن عقلمند ہین اور تو لاکھ دانا ہے مگر بیوقوف ہے ہماری اور تیری عقل مین زمین و آسمان کا فرق ہے جو ہم جانتے ہین وہ تو نہین جانتا ہے ارے ہم وہ ہین کہ ہماری والدہ نے ہمکو بڑے ناز و نعم سے پرورش کیا ہے مدت تک سایے سے دھوپ مین نکلنے نہین

دیا ہوا اور کبھی سپاہیونکی صحبت مین بیٹھنے نہین پایا ہو ہمیشہ شطرنج اور ستار اور گنجفہ وغیرہ کے شغل مین اتنی اپنی زندگی بسر
کی ہو اب تھوڑے زمانے سے ہماری خالہ صاحبہ نے خدا اُنکو جہنم مین داخل کرے اُنھون نے ہماری والدہ اور باجی صاحبہ کو
دو بھلا پھسلا کر اور اُنکا زیور نقرئی و طلائی بکوا کر ہمکو گھوڑا لے دیا اور رسالے مین نوکر رکھوا دیا ہرچند ہمنے اُنسے کہا کہ ہم گھوڑے پر
سوار ہونگے تلوار کیسے باندھینگے نوکری نکرینگے کیونکہ ہمنے کبھی چاقو بھی کمر مین نہین لگایا ہو گھوڑا کیسا کبھی گدھے پر سوار نہین
ہوئے ہین ہمکو گھوڑے پر سوار ہونے سے ڈر معلوم ہوتا ہو ایک نہ ایک روز ہم مرکب سے نیچے گر پڑینگے پامال سم اسپ ہو جاینگے
لیکن اُنھون نے ہماری فریاد نہ سُنی اور ہمکو رسالے مین نوکر رکھوا دیا خالہ اور والدہ اور باجی تو مر گئین ہمکو اس نوکری کی آفت
مین مبتلا کر گئین اب صبح کو میدان رزم مین ہزارہا پیدل اور سوار تیر و تیغ اعدا سے قتل ہونگے میدان مصاف مین کشتون کے
پشتے لاشون کے انبار جابجا ہونگے بازار اجل میدان جنگ مین گرم ہوگا ہر ایک جنگجو متاع حیات دیکر خرید خلعت شہادت
ہوگا ملک الموت کو روحون کا قبض کرنا دشوار ہوگا دونون طرف ہزارون سوار اور پیدل قتل ہونگے زمین اُنکے خون سے
رنگین ہوگی بلکہ میدان مصاف مین جوئے خون جاری ہوگی غضب کی تلوار دونون لشکرون مین چلیگی ہزارون قتل
ہو جاینگے سیکڑون زخمی ہونگے بہت سے پامال سم اسپان ہو جاینگے خاک مین ملجاینگے سیکڑون تیرون سے ہلاک ہونگے
ہزارون ضرب گرز گران سے پیوند خاک ہونگے صدہا شمشیر بُران سے قتل ہوکر سوے عدم جاینگے بہت سے کفن بھی
نہ پاینگے قبرین بھی سیکڑون کی نہ بنائی جاینگی لاشین اُنکی بے گور و کفن زمین پر پڑی رہینگی زاغ و زغن وغیرہ گوشت اُنکا
کھائینگے کتے ہڈیان اُنکی چبائینگے دن بھر لاشین دھوپ مین پڑی رہینگی رات کو شبنم مین زیر فلک رہینگی چادر گرد اُڑکے
اُنکی لاشون پر پڑیگی سایہ شامیانہ فلک کا اُنکی لاشون پر ہوگا انجام لڑنے کا اور شجاعت ظاہر کرنے کا یہ ہوگا بھلا ہمسے
یہ معرکہ دیکھا جائیگا ہمکو تو فوراً غش آجائیگا گھوڑے سے گر پڑینگے پامال سم اسپان ہو جاینگے روح جسم سے نکل جائیگی بے آئے بھی
موت آجائیگی لڑنے کا ارمان دل ہی مین رہجائیگا دم نکل جائیگا اے سائیس عہد طفلی سے ہماری تو یہ کیفیت ہو کہ جب
ہمارے سامنے فصاد نے کسی کی رگ مین نشتر چبھویا اور رگ سے خون نکلتے دیکھا فوراً ہمکو غش آگیا اس امر کا اکثر
ہمنے امتحان کیا ہو اور اگر کبھی کسی وجہ سے پتا کھڑکتا ہو اور آواز اُسکی ہمارے کان مین آتی ہو تو دل ہمارا دہل جاتا ہو
روح جسم مین خوف سے بیقرار ہو جاتی ہو رنگ چہرے کا زرد ہو جاتا ہو دست و پا کانپنے لگتے ہین حواس خمسہ بجا نہین رہتے
ہرچند ہم اپنے دل کو سخت کرتے ہین اور چاہتے ہین کہ نہ ڈرین لیکن ڈر ہی جاتے ہین کیا کرین مجبور و ناچار ہین خدا نے
ہمکو ایسا ہی دل دیا ہو ابتک اکثر اوقات ڈر جاتے ہین اور اُسی عالم خوف و اضطراب مین موافق عادت اپنی والدہ
اور خالہ اور باجی کو اسطرح پکارنے لگتے ہین کہ اماں جان خالہ صاحبہ بڑی باجی جلدی دوڑو ہمکو بچاؤ دیکھو عجیب طرح کی
آواز مہیب کان مین آئی تھی جلدی آکر ہمکو آغوش مین لیلو ورنہ ابھی ہم گر پڑینگے بیہوش ہو جاینگے یقین ہو کہ
تڑپ کے مر جاینگے جب کوئی آواز نہین دیتا ہو تو خیال آتا ہو کہ تم کسکو پکارتے ہو اماں اور خالہ اور باجی تو
انتقال کر چکی ہین غرض کہ جب ہمارے دل کی یہ کیفیت ہو تو ہمسے میدان جنگ مین جاکر حریف سے کیا لڑا جائیگا
ہمکو تو تلوار لگانی بھی نہین آتی ہو اور علاوہ مقابلہ کرنے کے اور تلوار حریف پر لگانے کے ہم یون ہی ہلاک ہو جاینگے
جسوقت کسی کو قتل ہوتے دیکھین گے خود ہلاک ہو جاینگے اسوقت کسی حریف سے لڑ نہین رہے ہین فقط تجھسے باتین
کر رہے ہین لیکن دل کی عجیب کیفیت ہو روح جسم مین بیچین ہو رونگٹے کھڑے ہوئے ہین ہرچند کہ دل یہی چاہتا ہو
کہ ابھی اپنے گھر بھاگ جائین اپنی زوجہ کے پاس جاکر چھپ رہین جو زوجہ ہماری ہمسے نہایت محبت کرتی ہے
چار مہینے کا زمانہ گذرا ہو کہ ہماری شادی اُس نیکبخت کے ساتھ ہوئی ہو اگر ہم تیرے کہنے سے میدان جنگ

مین صبح کو جائین اور وہان جاکر اگر خدانخواستہ قتل ہو جائین یا خون دلاوران ولمیطر ہلاک ہو جائین تو جورو ہماری رانڈ ہو جائیگی ابھی نوجوان ہو مرنے کی خبر سنکے یقین ہو کہ وہ بھی کثرت رنج و ملال سے ہلاک ہو جائیگی اور اگر ہلاک ہوئی تو زندگی اپنی کیونکر بسر کریگی بس ای سائیس ہم انھین خیالات سے میدان جنگ مین نہ جائینگے ہمکو جوانان لشکر اگر نہ لیا کینگے تو کہین ہمکو انکا بزدل کہنا منظور ہو لیکن اپنی جان دینا قبول نہین ہو اگر ہم بسبب بزدلی کے نوکری سے چھڑا دیئے جائینگے اور بقول تیرے کوئی ہمکو نوکر نہ رکھیگا تو ہم بھیک مانگ کر کھائینگے اور جو روٹیون کے ٹکڑے ملا کرینگے وہی ٹکڑے گدائی کے نان نعمت سمجھا کھائینگے اور اپنی زوجہ کو کھلائینگے اور شب کو اپنی زوجہ خوبرو کے پاس سوئینگے اور اُسکے وصل سے اپنے دل کو خوش کرینگے ای سائیس اگر تو یہ چاہتا ہو کہ ہم یہان سے بھاگ کر اپنے گھر نہ جائین اور لشکر ہی مین رہین تو کل تو ہماری پوشاک پہنکے اور ہتھیار لگا کے گھوڑے پر سوار ہو کے ہمارے عوض تو ہی میدان جنگ مین جانا اور ہم گھوڑے کی گھانس اور دانہ کی تدبیر کرینگے اگر تجھکو کوئی سوار پہچان کر پوچھے کہ وہ کہان ہین میدان جنگ مین کیون نہین آئے تو کہہ دینا کہ اُنکی طبیعت ناساز تھی اُنھون نے اپنے عوض مجھکو بھیجدیا ہو اگر تو میدان رزم سے زندہ آئیگا اور لڑائی آج ہی فتح ہو جائیگی تو جو کچھ خلعت و انعام ملیگا وہ تو ہی لے لینا ہمکو ایک کوڑی نہ دینا اور اگر تو قتل ہو جائیگا تو ہم ضرور اپنے گھر چلے جائینگے القصہ اسی طرح دونون لشکرون مین جو جو بزدل اور نامرد تھے آمادہ بھاگنے پر ہوئے اکثر شب تاریک مین لشکرون سے نکل گئے آخر شب گذر کے وہ وقت آیا کہ اشعار ہوئی شب خوف کھا کر جلد کافور سیاہی شب کی لیکر ہو گئی دور + لڑائی کی جو دل مین سب نے ٹھانی + تو نکلا شہسوار آسمانی حمزہ صاحبقران نے بعد نماز اور وظیفہ کے حکم تیاری لشکر کا دیا بمجرد حکم سرداران اور جملہ سوارون اور پیادون نے اسلحہ آہنی اپنے جسم پر آراستہ کیے امیر باتوقیر نے زرہ پہنی خود سر پر رکھا دستانے چڑھائے ہتھیار لگائے بارگاہ سے باہر تشریف لائے سردارون نے مجرے کیے جب امیر باتوقیر مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہوئے علمہاے لشکر جلوہ گری پر آئے طبل جنگی پر چوب پڑی سرداران لشکر وغیرہ گھوڑون پر سوار ہوئے نقیبون نے صدائین نصر من اللہ و فتح قریب کی بلند کین حمزہ صاحبقران عالیشان نے مرکب اپنا بڑھایا اشعار

کیا لکھوں مین اثر گرم مزاجی سمند ہو تپش رفتار مین شوخی مین کج برق	زنو ذرہ شوق سے صفت آب گہر تازیانہ کا اگر نام بھی سن لے وہ کبھی	صرصر تیز قدم پا سکے کیونکر اسکو ہو یہ جولان کہ نکل جائے گمان سے باہر

حمزہ صاحبقران نے مرکب کو جولان کیا سرداران نامی و نامدار جانب میدان مصاف ہمراہ صاحبقران روانہ

ہوئے اوسوقت یہ حال تھا ابیات حضیض زمین چون فلک اوج بود نقیبان خروشیدن انگیختند زسم ستوران دران پہن دشت	ز آمد شد لشکر بے قیاس سپہ بر سپہ فوج بر فوج بود تزک بر تزک سو بسو در شتاب زمین شش شد و آسمان گشت ہست	زمین در تزلزل فلک در ہراس خسک بر گذرگاہ کین ریختند نہ در دل شکون و نہ در دیدہ خواب جب حمزہ صاحبقران وارد میدان

کارزار ہوئے بیلداروں نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقون نے آبپاشی کی گرد و غبار کو کثرت آبپاشی سے بٹھایا جب سقے آبپاشی کر چکے اُسوقت صف آرائی ہونے لگی میمنہ و میسرہ و قلب و جناح لشکر درست ہوا ناگاہ ادھر سے لندھور فیل میمونہ پر سوار عقب پشت پر پانچ لاکھ ہندیون کا لشکر لیے بصد کر و فر نمایان ہوا فیل میمونہ کی خوبی تعریف تو ہو نہین سکتی لیکن ادنی تعریف اُسکی یہ ہو کہ کوئی فیل اوسکا ہمسر اور اُسکی ٹکر کا نہو گا پیشانی فیل میمونہ کی ایسی رنگی ہوئی تھی کہ دیکھنے والونکو ثابت ہوتا تھا کہ ابر سفید پر کسی قدر شفق ہو دندان اُسکے مثل دست دراز

مجنوں سیچن سے مشابہ ہین یا دو جانب جوئے شیر جاری تھی پشت پر اُسکی زربفتی جھول پڑی تھی طلائی کڑے دانتوں پر اُسکے
چوڑے چوڑے چڑھے تھے نہایت نادر و نفیس ریشمی رسون سے ہودہ وہ طلائی جواہر کار کسا تھا زنجیرین طلائی و نقرئی

نقشین فیلبان لباس نفیس پہنے ہوئے اُسکی مستک پر بیٹھا تھا نظم

خامہ سکین لکھے خرطوم کی کیا کیا صفت

زلف جانان کا پیچ و خم چشم عاشق کی تری
کا ایسے پلہ میزان ہین جنمین تول لو
کشور مصر و حلب کا مال خشکی و تری

وہ نہانے کو جو اُترے شور دریا مین یہ ہو
مردم آبی کرین کافور کی سوداگری
فیل میمونہ پر لندھور بیٹھا ہوا اسلحہ

زیب جسم کیے ہوئے بصد شوکت میدان کارزار مین آیا لندھور نے میدان مصاف مین آکر دیکھا کہ حمزہ صاحبقران
اپنے لشکر کی صفین آراستہ کیے ہوئے مسلح و مکمل عجب شان و شوکت سے پشت مرکب خنگ سیاہ قیطاس
پر سوار زیر سایۂ علم اژدہا پیکر کھڑے ہین چہرے پر رعب و صولت صاحبقرانی ظاہر ہو علم اژدہا پیکر کا پھریرا کھلا ہوا ہو
اور دمبدم اوس سے آواز یا صاحبقران یا صاحبقران کی نکلتی ہو اور اُسی علم سے اسقدر خوشبوے مشک و عنبر
کی آتی ہو کہ سارا میدان مصاف صحراے ختن یا صحراے تاتار معلوم ہوتا ہو تمام عرصہ رزم خوشبو سے بسا ہوا ہو صبح کا وقت
جو ہو اور ہوا چل رہی ہو خوشبو علم اژدہا پیکر سے نکل رہی ہو دل کو نہایت فرحت حاصل ہوتی ہو صفین سواروں اور
پیدلوں کی قاعدے سے آراستہ ہین ہر ایک صف زرہ پوشوں کی گویا دیوار آہنی نظر آتی ہو یا سد سکندری کا ہر صف
پر گمان ہوتا ہو فوج مانند موج دریا ہو تمام میدان کثرت مردمان لشکر سے بھرا ہوا ہو ہر ایک سوار نوجوان
لالہ فام قمر خد گل اندام ہو مرکب سواروں کے کمیت و سرنگ ابلق وغیرہ ہین اشہب تیز گام فلک آہنگ اون
مرکبوں کی چال کے بحر رفتار ہو اور صبا کا چلنا اُن بادپاؤن کے آگے بیکار ہو نظم کیا صفت ہو مرکبوں کی تھے وہ ایسے
بینظیر ، سامنے جنکے پری کوبھی ہو عذر بے پری ؛ ناز پاؤن کے برابر ہو انکھین تازنگاہ ؛ آنکے راکب کے اشاروں پر ہو انکی یکدری
یال ہر ایک مرکب کے گیسوے حور سے ہمسر بلکہ بہتر ہو چہرے مرکبوں کے چہرۂ پریان سے مشابہ ہین آنکھین انکی مانند
چشمان شیر کے ہین یا مثل دیدۂ معشوقان خوبرو ہین غزلان صحرائی اگر ایک نظر اُنکی آنکھوں کو دیکھ لین یقین ہو کہ
آنکھین اپنی اُنکی آنکھوں سے اچھی نہ سمجھکے محجوب و شرمندہ ہوں سینہ ہر ایک اسپ پری پیکر کا کشادہ ہو تھوتھنی مانند
غنچۂ گل کے ہو جوڑ بند ہر ایک راہوار کا مثل دمادر اور بے عیب ہر قدم مانند معشوقان طناز کے اُٹھاتے ہین کبھی ہوا کی
تیزروی پر نظر کرکے غصہ سے کف منھ مین بھر لاتے ہین دہانہ غیظ سے چباتے ہین ٹاپوں سے میدان کو پامال کرتے
ہین دمبدم اپنے اپنے راکب کیطرف اس خیال سے دیکھتے ہین کہ اگر راکب اشارہ پائین تو حد وہم و گمان سے بھی
نکل جائین سوار اونکو روکے ہوئے ہین بار بار اُنکی پشتوں پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہین اور ان مرکبوں کا یہ حال ہو کہ
سُم بہ سُم اور دُم سے دم ملاتے ہوئے دوش بدوش کھڑے آمادہ جنگ اور مستعد کارزار ہین تلوارین برہنہ ہاتھوں مین
لیے ہوئے ہین ہر ایک تیغ آبدار مانند برق چمکتی ہو نیزے بلند ہین تیر انداز تیر افگنی پر بیس ہین علم لشکر کا جابجا
بلند ہین سرداران تہور شعار آمادہ کارزار اپنے اپنے لشکر و فوج کو لیے بکمال دلیری و ہوشیاری پشت حمزۂ
صاحبقران پر کھڑے ہین میدان جنگ آراستہ ہو لندھور نے بعد دیکھنے طریقہ صف آرائی لشکر کے حمزۂ صاحبقران
کو تسلیم کی امیر با توقیر نے جواب سلام دیا بعد تسلیم اور مزاج پرسی کے لندھور صف آرائی لشکر مین مصروف ہوا جب
لندھور نے صف آرائی لشکر سے فرصت پائی اُسوقت نقیبوں اور کڑکیتوں نے دو جانب لشکروں سے قصد نکلنے
کا کیا تھا کہ ناگاہ ایک جانب سے غبار عظیم بلند ہوا حمزۂ صاحبقران نے اُس غبار کو دیکھکر خیال کیا کہ شاید کوئی
سرداران لشکر لندھور سے بجمعیت سپاہ کثیر آیا ہو اُس طرف لندھور نے بھی یہی تصور کیا کہ کوئی سرداران

فوج حمزہ صاحبقران سے مع لشکر بیکران یہان آتا ہی یا نوشیروان نے براے مدد حمزہ صاحبقران کسی سردار
ذیشان کو بھیجا ہی اسی طرح علاوہ لندھور اور حمزہ صاحبقران کے مردمان لشکر بھی جانب گرد و غبار دیکھکر طرح طرح
کے خیالات کرنے لگے جب اوس غبار کو ہواے تند نے دفع کیا مردمان لشکر نے دیکھا کہ پچاس علم نمودار ہونے جانب
مقابل لوگ ہوشیار ہو گئے پچاس علمون کو دیکھکر ثابت ہوا کہ پچاس ہزار سوار کی اس لشکر مین جمعیت ہی جب وہ لشکر
قریب آیا دونون لشکرون سے علیحدہ ایک جانب ٹھہرا حمزہ صاحبقران نے دیکھا کہ گستہم زرین کفش صفین
اپنے لشکر کی آراستہ کرکے زیر سایۂ علم خوک پیکر کھڑا ہی حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر فرمایا
ای خواجہ دیکھو گستہم زرین کفش آیا ہی یہ مجھسے عداوت رکھتا ہی مین نے اسکے لڑکے کو ایک روز دربار نوشیروان
مین اسکے دنگل کی بابت ایک طمانچہ مارا تھا اور جب یہ چین و ماچین سے آیا تھا اور مین اسکے دیکھنے کو بارشاہ نوشیروان
گیا تھا تو یہ بعداوت مجھسے ملا تھا اور اسنے قصد کیا تھا کہ میری پسلیان توڑ ڈالے اسوقت مجکو حق تعالے نے اسکی حرکت سے
محفوظ رکھا اور مین بھی اسی طور اس سے ملا تھا کہ آجتک اسکو یاد ہوگا نہین معلوم یہ یہان کیون آیا ہی خواجہ عمرو نے
گفتگو امیر با توقیر کی سنکے فکر کی اور فریب تجویز کرکے لشکر گستہم کی طرف آہستہ آہستہ چین بجبین سر جھکائے ہوئے
روانہ ہوئے اور قریب سپاہ نہایت ادب سے گستہم کو سلام کیا گستہم نے جو خواجہ عمرو کے چہرے پر آثار ملال پائے
خواجہ عمرو سے اسطرح پوچھنے لگا کہ ای خواجہ عمرو مزاج تمہارا کیسا ہی اسوقت تمہارے چہرے سے کچھ آثار
ملال ظاہر ہوتے ہین خواجہ عمرو نے کہا ای پہلوان بیمثال رشک رستم و سام و زال مزاج میرا اچھا نہین ہی جو رنج مجکو ہی
اسکو کیا بیان کرون شکایت اپنے مقدر کی کیا کرون الحمد للہ زندہ تو ہون لیکن بوجہ صدمہ دل کے لطف حیات نہین
ہی گستہم نے یہ تقریر سنکے خواجہ سے پوچھا کہ تم کس صدمہ مین مبتلا ہو ہم سے بیان کرو شاید اوس رنج کے دفع کرنے کی
تدبیر مجھسے ہوسکے خواجہ عمرو یہ گفتگو گستہم کی سنکے آنکھون مین آنسو بھر لائے اور کہنے لگے ای پہلوان بیعدیل جو غم مجکو ہی تم
ایسے دوست سے اس الم کو کیا چھپاؤن اصل باعث ملال یہ ہی کہ تم بخوبی جانتے ہو کہ مین نے حمزہ صاحبقران
کے ساتھ کیسی نیکی اور رفاقت کی جانثاری اور سرفروشی مین کوئی دقیقہ اوٹھا نہین رکھا ہی اگر سچ پوچھو تو یہ مرتبہ
صاحبقران کا افضال خدا اور میری وجہ سے ہوا ہی پہلے حمزہ صاحبقران کو کوئی جانتا بھی نہ تھا یہ دقار قبل اسکے
صاحبقران کا کب تھا پہلے تو امیر با توقیر میری نہایت عزت کرتے تھے کرسی پر مجکو بٹھاتے تھے بھائی مجکو کہتے تھے
لیکن آجکل امیر با توقیر نوشیروان کی دامادی کی امید مین ایسے مغرور ہوگئے ہین کہ کسی کی کچھ حقیقت نہین سمجھتے ہین
اور اپنے ذہن ناقص مین یہ سمجھے ہوئے ہین کہ مثل میرے کوئی شجاع و بہادر روے زمین پر نہین ہی اور مانند میرے
کوئی عاقل و دانا بھی صفحۂ روزگار پر نہین ہی اب تو اسدرجہ کبر و نخوت ہی کہ عالم کو جاہل کامل کو ناقص عاقل کو بیوقوف
و دانا دان شیر کو روباہ فیل کو مور قوی کو ضعیف تصور کرتے ہین اور بڑے بڑے پہلوانان گذشتہ کو کہتے ہین کہ وہ کیا
صاحب قوت و طاقت تھے اگر وہ اس زمانہ مین ہوتے اور مجھسے مقابلہ کرتے تو انکو میری قوت کا حال معلوم ہوتا
پسلیان انکی توڑ ڈالتا غرض کہانتک حال نخوت حمزہ صاحبقران مین تجسے بیان کرون خلاصہ یہ کہ اب وہ اپنے تئین یکتا
روزگار زور و طاقت و عقل مین جانتے ہین اور اسی غرور کی وجہ سے میری قدر اور عزت نہین کرتے ہین ای پہلوان ذیوقار
مجکو یہ امید حمزہ صاحبقران سے نہ تھی کہ عوض یہ انعام جان نثاری و سرفروشی کا مجکو دینگے افسوس ہزار افسوس
دنیا مین کسی سے نیکی نہ کرے کیونکہ انجام نیکی کا اکثر بد ہوتا ہی بس اب ای پہلوان رشک رستم میرا ارادہ ہی کہ دو چار
روز کے زمانہ مین کسی طرف چلا جاؤن حمزہ صاحبقران کے لشکر سے نکل جاؤن کسی بادشاہ و وزیر کی نوکری

گروں اور اپنی زندگی بآرام تمام بسر کروں گستہم نے یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے افسوس کیا اور کہا ای خواجہ عمرو تم ایسے
باکمال ہو کہ تمہارا مثل و نظیر نہیں ہی مثل تمہارے کوئی عیاری نہیں کر سکتا تم جہاں جاؤگے خاص و عام تمہاری قدر کرینگے
اگر تم مجکو سرفراز کرو اور میرے ہمراہ رہو تو مین اپنی جان سے بھی زیادہ تمکو عزیز رکھوں اور ایسی قدر تمہاری اور عزت
کروں کہ کبھی حمزۂ صاحبقران نے بھی نہ کی ہوگی خواجہ عمرو نے مسکرا کے کہا ای پہلوان ذیقدر تو کا سچ تو یہ ہی کہ مین اسوقت
اسی امید سے تمہارے پاس آیا تھا کیونکہ مین نے خیال کیا تھا کہ تم پہلوان بے نظیر ہو دربار نوشیروان مین کوئی پہلوان تمہارے
مانند نہیں ہی تم میری ضرور قدر دانی کروگے الحمد للہ کہ جو مین نے خیال کیا تھا وہی ہوا آج سے تمہارے ہمراہ
رہونگا اور ایسی خیر خواہی کرونگا کہ تم بھی یاد کروگے فی الحال ایک خیر خواہی کرتا ہوں اور ایک راز سے مین تمکو آگاہ
کرتا ہوں وہ راز یہ ہی کہ گرز لندھور کا تم جو دیکھتے ہو یہ لکڑی کا ہی اسکے اوپر لوہا ہی نہایت ہی ہلکا مطلق گران نہیں ہی
اگر اس گرز کو تو مجھے کہے تو مین ہزار مرتبہ اس گرز کو بآئین نخافت اٹھاؤں اور دو دو پہر تک اس گرز کو بلند کیے ہوئے
کھڑا ہوں اور میری جبین پر شکن نہ آئے فقط حریف کے ڈرانے کے واسطے اتنا بڑا گرز بنایا ہی لندھور مین ذرا بھی قوت
نہیں ہی اسکے دست و باسوٹے موٹے دیکھنے ہی کے ہین مین خوب جانتا ہوں کہ لندھور کے دست و بازو مین طاقت
مطلق نہیں ہی اگر تم لندھور سے مقابلہ کرو تو لندھور کے دست و پا بسہولت توڑ ڈالو اور گرز کو اوسکے ہاتھ سے
چھین لو اور چشم زدن مین اوسکو ہلاک کرو پس اب مین یہ چاہتا ہوں کہ اسوقت تمہین لندھور سے مقابلہ کرو
اور سر میدان روبرو سے حمزۂ صاحبقران اوسکو قتل کرو لشکر کو اوسکے تباہ و برباد کرو ہندوستان پر اپنا قبضہ کرو
حمزۂ صاحبقران دامادی نوشیروان سے محروم رہجائین تمہاری جرأت و دلاوری دیکھکر متحیر ہوں اگر تم اسوقت لندھور
سے مقابلہ نہ کروگے اور امیر با توقیر لندھور کو کشتی یا فن جنگ مین زیر کرینگے یا قتل کرینگے اور دامادی نوشیروان
سے مشرف ہونگے تو اور زیادہ نخوت کرینگے دربار نوشیروان مین جسقدر پہلوان بیٹھتے ہین کسی کی کچھ حقیقت نہ
سمجھینگے ہر ایک کو نظر حقارت سے دیکھینگے از انجملہ تمکو بھی مثل اور پہلوانوں کے ذلیل اور حقیر جانینگے گستہم یہ گفتگو خواجہ عمرو
کی سنکے نہایت مسرور و شاد ہوا اور ہنسکے پوچھنے لگا ای خواجہ سچ کہو گرز لندھور کا کیا گران نہیں ہی کہ گرز
چوب کے اوپر لوہے کا خول ہی اور لندھور کے دست و با مین کیا بخوبی قوت نہیں ہی مین نے تو اکثر سنا ہی کہ گرز
لندھور کا نہایت ہی گران ہی اور دست و بازو مین اسکے از حد قوت ہی اگر فی الحقیقت لندھور کا گرز ہلکا ہو اور لندھور
مین چندان قوت و طاقت نہو مین ابھی لندھور سے مقابلہ کروں اور اسکو قتل کرکے حمزۂ صاحبقران کو بھی ہلاک
کروں ای خواجہ اب مین تسے کیا چھپاؤں مجکو امیر سے خصومت ہی کیونکہ انھون نے میرے فرزند کو طمانچہ مارا ہی اور ایک
روز انھوں نے اپنا زور بھی مجھے دکھایا ہی مجھسے گلے ملکے خوب دبایا ہی آج اسکا عوض اونسے لونگا کینہ دیرینہ کو ظاہر کرونگا
اسوقت تم میرے پاس خوب آئے مین تسے نہایت خوش ہوں نوشیروان نے مجکو اسی واسطے یہان بھیجا ہی کہ پہلے
لندھور کو جا کر قتل کرنا اور سر اسکا تیغ آبدار سے جدا کرکے حمزۂ صاحبقران کے سر کو بھی تلوار سے کاٹنا اور لشکر
کو تباہ کرنا اور سر دونون کے میرے پاس لے آنا اور انعام مین ان کارہائے نمایاں کے نوشیروان نے مجھسے اقرار
کیا ہی کہ جب تو فرق لندھور اور سر حمزۂ کاٹ کے لے آئیگا اسوقت مین اپنی دختر ملکہ مہرنگار سے تیری شادی کرونگا
اور تجکو اپنی دامادی کا شرف دونگا خواجہ عمرو نے گفتگوے گستہم سنکے خیال کیا کہ یہ نالائق ارادہ بد رکھتا ہی دشمن جان
حمزۂ صاحبقران ہی یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جواب دیا ای پہلوان بے نظیر جو کچھ مین نے تسے بیان کیا سچ ہی ذرا بھی
دروغ نہیں ہی جسوقت تم مقابلہ لندھور سے کروگے تمکو آپ ہی میرے قول کی صداقت ہو جائیگی پہلے اب تم موافق حکم

نوشیروان لندھور بن سعدان سے مقابلہ کرو بعد اسکے پھر حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرنا لیکن ذرا سمجھ بوجھ کے مقابلہ کرنا کیونکہ حمزہ صاحبقران سے مقابلہ کرنا کچھ آسان نہین گستہم تقریر خواجہ سنکے خیال کرنے لگا کہ خواجہ عمرو سچ کہتے ہین جھوٹھ مطلق نہین کہتے ہین کیونکہ اتنا بڑا گرز اٹھانا اور حریف پر لگانا کام انسان کا نہین ہو بیشک یہ گرز لکڑی کا ہو اور لندھور مین چندان قوت نہین ہی حمزہ صاحبقران مرد میدان نبرد ہین یہ خیال کرکے اور خواجہ عمرو کے دام فریب مین آکے آگے بڑھا اور بآواز بلند کہنے لگا کہ لندھور کہان ہو اگر دعوی شجاعت رکھتا ہو تو مجھسے آکر مقابلہ کرے مجکو نوشیروان نے واسطے مقابلہ کے بھیجا ہو اور حکم کیا کہ لندھور کا سر تیغ آبدار سے کاٹ کے لے آ لندھور یہ نعرہ گستہم سنکے نہایت غضبناک ہوا ہرچند کہ لندھور واسطے مقابلہ حمزہ صاحبقران کے صف آرا ہوا تھا لیکن بوجہ نعرہ کرنے گستہم زرین کفش کے لندھور فیل میمونہ سے اترکے گھوڑے پر سوار ہوا اوسوقت لشکر لندھور مین باجے جنگی بجے طبل و دہل وغیرہ کی صدا بلند ہوئی لندھور مرکب اپنا جولان کرکے میدان مین آیا اور گستہم سے کہنے لگا کہ او بحیا کیا بکتا ہی تیری یہ لیاقت ہی کہ تو مجھسے مقابلہ کرے اور میرا سر تیغ کی کاٹے تیری اس بیہودہ گوئی سے ظاہر ہوا کہ تیری قضا تجکو میدان مین لے آئی ہی خیر اگر تجکو ہوس مقابلہ ہی تو حربہ کر جسوقت یہ تقریر لندھور نے کی حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو و جملہ سرداران فوج و لشکر نے دیکھا کہ گستہم نے بقہر و غضب اپنے گینڈے کو بڑھا اور لندھور سے نگاور زن ہوا اوسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ سات قدم گینڈا گستہم کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب لندھور ہٹا ہوا جب گستہم نے دیکھا کہ میرا گینڈا سات قدم ہٹ گیا اوسوقت اور زیادہ برہم ہوا اور گینڈے کو اشنہ مار کر آگے بڑھایا اور تیغ گرانبار نیام سے کھینچکر لندھور پر لگایا جب تیغ قریب سر آیا لندھور نے تیغے کی دھار اور باڑھ سے اپنا ہاتھ بچا کر گستہم کے بند دست پر ہاتھ ڈالا اور تیغ گرانبار کو دست گستہم سے چھین لیا اور فی الفور زنجیر کمر گستہم مین ہاتھ ڈالا اور نعرہ کرکے گینڈے کی پشت سے گستہم کو اوٹھا لیا اور گردش دیکر قصد کیا کہ زمین پر اس زور سے پٹکے کہ یہ بیحیا پیوند خاک ہو جاے استخوان ریزہ ریزہ بلکہ سرمہ ہو جاوین چونکہ گستہم کی حیات باقی تھی ناگاہ توڑہ کمر بند زنجیر کا ٹوٹ گیا اور گستہم دست لندھور سے چھوٹ گیا جسوقت گستہم دست لندھور سے چھوٹکے زمین پر گرا ایسا بدحواس اور خائف ہوا کہ فی الفور زمین سے اوٹھکر اپنے لشکر کی طرف بھاگا اور اپنے گینڈے پر سوار ہوکے فوراً ایک طرف مع اپنے لشکر کے روانہ ہوا لندھور نے گستہم کا تعاقب نہ کیا اور حمزہ صاحبقران کی طرف دیکھکر مسکرایا اسنا مسکرانے سے یہ تھا کہ گستہم واسطے سر کاٹنے کے آیا تھا خود ہی بھاگ گیا جب گستہم بھاگ گیا اور حمزہ صاحبقران اشارہ تبسم لندھور سمجھے اوسوقت حمزہ صاحبقران نے لندھور کی قوت و شجاعت دیکھکر بآواز بلند تعریف کی اور فرمایا اے لندھور تمھارے ہمسر اور دلاور پہلوانون مین تمھارا مثل و نظیر نہین ہی لندھور نے کہا کہ آپ چونکہ شجاع و بہادر ہین اسوجہ سے آپ میری تعریف کرتے ہین لندھور نے یہ کہکر حمزہ صاحبقران سے کہا کہ آج طبل بازگشت بجوایئے کل وقت سحر مقابلہ کیجئے گا حمزہ صاحبقران نے پوچھا آج کسوجہ سے مقابلہ نہین کرتے ہو لندھور نے جواب دیا کہ اسوقت تمازت آفتاب کی زیادہ ہی وقت دوپہر کا ہی گستہم نالایق سے مقابلہ کرنیکا لیکن مردمان سپاہ بھی اوسوقت کثرت حرارت آفتاب سے پریشان ہین کڑیان زرہ کی گرم مین لون چل رہی ہی گرد و غبار دمبدم بلند ہوتا ہی گرم گویا تنون کو جلائے دیتی ہی گرمی سے ہر ایک سوار پسینے مین تر ہی یہ میدان مصاف گویا میدان حشر اوسوقت معلوم ہوتا ہی اسوجہ سے مین چاہتا ہون کہ آج مقابلہ نہ کیجئے اور طبل بازگشت

بجواب حمزہ صاحبقران نے گفتگو سے لندھور سنکے فرمایا کہ اگر آج دل تمہارا مقابلہ کرنیکو نہیں چاہتا تو خیر کل مقابلہ کرنا لیکن پہلے تم طبل بازگشت بجواؤ پھر ہم بھی بازگشت بجوائینگے لندھور نے یہ سنکر حکم دیا کہ طبل بازگشت بجے بموجب حکم طبل بازگشت پر چوب پڑی جملہ سوار و پیدل آگاہ ہوئے کہ اسوقت لڑائی نہوگی حکم میدان صاف کرنیکا ہے اور فرودگاہ پر چلنے کا ہے اسی دوران فوج لندھور فرودگاہ پر چلے گئے تھے ناگاہ حمزہ صاحبقران کے بھی لشکر ظفر اثر میں چوب پڑی صدائے طبل بازگشت بلند ہوئی زمین تھرائی جب لندھور حمزہ صاحبقران سے رخصت ہوکر اور تسلیم کرکے مع اپنی فوج کے فرودگاہ لشکر پر گیا اسوقت حمزہ صاحبقران بھی مع اپنے سرداروں وغیرہ کے میدان جنگ سے بصد شان و شوکت فرودگاہ لشکر پر تشریف لائے اور مرکب خنگ مسمیٰ قیطاس سے اترکے بارگاہ فلک جاہ میں تشریف لیگئے سرداران لشکر بھی مرکبوں سے اترے اور داخل خیام ہوئے پھر ایک سردار اور سوار نے اسلحہ اپنے جسم سے اتارے ہر ایک اپنے بستر بآرام تمام بیٹھا حمزہ صاحبقران نے بھی بارگاہ میں جاکر سلاح اپنے تن سے دور کیئے اور دنگل پر بیٹھے سرداران لشکر مثل کرشیت سپر گردان اور سیف ذوالیدین اور لقمان بن منظر شاہ یمنی اور پہلوان عادی اور اسد اسلان اور بہرام گرد بن خاقان چین وغیرہ بھی بارگاہ حمزہ صاحبقران میں جاکر اپنے اپنے دنگل پر بیٹھے اور خواجہ عمرو بھی خدمت صاحبقران میں آگئے اور اپنی کرسی پر بیٹھے اسوقت حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر پوچھا کہ اے خواجہ تم جو گستہم کے پاس گئے تھے میں نے دیکھا تھا کہ تم اس سے کچھ باتیں کرتے تھے اور وہ بھی تم سے کچھ گفتگو کرتا تھا لیں اسوقت بیان کرو کہ تم نے اس سے کیا گفتگو کی اور اس نے تم سے کیا تقریر کی اور گستہم نے لندھور سے کیونکر کیا خواجہ عمرو نے تمام گفتگو گستہم اور اپنے مکر و فریب کی تقریر بیان کی پھر خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ میں نے تو چاہا تھا کہ گستہم لندھور کے ہاتھ سے ہلاک ہوجائے لیکن اسکی زندگی باقی تھی بچ گیا اور بھاگ کر چلا گیا حمزہ صاحبقران و سرداران لشکر خواجہ کی گفتگو سنکے ہنستے جملہ سردار گستہم کی عداوت سے آگاہ ہوکر برہم ہوئے بعد سننے تقریر خواجہ عمرو کی حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا کہ اے خواجہ ان شاء اللہ کل لندھور سے ضرور مقابلہ ہوگا ایک گرز مثل لندھور کے آج ہی بنوانا چاہیے تاکہ جب گرز لندھور لگائے تو ہم اسکے گرز کو اپنے گرز پر روکیں اگر ہم اوسکے گرز سے ہلاک نہوں تو اپنا گرز اوسکے سر پر لگائیں خواجہ عمرو نے بموجب حکم حمزہ صاحبقران لہاروں سے کہا کہ گرز آج ہی تیار کرو لہاروں نے موافق حکم اسی دن گرز تیار کردیا حمزہ صاحبقران گرز کو دیکھکر خوش ہوئے اور لہاروں کو زر کثیر مرحمت فرمایا نام گرز نہ میں پیدا نہیں ہوکر اپنی گرز سام حمزہ صاحبقران عالی مقام کو نہیں ظاہر ہے جب صاحبقران پردہ قاف میں تشریف لیجائینگے اس زمانہ میں گرز سام امیر بالوقیر کو ملیگا ان شاء اللہ آیندہ احوال گرز کے ملنے کا پردہ قاف کی داستان میں لکھا جائیگا غرض آدم برسر مطلب جب امیر بالوقیر گرز کو دیکھ چکے اسوقت حکم کیا کہ ساقیان ماہرخ کشتیاں شراب ناب کی لیکر حاضر ہوں بموجب ارشاد حمزہ صاحبقران ساقیان خوبرو کشتیاں مے گلرنگ کی لیکر حاضر ہوئے اور بعد اداب آداب و تسلیم بجا لاکر شیشی مے سے شراب جام و ساغر میں بھری اول جام ایک ساقی نازک اندام نے بصد اداب امیر بالوقیر کو دیکر دیا پھر ساقیان سیمتن غنچہ دہن جمشید دم و ساغر شراب سے مملو کرکے جملہ سرداران ذوالوقار کو دینے لگے سرداران تہور شعار جام و ساغر ساقیان گلعذار سے لیکر شراب پینے لگے اور خواجہ عمرو بموجب حکم صاحبقران نے بجا کر یہ غزل گانے لگے

غزل		
اللہ رے شوق دید گلستاں کہ ہر رگ	تو بدگمان ہے یار کا تیر نظر ہنوز جاتے ہیں اڑ کے سوکھیں بال و پر ہنوز	سینے میں ڈھونڈھتا ہے تمہارا جگر ہنوز کیوں کھینچتا ہے کھنچتی ہے دل کی لگی ہوئی

پیکان ترا ہی تشنہ خون جگر ہنوز
بعد فنا بھی کم نہوا انتظار یار
مین کہ رہا ہون تجری سے خبر ہنوز
اللہ رے ضعف چھٹکے قفس سے تھی پاس
بر پا ہوا ایک حشر مری جان پر ہنوز
صدمے مین اپنی مرگ کے کیا کیا خیال تھا
اپنی خبر نہین مجھے مثل شرر ہنوز
ہنگام مرگ بھی نہین کہتا پیام یار
جو مین ہین ہمنشین در و دیوار پر ہنوز
وہ ہین بغل مین بخت کی ناکامیون سے حیف
لپٹا ہوا ہی سینے سے داغ جگر ہنوز
وعدہ خلاف یار سے وصلت کہان نصیب
سر پھوڑنے کا بعد فنا بھی خیال ہی
آنکھیں لگی ہوئی ہین مری سوئے در ہنوز
گو مثل ابر پھوٹ بہے ہم مگر مجھے
بیٹھی ہوئی بلبل بے بال و پر ہنوز
چلتے کسی مین نزاکت سے کہاکے بل
سیتا ہی بخیہ گر مرے زخم جگر ہنوز
ہر چند وہ نہ آئینگے لیکن ازل سے ہم
ترسا رہا ہی مجکو مرا نامہ بر ہنوز
ہوچکا نہین ہی رونے کا حال انکے کان تک
سمجھے ہوئے ہین عشق کو ہم بے اثر ہنوز
دل آگے وقت مرگ بھی لیتا نہین خبر
تسلیم اسکی ہی وہی شام و سحر ہنوز
شاید نہین ہوئی شب غم کی سحر ہنوز
محشر بھی ہوچکا ہی ولیکن تہ مزار
رونے کی آرزو ہی مری چشم تر ہنوز
مر کر بھی حسرتون کے وہی کچھ ہجوم ہین
زلف دراز آئی نہین تا کمر ہنوز
قسمت کہانسے لائی تھی جاتا ہون جب کہان
بیٹھے فرش راہ کیے چشم تر ہنوز
مہمان تمہارات کون کہ عکس جمال سے
باقی ہی آب اشک کو ہونا گہر ہنوز
شرط وفا کا پاس ہی مجبور کیا کرے
بھولا ہوا ہی مجکو مرا ہمسفر ہنوز

جسوقت غزل مرقوم خواجہ عمرو نے بہ لحن داودی نے بجاکر گائی اسوقت اہل بزم کی عجیب کیفیت ہوئی کہ ہر ایک سردار بے اختیار ہو ہو گیا سمان بندہ گیا بعد غزل مرقوم کے خواجہ عمرو اور غزلین عاشقانہ بجاکر گانے لگے صاحبقران اور سرداران حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو کے گانے کی تعریف کرنے لگے یہان تو خواجہ عمرو نے بجا رہے ہین غزلین گا رہے ہین حمزہ صاحبقران وغیرہ سن رہے ہین ساقیان ماہ طلعت ساغر آفتاب امیر باتو قیر اور سرداران کو دے رہے ہین دور رجام بے دغدغہ گردش ایام چل رہا ہی لیکن کچھ حال گستہم زرین کفش کا لکھا جاتا ہی کہ گستہم جو میدان جنگ سے بھاگا ایک جانب مع اپنے لشکر کے روانہ ہوا راہ مین گستہم پس پشت پھر پھر کے خواجہ عمرو کو دیکھتا تھا اور کہتا تھا کہ خواجہ عمرو میرے ہمراہ کیون نہین آئے کہان رہگئے انھون نے تو مجھسے وعدہ کیا تھا کہ اب تمھارے ساتھ رہونگا حمزہ صاحبقران کی رفاقت چھوڑ دونگا نہین معلوم کیا سبب ہوا جو خواجہ میرے ساتھ نہ آئے جب گستہم ایسے خیالات کرتا ہوا اور رنگ چلا گیا اور خواجہ عمرو کے آنے سے مایوس ہوا اسوقت گستہم نے خیال کیا کہ بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ خواجہ عمرو کو حمزہ صاحبقران نے میرے پاس بھیجا تھا اور خواجہ نے بموجب کہنے امیر کے مجکو لندھور سے لڑوادیا ہر چند کہ مین بحکم نوشیروان واسطے مقابلہ لندھور کے آیا تھا لیکن ابھی نہ لڑتا اور بہ مکر و فریب لندھور کو ہلاک کرتا حمزہ صاحبقران نے تو خواجہ عمرو کو میرے پاس بھیجکر آج مجکو قتل ہی کروا ڈالا اگر مین دست لندھور سے نہ چھوٹ جاتا تو لندھور ضرور مجکو ہلاک کر ڈالتا غرض گستہم یہ خیال کرتا ہوا ایک درہ کوہ مین پہونچا اور وہان اس ارادے سے فروکش ہوا کہ اگر حمزہ صاحبقران لندھور کو زیر کرکے اسطرفسے ملک مدائن جائینگے تو مین اونکو کسی تدبیر سے ہلاک کرونگا گستہم تو درہ کوہ مین مقیم ہی اسکا حال آیندہ لکھا جائیگا لیکن اب حال حمزہ صاحبقران کا لکھا جاتا ہی کہ حمزہ صاحبقران خواجہ عمرو کا گانا سنکے اور میکشی کرکے ہنگام غروب آفتاب واسطے پڑھنے نماز شام کے اُٹھے جملہ سردار بارگاہ سے اُٹھکے اپنے اپنے خیمے مین تشریف لے گئے

داستان طبل جنگ بجوانا لندھور کا اور بحکم تہپال ہندی عیاری کرنا داراب گلیم کی کا اور قید ہوکر رہا ہونا امیر باتوقیر کا اور عیاری کرنا خواجہ عمرو کا مع دیگر حالات

راویان خوش فکر بیان کرتے ہین کہ جب لندھور فرودگاہ لشکر پر پہونچا اور آفتاب غروب ہوا اور ماہ مع کواکب فلک پر ظاہر ہوا لندھور نے طبل جنگ بجوایا عیارون نے طبل جنگ کے بجنے کی حمزہ صاحبقران کو بصد ادب خبر دی حمزہ صاحبقران نے بھی طبل جنگ بجوایا دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی ہونے لگی شہپال ہندی نے لندھور سے پوچھا اے فرزند حمزہ صاحبقران جو تجھ سے مقابلہ کرنے کے واسطے آمادہ ہین اور خراج ہندوستان بحکم نوشیروان بارہ برس کا لینے کو آئے ہین یہ کیا شجاع عرب سے ہین لندھور نے کہا اے عموی ذیوقار جو بہادر ہین وہ جھوٹھ نہین بولتے سچ تو یہ ہی کہ حمزہ صاحبقران نہایت شجاع ہین دیکھیے انجام مقابلہ کیا ہوتا ہی شہپال ہندی یہ تقریر لندھور کی سنکے متردد اور متفکر ہوا چونکہ شہپال ہندی کے ملازمون مین ایک نجومی صاحب کمال تھا شہپال نے خیال کیا کہ اسوقت اس نجومی سے حال فتح شکست دریافت کرنا چاہیے یہ خیال کرکے شہپال لندھور کے پاس سے اٹھا اور نجومی کو تخلیے مین طلب کرکے اس سے پوچھا کہ اے نجومی اسوقت بقاعدہ علم نجوم بتا کہ لندھور امیر با توقیر پر ہنگام جنگ فتح پائیگا یا حمزہ صاحبقران لندھور پر فتحیاب ہونگے اس نجومی کہ سالم اسکا نام تھا اور نہایت علم نجوم مین دخل رکھتا تھا فوراً اسنے کتاب نجوم کو کھولا اور بعد فکر بسیار اسنے عرض کیا کہ لندھور حمزہ صاحبقران کی اطاعت اختیار کریگا اور مسلمان ہوجائیگا شہپال ہندی سالم نجومی سے یہ تقریر سنکے نہایت غمگین ہوا اور فکر و خیال کرنے لگا کہ اب کیا تدبیر کرنا چاہیے آخر بعد فکر بسیار شہپال ہندی نے داراب عیار کو تخلیے مین بلایا اور نجومی کو رخصت کیا جب داراب عیار خدمت شہپال مین حاضر ہوا شہپال نے پوچھا اے داراب تجھسے ہوسکتا ہی کہ عیاری کرکے اور امیر کو بیہوش کرکے پشتارہ انکا میرے پاس لے آئے داراب نے کہا آپکے اقبال سے امیر کو بیہوش کرکے انکا پشتارہ لے آؤنگا شہپال نے خوش ہوکر داراب کو زر و جواہر دیا اور کہا کہ جب تو پشتارہ امیر کا لے آئیگا تو مین اور بھی زر و جواہر دونگا داراب زر و جواہر لیکر شہپال ہندی کے پاس سے اپنے خیمے مین آیا اور بالباس عیاری اپنے جسم پر آراستہ کرکے لشکر امیر کی طرف چلا اور صورت اپنی تبدیل کرکے لشکر امیر مین داخل ہوا دیکھا کہ جملہ سوار اور پیدل بیدار ہین جنگ کی تیاری کر رہے ہین امیر با توقیر بارگاہ مین ہین داراب عیار سب کو بیدار دیکھکے ایک گوشہ مین بیٹھ گیا نصف شب کے وقت جملہ سردار بارگاہ امیر باتوقیر سے اٹھکر چلے گئے اور خواجہ عمرو بھی واسطے کسی ضرورت کے بارگاہ امیر سے نکل کے ایک جانب گئے اسوقت داراب عیار اٹھا اور قریب بارگاہ گیا اور سراچہ بارگاہ چاک کرکے داخل بارگاہ ہوا اور ایک گوشہ بارگاہ مین جاکر بیٹھا جب حمزہ صاحبقران سو رہے اسوقت داراب اٹھا اور قریب حمزہ صاحبقران گیا اور شمعون کو گل کرکے گیند عیاری مین بیہوشی رکھکر سوراخہاے بینی کے پاس لے گیا جب صاحبقران نے سانس کھینچی سفوف بیہوشی دماغ مین پہونچ گیا امیر با توقیر بیہوش ہوگئے اسوقت داراب عیار جلدی سے امیر کا پشتارہ باندھکر اور پشت پر رکھکر بارگاہ سے نکلا اور جلد تر راہ طے کرکے شہپال ہندی کے پاس آیا شہپال نے خوش ہوکر داراب کو خلعت انعام دیا اور کہا اے داراب اسی وقت جزیرہ قیض مین پشتارہ امیر کا لیجا اور خندق ارغوان مین قید کر اور اگر لندھور تجھسے حال حمزہ صاحبقران پوچھے تو ہرگز نہ بتانا داراب عیار نے بحکم شہپال ہندی امیر باتوقیر کو جزیرہ قیض مین لے جاکر اسی وقت قید کیا جب صبح ہوئی خواجہ عمرو اور سرداران لشکر نے امیر کو بارگاہ مین نہ دیکھکر نہایت متردد اور متفکر ہوگئے اور اہل لشکر نہایت پریشان خاطر ہوئے خواجہ عمرو نے سراچہ کو دیکھا یقین کامل ہوا کہ کوئی عیار حمزہ صاحبقران کو لیگیا ہی اسوقت خواجہ عمرو ابوسعید اور ابوشہاب وغیرہ عیار

اپنے ہمراہ لیکر لندھور کے پاس گئے لندھور میدان جنگ کی جانب مع لشکر جا ہی چاہتا تھا کہ خواجہ عمر پہونچے لندھور نے عمر وسے پوچھا کہ ای خواجہ تم میرے پاس کیون آئے ہو خواجہ عمرو نے کہا کہ ای لندھور تمھاری شجاعت اور دلیری سے یہ بعید ہے کہ تمنے اپنے عیار کو بھیجا اور روز امیر کو بیہوش کرکے اسکا پشتارہ لیکے تمھارے پاس چلا آیا اور تمنے امیر کو قید کیا ہے بہتر اور مناسب یہی ہے کہ حمزہ صاحبقران کو میرے حوالے کرو ورنہ مین ہزارون آفتین برپا کرونگا لندھور یہ گفتگوے خواجہ عمرو سنکے حیران ہوا اور خواجہ سے قسم حضرت شیث علیہ السلام کی کھا کر کہا کہ ای خواجہ مین نے اپنے عیار کو ہرگز گرفتاری امیر نہین بھیجا نہ مین نے حمزہ صاحبقران کو قید کیا ہے کوئی دشمن انکا انکو لے گیا ہوگا یہ کہکر لندھور نے اپنے لشکر کے سوارون کو حکم دیا کہ گھوڑون سے اتر پڑو اب ہم میدان رزم مین نجائینگے کیونکہ حمزہ صاحبقران لشکر مین نہین ہین لشکری بحکم لندھور گھوڑون سے اترے اور اپنے اپنے لبستر پر گئے لندھور نے سب عیارون کو بلا کر پوچھا سب نے قسم کھا کر عرض کیا ہمکو نہین معلوم کون امیر کو لے گیا ہم امیر کا قید کرنا نہین جانتے خواجہ عمرو عیارون کی گفتگو سنکے خاموش ہوئے لندھور نے خواجہ عمرو سے کہا مین صاحبقران کے دشمن کی تلاش کرونگا اور جو امیر کو لے گیا ہے اُسکو سخت سزا دونگا یہ کہکر لندھور نے خواجہ کو رخصت کیا خواجہ عمرو لندھور کے پاس سے اٹھکر دور نکل گئے اور ایک صحرا مین جاکر بیٹھے اور اپنی صورت بشکل زن خوبرو بنائی اور لباس رنگین زیب تن کیا اور عیارون سے کہا کہ تم اپنی اپنی شکل تبدیل کرو ہر ایک نے اپنی اپنی شکل تبدیل کی ابوشہاب نے اپنی شکل ایک مرد ضعیف کے مانند بنائی اور ابو سعید وغیرہ نے بھی جداگانہ شکلین تبدیل کین خواجہ نے کسی عیار کو طبلہ دیا اور کسی کو طنبورہ دیا غرض سب عیارون کو موافق اپنی مرضی کے پوشاک اور طبلہ اور طنبورہ وغیرہ دیکے وہان سے چلے اور آبادی مین آکر ایک بیل کے اوپر بیٹھے اور لشکر لندھور مین آئے لندھور کو خبر ہوئی کہ ایک زن نہایت خوبرو خوش گلو مع اپنے سازندون کے راہ دور و دراز سے آئی ہے اور لشکر مین مقیم ہوئی ہے لندھور نے حکم دیا کہ جلد اُس مطربہ کو ہمارے پاس لاؤ اور اُس سے کہو کہ ہمارے سامنے گائے ملازمان لندھور فی الفور مطربہ کے پاس گئے اور اُس سے کہنے لگے کہ جلد چل تجھکو لندھور نے بلایا ہے تیرا گانا سننے کا اُسے اشتیاق ہے اگر تیرا گانا اُسے پسند آگیا تو ہزارون لاکھون روپیہ تجھکو انعام مین ملینگے مطربہ نے کہا کہ مین ابھی راہ دور دراز سے چلی آتی ہون میری جانب سے عرض کرنا کہ شب کو خدمت عالی مین ضرور ضرور حاضر ہونگی اور جیسا مجھکو گانا اور ناچنا اوستاد نے سکھایا ہے حضور کے سامنے گاؤنگی اور ناچونگی اسوقت بسبب خستگی کے حاضر نہین ہو سکتی ملازمان لندھور تقریر مطربہ سنکے خدمت لندھور مین پہونچے اور جو کچھ مطربہ نے کہا تھا عرض کیا لندھور نے سنکے کچھ نہ کہا غرض شام ہوئی مطربہ مع اپنے سازندون کے لشکر سے چلی جب خدمت لندھور مین پہونچی لندھور اُسکے روے زیبا کو دیکھکر فریفتہ ہوگیا اُس مطربہ نے اپنے سازندون سے کہا کہ سازون کو درست کرو جب سازندے سازون کو درست کر چکے اُسوقت اُس مطربہ نے بہ تاز و ادا ناچنا شروع کیا لندھور رقص مطربہ دیکھکر اور زیادہ شیفتہ ہوگیا اور اہل بزم بھی رقص مطربہ دیکھکر نہایت خوش ہوئے جب وہ مطربہ ناچ چکی اُسوقت اُسنے یہ غزل بصد کرشمہ و انداز شروع کی غزل

پالون پڑتا ہون ترے داماں کی طرح
خاک اڑاؤنگا بیاباں کی طرح
گلشن دہر مین پھرتی ہے صبا
داغ ہون سرو چراغاں کی طرح

گلے لپٹا تو گریبان کی طرح
قسم اغیار سے آیا ہمراہ
آپ کے لیے سرو ساماں کی طرح
ربط باہم مین نہ فرق آئے جنون

خانہ برباد تو ہوئے وے جنون
گور تک داغ عزیزاں کی طرح
جمع تن سوز جگر سے اپنے
چاک دامن ہون گریباں کی طرح

پوچھتے کیا ہو مری ہستی کو
ہے بیگان ہوا پیکان کی طرح
جا کے پھر یار نہیں آنے کا
رات بھر شمع شبستان کی طرح
مجکو بھی جیسے رخ ہنستا ہے مگر
ناز اٹھواتی ہو مہمان کی طرح
بھلی تقدیر جو شب کو تو سحر
میری حسرت مرے ارمانکی طرح
روز نو وعدے کی گھڑی آئی دل
آپ کی زلف پریشان کی طرح

مجھ نہیں آپ کے پیمان کی طرح
ناامیدی ہے مجھے تو بھی اک دن
عمر بھر عمر گریزان کی طرح
قطرۂ اشک مرا گرد دن کو
شام کو صبح گلستان کی طرح
بے اثر ہے مرا ہنسنا رونا
مل گئے خاک مین افشان کی طرح
جاتے ہین سوے عدم دنیا سے
نہین کٹتی شب ہجران کی طرح
ظلم تسلیم ہو دشوار بسینہ

بے جراحت بھی تڑپتا ہو جسکو
داغ دکھائیگی مہمان کی طرح
ایک عالم ہے مرے رونے کا
آنکھین دکھلاتا ہو طوفان کی طرح
شب فرقت مین اداسی بھی مری
غنچہ و شبنم بستان کی طرح
گذری کیا دل پہ پشیمان ہو جو آج
تو گرفتار پشیمان کی طرح
دلربا ہو مری شوریدہ سری
خاطر ناظم نوشیروان کی طرح

جسوقت یہ غزل لصیدنازو ادا مطربہ نقلی نے گائی اہل محفل نہایت شاد و مسرور ہوئی حضور ضیا لندھور نہایت خوش ہوا جب مطربہ غزل گا چکی خاموش ہو کر کھڑی ہوئی لندھور نے اے نازنین ایسی ہی کوئی اور غزل گا اس مطربہ نے کہا حضور اسوقت مجھسے اچھی طرح گایا نہین جاتا ہو کیونکہ مین نے ابھی شراب نہین پی ہو اسوجہ سے طبیعت بے لطف ہو چونکہ لندھور مطربہ پر فریفتہ ہو چکا تھا بے لطفی مزاج مطربہ گوارا نہ کر کے حکم دیا کہ ساقیان گلفام کشتی شراب کی جلد لائین اور اس مطربہ کو مے ارغوان پلائین بمجرد حکم لندھور ساقیان گلرخ کشتی شراب ناب لیکر حاضر ہوے اور شیشہ سے جام بلورین مے گلگون بھر کے مطربہ کو دینے لگے مطربہ نے لندھور سے عرض کیا کہ پہلے حضور شراب پئین اور جملہ اہل بزم پئین پھر مین میکشی کرونگی حضور کے سامنے اور قبل حضور مین ہرگز شراب نہ پیونگی میرا دل تو اسوقت یہ چاہتا ہو کہ اپنے ہاتھ سے حضور کو اور جملہ ارباب بزم کو شراب پلاؤن بعد اسکے مین بھی شراب پی کے حضور کے روبرو گاؤن لندھور نے یہ عرض مطربہ کی خوشی منظور کی اور ساقیان ماہرو کو حکم کیا کہ چند کشتیان شراب کی اور جا کر لے آؤ جب ساقیان چند کشتیان شراب کی لے آئے مطربہ نے شیشہ شراب آٹھا کر دیکھی اور ایک شیشے کی شراب دوسرے شیشے مین اونڈیلی اور یہ چالاکی خوب بیہوشی ملائی جب موافق مرضی کے شراب مین بیہوشی مل چکی اسوقت مطربہ نقلی نے جام مین شیشہ سے شراب بھری اور اشعار عاشقانہ پڑھتی ہوئی اور ناز سے قدم اٹھاتی ہوئی اور مسکراتی ہوئی قریب لندھور پہونچی اور موافق قاعدے کے جام مے لندھور کو دیا لندھور جام لیکر لبعد خوشی گیا پھر مطربہ نے ہر ایک سردار اور امیر کو جام شراب بھر بھر کے دینا شروع کیے جب مطربہ سب کو شراب پلا چکی ایک گوشے مین گئی اور تھوڑی دیر بعد بزم مین آئی ایک سردار نے پوچھا کہ تم کہان گئی تھین مطربہ نے کہا مین واسطے شراب پینے کے گئی تھی بادشاہ وقت کے سامنے شراب پینا مناسب نہ تھا غرضکہ بعد شراب پلانے کے مطربہ پھر گانے لگی اور دلہائے اہل بزم کو اپنے گانے سے خوش کرنے لگی جب لندھور اور جملہ اہل بزم کو نشہ ہوا اور بیہوشی نے اپنا اثر کیا اکثر اشخاص بیٹھے بیٹھے بیہوش ہوگئے اور اکثر سردارون کے سر مین درد ہونے لگا بسبب درد کے بیچین ہو کر گھبرا کے جو اٹھنے لگے ایسا چکر آیا کہ وہ زمین پر گر پڑے اور بیہوش ہوگئے جب یہ حال لندھور نے دیکھا اسی عالم نشہ مین خیال کیا معلوم ہوتا ہو کہ یہ مطربہ بنا ہوا کوئی عیار ہو اگر اسکی گرفتاری کے واسطے کسی سردار کو حکم دونگا تو یہ عیار بھاگ جائیگا

پھر ہاتھ نہ آئیگا پس بہتر یہ ہی کہ ابھی اُٹھکر اس عیار کو گرفتار کر لو یہ خیال کرکے لندھور اُٹھنے لگا گھٹنے اُٹھتے ایسا چکر آیا کہ زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا ارباب بزم نے جو دیکھا کہ لندھور اُٹھا تھا دفعۃً گر پڑا جو ہوشیار تھے وہ سب لندھور کے اُٹھانے کے واسطے اُٹھے وہ بھی گر کے بیہوش ہوے جب سب بیہوش ہوچکے تو خواجہ عمرو نے نعرہ کرکے پہلے لندھور کو اُٹھا کے اندر زنبیل کیا پھر تمام مال و اسباب جو وہان تھا لیکر لشکر حمزہ صاحبقران کی طرف مع جلد عیاران کے روانہ ہوے جب لشکر مین پہونچے سرداران لشکر کو علیحدہ لیجاکر اُنسے کہا کہ مین نے لندھور کو بیہوش کرکے زنبیل مین رکھ لیا ہی جبتک حمزہ صاحبقران کا پتا نہ لگیگا اور امیر با توقیر لشکر مین نہ آئینگے اسوقت تک مین لندھور کو زنبیل سے باہر نہ نکالونگا مین نے تمسے یہ حال اسواسطے بیان کیا ہی کہ تم لندھور کی جانب سے بیخوف و خطر ہو جاو اگر کوئی سردار لشکر لندھور تمسے مقابلہ کرنے کو آئیگا تو تم بخوبی اُس سے مقابلہ کرنا سرداران لشکر حمزہ صاحبقران ہرچند گم ہونے سے امیر با توقیر کے ملول و پریشان تھے لیکن تقریر خواجہ عمرو سُنکے خوش ہوے خواجہ عمرو اور سرداران فوج تو خیال حمزہ صاحبقران مین پریشان خاطر ہین لیکن اب حال شہیال ہندی کا لکھا جاتا ہی کہ جب خواجہ عمرو لندھور وغیرہ کو بیہوش کرکے اور لندھور کو زنبیل مین ڈال کے لشکر امیر مین چلے آئے اور سرداران لشکر لندھور کو ہوش آیا اور اُنھون نے لندھور کو نہ پایا نہایت پریشان خاطر ہوے تمام لشکر مین تہلکہ پڑ گیا شہیال ہندی نے جب سنا کہ لندھور گم ہوگیا اُسوقت شہیال ہندی نے سرداران کو بلایا اور اُنسے پوچھا کہ لندھور کو کون لیگیا اُنھون نے مطرب کے آنے کی تمام کیفیت بیان کی شہیال نے خیال کیا کہ خواجہ عمرو ہی لندھور کو بیہوش کرکے لیگئے ہین سوا اُنکے اور کوئی نہین لیگیا یہ خیال کرکے شہیال نے غضبناک ہوکر بنام عادل شیردل طبل و بگل جنگ بجوایا عیارون نے سرداران لشکر اور خواجہ عمرو کو طبل جنگ بجنے سے آگاہ کیا لشکر حمزہ صاحبقران مین بھی طبل جنگ بجایا گیا تمام رات لشکر مین سامان جنگ ہوا ہنگام صبح اُدھر سے عادل شیردل مع لشکر کثیر بصد کر و فر میدان کارزار مین آیا اسطرف سے سرداران لشکر حمزہ صاحبقران بھی مع لشکر بصد شوکت میدان مصاف مین پہونچے بعد درستی میدان کارزار اور صف آرائی ہر دو لشکر کے نقیب اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکلے اور بہادرون اور دلاورون کی جانب مخاطب ہوکے باواز بلند ہمت دلانے کی اسطرح کرنے لگے

اشعار

یہ سمجھے جو ہین سامنے ہین کہان
کہ رہجاے دنیا مین باقی نشان
کیا اس جہان سے سبھون نے سفر
تو دولت شہادت کی تمکو ملی

کسی شے کو یان کی نہین ہی ثبات
جہان جلد ہی ایک بزم روان
سکندر رہا نہ باقی ہی نے طوس ہے
تو نہین تم بھی اک روز جاوگے مر
تمھین چاہیے آج ہی نام و ننگ

گئے دن جوانی کے گذری حیات
ہی لازم کہ اب دیدہ و لڑ کے جان
نہ جمشید و دارا نہ کاوس ہے
لڑائی مین لڑ کر کے گر جان دی
عدو کو کرو زندگی سے یہ تنگ

اسی طرح کڑکیت کڑک کڑک کے ہندیون سے مخاطب ہوکے کہتے تھے اے بہادران ہندوستان آج کا دن عجب دن ہی سامنا حریف کا ہی لازم ہی کہ میدان جنگ کو خون اعدا سے رنگین کردو کبھی اسطرح کہتے تھے کہ اے بہادران ہندوستان

اشعار

زریبان جنگی ہی نے طوس ہی
ہوے جا کے سب موت کے میہمان
جو اُٹھو یہ ہی معرکہ جنگ کا

نہ سہراب ہی اور نہ برزو بیان
نہ گودرز ہی اور نہ کاوس ہی
اجل کا یہان گرم بازار ہی
یہی وقت ہی نام اور ننگ کا

نہ تکل نہ ہی رستم سیستان
کسی کا بھی باقی نہین ہی نشان
جری ہی جو لڑنے پہ تیار ہی
لڑائی مین جائین لڑاتے رہو

نکلنے اور تلوارین کہاتے رہو یہ کڑکا کہکر کبٹ اور نقیب تو کنارے لشکر کے جاکر کھڑے ہوئے دلاور بہادر
بہادر کڑکا کر کیتون کا سن سنکے نشہ بادۂ شجاعت سے جھومنے لگے دمبدم قبضۂ شمشیر چومنے لگے لشکرون مین باجے
جنگی بجے طبل ودہل کی صدائین بلند ہوئین علمہائے لشکر کو علمدارون نے جلوہ دیا پنجے علمون کے چمکنے لگے پہر پرے
کہلے اول لشکر ہندوستان سے عادل شیردل جابہ سرداران لشکر سے رخصت ہوکر نکلا اور گھوڑے کو جولان
کرکے مانند شیر بر میدان کارزار مین آیا اور پکار کے کہنے لگا جسکو تمنائے مرگ ہو وہ آئے اور مجھسے مقابلہ کرے جسوقت یہ
نعرہ عادل شیردل نعمان بن منظر شاہ نے سنا فوراً سردارون سے رخصت ہوکر مرکب اپنا صف اپنا صف لشکر سے
نکالا اور سامنے عادل شیردل کے آیا عادل شیردل نے نگاہ درنگی کا خیال بھی نکرے بقہر وغضب تیغہ آبدار گرانبار
میان سے کھینچا اور گھوڑے کو بڑہایا اور جانب دست راست نعمان آکر تیغہ کا وار کیا نعمان نے سپر اٹھائی تیغۂ
گرانبار سر پر پڑا چونکہ تیغۂ آبدار گرانبار تھا سپر کو کاٹ کر سر نعمان مین در آیا نعمان نے دستانہ مارا تیغہ تو سر
نکل گیا خون کی چادر سے نکلی نعمان ہمہ تن خون مین نہا گیا عادل شیردل نے چاہا تھا کہ سر نعمان تیغے سے جدا کرے
کہ اسد شیردل صف لشکر سے مرکب کو جولان کرکے نکلا اور نعرہ کیا خبردار سر نعمان تیغے سے نہ کاٹنا عادل شیردل
نعرہ اسد شیردل سنکے رکا اتنی دیر مین اسد شیردل قریب نعمان پہونچ گیا نعمان کو تو آکے سوار لشکر مین لیگئے
لیکن عادل شیردل نے وہی تیغہ خون آلود اسد کے بھی سر پر لگایا اسد شیردل نے تیغہ خالی دیکر اور شمشیر
آبدار برق مثال کھینچکر بقوت تمام سر عادل پر لگائی عادل نے تلوار اپنی سپر پر روکی اور پھر بہ تعجیل تمام وہی تیغہ
گرانبار سر اسد پر لگایا اسد نے سپر اٹھائی اتفاق سے مرکب اسد شیردل کا پاؤن سوش خانہ مین در آیا ہاتھ کو نکان
ہوئی تیغہ کسی قدر سپر کاٹتا ہوا چار انگل سر اسد مین در آیا اسد نے بھی اسی عالم مین دستانہ مارا تیغہ سر سے نکلا
لیکن حال اسد کا متغیر ہوا خون جو کثرت سے نکلا اسد نے سر کاٹھی پر رکھدیا غش آگیا عادل شیردل نے اپنے
گھوڑے کو بڑہاکر قصد کیا تھا کہ سر اسد جلد تر تیغ تیز سے کاٹ لینا چاہیے ناگاہ اسد اسدان اپنے بھائی کی مدد
کے واسطے پہونچا اور نعرہ کیا کہ او ظالم میرے بھائی کا سر کاٹنے کے واسطے کیون بڑہتا ہے آ مجھسے مقابلہ کر عادل
شیردل اسد اسدان کی طرف متوجہ ہوا اکثر سوار اور سرداران لشکر اسد شیردل کو میدان رزم سے لیگئے عادل
شیردل نے اسد شیردل کے مانند اسد اسدان کو بھی زخمی کیا اسد اسدان کو بھی اسد پنجہ گیر نے صف لشکر سے
بصد مہلت نکل کے بچایا اور خود عادل شیردل سے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہوا عادل نے بعد تھوڑی دیر کے
اسد پنجہ گیر کو بھی زخمی کیا اب کی مرتبہ اسد مارگیر پیچ وتاب کھاکر صف لشکر سے شیرانہ نکلا اور نعرہ کیا کہ او عادل
شیردل تو دو تین بہادرون کو زخمی کرکے مغرور ہو گیا مین واسطے تیری سرکوبی کے آتا ہون انشاء اللہ اپنے بھائیون
کا انتقام تجھسے لونگا اور تیغ تیز سے تیرے سر کو کاٹونگا عادل شیردل یہ نعرہ سنکے مسکرایا اور کہنے لگا کہ تو کیا میری
سرکوبی کریگا سرکوبی کے لائق ہے تو ہے کہ تیرا نام اسد مارگیر ہے یہ سارا زہر اگلنے اور بیہودہ کلمات منہ سے نکالنے کی
اتنی ہی سزا معقول تجھکو دیتا ہون اسد مارگیر نے جواب دیا کیا بکتا ہے مردان عالم سے ایسے واہیات اور بیہودہ
گفتگو کرتا ہے یہ میدان رزم ہے جلد تیغ کھینچ اور وار کر عادل شیردل نے برہم ہوکے اور مرکب تیز رفتار کو بڑہاکے
تیغہ آبدار سر اسد مارگیر پر مارا اسد مارگیر نے تو تیغے سے سر کو بچایا لیکن تیغہ گھوڑے کی گردن پر پڑا گردن گھوڑے کی
کٹ گئی گھوڑا مر کر زمین پر گرنے لگا اسد پشت مرکب سے کود کے زمین پر آیا اسوقت عادل شیردل نے اسد مارگیر
کو پاپیادہ دیکھکر اور قابو پاکر جلد تر تیغے کا وار کیا ہر چند اسد مارگیر نے سپر فولادی پر تیغے کو روکا لیکن تیغہ رکا اور

سپر کو کاٹکر تا دو ابرو پہونچا اسد بارگیر نے دستانہ مارا تیغ سر سے نکل گیا اسد بارگیر خون مین نہا گیا سواران جرار فوراً امیر سے نکلے اور اسد بارگیر لشکر مین لیگئے عادل شیر دل نے اسد بارگیر کو زخمی کرکے نعرہ کیا کہ اب کوئی اور اجل رسیدہ آکر مجھسے مقابلہ کرے خواجہ عمرو نے یہ نعرہ عادل سنکے جانب آسمان اپنے ہاتھون کو بلند کیا لبصد رجوع قلب خداوند عالم سے اسطرح دعا کی اشعار قصب باف عروسان بہاری * قیام آموز سرو جویباری * بلندی بخش ہر ہمت بلندے * به پستی افگنے ہر خود پسندے * ای قاضی الحاجات وای مجیب الدعوات یہ وقت مددگاری ہے خداوندا تو جانتا ہے کہ تیرا بندہ برگزیدہ حمزہ لشکر مین نہین ہے نہین معلوم اعدائے نابکار نے انکو نے اسکو قید کیا ہے اسوقت یہ بیدین کئی تیرے بندونکو زخمی کرچکا ہے اور پھر مبارز طلب ہے پروردگارا تو اسکے شر و فساد سے اہل اسلام کو بچا خواجہ عمرو تو یہ دعا کر رہے تھے لیکن بہرام گرد بن خاقان چین نے جو عادل شیر دل سے مقابلہ کیا یہی زخمی ہوا اور گھوڑا بہرام گرد بن خاقان چین کو میدان مصاف سے لیکر ایک طرف نکل گیا بہرام گرد کا احوال پھر لکھا جائیگا جب خواجہ عمرو دعا کرچکے اکثر سردارون سے سنا کہ بہرام گرد زخمی ہوا اور گھوڑا بہرام گرد کو سوے صحرا لیگیا خواجہ عمرو کو ملال ہوا اور پھر سوے فلک ہاتھون کو بلند کرکے دعا کی ناگاہ بقدرت پروردگار بیت ازجانب کوہ و دشت اورنگ * گردے برخاست تو تیارنگ * جسوقت جانب دشت غبار عظیم بلند ہوا مردمان ہر دو لشکر سمت غبار دیکھنے لگے عادل شیر دل بھی طرف گرد و غبار دیکھنے لگا اور خیال کرنے لگا کہ شاید نوشیروان نے کسی پہلوان کو واسطے اعانت حمزہ صاحبقران کے بھیجا ہو دہی فوج کثیر آتا ہے اگر وہ بھی اگر مجھسے مقابلہ کریگا تو اوسکو بھی زخمی کرونگا اور جہانتک ممکن ہوگا قتل بھی کرڈالونگا آج حمزہ صاحبقران کے لشکر کے سب سرداران اور پہلوانون کو تہ تیغ کرونگا کسی کو زندہ نہ رکھونگا انھین مسلمانون مین سے کسی نے خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان کو عیاری و مکاری گرفتار کیا ہے یا قتل کرڈالا ہے کل سے اسوقت تک کچھ پتا اور نشان انکا معلوم نہین ہوتا ہے مین انکا عوض اور انتقام مردمان لشکر اسلام سے آج ضرور لونگا کسی زندہ نہ چھوڑونگا عادل شیر دل انھین خیالات مین تھا کہ ایکبارگی صرصر نے غبار کو دفع کیا خواجہ عمرو وغیرہ نے علم دیکھکر خیال کیا کہ اس لشکر مین اسی ہزار سوارون کی کثرت اور جمعیت ہے جب لشکر قریب آیا ہر ایک لشکری نے دیکھا صدہا فیل کوہ پیکر ہمراہ لشکر ابلق و شبرنگ وغیرہ مرکبون پر عرب سوار ہین عمامے بالاے سر مین پیشانیون پر آثار سجود عیان چہرے نورانی ہین دریاے آہن مین از سرتا پا غرق ہین انسے آثار شجاعت ہویدا مرکبون کی باگین ہاتھون مین لیے چلے آتے ہین صداے نوبت و نقارہ و طبل و دہل بھی لشکر سے دمبدم بلند ہوتی ہے ابھی مردمان ہر دو لشکر دیکھ ہی رہے تھے کہ وہ لشکر برابر لشکر حمزہ صاحبقران کے آکے ٹھہرا اور بحکم سردار لشکر صف آرا ہوا جب فوج صف آرا ہوچکی اوسوقت سردار لشکر اپنی فوج سے نکلکے امیر با توقیر مین داخل ہوا اور خواجہ عمرو سے پوچھنے لگا کہ یہ کون جوان میدان کارزار مین تیغ خون آلودہ لیے کھڑا ہے اور یہ سامنے کسکا لشکر ہے خواجہ عمرو نے کہا یہ جوان جو کھڑا ہے یہ بھانجا لندھور کا ہے اور نام اسکا عادل شیر دل ہے اپنے حمزہ صاحبقران کے لشکر کے کئی سردارون کو زخمی کیا بڑا بہادر ہے اب پھر مبارز طلب ہے یہ لشکر ہندوستان اسی جوان کے ہمراہ آیا ہے افسوس ہے لشکر مین حمزہ صاحبقران آج نہین ورنہ وہ اسکو ایک ہی ضرب شمشیر مین قتل کرتے سردار لشکر گفتگوے خواجہ سنکے لشکر سے نکلا اور گھوڑے کو جولان کرکے دلیرانہ اور شیرانہ روبروے عادل شیر دل پہونچا عادل شیر دل نے اوس سردار سے پوچھا اے جوان تیرا کیا نام ہے اور تو کیون مجھسے مقابلہ کرنے پر آمادہ ہے اگر اپنی زندگی تجکو منظور ہے تو چلا جا مجھسے مقابلہ نہ کر مین توان مسلمانون کو قتل کرونگا اور انھین سے لڑونگا انھین کے خون سے زمین میدان رنگین کرونگا سردار لشکر نے

کہا اے جوان تجکو میرے نام کے دریافت کرنے سے کیا فائدہ ہو مردون کا نام ونشان کلۂ عمود اور زبان تیغ تیز سے ہنگام
حرب وضرب ظاہر و آشکار ہو جاتا ہے تجپر میری کیفیت وقت کارزار آشکار ہو جائیگی اور تو مجکو مرگ سے ناحق ڈراتا ہے دلاور
مرنے اور قتل ہونے سے ہرگز نہین ڈرتے ہین تو جو مجھسے مقابلہ نہین کرتا ہے اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ تو مجھسے
ڈرتا ہے اور تجکو خیال بلکہ یقین اپنے قتل ہوجانے کا ہے جسوقت یہ تقریر سردار لشکر مذکور کی عادل شیردل نے سنی
نہایت غضبناک ہوا اور خیال کرنے لگا کہ اس شخص کی قضا ہی آئی ہے مین منع کرتا ہون کہ مجھسے مقابلہ نکر اجل رسیدہ
کسی طرح نہین مانتا اور مجکو سخت سست کہتا ہے اب مجکو بھی لازم ہے کہ نگاورزنی کرکے نیزے سے ہلاک کرون عادل
نے یہ خیال کرکے گھوڑا اپنا واسطے نگاورزنی کے بڑھایا اور بہ غضب تمام نگاورزان ہوا اُسوقت مردمان لشکر نے
دیکھا کہ پانچ قدم مرکب عادل شیردل کا اور دو قدم اسپ سردار لشکر کا پیچھے ہٹ گیا عادل شیردل پانچ قدم
اپنے مرکب کے پیچھے ہٹ جانے سے نہایت ہی غضبناک ہوا پہلے تو ارادہ کیا تھا کہ نیزے سے اسے ہلاک کرونگا اب
عالم غیظ وغضب مین تیغے کے قبضے پر ہاتھ ڈالا اور خبردار خبردار کہکے اور گھوڑا اپنا آگے بڑھا کر تیغہ بقوت وطاقت
تمام سر پر لگایا اُس سردار نے تیغے کو اپنی سپر پر روکا اور خود بھی تیغہ گرانبار و آبدار کھینچکر عادل شیردل کے سر پر
لگایا عادل نے تیغے کو سپر فولادی پر روکا لیکن تیغہ سپر فولادی کو کاٹ کے خود پر آیا اور خود بھی کاٹکر چار انگل سر
عادل مین در آیا اور تیغے نے بڑھنے کا قصد کیا عادل نے فوراً گھبرا کے دستانہ مارا تیغہ تو بمشکل سر سے نکل گیا لیکن
خون کی چادر ایسی نکلی کہ عادل سراپا خون مین تر ہوگیا اور بوجہ زخم کاری کے حال عادل شیردل نہایت متغیر ہوا
اُسوقت اُس سردار نے چاہا تھا کہ سر عادل شیردل تیغہ آبدار سے جدا کردون لیکن سرداران لشکر ہندوستان نے جو
دیکھا کہ حریف عادل شیردل کا سر کاٹا چاہتا ہے فوراً بیقرار ہوکے اور جملہ لشکر کو لیکے بڑھے اور چاہا کہ سردار لشکر کو بھی
قتل کرڈالین اور عادل کو اُسکے ہاتھ سے بچالین جسوقت سرداران لشکر ہندوستان آدھسے بڑھے اسطرف سے لشکر
سردار بھی واسطے اعانت اپنے سردار کے بڑھا خواجہ عمرو نے بھی سردارون سے کہا کہ تم بھی مع جملہ لشکر حملہ کرو
کیونکہ یہ عرب کوئی دوست حمزہ صاحبقران کا ہے سرداران لشکر بموجب کہنے خواجہ عمرو کے جملہ مردمان لشکر کو
لیکر بڑھے اکثر بہادرون نے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈال کے تلوارین کھینچلین ہزارون بہادرون نے نیزہ سرتیز ہاتھون
مین لیے اُسوقت اکثر شجاعون نے گرز ہائے گران سر بلند کیے تیر اندازون نے کمانین دوش سے لین اور ترکش سے
تیر جانستان لیکر کمان مین جوڑے اور سرکشون کو بنظر قہر وغضب تاکا عیارون نے سنگ تراشیدہ گوپھن مین رکھے
اور حربۂ دیگر جوانان لشکر ہندوستان پر مارنے کو مستعد ہوئے غرض جب تین لشکر گران سے ملے تلوارین چلنے لگین سر
کٹ کٹکے زمین پر گرنے لگے لاشین زمین پر تڑپنے لگین تیر سینون کو توڑ توڑ کر گذرنے لگے کمانین کڑکنے لگین نیزے
چلنے لگے گرز گران سر پہلوانون کے سر پہ ہندیون کے پڑنے لگے ہندی ضرب گرز گران سے پیوند خاک
ہونے لگے عیار گوپھن مین پتھر رکھکر مارنے لگے سرداران لشکر حمزۂ صاحبقران جنگ رستانہ کرنے لگے
خنجر عربون کے سینہ وپہلو پر ہندیون کے پڑنے لگے اُس سردار لشکر کی تلوار میدان کارزار مین چلنے لگی
چقماق خنجر گردون تک پہونچی تلوارون کی جھنکار آسمان تک جانے لگی ہاو ہوئے یلان سے میدان مصاف عرصۂ
محشر ہوگیا زمین میدان سبز ذبر پر جوئے خون بہادران جاری ہوئی سر دلاورون کے جوئے خون مین حباب آسا
صدہا نظر آنے لگے کشتون کے پشتے لاشون کے انبار عرصۂ کارزار مین جابجا ہوگئے جنگ مملو بہ غضب کی ہوئی ہزارون
بلکہ لاکھون قتل اور زخمی ہوئے کوسون تک لاشین مقتولون کی اور زخمی زمین پر پڑے ہوئے تھے گھوڑے کوتل

دوڑ رہے تھے اپنے راکبون کی لاشین پامال کر رہے تھے زمین مصاف کانپ رہی تھی ترک فلک کا خوف سے جگر کرد تھا آفتاب تھرا رہا تھا بارے اجل میدان رزم مین گرم تھا ہر چند جناب ملک الموت دمبدم روحین دلاوران کی قبض کر تے لیکن پریشان تھے کیونکہ میدان مصاف مین چار سمت جلد جلد جاتے تھے اور کشتون کی روحین قبض کرتے جتنی دیر مین ہزار بہادرون کی روحین قبض کرتے تھے اتنی دیر مین دس ہزار دلاور زخمی ہوکر زمین پر گرتے تھے الغرض تڑپتے تھے غرض غضب کی جنگ مغلوبہ تھی اور عجب طور سے تلوار چل رہی تھی اشعار

قیامت کی چالیں تھی آفت کا زور

ہلی بہمن و سام و رستم کی گور
کہیں تیغ چمکی کہیں جا سنان
دو مرکب کٹا اور یہ راکب گرا
کسی پر تھا خنجر کسی پر تھی نشان
گرجتے تھے گھوڑے اٹھائے ہوئے
امان تھی زرہ کی نہ بکتر کی خیر
اٹھاکر بلا تھی ہر وہ تیغ ہاتھ
ہجوم عدد مین پڑا انتشار

جسے مد سنہ پہ تلوار کے جنگجو
کوئی حملہ در تھا کوئی تھا ملیان
گری لاش پھر لائی اور سر پر سر
کوئی پیر دیرین کوئی نوجوان
ہوا منقطع کا سرون کا لیت
بدن سے کمان جان نے اس سرکیا
غضب کی تھی پیچھے پڑی تیغ تیز
ہوے سب کے سب اس جگہ سے فرار

لگے کشتے مرنے غیرت کی چارسو
یہ کا فسر گرا اور وہ غازی بڑھا
پھیر سا تھے قتیلون سے سب دشت دور
جری سب تھے خون مین نہائے ہوئے
گئی ایک دم مین وہ دزد حیات
تھے چھوڑدے اب بچنگا نہ ساتھ
سماے امان تھی نہ جانے کہ بنہ
غنائم کو پھر لیکے با صد طرب

پھر ازاں سے مسرور وخوش عرب

جب ہندی کی تاب مقابلہ جوان عرب نہ لائے بدرجہ ناچاری ومجبوری عادل کو لیکر بے اختیار بھاگے خواجہ عمرو مع سرداران لشکر حمزہ صاحبقران فتح پانے سے نہایت خوش ہوئے خواجہ عمرو اس سردار لشکر کو بارگاہ حمزہ صاحبقران مین لیکر گئے اور نہایت انکی شجاعت اور جوانمردی کی تعریف کرکے باعزاز تمام ایک دنگل پر بٹھایا اور نام پوچھا سردار لشکر نے کہا ای خواجہ عمرو خاص دعام مجھکو حارث عرب کہتے ہین مین بھی ایک دوستان حمزہ صاحبقران سے ہون الحمد للہ کہ مین عین وقت پر یہان پہونچا خواجہ گفتگو حارث سنکے خوش ہوے خواجہ عمرو نور دیدے حارث بیٹھے ہین اور اکثر سرداران سلمانون کی انکو اکر دفن کیا ربہے زخمیون کا علاج ہورہا ہی لیکن اب حال عادل شیردل کا بیان کیا جاتا ہی کہ جب عادل شیردل زخمی ہوکر اور شکست کھاکر پریشان اور بدحواس شمیال ہندی کے پاس پہونچا اور شمیال نے اسکے زخم سرکو دیکھا اور حال جنگ سے واقف ہوا اسوقت شمیال کو نہایت غصہ آیا اول تو گم ہونے لندھور سے رنجیدہ تھا اب اور زیادہ غمگین ہوا آخر بقہر وغضب ایک نامہ جی پور کو اس مضمون کا لکھا کہ جلد سر امیر کا کاٹکے میرے پاس بھیجدیجے واضح ہو کہ داراب عیار جو تپشارہ حمزہ صاحبقران لیگیا تھا جی پور ہی پاس گیا تھا اور جے پور نے بموجب کہنے شمیال کے خندق ارغوان مین امیر باتوقیر کو قید کیا تھا غرض جب نامہ تیار ہوا شمیال نے نجم بن شہاب عیار کو نامہ دیا اور کہا کہ جلد اس نامہ کو جی پور کے پاس لیجا نجم بن شہاب نامہ لیکر چابک کر مثل برق چلا اور بعد طے کرنے راہ کے جزیرہ نیقش مین پہونچا اور دردولت جی پور ہندی پر پہونچ کے ٹھہرا اور اپنے نامہ لیکر آنے کی جی پور کو اطلاع کرائی جی پور اسوقت طعام تناول کرتا تھا باہر تو نہ آیا لیکن نامہ شمیال ہندی نجم سے منگوالیا اور بعد تناول طعام نامہ کو پڑھا اور مضمون نامہ سے آگاہ ہوکر معرفت خواجہ سرا کے کہلا بھیجا کہ میری جانب سے بعد آداب وتسلیم کے شمیال ہندی سے عرض کردینا کہ کل سر حمزہ صاحبقران تیغ برّان سے کاٹ کر خدمت عالی مین روانہ کرونگا خواجہ سرانے یہی نجم سے آکے کہدیا اور جو خلعت وانعام جی پور نے نجم کے واسطے

ہوا پایا تھا خواجہ سرانے نجم کو دیا نجم انعام لیکر وہان سے روانہ ہوا اور جلد تر راہ طے کرکے خدمت شہیال مین آیا اور جو کچھ جے پور ہندی نے کہا تھا عرض کیا شہیال کو گفتگوے نجم سنکے اطمینان کامل ہوا کہ کل جے پور ضرور امیر باتوقیر کے سر کو تیغ تیز سے جدا کرائیگا اور میرے پاس بھیجدیگا میرا دل خوش ہوگا شہیال ہندی تو تخت پر بیٹھا ہی لیکن اب حال جے پور ہندی کا لکھا جاتا ہے کہ جب جے پور ہندی طعام تناول کرکے اور نجم عیار کو رخصت کرکے بستر نرم پر لیٹا اور سو رہا عالم خواب مین جے پور کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مسلمان کیا جب صبح ہوئی اور جے پور بیدار ہوا فوراً بستر خواب سے اٹھکر قید خانے مین گیا اور حمزۂ صاحبقران کو تسلیم کرکے عرض کرنے لگا کہ ای امیر باتوقیر آپکو معلوم ہو شب گذشتہ مجکو عالم خواب مین حضرت ابراہیم نے مسلمان کیا ہے اب مین آپ کا دوست اور تابعدار ہون اسی وقت آپکو قید سے رہا کراتا ہون اب آپ کچھ صدمہ و رنج نکیجیے حمزۂ صاحبقران گفتگوے جے پور سنکے خوش ہوئے اور زنجیر و طوق وغیرہ کو مثل تار عنکبوت کے توڑکے اپنے جسم سے دور کیا جے پور ہندی یہ قوت و طاقت حمزۂ صاحبقران کی دیکھکر نہایت متحیر ہوا اور بعد حیرت لبسیار حمزۂ صاحبقران سے عرض کرنے لگا کہ اب حضور حمام مین تشریف لیجائین نہاکر پوشاک تبدیل فرمائین حمزۂ صاحبقران بموجب عرض کرنے جے پور ہندی کے حمام مین تشریف لیگئے اور بعد نہانے کے پوشاک نفیس پہنی جب امیر باتوقیر حمام سے باہر تشریف لائے اور پوشاک زیب تن کرچکے اسوقت جے پور ہندی با اعزاز تمام امیر باتوقیر کو بارگاہ مین لایا اور عرض کرنے لگا کہ اب آپ اس تخت حکومت پر بیٹھین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا تخت حکومت تمہارا ہمکو مبارک رہے مین تخت پر نہ بیٹھونگا یہ فرماکر امیر باتوقیر قریب تخت ایک دنگل پر بیٹھے جملہ روسا اور امرا بھی مسلمان ہوے اور جے پور اور ہر ایک امیر نے موافق اپنی لیاقت کے نذر خوشی زیبائی اندنون بعد ادب دی حمزۂ صاحبقران نے ہر ایک رئیس و امیر کو خلعت و انعام دلوایا بعد اسکے بزم نشاط آراستہ ہوئی ساقیان سیمین ساق کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہوے اور جام و ساغر مین شراب ناب بھر بھرکے حمزۂ صاحبقران اور جملہ اہل دربار کو پلانے لگے نازنینان غنچہ دہن گلپیرہن بعید ناز و ادا ناچنے لگین اور باکمان داؤدی گانے لگین اُن نازنینون سے ایک مطربہ بیمثال زہرہ خصال نے روبروے حمزۂ صاحبقران عالیشان تو غیرہ یہ غزل گائی غزل

دیتے اگر نہ دل مین جگہ درد و غم کو ہم
بیٹھے ہوئے مٹاتے ہین نقش قدم کو ہم
سیمین تنون کو بھی نہین جو رو وفا کے بیچ
بیٹھے ہین دیر سے لیے کاغذ قلم کو ہم
ہرچند کچھ نہین مگر اسیر ہو لیے وفا
ورنہ لگائین آگ نہ باغ ارم کو ہم
رکھتے ہین تر سدا عرق انفعال سے
خط لکھ کے کاٹتے ہین زبان قلم کو ہم
ہے زخم دل محال ہو مستور راز یان
محشر تلک کہین ستم بیدم کو ہم

کیا منہ دکھائے حشر مین تیرے ستم کو ہم
یہان نہ چھوڑینگے کبھی زاہد کے واسطے
پاتے ہین داغ داغ ہمیشہ درم کو ہم
آتا ہے یاد ہجر مین کسکا خرام ناز
سب کچھ سمجھتے ہین تری جھوٹی قسم کو ہم
اب کیا کہ مرنے کی فرصت نہین نصیب
دھوتے ہین بیٹھے لوح جبین کی رقم کو ہم
تنگ دہان زخم سے کہ کہئے مرحبا
نالی نکالنے سے نہین پاتے قلم کو ہم

وہ آنکھ ملے تو غیر سے ذلت کہان ہو
کعبہ کہینگے قبلہ نہ بیت الصنم کو ہم
فرصت دے ای ہجوم تمنا کہ خط لکھین
روتے ہین دیکھ دیکھکے نقش قدم کو ہم
جنت ہی ترے وعدۂ دیدار سے عزیز
کیون منتظم نہ سمجھین فراغ عدم کو ہم
ڈر ہے کہ راز عشق کہین داستان سنو
دم دے رہے ہین یار کی تیغ دودم کو ہم
تسلیم کر سنو کبھی ہمیری فلک

جسوقت یہ غزل اُس مطربہ نے بعید ناز و ادا گائی جملہ ارباب محفل ہوگئے خصوصاً حمزۂ صاحبقران نہایت شاد ہوئے اور نازنین کو انعام کثیر جے پور ہندی سے دلوایا بعد ختم جلسہ نشاط کے حمزۂ صاحبقران نے جے پور ہندی کے فرمایا کہ ای جے پور اب سامان چلنے کا کرو اور جہاز فراہم کرو تاکہ ہم ادہم شہزادے

کی جانب روانہ ہوں مجکو اپنے لشکر کا نہایت ہی خیال ہے نہیں معلوم اس مدت مین ہمارے لشکر پر کیا آفت آئی ہوگی
جی پور ہندی نے عرض کیا اگر خشکی کی راہ سے سراندیپ تشریف لیچلین تو اچھا ہے امیر نے فرمایا خشکی کی راہ سے دیر مین پہنچینگے
اور تری کی راہ سے جلد پہونچینگے علاوہ اسکے سیر دریا کی بھی کرینگے غرض جی پور ہندی نے بموجب ارشاد حمزہ صاحبقران
سامان چلنے کا کیا اور جہاز فراہم کیے جب کل سامان کر چکا ہمراہ حمزہ صاحبقران مع فوج و لشکر جانب دریا چلا اور
کنارے دریا کے پہونچکے حمزہ صاحبقران کو جہاز پر سوار کیا اور آپ بھی علیحدہ ایک جہاز پر بیٹھا اور جملہ مردمان لشکر اعلی
و ادنی بھی جہازون پر سوار ہوئے کل مال و اسباب بھی جہازون پہ بار کیا گیا جب سب سوار ہو چکے اور اسباب
جہازون پر رکھدیا گیا اُسوقت بحکم صاحبقران ناخدا نے لنگر جہازون کے اُٹھوائے جہاز روانہ ہوئے چونکہ ہوا موافق
تھی چھ روز تک تو اچھی طرح سب جہاز چلے لیکن ساتوین روز آسمان پر لکہ ہاے ابر ظاہر ہوئے ہوائے تند چلنے لگی
طوفان عظیم آیا ناخدا چلانے لگے کمر اکر سر پیٹنے لگے آنسو آنکھون سے بہانے لگے پانی مین جوش و خروش
پیدا ہوا سر امواج کا گویا آسمان سے ملگیا مردمان غرق ہونے کے خوف سے رونے لگے فریاد و فغان کرنے لگے
ناخداے عالم کو پکارنے لگے دعائین کرنے لگے حمزہ صاحبقران بھی برجوع قلب ہاتھ جانب فلک بلند کر کے
خالق بحر و بر سے دفع طوفان اور سلامتی جان کے واسطے دعا کرنے لگے ناگاہ اوسی طوفان مین وہ جہاز جسپر امیر حمزہ
سوار تھے ٹوٹ گیا تختے سے تختہ جہاز کا جدا ہو گیا ناخدا مع جہاز پانی مین غرق ہو گیا لیکن بقدرت خالق بحر و امیر با توقیر
ایک تختے پر بیٹھے ہوئے تیسرے روز ایک روز جزیرے مین پہونچے اور جی پور ہندی کا جہاز اُس طوفان مین ایک
سمت گیا غرض حمزہ صاحبقران شکر خالق انس و جان کر کے تختے سے اُترے دیکھا کہ تمام ریگستان ہے نہ وہا
کوئی انسان ہے نہ حیوان ہے حمزہ صاحبقران ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھے اور خیال کرنے لگے کہ اس ویرانہ سے
اور اس ریگستان سے کیونکر سراندیپ جاؤنگا راستہ کس سے پوچھونگا بغیر رہبری اور اعانت پروردگار کے
یہان سے سراندیپ پہونچنا میرا ایسا دشوار اور مشکل ہے حمزہ صاحبقران یہ خیال کر ہی رہے تھے دفعۃً آنکھین بند
ہونے لگین نیند آنے لگی حمزہ صاحبقران تنہ درخت کے قریب بیٹھے اور سو گئے جسوقت دیدہ ظاہر مین امیر با توقیر کے
بند ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اے فرزند ملول و ہراسان نہو خداوند عالم تیرا معین
و مددگار ہے تو سراندیپ مین بخیر و عافیت پہونچ جائیگا اے نور نظر یہان سے نزدیک سمت مشرق ایک کوہ ہے اور کوہ کے
برابر ایک غار ہے اُسمین پانی بھرا ہوا ہے پس یہان سے جا کر اسی پانی سے غسل کرنا اور دو رکعت نماز پڑھنا افضال
خداسے تجکو مرکب خنگ سیاہ قیطاس ملیگا اُس مرکب پر سوار ہو کے طرف سراندیپ کے روانہ ہونا وہ مرکب ایسا
چالاک اور تیز رو ہے کہ برق و باد بھی اُسکی تیزروی سے خجل اور شرمندہ ہے نظم عجب مرکبی چون شہاب اسپے افروزان
زبرج شرف کوکبی بحستن چو برق و برفتن چو باد + ہمانا کہ زان سان زمانہ مزاد ہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یہ فرماکر
تشریف لیگئے حمزہ صاحبقران بیدار ہوئے اور خوش ہو کر زیر درخت سے اُٹھے اور سمت مشرق روانہ ہوئے
تھوڑی ہی راہ طے کی تھی کہ کوہ نظر آیا اور زیر کوہ ایک غار پانی سے بھرا ہوا دکھائی دیا حمزہ صاحبقران نے اُس
غار کے پاس جا کر لباس اُتارا اور غسل و وضو کیا بعد غسل و وضو کے لباس پہنا اور قریب غار بصد خضوع و خشوع دو رکعت نماز
پڑھی بعد نماز پڑھنے کے سر واسطے سجدہ شکر کے زمین پر رکھا جب امیر با توقیر نے سر سجدہ شکر سے اُٹھایا دیکھا کہ مرکب زین لجام سے
آراستہ سامنے کھڑا ہے حمزہ صاحبقران مرکب کے سراپا پر نظر کر کے نہایت خوش ہوئے اور اُس مرکب پر سوار ہو کے
ایک سمت چلے ناظرین نکتہ بین پر واضح ہو کہ قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ ایک باغ مین حمزہ صاحبقران کو مرکب خنگ سیاہ قیطاس

اور اسلحہ و زر بیشمار ملا ہو چونکہ ایک دفتر مین اس حقیر و فقیر سراپا تقصیر کو مین تصدق حسین داستان گو و مترجم کی
نظر سے گذرا ہو کہ اس جگہ امیر کو مرکب خنگ سیاہ قیطاس ملا ہی اسوجہ سی یہان لکھدیا ہی غرض جب امیر باتوقیر
مرکب خنگ سیاہ قیطاس پر سوار ہو چلے ایک جانب چلے ہر چند امیر باتوقیر گھوڑے پر سوار تھے بہ سبب گرسنگی کے گھوڑے
بیٹھا جاتا تھا اور راہ طی ہو سکتی تھی اُسوقت امیر نے خداوند عالم سے دعا کی کہ پروردگارا کوئی شی مجکو کھانے کی اپنی
قدرت کاملہ سے اس صحراے ہولناک مین عنایت فرما آج تیسرا روز ہی کہ مین نے کچھ نہین کھایا ہی گرسنگی سے حال میرا
برا ہی حمزہ صاحبقران خالق انس و جان سے یہ دعا کر رہے تھے اور مرکب پر بیٹھے ہوئے تھے گھوڑا چلا جاتا تھا ناگاہ
حمزہ صاحبقران کو دور سے کچھ درخت نظر آئے جب امیر باتوقیر قریب درختون کے پہونچے دیکھا درختون مین پھل
لگے ہوئے ہین شاخین درختون کی کثرت اثمار سے جھکی ہوئی ہین نیچے درختون کے ایک چشمہ ہی پانی اُسمین نہایت
صاف ہی حمزہ صاحبقران نے اُن درختون پھلون کو دیکھکر خدا کا شکر کیا اور گھوڑے سے اُتر کے بہت سے
ثمر توڑ توڑ کے کھائے جب خوب سیر ہوئے چشمے سے لیکر پانی پیا اور پھر شکر خدا کر کے مرکب پر سوار ہوئے اب امیر
نے مرکب کو جولان کیا مرکب بطرارے بھرتا ہوا چلا بعد سہ پہر کے امیر باتوقیر ایک ایسے صحراے سبزہ زار مین پہونچے
کہ سبزہ اُس صحرا کا سبزہ خط معشوقان خوبرو سے بہتر تھا کوسون تک فرش زمردین بالاے زمین بچھا تھا جا بجا نہر
سلسبیل آسا جاری تھین طائران خوش الحان درختون پر بیٹھے ہوئے نغمہ سرائی کرتے تھے بلبلین چہکتی تھین
درمیان مین صحراے سبزہ زار کے ایک گنبد سر بفلک کشیدہ تھا عجیب صفائی و صنعت سے کسی نے اسکو بنایا تھا کہ
گنبد کو دیکھنے سے نظر خیرہ ہوتی تھی حمزہ صاحبقران اُس صحراے فرحت نشان کو دیکھکر خوش ہوئے اور اُسوقت
بے اختیار یہ مطلع زبان پر جاری کیا مطلع این سبزہ و این صحرا بوے ز جنون دارد دیوانگی دگی امروز شگون دارد
صاحبقران نے اس مطلع کو پڑھکے ارادہ کیا تھا کہ اس صحرا سے بھی جلد نکل جانا چاہیے لیکن یہ بھی خیال کیا کہ اس
گنبد کے اندر بھی جا کر سیر دیکھنا چاہیے حمزہ صاحبقران کو معلوم نہ تھا کہ یہ گنبد طلسمی ہی غرض حمزہ صاحبقران
اُس گنبد مین گئے اور بصد مشکل اُس گنبد طلسمی کو توڑا اور زر و جواہر اُس گنبد طلسمی کو توڑ کر اپنے قبضے مین کیا
اور وہان سے مرکب پر سوار ہو کے آگے بڑھے ناظرین تمکین کو واضح ہو کہ حالات گنبد طلسمی اور کیفیت گنبد کی اس
مترجم نے بخیال طول کے اس مقام پر نہین تحریر کی کہ شاید حضرات ناظرین اختصار پسند کو طول ناپسند ہو القصہ
حمزہ صاحبقران گنبد طلسمی توڑ کے اور زر و جواہر لیکر چلے چند روز کے بعد پھر ایک دشت ہولناک مین
پہونچے اور اُس دشت مین راہ بھول کر بہت پریشان ہوئے آخر مضطر ہو کر خداوند عالم سے دعا کی دعاے امیر قبول
ہوئی فوراً حضرت خضر علیہ السلام بحکم خالق خاص و عام تشریف لائے حمزہ صاحبقران نے بصد ادب سلام کیا
حضرت خضر نے جواب سلام و دعاے طول عمر دے کر فرمایا کہ اے حمزہ صاحبقران پریشان خاطر نہو تم ہمارے ساتھ
چلو حمزہ صاحبقران مرکب سے اُتر کر حضرت خضر چلے تھوڑی دور جا کر حضرت خضر نے فرمایا کہ آپ سیدھے
یہان سے چلے جانا جہان خداوند عالم کو منظور ہو گا وہین پہونچوگے یہ فرما کر حضرت خضر ایک جانب چلنے لگے
امیر باتوقیر نے بڑھکے مصافحہ کیا مرکب پر سوار ہو کے جسطرف حضرت خضر علیہ السلام نے جانے کو فرمایا اُسیطرف روانہ
ہوئے بعد ایک شب و روز کے امیر وقت سحر ایک صحرا مین پہونچے دور سے دیکھا کہ دو طرف دو لشکر صف آرا
ہین کر کیٹ کر کا کہ رہے ہین جب حمزہ صاحبقران قریب لشکرون کے پہونچے اُسوقت ایک طرف سے ایک
جوان زنگی نہایت قوی ہیکل مرکب کو جولان کرکے نکلا اور میدان رزم مین آکر نیزہ ہاتھ مین لیکر مبارز طلب کیا

دوسرے لشکر سے ایک جوان سبزہ رنگ اسپ صبا رفتار سوار ہوکر میدان کارزار مین آیا حمزہ صاحبقران جوان سبزہ رنگ
کو دیکھکر خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ یہ جوان سبزہ رنگ عجب شان سے براے جنگ صف لشکر سے نکلا ہی بظاہر
جری و بہادر معلوم ہوتا ہی حمزہ صاحبقران یہ خیال کر رہی تھے کہ زنگی نے گھوڑے کو بڑھاکر گریبان جوان سبزہ
رنگ مین ہاتھ ڈالا جوان سبزہ رنگ نے بھی اس زنگی کی کمر مین ہاتھ ڈالا باہم دونون زور کرنے لگے تھوڑی دیر مین زنگی نے
توڑہ کمربند فولادی مین ہاتھ ڈالکر جوان سبزہ رنگ کو پشت مرکب سے اٹھالیا اور چرخ دیکر زمین پر پٹک دیا اور فوراً
مرکب سے اتر کے اسکے سینہ پر سوار ہوا اور خنجر آبدار سے اسکو ہلاک کرنے کا قصد کیا حمزہ صاحبقران نے یہ حال
دیکھکر نعرہ کیا اور کہا ای سیاہ رو خبردار اس جوان کو ہلاک نہ کرنا زنگی نے حمزہ صاحبقران کی طرف دیکھکے جلد خنجر
سے جوان سبزہ رنگ کا تن سے سر جدا کر ڈالا امیر کو نہایت غصہ آیا اور خنگ سیاہ قیطاس کو بڑھاکر زنگی سے فرمایا
کہ ای بیحیا سیاہ رو مین نے تجکو منع کیا تھا کہ اس جوان کو قتل نہ کرنا تونے میرا کہنا نہ مانا اور اس جوان خوبرو کو ہلاک
کر ڈالا اس زنگی نے چین بجبین ہوکر کہا ای شخص تو کون ہی حریف کے قتل کرنے مین کیون دخل دیتا ہی خوب کیا
مین نے جو اس جوان کا سر کاٹ ڈالا یہ میرا حریف تھا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای سیاہ رو تیرہ دردن آگاہ ہوکہ
مین تیرہ ملک الموت ہون تجکو زندہ نہ رکھونگا اور اس جوان کا انتقام تجھسے لونگا اس جوان مقتول کا تجھسے عوض لینے
کے واسطے مجھے خدا نے یہان پہونچایا ہی جسطرح تونے اس جوان کا سر تن سے جدا کیا ہی انشاء اللہ اسی طرح تیرا سر تن
سے جدا کرونگا زنگی نے کہا شاید تو خدا پرست ہی کیونکہ باربار خدا کو یاد کرتا ہی امیر نے فرمایا بیشک مین خدا پرست
ہون زنگی نے کہا اگر تو خدا پرست ہی تو اسی کی طرح ابھی تیرا بھی سر تن سے کاٹتا ہون یہ کہکے زنگی نے بقوت تمام نیزہ
مارا امیر نے بفن سپہگری نیزہ زنگی کے ہاتھ سے چھین لیا اور کمربند فولادی کے توڑے مین ہاتھ ڈالکے پشت
فرس سے اسکو اٹھالیا اور زمین پر پٹک دیا اور جلد مرکب سے اتر کے اس زنگی کے سینے پر سوار ہوئے اور فرمایا ای
رو سیاہ اگر تو دین اسلام اختیار کرے تو مین تجکو چھوڑ دون زنگی نے یہ تقریر امیر با توقیر کی سنکے کہا کہ مین ہرگز مسلمان
نہونگا اپنا دین ترک نہ کرونگا امیر نے یہ گفتگو زنگی کی سنکے سر اسکا خنجر سے کاٹ لیا جسوقت اس زنگی کا سر امیر نے
کاٹا اسکا لشکر امیر پر حملہ آور ہوا امیر با توقیر نے شمشیر آبدار کھینچکر قتل کرنا شروع کیا مردمان لشکر زنگی نے باوجود
قتل ہونے کے چہار جانب سے حمزہ صاحبقران کو گھیر لیا اور نیزہ تیر و شمشیر لگانے لگے اسوقت ایک جانب سے
غبار بلند ہوا اکثر مردمان لشکر جانب غبار دیکھنے لگے جب وہ غبار دفع ہوا جی لور ہندی مع بارہ ہزار سواران جرار
کے حمزہ صاحبقران کو نظر آیا ناظرین عالی فہم پر واضح ہوکہ جب جہاز جی لور ہندی کا کنارے پہونچا اور جی لور ہندی نے
سنا کہ وہ جہاز جسپر حمزہ صاحبقران سوار تھے غرق ہوگیا لیکن بعض بعض آدمی غرق نہین ہوئے ہین جہاز کے تختون پر
بیٹھے ہین اور کسی طرف وہ تختے جہاز کے طوفان مین بہ گئے ہین جی لور ہندی بامید ملاقات حمزہ صاحبقران کنارہ
بحر سے چلا تھا اور صحرا بحر اور دشت دشت حمزہ صاحبقران کو ڈھونڈھتا ہوا یہان تک آیا ہی غرض جب جی لور ہندی
نے دور سے دیکھا کہ لڑائی ہو رہی ہی تلوار چل رہی ہی آواز نعرہ حمزہ صاحبقران اس لشکر سے آتی ہی جی لور صداے
امیر با توقیر سنکے از حد خوش ہوا اور سمجھا کہ حمزہ صاحبقران اس لشکر سے لڑ رہے ہین یہ سمجھکر مع فوج بعجلت
آیا اور اس لشکر کو چہار جانب سے گھیر لیا اور مردمان لشکر کو تیر و شمشیر سے قتل کرنے لگا اور جوانان فوج جی لور نے
بھی تلوارین کھینچکر مردمان لشکر زنگی کو قتل کرنا شروع کیا تھوڑی دیر مین مردمان لشکر زنگی تاب مقابلہ کی نہ لاکر بھاگے
اسوقت سوار جوان سبزہ رنگ کی لاش اٹھاکر بختیار شاہ کی خدمت مین نالہ کنان پہونچے بختیار شاہ نے اونسے

سبب گریہ پوچھا بیٹے لاش دکھاکر تمام حال بیان کیا بختیار شاہ کو اپنے فرزند کے قتل ہونے کا نہایت صدمہ
ہوا اور از حد اشکبار ہوا اسی عالم اشکباری مین حکم کیا کہ فوج ہماری تیار ہو بمجرد حکم بیس ہزار سواران جرار مسلح
ہوکر گھوڑون پر سوار ہوئے بختیار شاہ بھی گھوڑے پر سوار ہوا اور لشکر کو ہمراہ لیکر جانب میدان رزم چلا بختیار شاہ
تو لشکر لیکر جاتا ہی لیکن اب حال حمزہ صاحبقران کا لکھا جاتا ہی کہ جب مردمان لشکر بھاگ گئے اسوقت جی پور ہندی
نے امیر باتوقیر کو بصد ادب تسلیم کی اور قدمبوسی ہوا امیر نے پوچھا ای جی پور تمہارا آنا یہان کیونکر ہوا جی پور ہندی
نے تمام کیفیت بیان کی حمزہ صاحبقران جی پور کی وفاداری پر نظر کرکے نہایت خوش ہوئے اور اسکی تعریف کرنے
لگے ابھی حمزہ صاحبقران جی پور سے ہمکلام ہی تھے ناگاہ امیر باتوقیر نے دیکھا کہ ایک سمت سے غبار بلند ہوا حمزہ
صاحبقران نے خیال کیا کہ اب کوئی مع لشکر آتا ہی امیر یہ خیال کر ہی رہے تھے یکایک بختیار شاہ مع لشکر آیا
اور حمزہ صاحبقران کو سلام کرکے پوچھنے لگا کہ آپ ہی نے میرے فرزند کے قاتل کو ہلاک کیا حمزہ صاحبقران
نے فرمایا مین نے ایک زنگی کو ہلاک کیا تھا جسنے ایک جوان سبزہ رنگ کو قتل کیا تھا پھر زنگی کے لشکر سے لڑائی ہوئی
انفضال خدا سے لشکر زنگی مقتول کا بھی بھاگ گیا مجھے نہین معلوم تمہارا فرزند کون تھا بختیار شاہ جیرونی نے عرض کیا کہ وہ
جوان سبزہ رنگ میرا فرزند تھا اور یہ لشکر جسے آپ نے شکست دی ہی داراب مغربی کا تھا قبل اسکے مجکو نجومیون
نے خبر دی تھی کہ مغرب کی سمت سے ایک جوان آئیگا اور وہ صاحبقران ہوگا اور زیرباد ہندی کو مطیع کریگا اب آپ
فرمائین کہ آپ کا نام نامی اور اسم گرامی کیا ہی امیر باتوقیر نے فرمایا نام تو میرا حمزہ ہی لیکن خاص و عام مجکو حمزہ صاحبقران
کہتے ہین جس جوان کی نجومیون نے خبر دی تھی تمکو وہ مین ہی ہون بعد اسکے حمزہ صاحبقران نے اپنی گرفتاری اور رہائی
کا حال بیان کیا اور کیفیت دریاؤ اور مچھر امفصل فرمائی بختیار شاہ جیرونی حال امیر سے آگاہ ہوکر صدق دل سے
اسی وقت مسلمان ہوا اور امیر کو اپنے قلعہ مین لیگیا اور اپنے فرزند کی لاش دفن کرکے میہمانی حمزہ صاحبقران مین
مصروف ہوا دعوت حمزہ صاحبقران کی بڑی تکلیف سے کی جب حمزہ صاحبقران اور جی پور ہندی طعام تناول
کرچکے اسوقت بختیار شاہ جیرونی نے حکم کیا کہ ساقیان ماہرخ کشتیان شراب ناب کی لیکر حاضر ہون بموجب حکم ساقیان
خوبرو کشتیان لیکر حاضر ہوئے اور بحکم بختیار شاہ جام و ساغر مین شراب بھر بھر کے پلانے لگے جب حمزہ صاحبقران
اور بختیار شاہ جیرونی کو شراب کا نشہ ہوا اسوقت بختیار شاہ بے اختیار رونے لگا حمزہ صاحبقران نے
باعث رونے کا پوچھا بختیار شاہ نے عرض کیا ای امیر باتوقیر علاوہ فرزند مقتول کے ایک پسر میرا اور ہی اسوقت وہ فرزند
مجکو یاد آیا ہی اسکے فراق مین مین رونے لگا حمزہ صاحبقران نے پوچھا وہ میرا فرزند تمہارا کہان گیا ہی بختیار شاہ یہ سنکے
اور زیادہ رونے لگا اور بعد اشکباری بسیار کے کہنے لگا ای امیر اس ملک کے حوالی مین ایک ہزار ایک سو طلسم ہین
اور ایک دشت ہی کہ نام اسکا دشت آہوان ہی اوس دشت مین صدہا آہو ہین جو کوئی دور سے ان آہوون کو
دیکھ لیتا ہی بے اختیار ان آہوون کے شکار کے واسطے اس دشت مین جاتا ہی اور خود ان آہوون کا شکار
ہوجاتا ہی میرا فرزند کہ نام اسکا خسرو ہی ایک روز وہ بھی ان آہوون کا شکار کرنے کو چلا تھا ہرچند مین نے
منع کیا تھا کہ جو اس صحرا کو جاتا ہی وہ پھر نہین آتا ہی لیکن اسنے میرا کہنا نہ مانا اور کہنے لگا کہ دگر وہ بلائے ہین تو مین
بھی شجاع ہون ان سب کو مارونگا اور دشت آہوان سے چلا آؤنگا مجکو کون ایسا بہادر ہی جو نہ آنے دیگا اور روست
رہی مین رکھے گا وہ کہکے مع رفقا و امرا شکار کے واسطے گیا آخر دشت آہوان مین جاکر دام بلا مین گرفتار ہوگیا اور مجھ تک
کسی طرح آ نہین سکتا اگر مین اسکے دیکھنے کو جاؤن تو مین بھی مثل اسکے اس دشت پر آفت و بلا مین قید ہوجاؤن

حمزہ صاحبقران نے جب تمام گفتگو بختیار شاہ کی سنی فرمایا ای بختیار شاہ انشاء اللہ مین کل صبح دشت آہوان مین
جاؤنگا اور تمہارے فرزند کو وہان سے لے آؤنگا اب تم گریہ و زاری نکرو بختیار شاہ نے عرض کیا ای امیر باتوقیر آپ
ہرگز وہان نہ جایئے گا وہ دشت طلسمی ہے طلسم مین پھنس جایئے گا ابھی تو مجھکو اپنے فرزند کی جدائی کا صدمہ نہین بھولا اگر
خدانخواستہ آپ وہان جا کر گرفتار طلسم ہو جایئے گا تو پھر مجھکو آپ کے فراق کا قلق ہوگا اور مردمان کہینگے کہ بختیار شاہ نے اپنے فرزند
کے واسطے حمزہ صاحبقران کو دشت آہوان مین بھیجدیا اور انکو طلسم مین پھنسا دیا علاوہ اسکے یہ مجھکو منظور نہین ہی کہ آپ
مجھسے جدا ہون حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای بختیار شاہ مین ضرور جاؤنگا اور باعانت پروردگار سب طلسمون کو توڑونگا
اور تمہارے فرزند کو انشاء اللہ ضرور لیکر آؤنگا اگر تم اپنے فرزند کا تذکرہ میرے روبرو نکرتے تو مین نہ جاتا اب مجھکو مناسب ہی کہ
ضرور جاؤن غرض جبتک بختیار شاہ منع کرتا رہا حمزہ صاحبقران کو دشت آہوان مین جانے سے منع کرتا رہا اور حمزہ صاحبقران
یہی فرماتے رہے کہ مین دشت آہوان ضرور جاؤنگا جب بختیار شاہ تخت سے اُٹھکر داخل محل ہوا اور حمزہ صاحبقران
بھی اُٹھکے ایوان شاہی مین تشریف لائے جو بختیار شاہ نے واسطے تشریف رکھنے امیر باتوقیر کے آراستہ کرایا
تھا شب کو تو امیر باتوقیر اُسی ایوان مین بصد راحت و آرام استراحت پذیر ہوئے ہنگام سحر امیر باتوقیر نے اُٹھکر نماز
پڑھی بعد پڑھنے نماز کے جی پور ہندی سے فرمایا کہ لشکر کو حکم دو کہ تیار ہو ہم دشت آہوان مین جاینگے جی پور ہندی
نے مردمان لشکر سے کہا کہ جلد مسلح ہو حمزہ صاحبقران جانب دشت آہوان تشریف لیجاینگے مردمان لشکر موجب حکم
مسلح ہوئے بختیار شاہ بھی محل سے برآمد ہوا حمزہ صاحبقران کو آمادہ جانے پر دیکھکر بمجبوری خود بھی مع لشکر
ہمراہ رکاب صاحبقران چلا حمزہ صاحبقران قریب دشت آہوان ایک پہاڑ پر تشریف لیگئے اور بالائے کوہ
کھڑے ہوکر دشت آہوان کی سیر کرنے لگے حمزہ صاحبقران بخوبی سنا کیے کہ سب آہو تاکرد فریاد کرتے ہین اور اپنے حال پر
افسوس کرتے ہین اور اُسی دشت مین چرتے ہین اور وہ دشت نہایت وسیع و سر سبز ہی حمزہ صاحبقران نے
سیر دشت کی کرکے وضو کیا چونکہ وقت نماز کا آگیا تھا اُسی پہاڑ پر نماز پڑھی بعد پڑھنے نماز کے امیر باتوقیر کوہ سے
اُترے اور بختیار شاہ اور جی پور سے فرمانے لگے اب مین تمسے رخصت ہوتا ہون اور دشت آہوان مین جاتا ہون اگر
خداوند عالم نے چاہا تو سب طلسمون کو توڑکر اور خسرو کو لیکر جلد آؤنگا ورنہ گرفتار طلسم ہونگا تم چالیس روز
تک میرا انتظار کرنا بعد چالیس روز کے سمجھ جانا کہ حمزہ ہلاک ہوگیا یا طلسم مین قید ہوگیا اُسوقت ای بختیار شاہ تم
میرے آنے کی امید نہ رکھنا اور ای جی پور ہندی تم اتنا کام کرنا کہ جانب کوہ سرانذیب جاکر میرے لشکر کے سردارون اور
خواجہ عمرو کو تمام حال میرا لکھنا کہ وہ سب میری ملاقات سے مایوس اور ناامید ہو جائین اور جس طرف منظور ہو
چلے جائین جسوقت یہ تقریر امیر کی جی پور ہندی اور بختیار شاہ حیدر دلی نے سنی دونون نہایت گریان ہوئے اور
بمنت عرض کرنے لگے کہ آپ دشت آہوان مین نہ جائین حمزہ صاحبقران نے کہنا انکا نہ مانا اور جانب
دشت آہوان چلے بختیار شاہ اور جی پور ہندی بھی ہمراہ امیر باتوقیر چلے جب امیر داخل دشت آہوان ہونے
لگے جی پور ہندی اور بختیار شاہ ٹھہر گئے اور وہین مقیم ہوئے اور امیر کشورگیر داخل ہوئے جب امیر اُس دشت
مین داخل ہوکر نہایت سرگردان اور پریشان ہوئے اُسوقت امیر نے برجوع قلب خداوند کریم و کارساز سے واسطے
اپنے مدعائے دلی کے دعا کی دعائے امیر قبول ہوئی فوراً حضرت خضر علیہ السلام بحکم خالق خاص و عام صاحبقران
کے پاس تشریف لائے اور بحکم خدا امیر کو اسم اعظم تعلیم فرماکر ارشاد کیا کہ یہ اسم اعظم پڑھکے آہوؤن پر پھونکنا وہ سب
انسان ہو جائینگے کیونکہ وہ سب انسان ہین سحر سے آہو ہوگئے ہین اور جب تم یہ اسم اعظم پڑھوگے کسی ساحر کا سحر

تیر اثر نہ کریگا یہ فرماکر حضرت خضر علیہ السلام نظر حمزہ صاحبقران سے پوشیدہ ہوگئے امیر بانوقیر اسم اعظم کو خوب یاد کر
آگے بڑھے اور راہ دشت طی کرنے لگے ناگاہ بائیں جانب امیر نے دور سے دیکھا کہ سیکڑوں آہو سبزہ چر رہے ہیں اکثر
روتے ہیں بعض نالہ و فریاد کر رہے ہیں اور ایک نوجوان سر پر تاج رکھے ہوئے ان آہوں کو چرا رہا ہے امیر بانوقیر حال
دیکھکر اس جوان کی طرف چلے نوجوان نے امیر کو اپنے جانب آتے دیکھکر نہایت افسوس کیا اور خیال کیا کہ اب یہ شخص بھی
مثل ان آہوں کے ہو جائیگا نوجوان یہ خیال کر رہا تھا کہ حمزہ صاحبقران اس نوجوان کے پاس پہونچے نوجوان نے
سلام کرکے پوچھا کہ اے جناب آپکا کیا نام ہے اور اس دشت بلا میں آپ کیوں تشریف لائے ہیں یہ دشت وہ دشت ہے
کہ انسان آکر حیوان ہو جاتا ہے اور پھر یہاں سے کسی طرح جا نہیں سکتا ہے افسوس ہزار افسوس ہے آپ کو
اس دشت جانستان میں قدم رکھنے سے کوئی مانع نہوا امیر بانوقیر نے فرمایا اے جوان میرا نام حمزہ ہے خاص و عام مجکو حمزہ صاحبقران
کہتے ہیں میں واسطے رہا کرنے خسرو زادہ اور ہمراہیان خسرو کے آیا ہوں بختیار شاد نے مجکو منع کیا تھا لیکن میں نے نہ مانا
اور دشت بلا میں چلا آیا اب تم حال بیان کرو کہ تم کون ہو اور باوجود لیاقت آہو کیوں چراتے ہو اس نوجوان نے
یہ سنکے ایک آہ کی اور عرض کیا اے جناب خسرو میرا ہی نام ہے میں واسطے شکار کے آیا تھا سمکال جادو جو اس
دشت کی مالک ہے مجھپر عاشق ہوگئی ہے اسوجہ سے اسنے مجکو سحر سے آہو نہیں بنایا ہے اور یہ جو آہو چر رہے ہیں یہ سب
انسان ہیں حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے خسرو تمہارے فراق میں تمہارے والد کا عجیب حال ہے اکثر تمکو یاد
کرکے روتے ہیں تمکو لازم ہے کہ اب تم میرے ساتھ اپنے والد کی خدمت میں چلو خسرو یہ گفتگو حمزہ صاحبقران سے
سنکے رونے لگا اور عرض کرنے لگا کہ میں کیونکر یہاں سے اپنے باپ کی خدمت میں جاؤں میں تو سحر سمکال جادو
میں گرفتار ہوں اور یہ دشت بھی اسی کے سحر سے سرسبز ہے تاوقتیکہ وہ ہلاک نہوگی میری رہائی کسی طرح نہوگی صاحبقران
نے فرمایا اے خسرو انشاء اللہ سمکال جادو کو قتل کرونگا اور ان آہوؤں کو انسان بناؤنگا اور تمکو تمہارے والد کے پاس
لیچلونگا جسوقت یہ تقریر امیر کی ان آہوؤں نے سنی سبھوں نے آکے حمزہ صاحبقران کو گھیر لیا کوئی آہو دامن امیر
سے لپٹنے لگا کوئی آہو قدم امیر پر سر رکھنے لگا کوئی آہو گرد حمزہ صاحبقران پھرنے لگا بار بار تصدق اور قربان
ہونے لگا اکثر آہو رونے لگے اور اپنی زبان میں اپنی مصیبت و گرفتاری کا حال بیان کرنے لگے حمزہ صاحبقران کو
ان آہوؤں پر رحم آیا اور اسم اعظم جو حضرت خضر نے تعلیم فرمایا تھا پڑھا اور ہر ایک آہوؤں پر پھونکا سحر سمکال جادو دفع
ہوگیا ہر ایک آہو زمین پر لوٹ کر انسان ہوگیا اور حمزہ صاحبقران کے قدم پر گرا اور حمزہ صاحبقران نے ان آدمیوں کا
اپنے قدم سے اٹھایا اور خسرو وغیرہ خوش ہوئے ادھر پریوں نے سحر کے سمکال جادو کو حمزہ صاحبقران کے
آنے اور آہوؤں کو آدمی بنانے سے اطلاع دی سمکال جادو نے یہ خبر وحشت اثر سنکے حکم دیا کہ ہماری فوج تیار ہو بموجب
حکم سمکال جادو جادوگرنیان اور جادوگر ہنس آتشین اور فیل آتشین پر سوار ہوئے اور اسباب سحر جھولیوں میں تیار کر
آمادہ چلنے پر ہوئے سمکال جادو بھی طاؤس سحر پر سوار ہوکے اور سب ساحروں کو ہمراہ لیکر دشت آہوان میں آئی
اور ایک سنگ گران بزور سحر امیر ذیوقار پر مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا وہ سنگ حمزہ صاحبقران پر نہ پڑا سمکال جادو
اور اسم سحر پڑھنے لگے امیر نے اسم اعظم پڑھکے اور شمشیر تیز پر دم کرکے گھوڑے کو بڑھایا اور قریب سمکال جادو پہونچکر
اسلیے اسکے سر پر تلوار لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑی اسوقت آندھی سیاہ آئی زمانہ تیرہ و تار ہوگیا اور آواز آئی
کشتی کہ مرا نام من اسمکال جادو بود بعد سکوت ہونے ہنگامہ گیر و دار کے حمزہ صاحبقران نے اس دشت کو پرخار
پایا کیونکہ سرسبزی و شادابی دشت کی سحر سمکال سے تھی جب سمکال قتل ہوگئی اور سحر اسکا برطرف ہوگیا اسوقت جلد ساحر

لڑنے لگے اور ساحر نا پیچ د تیغ کوہے اور بار نفنل صاحبقران پر مارنے لگین خسرو اور جملہ اشخاص نے دیکھا کہ اُنپر تو غیر
کچھ اثر نہیں ہوئے تلوار کھینچکے آگے بڑھے اور ساحرون کو قتل کرنے لگے جب ساحرون نے دیکھا کہ سحر ہمارا تاثیر نہیں کرتا ہے اور بہت سے
ہمراہی قتل ہوگئے ہین سمکال جادو بھی قتل ہو چکی ہر اُسوقت باقی ماندہ ساحر بھاگے اور جہیار جادو کو ایک طلسم کا حاکم
اور مالک ہی قتل سمکال جادو سے اطلاع دی جہیار جادو نے قتل سمکال جادو کی خبر سنکے پیچ کیا اور ایک جادوگرنی
کو حکم دیا کہ قاتل سمکال جادو کو پکڑ لاؤ جادوگرنی دشت مین آئی حمزہ صاحبقران پر اُسنے سحر کیا صاحبقران نے اسم اعظم
پڑھا ساحرہ کا سحر رد ہو گیا حمزہ صاحبقران نے تلوار کھینچکر اُس ساحرہ پر حملہ کیا ساحرہ غضب بنکے اور پرواز پیدا کرکے
دشت سے گریزان ہوئی حمزہ صاحبقران خسرو وغیرہ کو لیکر آگے بڑھے بعد ایک روز اور ایک شب کی رہ ہردی کے
حمزہ صاحبقران کو ایک بہار پُر بہار نظر آیا جب امیر قریب اُس باغ کے پہونچے اوس باغ سے بعد صد لسے
نالہ و فغان یہ آواز آئی کہ مین جادوگرون کی قید مین مبتلا ہون کوئی ایسا جری ہو کہ اس باغ مین آئے اور مجکو
قید ساحران سے چھڑائے امیر اُس صدا کو سنکے اندر گئے باغ کے وہان کسی کو نہ پایا ناچار ہوکے پھرے تھے ناگاہ
ایک جادوگر نہایت مہیب صورت پیدا ہوا اُسنے امیر پر تیغ سحر پھینکے مارا امیر نے اسم اعظم پڑھا اُس تیغ سے
کچھ ضرر نہ ہوا ساحر نہایت حیران اور جلد ترچند اوراق جھولی سے نکالکر دیکھنے لگا اور اُن اوراق سے اُسکو
ثابت ہوا کہ اُس شخص کا نام حمزہ ہو اور یہ صاحب اسم اعظم ہی اسپر سحر تاثیر نہ کریگا تاوقتیکہ اسم اعظم کو نہ بھولیگا ساحر
نے اوراق جمشیدی کو دیکھکر اپنی جھولی سے ایک شیشہ اور ماش کا آٹا نکالا اور شیشے سے تھوڑا پانی لیکر آٹا گوندھا اور
اور اُس آٹے کا ایک طائر بنایا اور کچھ سحر اوسپر پڑھا فوراً وہ آٹے کا طائر طائر خوشرنگ ہو گیا اُدھر تو اُس ساحر نے طائر کو
اُڑایا اُدھر حمزہ صاحبقران نے تلوار اُس ساحر کے سر پر لگائی تلوار کارگر نہوئی کیونکہ ساحر نے قبل بنانے طائر کے
سحر سے اپنی حفاظت کرلی تھی حمزہ صاحبقران نے ساحر پر تلوار لگا کر پھر وار کرنے کا قصد کیا تھا کہ ایک وہ طائر
خوشرنگ چہکتا ہوا گرد سر حمزہ صاحبقران چند بار پھرا پھر جانب ساحر گیا ساحر نے شیشہ جھولی سے نکالا طائر
شیشے مین چلا گیا پھر اُسنے شیشے کو بند کرکے جھولی مین رکھا اور امیر پر ایک تیغ سحر پڑھ کے مارا حمزہ صاحبقران نے
ہر چند اسم اعظم یاد کیا لیکن یاد نہ آیا آخر امیر سحر مین گرفتار ہوکے بیہوش ہوگئے ساحر نے امیر کو پکڑ لیا پھر خسرو
وغیرہ پر جو بیرون باغ کھڑے تھے سحر کیا اور سب کو گرفتار کرکے جہیار جادو مالک طلسم کے پاس لیگیا جہیار نے اُس
ساحر سے کہا امیر کو ہوشیار کر ساحر نے اپنا سحر اُتارا امیر کو ہوش آیا آنکھ کھول کے دیکھا کہ ایک جادوگر تاج سر پر رکھے
تخت پر بیٹھا ہی گرد اُسکے بہت سے ساحر کرسیِ منظر بیٹھے ہین جہیار جادو نے پوچھا تم یہان کیون آئے تھے صاحبقران
نے فرمایا مین واسطے رہا کرنے خسرو کے آیا تھا خسرو کو تو رہا کر چکا اب سب طلسمون کو توڑونگا جہیار یہ تقریر
امیر کی سنکے برہم ہوا اور حکم کیا کہ امیر کو قید کرو بعد گذرنے میعاد معینہ کے قتل کرونگا ساحران نابکار امیر کو زندان
کی جانب لیجایا چاہتے تھے یکایک طلسمات جادو کہ ساحران نامی سے تھا کہنے لگا اے بادشاہ امیر نے سمکال کو
قتل کیا لیکن یہ آپکو نہ توڑ سکینگے کیونکہ یہ فتاح طلسم نہیں ہین انکا قید کرنا اور قتل کرنا میرے نزدیک
مناسب نہیں ہی جہیار جادو نے یہ تقریر طلسمات جادو کی سنکے کتاب سامری مین دیکھا اُس سے بھی ظاہر ہوا
اُسوقت جہیار جادو نے حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اس حوالی مین ایک ہزار طلسم سے زیادہ ہین اور آپ فتاح نہین
ہین آپکی اولاد مین سے ایک شخص ان طلسمون کو بیشک توڑیگا لیکن اگر آپ ساحرون سے مقابلہ نہ کیجیے تو مین آپکو
آپ کو رہا کردون حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے جہیار سر النساحین دو شرطون سے قبول کرتا ہون اول شرط یہ ہی

که خسرو وغیره جو یه تیرے سامنے کھڑے ہین انکو رہا کردے دوسرے اس ساحر نے میرے اسم اعظم کو بند کیا ہے اسکو حکم دے
که اسم اعظم کو کھولدے مہیار نے دونون شرطین قبول کین اور فوراً خسرو وغیره کو رہا کر دیا اور اُس ساحر سے کہا که
اسم اعظم کو جو تو نے بند کیا ہے کھول دے ساحر نے بموجب حکم مہیار اسم اعظم کو کھولدیا امیر کو اسم اعظم یاد آگیا غرض
بعد رہائی ہونے خسرو وغیره کے امیر باتوقیر خسرو وغیره کو لیکر وہان سے چلے اور دشت آہوان کو طے کرکے چند روز مین
اُس جگه پہونچے جہان بختیار شاہ اور جی پور ہندی کو چھوڑا تھا امیر نے جی پور ہندی کو تو دره کوه مین پایا لیکن بختیار شاہ کو
نه دیکھکر احوال بختیار شاہ کا پوچھا جی پور ہندی نے عرض کیا که بعد آپکے جانے کے بختیار شاہ چلا گیا تھا اب یه اکتالیس (۴۱)
ہندی بھاگ کر آئے ہین انسے حال بختیار شاہ کا دریافت کیجیے یه خوبی واقف ہین حمزه صاحبقران نے اُن
ہندیون سے حال بختیار شاہ کا پوچھا ہندیون نے عرض کیا که جب آپ اُس زنگی کو قتل کرکے دشت آہوان
مین تشریف لیگئے اور خبر قتل زنگی داراب ہندی حاکم زیرباد کو پہونچی اوسنے اپنے سپه سالار کو اسی ہزار سوار
سے بھیجا اُسنے آکر شہر کو ویران اور غارت کیا اور بختیار شاہ کو مع اُسکے سردارون کے بعد جنگ بسیار گرفتار کرکے
لیگیا ہے ہم بھاگ کر یہان چھپے ہین حمزه صاحبقران نے فرمایا انشاء الله مین بختیار شاہ کو قید سے چھڑاونگا اور
داراب ہندی سے لڑونگا ہندیون نے عرض کیا ابھی آپ داراب سے مقابله کیجیے پہلے فوج و لشکر فراہم کیجیے
داراب ہندی کے پاس سات لاکھ لشکر ہے اور بڑے بڑے نامی سردار ہین اور اُسکا بھائی شواط ہندی ایسا
قوی ہے که ایک ہزار ایک سو من کا سیل اپنے پاس رکھتا ہے ہنگام جنگ وہی شل گرز کے حریف کے سر پر مارتا ہے
حریف کیسا ہی بہادر ہو ہلاک ہوجاتا ہے اور دیو عامل عاد سات سو من کا گرز اپنے پاس رکھتا ہے اور نہایت بہادر
ہے ہنگام رزم اُس گرز سے صدہا سوارون کو پیوند خاک کردیتا ہے آپ کے پاس لشکر نہایت قلیل ہے پس اس لشکر قلیل
کو ہمراه لیکر داراب ہندی وغیره سے کیونکر مقابله کیجیےگا حمزه صاحبقران نے فرمایا که خداوند عالم میری اعانت
کریگا اگر اُسکے پاس لشکر کثیر ہے تو ہوا کیا تمنے یه نہین سنا ہے مصرع دشمن اگر قوی است نگہبان قوی تر است امیر باتوقیر
نے یه فرماکر اُسی وقت مع باره ہزار سوار ہمراہی جی پور ہندی اور خسرو وغیره کے قلعه دیو عامل کیطرف کوچ کیا جب
امیر قریب قلعه کے پہونچے دیو عامل عاد کو جو خبر ہوئی که حمزه صاحبقران باره ہزار سوار لیکر برائے جنگ آئے ہین
اور قریب قلعه مقیم ہین دیو عامل نے غضبناک ہوکے طبل جنگ بجوایا امیر باتوقیر نے بھی طبل جنگ بجنے کی
خبر سنکے حکم دیا که بعنایت ایزدی ہمارے لشکر مین بھی طبل رزمی بجایا جاے بمجرد حکم جی پور ہندی نے طبل
جنگ بجوایا شب بھر دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی ہوئی ہنگام سحر اُس طرف سے دیو عامل عاد مع چالیس ہزار سواران
جرار اپنے قلعه سے باہر نکلا اور میدان کارزار مین آکر صف آرا ہوا اور اُس جانب سے حمزه صاحبقران بشوکت
وشان مع باره ہزار سواران تہور شعار میدان مصاف مین پہونچے بعد درستی میدان رزم نقیب اور کڑکیت دونون
لشکرون سے نکلے اور اسطرح پکارے ای جوانان تیغ زن صفدر و صف شکن آج سامنا حریف کا لازم ہے که دلیرانه میدان
جنگ مین اپنے اپنے حریف کو ضرب و گرز و شمشیر سے ہلاک کرو جنگ رستمانه کرکے نام زیر افلاک کرو نقیب اور کڑکیت
یه کہکر ہٹ گئے مردان جنگجو لڑنے پر آماده ہوے تلوارون کے قبضون پر بہادرون نے ہاتھ رکھے لشکرون مین باجے
جنگی بجے اول دیو عامل عاد نے صف لشکر سے گھوڑا اپنا نکالا اور میدان مین آکر پکارا که جسکو آرزوے مرگ بیہوده
آئے اور مجھسے مقابله کرے حمزه صاحبقران نے گھوڑا بڑھایا اور سامنے دیو عامل کے گئے بعد جنگ
نیزه و گرز کے دیو عامل عاد اور حمزه صاحبقران سے کشتی ہوئی بعد چار پہر کے امیر نے دیو عامل کو زیر کیا دیو عامل

کلمہ پڑھکے مع چالیس ہزار مردمان لشکر کے مسلمان ہوا اور امیر کو اپنے قلعے مین لیگیا امیر نے دیکھا شہر نہایت آباد کوچہ
و بازار نہایت صاف و پاکیزہ ہین دیو عاقل عاد امیر باتوقیر کو ایک ایوان رفیع و وسیع مین لیگیا وہ ایوان فرش و شیشہ
آلات سے نہایت ہی آراستہ تھا جابجا بمقام مناسب پر کرسیان جواہر نگار بچھین تھین اور دنگل بھی بچھے تھے حمزہ صاحبقران
اُس ایوان مین جاکر ایک دنگل پر بیٹھے اور خسرو و جیپور ہندی نے بھی علحدہ علحدہ دنگلون پر قیام کیا دیو عاقل امیر کو ایوان
مین بٹھا کر چلا گیا چونکہ بختیار شاہ خیر دقی اسکے قلعے مین قید تھا بسبب مسلمان ہونے کے دیو عاقل نے بختیار شاہ کو
قید سے رہا کیا اور اپنے ہمراہ اُسی ایوان مین لایا خسرو اپنے باپ کو دیکھکر کھڑا ہوا اور بعد بجا لانے تسلیم کے واسطے
قدمبوسی کے جھکا بختیار شاہ نے اپنے فرزند کو سینے سے لگایا اور پیار کیا اور نہایت رویا پھر حمزہ صاحبقران کو تسلیم
کرکے بیٹھ گیا اور اپنے فرزند سے حال دشت آہوان پوچھنے لگا خسرو نے تمام حال اپنا اور حال دلیری حمزہ صاحبقران
بیان کیا بختیار شاہ اپنے فرزند سے ملکے اور حمزہ صاحبقران کی دلیری کا حال سنکے خوش ہوا خسرو نے اپنے باپ
سے پوچھا کہ حمزہ صاحبقران آپ تک کیونکر تشریف لائے تھے اور باعث انکے جانے کا دشت آہوان مین
کس وجہ سے ہوا تھا بختیار شاہ نے تمام احوال بیان کیا جب خسرو کو معلوم ہوا کہ میرے باپ نے دین اسلام اختیار
کیا ہے خسرو نے بھی دست بستہ امیر سے عرض کیا کہ اب مجکو بھی مسلمان کیجیے دولت اسلام دیجیے امیر نے خسرو کو
کلمہ پڑھوایا خسرو کلمہ پڑھکے صدق دل سے مسلمان ہوا بختیار شاہ اور امیر باتوقیر خسرو کے مسلمان ہونے سے
خوش ہوئے پھر جملہ ہمراہیان خسرو بھی مسلمان ہوئے دیو عاقل عاد نے کئی روز تک امیر باتوقیر کی دعوت و ضیافت
نہایت تکلف سے کی اور بزم عشرت آراستہ کی اور تمام مردمان شہر کو مسلمان کیا بعد چند روز کے امیر نے دیو عاقل
سے فرمایا کہ اب طرف زیرباد ہند کے روانہ ہو اور چلکر اوس سے مقابلہ اور مجادلہ کرو دیو عاقل عاد نے بموجب حکم
حمزہ صاحبقران سرداران لشکر کو حکم دیا کہ جلد مسلح ہو اور تمام مردمان لشکر بھی مسلح ہون بموجب حکم مردمان لشکر
مسلح ہوئے امیر نے مع بختیار شاہ وغیرہ کے لشکر لیکر کوچ کیا جاسوسون نے داراب کو خبر دی کہ دیو عاقل
مسلمان ہوا اور داراب ہمراہ امیر مع لشکر کثیر برائے جنگ آتا ہے داراب یہ خبر سنکے ساتھ لاکھ کا لشکر لیکر میدان کارزار
مین آیا اور طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی طبل رزمی بجوایا رات بھر جنگ کی تیاری ہوئی جب وہ وقت آیا کہ جانب مشرق
سے آفتاب نمایان ہوا بیت ستارون نے قمر سے ہاتھ دھویا + سحر نے جلوہ مہتاب کھویا + ہنگام سحر
اُدھر سے داراب لشکر لیکر میدان کارزار مین آیا اُدھر سے حمزہ صاحبقران بصد شوکت و شان مع فوج
ظفر موج عرصہ مصاف مین پہونچے بیلدارون نے پشت بلند زمین ہموار کی خس و خاشاک کو دور کیا سقون
نے چھڑکاؤ کرکے گرد و غبار برطرف کیا نقیبون نے بعد صف آرائی کے لشکر سے نکل نکے اور جوانان لشکر سے
مخاطب ہوکے کہا بیت روز جنگ است باید کرد + کوشش نام و ننگ باید کرد + ای مردمان بکوشید تا جامہ
زنان مپوشید داراب کے لشکر سے کڑکیت نکلے وہ کڑک کڑک کے یہ کہتے ہین نظم بڑھو آگے لڑو تیغ و سنان سے
کہ یاد ہین آفرین سارے جہان سے + کرو اب تیغ خون آشام روشن + کہ ہو جس سے تمہارا نام روشن +
تمہارا جگ مین ہو نام نکوئی + کرو میدان مین اپنی سرخروئی + یہ کڑکا کڑکیتون کا سنکے بہادر جھومنے لگے
قبضہ شمشیر چومنے لگے یکایک شواط ہندی فیل مست پر سوار ہوکے لشکر سے نکلا جیپور ہندی وغیرہ شواط
کے نکلنے سے پریشان خاطر ہوئے جب شواط درمیان میدان کارزار مین آیا اور فیل کو روک کے امیر کو ہم مقابلہ
طلب کیا حمزہ صاحبقران نے بموجب طلب کرنے شواط کے مرکب اپنا بڑھایا جب امیر شواط کے قریب پہونچے

شواط نے وہی میل ایک ہزار ایک سو من کا اُٹھا کے اور چرخ دیکے سر امیر پر مارا امیر نے اس میل کی ضرب کو خالی
دیکر شمشیر آبدار سے فیل شواط کے پانون کاٹے شواط فیل مست سے جست کر کے زمین پر آیا اور امیر سے کہنے لگا
کہ اب مین آپ سے کشتی لڑونگا امیر نے قبول کیا اور مرکب خنگ سعیادہ قیطاس سے اُتر کے اور اسلحہ بدن سے جلد
کر کے شواط سے کشتی لڑنے لگے باہم دلیرانہ زور ہونے لگے امیر با توقیر نے شواط کے زوردون اور ریلون کو روکنا
شروع کیا چون سلسلہ اس حسن و خوبی کے ساتھ بندھا کر دونون لشکرون کے پہلوان توڑ جوڑ دیکھکر خوش ہوتے اور تعریف
کرنے لگے شواط نے تا شام کشتی لڑ کے امیر سے کہا کہ اب صبح کو کشتی لڑونگا ہر چند امیر نے کہا کہ شب کو کشتی لڑ لیکن شواط
نے نہ مانا آخر امیر نے شواط کو چھوڑ دیا اور میدان رزم سے مع لشکر فیروزگاہ لشکر پر آئے اور داخل بارگاہ ہوئے جب
شواط لشکر مین گیا داراب سے کہنے لگا کہ اب مین امیر سے کشتی نہ لڑونگا داراب نے سبب پوچھا شواط نے
کہا امیر نہایت ہی قوی ہین اور فن کشتی سے بخوبی ماہر ہین اگر مین لڑونگا تو ضرور امیر سے زیر ہو جاونگا امیر مجکو یقیناً
چت کر دینگے میری ذلت ہوگی داراب گفتگو سے شواط سنکے نہایت پریشان ہوا اور از حد متردد ہوا آخر بعد فکر بسیار
داراب نے اپنے عیار مسمّی نعمان کو بلا کے کہا کہ آج کی شب تو امیر کو کسی طرح بیہوش کر کے میرے پاس لے آ تا کہ مین
انکو قتل کر ڈالون نعمان عیار بحکم داراب بوقت نصف شب باسباب عیاری تن پر آراستہ کر کے چلا اور لشکر امیر مین
شکل تبدیل کر کے بہ چالاکی و ہوشیاری پہونچا اور بارگاہ امیر مین جا کر پردہ نے بیہوشی کے اُڑا کے شمعون کو گل کیا اور
حمزہ صاحبقران کو تنہا خفتہ دیکھا اُنکے قریب گیا اور نے مین بیہوشی رکھا اور قریب سوراخ بینی لیجا کر نے کو پھونکا تا
مین بیہوشی حمزہ صاحبقران کے پہونچ گئی امیر چھینک مار کر بیہوش ہوگئے نعمان نے جلد تر چادر عیاری مین
باندھا اور پشتارہ امیر کا اپنی پشت پر رکھکر بارگاہ سے نکلا اور بہ چالاکی و ہوشیاری لشکر امیر سے نکلکر دربار داراب
پہونچا اور پشتا امیر کا سامنے داراب کے رکھدیا داراب نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا کہ ای نعمان اسوقت تو امیر کو
زندان مین لیجا کر قید کر بہنگام سحر امیر کو قتل کرونگا نعمان بموجب حکم داراب پشتارہ امیر کا اٹھا کر زندان مین گیا اور
امیر کو اسی عالم بیہوشی مین طوق و زنجیر وغیرہ پہنا کر گرفتار کیا اور نگہبانان زندان سے کہا کہ امیر کی نہایت حفاظت سے
کرنا خبردار غفلت نہ کرنا نگہبانان زندان نے کہا ہم بخوبی نگہبانی کرینگے کیا مجال کسی غیر کی جو زندان تک آسکے اور امیر کو زندان
سے لیجائے نعمان گفتگوے نگہبانان زندان سنکے داراب کی خدمت مین گیا اور عرض کرنے لگا کہ مین امیر کو بموجب
حکم حضور زندان مین قید کر آیا داراب نے نعمان کو زر کثیر انعام مین دیا جب صبح ہوئی داراب نے
نعمان کو بلایا اور کہا کہ امیر کو زندان سے جا کر لے آ ادھر نعمان عیار جانب زندان گیا ادھر مختیار شاہ اور خسرو
دلو عادل عاد وغیرہ نے بارگاہ مین جا کر حمزہ صاحبقران کو نہ دیکھا نہایت متردد اور پریشان خاطر ہوئے غرض
جب نعمان زندان مین پہونچا امیر کو اسی طرح روبروے داراب لے آیا داراب نے کہا امیر کو ہوشیار کر نعمان نے
فتیلہ رفع بیہوشی سنگھا کر امیر کو ہوشیار کیا امیر نے آنکھ کھولی دیکھا دربار آراستہ ہے داراب تخت پر بیٹھا ہے اور مین
طوق و سلاسل مین گرفتار ہون امیر با توقیر نے جو اس دربار کفر کو دیکھا پکار کے کہا السلام علیکم اور فرمایا سلام
میرا اُس شخص پر جو خدا کو برحق جانتا ہو اور پیغمبر خدا کو مانتا ہو جسوقت حمزہ صاحبقران نے سلام کیا تمام اہل
دربار نے انگلیاں اپنے کانون مین رکھین اور زبان بان زبان پر جاری کر کے سلام اسطرح کرنے سے مانع ہوئے داراب
بھی غضبناک ہوا اور کہنے لگا باوجود قید ہونے کے ای امیر اسوقت تونے میرے دربار مین خداے نادیدہ کا نام لیا ہے
مین تمکو قتل کرونگا حمزہ صاحبقران نے فرمایا ای داراب تو نے مجکو بہادری اور جوانمردی سے گرفتار نہین

کیا ہے تو نہایت بزدل اور نامرد ہے اگر میری زندگی باقی ہے تو تیری کیا مجال جو تو مجکو قتل کر سکے خداوند عالم مجکو تیری شر سے بچائیگا اگر ابھی دو جہان مین بہتری چاہتا ہے تو مسلمان ہو اور میری اطاعت اختیار کر ورنہ پچھتائیگا اگر خدا نے چاہا تو میرے ہاتھ سے مارا جائیگا داراب یہ تقریر امیر کی سنکے اور زیادہ غضبناک ہوا اور حکم کیا جلاد حاضر ہو جب جلاد زشت خو بد شر و بد مال مریخ خصال روبروے داراب شاہ حاضر ہوا بعد سلام اسطرح عرض کرنے لگا کہ شہریار ذوالفقار کا کیا حکم ہے کس اجل رسیدہ کو قتل کرون کسکا رشتہ حیات قطع کرون قبضے مین تیغہ آبدار گرانبار رکھتا ہون بانند تیر توتین رحم دل مین مطلق نہین رکھتا ہون داراب نے کہا اے جلاد امیر کو لیجا کر اور سر امیر کا تیغ تیز سے کاٹ کے میرے پاس لے آ جلاد نے بحکم داراب بازو امیر کا پکڑا اور دربار سے امیر کو لیکر قتلگاہ کی طرف چلا جب قتلگاہ میں پہونچا بوریہ رنگ کا بچھا کر اور یہ طلاکت کا بچھایا امیر کو بٹھایا گردن پر کوئلے سے نشان دیا تیغہ آبدار کو میان سے کھینچا اور حمزہ سے کہنے لگا اگر کسی چیز کے کھانے کو دل چاہتا ہو تو کھالو اور پیاسے ہو تو پانی پی لو اب کوئی دم مین حلق تمہارا آب تیغ سے تر ہوگا جسم تمہارا خاک پر اور سر نوک نیزہ پر ہوگا آرزوے اکل و شرب دل مین باقی رہجائیگی رنج بہانہ بعد قتل کا اٹھائیگی حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے جلاد حاجت اکل و شرب مطلق نہین ہے دیر سے غم کھا رہا ہون اور خون جگر پی رہا ہون حمزہ صاحبقران ابھی جلاد سے یہ گفتگو کر رہے تھے اور زیر سایہ تیغ سر جھکائے بیٹھے تھے ناگاہ جلاد بدنہاد کو حکم اجل پہنچا حمزہ صاحبقران کا ہونہار راوی کہتا ہے کہ جسوقت حمزہ صاحبقران زیر تیغ بیٹھے تھے اوسوقت گرد مردمان شہر کھڑے تھے اکثر مردمان سنگدل ہنستے تھے اور کہتے تھے بادشاہون سے مقابلہ کرنے کی یہی سزا ہے اکثر مردمان رحم دل جوانی پر امیر کی نظر کر کے افسوس کرتے تھے اور جو ہنستے تھے انسے کہتے تھے بھائیو یہ وقت ہنسنے کا نہین ہے یہ مقام عبرت ہے حمزہ صاحبقران کو نظر حقارت سے نہ دیکھو خیال انکی شان و شوکت کا کرو اپنے پیدا کرنے والے سے ڈرو گردش فلک پر نظر کرو یہ کہکر انھین لوگون سے مخاطب ہوکر یہ اشعار پڑھتے تھے اشعار

آیہ فاعتبروا یا اولی الابصار پڑھو	اے مقیمان تہ سقف سپہر غدار	تا بکے حسرت فرزند و زن و شہر و دیار
جلوہ فرمان تھا یہان خسرو باعز و وقار	ہو خرابے مین اگر قصر فریدون کے گزار	اوس مکان مین کبھی دربار رہا کرتا تھا
واہ نیرنگ فلک آفرین سبحان اللہ	رات دن چہلین رہا کرتی تھین ہوادار کہین	عیش و عشرت کا وہان گرم تھا ہر سو بازار
آج کل وہ لب جو چند کے ہین آئنہ دار	واہ ری تیری تنک ظرفی بایں عز و وقار	جیسے پڑتا تھا پریزادون کے چہرون کا عکس
چہلین منڈلاتی ہین اڑتے ہین بگلے ہر سمت	گھونسلے سقف مین الوؤن نے بنالین ہین کے	مسکن فاختہ ہے قصر کا ہر نقش و نگار
تکیہ گور و گوزن آج ہے ہر ایک مزار	ہین خیابان مین زاغ و زغن کے انبار	قصر کو جانے دو باشندون کو انکے دیکھو
نہ وہ چہلین نہ ترنگین نہ وہ آرائی ہے	سینہ لبریز تمنا و بہ لب مہر سکوت	نہ کوئی دوست نہ مونس نہ کوئی ماتمدار
	گنج تاریک ہے اور عالم تنہائی ہے	غرض اسیطرح مردمان رحم دل ہمدمان

سنگدل سے کہتے تھے اور اونکو ہنسنے سے منع کرتے تھے ابھی مردمان شہر افسوس کر رہے تھے اور اکثر ہنس رہے تھے یکایک دوسرا حکم واسطے قتل کرنے حمزہ صاحبقران کے پہونچا جلاد کو اور شواط مع فوج کثیر بحکم داراب بخیال فساد برپا کرنے بختیار شاہ وغیرہ کے قتلگاہ مین پہونچا جب حمزہ صاحبقران نے سنا کہ دو حکم داراب میرے قتل کرنے کے واسطے دیچکا ہے اب تیسرے حکم مین جلاد سر میرا تن سے جدا کریگا اوسوقت امیر با توقیر نے سر اپنا سوے فلک اٹھایا اور ہاتھ جانب آسمان بلند کیے اور برجوع قلب درگاہ خداوند کریم و کارساز مین اسطرح دعا کرنے لگے نظم

اسطرح دعا کرنے لگے نظم	کون کیا مین تیرے صفات و کمال	کہ ہم عقل ہی یان پریشان خیال

زمین و فلک سب ہین تیرے حضور
کفِ خاک کو آدمی کر دکھائے
نہین کوئی اپنا ہی یان دستگیر
ہی تجھسے اسدم ہی اپنی طلب

سب ذرّون تجھی سے ہین لبریز نور
نظر کرکے دیکھا تو ہر جا ہی تو
دعا یاشکستون کی کر تو پذیر

یہ صنعت گری تجھسے صانع کو آئے
نہان و عیان سب ہین پیدا ہی تو
بچالے ہمین قہرِ دشمن سے اب

حمزہ صاحبقران نے جو یہ رجوع قلب دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا ناگاہ لبقوت پروردگار ایک سمت غبار البا بلند ہوا بیت ز گرد سیہ روشنائی کماند * ز خورشید شب را خدائی نماند شواط وغیرہ نے جانب گرد و غبار دیکھا اور خیال کیا کہ آندھی آتی ہی جب دامن گرد ہوا نے چاک کیا سب نے دیکھا آگے آگے بہت سے علم ہین اور بیس ہزار دلاوران جرار بہو رشار گھوڑون پر سوار ہین علمون کے پیچھے نقارہ و دہل دمبدم بجتے ہین جوانان جلتہ پوش چار آئنہ بند دوش بدوش گھوڑے دوڑتے ہوئے چلے آنے ہین آگے سب جوانون کے ایک نقابدار گھوڑے پر سوار ہی شواط اُس لشکر کو متحیر ہو کر دیکھنے لگا اور خیال کرنے لگا کہ نہین معلوم یہ لشکر کیسا ہی اگر لشکر حمزہ صاحبقران کا ہوتا تو بختیار شاہ اور جیپور وغیرہ ہمراہ لشکر ہوتے شواط یہ خیال کر رہا تھا ناگاہ وہ لشکر قریب شواط آیا شواط نے بڑھکے لشکر کو روکا اور پوچھا یہ لشکر کسکا ہی افسر اس لشکر کا کون ہی بیخوف و خطر چلے آتے ہو تمکو خبر نہین ہی کہ حاکم اس ملک کا داراب شاہ ہی آج اسکے حکم سے حمزہ صاحبقران قتل ہوا چاہتے ہین زیر سایہ تیغ جلاد بیٹھے ہوئے ہین اُس نقاب دار نے کہا او بیحیا تو مجکو حاکم شہر کے خوف سے بیکار ڈراتا ہی اور گفتگو بیہودہ کرتا ہی تجکو ذرا اپنی جان کا خوف نہین ہی اگر زندہ رہنا تجکو منظور ہی تو ہٹ جا اور مجکو مع لشکر جانے دے ورنہ ابھی تجکو قتل کرونگا شواط یہ گفتگو نقابدار سنکے غضبناک ہوا اور تیغ آبدار کھینچکر نقاب دار پر حملہ کیا اور تیغ نقابدار کے سر پر مارا نقابدار نے تیغ کو سپر پر روک کے شمشیر آبدار سر شواط پر لگائی ہر چند شواط نے چاہا کہ تیغ نقابدار سپر پر روکون لیکن تیغ نقابدار سپر فولادی کو کاٹ کر خود پر آئی اور خود کو کاٹ کر کاسۂ سر مین درآئی شواط نے دستانہ مارا تیغ نقابدار سر سے نکل گئی شواط کی زخم کاری سے غیر حالت ہوئی خون زخم سر سے اسقدر نکلا کہ شواط ہمہ تن خون مین تر ہو گیا جب واسطے قتل کرنے شواط کے نقابدار نے مرکب اپنا بڑھایا اُسوقت مردمان لشکر شواط نے نقابدار پر حملہ کیا بہادران فوج نقابدار بھی تلوارین کھینچکر سپاہ شواط پر گر پڑے تلوار چلنے لگی اب بختیار شاہ و جیپور ہندی و دیو عامل عاد وغیرہ حمزہ صاحبقران کے حال سے آگاہ ہو کر جملہ جوانان لشکر کے مسلح ہو کر جلد تر پہونچے اور مردمان سپاہ شواط کو قتل کرنے لگے جسوقت لڑائی ہونے لگی اور جلاد تیغ پھینک کے بھاگا اسوقت حمزہ صاحبقران نے کثرت شجاعت سے ہتھکڑیون اور بیڑیون وغیرہ کو جھٹکا دیکر توڑ کے پھینک دیا اور تیغ جلاد کا جو زمین پر پڑا ہوا تھا اُٹھا لیا اور ایک سوار کو قتل کرکے مرکب پر سوار ہوئے اور فوج شواط کو قتل کرنے لگے اسطرف تو حمزہ صاحبقران مردمان لشکر کو قتل کرتے ہین اُسطرف بختیار شاہ وغیرہ نیزہ و شمشیر تیر سے ہندیون کو ہلاک کرتے تھے ایک جانب نقابدار مع اپنی سپاہ کے جوانان لشکر شواط کو قتل کرتا تھا غرض برق تیغ ہر سمت چمک رہی تھی گھٹا سیاہ ڈھالون کی اُٹھی تھی مینہ تیرون کا برس رہا تھا سر بہادرون کے تنون سے کٹ کٹ کے مثل اون لوگون کے گر رہے تھے خون بہادرون کا مانند پانی کے زمین پر بہ رہا تھا ہر ایک دلاور مانند رعد کے گرجتا تھا اُس میدان مین طور بارش کا تھا داراب شاہ فوج لیکر میدان جنگ مین آنے نہ پایا تھا کہ مردمان لشکر شواط تاب جنگ نہ لاکر شواط کو لیکر بھاگے بختیار شاہ اور نقاب دار اور جیپور اور خسرو وغیرہ حمزہ صاحبقران کو لیکر بفتح و ظفر لشکرگاہ کی طرف چلے جب امیر راہ

طلب کرکے داخل بارگاہ فلک اشتباہ ہوئے اور جملہ سرداروں ذی وقار بارگاہ میں آئے اور نقابدار داخل بارگاہ ہوا اور برابر سرداروں کے نکلوں پر بیٹھے اسوقت امیر باتوقیر نے نقابدار سے مخاطب ہوکر پوچھا تمھارا کیا نام ہے نقابدار نے کچھ عرض تو نہ کیا لیکن نقاب اپنے چہرے سے اُٹھائی امیر باتوقیر نے دیکھا کہ بہرام گرد بن خاقان چین ہے بہرام نے بعد نقاب اُٹھانے کے اُٹھکر امیر کو تسلیم کی امیر نے خوش ہوکر احوال اپنے لشکر کا پوچھا بہرام گرد نے عرض کیا کہ جب آپ بارگاہ سے غائب ہوگئے عادل شیر نے اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا صبح کو میدان کارزار میں آیا چند سرداروں کو اوسنے زخمی کیا میں نے بھی اوس سے مقابلہ کیا ہنگام مقابلہ میں اوسکے ہاتھ سے زخمی ہوا مرکب مجھکو میدان رزم سے لے نکلا ایک صحرا میں مرکب نے مجھکو اپنی پشت سے زمین پر گرا دیا میں بیہوش پڑا تھا ناگاہ حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور میرے زخم سر پر بہ شفقت ہاتھ پھیرا اور زخم سر اچھا ہوگیا اور مجھکو ہوش آگیا میں نے پوچھا آپ کا اسم شریف کیا ہے فرمایا میرا نام خضر ہے میں نے حضرت خضر سے عرض کیا کہ مجھکو آرزوے قدمبوسی حمزہ صاحبقران الزمان ہے اور اُنکا پتا معلوم نہیں ہے میں کہاں جاؤں اور کیونکر امیر باتوقیر کی خدمت میں پہونچوں اے امیر باتوقیر یہ تقریر میری حضرت علیہ السلام نے سنکے فرمایا اے بہرام داہنے ہاتھ کی جانب چلا جا انشاء اللہ امیر سے ملاقات ہوگی یہ فرماکر وہ جناب تشریف لے گئے میں اُس صحراے ہولناک سے چلا بعد دو روز قلعہ آسام میں پہونچا شہر کی سیر کرتا ہوا ایک بازار میں گیا وہاں دیکھا کہ ایک کمان رکھی ہے اور صدہا آدمی وہاں جمع ہیں اکثر اشخاص کہہ رہے ہیں کہ جو شخص اس کمان کو کھینچے وہ بارہ بدرے زر سرخ کے لے اے امیر باتوقیر میں نے اُس کمان کو اُٹھاکر کھینچا اور بدرے زر سرخ کے جو تھے وہ فقرا کو دیدیے چونکہ وہ کمان صغیرہ تیز جنگ کی تھی جب اوسنے سنا کہ میری کمان کو کسی نے کھینچا اوسوقت وہ برہم ہوا اور لوگوں سے دریافت کرکے اُسنے مجھسے آکے مقابلہ کیا میں نے اوسکو زیر کیا وہ مجھے اپنے ماموں ہومان اساسی حاکم قلعہ آسام کے پاس لیگیا اوسنے مجھکو پسند کرکے اور مسلمان ہوکے اپنی دختر مسماۃ اندلس بانو سے میرا عقد کردیا چونکہ مجھکو آپ کی قدمبوسی کا انتہا اشتیاق تھا اسوجہ سے میں نے وہاں توقف نہیں کیا اور وہاں سے اس طرف روانہ ہوا یہاں آکر شواط کو زخمی کیا اور آپ کی زیارت سے مشرف ہوا حمزہ صاحبقران عالیشان نے گفتگوے بہرام گرد

بن خاقان چین سنکے کچھ نہ فرمایا

داستان جانا خواجہ عمرو کا واسطے تلاش امیر کے اور گرفتار ہوکر رہا ہونا عمرو کا اور عیاری کرنا اور جانا خدمت امیر میں

راویان رنگین طبع اس داستان رنگین کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جب عادل شیر دل دست حارث عرب سے زخمی ہوکر اور شکست کھاکر میدان جنگ سے گریزان ہوا خواجہ عمرو حارث عرب کو بارگاہ امیر میں لائے اور بعد دریافت حال حارث سے خوش ہوئے اور حارث کو بعزت و حرمت لشکر امیر باتوقیر میں رکھا اور سرداران مجروح زخمدوزی کرائی جب چند روز میں سرداران مجروح کے زخم سر کسی قدر اچھے ہوگئے خواجہ عمرو سرداروں کے صحیح و سالم ہونے سے خوش ہوئے لیکن حمزہ صاحبقران کا پتا اور نشان معلوم نہونے سے کمال متردد اور پریشان خاطر ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ اے خواجہ اب لشکر میں رہنا اچھا نہیں ہے تمکو لازم ہے کہ حمزہ صاحبقران کو تلاش کرو خدانخواستہ اگر اُنکو کسی نے ہلاک کر ڈالا تو ناچاری ہے اور اگر کسی نے قید کیا ہے تو چلکے امیر کو قید سے چھڑا دو اور اُس عدوے امیر کو قتل کردو یا سزاے معقول دو خواجہ عمرو نے یہ خیال کرکے جملہ سرداروں سے کہا کہ اب میں امیر کو ڈھونڈھنے جاتا ہوں تم سب لشکر سے خبردار اور ہوشیار رہنا اگر شہپال ہندی طبل جنگ بجوائے

اور کسی سردار کو مع فوج بھیجئے تو اوس سے مقابلہ کرنا مجھکو تو یقین ہے کہ ابھی شہپال ہندی طبل جنگ نہ بجوائیگا کیونکہ
عادل شیردل کا زخم سرابھی اچھا نہوا ہوگا علاوہ اسکے لشکر میں لندھور کے نہونے سے وہ نہایت پریشان خاطر ہی سرداران
لشکر نے کہا ای خواجہ عمرو آپ کچھ تردد نہ کیجیے حمزہ صاحبقران کی تلاش کے واسطے جائیے اگر شہپال طبل جنگ
بجوائیگا تو ہم اوس سے لڑینگے جب تک زندہ رہینگے منہ جنگ سے نہ موڑینگے خواجہ عمرو نے یہ گفتگو سرداران لشکر کی
سنکے جملہ عیاران لشکر اسلام کو بلایا جب وہ حاضر ہوئے خواجہ عمرو نے کہا آگاہ ہو کہ اب میں امیر کے ڈھونڈھنے کے
واسطے جاتا ہوں تم سب لشکر سے کہیں نہ جانا اور بہت ہوشیاری و خبرداری سے لشکر میں رہنا سبھوں نے عرض کیا
استاد ہم خوب ہوشیار رہینگے کیا مجال کسی کی جو سرداران لشکر کو نظر بد سے دیکھے آپ جائیے جلد حمزہ صاحبقران کو
ڈھونڈھکے لشکر میں لے آئیے یہ کہکر جملہ عیار چپ ہوئے خواجہ عمرو ایک سمت جانے پر آمادہ ہوئے جب حارث
عرب کو معلوم کہ خواجہ برائے جستجوے امیر جاتے ہیں فوراً اپنے خیمے سے نکل کے خواجہ عمرو کے پاس آیا اور خواجہ
سے کہنے لگا کہ میں ابھی اب تمسے رخصت ہوتا ہوں کیونکہ میں بضرورت ایک جانب جاؤنگا خواجہ عمرو نے حارث
کو رخصت کیا حارث مع اپنی فوج کے ایک جانب روانہ ہوا اسکا حال آیندہ لکھا جائیگا بعد جانے حارث عرب
کے خواجہ عمرو بھی سرداروں سے رخصت ہو کر زیر باد ہند کی طرف روانہ ہوئے بعد دو روز کے خواجہ عمرو بہنگام دوپہر
ایک میدان وسیع میں پہونچے چونکہ فصل گرما تھی لوئیں اُسوقت چل رہی تھی زمین اُس میدان کی حرارت آفتاب سے جل رہی
تھی قدم پر رکھا نہ جاتا تھا جھونکے ہوائے گرم کے چراغ زندگی بجھائے دیتے تھے صدہا درخت اُس میدان میں
سوکھے ہوئے نظر آتے تھے کثرت تابش مہر سے سبزہ کا نام و نشان بھی زمین پر نہ تھا ہر ذرہ مثل آفتاب چمکتا تھا
خواجہ عمرو کثرت گرمی سے سراپا پسینے میں تر تھے رہروی سے نہایت خستہ تھے کانٹے تلووں میں چبھے ہوئے تھے
آبلے بھی تلووں میں پڑگئے خواجہ عمرو اس چٹیل میدان میں نہایت پریشان خاطر تھے کیونکہ وہ میدان جانستان

مصیبت خیز ہو گا جنگل ایسا تھا ایسا	وہ تھا میدان وحشت خیز و ویران	ہزاروں جسمین تھر آمیز سامان
درازی اُسکی سر حد عدم تک	نہ ٹھہرے قیس کا جسمین قدم تک	مصیبت زا بہ شکل ہجر جانان
زیادہ قلب مضطر سے پریشان	نہ تھی راحت اُس سے شل بخت مجبور	امید زیست اُس سے منزلوں دور

خواجہ عمرو نے اُس میدان میں چہار طرف یہ خیال کرکے بنظر غور دیکھا کہ اگر کوئی درخت سرسبز شاداب ہو اور ذرا
بھی سایہ دار ہو تو جاکے تھوڑی دیر تک اُس درخت کے نیچے لیٹوں دل مضطر کو سایہ شجر میں بیٹھکر تسکین دوں خواجہ عمرو
دیکھ ہی رہے تھے ناگاہ ایک درخت کسی قدر اور درختوں سے شاداب نظر آیا خواجہ نے بصد مشکل اُس درخت
تک اپنے کو پہونچایا جب خواجہ اس شجر کے نیچے پہونچے اور تنہ درخت سے اپنی پشت لگاکر بیٹھے ہوا سے سرد سے
پسینا خشک ہوا خواجہ کے حواس درست ہوئے اُسوقت خواجہ نے ایک سوئی زنبیل سے نکالکر کانٹے اپنے تلووں
سے نکالے اور آبلوں سے پانی نکالا اور شکر خدا کیا پھر سوئی کو پوچھکے اور بغور سوئی کو دیکھکے کہنے لگے کہ اسوقت
اس سوئی نے کیا راحت دی ہے ای خواجہ سے رکھ چھوڑ دیئے پھر کسی کام آئیگی یہ کہکے سوئی داخل زنبیل کی اور
بڑی دیر تک اُس درخت کے نیچے بیٹھے رہے اور چہار طرف دیکھا کیے آخر ہوائے سرد سے خواجہ کو نیند آنے لگی خواجہ
سر تنہ درخت پر رکھکے سو رہے اُسوقت خواجہ بشکل اصلی تھے اور غافل سو رہے تھے اتفاق سے اُس میدان میں
نعمان ہزارہ عیار عبد العزیز حاکم زیر باد ہند بالا ددی کے واسطے آیا دور سے اُسنے دیکھا کہ ایک شخص زیر درخت
سو رہا ہے جب قریب درخت آیا خواجہ عمرو کو دیکھکر خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ آج یہ ذات پاک یہان کیونکر آئے تھے

یقین ہے کہ مجھکو دیکھیں گے یا کسی پر عیاری کرینگے یا کسی کو قتل کرینگے انکا یہان آنا بے سبب نہین ہے یہ بلا بے درمان ہین اور بڑے مرشد ہین لیکن اسوقت چوک گئے اصلی صورت سے زیر درخت سو رہے ہے اس جا تیرے تقدیر نے یاوری کی کہ اسطرح انکو مل گئے اب تو انکو گرفتار کر اور اپنے بادشاہ کے پاس انکو لیچل بادشاہ تجھسے بہت خوش ہوگا اور زر کثیر انعام مین دیگا اور یقین ہے کہ انکو قتل کریگا کیونکہ انھون نے ہندوستان مین اگر ایسی متواتر عیاریان خسرو ہندوستان لندھور بن سعدان پر کین ہین کہ سب شاہان ہندوستان کے پاس تصویرین انکی لندھور نے بھجوادی ہین اور کہلا بھیجا ہے کہ عمرو عیار حمزہ صاحبقران بلائے بے درمان ہے دو مرتبہ مجھپر عیاری کر چکا ہے اور مال اسباب لوٹ لیگیا ہے اس سے خبردار رہنا اگر اس صورت کا کوئی شخص تمہارے پاس آئے تو سمجھ جانا کہ عمرو ہے اگر بادشاہ عبدالعزیز ان حضرت کی تصویر نہ دکھلاتا تو مین کبھی انکو نہ پہچانتا ای نعمان ہزارہ اب تجھکو لازم ہے کہ انکے پاس نہ جا اور انکو ہاتھ نہ لگا ایسا نہو کہ بیدار ہو جائین اور پھر تیرے ہاتھ نہ آئین علاوہ اسکے شاید انھون نے مجھے دیکھکر یہ بھی عیاری کی ہو کہ جب نعمان ہزارہ قریب آئیگا تو کمند مار کر یا حباب بیہوشی مار کر گرفتار کرینگے پس بہر طور تجھکو انکے پاس جانا مناسب نہین ہے اسوقت کوئی نازک عیاری کر اور انکو گرفتار کر تب دا یہ بھی جانین کہ ہندوستان مین نعمان ہزارہ عیار بے مثل لاجواب ہے غرض نعمان نے یہ خیال کرکے کسوت عیاری سے بہت سی بیہوشی نکالی پہلے یہ خیال کرکے دیکھا کہ اسوقت کس طرف کی ہوا ہے جب بخوبی خیال کیا معلوم ہوا کہ جسطرف خواجہ سو رہے ہین اسی طرف کی ہوا ہے یہ خیال کرکے نعمان ہزارہ نے اپنے سوراخ بینی بند کرکے بیہوشی اڑانا شروع کی جب بیہوشی ہوا سے اڑکر دماغ مین خواجہ عمرو کے پہونچی خواجہ عمرو کو چھینک آئی نعمان ہزارہ سمجھ گیا کہ خواجہ اب بیہوش ہوگئے بعد بیہوش ہونے خواجہ عمرو کے نعمان ہزارہ قریب عمرو گیا اور دو حلقہ کمند سے خواجہ عمرو کے ہاتھ اور دو حلقون سے دونون پاؤن اور دو حلقون سے گردن و سر باندھکر گولا لاٹھی بنایا اور اٹھا کر سیا تو ان حلقہ لگایا اور ڈیرہ گرد عیاری کی اپنی پشت پر لگائی اور زیر درخت سے عزم وشادان روان ہوا جب بادشاہ عبدالعزیز کی خدمت مین پہونچا پشتارہ خواجہ عمرو کا زمین پر رکھکر عرض کرنے لگا کہ آج جہنے ایسا کام کیا ہے کہ اگر حضور قدردانی کرین تو انعام کثیر مرحمت فرمائین بادشاہ عبدالعزیز نے پوچھا ای نعمان ہزارہ بیان کر آج تو نے کیا کار نمایان کیا ہے اور یہ کسکو باندھکر لے آیا ہے نعمان ہزارہ نے عرض کیا خداوند نعمت ہو اکو باندھ لے آیا ہون عبدالعزیز نے کہا مفصل بیان کر نعمان نے عرض کیا کہ بادشاہ ذیجاہ خواجہ عمرو عیار حمزہ صاحبقران کو بڑی مشکل سے گرفتار کرکے لایا ہون عبدالعزیز حال گرفتاری خواجہ عمرو سنکے نہایت خوش ہوا اور کہنے لگا ای نعمان عمرو کو ہوشیار کر نعمان ہزارہ نے دست بستہ عرض کیا کہ خداوند انکو طوق و سلاسل مین گرفتار کرائیے پھر انکو ہوشیار کیجیے ورنہ خواجہ عمرو ہوشیار ہو کر مثل پرند کے اڑ جائینگے حضور منھ دیکھتے رہجائینگے پھر خواجہ کسی طرح ہاتھ نہ آئینگے عبدالعزیز نے حکم دیا کہ خواجہ عمرو کو لیجاؤ اور طوق و سلاسل مین گرفتار کرکے لے آؤ نعمان ہزارہ پشتارہ خواجہ عمرو لیکر گیا اور تھوڑی دیر کے بعد عمرو کو طوق و سلاسل مین گرفتار کرکے لے آیا عبدالعزیز نے کہا ای نعمان اب تو ہوشیار کر نعمان نے عرض کیا ہان اب ہوشیار کرتا ہون یہ کہکے فتیلہ رفع بیہوشی خواجہ عمرو کو سنگھا خواجہ کو ہوش آیا آنکھین کھولکر جو دیکھا تو اپنے تئین زیر درخت نہ پایا اور وہ میدان بلا نظر آیا خواجہ نے گھبرا کر آنکھین ملکر پھر دیکھا اپنے تئین طوق و سلاسل مین گرفتار پایا اور بادشاہ کو دربار مین تخت پر بیٹھے دیکھا اور ایک عیار کو اپنے پاس بیٹھے ہوئے دیکھا خواجہ عمرو نے اسی عالم مین عبدالعزیز کو بہ کمال ادب مجرا کیا اور کہنے لگا کیا میری تقدیر نے یاوری کی کہ ایک ویرانے سے نعمان ہزارہ مجھکو ایسے بادشاہ عالیجاہ کے دربار مین لے آیا اب مجھکو یقین ہے

کہ بادشاہ گیتی پناہ میری قدر دانی کرینگے اور خلعت و انعام مرحمت فرمائینگے مین بادشاہ ذیجاہ کی خدمت مین ہمیشہ رہونگا
اور حمزہ صاحبقران کی طرف رخ بھی نہ کرونگا اور اب اونکی تلاش نہ کرونگا عبدالعزیز یہ گفتگو سے عمرو سنکے کہنے لگا
ای خواجہ عمرو تم بیکار یہ باتین مکر و فریب کی کرتے ہو مین تمکو کسی طرح رہا نکرونگا کیونکہ اول تو تم مسلمان ہو دوسرے
تیسرے مجکو خوف ہی کہ تم مجھ عیاری کروگے اور قابو پاکر مجکو ہلاک کروگے اور مال و اسباب لوٹ کے لیجاؤگے مین سن چکا
ہون تمنے لندھور پر عیاریان کی ہین خواجہ نے کہا ای بادشاہ مین حضور پر عیاریان نہ کرونگا آپ مجکو چھوڑدیجیے عبدالعزیز
نے کہا مین تمکو ہرگز نہ چھوڑونگا اور اسی وقت قتل کراونگا یہ کہکے عبدالعزیز نے نعمان ہزارہ سے کہا خواجہ کو لیجا
اور جلاد کو حوالے کر اور جلاد سے کہہ کہ جلد تر خواجہ عمرو کا سر کاٹ کے میرے پاس لے آئے نعمان ہزارہ نے یہ حکم
عبدالعزیز کا سنکے خواجہ عمرو کا بازو پکڑا اور کہا ای خواجہ عمرو حکم شاہ تمھارے قتل کے واسطے ہوچکا خواجہ عمرو نے
دل مین خیال کرنے لگے یہ عجب طرح کا معاملہ ہی مجھسے تو فرمایا تھا جب تو تین مرتبہ قضا کو یاد کریگا اسوقت تیری موت
آئیگی اور تو مریگا مین نے تو تین مرتبہ کیسا ایک مرتبہ بھی موت کو یاد نہین کیا ہی اور سامنا قضا کا ہوگیا ہی یہ خیال کرکے مدت

دنیائے دون مین بالحان داؤدی یہ چند اشعار زبان پر جاری کیے اشعار

نہ سکندر رہے نہ آئینہ حیرت افزا
کسکی اس بزم مین روشن ہوئی شمع اقبال
گردشین کسین دیکھی نہ سنی بانگ درا
کوئی گل ایسا نہ اس باغ مین کھلتے دیکھا
صورت نور نظر آنکھ مین تھی جنکی ضیا

اب نہ وہ دولت قیصر ہے نہ اقلیم قباد
جسکو گل کر نہ گئی جنبش دامان قضا
اس خیابان کا ہر اک نخل ہی نخل ماتم
ٹھنڈی سانسین نہ بھری جسکے لیے باد صبا
نہ وہ ہنگامہ صحبت ہے نہ وہ طرز نشاط

تخت جمشید و خط جام ہوا نقش فنا
پایہ حشمت سنجر ہے نہ ملک دارا
سیکڑون قافلے راہی ہوئے اس منزل کو
کف افسوس ہی پتا جو ہی اس گلشن کا
آنکی صورت کو ترستی ہین یہ آنکھین افسوس
نہ وہ انداز سخن ہی نہ زبان گویا

خواجہ عمرو ان اشعار آبدار کو بالحان داؤدی گاکر خیال کرنے لگے ای خواجہ عمرو افسوس ہزار افسوس اسوقت آخر مین
امیر با توقیر کو بھی تمنے نہ دیکھا نہین معلوم وہ اسوقت کہان ہونگے کون ایسا مہربان ہی جو اسوقت جائے اور حمزہ صاحبقران
کو ڈھونڈھ لے کہ عمرو قتل ہوتا ہی جلد چلیے اور اپنی شکل اسکو دکھا دیجیے خواجہ عمرو یہ خیال کرہی رہے تھے اور ادھر
مہتر سرور شاگرد عیار نعمان ہزارہ جو اسوقت وہان موجود تھا اپنے دل مین کہنے لگا کہ خواجہ بہت اچھا گاتے ہین اگر یہ
زندہ رہتے تو مین اونکا شاگرد ہوتا اور انسے علم موسیقی حاصل کرتا مہتر سرور اس خیال مین تھا ناگاہ عبدالعزیز نے خواجہ عمرو کے گانے
کو سنکے کہا ای خواجہ عمرو تم صاحب کمال ہو تمھارے گانے کو سنکے مین خوش ہوا اب تمکو قتل نہ کراونگا اور اکثر اوقات تمھارا
گانا سونگا عبدالعزیز نے یہ کہکے نعمان ہزارہ کو حکم دیا کہ خواجہ کو زندان مین لیجاؤ نعمان خواجہ عمرو کو زندان کی
طرف لیکر چلا خواجہ عمرو نے خدا کا شکر کیا اور خیال کیا کہ ای عمرو قتل ہونے سے تو بچا اب خدا چاہیگا تو قید سے بھی رہا
ہوجائیگا خواجہ عمرو یہ خیال کرتے ہوے در زندان تک پہونچے نعمان ہزارہ خواجہ عمرو کو زندان مین لیگیا اور حوالے
نگہبانان زندان کے کیا خواجہ عمرو تو زندان مین بیٹھے نعمان ہزارہ خدمت عبدالعزیز مین آیا جب شام ہوئی
مہتر سرور بازار سے ایک ٹوکری مین مٹھائی لایا اور اس مٹھائی مین بیہوشی ملاکر ٹوکری مٹھائی کی قریب نصف شب
کے نگہبان زندان کے پاس لیگیا نگہبانان زندہ نے پوچھا ای مہتر سرور اس ٹوکری مین کیا لائے ہو اگر کچھ
کھانے کی چیز ہو تو ہمین کھلاؤ مہتر سرور نے کہا ٹوکری مین مٹھائی ہی آج مین نے خداوند لات کی نذر دلوائی
تھی خیر تم بھی اس مٹھائی کو کھاؤ یہ کہکے دو دو ڈلیان مٹھائی کی ہر ایک نگہبان زندان کو دین نگہبانان زندان نے
اس مٹھائی کو چومکے اور آنکھون سے لگاکے کھالیا تھوڑی دیر مین نگہبانان زندان باہم لڑنے لگے اور کلمات بیہودہ

کہنے لگے آخر اُسکے واسطے جو اُٹھنے لگے ہر ایک کو ایسا چکر آیا کہ ہر ایک زمین پر گر کے بیہوش ہو گیا اُسوقت مہتر سرور سوہن لیکر اندر زندان کے گیا اور خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ مین آپکا گانا سُنکر نہایت خوش ہوا تھا اور مین نے دلمین عہد کیا تھا کہ اگر آپ قتل نہوجئے تو مین آپکا شاگرد ہونگا اور علم موسیقی آپ سے حاصل کرونگا چونکہ قدرت لات ومنات سے آپ قتل نہوئے اُسوقت مین نگہبانان زندان کو بیہوش کرکے آیا ہون اور اب آپکو رہا کرتا ہون یہ کہکر مہتر سرور نے سوہن سے ہتھکڑیان اور بیڑیان کاٹین اور خواجہ عمرو کو رہا کیا خواجہ عمرو نے سرور سے کہا ای سرور تو نے مجھکو زندان سے رہا کیا ہی اسکے عوض مین مین تجھکو علم موسیقی اور فن عیاری مین کامل کردونگا اور تجھکو اپنے فرزند کے برابر سمجھونگا یہ کہکر خواجہ عمرو ہمراہ مہتر سرور کچھ فکر کرتے ہوئے زندان سے باہر نکلے مہتر سرور نے خواجہ عمرو کو متفکر دیکھکر پوچھا ای خواجہ اسوقت آپ متردد کیون ہین خواجہ نے کہا ای سرور مین واسطے تلاش حمزہ صاحبقران کے لشکر سے نکلا تھا اثنائے راہ مین سوگیا نعمان ہزارہ مجھکو گرفتار کرلایا تھا اب مین قید سے رہا ہوا ہون خیال کرتا ہون کہ کسطرف امیر باتوقیر کو ڈھونڈھنے جاؤن مہتر سرور نے کہا آپ کچھ تردد نہ کیجیے مین حمزہ صاحبقران کے پاس آپکو لیے چلتا ہون خواجہ تقریر سرور کی سُنکے خوش ہوئے مہتر سرور خواجہ عمرو کو لیکر لشکرگاہ امیر کی طرف چلا بعد ایک شب و روز کے مہتر سرور عنقریب لشکرگاہ امیر باتوقیر پہونچا اور خواجہ عمرو سے عرض کرنے لگا دیکھیے یہی لشکر حمزہ صاحبقران کا ہی خواجہ عمرو ہمراہی سرور حمزہ صاحبقران کی خدمت مین حاضر ہوئے اور شرف ملازمت حاصل کرکے نہایت خوش ہوئے حمزہ صاحبقران خواجہ کے آنے سے بدرجۂ کمال مسرور ہوئے اور پوچھا ای خواجہ تمھارا ایسا تنک آنا کیونکر ہوا خواجہ نے حال لشکر سے چلنے کا اور گرفتار ہونیکا بیان کرکے عرض کیا کہ مہتر سرور جو میرے ساتھ ہی اسنے مجھکو قید سے رہا کیا اور آپکی خدمت مین لے آیا ہے حمزہ صاحبقران نے مہتر سرور سے مسرور ہوکر اُسکو خلعت دیا مہتر سرور خلعت پاکر خوش ہوا اور اُسیوقت کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا بعد مسلمان ہونے مہتر سرور کے خواجہ عمرو نے امیر سے پوچھا کہ آپ کو آپکی بارگاہ سے کون شخص یہان لایا امیر نے فرمایا دارا بِ گلیم گوش بارگاہ سے مجھکو بیہوش کرکے جزیرۂ فیض مین قید کرگیا تھا افضال خدا سے مین رہا ہوا ہی پور ہندی جو تمھارے روبرو بیٹھا ہے مسلمان ہوا وہان سے اسطرف آیا ہون دوسرے دن خواجہ عمرو شکل تبدیل کرکے بالادوی کے واسطے ایک طرف روانہ ہوئے خواجہ تو واسطے بالادوی کے روانہ ہوئے ہین لیکن اب حال عبدالعزیز اور نعمان ہزارہ کا لکھا جاتا ہی کہ جب عبدالعزیز نے خواجہ عمرو کو زندان مین بھجوایا تھا اُسکے دوسرے روز وقت سحر عبدالعزیز نے نعمان ہزارہ سے کہا خواجہ عمرو کو زندان سے جاکر لے آئین اسوقت اُنکا گانا سنونگا نعمان بموجب حکم زندان مین گیا دیکھا ہتھکڑیان اور بیڑیان وغیرہ کٹی ہوئی پڑی ہین خواجہ عمرو نہین ہین نعمان ہزارہ خواجہ عمرو کو نہ دیکھکر حیران ہوا اور خدمت عبدالعزیز مین عرض کرنے لگا کہ ای بادشاہ گیتی پناہ خواجہ عمرو زندان مین نہین ہین عبدالعزیز یہ حال سُنکے برہم ہوا اور کہنے لگا کہ نگہبانان زندان کو پکڑ لاؤ جلد اُن سب کو میرے پاس لاؤ نعمان گیا اور سب نگہبانون کو اپنے ہمراہ لے آیا عبدالعزیز نے نگہبانون سے غضبناک ہوکر پوچھا خواجہ عمرو کو زندان سے کون لیگیا ہے تمنے نگہبانی نہ کی اب ہم سب کو قتل کرونگا نگہبانان زندان نے دست بستہ ہوکر عرض کیا ای بادشاہ فلک بارگاہ آدھی رات تک تو ہم جاگے اوسوقت تک کوئی خواجہ کو زندان سے نہین لیگیا پھر نصف شب کو مہتر سرور نے ہمکو مٹھائی کھلائی نہین معلوم وہ کیسی مٹھائی تھی کہ ہم اوس مٹھائی کو کھاکر سورہے ابھی بیدار ہوئے ہین یقین ہے

کہ آخر نصف شب مین کوئی خواجہ عمرو کو لیگیا ہوگا یا معتبر سروری نے خواجہ کو رہا کردیا ہوگا بادشاہ عبد العزیز
تقریر نگہبانون کی سنکے نعمان کیطرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اپنے شاگرد سرور کو جلد بلا نعمان نے معتبر سرور کو
ہرچند چہار طرف ڈھونڈھا لیکن نہ پایا آخر ناچار خدمت بادشاہ مین آیا اور عرض کرنے لگا سرور کا پتا نہین ہی
بظاہر معلوم ہوتا ہی اسی نے خواجہ کو رہا کیا اور ہمراہ خواجہ چلا گیا عبد العزیز نے برہم ہوکے کہا ای نعمان تیرے
شاگرد نالایق نے خواجہ کو رہا کردیا ہی اگر تو خواجہ کو گرفتار کرکے نہ لائیگا تو عوض سرور کے تجکو قتل کرونگا نعمان ہزارہ
یہ گفتگو بادشاہ کی سنکے خوف جان سے گھبرایا اور عرض کرنے لگا مین اب جاتا ہون اگر خواجہ کہین ملیگے تو انکو گرفتار
کرکے لاتا ہون یہ کہکے نعمان ہزارہ راہ طی کرکے جب قریب لشکرگاہ حمزہ صاحبقران پہونچا دیکھا کہ ایک ضعیف
مسافر روتا ہوا چلا آتا ہی جب نعمان پاس مسافر کے آیا پوچھا ای مسافر تو کیون روتا ہی اُسنے کہا ای بھائی غضب ہوگیا
مین اس ملک مین آکر کٹ گیا اس ملک مین نہایت ظلم مسافرون پر ہوتا ہی نعمان نے کہا ای شخص مفصل حال بیان کر
مسافر نے کہا ای مہربان مین رہنے والا مدائن کا ہون بہنگام سفر مین اپنی کنیز خوبرو و خوش گلو کو اپنے ہمراہ لیکر چلا
تھا جب قریب اس لشکر کے آیا جو سامنے اترا ہی سوارون نے لشکر سے نکلکے میری کنیز کو مجھسے چھین لیا ہرچند مین
رویا پیٹا لیکن میری فریاد نہ سنی اکثر لوگون نے مجھسے کہا ہی کہ تو بادشاہ عبد العزیز کے پاس چلا جا اور اُس سے
فریاد کر یقین ہی کہ وہ تیری کنیز سوارون سے تجکو دلادیگا اب مین وہین جاتا ہون اگر تم مجکو بادشاہ عبد العزیز کے
پاس لیچلو تو مین تمکو تھوڑا سا جواہر دونگا یہ کہکے اس مسافر نے اپنی کمر سے ایک ڈبا نکالا اور نعمان کو کھولکر دکھایا نعمان ہزارہ
نے وہ جواہر دیکھکے خیال کیا کہ اس بڈھے کے ہمراہ چند قدم چلکے یہ ڈبا اس سے لے لینا چاہیے یہ سوچ کر
نعمان ہزارہ نے کہا ای مسافر مجھے تیرے حال پر رحم آیا ہی چل مین تجکو بادشاہ عبد العزیز کے پاس لیچلون اور
تیری مظلومی کا حال اس سے بیان کرون مین اُسکا عیار ہون اسوقت خواجہ عمرو کے گرفتار کرنے کے واسطے
آیا تھا مسافر نے پوچھا ای مہربان خواجہ عمرو کون ہین اور انھون نے کیا خطا کی ہی کیون انکو گرفتار کروگے نعمان
نے تمام حال خواجہ کے قید کرنے کا اور رہا ہوجانیکا بیان کیا جب وہ مسافر حال خواجہ عمرو سن چکا کہنے لگا ای مہربان
اب تم آگے چلو مین آہستہ آہستہ تمھارے پیچھے آونگا کیونکہ مین ضعیف ہون تمھارے ساتھ چل نسکونگا نعمان ہزارہ
سمجھا کہ بڈھا سچ کہتا ہے تم تھوڑی دور آگے بڑھکے کسی درخت کے سایہ مین بیٹھو جب یہ بڈھا تمھارے قریب آئیگا اُسوقت
ویرانے مین ڈبا جواہر کا اس سے چھین لینا یہ ضعیف ہی اور تم جوان ہو یہ تمسے کیا لڑیگا اور اگر آمادہ لڑائی ہوگا تو اُسکو
مار ڈالنا نعمان یہ خیال کرکے آگے بڑھا تھا ناگاہ اس مسافر نے حلقہ کمند گردن نعمان ہزارہ مین ڈالکر جھٹکا دیا اور
نعرہ کیا نعرہ عمرو عمرم کہ کلہ از سر قیصر بہ برم + رنگ از رخ تنک بہ اختر بہ برم + در محفل خسروان چو گردم ساقی
تیغ و سپر و سبو و ساغر بہ برم + نعمان ہزارہ نے پلٹنے کا قصد کیا تھا خواجہ عمرو نے جلد بیہوشی مار نعمان کی ناک
پڑا نعمان کے دماغ مین بیہوشی سرایت کرگئی فوراً چھینک آئی اور بیہوش ہوگیا خواجہ عمرو نے رنگ و روغن
زنبیل سے نکالکر شکل نعمان کی بدل اپنی صورت کے بنائی اور سامنے آئینہ رکھکر اپنی شکل مثل نعمان کے بنائی
پھر خواجہ نے گنبد عیاری نکالا اور کچھ سوئیان اُس گنبد مین نصب کین بعدہ نعمان کو حلقہ سے کمند سے
خوب مضبوط باندھکر ہوشیار کیا جب نعمان ہوشیار ہوا خواجہ نے کہا ای نعمان عیاری اسطرح کرتے ہین تو
ابھی لونڈا ہی اور نادان ہی تو کیا عیاری کریگا یہ کہکے خواجہ عمرو نے خنجر نکالا نعمان ہزارہ نے کہا اے خواجہ
مجکو ہلاک نکرو خواجہ عمرو نے کہا ای نعمان اگر تو یہ چاہتا ہی کہ مین تجکو ہلاک نکرون تو جلد منھ کھول اور یہ گنبد

اپنے منھ مین سے نعمان نے بدرجۂ ناچاری منھ کھولا خواجہ عمرو نے گیند نعمان کے حلق مین اُتار دیا اور عبد العزیز
کی طرف لیکر چلے اور بعد قطع راہ عبد العزیز کے پاس پہونچے اور کہنے لگے کہ مین نے خواجہ کو بڑی مشکل سے گرفتار
کیا ہی عبد العزیز خواجہ عمرو نقلی کو گرفتار دیکھکر خوش ہوا اور نعمان ہزارہ نقلی زر و جواہر دیا اور خواجہ عمرو
نقلی کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اب تجکو ضرور قتل کرونگا عمرو نقلی عبد العزیز سے اشارہ کرنے لگا کہ مین
خواجہ نہین ہون مجھے قتل نہ کیجیے گا نعمان نقلی نے کہا ای بادشاہ گیتی پناہ دیکھیے یہ اسوقت بھی کر و فریب سے
باز نہین آتا ہی عبد العزیز نے عمرو نقلی سے پوچھا ای خواجہ کیا اشارے سے کہتے ہو میری سمجھ مین نہین
آتا ہی زبان سے کہو عمرو نقلی نے جواب نہ دیا کیونکہ حلق مین گیند عیاری تھا عبد العزیز خواجہ نقلی کے نہ بولنے
سے غضبناک ہوا اور نعمان نقلی سے کہا کہ اسکو مار وہ ہماری بات کا تو جواب نہین دیتا ہی نعمان نقلی نے
عمرو نقلی کے دو چار چپتین لگائین اور کہا ای عمرو بادشاہ عالیجاہ کی بات کا تو جواب نہین دیتا ہی خیر مین ابھی اتا ہون
اور تیرے نہ بولنے کی تجکو سزا دیتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو بہ شکل نعمان ہزارہ دربار عبد العزیز سے نکل کے چلے
اور راہ قطع کر کے خدمت مین حمزہ صاحبقران کی آئے خواجہ عمرو تو ادھر آئے ادھر عبد العزیز نے نعمان ہزارہ
کا انتظار کر کے خواجہ عمرو نقلی کیواسطے حکم قتل کا دیا اسوقت نعمان ہزارہ جو بشکل خواجہ عمرو تھا اپنے حلق کیطرف
اشارہ کرنے لگا اہل دربار نے عبد العزیز سے عرض کیا ای بادشاہ خواجہ عمرو اپنے گلے کیطرف اشارہ کرتے ہین
اور اشارہ سے کہتے ہین کہ مجھسے بولا نہین جاتا ہی عبد العزیز نے حکم دیا دیکھو خواجہ کے حلق مین کیا چیز اٹکی ہی
جب لوگون نے دیکھا تو معلوم ہوا کہ گیند ہی لوگون نے بمشکل تمام گیند حلق سے نکالا جب گیند حلق سے نکلا
نعمان ہزارہ عبد العزیز سے عرض کرنے لگا ای بادشاہ مین حضور کا عیار ہون خواجہ عمرو وہ تھے جنکو
حضور نے زر و جواہر مرحمت فرمایا ہی عبد العزیز یہ تقریر سنکے متحیر ہوا نعمان ہزارہ نے منھ اپنا دھویا رنگ روغن
چہرے سے دور ہوا بادشاہ نے اپنے عیار کو پہچان کر حال پوچھا نعمان نے تمام کیفیت بیان کی
عبد العزیز خواجہ عمرو کی عیاری سے نہایت حیران ہوا اور نعمان ہزارہ نے بھی خواجہ کے بمثل عیار
ہونے کا اکثر اشخاص کے روبرو اقرار کیا

داستان طبل رزمی بجوانا داراب شاہ کا اور ہنگام جنگ امیر با توقیر سے شکست کھا کر بھاگنا

مبارزان عرصۂ سخن جو ہر تیغ زبان میدان بیان مین اسطرح دکھاتے ہین کہ جب شتر اط دست بہرام گرد سے
زخمی ہوکر میدان رزم سے بھاگا اور داراب شاہ کے پاس پہونچا داراب شاہ کو نہایت صدمہ ہوا بعد کی
روز کے داراب نے طبل جنگ بجوایا جب صدائے طبل رزمی بلند ہوئی عیاران لشکر اسلام بہ تعجیل تمام روبروے
امیر حاضر ہوئے اور بعد ادب اسطرح دعا و ثنا کر کے عرض کرنے لگے اشعار یہ ہی اپنی تمنا کہ آلہی جبتک
جلوہ افروز جہان ہون فلک و شمس و قمر + آپکے حاسد و بدخواہ و عدو کو ہو نصیب + گردش بخت سیہ سوزش
دل داغ جگر + اسوقت داراب شاہ نے طبل جنگ بجوایا ہی اُسکا ارادہ ہی کہ میدان کارزار مین اگر صبح کو ہنگامۂ
جدال و قتال گرم کرے باقی خیر و عافیت ہی امیر نے خبر طبل جنگی کے بجنے کی سنکے خواجہ عمرو سے فرمایا ہمارے لشکر ظفر اثر
مین بھی بفضل ایزدی طبل رزمی بجایا جائے خواجہ عمرو نقارہ خانے مین گئے نقارچیون نے پہلے سے نقارہ دان کو
سینک کر درست کر رکھا تھا خواجہ نے نقارہ رزمی پر چوب لگائی بیت بجا نقارہ جنگی جو اُس جا + ہوا دنیا مین

شور محشر برپا ہو جسوقت کہ آواز طبل جنگی سنکے مردان جنگجو اور دلیران بہور شعار ہوشیار و خبردار ہوئے دونون طرف
لشکرون مین سامان جنگ ہونے لگا مردان نبرد آزما تلوارون پر صیقل کرنے لگے کوئی جوان لڑنے کی خوشی سے صدائے
طبل جنگ سنکے صورت غنچہ مسکرانے لگا کوئی بہادر کثرت خوشی سے بسان گل ہنسنے لگا اکثر جوانمردون کا از راہ مسرت
سے دل باغ باغ ہوگئے کوئی صف شکن کسی تیغزن سے کہنے لگا کہ اسوقت طبل جنگ کیا بجا گویا میری شجر آرزو
مین ثمر آیا کوئی دلیر کسی جری سے یہ کہکر گلے ملنے کے واسطے بڑھا کہ او بھائی اسوقت ہم تم گلے مل لین نہین معلوم کل زندہ
رہین یا نہ رہین کیونکہ صبح کو میدان کارزار مین حکم باغبان جہان سے بعضے دلاور پھل تیغ کا کھا کر گلشن دنیا سے
سوئے عدم جائینگے اکثر دلاور قتل ہوکر مانند سبزہ کے پامال سم اسپان ہونگے صدہا دلیرون کے تنون پر گلہائے
زخم تیر و شمشیر کھلینگے بعضے جوانان لشکر صدمۂ درد زخمہائے کاری سے مانند بلبل نالہ کش ہونگے اور دست و پائے
جوانان نامدار مثل شاخہائے اشجار تیغ و تبر سے قلم ہونگے روحین بہادرون کے تنون سے منتقل ہوکر لیسان ہوے گل
نکلینگے اور جوئے خون بہادران نامدار میدان کارزار مین روان ہوگی گلشن میدان رزم کی سیر لایق دید ہوگی غرض
اسی طرح کی تقریر کرکے ہر ایک بہادر سے گلے ملا اور تیاری جنگ کی آخر وہ وقت آیا کہ نسیم سحر چلنے لگی نظم قرنے
چلکے کہین طے منزلین چار ہو + ہوئے پیدا سحر کے صاف آثار + ہوئی شائع جو نور افشانی مہر + بنا مشعل رخ نورانی
مہر + ہنگام سحر حمزۂ صاحبقران نے بعد ادائے نماز سحر اسلحہ زیب تن کیے اور بارگاہ سے باہر تشریف لائے
سردارون نے واسطے تسلیم کے سر جھکائے امیر ہر ایک بہادر کا سلام لیکر مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے
خواجہ عمرو ہمراہ رکاب ہوکے جملہ سردار بہادر بھی گھوڑون پر سوار ہوئے لشکر ظفر اثر حمزۂ صاحبقران
بشوکت و شان جانب میدان کارزار روانہ ہوا جب امیر باتوقیر میدان مصاف مین پہونچے دیکھا داراب شاہ
صف آرا ہی جسوقت بیلدار پست و بلند زمین کو ہموار کرچکے سقون نے پانی چھڑک کر گرد و غبار کو مٹایا بعد درستی
میدان دونون لشکرون مین سے نقیب اور کرگیت نکلے نعرے لگے کہنے یہی کرگیت کرنکا + نہ رکھو ای جوانو دل مین
دھڑکا + قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹ جاے + کہین ایسا نہو توقیر گھٹ جاے + جب نقیب اور کرگیت یہ کہکہ
کے ہٹ گئے لشکرون کی صفون پر سناٹا آگیا ناگاہ صف لشکر داراب شاہ سے قہور زنگی مانند پیل مست
کے مرکب کو جولان کرکے میدان مین آیا اور پکارا ای امیر باتوقیر اگر تمکو دعوی شجاعت ہی تو مجھسے آکر مقابلہ کیجیے
امیر نے یہ تقریر اس زنگی کی سنکے گھوڑا اپنا بڑھایا اور سامنے قہور زنگی کے پہونچے اور گھوڑے کو روک کے
کھڑے ہوئے قہور زنگی نیزہ وزن ہوا اسوقت قدم مرکب قہور کا پیچھے ہٹ گیا اور ایک قدم مرکب خنگ
سیہ قیطاس پسپا ہوا دونون دلاورون نے گھوڑون کو رانون مین مسل کے آگے بڑھایا قہور نے نیزہ سینۂ امیر پر مارا امیر
باتوقیر نے سنان نیزہ کو نیزے کی سنان پر روکا سر نیزہ ظاہر ہوئے پھر حمزۂ صاحبقران نے نیزہ قہور کے سینہ پر بقہر و
غضب مارا اسنے بھی سنان نیزہ کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا بعد دو چار رد و بدل طعن نیزہ کے امیر نے قہور
کے ہاتھ سے نیزہ نکال دیا قہور نے برہم ہوکر ڈانڈ ماری امیر نے ڈانڈ نیزے کی اپنے نیزے کی ڈانڈ پر روکی پھر قہور نے
ڈانڈ شکستہ کو پھینک کے بقہر و غضب تیغہ آبدار میان سے کھینچی اور پکارا ای امیر ہوشیار ہوجائیے یہ تیغ برسونکا
جھگڑا ایک دم مین فیصلہ کرتی ہی حمزۂ صاحبقران نے فرمایا سپر حفاظت پروردگار مجکو تیری تیغ آبدار سے بچائیگی
قہور زنگی نے گھوڑا بڑھا کر تلوار امیر کے سر پر لگائی امیر باتوقیر نے تیغ کو سپر پر روکا پھر خود تیغ تیز کھینچکر فرمایا بیت
تو ضرب زدی ضرب من نوش کن + ہمہ شادی از دل فراموش کن + قہور نے کہا تلوار لگائیے امیر نے سر قہور پر ایسی

تلوار لگائی کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے ہوئے دلاوران نامی ضرب تیغ امیر کی تعریف کرنے لگے جسوقت وہ زنگی مارا گیا داراب کو قہور کے ہلاک ہوجانے کا نہایت صدمہ ہوا اسی عالم صدمہ اظہرین تمام مردان لشکر کو حکم دیا کہ امیر کو قتل کرو سرداران نامی جملہ مردان لشکر کو اپنے ہمراہ لیکر برچھے اور نیزے اور تلوارین اور خنجر اور گرز گران سے اور تیر ایکبار سات لاکھ سوار امیر پر لگانے لگے اسطرف سے کل مردان فوج نے حملہ کیا وہ دو دریاے قہار آپسمین مل گئے تلوار چلنے لگی پرکالے سپرون کے اڑنے لگے تیر چلنے لگے سینے بہادرون کے ہدف تیر ہونے لگے کمانین کڑکنے لگین گرز گران سرون پر پڑنے لگے تیرے بہادرون کے سینے کے پار ہونے لگے چقاچاق خنجر بلند ہوئی تلوارین مثل بجلی کے چمکنے لگین ابر سیاہ ڈھالون کا اٹھا گھوڑون کی لگاپوے ایسا غبار بلند ہوا کہ روے فلک چھپ گیا ضیاے آفتاب معدوم ہوگئی زمانہ کثرت گرد و غبار سے تیرہ و تاریک ہوگیا ایسا اسوقت اندھیرا تھا کہ پدر اپنے نور نظر کو نہ دیکھتا تھا جو جسکے سامنے آجاتا تھا وہ اُسے قتل کرتا تھا دریاے خون بہادران میدان مصاف مین موج زن تھا ہزار ہا سر جو کٹ کٹکے گرے تھے مثل حبابون کے دریاے خون مین نظر آتے تھے لاشین جوانان لشکر کی اُس بحر خون مین گویا کشتیان تھین زخمی مانند مچھلیون کے تڑپتے تھے اور دریاے خون مین اچھلتے تھے دلاوران لشکر نہنگانہ بحر لشکر مین ڈوبے تھے کشتی حیات ہر ایک کی اسوقت طوفانی تھی کوئی ناخداے عالم کو پکارتا تھا ساحل سلامتی کسی کو نظر نہ آتا تھا معلم عقل حیران تھا آب تیغ تیز و سبدم طغیانی پر تھا گرداب فنا مین ہزارہا جوانان لشکر غوطہ زن تھے دُر مدعاے ظفر کی بہادرون کو جستجو تھی غرض اسوقت

ایسی جنگ ہوئی کہ نظم
کہ ارمان نکالینگے دل کھول کے
بہادر عدم جا کے جانے لگے
کہ موجین ہوئین دریا مین جون لشکار

ہوئی چرخ پر عقل مریخ دنگ
ہوا گرم بازار مرگ ستیز
چمکتی تھی شمشیر و پیکان تیر

کہ دیکھی نہین آجتک ایسی جنگ
کیا عافیت نے وہانسے گریز
لبِ جان شیرین تھی وہ جوے شیر

دلاور بڑھے تیغ کو تول کے
پیام اجل تیر لانے لگے
روان ایسی تھی تیغ خنجر کی دھار

امیر بانوقیر عین ہنگامہ جنگ وجدال مین داراب شاہ کے پاس پہونچے داراب نے تلوار لگائی امیر نے تلوار سپر پر روکی اور توڑہ کمر بند فولادی پکڑ کر پشت فرس سے اٹھالیا اور چاہا کہ زمین پر پٹکین لیکن توڑہ کمر بند ٹوٹ گیا داراب دست امیر سے چھوٹ گیا ہندیون نے ہجوم کر کے داراب کو قتل ہونے سے بچایا داراب گھوڑے پر سوار ہو کے مع باقی ماندہ لشکر کے میدان جنگ سے بھاگا غازیان لشکر اسلام نے خزانہ اور اسباب داراب شاہ کا لوٹ لیا امیر بہ فتح و ظفر میدان جنگ سے پلٹے اور داخل بارگاہ ہوئے سرداران لشکر بھی داخل بارگاہ ہوئے امیر نے جو اکثر سردارون اور عیارون سے پوچھا کہ داراب شاہ کسطرف بھاگ کے گیا ہے انھون نے عرض کیا کہ جزیرہ ہمیشہ بہار کی طرف بھاگ کے گیا ہے امیر نے فرمایا دل چاہتا ہے کہ کسی سردار کو واسطے گرفتار کرانے داراب کے روانہ کرون بہرام گرد نے عرض کیا اگر حکم ہو تو مین جاؤن اور داراب کو گرفتار کرے آؤن امیر نے فرمایا داراب کے پاس لشکر کثیر ہے مین تمکو ہر گرفتاری داراب روانہ کرونگا شاید ہنگام مقابلہ لشکر تمھارا بھاگنے پر آمادہ ہو مین خود ہی جاؤنگا اور اُس سے مقابلہ کرکے اُسے گرفتار کرونگا اگر وہ مسلمان ہوجائیگا تو خیر ورنہ اسے قتل کرونگا

داستان روانہ ہونا حمزہ صاحبقران کا مع سپاہ براے گرفتاری داراب شاہ اور قتل کرنا منظر شاہ حاکم جزیرہ ہمیشہ بہار کو

راویان شیرین کلام اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب میدان رزم سے داراب شاہ بے اختیار جانب جزیرہ ہمیشہ بہار بھاگا اور بعد قطع راہ قریب جزیرہ ہمیشہ بہار پہونچا جاسوسون نے خدمت منظر شاہ مین

جاکر بصد ادب عرض کیا کہ بادشاہ فلک بارگاہ داراب شاہ اسطرف آتا ہی باقی سب خیریت ہی منظر شاہ نے خبر آمد داراب شاہ نے لشکر حکم دیا کہ ہماری فوج تیار ہو ہم خود واسطے استقبال داراب شاہ جاینگے بموجب حکم منظر شاہ مردمان سپاہ جلد تر گھوڑوں پر سوار ہوئے منظر شاہ ہمراہ مردمان سپاہ بہ شوکت و شان روانہ ہوا اور داراب شاہ کو بعزت و حرمت لے آیا اور بعد دعوت و ضیافت کے ایک روز داراب شاہ سے کہنے لگا کہ اب تم اپنے ملک میں جاؤ اور باطمینان تمام بیٹھو حمزہ صاحبقران اسطرف ضرور آئینگے انکو میں ضرور قتل کرونگا بعد انکے قتل کرنے کے تمام انکے سرداروں وغیرہ کو بھی ہلاک کرونگا میں مثل تمہارے بیوقوف نہیں ہوں کہ انسے مقابلہ کرکے پریشان ہوں داراب شاہ نے پوچھا ای منظر شاہ بغیر مقابلہ امیر کو کیونکر ہلاک کروگے منظر شاہ نے ہنسکے کہا تمہارے نزدیک حمزہ صاحبقران کا قتل کرنا مشکل ہی اور میرے نزدیک ذرا بھی دشوار نہیں کہ میں آن واحد میں حمزہ صاحبقران کو قتل کر ڈالونگا انکے ہلاک کرنے کی تدبیر کرونگا کہ جب اسطرف آئینگے میں انکے استقبال واسطے جاؤنگا اور بصد تکریم و تعظیم انکو ہمراہ اپنے یہاں لاؤنگا اور بظاہر انکی اطاعت اختیار کرونگا جب وہ اپنا مجکو دوست اور خیرخواہ سمجھینگے اسوقت انکو اپنے باغ میں لے جاؤنگا اور وہیں انکو قتل کرا دونگا پھر تمام سرداروں کو ہلاک کرونگا اور مردمان فوج کو تباہ کرونگا غرض اس تدبیر سے امیر اور سب دشمنوں کو ہلاک کرونگا داراب شاہ تقریر منظر شاہ کی سنکے خوش ہوا اور اسکی فہم و عقل کی تعریف کرنے لگا اور بعد چار روز کے اور راستہ سے اپنے ملک کی طرف روانہ ہوا اسطرف سے حمزہ صاحبقران بعد چند روز کے مع لشکر ظفر پیکر اس سمت جزیرہ ہمیشہ بہار روانہ ہوئے جب سرزمین جزیرہ ہمیشہ بہار پر پہونچے حمزہ صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا کہ جزیرہ نہایت پر بہار ہی زمین پر فرش سبزہ بچھا ہی اس سبزے پر نظر کرنے سے آنکھوں کو ٹھنڈک دلکو فرحت حاصل ہوتی ہی اور سبزہ خط معشوقان خوبرو سے وہ سبزہ سبز معلوم ہوتا ہی گلہاے خود رو دو رنگ شگفتہ ہیں ہواے سرد ایسی چل رہی ہی کہ دل کو اچھی معلوم ہوتی ہی اکثر نہریں مانند سلسبیل رواں ہیں جابجا باغ میں گلہاے رنگارنگ و بوقلموں اگے ہیں شگفتہ ہیں سرو ان باغوں میں ایسے ہیں کہ قد معشوقان خوش قامت سے بھی بہتر ہیں لالہ نعمان و شقایق کے دل میں داغ نہیں ہے گل نرگس دیدہ فتان معشوقان سے بہتر نظر آتے ہیں سنبل رشک زلف پرپیچ محبوبان ہی بلبلیں چہک رہی ہیں اور مرغان خوش الحان بھی درختوں پر بیٹھے ہیں حمد خدا اپنی زبان میں کر رہے ہیں اکثر طائر پرواز کرکے ایک چمن سے دوسرے چمن میں جاتے ہیں جملہ درخت سرسبز و شاداب ہیں اور بار اثمار سے شاخیں ان درختوں کی جھکی ہوئی ہیں چمن بندی معقول ہے ان باغوں کی تعریف میں یہ اشعار لکھنا چاہیے

ابیات

تھے باغ ارم سے وہ نہ کچھ کم — رخسار زمین پہ سبزہ ہر سو
گویا خط یار دلربا تھا — تھے پھول ہی پھول کیسے کیسے
ریحان خط عذار گرد — ان باغوں پہ تھا عجیب عالم
شاید کہ بہشت میں ہوں ایسے — اسطرح کا سبزہ جان فزا تھا

غرض حمزہ صاحبقران سیر سبزہ و باغ کی کرکے فرمانے لگے کہ فی الحقیقت یہ جزیرہ غیرت خطا کشمیر ہی اور نہایت پر بہار ہی یہ فرما کر وہاں سے چلے جب آبادی میں پہونچے دیکھا جزیرہ نہایت آباد ہی بازاروں میں کثرت مردمان ہی خریدار دکانداروں سے اشیاے مطلوب لے رہے ہیں دکاندار بکشادہ پیشانی اشیاے مطلوب دے رہے ہیں جملہ مردم ہر چند کہ خوبصورت خوش لباس ہیں لیکن عاشق مزاج ہیں داغ الفت بتاں سے دل انکے داغدار ہیں لب پر آہ سرد ہی اشک آنکھوں میں رخ صدمہ ہجر معشوقان سے زرد ہیں ہر جانب یہ لوگوں کا حال ہی

نظم

بہ ہر سو سنبل اشک فشاں ہست — ز دید چشم شان آئینہ حیران
بلند آوازہ آہ عاشقان است — ز ہجر اشک شان تر ابر نیسان

بہ لب نالہ گرم گرم جوشی
ز سوزش دل بدل بط فروش است
بخاک خاکساری شان قرارے
وجود عشق از وگرد چہرہ ظاہر

بدل آہ و سر دستہ فروشی
ز سوز سینہ آتش فروزان
ہوا داری ہوائے سازگارے

ز گریہ یم بہم ہر سو بجوش است
ز آب دیدہ سیلابے بسیلان
شدہ این ہر ہیمار بیع غنام

بعد دیکھنے مردون کے امیر نے دیکھا عورتین نہایت حسین بہ صورت حسن لیلی او شیرین نرگس چشم غنچہ دہن جادو نگاہ آتشین رخسار رنگین ادا شیرین سخن یوسف لقا کثرت سے ہین نازنینان جزیرہ کی تعریف مین یہ اشعار لکھنا چاہیے اشعار

بہار حسن شان نور در دیدہ ان
لب شان چشمہ از آب حیوان
نگاہ شان رستی چون مے ناب
کہ کفر شان دل و دین بردہ ہم جان

تماشش چون پری از خوش جمالی
حدیث روے شان عید شنیدن
ازان کردہ چراغ حسن روشن
از روے خویشتن ہم شمع و ہم شاب
سیہ چشمان چو آہو ار سیدہ

شدہ دیوانہ شان خوش ادائی
رخ شان شعلہ آتش زن جان
وزین صد مردہ را جان دادہ در تن
حسد زار کافران کفر ایمان
رسید از خویشتن نرگس کہ دیدہ

القصہ حمزہ صاحبقران نازنینان جزیرہ بہ ہمیشہ بہار کے حسن و جمال کو دیکھتے ہوئے آگے بڑھے جاسوسون نے خدمت منظر شاہ مین جا کر عرض کیا اے بادشاہ گیتی پناہ حمزہ صاحبقران مع لشکر کثیر آتے ہین یقین ہے کہ ہنگامہ جنگ و جدال یہان آکر برپا کرینگے باقی خیر و عافیت ہے جسوقت یہ تقریر جاسوسون سے منظر شاہ نے سنی مع امرا و وزرا و سرداران نامی کے چلا اور حمزہ صاحبقران کی خدمت عالی مین پہونچکر اور آداب بجا لا کر عرض کرنے لگا کہ مین مشتاق قدمبوسی حضور تھا آج میری آرزو سے دلی بر آئی اب آپ تشریف لیچلیے تخت پر بیٹھیے حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے منظر شاہ تخت و تاج تمہارا تمکو مبارک رہے مجکو آرزوے تخت نشینی نہین ہے منظر شاہ نے عرض کیا کہ یہ آپ کی سیر چشمی کا باعث ہے یہ عرض کرکے منظر شاہ امیر با توقیر کو بہ اعزاز تمام لایا امیر با توقیر قریب تخت منظر شاہ ایک دنگل پر بیٹھے اور منظر شاہ کو تخت پر بٹھایا سرداران حمزہ صاحبقران بھی دنگلون بیٹھے دربار منظر شاہ مین جملہ امرا و وزرا وغیرہ حاضر ہوئے جب دربار بخوبی آراستہ ہوا اسوقت منظر شاہ نے حکم کیا کہ ساقیان سیمتن غنچہ دہن کشتیان شراب ناب کی لیکر جلد حاضر ہون اور شراب پلائین بموجب حکم ساقیان گلعذار کشتیان شراب کی لیکر دربار مین حاضر ہوئے منظر شاہ نے اشارہ کیا ایک ساقی ماہ رخسار شراب ساغر بلورین مین بھر کے موافق قاعدہ کے روبروے امیر لایا حمزہ صاحبقران نے بیکشی سے انکار کیا منظر شاہ نے شراب نہ پینے کا سبب پوچھا امیر نے فرمایا ہم مسلمان ہین اور تم لات پرست ہو اسوجہ سے مین شراب پینے سے انکار کرتا ہون منظر شاہ نے عرض کیا کہ اگر آپ اسی سبب سے شراب نہین پیتے ہین تو آپ مجکو مسلمان کیجیے اور شراب پیجیے امیر یہ تقریر سنکے خوش ہوئے اور منظر شاہ کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا منظر شاہ نے خوف جان سے اور حمزہ صاحبقران کو بہ مکر و فریب قتل کرنے کے ارادے سے کلمہ زبان پر جاری کر لیا صدق دل سے مسلمان نہین ہوا حمزہ صاحبقران نے بعد مسلمان ہونے منظر شاہ کے جام شراب دست ساقی گلعذار سے لیا اور خیال ملکہ مہر نگار مین یہ مطلع اسطرح پڑھا کہ کسی نے نہ سنا مطلع جامی مرا بہر نثارش نقد جان در آستین باید اگر دل خواہد از من جان من ہم عاشق چنین باید یہ مطلع پڑھکر شراب پی اور صدمہ فراق ملکہ مہر نگار سے چشم پر نم ہوئی رنگ رخ متغیر ہو گیا ساقیان مہ رخ و خورشید رو تو جملہ امرا و وزرا اور سرداروں کو شراب پلانے لگے لیکن منظر شاہ نے جو چہرہ امیر پر نظر کی رخ امیر پر آثار حزن و ملال پاکر پوچھنے لگا اسوقت مزاج آپ کا کیسا ہے چہرہ آپکا متغیر ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا

اسوقت کچھ خیال کرکے مجھے صدمہ ہوا ہی جب منظر شاہ کو معلوم ہوا کہ حمزہ صاحبقران کسی سبب سے مغموم ہین اُسوقت منظر شاہ نے واسطے دفع صدمہ حمزہ صاحبقران کے حکم کیا کہ ارباب نشاط جلد حاضر ہون بمجرد حکم ارباب نشاط دربار مین حاضر ہوے اور ناچنے اور گانے لگے بعد ناچنے اور گانے چند ارباب نشاط کے ایک نازنین نہایت خوبصورت پری لقا بہ ناز و ادا مع اپنے سازندون کے دربار مین آئی اہل دربار نے جو اُس نازنین کو دیکھا کسینے آہ کی کسینے بالات و نبات کہکے کلیجا اپنا دونون ہاتھوں سے پکڑ لیا کوئی بے اختیار اُسپر عاشق ہوکے اشکبار ہوا کوئی اُسکے زلف و رُخ کو دیکھکر یہ شعر پڑھنے لگا شعر از برائے عاشقان خستہ خاطر روز و شب • غنیمت ہرگز نہ بتر از رخ اروگیسوے کسی نے اُس نازنین کے تن نازک پر نظر کرکے اور خیال ہم آغوشی کا کرکے یہ مطلع ورد زبان کیا بیدل سر من بچین بر بدن گر بدن انیست • از غنچہ صبا دم زند گر دہن اینست • کسی جوان نے اس نازنین کم سن سے اشارے سے کہا کہ ابھی نقد دل دیتا ہون اگر ایک بوسہ دے دیگا • و نازنین نے اشارہ جوان کا سمجھکر منہ اسکی طرف سے پھیر لیا کوئی اسیر اس مطربہ کو دیکھکر اور اُسپر مائل ہوکے اشک آنکھون مین بھر لایا کوئی اُسکی تیغ ابرو کا گھائل ہوا کوئی اُسکی نرگسی آنکھون پر شیفتہ ہوا اکثر جوان اُسکی ادا پر مائل ہوے بعضون کے دل اُسکی زنجیر زلف مین گرفتار ہوے کسی کا دل اُسکے خرام ناز سے پامال ہوگیا کوئی اُسکے آئینہ رُخ کو بنظر حیرت دیکھنے لگا کوئی جوان باریک بین اسکی کمر کی طرف دیکھکر عدم کا خیال کرنے لگا کوئی مشتاق وصل نازنین زیر ناف کا خیال کرکے بیتاب ہوگیا کوئی جبری اُسکی تیغ ابرو پر عاشق ہوا کوئی اُسکے سینے کا اُبھار دیکھکے بیچین اور بیتاب ہو کف افسوس ملنے لگا اور خیال کرنے لگا افسوس اسوقت ہاتھ میرا اُسکے سینے تک پہونچ نہین سکتا بادشاہ بیٹھا ہوا ہے ایسی گستاخی سر دربار کر نہین سکتا کوئی اُسکے لب لعلین پر شیفتہ ہوکے گوہر اشک صدف چشم سے نکالنے لگا جو بڈھے اور ضعیف دربار مین بیٹھے تھے اُنکی بھی رال اُس مطربہ کو دیکھکر ٹپکنے لگی غرض دربار مین کوئی جوان اور بڈھا ایسا نہ تھا جو اُسپر مائل نہوا ہو حمزہ صاحبقران بھی اُس مطربہ کے حسن و جمال کو دیکھکر متحیر ہوے کیونکہ وہ ایسی حسین تھی ابیات

بود در پیش رُخ خورشید اخگر
ز بیرویش خلق در آتش پرستی
بغنچہ گفت گفتارش کہ خاموش
نزاکت از قد او سر بلند است
بعیر و شمع گر بینش بجا نیست

بتے در غارت ایمان و جان طاق
ز چشم مست او دلہا بمستی
سیہ چشم سیہ خال سیہ مو
دو زلفش را درازی در کمند است

بہ پیش حسن دیگر مہ رخان کم
از و بتخانہ دلہاے عشاق
شدہ از تحریر رفتارش روان ہوش
سیہ رو ز سرت زنہا عاشق او
رُخ پر نور صبح با صفا نیست

الحاصل جب سازندے سازون کو درست کر چکے وہ نازنین بہ ناز و ادا ناچنے لگی دلہاے اہل بزم کو مانند سبزہ پامال کرنے لگی بعد رقص کے اُس نازنین نے یہ غزل شروع کی غزل

کوئی راحت نظر آتی غم پنہا کے عوض
آگ برسائے فلک ابر سے باران کے عوض
عاشق زلف و خط سبز ہون لیکن تقدیر
کوئی احسان نکیا اپنے احسان کے عوض
خاک مجھ سوختہ قسمت کی اگر ڈال دے چرخ
دے ہی وسمہ رُخ رسیدن مجھے درمان کے عوض
مدعا مرگ سے گو تھا فلک پیر کو کام

کاش دل بھی نکل آتا ترے پیکان کے عوض
مفلسی مین بھی سیہ خانہ مرا روشن ہی
خار دیتی ہے مجھے سنبل و ریحان کے عوض
پہونچتا کیا ہی مرا نہ سبو دین ای واعظ
بحر ظلمات مین گو ملے آنکھین جل مانگی عوض
رسم گریہ پس مردن بھی رہیگی جاری
زہر دیتا تھا مجھے تلخی دوران کے عوض

سوختہ بخت ہون مانگون جو مین پانی کی دعا
داغ جلتا ہے چراغ شب ہجران کے عوض
کبھی بوسہ نہ دیا لیکے دل عاشق کو
دل مین یاد بت بیرحم ہے ایمان کے عوض
چارہ گر کشمکش درد و دوا اور کب تک
شمع رو دیگی ترے کشتہ ہجران کے عوض
سنکے افسانۂ مجنون نکرو آنکھین بند

دیکھ تو حال مرا خواب پریشان کے عوض
یہ ہی طرح کی وحشت ہے کہ بے دست جنون
خود پریشان ہوئے زلف پریشان کے عوض
اب کہان ولولہ جوش نشاط اے تسلیم

غنا دری قتل مین کچھ پاس وفا کر قاتل
ٹکڑے ٹکڑے ہو جگر چاک گریبان کے عوض
رنگ نرگس کی طرح ہوش عنادل کے اڑین
رنگئے دیدہ گریان لب خندان کے عوض

مہندی ہاتھون مین نہ مل خون شہیدان کے عوض
بگڑے شاطہ نے جب بال بنائے آئنے
باغ مین چلکے نسیم گل خندان کے عوض
جسوقت یہ غزل اس مطربہ نے بنا رو

ادا رو برو سے ارباب بزم کی ہر ایک شخص خوش ہوا خصوصا منظر شاہ نہایت مسرور ہوا اور زر کثیر مطربہ کو دیکر رخصت کیا حمزہ صاحبقران نے ہر چند ایسی مطربہ کا گانا سنا اور ناچ دیکھا لیکن بوجہ صدمۂ فراق ملکہ مہر نگار کے مطلق شگفتہ خاطر نہوئے اور منظر شاہ سے فرمانے لگے کہ اسوقت طبیعت گھبراتی ہے دل چاہتا ہے کہ سیر باغ کیجیے منظر شاہ نے عرض کیا اس شہر میرے مین ہر چند کہ باغ بہت ہین لیکن ایک باغ سب باغون سے وسیع اور بہتر ہے ہوشنگ بادشاہ کا لگایا ہوا ہے نام اس باغ کا گلشن آباد ہے کل آپ ہنگام سحر براے سیر باغ تشریف لے جایئے گا مین بھی ہمراہ رکاب چلونگا جب آپ اس باغ کی سیر کیجیے گا مجھے یقین ہے کہ آپ یہ مطلع ضرور پڑھیے مطلع اگر فردوس بر روے زمین است ہمین است و ہمین است حمزہ صاحبقران تعریف باغ کی سنکے سیر باغ کے مشتاق ہوے اور فرمایا انشاء اللہ مین صبح کو اس باغ کی سیر کرنے کو ضرور جاؤنگا یہ فرماکر خاموش ہوے حمزہ صاحبقران نے وضو کیا پھر نماز پڑھکے صحیفہ ابراہیم کی تلاوت جب تلاوت صحیفہ سے فرصت پائی امیر دنگل پر آکے بیٹھے منظر شاہ نے دربار برخاست کیا اور ایک ایوان وسیع مین حمزہ صاحبقران کو لیگیا اور بہ نہایت تکلف سے صاحبقران کی دعوت و ضیافت کی بعد اکل و شرب اسی ایوان مین صاحبقران نے بعیش و آرام بسر کی جب صبح ہوئی اور امیر باتوقیر نماز پڑھ چکے منظر شاہ امیر کی خدمت مین حاضر ہوا اور تسلیم بجالا کر عرض کرنے لگا کہ اسوقت تشریف لیچلیے سیر باغ بخوبی کیجیے حمزہ صاحبقران بموجب کہنے منظر شاہ کے اٹھے اور پوشاک زیب تن کرکے مرکب خنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوے سرداران دیو فار اور خواجہ عمرو نامدار ہمراہ ہوئے منظر شاہ بھی ہمراہ رکاب امیر چلا اثناے راہ مین امیر سے اسطرح عرض کرنے لگا کہ اگر آپ فرمائین تو مین قبل آپ کے باغ مین جاکر باغ کی آراستگی کرون امیر نے اجازت دی منظر شاہ آگے بڑھا دیو عامل عادونے امیر سے عرض کیا کہ منظر شاہ نہایت مکار ہے حضور ذرا اس سے ہوشیار رہیے گا مین اسکے مکر و فریب سے خوب واقف ہون یہ مکاری مین مثل اپنا نظیر نہین رکھتا ہے اسوقت بیوجہ باغ مین نہین گیا ہے کوئی نہ کوئی مکاری آپ کے ساتھ ضرور کریگا امیر نے فرمایا اے دیو عامل منظر شاہ مسلمان ہو چکا ہے اب مجھسے عداوت نہ کریگا اور بالفرض اگر دشمنی کریگا تو خداوند عالم مجکو اسکے شر و فساد سے بچائیگا ابھی امیر یہ فرما رہے تھے اور آہستہ آہستہ چلے جاتے تھے ناگاہ صداے سم مرکب امیر نے سنی مڑ کے جو نظر کی دیکھا ایک نوجوان لباس شاہانہ زیب تن کیے ہوے گھوڑے کو دوڑاے ہوے چلا آتا ہے جب وہ جوان قریب آیا بعد ادب تسلیم کرکے عرض کرنے لگا کہ ذرا ٹھہر جایئے امیر ٹھہر گئے خواجہ عمرو ہوشیار ہوے سرداران نامدار بھی متردد ہوے جوان نے اپنی جیب سے ایک پرچہ قرطاس پیچیدہ نکالا اور حمزہ صاحبقران کو دیکر عرض کرنے لگا کہ اس پرچے کو آپ ہی دیکھیے گا اور جو کچھ اس پرچہ قرطاس مین لکھا ہے اسے سچ جانیے گا اور موافق تحریر کے عمل کیجیے گا اگر خلاف تحریر عمل کیجیے گا تو باعث آپ کی مضرت کا ہوگا وہ جوان اس پرچہ قرطاس کو دیکر اور گفتگو امیر سے کرکے چلا گیا امیر نے اس پرچہ قرطاس کی عبارت پڑھی مضمون یہ تھا کہ اے امیر باتوقیر آپ کو معلوم ہو کہ منظر شاہ پدر میرا نہایت مکار ہے بظاہر آپ کا دوست ہے لیکن بباطن آپ کا دشمن ہے ظاہر مین مسلمان ہوا ہے ہرگز ہرگز آپ باغ مین نہ جایئے گا

میرے پدر نے چار ہزار سواران چیدہ منتخب واسطے قتل کرنے آپکے باغ مین بٹھلائے ہین اگر جاؤگے تو ہلاک ہو جاؤگے مین نے آپکو اطلاع دیدی ہے حمزہ صاحبقران عبارت رقعہ پڑھکر برہم ہوئے اور قطع راہ کرکے در باغ تک پہونچے منظر شاہ بھی در باغ سے نکلکر حمزہ صاحبقران کے پاس آیا حمزہ صاحبقران نے سرداروں سے فرمایا منظر شاہ کو گرفتار کرو سرداروں نے منظر شاہ کو گرفتار کیا منظر شاہ نے نالہ و فریاد بلند کی جو سوار باغ مین پوشیدہ بیٹھے تھے منظر شاہ کی فریاد سنکے باغ سے نکلے جب انھون نے دیکھا کہ بادشاہ گرفتار ہوگیا لڑنے سے باز رہے حمزہ صاحبقران نے باغ مین جاکر منظر شاہ کو قتل کیا اور سواران باغ کو مسلمان کیا پھر باغ کی سیر کرکے اپنے لشکر مین آئے اور شاہزادہ سلسلہ کو جسنے رقعہ دیا تھا تخت پر بٹھایا شاہزادہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اور جملہ امرا و وزرا وغیرہ بھی مسلمان ہوئے جب شاہزادہ سلسلہ ہوکر تخت پر بیٹھا حمزہ صاحبقران نے حال داراب شاہ کا پوچھا سلسلہ نے عرض کیا کہ داراب شاہ بھاگ کے یہان آیا تھا کئی روز زمانہ گذرا کہ وہ اپنے ملک کی طرف گیا ہے امیر یا توقیر نے یہ حال سنکے وہان سے کوچ کیا اور طرف زیرباد ہند کی مع لشکر روانہ ہوئے اور بعد طے کرنے راہ کے ملک داراب شاہ کے قریب پہونچے اور ایک میدان وسیع مین مع فوج ظفر موج مقیم ہوئے

داستان جنگ کرنا داراب شاہ کا حمزہ صاحبقران سے اور دوبارہ شکست کھا کر بھاگنا داراب شاہ کا

راویان شیرین گفتار بیان کرتے ہین کہ جب داراب شاہ جزیرہ ہمیشہ بہار سے اپنے ملک مین آکر تخت حکومت پر بیٹھا اور خیال کرنے لگا کہ دیکھیے منظر شاہ امیر کو قتل کرتا ہے یا نہین یکایک داراب شاہ کو مخبرون سے معلوم ہوا کہ منظر شاہ حاکم جزیرہ ہمیشہ بہار کو حمزہ صاحبقران نے قتل کیا اور اسکے فرزند کو مسلمان کرکے تخت پر بٹھایا داراب شاہ نے یہ خبر سنکے خیال کیا کہ اب حمزہ صاحبقران اسطرف آئینگے اور مجھسے مقابلہ اور مجادلہ کرینگے یہ خیال سامان جنگ کرنے لگا بعد تین روز کے داراب کو جاسوسون نے یہ اطلاع دی کہ حمزہ صاحبقران جزیرہ ہمیشہ بہار سے آکر قریب زیرباد ہند مقیم ہوئے ہین داراب نے یہ خبر سنکے بمشورہ شغواط وغیرہ طبل جنگ بجوایا جب صدائے طبل جنگ بلند ہوئی مہتر عمرو بقصد عجلت خدمت صاحبقران مین آیا اور بعد ادب دعا و ثنا اسطرح زبان پر لایا اور حال طبل جنگ بجنے کا عرض کرنے لگا اشعار

اے خدا عالم مین ہے جسوقت تک پست و بلند | اے خدا جبتک زمین و آسمان ہین برقرار | زال دنیا اے خدا جبتک تلون دوست ہے
اے خدا جبتک عروس دہر ہے بے اعتبار | ہے تمنا آپ کے پہلو مین روز و شب رہین | مطرب و چنگ و رباب و ساقی و دنیا و یار

اسوقت داراب شاہ نے طبل زری بقصد غضب بجوایا ہے یقین ہے کہ بوقت سحر وہ میدان کارزار مین آئیگا فتنہ و فساد برپا کریگا باقی خیریت ہے حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بمدد ایزدی نقارہ جنگی بجایا جائے جو منظور خدا ہوگا وہی ہوگا مہتر عمرو نے حکم امیر خواجہ عمرو سے کہا خواجہ نقارہ خانہ مین گئے اور عاشیہ اٹھاکر نقارہ زری پر چوب لگائی صدائے نقارہ جنگی بلند ہوئی جوانان لشکر آواز طبل جنگ سنکے ہوشیار ہوئے لڑنے مرنے پر آمادہ ہونے لگے سامان لڑائی کا کرنے لگے شب بھر دونون لشکرون مین سامان جنگ ہوا جب وہ وقت آیا کہ طائر شب نے آشیانہ دہر سے پرواز کی اور شہباز آفتاب نے کاشانہ مشرق سے ارادہ نکلنے کا کیا یعنی صبح ہوئی اشعار

گئی افزایش لطف شبینہ | بھرا حسرت سے مشتاقون کا سینہ | کواکب نے سفر جانا فلک سے | سفیدی چھائی چرخ پر چمک کے

وقت سحر امیر با توقیر نے سلاح زیب تن کیا بارگاہ فلک جاہ سے باہر تشریف لائے سرفروشون نے واسطے تسلیم کے سر جھکائے امیر مرکب جنگ سیہ قیطاس پر سوار ہوئے خواجہ عمرو ہمراہ رکاب ہوئے امیر نے مرکب بڑھایا لشکر بھی مثل دریا رواں ہوا جب امیر کشور گیر حضیر دمین پہونچے بیلدارون نے جلد تر پست و بلند زمین برابر کیا جھاڑی جھنڈی کو میدان مصاف سے دور کیا سقون نے پانی چھڑکا گرد و غبار کو دفع کیا صفین لشکر کی نبد ھگئین ابھی لشکر امیر میدان مین صف آرا ہوا تھا کہ داراب بھی مع شوراط بہ لشکر کثیر میدان کارزار مین آیا اور صف آرا ہوا اسوقت دونون لشکرون سے نقیبان بلند آواز نکلے اور پکارے اشعار

کہ اس کاروان گہ سے کرتا ہی نقل
کہو گے کہ آگے تھا کمتا کوئی
یہ منزل نہین جائے بود و باش

اگر بادشہ ہی کہ درویش ہے
نہین اس سرا مین رہتا کوئی
گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار

سنو ای عزیزان ذی ہوش و عقل
سبھون کو یہی راہ درپیش ہی
ہر اک شخص کو ہی عدم کی تلاش
تہ خاک ہی سب کا دار القرار

پس ای جوانو تم سبھون مین آج کون بہادر زخم تیر و شمشیر کھاتا ہی اور اپنے حریف کو قتل کرتا ہی بہادرون مین سرخروئی حاصل کرتا ہی نقیب یہ کہکے ہٹ گئے صفوف لشکر پر سناٹا چھاگیا پھر علم لشکر جلوہ گر ہوئے امیر چالیس قدم آگے بڑھکر اژدہا پیکر کے سایے مین کھڑے ہوئے خوشبو سے علم اژدہا پیکر سے تمام میدان کارزار معطر ہوگیا اور ان کلہ بجان سے صدا یا صاحبقران یا صاحبقران آنے لگی امیر با توقیر زیر علم اژدہا پیکر کھڑے تھے اور خیال کر رہے تھے کہ دیکھیے صف لشکر داراب سے آج کون واسطے جنگ کے نکلتا ہی ناگاہ خونریز زنگی مرکب کو جولان کرکے میدان مین آیا اور امیر کو ہم مقابلہ بلایا امیر نے مرکب کو بڑھایا اور سامنے خونریز کے گئے خونریز نے تیغہ سر امیر پر مارا امیر نے تیغے کو سپر پر روکا اور تلوار کھینچکے سر خونریز پر لگائی ہرچند خونریز نے سپر سے اپنی سر کی حفاظت کی لیکن شمشیر امیر سپر کو کاٹ کر خود پر آئی اور خود کو کاٹ کر کاسہ سر پر پہونچی اور سر کو کاٹکر صراحی گردن مین در آئی اور گردن سے صندوق سینہ مین اور سینے سے جوڑ جوڑ شکم و کمر سے گذرکے پشت فرس پر آئی اور پشت فرس سے زمین پر پہونچی خونریز مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا داراب شاہ نے جو دیکھا کہ حمزہ صاحبقران نے خونریز کو قتل کیا برہم ہوکر مردان فوج سے کہنے لگا کہ ای بہادرو حمزہ نے خونریز کو قتل کیا ہی تمکو لازم ہی کہ عوض خونریز کا حمزہ صاحبقران سے لو اور حمزہ کو قتل کرو مردان سپاہ نے امیر پر حملہ کیا ادھر سے بھی حملہ بہادرون نے گھوڑے اٹھائے دونون لشکر ملگئے تلوار چلنے لگی سر تنون سے جدا ہوکر زمین پر گرنے لگے شور گیر دار بلند ہوا گھوڑون کی گشت سے ایسا غبار بلند ہوا کہ روے آفتاب پنہان ہوگیا روز روشن پر شب کا گمان ہوا پیر فلک یہ جنگ دیکھکر گھبرا گیا اوج جنگ بہادران دیکھکر تھرانے لگا تھوڑی دیر مین کشتون کی لاشون کے پشتے میدان کارزار مین ہوگئے داراب تاب مقابلہ نہ لاکر مع باقی ماندہ لشکر کے گریزان ہوا دلاوران یکتاے روزگار و غازیان لشکر اسلام نے خزانہ مال و اسباب خیمہ و بارگاہ وغیرہ کو لوٹ لیا خواجہ عمرو نے بھی جال الیاسی بار بار کے زر و مال و اسباب لوٹا حمزہ صاحبقران بعد بھاگنے داراب کے بفتح و ظفر میدان رزم سے پھرے اور فرودگاہ لشکر پر آئے داراب میدان رزم سے بھاگ کر بادشاہ عبد العزیز کے پاس پہونچا صاحبقران نے بعد دریافت کرنے حال داراب شاہ کے اسی وقت بادشاہ عبد العزیز کے ملک کی جانب کوچ کیا اور بعد قطع راہ قریب ملک عبد العزیز کے پہونچے

داستان جنگ کرنا بادشاہ عبد العزیز کا امیر سے آخر مسلمان ہونا مع جملہ شاہان ہند کا مع دیگر حالات

راویان شیرین مقال اس داستان بیمثال کو یون بیان کرتے ہین کہ جب داراب شاہ شکست کھاکر عبدالعزیز کے
پاس پہونچا اور امیر بھی مع لشکر کوچ کرکے عنقریب ملک عبدالعزیز ہو چکر مقیم ہوئے بادشاہ عبدالعزیز امیر
کے آنے کی خبر سنکر اور داراب شاہ اور شواد کو ہمراہ لیکر بہ فوج کثیر شہر سے باہر آیا اور میدان مین مقیم ہو کر طبل جنگ
بجوایا عتر سیر و روبروے امیر حاضر ہوا اور مجراگاہ پر کھڑا ہو کر مجرا کرکے یہ اشعار دعائیہ زبان پر جاری کرکے اسطرح
خدمت امیر مین عرض کرنے لگا اشعار آپ بھی ہین دشمن تجانہ مانند خلیل + سجدون کے واسطے داؤد ثانی بیگمان
آفت امید کافر لطف جان حق پرست + برق گشت ترک ابر نوبہار مومنان + آپ کا دشمن رہے زیر فلک ہر دم تباہ
دوستون پر آپ کے اللہ ہووے مہربان + اسوقت بادشاہ عبدالعزیز بد اندیش نے طبل زری بجوایا باقی خیر و عافیت ہے
حمزہ صاحبقران نے خواجہ سے فرمایا ہمارے لشکر مین بھی بقفل امیر دی طبل جنگ بجوایا جائے خواجہ عمرو نے
نقارخانہ مین نقارہ زری پر چوب لگائی آواز نقارہ جنگی سے زمین تھرائی جوانان لشکر صداے نقارہ جنگی سنکے لڑنے کی
تیاری کرنے لگے اور باہم کہنے لگے کہ صبح کو عرصہ کارزار کو ہندیون کے خون سے رنگین کرینگے اور تیغ آبدار سے
مردمان لشکر ہند کے سر جدا کرینگے جوانان لشکر امیر یہ کہ رہے تھے ناگاہ وہ وقت آیا بیت کہ شب نے کوچ کی نوبت
بجائی + ہوا غل رات گذری صبح آئی + امیر باتوقیر اسلحہ زیب تن کرکے مرکب پر سوار ہوئے اور لشکر کو ہمراہ لیکر جانب رزمگاہ
چلے جب عرصہ مصاف مین پہونچے بعد درستی میدان کارزار صف آرائی ہوئی شاہ عبدالعزیز بھی سپاہ گران لیکر آیا اور
صف آرا ہوا پھر نقیب اور کڑکیت لشکرون سے نکلے اور جوانان ہر دو سپاہ سے مخاطب ہوکر کہنے لگے بیت
نام رستم کا شادواج ہو وہ سرکہ + کھاؤ پھل تلوار کا اور پھول سو نگھو ڈھال کا + یہ کہکر نقیب اور کڑکیت ہٹ گئے
ابھی لشکر بادشاہ عبدالعزیز سے کوئی لڑنے کو نہ نکلا تھا کہ ملک جبروتی بفوج کثیر آیا اور عبدالعزیز کے پاس
گیا اور مزاج پرسی کرکے صف آرائی لشکر مین مصروف ہوا ابھی ملک جبروتی نے صف آرائی لشکر سے فرصت نہین
پائی تھی کہ ایک جانب سے غبار بلند ہوا ہر ایک جوان جانب غبار دیکھنے لگا جب غبار رفع ہوا سب نے دیکھا کہ ایک
نقابدار سبزپوش بیس ہزار سواران جرار سے آتا ہے جب نقابدار سبزپوش میدان مصاف مین آیا حمزہ صاحبقران
کی جانب اپنے لشکر کو لیکر کھڑا ہوا بعد اسکے نقابدار کے لشکر عبدالعزیز سے اجلال سبزپوش نکلا اور میدان
مین آکر پکارا کہ جسکو تمنا ے مرگ ہو مجھسے مقابلہ کرے ابھی اجلال یہ کہ رہا تھا کہ نقابدار سبزپوش نے گھوڑا اپنا
بڑھایا اور سامنے اجلال کے آیا اجلال نے بعد لگاورزی اور نیزہ بازی کے تیغ آبدار نقابدار کے سر پر لگائی
نقابدار نے تیغ کو سپر پر روک کے ایسی تلوار لگائی کہ اجلال مع مرکب چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اسوقت حکم عبدالعزیز
سے فوج نے نقابدار پر حملہ کیا فوج نقابدار بڑھی اور لشکر حمزہ صاحبقران بھی بڑھا اور ملک جبروتی کی سپاہ بھی بڑھی
چارون لشکر باہم ملگئے اور تلوار چلنے لگی جوانان لشکر قتل ہونے لگے زخمی زمین پر گرکے تڑپنے لگے دیر تک تلوار
چلی آخر شاہ عبدالعزیز طبل بازگشت بجوا کر فرودگاہ لشکر پر چلا گیا حمزہ صاحبقران بھی لشکرگاہ کیطرف مع فوج چلے
اور داخل بارگاہ ہوئے نقابدار سبزپوش بھی مع اپنے لشکر کے ایک طرف چلا گیا امیر نے خواجہ سے پوچھا یہ نقابدار
سبزپوش کون تھا خواجہ نے عرض کیا مجھے نہین معلوم امیر خواجہ کی تقریر سنکے فرمانے لگے کہ نقابدار جری ہے
کیا خوب تلوار اسنے اجلال پر لگائی کہ مع راکب و مرکب چار ٹکڑے کیے غرض جب شام ہوئی شاہ عبدالعزیز نے پھر
طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر جنگ کی تیاری ہوئی صبح کو صفوف آرائی ہر دو لشکر کی ہوئی فوج
عبدالعزیز سے الماس زنگی نکلا اور امیر کو برای مقابلہ طلب کیا امیر نے ہنگام جنگ الماس کو گرفتار کرکے خواجہ کے حوالے کیا

بعد اسکے غوز زنگی اور مغرور زنگی لشکر بادشاہ عبدالعزیز سے یکے بعد دیگرے نکلے دونوں زنگیونکو امیر نے قتل کیا
بعد قتل ہونے دونوں زنگیوں کے شاہ عبدالعزیز نے طبل بازگشت بجوا کر میدان سے بیرون فرودگاہ لشکر چلا آیا امیر جو بارگاہ میں
آئے الماس زنگی کو مسلمان کیا جب وہ دن گذرا اور شب بھی گذر گئی صبح کو نقابدار سبز پوش جمعیت سپاہ آیا اور
امیر کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا آج میں ایک سردار سے مقابلہ کرونگا کسی کو واسطے میرے مقابلے کے بھیجے امیر
نے فوج کی کمر بندی کا حکم دیا مردان لشکر مسلح ہوئے بعد صف آرائی لشکر کے الماس زنگی نے امیر سے اجازت
لیکر نقابدار سے مقابلہ کیا بعد جنگ نیزہ باہم کشتی ہوئی نقابدار نے وقت شام الماس زنگی کو زیر کیا اور الماس سے
کہا جا امیر سے کہدینا کہ کل آپ سے بھی لڑونگا قسمت آزمائی کرونگا یہ کہکر الماس کو چھوڑ دیا اور اپنا لشکر لیکر
چلا گیا الماس خدمت امیر میں آیا اور جو کچھ نقابدار نے کہا تھا عرض کیا امیر نے فرمایا اچھا اب میں اُس سے مقابلہ
کرونگا غرض صبح کو نقابدار تیس ہزار سوار لیکر آیا بعد صفوف آرائی لشکر کے نقابدار اور امیر سے باہم نیزہ بازی
ہوئی چند دفعوں میں امیر نے نیزہ نقابدار کے ہاتھ سے نکال دیا پھر گرز لیکر دونوں باہم لڑنے لگے گھوڑا نقابدار کا
ضرب گرز سے ہلاک ہوا پھر نقابدار سے اور امیر سے کشتی ہوئی امیر نے وقت شام نقابدار کو سر سے بلند کر کے چاہا کہ
زمین پر پٹکیں نقابدار نے عرض کیا مجکو زمین پر نہ پٹکیے گا میں مسلمان ہوں امیر نے یہ گفتگو سنکے نقابدار کو آہستہ
سے زمین پر بٹھا دیا جب امیر بارگاہ میں آئے نقابدار بھی بارگاہ میں گیا اور نقاب اپنے رخ سے اٹھائی عمرو نے پہچانا
کہ عرب حارث ہے بعد پہچاننے کے خواجہ عمرو نے تمام حال حارث کا روبرو امیر بیان کیا امیر حارث
سے خوش ہوئے جب خبر حارث کے مطیع ہونے کی بادشاہ عبدالعزیز نے سنی کہنے لگا کوئی لشکر میں ایسا نہیں
کہ امیر کو ہلاک کرے مہپال ہدست سپہ سالار ملک جبروت نے عرض کیا آپ میرے نام پر طبل جنگ بجوا دیجئے
میں امیر کو قتل کرونگا عبدالعزیز نے مہپال ہدست کے نام پر طبل جنگ بجوایا امیر نے بھی طبل رزمی بجوایا صبح کو
بعد صف آرائی لشکر کے مہپال میدان میں آیا عرب حارث نے مقابلہ کیا مہپال نے عرب حارث کو
ہر چند کہ تیغ سے زخمی کیا لیکن عرب حارث نے اسی عالم زخمداری میں مہپال کو قتل کیا عبدالعزیز کو غصہ آیا
مردان فوج سے کہا کہ عرب حارث پر سب ملکے حملہ کردو اور اسکو قتل کرو فوج نے بموجب حکم حملہ کیا لشکر امیر بھی بڑھا
دونوں لشکروں میں تلوار چلنے لگی شام تک خوب لڑائی ہوئی ہزاروں جوان لشکر جانبین کے مارے گئے وقت شام
شاہ عبدالعزیز طبل بازگشت بجوا کر میدان رزم سے چلا گیا امیر رزمگاہ سے بخوشی جا کر داخل بارگاہ ہوئے لیکن
بادشاہ عبدالعزیز پریشان خاطر و غمگین جو اپنی لشکرگاہ میں پہونچا اور بارگاہ میں داخل ہوا داراب شاہ اور ملک
جبروت اور شعواد سے پوچھنے لگا کیا تدبیر کیجائے کہ امیر ہلاک ہوں اور لشکر امیر تباہ ہو سب نے کہا آج نصف شب
لشکر لیکر چلیے اور امیر کو قتل کیجیے اور انکے لشکر کو تہ تیغ کیجیے عبدالعزیز نے اس رائے کو پسند کیا اور اپنے لشکر کے
سرداروں کو اس ارادے سے آگاہ کیا مہتر عمرو جو لشکر عبدالعزیز میں شکل تبدیل کر کے گیا تھا ارادہ عبدالعزیز
سے واقف و آگاہ ہو کر خدمت امیر میں آیا اور امیر کو ارادہ عبدالعزیز سے آگاہ کیا امیر لشکر لیکر ایک درہ کوہ میں
گئے اور وہاں ٹھہرے رہے جب عبدالعزیز اور داراب شاہ اور شعواد اور ملک جبروت لشکر کثیر لیکر بعد
نصف شب لشکرگاہ امیر کیطرف دوڑے امیر نے درہ کوہ سے نکلکے چہار جانب سے سبکو گھیر لیا اُسوقت دونوں
لشکروں میں لڑائی ہونے لگی صبح تک خوب تلوار چلی ہزاروں جوان قتل ہوئے صدہا زخمی ہوئے بہرام گرد نے
شعواد کو اور عرب حارث نے داراب شاہ اور دیو حامل ملک جبروتی کو مقابلہ کر کے کشتہائے ایمان سے

اٹھایا لشکر ہند شکست کھا کر بھاگ گیا امیر نے چارون بادشاہون کو مسلمان کیا اور سلطنت زیر باد ہند کی تخت پر شاد کو دی بعد چند روز کے امیر شاہان ہند کو ہمراہ لیکر مع لشکر سراندیپ مین آئے اور سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری خواجہ عمرو نے تمام حال اپنی عیاری کا بیان کیا

داستان مقابلہ کرنا لندھور کا حمزہ صاحبقران سے اور بعد جنگ لندھور کا مطیع ہونا

راویان شیرین زبان اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب تیغ مہر کو ترک فلک نے غلاف مغرب مین رکھا اور ماہ مع کواکب فلک پر ظاہر ہوا النظم نیا طاؤس کا پر زیر اخضر ہوئے گردون پہ تارے جلوہ گستر اسوقت امیر باتوقیر نے وضو کیا اور نماز پڑھی صحیفہ ابراہیم کی تلاوت کرنے لگے ادہر لندھور نے فرودگاہ لشکر پر پہونچکے طبل جنگ بجوایا عیاران لشکر اسلام خدمت فیضدرجت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران مین آئے اور بصد ادب اسطرح عرض کرنے لگے ابیات

جبتک مہ و خورشید آلی رہین سیار
داغ دل پروانہ سوزان تنے برابر
دن بھر رہے پروانے کے مانند پریشان

بے نقش قدم عالم امکان کے برابر
حاسد کو دکھاے یہ فلک دشمن آرام
راتون کو جلے شمع شبستان کے برابر

جبتک جگر شمع فروزان ہے آلہی
ہر صبح سیہ شام عنبریان کے برابر
اسوقت خسرو ہندوستان لندھور

بن سعدان نے طبل جنگ بجوایا ہے ارادہ اسکا ہے کہ صبح کو میدان کارزار مین آکر حضور سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہے جب حمزہ صاحبقران نے ابو شہاب اور ابو سعید عیاران لشکر سے خبر طبل جنگ بجنے کی سنی امیر باتوقیر نماز تو پڑھی چکے تھے فوراً خواجہ عمرو کو طلب فرما کر ارشاد فرمایا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی طبل جنگ بجواؤ خواجہ عمرو فوراً گئے اور نقارہ سکندری کے ناشیہ کو اٹھا کر درچوب ہاتھ مین لیکر بسم اللہ کہکے نقارہ سکندری پر لگائی ابیات

چو بر طبل اسکندر آمد دوال
بگفتہ کہ تا طبل اسکندریست

زناہید مریخ کرد این سوال
زآواز او گوش گردون کرست

جہان را اگر شور آخر رسید
اسرافیل صور قیامت دمید

دلاوران لشکر طبل جنگ بجنے سے آگاہ ہوئے اور آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگے کسی جری نے اپنی تلوار پر صیقل کی کسی تیرانداز نے اپنی کمان چرخ کو سنکیا تیر درست کر کے ترکش مین رکھے کسی بہادر نے اپنے نیزے کی سنان و تیز و آبدار کیا غرض بہادر تیاری جنگ کرنے لگے ابیات

سویرے سے ہوا برخاست دربار
جو تیغین تھین لگین وہ سینچ چڑھنے
کمانین جو کہ تھین انکو لگین کھینچنے

قبضہ پر اپنے سب پہر آئے سردار
لگے ہتھیار ہونے صاف و صیقل
وہ سکنے سے درست ہونے لگین تھین

لگے تیاریان لڑنے کی کرنے
پڑی لشکر مین تھی ہر سمت ہل چل
جب دو پہر رات گئی نقیبون نے اٹھکے

یہ صدا دی ہیت جوانو جوان کمیت ہشیار ہو سلاحون سے اپنے خبردار ہو نقیبون کی صدا سے جو سوار سو رہے تھے بیدار ہوئے تیاری جنگ مین مصروف ہوئے جب وہ نصف شب بھی گذری اور وہ وقت آیا کہ ستارہ سحری آسمان پر چمکا اور سپیدہ سحر جانب مشرق ہویدا ہوا حمزہ صاحبقران نے وضو کیا اور نماز سحر پڑھی بعد پڑھنے نماز اور تعقیبات سحر کے سر واسطے سجدے کے جھکایا اور سر کو سجدہ گاہ پر رکھکر اسطرح دعاے فتح و ظفر خالق جن و بشر سے بعد آرزو مانگی بیت خدایا اورت فتح و ظفر دے مجھے لندھور پر غالب تو کر دے جب حمزہ صاحبقران یہ مناجات کون و مکان سے کر چکے سر سجدے سے اٹھایا صندوق اسلحہ طلب کیا جب صندوق اسلحہ حاضر کیا گیا امیر باتوقیر نے زرہ داؤدی زیب تن کی خود سر پر رکھا اور قطور سے اور راگے چار آئینہ وغیرہ سے اپنے تن انور کو مزین کر کے بارگاہ سے باہر تشریف لائے سرداروں نے واسطے تسلیم کے سر جھکاے امیر باتوقیر نے ملاحظہ کیا کہ تمام سواران لشکر مسلح و مکمل ہین اور مرکب جنگ سپہر قیطاس زین و لجام سے آراستہ کھڑا ہے حمزہ صاحبقران قریب فرش آکر

پشت مرکب پر سوار ہوئے آواز بسم اللہ الرحمن الرحیم چہار جانب سے بلند ہوئی جلوہ دار نے دامن عبا و قبا کو درست کیا
امیر با توقیر نے مرکب کو مہمیز کیا گھوڑا اطرارے بھرتا ہوا چلا **ابیات** مرکب تھا فلک سیر عجب غیرت خورشید
وا نیتین جو کبھی اسکو توسن ہان کے برابر ہو جائے کبھی مشرق کبھی مغرب دکھلا دے + بجلی سا کبھی گنبد گردان کے برابر جب
امیر نے گھوڑا اپنا بڑھایا لشکر بھی خیل خیل دیل دیل بیرق بیرق جوق جوق چلا سب پلٹنون اور رسالون
مین مردان جنگ آزما کو دیکھتے بھالتے جملہ سردار رسالون اور پلٹنون کو آراستہ کیے جانب میدان کارزار پس پشت
امیر ذیوقار روانہ ہوئے اسوقت وہ نسیم سحر کا چلنا آفتاب کا طلوع ہونا گھوڑون کا الف ہونا اور گرما گرم کسیو نکا چلنا دبدبہ
شہ بھرنا وہ مردمان لشکر کی شان وہ ہر ایک دلاور کی آن بان وہ نقیبون کا خوش الحانی کے ساتھ صدائین بلند کرنا
وہ صحرائے سبزہ زار کی بہار وہ گلہائے خود رو کا کھلنا وہ ہوائے سرد کا چلنا ہر خان خوش الحان کا بولنا
وہ گھوڑ ون کے دوڑنے سے دمبدم زمین کا تھرانا غبار کا بلند ہونا وہ سنانہائے نیزہ کا مثل ستارون کے چمکنا وہ
مثل دریا لشکر کا روانہ ہو کر جانب میدان مصاف جانا لائق دید تھا غرضکہ بعد شان و شوکت **حمزہ صاحبقران** مع لشکر
زادان میدان رزم مین پہونچے دیکھا کہ خسرو ہندوستان **لندھور بن سعدان** میدان مین صف آرا ہے **لندھور** آمد لشکر
امیر با توقیر مستانہ و دلیرانہ دیکھکر متحیر ہوا اور **حمزہ صاحبقران** کو سلام کر کے مزاج پوچھا امیر با توقیر نے بعد جواب سلام
فرمایا کہ الحمد للہ بافضال خدا مزاج میرا درست ہے **حمزہ صاحبقران** **لندھور** سے یہ فرما ہی رہے تھے کہ بیلدار و نے نکلکر پست و بلند
زمین کو ہموار کیا سقون نے ایسا چھڑکاؤ کیا کہ ابر دابر نوبہاری کی طرح ہی گرد و غبار دور ہوا میدان جنگ بخوبی آراستہ ہوا اب
صف آرائی ہوئی میمنہ و میسرہ و قلب و جناح آگے کا ہراول پیچھے کا چنداول ساقہ و طرحگاہ سے فرصت ہوئی اسوقت دونون
لشکرون سے نقیب اور کرکیت نکلے کڑکا کہنے لگے طبل رزمی گرجنے لگے نقیب پکارنے لگے یون نعرے مارنے لگے **بیت** نام رستم کا
سناؤ آج ہو وہ معرکہ + کھاؤ پھل تلوار کا اور بھول سو گھو ڈھال کا ای مردان عالم آج نام کرو میدان شجاعت مین قدم
بہادرانہ رکھو قدم نہ جھکے پیچھے نہ ہٹنے پائے دیکھو امیر با توقیر میدان کا نظارہ کر رہے ہین تمھاری شجاعت و جوانمردی دیکھکر
تمھاری دلیری کی تعریف کرینگے اور خلعت و انعام دینگے تم سب شاد رہو جراءت ہو زندگی اس دنیائے فانی مین چار
روز کی سمجھو دیکھو کیسے کیسے شاہان گیتی ستان اس دنیا مین آئے اور تھوڑی ہی مدت مین سوئے عدم سب چلے گئے اب
ابھی انکا نام و نشان قبر بھی باقی نہین ہے **ابیات** جو تھے مشہور دنیا مین مرد شجاعت مین یکتا و لیری فرد نہ باقی ہین وہ
اور نکا نشان مگر نام انکا ہو ورد زبان + بس ای جوانمرد و زندگی کا کچھ اعتبار نہین ہے یہ وقت ہمت و غیرت ہے میدان
حریف سے مقابلہ کرو اور جوہر تیغ دکھاؤ زخمی کرو زخم کھاؤ خون مین نہاؤ جوانون مین سرخرو ہو دلیرون کی زندگی کا یہی مزہ
ہے حسرت کارزار آج دل مین نہ رکھو اچھی طرح لڑو تاکہ پس مردن آرزوے جنگ دل مین باقی نہ رہجائے انسان کو
لازم ہے کہ آج کے کام کو کل کے اوپر موقوف نہ رکھے کیونکہ **بیت** اجل لگائے ہوئے گھات ہر کسی پر ہے + بہوش باش
کہ عالم روا روی پر ہے کڑکیت لشکر **لندھور** کے کڑک کڑک کے یہ پکارتے تھے کہ لگ آگے چت رہے اور جو لگ پاچھے پت جائے
کاگا ایسے پوت کپوت کا گھور انس نکھائے **نظم**

اس چمن کی ہوا سے بچن و دگر
لالہ رو دل پہ لگئے جب داغ
خاک مین گلرخان جو سوتے ہین
موت سے کسکو رستگاری ہی

آستین زن چراغ عقل ہوئی
تب ہوا لالہ زیب محفل باغ
باغ مین آبشار روتے ہین
آج وہ کل ہماری باری ہے

عاقلان باغ یہ نہین گلشن
خاک جب ہو گئے قد رعنا
نرگسی چشم مین جو فن ہین
جب مٹے صاحبان محفل و رود
صبح کو طائران خوش الحان

جسکو دیکھو وہ ہی پریشان وقت
تب ہوئے سرو خوشنما پیدا
چشم نرگس تجلی پر سوتے ہین
جعفری نے دکھایا جب رخ زرد
پڑہتے ہین کل من علیہا فان

اور دلاوران ہند کو بھی لازم ہے کہ لڑ کے مر جاؤ نام زمانے میں کر جاؤ سا بہادران عرب کا ہے دیکھو قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹے اگر وہ بڑھی تو گھٹے مگر کبھی قبضہ شمشیر ہاتھ سے نہ چھوٹے یہ کہکر نقیب اور گویے جب ہٹ گئے دلاوران دینے پر ڈٹ گئے دلیروں کی صفوں پر سناٹا سا آگیا جو بڑے بڑے بہادر تھے فرط شجاعت سے جھومنے لگے قبضہ شمشیر دبدم چومنے لگے رخ کثرت شجاعت و مردانگی سے سرخ ہوگئے یکایک طبل رزمی بجنے لگے نقارے مانند رعد گرجنے لگے لشکر کے علموں کو علمداروں نے جلوہ دیا ہر ایک علم کا پھریرا کھلا علم فوج آگے بڑھا لندھور فیل میمونہ سے اتر کے شبرنگ ہندی پر سوار اور سب دلاوران ہند سے رخصت ہو کے اپنے لشکر سے یہ نعرہ کرکے نکلا نعرہ

نہنگ بحر رزم آن در صحرائے خون ریزان
شود دم چون بمیدان صف شکن چون شیر غران

چہ پیندہ بیرانم فیل میمون مبارک را
شود چو بمیدان رزم مکمیر رستم دستان

جزیرہ ہائے ہندستان گرفتہ از جوانمردی
بہ پیر پنج گرد صورت لگاد زنگین لرزان

صدائے نعرہ لندھور سے جوانان پر جگر کے دل دہلنے لگے غرض دبدم میدان مصاف میں آیا مرکب کو کاوے پر لگایا سلحشوری اور نیزہ بازی کے ہنر دکھانے لگا جب سراپا پسینے میں تر ہوگیا اور مرکب کو ٹھہرا کر ہواے سرد میدان مصاف کھانے لگا سستانے لگا پسینا خشک کرنے لگا امیر باتوقیر نے سلحشوری لندھور کی تعریف کرکے فرمایا کہ تم گھوڑے پر سوار ہو کے کیوں میدان میں آئے فیل میمونہ ہی پر سوار رہتے اور مقابلہ کرتے لندھور نے کہا کہ آپ مرکب پر سوار تھے مجکو فیل میمونہ پر سوار ہو کر مقابلہ کرنا مناسب نہیں ہے اور خلاف شجاعت و مردانگی ہے لندھور یہ کہکے خاموش ہوا ناگاہ لندھور نے دیکھا کہ اشارہ حمزہ صاحبقران سے تمام سواران لشکر روئی گوشہاے اسپان میں رکھنے لگے علمہائے لشکر جلوہ گری پر آئے لندھور نے متحیر ہو کر پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے کہ سواران فوج اپنے گھوڑوں کے کانوں میں رکھتے ہیں حمزہ صاحبقران نے جواب دیا کہ اے لندھور گوشہاے مرکبان میں روئی رکھنے کا یہ سبب ہے کہ از افضال خداوند عالم میرے نعرے کی آواز جو سنتا ہے کوس تک جاتی ہے زمین تھراتی ہے شیروں کے دل دہل جاتے ہیں گھوڑے بیچارے صدائے نعرہ سنکے ہلاک ہو جاتے ہیں یہ کہکر امیر باتوقیر نے نعرہ کیا نعرہ امیر بکیر فرزند عبد المطلب ام که در میدان مبارز منم جسوقت امیر باتوقیر نے نعرہ کیا لندھور نعرہ امیر باتوقیر سنکے متحیر ہوا کیونکہ زمین تھرانے لگی گھوڑے سواران لشکر کے بھڑکنے لگے دلیران لشکر کے دل دہلنے لگے اکثر سواران لشکر ہندوستان گھوڑوں سے گر پڑے اگر گھوڑے اپنے راکبوں کو زمین پر پٹک کے لشکر سے گھبرا کے نکلنے لگے گھوڑا لندھور کا بھی صدائے نعرہ امیر سے بدلگامی کرنے لگا لیکن لندھور نے مرکب کو سنبھالا الغرض جب امیر مرکب جولان کرکے لندھور کے مقابل ہوئے لندھور مرکب کو بڑھا کر لگا وزن ہوا اسوقت جوانان ہر دو لشکر نے دیکھا کہ تین قدم مرکب لندھور کا اور راستے قدم مرکب حمزہ صاحبقران پیچھے ہٹ گیا لندھور منفعل اور متحیر ہو کر کہنے لگا کہ یہ میرے مرکب کا قصور ہے کہ ہٹ گیا حمزہ صاحبقران نے مسکرا کے فرمایا اب قوت کی کمی و بیشی اچھی طرح معلوم ہو جائیگی لندھور نے کہا آپ وار کیجیے نیزہ جنگ ظاہر ہوا تکرار یہ ہیجے حمزہ صاحبقران نے فرمایا اے لندھور یہ ہمارا قاعدہ اور دستور نہیں ہے کہ پہلے ہم حریف پر وار کریں جب خداوند عالم ہمکو تمہاری ضرب ہائے نیزہ و گرز و شمشیر سے بچا لیگا اسوقت ہم بھی وار کرینگے لندھور یہ تقریر امیر باتوقیر کی سنکے خیال کرنے لگا کہ حمزہ صاحبقران نہایت شجاع و دلیر ہیں مثل اپنا بہادری میں نہیں رکھتے ہیں یہ خیال کرکے لندھور نے نیزہ اٹھایا اور گھوڑے کو بڑھا کر سینہ بے کینہ امیر پر لگایا حمزہ صاحبقران نے سنان نیزہ لندھور کو اپنے نیزے کی سنان پر روکا نیزہ بازی برابر ہونے لگی بیت

ز نیزه دو بازو دو مرد دلیر ✿ تو گوئی که بودند دو نره شیر

بعد ڈیڑھ سو طعن نیزہ کے ایک بند نادر امیر باتوقیر نے باندھکے فرمایا کہ اے لندھور ہوشیار ہو کر اب تمہارے ہاتھ سے نیزہ نکل جائیگا لندھور نے ہنسکر کہا کہ میرے ہاتھ سے نیزہ نکلنا اب مشکل ہے آجتک تو میرے ہاتھ سے کسی نے نیزہ نہیں نکالا ہے ابھی لندھور یہ کہہ رہا تھا

اور حمزہ صاحبقران چند بار جو چنگے سے تھے گھوڑا بڑھایا دست باز و سے لندھور کو صدمہ پہونچایا ہر چند لندھور نے چاہا کہ نیزہ ہاتھ سے نہ نکلے لیکن نیزہ ہاتھ سے لندھور کے نکل گیا مانند ہواے اسان تیر شل تیر شہاب کے نکلی لندھور کی نیزہ آب خجالت مین غرق ہوا اور غضبناک ہو کے گرز گران سر کو اٹھایا حمزہ صاحبقران نے واسطے گرز روکنے کے سپر اٹھائی خواجہ عمرو نے کہا ای حمزہ صاحبقران ہرگز گرز کو سپر پر نہ روکیے کہ گرز نہایت ہی گران ہے امیر باتوقیر نے بموجب کہنے خواجہ عمرو کے وہی گرز اٹھایا لندھور نے گرز گران کو جو گھمایا گردش سے آواز افسوس افسوس کی پیدا ہوئی چرخ گردش اس گرز گرانباری دیکھ ڈر گیا گاؤ زمین گرانباری گرز پر نظر کر کے تھرانے لگی سرداران لشکر حمزہ صاحبقران نے چہرہ متردد ہو نے کہ دیکھیے یہ ضرب گرز گران سر کیونکر رکتی ہے خواجہ عمرو بھی متفکر ہوئے اکثر اہل لشکر واسطے سلامتی امیر باتوقیر کے خداوند قدیر سے برجوع قلب دعا کرنے لگے جب لندھور نے بقوت تمام تر وہ گرز گران سر حمزہ صاحبقران کے سر پر مارا جبتک گرز دور تھا دور تھا جب گرز قریب سر آیا حمزہ صاحبقران نے رکابون مین قدم جما کر اور پشت مرکب سے کسی قدر بلند ہو کے اپنے گرز پر گرز لندھور کا روکا اسوقت ایک ایسی صدا بلند ہوئی کہ جوانان پر دل و دل کے کلیجے کانپنے لگے اکثر آدمیوں کے پردے کانوں کے شق ہو گئے ثابت ہوا کہ دو فیل مست مین باہم ٹکر ہوا وہ ایسی ٹکر اسے غبار زمین سے بلند ہوا حمزہ صاحبقران غبار مین پنہان ہو گئے لندھور نے گرز گران مار کے بے اختیار کہا کہ وہ دارا امیر باتوقیر کا کام تمام کیا یہ کہکر لندھور نے افسوس بھی کیا کہ ناحق مین نے گرز گران کا وار کیا حمزہ صاحبقران کو بیکار ہلاک کیا ایسا شجاع وبہادر اب روے زمین پر پیدا ہو گا یہ خیال کر کے لندھور نے سرداران لشکر حمزہ صاحبقران اور خواجہ سے کہا کہ ذرا حمزہ صاحبقران کو دیکھو یا زندہ ہین کہ ہلاک ہو گئے افسوس مجھے بڑی نادانی ہوئی کہ مین نے حمزہ صاحبقران کے سر پر گرز لگایا سرداران امیر باتوقیر اور خواجہ عمرو متفکر اور متردد تو تھے جلد تر خواجہ نے اس غبار مین جا کر پانی سے غبار کو دفع کیا دیکھا کہ گھوڑا حمزہ صاحبقران کا گھٹنوں تک زمین مین غرق ہے آنکھین امیر باتوقیر کی بند ہین گرز دونوں ہاتھوں مین ہے دونوں ہاتھ مانند ستون بنا ہے فولادی کے بلند ہین پیشانی پر عرق ہے ایک تسمہ رکاب کا ٹوٹ گیا ہے مرکب بھی ہمہ تن عرق مین تر ہے خواجہ عمرو نے یہ حال حمزہ صاحبقران کا دیکھ کر نہایت بیتاب و بیقرار ہو کے اسطرح پوچھا کہ ای حمزہ صاحبقران اسوقت مزاج آپ کا کیسا ہے آنکھین کھولیے حال مزاج بیان کیجے دل مضطر کو میرے کچھ گفتگو کر کے تسکین دیجیے ہر چند خواجہ عمرو نے حمزہ صاحبقران سے عرض کیا لیکن حمزہ صاحبقران نے اس عالم کو مین کچھ جواب نہ دیا اور آنکھین نہ کھولین خواجہ عمرو یہ حال دیکھکر اور زیادہ بیقرار اور بیتاب ہوئے اور جلد تر تھوڑے سے پانی سے چہرہ امیر پر چھینٹا دیا حمزہ صاحبقران نے فی الفور آنکھین کھولین اسوقت خواجہ عمرو کے حواس درست ہوئے دل کو قرار حاصل ہوا صد مہ غم دل سے دور ہوا آہستہ امیر باتوقیر سے پوچھا مزاج عالی کیسا ہے حمزہ صاحبقران نے آہستہ فرمایا ای خواجہ عمرو اسوقت اپنے مزاج کی کیا کیفیت مفصل بیان کرون لائق بیان نہین لیکن مختصر یہ ہے کہ گرز اس زور سے لندھور نے لگایا ہے کہ میرا دل جانتا ہے گرز لندھور نے کیا لگایا گویا پہاڑ مجھپر بیت پڑا اگر خداوند عالم مجکو نہ بچاتا اور بازو و بند عنایت کیا ہوا حضرت آدم علیہ السلام کا میرے بازو پر بندھا نہوتا تو ای خواجہ عمرو مین ضرور ہلاک ہو جاتا کبھی گرز لندھور کا روک سکتا تھا اکثر پہلوانون سے مقابلہ کیا لیکن جیسا صاحب قوت لندھور کو پایا کسی پہلوان کو ایسا قوی نہین دیکھا ای خواجہ اگر خدا اپنا فضل کرے اور لندھور مطیع ہو تو مین اسکو ضرور اپنا جانشین کرون خواجہ عمرو نے عرض کیا ای امیر باتوقیر فی الحقیقت آپ بجا اور درست فرماتے ہین لندھور نہایت ہی بہادر اور صاحب قوت ہے اور بہت ہے آپ پر گرز لگا کے

افسوس کر رہا ہی اور کہتا ہی کہ مین نے نہایت نادانی کی کہ سر حمزہ صاحبقران پر گرز لگایا اب آپ کو مناسب ہی کہ اس
گھوڑے کو جو گھٹنون تک زمین مین دھنس گیا ہی جلد نکالیے اور روبرو لندھور کے جائیے تاکہ وہ آپکو دیکھکر خوش ہو
اسکو یقین ہی کہ دشمان امیر ہلاک ہوگئے اسوجہ سے وہ غمگین ہی اور افسوس بار بار کرتا ہی اور اپنی خطا یعنی گرز لگانے
پر نادم اور منفعل ہی اور جملہ سرداران لشکر اسلام بھی بیتاب و بیقرار ہین ہر چند کہ مین نے پانی بہت چھڑکا ہی اور غبار کا دفع
کیا ہی لیکن اب بھی آپ غبار مین پوشیدہ ہین امیر با توقیر نے خواجہ عمرو کی تقریر سنکے اس غبار سے اپنے مرکب کو تازیانہ لگا کر
نکالا مرکب خنگ سیہ قیطاس گویا ایک طبقہ زمین لیکر اس مقام سے نکلا اسوقت غبار عظیم بلند ہوا بعد دفع ہونے
غبار کے جب لندھور نے حمزہ صاحبقران کو صحیح و سالم دیکھا خوش ہوا کیونکہ لندھور دلاور ہی اور دلاور کی دلاور کو
قدر ہوتی ہی اور بہادر کو بہادر سے الفت اور محبت ہوتی ہی جب حمزہ صاحبقران اس غبار سے نکلے اسوقت امیر
با توقیر نے قوت و بہادری لندھور کی تعریف کی لندھور نے کہا اب مین چاہتا ہون کہ آپ بھی گرز لگا کے قوت
طاقت اپنی مجکو دکھائے حمزہ صاحبقران نے رکاب شکستہ کو درست کر کے اور گرز گران سر اٹھا کے اور گھما کے
دو دستی بقوت و طاقت سر لندھور پر مارا لندھور نے بھی گرز امیر کو اپنے گرز پر روکا تراقا ایسا ہوا کہ برق بھی کبھی
اس زور و شور سے نہ گری ہوگی اور کبھی رعد نے بھی اسطرح صدا بلند کی ہوگی اور کبھی دو پہاڑ بھی اسطرح نہ ٹکرانے
ہونگے اسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ لندھور گرد و غبار مین پوشیدہ ہوگیا بہت سے سوار لشکر لندھور کے گرز پر گرز پڑنے
کی صدا سے اسطرح ڈرے اور گھبرائے کہ گھوڑون سے زمین پر گر پڑے اکثر سوارون کے کان کے پردے پھٹ گئے بہت
سے گھوڑے سوارون کی رانون سے اس صدا کو سنکے نکل گئے لشکر مین ایک ہلچل پڑ گئی زمین میدان رزم کو غش ہوئی
قیامت آگئی رستم کا جگر لہو مین تھرانے لگا چرند و پرند حوالی میدان رزم سے بسبب خوف کے نہایت بدحواس ہو کے
اڑ سے اور بھاگے پیر فلک نے خائف ہو کر سپر آفتاب اپنے چہرے کی پناہ کے واسطے بلند کی جب یہ حال شہپال
ہندی نے دیکھا لندھور نے دیکھا بیتاب ہو کے تخت سے اٹھا اور خود بیتابانہ اس غبار مین گیا اور مردمان لشکر نے اس
غبار کو پانی چھڑک کر کچھ دفع کیا کچھ ہوا نے اس غبار کو دور کیا حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو سے فرمایا ای خواجہ تم بھی
جاؤ دیکھو لندھور کا کیا حال ہی خواجہ عمرو فوراً روانہ ہوئے اور لندھور کے پاس پہونچے دیکھا کہ لندھور کی آنکھین
بند ہین رخ و سر پر غبار ہی چہرہ متغیر سراپا عرق مین تر ہی گرز گران دونون ہاتھون سے پکڑے ہوئے ہی ہر ایک ہاتھ
مانند ستون آہنی کے بلند ہی ابرون پر شکن نمودار ہی گھوڑا تا سینہ زمین مین دھنس گیا ہی دونون رکابین ٹوٹ گئی ہین
تسمے رکابون کے مثل تار عنکبوت ٹوٹ گئے ہین شبرنگ ہندی کی عجب کیفیت ہی سراپا عرق مین تر ہی بند
بند اس مرکب کا کانپ رہا ہی زبان منہ سے باہر نکلی ہوئی ہی مثل بھینسے کے ہانپ رہا ہی آنکھین دونون رخ اسکی ہین
دہن مین کف ہی جب خواجہ عمرو حال لندھور اور مرکب کی کیفیت دیکھ چکے شہپال ہندی سے کہنے لگے لندھور
کو آواز دو شہپال ہندی لندھور کو اسطرح پکارنے لگا کہ ای فرزند جلد آنکھین کھول منہ سے بول میرا دل بیقرار ہی
کہ ضرب گرز حمزہ صاحبقران سے کہان کہان صدمہ پہونچا ہی صدر و ساعد و پر تو ضرب گرز سے محفوظ ہین شہپال
نے ہر چند لندھور کو پکارا اور پوچھا لیکن لندھور نے آنکھین نہ کھولین اور کچھ بات نہ کی دوبارہ شہپال ہندی نے
اشکبار ہو کے پوچھا ای فرزند ارجمند اسوقت تمہارے مزاج کی کیا کیفیت ہی آنکھین نہین کھولتے اور منہ سے کیون نہین
بولتے کیا بولا نہین جاتا دل و جگر کو کیا کچھ صدمہ پہونچا ہی اب بھی لندھور نے آنکھین نہ کھولین اور اپنے چچا سے
کچھ کلام نہ کیا تیسری مرتبہ شہپال ہندی گریہ و زاری و نالہ و بیقراری لندھور سے لپٹ گیا اور کہنے لگا کہ ای نور نظر

وائے پارۂ جگر اگر زندہ ہو تو جلد ہوش آؤ آنکھین کھولو دیکھو تمہارے چچا سردار اشکبار ہین سب لشکری رو رہے ہین اشکون نے منہ دھو رہے ہین لشکر مین تلاطم ہے میرا دل بیتاب و بیقرار ہے شہپال ہندی تو ادھر لندھور کو پکار رہا تھا اور رو رہا تھا اسطرف حمزۂ صاحبقران خالق انس و جان سے واسطے سلامتی لندھور کے دعا کر رہے تھے اور یہ خیال کر رہے تھے کہ اب تک لندھور ہوشیار نہین ہوا نہین معلوم کیسا ہے حمزۂ صاحبقران تو ادھر دعا کر رہے ہین اور خیالات انواع و اقسام کے کر رہے ہین لیکن اب حال لندھور کا سنیے کہ جب شہپال ہندی کے کئی بار پکارنے سے لندھور نے آواز ہندی اسوقت خواجہ عمرو نے شہپال ہندی سے کہا کہ لندھور کے منہ پر پانی کا چھینٹا دو تاکہ جلد لندھور کو ہوش آجاوے اور آنکھین کھولدے شہپال ہندی نے بموجب کہنے خواجہ کے لندھور کے منہ پر پانی کا چھینٹا مارا لندھور نے گھبرا کر آنکھین کھولدین دیکھا کہ شہپال ہندی چچا میرے اشکبار ہین خواجہ عمرو پاس میرے کھڑے ہوئے ہین جملہ سرداران فوج بھی گرد میرے جمع ہین لشکر مین ہر ایک سوار و پیادہ بیقرار و اشکبار ہے سپاہ مین تلاطم عظیم ہے گھوڑا تا سینہ زمین مین دھنس گیا ہے حال گھوڑے کا اچھا نہین ہے لندھور تو اپنے چچا اور جملہ اہل لشکر پر نظر کر رہا تھا اور اپنے گھوڑے کو دیکھ رہا تھا کہ شہپال ہندی نے لندھور سے پوچھا کہ اے فرزند کہو تمہارا مزاج کیسا ہے مین نے تمکو کئی مرتبہ پکارا لیکن تمنے آواز نہ دی مین بہت بیتاب و بیقرار تھا اب تمہارے ہوشیار ہونے سے مجکو خوشی حاصل ہوئی دل بیتاب کو قرار آیا لندھور نے باواز ضعیف اپنے چچا سے کہا کہ مین کیفیت اپنے دل کی کیا کہون اور حال ضرب گرز امیر باتوقیر کیا بیان کرون سچ تو یہ ہے کہ دنیا مین مثل و نظیر حمزۂ صاحبقران کا نہین ہے قوت و شجاعت مین وہ یکتائے عصر و حید زمانہ ہین ہر چند مین نے انکے گرز کو اپنے گرز پر روکا اور ہلاک نہین ہوا لیکن دست و بازو مین درد ہونے لگا اگر چہ ابھی میرے گرز پر گرا تو ایسا صدمہ میرے دست و بازو کو نہ پہونچا جیسا کہ گرز اب کا حمزۂ صاحبقران سے میرے دست و بازو کو صدمہ پہونچا مین حمزۂ صاحبقران کو ایسا شجاع و قوی نہ جانتا تھا حقیقت مین وہ شجاعان جہان سے بہتر ہین لندھور نے یہ کہکر اپنے مرکب کو تازیانہ مار کر زمین سے نکالا اکثر راوی تو کہتے ہین کہ مرکب لندھور کا مر گیا اور بعضے راوی کہتے ہین کہ زندہ رہا غرض جب لندھور نے اپنے اسپ خوش رفتار کو زمین سے نکالا حمزۂ صاحبقران کے زور و قوت کی باواز بلند تعریف کی اور حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ آپ کا شجاعت و جوانمردی مین کوئی ہمسر روے زمین پر نہین ہے جسطرح کہ حمزۂ صاحبقران نے لندھور کی قوت و شجاعت کی تعریف کی تھی اسیطرح سے لندھور نے بھی حمزۂ صاحبقران کے زور و بہادری کی ثنا کی پھر لندھور نے اسی مرکب پر یا دوسرے اسپ تیز رفتار پر سوار ہو کے گرز گران سر حمزۂ صاحبقران کے سر پر مارا حمزۂ صاحبقران نے اسی طرح اپنے گرز پر روکا پھر حمزۂ صاحبقران نے گرز مارا اور لندھور نے اپنے گرز پر گرز امیر کا روکا اسی طرح کئی مرتبہ لندھور نے گرز مارا اور حمزۂ صاحبقران نے روکا اور امیر باتوقیر نے گرز مارا لندھور نے اپنے گرز پر روکا آخر لندھور نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اب گرز سے باہم لڑنا بیفائدہ ہے اور تلوار سے لڑنا بھی اچھا نہین ہے کیونکہ تلوار کا کام کاٹنا ہے نہین معلوم تلوار کی لڑائی کا انجام کیا ہو میرے نزدیک مناسب ہے کہ اب ہم اور آپ کشتی لڑین اور باہم زور آزمائی کرین حمزۂ صاحبقران نے فرمایا مین ہر طرح موجود ہون اگر تمہارا دل چاہتا ہے تو کشتی لڑو مین کشتی لڑنے مین تمسے زیادہ ہون لندھور نے یہ سنکر اور گرز کو اپنے برج کے خانے پر حمزۂ صاحبقران کے ہاتھ رکھا حمزۂ صاحبقران نے بھی ہاں الغرض گریبان لندھور مین ہاتھ ڈالا اور دونون زور آزمائی کرنے لگے جب دونون مرکب ہانپنے لگے اور گھوڑا لندھور کا زمین پر بیٹھنے لگا اسوقت تو خلائق چلائے کہ اے بہادرو اگر کشتی لڑنا ہے تو گھوڑون سے اتر کر زور آزمائی کرو گھوڑے بیچارے بیزبان ہلاک ہوئے

جاتے ہیں لندھور اور حمزہ صاحبقران گفتگو سے شاطران تھکے مرکبوں سے اُترے اور سلاح تن سے اُتار کے آمادہ کشتی
لڑنے پر ہوئے اُسوقت بحکم صاحبقران زمان اور لندھور بن سعدان جلد جلد اکھاڑے کی درستی کرنے لگے زمین
گھٹنوں تک نرم اور ملائم ہوئی تمام اکھاڑا اچھی صاف اور درست ہو گیا اکھاڑے پر خیمہ نفیس برائے دفع تمازت
آفتاب استادہ کیا گیا اور برابر اکھاڑے کے بہت سے خیمے استادہ ہوئے فرش خیموں میں بچھایا گیا کرسیاں رکھی گئیں
دنگل واسطے سرداروں کے بچھائے گئے لشکری کمریں کھول کے اور زین پوش گرد اکھاڑے کے بچھا بچھا کے بیٹھے سرداران
نامی دنگلوں اور کرسیوں پر بحکم لندھور اور حمزہ صاحبقران بیٹھے مردمان شہر کو جو خبر ہوئی کہ خود صاحبقران اور لندھور
بن سعدان سے میدان مصاف میں کشتی ہوگی شہر خاص شہر اور اہل حرفہ باشتیاق تمام شہر سے گروہ گروہ جوق جوق
چلے پہلوانان ہند بھی مع اپنے شاگردوں کے اپنے اپنے مکانوں سے چلے اور بعجلت تمام راہ طے کر کے میدان رزم میں
پہونچے پہلے میدان رزم میں کثرت مردمان ہر دو لشکر سے جگہ نہ تھی اب ہزاروں تماشائیوں اور اہل حرفہ سے اور
زیادہ کشمکش ہوئی کوسوں تک آدمی ہی آدمی دکھائی دیتے تھے سیکڑوں آدمی بڑے بڑے درختوں پر چڑھ گئے تھے کہ
درختوں پر سے خوب کشتی نظر آئیگی جو لوگ زمین پر بیٹھے تھے درختوں میں آدمیوں کے چہروں اور سروں کو دیکھ کر کہتے تھے
کہ دیکھیے طرفہ بہار ہے قدرت باغبان گلشن جہان ظاہر و آشکار ہے ان درختوں میں پھل بصورت انسان نظر آتے
ہیں اکثر مردم ان اشخاص کو درختوں پر دیکھ کر مسکراتے بعضے بے اختیار قہقہے مار ہنستے تھے پھبتیاں اُڑا رہے تھے قریب
اکھاڑے کے بازار بھی آراستہ تھے دکاندار ہر قسم کی اشیا لیے ہوئے بیٹھے تھے کسی جگہ بزاز تھان گلبدن اور اطلس
وغیرہ کے سجائے دکان لگائے ہوئے بیٹھے تھے اُنکے پاس دہ دہ تھان عمدہ اور نفیس کپڑوں کے تھے کہ جو گلبدن کے
تن نازک و نرم سے بھی ملائم اور بیش زیادہ تھے معشوقان بیدار دل آن بزازوں کے پارچہ کمخواب کو دیکھ کر کف
افسوس تہیدستی سے مل کے اکثر کہتے تھے کہ بغیر اس کپڑے کے لیے ہوئے ہماری آنکھوں کو ٹھنڈک نہیں ہو سکتی ہے
کسی طرف حلوائی عمدہ اور لذیذ مٹھائی پیتل کے تھالوں میں رکھے ہوئے بیٹھے تھے کوئی حلوائی پکارتا تھا فرہ قند کی
امرتیوں میں کوئی خوانچہ سر پر رکھے ہوئے کہتا تھا کیا عمدہ قند کی برفی ہے کسی کے پاس امرتیاں گرم گرم تازی ایسی پیچدار
تھیں کہ دل خریدار کو اپنے حلاوت و ذائقہ سے پیچ میں لاتی تھیں اور شیرین اسدرجہ تھیں کہ شیریں لب بھی جنکی شیرینی
کے سامنے لب بند ہوئے جاتے تھے ایک طرف کنجڑین جوان جوان خوبصورت خوبصورت رنگین دوپٹے اوڑھے
ہوئے لنگے قیمت میں مہنگے نئے نئے پہنے ہوئے ٹوکریوں میں کولے نارنگیاں سیب وناشپاتیاں امرود وغیرہ لیے
ہوئے بناز و ادا و انداز دستگار رہے ہوئے بیٹھی تھیں کوئی اُنمیں پکار کے کہتی تھی فرہ انگور کابلی رنگتروں میں کوئی کنجڑن
سنگترے لیے بیٹھی تھی اور پکار کے کہتی تھی یہ رنگترے لگائے ڈبل پیسے پیسے کنجڑین سہ پارہ بیٹھی تھیں اور بناز و ادا اُسکو ایسی
تھیں بلبیت سدا اپنے عاشق سے یوں کہہ رہی ہیں کہ ہے نارپستان و سیب ذقن کسی طرف تنبولیوں کی
دکانیں تھیں جن پر سبز برنشہ بار دم دمبدم لگاتے تھے کسی جانب حکاک نگینہ ساز بصد انداز بیٹھے تھے غرض میلے کے
مانند ہر دوکان پر کچھ نہ کچھ خریداروں کا ہجوم تھا کثرت مردمان از حد تھی گرم بازاری ہو رہی تھی سقے مشکیں پانی سے
بھرے کٹورے بجاتے ہوئے پھر رہے تھے الغرض جب بخوبی اکھاڑہ تیار اور درست ہو چکا لندھور اور حمزہ صاحبقران
دونوں دامن گردان کر اکھاڑے میں اُترے اور کشتی لڑنے لگے قیامت کے زور ہونے لگے دست بدست ہوئی اور
مشت پر مشت کشتی ہونے لگی کبھی لندھور کو حمزہ صاحبقران ریلے تھوڑی دور تک اکھاڑے میں لیجاتے کبھی
لندھور نے سنبھل کر حمزہ صاحبقران کو ریلا کبھی حمزہ صاحبقران نے نگلی دو بہ کبھی لندھور نے توڑ بند باندھا

کبھی حمزۂ صاحبقران نے دکھنی گرہ لگائی کبھی لندھور نے کیلی کی جب شام ہوئی لندھور نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اب شام ہوگئی صبح کو پھر کشتی لڑینگے حمزۂ صاحبقران نے فرمایا کہ اگر شام ہوگئی ہے تو کیا حرج ہے روشنی اسقدر ہوجائیگی کہ شب بھر روز روشن سے ہوجائیگی علاوہ اسکے میرا یہ قاعدہ نہیں ہے کہ شبکو حریف سے دل لڑوں لندھور نے یہ تقریر حمزۂ صاحبقران سنکے اپنا چچا شہپال ہندی سے کہا کہ سامان روشنی کا کیجئے شہپال ہندی نے بقدر سامان روشنی کا کیا ادھر حمزۂ صاحبقران کے حکم سے سرداروں نے سامان روشنی کیا جب بخوبی روشنی ہوچکی اور حمزۂ صاحبقران اور لندھور بن سعدان شیر کا سوں میں پی چکے پھر کشتی ہونے لگی اور پیچ اور توڑ پے درپے ہونے لگے یہانتک کہ وہ شب بھی گذری اور صبح ہوئی دن بھر کشتی باہم ہوئی آخر شام ہوئی پھر روشنی کا انتظام ہوا اور شیر کاسوں میں دونوں پہلوانوں نے پیا اور پھر باہم کشتی لڑنے لگے یہانتک کہ پانچ شب روز برابر کشتی ہوئی پانچویں روز قریب شام لندھور نے حمزۂ صاحبقران سے کہا کہ اب میں آخری زور کرتا ہوں ہوشیار ہوجائے امیر ابو تمیر نے فرمایا میں خبردار اور ہوشیار ہوں لندھور نے ملا اپنا سینہ امیر میں اڑا کر اور دونوں ہاتھ اپنے امیر ابو تمیر کے دونوں شانوں پر رکھکے انتہا زور کیا اور امیر ابو تمیر کو ریل کر اکھاڑے میں لیجا تین قدم تک امیر کو ریل کے لیگیا پھر امیر ابو تمیر نے لنگر اپنا زمین پر قائم کیا اسوقت ہرچند لندھور نے زور کیا لیکن حمزۂ صاحبقران نے اپنی جگہ سے جنبش نہ کی لندھور نے اپنے ہاتھ امیر کے شانوں سے اٹھا کر کہا کہ میں زور کرچکا اب آپ زور کیجئے حمزۂ صاحبقران نے یہ تقریر لندھور کی سنکے اپنا سر سینۂ لندھور سے ملایا اور دونوں شانوں پر لندھور کے ہاتھ رکھکر لندھور کو ریلا ہرچند لندھور نے چاہا کہ میرا لنگر زمین سے نہ اکھڑے لیکن حمزۂ صاحبقران قریب پانچ قدم کے لندھور کو لیگئے لندھور نے پانچ قدم پیچھے ہٹکے اپنا لنگر زمین پر قائم کیا امیر ابو تمیر نے تورہ کمربند فولادی لندھور کا پکڑ کے روز اول زمین سے کسی قدر اٹھایا اور روز دوم زمین سے گھٹنوں تک اور روز سوم کمر تک لندھور کو اٹھایا تھا اور قصد کیا تھا کہ سر سے بلند کرکے زمین پر پٹکیں ناگاہ تورہ کمربند لندھور دست امیر ابو تمیر سے چھوٹ گیا جب لندھور دست امیر ابو تمیر سے چھوٹ کے زمین پر آیا تو زرا کھڑا ہوگیا حیرت نہیں ہوا حمزۂ صاحبقران کو نہایت صدمہ ہوا اور خیال کیا کہ لندھور کو میں سر سے بلند نہ کرسکا اور زیر نہ کرسکا تورۂ کمربند فولادی ٹوٹ گیا لندھور افسوس ہاتھ سے چھوٹ گیا اور میں اسوجہ سے نکو تابہ سر بلند نہ کرسکا اور زیر بخوبی نہ کرسکا اس سبب سے میں اپنے تئیں ہلاک کرتا ہوں لندھور نے عرض کیا اگر تورۂ کمربند فولادی نہ ٹوٹ جاتا تو آپ ضرور مجکو سر تک بلند کرکے زمین پر پٹکتے اور مجکو زیر کر لیتے یہ کہکر لندھور نے خنجر امیر ابو تمیر کے ہاتھ سے نہ منت لیلیا اور کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اور حمزۂ صاحبقران سے کہنے لگا کہ اب میں قلعہ میں جاکر اپنے ہمراہیوں کو مسلمان کرتا ہوں امیر نے لندھور کو اپنے سینے سے لگایا اور فرمایا اے لندھور میں اب تمکو اپنا قوت بازو سمجھتا ہوں یہ فرماکر لندھور کو بخوشی رخصت کیا لندھور اپنے قلعہ میں گیا۔ ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ بعض راویوں کا یہ قول ہے کہ لندھور اور حمزۂ صاحبقران سے ساتھ روز تک برابر کشتی رہی اور ساتویں روز مسلمان ہوا لیکن اس حقیر سراپا تقصیر شیخ تصدق حسین نے اساتذۂ باکمال کی زبانی اسطرح سنا ہے کہ پانچ شب و روز لندھور اور حمزۂ صاحبقران میں کشتی ہوئی اور پانچویں روز لندھور مسلمان ہوا لندھور تو اپنے قلعہ کی جانب روانہ ہوا اور امیر ابو تمیر نے چاہا کہ بارگاہ شاہی کو وہاں سے پھریں کہ یکایک جانب صحرا سے ایک گرد نمودار ہوئی امیر ابو تمیر متحیر ہوکے دیکھنے لگے کہ یہ گرد کیسی نمودار ہوئی کہ دفعتہً دامن گرد چاک ہوا اور ایک تقابراس گرد سے پیدا

ہوا اور امیر یا توقیر کو آکر بعد ادب مجرا کیا امیر کشور گیر نے متحیر ہو کر پوچھا کہ ای شخص تو کون ہے اور کہاں سے آیا ہے اور یہاں آنے کی کیا وجہ ہوئی یہ سنکر اُس نقابدار نے دست بستہ عرض کیا کہ حضور یہ غلام ملکہ مہر نگار کا خدمتگار ہے اور ایک نامہ اور یہ شیشہ شراب کا ملکہ نے خدمت حضور میں بھیجا ہے وہ لیکر آیا ہوں امیر نے کہا اچھا لاؤ یہ سنکر اُس نقابدار نے وہ نامہ اور شیشہ شراب کا امیر با توقیر کے حوالے کیا اور آپ جسطرف سے آیا تھا اودھر ہی کو روانہ ہو گیا امیر نے لفافہ اُس نامہ کا چاک کر کے جو پڑھا تو لکھا تھا کہ ای امیر با توقیر اللہ اللہ آپ بے مروتی اور بیوفائی کریں سخت تعجب ہے اللہ اللہ آپ اس زخم خوردہ شمشیر فراق کو اسقدر جلد فراموش کر گئے کہ پلٹ کر خبر تک نہ لی ہم تو دن رات آپکے فراق میں بیقرار ہوں اور آپ ہماری جانب سے اسطرح غافل ہو کر اپنے امور میں سرشار ہوں مگر خیر یہ بھی ایک گردش فلک ہے کہ آپنے ہماری یاد اپنے دل محبت منزل سے یوں سہو محو کر دی لیکن آپ کی یاد ہمارے دل میں اسی طرح ہے جیسے چاہیے پر ہیں پوچھیں اور چاہیے نہ پوچھیں ای محبوب جانی اور ای یار جانی اب تو آنکھیں میری انتظار کرتے کرتے سفید ہو گئیں اب میری یہ حالت ہے کہ مصرع جب کوئی بولا صدا کانوں میں آئی آپ کی + اپنے فراق میں اب نہ تڑپایئے اور بہرِ خدا و رسول ایک نظر صورت اپنی دکھا جایئے ورنہ ایک نہ ایک دن ہم تو یونہی تڑپ تڑپ کے ہلاک ہو جائینگے اور آپ کے دیکھنے کی آرزو اور حسرت دل پر ندر دمیں لیجائینگے شعر آنا ہو تو جلد آؤ بس اب کیوں دیر کرتے ہو + عدم کو کوچ ہے اپنا اجل لینے کو آئی ہے - ای امیر کشور گیر اب ہر مرتبہ دل میں یہ خیال آتا ہے - مخمس

فریاد سے کر زلزلہ عالم میں وہ برپا | جو اہل زمین اہل فلک ہوں تہ و بالا | کیا فائدہ اب ضبط سے دم لب پہ ہے پہنچا
اس بت کو خبر ہو کہ نہ ہو اس سے غرض کیا | ای نالۂ دل عرش معلی کو ہلا لے

اور حقیقت حال تو یہ ہے کہ مخمس

ہیں ابر بہاری سے سوا دیدۂ خونبار | مثل گل تر سبز ہوئے خشک خس و خار | شبنم کی طرح اشک کی ریزش نہیں بیکار
جب یاد کیا ہے تجھے ای غیرت گلزار | بھر بھر دئیے ہیں آنسو سے باغ میں تھالے
چھلکا ہے مرا داغ جنون سے بدن ایسا | جل جائے اگر تن سے لگے دامن صحرا | ہر گام پہ اب گرم روی کا ہے یہ نقشا
تیزاب کا شیشہ ہے ہر اک آبلۂ پا | جنگل میں لگے آگ جو یہ پھوٹیں پھپھولے
دوری نے تری شعلہ رخ کی ستم آرا | جو حال کیا ہے وہ بیاں ہو نہیں سکتا | یہ ظاہر و باطن کا بنا یا مرا نقشا
ہر آبلہ ہے سوز محبت سے سراپا | دیکھے تو کلیجے کے دکھاؤں تجھے چھالے

ای امیر با توقیر یہ شیشہ شراب عشق کا بڑی تلاش سے میرے ہاتھ لگا تھا سو خدمت عالی میں خدمتگار با اعتبار کے ہاتھ ارسال خدمت کرتی ہوں مصرع گر قبول افتد زہے عز و شرف - یہ نامہ پڑھکر امیر با توقیر بہت مسرور ہوئے اور اس وقت یاد محبوب میں بیتاب ہو کر وہ شیشہ منہ سے لگا لیا کوئی دو ہی گھونٹ حلق کے نیچے اترنے پائے تھے کہ امیر با توقیر کو اچھو ہو گیا اور نہایت بیتاب ہوئے ڈکرے کے ڈکرے خون کے منہ سے گرنے لگے سرداران لشکر جو ہاں موجود تھے امیر کو بارگاہ میں اٹھا لائے پلنگ پر لٹا یا کہ اتنے میں خواجہ عمرو خبر لیند ھور کی لینے گئے تھے وہ بھی آگئے حال پر اختلال امیر کشور گیر دیکھکر نہایت مضطر ہوئے اور حقیقت حال کے مستفسر ہوئے عادی نے کہا کہ خواجہ اور تو کچھ ہمیں نہیں معلوم مگر ہاں اتنا جانتے ہیں کہ ایک نقابدار کو نامہ اور شیشہ لئے دیکھا تھا کہ وہ نامہ اور شیشہ دیتے ہی جدھر سے آیا ادھر ہی کو چلا گیا اور امیر اُس نامہ کو پڑھکر بہت ہی خوش ہوئے اور شیشہ منہ سے لگا لیا شاید کوئی دو گھونٹ حلق کے نیچے اترے ہونگے کہ اچھو ہو گیا اور کلیاں کی

کلیان ٹکڑے ٹکڑے خون کے منہ سے گرنے لگے بلوگ وہان سے بارگاہ مین اٹھا لائے اور جیب سے ایک حیرت سے
کہ خداوندا یہ کیا معرکہ ہوا اور اُس شیشے مین کیا آفت تھی عمرو نے کہا کہ وہ نامہ تو لاؤ کہان ہے لوگون نے وہ نامہ عمرو کو
لادیا عمرو نے جو اُس نامہ کو پڑھا پہچان گیا کہ یہ فعل گستہم زرین کفش کا ہے اور نہایت فکرمند ہوا آخرکار بعد تردد بسیار
قلمدوات اور قرطاس اٹھا کر ایک نامہ جانب حمزہ صاحبقران لندھور کو بدین مضمون تحریر کیا کہ اے لندھور تجھے
یہ امر بہت مستبعد تھا کہ تو جا کر بیٹھ رہا اور پلٹ کے کروٹ تک نہ لی الغرض بہتر یہ ہے کہ تو اس نامے کے دیکھتے ہی دست
باندھکر حاضر حضور ہو کیلئے کہ ہر چند مین عمرو سے کہ رہا ہون کہ لندھور دائرہ اسلام مین آگیا لیکن وہ قبول نہین
کرتا دیکھ خبردار اس تھوڑی تحریر کو بہت بڑی تاکید جاننا اور ایک لمحہ توقف نکرنا ورنہ تو عتاب صاحبقرانی کا مستحق
ہوگا اور اپنے دیارون کو چھینیگا جب یہ نامہ لکھ چکا تو مہر حمزہ صاحبقران مدظلہ الرحمن کی ثبت کرکے سرہنگ
کے حوالہ کیا سرہنگ بھی اس نامہ کو لیکر جلد جلد راہ طے کر کے شہر سراندیپ مین پہونچا اور لندھور سے ملاقات
کرکے وہ نامہ لندھور کو دیا لندھور نے پہلے تو اُس نامہ کو بوسہ دیا بعد اسکے اپنی آنکھون سے لگایا سر پر رکھا
پھر اُس نامے کو کھولکر پڑھا بعد تفہیم مطالب اسیوقت سوار ہوکے بارگاہ امیر باتوقیر کی راہ لی اُدھر سے تو لندھور چلا
اور ادھر سے مارے گھبراہٹ کے عمرو بھی روانہ ہوا راہ مین لندھور اور عمرو سے سامنا ہوا عمرو نے یہ عیاری اُسے بیہوش
کرکے نذر زنبیل کیا اور پا شاطر مارتے ہوئے داخل بارگاہ امیر ہوئے سبکو تشفی اور دلاسا دیا اور کہا کہ مت
گھبراؤ امیر کو صحت ہوئی جاتی ہے مین ابھی جا کر کسی حکیم کو لاتا ہون یہ کہکر بہت جلد جلد پائے شاطر مارتا ہوا
جزیرۂ ہمیشہ بہار مین حکیم اقلیمون کی خدمت مین روانہ ہوا اور ایک چار گھڑی مین جزیرۂ ہمیشہ بہار مین پہونچکر
حکیم اقلیمون کو بیہوش کرکے نذر زنبیل کیا بعد اسکے کل ضروری باتین اور دوائین بھی اٹھا کر نذر زنبیل کین اور بارگاہ امیر
واپس آیا بعد تھوڑی دیر کے بارگاہ امیر مین پہونچ گیا عادی نے کہا کہ اے عمرو حکیم کو لایا یا نہین عمرو نے کہا کہ بھلا یہ بھی
ممکن تھا کہ مین حکیم کو نہ لاتا یہ کہکر حکیم کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا حکیم نے جو اپنے کو بارگاہ امیر مین پایا حلقہ سرگردان کیا
نہایت متحیر ہو کر دیکھنے لگا کہ ہائین یہ مین کہان سے کہان آگیا اور ایک ایک سے متحیر ہو کر پوچھنے لگا کہ مجھکو کون
میرے مکان سے اٹھا لایا عمرو نے کہا کہ حکیم صاحب متردد نہوجئے گھبرائیے نہین مین آپکو اٹھا لایا ہون اگر مین آپ سے
بظاہر کہتا کہ میرے ساتھ چلئے تو شاید آپ عذر کرتے اسلئے مین آپکی کنیز ہمیشہ بہار کی صورت بنکر کھانا لیکے آپ
کی خدمت مین آیا اور آپکو کھانا کھلا کر پانی مین ایک تھوڑی سی بیہوشی ملا کر آپ کو پلا دیا جب آپ بیہوش
ہوگئے تو آپ کو اٹھا لایا حکیم صاحب نے کہا کہ آخر میرے لانے کی کیا وجہ ہے عمرو نے کہا
حکیم صاحب بات یہ ہے کہ حضرت امیر حمزہ صاحبقران عالیشان کو شراب مین زہر ملا کر دیدیا گیا ہے اور تب
سے آجتک امیر کو برابر خون کی قے آرہی ہے ہم لوگ نہایت پریشان ہیں کہ کیا کرین اور یہ خون کیونکر بند ہو اسلئے
مین آپکو جا کر لے آیا مہربانی فرما کر اب آپ امیر کا معالجہ فرمائین کیا عجب ہے کہ حق سبحانہ تعالیٰ آپکے ہاتھ سے
امیر کو شفا دے یہ سنکر حکیم صاحب نے کہا کہ اے عمرو خیر اب تو تم مجھکو اٹھا ہی لائے مین ہر طرح علاج کرنے کو
مستعد ہون مگر یہ بتاؤ کہ مین کس بوتے پر علاج کرون نہ یہان میرے پاس کتابین نہ دوائین عمرو نے کہا کہ آپ گھبراتے
کیون ہین مین آپکی کتابین بھی لیتا آیا ہون اور دوائین بھی لایا ہون حکیم صاحب نے کہا کہ لاؤ دیکھون تو کون کون
دوائین لائے ہو اور کون کون کتابین لائے ہو یہ سنکر عمرو نے ساتھ کتابین اور ساتھ مرتبان دواؤن کے اور ایک
صندوقچہ مرکب دواؤن نکال کر دیا حکیم صاحب بہت خوش ہوئے کہ اے عمرو شاباش مرحبا مجھکو اس مطلب مین

یہ دھیان رہا کہ کتابیں اور دوائیں جو تمسے لائی گئیں لیتے آئے عمرو نے کہا کہ حضور میں تو یہ جانتا ہی تھا کہ ایکدن کتابون
اور دواؤن کی ضرورت ہوگی اس لحاظ سے جو کتابیں اور دوائیں میرے سامنے تھیں وہ سب اٹھا لایا یہ سنکر حکیم صاحب
اٹھے اور امیر کی نبض ملاحظہ فرمائی اور کہا کہ ہان بیشک امیر کو شراب میں زہر ملا کر دیا گیا ہے اچھا عمرو دیکھو تو ان
دواؤن کے صندوقچے زہر مہرہ خطائی اصلی ہے عمرو نے صندوقچہ کھولکر دیکھا اور حکیم صاحب سے کہا کہ حضور زہر مہرہ تو نہیں ہے
حکیم صاحب نے کہا کہ پھر کیا ہو بغیر زہر مہرہ کے علاج ناممکن ہے اور نسخہ ناقص اے عمرو جلد جا بن پڑے زہر مہرہ ڈھونڈ کر لاؤ
عمرو نے کہا کہ حضور میں کہان سے لاؤن جہان سے فرماؤ وہان سے لاؤن مجھکو تو معلوم نہیں کہ کہان ملیگا حکیم صاحب نے
کہا کہ خزانۂ نوشیروان میں بہت عمدہ زہر مہرہ ہے اگر تم وہان جاؤ تو البتہ ملجائیگا عمرو نے کہا کہ میں ابھی جاتا ہون اور
لاتا ہون یہ کہکر دیوانہ وار جانب مدائن روانہ ہوا ابھی تھوڑی دور چلا ہوگا کہ مقبل سے ملاقات ہوئی اور وہ
عمرو کا سد راہ ہوا اور پوچھا کہ کہان جاتے ہو عمرو نے کہا کہ امیر کو خون کی قے آرہی ہے حکیم اقلیمون نے زہر مہرہ خطائی
تجویز کیا ہے اسی کی تلاش میں مدائن کو جاتا ہون مقبل نے کہا کہ اچھا جاؤ خدا نگہبان ہے مگر اتنا کرنا کہ اگر زید مکی سے ملاقات
ہوجاوے تو میرا سلام کہدینا یہ سنکر عمرو بہت خفا ہوا اور کہا کہ او نادان تونے اتنی بات کہنے کے لیے میرا ہرج کرایا اور
خواہ مخواہ اتنی دیر تک مجھکو روکے کھڑا رہا یہ کہکر جست کرتا ہوا چلا ایک ہی میل کے قریب چلا تھا کہ پھر مقبل نے دوڑ کر راہ
عمرو کی روکی اور کہا کہ اے عمرو ایک ضروری بات کہنا ہے سنتے جاؤ عمرو ٹھہر گیا مقبل نے کہا کہ تم جاتے ہو اگر عمرو بن جارث
سے ملاقات ہوجائے تو میرا سلام کہدینا یہ سنکر عمرو پہلے سے زیادہ برہم ہوا اور کہا کہ تو عجیب طرح کا مخل آدمی ہے کہ
میں اتنی بڑی ضرورت شدید سے جاتا ہون اور تو مجھے خواہ مخواہ روکتا ہے یہ کہکر پھر جست کرتا ہوا روانہ ہوا کوئی
نصف میل تک گیا ہوگا کہ مقبل پھر دوڑ کر سد راہ ہوا اور پکارا کہ اے خواجہ ایک بات اور سنتے جاؤ بس ابکی
مرتبہ کے روکنے میں عمرو نہایت ہی خفا ہوا اور کہا کہ اے مردود تو مجھے روکے ہے یہ کہکر تین تازیانہ مقبل کے رسید کرکے
چوتھی مرتبہ ہاتھ اٹھا ہی تھا کہ مقبل نے ہاتھ جوڑکر کہا کہ خواجہ مجھے مارو نہیں میں نے تمھیں بیکار نہیں روکا تھا بلکہ اسواسطے
روکا تھا کہ جانا تمھارا مدائن میں بیکار ہے میں یہین زہر مہرہ کا نشان تمھیں بتائے دیتا ہون عمرو نے کہا کہ جلد
بتاؤ زہر مہرہ کہان ہے مقبل نے کہا کہ اے خواجہ زہر مہرہ امیر کے بازو میں ہے جاکر نکال لو عمرو نے کہا اے مقبل خدا
یہ کیا بات تھی کہ تونے اتنی دیر کے بعد بتایا اور خواہ مخواہ مجھے پریشان کیا مقبل نے کہا کہ اے خواجہ مصلحت یہی
تھی خواجہ بزرجمہر نے مجھسے یہی کہدیا تھا کہ جبتک تو تین کوڑے نہ کھا لینا اسوقت تک نہ بتانا عمرو نے کہا کہ
خیر یہ بھی عجب بات ہے یہ کہکر خواجہ جانب بارگاہ امیر روانہ ہوئے اور داخل بارگاہ زہر مہرہ امیر کے بازو سے نکالکر حکیم
صاحب کو دیا حکیم صاحب زہر مہرے کو دیکھکر بہت مسرور ہوئے اور کہا کہ واقعی کیا عمدہ زہر مہرہ ہے مگر کھرل تو یہان
موجود نہیں ہے زہر مہرہ کس چیز میں گھسون عمرو نے سنگ سماق کی کھرل اسیوقت زنبیل سے نکال کر دی اور کہا
کہ لیجیے کھرل بھی آپکی لیتا آیا تھا حکیم صاحب نے کہا کہ صد آفرین خواجہ تمھارے دھیان پر یہ کہکر زہر مہرہ گھسکر
اور دوا میں مرکب کرکے امیر کے حلق میں ٹپکایا گئے اس دوا کا حلق کے نیچے اترنا تھا کہ ایک بہت بڑی قے زرد زرد
امیر کو آئی اور اس قے کے آتے ہی امیر نے آنکھیں کھولدین اور ہوش و حواس بالکل درست ہوگئے جتنا زہر تھا
سب نکل گیا اب جو امیر با توقیر غور سے ملاحظہ کرتے ہین تو سب سرداران لشکر امیر کے گرداگرد حلقہ باندھے بیٹھے ہین اور
ایک طرف حکیم صاحب کرسی پر بیٹھے ہین پوچھا کہ یہ کیا معرکہ ہے تم لوگ کیون اسطرح میرے گرد حلقہ کیے بیٹھے ہو عمرو نے کہا کہ حضور
حضور کے دشمنان کو شراب میں زہر ملا کر دیا گیا تھا یہ تابعدار آپکا حکیم اقلیمون کو جزیرہ یونان سے جاکر لایا اور آپکا معالجہ کرایا جب

آنکھ کھولکر دیکھا اور کہا میں تو یاس ہوگئی تھی کہ آپ کے دشمن کا ہیکو زندہ رہینگے فی الواقع خداوند حکیم صاحب کیا علاج
کیا ہے یہ سنکر امیر باتوقیر اٹھ بیٹھے اور حکیم صاحب سے معانقہ کیا اور بہت کچھ انعام اور ایک خلعت گران حکیم صاحب
کو مرحمت فرما کر رخصت کیا اور خود غسل صحت کر کے دربار کیا تمام سرداران دست چپ اور دست راست آکر جمع ہوئے
بطور خوشی کی گذرانے نگین بتصدق اترنے لگے یہان تو صحبت جشن برپا تھی اور ادھر گستہم نے فوج جمع کر کے طبل جنگ
بجوا دیا امیر نے طبل جنگ کی آواز سنکر عمرو سے کہا کہ خواجہ دریافت کرو کہ یہ کیا شور و شغب ہے عمرو اسی وقت بارگاہ
سے باہر آیا اور بعد دریافت حال بارگاہ میں آکر امیر سے بیان کیا کہ حضور گستہم آیا ہے اور اسنے طبل جنگ بجوایا ہے امیر نے
یہ سنکر کہا کہ ای خواجہ تم جا کر اس ملعون سے کہو کہ ای گستہم امیر باتوقیر بہت سخت علیل ہوگئے تھے ابھی اس مرض سے
نجات حاصل ہوئی ہے مگر پورے طور پر توانائی نہین آئی ہے اس سے بہتر یہ ہے کہ تو آج پھر جا جب امیر کو کامل طور پر توانائی
آ جائیگی تو پھر آنا اور طبل جنگ بجوانا یہ سنکر عمرو گیا اور پیام صاحبقران کا گستہم کو پہونچایا گستہم نے کہا کہ اے
عمرو مجھے تیرے کہنے کا ہرگز یقین ہے اگر تو اُس واقعے کو بیان کر دے جو میرے اور امیر کے درمیان میں ایک مرتبہ
ہوا تھا تو میں تیرے کہنے کو یقین لاؤن ورنہ مجھے امیر کی زندگی کی امید نہین ہے یہ سنکر عمرو امیر کے پاس آیا اور جو
کچھ کہ گستہم نے کہا تھا امیر سے بیان کیا امیر نے کہا کہ ای عمرو تو جا کر گستہم سے کہدے کہ تو جس وقت بہرام گرد بن خاقان چین
کو گرفتار کرلایا تھا تو اسوقت مجھسے گلے لپٹ کر تو نے تین روز کیے تھے لیکن تجھسے کچھ نہو سکا تھا مگر جب مین نے تجھپر فدر
کیا تھا تو تیرا گز رعاد ہوگیا تھا یہ سنکر عمرو گستہم کے پاس گیا اور ساری حقیقت بیان کی یہ ماجرا از بان عمرو
سے سنکر گستہم اسقدر شرمندہ ہوا کہ میدان سے بھاگ گیا اور ملک مدائن کی راہ لی جب وہ چلا گیا تو امیر
کو لندھور کا خیال آیا اور عمرو سے کہا کہ خواجہ لندھور تو نہین آیا خواجہ نے کہا کہ حضور مین نے لندھور کو
آپ کی علالت مین بعیاری بیہوش کر کے زنبیل مین ڈال لیا تھا وہ حاضر ہے یہ کہکر لندھور کو زنبیل سے نکالکر
ہوشیار کیا اور تمام ماجرا لندھور سے بیان کیا لندھور نے کہا کہ خواجہ نے مفت بیکار اُسے چھوڑ دیا اگر مین اُس
مقام پر موجود ہوتا تو کبھی گستہم کو نہ چھوڑتا اور ایک ہی ضرب عمود مین اُس ملعون کا کام تمام کرتا بھلا وہ مردود کون
ایسا زبردست تھا کہ بچکے بھاگ جانے کو تم غنیمت سمجھے اول تو پہلے ہی اُسے مار لینا تھا اگر وہ بھاگا بھی تھا
تو تمنے اسکا تعاقب کر کے اُسے مارا ہوتا امیر نے کہا کہ خیر اب دوسری فکر کرو کہ اب مین خدمت نوشیروان
مین جاؤنگا لندھور نے کہا بسم اللہ غلام رکاب سعادت انتساب مین حاضر رہیگا مگر پہلے مین جا کر شہپال کو
رہا کر دون تو پھر حاضر حضور ہو کر ہمراہ رکاب چلونگا امیر باتوقیر نے عرض لندھور کو قبول کیا لندھور نے سراندیپ
مین جا کر شہپال کو قید سے رہا کیا اور وہان سے واپس آکر ہمراہ رکاب سعادت انتساب امیر باتوقیر جانب
مدائن روانہ ہوا اب امیر باتوقیر کو تو راہ مین چھوڑیے اور چالاکی گستہم کی ملاحظہ فرمایئے کہ جب اسنے امیر کو
زہر دیا تھا تو اسی وقت اسنے ایک نامہ بختک بدبخت کو لکھ بھیجا تھا کہ ای بختک آگاہ ہو کہ مین نے امیر حمزہ
صاحبقران کو شراب مین وہ زہر ہلاہل ملا کر دیا ہے کہ اب زندگی حمزہ کی بہت دشوار ہے ای بختک مجھے تو زیست
سے حمزہ کی بالکل ناامیدی ہے جب یہ نامہ گستہم کا بختک کو پہونچا تو یہ بدبخت خوشی خوشی نوشیروان
کے پاس لیگیا اور کہا کہ حضور ملاحظہ فرمایئے یہ نامہ گستہم کا آج ہی میرے پاس آیا ہے نوشیروان نے اُس نامے
کو پڑھکر خواجہ بزرجمہر کو دیا خواجہ نے اس نامے کو پڑھکر بادشاہ سے عرض کیا کہ حضوروالا جو کچھ اسنے نامے مین لکھا ہے
وہ سب صحیح ہے فی الواقع حمزہ صاحبقران کو زہر ہلاہل شراب ملا کر دیا تھا لیکن زندگی اسکی منجانب اللہ

ابھی بہت باقی ہے وہ حکیم اقلیمون کے معالجے سے بالکل صحیح و تندرست ہو گیا اور اب کوئی علالت اسے نہین ہے یہ سنکر نوشیروان خاموش ہو رہا لیکن بختک نے دربار شاہی سے اٹھکر ایک نامہ اولاد بن مرزبان کو خراسان مین بدین مضمون تحریر کیا کہ ای اولاد بن مرزبان آگاہ ہو کہ گستہم نے امیر حمزہ صاحبقران کو زہر سے ہلاک کیا تو دیکھتے ہی اس نامے کے اپنے کو جلد تر یہان پہونچا کہ مین تجھے ملکہ مہرنگار کو دلوا دونگا اور مہر اپنی ثبت کر کے اپنے عیار ماماں بن نعمان کے ہاتھ روانہ کیا ماماں جلد جلد راہ دشت و جبل طی کر کے قلعۂ خراسان مین پہونچا اور وہ نامہ اولاد بن مرزبان کے حوالے کیا اولاد بن مرزبان وہ نامہ پڑھکر ایک سوار اپنے ہمراہ لیکر بعد چند روز کے ملک مدائن مین جا پہونچا خبر ورود اولاد بن مرزبان کی نوشیروان کو پہونچی تو اسنے بختک بلاکر کہا کہ اے بختک اولاد بن مرزبان کو کسنے بلایا تھا وہ کیون آیا ہے مین نے تو اسے نہین طلب کیا بختک نے کہا کہ مجھے اس امر کا بالکل علم نہین ہے مگر اب تو وہ آگیا لازم یہ ہے کہ چند سردار اسکے استقبال کے لیے روانہ کیے جائین نوشیروان نے چار و ناچار چند سرداروں کو اسکے استقبال کے لیے روانہ کیا سردار بموجب ارشاد نوشیروان گئے اور اولاد بن مرزبان کو خدمت نوشیروان مین لائے اولاد بن مرزبان نے ملازمت نوشیروان کی حاصل کی نوشیروان بہت تکریم سے پیش آیا و گل عنایت کیا اولاد بن مرزبان سلام کر کے دنگل پر بیٹھا نوشیروان نے صحبت عیش آراستہ کی اور اس روز اولاد کی بہت خاطر و مدارات کی دوسرے روز بختک نے نوشیروان سے کہا کہ حضور کل غلام نے مصلحتاً نہین عرض کیا تھا اب حقیقت حال آمد اولاد بن مرزبان کی عرض کرتا ہون بادشاہ نے کہا کہ بیان کر اسنے عرض کیا کہ حضور حقیقت مین اولاد بن مرزبان کو مین نے طلب کیا تھا کہ حضور ملکہ مہرنگار کو اسکے ساتھ منعقد فرما دین نوشیروان نے کہا کہ ای بختک تجھسے کسنے کہا تھا کہ تو اولاد بن مرزبان کو طلب کر بختک نے عرض کیا کہ حضور متردد نہون حمزہ تو سراندیپ مین جا کر مر گیا گستہم نے اسے زہر سے ہلاک کیا وہ ہرگز زندہ نہین ہے اگر وہ زندہ ہو تو ای بادشاہ مین نے اپنا خون آپ کو بخل کیا بلا تامل آپ مجھے قتل فرمائیے گا اور یہ نامہ حمزہ کو دکھا دیجیے گا پھر کوئی تہمت آپ پر نہ رہیگی نوشیروان نے اس امر کو بطیب خاطر قبول کیا دوسرے روز نوشیروان نے اولاد بن مرزبان کو طلب کیا اور بختک نے مجمع عام مین زعفران عطر مین ملا کر اولاد بن مرزبان کے سر پر چھڑک دی تمام بارگاہ مین مبارک سلامت کی دھوم دھام ہوئی ہر ایک سردار خوشی کی نذر گذراننے لگا بختک نے اولاد بن مرزبان سے کہا کہ ای اولاد بن مرزبان سے کہا کہ ای اولاد بن مرزبان تجھے مبارک ہو کہ بادشاہ نے تجھکو سرفراز و ممتاز کیا اور ملکہ مہرنگار کو تیرے ساتھ منعقد کیا مگر جب یہ خبر ارکان دولت اور اعیان مملکت مین مشتہر ہوئی تو وہ سب کے سب بہت متردد ہوے کہ بادشاہ نے یہ کیا حرکت لایعنی کی دیکھیے اب انجام اسکا کیا ہوتا ہے خواجہ بزرجمہر کبھی خلاف نہین کہتے امیر ضرور زندہ ہین ادھر تو یہ سب متردد اور ادھر دایہ نے ملکہ مہرنگار سے اطلاع کی کہ ای ملکہ کیا غافل بیٹھی ہو تمھارے باپ نے تمکو اولاد بن مرزبان کے ساتھ منعقد کر دیا ملکہ نے متحیر ہو کر پوچھا کہ ارے کچھ بیان تو کر یہ کیا معرکہ ہوا دایہ نے کہا کہ بادشاہ تو راضی نہ تھا یہ ساری فیلسوفی بختک بدبخت کی ہے القصہ ملکہ تو اسوقت چپکی ہو رہی لیکن جب رات ہوئی اور نوشیروان داخل محل ہوا تو ملکہ نے کہا کہ ای والد بزرگوار آپ نے مجھپر یہ کیا ستم کیا کہ مجھکو اولاد بن مرزبان کے ساتھ منسوب کر دیا نوشیروان نے کہا کہ ای ملکہ مین مجبور ہو گیا بختک نے بغیر میرے حکم کے اولاد بن مرزبان کو طلب کر لیا اور کہا کہ ای بادشاہ حمزہ کو تو گستہم نے زہر دے کر ہلاک کر ڈالا اب اسکی امید محض بیکار ہے اگر وہ زندہ ہو تو مجھے قتل کر ڈالیے اپنا خون بخل کیا اور ا

اے بادشاہ یہ تیرا ہم قوم و ہم مذہب ہے وہ ایک مرد مسلمان تھا بایں اعتبار یہ لاکھ درجے اُس سے بہتر و افضل ہے ملکہ نے کہا کہ اچھا ایک امر کی میں بھی امیدوار ہوں بادشاہ نے کہا کہ اے ملکہ وہ کیا امر ہے بیان کر ملکہ نے کہا کہ اے والد بزرگوار اولاد بن مرزبان کو چھ مہینے تیرے پاس نہ آنے دیجیگا اگر اس عرصے میں حمزہ آگیا تو خیر ورنہ بعد انقضائے مدت جو وہ مجھے تعمیل ارشاد میں کچھ عذر نہوگا نوشیروان نے اس امر کو منظور کیا اور صبح کو دربار میں آکر گفتگو ملکہ کی بختک سے بیان کی بختک نے کہا کہ خیر کیا مضائقہ ہے لیکن اولاد بن مرزبان نے دوسرے ہی روز سے تعجیل کرنا شروع کی اور کہنا شروع کیا کہ اب ملکہ کو میرے ساتھ رخصت کر دیجیے میرے شہر میں گرگین اور سیلاد بھی موجود ہیں خیر جو کچھ ملکہ کہیگی اسے بسر و چشم بجا لاؤنگا یہ سنکر نوشیروان نے کہا کہ اے اولاد بن مرزبان تم گھبراؤ نہیں میں کل شب بخیر ملکہ کو تمہارے ساتھ کر دونگا جب رات ہوئی تو نوشیروان محل میں آیا اور ملکہ سے کل حال بیان کر کے کہا کہ اے ملکہ اب تو میں قول دے چکا اور تجھیں اسکے ساتھ منسوب کر چکا بہتر یہ ہے کہ تم اولاد بن مرزبان کے ہمراہ چلی جاؤ اور ہمارے قول کو نباہو ملکہ نے چار و ناچار قبول کیا اور کہا کہ خیر اے والد ماجد جو آپ کی مرضی ہے مجھے کوئی عذر نہیں ہے جاؤنگی مگر ایک شرط ہے کہ اولاد بن مرزبان ایک فرسخ مجھسے آگے رہ کر دی کرے نوشیروان نے اس امر کو قبول کیا اور دوسرے روز ملکہ کو رخصت کیا اب بیان ہے حال امیر بادتوتیر کا ملاحظہ فرمایئے کہ جب امیر بادتوتیر سراندیپ سے جلد جلد منزل بمنزل راہ کو جھیل طے کرتے ہوئے قریب مدائن پہونچے تو عمرو کو دریافت حال کے واسطے شہر میں روانہ کیا عمرو صورت اپنی تبدیل کر کے داخل شہر ہوا اور حال ملکہ مہر نگار کا دریافت کیا معلوم ہوا کہ نوشیروان نے ملکہ مہر نگار کو باغواے بختک اولاد بن مرزبان کے ساتھ منسوب کر کے رخصت کر دیا یہ حال سنکر عمرو وہاں سے واپس آیا اور صاحبقران سے کل حال بیان کیا صاحبقران نے یہ سنتے ہی وہیں سے عنان عزیمت کو اولاد بن مرزبان کے تعاقب میں منعطف کیا و منزل اور بے منزل کرتے ہوئے تیسرے روز لشکر مرزبان میں پہونچے اور خواجہ عمرو کو تلاش خیمہ ملکہ مہر نگار کے لیے روانہ کیا عمرو بموجب حکم امیر بادتوتیر سے رخصت ہو کر خیمہ ملکہ مہر نگار کا تلاش کرنے لگے کہ اتفاقاً ملکہ کا خدمتگار تعبان ملکہ کا شربت طلائی لیے ہوئے جا رہا تھا یہ دیکھ کر خواجہ آگے بڑھکر ایک آزاری کی صورت بنکر کنارے دریا کے پڑ رہے تعبان جو دریا کے کنارے آیا دیکھا کہ ایک بدحال شکستہ حال دریا کے کنارے پڑا ہے تعبان نے پوچھا تو کون ہے عمرو نے کہا کہ میں ایک تاجر ہوں راہ میں قافلہ میرا لٹ گیا اور دو بیٹے میرے مارے گئے میں اس صدمے میں علیل ہو گیا ہوں مگر ایک کاہن نے کہا ہے کہ اگر تو آفتابہ طلائی سے نہائیگا تو صحیح و سالم ہو جائیگا میں ایک مرد مفلس آفتابہ طلائی کہاں سے لاؤں تعبان کو یہ سنکر رحم آگیا اور آفتابہ عمرو کے حوالے کر کے کہا کہ اے شخص یہ آفتابہ ہے مگر جلدی سے نہا کر مجھکو واپس کر دے کہ میں کام سے آیا ہوں عمرو نے وہ آفتابہ لیکر کہا کہ اے بھائی ستر ان کپڑوں کے سوا اور کوئی کپڑا میرے پاس نہیں ہے جسے میں باندھوں تو منہ پھیر کر کھڑا ہو جا تو میں جلدی سے نہا لوں یہ سنکر تعبان منہ پھیر کر کھڑا ہو گیا عمرو نے اُس آفتابے کو تو زمین میں گاڑ دیا اور آپ گلیم اوڑھکے غائب ہو گئے اور ایک درخت کے نیچے بشکل کاہن بنکر بیٹھ رہے تھوڑی دیر کے بعد جو اُسنے منہ پھیر کر دیکھا تو عمرو کو نہ پایا روتا پیٹتا ہوا وہاں سے راہی ہوا تھوڑی دیر کے بعد عمرو کے قریب پہونچا عمرو نے پوچھا کہ بابا کیوں روتا ہے تعبان نے کہا کہ ایک چور مکر سے مجھسے آفتابہ طلائی لیکر بھاگ گیا ہے عمرو نے کہا کہ تو گھبرا نہیں میں ابھی بتائے دیتا ہوں یہ کہکر جھوٹ موٹھ فال دیکھ کر جہاں آفتابہ گاڑ آئے تھے وہاں کا پتا بتا دیا اسوقت تعبان

وہان گیا اور آفتابہ کھود کر نکال لیا اور پانی لیکر ملکہ کی خدمت مین آیا ملکہ نے سبب دیر ہونیکا پوچھا قنعبان نے کل کیفیت
بیان کی ملکہ نے کہا کہ اچھا اُس کاہن کو میرے پاس لے آ قنعبان اُسی وقت گیا اور عمرو کو دروازہ تیغ پر لے آیا ملکہ سے
جاکر اطلاع کی ملکہ دروازے پاس آئی اور کہا کہ اے کاہن بیٹھ جا اور حال میرا بیان کر عمرو یہ سنکر بیٹھ گیا اور بعد فکر
بسیار یہ بیان کیا کہ اے ملکہ تو ایک جوان کے واسطے بہت پریشان ہے اور تو چاہتی ہے کہ مین اُس سے ملاقات کرون اور وہ
جوان بھی مدت سے زیادہ تیرے فراق مین بیقرار ہے ملکہ نے کہا کہ اے کاہن تیرا نام کیا ہے عمرو نے کہا کہ مجھکو بھوک بھوت
بھوت پہدت کہتے ہین اور اے ملکہ جب بازیگر تیرے لشکر مین آئین تو تو جاننا کہ وہ جوان صحیح و سالم ہے یہ باتین کرکے
بہت کچھ انعام و اکرام لیکر وہان سے رخصت ہوئے اور کل حال آکر امیر سے بیان کیا امیر یہ سنکر بہت خوش ہوئے
اور عمرو کو بہت کچھ انعام و اکرام دیا اور عادی اور لندھور کو طلب کرکے رنگ و روغن عیاری اُنکے منھ پر ملوا کے
ڈھولک اُنکے گلے مین ڈال کے نٹون کی شکل پر شکل کر دیا اور امیر نے کہا کہ اے عمرو میری صورت بھی نٹون کی سی بنا دو
عمرو نے امیر کے چہرے پر رنگ و روغن عیاری ملکر ایک نٹ کی شکل پر شکل کر دیا اور سب کے سب گاتے بجاتے نٹون کے
مانند افعال کرتے ہوئے لشکر مہرنگار مین آئے اور ڈھول بجانا شروع کیا ملکہ نے ڈھولک کی آواز سنکر کاہن کے
اخبار کا خیال کیا اور اولاد بن مرزبان کو بھی تماشا دیکھنے کے واسطے طلب کیا جب وہ آیا تو اُسے دروازے کے باہر بٹھایا
اور خود دروازے سے تماشا دیکھنے لگی عادی نے ڈھول بجانا شروع کیا اور سب نے بازیگری شروع کی ڈھولک
بجاتے بجاتے اولاد بن مرزبان کو تماشا دکھلاکر ایک ڈھولک اس زور سے امیر نے کھینچ ماری کہ سر اُسکا پھٹ گیا
اور وہ واصل جہنم ہوا امیر تو سب کے سب اُسکے ہمراہیون پر ٹوٹ پڑے اور سب کو مار کر بھگا دیا جب وہ سب واصل
جہنم ہوئے تو امیر ملکہ کے پاس آئے ملکہ نے امیر کو نہ پہچانا اور کہا کہ یہ کون نامحرم میرے محل مین گھس آیا عمرو نے
کہا کہ ملکہ بنزد و یہی امیر حمزہ صاحبقران ہین ملکہ نے کہا کہ یہ عجیب امر ہے آخر رنگ آپ کا اسقدر کیون متغیر ہو گیا
امیر یہ سنکر بہت برہم ہوئے اور ملکہ کے پاس بھی پہنچے ملکہ وہان سے واپس آئے اور عمرو سے کہا کہ اس دختر
آتش پرست کو نکال دے کہ یہ اپنے شہر کو چلی جائے عمرو نے اُسی وقت ملکہ کو رخصت کر دیا اور کہا کہ اب مناسب
ہے کہ تم اپنے گھر کو چلی جاؤ کیونکہ تمہاری جانب سے مزاج صاحبقران کا برہم ہو گیا ہے غرض ملکہ نے مدائن کی راہ
لی اور مدائن مین پہونچکر کل حال اپنی مان سے بیان کیا اور وہان امیر نے عمرو سے کہا کہ اے عمرو اب یہ بتاؤ کہ میرا رنگ
پھر کیونکر تبدیل ہو عمرو نے کہا کہ حضور اگر نوشدارو ملجائے تو ابھی آپ کا رنگ درست ہو جائے امیر نے
کہا کہ پھر نوشدارو کہان ملیگی عمرو نے کہا کہ خزانہ نوشیروانی مین بکثرت ہے امیر نے کہا کہ اچھا خواجہ جسطرح سے
لاؤ غرض عمرو نے امیر سے کئی لاکھ روپیہ کا اقرارنامہ لکھا کر ملک مدائن کی راہ لی بعد چند روز کے بابا فرزی
نامے باغبان سے ملاقات ہوئی کہ وہ نوشیروان کے واسطے سیب لیے جاتا تھا یہ دیکھکر عمرو کچھ اُس سے آگے
بڑھ گئے وہ باغبان تو آگے بڑھکر ایک گانون مین شب باش ہو گیا اور یہ ایک گوسے کی صورت بنکر باغبان کے پاس
واپس آیا اور خوب بانسری بجائی اُسنے تھوڑے سے سیب عمرو کو دیے اور اپنے ساتھ کھانا کھلایا عمرو نے اُسکی آنکھ
بچاکر دارو سے بیہوشی ملائی جب وہ باغبان بعد کھانا کھانے کے بیہوش ہو گیا اور آپ اُسکی صورت بنکر اُسے ایک
اندھے کنوئین مین ڈال دیا اور مدائن کی راہ لی تھوڑے عرصہ مین مدائن پہونچکر نوشیروان کی خاص
ڈیوڑھی پر پہونچا دربانون نے کہا بابا گیا لائے عمرو نے کہا کہ نوشیروان کے لیے سیب لایا ہون میری اطلاع کر دو
دربانون نے جاکر اطلاع کی نوشیروان نے اپنے سامنے بلوایا عمرو نے وہ سیب نذر دیے نوشیروان نے کہا

مانگ کیا مانگتا ہی عمرو نے کہا میرے آگے کو سانپ نے کاٹا ہی اگر نوشدار و عنایت ہو تو وہ اچھا ہو نوشیروان نے ہرمز کو حکم دیا کہ چہار مثقال نوشدار و اسکو دو خواجہ بزرجمہر کو ساتھ لیکر ہرمز خزانے مین پہونچا ہرمز نے آکے چہار مثقال نوشدار و عمرو کو دی اور ہرمز نے چاہا مین بھی تھوڑی سی لون اور خواجہ بزرجمہر سے کہا اگر آپ بھی نوشدار و لین تو مین بھی لون غرض کہتے ہے ہرمز کے بزرجمہر نے بھی لی اور ہرمز نے بھی تھوڑی نوشدار و لی اور خواجہ بزرجمہر نے نوشدار و لیکر اپنی جیب مین رکھلی یہ حال بختک بھی چھپا ہوا دیکھ رہا تھا عمرو نے بختک کی جھلک دیکھی جلدی سے نوشدار و خواجہ بزرجمہر کی جیب سے نکال کر بختک کی جیب مین ڈال دی جبکہ خواجہ بزرجمہر اور ہرمز بارگاہ نوشیروانی مین آئے بختک نے بادشاہ نوشیروان عادل زبان سے کہا کہ آج خواجہ بزرجمہر نے بھی دزدی کی ہی اور جیب مین لے گئے نوشدار و یہ سنتے خواجہ بزرجمہر کا رنگ زرد ہو گیا عمرو نے بادشاہ نوشیروان سے کہا بادشاہ عادل بختک جھوٹا ہی ملکہ اسنے اور ہرمز نے نوشدار و چرائی ہی اور بختک کی جیب مین موجود ہی نوشیروان نے جو دیکھا کہ فی الحقیقت بختک کے پاس نوشدار و نکلی بادشاہ نوشیروان نے بختک اور ہرمز کو بہت ذلیل و خوار عین دربار مین کیا اور وہ بھی نوشدار و پا بازپرسی کے حوالے کی خواجہ بزرجمہر بہت خوش ہوئے اور بختک نہایت ذلیل ہوا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری امیر با توقیر حمزہ صاحبقران عالی شان کے پاس چلے کہ یہ سب کیفیت حضرت امیر با توقیر سے بیان کرین

دو کلمے داستان شوکت نشان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے بیان مین

پلا ساقیا جام حیرت نشا
شراب مصفا کا اب جام لا
ہوا گھٹا ہوا رنگ میخانے کا

کہ ہر شہر تابان کی جسمین ضیا
ہی بیتاب دل نشے کا ہے اتار
ہی مشتاق دل کب سے پیمانے کا

دگرگون ہی کیون رنگ ساقی ترا
لبالب پلا ساغر رنگدار
بماوہ سحر دو سرا اپنا رنگ

ہر ایک رند ہو دیکھکر دلمین دنگ غزل

افسوس میری قدر نہین اسمان تجھے
نامہربان بھی ہو تو کہین مہربان سے تجھے
جھڑکی ہوئی کہین سے نکالی ہوئی ہو
دسواسطے کہ ہو نہ کوئی غم وہان سے تجھے
میرے ہی وجہ خاص سے پایا ہی مرتبہ
مین خوب جانتا ہون ارسے بدگمان تجھے

سمجھا تجھے نصیب ہی سمجھا کمان تجھے
گر دور دورہ عیش دو روزہ نہین ہی تو
پاتا ہون آج ای شب غم مہربان تجھے
بہتر دوا اس سے ای دل آزردہ اور کیا
یہ دور بھی نصیب ہو پاسبان تجھے
ای بیوفا نہ آئی دوبارہ کسی طرح

ظاہر کے لطف نے یہ بڑھایا ہی اعتبار
مین چھوڑتا ہون کوئی غم جاودان تجھے
گو داد خواہ ہون نہین محشر کی آرزو
رہ تو دمین قرار ہوا ای دل جہان تجھے
دل کو نکال کر مرے سینے سے دیکھ لے
کسنے سکھائی چال یہ عمر رواں تجھے

بیت نگارندہ دفتر لاجواب + رقم کرد این داستان انتخاب + آرائش نمایان بزم شوکت و اجلال و متمان محفل حشمت و اقبال صحبت عیش و سرور مضامین فصاحت موفور کو باعانت کار پردازی قلم تزئین رقم سے یون آراستہ و پیراستہ کرتے ہین کہ امیر کشور گیر زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان نہایت حیران و پریشان متردد و متفکر تھے کہ عالم رویا مین بخت خوابیدہ بیدار ہوا کہ تجلی نور پروردگار نمودار ہوئی خواب مین حضرت ابراہیم علیہ السلام بصد عز و احتشام تشریف لائے اور بزبان فصیح ارشاد فرمایا کہ ای فرزند کیون دردمند ہو غم و الم کو دل سے دور کرو فکر و تردد سے باز آؤ تمہارا حامی پروردگار ہر حال مین ہی یہ کہکے ہاتھ اپنا بدن پر امیر حمزہ صاحبقران کے پھیرا حسن و جمال جہان آرا امیر کشور گیر کا پہلے سے بھی دوچند ہو گیا دل اطمینان کامل ہوا امیر با توقیر صبح کو

جو بارگاہ فلک جاہ مین آئے چہرہ نورانی مثل آفتاب درخشان کے صاحبقران کا دیکھکر سب سردار صورت آئینہ حیران
ہوئے اُسی وقت خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بھی آئے اور کہا ای حمزہ مین توشدار ولایا ہون روپیہ عنایت ہوا امیر نے
فرمایا اب مین کیا کرون تم رہنے دو تمھارے کام آئیگی عمرو نے بہت غل مچایا امیر نے روپیہ نہ دیا القصہ بعد چند روز کے
امیر کشور گیر طرف مدائن کے تشریف لیچلے جبکہ قریب مدائن پہونچے جاسوسان پادشاہی نے نوشیروان کو خبر دی
کہ امیر باتوقیر مع لندھور بن سعدان ہندوستان سے آئے ہین نوشیروان حکم دیا کہ ہمارے سرداران
اولوالعزم برائے استقبال امیر حمزہ صاحبقران زمان جائین اُسوقت بموجب حکم محکم بادشاہ سرداران ذیوقار
استقبال کے واسطے گئے اور امیر باعزاز واکرام لیجا کر بحشم و خدم دربار نوشیروانی مین لائے امیر نے ملازمت بادشاہ
کی حاصل کی جیسے لندھور بن سعدان کو دیکھا حیران ہوا کہ ایسا جوان وجیہ قد و قامت پر چہرہ رعب دار نظر سے نہین
گذرا لندھور نے نوشیروان عادل کی تعظیم نہ کی نوشیروان بہت خفا ہوا اور اٹھکے محل مین چلا گیا امیر کشور گیر
بھی بل شادکام پھرآئے اور خیمے اور بارگاہین برپا ہوئین امیر مع لشکر وہان اُترے نوشیروان نے بختک
سے کہا اب مین کیا کرون بختک نے کہا ای بادشاہ امیر کو نامہ لکھ بھیجے کہ مین نے تمکو بھیجا تھا کہ لندھور کو باندھکر
بھیج دینا کہ رخنہ پردازی سے خاطر جمع ہو اور تمنے تعمیل حکم نہ کی مناسب ہے کہ اب لندھور کو باندھکے میرے پاس بھیج دو
پیامہ لکھواکر نوشیروان نے بُزرگس ساسانی کے ہاتھ امیر کے پاس بھیجا امیر باتوقیر نے عمرو سے کہا اے خواجہ
اب کوئی تدبیر بتاؤ کیا کیا جائے عمرو نے کہا آپ لندھور کو باندھکے بھیجدیں مین چھڑا لاؤنگا یہ ساری بدذاتی اور
رخنہ پردازی بختک ملعون کی ہے امیر نے لندھور کی مشکین باندھین اور ارابے پر ڈال کے گرگس ساسانی
کے حوالے کیا گرگس ساسانی دربار نوشیروان مین اسی طرح لندھور کو لایا بختک ملعون نے بادشاہ سے
کہا بہتر یہ ہے کہ اسی وقت لندھور کو قتل کیجیے یہ سنکر بادشاہ نوشیروان نے جلاد کو طلب کیا جب جلاد دست بستہ
آکر دربار بادشاہ مین سامنے نوشیروان عادل کے حاضر ہوا بادشاہ نے حکم کیا کہ اس نمک حرام کو
لیجا کر قتل کر ادھر عمرو نے پہلے ہی آکر ہرمز کو بیہوش کیا اور صندوق مین بند کیا اور آپ ہرمز کی صورت بنکر بارگاہ
نوشیروانی مین آکر بیٹھا جبکہ جلاد نے چاہا کہ بحکم قضا شیم بادشاہ نوشیروان لندھور بن سعدان کو قتل کرے
عمرو کرسی سے اٹھا اور کہا ای لندھور قید کو اپنی توڑ کیا دیکھتا ہے کسکا منتظر ہے اپنی طاقت و قوت دکھا لندھور نے
جب دیکھا کہ یہ عمرو ہے قید توڑ ڈالی اور لشکر نوشیروان سے نکل کر بصد کر و فر بارگاہ امیر باتوقیر مین آیا سرداران
امیر نے لندھور کی تعظیم کی اُدھر کا حال سنیئے کہ نوشیروان نے ہرمز کو یاد کیا لوگون نے کہا ہرمز یہین تھے بختک
نے کہا وہ عمرو تھا کہ عیاری سے لندھور کو چھڑا لیگیا آخر تلاش جو کی ہرمز صندوق سے نکلا مگر بیہوش القصہ عمرو کی
مصلحت سے امیر باتوقیر لندھور بن سعدان کو خدمت نوشیروان مین لائے اور برابر تخت بادشاہ کے لندھور
کو کھڑا کیا نوشیروان نے امیر سے کہا کہ مین نے لندھور کو بخشا امیر نے سلام کیا اور لندھور کو ساتھ لیے
ہوئے اپنی بارگاہ مین آئے بختک نے نوشیروان سے کہا کہ اگر چند روز ابوالعلا کی بیٹی امیر حمزہ آپ کے
پاس رہا تو آپ کو زندہ نہ چھوڑیگا اور اگر آپ نے ملکہ مہرنگار کا عقد امیر کے ساتھ کر دیا تو آپ کی عزت و توقیر بادشاہون
مین نہ رہیگی نوشیروان نے کہا پھر مین کیا کرون بختک نے کہا ایک دادی پیرزال میری ہے اُسکو مین قتل کرتا ہون
آپ مشہور کیجیگا کہ ملکہ مہرنگار مرگئی نوشیروان کو یہ رائے پسند آئی اور راضی ہوگیا بختک نے اپنی دادی کو
قتل کیا اور محل مین نوشیروان کے بھیجدیا جبکہ صبح ہوئی غلغلہ کیا اور مشہور کردیا کہ رات کو ملکہ مہرنگار مرگئی

مرگئی یہ خبر امیر نے بھی سُنی سرداروں سے کہا تمھین کیونکر معلوم ہوا سرداروں نے عرض کیا کہ محل مین رونے کا غل ہے امیر دیرِ محل خاص مین نوشیروان چہپائے اور گریبان چاک کیا اور تابوت کے ہمراہ ہوئے باغ مراد مین وہ میت دفن ہوئی امیر بعد تدفین و تکفین روتے ہوئے اپنی بارگاہ مین آئے لیکن بہت پریشان تھے عمرو نے کہا ای امیر باتوقیر یہ بھی بدذاتی بختک کی ہے آج رات کو مین تحقیق کرونگا پس عمرو آدھی رات کو باغ مراد مین آیا قبر کو کھود فتیلۂ عیاری جلا دیکھا کہ ایک پیرزال ہے کہ منھ مین اسکے دانت نہین آنت عمرو نے دیکھکر پھر اسی قبر مین اسے رکھدیا اور ٹھیک سے بات بنا امیر سے آکر کہا کہ چلئے مین آپ کو وہی مردہ دکھادون جو آپ دفن کر آئے ہین امیر باتوقیر ہمراہ عمرو کے گئے اور عمرو نے مردہ قبر سے نکال کے دکھادیا اور پھر قبر مین رکھکر دفن کردیا امیر نے عمرو سے کہا کہ یہ کیا مکروفریب تھا جو اس آتش پرست نے کیا عمرو نے کہا یہ دغابازی بختک کی ہے آپ نہین جانتے بختک نے اپنی دادی کو قتل کیا جب امیر بارگاہ مین چلے آئے تو عمرو پھر قبر پر گیا اور مردہ نکالا منھ اسکا کالا کرکے کسی ترکیب سے سامنے تخت نوشیروان کے باندھکر مردے کو کھڑا کردیا اور ایک پرچہ کاغذ کا لکھا اُس مردے کے گلے مین باندھ دیا دوسرے دن نوشیروان تخت پر آکے بیٹھا پیرزال کو دیکھا کہ سیدھی کھڑی ہے اور ایک کاغذ کا پرچہ اسکے گلے مین ہے کاغذ اسکے گلے سے کھول کے پڑھا اسمین لکھا تھا کہ ای آتش پرست یہ کیا مکروفریب ہے تونے جو کیا اس سے کیا حاصل ہے مجھکو معلوم ہوگیا اتنے مین اُسی وقت عمرو نے بھی آکر نوشیروان کو مجرا کیا اور کہا کہ آپ تو فرماتے تھے کہ ملکہ مرگئی وہ نوجوان ہے یہ مردہ پیرزال ہے بلکہ بختک کی دادی ہے نوشیروان بہت شرمندہ و ذلیل ہوا اور پریشان ہوکر بختک کو بڑے جوتیاں لگوائین اور بارگاہ سے اپنی نکلوادیا اور عمرو کو خلعت دیا اور کہا کہ یہ کام میرا نہین ہے بس بختک کی بدذاتی ہے سو وہ اپنی سزا کو پہونچا بس اب یقین ہے کہ اس ہفتے مین ملکہ کی شادی امیر کے ساتھ کردونگا عمرو مجرا کرکے رخصت ہوا اور بارگاہ امیر مین آیا اور سارا احوال امیر سے بیان کیا جبکہ رات ہوئی نوشیروان نے بختک کو خلوت مین بلایا اور کہا اب مین کیا کرون بختک نے کہا ایک نامہ ہر ملک مین ہر بادشاہ کو لکھیے کہ مین امیر کو بھیجتا ہون جسطرح ہوسکے امیر حمزہ صاحبقران کو قتل کرو نوشیروان کو یہ رائے بہت پسند آئی بختک نے کہا صبح کو امیر سے کہا کہ تم ہمارے ہفت ملک مین جاؤ کہ وہان کے لوگ باغی ہوگئے ہین وہان سے جاکے خزانہ لاؤ تو تمھاری شادی کردون ای بادشاہ وہ آپ کے کہنے سے وہان جائیگا بس قارن دیوبند کو بھی ہمراہ کرنا قارن امیر کو قتل کریگا نوشیروان نے قارن کو بلایا اور قباد شہریار کے بازو کا کچھ جڑاؤ اسکو دیا اور اس امر پر راضی کیا کہ جہان موقع پانا امیر کو قتل کرنا غرضکہ صبح کو امیر باتوقیر جب دربار نوشیروان مین گئے نوشیروان کو مجرا کیا اور اپنے دنگل پر بیٹھے نوشیروان نے امیر کو اپنے پاس بلایا اور کہا کہ تم ہفت ملک سے جاکے خراج لاؤ امیر نے قبول کیا نوشیروان نے قارن کا ہاتھ امیر کے ہاتھ مین دیا کہ اسکو بھی ہمراہ لیتے جاؤ یہ میرا ملازم قدیم ہے تین گناہ تک اسے بخش دینا امیر باتوقیر نے کہا کہ تین گناہ تک تو اسکے بخشونگا اور چوتھے گناہ پر قتل کردونگا نوشیروان نے قبول کیا اور امیر کو رخصت کیا بختک نے کان مین قارن کے کہا جو کچھ تجھ سے ہوسکے اسمین قصور نہ کرنا دوسرے دن امیر باتوقیر مع سرداران ولشکر کے ہفت ملک کی طرف روانہ ہوئے بعد قطع منازل و طے مراحل چند روز مین برابر قلعہ الطاقیہ کے پہونچے آدھی رات کو قارن نابکار اپنے لشکر سے جدا ہوکے قلعۂ الطاقیہ مین آیا اور نامہ نوشیروان کا ملک انور کو دیا اور کہا کہ جسطرح سے ہوسکے تو امیر حمزہ کو قتل کرنا انورشاہ نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ انورشاہ کیسا بہادر ہے مگر مین طاقت امیر سے مقابلہ نہین رکھتا لیکن ہان کچھ فکر کرونگا قارن تو چلا آیا یہان انورشاہ اور

ناصر نے قلعے کو بند کیا اور چھپ کے رات کو قارن کے پاس آیا اور نقب لگا کر امیر کو چرا لیگئے اور آپس مین صلاح کی کہ قلعے
مین ہمارے نقب ہر اسی راہ سے حمزہ کو نوشیروان کے پاس لیچلو ناصر نے کہا بہت خوب ہی بس امیر کو ارابے
سوار کرکے نقب کی راہ سے روانہ ہوگئے دوسرے دن مسلمانون کو خبر ہوئی کہ امیر کو کوئی چرا لیگیا سردارون نے
امیر کے بہت تلاش کیا مگر کہین پتا نہ لگا اُن دنون مین خواجہ عمرو مکے کو گئے ہوئے تھے عیارون نے عقلیہ معلوم
کیا کہ یہ کام ناصر و انور شاہ کا ہی تمام سردار قلعے پر چڑھ آئے لڑائی شروع ہوگئی لندھور نے بزور شمشیر زنی دیہ
قوت تمتنی قلعہ لے لیا مگر ناصر و انور کو نہ پایا سر هنگ تگی نے سرنگ کا پتا لگایا سب سرداران امیر بالتو قیر نقب
کی راہ سے روانہ ہوئے ناصر و انور کو راہ مین پایا بہرام نے نعرہ کیا اور ناصر و انور کو ہاتھ پر اٹھایا امیر نے
بھی قید کو اپنی توڑا آخر دونون سلمان ہوئے اسی نقب کی طرف سے قلعے مین پھر آئے سات روز تک امیر اور
سرداران امیر کی دعوت رہی اور جشن کی صحبت رہی آٹھوین روز امیر بالتوقیر نے پیش خیمہ اپنا طرف یونان کے
روانہ کیا اور قارن کی بدذاتی امیر پر ظاہر ہوگئی مگر امیر نے پہلا قصور قارن کا بخش دیا غرضکہ بعد چندروز کے
حمزہ صاحبقران قلعہ یونان کے پاس پہونچے بیرون قلعہ بارگاہ امیر بالتوقیر و خیمے استادہ ہوئے قارن لعین
بطور سابق بعد نصف شب کے قلعے کے اندر آیا اور نامہ نوشیروان کا ہاتھ مین فریدم شاہ حاکم یونان کے دیا فریدم
نے نامہ پڑھکے اپنے بیٹون کی طرف دیکھا اور کہا کہ اب کیا کیا جاوے صدف نوش اور استقانوش نے کہا کہ کیا
امید اندازی تو ہم ضرور کرینگے حمزہ عرب سے عازم پیکار ہونگے یہ سنکر قارن اپنے لشکر مین چلا آیا دوسرے دن
امیر بالتوقیر نے نامہ لکھا اور ناصر شاہ کو ایلچی کرکے فریدم شاہ کے پاس بھیجا ناصر شاہ نامہ امیر کشور گیر لیکر فریدم شاہ
کے پاس آیا اور نامہ اُسکے ہاتھ مین دیا فریدم شاہ نے نامہ پڑھکے جواب اُس نامے کا جنگ و جدال
لکھا رات کو طبل جنگ کا حکم فریدم شاہ نے دیا لشکر مین فریدم شاہ کے نقارہ رزمی بجا ہرکارون نے خبر امیر
بالتوقیر کو دی کہ لشکر فریدم شاہ مین طبل جنگ بجا ہی امیر بالتوقیر نے فرمایا بفضل ایزدی ہمارے بھی لشکر مین کوس
حربی بجے بحکم حمزہ صاحبقران لشکر اسلام مین بھی طبل جنگ بجنے لگا رات بھر دونون لشکرون مین تیاری میدان جنگ
رہی صبح کو دونون لشکر عرصہ کارزار مین آئے صفوف لشکر آراستہ ہوئین نقیبان نے بلند آواز نقابت کرکے صدف نوش
لشکر سے نکل کر میدان حرب مین آیا اور مبارز طلب ہوا امیر بالتوقیر گھوڑا اُچکا کر برابر صدف نوش کے آئے صدف نوش
نے تلوار کا وار کیا امیر بالتوقیر نے تلوار چھین کے صدف نوش کو اٹھالیا اور مشکین باندھکے اپنے سردارون کو دیدیا
یہ دیکھکر استقانوش بیقرار ہوگیا لشکر سے گھوڑا دوڑا کر برابر امیر کشور گیر کے آیا امیر بالتوقیر نے فرمایا ذرا تم اضطراب
نہ کر تجکو بھی گرفتار کرتا ہون یہ سنکے استقانوش نے تلوار ماری امیر کشور گیر نے اسکی بھی تلوار چھین لی اور
کمر بند مین ہاتھ ڈالکر اسکو بھی اٹھالیا اور مشکین باندھکے لشکر مین داخل کیا اور طبل بازگشت بجوادیا تمام فوج اور سرداران
لشکر اپنی اپنی بارگاہ مین آئے امیر بالتوقیر بھی داخل بارگاہ فلک جاہ ہوئے صدف نوش و استقانوش
کو قیدخانے مین بھیجا دوسرے دن امیر بالتوقیر نے دربار مین رونق افروز ہوکر فریدم شاہ کے دونون بیٹون کو طلب کیا
اور فرمایا کہ بہتر یہ ہی کہ دین اسلام قبول کرو نہین تو قتل کیے جاؤگے دونون بیٹے فریدم شاہ کے صدق دل سے
مسلمان ہوئے مشعلہ عیار نے فریدم شاہ کو خبر دی کہ صدف نوش و استقانوش دونون مسلمان ہوگئے فریدم شاہ
یہ سنکر بہت حیران ہوا قارن نے آکے کہا کہ میری صلاح یہ ہی کہ کل میدانداری ہو آج طبل بجوا دیجیے میدان مین
سات کنوئین کھدوا دو اور ان کنوؤن کو خس پوش کرو یہ رائے قارن کی پسند آئی اور سات کنوئین فی الفور

کنڈے والے کے خس پوش کر دیے پھر طبل جنگ بجوایا ہرکاروں نے امیر با توقیر کو خبر دی کہ طبل جنگ لشکر حریف میں بجا امیر نامور
نے بھی طبل جنگ بجوایا رات بھر دونوں لشکروں میں جنگ ہوا صبحکو دونوں لشکر میدان میں آکر صف آرا ہوئے چاروں
سرداروں پر چاہوں سے آکر کھڑا ہوا ادھر فریدم شاہ میدان میں آیا مبارز طلب کیا امیر نے مرکب سیاہ قیطاس کو
جولان کیا فریدم کی طرف جو مقام چاہ تھا وہ گھوڑا امیر کا پھاند گیا یہاں تک کہ جہ کنوئیں مرکب نے طے کیے بیسویں کنوئیں
کا بسبب زیادتی خس و خاشاک دھوکا ہوا مرکب سیاہ قیطاس کا پانوں چاہ کے کنارے پر پڑا مرکب ولجہ سے گرا امیر کشور گیر
مع گھوڑے کے چاہ کے اندر جا پڑے لشکر یونان دوڑا اور سنگ و خشت سے چاہ کو پاٹ دیا لشکر اسلام دیکھتے ہی تلواریں
کھینچ کے فوج کفار پر جا پڑا تلوار چلنے لگی سرداران لشکر اسلام نے ایسی شمشیر زنی کی کہ لشکر کفار شکست کھا کے بھاگا سب کے
سب قلعے میں چلے گئے دروازہ قلعے کا بند کر لیا لشکر اسلام نے مال و اسباب کفار کا لوٹ لیا اس اثنا میں خواجہ
عمرو بن امیہ ضمری بھی آ گئے امیر کو سب نے عمرو کے خبردار ہوکر کنوئیں سے نکالا امیر فضل خدا سے صحیح و سالم چاہ
سے نکلے شب کو گذری صبحکو امیر نے کہا آج انشاء اللہ قلعے کو لونگا لشکر امیر نے حکم دیا کہ قلعے کو گھیر لو لشکر اسلام محاصرہ
کیا لڑائی نگہبانان قلعے سے شروع ہوئی امیر نے خندق کو پہلے بھروا دیا اور لشکر لیکر دروازہ قلعہ پر موجود ہوئے دروازہ قلعہ کو توڑ کر کے
لشکر اندر گھس گئے تلوار چلنے لگی فریدم شاہ نے مقابلہ کیا تلوار کھینچ کے امیر پر وار کیا امیر کشور گیر نے اوسکی تلوار چھین
لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈال کر اوٹھا لیا یہ دیکھکر بیٹا فریدم شاہ کا عیار نقاش بہادر یونانی پشت پر امیر کے آیا
اور چاہا کہ تلوار مارے مقبل وفادار نے آواز دی امیر نے پھر کر دیکھا اوسی طرح امیر بڑھے اوسکے برابر آئے
اوس نے تلوار ماری امیر نے خالی دے کر اوسکو بھی دوسرے ہاتھ سے اوٹھا لیا اور کہا کہ دین اسلام تم دونوں
قبول کرو نہیں تو زمین پر دے مارتا ہوں کہ ریزہ خاک ہو جاؤ گے دونوں بصدق دل مسلمان ہوئے امیر نے دونوں
کو چھوڑ دیا دونوں قدمبوسی امیر کی حاصل کر کے مع لشکر امیر کو قلعے میں لے گئے تمام فوج اور رعیت کو بھی مسلمان کیا
پھر قلعہ آراستہ کر کے امیر وغیرہ کی بڑی دھوم سے دعوت کی مگر دختر فریدم شاہ ملکہ گلشن آرا جھروکے میں بیٹھی
دیکھ رہی تھی جب امیر با توقیر پر اوسکی نظر پڑی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ ہوگئی دایہ سے کہا کہ میں اس جوان
رعنا پر عاشق ہوگئی ہوں کوئی تدبیر اسکے وصل کی بتا دے اوسنے کہا کہ رات کو میں اس جوان کے پاس لیچلوں گی غرضکہ
جب رات ہوئی ملکہ گلشن آرا دایہ کے ساتھ فتنہ وزیرزادی کو ہمراہ لیکر بارگاہ امیر میں آئی امیر بھی دیکھتے ہی حسن و
جمال ملکہ گلشن آرا کا عاشق ہوگئے اور خواجہ عمرو وزیرزادی پر عاشق ہوئے رات بھر صحبت عیش رہی دوسرے دن
فریدم شاہ جب دربار میں آیا اور سب سردار ہوئے امیر با توقیر بھی کرسی جواہر نگار پر جلوہ افروز ہوئے فریدم شاہ
نے عرض کیا کہ میں چاہتا ہوں کہ ملکہ گلشن آرا کو اپنی کنیزی میں رکھیے امیر نے قبول کیا مگر یہ کہا کہ اے فریدم شاہ
میں ابھی عقد گلشن آرا کے ساتھ نہ کرونگا کیونکہ میں پہلے عقد ملکہ مہرنگار کے ساتھ کرونگا بعد اوسکے اور کسی کے
ساتھ عقد کرونگا فریدم شاہ منظور کیا مگر یہ عرض کیا کہ اچھا آپ عقد کرلیں بہتر بعد شادی ہوجانے ملکہ
مہرنگار کے ہوجے گا امیر نے کہا بہتر غرضکہ امیر کا عقد ملکہ گلشن آرا کے ساتھ ہوا ایک روز شب کو امیر محتلم ہوئے
امیر نے رومال سے پاک کر کے رومال پلنگ پر رکھ دیا صبحکو امیر تو حمام میں گئے اور ملکہ گلشن آرا نے وہ رومال
اوٹھا لیا اوسی سے حاملہ ہوئی دوسری روایت میں یہ ہے کہ عمرو نے گلشن آرا کو مہرنگار کی صورت بنا کر امیر
کے پاس سلا دیا اور آپ فتنہ کے پاس سویا ملکہ گلشن آرا اوسی شب حاملہ ہوئی اور بعد مدت
حمل کے بیٹا پیدا ہوا کہ نام اوسکا عمرو بن حمزہ یونانی ہے اور اوس سے بڑے بڑے کار نمایاں

ہو نگے اور قلفنہ وزیرزادی کو بھی اوسی روز حمل رہا اوس سے پیدا کہ نام اوسکا فرخ بن عمرو ہے الغرض امیر تا نو پہر
حمام میں تھے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خبر دی ای امیر تیرا روبال ملکہ گلشن آرا نے اوٹھا لیا ہے اوس سے وہ حاملہ
ہوگئی ہے فرزند تیسرے پہر کو امیر غسل کر کے حمام سے باہر آئے اور خلعت فاخرہ پہنکے تخت پر بیٹھے کہ اتنے دنوں زمین
سے نکلا امیر نے اوسکو مارا بعد چند روز کے امیر نے چاہا کہ واسطے شکار کے جاوٗن فرہدم شہزادہ نے عرض کیا کہ یہاں
شکار کم ہے قارن نے کہا کہ مین نے اس جگہ شکار بہت دیکھا ہے میرے ساتھ چلیے امیر اپنے سرداران لشکر ہمراہ قارن
کے روانہ ہوے قارن نے آگے بڑھکے امیر کو ریگستان میں پھنسا دیا امیر اور سرداروں کی پیاس سے نوبت
بہ ہلاکت پہونچی عادی نے کہا کہ یہ نالایق حرکت قارن کی ہے کہ اس شدت گرمی مین ریگستان مین پھنسایا ہے ہم
سب کو قتل کیا چاہتا ہے امیر نے قارن کو بلایا اور کہا ای قارن کہین سے پانی پینے کے واسطے لاؤ کہ ایک ایک
سے سب کا حال ابتر ہے قارن نے کہا ای امیر مین تو راہ بھی بھول گیا کیونکر جاؤن اور پانی کہان سے لاؤن آخرش
زمانے میں خواجہ عمرو پھر مکہ کو چلے گئے تھے اون دنوں عمرو مکہ سے پھرا ہوا چلا آتا تھا کہ ایک صحرا میں حضرت خضر
علیہ السلام سے ملاقات ہوئی حضرت خضر نے فرمایا ای عمرو جلد تو اپنے تئین امیر کے پاس پہونچا کہ قارن نے ایک ریگستان
مین امیر کو پھنسایا ہے اور امیر بسبب گرمی کے پیاس سے ہلاک ہو رہے ہین قارن سے پانی طلب کیا وہ پانی مین زہر
ملا کے امیر کے واسطے لایا ہے اور ایک مہرہ دیا کہ اسکو بجانا کئی منزل سے اسکی آواز امیر کے کان مین پہونچیگی یہان کا
حال سنیے کہ امیر نے قارن سے پھر پانی طلب کیا قارن نے آفتابہ نکال کے امیر کو دیا امیر نے چاہا تھا کہ آفتابے
کو منہ سے لگا کے پانی پئین کہ خواجہ عمرو کی آواز کان مین آئی ای امیر یہ پانی تم ہرگز نہ پینا اسمین زہر ملا ہوا ہے قارن
کی یہ بدذاتی ہے یہ سنکے امیر نے وہ آفتابہ منہ سے ہٹا لیا اور چہار طرف دیکھنے لگے کہ عمرو کی آواز کدھر سے آئی ابھی امیر
ادھر اودھر دیکھ ہی رہے تھے کہ سامنے عمرو پیدا ہوا دیکھا کہ خواجہ اسطرح دوڑتے ہوے آتے ہین جیسے کوئی اوڑتا ہوا
جانور آتا ہے چشم زدن مین امیر کے پاس پہونچے اور کہنے لگے اے امیر اس پانی مین زہر ملا ہوا ہے قارن نے کہا
لائیے مین پی لون یہ کہکے کاسہ آب امیر کے ہاتھ سے لیکر برابر منہ کے لا کے زمین پر پھینک دیا کہ تمام زمین وہانکی
سم آلود ہو کے سیاہ ہوگئی زہر نے ایسا اثر کر دیا امیر کو دیکھکر غصہ آیا اور کہا کہ تین گناہ تیرے مین نے بخشے اب
تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا قتل کرونگا قارن یہ سنکر بھاگا امیر نے پیچھا کیا قارن بھاگا جاتا تھا کہ ایک جادوگر راہ مین ملا
سے قارن نے کہا تو مجھکو بچا اوس جادوگر نے بحالت مین قارن کو چھپایا جب اوسکے قریب آئے اوس جادوگر نے
اسم سحر پڑھکر امیر کیطرف پھونکا مرکب امیر کے پانوں زمین مین غرق ہو گئے قہقہہ جادو دیکھکے ہنسا امیر نے اسم اعظم پڑھا
کہ اثر سحر دفع ہوگیا اوس جادوگر نے سحر کیا امیر نے تلوار کھینچی اور اسم اعظم پڑھکے ہاتھ تلوار کا مارا کہ جادوگر کے دو
ٹکڑے ہوے اور دوسرا ہاتھ جھپٹ کر قارن کے مارا وہ بھی دو پارا ہو کر گرا زمانہ تیرہ و تار ہوگیا ہوا تند چلنے لگی جہر
غل مچانے لگے بعد تھوڑی دیر کے جب سیاہی دفع ہوئی آواز آئی کشتی مرا نام من قہقہہ جادو بود افسوس مردیم
وجان دادیم بمطلب دل نرسیدیم پھر امیر نے سر قارن کا کاٹ لیا اور اپنے لشکر مین آئے

دوکلمہ داستان شوکت نشان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کا جانا ملک روم کیطرف

پلا ساقیا جام جم بے قیاس کہ ہون دنگ آئینہ ہائے حلب	کرے خوار بیٹھے ہین رومی لباس اوسی می کی ساقی مجھے چاہ ہے	پلا ساقیا جام وہ روز و شب کہ جسکی ضیا صورت ماہ ہے

وہ نایاب و شفاف دے تو شراب ۔ کہ ساغر میں دکھلائی دے آفتاب
سحر تیرے میخانے کی دھوم ہے ۔ ترا نام ساقی معلوم ہے + غزل

یہ زمانہ عالم خواب ہے یہ نشہ مثل سراب ہے ۔ جو نگین ہے نقش برآب ہے جو مکان ہے شکل حباب ہے
رنگ و برگ گل ہے رگ بدن رخ صاف غیرت یاسمن ۔ جو وہ تن ہے رشک گل چمن تو پسینہ عرق گلاب ہے
نہیں سوئے عدم کو جو چل بسے ہے سزا جزا کی خبر کسے ۔ یہ ہیں سب یہیں کے معاملے نہ عذاب ہے نہ ثواب ہے
کہیں باغ دہر سے فصل گل ہیں بلبلوں کا شور و غل ۔ نہ وہ غنچے ہیں نہ جام گل نہ شراب ہے نہ کباب ہے
نہ وہ وقت عیش خوشی رہا نہ وہ لطف بادہ کشی رہا ۔ نہ وہ دل رہا نہ وہ جی نہ وہ عمر ہے نہ شباب ہے
ہے سمند عمر رواں رواں بسر آگئے پیچھے ہیں سب ان ۔ ہے رواں عدم کا یہ کارواں جسے دیکھو پا برکاب ہے
لہو تیم ترے بہاتے ہیں جگر اپنا غم سے جلاتے ہیں ۔ ارے پیتے ہیں وہ کھاتے ہیں یہ شراب ہے وہ کباب ہے

بیت نوشیدہ دفتر بے نظیر + رقم کردہ این داستان امیر + فصاحان ہفت اقلیم طبع کہن و قلعہ کشایان مضامین رشک چمن شاخ قلم بہار رقم کو تختہ چمن قرطاس پر یوں تر و تازہ کرتے ہیں کہ امیر کشورگیر نے بعد قتل کرنے فتکار قاآن کے بعد چند روز کے فرمایا اے فریدم شاہ اب ہم رخصت ہوتے ہیں ہمکو یہاں بہت عرصہ گذرا یہ کہکے امیر بانوقیر نے عادی کو بلایا اور فرمایا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف ملک روم کے روانہ کر عادی بموجب حکم امیر بانوقیر پیش خیمہ لیکر جانب روم چلا اور امیر بانوقیر مع سرداران و لشکر کے تشریف لیچلے بعد چند روز کے برابر قلعہ روم کے پہونچے اور چار فرسنگ قلعے سے فاصلے پر اترے اور قیصر روم کو نامہ لکھا بعد حمد و نعت کے تحریر فرمایا ای قیصر روم آگاہ ہو کہ دیکھتے ہی اس نامہ کے خراج سات برس کا نوشیروان بادشاہ کو بھیجدے اور تو مسلمان ہو اور اطاعت میری اختیار کر نہیں تو بزور شمشیر آبدار خراج بھی لونگا اور تجکو مسلمان بھی کرونگا اس مضمون کا نامہ لکھکر خواجہ عمرو کو دیا اور کہا ای خواجہ تم نامہ میرا قیصر روم کو پہونچادو عمرو نامہ امیر کا لیکر چلے راہ میں ایک باغ تھا اوسمین آئے اور جو کچھ نقد و جنس اوسمین تھا سب نذر زنبیل کیا اور نام اوس باغ کا اور باغ کے مالک کا دریافت کیا غرضکہ سیر اوس باغ کی کرنے لگے کہ اس عرصے مین ظہیر رومی داروغہ اوس باغ کا مع چالیس باغبانون کے آیا دیکھا کہ دروازہ باغ کا کھلا ہوا ہے اندر جو آکے دیکھا تمام اسباب کوئی لیگیا ہے اور ایک لڑکا بانسری میٹھا بجا رہا ہے ظہیر نے کہا تو کون ہے خواجہ عمرو نے کہا میرا نام اعمری ہے میں نوکر امیر کا ہوں نامہ قیصر روم کے پاس لیے جاتا ہوں اوس داروغہ نے کہا مال یہان کا کیا تو نے لے لیا خواجہ نے کہا ہان میں نے لے لیا ہے میری زنبیل میں ہے داروغہ باغ جھنے لگا عمرو نے کہا تو بھی چاہتا ہے تجکو اگر نظر نہو تو دیکھلے داروغہ نے کہا کیونکر دیکھوں عمرو نے کہا سر اپنا زنبیل میں ڈال کر دیکھ لے ظہیر داروغہ نے سر اپنا زنبیل میں خواجہ عمرو کے ڈالا خواجہ نے پانون پکڑکے اوٹھا لیا اور ایک دہکا دیا کہ داروغہ باغ بھی داخل زنبیل ہوا سب باغبان یہ سانحہ عجیب دیکھکے بھاگے اور جاکر قیصر روم سے سب کیفیت بیان کی اتنے میں خواجہ عمرو بھی باغ سے نکل کے ٹہلتے ہوے میرزا ہوے دربار قیصر روم کے آئے اور نامہ امیر کا قیصر روم کو دیا قیصر روم نے وہ نامہ پڑھا اور جواب بعد شد و مد یہ تحریر کیا کہ اے امیر بانوقیر آپ وہاں کیوں اترین یہاں تشریف لائیے میں آپ کا غلام ہوں اگر چند روز کے لیے آپ میرے قلعے میں آئیں تو میں سات برس کا خراج روانہ کرون عمرو جواب لے کر امیر کے پاس آیا امیر یہ سنکے خوش ہوے عمرو نے کہا یہ سب مکر ہے قلعہ میں آپ کا جانا مناسب نہیں ہے عمرو چپ ہو رہے قیصر روم نے ایک حمام حکمت سے بنایا ہے اور فیل مست اپنے حمام کے چارون کونون پر نصب کیے ہیں اور

حمام کے ایک کونے پر ایک پیر مرد کو نقارہ دیکر بٹھایا ہے اور نیچے حمام کے تمام بارود کی کپیاں بچھائی ہیں اور اوس پیر مرد
سے کہدیا ہے کہ جس وقت میں امیر کو حمام میں لاؤں اور تجھکو اشارہ کروں تو نقارہ بجانا کہ جسکے پاس فلیتہ ہو اوسکو خبر ہو
وہ آتش دیگا تاکہ امیر مع سب سرداروں کے اڑ جاوینگے بعد اسکے قیصر روم نے چار دن وزیروں کو بلایا اور کہا چلو کہ امیر
یا تو قیصر کو استقبال کریگے شلیوں میں لے آؤ دوسرے دن قیصر روم امیر کی ملاقات کیواسطے آیا اور امیر کو قلعہ میں لیجاکر
دعوت کی امیر نے قیصر سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ سرکار روم اور فرنگ میں بہت حمام ہے قیصر نے کہا کہ میں نے بھی
ایک حمام بنایا ہے اور بہت تیاریاں ہیں اور وہیں بیٹھے ہیں امیر کو یہ سنکے سبب اشتیاق ہوا دوسرے روز مع سرداروں کو نیا حمام
میں داخل ہوئے عمرو اندر حمام کے نہ گیا اور قیصر نے چاہا کہ کام امیر کا تمام کردوں کہ ناگاہ عمرو چھت پر چڑھا ہوا بام پر حمام کے
آیا اور دیکھا کہ ایک شخص نقارہ لیے بیٹھا ہے اور نیچے جو عمرو نے نگاہ کی تو سامنے صحرا میں دیکھا کہ ایک شخص پتھر کی آڑ میں لیکر
فلیتہ لگائے ہوئے بیٹھا ہے عمرو نے اوس سے پوچھا کہ یہ نقارہ کیسا ہے اوس نے کہا کہ قیصر نے مجھکو یہاں بٹھا
کر نکلنے تک مقرر کیا ہے تو نقارہ بجانا عمرو نے کہا اے حرامزادے سچ کہدے یہ سنکے وہ ہنسا اور کہا سچ کہوں تو مجھکو کیا دیگا عمرو
نے کہا تجھکو کوتوال شہر کا کردونگا اوسنے کہا کہ میں کوکا قیصر شاہ کا ہوں اوس نے یہاں بٹھا کر مقرر کیا ہے کہ جب وہ
اشارہ کرے میں نقارہ بجاؤں وہ شخص جو سامنے بیٹھا ہے وہ آواز نقارہ سنکر آتش دیگا تاکہ امیر کلمع سب سرداروں
کے کام تمام کردوں عمرو نے یہ سنکے کہا کہ شاباش شاباش میں تیری نیکی کو ضایع نکرونگا جب تک کہ میں نہ کہوں نقارہ
نہ بجانا یہ کہکے عمرو نیچے اوترا و دیکھا کہ قیصر روم دروازے پر حمام کے کھڑا ہے اور امیر مع تمام سرداروں کے حمام
میں نہانے کو تیار ہیں عمرو نے قیصر سے کہا کہ خوب حمام تمنے بنایا ہے قیصر نے کہا پانی خوب گرم ہم بھی جاکر غسل
کرو قیصر یہ چاہتا ہے کہ عمرو بھی حمام میں جائے تو سب کا کام تمام کردوں عمرو نے کہا کہ تم بھی چلو تو میں چلوں غرض
ناچار قیصر بھی برہنہ ہوا اور حمام میں آیا اور عمرو نے امیر سے اشارہ کیا کہ سب کو ہمراہ لیکے جلدی سے باہر جاؤ
امیر تمام سرداروں سے باہر حمام کے آئے عمرو نے جلدی سے دروازہ حمام کا باہر سے بند کیا اور امیر کو ہمراہ
لیکر دور جاکر کھڑا ہوا اور سفید مہرا بجایا اور اوس پیر مرد سے کہا کہ اب نقارہ بجا وہ اوسنے نقارہ بجایا دوسرے
نے آتش دی حمام مع باغ سب اوڑ گیا امیر متعجب ہو عمرو نے سارا حال بیان کیا وزیر قیصر کے تین بیٹوں اور
بیٹی کو لیکر بھاگ گئے اور ایک بیٹے کا نام ربیع رومی اور دوسرے کا سام رومی تیسرا فتح نوش بیٹی کا نام گلنوشا
تھا امیر نے عمرو سے کہا کہ تو نے یہ کیا کیا کہ قیصر کو مار ڈالا وزیر اور بیٹے اوسکے بھاگ گئے اب میں خراج کسکا دوں اور کیا
نوشیروان کو جواب دونگا تب تو مجکو سات برس کا خراج دے عمرو نے لاکھ عقل سمجھایا امیر نے نمانا اور عمرو کو قید کرکے
خراج بھر کیا بعد اسکے چھوڑ دیا عمرو نے کہا یہ تو نے مجھپر ظلم کیا میں نوکری نہیں کرتا امیر نے کہا میں نوکری
سے تیری درگزرا جہاں جی چاہے چلا جا عمرو بارگاہ امیر سے باہر نکلا دل میں ذکر کیا کہ یہ وزیر اور بیٹے قیصر کے
کہاں گئے چند کوس نکلا تھا کہ ایک درہ کوہ ملا اوس میں قریب پچیس ہزار سوار کے اترے تھے عمرو اونکو
لشکر امیر میں آیا لندھور اور پہلوان عادی کو چرالیگیا صبحکو امیر نے ابو سعید کو خبر کے لیے بھیجا ابو سعید نے آکر
کہا یہ کام عمرو کا ہے امیر سنکے فکرمند ہوئے اور وہاں عمرو نے لندھور اور پہلوان عادی سے کہا کہ وزیر اور قیصر کے بیٹے اس
درہ میں پنہاں ہیں اگر انکو شکست دو تو کمال مجھپر احسان ہے غرض لندھور نے نعرہ کیا اور عادی نے لندھور کے نام کا نعرہ
کیا عمرو نے سفید مہرا بجایا اور اگرد وزیروں کے لشکر پر گرے لشکر تمام بھاگ گیا وزیروں اور بیٹوں کو قیصر کے پکڑ لیا اور تمام خزانہ قیصر کا
عمرو کے ہاتھ آیا عمرو نے لندھور اور عادی کو رخصت کیا اور کہا یہ سب کیفیت امیر سے کہدینا اور عمرو نے وزیروں کو بند کر

چار روز مین چار گنج وزیرون سے لیے اور تین گنج خزانے کے منیون سے قیصر کے لیے بعد اوسکے عیارون کو اپنے لشکر امیر سے
لاکر جمع کیا اور آپ عمرو بادشاہ بنا اور عیارون کو اپنا سردار بنایا داراب خان اور سعید خان و اقبال خان و
سرہنگ خان عیارون کے نام رکھے اور قلندر ہندی اور مقوی کے بناکر اور بارہ ہزار جوڑی نقارے کی بنائی اور
ایک بارگاہ برپا کی نقارے بجنے لگے نقارے کی آواز سنکر امیر حیران ہوئے تحقیق جو کیا معلوم ہوا کہ عمرو کا لشکر ہے لندھور کو
ایلچی کیا اور عمرو کے پاس امیر نے بھیجا عمرو نے خلعت لندھور کو دیا رخصت کیا امیر بھی وہان سے کوچ کرکے دوسرے
منزل پر آئے عمرو نے بھی کوچ کیا اور سامنے بارگاہ امیر کے اپنی بارگاہ ایک ٹیکرے پر برپا کی اور تمام گنج ڈھیر کیا اور
تخت مرصع بچھایا اور تخت پر عمرو بیٹھا ناچ سامنے ہونے لگا جب کہ دن روشن امیر نے عمرو کو دیکھے پوچھا کہ یہ مال اسنے
کہان سے پایا پس عادی نے سارا ماجرا بیان کیا امیر ہنسے کہا اوسکو بلا لاؤ عادی اور مقبل گئے اور خواجہ عمرو کو لائے
خواجہ نے تمام مال زنبیل مین ڈال لیا اور آکر امیر کے قدم پر گرا امیر نے لگایا اور دلاسا دیا دوسرے دن امیر نے کہا کوئی شخص
عراق مین جاے اور یہ خراج تینون شہرونکا نوشیروان کو پہونچاوے مقبل اوٹھا اور امیر کو مجرا کیا اور کہا اگر حکم ہو تو مین
پہونچاؤن امیر نے عمرو کو ضامن لیا بارہ ہزار سوارون سے گنج خزانہ مقبل کو روانہ کیا جب کہ بارہ منزل مقبل گیا قریب
ایک کوہ کے اوترا اوس مین ایک قلعہ تھا آدھی رات کو شعلہ و سفلہ مع بیس ہزار قزاقون سے آئے اور شب خون مار
کے سب مال لے گئے مقبل اپنے خیمے مین نشہ شراب مین مست بیٹھا تھا کہ شور برپا ہوا اوس نے احوال پوچھا لوگون نے
کہا قزاق آگرے اور بہت سے لوگ آپ کے مارے گئے خزانہ وہ سب لے گئے یہ سنکے مقبل کا عجب حال ہوا کہ مین
نے عمرو کو ضامن دیا ہے بہ تنکے سوار ہوا اور برابر کوہ کے قزاقون کو پایا قزاق قلعے مین نہ جانے پائے تھے مقبل نے نعرہ
کیا اور کہا پہلے جواب جنگ دو بعد اسکے یہ مال تم پر حلال ہے شعلہ و سفلہ نے دیکھا کہ ایک یکہ و تنہا سوار ہے پوچھا یہ کون ہے
لوگون نے کہا صاحب مال ہے اسکو پکڑو مقبل نے تیر مارنے شروع کیے راوی کہتا ہے کہ تین مرتبہ خزانہ مقبل نے زرکے
چھین لیا اور تمام ترکش خالی ہو گیا مانند شیر غران کے خوب لڑا چالیس زخم بدن پر لگے آخر مقبل بیہوش ہوکے گرا قزاق
خزانے چھین لے گئے مقبل میدان رزم مین پڑا تھا چار سوار مقبل کو لے کے خیمے در بارگاہ امیر مین پہونچے سارا حال
بیان کیا لندھور نے کہا مین سمجھ لونگا لیکن امیر کو کون جواب دیگا عمرو نے کہا مین جواب دونگا پس اوسیوقت چار ہزار
سوار لندھور ہمراہ لے کے پہونچا لوگون نے اوس قلعے کا نشان بتایا لندھور نے برابر اوس قلعے کے ایک باغ
دیکھا اوس باغ جاکے ایک چبوترے پر بیٹھا اور تماشا باغ کا دیکھنے لگا لندھور کو نیند آئی سو رہا بعد ایک ساعت کے نقاب دار
گلگون پوش چالیس سوار کے باغ مین آیا لندھور بھی اوٹھا پوچھا تو کون ہے اوسنے کہا کہ مین دختر شعلہ قزاق
کی ہون دعوی پہلوانی کا رکھتی ہون ماہ بانو نام ہے لندھور نے جواب دیا تم لندھور ابن شاہ سعدان اوسنے
کہا کس لیے یہان آیا ہے لندھور نے کہا واسطے جنگ شعلہ و سفلہ کے اوسنے کہا تو اکیلا آیا ہے لندھور نے کہا چار ہزار
سوار ہمراہ ہین باہر کھڑے ہین غرض ماہ بانو لندھور پر عاشق ہوئی ہاتھ پکڑ کے نشان شعلہ اور سفلہ کا بتا دیا لندھور
اگر قلعے مین دیکھا کہ دو قزاق تخت پر بیٹھے ہین لندھور نے سلام علیک کی اونھون نے جواب دیا لندھور خفا ہوا اونکو
تخت پر سے اوٹھا لیا اور چاہا کہ زمین پر مارین دونون ازرہ جان مسلمان ہوے اور شراب مین بیہوشی دیکر لندھور کو
قید کیا اور چاہا کہ قتل کرین ماہ بانو نے آکر کہا کہ یہ سردار امیر کا ہے تم اسکو اگر قتل کروگے تو تمام زندگی تمہاری زندہ نہ
رہیگا شعلہ نے لندھور کو قید کیا سوارونکو یہ خبر آئی عمرو کو دی عمرو نے سارا حال آکے امیر سے بیان کیا
امیر نے حکم کیا کہ پیش خیمہ ہمارا اوسی طرف روانہ کرو بعد چند روز کے برابر قلعہ براق کے پہونچے جاسوسون نے

یہ خبر صقلا وشعل کو دی باہر قلعے کے آئے طبل جنگ بجوایا امیر کا مقابلہ کیا امیر نے دونوں کو زیر کیا دونوں صدق دل سے
مسلمان ہوئے امیر کو قلعے میں لائے لندھور کو خلاص کیا اور ماہ بانو سے لندھور کا عقد کر دیا امیر نے پھر مقبل کو
خزانہ دیکر طرف مدائن کے روانہ کیا چندروز میں مقبل نے نوشیروان سے شکارگاہ میں ملازمت حاصل کی
نوشیروان شہر میں آیا تخت پر بیٹھا اور مقبل نے خزانہ نظر سے گذرانا نوشیروان بہت خوش ہوا اور خلعت فاخرہ
مقبل کو دیا اور بارہ ہزار تیرانداز دکلو بھی خلعت دیکر مقبل کو رخصت کیا رات کو نوشیروان نے بختک کو بلایا اور
اور کہا اب میں کیا کروں بختک نے صلاح دی کہ ایک نامہ عزیز مصر کو تحریر کیجیے کہ اب حمزہ تیرے ملک میں آتا ہے
اگر تو نے اوسکو قتل کیا تو مجھپر احسان کیا غرض نوشیروان باغوای بختک عزیز مصر کو لکھا اوسنے جواب میں لکھا کہ اے
بادشاہ ہفت اقلیم تو خاطر جمع رکھے اگر حمزہ اسطرف کو آیا تو میں کسی نہ کسی طور سے قتل کر دونگا القصہ مقبل امیر پاس آیا
تمام حال بیان کیا کہ اسطرح بخوبی تمام خزانہ پہونچایا امیر نے مصر کی طرف کوچ کیا راستہ میں ایک دو راہا ملا امیر
نے دراب ہندی سے پوچھا کہ یہ دونوں راستے کسطرف کو گئے ہیں اوس نے کہا کہ یہی راہ مصر کو گئی ہے
لیکن زمانہ حضرت یوسف سے کوئی اسطرف سے نہیں جاتا پس امیر نے اسد دیوانے کو بلا کے کہا کہ تو تمام لشکر
کو صاف کر کے برابر قاہرہ مصر کے فرودکش ہوئے بارگاہ بارہ کوس کے فاصلہ سے بپا کی اور نامہ امیر نے عمرو کے
ہاتھ عزیز مصر کو روانہ کیا عمرو نامہ لیکر نزدیک قلعے کے آیا عزیز مصر کو خبر ہوئی عمرو کو بلایا عمرو نے ہاتھ میں عزیز مصر کے
دیا عزیز نے دیکھا لکھا تھا کہ تو مسلمان ہو اور سات برس کا خراج نوشیروان کا روانہ کر عزیز مصر نے کہا چند شرطیں
رکھتا ہوں اول ایک دروازہ فولادی کو پہلے ہی نذر میں کھولیں دوسرے ایک سنگ ہے کہ زمانہ حضرت یوسف
سے آدھا اوپر اور آدھا نیچے زمین کے گرا ہے اوسکو زمین سے نکالیں پھر جو فرماینگے میں قبول کرونگا عمرو نے تمام
ماجرا امیر کے روبرو بیان کیا امیر نے فرمایا میں جاؤنگا اور ایک مرتبہ مصر کو دیکھونگا لندھور نے عرض کیا اور کہا
کہ جبتک حضور کا لشکر نہ آلے آپ نہ جایئے امیر نے نمانا دوسرے دن سوار ہو سرداروں کو ہمراہ لیکے قلعے میں آئے
اور عزیز مصر سے دروازہ فولادی کو دریافت کیا اوس نے بتا دیا امیر نے ایک نذر میں اوسکو کھولا اور اندر
جا کر دیکھا ایک لوح ہے اوسپر کندہ ہے کہ یہ لوح فریدون کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے اور ایک بہادر دوران
آخر زمانے میں پیدا ہوگا اور اس دروازے کو کھولیگا نام اوسکا حمزہ صاحبقران ہے دین اوسکا برحق
ہے امیر باہر آئے اوس سنگ کو بھی قوت سے اوکھڑ لیا اوسپر بھی یہی لکھا تھا عزیز مصر یہ سنکے اور لوح کو
دیکھکے قدم پر امیر کے گرا اور کہا الحمد للہ میری خاطر جمع ہوئی اور دین آپ کا برحق ہے اور از ترس جان مسلمان
ہوا باغ حضرت یوسف میں امیر کی دعوت کی اور کھانے میں بیہوشی ملا کر سب کو ایک چاہ زندان میں قید کیا
دوسرے روز پوشاک بسنتی پہنکر تخت پر بیٹھا اور وزیر نیک اندیش سے کہا کہ کیوں نہیں امیر کو اب
قتل کردوں وزیر نے کہا تم قتل نہیں کر سکتے ایک نوکر اوسکا اسد دیوانہ ہے کہ تمام امیر کی فوج لیکر
یہاں آئیگا پہلے اوسکا علاج کر لو بعد اوسکے جو چاہے کرو عزیز نے کہا اے وزیر تو دشمنوں کا شمار کرتا ہے دوستوں کا
خیال نہیں کہ نوشیروان بادشاہ ہفت اقلیم نے لکھا ہے یہ دشمن اوسکا ہے وزیر نے کہا کہ تو ایک عرضی
نوشیروان کو لکھ کہ امیر کو مع سرداروں کے قید کیا ہے اگر حکم ہو تو قتل کروا دوں بلکہ قتل کروا ڈالا چاہیں حکم ہو دفن
پس اوس نے اوسی وقت ایک عرضی صرہنگ مصری کے ہاتھ روانہ کی چند روز میں صرہنگ مدائن میں
عرضی شاہ کو دی نوشیروان نے جواب لکھا کہ اگر امیر قتل کیا تو خوب کیا ورنہ تو دیکھتے ہی اس نامے کے قتل کرنا

سرہنگ روانہ ہوا یہ خبر ملکہ مہر نگار نے سنی بیہوش ہوگئی جب کہ ہوش آیا دایہ نے کہا صبر کرو دل پر جبر کرو القصہ وہان
امیر کو دوسرے دن ہوش آیا قید مین اپنے تئین مع سب سردارون کے پایا عمرو نے کہا یا امیر اب کہو کیا کروگے تم نے کہنا
لندھور کا نہ مانا امیر نے کچھ جواب نہ دیا عمرو نے کہا مین جاتا ہون یہ کہکے دم کو اپنے کھینچا اور مرگیا سردارون نے غل
مچایا کہ ہمارا جو عمرو عیار تھا وہ مرگیا اوسکو نکالو پاسبانون نے بادشاہ سے جا کے کہا عزیز مصر ہنسا اور کہا اوسکو میرے
پاس لاؤ لوگون نے عمرو کو چاہ سے نکالا اور سامنے عزیز مصر کے لائے شمعون وزیر بڑا حرامزادہ تھا اوسکے کہنے سے
سات روز چابک نئے نئے طرح سے عزیز نے عمرو کو آزار پہونچائے آخر آٹھوین دن بارگاہ سے عمرو کو باہر پھینک دیا اور
کہا اسکو جا کر دفن کرو غسالون نے نہلا کر کفنایا اور قبرستان مین لایا اور غسال نے عمرو کو قبر کو اوتارا عمرو نے اوٹھکر
غسال کو قتل کیا اور گلیم عیاری اوڑھکے غائب ہوگیا غسالون نے آکر عزیز مصر سے یہ ماجرا بیان کیا عزیز مصر بہت فکر
مند ہوا حکم کیا کہ دروازہ شہر کا بند کرو اور نگہبان جابجا بٹھاؤ ویسے عمرو آدھی رات کو خوابگاہ عزیز مین آیا اور عزیز کا سر کاٹنا چاہا
مین سو دیکھا وہ نہ تھا عمرو نے جانا کہ اوسنے مکر کیا عمرو نے سب جگہ تلاش کی عزیز شاہ کو نہ پایا آخر بہت جاننے مین عزیز
مصر چلا عمرو کو دیکھکے بھاگا عمرو نے بھی پیچھا کیا عزیز مصر حسلا مخور کے مکان مین آیا اور نیچے کو چھپا حسلا مخور نے پوشیدہ
کیا عمرو بھی آیا اور چاہا کہ عزیز کو قتل کرے کہ اسوقت چار سو عیارون سے سرہنگ مصری پہونچا اور عمرو کو گھیر لیا
تمام رات عمرو لڑا جب کہ صبح ہوئی عمرو سرہنگ کو زخمی کرکے نکل گیا غرض دوسرے دن اسد دیوانہ لشکر لیکر برابر
قلعہ مصر کے آیا عمرو نے آکر تمام حال بیان کیا اسد سنکے حیران ہوا اور کہنے لگا کہ اے خواجہ اب کیا کرین عمرو نے
کہا آج رات کو مین خبر امیر کی لے آؤنگا بعد اوسکے جو تیرے دل مین ہوگا وہ کرنا اسد نے قبول کیا راوی کہتا ہے کہ قلعہ
مصر مین نقب تھی مع سردارون کے امیر کو عزیز مصر نے طرف قلعہ سلو کے روانہ کیا اور عمرو عیار طرف پیچھے
اسد پاس آیا تھا دونون فکر مین تھے کہ ابو شہاب اور ابو سعید خبر لے کے آئے کہ امیر کو عزیز مصر نے قلعہ سلو کو
بھیجا ہے عمرو نے اسد سے کہا کہ مین تو اوسطرف جاتا ہون اب تم جاؤ اور عزیز مصر سے خبردار ہو اسد نے قبول کیا اور
عمرو تمام شاگردون سے قلعہ سلو کی طرف چلا راہ مین دریا ملا نقاش ناخدا کا وہان مکان تھا حضرت ابراہیم نے
خواب مین اوسکو مسلمان کیا تھا صبح کو عمرو پہونچا خواجہ نقاش آکر عمرو کو لے گیا اور کشتی پر سوار کرکے شہر سلو مین لاکر
اوتارا عمرو نے فکر کی کہ رات کو امیر کو چھڑا اونگا اور شاہ شمش کی ایک دختر تھی زہرہ مصری حضرت ابراہیم نے اوس
کو اوسکو بھی مسلمان کیا اور بشارت دی کہ حمزہ کو پڑا اور کہا جو سنگ چاہ سے اوٹھایگا وہی تیرا شوہر ہوگا غرض دوسری
رات کو زہرہ مصری نے کھانے مین بیہوشی ملا کر خواص کے ہاتھ پاسبانون کو بھیجا جب کہ وہ کھانا کھا کر بیہوش ہوئے
کیا اس شب کو زہرہ مصری نے دیکھا اور زندان مین جاکے کمند ڈالکر قید خانے مین اوتری عمرو بھی آیا اور زہرہ کو
آتے دیکھا حیران کھڑا تھا عمرو نے جانا کہ یہ کام اوسی مکارہ کا ہے عمرو نے آواز دی ملکہ فکرمند ہوئی اور کہنے لگی تو کون
ہے عمرو نے کہا کہ منم یالوش بر برگ دار نایب لات اعلی اور منات معلی زہرہ مصری کہا مین کیا کرون مجھکو حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے مسلمان کیا اور کہا ہے جو شخص اس سنگ بر کو چاہ پر سے دور کریگا وہی تیرا شوہر ہوگا عمرو نے قوت
کی کچھ نہ سکا آخر عمرو نے زنبیل سے مقبل کو نکالا مقبل نے وہ سنگ کو چاہ پر سے دور کیا زہرہ مصری
شمع لیکر چاہ پر آئی اور اندر اوتری امیر کو پکارا امیر نے کہا تو کون ہے اوس نے کہا کہ مین دختر بادشاہ کی ہون چاہتی ہون
کہ آپ کو خلاص کرون امیر نے وہ دیکھے قید کو پارہ کیا سردارون کو چاہ سے نکالا باہر نکلے عمرو سے ملاقات کی اور
شہر کی طرف چلے سامنے شاہ شمش کا باورچیخانہ تھا عادی کی ناک مین جو کھانے کی بو آئی عادی نے اکیلا چیدن

باورچیونکو ضرب سوختو نسے باہر نکالا اور جو کچھ کھانا تیار تھا سب کچھ کھا گیا لوگون نے جا کر خبر بادشاہ کو دی
اوس نے لشکر بھیجی اور حکم کیا کہ اوسکو باندھ لاؤ عادی نے وہی سوختنے مارنا شروع کیے سب بھاگے بادشاہ بھی
لشکر لیکر آیا عادی نے اوسکو بھی شکست دی اور ایک سوختہ بادشاہ کے سر پر مارا بادشاہ واصل جہنم ہوا امیر
بھی مع سرداروں کے آئے خوب تلوار چلی آخر لشکر شکست کھا کر بھاگا امیر نے قلعے کو فتح کیا وزیر آکر قدم پر گرا
اور کلمہ پڑھا مسمور سلوتیا بادشاہ کا تھا وزیر اوسکو خدمت امیر مین لایا امیر نے وہ قلعہ اوسکو دیا اور اوسکو
ہمراہ لے کے طرف مصر کے روانہ ہوے اور وہان اسد دلیوانہ نے قلعۂ مصر پر بنیاد جنگ ڈالی دوسرے دن اسد نے
قسم کھائی کہ کل سر سواری قلعہ لیلونگا یہ ٹھہرا کر سوار ہوا اور جنگ کر کے برابر دروازہ قلعہ کے پہونچا دروازہ کو توڑ
کر اسد قلعے مین داخل ہوا عزیز مصر نے نیزہ سینے پر اسد کے مارا اسد نے روک کر کے ایسی ایک تلوار ماری کہ
کہ سر اوسکا تن پر سے جدا ہو گیا اتنے عرصے مین امیر بھی آئے قلعہ مصر سر سواری لے لیا مظفر مصری عزیز مصر کا بیٹا
تھا اوسکو وہان کا بادشاہ کیا اور سب مسلمان ہوے بعد چند روز کے امیر نے ہمراہی لشکر گران طرف مدائن
کے کوچ کیا ادنکو تو راہ مین چھوڑیے اور وہان کا سماعت فرمائیے کہ نوشیروان تمام سرداروں سے آکر تخت پر بیٹھا
بختک نے عرض کی کہ امیر مصر مین مارے گئے نوشیروان نے خواجہ بزرجمہر سے پوچھا بزرجمہر نے عرض کیا کہ
بیرا میر ہنگ خبر لایا ہے کہ امیر نے عزیز مصر کو مارا اور اوسکے بیٹے کو بادشاہ کیا اب مدائن کیطرف آتا ہے نوشیروان
نے کہا تم سچ کہتے ہو غرض بختک اپنے مکان مین آیا اور ایک نامہ گستہم کو لکھا کہ تجکو معلوم ہوا امیر دربند مین
مارے گئے تو زوبین کامرانی کو لیکے خدمت نوشیروان مین آئین ملکہ مہرنگار کو اوسکو دلوا دونگا جب کہ یہ نامہ
گستہم کو پہونچا گستہم نامہ لیکے زوبین پاس آیا وہ نامہ پڑھکے بہت خوش ہوا زوبین نے نامہ اپنے بڑے بھائی
بیچن کو دکھایا بیچن نے کہا اے برادر بختک حرامزادہ ہے اولاد بن مرزبان کو دوستی ملکہ مہرنگار
مین قتل کرایا تیرا جانا مناسب نہین ہے زوبین نے کہا اب تو مین جاتا ہون بیچن چپ ہو رہا زوبین نے دلیو
تاج ترک اور عاج تاج ترک اور نہروان تاج ترک کو سپہ سالار کیا سات لاکھ پچاس ہزار سوار سے طرف مدائن
کے کوچ کیا چند روز مین برابر باغ جمشید کے آیا اور باغ مین اوترا مدائن تین کوس وہان سے تھا زوبین نے نامہ بختک
کو لکھا کہ تیرے کہنے سے مین آیا ہون اور باغ جمشید مین اوترا ہون جو کچھ تو کہے اوسپر عمل کرون کتارہ کابلی نے یہ نامہ
خلوت مین بختک کو دیا بختک نے جواب لکھا کہ تو خاطر جمع رکھ مین تمام سرداروں سے نوشیروانکو تیری استقبال
کیواسطے لاونگا زوبین یہ سنکے بہت خوش ہوا دوسرے دن بختک نے آکر نوشیروان کو مجرا کیا اور کہا اے شاہ زوبین
کامرانی سات لاکھ پچاس ہزار سوار سے آیا اور باغ جمشید مین اوترا ہے نوشیروان سنکے گھبرایا اور کہا اب مین کیا کرون بختک نے کہا زوبین شہزادہ
اچھا نہین ہے بہتر یہ ہے کہ باغ جمشید مین آپ چلین اور اوسکو واسطے ملازمت کے طلب کرین نوشیروان سوار ہوا زوبین بھی
یہ سنکے سوار ہوا ملازمت بادشاہ کی کی نوشیروان نے زوبین کو بہت سا دلاسا دیا اور حکم کیا کہ ہماری بادشاہ جمشید بزم
باغ جمشید کے برپا کرو غرض نوشیروان آکر تخت پر بیٹھا سردار سب اگر بیٹھے مجلس آراستہ ہوئی مے و صحبت گرم رہی جو
روز زوبین اپنی بارگاہ مین آیا اور بختک کو لکھا کہ مین تیرے کہنے سے آیا ہون اب جو تو نے مجھسے اقرار
کیا ہے اوسکو عمل مین لا دیا جواب دے کہ اوسپر عمل کرون تحفتہ زابلی کے ہاتھ رقعہ بختک کے پاس
بھیجا بختک نے جواب دیا کہ کل تیرا کام کرونگا غرض دوسرے روز بختک نے آکے نوشیروان سے
کہا آپکو معلوم ہے کہ زوبین واسطے خواستگاری ملکہ کے آیا ہے نوشیروان سنکے خفا ہوا اور کہنے لگا اے مادر بخطا

کیا میں نہیں جانتا تو کیا شطرنج کی چالیں چلتا ہے کہا آپ کے نمک کی قسم مجھکو نہیں معلوم نوشیروان فکرمند ہوا بختک کو خلوت میں
بلا کر کہا کہ میں کیا کروں بختک نے کہا کہ تمکو نہیں معلوم اگر ملکہ کا تزویہن سے عقد نہ کر دیا تو فساد ہوگا گستہم اور بہمن
عقب میں آتے ہونگے بہتر یہ ہے کہ ملکہ کو تزویہن کے حوالے کرو جسوقت کہ حمزہ زندہ آیا تو کہنا تزویہن مجھسے بزور لیگیا
اگر قوت رکھتے ہو تو جاکے ملکہ کو لے آؤ غرض دوسرے دن جب نوشیروان اپنے تخت پر بیٹھا تزویہن نے آکر مجرا
کیا بختک نے زعفران سر پر تزویہن کے چھڑکی اور کہا تجھکو مبارک ہو کہ بادشاہ نے ملکہ کو تجھے دیا تزویہن خوش ہو کے
کھڑا ہو گیا مگر سردار نوشیروان کے بہت فکرمند ہوئے اور کسی دوست امیر نے ایک نامہ طوق حران کرد کو لکھا
کہ شاہ نے مہرنگار کو تزویہن کو دیا ہے اور آجکل میں امیر بھی آیا چاہتے ہیں قلعہ مداین کو بند کر اور حفاظت ملکہ کی
کر امیر تیرا مرتبہ بلند کرینگے طوق حران کرد نے یہ خبر سنکے دروازہ قلعہ کا بند کیا یہ خبر ملکہ نے سنی حیران ہوئی کہا اے
دائی اب میں کیا کروں دایہ نے کہا خاطر جمع رکھ طوق حران مرد مسلمان ہے اور اوسنے دروازہ قلعہ کا بند کر لیا
ہے امروز فردا میں امیر بھی آیا ہی چاہتے ہیں القصہ یہ خبر باغ جمشیدی میں جاسوسوں نے بادشاہ نوشیروان
کو پہونچائی کہ ملکہ طوق حران دونوں قلعہ بند ہوئے تزویہن نے یہ خبر سنکر ترک تاج کو بھیجا کہ تو جاکر طوق
حران کو قتل کر اور ملکہ کو لے آ ترک تاج مجرا کرکے ہزار سواروں سے مداین کیطرف چلا اب اسکو تو راہ میں
چھوڑو اب کچھ حال امیر کا سنو کہ جب مداین سات منزل رہا عمرو سے کہا کہ تو جاکے خبر لا کہ اب نوشیروان کس
فکر میں ہے جب کہ عمرو برابر مداین کے آیا تمام سرگذشت دریافت کرکے امیر کے روبرو حاضر ہوا اور تمام حال تزویہن
کا بیان کیا امیر یہ سنکے غصے میں بھرے اور لندھور سے فرمایا کہ تم عقب سے لشکر لیکر آنا اور آپ خنگ سیاہ
قیطاس پر سوار ہوئے اور وہاں ترک تاج دروازے پر پہونچکے چاہتا تھا کہ قلعہ لیوے کہ امیر نے آکے نعرہ
ترک کے مقابل کیا امیر نے تلوار ماری ترک مع مرکب چار ٹکڑے ہوا لشکر اوسکا بھاگا امیر دروازے پر آئے طوق
حران نے دروازہ کھولدیا اور آکر امیر کی ملازمت کی امیر نے خلعت فاخرہ عطا فرمایا بعد اسکے حکم کیا کہ تمام قلعہ کو کھود
ڈالو اور جورو بیٹیاں بادشاہ نوشیروان کی سوائے مہرنگار کے حجامی اور شتربان اور فیلبان اور سائیسوں کے حوالہ
کریں اور دختر گستہم کو عمرو نے پسند کیا اور دختر بختک کو عادی نے لیا ملکہ مہرانگیز نے رقعہ لکھا اور کبوتر کی گردن
میں باندھکر نوشیروان کے پاس بھیجا کبوتر بارگاہ نوشیروان پر آکے بیٹھا نوشیروان رقعہ پڑھا ترک تاج
کے مارے جانے اور خرابی شہر مداین سے بہت فکرمند ہوا خلوت میں اکر تمام حقیقت دختر گستہم کی بختک سے کہی
اور بختک کی دختر کا حال گستہم سے کہا دوسرے دن نوشیروان تخت پر بیٹھا اور تزویہن کو بلا کر کہا کہ وہ عرب آیا ہے تمام
ملک کو میرے ویران کیا اور بھائی کو تیرے قتل کرکے مہرنگار کو قبضے میں کرلیا تزویہن نے کہا میں کام اوسکا تمام کرونگا اور گستہم
نے کہا کہ اے شاہ میں نے سنا ہے کہ بختک کی دختر کو عادی اپنی خدمت میں لایا بختک نے کہا الحمدللہ وہ بادشاہ
قلعہ تنگ رو واصل ہے تمہاری دختر کو عمرو دختر کو لیگیا کہ وہ ذات کا ساربان زادہ ہے گستہم نے کہا کہ تمام دختران
شاہی کو امیر نے حجام و جولاہے اور چماروں کے حوالے کیا یہ سنکے حضار مجلس حیران و فکرمند ہوئے اور وہاں
امیر نے حکم کیا کہ پیش خیمہ ہمارا طرف عراق کے روانہ کرو عمرو نے کہا پہلے مہرنگار کو مکہ روانہ کر دیجیے بعد اسکے
کسیطرف جانے کی فکر کیجیے پس امیر نے مقبل کو چار ہزار سواروں سے ملکہ کے ہمراہ کیا اور طرف مکہ کے ملکہ
روانہ ہوئی بعد اسکے امیر با توقیر پانچ لاکھ ستر ہزار سواروں سے طرف عراق کے روانہ ہوئے اور ایک نامہ
نوشیروان کو لکھا زمتاش بہادر یونانی اوٹھا اور امیر کو مجرا کرکے اور نامہ لیکے چلا جب لشکر نوشیروان میں پہنچا

وہاں نوزر کوہستانی بارگاہ سے نوشیروان کی گھر کو آتا تھا راہ مین زمتاش کو دیکھا سلام کیا اور کہا آپ کہاں جاتے ہین زمتاش نے کہا نامہ امیر کا لایا ہون نوزر نے کہا دربار برخاست ہو گیا ہے بہتر یہ ہے کہ آج رات کو فقیر خانے پر رہیے صبح کو دربار مین جائیے گا نوزر کا ہاتھ پکڑ کے اپنے مکان پر لایا خوب مہمانی کی اور خاطر جمع رکھیے کہ گو کہ مین نوکر نوشیروان کا ہون پچاس ہزار سوار ہین اور سب مسلمان ہین اگر بارگاہ نوشیروان مین کوئی مشکل تمہیں پڑی ہین اپنی جان تم پر نثار کرونگا القصہ جب صبح ہوئی نوزر بارگاہ نوشیروان آکے بیٹھا اور زمتاش مرکب پر سوار ہو کے بارگاہ پر آیا لوگون نے دیکھا اور دربان کا دس آدمی قتل کر کے اندر بارگاہ کے آیا نامہ نوشیروان کو دیا اور نامے پر زر نثار کروایا نوشیروان نامہ پڑھ کے خفا ہوا اور چاہا کہ نامے کو پارہ کرون زمتاش نے نامہ چھین لیا اور کہا کہ یہ نامہ صاحبقران زمان کا ہے اگر مرد ہے تو لشکر گران سے سر میدان جواب دے زوبین نے نمار ترک کو اشارہ کیا کہ ایلچی کو قتل کر نمار ترک پیچھے سے اگر تلوار مارنا چاہتا تھا کہ بزرجمہر نے زمتاش کو اشارہ کیا زمتاش نے پھرکے اوسکی تلوار چھین اور کمر پر جو تلوار ماری تو دو پرکالے ہوا نوشیروان اور زیادہ غصہ مین آیا حکم کیا کہ اسکو پکڑ لو پس لوگون نے چار طرف سے یرغہ کیا نوزر نے بھی اپنے لوگون کو للکارا پچاس ہزار سوار لوٹ پڑے نوشیروان کے لاکھ سوار مارے گئے زمتاش کے بھی زخم لگے اور نوزر بھی زخمی ہوا مگر زمتاش کو گھوڑے پر سوار کیا اور لشکر امیر مین لایا جراح کو بلا کر ٹانکے دلوائے وہان نوشیروان بہت پریشان تھا گستہم نے کہا میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے عرض صبح کو دونون لشکر میدان مین آ لڑے اور گستہم صف لشکر سے نکلا اور پکارا ارے حمزہ تو نے مجھ سے قول کیا تھا کہ زرہ و شمشیر سے مقابلہ نہ کرونگا پس امیر نے بے زرہ و شمشیر گستہم سے مقابلہ کیا گستہم نے تلوار ماری امیر نے چھین کے ایسی تلوار ماری کہ مع مرکب چار پرکالے ہوئے نوشیروان نے لشکر سے کہا کہ امیر کو پکڑ لو امیر نے تمام سرداروں سے جنگ مغلوبہ شروع کی امیر نے علم نوشیروان پر تلوار ماری نوشیروان مع لشکر بھاگا خزانہ اور بارگاہ جمشیدی امیر کے ہاتھ آئی اور مداین مین آکر بیٹھے نوشیروان بہت پریشان تھا بزرجمہر کو بلا کر کہا کہ تم جاؤ اور امیر سے کہو کہ نوشیروان آپ سے بہت پشیمان ہے بہتر یہ ہے کہ قلعہ مداین کو چھوڑ دو اور تم کعبہ کو جاؤ مجھ سے اور مہر نگار سے کچھ دعوی نہیں بزرجمہر بیٹون کو ہمراہ لیکے مداین مین آئے اور جو نوشیروان نے کہا تھا بیان کیا امیر نے قبول کیا اور کہا کہ مین نے قسم کھائی ہے کہ جب تک زراعت تیار نہو اور مرکب میرا نہ کھائے تک کو نہ جاؤنگا بزرجمہر اوٹھے اور زراعت مین سے چند برگ توڑ لائے اور مرکب امیر کو کھلائے اور کہنے لگے کہ لو قسم تمہاری پوری ہوئی امیر مع سب کے مکے کو روانہ ہوئے اور خواجہ بزرجمہر نوشیروان کو مداین مین لائے ازسرنو شہر کو بنایا مگر بختک بہت پریشان تھا اپنے گھر مین ایکدم آکے بیٹھا تھا کہ جاسوسون نے خبر کی کہ زوبین دروازے پر کھڑے ہین بختک یہ سنکے باہر آیا اور ہاتھ پکڑ کے خیمے مین لایا اور کہا کیا ہے زوبین نے کہا مین تیرے کہنے سے اپنے ملک کو چھوڑ کر آیا ہون اور امیر مکے کو چلے گئے بختک نے کہا تیسرے دن اسکا جواب دونگا زوبین اپنے مکان مین آیا بختک نے تین دن مین ایک تلوار آراستہ کی اور سات مرتبہ اوسکو زہر مین بجھایا اور زوبین کو بلا کے تلوار دی اور کہا مین نے رمل مین دیکھا ہے کہ خونریزی امیر کی تم سے ہوگی جب کہ صبح ہوئی بختک زوبین کو ہمراہ لیکے نوشیروان کے پاس آیا اور عرض کی کہ ای بادشاہ زوبین عرض کرتا ہے کہ میرا نام بد ہوا اگر آپ حکم دین تو مین مکے مین جا کے امیر کو قتل کرون یا وہ مجھکو قتل کرے نوشیروان نے کہا اس سے کیا بہتر ہے عرض زوبین گستہم کے بیٹون کو ہمراہ لیکے ساٹھ لاکھ پچاس ہزار

سوار ہوکے طرف مکے کے چلا بعد چند روز کے برابر مکے کے پہونچا اور کوہ بو قبیس کے برابر اوترا سرہنگ مکی نے یہ خبر امیر کو
دی کہ زوبین لشکر گران سے آیا ہے دوسرے روز امیر نے بھی اکر صف لشکر کی جمائی زوبین میدان مین آیا اور امیر
سے مقابلہ کیا بعد چند حملون کے پانون سیاہ قیطاس کا موش خانے مین آیا وہ بلقا امیر سر کے گرد زوبین نے
فرصت پاکے تلوار چلا ماری وہ زہر مین بجھی ہوئی تھی چار انگل زخم کاری سر پر لگا امیر نے دستانہ مارا تلوار نکل گئی جنگ
مغلوبہ ہوئی سردارون نے امیر کے زوبین کو شکست دی زوبین بھاگا اور مداین مین آکر نوشیروان سے سارا
حال بیان کیا بختک سنکے خوش ہوا اور کہا اے شاہ اب امیر زندہ نہ رہیگا کہ مین نے سات مرتبہ زہر مین بجھا کر
تلوار زوبین کو دی تھی نوشیروان یہ سنکر چپ ہو رہا اور وہان امیر عرب سے جدا ہوکے زمین پر بیہوش ہو
گرے عمرو اور سردارون نے امیر کو اوٹھایا جب کہ رات گذری صبح ہوئی عمرو نے دیکھا کہ زخم امیر کا ورم کیے
ہوے ہے اور شکل امیر کی پہچانی نہین جاتی عمرو روتا ہوا چلا اور مداین مین بزرجمہر کے پاس آیا اور امیر کا حال
بیان کیا بزرجمہر نے کہا کہ تو علاج امیر کا نہین کر سکتا بہتر ہے کہ خالی مکان مین امیر کو لٹاوے اور ملکہ مہرنگار کو
کو واسطے خدمت کے انکے پاس بٹھاوے اور خواجہ بزرجمہر نے مرہم بھی عمرو کو دیا عمرو نے اکر وہ مرہم لگایا دوسرے
زخم امیر کا بڑا ہو گیا عمرو فکرمند ہوا سرداران سے سارا حال بیان کیا اور امیر کو خالی مکان مین ملکہ کو پاس بٹھا دیا فقط

دو کلمہ داستان جانا حمزہ صاحبقران عالیشان کا بیچ کوہ قاف مین حسب الطلب شہپال بن شاہرخ

راویان اخبار مسرت آثار اسطرح روایت کرتے ہین کہ بیچ کوہ قاف مین ایک بادشاہ ہے کہ نام اوسکا شہپال بن شاہرخ
بیز و حضرت سلیمان ہو دیو عفریت سپہ سالار شہپال کا ملکہ آسمان پری دختر شہپال پر عاشق ہوا اور عاشق ہو شہپال
سے پھر گیا عفریت سے لڑائی ہوئی شہپال شکست کھاکے بھاگا اور گلستان ارم مین جا گزین ہوا شہرستان
زرین مین عمل عفریت کا ہو گیا دوسرے دن سردارون نے اکر شہپال کو مجرا کیا شہپال نے اپنے وزیر عبدالرحمن
جنی سے کہا کہ ایک مرتبہ تو رمل کو دیکھہ کر اس عفریت نابکار کی قضا کسکے ہاتھ سے ہے عبدالرحمن نے رمل کو
دیکھا خوش ہوکے کہا اے شاہ معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ مین ایک شخص ہے کہ نام اوسکا حمزہ عرب ہے مگر آجکل
وہ زخمی ہے مرہم سلیمانی بھیجیے اور اٹھارہ روز کے وعدے پر اوسے طلب کیجیے اوسکے ہاتھ سے دیو عفریت
مارا جائیگا یہ سنکے شہپال نے سلاسل پری اور رجا جل پری اور سلطان ارزق کے ساتھ چار ہزار
دیو ہمراہ کرکے مرہم دیا اور مکہ کو روانہ کیا بعد چند روز کے برابر مکے کے پہونچے سلطان ارزق
نے مرہم اکر سر پر امیر کے باندھا تھوڑی دیر مین امیر کو ہوش آیا سلطان نے سرمہ سلیمانی امیر کے
آنکھون مین لگایا امیر نے دیکھا کہ دیو پری آئے ہین اونھون نے امیر کو مجرا کیا امیر نے کہا تم کہان سے
آئے ہو سلطان ارزق نے عرض کی کہ شہپال بادشاہ قاف نے ہمکو بھیجا ہے مرہم سلیمانی ہمنے
سر پر آپکے لگایا ہے مہرنگار حیران ہوئی امیر سے کہا تم کس سے باتین کرتے ہو امیر نے کہا شاہ قاف
نے دیو پری کو بھیجا ہے مین اون سے باتین کرتا ہون ملکہ نے ہیبود خواجہ سرا کو عمرو کے پاس بھیجا
اور کہا تم آکر امیر کا حال دیکھو جب کہ عمرو آیا امیر کو مجرا کیا امیر نے اشارے سے کہا بیٹھو جب کہ عمرو بیٹھ
گیا امیر سے کہا تم کس سے باتین کرتے ہو آیا مین انکو دیکھون امیر نے سلطان ارزق کو حکم
کیا کہ سرمہ اسکی بھی آنکھ مین لگا دو اوس نے عرض کیا یہ کون ہے امیر نے کہا یہ میرا بھائی ہے اگر یہ راضی ہوگا تو
چلنا میرا قاف کو ہوگا ارزق نے عمرو کی آنکھ مین اور ملکہ کی آنکھ مین سرمہ لگایا دونون دیو پری کو دیکھکر حیران ہوے

عمرو نے کہا اے سلطان ازرق جو کچھ روپیہ امیر کے خزانے میں ہے تم لے لو اور چلے جاؤ ازرق نے کہا ہم
واسطے نہیں آئے ہیں اور ای خواجہ تم خوب جانتے ہو کہ اگر یہ مرہم سلیمانی نہ آتا تو امیر قتل ہو جاتے شہپال کی شکست
عفریت سے پائی ہے گلستان ارم میں آیا ہے عبدالرحمن جنی وزیر شہپال نے رمل دیکھکر کہا کہ عفریت امیر کے ہاتھ
سے مارا جائیگا مگر ان روزوں دو زخمی ہے مرہم دے کر ہمکو بھیجا ہے اب ہمکو آپ جواب دیں کہ آپ عفریت سے
مقابلہ کر سکتے ہیں یا نہیں امیر نے کہا ہے عمرو نے کہا کیا خاطر جمع سے آپ اقرار کرتے ہیں اور کل جو سنکر نوشیروان
کا آئیگا کون جواب دیگا امیر سنکے ہنسے اور سلطان ازرق سے کہا تم عمرو کو راضی کرو سلطان ازرق نے
عمرو سے کہا کہ تم کسواسطے امیر کو جانے نہیں دیتے عمرو نے کہا تم مرہم کی قیمت تین ہزار اشرفیاں لیلو اور قاف
روانہ ہو ازرق نے کہا ہمکو طمع نہیں ہے اٹھارہ روز کے وعدے پر ہم امیر کو لیے جاتے ہیں بعد اسکے بخوبی تمام
پہونچا جائینگے آخر عمرو بھی راضی ہوا اور کہا اے ازرق چند دیوں کو حکم کر کہ وہ مجھکو مداین میں لے چلیں غرض
عمرو تخت پر سوار ہوا چار دیو عمرو کو مداین میں لائے جب کہ بارگاہ نوشیروان میں عمرو آیا اپنے بیٹھنے کی جا گیا
بختک دیکھکر حیران ہوا عمرو کو مجرا کیا آپ کیوں تشریف لائے ہیں عمرو نے کہا ای شاہ تو نے عفریت اپنے ہاتھ کے
نیچے پالوں میں مارا یہ نہ جانا کہ امیر حضرت ابراہیم کی اولاد میں ہے کوئی اسکو قتل کر سکتا ہے یہ جادو مجھکو لیکر آئے
ہیں اگر کہوں تو تیرے تمام شہر کے لوگ ابھی کھا جاتے ہیں یہ سنکے رنگ نوشیروان کا زرد ہوگیا اور بختک کا
زہرہ تو پانی پانی ہوگیا سردار سب حیران تھے نوشیروان نے کہا ای خواجہ مجھکو تو دین کی خبر نہیں عمرو نے کہا
گذشتہ را صلواۃ امیر اٹھارہ دن کے لیے پردہ قاف کو جاتے ہیں اور شہپال نے ضیافت کے لیے طلب کیا
ہے اگر تو نے لشکر کشی کی تو ابھی دیو تیرا علاج کر سکتے ہیں نوشیروان نے عمرو سے اقرار کیا کہ جب تک امیر نہ آوینگے تب
تک جنگ نہ کرونگا غرض عمرو نے یہ کلام نوشیروان سے لکھوا لیے اور مہر اسکی لیکر بعد اسکے قلم دوات اور دستار
بختک کی لیکر مکہ میں آیا اور سارا حال امیر سے بیان کیا وہ دن تو گذرا دوسرے دن امیر غسل کر کے بارگاہ دلکشا
میں آکر بیٹھے سرداروں نے تصدق اتارے امیر نے سرداروں سے کہا میں تو قاف کو جاتا ہوں عمرو کو اپنی جگہ
میں نے مقرر کیا ہے سب نے کہا بہت خوب اور اطاعت عمرو کی قبول کی سب سرداروں نے عمرو کو مجرا کیا نذریں دیں
عمرو نے غل مچایا کہ میں لائق بادشاہت کے نہیں ہوں امیر نے ہر طرح عمرو کو دلاسا دیا اور راضی کیا اور سنو حقیقت
ایک عیار بیٹے خطا و ختن سے آیا اوسکا زرد ہنگ خطائی نام تھا نامہ بہرام کے ہاتھ میں دیا لکھا تھا کہ ای بہرام تم کو
معلوم ہو کہ معروف شاہ مازندران نے آکے قلعہ خطا پر زرعہ کیا ہے اگر دیکھتے ہی نامہ کے تم آئے تو خوب ہے
نہیں تو قلعہ ہاتھ سے گیا بہرام امیر سے رخصت لے کے روانہ ہوا اب کچھ حال زیرباد ہند کا سنئے کہ اسنے
بخت یار شاہ جبروتی کو بادشاہ تمام زیرباد ہند کا کیا تھا اور داراب و شواط اور عبدالعزیز شاہ کو
اطاعت گذار بخت یار شاہ کا کیا تھا ایک روز داراب اپنے عزیزوں سمیت بارگاہ میں بیٹھا تھا مجلس شراب
گرم ہو رہی تھی جب کہ خوب نشہ ہوا حکم کیا بت لاؤ جب کہ بت آئے داراب نے کہا میں نے دین کو اپنے پوشیدہ
کیا اب چاہتا ہوں کہ جو کوئی میرے سر کو عزیز رکھتا ہے وہ بت کو سجدہ کرے یہ کہکے پہلے داراب نے سجدہ کیا
بعد اوسکے شواط اور عبدالعزیز نے سجدہ کیا غرض تین دن کے عرصے میں دس ہزار آدمی کو گمراہ کیا بعد اوسکے اوسی
عالم نشہ میں مست ہو کے سب کو ہمراہ لیکے بارگاہ بخت یار شاہ میں آیا اور بخت یار شاہ کو سلام نہ کیا عبدالعزیز
نے بت منگا کر اور کہا جو کوئی ہمکو عزیز رکھتا ہے وہ سجدہ کرے جو گمراہ تھے اونھوں نے سجدہ کیا مگر بخت یار شاہ

اور سلسل شاہ نے سجدہ نہ کیا داراب نے کہا تمنے کیوں سجدہ نہ کیا کہ یہ دین قدیم تمہارا ہے بخت یار شاہ نے کہا تم ہمراہ ہوکے ایسا کام کرتے ہو یا حمزہ کو کچھ دور جانتے ہو آنا حمزہ کا کچھ مشکل نہیں ہم کس خیال میں ہو داراب نے کہا انکو پکڑ لو غرض بخت یار شاہ کو داراب نے قید کیا اوسکا بیٹا سلسل شاہ نکل گیا اور لشکر امیر میں آیا بند ہوکے سارا حال بیان کیا لندھور بہت شگفتہ اوٹھا اور امیر سے رخصت لیکے طرف زیرباد ہند کے روانہ ہوا اور امیر بردہ قاف کو روانہ ہوے عمرو نے پایہ تخت کا پکڑ لیا اور بارہ کوس امیر کے ہمراہ عمرو کو رخصت کیا لیکن عمرو نہ گیا آخر دیووں نے پھر تخت اٹھا لیا اور تخت بلند ہوا عمرو نیچے تخت کے دیکھتا ہوا دوڑا جاتا تھا آخر تخت نظر سے عمرو کے غائب ہوگیا عمرو بیہوش ہوکے زمین پر گر پڑا حضرت خضر آئے عمرو کو اوٹھایا اور مکہ کو بھیجا عمرو مکے میں آگیا تخت پر بیٹھا اب حال امیر کا ساعت فرمایئے کہ امیر دو روز برابر چلے گئے تیسرے دن ایک باغ امیر نے دیکھا سلطان ازرق سے پوچھا کہ یہ باغ کسکا ہے اوس نے کہا باغ سام بن نریمان کا ہے اسمیں ایک گنبد ہے اور اوس گنبد میں تین قبریں ہیں ایک قبر سام کی ایک رستم کی اور سہراب کی امیر نے کہا تخت ہمارا اس باغ میں اوتارا تخت اترا امیر قبر کا طواف کیا فاتحہ پڑھا امیر کو خواب آیا امیر نے تینوں پہلوانوں کو دیکھا امیر نے سام سے گرز طلب کیا سام نے گرز امیر کو بخشا پھر رستم سے کمان طلب کی رستم نے کہا تم کمان میری کھینچ نہ سکوگے بعد اسکے سہراب سے نیچہ طلب کیا سہراب نے بھی نیچہ بخشا امیر خواب سے بیدار ہو گئے گرز سام کا اوٹھایا نیچہ سہراب کا لیا رستم کی کمان کو توڑ ڈالا بعدہ تخت پر سوار ہوئے اور قاف میں پہونچے امیر نے ایک چار دیواری فولادی دیکھی امیر نے کہا یہ کون دربند ہے سلطان ازرق نے کہا یہ دربند ایک دیو کے حوالے ہے کہ اوسکا نام دیو راہدار ہے اور دیو عفریت کو رمل سے معلوم ہے کہ تو ایک آدم زاد کے ہاتھ سے مارا جائیگا اسواسطے اوس نے دیو راہدار کو یہاں مقرر کیا ہے کہ تو اوس آدمی کو زندہ نہ چھوڑنا غرض وہیں امیر اترے اور نماز پڑھنے لگے اوسیوقت دیو راہدار سلطان ازرق اور سلاسل اور جلاجل پری اور دیووں کو پکڑ لیگیا امیر نماز سے فارغ ہوے دیکھا کوئی میرے پاس نہیں ہے حیران ہوے دن گذرا رات ہوئی امیر عبادت خدا میں مشغول ہوے جب کہ صبح ہوئی چار امیر کمر ہمت باندھکر اوسی کوہ پر روانہ ہوے ایک چشمہ ملا اور ایک درخت سایہ دار کے نیچے ایک پیر مرد بیٹھا ہوا عبادت خدا میں مشغول تھا امیر نے اکر سلام کیا پیر مرد نے جواب سلام دیا اور کہا تم کہاں سے آئے ہو امیر نے سارا ماجرا بیان کیا پیر مرد نے کہا تم غمگین نہو تمسے وہ وہ کار نمایاں ہونگے کہ تا قیامت نام تمہارا رہیگا امیر نے نام اوسکا پوچھا اوس نے کہا نام میرا عبد سالم اسکندر کہتے ہیں تمام جہان کی میں نے سیر کی ہے اور یہاں اکر بیٹھا ہوں امیر نے کہا میں قاف کو جاؤنگا اس اثنا میں حضرت خضر و حضرت الیاس تشریف لائے امیر سے کہا تمکو حکم نہیں ہے کہ قاف جاؤ یہ کہکے چلے گئے بعد اسکے پیر مرد نے امیر سے میں نے بہت فکریں کی ہیں اور رمل میں دیکھا ہے کہ عرب سے ایک شخص خروج کریگا کہ تمام قاف میں اوسکا عمل ہوگا اور نام اوسکا حمزہ عرب ہوگا امیر نے کہا وہ میرا نام ہے حکیم نے کہا تم خاطر جمع رکھو یہ دربند حکم سلیمانی سے کھلیگا تم اندر جانا امیر نے کہا اب کھلیگا اوس نے کہا روز جمعہ کو یہ دربند کھلیگا اور تم اندر جاکر کہنا کہ میں مہمان دیو راہدار کا ہوں سب تمکو ناچار راہ دینگے غرض جمعہ کو امیر دروازہ پر اکر بیٹھے اور پڑھ دیکھتے تھے کہ کسطرح یہ در کھلیگا اور دعا کر رہے تھے کہ ناگاہ صدا ہوئی اور وہ دربند کھلا امیر فوراً اوس دربند میں آئے دیو انکی صورت دیکھکر دائیں بائیں سے امیر کے دوڑے اور کہا اے آدم زاد تو یہاں کہاں آیا ہے اور کہاں جاتا ہے امیر نے جلدی تمام کہا کہ میں مہمان راہدار کا ہوں غرض ناچار دیو سب رہ گئے امیر کو راہ دی امیر تو آگے چلنے لگے اور پیچھے

دیکھتے جاتے تھے اور خوف اپنی جان کا تھا جب بارگاہ راہدار میں آئے دیکھا کہ چار طرف دیو بیٹھے ہیں سامنے راہی راہدار تخت
پر بیٹھا ہے امیر نے سلام علیک کی اور تعریف خدا کی دیووں نے جواب سلام دیا اور ایک دیو نے کہا تم کون ہو امیر نے کہا
کہ میں مہمان راہدار ہوں راہدار نے کہا آؤ بیٹھو پس امیر دلیرانہ آگے بڑھے اور برابر دیو راہدار نے کہا تم کہاں سے آئے ہو امیر
نے کہا تجکو معلوم ہو کہ میں بیہودہ دنیا میں زخمی تھا شہپال نے چند دیو بھیجے مجکو اچھا کیا اور یہاں اگر آئے تو نے انکو قید
کیا ہے بہتر یہی کر اونکو چھوڑ دے کہ مجھکو وہ قاف میں پہونچا دیں اور میں دیو عفریت کو قتل کرکے اپنے گھر کو جاؤں راہدار
یہ سنکے ہنسا اور کہا ایک ملازم عفریت کا میں ہوں گر وہ حکم کرے تو میں تجکو قاف میں جانے دوں امیر نے کہا تجکو
اوس سے کیا کام ہے راہدار نے کہا میں تجھکو زندہ نہ چھوڑونگا امیر نے کہا میں تجکو قتل کرونگا راہدار یہ سنکے خفا ہوا اور
آواز دیوؤں کو دی کہ اسکو پکڑ لو پس دیو چار طرف سے دوڑے امیر نے تلوار کھینچی اور داہنے بائیں وار کرنے لگے غرض
چند دیوؤں کو قتل کیا راہدار غصہ میں آیا اور کہا اے نامردو ایک آدمی زاد کو تم قتل نہیں کر سکتے کب تمہاری بہادری
کام آئیگی پس دور ہو میں خود اس آدم زاد سے لڑونگا یہ کہکر آپ اوٹھا اور وار شمشاد اوٹھا کر امیر پر ماری امیر نے
ضرب کو رد کرکے تلوار کمر پر اوسکے ماری کہ دو ٹکڑے ہو گئے راہدار کے ملازموں سے لڑائی ہونے لگی ایک نقارہ پیدا ہوا اور
اور امیر نے دیوؤں کو مار کر بھگا دیا بعد اوسکے حضرت خضر پیدا ہوئے اور انھوں نے قیدخانہ بتایا امیر نے سلطان ازرق
وغیرہ کو خلاص کیا اور تخت پر سوار ہو کے طرف گلستان ارم کے روانہ ہوئے اب انکو میں چھوڑ دو اب کچھ حال لندھور
کا سنو کہ لندھور نے بعد چند روز کے دریا سے عبور کیا وہاں داراب و شواط نے لشکر جمع کیا اور سراندیپ کی طرف
کوچ کیا بعد قطع مسافت سراندیپ میں پہونچے شہپال ہندی قلعے سے باہر آیا بعد آراستگی صفوف ہر دو لشکر عبدالعزیز
کی طرف سے ظہیر ہندی میدان میں آیا اور شہپال ہندی کے ہاتھ مارا گیا القصہ سات آدمیوں کو شہپال نے
قتل کیا داراب نے آپ آکر مقابلہ کیا گرز سے شانہ شہپال ہندی کا زخمی ہوا لشکر شہپال ہندی نے شکست
کھائی سر سواری قلعہ سراندیپ لیلیا لندھور بن سعدان کو راستہ میں جاسوسوں نے خبر پہونچائی کہ
داراب نے قلعہ سراندیپ پر قبضہ کیا یہ سنکے لندھور غضب میں آیا بخار چڑھ آیا بیمار ہو گیا ادھر عادل
شیر دل وجے پور ہندی بہت فکرمند ہوئے داراب نے طبل جنگ بجوایا اور میدان میں آیا عادل
شیر دل نے مقابلہ کیا اور طبل بازگشت بجوا کے پھر آیا جے پور ہندی فکرمند تھا کہ نجم بن شہاب ہندی نے
عرض کیا کہ یہاں سے چار سو کوس پر لشکر بہرام گرد بن خاقان چین کا اوترا ہے اگر حکم ہو تو میں جاکر انکو لے آؤں
پس جے پور نے نامہ بہرام گرد بن خاقان چین کا اوترا ہے اگر حکم ہو تو میں جاکر انکو لے آؤں پس جے پور
نے نامہ بہرام گرد بن خاقان چین کو بدین مضمون تحریر کیا کہ داراب و سواط و عبدالعزیز وغیرہ نے ہمارے
ملک پر لشکر کشی کی شہپال ہندی نے مقابلہ کیا لیکن شکست کھائی تمام لشکر معرض زوال میں ہے لندھور بھی اتفاق سے
بیمار ہو گیا ہم لوگوں کی حالت تباہ ہے لہذا ای پہلوان دوران اسوقت نازک میں مدد کیجیے اور ان گمراہان دین کی سرکوبی
کرنا ضروری ہے جے پور ہندی نے نامہ تمام کرکے نجم بن شہاب کو دیا اور کہا کہ میری جانب سے کہدینا کہ آپ کی استعانت کا منتظر ہوں نجم بن
شہاب نامہ لیکر بہرام گرد کے پاس آیا اور بارگاہ میں آکر بیہوش ہو گیا ملازمان بہرام نے ہوشیار کیا اور نامہ بہرام کو دیا بہرام نے
نامہ کا مضمون سے مطلع ہوا فراق امیر میں بہرام روتا تھا مگر دسیری بھی بہرام گرد بن خاقان چین نے تین روز میں اپنی فوج لشکر لندھور
بن سعدان میں پہونچایا لندھور نے بہرام کو گلے سے لگایا اور داراب عبدالعزیز وغیرہ کی شکایت کی بہرام گرد نے
کہا کل میں مقابلہ کرونگا دیکھیے سب کا کیا حال کرتا ہوں غرض یہ خبر داراب کو ہوئی اور طبل جنگ بجوایا صبح کو دونوں

لشکر میدان کارزار میں اکر ٹھہرے صفیں جانبین سے آراستہ ہوئیں شواط نے فیل اپنا صف لشکر سے نکالا اور مبارز
طلب کیا بہرام گرد نے اپنے لشکر سے نکل کے مقابلہ کیا گرز بازی میں گردن بہرام گرد کا مارا گیا تیرے میں برابر
رہے بہرام نے فیل شواط کو مارا شواط فیل پر سے کود اکشتی ہونے لگی جب کہ شام ہوئی شواط نے بہرام کا ہاتھ
کشتی سے تھام لیا اور کہا پھر کل جنگ کرونگا ہرچند بہرام نے کہا شواط نے نہ مانا اور اپنے لشکر کیطرف چلا گیا جب کہ دونوں
لشکر میدان مصاف سے اپنی اپنی آرامگاہ پر پہونچے دراب نے شواط سے پوچھا کہ تو نے کسواسطے بہرام
کا ہاتھ کشتی سے تھام لیا شواط نے کہا ای داراب غنیم مجھسے زبردست ہے نعمان ہزارہ نے عرض کی کہ اگر حکم ہو تو
بہرام کو چرا کے باندھ لاوں داراب نے کہا اچھا پس نعمان ہزارہ رات کو گیا اور بہرام کو بیہوش کرکے چرا لایا
عبدالعزیز نے کہا کہ بہرام گرد بن خاقان چین کو ستون بارگاہ سے باندھ دو بہرام ستون بارگاہ سے بندھا اکر شبخون
لشکر لندھور پر مارا جے پور نے اکر شواط کا مقابلہ کیا شواط نے میل سر پر جے پور بن سہدی کے مارا جے پور
ہٹ کے نے سر کو بچایا میل سر پر مرکب کے لگا سر مرکب کا پھٹ گیا جے پور نیچے گرا ملازم جے پور کے دوڑے اور
جے پور کو اٹھا لائے شواط نزدیک بارگاہ لندھور پہونچا لندھور خواب سے بیدار ہوا پوچھا یہ کیا غل ہے اور
شور ہے نجم بن شہاب نے سارا حال بیان کیا لندھور کو غصہ آیا اور کہا کہ میرے اسلحہ لاو عادل شیردل اور اسکندر
دہلوی نے عرض کیا کہ آپ کا یہ حال ہے کسطرح سے مقابلہ کیجیے گا لندھور نے کہا میں اسی حال میں مقابلہ کرونگا وہ
خاموش ہو رہے آخر کار لندھور نے سلاح اپنے بدن پر آراستہ کرکے عمود کاندھے پر رکھا اور فیل صیمونہ پر سوار
ہوکے بارگاہ سے باہر آیا شواط کی نظر لندھور کے اوپر پڑی جانا کہ لندھور بیمار ہے شواط لندھور کے
سامنے آیا اور میل سات سو من کا سر پر لندھور کے مارا لندھور نے اوسی حالت میں شواط کی ضرب کو رد کیا
اور ایسا گرز مارا کہ شواط مع فیل کے پارچہ پارچہ ہو گیا اور داراب اور عبدالعزیز کو شکست دی وہ بھاگے لندھور
نے بہرام گرد بن خاقان چین کو ستون سے چھڑایا اور خزانہ دربارگاہ داراب و عبدالعزیز وغیرہ کا لوٹ لیا
منظر کلاہ جو داراب کا صوبہ دار تھا اوسنے دروازہ شہر کا کھولا اور باہر آکر لندھور کی ملازمت کی لندھور نے
منظر کلاہ کو خلعت دیا اور سرفراز کیا شہر میں آکر لندھور تخت پر بیٹھا شہپال ہندی کو قید سے چھڑایا اور لندھور
نے گلے لگایا داراب اور عبدالعزیز جو بھاگے مالک اجرو کی نے کہا کہ تمہارا زیر باد ہند کیطرف جانا مناسب نہیں
انکو راہ میں چھوڑ کر اب کچھ حالات امیر یا توقیر صاحبقران آفاق گیر کے بیان ہوتے ہیں کہ پری نے پہلے ایک
دیو کو شہپال بن شہرخ کے پاس روانہ کیا دیو نے اکر شہپال بن شہرخ کو مجرا کیا اور سارا حال راہ کے
بارے جانے کا بیان اور آنا لقاغدار یا وقار کا واسطے مدد امیر کے مفصلاً عرض کیا شہپال یہ سنکے بہت
خوش ہوا ادھر امیر کشورگیر کو پریاں تخت پر سوار کیے لیے جاتی تھیں امیر با توقیر نے ایک شہر کو دیکھا
پریوں سے پوچھا کہ یہ کسکا شہر ہے سلاسل پری نے عرض کیا کہ یہ شہر شہپال بن شہرخ کے زیر حکومت
ہے اگر مجھسے تعلق رکھتا ہے میں اس شہر میں رہتی ہوں حمزہ صاحبقران نے فرمایا کہ تو ہمکو اپنے مکان
میں نزول کر سلاسل پری نے عرض کیا اگر شہپال بن شہرخ آپ کو یہاں اوترتے سنیگا تو مجھکو
زندہ نہ چھوڑیگا امیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا میں نہیں جانتا میں تو یہیں اوترونگا غرض سلاسل
پری ناچار ہوئی اور امیر کو لاکر اپنے مکان میں اوتارا جاسوسوں نے یہ خبر شہپال بن شہرخ کو
پہونچائی شہپال بن شہرخ یہ سنکے غضب میں آیا اور عبدالرحمن جنی سے کہا کہ اس بدبخت

نے یہ کیا حرکت کی عبد الرحمن نے کہا اے بادشاہ اس مین کچھ گناہ صلاصل پری کا نہین ہے امیر آپ اترے ہین عرض دوسرے دن شہپال بن شاہرخ سوار ہوا اور حکم کیا کہ دونون طرف دیو و پری صف باندھکر کھڑی ہون اور زر و جواہر واسطے نثار کے امیر پر بھیجا اور ادھر سے امیر باتوقیر تخت پر ہو گئے چلے جب کہ شہپال بن شاہرخ کی نگاہ امیر حمزہ صاحبقران پر پڑی نہایت حیران ہوا اور عبد الرحمن جنی نے کہا کہ اسی آدم زاد نے دیو راہدار کو مارا ہے عبد الرحمن جنی نے کہا ہان اسی شخص نے راہدار کو قتل کیا ہے اگر آپ کو یقین ہو تو کسی دیو کو بھیجے کہ ایک مشت اس آدم زاد کے لگائے سارا حال معلوم ہو جائیگا شاہ شہپال نے دیو طمطراق دندان کو بھیجا کہ اس آدم زاد کو پکڑ لا وہ دیو امیر حمزہ صاحبقران کے پاس آیا اور کہا اے آدم زاد تو کہان جاتا ہے ہمارے بادشاہ کا حکم نہین ہے کہ تو آگے بڑھے امیر باتوقیر کو دیو کے کلام سے نہایت غصہ ہوا اور ایک مشت مین کام دیو طمطراق دندان کا تمام کیا شہپال بن شاہرخ یہ دیکھکے ہنسا اور دوڑ کے امیر باتوقیر کو گود مین اوٹھا لیا تخت پر اپنے اسوار کرکے دور سے بہا نثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ فلک جاہ مین لایا اور امیر کیطرف دیکھکر اشارہ بیٹھنے کا کیا امیر باتوقیر نے دونون جانب نگاہ کی دیکھا کہ تمام دیو و پری اور شہزادے ہر دیار کے جابجا اپنی صندلیون پر بیٹھے ہین مگر شہپال کے تخت کے سامنے ایک کرسی جواہر نگار کی خالی بچھی ہے امیر باتوقیر نے اوسکا تماشہ اوٹھایا اور اوسپر آکر بیٹھے اتفاق سے وہ کرسی ملکہ آسمان پری دختر شہپال کی تھی یہ خبر ملکہ آسمان پری کو پہونچی کہ شہپال نے واسطے مارنے عفریت کے ایک آدمی زاد کو بلایا ہے اور آپ کی کرسی پر بٹھایا ہے آسمان پری یہ خبر سنکے نہایت غیظ و غضب مین ہوئی اسوقت نیچہ جمال کیے ہوئے بارگاہ سلیمانی مین آئی جسوقت ملکہ آسمان پری کی سواری بارگاہ مین اتری ایک شور برپا ہوا جسوقت ملکہ آسمان پری کی نظر جمال خورشید مثال امیر حمزہ صاحبقران پر پڑی اوسوقت ملکہ کا یہ حال ہوا اشعار

تھی نظر یا کہ جی کی آفت تھی — وہ نظر ہی وداع طاقت تھی
ہوش جاتا رہا نگاہ کے ساتھ — صبر رخصت ہوا اک آہ کے ساتھ
طبع نے اک جنون کیا پیدا — اشک نے رنگ خون کیا پیدا
ہاتھ جانے لگا گریبان تک — چاک کے پھیلے پانون دامان تک

ملکہ آسمان پری نے سر اوٹھا کر جو بغور دیکھا ہزبر بیشۂ شجاعت نہنگ دریای ہمت کو اپنی کرسی جواہر نگار پر متمکن پایا لیکن زور شوکت چہرے سے عیان رعب و دبدبہ تیوری و شجاعت نہنگ چہرے سے ٹپک رہی ہے غصہ مین لال آنکھین خونخوار شیر کی تیوری نگاہ مین سختی مزاج مین برہمی مگر حیران حیران چارون جانب دیکھ رہے ہین ملکہ نے کبھی ایسی صورت زیبا نہ دیکھی تھی تیر عشق تو دل کے پار ہو گئی قریب تھا کہ غش کھا کر زمین پر گر پڑے مگر اپنے تئین سنبھالا اور دل مین اپنے کہا کہ اے آسمان پری ایسا نہو کہ تو اس آدم زاد کے دام محبت مین گرفتار ہو جائے بقول شاعر شعر سبز رنگی بخط سبز مرا کرد اسیر ٭ دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدیم پس دل کو تھام کے شہپال کو مجرا کیا اور پاس شہپال کے تخت پر بیٹھ گئی بعد ایک ساعت کے آسمان پری نے شہپال سے پوچھا کہ اے والد بزرگوار آدم زاد جو دنیا کے پردے سے آیا ہے وہ یہی ہے شہپال نے بعد ثنا و صفت امیر کے یہ بیان کیا کہ راہدار کو ایک ضرب شمشیر سے داخل اسفل السافلین کیا بعد اوسکے ملکہ آسمان پری نے امیر باتوقیر کو پوچھا کہ تمہین نے راہدار اور طمطراق دندان کو قتل کیا اور اب عفریت نابکار کو ہلاک کروگے امیر حمزہ صاحبقران نے جواب دیا اگر عنایت الہی شامل حال ہے تو عفریت نابکار کو ایسی عذاب الیم سے قتل کرونگا کہ روح اوسکی حشر تک میرے نام سے خائف و ترسان پھریگی اور نہین تو کیا آدمی زاد اور کیا دیو زاد الغرض

ضیافت امیر باتوقیر کی شروع ہوئی ناچ پریوں کا ہونے لگا جاسوسوں نے یہ خبر عفریت پلید کو کی ارخنگ دیو نے
عفریت پلید سے کہا کہ ایک نامہ شہپال بن شاہرخ کو تحریر کیجئے اور میرے ہاتھ روانہ کرو میں اوس آدم زاد کو جاتے ہی بیچ
بارگاہ میں شہپال کی کھالونگا اگر اس میں فرق ہو تو ارخنگ میرا نام نہیں عفریت پلید یہ سنکے بہت خوش ہوا
اور نامہ لکھکے ارخنگ کے ہاتھ میں دیا چار ہزار دیو ارخنگ اپنے ہمراہ لیکر بارگاہ شہپال میں آیا ایک شور اوٹھا
شہپال نے پوچھا کیسا غل ہے عرض کیا ارخنگ عفریت کا نامہ لایا ہے شہپال نے کہا نہیں معلوم کہ حرامزدہ کیا مطلب لکھتا ہے
غرض ارخنگ سامنے شہپال کے آیا چین بجبین ہوکر شہپال کے ہاتھ میں نامہ دیا لیکن سلام نہ کیا اور آکر سامنے تخت
ہوا نگاہ تیز سے شہپال کو دیکھا تھا شہپال نے نامہ کھولکر پڑھا اوس میں تعریف ابلیس پلید کے بعد یہ مرقوم تھا کہ
ای شہپال تجھکو معلوم ہو کہ میں نے ہر چند تجھکو سمجھایا مگر میری نصیحت تو نے نہ مانی بہتر یہ ہے کہ ملکہ آسمان پری کو میرے
پاس بھیجدے اور اوس آدمی زاد کو کہ جس نے زاہدار کو مارا اور تیری مجلس میں آیا ہے اوسکو بھی باندھ کے میرے
پاس روانہ کر اگر تو نے یہ نہ کیا تو میں تجھسے بے طرح پیش آؤنگا کہ تو بھی یاد کریگا ارخنگ سے شہپال نے کہا کہ
حضرت سلیمان نے فرمایا ہے کہ جو عفریت کو باریگا وہ کشندہ زاہدار ہے پس معلوم ہوا کہ یہ آدم زاد کشندہ عفریت پلید ہے
کیونکہ اسی کے دست زبردست سے زاہدار واصل جہنم ہوا پس عفریت ملعون سے یہ کہنا کہ اگر تو نے ان باتوں کو
ترک کیا تو بہتر نہیں تو اپنی سزا کو پہونچیگا بعد اوسکے امیر نے شہپال سے کہا کہ یہ نامہ مجھکو دیجیے ذرا میں بھی اس نامے
کی عبارت پڑھوں دیو ارخنگ نے کہا ای شہپال ہرگز ہرگز یہ نامہ اس آدم زاد کو نہ دینا شہپال نے کہنا ارخنگ
کا نمانا اور نامہ امیر باتوقیر کو دیدیا امیر باتوقیر نے جو نامہ کو پڑھا اسقدر غصہ آیا کہ نامے کو چاک کر ڈالا دیو ارخنگ
نامہ چاک کر ڈالنے سے برہم ہوا اور کہنے لگا ای آدم زاد تو نے بڑا غضب کیا کہ نامہ عفریت پھاڑ ڈالا اور کچھ ادب
ہمارے بادشاہ کے نامے کا نہ کیا اول تو خطا تیری یہ ہے کہ تو نے زاہدار کو قتل کیا اب دوسری تقصیر تو نے یہ
کی کہ نامہ میرے بادشاہ کا چاک کر ڈالا اسوقت غصہ سے میرا دل چاہتا ہے کہ کھالوں یا تجھکو گرفتار کرکے اپنے بادشاہ
کے پاس لیجاؤں اور اس بے ادبی اور گستاخی کی سزا دلواؤں جس وقت یہ گفتگو ارخنگ دیو کی امیر اور شہپال نے
سنی نہایت برہم ہوئے شہپال دیو ارخنگ سے کچھ کہا چاہتا تھا ناگاہ امیر توقیر نے بصد غیظ و غضب ارخنگ
کو جواب دیا کہ او بچا کیا بکتا ہے خاموش رہ تیرے بھی یہ مجال ہے کہ تو مجکو کھانے یا گرفتار کرکے عفریت نالائق
کے پاس لیجا ارخنگ نے یہ تقریر امیر کی سنکے دار شمشاد اوٹھائی اور بقہر و غضب سر پر امیر کے لگائی امیر
نے بچالا کی ضرب دار شمشاد سے بچکر اسطرح شمشیر آبدار سر ارخنگ نابکار پر لگائی کہ وہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا
اور لاشہ اوسکا زمین پر تڑپنے لگا جو دیو کہ ہمراہ ارخنگ آئے تھے یہ حال دیکھکے خائف ہوئے اور تاب
مقابلہ نہ لاکر لاشہ ارخنگ کا اوٹھا کر بہ نالہ و فغان جانب عفریت روان ہوئے شہپال نے امیر سے کہا کہ اب
عفریت ضرور لشکر لیکر یہاں آئیگا اور لڑیگا امیر نے کہا کہ اگر وہ نابکار یہاں آئیگا تو دیکھا جائیگا خداوند عالم
میری مدد کریگا میں اوسکو بھی ہلاک کرونگا اور لشکر کو اوسکے تباہ اور برباد کرونگا کچھ آپ اندیشہ نہ کیجیے حمزہ
صاحبقران تو اسی طرح شہپال سے گفتگو کر رہے تھے وہاں عفریت کے روبرو جملہ دیو لاشہ ارخنگ
کا لیے ہوئے پہونچے عفریت نے دیووں سے پوچھا ارخنگ کیونکر مارا گیا دیووں نے دست بستہ تمام
حال نامے کا چاک کر ڈالنے کا اور ارخنگ کے قتل ہونے کا بیان کیا عفریت حال قتل ارخنگ سے آگاہ ہوکر
غضبناک ہوا اور اسیوقت حکم دیا کہ ہماری فوج تیار ہو بموجب حکم جملہ دیو دراز قامت مہیب صورت جمع ہوئے عفریت کی

بخوبی سامان جنگ کر کے تخت پر سوار ہوا اور مع اپنی مادر کے سات لاکھ دیوونکا لشکر ہمراہ لیکر گلستان ارم کیجانب
روانہ ہوا حال اسکا لکھا جائیگا

داستان آنا داراب شاہ اور عبدالعزیز کا مع مالک اجروکی جانب سراندیپ اور لڑنا لندھور بن سعدان سے اور گرفتار ہونا لندھور اور بہرام گرد بن خاقان چین کا بعیاری دختر سیارروق کے

راویان خوش بیان اس داستان دلستان کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب داراب شاہ اور بادشاہ عبدالعزیز بھاگے اثنائے راہ میں مالک اجروکی نے داراب شاہ اور عبدالعزیز سے یہ کہا کہ تمہارا بھاگنا مناسب نہیں ہے دلیرانہ اور مردانہ چلکے لندھور سے لڑو بزدل اور نامرد نہ بنو داراب شاہ اور عبدالعزیز نے کہا اے مالک اجروکی لندھور سے ہم مقابلہ نہیں کر سکتے وہ نہایت دلیر اور بہادر ہے اجروکی نے جواب دیا تم میرے ساتھ چلو اور مقابلہ کرو دیکھو تو کیا ہوتا ہے داراب شاہ اور عبدالعزیز نے مالک اجروکی کے کہنے سے قصد لڑنیکا کیا اور مالک اجروکی کو ہمراہ اپنے لیکر چالیس روز میں سراندیپ میں داخل ہوئے لندھور کو داراب اور عبدالعزیز کے آنیکی خبر ہوئی اسی روز داراب شاہ نے طبل جنگ بجوایا جسوقت صدائے طبل جنگ بلند ہوئی داراب گلبرگی صدائے طبل رزمی سنکے خدمت لندھور میں آیا اور بعد ادب دعا اور ثنا کرکے اس طرح عرض کرنیلگا قطعہ دانۂ انجم کردون سے پڑے جب تک ۔ رشتۂ کاہکشان میں شب بلدا گوہر ۔ جب تلک جوش بہاران سے ہو کوہ و صحرا ۔ دامن صبح تمانکے شبنم سے سر دامن صحرا گوہر ۔ دوستونکو ہو ترے گنج دگر زر نصیب ۔ ہو نہ جز اشک سر دامن اعدا گوہر ۔ داراب شاہ اور بادشاہ عبدالعزیز بدتمیز نے پھر آکے طبل جنگ بجوایا ہے باقی خیر و عافیت ہے لندھور نے حکم دیا ہمارے لشکر میں بھی بفضل ایزدی و تائید ربانی طبل جنگ بجایا جاوے بموجب حکم لندھور طبل رزمی پر چوب لگائی گئی صدائے طبل جنگ بلند ہوئی دلاوران بے مثال و بہادران بے عدیل آواز طبل رزمی سنکے سامان جنگ کرنے لگے آخر وہ وقت آیا کہ بیضۂ سحر کا نور اختر کے چھپا ستاروں نے لباس سفر عدم کا وقت صبح دلاوروں نے نوش ہو کر زرہ و اسلحہ زیب تن کرکے رخشانہ گھوڑوں پر سوار ہوئے ادھر سے لندھور مع سرداران نامدار لشکر جرار لیکر میدان کارزار میں پہونچے ادھر سے داراب شاہ اور عبدالعزیز و مالک اجروکی مع فوج عرصۂ رزم میں آئے بیلداروں نے پست و بلند زمین کو ہموار کیا سقوں نے پانی چھڑکا بعد درستی میدان جنگ کے دونو طرف صف آرائی لشکر ہوئی پھر نقیب اور کرکیت دونوں لشکروں سے نکلے اور جوانان لشکر فیروزی اثر سے مخاطب ہو کر باواز بلند یوں کہنے لگے اے بہادران بے مثال ذرا خیال کرو کہ یہ دنیا اک سرائے فانی ہے جو بڑے بڑے پہلوان اور دلاور مثل رستم و اسفندیار و سہراب و افراسیاب وغیرہ تھے ہرچند اب انکی قبروں کا بھی نشان نہیں ہے لیکن بوجہ دلاوری اور بہادری کے نام انکا باقی ہے اکثر بہادروں کی زبانوں پر انکا ذکر شجاعت آتا ہے پس آج سا تماشا حدیث کا ہے تمکو بھی لازم ہے کہ دلیرانہ کرو خون اعداے زمین کو رنگین کرو بڑھ بڑھ کے تلواریں کھاؤ دشمنوں کو خاک میں ملاؤ ایسی کارزار کرو کہ روح رستم خجل ہو جاوے اور روح اسفندیار بھی شرمندہ ہو جاوے نقیب اور کرکیت یہ کہکر میدان جنگ سے ہٹ گئے دلاوروں نے جو نقیبوں اور کرکیتوں کی تقریر سنی غیرت شجاعت سے ارادہ کرنے لگے کہ صف اعدا کے مقابل جا کر اپنی کو تہ تیغ کریں میدان مصاف میں کشتوں کے ڈھیر لاشوں کے انبار لگادیں کوک کوک کے ہر ایک

دشمن کو مارین جو سر تیغ آبدار دکھائین حریفونکو قتل کرین خود بھی زخم تن پر کھائین خون مین نہائین ابھی بہادر
دونون لشکر کے میدان مین قصد نکلنے کا کر رہے تھے کہ ایک لشکر داراب شاہ سے مالک اجردی
گھوڑے کو بڑھا کر میدان کارزار مین آیا ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ بعض راوی کہتے ہین مالک اجردی
کا نام شاہ سرق اجردی تھا اکثر راویون کا مقولہ ہے کہ شاروق نام تھا غرض جب شاروق
میدان مین آیا پکار کے کہنے لگا کہ اے لندھور اگر تجکو دعوی شجاعت ہے تو لشکر سے نکل اور مجھسے مقابلہ کر ورنہ
اور کسیکو میرے مقابلہ کیواسطے بھیج بہرام گرد نے ارادہ میدان مین نکلنے کا کر کے مرکب کو اپنے بڑھایا
تھا کہ لندھور نے بہرام کو روکا اور کہا اے بہرام گرد تم میدان کارزار مین نہ جاؤ اور شاروق سے مقابلہ
نہ کرو کیونکہ مجھکو بلاتا ہے مین لڑنے کو جاتا ہون یہ کہکے لندھور میدان مین آیا شاروق نے بعد نیزہ بازی
کے گرز اٹھایا لندھور کے سر پر لگایا لندھور نے گرز کو سپر پر روکا اور آپ بھی شاروق کے سر پر گرز لگایا
شاروق نے ضرب گرز سے سر کو تو بچایا لیکن شاروق کے مرکب پر گرز پڑا مرکب ہلاک ہوا شاروق زمین
پر آیا لندھور نے پھر گرز لگانے کا کیا داراب شاہ نے جمیع مردمان لشکر کو حکم دیا کہ شاروق کو لندھور سے بچاؤ
اور لندھور کو قتل کرو بموجب حکم مردمان لشکر ایکبار بڑھے اور شاروق کو لندھور سے بچا کر لندھور کو تیغ و تیر
لگانے لگے ادھر سے بہرام گرد اور عادل شیردل اور شہپال ہندی لشکر لیکر بڑھے دونون لشکر باہم ملکے
جنگ ہونے لگی برچھا شمشیر چمکنے لگی تیر جوانون کے سینون کو توڑ کر پشت سے گذرنے لگے مقتول زمین پر گر کے
تڑپنے لگے جوانون کے سر تن سے جدائی ہونے لگی گھبراہٹ مین باپ اور بیٹے مین لڑائی ہونے لگی بھائی نے
بھائی کو تیر مار کر گھوڑے سے گرایا بڑھکر تیغ سے سر کاٹ لیا اور نعرہ کیا یون حریف کو مارتے ہین کسی دلیر
نے ہنگامہ جدال و قتال مین اپنے دوست کو دشمن کا خیال کر کے تیغ لگائی اوسنے ہر چند کہا کہ ہم تم ایک رستے
کے جوان ہین ہمارے اور تمہارے دوستی ہے ذرا ہمکو پہچانو اپنا ہاتھ کو روکو تلوار نہ لگاؤ دوست ہو کر دشمن نہ بنو
لیکن اوس تیغزن نے اس گھبراہٹ مین نہ پہچانا اور خیال کیا کہ حریف بمکر و فریب جان اپنی بچانا چاہتا ہے اسکو زندہ
نہ جانے دیجیے جلد قتل کیجیے یہ خیال کر کے تیغ لگائی اور زخمی کیا غرض اسیطرح ہنگامہ جدال و قتال تا شام گرم رہا
ہزارہا جوان دونون لشکر کے قتل ہوئے صدہا زخمی ہوے دریا خون عرصہ مصاف مین جاری ہوگیا کشتون کے پشتے
لاشون کے انبار میدان کارزار مین جابجا ہوگئے ہنگام شام داراب شاہ طبل بازگشت بجوا کر فرودگاہ لشکر پر چلا
گیا لندھور بھی مع جملہ سردارون کے میدان سے صدہا کو قتل کر کے پھرا جب داراب اور عبد العزیز اور
شاروق داخل بارگاہ ہوے اور بیٹھے اسوقت داراب شاہ نے شاروق سے پوچھا کہ اے شاروق آج
تم نے لندھور سے مقابلہ کیا تھا لندھور کی قوت و دلیری کو تمنے دیکھا شاروق نے کہا اے داراب شاہ اگر
مین پیچھے نہ ہٹتا اور سر اپنا نہ بچاتا تو ضرب گرز لندھور سے کسیطرح زندہ نہ بچتا استخوان میری سرمہ سا ہو جاتین
اگر گھوڑا میرا ہلاک ہوگیا تو کچھ غم نہین مین تو بچگیا مصرع رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت ، داراب شاہ نے
کہا دیکھیے کل دوقت کارزار کیا ہوتا ہے کون تیغ ہوتا ہے اور کون زندہ رہتا ہے شاروق نے کہا اے داراب کل
کے روز اگر لڑائی ہوگی تو مین دلیرانہ لڑونگا اور تمہاری محبت مین اپنی جان دونگا ہرگز قدم میدان جنگ سے
پیچھے نہ ہٹاؤنگا یہ کہکے شاروق بارگاہ سے اوٹھا اور اپنے گھر کو آیا چونکہ شاروق کی چار بیٹیان ہین اور
دو بیٹیان اسکے ہمراہ ہین اور ایک خیمے مین اپنی چلیبون اور دائیون اور کنیزون کے فرودگش ہین شاروق

بارگاہ سے اُٹھکر اپنی لڑکیون کے پاس گیا لڑکیون نے اپنے باپ کو پریشان خاطر دیکھا کیفیت مزاج پوچھی اور جنگ کا حال بھی پوچھا شاروق نے تمام کیفیت لندھور سے لڑائی ہونے کی اور اپنی جان بچنے کی بیان کی اور کہا کل مین پھر لڑونگا اور میدانِ جنگ سے نہ ہٹونگا اگر زندہ رہا تو خیر ورنہ کل ضرور قتل ہو جاؤنگا تمسے کہے دیتا ہون کہ اگر مین قتل ہو جاؤن تو تم یہان سے چلی جانا اور میرے صدمے مین چندان نالہ و فغان نہ کرنا لڑکیان یہ تقریر اپنے باپ کی سنکے محزون ہوئین اور کہنے لگین اب آپ جائیے اور داراب شاہ سے کہیے کہ ایک نامہ لندھور کو اس مضمون کا لکھین کہ چالیس روز تک لڑائی موقوف رہے اور مہلت چالیس روز کی دیجے جب لندھور مہلت چالیس دن کی دیدیگا ہم آپ سے اقرار کرتے ہین کہ درمیان چالیس روز کے لندھور وغیرہ کو ہم گرفتار کرکے آپ کے حوالے کردینگے اوسوقت آپ کو اختیار ہے خواہ اُنکو قتل کیجیے گا خواہ قید کیجیے گا شاروق نے خوش ہو کر پوچھا اے نور نظر پارہ جگر یہ تو بتاؤ کہ تم کس تدبیر سے لندھور وغیرہ کو گرفتار کرو گی تم دونون گل پیرہن نازک بدن ہو اور لندھور وہ بادشاہ دلیر ہے کہ بڑے بڑے پہلوان اوس سے لڑ نہین سکتے ہین لڑکیون نے اپنے باپ سے کہا ہم اسطرح لندھور کو گرفتار کرینگے کہ لڑائی نہو گی کوئی سپاہی بھی لشکر کا مارا نہ جائیگا اور ہم لندھور کو گرفتار کر لینگے آپ ہمارے مقدمے مین دخل نہ دیجیے گا شاروق نے یہ سنکے اپنی دخترونکو سینے سے لگایا اور خوش ہو کر پیار کیا اور اوسیوقت اپنی بیٹیون کے پاس سے اُٹھکے داراب شاہ اور عبد العزیز کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ اسوقت نامہ لندھور کو اس مضمون کا لکھو کہ ہمکو چالیس روز کی مہلت دو بعد چالیس روز کے ہم لڑینگے داراب شاہ اور عبد العزیز نے نامہ لکھنے کا اور مہلت طلب کرنے کا سبب پوچھا شاروق نے کہا تم نامہ لکھو تو بعد ہی مہلت مانگنے کا سبب تم پر ظاہر ہو جائیگا ہر چند عبد العزیز اور داراب نے باعث مہلت طلب کرنے کا پوچھا لیکن شاروق نے صاف صاف بیان نہ کیا آخر داراب شاہ نے بموجب کہنے شاروق کے نامہ لکھا اور بعد لکھنے کے نامہ نعمان ہزارہ کو دیا اور کہا کہ اس نامے کو جلد جاکر لندھور کو دیدے اور جواب اس نامہ کا اوس سے لے نعمان ہزارہ بموجب حکم نامہ لیکر گیا جب دربار شہپال مین پہونچا لندھور کو نامہ دیا لندھور نے مضمون نامے سے آگاہ ہو کر کہا کہ داراب سے کہدینا کہ ہمنے بموجب تمھاری استدعا کے تمکو چالیس روز کی مہلت دی یہ کہکے بارگاہ سے نعمان ہزارہ کو رخصت کیا نعمان ہزارہ نے جو کچھ لندھور نے کہا تھا داراب سے جاکر عرض کیا شاروق مہلت ملنے سے خوش ہوا اور بارگاہ سے اوٹھکر اپنی لڑکیون کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ بموجب تمھارے کہنے کے نامہ لندھور کو بھیجا تھا اوس نے چالیس روز کی مہلت دی ہے اپنے باپ شاروق کی یہ گفتگو سنکے خوش ہوئین اور بعد گذرنے شب کے صبحکو اپنے باپ سے کہنے لگین کہ ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ سیر صحرا کرین اور دو چار روز جاکر صحرا مین رہین شاروق نے کہا دن کو صحرا مین جانے کو منع نہین کرتا لیکن رات کو صحرا مین نہ رہنا لڑکیون نے کہا اچھا ہم رات کو صحرا مین نہ رہینگے چلے آیا کرینگے غرض دختران شاروق ایک خیمہ اور جملہ اپنی انیسون اور جلیسون وغیرہ کو لیکر جانب صحرائے سبزہ زار مع سامان ضروریہ سوار ہو کے چلین اور صحرا مین پہونچکر خیمے مین اتریں اور بناؤ سنگار کرکے اور پوشاک تغییر و بناؤ زیب تن کرکے سیر صحرا کی خیمے سے نکل کے کرنے لگین چونکہ دختران شاروق نہایت خوبصورت اور حسین تھین اور انیسین جلیسین بھی نوجوان خوبصورت اونکے ہمراہ تھین جسوقت وہ دونون مع اپنے ہمراہیون کے صحرائے سبزہ زار مین بہ ناز و ادا ٹہلنے لگین اور پھول چننے لگین اوسوقت اون گلرخسارون کے سبب سے صحرا رشک گلستان

ہوگیا صحرای سبزہ زار میں تو وہ مانند پریان پری جمال ٹہل رہی ہیں اور سیر صحرا کی کرتی ہیں کنیزیں اور خواصیں دوڑ رہی ہیں اکثر کنیزیں ہمراہ دختران مہر لقا ہیں بعضی اوٹھتیں اور بیٹھتیں باہم گیند کھیل رہی ہیں جسکے ہاتھ سے گیند اوڑ پر گرتا ہے وہ پلکوں بلکہ آنکھوں سے گیند کو اوٹھاتی ہے دوپٹے اکثر نے اتار ڈالے ہیں سینے کھلے ہوئے ہیں اور چھاتیوں کے گیندوں کے مخفی کرنیکا دیکھنے والیکو گمان ہوتا ہے دختران شاہ روی کبھی کبھی باہم گیند کھیلتی ہیں کبھی تھک کر املیتون کے گیند سے کی سیر دیکھتی ہیں اور ہنستی ہیں لیکن اب حال لندھور اور بہرام گرد کا لکھا جاتا ہے کہ کہ جب داراب شاہ نے چالیس روز کی مہلت طلب کی لندھور نے قصد شکار کھیلنے کا کیا بہرام گرد نے کہا میں بھی واسطے شکار کھیلنے کے چلونگا لندھور نے اوسی روز حکم کیا کہ سامان شکار تیار ہو ہم واسطے شکار کے جائینگے بموجب قراول اور چیلے اور میر شکار حاضر ہوئے بازداروں نے بازوں کا طعمہ روکا اور ملازموں نے چرغہ بہری ترمتی شاہین جانوران شکاری کو آمادہ شکار کیا اور طعمہ ہر ایک طائر شکاری کا روک رکھا غرض طائران شکاری کے جو پاؤں کو بھی ملازموں نے گوشت نہ کھلایا جوت چیتے اور کتوں کی کھونٹیاں منگوائی کسی گئیں اور خیمہ و خرگاہ کا اسباب لدچکا لندھور اور بہرام مرکبوں پر سوار ہوئے مصاحب و رفیق بھی گھوڑوں پر تھے داراب کلبری بھی ہمراہ رکاب لندھور ہوا اور غلامان زرین کمر زرین کلاہ نمکدان اور جملہ سامان عیش و عشرت لیکر ہمراہ رکاب لندھور چلے جب لندھور سوار ہوا شہر سے نکل کے صحرای سبزہ زار میں پہنچا دیکھا کہ عجب صحرای سبزہ زار ہے کوسوں تک فرش سبزہ زمین پر بچھا ہوا ہے سرد چل رہی ہے مرغان صحرا صحرا میں بکثرت ہیں علاوہ طائران صحرا کے ہرن اور نیل گاؤ بھی از حد ہیں لندھور اور بہرام آہوؤں اور سبزہ صحرا کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے کیونکہ اوس صحرا میں یہ حال تھا ابیات

سبزہ ایسا تھا دل فریب وہ ۔ سبزہ ہو جسکو دیکھ کر زندہ

ہوئی اوس سبزہ پر اگر جب ۔ بس نظارہ ہی تھی جہاں تک کام	سدرہ ہستی سے ساقط ہو سبزہ ۔ سبز مخمل کا فرش ہی تھا تمام	یہ ہوائی خوش اوس میں آئی تھی ۔ روح بالیدگی اوٹھاتی تھی

بعد برپا ہوئے بارگاہ و خیام کے اور سیر دیکھنے سبزہ زار کے حکم لندھور سے بازداروں نے بازوں کو طائران صحرا پر چھوڑا اور بعض شکاریوں نے بہی باز چھوڑے

چونا لیدن آمد طبلک باز ۔ در آمد مرغ صید افگن بپرواز ۔ روان شد بر ہوا باریک پر ۔ چنان شد خالی از کبک و کبوتر ۔

ملازمان لندھور صحرا میں ہر طرف طائروں کا شکار کھیلنے لگے تھوڑی دیر میں شکار کیے ہوئے طائروں سے چھکڑے بھر گئے اکثر رفقای لندھور نے طائروں کو حلال اور صاف کرا کے اونکے کباب درست کیے اور ظروف زرین میں رکھکر روبرو لندھور اور بہرام کے لیے لندھور اور بہرام نے دو تکین کباب بعد شوق کھائے ابھی لندھور اور بہرام کباب کھا ہی رہے تھے کہ قراول دوڑتے ہوئے خدمت لندھور اور بہرام میں حاضر ہوئے اور عرض کرنے لگے کہ حضور اسوقت ایک مقام پر بہت سے آہو سبزہ نو دمیدہ چر رہے ہیں اگر خلاف طبع عالی نہو تو جلد تر تشریف لے چلیے اور اون آہوؤں کو صید کیجیے لندھور اور بہرام نے قراولوں کی تقریر سنکے جلد تر پانی سے ہاتھ دھوئے اور گلوریاں پان کی کھا کر نبد و قلیان دو تالی اور تیر و کمان لیکر جلد اوسجگہ پہونچے اور آہوؤں کو تاک تاک کر تیر لگانے لگے اتفاق سے بہرام گرد اور لندھور نے جس جس ہرن پر لگایا وہ دونوں ہرن تیر کھا کر افتان و خیزان ایک جانب کو بھاگے اور رفقای لندھور اور بہرام گرد نے جن آہوؤں پر تیر لگائے تھے وہ سب آہو اور ایک سمت بھاگے رفقا نے لندھور اور بہرام تو اپنے آہوؤں کے شکار کرنے کیواسطے اوسطرف گئے لیکن لندھور اور بہرام گرد نے اپنے اپنے تیر آہو کے شکار کرنے کو اوس جانب گھوڑے اوڑائے ہر چند کہ آہو تیر کھائے

ہوئے لیکن بھاگے جاتے ہیں جب دو تین کوس اون آہوؤن کے تعاقب میں بہرام گرد اور لندھور گھوڑے دوڑاتے ہوئے چلے گئے ناگاہ لندھور اور بہرام گرد نے دور سے دیکھا کہ ایک خیمہ صحرا میں ایستادہ ہے اور پچیس تیس نازنینان حور پری رنگین لباس خیمہ کے پاس گل بازی کر رہی ہیں کچھ کنیزیں دوڑ رہی ہیں ایک کنیز اون کنیزون کے چھونے لواور بادنچہ پکڑنے کو دوڑ رہی ہے کچھ نازنینان گل اندام لبان گل بنس رہی ہیں بعض نازنینان غنچہ دہن مثل غنچہ مسکرا رہی ہیں اکثر نازنینان گل پیرہن جو آدا زلیخا ہنس رہی ہیں اور دو نازنین بے مثال یوسف جمال لباس فاخرہ زیب تن کیے ہوئے اور قہر و غضب کے بناؤ سنگار کیے ہوئے ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے سیر صحرا کر رہی ہیں لندھور نے بہرام گرد سے دیکھا یہ دونوں عورتیں کس ناز کے ساتھ صحرا میں ٹہل رہی ہیں بہرام گرد نے کہا اے دلاور آگے بڑھکے قریب انکے چلو اور انکے حسن و جمال کا نظارہ کرو اہوان زخمی کو جانے دو لندھور نے کہا اچھا غرض جب دونون دلاور جادو قریب اون عورتون کے آئے اول لندھور اون دونون عورتون میں سے ایک نازنین سبز پوش کو جو دیکھا بے اختیار تیر عشق دل پر لگا لندھور نے ایک آہ کی اور گھوڑے کو روک کے نظارہ اوس نازنین حور جمال پری تمثال کا کرنے لگا اوسوقت دل لندھور کا اوس نازنین کے عشق میں دل مثل سیماب پہلو میں تڑپنے لگا اور آنکھیں محو نظارہ ہوئیں کیونکر یہ حال لندھور کا ہوتا کیونکہ وہ نازنین ایسی حسین مہ جبین تھی　ابیات

برِی دختیکہ بینند آن ہمہ ناز
دو عالم را دو لب جان بر لب آرد
میان نازکش رشک رگ گل
کہ ہمجنس ست با ہم جنس و مساز
ز انداز خوش خوبلے بنازی
ز جنبش آمدے ہوشش بہ پرواز
چہ گویم از صفائی آن بر و دوش
ز پیچ و تاب تار زلف و سنبل
خدنگ آن نگاہ سحر پیوست
نیازش دلربائی را نبازی
حدیث صد ہزاران روز محشر
بہ شوقش مہر زبالہ جبیا آغوش
از آن مو با کمر گردید ہمہ از
نشخے بر نشان تاجستہ از شست
لندھور نے پھر اوس خوبرو کی چشم

پر نظر کر کے یہ مطلع زبان پر جاری کیا اور لندھور کو غش آنے لگا مطلع مرا العشق دو چشمت چہ مشکل افتاد است کہ دل یکے و بدست دو قاتل افتاد است بعد لندھور کے بہرام نے نازنین دیگر دختر شاہ روق کو جو دیکھا اوس نازنین سرخ پوش نے بھی بہرام کیطرف بہ ناز و انداز دیکھا مسکرا دیا اوسوقت دل بہرام نشانہ تیر نظر نازنین ہوا بہرام شکار گور خر کے واسطے آیا تھا جو شکار آہو ہوا دام عشق میں گرفتار ہوا اور بے اختیار یہ مطلع زبان پر لایا مطلع گور بہ حیثے کہ لذت گیر دلدار ے لنشد قطع بہ دستی کہ تم در گردن یار ے نشد بہرام یہ مطلع پڑھکر اوس نازنین رشک ماہ و مہر کو بہ نظر الفت دیکھنے لگا اور نقد دل دے کر بعین خواہش سے خریداری متاع حسن کی کرنے لگا کیونکہ وہ نازنین ایسی خوبصورت تھی کہ اشعار　بگویش مردے اشتا دلبیل

طلیدہ ے درخش دل بر سر دل
بآن قامت زبس دلہا اسیر ست
دل و ہم دیدہ را زنجیر بر پا
ز کفرش کفر شد اسلام ہر یک
الف بر سینۂ او دل نشین بود
شدہ دل ہندوی آن زلف ہند
کہ از یک شعلۂ او رخت دین سوخت
بہار گلشن مستی فردش است
تو پنداری مگر گلبن زہیر است
مسخر کردہ از مہ تا بماہی
شدہ کافر بعہدش نام ہر یک
ز زناری کہ او را بود بر دوش
جہان کافر چشم کافر او
از آن حلقہ کہ او در گوش افگند
برائے بلبلان تاراج ہوش ست
سمن سا آن دو زلف سنبل اشا
دہد آن دست دو شینہ گواہی
از آن قسقہ کہ او را بر جبین بود
کمندی بود بر ہر گردن ہوشش
چراغ دہر از رویش برافروخت
جہانے حلقہ اش در گوش افگند

بہرام گرد اور لندھور اون نازنینان پری تمثال کو دیکھ رہے تھے اور آہیں سرد میدم بھر رہے ناگاہ اون نازنینوں کی کنیزوں نے بہرام اور لندھور کو دیکھا اون مسافروں نے بجرب زبانی لندھور اور بہرام کیفیت عاشقی جانکر اپنے حسن و جمال کو ملحوظ سمجھکے کہا کہ اے مردو نکورو لات و منات تم سے خوش نہوں تم کون ہو یہاں اپنی آنکھیں پھوڑنے جانے دینے کیوں آئے ہو ہمارے دونوں ملکہ اور ہم سب کو کیون گھور گھور کے دیکھ رہے ہو واسطے دیوکے دو خداؤن سے ڈرو کیکی بیوٹی کو نظر بد سے غریبو دیکھو اندھے ہو جاؤگے سبب خدا کے تمہاری آنکھیں پھوڑ دالینگے ہم کیا تھا نگی کیسی نہیں ہیں یہاں تمہارا مدعا سے دل خواب میں بھی حاصل نہوگا ہم میں سے کوئی دو دو کوڑی کو بھی نہیں نہ پوچھیگی کوئی اپنی آبرو و تمہیں غریبی لاکھہ ہاتھہ جوڑو خوشامد کرو رو دو ہیو قدمو نپر گر دیہان کوئی تمہاری فریاد نہ سنیگی اور تمہاری دل کی تمنا برنہ لائیگی تم اپنے موٹے موٹے ہاتھہ پاؤں پر غرور نہ کرنا اور ہمکو خوبرو تن سے سمجھکے نہ دھمکانا میاں ہم وہ عورتیں ہیں کہ اپنی کی باندھینگے زنجیر زلف میں گرفتار کرینگے تیغ ابرو سے ایکدم میں قتل کرینگے تیر مژگان تمہارے دل و جگر پر مارینگے تم سپر بھی روک نہ سکوگے مرغ بسمل کیطرح میدان صحرا میں تڑپ کے جان دیدوگے اپنی جان سے جاؤگے کوئی تمپر رحم نہ کریگی ہر ایک خرام ناز سے تمکو پامال کریگی ہماری دونوں ملکہ بھی تمپر ذرا رحم نہ کرینگی بس بہتر اور مناسب یہی ہے کہ یہاں سے جاؤ اپنے مقدر کی شکایت کرتے ہوئے اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا اور خیال محال ہم لوگوں کے وصل کا اپنے دل میں نہ لاؤ یہ کہکے کنیزیں خاموش ہوئیں بہرام گرد اور لندھور نے عشق نازنینان میں کنیزوں کی گفتگو ہی بیہودہ پر چندان خیال نکیا اول لندھور نے کنیزوں سے کہا کہ آگاہ ہو کہ میں بادشاہ ہندوستان ہوں نام میرا لندھور بن سعدان ہے تمہاری ملکہ پر مائل ہوں اگر تمہاری ملکہ کے خلاف مزاج نہو تو میں خیمے میں آؤں ملکہ کے پاس بیٹھوں اسیطرح بہرام نے بھی کہا کہ میں بادشاہ چین و ماچین ہوں ملکہ مہرخ پوش سے کہو کہ شاہ چین ماچین تمپر فریفتہ ہوا طالب بوس و کنار ہے یہ کہکے بہرام اور لندھور نے گھوڑے طرف خیمے کے بڑھائے دختران شاہ روم نے نازو ادا و عشوہ و غمزہ کیطرف نگاہیں اور حیلا بہانے وحیلیں وغیرہ بھی خیمے میں چھپے کو دوڑیں جب قبہ نازنینان مہرخ پوش طرف خیمے کے بھاگیں بہرام گرد تو اشعار عاشقانہ پڑھتے لیکن لندھور بن سعدان نے یہ مخمس اپنی زبان پر جاری کیا مخمس

ستم تہارا ہے مریض عشق کیونکر دیکھتے جاؤ ؛ ابھی دم توڑنے کی سیر دم بھر دیکھتے جاؤ ؛ دم رخصت ذرا حسرت کی تیور دیکھتے جاؤ

نکلتی کسطرح ہے جان مضطر دیکھتے جاؤ ؛ ہمارے پاس آ کر جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ

کسے لیسے قیامت زا چلن بھاتے ہیں کسکی کو ؛ نرالی تمکین نے ناز و ادا کی صاحب کے ؛ خلاف وضع ہی پامال چلاتے ہیں ہر صاحب کے

قدم اٹھا سے باہر ہو جاؤ ہیں صاحب کی ؛ ستم رفتار میں کرتی ہے شور کر دیکھتے جاؤ

قیامت زا تمہاری جلوۂ قامت کی دشوخی ؛ خراب اس چال سے کی خستگان کی کی ہے ؛ جگا یا فتنۂ محشر تو بدلواک ذرا تیوری

خرام ناز میں عاشق سے ہو سکا اشارہ بھی ؛ اگر اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ

تماشا ہے کہ وہ تو خوف سے عاشق سے ڈرتے ہیں ؛ خطا پیشہ جان نثاری کا ذرا ہم اس پہ مرتے ہیں ؛ دم رخصت ہی کیدنگی ہر دم آہیں جگر پر

کوئی لیدے کر اگر منہ پھر کر وہ قتل کرتے ہیں ؛ اثر تیغ ہائے ہمارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ

کہیں طاؤس کبک آئیں سر اک کام لڑتے ہیں ؛ کہیں پامال ہے رفتار قیامت میں جھگڑتے ہیں ؛ خرام حسن کی نشہ میں بھی اتنا کرتے ہیں

روش مستانہ چلنے سے قدم مستانہ پڑتی ہیں ؛ خدا کیلیے سبطے پھر میر دیکھتے جاؤ

نرالے معجزہ رفتار روح افزا دکھاتی ہے ؛ صدا خلخال پا کی مژدہ صحت سناتی ہے ؛ تمنائے حیات خضر دوڑہ آزمانی سے

جدھر جاتے ہو ادھر سے یہی آواز آتی ہے ۔ مسیحا ہو تو بیمار و نکو دم بھر دیکھتے جاؤ

ہمیشہ دید نور جلوہ عارض سے ترسایا ‖ فروغ حسن عالمگیر در پردہ نہ دکھلایا ‖ ترستا ہے کوئی نظارہ کو اتنا نہ دھیان آیا

نقاب اک دن الٹ کر تم نے منہ سے نہ فرمایا ‖ جمال آفتاب ذرہ پر دیدہ دیکھتے جاؤ

توکل ہے بڑی دولت لیتے اتنا نہ گھبرائیے ‖ صفت اس کی نکیونکر ہر گھڑی لب پر مرے آئے ‖ تعلق یہ جیب جناب خواجہ مرحوم فرمائے

نہ منہ موڑا اس سے آئی آفت جو کچھ در پیش آجائے ‖ دکھاتا ہے جو آنکھوں کو مقدر دیکھتے جاؤ

جسوقت بہرام گرد اور لندھور اشعار عاشقانہ اور مخمس پڑھتے ہوے قریب اوس خیمے کے پہونچے اور دختران شاروق کو خیمے میں جاکر بخوبی معلوم ہوا کہ یہ دونوں لندھور اور بہرام ہیں اور ہم پر مائل اور فریفتہ ہو گئے ہیں اور عشق اون نازنینان پری چہرہ نے اپنی دایہ سے جو ہمراہ آئی تھی کہا کہ ای مادر مہربان ذرا تم خیمے کے باہر جاؤ اور لندھور اور بہرام کی جانب لطرف سے بعد مزاج پرسی کے کہو کہ تم ہمارے عشق و الفت میں اسقدر بیتاب و بیقرار نہو اور اس درجہ نہ گھبراؤ ذرا صبر کرو کیونکہ مشہور ہے مصرع ع صبر تلخ است ولیکن بر شیرین دارد ۔ اسوقت ہماری خاطر سے چلے جاؤ ہنگام شام ہمارے پاس آؤ جو کچھ تم کہوگے ہم سنینگے اگر وہ بات لایق منظور کرنے کے ہوگی تو قبول کرینگے اور آپ بھی کہدینا کہ یہ کنیزین نہایت بیہودہ ہیں اور انکی بیہودہ گوئی کا تمکو ہمارے سر کی قسم کچھ ملال اور خیال نہ کرنا میں انکو اس گستاخی کی سزا دونگی ہر چند کہ یہ سب بے قصور ہیں تمہارے نام و رتبہ سے انکو آگاہی نہ تھی لیکن ان کنیزوں کو ایسی بدزبانی نہ کرنا تھی اسوجہ سے میں انکو تعزیر دونگی وہ دایہ بموجب کہنے دختران شاروق کے خیمے سے باہر آئی اور قریب بہرام گرد و لندھور کے جا بعد دعا ے درازی عمر و دولت و اقبال کہنے لگی کہ ای بادشاہان ذیوقار سعادتمند و برخوردار خوشا قسمت و زہے مقدر تمہارا کہ دختران شاروق کہ جو چاند اور عاشق کش اور عابد فریب ہیں وہ بھی تم پر فریفتہ اور شیفتہ ہو گئی ہیں ایک کا نام ملکہ جہان آرا اور دوسری کا نام ملکہ مہرافروز ہے یہ دونوں میری گود کی کھلائی ہوئی ہیں میں نے انکو دودھ پلایا ہے ذرا میرا بھی خیال رہے کا یعنی دو جواہر گرانبہا دینے ہونگے پھر ہنگام وصل خوب مزے لیجیے گا بعد اس تقریر کے دایہ نے جو کچھ جہان آرا اور مہرافروز نے کہا تھا بیان کیا بہرام گرد اور لندھور نہایت شاد و خرم ہوے کہا ای دایہ ہم تجکو اسقدر زر و جواہر دینگے کہ تو خوش ہوجائیگی اور دایہ کو اپنی دختروں سے بعد شوق وصال و اشتیاق بوس و کنار کے کہدینا کہ ہمارا دل تو نہیں چاہتا ہے کہ یہاں سے جائیں لیکن تمہارے کہنے سے اسوقت بمشکل اور بہ جبر جاتے ہیں وقت شام ضرور آئینگے یہ کہکے لندھور اور بہرام گرد اپنے خیمہ و بارگاہ کیطرف چلے دایہ بھی خیمہ میں چلی گئی جب لندھور اور بہرام گرد لیکے بڑھے لندھور نے بہرام گرد سے ہنسکر کہا آج کیا اچھی ساعت سے اس صحرا میں شکار کے واسطے آئے تھے کہ عجب شکار ہاتھ آیا ہے میری معشوق شمشیر پوش حسن و خوبی میں کوئی حسین ہمسر نہیں ہے بہرام نے جواب دیا کہ میری مطلوب سرخ پوش کے حسن کے سامنے آپکی معشوق کے حسن کی کیا حقیقت ہے میرا محبوب حسن میں بمنزلہ آفتاب ہے اور آپکا معشوق سبز پوش ایک ذرہ ہے لندھور نے کہا ای بہادر اگر تم میری چشم و نظر سے میرے محبوب کو دیکھو تو اوسکے حسن و خوبی کا حال تم پر ظاہر ہو اور پھر اپنے معشوق کو تم ذرہ خیال کرو اور معشوق کو آفتاب سے مثال دو کیونکہ مشہور جہان ہے لیلے را بچشم مجنون باید دید بہرام نے کہا ای سیلوا یہی جواب ہے غرض بہرام گرد اور لندھور دونوں باہم اپنے اپنے محبوب اور مطلوب کے حسن و جمال کی تعریف کرتے ہوے قریب بارگاہ پہونچے یہاں رفقاے لندھور اور بہرام نہایت مضطر اور پریشان تھے اور ہر طرف ڈھونڈھ رہے تھے جب بہرام اور لندھور بارگاہ میں آئے اور بیٹھے اکثر رفقا نے لندھور اور بہرام گرد سے پوچھا کہ آپ کہاں تشریف لیگئے تھے ہمکو نہایت فکر تھی لندھور اور بہرام نے اصل حال تم

لیکن یہ کہا کہ ہم آہوون کے شکار کرنے کے واسطے دور تک چلے گئے تھے رفقا یہ تقریر سنکے چپ رہے یہان تو
لندھور اور بہرام گرد بارگاہ مین بیٹھے ہین اکثر رفقا شکار کھیل رہے ہین ؛ یہان بعد چلے آنے لندھور اور بہرام
گرد کے دایہ نے خیمے مین جاکر دختران شاروق سے کہا کہ لندھور اور بہرام چلے گئے اب شام کو آوینگے ملکہ
مہرافروز اور ملکہ جہان آرا کو معلوم ہوا کہ شام کو لندھور اور بہرام ضرور آ پہنچینگے اوسی وقت دختران شاروق
نے دایہ اور چند کنیزون کو بلایا اور کہا تم اسوقت سوار ہوکر ہمارے باپ کے پاس جاؤ اور اونسے کہو کہ آج بعد
شام آپ ہمارے پاس مع چند سوارون کے ضرور آئیے گا جب دایہ اور کنیزین سوار ہوکر چلنے لگین اوسوقت
ملکہ مہرافروز نے کنیزون سے کہا کہ وہان جاکر یہ نہ کہنا جو کچھ ہمنے تمسے کہا ہے وہ ہمارے پدر سے عرض کرنا اور
چند کشتیان شراب کی اور دیگر سامان زینت بزم لیکر جلد تر آنا کنیزین وغیرہ یہ سنکے روانہ ہوئین اور جب خدمت
شاروق مین پہونچین جو کچھ ملکہ مہرافروز اور ملکہ جہان آرا نے کہا تھا عرض کیا شاروق نے متردد اور متفکر ہوکر حال
صحرا مین لندھور اور بہرام کے پہونچنے کا دریافت کیا کنیزون نے تمام حال لندھور اور بہرام کے آنیکا
اور کیفیت صحراے سبزہ زار کی بیان کی شاروق سمجھ گیا کہ میری دخترون نے تدبیر گرفتار کرنے لندھور اور
بہرام کی کی ہے یہ سمجھکر بہت خوش ہوا اور کشتیان شراب کی اور دیگر اشیا مطلوب اور معجون بیہوشی دایہ اور
کنیزون کے ہمراہ کرکے کہا کہ میری دخترون سے میری طرف سے کہدینا کہ مین بعد شام ضرور آونگا دایہ اور کنیزین
اشیاے مذکور ہمراہ لیکر روانہ ہوئین اور بعد تھوڑی دیر کے اوس صحرا مین پہونچین اور سواریون سے اوترکے خدمت
دختران شاروق مین گئین اور بعد اشیاء مطلوب پیشکش کرنے کے جو کچھ شاروق نے کہا تھا عرض کیا مہرافروز اور
جہان آرا نے قبل شام کنیزون وغیرہ سے کہا کہ بخوبی بزم کی آراستگی کرو بموجب حکم کنیزین وغیرہ بزم کی آراستگی مین
مصروف ہوئین کسینے فرش نفیس بچھاکر مسندین زرنگار بچھائین بعض کنیزون نے روشنی کا سامان کیا کنول اور مردنگ
اور فانوس ترتیب سے رکھیں شمعین موم کی اور کافوری لگائین کسی کنیز نے اشیاے گزک کی درستی کی غرضکہ قبل شام بخوبی
بزم آراستہ و پیراستہ ہوگئی جب آفتاب غروب ہوا کنیزون نے روشنی کی مہرافروز اور جہان آرا مسندون پر لباس
رنگین پہن کے جا بیٹھین اور انتظار بہرام گرد اور لندھور کا کرنے لگین اودہر بعد غروب آفتاب لندھور اور بہرام
نے باہم خلوت مین کہا کہ اب وہان چلو اور سوا ای داراب گلبری کے اور کسیکو ہمراہ نہ لے چلو اور کسی سے
اس حال کو بھی بیان نہ کرو غرض یہ مشورہ کرکے بہرام گرد اور لندھور داراب گلبری کو ہمراہ لیکر گھوڑون پر سوار
ہوے اور رفقا وغیرہ سے کہا کہ تم سب یہین رہو ہم واسطے سیر صحرا کے جاتے ہین یہ کہکے لندھور اور بہرام مع
داراب گلبری کے چلے اور بعد قطع راہ قریب خیمے کے پہونچے دیکھا چند کنیزین در خیمہ پر کھڑی ہوئی ہار انتظار
کر رہی ہین جسوقت کنیزون نے دیکھا کہ دونون جوان آتے ہین فی الفور روبرو دختران ملک جرد کی کے جاکر
عرض کرنے لگین لیجیے خداوند لندھور اور بہرام آتے ہین ملکہ مہرافروز اور ملکہ جہان آرا یہ سنکے باہم
متبسم ہوئین جب لندھور اور بہرام در خیمہ پر پہونچے اوٹھین اور چلیین حکم مہرافروز سے تا بہ در خیمہ
واسطے استقبال کے آئین جسوقت لندھور اور بہرام خیمے مین گئے دیکھا کہ بزم شاہانہ آراستہ ہے
ملکہ مہرافروز اور ملکہ جہان آرا لندھور اور بہرام گرد کو دیکھکر بناز و ادا و شرم حیا دوپٹے سے منہ
چھپانے لگین اور مسند زرین سے براے تعظیم اوٹھ کھڑی ہوئین اور کہنے لگین بیت رواق منظر چشم من
آشیانۂ تست + کرم نما و فرود آکہ خانہ خانۂ تست + لندھور اور بہرام یہ کلام اپنی معشوقہ سے سنکر نہایت خوش ہوے
لندھور تو اپنی محبوبہ کے پہلو مین جا بیٹھا اور بہرام گرد اپنی معشوقہ کے پاس بیٹھا اوسوقت اوس بزم کی عجب کیفیت تھی اور

تو کثرت روشنی سے خیمہ پُر نور تھا دوسرے معشوقان خوبرو سے خیمہ مملو تھا جملہ سامان عیش و راحت وہان مہیا تھا ملکہ
مہر افروز نے کنیزونکو اشارہ کیا کہ شراب مین بہت سی بیہوشی ملا کر جلد لاؤ کنیزین اشارہ ملکہ کا سمجھ گئین اور شراب مین
بکثرت بیہوشی ملا کر کشتیان شراب کی لائین اور ایک کشتی روبرو ملکہ مہر افروز کے رکھدی دایہ نے کہا اے ملکہ
بس شرم ہوچکی اب اپنے ہاتھ سے شراب لندھور بن سعدان کو پلاؤ یہ تمھارے عاشق صادق ہین انکے دلکو
رنجیدہ نکرو شرم سے جھکی نہ جاؤ کچھ باتین کرو انکی خاطرداری کرو ملکہ مہر افروز نے بموجب کہنے دایہ کے بناز
و ادا اپنے ہاتھ جام بلورین مین شراب بھری اور سخت شرم سے پھیر کر ہاتھ طرف لندھور کے بڑھایا لندھور نے از حد
مسرور و شاد ہوکر مئے ناب اوس رشک آفتاب کے ہاتھ سے لیا اور شراب پی لی بعد دو تین جام پلانے کے ملکہ
مہر افروز نے اشارے سے کہا کشتی شراب کی میرے پاس سے اوٹھالو کنیزین وہ کشتی شراب کی اوٹھا لیگئین ایک اور
کشتی لاکر روبرو ملکہ جہان آرا کے رکھدی جب ملکہ جہان آرا نے شراب کے پلانے مین تامل کیا اوسوقت دایہ نے
کہا کہ اے ملکہ کس درجہ تمکو حیا اور غیرت ہے اور کیسی تم بے مروت اور سنگدل اور عاشق کش ہو ذرا تمکو یہ خیال نہین
کہ ہمارا چاہنے والا جان فدا کرنے والا بڑی دیر سے بیٹھا ہے اوس سے کچھ باتین کرین شراب پلائین حال دریافت
کرین غنچہ دل عاشق کو شگفتہ کرین اے ملکہ اب تمکو ہمارے سر کی قسم حیا و غیرت نکرو یہ وقت بہت غنیمت ہے باتین ہنس
بولکے اپنے عاشق شیدا سے کرو حال دل عاشق پوچھو شراب جلدی سے پلاؤ آرزوے دل نکالو چرخ جفا جو سے امید
راحت نرکھو جو کام کرنا ہو جلدی سے کر لو ایسا نہو کہ تمھارے والد کو اس حال کی خبر ہوجائے یا کوئی آفت ارضی و سماوی
آجاے کہین حسرت و آرزو دل ہی مین نہ رہجاے ملکہ جہان آرا نے خیال کیا کہ دایہ سچ کہتی ہے ایسا نہو کہ دونون
بیٹے بابک کے دشمن اسوقت دام مکر و فریب سے ہوشیار ہوگئے یا اور کسی وجہ سے نکل جائین تو پھر انکا گرفتار کرنا
مشکل ہوگا یہ خیال کرکے جہان آرا نے اپنے دست نازک سے شیشہ شراب اوس رشک مہر کے پہلو مین بیٹھکر لی
ملکہ نے اور دو تین جام شراب کے بہرام کو دیے بہرام گرد جامے لیکر پی گیا پھر بہرام نے شیشہ اوٹھایا اور چاہا
کہ ملکہ کو شراب پلاؤن چونکہ شراب سے وہ شیشہ خالی ہوگیا تھا کنیزین دوڑکے دوسرا شیشہ شراب لے آئین کہ جسمین
بیہوشی نہین ملی تھی جب وہ شیشہ شراب کنیزون نے بہرام کو دیا بہرام نے اپنے ہاتھ سے جام شراب سے مملو کرکے
جہان آرا کو دیا ملکہ نے ذراسی شراب خاطر سے بہرام کی پی لی اسی طرح تھوڑی شراب خالص لندھور کے ہاتھ
سے ملکہ مہر نگار نے بھی پی پھر اشارے سے ملکہ مہر افروز نے کہا کہ اب سازون کو درست کر کے کچھ گاؤ بمجرد حکم ملکہ کے چند
نازنینان خوبرو نے سازونکو درست کیا اور گانے لگین لندھور نے کہا ہمارا عیار علم موسیقی اور ساز بجانے
سے بخوبی واقف ہے اور دروازہ خیمہ پر کھڑا ہے اے ملکہ اوسے بھی یہان بلوالو ملکہ نے دایہ سے اشارہ کیا دایہ گئی اور
داراب گلبرگی کو خیمے مین لے آئی داراب ایک نازنین کیطرف دیکھکے دست بستہ روبرو سے لندھور
کھڑا ہوا لندھور نے اوسی نازنین کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ اس نازنین کو مین تجھے دونگا راوی
بیان کرتا ہے کہ اوس نازنین کا نام مہرسنت بانو تھا داراب آداب بجا لاکر بیٹھ گیا اور حسب الحکم لندھور سے
ساز بجانے لگا بعض راوی تو یہ کہتے ہین کہ ملکہ مہر افروز نے خود غزلین گانا شروع کین اور اکثر راویون کا یہ
قول ہے کہ ایک اور نازنین بحکم مہر افروز گانے لگی اور اہل بزم کے دلونکو انکے گانے سے خوش کرنے لگے اوسی
عالم مین باشارہ ملکہ جہان آرا ایک کنیز شیشہ و ساغر لیکر حاضر ہوئی اور شراب بیہوشی آمیز جام مین بھر کے سامنے داراب
گلبرگی کے لائی داراب نے حالت محویت مین جام لیکر شراب پی لی اور کچھ خیال شراب بیہوشی آمیز کا نہ کیا جب کہ داراب عیار

شراب سے کئی جام پی چکا اوسوقت نازنین خوبرو نے یہ غزل شروع کی غزل | سناؤن گر تجھے درد دل و جگر صیاد

یقین ہو تمام سے تو روئی تا سحر صیاد
اسیر کنج قفس ہون مین اب تو مدت سے
مرے تو نالون کا جاتا رہا اثر صیاد
چمن مین رہنے دے بلبل کے آشیانے کو

بیان مین کس سے کرون حال تو سنتا ہے
کبھی مرا بھی گلستان مین تھا گذر صیاد
چھٹا ہے جب سے چمن کچھ نہ پوچھ حال مرا
اجاڑنا نہیں اچھا کسیکا گھر صیاد

کسے بتاؤن مین بیتابی جگر صیاد
سناؤن کسکو مین جاکے سنیگا دل کسکا
کہ رخ ہے زرد وہین خشک چشم تر صیاد
اسیر دام بلا کرکے مجھکو اے عاشق

ہوا ہے آج خوشی دل مین کسقدر صیاد | جب یہ غزل وہ نازنین گاچکی اہل بزم نازنین کے گانے کی تعریف کرنے لگے

ابھی اہل بزم نازنین کی تعریف کر ہی رہے تھے کہ ملکہ مہرافروز اور جہان آرا لندھور اور بہرام گرد کے پہلوؤن اوٹھین لندھور بہرام بھی بیقرار ہوکے اوٹھنے لگے اور داراب گلبرگی بھی بوجہ اوٹھنے لندھور کے اپنی جگہ سے اوٹھنے لگا ابھی اچھی طرح سے لندھور اور بہرام اور داراب گلبرگی نہ اوٹھے تھے کہ سب کو چکر آیا اور سب زمین پر گرکے بیہوش ہوے ملکہ مہرافروز اور ملکہ جہان آرا نے خوش ہوکر تین صندوقون مین لندھور اور بہرام گرد داراب گلبرگی کو ڈال کے بند کیا اوسی وقت مالک حیوگی کہ جسکا ایک نام شاروق بھی ہے مع چند سوارون کے خیمے مین آیا دختران شاروق نے تینون صندوق اوسکے حوالے کیے اور تمام حال گرفتار کرنے کا بیان کیا شاروق بہت خوش ہوا اور اپنی دخترونکو پیار کیا اور سینے لگایا بعد پیار کرنے کے شاروق نے اپنی لڑکیون کو لشکر مین روانہ کیا اور صندوقون کو اوٹھوا کر اوسی صحرا کے قریب ایک اتھیے دریا کے کنارے پر آیا بیت سنگین آب کہ مرغابی در وی ایمن نبود * کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربود شاروق نے کسی مصلحت سے قتل کرنا بہرام گرد اور لندھور اور داراب گلبرگی کا مناسب نہ جانکر وہ تینون صندوق دریا مین ڈال دیے صندوق پانی مین بہتے ہوے ایک طرف روان ہوے ان صندوقون کا حال تو انشاء اللہ تعالے آیندہ لکھا جائیگا لیکن اب حال شاروق کا تحریر ہوتا ہے کہ یہ صندوق دریا مین ڈالکر بصد خوشی و خرمی اپنے لشکر مین آیا اور بارگاہ مین جاکر داراب شاہ سے تخلیے مین کہنے لگا کہ مین بہرام گرد اور لندھور اور داراب گلبرگی کو دریا مین ڈال آیا ہون اب آج ہی شب کو لشکر لندھور پر شبخون مارو اور سب کو تہ تیغ کرو داراب شاہ یہ سنکے بہت خوش ہوا اور اوسی شب کو لشکر گران لیکر فوج لندھور پر حملہ آور ہوا اور مردمان فوج کو قتل کرنے لگا مردمان فوج لندھور اور بہرام غافل سو رہے تھے صدای ہمہمہ ان اور چقاچاق خنجر سے بیدار ہو گئے جے پور ہندی اور شہیال ہندی اور عادل شیر دل وغیرہ بھی ہوشیار ہوے اوسیوقت نہایت جلدی اور ہوشیاری سے ہر ایک نے سلاح اپنے اپنے بدن پر آراستہ کیے اور مسلح ہوکر اور سامان روشنی کا بخوبی کرکے اول جے پور ہندی اپنے خیمے سے نکلا اور مردان فوج کو ہمراہ لیکر لڑنے لگا تلوار ہر ایک بہادر کی چلنے لگی لاشین جوانون کی تڑپنے لگین سر تلوار سے کٹ کٹکے زمین پر گرنے لگے زخمی زمین پر گرکے کراہنے لگے جوے خون بہادران جاری ہوئی اوسی ہنگام جدال مین جب جے پور زخمی ہوا شاروق نے آگ خیام لشکر لندھور مین لگادی خیام جلنے لگے شعلہ ہای آتشین بلند ہوے شہیال ہندی اور عادل شیر دل بھی اوسی وقت فوج و لشکر لیکر پہونچے اور فوج سے آگے بڑھکے بہادر دولا اور فوج داراب شاہ پر گرے لڑائی ہونے لگی جوانون کی سر و تن مین جدائی ہونے لگی پہلوانون نے گرز حریف کی فوج پر مارنا شروع کیے سواران لشکر پیوند خاک ہونے لگے زخمی گھوڑون سے گر گر کے زمین پر پڑنے لگے اہل گھوڑے دوڑنے لگے اپنے راکبون کو خود پامال کرنے لگے غرض اوسوقت ایک ہنگامۂ قیامت برپا تھا دونون لشکر باہم ملے ہوے تھے تلوار

چل رہی تھی ہنگامہ حشر برپا تھا صدائے دار وگیر بلند تھی اشعار

تو گفتی بہ یک دیگر آمیختند　　چکاچاک گرز آمد و تیغ و تیر　　دو لشکر ہم انداز آویختند
سواران جو کشتی روان اندرو　　برو اندر آورد از کینہ جو　　ز خون یلان دشت گشت آبگیر
چو باد خزان بار و از بید برگ　　فراوان سر افتاد مانند گوی　　ہمین گرز بارید بر خود و درگ
　　　　دل و سینہ با خاک و خون بذر جوی

عادل شیر دل اور شہپال ہندی بھی زخمی ہوئے جنگ مغلوبہ ہوئی آخرکار بعد کشت و خون بسیار کے دارب شاہ اور ملک اجروکی یعنی شاروق اور بادشاہ عبد العزیز نے شہپال ہندی اور عادل شیر دل اور جے پور ہندی کو گرفتار کر لیا اور صدہا بلکہ ہزارہا مردمان فوج کو قتل کیا اور شہر کو لوٹ لیا ہنگام صبح شہپال ہندی اور جے پور ہندی اور عادل شیر دل وغیرہ کو جنہیں قید کیا تھا لیکر طرف اجروکیہ کی بجوشی وخرمی مع فوج و لشکر روانہ ہوئے انکو تو راہ میں چھوڑا جاتا ہی اور دوسری داستان کا لکھا جاتا ہے

داستان جانا خواجہ عمرو کا خواجہ بزرجمہر کے پاس اور رقعوں پر مہر کراکے لانا اور روئین وغیرہ سے لڑنا اور عیاران کر لشکر ہرمز اور فرامرز پر آخرکار ملکہ مہرنگار کو قلعہ تنگ رواحل کی طرف روانہ کرنا

زبان نیک سیرت اس داستان شوکت بیان کو اسطرح تحریر کرتے ہیں کہ جب حمزہ صاحبقران بردہ قاف کیطرف روانہ ہونے لگے تھے اوسوقت امیر نے ملکہ مہرنگار سے وعدہ کیا تھا کہ میں اٹھارہ روز میں ضرور آؤں گا اور انشاء اللہ کہا تھا اسوجہ سے امیر کو بردہ قاف میں اتفاق رہنے کا زیادہ ہوا جب زمانہ ایک سال کا گذرا ملکہ مہرنگار زوجہ حمزہ صاحب قران میں نہایت بیقرار ہوئیں اور خواجہ عمرو سے بگریہ و زاری کہنے لگیں کہ آپ اب خواجہ بزرجمہر کے پاس جائیے اور اونسے پوچھیے کہ امیر کب تک بردہ قاف سے یہاں تشریف لاوینگے خواجہ عمرو بموجب کہنے ملکہ مہرنگار کے لشکر سے چلے اور بعد قطع راہ شکل اپنی تبدیل کرکے خواجہ بزرجمہر کے مکان پر پہونچے جب خواجہ بزرجمہر کو معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو آئے ہیں فوراً خواجہ بزرجمہر نے عمرو کو ایک خالی مکان میں بلوایا جب خواجہ عمرو اوس مکان میں گئے بزرجمہر کو تسلیم کرکے بیٹھ گئے خواجہ بزرجمہر نے سبب آنیکا دریافت کیا عمرو نے عرض کیا کہ امیر باتوقیر ملکہ مہرنگار سے اٹھارہ روز کا وعدہ کرکے بردہ قاف کبھی تب گئے ہیں ایکسال کا زمانہ گذرا ابھی تک نہیں آئے ہیں ملکہ مہرنگار نہایت بیقرار اور اشکبار ہیں مجکو ملکہ نے آپکی خدمت میں بھیجا ہی اور یہ مجھسے کہا ہی کہ تم میری طرف سے جاکر عرض کرنا کہ ذرا آپ علم رمل سے دریافت کیجیے کہ امیر باتوقیر کا مزاج کیسا ہے اور کب تک یہاں آوینگے لہٰذا میں اسی واسطے حاضر ہوا ہوں امیدوار ہوں آپ بعلم رمل وغیرہ امیر کے آنے سے اور اونکی کیفیت سے اطلاع دیجیے خواجہ بزرجمہر نے بہ علم رمل دریافت کیا اور خواجہ عمرو سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اے خواجہ آگاہ ہو مجکو بعلم رمل ثابت ہوتا ہی کہ امیر بعد اٹھارہ برس کے یہاں آوینگے کیونکہ ہنگام رخصت امیر نے بغیر کہنے انشاء اللہ کے کہا تھا کہ میں اٹھارہ روز میں ضرور آؤنگا اور یہ جو تمنے پوچھا کہ امیر کا مزاج کیسا ہی مجکو اشکال سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ امیر بصحت و عافیت ہیں اور بہ ایک دیو کو انھوں قتل بھی کیا اب الہ ابیان اور دیوں سے اور اونسے حرب ہوگی انشاء اللہ امیر دیو پر غالب ہونگے یہ فرماکر خواجہ بزرجمہر خاموش ہوئے خواجہ عمرو یہ گفتگو عمرو کی سنکے نہایت پریشان خاطر اور متفکر ہوئے اور آثار حزن و ملال چہرہ عمرو سے ہویدا ہوئے خواجہ بزرجمہر نے عمرو کو محزون دیکھ کر فرمایا کہ اے خواجہ کچھ رنج و ملال نکرو انشاء اللہ سولہ سترہ برس کا زمانہ جلد

گذر جائیگا امیر بخیر و عافیت تمسے اور ملکہ مہر نگار سے آکر ملینگے یہ ارشاد کرکے خواجہ بزرجمہر نے عمرو کی دعوت
و ضیافت کی اور دو تین روز تک بہ آرام تمام عمرو کو اپنے گھر مہمان رکھا بعد تین روز کے ہنگام رخصت بزرجمہر نے
عمرو سے فرمایا کہ ای خواجہ آگاہ ہو کہ نوشیروان نے ژوبین اور فرامرز اور زنجنک کو حکم دیا کہ ملکہ مہر نگار کو جا کر لے آؤ
اور جو کوئی سردار امیر کا آڑے اوس سے مقابلہ اور مجادلہ کرو عجب نہیں ہے کہ ہرمز اور فرامرز وغیرہ آج ہی مع لشکر کثیر روانہ
ہوں پس اے خواجہ عمرو تم جا کر سامان جنگ کرو اور جو کچھ مین نے امیر کے بارے مین کہا ہے ملکہ مہر نگار سے جا کر کہنا
اور میری طرف سے بہت تسلی اور تشفی دینا خواجہ عمرو نے عرض کیا کہ زبانی جو کچھ مین مہر نگار سے کہونگا اوسے یقین نہ
آئیگا لہذا میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آپکی جانب سے اسوقت تھوڑے رقعہ اس مضمون کے لکھتا ہوں کہ امیر
چھ مہینے میں آئینگے اور وہاں امیر بصحت و عافیت ہیں رقعوں پر آپ اپنی مہر کر دیجئے میں بعد چھ مہینے کے ایک
رقعہ ملکہ مہر نگار کو دیدیا کرونگا اسی طرح اوسکی تشفی و تسلی کیا کرونگا اور اسی تدبیر سے ملکہ کی خاطر جمعی ہوگی
کیونکہ ملکہ آپ کے رقعہ اور مہر کو دیکھکر یقین کریگی کہ امیر اب چھ مہینے کے تشریف لاوینگے خواجہ بزرجمہر نے
تدبیر خواجہ کی پسند کی عمرو نے فوراً تھوڑے سے رقعے ایک ہی مضمون کے لکھے اور ہر ایک میں یہی مضمون
تھا کہ امیر بالوقر بعد چھ مہینے کے آئینگے جب خواجہ عمرو سب رقعہ لکھ چکے خواجہ بزرجمہر نے کل رقعوں پر اپنی مہر
کر دی عمرو رقعہ لیکر اور خواجہ بزرجمہر سے رخصت ہو کر جانب کعبہ روانہ ہوے اوسی روز ہرمز اور فرامرز
اور زنجنک اور ژوبین مع فوج کثیر جانب کعبہ روانہ ہوے تھے خواجہ عمرو بھی شکل اپنی تبدیل کر کے لشکر کے ہمراہ
ہوے جب ہرمز اور فرامرز وغیرہ قریب کعبہ کے ایک صحرا میں پہونچے خواجہ عمرو لشکر سے جدا ہو کر آگے بڑھے
اور دلمین خیال کرنے لگے کہ کچھ نہ کچھ ہرمز و فرامرز سے لینا چاہیے اور اس صحرا میں ہرمز وغیرہ کو پریشان
کرنا چاہیے یہ خیال کر کے اور صورت تبدیل کر کے ایک درخت کے نیچے بیٹھ گئے اور نے زنبیل سے نکالکر بجانے
لگے جب ہرمز و فرامرز اوس جگہ آئے اور آواز اونھون نے نے کی سنی بیتاب ہو گئے اور ہمراہیون سے کہنے
لگے کہ دیکھو تو یہان کون شخص نے بجاتا ہے کیا خوب گاتا ہے دل بے چین ہوا جاتا ہے مردمان لشکر نے عرض کیا حضور
ایک شخص زیر درخت بیٹھا ہوا ہے اپنی بجا رہا ہے ہرمز اور فرامرز نے کہا اوس شخص کو ہمارے پاس لے آؤ مردمان
لشکر گئے اور اوس شخص سے کہنے لگے کہ چل تجھے پسران نوشیروان نے بلایا ہے وہ شخص یعنی عمرو مردمان لشکر
کے ہمراہ چلا اور سامنے ہرمز اور فرامرز کے آکر بعد سلام کے کہنے لگا کہ آپ نے مجھکو کیون بلایا ہے ہرمز و فرامرز نے کہا ہم
تمہاری نے سننے کے مشتاق ہیں اسوقت ہمارے روبرو نے بجاؤ اور کوئی غزل گاؤ خواجہ عمرو نے بیٹھکر نے بجائی اور یہ غزل با سجان داؤدی گائی

ہو گیا باتین بنا جاتا ہے کیا کیا جھوٹ سچ
دیکھ لینا پھر وہ آج میرا جھوٹ سچ
پاکے موقع اتنو کچھ باتین بھی کرلیتے ہیں وہ
کہ تو لینے دو نہ مجھے دل کی تمنا جھوٹ سچ
کوئی کیا سمجھے حسینان جہان کی گفتگو
الجھا ابھی تک دہر رہا ہے سادہ سا جھوٹ سچ
عمر بھر باتین سنی ہر شب بت عیار کی
لکھے جاتے ہین خاطر سے اوٹھا جھوٹ سچ

وصل کی امید پر سنتا ہوں ہر جا جھوٹ سچ
کچھ تو ہو تسکین دل ظالم دم اقرار وصل
رہ گیا ہے میرے اونکے یونہین بیدا جھوٹ سچ
جھگڑا دیر و حرم میں برہمن و شیخ جی
سچ سراپا جھوٹ ہوتا ہے سراپا جھوٹ سچ
کوئی کیا جانے جو ہے آپکے باہم ہین
ہر زبان شمع کو کہنا نہ آیا جھوٹ سچ
تا قدر خبر اعتراض سعی فرمائیے

خیر تو نہیں روز کہتا جاتا ہوں مر جاؤنگا میں
ایکدن تو اپنے منھ کہدو اچھا جھوٹ سچ
ہمنشین سنتے نہ سنتے وہ طلاے دو گھڑی
عمر بھر ہمنے بکا بیکار کیا کیا جھوٹ سچ
دشت غربت مین سوا ہمزاد کی اپنا کون
کہنے دو کہتے ہین جو کچھ اہل دنیا جھوٹ سچ
انتظار مرگ مین بالین پر آکر گاہ گاہ
کیا ملا تسلیم تمکو کیکے اتنا جھوٹ سچ

جسوقت یہ غزل خواجہ عمرو نے بالحان داودی گائی انسان کا تو کیا ذکر ہے صحرا کے چرند و پرند وجد آ کر اسکے محو ہو گئے ہرمز
و فرامرز نے نواز کی از حد تعریف کی اور ایک خلعت پر زر اور زر کثیر انعام مین دیا اور کہا اے نواز کیا اچھی
غزل تو نے جو شیح کی گائی دل ہمارا تم سے بہت خوش ہوا اب یہ بتاؤ کہ تم جھوٹھ بولتے ہو یا سچ تب نواز نے کہا کہ خداوند
نعمت جھوٹھ بولنے سے کیا فائدہ جو سچ بولنے مین ہے بلکہ جو جھوٹھ بولتے ہین ہر طرح کا فقر ہے تب ہرمز و فرامرز نے
پوچھا اب یہ بتاؤ کہ اس صحرا مین کوئی چشمہ یا تالاب بھی ہے ہمکو پانی کی جستجو ہے سنا ہے کہ آگے ایک تالاب ہے پانی اوسکا
نہایت صاف و شیرین ہے نواز نے کہا خداوند نعمت مین خوب جانتا ہون کہ اس صحرا مین تالاب ہے اور پانی اوسکا
نہایت سرد اور شیرین ہے اکثر اوس تالاب پر نہایا ہون بارہا مین نے اوس تالاب کا پانی پیا ہے ہرمز و فرامرز نے کہا
ہمارے لشکر مین پانی ہو چکا ہے ہر ایک شخص اسوقت لشکر مین پیاسا ہے اگر تم ہمکو اوس تالاب پر پہونچا دو اور ہمکو
راہ کعبہ کی جانے کی ایسی بتا دو کہ ہم جلد پہونچ جائین تمکو بڑا انعام دینگے نواز نے کہا آپ چلیے ایسی بتا دونگا
کہ آپ بھی یاد کیجیے گا ہرمز و فرامرز نے گفتگو ہی نے نواز کے حکم دیا کہ ہمارا لشکر یہان سے روانہ ہو بموجب حکم لشکر اوس
جگہ سے روانہ ہوا نواز تالاب اور راہ راست بتانے کو ہمراہ ہوا اثنای راہ مین سے نواز ہرمز و فرامرز سے
پوچھنے لگا کہ خداوند نعمت جب مین آپکو تالاب اور نزدیک کی راہ بتا دونگا تو آپ مجھکو کسقدر زر و جواہر دیجیے گا ہرمز نے
کہا اے نواز ہم پسر نوشیروان ہین ہمارے پاس زر و جواہر کی کچھ کمی نہین ہے جسقدر رقم مانگو گے ہم اوسقدر تمکو
دینگے تب نواز نے ہنسکے کہا اگر آپ مجھکو میری خواہش کے موافق زر و جواہر دیجیے گا تو آئیے اب اسطرف چلیے
مین تالاب پر آپ کو پہونچا دون یہ کہکے نواز نے داہنے ہاتھ کی راہ لی ہرمز و فرامرز وغیرہ بھی اوسطرف
چلے بعد دو پہر کے نواز ترقتین اور ہرمز کو ایک صحرای ہولناک اور وحشت خیز مین لے گیا اور خود غائب
ہو گیا ہرمز اور فرامرز وغیرہ اوس دشت پر ہول کو دیکھکر نہایت پریشان ہوے اور شدت تشنگی سے از حد مضطر ہوے
اکثر لشکر صدمہ و فرط عطش سے نالہ و فریاد کرنے لگے بعضے سوار اپنا سے تشنگی سے اشکبار ہوے جب ہرمز و فرامرز
نے اپنے لشکر کی یہ کیفیت دیکھی بختک سے پوچھا کہ نواز کہان ہے اوس سے پوچھو وہ تالاب یہان سے کتنی دور ہے
بختک نے ہر چند نواز کی جستجو کی لیکن کہین نے نواز کو نہ پایا اوسوقت بختک نے ہرمز اور فرامرز سے عرض کیا
اے شاہزادگان والا قدر اوس نواز کا تو لشکر مین نشان نہین ہے مجھکو معلوم ہوتا ہے کہ وہ نواز نہ تھا مرشد خواجہ عمرو تھے
وہی اس صحرای جانستان مین واسطے ہلاک کرنیکے ہم سبھونکو لا کے آپ خود چلے گئے یہ بات بعید ہے اگر اس صحرا مین کسی بھی پرندہ سے
مار ڈالینگے تو اونکے نزدیک کوئی امر اہم نہ تھا یہ کہکر بختک نے عرض کیا اب اسطرف نہ جائیے بلکہ پیچھے لوٹیے معلوم ہوتا ہے کہ
ادھر تالاب نہین ہے ہرمز و فرامرز باہم ہو کر پیچھے لوٹے اور قریب شام تالاب پہونچے بختک نے دور سے دیکھا کہ ایک شخص تالاب پر
بیٹھا ہے بختک نے خیال کیا کہ یہ بھی خواجہ ہی ہونگے یہ خیال کرکے بختک نے ہرمز سے کہا یہ جو شخص تالاب پر بیٹھا ہوا نظر آتا ہے
یقین ہے کہ خواجہ عمرو وہی ہین انکو گرفتار کر لیجیے اگر مناسب ہو تو قتل کیجیے ہرمز نے کہا اے بختک سے نواز جسکو تم خواجہ عمرو سمجھے
تھے اوسکی صورت اور تھی اور اس شخص کی شکل اور ہے یہ بیچارہ کوئی دہقانی ہے یا کوئی مسافر ہے اسکو گرفتار کرنا اور
قتل کرنا اچھا نہین ہے بختک نے عرض کیا خداوند نعمت مین حضور سے سچ کہتا ہون یہ خواجہ عمرو وہین آپ انکو دہقانی اور
مسافر نہ سمجھیں اور صورت شکل کا خیال نہ کرین خواجہ عمرو دم بھر مین ہزار شکلین انواع اقسام کی تبدیل کر سکتے ہین آپ
میرے عرض کرنیکے موافق اس شخص کو گرفتار کیجیے اگر خواجہ عمرو نہونگے تو اس شخص کو چھوڑ دیجیے گا ہرمز نے موافق
بختک کے سوار روانہ کیے حکم کیا کہ جب تالاب پر پہونچا پہلے اس شخص کو جو تالاب پر بیٹھا ہوا ہے گرفتار کر لینا بعدہ پانی سوار روانہ کیے عرض کیا

خداوند ہم حکم حضور کا ضرور بجا لائینگے جسوقت تالاب تک پہونچینگے تو اس شخص کو گھیر کے پکڑ لینگے اور حضور کے حوالہ کر دینگے غرض جب سواران لشکر بہزار خرابی و مشکل تالاب پر پہونچے اوسوقت یہ قصد گرفتاری اوس شخص کے بڑھے وہ شخص ہنسا اور کہنے لگا کہ مجھکو یون گرفتار کرتے ہو سوارون نے کہا ہمکو یہی حکم ہے کہ تمکو گرفتار کریں اوسوقت اوس شخص نے خنجر کمر سے نکالا اور جست کر کے تھوڑے سوارون کو قتل کیا اور یہ نعرہ کر کے نکل گیا فقرہ عمرو

ہوئے نہیں عیار ہما جفقران ہوا ہے رفتار گم ہوش قدم	ہوئے مارے کے ناچار جہان لباس گھوڑے کھاتے ہیں قدم	ہزار شندہ ریش کھار ہو بنا آئے اور ان صبا کی بھی ہیں	زمانے کا دکار عدو ہو بنا ندیا سے مرچی گرد یا پوش

ہر چند سواران لشکر نے واسطے گرفتاری خواجہ عمرو کے گھوڑے دوڑائے لیکن خواجہ عمرو سوارون کے ہاتھ نہ آئے آخر سواران لشکر عاجز و مجبور ہو کر پھر آئے اور ہرمز و فرامرز سے عرض کرنے لگے خداوند خواجہ عمرو تو استقدر تیز دوڑ کر چلے ہر چند گھوڑے دوڑائے لیکن وہ ہمارے ہاتھ نہ آئے بختک ہرمز و فرامرز سے کہنے لگے کیون میں جو کہتا تھا وہی ہوا خواجہ ہی تھے سوارونکو قتل کر کے اور نعرہ کر کے لشکر سے نکل گئے ہرمز و فرامرز اور زوبین وغیرہ خواجہ عمرو کی عیاری سے نہایت متحیر ہوئے بعد متحیر ہونے کے ہر ایک شخص نے تالاب سے پانی لیکر پیا اور بعد پانی پینے کے پھر سب آمادہ چلنے پر ہوئے ہرمز اور فرامرز مقتولون کو تالاب پر چھوڑ کے آگے بڑھے لشکر بھی چلا بختک نے بھی اپنے گھوڑے کو بڑھایا ہرمز و فرامرز تو لشکر لیکر جاتے ہیں دیکھیے کعبہ میں کب پہونچے انکا احوال لکھا جائیگا لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے کہ خواجہ عمرو سوارونکو قتل کر کے بعد عجلت روانہ ہوئے اور بعد راہ طے کرنے کے قریب قلعے مکے پہونچے سرداروں کو خبر ہوئی کہ خواجہ عمرو آگئے ہیں اکثر سرداران لشکر مثل مقبل و عادی وغیرہ نے خواجہ کے استقبال کا ارادہ کیا تھا کہ خواجہ عمرو لشکر میں پہونچے اور ہر ایک سردار سے ملکے ملکہ مہرنگار کے پاس گئے اور ایک رقعہ مہری خواجہ بزرجمہر کا نکال کے مہرنگار کو دیا اور کہا اے ملکہ اس رقعہ میں خواجہ بزرجمہر نے تمہیں لکھا ہے کہ پریشان خاطر نہو تم صاحبقران بعد چھ مہینے کے بصحت و عافیت پردہ قاف سے آئینگے ملکہ مہرنگار نے رقعہ خواجہ بزرجمہر کو دیکھ کر عمرو سے کہا کہ چھ مہینے تک مفارقت امیر میں بھلا میں کیونکر زندہ رہونگی یقین ہے ہلاک ہو جاؤنگی خواجہ عمرو نے کہا جسطرح ہو سکے چھ مہینے مفارقت امیر میں بسر کرو اور اے ملکہ آگاہ ہو کہ تمھارے باپ کے حکم سے زوبین اور بختک اور ہرمز اور فرامرز سات لاکھ فوج لیکر ہمسے لڑنے کو آتے ہیں اور تمھارے لینے کو آتے ہیں اسوقت میں امیر کے پاس کسی تدبیر سے جا نہیں سکتا ورنہ جسطرح ہوتا امیر کو یہاں لے آتا ملکہ مہرنگار یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے چپ ہو رہیں خواجہ عمرو ملکہ مہرنگار سے گفتگو کر کے لشکر میں آئے اور پہلوان عادی وغیرہ سرداران کو جمع کر کے اونسے کہنے لگے کہ زوبین اور بختک اور ہرمز اور فرامرز سات لاکھ کا لشکر لیکر ہمسے لڑنے کو آتے ہیں نوشیروان نے نامبردگان کو اسی واسطے مع سپاہ کثیر بھیجا ہے کہ ملکہ مہرنگار کو لے آئیں اور اگر عمرو ملکہ مہرنگار کو ہرمز و فرامرز کے حوالے نکرے اوس سے لڑیں اور قتل کریں اور امیر با توقیر ملکہ مہرنگار کو بپاسے حفاظت میرے حوالے کر گئے ہیں اور اپنے آنے تک اپنی جگہ پر مقرر کر گئے ہیں پس تم سب اب کیا کہتے ہو میری اطاعت کروگے یا نہیں اور بختک اور زوبین اور ہرمز و فرامرز سے لڑوگے یا نہیں سب سرداروں نے تو کہا کہ آپ تخت پر بیٹھیے اور جو کچھ ہمسے فرمائیے ہم بسر و چشم بجا لائیں اگر ہرمز اور فرامرز آئینگے اور آمادہ جنگ ہونگے تو ہم اونسے لڑینگے جب تک زندہ ہیں کیا مجال زوبین وغیرہ کی جو ملکہ کو لیجائیں لیکن پہلوان عادی نے کہا اے خواجہ عمرو تم جانتے ہو کہ ہم مدام بھوکھے رہتے ہیں اگر تم ہمارا پیٹ بھرنے کا اقرار

کرو تو البتہ ہمسے مقابلہ اور ہمی دل کفار سے کیا جائیگا ورنہ کثرت گرسنگی سے ہمسے تو اوٹھا نہیں جائیگا خواجہ عمرو نے کہا ای پہلوان عادی ہمنے آج سے چالیس من برنج فی یوم مقرر کیے یقین ہے کہ تمھارا پیٹ اتنے چاول مین بھر جائیگا اور اگر نہ بھریگا تو علاوہ برنج کے خواکہات تمھین دونگا پہلوان عادی یہ تقریر خواجہ عمرو کی سنکے خوش ہوا اور کہنے لگا ای خواجہ اگر اسی قدر روز طعام مجکو دوگے تو مین بھی الیاس کو دونگا کہ تو مین اور فرامرز وغیرہ کی تو کیا حقیقت ہے رستم سے بھی مقابلہ کرونگا اور حتی الامکان قلعے مین کسی کو آنے دونگا جب خواجہ عمرو نے تقریر پہلوان عادی کی سنی فورا حکم کیا کہ در قلعہ بند کیا جاے اور خندق پانی سے لبریز کردی جاے اور قلعہ پر ہزار ہا توپین چار طرف لگادی جائین گولہ و بارود کی تھیلیان قریب توپون کے بکثرت رکھ لی جائین تاکہ وقت جنگ گولہ اندازونکو آسانی ہو جسوقت عمرو نے یہ حکم کیا فورا در قلعہ بند ہوا اور خندق کو پر آب کیا اور قلعہ پر بکثرت توپین بڑی بڑی لگادی گئین توپون مین توسے وبدلے سے گئے گولہ اندازون نے جا توپون کو بھر لیا بخوبی قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے آراستہ کیا سرداران نے سامان جنگ بخوبی کیا بعد سامان جنگ کرنے کے خواجہ عمرو سے سب نے عرض کیا کہ آپ تخت پر رونق افزا ہون جسوقت ہرمز اور فرامرز آپ سے لڑینگے دیکھنے لگا کہ ہم کیسے گولہ مارتے ہین اور کیسی آگ برساتے ہین کہ کفار بھی یاد کرین خواجہ عمرو گفتگوے سرداران شعور شعار سنکے خوش ہوے اور حکم کیا کہ قریب در قلعہ بارگاہ و خیام برپا ہون تخت بچھایا جاے سامان عیش و عشرت مہیا ہون ہم تخت پر جلوہ فرما ہونگے جسوقت عیاران لشکر اسلام نے خواجہ عمرو کی یہ تقریر سنی فورا عیارون اور سردارون نے موافق ارشاد خواجہ کل سامان کا کیا جب بخوبی بزم عشرت آراستہ ہوچکی خواجہ عمرو لباس شاہانہ زیب تن کرکے بارگاہ مین آئے جملہ سردار و عیار تعظیم خواجہ اوٹھ کھڑے ہوے خواجہ عمرو نے تخت پر قدم رکھا عیارون نے صداے بسم اللہ بلند کی خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے سردارون اور عیارون نے بقدر مراتب خواجہ عمرو کو نذرین دین خواجہ عمرو نے سب کی نذرین قبول کین اور جملہ زر و جواہر نذر زنبیل کیا اب خواجہ عمرو کو لقب شاہ عیاران ہوا غرض بعد تخت پر بیٹھنے کے ارباب نشاط در پردے خواجہ عمرو حاضر ہوے اور مبارکبادی تخت نشینی کی دینے لگے صداے تہنیت چار جانب سے بلند ہوئی نازنینان مہ جبین گانے اور ناچنے لگین اسوقت اوس بزم کی کیفیت تھی

نظم

صداے نغمہ خوش رودیون کی آواز
دف و چنگ و سرود و مطرب ساز
ہراک سو عیش کا سامان مہیا
ہجوم گلرخان عشرت کے جلسے
تصور انجمن ہونے لگا رقص
کہ نکلے جس سے سب ارمان دلکا
ہراک معشوق واں رشک پری تھی
عجب راحت فزا اوس جا کا تھا رقص
دہن نزہتے تھے عشرت فزا سے
امنگون مین جوانی کی بھری تھی

جب نازنینان زہرہ خصال رشک ماہ و مہر شال مبارکباد دیچکین اوسوقت ایک مطربہ خوبرو خوش گلو نے یہ غزل روبرو شاہ عیاران گائی

غزل

چوستے مستی مین کیا کیا ہم لب میگون یار
خشک ہو جاتا ترا دست قضا لوٹ کر
آج کیا پایا ہے جسنے قسمت ملا ہے خاک مین
ساغر ترستے کب ملا ہے خشک تھا لوٹکر
دیکھنا اعجاز ساقی کا ملا مدہوشنے آج
ہوگیا دریا حباب آب دریا لوٹ کر
دیکھین کیفیت مستی مین لو یہ لوٹ کر
کاش مینا دل ہمارا جام مینا لوٹ کر
سلسلہ تھمنے کا لگا ہے دم کے ساتھ
غیر ممکن ہے کہ پھر آتا ہو تارا لوٹ کر
یہ خلش ہر دم دل مجروح کی باعث نہیں
صوفیون سے زاہد پابند تقوی لوٹکر
کیا اداکی شہرہ صحرای رفیق دشت
خوب برسا میکدے مین ابر مینا لوٹ کر
وصل کی سب بالون جب تھا ہو نہیں ہم کہتے ہو
دیکھیے اب کمانے تیر اسہارا لوٹ کر
تفرقہ تقدیر کا رکھتا نہیں سامان وصل
رہگیا ہوگا کوئی پیکان کسی جا لوٹ کر
مستی ہستی کا جھگڑا حشر تک مٹتا نہیں
رہگئی تلوون مین نوک خار صحرا لوٹ کر

کم بھی ہونے پر عدو ہی دل لگانیکو بہت
گر پڑے آگے مرے کچھ بال عنقا ٹوٹکر
تہر ہو گئی بٹیس ہی فیسلیم اک دن آہ کی

معرکہ مین تیر نجاتا ہے نیزہ ٹوٹ کر
راہ دکھلاتا ہے کسی وقت آخر اختلاط
آنکھ سے بہ جائیگا دلکا پھپولا ٹوٹ کر

جب کمر کی مین صفت لکھنے لگا بہم قلم
آنکھوں مین ٹھہرا ہوا ہی دم ہمارا ٹوٹ کر
جسوقت یہ غزل اوس نازنین مہ جبین نے

بہ ناز و ادا گائی بجلہ ارباب محفل خوش ہوئے خواجہ عمرو بھی مسرور ہوئے اور کچھ نازنین کو انعام دیکر رخصت کیا پھر خواجہ نے اکثر عیارون وغیرہ کو خلعت دیے بعد دینے خلعت کے خواجہ عمرو نے حکم کیا کہ کوئی نازنین سامنے ہمارے غزل عاشقانہ گائے بمجرد حکم خواجہ پھر ایک نازنین مع اپنے سازندون کے حاضر ہوئی اور بعد ناچنے کے لگی خواجہ عمرو اور جملہ سرداران عیار نغمہ و ترانہ نازنین سننے لگے یکایک ابو سعید لنگری اور ابو شہاب خرقہ پوش عیاران لشکر اسلام بہ تعجیل تمام روبرو خواجہ عمرو حاضر ہوئے اور اسطرح عرض کرنے لگے اشعار ہمیشہ تا نفس گرم نیک جنبان است + بیک لباس درون با اجابت یاری + حسود جاہ تو باد از رحمت یزدان + چنان بعید کہ ناقوسیان زناری ای شہنشاہ عیاران جہان اسوقت ہرمز و فرامرز اور زروبین اور زنجک + جمعیت سپاہ کثیر آتے ہین اور اس قلعہ سے دور ایک میدان وسیع مین فرودکش ہین باقی خیریت ہے ابھی عیاران لشکر اسلام خواجہ عمرو سے عرض کر ہی رہے تھے کہ زروبین اور زنجک وغیرہ خواجہ عمرو کے پاس آ گئے اور خواجہ عمرو کو تخت پر بیٹھا ہوا دیکھکر حیران ہوے اور کہنے لگے اے خواجہ عمرو آگاہ ہو کہ شہنشاہ نوشیروان نے واسطے ملکہ مہر نگار کے لے آنے کے لئے بھیجا ہے پس بہتر اور مناسب یہی ہے کہ ملکہ مہر نگار کو ہمارے حوالے کر دو کہ ہم ملکہ کو شہنشاہ کے پاس لیجائین اور اگر ملکہ مہر نگار کو ہمارے حوالے نہ کر دوگے تو ہم تمکو اور سرداران لشکر امیر کو قتل کرینگے اور اس قلعہ کو جسے تمنے خوب آراستہ کیا ہے ایک آن واحد مین لے لینگے اور کسی فرد بشر کو قلعے مین زندہ نہ رکھینگے سب کو تیغ کرینگے اور ملکہ کو ضرور لیجائینگے خواجہ عمرو تقریر زروبین وغیرہ سنکے برہم ہوئے اور بقہر و غضب کہنے لگے کہ او زروبین اگر تو اپنے حق مین بہتری چاہتا ہے تو چلا جا ورنہ مین تجھکو قتل کرونگا اور تیرے لشکر کو ہلاک کرونگا تیری کیا مجال کہ تو ملکہ مہر نگار کو یہان سے لیجاسکے ہر چند حمزہ صاحبقران یہان نہین ہین بلکہ قاف مین تشریف رکھتے ہین لیکن مین تو موجود ہون تجھسے مقابلہ کرونگا اور جب تک زندہ ہون ملکہ مہر نگار کو تیرے اور فرامرز وغیرہ کے حوالہ نہ کرونگا زروبین وغیرہ گفتگوی خواجہ عمرو سنکے برہم ہوئے اور اپنے لشکر مین آ گئے اسیوقت ہرمز و فرامرز نے بقہر و غضب حکم دیا کہ طبل پرخاش بجایا جائے کیونکہ ہم کل ہنگام سحر قلعے پر حملہ کرینگے اور سب کو قتل کرینگے غرض بمجرد حکم ہرمز و فرامرز طبل پرخاش بجایا گیا صدائے طبل پرخاش بلند ہوئی عیاران لشکر اسلام صدائے طبل پرخاش سنکے خدمت عمرو مین آئے اور بعد ادب یون عرض کرنے لگے اشعار تا کہے روبہ فراز آورد گاہے بہ نشیب + بہر احداث حوادث فلک دائرہ ساز + پیکر خصم ترا خاک برد سر بہ نشیب + دشمن جاہ ترا وار کند رو بفراز + ای اوستاد والا نژاد و اے شاہ عیاران آپ کو معلوم ہو کہ ہرمز اور فرامرز بانی فساد نے طبل پرخاش بجوایا ہے ارادہ انکا یہ ہے کہ صبحکو قلعے پر حملہ کرین اور آتش کینہ کو کانون سینے سے ظاہر کرین باقی خیر و عافیت ہے خواجہ عمرو نے طبل پرخاش بجنے کی خبر سنکے جلسہ عیش و عشرت کو برخاست کیا اور خیام و بارگاہ وغیرہ کو اٹھوا کر مع جملہ عیارون اور سردارون وغیرہ کے قلعہ مین آ گئے اور در قلعہ کو بند کر کے سامان جنگ کرنے لگے شب بھر دونون لشکرون مین لڑائی کا سامان ہوا تلوارین اور تیر و تبر سے درست ہوئے جب وہ وقت آیا کہ سلطان نشان شب ہوا عالم سے نابود + اڑا زنگ تیرگی کا صورت دود + سحر پھر رکھکے تاج مہر سر پر + ہوئی رونق فزا با حشمت و فر + صبحکو ہرمز اور فرامرز اور زروبین

ترتیب لشکر کا حکم دیا فوراً جملہ مردمان لشکر مسلح ہوکر آمادہ حرب و پیکار ہوئے سب نے کمریں لڑائی پر کسیں پھر گھوڑوں پر سوار ہو
نقارہ پیش بجنے لگے علمہای لشکر کے پھریرے کھلے ہرمز اور فرامرز اور ژوبین اور بختک بھی سوار ہوئے اور لشکر کو لیکر
چلے اسوقت دہ کرتیوں کا کڑک کڑک گرج کا کہنا وہ سواروں کے پرے اور پیدلوں کی صفیں وہ گھوڑوں کا دوڑنا اور
کا تھرانا اور غبار کا بلند ہونا غرضکہ نہایت شان اور شوکت سے لشکر چلا جب ژوبین مع لشکر قریب قلعہ پہونچا اسوقت
ہرمز اور فرامرز و ژوبین نے مردمان فوج کو حکم دیا کہ اس قلعہ پر دھاوا کرو اور ای بہادرو ان مسلمانوں کو زندہ
نہ چھوڑ دیو سنکے سواروں نے گھوڑے بڑھائے پہلوانوں نے گرز اوٹھائے بعضوں نے تیغیں کھینچیں سپریں
ہاتھوں میں لیں ہر ایک طرف ابر سپر میں برق شمشیر چمکنے لگی نقیبان خوش گلو کوئل کیطرح کوکنے لگے سواروں اور
پیدلوں کو آمادۂ حرب و پیکار کرنے لگے جب ژوبین لشکر لیکے قلعے پر حملہ آور ہوا اور میدان زد کا گرم ہوا اسوقت
بحکم خواجہ عمرو گولہ اندازوں نے توپوں کو جھکا کر بجائے رکھ کے جلد جلد فیر کرنا شروع کردیا لشکر ہرمز پر توپیں
برگولے مانند اولوں کے پڑنے لگے ابر دھوئیں کا چھا گیا آگ کا مینہ چار طرف برسنے لگا ہزارہا کفار کا کھیت
پڑ گیا لاشیں میدان میں تڑپنے لگیں زخمی چلانے لگے گھوڑے کوتل میدان میں دوڑنے لگے زمانہ کثرت دود
سے تیرہ و تار ہو گیا گاو زمین دمبدم توپوں کی آواز ہیبتناک سے کانپنے لگی پیر فلک تھرانے لگا کوئی حربہ جو نالشکر
لشکر ہرمز اور فرامرز کا اہل قلعہ تک کسی طرح نہ پہونچا اور اہل قلعہ نے ایسے گولے اور تیر اور عیاروں نے پتھر
کہ فوج ہرمز اور فرامرز کا منھ پھر گیا قریب شام ہرمز اور فرامرز اور ژوبین بد رجہ ناچاری مجبوری طبل بازگشت
بجا کر اپنے لشکر گاہ میں طرف ملول سے خواجہ عمرو کفار کے ہلاک ہونے سے اور ملول پھر جانے سے خوش ہوئے دوسرے
روز پھر ژوبین مع ہرمز و فرامرز بہ جمعیت بیکران قلعہ پر حملہ آور ہوئے ہر چند ہزاروں قتل ہوئے لیکن قلعہ تک نہ پہونچے
اسیطرح چھ مہینے تک ہرمز و فرامرز و ژوبین وغیرہ نے قلعے پر حملہ کیا لیکن قلعہ ہاتھ نہ آیا بعد چھ مہینے کے ایک
روز خواجہ عمرو قلعے میں بیٹھے ہوئے تھے کہ سرداران لشکر حاضر ہوئے پہلوان عادی نے خواجہ عمرو سے کہا اب غلہ
قلعے میں ختم ہو چکا ہے آپکو کچھ تدبیر کرنا چاہئے ای خواجہ مردمان لشکر سے خصوصاً مجھسے حالت گرسنگی میں نہ لڑا جائیگا خواجہ عمرو
پہلوان عادی کی گفتگو سنکے متردد ہوئے اور بعد فکر بسیار ایک تدبیر سوچ کے سرداروں سے کہنے لگے کہ تم سب جاؤ اور بیٹھو میں
غلہ وغیرہ کے بارے میں کوئی تدبیر کرونگا سرداران خواجہ کے پاس سے اپنے جگہ اور مقام پر چلے آئے لیکن خواجہ عمرو ہنگام شب
شکل اپنی تبدیل کرکے اول خیمۂ ژوبین کیطرف آئے نگہبانوں وغیرہ کو بیہوش کرکے خیمے میں آئے دیکھا کہ ژوبین پلنگ پر
سو رہا تھا خواجہ عمرو نے کپچہ عیاری میں بیہوشی رکھی اور قریب ناک ژوبین کے اوس کپچہ کو لیگئے جسدم ژوبین
نے سانس کھینچی بیہوشی کپچہ سے دماغ ژوبین میں جا لگی ژوبین کو چھینک آئی اور بیہوش ہو گیا خواجہ عمرو
نے دو حلقہ کمند سے ژوبین کے ہاتھ اور حلقوں سے دونوں پاؤں اور دو حلقوں سے گردن اور سر کو
باندھکر گولا سا بنایا اور اوٹھا کر ساتواں حلقہ لگایا اور دیڑھ گرہ عیاری کی اپنی پشت پر لگائی اور قنات
خیمہ کی چاک کرکے پشتارہ ژوبین لیے ہوئے لشکر سے نکلے اور قلعے میں پہونچے اور پشتارہ ژوبین کا رکھکر ابو شہاب
شترقہ پوش اپنے شاگرد کو لیکر قریب بارگاہ ہرمز آئے اور خدمتگاروں وغیرہ کو بیہوش کرکے مثل ژوبین کے ہرمز کو بھی
کرکے پشتارہ ہرمز کا ابو شہاب کے حوالہ کیا اور کہا کہ قلعے میں لیجا ابو شہاب پشتارہ ہرمز کا لیکر چلا اور راہ طے
کرکے قلعے میں پہونچا بعد جانے ابو شہاب کے خواجہ عمرو نے مانند ہرمز کے فرامرز کو بھی بیہوش کیا اور
مثل ژوبین کے فرامرز کا پشتارہ لیکر چالاکی سے لشکر سے نکلے اور راہ طے کرکے قلعے میں پہنچے اور پشتارہ رکھے

رکھنے کیلئے در قلعہ کو بند کرا دیا اور عنقریب صبح خواجہ عمرو نے تژدہین اور ہرمزاد و فرامرز کو در قلعہ پر مصلوب کرا کر
لٹکایا جب صبح ہوئی اور آفتاب نکلا مردمان لشکر او خدمتگار وغیرہ بیدار اور ہوشیار ہوئے اسوقت عیار اور خدمتگار
تژدہین اور فرامرزاد و ہرمز کو خیمے اور بارگاہ ہو میں نہ دیکھکر متحیر ہوکے دوڑے دوڑے بختک کے پاس آئے اور
بختک سے کہنے لگے کوئی عیار تژدہین اور ہرمز و فرامرز کو لے گیا ہے خیمے میں تژدہین اور بارگاہ ہو میں
ہرمز و فرامرز نہیں ہیں بختک یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت گبھرایا اور خیال کرنے لگا کہ خواجہ عمرو ہی
ہرمز و فرامرزاد و تژدہین کو بیہوش کر کے لیگئے ہیں یہ خیال کر کے بختک اپنے خیمے پر سوار ہوا اور طرف قلعہ
کے چلا لشکر میں ہرمز وغیرہ کے گم ہونے سے تہلکہ پڑ گیا سوار اور پیدل باہم کہنے لگے کہ اب شب کو ہوشیار سو
کریگے ایسا نہو کہ ہمکو کوئی بیہوش کر کے لیجائے یا آکے قتل کر ڈالے تو بڑا غضب ہو مفت جان جائے لڑنے کی آرزو دل ہی
دل میں رہجائے سوار اور پیدل تو لشکر میں باہم اسی طرح گفتگو کر رہے ہیں لیکن اب حال بختک کا لکھا جاتا ہے کہ بختک
مع چند خدمتگار مضطر و بیقرار خیمے کو دوڑاتا ہوا سامنے قلعے کے پہونچا دیکھا کہ تژدہین اور ہرمزاد و فرامرز
در قلعہ پر چند سے ہوئے لٹکے ہیں خواجہ عمرو بالائے قلعہ تشریف رکھتے ہیں عیار سردار وغیرہ بھی روبرو خواجہ
حاضر و موجود ہیں خواجہ سرداروں سے کچھ باتیں کر رہے ہیں بختک تژدہین وغیرہ کو لٹکے ہوئے دیکھکر خواجہ عمرو سے
بہت طلب ہو کے کہنے لگا ای خواجہ آپ نے تژدہین اور ہرمز و فرامرز کو کیوں گرفتار کیا ہے کچھ مجھے فرمائیے تو میں
تو آپ کا غلام اور تابعدار ہوں خواجہ عمرو نے کہا ای بختک آگاہ ہو کہ اس قلعے میں غلہ وغیرہ ہو چکا ہے مردمان
مردمان لشکر پریشان و مضطر ہیں اگر تو چھ مہینے کا غلہ اور دیگر اشیاء مطلوبہ بھیجدیگا تو سبکو رہا کر دیگا ورنہ انکو گرفتار ہی

یا زنجیل میں داخل کرونگا بختک نے کہا میں ابھی چھ مہینے کا غلہ وغیرہ واسطے مردمان فوج کے حاضر کرتا ہوں آپ انکو زنبیل
میں داخل نہ کیجیے گا بختک یہ کہکے آگے خیمے کیطرف آیا اور لشکر میں پہونچا چھ مہینے کا غلہ وغیرہ چھکڑوں پر بار کرا کے
ہمراہ اپنے در قلعہ تک لیگیا اور منت کرنے لگا کہ یہ غلہ اور دیگر اشیا حاضر ہیں انہیں منگا لیجیے اور تژدہین اور ہرمز
اور فرامرز کو چھوڑ دیجیے ایسا نہ کیجیے گا کہ غلہ بھی لیجیے اور نامبردگان کو رہا نہ کیجیے خواجہ عمرو نے ہنسکے کہا ای
بختک تم مطمئن رہو میں غلہ وغیرہ لیکر انکو چھوڑ دونگا خواجہ نے یہ کہکر عیاروں سے حکم کیا کہ غلہ و دیگر اشیا
چھکڑوں سے اتروا کے لے آؤ عیاران لشکر اسلام کچھ مزدور ہمراہ لیکر آئے اور کل غلہ لے گئے جب غلہ قلعہ میں
پہونچ چکا اسوقت خواجہ عمرو نے ہرمز و فرامرزاد و تژدہین کو رہا کیا بختک سب کو لیکر لشکر میں آیا اور عیاروں سے
کہا انکو ہوشیار کرو عیاروں نے تژدہین وغیرہ کو ہوشیار کیا جس وقت تژدہین وغیرہ بخوبی ہوشیار ہوئے
بختک سے پوچھنے لگے کہ آج لشکر میں کیا تہلکہ ہے عیار ہمارے پاس کیوں کھڑے ہیں بختک نے کہا لات
ومنات نے بڑی خیر کی تم سب زندہ بچ گئے ورنہ روحیں تمہارے جسموں سے نکل گئی ہوتیں اجسام تمہارے بے گور و کفن
کہیں پڑے ہوتے تژدہین نے کہا ای بختک تم اسوقت کیسی بیہودہ باتیں کرتے ہو کیا شراب زیادہ پی ہے جو حواس
تمہارے بجا نہیں ہیں جو ایسی مہمل تقریر کرتے ہو بختک نے کہا میرے تو ہوش و حواس بجا ہیں لیکن تم ابھی
بیہوش پڑے تھے میں نے عیاروں سے کہکر تمکو ہوشیار کیا ہے خواجہ عمرو تمکو اور ہرمزاد و فرامرز شاہزادگان عالی وقار
کو بیہوش کر کے لے گئے تھے اور در قلعہ پر انھوں نے لٹکایا تھا جب مجھکو خبر ہوئی اور میں نے خواجہ عمرو کو غلہ وغیرہ دیا
تب خواجہ نے تمکو رہا کیا اگر میں تمہاری رہائی کی تدبیر نہ کرتا تو خواجہ عمرو سر تمہارا کاٹ لیتے یا قید کر لے لشکر میں
آنا نصیب نہوتا اب کہو تم غافل اور بیہوش تھے یا میرے حواس بجا نہیں ہیں تژدہین یہ تقریر سنکے نہایت غضبناک

ہوا اور ہرمز اور فرامرز سے کہنے لگا کہ اب طبل ریش بجنے کا حکم دیجیے پھر کل قلعے پر حملہ کرونگا ہرمز اور فرامرز نے طبل ریش بجوایا خواجہ عمرو کو طبل ریش بجنے کی خبر ہوئی پہلوان عادی وغیرہ نے کہا ای خواجہ آپ اندیشہ نہ کیجیے اب کھانیکو غلہ قلعے مین آگیا ہی بخوبی زوبین وغیرہ سے ہم لڑینگے غرض وہ دن گذر گیا شب بھر تیاری لڑائی کی ہوئی ہنگام سحر زوبین و ہرمز وغیرہ فوج کثیر لیکر قلعے پر چلا آور ہوئے ہرچند دلیرانہ قلعے پر حملہ کیا لیکن وہ قلعہ ہاتھ نہ آیا مردان فوج صدہا ہلاک ہوئے آخر زوبین وغیرہ قلعہ کیطرف سے پھرے اور لشکرگاہ پر آئے اسی طرح کئی مہینے تک زوبین اور ہرمز و فرامرز وغیرہ قلعہ مذکور پر حملہ کیا کیے لیکن قلعے مین داخل نہو سکے آخر ایک روز زوبین نے ہرمز و فرامرز سے کہکر پھر طبل ریش بجوایا اور لشکر کو لیکر اسطرح قلعے پر حملہ کیا کہ خندق سے گذر کے در قلعہ پر پہونچ اور قصد در قلعہ کے توڑنے کا اوسوقت حکم خواجہ عمرو سے گولہ اندازون نے گولے مارنا موقوف کیے اور اکثر مردان قلعہ نے تیر مارنے شروع کیے بعضون نے گرم گرم تیل کڑھا کا زوبین پر ڈالا عیارون نے گوپھن مین پتھر رکھکر لگانے شروع کیے زوبین تیرون اور نیزون وغیرہ سے بچنے لگا خواجہ عمرو نے اوسوقت جلدی سے زہرہ مصری کو بہ شکل ملکہ مہرنگار رنگ و روغن سے بنایا اور نقاب چہرے پر ڈال کے اور کچھ باتین سمجھا کے بالاے در قلعہ بھیجا زہرہ مصری نے در قلعہ پر آکے اور زوبین سے مخاطب ہو کے کہا ای زوبین خبردار خبردار قلعہ کو گرز سے نہ توڑنا اور قلعے مین نہ آنا ورنہ مین اپنے تئین ہلاک کر ڈالونگی دیکھو یہ ہیرے کی انگوٹھی میرے ہاتھ مین ہے ابھی ہیرے کو چبا کر کھا لونگی اگر تجھکو یہی منظور ہے کہ مجھکو میرے پدر کے پاس لیجاے تو یہان سے دس کوس کے فاصلے پر قصر مین خواجہ عمرو کے ہمراہ آئی ہون زوبین نے یہ تقریر ملکہ مہرنگار نقلی کی سنکے خیال کیا کہ در قلعہ کو توڑ کے قلعے مین جانا اب بیکار ہے کیونکہ جس واسطے مین قلعے مین جاتا تھا وہ مطلب نکل آیا یعنے ملکہ مہرنگار میرے ہمراہ نوشیروان کے پاس چلنے کو راضی ہے یہ سوچ کر زوبین نے کہا ای ملکہ آپ ہمراہ خواجہ کے تشریف لائیے مین جاتا ہون یہ کہکے زوبین مرکب کو خندق سے پھاند کر اسطرف آیا زہرہ مصری قلعے مین چلی گئی جب زوبین لشکر مین آیا مردان لشکر سے کہنے لگا کہ اب تم سب میرے ہمراہ چلو یہان نہ ٹھہرو اکثر مردان لشکر زوبین کے ہمراہ ہو لیے زوبین ایک طرف چلا بختک یہ حال دیکھکے متعجب ہوا اور بہ آواز بلند کہنے لگا کہ ای زوبین کہان چلے ہو کیا غضب کرتے ہو تمنے در قلعہ پر پہونچکے در قلعہ کو کیون نہ توڑا خیر اب بھی نہ جاو در قلعہ کو توڑ کر ملکہ مہرنگار کو قلعے سے لیکر مداین کیطرف چلو اہل قلعہ کو قتل کرو خواجہ عمرو کو بھی گرفتار کرلو ہرچند بختک نے زوبین کو بلایا اور پکارا کیا لیکن زوبین بختک کے پاس نہ آیا اور تقریر بختک کی مطلق نہ سنی بعد چلے جانے زوبین ہرمز اور فرامرز اور فرامرز بھی میدان جنگ سے پھرے اور لشکرگاہ مین آکے اپنی بارگاہ مین داخل ہوئے بعد جانے ہرمز و فرامرز کے خواجہ عمرو نے جمیع سردارون کو بلایا اور کہا یہ قلعہ مختصر ہے اور غلہ بھی کم رہگیا اب کیا تدبیر کرنا چاہیے پہلوان عادی نے کہا اگر آپ قلعہ تنگ مین داخل ہو چلیں بنسبت اس قلعے کے وسیع و مستحکم ہے اور غلہ بھی اوس قلعہ مین زیادہ ہے وہان براحت و آرام بسر ہوگی خواجہ عمرو نے گفتگو پہلوان عادی کی سنکے کہا اب مین ایک عیاری کرتا ہون ہرمز اور فرامرز کو مع لشکر یہان سے لیے جاتا ہون تم ہمراہی مقبل ملکہ مہرنگار کو بعد پردہ داری لیکر طرف قلعہ تنگ روانہ ہو کے چلو عادی وغیرہ نے کہا بہتر اوسوقت خواجہ عمرو نے ایک کنیز سن رسیدہ کہ نام اوسکا بنفشہ تھا اور اسکو بھی اوسے بصورت ملکہ مہرنگار بنایا اور زیور رنگے اور چہل کا پہنایا اور لباس بھی پرانا پہنا کر پھر اوسے محافہ مین سوار کیا کہارون نے محافہ اوٹھایا خواجہ عمرو اوس محافے کے ہمراہ قلعے سے باہر آئے اور راہ قطع کرکے ایکدرخت کے

آگے پیچھے نقائب نے نور لٹکو کر دربارگاہ ہرمز و فرامرز میں بصورت اصلی آئے ہرمز و فرامرز کو خبر ہوئی کہ خواجہ عمرو دربارگاہ
میں آئے ہیں ہرمز و فرامرز نے کہا خواجہ عمرو کو بلاؤ جب خواجہ عمرو بارگاہ میں گئے ہرمز اور فرامرز نے پوچھا اے
خواجہ تم کیوں آئے ہو خواجہ عمرو نے بعد دعا دینے کے اشکبار ہو کر کہا کہ اب مجھکو کچھ نہیں پڑتا کیا کروں کیونکہ
اسی حال میں میں نے سنا ہے کہ امیر نے خدانخواستہ پردہ قاف میں انتقال کیا ہے جب یہ خبر سنا مجھکو نہایت صدمہ ہوا اور
اسی واسطے ملکہ مہرنگار کو محافہ میں سوار کرکے لایا ہوں چاہتا ہوں کہ اب ملکہ مہرنگار کو تمہارے حوالے کروں کیونکہ
اب ملکہ کو قلعے میں رکھنا اور رہنا بیکار ہے اور اتنے دنوں جو میں لڑا ہوں یہ خطا میری شہنشاہ سے معاف کرا دیجیے
تب ہرمز اور فرامرز نے خوش ہو کر کہا اے خواجہ ہم اقرار کرتے ہیں کہ ضرور تمہاری تقصیر عفو کرا دینگے بعد اس
کے ہرمز و فرامرز نے پوچھا ہمشیرہ صاحبہ کس جگہ تشریف رکھتی ہیں خواجہ نے کہا یہاں سے قریب ہیں انھوں نے
مجھ سے کہا ہے کہ بھائی یہ وقت ملاقات کا نہیں ہے میں ڈرتی ہوں کہ اگر سرداران لشکر امیر میرے حال سے واقف
ہو جائینگے تو لڑائی ہوگی اور میرا جانا خدمت والدین نہوگا اس سے بہتر اور مناسب یہ ہے کہ یہاں سے آگے
جا کر ٹھیری ہوں فی الفور تم بھی آؤ اور میرے آنے کا حال ترددین سے بیان نہ کرنا فرامرز نے کہا اے خواجہ عمرو
ہمشیرہ صاحبہ سے کہدینا کہ آپ یہاں سے چلیے بعد آپ کے میں بھی یہاں سے کوچ کرکے آتا ہوں خواجہ عمرو یہ
سنکے بارگاہ سے باہر آئے کہارون سے کہا محافہ اوٹھاؤ کہارون نے محافہ اوٹھایا چوبدار وغیرہ محافہ کے ہمراہ
ہوئے خواجہ بھی عقب محافہ چلے بعد کئی فرسخ راہ طے کرنے کے بموجب کہنے عمرو کے کہارون نے ایک تالاب
پر محافہ کو رکھا مہر سپہر عیاری قطب فلک خنجر گذاری شاہ عیاران عیار عمرو نامدار بھی ٹھہرے خواجہ تو تالاب
کے کنارے کے قریب بیٹھے ہیں اور بعد جانے خواجہ عمرو کے ہرمز و فرامرز وغیرہ نے بھی وہاں سے کوچ کیا اور
لشکر کو لیکر بعد گرد و نیز روانہ ہوئے مقبل اور عادی وغیرہ نے جب دیکھا کہ ہرمز و فرامرز لشکر لیکر چلے گئے
سرداروں تو سامان چلنے کا کر ہی چکے تھے فوراً ملکہ مہرنگار خاتون ذیوقار کو بصد پردہ داری سکھپال میں
سوار کرکے اور رستم دمان لشکر کو ہمراہ لیکر جانب قلعہ تنگ واصل روانہ ہوے انکو راہ میں چھوڑیے اور اب
حال ہرمز و فرامرز اور خواجہ عمرو وغیرہ کا سنیئے کہ جب ہرمز و فرامرز و بختک مع لشکر قریب تالاب کے پہونچے ایک
جگہ مقیم ہوئے اور واسطے ملکہ مہرنگار اپنی ہمشیرہ اور خواجہ عمرو کے چند تحایف شاہانہ کشتیوں میں لگاکر خواجہ قابل اور
خواجہ مقبول سراؤن کے ہمراہ کرکے روانہ کیے خواجہ سراؤن کے ہمراہ کرکے روانہ کیے خواجہ سراؤن نے تالاب
پر پہنچکے خواجہ عمرو کو تسلیم کی اور عرض کیا کہ یہ تحائف شاہزادوں نے اپنی ہمشیرہ کو اور آپ کو بھیجے ہیں اور تھوڑی دیر میں
خود بھی تشریف لاتے ہیں خواجہ عمرو نے جملہ تحائف لیکر اپنے پاس رکھے اور خواجہ سراؤن سے کہا کہ تم جاکر ملکہ کیطرف
سے دعا کہنا اور میری جانب سے تسلیم کہنا اور ان سے کہدینا کہ جلد آئیے میں آپ کا منتظر ہوں خواجہ سرا رخصت ہوئے عمرو نے
تحائف مع کشتیاں اور کشتی پوش نذر زنبیل کیے اور اون چوبداروں اور خدمتگاروں کو کہ وہ بھی عیار لشکر اسلام کے
تھے اپنے ہمراہ لیکر ملکہ مہرنگار کی نقل کو محافے میں چھوڑ کر تالاب سے چلے اور طرف قلعہ تنگ واصل کی روانہ ہوئے
اور راہ طے کر کے سرداران امیر کے پاس پہونچے اور پہلوان عادی وغیرہ سے اپنی عیاری تمام کیفیت بیان کی سب
خوش ہوے عمرو کو جانب قلعہ تنگ واصل چلے جاتے ہیں لیکن اب حال یہانکا ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ جب خواجہ
سراؤن نے پیغام عمرو کا پہونچایا ہرمز و فرامرز ہنگام شب اپنے لشکر سے ہمراہی بختک جانب تالاب روانہ ہوے بختک نے
درمیان راہ خیال کرنے لگا اے کسیطرح عقل قبول نہیں کرتی کہ امیر نے انتقال کیا اور اب خواجہ عمرو مہرنگار

کو ہرمز و فرامرز کے حوالے کر دینگے بظاہر معلوم ہوتا ہے یہ بھی ایک عیاری ہے بختک یہ خیال کرتا ہوا جب تالاب پر پہونچا
دیکھا محافہ تو رکھا ہے لیکن خواجہ عمرو نہیں ہیں بختک سمجھ گیا کہ جو میں نے خیال کیا تھا وہی ظہور میں آیا چاہتا ہے بختک
تو چپکا رہا لیکن ہرمز و فرامرز باشتیاق تمام آگے بڑھکے پاس محافہ کے بیٹھ گئے اور اسطرح پوچھنے لگے کہ اے
ہمشیرہ صاحبہ آپ کا مزاج تو اچھا ہے بہت دنوں کے بعد آج آپ سے ملاقات ہوئی ہمکو نہایت اشتیاق آپ کی ملاقات
کا تھا شکر ہے کہ لات و منات کی عنایات سے آج آپ سے ملاقات ہوئی اور آپ اپنے والد کے پاس چلنے کو راضی
ہوئیں کیسے جو ہمنے چاہا یہ آپ کو مقبول اور قبول خواجہ عمرو اون کے ہمراہ روانہ کیے تھے آپکو پہونچے اور پسند ہے
یا نہیں ہرچند ہرمز و فرامرز نے پوچھا لیکن محافے سے ملکہ مہرنگار نقلی نے کچھ جواب نہ دیا ہرمز نے فرامرز سے کہا
شاید ہمشیرہ صاحب ہمسے ناراض ہیں جو ہماری بات کا جواب نہیں دیتی ہیں یا صدمہ حمزہ صاحبقران سے اسوقت
بیہوش ہو گئی ہیں فرامرز نے کہا ذرا بہ آواز کہو کہ ہم ہرمز ہیں آپ ہم سے کلام کیجیے ہرمز نے موافق کہنے فرامرز
کے کہا کہ اے ہمشیرہ صاحبہ آپ کو معلوم ہو کہ میں ہرمز آپ کا بھائی اور فرامرز دوسرا بھائی بھی آپ کے
پاس بیٹھے ہیں آپ بلا تکلف ہمسے گفتگو کیجیے سوائے بختک کے کوئی یہاں غیر نہیں ہے آپ ہمسے خفا ہیں تو
کوئی خطا بھی آپ کی نہیں ہے اور اگر اچھا یا کوئی تقصیر کی ہو تو معاف کیجیے لات و منات کا واسطہ بات کیجیے
حمزہ صاحبقران کی رحلت کرنے کا صدمہ نہ کیجیے اب ہمارے ساتھ چلیے والد آپ کی شادی کسی بادشاہ جلیل القدر
کے ساتھ موافق اپنے ملت اور دین کے کر دینگے خوب ہوا کہ حمزہ صاحبقران نے انتقال کیا وہ مسلمان تھے
ہمارے مذہب کے خلاف اونکا دین تھا جب ہرمز نے بآواز بلند ملکہ مہرنگار نقلی سے گفتگو کی اسوقت
مہرنگار نقلی نے بہ غیظ و غضب جواب دیا کہ تو کون ہے کیوں مجھکو گالیاں دیتا ہے تو نوشیروان کو میرا باپ بتاتا ہے
شاید تیرے باپ بھائی تو سب مر گئے خاک میں مل گئے تم کہاں میرے بھائی پیدا ہوئے خدا تمھیں غارت
کرے کہ تم لات منات پرست ہو اور حمزہ صاحبقران کو کہتے ہو کہ اونھوں نے انتقال کیا مجھکو ملکہ مہرنگار سمجھتے
ہو میری شادی کی فکر میں ہو ادنی کو اعلی بناتے ہو ذرہ کو آفتاب سمجھتے ہو میں تو اندھی ہوں کیا تم بھی اندھے ہو
اگر کچھ آنکھوں سے دکھائی دیتا ہو تو دیکھو مجھے پہچانو میں ایک کنیز ملکہ مہرنگار کی ہوں نام میرا عنبری ہے خدا
سلامت رکھے ملکہ مہرنگار کو انکی یہ لیاقت نہیں ہے کہ ایسے محافے میں سوار ہوں اور خدا نہ کرے مثل میری
صورت کے انکی شکل ہو ماشاءاللہ چشم بد دور وہ نوجوان اور حسین ہیں میں بڑھیا اندھی میری چراغ سحری ہوں
مجھے اور انسے کیا مناسبت تم ناحق مجھکو ملکہ مہرنگار بناتے ہو ہرمز و فرامرز نے یہ سنکے پردہ محافہ کا اوٹھایا دیکھا
تو فی الواقع ایک اندھی عورت بدصورت بجاے ملکہ مہرنگار محافے میں بیٹھی ہے ہرمز و فرامرز نے پوچھا تجھکو کس نے
ملکہ مہرنگار کی شکل بنایا ہے اوس نے کہا خواجہ عمرو نے میری صورت نہیں معلوم کیسی بنائی ہے مجھسے کہا تھا کہ تو
محافے میں بیٹھکر چل میں یہاں محافے میں سوار ہو کے چلی آئی خواجہ عمرو مجھے یہاں چھوڑ کے نہیں معلوم کہاں چلے
گئے یقین ہے کہ قلعہ تنگ رواحل کیطرف ملکہ مہرنگار کو لیکر چلے گئے ہونگے کیونکہ باہم یہی مشورہ ہوتا تھا کہ جب ہرمز
و فرامرز یہاں سے چلے جائیں تو ملکہ مہرنگار کو یہاں سے لیکر قلعہ تنگ رواحل کیطرف چلیں اور اس قلعہ کو خالی کر دیں
وہ سب تو قلعہ تنگ رواحل کیطرف چلے گئے ہونگے افسوس ہزار افسوس مجھکو یہاں چھوڑ گئے اب میری کیونکر بسر ہوگی القصہ
ہر گاہ کہ اسی محافہ میں بے آب و غذا مر جاونگی ہرمز و فرامرز از حد متحیر ہوئے اور خواجہ عمرو کی عیاری پر برہم ہوئے یکایک چند عیار بھی
تالاب پر آئے ہرمز نے کہا ذرا خبر تو لاؤ کہ خواجہ عمرو قلعہ مکہ میں ہیں یا نہیں عیار گئے اور بعد تھوڑی دیر کے

دوڑتے ہوئے آئے اور عرض کرنے لگے خداوند نعمت قلعے مین تو کوئی بھی نہین ہی ہنسا اکثر اشخاص سے جو دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو ملکہ کو لیکر مع سرداروں وغیرہ کے قلعہ تنگ رو داحل کیطرف روانہ ہوئے ہین بختک سنتے ہی ہنسنے لگا اور کہنے لگا واہ خواجہ عمرو کیا عیاری کی ہی مین تو پہلے ہی سمجھ گیا تھا کہ خواجہ ملکہ مہرنگار کو کبھی نہ دینگے ہرمز اور فرامرز عیارون اور بختک کی تقریر سنکر برہم ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر خواجہ قلعہ تنگ رو داحل کیطرف روانہ ہوئے ہین تو کیا ہم وہان نہین جا سکتے یہ کہکر لشکر کو تو حکم کیا کہ اپنے لشکر مین داخل کرو کیونکہ لشکر مین داخل کرو لیکن تو لشکر مین داخل کی گئی لیکن ہرمز اور فرامرز مع بختک سیر ... کی کرنے لگے اور دل کو سیر سبزہ اور تالاب سے فرحت دینے لگے بعد سیر کرنے کے ہرمز اور فرامرز لشکر مین آئے اور عیارون کو بلا کر کہا زوبین اسطرف گیا ہی یقین ہی کہ یہین مقیم ہوگا اوسکو یہان بلا لاؤ عیار بموجب حکم روانہ ہوئے اور بعد قطع کرنے راہ کے جہان زوبین مقیم تھا اور ملکہ مہرنگار کے آنے کا انتظار کرتا تھا وہان عیار پہونچے اور زوبین سے کہنے لگے چلیے آپکو شاہزادون نے بلایا ہے زوبین نے کہا مین ملکہ مہرنگار کے آنیکا منتظر ہون وہ یہان آتی ہونگی انھون نے مجھسے عہد یہان آنے کا کیا ہے مین وہان نجاؤنگا اور یہین سے ملکہ مین اپنے ہمراہ لیکر خدمت شہنشاہ نوشیروان مین جاؤنگا عیارون نے عرض کیا آپ بیکار ملکہ مہرنگار کا انتظار کرتے ہین خواجہ عمرو عیاری کرکے ملکہ مہرنگار کو لیکر قلعہ تنگ رو داحل کیطرف روانہ ہوگئے ہین ہم خود جاکر قلعے مین دیکھ آئے ہین زوبین یہ تقریر عیارون کی سنکے غضبناک ہوا اور فوراً مع اپنے ہمراہیون کے وہان سے چلا اور بعد طے کرنے راہ کے ہرمز و فرامرز کے پاس آیا ہرمز و فرامرز نے مفصل حال خواجہ عمرو کی عیاری کا زوبین سے بیان کیا غرض چند روز تک زوبین اور ہرمز و فرامرز اوسی جگہ مقیم رہے اسی زمانہ مین خواجہ عمرو بھی مع سردارون کے ملکہ مہرنگار کو لیکر داخل قلعہ تنگ رو داحل ہوئے اور قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے بخوبی آراستہ کیا خواجہ عمرو تو وہان قلعے کو آراستہ کرکے باطمینان تمام بیٹھے ہین لیکن اب حال زوبین اور ہرمز وغیرہ کا لکھا جاتا ہی کہ چند روز تک زوبین وغیرہ اوس جگہ مقیم رہے آخر باہم مشورہ کرکے وہان سے طرف قلعہ تنگ رو داحل کے بارادہ جنگ روانہ ہوئے انکا حال تو انشاء اللہ لکھا جائیگا لیکن اب حال امیر حمزہ صاحبقران کا تحریر ہوتا ہی

داستان حیرت نشان داخل ہونا عفریت کا گلستان ارم مین اور مقابلہ کرنا امیر باتوقیر کا دیوون سے

راویان ذیوقار اس داستان دلستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ عفریت جو خبر قتل دلوار جنگ سنکے بہ تہور و غضب لشکر سات لاکھ دیون کا لیکر چلا تھا اب گلستان ارم کی سرحد پر پہونچا اور حکم کیا کہ اسی جگہ بارگاہ مین اور خیام برپا ہون چنانچہ موافق حکم عفریت جلد دیو اوسی جگہ ٹھہر گئے اور بارگاہ مین اور خیام کو ستون کیا گیا عفریت داخل بارگاہ ہوا اور وہان اوسکی ملعونہ بھی بارگاہ مین داخل ہوئی اور جملہ دیو بھی خیام فلک فرسا مین مقیم ہوئے دیو نہیک دیو برق و دیو کیوان و دیو اکوان کہ یہ چارون ملازمان ملکہ آسمان پری سے ہین اور نہایت نمکحلال دولتخواہ شہپال بن شاہرخ کے ہین انھون نے جو سنا اور دیکھا کہ عفریت سات لاکھ دیو ہمراہ اپنے لیکر بارادہ جنگ و جدال آیا ہی اور سرحد گلستان ارم پر مقیم ہی فوراً پریشان خاطر ہوکر خدمت شہپال بن شاہرخ مین حاضر ہوئے اور بعد ادب تسلیم و مجرا کرکے اسطرح اپنی زبان مین دعا و ثنای بادشاہی بجا لاکر ملتمس ہوئے اشعار
ہمیشہ تا لب الیاس و خضر سیراب ست ٭ زچشمہ کہ ہنو زش کند سکندر یاد ٭ لب عدوے تو سیراب لیک از آن آبی

کہ ضعیت تو یکا نذر دشمن فولاد شہنشاہ عالی وقار بر دوام عنایت و الطاف رب بے نیاز رہے اور دشمن شہنشاہ فلک بارگاہ کا ہمیشہ مزاج ناساز رہے آج عفریت بدکردار و نابکار ساٹ لاکھ دیوؤں کی جمعیت سے سرحد گلستان ارم پر آکے ہمقسم ہوا ہے ارادہ اوسکا یہ ہے کہ کینہ دیرینہ کو آشکار کرے سرمیدان بندگان شہنشاہ سے پیکار کرے باقی خیر و عافیت ہے جسوقت چار دیوون نے شہیال بن شاہرخ سے خبر عفریت کے آنے کی بیان او سوقت حمزہ صاحبقران وزیر دست شہیال بن شاہرخ بیٹھے ہوئے تھے دربار آراستہ تھا ہزارہا دیو دراز قامت صاحب نخوت اور پریزاد عالی نژاد بصد ادب صندلیون اور دنگلون وغیرہ پر بیٹھے تھے شہیال بن شاہرخ تخت زرین پر رونق فرما تھا پہلو سے شہیال میں ملکہ آسمان پری زوجہ امیر باتوقیر نقاب چہرہ پر ڈالے ہوے بیٹھی تھی علاوہ لباس رنگین کے زیور جواہر نگار پہنے تھی۔ اشعار

حلقۂ در گوشش ہر دو لعل و گہر
موج گوہر در آب آمدہ
گیسوی عنبرین بدر آراستہ
کردہ در دست خاتم زرین
بست بازو بہ زیب آن بازو
اختر تافتہ بہ شب پیداست
دل در انجا نمود جای نگین
کہ از ان یافت زیب آن بازو
حلقۂ گوش و جیبش بنگر
یار در صفای آن سینہ

کبھی امیر باتوقیر صورت ملکہ آسمان پری پر نظر کرتے تھے اور کبھی ملکہ آسمان پری حسن دستیاب امیر باتوقیر پر نظر کرکے خوش ہوتی تھی اکثر باہم اشارہ اور کنائے ہوتے تھے زوج و زوجہ باہم باسہاد اشارہ ہنستے تھے ناگاہ شہیال بن شاہرخ نے حمزہ صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہا کہ عفریت نابکار جواب ہمسے ہو آپکا آیا ہے قبل اسکے ہمارا ملازم تھا اور ہمنے اس نالایق کو یہ عزت دی تھی کہ اپنی کل فوج کا سپہ سالار کیا تھا تمام فوج دیوؤن اور پریزادون کی اسکے قبضے میں تھی سب فوج کا افسر بھی بداختر تھا اب تھوڑے زمانے سے اس نمکحرام نے ہماری اطاعت اور فرمانبرداری سے سرکشی کی ہے اور وہی لشکر دیوؤن کا جسکا یہ افسر تھا اوسی لشکر کو لاکھون نمکحرام دیو انکو ہمراہ اپنے لے گیا ہے اور بجای خود حاکم ہو گیا ہے حمزہ صاحبقران نے کہا اب آپ ابھی سامان جنگ کیجیے نالہ بارگاہ کا نکلوائیے مقابلے میں عفریت کے جا کر صف آرا ہو جیے اور میرے نام پر طبل جنگ بجوائیے میں عفریت اور لشکر کے دیوؤن سے مقابلہ کرونگا اور بخوبی لڑونگا ہر ایک دیو ناپاک کو انشاء اللہ تیغ آبدار سے قتل کرونگا ملکہ آسمان پری نے یہ تقریر حمزہ صاحبقران کی سنکے خیال کیا کہ اگر خدا نخواستہ حمزہ صاحبقران کسی دیو ناپاک سرکش کے ہاتھ سے قتل ہو گئے تو میرے عیش میں خلل آجائیگا زمانۂ شباب میرا بے لطف گذریگا خیال امیر میں راتون کو نیند نہ آئیگی انکو ایک لمحہ چین نہ ہوگا روح ایکدم بھی آرام نہ پائیگی شب و روز کی گریہ و زاری اور نالہ اشکباری میں میری جوانی خاک میں مل جائیگی فراق امیر میں زندہ رہنا میرا مشکل ہوگا لہذا اب وہ تدبیر کرنا چاہیے کہ اپنی جان مبتلای غم و الم ہو اور عیش و عشرت میں بھی خلل نہ آئے انکی جان بچے اپنا مدعای دل بر آئے ہر شب امیر سے میرا پہلو گرم اور آباد رہے یہ خیال کرکے ملکہ آسمان پری نے شہیال سے آہستہ عرض کیا کہ آپ انکیں کہنے پر عمل کیجیے اور انکے نام پر طبل جنگ نہ بجوائیے گا اور انکو دیوؤن سے نہ لڑوائیے گا بلکہ انکو میدان جنگ بھی جانے نہ دیجیے گا مبادا کسی دیو خونخوار و نابکار کے ہاتھ سے یہ زخمی ہو جائیں یا کوئی دیو انکے تن نازک پر دست شادیانہ کا کوئی زخم گران لگائے تو خدا نخواستہ انکا لو کام الکدم میں تمام ہو جائے میں صرف اس وجہ سے عرض کرتی ہوں کہ اگر خدا نخواستہ یہ قتل ہو گئے یا زخمی ہوئے تو آپ انکے والد ماجد اور انکے احباب کو کیا جواب دیجیے گا سوا اسکے کہ سب شرمندہ اور محجوب ہو جیے گا اور آپکو بھی انکے ہلاک ہونے کا صدمہ جانکاہ ہوگا پس میں یہ نہیں چاہتی کہ آپ انکے والد و احباب کے شرمندہ اور منفعل ہوں اور یہ بھی مجکو منظور نہیں ہے کہ آپ کو انکے ہلاک ہونے سے صدمہ ہو اگر آپ میری عرض کو قبول نہ فرمائیے گا دیکھیے پچھتائیے گا یہ کسی نہ کسی دیو کے ہاتھ سے ہلاک ہو جائینگے کیونکہ

ضعیف انسان قوی انسان سے تو لڑ نہیں سکتا ہے بھلا نحیف الخلقہ آدم زاد دیوں سے کیونکر لڑ سکینگے آپ فرمایئے لہذا حفظ تو کیجیے
کہ دیو کا ایک ہاتھ انکے قد و قامت سے کہیں بڑا ہے لہذا دیدہ و دانستہ عاقل کو ایسا کام نہ کرنا چاہیئے جس سے آخرکار صدمہ و
حزن میں مبتلا ہو اور افسوس کرے اور پھر کوئی اوسکا علاج نہو سکے شہیال بن شاہرخ نے آسمان پری کی تقریر سنکے
کہا اے نور نظر پارہ جگر جو کچھ تمنے کہا بظاہر سچ ہے لیکن تمکو اچھی طرح امیر کی طاقت اور قوت کا حال شاید معلوم نہیں ہے انکی
اس درجہ قوت ہے کہ انکی قوت کے آگے فیل ایک پشہ اور دیو ایک مور ہے اور شیر ایک غزال ہے تمنے سنا ہے کہ امیر نے
راہدار کو قتل کیا ہے اور تمہارے ارجنگ کو ہلاک کیا ہے غرض انسے دیو کسی طرح لڑ نہیں سکتے ہیں خداوند عالم نے انکو عجیب
طاقت اور قوت دی ہے کہ عقل کو حیرانی ہے ملکہ آسمان پری نے جواب دیا کہ اتفاق سے دیوار جنگ کے اوپر تلوار انکی
پڑ گئی وہ مارا گیا اوسکی قضا ہی آگئی تھی اسی بہانے سے وہ جہنم میں گیا اور راہدار کا جو آپنے ذکر کیا اوسے میں نے
نہیں دیکھا نہیں معلوم تنہا انھوں نے اوسکو قتل کیا یا بہ لشکر لیکر اوسپر حملہ آور ہوئے جب وہ مارا گیا میں جانتی ہوں
کہ وہ پڑا ہوا سوتا ہے انھوں نے آہستہ جاکر اوسکو تلوار سے قتل کر ڈالا ہوگا اگر راہدار بیدار اور ہوشیار ہوتا وہ کبھی انکے
ہاتھ مارا نہ جاتا اور جو آپ نے فرمایا ہے کہ انمیں قوت طاقت بہت ہے یہ آپ نے بجا اور درست فرمایا ہے بیشک کوئی
آدمزاد فی زمانہ اونسے مقابلہ اور مجادلہ نہیں کرسکتا لیکن دیو انسے قوت و طاقت میں بڑھے ہوئے ہیں میں کبھی نہ کہتی
کہ یہ سب دیووں سے زور و قوت میں زیادہ ہیں انکے دست و پا ہی ضعیف اور نحیف ہیں صاف ثابت و ظاہر ہے کہ زور پریزاد
اور دیوؤں کے موٹے موٹے دست و پا کو دیکھکر یقین کامل ہوتا ہے کہ دیوؤں میں طاقت و قوت اور زور زیادہ ہے
بس میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ آپ واسطے مقابلہ عفریت بھیجئے کسی سردار کے ہمراہ لشکر دیوؤں کا روانہ کیجئے
وہی سردار اس بدکردار سے لڑے باہم دیوؤں میں خوب لڑائی ہوگی آپ بھی میدان مصاف میں تشریف نہ لیجائیے بیٹھے
رہیئے وہاں فتح آپکی ہوگی اگر آپکے لشکر کے دو ایک دیو قتل بھی ہو جائینگے تو چنداں رنج و غم نہوگا اور اگر سو دو سو پریزاد
ہنگام جنگ ہلاک ہونگے تو پرستان پریزادوں سے خالی نہو جائیگا شہیال نے ہنسکے جواب دیا اے نور چشم یہ تم کیا
کہتی ہو کہ سو دو سو پریزاد اور دیو مارے جائینگے ایسی لڑائی ہوگی کہ صدہا بلکہ ہزارہا دیو اور پریزاد قتل ہو جائینگے میدان
مصاف لاشوں سے بھر جائیگا کشتوں کے پشتے میدان کارزار میں ہر طرف نظر آئینگے غضب کی جنگ ہوگی زمین
تھرائیگی آسمان کانپے گا دریائے خون موجزن رزم میں بہیگا خیر اگر تمہاری خوشی یہی ہے کہ امیر کے نام پر طبل جنگ بجوایا
جائے اور انکو دیوؤں سے ہم نہ لڑوائیں حتی الامکان ہم ایسا ہی کرینگے کہ امیر کو میدان رزم نہ جانے دینگے یکسر
شہیال بن شاہرخ نے دیوؤں سے حکم کیا کہ اثاثہ بارگاہ سلیمانی کا نکالو اور نقارخانہ سلیمانی کو بھی درست کروا دو
جلد تر سامان جنگ کرو اور مقابلہ عفریت نمک حرام کیواسطے آمادہ اور مستعد ہو اور آلات حرب و ضرب کی
درستی کرو اور بعجلت تمام سامنے عفریت کے بارگاہ سلیمانی اور خیام ایستادہ کرو دیوں نے موافق حکم
شہیال بارگاہ سلیمانی کو نکالا اور جملہ دیو اور پریزاد گروہ گروہ جوق جوق آلات حرب و ضرب لیکر آمادہ جنگ ہو بیٹھے
جب لشکر کثیر دیوؤں اور پریزادوں کا جمع ہوگیا اور کل سامان جنگ ہو چکا اوسوقت شہیال بن شاہرخ نے بھی
حکم کیا کہ تخت ہمارا اوٹھاؤ بمجرد حکم پریزادوں نے تخت شہیال کا اپنے دوش پر اوٹھایا شہیال نے ملکہ آسمان
پری سے کہا کہ تم اپنے مکان میں جاؤ اور حمزہ صاحبقران سے کہا کہ اے فرزند تم یہیں رہو امیر نے کہا میں ضرور
آپکے ہمراہ جاؤنگا ناچار شہیال نے امیر کو بھی اپنے ہمراہ لیا اور لشکر کثیر ہمراہ لیکر برائے مقابلہ عفریت روانہ
چلا اوسوقت روانگی لشکر دیو اور پریزادوں سے چلتے زمین ہلتی تھی آسمان اوس لشکر کثیر کو دیکھکر دنگ ہوتا

تھا آفتاب خوف سے تھرّاتا تھا وہ دیوؤں کی مہیب شکلیں اور ڈراونی درازی قامت وہر ایک دیو کا دہید عمودہ گونا
اور وہ دیوؤں کا دوش بردار شہنشاہ گرانبار کا ہلکر چلنا اور پرواز کرنا اور وہ پریزادوں کا باہم پرواز کرنا کبھی بکل
زمین چلنا وشور وغوغائے لشکر دیو العیاذ باللہ ہنگامۂ محشر کا نمونہ تھا غرض شہپال بن شاہرخ بعد شوکت وشان بعد
راہ طے کرنے کے جب قریب لشکرگاہ عفریت پہونچا حکم کیا کہ یہیں لشکر ٹھہر جائے اور اسی جگہ بارگاہ وخیام برپا کیے
جائیں دیوؤں نے حسب الحکم اوسی جگہ بارگاہ سلیمانی کہ جو لاثانی تھی برپا کی امیر باتوقیر نے ملاحظہ کیا کہ عجیب بارگاہ
فلک شکوہ ہے کہ جسکی تعریف بشر سے بخوبی ہو نہیں ہوسکتی اونچی تھا اوسکی ہرگز اسقدر بلند تھی کہ خیمۂ آسمان باوجود
اس رفعت کے اوسکی بلندی سے شرماتا تھا اور وسیع وہ اسقدر تھی کہ ہیبت خیال بھی اوسکی وسعت کی خبر نہ لا سکتا
تھا علاوہ بارگاہ کے خیام رشک افزا بجوبہ فلک بھی استادہ کیے گئے شہپال بن شاہرخ اور حمزہ صاحبقران اپنی
داخل بارگاہ ہوئے اور لشکر دیو پریزاد بھی بہ مقابلہ عفریت مقیم ہوا عفریت نے شہپال اور حمزہ صاحبقران کے
آنے کی خبر سنکے نقارۂ رزمی بجنے کا حکم دیا دیوؤں نے موافق حکم عفریت نہایت بے خبری سے نقارہ کو لکڑی
چوب خرد مجرے مجرے درختوں کی شاخوں سے بجایا صدائے نقاروں کی بلند ہوئی جسوقت آواز نقارۂ رزمی بلند ہوئی تو
دیو تندک اور دیو اکوان وغیرہ نقارۂ جنگی بجنے کی خبر لیکر سامنے شہپال بن شاہرخ کے آئے اور اسی
طرح بطریق دعا وثنا بجا لا کر عرض کرنے لگے ابیات تا فنا سطاق ردود رترکتاز انقراض + تا بقا دونق بدید
گاہ انقلاب + عمر ابد آنوشت کیر خنازاہمنان + عہد اقبال تو توفیق لقا از انقلاب + ای شہنشاہ فلک بارگاہ دو
عفریت نالایق نے نقارۂ جنگی اور طبل رزمی بجوایا ہے ارادہ عفریت بدسیرت کا یہ ہے کہ میدان کارزار میں آکر حضور
شہنشاہی سے مقابلہ کرے باقی خیریت ہے شہپال بن شاہرخ نے دیو تندک وغیرہ سے خبر نقارۂ جنگی بجنے کی سنکر حکم
کیا کہ ہمارے لشکر میں بھی نقارۂ جنگی بجایا جاوے موجب حکم شہپال بن شاہرخ قلاب جینی وکباب جینی وغیرہ پریزادوں
نے نقارخانہ سلیمانی میں بیٹھکر نقارۂ سلیمانی پر چوبیں لگائیں شہنا نوازوں نے بانداز دلکش شہنائی بجانا شروع کی
دیو پریزاد صدا شناس سنکر وجد میں آنے لگے اکثر پریزاد اور دیو خوش ہوکر جھومنے لگے صدائے نقارۂ سلیمانی جو
بلند ہوئی گاو زمین تھرائی ہیبت سے کا سینہ ہلتا تھا فلک کا دل دہل گیا جملہ پریزاد آواز نقارۂ رزمی سنکے آگاہ
ہوئے کہ نقارۂ جنگی بجا ہے اب کل جنگ ہوگی غرض رات بھر دونوں لشکروں میں بخوبی سامان جنگ ہوا جب
وہ وقت آیا کہ دیو شب بجیال جنگ وجدال دلیران بہ پردۂ قاف گریزان ہوا اور آفتاب نمایاں ہوا ہنگام
سحر شہپال تخت پر سوار ہوا اور امیر حمزہ صاحبقران بھی مسلح ہوکر ایک مرکب پر سوار ہوئے پھر لشکر دیو پریزاد خیل
خیل ذیل ذیل فوجوں فوجوں جانب میدان مصاف روانہ ہوا کثرت گرد وغبار سے روئے آفتاب پنہاں ہوگیا زمانہ
تیرہ وتار ہو گیا روز روشن گویا شب تیرہ تھا اوس وقت دیوؤں کا رعد آسا نعرے کرنا اور دہوآں آتش کا چلنا غبار کا بہ کثرت
بلند ہونا دیوؤں کا آلات حرب وضرب سے لیکر نکلنا کبھی بالا ہوا لشکر دیو پریزاد کا چلنا کبھی زمین پر ہمراہ رکاب شہپال
بن شاہرخ اور حمزہ صاحبقران چلنا اور نقارۂ سلیمانی دمبدم بجانا دیوؤں اور پریزادوں کا شور وغل غیرہ خدا
جب شہپال اور امیر مع لشکر دیو اور پریزاد میدان کارزار میں پہونچے اسطرف عفریت بھی مع سات لاکھ
دیوؤں کے میدان رزم میں آیا اور بعد درستی میدان کارزار اور صف آرائی ہر دو لشکر کے اول عفریت
کے لشکر سے دیو خر جنگ برادر دیو اور جنگ مقتول کا نکلا اور بلند صدا سے چلا کر کہنے لگا کہ اے آدم زاد اگر تجھ میں
شجاعت ہے تو میدان میں آ اور مجھ سے مقابلہ کر میں برادر اور جنگ کا تجھ سے عوض لونگا اور ایک ہی ضرب شمشیر سے تجھ کو قتل کرونگا

امیر باتوقیر نے نعرہ دیو خرخنگ سنکے مرکب اپنا صف لشکر دیوان سے نکالا ہرچند شہپال بن شہرخ نے مقابلہ کرنے
سے منع کیا لیکن امیر باتوقیر نے نہ مانا اور کہا کہ دیو خرخنگ مجھے کو طلب کرتا ہے آپ مجھے جانے دیجیے انشاء اللہ میں
اسکا یقیناً قتل کرونگا آخر بدرجہ مجبوری شہپال نے امیر کو اجازت دی امیر شہپال سے رخصت ہوکر سامنے
دیو خرخنگ نے امیر کے قد و قامت پر نظر کرکے اور اپنے بھائی دیو ارخنگ کا خیال کرکے بقہر و غضب
وار شمشاد سر حمزہ صاحبقران پر لگائی حمزہ صاحبقران نے وار شمشاد کو سپر پر روک کر تلوار کھینچی اور دیو خرخنگ
کی کمر پر لگائی ہرچند دیو نے وار شمشاد پر شمشیر تیز کو روکا لیکن تیغ آبدار شمشاد کو کاٹ کر کمر پر پڑی دیو خرخنگ
دو ٹکڑے ہوکر اس طرح زمین پر گرا گویا کوہ سیاہ دو ٹکڑے ہوکر بالائے خبر اگر زمین دیو خرخنگ کے
مرنے سے تمام لشکر عفریت کے دیو قتل ہونے خرخنگ کے متحیر ہوئے خصوصاً عفریت انتہا حیران ہوا
شہپال بن شہرخ خرخنگ کے قتل ہونے سے نہایت خوش ہوا الحمد للہ [illegible] ادس دیو کے عفریت نے
اپنے لشکر کے دیکھ کر کہا کہ کوئی تم میں سے ایسا قوی کہ اس آدم کا سر کاٹ کے میرے پاس لا دے بارز
میدان کا زندہ رہنا ہلاک کرے اور میرے دل کو خوش کرے دیو خونخوار دندان گنگوہی عفریت سنکے عرض
کرنے لگا کہ میں جاتا ہوں اور اس آدم زاد کو ہلاک کرکے سر اسکا کاٹ لاتا ہوں کہکر خونخوار دندان
مثل فیل دمان بہت سا نعرہ کرکے صف لشکر سے نکلا اور سامنے امیر باتوقیر کے آکر کہنے لگا کہ ای
آدم زاد اب ہوشیار ہو جا میرے ہاتھ سے تو کسی طرح نہ بچیگا کیونکہ میں مثل دیو ارخنگ اور خرخنگ کے نہیں ہوں
چونکہ امیر باتوقیر زبان دیو اور پریزاد سمجھتے تھے گفتگو خونخوار دندان سنکے زبان دیو میں کہنے لگے کہ اے بدبخت نا ہنجار
خرخنگ کے تجکو بھی قتل کرونگا تو بیکار مجکو ہوشیار کرتا ہے میں بخوبی خبردار اور ہوشیار رہوں ہوں حربہ کر ادس دیو
نے نظر امیر کی سنکے اول وار شمشاد کا اپنا کھینچ کے سر امیر پر لگائی امیر نے بہ فن سپہ گری وار شمشاد
کو سپر پر روکا دوبارہ اس دیو نے اژدہا پشت نہنگ کا وار کیا حمزہ صاحبقران نے اسکی ضرب کو خالی دیکر
تلوار سر خونخوار دندان پر لگائی ہرچند خونخوار دندان نے اژدہا پشت تلوار کو روکا مگر تلوار اژدہا پشت نہنگ کی
کاٹ کر سر خونخوار دندان میں در آئی اور سر سے گذر کے اور چہرہ کو کاٹتی ہوئی صدری گردن میں آئی
اسی طرح سینہ و شکم و کمر کو کاٹ کر زمین میں در آئی خونخوار دندان قتل ہوکر زمین پر گرا زمین خون دیو سے
رنگین ہوگئی بلکہ جوئے خون خونخوار زمین پر جاری ہوئی جملہ دیو لشکر عفریت اس دیو کے قتل ہونے
کا نہایت [illegible] کی اور [illegible] صاحب تب تھرانے لگے ہر ایک دیو کا چہرہ سیاہ خوف امیر سے مائل بزردی ہوگیا ناظرین
کتاب [illegible] اگر یہ اعتراض کریں کہ حمزہ صاحبقران کا ہاتھ دیو بلند قامت کے سر تک کیونکر پہونچا کہ جو خونخوار دندان
قتل ہوا ہم اسکا یہ جواب دیتے ہیں کہ ناظرین کو یاد ہوگا کہ کوہ سراندیب پر حضرت آدم علیہ السلام نے امیر کو
عالم خواب میں ایک بازوبند مرحمت فرمایا تھا اور ارشاد کیا کہ ای فرزند اس بازوبند کو اپنے بازو پر باندھنا
ایسا ہی کوئی حریف بلند قامت ہوگا اور صاحب قوت ہوگا تلوار تمہاری بہ برکت بازوبند کو اسکے سر پر پہونچیگی
اور بازو تمہارا اس بازوبند کی برکت سے نہ تھکیگا چنانچہ وہی بازوبند امیر کے بازو پر بندھا تھا اوسی بازوبند کی
برکت سے ہاتھ امیر کا دیو کے سر تک پہونچا اور قتل ہوا جیسا کہ لکھا گیا الغرض بعد قتل ہونے دیو خونخوار دندان
کے عفریت نے ہرچند داہنی جانب اور بائیں جانب اپنے لشکر کے دیوؤں کو دیکھا اور ہر دیو کو کہا کہ جاکر امیر
سے مقابلہ کرو اور کسی طرح اسے ہلاک کرو لیکن کوئی واسطے مقابلہ حمزہ صاحبقران کے نہ نکلا اور کسی نے کچھ جواب نہ دیا

اپنا سر جھکالیا عفریت نے یہ حال دیکھکر طبل بازگشت بجوایا جب صدائے طبل بازگشت کی بلند ہوئی ہر ایک دیو نے آواز سنی آخر عفریت لشکر اپنا لیکر لشکرگاہ پر چلا گیا حمزہ صاحبقران بھی روبروی شہپال آئے شہپال بہت خوش ہو کر اور حمزہ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر مع لشکر دیو و پریزاد اپنی لشکرگاہ کیطرف روانہ ہوا اور بعد طی کرنے راہ کے داخل بارگاہ سلیمانی

داستان لستان قید ہو جانا امیر با توقیر اور ملکہ آسمان پری کا اور نامہ لکھنا عفریت کا سمندون ہزاردست کو اور آنا دیو سیامک کا اور رنجیدہ ہو کر شریک شہپال ہونا پھر رہا ہو کر لڑنا لشکر عفریت بدکردار سے

راویان خوش صفات صاف صاف اس داستان پردہ قاف کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب عفریت نابکار میدان کارزار سے اپنی لشکرگاہ پر پہونچا اور داخل بارگاہ ہوا بسبب رنج و غم کے عفریت نے طعام تناول نہ کیا اور بارگاہ میں محزون و ملول بیٹھا رہا اور کسی سے کچھ کلام نہ کیا جب عفریت نے تناول نہ کیا اوسوقت مادر عفریت کہ جو کاہنہ کامل تھی بموجب محبت مادری کے پاس عفریت کے آئی اور کہنے لگی ای فرزند آج تو طعام کیوں تناول نہیں کرتا باعث تیرے صدمہ و ملال کا کیا ہے عفریت نے اپنی ماں سے کہا کیا طعام تناول کروں مجکو نہایت صدمہ ہے مادر عفریت نے پوچھا ای فرزند بیان کر کہ مجکو کس وجہ سے ہے عفریت نے کہا ای مادر مہربان باعث رنج و ملال یہ ہے کہ امیر نے میری کئی دیووں کو قتل کیا ہے آج میں نے ہر چند اپنے لشکر کے دیوں سے کہا کہ اس آدم زاد کو میدان میں جاکر قتل کرو اور اس سے مقابلہ کرو لیکن کوئی دیو آدم زاد سے بسبب خوف کے لڑنیکو نہ گیا اور کسینے میرے حکم کی تعمیل نہ کی آخر میں بمجبوری طبل بازگشت بجوا کر میدان رزم سے چلا آیا اب مجکو یہ فکر ہے کہ دیکھئے انجام اس لڑائی کا کیا ہوتا ہے یہ آدم زاد مجکو قتل کرتا ہے یا میرے ہاتھ سے مارا جاتا ہے بظاہر تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ مجھی کو یہ آدم زاد قتل کریگا کیونکہ نہایت شجاع اور بہادر ہے ذرا آپ اسوقت اپنے علم سے دریافت کیجئے کہ میں اس آدم زاد پر فتحیاب ہونگا یا آدم زاد مجھپر فتحیاب ہوگا مادر عفریت نے کہ نام ملعونہ تھا بہ شفقت مادری کہنے لگی کہ ای فرزند دلبند تو کھانا تو کھا میں ابھی اپنے علم کے ذریعے سے حال فتح و شکست بتائے دیتی ہوں تو اسقدر کیوں رنجیدہ خاطر ہے یہ کہکے ملعونہ نے طعام طلب کیا چند دیو طعام و آب لیکر آئے عفریت نے اپنی ماں کے کہنے سے طعام تناول کیا اور بعد اکل و شرب کہنے لگا کہ اب دریافت کیجئے کہ انجام جنگ کا کیا ہوگا ملعونہ نے طریقے سے کہانت کے بعد غور و فکر بسیار کے کچھ لیا دریافت کیا کہ نالہ بلند کیا اور نہایت اشکبار ہو کر زمین پر مثل ماہی بے آب تڑپنے لگی اور نالہ و فریاد کر کے سر پیٹنے لگی اور بال سر کے نوچنے لگی عفریت اپنی مادر کا یہ حال دیکھکر گھبرایا اور پوچھنے لگا کچھ کہیے تو آپ کو کیا دریافت ہوا میری جان کی تو خیر ہے ملعونہ نے ضبط گریہ کر کے جواب دیا ای پسر کیونکر تیری جان کی خیر نہیں ہے مجکو ثابت ہوتا ہے کہ یہ آدم زاد ضرور تجکو قتل کریگا اور مجکو تیرے غم و الم میں رونا ہے گا اوسوقت جسقدر دیو بارگاہ میں قریب عفریت کے بیٹھے تھے سب دست بستہ عرض کرنے لگے حضور آپ ایک نامہ سمندون ہزاردست کو اس مضمون کا لکھیے کہ ہماری مدد اور کمک کو مع لشکر جلد آؤ اور اس آدم زاد یعنی امیر کو آکر قتل کرو عفریت نے دیووں کو جواب دیا مجھے شرم آتی ہے کہ میں سمندون ہزاردست کو بغرض امداد نامہ لکھوں اور اوسے بلاؤں میں ہرگز اوسے نامہ نہ لکھونگا کیونکہ جب نامہ میرا اوسکے پاس پہونچیگا اور وہ نامہ میرا پڑھیگا تو میری بزدلی اور نامردی پر ہنسے گا اور تمام دیو اوسکے لشکر کے مجھپر خندہ کرینگے اور کہینگے کہ عفریت باوجودیکہ

خود بھی قوی ہی اور لشکر بھی ساتھ لاکھ دیوؤن کا رکھتا ہی اور ایک آدم زاد نحیف الجثہ اوس سے قتل کیا نہین جاتا
اسیطرح سندون ہزار دست بھی کیگا غرض نامہ لکھنا باعث میری ذلت وحقارت کا ہوگا عفریت یہ کہکر
خاموش ہوا تھا کہ خرپا دیو اپنی جگہ اوٹھا اور دست بستہ عرض کرنے لگا کہ ای افسر اور بادشاہ ہمارے آپ مطلق فکر اندیشہ نکیجے
اور اپنی والدہ کو تسکین دیجیے مین آدمزاد یعنے امیر کو ضرور گرفتار کرکے آپ کے حوالے کر دونگا آپ قتل کر ڈالیے گا عفریت
نے خوش ہوکر پوچھا اے خرپا کسطرح حمزہ کو گرفتار کریگا کیا کریگا خرپا نے عرض کیا خداوند نعمت آج آپ نقارہ رزمی
وطبل جنگی بجوائین صبحکو میدان کارزار مین مع لشکر تشریف لیجائین پہلے کسی اور دیو کو واسطے مقابلہ آدم زاد کے میدان
مقابلہ مین بھیجین اگر وہ دیو قتل ہوجاتا تو اپ مجھسے کہیے گا کہ اب تو جا کر حمزہ سے مقابلہ کر مین اوسوقت انکار کر دونگا اور یہ عرض
کرونگا کہ مین آدمزاد سے مقابلہ نکرونگا مجھے اپنی جان دینا اور قتل ہونا منظور نہین ہی علاوہ اس گفتگو کی ای بادشاہ
مین اوسوقت اور بھی گستاخانہ ایسے کلام کرونگا آپ بظاہر مجھسے رنجیدہ ہوکر مجبور زدوکوب کرکے اپنے لشکر سے نکال
دیجیے گا اور طبل بازگشت بجوا کر چلے جایئے گا اور مین روتا ہوا شہبال بن شہرخ کے پاس جاؤنگا اور اوس سے فریاد
کرونگا ای بادشاہ شہبال رحم دل ہی اوسے میرے حال پر رحم آجائیگا اور اپنے لشکر مین داخل کر لیگا چند روز کے زمانہ مین
کسی نہ کسی طرح امیر اور ملکہ آسمان پری کو گرفتار کرونگا ملکہ کو تو کہین قید کر آؤنگا اور امیر کو گرفتار کرکے حضور کے
پاس لے آؤنگا آپ حمزہ کو فوراً قتل کر ڈالیے گا جب حمزہ ہی قتل ہوجائیگا پھر آپ کو کون قتل کریگا عفریت اور مادر عفریت
دونون تقریر خرپا کی سنکے خوش ہوے اور اوسکے مکر وفریب فہم وفراست کی بہت تعریف کی بعد تعریف کرنے کے عفریت نے
حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین طبل جنگ بجوایا جاے فوراً موافق حکم دیوون نے نقارہ رزمی بجایا آواز نقارہ جنگی سے زمین کانپنے
لگی جسوقت صداے نقارہ رزمی بلند ہوئی چند دیو خدمت مین شہبال کے بعجلت آئے اور بعد اداے تسلیم کے بعد دعا
اپنی زبان اسطرح دعا وثناے شاہی بجالا کر عرض کرنے لگے **اشعار** ہمیشہ تا کہ نگردد ہلال گرد زمین
چنانکہ شود با پدر رجیل مقیم ✦ حسود تو ز نعیم تو بیر در طالع ✦ بود غریب چو طالع بر آسمان لئیم
تحقیق اسنو عفریت بدکردار نے طبل جنگی بجوایا ہی باتی حیرت ہی شہبال نے تقریر دیوون کی سنکے حکم کیا کہ ہمارے لشکر مین
بھی نقارہ رزمی بجے بموجب حکم طبل رزمی اور نقارہ جنگی پر قلاب چینی اور کباب چینی نے چوب لگائی صداے
نقارہ جنگی بلند ہوئی دیوون کے دل دہل گئے طبقے زمین کے ہل گئے دیوؤن اور بہادرون نے صداے نقارہ جنگی
سنکے آلات حرب وضرب کی درستی کرنی شروع کی آخر تمام شب گذر کے وہ وقت آیا کہ بیت یکایک صبح کا اوٹھا
ستارہ ✦ کیا تاریکی شب نے کنارہ ✦ صبحکو دونون لشکر بہ کروفر میدان مین آکر صف آرا ہوے دیو سخران
فیل زور عفریت کیطرف سے میدان مین آیا اور امیر کو اوسنے ہم مقابل طلب کیا حمزہ صاحبقران نے
شہبال وغیرہ سے رخصت ہوکر سخران فیل زور سے مقابلہ کیا سخران نے وار شمشاد ہمراہ امیر پر لگائی امیر نے شمشاد
کی ضرب سے بچا کر کھوا کھینچی اور سخران پر لگائی سخران فیل زور دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا بعد قتل ہونے سخران فیل زور
کے عفریت نے دیو خرپا سے مخاطب ہوکر کہا کہ ای خرپا اب تو جا اور اس آدمزاد سے مقابلہ کر خرپا نے بآواز بلند
کہا کہ ای بادشاہ مین اس آدمزاد سے ہرگز ہرگز لڑنے کو نہ جاؤنگا مجکو قتل ہونا منظور نہین ہی اوسکو میدان مین بھیج یا خود
اس آدمزاد سے مقابلہ کر عفریت نے دیوؤن سے کہا کہ خرپا کو زدوکوب کرکے ابھی ہمارے لشکر سے نکالدو کیونکہ یہ ہمارا حکم
بجا نہین لاتا ہی اور ہم سے گفتگو سخت کرتا ہی دیوؤن نے بموجب حکم عفریت کے خرپا کو کچھ زدوکوب کرکے نکال دیا
امیر بانوقیر اور شہبال بن شہرخ وغیرہ نے دیکھا کہ عفریت نے دیو خرپا اپنے لشکر سے نکلوا کر اور طبل بازگشت بجوا کر

لشکرگاہ کیطرف چلا گیا حمزہ صاحبقران بھی میدان مصاف سے پھرے اور ہمراہ شہپال وغیرہ بارگاہ سلیمانی میں آئے
شہپال بارگاہ میں جاکر تخت پر بیٹھا امیر بھی قریب شہپال کے کرسی جواہر نگار پر بیٹھے اکثر دیو و پریزاد و معزز و معتبر
بھی بارگاہ سلیمانی میں صندلیوں پر بصد ادب بیٹھے شہپال امیر سے کچھ کہا چاہتا تھا ناگاہ چند دیو خدمت شہپال بن شاہرخ میں
حاضر ہوئے اور بعد بجا لانے دعا و ثنائے شاہی کے عرض کرنے لگے کہ اے شہنشاہ فلک بارگاہ اسوقت دیو خرپا نالہ و فریاد کرتا
دربارگاہ حضور پر آیا ہے عفریت نے اوسے اپنے لشکر سے نکال دیا ہے امیدوار ہے کہ حاضر خدمت حضور ہوکر شرف زمین بوسی بجالائے شہپال
نے حکم دیا کہ خرپا کو ہمارے روبرو لاؤ دیو دوڑے ہوئے خرپا سے کہا جا تجکو شہپال نے طلب کیا ہے خرپا روبروے شہپال جاکر بعد ادائے آداب شاہی کے دعا و ثنا
بجا لایا اور عرض کرنے لگا کہ مجکو عفریت بدسرشت نے اپنے لشکر کے باہر نکال دیا ہے امیدوار ہوں کہ اب حضور کی خدمت عالی میں حاضر رہوں شہپال
نے رحم کرکے دیو خرپا سے کہا کہ اب تو عفریت کے لشکر میں نہ جانا اب ہمارے ہی لشکر میں رہ خرپا نے یہ تقریر شہپال کی
سنکے مجرا کیا اور باجازت شہپال موافق اپنے رتبے کے بارگاہ سلیمانی میں بیٹھا دوسرے روز ملکہ آسمان پری
بے امیر ہمراہ چند پریوں کے ایک جانب تخت پر سوار ہوکے روانہ ہوئی خرپا نے جو دیکھا یہ بھی اوسطرف چلا
اور تھوڑی دور جاکر مارا اور تخت پر سے ملکہ آسمان پری کو لیجاکر جزیرہ شبنم میں قید کیا اور جلد تر خدمت
شہپال میں آیا اور اپنی جگہ پر بیٹھا شہپال اور امیر با توقیر وغیرہ کو خرپا دیو کی شرارت سے مطلق آگاہی نہوئی جب
سلطان ازرق نے جملہ پریوں اور دیووں سے پوچھا کہ ملکہ آسمان پری کہاں ہے سب نے عرض کیا واسطے سیر کے
گئی ہیں جب زمانہ زیادہ گذرا اور ملکہ آسمان پری نہ آئی اوسوقت سلطان ازرق نے شہپال سے اور ملکہ
آسمان پری کا احوال بیان کیا اور کہا میں نے سنا ہے کہ ملکہ سیر کے واسطے گئی تھیں ابھی تک نہیں آئیں ہیں شہپال
بن شاہرخ یہ حال سنکے نہایت پریشان ہوا اور دیو اور پریوں کو واسطے تلاش ملکہ آسمان پری کے چہار طرف
روانہ کیا اور اکثر دیووں اور پریوں سے ملکہ آسمان پری کا حال پوچھا چند پریوں نے عرض کیا خداوند نعمت ہم
ملکہ کے ہمراہ واسطے سیر کے جاتے تھے ناگاہ ایک دیو ملکہ کو تخت سے اوٹھا لے گیا ہم اوسکو روک نہ سکے شہپال
نے پریوں سے سنکر خرپا کے اوپر گمان بھی نہ کیا غرض دیو اور پریزاد تو بتلاش ملکہ آسمان پری گردہ گردہ
چہار طرف گئے ہیں لیکن اب حال امیر با توقیر کا لکھا جاتا ہے کہ جب امیر با توقیر کو معلوم ہوا کہ کوئی دیو ملکہ آسمان پری
کو تخت سے اوٹھا کر لے گیا ہے امیر صدمہ جدائی ملکہ آسمان پری سے اسقدر بیتاب اور بے قرار اور اشکبار ہوئے
کہ اگر مفصل بیقراری اور اشکباری امیر کی تحریر کیجائے تو نہایت طول ہو اور یہ داستان کئی جزوں میں تمام ہو بسبب
خیال طول حال بے قراری و بیتابی حمزہ صاحبقران لکھا نہیں گیا جب تین چار روز گذر گئے اور ملکہ آسمان پری
کا کچھ پتہ اور نشان نملا شہپال اور امیر با توقیر نہایت مضطر اور پریشان خاطر ہوئے خواب و خور حرام ہوگیا لشکر میں
تہلکہ پڑگیا ہر ایک دیو پری کو آسمان پری کا ملال ہوا دیو خرپا نے بعد چند روز کے ہنگام شب امیر کو بیہوش کیا اور امیر کو
اوٹھا کر طرف لشکر عفریت کے لیچلا اودہر عفریت اپنی بارگاہ میں بیٹھا تھا کہ دیو ارجل اور ارجال اور سلمان نے آکر عفریت
کو سلام کیا اور اپنی اپنی جگہ بیٹھے عفریت نے دیووں سے کہا کہ ابھی تک دیو خرپا نہیں آیا نہیں معلوم کس فکر و تردد
میں ہے اوسکا ہونا اور عفریت اور دیووں نے عرض کیا کہ دیو خرپا امیر کے قید و گرفتار کرنے کی فکر میں ہوگا جب وہ امیر کو گرفتار کریگا
اوسوقت حاضر ہوگا ابھی دیو یہ گفتگو کر ہی رہے تھے کہ خرپا آیا اور عفریت کو سلام کرکے عرض کرنے لگا کہ بڑی مشکل سے میں نے امیر
کو بیہوش کیا ہے لیجئے امیر کو حوالہ عفریت کیا عفریت بہت خوش ہوا اور خرپا کو اوٹھاکر گلے سے لگا لیا اور بعد دینے انعام کثیر کے

ادسے اپنا وزیر کیا پھر لشتپارہ امیر کا چادر سے کھلوا کر عفریت نے جو رخ امیر بیہوش ہے لیکن بسبب رعب و
دبدبہ کے عفریت کانپنے لگا اور پھر سو ستون کی قید میں امیر کو گرفتار کیا بعد طوق سلاسل وغیرہ پیشانی کے
عفریت نے حکم کیا کہ امیر کو اب ہوشیار کرو خبریا نے امیر کو ہوشیار کیا جب امیر کی آنکھ کھلی دیکھا کہ تخت پر
عفریت بیٹھا ہے صدہا دیو دیں دیسار عفریت کے بیٹھے ہیں اور اپنے تئیں گرفتار پایا امیر نے طرف آسمان کی
دیکھا عفریت نے امیر سے پوچھا ای آدم زاد دیکھا تو نے کہ میں کیسا قوی دلیر ہوں کہ میں نے تجھے گرفتار
کر لیا امیر نے جواب دیا او بے حیا تو نے مکر سے مجھکو قید کرا لیا اگر اسوقت بھی ایک ہاتھ میرا کھول دے اور پھر مجھکو
گرفتار کرلے تو میں جانوں کہ تو دلیر ہے عفریت نے کہا ای آدم زاد میں ایسا نادان نہیں ہوں کہ تجھے رہا کرکے
اور ایک ہاتھ تیرا کھولکے اپنے اوپر خرابی لاؤں اور تیرے ہاتھ سے قتل ہوں یہ کہکے عفریت نے جلاد کو طلب
کیا جب جلاد آیا عفریت نے حکم کیا ای جلاد اس آدم زاد کو لیجا اور جلد قتل کر سر اسکا میرے پاس لی آ
جسوقت عفریت نے جلاد سے یہ تقریر کی اور جلاد نے بازو امیر کا پکڑا اوس وقت امیر نے رجوع قلب خداوند عالم
سے اپنے قتل ہونے کی دعا کی فوراً دعا امیر کی مستجاب ہوئی اور بقدرت پروردگار دختر عفریت کہ نام اوسکا
مستورہ تھا عفریت کے پاس آئی اور امیر کو دیکھکر عاشق اور اپنے باپ سے پوچھنے لگی کہ اس آدم زاد
نے کیا قصور کیا کیوں جلاد اسکو قتل کرنے کے واسطے لیے جاتا ہے عفریت تمام حال از ابتدا تا انتہا اپنی دختر
سے بیان کیا اور کہا ای آدم زاد کا قتل کرنا میرے نزدیک بہتر اور مناسب ہے مستورہ نے تقریر اپنے پدر کی سنکے کہا
کہ یہ آدم زاد شہپال سے تعلق رکھتا ہے اگر یہ قتل ہو جائیگا تو شہپال اور آپ سے سخت لڑائی ہوگی اور انجام
جنگ کا اچھا ہو گا میرے نزدیک مناسب ہے کہ آپ اس آدم زاد کو بالفعل قید کیجیے اور ایک نامہ سمندون ہزار دست کو اس مضمون
کا لکھیے کہ میں نے امیر کو قید کیا ہے اور شہپال سے مجھسے لڑائیاں ہو رہی ہیں لہذا میں چاہتا ہوں کہ آپ میری مدد کیواسطے آئیں
اور اس آدم زاد کو قتل کرنے یا قید کرنے بارے میں بھی کچھ فرمائیں عفریت نے یہ گفتگو اپنی دختر کی سنکے خیال کیا کہ دختر
سچ کہتی ہے یہ خیال کرکے حکم کیا کہ امیر کو زندان میں قید کرو اور دیو افراغ سے کہا کہ تو اس آدم زاد کی حفاظت کر خبردار کوئی
زندان سے اسے نہ لیجائے دیو افراغ نے عرض کیا کیا مجال کہ کوئی غیر زندان تک نہ پاوے اور کیا کسی کی طاقت اور قدرت
کہ اس مجرم کو زندان سے رہا کرکے لیجائے یہ کہکر دیو افراغ ہمراہ امیر کے زندان تک گیا دیووں نے امیر کو زندان میں قید کیا
دیو افراغ مع اور دیووں کے واسطے حفاظت و نگہبانی کے در زندان پر بیٹھا بعد قید کرنے امیر کے عفریت نے نامہ
سمندون ہزار دست کو لکھا اور ایک دیو کو نامہ دیکر کہا کہ یہ نامہ سمندون ہزار دست کے پاس لیجا دیو نامہ لیکر روانہ
ہوا جب صبح ہوئی شہپال بیدار ہو کر تخت پر بیٹھا ناگاہ چند دیو اور پریوں نے آکر عرض کیا کہ ای شہنشاہ ذیجاہ امیر کو رات کو
کوئی لیگیا فرش خواب پر امیر نہیں ہیں شہپال یہ حال سنکے اور زیادہ پریشان خاطر ہوا اور بعد فکر بسیار عبدالرحمن
جنی سے کہا کہ تم علم رمل سے دریافت کرو کہ کون شخص امیر کو لیگیا ہے عبدالرحمن نے قرعہ پھینک کر اور اشکال پر
نظر کرکے زائچہ کھینچا اور بعد فکر و غور عرض کیا کہ ای شہنشاہ ذی رتبہ و عالیجاہ مجھکو ثابت ہو گیا ہے کہ دیو خبریا
امیر کو لیگیا ہے شہپال یہ تقریر عبدالرحمن جنی کی سنکے نہایت مضطر اور پریشان خاطر ہوا عبدالرحمن نے عرض کیا کہ ای شہنشاہ
آپ پریشان خاطر نہوں امیر جلد رہا ہو کر حضور کے پاس آئینگے شہپال کے دلکو عبدالرحمن کی اس تقریر سے تسکین ہوئی
شہپال تو خیال ملکہ آسمان پری اور صبر میں مخزون ہے لیکن اب حال سنو کہ دختر عفریت کا لکھا جاتا ہے کہ جسکا نام مستورہ
تھا عشق امیر میں بیتاب و بیقرار ہو گئی اور بڑی دیر تک فکر کیا آخر بعد فکر بسیار قریب نصف شب زندان پر گئی دیو افراغ نے اسکو

سلام کیا مستورہ نے کہا اے دیو افراغ میں اسوقت اسواسطے آئی ہوں کہ آدم زاد کو ایک نظر دیکھ لوں دیو افراغ
نے کہا میں آپ کو زندان میں نجانے دونگا کیونکہ مجکو حکم زندان میں جانے دینے کا نہیں ہے مستورہ نے دیو افراغ
کو کچھ جواہر دیا اور کہا میں ابھی آدم زاد کو دیکھکے چلی آتی ہوں میرے باپ کو اس امر کی کوئی خبر نہ کریگا کیونکہ اسوقت
سوا تیرے یہاں کوئی نہیں ہے پس تو کیوں ڈرتا ہوں دیو افراغ نے بہ طمع جواہر مستورہ کو زندان میں جانیکی
اجازت دی جب مستورہ داخل زندان ہوئی دیکھا کہ امیر محزون و ملول طوق و سلاسل میں گرفتار زندان میں
بیٹھے ہیں مستورہ سمجھی کہ یقیناً یہ آدمزاد اپنے قید ہونے سے ملول ہے اُسکو یہ معلوم تھا کہ امیر خیال ملکہ آسمان پری اور
ملکہ مہر نگار میں محزون و ملول ہیں غرضکہ مستورہ نے امیر کو پریشان خاطر و چشم پرنم دیکھکر اپنی زبان میں
کہا کہ اے آدم زاد آگاہ ہو کہ میں بیٹی عفریت کی ہوں اور تیری دیکھکر تجھپر عاشق ہوگئی ہوں اگر تو مجھسے ہمبستر ہو تو
میں ابھی تجھکو قید سے چھڑا دوں اور میں تیرے وصل سے شاد کام ہوں امیر با توقیر خیال ملکہ آسمان پری
اور ملکہ مہر نگار میں بیٹھے ہوئے تھے مستورہ کی مہیب شکل دیکھکر اور گفتگو بیہودہ سنکے برہم ہوئے چونکہ مستورہ
عنقریب امیر کھڑی ہوئی تھی امیر نے غصے سے ہاتھ کی ہتھکڑی جو ماری سر مستورہ کا پھٹ گیا اور وہ زمین پر
گر کے تڑپنے لگی تھوڑی دیر میں تڑپ تڑپ کے ہلاک ہوگئی اور دار فنا سے سوئے جہنم گئی جب زیادہ دیر ہوئی اور
مستورہ زندان سے باہر نہ آئی افراغ کو تردد ہوا آخر زندان میں گیا وہاں دیکھا کہ مستورہ کا سر شق ہے اور
مری ہوئی پڑی ہے دیو افراغ یہ حال دیکھکر نہایت گھبرایا اور سمجھا کہ آدمزاد نے مستورہ کو مار ڈالا ہے دیکھئے
اب کیا ہوتا ہے یہ سمجھکے باہر زندان کے آیا اور وقت سحر خدمت عفریت میں جاکر عرض کرنے لگا کہ اے بادشاہ ہمارے
بڑا غضب ہوا حضور کی دختر نہیں معلوم کیونکر زندان میں چلی گئی آدمزاد نے اوسکو مار ڈالا ہے میں بے خطا
ہوں میں نے آپکی دختر کو زندان میں جاتے نہیں دیکھا اگر میں آپکی دختر کو جاتے دیکھتا تو کبھی نہ جانے دیتا
عفریت دیو افراغ کی گفتگو سنکے اپنی دختر کے مرجانے سے نہایت مغموم ہوا اور اوسی عالم رنج و غم میں عفریت
دیو افراغ سے بولا کہ جلد امیر با توقیر کو زندان سے میرے پاس لے آ تاکہ میں اوسے قتل کروں اور اپنی کا انتقام
ابھی عفریت بد سرشت یہ کہہ رہا تھا کہ یکایک غلغلہ عظیم ہوا عفریت نے گھبرا کر پوچھا کہ شور کیسا ہے دیوؤں نے عرض کیا کہ
سیامک بھانجا سمندون ہزار دست کا بکثرت دیو اپنے ہمراہ لیکر آیا ہے اور ایک نامہ سمندون ہزار دست
کا لایا ہے عفریت نے یہ سنکے حکم دیا کہ جلد دربار آراستہ ہو بموجب حکم بصد عجلت دربار بخوبی آراستہ ہوا تھوڑی دیر میں
سیامک بھی دربار عفریت میں آیا اور بعد سلام کے نامہ سمندون ہزار دست عفریت کو دیا عفریت نے نامہ پڑھا
نامہ میں لکھا تھا کہ اے عفریت نامہ پہونچا حالات مندرجہ سے مجکو بخوبی آگاہی ہوئی چونکہ تمنے مجکو برائے
اعانت بلایا تھا اور فی الحال مجکو بعض بعض امور ضروریہ سے مہمات اور فرصت نہیں ہے اسوجہ سے بعوض اپنے
بھانجے سیامک کو تمہارے پاس بھیجا ہے اب تمکو لازم کہ موافق تدبیر سیامک کے شہپال سے لڑنا اور آدمزاد
کو بھی اسی کی مشورہ لیکر قتل کرنا یا قید کرنا اور اسکو مثل میرے تصور کرنا عفریت نے اس مضمون سے آگاہ
ہوکر نامہ رکھدیا اور سیامک کو برابر دیو خرپا کے بٹھایا خرپا کے برابر بیٹھنے سے سیامک کو ملال ہوا
سیامک نے عفریت سے تو کچھ نہ کہا لیکن خرپا سے بصد غضب کہا او نالائق میرے پاس سے اوٹھ جا اور کہیں
جا کر بیٹھ تیری بھی یہ لیاقت ہے کہ تو میرے برابر بیٹھے دیو خرپا گفتگو سیامک سنکے عفریت کیطرف دیکھنے
لگا عفریت نے کہا اے سیامک دیو خرپا کو اپنے برابر بیٹھا رہنے دو اسکو میں نے اپنا وزیر کیا ہے اور

اس نے یہ کارنمایاں کیا ہی کہ آدم زاد کو یعنے امیر کو پکڑ لایا ہی میں اس سے نہایت خوش ہوں سیامک نے تقریر عفریت
سنکے عفریت سے تو کچھ نہ کہا لیکن خرپا کیطرف متوجہ ہوکر بصد عتاب کہا کہ او ملعون یہاں سے اوٹھ جا اور اپنے
ہمسر اور ہمرتبہ دیوؤں کے پاس جا کر بیٹھ خرپا نے جواب دیا کہ او سیامک تو خود میرے پاس سے اوٹھ جا کہ تو لایق تیرے
برابر بیٹھنے کے نہیں ہی سیامک یہ تقریر خرپا کی سنکے برہم ہوا اور طوق کو گردن خرپا کے پکڑ کے اپنی طرف کھینچا اور
ایک گھونسا کلے پر خرپا کے اسطرح مارا کہ خرپا کے دانت ٹوٹ گئے منھ سے لہو بہنے لگا اور چند دانت ٹوٹ کر دہن
سے زمین پر گر پڑے ہر چند کہ اوسوقت صدہا دیو دربار میں عفریت کے بیٹھے تھے لیکن کسیکو اتنی جرات نہوئی
سیامک کو منع کرے یا سیامک سے مقابلہ کرے سب دیو خاموش بیٹھے رہے عفریت کو خرپا کے دانت ٹوٹنے
کا ملال ہوا عفریت چاہتا تھا کہ کچھ کہے ناگاہ سیامک اپنی جگہ سے برہم ہو کر اوٹھا اوسوقت جسقدر دیو کہ ہمراہ سیامک
آئے تھے وہ سب بھی اوٹھے اور ہمراہ سیامک کے دربار عفریت سے باہر نکلے سیامک اوسی غیظ و غضب میں بارگاہ
شہپال ابن شہرخ کے قریب پہونچا شہپال کو خبر ہوئی کہ سیامک عفریت سے رنجیدہ ہو کر آتا ہی شہپال نے
فوراً دیوونکو برائے استقبال بھیجا دیو سیامک کو بصد عزت و حرمت بارگاہ سلیمانی میں لائے سیامک نے
شہپال کو سلام کیا شہپال نے سیامک کو اوس جگہ بٹھایا جس جگہ کبھی عفریت نہ بیٹھتا تھا سیامک دل میں خوش
ہوا اور خیال کرنے لگا کہ شہپال نے میری نہایت عزت کی اور عفریت کی جگہ کہ وہ کسی زمانہ میں سپہ سالار
تھا مجکو بٹھایا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہی کہ شہپال نے مجکو اپنے کل لشکر کا سپہ سالار کیا ہی سیامک ابھی یہ خیال کر
رہا تھا اور خوش ہو رہا تھا کہ شہپال نے سیاہ کلاہ سیامک کو بطور خلعت عطا کی بعض کہتے ہیں کہ سیاہ قبا شہپال
نے سیامک کو بطور خلعت عطا کی الغرض سیامک اور شاد و مسرور ہوا شہپال سے عرض کرنے لگا کہ آپ طبل جنگ
میرے نام پر بجوائیے میں عفریت نابکار سے مجادلہ اور مقابلہ کرونگا شہپال نے بموجب کہنے سیامک کے نقارہ
رزمی بجوایا بعض راویوں کا مقولہ ہے کہ عفریت نے پہلے طبل رزمی بجوایا غرض بہرطور تمام رات دونوں
لشکروں میں تیاری جنگ کی ہوئی ہر ایک دیو نے آلات حرب و ضرب کی درستی کی ہنگام صبح دونوں
لشکر کروفر میدان میں آئے بعد صف آرائی کے دیو خرپا میدان جنگ میں آیا سیامک سیاہ کلاہ نے
مقابلہ کیا خرپا نے وار شمشاد بقہر و غضب سیامک سیاہ کلاہ پر لگائی سیامک نے وار شمشاد کو خالی دیکر
خود بھی وار شمشاد سر خرپا پر بصد بنیاد ماری خرپا نے سر کو ضرب وار شمشاد جو شانے پر پڑی شانہ خرپا
کا ٹوٹ گیا خرپا مجروح ہو کر لشکر عفریت میں چلا گیا بعد اسکے لشکر عفریت سے متواتر چند دیو نکلے
سیامک سیاہ کلاہ نے ایک کو قتل کیا آخر عفریت خود بقہر و غضب میدان کارزار میں آیا اور بعد جنگ
سیامک سیاہ کلاہ کو گرفتار کر کے اپنے لشکر میں لیگیا اور طبل بازگشت بجوا کر اپنی فرودگاہ لشکر پر چلا گیا جب
عفریت اپنی بارگاہ میں پہونچا حکم کیا کہ سیامک سیاہ کلاہ کو لاؤ جس وقت بلا زمان عفریت سیامک کو لے آئے
عفریت نے بقہر و غضب حکم کیا کہ سیامک سیاہ کلاہ کو قتل کرو دیو دیلم عفریت سے عرض کیا یہ بھانجا سمندون
ہزار دست کا ہے حضور اسے قتل نہ کرائیں اگر یہ قتل ہو جائیگا تو سمندون ہزار دست لشکر کثیر لیکر آئیگا اور حضور
سے مجادلہ کریگا پس بہتر اور مناسب یہی ہے کہ سیامک کو چھوڑ دیجیے عفریت نے بموجب عرض کرنے دیلم دیو
کے سیامک سیاہ کلاہ کو قید سے آزاد کیا اور پھر برابر خرپا کے بیٹھنے کو کہا سیامک پھر ناراض ہوا لیکن بنابر
اوس مصلحت برابر خرپا کے بیٹھا جب شام ہوئی دربار برخاست ہوا سیامک دربار سے باہر بارگاہ کے آیا اور اپنی بارگاہ

کیجانب چلا ناگاہ چند دیوؤن نے بہ آواز بلند کہا کہ اسطرف کون آتا ہی خبردار ادھر کو نہ آئے سیامک سیاہ کلاہ نے لشکر عفریت کے دیوؤن سے پوچھا کہ یہ لوگ کیون روکتے ہین دیوؤن نے کہا اسطرف زندان ہی خریا نے امیر کو گرفتار کیا ہی وہ اسی زندان مین قید ہے اسیوجہ سے دیوا دسطرف کسیکو آنے نہین دیتے ہین سیامک نے یہ تقریر دیوؤن کی سنکے خیال کیا زندان مین جاکر آدمزاد کو دیکھنا چاہیے یہ خیال کرکے سیامک اور آگے بڑھا دیوؤن نے روکا سیامک نے قریب دیوؤن کے جاکر کہا کہ مین سیامک ہون مجھے کیون روکتے ہو دیوؤن نے کہا زندان مین آدمزاد قید ہی اور ہم نگہبان ہین اسوجہ سے آپکو روکا تھا پر تمہا- کا سیامک نے ہنسکے کہا کہ اگر تمہاری خلاف طبع نہو تو ہم ذرا آدمزاد کو دیکھ لین ہمکو آدمزاد کے دیکھنے کا نہایت اشتیاق ہی دیوؤن نے برہم اور ترش رو ہوکر جواب کہ ہم تو ہرگز زندان نہ جانے دینگے اگر تم جاؤگے تو سزای معقول پاؤگے سیامک سیاہ کلاہ کو یہ تقریر سنکے از حد غصہ آیا اور دار شمشاد اوٹھاکر اول دیو افراغ کے سر پر لگائی دیو افراغ ضرب دار شمشاد سے جانبر نہوا پھر دیوؤنکو بھی اسیطرح ہلاک کیا اور دروازہ کو توڑکر اندر زندان کے گیا اور امیر کو اپنے کاندھے پر بٹھاکر زندان سے باہر آیا اور طرف بارگاہ شہپال کے چلا دیوؤن نے عفریت سے جاکر عرض کیا کہ سیامک دیو افراغ وغیرہ کو قتل کرکے آدمزاد کو لیے جاتا ہی عفریت یہ خبر سنکے برہم ہوا اور دار شمشاد اوٹھاکر عقب سیامک چلا چند دیو بھی ہمراہ عفریت کے ہوئے یہ خبر ہرکارون نے شہپال بن شاہرخ کو پہونچائی کہ سیامک سیاہ کلاہ امیر با توقیر کو اپنے کاندھے پر سوار کیے ہوے آتا ہی اور پیچھے اوسکے عفریت مع لشکر بقصد ہلاکی سیامک چلا آتا ہی شہپال نے یہ خبر سنکے فوراً حکم دیا کہ کل دیو پریزاد آمادہ کارزار ہون بموجب حکم شہپال کل دیو اور پریزاد مستعد جنگ کے ہوے ہر ایک دیو پریزاد نے آلات حرب و ضرب اوٹھائے جب لشکر تیار ہو چکا ادھر تو شہپال تخت پر سوار ہوکر مع لشکر چلا ادھر عفریت عنقریب سیامک سیاہ کلاہ پہونچا اور کہنے لگا کہ او سیامک کہان جاتا ہی مین آن پہونچا سیامک نے قصد کر نعرہ عفریت سنکے جلد امیر کو زمین پر بٹھا دیا اور عفریت سے مقابلہ کیا عفریت نے اژدہ پشت نہنگ سیامک سیاہ کلاہ پر لگایا ہرچند سیامک نے چاہا کہ اس سے بچون لیکن بچ نہ سکا اور زخمی ہوا عفریت بعد زخمی کرنے سیامک کے حمزہ صاحبقران کیطرف چلا امیر نے طوق و سلاسل کو مثل تار عنکبوت کے توڑکے پھینکے [illegible] عفریت نے قریب امیر کے آکر سر امیر پر دار شمشاد کا وار لیا امیر نے دار شمشاد دست عفریت سے چھین لی اتنی دیر مین شہپال بھی قریب امیر با توقیر آگیا اوسوقت عفریت نے اپنے لشکر کے دیوؤن کو حکم دیا کہ اس آدم زاد کو [illegible] قتل کرو چند دیو امیر کیطرف بڑھے اسطرف سے شہپال نے اپنے کے دیوؤن سے کہا کہ عفریت کے لشکر پر جاکر و بموجب حکم دیوؤن نے فوج عفریت پر حملہ کیا دونون لشکر مل گئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی دار شمشاد اور اژدہ پشت نہنگ و دیگر آلات حرب و ضرب سے جانبین کے صدہا بلکہ ہزارہا دیو پریزاد مارے گئے حمزہ صاحبقران نے تیغ تیز سے صدہا دیوؤن کو قتل کیا تا شام خوب لڑائی ہوئی میدان جنگ مین کشتون کے ڈھیر لاشون انبار ہوگئے میدان مصاف مین دریا خون روان ہو وقت شام عفریت طبل بازگشت بجوا کر مع لشکر کیجانب روانہ ہوا اور بعد طے کرنے راہ کے اپنی بارگاہ مین پہونچا اسطرف شہپال خوش و خرم ہوکر امیر کو بارگاہ سلیمانی مین لے گیا پھر سیامک سیاہ کلاہ نے زخم سر مین ٹانکے لگانے لیے اور حکم شہپال سے بچاہا مرہم سلیمانی کا زخم سر سیامک پر رکھا گیا علاج بخوبی سیامک کا ہونے لگا اب

امیر کشورگیر بارگاہ سلیمانی میں شہپال بن شاہرخ کے پاس ہیں اور ملکہ آسمان پری جزیرۂ سبز نگار میں قید ہے
سیاہ مک سیاہ کلاہ زخمی ہر عفریت پلید اپنی بارگاہ میں ہے انشاء راویان سب حال حسب مناسب آئندہ لکھا جاویگا

داستان جانا مہتر شاہین کا قلعۂ تنگ رواحل میں اور عیاری کرکے ملکہ مہرنگار کو لیکر چلنا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمری وغیرہ کا بعد جنگ پھر ملکہ مہرنگار کو قلعۂ تنگ رواحل میں لانا اور ہرقروز ژوبین کا چڑھائی کرنا

راویان سرپا دانش این داستان دلستان کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جب ژوبین اور ہرقراد رفرامرز و پنجک مع لشکر کثیر سمت قلعۂ تنگ رواحل روانہ ہوئے اثنائے راہ میں ژوبین نے اپنے عیار مہتر شاہین سے کہا کہ خواجہ عمرو نے کیا اچھی عیاری کی اور ملکہ مہرنگار کو قلعۂ تنگ رواحل کیطرف لے گئے کوئی عیاری تو نے ایسی نہیں کی کہ جس سے ہمارا دل خوش ہوتا شاہین نے عرض کیا کہ اگر آپ مجکو قلعۂ تنگ رواحل کیطرف جانیکی اجازت دیں اور میرے بعد آپ بھی قلعۂ تنگ رواحل کیطرف جلد آئیں تو میں ملکہ مہرنگار کو بہ عیاری قلعۂ تنگ رواحل سے لے آؤں ژوبین نے کہا تو جا میں بھی بعد تیرے ضرور آؤنگا اور تیری اعانت کرونگا مہتر شاہین یہ سنکے اور بہانے عیاری سے اپنے تن پر آراستہ کرکے طرف قلعۂ تنگ رواحل کے روانہ ہوا اثنائے راہ میں مہتر شاہین نے دور سے دیکھا کہ پس پشت میرے سرہنگ ملکی عیار شاگرد خواجہ عمرو چلا آتا ہے مہتر شاہین نے خیال کیا کہ یقیناً سرہنگ ملکی قلعۂ تنگ رواحل میں جائیگا پس کوئی عیاری کرنا چاہیے یہ خیال کرکے مہتر شاہین نے ایک جھیل پر پہنچکے دو تین پیچ اور تے اور جلدی اپنی کسوت عیاری سے نکالیں اور جلدی سے بچون کو جھیل کے پانی سے تر کیا اور کچھ لکڑیاں جمع کرکے آگ روشن کی اور اپنی صورت بہ شکل فقیر بنائی اور سر راہ چلمے لیکر بیٹھا جب سرہنگ ملکی فقیر نقلی کے پہونچا فقیر نے اسطرح دعا دی کہ اے مسافر خدا تیرا بھلا کرے اور جلد منزل مقصد پر بخیر و عافیت تجھے پہونچاوے اور تمنای دلی بر لاوے بابا حقہ میں نے بھرا ہے ذرا ٹھہر جا زیر درخت تھوڑی دیر توقف کر حقہ پی لے پھر جہاں تجکو جانا منظور ہو چلا جائیو سرہنگ ملکی گفتگوی فقیر سنکے خیال کرنے لگا کہ یہ فقیر مسلمان معلوم ہوتا ہے ذرا اسکے پاس بیٹھکے حقہ پی لینا چاہیے اور حال اپنے اوستاد کا اس سے دریافت کرنا چاہیے یہ خیال کرکے سرہنگ ملکی فقیر نقلی کے قریب آیا فقیر نقلی نے ایک ٹکڑا ٹاٹ کا بچھا دیا سرہنگ بیٹھا فقیر نے پوچھا بابا کہاں سے آتے ہو اور کہاں جاؤ گے سرہنگ ملکی نے کہا میں کعبے سے آتا ہوں اور تنگ رواحل میں جاؤنگا فقیر نقلی نے پھر پوچھا کہ قلعۂ تنگ رواحل میں کس واسطے جائیگا سرہنگ ملکی نے جواب دیا کہ میں بہ حضور صاحبقراں کعبہ میں رہتا تھا چونکہ اوستاد ہمارے خواجہ عمرو مع سرداران امیر اور ملکہ مہرنگار قلعۂ تنگ رواحل کیجانب گئے ہیں اسوجہ سے اب میں بھی انکے پاس جاتا ہوں فقیر نے کہا بابا تو سچ کہتا ہے میں روز روزانہ گذرتا ہوں کہ اسیطرف سے خواجہ عمرو مع لشکر گئے تھے میں نے جو دعا دی تو انہوں نے مجکو زر و جواہر موافق میری لیاقت کے عطا فرمایا اور حقہ پیا اور چلے گئے مجکو یقین ہے کہ وہ قلعے میں پہونچ گئے ہونگے سرہنگ نے اس سے دریافت کیا کہ پیر فقیر کیا تو اسی درخت کے نیچے شب و روز رہتا ہے فقیر نے جواب دیا نہیں بابا دن بھر یہاں رہتا ہوں اور شب کو سامنے جو وہ گاؤں ہے چلا جاتا ہوں گاؤں میں میرا مکان ہے اہل و عیال بھی ہیں کہکے فقیر نقلی نے تنباکو بنا

ہوا نکالا اور چلم میں رکھکر آگ رکھی اور نیچہ پانی سے تر کرکے حقہ سر ہنگ کی کو دیا سر ہنگ کی نے پانی سے منہ اور ہاتھ دھوکر حقہ پیا چونکہ تمباکو میں مہتر شاہین نے بکثرت بیہوشی ملا دی اسوجہ سے حقہ پیتے ہی سر ہنگ کی کا حال متغیر ہوا فقیر نقلی نے کہا بابا ذرا ٹھہر سے ہو جاؤ ہوا کھاؤ دور سے تم آئے ہو حقہ جو پیا اسوجہ سے یہ حال ہو گیا سر ہنگ کی یہ تقریر فقیر کی سنکے اوٹھنے لگا کہ ایک ایسا چکر آیا کہ سر ہنگ کی زمین پر گر پڑا اور بیہوش ہو گیا فقیر نے نعرہ کیا منم شاہین عیار زودبین یہ نعرہ کرکے جلد تر مہتر شاہین نے رنگ و روغن عیاری نکال کر اپنی شکل مثل شکل سر ہنگ کی بنائی اور سر ہنگ کی کے دماغ پر مہر بیہوشی کی رکھی اور چادر عیاری میں باندھکر ایک درخت کی شاخوں پر پشتارہ سر ہنگ کی کا رکھدیا اور تہ پتے درخت کے پشتارہ سر ہنگ کو کسیقدر پوشیدہ کردیا بعد اسکے مہتر شاہین نے پھول اور حقوں کو پھینک کر جانب قلعہ تنگ رواحل روانہ ہوا جب بعد قطع راہ دروازہ تنگ رواحل پر پہونچا اوسوقت سر ہنگ مصری کو کہ یہ بھی ہمراہ عمرو قبل اسکے آیا تھا خبر ہوئی سر ہنگ مصری نے خواجہ عمرو سے عرض کیا کہ سر ہنگ کی کہہ سے آیا ہے اگر آپ فرمائیں تو قلعے میں داخل ہونے کی اجازت دیں بلالوں عمرو نے کہا بلالو سر ہنگ مصری نے مہتر شاہین کو سر ہنگ کی تصور کرکے قلعے میں بلالیا جب سر ہنگ کی نقلی روبرو خواجہ عمرو پہونچا اوسوقت سر ہنگ نے خواجہ کو بہ ادب تمام سلام کیا خواجہ عمرو نے سر ہنگ کی نقلی سے پوچھا کہ زودبین اور فرامرز وغیرہ اب کہاں ہیں سر ہنگ کی نقلی نے عرض کیا کہ زودبین اور مہر فرا اور فرافزاد بجنگ جمعیت سپاہ کثیر اسطرف آتے ہیں بجادہ راہ میں ملی ہے بعد اسکے سر ہنگ کی نقلی نے خواجہ عمرو کی عیاری کی تعریف کی خواجہ عمرو نے ہنسکے کہا کہ یہ کیا عیاری تھی اگر تم ہماری عیاریاں دیکھوگے تو متحیر ہوگے بعد خواجہ عمرو نے قلعے میں ایک جگہ سر ہنگ کی نقلی کو رہنے کیواسطے حکم دیا سر ہنگ کی نقلی موافق حکم خواجہ عمرو اوسی جگہ مقیم ہوا خواجہ عمرو تو غافل و درکار اور امور میں مصروف اور مشغول رہے لیکن مہتر شاہین نے اکثر اہل قلعہ سے بدانائی و ہوشیاری حال خوابگاہ ملکہ مہر نگار دریافت کیا اور ہنگام شب ایک گوشۂ قلعہ میں بیٹھکر نقب لگانی شروع کی آخر بعد نصف شب کے مہتر شاہین نے دہنہ نقب کا قریب خوابگاہ ملکہ مہر نگار روا کیا دیکھا کہ ملکہ مہر نگار مسہری پر بیٹھی اور قتانہ چند کنیزیں روبرو ملکہ مہر نگار حاضر ہیں قتانہ قریب مسہری کے بیٹھی ہوئی ہے ملکہ مہر نگار بیاد امیر بآواز حزین یہ غزل پڑھ رہی تھی

ہرکجا باشم اسیر دام آغوش توام
سر مرحد دیجیے انے خاطر فراموش توام
گل بجیب غمزہ ریزد سنگین ہے باد
این قدر دیوانۂ اسیر قبا پوش توام

سیکہ نزدیک توام از دل فراموش توام
در تب از کم خری لعل لب نوش توام
آنقدر کز خویشتن رفتم در آغوش توام

ای کنی یاد م دمی یادت نمی آیم چو
من کباب آتش بیمار خاموش توام
طوق قمری جلوہ چشم پری با من کنند

قتانہ ملکہ مہر نگار کو یون سمجھا رہی ہے کہ اے ملکۂ عالم اب چند مہینے کی بعد امیر بانوقیر بردہ قاف سے تشریف لائینگے ایام مفارقت جلد تر گذر جائینگے اب اسقدر صدمہ و غم نہ کیجیے دیکھیے رنگ گل عارض مائل بہ زردی ہو گیا ہے ہر دم نالہ و بکا کرنا اچھا نہیں ہے خدا نخواستہ اس گریہ و زاری کا انجام برا ہے ملکہ قتانہ سے کہہ رہی ہے کہ اے قتانہ میں ہر چند ضبط گریہ و بکا کرتی ہوں لیکن خیال امیر میں ممکن نہیں کہ اشک میری آنکھوں میں نہ آئیں اور آہ لب پر نہ آئے مہتر شاہین تقریر ملکہ مہر نگار و گفتگو قتانہ سنکے خیال کرنے لگا کہ کسقدر ملکہ مہر نگار کو جدائی امیر کا ملال ہے یہ خیال کرکے مہتر شاہین نقب میں ایک ڈھیلا اپنی کسوت عیاری سے نکالی اور ڈبیا ہے قتانۂ اصلی و زندہ نکالی اور اونکی پرون پر سفوف بیہوشی چھڑک کر اوسمیں اوڑا یا پرواز تو شمع پر عاشق ہوتے ہیں

شمعون کو روشن دیکھکر بیتابانہ شمعوں پر گرے اور خوش شمع مین شعلہ شمع سے جل گئے سفوف بیہوشی جو اوسکے پروانہ چھا
اوسکا دھواں بلند ہوا جس جسکے دماغ مین دھوئین نے تاثیر کی وہ بیہوش ہو گیا چنانچہ ایک دم بھر مین ملکہ
مہرنگار اور رقاصہ اور جملہ کنیزین بیہوش ہو گئین مہتر شاہین نے نقب سے نکل کے ملکہ مہرنگار کو چادر عیاری مین
باندھا اور پشتارہ ملکہ مہرنگار کا اوٹھا کر نقب مین گیا اور راہ نقب سے اوسی گوشہ قلعہ مین آیا نقب سے
نکل کے دیوار قلعہ پر کمند پھینکی اور بلطائف ذریعہ کمند دیوار قلعہ پر پہونچا اور پھر بذریعہ کمند دیوار قلعہ سے پشتارہ ملکہ
مہرنگار کا لیکر اوترا اسی طرح قلعہ کو مہتر شاہین کے آنے اور جانے کی خبر بھی نہوئی غرض جب مہتر شاہین نیچے دیوار
قلعہ کے پہونچا فوراً جانب لشکر زوبین روانہ ہوا وقت صبح مہتر شاہین نے دور سے دیکھا کہ ایک میدان نو سبزہ
مین لشکر اوترا ہوا ہے اور خیام بارگاہ ایستادہ ہین مہتر شاہین نے خیال کیا کہ یہ لشکر زوبین کا معلوم نہین ہوتا ہی جیسا
پہلے تر پشتارہ لیکر چلا جاتا تھا جیسے یہ خیال کر کے مہتر شاہین بعجلت چلا ناظرین حکایت مہر پر واضح ہو کہ قیطاس
شیر شکار حاکم قیطاسیہ بہ امداد زوبین وغیرہ بجمعیت پچاس ہزار سواران جرار ہوا سیہ ملک سے روانہ ہوا تھا
اس جگہ مقیم تھا اوس نے جو دیکھا کہ ایک شخص پشتارہ لیے ہوئے جلد جلد چلا جاتا ہی خیال کرنے لگا کہ شاید یہ شخص چور ہے
مال اسباب کا پشتارہ لیے جاتا ہے یہ خیال کر کے قیطاس شیر شکار نے اپنے لشکر کے سواروں کو حکم دیا کہ اس شخص کو
جو پشتارہ لیے جاتا ہے جسطرح ہوسکے اوسے ہمارے پاس لے آؤ خبردار یہ شخص جانے نہ پاوے سواران لشکر نے بموجب حکم
قیطاس شیر شکار گھوڑے بڑھائے اور قریب مہتر شاہین کے پہونچے بآواز بلند کہنے لگے کہ او دزد کہان جاتا ہے ٹھہر جا
مہتر شاہین سواروں کی آواز سنکے ٹھہرا سواروں نے گھوڑے دوڑا کر شاہین کو پکڑا شاہین عیار نے کہا تمنے مجھکو کیون
پکڑا ہے چھوڑ دو سواروں نے کہا کہ ہمارے بادشاہ نے بلایا ہے جلد چل شاہین نے کہا مین تو نہ جاؤنگا سواروں نے تلوارین اور
نیزے سینہ مہتر شاہین پر رکھ دیے اور کہا کہ اگر نہ چلیگا تو ابھی تجھکو قتل کرینگے اور تیری لاش اور یہ پشتارہ اپنے بادشاہ
کے پاس لیجائینگے جب مہتر شاہین نے دیکھا کہ اگر مین نہین چلتا ہون تو سوار ضرور مجھکو قتل کر ڈالینگے اوسوقت بہ
مجبوری و ناچاری شاہین ہمراہ سواروں کے چلا جب سواران قیطاس شیر شکار مہتر شاہین کو خدمت بادشاہ مین لائے
قیطاس شیر شکار نے مہتر شاہین سے پوچھا کہ تو کون ہے اور تیری پشت پر یہ پشتارہ کیسا ہے مہتر شاہین نے عرض
کیا پہلے آپ اپنے نام نامی اسم گرامی سے مجھے آگاہ کیجیے پھر مین اپنا نام اور حال پشتارہ کا بیان کرونگا بادشاہ نے کہا
اے شخص آگاہ ہو نام میرا قیطاس شیر شکار ہے اور مین حاکم قیطاسیہ کا ہون مین نے سنا ہے کہ فی الحال زوبین
اور ہرمز و فرامرز لشکر لیکے کسیطرف آئے ہین اور امیر کے سرداروں سے لڑ رہے ہین قلعہ فتح نہین ہوتا ہے اسلئے
مین اونکی مدد کیواسطے آیا ہون وہان پہونچکر ایکدم مین قلعے کو فتح کرونگا شہنشاہ نوشیروان مجھسے خوش ہوگا
مہتر شاہین نے تقریر بادشاہ کی سنکے خیال کیا کہ قیطاس میرا عدو ہوگا کیونکہ یہ دوست زوبین وغیرہ کا ہے یہ خیال
کر کے مہتر شاہین نے عرض کیا اے بادشاہ آپکو معلوم ہو کہ مین عیار زوبین نام میرا مہتر شاہین ہے قلعہ تنگ خالی ہو گیا
ہے سواران امیر قلعہ تنگ رہ حصار مین ہین یہ پشتارہ ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان کا ہے حکم زوبین بیہوش کر کے مین
لشکر کو لیے جاتا ہون زوبین وغیرہ بھی لشکر لیے ہوئے اسطرف آگئے ہین اب مین امیدوار ہون کہ جلد حضور مجھکو اجازت
جانے کی دین البتہ ہر گاہ خود عمرو اور سرداران لشکر امیر آکر مجھکو گرفتار کرلین اور پشتارہ ملکہ مہرنگار کا مجھسے چھین لین
قیطاس شیر شکار نے تقریر مہتر شاہین کی سنکے کہا اے شاہین یہ مناسب نہین ہے کہ تو دختر شہنشاہ نوشیروان
کو اسطرح لیجاوے مجھکو بادشاہ ہفت کشور کا ادب کرنا لازم ہے اگر تجھکو خوف و خطر سرداران لشکر امیر کا ہے تو مین خود بھی

اوس سے مقابلہ کرونگا پس تجکو لازم ہی کہ ملکہ کو بیہوش کر کے ایک محافہ یا قفس میں بٹھا اور بعد پردہ داری ملکہ مہر نگار کو پاس تزوین کے لیجا کر ملکہ ہمراہ بھیجدیجیو میں یہاں سے کوچ کرتا ہوں اور آگے بڑھکر اثنای راہ میں تزوین وغیرہ سے ملاقات کرتا ہوں مہر شاہین نے بموجب ارشاد قیطاس شیر شکار کے تنہائی ایک محافہ میں پشتارہ ملکہ مہر نگار کا رکھا اور چادر عیاری سے ملکہ نکال کر محافے میں رہنے دیا ہوشیار نہیں کیا جب مہر شاہین ملکہ مہر نگار کو محافہ میں سوار کر چکا قیطاس نے حکم کوچ کا دیا لشکر آمادہ سفر ہوا اور ہمراہ قیطاس شیر شکار کے چلا کہاروں نے محافہ ملکہ مہر نگار کا اوٹھایا تھا میں عیار ہمراہ قیطاس شیر شکار رہا قیطاس شیر شکار تزوین کیطرف جاتا ہی لیکن اب حال قلعہ تنگ رواحل کا لکھا جاتا ہی کہ جب صبح ہوئی اور نسیم سحر چلی قتانہ اور کنیزیں ہوشیار ہوئیں سب نے دیکھا کہ ملکہ مہر نگار دسہری پر نہیں ہیں قتانہ یہ حال دیکھکر نہایت متردد ہوئی اور ہر طرف ملکہ مہر نگار کی جستجو کرنے لگی ایک سمت قتانہ نے دیکھا کہ نقب ہی قتانہ کو یقین ہوا کہ کوئی عیار ملکہ مہر نگار کو لیگیا اوسوقت قتانہ اور کنیزیں اس درجہ روئیں اور فریاد و فغان کرنے لگیں کہ جملہ اہل قلعہ نے صدائے نالہ بکا سنی خصوصاً خواجہ عمرو نے صدائے فریاد سنکے خیال کیا کہ آج کنیزیں کیوں روتی ہیں یہ خیال کر کے خواجہ بیتابانہ بیقرار ہو کے خوابگاہ ملکہ مہر نگار کے پاس گئے اور قتانہ وغیرہ سے پوچھنے لگے کہ سبب نالہ فریاد کیا ہی قتانہ وغیرہ نے عرض کیا کوئی عیار ملکہ کو لیگیا ہی نقب موجود ہی خواجہ عمرو نقب کو دیکھکر خیال کیا کہ بیشک کوئی عیار ملکہ مہر نگار کو لیگیا ہی یہ خیال کر کے خواجہ نے اہل قلعہ سے پوچھا کون شخص فی الحال قلعہ میں آیا تھا سب نے عرض کیا سرہنگ مکی آیا تھا خواجہ عمرو نے کہا کہ جو سرہنگ ہی یا نہیں ہر چند سب نے سرہنگ مکی کو تلاش کیا لیکن کہیں قلعے میں سرہنگ مکی نہ ملا خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ کوئی عیار بشکل سرہنگ مکی آیا تھا وہی ملکہ مہر نگار کو لے گیا ہی یہ خیال کر کے خواجہ نے بیقرار ہو سکے اور سرداروں سے کہنے لگے کہ اگر عیار ملکہ مہر نگار کو نوشیروان کے پاس لیا اور کہیں لیگیا اور حمزہ صاحبقران نے مجھسے اگر ملکہ کو پوچھا تو ہم کیا جواب دینگے پس بہتر اور مناسب یہی ہی کہ ہم سب عیار کی تلاش جستجو میں چلیں اور عیار سے جسطرح ہو سکے پشتارہ ملکہ مہر نگار کا لیلیں اور اوسے گرفتار کریں جملہ سرداروں نے عرض کیا ای خواجہ جلد چلیے ہم موجود ہیں آپ کے ہمراہ ابھی چلتے ہیں خواجہ عمرو نے کہا اچھا تم بھی چلو اور میں بھی چلتا ہوں یہ کہکے خواجہ عمرو قلعے سے نکلے اور ایک سمت بہ تلاش عیار روانہ ہوئے بہرگشت سیرگراں اور نعمان بن منذر شاہ یمنی ایک جانب مع لشکر روانہ ہوئے اسیطرح ذوالخمار عادی وغیرہ برادران پہلوان عادی مع فوج ایک سمت بتلاش عیار نابکار روانہ ہوئے ایک طرف زمتاش بہادر یونانی پسر فریدون شاہ یونانی برادر بسنتی امیر یاقوتیر وغیرہ مع سپاہ بجستجوی عیار ناہنجار کیواسطے چلے ایک سمت پہلوان عادی لخت شدادی لیکر اور گھوڑے پر سوار ہو کر مع لشکر چلا سرہنگ مصری عیار بھی پہلوان عادی کے ہمراہ چلا غرض قلعہ تنگ رواحل میں چند کس رہگئے اور باقی جملہ سردار اور عیار بہ تلاش عیار بدکردار چہار جانب نکلے روانہ ہو کے اور گھوڑے دوڑا کر دور نکل گئے اور عیار کی تلاش کرنے لگے غرض سب سرداران کا حال تو لکھا جائیگا لیکن حال پہلوان عادی کا لکھا جاتا ہی کہ جو گھوڑے پر سوار ہو کے اور لخت شدادی کو لیکے مع فوج دس بارہ کوس تک گیا دیکھا ایک لشکر چلا جاتا ہی پہلوان عادی سرہنگ مصری سے پوچھا نہیں معلوم یہ لشکر کسکا ہی سرہنگ مصری نے عرض کیا ہمراہ اس لشکر کے دیکھیے کہ ایک محافہ ہی یقین ہی کہ محافہ میں ملکہ مہر نگار ہو گی پہلوان عادی نے یہ تقریر سنکے گھوڑا اپنا بڑھایا اور قریب لشکر پہونچکے نعرہ کیا ہل عادیان بد شدادیان

نبرد آن عمرو عادی پہلوان + گران سر کرا بار سر برتن است + بشکم علاجش بدست تست + قیطاس شیر شکار نعرہ پہلوان
عادی کا سنکے ٹھہرا جب عادی قریب لشکر قیطاس شیر شکار کے پہونچا پوچھنے لگا تو کون ہے اور اس محافے
میں کون ہے قیطاس نے جواب دیا نام میرا قیطاس شیر شکار ہے اور اس محافے میں دختر نوشیروان ہے میں
ملکہ کو لیے جاتا ہوں پہلوان عادی نے کہا اگر اپنی زندگی چاہتا ہے تو ملکہ مہر نگار کو میرے حوالے کر ورنہ میں
تجکو ہلاک کرونگا قیطاس شیر شکار کو یہ کلمہ پہلوان عادی کا نہایت ناگوار ہوا بہ قہر و غضب جواب دیا کہ تیری
کیا لیاقت ہے کہ تو مجھسے ملکہ کو لے لیگا میں تجھ ایسے ہزار آدمیوں کو قتل کرونگا تو نہیں جانتا کہ میں شجاع اور بہادر
ہوں پہلوان عادی نے جواب دیا اگر تجکو دعوی شجاعت ہے تو یہ تلوار کھینچ اور مجھسے مقابلہ کر قیطاس شیر شکار
نے یہ سنکے نیزہ پہلوان عادی کے سینے پر لگایا پہلوان عادی نے اسکے ضرب سے اپنے تئین بچایا اور تختہ تیغ کی
سر قیطاس پے مارکر قیطاس کو ہلاک کیا پھر لشکر قیطاس شیر شکار کو قتل کرنا شروع کیا لشکر قیطاس کا بھاگنے
ہی کو تھا ناگاہ ژوبین ہزار سوار سے آیا اور پہلوان عادی سے مقابلہ کیا اور تیغ آبدار سر پہلوان عادی پر
لگائی عادی نے تو سر کو شمشیر سے بچایا لیکن اپنے شکم کلان کو ہر چند بچایا اور بچایا لیکن تلوار شکم پر پہونچ
گئی اور قریب ایک ہاتھ بھر کے پوست شکم کو کاٹ ڈالا اسوقت پہلوان عادی نے ایک ہاتھ سے اپنے پیٹ کو
سنبھالا اور دوسرے ہاتھ سے سخت ضرب عادی نے ژوبین کے سر پر لگائی ہرچند ژوبین نے سر کو بچایا لیکن سر ژوبین کا زخمی ہوا
ژوبین نے مردان لشکر کو حکم دیا کہ پہلوان کو قتل کرو بموجب حکم مردان لشکر بڑھے اور فوج پہلوان عادی
پر حملہ آور ہوے مردان فوج پہلوان عادی بھی لڑنے لگے دونوں لشکر ملکے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی اور
دونوں طرف کے تیر و نیزہ و شمشیر و گرز سے قتل ہو ہو کر گھوڑوں سے زمین پر گرنے لگے زخمی سوار خاک پر گرکے تڑپنے
لگے اور درد زخمہای کاری سے نالہ و فریاد کرنے لگے زمین کثرت خونریزی سے رنگین ہو گئی جا بجا لاشوں
کے انبار اور کشتوں کے ڈھیر ہو گئے ادہر گرمی جنگ میں ہو رہے تھے سواروں نے محافہ ملکہ مہر نگار پر
قبضہ کیا اور ایک پہاڑ کیطرف جو وہاں سے قریب تھا لیکر چلے مہتر شاہین نے عین جنگ میں ژوبین سے کہا
حضور دیکھئے سواران فوج عادی محافہ ملکہ مہر نگار کا لیے جاتے ہیں ژوبین یہ حال دیکھکے طرف محافے کے
چلا سواران عادی محافہ کو بالاے کوہ لیگئے ژوبین بھی پہاڑ پر چڑھنے لگا اسوقت ملکہ مہر نگار ہوشیار ہو گئی
تھیں اور جنگ و جدال سے آگاہ ہوئی تھیں اب ژوبین کو آتے دیکھکر محافے میں بہ گریہ و زاری اور بہ نالہ
بیقراری درگاہ باری میں برائے حفظ آبرو و غیرت دعا کرنے لگیں ناگاہ بقدرت پروردگار ایک جانب سے گرد و
غبار بلند ہوا ژوبین دیکھنے لگا جب اوس غبار کو ہوا نے دور کیا ژوبین نے دیکھا کہ خواجہ عمرو لعل بعجلت چلے
آتے ہیں جب خواجہ قریب کوہ پہونچے سواروں نے پہاڑ پر سے کہا ای خواجہ جلد آئیے دیکھئے ژوبین ہرچند
سکتا اس پہاڑ پر آتا ہے ہم تو ملکہ مہر نگار کے محافے کو بصد مشکل میدان جنگ سے یہاں لے آئے ہیں لیکن اب
ژوبین محافہ ملکہ کا لیجائیگا خواجہ عمرو سواروں کی گفتگو سے برہم ہوے اور کہنے لگے کیا مجال ژوبین لائق
کی کہ محافے کو ہاتھ بھی لگا سکے یہ کہکے خواجہ عمرو نے گوپھن میں ایک سنگ تراشیدہ رکھا اور گوپھن کو کھینچ دیکر بازو
ژوبین پر پتھر مارا ژوبین کے بازو کو پتھر سے نہایت صدمہ ہوا پھر خواجہ عمرو نے متواتر گوپھن میں پتھر رکھکر
رکھکر اور تاک تاک کر ژوبین پر لگانا شروع کیے یہانتک پتھر مارے کہ ژوبین گر پڑا اور سوار دلکو گمان ہوا
کہ ژوبین مرگیا جو سوار کہ ہمراہ ژوبین پہاڑ تک آئے تھے اونھوں نے ژوبین کو زمین سے اوٹھایا اور گھوڑے پر ڈال کے

طرف لشکر کے لے چلے خواجہ عمرو پہاڑ پر پہونچے اور ملکہ مہرنگار سے کہنے لگے کہ اب میں یہاں موجود ہوں تم
کسطرح پریشان خاطر ہو نا ملکہ مہرنگار خواجہ عمرو کے آنے سے اور زوبین کے گرفتار ہونے سے کسیقدر مطمئن ہوئین
خواجہ تو پہاڑ پر ہیں اور وہان لشکر زوبین اور فوج پہلوان عادی میں جنگ ہو رہی تھی لاش پر لاش سوار اور
ہیولی کی گر رہی تھی فوج قیطاس شیر شکار بھی لڑ رہی تھی یکایک ایک جانب سے گرد عظیم بلند ہوئی مردان
لشکر گرد و غبار کیطرف دیکھنے لگے جب غبار کو باد صرصر نے دور کیا مردان لشکر پہلوان عادی نے دیکھا کہ ہرمز
و فرامرز بہ سپاہ کثیر آ رہے ہیں تھوڑی دیر میں ہرمز و فرامرز قریب لشکر آ ہی پہونچے اور اکثر پہلوانان زوبین
کو پہچان کر باعث پوچھنے لگے انہوں نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک جو کچھ دیکھا تھا اور سنا تھا جلد بیان
کیا اور لڑنے لگے ہرمز و فرامرز نے بھی حکم دیا کہ فوج پہلوان عادی کو چہار جانب سے گھیر لو اور سب کو تہ
تیغ کرو مردان لشکر ہرمز و فرامرز نے اور سپاہ پہلوان عادی کو گھیر کر قتل کرنے لگے اوسوقت مردان
لشکر پہلوان عادی نے دعا کی یکایک ایک سمت سے کرتیت سیرگردان اور نعمان بن منذر شاہ یمنی مع فوج
لشکر آ گئے اور پہلوان عادی کو فوج ہرمز میں گھرا ہوا دیکھکر تاب نہ لائے فوراً مع فوج لشکر فرامرز و ہرمز
پر گرے اور تیغ و تبر و نیزہ سے قتل کرنے لگے ابھی کرتیت سیرگردان اور نعمان بن منذر شاہ یمنی آئے تھے
اور فوج ہرمز کو قتل کر رہے تھے کہ ایک سمت سے برادران پہلوان عادی و دیگر سرداران مع لشکر
جرار آئے اور یہ بھی شریک جنگ ہو گئے اسکے بعد ایک سمت سے غبار بلند ہوا ہرمز و فرامرز گھبرا کر دیکھنے
لگے اور خیال کرنے لگے کہ دیکھئے اب کون آتا ہے ابھی ہرمز و فرامرز خیال کر رہے تھے کہ زمتاش بہادر ریو
عیار کی تلاش کرتا ہوا مع سپاہ آیا اور سرداران سپاہ امیر کو لڑتے ہوئے دیکھکر خود بھی مع لشکر
ہرمز و فرامرز سے لڑنے لگا راوی لکھتا ہے کہ اوسوقت ہر ایک سردار لشکر امیر ایسی شجاعت اور بہادری سے
لڑا کہ ہر ایک نے صدہا کفار قتل کئے خصوصاً زمتاش بہادر یونانی نے ہزارہا مردان لشکر زوبین
اور ہرمز اور فرامرز کو قتل کیا زمین پر جابجا لاشوں کے انبار لگا دئے خون کا دریا میدان مصاف میں بہنے لگا ہزارہا
کفار زمین پر گر گئے اور زخمی ہو کے تڑپنے لگے صدہا کاسۂ سر گوئے چوگان کی مانند گنبد سے ادھر ادھر جاتے تھے لاشے
کشتون کے فرس پامال کرتے تھے ایسی تلوار چل رہی تھی کہ زمین کانپتی تھی فلک تھراتا تھا گرد و غبار سے جہان تیرہ و
تار رنگ تھا گھٹا سیاہ ڈھالوں کی اٹھی تھی برق شمشیر کی کوس کے حلقے میں چمک رہی تھی کسیطرف تیر انداز اپنے
دشمنوں کو تیر سے ہلاک کرتے تھے ایکطرف پہلوان گرز گران سر سے سواروں کو پیوند خاک کرتے تھے بہادران لشکر امیر
نیزوں سے سواران فوج ہرمز کو دمبدم ہلاک کرتے تھے عیار خنجر اور رستم تک مردان فوج فرامرز کو قتل کرتے تھے
نقیب صحرا غول اور بڑے میں پکارتے تھے کہ اے بہادر یہ وقت جنگ و جدال ہے اگرچہ سر تیغ اجل پر کٹ جائے لیکن
لیکن تقاضا شجاعت یہی ہے کہ قدم معرکے سے نہ سرکے دلاور دلاور بہادر بہادر صد القیبان راست گوش سنکے حملہ کرتے تھے
اور نامی جوانوں کو ناک کے ضرب تیغ و تیر سے قتل کرتے تھے جب ہرمز و فرامرز نے دیکھا کہ ہزارہا سوار ہمارے لشکر کے کام
اور سرداران لشکر امیر ہمکو چہار جانب سے گھیر لیتے ہیں قریب ہے کہ اب ہمکو بھی قتل کریں اوسوقت ہرمز و فرامرز نے زوبین کو
چھوڑ کر پیٹھ پھیر کر مع باقیماندہ لشکر کے میدان جنگ سے بھاگے زمتاش بہادر یونانی نے ہرمز وغیرہ کا تعاقب کیا اور ہزارہا
مردان لشکر فرامرز کو بھاگتے وقت قتل کیا یہانتک کہ بارہ کوس تک زمتاش بہادر یونانی نے ہرمز اور فرامرز وغیرہ کو
بھگایا اور ہزارہا ہلاک کیا پھر زمتاش بہادر یونانی و دیگر سرداران لشکر امیر ملکہ مہرنگار کو لیکر بعزت و حرمت ہمراہ اپنے

لیا کر قلعہ تنگ رواحل مین داخل کیا خواجہ عمرو بھی داخل قلعہ ہوئے پہلوان جادی کے پیٹ پر جو زخم تھا اوسکا علاج ہونے لگا زخم مین ٹانکے لگانے گئے مرہم کا پھایا بنا کر زخم شگاف پر رکھا گیا بعد اسکے جملہ سردار اور خواجہ عمرو فتح پانے سے اور ملکہ مہرنگار کو دیکھنے سے بہت خوش ہوئے کیونکہ مہرنگار بھی سردار ہین قلعے مین بشاد و خرم ہین لیکن احوال مہرجنگ کا لکھا جاتا ہے کہ جب مہر شاہین پستارہ مہرجنگ کی کا درخت پر رکھکے قلعہ تنگ رواحل کیطرف چلا آیا قریب شام چند مسافر اوسطرف آ نکلے اور اوسی درخت کے نیچے بیٹھکر اکل و شرب مین مصروف ہوگئے اتفاق سے ایک مسافر نے بالاے درخت جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک گٹھری رکھی ہے اوس مسافر نے نہایت خوش ہو کر اپنے ہمراہیون سے کہا کہ لات منات نے شاید میرے حال پر رحم کھایا اور اپنی قدرت سے مال کثیر مجھکو عنایت کیا اب پریشانی تنگدستی دفع ہوجائیگی دولت کثیر ہاتھ آئی امیر ہو جاؤنگا ہاتھی اور گھوڑے پر سوار ہو کر سیر کیا کرونگا سیکڑون خادم خدمتگار چوبدار وغیرہ نوکر رکھونگا ایک ایوان بلند و وسیع بنواؤنگا مثل بادشاہ یا وزیر کے زندگی بعیش و آرام بسر کرونگا اب تو ستو کھا رہا ہون کل سے پوریان اور دیگر اغذیہ لطیف کھاؤنگا آج تو یہ کپڑے پرانے پھٹے ہوئے پہنے ہونگا لیکن کل دیکھئے وہ لباس زیب تن کرونگا کہ کسی نے ویسا لباس عمر بھر نہ دیکھا ہوگا علاوہ اسکے آج تک ننگے پاؤن پھرا کیے کبھی جوتا پہننا نصیب نہوا اس سفر مین سیکڑون کانٹے تلوون مین چبھے اور بہت سے آبلے تلوون مین پڑے حرارت آفتاب سے پریشان ہو صحرانوردی سے نہایت مضطر ہوئے لیکن اب لات و منات نے مجھپر رحم کیا ہے اب مین کبھی زمین پر قدم نہ رکھونگا بجز سواری کے ایک قدم بھی پیادہ نہ چلونگا شب و روز گاڑی یا گھوڑے پر سوار رہونگا اور نہایت تیز گھوڑی دوڑاؤنگا اگر دس بیس آدمی گاڑی یا گھوڑے کے نیچے کچل جائینگے اور مرجائینگے تو مجھے ذرا بھی صدمہ نہوگا اگر میرا دل چاہیگا اور طبیعت میری درست رہیگی تو لات منات کی پرستش اور ورزش کیواسطے بتخانہ و چشمہ جاؤنگا راہ مین اگر فقرا مجھسے کچھ طلب کرینگے تو کسیکو ایک کوڑی بھی نہ دونگا کیونکہ آج تک مجھکو بھی کسی نالائق نے کچھ نہین دیا ہے یہ باتین مجھکو تاحیات یاد رہینگی یہ اپنی مصیبت و تکلیف کبھی فراموش نہوگی کسی پیاسے مسافر کو کبھی پانی نہ دونگا اگر کوئی مسافر مرتا بھی ہوگا تو اوسے پانی نہ دونگا جانتک مجھسے ہوسکیگا ہر ایک پر ظلم کرونگا کیونکہ مجھپر کسینے رحم نہین کھایا ہے اور اس مسافری اور غربت مین کسینے ایک قطرہ پانیکا مجھے نہین پلایا ہے مین ہی ذرا اپنے ہاتھ سے پانی کنوئین سے نکالتا تھا جبھی مجھکو پانی میسر ہوا یہ سنکر اون دیگر مسافرون نے کہا او نالائق خاموش رہ تو کیسی واہیات باتین کرتا ہے کیا تجھکو سودا یا مالیخولیا ہوگیا ہے بیکار دیوانون کی سی گفتگو کرتا ہے شاید حرارت آفتاب کی گرمی تیرے دماغ مین زیادہ ہوگئی ہے دماغ تیرا صحیح نہین ہے یا تجھکو جنون ہوگیا ہے یا کوئی بھوت پریت یا کوئی خبیث تیرے سر پر سوار ہوگیا ہے تجھکو لازم ہے کہ موافق لیاقت کے اپنا علاج کر اور اب اپنے گھر کیطرح چلا جا ہمارا ساتھ نہ دے اگر کوئی تیری یہ باتین سنیگا تجھکو مار ڈالیگا اور ہمکو بھی ضرور رنجیدہ کریگا تیری ہمراہی کے سبب سے ہم لوگ بھی مبتلاے بلا ہونگے منظور نہین ہے کہ تیری وجہ سے ہم کسی آفت و بلا مین مسافر نے کہا مین تو دیوانہ نہین ہون لیکن تم سب احمق ہو اور بیوقوف ہو مین جو کچھ کہتا ہون سچ کہتا ہون کیونکہ مجھکو دولت نظر آتی ہے مسافرون نے پوچھا وہ دولت جو تمھین نظر آتی ہے کہان ہے ہمکو نظر نہین آتی اوس مسافر نے کہا اسیوجہ سے تو مین تمکو اندھا کہتا ہون کہ دولت سامنے ہے اور تمھین نظر نہین آتی ہے اگر ذرا بھی آنکھون مین بصارت ہے تو دیکھو پیڑ اور تمھارے سر گٹھری دولت کی ہے مسافرون نے اپنے سرون پر ہاتھ پھیر کے دیکھا اور کہا ہمارے سر پر تو بال ہین اور گرد و غبار ہے نہ تو کوئی گٹھری ہے نہ پستارہ ہے مسافر نے کہا بیشک تم سب اندھے ہوگئے ہو تم تو مجھے کہتے ہو کہ علاج کرو اب تمکو مناسب ہے کہ تم اپنی آنکھون کا علاج

اگر کسی کحال کے پاس جاؤ اپنی آنکھیں اوسے دکھلاؤ کوئی سرمہ برائے بصارت چشم آنکھوں میں لگاؤ تمکو میری سر پر جو بار نظر آتا ہے مردم عقیل و دیدہ دانستہ کبھی تمکو بینا نہ کہیں گے میری طرح وہ بھی تمکو اندھا کہیں گے مسافروں نے کہا ہم تو اندھے نہیں ہیں اور ہم کو تو ہر ایک سے نظر آتی ہے لیکن دولت نہیں دیتی ہے مسافر نے کہا جب گٹھری دولت کی تمہیں نظر نہیں آئی پھر کیا تمہیں دکھائی دیتا ہے مسافروں نے گھبرا کر اور آنکھیں اپنی ملکر بہ منت پوچھا کہ ذرا ہمیں بھی اچھی طرح دولت کو دکھلا دو اگر دولت ہمکو نظر آئیگی تو ہم یقین کرینگے کہ تم سچے ہو اور ہم بھی بینا ہیں ورنہ ہمکو گمان اپنے اندھے ہونے کا ہوگا اور ہمکو یہ یقین ہو جائیگا کہ ہم اندھے ہو گئے مسافر نے کہا دیکھو درخت کے اوپر گٹھری رکھی ہے جب مسافروں نے بغور تامل دیکھا پشتارہ نظر آیا مسافر نے سچ کہا ایک گٹھری درخت پر رکھی ہوئی دکھائی دیتی ہے مسافر نے کہا ہاں یہی دولت ہے اسکو میں بڑی دیر سے تکے رہا تھا معلوم ہوتا ہے کہ کسی مسافر نے اپنا مال و زر اس درخت پر رکھا ہے اور بھول کر چلا گیا ہے اب یہ مال و اسباب میری قسمت کی یاوری سے مجھکو ملا ہے میں پہلے ہی سے کہے دیتا ہوں کہ اس مال و زر سے میں تمکو ایک کوڑی بھی نہ دونگا مسافروں نے کہا کہ نصف مال و زر ہمکو دینا اور نصف تم لینا کیونکہ ہم بھی محتاج ہیں تونگر نہیں ہیں مسافر نے جواب دیا کہ تم نے مجھکو دیوانہ بنایا ہے اور جو کچھ میں نے تمہاری زبان سے سنا ہے وہ سب میں سمجھ گیا ہوں تمکو کچھ نہ دونگا مسافروں نے کہا ہم ضرور لینگے آخر باہم گر خوب سخت کلامی کی اور مار پیٹ ہوئی آخرکار ایک مسافر نے کہا کہ گٹھری کو تو درخت پر سے اوتار و دیکھو تو پشتارے میں کیا ہے اور کس قسم کا مال و اسباب ہے پیچھے وہ مسافر جسنے پہلے گٹھری درخت پر دیکھی تھی وہی درخت پر چڑھا اور پشتارہ کو اوٹھا کر خوش ہو کہنے لگا کہ اسمیں بہت مال و زر ہے مسافروں نے کہا کہ درخت سے اوترو پشتارہ کھولکر دیکھو تو پہلے ہی سے کہتے ہو کہ اسمیں بہت مال ہے غرض جب وہ مسافر معہ تمام پشتارہ لیکر درخت سے اوترا اور جاڑ کو کھولا دیکھا کہ ایک آدمی بیہوش ہے بعض مسافر تو ڈر گئے اور بھاگے بعض مسافروں نے کہا کہ اس سے ڈرنا بیکار ہے مثل ہمارے یہ بھی انسان ہے اسکو ہوشیار کرنا چاہیے اور حال اسکے بیہوش ہونے کا پوچھنا چاہیے یہ کہکر ایک مسافر نے بیہوشی کی دوا دماغ پر سے اوتاری اور سرہنگ ملکی کے منھ پر پانی چھڑکا اور دست و پا بھی سرہنگ ملکی کے آب سرد سے ترکیے اور کچھ پانی دماغ پر ڈالا سرہنگ ملکی کو ہوش آیا آنکھیں کھولکر دیکھا کہ چند مسافر میرے گرد بیٹھے ہیں مسافروں نے سرہنگ ملکی سے پوچھا کہ تم کون ہو اور کس نے تمکو بیہوش کیا ہے سرہنگ ملکی نے اپنا نام بتایا اور تمام حال فقیر کے حقہ پلانے کا بیان کیا مسافر تو چلے گئے اور راہ میں آپس میں مسافر سے کہنے لگے خوب گٹھری درخت پر سے اوتاری اور خوب دولت تمنے دیکھی اور پائی ناحق تمنے اور ہمنے اسقدر لڑائی ہوئی اور سچ کہا گٹھری تو تھی لیکن مقدر کی ہیٹی سے گٹھر میں مال و زر نہ نکلا ایک آدمی نکلا غرض وہ مسافر تو منزل مقصد کیطرف روانہ ہوئے لیکن سرہنگ ملکی کو جب اچھی طرح ہوش آیا اور حواس درست ہوئے سمت قلعہ تنگ واصل چلا اور بعد طے کرنے راہ کے قلعہ تنگ واصل میں داخل ہوا عمرو نے حال ہرمز کا پوچھا سرہنگ نے کہا میں نے راہ میں دیکھا ہے کہ ہرمز بہت علیل ہے اور بیس کروٹ نہیں لی جاتی ہے خواجہ عمرو نے تمام حال مہتر شاہین کے آنے کا اور لڑائی ہونے کا مفصل بیان کیا سرہنگ نے اپنے بیہوش ہونے کی اور ہوشیار کی کیفیت بیان کی عمرو واسطے علاج ہرمز کے اوسیوقت روانہ ہوئے فقط

داستان پیدا ہونا عمرو بن حمزہ یونانی در ترنج کا اور پرورش پاکر اسیر شیر شکار جانا اور قتل کرنا ان میں سنگل خواہی کا

ساقی نامہ

اٹھو اے مرشد میخانہ کھول	بہر ابر و دیدہ دکان کھول	قسمت مری سوتی ہے جگا دے

چھینٹا منھ پہ شراب کا دے
شیشے سے شراب ناب نکلے
اس پانی سے آنجھن کردن مین
سنجن کو مے کا درد کاٹے
دے قوت کے شاخ گابن تاک
غائب ہوا صبح کا ستارہ
صدچاک ہے صبح کا گریبان
آواز جرس جگا رہی ہے
سرخاب نے غم کی رات کاٹی
گل مستیل سر ہوا حباب کے
وہ بانگ اذان نہا ہے سبکو
تارے جو تھے دیدہ خواب کے
ہے بہر وضوے گل وہ پانی
گل لحن طیور سنکے سن ہے
اودکی کیطرح جھک رہی ہے
لانا بنت العنب کو لانا
دو چار برس ادھر کی دنیا
بوسہ جو رخ یار کی دے
جس زاہد کی رال ٹپکے
ساقی ہے ابھی سے کہتے تھے ہم
آمد ہوئی بزم مین پری کی
بے منت خلق وخوف انجام
تا بالی ہوئے طرف بھر گیا جی

سجدے کو جھکے سر خم دل
اس شرق سے آفتاب نکلے
دے ساغر بادۂ دل آرا
رومال شراب کی ہو صافی
کلی کو شراب مشکبو دے
ظاہر ہوا مہر عالم آرا
آنکھین ملتے ہین غنچۂ تر
شاخون کو صبا ہلا رہی ہے
جو چاند کہ دار شب کا مین تھا
جگنو کی طرح چھپا چمک کی
گھٹتے ہین جنھین چراغ کے پھول
تارے وہ نہان ہوئے جھپک کے
باغون مین نسیم چل رہی ہے
ہر مرغ کو سیر چمن کی دھن ہے
ساقی لانا شراب سر جوش
جیتی ہو شراب شب پلانا
وہ مے جو ہو بے مثال سب مین
جو لو عرق بہار کی دے
جسکا ایوان ہے شیشۂ دل
آپہونچی دخت رز پری چہر
وہ آئی کیا مراد آئے
ملنے لگا لب سے لب جام
جب نشہ اپنا رنگ لایا

ہو بانگ اذان صدای قلقل
پیالون مین شراب تر بھر دن مین
مینا کی طرح کردن غرارا
دانتون کو ہو افطار مسواک
صہبا سے سبو پہ وضو دے
پڑ رہے ہے گل دامان
چھینٹے دیتی ہے اوس منھ پہ
سونے رہ التفات کا تھی
وہ چاند کہ شمع انجمن تھا
جو نور تھا آسمان کا شکو
وہ نکلے سبز باغ کے پھول
شبنم تھی جو موجود فشانے
پریون کیطرح ٹہل رہی ہے
ہر ایک کلی مہک رہی ہے
پھر آپہونچے ہین حضرت ہوش
کچھ کم کی نہ سال بھر کی دنیا
وہ مے کہ جو ہو حلال سب مین
جسکا مارا مرے تڑپ کے
آنکھین ہین جسکی سیر منزل
کیا مہر سے ذرہ پروری کی
مطلب نکلا مراد آئے
پھر تو تن تن کے پان تاک پی
لکھنے لگے قلم اوٹھایا

رہ نوردان غریب الوطن وطے کنندگان صحرای خارستان رنج و محن صعوبت زدگان جادۂ مصیبت وغم گردگان راہ منازل محنت حال حیرت مآل مسافر شہر اندوہ و حرمان بے برگ و سامان یون تحریر فرماتے ہین کہ جب حمزہ صاحبقران بحکم نوشیروان بطلب خراج جانب ہفت ملک گئے تھے تو شہر یونان کو فتح کرکے فریدون شاہ یونانی کو مع مردمان شہر مسلمان کیا تھا فریدون شاہ کے تین فرزند اور ایک دختر تھی بڑے بیٹے کا نام قوزشتاش بہادر یونانی تھا اور منجھلے فرزند کا نام صدف نوش تھا اور چھوٹے پسر کا اسم استقفا نوش تھا اور دختر کا نام ملکہ گلشن آرا تھا فریدون شاہ نے حمزہ صاحبقران کو نہایت پسند کرکے اپنی دختر ملکہ گلشن آرا کو امیر با توقیر سے منسوب کرنا چاہا تھا اور امیر نے یہ عذر کیا تھا کہ جبتک مین ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان سے عقد نہ کرلونگا کسی عورت سے شادی نہ کرونگا فریدون شاہ

یونانی نے عمداً امیر کو سکے ارادہ کیا تھا کہ میں اسے نہیں ہلاک کروالوں کیونکہ امیر نے شاید مجکو کم مرتبہ سمجھا
میری دختر کو قبول نہ کیا اوسی زمانہ مین خواجہ عمرو نے ملکہ گلشن آرا کو بصورت ملکہ مہر نگار رنگ روغن سے بنایا
تھا اور عقد ملکہ گلشن آراسے دھوکے مین حمزہ صاحبقران نے کرلیا تھا لیکن اس فقیر کو مین شیخ تصدق حسین
نے اس داستان شوکت بیان کو اسطرح اکثر اساتذہ کی زبان فیض ترجمان سے سنا ہے کہ جب عقد کرنے سے
امیر یاقوتیر نے انکار کیا تھا اور فریدون شاہ نے ارادہ اسکے ہلاک کرنے کا کیا تھا اوسی زمانے مین ہنگام
شب عالم خواب مین امیر سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ اے فرزند تمکو لازم ہے کہ ملکہ گلشن آرا سے عقد
کرلو اسکے بطن سے ایک فرزند پیدا ہوگا کہ تم سے بھی زبردست ہوگا اور اکثر تمہاری اعانت کریگا اور نہایت شجاع
بہادر ہوگا امیر نے خواب سے بیدار ہوکے اوسی زمانہ مین یا بعد کئی روز کے بموجب ارشاد حضرت ابراہیم خلیل اللہ ملکہ
گلشن آرا سے عقد کرلیا تھا اور ملکہ سے ہمبستر ہوئے تھے بقدرت پروردگار گلشن آرا شب زفاف مین حاملہ
ہوگئی تھیں اسیطرح خواجہ عمر بھی بعد عقد فتنہ وزیر زادی ملکہ گلشن آرا سے اوسی شب کو ہمبستر ہوئے تھے اور بقدرت
خدا فتنہ بھی اوسی شب کو حاملہ ہوئی تھی اور اوسی زمانہ مین امیر یاقوتیر ایک باغ مین فریدون شاہ
کے ہمراہ سیر کرنے گئے تھے اور وہان ایک شیر طلائی نہایت پائدار دیکھا تھا امیر یاقوتیر نے داہنے ہاتھ
سے ایک طمانچہ بضرب شیر پر اسطرح مارا کہ منہ شیر کا ٹیڑھا ہوگیا تھا اور طمانچہ شیر کو مار کر یہ فرمایا تھا کہ مجسے وہ شخص مقابلہ
کرے جو اس شیر کے منہ کو سیدھا کرے باغبانون نے یہ تقریر امیر کی سنی غرض امیر زمتاش بہادر
یونانی کو اپنے ہمراہ لیکر یونان سے چلے آئے تھے چنانچہ اب تک زمتاش بہادر قلعہ تنگ داحل مین
موجود ہین اور امیر بردہ تاف مین تشریف رکھتے ہین القصہ بعد گذرنے نو ماہ کے ملکہ گلشن آرا کے
شکم سے ایک فرزند شیر صولت نہایت حسین وخوبصورت پیدا ہوا اور فتنہ کے بطن سے پسر پیدا ہوا فریدون شاہ
نے اپنے نواسے کا نام عمرو بن حمزہ رکھا اور پسر عمرو کا نام فرخ رکھا اور کئی روز تک اس خوشی مین جشن کیا اور
عمرو بن حمزہ کی پرورش کرنے لگا جب عمرو بن حمزہ کا سن چھ برس کا ہوا معلم واسطے پڑھانے کے معین ہوئے اور
بھی خوشی نہایت ہوئی یعنی جسروز عمرو بن حمزہ یونانی کو پڑھنے کے واسطے بٹھایا اوس روز بھی جشن کیا اور ہزارہا روپیہ
غربا اور مساکین کو تقسیم کیا اور بعد ہا خلعت امرا ورؤسا وغیرہ کو دیے جب عمرو بن حمزہ یونانی دس بارہ برس
کے ہوئے فریدون شاہ نے تیر اندازی اور فنون پہلوانی کے لیے اوستادان جہانکو عمرو بن حمزہ یونانی کے
واسطے ملازم رکھے اور اونسے عمرو بن حمزہ نے تعلیم پائی عمرو بن حمزہ فنون سپہگری سے ایسے آگاہ ہوئے کہ لڑکا
کو بھی تعلیم کرنے مین پریشانی اور دقت ہوتی اکثر اوستاد فنون سپہگری مین ہنگام مقابلہ عمرو بن حمزہ یونانی
سے عاجز اور زیر ہونے لگے اور فرخ بھی فن عیاری مین کامل ہوا ایکروز عمرو بن حمزہ یونانی نے اپنی مادر
سے کہا کہ مین باغ مین واسطے سیر کے جاتا ہون مادر عمرو بن حمزہ یونانی نے اجازت دی جب عمرو بن حمزہ باغ
مین آئے دیکھا کہ شیر طلائی کا منہ ٹیڑھا ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے باغبانون سے پوچھا کہ اس شیر طلائی کا منہ کیونکر
ٹیڑھا ہوگیا باغبانون نے عرض کیا کہ آپ کے والد حمزہ صاحبقران ایک روز اس باغ مین تشریف لائے
تھے اس شیر کو دیکھکر اونھون نے ایک طمانچہ مارا منہ اس شیر کا ٹیڑھا ہوگیا بعد طمانچہ مارنے کے یہ فرمایا تھا کہ وہ
بہادر مجسے مقابلہ کرنے کا ارادہ کرے جو اس شیر کے منہ کو سیدھا کرے اے شاہزادہ والا قدر آج تک کسینے
اس شیر کے منہ کو سیدھا نکیا دس بارہ برس سے منہ اس شیر کا ٹیڑھا ہے عمرو بن حمزہ یونانی

نے گفتگو باغبانوں کی سنکے طرف فرخ کے دیکھا اور بائیں ہاتھ سے طمانچہ مارا کہ منہ پھر کا سیدھا ہو گیا فرخ اور
باغبان وغیرہ قوت و زور کی تعریف کرنے لگے پھر عمرو بن حمزہ سیر باغ کی کرکے اپنی اودکے پاس آئے دوسرے
روز عمرو بن حمزہ نے اپنی مادر ملکہ گلشن آرا سے عرض کیا میرا دل چاہتا ہے کہ واسطے شکار کے صحرا میں جاؤں
اگر آپ اجازت دیں تو میں صحرا میں جاؤں اور شکار کھیل کے چلا آؤں ملکہ گلشن آرا نے کہا آہو کہ یا ملک شنگل
بن شنکال فیل زور جو ارزمی کا تمہارے نانا کے ملک سے قریب ہے اور شنگل بادشاہ جابر و کافر ہے مسلمانوں
سے از حد عناد اور دشمنی رکھتا ہے میں ڈرتی ہوں کہیں تم ملک میں اوسکے نہ چلے جاؤ اور وہ تمہارے حال سے آگاہ
ہو کر تمکو گرفتار نہ کرے ہرچند کہ تم لومان کے بادشاہ ہو لیکن شنگل سے مقابلہ اور جدال نہیں کر سکو گے کیونکہ اوسکے
پاس انجو لاکہ فوج ہے اور کئی بڑے بڑے پہلوان اوسکے ملازم ہیں عمرو بن حمزہ نے کہا کہ میں قسم کھاتا ہوں نانا کے ملک میں
شکار کھیلونگا ملک شنگل میں نہ جاؤنگا جب عمرو بن حمزہ نے اسطرح کہا ملکہ گلشن آرا نے بدرجہ مجبوری اجازت دی
عمرو بن حمزہ خوش ہو کر باہر آئے اور چالیس ہزار لڑکوں کو جو اونکے ہمراہ رہتے تھے اونکو اپنے ہمراہ لیکر اور سامان شکار
مہیا کر کے گھوڑے پر سوار ہوئے فرخ بھی ہمراہ رکاب تھا عمرو بن حمزہ یونانی مع چالیس ہزار لڑکوں کو لیکر یونان سے چلے
اور جانب صحرا روانہ ہوئے جب قطع کرنے راہ کے صحرا سبزہ زار میں پہونچے طائروں کے شکار کرنے لگے ناگاہ دو ہرن نظر آئے
عمرو بن حمزہ یونانی نے مرکب اپنا اون آہوؤں کے پیچھے دوڑایا وہ دونوں آہوان صحرا چوکڑی بھر کر ایکطرف بھاگے عمرو بن حمزہ
نے آہوؤں کا تعاقب کیا یہانتک کہ اپنے لشکر سے جدا ہو گئے فرخ بھی پیچھے رہگیا دن بارہ کوس تک آہوؤں کے تعاقب میں چلے
گئے آخر قریب آہوؤں کے پہونچکر اور تیر کمان میں لگا کر ایک آہو پر مارا آہو زخمی ہو کر زمین پر گرا دوسرا آہو صحرا میں ایک سمت
چلا گیا عمرو بن حمزہ نے گھوڑے سے اوترکے آہو کو ذبح کیا اور ارادہ کیا کہ آہوئے مذبوح کے کباب طیار کریں
اور دیکھا میں ناگاہ دیکھا کہ ایک آہو زخمی ہو اور بھاگا ہوا چلا آتا ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے ترکش سے تیر لیکر چلہ کمان
میں رکھا اور کمان کو کھینچکر اور ہرن کی پیشانی تاک کے تیر مارا تیر پیشانی آہو پر پڑا آہو مجروح ہو کر زمین پر گرا
عمرو بن حمزہ یونانی نے خوش ہو کر اوس آہو کو بھی ذبح کیا اور آہوئے اول کے برابر اوس آہو کو رکھا یکایک دیکھا
ایک سوار گھوڑا کچھ دوڑاتا ہوا چلا آتا ہے جب وہ سوار عمرو بن حمزہ یونانی کے قریب آیا اپنے آہو کو پہچانکر عمرو بن حمزہ
یونانی سے پوچھنے لگا کہ او طفل تو نے میرے آہو کو کیوں شکار کیا تو نے نہیں دیکھا تھا کہ پشت آہو پر تیر لگا ہے عمرو بن
حمزہ نے جواب دیا اے برادر میں نے اوس آہو کو اس خیال سے شکار کیا کہ میرے ہمراہیوں نے اوس پر تیر
مارا ہے مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ تم نے اس آہو پر تیر لگایا ہے خیر اب یہ آہو موجود ہے لیلو اور جو آہو قبل اس آہو کے میں نے
شکار کیا ہے وہ بھی موجود ہے تم لیجاؤ میں اور آہو کو شکار کر لونگا سوار نے کہا یہ تو بتا تو کون ہے عمرو بن حمزہ نے کہا میں
فرزند حمزہ صاحبقران کا ہوں میرے نانا فریدون شاہ ہیں اور میرا نام عمرو بن حمزہ یونانی اوس سوار نے بصد غضب
کہا اب مجھکو معلوم ہوا کہ تو مسلمان ہے میں تجھکو قتل کرونگا اگر تجھکو اپنا زندہ رہنا چند ساعت منظور ہے تو اس آہو
کو اپنی پشت پر اوٹھا کر میرے ساتھ چل ورنہ میں ابھی تجھے مار ڈالونگا میں بیٹا ہوں شنگل بن شنکال فیل زور
سوار زمی کا نام میرا مہران ہے مجھمیں زور و قوت اسقدر ہے کہ فیل کلان کو مثل گل کے ہزار بار ایک ہاتھ سے
ایک سمت میں اودھر سے اودھر کو اوٹھا کے پھینک دیتا ہوں تو ایک طفل ناتوان ہے تیرا قتل کرڈالنا میرے نزدیک بہت
ہی آسان ہے میں قتل سے تیرے تجھکو خیال کرتا ہوں عمرو بن حمزہ نے کہا مجھکو ہرگز منظور نہ تھا میں فیل مست کو ایکدم میں
ہلاک کرتا ہوں میرا قتل کرنا نہایت دشوار ہے اگر تجھکو آہو لیجانا منظور ہے تو لیجا میں ہرگز اس آہو کو اوٹھا کر تیرے ہمراہ نہ جاؤنگا

بن خشنکل تقریر عمرو بن حمزہ سنکر نہایت برہم ہوا اور تیغ آبدار کھینچکر سر پر عمرو بن حمزہ کی لگائی عمرو بن حمزہ یونانی
نے تیغ کو سپر پر روک کے خود بھی تلوار کھینچکر مہران نابکار کے سر پر لگائی ہر چند مہران نے شمشیر کو سپر پر روکا لیکن
شمشیر سپر کو کاٹکر خود پر پڑی اور خود کو کاٹتی ہوئی صراحی گردن میں آئی اندر دارو م لیکر شکم و کمر کو کاٹکر زین قربوس
پر آئی اور مرکب کو بھی دو ٹکڑے کرکے زیر تنگ پہونچی مہران مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا عمرو بن حمزہ
یونانی مہران کو قتل کرکے خوش ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ اس نالائق نے مجھسے نہایت ہی بدزبانی کی تھی اسکی
قضا ہی آگئی تھی ابھی عمرو بن حمزہ یونانی یہ خیال کر رہے تھے کہ فرخ مع لشکر طفلان آیا اور مہران کو زمین
پر پڑا ہوا دیکھکر اسطرح پوچھنے لگا کہ اے شاہزادہ ذیوقار یہ نابکار کون ہے عمرو بن حمزہ نے کہا یہ مہران بن
خشنکل ہے بعد اسکے تمام حال مہران کے آنے اور گفتگوئے سخت کرنے کا بیان کیا فرخ نے عرض کیا اے شاہزادہ ذیجاہ
اب یہاں ٹھہرنا آپ کا مناسب نہیں ہے کو لازم یہی ہے کہ آپ اپنے گھر کیطرف تشریف لیجلیے اگر اسکے ہمراہی آجائینگے
تو اس دشت میں خوب تلوار چلیگی ہزاروں آدمی دونو طرف کے قتل ہونگے میدان صحرای سبزہ زار خون سے سرخ ہو جائیگا
انجام لڑائی کا نہیں معلوم کیا ہوگا پس میرے نزدیک بہتر یہی ہے کہ یہاں توقف نہ کیجیے ہر چند عمرو بن حمزہ کا دل
نہ چاہتا تھا کہ صحرای سبزہ زار سے روانہ ہوں لیکن فرخ کے کہنے سے چلے ہمراہیوں نے دونوں آہوؤں کو اٹھا کر شکار
بند میں لٹکا دیے الغرض عمرو بن حمزہ بعد قطع راہ یونان میں پہونچے اور اپنی ماں کی خدمت میں گئے گلشن آرا نے
پوچھا شکار کھیل کر جلد چلے آئے اسکا کیا سبب ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے عرض کیا فرخ نے مجھسے کہا اب صحرا
سے چلو اسوجہ سے میں چلا آیا یہ کہکر عمرو بن حمزہ خاموش ہوئے اور حال مہران کے قتل کرنیکا بیان نکیا پھر وہ دونوں آہو
جنکو شکار کیا تھا اپنی والدہ کی خدمت میں لائے ملکہ گلشن آرا آہوؤں کو دیکھکر خوش ہوئی اور خیال کرنے لگی کہ
میرے فرزند نے پہلے پہل ان آہوؤں کو صحرا میں جاکر شکار کیا ہے عمرو بن حمزہ پر نثار کیا ؛

داستان لاش مہران کی دیکھکر واویلا کرنا خشنکل کا اور بھیجنا بلند کمان اور سہیل سیر شجاع اور فولاد زنگی کو مع فوج طرف یونان کے اور جانا عمرو بن حمزہ کا جانب بصرہ اور قتل ہونا فریدون شاہ اور زخمی ہونا پہلوان فریدون شاہ کا اور تباہ ہونا اہل یونان کا اور اسیر ہونا گلشن آرا و عمرو کا

راویان خجستہ خواص داستان کو یوں بیان کرتے ہیں کہ جب عمرو بن حمزہ مہران کو قتل کرکے یونان میں چلے آئے
اور ہمراہیان مہران نے لاش مہران کی صحرا میں دیکھی نہایت محزون ہوئے اور صیادوں سے جو وہاں شکار کھیل رہے
تھے اونسے پوچھنے لگے کہ ہمارے شہزادہ مہران کو کسنے قتل کیا ہے گھسیاروں نے عرض کیا خداوند ہمارے سامنے ایک لڑکے
نے قتل کیا ہے اور لڑکے کا نام عمرو بن حمزہ ہے یونان کا رہنے والا ہے ہمراہیان مہران نے یہ سنکر گھسیاروں کی شکے بعد آہ و
فغان لاش مہران کی اٹھائی اور صحرای سبزہ زار سے چلے بعد طے کرنے راہ کے خوارزم میں پہونچے خشنکل نے شور نالہ
و فریاد سنا گھبرا کر اپنے ملازموں سے کہنے لگا ذرا دیکھو تو یہ کون لوگ نالہ و فریاد کرتے ہیں ملازمان خشنکل
گئے اور ہمراہیان مہران کو گریہ کنان دیکھکر پوچھنے لگے کہ تم کیوں روتے ہو انھوں نے تمام حال مہران کے
قتل ہونے کا بیان کیا ملازمان خشنکل ہمراہیان مہران کو مع لاش مہران کے خشنکل کے پاس لائے
خشنکل بھی باعث نالہ و فریاد پوچھنے لگا ہمراہیان مہران نے مہران کا تمام حال عرض کیا خشنکل اپنے فرزند کے
غم و الم میں نہایت اشکبار ہوا اور تمام اہل دربار بھی با آواز بلند رونے لگے اسوقت تاریخ جادو جو بیٹی زلزلہ جادو
کی خشنکل پر عاشق تھی اور تمام طلسم تاریخ کی مالک ہے پہلوے خشنکل میں بیٹھی تھی ہر چند کہ صورت اوسکی مہیب تھی

لیکن وہ اپنے تئین بہتر و خوب بہی سے جانتی تھی اوسنے جو دیکھا کہ مہران کی لاش آئی اور تشنکل رو رہا ہے اور تمامی اہل دربار بھی اشکبار ہیں خود بھی ملول اور محزون ہوئی اور تشنکل سے کہنے لگی کہ اگر تو مجکو اجازت دے تو ابھی جا کر یونان میں سب کو قتل کروں کسیکو زندہ نہ چھوڑوں اور تیرے فرزند کے قاتل کو گرفتار کر کے تیرے پاس لاؤں تشنکل نے بحالت گریہ و زاری یہ جواب دیا کہ تم نہ جاؤ میں اپنے لشکر کے سرداروں کو مع فوج طرف یونان کے روانہ کرتا ہوں وہ جا کر سبکو قتل کرینگے پھر تشنکل نے شغال فیل زور و بیست خوارزمی و لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار اور فولاد زنگی سے مخاطب ہو کر کہا کہ جلد تم تیس ہزار سواران جرار اپنے ساتھ لیکر یونان کیطرف جاؤ جب یونان میں پہونچنا سب کو قتل کرنا شہر تباہ و برباد کرنا عورتوں کو اسیر کرنا عمرو بن حمزہ کو یا قتل کرنا یا گرفتار کر کے میرے پاس لے آنا لہراسپ سہیل شیر شکار اور فولاد زنگی اوسیوقت مع تیس ہزار سوار کے جانب یونان روانہ ہوئے ادھر تو لہراسپ وغیرہ سمت یونان جاتے ہیں لیکن ادھر فرخ وغیرہ نے فریدون شاہ سے جا کر عرض کیا کہ آپکے نواسے نے صحرا میں مہران کو قتل کیا ہے اور تمام حال قتل کرنیکا بیان کیا فریدون شاہ نے یہ حال سنکر خیال کیا کہ تشنکل سیاہ کچھ ضرر پہونچائیگا اور عمرو بن حمزہ یونانی کو صدمہ پہونچیگا یہ خیال کر کے فریدون شاہ نے عمرو بن حمزہ کو بلایا اور بعد دعا درازی عمر کے فرمایا کہ اے فرزند ہمارا دل یہ چاہتا ہے کہ تم تھوڑے دنوں کے واسطے بصرہ چلے جاؤ اور سیر بصرہ کی کرو وہاں شکار کھیلنا آب و ہوا نہایت اچھی ہے بعد سیر بصرہ کے پھر چلے آنا عمرو بن حمزہ نے عرض کیا اگر آپکی خوشی یہی ہے تو میں آج ہی بصرہ کو روانہ ہوتا ہوں یہ عرض کر کے عمرو بن حمزہ یونانی اپنے نانا سے رخصت ہوئے فریدون شاہ نے ہنگام رخصت عمرو بن حمزہ کو سینے سے لگایا اور پیار کیا اور کہا اے فرزند میں ضعیف ہوا میری زندگی کا کچھ اعتبار نہیں ہے ہر دم خیال مرگ ہے مثل چراغ سحر کے کوئی دم کا اس دنیا فانی میں مہمان ہوں اگر بعد تمہارے جانے کے مرجاؤں تو تم خبر میری مرگ کی سنکے ملول نہ ہونا اور مطلق رنج نکرنا جہانتک ہو سکے صبر کرنا اے فرزند اس دنیا فانی سے بڑے بڑے نامی گرامی شاہان جلیل القدر اور جہاں دار جانب ملک عدم گئے ہیں میرے اونکے آگے کیا حقیقت ہے حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہیں سبکو ایکدن مرنا ہی ہے بقا سوائے پروردگار کے اور کسیکو نہیں ہے دیکھو اے فرزند اور غور کرو تو نظر کر پھر سکندر کا وہ تخت و تاج کہاں ہے وہ دارا کا لشکر سب آج کہاں اب کیومرث کا نام ہے کہاں اب جمشید کا جام ہے یہ کہکر فریدون شاہ عمرو بن حمزہ کو گلے لگا کر بہت رویا عمرو بن حمزہ بوجہ طفولیت کے بوجہ بصرہ کیطرف روانہ کرنے اور تقریر فریدون شاہ کی نہ سمجھے ورنہ عمرو بن حمزہ بصرہ کیطرف نہ جاتے بعد رخصت ہونے کے عمرو بن حمزہ اپنی ماں کے پاس گئے اور ان سے بھی رخصت ہو کر ہمراہی فرخ وغیرہ یونان سے جانب بصرہ روانہ ہوئے اور بعد طے کرنے راہ کے بصرہ پہونچے یہاں ایک روز فریدون شاہ کو خبر ہوئی کہ لہراسپ اور سہیل شیر شکار اور فولاد زنگی مع تیس ہزار سواران جرار قریب یونان آیا ہے فریدون شاہ صدف نوش اور استفنا نوش اپنے فرزندوں کو ہمراہ لیکر مع فوج شہر سے باہر آیا اور لہراسپ سے ملاقات کر کے بعجز کہنے لگا کہ تم ہمارے شہر میں دیکھ لو کہ پسر حمزہ نہیں ہے لہراسپ نے جواب دیا تمنے پسر حمزہ کو کہیں پوشیدہ کیا ہے یا کہیں بھیجدیا ہے اب ہم اوسکے عوض تجسے انتقام لینگے یہ کہکر لہراسپ نے فریدون شاہ کو تلوار سے قتل کیا یہ حال جو صدف نوش اور استفنا نوش نے دیکھا تلواریں کھینچکر مع لشکر لہراسپ پر حملہ ور ہوئے لشکر لہراسپ بھی بڑھا تلوار چلنے لگی لاش پر لاش گرنے لگی سر تنوں سے جدا ہونے لگے برچھے چلنے لگے سینوں کے پار ہونے لگے زخمی گھوڑوں سے گر کے چلانے لگے جوانان لشکر قتل ہو ہو کر جانب عدم

جانے لگے دلاوروں کو پیغام قضا آنے لگے بہادر عروس مرگ سے ہم آغوش ہونے لگے گرد وغبار عرصہ کارزار میں بلند ہوا دستوں کا
نظم یکے داشت در سر ہوائے گریز + یکے داشت در سر ہوائے گرز + یکے چارہ جو از دم تیغ تیز + یکے راز پیکان جگر کاستہ + یکے مرگ را از خدا خواستہ + یکے بود بے پا و بے سر یکے + یکے کشتہ تیغ و خنجر یکے + ادھر گرمی معرکہ
صرف نوش اور استغفا نوش لب نے صدہا بلکہ ہزارہا سواروں کو قتل آخر دونوں سراپا زخمی ہوکر اور مرکب میدان کارزار سے ایک سمت نکل گئے جب یونانیوں نے دیکھا کہ دونوں شاہزادوں کو مرکب لیکر نکل گئے اور شکست یونانی پیچھے ہٹے ہزاروں بھاگتے میں قتل ہوئے باقی وہ بھاگ کر نکل گئے یونان بالکل ویران ہوگیا لہراسپ نے ایک ستون بجائے نشان یونان رہنے دیا باقی تمام شہر کھدوا کر ہموار کردیا جو شہر نہایت آباد تھا اوسے ویران کردیا بعد قتل کرنے مردمان شہر اور بربادی شہر کے لہراسپ نے ملکہ گلشن آرا اور نقشہ وزیر زادی اور جملہ کسریٰ زادوں کو گرفتار کرکے فولاد زنگی کے حوالے کیا پھر ایک عرضی اس مضمون کی لکھی کہ ای بادشاہ ذیجاہ میں نے حضور کے حکم سے فریدون شاہ وغیرہ کو قتل کیا تمام شہر کو کھدوا ڈالا عورتوں کو اسیر کیا ہے اب میں نے ہمیں فولاد زنگی کے ہاتھ فریدون شاہ کے سر کو اور عورتوں کو حضور کی خدمت میں روانہ کیا ہے اور میں عمرو بن حمزہ کی جستجو کرتا ہوں شاید وہ حضور کے خوف سے کسی طرف نکل گیا ہے اگر وہ طفل ملگیا تو اوسکا بھی سر کاٹ کے روانہ کرونگا یا خود سر عمرو بن حمزہ کا لیکر آؤنگا زیادہ کیا عرض کروں جب لہراسپ اس مضمون کی عرضی لکھ چکا ملفوف کرکے وہ عرضی فولاد زنگی کو دی اور کہا کہ یہ عرضی میری بادشاہ عالیجاہ کو دیدینا اور جو کچھ یونان میں گذرا ہے زبانی بھی عرض کرنا اور ان عورتوں کو بہ حفاظت تمام لیجانا یہ کہکر فولاد کو روانہ کیا فولاد زنگی سر فریدون شاہ کا لیکر اور عورتوں کو اپنے ہمراہ لیکے مع تھوڑی سپاہ کے جانب خوارزم روانہ ہوا

داستان جانا قیدیوں کا بحکم شنگال کے پاس خداوند دم خبیثہ کے کوہ بوقلمون پر اور مقابلہ کرنا عمرو بن حمزہ کا لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار سے اور عرضی لکھنا خواجہ عمرو کا

راویان خوش اطوار اس داستان کو اسطرح لکھتے ہیں کہ جب فولاد زنگی سر فریدون شاہ اور قیدیوں کو لیکر قریب خوارزم پہونچا شنگال کو خبر ہوئی کہ فولاد زنگی سر فریدون شاہ اور قیدیوں کو ہمراہ لیکر آتا ہے شنگال یہ خبر سنکے خوش ہوا اور ایک نامہ فولاد زنگی کو اس مضمون کا لکھا کہ سر فریدون شاہ تو میرے پاس روانہ کردو اور قیدیوں کو کوہ بوقلمون خداوند دم خبیثہ کے پاس لیجاؤ اور تمام حال اوس سے بیان کرو اور میری طرف سے آداب و تسلیم عرض کرو جو کچھ وہ ان قیدیوں کے باب میں کہیں وہی کرنا بلکہ ان قیدیوں کو انھیں کے سپرد کر دینا جو اونکے فراج میں آئے وہ اونکے حق میں کرینگے غرض شنگال لکھوا چکا مہر اپنی نامہ پر کرکے ایک شتر سوار کو دیا اور کہا یہ نامہ فولاد زنگی کو پہونچاؤ شتر سوار وہ نامہ لیکر چلا اور طے کرنے راہ کے نامہ فولاد زنگی کو دیا فولاد زنگی بموجب حکم سر فریدون شاہ تو بادشاہ کی خدمت میں بھیجدیا اور خود گلشن آرا وغیرہ کو لیکر کوہ بوقلمون کیجانب چلا اور بعد قطع راہ پاس دم خبیثہ کے پہونچا بعد لوازمات تسلیم و تعظیم کے جو کچھ شنگال نے قیدیوں کی بابت کہا تھا عرض کیا دم خبیثہ نے یہ خبر فولاد سے آگاہ ہوکر کہا کہ آج ان قیدیوں کو تو یہیں رکھو کل میں سزا دونگی فولاد زنگی بیٹھے رہ کوہ ہی پر مقیم ہوا ادھر فولاد زنگی زیر کوہ بوقلمون مقیم ہے لیکن احوال عمرو بن حمزہ کا لکھا جاتا کہ جس روز لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار مع سواران جرار عنقریب میدان پہونچے اور فریدون شاہ نے شہر سے نکل کے اونسے محاربہ کیا اور لہراسپ نے فریدون شاہ کو قتل کیا اور بعد جنگ یونان کو تباہ ویران کیا اور گلشن آرا وغیرہ کو اسیر کیا اوسی روز عمرو بن حمزہ یونانی کو اس صدمے سے ملال ہوکر اشک بے اختیار

آنکھون مین بھر آئے نانا اور مان اور ماموں یاد آئے عمرو بن حمزہ یونانی نے اسی عالم رنج و ملال مین فرخ سے کہا کہ ای فرخ کیا سبب ہے کہ آج خود بخود میرا جی دل چاہتا ہے کہ نالہ و بکا کرون اور خوب روؤن اسوقت ضبط کرتا ہون لیکن آنسو نکلے آتے ہین دل بیقرار ہے والدہ صاحبہ اور نانا یاد آتے ہین علاوہ اسکے یونان کا ہر ایک کوچہ اور مقام اور ایک قصر و مکان یاد آتا ہے اور وہ نانا کا مجھسے گلے ملکے رونا اور والدہ کا ہنگام رخصت گریہ کرنا یاد آتا ہے نہین معلوم انھون نے کس وجہ سے مجھے اسطرف بھیجا اور مجھسے گلے ملکر وہ اس درجہ کیون روئین اور آج مین کسوجہ سے لحزون و ملول ہوا نہین معلوم بعد میرے آنے کے انپر کیا گذری اور وہ فی الحال کس حال مین ہین شب کو مین نے خواب پریشان بھی دیکھا ہے خداوند عالم خیر کرے نانا اور والدہ صاحبہ اور ماموں بخیر و عافیت ہون شہر مین کوئی فتنہ و فساد نہوا ہو شب آرام و راحت ہون فرخ نے عرض کیا آپ کو کچھ فکر و ملال نکرنا چاہیئے وہان افضال خدا سے سب اچھے ہونگے عمرو بن حمزہ نے کہا ای فرخ اسوقت دل یہی چاہتا ہے کہ یونان کیطرف جاؤن اور والدہ صاحبہ و نانا صاحب کی زیارت سے مشرف ہون اور وہان جاکر اپنے دل مضطر کو تسکین دون فرخ نے عرض کیا آپ کو اختیار ہے تشریف لیچلیے ابھی فرخ عمرو بن حمزہ سے یہ عرض کر رہا تھا ناگاہ چند یونانی پریشان خاطر عمرو بن حمزہ یونانی کو نظر آئے عمرو بن حمزہ یونانی نے ان یونانیون کو اپنے پاس بلایا اور پوچھا کہ تم سب کیون پریشان ہو اور گھبرائے ہوئے کہان جاتے ہو سبھون نے عمرو بن حمزہ کو پہچان کر نالہ بلند کیا اور عمامے اپنے سرون سے اتار کے زمین پر پھینک دیئے اور بعد اشکباری اور نالہ و بیقراری عرض کرنے لگے کہ ای شاہزادہ ذی قدر و ذی وقار ہم کیا اپنی پریشانی کا حال عرض کرین آپ کو صدمہ جانکاہ ہوگا عمرو بن حمزہ بیتاب ہوکر کہا برائے خدا حال یونان جلد بیان کرو اور اپنی پریشانی و اشکباری کے احوال سے اطلاع دو یونانیون نے عرض کیا ای شاہزادۂ ذیجاہ بڑا غضب ہوا یونان تباہ و برباد ہوگیا شتکل حاکم خوارزم نے لہراسپ اور شمیل کو مع فوج کثیر بھیجا انہون نے یونان مین آکر حضور کے نانا صاحب کو قتل کیا اور انکا سر کاٹ لیا پھر آپ کے دونون ماموں خوب لڑے ہزارون کو انھون نے قتل کیا سنا ہے کہ وہ زخمی ہوئے اور گھوڑے انکو میدان جنگ سے کسی طرف لیگئے لشکر آپ کے نانا فریدون شاہ کا بھاگ گیا لہراسپ نے یونان کو ویران کیا تمام مکانات کھود ڈالے رعایا کو بھی قتل کیا آپ کی والدہ صاحبہ کو اسیر کر لیا اسطرف بھاگ کر آئے ہین ای شاہزادہ عالی منزلت آپ بھی کسی طرف نکل جایئے لہراسپ آپ کی تلاش مین ہے یہ کہکر یونانی خاموش ہوئے عمرو بن حمزہ یونانی اسقدر روئے کہ اگر بتفصیل حال گریہ و زاری لکھا جائے تو اس داستان کو نہایت ہی طول ہو اور دل بھی طول افسانہ سے از حد ملول ہو پس باین خیال مفصل حال اشک فشانی عمرو بن حمزہ نہین لکھا گیا لیکن مختصر یہ ہے کہ عمرو بن حمزہ اپنے نانا کے قتل ہوجانے اور مان کے گرفتار ہونے سے از حد گریان ہوئے اور اسی عالم آہ و فغان مین فرخ سے کہنے لگے کہ میرے دل کے گھبرانے اور پریشان ہونے کی یہی وجہ تھی افسوس ہزار افسوس نانا صاحب قتل ہوگئے اور والدہ صاحبہ اسیر ہوگئین ای فرخ مجکو وہ نانا کا پیار کرنا اور گلے سے لگانا اور اشکبار ہونا یاد آتا ہے اب مجکو معلوم ہوا کہ اسی وجہ سے وہ روتے تھے اور فرماتے تھے کہ اب میری زندگی کا بھروسا نہین ہے افسوس مین انکی تقریر کو نہ سمجھا اور انکے فرمانے سے اسطرف چلا آیا منظور یہ ہوا کہ مجکو شکار او سیر کے بہانے سے اسطرف بھیجدین تاکہ مین لہراسپ وغیرہ کے ہاتھ سے مارا نہ جاؤن اور قتل نہون اگر یہ مین جانتا کہ لہراسپ آئیگا اور میرے نانا کو قتل کریگا تو مین کبھی اسطرف نہ آتا فرخ نے بہ گریہ و زاری عرض کیا کہ ای شاہزادہ ذیوقار مشیت پروردگار مین کسی کو دخل نہین ہے جو منظور خدا کو تھا وہ ہوا اب آپ صبر کیجیے اور گریہ و زاری موقوف کیجیے ورنہ ہلاک ہوجائیگا عمرو بن حمزہ ذیجاہ نے کہا ای فرخ یہ وہ صدمہ جانکاہ ہے کہ صبر نہین ہوسکتا اور اشکباری موقوف نہین کرسکتا اب جبتک کہ شتکل سے اسکا عوض بخوبی نہ لونگا اسوقت تک

میرے دل کو قرار ہوگا یہ کہکر حکم دیا کہ ہمارا لشکر یونان کی طرف اسیوقت روانہ ہو بموجب حکم چالیس ہزار ترک مسلح ہوکر گھوڑون پر سوار ہوئے عمرو بن حمزہ بھی مرکب پر بیٹھے فرخ ہمراہ رکاب ہوا لشکر بصرہ سے چلا بعد طی کرنے راہ کے عمرو بن حمزہ شہر یونان مین آئے شہر کو تباہ و برباد دیکھکر اشک آنکھون مین بھر لائے بعد دیکھنے شہر کے لوگون سے پوچھا امراسپ کہان ہے سب نے عرض کیا ہمین نہین معلوم کہ وہ کہان ہے یہ سنکر عمرو بن حمزہ آگے بڑھے دیکھا چند گھسیارے ایک میدان سبزہ زار مین بیٹھے ہین عمرو بن حمزہ نے گھسیارون کو بلایا اور انکو کچھ روپیہ دیکر انسے پوچھا کہ امراسپ اور سہیل کہان ہین گھسیارون نے عرض کیا خداوند نعمت یہانسے دور ایک باغ ہے اُسی باغ مین امراسپ مع لشکر مقیم ہے ہم اُسی لشکر کے گھوڑون کے واسطے گھاس لینے یہان آئے ہین آپ چلے جایئے اسی باغ مین امراسپ سے ملاقات ہوگی عمرو بن حمزہ یہ تقریر گھسیارون کی سنکے آگے روانہ ہوئے امراسپ کو بھی خبر ہوئی اُسنے فوج کو حکم دیا کہ تیار ہو عمرو بن حمزہ آتے ہین مردمان لشکر مسلح ہونے لگے ادھر عمرو بن حمزہ قریب باغ پہونچے سوارون نے باغ سے نکلکے مقابلہ کیا اور نیزہ و تیرہ و شمشیرے لیکر فوج عمرو بن حمزہ یونانی پر گرے اور قتل کرنے لگے طفلان لشکر عمرو بن حمزہ یونانی بھی چھوٹی چھوٹی سپرین اور تیغچے لیکر لڑنے لگے عمرو بن حمزہ نے بھی بصد غیظ و غضب تلوار کھینچی اور سوارون کو قتل کرنے لگے زنگیان سیاہ در خون مین تہ تن سرخ ہوکر زمین پر تڑپنے لگے کہ زمین میدان رزم خون سے لال ہونے لگی غضب کی جنگ و جدال ہونے لگی شمشیر آبدار عمرو بن حمزہ یونانی کفار کو راہ عدم دکھانے لگی ہر ایک سوار کی روح سمت عدم جانے لگی لاشین رہوار پامال کرنے لگے گھوڑون کے گشت سے گرد و غبار بلند ہوا ریسے خورشید تابان پنہان ہوگیا ترک فلک یہ جنگ دیکھکر ڈرنے لگا آفتاب خوف سے کانپنے لگا مریخ

خون آلودہ تیغ عمرو بن حمزہ دیکھکر متحیر ہوا **نظم**

تھا گرم وہان اجل کا بازار | تھے ایک کے دو تو دو کے تھی چار
یہ شعلہ تو وہ شرار مردہ | خاکستر ابر مین فسردہ

آنکھون جو بیان رستم دستان | شمشیر تک قلم ابھی ہو گلگون
تلوار کو وان جو عزم کین تھا | دم خنجر برق مین نہین تھا
وہ تیغ تھی یا کہ آہنی دل | رو دون کا گذر تھا نہ بالکل

اسی ہنگامہ کارزار مین امراسپ بلند کمان قریب عمرو بن حمزہ یونانی آیا اور نعرہ کیا کہ ای طفل ہوشیار ہوجا میرے تیغ آبدار سے صد پہلوان رستم خصال خون مین لال ہوئے ہین اور بعض تیغ کا کھا کر سوے عدم گئے ہین مثل اُنکے تجھ مین قوت و توانائی نہین تجھکو تو آن واحد مین قتل کرتا ہون یہ کہکر تیغ آبدار سر عمرو بن حمزہ پر لگائی عمرو بن حمزہ نے تیغ نفیون سپہ گری سپر پر روکی اور پھر تیغ آبدار امراسپ کے سر پر لگائی امراسپ نے چاہا تھا کہ تیغ کو سپر پر روکون ناگاہ مرکب نے سکندری کھائی امراسپ مرکب سے زمین پر گرا گھوڑا مارا گیا عمرو بن حمزہ نے ہاتھ روک لیا اور کہا ابھی ممکن ہے کہ تجھے قتل کرون لیکن یہ امر شجاعت کے خلاف ہے جلد اٹھ اور گھوڑے پر سوار ہو اور مجھسے مقابلہ کر سہیل شیر و شکار وغیرہ یہ تقریر عمرو بن حمزہ کی سنکے باہم کہنے لگے کہ عمرو بن حمزہ نہایت شجاع اور بہادر ہے ایسے وقت مین حریف کو چھوڑ دیا یہ اسی بہادر کا کام تھا ابھی سہیل وغیرہ یہ تقریر باہم کررہے تھے کہ امراسپ ایک مرکب پر سوار ہوا اور ہنگام مقابلہ پھر اُسی طرح اسپ گرا اور پھر عمرو بن حمزہ نے چھوڑ دیا اور کہا ای امراسپ پھر گھوڑے پر سوار ہو دیکھ اب بھی مین نے تجھکو چھوڑ دیا اور قتل نہین کیا امراسپ یہ شجاعت و خلق و مروت دیکھکر خیال کرنے لگا کہ ای امراسپ لازم ہے کہ ایسے بہادر کی اطاعت قبول کر اور اسکے دین کو اختیار کر کلمہ پڑھکر مسلمان ہو ادھر تو امراسپ یہ خیال کر رہا تھا ادھر سہیل شیر شکار اور جملہ سوار باہم کہ رہے تھے کہ اب کی مرتبہ امراسپ قتل ہو جائیگا پس اب بہتر و مناسب یہ ہے کہ سب ملکے عمرو بن حمزہ پر حملہ کرین اور گرفتار کرلین یہ تجویز کرکے سہیل اور سوار آگے بڑھے امراسپ نے سب کو منع کیا اور روکا اور کہا کہ ایسے جوان دلاور سے دغا کرو اور سب ملکر کیا تیغ پر حملہ کرو یہ کہکر امراسپ آگے بڑھا اور عمرو بن حمزہ کے قدمون پر گرا اور عرض کرنے لگا کہ اے شاہزادہ

ذلیل و خوار آپ اس گنہگار کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیجیے عمرو بن حمزہ خوش ہو کر لہراسپ کو اپنے قدموں پر سے اٹھایا اور کلمہ پڑھایا
لہراسپ کلمہ پڑھ کر صدق دل سے مسلمان ہوا سہیل وغیرہ نے جو دیکھا کہ لہراسپ مسلمان ہوا سہیل نے کہا کہ اے
لہراسپ خوب ہوا کہ تو مسلمان ہوا اگر تو مسلمان نہ ہوتا تو ایکی مرتبہ ہم تجکو گرفتار کر کے شاہزادے کے حوالے کر دیتے
یہ کہکے سہیل شیر شکار مع بیس ہزار سواروں کے مسلمان ہوا عمرو بن حمزہ نے سہیل شیر شکار وغیرہ کو مسلمان کر کے
ہر ایک پر نوازش کی بعد اسکے عمرو بن حمزہ نے لہراسپ وغیرہ سے اپنے نانا اور والدہ کا احوال پوچھا لہراسپ نے
دست بستہ عرض کیا کہ ای شاہزادہ ذوالوقار یہ خادم گنہگار حاضر ہوا اسی خاکسار نے آپ کے نانا کو تلوار سے قتل کیا ہی حضور
میرے ہاتھوں کو کاٹیے یا مجکو قتل کیجیے کہ مین نے آپکے نانا کو قتل کیا ہی اور آپ کی والدہ صاحبہ وغیرہ کو گرفتار کر کے
جانب خوارزم روانہ کر دیا ہی مین نے سنا ہے کہ آپ کے نانا مہر شنگل بدکردار نالائق و بداطوار نے در قلعہ پر لٹکایا ہے
اور نہایت خوش ہوا ای عمرو بن حمزہ نے جواب دیا ای لہراسپ تمنے عالم کفر مین میرے نانا کو قتل کیا اب تم مسلمان ہوئے
اور تمنے میری اطاعت قبول کی ہی اب مین تجکو کیا قتل کرون خداوند عالم کو یونہی منظور تھا وہ ہوا یہ کہکر عمرو بن حمزہ نے
پوچھا ای لہراسپ میری والدہ کہان قید مین لہراسپ نے عرض کیا کہ مین نے فولاد زنگی کے ہمراہ انہین خوارزم
کی طرف روانہ کیا ہی عمرو بن حمزہ نے یہ سنکے اور سب کو اپنے ہمراہ لیکے اس جگہ آئے جس جگہ لاش فریدون شاہ کی پڑی
تھی عمرو بن حمزہ اپنے نانا کے تن بے سر کو دیکھکر بہت روئے اور اسی جگہ کھڑے ہو کر قلمدان طلب کیا فرخ
نے قلمدان حاضر کیا عمرو بن حمزہ نے اپنے نانا کے خون سے خواجہ عمرو کو ایک عرضی اس مضمون کی لکھی کہ ای جناب
عمو صاحب آپنے میری خوب خبر لی اور جو وعدہ آپنے تشریف لانے کا کیا تھا خوب ایفا کیا افسوس آپ
مجکو بھول گئے یہان ہم رنج و غم مین مبتلا ہو گئے ہین ہمارے نانا صاحب قتل ہو گئے اور دونون ماموں صاحب وقت
جنگ زخمی ہو کر کسی طرف گھوڑے اڑا لے گئے ہین بعضے اشخاص کہتے ہین کہ وہ بھی کسی جگہ مر گئے والدہ صاحبہ ہماری
اسیر ہو کر خوارزم کی طرف گئی ہین اور تمام شہر یونان تباہ اور ویران ہو گیا ہی اور کسی مکان کا نام و نشان بھی نہین رہا ہی
یہ سب ظلم و بدعت شنگل بن شنگال فیل زور بدمست خوارزمی بدکردار و ناہنجار نے کی ہے چونکہ قبل تباہی
یونان کے نانا صاحب مرحوم نے بہانے سے سیر و شکار کے مجکو طرف بصرہ کے روانہ کر دیا تھا اسوجہ سے مجکو اب خبر ہی
اور اب مین یونان مین آیا ہون اور زندہ رہا ہون ورنہ مین بھی قتل ہو جاتا یا زخمی ہوتا پس اے عموی صاحب
اگر میری خبر لینا آپ کو منظور ہے تو جلد تشریف لائیے زیادہ سوائے اشتیاق قدمبوسی کے اور کیا
لکھون بعد اسکے ایک عرضی خون فریدون شاہ سے عمرو بن حمزہ نے اپنے ماموں زرشاش بہادر کو بھی اسی مضمون
کی لکھی اور دونون عرضیان ملفوف کر کے فرخ کے حوالے کین اور کہا ای فرخ ان عرضیون کو لیکر بہت جلد
قلعہ تنگ رواحل مین جا کیونکہ مین نے سنا ہی کہ فی الحال جناب عموی صاحب اور جناب ماموں صاحب قلعہ تنگ رواحل
مین تشریف رکھتے ہین یہ عرضیان دونون صاحبون کو دے کر جلد آنا اور جانب خوارزم آنا کہ مجسے وہین ملاقات
ہوگی فرخ نے عرض کیا یہ عرضیان آپ اور کسی شخص کے ہاتھ روانہ کیجیے مجکو نہ بھیجیے اول تو مین راہ سے نا واقف
ہون دوسرے میرا دل نہین چاہتا کہ مین آپ کو چھوڑ کے اس طرف جاؤن عمرو بن حمزہ نے فرمایا ای فرخ نشان قلعہ
تنگ رواحل مردم سے دریافت کرتے ہوئے چلے جانا انشاء اللہ پہونچ جاؤ گے اور میری جدائی کا خیال نہ کرو خداوند
عالم میرا حافظ و نگہبان ہی جبتک میری زندگی ہی کوئی مجھے ہلاک نہین کر سکتا فرخ یہ گفتگو سنکے مجبور ہوا اور عرضیان لیکر
جانب قلعہ تنگ رواحل روانہ ہوا بعد روانہ ہونے فرخ کے عمرو بن حمزہ یونانی نے لاش بے سر اپنے نانا کی دفن کی پھر

چالیس ہزار کا لشکر اپنا اور تیس ہزار کا لشکر لہراسپ اپنے ہمراہ لیکر بہ جمعیت ہفتاد ہزار سوار جانب خوارزم روانہ ہوئے

داستان جانا عمرو بن حمزہ یونانی کا جانب خوارزم اور اثنائے راہ مین خبر سنکے کوہ بوقلمون پر جانا اور اپنی والدہ کو قید سے چھڑانا اور فرخ کا قلعہ تنگ رواحل مین جاکر غضبان دیگر خوارزم کی طرف آنا اور زرقاش بہادر کا بعد جنگ عظیم قید ہونا

محرران بیتیال اس داستان کو یون لکھتے ہین کہ جب عمرو بن حمزہ نے تھوڑی راہ طے کی راہ مین سنا کہ شغل نابکار کے حکم سے فولاد زنگی ملکہ گلشن آرا وغیرہ کو کوہ بوقلمون پر خداوند دم خبیثہ کے پاس لیگیا ہے عمرو بن حمزہ یہ خبر سنکے جانب کوہ بوقلمون روانہ ہوئے عمرو بن حمزہ سمت کوہ بوقلمون آتے ہین لیکن اب حال دم خبیثہ کا اور کچھ کیفیت میلے کی تحریر کیجاتی ہی واضح ہو کہ دم خبیثہ ایک ساحرہ ہے شکل اسکی بندر کی ہی دم مین کچھ مقیش لگا ہے اور تمام پوست بھی مقیش کا ہے اور دانت نہایت صاف و آبدار ہین ایک احاطہ سا ہی اسمین ایک گنبد پر تکلف و بلند ہی اسی گنبد مین ایک تخت جواہر نگار بچھا ہے اور سامنے تخت کے ایک آئینہ کلان رکھا ہے اور تخت پر دم خبیثہ بیٹھتی ہی جب آفتاب نکلتا ہی اور ضیا آفتاب کی آئینہ پر پڑتی ہی اور دانتون کی بھی چمک ہوتی ہے کچھ سحر کی تاثیر سے بجلی ایک سی چمکتی ہی سجدہ کرنے والے برق چمکنے کے وقت دم خبیثہ کو سجدہ کرتے ہین اور کہتے ہین کہ یہ جلوہ نور خداوند دم خبیثہ کا تھا علاوہ اسکے یون بھی مرد و زن سجدہ کرتے ہین غرض دوسرے روز کہ رات رہتے سے کفار اطراف و جوانب سے جوق جوق گروہ گروہ آنے لگے اور زیر کوہ جمع ہونے لگے دکاندارون نے بھی دور دور سے آکر میلے مین دکانین لگائین حلوائی کنجڑے کبریے گل فروش تنبولی بزاز بساطی جوہری وغیرہ میلے مین آئے اور جابجا زیر کوہ دکانین لگانے لگے ساقنین بھی جوان جوان گورے اور سانولی لباس رنگین زیب تن کر کے میلے مین آئین سوداگر بھی راہ دور دراز سے انواع اقسام کا مال و اسباب لیکر برائے تجارت آئے اور خیام برپا کر کے زیر کوہ مقیم ہوئے کنجڑے کھلونے ٹوکرون مین رکھکر لائے میوہ فروش بھی نارنگیان اور امرود و سیب اور بہی ناسپاتی اور انار ترش و شیرین نارنج اور ترنج اور پیٹھے وغیرہ لیکر راہ دور و نزدیک سے آئے غرض اسی طرح سے جملہ دکاندار آئے اور اپنی اپنی دکان لگانے کی فکر کرنے لگے جب صبح ہوئی بعد ما ملکہ ہزارہا تماشا بین آنے لگے اور جمع ہونے لگے گرم بازاری ہونے لگی خریدار اشیائے مطلوب دم خوب ہاے لیکر کھانے لگے ساقی مردم کو حقے پلانے لگے تنبولی گلوریان بنابنا کر خریدارون کو دینے لگے گل فروش برنگ گل شگفتہ ہوکر ہر ایک غنچہ دہن سے مخاطب ہوکر کہنے لگے بیت خریدار و لیلو یہ ہین عطر بار + شگفتہ ہین بیلا چنبیلی کے ہار + کسی طرف نوجوان و خوبصورت کنجڑنین جوانون سے سینے دکھاکے کہنے لگین شعر ذرا ہاتھ سے دیکھ تو لو میان + بہت خوب دونون ہین نارنگیان + کوئی کنجڑن کسی جوان حسین کو سیب دکھا کر کہنے لگی شعر کسی کو نہین اسمین جائے سخن + یہی سیب ہین رشک سیب ذقن + کوئی جوان خوبرو کسی حسین و نوجوان کنجڑن کے پستان کو دیکھ اور بیتاب و بیقرار ہو کے بصد آرزو و تمنا یہ خیال کرتا تھا شعر مرے باغ حسرت مین آئے بہار + اگر ہاتھ آجائین یہ دو انار + کسی طرف حلوائی بصد زیبائی تحفہ اور نفیس مٹھائی لیے ہوئے دکانین لگائے بیٹھے تھے شکر لب شیرین ادا مٹھائی خوانچون مین لگائے بیٹھے تھے کسی سمت جوہری علاوہ زیور طلائی و نقرئی کے موتی گنٹھیا یاقوت یمنی لعل بدخشانی فیروزہ کہنہ ہیرا اور زبرجد وغیرہ لیے ہوئے بصد تکلف بیٹھے تھے کسی جانب سوداگر ہزارہا روپیہ کا مال و اسباب خریدارون کے ہاتھ بیچ رہے ہین ایک طرف ساقنین سیمتن نازک بدن بناؤ سنگار کیے ہوئے لباس رنگین پہنے ہوئے بصد ناز و ادا ایوانون مین بیٹھی ہین انکے پاس نشہ بازون کا ہجوم تھا کوئی چرس پر دم لگاتا تھا اور دھوان دہن سے نکالتا تھا کوئی نشہ باز دیکھکر جلتا تھا کوئی نشہ باز جھوم کے

اشعار عاشقانہ پڑھتا کوئی دائرہ ہاتھ مین لیکر بجاتا تھا اور خیال گاتا تھا کوئی نشہ باز ساقن سے مخاطب ہو کر کہتا تھا مطلع تمہاری ہر
بہی ہی ہوس ، پلا دو ہمین جلد ساقن چرس ، ساقن مسکرا کر کہتی تھی آیئے آپ کیئے ایک پیچ گا یا دو نشہ باز بیوقوف کہتا تھا بیوی
چاہیے ایک پلاؤ خواہ دو چلیمین پلاؤ تمہین اختیار ہے تم تو ہماری مالک ہو غرض اسیطرح ہر ایک ساقن کے قریب نشہ باز دیکھو جمع تھا
کہین میلے مین سوانگ انواع اقسام کی حیرت افزا لائین کرتے ہین بعضے سوانگ سیف نگلتے ہین اکثر گیہون چبا کر خوشہ گندم دس
سے نکالتے ہین بعضے آگ کے انگارے بیخوف وخطر چباتے ہین القصہ جب کئی کوس تک مین خوب مجمع ہر وہان ہو گیا اسوقت
دم خبیثہ اُس گنبد مین تخت پر بیٹھی اور در گنبد کھلا اور برق بہ قاعدہ معمولی چمکی اُسوقت ہزار بلکہ اس سے بھی زیادہ کفار یا خداوند
دم خبیثہ کہکے سجدے کرنے لگے اور بعد سجدے کے اکثر ناقوس بجانے لگے بعضے ڈفلے بجا کر بھجن خداوند دم خبیثہ کے گانے لگے
کوئی ایک پاؤن سے کھڑا ہو کر پرستش کرنے لگا کوئی گھنٹ بجانے لگا کوئی شان خداوند دم خبیثہ مین کبت پڑھنے لگا اکثر عورتین
پا یکہ ہاتھ جوڑ کے اور سر جھکا کے باواز بلند عرض کرنے لگین کہ یا خداوند اسی سال ہمین بیٹا دیجیے بعضے بجاے خاک آستان
خداوند دم خبیثہ نے لیکر اپنے تن بدن پر ملنے لگے اکثر خاک آستان دم خبیثہ آنکھون سے لگانے لگے بعضے گرد گنبد
پھرنے لگے بار بار تصدق ہونے لگے غرض اُسوقت تمام میلے مین سواے ملکہ گلشن آزاد وغیرہ کے ہر ایک کی زبان پر
یا خداوند دم خبیثہ جاری تھا اور ہر ایک بطرز دیگر پرستش کرتا تھا اور اپنی حاجت طلب کرتا تھا اور جب اسی طرح
برق چمکتی تھی اور روشنی ہوتی تھی کفار خوش ہوتے تھے اور کہتے تھے خداوند دم خبیثہ اپنا جلوہ و تجلی دکھاتی ہین یہ کہکے
سجدہ کرتے تھے اور ناقوس دمبدم بجاتے تھے بھجن گاتے تھے فولاد زنگی بھی کبھی سجدہ کرتا تھا کبھی ناقوس بجاتا تھا
کبھی بھجن گاتا تھا کبھی اپنے روے سیاہ پر خاک در گنبد لگاتا تھا کبھی ایک پاؤن سے کھڑا ہو کر موافق اپنے مذہب کے
پرستش کرتا تھا بعد پرستش کرنے کے فولاد زنگی نے عرض کیا یا خداوند اب ان قیدیون کے باب مین کیا
حکم ہوتا ہے دم خبیثہ نے حکم دیا کہ ان قیدیون کو ہمارے روبرو لاؤ فولاد زنگی قیدیون کو روبروے دم خبیثہ لیگیا فولاد
نے کہا ای قیدیو اگر تمکو رہائی اپنی منظور ہے تو خداوند دم خبیثہ کو سجدہ کرو خداوند کو تمپر رحم آجائیگا تمکو رہائی کا حکم دیدینگی غرضکہ
سب نے قیدیون سے کہا لیکن کسی عورت نے دم خبیثہ کو سجدہ نہ کیا اُسوقت دم خبیثہ کو غصہ آیا حکم دیا کہ ان قیدیون کو
آدھے جسم سے زمین مین گاڑ دو اور انکو سنگسار کرو جو کوئی ایک کنکری بھی انھین مار یگا ہم اسکو جنت مین ایک
قصر دینگے علاوہ اسکے جو کوئی انواع واقسام سے انھین ایذا پہونچائیگا اُسکو بڑا ثواب ہوگا اور ہم اُس سے
نہایت خوش ہونگے یہ حکم خداوند کا سنکے ایک زن بدکردار نے ایک پتھر بصد غضب ملکہ گلشن آرا کے بازو پر
اسطرح مارا کہ بازوے ملکہ گلشن آرا کا مجروح ہوا اور خون بازو سے بہنے لگا ملکہ سوے فلک دیکھکر اور اشکبار
ہو کے چارطرف دیکھنے لگین سواے دشمنون کے کسی کو اپنا دوست اور شفیق نہ پایا ابھی ملکہ دیکھ رہی تھین کہ عقدہ
بیلچے سے گڑھے کھود دیے گئے اور ہر ایک کو گڑھے مین تا کمر گاڑا اور کفار سنگدل تیر لگانے پر مستعد اور موجود ہوئے
ہزاروں زن و مرد نے چھوٹے چھوٹے اور بڑے بڑے پتھر ہاتھون مین اٹھائے اور قصد مارنے کا کیا اُسوقت
فتنہ نے اشکبار ہو کے سوے فلک دیکھا اور یہ اشعار زبان پر جاری کیے اشعار

ای چرخ تجھے دلدہی کرنی نہین آئی

نوچکے دل وجان کا جو خواہان ہی برابر
دنیا مرے اشکون سے یہ بہتا ہی لہو کا
نرگس لیے جو دیدۂ گریان سے برابر
ہی سینۂ تفسیدہ ہر اک تختۂ گلزار

یونہین جو ہی خاطر مین تری مین بھی ہون حاضر
مژگان سے تری نیزۂ برّان ہی برابر
آنکھون سے مروت تری اور دل سے تری زخم
جو غنچہ ہی سو وہ دل سوزان کے برابر

یہ زندگی اور روح کا سوہان ہے برابر
کہتے ہین جسے سرو وہ گلشن کی ہی اک آہ
قسمت ہی بری اپنی کہ گریزان ہی برابر
افسوس نہ تجھے کبھی میرے کہ تجھ پاس

لخت دل وگلبرگ بداماں ہے مرا اب

فتنہ یہ اشعار پڑھکر خاموش ہوئی اور اپنی حیات سے لیظاہر نا امید ہوئی لیکن اسوقت کنیزون کا گھبرا کر اور درو کر خداوند عالم سے دعا کرنا خصوصًا ملکہ گلشن آرا کا درگاہ خداوند عالم مین بگریہ زاری دعا کرنا اور بے اختیار رونا اور فتنہ سے مخاطب ہو کر کہنا کہ اے فتنہ نہین معلوم میرا فرزند کیسا ہے افسوس آخر وقت مین بھی اُسے نہ دیکھا یہی حسرت لیکر پردہ دنیا سے چلے یہ کہکر پھر فتنہ سے کہا کہ عمرو بن حمزہ اگر اسوقت نہ آئے تو بہتر ہے کیونکہ ہزارون بلکہ لاکھون اُسکے دشمن جان یہان موجود ہین ہم تو سنگسار ہوتے ہین خدا اُسے دشمنون سے بچائے یہان رہے اچھا ہے ملکہ فتنہ سے یہ کہ رہی تھی کہ کفار پتھر لیکر قریب تر آئے اور دو چار پتھر کنیزون پر لگائے اُسوقت ملکہ نے برجوع قلب درگاہ مجیب الدعوات مین اسطرح دعا کی اشعار

خدایا مثل گلک سینہ افگار
سیہ رو ہون سیہ دل ہون سیہ کار
کوئی فعل نکو ایسا نہیں ہے
دریغا حسرتا ہیہات ہیہات
گمان و وہم و جان درد آمیز
مرے سایہ سے ہے ابلیس پیدا
لب مایوس ہون خندان طرب سے
جگر کو جان کو آباد پاؤن
سوا تیرے مرا کوئی نہیں ہے
مری بگڑی ہوئی بنجائے ساری
جو سنے ایک بھی تو رحم کھا کے
یہ سب ہون سینۂ مضطر سے باہر
امنگون پر دل افسردہ آئے

بسر ہوتی ہے بیجا زندگانی
عمل مین اپنے جو آتا نہیں ہے
لحاظ بندگی جاتا رہا ہے
یہ سب ہین شان شیطانی سے لبریز
نگاہ لطف سے فرما اشارا
بگریان دیدۂ پرخون ہون اب سے
تجمل ہو دکھا مضطر و زاہد
علاوہ آسرا کوئی نہیں ہے
بہت کچھ آرزو رکھتی ہون دل مین
نکل جائین سب ارمان مدعا کے
خلیل آسا جہنم باغ ہو جائے
جوانی کے مزے پیری دکھائے

بلائے جان ہے آشوب جوانی
گذرتی ہے عجب غفلت مین اوقات
سر نخوت نے دل مین گھر کیا ہے
اگرچہ ہے یہ نفس کفر شیدا
دل مضطر کو ہو کچھ تو سہارا
تمناؤن کو دل مین شاد پاؤن
مری محفل سے بیٹھے دور زاہد
کرے رحمت تری گر پردہ داری
ہزارون گفتگو رکھتی ہون دل مین
غم ہستی و مرگ و قبر و محشر
گل فردوس دل کا داغ ہو جائے
بڑھے ارمان سبھی کی جیسی ہمت
گھٹے غم جسطرح کسک کی نیت

ابھی ملکہ گلشن آرا درگاہ خدا مین دعا کر رہی تھین ناگاہ عمرو بن حمزہ مع فوج ظفر موج سامنے سے ظاہر ہوئے کفار نے دیکھا کہ ایک لڑکا حسین و خوبصورت سپاہ لیے چلا آتا ہے لطف ہم

عیان نور خدا اسکی جبین سے
ہے قتل و پناہ گیرو دیندار
تدابیر و خط بیچ ہو پیدا
ستارہ لوح قرآن مبین سے
ہم آغوش حیا آنکھین وہ بالکل
ہمیشہ راستی سے جس پہ شیدا
دو ابرو مثل دو شمشیر خونخوار
بہ رنگ نکہت و گل تشنۂ خون
خط و رخسار کا عالم نیا تھا
کیے تو دل پریشان دھر اتھا

کفار لشکر جرار کو دیکھکر مضطر و بیقرار ہوئے عمرو بن حمزہ نے کنیزون اور فتنہ وغیرہ کو دیکھکر اُسی جانب رخ کیا فولاد زنگی اپنے ہمراہی لیکر آگے بڑھا اور عمرو بن حمزہ کو روک کر کہنے لگا کہ اسطرف شہنکل بادشاہ کے گنہگار قتل و سنگسار کیے جاتے ہین خبردار اس طرف قصد آنے کا نہ کرنا ورنہ عمرو بن حمزہ یونانی نے جواب دیا کہ او سیاہ رو او سیاہ درون اگر اپنے حق مین بہتر ہی جانتا ہے تو میری والدہ وغیرہ کو میرے حوالے کرو ورنہ ابھی تجھکو قتل کرونگا فولاد زنگی نے یہ تقریر سنکے تلوار کھینچی اور گھوڑا بڑھا کر تلوار سر عمرو بن حمزہ یونانی پر لگائی شاہزادہ ذیوقار نے تلوار کو روک کے بعد غیظ و غضب شمشیر آبدار سر فولاد نابکار پر لگائی فولاد نے سپر فولادی سے ہر چند سر کی حفاظت کی لیکن شمشیر شاہزادہ ذیوقار سپر کاٹ کے کاسہ سر

سر مین در آئی اور کاسہ سر سے صراحی گردن اور صندوق سینہ مین پہونچی اور سینے مین کسی قدر دم اسکا شکم تک کاٹتی ہوئی
زین فرس پر پہونچی پھر پشت فرس سے زیر تنگ آئی فولاد مع مرکب چار ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور ہلاک ہوگیا لکھنے والے
یہ لکھتے ہین کہ جب شاہزادۂ نامدار عنقریب اپنی والدہ ملکہ گلشن آرا اور فتنہ وغیرہ کے پہونچے اسوقت فولاد زنگی
مع اپنے لشکر قلیل کے عمرو بن حمزہ پر حملہ آور ہوا ادھر سے بھی لہراسپ بلند کمان اور سہیل شمشیر گذار سواران
ہزار لیکر بڑھے تلوار چلنے لگی بارش تیر مردمان فوج و لشکر پر ہونے لگی شاہزادے نے بھی تیغ کھینچی اور مردمان سپاہ
فولاد زنگی کو قتل کرنا شروع کیا یہانتک کہ جملہ مردمان لشکر فولاد زنگی کو قتل کیا اور فولاد زنگی زخمی ہوکر بھاگ گیا
غرض بہر طور بعد جنگ شاہزادۂ ذیوقار نے اپنی والدہ وغیرہ کو زمین سے نکالا اور محافون مین سوار کیا ملکہ گلشن آرا
اپنے فرزند کے آنے سے اور اپنی جان بچنے سے خوش ہوئی واضح ہو کہ جسوقت شاہزادہ عمرو بن حمزہ
اور فولاد زنگی سے لڑائی ہوتی تھی اُسوقت وضع جنیتہ نے گنبد کا در بند کرلیا تھا کیونکہ اسکے عاشق اسکے پاس
آئے تھے انسے سرگرم اختلاط تھی اور اُسکے عشاق اکثر اسکے پاس آیا کرتے ہین اور مدعاے دل حاصل کیا کرتے
ہین عوام کو کچھ اطلاع اسکی نہین ہوتی ہے کیونکہ گنبد مین نقب سے راستہ آنے کا ہے غرضکہ جب شاہزادے نے
اپنی والدہ کو فولاد زنگی کی قید سے چھڑایا اور اُسکے لشکر کو قتل کیا اور تمام میلے کے تماشائی اور دکاندار دکانین چھوڑ چھوڑ
کے خوف سے بھاگ گئے اُسوقت لہراسپ نے شاہزادے سے عرض کیا کہ ای شہزادۂ ذیوقار اب
اگر مناسب ہو تو درۂ کوہ بوقلمون مین چلیے کیونکہ عورتین حضور کے ہمراہ ہین اور مجکو راہ کوہ بخوبی تمام معلوم ہے
شاہزادے نے فرمایا اچھا کوہ بوقلمون کے درے مین چلو لہراسپ بلند کمان ہمراہ رکاب شہزادہ
تو پیچاہ چلا اور کوہ بوقلمون مین پہونچا شاہزادے نے حکم کیا کہ ہر درۂ کوہ مین ہزار ہزار سوار مسلح اور مکمل
ہر وقت موجود رہین تا دشمن کل فوج لیکر آجائے پھر ایک درۂ کوہ مین فرش بچھایا گیا اور ملکہ گلشن آرا
وغیرہ محافون سے اُترین ملکہ اور فتنہ فرش پر بیٹھین اور کنیزین خدمت مین حاضر رہین بعد اسکے شاہزادے
نے لہراسپ سے فرمایا کہ کچھ قسم طعام سے منگواؤ لہراسپ نے چند سوارون کو میلے مین بھیجا چونکہ میلے مین بھی
خاص و عام جمع ہوگئے تھے اور ہر قسم کی اشیا وہان موجود تھی سوار موافق حکم شہزادۂ عالی وقار میلے سے
کچھ قسم طعام وغیرہ سے خرید کر لائے اور شاہزادے کی خدمت مین حاضر ہوئے عمرو بن حمزہ نے سوارون سے
اشیاے مطلوبہ لیکر خود بھی نوش کین اور اپنی والدہ صاحبہ وغیرہ کو بھی دین اب عمرو بن حمزہ تو درۂ کوہ بوقلمون
مین مقیم ہین اور انتظار فرخ اور خواجہ عمرو کے آنے کا کر رہے ہین اور کچھ سوار شہر خوارزم کے ناکے
پر روانہ کردیے ہین کہ جسوقت فرخ آئے اسے اپنے ہمراہ ہمارے پاس لے آنا انکو ابھی درۂ کوہ مین رہنے دیجیے
لیکن اب حال فرخ کا سنیے کہ جب فرخ عرضیان لیکر یونان سے چلا اثناے راہ مین
نہایت صعوبت اور مصیبت اٹھاکر بمشکل قلعہ تنگ رواحل پر پہونچا جو اشخاص وہان موجود تھے انسے کہنے
لگا کہ مین یونان سے آیا ہون اور دو عرضیان بیان دینے کے لیے لایا ہون سرہنگ مصری نے
زرمتاش بہادر سے عرض کیا کہ ایک عیار در قلعہ پر آیا ہے کہتا ہے کہ مین یونان سے آیا ہون اور دو عرضیان
لایا ہون نہین معلوم عرضیان کسکی لایا ہے زرمتاش بہادر نے کہا اے سرہنگ مصری اس
عیار کو قلعے مین بلالو سرہنگ مصری بموجب ارشاد زرمتاش بہادر فرخ کو قلعے مین لیگیا [illegible]
زرمتاش بہادر کے پہونچا بعد تسلیم کے عرض کرنے لگا کہ خواجہ عمرو کہان تشریف رکھتے ہین مجھے انسے

کچھ عرض کرتا ہے اور رایکہ عرضی انھین دیتا ہے زمتاش بہادر نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اور عرضیان کس شخص کی لایا ہے خواجہ عمرو تو فی الحال جانب خانہ کعبہ برائے علاج ترو ہین تشریف لیگئے ہین اس قلعے مین ہمین ہمارا نام زمتاش ہی اگر تیرا دل چاہے تو عرضیان دیکھا یا خواجہ عمرو کے آنے کا انتظار کر فرخ نے دست بستہ عرض کیا میرا نام فرخ ہی مین شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کا چیلا ہون انھون نے دو عرضیان میرے ہاتھ بھیجی ہین ایک تو حضور کو لکھی ہے اور دوسری خواجہ عمرو کے نام لکھی ہی یہ کہکے فرخ نے ایک عرضی زمتاش بہادر کو دی جب عرضی زمتاش بہادر نے پڑھی اور حال مندرجہ عرضی سے آگاہی ہوئی اسوقت زمتاش بہادر اپنے باپ کے قتل ہونے کے صدمے سے بہت گریان ہوئے پھر فرخ سے مخاطب ہوکر احوال مفصل پوچھا فرخ نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک عرض کیا زمتاش بہادر کو احوال سنکے نہایت صدمہ ہوا پھر فرخ نے وہ عرضی سرہنگ مصری کو دی اور کہا کہ اسے جناب خواجہ عمرو کو دیدینا اور میری تسلیم کہدینا اور میری جانب سے یہ بھی کہدینا کہ آپ کا خادم فرخ آیا تھا بوجہ شومی طالع کے آپ کی قدمبوسی سے محروم رہا اور چلا گیا یہ کہکر فرخ نے قصد جانیکا کیو ہر چند کہ زمتاش اور سرہنگ مصری نے کہا کہ ای فرخ چندے قلعے مین رہو پھر چلے جانا لیکن فرخ نے عذر کیا کہ ای شاہزادہ عمرو بن حمزہ میرے منتظر ہونگے مین یہان قیام نہ کرونگا یہ کہکر فرخ رخصت ہوا اور قلعہ تنگ رواحل سے نکل کے جانب خوارزم بصد عجلت روانہ ہوا بعد جانے فرخ کے زمتاش بہادر یونانی قریب ملکہ مہرنگار گئے اور پس پردہ کھڑے ہوکر عرض کرنے لگے کہ میرے بھائی عمرو بن حمزہ نے مجکو یہ عرضی لکھی ہے اسکو عرضی پڑھی بعد پڑھنے عرضی کے عرض کیا کہ اب مین حضور سے رخصت ہوتا ہون اور جانب خوارزم جاتا ہون اگر زندہ رہا اور خدا نے چاہا تو پھر حاضر خدمت ہونگا ورنہ شتنگل بدکردار سے لڑکر قتل ہو جاؤنگا یہ عرض کرکے ملکہ مہرنگار سے رخصت ہوئے اور بیس ہزار سواران یونانی کو اپنے ہمراہ لیکر قلعۂ تنگ رواحل سے نکلے اور جانب خوارزم روانہ ہوئے بعد طے کرنے راہ کے جب قریب خوارزم پہونچے شتنگل کو خبر ہوئی کہ زمتاش بہادر پسر فریدون شاہ یونانی بہ ارادۂ جنگ آئے ہین یہ خبر سنکے شتنگل نے حکم دیا کہ جلد فوج ہماری مسلح ہو موافق حکم تو لاکھ سپاہ جلد تر تیار ہوئی ہر ایک جوان مسلح ہوکر مرکب پر سوار ہوا رسالون اور پلٹنون مین باجے جنگی بجنے لگے سرداران لشکر لشکر کو لیکر صف آرا ہوئے اُٹھا کے بارگاہ وخیام کے قبل کوچ مقام معین کی طرف روانہ کردیے گئے شتنگل بن شنگال فیل زور دست خوارزمی بھی فیل پر سوار ہوا ڈنکے پر چوب پڑی علمہاے لشکر کے پھریرے کھلے باجے جنگی ہر ایک پلٹن مین بجے طبل سفر پر چوب پڑی شتنگل بن شنگال فیل زوردست خوارزمی مع لشکر روانہ ہوا اور شہر کے باہر نکل کے بارگاہ مین مقیم ہوا لشکر بھی خیام و بارگاہ مین استراحت پذیر ہوا ابھی شتنگل نابکار بارگاہ مین قیام پذیر ہوا تھا کہ زمتاش بہادر یونانی بھی مع اپنے قلیل لشکر کے قریب شام آئے اور سامنے فوج شتنگل کے بارگاہ وخیام برپا کرا کے مقیم ہوئے شتنگل نے طبل جنگ بجوایا جب صداے طبل جنگ بلند ہوئی زمتاش بہادر یونانی نے صداے طبل جنگ سنکے حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بمدد ایزدی طبل جنگی بجایا جاے بموجب حکم طبال رزمی پر چوب لگانی گئی آواز طبل جنگ اسطرح بلند ہوئی کہ صداے طبل جنگ سنکے پیر فلک کانپنے لگا زمین تھرانے لگی دل بہادرے رستم و اسفندیار پانی ہوا دل گیا جوانان لشکر صداے طبل رزمی سنکے تیاری جنگ کی کرنے لگے آلات حرب و ضرب کی درستی کرنے لگے آخر تمام رات گذر کے وہ وقت آیا کہ بموجب ابیات

جمال صبح نے کی بارش نور جبین خاک چمکی مثل بلور چراغ پروانوں سے ہونے لگی شمع بزم رخصت جو تھا خاموش تھی صبح ہنگام سحر بہادران یونانی اپنے اپنے بستر سے اٹھے ہر ایک جری نے لڑنے اور مرنے پر کمر کسی زرہ پہنی چار آئینہ لگائے تلوار کرسے باندھی خود فولادی سر پر رکھا غرض بخوبی مسلح ہو کر ہر ایک جوان باہمدگر گلے ملا اور کہنے لگا کہ آج بظاہر زندہ رہنے کی امید نہیں ہے کیونکہ سامنا او مقابلہ شنشکل سے ہے اور شنشکل کے پاس نولاکھ سوار ہیں ادھر جوانان لشکر بہت کم ہیں یقین ہے کہ سب قتل ہوں پس جو کچھ ہوئے خطا کی ہو عفو کرو واسطرح دوسرے جوان نے بھی کہا کہ میں نے جو تقصیر کی ہو معاف کرو جب سب جوانان لشکر باہمدگر مل چکے گھوڑوں پر سوار ہوئے زرتشت بہادر بھی شیرانہ مرکب پر سوار ہوئے اُس وقت دُنکے پر چوب پڑی باجے جنگی رسالوں میں بجے علمہائے فوج جلوہ گری پر آئے زرتشت بہادر نے گھوڑا اپنا جانب عرصہ کارزار بڑھایا: لشکر بھی رواں ہوا اُس وقت وہ ہوا سے سر دکا جھنڈا بان ہن کھوں کا ہیضا نیزوں کا اسکرانا بلیوں کا پیچھے کرنا میدان کارزار میں سبزے کا لہلہانا دل کو فرحت دیتا تھا جوانان یونانی بہ قصد جانفشانی واسطے لڑنے اور مرنے کے گھوڑوں پر سوار جانب عرصہ کارزار چلے جاتے تھے اور باہم کہتے تھے بھائیو بخوبی خیال کر لو کہ آج اس لشکر میں کوئی زندہ نہ رہیگا کیونکہ یہ لشکر نہایت ہی قلیل ہے اور فوج دشمن کی کثیر ہے لہذا آج وہ جنگ رستمانہ کرنا کہ قیامت تک صفحۂ روزگار پر یادگار رہے جوانان دیگر جواب دیتے تھے کہ ای برادران بتور شعار ہماری جنگ میدان کارزار میں دیکھ لینا اگر خداوند عالم نے چاہا تو صدہا کفار کو قتل کر کے مردانہ اور شیرانہ ہم بھی قتل ہونگے کبھی آگے قدم بڑھنگے پیچھے نہ ہٹینگا اور ہمارے نزدیک وہی ہی کہ سر کٹ جاے لیکن قدم میدان جنگ سے پیچھے نہ ہٹائے اپنا تو یہ ارادہ ہے کہ بعضے کفار کو تہ تیغ کرینگے اکثر کو تیر سے ہلاک کرینگے کسی کو نیزے سے ہو سے عدم روانہ کرینگے کسی بدکیش کو گرز سے پیوند خاک کرینگے اور خود بھی ہر طرف گھسینگے سینہ و سر پر زخمہائے تیر و شمشیر کھائینگے ہوں میں نہائینگے میدان جنگ میں نام کر کے مرجائینگے ہرگز بجنگ کر یونان کی طرف نہ جائینگے آبروا اپنی خاک میں نہ ملائینگے ہمیں یہ منظور کسی طرح نہیں ہی کہ ہم ایسے بہادروں کے سامنے سے بھاگیں اور بہادروں سے محجوب اور شرمندہ ہوں اور چاروں کی زندگی کے واسطے یہ ذلت و رسوائی گوارا کریں ہم تو ہمیشے اور ہمارے آبا و اجداد کی جرات و شجاعت سے آگاہ ہو اکثر تم نے ہمکو میدان جنگ میں حریف سے لڑتے دیکھا ہی اور ہمارے آبا و اجداد کی جنگ و جدال کا فسانہ سنا ہے تمکو تو ہمیں اسطرح سمجھانا مناسب نہیں ہی ہم خوب سمجھے ہوئے ہیں کہ آج تاشام زندہ نہ رہینگے یہی لباس ہمارے ہمارے کفن ہونگے میدان کارزار میں لاشے ہمارے بے گور پڑے ہونگے روحیں ہم سب کی جنت میں جائینگی سنا ہے کہ شہیدوں کا مرتبہ بڑا ہے حور و غلمان اُنکی خدمت میں رہتے ہیں باغ جنان میں انواع و اقسام کے لطف اٹھاتے ہیں آب کوثر پیتے ہیں میوے جنت کے کھاتے ہیں جس میوۂ تر و خشک کی خواہش کرتے ہیں فی الفور و الفور اُسکا زبان پر آجاتا ہے سیر باغ جنان سے اہل جنت کا خصوصاً شہدا دل خوش ہوتا ہے پس ہم بھی باغ میں جا کر انشاء اللہ حوروں سے ہم آغوش ہونگے کسی قصر جواہر میں بہ عیش و عشرت بسر کرینگے ای برادر عجیب نہیں ہی کہ ہمسے اور تمسے وہاں بھی ملاقات ہو اور اسیطرح وہاں بھی ہم اور تم باہم گفتگو کریں اُن جوانوں نے شاباش و مرحبا کہے اور مثل گل ہنسنے کہا کہ اگر یہی عزم ہے تو ایسے وقت میں اپنے لباس کو بصورت کفن بناؤ سورۂ فاتحہ اور آیہ کل من علیہا فان پڑھ لو احتیاطاً گناہان صغیرہ اور کبیرہ سے توبہ کر لو بالکل گناہوں سے پاک ہو جاؤ گے دیکھو تو ہم اپنے پیرہن

کو شکل کفن بناتے ہیں اور تمھارے سامنے دعاے توبہ پڑھتے ہیں گناہون سے پاک ہوتے ہیں تم ہماری دعاے توبہ کے پڑھنے کے شاہد رہنا یہ کہکے اُنھون نے لباس اپنا بصورت کفن بنایا گریبان چاک کیا دعاے توبہ پڑھی کلمۂ شہادت زبان پر جاری کیا صحیفۂ ابراہیم علیہ السلام جو کچھ یاد تھا پڑھا پھر سوے فلک دیکھکے درگاہ خدا مین عرض کیا کہ خداوندا ہمارے گناہون کو عفو کر جتنے ہزار ہا تیرے بندون کو اسی تیغ آبدار سے قتل کیا ہے اور اس تیر و نیزے سے بہت سے حریفون کو مارا ہے پروردگارا تو ہمارے حال پر رحم کر اور ہمارے گناہونکو اپنی رحمت کاملہ سے عفو فرما جب ان جوانون نے دعاے توبہ پڑھی دوسرے جوانون نے بھی مثل انکے لباس اپنا بصورت کفن بنا کر اپنے گناہون سے توبہ کی اسوقت عجیب شان و شوکت سے سوے میدان کارزار چلے نظم

اللہ رے احتشام لشکر	سردار ہر ایک تھا صفدر	بخشا وہ خدا نے زور وہ دل	رستم بھی ہو سکے مقابل
دیکھی ہی جو انکی تیغ خوش آب	چکر میں ہے بحر مثل گرداب	آئینہ تیغ برق تمثال	دعواے اجل کا فوت حال
قربان در شکوہ تعظیم	کرتا تھا سپہر جھک کے تسلیم	عالم پہ ہوا تھا خوف طاری	تھا نعرۂ دورباش جاری

شمشیر سے انکی خون تازہ رخسارہ تیغ پر تھا غازہ جب یہ لشکر جلیل بصد کر و فر میدان مصاف مین پہونچا دیکھا کہ شنکل بن شنکاول فیل زور بدمست خوارزمی میدان مین صف آرا ہے کوسون تک بارگاہ و خیام اور لشکر نظر آتا ہے علمہاے کفر نشان بلند ہین صفین آراستہ ہین سرداران لشکر بصد نخوت و غرور اپنے اپنے رسالے اور پلٹنین لیے ہوے آمادۂ جنگ کھڑے ہین تلوارین مردم لشکر کی علم ہین نیزے ہاتھو مین گرز گران سر پہلوان ہاتھو مین لیے ہوے ہین سبکی شکلین اور صورتین مہیب ہین اور ایسے کریہ منظر ہین کہ اگر دیو اور خبیث انھین دیکھ لین تو ڈر کے بھاگین اکثر جبیشونکو بوجہ خوف کے غش آجاے یعنی دیو بد صورت انھین دیکھکر اور بلاے عظیم تصور کرکے ہلاک ہو جائین یہ دیکھکر یونانیون نے باہم کہا کہ دیکھا تھا ان کافرون کی صورتون کو دنیا پر تو انکی یہ صورت ہے دیکھیے بعد مرنے کے انکی کیا صورت ہوتی ہے یہ لوگ پونے دو سو خداؤن کو اپنا خدا جانتے ہین ازانجملہ وہم حبیشہ کو بھی اپنا خدا تصور کرتے ہین ابھی جوانان لشکر اسلام یہ کلام کر رہے تھے کہ حکم رتھاش بہادر یونانی سے بیلدار پھاؤڑے لیکر لشکر سے نکلے اور میدان کارزار سے جھاڑی جھنڈی کاٹ کر نشیب و فراز زمین کو ہموار کرنے لگے جب بیلدار زمین کو ہموار کر چکے سقون نے پانی چھڑکا میدان کارزار بخوبی درست ہوا اسوقت دونون لشکرون سے نقیبان خوش گلو اور کڑکیت زشت خو نکلے اور میدان کارزار مین آکر جوانون سے مخاطب ہوکر اس طرح کہنے لگے کہ ای بہادرو آج سامنا ازلیف کا ہے دیکھو کہین قدم تمھارے پیچھے نہ ہٹین اگرچہ سر تن سے کٹ جاے مناسب ہے کہ قدم آگے بڑھے پیچھے نہ ہٹ جاے ورنہ میدان روبرو دلاورون اور بہادرون کے عزت گھٹ جائیگی ساری آبرو خاک مین ملجائیگی دلاور نامرد اور بزدل تصور کرنے لگینگے پس لازم ہے کہ چار دن کی زندگی کا خیال کرکے اپنی عزت و آبرو اس میدان جنگ مین نہ کھو نا اور بڑھو بڑھکے حریف سے لڑنا نقیب اور کڑکیت تو یہ کہکر ہٹ گئے دلاور اور بہادر پند و نصائح نقیبون کی سنکے شیرانہ آمادۂ جنگ ہوے پھر لشکرون مین باجے جنگی بجے دلاوران لشکر آواز باجون کی سنکے مستانہ جھومنے لگے دمبدم قبضۂ شمشیر چومنے لگے اسوقت ایک پہلوان نامی اپنے مرکب بڑھا کر لشکر شنکل سے نکلا اور میدان مین آکر بصد نخوت کہنے لگا کہ جسے جلد سوے عدم جانا منظور ہو وہ آوے اور مجھسے مقابلہ کرے مین وہ ہون کہ اگر کوہ پر ضرب گرز لگاؤن تو اسے سرمہ کر دون سامنے میرے شیر ایک کتا صحرائی ہے اور فیل ایک

پشہ ہو دیو بھی اگر مجھسے مقابلہ کرے تو ایک ضرب شمشیر میں کام اُسکا تمام کر دون جب یہ تقریر اُس پہلوان کی زرتاش
نے سُنی خیال کیا کہ یہ کافر کسقدر مغرور ہے اور کیا اپنی تعریف کرتا ہے یہ خیال کر کے زرمتاش بہادر یونانی نے اپنا مرکب
صفِ لشکر سے نکالا اسوقت پھر باجے جنگی بجے اور علم لشکر اسلام جلوہ گر ہوا جب زرمتاش بہادر
بمقابلہ پہلوان ہو پہنچے پہلوان نے نیزہ سینہ زرمتاش بہادر پر مارا انھون نے سنان نیزہ نیزے کی سنان پر روکی
سنانِ نیزون سے شعلے نکلے بعد اسکے زرمتاش بہادر نے نیزہ سینہ پہلوان پر مارا ہر چند اُس پہلوان نے
چاہا کہ نیزے سے بچون لیکن نیزہ سینے پر پڑا اور پشت کے پار ہوا زرمتاش بہادر نے نکال دے کر پہلوان کو پشت
فرس سے اٹھایا اور اس طرح زمین پر ٹپکا کہ استخوان پہلوان کی ریزہ ریزہ ہو گئین اسی طرح کئی پہلوان نامی و نامور
زرمتاش بہادر نے قتل کیے ششکل ملعون کو غصہ آیا اور رومان لشکر سے کہنے لگا کہ سب مل کے
اس خدا پرست پر حملہ کرو اور اسے قتل کرو بموجب حکم رومان لشکر نے یکبار حملہ کیا اور نولاکھ سوارون نے
گھوڑون کو تیغین کھینچکر بڑھایا اسوقت قدم گاؤ زمین تھرا گئی طبقے زمین کے ہلنے لگے گرد غبار بلند ہوا روز
روشن مثل شب تیرہ و تار سے ہو گیا خفتگان لحد ڈر کے بیدار ہو گئے اور زمین کو لرزتے دیکھکر خیال کرنے لگے
کہ قیامت آ گئی اب میدان محشر میں جانا ہو گا غرض جب اسطرح لشکر ششکل بڑھا ادھر سے بیس ہزار جوانان نیزہ شعار
نیزے اور تیغین اور گرزگران سے لیکر اور انا للہ و انا الیہ راجعون زبان پر جاری کر کے بڑھے اور لشکر ششکل روباہ
خصال پر مثل شیران صحرا کے حملہ آور ہوئے جب دونون لشکر باہم ملگئے تلوار چلنے لگی صدائین کھچا کھچ کی آنے لگین
دلاور زخمی ہونے لگے اکثر کفار نابکار قتل ہو کر گھوڑون سے گرنے لگے خنجر بہادرون کے پہلوے کفار پر
چلنے لگے چقاچاق تیغ بلند ہوئی کفار نابکار مجروح ہو کر زمین پر گرنے لگے لاشے اُنکے تڑپنے لگے فریاد و فغان
کرنے لگے مرکب لاشون کو پامال کرنے لگے ماتین اُٹھنے لگین نیزہ جوانون کے سینون کو توڑ کے نکلنے لگے گرزگران پہلوانون
کے جوانون کے سرون پر پڑنے لگے جوان تیغزن صف شکن ہیبتناک ہونے لگے یونانی بڑھ بڑھکے اور
لڑ لڑ کے بڑے بڑے نامی پہلوانون کو لوک لوک کے قتل کرنے لگے زرمتاش بہادر یونانی بھی
شیرانہ و رستمانہ جدال و قتال میں مصروف ہوئے تاک تاک کے نامی افسرون کو قتل کرنے لگے نعرہ دمبدم
کرنے لگے سواران لشکر ششکل سامنے سے زرمتاش بہادر یونانی کے ہٹنے لگے اسوقت ششکل نے
افسران فوج سے مخاطب ہو کر بہ آواز بلند کہا کہ ای بد القیو کیسے نامرد اور بزدل ہو کہ ان مسلمانون سے اسوقت
پیچھے ہٹتے آتے ہو باوجودیکہ مسلمان کم ہیں لیکن تم ایسے خائف ہو کہ آگے نہیں بڑھتے اور انکو گھیر کے قتل
نہین کرتے افسران فوج یہ گفتگوے ششکل سنکے خیال کرنے لگے کہ ششکل سچ کہتا ہے مسلمان کم ہیں اور ہم سب
بکثرت ہیں یہ سوچ کر افسران فوج اپنے اپنے رسالے اور پلٹنون کو لیکر بصد قہر و غضب آگے بڑھے
اور ایک ایک یونانی پر ہزار ہزار کفار تیغین لیکر گرے اور یونانیون کو چہار طرف سے گھیر لیا اسوقت ایسی
تلوار چلی اور اسقدر کشت و خون ہوا کہ میدان رزم میں دریاے خون جاری ہوا یونانیون نے کفار کو اسقدر قتل
کیا کہ لاشون کے انبار اور کشتون کے ڈھیر لگا دیے ہر ایک یونانی نے صدہا کفار قتل کیے آخر یونانی
بیچارے بھی تھک گئے اور لڑتے لڑتے دست و بازو بھی تھک گئے کفار نے اہل اسلام پر نرغہ کیا یونانی قتل ہونے لگے
اسوقت بھی تیس یونانی کے سینے پر کسی کافر نے نیزہ مارا اور نیزہ سینے کو توڑ کر پشت کے پار نکلا اُس
یونانی نے اسی عالم میں جھپٹ کے اپنے قاتل کو تیغ تیز سے ہلاک کیا اور گرتے گرتے گھوڑے سے

پکارا کہ اے شاہزادہ دلیر فارس نکھوز نے جان اپنی کفش پاے حضور پر نثار کی کسی یونانی نے تیغ آبدار سے نہایت
مجروح ہو کر اپنے قاتل کو بڑھکے ہلاک کیا اور بہ آواز بلند پکارا کہ اے شاہزادہ عالیجاہ اس غلام نے حق نمک
ادا کیا اب بوجہ زخم کاری کے گھوڑے پر سنبھلا نہیں جاتا ہے زمین پر یہ خاکسار گرتا ہے حضور کو حوالہ خدا کرتا ہے
یہ کہکے وہ یونانی زمین پر گرا کافر نے بڑھکے سر اسکا تیغ سے کاٹ لیا اور بازم کہا کہ اس یونانی کو ہمنے کیا مارا گویا
رستم قتل کیا یہ نہایت ہی شجاع تھا بری شکل سے گھوڑے سے گرا اسی طرح صد ہا کفار نے ملکر کسی اور
یونانی کو گھیرا اور تیر و تیغ و نیزے سے اُسے زخمی کیا اُسنے کفار سے کہا کہ ای مردود و عجیب تم نالائق
ہو کہ مجھ ایک شخص پر اتنے اشخاص حملہ کرتے ہو اور تیغ و تیر لگاتے ہو اگر مرد ہو تو ایک ایک آدمی مجھسے مقابلہ کرو
ہرچند میرے دست و بازو تھکے ہوئے ہیں لیکن میں تمسے لڑونگا اور جبتک ہو سکیگا تمکو قتل کرونگا کفار نے
بیچارے یونانی کی تقریر نہ سُنی اور ایکبارگی سیکڑوں نے اُسپر حملہ کیا اسوقت بھی اُس یونانی
نے دو چار کو قتل کیا آخر کسی کافر نابکار کے ہاتھ سے زخمی ہوا یونانی زخمی ہو کر اپنے قاتل کی طرف جھپٹا اور
اُسی عالم زخمداری میں نیزے سے اُسے قتل کیا جب وہ یونانی گھوڑے سے گرنے لگا پکارا
کہ ای آقاے نامدار یہ غلام آپکا گھوڑے سے گرتا ہے دست و بازو میں اب قوت نہیں باقی ہے
زخم کاری لگا ہے گھوڑے کی پشت پر سنبھلا نہیں جاتا ہے یہ کہکر جب گرا کوئی کافر واسطے سر کاٹنے
کے بڑھا وہ یونانی مجروح اُس سے کہنے لگا کہ سر میرا کاٹ لے لیکن اتنا احسان مجھپر کر کہ سر میرا قدم
شاہزادہ ذوالمناقب بہادر پر رکھدینا یہ کہکے یونانی بیہوش ہو گیا اس کافر نے سر اسکا ڈرتے ڈرتے
اس وجہ سے کاٹا کہ کہیں ہوشیار ہو کے مجھے بھی نہ قتل کرے جب سر کاٹ چکا تب بہت خوش ہوا اور
اپنے رسالے کے جوانوں سے کہنے لگا کہ آج میں نے کام رستم و اسفندیار کا کیا ہے اگر بادشاہ میری شجاعت
پر نظر کرے تو تمام اپنی فوج کا مجھکو سپہ سالار کر دے اور خلعت و انعام دے اور مجھکو شجاعت
میں رستم سے بھی زیادہ تصور کرے کیونکہ میں نے اس یونانی کا سر نہیں کاٹا گویا دس لاکھ بہادروں کو قتل کیا
یہ وہ دلاور تھا کہ اسنے مرتے مرتے بہت سے سوار قتل کیے اسکی تلوار کی پناہ تھی یہی ایک مسلمانوں کے
لشکر میں شجاع تھا رسالے کے سواروں نے کہا بیشک یہ یونانی جری تھا تو نے بڑا کام کیا کہ اسکا سر کاٹا
ہمسے تو کبھی اسکا سر کاٹا جاتا بلکہ اُسکے رعب سے قریب بھی اُسکے نہ جایا جاتا یہ کہکر سوار آگے بڑھے
اور کسی اور یونانی کو دیکھکر حملہ آور ہوئے جب یونانی نے حملہ کیا اور دو چار کو قتل کیا سوار بھاگے اور باہم کہنے
لگے کہ ہر ایک یونانی بہادر ہے قریب اِن یونانیوں کے اب نہ جائینگے دور سے تیر لگائینگے یہ تقریر کر ہی رہے
تھے کہ ایک پہلوان گرز گران لیے ہوئے اُسطرف آیا سواروں نے پہلوان کو بلایا اور کہا ای بھائی یہ یونانی
جو سامنے کھڑا ہے کسی طرح مارا نہیں جاتا تم پہلوان ہو اور اتنا بڑا بھاری گرز ہاتھ میں لیے ہوئے ہو دست
و بازو بھی بہ نسبت ہمارے موٹے موٹے ہیں اور قوی ہیں شاید تمہارے ہاتھ سے یہ مارا جائے تم اس
بہادر سے جا کر مقابلہ کرو تمہاری تنخواہ بھی زیادہ ہے ملازم قدیم ہو پہلوان یہ گفتگو سواروں کی سُنکے کہنے لگا کہ تم
کہ تم سب نامرد ہو اتنے بودے ہو کہ ایک دُبلے پتلے آدمی کو قتل کر نہیں سکتے اور اُسکے خوف سے
یہاں بھاگ کر کھڑے ہوئے ہو دیکھو میں جاتا ہوں اور ابھی سر اس یونانی کا کاٹ کے تمہارے پاس
لیے آتا ہوں یہ کہکر پہلوان جانب یونانی چلا اور قریب پہونچکے نعرہ کیا اور گرز گران سر پر یونانی کے

مارا سر یونانی کا ضرب گرز گران سے شق ہوگیا یونانی نے اُسی عالم مین بصد عجلت پہلوان کی کمر پر تلوار لگائی پہلوان دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور کہنے لگا کہ افسوس ان سوارون نے مجھے اس یونانی سے لڑوا کے قتل کروایا یکے پہلوان مرگیا یونانی بھی گھوڑے سے گرنے لگا بہ آواز نحیف پکارا کہ اے شاہزادہ ذیقدر یہ کمترین بھی حضور پر نثار ہوا اب گھوڑے سے گرتا ہے یہ کہکے مرکب سے گرا ہر چند رسالے کے سوارون نے دیکھا کہ یونانی گھوڑے سے گرا لیکن بوجہ خوف کے قریب بھی اُسکے نہ گئے ایک سوار نے کہا کہ چلو کہ اس یونانی کا سر کاٹ لائین رسالے کے سوارون نے جواب دیا جیسے اس یونانی کا سر کاٹا نہ جائیگا ابھی ہم دیکھ چکے ہین کہ اسی نے اتنے بڑے پہلوان کو قتل کیا ہی ہمین بھی ضرور قتل کروالیگا یہ خیال نہ کرو کہ گھوڑے سے گر پڑا ہی اور تڑپ رہا ہی میان اسکا مردہ بھی ہم ایسون پر بھاری ہی اگر تمکو دعوے شجاعت سے تو جاؤ یا تو تم اسکا سر کاٹ لوگے یا وہی تمھارا سر کاٹ لیگا جوانی تمھاری خاک مین ملا دیگا وہ سوار یہ گفتگو ان سوارون کی سُنکے ایسا ڈرا کہ قریب بھی لاش یونانی کے نہ گیا غرض اسی طرح ہر ایک یونانی صدہا کو قتل کرکے گھوڑے سے گرا جب اکیلے زرتاش بہادر رہ گئے اُسوقت افسران فوج نے یکبار حملہ کیا زرتاش بہادر اگرچہ ہزارون کو قتل کرچکے تھے اور کسی قدر دست و بازو تھکے ہوئے تھے اور زخمی بھی تھے اُسی عالم مین شمشیر خون آلودہ سے کفار کو قتل کرنے لگے جس پہلوان یا جس افسر پر نعرہ کرکے تلوار لگائی دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اگر دو دو پہلوان سامنے زرتاش بہادر کے گئے تو وہ بھی دو کے چار ہوئے جب تمام فوج نے دیکھا کہ زرتاش بہادر کسی طرح گھوڑے سے نہین گرتے اور ہزارہا کو قتل کررہے ہین اُسوقت تمامی فوج نے زرتاش بہادر پر حملہ کیا اور تیغ و تیر و نیزہ و خنجر لیکر وار کرنے شروع کیے اُسوقت شاہزادہ ذیوقار نے اپنی زندگی سے بظاہر نا امید ہوکر اسقدر شمشیر آبدار سے سوارون کو قتل کیا کہ گھوڑے کی کونچ تک لاشون کا انبار ہر ایک جگہ کردیا اور جس مقام پر گھوڑے کو بڑھا کر آئے اور سوارون نے ہجوم کرکے چاہا کہ گرفتار کرلین یا قتل کرین زرتاش بہادر نے وہ بہادری کی کہ سواران لشکر دیکھکر متحیر ہوئے اور سیکڑون قتل اور زخمی ہوکر ہٹ گئے آخر تیر اندازون نے ٹیلے سے تیر لگانا شروع کیے اور اسقدر تیر لگائے کہ سر سے تا قدم مجروح کردیا اُسوقت کثرت زخمہاے کاری سے زرتاش بہادر کو گھوڑے پر غش آگیا سوارون اور سردارون نے خوش ہوکر چاہا کہ تیغ تیز سے سر زرتاش بہادر کا کاٹ لین اور نیزے پر چڑھا کر بلند کرین شنگل نے یہ حال دیکھکے اپنے لشکر کے سوارون اور سردارون کو زرتاش بہادر کی طرف جانے کو منع کیا اور کہا خبردار اس بہادر کا سر نہ کاٹنا اسے زندہ گرفتار کرلو اور زندان مین اسے قید کرو شاید یہ میری بعد پند و نصیحت کے میری اطاعت قبول کرے سردارون نے بموجب حکم شنگل زرتاش بہادر کو اُسی عالم بیہوشی مین گرفتار کرلیا پھر حکم شنگل سے بارگاہ و خیام زرتاش بہادر کی فوج کی لوٹ لی اور جو کچھ روپیہ اور مال اسباب تھا وہ بھی لوٹ لیا جب فوج لوٹ چکی شنگل عنقریب شام بہ فتح و ظفر میدان جنگ سے فرودگاہ لشکر پر آیا زرتاش بہادر کو تو زندان مین بھیج دیا اور آپ داخل بارگاہ ہوکر خیال کرنے لگا کہ یہ مسلمان نہایت شجیع و دلیر تھے کہ انھون نے قریب لاکھ سوارون کے قتل کیے بعد اس خیال کے شب کو تو شنگل اُسی جگہ رہا دوسرے روز وہان سے شہر مین آیا اور حکم کیا کہ لاشین اُٹھائی جائین بموجب حکم لاشین اپنے مردمان لشکر کی افسرون نے اُٹھوائین اور موافق اپنے مذہب کے اُنکو جلایا اور دفن کیا جب شنگل دربار

مین تخت پر اسکے بیٹھا امرا و وزراے مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ مجھے امید فتح کی نہ تھی لیکن خداوندون نے ان مسلمانون
پر مجکو فتحیاب کیا سبھون نے عرض کیا حضور سچ تو یہ ہے کہ ہمکو بھی امید فتح پانے کی نہ تھی حضور کے اقبال سے
اور خداوندون کی مدد سے فتح ہوگئی ورنہ یہ مسلمان سب کو تہ تیغ کرتے یہان تو امرا و وزرا شتکل
سے یہ عرض کر رہے ہین اور شتکل تخت پر بیٹھا ہے اور زرتشاش بہادر زندان مین ہین لیکن اب حال فرخ
کا لکھا جاتا ہے کہ جب فرخ راہ طے کرکے شہر خوارزم کے ناکے پر آیا وہان جو چند سوار عمرو بن حمزہ نے مقرر
کیے تھے انھون نے فرخ کو دیکھکر کہا کہ ہم تمھارا ہی انتظار کر رہے تھے شاہزادہ ذیوقار عمرو بن حمزہ نامدار نے
ہمین یہان تمھارے ہی واسطے معین کیا تھا اب خدمت مین شاہزادے کی جلد چلو ہمنے سنا ہے کہ شہر کے
فلان ناکے پر شتکل نابکار سے اور زرتشاش بہادر سے ایسی لڑائی ہوئی کہ شاید اب تک ایسی لڑائی
پھر نہو فرخ نے کہا مین نے بھی سنا ہے افسوس غضب ہوا کہ ماموں ہمارے شاہزادے کے قید ہوگئے کافرون نے
عالم بیہوشی مین انھین قید کرلیا اب یہان سے جلد چلو اور یہی احوال چلکے شاہزادہ ذیوقار سے بیان کرو یہ کہکے
فرخ ہمراہ ان سوارون کے چلا اور بعد قطع راہ درہ کوہ بوقلمون مین پہونچا اور عمرو بن حمزہ کو تسلیم
کرکے عرض کرنے لگا کہ مین بموجب حکم قلعہ تنگ رواحل مین گیا تھا جناب والد ماجد ہمارے یعنی خواجہ عمرو
تو قلعے مین تشریف نہین رکھتے تھے جو عرضی آپ نے انھین لکھی تھی وہ سرہنگ مصری عیار کو دے آیا ہون
یقین ہے کہ سرہنگ مصری نے وہ عرضی خواجہ کو دے دی ہو یا اب دے دیگا دوسری عرضی مین نے آپکے
ماموں صاحب کو دے دی وہ عرضی پڑھکے بہت روئے پھر مین قلعہ تنگ رواحل سے چلا اثناے راہ مین
بوجہ خستگی کے دو روز قیام پذیر رہا جب تاکہ قریب آیا باشندگان خوارزم سے مین نے سنا کہ آپکے ماموں صاحب
اور راستہ سے قلعہ تنگ رواحل سے خوارزم مین آئے اور شتکل سے خوب لڑے آخر انکی فوج قلیل سب
قتل ہوگئی اور وہ عالم زخمداری اور بیہوشی مین گرفتار کرلیے گئے اتبک زندان مین ہین ہر چند کہ یہ خبر آپ سے
کہنا مناسب نہ تھی لیکن پوشیدہ کرنا بھی اس کا بہتر نہ تھا اسوجہ سے مین نے حضور سے عرض کیا عمرو بن حمزہ
یہ خبر وحشت اثر سنکے نہایت ہی محزون ہوئے اور فرخ سے کہنے لگے کہ اب تم ہماری والدہ اور اپنی والدہ
یونان مین پہونچا دو یہان انکا رہنا اچھا نہین ہے یہ فرماکر اپنی والدہ کو محافے مین سوار کرایا اور فقنہ وغیرہ کنیزون کو
بھی ڈولیون مین سوار کرایا اور فرخ مع چند سوارون کے ہمراہ گیا فرخ ہمراہ سواریون کے کوہ بوقلمون سے
جانب یونان چلا بعد جانے فرخ کے شاہزادہ ذیجاہ نے افراسیاب سے کہا کہ تم میرے ہمراہ چلو اگر خدا نے
چاہا تو مین شتکل کو اور اسکی فوج کو قتل کرونگا اور اپنے ماموں کو قید سے چھڑا دونگا افراسیاب نے
عرض کیا کہ ای شاہزادہ ذیجاہ اگر آپ اسطور سے جانب خوارزم تشریف لیجائیگا تو ہرگز ہرگز شتکل پر
فتحیاب نہوجیےگا بلکہ مجھے یقین ہے کہ جس طرح آپ کے ماموں صاحب گرفتار ہوگئے خدا نخواستہ اسی طرح
آپ کے دشمن بھی گرفتار ہو جائینگے کیونکہ شتکل کے پاس نو لاکھ فوج ہے اور آپ کے پاس کل تیس ہزار
سپاہ ہے پس آپکو مناسب ہے کہ جسطرح مین عرض کرون اسی طور سے خوارزم مین چلیے تاکہ قریب شتکل
نابکار کے پہونچ جائیے ہر چند کہ جسطرح مین آپ کو لیجاونگا خلاف آپ کے ہوگا لیکن فتح بھی آپ کی اسی صورت
سے ہوگی عمرو بن حمزہ یونانی نے پوچھا ای افراسیاب تم کسطرح مجکو خوارزم مین لیجاؤگے اور کیونکر خوارزم پر
مین فتحیاب ہونگا افراسیاب نے عرض کیا حضور قبل اسکے ایک عرضی شتکل کو اس مضمون کی لکھ دیتا ہون کہ مین

کہین نے حکم بادشاہ فلک جاہ یونان کو تباہ اور ویران کیا سر فریدون شاہ کا تیغ سے کاٹ لیا عورتون کو اسیر کیا اب ہمراہ فولاد زنگی کے سر فریدون شاہ اور عورتون کو مع عرضی آپ کی خدمت مین روانہ کرتا ہون اور مین ابھی یونان مین اس وجہ سے مقیم ہون کہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کسی طرف چلے گئے ہین جب انکو گرفتار کر لونگا اسوقت مین بھی حاضر خدمت ہونگا چونکہ حکم شنکل سے فولاد زنگی نے میری عرضی اور سر آپ کے نانا صاحب کا تو شنکل کے پاس بھیجدیا اور فولاد زنگی بموجب حکم عورتون کو اسطرف لایا یہان حضور نے اپنی والدہ کو قید سے چھڑایا اور فولاد زنگی کو قتل کیا اور وہان یونان مین مجکو آپ نے مع فوج کے مسلمان کیا یہ خبرین سے مجھے یقین ہی کہ شنکل کو نہ پہونچی ہونگی اور وہ ان حالات سے بالکل بے خبر ہوگا اور اس خیال مین ورود لشکر کا منتظر ہوگا کہ اب افراسیاب شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کو گرفتار کرکے لاتا ہوگا پس مین آپ کو یہانسے تو نہین اپنے ہمراہ لیچلونگا لیکن قریب خوارزم کے پہونچکر ایک عبا آپ کے دوش پر ڈالدونگا آپ اس عبا مین تلوار اور اپنے ہاتھ چھپا لیجیے گا اور گھوڑے پر بیٹھے رہیے گا سوار آپکے گردسیکڑون تلوارین برہنہ کھینچے ہوئے ہونگے جو کوئی دیکھیگا یہی خیال کریگا افراسیاب شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کو قید کرکے لایا ہے اور شنکل کے پاس لیے جاتا ہے جب میرے آنیکی شنکل کو خبر ہوگی یقین ہے کہ چند سردارون کو استقبال کے واسطے بھیجیگا آپ چپکے گھوڑے پر سر جھکائے بیٹھے رہیے گا جب آپ عنقریب تخت شنکل کے دربار مین پہونچ جائیگا اسوقت عبا کو پھینک کر تیغ تیز سے شنکل کو قتل کیجیے گا اور اسکی فوج سے لڑیے گا اس ترکیب سے اسکے قریب پہونچ جایئے گا اور مدعاے دل انشاء اللہ حاصل ہو جائیگا آپ غالب ہونگے اور وہ مغلوب ہوگا یہ کہکر افراسیاب خاموش ہوا عمرو بن حمزہ یونانی نے کہا اے افراسیاب تدبیر تو نے اچھی سوچی ہے اب کل تم اسی طرح مجکو انکے پاس لے چلنا یہ فرما کر عمرو بن حمزہ یونانی خاموش ہوے اور جلد اس شب کے گذر جانے کی خدا سے دعا کرنے لگے

داستان جانا عمرو بن حمزہ یونانی کا خوارزم مین اور قتل کرنا شنکل کو اور تاراج کرنا خوارزم کا اور سحر کرنا وغیرہ حالات

ساقی جام جہان نما دے
منگوا دے پھول کی گلاس لے
جب نشہ مین دو تون لب ہلا دون
بلبل کا نا طقہ کردون بند
ہو ملک سخن کی شہریاری
پھر ور دکھیری ہوئی فغان سن

یک بیت دو جہان دکھا دے
وہ بادہ پلا جو مست کر دے
مردہ مضمون کو جلا دون
یہ قل جو ہو بادہ سے مکرر
سکہ مرے نام کا ہو جاری
تکرار سے تیغ بنا دون شاعری کا

گل ہو مرا خمار تم ستانا بے
وہ مے جو سخن پرست کر دے
کھولون جو زبان مین ہنر مند
پھر تیغ زبان کے دیکھ جوہر
پھر سوز و گداز کا بیان سن
پھر سحر دکھاؤن ساحری کا

عندلیبان بوستان الحان بوستان گستری و زمزمہ سرایان حدیقہ افسون گری شاخسار نخل چمنستان بیان پر مصروف رنگین طرازی ہین کہ جب صبح ہوئی عمرو بن حمزہ یونانی نے حکم کیا کہ فوج ہماری تیار ہو بموجب حکم فوج مسلح ہوئی عمرو بن حمزہ یونانی بھی مسلح ہو کر مرکب پر سوار ہوئے اور افراسیاب ملند گمان وغیرہ کو ہمراہ لیکر درگاہ یوقاموں سے چلے بعد طی کرنے منازل کے جب دس کوس شہر خوارزم کا فاصلہ رہگیا اسوقت افراسیاب نے ایک عبا عمرو بن حمزہ نامدار پر ڈالدی اور سوارون نے کہا کہ گرد

شاہزادے کے تلوارین برہنہ لیکر چند سواروں نے بموجب کہنے افراسیاب کے اور باشارہ عمرو بن حمزہ یونانی کے تلوارین کھینچیں اور گرد عمرو بن حمزہ یونانی کے آئے اور چہار طرف سے عمرو بن حمزہ کو گھیر کر جانب خوارزم چلے مردمان نے جو یہ حال دیکھا سب نے خیال کیا کہ افراسیاب بلند کمان نے بڑی بہادری کی عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے لے آیا ہے یہ خبر ششتکال بن ششتکال فیل زور ریدہ مست خوارزمی کو پہونچی کہ افراسیاب عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے لایا ہے یہ خبر سنکے ششتکل خوش ہوا اور دو تین سرداروں کو حکم دیا کہ افراسیاب کا استقبال کرکے ہمارے پاس لے آؤ سرداران لشکر ششتکل روانہ ہوئے ششتکل نے حکم دیا کہ دربار اچھی طرح آراستہ ہو ارباب نشاط بھی حاضر ہوں آج مجکو نہایت خوشی ہے کہ میرے فرزند کا قاتل گرفتار ہوکے آتا ہے جسوقت میرے روبرو آئیگا فوراً قتل کرونگا اور اپنے بیٹے کا انتقام بخوبی لونگا غرض بموجب حکم ادھر تو بخوبی تمام دربار آراستہ ہوا جملہ اراکین سلطنت و اعیان مملکت دربار میں حاضر ہوئے اور کرسیوں اور دنگلوں پر بیٹھے ارباب نشاط و ساقیان گلرخ بھی حاضر ہوئے ساقیان سیمتن نازک بدن شراب پلانے لگے اور ارباب نشاط بصد اقتیاز گانے لگے گویا مبارکبادی گرفتاری عمرو بن حمزہ یونانی گانے لگے از انجملہ ایک نازنین مہ جبین نے

یہ غزل روبروے ششتکل بن ششتکال فیل زور ریدہ مست خوارزمی شروع کی غزل غزل چشم جانان اور چشم غزالان اور ہے

وضع انسان اور ہے ترکیب حیوان اور ہے	گر کسان اس سے کھینچے اس سے جگر ہو جائے چاک	ماہ تابان اور ہے مہر درخشان اور ہے
سیر نقش مت سمجھ گلگشت اے نازک مزاج	باغ دلبستان اور ہے کنج شہیدان اور ہے	ایک یوسف وان گر انکھایان گروہ کہا خلق
چاہ کنعان اور ہے چاہ زنخدان اور ہے	برق اسیر ہستی ہر دنیا ہے اسیر آسمان	ابر باران اور ہے یہ چشم گریان اور ہے
خاک جنت میں لگیگا بعد مردن دل مرا	ناز غلمان اور ہے انداز انسان اور ہے	اسمین ہے داغ فراق اے صبح ہے اسمین آفتاب
یہ گریبان اور ہے تیرا گریبان اور ہے	دل سے ہے کاوش اسے تلووں سے ہے اسکو خلش	خار مژگان اور ہے خار مغیلان اور ہے
جانور اسپر ہے عاشق اسپہ عاشق آدمی	سرو بستان اور ہے سرو خرامان اور ہے	ہوتے ہیں خون اسکے دیکھے سے تو اسکے غم سے
چشم گریان اور ہے شمشیر عریان اور ہے	گرچہ دونوں خاک پر غلطان ہیں لیکن فرق ہے	سنبلستان اور ہے زلف پریشان اور ہے
مار اسشیدہ ہے وہ اور یہ ہے سانپ جیسے میں پھول	شاخ مرجان اور ہے دست حسینان اور ہے	باعث ایمان ہے وہ غارتگر ایمان ہے یہ
نظم قرآن اور ہے رخسار جانان اور ہے	فرق ہے شاہ و گدا میں قول ناسخ ہے یہی	شیر قالین اور ہے شیر نیستان اور ہے

جسوقت یہ غزل اس مطربہ نے ہمار روبرو ادا کی روبروئے اہل دربار گائی جملہ اہل دربار خوش ہوئے خصوصاً ششتکل نہایت ہی خوش ہوا اور مثل چراغ سحری کے ٹمٹمانے لگا یہاں تو دربار میں نازنینان خوش گلو ناچ اور گا رہے ہیں ششتکل تخت پر بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا ہے اور گانا سن رہا ہے اور خوش ہو رہا ہے اور رنگ رہے ہیں جب لیکن سرداران ششتکل جب وہاں پہونچے دیکھا کہ افراسیاب عمرو بن حمزہ یونانی کو گرفتار کیے ہوئے لاتا ہے ان سرداروں نے افراسیاب کا استقبال کرکے اور مزاج پرسی کرکے پوچھا کہ اے افراسیاب تم نے عمرو بن حمزہ یونانی کو کیونکر گرفتار کیا افراسیاب نے جواب دیا کہ میں نے بڑی مشکل سے اس شاہزادے کو گرفتار کیا ہے سرداران نے کہا فی الحقیقت تمنے بڑی بہادری کی خیر اب روبروے بادشاہ چلو دیکھیں انعام کیا ملیگا کیونکہ آج اسے نہایت خوشی ہے دربار میں بیٹھا ہوا ہے امرا و وزرا سے ہنس ہنسکے گفتگو کرتا ہے عجب نہیں ہے کہ کسی نازنین کا اسوقت گانا سن رہا ہو اور شراب پی رہا ہو افراسیاب نے کہا چلو دیکھیں ششتکل مجھے کیا انعام دیتا ہے یہ کہکے افراسیاب بلند کمان ان سرداروں کے ہمراہ چلا جب داخل شہر ہوا مردمان شہر عمرو بن حمزہ یونانی کی

صورت اور شکل پر نظر کرکے بعضے افسوس کرنے لگے اور کہنے لگے کہ اب اس شاہزادۂ کم عمر کو دشتنگل قتل کروا دیگا اکثر کفار سنگدل سنکر ہنسنے لگے کہ خوب ہوا یہ مسلمان گرفتار ہوا اسنے مہران کو صحرائے سبزہ زار میں قتل کیا تھا اب یہ بھی ضرور قتل کیا جائیگا اور سر اسکا در شہر پر لٹکایا جائیگا ہر چند کہ لہراسپ اور عمرو بن حمزہ بخوبی گفتگوئے اہل شہر سنتے تھے لیکن بمصلحت جواب نہ دیتے تھے القصہ جب لہراسپ اور سہیل شیر شکار عمرو بن حمزہ عالی وقار کو قریب در شاہی لائے مردمان لشکر کو اسی جگہ ٹھہرا کر عمرو بن حمزہ یونانی کو دربار میں لیگئے عمرو بن حمزہ یونانی نے دربار میں جاکر دیکھا کہ دشتنگل تخت پر بیٹھا ہے دربار آراستہ ہے پہلوان وغیرہ کرسیوں اور دنگلوں پر بیٹھے ہیں نازنینان گل پیرہن نازک بدن بہزار ناز و ادا غزلیں گا رہے ہیں ساقیان گلعذار جام بلورین میں مئے ناب بھر بھر کے دشتنگل اور اہل دربار کو دے رہے ہیں ہر ایک شراب پی رہا ہے بعضے نشۂ شراب سے جھوم رہے ہیں شاہزادۂ ذیوقار نے کیفیت دربار کی دیکھکے جلد تیغ کو کھینچا اور نعرہ کیا کہ اے دشتنگل ہوشیار ہوجا کہ میں آپہونچا اگر خدا نے چاہا تو ابھی تجھکو قتل کرتا ہوں اور اپنے ناناکے خون ناحق کا تجھسے انتقام لیتا ہوں جسوقت یہ نعرہ اہل دربار اور دشتنگل نابکار نے سنا دشتنگل سمجھ گیا کہ لہراسپ اور سہیل شیر شکار دونوں سردار عمرو بن حمزہ یونانی کے شریک ہوگئے اور دونوں نے اس شاہزادے کی اطاعت قبول کی اور بمکر و فریب یہاں تک آئے اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کو اپنے ہمراہ لائے یہ خیال کرکے دشتنگل نے ایک پہلوان کو حکم دیا کہ جلد اس طفل کا سر تیغ سے کاٹ لے پہلوان گرز گران سر پر لیکے اٹھا ساقیان گلعذار شیشہ و ساغر چھوڑ کر بھاگے اور ارباب نشاط نے بھی اس خیال سے ناچنا اور گانا موقوف کیا اور دربار سے فرار ہوئے کہ اب یہاں رقص بسمل ہوگا اور عوض نغمۂ مجروح صدائے نالہ و فغان بلند کرینگے غرض جب ارباب نشاط بھاگ گئے اور دربار میں ایک تہلکہ پڑگیا اُس پہلوان نے گرز گران سر شاہزادے پر مارا شاہزادے نے گرز کو سپر پر روک کے جلد تلوار کھینچی اور اُس پہلوان کی کمر پہ لگائی پہلوان دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اب تو جملہ اہل دربار تیغ و گرز لیکر اُٹھے اور عمرو بن حمزہ اور لہراسپ اور سہیل شیر شکار پر حملہ آور ہوئے دشتنگل بھی تخت سے اُٹھا اور تیغ آبدار کھینچکر آمادۂ کارزار ہوا لہراسپ نے اُسی وقت سواروں کو جو در شاہی پر کھڑے تھے اشارے سے بلایا سوار مسلح تو کھڑے ہی تھے تیغیں کھینچکر بعجلت دربار میں آئے تلوار چلنے لگی عمرو بن حمزہ نے کئی پہلوانوں کو تیغ آبدار سے قتل کیا لہراسپ اور سہیل شیر شکار نے بھی کئی افسران فوج کو ہلاک کیا سواروں نے بھی اہل دربار کو قتل کرنا شروع کیا لاشیں زمین پر کافروں کی تڑپنے لگیں دربار دشتنگل کا میدان کارزار ہوگیا سارا فرش دربار کا خون کفار سے سرخ ہوگیا تلواریں تلواریں بہادروں کی اہل دربار کے خون سے سرخ ہوگئیں گرز گران سرہائے کافران پر پڑنے لگے اہل دربار قتل ہو ہوکر زمین پر گرنے لگے اور مثل ماہی بے آب زمین پر تڑپنے لگے رقص بسمل کا تماشا ہونے لگا دشتنگل یہ حال دیکھکر گھبرایا اور امرا و وزرا کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگا جلد کسی طرح دربار سے جاؤ اور جاکر میری طرف سے افسران لشکر کو حکم دو کہ جلد لشکر لیکر آؤ حریف آپہونچا دربار میں تلوار چل رہی ہے لاش پر لاش گر رہی ہے بادشاہ تمھارا دشمنوں میں گھر گیا ہے اور اب حریف کے ہاتھ سے قتل ہوا چاہتا ہے خبردار دیر نکرنا غرض جلد امرا اور وزرا اُٹھتے ہوئے اور زخمی ہوتے ہوئے بصد مشکل دوڑکر دربار سے باہر گئے اور جلد تر لشکرگاہ پر پہونچکے افسران فوج سے کہنے لگے کہ جلد مسلح ہو بادشاہ نے مع لشکر تمکو بلایا ہے حریف دربار میں آگیا ہے تلوار چل رہی ہے اہل دربار قتل ہورہے ہیں بادشاہ بھی تمھارا اور ہمارا قتل ہوا چاہتا ہے افسران فوج نے کہا تم بیکار آئے ہو ہمکو پہلے ہی خبر ہوگئی تھی بادشاہ سے کہو کہ گھبرائے گا نہیں افسران فوج لشکر لیکر آتے ہیں افسر تو جانب دربار چلے افسران فوج نے مردمان فوج سے کہا جلدی مسلح ہو دیر نہ لگاؤ

ایسا ہو کہ بادشاہ قتل ہو جائے مرومان لشکر نے جواب دیا کہ ہم گھبراتے نہیں زمین پہن رہے ہیں ہتھیار لگا رہے ہیں اگر آپ کے مزاج مین جلدی زیادہ ہے تو پہلے آپ ہی جائیے دشمنوں کو قتل کیجیے بعد آپ کے ہم بھی آ پہنچینگے افسران فوج یہ تقریر مرومان لشکر کی سنکے خاموش ہوئے یہاں تو فوج مسلح ہو رہی ہے اور وہان دربار مین خوب برق شمشیر چمک رہی ہے سر پر سر لاش پر لاش گر رہی ہے دریائے خون دربار مین رواں ہے علاوہ سرہائے کفار کے کرسیان جواہر نگار حباب آسا غرق آب مین فرش دربار پر چادر آب کا گمان ہوتا ہے اور تخت جواہر نگار شتکل کو جو کوئی دیکھتا ہے اُسے تخت پر گرداب کا [illegible] ہوتا ہے دنگل مانند مگر اور گھڑیال کے اُس دریائے خون مین دکھائی دیتے ہین کشتیان مو کی بحر خون مین روان ہین بطور کشتی دیدۂ بے نور حباب رنگ گردش دور فلک دیکھ رہا ہے شیشۂ مے بھی بصورت حباب دکھلائی دیتے ہین [illegible] جنگ دیکھ کے دمبدم ایسا جوش ہوتا ہے کہ بیکسوں سے کھنچی ہوئی ہے طوفان آب تیغ دمبدم اُٹھ رہا ہے کفار غرق دریائے فنا ہو رہے ہین بہادر گوہر فتح کی جستجو کر رہے ہین ناگاہ عین گرمی جنگ مین شتکل او عمرو بن حمزہ سے سامنا ہو گیا شتکل نے تیغ آبدار سر شاہزادۂ نامدار پر لگائی شاہزادے نے تلوار سپر پر روک کے اور تیغۂ آبدار خون آلود لیکر شتکل پر حملہ کیا شتکل نے خیال کیا کہ اگر یہاں ٹھہرونگا تو ضرور قتل ہو جاؤنگا پس بہتر یہی کہ بھاگ جاؤں یہ خیال کرکے دربار سے بھاگا شاہزادے نے اُسکا تعاقب کیا شتکل نے دیکھا کہ ایک فیل جسپر ہودج زرین رکھا ہے کھڑا ہوا ہے شتکل فیل کو دیکھکر ایک دیوار پر جست کر گیا اور دیوار پر جا کر چاہا کہ فیل پر سوار ہونے لگا اتفاق سے رستا ٹوٹ گیا شتکل زمین پر گرا شاہزادے نے جلدی سے تیغ آبدار سر شتکل نابکار پر لگائی ہرچند شتکل نے سپر فراخ دامن سے سر کی حفاظت کی لیکن شمشیر آبدار سپر کو کاٹ کر کاسہ سر مین در آئی اور صراحی گردن سے مثل قطرۂ آب کے اُتر کر سینے مین پہونچی اور یکدم لیکر شکم و کمر سے گذر کر زمین مین در آئی شتکل دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا شاہزادۂ ذیوقار شتکل کو قتل کرکے خوش ہوا اہل دربار بعد قتل شتکل بھاگنے لگے ناگاہ افسران فوج مسلح ہو کر آٹھ لاکھ سواروں کی جمعیت سے زیادہ اپنے ہمراہ لیکر آئے اور فوج اسلام سے تیغیں کھینچکر لڑنے لگے دربار کے باہر ایک میدان وسیع مین جنگ ہونے لگی کہ دیکھنے والوں کے ہوش و حواس کھونے لگے تیغ و تیر سے بہادروں کے سر و تن مین جدائی ہونے لگی روحین جسموں کو چھوڑ چھوڑ کے جانب عدم جانے لگیں کمانیں کڑکنے لگیں تیر جوانوں کے سینوں کو توڑ توڑ کے نکلنے لگے

موجب ابیات	وہان تھے جو سب بانی دشمنی	قیامت کے تھے محو تیر افگنی	کہیں تیغ چمکی کہیں جانستان
کوئی حملہ ور تھا کوئی تھا طپان	یہ کافر ہٹا اور وہ غازی بڑھا	یہ مرکب کٹا اور وہ راکب گرا	گری لاش پر لاش اور سر پہ سر
جوانوں کے خون سے ہوئی ارض تر	بڑھے منھ پہ تلوار کے جنگجو	لگے کٹنے مرنے جری چار سو	مسلمان بڑھے جب لعید کر و فر
قضا یہ پکاری ہوئے اہل شر	کہ اے کافرو ان علیہ ما تولّان	سرک جاؤ سر کی ہے خیر اب کہاں	غرض تا دیر باہم کفار و اہل اسلام

مین خوب تلوار چلی ہزاروں جوان کام آئے سیکڑوں زخمی ہوئے جب اہراسپ نے دیکھا کہ باوجود قتل ہو جانے شتکل کے افسران فوج دلیرانہ لڑ رہے ہین ہرچند ہزارہا زخمی ہوئے اور سیکڑوں قتل ہوئے لیکن نہین بھاگتے ہین اُسوقت اہراسپ بلند مکان سے ایک بلندی پر جا کر بآواز بلند کہا کہ اے سرداران لشکر و اے بہادران نامی و نامور بادشاہ تمہارا شتکل قتل ہو گیا اگر تمکو میرے کہنے کا اعتبار نہین تو تم خود جا کر دیکھ لو وہ لاش شتکل کی پڑی ہوئی ہے مین نے تو اس شاہزادۂ ذیوقار کی اطاعت اختیار کی اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہوا ہوں اب تمکو بھی لازم ہے کہ جنگ و جدال سے باز رہو فرمان برداری مثل میرے شاہزادۂ ذیوقار کی قبول کرو تا میرے

نزدیک اب بیکار ہو آیندہ تمکو اختیار ہے افسران لشکر یہ گفتگو سے لہراسپ سُنکے باہم کہنے لگے کہ اب کیا کرین اطاعت اس شاہزادے کی اختیار کرین یا اس میدان مصاف مین شاہزادے سے کارزار کرین اکثر افسرون نے جواب دیا کہ ہمارے نزدیک تو بہتر او رمناسب یہی ہے کہ اطاعت عمرو بن حمزہ یونانی کی اختیار کرو اور بتون و سو خدا و ندون کی پرستش سے اجتناب کرو اسوقت شتکل کو کسی خدا نے ان مسلمانون کے ہاتھ سے نہ بچایا آخر شتکل قتل ہو گیا اور مسلمانون کے ایک خدا نے مسلمانون کی ایسی اعانت اور مدد کی کہ مسلمان شتکل پر فتحیاب ہوئے اور اسکو قتل کر ڈالا اگر تم اطاعت قبول کرو گے تو خیر ورنہ ہم تو ضرور اس شہزادے کی اطاعت اختیار کرینگے اور جو شاہزادے کا مذہب اور دین ہو وہی ہم بھی اختیار کرینگے یقین کامل ہمکو ہوا کہ اس شاہزادے کا دین اور آئین اچھا ہے سرداران دیگر نے یہ سُنکے کہا اگر تمھارے نزدیک یہی مناسب ہے تو ہم بھی اطاعت اختیار کرینگے یہ کہکے افسران فوج نے مردمان لشکر کو لڑنے سے منع کیا جوانان لشکر نے لڑنے سے ہاتھ روکے تلوارین میان مین رکھین اُسوقت جملہ افسران فوج عمرو بن حمزہ یونانی کی خدمت مین گئے اور دست بستہ عرض کرنے لگے کہ اب حضور کو اپنا مالک اور حاکم جانتے ہین اور آپ کی اطاعت اختیار کرتے ہین عمرو بن حمزہ یونانی یہ تقریر افسران لشکر کی سُنکے خوش ہوئے اور ہر ایک افسر پر مہربانی و نوازش علیٰ قدر مراتب کر کے سب کو کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا سب افسران فوج شتکل کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئے آئینۂ دل سب کے نور ایمان سے روشن اور منور ہوئے بعد اسکے تمام مردمان لشکر کو شاہزادہ ذیوقار نے مسلمان کیا پھر حکم عمرو بن حمزہ یونانی سے تمام مردمان شہر مسلمان ہوئے خدا کو وحدہٗ لاشریک سمجھنے لگے اور ابراہیم خلیل اللہ کو اپنا پیغمبر جاننے لگے بعد اسکے شاہزادۂ ذیشان نے اپنے ماموں زرتاش بہادر کو قید سے رہا کیا پھر زرتاش بہادر اور جملہ سرداران لشکر وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر شہر خوارزم کے باہر گئے اور ایک باغ مین کہ وہ باغ شتکل کا تھا اور بہنایت سرسبز و شاداب تھا ہزار در ہزار گلہاے رنگ برنگ و بوقلمون اُس باغ مین شگفتہ تھے اور رشک باغ ارم وہ باغ تھا اُسی باغ بینو سواد مین فروکش ہوئے اور بارگاہین اور خیام استادہ کرائے اور سیر باغ کی زرتاش بہادر اور افسران فوج کے کرنے لگے اب جو بخوبی شاہزادۂ عمرو بن حمزہ یونانی نے باغ کو دیکھا تو بموجب ان ابیات کے ابتہاج

تھی لیے زر گل زیب کف شاخ
بہار نے پئے حفظ تمر اٹھائے ہین جال
الف کیطرح سے جو شاخ تھی قامت راست
کرے نگر نیرون پہ ہے عالم زمرد و لال

ہے شاخ سنبل تر پائے سرو مین خلخال
مزاج نازک گل سے ہے بلبلون کو خوف
ہے بار گل سے پلک کر تمر آج صورت ذال
قواے نامیہ سے یہ زمین ہے بالیدہ

جو عشق بیچا ہے وہ بھی نقاب روے نہال
لسان غنچہ زبان سوال بوسہ ہے لال
یہ رنگ سبزہ و گل ہر طرف ہے عکس فگن
کہ آسمان کو سمجھتی ہے سبزہ پامال

جب شاہزادہ سیر باغ بخوبی کر چکا حکم دیا کہ اسی باغ مین جشن جلدی سے مہیا کیا جاے لہراسپ وغیرہ سرداران لشکر نے باغ کی بارہ دری مین بصد تکلف سامان جشن مہیا کیا گلابیان شراب کی قابین کیا کی مسند زیب و زینت قاعدے سے رکھی گئین ابیات فرش رنگین ہر مکان مین + کہین ایسا نہ دیکھا تھا جہان مین نگاہون کو ہوا اک لطف حاصل + بشکل آئینہ ہر شی مقابل + کہین الماس کے مینا و ساغر + غرض ہر ایک شی نایاب و بہتر جب بخوبی سامان عیش و عشرت ہو چکا شاہزادہ دنگل جواہر نگار پر بیٹھا زرتاش بہادر بھی ایک دنگل پر بیٹھے افسران فوج بھی علیٰ قدر مراتب جابجا دنگلون پر متمکن ہوئے اسوقت بموجب ارشاد فیض بنیاد شاہزادہ ذیوقار یعنی عمرو بن حمزہ نامدار اول ساقیان مہ جبین گلشتیان

انگبین کی لائے اور بعد ناز و انداز جام ساغر میں بادۂ ارغوانی بھر بھر کے زمناش بہادر و عمرو بن حمزہ و غیرہ کو دینے لگے اُسوقت ہر ایک شخص جام صہبا دست ساقی سے لیتا تھا اور یہ غزل مستانہ بعد جوش رندانہ زبان پر لاتا تھا

غزل

میرا خمیر بادۂ انگور سے بنا
دیتا ہے محتسب مجھے فتویٰ شراب کا

آنکھوں جانتا ہوں پیالہ شراب کا
گھٹی میں میری پڑ گیا قطرہ شراب کا
دل ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ساقی نے میرا جاہ

ستون کو فرض عین ہے پینا شراب کا
میخانۂ جہان میں وہ علامہ دہر ہوں
دکھلا کے محتسب کو توڑا جو شیشہ شراب کا

بعد میکشی کے شاہزادۂ عمرو بن حمزہ نے اپنے ماموں زمناش بہادر سے تمام اپنی کیفیت عرض کی زمناش بہادر نے بھی اپنا حال جنگ کرنے اور قید ہونے کا بیان کیا بعد اسکے شاہزادے نے حکم کیا کہ ارباب نشاط حاضر ہوں بموجب حکم شاہزادہ والاقدر نازنینان خورشید رو و خوش گلو یوسف جمال زہرہ خصال مع سازندوں کے حاضر ہوئیں اور روبرو شاہزادہ والاجاہ ناچنے اور گانے لگیں بعد ان نازنینان خوش خصال کے ایک نازنین غنچہ دہن گل پیرہن نہایت خوبصورت و نوجوان بصد ناز و ادا مع اپنے سازندوں کے بزم عشرت افزا میں حاضر ہوئی اہل بزم اُس نازنین مہر جبین کے گلشن حسن و جمال کی حسرت سے گل چینی کرنے لگے کیونکہ وہ نازنین ایسی حسین زہرہ طلعت تھی کہ اشعار پڑھی گئی

تھیں آنکھیں نرگس کا لیئے ہوئے پرچا
جو دیکھے عارض گلگون وہ رشک مہ خورشید
گلوں کو نوچ کے منقار سے کرے غوغا

وہ بینی اُس بت پرفن کی دیکھے جو وہ کے
تو نقاب قیامت کا رز د مو جہرا

قزہ تھی غیرت ناوک بھویں تھیں رشک کمان
خط نسخ میں لکھی مگر یہ حمد خدا
اگر وہ ہو متبسم تو رشک سے بلبل

جسوقت سازندے اپنے سازوں کو درست کر چکے اُسوقت نازنین ماہ جبین بصد ناز و ادا ناچنے لگی دلہائے اہل بزم کو بصورت سبزہ پامال کرنے لگی مطرب فلک اُسکے رقص کو دیکھکر شرمندہ ہونے لگی اہل بزم تعریف اس نازنین عدیم المثال کے ناچنے اور گانے کی کرنے لگے اور نقد دل بے اختیار دینے لگے بعد ناچنے کے وہ نازنین ماہ جبین یہ غزل بہ الحان داؤدی گانے لگی اور دل اہل بزم کا بصد ناز و عشوہ لینے لگی

غزل

ادا و ناز و طرز دلربائی
دم گردش ترا خنجر سا کیا
وہی بے پردگی شیشے میں بھی تھی
بھلا ای چارہ گر مجھ میں رہا کیا
ہیں عاشق اپنے مطلب کی کہینگے
بتا ای نامہ بر تو نے کہا کیا
اگر سوائے عالم بھی ہنسوں میں
یہی عالم رہیگا بیوفا کیا
اگر چھیڑا انہیں باد صبا نے
ترا چٹخ سے گر جو صدا کیا
عبث تسلیم مشق غیبت غیر

یہ غنچے مسکراتے ہیں سبب کیا
سکھایا بات کو آئینے نے کیا کیا
شرر ہم جلوۂ شمع عدم تھا
نہی ہے دختر رز پارسا کیا
غبار کارواں بے نشان ہیں
نشاں کیا ہماری مدعا کیا
جہاں میں ہر بشر آتا ہے عریان
تو پھر اس دل لگانے کا مزا کیا
وہ افتادہ ہوں سنگ دستگیری
ہر اک غنچہ چمن میں ہنس پڑا کیا
عبث قاتل نے کھینچی تیغ ابرو
برا کہنے سے ملتا ہے بھلا کیا

کوئی تازہ چمن میں گل کھلا کیا
نہ کی تھی بے نیازی کچھ گلو نے
لہو رنگ ریت پر اپنے ہنسا کیا
دم آخر عبث تکلیف درمان
ہمارے ہجر میں بانگ درا کیا
ہوا کیوں سنگ بر ہم یار جانی
عدم بھی ہے کوئی وحشت سرا کیا
غرور حسن ہے کچھ دن کا مہمان
جو اٹھا ہے تو مثل نقش پا کیا
ہمیں حسرت زدہ داغ تو کیا اور دلگا
شکست رنگ عاشق دیکھتا کیا

جب یہ غزل اُس نازنین نے گا کر تسلیم کی اُسوقت ہر ایک سردار تعریف اُس خوش گلو کی کرنے لگا پھر اُس نازنین نے اور کوئی

غزل شروع کی بزم گانا سننے لگے بیان تو عمرو بن حمزہ یونانی ناچ دیکھ رہے ہین اور گانا سُن رہے ہین بزم عشرت آراستہ ہی ہر ایک شاد و خرم ہی ظلم و جفا سے فلک سے غافل ہی لشکر بیرون باغ اترا ہی لیکن اب حال نارنج جادو کا لکھا جاتا ہی کہ جب عمرو بن حمزہ یونانی شنگل کو قتل کرکے بعد فتح و ظفر داخل باغ ہین آئے نارنج جادو کہ اکثر پاس شنگل کے آیا کرتی تھی اور شنگل سے ہم آغوش ہوکر مدعاے دل حاصل کیا کرتی تھی چنانچہ موافق دستور اور بہ قاعدہ معین نارنج جادو دربار شنگل مین آئے دیکھا سیکڑا لاشین پڑی ہین دروازے خون بہ دالان ہے دربار کے باہر لاشہ شنگل کا بھی خاک و خون مین آلودہ پڑا ہے دربار سنسان ہی جہان تخت پہ شنگل بیٹھتا تھا اور امرا وغیرہ بھی بیٹھتے تھے وہان لاشون کے ڈھیر اور کشتون کے انبار ہین بموجب ابیات کل بہان پہ شگفتہ گل تھے وان دیکھا خس تو رخسار بالکل تھے جیسے چمن مین عندلیبون کا بجوم وان اس جا تو آشیانہ ہی ہے یہ حال نارنج جادو دیکھکر بہت گریان ہوئی اور لاشہ شنگل سے لپٹ کے بے اختیار رونے لگی اور یہ نوحہ پڑھنے لگی نوحہ

بین تو بہت سے کئی تجھ پہ مال ہاے ای تقتا میری شنگل	بدعا اب ہوئیگا حاصل ہاے ای وا حسرتا میرے شنگل
قتل تجھکو کیسے کئے اگر غضب ہاے او تیغ کھٹ کر	تھا تو ہی میرے مطلب کے قابل ہاے ای وا حسرتا میری شنگل
نہ تیرے تجھ مین آئی تکی دیکھا تو تیری رلائیگی مجھ کو	دل کو راحت نہ اب ہوگی حاصل ہاے ای وا حسرتا میری شنگل
پہ فلک ہوگیا میرا دشمن اب مرا کون دیکھیگا جو بین	ہوگیا تو جہنم مین داخل ہاے ای وا حسرتا میرے شنگل

نارنج جادو نے بین حالت تجھ دی و بیقراری بین کرکے لاش شنگل کو چھوڑ کے اٹھی اور چند آدمیون سے پوچھنے لگی کہ شنگل کو کیسے قتل کیا ہی اور قاتل شنگل کا کہان ہی آدمیون نے بتا نے مین تامل کیا نارنج جادو نے کہا اگر تم نہ بتاؤ گے تو مین ابھی بزور سحر دریافت کرلونگی مردمان شہر نے کہا اے نارنج جادو شہزادہ عمرو بن حمزہ نے شنگل کو قتل کیا ہی اور اب بیرون شہر شنگل کے باغ مین شاہزادہ فروکش ہی نارنج جادو یہ سنکر فوراً جانب باغ تخت سحر پر سوار ہوکے روانہ ہوئی جب قریب باغ پہونچی دیکھا کہ لشکر اترا ہوا ہے خیمے اور بارگاہین بپا ہین ہر ایک خرم و شاد ہی نارنج جادو لشکر کو دیکھتی ہوئی باغ مین آئی دیکھا کہ بزم عشرت نہایت تکلف سے آراستہ ہی دور جام ہے دنغمہ گو مستی ایام چل رہا ہی نازنینان خوبصورت ناچتی ہین اور گاتی ہین عمرو بن حمزہ بزم عشرت مین نہایت شاد و سرور بیٹھا ہوا ہے اور افسران فوج بھی بیٹھے ہین و بسیار جمع ہین سب بعد خوشی ناچ دیکھ رہے ہین نارنج جادو عمرو بن حمزہ یونانی کو دیکھکر اور بزم عشرت پر نظر کرکے خیال کرنے لگی کہ یہ مسلمان شنگل کے قتل کی خوشی کر رہے ہین یہ خیال کرکے نارنج جادو نے برہم ہوکے ایک ترنج سحر پڑھکر اہل بزم پر مارا وہ ترنج اہل بزم پر پڑا فوراً ایک برق چمکی اور دھوئین نے گھیر لیا اہل بزم متحیر ہوئے اور اکثر سردار گھبرا کر اٹھنے لگے لیکن زمین نے ہر ایک کے پانون بزور سحر کے پکڑ لیے سرداران لشکر عرض کرنے لگے کہ ای شاہزادۂ ذیوقار غضب ہوا نارنج جادو آگئی اس نے سحر کیا ہے ہوشیار ہوجایئے ابھی سردار یہ عرض کر ہی رہے تھے کہ یکایک تمام پتھر کے ہوگئے اس وقت سردارون کی بیتابی اور بیقراری اور عالم یاس کا حال کیا لکھا جاے بعد ایک لمحہ کے سب کے سب یا یک سب اہل بزم پتھر کے ہوگئے پھر اسی طرح نارنج جادو نے مردمان لشکر پر سحر کیا وہ سب بھی پتھر کے ہوگئے جو شخص کھڑا تھا کھڑا ہی رہگیا اور جو شخص بیٹھا تھا بیٹھا ہی رہگیا جب سحر نارنج جادو سے سب پتھر کے ہوگئے اور بعد نارنج جادو نے لاش شنگل کی اٹھوا کر اسی باغ مین دفن کی اور اسکی قبر سے لپٹ لپٹ کے بہت روئی اور قبر پر شنگل کی بیٹھی اس اثنا مین فرخ یونان سے آیا اور داخل شہر ہوکر وہان شہر خوارزم کی عمرو بن حمزہ

کو دریافت کرنے لگا مردمان شہر نے کہا کہ عمرو بن حمزہ یونانی باغ مین شنگل کے مقیم ہین فرخ یہ سنکے مشتگل کے
باغ مین آیا وہان دیکھا کہ سب پتھر کے ہین فرخ یہ ماجرا دیکھکر بہت پریشان اور گریان ہوا اور عمرو بن حمزہ یونانی سے
لپٹ کے رونے لگا اور نالہ و فریاد کرنے لگا اسوقت خبر نارنج جادو کو ہوئی کہ ایک شخص دیلا سا آیا ہے اور
عمرو بن حمزہ سے لپٹ کے رو رہا ہے یہ خبر سنکے نارنج جادو نے ذوالجام جادو کو بلوایا اور اس سے کہا یہ شیشہ
تیزاب لیجا ایک قطرہ آب عمرو بن حمزہ پر ڈال دینا سحر میرا بر طرف ہو جائیگا بین تو عمروا لم شنگل مین مبتلا ہون
تو اس دبلے شخص کو اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے میرے پاس لے آ ذوالجام جادو نے فورًا آکے فرخ
پر سحر کیا دست و پا فرخ کو بحبس و حرکت ہو گئے پھر عمرو بن حمزہ یونانی پر شیشے سے پانی لیکر چھڑکا سحر نارنج جادو کا
بر طرف ہوا عمرو بن حمزہ یونانی کے دست و پا قابو مین آگئے اور چاہا کہ ذوالجام پر تیغ لگائین ذوالجام
نے فورًا ایسا سحر کیا کہ مثل فرخ کے شاہزادے کے بھی دست و پا بحبس و حرکت ہو گئے اور پانون زمین نے پکڑ لیے
اسوقت فرخ نے ہرچند ذوالجام سے کہا کہ مجھکو چھوڑ دے مین نے تیری کیا خطا کی ہے لیکن ذوالجام نے
فرخ کو رہا نہ کیا اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ اور فرخ کو بخوبی سحر مین گرفتار کرکے اور قید کرکے روبروے نارنج جادو
لیجا کر کہا کہ یہ دونون شخص حاضر ہین اس جگہ بعض راوی تو کہتے ہین کہ نارنج جادو باغ شنگل ہی مین رہی
اور قبر پر بیٹھی رہی اور وہین ذوالجام جادو کو طلب کرکے فرخ اور عمرو بن حمزہ یونانی کو گرفتار کرکے اپنے
پاس بلوایا اور بعض راوی یہ کہتے ہین کہ نارنج جادو عمرو بن حمزہ یونانی کو سحر سے پتھر کا بنا کر اور شنگل کو دفن
کرکے اپنے مکان پر چلی گئی تھی جب فرخ باغ مین آیا اسوقت سحر کے پیرون نے نارنج جادو کو اطلاع
دی تھی کہ ایک لڑکا دبلا پتلا باغ مین آیا ہے اور عمرو بن حمزہ سے لپٹ لپٹ کے رو رہا ہے اسوقت نارنج جادو
نے ذوالجام کو واسطے گرفتار کرنے فرخ کے بھیجا تھا اور ذوالجام نے بہ حکم نارنج جادو عمرو بن حمزہ اور فرخ
کو اپنے سحر مین گرفتار کرکے روبروے نارنج جادو لیجا کر عرض کیا تھا کہ یہ شاہزادہ اور یہ دبلا لڑکا دونون حاضر
ہین غرض بہر طور جب فرخ اور عمرو بن حمزہ یونانی روبروے نارنج جادو پہونچے اسوقت نارنج جادو
نے بصد قہر و غضب عمرو بن حمزہ یونانی سے کہا کہ اے ظالم تو نے میرے آشناے صادق اور یار واثق کو بیجرم و خطا
کیون قتل کر ڈالا اور کیون تو نے مجھے اُسکے غم و الم مین مبتلا کیا اور مجھکو رانڈ کیا عمرو بن حمزہ یونانی نے جواب دیا
کہ اُسنے میرے نانا کو بیجرم و گناہ قتل کرایا تھا مین نے بھی اُسکو قتل کیا ابھی عمرو بن حمزہ یونانی نارنج جادو
سے یہ گفتگو کر رہے تھے اور نارنج جادو قبر پر شنگل کی بیٹھی ہوئی تھی اور در پے اسی قصد کے تھی کہ عمرو بن حمزہ
کی بوٹیان کاٹ کاٹ کر اور مثل کباب آگ پر بریان کرے ناگاہ ایک لکہ ابر فلک پر نمودار ہوا کچھ بوندیان
پڑنے لگین برق دمبدم چمکنے لگی دفعتًہ لکہ ابر سے دو تخت ظاہر ہوئے نارنج جادو جسوقت تخت
دیکھنے لگی فرخ بھی سوے فلک دیکھنے لگا جب وہ دونون تخت نارنج جادو کے قریب آئے عمرو بن حمزہ
یونانی نے دیکھا ایک تخت پر ایک عورت بیٹھی ہے اور دوسرے تخت پر تین عورتین بیٹھی ہین واضح ہو کہ دونون
تختون پر جو چار عورتین بیٹھی ہین اُنمین جو ضعیفہ ہے اُسکا نام زلزلہ جادو ہے اور یہ بہن ہے نارنج جادو
کی اور دوسرے تخت پر جو تین عورتین نوجوان بیٹھی ہین وہ زلزلہ جادو کی تینون بیٹیان ہین ایک کا نام
تزلزل جادو ہے اور دوسری کا نام ازلال جادو ہے اور تیسری جو سب سے چھوٹی ہے اور نہایت خوبصورت ہے اُسکا نام
گلفشن جادو ہے عمرو بن حمزہ یونانی نے جو گلفشن جادو کو دیکھا بصورت آئینہ حیران ہوئے اور سراپائے

گلشن جادو پر نظر کرنے لگے دل پہلو میں تڑپنے لگا آنکھیں محو دیدار ہوئیں عمرو بن حمزہ یہ کیفیت دیکھکر کیونکر نہ محو ہوتے

لیکن گلشن جادو ایسی تھی کہ نظم
سویدا میں ہوتی ہر اک تار میں
کہ تھے سنبلستان میں جگنو عیاں
سیاہی سے انکی تھی ظلمات مات
وہ عنبر شکن تھا وہ نافہ کشا
عجب اسکی چتون تھی عالم فریب
تو فی الفور بجلی گری خاک پر
نظارہ اس ابروے خمدار کا
شہ لافتے کی مدد سے بچے
وہ رخسار سرخ اسکے تھے جنبال
بچتے تھے باتوں میں جادوگر
جو سن پائے نور بیاض گلو
گرہ و حباب اسمیں تھے جلوہ گر

گیا شاہزادے سے جسدم خیال
کہ جیسے ستارے شب تار میں
کمند اسکے گیسو تھے یا جال سے تھے
تو عنبر کو دیتے تھے آب حیات
ذرا اشک و شبنم نہ رہتا
دلوں کو بہو دیتی تھی ہر دم فریب
ہنسی میں نمایاں جو دندان ہوئے
ہلال شب نما تھا تلوار اسکا
وہ پیشانی صاف تھی نور کی
کہ گل زرد ہوا اسنے مگر کمال
نزاکت کو موسے میان باندھا ہے
خط صبح صادق کرے جستجو
جو وقت دیکھے محشر اسے آئے یاد

شب تار عشاق تھے سرکے بال
نہ تھے سر کے بالوں میں لولوئیاں
کہ قیدی دل فارغ البال تھے
جو خوشبو کو پوچھو تو دونی نہ تھا
کہ تا تار گیسو کا ہر تار تھا
جدھر پڑ گئی نور آگیں نظر
تو بتیس تارے درخشاں ہوئے
ہزاروں اس ابرو کی تلوار سے
کہ زہرہ سہیل اسکے وہ مشتری
وہ لب اسکے دونوں تھے قند و شکر
دہن ڈھونڈے سے تو خود عدم کو وہ جا ہے
وہ سینہ تھا اک سطح آب گہر
قیامت تھی قامت کی اک خانہ زاد

ادھر شاہزادہ ذیوقار سراپائے گلشن جادو پر نظر کرکے بیتاب و بیقرار ہوا اور نقد دل دینے پر آمادہ اور موجود ہوا ادھر گلشن جادو بھی چہرہ زیبائے عمرو بن حمزہ یونانی دیکھکر عاشق ہو گئی جب زلزلہ جادو مع اپنی دختروں کے پاس نارنج جادو کے آئی اور کہنے لگی ای بہن میں نے سنا کہ تمہارے چیا بننے والے کو کسی ظالم نے قتل کروا ڈالا اور جتنے اسنے گرفتار کیا اب یہ تیاؤ وہ ستمگر کہاں ہے نارنج جادو نے اشکبار ہوکے کہا ای بہن میں تو لٹ گئی شعشگل قتل ہو گیا قاتل شعشگل کا یہ ہے اور یہ دبلا پتلا لڑکا اسکا عیار ہے اور یہ بنیا خواجہ عمرو کا ہے مجھے یہ حال بزور سحر معلوم ہوا ہے ابھی نارنج جادو اپنی بہن زلزلہ سے یہ گفتگو کر ہی رہی تھی اور زلزلہ افسوس کرتی تھی ناگاہ ایک جانب سے ابر سیاہ نمایاں ہوا ہوا تند چلنے لگی آندھی سیاہ آئی برق دمبدم چمکنے لگی بوندیاں پڑنے لگیں کبھی پھول گرنے لگے کبھی ابر سیاہ سے برق پڑنے لگی غرض اسیطرح عجائب و غرائب ابر سیاہ سے ظاہر ہوئے پھر ایک آواز تڑاقے کی بالائے ہوا پیدا ہوئی ابر سیاہ سے ایک تخت ظاہر ہوا سب نے دیکھا کہ تخت کو چار اژدر اٹھائے ہوئے ہیں ہر ایک اژدر کے منھ سے شعلے نکلتے ہیں اور تخت پر ایک بڑھیا بیٹھی ہے بال اسکے سر کے سفید ہیں کمر میں خم ہے دانتوں کا منھ میں نام نہیں جھریاں اعضا پر پڑی ہیں دست و پا ضعف سے کانپتے ہیں پوست سے استخوان نظر آتے ہیں آنکھیں نہایت چھوٹی چھوٹی ہیں اور پیشانی نہایت تنگ ہے سر پر ایک نیلی چادر کا ٹکڑا پڑا ہوا ہے گلے میں گاڑھے کی نیلگون کرتی ہے لہنگا نہایت کثیف پہنے ہوئی ہے جسکے سے ایسی بو پیدا ہوتی ہے کہ دماغ پریشان ہوا جاتا ہے منھ سے رال بہ رہی ہے سانس دمبدم چڑھ رہی ہے کیونکہ سن اسکا سات سو برس کا ہے جب بلندی سے تخت نیچے اترا نارنج جادو نے دیکھا کہ اوہن زلزلہ دیکھو تانی ہماری فرخندہ جادو آتی ہیں ابھی نارنج جادو یہ کہہ رہی تھی کہ تخت روز زیادہ کا عنقریب نارنج آیا نارنج جادو نے سلام کیا اور زلزلہ تزلزل وغیرہ سب نے بھی سلام کیا روز زیادہ نے دعا دیکر نارنج جادو سے پوچھا کہ ای لڑکی یہ نوبت کس بیداد گر اور

ستمگر نے تیرے شوہر کو قتل کیا تجھکو صدمہ دیا اس سن و سال میں تجھکو رانڈ کیا نارنج نے روکر کہا اے بہن اسی ظالم نے میری مانگ کو
اجاڑا ہے نام اسکا عمرو بن حمزہ ہے اور دوسرا جو عیار ہے اسکا نام برق ہے یہ میرے شوہر کے قاتل کا عیار ہے زورزبانہ نے سنکے برق کو کاٹتی
ہوئے آنکھوں سے ایک طمانچہ مارا پھر عمرو بن حمزہ کیطرف طمانچہ مارنے کو ہاتھ بڑھایا چونکہ گلشن جادو عمرو بن حمزہ پر عاشق
ہوگئی تھی اسنے جو دیکھا زورزبانہ طمانچہ مارا چاہتی ہے ازخود بیتاب ہوکر کہنے لگی کہ بہن ابھی اس شخص کو طمانچہ مارنیکا کیا حاصل ہے ایسے سالی میں لگے ہاتھ کو صدمہ
پہونچیگا زورزبانہ نے گلشن کو سنکے طمانچہ تو نہ مارا اور دست کو روک لیا لیکن تیوری گلشن جادو کیطرف دیکھکے چڑھی ہوئی تھی عمرو بن حمزہ نے گلشن جادو
کیطرف دیکھا گلشن جادو نے بھی مشتاقانہ انکو دیکھا ادھر عمرو نے گلشن کو باشارہ چشم و ابرو دیدی اسوقت گلشن جادو کی آنکھوں میں اشک بھر آئے
اور رنگ اسکا متغیر ہوا قریب تھا کہ غش آجائے لیکن گلشن نے اپنے تئیں سنبھالا چونکہ زورزبانہ نہایت زبردست ساحرہ ہے اور بہن ہے گلشن کی
گلشن کو سنکے کچھ ادراک دیکھکر اور انگلیوں پر شمار کرکے زورزبانہ کی جانب مخاطب ہوکے کہنے لگی کہ اے لڑکی تو اسی چھوکری کو باغ میں کیوں لائی اور
تجھے ذرا بھی خیال نہیں کہ ان لڑکیوں کا ابھی کوئی اندیشہ ہے اگر باغ میں کچھ ہوجائے تو گویا قیامت برپا ہو مفت تجھے ملال ہو اور مجھکو بھی
صدمہ ہو لیکن میں یہ نہیں چاہتی کہ چھوکریاں باغ میں آیا کریں اور بیٹھا کریں اسیوقت گلشن جادو کو اپنے گھر یہاں سے روانہ
کروے زلزلہ نے کہا نانی میں ابھی اسکو بھیجے دیتی ہوں یہ کہکے گلشن کو سمجھا کر کہا کہ اب تم گھر جاؤ میں بھی آتی ہوں ہرچند
کہ عشق والفت عمرو بن حمزہ سے گلشن جادو کا جانے کو دل نہ چاہتا تھا لیکن مجبور ہی تخت پر بیٹھکر اپنے مکان کی جانب
روانہ ہوئی اثنائے راہ میں خیال کرنے لگی کہ دیکھیے انجام اس عشق کا کیا ہوتا ہے جان اپنی کوٹ عشق میں جاتی ہے
یا گوہر مدعا اپنے ہاتھ آتا ہے گلشن جادو تو اسی طرح کے خیالات کرتی ہوئی اور اپنے مقدر کی شکایت کرتی ہوئی جاتی ہے
لیکن اب حال زورزبانہ جادو کا لکھا جاتا ہے کہ بعد جانے گلشن جادو کے زورزبانہ جادو نے نارنج جادو سے
بہ آہستگی کہا کہ اے لڑکی آگاہ ہو مجھے یہ ثابت ہوتا ہے کہ تجھکو اب صدمے چند در چند پہونچینگے تیرے عزیز و اقارب تجھسے بدی و
دشمنی کرینگے یہ صاف اوراق جمشیدی سے ثابت و ظاہر ہوتا ہے کہ تیرے گھر ہی سے آگ لگیگی اور ایسی آگ لگیگی
کہ تیرا طلسم برباد ہوجائیگا اور فتاح طلسم طلسم کو توڑیگا اور فتح کریگا تیری موت بھی اسی کے ہاتھ سے ہے اور
باشندگان طلسم دین سامری و جمشید کو ترک کرینگے اور مذہب دیگر اختیار کرینگے اور باشندگان طلسم ادنی و اعلی
قتل ہوجائینگے دوست تیرے تیرے دشمن ہوجائینگے دن تیرے نہایت ہی سخت ہیں اب تجھکو لازم ہے کہ شنگل کا صدمہ
اور غم نہ کر اور قبر پر شنگل کی نہ بیٹھ اپنی فکر کر اور جان اپنی اپنے دشمنوں سے بچا اور یہ تصور نہ کر کہ طلسم نہ ٹوٹیگا مجھکو
میرے علم سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ بہت جلد یہ طلسم فتح ہوجائیگا عمر اب اس طلسم کی نہایت قلیل باقی رہ گئی ہے یہ
کہکے زورزبانہ خاموش ہوئی نارنج جادو نے کہا اے نانی اب میں بموجب آپکے کہنے کے اس باغ سے چلی جاؤنگی اور
اپنے طلسم میں رہونگی ہرچند کہ شنگل کی قبر سے اٹھنے کو میرا دل نہیں چاہتا ہے لیکن بموجب آپکے فرمانے کے اور خوف
اپنی جان کے اب میں یہاں سے چلی جاؤنگی فرمانا آپکا بسر و چشم بجالاؤنگی زورزبانہ جادو نے کہا ہرچند کہ
جب قضا آتی ہے انسان یا حیوان کہیں ہو مر جاتا ہے اور زندہ کسی حکمت اور تدبیر سے نہیں رہ سکتا ہے لیکن یہ لازم
نہیں ہے کہ دیدہ و دانستہ عاقل اپنے تئیں مبتلائے بلا کرے اسیوجہ سے میں نے تجھے سمجھایا آگے تجھے اختیار ہے اگر تو
ہمارا کہنا مانیگی تو تیرے حق میں بہتر ہوگا ورنہ بہت جلد اس باغ میں رہکر مار ڈالی جائیگی یہ کہکر زورزبانہ نے کہا اے اژدر زن
سحر اب تخت میرا یہاں سے لیچلو اژدر بموجب کہنے زورزبانہ جادو کے تخت لیکر بلند ہوئی زورزبانہ اپنے مکان کی جانب
روانہ ہوئی بعد جانے زورزبانہ کے زلزلہ جادو نے اپنی بہن نارنج جادو سے کہا اے بہن میرے نزدیک تو یہ مناسب ہے
کہ برق فرنگی اور عمرو بن حمزہ کو ابھی قتل نہ کر دو تین روز کے بعد خداوند دم شیشہ کے پاس ان دونوں کے بارے میں پوچھا چاہیے

حکم دین وہی کرنا بالفعل ان دونون کو قید کردیہ کہکے زلزلہ جادو بھی مع اپنی دونون دخترون کے تخت پر بیٹھکر
چلی گئی بعد جانے زلزلہ جادو وغیرہ کے نارنج جادو نے ذوالجام سے کہا کہ مین تو اب اپنے طلسم مین جاتی ہون
تو ان دونون کو اپنے سحر مین گرفتار کرکے کسی جا انکو قید کراور بخوبی ہوشیار رہنا ایسا نہو کہ کوئی انکو رہا کرکے
لیجائے یہ کہکے نارنج جادو نے کچھ پڑھا اور دستک دی فی الفور بارہ ساحر نہایت مہیب صورت زمین سے ظاہر
ہوئے ساحران مذکور سے نارنج نے کہا کہ تم ذوالجام جادو کے ہمراہ رہو اور ان دونون مجرمون کی حفاظت اور نگہبانی
کرو یہ کہکے نارنج جادو وقہر سے شتر گل کی اٹھی اور روتی ہوئی تخت سحر پر سوار ہو کر جانب طلسم روانہ ہوئی بعد
جانے نارنج جادو کے ذوالجام جادو عمرو بن حمزہ یونانی اور فرخ کو ایک مکان مین لیگیا اُس مکان مین ایک
مختصر تالاب تھا اُسی تالاب مین دونون کو اپنے سحر مین گرفتار کرکے قید کیا اور اُس تالاب اور مکان کو سحر بند کردیا پھر
ذوالجام جادو اور ایک مکان متصل باغ آیا چونکہ وہ مکان متصل اُس مکان سے تھا اسوجہ سے برائے نگہبانی
عمرو بن حمزہ یونانی اور فرخ اسی مکان مین مع بارہ ساحرون کے مقیم ہوا

داستان پہونچنا خواجہ عمرو کا لشکر ہرمز و فرامرز مین اور علاج زروبین کا کرکے قلعہ تنگ رواحل مین جانا اور رخصت عمرو بن حمزہ یونانی کی تیرہ تھا

راویان عالی منزلت اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو قریب لشکر ہرمز و فرامرز پہونچے
اُسوقت خواجہ نے اپنے ہاتھ کو دیکھا اور اپنے ہاتھ کی پشت کو ملاحظہ کیا فی الفور تین سو ساٹھ مکر طرح طرح کے ذہن
مین آئے خواجہ عمرو نے اُنمین سے ایک مکر اور عیاری کو پسند کرکے ایک ویرانہ مین گئے اور وہان بیٹھکر رنگ روغن
نکالکر مرد ضعیف کے مانند اپنی صورت بنائی اور لباس حسب دلخواہ زنبیل سے نکال کے زیب تن کیا اور عصا بادام تلخ
ہاتھ مین لیا اور باشندگان ممالک مغرب کی وضع بناکر اور لباس پہنکر لشکر ہرمز مین گئے اور کنارہ لشکر پر جاکر کھڑے
ہوئے اُسوقت خواجہ نے دیکھا کہ علاوہ خیام کے دو بارگاہین علیحدہ علیحدہ استادہ ہین لشکر اترا ہوا ہے صدہا سوار
زخمی ہین اکثر خیمون مین بستر پر پڑے ہوئے ہین کراہ رہے ہین اکثر درد کی شدت سے تڑپ رہے ہین بعض سواران زخمی
در خیام بیٹھے ہین اور جوانان لشکر سے باتین کررہے ہین زخمون پر پھاہے رکھے ہوئے پٹیان بندھی ہوئی ہین
ایک بارگاہ مین اکثر سرداران لشکر جاتے ہین اُس بارگاہ سے صدائے نالہ و فغان آتی ہے خواجہ عمرو نے خیال کیا
کہ یقیناً اُسی بارگاہ مین زروبین ہے اور درد کی شدت سے نالہ و فریاد کرتا ہے یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے چند
سواران مجروح سے پوچھا کہ یہ لشکر کسکا ہے اور تم کہان لڑے تھے اور کس سے لڑے تھے کہ زخمی ہوئے سوارون نے
کہا یہ لشکر ہرمز و فرامرز کا ہے قریب قلعہ تنگ رواحل سرداران حمزہ صاحبقران سے جنگ ہوئی تھی اُس لڑائی
مین ہزارون جوان قتل ہوگئے اور سیکڑون زخمی ہوئے ازانجملہ ہم بھی زخمی ہوئے اور ہمارے افسر زروبین وہ بھی
زخمی ہوئے علاوہ زخمی ہونے کے خواجہ عمرو عیار حمزہ صاحبقران نے تو اسقدر پتھر گوپھن مین رکھ رکھکر زروبین کے
سینہ و بازو پر مارے کہ زروبین گر پڑا آخر زروبین کو وہان سے نکالکر یہان لے آئے ہین اب تمام جسم اسکا سوج گیا
ہوا ہے کروٹ بھی اُس سے درد کی شدت سے لی نہین جاتی ہے دمبدم نالہ و فریاد کرتا ہے ہرچند علاج اسکا ہوتا ہے لیکن صحت
نہین ہوتی ہے آج حال اُسکا نہایت متغیر ہے اعضا مین درد شدت سے ہے اسیوجہ سے کراہتا ہے سُن لیجے یہانتک
کراہنے کی آواز آتی ہے آج ہرمز اور فرامرز پسران شہنشاہ نوشیروان اُسکے تڑپنے اور کراہنے سے نہایت
مشوش ہین ہمکو تو یقین ہے کہ زروبین جانبر نہوگا آج سے کل تک مرجائیگا خواجہ عمرو نے پوچھا عمرو کیا نہایت قوی ہے

کہ ایسے پہلوان کو اُسنے پتھر مارکے گرادیا سواروں نے کہا عمرو فربہ نہین ہی اور قوی تن تو نہین بلکہ نہایت دُبلا پتلا ہے
لیکن غضب کا چالاک عیار ہی خداوند لات و منات اور خداوند آتش اُسکی شر سے ہم سبکو بچاے انسانکی تو اُسکے سامنے
کیا حقیقت ہی اگر دیو بھی اُسکے سامنے آئے تو وہ کسی تدبیر سے مارڈالے ہزارون بلکہ لاکھون مکر و فریب اُسے ایسے
یاد ہین کہ بڑے بڑے عقیل و فہیم اُسکے فریب مین آجاتے ہین وہ عیار ایسا ہی ایک لمحہ مین ہزار طرح کی صورتین بدلتا ہے
کبھی مرد ضعیف بنجاتا ہی کبھی اپنی شکل مسن عورت کی بناتا ہی کبھی نہین معلوم کسطرح سے لڑکا بنجاتا ہی غرض جیسی صورت
چاہتا ہو ویسی ہی اپنی صورت بنا لیتا ہی اور کوئی اُسے نہین پہچان سکتا ہی اور گاتا بھی وہ خوب ہی اور نَے بھی خوب
بجاتا ہی اور طماع بھی از حد ہی ہمیشہ اُسکو یہی فکر رہتی ہی کہ کسیکو بیہوش کرکے روپیے لیجیے کسی سے زر و جواہر
چھین لیجیے کسیکو مار ڈالیے اور کل اثاث البیت لوٹ لیجیے لیس اوسکے نزدیک ثروین کی کیا حقیقت ہی یہ تو اُسنے
رحم کیا کہ ثروین کو زندہ رہنے دیا اگر وہ چاہتا تو اُسیوقت خنجر سے ثروین کا سر کاٹ لیتا کوئی اُسے گرفتار بھی نکرسکتا
غرض اُسی کے پتھر لگانے سے اسوقت ثروین مر رہا ہی خواجہ عمرو گفتگو سوارونکی سنکے خیال کرنے لگے کہ یہ نالایق
مجکو طماع کہتے ہین اور لٹیرا بتاتے ہین اب ان بیحیاؤن اور نالایقون سے بھی کچھ نہ کچھ لینا چاہیے یہ خیال کرکے
خواجہ عمرو نے اُن سوارون سے کہا کہ اگر ثروین اچھا ہو جاے اور فی الحال نہ مرے تو تمکو کیا دیگا اور پیران
نوشیروان کیا انعام دینگے سوارون نے جواب دیا کہ اگر آپکے علاج سے اچھا ہو جاے تو بہت زر و جواہر آپکو
ملیگا اور ہرمز اور فرامرز بھی آپکو خلعت و انعام کثیر دینگے سواران مجروح نے یہ کہکے پوچھا کہ آپ کون ہین
نام آپکا کیا ہی کہان سے آپ آئے ہین اور اب کہان جائیگا خواجہ عمرو نے جواب دیا کہ مجکو خاص و عام حکیم شفا بخش
کہتے ہین اسی نام سے مشہور ہون اور باشندگان ممالک مغرب سے ہون اپنے وطن سے براے سیاحی نکلا ہون
جدھر آب و دانہ اور مقدر لیجائیگا اُسطرف جاؤنگا آج سیر کرتا ہوا یہانتک آیا ہون اثناے راہ مین مینے ہزارہا بیمارونکو
اچھا کیا ہی نسخے میرے پاس ہر مرض کے مجرب و آزمودہ ہین مین مریض کی صورت دیکھکر بتا دیتا ہون کہ یہ مرض ہے مجھے
ضرورت نبض دیکھنے اور قارورہ دیکھنے کی نہین ہی اگر نبض دیکھی اور قارورہ کا رنگ دیکھ کے پہچانا تو کیا کمال کیا کمال
یہ ہی کہ مریض کی شکل دیکھکے بیمار کا عارضہ پہچان جاے اور ایسی دوا مریض کو دے کہ ایک دو روز مین اچھا ہو جاے میرے
نزدیک تپ اور درد سر اور اسہال اور ورم سوزاک اور آتشک فالج اور لقوہ طحال اور رعشہ پیچش اور بواسیر
خونی و بادی و جذام اور برص ناسور اور زخم ضیق النفس اور یرقان وغیرہ امراض کا مرض سے دفع کردینا کچھ مشکل نہین ہے
اگر مین چاہون تو کور مادر زاد کو بینا کردون اور بینا کا ایسا علاج کرون کہ وہ نابینا ہو جاے ضعیف کا اگر
علاج کرون تو پیر نوجوان ہو جاے اور اگر برعکس اسکے علاج کرون تو نوجوان ضعیف اور پیر ہو جاے
جب سواران مجروح نے یہ تقریر حکیم صاحب مصنوعی کی سُنی فوراً بے اختیار حکیم صاحب کے قدمون پر گر پڑے
اور دست بستہ عرض کرنے لگے کہ آپ ہمارے زخمون کا ایسا علاج کیجیے کہ جلد زخم ہمارے اچھے ہو جائین
ابھی سواران مذکور حکیم صاحب سے یہ عرض کر رہے تھے کہ اور سواران مجروح بھی آئے اور حکیم صاحب
کے حال سے آگاہ ہوکر انمین سے کسی نے اپنا سر جھکا کر زخم سر دکھایا اور عرض کیا کہ یہ زخم تلوار کا ہی جراح نالایق ہے
نہین معلوم کس مرہم کا پھاہا رکھ جاتا ہی کہ زخم سر کسیطرح بھرتا ہی نہین آپ ہمارے زخم سر پر کوئی ایسا مرہم بنا کر
پھاہا لگا دیجیے کہ جلد زخم اچھا ہو جاے مین موافق اپنی لیاقت کے روپیے دونگا کسی مجروح نے
اپنے سر کا زخم دکھایا اور کہا دیکھیے حکیم صاحب یہ زخم پتھر کا ہی مجکو اس زخم کی وجہ سے نہایت

تکلیف ہے جب سانس لیتا ہون سینہ مین درد ہوتا ہے آپ اگر میرے اس زخم کو اچھا کر دیجیے تو مین بھی کچھ صرف راہ کے
واسطے آپکو دونگا حکیم صاحب نے گفتگو ہر ایک زخمی کی سنکے کہا کہ مرہم تو میرے پاس نہین ہے لیکن مرہم بنا دونگا
سب زخم تمھارے اچھے ہوجائینگے بلکہ نشان بھی زخمون کے باقی نرہینگے تمکو لازم ہے کہ روپیہ جمع کر کے میرے پاس لے آوین
مرہم بہت سا تمکو بنا دون یہ زخم تو ایک ایک پھاہے سے مرہم کے اچھے ہوجائینگے لیکن مرہم باقی رہیگا وہ آئندہ تمھارے
کام آئیگا مجھے اور تمسے پھر ملاقات ہو یا نہو مرہم مجھسے بنوا لو سوارون نے عرض کیا بہت بہتر یہ کہکے سواران لشکر اور سواران
مجروح اور غیر مجروح کے پاس گئے اور سب سے احوال حکیم صاحب کے آنیکا بیان کیا ہر ایک سوار نے موافق اپنی لیاقت
کے روپیہ دیا اور کہا یہ روپیہ حکیم صاحب کو دو اور اُنسے کہو کہ آپ مرہم بنا دیجیے ہم لوگ اکثر حریف سے لڑا کرتے ہین
اور زخمی ہوتے ہین الغرض چند سوار کئی ہزار روپیہ حکیم صاحب کے پاس لائے حکیم صاحب نے روپیہ لیا اور سوارون
سے کہا اب تم میرے آنے کی ہرمز اور فرامرز سے اطلاع کرو آج تو مین زوبین کا علاج کرونگا اور کل تمکو تمھارے
زخمونکے واسطے مرہم بنا دونگا سوارون نے خیال کیا کہ حکیم صاحب سچ کہتے ہین کل مرہم بنا دینگے یہ خیال کر کے
چند سوار بارگاہ زوبین مین گئے ہرمز اور فرامرز سے تمام حال حکیم صاحب کا بیان کیا چونکہ ہرمز و فرامرز زوبین کے
کراہنے اور تڑپنے سے گھبرائے ہوئے تھے سوارون سے کہنے لگے کہ جلد حکیم صاحب کو ہمارے پاس لے آؤ سواران
مذکور حکیم صاحب کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے حضور چلیے آپکو پسران نوشیروان بلاتے ہین حکیم صاحب آہستہ
آہستہ بارگاہ تک گئے جونہین داخل بارگاہ ہوے دیکھا زوبین بستر نرم پر لیٹا ہوا ہے کبھی آنکھین کھولتا ہے کبھی بند کر لیتا ہے
گاہ درد اعضا کی وجہ سے کراہتا ہے اور تڑپتا ہے کبھی نالہ بلند کرتا ہے ہرمز و فرامرز بالین زوبین پر بیٹھے ہوئے
ہین کچھ اور افسران فوج بھی بیٹھے ہین نہ تحکم نہین ہے اکثر سرداران لشکر متردد ہین غرض حکیم صاحب تھی
جب بارگاہ زوبین مین پہونچے ہرمز اور فرامرز کو سلام کر کے قریب زوبین بیٹھے ہرمز نے پوچھا حکیم صاحب
آپکا کیا نام ہے خواجہ نے کہا خاص و عام مجکو حکیم شفا بخش کہتے ہین فرامرز نے کہا حکیم صاحب ذرا زوبین کی
نبض دیکھیے اور کوئی نسخہ ایسا لکھیے کہ زوبین جلد اچھا ہوجاے حکیم صاحب نے زوبین کی نبض دیکھی پھر سینہ
دبا کر دیر تک ہاتھ رکھکے آماس کو دیکھا اور فرامرز سے مخاطب ہوکے کہا کہ یہ آماس تو بوجہ ضرب کے معلوم ہوتا ہے
فرامرز نے کہا حکیم صاحب آپنے خوب پہچانا ٹھیک آپ حکیم حاذق ہین آپ علاج خوب کیجیے گا اب یہ فرمائیے کہ
زوبین اچھا ہوجائیگا یا نہین اور اگر صحیح ہوگا تو کب تک صحیح ہوجائیگا حکیم صاحب نے جواب دیا کیجیے
دم بھر مین اچھا ہو کیے ابھی اچھا ہوجاے فرامرز نے کہا اگر ابھی اچھا ہوجائے تو نہایت بہتر ہے حکیم صاحب نے
کہا اگر جلد زوبین کو اچھا کرونگا تو آپ مجکو کیا دیجیے گا مین پچاس ہزار روپیہ سے کم نہ لونگا اور پہلے روپیہ لونگا
اور جو کچھ مین کہونگا آپکو وہی تدبیر کرنا پڑیگی ورنہ زوبین ہلاک ہوجائیگا اور مین علاج نہ کرونگا چلا جاؤنگا ہرمز اور
فرامرز نے اقرار زر دینے کا کرکے کہا جو کچھ آپ کہیے گا وہی تدبیر کیجائیگی حکیم صاحب نے کہا اول تو روپیہ
منگوا کر یہان رکھ دیجیے علاوہ زر کے روغن واسطے مالش کے منگوائیے اور گرد زوبین کے بکثرت آگ روشن کرائیے
اور آپ یہان سے چلے جائیے اور جبتک مین علاج کرون آپ حکم دیجیے کہ برابر نقارے نقارچی زور زور سے بجائین ہرمز
نے پوچھا نقارون کے بجوانے کی کیا وجہ ہے حکیم صاحب جواب دیا مین ایسی ادویہ کا ورم زوبین پر ضماد کرونگا
کہ اس ضماد کیوجہ سے گھڑی دو گھڑی زوبین اس سے زیادہ چلائیگا اور جو شخص اسکی آواز سنیگا بسبب تاثیر دوا
کے فوراً ہلاک ہوجائیگا اس سبب سے مین نے کہا ہے کہ نقارے بجائے جائین تا کوئی آواز زوبین کی نہ سنے

بعد پہر بھر کے ژوپین بخوبی اچھا ہوجائیگا زخم اور ورم اور درد دفع ہوجائیگا فرامرز نے کہا آپ تو ژوپین کے پاس بیٹھ کے علاج کیجیے گا ضرور آواز نالۂ ژوپین کی سنیے گا تاثیر ادویہ مذکور سے یقین ہے کہ آپ ہلاک ہوجائیگا کیونکہ آپ نے ابھی کہا ہے کہ ادویہ کی یہی تاثیر ہے حکیم صاحب یہ گفتگوے فرامرز سنکے ہنسے اور کہنے لگے کہ میں حکیم ہوں میں اپنی حکمت سے ایسی تدبیر کرونگا کہ مجھے آواز ژوپین کی مطلق سنائی نہ دیگی فرامرز یہ تقریر حکیم صاحب کی سنکے خاموش ہو رہا فرامرز نے اسی عالم اضطرار میں عیاری کا مطلق خیال نکرکے پچاس ہزار روپیہ منگواکے حکیم صاحب کے پاس رکھوا دیا اور روغن بھی منگواکر رکھوا دیا اور حکم کیا کہ جلد گرد ژوپین کثرت سے آگ روشن کیجاے بموجب حکیم ملازموں نے آگ روشن کی حکیم صاحب نے کہا آپ سب صاحب یہاں سے چلے جائیے اور نقارے بجوائے میں علاج شروع کرتا ہوں یہ سنکے ہرمز اور فرامرز وغیرہ اٹھے اور بارگاہ سے نکل کے ہرمز اور فرامرز نے نقارچیوں کو حکم دیا کہ زور زور نقارے بجاؤ حکیم صاحب ژوپین کا علاج کر رہے ہیں خبردار نقارے بجانے سے ہاتھ نہ روکنا ورنہ تم سب مرجاؤ گے اور جو شخص آواز ژوپین کی سنیگا فورًا ہلاک ہوجائیگا کیونکہ حکیم صاحب نے یہی کہا ہے اور ادویہ کی یہی تاثیر بیان کی ہے یہ سنکے نقارچی زور زور نقارے بجانے لگے اور مردمان لشکر خوف جان سے احتیاطًا اور چلے گئے تاکہ ژوپین کی آواز کان میں نہ آئے ادھر تو نقارے بجنے لگے ادھر خواجہ عمرو ژوپین کے دست و پا حلقۂ کمند سے خوب مضبوط باندھنے لگے ژوپین نے پوچھا حکیم صاحب میرے ہاتھ اور پیر کیوں باندھتے ہو میں نے کیا خطا کی ہے حکیم صاحب نے جواب دیا کہ میں تمھارا علاج کرتا ہوں ترکیب اور تدبیر علاج کی یہی ہے ژوپین نے کہا اگر علاج کرنے کی یہی ترکیب ہے تو دست و پا باندھیے غرض حکیم صاحب موصوف نے ژوپین کے دست و پا جلد تر باندھے اور کارد نکالکر زخم سر ژوپین کا چیر ڈالا اور علاوہ زخم سر کے صدر اور کمر اور بازو کو بھی کارد سے چیر ڈالا ژوپین تڑپنے لگا اور بے اختیار چلانے لگا اسوقت خواجہ عمرو نے کہا او بیحیا تو نے مجھے نہیں پہچانا کہ میں کون ہوں میں خواجہ عمرو ہوں آج ایسا علاج تیرا کرونگا کہ تو بھی یاد کریگا یہ کہکے خواجہ عمرو نے چونا اور نمک باہم ملاکے خوب زخموں میں بھر دیا اسوقت اسقدر ژوپین تڑپا اور چلایا کہ قریب تھا کہ روح اسکی جسم سے نکل جاے خواجہ عمرو نے اسے تڑپتا چھوڑ کے جلد تر جال الیاسی زنبیل سے نکالکر اور روپیہ اور جو جو اشیا وہاں تھیں سب لے لیں اور مع فرش ہر ایک شی کو داخل زنبیل کیا پھر خواجہ دست و پاے ژوپین سے حلقۂ کمند کھولنے لگے اسوقت ژوپین بیہوش ہوگیا تھا ادھر تو خواجہ عمرو حلقۂ کمند دست و پاے ژوپین سے کھول رہے تھے ادھر سنجتک نے جو سنا اور دیکھا کہ صدہا نقارے زور زور نقارچی بجا رہے ہیں مردم لشکر قرب بارگاہ ژوپین سے دور بھاگ کر ٹھہرے ہیں دل میں خیال کرنے لگا کہ آج یہ کیا واقعہ ہے مردمان لشکر کیوں بھاگے جاتے ہیں بوجہ اور بیکام صدہا نقارے کیوں بجتے ہیں یہ خیال کرکے سنجتک نے بڑھکے ایک سوار سے پوچھا ارے تجھے کچھ معلوم ہے کہ یہ نقارے کیوں بجائے ہیں سوار نے عرض کیا ملک جی ایک حکیم صاحب آئے ہیں بارگاہ میں بیٹھے ہوئے ژوپین کا علاج کر رہے ہیں انھوں نے کہا ہے کہ میں ایسی دوا لگا ژوپین کے تن پر ضماد کرونگا کہ پہر بھر میں ژوپین اچھا ہوجائیگا اور کسیقدر چلائیگا کوئی اسکی آواز نہ سنے ورنہ تاثیر ادویہ سے آواز ژوپین کی سنکے مر جائیگا اسیواسطے نقارے بجانے کا حکم دیا ہے تاکہ کوئی آواز ژوپین کی نہ سنے آپ بھی قریب بارگاہ نہ جائیگا ورنہ ابھی مر جائیگا اور میرے نزدیک یہاں سے دور بھاگ جائیے توقف نہ کیجیے دیر نہ لگائیے یہ کہکے سوار بھاگ گیا سنجتک خیال کرنے لگا کہ خواجہ عمرو ہی تشریف لائے ہیں وہی حکیم بنکے آئے ہیں سوا اُنکے یہ اور کسیکا کام نہیں کہ اسطرح کا علاج کرے اب

مجکو لازم ہی کہ جلد شزروبین کی خبر لون ورنہ پیر و مرشد قصہ شزروبین کا تمام کر دینگے کسی نہ کسی طرح مار ڈالینگے یہ خیال کر کے
بختک قریب نقارچیون کے گیا اور ہاتھ اٹھا کر نقارچیون سے کہا کہ نقارے نہ بجاؤ ٹھہر جاؤ نقارچی سمجھے کہ بختک کہتا ہی
جلدی جلدی اور زور زور نقارے بجاؤ یہ سمجھکر اور جلدی جلدی اور زور زور نقارے بجانے لگے زمین صدائے نقارہ ہای
کلان سے دمبدم لرزنے لگی بختک کو غصہ آیا اور نزدیک نقارچیون کے جا کر کہا ای ملاعین نقارے نہ بجاؤ نقارچیون نے
جواب دیا واہ واہ ملک جی تم یہ چاہتے ہو کہ ہم آواز شزروبین کی سن لین اور مر جائین ہم تو ضرور نقارے بجائینگے ہمین اپنی
جان عزیز ہی علاوہ اسکے ہمکو حکم یہی ہی کہ نقارے بجاؤ تم اسوقت اُنکا کہنا نہ مانینگے اور نقارے بجائینگے بختک نے خیال کیا
عجب طرح پیر و مرشد نے سب کو ڈرایا ہی یہ نقارچی تیرا کہنا نہ مانینگے اب بارگاہ شزروبین مین چل دیکھو تو کہ وہان خواجہ عمرو نے
مار ڈالا ہی یا قتل کر رہے ہین یہ خیال کر کے بختک بیتابانہ بارگاہ شزروبین کیطرف چلا اور جلد تر راہ طی کر کے بارگاہ شزروبین مین
آیا دیکھا کہ حکیم صاحب حلقہ ہائے کمند کھول چکے ہین گرد شزروبین کے بکثرت آگ روشن ہی شزروبین بیہوش پڑا ہی بارگاہ مین
سوائے حکیم صاحب اور شزروبین کے اور بجز آگ کے اور شے نہین ہی یہ دیکھکے بختک نے خیال کیا کہ خواجہ نے شزروبین کو
مار ہی ڈالا جب خواجہ عمرو نے دیکھا کہ بختک آگیا جلد اُٹھے اور کہنے لگے او بختک مین جاتا ہون اور تجھسے کہے جاتا ہون
کہ قلعہ تنگ رواحل کیطرف ہرمز اور فرامرز وغیرہ کو لیکر آنا ورنہ مین اسیطرح تجکو بھی سزا دونگا یہ کہکے خواجہ سراچہ
بارگاہ کا چاک کر کے نکل گئے اور جلد تر شکل اپنی تبدیل کر کے جانب قلعہ تنگ رواحل روانہ ہوئے ادھر بختک نے ہرمز
اور فرامرز وغیرہ کو بمشکل بلایا اور حال شزروبین کا سبکو دکھایا اور کہا کہ جسے تم حکیم صاحب جانتے تھے وہ خواجہ عمرو
تھے اب جلد گرد شزروبین سے آگ کو ہٹاؤ دیکھو شزروبین زندہ ہی یا نہین ہرمز اور فرامرز وغیرہ گفتگوے بختک سنکے
نہایت متحیر ہوئے اور گرد شزروبین سے آگ ہٹوا کر شزروبین کے حال کو دیکھکر متاسف ہوئے اور چونا اور رنگ زخمہاے
شزروبین سے بعد مشکل نکالکر شزروبین کا علاج کرنے لگے نقارے بجانے موقوف ہوئے سوارون نے ہرمز اور فرامرز
اور بختک سے کہا کہ حکیم صاحب کو ہمنے کئی ہزار روپیے واسطے مرہم بنانے کے دیے تھے افسوس ہم نہ جانتے تھے کہ
یہ حکیم صاحب خواجہ عمرو ہین بختک نے جواب دیا شکر کرو کہ جانین تمھاری بچ گئین روپیہ بھی تمسے خواجہ لیگئے اب جبر ولی
کسیکو پہنچ نہ بنیا سواران لشکر نالان و گریان اپنے بسترون پہ گئے شزروبین کو ہوش آیا بختک نے کہا اے شزروبین بغیر
ہمارے مشورہ کے حکیم صاحب کا بے سمجھے ہوئے علاج تمنے خوب کیا شکر کرو کہ جان بچ گئی ہین بارگاہ مین تمھاری
چلا آیا خواجہ عمرو تمھے دیکھکر چلے گئے اگر مین تھوڑی دیر اور نہ آتا خواجہ تمکو مار ہی ڈالتے شزروبین تقریر بختک کی
سنکے چپ رہا اور بوجہ درد اور ایذا کے کچھ نہ بولا القصہ یہان تو شزروبین کے زخمون مین ٹانکے دیے جاتے ہین اور
علاج ہوتا ہی دیکھیے کب تک اچھا ہوتا ہی لیکن اب حال خواجہ عمرو کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب خواجہ بارگاہ شزروبین سے
نکلکر بعجلت راہ طی کر کے قلعہ تنگ رواحل مین پہونچے اور سرداران لشکر سے ملاقات کر کے اپنی عیاری کا حال
بیان کیا سرداران لشکر خوش ہوئے پھر سرہنگ مصری نے بعد تسلیم کے جو عرضی فرخ دے گیا تھا خواجہ
کو دی خواجہ عمرو نے اس عرضی کو پڑھا اور مضمون مندرجہ سے آگاہ ہو کر نہایت محزون ہوئے پھر اس
عرضی کو لیکر پاس ملکہ مہرنگار کے گئے اور کہنے لگے کہ عمرو بن حمزہ یونانی نے یہ عرضی مجکو لکھی ہے نانا کو اُنکے شمشکل
بادشاہ شزروبین نے قتل کر ڈالا ہی اور شہر یونان ویران کر دیا ہی اور وہان کو اُسکے سرداران لشکر شمشکل نے اسیر کر لیا ہے
عمرو نے مجکو بلایا ہی اب مجکو لازم ہی جاؤن اور عمرو بن حمزہ کی والدہ کو قید سے چھڑاؤن پس تمسے رخصت ہوتا ہون
ملکہ مہرنگار نے کہا مجکو شزروبین اور ہرمز اور فرامرز وغیرہ سے خوف ہے کہ وہ اس قلعہ تنگ رواحل پر حملہ ور ہونگے اور

اور بعد تمھارے جانے کے جنگ و جدال کرینگے پس جانا تمھارا یہان سے اچھا نہین ہی خواجہ عمرو نے کہا ای
ملکہ مین علاج تر و ہین کا کر آیا ہون کہ چھ مہینے تک تو اسیطرح وہ اچھا ہوگا اور جب تک اچھا ہوگا یقین ہی کہ ہرمز
اور فرامرز لشکر کشی نہ کرینگے لہذا تم مطمئن رہو اور مجھے رخصت کرو مجھکو وہان جانا لازم ہی ملکہ مہر نگار نے یہ گفتگو سنکے
مجبوری خواجہ عمرو کو اجازت جانے کی دی خواجہ عمرو ملکہ مہر نگار سے آٹھویں روز کی رخصت لیکر سرداران
لشکر کے پاس آئے اور سب سے کہنے لگے کہ مین جانب شہر یونان جاتا ہون تم خبردار اور ہوشیار رہنا اسیطرح مقبل
سے خواجہ عمرو نے کہا کہ قلعہ کی اور ملکہ مہر نگار کی حفاظت بخوبی کرنا مین خوارزم کی طرف جاتا ہون رستاش بہادر
تو یقین ہی کہ یہو نچ گئے ہونگے یہ کہکے خواجہ ہر ایک سردار اور عیار سے رخصت ہوکے

داستان جانا خواجہ عمرو کا یونان اور خوارزم مین اور گرفتار کرنا دم تعبیہ کو پھر خود بھی اسیر ہونا

راویان سحر بیان اس داستان دستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو ہر ایک سردار سے رخصت ہو چکے
بانے عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کرکے قلعہ سنگ رواحل سے باہر آئے اور سمت یونان چلے اور جلد تر راہ
طی کرکے یونان مین پہونچے اور شہر کو تباہ دیکھکر اندوہناک ہوئے جب خواجہ عمرو دیوان ملکہ گلشن آرا مین داخل
ہوئے اسوقت فتنہ اور ملکہ گلشن آرا نے بعد مزاج پرسی کے تمام بربادی شہر کا احوال بیان کیا اور جو کچھ یونان
مین واقعہ گذرا تھا مفصل خواجہ سے بیان کیا خواجہ عمرو نے نہایت افسوس کیا پھر ملکہ گلشن آرا اور فتنہ نے
خواجہ سے خبر نہ لینے کی شکایت کی خواجہ نے جواب دیا کہ فی زمانہ حمزہ صاحبقران پردہ قاف مین ہین ہرمز اور فرامرز
وغیرہ سے مین لڑائیون مین مصروف رہا اسوجہ سے میرا یہان آنا نہوا اب عرقی عمرو بن حمزہ سے یونان ویران
ہونے کا حال معلوم ہوا اور انھون نے مجھکو طلب کیا تو مین یہان آیا ہرچند کہ کوئی شخص میرے بیان
آنے پر راضی نہ تھا لیکن مین آٹھویں روز کا وعدہ کرکے آیا ہون اب یہ بتاؤ کہ برخوردار شاہزادہ عمرو بن حمزہ کہان ہی
اور فرخ کس جگہ ہی مجھکو حال فرخ کی مرغی لانے کا سر سنگ مصری وغیرہ سے معلوم ہوا تھا ملکہ گلشن آرا
نے کہا کہ میرا فرزند اسیر خوارزم مین ہی اور فرخ فی الحال نہین پہونچا کر جانب خوارزم میرے نور نظر کے پاس گیا ہی
خواجہ عمرو یہ گفتگو سنکے کہنے لگے کہ اب مین عمرو بن حمزہ کے پاس جاتا ہون ہرچند ملکہ گلشن آرا نے خواجہ عمرو سے
کہا کہ چند روز کے بعد جانا مگر خواجہ عمرو مقیم نہوئے اور ملکہ گلشن آرا اور فتنہ اپنی زوجہ سے رخصت ہوکر سمت
خوارزم روانہ ہوئے اور بعد طی کرنے راہ کے داخل خوارزم ہوئے اور باشندگان خوارزم شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی
کو پوچھنے لگے کہ کس جگہ اور کس مکان مین قیام پذیر ہین مردمان شہر نے تمام حال گذشتہ بیان کرکے کہا کہ باغ
ششتقل مین جا لیے ہیئے سنا ہی کہ نارنج جادو و مالک طلسم نارنج نے شاہزادہ وغیرہ کو سحر کرکے پتھر کا بنا دیا ہے
خواجہ عمرو یہ تقریر وہان سے سنکے نہایت ملول ہوئے اور جانب باغ ششتقل اپنی شکل تبدیل کرکے چلے
جب قریب باغ پہونچے دیکھا کہ ہزار نامرد وہان لشکر جادو سے پتھر کے ہوگئے ہین جب خواجہ اندرون باغ آئے
دیکھا رستاش بہادر اور اکثر سرداران لشکر مع نارنجیان پتھر کے ہوگئے ہین عمرو بن حمزہ اور فرخ نہین ہین
خواجہ عمرو رستاش بہادر وغیرہ کو سحر مین گرفتار دیکھکر گریان ہوئے اور فرخ اور عمرو حمزہ یونانی کو نہ دیکھکر از حد ملول
ہوئے ہرچند کہ خواجہ عمرو نے فرخ اور عمرو بن حمزہ کو نہین دیکھا تھا اور انکی صورت و شکل سے آگاہی نہین رکھتے تھے لیکن
خواجہ عمرو نے نہیم و فراست دریافت کیا کہ یہان فرخ اور عمرو بن حمزہ یونانی نہین ہین کیونکہ جسقدر باغ کی بارہ دری مین
زن و مرد سب پتھر کے ہوگئے تھے انمین کوئی طفل اور نوجوان نہ تھا اسوجہ سے خواجہ نے خیال کیا کہ یہان عمرو بن حمزہ اور فرخ نہین ہین

غرض جسوقت خواجہ عمرو باغ مین آئے تھے اسوقت فرخ اور عمرو بن حمزہ اسی مکان مین جسمین قید تھے باہم کہ رہے تھے
کہ ابھی تک خواجہ تشریف نہین لائے نہین معلوم کیسی فکر و تردد مین ہین کہ شہر خونخوار زرم مین اگلا آنا اتنک ہوا مکان
مذکور مین فرخ اور عمرو بن حمزہ باہم گفتگو کر رہے تھے کہ خواجہ عمرو بن حمزہ اور فرخ کو بندھا دیکھکر اور سبکو قتیل سے مجبور دیکھکر بے
اختیار رونے ناگاہ خواجہ نے بالاے فلک ایک ٹکڑا ابر کا دیکھا خیال کیا کہ کوئی جادوگر آتا ہے خواجہ یہ خیال ہی کر رہے تھے
اور بادار زور ہے تھے دوبارہ ساحر جو تاریخ جادو نے براے حفاظت مقرر کیے تھے انھون نے جو صدا سے گریہ سنی
خواجہ عمرو کیطرف چلے خواجہ ساحرونکو آتے دیکھکر جلد گلیم اوڑھکر باغ کے باہر نکل گئے ساحران مذکور نے بارہ دری
مین پہونچکر ہرچند سحر کیے اور لفظ گیر زبان پر لائے لیکن کوئی انکو نظر نہ آیا آخر لاچار ہوکر سب ساحر ذوالجام جادو
کے پاس گئے اور کہنے لگے کہ ابھی ایک شخص باغ مین آیا تھا اور رو رہا تھا ہرچند ہمنے سحر کیا لیکن اسکا پتا اور نشان
بھی نہ معلوم ہوا شاید وہ ہمسے زیادہ سحر مین دخل رکھتا تھا کہ ہمارے سحر کو رد کرکے باغ سے چلا گیا یا باغ مین کہین
پوشیدہ ہوگیا ہرچند ہمنے ڈھونڈھا لیکن وہ شخص نہ ملا ذوالجام جادو یہ گفتگو ساحرونکی سنکے متردد اور متحیر ہوا اور
باغ مین آکر شخص مذکور یعنی خواجہ عمرو کو ڈھونڈھنے لگا اور ہر طرف سحر کرنے لگا جب ذوالجام نے کسیکو نہ پایا نہایت متفکر
ہوا اور ساحرون سے کہنے لگا کہ اگر وہ شخص باغ مین ہوگا تو ہمارے اور تمھارے سحر سے نکلکر ہرگز نہ جاسکیگا جسوقت ظاہر ہوگا
ہم اسکو گرفتار کرلینگے یہ کہکے ذوالجام خاموش ہوا باغ شش گل مین ذوالجام خواجہ کو تلاش کرکے اور ساحرون سے گفتگو
کرکے خاموش بیٹھا ہوا ہے لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے کہ خواجہ عمرو جو باغ سے نکلکر روانہ ہوئے کئی منزل تک
برابر چلے گئے آخر شام دریا کے کنارے ٹھہرے اور ایک درخت بلند پر چڑھ کے کیفیت دریا کی دیکھنے لگے اور خیال
کرنے لگے کہ آج شبکو کنارے دریا کے رہونگا صبح کو جسطرف مناسب ہوگا جاؤنگا خواجہ ابھی یہ خیال کر رہے تھے کہ ایک
خواجہ نے دیکھا کہ اس کنارہ دریا کی جانب اسقدر دود تاریک دھوان ہے کہ کچھ نظر نہیں آتا ہے خواجہ اسقدر دھوان دیکھکر
نہایت متحیر ہوئے خواجہ کو یہ نہ معلوم تھا کہ اس کنارہ دریا کی جانب شہر زلزلہ جادو ہمشیرہ تاریخ جادو کا ہے اور
دھوان جو نظر آتا ہے وہ دود سحر ہے کیونکہ وفریانہ جادو نے جو روبرو زلزلہ جادو و تاریخ جادو سے کہا تھا کہ تیرے عزیزون
کے مکان اور شہر سے فتنہ و فساد ایسا برپا ہوگا کہ تیرا طلسم برباد ہو جائیگا اور تو قتل ہو جائیگا اسیوجہ سے زلزلہ جادو
نے اپنے شہر کو بند کیا ہے کہ طلسم کشا وغیرہ میرے شہر مین نہ آنے پائے چونکہ خواجہ عمرو کو اس حال سے آگاہی نہ تھی اسی سبب
سے دھوئین کو دیکھکر بے حد متحیر ہوئے خواجہ ابھی دھوئین کی جانب بغور دیکھ رہے تھے کہ ایک عقاب دریا کنارے آکر
بیٹھا خواجہ عمرو نے گوپھن مین پتھر رکھکر درخت پر سے اسطرح عقاب پر مارا کہ عقاب پتھر کے صدمے سے فی الفور تڑپ کے مرگیا جب عقاب
مذکور ہلاک ہوگیا فورًا سنگباری اور برفباری شروع ہوئی اور تاریکی ہوگئی اور ایک آواز آئی افسوس مردیم و جان دادیم
و مطلب خود نہ رسیدیم مارا مجکو کہ نام میرا انصار جادو تھا غرض بعد تھوڑی دیر کے تاریکی دفع ہوئی خواجہ عمرو درخت سے
اترے دیکھا کہ ایک ساحر سیہ فام کنارہ دریا پڑا ہے خواجہ نے جو اسکی کمر اور جیب لی مین دیکھا تو ایک نامہ تاریخ جادو کا ملا کیونکہ
تاریخ جادو نے نامہ دیکر انصار جادو کو اپنی بہن زلزلہ کے پاس بھیجا تھا اور کہا تھا کہ یہ نامہ میری بہن کو جاکر دے جب
خواجہ نے نامہ پایا فورًا صورت اپنی بشکل انصار جادو بنائی اور انصار جادو کو زمین کھود کے گاڑ دیا اور دریا کنارے ایک
رزائی اوڑھ کے لیٹ رہے اور کانپنے لگے اتفاقًا اسوقت زلزلہ جادو نے اپنی بہن کے پاس واسطے کسی ضرورت کے
عقاب جادو کو بھیجا تھا جب عقاب جادو دریا کنارے آیا دیکھا کہ انصار جادو دریا کنارے پڑا ہوا کانپ رہا ہے
یہ حال انصار جادو کا دیکھکر عقاب جادو بلندی سے زمین پر آیا اور قریب انصار جادو کے آکر پوچھنے لگا بھائی انصار جادو

پیمان کیعوں پڑے ہوئے سو اسوقت مزاج تمھارا کیسا ہی ہو وجہ عمرو شعبدہ سے تو نہ لوٹے نامہ مارنج کا دکھایا اور اشارے سے
کہا کہ یہ نامہ لیکر آیا تھا تپ آگئی گر پڑا اب مجھسے اٹھا نہین جاتا ہی عقاب جادو نے کہا بھائی تم گھبراؤ نہین اور مطلق پریشان
خاطر ہو نہین ابھی تمکو زلزلہ جادو کے پاس لئے جاتا ہون یہ کہکے عقاب جادو نے انصار جادو نقلی کو
اٹھایا اور بزور سحر پر پرواز پیدا کرکے انصار جادو نقلی کو لیکر روانہ ہوا اور بعد راہ طی کرنے کے انصار کو روبروے زلزلہ جادو
لیگیا اور کہنے لگا کہ بھائی انصار جادو کنارہ دریا پڑے تھے اگر مین انکو نہ دیکھتا تو یہ مرجاتے انکو تپ آگئی تھی اور اسوقت تک
موجود ہی یہ نامہ آپکی بہن کا لیکر آئے ہین نامہ ملاحظہ کریجیے زلزلہ جادو نے نامہ لیکر پڑھا نامہ مین مارنج جادو نے زلزلہ جادو
کو بعد تعریف سامری اور جمشید وغیرہ خداوندون کے یہ لکھا تھا کہ ای بہن آگاہ ہو کہ ہماری نانی دو فرزانہ جادو
طلسم مین میرے پاس آئی تھین اور مجھسے تاکید کہ گئی ہین کہ تم اپنی بہن زلزلہ کو نامہ اس مضمون کا لکھو کہ بہت ہوشیار
و خبردار رہنا کسی غیر کو اپنے شہر مین اور اپنے پاس ہرگز ہرگز نہ آنے دینا چنانچہ بموجب انکے کہنے کے مین نے تمکو یہ نامہ
لکھا ہے اور انصار جادو کے ہاتھ بھیجا ہے تمکو لازم ہے کہ ہوشیار رہنا کوئی غیر شخص تمھارے ملک مین آنے نپائے کیونکہ
بموجب نانی کے کہنے کے اپنی جان کا خوف ہی زیادہ کیا لکھا جاے زلزلہ جادو نے نامہ پڑھکر اہل دربار سے مخاطب
ہوکر کہا کہ کیا مین نادان ہون کہ طلسم کشت یا اور کسی عیار وغیرہ کو اپنے شہر مین آنے دونگی اور طلسم کو برباد کرا دونگی اور
اپنی بہن کو قتل کرا دونگی مین نے تو پہلے ہی سے شتشکل کے باغ سے آکر اپنے شہر کو سحر سے بند کر دیا ہی اب بھلا میرے شہر مین
اور میرے پاس کون آسکتا ہی یہ کسکی مجال ہی کہ میرے شہر مین قدم رکھ سکے انصار جادو نقلی نے یہ تقریر زلزلہ جادو کی
ساحران نابکار جو روبروے زلزلہ جادو بیٹھے تھے عرض کرنے لگے آپ بجا فرماتے ہین زلزلہ جادو گفتگوی ساحران سنکے
انصار جادو سے کہا کہ اسوقت تیرا حال تپ کی وجہ سے اچھا نہین ہی کسی جگہ لیٹ رہ جب تپ سے افاقہ ہو گا اسوقت
چلا جائیو انصار جادو بموجب کہنے زلزلہ جادو کے سلام کرکے ایک گوشے مین لیٹ رہا ابھی انصار جادو نقلی
لیٹا تھا کہ دو فرزانہ جادو بہن دو فرزانہ جادو کی زلزلہ جادو کے پاس آئی اور تخت سے اُترکے قریب
زلزلہ جادو کے بیٹھی زلزلہ جادو نے بندگی کی دو فرزانہ جادو نے زلزلہ جادو سے کہا کہ ای زلزلہ خداوند دم خبیثہ
کی خدمت مین بھی چلو کل صبح کو بہر میلہ مین مجکو خداوند دم خبیثہ نے بلایا ہے مین تو ابھی سے جاتی ہون
زلزلہ جادو نے کہا نانی صاحبہ آپ تشریف لیجائیں مین بھی حاضر ہونگی ذرا میری دختر گلشن جادو کو ہوش
آنے اسوقت وہ بیہوش پڑی ہی طبیعت میری از حد پریشان ہی دو فرزانہ جادو نے پوچھا گلشن جادو کی طبیعت
کب سے ناساز ہی زلزلہ جادو نے کہا نانی جان مین گلشن جادو اور تنزلزل اور ازلال اپنی بیٹیون کو اپنے
ہمراہ لیکر باغ شتشکل مین اپنی بہن مارنج جادو کے پاس گئی تھی وہان عمرو بن حمزہ اور شیخ عیار عمرو بن حمزہ کو
مین نے گرفتار کیا تھا اور وہ دونون اسوقت بہن کے سامنے کھڑے تھے مین جانتی ہون کہ میری دختر انھین قیدیون کو
دیکھکر ڈر گئی ہی یا باغ مین جانے سے کچھ گلشن جادو کو ہو گیا ہی آسیب کا سا خلل پایا جاتا ہی نہ کچھ کھاتی ہی نہ کسی سے
بات کرتی ہی ہر وقت منہ لپیٹے پڑی رہتی ہی گل عارض اسکے زرد ہو گئے ہین صورت غنچہ خاموش ہے
جیسے باغ مین آتی ہی یہی کیفیت اسکی ہی مجھکو خار خار تردد و فکر ہی مثل زلف طبیعت میری پریشان ہی آپ جانتی ہین
کہ مین سب سے زیادہ اسی لڑکی کو چاہتی ہون ہرچند کہ تنزلزل اور ازلال یہ بھی میری بیٹیان ہین لیکن مجکو اُنسے
بھی زیادہ اسی سے محبت اور الفت ہی مین اپنی روح اور جان اسی کو سمجھتی ہون ہوا سے گرمی مین کبھی اس گل پیرہن کو
نکلنے نہین دیتی ہون آجکل گلشن جادو کی صورت دیکھکر طرح طرح کے خیالات میرے دل مین گذرتے ہین ابھی

اسکا کو اپیدا ہو ساحری اور جمشید خبر کرین جلد میری دختر رشک چمن کو اچھا کردین زور بانانہ جادو نے تعزیر زلزلہ جادو سے جنکے
کہا اہو تمکو خداوند دم خبیثہ کی خدمت مین فوررجانا چاہیے اور حال اپنی دختر نیک اختر کا عرض کرنا چاہیے اسوقت تمھاری دختر
بیہوش پڑی ہے اسے بیدار کرنے سے تکلیف ہوگی ورنہ مین جاکر اُسے جگالی اور اُسکا مزاج پوچھتی اور حال اُسکا
دیکھتی یہ کہکے زور بانانہ جادو تخت پر سوار ہوکے جانے لگی انضار نقلی نے جو دیکھا کہ زور بانانہ جادو دم خبیثہ
کے پاس جاتی ہے اُسوقت انضار نے خیال کیا کہ یقیناً میلے مین نارنج جادو بھی آئیگی اور عجب نہین کہ عمرو بن حمزہ
اور فرخ کو اپنے ہمراہ لائے اور دم خبیثہ سے درباب قتل فرخ اور عمرو بن حمزہ کچھ پوچھا پس یہان سے میلے مین
چلنا چاہیے اور دم خبیثہ نالایق کو کسی تدبیر سے گرفتار کرنا چاہیے اور نارنج جادو وغیرہ کو بھی قتل کرنا چاہیے یہ خیال
کرکے انضار نقلی نے عقاب جادو سے کہا بھائی ذرا تم مہربانی کرکے زلزلہ جادو سے میری طرف سے کہو کہ انضار
کہتا ہے کہ آپ مجکو ازراہ عنایت زور بانانہ جادو کے ہمراہ خداوند دم خبیثہ کے پاس بھیج دیجیے وہان میری تپ کو خداوند
دم خبیثہ ایک لحظہ مین دفع کردیگی جلدی سے صحت ہو جائیگی عقاب جادو نے بموجب کہنے انضار جادو نقلی کے زلزلہ
جادو سے عرض کیا زلزلہ جادو نے زور بانا جادو سے کہا کہ انضار نہایت بیمار ہے اسے اپنے ہمراہ خا
خداوند دم خبیثہ کے لیجایے زور بانا جادو موافق کہنے زلزلہ جادو کے ایک تخت پر انضار جادو نقلی کو بٹھا کے
جانب خداوند دم خبیثہ روانہ ہوئی بعد جانے زور بانا جادو کے زلزلہ جادو بھی مع تعزیر زلزل اور بازلال اپنی دختر دلستان
کے تخت پر بیٹھکر جانب خداوند دم خبیثہ روانہ ہوئی پہلے زور بانا جادو خدمت دم خبیثہ مین پہونچی پھر زلزلہ جادو
بھی خداوند دم خبیثہ کے روبرو پہونچی ہر ایک نے دم خبیثہ کو سجدہ کیا دم خبیثہ نے زلزلہ جادو سے کہا اے زلزلہ جادو
جو تمسے زور بانا جادو نے کل کہا تھا تمنے اُسپر عمل نہ کیا اور آج خواجہ عمرو عیار حمزہ کو انضار جادو تصور کرکے
ہمراہ زور بانانہ جادو کے یہان بھیجا ہے وہ بیمار بنا ہے درکار ہے کہ اسکا شغل و فکر نہین ہے اُنکی شے سے تمھین بچنا چاہیے
زلزلہ جادو تقریر دم خبیثہ سنکے حیران ہوئی اور عرض کرنے لگی یا خداوند عمرو کہان ہے دم خبیثہ نے کہا اپنے پیچھے پھر کے زلزلہ پس پشت
دیکھنا چاہتی تھی کہ عمرو نے خیال کیا دم خبیثہ نالایق ساحرہ بلا کی ہے اُسنے تمھین پہچان لیا اب تم یہان نہ ٹھہرو ورنہ ابھی گرفتار ہو جاؤ گے
یہ خیال کرکے عمرو جست کرکے اور گلیم اوڑھکے غائب ہو گئے زلزلہ جادو نے پیچھے پھر کے دیکھا تو کوئی نظر نہ آیا زلزلہ جادو نے عرض
کیا یا خداوند پس پشت تو میرے کوئی آدمی نہین ہے دم خبیثہ نے کہا عمرو جست کرکے چلا گیا زلزلہ جادو اور زور بانا جادو وغیرہ
یہ گفتگو خداوند دم خبیثہ کی سنکے سب کی سب نہایت حیران ہوئین اور خوف عمرو سے کانپنے لگین بعد ایک لحظے کے عمرو ایک [illegible]
کی شکل بنکے روبرو دم خبیثہ آئے اور پس پشت زلزلہ جادو کھڑے ہوئے دم خبیثہ نے پھر زلزلہ جادو سے کہا کہ اے
زلزلہ دیکھ اور اچھی طرح پہچان لے تیرے پس پشت عمرو کھڑا ہے اور حبشن کی شکل بنکے آیا ہے یہ کہکے دم خبیثہ نے [illegible]
خواجہ عمرو سے کہا کہ اے بے حیا میرے سامنے سے دور ہو کیون میرے روبرو لنگوٹ باندھے ہوئے کھڑا ہے کیا مجپر عاشق
ہو گیا ہے بار بار میرے سامنے آتا ہے اور سجدہ مجکو نہین کرتا ہے عمرو یہ گفتگو دم خبیثہ کی سنکے پھر گلیم اوڑھکے غائب ہو گئے اور
لینے سے کل گئے زلزلہ جادو نے پھر پیچھے مڑکے دیکھا کوئی نظر نہ آیا کہ زلزلہ جادو متحیر ہوئی اور ہر ایک ساحرہ کمال حیران ہوئی
غرض اسی طرح عمرو ستر مرتبہ صورت اپنی بدل بدل کے سامنے دم خبیثہ کے آئے اور دم خبیثہ نے ہر مرتبہ پہچان لیا اور زلزلہ
وغیرہ سے کہا کہ دیکھو وہ عمرو کھڑا ہے اور جب زلزلہ وغیرہ نے دیکھا کوئی نظر نہ آیا اور خواجہ گلیم اوڑھکے غائب ہو گئے آخر
زلزلہ جادو نے عرض کیا یا خداوند عمرو ستر بار آپکے سامنے آیا اور آپنے عمرو کو گرفتار نہ کیا دم خبیثہ نے ہنسکے اور دم کو
اونچا کرکے کہا کہ مین نے اسوجہ سے عمرو کو گرفتار نہین کیا کہ مین چاہتی تھی تم سب بھی عمرو کو دیکھ لو اور پہچان لو اور علاوہ اسکے

مجھے تمھارا امتحان سحر کا بھی منظور تھا اب اگر عمرو آئیگا تو میں ضرور گرفتار کرونگی خواجہ اسوقت گلیم کو اوڑھے ہوئے کھڑے تھے یہ تقریر دم جنبیہ کی سُنکے خیال کرنے لگے کہ اے خواجہ اب تم یہاں سے چلے جاؤ اور اس گنبد سے باہر نکل جاؤ ورنہ اس نابکار کے سامنے آنا اور یہ تمکو گرفتار کر لیگی یہ خیال کرکے خواجہ عمرو گنبد سے باہر نکل گئے بعد جانے عمرو کے تھوڑی دیر تک دم جنبیہ بیٹھی رہی زلزلہ جادو اور زور بابا جادو عرض کرنے لگیں کہ اے خداوند جب آپکے سامنے عمرو مسخرہ آیا اور گرفتار نہوا اور ہمیں نظر آیا تو اس عیار سے ہماری جانیں کیونکر بچینگی یہ تو ہم سبکو جسوقت چاہیگا مار ڈالیگا اسکے نزدیک ہم سبکا ہلاک کرنا کچھ مشکل نہیں دم جنبیہ نے جواب دیا چاہتی تھی کہ اس عیار سے اپنی جان بچاتا اور ہم بھی تمھاری جان کی حفاظت کرینگے اور شر سے اسکی بچا لینگے یہ کہکے دم جنبیہ اپنی جگہ سے اٹھی بمجرد اٹھنے دم جنبیہ کے زلزلہ جادو اور زور بابا جادو وغیرہ سب اٹھ کھڑی ہوئیں زلزلہ جادو خواجہ عمرو کے گنبد سحر تک آنے سے ایسی حیران اور پریشان ہوئی کہ اپنی دختر گلشن جادو کا حال بھی بیان نہ کیا غرض دم جنبیہ گنبد سے چلی گئی زلزلہ جادو مع اپنی دونوں دختروں کے اپنے مکان کی طرف چلی گئی اور دیگر ساحر بھی اپنے اپنے گھر چلے گئے دروازہ گنبد کا بند ہو گیا خواجہ عمرو تا شام زیر کوہ بوقلمون گلیم اوڑھے ہوئے پھرا کئے اور سیر کیا کئے جب شام ہوئی اور ماہ انور فلک پر ظاہر ہوا اسوقت خواجہ عمرو نے زیر کوہ گانے کی آواز سنی خواجہ عمرو نے جب خیال کرکے سنا معلوم ہوا کہ بالائے کوہ کوئی گا رہا ہے اور آواز طبلے اور منجیرے کی بھلی آتی ہے خواجہ عمرو نے آواز طبلہ وغیرہ سازوں کی سنکے خیال کیا کہ اے عمرو بیکار زیر کوہ پھر رہے ہو بالائے کوہ جا کر گانا سنو دیکھوں کون گاتا ہے یہ خیال کرکے خواجہ بالائے کوہ بوقلمون وقت نصف شب گئے خواجہ نے بالائے کوہ جاکر اول دیکھا کہ کوہ بوقلمون پر گلہائے زنگارنگ و بوقلمون اور اشجار میوہ دار ہر قسم کے سرسبز و شاداب ہیں اور شیشہائے رنگین اشجار اور گلہائے زنگارنگ پر عجب بہار ہے پھولوں کی خوشبو سے دماغ معطر ہوتا ہے ہوائے سرد چلتی ہے ہر ایک گل و شجر سے صنعت باغبان جہان ظاہر و آشکار ہوتی ہے کوہ مثل کوہ طور پر نور ہے خواجہ سیر کوہ کرتے ہوئے آگے بڑھے دیکھا ایک باغ ہے دروازہ اسکا بند ہے دیواریں باغکی نہایت خوبصورت اور بلند ہیں اور بصورت آئینہ صاف ہیں عمرو نے دیوار باغ پر کمند پھینکی اور بذریعہ کمند عمرو دیوار پر ہو چکے خواجہ نے دیکھا کہ درمیان باغ ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہے اور ہر گوشہ اس چبوترہ پر نہایت نادر بیش بہا فرش بھی نفیس بچھا ہوا ہے اور ایک ساحرہ کریہ منظر و بدصورت زیر مسند زرنگار تخت بیٹھی ہے سامنے اسکے چند کنیزیں دست بستہ نہایت ادب سے کھڑی ہیں اور ایک نازنین مہ جبین پری لقب ناز و ادا و غمزہ و کرشمہ مع اپنے سازندوں کے حاضر ہے اور یہ غزل گا رہی ہے

غزل

آج او حائل مگر رخ دکھاؤں تو سہی
آب پیکان سے تشنگی دل کی بجھاؤں تو سہی

بسمل اتنا ہوں تیرے ہاتھ سے گل اگر تو دے
وہ کرے تو ہو کو بدظن مجھ سے مجھ تلک
سفر ہر گردن عدو پاؤں اگر دے پڑے
جو تجھکو دیکھے تیری محفل میں بٹھائے گئے
تو نہیں طعنہ دل میں جگہ دشمن دوست نہ
بات بھر چھیڑ دوں جو دکھڑا تجھے وصل دکھا
کمر دلکش کی تیری تسلیم کرا کے مری

اب پکڑوں تجکو او زاہد بتا دوں تو سہی
در تیرے سر کی جبین گھس گیا دوں اگر
اٹھا کر خاک میں اسکو ملا دوں تو سہی
جب تک کسی طرح طوفان اٹھاؤں تو سہی
تیری خنجر کو گلے اپنے لگاؤں تو سہی
بخت دشمن کیطرح تجکو جگاؤں تو سہی
تم تو کیا ہو خضر کو رستہ بتاؤں تو سہی

تو تجھے نہیں ملی بیٹھے گی میرے حال
تو تجھے دیکھی یہ دیکھوں میں بھی صورت تری
بیٹھا کر دونوں پہلو سے رخ لگا لگا یار
وہ کروں جا کے گلا کھول کے سمجھا خفیف
تو نہیں آتا یاں میں بھی شب فرقت میں آج
گزر تو ہو تیرے نقش قدم سے بدگمان

بخت کی گردش بھی اگر دکھاؤں تو سہی
پیر اشکل خواب مگر نہیں کھاؤں تو سہی
ار خواب کو وصل میں سے سنا ناؤں تو سہی
ہوش میں تجکو بیہوش بناؤں تو سہی
داغ ناکامی کو سینے پہ لگاؤں تو سہی
بو گل بنکر تیرے کوچے میں آؤں تو سہی

جسوقت غزل مرقوم نازنین نے بہ ناز و ادا گا لی اور تمام کی وہ ساحرہ نازنین سے بہت خوش ہوئی اور نازنین سے کہنے لگی کہ اگر تجھے کوئی غزل دوہا یا گیت بھی ہوئی یاد ہو تو اسوقت ہمارے روبرو گا ہم تیری زندگی ہزار برس کی کر دینگے خواجہ نے جو سنا کہ ساحرہ یہ کہتی ہے کہ ہم تیری عمر ہزار برس کی کر دینگے خواجہ سمجھے کہ یہ ساحرہ دم جنبیہ ہے ادھر تو خواجہ یہ سمجھے ادھر باغ کی چہیتی اور وہ نازنین نے دست بستہ عرض کیا یا خداوند حکم بجا لاتی ہوں پر عمر میری بڑھا دیجئے دم جنبیہ نے کہا ہے جتنی تیری عمر ہے علاوہ اسکے

ہزار برس کی اوڑھ عمر بڑھا دی نازنین یہ سنکے نہایت خوش ہوئی اور بعد کورنش مجرا کے یہ غزل آغاز کی **غزل** فراق یار مین برہم لبون پر آہ و زاری ہے

یہ رحم سکرین کا دیا مارا تیر
مین بھلاوت ون گیو مہا کٹھن ہر رینا
تن پر اچرا انار ہو بار ہو گئے سب کیس
کرت ماس تن مان نہین کاسے پوچھون دھا
پتیم دکھ لگے دیکھ کو بلے گیو سب نقشہ
پیارے تم مت جائیو کر تم بچھڑے موہ چین
پردیسی کی پیت کو سکو من لبھائے
پیت تو واسون کیجے جا سون من تپیائے
گھڑی نہ یا اگم ہو جو پیت ہو دھسار ✚

تن من سارا چھید گیا الفت کر کیسے پیر
ہائے دل کیسی کرون بن دیکھے نہین چین
شدہ بدہ سب بھول بیٹھا ہنسنا ہو گیا روئین
پاپن بیری لاج کی ذرا نہ سر کو جائے
رین بچھو باہو گیو ملتی رہ گئی ہاتھ
جیسے بن کی لاکڑی سلگت ہون رین
دام اپنے کھوٹ ہے رہے نہ سنگ لیجائے
جنے جنے کی پیت مان جنم اکارت جائے
کیوت سے پہلے ملو جواتر دیا ہو یار

تمھاری تیغ ابرو کا جگر پر زخم کاری ہے
گلے سے آکے لگ جاؤ ہمین امیدواری ہے
تمھارے عشق مین پیارے عجب حالت ہماری ہے
عدم کی دور ہے منزل کہ سر پر بوجھ بھاری ہے
اسیر کاکل جانان کی اب ہوئی تیاری ہے
گذرتی جان پر میری نہایت بیقراری ہے
محبت اسکو کہتے ہین کہ ہر سون انتظاری ہے
جگر پر چھار ہی پیارے محبت اب تمھاری ہے
سنو تم آشنا ہر نعمت اب ہماری ہے

نازنین مذکور نے یہ بھی غزل تمام کی دم خبیثہ کثرت نشہ ہی سے اور غزل مرقومہ سے سننے سے جھومنے لگے اور نہایت مسرور ہوئی پھر تخت سے اٹھی اور جھومتی ہوئی باغ کی بارہ دری مین گئی اور پلنگ پر لیٹ کے سو رہی بعد جانے دم خبیثہ کے وہ مطربہ بھی مع سازندون کے چلی گئی جب خواجہ نے دیکھا کہ چبوترے پر اب کوئی نہین ہے دیوار سے نیچے اُترے اور سیر باغ کی کرنے لگے اور گلہائے رنگارنگ کو دیکھ کے حمد باغبان گلشن جہان کرنے لگے اور ہر ایک چمن کو دیکھکر تعریف کرنے لگے کیونکہ ہر ایک شجر اُس باغ کا قامت محبوب خوش قامت سے اچھا تھا اور ہر ایک گل اُس باغ کا گل رخسار سے کہین بہتر تھا گل نرگس چشم بتان جہان سے خوشنما نظر آتے تھے پیچ سنبل کے زلف پر شکن معشوقون سے بھی سراسر اچھے تھے غرض ہر گل و غنچہ اور ہر نہال و شمر اُس باغ کا بے مثل و بے نظیر تھا خواجہ عمرو بعد سیر باغ کی سیر کرکے چبوترے پر آئے اور چاہا کہ فرش اور تکیہ کو بھی داخل زنبیل کرین لیکن کچھ خیال کرکے رہنے دیا اور داخل زنبیل نہین کیا پھر خواجہ آہستہ آہستہ قریب بارہ دری کے گئے دیکھا بارہ دری فرش اور شیشہ آلات سے نہایت ہی آراستہ ہے اور ہر ایک کنول اور فانوس مین شمعین مومی اور کافوری روشن ہین خواجہ عمرو نے دیکھا کہ دم خبیثہ پلنگ پر چت پڑی ہوئی سو رہی ہے اور کنیزین بعضے ہوشیار بیٹھی ہوئی ہین بعضے اونگھ رہی ہین اور دو کنیزین دم خبیثہ کے قریب بیٹھی ہوئی ہین ایک کنیز پنکھا ہلا رہی ہے اور ایک دم خبیثہ کے پاؤن دبا رہی ہے خواجہ عمرو نے کنیزون کو ہوشیار دیکھکر پروانے نکال کے بیہوشی اُنکے پیرون پر چھڑک کر اوڑائے پروانے شمعون پر گرے جب پروانے جلے دھوان بیہوشی کا بلند ہوا کنیزون کے دماغ مین جو دھوان نے سرایت کی جملہ کنیزین بیہوش ہو گئین خواجہ عمرو نے دم خبیثہ کے پاس جاکر کچھ عیاری مین تھوڑا سا سفوف بیہوشی رکھا اور کچھ عنقریب بینی دم خبیثہ کے لے گئے جب دم خبیثہ نے سانس کھینچی سفوف بیہوشی کچھ سے دماغ مین پہونچ گیا دم خبیثہ کو چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی خواجہ عمرو نے جلدی سے اپنی شکل مثل صورت دم خبیثہ کے بنائی اور لباس دم خبیثہ کا ایک لنگی اُسکے باندھ کر اتار لیا پھر خواجہ نے وہی لباس زیب تن کیا اور دم خبیثہ کو اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور کہا اگر دو ادا آدم اس ساحرہ سے کام اور فرد ہی زیادہ کرائے گا تو اور ایذائین اس... اٹھوائے گا یہ لعین مردم سے خدا کہلواتی ہے اور دعوی خدائی کرتی ہے تو بہ اس کہنے کے خواجہ عمرو نے جو کچھ بارہ دری مین تھا فرش اور پلنگ کی سب چیزین نذر زنبیل کین اور تکیہ و فرش چبوترے کا بھی نذر زنبیل کیا اور پلنگ پر لیٹ رہے جب صبح ہوئی کنیزین ہوشیار ہوئین بیہوشی دفع ہو گئی گھبرا کر اُٹھین اور باہم کہنے لگین کہ آج سب

سبب ہی کہ بیدار نہیں ہوئیں یہ کہکے ایک کنیز نے بیدار کرکے عرض کیا خداوندا آج حضور کا کیا مزاج ہی دم خنثیہ نقلی نے کہا
آج مزاج اچھا نہیں ہی رات کو زیادہ جاگنے سے اٹھنے کو دل نہیں چاہتا ہی اگر تمسے ہوسکے تو مجھکو لیچلو خود مجھسے نہ جایا جائیگا
کنیزون نے عرض کیا ہم تو روز خداوند کو تخت پر سوار کرکے اور تخت کو اٹھا کر گنبد کی راہ تک لیجایا کرتے تھے آج سوا پلنگ اور فرش
کے اور یہان کوئی شی معلوم نہیں ہوتی ہی ہمکو نہایت حیرت ہی کیونکہ خداوند کل اشیا اس بارہ دری سے اور باغ سے کیا
ہوئے دم خنثیہ نقلی نے برہم ہوکر کہا ناالائق اب تمہین ہمارے مقدمات مین کیا دخل ہی تم جانتی ہو کہ مین کون ہون
کنیزون نے عرض کیا ہم تو حضور کو خداوند جانتے ہین اور ہم کیا ہزارون آدمی حضور کو خداوند اپنا سمجھتے ہین اور حضور کو سجدہ
کرتے ہین دم خنثیہ نقلی نے کہا جب تم ہمے خداوند جانتے ہو تو بیکار کل مال و اسباب کو مجھے پوچھتی ہو جہان ہمارا دل چاہا
وہان ہمنے مال و اسباب بھیجدیا اور جسکو دل چاہا کل اسباب دیدیا اب تم ذرا منھ پھیر دو مین تخت بھی منگواتی ہون کنیزون
نے منھ پھیرا خواجہ عمرو نے زنبیل پر ہاتھ رکھکے فوراً زنبیل سے تخت نکالا کیونکہ جو شی خواجہ عمرو طلب کرتے ہین زنبیل
سے نکل آتی ہی غرض خواجہ نے تخت نکالکے پلنگ اور فرش کو زنبیل مین داخل کیا جب کنیزون نے خواجہ کی طرف
منھ پھیرا تخت پر وہی کھال تندر کی جسمین دم مقیش کی لگی ہوئی تھی بچھے ہوئے دیکھا اور پلنگ اور فرش کو نہ دیکھا
کنیزین دل مین خیال کرنے لگین کہ خداوند دم خنثیہ مین عجیب قدرت ہی تخت فی الفور منگوالیا اور پلنگ اور فرش کو
بھیجدیا یہ خیال کرکے واسطے سجدے کے جھکنے لگین خواجہ عمرو نے کہا اسوقت سجدہ نہ کرو بڑی دیر ہوگئی جلد تخت
اٹھاؤ کنیزون نے بموجب حکم سجدہ نہ کیا اور تخت اٹھاکے چلین بعد تھوڑی دیر کے اس جگہہ پہونچین جہان دہنہ نقب کا تھا
اور جس راہ سے دم خنثیہ گنبد کین اکیلی جایا کرتی تھی اس جگہہ پر کنیزون نے تخت رکھدیا اور عرض کیا کہ اب حضور زینے
مین نقب کے جائین اور راہ طے کرکے گنبد مین جلد تشریف لیجائین وہان سب واسطے سجدہ کرنے کے موجود ہونگے
اور منتظر حضور کے ہونگے خواجہ عمرو یہ سنکے راہ نقب سے گنبد مین آئے دیکھا وہی گنبد ہی تخت جواہر نگار بچھا ہی سامنے
تخت کے آئینہ لگا ہی خواجہ عمرو یہ سنکے اسی تخت پر بیٹھے دروازہ گنبد کا کھولدیا عکس جو آفتاب کا آئینہ پر پڑا چمک
ہوئی ہر ایک کافر اور ساحر جھکنے لگیکر واسطے سجدہ کرنے کے جھکا بعد اسکے خواجہ عمرو نے دیکھا میلے مین ہزار ہا آدمی جمع ہین
گھنٹے بج رہے ہین زن و مرد پرستش کر رہے ہین ابھی خواجہ میلے کی طرف دیکھ رہے تھے کہ زلزلہ جادو اور رنو رہا نہ جادو
وغیرہ نے روبرو خواجہ عمرو کے آکر برائے سجدہ سر جھکانا چاہا خواجہ نے کہا ای زلزلہ جادو رات کو تو عمرو نہیں آیا تھا
زلزلہ جادو نے دست بستہ عرض کیا خداوند تمام شب مین خوف عمرو سے بیدار رہی مطلق یہان سے جاکر نہین
سوئی عمرو نہین آیا عمرو نے یہ تقریر زلزلہ کی سنکے پوچھا اے زلزلہ جادو تم سب نے کبھی گنبد سامری اور
جمشید کی بھی سیر کی ہی تو شب کو سامری اور جمشید سے ملاقات کی تھی اور خوب بہشت کی سیر کی تھی
اسیوجہ سے آج یہان آتے ہین کسیقدر دیر ہوئی سامری اور جمشید آنے نہین دیتے تھے لیکن مین
چلی آئی زلزلہ جادو وغیرہ ساحران طلسم نے عرض کیا ہمنے کبھی بہشت کی سیر نہین کی دم خنثیہ نقلی نے
کہا آج ہم تم سبکو بہشت دکھلاوینگے تم سب بہشت کی سیر کرنا لیکن بہشت بغیر شراب پیے ہوئے نہین حاصل
ہوگا پس لازم ہی کہ جو ہم شراب پلائین وہ پیو اور پھر ہمراہ ہمارے چلو سیر بہشت کی کرو سب نے عرض کیا یا خداوند
پھر شراب پلایئے خواجہ نے کہا تم سب اپنی آنکھین بند کرلو ہم شراب بہشت منگواتے ہین سب نے آنکھین بند کرلین عمرو نے
کئی شیشے شراب کے مع ساغر بلورین زنبیل سے جلد نکالے اور سفوف ادویہ بیہوشی جلد شراب مین ملا کر کہا
اب آنکھین کھولو سب نے آنکھین کھولین دیکھا کئی شیشے اور ساغر رکھے ہین جملہ ساحران طلسم قدرت خداوند

دم خیشہ کے اور زیادہ قائل اور معترف ہوئے پھر خواجہ عمرو نے تخم خر پا تا جو تا زنبیل سے نکال کر ہر ایک ساحرہ پر مارنا شروع کیا جس ساحرہ یا ساحر سے ناراض ہوئے اُس سے خواجہ عمرو نے کہا کہ تجھے تیری زندگی اور عمر دس برس کم کر دیے اور جو ساحرہ جو نہ اور جسم خر سے بچ سکے ناراض ہوئی اور چپکی کھڑی رہی خواجہ عمرو نے خوش ہو کر اُس سے کہا کہ جتنی عمر تیری تھی علاوہ اوس کے اور اتنی عمر میں بیس برس بڑھا دیے یہ کہکر خواجہ عمرو نے شیشہ شراب ساحران طلسم کو دیدیا اور کہا کہ جلد یہ شراب تم سب پیو بعد ازاں ہم تمکو بہشت میں لیجائینگے اور سیر بہشت کرائینگے سب نے بعد آرزو شراب پی چونکہ شراب میں سفوف ادویہ بیہوشی بکثرت ملایا تھا اسوجہ سے جلد تر ساحرہ اور ساحر وغیرہ شراب پی کے بیہوش ہو گئے اُسوقت عمرو نے چار ملعونوں کے خنجر سے سر کاٹ ڈالے بعد قتل کرنے ملعونوں کے خواجہ عمرو سینہ زلزلہ جادو پر چڑھ بیٹھا چاہتے تھے کہ سر جدا کریں یکایک تاریخ جادو وارد ہوئی اور اپنی بہن کے سینے پر خواجہ کو سوار دیکھ کے پکاری اور چلائی کہ اے شخص میری بہن کے سر کو کیوں کاٹتا ہے چونکہ خواجہ عمرو نے اُسوقت بیدرد کی کھال اُتار ڈالی تھی اور بصورت اصلی تھے اسوجہ سے تاریخ جادو نے خواجہ پر سحر کیا خواجہ کے دست و پا میں حرکت باقی نہ رہی اور خنجر ہاتھ سے چھوٹ کر علحدہ گرا تاریخ جادو نے خواجہ کو اپنے سحر میں گرفتار کر کے اپنی بہن زلزلہ کو ہوشیار کیا پھر تاریخ جادو نے خواجہ کو بذریعہ اوراق جمشید ہی آگاہ ہو کر پوچھا کہ اے خواجہ عمرو تمنے خداوند دم خیشہ کو کیا کیا اگر اُنکو گرفتار کر لیا ہے تو چھوڑ دو وہ ہمارے خداوند ہیں اگر تم اُنکو نہ چھوڑ دو گے تو میں ابھی تمکو قتل کر دونگی خواجہ عمرو نے جواب دیا اور کہا کیا کہتی ہے تو کیا مجھے قتل کریگی جس طرح میں نے تیرے خداوند دم خیشہ کو گرفتار کیا ہے اسی طرح تجکو بھی گرفتار کرونگا اگر تو میرے فرزند فرخ اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کو میرے حوالے کر دیگی تو البتہ دم خیشہ کو میں چھوڑ دونگا ورنہ دم خیشہ کو قتل کر ڈالونگا اور تجکو بھی ہلاک کر ڈالونگا جب یہ گفتگو سے خواجہ عمرو زلزلہ جادو نے سنی نہایت غضبناک ہوئی اور کہنے لگی کہ او عیار خاموش ہو اور میری بہن تاریخ جادو سے مت گفتگو کر بہتر یہی ہے کہ خداوند دم خیشہ کو رہا کر دے خواجہ نے جواب دیا میں ہرگز دم خیشہ کو اسوقت رہا نہ کرونگا اور تیرا کہنا نہ مانونگا زلزلہ جادو کو غصہ آیا اور ایک سحر ایسا کیا کہ خواجہ عمرو ایک گھنگھرو کا دانہ ہو گئے زلزلہ جادو نے اپنی پازیب میں اس گھنگھرو کے دانے کو گھنگھروؤں میں شامل کر لیا اور کہا اے بہن تاریخ جادو میں اس عیار کو اپنے پاس رکھونگی اسنے مجکو قتل کرنا چاہا تھا اگر تم تھوڑی دیر اور نہ آتیں تو یہ مجکو قتل کر ڈالتا تاریخ جادو نے کہا اچھا بہن تمھیں عمرو کو اپنے پاس قید کر رکھو لیکن بہت ہوشیار رہنا اور خبردار اسے رہا نہ کرنا زلزلہ جادو نے کہا ایسا ہی ہوگا غرض تاریخ جادو خواجہ عمرو کو زلزلہ جادو کے حوالے کر کے اپنے طلسم کی طرف چلی گئی اور زلزلہ جادو خواجہ عمرو کو گھنگھرو بنا کر اور پازیب میں اس گھنگھرو کو شامل کر کے اپنے مکان کی جانب روانہ ہوئی

داستان قتل کرنا گلشن جادو کا فوا انجام کو اور لوح محفوظ لا دینا عمرو بن حمزہ کو اور جلا دینا رفوز بانا کا و مختصر زلزلہ جادو کو و دیگر حالات

راویان سحر گفتار اس داستان کو اس طرح بیان کرتے ہیں کہ جب زلزلہ جادو خواجہ عمرو کو گرفتار کر کے اپنے مکان میں پہونچی اُسوقت ہر ایک ساحر اور ساحرہ سے کہنے لگی کہ آج سامری اور جمشید نے مجکو بچا لیا ورنہ خواجہ عمرو مجکو ہلاک کر ڈالتا جو ساحر جو منتظر تھے اس احوال سے آگاہ ہوئے زلزلہ جادو تو فقط اتنا ہی بیان کر کے خاموش ہوئی اور تخت پر بیٹھی اسے تو تخت پر بیٹھے رہنے دیجیے اُدھر حال گلشن جادو کا سنیے کہ جیسے گلشن جادو باغ شنگل سے اپنے مکان میں گئی ہر بادشاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی میں بستر پر لیٹی ہوئی تنہائی میں رویا کرتی تھی اور تصور خیالی عمرو بن حمزہ سے مخاطب ہو کر یہ چند بند خمسہ کے پڑھتی تھی

قلق سے دل کے بیان کریں کیا اٹھاتے ہیں ہم جو صدمے تجھ بن
تو موت آتی ہے اندنوں میں نہ اسکے کٹتے ہیں ہجر کے دن
شب جدائی کی صبح کرتے ہیں آسمان سے تارے گن گن
اگرچہ یار و رفیق و ہمدم ہیں غمخوار اپنے لیکن

کسی سے کیا کہیے حال دل کا یہیں ہے فرصت فغان سے ہمکو

فراق کی جب تلک بھی طاقت شکیب کا جیت تک تھا یارا
ہمارا شیوہ خود وفاری تھا اپنے دلکو بیوفائی ہے ازبسکہ ناگوارا
ہمیں ہزاروں حیلے سے ہجران نے آہ کھینچی نہ دم کی مارا
دیار وحشت میں اشتیاق جان ہے نشانی نشان ہمارا

نہ ننگ سے کچھ رہا ہے مطلب نہ کام و نام و نشان سے ہمکو

ہمارے اشکوں کے قطرے تار جدا ہیں موتی پروگئے ہیں
ازبل کی دولت لب فغاں کشش بہار خاموش ہوگئے ہیں
ہم اپنی جیتا ہیوں سے دل کی مثال طاقت کے کھوگئے ہیں
چمن میں رشتے دے چین سے اکثر تو درد کے سوگئے ہیں

خدا سے ڈر اے فغان بلبل جگانہ خواب گران سے ہمکو

کبھی گلشن آرا بصد نالہ و بکا و نوا سینوں کی طرح اشکو کمر میں بہتی تھی کبھی امید وصل عمرو بن حمزہ یونانی میں ہنستی تھی کبھی وصل سے نا امید ہوکر روتی تھی کبھی خیال کرتی تھی کہ اب وہ تدبیر کروں کہ شاہزادے سے ملاقات کروں یا روبرو اسے دیکھ لوں عمرو بن حمزہ دیکھوں آنکھ کے وصل سے اپنے دل مضطر کو تسکین دوں کبھی خیال کرتی تھی کہ مجھ بدبخت سے کوئی تدبیر نہ ہوسکیگی مدعا دل حاصل نہ ہوگا اپنے تڑپ تڑپ کر مرجاؤنگی شاہزادے کو میرے مرنے کی خبر بھی نہ ہوگی اور اگر خبر بھی ہوگی تو انکو میرے مرنے کا کچھ ملال نہ ہوگا کیونکہ وہ خود حسین ہیں سیکڑوں مجھ ایسی عورتیں انپر مرتی ہونگی کبھی تصویر خیالی شاہزادے سے مخاطب ہوکر یہ مطلع پڑھتی تھی ۔ مطلع ۔ از غم تو معمور دل بے غم شاد است ۔ بدہ میں جور لو اقلیم دل آباد است ۔ غرض فراق عمرو بن حمزہ یونانی میں گلشن آرا کا حال متغیر ہوا آنکھوں کا اور یانی ترک ہوگیا راتوں کو خیال شاہزادوں میں تڑپنے لگی اور یہ اشعار پڑھنے لگی ۔ اشعار

جو آئی رات یعنی پردہ راز
خیالی کھینچی شکل جوان کو
کبھی حال دل جواغ کہتی
نہ کیونکر دل میں تیری آرزو ہو
کہ فرقت سے تری ہیں شعلہ زن تن
نہ کوئی چارہ گر میرا نہ غمخوار
یہ آنکھیں کیا ہیں دو بوستان ہیں
بھرا ہر آنکھ میں جوش بلا ہے
غرض تا صبح وہ مہر دل افروز

القاب چہرہ یاران دمساز
غم خانہ بنائی اس مکان کو
کبھی افسانہ ہائے باغ کہتی
تصدق اس بغل کے حسین تو ہو
تصدق خندہ زخم نہاں ہوں
میں ہوں مانند چشم یار بیمار
برنگ چشم بلبل گلفشاں ہیں
شب غم تو تلے چشم وا ہے
بیاں کرتی تھی احوال جگر سوز

اکیلی گوشہ خلوت میں آئی
برنگ شمع بزم جان گداز ہی
کبھی کہتی کیا ہے دلدار جانی
کبھی کرتی بیان سوز دروں کا
لگی ہے آگ ہر داغ کہن میں
ہمیں ہے شغل ہر دم آہ کھینچنا
ہمیشہ تیرہ بختی اوج پر ہے
ذرا فرقت میں دیکھا ہے آنکھیں
شب غم جس گھڑی روپوش ہوئی

وہ کثرت تھی طرف کہ وحشت میں جانی
کیا کرتی تھی تک عشقبازی
عروج نشہ جوش جوانی
کبھی شکوہ دل لبریز خون کا
زبان مانند شعلہ ہے دہن میں
صدا انجیل ہر نفس پر درد دل کا
فلک کا ہے کو ہر دو جگر ہے
عوض دالے کے ہیں بیدار آنکھیں
برنگ شمع یہ خاموش ہوتی

القصہ گلشن آرا فراق عمرو بن حمزہ میں نہایت نحیف و زار ہوگئی ایک روز دلربا وزیرزادی نے بلطافت گلشن جادو سے پوچھا

طبیعت کیوں مصیبت آشنا ہے
غرض کیا گریہ بیچارگی سے
جنوں ہے خبط ہے وحشت ہے کیا ہے
اگندی ہے دل غمناک پر کیا
تعلق کیسے آہ اس کی ہے
بلا ہے خاطر غمناک پر کیا

گلشن آرا نے کہا اے دلربا آجکل میری طبیعت کچھ ناساز ہے اسوجہ میں غمگین رہتی ہوں دلربا نے عرض کیا اے ملکہ میں لونڈی خانہ زاد دولتخواہ ہوں مجھ سے راز کو مخفی نہ کیجیے جو کچھ رنج و صدمہ کی وجہ ہو بیان کیجیے شاید میری تدبیر سے رنج و الم حضور کا دفع ہو جائے اور دعا انکو آئے پس حضور مجھکو اپنا جان نثار اور غمخوار سمجھ کے حال دل بیان

بیان کرین تو مین بھی سنون کہ حضور کو کس بات کا غم ہے گلشن آرا نے بعد بہت انکار کرنے کے آخر اپنا حال دلربا سے بیان کیا
عمرو بن حمزہ یونانی کے گرفتار ہونے کا اور باغ مین شاہزادے کو دیکھکر عاشق ہونے کا بیان کیا اور کہا اے دلربا
کسی پر ظاہر نہ کرنا مین اسی شاہزادے کے ہجر مین روتی ہون اور یہ چاہتی ہون کہ کسی طرح اس شاہزادے کو چھڑوا دون اور
اسکے پاس بیٹھکر اس سے باتین کرون دل بیقرار کو تسکین دون دلربا نے یہ گفتگو سنکر گلشن آرا سے عرض کیا حضور آپ کچھ رنج و غم
نہ کیجیے دیکھیے مین تدبیر کرتی ہون اول جاکے آپ کی والدہ سے واسطے آپ کے سیر کرنے کے اجازت لیتی ہون پھر آپ کو
اسی باغ مین لیے چلتی ہون وہان جاکر ساحرون سے باتین کیجیے گا اور قابو پاکر ان ساحرون کو قتل کیجیے گا یا حکم
دیجیے گا مین ان مگر ڈون کو ہلاک کرونگی پھر شاہزادے کو قید سے رہا کر کے جو مناسب ہوگا وہ کیجیے گا یعنی
شاد کو شاد کیجیے گا قید غم سے دل کو آزاد کیجیے گا شب و روز راحت و آرام سے بسر کیجیے گا شاہزادہ ذیجاہ کو
پہلو مین بٹھا کر رخ شاہزادہ پر نظر کیجیے گا اسی تدبیر سے نخل تمنا مین ثمر آجائینگے تمنائے دلی حضور کی حاصل
ہو جائیگی گلشن آرا یہ گفتگو دلربا کی سنکے مسکرائی مگر شرم و حیا سے کچھ جواب نہ دیا دلربا نے اسی وقت روبرو
زلزلہ جادو کے جا کر عرض کی کہ آپ کی دختر کا دل اسوقت گھبراتا ہے اور سیر کرنے کو دل چاہتا ہے اگر حکم ہو تو
ملکہ گلشن آرا کو مین لیجاؤن اطراف و جوانب شہر کی سیر کرا لاؤن اور حکم دیجیے تو جانب باغ و سبزہ زار
بھی لیجاؤن ملکہ سیر باغ و سبزہ زار کی کر کے خوش ہونگی اور دل کو انکے فرحت ہوگی زلزلہ جادو نے کہا
اے دلربا شہر کی سیر کرنے کو تو مین اجازت دیتی ہون جہان تیرا دل چاہے میری دختر کو لیجا اور سیر کرا لا لیکن
باغ مین نہ لیجانا کیونکہ باغ ہی مین جا کر اسکی یہ کیفیت ہوگئی ہے دلربا نے عرض کیا حضور گستاخی معاف
فرمائیے گا سیر باغ و سبزہ زار سے دل کو فرحت ہوتی ہے طبیعت خوش ہوتی ہے اکثر علیل کو سیر باغ و سبزہ زار
کی نافع ہوتی ہے مضر کسی طرح نہین ہوتی ہے زلزلہ جادو یہ تقریر دلربا کی سنکے خاموش رہی دلربا
سمجھی کہ خاموش رہنا زلزلہ جادو کا گویا بمنزلہ اجازت کے ہے یہ سمجھکر دلربا خدمت گلشن آرا مین آئی اور
عرض کرنے لگی سواری جاؤن آپ حضور تخت پر سوار ہون مین آپ کی والدہ سے اجازت لے آئی ملکہ
گلشن آرا یہ سنکے تخت پر سوار ہوئی اور چند کنیزین جو جان نثار اور فرمانبردار تھین اپنے ہمراہ لیکر مع دلربا
کے جانب باغ شفکل روانہ ہوئی گلشن آرا کا حال تو لکھا جائیگا لیکن آپ کچھ حال بیتابی و بیقراری کچھ بھی
شاہزادے ذیجاہ کا تحریر کیا جاتا ہے کہ جب سے عمرو بن حمزہ نے گلشن آرا کو دیکھا تھا اور فرد انجام جادو نے
شاہزادے کو قید کیا تھا شاہزادہ خیال گلشن آرا مین شب و روز رہتا تھا جب گلشن آرا کے گل عارض اور گیسوے
مشکین یاد آتے تھے شاہزادہ بے اختیار آہ کرتا تھا اور اشک آنکھون مین بھر لاتا تھا ہر چند فرخ سمجھاتا تھا کہ اے
شاہزادہ ذیوقار اسقدر بیتاب و بیقرار نہ ہوجیے گلشن آرا بھی آپ پر شیفتہ اور فریفتہ ہے وہ خود بیقرار ہوکے
یہان آئیگی لیکن شاہزادے کے دل کو کسیطرح قرار نہ آتا تھا اور آہ و زاری موقوف نہوتی تھی کبھی شاہزادہ
کہتا تھا کہ ملکہ گلشن آرا افسوس تمنے اپنے عاشق کی خبر نہ لی حال میرا تمھاری جدائی مین اچھا نہین ہے تمہین
تو قید ہون تمہین از راہ عاشق نوازی یہان آؤ اور روے زیبا اپنا مجھے دکھاؤ آنکھین میری تمھارے
دیدار کی مشتاق ہین ہر وقت تصویر تمھاری پیش نظر ہے لب پر اپنے نالہ ہے اور چشم مانند ابر باران
ہاں کچھ تمکو بھی میرے حال کی خبر ہے یا نہین اگر میرے حال سے اطلاع ہے تو براہ مہربانی اپنے مریض ہجر کی بیتابی کی
مسیحائی کرو ورنہ مین تمھارے عشق مین اور تمھارے فراق مین ہلاک ہوجاؤنگا شاہزادہ ذیجاہ

لیکن نالہ و آہ خیال ملکہ گلشن جادو میں یہ غزل بحر طویل زبان پر جاری کرتے تھے **غزل**

عرض ہجر میں دل جب سے گرفتار ہوا کیسا ناچار ہوا	اتنو ملیسے بھی مری شکل سے بیزار ہوا جینا دشوار ہوا
جان آخر ہو لبوں اب ہو تمھو نیہ آیا مرا دم شکل دکھلا دو صنم	کس خطا پر مری صورت سے تو بیزار ہوا کیسا انکار ہوا
ڈھونڈھتا ہوں اُسے پہلو میں مگر پاس نہیں ملتی کہیں اس شوخ کی	حیف جس دن سے جدا مجھسے وہ دلدار ہوا ملنا دشوار ہوا
خواب میں بھی نہیں شکل اپنی دکھاتا وہ صنم ہائے کیسا ہے ستم	اتنو صورت بھی دکھانا اُسے دشوار ہوا ایسا بیزار ہوا
ہوگیا تھا ترے سودائی کو وحشت میں سکون پھر ہوا اُسکو جنون	بعد مدت کے قفس کی پھر اُسے آزار ہوا صحبت بیمار ہوا
گھر کو جاتا ہوں جیسے تجھے دیکھا صنم تیرے ہی سر کی قسم	جز ترے اور کسی سے نہ سروکار ہوا سب سے انکار ہوا
جیسے صورت کو تری دیکھا ہے اے ماہ لقا دور با ہوش بجا	نشۂ عشق سے اسعد جو میں سرشار ہوا پھر نہ ہوشیار ہوا
وہ بھی دن ہوگا الٰہی کہ جو میں اُنسے ملوں پھر خوش سے کہوں	طالع خفتہ مرا شکر ہو بیدار ہوا وصل دلدار ہوا
کونسا ملنے کا تیرے کرے عاشق ساماں اے مری جان جہاں	پاؤں میں سلسلہ پھر گرانبار ہوا ملنا دشوار ہوا

عمرو بن حمزہ یہ غزل پڑھکر اشکبار ہوئے فرخ پھر عرض کرنے لگا اے شاہزادہ عالیجاہ عشق گلشن آرا میں اسقدر نالہ و آہ نہ کیجیے جہاں تک ہو سکے صبر کیجیے ورنہ ہلاک ہو جایئے گا ابھی فرخ یہ عرض کر رہا تھا کہ ملکہ گلشن آرا مع اپنی ہمراہیوں کے باغ شنگل میں آئی ہر چند کہ باغ شنگل ایسا تھا کہ **نظم**

وہ باغ کہ جس میں سرو کو ناز	جادو تر اور برگ اعجاز	سنبل دل عارفاں کشادہ	گلزار بہشت سے زیادہ
وہ بلبل و گل میں خوش بیانی	بحث ارنی و لن ترانی	خورشید ہر ایک گل کا رخسار	سنبل کو دماغ گیسوئے یار

لیکن گلشن آرا کی نظر میں سراسر خار تھا کیونکہ ہجر شاہزادہ ذی وقار سے دل بیقرار تھا گلشن آرا باغ شنگل میں داخل ہوکر تخت سے اُتری تھی کہ ذوالجام جادو کو گلشن آرا کے آنے کی خبر ہوئی ذوالجام جادو جلد تر روبرو گلشن آرا آیا اور بعد آداب تسلیم بجا لایا دلربا نے کہا اے ذوالجام بہ تعجیل تمام جس مکان میں تالاب ہے اُس تالاب کے کنارے فرش بچھواؤ اور ایک شمگیرہ بالائے فرش ایستادہ کراؤ اور کچھ غذائے لطیف تیار کراؤ کیونکہ ملکہ عالم نے بوجہ ناسازی مزاج کے دو روز سے اچھی طرح طعام تناول نہیں کیا ہے اسوقت دل ملکہ کا یہی چاہتا ہے کہ طعام لطیف کھائیں اور کنارے تالاب کے بیٹھکر تھوڑی دیر تک تالاب کی سیر کریں ذوالجام نے عرض کیا زہے قسمت اور خوشا مقدر میرا کہ ملکہ عالم میرے یہاں کی نان خشک نوش فرمائیں اور میرے پاس تشریف لائیں میں ابھی بسر و چشم حکم ملکہ کا بجا لاتا ہوں یہ عرض کرکے ذوالجام نے اپنے ملازموں سے کہا کہ جلد تر طعام خوش ذائقہ تیار کرو ملازمان ذوالجام جادو تو تیاری طعام میں مصروف ہوئے اور ذوالجام ملکہ گلشن آرا کو اُس مکان میں لے گیا صحن مکان میں مختصر تالاب تھا اور بارہ ساحر شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی اور فرخ کے محافظ تھے اور اُسی تالاب میں بروز سحر ذوالجام نے شاہزادہ عمرو بن حمزہ اور فرخ کو قید کیا تھا غرض جب ذوالجام ملکہ کو اُس مکان میں لے گیا جلد تر فرش بچھوا کر اور شمگیرہ ایستادہ کرا کے عرض کرنے لگا حضور اب بالائے فرش تشریف رکھیں میں دو چار شیشے شراب لے آؤں یہ کہکر ذوالجام تو چلا گیا وہ بارہ جادوگر بھی روبروے ملکہ حاضر ہوئے اور آداب و تسلیم بجا لائے ملکہ گلشن آرا نے تالاب کے کنارے بالائے فرش بیٹھکر دیکھا کہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ اور فرخ درمیان میں تالاب کے ایک گنبد سحر میں قید ہیں ادھر تو ملکہ گلشن آرا نے شاہزادہ کو دیکھا اُدھر عمرو بن حمزہ یونانی نے گلشن آرا کو دیکھا باہم محو دیدار ہوئے

اور دونون کے رخ پر آثار مسرت ظاہر و ہویدا ہوئے اور باہم بایاد اشارہ کچھ گفتگو ہوئی سوائے دلربا اور فرخ کے
کسیکو یہ اشارہ طالب و مطلوب سے آگاہی نہین ہوئی چونکہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی تالاب مین قید تھے اسوجہ سے
تالاب کا جگر آب آب تھا اور موج آب مار سیاہ کی لہر سے بدتر تھی حباب پھوٹ پھوٹ کے روتے تھے مچھلیان اسی
صدمہ سے دمبدم تڑپتی تھین غوک نالہ کرتے تھے پانی تالاب کی سیڑھیون سے سر ٹکراتا تھا ماہی رو بھوکی روح پر صدمہ
تھا بے چھری کے حلال ہو گئی تھی گرداب پانی پر اسی صدمہ سے اُبھر نہ سکتی تھی باہم غرق دریاے رنج تھی پُرحسرت
تھی سے مانند منیڈھے کے ہر مرتبہ اُچھلتی تھی اور بیقراری اپنی ظاہر کرتی تھی صدف سینہ چاک تھی کچھوے دام تحیر مین گرفتار
تھے غرض ہر ایک ماہی کا یہی حال تھا بر شاہزادہ دریا دل کی اسیری پر بیتاب تھی اور تڑپتی تھی لیکن ان ساحران نابکار کو شاہزادہ
پر ذرا رحم نہ آتا تھا گلشن جادو بھی جانب گنبد اور طرف تالاب کے دیکھ رہی تھی ناگاہ ذوالجام جادو دو تین گلابیان شراب
کی لیکر آیا اور عرض کرنے لگا کہ یہ شراب پیجیے ملکہ نے کہا ابھی شراب کو رہنے دو ہمارا دل چاہیگا تو پی لینگے یہ کہکر گلشن آرا
اُٹھی اور دلربا کو تالاب کے کنارے لیجا کر باہم کچھ آہستہ باتین کین پھر ملکہ نے دلربا سے پوچھا اے دلربا یہ کون قیدی ہے
دلربا نے عرض کیا حضور ایک شخص کا نام تو عمرو بن حمزہ ہے اور دوسرے شخص کا نام فرخ ہے عمرو بن حمزہ نے آپ کے
خالو شنگل کو قتل کیا ہے اسیوجہ سے گرفتار ہو کر یہان قید کیا گیا ہے چونکہ قبل اسکے گلشن آرا نے دلربا سے یہی مشورہ کیا تھا
کہ تجھے ان قیدیون کا حال پوچھونگی تو بیان کرنا مین بظاہر غضبناک ہو کر گنبد مین جاؤنگی اور عمرو بن حمزہ اور فرخ کو
رہا کر دونگی پس موافق مشورہ جب گلشن جادو نے سنا کہ عمرو بن حمزہ نے شنگل کو قتل کیا ہے نہایت برہم ہوئی
اور خنجر کھینچکر قتل کرنے کو چلی ذوالجام جادو یہ حال دیکھکر بیتابانہ کنارے پر تالاب کے آیا اور گلشن جادو
سے عرض کرنے لگا حضور ان قیدیون کو آپ قتل نہ کرین کل آپ کی خالہ صاحبہ خداوند دم خشیہ سے انکے قتل
کے مقدمہ مین مشورہ کرینگی پھر بموجب ارشاد خداوند انکو قتل کر ڈالینگے انکا قتل کرنا ابھی مناسب نہین ہے ہرچند کہ گلشن آرا
نے بھی چاہا تھا کہ ابھی شاہزادے کو رہا کر دون لیکن پھر کچھ خیال کر کے ذوالجام سے کہا کہ اچھا مین انھین قتل نہ کرونگی
یہ کہکے گلشن جادو اُسی فرش پر جا کے بیٹھی اتنی دیر مین ملازمان ذوالجام طعام لیکر آئے اور روبروے ملکہ
دسترخوان پر ظروف پُر از طعام لذیذ رکھکے چلے گئے ذوالجام جادو نے دست بستہ عرض کیا حضور طعام تناول
فرمائین ملکہ گلشن آرا نے خیال کیا کہ بغیر شاہزادے کے کھانا کھلائے طعام تناول کرنا مناسب نہین ہے یہ خیال کرکے گلشن جادو
نے کہا اے دلربا تھوڑا طعام ان دونون قیدیون کو جا کر دے آ اگر مین بغیر انھین طعام دیے یہ غذا کھاؤنگی تو ان قیدیون
کی نظر لگے گی غذا مجکو ہضم نہوگی اور مین علیل ہو جاؤنگی یہ کہکے ملکہ گلشن جادو نے چند قسم کا طعام ظروف مین لگا کر
دلربا کو دیا دلربا طعام مذکور لیکر اٹھی اور برزور سحر گنبد تک پہونچی اور طعام فرخ کو دیکے کہنے لگی کہ او قیدی
بھوکے پیاسے یہ طعام لے اور ہماری ملکہ کو دعا دے کہ انکی طبیعت اچھی رہے اور مراد دل انکی بر آئے انھون نے
تجکو محتاج اور فاقہ کش تصور کرکے بطور صدقہ تجھپر رحم کرکے یہ طعام تجھے دیا ہے اگر ملکہ یہ طعام تجھے نہ دیتین تو
تو ان بریسی بڑی آنکھون سے طعام کو دیکھتا اور نظر لگاتا ہماری ملکہ کو طعام ہضم نہوتا فرخ نے جو دلربا کو
دیکھا بے اختیار فریفتہ ہو گیا اور ہنسی سے کہنے لگا کہ او چڑیل کیا بکتی ہے یہ طعام لیکر آئی ہے چرب زبانی کرتی ہے یہان یہ
طعام کوئی نہ لیگا تو ہی اس طعام کو جا کر نگل مجکو ایسے سڑے ہوئے طعام کی خواہش نہین ہے ہمارے شاہزادے طعام
کھا چکے یہ سلمان ہین اور یہ کھانا کافرون نے پکایا ہے علاوہ اسکے ایسے طعام تو انکی لونڈیان بھی کبھی نہین کھاتی ہین
وہ کبھی ایسے طعام کو اٹھا کر کنارے ڈال دیتی ہین یہ تیری ہی ایسی ہی نیت ہے کہ تو اس طعام کو اچھا جانتی ہے اور اپنے تئین بھی

پھر اچھا سمجھتی ہو ہمین تو یہ طعام مطلق مرغوب نہیں ہی نہ تو ہمین پسند ہو تجھ ایسی لونڈیان ہمارے یہان ہون وایسے اور خدمت کرنے کی امید رکھتی ہین
مگر ہم تجھ ایسی بدصورت لونڈیون سے جوتی کی پرلو تک بھی نہیں رکھواتے تو ایسی بدنظر ہو کہ میری آنکھون کو نظر لگاتی ہو اور میری
بڑی بڑی آنکھین دیکھکر رشک سے گھورتی ہو تیری ان ننھی ننھی آنکھون کو پھوڑ دونگا مین عیار ہون میرے پاس ہر قسم کے
اوزار ہین اگر تجھکو یقین نہو تو مین توڑنے پھوڑنے کے اوزار بھی تجھکو دکھادون تجھکو اب لازم ہو کہ یہان سے دور ہو
اور یہ طعام لیجا جب تک ملکہ تیری ہمارے شاہزادے کے ہمراہ طعام نہ کھائیگی ہمارے شاہزادے یہ طعام ہرگز ہرگز نہ کھاینگے
جسوقت یہ تقریر فرخ کی عمرو بن حمزہ یونانی نے سنی کہا اے فرخ طعام اگرچہ مین نہ کھاؤنگا لیکن تم دلربا سے لے لو
اور کہدو ورنہ گلشن جادو کو رنج ہوگا فرخ نے عرض کیا مین تو طعام اس نگوڑی کے ہاتھ سے کبھی نہ کھاؤنگا اب اسے
طعام لیجانے دیجیے مین اقرار کرتا ہون کہ مین آپ کو شریک طعام ملکہ گلشن جادو اس طور سے کرونگا کہ ایک قاب مین آپ
ملکہ کے ہم پہلو بیٹھکر طعام کھائیے گا دلربا کل تقریر فرخ کی سنکے اول تو پہلے ہی دیکھکر مائل ہوئی تھی اور اب تو ہزار جان سے
عاشق ہوگئی اور دل مین خیال کرنے لگی کہ فرخ عجب شوخ طبیعت ہے یہ خیال کرکے پھر فرخ سے کہنے لگی کہ اے جھوٹے
مکار دغاباز جعلساز تو لاکھ مجھے پسند کرے اور میرے آگے ہاتھ جوڑے مین تجھے کبھی پسند نہ کرونگی فقط تو اپنے دل کو خوش
کرلے میرے ملازم بھی تجھسے بہتر ہین بعد اس گفتگو کے دلربا نے کہا او دبلیے یہ کیا تو نے کہا کہ مین ملکہ کے ساتھ آپ کو طعام
کھلواؤنگا بھلا یہ کیونکر ہوسکتا ہو کہ ملکہ ان ساحرون کے سامنے شاہزادے کے ساتھ کھانا کھائینگی فرخ نے کہا
او نگوڑی بیوقوف ہم عقلمندون سے تدبیر اسکی پوچھ دلربا نے پوچھا کہ کیا کہتا ہو فرخ نے کہا یہ سفوف بیہوشی لیتی جاؤ
اور ملکہ سے کہو کہ اسے شراب مین ملاکر ان سب ساحرون کو شراب پلادو ساحر سب بیہوش ہوجاینگے اسوقت
ہمارے شاہزادہ تمھاری ملکہ کے ہمراہ طعام کھاینگے بشرطیکہ ملکہ تمھاری کلمہ پڑھکر مسلمان ہونگی ورنہ اسوقت بھی
طعام تناول نہ کرینگے دلربا یہ تقریر فرخ کی سنکے اور یہ سفوف بیہوشی کی لیکر خدمت گلشن جادو مین گئی اور اسے
گلشن جادو سے تمام حال بیان کیا ملکہ نے بھی آہستہ کہا ہر چند مین سحر مین ذوالجام وغیرہ سے کسی طرح کم نہیں ہون
بلکہ زیادہ ہون ممکن ہو کہ ان ساحرون سے لڑکر شاہزادے کو رہا کرون لیکن فرخ کی راے پسند کرلی ہون بعد بیہوش
ہوجانے ان ساحرون نابکار کے بصورت ان سب کو قتل کرونگی اور شاہزادے کو رہا کرونگی یہ کہکے گلشن جادو نے
ذوالجام سے کہا کہ اے ذوالجام دیکھو مین نے طعام ان قیدیون کو بھیجا تھا قیدیون نے طعام نہ لیا اب مین بخوف ننگ کے
یہ طعام ابھی نہ کھاؤنگی بالفعل اس طعام کو رہنے دو ذوالجام جادو نے عرض کیا جو حضور کو مناسب ہو وہی حضور
کرین یہ عرض کرکے وہ طعام روبرو گلشن جادو سے اٹھاکر علیحدہ رکھ دیا اور دلربا نے وہی سفوف بیہوشی شراب
مین خوب ملاکر جام بلورین شراب سے مملو کرکے جام شراب ملکہ کو دیا ملکہ نے جام مے کو فقط منہ سے لگاکر ذوالجام
جادو سے کہا اے ذوالجام تم ہماری جھوٹھی شراب پیوگے ذوالجام جادو سمجھا کہ ملکہ گلشن جادو مجھپر مائل
ہوگئی ہو اور اسیوجہ سے یہان آئی ہے یہ سمجھکے ذوالجام نہایت ہی مسرور ہوا اور جھکے عرض کرنے لگا کہ اے
مقدر کہ حضور کی جھوٹھی شراب مین پیون اسکی تو آرزو رکھتا تھا یہ عرض کرکے جام لینے کو ہاتھ بڑھایا
گلشن جادو نے وہی جام صہبا دیا ذوالجام جادو شراب بے دغدغا سب جام پی گیا پھر ملکہ نے ان بارہ
ساحرون کو کئی شیشے شراب بیہوشی آمیز کے دیئے اور کہا تم سب بھی یہ شراب پیو ساحرون نے سلام کرکے
شیشہ ہاے شراب سے لیے اور باہم بیٹھکر شراب پینے لگے جب ساحر شراب پی چکے تھوڑی دیر مین سب ساحر
مع ذوالجام جادو کے بیہوش ہوگئے اسوقت دلربا اٹھی اور خنجر کھینچکر ان بارہ ساحرون کو قتل کرنے لگی جب دلربا بارہ

ساحرون کو قتل کر چکے اور جو ساحرون کے مرنے سے تاریکی ہو گئی تھی وہ دفع ہو چکی تھی اُسوقت دلربا ملکہ سے کہنے لگی کہ ذوالحجام بڑا ساحر ہے شاید مجھسے قتل نہو لہذا اس نابکار کو آپ اپنے ہاتھ سے قتل کیجیے گلشن جادو نے یہ گفتگو دلربا کی سنکے کہا اے دلربا تیغ مجھکو دو مین ابھی اسکو قتل کرتی ہون دلربا نے تیغ دیا ملکہ نے اسکو لیکر بعد غضب اٹھی تیغ سے سر ذوالحجام کا تن سے جدا کیا بمجرد قتل ہونے ذوالحجام جادو کے آندھی سیاہ آئی جہان تیرہ و تار ہو گیا سحر کے بیرون نے فریاد کی پھر اور آواز آئی افسوس مردیم و بمطلب خود نہ رسیدیم مارا گیا او رنام میرا ذوالحجام جادو تھا بعد چار گھڑی کے وہ تاریکی دفع ہونے لگی اور شور و غل موقوف ہوا آفتاب نظر آیا چونکہ عمرو بن حمزہ یونانی اور فرخ سحر ذوالحجام جادو مین گرفتار تھے جب ذوالحجام جادو قتل ہو گیا سحر اسکا برطرف ہو گیا عمرو بن حمزہ یونانی اور فرخ قید سحر سے رہا ہو گئے گنبد سحر معدوم ہو گیا دلربا عمرو کو فوراً ملکہ کے پاس لے آئی فرخ بھی دلربا کے ساتھ ساتھ کنارے پر تالاب کے آیا عمرو بن حمزہ گلشن جادو سے ملکر اور ملکہ کے پہلو مین بیٹھکر از حد شاد و مسرور ہوئے بعد اشکباری کے مثل گل خندان ہوئے گلشن جادو بھی نہایت خوش ہوئی دلکی بیتابی و بیقراری دور ہوئی پھر باہم شکوہ و شکایت کر کے طالب و مطلوب ہم پہلو بالاے مسند بیٹھے فرخ پہلوے دلربا مین بیٹھا اُسوقت گلشن جادو نے طعام کی جانب توجہ کی مگر وہ شیشہ مے کہ جس مین بیہوشی نہین ملائی تھی اٹھایا اور اپنے دست رنگین سے ساغر بلورین مین شراب بھری اور بناز و ادا اُسکرائی عمرو بن حمزہ کو جام مے دینے لگی عمرو بن حمزہ نے مے پینے سے انکار کیا اُسوقت دلربا نے عرض کیا اے شاہزادہ ذیوقار ملکہ کے ہاتھ سے ساغر صہبا نوش فرمائیے اور ملکہ کو رنجیدہ نکیجیے میرے ہی اشارے سے ملکہ نے اپنے ہاتھ سے جام مین شراب مملو کی ہے آپ کی محبت اور الفت مین یہ یہانتک آئی ہین اور صدمے انکی مفارقت کے انھون نے اٹھائے ہین دیکھیے آپکے عشق مین ملکہ کا کیا حال ہو گیا ہے گل عارض زرد ہو گئے ہین برسونکی بیمار معلوم ہوتی ہین آپکو انکی خاطر شکنی مناسب نہین ہے عمرو بن حمزہ نے جواب دیا اے دلربا آگاہ ہو شراب نہ پینے کا یہ سبب ہے کہ مین مسلمان ہون اور ملکہ ابھی مسلمان نہین ہوئی ہے اور اگر ملکہ دین اسلام قبول کرین تو پھر مین بے عذر شراب پیون دلربا نے گلشن جادو سے عرض کیا جو کچھ شاہزادے صاحب نے ارشاد کیا ہے آپ نے تو سنا میرے نزدیک مناسب ہے کہ آپ انکی خاطر سے انکے دین کو قبول کیجیے ملکہ نے دلربا سے کہا انسے پوچھو کہ اگر کوئی مسلمان ہونا چاہے تو کیا کہے اور کیونکر مسلمان ہو دلربا نے شاہزادے سے عرض کیا لیجیے حضور مبارک ہو کہ ملکہ مسلمان ہونے پر راضی ہین اب حضور انھین مسلمان کیجیے شاہزادے نے خوش ہو کر ملکہ کو کلمہ پڑھایا گلشن جادو کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی پھر دلربا اور جملہ کنیزین بھی کلمہ پڑھکر دین اسلام قبول کر لی گئین بعد مسلمان ہونے ملکہ کے شاہزادے نے جام مے دست گلشن جادو سے لیکر شراب پی پھر شاہزادے نے ساغر مین شراب بھر کے ساغر ملکہ کو دیا الحاصل بعد میکشی کے گلشن جادو نے دلربا سے کہا کہ جلد نازنینان خوش گلو اور خوبرو کو بلاؤ دلربا نے موافق حکم کے نازنینان زہرہ خصال کو طلب کیا جب چند نازنینان خوش گلو پریرو ملکہ حاضر ہوئین بعد بجالانے آداب و تسلیم کے اور سب تو علحدہ بیٹھین لیکن انمین سے ایک مطربہ گل پیرہن غنچہ دہن مع اپنے سازندون کے بزم مین آئی اور سامنے گلشن جادو اور شاہزادے ذیجاہ کے ناچنے لگی پھر نازنین مذکورہ نے روبروے ملکہ یہ غزل گانا شروع کی

غزل

خدا کو مانو نصیبی نجالو نہ میرے دلبر جفا کرو تم
وفا کرین ہم جفا کرو تم دعا کرین ہم دغا کرو تم

الہیگا عرش خدا کا پایہ ذرا تو خوف خدا کرو تم
تمہین نے پہلے گلا کٹایا تمہین نے قاتل تمہین بنایا

زمانہ اُلٹا ہی کیا کرو تم جدا جو ہو وہ ادا کرو تم
تمہین نے یہ رنگ سب جمایا ہمارا حق تمہین ادا کرو تم

ابھی غم سے ہے بچا ہو تو اٹھا لیں ابھی قرار سے سرنگا لیں
کریں گفتگو دشمنے سے ہم نہیں سے شرم و حیا کرو تم
جب تک بچے ہو تو غم مجھے ہو اب تو کچھ پرہیز کرو تم
یہ میری تقدیر میں لکھا تھا کہ مجھ پر جور و جفا کرو تم

ابھی مجھ پر شر کی چلتے لیں ذرا قیامت برپا کرو تم
چلو بہت بچکی کروٹ کہا کار دو اٹھا گھوٹ
جو بوسہ لیوں تو کیا کرو تم گلے لگا لوں تو کیا کرو
تباؤ اسی قدر کیا کیا تھا یہی نتیجہ ہے عاشقی کا

نباہ ہوگا کسی میں ہم ہے دیدوں طرف کا عالم
لپٹ ہی جاؤ گی ہے جھٹ پٹ بہت نظر کرو تم
بجا ہی بجا مراکل تھا تمہارا میں قصور کیا تھا
غریب بیکس ذلیل و رسوا خراب و خستہ پھرا کرو تم

جسوقت غزل مرقوم مطربہ نے روبروے شاہزادہ و گلشن جادو بصد ناز و ادا گائی دلربا اور فرخ سے زیادہ شاہزادہ خوش ہوا اور ملکہ گلشن جادو بسرور ہوئی اور اسی عالم خوشی میں ملکہ نے خیال کیا کہ میں نے ذوالجام کو قتل کروا ڈالا ہے اور شاہزادے کو رہا کیا ہے یقیناً یہ خبر نارنج جادو کو پہونچیگی ہے اور پر تو نہیں معلوم کیا ظلم کریگی لیکن شاہزادے کو تو قتل ہی کر ڈالیگی ایس اوس غافل بیٹھنا مناسب نہیں ہے کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہئے کہ جس تدبیر سے شاہزادہ اسکے شر سے محفوظ رہے اور خالہ یعنی نارنج جادو کا سحر شاہزادے پر تاثیر نہ کرے ہر چند اس تدبیر کرنے سے حیلہ سازکنان طلسم میری جان کے دشمن ہو جائینگے خصوصاً نانی زور بانانہ جادو تو مجھے حتی الامکان کسیطرح زندہ نہ چھوڑیگی لیکن شاہزادہ کی جان بچیگی اور شاہزادہ مجھسے خوش ہوگا اگر میں بعد ایسی ہی تدبیر کرنے کے زندہ نہ رہی تو ضرور بعد میرے مرنے کے شاہزادہ مجھے یاد تو کریگا اور خیال ضرور کریگا کہ گلشن جادو نے میری بہبودی کے واسطے اپنا مرجانا اور قتل ہوجانا قبول کیا اور شرائط الفت و عشق خوب ادا کیے یہ خیال کر کے گلشن جادو نے عمرو بن حمزہ یونانی سے کہا اے شاہزادہ ذیجاہ آپ تو یہاں بیٹھے ہوئے ناچ دیکھیں اور گانا سنیں میں آپ کے لیے بہبودی کی فکر میں جاتی ہوں اگر خدا نے چاہا تو پھر یہاں آؤنگی ورنہ جو میرے مقدر میں لکھا ہے وہ ہوگا شاہزادے کو پہلو سے ملکہ کا اٹھکے جانا نہایت ناگوار ہوا بیتاب و بیقرار ہوکے کہا اے ملکہ تم میرے پہلو ہی میں بیٹھی رہو کہیں نجاؤ ہر چند اسیطرح شاہزادے نے مکرر اور متواتر کہا لیکن ملکہ نے نہ مانا اور کہا میں جلد چلی آؤنگی یہ کہکر گلشن جادو تخت پر سوار ہوکے ہمراہی اپنی جسکے نانی زور بانانہ جادو کے مکان کی طرف روانہ ہوئی گلشن جادو کو تو انتظار راہ میں چھوڑیے اور حال شاہزادہ کا سنیے کہ جب ملکہ پہلو سے شاہزادے کے اٹھکر چلی گئی وہ بزم عشرت محفل ماتم ہوگئی دل پہلو میں بیقرار رہا طبیعت گھبرائی آثار غم چہرے پر ظاہر ہوئے دلربا نے یہ حال شاہزادہ کا دیکھکر اور ایک مطربہ کو طلب کیا جب وہ مطربہ خوش گلو بزم میں آئی دلربا نے کہا اے مطربہ اسوقت شاہزادہ ذیجاہ پریشان خاطر ہیں جب تک ملکہ تشریف یہاں لائیں تو دو چار غزلیں ایسی عاشقانہ روبروے شاہزادے کے گاکہ دل شاہزادہ کا مسرور ہو مطربہ نے بموجب حکم یہ غزل شروع کی غزل

دل ناداں تجھے آزار ہوا خوب ہوا
بدلے تسبیح کے زنار ہوا خوب ہوا
بار منت کا مری کون اٹھاتا سر پر
میں جو رسوا سر بازار ہوا خوب ہوا
خوف بخشش کا نہیں دل میں بھی کچھ تیرے خلیل

دام گیسو میں گرفتار ہوا خوب ہوا
یہ سزا ہے دل ناداں کی نہ مانا کہنا
وہ نہ اپنا کبھی غمخوار ہوا خوب ہوا
روز کے جھگڑے سے چھٹنے کی فراغت پائی
رہنما حیدر کرار ہوا خوب ہوا

ایک کافر کی محبت نے بھلایا سبکو
نرگس چشم کا بیمار ہوا خوب ہوا
ناصحا مجھسے تجھے کوئی سروکار نہیں
اسکو ملنے سے بھی انکار ہوا خوب ہوا
ہر چند غزل مرقوم مطربہ مذکورہ نے

تپاک کے بہ ناز و ادا گائی لیکن دل شاہزادے کا مسرور نہوا پھر مطربہ نے اور غزل شروع کی اور بہ ناز و ادا اشعار غزل عاشقانہ گانے لگی یہاں تو عمرو بن حمزہ یونانی بیٹھے تھے مطربہ گا رہی تھی فرخ اور دلربا وغیرہ بھی بیٹھے ہیں لیکن اب حال گلشن جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب گلشن جادو اپنی نانی کے پاس قریب شہر طلسم پہونچی زور بانانہ جادو کو تسلیم کرکے سامنے بیٹھی زور بانانہ جادو نے پوچھا اے لڑکی تو اسوقت یہاں کیسے آئی ہوئی کیوں آئی ہے خیر تو ہے طبیعت کیسی ہے گلشن جادو نے عرض کیا میں بے اسیر آئی تھی انتظار راہ میں مجھکو تپ آگئی طبیعت

بے لطف رہی اسوجہ سے اپنے مکان تک جانہ سکی اور آپ کے پاس حاضر ہوئی اسوقت مجھسے بیٹھا نہیں جاتا ہے علاوہ درد سر کے اعضا شکنی بھی ہو رہی ہے جب گھبرائی ہوئی ہوں زور بانہ جادو نے یہ گفتگو سنکے کہا کہ آج شب کو یہیں رہنا اب اپنے گھر نہ جانا یہ کہکے زور بانہ جادو نے کہا پلنگ پر جاکے لیٹ رہو گلشن جادو فوراً اٹھی اور پلنگ پر چادر اوڑھ کے لیٹ رہی اور بمصدا کانپنے لگی زور بانہ جادو نے ہر ایک کنیز کو گلشن جادو کے پاس سے ہٹا دیا اور سب کنیزوں سے کہا کہ باتیں بآواز بلند نہ کرو لڑکی کو اب نیند آگئی ہے سونے دو یہ کہکے زور بانہ جادو دیر تک پاس گلشن جادو کے بیٹھی رہی پھر بعد اکل و شرب بستر خواب پر لیٹی اور بوجہ کثرت شراب کے جلد تر سو گئی اور کنیزیں بھی جابجا سو رہیں جب گلشن جادو نے دیکھا کہ زور بانہ غافل سو رہی ہے اسوقت گلشن جادو اٹھی اور ہر ایک کنیز کو غافل اور خفتہ دیکھکر آہستہ آہستہ روانہ ہوئی قریب زور بانہ جادو کے گئی اور غافل دیکھکر لوح محفوظ زور بانہ جادو کے گلے سے اتار لی اور جلد تر وہاں سے تخت پر سوار ہوکے باغ شنگل کی طرف مع اپنی کنیزوں کے روانہ ہوئی یہاں شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کنارے نہر تالاب کے بیٹھے ہوئے تھے اور سامنے ایک مطربہ گا رہی تھی عمرو بن حمزہ فرخ سے کہہ رہے تھے کہ آدھی رات کا وقت آگیا ابھی تک ملکہ نہیں آئیں انھوں نے تو کہا تھا کہ میں جلد آؤنگی نہیں معلوم کیا وجہ ہوئی کہ ابھی تک نہیں آئیں میرا دل گھبراتا ہے فرخ کچھ کہا چاہتا تھا ناگاہ ملکہ روبرو سے عمرو بن حمزہ آئی اور تخت سے اترکے پہلو سے شاہزادہ میں بیٹھی عمرو بن حمزہ نے پوچھا اے ملکہ تم کہاں گئی تھیں میری طبیعت پریشان تھی گلشن جادو نے کہا اے شاہزادہ ذیوقار میں اپنی نانی زور بانہ جادو کے پاس گئی تھی جب وہ سو رہی میں اسکے گلے سے لوح محفوظ اتار کے لے آئی یہ کہکے لوح محفوظ شاہزادہ کو دکھا کر گلے میں شاہزادے کے لوح پہنادی شاہزادہ نے پوچھا اے ملکہ اس لوح کی کیا خاصیت ہے اور کیا اسکا وصف ہے ملکہ نے کہا اے شاہزادہ جانی یہ لوح محفوظ جس شخص کے پاس ہو اسپر سحر کسی کا اثر نہیں کرتا اب آپ پر کسی کا سحر اثر نہ کریگا میں آپکی محبت میں یہ تحفہ لے تو آئی ہوں لیکن مجھکو زور بانہ جادو سے نہایت ہی خوف ہے جسوقت وہ بیدار ہوگی اور اس لوح کو اپنے گلے میں نہ دیکھیگی تو سمجھ جائیگی کہ گلشن جادو لیگئی یہ سمجھ کے وہ ضرور آئیگی اور مجھے گرفتار کریگی اور سزا سے سخت دیگی عجب نہیں کہ مجھکو قتل کرے پس اے شاہزادے میں امیدوار ہوں کہ اگر میں قتل ہو جاؤں تو آپ مجھکو نہ بھولیے گا کبھی کبھی میری قبر پر تشریف لائیے گا اور تھوڑی دیر بالین پر تشریف رکھیے گا اور صحیفۂ ابراہیم علیہ السلام پڑھیے گا اور ثواب اسکا میری روح کو بخشیے گا ہر چند کہ آپ کو تصدیع تو ضرور ہوگی لیکن میری روح نہایت خوش ہوگی عمرو بن حمزہ یونانی نے محزون و اندوہگین و بیقرار ہوکر کہا اے ملکہ یہ کیا کہتی ہو خداوند کریم مجھکو وہ روز بد نہ دکھلائے کہ تم گرفتار ہو یا خدا نخواستہ قتل ہو اگر زور بانہ جادو یہاں آئیگی میں تیغ آبدار سے اسے قتل کرونگا تم ناحق اس بڑھیا سے ڈرتی ہو اسکی یہ مجال ہے کہ تمھیں میرے روبرو سزائے سخت دیگی یا قتل کریگی ملکہ نے کہا اے شاہزادہ ذیوقار ہر چند کہ زور بانہ جادو بڑھیا ہے اور نہایت نحیف اور ضعیف ہے لیکن بلا کی ہے روزگار بڑی ساحرہ ہے خدا اسکے سحر اور شر سے آپکو بچائے جسوقت وہ سحر کریگی زمین کانپیگی آسمان تھرائیگا اسکے سحر کو کون روک سکیگا یہ کہکے گلشن جادو خاموش ہوئی اور ناچ دیکھنے لگی اور گانا سننے لگی یہانتک کہ تا سحر بزم عشرت میں بیٹھی رہی اور نازنینان خوش گلو کا گانا سنا کے ہنگام سحر زور بانہ جادو جو بیدار ہوئی اسنے اپنے گلے میں لوح محفوظ کو نہ دیکھا گھبرا کر کنیزوں کو پکارا اور یہ پوچھا کہ گلشن جادو اس پلنگ پر سوتی تھی کہاں گئی کنیزوں نے عرض کیا حضور ہمیں نہیں معلوم کہ کسوقت گلشن جادو یہاں سے چلی گئیں زور بانہ نے خیال کیا

کہ گلشن جادو ہی لوح محفوظ لیگئی یہ خیال کر کے زور بانا جادو نے اوراق جمشیدی جو دیکھے تو اوراق جمشیدی سے ظاہر ہوا
کہ لوح محفوظ گلشن جادو لے گئی ہے اور باغ شنگل کے متصل ایک مکان میں مخفی ہے زور بانا جادو وان اوراق کو
دیکھکر گلشن جادو کی اس حرکت پر نہایت غضبناک ہوئی اور تخت سحر پر سوار ہو کے بعد قہر و غضب جانب باغ شنگل
روانہ ہوئی یہاں ملکہ گلشن جادو پہلوے شاہزادہ میں بیٹھی تھی ناگاہ ملکہ نے دیکھا کہ ایک لکہ ابر ایک طرف سے
آسمان پر ظاہر ہوا جب وہ ابر باغ شنگل اور اس مکان پر محیط ہوا ملکہ نے شاہزادے سے کہا اے شاہزادہ عالم
غضب ہوا ایسا ظاہر معلوم ہوتا ہے کہ زور بانا جادو آگئی اب میں اسکے ہاتھ سے زندہ نہ بچونگی یہ کہکے ملکہ چاہتی تھی کہ سحر
کر کے غرق زمین ہو کہ یکایک برق چمکی اور درمیان ابر سے ایک تخت ظاہر ہوا سب نے دیکھا کہ تخت پر ایک بڑھیا بیٹھی
ہے اور جھولی اسباب سحر کی زیب دوش کیے تھی ابھی سب سکو دیکھ رہے تھے اور ملکہ خوف زور بانا جادو سے غرق زمین
ہوا چاہتی تھی کہ زور بانا جادو نے بعد غضب پکار کے کہا کہ او گلشن جادو کہاں بھاگی جاتی ہے میں آن پہونچی غضب
کیا تو نے کہ لوح محفوظ میرے گلے سے اوتار لائی اور اپنے آشنا کو لا کر دیدی یہ کہکے زور بانا جادو نے ایک ترنج سحر کا
زمین پر جو مارا بمجرد گرنے ترنج کے زمین تخت و سنگین ہو گئی ملکہ غرق نہو سکی پھر ملکہ نے چند سوے مشکین اپنے سر سے توڑ کر
اور اسم سحر پڑھکر زور بانا جادو پر پھینکے وہ سوے مشکین مار سیاہ بنکر زور بانا کی سمت چلے اسی اثنا میں دلربا اور کنیزیں
اور عمرو بن حمزہ اٹھ کھڑے ہوئے فرخ بھاگ کر ایک درخت پر چڑھ گیا شاہزادے نے تلوار کھینچی دلربا وغیرہ نے
بھی زور بانا پر ہر چند سحر کیے لیکن زور بانا نے ہر ایک کا سحر رد کر کے اور جلد آ کے سوے مشکین گلشن جادو کے
پکڑے دلربا اور کنیزیں رونے لگیں اور بعد نالہ و بکا کہنے لگیں کہ اے زور بانا جادو ملکہ کو چھوڑ دیجیے انکی کچھ خطا نہیں ہے
یہ لوح محفوظ آپ کے گلے سے اوتار کے نہیں لائی ہیں زور بانا جادو نے دلربا وغیرہ کی تقریر سنکے کہا تم سب
کٹنیاں ہو مجھسے تم فریب و مکر کی گفتگو کرتی ہو میں اس چھوکری کو ضرور سزاے سخت دونگی یہ کہکر زور بانا جادو
نے ایسا سحر کیا کہ ملکہ مع دلربا اور کنیزیں غرق زمین ہو گئیں سحر زور بانا جادو میں گرفتار ہو گئیں عمرو بن
حمزہ نے تیغ آبدار لیکر زور بانا جادو پر حملہ کیا اسنے بھی ان پر سحر کیا لیکن بوجہ لوح محفوظ کے سحر نے
کچھ تاثیر نہ کی جب عمرو بن حمزہ قریب تر زور بانا جادو کے پہونچے زور بانا جادو بھی سحر سے غرق زمین ہو گئی
اسوقت شاہزادے ملکہ کے گرفتار ہونے سے اسقدر اشکبار اور مضطر ہوئے کہ غش آگیا فرخ درخت سے
اوترکے شاہزادہ کے پاس آیا اور حال شاہزادے دیکھکر محزون ہوا یہاں تو شاہزادے کو غش آگیا ہے فرخ
رو رہا ہے اور تدبیریں دفع غشی کی کر رہا ہے لیکن اب حال زور بانا جادو کا سنیے کہ زور بانا جادو غرق زمین ہو کر
اور گلشن جادو وغیرہ کو گرفتار کر کے اپنے ہمراہ لیکر فوراً طلسم نارنج میں پہونچی اور نارنج جادو سے تمام حال ملکہ
کے لوح محفوظ لیجانے کا بیان کیا نارنج جادو کو نہایت غصہ آیا پھر زور بانا جادو نے ایک ساحرہ سے کہا کہ
تو جلد جا اور زلزلہ جادو اور اسکی دونوں لڑکیوں کو میرے پاس بلا لا ساحرہ گئی اور زلزلہ جادو کے پاس
پہونچی عرض کرنے لگی اے ملکہ جلد چلیے طلسم نارنج میں زور بانا جادو نے آپ کو بلایا ہے
زلزلہ جادو نے پوچھا تجھے معلوم ہے کیوں بلایا ہے ساحرہ نے عرض کیا جب آپ وہاں چلیے گا
آپ کو سب حال وہاں چلنے سے خود معلوم ہو جائیگا زلزلہ جادو نے کہا ہر چند کہ میں اسوقت
نہایت متردد ہوں کہ میری لڑکی گلشن جادو گل واسطے کرنے کے گئی تھی وہ ابھی تک نہیں آئی ہے
اس سبب سے دل میرا نہایت پریشان ہے لیکن میں چلتی ہوں یہ کہکے زلزلہ جادو

اپنی لڑکیوں کو ہمراہ لیکر تخت سحر پر سوار ہوئی عقاب سحر اور طاؤس سحر پر تیز لزل اور ازلال سوار ہوئیں اور جلد تر ہمراہ اپنی ماں کے طلسم نارنج میں پہونچیں زلزلہ جادو نے طلسم نارنج میں جاکر دیکھا کہ گلشن جادو مع دلربا وغیرہ کے سحر زور ربا جادو میں گرفتار سب کھڑی ہیں زور ربا جادو نارنج جادو کے پاس بیٹھی ہے غصہ سے کانپ رہی ہے نارنج جادو کے بھی چہرہ پر آثار غیظ ہویدا ہے زلزلہ جادو یہ حال دیکھکر گھبرا گئی غرض زور ربا جادو کو تسلیم کرکے برابر بیٹھی زور ربا جادو نے زلزلہ جادو سے کہا تمکو کچھ خبر بھی ہے کہ تمھاری اس چھوکری نے کیا کیا ہے

زلزلہ جادو نے کہا نانی جان مجکو مطلق آگاہی نہیں ہے آپ بیان کیجیے زور ربا جادو نے کہا تمھاری بیٹی نے ذوالجام جادو وغیرہ کو قتل کرکے عمرو بن حمزہ کو رہا کر دیا اور اس شاہزادہ پر عاشق ہوئی اور اوسکے عشق میں ایسی دیوانی ہوئی کہ اوسکی بہتری کے واسطے کل شبکو میرے پاس آئی اور کہنے لگی میری طبیعت اچھی نہیں ہے یہیں پلنگ پر سو رہونگی میں نے کہا یہ تمھاری لڑکی مکارہ پلنگ پر لیٹ رہی ہنگام شب جب میں سو رہی لوح محفوظ میرے گلے سے اتار کے لیگئی اور شاہزادے کو جا کر دیدی اتبک لوح محفوظ اسکے گلے میں تھی غرض جب صبح ہوئی اور میں بیدار ہوئی میں لوح اپنی نہ دیکھکر از حد متحیر ہوئی آخر بعد دریافت معلوم ہوا کہ تمھاری لڑکی لیگئی ہے اور باغ خشنگل کے متصل ایک مکان میں مصروف عیش با نازنینان خوبرو کامران رہی ہے اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ کے پہلو میں بیٹھی ہے میں یہ حال دریافت کرکے باغ خشنگل کی جانب گئی اور اس عیارہ اور مکارہ کو گرفتار کرکے ابھی لے آئی ہوں اب میرے نزدیک یہی مناسب ہے کہ میں اسے آگ میں جلا دوں تاکہ پھر کوئی ایسی حرکت نہ کرے اگر یہ زندہ رہ گئی تو اسیطرح عمرو بن حمزہ کو اور تحائف طلسم دیدے گی خصوصاً لوح طلسمی کو پھر ڈھونڈ کر شاہزادے کو دیدے گی ہر چند کہ حال اس طلسم کی لوح کا کسیکو نہیں معلوم ہے کہ لوح کس جگہ ہے لیکن چھوکری شاہزادے کے عشق میں ضرور لو لگاوے گی اور لوح طلسم بھی مثل لوح محفوظ کے شاہزادے کو دیدے گی شاہزادہ لوح پاکر اس طلسم کو توڑ ڈالیگا اور ساحروں کو قتل کریگا خصوصاً مجھکو اور نارنج جادو کو اور تمھیں تہ تیغ کریگا اور اس طلسم کو تباہ اور برباد کریگا پس اسکا جلا دینا ہی بہتر ہے اسکے جلا دینے سے امید ہے کہ یہ طلسم برباد نہوگا اور سب ساحرہ و ساحر زندہ رہینگے اور طلسم بھی نہ ٹوٹے گا ورنہ کوئی ساحرہ اور ساحر زندہ نہ رہیگا سبکو شاہزادہ قتل کریگا زلزلہ جادو یہ گفتگو زور ربا جادو سنکے نہایت اشکبار ہوئی اور الفت مادری سے بیتاب بیقرار ہو گئی کہنے لگی کہ اے نانی جان ہر چند میری لڑکی نے تقصیر کی ہے لیکن آپ جانتی ہیں میں اس لڑکی کو نہایت پیار کرتی ہوں اور اسے از حد چاہتی ہوں اگر آپ اسے جلا دیجیے گا تو مجھے از حد ملال ہوگا اور میں اسکے جلنے کے صدمے سے ہلاک ہو جاؤنگی آپ اسے قید کیجیے اور جلائیے نہیں اب یہ ایسی خطا نہ کریگی اسنے یہ خطا نادانی سے کی ہے ابھی اسکا سن ہی کیا ہے بارہ تیرہ برس کی عمر ہے بیوقوف ہے میری خاطر سے اسکی خطا عفو کیجیے فقط براہ تنبیہ قید کر دیجیے زور ربا جادو نے جواب دیا اے زلزلہ جادو اس مقدمہ میں دخل نہ دو اور اپنی لڑکی کی سفارش نہ کرو اس چھوکری کے جلا دینے سے طلسم بچ جائیگا ہر ایک زندہ رہیگا اسکا جلا دینا بہتر اور مناسب ہے یہ کہکے زور ربا نے جملہ ساحران طلسم نارنج کو طلب کیا جب تمام ساحر اعلے و ادنے جمع ہوئے زور ربا نے ان سے بھی تمام حال گلشن جادو کا بیان کیا اور کہا میں چاہتی ہوں کہ اس لڑکی کو آگ میں جلا دوں تم سب اس مقدمہ میں کیا کہتے ہو اکثروں نے یہ کہا بہتر ہے کہ گلشن جادو کو جلا دیجیے ورنہ یہ طلسم برباد ہو جائیگا جب ساحروں سے زور ربا نے یہ تقریر سنی فوراً حکم کیا کہ لکڑیاں ایک میدان میں جمع کی جائیں بموجب حکم اکثر ساحروں نے میدان میں لکڑیاں لیجا کر جمع کیں اور لکڑیوں پر آگ رکھدی زور ربا جادو نے حکم کیا کہ اب گلشن جادو کو لیجا کر لکڑیوں پر بٹھا دو ساحران

غدار و نابکار گلشن جادو کو لیکر چلے اور نارنج جادو اور روز بانا جادو اور زلزلہ جادو و حیلہ ساحرہ اور ساحر میدان کی طرف چلے اسوقت زلزلہ جادو و گلشن جادو کی عجب کیفیت تھی دل بیقرار تھا آنسو آنکھون سے جاری تھے و مبدم نالہ و آہ کرتی تھی ہر ایک قدم زمین پر گری پڑتی تھی جادوگرنیان زلزلہ جادو کو سنبھالتی تھین اور سمجھاتی تھین کہ اسقدر نہ روئیے اب صبر کیجیے گلشن جادو کے مقدر مین یہی لکھا تھا جو سامری و جمشید کو منظور تھا وہی ہوا ہر چند زلزلہ جادو کو جادوگرنیان سمجھاتی تھین لیکن زلزلہ جادو کا رونا موقوف نہوتا تھا زلزلہ جادو کا تو حال تحریر کیا گیا اب گلشن جادو کا حال لکھا جاتا ہی کہ جب ساحر گلشن جادو کو جلانے کے واسطے لیکر چلے اسوقت گلشن جادو بے اختیار رونے لگی اور یہ خیال کرنے لگی کہ افسوس ہزار افسوس شاہزادے پر عاشق ہو کر مین نے چار روز بھی عیش نہ کیا فلک پیر نے یہ ظلم کیا حیف میرے نخل تمنا مین ثمر نہ آیا مین نے کچھ لطف شباب نہ اٹھایا دنیا سے بہ ارمان ہی چلی امید دلی بر آئی عاشق ہو کر ذرا بھی راحت نہ پائی اب آگ مین یہ ساحر مجھکو جلا دینگے حسن و شباب کو خاک مین ملا دینگے بعد میرے جل جانیکے زور بانانہ جادو دیکھیے شاہزادے سے کسطرح پیش آتی ہے انکو قید کرتی ہی یا قتل کرتی ہی خداوند عالم شاہزادے کو زور بانانہ جادو اور جملہ ساحران نابکار کی شر سے محفوظ رکھے اور بچائے افسوس اسوقت کوئی ایسا نہین ہو کر جو شاہزادے کے پاس جائے اور میری زبانی اور میری طرف سے یہ کہدے کہ اے شاہزادہ ذیجاہ اب آپ اپنے والد کے پاس یونان مین چلے جائیے طلسم نارنج کے توڑنے کا خیال ہی دل مین نہ لائیے سب ساحران نابکار آپ کے دشمن جان ہین حتے الامکان آپکو گرفتار کرینگے اور قتل کرینگے مجھکو زور بانانہ جادو نے آپ سے محبت کرنے کی یہ سزا دی ہی کہ ساحر مجھکو آگ مین جلانے کو لیے جاتے ہین اگر تکلیف نہو تو ایکدم بھر کے واسطے چلے آئیے اپنے عاشق کو جلتے ہوئے دیکھ لیجیے مین بھی وقت اخیر آپکو دیکھ لون پھر ملاقات نہوگی اگر بعد میرے جل جانے کے یہان آئیے گا تو سوائے خاک کے کچھ نہ پائیے گا اور جب میرے جل جانے کی خبر سن پائیے گا یا میری خاک ملاحظہ کیجیے گا تو اشکبار اور بیقرار ہوجیے گا اور یہ تصور کیجیے گا کہ یہ خاک ہمارے نقش کف پا پر تصدق ہوا اور نثار ہو گئی ملکہ یہی خیالات کر رہی تھی کہ ساحران نابکار میدان مین پہونچے اسوقت زور بانا جادو نے باد دیگران ساحرون سے کہا کہ گلشن جادو کو لکڑیون پر بٹھا دو اور جلد تر آگ مین جلا دو ساحرون نے بموجب حکم گلشن جادو کو انبار ہیزم پر بٹھا دیا چونکہ اسوقت تک اچھی طرح آتش شعلہ زن نہین ہوئی تھی جا بجا لکڑیان آگ سے جلی تھین دھوان ہو رہا تھا اس سبب سے گلشن جادو اسوقت تک آگ سے نہ جلی جب ساحر گلشن جادو انبار ہیزم پر بٹھا کر ہٹ گئے اسوقت گلشن جادو نے نہایت اشکبار و بیقرار ہو کر منھ اپنا بیت المقدس یا سوئے قبلہ کیا اور جانب فلک دیکھکے برجوع قلب درگاہ خدا مین اسطرح دعا کی کہ اے خالق بحر و بر و اے معبود جن و بشر تو بخوبی واقف و آگاہ ہی کہ مین فی الحال مسلمان ہوئی ہون اور تیری یکتائی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی پیغمبری کی معترف ہون اور یہ دولت دین اسلام شاہزادہ عمرو بن حمزہ علیہ السلام سے مجھے دستیاب ہوئی ہے خداوندا واسطہ تجکو اپنے پیغمبر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کہ تو نے انھین آگ سے بچایا ہے مجھے بھی اس آگ سے بچا اور محفوظ رکھ تو نے ہر ایک آفت و بلا سے ہمیشہ خاص و عام کو بچایا ہی اور اب بھی بچاتا ہے جب کوئی مصیبت اور بلا مین مبتلا ہوا ہے تو نے ہی اپنی قدرت کاملہ سے ہر ایک کو آفت سے بچایا ہے بموجب

نظم

یوسف پہ رہی بہت تباہی
چاہا تو نے تو چھوٹے دم مین

آخر کو ہوئی نصیب شاہی
ایوب کی کتنی کین دوائین

یونس رہے حوت کے شکم مین
یعقوب کی کٹ گئین بلائین

گلشن جادو درگاہ کبریا مین بہ تضرع وزاری و بہ نالہ و بیقراری دعا کر رہی تھی کہ آگ کے شعلہ بلند ہونے لگے اور حرارت آتش تن نازک ملکہ کو صدمہ پہونچنے لگی دھوان اسقدر بلند ہوا کہ دیکھنے والون کو دوسرا آسمان دھوئین کا نظر آنے لگا تمام میدان مین دھوان ساحرون کو دکھائی دینے لگا اسوقت ایک ساحر کو کہ نام اُسکا طوفان جادو تھا اور سب ساحرون کے درمیان مین وہ بھی کھڑا ہوا دیکھ رہا تھا اُسے ملکہ پر رحم آیا اور زلزلہ جادو کی اشکباری اور بیقراری دیکھ دیکھ کے خود بھی اشک آنکھوئین بھر لایا اور خیال کرنے لگا کہ اُسوقت دھوان کثرت سے ہے تو اس دھوئین مین جاکر انبار ہیزم سے ملکہ کو اپنے گھر لیجا کر کسی ساحر کو خبر بھی نہوگی اور اگر کوئی دیکھ لیگا تو اسوقت دیکھ لیا جائیگا مین بھی دریائے سحر ہون ہزارون ساحرون کو غرق کر دونگا یہ خیال کر کے طوفان جادو نے ایسا سحر کیا ہو کہ سبکی نظر سے غائب ہوگیا اور انبار ہیزم سے ملکہ کو اٹھا کر اپنے گھر لیگیا اور بصد عزت و حرمت اور بہ آرام و راحت اپنے گھر مین رکھا اور ملکہ سے عرض کرنے لگا کہ جب تک مین زندہ ہون کسی ساحر یا ساحرہ کی یہ مجال نہین کہ تمکو یہان سے لیجائے یا کسیطرحکا تمہین صدمہ پہونچائے ملکہ نے بعد شکر خداوند تعالے طوفان جادو سے خوش ہوکر کہا کہ تونے مجھپر بڑا احسان کیا کہ انبار ہیزم سے مجھکو اٹھالائے اگر تم مجھکو نہ اٹھا لاتے تو مین جل جاتی ملکہ جلکر خاک ہوجاتی طوفان جادو نے عرض کیا کہ اب آپ مجھکو اپنا خادم اور جان نثار اور تابعدار جانکر یہین تشریف رکھیے جب شاہزادہ عمرو بن حمزہ طلسم نارنج کو توڑ چلینگے اور نارنج جادو اور زور باجادو قتل ہوجائینگی اُسوقت مین آپ کو شاہزادے کے پاس لیجاؤنگا یا شاہزادے کو آپ کے حال سے اطلاع دونگا ملکہ طوفان جادو کی گفتگو سنکے خاموش ہورہی ملکہ طوفان جادو کے مکان مین ہے اسکا حال انشاءاللہ آیندہ لکھا جائیگا لیکن اب حال زلزلہ جادو مادر گلشن جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب طوفان جادو ملکہ کو لے گیا اُس ہنگامہ مین کسی ساحر نے طوفان جادو کو جاتے ہوئے نہ دیکھا اور نہ خیال کیا جسوقت انبار ہیزم جلکر خاک ہوگیا زلزلہ جادو بیقرار و اشکبار سر پیٹتی ہوئی اور خاک اوڑاتی ہوئی قریب خاک انبار ہیزم کے گئی اسوقت نظم

اٹھا شعلہ تپ سوز نہان سے	ہوئی مصروف شیون اس بیان سے	کہ ہی کیا یہ قسمت رنگ لائی
تری آئی ہوئی ہمکو نہ آئی	یہ دن یہ سن یہ آغاز جوانی	یہ خواب ناز مرگ ناگہانی
یہ ارمان سفر کرنا جہان سے	یہ بیٹی اپنے نشان ہونا جہان سے	کہان جائین کرین ہم کس سے فریاد
	دریغا حسرتا ارے وائے فریاد	

جب خاک انبار ہیزم کے قریب زلزلہ جادو نے اپنا حال روتے روتے متغیر کیا اسوقت اکثر جادوگرنیان زلزلہ جادو کے قریب آئین اور اسطرح سمجھانے لگین کہ اے زلزلہ جادو اب صبر کرو اس رونے اور پیٹنے سے کیا ہوگا اب گلشن جادو تمھاری بیٹی اس فریاد و بکا سے زندہ نہو جائیگی جو خداوند سامری اور جمشید نے تمھاری بیٹی کی قسمت مین لکھا تھا وہ ہوا اب تم زمین پر سے اٹھو اور چلو یہ کہکر جادوگرنیان نے زلزلہ جادو کو خاک سے اٹھایا سب ساحر اور ساحرہ اپنے اپنے گھر کی جانب چلے گئے نارنج جادو نے بھی زلزلہ جادو اور تزلزل جادو اور زلزال جادو کو سمجھا کر اور دو تختون پر زلزلہ اور اُسکی بیٹیون کو سوار کرکے کہا کہ اب تم اپنے گھر جاؤ زلزلہ جادو مع اپنی دونون لڑکیون کے بہ نالہ و فغان و گریان اپنے گھر کی طرف روانہ ہوئی زلزلہ جادو اپنے گھر جاتی ہے لیکن اب حال شاہزادہ کا تحریر کیا جاتا ہے کہ شاہزادہ کو جو روتے روتے تالاب کے کنارے غش آگیا تھا اُسی عالم غشی مین عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ ایک مرد ضعیف تشریف لائے اور فرمانے لگے کہ اے شاہزادہ عمرو تو کیون اسقدر ملول و مغموم ہے جلد اُٹھ اور سمت کوہ بلا جادو جا مدعائے دل تیرا بافضال خدا حاصل ہوگا یہ فرماکر بزرگ موصوف تشریف لے گئے

عمرو بن حمزہ کی غشی رفع ہوئی ہوش آیا آنکھین کھول کر دیکھا کہ فرخ بالین پر بیٹھا ہی اور رو رہا ہی عمرو بن حمزہ نے فرش خاک سے اوٹھکے فرخ سے کہا کہ عالم بیہوشی مین ایک بزرگ نے مجھسے فرمایا کہ تو کوہ بلا کی جانب جا وہان تیرا مقصد بر آئیگا پس اے برادر تم اس مقدمہ مین کیا کہتے ہو فرخ نے عرض کیا اے شاہزادہ ذیوقار ضرور کوہ بلا کی جانب تشریف لیچلیے انتظار البعد اب آپکی مدعا دلی بر آئیگا عمرو بن حمزہ یہ تقریر فرخ کی سنکے سمت کوہ بلا چلے فرخ بھی ہمراہ ہوا بعد قطع منازل کے ایک روز عمرو بن حمزہ ایک شہر کے دروازے پر پہونچے فرخ نے دروازے پر دیکھا کہ ایک کمان کیانی رکھی ہی اور کئی توڑے اشرفی کے قریب اسکے رکھی ہین چونکہ فرخ فرزند خواجہ عمرو ہی اشرفیون کو دیکھکر بیتابانہ بیقرار ہوگیا اور منھ مین پانی بھر آیا فرخ اشرفیون کی طرف دیکھ ہی رہا تھا کہ شہباز شاہ کی سواری در شہر سے جانب صحرا گئی بعد جانے شہباز شاہ کے فرخ اوس کمان کے قریب گیا اور جو ملازم بادشاہ در شہر پر موجود تھے اونسے پوچھنے لگا کہ یہ کمان یہان کیون رکھی ہی اور یہ توڑے زر سرخ کے قریب کمان کس سبب سے رکھے ہین ملازمان شاہ نے جواب دیا کہ شہباز یکہ باز جو اس شہر کا بادشاہ ہی اوسی نے کمان کو یہان رکھوایا ہی اور حکم دیا ہی کہ جو شخص اس کمان کو کھینچے وہ یہ توڑے اشرفیون کے لے فرخ کو طمع زر سرخ نے اس قدر بیتاب کیا کہ اوسنے کمان اٹھائی اور ہر چند اوس کمان کو کھینچا مگر وہ کمان نہ کھنچی آخر مجبور ناچار ہوکے رکھ دی اور خیال کیا کہ یہ زر سرخ میرے ہاتھ نہ آئیگا یہ خیال کر کے فرخ چلا ملازمان شاہ نے فرخ کو پکڑکے گرفتار کیا فرخ نے گھبرا کے عمرو بن حمزہ کو پکارا اور کہا دیکھیے ان لوگون نے مجھے بے قصور و خطا گرفتار کیا ہی عمرو بن حمزہ نے ملازمان بادشاہ کے پاس جا کر پوچھا کہ تمنے فرخ کو کیون گرفتار کیا ہی اسنے تمہاری کیا خطا کی ہی ملازمان شاہ نے جواب دیا کہ اس شہر کے بادشاہ کا یہی حکم ہی کہ جو شخص اس کمان کو کھینچے اسے زر سرخ دیدو اور جس سے یہ کمان نہ کھنچے اسے گرفتار کرلو چونکہ اس شخص سے کمان نہ کھنچی ہمنے بموجب حکم بادشاہ اس شخص کو گرفتار کرلیا بادشاہ واسطے شکار کے گیا ہی جب وہ صحرائے سبزہ زار سے آئیگا اسوقت ہم اس شخص کو سامنے بادشاہ کے لیجائینگے اگر اسکا دل چاہیگا تو چھوڑ دیگا ورنہ قید کریگا یا قتل کریگا اگر آپکو اس شخص کی رہائی منظور ہی تو آپ اس کمان کو کھینچیے زر سرخ بھی لیجیے اور اس شخص کو بھی اپنے ہمراہ لیجائیے کیونکہ یہی حکم بادشاہ ہی عمرو بن حمزہ نے یہ تقریر ملازمان شاہ کی سنکے کمان کو اوٹھایا اور زور سے جو اس کمان کو کھینچا تو اس کمان کے تین ٹکڑے ہوگئے ملازمان شاہ یہ طاقت و قوت عمرو بن حمزہ کی دیکھکر نہایت متحیر ہوئے اور کہنے لگے کہ آپنے کمان کو ایسا کھینچا کہ کئی ٹکڑے ہوگئے یہ کمان ایک مدت سے اسیطرح رکھی ہوئی ہی بہت سے شجاع اور بہادرون نے اس کمان کو کھینچا کسی سے یہ کمان ذرا بھی نہ کھنچی آپ نے تو اسکو توڑ ڈالا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے یہ کہکے خاموش ہوئے عمرو بن حمزہ نے تقریر ملازمان شاہ کی سنکے فرخ نے کہا کہ یہ توڑے اشرفیون کے فقرا کو تقسیم کر دو ہر چند کہ فرخ کا دل نہ چاہتا تھا لیکن بموجب کہنے عمرو بن حمزہ کے کچھ زر سرخ کو فقرا کو دیے اور کل اشرفی خود لی جب فرخ زر نذر فقرا کو تقسیم کر چکا اوسوقت شاہزادہ فرخ کو ہمراہ لیکر شہر کے اندر داخل ہوا اور رونق شہر کے یہ نظم پڑھتا تھا **نظم**

دیکھا عجیب اژدہام مردم
اوڑتی ہین وہان عجیب تانین
بیٹھے ہوئے اک طرف کبابی
خورشید کی بھی ٹپک پڑے رال
ہر چیز کی طرفہ آبداری
سیب اور بہی انار و امرود

ہر سمت ہجوم عام مردم
عالم وہ دکان جوہری پر
آئے ہوئے وان کئی شرابی
وہ گرم وہ سرخ تافتانین
لیلی نے لگائی تھی سہاری
پونڈے کی گنڈیریان وہ نایاب

بھٹکیرون کی ہین کہین دکانین
جس طرح کہ برج ماہ و اختر
پر نور مٹھائیون کے وہ تھال
کھوکھون کی فدا کہین جنیہ جانین
اثمار کئی تازہ تازہ موجود
ڈلیان مصری کی جیسے برآب

عمرو بن حمزہ نے شہر کی سیر کرکے فرخ سے فرمایا دل چاہتا ہو کہ چند روز اس شہر مین رہین اور اچھی طرح اس شہر کی سیر کرین کوئی مکان کرایہ ٹھہراو تاکہ اُس مکان مین مقیم ہون فرخ بموجب ارشاد شاہزادہ مکان کی تلاش کرنے لگا چونکہ ایک شخص نے در شہر پر عمرو بن حمزہ کو کمان کھینچتے ہوئے دیکھا تھا اور زور و قوت شاہزادہ کو دیکھکر متحیر ہو گیا تھا اور اوسکے کئی مکان شہر مین تھے فرخ نے جو اس شخص سے کرایہ کے مکان کو پوچھا اُسنے کہا آپ میرے ہمراہ چلیے میرے کئی مکان ہین اُنہین سے ایک مکان مین تشریف رکھیے عمرو بن حمزہ مع فرخ اس شخص کے مکان مین گئے اُسنے مکان مین فرش بچھوا کر تخت اور پلنگ وغیرہ جلد مکان کو آراستہ کر دیا عمرو بن حمزہ بیٹھے تھے کہ ایک شخص نے اوسی مکان کے دروازے پر آکے اسی طرح پکارا کہ جو شخص اس مکان مین فی الحال مقیم ہوا ہو جلد باہر آئے عمرو مع فرخ اُٹھے اور دروازے پر جاکر اُس شخص سے پوچھنے لگے کہ تو کیون پکارتا ہو تیرا ہمسے کیا کام ہو اُسنے کہا مین ملازم وزیر کا ہون وزیر شہر نے مجکو بھیجا ہو کہ جس شخص نے کمان توڑ ڈالی ہو اُسے ہمارے پاس جلد لے آو لہٰذا مین آپکی تلاش کرتے کرتے یہانتک آیا ہون اب آپ جلد چلیے عمرو بن حمزہ نے فرمایا مین ابھی اس مکان مین آیا ہون میری جانب سے وزیر سے کہدینا کہ شام تک مین تمہارے پاس آونگا ملازم وزیر نے کہا مین آپ کو اسیوقت اپنے ہمراہ لیچلونگا مجھسے وزیر بادشاہ شہر نے یہی کہا ہو کہ جس شخص نے کمان توڑ ڈالی ہو اُسے ابھی اپنے ہمراہ لانا پس مین بموجب حکم وزیر ابھی آپ کو لیجاونگا عمرو بن حمزہ نے پھر اُس شخص سے یہی فرمایا کہ ابھی مین نہ جاونگا شام تک وزیر بادشاہ سے ملاقات کرونگا ملازم وزیر نے برہم ہو کر کہا کہ اگر آپ ابھی بخوشی میرے ساتھ نہ چلیے گا تو مین آپ کو گرفتار کرکے لیجاونگا جسوقت ملازم وزیر نے کہا شاہزادہ کو غصہ آیا کہ ایک طمانچہ اس طرح مارا کہ سر ملازم وزیر کا گردن سے جدا ہو گیا طمانچہ نے تیغ تیز کا کام کیا ملازم وزیر زمین پر گرکے فوراً مر گیا جب یہ خبر کوتوال شہر کو ہوئی کوتوال دو سو سپاہیون کو ہمراہ لیکر آیا اسوقت عمرو بن حمزہ پھر اُس مکان کے دروازے پر آئے کوتوال نے ارادہ گرفتار کرنے کا کیا عمرو بن حمزہ نے تلوار کھینچی اور کوتوال پر حملہ کیا کوتوال پیچھے ہٹا اور سپاہیون سے کہنے لگا کہ تم سب ملکے اس شخص کو قتل کرڈالو سپاہیون نے بھی تلوارین کھینچین کوتوال نے بھی شمشیر آبدار میان سے کھینچی تلوار چلنے لگی فرخ نے خنجر کھینچکر اور زمین پر لوٹ لگاکر سپاہیون کے پانوں قلم کرنا شروع کیے اکثر سپاہی تیغ آبدار شاہزادہ سے قتل ہوئے کچھ سپاہیون کو فرخ نے ہلاک کیا جب یہ خبر وزیر شہر کو پہونچی فی الفور کئی ہزار سوار لیکر آیا اور شاہزادہ کو چار طرف سے گھیر لیا اسوقت شاہزادہ نے سوارون پر حملہ کیا اور تیغ تیز سے سوارون کو قتل کرنا شروع کیا جس سوار پر تیغ لگائی وہ سوار دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا مثل ماہی بے آب خاک پر تڑپنے لگا تھوڑی دیر مین شاہزادہ نے سیکڑون سوارون کو قتل کیا زمین خون سواران نابکار سے رنگین لاش پر لاش گرادی نظم

عجب تیز شہزادے کی تھی حسام	الٰہی قلعہ اور کسیر کرنے تمام	جسے چھو گئی وہ بلا کی تھی جب
کیا خاک پہ مثل ماہی تڑپ	قیامت کی تیغ آزمائی ہوئی	وہ جس صف پہ آئی صفائی ہوئی
زمین پر گرے تن سے اڑ اڑ کے سر	ہوا سے درختون کے جون برگ تر	عمرو بن حمزہ ایک سمت سوارون

کو قتل کرتے تھے اور ایک طرف فرخ کبھی گوپھن مین پتھر رکھکر سوارون کے سینہ و سر پر مارتا تھا کبھی خنجر کے چار دو ان کو ہلاک کرتا تھا سپاہی و سوار فرخ عیار کے قریب نہ آسکتے تھے مارے خوف کے ادھر ادھر و ہے پائین بھاگتے تھے اسپر بھی جانبر نہوتے تھے فوج مین ہلکہ پڑا تھا ہر ایک سوار جان سے تنگ تھا جسوقت تیغ شاہزادہ کی چمک سواران نابکار دیکھتے تھے چمک جاتے تھے اور باہم کہتے تھے کہ یہ تیغ برق مثال ہو اپنا خرمن حیات اس سے بچنا محال ہے ابھی سیکڑون سوارون کے اسنے کاٹنے مین نخل قد ایکے نخل نے چھانٹے ہین یہ وہ رہنما ہو کہ راہ عدم بتلاتی ہے

بھائیو بھاگو بھوں وہ پھر چمک گرائی ہے سواران لشکر باہم یہ گفتگو کرتے تھے اور پیچھے ہٹتے جاتے تھے اکثر سوار بھاگ گئے تھے بہت سے زخمی تھے ناگاہ شہباز یکہ تاز مشرقی شکار فصیل کے در شہر پر آیا ملازموں نے دست بستہ عرض کیا کہ آج دو شخص حضور کے شہر میں تازہ وارد ہوئے ہیں اُنمیں سے ایک شخص نے یہ کمان کھینچکر توڑ ڈالی ہے اور وزیر کے ایک ملازم کو بھی مار ڈالا ہے اب کوتوال شہر اور وزیر سے لڑ رہا ہے صدہا کو اُسنے قتل کیا ہے کوتوال اور وزیر بھاگا چاہتے ہیں شہر میں ایک آفت برپا ہے غل و شور رہا ہے دکانیں دکانداروں نے بند کر دی ہیں بازار میں سب بند ہیں رعایا بدحواس ہے حضور جلد تشریف لیجائیں جو مناسب وقت ہو جلد کریں ورنہ رعایا بھاگ جائیگی شہر خالی ہو جائیگا شہباز یکہ تاز اپنے ملازموں سے تمام حال سنکے گھبرا گیا اور جلد تر شہر میں آیا دیکھا تو فی الواقع تلوار چل رہی ہے کشتوں کے ڈھیر لاشوں کے انبار جا بجا لگے ہیں زمین خون سے رنگین ہے کوتوال اور وزیر آمادہ بہ گریز ہیں شہباز یکہ تاز نے یہ حال جب دیکھا کوتوال اور وزیر سے فرمایا کہ تم کیسے نامرد اور بزدل ہو کہ دو آدمیوں سے بھاگے جاتے ہو بس اب نہ بھاگو اور تلواریں میان میں کرو لڑائی موقوف کرو وزیر اور کوتوال وغیرہ نے بموجب حکم بادشاہ تلواریں نیام میں رکھیں جب لڑائی موقوف ہوئی شہباز یکہ تاز خود گھوڑے کو بڑھا کر قریب عمرو بن حمزہ گیا اور بعد سلام کہنے لگا کہ آپ میرے ہمراہ تشریف لیچلیے ان نالائقوں سے آپ نہ لڑیے میں بہادروں کا نہایت قدردان ہوں کیونکہ مجھکو بھی نہایت غلام دلاور چاہئے ہیں یہ کہکے عمرو بن حمزہ اپنے ہمراہ لے گیا اور دربار میں جاکر تخت حکومت پر بیٹھا اور شاہزادے کو قریب ایک کرسی جواہر نگار پر بٹھایا اور فرخ کو بھی موافق اُسکے رتبہ کے ایک جگہ بیٹھنے کو حکم دیا شہباز یکہ تاز نے ساقیان گلعذار کو طلب کیا جب ساقیان مہ جبین کشتیاں آبگینوں کی لیکر حاضر ہوئے ایک ساقی بادشاہ کے روبرو جام مے گلرنگ سے بھر کے لے گیا بادشاہ نے ساقی سے پیا بادشاہ نے کہا کہ جام بادہ گلگون اس نوجوان کو دے ساقی ساغر صہبا سامنے شاہزادے کے لے گیا شاہزادہ نے پینے سے انکار کیا بادشاہ نے شراب کے نہ پینے کا سبب پوچھا شاہزادے نے صاف صاف کہدیا کہ میں مسلمان ہوں جب تک تم مسلمان نہوگے میں شراب نہ پیونگا شہباز یکہ تاز نے کہا میرا مسلمان ہونا تین شرطوں پر منحصر ہے شاہزادہ نے پوچھا وہ شرائط کیا ہیں بادشاہ نے کہا ایک شرط آپ پوری کر چکے ہیں یعنی کمان کھینچ چکے ہیں دوسری شرط یہ ہے کہ آپ مجھسے کشتی لڑیے اور مجھے زیر کیجیے اور تیسری شرط یہ ہے کہ کوہ بلا کی خبر لائیے جب تینوں شرطیں آپ پوری کیجیگا اُسوقت میں مسلمان ہونگا یہ کہکے بادشاہ نے اگر آپ نہیں پیتے تو کچھ طعام تناول کیجیے شاہزادے نے جواب دیا کہ جبتک تم مسلمان نہوگے نہ شراب پیونگا نہ طعام تناول کرونگا بادشاہ نے کہا اگر آپ بھی نوش نہیں کرتے تو آپ کشتی مجھسے لڑیے عمرو کشتی لڑنے پر آمادہ ہوئے شہباز یکہ تاز تخت پر سے اُٹھا دربارگاہ میں عمرو کو لے گیا اور فرش نرم پر شاہزادے سے کشتی لڑنے لگا شاہزادے نے بعد چار پہر کے شہباز یکہ تاز کو زیر کیا شہباز یکہ تاز نے زیر ہوکر صدق دل سے دین اسلام اختیار کیا اور کلمہ پڑھکر مسلمان ہو کہنے لگا کہ شاہزادہ میں مسلمان ہو چکا اب آپ کوہ بلا کی خبر لانے کے واسطے نجائیے گا شاہزادہ نے جواب دیا اے شہباز یکہ تاز میں تو کوہ بلا کو بھول گیا تھا تمنے مجھے یاد دلایا میں تو وہاں ضرور جاؤنگا کیونکہ اگر میں وہاں جاؤنگا تو موافق ارشاد بزرگ میرا مقصد دلی بر آئیگا شہباز یکہ تاز یہ تقریر شاہزادے کی سنکے مجبور ہوا اور شاہزادے کو ہمراہ اپنے لیکر دارالامارۂ شاہی میں گیا اور نہایت خوبی اور تکلف سے شاہزادے کی دعوت و ضیافت کی

داستان جانا عمرو بن حمزہ یونانی کا کوہ بلا میں اور عاشق ہونا ملکہ مہ جبین نارنجی پوش پر

اور قتل کرنا زور یاتا جادو کو مع دیگر حال

راویان شیرین مقال اس داستان بیمثال کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ جب شہیار یکتا ناز نے مسلمان ہوکر پھر بھی شہزادہ کی دعوت کی اور تمامی عرمان شہر کو مسلمان کیا اور کئی روز تک بزم عشرت آراستہ رکھی بعد کئی روز کے شہزادے نے عزم کوہ بلا کی طرف جانے کا کیا شہباز یکتا ناز نے منع کیا لیکن عمرو بن حمزہ نے کہنا بادشاہ کا نہ مانا آخر مجبور ولاچار ہوکر مع امراو وزرا وغیرہ ہمراہ رکاب شہزادہ ہوا اور کوہ بلا کی طرف چلا جب شاہزادہ بعد طے کرنے راہ کے کوہ بلا کے نزدیک پہونچا اُسوقت شہباز یکتا ناز سے رخصت ہوا بادشاہ صدمہ جدائی شاہزادہ سے اشکبار ہوا شہزادہ نے فرمایا اگر چاہا پروردگار عالم نے تو جلد آؤنگا یہ کہکے شہزادہ فرخ کو ہمراہ لیکر کوہ بلا کی طرف روانہ ہوا بادشاہ نے اپنے وزیر خوش تدبیر سے فرمایا کہ اب تو جاکر شہر کا انتظام کر تا وقتیکہ شہزادہ کوہ بلا سے پھر کے نہ آئیگا مین اسی جگہ مقیم ہون وزیر خوش تدبیر بموجب حکم بادشاہ شہر مین آیا اور انتظام شہر کرنے لگا اور شہباز یکتا ناز عنقریب کوہ بلا مقیم ہوا عمرو بن حمزہ جو بادشاہ سے رخصت ہوکر روانہ ہوئے بعد طے کرنے راہ کے پاس کوہ بلا کے پہونچے شہزادہ نے ہاتھ فرخ کا اپنے ہاتھ مین لیکر بسم اللہ کہکر درہ کوہ مین قدم رکھا اور راہ طے کرنا شروع کی عمرو بن حمزہ دو چار ہی قدم آگے بڑھے تھے کہ راہ درہ کوہ نظر سے ناپدید ہوگئی کیونکہ وہان اس قدر تاریکی تھی کہ سوا تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا وہ تاریکی سیاہی شب فرقت سے بھی زیادہ بڑھی ہوئی تھی اور سیاہی دل کافر سے بھی از حد زیادہ تھی تاریکی ظلمات اوس تاریکی کے آگے گویا روشنی تھی ضیاے آفتاب خوف سے وہان نہ آتی تھی بموجب

نظم

تاریکی وہان تھی ایسی چھائی
پھیلی تھی ادھر اُدھر سیاہی
وہ شور کہ ہوش گرم پرواز
تھا گوش فلک بھی بند [illegible]

دیتا تھا وہان نہ کچھ دکھائی
ڈائن بھی جگر کو کھا رہی تھی
سنتا تھا کسی کی کون آواز
وہ شور اگر سنتے نہو فرق

ہوش اُڑتے تھے دیکھکر سیاہی
ہر سمت بلا ڈرا رہی تھی
آوازین تھین وہ مہیب اللہ
مچھلی بھی ہو ڈر کے بحر مین غرق

فرخ نے جو یہ سیاہی دیکھی گھبرا کر عمرو بن حمزہ سے کہنے لگا اے شہزادہ یہ عجیب تاریکی ہے یہان تو کچھ نظر نہین آتا ہے میرا دم نکلا جاتا ہے روح جسم مین گھبراتی ہے جان گھبرا کر لب پر آتی ہے خوف کے باعث سے پہلو مین دل بیتاب ہے اگر تھوڑی دیر ایسی ہی سیاہی رہیگی مین تو مرجاؤنگا دم گھبرا کر نکل جائیگا شہزادہ نے جواب دیا اے فرخ مجھے بھی کچھ نظر نہین آتا ہے میرا دل بھی گھبراتا ہے تھوڑی دور اور چلو شاید روشنی نظر آئے فرخ نے عرض کیا مین تو قدم اٹھاتا ہون لیکن بوجہ سیاہی خوف کے اچھی طرح قدم نہین اٹھتا ہے غرض اسیطرح فرخ تقریر کرتا ہوا ہمراہ شہزادہ بعد مشکل آگے بڑھا بعد چار گھڑی راہ طے کرنے کے بہ افضال خالق شمس و قمر روشنی نظر آئی دل مضطر کو قرار ہوا حواس درست ہوئے فرخ اور شہزادہ نے شکر خدا کیا عمرو بن حمزہ نے روشنی مین دیکھا کہ ایک صحراے سبزہ زار ہے اور دو کوہ ہین ایک کوہ فلک شکوہ یاقوت احمر کا ہے اور دوسرا پہاڑ زمرد کا ہے اور بیچ مین دونون پہاڑون کے ایک دریا رواں ہے عکس جو دونون پہاڑون کا آب دریا مین پڑتا ہے تو ایک طرف پانی سرخ اور ایک جانب پانی دریا کا زمردی نظر آتا ہے اور پانی اُس دریا کا نہایت صاف و شفاف ہے

نظم

تھا صاف وہ مثل مہر انور
صدقے کرے جوے شیر شیرین

غیرت دہ سلسبیل و کوثر
اُس بحر مین مچھلیان وہ گلگون

اُس بحر کی دیکھ لے جو تزئین
جن پر تھا نثار حوت گردون

شاہزادہ پہاڑون اور دریا کو دیکھکر حمد خالق بحر و بر کرنے لگا پھر جانب صحراے سبزہ زار بے اختیار

نظر کرکے سیر صحراے سبزہ زار کی کرنے لگا اور خوش ہونے لگا کیونکہ مثل اُس صحراے سبزہ زار کے شہزادہ نے کبھی کوئی صحرا سبزہ زار نہ دیکھا تھا عجیب و غریب وہ صحراے فرحت افزا تھا کہ نظم

دیکھا کہ ہر طرف دشت رنگین پھولون سے چمن چمن ہے تزئین کلیونکا وہ مسکرا کے کھلنا
پتون کا دلون کی طرح ہلنا پھولون کی ہے نئی ادا کی خود جان ہوا ہوئے ہوا کی
آئینہ بہار فیض صبا دید کچھ ابر تو کچھ شعاع خورشید پھولون پہ وہ قطرہاے شبنم
یاقوت پہ موتیون کا عالم انداز خرام کبک زیبا طاؤس کا رقص اک تماشا

شہزادہ وہ دلفگار صحراے سبزہ زار اور گلہاے خود رو کی سیر کر رہا تھا اور کبھی سمت کوہ و دریا دیکھتا تھا ہواے سبزہ سے دل کو فرحت بے اندازہ ہوئی تھی پھولون کی خوشبو سے تمام صحرا ایسا تھا اور معطر تھا شہزادہ بار بار فرح سے کہتا تھا اے یار عجیب مقام فرحت افزا اور راحت فزا ہے کہ بلا نام اسکا کسنے رکھا ہے یہ تو وہ جگہ ہے کہ دل کو یہان فرحت حاصل ہوتی ہے شہزادہ فرح سے یہ کہہ رہا تھا ناگاہ شہزادے نے دیکھا کہ اُسی صحراے سبزہ زار مین ایک چبوترہ سنگ مرمر کا سو گز کے مربع مین ہے نہایت صاف و خوش قطع بنا ہوا ہے شہزادہ چبوترے کو دیکھ رہا تھا کہ دریا مین سے ایک مورچکی پیدا ہوئی عمرو و حمزہ نے دیکھا کہ مورچکی پر ایک نازنین مہ جبین حسن مین غیرت دہ مہر یوسف جمال نارنجی رنگا ہوا پیرہن زیب تن کیے ہوئے بیٹھی ہے ثابت ہوتا ہے کہ مہ انور شفق مین ہے زلفین اُسکی واسطے پریشان کرنے دل عاشق کے سراسر آمادہ ہین پیشانی نور سے معمور ہے شکن پیشانی موج دریاے نور حسن کی ہے ابروے خمدار رشک تیغ آبدار ہین آنکھین غیرت سحر سامری ہین ہر ایک غمزہ تیر دل دوز ہے روے پر رونق رخسار رنگینی شرمندہ ہے تنگی دہن سے غنچہ گل خجل نظم کرتے ہین مطلع رنگین مضامین روشن

عرق شرم مین ہے تر دُر خوش آب عدن ذکر کیا لب خندہ سے ہے تنگی کے سبب غنچہ مسان جبین تبسم سے ہے لبریز دہن
وصف آب دُر دندان و لب لعلین کے آتش رشک سے انگارا ہے ہر لعل یمن سرمہ دیدہ نخچیر ہے سواد گیسو
نور عینین بصیرت ہے بیاض گردن جلوہ گر کنج زنخدان مین ہے اختر خال چاہ نخشب مین ہے گویا مہ کامل روشن
رنگ پان پھوٹ نکلتا ہے صفائی دیکھو مئے گلگون کی گلابی ہے وہ گوری گردن شمع روشن ہے گلا شعلہ ہے رخ دود ہے زلف
آنکھین بادام ہین لب پستہ ہین سیب ذقن خرمن ماہ مین ہے دانۂ انجم کی بہار حلقۂ طوق مرصع نہین زیب گردن
علاوہ اسکے تعریف انکے پستان کی کیا کیجیے نظم وصف پستان کا کرے کیا کوئی مشہور ہین یہ کہتے ہین شمس و قمر ممتنعہ نور ہین یہ
ثمر بیش رس نخل سر طور ہین یہ ہاتھ کس طرح سے پہنچین کہ بہت دور ہین یہ آ جاتا آنکھون سے جسے روز روزہ رنگیا ہو جاے
طاہر نور نظر سونے کی چڑیا ہو جاے

کمر اسکی یہ ایسی ہے کہ نظر نہین آتی ہے شکم ایک دریاے نور ہے ناف صاف ایک گرداب دریاے نور ہے وصف اسکے زیر ناف کا صاف صاف قلم کیا تحریر کر سکے جاے شرم و حجاب ہے لیکن در پردہ تعریف زیر ناف قلم شوخ طبع رقم کرتا ہے عقلا سمجھ جائین کہ نوجوان بیتاب و بیقرار ہو جائین ہیئت سے ہے مضمون حیا خوب پسندیدہ ہین ؛ دو سرین انکے طور سے چسپیدہ ہین ؛ زانو ایسے نرم و نازک ہین کہ دل عاشق اُن زانون کو دیکھکر بیتاب ہو جاے اور کچھ خیال اپنے مطلب کا فوراً دل مین لائے ساق پا بمثل [illegible] اور پا نازک و رنگین ایسے ہین کہ دل عشاق کو مانند سبزہ پامال کرین شہزادہ ملک تو دیکھکر عاشق ہو گیا اور محو دیدار ہوا جب مورچکی کنارہ دریا کے ٹھہری نازنین نارنجی پیرہن بصد ناز و ادا اپنی وزیرزادی کا ہاتھ پکڑ کے مورچکی سے اُتری اور چند کنیزین وغیرہ بھی جو اُس نازنین کے ساتھ مورچکی لائی تھین وہ بھی اُترین کنیزون نے جلد جاکر چبوترے پر فرش بچھایا اور تکیہ نہایت تحفہ چبوترے پر استادہ کیا اور بالاے فرش مسند زرین بچھائی اتنی دیر مین نازنین نارنجی لباس خرامان خرامان مسکراتی ہوئی قدم ناز سے اُٹھاتی ہوئی

اپنی وزیرزادی سے باتین کرتی ہوئی اور جانب صحراے سبزہ زار دیکھتی ہوئی چبوترے پر آئی اور مسند زرین پر بیٹھی اسوقت
فرخ تو تھوڑی دور صحراے سبزہ زار کی سیر کرتا ہوا چلا گیا تھا اور عمرو بن حمزہ ایک درخت کے نیچے کھڑے تھے اور حسن
نازنین کو دیکھ رہے تھے ناگاہ ایک کنیز کہ نام اسکا صنوبر تھا اسے پیشاب کرنے کی احتیاج ہوئی وہ کنیز شہزادے کو
نہ دیکھکر سامنے اسی درخت کے بیٹھ گئی اور برہنہ ہوکر پیشاب کرنے لگی یکایک اس کنیز نے شہزادے کو دیکھا جلد اٹھ
کھڑی ہوئی اور ساری باندھکے شہزادے سے بیحد غضب کہنے لگی ارے تو کون ہے انسان ہے یا جن ہے یہان کیون آیا ہے
غضب کیا تونے کہ میرے اس عضو کو جسے آجتک کسی نے نہین دیکھا تھا تونے اسوقت خوب گھور گھور کے دیکھا ہوگا
اور ارے تیری عضو مذکور کو دیکھکر نیت بری ہوگی دل بیتاب ہو گیا ہوگا اور کچھ خیال بھی ضرور کیا ہوگا شہزادہ نے
قسم کھاکر کہا اے عورت مین نے تجھے برہنہ نہین دیکھا مین اور طرف دیکھ رہا تھا تیری آواز سنکے البتہ مین نے تیری طرف
اب دیکھا ہے تو بیکار خفا ہوتی ہے مین انسان ہون مجھے جن کہتی ہے صنوبر نے جواب دیا او موے تو جھوٹھ کہتا ہے تو نے
ضرور وہ مقام اچھی طرح دیکھا ہوگا کیونکہ مین تیرے سامنے بیٹھی ہوئی پیشاب کر رہی تھی اب یہان سے جاکر ہر ایک
سے یہ حال بیان کریگا اور تصویر عضو مذکور کھینچکر ہر ایک محرم کو دکھائیگا میری ذلت اور رسوائی اور تیرے
بیان کرنے سے زیادہ ہوگی عمرو بن حمزہ نے کہا اے کنیز نہ تو مین نے تجھے برہنہ دیکھا ہے نہ مین کسی سے تیرا حال
بیان کرونگا تو ناحق مجھسے گفتگوے سخت کرتی ہے اگر اپنی زندگی تجھکو منظور ہے تو چلی جا ورنہ مجھے غصہ
آئیگا تو تجھے قتل کرونگا یا سزا اس بدزبانی کی دونگا صنوبر نے کہا او موے لنگوٹے تجکو یقین ہے کہ تونے مجھے ننگا
کھلا دیکھا ہے تو مجھے کیا قتل کریگا اور سزا دیگا مین خود تجھے ہلاک کرتی ہون یہ کہکر صنوبر نے اپنی جھولی سے ایک ترنج
نکالا اور کچھ سحر پڑھکر شاہزادہ پر مارا ترنج شہزادہ کے قریب آکر پھٹا اور شعلے نکلے لیکن شہزادہ کو مطلق ضرر نہوا
کیونکہ انکے گلے مین لوح محفوظ باطل السحر تھی جب صنوبر نے دیکھا کہ میرے سحر نے کچھ اثر نہین کیا اسوقت صنوبر نے
کہا او موے اب مجھے ظاہر ہوا کہ تو بھی بڑا ساحر ہے تونے میرے سحر کو رد کردیا جب کئی مرتبہ شاہزادہ کو صنوبر نے
لنگوٹا اور موا کہا اور بدزبانی کی شہزادے کو کسی قدر غصہ آیا اور طرف صنوبر کے قدم بڑھایا صنوبر نے خیال کیا
کہ یہ شخص ساحر ہے اور مجھے ننگا دیکھ چکا ہے اب عاشق ہوکر آتا ہے یقین ہے کہ اپنا مدعاے دل مجھسے حاصل کریگا مجھے اسی جگہ
خراب کریگا یہ خیال کرکے صنوبر بھاگی اور شہزادہ پیچھے صنوبر کے چلا صنوبر جلد تر بھاگ کر پس پشت نازنین نارنجی
پیرہن جاکر چھپی شہزادہ بھی چبوترے پر پہونچا اب نازنین نارنجی پیرہن نے جو شاہزادے کے روے
زیبا پر نظر کی دیکھتے ہی عاشق ہوگئی اور پوچھنے لگی صاحب تم کون ہو اور کہان سے آئے ہو نام تمھارا
کیا ہے میری کنیز کو کیون پکڑتے ہو اس سے تمھارا کیا مطلب ہے زبردستی کسی سے مطلب نہین نکلتا ہے شہزادہ
نے کہا اے ملکہ آگاہ ہو کہ نام میرا عمرو بن حمزہ ہے مین کوہ بلا کی سیر کے واسطے آیا ہون اس کنیز نے مجکو موا لنگوٹا
کئی مرتبہ کہا ہے ہر چند مین نے قسم کھاکر اس سے کہا کہ مین نے تجھے برہنہ نہین دیکھا اسکو کسی طرح میرے کہنے
کا یقین نہین آتا ہے مجھسے بدزبانی کرنے کی ہے مین اسکو سزا دونگا اور کچھ مجکو اس سے مطلب نہین ملکہ نے
شاہزادے کے نام سے آگاہ ہوکر آہستہ اپنی وزیرزادی راحت افزا سے کہا کہ اس شہزادے کے عشق
مین میری بہن گلشن جادو نے اپنی جان دی یعنی جلادی گئی ہے یہ شاہزادہ میری سوئی ہوئی بہن کے آپ سے
دو دو پہلو مین بیٹھا تھا اسکی جہانتک ہوسکے خاطر کرو اسکی خاطر کرنے سے میری بہن گلشن آرا کی روح خوش
ہوگی علاوہ اسکے یہ شاہزادہ یہان آیا ہے اپنی حمیت اور مروت سے بعید ہے کا سے نہ سمجھالین اور دو ایک

جام مجھسے پلائین اور راحت افزا تو اور کسی بات کا خیال نہ کرنا مجھے اور باتون سے نفرت ہی راحت افزا نے بھی آہستہ عرض
کیا اے ملکہ گستاخی معاف مجھکو تو آپ کے چہرے پر آثار عشق شاہزادہ پائے جاتے ہین مجھسے آپ بیکار چھپاتی ہین مین تو حضور کی
خادمہ ہون ملکہ نے مسکرا کر جواب دیا کہ تو ہی اس شاہزادے پر عاشق ہو گئی ہو گی تیری رال اسکے حسن و جمال کو دیکھکر ٹپک
پڑی ہو گی مین تو راہ کوچہ عشق سے واقف ہی نہین لفظ عشق کے معنی نہین جانتی ہون ابھی تک مجھکو معلوم نہین کہ
عاشق کسکو کہتے ہین اور معشوق کسکو کہتے ہین اور باہم عاشق و معشوق مین کیا ہوتا ہی راحت نے چپکے سے عرض کیا حضور خطا معاف
اب آپ جوان ہین نیا عمر ہے سب اگاہ ہین سب باتون سے واقف ہین یہ ظاہر انکار کرتی ہین اور بالفرض اگر آپ دنیا کی باتون سے
واقف نہین ہین تو آپ آگاہ ہو جائیے گا ملکہ نے سخت شرمندہ ہو کر کہا تیرا خیال خام ہی مجھکو عشق سے کام کیا ہی یہ کہکے ملکہ
مسند سے اٹھی اور شاہزادے ذیوقار سے بعد شرم و حجاب مسکرا کر کہنے لگی آئیے تشریف رکھیے بیت رواق منظر چشم
من آشیانۂ تست ٭ کرم نما کہ فرود آ کہ خانہ خانۂ تست ٭ شہزادہ ذیوقار تقریر ملکہ کی سنکے خوش ہوا اور مسند زرین پر پہلوے
ملکہ مین بیٹھا ناگاہ فرخ بھی آیا اور راحت افزا پر عاشق ہوا اور راحت افزا بھی فرخ پر فریفتہ ہوئی غرض فرخ پہلوے
راحت افزا مین بیٹھا راحت افزا ناز سے کہنے لگی میرے پہلو سے اٹھ جا فرخ نے کہا تیرے پہلو سے نہ اٹھونگا مجھے
تیرے پہلو مین سے راحت زیادہ ملتی ہی غرض اسی طرح تا دیر گفتگوے ناز و نیاز رہی آخر ملکہ نے کنیزون سے بایما و اشارہ
کہا جلد شراب لاؤ کنیزین شیشہ لیکر حاضر ہوئین ملکہ نے راحت افزا سے یہ اشارہ کہا کہ شاہزادے کو شراب پلا راحت افزا
نے بھی باشارہ عرض کیا کہ حضور ہی شاہزادے کو شراب پلائین ملکہ نے بوجہ شرم و حیا کے شراب پلانے مین تامل کیا اسوقت
راحت افزا نے عرض کیا اے ملکہ عالم شیشے شراب کے تھوڑی دیر سے رکھے ہین شاہزادہ کو شراب پلا دیجیے کچھ باتین باہم
کیجیے حیا و شرم کو دور کیجیے انکی خاطر اسوقت ضرور کیجیے میرے عرض کرنے سے اپنے ہاتھ سے شراب شاہزادے کو
پلائیے اپنے مہمان کی خاطر شکنی نہ کیجیے ملکہ نے راحت افزا کے کہنے سے جام بلورین مئے گلگون سے بھرے اور ساغر مے
اپنے ہاتھ سے بعد ناز اٹھا کر شاہزادے کو دینے لگی شاہزادے نے مونوخی سے انکار کیا اسوقت راحت افزا نے
عمرو بن حمزہ سے عرض کیا کہ اے شاہزادے بالتعجب ہی کہ ملکہ اپنے ہاتھ سے آپ کو جام شراب دیتی ہین اور آپ
انکار کرتے ہین قبل اسکے ہماری ملکہ نے کسی اعلیٰ اور ادنے کو اپنے ہاتھ سے جام شراب نہین دیا ہی اسوقت ملکہ از راہ
مہمان نوازی اور میرے عرض کرنے سے آپ کو جام مے اپنے ہاتھ سے دیتی ہین آپ کو لازم ہی کہ جام صہبا ملکہ کے دست
نازک سے لیجیے آپ کو اپنے ہاتھ سے جام دیتی ہین آپ انکی خاطر سے شراب پی لیجیے ورنہ ہماری ملکہ رنجیدہ ہونگی
اور آپکے شراب نہ پینے سے انکے دل ملال ہوگا ہمیشہ سے ملکہ ہماری نازک مزاج ہین ذرا سی بات پر ناراض ہو جاتی ہین
اور یہ کیونکر نازک مزاج نہون دختر نیک اختر ملکہ نارنج جادو کی ہین حسن و جمال بھی خداوند سامری اور جمشید اور شداد نے
دم خبیثہ نے ایسا دیا ہی کہ نام انکا ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن رکھا گیا ہی اکثر مرد و زن انکو ملکہ مہ جبین نارنجی
پوش بھی کہتے ہین انکی والدہ مالک طلسم نارنج ہین نانی ملکہ پر نانی انکی ملکہ زور بانا جادو
ہین اور یہ صحراے سبزہ زار اور کوہ و دریا انھین کے قبضہ مین ہین ملکہ مہ جبین نارنجی پوش
ہماری اکثر اسی صحرا مین براے تفریح طبع تشریف لاتی ہین اور دل کو اپنے بہلاتی ہین اور
اسی جگہ بیٹھتی ہین آج آپ یہان رونق افروز ہوئے ہین اور تشریف فرما ہین مجھکو خوف ہے کہ ملکہ زور بانا
جادو کو آپکے تشریف لانے کی کوئی جا کر اطلاع نہ کر دے اگر ملکہ زور بانا جادو یہان پر آئینگی تو بڑا
غضب ہوگا ہماری ملکہ کو اور آپ کو اور ہم سبکو یقین ہے کہ گرفتار کر لینگی پس آپ کو مناسب ہی

کو اخیر نہ کیجیے جلد جام شراب ملکہ کے ہاتھ سے لیجیے اور شراب پی لیجیے جب شاہزادہ نے یہ تقریر راحت افزا کی سُنی خیال کیا کہ یہ نازنین دختر نارنج جادو ہے اور یہ صحرا زور بابا جادو کے قبضہ میں ہے یہ خیال کرکے شاہزادے نے فرمایا میں اس وجہ سے شراب نہیں پیتا ہوں کہ میرا مذہب اور ہے اور تمھاری ملکہ کا مذہب اور ہے اگر تمھاری ملکہ کو مجھے شراب پلانا اور خوش کرنا منظور ہے تو مسلمان ہوں ورنہ انھیں اختیار ہے جب یہ گفتگو شاہزادہ ملکہ مہ جبین نے سنی چونکہ ملکہ شاہزادے پر عاشق ہو چکی ہے اس سبب سے ملکہ مہ جبین نے راحت افزا سے آہستہ کہا کہ اے راحت افزا مجھے شاہزادے کا رنجیدہ خاطر ہونا گوارا نہیں ہے کیونکہ یہ میرے مہمان ہیں تو انسے پوچھ کہ اگر مسلمان ہوں تو کس طرح مسلمان ہوں راحت افزا نے بموجب ارشاد ملکہ مہ جبین شاہزادے سے پوچھا شاہزادے نے فرمایا جو شخص مسلمان ہونا چاہے اُسے لازم ہے کہ کلمہ پڑھے اور خدا کو وحدہ لا شریک جانے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیغمبر سمجھے ملکہ نے یہ سُنکے راحت افزا سے کہا تو اپنے آقا سے کہہ کہ ملکہ تمھاری خاطر سے مسلمان ہوتی ہیں تم ملکہ کو کلمہ پڑھاؤ اور عقائد دین اسلام سے بخوبی آگاہ کرو راحت افزا سے جو کچھ ملکہ نے کہا راحت افزا نے شاہزادہ سے عرض کیا شاہزادہ نے نہایت خوش ہوکر ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو کلمہ پڑھایا اور عقائد دین اسلام سے آگاہ کیا ملکہ کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئیں پھر راحت افزا اور جملہ کنیزون دیگر نے بھی دین اسلام اختیار کیا اور ہر ایک کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی جب ملکہ مہ جبین مسلمان ہو چکی شاہزادے نے جام شراب لیکر شراب پی اور خود بھی مئے گلگون ملکہ کو پلائی پھر تو دور ساغر مئے ناب بے دغدغہ گردش ایام ہونے لگا ہر ایک شراب پینے لگا جب دماغ ملکہ کا بادۂ ناب سے گرم ہوا حجاب دور ہوا شاہزادے سے باتیں کرنے لگی باہم اختلاط ہونے لگا اور اسوقت بموجب حکم ملکہ نازنین عورتیں ساز لیکر روبرو ملکہ آئیں اور ساغر بجانے لگیں اور ایک نازنین یہ غزل گانے لگی غزل

قہر ہوا آغاز الفت مرگ ہی انجام عشق
خط ہی سبزہ خال دانہ زلف پُر خم دام عشق
چاہتا ہوں عیش و غم کس واسطے لیلیٰ دنیا
اس طرف بھی ساقی مینوش کو دی جام عشق
خاک سے اپنی نہیں اٹھتے مگو ہے بے سبب
ہاں کوئی جا کیا آکر خیال خام عشق

او ہو توبہ کرنے سے ہے غافل انجام عشق
مر کے بھی گلشن میں خاک لالہ گون ہیں داغ
صبح حسن سے ہے روشن شام تیرہ فام عشق
حسن جانان ہے مقابل آج بکل اپنی طرف
کچھ ابھی باقی ہے شاید گردش ایام عشق
کچھ جلش دن رات اے تسلیم دل میں چاہیے

بلبل دل کا گرفتاری سے ملے آزادی محال
شمع کی لو میں نہیں رکھتی ہماری شام عشق
کب سے تھے امیدوار جوش کیف بیخودی
ملتی ہے کچھ زلف برہم کان میں پیغام عشق
ابھی خوش ہوتا ہے دل تسکین کے تدبیر و حال
ورنہ رنگین کام سے کیون کام ہے ناکام عشق

جسوقت غزل مذکور نازنین نے ہی بکمال خوش گلو نے با لحان داؤدی گائی حاضرین بزم نشاط کا یہ حال ہوا ابیات عش عش لوگ ہوئے عجب نغمہ جانرنگ گائی جو نازنین گو رسا رنگ ÷ بعد اس غزل کے وہ مطربہ جمال جہان آرا اور ایک غزل عاشقانہ پُر درد گانے لگی ملکہ مہ جبین نارنجی پوش خوش ہو کر سننے لگی ابھی نازنین گا رہی تھی اور سب بیٹھے ہوئے گانا سُن رہے تھے ناگاہ زور بابا جادو شاہزادے کے صحرا میں آنے کی خبر سنکے بعد قہر و غضب تخت پر سوار ہوکر اُس صحرا میں آئی اور ملکہ نارنجی پیرہن کو پہلوے شاہزادے میں بیٹھے ہوئے دیکھکر نہایت غضبناک ہوئی اور قریب ملکہ آکر کہنے لگی کہ او گیسو بریدہ بد تہذیب او نالائق بیخوف بد تمیز تو نے بھی مثل گلشن جادو کے اس شاہزادے نابکار عمرو بن حمزہ سے سلسلہ محبت شروع کیا ہے اور یہاں تک کہ پہلو میں شاہزادے کے بیٹھی ہوئی گانا سُن رہی اور ناچ دیکھ رہی ہے کچھ تجکو حیا و شرم نہیں آئی یہ کہکر زور بابا جادو ملکہ کو پکڑنے چلی ملکہ تو زور بابا جادو کے خوف سے بھاگی شاہزادے نے عالم نشۂ شراب میں تیغ کے قبضے پر ہاتھ ڈالا لا فرخ

دور بھاگ کر ایک درخت کے نیچے ٹھہرا اور گوپھن میں پتھر رکھکر زوربانا کے سر پر مارنے کا قصد کیا عمرو بن حمزہ تلوار
کھینچکر دوڑے اتنی عالم زوربانا نے ایک نارنج سحر پڑھکے مارا نارنج قریب شاہزادے کے آکر شق ہوا اور
اور دھوان اور شعلے آتشین نکلے ہر چند کہ سحر نے شاہزادے پر اثر نہ کیا لیکن شاہزادہ دھوان مین پنہان ہوگیا اور جلد تر
بوجہ تاریکی کے زوربانا تک نہ پہنچ سکا زوربانا نے شاہزادے پر نارنج مارکر چوٹی ملکہ مہ جبین کی پکڑی اور دو ایک
طمانچے مارے اور قصد کیا کہ مہ جبین کو لیجاوے اسوقت راحت افزا بیقرار و بیتاب ہوکر دوڑی اور دست بستہ زوربانا
جادو سے کہنے لگی کہ اے ملکہ آپ مہ جبین نارنجی پوش کو چھوڑ دیجیے طمانچے نہ ماریے یہ بے قصور ہین انھون نے
کوئی خطا نہین کی ہے ذرا آپ ٹھہر جائین جو کچھ مین عرض کرتی ہون آپ سن لیجئے پھر آپکو اختیار ہے جو چاہیے سزا دیجیے
راحت افزا نے جو اسقدر ہوشیار و بیقرار ہوکر اس طرح دست بستہ زوربانا سے کہا وہ ٹھہر گئی اور پوچھنے لگی اے
راحت افزا جلد کہو کیا کہتی ہے راحت افزا نے قدم آگے بڑھا کے زوربانا کا زور سے گلا پکڑ کے دبا دیا زوربانا جادو
کی زبان دہن سے نکل آئی حرکت نہ کر سکی اور بوجہ پیرانہ سالی کے راحت افزا سے اپنے تئین چھڑا بھی نہ سکی راحت افزا
نے زوربانا کو زمین پر گرا دیا اور شاہزادے کو آواز دی کہ لے شاہزادہ ذی وقار جلد آئیے مین نے زور سے
زوربانا جادو کا گلا دبایا ہے آپ آکر اسکو قتل کیجیے چونکہ اتنی دیر مین دھوان اور تاریکی دور ہو چکی تھی شہزادہ
تیغ آبدار لیکر دوڑا اور ادھر سے فرخ نے پتھر مارا زوربانا کے سر پر پڑا شہزادہ نے قریب پہونچکر تیغ تیز سے
زوربانا کو قتل کیا جسوقت زوربانا جادو قتل ہوئی ایسی سیاہ آندھی آئی کہ زمانہ تیرہ و تار ہو گیا پتھر برسنے لگے
اور برف بھی فلک سے گرنے لگی ہوائے تیز چلنے لگی برق چمکنے لگی شور گیر و دار بلند ہوا بعد چار گھڑی کے وہ
تاریکی اور آفت دفع ہوئی اور آواز آئی افسوس حریم و جان دادیم و مطلب خود نرسیدیم حیف مارا انھون قتل
کیا مجھکو کہ نام میرا زوربانا جادو تھا جب زوربانا جادو قتل ہو چکی اور تاریکی دور ہو چکی ملکہ نارنجی پوش پھر آکر
اسی چبوترے پر بیٹھی اور فرخ اور راحت افزا وغیرہ بھی چبوترے پر بیٹھے ملکہ مہ جبین نے کہا اے شاہزادے
اسوقت خدا نے خیر کی اور راحت افزا نے نہایت جسارت کرکے زوربانا کا گلا پکڑا ورنہ زوربانا جادو ہم سبکو
گرفتار کر لیجاتی اور نہین معلوم قید کرتی یا مثل گلشن جادو کے ہم سب کو جلا دیتی سوائے شاہزادے
کے سبکو مار ڈالتی یہ کہکے اور شاہزادے کے پہلو مین بیٹھکر پھر شراب پینے لگی اور خوش ہوکر شکر خدا کرکے ناچ
دیکھنے لگی اور گانا سننے لگی اسوقت راحت افزا نے شاہزادہ عمرو بن حمزہ سے عرض کیا کہ اے شاہزادہ جسوقت
زوربانا جادو کو آپ نے قتل کیا تھا مین نے زوربانا جادو کے تخت پر یہ عصا رکھا ہوا دیکھا تھا مین نے فورا اٹھا
لیا لیجیے آپ یہ عصا اب اپنے پاس رکھیے یقین ہے کہ یہ عصا اکثر جگہ آپکے کام آئیگا شاہزادے نے یہ عصا راحت
افزا سے لے لیا پھر شاہزادہ ایک مطربہ کا گانا سننے لگا اور ناچ دیکھنے لگا چونکہ وہ صحرائے سبزہ زار سیرگاہ تھی
اکثر دختران ملکہ زلزلہ جادو بھی ملکہ نارنجی پیرہن کے پاس صحرا مین برائے سیر آتی تھین اور باہم بیٹھکر سیر
صحرائے سبزہ زار کرتی تھین اور شراب پیکر ناچ اور گانا نازنینان خوش گلو کا دیکھتی تھین اور سنتی تھین
چلی جاتی تھین فی الحال گلشن جادو کو جو زوربانا جادو نے جلا دیا ہے اسی وجہ سے زلزلہ جادو اور تزلزل جادو
اور ازلال جادو نہایت مغموم و ملول رہتی تھین جس روز ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن اس صحرا مین بیٹھی ہوئی
گل افشانی کر رہی تھی اور شاہزادہ عمرو بن حمزہ زوربانا جادو کو قتل کرکے پہلو سے ملکہ مہ جبین مین بیٹھے
ہوئے نازنینون کا رقص دیکھ رہے تھے اسی روز تزلزل جادو نے ازلال جادو اپنی بہن سے کہا کہ آج تو

ہمارا دل نہایت ہی غمگین ہو اگر اسوقت کوہ بلا کی طرف میرے ساتھ چلو اور صحراے سبزہ زار کی سیر کرو تو شاید یہ دلکو فرحت حاصل ہو اور رنج و غم میرے دل سے دور ہو ازلال جادو نے کہا ای بہن چلو مین تمھارے ہمراہ چلنے کو موجود ہون زلزل جادو نے پنکھا منگوا اپنی ہمشیرہ کی سنکے فورا تخت پر سوار ہوئی اور اپنی بہن کو برابر تخت پر بٹھایا جانب صحراے مذکور چلی اور بعد قطع راہ جب قریب صحراے سبزہ زار کے پہونچین دیکھا کہ ملکہ مہ جبین نارنجی پوشش پہلوے عمرو حمزہ مین چبوترے پر بیٹھی ہوئی ہو اور خوشی و خرمی ناچ دیکھ رہی ہو تزلزل جادو نے اپنی بہن ازلال جادو سے کہا دیکھو بہن عجب رنگ دنیا ہو کہ اودھر تمھین گلشن جادو کے جل جانے کا رنج و ملال ہو بہن مہ جبین شاہزادے کے پہلو مین بیٹھی ہوئی بخوشی و خرمی ناچ دیکھ رہی ہین مطلق انکو گلشن جادو کے جل جانے کا ملال نہین ہو بلکہ خوشی ہو شاید یہی چاہتی تھین کہ گلشن جادو مر جائے اور جل جائے تو ہم شاہزادے کے پہلو مین بیٹھین اور لطف جوانی کے اٹھائین یہ ہماری خالہ زاد بہن ہین اب تو ہمارے دشمنون سے بھی بدتر ہین انکو اسی شاہزادے پر عاشق ہونا تھا اور کوئی دنیا مین مرد انکو کیا نہ ملتا تھا ای بہن یہ وہی شاہزادہ ہو جسکو خالہ نے باغ مشکل جادو مین گرفتار کیا تھا اور بیٹے اور بیٹی اپنی جان کے ہمراہ جا کر دیکھا تھا اسی شاہزادے کے عشق مین ہماری بہن گلشن جادو مسلمان ہوئین تھین اور زنور بانا جادو کے گلے سے لوح محفوظ لا کر اسی شاہزادے کو دیدی تھی اور اسی وجہ سے زنور بانا جادو نے ہماری بہن کو جلا دیا ہو اور وہی لوح اب تک شاہزادے کے گلے مین موجود ہو افسوس ہزار افسوس ہماری بہن گلشن جادو تو جلا دی جاوین اور یہ مہ جبین نارنجی پیرہن شاہزادے کے ساتھ عیش و عشرت کرین خیر اسکا عوض ہم بھی اسسے ضرور لینگے یہ کہکے تزلزل جادو نے اپنی بہن ازلال جادو سے کہا ای بہن اب یہین سے گھر پلٹ چلو ہم تو یہان اس خیال سے آئے تھے کہ غم و رنج دفع ہوگا یہان تو زیادہ تر یہ حال دیکھکر دل کو صدمہ ہوا ازلال جادو نے جواب دیا ای بہن ہر چند صدمہ از حد ہوگا لیکن اسوقت مہ جبین کے پاس ضرور چلو اور کسی مکر و فریب سے مہ جبین کو اور شاہزادے کو گرفتار کرو اور اپنی بہن یعنے گلشن جادو کا انتقام ان دونون سے لو کیونکہ اسی شاہزادے کی وجہ سے ہماری بہن گلشن جادو جلا دی گئی ہو اور مہ جبین کو ہماری بہن کے مر جانے اور جل جانے کی ایسی خوشی ہوئی ہو کہ ناچ دیکھ رہی ہو تزلزل جادو نے یہ تقریر اپنی بہن کی سنکے کہا اچھا چلو اور کسی تدبیر سے دونون کو گرفتار کرو القصہ باہم مشورہ کرکے جب یہ دونون عنقریب چبوترے کے پہونچین ملکہ مہ جبین اپنی بہنون کو دیکھکر پہلوے شاہزادے سے سرو قد اٹھی اور انکی تعظیم کرکے اپنے قریب بٹھایا اور راحت افزا سے کہا کہ جلد گلگشتی بادۂ ناب کنیزون سے منگواؤ شراب ہماری بہنون کو پلاؤ راحت افزا نے موافق حکم ملکہ گلگشتی شراب طلب کرکے جام صہبا تزلزل جادو اور ازلال جادو کو دیے انھون نے بعد عذر و انکار آخرکار شراب پی جب دماغ دونون کا بادۂ ناب سے گرم ہوا اسوقت مہ جبین نے اپنی بہنون سے کہا کہ بہن مینے تو اس شاہزادہ کی ہدایت سے دین اسلام اختیار کیا ہو اور کوئی مطلب غرض مجھکو شاہزادے سے نہین ہو تم مجھسے رنجیدہ نہو اور یہ خیال نہ کرنا کہ مہ جبین بھی ہماری بہن کی طرح شاہزادے پر عاشق ہوئی ہو اور طالب وصل شاہزادہ ہو مجھکو ایسی باتون سے نفرت ہو مین کوچۂ عشق مین بھولے سے بھی قدم نہین رکھتی صرف اس شاہزادے کے دین کو اچھا سمجھکے مسلمان ہوئی ہون تمھین بھی لازم ہو کہ مثل میرے کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کرو اور سامری و جمشید وغیرہ ان نالائقون پر لعنت کرو یہ سب جھوٹے ہین اور ناحق دعوی خدائی کا کرتے ہین یہ سب بندے ہین اس خداے عزوجل کے جسنے ان آسمانون اور زمینون کو پیدا کیا ہو

اور مجھے اور تجھے اور کل موجودات کو خلق کیا ہے وہ وحدہ لاشریک ہے ہم سب حادث ہیں اور وہ قدیم ہے اور ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہیگا تزلزل جادو اور ازلال جادو نے تقریر ملکہ سنکے جواب دیا کہ ہم مثل تمھارے نادان نہیں ہیں کہ اپنے دو سو خداوندوں کو چھوڑ کر خداے نادیدہ کی پرستش کریں ہم اپنے آبا و اجداد کے خداوندوں کی پرستش کرتے ہیں اور سب کو اپنا خداوند جانتے ہیں از انجملہ سامری و جمشید کے اوصاف پر لحاظ کرو اور خداوند دم جنبیدہ کی دم کا خیال کرو تمنے تو دم جنبیدہ کی دم دیکھی ہے کیسی خوشنما ہے نقش کا گچھا لگا ہوا ہے لو پوست بھی ہمارے خداوند مذکور کی عجیب و غریب ہے نور خداوند دم جنبیدہ کا حال نہیں خوب روشن ہے جسوقت خداوند روے زیبا اپنا دکھاتے ہیں ایک برق چمکاتے ہیں علاوہ اسکے خداوند دم جنبیدہ باتیں کرتے تھے ہم انکی تقریر سنتے تھے وہ ہماری بات کا جواب دیتے تھے کئی دفعہ گئے ہیں اور ہم اب اونکے پاس جا سکتے ہیں پس ایسے دم دار خداوند اور جملہ خداوندوں کو چھوڑ کے ایسے خدا کو جسے کبھی دیکھا نہ دیکھا بھی نہیں اور گفتگو بھی اُس سے نہیں کی ہے خلاف عقل ہے یہ سنکر ملکہ نے جواب دیا کہ جن خداوندوں کی تم تعریف کرتی ہو اکثر انہیں ساحر ہیں جیسے اور تھے وہ سحر میں زیادہ ہیں اسی سبب سے اُنسے عجائب و غرائب ظاہر ہوتے ہیں دم جنبیدہ ایک زن ساحرہ ہے بدصورت اور کریہ منظر تھی بدن پر بڑے بندر کی کھال پہنے رہتی ہے اکل و شرب مثل ہمارے کیا کرتی ہے ہم اُس سے بدرجہا بہتر ہیں کیونکہ وہ بدکار ہے فعل بد کرتی ہے غرض تمھارے سب ایسے ہی خداوند ہیں اور یک انہیں بیہودہ اور نالایق ہے تمکو چاہیے کہ ان سب خداوندوں کو مثل میرے تم بھی باطل سمجھو اور خالق کون و مکان کو اپنا خدا جانو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنا پیغمبر خیال کرو تزلزل اور ازلال جادو نے کچھ خیال کرکے کہا اچھا ہمیں ہم تمھارے کہنے سے مسلمان ہوتے ہیں ہم ہمیں کلمہ پڑھاؤ یا شہزادہ سے کہو کہ ہمکو کلمہ پڑھا کر مسلمان کریں ملکہ نے خوش ہوکر شاہزادے سے کہا شاہزادے نے دونوں کو کلمہ پڑھایا تزلزل اور ازلال جادو نے بمکر و فریب کلمہ پڑھا اور بصدق دل سے مسلمان ہوئیں بعد کلمہ پڑھنے کے دختران زلزلہ جادو ملکہ جبین سے کہنے لگیں کہ اب ہم یہیں رہینگے اپنی ماں کے پاس نہ جائینگے یہ کہکے دونوں نازنین دخوش جمال کا گانا سننے لگیں یہ تو گانا سُن رہی ہیں لیکن اب حال زلزلہ جادو کا تحریر کیا جاتا ہے کہ گلشن جادو کو زور با جادو نے آگ میں جلا دیا تھا زلزلہ جادو نہایت غمگین رہتی تھی اور ہر وقت گلشن جادو کو یاد کرکے رویا کرتی تھی ساحران نامی سمجھاتے تھیں اور کہتے ہیں کہ اے ملکہ اسقدر نہ رویئے ناچ دیکھیے نازنینان خوش گلو کا گانا سنیے ذرا دل بہلائیے کیجیے ورنہ ہلاک ہو جائیے گا اکثر لوگوں سے سنا ہے کہ خواجہ عمرو خوب گاتا ہے اور ساز خوب بجاتا ہے اور یہ بھی سنا ہے کہ آپنے اُسے گرفتار کیا ہے پس خواجہ عمرو کو شکل اصلی بنا کر کبھی کبھی ساز سنا کیجیے زلزلہ جادو نے موافق کہنے ساحران نامی کے خواجہ عمرو کو شکل اصلی بنایا اور اپنے سحر میں گرفتار کرکے خواجہ سے کہا کہ ہمارے سامنے ساز بجاؤ اور کوئی غزل گاؤ خواجہ عمرو نے سلام کرکے کہا اے ملکہ میرے پاس ساز نہیں ہے اگر آپ ساز منگوا دیجیے تو البتہ آپ کے سامنے ساز بجاؤں اور گاؤں ناظرین پر واضح ہو کہ ہر ایک چیز خواجہ کے پاس زنبیل میں رہتی تھی اور ساز بھی زنبیل میں رہتی تھی اور جب خواجہ گرفتار ہوتے ہیں زنبیل خواجہ کے پاس نہیں رہتی ہے غائب ہو جاتی ہے اور جب خواجہ رہا ہوتے ہیں پھر زنبیل خواجہ کے پاس آجاتی ہے کیونکہ زنبیل ایک معجزہ کی شے ہے اسوجہ سے خواجہ عمرو نے زلزلہ جادو سے کہا کہ میرے پاس ساز نہیں ہے زلزلہ جادو نے خواجہ عمرو کو ساز منگا دی خواجہ ساز بجانے لگے اور یہ غزل گانے لگے

غزل

لگی آگ دل سوز غم فرقت سے جلتا ہے
ترے بیمار کا اب کوئی دم میں دم نکلتا ہے

خبر دیتا ہے بیتابی کی جو آنسو نکلتا ہے
لگیں مہندی وہ خوش ہوکر نہیں ہے کیا خبر اسکی

خدارا جلد لے آکر خبر اے جیسے دوران
کوئی ناشاد حسرت سے کف افسوس ملتا ہے

وہ دن آئین کرو پہلو مین تجھ اور وصل کی شب ہو
گمراہ کیا اور خیال یار تجھ سے جی بہلتا ہے
لیکن مردن بھی ہے اسکو جسقدر نفرت ہوا ور نگین

نہ آنا ہجر کا کب مجھے کروٹ بدلت ہے
خدا شاہد ہے کسیکی اور الفت ہو تو کافر ہو
ہماری قہر سے منہ پھیر کر وہ شوخ چلتا ہے

بجز غمخوار تنہائی نہ مونس ہو نہ ہمدم ہے
تمھین پہچان تیر ہین تمھین پر دم نکلتا ہے

جسوقت عمرو نے یہ غزل بالحان داؤدی بجا کر گائی جتنے ساحر اسوقت بیٹھے تھے سب وجد مین آکر جھومنے لگے اکثرانین سے خوش ہو کر خواجہ کی تعریف کرنے لگے حضور ملکہ زلزلہ جادو صدا ے نے اور غزل مرقوم سُنکے نہایت خوش ہوئی اور مستون کے مانند جھومنے لگی اُسوقت اُسکی کیفیت مین زلزلہ جادو نے کشتی شراب کی طلب کی جب ساحر کشتی مے لیکر آئے خواجہ عمرو نے کہا اے ملکہ علاوہ گانے کے مین شراب بھی عجب کیفیت سے پلاتا ہون چوراسی گھنگھرو اپنے پانون مین باندھتا ہون اور بزم مین عجب انداز سے ہر ایک شخص کو شراب پلاتا ہون اگر آپ مجھپر سے سحر دفع کر دیجیے تو مین آپ کو اس طرح شراب پلاؤن کہ کبھی کسی ساقی نے اُس طرح شراب آپ کو نہ پلائی ہوگی اور یہ آپ خیال نہ کیجیے گا کہ عمرو بھاگ جائیگا اے ملکہ مین آپ سے اقرار کرتا ہون کہ مین نہ بھاگونگا آپ جیسی ملکہ کو چھوڑ کر نہ جاؤنگا خدمتگذاری آپ کی اچھی طرح کرونگا مثل آپ کے دنیا مین کوئی قدردان میرا نہین ہے اب مین آپ کے پاس رہونگا جو کام آپ کہیے گا مین کرونگا مجھکو ہر ایک کام کرنا خوب آتا ہے اگر آپکو میرے بھاگ جانیکا یقین کامل ہو تو حصار سحر کر دیجیے تاکہ مین یہان سے نہ جا سکون زلزلہ جادو نے یہ گفتگو عمرو سے سُنکر خیال کیا کہ عمرو نے اطاعت و فرمانبرداری اختیار کی ہے اور اقرار کیا ہے کہ مین یہان سے نجاؤنگا اب یقین ہے کہ یہ بھاگ کر نہ جائیگا یہ خیال کرکے ملکہ زلزلہ جادو نے سحر خواجہ پر سے دفع کر دیا اور کہا کہ اے خواجہ عمرو اب تمھین شراب ہمکو پلاؤ تم پر سے سحر دفع کر دیا خبردار بھاگ کر کہین نہ جانا ورنہ پھر مین تمکو سحر مین گرفتار کرونگی اور پھر تمھارے قول و قرار کا اعتبار نہ کرونگی خواجہ نے کہا اے ملکہ مین بھاگ کر ہرگز نجاؤنگا یہ کہکے خواجہ اُٹھے اور شیشہ شراب کا اُٹھا کر ایک پڑیا سفوف بیہوشی کی زنبیل سے چالاکی سے نکالکر جلد تر شراب مین اس طرح ملائی کہ کسی نے نہ دیکھا جب خواجہ سفوف بیہوشی شراب مین ملا چکے اسوقت اشعار عاشقانہ پڑھکر ملکہ زلزلہ جادو اور دیگر ساحرون کو شراب پلانے لگے جب ملکہ زلزلہ جادو اور جملہ ساحرون کو شراب پلا چکے پھر ناچنے لگے اور ایک غزل گانے لگے تھوڑی ہی دیر مین جملہ ساحرون کو نشہ ہوا اور سفوف بیہوشی نے اپنا اثر دکھلایا ہر ایک ساحر باہم گفتگوے سخت کرنے لگا اور آپس مین بحث و تکرار کرنے لگا آخر اُسی عالم نشہ مین واسطے لڑنے کے جو اُٹھے سب ساحر زمین پر گرے اور بیہوش ہو گئے اور ملکہ زلزلہ جادو بھی بیہوش گئی خواجہ عمرو نے جلد ملکہ زلزلہ جادو کی زبان مین سوزن دے کر زنبیل مین داخل کیا اور جلد زلزلہ جادو کی شکل بنکے اور لباس اُسکا پہن کے تخت پر بیٹھے پھر صبح کے وقت تخت سے اُٹھے اور ہر ایک ساحر کو رفع بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا ساحرون نے ہوشیار ہو کے پوچھا اے ملکہ عامل خواجہ عمرو کہان گئے ملکہ نقلی نے جواب دیا کہ خواجہ عمرو تم سب کو بیہوش کرکے چلے گئے مین نے عمداً انکو گرفتار نہین کیا جملہ ساحر یہ گفتگوے ملکہ نقلی سنکر خاموش رہے اور خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے

داستان لا نا گرفتار کرکے دختران زلزلہ جادو کو شاہزادہ عمرو بن حمزہ کا اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو اور رہا کرنا خواجہ عمرو کا اور مسلمان ہونا زلزلہ جادو کا مع ساحرون کے اور حالات دیگر

راویان شیرین زبان اس داستان کو اس طرح بیان کرتے مین کہ جب زلزل جادو اور زلزال جادو کلمہ پڑھکر بظاہر مسلمان ہوئین ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن اور عمرو بن حمزہ نہایت خوش ہوئے اور ہر ایک نے یہی خیال کیا کہ دختران زلزلہ جادو صدق دل سے مسلمان ہوئی ہین کیونکہ ہر ایک شخص انکی طرف سے مطمئین ہوا اور کسیکو گمان بدی کرنے کا انکی جانب سے نہ رہا ایک روز دختران ملکہ زلزلہ جادو نے سفوف بیہوشی شراب مین ملا دیا جب دو

شراب شاہزادے رہبرہ نے پی ہر ایک بیہوش ہوگیا دختران زلزلہ جادو نے لوح محفوظ شاہزادے کے گلے سے
اتار کے اور پھر سبکو سحر مین گرفتار کرکے باہم خوش ہوئین تزلزل جادو نے اپنی بہن ازلال جادو سے کہا کہ اب ان
سبکو لیکر اپنی مان کے پاس چلو جو وہ انکے حق مین مناسب جانیگی وہ کریگی یہ کہکے تزلزل جادو نے سبکو دونون تختون پر
ڈالکر خود بھی انھین تختون پر سوار ہوئین اور بزور سحر دونون تختون کو بلند کرکے اور راہ طی کرکے اپنے گھر مین آئین
دیکھا کہ زلزلہ جادو تخت پر بیٹھی ہے دونون نے سلام کیا اور عرض کیا دیکھیے ہم شاہزادہ اور ملکہ مہ جبین کو گرفتار کرکے لے آئے
ہین یہ کہکے تمام حال اپنے جانے کا اور کیفیت ملکہ مہ جبین کے مسلمان ہونے کی اور جو کچھ حال گذرا تھا ابتدا سے
انتہا تک بیان کیا اور لوح محفوظ سامنے رکھدی ملکہ نقلی نے لوح محفوظ اٹھا کر اور خوش ہوکر کہا کہ تمنے خوب کیا جو
انھین گرفتار کر لے آئے ہین اب مین انکو سزا سخت دونگی یہ کہکے ملکہ نقلی نے کہا شاہزادے کو ہوشیار کرو اور کچھ نہ کرو
تزلزل جادو نے عمرو بن حمزہ کو ہوشیار کیا جب شاہزادے کو ہوش آیا دیکھا کہ ایک ساحرہ تخت پر بیٹھی ہے اور اردگرد
اسکے صدہا بڑے بڑے ساحر موافق اپنے رتبہ اور درجہ کے بیٹھے ہین ہر ایک ساحر جلابے بے درمان آدم آفت
روزگار ہے شاہزادے نے ساحرہ اور ساحرون کو دیکھکر خیال کیا کہ تزلزل و ازلال نے دشمنی کی اور ہم سبکو گرفتار
کیا دیکھیے اب کیا ہوتا ہے یہان سے رہائی کیونکر ہوتی ہے بالفعل تو سحر مین گرفتار ہین دست و پا قابو مین نہین ہین ورنہ
ان ساحرون کو قتل کرتے یہ خیال کرکے شاہزادہ خاموش بیٹھا رہا زلزلہ جادو نقلی نے شاہزادے کی طرف بعد
عتاب دیکھکر کہا کہ اے عمرو بن حمزہ تمکو اس روز بد کی خبر نہ تھی اب تمکو کس طرح مین قتل کرون شاہزادے نے جواب
دیا تمھین اختیار ہے ملکہ نقلی نے کہا تم تو طلسم تاریخ کو توڑنے کے واسطے آئے تھے واہ خوب طلسم کو توڑا ان دونون
چھوکریون نے تمھین گرفتار کر لیا یہ کہکے ملکہ نقلی نے حکم کیا کہ جلد ساقیان گلعذار کشتیان شراب ناب کی لیکے حاضر ہون
اسوقت مجھکو ازحد خوشی حاصل ہوئی ہے مین شراب پیونگی اور سب ساحرون کو بھی شراب پلاؤ ساقیان
مہوش کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہوئین ملکہ نے ہر ایک شیشہ شراب کو دیکھکر اور یہ چالاکی ہر ایک شیشہ مین
سفوف بیہوشی ملا کر حکم کیا کہ پہلے سب ساحرون کو شراب پلاؤ ساقیان مہ جبین نے ساحرون کو اور تزلزل جادو
اور ازلال کو شراب پلائی تھوڑی دیر مین سب بیہوش ہوگئے اسوقت عمرو نے نعرہ کیا منم خواجہ عمرو اور نعرہ
کرکے لوح محفوظ گلے مین شاہزادے کے ڈالدی شاہزادے نے خوش ہو کر خواجہ کو تسلیم کی اور پوچھا آپ یہان
کیونکر تشریف لائے خواجہ نے تمام حال بیان کیا شاہزادے نے کہا اے عمو جان آپ زلزلہ جادو کو زنبیل سے
نکالیے اور ہدایت کیجیے شاید مسلمان ہوجاے اور اطاعت اختیار کرے خواجہ عمرو نے بموجب کہنے شاہزادہ کے
زلزلہ جادو کو زنبیل سے نکال کر ہوشیار کیا اور حلقہ ہاے کمند سے ایک ستون مین مضبوط باندھا اور کہا اے زلزلہ
جادو آگاہ ہو کہ مین خواجہ عمرو ہون دیکھو سبکو بیہوش کیا ہے اور تمھین گرفتار کیا ہے اگر مین چاہون تو سبکو اور
تمھین ابھی قتل کر ڈالون لیکن مین چاہتا ہون کہ تمھین قتل نہ کرون تمھین لازم ہے کہ اس شاہزادے کی اطاعت
کرو اور کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہو زلزلہ جادو نے اشارے سے کہا کہ مین کبھی مسلمان نہونگی جب شاہزادے
نے دیکھا کہ زلزلہ جادو مسلمان ہونے سے انکار کرتی ہے اسوقت عمرو بن حمزہ آگے بڑھے چونکہ تزلزل جادو نے بروقت
ہوشیار کرنے کے سحر بھی دفع کردیا تھا اور لوح محفوظ گلے مین تھی اس سبب سے عمرو بن حمزہ بخوف و خطر قریب
ملکہ زلزلہ جادو کے گئے اور سوزن ملکہ کی زبان سے نکالکر اور حلقہ ہاے کمند سے کہنے لگے کہ اے ملکہ مین
آپ کو بجاے اپنی والدہ کے جانتا ہون اب آپ کو اختیار ہے خواہ مجھے قید کیجیے یا قتل کیجیے

ہین آپکے روبرو کھڑا ہون اگر مناسب ہو مسلمان ہو جیے ملکہ زلزلہ جادو نے یہ گفتگو سے شاہزادہ سنکے کہا اے شہزادہ دیکھا
مین تمھاری انکساری اور شیرین زبانی کے باعث سے مطیع اسلام ہوتی ہون وگرنہ خواجہ عمرو کے کہنے سے مطیع
اسلام ہوتی یہ کہکے زلزلہ جادو نے شاہزادے سے کہا کہ اے شاہزادہ ذیوقار مین ابھی اسوجہ سے کلمہ نہین پڑھتی
ہون کہ ابھی مجھے تمھارے ہمراہ نارنج جادو سے لڑنا ہے اگر کلمہ پڑھونگی اور بخوبی مسلمان ہو جاؤنگی تو سحر بھول
جاؤنگی شاہزادے نے کہا بہت مناسب اور بہتر ہے ابھی کلمہ نہ پڑھیے یہ کہکے عمرو بن حمزہ نے عرض کیا کہ اے عمو ان ساحرون
کو بھی ہوشیار کیجیے خواجہ عمرو نے سب کو ہوشیار کیا جب تنزلزل اور ازلال اور جملہ ساحرون کو معلوم ہوا کہ ملکہ زلزلہ جادو نے
اطاعت شاہزادے کی اختیار کی ہے اور مطیع ہوئی ہین اسوقت تنزلزل اور ازلال جادو اور جملہ ساحر مطیع اسلام ہوئے پھر فرخ
اور مہ جبین وغیرہ کو بھی خواجہ نے ہوشیار کیا فرخ نے آگاہ ہوکر شرف قدمبوسی خواجہ عمرو حاصل کیا اور اپنے باپ کو دیکھا تو [illegible]
مہ جبین نے بہ اشارہ عمرو بن حمزہ سے خواجہ کو تسلیم کی خواجہ عمرو نے دعا دی جب سب ہوشیار ہو چکے اور کئی ہزار ساحر مطیع اسلام
ہو چکے اور زلزلہ جادو پوشاک پہن کے بیٹھ چکی اور راحت افزا اور مہ جبین اور فرخ اور عمرو بن حمزہ وغیرہ بھی بیٹھ چکے
اسوقت خواجہ نے ملکہ زلزلہ جادو سے کہا کہ تم مجھکو دو ساحرون کو دو مین انکی شکلین تبدیل کرکے انھین نارنج جادو
کے پاس لیجاؤنگا اور عیاری کرکے نارنج جادو کو گرفتار کرونگا زلزلہ جادو نے دو ساحرون سے کہا کہ تم خواجہ
عمرو کے ہمراہ جاؤ جو کچھ یہ تم سے کہین انکا فرمانا بسر و چشم بجالاؤ ساحران مذکور روبروے خواجہ عمرو حاضر
ہوئے خواجہ عمرو نے رنگ روغن نکال کر پہلے اپنی شکل بصورت ازلال جادو پھر ایک کو بصورت ملکہ مہ جبین بنایا
اور دوسرے کو بشکل شاہزادہ عمرو بن حمزہ بنایا اور پوشاک اور لباس پہنا کر اور دونون ساحرون کو گرفتار
کرکے ایک تخت پر بیٹھے اور اسنے کہا کہ تم سحر کرو تاکہ یہ تخت بلند ہو جب ساحرون نے سحر کیا اور تخت بلند ہوا
اسوقت خواجہ عمرو نے کہا اب تم مجھکو نارنج جادو کے پاس لیچلو وہان چپکے بیٹھے رہنا خبردار کچھ منھ سے نہ بولنا
ساحرون نے عرض کیا بہت بہتر ہم خاموش بیٹھے رہینگے یہ کہکے ساحرون نے سحر کیا تخت جانب طلسم
نارنج جادو روانہ ہوا جب خواجہ عمرو نارنج جادو کے پاس پہونچے سلام کرکے کہنے لگے کہ دیکھیے آپکی یہ
صاحبزادی مہ جبین شاہزادے پر عاشق ہوئی ہین مین ان دونون کو گرفتار کرکے آپکے پاس لے آئی
ہون اب آپکو اختیار ہے خواہ انکو چھوڑ دیجیے یا انکو قید کیجیے خواجہ عمرو نے ابھی اسقدر گفتگو کی تھی کہ ملکہ
نارنج جادو نے اوراق جمشیدی مین دیکھا معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بشکل ازلال جادو ہین اور دو
ساحرون کو مہ جبین اور عمرو بن حمزہ کی شکل و صورت کے مانند بنا کر لائے ہین یہ دریافت کرکے نارنج جادو
نے سحر پڑھنا شروع کیا خواجہ عمرو نے چاہا کہ گلیم اوڑھکر غائب ہو جائین ناگاہ بوجہ سحر نارنج جادو کے خواجہ کے
پاؤن زمین نے پکڑ لیے اور ہاتھ بے حس ہو گئے اسوقت نارنج جادو نے شطرنج جادو سے کہا کہ خواجہ عمرو اور
ان ساحرون کو گرفتار کرو اور اپنی حفاظت و حراست مین انکو رکھو شطرنج جادو نے موافق حکم خواجہ عمرو
اور ان دو ساحرون کو قید کیا ہر چند خواجہ عمرو نے نارنج جادو اور شطرنج جادو سے کہا کہ مجھے چھوڑ دو مین تو
براے امتحان یہان آیا تھا تمنے مجھے پہچان لیا اب مجھکو معلوم ہو گیا کہ مثل تمھارے دنیا مین کوئی
ساحر نہین ہے اب مین کبھی نہ آؤنگا لیکن نارنج جادو اور شطرنج جادو نے خواجہ عمرو کو رہا نہ کیا القصہ
خواجہ قید ہوئے شطرنج جادو نے خواجہ عمرو کو قید کیا وہان ایک شب کو عمرو بن حمزہ یونانی نے خواب
مین دیکھا کہ ایک بزرگ تشریف لائے اور انھون نے فرمایا کہ اے شاہزادہ ذیوقار اب تمھین

لوح طلسم نارنج کی جو فکر ہو تو قہقہہ جادو کو طلب کرو کہ اُس سے مانگو ہر چند کہ وہ بخوشی نہ دیگا لیکن افضال خدا سے لوح تمکو مل جائیگی یہ فرماکر بزرگ موصوف نظر عمرو بن حمزہ سے غائب ہو گئے عمرو بن حمزہ کی آنکھ کھل گئی دیکھا کہ وقت صبح صادق ہی شاہزادے نے اُٹھکر جلد وضو کیا اور نماز سحر پڑھی بعد پڑھنے نماز سحر کے جب زلزلہ جادو بیدار ہوئی اور جملہ ساحران نامی حاضر ہوئے اُسوقت شاہزادے نے وہ خواب رو برو زلزلہ جادو وغیرہ بیان کیا ایک ساحرہ نے بیان خواب سنکے شاہزادے ذیوقار سے کہا کہ اس خواب کو خیال تصور کیجیے یہ خواب بالکل سچا نہین ہی شاہزادہ تقریر ساحرہ سنکے بسقدر برہم ہوا کہ وہی عصا زور بازو جادو کا تحفہ جو باحت افزائے دیا تھا شاہزادے نے اُس ساحرہ پر مارا عصا لوٹ گیا اور ایک پرچہ قرطاس اُس عصا سے نکلا شاہزادے نے اس پرچہ قرطاس کو پڑھا اُس مین لکھا تھا کہ لوح طلسمی قہقہہ جادو پاس ہی اور وہ ہر وقت لوح طلسمی کو اپنے پاس رکھتا ہی کسی وقت کسی جگہ نہین رکھتا ہی شاہزادہ دیجاہ عبارت پرچہ قرطاس پڑھ کے خوش ہوا اور وہ پرچہ قرطاس زلزلہ جادو کو دکھایا اور کہا کہ آپ ابھی قہقہہ جادو کو بلایئے اور لوح اُس سے طلب کیجیے ملکہ زلزلہ جادو نے ایک ساحر سے کہا کہ جلد جا اور قہقہہ جادو کو میرے پاس لے آ وہ ساحر گیا اور قہقہہ جادو کو اپنے ہمراہ لے آیا جب قہقہہ جادو روبروے ملکہ زلزلہ جادو آیا سلام کر کے بحکم ملکہ بیٹھ گیا عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ قہقہہ جادو نہایت کریہ منظر اور مہیب صورت ہی اور لوح طلسمی اُسکی گردن مین لٹکی ہوئی ہی ساحر سر غرور ہی جب قہقہہ جادو بیٹھ چکا اور بعد سرکشی دماغ بھی بادہ ناب سے گرم ہو چکا اسوقت ملکہ زلزلہ جادو نے کہا کہ اے قہقہہ جادو مین نے تمھین اسواسطے بلایا ہی کہ مین نے اس شاہزادہ ذیوقار کی فرمانبرداری اختیار کی ہی اور مین مطیع اسلام ہوئی ہوں اور تم جانتے ہو کہ مین فرزندی مین نارنج جادو کی ہوں لہذا تمکو مناسب ہی اب لوح طلسم ہمکو دیدو اور مثل ہمارے مطیع اسلام ہوکر شاہزادہ نامدار کی اطاعت و فرمانبرداری اختیار کرو اور سعادت کونین حاصل کرو اور اگر تم مجھکو لوح نہ دوگے تو مین تمھین ہلاک کردونگی قہقہہ جادو نے یہ تقریر زلزلہ جادو کی سنکے قہقہہ مارا اور کہنے لگا اے ملکہ مین مثل تمھارے نادان اور بے وقوف نہین ہوں کہ سامری اور جمشید وغیرہ خداوندوں کی پرستش نہ کروں میری جان تو تمام سامری و جمشید اور رمِ خبیثہ وغیرہ خداوندوں پر قربان ہی مین ہرگز ہرگز مطیع اسلام نہونگا اور لوح طلسمی جبتک مین زندہ ہوں تو تمھین نہ دونگا ہر چند کہ تم بڑی بہن ملکہ نارنج جادو کی ہو لیکن اب بوجہ مطیع اسلام ہونے کے میرے نزدیک کچھ تمھاری عزت و حرمت باقی نہ رہی اب مین تمھین بدترین جہان سے سمجھتا ہوں اور تمکو ایک ادنے ساحرہ جانتا ہوں تم مجھسے لوح کیا لیلوگی اور مجھے کیا قتل کروگی ابھی بچہ ہو تم سحر سیکھو اور یاد کرو میرا قتل کرنا تمھین مشکل ہی مجھے کوئی ساحر قتل کر ہی نہین سکتا میرے اوپر سحر اثر کر ہی نہین سکتا دیکھو یہ لوح طلسم میرے گلے مین پڑی ہوئی ہی اگر تم ایسی ہزار جادوگرنیاں مجھپر سحر کرینگی تو کیا ہوگا مین ہرگز سحر سے ہلاک نہونگا تم ناحق مجھے ڈراتی ہو اور دھمکاتی ہو مین ہرگز تم سے نہین ڈرتا اگر تم مجھسے لڑوگی تو سمجھا دونگی میرے ہاتھ سے ہلاک ہوگی جان سے جاؤگی بے موت مروگی یہ نخوت تمھاری خاک مین ملجائیگی لوح طلسمی کسیطرح ہاتھ نہ آئیگی افسوس صد ہزار افسوس تم مطیع دین اسلام ہوکر اپنی چھوٹی بہن ملکہ نارنج جادو کی دشمن ہوگئیں چاہتی ہو کہ ملکہ نارنج جادو قتل ہو جاے اور طلسم نارنج لوٹ جاے اگر یہ خبر ملکہ نارنج جادو کو پہونچیگی تو وہ تمھین اس طرح سے قتل کرے گی کہ تمھارے حال پر مرغان ہوا اور ماہیان دریا افسوس کرینگی تمکو لازم ہی کہ مطیع دین اسلام اب نہو اور خداوند سامری

اور دیگر خداوندوں کو سجدہ کرو اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے ملکہ تاریخ جادو کے حوالے کرو ورنہ انجام اس تمہاری سرکشی کا اچھا نہو گا ملکہ زلزلہ جادو نے جو گفتگو ہی قہقہہ جادو کی سنی نہایت غصہ آیا اور خیال کیا کہ اس نابکار کو بد زبانی کی سزا دینا چاہیے اور لوح طلسم اس سے لے لینا چاہیے یہ خیال کرکے ملکہ زلزلہ جادو تخت سے اٹھی اور جانب قہقہہ جادو چلی قہقہہ جادو نے خیال کیا کہ ملکہ زلزلہ جادو میری گفتگو سنکے خوف سے لرز گئی ہے اب میری پاس براے عذر آتی ہے قہقہہ خیال کر رہا تھا کہ زلزلہ جادو قریب اسکے پہونچی لیکن ساحروں سے اشارہ کیا کہ اس بدکردار کو گھیر لو اور زمین پر اسکو گرا کر لوح اسکے گلے سے اتار لو یہ اشارہ کرکے ملکہ نے داڑھی قہقہہ جادو کی پکڑی اور ایک طمانچہ مارا اور کہا او بیہودہ بدکردار تو کیسے گفتگو سخت کرتا ہے خلاف ہمارے رتبہ کے ایسے گفتگو کرتا ہے ہمارا حکم بجا نہیں لاتا لوح طلسم نہیں دیتا اگر تجھے زندہ رہنا منظور ہے تو لوح طلسمی دیدے ورنہ میں تجھے ابھی قتل کرونگی قہقہہ جادو نے ملکہ زلزلہ کی گفتگو سنکے فوراً ملکہ زلزلہ جادو کی چوٹی پکڑی اور کہا او ملکہ تنے مجھے بلا کر مارا ہے اور ذلیل کیا ہے میں بھی تجھے اسی وقت مار ڈالونگا یہ کہکر قہقہہ جادو نے چوٹی کھینچی اور ملکہ نے موے ریش پکڑ کے جھٹکا دیا ساحران نامی جو اسوقت اس جگہ موجود تھے وہ سب آگئے اور موافق اشارہ کرنے ملکہ کے کسی ساحر نے قہقہہ جادو کا گلا اسطرح دبایا کہ دم میں قہقہہ جادو کا گلا گھٹ گیا زبان منھ سے باہر نکل آئی دم سینے تک رکنے لگا آنکھیں حلقہ چشم سے باہر نکل آئیں کسی ساحر نے قہقہہ کے پاؤں پکڑ کے کھینچے تاکہ قہقہہ جادو زمین پر گر پڑے کوئی ساحر دست و بازو سے لپٹا کوئی ساحر قوی ہیکل قہقہہ جادو کی کمر سے لپٹا کسی ساحرہ نے موے سر قہقہہ جادو کے پکڑے کسی ساحرہ نے باواز بلند ساحروں سے کہا کہ اے بھائیو اس ساحر نابکار پر سحر نہ کرنا اسکے گلے میں لوح طلسمی ہے سحر تمہارا اثر نہ کریگا فرخ نے جو دیکھا کہ قہقہہ جادو کو سب ساحر نابکار گھیرے ہوئے ہیں خیال کیا کہ یہ ساحر ایسا قوی ہے کہ اتنے ساحروں کے لپٹنے سے زمین پر نہیں گرتا ہے کوئی تدبیر ایسی کرنا چاہیے کہ یہ ساحر نابکار زمین پر گرے اور بغیر قتل کئے ہلاک ہو جاوے یہ خیال کرکے آپ بھی فرخ اسی بیچ میں گیا اور وہ اعضا سے قہقہہ جادو پکڑے کہ جو مقتل بقول عرب کے جسم انسان میں نازک ہیں اور اسطرح بقوت تمام ان اعضا کو دبایا کہ قہقہہ جادو کثرت درد و ایذا سے بیتاب و بیقرار ہوکے زمین پر گر پڑا اور مانند ماہی بے آب زمین پر تڑپنے لگا اسوقت چوٹی ملکہ زلزلہ جادو کی دست قہقہہ جادو سے چھوٹ گئی اسی ہنگامہ میں فرصت [illegible] فرخ نے قہقہہ جادو کے گلے سے لوح اتار کر شاہزادے کے گلے میں ڈالدی اور عرض کیا اے شاہزادۂ ذی وقار جلد تیغ آبدار سے اس ساحر نابکار کو قتل کر دیجیے شاہزادہ عمرو بن حمزہ نے موافق کہنے فرخ اشقر کے تیغ آبدار سے قہقہہ جادو کو قتل کیا زلزلہ جادو اور جملہ ساحران نامی وغیرہ قہقہہ جادو کے قتل سے نہایت خوش ہوئے جسوقت قہقہہ جادو قتل ہوا اور زمین پر تڑپ کے مر گیا ایسی تاریکی ہوئی کہ جہان تیرہ و تار ہوگیا پھر قہقہہ جادو کے سحر نے نالہ و فریاد کرنے لگے ہوا تند چلنے لگی اور پتھر اور برف گرنے لگی آواز آئی مارا مجھکو اور قتل کیا مجھکو نام میرا قہقہہ جادو تھا جب تاریکی دفع ہوئی اور روے آفتاب نظر آیا ملکہ زلزلہ جادو نے حکم دیا کہ لاش اس ساحر بدانجام کی یہاں سے اٹھا کر کہیں پھینکدو چند ساحروں نے بموجب حکم ملکہ لاش قہقہہ جادو کا اٹھا کر ایک صحرا میں پھینکدیا جب لاش قہقہہ جادو کا اٹھ گیا ملکہ زلزلہ جادو تخت پر بیٹھی اور عمرو بن حمزہ یونانی بھی بیٹھے اسوقت ساقیان خوبرو بحکم زلزلہ جادو شیشیان شراب کی لیکر آئے اور جامہاے بلورین شیشے گلگوں سے بھر بھر کے ملکہ اور عمرو بن حمزہ وغیرہ کو دینے لگے غرض ہر ایک شخص ساحر و غیر ساحر شراب پینے لگا بعد میکشی کے ملکہ نے

حکم کیا کہ نازنینان خوش گلو حاضر ہون بمجرد حکم ملکہ نازنینان گل پیرہن و سیمتن مع اپنے سازندون کے حاضر ہوئین اور ملکہ اور شاہزادے کو بصد ادب آداب و تسلیم بجا لاکر موافق اپنے مراتب کے علیحدہ بیٹھین پھر انمین سے بحکم ملکہ ایک نازنین غنچہ دہن نازک بدن روبرے ملکہ زلزلہ جادو و اور شاہزادہ ذیشان بصد ناز و ادا ناچنے لگی اور دلہائے اہل بزم کو اپنے رقص سے خوش و مسرور کرنے لگی بعد ناچنے کے اس نازنین نے غزل شروع کی

دلون مین کینے سینے سے عداوت آہی جاتی ہی
عیب آنکھیں چار ہوتی ہین مروت آہی جاتی ہی
جب انکو دیکھتے ہین غیر سے ہم بولتے ملتے
چرا لیتے ہین آنکھیں انکو غیرت آہی جاتی ہی
ہر اک ساعت کی صحبت مین جھمگی دوستی ہوکر
کسی کو عیب سے کینہ کی کشش کی صورت آہی جاتی ہی
چھپانے سے نہین چھپتا ہی ریحان عشق الفت

صفائی لاکھ ہو لیکن کدورت آہی جاتی ہی
نہین موقوف سن پر دیکھکر صورت حسینونکی
نہین کچھ واسطہ لیکن حرارت آہی جاتی ہی
سحر جب نام لیتے ہین کسی رشک مسیحا کا
کدورت تڑپتے تڑپتے دلکے نفرت آہی جاتی ہی
ہر کسی کی تاب طاقت کیا جو بچ جائے محبت سے
ضرور آنکھوں مین کچھ اس ہی کی لگاوٹ آہی جاتی ہی

دل رنجندہ کہتا ہی نہ بولون یار سے لیکن
جوانی پیر ہو تو انکی طبیعت آہی جاتی ہی
شب فرقت کا جب مین چھیڑتا ہون ذکر کچھ بھی
مریض عشق کے چہرے پہ فرحت آہی جاتی ہی
برابر دوستی نبھتے کہین دیکھی نہ دنیا مین
اگر آنے کو ہوتی ہی تو شامت آہی جاتی ہی

جب یہ غزل اس نازنین نے بہزار ناز و ادا گائی جملہ ساحر و ساحرہ اشعار غزل سنکے خوش ہوئے خصوصاً ملکہ زلزلہ جادو نہایت مسرور ہوئی اور شاہزادہ ذی وقار وغیرہ بھی خوش ہوئے وہ نازنین غزل گاکے بزم سے چلی گئی پھر اور ایک نازنین مہجبین بصد ناز و ادا مع اپنے سازندون کے محفل مین حاضر ہوئی اور ملکہ اور شاہزادے کو آداب و تسلیم بجا لائی جب سازندون نے سازون کو موافق اپنی مرضی کے درست کر لیا نازنین ناچنے لگی اور غزلین عاشقانہ گانے لگی ساحران نامی اُسکے سحر خوش آوازی مین گرفتار ہوکے بیخود ہونے لگے اکثر ساحر اُسکے نغمۂ دلکش کو سُن سُنکے جھومنے لگے جب وہ نازنین اور دیگر نازنینان زہرہ خصال پری تمثال ناچ اور گا چکین اور زر کثیر انعام مین لیکر جا چکین اُسوقت ملکہ زلزلہ جادو نے خوش ہوکر شاہزادے سے کہا کہ اے شاہزادۂ ذیجاہ الحمد للہ کہ قہقہہ جادو کو آپ نے قتل کیا اور لوح طلسمی مل گئی از روے دل آپ کی برآئی شاہزادے نے فرمایا اے ملکہ زلزلہ جادو فی الحقیقت مجکو لوح کے ملنے سے از حد خوشی حاصل ہوئی اب میرا ارادہ ہی کہ ملکہ نارنج جادو تمھاری بہن سے مقابلہ کرون اور دیگر حلات طلسمی باقبال پروردگار فتح کرون آپ فقط میرے لشکر پر سے سحر نارنج جادو کا دفع کر دیجئے تاکہ مین اپنے ماموں صاحب زمین تاش بہادر کی قدمبوسی حاصل کرون اور سبکو ہمراہ لیکر جانب طلسم نارنج جادو جاؤن اور ساحرون کو قتل کرون ملکہ زلزلہ جادو نے کہا اے شاہزادۂ ذی وقار ہر چند کہ مین اپنی دختر نیکو نگار شمشیر جادو کے الم مین مبتلا ہون لیکن مین بھی آپ کے ہمراہ چلونگی یہ کہکے ملکہ نے ساحران نامی سے کہا کہ اسوقت سے درستی سامان جنگ کرو اور کل یہان سے کوچ کرکے برای مقابلۂ نارنج جادو ہمارے ہمراہ چلو یہ کہکے ملکہ زلزلہ جادو نے دربار برخاست کیا ساحران نامی دربار سے اُٹھے اور باہر دربار کے جاکر جملہ ساحرون کو حکم ملکہ سے واقف ہوا پھر ساحران نامی اپنے خیام مین داخل ہوے اور تیاری جنگ مین مصروف ہوئے اور سامان کوچ کا کرنے لگے علاوہ ساحران نامی کے ہر ایک ساحر اپنا اپنا سحر جگانے لگا بھٹیان چڑھنے لگین ہر جانب ہر طرف آگ پر جلنے لگین الگ ریان روشن ہوئین پھر آنے لگے ساحر ڈمرو بجانے لگے سحر تیار کرنے لگے غرض تمام خوب تیاری ہوئی جب مثل معشوق تلون مزاج طبیعت شب بدلی لینے خرکا ہرکے تیغ مہر میدان افلاک مین چمکائی القصہ

سپہر نیلگون نے رنگ بدلا ہوا روشن رخ مہر تجلا اُٹھا ردے سحر سے پردۂ شب در آیا مہ میان برج عقرب وقت سحر ملکہ زلزلہ جادو نے برآمد ہو کر نفیر سحر بجائی جملہ ساحرون کو خبر ہوئی فوراً اثاثہ بارگاہ و خیام و خیام کا فیلان آتشین سحر پر جلد تر لادا گیا جب ملکہ زلزلہ جادو تخت سحر پر سوار ہوئی اور شاہزادہ ذوہی وقار مرکب صبا رفتار پر سوار ہو چکا اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوشش اور راحت افزا اور تقرلزل جادو اور زلال جادو وغیرہ کرزین تخت اور طاؤس سحر وغیرہ پر سوار ہو چکین جملہ ساحر گروہ گروہ جوق جوق ہنس آتشین اور باز و بط وغیرہ طائران سحر پر سوار ہوئے نشانہائے نصرت اثر کھلے ابر سحر سرخ و زرد و سفید و سیاہ فلک پر چھا گئے برق سحر چمکنے لگی صداے رعد آنے لگی غرض جب سب سوار ہو چکے ملکہ زلزلہ جادو نے تخت اپنا بڑھایا لشکر ساحران بجاہ و تجمل و شوکت عقب پشت ملکہ زلزلہ جادو صفوف بستہ بصد ادب روانہ ہوا عمرو بن حمزہ یونانی نے بھی گھوڑا اپنا بڑھایا افسر نج ہمراہ رکاب ہوا اُسوقت روان گی لشکر لائق دید تھی ابر سحر سے آگے آگے برستا جاتا تھا چھڑکاو زمین پر ہوتا جاتا تھا غبار ہر طرف ہوتا جاتا تھا سقائے نسیم سحر سے دلون کو فرحت ہوتی تھی لشکر ساحران نامدار مثل باد بہار راہ صحرا سے سبزہ زار سے جاتا تھا لیکن ساحر مہوشان پرے باندھے ہوئے تھے پیشانیون پر قشقہ سفید و سرخ کھینچے ہوئے تھے کٹوریندن لگے دیے ہوئے تھے انگشت ساحر لوڑیات ماتھے رنگین کیے تھے بھبھوت رمائے ہوئے تھے ترسول چھاتیون پر بنائے ہوئے تھے اسباب سحر جھولیون میں بھرے ہوئے تھے اسم اعظم اسمار سامری و جمشید کی زبان پر جاری کرتے تھے کبھی ایسی باتین کرتے تھے اور ہنستے ہوئے دلیرانہ پس پشت ملکہ زلزلہ جادو جاتے تھے دمبدم سب عجائب و غرائب سحر کے دکھاتے تھے کہ فلک شعبدہ باز اُنکے نیرنگ و افسون کو دیکھکے دنگ ہوتا تھا آفتاب اُنکے سحر کے گولے دیکھکر تھراتا تھا مریخ فلک اُنکی سحر کی تیغین دیکھکر ڈرتا تھا غرض لشکر ساحران بصد شان و شوکت جاتا تھا علاوہ ساحرون کے ہر ایک ساحرہ خوش انداز سراپا ناز ناریل اور ترنج و نارنج اُچھالتی ہوئی ابر سحر سے پھول اور موتی برساتی ہوئی مثل غنچہ مسکراتی ہوئی ہوتی تھی نظم

ہر ایک ساحرہ و تیر و تیغ زن اسکی بھری مانگ صندلی تھی برستے ہوئے ساتھ آتش کے تیر	ہزارون جیسے یاد جادو و فن اسکی بھری مانگھ کا جل تھی کہ تھا قدرت سے ترک فلک گوشہ گیر	چلین اپنا جوبن دکھاتی ہوئین تو ران تھے طاؤس آتش نشان	وہ رال اور گوگل جلاتی ہوئین سرون پر سیہ ابر کے سائبان

ہنوز ملکہ زلزلہ جادو مع لشکر ساحران تھوڑی دور چلی تھی اور عمرو بن حمزہ و ذوہی وقار نے بھی تھوڑی راہ طے کی تھی کہ سامنے سے غبار عظیم بلند ہوا شاہزادہ نے افسر نج سے کہا بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ لشکر کثیر اسطرف آتا ہے ابھی عمرو بن حمزہ یونانی افسر نج سے کہہ رہے تھے کہ غبار ہوائے تند سے دفع ہوا اشتہار نیکتاز شرقی مع پچاس ہزار سواران جرار کے ظاہر ہوا شاہزادی نے دیکھا کہ آگے آگے اشتہار نیکتاز مرکب برق رفتار پر سوار ہے پس پشت پچاس ہزار سوارون کے پرے ہیں ہر ایک سوار یادگار رستم و اسفندیار ہے زرہیں پہنے ہوئے ہیں چار آئینے لگائے ہوئے ہیں تلوارین زیب کمر کیے ہیں تہور و شجاعت سب کے چہرون سے آشکار ہے رشک سام و نریمان ہر ایک سوار ہے صحرائے شجاعت کے شیر ہیں سب سوار ایسے بہادر و دلیر ہیں نظم

دل مین مرے یقین ہے کہ سیدان جنگ میں	للکارین وہ ہلو تو تیغ کھینچکر کمتر	ڈر جائے انکے نعرون سے رستم سا پہلوان

بیت الخلا کو یاد کرے سام باربار | اتنا زیادہ پانی سے ہوا نکے بس خضوب | ڈالے ہر ایک اپنی سپر کو جواب دار

جب شہباز یکتا تاریکی قریب تر آیا فوراً شاہزادے کو دیکھکر اپنے مرکب سے اترا لشکر ٹھہر گیا شاہزادے نے بھی مرکب کو روکا شہباز یکتا تاز نے عرض کیا کہ جب آپ داخل درہ کوہ بلا ہوئے تھے مین قریب درہ کوہ مقیم ہوا تھا درہ کوہ کی جانب دیکھتا تھا سوا سے تاریکی کے اور کچھ نظر نہ آتا تھا بعد بہر بہر کے وہ تاریکی دفع ہو گئی درہ کوہ مین روشنی ہو گئی ہے اُسی درہ کوہ سے نکل کے واسطے قدمبوسی کے چلا آیا ہون عمرو بن حمزہ نے یہ تقریر شہباز یکتا تاز کی سنکر خیال کیا کہ یقیناً وہ تاریکی سحر زود زبانہ جادو کی ہے جب وہ قتل ہو گئی سحر اُسکا برطرف ہو گیا یہ خیال کرکے شاہزادۂ ذی وقار شہباز یکتا تاز کو ہمراہ لیکر جانب باغ سنگل روانہ ہوا ادھر کمیت تیز رو کو بڑھایا دو سمند باد پیما تیز روی مین رشک برق فلک تھا اُس سمند کی کیا تعریف کرون نظم

جہان کے دور مین نقاش ایسے گلگون کھیچ | اگر قیاس کی ٹھہرے تو کھینچے تصویر | نہین ہے مرکز خاکی یہ اُسکی سرعت کا
ہو چلا مین شکل ہنا مین تو کیا کرین تدبیر | نہ دو دن کا اُسکو مین تشبیہ برق تو سے | سحر طبیعت معشوق کچھ عدیل و نظیر
کہا مصور باد بہار سے اُس آن | کرونگا کیا مین بھلا جسم و خیر کی تقریر | اُٹھی رکاب کے بوسے کی آرزو دلے

خدا آیا اپنے تئین باہو سمجھو کے حقیر الحاصل عمرو بن حمزہ یونانی ہمراہ شہباز یکتا تاز چلا شاہزادہ دیباچہ بعد طے کرنے راہ کے باغ سنگل مین آیا ملکہ زلزلہ جادو سے جملہ مردمان لشکر عمرو بن حمزہ یونانی بسبب سحر نارنج جادو سے پتھر کا ہو گیا تھا بہ صورت اصلی ہوا سہیل شیر شکار اور لہراسپ بلند کمان شاہزادۂ ذیشان کے قریب آئے اور آداب و تسلیم بجالا کر دونون نے شرف قدمبوسی شاہزادۂ دیباچہ حاصل کیا بعد اسکے شاہزادۂ ذی وقار اپنے ماموں زمتاشش بہادر یونانی سے ملا زمتاشش بہادر عمرو بن حمزہ کو دیکھکر خوش ہوا اور حال پوچھا شاہزادے نے تمام کیفیت بیان کی زمتاشش بہادر حال سنکے اور جادو کشتہ عمرو بن حمزہ دیکھکر خوش ہوئے بعد اسکے شاہزادہ زلزلہ جادو اور شہباز یکتا تاز اور لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر جانب طلسم نارنج روانہ ہوا اور بعد طے کرنے راہ کے بعد شوکت و حشمت مع لشکر حیران و سپاہ بے شمار قریب درۂ طلسم نارنج پہونچے بارگاہ و خیام ایستادہ ہوئے شاہزادۂ ذی جاہ مع ملکہ مہ جبین نارنجی پوش اور شرخ ایک بارگاہ مین مقیم ہوا اور زلزلہ جادو مع اپنی دختر ون کے دوسری بارگاہ مین مقیم ہوئی زمتاشش بہادر بھی مع لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار علیحدہ علیحدہ بارگاہ و خیام مین فروکش ہوئے جملہ مردمان لشکر بھی خیام مین استراحت پذیر ہوئے یہ خبر طائران سحر کے نارنج جادو کو دی کہ زلزلہ جادو مع دس ہزار ساحرون کے مطیع دین اسلام ہو کر ہمراہ شاہزادۂ عمرو بن حمزہ بہ ارادۂ جنگ آئی ہے اور قریب طلسم مقیم ہے چونکہ قبل اسکے نارنج جادو کو زود زبانہ جادو اور قہقہہ جادو کے قتل ہونے کی خبر پہونچی تھی اور نارنج جادو نے ملکہ مہ جبین نارنجی پوش اپنی دختر کے مسلمان ہونے کی بھی خبر سنی تھی اس سبب سے نارنج جادو نہایت مغموم و متردد تھی اب جو طائران سحر سے خبر سنی کہ شاہزادہ عمرو بن حمزہ مع فوج و لشکر قریب درۂ طلسم آیا ہے اور مقیم ہے نارنج جادو کو نہایت غصہ آیا اور اپنے ماموں صورت نگار جادو سے کہا کہ جلد جاؤ اور سبکو سحر سے پتھر کا کر دو صورت نگار جادو بموجب کہنے نارنج جادو کے در طلسم پر آیا اور سحر کرنے لگا لشکر عمرو بن حمزہ یونانی مین سب غافل تھے یکایک شاہزادے نے دیکھا کہ ابر اور پانی برسنے لگا اور اسقدر پانی برسا کہ خیام اور بارگاہون مین پانی ٹپکنے لگا شاہزادۂ دیباچہ جانب ابر باران دیکھ رہا تھا

کہ کچھ قطرہ آب فرخ اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش پر پڑے فی الفور مہ جبین پتھر کی ہوگئی اور فرخ بھی ہمہ تن سنگ ہو گیا شاہزادہ عمرو بن حمزہ یہ حال دیکھ کر متحیر ہوئے اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کی تصویر سے لپٹ کے رونے لگے اور کہنے لگے ای ملکہ نازک بدن وگل پیرہن افسوس ہزار افسوس یہ کیا بلائے آسمانی آئی کہ تم تصویر سنگ ہو گئیں تمہارا یہ حال مجھسے دیکھا نہیں جاتا ہی اب میری زندگی ہونا بہت دشوار ہی یہ کہکے عمرو بن حمزہ تصویر فرخ سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ ای برادر حیف تم بھی سحر میں گرفتار ہو گئے اب دیکھئے یہ سحر تم پر سے کب دفع ہوتا ہی اور کب تک تم بصورت اصلی ہوتے ہو یہ فرما کر عمرو بن حمزہ یونانی بارگاہ سے نکلے دیکھا کہ لشکر میں ایک ہنگامہ برپا ہی ہزاروں ساحر اور غیر ساحر قید ہو گئے ہیں اور جو لوگ پتھر کے نہیں ہوئے ہیں وہ فریاد و فغان کر رہے ہیں عمرو بن حمزہ حال لشکر دیکھ رہے تھے کہ زلزلہ جادو گیجوا اگرائی بارگاہ سے نکلی اور فوراً باران سحر سے تر ہو کر پتھر کی ہو گئی غرض اسی طرح تھوڑی دیر میں زمستانش بہادر اور سرداران لشکر اور شہباز یکہ تاز مشرقی در جملہ ساحر جو وہان موجود تھے سب پتھر کے ہو گئے فقط عمرو بن حمزہ یونانی اس سبب سے پتھر کے نہیں ہوئے کہ انکے گلے میں لوح محفوظ اور لوح طلسمی دونوں لوحیں پڑی ہوئی تھیں جب سب پتھر کے ہو گئے اوقت بانی کا برسنا موقوف ہو گیا عمرو بن حمزہ یونانی اپنے لشکر کا حال دیکھ کے نہایت حیران تھے اور خیال کر رہے تھے کہ یہ سحر کسنے کیا ہی ناگاہ ایک ساحر لشکر کا کسی کام کے واسطے کہیں گیا تھا آیا اور عمرو بن حمزہ یونانی سے پوچھنے لگا کہ ای شاہزادہ ذی وقار یہ کس ساحر نابکار نے آپکے لشکر پر سحر کیا ہی ہر ایک شخص پتھر کا ہو گیا ہی شاہزادے نے جواب دیا مجھے نہیں معلوم کہ کس ساحر نے سحر کیا ہی میں خود متحیر ہوں ساحر یہ گفتگو سے شاہزادہ ذی وقار سنکے چار جانب دیکھنے لگا آخر درہ طلسم کی جانب دیکھ کے عرض کرنے لگا ای شاہزادہ ذیجاہ دیکھیے وہ ساحر بیٹھا ہوا ہی عمرو بن حمزہ یونانی نے اسطرف جو دیکھا ملاحظہ کیا کہ بالائے درہ طلسم نارنج ایک ایسا ساحر جبر کریہ منظر تخت پر بیٹھا ہوا ہی اور مقراض اور پرچہ قرطاس اسکے ہاتھ میں ہی تصویریں کاغذ کی کتر رہا ہی اور سحر پڑھ رہا ہی کہ بمقتضائے ابیات

مہیب سیاہ فام و سخت دل
ز دنیا کی طبیس ازدہی بجسل
سرش خالی از عقل پر ز احتشام
شکم فربہ از لقمہ ہائے حرام

شاہزادہ ذیجاہ نے جو اس ساحر مہیب صورت کو دیکھا فوراً شانے سے کمان کہانی اور ترکش سے تیر لیکر نعرہ کیا کہ او ساحر بدکردار و نابکار ہوشیار ہو جا کہ تیری اجل قریب آئی صورت نگار جادو نعرہ شاہزادے کا سنکے ڈر گیا اور کچھ سحر پڑھ کے ہاتھ سے اشارہ کیا فی الفور برق چمکی اور اس ساحر پر گری جسنے شاہزادے سے عرض کیا تھا کہ دیکھیے وہ ساحر بیٹھا ہوا سحر کرتا ہی جب وہ ساحر برق سحر سے ہلاک ہو گیا صورت نگار جادو خوف شاہزادہ ذی وقار سے بھاگ گیا اور نظر شاہزادہ سے غائب ہو گیا بعد غائب ہو جانے صورت نگار جادو کے عمرو بن حمزہ اپنے لشکر کا حال دیکھ کر اسقدر روئے کہ گر پڑے اور غش آگیا اسی عالم غشی میں دیکھا کہ ایک مرد بزرگ بالین پر کھڑے ہیں اور بشفقت فرماتے ہیں کہ ای طلسم کشا اسقدر رنج و غم نکر انشاء اللہ تعالی خدا پر نظر رکھو انشاء اللہ یہ رنج و غم تیرا دفع ہو جائیگا اور مدعا ہاتھ آجائیگا تجکو لازم ہی کہ یہاں سے جانب شمال جاؤ اور عجائب و غرائب اثنائے راہ میں نظر آئیں انھیں دیکھنا اور خبردار بغیر دیکھے لوح طلسمی کے کوئی کام نہ کرنا یہ فرما کر وہ مرد بزرگ وہ من نظر شاہزادے سے غائب ہو گئے شاہزادے کو جب غش سے افاقہ ہوا خیال کیا کہ عالم خواب میں مجھے مرد بزرگ نے ہدایت کی ہی اب مجکو بھی لازم و مناسب ہی کہ جانب شمال جاؤں یہ خیال

کر کے اُسیوقت جانب شمال روانہ ہوے عمرو بن حمزہ یونانی تو روانہ ہوتے ہین انکا ذکر پھر کیا جائیگا لیکن اب حال صورت نگار جادو کا لکھا جاتا ہے کہ جب صورت نگار جادو نارنج جادو کے پاس پہونچا کہنے لگا کہ مین نے سحر سبکو بیخبر کا کر دیا ہے فقط شاہزادہ عمرو بن حمزہ باقی رہگیا ہے نارنج جادو نے گفتگوے صورت نگار جادو سُنکے کہا اب فرخ اور زلزلہ کو گنبد سامری مین لیجاکر قید کر دو اور اپنے سحر مین رکھو اور میری دختر مہ جبین نارنجی پوش و راحت افزا کو میرے پاس لے آؤ صورت نگار جادو یہ سُنکے درۂ طلسم پر آیا اور بارگاہ مین جاکر مہ جبین اور راحت افزا پر سے وہ سحر اپنا دفع کیا اور ایک اور سحر مین گرفتار کر کے پاس ملکہ نارنج جادو کے لیگیا اور دونون کو نارنج جادو کے حوالہ کر کے پھر آیا اور ملکہ زلزلہ جادو اور فرخ کو گنبد سامری مین لیجاکر قید کیا اور اپنے سحر مین گرفتار رکھا صورت نگار جادو نے زلزلہ جادو اور فرخ کو تو گنبد سامری مین قید کیا ہے اور مہ جبین نارنجی پوش اور راحت افزا نارنج جادو کے پاس ہین انکا حال آیندہ مندرج کیا جائیگا لیکن اس جگہ احوال شاہزادہ عمرو بن حمزہ کا لکھا جاتا ہے کہ جو موافق ہدایت مرد بزرگ جانب شمال روانہ ہوے تھے جاتے جاتے ایک ایسے صحرای ہولناک مین پہونچے کہ بشر کی تو کیا حقیقت ہے شیر کا زہرہ اُس صحراے پر ہول مین آب ہوتا تھا اگر رستم بھی خواب مین بھی خیال اُس بیابان وحشت افزا کا کرتا یقین ہے کہ دہل جاتا اور اگر اسفندیار احوال اُس صحراے ہولناک کا کبھی سُن لیتا یقیناً خوف سے اُسے غش آجاتا کیونکہ ادنا حال اُس بادیہ پر خوف و خطر کا یہ ہے کہ دمبدم ہر طرف بگولے اٹھتے تھے ہواے گرم چلتی تھی لو بھی بکثرت تھی تمام میدان صحرا حرارت سے گویا کرہ نار تھا ہر ذرہ اُس صحراے پر آفت کا رشک آفتاب محشر تھا سبزہ و درخت کا زمین پر نام و نشان بھی نہ تھا لیکن کانٹون کی بیحد کثرت تھی شاہزادے کو قدم اُٹھانا دشوار تھا رہروی سے صدہا کانٹے کف پا مین گڑ گئے تھے کف پا سے خون جاری تھا تلوون مین آبلے بھی پڑ گئے تھے اور اکثر آبلے پھوٹ بھی گئے تھے گویا حال پر شاہزادے کے آبلے روتے تھے چونکہ تمازت آفتاب بکثرت تھی شاہزادہ پسینے مین بہ تن تر تھا تشنگی سے عجیب حال تھا پیاس سے حلق مین کانٹے پڑ گئے تھے کر حرارت آفتاب سے دل بیتاب تھا سراپاے شاہزادہ پر غبار پڑا ہوا تھا رنگ چہرۂ انور تمازت مہر سے سانولا ہو گیا تھا ہر طائر روح قفس تن سے بیقرار ہو کر مائل پرواز تھا زمین تابہ آہن کیطرح جلتی تھی دھوان دمبدم نکلتا تھا ہر چند آفتاب کا منھ اُس دشت ہولناک کیطرف نہ تھا لیکن خوف سے بار بار کانپتا تھا غبار ہر مرتبہ اس دشت جانستان سے اٹھکر سوے فلک جاتا تھا کوئی چرند و پرند کسی طرف نظر نہ آتا تھا شاہزادہ نہایت پریشان خاطر تھا یکایک پس پشت شور و غل بلند ہوا شاہزادے نے پھر کر پس پشت جو نظر کی دیکھا اور تو کوئی نہین ہے لیکن ایک اژدہا از حد طویل ہے دمبدم اسقدر شعلے اُسکے دہن سے نکلتے ہین کہ تمام صحرا گویا آتش ہو جاتا ہے اُسی اژدہے کی پشت پر فرخ اور ملکہ زلزلہ جادو سوار ہین اور اژدہا لئے جاتا ہے جب شاہزادے نے بھی طرح فرخ اور زلزلہ جادو کو دیکھا اور پہچانا اُسوقت فرخ نے پکار کے کہا کہ اے شاہزادۂ ذیجاہ آپ تو طلسم کشا ہین جلد آئیے اور مجھے اس اژدر سے بچائیے اگر تشریف لانے مین دیر لگائیگا عجب نہین مجکو زندہ نہ پائیگا یہ اژدہا ایکدم مین مجھے نگل جائیگا یا اُسکے شعلون سے یہ خاکسار جل جائیگا اگر آپ جلد مجھ تک نہ آسکین تو لوح طلسمی میری طرف پھینک دیجیے تاکہ مین لوح کو اپنے گلے مین ڈال لون اور اس اژدر کی گزند سے بچون جب فرخ یہ تقریر کر چکا ملکہ زلزلہ جادو نے بآواز بلند کہا اے شاہزادۂ ذیوقار اسطرف نہ آئیے ذرا دور سے تشریف لائیے مجکو اس اژدر کی شر سے بچائیے مین مطیع دین اسلام ہو چکی

ہوں جلد میری مدد کے واسطے آئیے شاہزادے نے فرخ اور زلزلہ جادو سے نقلی کی گفتگو سنکے کمان دوش سے ہاتھ میں لی اور ترکش سے تیر نکالکر چاہتا تھا کہ اژدہے کو تیر مارے یکایک اژدہا نظر شاہزادہ سے غائب ہوگیا عمرو بن حمزہ اژدہے کے غائب ہو جانے سے نہایت متحیر ہوئے اور فرخ اور ملکہ زلزلہ جادو کا خیال کرکے محزون ہوئے آخر بہ ہزار دشواری آگے بڑھے جب تھوڑی دور راہ طے کی دیکھا کہ ایک نالا ہے اور اسی نالہ پر زیر دار لاشیں فرخ اور زلزلہ جادو بالائے زمین پڑی ہوئی ہیں آنکھیں کھلی ہوئی ہیں شاہزادہ نامدار لاشیں دیکھکر نہایت بیتاب و بیقرار ہوا اور بے اختیار اشکبار ہوا ابھی شاہزادہ لاشوں کو دیکھکر رو رہا تھا کہ سامنے سے ایک فیل ہفت سر ظاہر ہوا جو سر تو اسکے شیر اور گینڈے وغیرہ چوپاؤں کے سروں کے مانند تھے لیکن ایک سر اسکا مثل ہاتھی کے سر کے تھا اور قد و قامت اسکا مانند فیل مست کے بلند تھا اور نہایت قوی الجثہ تھا اسکی شکل اسکی ایسی ہیبتناک تھی کہ انسان تو ضعیف البنیاد ہے اگر دیو بھی اسکو دور سے ایک نظر دیکھ لیتا تو فوراً خوف سے ہلاک ہو جاتا شاہزادہ فریجاہ و عالی گہر اس فیل ہفت سر کو دیکھ رہا تھا کہ وہ فیل قریب آیا اور اسنے شاہزادے پر حملہ کیا شاہزادے نے اس بلائے ناگہانی اور آفت آسمانی کو آتے دیکھکر فوراً لوح کو دیکھا لوح سے ثابت ہوا کہ اے طلسم کشا یہ جو فیل ہفت سر ہے یہ ایک ساحر ہے تجھے لازم ہے کہ خیال کرکے دیکھ کہ بیچ میں جو سر ہاتھی کا ہے اسی کے سر کی پیشانی پر ایک ٹیکا سرخ ہے یہ اسم جلیل پیکان تیر پر دم کرکے اسی ٹیکے پر تیر لگا وہ تیر اگر ٹیکے پر پڑا تو یہ فیل ہفت سر ہلاک ہو جائیگا اور اگر تیر نشانے پر نہ پڑا تو تمہارے حق میں بہتر نہ ہوگا شاہزادے نے اس مضمون لوح سے آگاہ ہو کر فوراً وہی اسم بزرگ تیر پر دم کرکے اس ٹیکے کو تاک کے تیر لگایا بقدرت پروردگار تیر اسی ٹیکے پر پڑا فیل ہفت سر آتشبازی کی چرخی کی طرح گھومنے لگا اور ہر ایک بن مو سے اسکے ایک شعلہ نکلا یہانتک کہ فیل ہفت سر جلکر خاک ہوگیا جسوقت وہ فیل ہفت سر جلگیا ایسی آندھی سیاہ آئی کہ روز روشن رشک شب تار ہوگیا ہوائے تند چلنے لگی برق چمکنے لگی پھر اسکے سحر کے نالہ و فریاد کرنے لگے پتھر آسمان سے گرنے لگے بعد چار گھڑی کے وہ شور و غل رفع ہوا اور تاریکی برطرف ہوئی اور ایک آواز آئی قتل کیا مجھکو کہ نام میرا فیل جادو تھا جب ہوئی روشنی ہوئی اور آفتاب نظر آیا شاہزادے نے دیکھا کہ لاشیں فرخ اور زلزلہ جادو کی نہیں ہیں اور دار کا بھی نام و نشان نہیں ہے اور وہ حرارت آفتاب کہ جس سے جگر کباب ہوا جاتا تھا دفع ہوگئی شاہزادے نے فیل جادو کو ہلاک کرکے شکر خدا کیا اور وہاں سے آگے بڑھا ناگاہ شاہزادے نے دیکھا کہ ایک جانب سے ایک شیر نر نعرے کرتا ہوا بصد غضب آتا ہے اور دوسری طرف سے ایک چیتا آتا ہے شاہزادے نے لوح کو ملاحظہ کیا لوح سے ظاہر ہوا کہ اے شاہزادے جسوقت چیتا تمہارے قریب آئے فوراً تیغ سے ہلاک کرنا اور شیر تیر حملہ نہ کرنے پائے کہ تم شیر پر جست کرکے سوار ہو جانا اور جس جگہ شیر تمہیں لیجاکر ٹھہر جائے پہلے تم شیر کو ہلاک کرنا بعد ازاں پشت شیر سے اترنا اور اگر خلاف اسکے کروگے تو انجام اچھا نہ ہوگا شاہزادہ لوح کو دیکھ چکا تھا کہ شیر اور چیتا دونوں قریب آئے شاہزادے نے تیغ تیز کھینچکر چیتے کو قتل کیا تاریکی ہوئی اسی تاریکی میں فی الفور جست کرکے پیٹھ پر شیر کی سوار ہوا شیر ناچار و مجبور ہوا اور ایک جانب شاہزادے کو لیکر چلا بعد طے کرنے راہ دور کے ایک باغ کے دروازے پر لیگیا اور وہیں ٹھہر گیا شاہزادے نے بموجب حکم لوح پہلے شیر کو قتل کیا پھر پشت شیر سے زمین پر قدم رکھا جسوقت شیر قتل ہوا اسوقت بھی تاریکی سے زمانہ تیرہ و تار ہوگیا اور آواز آئی مارا مجھکو کہ نام میرا اسد جادو تھا جب سیاہی دور ہوئی اور زمین ضیائے آفتاب سے پرنور ہوئی عمرو بن حمزہ

اُس باغ داخل ہوئے دیکھا کہ نہایت سرسبز و شاداب باغ ہے گلہائے رنگارنگ شگفتہ ہیں درختان میوہ دار بار اثمار سے جھکے ہوئے ہیں بیچ میں باغ کے ایک چبوترہ ہے کیلوں کے درختوں کی قطار دو جانب ہے نہریں میں پانی نہایت صاف و شفاف ہے علاوہ اسکے کیلوں کے درختوں کے نیچے صد ہا دکانیں ہیں اُن دکانوں میں انواع اقسام کی اشیا رکھی ہیں لیکن کوئی دکاندار نظر نہیں آتا ہے شاہزادہ نوبہار گلہائے باغ کی بہار دیکھ کے خوش ہوئے وہ باغ ایسا تھا بمقتضائے ابیات

وہ گلشن کہ جسپر فدا تھی بہار | وہ بستان خوبی جسکی ہو بہار

کھلے جاتے تھے اسکے گل جز و کل | اسی جا تو ہنستا تھا ہر ایک گل
جہاں ایک اصلی لگا تھا شجر | جواہر کا بھی دوسرا تھا شجر
صفت کر سکوں میں کہاں شہر کی | جواہر کی تھیں شہریاں شہر کی
ہر اک سو خیاباں بنا اور فرش | نہر بار رہتے پانی ہر سو
اسی سمت پودے وہاں ہر روش | جو پریاں بھی دیکھیں لجا جائیں پریاں

بہشت بریں آج سے بہتر تھا | نظیر اسکا روئے زمین پر نہ تھا
وہ فوارے نہروں کے اندر رواں | ستارے ہوں جیسے فلک پر رواں
وہ گل بوٹے اسمیں نمایاں ہوئے | کہ بہزاد و مانی بھی حیراں ہوں
منڈھے تھے زنبیلی تاکی سب | بہار اُنکی تھی چاندنی میں غضب

شاہزادہ باغ کی سیر کرتا ہوا آگے جو بڑھا دیکھا ایک گنبد نہایت بلند ہے اس گنبد پر ہزارہا طائر ہر رنگ کے بیٹھے ہیں اور درمیان گنبد کے تصویر سامری رکھی ہے اور ایک جانب اُس گنبد میں فرخ اور ملکہ زلزل جادو کی تصویریں بھی ہیں دونوں تیر کے نیچے ہوئے علیحدہ علیحدہ کھڑے ہیں شاہزادہ عمرو بن حمزہ تصویر فرخ سے لپٹ کے اشکبار ہوئے اور تصویر ملکہ زلزل جادو کو بھی دیکھ کے مغموم و ملول ہوئے پھر اس گنبد سے نکل گئے اُس گنبد کو بنظر غور دیکھنے لگے وہ گنبد ایسا تھا بمقتضائے ابیات

وہ گنبد بنا تھا جو بلور کا | سراسر اسے کہیے تھا نور کا
تھے نادر کے اُسکے دیوار و در | صفائی پہ اُسکی جمے سب کی نظر
کروں اسکی رفعت کا کیا میں بیاں | تھے دیوار و در اسکے آئینہ ساں
عمرو بن حمزہ یونانی اس گنبد لاثانی کو خوب دیکھ

سیر کرتے ہوئے اُسی باغ کے چبوترے پر آگئے اور تماشا گلہائے باغ کی سیر کرنے لگے طائروں نے جو عمرو بن حمزہ یونانی کو دیکھا فوراً شور و غل کرکے گنبد سے اُڑے اور نہر میں گر کر کے غوطے لگانے لگے اور بصورت انسان نکلے اپنی اپنی دکانوں پر ہر ایک بیٹھا اسی طرح سے ہزارہا چھوٹے اور بڑے جانور غوطے لگا کر شکل انسان ہو گئے اور دکانداروں سے اشیائے مطلوب لینے لگے گرم بازاری ہونے لگی ہر ایک چیز بکنے لگی خریدار لینے لگے اسی جانب حلوائی تحفہ مٹھائی تھالوں میں لگا کر بیٹھے کسی حلوائی نے بصد صفائی پوریاں روغن میں تل کے تھال پر رکھیں اور ترکاری بھی نہایت نفیس اور چٹ پٹی بنا کر رکھی پھر کچوریاں تیار کیں اور حلوا بھی بنایا خریدار گرم گرم پوریاں دیکھ کر خریدنے لگے بہت میوہ فروش بیٹھے ہوئے انار و سیب و بادام وغیرہ خریداروں کے ہاتھ بیچنے لگے کسی طرف تره فروش بیٹھا جو شہد فروش ترکاری پکار پکار کے بیچنے لگے گل فروش ہار بیلے اور چنبیلی کے تیار کرنے لگے خریدار پھول ہار خرید کے تصویر سامری پر چڑھانے لگے گھنٹے اور ناقوس و سنکھ بجانے لگے پوجا کرنے لگے اکثر مردم تصویر سامری کو سجدہ کرنے لگے بعض ایک پاؤں سے کھڑے ہو کر پرستش کرنے لگے اشیائے خوشبو آگ پر ڈالنے لگے صدہا مردمان کفرنشان یا خداوند سامری پکارنے لگے سیکڑوں عورتیں بھی پھول ہار چڑھا کر اور نذر و نیاز اور سجدہ کر کے خداوند سامری سے بعض حاجت اپنی بیان کرنے لگیں بیٹا مانگنے لگیں اور خاک گنبد اُٹھا کر اپنے پیٹ اور مقامات وغیرہ پر لگانے لگیں اور دست بستہ عرض کرنے لگیں کہ اسی سال میں لڑکا شکم میں آئے پیٹ رہ جائے غرض گنبد سامری میں اکثر زن و مرد اپنی اپنی مراد مانگتے تھے اور بازار میں کھلونے ایک طرف کمہار لیے ہوئے بیٹھے تھے اور پکار رہے

رکھلونے ہین بالے بھولون کے کسی جانب ہندولون طفل و جوان بیٹھے ہوئے جھول رہے تھے کوئی گنّے کی گنڈیریان
بیچتا تھا کوئی سُرکی پھلیان خریدتا تھا غرض بازار مین کثرت مردمان اسقدر جمع تھی کہ راہ چلنا مشکل تھا میلے کا
مجمع تھا عمرو بن حمزہ چبوترے پر بیٹھے ہوئے میلے کی سیر دیکھ رہے تھے اور خیال کرتے تھے کہ پہلے تو کوئی اس باغ
مین نہ تھا یہ عجب جانور ہین کہ نہر مین غوطے لگا کر انسان ہو گئے عمرو بن حمزہ یہ خیال کر رہے تھے کہ بیرون در
باغ سے صدہا چوبدار اور خادم و خدمتگار اہتمام کرتے ہوئے باغ مین آئے پھر چار اژدہون پر ایک تخت رکھا
ہوا نظر آیا دیکھا کہ اُس تخت پر نارنج جادو بصد کبر و نخوت سوار ہے اور اپنے زانوؤن پر اپنی دختر مہ جبین نارنجی
پوش کا سر رکھے ہوئے ہے اور شطرنج جادو اور کمید شعلہ افزا صدہا ساحران نامی اور ہزارہا ساحران غیر
نامی ہمراہ مین جب تخت سامنے چبوترے کے اور پاس گنبد سامری کے آیا نارنج جادو نے ملکہ مہ جبین نارنجی
پوش سے کہا کہ اے دختر دیکھ یہ گنبد سامری ہے اس گنبد مین خداوند سامری کی تصویر ہے تجھکو لازم ہے کہ جلد بصد
ادب تخت سے اُتر کر خداوند سامری کو سجدہ کر اور واسطے اپنے دعا مانگ کہ مجکو صحت ہو جائے طبیعت میری اچھی
ہو جائے اور محبت پسر حمزہ کی میرے دل سے دور ہو جائے ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن نے جواب دیا خدا
سلامت رکھے شاہزادہ عمرو بن حمزہ کو کہ انھون نے مجھے کلمہ پڑھایا اور مسلمان ہے مین اس ساحری
نالائق پر لعنت کرتی ہون کبھی تصویر سامری کو سجدہ نہ کرونگی نارنج جادو یہ گفتگو اپنی دختر کی سنکر برہم ہوکر
ایک طمانچہ مہ جبین نارنجی پوش کو مارا اور غضبناک ہوکر کہا کہ او گیسو بریدہ وننگ خاندان اگر تو مر جائے تو
بہتر ہے خداوند سامری کو بُرا کہتی ہے اور نشۂ بادۂ عشق عمرو بن حمزہ مین مست ہے خدائے نادیدہ کو سجدہ کرتی ہے
ہمارا کہنا نہین مانتی ہے جو چاہتی ہے وہ کرتی ہے جوان ہوکر گستاخ ہو گئی ہے نارنج جادو نے جو ملکہ مہ جبین کو طمانچہ
مارا اور کلمات سخت کہے ملکہ رونے لگی شاہزادہ نے جو دیکھا کہ میری معشوقہ کو نارنج جادو نے طمانچہ مارا اور وہ رو
رہی ہے یہ حال دیکھکر شاہزادے کو نہایت غصہ آیا فوراً تیغ ابدار کھینچ کر چبوترے سے اُٹھے اور نعرہ کیا کہ او نارنج
جادو غضب کیا تو نے کہ میری محبوبہ اور مطلوبہ کو مارا اور صدمہ پہونچایا اب مین تجھکو مار ڈالونگا اپنی معشوقہ کا انتقام
کما حقہ تجھسے لونگا یہ نعرہ کرکے آگے بڑھے ساحران نابکار سد راہ ہوئے اور نارنج اور ترنج اور گولے اور ناریل کے دانے
سحر پڑھ پڑھ کے شاہزادے پر مارنے لگے شاہزادہ تیغ ابدار سے ساحرون کو قتل کرنے لگا ساحرون کے قتل
ہونے سے تاریکی ہونے لگی اور غل و شور ہونے لگا اسوقت شطرنج جادو نے نارنج جادو سے کہا کہ اے
ملکہ اب آپ یہان توقف نہ کیجیے جلد یہان سے بھاگ جائیے دیکھیے طلسم کشا آتا ہے ایسا نہ ہو کہ آپ قتل ہو جائین
نارنج جادو تو گفتگوے شطرنج جادو سنکے فوراً ملکہ مہ جبین نارنجی پیرہن کو اپنے ہمراہ لیکر باغ سے
نکل گئی اور کسی طرف بھاگ گئی لیکن صدہا ساحر ہمراہیان نارنج جادو باغ مین رہ گئے شاہزادہ
ذو الفقار تیغ ابدار سے اُنھین قتل کرنے لگا ساحرون کے سرتن سے جدا ہونے لگے کیونکہ تیغ آبدار
شاہزادہ ذو الفقار کی ایسی تیز ہے کہ دم مین ہزارون کے گلے کاٹتی ہے **نظم**

لرزنے لگا خوف سے چرخ پیر
ہوا بحر خون اس قدر موج زن
برستے تھے سر مثل برسات تھی
غرض شاہزادے نے باشد و مد

کہین خون کی ندی زمین پر بہی
لیے سنگریزے عقیق یمن
وہ سر تھے زمین پر کہ اولے پڑے
کیے قتل جن جن کے اہل حسد

ہوا گرم ہنگامہ دار و گیر
کہین بارش آتش سحر تھی
گرج رعد کی اور چمک برق کی
جل دشت مین تھے بھبھولے پڑے
فوج مخالف مین زلزلہ پڑ گیا آخر بدچہ

مجبوری و ناچاری ساحران باقی ماندہ باغ سے نکل کے بھاگے تمام میلہ درہم و برہم ہوگیا عمرو بن حمزہ یونانی نے
ساحران نابکار کو ہٹا کر گنبد سامری پر جو نظر کی دیکھا کہ صورت نگار جادو کا تخت سحر پر بیٹھا ہی اور مقراض سے
پتلے کاغذ کے کتر رہا ہی اور سحر کر رہا ہی شاہزادے نے صورت نگار جادو کو دیکھ کے لوح ملاحظہ کی لوح
سے ظاہر ہوا کہ اس اسم بزرگ کو پیکان تیر پر دم کر و اور وہیا سرخ جو صورت نگار کی پیشانی پر ہی اسی جگہ تیر
لگاؤ اگر تیر دھبے پر پڑا تو صورت نگار جادو ہلاک ہو جائیگا اور جو تیر نشان مذکور پر نہ پڑا تو موجب تمھاری غارت
کا ہوگا شاہزادہ ذی وقار نے لوح کو دیکھکر وہی اسم بزرگ جلد تر پیکان تیر پر دم کیا اور تیر کو چلہ میں کمان کے
رکھکے لگایا تیر اسی نشان پر پڑا صورت نگار جادو کی حیات کا نقشا بگڑ گیا فوراً زمین پر گرا اور تڑپنے لگا آخر
ایکدم میں مر گیا اسوقت آندھی سیاہ آئی تاریکی ہر طرف چھائی پر اسکے سحر کے چلانے لگے فریاد و فغان کرنے لگے
بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی افسوس مارا مجکو اور قتل کیا مجکو نام میرا صورت نگار جادو تھا جب تاریکی
دفع ہوئی اور روشنی ہوئی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ گنبد سامری سے فرخ اور ملکہ زلزلہ جادو دونون
باہر آئے کیونکہ یہ دونون صورت نگار جادو کے سحر مین گرفتار تھے جب صورت نگار مارا گیا سحر اُسکا
ہر طرف ہوا یہ قید سے چھوٹ گئے غرض فرخ دوڑ کر شاہزادے کے قدم سے لپٹا شاہزادے
نے فرخ کو قدم سے اُٹھا کر سینے سے لگایا پھر ملکہ زلزلہ جادو بھی عمرو بن حمزہ کے قریب گئی اور شاہزادے
کی جرأت و ہمت کی تعریف کرنے لگی اور ممنون احسان ہوئی یہان تو صورت نگار جادو کے قتل
ہونے سے فرخ اور زلزلہ جادو پر سے سحر دفع ہوگیا اور وہان جملہ ساحر و غیر ساحر پر سے سحر صورت نگار کا
برطرف ہوگیا ہر ایک بصورت اصلی ہوگیا سب کو ہوش آیا زلزلہ جادو نے ایک طائر سحر کو روانہ کرکے
سب کو اپنے پاس بلوایا تز لزل جادو و ازلال جادو و دختران زلزلہ جادو و جملہ لشکر کو لیکر باغ مین آئین
اور اپنی مان سے ملین زلزلہ اپنی بیٹیون کو دیکھکر خوش ہوئی عمرو بن حمزہ اپنے ماموں زمتاغ بہادر اور
شہباز نیکہ ناز مشرقی سے ابنلگیر ہوئے پھر حکم شاہزادہ فی الفور محفل عشرت آراستہ ہوئی اور نازنینان خوبرو بھی
جملہ حاضر ہو کر رقص و نغمہ کرین بحکم شاہزادہ فی الفور محفل عشرت آراستہ ہوئی اور نازنینان خوبرو بھی
مع اپنے سازندون کے حاضر ہوئین عمرو بن حمزہ مع اپنے ماموں زمتاغ بہادر اور شہباز نیکہ ناز اور
زلزلہ اور فرخ اور سرداران لشکر کے بزم عشرت مین بیٹھے نازنینان سعنی مین سے ایک مطربہ خوش آواز بصد
ناز و انداز مع اپنے سازندون کے بزم عیش مین حاضر ہوئی اور ناچنے لگی بعد ناچنے کے اسمطربہ نے یہ غزل شروع کی غزل

عشق ہے بین نہ فقط جور و جفا دیکھ چکے
بس تجھے واشراہ رسا دیکھ چکے
بخدا دشت ہی رو گردہ وحشت اپنا
خوب ہم گرمی بازار قضا دیکھ چکے
تشنہ کامی کے لیے کسکی نہین منت کی
دیکھتے تھے جو ہین ناز و ادا دیکھ چکے
شوق دیرینہ وہی وصل مین کرتا ہی سوال
بارہا نقش رگ تار قبا دیکھ چکے

ہمنوائی چمن کچھ اس سے بھی سوا دیکھ چکے
دل سے کہتا ہی یہی حوصلہ ہمتا ہی
یہ بھی مدت ہوئی ہم آبلہ پا دیکھ چکے
ناامیدی یہ سناتی ہی شب فرقت مین
تجکو بھی آج ہم تیغ جفا دیکھ چکے
دل اسیران قفس کا نہ کسی دن بہلا
انتہائے ستم رسم صیاد دیکھ چکے
ہجر گیسو مین کوئی وجہ تسلی ہوا

لطف صبح لایا نہ کبھی شکوری بالین راحت
آپ ایسا مجھے کیا سمجھے تھے کیا دیکھ چکے
ابتو رخصت دے مجھے ملک عدم کی قاتل
کیون فریب اثر وحشت دعا دیکھ چکے
اب کسی اور کو پامال تمنا کیجیے
نکہت افشانی دامان صبا دیکھ چکے
نازکی نداہی جانان کی خبر کیا لیکن
مشک چین مشک ختن مشک خطا دیکھ چکے

شمع افروزی مضمون کی بدولت تسلیم   بارہا جلوہ بزم شعرا دیکھ چلے   جب غزل مرقوم مطربہ مطورہ نے
بہ لحن داؤدی روبروے عمرو بن حمزہ گائی جملہ اہل بزم خوش ہوئے خصوصاً عمرو بن حمزہ از حد شاد و خرم ہوئے
اور اُسکو انعام وافر دیا پھر وہ مطربہ تو بزم عشرت سے زر کثیر انعام مین لیکر چلی گئی اور ایک نازنین جبین
بزم عشرت مین حاضر ہوکر ناچنے لگی اور غزلین عاشقانہ گانے لگی اسی طرح دو روز تک محفل عشرت آراستہ رہی
اور دور جام مئے گلگون رہا بعد دو روز کے عمرو بن حمزہ نے فرمایا کہ اب مین واسطے طلسم کشائی کے جاتا ہون
زیادہ عیش و راحت مین بسر کرنا مناسب نہین ہی ملکہ زلزلہ جادو نے گفتگوے شاہزادہ ذی وقار استماع
کرکے کہا بسم اللہ آپ تشریف لیجائین مین اسی جگہ رہونگی اگر یہان نارنج جادو براے جنگ آئیگی تو مین اس سے
مقابلہ کرونگی اور اگر آپ کے ہمراہ مرحلات طلسمی پر جاؤنگی تو یقیناً نارنج جادو سے مقابلہ نہ کرسکونگی کیونکہ وہ مالک
طلسم ہی فرخ نے تقریر زلزلہ جادو سنکے کہا مین ہمراہ رکاب شاہزادہ ذیجاہ ضرور جاؤنگا تنہا شاہزادے کو
ہرگز نہ جانے دونگا زلزلہ جادو نے کہا ای فرخ تمہارا جانا بھی مناسب نہین ہی کیونکہ طلسم کشائی تنہا
ہوتی ہی اور طلسم کشا کو لازم ہی کہ اکیلا مرحلات طلسم پر جاے اور کسی کو ہمراہ اپنے نہ لیجاے اور بغیر لوح دیکھے
کوئی کام نہ کرے اور نہایت ہوشیار رہے عمرو بن حمزہ یونانی نے گفتگو ملکہ زلزلہ جادو کی سنکے لوح
طلسمی دیکھی لوح سے یہ مضمون صاف ظاہر و آشکار ہوا کہ ای طلسم کشا اگر بالطاف پروردگار صورت
نگار جادو تیرے ہاتھ سے ہلاک ہوجاے تو تجھکو لازم ہی کہ زیادہ توقف نہ کر اور جانب جنوب روانہ ہو جب عمرو
بن حمزہ بخوبی مضمون حکم لوح سے ماہر ہوکر بہ ارادہ طلسم کشائی چلے فرخ بھی اُٹھ کے عرض کرنے لگا کہ ای شاہزادۂ
ذیشان آپ کچھ خیال ملکہ زلزلہ جادو کے کہنے کا نہ کیجیے مجکو اپنے ہمراہ لیچلیے ہرچند شاہزادے نے
فرمایا کہ ای فرخ تم یہین مقیم رہو تنہا مجکو جانے دو لیکن فرخ نے نہ مانا آخر بدرجہ مجبوری شاہزادے
نے فرخ کو اپنے ہمراہ لیا جب عمرو بن حمزہ براے طلسم کشائی روانہ ہوے زلزلہ جادو اور شہباز یکہ
تاز و سرداران لشکر مع زلزلہ جادو وغیرہ پھر آئے اور اُسی باغ مین سب کے سب مقیم ہوئے

داستان گرفتار کرنا شطرنج جادو کا عیاری سے عمرو بن حمزہ یونانی کو اور پھر انکا رہا ہونا بوجہ کلگونہ جادو کے اور پھر گرفتار ہونا شاہزادے کا مع حالات دیگر

راویان رفیع الامکان و ناقلان سحربیان اس داستان حیرت نشان کو اس طرح پر بیان کرتے ہین کہ جب عمرو بن
حمزہ یونانی و زلزلہ جادو وغیرہ سے رخصت ہوکے سمت جنوب روانہ ہوئے بعد قطع
منازل و طے مراحل ایک ایسی جگہ پر پہونچے کہ اس جگہ دو مینار سر بفلک کشیدہ بنے ہوئے
تھے اور ایک گنبد کلان تھا اور وہ گنبد بہ صورت گنبد فلک بلند تھا اور نہایت خوش قطع
بنا ہوا تھا اور ایک زنجیر طلائی درمیان دونون میناروں کے تھی اور اُسی زنجیر طلائی پر ایک
تخت زرین قائم تھا اور بالاے تخت ایک طاؤس اس طرح ناچ رہا تھا کہ چرخ نیلگون بھی
اُسکے رقص و گردش کو دیکھکر بار بار گرد اُسکے پھرتا تھا اور تصدق و نثار ہوتا تھا اور در گنبد سے
ایسی آواز گانے کی آتی تھی کہ زہرہ مطربۂ فلک بھی اُس نغمہ دلکش کو سنکے بیخود اور محو ہوتی تھی شاہزادۂ
ذی وقار نے جو رقص طاؤس کو دیکھا اور گانا سنا متحیر ہوکر فرخ سے کہا کہ ای فرخ دیکھو
یہ طاؤس عجب انداز سے گردش کرتا ہی اور کیا خوب کوئی خوش گلو گا رہا ہے فرخ نے جو طاؤس

تو دیکھا اور آواز گانے کی سُنی فی الفور نامکمل پتھر کا ہوگیا اُسوقت فرخ چلایا اور عرض کرنے لگا کہ ای شاہزادہ ذیوقار جلد لوح دیکھیے میں تو نامکمل پتھر کا ہوگیا شاہزادہ نے جلد تر لوح پر نظر کی لوح سے ظاہر ہوا کہ ای شاہزادے جلد تر اس اسم کو پڑھکر اس طاؤس کے پوٹے پر تیر لگاؤ اگر تیر تمہارا اُس جگہ پر پڑا جس جگہ اُس طاؤس کے پوٹے پر نشان سرخ ہی تو یہ طاؤس البتہ ہلاک ہو جائیگا ورنہ باعث خرابی اور گرفتاری کا ہوگا عمرو بن حمزہ نے یہ حال لوح سے دریافت کرکے فوراً وہی اسم بزرگ پیکان تیر پر دم کرکے اور وہی نشان سرخ طاؤس کو تاک کر تیر لگایا بقدرت خالق انس وجان تیر اُسی نشان پر پڑا اور پشت طاؤس کو توڑ کر نکل گیا طاؤس تخت پر سے گرکے تڑپنے لگا بعد ایک لمحہ کے تڑپ تڑپ کے مرگیا جسوقت وہ طاؤس ہلاک ہوگیا آندھی سیاہ آئی جہان تیرہ و تار ہوگیا پتھر جانب آسمان سے گرنے لگے برق چمکنے لگی ہوا ے تند و تیز چلنے لگی زمین تھرانے لگی پیر نالہ و فریاد کرنے لگے تھوڑی دیر تک یہی ہنگامہ رہا پھر ایک آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو کہ نام میرا طاؤس جادو تھا جسوقت وہ اندھیرا دفع ہوا عمرو بن حمزہ یونانی نے دیکھا کہ نہ تو وہ تخت ہی اور نہ وہ دونوں مینار مین فقط نیچے کا درجہ گنبد کا باقی ہی آواز گانے کی سنائی نہیں دیتی ہی اور فرخ بصورت اصلی ہی شاہزادے نے طاؤس کو ہلاک کرکے شکر خدا کیا ناگاہ گنبد کے اندر سے صدائے نالہ و فریاد آئی شاہزادے نے ارادہ اُس گنبد مین جانے کا کیا اُسی وقت ایک طائر نے صدا دی کہ ای طلسم کشا خبردار اُس گنبد مین نہ جانا شاہزادے نے اُس طائر کو تیر سے ہلاک کیا بعد ہلاک کرنے اُس طائر کے شاہزادہ در گنبد کے قریب گیا اور در گنبد کو بقوت تمام وا کیا جسوقت دروازہ گنبد کا کھلا ایک جوان بصورت گنبد سے نکلا فرخ نے دیکھا کہ چہرہ اُس جوان کا زرد ہی ناخن بڑھے ہوئے ہین موے سر پریشان ہین جب وہ جوان قریب شاہزادے کے آیا اُس سے پوچھا سچ کہ تو کون ہی اُسنے بعد تسلیم کے عرض کیا کہ ای شاہزادہ ذیجاہ میرا نام شہرت جادو ہی ذوزبانو جادو نے مجکو اپنا فرزند کیا تھا ایک روز تاریخ جادو نے یہ خیال کیا کہ زوزبانو جادو چند روز مین مرجائیگی تمام دولت ذوزبانہ جادو کی شہرت جادو کے قبضے مین آئیگی مجکو ایک کوڑی بھی نہ ملیگی بس یہ خیال کرکے تاریخ جادو نے مجھے گرفتار کرکے طاؤس جادو کے حوالے کر دیا تھا اُسنے مجکو اس گنبد مین قید کیا تھا شب و روز مین اس گنبد مین رویا کرتا تھا آج آپ نے یہان آکر مجکو قید سے رہا کیا ہی اب آپ فرمائیے کہ آپ کا اسم شریف کیا ہی اور یہان کیون تشریف لائے ہین شاہزادے نے اپنا نام بتایا اور باعث اپنے آنے کا بھی ظاہر کیا اور طاؤس جادو وغیرہ ساحرون کے ہلاک کرنے کا بھی احوال تمام و کمال بیان کیا پھر شاہزادے نے شہرت جادو سے فرمایا کہ مطیع دین اسلام ہوا شہرت جادو بموجب حکم بخوشی خاطر مطیع دین اسلام ہوا جب شہرت جادو مطیع دین اسلام ہوچکا عمرو بن حمزہ شہرت جادو اور فرخ کو ہمراہ اپنے لیکر آگے روانہ ہوئے ابھی عمرو بن حمزہ نے تھوڑی ہی راہ طے کی تھی کہ ایک دریا ایک جانب نظر آیا کہ بمقتضائے جبیت سہمگین آبیے کہ مرغ آبیے در وامین بود سے ؛ کمترین موج آسیا سنگ از کنارش در ربودے ؛ شاہزادہ ذی وقار اُس بحر ذخار کو دیکھ رہا تھا ناگاہ ایک طرف سے ایک بصورت ہیبتناک خرس ظاہر ہوا اُسنے فرخ پر حملہ کیا فرخ اُس سے خوفناک ہوکر شاہزادے کو آواز دی اور عرض کیا کہ ای شاہزادہ نامدار اس خرس نابکار سے مجھے بچا لیے جلد اس طرف تشریف

والے شاہزادہ ذبیحاہ سمت فرخ شیرانہ چلا تھا کہ دوسری جانب اور ایک خرس پیدا ہوا اُسنے شہرت جادو
کے ہلاک کرنے کا قصد کیا شہرت جادو اُس خرس بدصورت سے ڈر کے شور کیا اور عمرو بن حمزہ سے
مضطر و پریشان ہوکر التماس کرنے لگا کہ ای شاہزادہ شیر صولت اس خرس بدصورت سے جلد مجھے بچا لیجیے
ورنہ لگا لے شاہزادہ ذی وقار تیغ آبدار کھینچکر برای قتل خرس جانب شہرت جادو چلا اور خرس اول فرخ
کو اٹھا کر لے چلا فرخ نے بیتابانہ عرض کیا ای شاہزادۂ شیر شکار دیکھیے یہ خرس ستم شعار مجھکو لیے جاتا ہی یقین ہے
کہ اب مجھکو کھا جائیگا ناخن و دندان سے میرے جسم کو اذیت پہونچائیگا افسوس میری قضا آگئی یہ بلاے بد مجھکو بھاگئی
حیف ساتھ آپ کا چھٹیگا یہ غلام اب آپ کو کہا پائیگا جو مین نے خطا کی ہو براے خدا معاف کیجیے گا اور
میرے والد کو میری طرف سے تسلیم آخری کہدیجیے گا اور کہیے گا کہ آپ کا پارۂ جگر غذاے خرس بدگہر ہو گیا
شاہزادے نے جو تقریر فرخ کی سنی اور دیکھا کہ فرخ کو خرس لیے جاتا ہی شاہزادہ فرخ کے بچانے
کے واسطے اس طرف روانہ ہوا اور نعرہ کیا کہ او خرس بدکردار کہان میرے برادر غمگسار کو لیے جاتا ہی جب شاہزادہ
قریب خرس پہونچا خرس نظر شاہزادہ سے غائب ہو گیا شہزادہ ذبیحاہ نے فرقت فرخ مین ایک آہ کی اور
بہت اشکبار ہوے ادھر خرس دیگر قریب شہرت جادو آیا ہر چند شہرت جادو نے اپنے تئین بچایا لیکن
کسی طرح بھاگ کر شاہزادے تک پہونچ نہ سکا آخر خرس نے شہرت جادو کو پکڑ کے اپنی پشت پر لادا
سمت دریا چلا شہرت نے پکار کے عرض کیا ای شہریار اس خرس نے جفا کار سے مجھے بچا لیجیے جلد تر یہان
تشریف لایے عمرو بن حمزہ قریب شہرت جادو پہونچے تھے کہ خرس شہرت جادو کو ایک جانب لیگیا
اور دریا مین جا کر غائب ہو گیا عمرو بن حمزہ شہرت جادو کی مفارقت مین محزون ہوے اور خیال کرنے
لگے افسوس قبل اسکے مین نے لوح نہ دیکھی ورنہ حکم لوح سے مثل طاؤس جادو کے ان دونون خرسون کو
بھی ہلاک کرتا خیال کرکے عمرو بن حمزہ بصد رنج و محن آگے بڑھے اور بعد قطع راہ ایک صحراے وحشت انگیز مین
پہونچے اور زیر درخت سایہ دار ٹھہر گیے چار جانب اس صحرای ہولناک کو دیکھنے لگے ناگاہ ایک طائر خوش رنگ
اُسی درخت پر آکے بیٹھا اور بزبان فصیح اس طرح گویا ہوا کہ ای شاہزادۂ نیک خو آگاہ ہو جیے کہ اس صحرا کا
مالک شطرنج جادو ہی یہ نابکار بے مثل ساحر و عیار ہی جہانتک ممکن ہو اُسکی شر سے بچیے گا اور بغیر دیکھے لوح
کے کوئی کام نہ کیجیے گا ورنہ مبتلاے بلا ہو جایے گا مین آپ کا دوست ہون اسوجہ سے آپکو سمجھاتا ہون افسوس
بخوف اس جگہ ٹھہر نہین سکتا ہون ورنہ مکر و فریب شطرنج جادو سے آپ کو بچاتا خیر اسوقت تو جاتا ہون لیکن
کسی نہ کسی جگہ ضرور آپ کی اعانت کرونگا یہ کہکے طائر خوش رنگ اڑ گیا عمرو بن حمزہ گفتگوے طائر سنکے حیران ہوے
اور خیال کرنے لگے کہ نہین معلوم یہ طائر کون تھا جو بہدرجہ میرے حال پر مہربانی کرتا تھا اور تقریر بفصاحت کرتا تھا
یہ خیال کرکے عمرو بن حمزہ زیر درخت بیٹھ گئے اور بعد تھوڑی دیر کے بوجہ تشنگی کے نہایت پریشان خاطر
ہوے آخر زیر درخت سے اُٹھے اور براے جستجوے آب آگے بڑھے ناگاہ دیکھا کہ ایک بڑھیا
چند درختون کے سایہ مین بیٹھی ہی اور چرخے کو گردش دے رہی ہی سوت کات رہی ہی اور قریب
اُسکے کئی گھڑے کورے پانی سے بھرے ہوئے رکھے ہین آب خورے اور پیالے
گھڑون پر رکھے ہین اور اُسکے پیچھے درختون کے نیچے ایک مختصر سا چھپر پڑا ہوا ہے عمرو بن حمزہ
نے اس ضعیفہ کو دیکھکر خیال کیا کہ شاید یہ بھی کوئی ساحرہ ہی یا شطرنج جادو

ہمارے گرفتار کرنے کو یہ قطع اور یہ شکل بنا کر بیٹھا ہے یہ خیال کر کے شاہزادے نے لوح پر نظر کی لوح طلسمی سے صاف
یہ ظاہر ہوا کہ اے طلسم کشا اس بڑھیا سے مطابق خالف مت ہو یہ ساحرہ نہیں ہے مدت سے اسی بیابان میں رہتی ہے
عمرو بن حمزہ مضمون احکام لوح سے آگاہ ہو کر قریب اسی ضعیفہ کے تشریف لے گئے اور کہنے لگے کہ اے بڑھیا میں
اسوقت پیاسا ہوں اگر تیرے مزاج کے خلاف نہ ہو تو میں تھوڑا پانی پی لوں اسی ضعیفہ نے عمرو بن حمزہ
کو دیکھ کر کہا کہ جسقدر دل چاہے آب سرد پیو شاہزادے نے ارادہ پانی پینے کا کیا تھا کہ وہ ضعیفہ بوریے پر سے اٹھی
اور آبخورے میں آب سرد و شیریں مشکیزے سے انڈیل کر روبرو شاہزادے کے لائی شاہزادے نے
آب خوردہ ضعیفہ کے ہاتھ سے لیکر پانی پیا اور بعد پانی پینے کے ضعیفہ سے پوچھا کہ اس صحرا کا کیا نام ہے
یہ کون مقام ہے ضعیفہ نے جواب دیا اس صحرا کو سب بیشہ شطرنج کہتے ہیں عمرو بن حمزہ نے پوچھا شطرنج جادو
کس جگہ رہتا ہے بڑھیا نے کہا مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ شطرنج جادو کہاں رہتا ہے عمرو بن حمزہ نے گفتگو
ضعیفہ سنکے خیال کیا کہ طائر خوش رنگ سچ کہتا تھا کہ یہ صحرائے شطرنج جادو ہے یہ خیال کر کے شاہزادہ وہاں سے
چلا اور جستجو جادو کی کرتا ہوا دور تک چلا گیا اور قریب شام اسی صحرا میں ایک مقام پر پہنچ گیا اور ہر طرف دیکھنے لگا
ناگاہ دیکھا کہ ایک باغ ہے اور ایک بنگلہ بیچوں بیچ اس باغ میں پڑا ہے اور اس بنگلے میں راحت افزا حال پریشان
کھڑی ہے عمرو بن حمزہ نے راحت افزا کو دیکھا خیال کیا کہ یہ یہاں کیونکر آئی اور کون شخص اسکو یہاں لایا ابھی عمرو بن
حمزہ یہ خیال کر رہے تھے کہ راحت افزا نے آواز بلند پکار کے کہا کہ اے شاہزادہ ذیجاہ دیکھیے میں اس جال جادو
سے اس جگہ قید ہوں اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش بھی اسی باغ میں قید ہیں شطرنج جادو نے بحکم نارنج جادو
مجھے اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو یہاں قید کیا ہے اسوقت شطرنج جادو کہیں گیا ہے آپ اس طرف
سے باغ میں تشریف لائیے کیونکہ دروازہ اس باغ کا اس جانب ہے میں تو دعا مانگتی تھی کہ آپ یہاں تشریف لاویں
تاکہ ہم اور ملکہ مہ جبین قید سے رہائی پائیں شکر ہے کہ آپ یہاں آ گئے اب ملکہ قید سے رہا ہو جائینگی امیدیں جو دل
میں تھیں بر آئینگی اگر آپ دو چار روز کے بعد یہاں تشریف لاتے ہرگز ملکہ مہ جبین کو زندہ نہ پاتے ذرا آگے
دیکھیے تو کہ ملکہ مہ جبین کا کیا حال ہو گیا ہے شکل بھی طرح پہچانی نہیں جاتی ہے رنگ چہرے کا زرد ہے آپ کی مفارقت
میں اسقدر روتی ہیں کہ آنکھوں پر ورم ہے اور کثرت اشکباری سے آنکھیں سرخ ہو گئی ہیں ازفرط ضعف و نقاہت
سے اٹھا بیٹھا بھی نہیں جاتا ہے ہر وقت آپ کی یاد میں پڑی رہتی ہیں اور رویا کرتی ہیں ہرچند کہ اس زندان میں
آب و طعام ملتا ہے لیکن ملکہ مہ جبین ہماری آپ کے صدمہ مفارقت میں کچھ طعام تناول نہیں کرتی ہیں
جب میں عرض کرتی ہوں کہ اے ملکہ دو چار نوالے تو غذا کے کھا لیجئے اور تھوڑا پانی پی لیجیے تاکہ کچھ قوت ہو اور
زندگی بھی رہے ملکہ مہ جبین مجھکو یہ جواب دیتی ہیں **بیت** دانہ ہائے اشک اور خون جگر فرقت میں اب تو
بس یہی آب و غذا اے عاشق جانباز ہے اے شاہزادہ ذی وقار یہ شعر پڑھ کر بے اختیار روتی ہیں ہرچند
میں سمجھاتی ہوں کہ آپ اسقدر نہ روئیے شاہزادہ ذیجاہ یہاں جلد آئینگے آپ کو اس قید سے چھڑا لینگے کیونکہ
وہ طلسم کشا ہیں صاحب غیرت و حیا ہیں لیکن ملکہ مہ جبین کسی طرح رونا موقوف نہیں کرتی ہیں
اکثر دیوانوں کے مانند گفتگو کرتی ہیں گریبان کو چاک کرتی ہیں خود بخود کبھی ہنستی ہیں اور کبھی روتی
ہیں کبھی آپ کی تصویر خیالی سے مخاطب ہو کر بصد گریہ و زاری و نالہ و بیقراری ہر ایک مطلع اور ایک
شعر کچھ اپنے حسب حال پڑھتی ہیں **ابیات**

میں وہ سوختہ دل ہوں کہ مر گئے پر بھی خاک سے داغ شجر نہ ہوا
کہوں کس سے ملال کا اپنے سبب ہی غم جو سدا ہی رنج و تعب

جو ہوا بھی تو ہو کے جل ہی گیا کبھی قابل برگ و ثمر نہ ہوا
گئے پار فلک کے یہ نالۂ شب ترے دل میں کبھی اثر نہ ہوا

شاہزادہ عمرو بن حمزہ نے جو کل تقریر راحت افزا النقلی کی سنی از حد بیتاب و بیقرار ہوئے اُٹھے اور راحت افزا سے کہنے لگے کہ میں ابھی آتا ہوں اور تمہیں اور ملکہ کو قید سے چھڑاتا ہوں راحت افزا نے عرض کیا اے شاہزادہ ذی وقار دروازہ باغ پر جلد آیئے لیکن یہ خیال رکھیگا کہ دروازہ باغ پر ایک شخص درخت سے بندھا ہوا ہے وہ آپ کو اپنے پاس بلائیگا اور آپ سے باتیں کر کے فریب کی کریگا آپ اُسکی تقریر نہ سنیئے گا اور باغ میں چلے آیئے گا عمرو بن حمزہ نے عشق ملکہ مہ جبین نارنجی پوش میں لوح کو نہ دیکھا اور راحت افزا کی گفتگو سنکے خیال کیا کہ یہ سچ کہتی ہے ملکہ ابھی باغ میں قید ہے یہ خیال کر کے عمرو بن حمزہ در باغ پر آئے دیکھا کہ ایک شخص درخت میں زنجیروں سے بندھا ہے جب اُس شخص نے عمرو بن حمزہ کو دیکھا کہنے لگا کہ اے شاہزادہ ذی وقار ذرا میرے پاس تشریف لایئے مجکو اس قید سے چھڑا لیجئے شاہزادے نے پوچھا تو کون ہے اُسنے عرض کیا میں اس باغ کا داروغہ تھا یہ باغ میرے حوالے تھا شطرنج جادو نے ملکہ مہ جبین کو گرفتار کر کے میری سپرد کیا تھا چونکہ میں ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو دوست ملکہ نارنج جادو کی جانتا تھا اسوجہ سے ملکہ کی خدمت کرتا تھا اور شراب و کباب اور طعام لذیذ دیتا تھا یہ خبر شطرنج جادو کو جو ہوئی آتشے برہم ہو کر اب مجکو قید کیا ہے اور باغ سے نکال دیا ہے میں آپ کا اور ملکہ کا دوست ہوں مجھے دشمن تصور نہ کیجئے گا عمرو بن حمزہ نے تقریر اس شخص کی سُنکے خیال کیا کہ لوح کو دیکھنا چاہیے اگر لوح حکم دے تو میں اُسکے پاس جاؤں اور اسے قید سے چھڑاؤں یہ خیال کر کے شاہزادے نے لوح کو اس نیت سے دیکھا کہ میں اس شخص کے پاس جاؤں اور قید سے اسے رہا کروں یا نہیں سوائے اس نیت کے اور کچھ نیت نہ کی چونکہ جس امر کے دریافت کرنے کے واسطے طلسم کشا لوح کو دیکھتا ہے اُسی باب میں لوح طلسمی سے احوال ظاہر ہو جاتا ہے اور دیگر حالات ظاہر نہیں ہوتے ہیں غرضکہ شاہزادے نے لوح کو دیکھا لوح سے ثابت ہوا کہ یہ شخص شنگل جادو ہے خبردار اے طلسم کشا اسکے فریب میں نہ آنا تمہیں لازم ہے کہ اسم بزرگ کو جلد پڑھو اور دم کر کے اُسکے سر پر لگاؤ بس یہی حکم لوح نے دیا اور یہ لوح سے نہ ظاہر ہوا کہ باغ میں نہ جانا کیونکہ شاہزادے نے فقط شخص مقید کے باب میں لوح کو دیکھا تھا الغرض ادھر تو شاہزادہ لوح کو دیکھ رہا تھا ادھر شنگل جادو گھبرایا اور خیال کرنے لگا کہ اگر شاہزادے نے لوح کو دیکھا تو میرا احوال شاہزادے پر ظاہر ہو جائیگا اور شاہزادہ مجکو قتل کریگا یہ خیال کر کے شنگل جادو عرض کرنے لگا کہ اے شاہزادے نامدار آپ لوح کو نہ دیکھئے مجکو دروغ گو تصور نہ کیجئے جو کچھ میں نے عرض کیا ہے سچ سچ عرض کیا ہے جلد آیئے مجکو رہا کیجئے یہ وقت لوح کے دیکھنے کا نہیں ہے ایسا ہو کہ شطرنج جادو آ جاوے تو میں رہا نہ ہو سکونگا عمرو بن حمزہ لوح کو دیکھ چکے تھے شنگل جادو کہتا ہی رہا شاہزادے نے جلد تلوار کھینچی اور سر شنگل جادو پر لگائی شنگل جادو کے دو ٹکڑے ہوگئے اور زمین پر گر کے تڑپنے لگا بعد ایک لمحے کے تڑپ کر مر گیا اسوقت اُسکے مرنے سے تاریکی چھائی ہوا تند تند چلنے لگی پتھر اُسکے فریاد کرنے لگے آخر ایک آواز آئی افسوس قتل کیا طلسم کشا نے مجکو کہ نام میرا شنگل تھا جب تاریکی دفع ہوئی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ پہلے دروازہ باغ کا بند تھا اب کھلا ہے شاہزادہ داخل باغ ہوا دیکھا عجیب باغ ہے ہر ایک غنچہ و گل و ثمر عجیب و غریب ہے شاہزادہ متحیر ہو کر اس باغ کے ہر درخت کیطرف دیکھتا تھا کیونکہ وہ باغ ایسا تھا۔ نظم

طلسمی تھے وہان کے کارخانے
ہر اک پتے تھے طائر سحر کا ڈھنگ
نظر کی جا گہر سب مین نمودار
بنے انسان اگر اُسکو تو ہو غش

جدھر دیکھو تھے جادو کے کا سنے
کوئی پھل شکل مین مثل پری تھا
چمک پتون مین جیسے عارض یار
صدا غنچون سے تھی نغمون کی آتی

درختون مین بھرا افسون نیرنگ
کوئی گل نقشۂ جادوگری تھا
گلون سے آتی ہے آواز دلکش
سر ہر شاخ بلبل چہچہاتی

شاہزادہ ذیوقار اس باغ کیطرفہ بہار دیکھکر نہایت حیران ہوا آخر سیر باغ کی کرتا ہوا باغ کے چبوترے پر گیا ابھی شہزادہ ذیوقار نے چبوترے پر قدم رکھا ہی تھا کہ راحت افزا مع چند کنیزون کے نظر آئی شاہزادے نے دیکھا کہ سب کنیزین اور راحت افزا پابہ زنجیر ہین لیکن میری طرف سب چلی آتی ہین جب راحت افزا مع کنیزون کے قریب شاہزادے کے آئی عرض کرنے لگی کہ اے شاہزادہ ذیجاہ آپ تشریف لیچلیے ذرا ملکہ مہ جبین کا تو حال دیکھیے کہ آپکے فراق مین اور اس قید خانے مین انکی کیا کیفیت ہوگئی ہے مجکو یقین نہین ہے کہ اب ملکہ مہ جبین جان بر ہون شاید آپ کے یہان آنے سے ملکہ مہ جبین خوش ہوکر مانند فیل صحیح و توانا ہو جائین اے شہریار مین تو پروردگار سے یہی دعا کرتی تھی کہ آپ یہان آئیے اور آپ کے دیکھنے اور بلا لینے کے واسطے مین اس بنگلہ مین کھڑی رہتی تھی اور آپکے آنے کا انتظار کرتی تھی شکر ہے کہ آپ یہان آئے میری امید بر آئی یہ کہکے عمرو بن حمزہ کو ہمراہ اپنے لیکر باغ کی بارہ دری کی طرف چلی جب شاہزادہ بارہ دری مین پہونچا دیکھا کہ ملکہ مہ جبین نارنجی پوش پلنگ پر لیٹی ہوئی ہے رخ زرد ہے آنسو آنکھون سے جاری ہین بلکہ آنکھین فرط اشکباری سے سرخ ہین چہرہ اُداس ہے موے سر اُلجھے ہوئے ہین زلفین پریشان ہین کبھی آہ سرد کرتی ہے گاہ خیال شاہزادہ عمرو بن حمزہ مین یہ اشعار پڑھتی ہین اشعار

عجب ہے اب ملک ای چشم نمناک
اُسے اب فرصت آنیکی نہین ہے
عجب ہین کشمکش کے درمیان ہین
لیس مردن بھی اس داغ ہے
ہزارون خون شدہ ہین لالہ
نہ صورت کوئی دم دیکھی صنم کی
چراغ دامن صحرای غم ہون
برنگ نکہت گل جو خزان سے

نہ آیا شاہزادہ مین ہون غمناک
کسی جا شرط جانیکی نہین ہے
گرفتار عذاب دو جہان ہین
مین جو کہ معشوق کی آغوش لحد سے
یہ سینہ ہے مرا گنج شہیدان
سحر ہونے نہ پائی شام غم کی
کوئی دم مین ہوا خواہ عدم ہون
سفر کرتی ہون مین باغ جہان سے

نہین کیا اور شمع حسن پائی
نئے معشوق سے پہلو ہے آباد
یہان ہو وجہ ماتم لطف ہستی
یقین ہے شورش دل سے مری جا
رہیگا ما ابد ماتم مین پر شور
کسی کی ای فلک تقصیر کیا ہے
وہ قطرہ ہون کہ مثل تہ نک حسرت

بنا پروانہ تازہ لو لگائی
مری بھولے سے بھی آتی نہین یاد
وہان ہو صحبت بادہ پرستی
لحد سے حشر کو اٹھیگا شعلہ
لب نی سے زیادہ تر لب گور
نصیبون نے مجھے اپنے گلا ہے
سر مژگان سے ہون مشتاق رخصت

جسوقت شاہزادہ ذیجاہ نے شکل ملکہ مہ جبین کی دیکھی اور اشعار مندرجہ سنے قریب تھا کہ فرط غم اور کثرت الم سے روح جسم سے نکل جائے آخر شاہزادہ بیتاب و بیقرار ہوکر ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کے پاس پلنگ پر بیٹھ گیا اور حال ملکہ مہ جبین دیکھکر بے اختیار رونے لگا اور کہنے لگا کہ اے ملکہ مین تمھارے ہی واسطے یہان تک آیا ہون مجکو تمھارے بغیر ایک لحظہ راحت نہ تھی مجھے قسم لے لو کہ جواب تک کسی معشوق سے سروکار ہو مین تو تمھاری تیغ ابرو کا گھایل ہون اور تمھین پر مائل ہون اگر اور کسی محبوب کو اس زمانے مین دیکھا ہو تو یہ آنکھین میری کور ہو جائین اور اگر کسی معشوق کو فی الحال ہاتھ بھی لگایا ہو تو یہ ہاتھ بھی میرے خشک ہو جائین ملکہ مہ جبین نے بناز و ادا اُٹھ کے جواب دیا کہ مجکو تمھاری باتون کا اعتبار نہین ہے اور صداقت کا تمھاری گفتگو پر گمان بھی نہین

ہو تم بیکار یہان آئے اب بھی تم یہان نہ آئے ہوتے جب مین مرجاتی اُسوقت اگر تمکو فرصت ہوتی تو چلے آتے
اور خاک مین مجکو ملا دیتے افسوس ہم تو تمھارے باعث سے قید ہون اور تمھین کچھ پروا نہ ہو یہ کہکے
ملکہ مہ جبین نے منھ پھیر لیا اور کہا ای راحت افزا ان سے کہو کہ اب یہ یہان سے چلے جائین مجھسے نہ بولین
راحت افزا نے عرض کیا ای ملکہ بیکار غصہ نہ کیجیے شاہزادے کی کوئی خطا نہین ہی مناسب
ہی کہ شاہزادے سے شگفتہ خاطر ہوکر باتین کیجیے اور شکر کیجیے کہ شاہزادہ یہان آیا اب آپ قید سے رہا
ہو جائینگی شاہزادہ شطرنج کو قتل کر ڈالیگا غرض اسطرح راحت افزا نے ملکہ مہ جبین کو
سمجھایا کہ ملکہ نے منھ شہزادے کیطرف پھیرا اور نادیر باہم ناز و نیاز کی گفتگو ہوئی اور حال اپنا اپنا دونون
نے بیان کیا اور ملکہ مہ جبین نے شہزادے سے یہ بھی کہا کہ ہرچند نارنج نے مجھسے ناراض ہوکے یہان مجکو قید
کیا ہی لیکن طوق و زنجیر مین مجھے گرفتار نہین کیا ہی صرف اس باغ سے مین نکل کے جا نہین سکتی ہون الحاصل
انھین باتون مین وہ وقت آیا **بیت** ہوا پنہان نظر سے مہر انور ہوے پیدا فلک پر ماہ و اختر عمرو بن حمزہ یونانی
نے ملکہ مہ جبین سے کہا کہ بوجہ بادیہ پیمائی کے نہایت تھکا ہوا ہون چاہتا ہون کہ تھوڑی دیر لیٹ رہون ملکہ
مہ جبین نے کہا اسی پلنگ پر لیٹ رہو شاہزادہ پلنگ پر لیٹا مہ جبین پانون دبانے لگی عمرو بن حمزہ نے
کہا ای مہر سپہر خوبی و ای ماہ فلک محبوبی برای خدا تم میرے پانون نہ دباؤ تمکو میری جان کی قسم تم بھی میرے پاس
میرے پاس لیٹ رہو صدہا کنیزین موجود ہین انھین سے کوئی کنیز میرے پانون دبائیگی مجکو نیند آجائیگی یہ کہکے
شاہزادہ نے ملکہ کو اپنے برابر لٹا لیا اور اختلاط کرنا شروع کیا ملکہ نے کہا دیکھیے کنیزین سامنے موجود ہین اسوقت
اختلاط کرنا لازم نہین ہی شاہزادے نے بموجب کہنے ملکہ کے دست گستاخ کو روکا اب ملکہ نے کہا کہ ای شہزادے تم
ان دونون لوحون کو گلے سے اتار کے کہین رکھدو یا میری طرف سے ہٹا لو تاکہ وقت خواب لوحون سے میرے
تن نازک کو صدمہ نہ پہونچے شاہزادہ نے لوحون کو گلے سے تو نہ اتارا لیکن ملکہ مہ جبین کیطرف سے ہٹا کر پس
پشت اپنے لوحین رکھین اور ملکہ مہ جبین سے کہا کہ ای ملکہ اگر مجکو نیند آجائے اور شطرنج جادو یہان
تو مجکو بیدار کر دینا مین اُس نابکار کو قتل کرونگا کہ اُسنے تمکو حکم نارنج جادو سے قید کیا ہی ملکہ مہ جبین نے کہا راحت افزا
اور کنیزین بیدار رہینگی جسوقت شطرنج جادو یہان آئیگا فوراً اُسکے آنے سے آگاہ کر دینگی شاہزادہ یہ سنکے مطمئن ہوا
چونکہ شاہزادہ صحرا نوردی سے خستہ و ماندہ تھا اور پہلو مین ملکہ مہ جبین لیٹی ہوئی تھی اسوجہ سے اول شام
سے نیند آگئی ملکہ مہ جبین نے جب دیکھا کہ شاہزادہ غافل سو رہا ہی اسوقت دونو لوحین گلے سے
اتار لین اور عمرو بن حمزہ کو مقید کر کے بہ قہر و غضب بیدار کیا جب شاہزادہ بیدار ہوا ملکہ مہ جبین
نقلی نے نعرہ کیا کہ او طلسم کشا دیکھو یون عیاری سے لوحین لے لیتے ہین ہم شطرنج جادو و شاہزادے نے
جو نعرہ شطرنج جادو کا سنا قصد کیا کہ پلنگ پر سے اُٹھکر تیغ تیز کھینچکر شطرنج جادو کو قتل کرون اور
دونون لوحین اُس سے لے لون شطرنج جادو نے چند دانے ماش کے سحر پڑھکر مارے
دست و پا شاہزادے کے بے حس و حرکت ہو گئے اُسوقت شاہزادے نے خیال کیا کہ شطرنج جادو
نے چال کی اور عیاری سے دست لوحین مجھسے لے لین افسوس پہلے مین نے لوح کو نہ دیکھا ورنہ مین اُسکے
دام مکر مین گرفتار نہ ہوتا اور یہ نابکار مجھسے لوحین نہ لے سکتا دیکھیے اب رہائی میری کیونکر ہوتی ہی اور لوحین کیونکر
ملتی ہین ظاہرا تو لوحونکا ملنا مشکل ہی اور میرا زندہ رہنا بھی ممکن نہین یقین ہی کہ نارنج جادو مجکو قتل کریگی شاہزادہ

تو یہ خیال کر رہا تھا کہ شطرنج جادو نے ساحروں کو بلایا شاہزادہ مہ جبین کی کنیزیں اور راحت افزا کو جاتا
تھا وہ سب ساحر تھے غرض جب ساحران روبروی شطرنج حاضر ہوے عرض کرنے لگے کہ جو حکم کیجیے ہم ابھی بجالائیں شطرنج
نے کہا میں تو ملکہ نارنج جادو کے پاس لوحیں لیے جاتا ہوں تم فرخ اور شہرت جادو اور عمرو بن حمزہ اور خواجہ عمرو جو
قبل شاہزادے کے قید کیے گئے تھے سب کو گرفتار کرکے ملکہ نارنج جادو کے پاس لے آنا خبردار دیر نہ لگانا یہ کہکے شطرنج جادو
نے دونوں لوحوں کو رومال میں لپیٹا اور عقاب سحر پر سوار ہو کے اور قطع راہ کرکے جلد تر خدمت ملکہ نارنج جادو میں
پہونچا اور تسلیم کرکے عرض کرنے لگا کہ ای ملکہ عالم میں نے کشا کو گرفتار کیا اور لوحیں اُس سے لے لیں یہ کہکے دونوں
لوحیں روبرو ملکہ نارنج کے رکھدیں نارنج جادو شاہزادے کے گرفتار ہونے سے اور لوحوں کے لے لینے سے نہایت
شاد و مسرور ہوئی اور اسیوقت شطرنج جادو کو خلعت و انعام دیا نارنج جادو نے تو شطرنج جادو کو خوش ہوکر
خلعت دیا ہی اور شطرنج جادو خلعت و انعام لیکر روبروے ملکہ نارنج جادو دربار میں بیٹھا ہوا ہی لیکن اب
حال ساحران نابکار لکھا جاتا ہی کہ بعد جانے شطرنج جادو کے وہ ساحران نابکار فرخ اور خواجہ عمرو اور شہرت
جادو اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کرکے اور سب کو اپنے ہمراہ لیکے اُس باغ سے چلے اور بتعجیل تمام راہ طی کرکے خدمت
ملکہ نارنج جادو میں آئے اور بعد بجالانے آداب و تسلیمات کے چاروں قیدیوں کو ملکہ نارنج جادو کے حوالے کیا
ملکہ نارنج جادو نے شطرنج سے کہا کہ آجکی رات تو ان قیدیوں کو تم اپنے سحر میں گرفتار رکھو اور نہایت خبردار
اور ہوشیاری سے شب بسر کرو صبح کو میں تمام ساحران طلسم کو بلاؤنگی اور سب کے سامنے ان
سبھوں کو قتل کرونگی اور کچھ خیال قاعدے کا نہ کرونگی ہرچند خواجہ عمرو نے ملکہ نارنج جادو سے سر دربار عرض
کیا کہ ای ملکہ آپ مجھے چھوڑ دیجیے میں آپکی ملازمت اختیار کرونگا لیکن نارنج جادو نے خواجہ کو رہا نہ کیا اور
شطرنج جادو بموجب حکم نارنج جادو خواجہ عمرو اور فرخ اور شہرت جادو اور عمرو بن حمزہ کو دربار سے
ایک میدان وسیع میں لے گیا اور ایسا سحر کیا کہ گرد عمرو بن حمزہ وغیرہ کے دیواریں آتش کی ہوگئیں بعد اسکے
شطرنج جادو چارسو ساحران غدار چہار جانب اُن دیوار ہاے آتش کے واسطے نگہبانی کے مقرر کیے اور سب ساحروں
سے کہا کہ بخوبی ہوشیار رہنا خبردار غافل نہ ہونا ایسا نہ ہو کہ ان قیدیوں کو کوئی آکر لیجاے ساحروں نے عرض کیا آپ
مطمئن رہیں ہم ہوشیار رہینگے شطرنج جادو گفتگوے ساحران سنکے دربار ملکہ نارنج جادو میں آیا اور اپنی جگہ بیٹھا
اسوقت ملکہ نارنج جادو نے کمید شعلہ افزا اور شطرنج جادو سے مخاطب ہوکر کہا ابھی سوہن لاؤ تاکہ میں اپنے
ہاتھ سے ان دونوں لوحوں کو ریت کر خاک میں ملادوں جب یہ لوحیں نہ ہونگی تو کون میرے طلسم کو فتح کریگا کمید
شعلہ افزا اور شطرنج جادو نے عرض کیا ہم سوہن حاضر کرتے ہیں آپکو اختیار ہی جو مناسب ہو ان لوحوں کے باب میں کیجیے
لیکن یہ خیال کرلیجیے کہ انمیں ایک لوح محفوظ ہی اور دوسری لوح طلسمی ہی نارنج جادو نے تقریر کمید شعلہ افزا
اور شطرنج جادو کی سنکے فکر کی اور بعد فکر بسیار اپنے کوکا سے کہا کہ میلاد جادو تو ان لوحوں کو بحر ذخار میں پھینک
آئیگا میلاد جادو نے عرض کیا کہ میں آپکا تابعدار ہوں جو آپ حکم کرینگی میں بلا عذر بجالاؤنگا نارنج جادو نے کہا کہ ای
میلاد جادو اب مجھے یہی منظور ہی کہ یہ لوحیں کسی کو نہ ملیں اسیوجہ سے میں انکو دریا میں پھینکوائے دیتی ہوں جب لوحیں
طلسم کشا کو دستیاب نہ ہونگی تو یہ طلسم کبھی نہ ٹوٹے گا اور ہرگز فتح نہ ہوگا اور میں بھی قتل نہ ہونگی بس تو جا کر ان
دونوں کو بحر میں ڈالدے پھر میں عمرو بن حمزہ اور خواجہ عمرو وغیرہ کو ہنگام سحر قتل کرکے ابھی میں زلزلہ جادو اور بہرام
عمرو بن حمزہ کو قتل کرونگی اور لشکر طلسم کشا سے کسی کو زندہ نہ چھوڑونگی یہ کہکے نارنج جادو نے دونوں لوحیں رومال میں بستہ کر

کو دین میلاد جادو لوحین لیکر بصورت عقاب پرواز کرکے چلا گلگونہ جادو بھی باز بنکر عقب میلاد جادو روانہ ہوئی کہ یہ ساحرہ حسینہ و نوجوان ہی اور ملازمان ملکہ نارنج جادو سے ہی اور عاشق ہو شہرت جادو پر اور اسی ساحرہ نے طائر خوش رنگ بنکر بیشۂ شطرنج مین عمرو بن حمزہ سے گفتگو کی تھی اور اب میلاد جادو کے عقب مین اسوجہ سے روانہ ہوئی ہی جانتی ہی کہ اگر عمرو بن حمزہ رہا نہ ہونگے تو شہرت بھی رہا نہ ہوگا اور مدعاے دل حاصل نہ ہوگا غرضکہ جب گلگونہ جادو بسرعت تمام باز بنکر قریب میلاد پہونچی میلاد جادو بصورت عقاب تھا اور گلگونہ جادو بشکل باز تھی اس سبب سے سر عقاب مذکور پر پہونچکر تھرائی اور عقاب پر گری اور پرون سے تھپیڑ مارکر چنگل و منقار سے عقاب کو زخمی کرنے لگی عقاب بھی باز سے لڑنے لگا باہم چنگل و منقار سے لڑائی ہونے لگی آخر دونون زخمی ہوے اور وہ پہر دونون کو لڑائی مین بچ گئی عقاب ہوچہ سے غالب ہونے لگا کہ اول تو میلاد جادو مرد تھا دوسرے اُسکے پاس لوحین تھین اور گلگونہ جادو اس سبب سے مغلوب ہونے لگی کہ یہ ایک نازنین نحیف الجثہ غرض باز بہنگام جنگ عقاب نے چاہا کہ باز تیز پرواز کو مار ڈالون اور باز نے یہ خیال کیا کہ اگر لوحین دستیاب نہ ہوئین اور شہرت جادو قید سے رہا نہ ہوا اور میرا مدعاے دل حاصل نہ ہوا تو زندگی بے لطف بسر ہوگی اس سے بہتر یہی ہی کہ اس عقاب لعین میلاد جادو سے لڑکر مر جاؤن یہ خیال کرکے باز نے بصد غضب عقاب پر حملہ کیا بقدرت پروردگار منقار باز مین عقاب کا پوٹا آگیا اُسوقت باز نے وہ جانبازی کی اور اسطرح منقار سے اُسکے پوٹے کو زخمی کیا کہ پوٹا عقاب کا پھٹ گیا آنتین نکل پڑین بلندی سے زمین پر گرا اور تڑپ تڑپ کر مر گیا اُسکے مرتے سے تاریکی ہوئی گلگونہ جادو فوراً لوحین لیکر بصورت باز وہان سے بصد خوشی اڑی اور راہ طے کرکے قریب اُس احاطۂ آتش کے آئی جس مین عمرو بن حمزہ اور شہرت جادو وغیرہ مقید تھے اور پہر کندے تو لکر اُس احاطۂ آتش کے اندر گئی اور بعد تسلیم بجا لانے کے دونون لوحین شاہزادے کے گلے مین ڈالدین اور عرض کیا کہ اے شاہزادۂ فرخ نژاد اب کسی کے فریب مین نہ آئیگا ان لوحون سے نہایت ہشیار رہیگا مین ہی ہون کہ طائر خوشرنگ بنکر صحراے شطرنج مین گئی تھی اور درخت پر بیٹھ کے آپکو مکر و فریب شطرنج جادو سے آگاہ کیا تھا اور عرض کیا تھا کہ شطرنج جادو نہایت مکار و عیار ہی یہ اُسی کا صحرا ہی اُس سے ہوشیار رہیگا اُسکے دام فریب مین نہ پھنسیےگا یہ عرض کرکے گلگونہ جادو نے نگاہ الفت شہرت جادو کیطرف دیکھا اور ایک آہ سرد دل پر درد سے کھینچی پہر بصد عجلت وہان سے چلی اور روبروے نارنج جادو آکر بیٹھی نارنج جادو کو مطلق یہ معلوم نہ ہوا کہ گلگونہ جادو نے میلاد جادو کو ہلاک کیا اور لوحین عمرو بن حمزہ کو دیدین غرض اِدھر تو گلگونہ جادو دربار نارنج مین آئی اُدھر عمرو بن حمزہ نے عکس لوح طلسمی کا اُس آتش سحر پر ڈالا آتش سحر تاثیر لوح سے پانی ہوگئی اور بالکل گل ہوگئی پہر شاہزادے نے فرخ اور شہرت جادو اور خواجہ عمرو کے اجسام پر لوح طلسمی کو مس کیا سحر شطرنج کا دفع ہوگیا اُسوقت جو ساحران نابکار گرد اُس احاطۂ آتش کے براے محافظت بیٹھے تھے یہ حال دیکھکر نہایت حیران ہوے عمرو بن حمزہ وغیرہ لیکر دوڑے ہوتے اُس آتش سحر کے وہان سے چلے ساحران نابکار جب عمرو بن حمزہ کو روک نہ سکے آخر بدرجہ مجبوری بھاگے اور شطرنج جادو کے پاس جاکر کہنے لگے کہ ہین اُسوقت تعجب یہ ہی کہ ساحر کا سحر جب دفع کرتا ہی یا ساحر مر جاتا ہی اُسوقت سحر دفع ہوتا ہی آپ تو زندہ بیٹھے ہین اور آپکا سحر دفع ہوگیا سب قیدی چھوٹ گئے ہر چند ہمنے سحر کرکے روکا لیکن قیدی کسی طرح نہ رُکے اور طلسم کشا نے تیغ تیز سے ہم مین سے اکثر ساحرون کو قتل کیا لاشین انکی اب تک میدان مین پڑی ہین ہم بھاگ کر اسواسطے اطلاع دینے کے حاضر ہوے ہین اب آپ جاکر قیدیون کو روکیے نارنج جادو اور شطرنج جادو وغیرہ یہ حال ساحران سے سنکر نہایت حیران ہوے اُسوقت

شطرنج جادو متحیر ہوکر دربار نارنج جادو سے اُٹھا اور بقہر و غضب چلا شطرنج جادو تو جاتا ہی لیکن اب حال ملکہ مہ جبین کا لکھا جاتا ہی کہ ملکہ نارنج جادو سے ملکہ مہ جبین کو اُسکی چھو چھو شگوفہ کے حوالے کردیا تھا ملکہ مہ جبین نارنجی پوش شگوفہ کے پاس رہتی تھی اور شب و روز یاد عمرو بن حمزہ مین رویا کرتی تھی ہرچند شگوفہ سمجھاتی تھی لیکن مہ جبین گریہ و زاری سے توقف نکرتی تھی اور جب ملکہ مہ جبین شگوفہ سے کہتی تھی کہ ای شگوفہ تو بھی میری طرح کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجا اور دین اسلام اختیار کر شگوفہ عرض کرتی تھی کہ ای ملکہ مین تو مسلمان نہ ہونگی کیونکہ مین نے سنا ہی بالفعل عمرو بن حمزہ اور خواجہ عمر اور فرخ اور شہرت جادو قید ہوگئے ہین اور اب وہ قتل کیے جاینگے میرا مسلمان ہونا بیکار ہی ملکہ مہ جبین نے جو تقریر شگوفہ کی سنی زیادہ آہ و زاری کرنے لگی اور یہ اشعار بصد سوز و گداز فراق مین شاہزادہ عمرو بن حمزہ کے پڑھنے لگی اور ہجر مین جان کھونے لگی اشعار

آتی ہی کان میں ہی ہر دم صدائے دل
یارب کسی بشر کا کسی پر نہ آئے دل
یارب انھیں بھی لذت فرقت نصیب ہو
معلوم ہو کسی پہ تمھارا جو آئے دل
یہ جانتے تو دل کبھی دیتے نہ ہم تمھیں
کس سے کہوں سناؤں کسے ماجرائے دل
کلموں سے مل رہے ہو دل مضطرب ہو تم
بس چپ رہو جو پاتا تھا پائی سزائے دل

کیونکر فراق یار کے صدمے اٹھائے دل
ترچھی نظر سے سیکڑوں دل ہو گئے شکار
جو رات دن ستاتے ہین ناحق پرائے دل
جب تک ہین زندہ ظلم کرو بیوفا و تم
برباد مفت کر دیے تم نے پرائے دل
دکھلانا انکو بت نگارین کا شاق ہی
ای میر سجاق ان ہی بس ہی سرائے دل

ہر وقت ہر گھڑی یہی بس ہی دعائے دل
تیغ نگاہ یار سے خالق بچائے دل
ہم پر جو کر رہے ہو یہ بیداد بے سبب
مرنے کے بعد یاد کروگے وفائے دل
مونس نہین رہے ہین ہمنشین ہین نہین
کیا خوب ہے رہے ہین مجھے خونہائے دل
خاطر بتون کے ہجر مین تڑپوگے کب تلک

ابھی ملکہ مہ جبین یہ اشعار دردآمیز پڑھ پڑھکر رو رہی تھی اور شکایت فلک کج رفتار کی کر رہی تھی کہ ناگاہ شگوفہ نے سنا کہ عمرو بن حمزہ کو کسطرح لوحین مل گئین اور خواجہ عمر و وغیرہ قید سحر سے رہا ہوگئے یہ خبر شگوفہ نے ملکہ مہ جبین سے بیان کی ملکہ مہ جبین یہ خبر سنکے نہایت خوش ہوئی اور فرط خوشی سے قہقہے لگانے لگی اُسوقت شگوفہ نے ملکہ مہ جبین سے عرض کیا کہ ای ملکہ مہ جبین بیشک یہ دین مسلمانون کا بہت اچھا ہی اب تم مجھے مسلمان کرو اور کلمہ طیبہ پڑھاؤ کیونکہ مین نے اس دین پر لعنت کی ملکہ مہ جبین نے خوش ہوکر شگوفہ کو کلمہ طیبہ پڑھایا شگوفہ کلمہ طیبہ پڑھکر بصدق دل سے مسلمان ہوئی جب شگوفہ بصدق دل مسلمان ہوچکی اُسوقت ملکہ مہ جبین نے شگوفہ کے گلے لپٹ کر کہا کہ ای میری اچھی چھو چھو مین تیرے صدقے ہو جاؤن اب تو مجھے شاہزادہ عمرو بن حمزہ یونانی کے پاس لیچل شگوفہ نے عرض کیا واری جاؤن آپ یہ کیا فرماتی ہین چلیے مین ابھی لیے چلتی ہون یہ کہکے شگوفہ ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو ساتھ لیکر چلی شگوفہ اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو تو ابھی راہ مین چھوڑیے لیکن اب حال شطرنج جادو کا سنیے کہ شطرنج جادو جو دربار نارنج جادو سے اٹھکر چلا تھا بعد طی کرنے راہ کے اسی میدان مین پہونچا دیکھا کہ بہت سے ساحر قتل کیے ہوے پڑے ہین اور سب سحر دفع و برطرف ہوگیا ہی شاہزادے کے گلے مین دونون لوحین پڑی ہوئی ہین اور شاہزادہ ساحرون کو قتل کرکے ایک سمت جاتا ہی فرخ اور شہرت جادو شہزادے کے ساتھ ہین شطرنج جادو یہ حال دیکھکر احد متحیر ہوا اور کچھ سوچکے جانب عمرو بن حمزہ دوڑا اور قریب پہونچکر پانون پر گر پڑا اور عرض کرنے لگا کہ میرا قصور عفو فرمایئے مین نے آپکو بمکر و فریب قید کیا تھا اور یہ جانتا تھا کہ دین ساحری و جمشید برحق ہی لیکن اب ثابت ہوگیا کہ خدائے نادیدہ کے آگے ساحری و جمشید کی کچھ حقیقت نہین اور دین اسلام اچھا ہی بس اب مین مطیع دین اسلام ہوگیا اور ساتھ نارنج جادو کا بھی چھوڑ

اب آپ میرے ہمراہ چلیے اور مجھے اپنا دوست سمجھیے عمرو بن حمزہ نے تقریر شطرنج جادو کی سنکے فرمایا کہ ای شطرنج جادو اگر تم ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو ہمارے پاس لے آؤ تو ہمیں یقین ہو کہ تم مطیع اسلام ہوے ہو اگر تم ملکہ کو نہ لاؤ گے تو ہم یہی خیال کرینگے کہ تم ہمسے مکر و فریب کی باتیں کرتے ہو اور پھر قصد ہمارے گرفتار کرنے کا کرتے ہو شطرنج جادو نے عرض کیا ای شاہزادہ فرشتہ نگاہ ملکہ مہ جبین تو نارنج جادو کے پاس ہیں انھیں میں کیونکر یہان لا سکتا ہوں لیکن جاتا ہوں حتی الامکان ملکہ مہ جبین کو لیکر حاضر ہونگا آپ یہیں ٹھہریے یہ لیکر شطرنج جادو چلا چونکہ قبل اسکے لکھا گیا ہے کہ ملکہ مہ جبین ہمراہ شگوفہ چلی تھی راہ میں شطرنج جادو سے ملاقات ہوئی ملکہ مہ جبین شطرنج جادو کو دیکھکر ڈر گئی اور شگوفہ کے پیچھے چھپنے لگی شطرنج جادو نے کہا ای ملکہ تم مجھسے نہ ڈرو میں تمھیں تو لینے کے واسطے آیا تھا اور اب میں مطیع اسلام ہو چکا ہوں ملکہ مہ جبین یہ سنکے خوش ہوئی اور ہمراہ شطرنج جادو شاہزادہ عمرو بن حمزہ کے پاس آئی عمرو بن حمزہ ملکہ مہ جبین سے ملکر نہایت خوش ہوے اور ملکہ بھی از حد شاد و مسرور ہوئی پھر اسی جگہ شطرنج جادو نے بارگاہ اور خیام منگوا کر ایستادہ کراے اور شاہزادے سے عرض کیا کہ اب تو میرے مطیع دین اسلام ہونیکا آپکو یقین ہوا خواجہ عمرو نے پیشانی شطرنج جادو کی سیاہ دیکھ کر کہا ہمنے تمھیں خدمت بیرون بارگاہ رہنے کی دی خبردار تم بارگاہ میں نہ آنا شطرنج جادو بموجب کہنے خواجہ عمرو کے باہر بارگاہ کے رہا شاہزادہ بارگاہ میں داخل ہوا خواجہ عمرو نے شیشہ و ساغر زنبیل سے نکالا شاہزادہ شراب پینے لگا شاہزادہ میکشی کر رہا تھا کہ کنیزان ملکہ مہ جبین وغیرہ بھی ملکہ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کرنے لگیں کہ ہمنے جو حضور کے یہان آنے کی خبر سنی اسوجہ سے ہم بھی حاضر ہوے عرض بعد میکشی کے انھیں عورتوں میں سے ایک عورت ایک غزل گانے لگی یہان تو نازنین گا رہی تھی لیکن اب حال ملکہ نارنج جادو کا لکھا جاتا ہے کہ نارنج جادو نے جو سنا کہ لوحین طلسم کشا کو مل گئیں اور شطرنج جادو مطیع دین اسلام ہو گیا ملکہ نارنج جادو کو نہایت رنج ہوا اور کمید شعلہ افزا سے کہا کہ اگر میں یہان رہونگی تو قتل ہو جاؤنگی بس ابھی میں گنبد ارسطو کی جانب جاتی ہوں کمید شعلہ افزا نے کہا ای ملکہ مجھے یقین نہیں ہے کہ شطرنج جادو ہوا ہو آج آپ نہ جایے کل گنبد ارسطو کی طرف روانہ ہو جیے گا نارنج جادو نے کوچ تو نہ کیا لیکن اسباب گنبد ارسطو کی جانب روانہ کیا یہان شطرنج جادو نے پس پشت بارگاہ سے جو سحر کیا ابر آیا اور ہواے تند چلنے لگی خواجہ عمرو کلیم اوڑھکر چونکہ اسوقت میں عمرو بن حمزہ نے لوحین گلے سے اتار کے علیحدہ رکھدی ہیں اسی سبب سے بوجہ سحر شطرنج جادو کے عمرو بن حمزہ وغیرہ سب بارگاہ میں پانی سے بھیگ کر اور سحر شطرنج جادو میں گرفتار ہو کر پتھر کے ہوگئے شطرنج جادو لوحین لیکر اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کر کے نارنج جادو پاس گیا نارنج خوش ہوئی کمید شعلہ نے عرض کیا ای ملکہ اب ہمارے سھیلیہ کی جانب چلیے اور سھیل کی راے سے سب کو قتل کیجیے جب تک آپ وہان سیلہ میں جاتی تھیں کوئی آفت طلسم پر نہ آئی تھی ملکہ نارنج جادو بموجب کہنے کمید شعلہ افزا اور عمرو بن حمزہ اور مہ جبین وغیرہ کو لیکر جانب شہر سھیلیہ بخدم و حشم روانہ ہوئی

دو کلمے داستان سحر بیان جانا نارنج جادو کا شہر سھیلیہ قید عمرو بن حمزہ کی لیکر اور عاشق ہونا عمرو بن حمزہ کا دختر نارنج جادو یعنی خونخوار جادو پر اور پکڑنا خواجہ عمرو کا سھیل جادو کو اور مسلمان ہونا اسکا اور رہا ہونا عمرو بن حمزہ کا دیگر حالات

پلا عشق آمیز ساقی شراب	کہ ہے سوزش ہجر سے دل کباب	نہ بادہ مجھے وحشت انگیز دے	محبت سے اک جام لبریز دے

کوئی ایسا افسون بتا ساقیا | غم ہجر سے ہوں رہا ساقیا
نہین سہیل نجت العشق کی طرف | ہے دل اور تیر نگہ کا ہدف

ہوا کشتہ اُس تیغ خونخوار کا | ابھی شہرہ جس ابروے خمدار کا
اُسی گل کی ہر وقت بس تاک ہے | لیئے انگبین پہ پڑی خاک ہے

گرفتار دام مصیبت ہوا | اسیر بلاے محبت ہوا

غزل

آئی بہار دیکھینگے فصل بہار مین
گردش ہے پتلیون کو نہین چشم یار مین
تونے تو مجکو ڈالدیا ہے فشار مین
آغاز خط ہوا ہے رنگین یار مین
بوے وفا نہین چمن روزگار مین
جوش جنون رہا جو یہی بعد مرگ بھی
اُٹھتا ہے لطف وصل ہین انتظار مین
رہتا ہے زلف و رخ کا ترے روز و شب خیال
پر کیا کرون کہ دل ہی نہین اختیار مین

ساقی لیسا گلا ہیون کوئی بہار مین
خیرون کے بدلے پھر سے تمہین ہو کچھار مین
جلتے رقیب دیکھ کے بوس و کنار مین
گھیرا خزان نے باغ کو فصل بہار مین
کھل جائیگا جو باغ مین بولینگی بلبلین
درکار ہونگے قبر کے تختے مزار مین
سودا ہوا اک آئینہ رو کی جو زلف کا
کٹتی ہے زندگی اسی لیل و نہار مین
بیت روان کردہ خامہ برق دم

یہ سیکڑون جو گل ہین دل و غدار مین
ہو عطر کیتکی کا ترے خوشگوار مین
شوخی تو دیکھو کہتے ہین بوس و کنار مین
کیا کیجیے کہ یار نہین اختیار مین
رنگ خزان ہے باغ جہان کی بہار مین
میری زبان بند نہ ہو گی ہزار مین
ہر وقت مین کسی سے نقلو ہین ہم بغل
جاتے ہین ہم جانب ہین کبھی گہ تمار مین
ہین الکو چاہتا ہون انشا ہو راز عشق
خود ندارین داستان راز رقم

گرفتاران بلاے بے درمان دام عشق مضامین جوش آئین اسیران مجلس شوق عبارات زنگار رنگ آفت جہان اس داستان اشتیاق نشان کو قلم شوق رقم سے صفحہ قرطاس محبت اساس پر مثل نقوش حسب یون تحریر کرتے ہین کہ جب شاہ عیاران عیار طرار خنجر گذار یعنی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بجستجو و تلاش ہین عمرو بن حمزہ کی چلا بعد قطع منازل بیابان وطی مراحل خارستان جب شہر نارنج مین آیا تو وہان یہ خبر سنی کہ عمرو بن حمزہ کو قید کرکے سہیل کیطرف لیجاتے ہین خواجہ عمرو فورًا ایک ساحر کی شکل بنکر اُنکے لشکر مین گیا وہان ایک جادوگر سے ملاقات ہوئی عمرو اُس سے باتین کرتا ہوا آگے آگے لشکر کے چلا جب قریب سہیل کے پہونچا تو اُسوقت عمرو نے اُس جادوگر سے پوچھا اے عزیز مین تو فلان شہر کو بغرض گیا ہوا تھا آج عرصہ کے بعد آیا ہون اب یہ لشکر کہان جاتا ہے اُس جادوگر نے کہا اے شخص سہیل جادو نبیرہ جمشید کے پاس نارنج جادو قید طلسم کشائی لیے جاتی ہے جب تو عمرو نے اجنبی بنکر کہا ہان ہان وہی سہیل جادو و اُس جادوگر نے بھی گردن ہلاکر کہا ہان وہی سہیل جادو غرضکہ عمرو اور وہ جادوگر شہر مین داخل ہوئے عمرو نے دیکھا کہ شہر مین سات بازار سات رنگ کے ہین اور ہر بازار مین ایک ایک جھنڈا جدا جدا رنگ کا ہے کسی بازار مین سیہ جھنڈا کھڑا ہے کہین سرخ رنگ کا جھنڈا ہے کسیطرف سفید ہے کہین صندلی ہے ایک جانب نفشئی جھنڈا ہے ایک سمت نیلم کا ہے ایک طرف پکھراج کا جھنڈا کھڑا ہے اور باہر شہر کے ایک دریا جاری ہے اُسی دریا مین سے ہوکے ہزار ہا آدمی چلے آتے ہین مگر باہر دریا سے جو نکلے دیکھا تو کہین کپڑا بھی انکا تر نہین یہ عجائب ماجرا دیکھکر عمرو حیران ہوا اور وہی لوگ جو دریا سے نکلکر آئے ہین انھین بازارون مین اشیا سے نادرہ خرید و فروخت کرنے لگے بعد اسکے سات رنگ کے سات نقابدار آئے آگے آگے نقابدار یاقوت پوش اور پیچھے نقابدار سیہ پوش وغیرہ یہ سب نقابدار اگر اپنی اپنی بازارون مین ایک ایک کوتوال بنکر کوتوالی چبوترے پر بیٹھا اور عدل اور انصاف ہر ایک کا کرنے لگا روبکاریان ہونے لگین حکم موافق مقدمے کے جاری ہوے چنانچہ ایک شخص نے کچھ قصور کیا تھا اُسے سپاہی پکڑ لائے اور نقابدار سیہ پوش کے سامنے اُسکا مقدمہ پیش کیا اور اُسے حاضر کیا بعد دریافت ارشد روداد مقدمہ کے نقابدار سیہ پوش نے حکم دیا کہ اس مجرم کو اس دریا مین غوطہ دو تم سب اُسکی ہاہیت سے آگاہ ہو جاؤگے سپاہیون نے کوالی

چھوڑ دے کے تب اُس مجرم کو اس دریا مین غوطہ دیا اب جو وہ شخص باہر اُس دریا سے غوطے لگا کر نکلا تو لقا ہو گیا ہر ایک کے
پیچھے تھوکنے لگا لقابدار سیہ پوش نے کہا اس کتے کو مار کے ہنکا دو اُسنے خون کیا تھا اب اپنی سزا کو پہونچا لوگون نے ڈھیلے
اُٹھا کر مارے اور دوت دوت کہکر ہنکا دیا جب وہ نہ گیا تو لکڑیان مارنا شروع کین وکتا یون یون کرکے بھاگا خواجہ عمرو
یہ تماشے کیفیت دیکھکر بہت حیران ہوئے اب خواجہ نے دیکھا کہ جب دن کم رہگیا لقابدار سیہ پوش اُٹھا آدمی
ملازمون نے تر حلوا گرما گرم ترتراتا ہوا اطباق مین آگے لقابدار سیہ پوش کے لاکر رکھا لقابدار سیہ پوش نے
نہین معلوم کسکی نذر دی اور تمام میلے والون کو تقسیم کردیا عمرو متحیر ہوکر دوسری بازار مین آیا وہان اسیطرح سے
تر حلوے پر دوسرے لقابدار نے نذر دی اور میلے مین بانٹ دیا غرض غرض ساتون بازارون مین ایک ہی وقت
پر نذر ہوئی اور حلوا میلے مین سب کو تقسیم کردیا گیا اس اثنا مین سواری نارنج جادو کی آئی اور اسی دریا کے پل سے اوپر
سے چلی عمرو بھی اُسی کے ہمراہ اُتر گیا اب جو شہر مین آیا تو لوگ عجائب و غرائب دیکھے اور سواری ایک باغ کے اندر
گئی عمرو بھی ساتھ چلا گیا دیکھا کہ باغ مین ایک گنبد بہت بڑا ہی اور زینہ اُسکا اتنا چوڑا ہی کہ سیڑھیون پہ تخت
نارنج جادو کا لوگ سیدھا لیگئے جب اوپر کے درجے مین پہونچے تو دیکھا صدہا منہت کھڑے ہین اُنھون نے
نارنج جادو کو سلام کیا اور کہا کہ باہر کے درجے مین بیٹھو اندر کے درجے مین جانے کا حکم نہین ہی اور
جب نارنج جادو آتی تھی تو ہزارون روپیے منہتون کو دیتی تھی اُسپر نارنج جادو کو اندر نہ جانے دیا باہر
ٹھہرا لیا یہ دیکھکر عمرو واڑے مین آئے اور رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک منہت کی صورت بنکر اُن منہتون
مین ملگئے اور ایک طرف کھڑے ہو کر دیکھنے لگے گنبد کیطرف جو نگاہ کی تو ایک تخت جواہر نگار ہی اور برابر تخت کے
سات دنگل بچھے ہین اور دو پیچھے تخت کے اور چالیس کرسیان مرصع کار ہین اور ایک منبر بہت بلند جواہر نگار کا رکھا ہی
اور تمام گنبد مین وہ جواہر بیش بہا نصب ہین کہ اُنکے دیکھنے سے نگاہ خیرگی کرتی ہی خواجہ کھڑے ہوئے حیران دیکھ
رہے تھے کہ یکایک دروازے سے ایک سواری بڑے جاہ و تجمل سے آئی دیکھا کہ تخت جواہر نگار پر ایک شخص ہی
اور چالیس آدمی اور اُسی سن کے گرد اُسکے تخت کے پوشاکین مقدسون کی پہنے ہوئے ہین اور دو وہ شخص کتابین
بغل مین دبائے چلے آتے ہین جب مردود یہ گنبد مین آیا نارنج جادو نے سلام کیا کمیدہ شعلہ افزا نے بڑھکے
کے عرض کیا کہ نارنج جادو حضور کو سلام کرتی ہی یہ سنکے سہیل جادو نے سر اُٹھا کر دیکھا اور سلام لیکے
کہا او بی بی نارنج جادو اتنے دنون سے کہان تھین تم اچھی تو رہین نارنج جادو نے عرض کیا کہ حضور کی دعا
کی دعائے دولت و اقبال مین مصروف رہتی تھی اور جب سے حضور کے جمال بے مثال کی زیارت چھوٹی
یہ حال ہوگیا الغرض کہ سہیل جادو آکر تخت حکومت پر بیٹھا اور چالیسون جادوگر اپنے اپنے مقام پر یعنی
یہ کرسی جواہر نگار ہوئے اور وہ جو دو شخص کتابین بغل مین لیے ہوئے تھے پیچھے تخت کے دنگلو پر بیٹھے پھر
ساتون لقابدار اور اپنے اپنے دنگلون پر متمکن ہوئے لیکن لقابدار یاقوت پوش کا دنگل قریب تخت کے ہی
جب سب دربار جمع ہولیا سہیل جادو اُٹھا اور منبر بلند رفعت پر جا کر بیٹھا اور کتابین ہاتھون مین کھولین اور آواز بلند
بلند کہا کہ اس سال مین سارا طلسم نارنج مع طلسمون کے فتح ہوگا اور خون ریزی بہت ہوگی مگر جو لقابدار سرخ پوش کی
اطاعت کریگا وہ بچیگا یہ کہکر نیچے منبر سے اُتر آیا ملازمان درباری نے پکار کے کہا کہ جس جس کا مقدمہ ہو روبکاری
پیش ہو غرضکہ پہلے ہی روبکاری نارنج جادو کی ہوئی یہ مکارہ ساحرہ بربلا ملکہ مہ جبین اور عمرو
بن حمزہ اور نارنج کو لیکر سامنے سہیل جادو کے آئی اور ملکہ مہ جبین سے کہا سلام کر

مہ جبین نے سلام کر کے سہیل جادو سے کہا ای سہیل مین نے تجکو بزرگ سمجھ کے سلام کیا ورنہ تو لائق سلام کے نہین ہی یہ سُنکر سہیل نے کہا او مہ جبین تو نے یہ کیا حال اپنا بنایا ہی اور اپنی مان کی اطاعت کیون نہین کرتی مہ جبین نے کہا او سہیل تجکو گواہ کرتی ہون کہ یہ جو شہریار کھڑا ہی اسکے سبب سے مجکو دولت ایمان حاصل ہوئی فقط ایک کلمہ توحید پڑھنے کی گنہگار ہوئی اور سوائے اسکے کہ گلشن کی سیر کی کہ روح تازہ ہو ورنہ ابھی تک مین نے کوئی حرکت بیجا نہین کی اور مین جمشید و ساحری پر ہر روز ہزار بار مرتبہ لعنت کرتی ہون یہ جو ملکہ مہ جبین نے کہا سہیل جادو غضبناک ہوکر تھرانے لگا کسواسطے کہ جمشید تو اُسکا نانا تھا مہ جبین پر بہت خفا ہوا اور کہنے لگا کہ او مہ جبین تو تو میرے منہ پر میرے نانا جمشید کو بُرا کہتی ہی مہ جبین نے کہا ای سہیل پھر تو کیون مجھ سے ایسی باتین کرتا ہی تو اپنی بزرگی اپنے ہاتھ رکھ یہ سنکے سہیل جادو نے ایک شخص کو اشارہ کیا کہ جا جلد ایک لگن مین پانی لا وہ شخص اسیوقت ایک لگن مین پانی بھرکر لایا اور نقابدار یاقوت پوش کے سامنے رکھدیا اُسنے اپنا پانوُن کا انگوٹھا تین مرتبہ اُس مین ڈالکر ہلایا پھر اُس لگن کو وہ شخص سہیل جادو کے سامنے لایا اُسنے حکم دیا کہ یہ پانی ملکہ مہ جبین پر چھڑک دو اُسنے وہ پانی مہ جبین پر جیسے ہی چھڑکا ملکہ مہ جبین نے ایک پھریری لی اور مڑکر نارنج جادو سے کہنے لگی ای امان جان آپ کہان آئی ہین اور مجکو یہان کسواسطے لائی ہین نارنج جادو نے کہا ای نور نظر و ای پارۂ جگر یہ دربار میرۂ جمشید کا ہی تجکو بھی زیارت کرانے لائی تھی ملکہ مہ جبین نے نام جمشید سنتے ہی سہیل جادو پر نگاہ کی اور جھک کر سلام کیا اور عرض کیا حضور میرا قصور معاف کیجیے اور یہ کہکر عمرو بن حمزہ کی طرف مخاطب ہوکر کہنے لگی کہ یہ مرد نامحرم کون ہی نارنج جادو نے کہا ای بیٹی اسی کے واسطے تو نے اپنا یہ حال کیا جب تو مہ جبین نے کہا ای امان جان اب جلدی اپنے مکان پر چلیے مین کیا جانون کہ یہ موا کون ہی نارنج جادو ملکہ مہ جبین کی ایسی باتین سُن سُن کر بہت خوش ہوئی اور سہیل جادو کے قدمون پر گر پڑی اور عرض کیا ای سہیل جادو آپ کی عنایات و مرحمت سے مین نے اپنی بیٹی پائی ایکجہ ٹھنڈا ہوا یہ کہکر دونون لوحین سہیل جادو کو دیدین سہیل جادو نے کہا ای نارنج جادو اب عمرو بن حمزہ اور ملکہ مہ جبین کا افسانہ ترا نا نارنج جادو نے کہا کہ مین اس گھوڑے کو لیجاکر کیا کرونگی اسکی قید بھی آپ کے سپرد کرتی ہون آپ جو چاہیے اسکے حق مین کیجیے یہ کہکر عمرو بن حمزہ اور فرخ کو سہیل جادو کے سپرد کیا اور آپ باہر آئی نارنج جادو کو گنبد شعلہ افزا نے دیکھکر کہا کہ آج سب دنون سے زیادہ انعام سب کو دینا چاہیے غرض کہ نارنج جادو نے خوشی مین اگر ہزارہا روپیے بانٹے اور ملکہ مہ جبین پر سے تصدق کیے پھر مہ جبین کو ہمراہ لیکر اپنے طلسم کو چلی گئی یہان سہیل جادو نے عمرو بن حمزہ اور فرخ کو نقابدار صندلی پوش کے حوالے کیا اور کہا اسکو اپنے طلسم صندلی مین قید رکھو اور نقابدار نیلم پوش کو دونون لوحین دیدین اور کہا کہ انکو اپنے پاس اچھی طرح رکھنا بعدہ سہیل جادو سوار ہوکر تخت جواہر نگار پر چلا گیا اور نقابدار صندلی پوش عمرو بن حمزہ اور فرخ کو ساتھ لیکر چلا اور ایک باغ مین لاکر اُتارا اب جو عمرو بن حمزہ نے دیکھا تو صدہا مکان سہ درے اور پنج درے ہین اور سامنے بہت سے درخت چنار کے ہین وہ نقابدار عمرو بن حمزہ و فرخ کو لیکر اُنھین مکانون مین سے ایک مکان مین آیا عمرو بن حمزہ و فرخ نے دیکھا کہ اس مکان مین چالیس آدمی قیدی طلسم مین یہ دیکھکر عمرو بن حمزہ اُنکے پاس آئے وہ کہنے لگے کہ تم بھی قیدی طلسم ہوئے عمرو بن حمزہ نے کہا کہ تم سب قیدی ہو ہم قیدی نہین ہین خبردار اب ایسا کلمہ زبان سے نہ کہنا وہ بیچارے خاموش ہو رہے پھر قریب شام خوانہائے طعام سب کے واسطے آئے عمرو بن حمزہ نے اُن سب سے کہا کہ ہمارے پاس تم سب آکر کھانا کھاؤ سب کے سب عمرو بن حمزہ کے پاس آ بیٹھے اور سب نے ایک جگہ کھانا کھایا اُن سب قیدیون مین ایک شہزادہ بھی

قید تھا نام اسکا کامران تھا وہ عمرو بن حمزہ کی باتوں سے بہت خوش ہوا اور محبت کرنے لگا جو وقت سب کے سب اپنے
اپنے مکانوں میں سو رہے تو فرخ نے عمرو بن حمزہ سے کہا ای شہریار باغ کی دیواریں بہت نیچی ہیں اور ہمارے ہاتھو
پاؤں کھلے ہیں میں دیوار کو اُچک کے تمکو بھی لیے جاتا ہوں یہ کہکے فرخ آیا جیسے ہی دیوار پر اُچکا وہ اور بلند ہو گئی فرخ
نیچے گر پڑا جوں جوں فرخ اُچھلتا تھا دیوار بلند ہوتی جاتی تھی فرخ گر پڑتا تھا یہانتک کہ وہ دیوار مثل دیوار قہقہہ کے
ہو گئی تمام بدن فرخ کا گر کے چھل گیا ناچار ہو کر عمرو بن حمزہ سے آکے بیان کیا عمرو بن حمزہ نے کہا خدا یاد کرو غرضکہ
بیچارے مایوس ہو کر رہگئے جب کئی روز گذرے تو کامرانی نے کہا ای عمرو بن حمزہ کل صبح کو ایک شخص کی باری ہو
وہ بیچارہ قتل ہوگا چنانچہ ایک حبشی آتا ہی اُس سے کشتی ہوتی ہی جب وہ زیر کرتا ہی تو گلا کاٹ ڈالتا ہی یہ سنکر عمرو بن حمزہ
نے کہا اگر تم سب مسلمان ہو تو میں اُس حبشی سے لڑوں انھوں نے کہا ای شہریار اگر یہ امر ہو تو ہم سب مسلمان ہوتے
ہونے ہیں انکو راضی کر کے رات بسر کی جب صبح ہوئی تو شہزادہ کامران آیا اور عمرو بن حمزہ سے کہا چلیے انکو لیکر نیچے
مکان میں آیا کہ جسکی باری تھی کہا ای شخص نکل مکان سے دن بہت آیا ہی جبکہ آواز دی تو وہ شخص نکلا دیکھا کہ رنگ
زرد ہی اور مردنی منہ پر چھائی ہی اُسکی صورت دیکھکر عمرو بن حمزہ بہت محزون ہوئے اور اسکو تسلی دی کہ میں ہرگز تجھے
جانے نہ دونگا یہ کہکر سب کو ہمراہ لیا اور سامنے بارہ دری کے آئے دیکھا کہ ایک کرسی جواہر نگار پر نقابدار یاقوت پوش بیٹھا
ہی پیچھے دو وزیرزادیاں سمن و یاسمن مورچھل لیے کھڑی ہیں اور سامنے اکھاڑا بنا ہوا ہی اور ایک کشتی میں چیٹ لنگوٹ بلکہ تمام
ہتھیار جنگ کے رکھے ہیں اور ایک حبشی سیاہ فام قوی ہیکل سامنے کھڑا پکار رہا ہی کہ جسکی باری ہو وہ اگر جس فن میں چاہے
مجھسے لڑے یہ نہو کہ بعد اُسکے کہے کہ مجھکو اس فن میں زیادہ دخل تھا غرض اُسکا کہنا تھا کہ عمرو بن حمزہ سامنے اُسکے
آئے حبشی نے پوچھا کیا تیری باری تھی اور پھر پوچھا تو کس فن میں لڑیگا عمرو بن حمزہ نے کہا جس فن میں تیرا جی
چاہے لڑلے یہ سنکر حبشی حیران ہوا کہ آج تک مجھسے کسی نے ایسی گفتگو نہیں کی حبشی نے پوچھا کہ تجھکو آج کے روز ہوئے
عمرو بن حمزہ نے کہا تجھکو اس بات سے کیا مطلب ہی کہا یہ آئین ہیں بعد چالیس روز کے قیدی کی باری آتی ہی بیچ بتا تجھکو
کے روز ہوئے عمرو بن حمزہ نے کہا کہ پانچ روز ہوئے ہیں حبشی نے کہا جاکے بیٹھ ابھی تجھسے کچھ سروکار نہیں ہی وہ شخص
آئے جسکی باری ہو یہ سنکر وہ بیچارا آگے بڑھا جب تو عمرو بن حمزہ نے کہا خبردار تو آگے قدم نہ بڑھانا ورنہ تجھکو مار ڈالونگا
یہ کہکر اُس حبشی سے کہا کہ او گیدی اگر تجھکو لڑنا ہو تو آ لڑلے لازم ہی بشر کو جو سامنے آئے اس سے لڑے یہ سنکر اُس
حبشی نے کہا تو بڑا جاہل ہی ارے یہ آئین یہاں کا نہیں ہی عمرو بن حمزہ نے کہا ہمارا آئین یہی ہی غرض اتنی دیر تکرار ہوئی لڑائی
زیادہ چڑھ گیا جب تو یاقوت پوش نے کہا کہ آج نیا آئین ہوتا ہی اور جو یہ قیدی نیا آیا ہی وہ لڑنے کو کہتا ہی کسی طرح نہیں
مانتا ہی ملکہ نے کہا اُسکو ہمارے پاس بھیجدو ہم اُسکو سمجھا لینگے حبشی نے عمرو بن حمزہ سے کہا کہ جا تجھکو ملکہ
بلاتی ہی غرض کہ عمرو بن حمزہ بارہ دری تک گئے دیکھا کہ ملکہ لالہ خونخوار جادو بے نقاب بیٹھی ہی عمرو بن حمزہ
کی جو نگاہ چہرۂ بیمثال پر پڑی تیر عشق کے گھائل ہوئے اور وہ بھی عمرو بن حمزہ پر عاشق ہوئی ملکہ نے سمن و یاسمن
سے حکم کیا کہ اس کہو تو کیوں اپنی جان دیتا ہی بھلا تو اس حبشی سے لڑ سکیگا جا جسکی باری ہو اُسکو بھیجدے سمن
و یاسمن نے عمرو بن حمزہ سے کلام ملکہ لالہ خونخوار جادو کا بیان کیا اور بہت کچھ سمجھایا مگر عمرو بن حمزہ
نے انکا بھی کہنا نہ مانا تب تو ملکہ حیران ہوئی اور اس حبشی سے کہا آج یہ آئین موقوف رکھو کل میں اپنے باپ سے پوچھ
آؤنگی حبشی نے عرض کیا آپ مالک ہیں آپ کو اختیار ہی ہم آپ کو بجائے سہیل جادو کے جانتے
ہیں غرضکہ یہ باتیں کر کے وہ حبشی اور ملکہ تو چلے گئے عمرو بن حمزہ سبکو اپنے ہمراہ لیکر چلے آئے فرخ نے

کہا اے شہریار ایک دن مین تو فرق آیا دوسرے دن پھر حبشی آیا جب تو عمرو بن حمزہ آکے اُس حبشی سے لڑا اُس حبشی سے تو رنگا
عمرو بن حمزہ کو زیر کرکے ملکہ سے کہا اب کیا حکم ہوتا ہے باری اسکی اور یہ لڑا اگر اجازت ہو تو اسکو قتل کرون اور لہو اسکا طشت
مین لاؤن آپ اپنا انگوٹھا اُس طشت کے خون مین ڈبوئین یہ سنکر ملکہ نے یاسمن سے کہا کہ تو کہدے کہ کل مین
پوچھنا بھول گئی اُسکو یہان بھیجو جب عمرو بن حمزہ آئے تو پھر ملکہ نے اُنکو سمجھایا اور کہا دیکھا تجھے بھلا چنگا اب کیونکر
پہوسگے خبردار کل تم نہ آنا جسکی باری ہو اُسی کو بھیجنا عمرو بن حمزہ نے کہا بخدا جب تک میرے دم مین دم ہے ہرگز نہ اٹھو
یہ سنکر ملکہ ناچار ہوکے چلی گئی ادہر یہان فرخ نے ایک تدبیر کی جسکی باری تھی اُس سے کہا کہ کل تو اُسکے سامنے جانا اور
اور اُسکا گلا دبانا اور سب کے سب اُس سے لپٹ جانا اسطرح سے اُس سے لڑنا اور مار ڈالنا غرض دوسرے روز جب
حبشی آیا سب نے یہی کیا اور اُس حبشی یعنی مریخ جادو کو مار ڈالا تمام باغ تیرہ و تار ہوگیا اور وہ درخت اور مکان سب
فی النار ہوگئے لیکن دیوارین زیادہ بلند ہوگئین جب وہ مارا گیا تو یہ خوش ہوئے کہ اب ہم سب قید سے چھوٹ جائینگے
مگر وہان قید زیادہ ہوگئی لیکن اسی کی خوشی ہوئی کہ جادو مارا گیا مگر تین روز تک کھانا نہ آیا یہ خبر جو صندل جادو
کو ہوئی کہ قیدیون نے حبشی مریخ جادو کو مار ڈالا اُسنے غضبناک ہوکر اور زیادہ قید کردی کھانا موقوف کردیا کہ جب
قتل کیے مرجائینگے جب تین روز گذرے تو سبھون نے کہا لو یہ اور غضب ہوا عمرو بن حمزہ مارے بھوک کے غش
کرگئے اور سبکا حال قریب مرگ کے پہونچا یہ جو ملکہ لالہ خونخوار جادو کو خبر ہوئی کہ تین روز سے عمرو بن حمزہ کھانا
نہین کھایا اُسنے بھی کھانا نہ کھایا یاسمن و یاسمن نے بہت سمجھایا لیکن ملکہ نے نہ مانا اور کہا جب تک وہ شہریار کھانا
نہ کھائیگا مین بھی نہ کھاؤنگی اُسوقت اُن دونون نے ایک تخت سحر تیار کیا اور ملکہ کو لیکر اُس باغ مین آئین ایک
گوشے مین ملکہ کو پوشیدہ کرکے آپ کھانا لیکر عمرو بن حمزہ کے پاس آئین اور کہا یہ کھانا کھاؤ عمرو بن حمزہ
نے کہا جب تک سب نہ کھائینگے بخدا مین بھی نہ کھاؤنگا یہ سنکر یاسمن نے کہا ہم تو تھوڑا کھانا لائے ہین تم کھالو
اُنکے واسطے لا دینگے عمرو بن حمزہ نے کسی طرح نہ مانا کھانے کے لیے یاسمن سے تکرار ہو رہی تھی کہ صندل جادو اور
انور جادو اُس حبشی مریخ جادو کی جورو وہان دونون آئین اور صندل جادو نے کہا او یاسمن و یاسمن تم دونو
کٹنا پن کرکے ملکہ کو لائی ہو تمکو خوب میرا ہوا یہ کہکر فوراً ایک نارنج سحر پڑھکر ایک درخت چنار پر مارا اُس درخت مین
آگ لگ گئی اور اُس سے اور درخت جلنے لگے یہان تک کہ تمام باغ آتشبار ہوگیا عمرو بن حمزہ مع چالیسون قیدیون
کے ایک کونے مین کھڑے ہوگئے وہ سب کہنے لگے کہ اے شہریار اب ہم سب جل جائینگے جب تو عمرو بن حمزہ نے کہا اے
بھائیو خدا کو یاد کرو عمرو بن حمزہ سب کو تسلی دے رہے تھے کہ یاسمن نے دوڑکر کئی پتیان انار کی توڑین اور سحر
جو کیا تو ایک ابر پیدا ہوا اور بوندیان پڑنے لگین دیکھا سب نے کہ آگ لگی ہوئی تھی اور باغ ایک طرف سے جلتا تھا
یہ قدرت خدا دوسرے طرف سے بجھنے کا آغاز ہوا پھر صندل جادو نے سحر کرکے انور جادو سے کہا تو جاکر سہیل جادو
کو خبر کردے انور جادو جو چلی تو اُسی آگ مین جلکر خاک ہوگئی جب صندل جادو نے دیکھا کہ اب بوندیان بڑی تیزی
مین دوڑکر یاسمن سے کہا کہ کیا تو مجھسے سحر و ساحری مین زیادہ ہے جو دسحر میرا کیا اور یہ کہکر یاسمن پر حملہ کیا یاسمن نے ایک
چھڑی درخت سے توڑی اور اُسکی چھال نکالکر تیر و کمان بنائی اور عقب سے ایک تیر مارا کہ صندل جادو کی پشت کو توڑکر پار
نکل گیا سارا طلسم صندل جادو کا جو اُسنے بنایا تھا سب درہم و برہم ہوگیا پھر یاسمن نے کہا اے عمرو بن حمزہ وہ لالہ خونخوار جادو
اب تو چلکے کھانا کھاؤ تمھارے سبب سے یہ نوبت تو پہونچی عمرو بن حمزہ نے کہا اُنکو بھی لیجاؤ یاسمن
نے یہ سنکے کچھ مٹی گوندھی اور چالیسون قیدیون کے سرون پر اور شانون پر لگائی سب کے پر پرواز

پیدا ہوئے سمن نے کہا تم سب تخت کے پایے کو پکڑ لو سبھون نے تخت کے پایہ کو پکڑ لیا اور عمرو بن حمزہ
اور ملکہ کو سمن نے تخت پر بٹھایا اور سبکو لیجاکر ملکہ کے گھر مین آتار دیا غرض اُن چالیسون نے جب کھانا کھا
لیا اسوقت عمرو بن حمزہ اور ملکہ لالہ خونخوار جادو نے کھانا نوش کیا اور پھر اُن چالیسون قیدیون
کو ایک مکان مین پوشیدہ رکھا اور آپ عیش و عشرت مین مشغول ہوئے یہان کا حال سُنیے کہ خواجہ عمرو بن امیہ
ضمری جو مثنے بنا سہیل جادو کے سامنے کھڑا تھا ساتھ ساتھ سہیل جادو کے چلا آیا جب سہیل جادو اپنے
مکان مین آیا اور شب کو مع چالیسون مقدسون کے صحبت شراب و کباب مین مصروف ہوا اُسوقت خواجہ عمرو
نے اپنی صورت ایک پری کی بنائی اور ایک ہاتھ مین چوبک دوسرے ہاتھ مین تھالی پیتل کی اُس مین کچھ سیب رکھکر
لانے مگر لباس معشوقانہ بر مین زیور و جواہر از سر تا پا پہنے ہوئے پازیب جواہر نگار پاؤن مین دیوار سے کو دکر چھم چھم
کرتا ہوا سامنے سہیل جادو کے آیا اور سہیل جادو کو سلام کیا صورت اُس پری پیکر کی دیکھکر چالیسون مقدس
اور سہیل جادو محو ہوگئے پوچھا تم کون ہو کہان سے آئی ہو اُس پری نقلی نے کہا مین پری ہون اور پرستان سے
آئی ہون میرے گھر مین ایک درخت سیب کا تھا وہ خشک ہوگیا تھا مین نے اکثر لات اعلےٰ منات ہبلے کے نام لیے
لیکن وہ ہرا نہو جب تو مین نے آپ کا نام ہر روز لینا شروع کیا فوراً وہ ہرا ہوگیا اُسوقت مین نے یہ عہد کیا کہ جب
درخت بار ور ہوگا پہلا پھل اُسکا سہیل جادو کو کھلاؤنگی یہ کہکر وہ تھال سیب کا آگے سہیل جادو کے رکھدیا
اُس تھال مین پانچ سیب تھے سہیل جادو نے اُسے تراش کر آپ بھی کھایا اور اُن سب مقدسون کو بھی کھلایا
سہیل جادو مع سب مقدسون کے بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے فوراً سہیل جادو کے گلے سے لوح محفوظ اتار کر
سہیل جادو کو نذر زنبیل کیا اور آپ اُسکی صورت بنکر سبکو ہوش مین لایا لوگون نے کہا کیا وہ پری چلی گئی آپ کو
نگاہ غیظ سے دیکھتی تھی سہیل نقلی نے کہا مین بیچارہ بڈھا تھا اور وہ پری جوان خوبصورت تھی کیونکر اُسکا دل
میری طرف رغبت کرتا آخر کو وہ چلی گئی غرضکہ وہ رات تو بسر کی صبح کو تخت پر سوار ہوکر اُسی گنبد زرنگار مین آیا
اب یہ دن میلے کی رخصت کا ہے مگر جو سہیل جادو کہیگا اُسپر ہر ایک عمل کریگا اب وہان تمام خلقت جمع ہے اور
راہ نقابدارون کی دیکھ رہی ہے وہان سمن و یاسمن نے کہا ای ملکہ چلو تمھارا باپ ہمارے حق مین دیکھیے کیا
کرتا ہے ہمنے تو جان اپنی تمپر صدقے کی ہے ملکہ لالہ خونخوار سمن و یاسمن کو ساتھ لیکر ڈرتی ہوئی چلی اور اُسی طرح
سے آکر پہلے باپ کو مجرا کیا اور پھر کرسی پر بیٹھی بعد اُسکے چھ نقابدار آئے اور ساتوین نقابدار نیلم پوش کہ
جسکے پاس لوح رکھوائی تھی اُسکی خبر آئی کہ وہ نقابدار مر گیا لوگون نے تمام گھر اُسکا ڈھونڈھا مگر لوح کہین نہ آئی جب عمرو
بن امیہ ضمری اُٹھا اور منبر پر بیٹھکر سوچا کہ مین اب کیا بیان کرون غرض کچھ دل مین سوچ کر کتاب کھولی اور کہا
صاحبو اس سال مین تمام طلسم ٹوٹ جائینگے جو نقابدار یاقوت پوش کی اطاعت کریگا وہ بچ جائیگا ورنہ سب
قتل ہونگے یہ کہکے منبر سے اُتر آیا ملکہ خونخوار جادو کی جان مین جان آگئی اور گھر مین آکر عمرو بن حمزہ سے ذکر کیا کہ ای
شہریار خدا نے آج فضل کیا کہ جو سہیل جادو نے کچھ نہ کہا بلکہ میری اطاعت کا سب کو حکم دیا اور وہان عمرو
بن امیہ ضمری جو سہیل جادو کی صورت بنا ہوا تھا تخت پر سوار ہوکر چلا دل مین سوچا کہ یہ جو سُرخ پردہ بہت
بھاری مخمل کا ہے ای خواجہ اسمین چلو یہی اُسکا محل ہوگا یہ سوچ کر اس پردے کے اندر آیا سہیل نقلی کو دیکھتے ہی خواصون
نے آکر ملکہ سے کہا ای ملکہ تمھارے باپ آتے ہین یہ سنکر ملکہ بدحواس ہوگئی اور اُٹھ کھڑی ہوئی سہیل نقلی کو آگے
بڑھکر مجرا کیا لیکن عمرو بن حمزہ بیٹھے رہے سب خواصون نے جو دیکھا کہ عمرو بن حمزہ پوشیدہ نہ ہوئے سامنے بیٹھے رہے

سب خواصین قطار باندھکر کھڑی ہوگئین عمرو بن حمزہ کو اپنی آڑ مین چھپا لیا جب سہیل نقلی یعنی عمرو آگے آیا جھک کر دیکھنے لگا دیکھا کہ عمرو بن حمزہ بیٹھا ہی سہیل جادو نے چین بچین ہو کر ملکہ لالہ خونخوار جادو سے کہا او شوخ دیدہ گیسو بریدہ کیون تو اُسکو اپنے گھر مین لائی ملکہ تھر تھر خوف سے کانپنے لگی پھر عمرو عیار مشکل بہ شکل سہیل جادو عمرو بن حمزہ کے پاس آیا اور کہا او طلسم کشا اب کہان تو بچ کے میرے ہاتھ سے جائیگا یہ کہکر فرخ کو ایک طمانچہ مارا فرخ نے غصہ ہو کر کہا کہ او سہیل اگر میرے باپ نے تجھسے بدلہ نہ لیا تو میرا نام فرخ نہ رکھنا القصہ جب سب کو بہت خواجہ عمرو حیران و پریشان خائف و ترسان کر چکے اُسوقت عمرو نے لوح محفوظ اپنے گلے سے اُتاری اور گلے مین عمرو بن حمزہ کے ڈالدی اور نعرہ کیا کہ منم شاہ عیاران عیار طرار خنجر گذار خواجہ عمرو بن امیہ نامدار ملکہ لالہ خونخوار جادو یہ سمان دیکھکر خوش ہوئی اور عمرو سے کہا ای خواجہ آپ نے میرے باپ کو کیا کیا عمرو ملکہ لالہ خونخوار کو علیحدہ لے گیا اور سہیل جادو کو زنبیل سے نکالا اور سوزن فولاد دہن مین اسکے دیدی پھر سہیل جادو کو ہوش مین لایا اور کہا کہ ای سہیل مسلمان ہو دین اسلام قبول کر جمشید ساحری پر لعنت کر سہیل جادو نے سر ہلا کر انکار کیا عمرو نے کہا اگر تو دین اسلام نہ قبول کریگا اور مسلمان نہوگا تو مین تجکو مار ڈالونگا عمرو بن حمزہ نے بڑھکر سہیل جادو کو رہا کیا اور سوزن نکال لی اور سر اپنا آگے سہیل جادو کے جھکا دیا اور کہا ای سہیل جادو اب عمرو بن حمزہ حاضر ہی سر کاٹ لے سہیل جادو یہ جرأت و ہمت عمرو بن حمزہ کی دیکھکر بہت خوش و مسرور ہوا اور اُٹھ کے عمرو بن حمزہ کے گرد پھرنے لگا اور کہا ای طلسم کشا حقیقت مین تو قتل ہو جاتا مگر مین اب مطیع و فرمانبردار ہون اب مجکو دین اسلام تلقین کیجئے کہ مین صدق دل سے مسلمان ہوا اور جمشید برحق پر لعنت کی مگر اُسوقت عمرو کا کہنا نہ مانتا قتل ہونا گوارا کرتا اور مسلمان ہرگز نہوتا یہ کہکے سہیل کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا اور باہر جاکر ہر ایک کو مطیع دین اسلام کیا پھر عمرو بن حمزہ سے لگے کہا کہ ای شاہزادہ ذی وقار نقابدار سلیم پوش تو مر گیا مجھے کیا معلوم تھا کہ وہ مر جائیگا ورنہ مین لوح طلسمی اُسے نہ دیتا عمرو بن حمزہ نے فرمایا جب تک آپ لوح کے دریافت کرنے مین کما حقہ کوشش نہ کرینگے لوح طلسمی ہاتھ نہو گی سہیل نے یہ سنکے دیر تک فکر کی اور بعد فکر کہا کہ ای شہریار ذی وقار لوح کے معلوم کرنے کی ایک تدبیر میرے ذہن مین آئی ہی اور وہ یہ تدبیر ہی کہ ایک گنبد جہان نمائے طلسمی ہی اُس گنبد مین آپ جائیے اور اُسکی سیر کیجیے خاصیت اُس گنبد جہان نما کی یہ ہی کہ جس شخص کا کچھ مال و اسباب گم ہو جاتا ہی اور وہ شخص گنبد مین جاتا ہی اور نیت کرتا ہی کہ میرا مال و اسباب کہان ہی مجکو معلوم ہو جائے فوراً اُس گنبد مین معلوم ہو جاتا ہی اور جس آدمی کو یہ دریافت کرنا منظور رہتا ہی کہ میرے اہل و عیال یا عزیز و اقارب زندہ ہین یا مر گئے اور وہ شخص گنبد مذکور مین اسی حال کے دریافت کرنے کے واسطے جاتا ہی فی الفور اُسے اُنکے حال سے آگاہی ہو جاتی ہی اگر اُسکے عزیز و اقارب زندہ ہوتے ہین تو اُس گنبد مین زندہ نظر آتے ہین اور اگر مر گئے ہوتے ہین تو مردہ نظر آتے ہین اسی طرح سے ہر ایک حال اُس گنبد جہان نما مین جانے سے معلوم ہو جاتا ہی پس آپکو لازم ہی کہ آپ اُس گنبد مین جاکر سیر کیجیے اور نیت کیجیے کہ مجھے معلوم ہو جائے جس جگہ لوح طلسمی رکھی ہوئی ہو یا جس شخص کے پاس ہو جب آپ کو لوح طلسم نارنج کا احوال معلوم ہو جائیگا اُسوقت جہان لوح ہوگی وہان جائیے گا اور مین بھی حتی الامکان لوح کے حاصل کرنے کی کوشش کرونگا عمرو بن حمزہ نے یہ گفتگو سہیل نبیرہ جمشید کی سنکے کہا کہ خواجہ عمرو اور فرخ کو مین آپکے پاس چھوڑے جاتا ہون انھین بہ آرام تمام رکھیے گا سہیل جادو نے منظور کیا اور ایک تعویذ لکھکر عمرو بن حمزہ کے بازو پر باندھ دیا دو دو گھڑی تک کچھ کان مین شاہزادے کے باتین کہین

عمرو اور فرخ وغیرہ کے کسی نے بھی وہ باتیں نہ سنیں بعد باتیں کرنے کے شاہزادے کو رخصت کیا عمرو بن حمزہ فرخ
اور خواجہ عمرو اور سہیل سے ملکر جب کنیے سہیل کے مرکب پر سوار ہوکے شہر النوریہ کی طرف چلے اور بعد قطع منازل
ایک شہر میں پہونچے دیکھا کہ ایک برات بجلوس شاہانہ جاتی ہی عمرو بن حمزہ کھڑے ہوکر دیکھنے لگے بعد گذر جانے
جلوس کے دیکھا کہ ایک بادشاہ جلیل القدر فیل پر سوار ہی اور ایک مرکب کے سر پر سہرا پھولوں کا نہایت عمدہ بندھا ہی
لیکن اُس گھوڑے پر دولھا نہیں ہی اور صدہا اقسام کے باجے مردمان ہمراہی بجاتے ہیں اور ہزارہا خوان آدمیوں کے
سروں پر رکھے ہیں اور اسباب جہیز بھی بیحد و بیشمار ہی اور صدہا فیلوں پر امرا اور شاہزادے وغیرہ سوار ہیں اور فنیسوں
اور سکھپالوں میں عورتیں بیٹھی ہیں کہار وردیاں نئی بانات کی پہنے ہوئے پگڑیاں سروں پر رکھے ہوئے فنیسیں اٹھائے
ہیں جب عمرو بن حمزہ نے برات کو دیکھا ارادہ کیا تھا کہ کسی شخص سے پوچھیں کہ یہ برات کسکی ہی اور کہاں جاتی ہی
لیکن برات ایک جانب چلی گئی اور عمرو بن حمزہ نے کسی سے دریافت نہ کیا آخر وہ برات ایک باغ میں اتری جب
دو گھڑی دن باقی رہا عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ سب براتی روتے اور پیٹتے چاک گریبان کیے ہوئے اور سروں پر خاک ڈالے
ہوئے اُس باغ سے نکلے وہ بادشاہ بھی مثل اوروں کے نالہ و فریاد کرتا ہوا اُسی باغ سے نکلا اور تمام اور جہیز اُسی
باغ میں چھوڑ کر نالہ و فریاد کرتا ہوا اپنے ہمراہیوں کے جسطرف سے آیا تھا اُسی جانب چلا شاہزادہ یہ حال دیکھکر نہایت
متحیر ہوا اور خیال کرنے لگا کہ شادی میں غم والم ان سب کو کیوں ہوا اور یہ برات کیسی تھی کہ دولھا برات کے ساتھ نہ تھا
یہ خیال کرکے عمرو بن حمزہ نے اُنھیں لوگوں میں سے ایک آدمی سے پوچھا کہ یہ بادشاہ کون ہی اور یہ برات کیسی ہی
کہ دولھا نہیں ہی اور تم سب کیوں روتے ہو اُس شخص نے کہا ای شخص معلوم ہوتا ہی کہ تو اس ملک کا رہنے والا
نہیں ہی اسی وجہ سے اس برات کے حال سے واقف نہیں ہی خیر اگر آگاہ نہیں ہی تو اب واقف ہو کہ اس بادشاہ کا
نام منصور شاہ ہی اور اسکے بیٹے کا نام انور شاہ تھا اُسکی شادی ملکہ نارنج جادو کی دختر یعنی ملکہ مہ جبین
نارنجی پوش کے ساتھ ٹھہری تھی اور برات کے دن تمام شاہ و شہریار جمع ہوئے تھے ازانجملہ نبیرہ جمشید
سہیل جادو مع اپنی دختران خوبرو کے آیا تھا ایک دختر کا تو اُسکی اسم خونخوار جادو اور دوسری دختر کا
نام ملکہ لالہ خونخوار جادو تھا اور وہ دونوں ایسی حسین اور خوبصورت تھیں کہ اگر انکو کوئی پری بھی دیکھتی
تو ہر ایک کی صورت دیکھکر یہ کہتی **نظم**

لعل تو فریب اہل ادراک
سرو از قد تو فتادہ بر خاک
آوارہ عشق تست خورشید
زلف تو شب دراز [illegible]
جانم بلب آمد و نیامد

ای تو بالاے طبع موزون
لعل از رخ تو نشستہ در خون
سرگشتہ مہر تست گردون
رخسار تو مہر ذرہ افزون
از یاد لب تو درج پرخون

ای حسن تو برتر از چہ و چون
شمشاد زقدت فتنہ انگیز
بر حسن تو والہ صد چو فرہاد
شد غرق بخون بصد دل لالہ
از زلف تو کار ما پریشان
بر بوے وصالت ای دغاجو

عالم ہمہ محو تو چو مجنون
بر قد قامت تو مفتون
دیوانہ ہزار ہمچو مجنون
آن چشم سیاہ و لعل گلگون
وز حال تو حال ما دگرگون
عمرے بہوس دویدم اکنون

غرض انور شاہ دیکھکر لالہ خونخوار پر عاشق اور ایک مکان میں لیگیا اور وہاں بیٹھکر باہم باتیں اختلاط کی ہونے
لگیں جب یہ خبر سہیل جادو کو ہوئی اُسنے اپنی ایک کنیز سے کہا کہ ان دونوں کو سحر میں گرفتار کرکے جلد قید کر اور اس
فعل بد کرنے کی ان دونوں کو سزا دے کنیز نے اُس باغ کو سحر بند کیا اور انور شاہ اور دختر سہیل جادو
کو قید کیا جب یہ خبر ملکہ نارنج جادو کو پہونچی کہ انور شاہ دختر سہیل جادو پر عاشق ہوا اور سہیل جادو
نے دونوں کو قید کیا اُسوقت سب شاہان جلیل القدر چلے گئے وہ شادی نہ ہوئی اور انور شاہ نے

ریحانہ بانو نے جو یہ حال تمام و کمال سنا وہ بیٹھی ہوئی اور روتی ہوئی مع اپنی کنیزون کے اس باغ مین آئی اور ایک اسی باغ مین ہی چونکہ ہر سال منصور شاہ اپنے بیٹے کی برات لیکر آیا کرتا ہی آج بھی موافق قاعدہ برات لیکر آیا ہی اور یہ بوجہ خوف کے قبل از شام بیابان سے جاتا ہی یہ کہکر وہ شخص چلا گیا عمرو بن حمزہ گفتگو اُس شخص کی سنکے حیران ہوئے اور انتظار شام کا کرنے لگے جب شام ہوئی دیکھا کہ اُس باغ مین ہر ایک گل مانند چراغ کے روشن ہوگیا اور ہر ایک درخت چنار کے مانند ہوگیا اور گل و ثمر بصورت شمع و چراغ روشن ہوگئے تمام باغ کثرت روشنی سے خود بخود پر نور ہوگیا عمرو بن حمزہ باغ کی سیر کر رہے تھے یکایک اُسی باغ کی بارہ دری سے کچھ عورتین ظاہر ہوئین اُنھون نے باغ کے چبوترے پر آکے فرش کیا اور دو مسندین پُر زر بچھائین پھر ایک عورت بارہ دری مین گئی وہان ایک صندوق رکھا تھا اور اُس صندوق پر خود بخود شور جل رہا تھا اُس عورت نے اُس صندوق کے پاس جاکر یہ آواز دردناک پکارا کہ اے ناشاد و نامراد بیٹا اٹھ برات کی رات آئی ہی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ بمجرد کہنے اُس عورت کے تختہ صندوق کا خود بخود اُٹھا اور ایک نوجوان دولھا بنا ہوا کنگنا کلائی مین باندھے ہوئے صندوق سے نکلا اُس عورت نے بلائین لیکر کہا اے فرزند چل کے مسند پر بیٹھ وہ نوجوان چبوترے پر آکے مسند پر بیٹھا پھر وہی عورت ایک چنار کے درخت کے قریب گئی اور کہنے لگی اے میرے نازنین تمھارا عاشق آیا ہی تمھارا انتظار کر رہا ہی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ فی الفور اُس درخت چنار کے تنہ مین ایک کھڑکی ظاہر ہوئی اور ایک نازنین گویا کہ دلھن بنی ہوئی اُس کھڑکی سے بصد شرم و حیا و ہزار ناز و ادا نکلی وہ مہ جبین ایسی تھی کہ ماہ و مہر بھی روبرو اُسکے شرمندہ تھے اور حسن اُسکا عابد کش اور زاہد فریب تھا شاہزادہ عمرو بن حمزہ اس نازنین کے حسن کو دیکھکر حیران ہوئے وہ نازنین بصد ناز و ادا راہ طے کرکے چبوترے پر آئی اور دوسری مسند پر سامنے انور شاہ کے بیٹھی عورتون نے روبرو انور شاہ اور اُسی نازنین کے دسترخوان بچھایا اور جو خوان طعام کہ منصور شاہ باغ مین چھوڑ گیا تھا اُنھین خوان سے انواع و اقسام کے طعام لذیذ نکال کر دسترخوان پر رکھے پھر ایک عورت نے کہا کہ طعام تناول کرو انور شاہ نے ہمراہ نازنین کے کھانا کھایا بعد کھانا کھانے کے روبرو سے نازنین اور انور شاہ ایک خوبرو خوش گلو ناچنے لگی اور یہ غزل گانے لگی

غزل

داغ داغ اے گل ہی فرقت مین ہم گلشن مین ہین
آپ مین ہین اے جنون جبتک کہ پیراہن مین ہین
آنکھ ہی میری تمنا مانع وصلت ہین غیر
سو طرح کی کوششین باقی ابھی مدفن مین ہین
عصمت دیوانگی بیعت جنون سے پوچھیے
اب بھی آشنا او تسلیم اپنے فن مین ہین

پھول کیسے پارہ انگور دامن مین ہین
حیف ہی رحم مصیبت سے کوئی خالی نہین
آرزوے دوستان ہین لیکن کل دشمن مین ہین
ٹھہر جا اے بیقراری کیون ہلاتی ہی جگر
چاک لاکھون صورت یوسف کے دامن مین ہین

نکہت گل مین ہین بے پردگی سے رکو معاف
دست و پا مین حرف ماتم جان و دل شیون مین ہین
شورش محشر سوال گور تکلیف فشار
چند طفل اشک خوابیدہ کے دامن مین ہین
ایک فقرے مین کیا ذکر عدو کے یار کو

جسوقت اس مطربہ نے یہ غزل گائی کوئی شاد و خرم نہ ہوا اور اُس نازنین مسند نشین نے انور شاہ سے مطلق کلام نہ کیا اور انور شاہ نے بھی نازنین سے کچھ گفتگو نہ کی فقط دونون طالب و مطلوب ایک دوسرے کے سامنے بیٹھے رہے اور دیکھا کیے یہانتک کہ رات قلیل باقی رہگئی اُسوقت عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ وہ عورتین جو بارہ دری سے ظاہر ہوئی تھین وہ سب باہم رونے لگین کیونکہ اب دولھا اور نازنین کی جدائی کا ہنگام قریب آگیا ہی اُسوقت عمرو بن حمزہ نے وہ تعویذ سہیل جادوگر کا اپنے بازو سے کھولا اور اُس تعویذ کو درخت چنار پر مارا فوراً درخت چنار جلنے لگا اور شعلے اُس درخت سے اسقدر نکلے کہ ہر طرف پھیلے تمام

باغ جلگیا اور بارہ دری بھی تھوڑی دیر مین جلگئی صرف سہ درہ بارہ دری کا رہگیا اتنی دیر مین صبح ہوگئی اور روشنی ہوئی کہ ریحانہ جادو نے جو روشنی دیکھی متحیر ہوئی اور خیال کرنے لگی کہ جب سے مین اس باغ مین آئی تھی روشنی نہین دیکھی تھی اور روے آفتاب نظر نہ آیا تھا یہ خیال کرکے ریحانہ بانو بآواز بلند کہنے لگی کہ بعد مدت دراز ہم قیدیون کو روشنی نظر آئی ہی اور مینے روے آفتاب دیکھا ہی اور شکل سحر نظر آئی ہی ریحانہ بانو یہ کر رہی تھی کہ عمرو بن حمزہ یونانی اسکے نظر آئے اُسوقت ریحانہ بانو دوڑ کر قدم شاہزادہ عمرو بن حمزہ پر گری اور پوچھنے لگی کہ آپ کا اسم شریف کیا ہی شاہزادے نے فرمایا نام ہمارا عمرو بن حمزہ ہی ہم فرزند حمزہ صاحبقران کے ہین ریحانہ بانو یہ سنکے خوش ہوئی اور عرض کرنے لگی کہ آپ ہی کی وجہ سے میری اور میرے فرزند کی جان سے رہائی ہوئی جب ریحانہ بانو گفتگو اپنی ختم کر چکی انور شاہ بھی مسند سے اُٹھکے عمرو بن حمزہ کے قدم پر گرا اور نار مین مسند نشین کا کچھ حال شاہزادے کو نہ معلوم ہوا کہ وہ کہان گئی غرض عمرو بن حمزہ نے ریحانہ بانو اور انور شاہ وغیرہ سے فرمایا تمکو لازم ہی کہ دین اسلام اختیار کرو اور ساحری پرستی سے اجتناب کرو کیونکہ سواے خداوند عالم کے کسی کو سجدہ کرنا جائز نہین ہی جسوقت یہ تقریر شاہزادے کی ریحانہ بانو اور انور شاہ نے سُنی دونون صدق دل سے مطیع دین اسلام ہوے پھر عمرو بن حمزہ دونون کو اپنے ہمراہ لیکر باغ سے چلے اور بعد طی کرنے راہ کے داخل شہر ہوے جسوقت یہ خبر منور شاہ کو پہونچی کہ انور شاہ اور ریحانہ بانو کو عمرو بن حمزہ اپنے ہمراہ لائے ہین اور شہر مین آئے ہین اُسیوقت منور شاہ تخت پر سوار ہوا اور مع ارکین سلطنت و اعیان مملکت بہ لشکر کثیر براے استقبال شہزادہ عمرو بن حمزہ روانہ ہوا اور خدمت شاہزادہ عمرو بن حمزہ مین حاضر ہو کر شرائط قدمبوسی بجالایا اور اپنے فرزند و زوجہ کو دیکھکر نہایت خوش ہوا پھر بعد تکریم و تعظیم دار الامارہ شاہی مین لایا اور بموجب ارشاد عمرو بن حمزہ یونانی مطیع اسلام ہوا اور دو روز تک بخوبی جشن کیا اور دعوت و ضیافت شاہزادہ عمرو بن حمزہ کی کی تیسرے روز عمرو بن حمزہ نے منور شاہ سے پوچھا کہ گنبد جہان نما طلسمی کہان ہی منور شاہ نے عرض کیا کہ گنبد جہان نما یہان سے دو روز کی راہ کے فاصلے پر واقع ہی ہرچند میری عملداری وہان نہین ہی لیکن اکثر مین وہان جاتا ہون آپ میرے ہمراہ تشریف لیچلیے اور سیر گنبد جہان نما کی کیجیے اُس گنبد کی یہ خاصیت ہی کہ جب کوئی شخص کسی مطلب کے دریافت کرنے کے واسطے وہان جاتا ہی دروازہ گنبد کا خود بخود کھل جاتا ہی جسوقت آپ وہان جائیے گا آپکے واسطے بھی دروازہ اُس گنبد کا کھل جائیگا آپ گنبد مین تشریف لے جائیگا لیکن کفار کو قتل نہ کیجیگا فقط اپنے مطلب کی دلمین نیت کیجیگا جو مدعاے دلی آپکا ہوگا اُس گنبد مین نظر آئیگا عمرو بن حمزہ نے جواب دیا کہ مین بموجب کفار کو قتل نہ کرونگا اور گنبد مین جاکر فساد برپا نہ کرونگا فقط اپنا مطلب دریافت کرکے گنبد سے باہر نکل آؤنگا منور شاہ نے پوچھا آپکا مطلب کیا ہی شاہزادے نے فرمایا مجھے لوح طلسم نارنج کا حال دریافت کرنا منظور ہی لوح طلسمی کسی جگہ ہی تم مجھے وہان لے چلو اور سامان چلنے کا کرو منور شاہ نے بموجب حکم سامان چلنے کا کیا

داستان حیرت نشان جانا عمرو بن حمزہ یونانی کا گنبد جہان نماے طلسمی مین واسطے دریافت کرنے احوال لوح کے اور پھر پانا لوح کا

بلبیت چمن پیرا بہار داستان کا یون دکھاتا ہی رنگ بیان کا کہ جب منور شاہ بموجب حکم شاہزادہ ذیجاہ سامان سفر درست کر چکا اُسوقت ہمراہ شاہزادہ ذیجاہ مع سپاہ بخدم و حشم چلا جب شاہزادہ عمرو بن حمزہ بعد

قطع راہ کے گنبد جہان نما کے قریب پہونچے دیکھا کہ وہ گنبد نہایت بلند و خوشنما ہی اور دروازہ گنبد کا بند ہی صدہا بلکہ ہزارہا مردمان حاجتمند کا مجمع ہی سیکڑوں مہنت در گنبد پر بیٹھے ہین اکثر پرستش کر رہے ہین اکثر سامری و جمشید کی پوجا کر رہے ہین بعض خداوند ذوالعجم جمشید کو پکار رہے ہین شاہزادے نے گنبد کے گرد مجمع دیکھکر علیحدہ گنبد سے قریب شام قیام کیا بارگاہ و خیام ایستادہ ہوے شاہزادہ بارگاہ مین داخل ہوا منور شاہ بھی مقیم ہوا بعد گذرنے شب کے وقت پگاہ شاہزادۂ عالیجاہ سمند صبا رفتار پر سوار ہوا اور منور شاہ کو ہمراہ لیکر جب عنقریب در گنبد جہان نما پہونچا فوراً دروازہ گنبد کا خود بخود کھل گیا اور ایسی بوے خوش گنبد سے آئی کہ ہر ایک شخص کا دماغ خوشبو سے معطر ہو گیا جسقدر مہنت در گنبد پر بیٹھے تھے فی الفور بھجن گانے لگے اور بہ آواز بلند پکارنے لگے کہ فی الحال کون شخص براے سیر گنبد جہان نما آیا ہی اور کون آدمی بہر دریافت مدعاے دل اسوقت آیا ہی جلد گنبد مین جائے اور سیر گنبد سے آرزوے دل بھی بر لائے عمرو بن حمزہ یہ تقریر مہنتون کی سنکے داخل گنبد ہوے اول ملکہ گلشن جادو کا خیال کیا اور کہا ای گنبد جہان نماے طلسمی مین چاہتا ہون کہ اپنی معشوقہ گلشن جادو کو دیکھون اور اسکے احوال سے آگاہ ہون مین نے تو سنا ہی کہ ذوزبانہ جادو نے اُسے آگ مین جلا دیا ہی شاہزادہ ابھی یہ کہکے خاموش ہوا تھا کہ ایک پارۂ جواہر سقف گنبد سے چٹخا تڑاقے کی صدا آئی اُسوقت شاہزادے کو غنودگی سی آگئی پھر جو آنکھ کھلی دیکھا گلشن جادو سامنے ایک مکان مین موجود ہی شاہزادہ گلشن جادو کو دیکھکر بیتاب ہوا اور حال مزاج پوچھنے لگا گلشن نے کہا ای شاہزادۂ ذیجاہ افسوس ہزار افسوس ہمارا تو عشق و الفت مین یہ حال ہوا کہ ذوزبانہ جادو ہمکو انبار ہیزم پر بٹھاوے اور لکڑیون مین آگ لگا دے اور اپنی دانست مین ہمین جلا دے اور آپ کو کچھ ہمارا خیال نہ ہوا اور مہ جبین نارنجی پوش اور لالہ خونخوار سے عیش و عشرت کیجیے ہمین کبھی بھولے سے بھی یاد نہ کیجیے یہ امید ہمکو آپ سے نہ تھی شاہزادے نے جواب دیا ای ملکہ اُن دونون سے زیادہ مجکو تمسے الفت ہی تمھاری جدائی ناگوار طبع ہی شب و روز تمھارا ہی خیال رہتا ہی عمرو بن حمزہ یہ باتین جب کر چکے گلشن جادو نظر سے غائب ہو گئی اور وہ مکان بھی نظر سے پوشیدہ ہو گیا پھر عمرو بن حمزہ کو خیال آیا کہ ہم تو براے دریافت حال لوح طلسمی یہان آئے تھے ابتک حال لوح دریافت نہین کیا یہ خیال کرکے کہا ای گنبد جہان نماے طلسمی مین چاہتا ہون کہ جہان لوح طلسم تاریخ رکھی ہو مجھے نظر آجاے شاہزادہ یہ کہکے خاموش ہوا یکایک دیوار گنبد سے ایک ٹکڑا جواہر کا جدا ہوا اور آواز تڑاقے کی بلند ہوئی شاہزادے پر غشی طاری ہوئی بعد ایک لحظے کے غشی برطرف ہوئی دیکھا کہ سامنے ایک باغ پر بہار ہی اور درمیان مین باغ کے ایک گنبد بنا ہوا ہی صدہا مہنت گرد گنبد بیٹھے ہوے ہین اور بھجن گا رہے ہین اور ایک جانب اُس گنبد کے ایک مسافر خانہ ہی صدہا فقرا و غربا کو طعام تقسیم ہو رہا ہی اور ایک جانب اُسی باغ مین ایک درخت چنار کا ہی اُس درخت کے مقابلے مین کنارہ لوح کا مثل کوکب چمک رہا ہی عمرو بن حمزہ نے بخوبی تمام اُس باغ اور گنبد کا نقشہ دیکھ لیا اور صفحۂ دل پر کھینچ لیا پھر کما حقہ سیر گنبد جہان نما کی کرکے گنبد سے باہر نکلے اور تمام حال منور شاہ سے بیان کیا اور پوچھا کہ جیسا باغ اور گنبد مین نے دیکھا ہی اور تمھارے روبرو نقشہ اُسکا بیان کیا ہی کس جگہ ہی منور شاہ نے عرض کیا مجکو تو معلوم نہین لیکن اب آپ میرے ہمراہ میرے شہر مین تشریف لیچلیے مین وہان جاکر ہر ایک سے دریافت کرونگا یہ عرض کرکے اُسیوقت مع سپاہ ہمراہ عمرو بن حمزہ روانہ ہوا اور بعد قطع راہ عمرو بن حمزہ کو اپنے شہر مین لایا اور دار الامارہ شاہی مین داخل ہوکر حکم کیا کہ جملہ خاص و عام حاضر ہون بموجب حکم منور شاہ تمام اعلے و ادنی شہر کے جمع ہوے منور شاہ نے عمرو بن حمزہ سے عرض کیا

کہ اب اُس باغ اور گنبد کی صورت اور قطع بیان فرمایئے عمرو بن حمزہ نے باغ و گنبد کی قطع بیان کی ایک مصور نے
حامِ منور شاہ سے موافق بیان عمرو بن حمزہ کے نقشہ باغ اور گنبد کا ایک صفحہ قرطاس پر کھینچا جب وہ مصور نقشہ کھینچ
چکا اُسوقت منور شاہ نے وہ نقشہ جملہ صغیر و کبیر کو دکھایا اور سب سے پوچھا کہ اس قطع کا باغ و گنبد کس جگہ ہی ہر
ایک نے نقشہ دیکھکر عرض کیا کہ ہمنے اس قطع کا باغ اور گنبد خواب مین بھی نہین دیکھا ہی ہم آپ سے نشان باغ و
گنبد کا کیا بیان کرین غرض اسیطرح تین روز تک منور شاہ نے ہر ایک کو وہ نقشہ دیکھایا اور سب نے یہی عرض کیا کہ
اس گنبد اور باغ سے آگاہ نہین ہین بعد تین روز کے صدہا آدمی منور شاہ نے چار جانب روانہ کیئے وہ بھی بعد کئی روز کے
حاضر ہوے اور عرض کرنے لگے کہ ہم بموجب حکم دور دور گئے لیکن مثل نقشہ کے کوئی باغ اور گنبد ہمکو نظر نہین آیا منور شاہ
اور عمرو بن حمزہ گفتگوے مردمان مذکور سُنکے مجبور ہوے اور سبکو رخصت کردیا ایک روز عمرو بن حمزہ بستر
خواب پر لیٹے ہوے تھے کہ دفعتہ جو سہیل جادو نے ہنگام رخصت کہا تھا یاد آیا عمرو بن حمزہ خوش ہوکر شہر سے
نکلے اور خیال کرنے لگے کہ جو کچھ سہیل جادو نے آہستہ آہستہ مجھے کہا تھا وہ سب تو مجھے یاد رہا اور موافق اُسکے کہنے
کے تعویذ بازو سے کھولکر مین نے درخت چنار پر مارا اور سحر برطرف کرکے انور شاہ اور خونخوار جادو کو قید سے
رہا کیا لیکن یہی بات بھول گیا تھا الحمد للہ کہ اسوقت یاد آئی یہ خیال کرکے عمرو بن حمزہ نے منور شاہ کو اپنے پاس
بلوایا اور کہا کہ اب مین اُسی باغ مین جاتا ہون جس باغ مین تمھارا فرزند قید سحر مین مبتلا تھا اور سبب جانے کا بھی بیان
بیان کیا منور شاہ نے عرض کیا مین بھی ہمراہ رکاب چلتا ہون عمرو بن حمزہ نے فرمایا تمھارے ہمراہ چلنے کی کچھ
ضرورت نہین ہی یہ کہکے شاہزادہ ذیجاہ مرکب پر سوار ہوا اور جانب باغ روانہ ہوا بعد طی کرنے راہ کے جب
عمرو بن حمزہ داخل باغ ہوئے وہی تعویذ جو سہیل جادو نے لکھکر بازو پر باندھ دیا تھا شاہزادے نے اپنے
بازو سے کھولا اور جو اسم کہ اُس تعویذ مین لکھا تھا اُسی اسم کو ایک سنگریزے پر دم کرکے بارہ دری کے سہ درے
پر مارا فوراً ایک ستون سہ درہ درمیان سے شق ہوگیا اور ایک آواز ہیبتناک آئی شاہزادے نے دیکھا کہ ایک
زن سیہ فام ستون سہ درہ سے باہر نکلی اور کہنے لگی کہ او طلسم کشا افسوس پھر تو یہان آیا اور اب جو مجھکو تو نے بلایا
کہ کیا تیرا کام ہی کیون مجھکو طلب کیا ہی عمرو بن حمزہ نے فرمایا مین نے اسواسطے تجھے بلایا ہی کہ مجھکو سرزمین مینا کار
پر پہونچادے اس ساحرہ نے کہا اے طلسم کشا حکم سہیل جادو سے مین مجبور ہون کیونکہ اُسکی تابعدار اور
فرمانبردار ہون ورنہ تجکو ابھی اپنے سحر مین گرفتار کرکے قید کرتی یہ کہکے اُس ساحرہ نے اسم سحر پڑھکے دستک
دی بمجرد دستک دینے کے چند عورتین ایک تخت لیکر سامنے حاضر ہوئین ساحرہ مذکورہ تخت پر بیٹھی اور عمرو بن حمزہ
سے کہنے لگی کہ تم بھی اس تخت پر بیٹھ جاؤ عمرو بن حمزہ بھی تعویذ کو اپنے بازو سے جدا کرکے اُس تخت پر بیٹھے تخت بزور
سحر ساحرہ بلند ہوکر ایک جانب چلا ساحرہ نے شاہزادے سے کہا کہ جس جگہ زمین اور گیاہ مینا رنگ دیکھنا مجھے
کہدینا اور وہین تخت سے اتر جانا عمرو بن حمزہ نے جواب دیا کہ جہان مین زمین مینا رنگ دیکھونگا تجھے کہدونگا
وہ ساحرہ تقریر شاہزادہ سُنکے خاموش رہی الغرض جب عمرو بن حمزہ اُسی سرزمین پر پہونچے دیکھا کہ تمام گیاہ
زمین پر مینا رنگ ہی اور بوجہ گیاہ کے زمین بھی مینا رنگ نظر آتی ہی اُس ساحرہ نے اسی جگہ عمرو بن حمزہ
کو تخت سے اتار دیا اور اسطرف چلی گئی عمرو بن حمزہ تخت سے اتر کے آگے چلے دور سے دیکھا کہ وہی باغ
اور گنبد ہی جو باغ اور گنبد جہان نماے طلسمی مین دیکھا تھا عمرو بن حمزہ اُس باغ کو دیکھکر خوش ہوے اور بعد
قطع راہ اُس باغ مین گئے دیکھا کہ باغ مین ہزارہا سنت بیٹھے ہوئے پوجا کر رہے ہین گھنٹ اور ناقوس

بجا رہے ہین سامری و جمشید کو دمبدم پکار رہے ہین اسطرف مسافر خانہ ہی صدہا غربا وہان جمع ہین اکثر مردم طعام انکو دے رہے ہین عمرو بن حمزہ بصد عجلت چنار کے درخت کیطرف چلے چونکہ مہنت پوجا کرنے مین مشغول تھے ہوجہ سے کسی مہنت نے عمرو بن حمزہ کو نہ دیکھا شاہزادے نے چنار کے درخت کے پاس جاکر دیکھا لوح تھالے مین نظر نہ آئی عمرو بن حمزہ نے لوح کو نہ دیکھا نہایت حیران ہوے پھر کچھ سوچ کر خنجر کمر سے کھینچا اور اُس درخت کے تھالے کو جو خنجر سے کھودا ایک صندوقچہ نکلا جب شاہزادے نے صندوقچے کو کھولا دیکھا کہ لوح اُس صندوقچے مین رکھی ہی اور مثل ستارہ سحر چمک رہی ہی شاہزادے نے نہایت خوش ہوکر وہ لوح اپنے گلے مین ڈالی ناظرین پر واضح ہو کہ وہ باغ نقابدار نیلم پوش کا تھا اور جب نقابدار نے کو لوح لیکر اپنے مکان کیطرف آیا تھا تو اُسنے لوح کو صندوقچے مین بند کرکے تھالے مین درخت چنار کے دفن کر دیا تھا اور کسی سے احوال لوح کے دفن کرنے کا بیان نہین کیا تھا اور بعد دفن کرنے لوح کے بیمار ہوکر دو تین روز کی مدت مین مرگیا تھا اور چونکہ وہ باغ اور گنبد نو تعمیر تھا اسوجہ سے منور شاہ اور دیگر خاص و عام اُس باغ کو گنبد سے آگاہی نہ تھی القصہ جب عمرو بن حمزہ لوح طلسمی اپنے گلے مین ڈال چکے فی الفور باغ سے نکل کے ایک جانب روانہ ہوئے اور اثنائے راہ مین لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا کہ ای طلسم کشا اگر خدا اپنا فضل کرے اور لوح طلسم دوبارہ دستیاب ہو تو لازم ہی کہ جانب شمال یہان سے روانہ ہونا اور شب کو چلنا دن کو قیام کرنا شاہزادہ ذیجاہ نے حکم لوح سے آگاہ ہوکر ایک درخت کے نیچے قیام کیا جب وہ وقت آیا کہ خورشید چارشنر لیلین طے کرکے جانب مغرب گیا اور نظر چشم خلائق سے پنہان ہوا اور ماہ شب افروز فلک پر عیان ہوا بیت نہان جسدم ہوا مہر درخشان ٭ ہوا ظاہر فلک پر ماہ تابان ٭ جب شام ہوئی شاہزادہ ذیجاہ جانب شمال روانہ ہوا اور بادیہ پیمائی کرتا ہوا چلا جب صبح ہوئی پھر ایک شجر کے نیچے مقیم ہوا اسیطرح کئی راتین برابر صحرا نوردی کی ایک روز ہنگام سحر ایک ایسے عرصہ نمونہ میدان محشر مین پہونچے کہ پیک وہم و گمان بھی وسعت و درازی میدان کی خبر نہ لاسکتا تھا اور طائر وہم و خیال اُس میدان وسیع کو طے کرکے جا نہ سکتا تھا اُس میدان بے پایان مین درخت کا نام و نشان بھی نہ تھا اور برائے قیام کوئی مکان بھی نہ تھا عمرو بن حمزہ اُس صحرائے ہولناک کو دیکھکر متردد ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ جب آفتاب نکلیگا تو حرارت آفتاب سے اُس میدان بے اشجار مین مجھے نہایت تکلیف ہوگی شام تک اس دشت وحشت انگیز مین کیونکر قیام کرسکونگا عمرو بن حمزہ یہ خیال کر رہے تھے کہ سامنے ایک باغ پر بہار نظر آیا شاہزادے نے باغ کو دیکھکر خیال کیا کہ اب اس باغ مین چلکر توقف کرنا چاہیے یہ خیال کرکے شاہزادہ ذی وقار اس باغ پر بہار کیطرف چلا ہر چند شاہزادہ جلد بسمت باغ جاتا تھا لیکن باغ تک نہ پہونچتا تھا اور جسقدر شاہزادہ جلد جاتا تھا اسیقدر وہ باغ دور نظر آتا تھا یہانتک کہ عمرو بن حمزہ نے بہت سی رہروی کی لیکن اس باغ تک نہ پہونچے آخر حیران ہوکر کھڑے ہوے اور خیال کرکے عمرو بن حمزہ پھر سامنے نظر آتا تھا اور اب دور نظر آتا ہی باوجود اسکے کہ مین سخت پرخطر رہروی کی ہی یہ خیال کرکے عمرو بن حمزہ پھر اس باغ کی طرف چلے اور حکم لوح بالکل بھول گئے یہ یاد نہ رہا کہ حکم لوح یہ تھا کہ شبکو راہ چلنا اور دن کو ہرگز ہرگز صحرا نوردی نہ کرنا علاوہ حکم لوح فراموش کرنے کے پھر عمرو بن حمزہ نے لوح کو بھی نہ دیکھا اور سمت باغ روانہ ہوے غرضکہ وقت دوپہر عمرو بن حمزہ اس باغ کے دروازے پر پہونچے دیکھا کہ دروازہ باغ کا مثل دیدہ عاشق کے وا ہی شاہزادے نے خیال کیا کہ مہ جبین نارنجی پوش اور لالہ خونخوار مین یہ تصور کیا کہ اس باغ مین جاکر تا شام توقف و قیام کرون اور بعوض رخسار ملکہ مہ جبین اور لالہ خونخوار کے روے گل دیکھون اور بعوض چشمان معشوقان کے نرگس پر نظر کرون اور سنبل پر نظر کرکے بجائے

اے معشوقون کی زلف پرشکن کا سراسر خیال کرون اور سرو کو دیکھکر قد و قامت مہ جبین و لالہ خو تحوار کا تصور کرون اشعار

کہ شاید کچھ تسلی ہو جگر کو	قرار آئے دل وحشت اثر کو	یہان ہین بلبل بے آشیان ہون	ابھی نادیدہ لطف بوستان ہون
تمنا ہے کہ بوسے گل کو دیکھون	ہوس ہے ایک نظر سنبل کو دیکھون	لگاؤن سرو کو دم بھر گلے مین	نکالون یاسمن سے حوصلے مین
زبان برگ سوسن لون دہن مین	لب رنگین گل چوسون چمن مین	نگذرون سوختی طبع رسا سے	کرون اٹکھیلیان باد صبا سے
مزاج گل جو پاؤن اترا ان مین	عنادل سے کرون نغمے فغانین	دکھاؤن گرمی فریاد کیا کیا	جلاؤن خاطر صیاد کیا کیا
جماؤن رنگ یہ اپنے سخن کا	کہ ہو ہمدم ہمہ مرغان چمن کا	کہا دل نے یہ ختم گفتگو پر	چمن صدقے کیا اس آرزو پر
یہ گلشن کیا اگر باغ ارم ہو	فدائے بوسۂ خاک قدم ہو	اجازت دل نے جب دیدار کی دی	صدا غنچون نے بسم اللہ کی دی
چمن مین آمد آمد کا ہوا غل	گلے ملنے کو دوڑی نگہت گل	ہوئی جب باغ کے در تک رسائی	قدم لینے ہوائے جنت آئی

غرض جب عمرو بن حمزہ داخل باغ ہوئے دیکھا کہ عجب باغ بہاری گلشن ارم بھی ہزار جان سے اس باغ کی بہار پر نثار ہے

ابیات

ٹھ پائی شوق نے فرصت سفر کی	نظر آیا عجب سامان گلشن	ہوئے ہوش و خرد قربان گلشن	نظر جس گل پر پہونچی نہ سرکی
دل غنچہ لہو و تیزگی سے	ثمر کو سجدے مین افتادگی تھی	درختون مین سر آزادگی تھی	بھرا دامان گل پاکیزگی سے

شاہزادہ ذی وقار وہ باغ پر بہار دیکھکر بیتاب و بیقرار ہو گیا کیونکہ ہر گل اس باغ کا بسان رخسار یار رنگین و شاداب تھا اور ہر ایک غنچہ مثل دہن معشوق لاجواب و نایاب تھا کہ یوں جہان کی قدرت نمائی اس باغ کی ہر گل و غنچہ و نخل و ثمر سے عیان تھی اس باغ کی بہار گویا رشک بہار باغ جنان تھی الحاصل خیال معشوقان مین شاہزادۂ ذیجاہ کا یہ حال ہوا

ابیات

کبھی بیرحمی دل یاد کرتا	کبھی بیساختہ فریاد کرتا	جلایا گرمی گلہائے تر نے	لپک دی شعلۂ داغ جگر نے
کبھی کرتا طواف عارض گل	کبھی سنتا فغان درد بلبل	کبھی مستانہ دل مین جوش آتا	کبھی مانند سبزہ لوٹ جاتا
کبھی نرگس سے آنکھین چار کرتا	کبھی بوسہ سے شوق اظہار کرتا	کبھی مثل صبا پھرتا چمن مین	کبھی بو ہو کے چھپتا یاسمن مین
		غرض محو چمن تھا مثل بلبل	کہ قسمت نے کھلایا اور ہی گل

یعنی شاہزادہ ذیشان سیر کنان جو درمیان باغ پہونچا وہان دیکھا کہ سامنے بارہ دری کے ایک چبوترہ سنگ مرمر کا ہے اور اس چبوترے پر ایک شامیانہ سیاہ ایستادہ ہے جھالر اس شامیانہ کی موتیون کی ہے اور ایک ڈوپٹہ دھانی رنگا ہوا عطر گلاب سے معطر بالائے شامیانہ پڑا ہوا ہے عمرو بن حمزہ یونانی دوپٹے اور شامیانے کو دیکھکر چبوترے پر گئے اور خیال کرنے لگے کہ نہین معلوم یہ ڈوپٹہ کس نازنین سبزہ رنگ کا ہے عمرو بن حمزہ یہ خیال کر رہے تھے ناگاہ دیکھا کہ زیر شامیانہ ایک تربت ہے اور بالائے تربت پھولون کی چادر پڑی ہوئی ہے اور سنگ لحد پر تاریخ وفات کندہ ہے عمرو بن حمزہ نے تحریر تاریخ پر نظر کی جب بخوبی تاریخ کو پڑھا معلوم ہوا کہ یہ قبر ملکہ گلشن جادو کی ہے جسوقت عمرو بن حمزہ کو معلوم ہوا کہ یہ تربت محبوبۂ خوش چشم ملکہ گلشن جادو کی ہے اسوقت عمرو بن حمزہ کو عجب ہوا بیحد صدمۂ ملال ہوا نالہ و فغان کرنے لگے دامن کو آنسوؤن سے تر کرنے لگے آخر شاہزادۂ عمرو بن حمزہ ذیجاہ بصد نالہ و آہ روتے روتے قبر پر گرے اور مثل مرغ بسمل تڑپنے لگے اور کہنے لگے کہ ای ملکہ گلشن جادو بجواب معلوم ہوا کہ تم زیر خاک پنہان ہو گئین افسوس ہزار افسوس بے نام و نشان ہو گئین ہین تمہارے غم و الم مین تڑپ تڑپ کے جلد مر جاؤنگا اس دار فنا سے یہ تمنین تمام تمہارے پاس آؤنگا بغیر تمہارے مجھے زندہ رہنا شاق ہے مجکو اب تمہارے پہلو مین دفن ہونیکا اشتیاق ہے ای ملکہ جلد مجکو اپنے پاس بلاؤ دیر نہ لگاؤ یہ بین جانگداز کر کے عمرو بن حمزہ نے لپٹ لپٹ کر

دھاڑ مار کے بیقراری قبر سے لپٹ کے یہ اشعار زبان پر جاری کیے اشعار	لپٹ کر تربت شوریدہ سر سے	کیا گلپوش ہر داغ جگر نے

سر بالین بعد تکلیف جانکاہ
لب نازک کو دی رخصت فغاں کی
ندامت کیا ہوئی اہل وطن سے
جہاں میں صورت خورشید و مہتاب
تمنائے دلی دل سے نہ نکلی

کیا روشن چراغ شعلۂ آہ
ادا کی رسم تکلیف نہاں کی
چھپائی شکل کیون جانکنی کے
پھرا دن رات تنہا بے خور و خواب
یہ لیلے گرد محمل سے نہ نکلی

کلاہ خسروی کو پھینکی زمین پر
کرای پیوند چاک دامن خاک
ترے غم مین ہوا برہم زمانہ
مگر تجکو نہ ای غمناک پایا
یونہین شہزادہ تربت کا نشان تک

اڑائی خاک زلف عنبرین پر
غبار کاروان جان غمناک
دگرگون ہوگیا سب کارخانہ
جو پایا بھی تو زیر خاک پایا
بیان کرتا رہا نوحہ زبان سے

شاہزادہ نوحہ خوان قبر گلشن جادو کی تصور کرکے اور اُس قبر سے لپٹ کر رو رہا تھا ناگاہ ایک عورت طشت اور ابریق لیے ہوئے بارہ دری سے نکلی اور عمرو بن حمزہ کو دیکھکر پوچھنے لگی کہ ای غم دیدہ و آفت رسیدہ تو کون ہے کیون تربت ملکہ گلشن جادو پر اس بیتابی اور بیقراری سے روتا ہے گلشن جادو کیا تیری کوئی عزیز تھی عمرو بن حمزہ نے جواب دیا او عورت آگاہ ہو کہ نام میرا عمرو بن حمزہ ہے گلشن جادو مجھپر عاشق تھی اور مجھے بھی اُس سے نہایت الفت تھی اور ابتک ہے افسوس ہے ملکہ گلشن جادو نے میرے ہی عشق مین اپنی جان دی ہے مین کیونکر ایسی معشوقہ باوفا کی قبر سے لپٹ کے نہ رؤون اُس عورت نے افسوس کرکے کہا کہ اب مجکو معلوم ہوا کہ آپ طلسم کشا ہین قبل اسکے مین آپ سے آگاہ نہ تھی میری گستاخی معاف کیجیے گا ای شاہزادۂ ذیجاہ بیشک ملکہ گلشن جادو کی قبر یہی ہے

ابیات

شہید تیغ ناز امتحان کی
بھلا بھولی نہ شاخ زندگانی
کہ تجکو لاکے پہلو مین چھپایا

جلایا آتش حسرت نے تیری
پشیمان ہوکے آخر مدعا سے

ملایا خاک مین غفلت نے تیری
پر ارمان اُٹھ گئی دار فنا سے

یہی تربت ہے تیرے خستہ جان کی
نہ دیکھی کچھ بہار نوجوانی
گلشن کو بعد مردن رحم آیا

ای شاہزادۂ ذیجاہ اب اس نالہ و آہ سے کیا فائدہ ہے اب قبر ملکہ گلشن جادو سے اُٹھیے منھ ہاتھ دھوئیے بہت رو چکے اب نہ روئیے مین بھی ایک کنیز اُس ملکہ مرحومہ کی ہون اور مجاور تربت ملکہ ہون مجھے اپنا تابعدار و خیرخواہ تصور فرمایئے گا اور بعد فتح طلسم تاریخ مجھے بھول نہ جایئے گا شاہزادے نے گفتگو اس عورت کی نظر خیال کیا کہ یہ کنیز سچ کہتی ہے بیشک یہ مجاور تربت ملکہ ہے اور میری خیرخواہ ہے یہ خیال کرکے شاہزادہ بالین قبر ملکہ گلشن جادو سے اُٹھا اور واسطے ہاتھ اور منھ دھونے کے اسی کنیز سے پانی مانگا کنیز مذکور تو یہی چاہتی تھی خوش ہوکر دوڑی اور جسقدر کہ پانی ابریق اور طشت مین تھا وہ پانی ایکبار عمرو بن حمزہ کے ہاتھ پر ڈال دیا اور بعد پانی ڈالنے کے بارہ دری مین جاکر غائب ہوگئی شاہزادہ اس کنیز کے ہاتھ دھلانے پر حیران ہوا اور خیال کرنے لگے کہ یہ کنیز عجب بیوقوف اور بدتمیز ہے کہ یکبار اسقدر پانی میرے ہاتھ پر ڈال کے چلی گئی شاہزادہ یہ خیال کر ہی رہا تھا کہ یکایک وہی پانی آناً فاناً بڑھنا شروع ہوا اور تھوڑی دیر مین اسقدر طغیانی آب ہوئی کہ تمام باغ مین پانی بھر گیا اور دمبدم بڑھنے لگا یہانتک کہ اکثر اشجار باغ پانی مین ڈوب گئے اور جس چبوترے پر شاہزادہ بیٹھا تھا اس چبوترے کے کنارے تک پانی آگیا اُسوقت عمرو بن حمزہ یونانی کثرت آب دیکھکر نہایت متردد ہوئے آخر گھبرا کے لوح کو جو دیکھا تو یہ مضمون حکم لوح سے ظاہر ہوا کہ ای طلسم کشا تجھے دق کو جانا لازم نہ تھا اور اس باغ مین آنا ہی مناسب نہ تھا اور پانی سے ہاتھ دھونا بھی نہ چاہیے تھا یہ باغ شطرنج جادو کا ہے اور یہ اُسی کے اب سحر سے تمام باغ مین پانی ہے اور یہ قبر گلشن جادو کی نہین ہے خیر اگر نافہمی سے ہاتھ دھویا اس سے دھوکا ہوا اور پانی تمام باغ مین بھر گیا ہے تو تجکو لازم ہے کہ جو درخت لالہ کا بالین قبر ہے اسے دیکھ اگر درخت کا ایک برگ بھی تیرے ہاتھ آجائے تو جلد اُس پر یہ اسم بزرگ دم کرکے اپنے دہنے پاؤن کے نیچے رکھو برکت اسم بزرگ سے برگ ایک کشتی بنجائیگا فوراً اُس کشتی پر سوار ہو جانا عمرو بن حمزہ نے حکم لوح سے آگاہ ہوکر لالہ کے درخت پر نظر کی دیکھا کہ تمام درخت تو پانی مین ڈوب گیا ہے لیکن ایک برگ پانی مین نہین ڈوبا عمرو بن حمزہ نے وہی برگ توڑ کے

اور وہی اسم بزرگ برگ پر دم کر کے زیر پا رکھا فی الفور وہ برگ کشتی ہو گیا عمرو بن حمزہ جلد اُس کشتی پر سوار ہوئے کشتی پانی مین روان ہوئی یہان تک کہ کشتی عنقریب ایک کوہ کے پہونچی اُسوقت عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ بالاے کوہ ایک ساحر کریہ منظر بیٹھا ہے اور اُسکے ہاتھوں کی انگلیون سے پانی برابر نکلتا ہے اور زیر کوہ گرتا ہے شاہزادے نے ساحر مذکور کو دیکھکر لوح کو ملاحظہ کیا لوح سے ثابت ہوا کہ اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ جو ساحر بالاے کوہ بیٹھا ہے یہی شطرنج جادو ہے اور اِسی کے سحر کے سبب سے طغیانی آب ہے تمکو لازم ہے کہ یہ اسم جلیل پیکان تیر پر دم کر کے پیشانی شطرنج جادو پر جو نشان سرخ ہے اُسی سرخ نشان پر تیر لگاؤ اگر تیر تمھارا نشان پر پڑا تو شطرنج جادو مارا جائیگا ورنہ ہلاک نہ ہوگا اور باعث تمھاری خرابی کا ہوگا عمرو بن حمزہ نے حکم لوح سے آگاہ ہو کر کمان دوش سے لی اور ترکش سے تیر نکالکر اور وہی اسم جلیل پیکان تیر پر دم کر کے پیشانی شطرنج جادو کو تاکا ہرچند شطرنج جادو تھرا کر پہاڑ پر جاؤن لیکن تیر کمان سے نکلکر اُسی سرخ نشان پر لگا اور پیشانی کو توڑ کر کاسۂ سر سے باہر نکل گیا شطرنج جادو تھرا کر پہاڑ پر سے گرا اور تھوڑی دیر مین تڑپ کر مر گیا جسوقت شطرنج سوے عدم گیا ہواے تند چلی آندھی سیاہ آئی جہان تیرہ و تاریک ہو گیا آسمان سے پتھر گرنے لگے بیر اُسکے سحر کے نالہ و فغان کرنے لگے بعد چار گھڑی کے وہ تاریکی دفع ہوئی اور آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو اور مارا مجکو طلسم کشا نے کہ نام میرا شطرنج جادو تھا جسوقت آواز آچکی عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ بونڈا گرد و غبار کا لاش شطرنج جادو سے لپٹا اور لاشہ شطرنج جادو کا بیر اُسکے سحر کے اٹھا کر لیگئے شاہزادے نے اس ساحر کو قتل کر کے شکر خدا کیا اور وہان سے آگے بڑھا بعد تھوڑی دور جانے کے اور ایک باغ نظر آیا دیکھا کہ اُس باغ مین صدہا درخت آبنوس کے ہین اور جملہ اشجار بار اثمار سے جھکے ہوے ہین شاخون مین سبز و زرد آنب بکثرت ہین سیکڑون آنب نیچے درختون کے پڑے ہین شاہزادہ سیر باغ کی کر رہا تھا ناگاہ سامنے سے کچھ آدمی ایک ارتھی اُٹھاے ہوئے سنکھ بجاتے ہوے اُسی باغ مین آے اور ارتھی کو رکھکر قریب شاہزادہ ٹھہر گئے اُسوقت شاہزادے نے چاہا کہ ان لوگون سے دریافت کرے کہ یہ ارتھی کسکی ہے اور کون مر گیا ہے شاہزادے نے دریافت کرنے کا ارادہ کیا تھا یکایک بقدرت پروردگار شاہزادہ ذیوقار نے خیال کیا کہ لوح کو دیکھکر ان لوگون سے کلام کرنا چاہیے یہ خیال کر کے لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا کہ اے طلسم کشا خبردار ان لوگون سے کلام نہ کرنا اور قریب جرائے نہ جانا اگر تمنے ان لوگون سے گفتگو کی اور ان لوگون کا ہاتھ تمھارے جسم سے مس ہو گیا تو پھر تمام عمر اسی جگہ رہو گے بلکہ قیامت تک یہین رہو گے اور آگے جا نہ سکو گے اور طلسم ناریخ کو فتح نہ کر سکو گے اسوقت تمھین مناسب ہے کہ تیر اپر اس اسم کو دم کر کے ارتھی پر لگاؤ اور ان لوگون کو یہان سے بھگاؤ عمرو بن حمزہ نے بموجب حکم لوح ارتھی پر تیر لگایا وہ سب لوگ ارتھی کو اٹھا کر بیتابانہ اس جگہ سے نالہ و فریاد کرتے ہوے بھاگے بعد جانے ان لوگون کے شاہزادہ تھوڑی دیر تک اُسی باغ مین رہا پھر اُس باغ سے نکل کے آگے روانہ ہوا بعد تھوڑی راہ طے کرنے کے اور ایک باغ رشک ارم نظر آیا جب عمرو بن حمزہ اُس باغ مین گئے دیکھا کہ صدہا نازنینان خوبرو لباس رنگین زیب تن کیے ہین اور زیور جواہر نگار پہنے ہین اکثر اُنمین سے بیٹھی ہین اور بعض عورتین دست بستہ کھڑی ہین اور اکثر نازنینان خوبصورت باغ مین ٹہل رہی ہین اور باہم ہنس رہی ہین اور باغ کے چبوترے پر ایک گل پیرہن و غنچہ دہن مہروش اور یوسف لقا بصد ناز و ادا بالاے مسند زرین بیٹھی ہے اور گرد اُسکے چند جلیس بصد ادب بیٹھی ہین کشتی شراب کی کوئی جلیسن جام مے ناب اُس رشک آفتاب کو دیتی ہین اور وہ خورد و نوش کر رہی ہے اور سیر باغ کر رہی ہے اور زر د

نازنین ایسی مہ جبین ہے کہ حسن میں غیرت آفتاب ہے اور بجلیس بھی اُسکی حسن و خوبی میں رشک ماہ ہیں اگر کوئی پری
اس نازنین مسند نشین کو دیکھتی تو عاشق ہوکر یہ کہتی

اشعار

دل شیفتہ آفت بلندت	بر عارض خوشتنین تو خال	جستا ز نگہ چشم پر گزندت	جان بستہ لعل نوش خندت
آہوے ختا فتادہ در کمندت	تا زلف تو گشت بند دلہا	آزاد دلشدہ بپے ز بندت	چشم تو و ابروت کشیدہ
با چشم بتان کمی برندت	چون گوے بکوے تو بہ سر	افتادہ بپای خند پسندت	شطرنج ہوس بسیار ابا
جان دادہ ہزار مستمندت	آہستہ بر آن کہ رفتہ برباد	بسیار سر از سم سمندت	تا دادی سمند را تو جولان
			در راہ طلب ز پا فتادم

چندت طلبم بنالہ چندت

جب شاہزادے نے اُس نازنین کے حسن و جمال کو بخوبی دیکھا تیر عشق کا فی الفور دل میں در آیا اور بے اختیار اوصاف میں اُس نازنین کے یہ اشعار زبان پر لایا

اشعار

با حسن و جمال تو پری را

دعوے نرسد برابری را	زیباست پری ولی ندارد	این عشوہ و ناز دلبری را	چشم تو بیک نگاہ جادو
آموخت سحر ساحری را	لعلین لب تو ہم زبوسہ	جان دادہ بجان آذرے را	برخاک فگندہ از طراوت
گلبرگ تر تو گل ترے را	زلف تو زلفت سیاہ دارد	سر رشتہ کفر و کافری را	سود اے رخت نباوج گردون
آورد و فرو مشتری را	داد بدلبر و قامت تو	خوبان زمانہ سروری را	من خاروخسم بنا دم از سر

با شاخ گل تر افسری را

شاہزادہ ذی وقار یہ اشعار پڑھ رہا تھا ناگاہ نازنین مسند نشین نے عمرو بن حمزہ کو دیکھا اور پہچان کے صد ناز و ادا یہ کہا کہ اے شاہزادہ ذیجاہ آپنے تشریف لانے زہے نصیب میرے کہ آپ میرے باغ میں تشریف لاے باعث میری سرفرازی کا ہوا عمرو بن حمزہ گفتگو اُس نازنین کی سنکے جب عنقریب چبوترے کے پہونچے وہ نازنین مع جمیع عورتوں کے واسطے تعظیم کے اُٹھی جب عمرو بن حمزہ پہلوے نازنین میں مسند زرین پر بیٹھے نازنین لوح طلسمی سے منہ پھیر کر اور کسیقدر ہٹ کے بیٹھی عمرو بن حمزہ یونانی نے تصور کیا کہ نازنین شرم و ناز کرتی ہے اسوجہ سے منہ پھیر کر اور کچھ پیچھے ہٹ کے بیٹھی ہے غرض یہ تصور کرکے عمرو بن حمزہ پہلوے نازنین میں بیٹھکر خوش ہوئے اور اکثر بیتاب و بیقرار ہوکر اُس نازنین کے روے زیبا پر نظر کرنے لگے اور بوستان حسن نازنین کی سیر کرنے لگے اُسیوقت ایک بجلیس خوبرو نازنین سے عرض کرنے لگی کہ اے ملکہ عالم ہرچند کہ شرم و حیا نسوان کا شعار ہے لیکن اسقدر بھی شرم و حیا کرنا لازم نہیں ہے مناسب ہے کہ شاہزادہ ذی وقار سے کچھ باتیں کیجیے اور مراسم مہمان نوازی ادا کیجیے جام شراب ناب اپنے ہاتھ سے شاہزادے کو دیجیے عرض میری قبول کیجیے ملکہ نے جب یہ عرض کرنے بجلیس کے بصد ناز و ادا مسکرا کر آہستہ جواب دیا کہ مجھے تو ایسی بیحیائی نہ ہوگی تمہین شاہزادے کو جام شراب سے مملو کرکے دو بجلیس نے دست بستہ عرض کیا اے ملکہ عالم آپ ہی اپنے ہاتھ سے شاہزادے کو ساغر مے دیجیے زیادہ شرم و حیا نہ کیجیے غرض بعد عذر بسیار نازنین مسند نشین نے اپنے دست نازک سے شیشہ و ساغر اُٹھا کر جام میں شراب بھری اور منہ پھیر کر ہاتھ اپنا شاہزادے کی جانب بڑھایا اُسوقت اسی بجلیس نے عمرو بن حمزہ سے عرض کیا کہ اے شاہزادہ ذیجاہ جام مے ہماری ملکہ آپ کو دیتی ہیں تامل نہ فرمایئے جام لیکر شراب پیجیے شاہزادے نے فرمایا تاوقتیکہ ملکہ دین اسلام اختیار نہ کرینگی میں شراب نہ پیونگا بجلیس نے ملکہ سے عرض کیا کہ اے ملکہ عالم سنا آپ نے جو کچھ شاہزادہ ذی وقار نے ارشاد کیا ہے ہرچند کہ دین آبائی ترک کرنا بہتر نہیں ہے لیکن براے خوشی خاطر شاہزادہ نامدار دین اسلام اختیار کیجیے یہ آپ کے مہمان ہیں انکو رنجیدہ نہ فرمایئے ملکہ نے بجلیس کے عرض کرنے سے کہا کہ ابھی تو میں کلمہ نہ پڑھونگی

لیکن مطیع دین اسلام ہوئی ہوں یہ کہکے ملکہ نے اپنی ہمجلیس سے کہا کہ اب تو مین مطیع دین اسلام ہو چکی اور خدائے نادیدہ کو اپنا معبود جاننے لگی اب شاہزادے کو شراب پینے مین کیا عذر ہے ہمجلیس نے شاہزادے سے عرض کیا کہ ای شاہزادۂ عالیجاہ اب تو بادہ کشی مین تاخیر نفرمایے ملکہ کے ہاتھو سے جام لیجیے دیکھیے آپ کی خاطر سے ملکہ ہماری مطیع دین اسلام بھی ہو چکین عمرو بن حمزہ یونانی نے یہ سنکے جام شراب دست نازنین رشک آفتاب سے لیکر پی لیا پھر تو دور جام بے دغدغۂ انجام چلنے لگا نخل آرزوے شاہزادہ ذیجاہ پھولنے پھلنے لگا بعد میکشی کے اشارۂ نازنین مسند نشین سے ایک

مطربۂ پُر شور خوش گلو نے یہ غزل شروع کی غزل		ہو سمندر مین جائے آب شراب	پیئیں ہم رند بے حساب شراب
لے ترے بزم عیش مین ساقی	شیشے خالی مین خون ناب شراب	رند ہون چاہیے پس چرون	غسل میت کو چاہیے آب شراب
زاہدا میکدہ سے کر پرہیز	زہد کو کرتی ہے خراب شراب	...ان عکس روے روشن ہے	ماہ ساغر ہے آفتاب شراب
رند آنکھین ہین خوش مستی مین	ہو گیا عالم شباب شراب	دہر مین کھانے پینے کو تسلیم	چاہتا ہون فقط کباب شراب

اُس مطربہ نے غزل مرقوم اسطرح بالحان داؤدی گائی کہ جملہ صاحبان محفل اشعار غزل سُن سُنکے مستون کے مانند جھومنے لگے اور تعریف مطربہ کی کرنے لگے پھر مطربہ اور غزل عاشقانہ گانے لگی اور دلہاے اہل بزم کو خوش کرنے لگی غرض تادیر مطربہ گاتی رہی جب مطربہ گا چکی اور عمرو بن حمزہ کو نشہ شراب کا ہوا اُسوقت ہاتھ اپنا جانب نازنین مسند نشین بصد شوق بڑھایا اور قصد بوس و کنار کا کیا اُسوقت نازنین نے خیال کیا کہ اب شاہزادہ کثرت نشہ شراب سے از خود رفتہ ہو گیا ہے یہی وقت مدعاے دل حاصل کرنے کا ہے یہ خیال کرکے اُسوقت نازنین اُٹھی اور بارہ دری کی جانب چلی چونکہ عمرو بن حمزہ اُس نازنین پر عاشق ہو چکے تھے یہ بھی فوراً مسند سے اُٹھے اور ہمراہ اُس نازنین کے بارہ دری کی طرف چلے جب نازنین بارہ دری مین پہونچی مسہری پر بیٹھ گئی عمرو بن حمزہ بھی مسہری پر بیٹھے اور عالم نشہ شراب مین مسہری پر لیٹ گئے اور اُس نازنین کو بھی اپنے پہلو مین لٹا لیا لیکن وہ نازنین لوح طلسمی سے ہٹ کے لیٹی عمرو بن حمزہ نے ارادہ اُسکے گلشن حسن کی گلچینی کا کیا نازنین نے کہا ای طلسم کشا وای شاہزادۂ مہ لقا ابھی دوری سے باتین کیجیے اور کسی بات کا قصد نہ کیجیے چندے صبر کیجیے جب آپ طلسم نارنج کو فتح کر لینگے اُسوقت جو کچھ آپ کہیںگے مین منظور کرونگی ابھی اکثر وجوہ سے مین انکار و علل کرتی ہون عمرو بن حمزہ نے جواب دیا ای ملکہ اسوقت مجھے صبر ہو نہین سکتا اب کچھ عذر نہ کرو آؤ میرے سینے سے لپٹ جاؤ تاکہ دل مضطر کو قرار حاصل ہو یہ کہکے عمرو بن حمزہ نے پردے مسہری کے چھوڑ دیے اور ہاتھ نازنین کا پکڑ کے اپنی جانب کھینچا اُسوقت شاہزادے نے دیکھا کہ بارہ دری مثل چاک کمہار کے گردش کر رہی ہے عمرو بن حمزہ یہ ماجراے عجیب و غریب دیکھ کے نہایت حیران ہوے اور مثل نازنین کی جانب سے پھر کے دامن قبا کی ازمین لوح دیکھنے لگے نازنین نے کہا او شاہزادۂ ذی وقار آپ میرے روے زیبا کو دیکھیے یہ وقت لکھنے پڑھنے کا نہین لوح کو ملاحظہ نہ کیجیے مجھے اپنا دشمن تصور نہ فرمایے آپ نے شراب زیادہ پی ہے اس وجہ سے آپ کے سر کو گردش ہے اور کوئی وجہ نہین ہے یہ کہکے نازنین خاموش ہوئی عمرو بن حمزہ نے ہرچند لوح کو دیکھا لیکن بوجہ گھومنے بارہ دری کے اچھی طرح خطوط اور حروف لوح طلسمی کے نظر نہ آئے اور حکم لوح سے کچھ آگاہی نہ ہوئی شاہزادہ تو لوح کو بغور دیکھ رہا ہے اور نہایت حیران ہے حروف دکھائی نہین دیتے ہین در پچھ حکم لوح سے ثابت و ظاہر نہین ہوتا ہے لیکن اب حال نارنج جادو اور سہیل جادو اور خواجہ عمرو اور ملکہ لالہ خونخوار کا لکھا جاتا ہے کہ جب شاہزادۂ عمرو بن حمزہ نے شطرنج جادو کو قتل کیا اور نارنج جادو کو

خبر ہوئی اُسوقت ناریخ جادو کو غصہ آیا فوراً مع لشکر ساحران نابکار شہر سہیلیہ میں گئی پہلے خواجہ عمرو کو گرفتار کیا پھر سہیل جادو سے پوچھا تم کیوں مسلمان ہوئے اور عمرو بن حمزہ کو تمنے کیوں رہا کر دیا اُسنے جاکر شطرنج جادو کو قتل کیا ہو تمکو لازم ہو کہ اب بھی دین اسلام کو اختیار نہ کرو سہیل جادو نے کہا کہ میں تو دین اسلام کو ترک کرونگا ناریخ جادو نے برہم ہو کر سہیل جادو پر سحر کیا اور سہیل جادو نے مطلق سحر نہ کیا آخر ناریخ جادو کو قتل اور تمام شہر کو تباہ اور برباد کیا ہزاروں آدمیوں کو قتل کیا ملکہ لالہ خونخوار مع فرخ اور سمن اور یاسمن شہر سہیلیہ سے بقصد عجلت تخت سحر پر بیٹھ کے بھاگی اور جلد تر راہ طے کر کے در باغ گمید شعلہ افزا آئی فرخ بن عمرو تو در باغ پر بیٹھے لیکن ملکہ لالہ خونخوار اُس باغ پر بہار میں گئی اور کنیزوں وغیرہ سے کہنے لگی کہ تمہارے مالک گمید شعلہ افزا کہاں ہیں ساحروں اور کنیزوں نے عرض کیا گمید شعلہ افزا بارہ دری میں ہیں آپ اپنے تشریف رکھیے ہم حضور کے تشریف لانے کی انھیں اطلاع کیے دیتے ہیں ملکہ لالہ خونخوار تو بالائے مسند بیٹھی اور سمن اور یاسمن روبرو حاضر رہیں لیکن ایک کنیز بارہ دری میں گئی اور قریب مسہری کے جاکر نازنین سے عرض کرنے لگی کہ ابھی ملکہ خونخوار تشریف لائی ہیں آپ کو بلاتی ہیں نازنین گفتگوے کنیز سنکے بیقرار ہوئی اور عمرو بن حمزہ بھی نام ملکہ لالہ خونخوار سنکے بیتاب ہوے نازنین نے کہا اے شاہزادہ ذی وقار آپ یہیں تشریف رکھیے میرے جانے سے بیتاب و بیقرار نہ ہو جیے میں ابھی آتی ہوں دو چار باتیں کر کے ملکہ خونخوار کو رخصت کیے دیتی ہوں یہ کہکے نازنین پہلوے عمرو بن حمزہ سے اُٹھی اور جو ہیکل اپنے گلے میں پہنے تھی جلد اُتار کے عمرو بن حمزہ کے گلے میں ڈالدی پھر چند قدم جاکر عمرو بن حمزہ کے پاس گئی اور کہنے لگی کہ اے شاہزادہ ذیجاہ میری ہیکل مجھکو دیدیجیے عمرو بن حمزہ نے عالم نشہ شراب میں اشارہ کیا کہ اپنی ہیکل میرے گلے سے اُتار لو نازنین نے خوش ہو کر اپنی ہیکل مع لوح محفوظ کا اور لوح طلسمی کے اُتار لی اور جلد دونوں لوحیں رومال میں لپیٹ کر پکاری کہ او طلسم کشا اسی منھ پر تو دعوے طلسم کشائی کا کرتا ہے دیکھ یوں عیاری سے لوحیں تجھسے لے لیں میں گمید شعلہ افزا ارے غضب کیا تونے کہ شطرنج جادو اور زور بانہ جادو وغیرہ کو مار ڈالا اور یہانتک آگے پہونچا عمرو بن حمزہ نے جو یہ تقریر گمید شعلہ افزا کی سُنی نہایت غصہ آیا اور قصد کیا کہ تیغ آبدار کھینچکر اُسے قتل کریں لیکن گمید شعلہ افزا نے لوحیں رکھکر چند دانے ماش کے سحر پڑھکر مارے دست و پاے عمرو بن حمزہ بحس و حرکت ہو گئے گمید شعلہ افزا شاہزادے کو اپنے سحر میں گرفتار کر کے اور لوحیں لیکر بشکل اصلی بارہ دری سے باہر آیا چونکہ گمید شعلہ افزا زمانہ دراز سے ملکہ لالہ خونخوار پر عاشق ہے اسوجہ سے جانب ملکہ بے اختیار دوڑا اور قریب ملکہ کے پہونچکر اور ملکہ کو دیکھکر کثرت مسرت سے مثل گل ہنسنے لگا اور مانند پروانے کے گرد اُس شمع رو کے پھرنے لگا اور سطرح لگا اشعار حال دل گم شدہ ہوں گنگنانے

افسانہ طراز آشنا ہوں لیٹنے میں کہاں ناسہا ہوں چاہوں تجھے جسقدر میں چاہوں	نکہت ہوں گل چمن سے چھوٹی بر ہم نہیں آپ سے کہیں شاد کیوں شرط وفا اسی کا ہو نام	برباد میں صورت صبا ہوں شاید اپنا میں خود گلہ ہوں تم تو کرو حرکت میں نہا ہوں	ہوں آہ دل غمیں جہان میں کم حوصلہ شوق دل نہیں ہی ملکہ لالہ خونخوار نے اشعار

سنکے جواب دیا کہ اگر مجکو تمسے الفت نہ ہوتی تو ہم تمہارے پاس کیوں آتے اور اتنے دنوں جو تمسے ملاقات نہیں ہوئی تمہاری ہی بے اعتنائی کی وجہ سے ملاقات نہیں ہوئی تم نہایت مغرور و بے پروا ہو کچھ تمکو ہمارا خیال نہیں ہی افسوس ہم تو بڑی دیر سے یہاں بیٹھے ہیں اور تم بارہ دری میں کسی کے ساتھ عیش کرو اور ہم بلائیں بھی تو

جلد تر تو ہو گی کنیز شعلہ افزا نے تقریر ملکہ خونخوار جادو کی سنکے خیال کیا کہ اب ملکہ بھی مجھپر عاشق ہو گئی ہے میری اس کالی صورت پر مائل ہو گئی ہے اور یہ نہ سمجھا کہ ملکہ باتیں مکر و فریب کی کرتی ہے غرضکہ کنیز شعلہ افزا نے گفتگوے ملکہ سنکے دانت نکال دیے اور عذر کرنے لگا کہ اے ملکہ اسوقت میں نے طلسم کشا کو بعیاری گرفتار کیا ہے اور لوحیں اُس سے چھین لی ہیں اسی وجہ سے مجھے یہاں آنے میں دیر ہوئی بیشک مجھسے خطا ہوئی معاف کیجیے میری جانب سے اپنے دل کو صاف کیجیے آئینۂ دل سے کدورت غبار کو دور کیجیے مجھے اپنا جان نثار تصور کیجیے ملکہ نے مسکرا کر کہا خیر اچھا قصور تمہارا معاف کیا اب تم طلسم کشا کو ہمارے پاس لے آؤ ذرا ہم بھی دیکھیں کہ طلسم کشا کون ہے ہرچند کہ میں نے کہ فرزند حمزہ صاحبقران طلسم کشائی کے لیے آیا ہے لیکن میں نے اُسے دیکھا نہیں ہے بس تم اُسے یہاں لے آؤ کنیز شعلہ افزا بموجب حکم ملکہ بارہ دری میں گیا اور عمرو بن حمزہ کو گرفتار کر کے ملکہ کے سامنے لایا ملکہ خونخوار نے عمرو بن حمزہ کو دیکھکر کہا کہ اے کنیز شعلہ افزا تمنے بڑی جرأت کی کہ اس طلسم کشا کو گرفتار کیا ذرا ہوشیار رہنا ایسا نہ ہو کہ یہ شاہزادہ رہا ہو جائے کنیز شعلہ افزا نے مسکرا کر جواب دیا اے ملکہ اسکا رہا ہونا بسا مشکل ہے میں آج ہی ملکہ نارنج جادو کو دیدونگا ملکہ خونخوار جادو نے کہا اے کنیز شعلہ افزا اندر لوحیں ہمیں بھی دکھاو ہم بھی دیکھیں کہ لوحوں میں کیا لکھا ہے کنیز شعلہ افزا نے جواب دیا اے ملکہ لوحیں دیکھنا بیکار ہے آپ کو کچھ لوحوں میں نظر نہ آئیگا ملکہ لالہ خونخوار جادو گفتگو کنیز شعلہ افزا کی سنکے برہم ہوئی اور اُٹھکے چلی اسوقت سمن اور یاسمن نے کنیز شعلہ افزا سے کہا کہ تم بڑے نالائق و نامعقول ہو اور نہایت ہی بیوقوف ہو غضب کیا تمنے کہ ملکہ کو رنجیدہ کیا اب ملکہ یہاں کبھی نہ آئیگی اور کبھی تجسے بات نہ کریگی کیسے تم عاشق ہو لکہ تمنے اپنی معشوقہ کو ناراض کیا اور کہنا اپنی محبوبہ کا نہ مانا افسوس ہماری محنت رائگان اور برباد ہوئی ہم تو ملکہ کو بصد مشکل اور بہزار قطرت راضی کر کے تمہارے پاس لائے تھے اور چاہا تھا کہ تمہاری تمناے دلی بر آئی ایک مدت سے تم طالب وصل ہو آج وصل ہو جاے ارمان تمہارے دل کا نکل جائیگا لیکن تمنے کچھ ہماری محنت پر نظر نہ کی اور اپنی مطلوبہ کو تمنے ذرا سی بات پر ناراض کر دیا اگر تم لوحیں اُنھیں دیدیتے تو ملکہ لوحیں کیا کھا لیتیں دیکھ کے ابھی تمکو دیدیتیں فقط انکا دل خوش ہو جاتا تمہارا کچھ نقصان نہ ہوتا کنیز شعلہ افزا گفتگوی سمن و یاسمن سنکے نہایت منفعل ہوا اور کہنے لگا کہ فی الحقیقت میں نے نہایت ہی نادانی کی کہ ملکہ کو ناراض کر دیا یہ کہکر کنیز شعلہ افزا مانند شعلہ کے لپکا اور مثل آگ کے دوڑا اور قریب ملکہ لالہ خونخوار کے جا کر بے اختیار بیقرار ہو کر رونے لگا اور پانوں پر ملکہ کے گرا اور دست بستہ عرض کرنے لگا کہ میری خطا کو عفو کیجیے اے ملکہ عالم لوحیں مجھسے لے لیجیے اپنے عاشق نافہم سے ناراض نہ ہو جیے جسوقت کنیز شعلہ افزا ملکہ لالہ خونخوار کے قدم پر گرا سمن و یاسمن نے بھی ملکہ سے عرض کیا کہ اب کنیز شعلہ افزا عذر کرتا ہے اور اپنی خطا پر نادم ہے حضور کو لازم ہے کہ اسکی تقصیر معاف فرمائیں لوحیں یہ دیتا ہے حضور ملاحظہ کر لیں غصہ نہ فرمائیں چونکہ ملکہ لالہ خونخوار کو لوحیں لے لینا منظور تھا اسوجہ سے ملکہ نے سمن و یاسمن سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمھارے عرض کرنے کے سبب سے کنیز کی خطا معاف کرتی ہوں ورنہ تقصیر اسکی عفو نہ کرتی اور کبھی اس نالائق سے بات نہ کرتی یہ فرما کر ملکہ اُس جگہ آئی جس مقام پر عمرو بن حمزہ سحر کنیز شعلہ افزا میں گرفتار بیٹھے تھے کنیز شعلہ افزا نے اُسی جگہ دونوں لوحیں رومال سے کھولکر جلد تر ملکہ کو دیدیں اور کہا کہ اے ملکہ عکس لوح طلسم کا مجھپر اور اس بارہ دری پر پڑیگا ورنہ میں اندھا ہو جاؤنگا اور بارہ دری اور باغ نیست و نابود ہو جائیگا ملکہ نے جواب دیا کہ میں تو تیرے کہنے کو نہ مانونگی آج تجکو اندھا کر دونگی اور بارہ دری پر بھی عکس لوح کا ڈالونگی کنیز نے تقریر ملکہ کی سنکے کہا کہ ملکہ ہنسی سے کہتی ہے مجکو اندھا نہ کریگی فقط میرے چھیڑنے کو کہتی ہے یہ خیال کر کے ملکہ کے حسن پر نظر کرنے لگا ملکہ نے فوراً لوحوں کو کھولکر

عکس لوح طلسمی کا کمید پر ڈالا کمید فی الفور اندھا ہو گیا اُسوقت ملکہ کو گالیان دینے لگا ملکہ نے برہم ہو کر عکس لوح کا بارہ دری
پر اور تمام باغ پر بھی ڈالا بارہ دری مثل قلعۂ آتشبازی کے ایکدم بھر مین اڑ گئی اور تمام باغ مین ایسی آگ لگ گئی کہ ایکدم مین تمام
باغ جلکے خاک ہو گیا بارہ دری کا نام و نشان بھی باقی نہ رہا دیوارین بھی باغ کی معدوم ہو گئین باغ میدان وحشتناک نظر
آنے لگا غرض بعد اندھا ہو جانے کمید شعلہ افزا کے ملکہ نے دونون لوحین عمرو بن حمزہ کے گلے مین ڈالدین
برکت لوح سے سحر کمید افزا کا اتر گیا عمرو بن حمزہ اُٹھ کھڑے ہوے سمن و یاسمن نے دست بستہ عرض کیا کہ اے شہزادہ
ذیجاہ جلد کمید شعلہ افزا کو قتل کیجیے دیر نہ کیجیے عمرو بن حمزہ نے بموجب کہنے سمن و یاسمن کے لوح دیکھکر تیغ آبدار سے
کمید شعلہ افزا کو ایک ضرب مین قتل کیا لاشہ کمید شعلہ افزا کا زمین پر تڑپنے لگا بعد تھوڑی دیر کے کمید تڑپ کے مر گیا
اُسوقت ساحر مذکور کے مرنے سے تمام باغ تیرہ و تار ہو گیا ہوا ے تند چلنے لگی سنگباری شروع ہوئی پریسحر کے نالہ و فریاد
کرنے لگے پھر آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو طلسم کشا نے نام میرا کمید شعلہ افزا تھا غرض بعد چار گھڑی کے وہ تاریکی
دفع ہوئی زمین شعاع آفتاب سے پر نور ہوئی اُسوقت عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ جو نازنینان خوبرو باغ مین گلگشت
کرتی تھین وہ سب نازنینان خوبصورت ماش کے آٹے کی پتلیان ہو گئین اور جو ساحر اُس باغ مین اصلی تھے
وہ سب کمید شعلہ افزا کے ہلاک ہوتے ہی طلسم کشا سے خائف و ترسان ہوکے بھاگے اور نارنج جادو کے پاس
گریہ کنان گئے نارنج جادو نے گھبراکے ان ساحرون سے پوچھا کہ تم سب کیون فریاد و فغان کرتے ہو ان ساحرون
نے احوال کمید شعلہ افزا کے قتل ہونیکا مفصل بیان کیا نارنج جادو خبر قتل کمید شعلہ افزا سنکے نہایت مغموم ہوئی
نارنج جادو تو کمید شعلہ افزا کے قتل ہونے سے غمگین ہے لیکن اب حال زلزلہ جادو وغیرہ کا لکھا جاتا ہے کہ جب
زلزلہ جادو اور شہباز نکہ تاز وغیرہ سرداران لشکر نے سنا کہ کمید شعلہ افزا کو عمرو بن حمزہ نے قتل کیا سب سردار
خوش ہوے اور اُسی وقت باغ سامری سے مع لشکر سب نے کوچ کیا یہان عمرو بن حمزہ نے ملکہ لالہ خونخوار سے
رنجیدہ ہو کر پوچھا کہ تم یہان کیون آئین اور اگر اس جگہ آئی تھین تو واہیات اور بیہودہ باتین کمید شعلہ افزا سے کیون
کین کچھ شرم و حیا نہ کی اور مطلق ہمارے رنجیدہ ہونیکا بھی خیال نہ کیا اے ملکہ لالہ خونخوار اگرچہ مین تمھارے بیان بچنے سے
رہا ہوا اور کمید شعلہ افزا قتل ہوا لیکن مجھے آپنے رہا ہونے کی ذرا بھی خوشی نہ ہوئی بلکہ ملال ہوا کیونکہ میرا
قید رہنا اس ذلت و بدنامی سے بہتر تھا کہ تمنے کمید شعلہ افزا سے واہیات باتین کین اور مجھے رنجیدہ کیا ملکہ
خونخوار نے جواب دیا کہ مین خاصکر اس جگہ واسطے آپکے رہا کرنے کے نہین آئی تھی کیونکہ جب آپ میرے والد سے
رخصت ہو کر اسطرف تشریف لائے اور آپ نے شطرنج جادو کو قتل کیا یہ خبر نارنج جادو کو پہونچی وہ غضبناک
ہو کر مع فوج میرے والد کے پاس گئی اول اُسنے خواجہ عمرو کو غافل پاکر اپنے سحر مین گرفتار کیا پھر میرے والد
سے پوچھا کہ تم نیرۂ جمشید ہو مسلمان کیون ہوے اور عمرو بن حمزہ کو بغیر میرے مشورے کیون رہا
کر دیا اور دونون لوحین طلسم کشا کو کیون دیدین اگر تمکو اپنا زندہ رہنا منظور ہو تو دین اسلام ترک کرو ورنہ مین
قتل کرونگی میرے والد نے جواب دیا مین تو دین اسلام کو ترک نکرونگا اور سامری و جمشید وغیرہ کو ہرگز سجدہ نکرونگا
نارنج نے یہ سنکے میرے والد کو قتل کیا انھون نے قبل قتل ہونے کے سحر نہ کیا ورنہ نارنج جادو میرے والد کو قتل
نہ کر سکتی غرض بعد قتل ہو جانے والد کے نارنج جادو نے صدہا ساحرونکو بھی قتل کیا شہر کو تباہ و برباد کیا مین
بھاگ کر مع سمن و یاسمن و فرخ کے اس جانب آئی اتفاقاً اس جگہ آپکو گرفتار دیکھا مین نے مکر و فریب کی باتین
کرکے آپکو رہا کیا کوئی فعل بد نہین کیا عمرو بن حمزہ نے تقریر ملکہ سنکے سہیل جادو کے قتل ہو جانیکا رنج کیا اور خواجہ عمرو کے

گرفتار ہوجانے کا بھی غم ہوا عمرو بن حمزہ مغموم کھڑے تھے کہ ملکہ زلزلہ جادو و زمتاش بہادر وغیرہ آئے عمرو بن حمزہ جملہ سرداروں سے ملکے خوش ہوئے پھر حکم دیا کہ اسی جگہ بارگاہ و خیام استادہ کیے جائیں چنانچہ حسب حکم بارگاہ و خیام استادہ کیے گئے عمرو بن حمزہ نے ملکہ مہ جبین کو ایک بارگاہ میں مقیم ہونے کو فرمایا اور ملکہ لالہ خونخوار سے کہا کہ تم علیحدہ ایک بارگاہ میں قیام پذیر ہو یہ کہکے خود بھی ایک بارگاہ میں داخل ہوئی لشکر اسی جگہ اترا ملکہ زلزلہ جادو اور شہباز یکہ تاز سب اعلے ادا دنے بھی بارگاہوں اور خیام میں فروکش ہوئے

داستان جانا رنج جادو کا گنبد ارسطو میں اور ہنگام مقابلہ قتل ہونا عمرو بن حمزہ کے ہاتھ سے اور پھر فتح ہونا طلسم کا اور دستیاب ہونا اسباب و مال طلسمی کا اور آنا گلشن جادو کا اور خوش ہونا شاہزادے کا

نگارشت کنندگان ریاض معانی و سیر کنندگان حدیقۂ سخندانی اس داستان بیمثال کو اسطرح بیان کرتے ہیں کہ جب کمید شعلہ افزا قتل ہوگیا ادھر سرداران لشکر وغیرہ خدمت شاہزادۂ ذی وقار میں حاضر ہوئے اُسوقت عمرو بن حمزہ نے حکم کیا کہ جلد بزم عشرت آراستہ کیجائے چنانچہ موافق حکم جلد محفل عشرت ایسی مرتب کی گئی کہ وہ بزم غیرت محفل جمشیدی تھی بعد آراستہ ہونے بزم کے عمرو بن حمزہ مع اپنے سرداران نامی کے بزم عشرت میں بصد مسرت بیٹھے ساقیان سیمین تن بحکم شاہزادۂ عالیجناب کشتیاں شراب کی لیکر حاضر ہوئے اور جامہائے بلورین میں مئے ناب بھر بھر کے شاہزادۂ ذیجاہ و سرداران کجلاہ و زمتاش بہادر و زلزلہ جادو کو اشعار عاشقانہ پڑھ پڑھ کے پلانے لگے اہل بزم لطف بادہ کشی اُٹھانے لگے بعد میکشی شیشہائے گزک کھانے لگے اسی عالم میکشی میں عمرو بن حمزہ نے حکم کیا کہ نازنینان گل پیرہن و غنچہ دہن زہرہ خصال پری تمثال ہمارے روبرو حاضر ہو کر رقص و نغمہ کریں بموجب حکم فوراً ایک مطربہ ماہرو نہایت خوشگلو مع اپنے سازندوں کے بزم عشرت میں حاضر ہو کر روبرو شاہزادۂ ذیجاہ کے ناچنے لگی اور یہ غزل گانے لگی

غزل

نیست اندر اختیارم ضبط حالت چون کنم
مذہبم عشق است و رندی مشربم چون خرد حق
دی بہ بزمم من شیخ دین و سبحہ خوان گوشہ نشین
گشتہ ام از بہر یک دو جام می طلاق حق

مست گشتم از دو چشم ساقی پیمانہ نوش
می برآید از درونم ہمچو جوش مجمر دشش
خدمت پیر مغان بر خود گرفتم فرض عین
الغرض ہستم بت پرست و کافر و زنار پوش

الفراق ای ہمدم و ناموس الوداع ای عقل و ہوش
زہد و تقوی در شکستم زیر پائے آن صنم
کمترین از بندگانش بندہ ام حلقہ بگوش
بر در میخانہ بنشستم بصد عجز و نیاز

بعد ختم غزل مرقوم مطربہ مذکورہ نے بصد ناز و ادا اور بہ لحن داودی سر بزم گائی اہل بزم نہایت ہی مسرور ہوئے خصوصاً عمرو بن حمزہ یونانی ازحد خوش ہوئے اور زر و جواہر اس مطربہ خوش آواز کو عنایت کیا مطربہ انعام پاکر نہایت خوش ہوئی پھر اور غزلیں عاشقانہ گانے لگی اور لہا اہل بزم کو رقص و نغمہ سے مسرور کرنے لگی جب وہ مطربہ غزلیں گاکر بزم عشرت سے چلی گئی اُسوقت اور ایک نازنین مہ جبین بزم میں حاضر ہو کر مثل مطربۂ اول کے ناچنے اور گانے لگی غرض اسیطرح تمام رات بزم عشرت میں نازنینان زہرہ خصال عدیم المثال گایا کیں جب وہ وقت آیا کہ رنگ سیاہ روزگار مبدل بہ سفیدی ہوا ظلمت شب دور ہوئی صحرائے دہر روشنی سحر سے پرنور ہوئی اشعار رجال شمع پر چھائی اُدہر غراج شب میں پھیلی ہر جا اسی پر تصدق سے تھکر پروانے ہر سو جگر سے سوز کرنے لگی ہوئے وقت سحر جلسہ عشرت برخاست ہوا شاہزادۂ ذیجاہ وغیرہ نے نماز سحر پڑی پھر بجلی ساماں جنگ کرکے شاہزادہ ذیوقار نے

مع لشکر جرار اُس جگہ سے کوچ کیا نقیبانے خوش آوازنے صدا نصر من اللہ و فتح قریب کی بلند کی عقب شاہزادہ ذیجاہ جلد سپاہ روانہ ہوئی لشکر میں ہر ایک جوان غیر ساحر فن تیغ زنی و تیر افگنی سے ماہر و کامل تھا ہر جوان یادگار رستم و سام تھا حریف سے لڑنا بھی انکا کام تھا جامہ بہادر زرہین پہنے ہوئے تھے چار آئینے لگائے تھے خود فولادی سر اُن پر رکھے ہوئے تھے تیغ تیز کے قبضوں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے کمان کیانی ہر ایک کماندار لاثانی کے دوش پر تھی اور ترکش میں وہ تیر بھرے ہوئے تھے کہ جو سینہ دشمن کو توڑ کر پشت سے گذر جائیں زیر ران جملہ سواروں کے ابلق و سمند تھے سب بہادر مدت سے مشتاق جنگ تھے چہروں سے شجاعت آشکار تھی جرأت بھی اُن جوانمردوں پر نثار تھی سواران لشکر بیمثال تھے سرداران فوج غیرت سام و زال تھے غرض وہ لشکر ظفر اثر اور مردان پرجگر کا یہ حال تھا ابیات

روانہ ہوا لشکر بیشمار | مسلح مکمل تھے مردان کار
یہ شادی کی صرفے پہ تیار تھے | عروس ظفر کے طلبگار تھے

وہ آلات جنگی کی تن پہ سجے | لڑائی کی آمادہ جیسے ہوئے
وہ چتون میں ایک ایک کی تھی ادا | بہادر تھے جانوں پہ کھیلے ہوئے

ایک طرف لشکر ساحران اسطرح بصد عظم و شان جا رہا تھا کہ ذالک شعبدہ باز انکے ہمرکاب افسون سے خائف تھا ہر ایک ساحر شہرۂ آفاق شعبدہ بازی میں طاق تھا جملہ ساحر ہنس آتشین اور فیل آتشین اور باز و بط وغیرہ طائران سحر پر سوار تھے ملکہ زلزلہ جادو اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش وغیرہ بھی تخت و طاؤس پر سوار تھیں اکثر ساحران کے سحر سے لکۂ ابر سیاہ و سرخ و مبہم اُٹھتے تھے اور سروں پر اُنکے سایہ افگن تھے اور طائران سحر زیر ابر زمزمہ سنج تھے کبھی ابر سحر سے بارش ہوتی تھی کبھی پھول برستے تھے ساحر امور عجائب و غرائب سحر سے دکھاتے تھے کوئی ساحر کہتا تھا کہ اس ناریل سے لشکر نارنج جادو کو ہلاک کرونگا کوئی ساحر کسی ساحر کو ترنج جھولی سے نکال کر دکھاتا تھا اور کہتا تھا کہ ہنگام جنگ یہ ترنج ملکہ نارنج جادو پر مارونگا ہر چند کہ وہ ہلاک نہ ہوگی لیکن زخمی ضرور ہو جائیگی کوئی ساحر گولا جھولی سے نکال کے ساحروں کو دکھاتا تھا اور کہتا تھا کہ میں یہ گولا لشکر نارنج جادو پر ضرور مارونگا سبکو جلا دونگا کوئی کہتا تھا میں تو ایسا سحر کرونگا کہ ابر سحر سے پانی برسے گا اور تمام لشکر نارنج جادو کا آب سحر میں غرق ہو جائیگا ہر ایک ساحر نابکار گرداب فنا میں پھنس جائیگا کسی ساحر کو ساحل حیات نظر نہ آئیگا آب سحر میں غوطے کھا کر ہر ایک ساحر ہلاک ہو جائیگا کوئی ساحر ناریل کسی ساحر کو دکھا کے کہتا تھا کہ اس ناریل سے ساحران لشکر نارنج جادو کو ہلاک کرونگا علاوہ ساحران مذکور کے جادوگرنیان سراپا ناز معشوقان طناز طاؤسان سحر پر سوار تھیں و مبدم سحر سے امور عجائب و غرائب ظاہر کرتی تھیں اور باہم باتیں کر کے بصورت غنچہ مسکراتی تھیں اکثر انمیں مانند گل کے ہنستی تھیں وہ سب جادوگرنیان ایسی شوخ و حسین تھیں ابیات

ایک ایک انمیں شوخ و دیدہ تھی | پردہ ناموس کا دریدہ تھی
ایسی بے چین ایسی گرما گرم | برق و سیماب کو بھی آئے شرم

خصوصاً ملکہ لالہ خونخوار اور ترلزل جادو اور ازلال جادو وہ حسن و جمال عدیم المثال اور عالم شباب چہرے رشک ماہ و آفتاب گلبدن و غنچہ قیامت کا چلبلا پن غضب کی چال ڈھال جوانی کا جوش ہر ایک جادو نظر فتنہ محشر عاشق کش زاہد فریب اُنکے اکثر اعضا کی تعریف یہ ہے مسدس

گول گول ابھرا کرا اور نکیلا سینہ | تیغ خوبی کا ہو وہ مہر سپہر گنجینہ | صاف ماہن کی طرح ہو صفت آئینہ
حسن معراج اگر پائے تو وہ ہو زینہ | حسن و خوبی کے ہیں دونوں یہ خزانے ہمدوش | چشم بد دور ہیں جوبن سے سراسر بھرپور
رشک نرمی سے ہوا سیب کا آٹا گیلا | رشک قاقم کا نکدرتہ قمر کا ٹرکا | جان دے مر کے اگر دیکھ لے مرد کا صفا

قلزم نور شکم ناف ہے گرداب بلا
کشتی سالک مین آجاے اگرچہ لچکا
بحر نزاکت کا میان نام نہ لیوے چینا
کوئی نافہ بھی اسے کہتا ہے از راہ خطا
دون وہ تشبیہ کہ احسنت کہے سنکے صبا

بحر خوبی ہے صنم اور وہ شکم صاف حباب
بال باندھا لکھون مضمون کمر کا سیدھا
گر نہ ہاتھ آئے تو ہو وصف کمر کو غواص
صدف گوہر عشرت ہین ہم دو اک جا
چاک دامان صبا کا ہے یہ گل پر سایا

قرص ہو جاے بھرے پیٹ کو کہیے جو حباب
موشگافی سے پریشان ہو طبع شعرا
خالی اک بند کی جا چھوڑ لکھون وصف بیا
غنچہ باغ جہان کی نہ لگی جسکو ہوا
عکس حاشیہ بن ہے جسم پری کا اترا

الحاصل ہر ایک نازنینان مذکور سے بے مثل و نظیر تھی شاہزادہ حسن دلفریب ملکہ لالہ خونخوار پر نظر کرتا ہوا جاتا تھا عمرو بن حمزہ وغیرہ کو تو اثناے راہ مین چھوڑیے لیکن احوال ملکہ نارنج جادو کا سنیے کہ جب عمرو بن حمزہ نے گنبد شعلہ افزا کو قتل کیا اور نارنج جادو نے لوح کہا کہ باغ مین گنبد شعلہ افزا عکس لوح سے اندھا ہوا اور خنجر تیغ تیز سے قتل ہوا نارنج جادو کو نہایت صدمہ ہوا اور ساحران نامی سے کہا کہ شطرنج جادو اور گنبد شعلہ افزا ہلاک نہین ہوا گویا طلسم ٹوٹ گیا یہ دونون نمکخوار ہماری سرکار کے نہایت جان نثار اور سر فروش تھے اب مثل ان دونو کے کوئی ساحر نامی ہمارا خیر خواہ نہین ہے اب کس ساحر کو بھیجون کہ وہ طلسم کشا کو جاکر گرفتار کرے اور دونون لوحین اس سے چھین لے ابھی نارنج جادو ساحران نابکار سے گفتگو کر رہی تھی اور ساحران غدار خاموش بیٹھے ہوئے فکر مین رہے تھے ناگاہ چند ساحر گھبرائے ہوے آئے اور نارنج جادو سے کہنے لگے کہ اے ملکہ آپ غافل کیا بیٹھی ہین طلسم کشا مع لشکر کثیر آتا ہے زلزلہ جادو اور ملکہ خونخوار اور شہرت جادو اور تزلزل جادو اور ازلال جادو و شہباز رنگ تاز وغیرہ اسکے ہمراہ ہین جلد کوئی تدبیر کیجیے سامان جنگ درست کیجیے یا جو مناسب وقت ہو کیجیے نارنج جادو یہ خبر سنکے متردد ہوئی اور ساحران نامی سے مشورہ کر کے جانب گنبد ارسطو مع جملہ ساحرون کے بھاگی اور طلسم کو خالی کر دیا بچی رعایا طلسم مین رہ گئی نارنج جادو نے گنبد ارسطو مین جاکر خواجہ عمرو کو ایک فولادی پنجرے مین قید کیا بعد اسکے گرد گنبد ارسطو چھ دریاے سحر آتش پیدا کیے اور ایک دریا آتش اصلی کا اس خیال سے گرد گنبد بنایا کہ جب طلسم کشا دریاے آتش سحر سے گذر کے دریاے آتش اصلی مین قدم رکھیگا جلکے خاک ہو جائیگا غرض بعد بنانے دریاؤن کے نارنج جادو نے بہت سے سحر بھی تیار کیے اور گنبد ارسطو مین مقیم ہوئی جب عمرو بن حمزہ راہ طے کر کے طلسم مین پہونچے معلوم ہوا کہ نارنج جادو مع لشکر گنبد ارسطو کی جانب گئی ہے اور بالفعل گنبد ارسطو مین قیام پذیر ہے عمرو بن حمزہ نے یہ خبر سنکے رعایاے طلسم نارنج جادو کو مسلمان کیا اور جانب گنبد ارسطو مع فوج اور جملہ سرداران لشکر اور سپاہ کے روانہ ہوئے بعد چند روز کے برابر دریاے اول آتش سحر کے پہونچے اور اسی جگہ بارگاہ و خیام استادہ کرائے لشکر مقیم ہوا جب یہ خبر نارنج جادو کو پہونچی کہ طلسم کشا عنقریب دریاے آتش آکر قیام پذیر ہوا ہے یہ سنکے ادھر نارنج جادو گنبد ارسطو سے نکلی ادھر طلسم کشا قریب گنبد ارسطو جملہ ساحرون کے ہمراہ آکر صف آرا ہوئی ادھر عمرو بن حمزہ مع ملکہ مہ جبین نارنجی پوش ایک خیمہ مین فروکش ہوئے اور دوسرے خیمہ مین ملکہ لالہ خونخوار قیام پذیر ہوئی زلزلہ جادو علیحدہ مع اپنی دختران کے مقیم ہوئی عمرو بن حمزہ نے لوح محفوظ ملکہ لالہ خونخوار کے گلے مین اس خیال سے ڈالدی کہ سحر نارنج جادو کا تاثیر نہ کرے اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کے گلے مین لوح محفوظ اس وجہ سے نہ ڈالی کہ ملکہ مہ جبین نارنجی پوش دختر نارنج جادو کی تھی عمرو بن حمزہ کو یقین کامل تھا کہ ملکہ نارنج جادو اپنی دختر کو قتل نہ کریگی اور ملکہ لالہ خونخوار کو بوجہ عداوت کے ضرور ہلاک کر ڈالے گی القصہ عمرو بن حمزہ ملکہ لالہ خونخوار کے

گئے مین لوح ڈالکر اور ہرایک سردار سے رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوئے اور اسپ خوش رفتار کو بڑھایا ہرایک سردار وغیرہ سردار دعاے فتح پروردگار سے مانگنے لگا جب عمرو بن حمزہ پاس دریاے آتش سحر کے پہونچے مرکب شعلہ پاے دریاے آتش سحر بلند دیکھکر رُکا عمرو بن حمزہ نے عکس لوح طلسمی کا اُس دریاے آتش اوپر اپنے مرکب پر ڈالا شعلے دریاے آتش کے گل ہوگئے اور آگ مثل پانی کے ہوگئی عمرو نے مرکب بڑھایا اور بموجب لوح طلسمی کے دریاے اول آتش سحر کو طے کرکے دوسرے دریاے آتش سحر کے قریب پہونچے مرکب عمرو بن حمزہ کو سبب عکس لوح کے کچھ بھی آتش سحر سے ضرر نہ پہونچا اسیطرح عمرو بن حمزہ نے جو دریاے آتش سحر طے کیے جب قریب دریاے آتش اصلی کے پہونچے دیکھا کہ شعلہا آتش آسمان تک بلند ہین زمین وہان کی کرۂ نار ہو رہی ہے خوف سے قریب اُس آتش کے نہین آتی ہے ایسی حرارت اُس آگ مین ہے کہ قلب و جگر کو جلاتی ہے اہل دوزخ اگر اس آتش سوزان کو دیکھتے تو نار سقر کو مقابلہ مین اُس آتش کے برف تصور کرتے اور اگر جنات اُس آتش سے گذر کرتے باوجود آتشی ہونے کے جلکر خاک ہوجاتے اگر کرۂ نار تک ادنے شعلہ اُس دریاے آتش کا پہونچ جاتا تو عجب نہین کہ کرۂ نار ایکبار مثل ہیزم کے یا مانند شمع کے جل جاتا عمرو بن حمزہ نے اس دریاے آتش کو دیکھکر نہایت حیران ہوئے اور حرارات آتش سے ازحد بیچین ہوئے مرکب بھی کثرت حرارت نار سے سیماب وار بیقرار ہوا ہرچند عمرو بن حمزہ نے اُس دریاے آتش پر عکس لوح کا ڈالا لیکن ذرا بھی حرارت آتش کم نہ ہوئی کیونکہ وہ آتش اصلی تھی آتش سحر نہ تھی غرض عمرو بن حمزہ قریب اُس دریاے آتش کے اسطرح کھڑے تھے کہ سراپا پسینے مین تر تھے لب کثرت حرارت آتش سے خشک تھے دل فرط حرارت سے بیقرار تھا تن کثرت حرارت آتش سے جلا جاتا تھا گھوڑا بھی پسینے مین تر تھا بعض راوی کہتے ہین کہ فرس مذکور ابلق مجنون دریائی سقف السماء صل مرکب اور عمرو بن حمزہ دونون گرمی آتش سے بیتاب و بیقرار تھے ناگاہ عمرو بن حمزہ نے اُس طرف سے دیکھا کہ اُدھر دریاے آتش کے نارنج جادو چالیس ہزار ساحرون کو لیے ہوئے آمادۂ جنگ کھڑی ہے اکثر ساحر شیر و فیل سحر پر سوار ہین بعضے ہنس آتشین اور اژدہاے آتشین پر سوار ہین اژدہون کے دہن سے دمبدم شعلے نکلتے ہین جملہ ساحر بدصورت و ہیبتناک ہین جھولیون مین اسباب سحر بھرے آمادۂ رزم کھڑے ہین عمرو بن حمزہ لشکر نارنج جادو کو دیکھ رہے تھے کہ ایک نارنج جادو نے فولاد جادو سے کہا کہ جلد خواجہ عمرو کو پنجرے سے نکال کر پشت خواجہ پر کوڑے لگا فولاد جادو نے بموجب حکم نارنج جادو خواجہ عمرو کو قفس آہنی سے نکالا چونکہ خواجہ عمرو کے دست و پا بند حبس و حرکت بوجہ سحر کے تھی اسوجہ سے خواجہ بھاگ نہ سکے اور فولاد جادو سے کہنے لگے کہ اے فولاد جادو مین تیری اور ملکہ نارنج جادو کی اطاعت اور فرمانبرداری اختیار کرتا ہون مجکو رہا کردے اور کوڑے سے مجکو اذیت نہ دے اگر مجھکو کوڑا لگائیگا تو ابھی مرجائیگا کیونکہ جس ساحر نے میری پشت پر کوڑا لگایا ہے وہ فوراً ہی مرگیا ہے خداوند سامری اور جمشید کا اُسپر فی الفور قہر نازل ہوتا ہے مجکو خداوند سامری اور جمشید نہایت دوست رکھتے ہین اکثر سامری اور کبھی جمشید میرے پاس آتے ہین مجھسے بالفت و محبت باتین کرتے ہین اکثر شبکو ساحران یعنے زوجہ خداوند سامری و جمشید میرے پاس آتی ہین اور مین انسے بخوبی اختلاط کرتا ہون

وہ مجھسے خوش ہوتی ہیں ایک روز خداوند سامری نے مجھسے خوش ہوکر کہا تھا کہ ای خواجہ عمرو تم عیار ہو اور رات دن عیاری کیا کرتے ہو اکثر گرفتار ہوجاتے ہو اور دشمن تمھارے تمکو اذیت دیتے ہیں چونکہ تم ہمارے دوست ہو لہذا ہم تمھاری پشت پر ہاتھ پھیرے دیتے ہیں اب جو کوئی تمھیں گرفتار کریگا اور کوڑے سے یا اور کسی طرح تمھیں اذیت دیگا ہم اسپر اپنا قہر نازل کرینگے وہ فی الفور مرجائیگا سیدھا جہنم میں جائیگا ہمیشہ آگ میں جلیگا کف افسوس ملیگا اسی طرح خداوند جمشید نے بھی مجھسے وعدہ کیا ہی اور میرے پشت پر اپنا ہاتھ رکھا ہی بس اسی وجہ سے جو ساحر یا غیر ساحر مجھے اذیت دیتا ہی فوراً غضب خداوند سامری و جمشید اسپر نازل ہوتا ہی اور وہ مرجاتا ہی لہذا میں تجھکو منع کرتا ہوں کہ مجھکو کوڑے سے اذیت نہ دینا ورنہ تو ابھی ہلاک ہو جائیگا بعد اس گفتگو کے خواجہ عمرو نے نارنج جادو سے کہا کہ ای ملکہ اگر آپ مجھکو رہا کر دیجیے تو میں آپسے بھی نیکی کرونگا لوح طلسمی عمرو بن حمزہ سے بہ عیاری لاکر آپ کو دیدونگا اور عمرو بن حمزہ کو بھی گرفتار کرکے آپ کے حوالے کردونگا اب آپ سے جھوٹھ نہ بولونگا قسم سامری اور جمشید کی کھاتا ہوں کہ اب آپ سے دشمنی نہ کرونگا جسوقت فولاد جادو اور نارنج جادو نے گفتگوے خواجہ عمرو تمام و کمال سنی فولاد جادو نے تو خوف جان سے ہاتھ اپنا روکا اور کوڑا پشت خواجہ عمرو پر نہ لگایا لیکن نارنج جادو نے غضبناک ہو کر جواب دیا کہ او مکار کیوں مجھسے گفتگوے فریب آمیز کرتا ہی مجھے تیری بات کا اعتبار نہیں ہی تو میرا دشمن جان ہی کبھی تو مجھسے نیکی نہ کریگا اور ہرگز ہرگز لوح طلسمی مجکو لاکر نہ دیگا یہ کہکر نارنج جادو نے فولاد جادو سے کہا کہ ای فولاد جادو اس مکار اور فریبے سے بہ نرمی ہرگز پیش نہ آ اور جلد اس دزد و باریک گردن کی پشت پر کوڑے لگا اور جہانتک ممکن ہو اذیت پہونچا اسکی باتوں میں نہ آنا یہ بڑا مکار اور جھوٹھا ہی اگر رہا ہوجائیگا تو پھر ہاتھ نہ آئیگا اور مجھے اور تجھے گرفتار کرکے طلسم کشا کے حوالے کردیگا فولاد جادو نے عرض کیا ای ملکہ میں ڈرتا ہوں ایسا نہو کہ کوڑا مارتے ہی مرجاؤں بقول خواجہ عمرو کے جہنم میں جاؤں نارنج جادو نے جواب دیا تم بخوف و خطر خواجہ عمرو کی پشت پر کوڑے مارو ہرگز نہ مروگے اور جہنم میں ہرگز نہ جاؤگے قہر خداوند سامری و جمشید ہرگز ہرگز تمپر نازل نہوگا بلکہ اگر تم اس عیار سراپا مکر و فریب کی پشت پر کوڑے ماروگے اول تو خداوند سامری و جمشید تم سے خوش ہونگے دوسرے عمرو بن حمزہ جب سنیگا اور سنیگا کہ خواجہ عمرو کی پشت پر کوڑے پڑرہے ہیں اور خواجہ چلا رہے ہیں فوراً دریاے آتش میں برہم ہوکر گھوڑا ڈال دیگا اور ایک دم میں جل کر خاک ہوجائیگا میرا طلسم لوٹنے سے بچ جائیگا دو دشمن ہاتھ آجائیگا پھر میں زلزلہ جادو اور ملکہ لالہ خونخوار وغیرہ کو ایک دم میں ہلاک کرڈالونگی میرے سحر کو کون روک سکیگا خواجہ عمرو تقریر نارنج جادو کی سنکے خیال کرنے لگے کہ یہ چھنالیرے دام فریب میں نہ آئیگی ضرور کوڑے سے مجکو اذیت پہونچائیگی خداوند عالم عمرو بن حمزہ کو دریاے آتش کے شعلوں سے بچاے اور بہ صحت و عافیت یہانتک لاے خواجہ عمرو یہ خیال کر رہے تھے کہ فولاد جادو نے بحکم نارنج جادو کوڑا پشت خواجہ عمرو پر مارا خواجہ زمین پر تڑپنے لگے اور گالیاں نارنج جادو اور فولاد جادو کو مکر دینے لگے چونکہ عمرو بن حمزہ جانب نارنج جادو دیکھ رہے تھے اور خیال کر رہے تھے کہ اس دریاے آتش سے کیونکر گذرونگا کیونکہ اس دریاے آتش میں غضب کی تیز آگ ہی ہر چند میں آگ سے دور کھڑا ہوں لیکن حرارت آتش سے ہمہ تن جلا جاتا ہوں فولاد جادو نے جو پشت خواجہ

کوڑا مارا عمرو بن حمزہ نے دیکھا اور آواز نالہ خواجہ بھی سنی غرض بمجرد سننے صدا سے خواجہ عمرو کے عمرو بن حمزہ کو اسقدر غصہ آیا کہ بے اختیار گھوڑے کو بڑھایا اور کچھ اپنی جان کا خوف نہ کیا مرکب عنقریب دریاے آتش جا کر ٹھہر گیا عمرو بن حمزہ نے تازیانہ اپنے آپ سے مرکب پر لگایا جسکی تعریف میں یہ اشعار لکھنا مناسب ہی

سبکرو یکہ جنبان برود بر حمہ تاز
زطرح شہد لگامی رود بطرح خیر نگ
حساب طول رمل در فضاے سپاہ تش
از آنکہ دارد ازین نام ہم نہایت ننگ

کہ لقمہ لب نہ کشاید بعیسہ جنہ آہنگ
اگر کنند بوی نسبت دو رنگ بہو
چو عرصہ ابدست وشمار دہ فرسنگ
سنش مدارج انکار گفتم و خجلم

اگر کنند بجبل طی ساخت را صد راد
شتاب لعم شود بعد ازین یہ لفظ درنگ
خرد عرایس انکار گفت و منکر شد
زہر آنکہ نہ راضی بود ز رنگ برنگ

مرکب مذکور کہ تازیانہ سے نا آشنا تھا تازیانہ جو عمرو بن حمزہ نے عالم غیظ و غضب میں مارا مثل سیماب اڑا اور مانند برق جہندہ ایسی جست کی کہ دریاے ہفتم آتش کے اُس پار ہو گیا لیکن کسی قدر پاؤں مرکب کے جل گئے جسوقت زلزلہ جادو و سرداران ذیوقار نے دیکھا کہ عمرو بن حمزہ ساتوین دریاے آتش سے بھی گذر گئے سرداروں نے مردمان لشکر سے کہا کہ اب جلد یہان سے گھوڑے بڑھاؤ اور فوج تاریخ جادو کو چل کے قتل کرو بعد اس گفتگو کے لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار اور شہباز یکہ تاز مشرقی نے ملکہ زلزلہ جادو اور ملکہ لالہ خونخوار اور شہرت جادو و دیگر ساحران نامی سے کہا کہ تم اس دریاے آتش برابر سحر سے پانی برساکر سرد کردو اور تمام آگ بجھا دو تاکہ ہم سب جلد تر اور بیخوف و خطر شاہزادہ فریجاہ کے پاس جائین اور ساحران لشکر تاریخ جادو کو قتل کرین اب ہمین یہان ٹھہرنا مناسب نہین ہی کیونکہ شاہزادہ فریجاہ وہان تنہا ہین ملکہ زلزلہ جادو وغیرہ نے کہا کہ ہم ابھی آب ابر سحر سے آگ بجھائے دیتے ہین اور ہم سب بھی تمھارے ساتھ ساتھ چلتے ہین یہ کہکے ملکہ زلزلہ جادو نے نفیر سحر بجائی جملہ ساحران نامدار ہوشیار ہوئے اور ہمراہ تخت ملکہ زلزلہ جادو و شیران آتشین اور فیلان آتشین اور باز و بط اور ہنس آتشین وغیرہ پر سوار ہو کے چلے سرداران غیر ساحر نے بھی مرکب اپنے بڑھائے لشکر عظیم مثل دریا کے بڑھا اشعار مصمم بر سر خونریزی و جنگ ٭ چلی وان سے وہ فوج برق آہنگ ٭ ہوئے تیار مردان نکوکار ٭ کرین تا رزمگہ کو خون سے گلنار ٭ جب ادھر لشکر ظفر اثر بڑھا اُسوقت تاریخ جادو نے خیال کیا کہ اول تو طلسم کشا ساتوین دریاے آتش طے کر کے قریب میرے آ گیا ہی اور میری جانب چلا آتا ہی دوسرے لشکر طلسم کشا کا آتا ہی اگر ملکہ زلزلہ جادو و دیگر ساحران نامدار دریاے آتش کو سرد کر یہان چلے آئینگے اور مجھکو اور میری فوج کو چار جانب سے گھیر لینگے اور پھر ذرا بھی سحر کرینگے تو میرا لشکر جلد تر قتل ہو جائیگا یہ خیال کر کے تاریخ جادو نے جلد تر ایک گولا نکالا اور سحر پڑھ کے سمت ملکہ زلزلہ جادو مارا گولا آکر زمین پر گرا دھوان پیدا ہوا اور تاریکی ہوئی اور کچھ گرد و غبار اڑا بعد ایک لمحہ کے وہ تاریکی برطرف ہوئی ملکہ زلزلہ جادو نے دیکھا کہ ایک دیوار سر تا بفلک کشیدہ درمیان راہ ہی زلزلہ جادو نے قریب اُس دیوار کے پہونچکر ایک گولا سحر پڑھ کے اُس دیوار پر مارا ہر چند گولا مارنے سے دیوار تھرائی لیکن نہ گری پھر زلزلہ جادو نے سحر پڑھ کے زمین پر دونوں ہاتھ مارے ہر چند زمین کانپی اور تھرائی اور زلزلہ جادو کے سحر سے زلزلہ ہوا لیکن دیوار اب بھی نہ گری پھر تو زلزلہ جادو نے پھر بڑے گولے اور ناریج اور ترنج دیوار سحر پر پڑھ پڑھ کے

مارنا شروع کیے اور جملہ ساحروں نے بھی ناریل اور نارنج اور ترنج اُسی دیوار پر سحر پڑھ پڑھ کر مارنا شروع کیے غیر ساحر بیچارے بوجہ دیوار حائل ہونے کے مجبور و ناچار ہوکر گھوڑوں کو روک کر کھڑے ہو رہے اور خیال کرنے لگے کہ جب یہ دیوار ٹوٹے گی یا گر پڑیگی اُسوقت اُسطرف جائینگے بغیر اسکے کسی طرح شاہزادے تک پہونچ نہیں سکتے یہ خیال کرکے غیر ساحر تو قریب دیوار کھڑے رہے لیکن ساحران نامدار اس دیوار پر ترنج اور نارنج وغیرہ لگانے لگے اکثر ساحروں نے سحر سے پر پرواز پیدا کرکے اور بلند ہوکے چاہا کہ دیوار کے اُدھر نکل جائیں لیکن نہ جا سکے دیوار اور زیادہ بلند ہوگئی آخر ناچار ہوکر وہ سب ساحر پھر بالاے زمین آئے اور نارنج اور ناریل اور گولے سحر کے پڑھ پڑھ دیوار پر مثل اور ساحروں کے مارنے لگے اُدھر تو جملہ ساحر دیوار پر سحر کر رہے ہیں اور چاہتے ہیں کہ دیوار ٹوٹے یا گرے تاکہ اُسطرف جائیں لیکن اب حال عمرو بن حمزہ یونانی کا لکھا جاتا ہے کہ جب شاہزادہ دیباہ ساحروں دریاے آتش کو طے کرکے آگے بڑھے فولاد جادو نے چاہا کہ خواجہ عمرو کو پھر قفس میں بند کرکے قفس کو اپنے پاس رکھوں لیکن خواجہ کو قفس میں بند نہ کر سکا اُسوقت عمرو بن حمزہ قریب فولاد جادو پہونچے ہرچند نارنج جادو اور جملہ ساحروں نے برابر نارنج اور ترنج اور گولے اور ماش اور سرسوں کے دانے سحر کرکے مارے لیکن بوجہ لوح کے کسی سحر میں مبتلا نہوئے ہرچند ساحروں نے روکا مگر نہ رکے قریب خواجہ عمرو اور فولاد جادو کے پہونچے اور نعرہ کیا کہ او بیحیا غضب کیا تو نے کہ میرے عموے نامدار کو تو نے کوڑے سے اذیت دی اب میں ضرور تجھکو قتل کرونگا یہ نعرہ کرکے وہ تیغ برق مثال میان سے کھینچی کہ جسکے اوصاف

یہ اشعار لکھنا مناسب ہیں اشعار
حرفوں سے مثال کیوانخ میں دون
کھنچنے میں بھی صاف دامن یار
اُس تیغ میں جلوہ گر ہیں جوہر
لکھا ہے قضا نے محضر خون
اکدم ہو جو اُس سے صحبت قیس
یا دامن کہکشان میں اختر
چلنے میں وہ بھی زبان طرار
لیلیٰ سے ہو قطع الفت قیس

اُسوقت شاہزادہ دیباہ کو بدرجۂ کمال قہر و غضب و جلال تھا اُسوقت اگر کوئی صاحب فہم عمرو بن حمزہ کو دیکھتا تو اُنکی شان میں اور اُنکی دلاوری کے وصف میں یہ اشعار ضرور پڑھتا۔ اشعار

رونہ ہیجا کہ برکشد شمشیر
لرزہ در نفس بسیط اندازد
نعرہ سیلی بر آفتاب زند
وز بریش چنگ عزمر اندازد
تیغ سیماب گون در آمد شد
جوشن حوت بر سر اندازد
باد آتش نہاد حملہ او
چون بہ میدان نگاہ در اندازد
تا لب خند مناع بازویش
در ترازوے قیصر اندازد
گر کشد باز ہیبت تو صفیر
نام رستم بخون در اندازد
دشنہ بر سینۂ فلک شکند
عہد منہ سد سکندر اندازد
حلقۂ مغفر ماند چاک زند
سر دو دست دو پیکر اندازد
بہ گریزد بہ زیر ماہی گاو
کمر از تشنہ در بر اندازد
تیغ فولاد غرق حوت زند
آنکہ زینت لبس جدل در اندازد
اینکہ خشمت در آزمودن تیغ
مرغ تصویر شہپر اندازد
خامہ ہنگام ثبت ہیبت او
نیزہ در ناف اختر اندازد
زہرہ آہنگ بزم بر دارد
زرہ زلف در بر اندازد
آفتاب از کشاد ناوک او
گنبد را چون بہ مغفر اندازد
علت رعشہ لبنکد نام شود
تیغ الماس جوہر اندازد
سر خاقان تیغ بر دارد
سر بہرام و قیصر اندازد
شاہزادے نے بعد تحریرہ

غضب تیغ تیز کر فولاد جادو پر لگائی ہرچند کہ فولاد جادو نے سپر سحر پر تیغ آبدار شاہزادہ

ذی وقار کو رد کیا چاہا لیکن عکس لوح سے سحر بے حد وہم ہو گئی اور تیغ تیز کمر فولاد پر ایسی پڑی کہ فولاد جادو مانند خیار تر کے تیغ سے دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا اور ایک دم میں تڑپ کر مر گیا خواجہ عمرو پیسے سحر دفع ہو گیا فوراً زنبیل سے گلیم نکالی کر اوڑھی اور نظر ساحران سے مخفی ہو گئے اور فولاد جادو کے مرنے سے اندھیرا اور آندھی سیاہ آئی لیکن ایک لحظہ کے تاریکی دفع ہوئی جب نارنج جادو نے دیکھا کہ فولاد جادو کو طلسم کشا نے قتل کیا اور عمرو رہا ہو گیا اور اب طلسم کشا تیغ خون آلود کھینچے ہوئے میری طرف آتا ہے اسوقت نارنج جادو نے اپنے لشکر کے ساحروں سے کہا کہ اب دیر نہ کرو جلد تر طلسم کشا پر نارنج اور ترنج مارو بارش سحر کرو طلسم کشا کو گھیر کر لوح گلے سے اتار لو یہ کہکے نارنج جادو نے ایک ترنج سحر پڑھکر عمرو بن حمزہ پر مارا وہ ترنج زمین پر گر کے پھٹا شعلے پیدا ہوئے تاریکی محیط عالم ہوئی ہرچند کہ شاہزادے کو سحر نارنج سے کچھ ضرر نہ پہونچا لیکن سحر نارنج سے سیاہی اور تاریکی ایسی ہوئی کہ وہ تاریکی ظلمت قبر سے بھی بدتر تھی اور دل کافر سے بھی زیادہ تاریک تھی سیاہی بردہ ظلمات کی بمقابلہ اُس تاریکی کے روشنی تھی اسی ہنگام میں ساحران نابکار سے نارنج اور ترنج اور گوسفند وغیرہ اسد رحمہ شاہزادہ دیجاد پر مارنے کہ شاہزادہ گھیرا گیا وہ سب ساحران نابکار اپنے طلاسے بے درماں تھے ابیات ساحر نہ کسی بلا سے کم تھے ٭ مثل دم اژدر اُنکے دم تھے ٭ تھے ایسے سیاہ دل وہ مردم ٭ بنش اُنکا رواں تھا شکل کژدم ٭ پیاسوں کو پلاتے تھے وہ خون زہر ٭ آب دم تیغ و خنجر تیز ٭ اُس وقت اسد رحمہ کثرت سحر تھی کہ زمانہ کثرت سحر اور گرد و غبار سے تاریک تھا ابر سیاہ سحر چھائے ہوئے تھے رعد گرجتا تھا کبھی برق سحر چمکتی تھی ایسا آب سحر ابر سے برستا تھا کہ طوفان کا سامنا تھا کسی ساحر کے سحر سے شیر پیدا ہوتے تھے اور شاہزادہ دیجاہ پہ حملہ کرتے تھے شاہزادہ عکس لوح سے اُنھیں دفع کرتا تھا کوئی ساحر بدمست اپنے سحر سے فیلان مست ظاہر کرتا تھا کوئی ساحر کار دستہ مارتا تھا کوئی آتش سحر ابر سحر سے برساتا تھا

اُسوقت یہ حال تھا ابیات
اُڑتے تھے بگولے بنتے تھے بیر
کیا کیا نہ اُبھار رہے تھے طوفان
جاتے تھے جو چرخ تک شرارے

ہر سمت تھی تیغ آزمائی
سپروں کی گھٹا تھی بارش تیر
ذروں کو بناتے مہر تاباں
گرتے تھے وہاں سے بنکے تارے

اُس سحر سے جان تھی لب پہ آئی
جادو نگہان و سحر کاران
برساتے تھے سنگ جائے باران
اُس جا بجھی اور وہاں لگی آگ

بڑھتی ہوئی جابجا جلی آگ

ہرچند کہ نارنج جادو نے جو جو سحر بعد محنت و مشقت تیار کیے تھے وہ سب سحر اور بد عمرو بن حمزہ یونانی پر کیے اور جملہ ساحران نابکار نے بھی کرورہا سحر کیے اور جھولیاں اسباب سحر سے خالی کر دیں لیکن برکت لوح سے کوئی سحر شاہزادے پر موثر نہوا پھر ساحروں نے شاہزادے پہ ہجوم کر کے اور چاروں طرف سے گھیر کے چاہا کہ لوح طلسم اُتار لیں اور شاہزادے کو گرفتار کر لیں شاہزادے نے تیغ تیز سے ساحران نابکار کو قتل کرنا شروع کیا ساحران نابکار قتل ہو کر راہی دار البوار ہونے لگے لاشیں زمین پر تڑپنے لگیں آوازیں ساحروں کے مرنے کی آنے لگیں پر غل و شور مچانے لگے برق تیغ شاہزادہ گشت حیات ساحران نابکار پر گرنے لگی ساحران بدسرشت ہلاک ہو کر ہوئے کشتہ جانے لگے زمین خون ساحران خس و شوم سے رنگین ہونے لگی اُسوقت یہ حال تھا کہ ابیات تھا گرم وہاں اجل کا بازار ٭

تھے ایک سے دو تو دو کے تھے چار	تلوار غضب کی نِسبل رہی تھی	تھی سانپ کہ زہر اُگل رہی تھی
آتا تھا جو دشمن اُسکے منھ پر	کھاتی تھی اُسے بہ رنگ اژدر	ساحران نابکار ہزاروں قتل ہوئے

اور سیکڑوں زخمی ہوئے اکثر ساحران غدار جرات شاہزادہ نامدار دیکھ دیکھ کے متحیر ہوتے تھے اور شجاعت منصف ہوکر خود یہ اشعار عمرو بن حمزہ کے اوصاف میں زبان پر جاری کرنے لگے **اشعار**

سارے عالم میں کسکا ہوا ہے فتح نصیب	اہل جوہر میں لڑائی کا ہنر ہاتھ میں ہو	خنجر اُنکے سے ہو مریخ کی طاقت یہ نہیں
کیا بنا سکتا ہے شمشیر اگر ہاتھ میں ہو	جب یہ چمکاتے ہیں تیغ اہل نظر کہتے ہیں	برق ہے تیغ یہ روشن ہے شرر ہاتھ میں ہو

ساحران الغیاث لیکر تو اشعار تعریف شجاعت شاہزادہ میں پڑھ رہے تھے اور ہزار ہا ساحران نابکار شاہزادہ پر سحر کر رہے تھے اور چار جانب سے گھیرے ہوئے تھے نارنج جادو بھی اُسی ہجوم میں تھی اور ساحروں سے بہ آواز بلند کہتی تھی کہ اے ساحران شور شعار شاہزادے کو جلد گرفتار کرو پھر جیسے مال و زر لوگے بولیسا ان اپنی زر و جواہر سے بھر دو اور شاہزادہ نامدار یمین و یسار ساحران نابکار کو ایک طرف قتل کر رہا تھا دوسری جانب خواجہ عمرو بن امیہ ضمری بعد جرات و دلیری کلیم منہ پر سے اپنے کسی قدر ہٹا کے ساحروں کو اپنی شکل دکھاتے تھے اور جب ساحر ارادہ سحر کرنے کا کرتے تھے خواجہ زمین پر لوٹ کر خنجر آبدار سے ساحروں کے پاؤں کاٹتے تھے ساحر زمین پر گرتے تھے کبھی خواجہ حقہ آتشبازی ساحروں پر مارتے تھے اجسام ساحروں کے مثل شمع کافوری جلتے تھے بس وہ ساحر نالہ و فریاد کرکے بھاگتے تھے کہ خواجہ عمرو بھی ساحر زبردست ہیں ایسا سحر کرتے ہیں اور ایسی آگ ہمپر برساتے ہیں کہ ہمارے جسم جلے جاتے ہیں اور ہمسے اُنکا سحر دفع ہو نہیں سکتا ہے ہر چند ہم سحر پڑھتے ہیں لیکن یہ خواجہ دفع نہیں ہوتا ہے اور ہمارے جسموں کو آتش سحر خواجہ جلائے ہی دیتی ہے جو ساحر کہ خواجہ کو حقہائے آتشبازی مارتے دیکھتے تھے وہ تو یہ کہتے تھے اور جو ساحر نابکار خواجہ کو نہ دیکھتے تھے وہ یہ خیال کرتے تھے کہ زلزلہ جادو اور شہرت جادو وغیرہ لشکر کثیر ساحران غدار لیکر یہاں آگئی ہیں وہی سب ہمپر آتش سحر برساتے ہیں ہمکو ہلاک کرتے ہیں اور خود نظر نہیں آتے ہیں غرض اُسی ہنگامۂ جنگ میں شاہزادہ نامدار ساحران نابکار کو قتل کرتا ہوا قریب **نارنج جادو** کے پہونچا نارنج جادو نے ترنج سحر پڑھکے مارا شاہزادے نے عکس لوح کا ڈالا سحر نے کچھ اثر نہ کیا پھر عمرو بن حمزہ نے تلوار سر نارنج جادو پر لگائی نارنج جادو گھبرا کر پیچھے ہٹی تلوار **عمرو بن حمزہ** کے سر پر پڑی دوبارہ شاہزادے نے بڑھکر تلوار لگانے کا قصد کیا اُسوقت **نارنج جادو** نے خیال کیا کہ اب یہاں توقف کرنا اور طلسم کشا سے لڑنا بہتر نہیں ہے مجھکو مناسب یہی ہے کہ بھاگ جاؤں اور جان اپنی طلسم کشا سے بچاؤں ورنہ قتل ہو جاؤنگی یہ خیال کرکے جلد تر نارنج جادو نے سحر پڑھکر پر پرواز پیدا کیے اور **عمرو بن حمزہ** سے کہا کہ او طلسم کشا اب میں ایسی جگہ جاتی ہوں کہ اگر تو قیامت تک میری جستجو کریگا تو بھی مجکو نہ پائیگا اور جب تک مجکو قتل نہ کریگا یہ طلسم فتح نہوگا علاوہ اِسکے یہاں سے جاکر ایسی ایسی بلائیں تجھ پر نازل کروں گی کہ تو تڑپ تڑپ کے خود ہی ہلاک ہو جائیگا یہ کہکے نارنج جادو کچھ زمین سے بلند ہوئی اُسدم **عمرو بن حمزہ** نے خیال کیا کہ اگر نارنج جادو اسوقت قتل نہ ہوئی تو پھر اُسکا قتل کرنا اور اُسکا ہاتھ آنا دشوار ہے یہ خیال کرکے شاہزادے نے اپنے مرکب پر سے جست کی اور یہ نعرہ کیا نعرہ شہ کشور کشا زیبندہ تاج

جہانبانی + ہزبر دیوکش نامم عمرو بن حمزہ یونانی + تاریخ جادو گھبرائی شاہزادہ نے ایک سر پر
تلوار لگائی فوراً تاریخ جادو نے سحر پڑھ کے سات سپرین فولادی پیدا کین اور سر اپنا آڑ مین اُن سپرون
کی کیا لیکن عکس جو لوح کا پڑا وہ سپرین فولادی غائب ہوگئین اور تاریخ جادو بوجہ عکس لوح کے زمین
آئی تلوار سر پر جو پڑی کاسہ سر کو کاٹتی ہوئی مثل قطرہ آب کے گلو مین پہونچی پھر سینہ و شکم و کمر اور دونون
رانون سے گذر کے زمین مین در آئی تاریخ جادو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گر پڑی اور تھوڑی دیر مین تڑپ کے
مرگئی اُسوقت ایسی سیاہ اندھی آئی کہ بالکل جہان تیرہ و تار ہوگیا ہوائے تند چلنے لگی ابر سیاہ فلک پر
عیان ہوا اُس ابر سے پتھر گرنے لگے اور آگ بھی برسنے لگی برق چمکنے لگی رعد گرجنے لگا پھر غل مچانے لگے
بکثرت فریاد و فغان کرنے لگے یہی ہنگامہ بہر پھر رہا پھر ایک آواز آئی افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب
خود نہ رسیدیم یعنی ہزار افسوس طلسم کشا نے قتل کیا مجکو نام میرا تاریخ جادو تھا جسوقت تاریخ جادو
ہلاک ہوئی اور تاریکی دفع ہوئی روئے آفتاب ہر ایک کو نظر آیا اُسوقت ملکہ زلزلہ جادو وغیرہ نے
دیکھا کہ وہ دیوار جو حائل تھی غائب و معدوم ہوگئی زلزلہ جادو نہایت خوش ہوئی اور جملہ سرداران لشکر
بھی خوش ہوئے اور سب کے سب قریب عمرو بن حمزہ کے پہونچے دیکھا کہ لاش تاریخ جادو
کی پڑی ہے اور ہزارہا ساحر بھی قتل کیے ہوئے پڑے ہین خواجہ عمرو ساحرون کی جھولیان اور کردھنیان
اور کپڑے اُتار اُتار کے نذر زنبیل کر رہے ہین اگر کوئی کپڑا کسی ساحر مقتول کا خون سے رنگین دیکھتے ہین
خواجہ بار بار افسوس کرتے ہین اور کہتے ہین کہ میرے پاس تو کوئی پیسا بھی نہین ہے جو اس کپڑے
کو گاذر سے دھلوا دون کا ایک طرف کچھ ساحران نابکار بھاگے جاتے ہین اور ہزارہا ساحر میدان جنگ
مین باوجود قتل ہونے تاریخ جادو کے عمرو بن حمزہ کو گھیرے ہوئے ہین اور سحر کر رہے ہین
زلزلہ جادو و دیگر ساحران ذی وقار وغیرہ نے اُن ساحران نابکار پر سحر کرنا شروع کیا اور بہادرون
نے بھی تیغ و تبر و گرز گران سے اُن ساحران غدار کو قتل کرنا شروع کیا تھوڑی دیر سے صدہا ساحر
قتل ہوئے آخر کچھ ساحر بھاگ گئے باقیماندہ مسلمان ہوئے عمرو بن حمزہ مظفر و منصور ہوکر
مع جملہ فوج و لشکر بخوشی و خرمی سیر گنبد ارسطو کی دیکھکر چلے اور بعد قطع کرنے راہ کے طلسم تاریخ مین
داخل ہوئے اور قصر و برج کھلوائے دیکھا کہ صدہا خمہائے زر قلابون مین لٹکے ہوئے ہین بہت سے
صندوق پر از جواہر رکھے ہین عمرو بن حمزہ وہ کل مال و اسباب لیکر اور مکانات مین گئے
کسی مکان سے انواع و اقسام کا اسباب طلسمی دستیاب ہوا کسی مکان مین بارگاہ نارنجی ملی اور چالیس
ہزار یاقوت بوشون کا لباس ملا اور اکثر تجالون اور مکانات سے سات خزانے ہاتھ آئے شاہزادہ
ذیجاہ جملہ جواہر وغیرہ اور اشیائے نایاب طلسمی و زر خزائن مذکور لے کر اُن مکانات سے باہر آئے
دیکھا کہ بارگاہ مین اور خیام فلک فرسا استادہ ہین لشکر ظفر اثر اُترا ہے ہر ایک ساحر و غیر ساحر
مسرور و خندان ہے شاہزادہ ذی وقار اپنی بارگاہ مین آیا اور حکم دیا کہ جلد تر سامان جشن ہو بمجرد
حکم سرداران ذی وقار نے سامان جشن کا کیا اور بزم عیش و عشرت ایسی مرتب کی کہ بزم جمشیدی بھی
آگے اُس بزم کے کچھ حقیقت نہ تھی جسوقت بزم عشرت بخوبی آراستہ ہوچکی سرداران نامی بحکم
شاہزادہ ذیجاہ بزم عشرت مین آکر بصد خرمی بیٹھے علاوہ بزم کے ہر ایک خیام مین علے قدر مراتب

ساحرون اور غیر ساحرون کی محفل عشرت حکم شاہزادہ سے آراستہ ہوئی اور ہر ایک بزم مین نازنینان خوبرو ناچنے
لگین اور گانے لگین اور ساقیان گلرخ اہل بزم کو مے ناب جام بلورین مین بھر بھر کے دینے لگے ہر ایک شخص
شراب پینے لگا اور نازنینان گل پیرہن کا رقص دیکھنے لگا اور گانا نازنینان خوش گلو کا سننے لگا ہر طرف غلغلۂ تہنیت
و مبارکبادی بلند ہوا خصوصًا بزم شاہزادۂ عمرو بن حمزۂ یونانی مین تو اسطرح گردش جام بادۂ گلرنگ
تھی کہ روح جمشید کو بھی رشک تھا اور چرخ پیر بھی دیکھکر متحیر تھا علاوہ گردش جام کے اسطرح نازنینان
گلپیراہن و سیمتن رقص کرتی تھین اور گاتی تھین کہ مطربۂ فلک نغمہ انکا سُن سُن کے متحیر ہوتی تھی بعد ناچنے
نازنینان کے ایک مطربۂ خوبرو و کمسن قاتل جوان و مست رشک پری و حور سراپا حسن و خوبی سے معمور گیسو
اُسکے رشک سواد شام عاشق پیشانی پر نور ماہ منیر سے بھی سوا پر نور زلفین اُسکی طول شب فرقت عاشق سے
بھی بڑھی ہوئی تھین دونون عارض اُسکے غیرت ماہ و آفتاب تھے دیدۂ مست و مخمور اُسکے گویا دو جام شراب
تھے نرگس اُسکی آنکھون پر قربان تھی چشم غزال اُسکے دیدۂ بیمثال کو دیکھکر بصورت آئینہ حیران تھی
تیر مژگان اُس کمان ابرو کے ایسے سر تیز تھے کہ دل و جگر عشاق کے زخمی کرنے کو ہر وقت لیس رہتے تھے
اور تیغ ابروے خمدار اُس قاتل خونخوار کی ایک اشارے مین صدہا عشاق کو قتل و بسمل کرتی تھی دہن
اُس گلپیرہن کا غنچہ سے بھی زیادہ تنگ تھا اکثر عشاق اُسکے دہن تنگ کو دیکھ کے اور اپنے دل سے
مخاطب ہو کے یہ گفتگو کرتے تھے بیت فکر کچھ اُسکی نہین ای دل رہان یار مین + دخل کیا بندے کو
اِس مین یہ خدا کا راز ہے + سینہ پر اُس مطربۂ نوجوان کے چھاتیان گدرائی ہوئی کچھ کچھ اُبھار اپنا عشاق
کو دکھاتی تھین محرم جو کسی ہوئی وہ شوخ زیب تن کیے ہوئے تھی گویا چھوٹی چھوٹی نارنگیان ثابت ہوتی تھین
انگیاے رنگ چھاتیون کا چھوٹا نکلتا تھا بعض نامحرم اُس فتنۂ محشر کے سینہ پر نظر کرکے اور بیتاب
و بیقرار ہو کے یہ شعر زبان پر جاری کرتے تھے شعر سینۂ یار پہ جوبن ہے اب اے دست ہوس + دیکھ سے
آج تو چالاک ذرا تو ہو کر + کوئی عاشق اُس گل کے سینہ پر بغور نظر کے کف افسوس ملتا تھا اور کہتا تھا
کہ دیکھئے یہ ثمر نخل قدیار دو ایکبار میرے بھی ہاتھ آتے ہین یا نہین شکم اُسکا گویا تختۂ نور زیر ناف
تھی بلور ساق پر نور صورت شمع روشن پاے رنگین اُس نازنین کے ہنگام رفتار دلہاے عشاق کو
بصورت سبزہ پامال کرتے تھے عاشق رفتار مطربہ ہنگام خرام مطربہ ہر قدم پر مانند حنا پامال ہوتے
تھے اور خفتگان خاک اُس شوخ و فتنۂ محشر کی چال سے بیدار ہو جاتے تھے اور خیال کرتے تھے
کہ شاید قیامت آگئی علاوہ حسن و خوبی اعضاے سراپا کے لباس رنگین وہ نازنین زیب تن
کیے ہوے تھی بناؤ سنگار بھی کیے ہوئے تھی آنکھون مین سرمہ و دنبالہ دار تھا پیشانی پر افشان
چنی تھی مصرع مسی مالیدہ لب پر رنگ پان تھا + عشاق اُسکے لب پر نظر کرکے اور متحیر ہو کے یہ شعر
پڑھتے تھے شعر مسی مالیدہ لب پر رنگ پان ہے + تماشا ہے تہ آتش دھوان ہے + اکثر عشاق اُس خوبرو
نازنین مہجبین کو دیکھکر اور نقد دل دے کر طالب وصل ہوتے تھے ہزار دل و جان سے صدقے ہوتے
تھے بعض عشاق اُس مطربۂ شہرۂ آفاق کو دیکھکر اُسکے بعض اعضا کی اس طرح تعریف کرتے تھے مسدس

دو صفت پہلو مین نظر آتے ہین پہاڑ کیسے	صاف ہین گول ہین یہ ساعد و بازو کیسے	جام صہباے صفا کا سر زانو کیسے
دو ہین پیالے مے لطف سے مملو کیسے	سینۂ صاف نہین حسن کا گنجینہ ہے	جس مین عکس رخ قدرت ہو وہ آئینہ ہے

ناف کو سب گرہ موے کمر کہتے ہین
جو بھ سب سچ ہی وہی ہم جو خبر کہتے ہین
بالون وہ بالون کہ جنکی ہر جگہ دیدۂ حور
چشم بد انجم افلاک کی اس سے رہے دور

ہم اُسے حسن کے دریا کا بھنور کہتے ہین
یہی تشبیہ مناسب بصفت ناف ہین ہی
آنکھین پریان بھی ملین بائین اگر بر حضور
وقت رفتار نئی چال کیا کرتے ہین

چشم عنقا بھی اُسے اہل نظر کہتے ہین
پر تو چاہ زنخدان شکم صاف ہین ہر
کف پا ہین بصفت دیدۂ مہتاب پر نور
فتنۂ حشر کو پامال کیا کرتے ہین

غرض مطربہ بصد ناز و ادا مع اپنے سازندون کے بزم عشرت مین آئی جوانون نے جو اس رشک آفتاب کو دیکھا بے اختیار آہ کی اور باشتیاق تمام اُسکے حسن پر نگاہ کی بعض سرداران ذی وقار اُس گلعذار کو دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوئے مطربہ جوانون کو بیقرار دیکھکر مسکرائی اور ناز سے منھ پھیر کر اپنے سازندون کی طرف دیکھنے لگی عمرو بن حمزۂ یونانی بھی اُس خوش رو کو بہ نظر حسرت دیکھنے لگے جب سازندون نے اپنے سازون کو درست کر لیا اُسوقت نازنین ناچنے لگی آواز سازون کی بلند ہوئی اہل بزم دیکھنے لگے مطربہ نے بعد ناچنے کے یہ

غزل بصد ناز و ادا شروع کی غزل
ہجر قاتل مین لہو کھائیگا جوشش
لذت تکلیف درمان دیکھ لین
وحشت جانی آج کہتی ہی یہی
وہ مرا چاک گریبان دیکھ لین
التفات جوش وحشت پھر کہان
دور سے حال پریشان دیکھ لین
دلفگاری کے سبب ہوتا ہی کیا
کیا قیامت ہی جو دربان دیکھ لین

آؤ باہم شوق و ارمان دیکھ لین
کیا ہلال عید قربان دیکھ لین
دل مین آتا ہی کہ اکدن مرکے ہم
جو ہر شمشیر عریان دیکھ لین
کرتے ہین دیر و حرم کو ہم سلام
ہو سکے جبتک بیابان دیکھ لین
رو برو سے دخت رز بیٹھا کے آج
کاوش برگشتہ مژگان دیکھ لین

تم ہمین ہم تمکو ایجان دیکھ لین
وہ نہ جائے آرزو سے چارہ گر
ہمت دو دش عزیزان دیکھ لین
ہو نہ جبتک صبح محشر کا یقین
دیکھ لین گبر و مسلمان دیکھ لین
گر انھین ہی خوف عرض آرزو
جی مین ہی زاہد کا ایمان دیکھ لین
جھانکتا ہی پھر ادھر تسلیم تو

مطربہ بصد عشوہ و غمزہ غزل مندرجہ بالا کے ہر شعر کو گا رہی تھی اہل بزم کی یہ کیفیت تھی کہ بعض تو اشعار غزل سنکے مستون کے مانند جھوم رہے تھے اکثر محو دیدار تھے کوئی سردار مطربہ کی تعریف کرتا تھا عمرو بن حمزۂ یونانی بھی بگوش دل گانا سن رہے تھے سمان بندھا ہوا تھا ناگاہ ایک جانب سے لکۂ ابر سیاہ بلند ہوا اور پانی برسنے لگا یہانتک کہ طوفان آیا جملہ ساحر اور غیر ساحر متردد ہوئے عمرو بن حمزہ بھی پریشان خاطر ہوئے مطربہ نے جو دیکھا کہ ہوا تند چلنے لگی برق چمکنے لگی ابر سیاہ آسمان پر چھا گیا صدائے رعد آنے لگی بارش ہونے لگی طوفان آگیا فوراً اُٹھکے بھاگی سازندے بھی مطربہ کے ساتھ بزم عشرت سے چلے گئے بعد تھوڑی دیر کے اُسی ابر سیاہ سے ایک ساحر خونبر ظاہر ہوا عمرو بن حمزہ نے دیکھا کہ ایک ساحر ہنس آتشین پر سوار ہی اور اسی طرف آتا ہی عمرو بن حمزہ ساحر کو دیکھکے بہر جنگ کھڑے ہوئے سرداران ذی وقار نے بھی ساحر کو دیکھکر تیغ کے قبضون پر ہاتھ رکھے کمان دار تیر افگنی پر لیس ہوئے ساحرون نے جلد جھولیون سے ناریج اور ترنج اور گولے وغیرہ نکال کر سحر پڑھا زلزلہ جادو نے خیال کیا کہ یہ ساحر شاید ناریج جادو کا ملازم ہی قبل پھر گیا تھا اب خبر قتل ناریج جادو سنکے بہر جنگ آیا ہی اسے قتل کرنا چاہیے یہ خیال کرکے زلزلہ جادو نے قصد سحر پڑھنے کا کیا اور ساحرون نے ناریج اور ترنج ساحر پر مارنے کا ارادہ کیا ساحر نے جو دیکھا کہ سب ساحر اور غیر ساحر آمادہ جنگ ہین خوف سے زمین پر نہ آیا اور وہین سے بآواز بلند یون عرض کرنے لگا

کہ ای شاہزادۂ ذی وقار مین حضور کا تابعدار اور خیر خواہ ہون مجھے اپنا دشمن تصور نہ فرمایئے خدمت عالی مین مجھے
حاضر ہونے دیجیے ساحرون کو سحر کرنے سے منع کیجیے مجھے کچھ حضور سے عرض کرنا ہی عمرو بن حمزہ نے
گفتگوے ساحر سنکے سب سے منع کیا کہ اس ساحر پر سحر نہ کرنا اور خبردار تیغ و تیر بھی اسے نہ مارنا ساحران
نابدار و جوانان تہور شعار بموجب حکم شاہزادۂ ذی وقار سحر کرنے سے اور تیر لگانے سے باز رہے عمرو بن حمزہ
بزم عشرت مین بیٹھے ساحر بزم عشرت مین اور شاہزادۂ ذیجاہ کو بصد ادب تسلیم کرکے عرض کرنے لگا کہ
مین بھی حضور کے مطیعون اور خیر خواہون سے اور ایک مژدہ دینے کے واسطے حاضر ہوا ہون عمرو بن حمزہ
نے پوچھا تیرا نام کیا ہی اور وہ خوشخبری کیا ہی جلد بیان کر ساحر نے دست بستہ عرض کیا حضور کو معلوم ہو
کہ میرا نام طوفان جادو ہی جس روز زوربانہ جادو نے ملکہ گلشن جادو کو انبار ہیزم پر بٹھا کر لکڑیون
مین آگ لگادی تھی اور چاہا تھا کہ ملکہ کو جلادے اس روز یہ خاکسار بھی وہین موجود تھا جسوقت لکڑیان آگ سے
جلنے لگین اور شعلے بلند ہوئے اور ملکہ زلزلہ جادو گریہ و زاری اور نالہ و بیقراری کرنے لگین اسدم اس احقر
کو حال ملکہ گلشن جادو اور ملکہ زلزلہ جادو پر رحم آیا تھا اور مین ملکہ گلشن جادو کو اسطرح انبار ہیزم
پر سے اٹھا لیگیا تھا کہ کسی ساحر و ساحرہ نے مجھے ملکہ کو بچاتے نہ دیکھا تھا اور ملکہ زوربانہ جادو و دیگر ساحران
غدار کو بعد جلجانے انبار ہیزم کے یقین ہوا تھا کہ ملکہ گلشن جادو جلکر خاک ہوگئی اور کسی پر ثابت نہ ہوا تھا
کہ طوفان جادو ملکہ گلشن جادو کو اٹھا کر لیگیا ہی اُس روز سے ملکہ کو مین نے اپنے گھر مین بعیش تمام
رکھا ہی اور اسوقت تک ملکہ گلشن جادو میرے ہی مکان مین تشریف رکھتی ہین قبل اسکے اس احقر نے خبر
ملکہ کی آپ سے اس سبب سے بیان نہین کی تھی کہ ملکہ زوربانہ جادو اور نارنج جادو زندہ تھین اگر انکو
کسی طرح حال ملکہ گلشن جادو سے آگاہی ہو جاتی تو وہ یقیناً ملکہ کو قتل کر ڈالتین یا آگ مین جلا دیتین
اور مجکو بھی مار ڈالتین چونکہ فی الحال اس کمترین نے یہ سنا کہ نارنج جادو کو حضور نے قتل کیا ہی اور طلسم
کو فتح کیا ہی یہ خبر فرحت اثر سنکے یہ خاکسار خدمت عالی مین واسطے اطلاع دینے حال کے حاضر ہوا ہی اب اگر حکم
ہو تو ملکہ کو یہ کمترین لے آئے جسوقت یہ مژدۂ جانفزا شاہزادۂ عمرو بن حمزہ نے سنا نہایت ہی خوش ہوئے
اور بدرجہ کمال مسرور ہوئے اور طوفان جادو سے ازحد شاد ہو کر فرمایا کہ تنے ایسی خبر فرحت سنائی
گویا تن بیجان مین میرے جان آئی بیت تو نے ایسی خبر سنائی ہی ✤ تن بیجان مین جان آئی ہی ✤ واقعی تمنے
خیر خواہی کی ہی یہ فرما کر شاہزادے نے اشارہ بیٹھنے کا کیا طوفان جادو مجرا کرکے موافق اپنے رتبہ
کے بزم عشرت مین بیٹھ گیا عمرو بن حمزہ نے حکم کیا کہ جلد طوفان جادو کو انعام کثیر دیا جاے
بمجرد حکم اسقدر زر کثیر طوفان جادو کو دیا گیا کہ طوفان جادو نہایت خوش ہوا جب یہ خبر
ملکہ زلزلہ جادو نے سنی ازحد خوش ہوئی اور طوفان جادو کے پاس آکر کہنے لگی کہ ای طوفان جادو تمنے
میری دختر کی جان بچائی مین ممنون احسان ہوئی طوفان جادو نے عرض کیا ای ملکہ آپ میری مالک اور
حاکم ہین مین تو ایک ادنے ملازم نارنج جادو کا ہون اب مین آپ کو اپنا ولی نعمت سمجھتا ہون مین آپ پر
کیا احسان کرونگا ملکہ زلزلہ جادو نے جواب دیا کہ ای طوفان جادو فی الحقیقت تمنے مجپر احسان عظیم کیا
یہ کہکر زلزلہ جادو خاموش ہوئی اُسوقت بحکم شاہزادہ ذیجاہ ایک نازنین مہ جبین بزم عشرت مین حاضر
ہوئی اور رقص کرنے لگی اور ساقیان سیمین ساق جام لیے تا اہل بزم کو دینے لگے سرداران ذیوقار

شراب پینے لگے شاہزادہ فرخ نے از راہ نوازش خسروانہ ایک ساحر سے بادشارہ فرمایا کہ جام شراب طوفان جادو کو بھی دے ساقی نے بموجب حکم ساغر طوفان جادو کو دیا اُسنے شاہزادے کو تسلیم کرکے جام لیا اور شراب پی اور ناچ دیکھنے لگا جب ناز نین خوب گا چکی اور سحر ہوئی عمرو بن حمزہ نے حکم دیا کل سردار ہمراہ طوفان جادو اور ملکہ زلزلہ جادو اور خواجہ عمرو اور فرخ بن عمرو مع کل لشکر کے ایک محافہ ہمراہ لیکر جائین اور ملکہ گلشن جادو کو بصد جلوس و تجمل لے آئین بموجب حکم سرداران ذی وقار فوج بیشمار لیکر مع خواجہ عمرو و فرخ ہمراہ طوفان جادو روانہ ہوئے جب سرداران ذی وقار مکان طوفان جادو پر پہونچے زلزلہ جادو اپنی دختر سے ملکر نہایت روئی پھر نہایت خوش و خرم ہوئی خواجہ عمرو اور فرخ نے کہا ای ملکہ اب محافہ مین سوار ہو گلشن جادو بموجب کہنے خواجہ کے محافہ مین بیٹھی کہاروں نے محافہ اُٹھایا جلوس آگے بڑھا سرداران لشکر بصد کر و فر نوبت اور نقارے بجواتے ہوئے بڑی شان و شوکت سے ملکہ گلشن جادو کو شاہزادے کے پاس لائے جب سواری ملکہ گلشن جادو کی قریب بارگاہ آئی عمرو بن حمزہ بوجہ کثرت اشتیاق دید دلدار کے بارگاہ سے بر آمد ہوئے اور سواری ملکہ گلشن جادو کی خود شاہزادے نے اُتروائی جب گلشن جادو محافہ سے اُترکے بارگاہ مین داخل ہوئی عمرو بن حمزہ نے جو روے زیباے ملکہ پر نظر کی عجب حسن خداداد نظر آیا **نظم**

ہر اک آنکھ تھی اسقدر سحر کار　　کہ شاگرد ہوں سامری سے ہزار
نظر آئی ابرو کی ایسی حسام　　کہ دل رستم و سام جسکے نیام
دریچہ اگر طور تھا نور کا　　جبین مین عیان نور تھا طور کا
مہ کامل اُس مہر کی تھی جبین　　مہ نو تھا ابرو شک اس مین نہین
حلب کے وہ آئینے تھے لاجواب　　کہ منہ دیکھتے انکے سب شیخ و شاب
فدا غبغب سرخ پر تھی سیبی　　تصدق تھا قامت پہ سرو سہی
پری زاد نے ساتھا سحر اور اُفسون فن　　کبھی تھین وہ نرگس کبھی تھین ہرن
جو دیکھے کوئی ابرو متصل　　ہمیشہ رکھے طاق نسیان پہ دل
سنی بھی نہین طور کی نردبان　　تھی بینی انھی نور کی نردبان
تر و تازہ رخسار جوبن بھرے　　کہ گل بھی نضارت تصدق کرے
رخ آئینہ سے صاف و چند تھا　　یہان طوطی آئینہ بند تھا

عمرو بن حمزہ تو ملکہ گلشن جادو کو دیکھکر بدرجہ کمال خوش ہوئے لیکن ملکہ گلشن جادو نے کثرت رنج و ملال کی وجہ سے شاہزادے سے کلام نہ کیا اُسوقت شاہزادے نے ملکہ سے پوچھا کہ ای گل حدیقۂ خوبی و ای سرو بستان محبوبی باعث تمہارے رنجیدہ ہونے کا کیا ہی کیون تم مجھسے خفا ہو کچھ سبب تو بیان کرو ملکہ گلشن جادو نے جواب دیا ای شہریار ذی وقار وجہ میرے ملول ہونے کی یہ ہی کہ مینے آپ کی الفت مین انواع و اقسام کے صدمے اُٹھائے تمام طلسم مین رسوا ہوئے زور بانہ جادو نے ہمکو انبار ہیزم پر بٹھا دیا اور اپنی دانست مین ہمین جلا دیا اگر طوفان جادو ہمین انبار ہیزم سے اُٹھا نہ لیجاتا تو ہم جلکر خاک ہو جاتے افسوس ہزار افسوس آپ نے کچھ بھی ہمارے جلنے کی خبر سنکے رنج و غم نہ کیا اور عیش و عشرت مین ہماری ہمشیرہ مہ جبین نارنجی پوش کے ساتھ مشغول رہے شب و روز خوب عیش و عشرت کیا کیسے کبھی ہمین بھولے سے بھی یاد نہ کیا اور ہماری جدائی مین دو آنسو بھی کبھی آنکھون سے نہ بہائے اب مجکو آپ سے امید نیکی کی باقی نہ رہی کوئی عورت دنیا مین سوائے مہ جبین کے آپ کو نہ ملی اور ملکہ لالہ خونخوار سے جو آپ نے الفت کی اُسکی چندان مجھے شکایت نہین ہی کیونکہ آپ ہی کی وجہ سے مین نے سنا ہی کہ اُسکا باپ سہیل جادو نارنج جادو کے ہاتھ سے مارا گیا اور تمام شہر سہیلیہ تباہ اور برباد ہوا یہ کہکے گلشن جادو اشک آنکھون مین بھر لائی اور بعد اشکباری کے ملکہ مہ جبین نارنجی پوش سے مخاطب ہوکر کہنے لگی اور اسطرح شکایت کرنے لگی کہ واہ واہ بوا مہ جبین خوب تمنے ہمارے

بعد عیش کیے اور لوٹت بوس و کنار سے لطف بے اندازہ اٹھایا اور مشورہ کیا کہ شاہزادے سے الفت کرکے روح گلشن
جادو کو مین نے خوش کیا اپنا تو مطلب نکالا مجھپر احسان کیا ای بہن مجکو تجسے یہ امید نہ تھی کہ تم اسی شاہزادۂ ذیجاد
سے الفت کروگی مجکو ناخوش اور اپنے دل کو خوش کروگی ملکہ مہ جبین نے جواب دیا ای بہن گلشن جادو اگر مین نے
شاہزادے سے الفت کی اور شاہزادے کے ساتھ نیکی کی تو کیا قباحت کی تمکو تو مجھسے ناراض ہونا مناسب نہین ہی
اگر مین شاہزادے کے ساتھ دشمنی کرتی تو کیا تم خوش ہوتین اور ای بہن گلشن جادو تم مجھے قسم ہے تو جو اسوقت
تک شاہزادے سے کوئی بات ہوئی ہو یہ کہکے پھر مہ جبین نے عذر بھی کیا اُسوقت خواجہ اور فرخ نے گلشن
جادو کو سمجھا کر مہ جبین نارنجی پوش سے گلے ملوا دیا پھر زلزلہ جادو نے اپنی دختر ملکہ گلشن جادو کو خوب سمجھا کر
عمرو بن حمزہ سے باہم صفائی کرادی اُسوقت عمرو بن حمزہ اور ہرایک کو نہایت خوشی ہوئی غرض اسی جشن مین
ایک روز عمرو بن حمزہ نے عقد شہرت جادو کا گلگونہ جادو سے کرادیا گلگونہ جادو بعد قتل ہونے نارنج جادو
کے مسلمان ہوئی تھی اور داخل ہوئی تھی بعد عقد ہونے شہرت جادو نے خواجہ عمرو نے شاہزادے سے کہا کہ اب
مین رخصت ہوتا ہون اور جانب تنگ رواحل جاتا ہون عمرو بن حمزہ نے کہا ای عمرو نامدار چند روز اور
توقف فرمایے مین بھی ہمراہ آپ کے خدمت والد ذی وقار ملکہ مہرنگار مین چلونگا خواجہ عمرو نے جواب
جواب دیا ای فرزند ارجمند مین ملکہ مہرنگار سے آٹھ روز کا وعدہ کرکے اسطرف آیا تھا یہان زمانہ زیادہ گذرا نہین
معلوم اتنی مدت مین ژوبین کے ہاتھ سے اہل قلعہ پر کیا صدمے گذرے لیقین ہی کہ بجنگ نابکار نے ژوبین کو
آمادہ جنگ کیا ہوگا اور اُسنے قلعۂ تنگ رواحل کو گھیرا ہوگا جلد میرا وہان جانا مناسب ہی اور تم ابھی یہان
توقف کروگے بعد اختتام جشن و دیگر امور ضروری سے فرصت کرکے تم قلعہ تنگ رواحل کی طرف آنا یہ کہکر اور
زر کثیر خزائن طلسم نارنج سے لیکر جانب قلعۂ تنگ رواحل روانہ ہوئے اور بعد چند روز کے داخل قلعۂ تنگ
رواحل ہوئے اور سرداروں سے ملکر ملکہ مہرنگار کے پاس گیے ملکہ نے شکایت کی عمرو نے تمام حال
بیان کرکے کہا اسی وجہ سے مجکو یہان آنے مین دیر ہوئی پھر ملکہ مہرنگار نے پوچھا کہ حمزہ صاحبقران کبتک
آئینگے خواجہ نے ایک رقعہ بزرجمہر کا نکال کے دیا اور کہا چھ مہینے مین آئینگے غرض اب احوال خواجہ تو آئندہ
لکھا جائیگا لیکن اب حال عمرو بن حمزہ کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب عمرو بن حمزہ ملکہ گلشن جادو اور ملکہ مہ جبین
نارنجی پوش اور ملکہ لالہ خونخوار سے عقد کرچکے اور تینون نازنینون کے وصل سے کامیاب ہوچکے اور فرخ
بھی راحت افزا اور دلربا اور سمن و یاسمن سے عقد و نکاح کرچکا اور سب سے ہمبستر ہوچکا اُسوقت عمرو
بن حمزہ نے سب مال و اسباب طلسم نارنج کا لیکر ملکہ گلشن جادو کو تمام طلسم نارنج کا مالک اور حاکم کیا اور
ملکہ مہ جبین نارنجی پوش کو ملکہ گلشن جادو کے سپرد کرکے فرمایا کہ تم دونون باہم با الفت و محبت بسر کرنا اور
ای مہ جبین اطاعت و فرمانبرداری گلشن جادو مین تم کسی طرح عذر نہ کرنا گلشن جادو تو اس طلسم کی بادشاہت
کرے اور تم وزارت کرنا ملکہ مہ جبین نے قبول کیا پھر شاہزادۂ ذیجاد نے ملکہ لالہ خونخوار سے مخاطب ہوکر
فرمایا کہ ای ملکہ اب تم یہان سے اپنے باپ کے شہر مین جاؤ اور وہان کی بادشاہت کرو انشاء اللہ مین بھی
تمہارے پاس آؤنگا یہ فرماکر تینون نازنینون کو باہم ملواکے ملکہ لالہ خونخوار کو بخدم و حشم شہر سہیلیہ
کی طرف روانہ کیا ملکہ لالہ خونخوار غم جدائی شاہزادۂ ذی وقار سے مع سمن و یاسمن اشکبار چلی اور
بعد قطع راہ شہر مین اپنے باپ کے پہونچی اور شل اپنے پدر کے شہر سہیلیہ کی حکومت کرنے لگی یہان

عمرو بن حمزہ بعد جانے ملکہ لالہ خونخوار کے ملکہ گلشن جادو اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش اور ملکہ زلزلہ جادو اور شہرت جادو اور گلگونہ جادو وغیرہ سے رخصت ہوئے اُسوقت جدائی شاہزادہ سے ہر ایک کا عجب حال تھا ہر ایک شخص اشکبار تھا خصوصاً ملکہ گلشن جادو اور ملکہ مہ جبین نارنجی پوش نہایت مغموم اور اشکبار تھیں عمرو بن حمزہ ہر ایک کو سمجھاتے تھے اور تسلی دیتے تھے اور کہتے تھے کہ انشاء اللہ پھر بھی یہان آونگا اور تمسے ملاقات کرونگا غرض سب سے رخصت ہوکر مع لہراسپ بلند کمان اور سہیل شیر شکار اور شہباز یکہ تاز مشرقی اور زرد تاش سیاہ دریونانی اور فرخ بن عمرو وغیرہ مع فوج غیر ساحر بصد شان وشوکت روانہ ہوئے اور بعد قطع راہ قریب شام ایک صحرائے سبزہ زار مین قریب کوہ مقیم ہوئے بارگاہ وخیام استادہ ہوئے لشکر ظفر اثر اُترا سرداران نامدار خیام مین استراحت پذیر ہوئے عمرو بن حمزہ بھی بارگاہ فلک فرسا مین داخل ہوئے فرخ واسطے سیر صحرائے سبزہ زار کے اور واسطے بالادوی کے فرودگاہ لشکر سے چلا جب سیر صحرا کی کرتا ہوا درہ کوہ تک پہونچا اُسوقت فرخ نے دیکھا کہ ایک ساحر مہیب وسن درہ کوہ مین بالائے فرش بیٹھا ہے اور شیشہ شراب اور جام مے اُسکے روبرو رکھا ہے اور قریب اُسکے ایک نازنین نوجوان رشک محبوبان جہان خورشید جمال مبتلائے غم وملال حبیس وحرکت بیٹھی ہے اور زبان مین اُسکی سوزن ہے ساحر مہیب صورت شراب پیتا ہے اور دست بستہ اُس نازنین سے کہتا ہے کہ اے معشوقہ لاجواب سن اب میرے حال پر رحم کر مجھکو اپنے وصل سے شاد کر یہ جان نثار مدت دراز سے تجھپر عاشق ہے جھوٹھا نہین ہے قول کا صادق ہے تیرے فراق مین مین نے نہایت مصائب اُٹھائے ہین قلب وجگر آتش عشق سے جلائے ہین مجھکو بڈھا خیال نہ کر مین نوجوانون سے بہتر ہون بخوبی قوی ہون گو کہ پیری سے صورت کمان خمیدہ قد ہون لیکن نیم مستانہ پر خوب لگا دون گا مجھکو ذلیل نہ جان مین سحر مین اپنے وقت کا رشک سامری ہون نام میرا میخوار سیہ پیشانی ہے تیرا عاشق طلسم جہان مین لاثانی ہے شکر کر کہ مین تجھپر عاشق ہوا اور تجھکو باغ سے اُٹھا لایا ہر چند ممکن ہے کہ بجبر تجھسے اپنا مدعائے دل حاصل کرلون لیکن یہ مجھے منظور نہین ہے تو بخوشی مجھے اجازت دے تاکہ مین مدعائے دل حاصل کرون یہ کہکے میخوار سیہ پیشانی قدم نازنین پر گرا فرخ بن عمرو نے دیکھا کہ نازنین کے چہرے پر آثار غیظ وغضب ظاہر ہوئے جب ساحر نے قدم نازنین پر سے سر اُٹھایا نازنین بعد عتاب بایما واشارہ اُس سے کہا کہ مجھکو تیرا کہنا منظور نہین ہے مجھکو رہا کردے ورنہ مین رنج وغم سے ہلاک ہوجاونگی فرخ نے یہ کیفیت دیکھکے خیال کیا کہ یہ دونون اِس درہ کوہ مین بیٹھے ہوئے اسطرح نظر آتے ہین جیسے کہ ایک برج مین زحل ومشتری ہون نحس وسعد ایک جگہ ہون یہ خیال کرکے فرخ وہان سے چلا اور خدمت عمرو بن حمزہ مین حاضر ہوکر عرض کرنے لگا کہ اے شاہزادۂ ذیجاہ اسوقت مین عجب کیفیت دیکھ آیا ہون اگر آپ کا دل چاہے تو آپ بھی چلیے اور جو کیفیت مین نے دیکھی ہے آپ بھی تشریف لیجا کر ملاحظہ کیجیے عمرو بن حمزہ نے پوچھا اے فرخ کیا کیفیت دیکھ آئے ہو کچھ بیان تو کرو فرخ نے عرض کیا آپ ہی چلیے خود ملاحظہ کرلیجیے ایسی کیفیت یقین ہے کہ آپ نے کبھی نہ دیکھی ہوگی عمرو بن حمزہ گفتگوے فرخ سُنکے مشتاق ہوئے اور فوراً بارگاہ سے نکل کے ہمراہ فرخ کے چلے جب قریب کوہ پہونچے فرخ نے ایک تنہ درخت کی آڑ مین کھڑے ہوکر شاہزادے سے عرض کیا کہ آپ بھی یہین تشریف لائیے اور درۂ کوہ مین جو کیفیت نظر آئے ملاحظہ کیجیے عمرو بن حمزہ نے جو موافق کہنے فرخ کے درۂ کوہ مین دیکھا ملاحظہ کیا کہ ایک ساحر ضعیف سیہ رو کے قریب ایک نازنین آفتاب جمال بیٹھی ہے اور ساحر دست بستہ اُس سے کہتا ہے کہ آج تو میری عرض

قبول کر مجھسے بہتر ہو عذر و انکار نہ کر برائے خداوند سامری و جمشید میری تمنائے دلی بر لا عمرو بن حمزہ اُس نازنین حور پیکر کو دیکھکر فرخ سے کہنے لگے کہ ای فرخ مین اس نازنین کو خوب دیکھا ہی جو تنہ درخت چنار سے نکلکر روبروے انورشاہ پسر منورشاہ باغ مین بیٹھی تھی اور بعد چل جانے باغ کے یہ نازنین غائب ہوگئی تھی اب معلوم ہوا کہ اُس نازنین کو یہ ساحر اٹھا لایا ہی یہ بیٹی سہیل جادو کی ہی اور بہن ملکہ لالہ خونخوار کی ہی نام اسکا خونخوار جادو ہی اسی نازنین پر انورشاہ عاشق ہوا تھا اور اسی نازنین اور انورشاہ کو سہیل جادو نے برہم ہوکر قید کیا تھا اور اسی نازنین کی رہائی کے واسطے سہیل جادو نے مجکو ایک تعویذ دیا تھا اور آہستہ آہستہ اسی کی رہائی کے بارے مین سہیل جادو نے مجھسے گفتگو کی تھی اب مین اُس ساحر نابکار کو تیغ آبدار سے قتل کرتا ہون اور اُس نازنین کو اسکی قید سے رہا کرتا ہون یہ فرماکر عمرو بن حمزہ نے قدم بڑھا فرخ نے عرض کیا آپ تشریف نہ لیجائیے مین جاتا ہون اور اُس ساحر کو قتل کرتا ہون اور ملکہ خونخوار جادو کو چھڑاتا ہون یہ کہکے فرخ نے جلد تر رنگ در وغن نکالکر اپنی صورت بشکل ایک فرشتۂ خداوند سامری کے بنائی اور عمرو بن حمزہ کو زیر درخت چھوڑکر جانب دریکوہ روانہ ہوا میخوار سیہ پیشانی بیٹھا ہوا تھا ناگاہ دیکھا اُسنے کہ ایک ساحر عجیب وغریب میری طرف چلا آتا ہی میخوار سیہ پیشانی شکل ساحر دیکھکے حیران ہوا جب فرخ قریب میخوار سیہ پیشانی پہونچا میخوار گھبراکر اٹھا اور لرزکر پوچھنے لگا آپ کون ہین یہان کیون آئے ہین اپنی کیفیت سے آگاہ کیجیے فرخ نے ہنسکر کہا کہ ای میخوار سیہ پیشانی تم مجھسے نڈر رہو مین ایک فرشتہ خداوند سامری ہون خداوند سامری کو تمھارے حال پر رحم آیا ہی اور مجکو بھیجا ہی کہ ہمارا بندۂ خاص چندروز سے عشق نازنین مین بیتاب و بیقرار ہی اور نازنین وصل پر راضی نہین ہوتی ہی لہذا یہ دو سیب خاص باغ بہشت کے دیے ہین اور مجھسے کہا ہی کہ اول ایک سیب ہمارے بندۂ برگزیدہ میخوار سیہ پیشانی کو کھلا دینا وہ نوخوان ہو جائیگا علاوہ نوجوان ہونے کے اُسکی عمر بھی بڑھ جائیگی تاریکی پیشانی سے دور ہو جائیگی مثل آفتاب ناصیہ اُسکی روشن ہو جائیگی نازنین دیکھتے ہی عاشق ہو جائیگی پھر دوسرا سیب خونخوار جادو کو کھلا دینا اُسکی حیات بڑھ جائیگی اور اس سیب کو کھاتے ہی ہزار دل و جان سے میخوار سیہ پیشانی پر مائل اور فریفتہ ہو جائیگی پس تم یہ سیب عطیۂ خداوند سامری کھاو فرخ نے یہ کہکے ایک سیب جیب سے نکال کر میخوار سیہ پیشانی کو دیا میخوار سیب لیکر اور تمام تقریر فرشتہ کی سُن کے نہایت خوش ہوکر کہنے لگا قربان ہون مین اپنے خداوند سامری پر کہ انھون نے میرے حال پر رحم کیا اور میرے دل کے احوال سے آگاہ ہوکر آپکو بھیجا یہ کہکے سیب کو چوم کر اور آنکھون پر رکھ کے بعد آداب کھا گیا نازنین یہ حال دیکھکے مغموم اور متردد ہوئی میخوار سیہ پیشانی نے فرشتۂ خداوند سامری کو اپنے پہلو مین بصد تعظیم و تکریم بٹھایا اور کہنے لگا کہ ابھی تک تو مین نوجوان نہین ہوا کیون ای فرشتۂ خداوند مین کب تک نوجوان و خوبصورت ہو جاؤنگا فرخ نے کہا بعد ایک لمحہ کے تاثیر سیب اور قدرت خداوند تیرظاہر ہو جائیگی فرخ یہ کہہ رہا تھا کہ میخوار سیہ پیشانی نے کہا اجی مجھے گرمی معلوم ہوتی ہی سینہ حرارت سے جلا جاتا ہی سر کو گردش ہی آنکھین بند ہوئی جاتی ہین فرخ نے یہ سنکر جواب دیا کہ اب تم جلد مر جاؤگے سیدھے جہنم مین جاؤگے مین فرشتۂ خداوند سامری تمھاری روح کو قبض کرونگا اسی واسطے یہان آیا ہون بغیر تمھین ہلاک کیے یہان سے نہ جاؤنگا میخوار سیہ پیشانی گفتگوے فرخ سنکے غضبناک ہوا اور برہم ہوکر اُٹھنے لگا اور سحر کرنے کا قصد کیا فرخ نے

بیضۂ بیہوشی تاک کر اسکی ناک پر مارا بیضہ اسکی بینی پر ٹوٹا اول تو سیب بیہوشی آمیز کھا چکا تھا اب جو بیضۂ بیہوشی بینی پر پڑا فورا بیہوش ہو کر زمین پر گرا فرخ نے جلد خونخوار جادو کی زبان سے سوزن نکالی اور خنجر آبدار سے مینخوار سیہ پیشانی کو ہلاک کیا جب مینخوار قتل ہوا درۂ کوہ تیرہ و تار ہو گیا آندھی سیاہ آئی ہواے تند چلی اور آواز آئی قتل کیا مجکو کہ نام میرا مینخوار سیہ پیشانی تھا بعد تھوڑی دیر کے وہ تاریکی دور ہوئی فرخ و خونخوار جادو دونوں درۂ کوہ سے نکلے خونخوار جادو نے پوچھا ای شخص تو کون ہے تو نے مجھپر بڑا احسان کیا کہ اس ساحر کو قتل کر کے مجھے رہا کیا فرخ نے اپنی شکل تبدیل کی اور صورت اصلی ہو کر خونخوار جادو سے کہا کہ نام میرا فرخ ہے میں عیار شاہزادہ عمرو بن حمزہ کا ہوں دیکھو شاہزادۂ ذیجاہ بھی وہ سامنے زیر درخت کھڑے ہیں اور لشکر شاہزادے کا اترا ہے میں نے بموجب حکم شاہزادۂ ذیوقار کے تمھیں رہا کیا اب تمکو لازم ہے کہ شاہزادہ ذیوقار کے پاس چلو اور شاہزادے سے ہمشو ہو کیونکہ تم سالی ہو تمھاری بہن ملکہ لالہ خونخوار مسلمان ہوئیں اور شاہزادے کے عقد میں آئیں تمھیں بھی مناسب ہے کہ دین اسلام اختیار کرو اور سامری پرستی ترک کرو خونخوار جادو گفتگوے فرخ سنکے خوش ہوئی اور ہمراہ فرخ کے عمرو بن حمزہ کے پاس گئی اور پوچھنے لگی کہ اے شاہزادۂ ذیوقار آپ اس صحراے سبزہ زار میں کسواسطے تشریف لائے ہیں اور اب ارادہ کہاں جانے کا ہے عمرو بن حمزہ نے تمام حال ابتدا سے انتہا تک بیان فرما کر کہا کہ اب میں سیر و شکار کرتا ہوا جابجا مقام کرتا ہوا جاؤنگا تمھیں لازم ہے کہ اپنی بہن کی طرح سامری اور جمشید پرستی سے اجتناب کرو اور دین اسلام کو اختیار کرو پھر عمرو بن حمزہ نے اسطرح حال وحدانیت و قدرت پروردگار عالم بیان کیا کہ خونخوار جادو اسی وقت کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوئی شاہزادۂ ذیجاہ خونخوار جادو کے مسلمان ہونے سے خوش ہوا اور اسے اپنے لشکر میں لایا پھر شاہزادے نے الوزشاہ پسر منورشاہ کو طلب فرما کر بآئین شائستہ الوزشاہ سے عقد خونخوار جادو کا کر دیا اور بعد ایک روز کے الوزشاہ اور خونخوار جادو کو مع منورشاہ کے رخصت کیا جب الوزشاہ اور منورشاہ مع خونخوار جادو کے چلے گئے عمرو بن حمزہ نے اس صحراے پربہار سے کوچ کیا اب ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ طلسم نارنج فتح ہو چکا عمرو بن حمزہ مع سرداران ذیوقار بصد شوکت و حشمت ٹھہرتے ہوئے اور سیر و شکار کرتے ہوئے ایک جانب روانہ ہوئے انشاء اللہ حال انکا مقام مناسب پر آئندہ لکھا جائیگا

داستان مقابلہ کرنا عفریت کا امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران سے بہ مشورہ ملعونہ اور شکست اٹھا کر بھاگنا شہپال بن شہرخ کا

ساقی نامہ

ذرا آ ادھر ساقی جنگجو	پلا آج مجکو مے مشکبو	یہ ہے قصد اے ساقی سیمبر	مے مشکبو پی کے میں جلد تر
بھراؤں کمیت قلم کی عنان	کروں کچھ بیان حال صاحبقران	دکھا دوں میں اپنی طبیعت کا رنگ	لکھوں نشہ میں جو ہوئی تھی جنگ
کرے رحم گر تو مرے حال پر	لکھوں حال شہپال کا سر بسر	بہ تکرار کہتا ہوں اے تجنبر	ہنر ہوں ہنر ہوں ہنر ہوں ہنر

نامداران میدان فصاحت و دلاوران عرصۂ بلاغت جوہر تیغ تیز زبان میدان بیان میں اسطرح دکھاتے ہیں کہ قبل اسکے پردۂ قاف کی داستانوں میں بیان تک لکھا گیا ہے کہ عفریت قریب گلستان ارم مع لشکر مقیم ہے کئی اثنا میں شہپال بن شہرخ اور حمزۂ صاحبقران سے الجھا ہے دیو خرپا نے ملکہ آسمان پری کو جزیرہ شبنم میں قید کیا ہے حمزۂ صاحبقران کو دیو سیاملک سیاہ کلاہ سیاہ دقیانے زندان سے رہا کیا ہے

اور شریک شہپال ہوا ہی شہپال نے دیو سیامک کو عہدۂ عفریت پر سرفراز کیا ہی لشکر شہپال کا مقابلہ عفریت مین اُترا ہوا ہی دیو سمندون ہزار دست نے بعد روانہ کرنے دیو سیامک سیاہ کلاہ کے برائے مدد عفریت بھی کسی کو نہین بھیجا ہی غرض برائے آگاہی ناظرین کے تو یہ پتہ مندرج کیا گیا لیکن اب احوال عفریت کا لکھا جاتا ہی کہ جب ایک زمانۂ دراز تک دونون لشکر مقابلہ مین اُترے رہے اور کوئی لڑائی نہ ہوئی ایک روز عفریت نے تنہائی مین اپنی مادر ملعونہ سے کہا کہ حمزۂ صاحبقران آدم زاد نے طرح طرح کے صدمے مجکو دیے ہین یعنی اول تو دیو راہدار کو اُسنے قتل کیا ہی اور پھر میرے لشکر کے سیکڑون دیوون کو ہلاک کیا ہی اور میری دختر مشتورہ کو مار ڈالا ہی مجکو میری دختر کے ماتم مین مبتلا کیا ہی اب کیا تدبیر کرون کہ یہ آدمزاد ہلاک ہو اور شہپال بن شہرخ قتل ہو اور ملک شہپال کا میرے قبضہ و تصرف مین آئے صدمہ و غم دل سے برطرف ہو جائے ملعونہ نے تقریر اپنے فرزند عفریت کی سنکے دیر تک فکر کی چونکہ ملعونہ کاہنہ ہی اسنے اپنے علم سے دریافت کرکے کہا کہ ای فرزند آگاہ ہو کہ اگر تو جنگ ہوائی آدمزاد سے لڑیگا تو فی الحال شہپال بن شہرخ پر فتحیاب ہوگا اور ملک اُسکا تیرے قبضہ مین آجائیگا عفریت گفتگو اپنی مادر کی سنکے خوش ہوا اور سامان جنگ بخوبی کرنے لگا جب وہ دن ہوا اور شب بھی گذر کے وہ وقت آیا کہ دیو فلک نے نیزۂ شعاع مہر ساکنان پردۂ قاف وغیرہ کو دکھایا ابیات کہ جب دیدار شب سے پھر گیا جی ✦ نظر نے صبح کی صحبت طلب کی اُٹھین آنکھین بشوق دید خورشید ✦ لگے ہونے نظارے سوے خورشید ✦ عفریت بیدار ہوکر اپنی بارگاہ مین تخت پر بیٹھا معزز دیوون نے آکر سلام کیا اور اپنے اپنے مقام اور جگہ پر بیٹھے جب دربار آراستہ ہوا اُسوقت عفریت نے ایک نامہ لکھواکر حمزۂ صاحبقران کو بدست دیو شب آہنگ روانہ کیا دیو شب آہنگ جب لشکر شہپال بن شہرخ کے قریب آیا دیوون نے خدمت شہپال مین جاکر عرض کیا کہ اسوقت دیو شب آہنگ عفریت کا نامہ لیکر آیا ہی شہپال نے حکم دیا کہ اگر شب آہنگ نامہ لیکر آیا ہی تو آنے دو دیوون نے بموجب حکم دیو شب آہنگ کو نہ روکا جب دیو شب آہنگ دربار نبیرۂ حضرت سلیمان مین گیا دیکھا اُسنے دربار آراستہ ہی تخت پر شہپال بن شہرخ بیٹھا ہی قریب تخت کرسی جواہر نگار پر حمزۂ صاحبقران جلوہ فرمائین ایک جانب دیو سیامک سیاہ کلاہ بیٹھا ہی علاوہ دیو سیامک سیاہ کلاہ کے صدہا دیو معزز و ممتاز بعضے اور بعضے قدر مراتب بیٹھے ہوئے ہین دیو شب آہنگ نے بعد دیکھنے کیفیت دربار کے بہ کراہت شہپال بن شہرخ کو سلام کیا اور نامہ عفریت کا حمزۂ صاحبقران کو دیا امیر با توقیر نے نامہ لیکر پڑھوایا مضمون اُس نامہ کا یہ تھا کہ ای آدمزاد تو کئی لڑائیان مجھسے لڑا اور کچھ مدعا دل حاصل نہوا اب مین چاہتا ہون کہ تو مجھسے جنگ ہوائی کر یعنی بالائے ہوا مجھسے مقابلہ کر مجھے یقین ہی کہ اگر تو شجاع اور بہادر ہی تو ضرور حسب دلخواہ میرے مجھسے لڑیگا اور اگر تو نامرد اور بزدل ہی تو انکار کریگا لیکن جو تجھے منظور ہو جلد جواب نامے سے آگاہی دے جب حمزۂ صاحبقران نے عبارت نامے کی سُنی اور مضمون نامہ سے بخوبی آگاہی ہوئی اُسوقت

حمزۂ صاحبقران نے چاہا تھا کہ پشت نامہ پر لکھیں کہ ہم حسب دلخواہ تیرے تجھسے لڑینگے ناگاہ شہپال نے پوچھا کہ کیا جواب نامہ لکھتے ہو حمزۂ صاحبقران نے کہا مین یہی لکھونگا کہ موافق تیری تمنا کے مین تجھسے لڑونگا شہپال اور عبدالرحمن جنی نے کہا کہ بالاے ہوا لڑنا اچھا نہین ہی ہمارے نزدیک بہتر یہ ہی کہ عذر کیجیے اور بالاے ہوا جنگ نہ کیجیے اس لڑائی کا انجام بد معلوم ہوتا ہی حمزۂ صاحبقران نے جواب دیا کہ مین تو موافق اسکی آرزو کے اُس سے ضرور لڑونگا عذر کرکے نامرد نہ بنونگا شہپال اور عبدالرحمن جنی یہ تقریر امیر با توقیر کی سنکے خاموش ہوئے حمزۂ صاحبقران نے پشت نامہ پر لکھدیا کہ ای عفریت تو جس طرح تجھسے لڑیگا مین تجھسے مقابلہ کرونگا یہ لکھکر نامہ دیو شب آہنگ کو دیدیا دیو سلام کرکے عفریت کے لشکر کی طرف روانہ ہوا جب دیو شب آہنگ رو برو ے عفریت پہونچا نامہ عفریت کو دیکے عرض کرنے لگا کہ شہپال اور عبدالرحمن جنی نے ہرچند آدمزاد کو سمجھایا لیکن آدمزاد نے نہ مانا اور بالاے ہوا لڑنا منظور کیا اور یہی پشت نامہ پر لکھ بھی دیا ہی عفریت نے پشت نامہ پر نظر کرکے جو دیکھا تو فی الواقع یہی لکھا تھا کہ ای عفریت جس طرح تو مجھسے لڑیگا اُسی طرح مین بھی تجھسے لڑونگا عفریت جواب نامہ حسب دلخواہ اپنے پاکر خوش ہوا اور دیو خریاسے کہنے لگا کہ اب ضرور اس آدمزاد کو مار ڈالونگا اور شہپال کو قتل کرونگا یہ کہکے عفریت نے طبل جنگ بجوایا جب صداے طبل جنگ بلند ہوئی دیو الکوان اور دیو برق آواز طبل جنگ سنکے خدمت شہپال بن شہرخ مین حاضر ہوئے اور اس طرح بعد دعاے ثناے بادشاہی کے عرض کرنے لگے ابیات ہمیشہ تا گذرد در لباس لیل و نہار * بکوتہی و درازی حیات عشرت و ناز * حیات خصم تو چون وعدۂ کرم کوتاہ * نشاط بزم تو چون از روے حرص دراز شہنشاہ بروۂ قاف کے دشمن جفائے فلک سے ہمیشہ برباد و تباہ رہین اور ظل اللہ مدام الطاف ایزدی سے صاحب تخت و کلاہ رہین اسوقت عفریت بد اندیش نے طبل جنگ بجوایا ہی ارادہ اُسکا ہی کہ کل وقت سحر شہنشاہ سے مقابلہ کرے اور آتش کینہ کا نون سینہ سے ظاہر کرلے باقی خیریت ہی جب دو نو دیو اپنی زبان مین حال بجنے طبل زری کا گذارش کرچکے سو دب دست بستہ کھڑے رہے شہپال نے خبر طبل جنگ بجنے کی سنکے فرمایا اور حکم دیا کہ ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارہ سلیمانی پر چوب پڑے بموجب حکم دیو الکوان نے بارگاہ سلیمانی سے باہر نکل کے قلابہ چینی اور کبابہ چینی وغیرہ پریزادون سے حکم شہنشاہ شہپال بن شہرخ بیان کیا قلابہ چینی وغیرہ نے نقارہ خانہ سلیمانی مین جاکر نقارۂ سلیمانی پر چوب لگا شہنا نوازون نے شہنا بجائی آواز نقارۂ سلیمانی ایسی بلند ہوئی کہ تا بفلک پہونچی شیر فلک ٹھٹھر گیا مریخ کانپنے لگا گوش ساکنان فلک کر ہوگئے کوہ تھرانے لگا و زمین کو گمان ہوا کہ قیامت آگئی خفتگان لحد خواب سے بیدار ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ شاید یہ صور اسرافیل کی صدا تھی غرض جب صداے نقارۂ رزمی بلند ہوئی جملہ دیوون کو خبر ہوئی کہ نقارہ سلیمانی پر چوب پڑی ہی کل جنگ ہوگی زمین دیوؤن کے خون سے لالہ رنگ ہوگی ہزارہا دیو قتل ہونگے سیکڑون دیو جانین کے زخمی ہونگے دیکھیے کون فتحیاب ہوتا ہی کسکو شکست ہوتی ہی یہ کہکر سامان جنگ کرنے لگے جب وہ دن گذرا اور شام ہوئی دونون

لشکرون مین بخوبی تیاری جنگ ہونے لگی اودھر شہپال بن شہرخ اُدھر عفریت نابکار اساماں کارزار کرنے لگا دیو دونون لشکرون کے نعرے مارنے لگے آلات حرب و ضرب کے درست کرنے لگے غرض چار پہر رات تیاری جنگ مین بسر ہوئی جب وہ وقت آیا کہ ابیات چنان تا سپیدہ وہان بردمید۔ شب تیرہ گون دامن اندر کشید ✽ چو پنہان شد آن چادر آبنوس ✽ بگوش آمد آواز و وربانگ خروس ✽ وقت صبح لشکر جانبین سے خیل خیل ذیل ذیل قشون قشون جانب میدان کارزار چلنے پر آمادہ ہوئے اُدھر سے عفریت نابکار مع لشکر کثیر دیوان خونخوار سمت میدان کارزار آیا اور میمنہ و میسرہ قلب و جناح لشکر کا درست کرکے انتظار شہپال اور حمزہ صاحبقران کا کرنے لگا ادھر بھی شہپال بن شہرخ تخت پر سوار ہوا اور میر بالو قیر حمزہ صاحبقران بھی مرکب پر سوار ہوئے ڈنکے پر چوب پڑی سواری شہپال کی مع حمزہ صاحبقران بجمعیت دیو و پریزاد جانب میدان مصاف روانہ ہوئی وہ وقت سحر نسیم کا چلنا ستارون کا پنہان ہونا طائران خوش الحان کا پردہ قاف مین نغمہ سرا ہونا آفتاب عالمتاب کا مشرق سے ظاہر ہونا ہوائے سرد کا دمبدم چلنا لایق دید تھا اور دیون کو نسیم سحر کا چلنا فرحت دیتا تھا اور اسطرح لشکر دیو و پریزاد روان تھا کہ دریا بھی روانی لشکر سے خجل تھا اور اسقدر جو غبار روانگی لشکر کے سبب سے بلند تھا کہ باوجودیکہ آفتاب طلوع ہو تھا لیکن کسی کو نظر نہ آتا تھا کثرت گرد غبار سے روز روشن مثل شب تیرہ و تاریک تھا گاو زمین بار کثرت سپاہ سے بیچین تھی ماہی زیر قدم گاو بیقرار تھی القرض شہپال بن شہرخ بجمعیت فوج کنارے دریائے ذخار کے میدان کارزار مین صف آرا ہوا اُسوقت بعد ہموار ہونے زمین میدان رزم کے نقیبون نے دونون لشکرون سے نکل کر اپنی زبان مین اسطرح مذمت دنیائے فانی مین یہ اشعار زبان پر جاری کیے اور پکارے اشعار ہان دلاکر نظر بدیدہ غور دیکھو دنیائے بے ثبات کا طور ✽ بھول مت دیکھ دیکھ آرائش ✽ نہین دنیا مقام آسائش ✽ کوئی بزم طرب کا بانی ہی ✽ کہین ماتم ہی نوحہ خوانی ہی ✽ کہین چھری ہی اور چالا ہی ✽ کہین افضال حق تعالی ہی اے بہادران یکتائے اکناف و اے دلاوران پردہ قاف دیکھو بنی آدم مین رستم و اسفندیار و سہراب و افراسیاب وغیرہ جو بڑے شجاع اور دلیر تھے آج زیر خاک پنہان ہین ہرچند وہ مر گئے لیکن بوجہ شجاعت کے آجتک نام اُنکے زبان خلائق پر جاری ہین ہر ایک شخص اُنکی شجاعت کی تعریف کرتا ہی اسی وجہ سے گویا وہ سب زندہ ہین پس تمکو بھی لازم ہی کہ آج ایسی کارزار کرو کہ تا قیامت یادگار رہے وہ تو بنی آدم ضعیف البنیان تھے تم سب دیو قوی ہیکل ہو ہنگام جنگ ثابت قدم رہو حریف کو ٹوک کے قتل کرو آج کا دن نام کرنے کا ہی ✽ جب ابیات نام رستم کا مٹا دو آج ہی وہ معرکہ ✽ کھاؤ پھل تلوار کا اور پھول سو نگھو ڈھال کا ✽ دیگر رستم رہا جہان مین نہ بہرام رہ گیا ✽ مردون کا آسمان کے تلے نام رہ گیا ✽ جب نقیبان خوش آواز درا ست گفتار ہر ایک دیو اور پریزاد کو ترغیب جنگ دے کر علیحدہ ہوئے اُسوقت جملہ دیوون اور پریزادون کے دلون پر ایک محویت سی ہوئی ہر ایک دیو دار شمشاد کو پکڑ کے جھومنے لگا اور ہر ایک پریزاد قبضہ اور پشت خنگ کو چومنے لگا اور یہ قصد کیا کہ صف لشکر دشمن پر گر کے اعدا کو ہلاک کرین لڑ بھڑ کے مر جائین پردۂ قاف مین نام کر جائین شجاعان جہان مین داخل

ہو جائین دیو ادھر تو یہ ارادہ کر رہے تھے کہ اُدھر سے عفریت بصد نخوت و غرور نکلا اور کنارے دریا کے ٹھہر کے پکارا کہ ای آدمزاد جلد بموجب اقرار مجھسے کارزار کر اور صف لشکر سے نکلکر بالاے ہوا مجھسے مقابلہ کر یہ کہکر عفریت بلند ہوا بالاے ہوا قائم ہوا حمزہ صاحبقران سب سے رخصت ہوکر ایک تخت پر کھڑے دیو یرقان وہ تخت اپنے دونون ہاتھون پر اُٹھا کر ساٹھ گز زمین سے بلند ہوا جب دیو یرقان تخت اٹھاکر مقابل عفریت کھڑا ہوا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے فرمایا ای عفریت اب مجھپر حربہ کر دار شمشاد یا تیغ و تیر لگا جب خدا تجکو تیری ضرب سے بچائیگا اسوقت مین بھی تجھپر تیغ و تیر لگاؤنگا عفریت نے گفتگوے امیر یا توقیر سنکے دوش سے کمان اور ترکش سے تیر لیا وہ کمان اسقدر سخت اور گرانبار تھی کہ کھینچتا تو اسکا نہایت ہی دشوار تھا رستم سے اکثر کبھی نہ سکتی اور تیر مانند ایک ستون فولادی کے تھا الحاصل عفریت نابکار نے اس خیال سے تیر دیو یرقان کے سینہ پر مارا کہ جب دیو یرقان مر کر زمین پر گریگا اُسوقت تخت بھی بالاے زمین گریگا اُسی وقت حمزۂ صاحبقران کو قتل کر ڈالونگا غرض جب تیر دیو یرقان کے سینہ پر لگا اور پشت کو توڑ کر نکل گیا یرقان نے آواز دی کہ ای حمزۂ صاحبقران اس خاکسار نے تو اپنی آپ کے قدم پر نثار کی یہ کہکے دیو یرقان زمین پر گرا تخت ہاتھ سے چھوٹکر جانب پستی گرنے لگا حمزۂ صاحبقران تخت سے جدا ہوکر سوے پستی گرنے لگے عفریت نے مع لشکر حمزۂ صاحبقران اور شہپال بن شہرخ پر حملہ کیا احوال امیر با توقیر کا تو آیندہ لکھا جائیگا لیکن اب حال عفریت اور شہپال کا تحریر کیا جاتا ہی کہ جب عفریت نے حملہ کیا شہپال نے جملہ دیوؤن اور پریزادون سے کہا کہ جلد حمزۂ صاحبقران کو بڑھ کے روک لو اور زمین پر نہ گرنے دو اور عفریت سے مقابلہ کرو بموجب حکم ادھر سے دیو اور پریزاد اُٹھے حمزۂ صاحبقران تک تو نہ پہونچے لیکن عفریت کی فوج سے لڑنے لگے دار شمشاد اور ارہ پشت نہنگ و دیگر آلات حرب و ضرب سے دیوان خونخوار کو قتل کرنے لگے لاشے دیوؤن کے زمین پر گرکے تڑپنے لگے سر و تن جدا ہونے لگے باہم دونون لشکرون مین جنگ آزمائی ہوئی ضرب دار شمشاد و ارہ پشت نہنگ و دیگر آلات حرب و ضرب سے دیو و پریزاد ہلاک ہونے لگے ہنگامہ گیر و دار بلند ہوا شور محشر آشکار ہوا زخمی درد زخمہاے کاری کے سبب سے کراہنے لگے اکثر زخمی کنارے دریا کے مانند ماہی بے آب تڑپنے لگے خون کشتگان سے ایک دریاے خون کنار دریا جاری ہوا دریاے خون موجزن ہوکر دریا مین لگیا خون دیوان قاف کا جو پانی مین ملگیا رنگ آب دریا کا گلگون ہوگیا لاشین جو دیوان نابکار شریر کا عفریت نابکار کی دریاے خون سے بہکر دریاے ذخار مین گئین دیکھنے والون کو ثابت ہوا کہ بڑے بڑے مگر اور گھڑیال اور سوسمار دریا مین بہے جاتے ہین اور جو پریزاد لشکر شہپال کے قتل ہوئے اور لاشے اُنکے دریا مین بہکر گئے دیکھنے والون پر ثابت و ظاہر ہوا کہ ستارۂ رخشان غرق دریاے فنا ہوکر آب دریا مین جلوہ گر ہین جسوقت دست دیوان نابکار سے پریزاد قتل ہوکر بلندی سے سوے پستی گرتے تھے دیکھنے والون کو ثابت ہوتا تھا کہ دن کو ستارے آسمان سے ٹوٹ کر بالاے زمین گر رہے ہین آثار قیامت نمودار ہین خون جانب آسمان سے بالاے بحر برس رہا ہی لاشین دیوؤن اور پریزادون کی مثل اولون کے برابر گر رہی ہین دیو اسطرح نعرے کرتے تھے

کڑ علد کی آواز اُنکی صداے خجل تھی حالانکہ ہوا یہ جنگ عجیب غریب دیکھکر الحفیظ والامان کہتے تھے اور ہٹ جاتے تھے اور لاشین جو دیوون اور پریزادون کی بالاے ہواسے زمین پر گرتی تھین قدم گاؤ زمین کثرت بارسے دمبدم تھرانے سے زمین کو زلزلہ تھا فلک پیر یہ جنگ دیکھکر حیران تھا باوجودیکہ آفتاب فلک چہارم پر تھا لیکن یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر خوب سے کانپتا تھا مریخ فلک یہ خونریزی دیکھکر ڈرتا تھا زمین پر کنارے دریا کشتون کے پشتے تھے ہزارہا لاشے دریا مین بہ گئے تھے سیکڑون لاشین دریا مین غرق ہو گئین تھین ماہیان دریا وجملہ ساکنان دریا دیوون اور پریزادون کا گوشت کھاتے کھاتے سیر ہو گئے تھے وہ شور گیرودار دیوون کا شور حشر صاف تھا میدان حشر گویا پردۂ قاف تھا قیامت کی جنگ ہو رہی تھی ابیات ہزارون تھے جو وان دو ستمگار + ہوئے شہبال سے سرگرم پیکار + بڑھا آخر کو ایسا جنگ کا ڈھنگ + کہ جس سے پانی پانی تھا دل سنگ + جب دیوان اور پریزادان لشکر شہبال نے بیشمار دیو لشکر عفریت کے قتل کیے لشکر عفریت کا پیچھے ہٹا اُسوقت عفریت نے اپنے لشکر کے دیوون سے مخاطب ہو کر اپنی زبان مین یہ کہا کہ اے بہادران پردۂ قاف قدم میدان جنگ سے نہ ہٹاو دلیرانہ لشکر شہبال پر حملہ کرو لڑائی فتح کرو خلعت و انعام مجھسے لو دیوون نے یہ سُنکے ایک مرتبہ سخت حملہ کیا اور دار شمشاد اور ارہ کلپشت نہنگ اور سنگ گران اٹھا اٹھا کر لشکر شہبال پر مارنے لگے اور تین جانب سے انکو گھیر لیا اُسوقت باہم دونون لشکر ایسے لڑے اور اسقدر کشت وخون ہوا کہ کبھی ایسی لڑائی زیر فلک نہوئی تھی اگر حال جنگ مفصل تحریر کیا جائے تو نہایت طول ہو گا مختصر یہ ہے کہ شام تک باہم خوب جنگ ہوئی ہزارون بلکہ لاکھون دیو اور پریزاد لشکر شہبال کے قتل ہوئے آخر باقی ماندہ لشکر شہبال تاب مقابلہ کی نہ لا کر بھاگا ہر چند شہبال نے اپنے لشکر کو سمجھایا کہ اے بہادران لشکر آخر ایک روز مرنا ہے آج ہی لڑ بھڑ کے اپنی اپنی جان دے دو اور قدم میدان جنگ سے نہ ہٹاو لیکن دیوون نے کہنا نہ مانا اور عرض کیا کہ آپ بھی توقف نہ کیجیے ہمارے ساتھ بھاگ چلیے پھر ہم عفریت سے لڑینگے اُسوقت یہی مناسب ہے کہ مقابلہ نہ کیجیے ورنہ قتل ہو جائیگا شہبال نے جواب دیا کہ مجھے اپنا قتل ہو جانا گوارا ہے مگر یہ منظور نہین ہے کہ مین عفریت کے سامنے سے بھاگ جاؤن یہ کہکے شہبال لشکر عفریت کی طرف چلا سب دیو اور پریزاد کپٹ گئے اور شہبال کو لیکر سراسیمہ وبدحواس ایک سمت بھاگے اور قلعہ بلورین مین آکر ٹھہرے شہپال نے بعد صدمۂ بے حد کے دیوون اور پریزادون سے پوچھا کہ تمکو کچھ حال صاحبقران سے بھی آگاہی ہے سب نے عرض کیا ہمکو مطلق اُنکے احوال سے اطلاع نہین ہے اتنا جانتے ہین کہ تخت پر سے گرے تھے پھر ہمکو نہین معلوم آخر کیا گذری ہم بوجہ حملہ کرنے عفریت کے حضرت صاحبقران کو بالاے ہوا روک نہ سکے یہ حال سنکے نہایت مغموم ہوا آخر بعد رنج بسیار کے حکم کیا کہ اس قلعہ کو آلات حرب وضرب سے جلدتر آراستہ کرو بموجب حکم عبد الرحمن جنی وغیرہ نے جلدتر قلعہ بلور کو بخوبی آلات حرب وضرب سے آراستہ کیا توپین چھوٹی بڑی چار طرف لگا دین گولے توپون مین گولہ اندازون نے دیدیے غرض اچھی طرح قلعہ بلور کو آلات حرب وضرب سے آراستہ کر کے شہبال قلعہ مین بیٹھا شہبال کو تو قلعہ مین رہنے دیجیے لیکن اب حال عفریت نابکار کا سنیے کہ جب دیو اور پریزاد شکست کھا کر شہبال کو لے کر میدان مصاف سے بھاگے عفریت نے نہایت خوش ہو کر گلستان ارم پر قبضہ کیا اور بارگاہ سلیمانی وجملہ خیام لشکر پر قابض ہوا اور چند دیوون کو طلب کر کے

کہا کہ جلد جاؤ اور شہپال کی خبر لاؤ دیو بموجب حکم عفریت روانہ ہوئے جب قریب قلعۂ بلور پہونچے معلوم ہوا کہ شہپال قلعہ بلور مین ہو دیو یہ حال دریافت کرکے خدمت عفریت مین گئے اور کہنے لگے کہ شہپال یہان سے بھاگ کر قلعۂ بلور مین گیا ہو اور قلعہ کو اُسنے الآت حرب وضرب سے بخوبی آراستہ کرایا ہو عفریت یہ حال سُن کے مسکرایا اور کہنے لگا کہ ہنگام سحر قلعۂ بلور پر حملہ کرکے ایک لمحہ مین قلعہ کو لیلونگا اب شہپال مجھسے کیا لڑ سکیگا یہ کہکر عفریت نے دیوون سے پوچھا کہ آدم زاد کہان گیا نے الحال شہپال کے پاس ہو یا مارا گیا دیوون نے کہا ہمکو آدم زاد کی کچھ آگاہی نہین ہو عفریت یہ سُنکے خاموش رہا اور شب گلستان ارم مین بعیش وراحت بسر کی جب وہ ہنگام آیا ابیات حجاب شب بنا دامن سحر کا + دگرگون ہوگیا عالم قمر کا + فروغ روشنی پیدا ہوا جب + مٹائی مہر نے نیرنگی شب + وقت سحر عفریت بدگہر مع لشکر کثیر گلستان ارم سے جانب قلعۂ بلور روانہ ہوا جب عفریت عنقریب قلعۂ بلور پہونچا حکم کیا کہ قلعہ کو گھیر کر جملہ اہل قلعہ کو قتل کرو دیوون نے قلعہ کو گھیر کر چار جانب سے حملہ کیا اُسوقت حکم شہپال سے گولندازون نے گولے مارنے شروع کیے ابیات

ہزارون رہکلے توپ ور شتر نال — لگے اس سمت سے چھٹنے کو فی الحال
ہوئے اہل جہان گنگ سب گوش — اُڑے وے برنگ طائران ہوش
کڑک کر بان کا چلنا وہ اُسدم — گھٹا مین جسطرح بجلی کا عالم
برسنا سیکڑون گولون کا ہر بار — دل عاشق پہ جون مژگان خونبار
نکلنا توپ سے گولے کا رخشان — گھٹا مین جسطرح مہر درخشان

صدائے جنگی کیا کہیے کہ یکسر — ہوا اک زلزلہ روے زمین پر
زمین سے آسمان تک کیا کہون ہا — دھوئین سے ہو گیا عالم دھوان دھار
وہ توپ سے تھا گولونکا نکلنا — دہان مار سے من کا اگلنا
دھوئین مین اسطرح اڑتا چمک — کہ جون بادل مین مار برق چمک
یہ گولا صبح نکلے تھا شتابی — شب یلدا مین جون تیر شہابی

ہر چند اہل قلعۂ بلور نے لاکھون گولے مارے اور ہزارون دیوون کو ہلاک کیا لیکن عفریت نے قلعہ بلور لیلیا شہپال و عبد الرحمن جنی مع دیو اور پریزاد بھاگے جسوقت بیابان ابیض مین پہونچے ارشوے جنی اور راشوے جنی کہ حاکم بیابان کے تھے اُنھون نے جو خبر سُنی کہ شہپال بن شاہرخ نبیرۂ حضرت سلیمان علیہ السلام ہماری عملداری مین تشریف لائے ہین فورا سات لاکھ پریزادون کے جمعیت سے بصد خدم وحشم برائے استقبال بیابان مین آئے اور شہپال کا استقبال کرکے اپنے مکان مین لے گئے اور بصد عزت وحرمت اپنے مکان مین مقیم کیا بعد دعوت وضیافت کے ارشوے جنی اور راشوے جنی نے شہپال سے پوچھا کہ آپ کا اسطرف تشریف لانا کیونکر ہوا شہپال نے احوال حمزۂ صاحبقران اور کیفیت جنگ عفریت مفصل بیان کی جب ارشوے جنی اور راشوے جنی کو معلوم ہوا کہ عفریت سے شکست کھا کر نبیرۂ حضرت سلیمان اسطرف آئے ہین اُسوقت دونون بھائیون نے عرض کیا کہ ہم تو مع لشکر واسطے جانثاری کے موجود ہین لیکن آپکو مناسب ہو کہ دیو ثقیلہ سے ملاقات کیجیے وہ نہایت ہی زبردست ہو اگر وہ آپ کا شریک ہوجائیگا تو عفریت کو گلستان ارم سے نکالدیگا اور بخوبی اُسکو سزا سرکشی کی دیگا شہپال نے فرمایا کہ مین اُس سے ضرور ملاقات کرونگا ارشوے جنی اور راشوے جنی شہپال کو اپنے ہمراہ لے کر بیابان انارستان کی طرف گئے دیو ثقیلہ خبر تشریف آوری نبیرۂ حضرت سلیمان سُنکے بیابان انارستان سے تین لاکھ دیوون کی جمعیت سے بہر استقبال چلا اثنائے راہ مین شہپال سے ملاقات ہوئی دیو ثقیلہ استقبال کرکے بصد تکریم وتعظیم شہپال وغیرہ کو اپنے گھر مین لیگیا اور بعد مہمانی کے پوچھنے لگا کہ آپ سب حضرات کے تشریف لانے کا کیا باعث ہو ارشوے جنی اور راشوے جنی نے تمام حال جنگ عفریت کا بیان کرکے کہا کہ اگر تم نبیرۂ حضرت سلیمان کی اعانت کرو تو عفریت یقیناً

مغلوب ہوکر گلستان ارم سے چلا جائیگا دیو ثقبلہ نے جواب دیا کہ مین بسر وچشم سر فروشی اور جانبازی کو موجود ہون یہ کہکے عرض کرنے لگا کہ یہان سے قریب دیو اکوان رہتا ہی اگر وہ بھی ہمراہ رکاب آپ کے چلے تو نہایت بہتر ہی کیونکہ دیو اکوان از حد قوی ہی آپ کو لازم ہو کہ آپ اُسکے مکان پر تشریف لیجلیے اور اُس سے ملاقات کیجیے شہپال بن شہرخ نے فرمایا ہمین دیو اکوان کے مکان پر لیچلو ہم اُس سے بھی ملاقات کرینگے دیو ثقبلہ نے یہ سُن کے مع تین لاکھ دیوون کے ہمراہی شہپال وغیرہ بیابان انارستان سے کوچ کیا جب شہپال مع ارشوے جنی وغیرہ قریب مکان دیو اکوان کے پہونچے ہرچند دیو اکوان کو شہپال کے آنے کی اطلاع ہوئی لیکن بہر استقبال نہ آیا جب شہپال وغیرہ دیو اکوان کے مکان پر پہونچے اُسوقت بھی دیو اکوان نے تعظیم و تکریم نہ کی جسطرح بیٹھا تھا اُسی طرح بیٹھا رہا بلکہ جب شہپال و دیو ثقبلہ و ارشوے جنی اور راشوے جنی قریب دیو اکوان کے پہنچے دیو اکوان نے برہم ہوکر شہپال کی طرف سے منھ اپنا پھیر لیا دیو ثقبلہ نے کہا ای اکوان یہ کیا تعجب ہی کہ نبیرۂ جناب حضرت سلیمان تمھاری ملاقات کے واسطے تشریف لائین اور تم استقبال نہ کرو اور واسطے تعظیم کے نہ اُٹھو بلکہ رنجیدہ ہوکر منھ پھیر لو دیو اکوان نے جواب دیا ای ثقبلہ آگاہ ہو شہپال نے میرے فرزند سیامک کو عفریت کے ہاتھ سے قتل کروا ڈالا ہی مین نے فی الحال یہی سُنا ہی بس مین نے اپنے فرزند کے دشمن جان کی اسی وجہ سے تعظیم نہین کی افسوس میرا فرزند عفریت سے ناراض ہوکر آپ کے پاس گیا تھا انھین مناسب نہ تھا کہ میرے پسر کو عفریت کے ہاتھ سے قتل کروا ڈالین شہپال بن شہرخ نے گفتگو اکوان کی سُنکے جواب دیا کہ ای اکوان کیون ملول و اشکبار ہی تیرا فرزند دلبند بہ عنایت پروردگار زندہ ہی یہ کہکے شہپال نے سیامک کو طلب کیا جب سیامک سیاہ کلاہ روبرو اپنے پدر کے آیا اکوان سیامک کو دیکھکر نہایت خوش ہوا اور پسر کو سینے سے لگا کر دست بستہ شہپال سے عرض کرنے لگا کہ میری خطا کو معاف فرمایئے گا مین نے بھی خبر بد سُنکے اور آپ سے ناراض ہوکے آپ کا استقبال نہین کیا تھا یہ کہکے دیو اکوان نے شہپال کی بڑے تزک و تکلف سے دعوت و مہمانی کی بعد دعوت اور ضیافت کے دیو اکوان نے عرض کیا کہ اب آپ برائے مقابلۂ عفریت تشریف لیچلین مین بھی دو لاکھ دیوون کی جمعیت سے ہمراہ رکاب چلتا ہون یہ کہکر دیو اکوان نے حکم کیا جلد فوج آراستہ ہو بموجب حکم دو لاکھ فوج الآت حرب و ضرب لے کر مستعد چلنے پر ہوئی دیو اکوان اپنے مکان سے ہمراہی شہپال و دیو ثقبلہ و ارشوے جنی و راشوے جنی و دیو سیامک سیاہ کلاہ وغیرہ جانب قلعۂ بلور چلا جملہ جمعیت دیو اور پریزاد کی پندرہ لاکھ کی تھی کیونکہ سات لاکھ پریزاد ارشوے جنی اور راشوے جنی کے ہمراہ تھے اور تین لاکھ دیو ثقبلہ کے ساتھ تھے اور دو لاکھ دیو اکوان کے ہمراہ رکاب تھے اور تین لاکھ دیو اور پریزاد شہپال بن شہرخ کی فوج کے باقی تھے اُن مین صدہا مجروح بھی تھے غرض شہپال بن شہرخ وغیرہ فوج مذکور لے کر قلعۂ بلور کیجانب روانہ ہوئے

داستان جشن کرنا عفریت کا قلعۂ بلور مین اور یکایک آنا شہپال بن شہرخ کا اور بعد جنگ عظیم بھاگنا قلعہ سے عفریت کا اور رہا ہونا ملکہ آسمان پری کا قید سے اور گرفتار ہونا ارشوے جنی اور راشوے جنی کا مع حال دیگر

محرران نادر رقم اس داستان کو یون لکھتے ہین کہ جب شہپال قلعہ بلور سے بھاگے عفریت خوش ہوکر داخل قلعہ ہوا اور حکم کیا کہ از سر نو قلعہ الات حرب ضرب سے آراستہ کیا جاے کیونکہ ابھی شہپال لعین پھر آکر لڑیگا بموجب حکم قلعہ آراستہ ہوا عفریت نے فتحیابی سے خوش ہوکر جشن کیا نازنینان پریزاد بزم عشرت مین ناچنے اور گانے لگین عفریت رقص نازنینان پریزاد کا دیکھنے لگا ناگاہ عفریت کو آسمان پری کا خیال آیا فوراً دیو خربا کو طلب کرکے کہا کہ جلد جا اور آسمان پری کو جزیرۂ شبنم سے میرے پاس لے آ دیو خربا بموجب حکم روانہ ہوا ہی لیکن اب حال ملکہ آسمان پری کا لکھا جاتا ہی کہ جب سے دیو خربا نے ملکہ کو قید کیا تھا ملکہ اپنے حال زار پر شب و روز روتی تھی کبھی خیال امیر کا کرکے زندان مین رویا کرتی تھی اور واسطے رہائی کے درگاہ خدا مین یون دعا کرتی تھی کہ پروردگارا اس زندان تیرہ و تاریک سے رہا کر اندھیرا اس زندان کا قبر کا فرسے بھی زیادہ ہی فی الحقیقت وہ قید خانہ ایسا تاریک تھا نظم

وہ زندان یا دہان اژدہا تھا	کہ ہنگام مصیبت دکھ رہا تھا	عجب تاریک تیرہ وہ محل تھا	سویداے دل لفظ اجل تھا
نظر آتی نہ ظلمت سے کہین راہ	ٹپکتی سر در و دیوار سے آہ	ہواے گرم صرف سینہ تابی	ازل سے مہمان خانہ خرابی
نہ کوئی ہمنفس غمخوار دل	نہ ہمصحبت کوئی غیر وقت مشکل	نہ کوئی رازدان خرد بد نہان	نہ کوئی غمگسار دل نگہبان
دفا کرتا تھا ہمدم گرم جوشی	کبھی نالہ کبھی شور خموشی	قلق ہوتا جو تنہائی سے جی کو	لگا لیتی گلے سے بیکسی کو

ملکہ آسمان پری زمین پر بیٹھی ہوئی رو رو کر دعا کر رہی تھی کہ دیو خربا آیا اور کہنے لگا اے ملکہ چلو تمھین عفریت نے بلایا ہی یہ کہکے دیو خربا ملکہ آسمان پری کو قید خانہ سے نکالنے لگا یہان دیو خربا ملکہ آسمان پری کو زندان سے نکالتا ہی اسے یہین چھوڑیے اب شہپال بن شہرخ کا حال سنیے کہ شہپال بن شہرخ جو مع دیو ثقیلہ وغیرہ فوج کثیر لیکر چلے تھے اسوقت قلعۂ بلور پر پہونچے کہ عفریت نابکار بزم عشرت مین بیٹھا ہوا ناچ دیکھ رہا تھا شہپال کو بفوج کثیر آتے ہوے دیکھکر گھبرا گیا اور جلد بزم عشرت سے اٹھکر اپنے لشکر کے دیوون سے کہا شہپال فوج کثیر لیکر آیا ہی جلد آمادۂ جنگ ہو جاؤ اور اسقدر گولے اور سنگ گران لشکر شہپال پر مارو کہ سب دیو اور پریزاد ہلاک ہو جائین یہ کہکے عفریت نے بھی دار شمشاد اٹھائی دیوون نے گولے اور پتھر قلعۂ بلور سے فوج شہپال پر مارنا شروع کیے دیو اکوان وغیرہ و شہپال نے مع جملہ فوج قلعۂ بلور پر حملہ کیا لوگون اور پتھرون سے پریزاد اور دیو ہلاک ہونے لگے آخر شہپال و اکوان و ثقیلہ وغیرہ داخل قلعہ ہوے دیوون نے گولے مارنا موقوف کیے اور دار شمشاد اور آرۂ لپٹ نہنگ اٹھا اٹھا کر لڑنے لگے صدہا دیوون کو ہلاک کرنے لگے اور خود بھی دست دیوان لشکر شہپال سے ہلاک ہونے لگے قلعہ مین لاش پر لاش کرنے لگی جوے خون کشتگان جاری ہوئی قلعہ لاشون سے مملو ہو گیا اسی گرمی کارزار مین عفریت لڑتا ہوا سامنے دیو ثقیلہ کے آیا اور دار شمشاد اٹھا کر کہنے لگا کہ او ثقیلہ ہوشیار ہو جا یہ نعرہ کرکے عفریت نے دار شمشاد سر دیو ثقیلہ پر لگائی دیو ثقیلہ نے ضرب دار شمشاد سے بچ کر آرۂ لپٹ نہنگ عفریت پر مارا عفریت پیچھے ہٹا آرۂ لپٹ نہنگ عفریت پر نہ پڑا پھر دیو ثقیلہ دار شمشاد اٹھا کر لی اور عفریت پر لگانے لگا عفریت ضرب دار شمشاد سے بچنے لگا اور پیچھے ہٹنے لگا آخر تاب مقابلہ نہ لاکر مع اپنی فوج کے قلعۂ بلور سے نکل کے جانب گلستان ارم بھاگا دیو ثقیلہ و دیو اکوان و ارشوری جنی اور راشوے جنی نے ہرچند تعاقب کیا لیکن عفریت ہاتھ نہ آیا آخر بدرجہ مجبوری دیو ثقیلہ اور دیو اکوان وغیرہ پھرے اور سمت قلعۂ بلور روانہ ہوے عفریت نابکار قلعہ بلور سے بھاگ کر گلستان ارم مین پہونچا اور بارگاہ و خیام استادہ کراکے فروکش ہوا اسوقت عفریت نے دیو سنگ پا کو طلب کرکے کہا کہ جلد جزیرۂ شبنم مین جاکر دیو خربا سے کہدے کہ اب ملکہ آسمان پری کو قلعۂ بلور

میں نہ لانا حال قلعہ کے چھوٹ جانے کا اُسے کہہ دینا پھر سپاہی دیو خرپا ملکہ آسمان پری کو یہان لے آنا خبردار دیر نہ کرنا دیو سنگ پا
فوراً سمت جزیرۂ شنبم روانہ ہوا جب جزیرہ شنبم میں پہونچا دیکھا کہ دیو خرپا ملکہ آسمان پری کو زندان سے نکال کر ایک
تخت پر بٹھا چکا ہے ارادہ چلنے کا کرتا ہے اُسوقت دیو سنگ پا قریب دیو خرپا کے گیا اور تمام حال قلعۂ بلور کے چھوٹ جانے کا
بیان کرکے حکم عفریت سے آگاہ کیا دیو خرپا ملکہ آسمان پری کو لیکر مع دیو سنگ پا جانب گلستان ارم چلا
اثنائے راہ میں دیو ثقیلہ و دیو اکوان وراشوسے جنی وارشوسے جنی وغیرہ نے دیکھا کہ دیو خرپا ملکہ آسمان پری
کو لیے جاتا ہے سب نے دیو خرپا کو روک کر پوچھا ملکہ کو کہاں لیے جاتا ہے دیو خرپا نے جواب دیا میں اپنے مالک و حاکم
کے پاس لیے جاتا ہوں ثقیلہ وغیرہ نے کہا ہم تو ہرگز نہ لیجانے دینگے دیو خرپا یہ سُنکے برہم ہونے لگا کلمات سخت
کہنے لگا دیو ثقیلہ نے غضبناک ہوکر دار شمشاد سے اُسے ہلاک کیا دیو سنگ پا یہ حال دیکھکر بھاگا ثقیلہ وغیرہ
نے ملکہ آسمان پری سے کہا تم پریشان خاطر نہو ہم تمھیں تمھارے والد کے پاس پہونچا دینگے دیو اکوان و دیو
ثقیلہ وغیرہ ملکہ آسمان پری کو دیکھکر خوش ہوے سینے سے لگایا پھر راشوسے جنی وارشوسے جنی وغیرہ
نے پوچھا میری دختر تمھیں کیونکر ملی یہ ایک مدت سے مفقود الخبر تھی سب نے تمام حال دیو خرپا کا بیان کیا ادھر
تو شہپال کل حال سُنکے نہایت خوش ہوا اُدھر دیو سنگ پا نے عفریت سے جاکر کہا کہ دیو ثقیلہ اثنائے راہ میں
دیو خرپا کو ہلاک کرکے ملکہ آسمان پری کو لیگیا میں بھاگ کر واسطے خبر دینے کے آیا ہوں عفریت دیو خرپا
کے قتل ہونے سے اور ملکہ آسمان پری کے چھین جانے سے ملول ہوا اور فوراً واسطے قتل کرنے دیو ثقیلہ
وغیرہ کے جملہ دیوؤں کو اپنے ہمراہ لے کر بقصد غضب روانہ ہوا جب عفریت نے تھوڑی راہ طے کی
دیکھا کہ شہپال و اکوان و ثقیلہ وراشوسے جنی وغیرہ مع لشکر کثیر کھڑے ہیں تخت پر
ملکہ آسمان پری سوار ہے چند دیو جانب قلعۂ بلور تخت کو لیے جاتے ہیں عفریت نابکار یہ حال دیکھ کے
برہم ہوا اور اپنے لشکر کے دیوؤں سے کہنے لگا کہ ملکہ آسمان پری کو تم جاکر لے آؤ میں ثقیلہ وغیرہ
کو قتل کرتا ہوں دیو بموجب حکم بڑھے دیو اکوان وغیرہ نے روکا لڑائی ہونے لگی عفریت نے برہم ہوکر
یکبارگی حملہ کیا اِدھر سے شہپال وغیرہ بڑھے دونوں لشکر مل گئے جنگ مغلوبہ ہونے لگی جانبین کے دیو قتل
ہونے لگے دار شمشاد اور آرۂ پشت نہنگ و دیگر آلات حرب و ضرب سے سیکڑوں دیو ہزاروں پریزاد
قتل ہوے ہزاروں زخمی ہوے میدان جنگ خون سے لالہ رنگ ہوگیا کشتوں کے ڈھیر لاشوں کے انبار
جابجا میدان مصاف میں ہوگئے اثنائے جنگ میں عفریت نابکار نے راشوسے جنی وارشوسے جنی کو گرفتار
کرکے اپنے لشکر کے نامی دیوؤں کے حوالہ کیا دیو ثقیلہ و دیو اکوان یہ دیکھکر از حد غضبناک ہوے
پھر دونوں آرۂ پشت نہنگ اور دار شمشاد لے کر عفریت پر حملہ ور ہوے اُسوقت عفریت نے
خیال کیا کہ اگر راہ فرار اختیار نہ کرونگا تو ضرور اسی وقت قتل ہو جاونگا یہ خیال کرکے عفریت
مع اپنے لشکر کے سراسیمہ و بدحواس میدان مصاف سے بھاگا اُسوقت دیو اکوان و دیو ثقیلہ و سیامک
سیاہ کلاہ وغیرہ نے ہزاروں دیو لشکر عفریت کے قتل کیے عفریت نابکار مع باقیماندہ دیوؤں کے
بھاگ کر اُس جگہ پہونچا جہاں اول اپنے مقام مسکن سے آکر مقیم ہوا تھا شہپال بن شاہرخ نے عفریت
کو شکست دے کر تمام گلستان ارم پر اپنا قبضہ کیا بارگاہ سلیمانی و خیام وغیرہ پھر اپنے قبضہ میں
کیے لشکر گلستان ارم میں اُترا شہپال نے قلعہ بلور سے ملکہ آسمان پری کو طلب کرکے اپنے مکان میں

داخل کیا اور خوش کیا اور خوش ہوکر خداوند عالم کا شکر کیا شہپال ولو گلستان ارم مین مقیم ہو لیکن اب حال عفریتہ کا لکھا جاتا ہی کہ جب عفریتہ نابکار بھاگ کر بیرون گلستان ارم پہونچا نہایت ہی مغموم و ملول ہوکر اچھی جگہ قیام پذیر ہوا اور چند دیوؤن کو بلاکر کہنے لگا کہ راشوسے وارشوسے جنی کو ہوشیاری تمام دیو سمندون ہزار دست کے پاس لیجاؤ بعد تمام احوال جنگ بیان کرنا میری جانب سے کہنا ان دونون کو زندان مین قید کیجیے دیو بموجب حکم عفریتہ راشوسے جنی وارشوسے جنی کو بخوبی گرفتار کرکے جانب سمندون ہزار دست روانہ ہوئے

داستان گرنا حمزۂ صاحبقران کا دریاے ذخار مین اور نکلنا دریاسے پھر پانا عقرب سلیمانی کا مع دیگر حالات

سشناوران بحر ذخار سخندانی وغواصان دریاے مواج معانی اس دریکتاے داستان کو صدف سینہ سے نکالکر ناظرین جواہر بین کو یون آبداری گوہر سخن دکھاتے ہین کہ جب ہنگام مقابلہ امیر بانو قبر تخت سے جدا ہوکر بحر ذخار مین گرکے شناوری کرنے لگے یہانتک کہ بیربٹے ہوے اور پانی مین بہتے ہوے دوسرے روز وقت شام کنارہ دریا پر پہونچے پانی سے نکل گئے خشکی مین گئے شکر زبان پر لائے اسوقت حمزۂ صاحبقران نے چہار طرف دیکھا سواے آب دریا اور صحراے وحشت افزا کے اور کچھ نظر نہ آیا چونکہ امیر بانو قبر گرسنہ تھے اور کنارۂ دریا ایک شجر پر ثمر تھا حمزۂ صاحبقران نے اُسی درخت کے ثمر کھاے اور پانی پیا جب بخوشی سیر وسیراب ہوچکے اسوقت حمزہ صاحبقران نے خیال کیا کہ اس دریاے ذخار اور صحراے ناپیدا کنار کو طی کرکے بحر افضال سرور دگار شہپال بن شہرخ تک کیونکر پہونچونگا یقین ہی کہ یہین ایک نہ ایک روز ہلاک ہوجاؤنگا کوئی غسل وکفن بھی نہ دیگا میری میت کو فیر بھی میسر نہوگی ملکہ آسمان پری و ملکہ مہر نگار اور سرداران نامدار سے اب ملاقات نہوگی غنچہ آرزو اپنا نہ کھلیگا لاکھ جستجو کرینگے گوہر مدعا نہ ملے گا یہ خیال کرکے اشکبار ہوئے وہ شب تاریک صحرا کا سناٹا اب دریا کا شور باعث اضطراب قلب و جگر تھا سواے تنہائی کوئی مونس ویار نہ تھا صحراے ہولناک سے دمبدم صداے شیر آتی تھی تاریکی شب سے روح جسم مین گھبراتی تھی غرض حمزۂ صاحبقران تا دیر مضطر وگریان زیر شجر بیٹھے رہے اور طرح طرح کے خیالات کیا کیے آخر ہواے سرد سے ایسی دل کو فرحت اور روح کو راحت حاصل ہوئی کہ خواب آگیا امیر بانو قبر زیر درخت سورہے اُسی عالم خواب مین امیر نے دیکھا کہ خواجہ عمرو بالین سر کھڑے ہین اور کہتے ہین کہ ای امیر بانو قبر کیون مضطر و دلگیر ہو جو ہین کیون وہ تدبیر کیجیے انشاء اللہ بہ صحت و عافیت اُس جگہ سے منزل مقصود تک پہونچ جاے گا یا امیر تدبیر اس دریاسے گذرنے کی یہ ہی کہ اسی درخت کی شاخین تلوار سے قلم کیجیے اور اسی درخت کے چھال کی رسی بناکر شاخہاے درخت کا بیڑا بنالے جب بیڑا تیار ہوجاے دریا مین ڈالدیجیے اور بیڑے پر سوار ہو چلیے انشاء اللہ اس دریاسے گذر کے کہین آبادی مین پہونچ جاے گا یہ کہکے خواجہ عمرو نظر سے غائب ہوگئے حمزۂ صاحبقران بیدار ہوئے سرہانے خواجہ عمرو کو دیکھنے لگے جب کچھ نہ پایا ہوشیار ہوے خیال کیا کہ خواجہ عمرو کو مجھسے بدرجۂ کمال الفت و محبت تھی اسوقت جو مجکو صدمہ و تردد و ملال تھا خواجہ نے خواب مین آکر مجھے تسلی دی اور تدبیر معقول بتائی ای حمزہ فی الواقع خواجہ عمرو کا بھی مثل و نظیر نہین ہی قیامت کا عیار ہی یکتاے روزگار ہی

سرایا عقل ہو ایسی تدبیر خواب مین اگر بتائی ہو کہ مجھے اِس تدبیر کرنے کا خیال ہی نہ تھا اسی طرح تا دیر امیر بالوقیر اپنے دل سے گفتگو کیا کیے جب بہ قدرت خالق لیل ونہار دود شب تار بسر ہوئی جانب مشرق سے نمایان روشنی سحر ہوئی ستارے دریائے فلک مین ڈوب ڈوب کر پنہان ہونے لگے آثار ظہور آفتاب چرخ پر عیان ہونے لگے امیر بالوقیر نے اٹھکر کنارے دریا کے وضو کیا پھر نماز سحر بصد خضوع وخشوع پڑھکر وظیفہ پڑھا بعد وظیفہ پڑھنے کے تیغ آبدار سے بڑی بڑی شاخین اُس شجر کی قلم کین اور اُسی درخت کے پوست کی رسّی بنا کر بیڑا درست کیا پھر بہت سے ثمر اُس شجر سے توڑکر کچھ کھائے اور کچھ بیڑے پر رکھ لیے اور بیڑے کو دریا مین ڈال کر اُسی بیڑے پر بیٹھے بیڑا دریا مین بہتا ہوا چلا جب قریب دوپہر ایک کنارۂ دریا پہ بیڑا ٹھہرا امیر بالوقیر بیڑے سے اُتر کے ساحل پر آئے اور رسّی بیڑے کی ایک درخت سے باندھ دی پھر امیر بالوقیر سیر کرتے ہوئے آگے بڑھے بعد تھوڑی راہ طے کرنے کے ایک کوہ پر نور بصورت طور نظر آیا جب حمزۂ صاحبقران اُس کوہ نور فشان کے قریب پہونچے دیکھا کہ ایک مرد پیر روشن ضمیر بالائے کوہ سجادے پر بیٹھا ہو صورت اُسکی یہ ہو کہ ہمہ تن پوست واستخوان ہو رنگ چہرے کا خوف خدا سے زرد ہو سر پر عمامہ ہو بر مین قبا ہو پیشانی پر نور نشان سجدہ مثل ستارۂ سحری کے جلوہ گر ہو ہاتھ مین تسبیح خاک پاک کی ہو لب پر ذکر خدا ہو پشت صورت کمان خمیدہ ہو کبھی دست دعا بدرگاہ قاضی الحاجات بلند کرکے کچھ دعا مانگتا ہو کبھی سجدہ کرتا ہو کبھی روتا ہو اور بہ آواز بلند سوے فلک دیکھکے یہ کہتا ہو شعر گرچہ عصیان سے ہون مین قابل دار + بخش میرے گناہ ای غفار + حمزۂ صاحبقران نے اُس مرد پیر کو دیکھکر خیال کیا کہ یہ کوئی عابد شب زندہ دار ہو بندۂ برگزیدۂ پروردگار ہو امیر یہ خیال کر رہے تھے کہ اُس مرد پیر نے امیر بالوقیر کو دیکھکر بہ آواز بلند پکار کے کہا السلام علیک یا حمزۂ صاحبقران ثانی سلیمان آپ میرے پاس تشریف لاے مین تو آپ کا منتظر تھا حمزۂ صاحبقران جواب سلام دے کر بالاے کوہ تشریف لے گئے مرد پیر سجادے سے براے تعظیم اُٹھا امیر بالوقیر نے پوچھا یہ کون مقام ہو آپ کا کیا نام ہو بیشک آپ خاصان خدا سے ہین میرے نام سے واقف ہوگئے مرد پیر نے جواب دیا مین ایک عبد ذلیل رب جلیل ہون یہ مقام پردۂ قاف سے متعلق ہو اور یہ مقام عبادت جناب سلیمان علیہ السلام کا ہو اُن جناب نے وقت آخر مجھسے ارشاد فرمایا تھا کہ بعد میرے حمزۂ صاحبقران ایک زمانے مین یہان تشریف لائینگے لقب اُنکا ثانی سلیمان ہوگا اُنھین ہماری جانب سے عقرب سلیمانی دے دینا اور کہدینا کہ عفریت اسی شمشیر سے قتل ہوگا یہ کہکے مرد پیر نے امیر بالوقیر سے مصافحہ کیا پھر امیر کو ایک صندوق کے قریب لیگیا اور صندوق کو کھول کر کہنے لگا عقرب سلیمانی اس صندوق سے نکال لیجیے حمزۂ صاحبقران نے جو صندوق مین دیکھا تو ایک سیاہ بچھو نظر آیا امیر نے صندوق مین ہاتھ نہ ڈالا مرد پیر نے کہا ای امیر بالوقیر آپ بسم اللہ کہکے اِس عقرب کو اٹھا لیجیے کچھ اندیشہ نہ کیجیے اگر آپ حمزۂ صاحبقران ثانی جناب سلیمان ہین تو یہ عقرب سیاہ آپ کے ہاتھ مین آتے ہی شمشیر آبدار ہو جائیگا امیر بالوقیر نے بموجب کہنے مرد پیر کے بسم اللہ کہکے اُس عقرب پر ہاتھ ڈالا فوراً وہ عقرب تیغ آبدار ہوگیا امیر اُس تیغ کو دیکھکر نہایت خوش ہوے کیونکہ وہ تیغ ایسی تھی بموجب بیت تیغ سیماب گون درآمد و شد + ببر دست دو پیکر انداز + جب امیر بالوقیر شمشیر بے نظیر لے چکے مرد پیر نے نیام بھی اُسکا دیا امیر عقرب سلیمانی لے کر مرد پیر سے رخصت ہوکر کوہ سے اُترے اور راہ طے کرکے اُس جگہ آے جس مقام پر بیڑے کو درخت سے باندھ دیا تھا غرض امیر بیڑے کو کھولکر بیڑے پر بیٹھے بیڑا امواج آب دریا سے بہتا ہوا ایک

طرف چلا بعد ایک روز کے پھر وہ بیڑا ایک کنارے پر ٹھہرا حمزۂ صاحبقران بیڑے سے اُترے اور رسی بیڑے کی پھر ایک
درخت سے باندھ دی بعد باندھنے بیڑے کے امیر نے ملاحظہ کیا کہ مین ایسے صحراے ہولناک و وحشت افزا مین کھڑا ہون
کہ اگر کوئی انسان خواب مین اس صحراے وحشتناک کو دیکھے ڈر جاے امیر باتوقیر جانب صحراے وحشت افزا
دیکھ رہے تھے ناگاہ دیکھا کہ صحرا مین ہزارہا گلیم پوش موجود ہین کچھ بیٹھے ہین کچھ کھڑے اکثر باہم لڑ رہے ہین بعضے زمین
پر لوٹ رہے ہین اکثر باہم باتین کر رہے ہین قد و قامت اُنکے نہایت ہی دراز ہین شکلین عجیب ہین دانت بڑے
بڑے دہن سے نکلے ہوے ہین گوش اسقدر بڑے ہین کہ بعضے اُنمین ایک کان اپنا زمین مین بچھاے اور ایک کان
اوڑھے ہوے لیٹے ہین زن و مرد سب برہنہ ہین کان اُنکے بجاے لباس ساتر عورت ہین امیر باتوقیر گلیم گوشون
کو دیکھکر متحیر ہوے اور حمد و ثناے خالق کون مکان کرنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ خداوند عالم نے اپنی قدرت
کاملہ سے طرح طرح کے بندے پیدا کیے ہین بعد حمد و ثناے پروردگار کے امیر ایک درخت کے نیچے بیٹھے چونکہ
جاگے ہوے تھے بیٹھتے ہی خواب طاری ہوگیا امیر باتوقیر درخت کے تنہ سے پشت لگا کر سو رہے گلیم گوشون
نے جو دور سے دیکھا کہ زیر درخت کوئی بیٹھا ہوا ہے سب صحراے کنارے دریا کے آئے اور امیر باتوقیر کو خلاف
اپنی شکل و صورت کے دیکھکر بعضے گلیم گوش باہم کہنے لگے کہ یہ کوئی جانور خوبصورت ہے بعضون نے کہا یہ جانور
نہین ہے کوئی جن ہے اکثر گلیم گوش واسطے ہلاک کرنے کے بڑھے بعضون نے انھین ہلاک کرنے سے منع کیا اور
اور کہا اس شخص عجیب الخلقت کو گرفتار کرکے اپنے بادشاہ کے پاس لیچلو جو وہ کیگا وہی کرنا غرض گلیم گوشون
نے امیر کو حالت غفلت خواب مین گرفتار کر لیا جب امیر کی آنکھ کھلی اپنے تئین گرفتار دیکھا ہرچند امیر نے چاہا کہ
رہا ہون اور سب کو قتل کرون لیکن ہزارہا گلیم گوش دست و پا سے لپٹ گئے امیر اُنکے ہاتھ سے
رہا نہو سکے آخر گلیم گوش امیر کو گرفتار کرکے چہار طرف سے گھیرے ہوے اپنے بادشاہ اشراق گلیم گوش کے پاس
لے گئے اور کہنے لگے کہ اس جانور کو ہم دریا کے کنارے سے پکڑ لائے ہین دیکھیے یہ جانور کیا خوبصورت ہے اشراق
گلیم گوش امیر کو دیکھکر کہنے لگا کہ یہ جانور نہین ہے بنی آدم سے ہے نہین معلوم یہان کیونکر آیا ہے یہ کہکر اشراق
گلیم گوش نے امیر سے پوچھا اے شخص تو کون ہے حال اپنا بیان کر امیر نے جواب دیا مین انسان ہون مین نے
دیو راہدار کو مارا ہے لشکر عفریت کے صدہا دیوون کو قتل اور زخمی کیا ہے تو مجھکو رہا کر دے ورنہ مین جب
رہا ہونگا تجھکو قتل کرونگا اشراق گلیم گوش گفتگو امیر کی سنکے امیر سے کہنے لگا اگر تو میری دختر خوبرو کو قبول کرے
تو مین تجھکو ابھی رہا کردون امیر نے تقریر اشراق گلیم پوش کی سنکے خیال کیا کہ اے حمزہ اسوقت
عیاری کرنا چاہیے اور جان اپنی گلیم گوشون سے بچانا چاہیے وقت فرصت یہان سے نکل جانا یہ خیال کرکے
امیر خاموش رہے اشراق نے خیال کرکے امیر خاموش رہے اشراق نے خیال کیا کہ اِسکا چپ رہنا بمنزلہ
اقرار کے ہے یہ خیال کرکے اپنی دختر کو بلایا اور کہا اے دختر کیا اچھی تیری تقدیر ہے کہ ایسا انسان خوب رو
قاتل راہدار نے تجھکو اپنی زوجیت مین قبول کیا اب تو اسکی زوجہ ہے اور یہ تیرا شوہر ہے ہاتھ اسکا پکڑ کر
لیجا اور عیش و عشرت کر دختر اشراق گلیم گوش اپنے باپ کی تقریر سنکے اور امیر باتوقیر کے حسن
و جمال پر نظر کرکے نہایت خوش ہوکر خوب ہنسی امیر اسے دیکھکر لاحول پڑھنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ
یہ بدصورت اور کریہ منظر ہے کہ اگر چڑیل بھی اُسے دیکھ لے تو ڈر جاے خبیث اسکو دیکھکر فوراً خوف سے
مرجاے امیر یہ خیال کر رہے تھے کہ دختر اشراق نے بڑھکر امیر کا ہاتھ پکڑا اور مسکرا کر کہا اے

اے جانی جلو مجھے بہت ہوشیار کر دو کہ مجھ ایسی نازنین حسین دختر بادشاہ اشراق گلیم گوش تیری زوجہ ہوئی امیر تقریر دختر اشراق
سنکے برہم ہوئے اور قصد اسکے ہلاک کرنے کا کیا لیکن خیال کر کے غصہ کو ضبط کیا دختر اشراق گلیم گوش امیر باتوقیر کو باکرہ
فرط مسرت سے اسطرح قہقہہ مار کر ہنسی امیر سمجھے کہ رعد کی آواز آئی غرض دختر اشراق بصد اشتیاق امیر کو اپنے
مکان میں لیگئی اور میوے تر و خشک لا کر روبرو امیر کے دو چار من زمین پر رکھدیے اور امیر کے گلے میں ہاتھ ڈال کے
کہا کہ اے میوہ باغ حسن و خوبی وای ثمر نورس حدیقہ محبوبی تجکو میرے سر کی قسم ان اثمار خوش ذائقہ کو
بالفعل کہالے بعد اسکے طعام تناول کرنا حمزہ صاحبقران نے مصلحتاً کہنا اسکا منظور کیا کچھ اثمار کہاسے

نظم

جب وہ زمانہ ہوا کہ موجب
پھر آیا بارش شبنم کا ہنگام

بڑا جب رخیہ دن کے پردہ شب
چراغ شام کا روشن ہوا نام

ٹپہ صاحب فلک میں خیل کو کب
دختر اشراق گلیم گوش نے امیر کا

ہاتھ پکڑا اور کہا اے میرے شوہر خوبرو آپ چلئے بستر خواب پر ہمراہ میرے آرام کرنے جس بات سے غنچہ دل میرا
شگفتہ ہو وہ کام کر ہر چند کہ امیر باتوقیر کا اسکے پاس بیٹھنے کو دل نہ چاہتا تھا لیکن مناسب وقت یہی جانکر
اور اس بدصورت و زشت سیرت کی شکل کو دیکھکر اپنی جگہ سے اٹھے دختر اشراق بستر پر لے گئی
جب امیر بستر پر بیٹھے وہ امیر سے لپٹنے لگی اپنا ایک کان امیر پر اڑھا کر اور ایک کان زیر امیر بالاے بستر بچھا کر
اپنی طرف کھینچنے لگی امیر باتوقیر اسکی ہم آغوشی سے نفرت کر کے اس سے علحدہ ہونے لگے جب امیر نے مدعائے
دل اسکا حاصل نہ کیا اسوقت اسنے چہرہ زیبا سے امیر پر نظر کر کے امیر سے پوچھا کہ اے خاوند میرے تو کیوں
مجھسے علحدہ ہوتا ہے مجھ ایسی پری صورت سے نفرت کرتا ہے آثار حزن و ملال تیرے چہرے سے صاف ظاہر ہیں
سچ کہہ تجکو کس بات کا غم ہے باعث تیری سستی کا کیا ہے اگر گرسنہ ہو تو ابھی اثمار لذیذ لے آؤں اچھی طرح تجھے
کھلاؤں اگر کوئی تیرا دشمن ہو اور اس سے تجھے خوف جان ہو تو نام اسکا مجھے بتا دے میں اسکو گرفتار کر کے
تیرے حوالے کر دوں یا اسے قتل کر ڈالوں امیر نے تقریر اسکی سنکے جواب دیا کہ اسوقت میری طبیعت پریشان ہے
اسی وجہ سے میں تیرا مدعا دل پر نہیں لاتا جسوقت میرا مزاج درست ہوگا اسوقت تیری تمنا سے دلی
بر لاؤنگا دختر اشراق یہ گفتگو امیر کی سن کے خاموش رہی پھر امیر سے لپٹ کے سو رہی امیر بھی بعد سو جانے
دختر اشراق کے سو رہے عالم خواب میں امیر نے دیکھا کہ ملکہ مہر نگار بیتاب و بیقرار آئی ہے اور کہتی ہے کہ اے
حمزہ صاحبقران واہ واہ خوب آپ نے ایفاے وعدہ کیا اٹھارہ روز کا وعدہ کیا تھا اسکو کئی برس کا
زمانہ گذرا ابھی تک آپ میرے پاس نہیں آئے حال میرا آپ کے فراق میں اچھا نہیں ہے شب و روز آپ کی یاد
میں رویا کرتی ہوں آپ کو میرا کچھ خیال نہیں ہے شاید میرے حسن و جمال سے زیادہ اس دختر اشراق گلیم گوش
کا حسن ہے کہ آپ اسکے پہلو میں لیٹے ہوئے ہیں اگر آپ کو میری خبر لینا اور اپنی جان گلیم گوشوں سے بچانا منظور
ہو تو جلد یہاں سے روانہ ہو جیے اس زن بدصورت کے پہلو سے اٹھئے ملکہ مہر نگار امیر سے یہ کہہ رہی تھی کہ
ناگاہ امیر باتوقیر کی آنکھ کھل گئی مہر نگار کو نہ دیکھکر امیر باتوقیر اشکبار ہوئے اور اسی وقت پہلو سے دختر
اشراق گلیم گوش سے اٹھے اور اسے سوتا چھوڑ کر وہاں سے بصد عجلت چلے جب امیر بعد قطع راہ ایک
کوہ پر پہنچے آثار سحر گردوں پر ظاہر ہوئے امیر نے اسی کوہ پر وضو کر کے نماز سحر پڑھی بعد پڑھنے نماز
سحر کے صحیفہ حضرت ابراہیم کی تلاوت کرنے لگے امیر باتوقیر بالاے کوہ تشریف رکھتے ہیں لیکن
اب حال دختر اشراق گلیم گوش کا لکھا جاتا ہے کہ جب ہنگام سحر دختر اشراق گلیم گوش بیدار ہوئی امیر

باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو اپنے پہلو مین نہ دیکھکر نہایت غمگین مایوس ہوئی پھر رونی براے جستجو امیر جانب صحرا چلی
جسدم قریب کوہ پہونچی دیکھا کہ امیر باتوقیر بالاے کوہ بیٹھے ہین دختر اشراق گلیم گوش حمزۂ صاحبقران کو
دیکھکر مسرور ہوئی اور بالاے کوہ جاکر امیر باتوقیر سے کہنے لگی کہ اے میرے پیارے شوہر تو کیون مجھسے
خفا ہوکر چلا آیا ہے مین نے تیری کیا خطا کی ہے مین نے تو یہ آرام تمام تجکو اپنے پہلو مین لٹایا اُس بات کو بھی تجھسے
کہا خود ہی تونے مجھسے وصل نہ کیا اس امر مین میری کیا تقصیر ہے افسوس تو مجھ ایسی مہ لقا کو چھوڑ کر رشتہ الفت
توڑ کر چلا آیا کچھ تو نے میرا خیال نہ کیا خیر جو کچھ تو نے کیا بہتر کیا اب تجکو لازم یہی ہے کہ میرے ساتھ چل مین تیری اطاعت
و فرمانبرداری بخوبی کرونگی اپنے کاندھے پر سوار کرکے سیر کوہ و دشت دکھایا کرونگی نہایت خوش ذائقہ اثمار اشجار کے
تجکو کھلایا کرونگی اپنے ایک کان کو بجاے فرش بچھا کر تجھے سلایا کرونگی اور دوسرا کان تجھے اُڑھایا کرون گی
اگر تو تمازت آفتاب یا فصل بارش مین گھر کے باہر نکلنے کا ارادہ کریگا تو مین تیرے سر پر سایہ کیا کرون گی
گرمی و سردی سے تجھے بچایا کرونگی رات ہو یا دن ہو جب تو کہیگا مین کسی کام مین تجھسے مطلق عذر نہ کرونگی
یہ کہکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے لپٹنے لگی حمزۂ صاحبقران نے برہم ہوکر ایک گھونسا اُسکے منھ پر مارا
اور کہا او نالائق بیہودہ بکے جاتی ہے خاموش نہین رہتی مجھے صحیفہ ابراہیم پڑھنے نہین دیتی جا دور ہو مین
ہرگز تیرے ساتھ نہ جاؤنگا راوی کہتا ہے کہ جب امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے گھونسا اُسکے دہن پر
مارا کئی دانت اُسکے ٹوٹ گئے لہو منھ سے اُسکے نکلنے لگا عارض پر اُسکے ورم آگیا کلے جبڑے مین درد ہونے لگا
فریاد و فغان کرنے لگی آخر کوہ سے اُترکر اپنے باپ کے پاس گئی اور دندان شکستہ اپنے دکھاکر تمام حال روکر
بیان کرنے لگی جب اشراق گلیم گوش نے تمام احوال سُنا نہایت برہم ہوکر جلد گلیم گوشون کو جمع کیا اور سبکو
اپنے ہمراہ لیکر جلد تر اُس کوہ پر گیا دیکھا کہ امیر باتوقیر بالاے کوہ بیٹھے ہوئے کچھ پڑھ رہے ہین اشراق
گلیم گوش نے گلیم گوشون سے کہا جلد اس ظالم کو گرفتار کرو گلیم گوش براے گرفتاری امیر باتوقیر بڑھے امیر
باتوقیر نے فوراً اُٹھکے تلوار کھینچی اور گلیم گوشون کو قتل کرنا شروع کیا تھوڑی دیر مین اسقدر گلیم گوش قتل کیے
کہ بالاے کوہ گلیم گوشون کی لاشون کے انبار ہوگئے دریاے خون کشتگان بالاے کوہ جاری ہوا اسی کارزار
مین اشراق شاہ گلیم گوش بھی مارا گیا بعد قتل ہونے اشراق شاہ کے باقی ماندہ گلیم گوش بھاگے امیر
باتوقیر حمزۂ صاحبقران گلیم گوشون کو بھگاکر کوہ سے اُترے اور بعد قطع راہ اُس جگہ آے جہان درخت
سے بیڑے کو باندھ دیا تھا غرض امیر باتوقیر بیڑے پر سوار ہوے بیڑا بالاے آب روان ہوا بعد آٹھ پہر کے
بیڑا پھر کنارہ دریا پر ٹھہرا امیر بیڑے سے اُترکے کنارہ دریا پر کھڑے ہوے اور جانب صحرا دیکھنے لگے
اسوقت امیر باتوقیر نے دیکھا کہ ایک دیو ایک درخت سے بندھا ہوا فریاد و فغان کرتا ہے امیر باتوقیر
کو اُسکے حال پر رحم آیا فوراً کنارہ دریا سے روانہ ہوے جب اُس دیو کے پاس پہونچے پوچھا تیرا نام کیا ہے
تجکو کسنے باندھا ہے فریاد و فغان کیون کرتا ہے دیو نے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو اپنے حال پر مہربان
پاکر عرض کیا نام میرا طومان کاس ہے دیو قتیل مردار خوار نے مجھے باندھا ہے وہ میرا دشمن جان ہے مجھے
باندھکر واسطے کسی ضرورت کے گیا ہے اب آکر مجھے مار ڈالیگا امیر باتوقیر نے گفتگو دیو طومان کاس
کی سنکے اُسکے حال زار پر رحم کیا اور واسطے کھولنے کے بڑھے ناگاہ دیو قتیل مردار خوار بدسرشت
و نابکار آپہونچا امیر باتوقیر کو دیکھکر پکارا او آدم زاد خبردار طومان کاس کو درخت سے نہ کھولنا ورنہ

ابھی تجکو مار ڈالونگا اسی دریا مین ڈبو دونگا امیر باتوقیر نے تقریر دیو قتیل کی سُنکے جواب دیا او ناکار کیا بکتا ہی تیری مجال ہو کہ تو مجھے ہلاک کرے اگر تجکو اپنی قوت پر ناز ہی تو مجھسے مقابلہ کر دیو قتیل مردار خوار گفتگو امیر باتوقیر کی سُنکے ایسا برہم ہوا کہ دار شمشاد اٹھاکر سر امیر باتوقیر پر لگائی امیر نے ضرب دار شمشاد سے بچ کر تیغ تیز سے اُسے قتل کیا پھر دیو طومان کاس فوراً قدم حمزہ صاحبقران پر گرا اور پوچھنے لگا آپ کا اسم شریف کیا ہی آپنے مجھ پر نہایت ہی احسان کیا دشمن سے مجھے بچایا یہان آپ کا آنا کیونکر ہو یہ وہ صحراے ہولناک ہی کہ دیو و پریزاد بھی خوف سے یہان نہین آتے ہین آپ تو بنی آدم ہین امیر باتوقیر نے تمام حال اپنا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا جب دیو طومان کاس کو معلوم ہوا کہ نام آپ کا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران ہی اور آپ ہی قاتل دیو راہدار ہین اُسوقت دیو طومان کاس نے امیر باتوقیر سے عرض کیا کہ میرا ایک بھائی ہی کہ نام اُسکا اکوان کاس ہی وہ نہایت قوی ہیکل ہی آپنے مجھپر احسان کیا ہی وہ ضرور بہ نیکی آپ سے پیش آئیگا اگر آپ فرمائین تو مین آپکو اپنے بھائی کے پاس لیچلون امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے فرمایا اچھا مجھے لیچل دیو طومان کاس نے اپنے دوش پر امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو بٹھایا اور وہان سے بعجلت چلا جب قریب مکان دیو اکوان کاس کے پہونچا امیر باتوقیر کو دوش سے اُتار کر اپنے بھائی کے پاس گیا اور تمام سرگذشت اپنی بیان کر کے کہنے لگا اے بھائی تمھین لازم ہی کہ قاتل دیو راہدار کے استقبال کے واسطے جاؤ اور نیکی پیش آؤ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران نے میرے ساتھ نیکی کی ہی تم بھی اُنکے ساتھ نیکی کرو بعد دعوت و ضیافت کے ہمراہ اُنکے جاکر عفریت سے مقابلہ اور مجادلہ کرو دیو اکوان کاس گفتگو اپنے بھائی کی سُن کے فوراً مع دو لاکھ دیوون کے واسطے استقبال امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے گیا اور امیر باتوقیر کو بعد عزت و حرمت اپنے مکان مین لایا اور عرض کرنے لگا آپ نے میرے بھائی کی جان بچائی ہی مجھپر آپ نے نہایت احسان کیا ہی مین بھی آپ کی فرمانبرداری اور اطاعت کرونگا دو چار روز کے بعد آپ کو گلستان ارم مین لیچلونگا یہ کہکے اکوان کاس نے عرض کیا اب آپ چند روز یہان توقف فرمائے عقائد دین اسلام مجھے تعلیم کیجیے امیر باتوقیر نے خوش ہو کر اُسے مسلمان کیا پھر دیو طومان کاس بھی کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا خدا کو وحدہٗ لاشریک جاننے لگا جب وہ دونون دیو مسلمان ہو چکے بڑے تکلف سے دونون نے امیر باتوقیر کی دعوت کی بعد کئی روز کے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو ہمراہ لے کر مع دو لاکھ دیوون کے جانب گلستان ارم چلے اثناے راہ مین امیر باتوقیر نے ملاحظہ کیا کہ چند دیو دو جنیون کو گرفتار کیے ہوے چلے جاتے ہین حمزہ صاحبقران نے دیو طومان کاس سے پوچھا کہ یہ دیو کون ہین کیون ان جنیون کو گرفتار کیا ہی دیو طومان کاس نے دست بستہ عرض کیا مین ابھی دریافت کرکے عرض کرتا ہون یہ کہکے طومان کاس نے اُن دیوون کو روکا اور حال اُنسے پوچھا اُنھون نے تمام کیفیت بیان کی جب دیو طومان کاس تمام حال سُن چکا حمزہ صاحبقران سے آکر عرض کرنے لگا کہ راشو جنی اور دار شو جنی شہپال بن شاہرخ نبیرہٗ حضرت سلیمان کی طرف سے عفریت نابکار سے لڑتے تھے عفریت نے اُن دونون کو گرفتار کر کے دیو سمندون ہزار دست کے پاس اُنھین روانہ کیا ہی یہ دیو وہین اُنھین

لیے جاتے ہین سمندون ہزار دست بموجب کہنے عفریت کے انھین قید کریگا جب امیر باتوقیر کو معلوم ہوا
کہ راشو سے جنی وارشو سے جنی دوستان شہپال سے ہین اسوقت امیر باتوقیر نے بڑھکر ان دیوون کو روکا دیو
جنگال کہ افسران فوج عفریت سے تھا اُسنے فی الفور ایک دیو کو جانب عفریت روانہ کیا اور خود دار شمشاد
اُٹھاکر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے لڑنے لگا دیو اکوان کاس اور دیو طومان کاس بھی مع اپنے لشکر
کے ان دیوون سے لڑنے لگے ناگاہ عفریت نابکار اُس دیو سے تمام حال سنکے یہ ہمراہی چار لاکھ دیوون
کے جلد تر آیا اب بخوبی لڑائی ہونے لگی دار شمشاد اور آرہ لشت تفنگ و دیگر آلات حرب وضرب سے جانبین
کے دیو قتل ہونے لگے زمین پر گر گر کے تڑپنے لگے زخمی نالہ و فریاد کرنے لگے زمین صحرا خون سے رنگین
ہونے لگی شور دار و گیر عالمگیر ہوا دیو ہنگام حرب وضرب فرسہ کرنے لگے طبقے زمین کے ہلنے لگے
کشت وخون ہونے لگا اُسی ہنگامہ کارزار مین عفریت نابکار امیر عالی وقار حمزۂ صاحبقران
کے آیا اور امیر باتوقیر پر دار شمشاد بعد عتاب لگائی امیر عالیوقار نے ضرب دار شمشاد سے بچ کر
تیغ آبدار یعنی عقرب سلیمانی زیب کمر رہا غرض امیر باتوقیر نے تیغ آبدار کھینچکر پہلو سے عفریت پر
لگائی عفریت ہر چند پیچھے ہٹا لیکن کسی قدر زخمی ہوا خون زخم سے بہنے لگا حمزۂ صاحبقران نے پھر
حملہ کیا عفریت تاب مقابلہ کی نلاکے بھاگا اُسوقت امیر باتوقیر نے دیو جنگال کو تیغ آبدار سے قتل
کیا راشو سے جنی وارشو سے جنی کو قید سے رہا کیا یعنے زنجیر و طوق وغیرہ کو اُنکے اجسام سے دور کیا
امیر عالیوقار حمزۂ صاحبقران راشو سے جنی وارشو سے جنی کو رہا کرکے مسرور ہوے اور ہمراہ اپنے

اُن کو لے کر جانب گلستان ارم بعد حشم و حشم روانہ ہوے

داستان لیجانا شہپال کا استقبال کرکے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو گلستان ارم مین اور جانا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کا چشمۂ ماہیان پر اور ہمراہ

مالکۂ آسمان پری کے نہانا

مخبران ذی کمال اس داستان بیمثال کو اس طرح تحریر کرتے ہین کہ جب امیر باتوقیر عفریت شکست دیکر
اور راشو سے جنی وارشو سے جنی کو رہا کرکے بعد شان و شوکت سمت گلستان چلے شہپال بن شہرخ کو اکثر
دیوون سے معلوم ہوا کہ حمزۂ صاحبقران اعظم و شان اس جانب آتے ہین شہپال یہ خبر فرخندہ فال
سنکے فوراً مع لشکر کثیر برائے استقبال امیر باتوقیر گلستان ارم سے چلا اثنائے راہ مین حمزہ صاحبقران
سے ملاقات ہوئی شہپال حمزۂ صاحبقران کو دیکھکر بدرجۂ کمال مسرور ہوا حمزۂ صاحبقران
نے بھی شہپال کو دیکھکر واسطے تسلیم کے سر جھکایا شہپال نے بزرگانہ حمزۂ صاحبقران کو سینے سے
لگایا بعد اظہار اشفاق بزرگانہ کے شہپال نے پوچھا ای امیر باتوقیر کہان چلے گئے تھے مین
نہایت متردد تھا امیر باتوقیر نے تمام حال اپنا دریا مین گرنے کا اور کل سرگذشت بیان کی پھر
بموجب دریافت کرنے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کے شہپال نے اپنا حال تمام و کمال بیان
کیا غرض بعد قطع راہ جب شہپال حمزۂ صاحبقران کو گلستان ارم مین لایا حکم کیا کہ تمام گلستان ارم
مین آئینہ بندی کیجائے اور بزم عیش آراستہ ہو بموجب حکم گلستان ارم مین بخوبی تمام

آئینہ بندی ہوئی ہر ایک مقام آرائش سے پُر بہار ہوا خوبی جلسہ کو گلستان ارم کی آراستگی و بہار پر رشک ہوا علاوہ آراستگی گلستان ارم کے بزم عشرت ایسی آراستہ ہوئی کہ دنیا میں کبھی کوئی محفل عیش و سرور مثل اُس بزم عیش عشرت کے آراستہ نہوئی ہوگی الحاصل جب بخوبی بزم عشرت آراستہ ہوئی شہیال بن شہرخ نے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو ایک بے مثل و بے نظیر دنگل پر بٹھایا ملکہ آسمان پری بھی بالائے مسند زرین آکر بیٹھی وہ نازنینان پریزاد کہ جنکا سایہ بھی کسی بشر نے نہ دیکھا تھا روبروے امیر باتوقیر آکر ناچنے لگین اور اپنی زبان مین غزلین عاشقانہ بلحن داودی بصد ناز و ادا گانے لگین وہ جملہ نازنینان پریزاد ایسی حسین و خوش گلو تھین کہ بروئے دنیا بے مثل و نظیر انکا ممکن نہ تھا وہ انکا لچک و ناز رقص کرنا اور گانا لائق دیکھنے اور سننے کے تھا مطرب و فلک اُنکے رقص کو دیکھکر شرمندہ اور خجل ہوتی تھی ہر ایک ادا انکی قیامت تھی ہر نغمہ انکا دلکش تھا اور ہر ایک آواز ساز کی دلہاے ناساز کے لیے گویا مسیحا تھی وہ عجب بزم عشرت تھی

سو جب ایسا سات
تھی نازکی اس جگہ سے پیدا
ہر جا بہار تھا رشک نجم سیارہ
گلزار سے گلستان تھا ہر سو

تھا جلسہ جشن کیقبادی
ہر ناچنے والون کے ناچ کا یہ سامان
ناہید کو تھا دعوی اتنا تمکین
وصف نازنینان پریزاد کے حسن و جمال کا کیا لکھا جائے کہ کلک انکی ثنائے حسن لکھنے مین

ہنگامہ عیش و بزم شادی
تھی لولی چرخ اُنپہ قربان
دعوی کے دلیل تھی مسند لاس

نازک بدنون سے تھا ہویدا
تھی روشنی اسقدر ضیا بار
وہ مجمع گلرخان تھا ہر سو

عاجز ہے اور ان نازنینان پریزاد کے رقص و نغمہ کی تعریف مین زبان قاصر ہے ہر ایک نازنین پریزاد بزم عشرت مین غزلین عاشقانہ گاتی تھی از انجملہ نازنینان پریزاد سے ایک نازنین نے روبروے ملکۂ آسمان پری و امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران یہ غزل گانا شروع کی

غزل

آنہ گیا گیا کہکے تو ای غیرت تنویر شمع

شمع واشنگہ تب تھی شب گریبان گیر شمع
لاکھ شعلہ سر کو تیکے رخصت جنبش کہان
سوز غم سے بنگیا ہر استخوان تصویر شمع
سر فرشتہ غیر کا ہے اپنی مٹنے کی دلیل
ہو گیا ہر اشک میرا اشک بے تاثیر شمع
دیکھ پروانے کیون ڈرے تصدق کے لیے
کیا کوئی سمجھے اداے نالۂ شبگیر شمع
اگر یہی ہے تیرے حسن روز افزون کا فروغ
اور کیا ہوگی جہان مین عزت و توقیر شمع

باغ مین دیکھو اگر تم رنگ محفل رات کو
اشک کا دانہ ہوا ہے دانۂ زنجیر شمع
ہجر مین وہ جلتی ہین جلتے مین جلتا کاش اگر
لے بجھا آخر کو شعلہ قامت دلگیر شمع
بےسبب چپ ہو نکا نہین دلون کو سوز عشق سے
کیا کوئی خط شعاع شعلہ تھا تحریر شمع
دلکو محروم نظارہ رات بھر سوز و گداز
خاک مین ملجائیگی اک رات کو تنویر شمع
گرم فقرہ جسکے وہ کہتے مین اے اشک آج

شاخ شمع سبز ہو گل شعلہ تنویر شمع
عشق کی نیرنگیان دیکھو کہ جسم نازنین
شمع کو دیتی مری قسمت مجھے تقدیر شمع
لاکھ ہر دیا رات بھر پگھلا وہ آتش مزاج
اسمین کچھ تقصیر پروانہ نہ تھی تقصیر شمع
سوز مینائی مین بھی پاس خموشی ہر وہی
بخت پروانہ ملا مجھکو دل دلگیر شمع
اسکی بزم خاص مین رہتی تھی شب بھر جلوہ گر
آگے تیری کیا زبان شعلہ کیا تقریر شمع

جب یہ غزل نازنین پریزاد نے سر بزم گائی جملہ صاحبان بزم عشرت خوش ہوئے خصوصا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران و ملکۂ آسمان پری دونون از حد مسرور ہوئے پھر نازنین اور غزلین عاشقانہ گایا کی جب وہ شب عشرت بسر ہوئی اور جانب مشرق سے روشنی نمایان ہوئی جلسۂ عشرت برخاست ہوا ہر ایک بزم عشرت سے اٹھکر چلا گیا جب تنہائی ہوئی ملکۂ آسمان پری نے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے تمام اپنی سرگذشت قید ہونے کی بیان کی پھر حمزۂ صاحبقران نے بھی بوجہ دریافت کرنے ملکۂ آسمان پری کے اپنے حالات سے اطلاع دی جو کچھ مصائب دریا مین کر کے گذرے تھے سب

بیان کیے دونون ایک دوسرے کے حال پر صدمہ و افسوس کیا کیے بعد اسکے ملکۂ آسمان پری نے حمزۂ صاحبقران
سے مسکرا کر کہا آج ہمارا دل چاہتا ہی کہ چشمۂ ماہیان مین جاکر نہائین اور آپ بھی اس چشمہ مین نہائیے پھر
سیر باغ کی باہم کرین علاوہ اسکے وہین مجکو کچھ آپ سے کہنا بھی ہی یہ کہکے ملکۂ آسمان پری بزم سے اُٹھی
پہلے تو اپنے مکان مین گئی پھر مع چند نازنینان پریزاد کے جانب چشمۂ ماہیان روانہ ہوئی حمزۂ صاحبقران
بھی بعد جانے ملکۂ آسمان پری کے چشمۂ ماہیان کی طرف چلے پہلے ملکۂ آسمان پری چشمۂ ماہیان پر پہونچی بعدہ
امیر با توقیر اُس چشمہ پر پہونچے دیکھا کہ درمیان ایک باغ پُر بہار کے چشمۂ ماہیان ہی باغ تو رشک گلشن جنان ہی
اور چشمہ چشمۂ حیوان سے لطافت مین ہمسر ہی ملکہ آبرو ریز چشمۂ آب بقا ہی مچھلیان رنگا رنگ چشمۂ ماہیان مین
کبھی نظر آتی ہین گاہ مانند معشوقان عشوہ ساز بصد ناز نظر ناظرین سے مخفی ہو جاتی ہین محبوبانہ صورتین اکثر
اپنی دکھاتی ہین غرض جیسی رنگین مچھلیان ہین ویسی ہی رنگین ادائین کرتی ہین امیر با توقیر اُن مچھلیون کو
دیکھکر بیقرار ہوے ہر چند انکو دام مین لانے کی تدبیر کی مگر وہ مچھلیان کسی طرح ہاتھ نہ آئین پھر امیر سیر
گلہاے باغ کرنے لگے ملکہ لباس تن نازک سے اُتار کے اور کچھ لباس سے بعض اعضا مخفی کرکے چشمۂ ماہیان مین
اُتری نازنینان پریزاد جو ہمراہ ملکہ تھین ملکہ کو نہلانے لگین دست و پا اور گیسوے مشکین ملنے لگین آب چشمہ بوے
گیسوے عنبرین و شست و شوے تن نازک سے معطر و معنبر ہو گیا اور آمیزش عرق روے گلرنگ ملکہ سے آب چشمہ
صاف گلاب ہو گیا جب ملکۂ آسمان پری غسل کر چکی بصورت آفتاب چشمہ سے باہر آئی نازنینان پریزاد جو ہمراہ ملکہ تھین
ملکہ کی پوشاک نفیس لیکر آئین ملکہ نے پیرہن زیب تن کیا اور پوشاک پہنکے ملکۂ آسمان پری کنارہ چشمہ پر گیسوے
عنبرین مین شانہ کرنے لگی نازنینان پریزاد شانہ دست ملکہ سے لیکر گیسوے ملکہ سنوارنے لگین جب امیر با توقیر
سیر باغ کر چکے کنارے چشمۂ ماہیان پر آکر لباس اُتار کے ایک لنگی انھین باندھی پھر چشمہ مین اُترے دست و پا
آب صاف سے دھونے لگے بعد دست و پا دھونے کے شناوری کرنے لگے کھڑی اور بلاحی پیرنے لگے کبھی ٹھہر کر
اور چلو مین پانی لیکر ملکۂ آسمان پری پر چھینٹے پانی کے دینے لگے اور کہنے لگے اے ملکہ ایک دفعہ اور نہاؤ
ملکہ نے دوبارہ نہانے سے انکار کیا امیر با توقیر تو چشمۂ ماہیان مین نہا رہے ہین اور ملکہ سے ہنس رہے ہین
اب اُنھین تو نہانے دیجیے اور کچھ حال عفریت نابکار کا سنیے کہ جب عفریت بد سیر ہنگام جنگ زخمی ہو کر اور
بھاگ کر اپنی فرودگاہ لشکر پر پہونچا بوجہ زخم کے بیچین ہوا مادر عفریت گریان ہوئی زخم پر پھاہا
مرہم کا رکھا گیا دیو ہرجنگ عمو سے عفریت نے جو سُنا کہ عفریت زخمی ہوا ہی اپنی جگہ سے
بیتابانہ چلا جب عفریت کے پاس آیا پوچھنے لگا اے فرزند تجھے کسنے زخمی کیا ہی عفریت نے
تمام حال بیان کیا ہرجنگ نے پوچھا وہ آدمزاد کہان ہی جسنے تجھے زخمی کیا ہی عفریت نے
جواب دیا مین نے سنا ہی چشمۂ ماہیان مین نہانے کو گیا ہی میری معشوقہ ملکۂ آسمان پری بھی چشمۂ
ماہیان پر گئی ہی دیو ہرجنگ نے یہ سنکے کہا کہ مین ابھی جاتا ہون اور جس آدمزاد نے تجھے قتل کیا
ہی اُسکو جاکر قتل کرتا ہون یہ کہکر دیو ہرجنگ چند دیو ہمراہ لیکر بصد غیظ و غضب چلا جب
بعد قطع راہ چشمۂ ماہیان پر آیا ملکۂ آسمان پری دیو ہرجنگ کو دیکھکر ڈر گئی اور چلانے لگی اور
امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کی جانب دیکھکر کہنے لگی صاحب اُس دیو خونخوار سے مجھے
بچاؤ امیر با توقیر نے چشمہ سے ارادہ نکلنے کا کیا تھا ناگاہ دیو ہرجنگ اپنی شاخہاے

سر پر امیر باتوقیر کو اُٹھانے لگا چونکہ امیر باتوقیر کے پاس شمشیر نہ تھی اسوجہ سے امیر نے اُسپر تلوار نہ لگائی دیو ہر جنگ نے
ایک شاخ سر اس طرح بازوے امیر باتوقیر پر لگائی کہ شاخ بازو کو توڑ کر نکل گئی پھر دیو نے چاہا کہ امیر باتوقیر
کو اُٹھا لیجاؤں امیر باتوقیر نے شاخ اُسکے سر کی پکڑ کے جو زور کیا شاخ بازو میں ٹوٹ کے رہ گئی اور سر کو پکڑ کے
ایسا جھٹکا دیا کہ دیو منھ کے بھل زمین پر گرا امیر باتوقیر نے جلد چشمہ سے نکلکر دیو کی زنجیر گردن پکڑ کر زمین سے
اُٹھا لیا اور ایک ہاتھ سر پر بلند کیا ہمراہیان دیو ہر جنگ یہ رنگ دیکھکر براے مدد دیو ہر جنگ بڑھے
شہپال بھی یہ خبر سُنکے فوراً مع فوج چشمہ پر پہونچا دیکھا کہ امیر باتوقیر دیو ہر جنگ کو ایک ہاتھ پر اُٹھائے ہوئے
دور تک چلے گئے ہیں ملکہ آسمان پری رو رہی ہے نازنینان پریزاد اُس جنگ کے ہونے سے چلا رہی ہیں
شہپال نے ملکہ وغیرہ کو خاموش کیا ہمراہیان دیو ہر جنگ کو قتل کرنا شروع کیا اور اُدھر امیر باتوقیر
حمزۂ صاحبقران نے دیو ہر جنگ کو اسطرح زمین پر پٹکا کہ استخوان اُسکے ریزہ ریزہ ہوگئے فوراً زمین پر
گر کے ہلاک ہوگیا اُدھر ہمراہیان دیو ہر جنگ تاب مقابلہ نہ لاکر لاشہ دیو ہر جنگ کا اُٹھا کر نالان و گریان
جانب لشکر گاہ عفریت روانہ ہوے اور عفریت کے پاس پہونچکے لاشہ دیو ہر جنگ کا سامنے عفریت
کے رکھدیا پھر تمام حال لڑائی کا بیان کیا عفریت کو نہایت رنج ہوا عفریت تو اپنے خیمے میں غم میں مبتلا ہو
اُسے مبتلاے غم رہنے دیجیے اب حال حمزۂ صاحبقران کا سنیے کہ جب امیر باتوقیر دیو ہر جنگ کو ہلاک
کر چکے شہپال سے آکر کہنے لگے میرے بازو سے شاخ نکلواے سر دست کچھ علاج بازو کا کیجیے شہپال نے
دیوؤں سے پوچھا کیا تدبیر کرنا چاہیے سبھوں نے عرض کیا پہلے یا تو امیر باتوقیر کو بیہوش کیجیے پھر ہم شاخ
بازو سے نکال لینگے اس صورت میں امیر باتوقیر کو زیادہ تکلیف نہوگی شہپال بن شاہرخ نے کہ جب کہنے
دیوؤں کے امیر باتوقیر کو بیہوش کرنا چاہا امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران نے کہا آپ مجھکو اگر بیہوش
کیجیےگا تو میں اپنے تئین ہلاک کر ڈالونگا شہپال بہ تقریر امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کی سُنکے مجبور ہوا
آخر مدبرانہ با چاری عالم بیداری میں شاخ سر دیو ہر جنگ کی بازوے امیر باتوقیر سے بعد دشواری نکالی گئی
خون بازو سے امیر باتوقیر کے بکثرت نکلا امیر باتوقیر بسبب کثرت درد و زخم کے بیہوش ہوگئے شہپال
نے گھبرا کر فی الفور شفاخانہ سلیمانی میں امیر باتوقیر کو بھیجا ملکہ آسمان پری بھی ہمراہ امیر باتوقیر کے
شفاخانہ میں گئی جب دیو امیر باتوقیر کو لے کر شفاخانہ میں پہونچے چارہ ساز امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران
کے زخم بازو کا علاج کرنے لگے پہلے زخم کو صاف کر کے ٹانکے دیے پھر مرہم سلیمانی کا پھاہا زخم پر رکھا
بعد چار گھڑی کے امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران کو ہوش آیا بیہوشی دفع ہوئی آنکھیں جو کھولیں ملاحظہ
کیا کہ میں شفاخانہ میں پلنگ پر لیٹا ہوں ملکہ آسمان پری اشک آنکھوں میں بھرے ہوے قریب پلنگ
کے بیٹھی ہے شہپال وغیرہ بھی ایک جانب بیٹھے ہیں زخم بازو پر پھاہا مرہم کا رکھا ہے جراح بیٹھے ہوے
ہیں امیر باتوقیر نے ہر ایک کو متحیر دیکھکر فرمایا آپ حضرات مطمئن رہیں اور کسی طرح کا صدمہ اور ملال
نہ کریں میں افضال رب ذوالجلال سے اچھا ہوں یہ فرماکر ہر ایک کو رخصت کیا لیکن ملکہ آسمان پری
فرط الفت سے شفاخانہ ہی میں رہی بعد چند روز کے جب عفریت کا زخم اچھا ہوگیا اُس وقت
عفریت نابکار نے اپنی مادر ملعونہ سے کہا کہ میں جاتا ہوں اور حالت زخمداری میں امیر باتوقیر
حمزۂ صاحبقران کو قتل کرتا ہوں اپنے عمو کا قصاص لیتا ہوں یہ کہکر قریب چار لاکھ دیوؤں کو

ہمراہ لیکر بصد قہر و غضب جانب شفاخانۂ سلیمانی روانہ ہوا یہان امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کا زخم بازو اچھا ہو چلا تھا کسی قدر زخم تیرہ ہونے باقی تھا مگر ضعف زیادہ تھا ناتوانی سے رنگ چہرۂ حمزۂ صاحبقران کا زرد ہو گیا تھا غسل صحت نہین کیا تھا یکایک عفریت نے شفاخانہ کو چار جانب سے آکر گھیر لیا حمزۂ صاحبقران حالت ضعف و ناتوانی مین بستر سے اٹھکر تیغ آبدار کھینچکر آمادۂ جنگ کارزار ہوئے یہ خبر شہپال کو پہونچی فوراً شہپال اپنی فوج کثیر لیکر آیا عفریت سے لڑائی ہونے لگی جانبین کے دیو و پریزاد قتل ہونے لگے زیر دیوار شفاخانۂ سلیمانی کشتون کے انبار ہو گئے زخمی تڑپ تڑپ کر شفاخانۂ عدم مین جانے لگے عین گرمی جنگ مین عفریت امیر با توقیر کے ہاتھ سے زخمی ہوا لشکریان عفریت فوراً عفریت کو لیکر بھاگ گئے مین صدہا دیو قتل ہوے بعد بھاگ گئے مین صدہا دیو قتل ہوے بعد بھاگ گئے عفریت کے شہپال نے اٹھارہ ہزار دیو واسطے حفاظت امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران گرد شفاخانہ سلیمانی کے مقرر کیے بعد شہپال بہ شادمانی اپنی لشکرگاہ کی طرف روانہ ہوا عفریت زخمی ہوکر اپنی فرودگاہ لشکر پر پہونچا امیر با توقیر شفاخانۂ سلیمانی مین استراحت پذیر ہوئے

داستان آنا مقاتل پدر عفریت کا اور متواتر لڑنا اور قتل ہونا دیو قبیلہ کا اور آنا نقابدار سبز پوش کا پھر قتل ہونا پدر عفریت کا

راویان فصیح بیان اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب عفریت نابکار میدان کارزار سے زخمی ہوکر اپنی فرودگاہ لشکر پر گیا فوراً جراحون کو طلب کیا جب وہ آئے عفریت نے کہا اس زخم تیغ کو اچھا کرو خلعت و انعام مجھسے لو جراحون نے کہ وہ بھی دیو تھے اُنھون نے زخم مین ٹانکے دیے پھر پھایا مرہم کا بناکر زخم پر لگایا ابھی جراحون نے زخم پر پھایا رکھا تھا کہ مقاتل پدر عفریت چار لاکھ دیوون کی جمعیت سے آیا عفریت نے اپنے باپ کو سلام کیا مقاتل نے پوچھا اے فرزند مین نے سنا ہے کہ ایک آدم زاد پر دہ دنیا سے آیا ہے اُسنے تجھے عاجز کیا ہے یہ تو بتا کہ نام اُس آدم زاد کا کیا ہے قد و قامت و قوت مین کیا مجھسے زیادہ ہے عفریت نے رو کر کہا اے پدر نام اُس آدم زاد کا حمزۂ صاحبقران ہے قد تو اُسکا میرے قد سے بہت کوتاہ ہے لیکن مجھسے بڑھا ہوا ہے سیکڑون دیو میرے لشکر کے اُسنے قتل کیے ہین دو مرتبہ مجھکو بھی زخمی کیا ہے دیکھیے فی الحال مین اُسی آدم زاد کی تیغ آبدار سے زخمی ہوا ہون یہ زخم اُسی سفاک کی تیغ کا ہے ابھی مین نے شراب پی کر اس زخم مین ٹانکے دلوائے ہین مجھکو اب کچھ بن نہین پڑتا ہے اگر یہان سے چلا جاتا ہون تو باعث ذلت کا ہے یہ مشہور ہوگا کہ ایک آدم زاد کے خوف سے عفریت بھاگ گیا ایک آدم زاد ضعیف البنیاد کو قتل نہ کر سکا اگر لڑتا ہون تو ایک نہ ایک روز وہ مجھے ضرور قتل کر ڈالیگا مقاتل نے اپنے پسر کی گفتگو سنکے اُسکے آنسو رومال سے پونچھے اور بصد شفقت کہا اے فرزند اب کچھ رنج و غم نہ کر مین اُسی آدم زاد کے قتل کرنے کو آیا ہون ضرور اُسکو قتل کرونگا پھر شہپال کا سر کاٹونگا تجھے گلستان ارم کا حاکم کر دونگا اگر قبل اسکے تو مجھسے اس آدم زاد کی کیفیت بیان کرتا تو اتنک مین اس آدم زاد کو قتل کر چکا ہوتا خیر اب مجکو حال آدمزاد سے آگاہی ہوئی ہے دو چار ہی روز کے درمیان مین آدمزاد اور شہپال وغیرہ کو قتل و ہلاک کرونگا عفریت نابکار اپنے پدر نا ہنجار کی گفتار سنکے خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ میرا باپ مجھسے زیادہ قوی ہے یقین ہے کہ یہ آدمزاد کو قتل کریگا یہ خیال کرکے عفریت

ہنسنے لگا مقاتل نے پھر عفریت سے پوچھا شہپال کے شریک و معاون کون کون دیو ہین عفریت نے کہا
ارشوسے جنی و رانشوسے جنی اور دیو الکوان دوسیاہ مک سیاہ کلاہ ببر الکوان اور راکوان کاس
اور طوماں کاس اور دیو ثقیلہ مع فوج و لشکر آکر شہپال بن شہرخ کے معین ہوئے ہین پہلے مین نے
شہپال کو شکست دی تھی شہپال بھاگ گیا تھا گلستان ارم میرے قبضہ مین آگیا تھا جیسے نامیردگان شہپال
کے مددگار ہوئے گلستان ارم اور قلعہ بلور مجھسے چھوٹ گیا متواتر وقت جنگ مین نے شکست پائی دومرتبہ
زخمی ہوا ہرچند شہپال کے پاس فی الحال فوج زیادہ تھی اور نامیردگان اسکے معین و مددگار ہین لیکن مین
ہجوم دیوؤن اور پریزادون سے خائف و ترسان نہین ہون فقط دو شخصون سے ڈرتا ہون اگر دو شخص
لشکر شہپال مین نہون تو ابھی سبکو قتل کرتا ہون گلستان ارم پر قبضہ کرتا ہون ملکہ آسمان پری کے وصل سے
کامیاب ہوتا ہون مقاتل نے پوچھا وہ دو شخص کون ہین عفریت نے کہا اول تو وہ آدمزاد ہے جسکا ذکر قبل
اسکے کیا تھا دوسرا دیو ثقیلہ ہے یہ بھی نہایت ہی قوی ہے مقاتل نے ہنسکر کہا تیرے نزدیک وہ قوی ہوگا
مین تو اسکو ایک مور ناتوان جانتا ہون ہنگامہ جنگ اسے گرفتار کرلونگا جس طرح تو کہیگا اسی طرح اسکو
قتل کرونگا مقاتل نابکار اپنے پسر بدشعار سے باتین کر رہا تھا ناگاہ ملعونہ مادر عفریت کو خبر ہوئی کہ
مقاتل برائے قتال آیا ہے عفریت سے کہتا ہے مین شہپال وغیرہ کو قتل کرونگا ملعونہ یہ خبر دیوؤن سے
سنکے بارگاہ سے نکلی اور قریب مقاتل آکر بیٹھی مقاتل ملعونہ کے چہرے پر نظر کرکے خوش ہوا اور کہنے لگا
ای مونس شب تنہائی ای جان جہان آرام دل مشتاقان آؤ اور میرے پہلو مین بیٹھ جاؤ میرے دلکو
نہ تڑپاؤ اسقدر اپنے خاوند سے نہ شرماؤ علحدہ نہ بیٹھو اسقدر شرم و حجاب نہ کرو تمکو تمہارا علحدہ
بیٹھنا گوارا ہے دیکھو پہلو مین دل میرا بیقرار ہے اسوقت تمنائے دلی برلاؤ میری خواہش کو پورا کرو
ملعونہ نے گفتگو اپنے شوہر کی سنکے اشک آنکھون مین بھرکے جواب دیا میرا فرزند تو مصیبت مین گرفتار
ہے تمکو خیال بوس و کنار ہے جو اس میرے بجا نہین ہین دشمنون کا میرے بچے پر نرغہ ہے ہر ایک میرے
لڑکے کا عدو ہے تمکو اپنے بچے کی جان کے لالے پڑے ہین دشمن جان میرے پسر کے بڑے بڑے
دیو ہین خصوصاً آدمزاد بانی فساد میرے پارۂ جگر کا دشمن قوی ہے اسکے ہاتھ سے میرے لڑکے
کی جان بچتی معلوم نہین ہوتی اب تمہارے پہلو مین اسوقت بیٹھونگی مگر اس روز مدعائے دلی
تمہارا برلاؤنگی جس روز آدمزاد قتل ہوجائیگا اور میرے دل کو قرار آئیگا اسوقت تمہاری خواہش
کو پورا کرونگی یہ کہکے ملعونہ بے اختیار رونے لگی مقاتل نے بیتاب ہوکے ملعونہ اپنی زوجہ کو اپنے
پہلو مین بٹھایا اور کہا اے بی بی اب مین آیا ہون دو ایک روز طبل جنگ بجواؤنگا تمہارے لڑکے کے
دشمنون کو قتل کرونگا آدمزاد کو گرفتار کرکے تمہارے حوالے کرونگا تم اسقدر کیون ملول ہو میرے
آگے تمہارے فرزند کے دشمنون کیا حقیقت ہے ایک ہی روز مین سبکو مار ڈالونگا تم جانتی ہو نام میرا مقاتل
ہے مین کسی کو زندہ نہ چھوڑونگا سبکو قتل کرونگا گلستان ارم کا بادشاہ تمہارے فرزند کو کرونگا
اسوقت تم آرزوے دلی میری برلاؤ میری حال زار پر رحم کھاؤ ملعونہ نے یہ سنکے بڑھاپے مین ناز کیا
دامن مقاتل کا پکڑکے کہا نہین نہین ابھی جاؤ آدمزاد کو گرفتار کرکے لے آؤ مین اسکے کباب شراب
پی کے کھاؤنگی ہڈیان اسکی چباؤنگی پھر تمہاری آرزوے دلی برلاؤنگی اگر تم میری آرزو کو بر لاؤگے

مین بھی تمسے بات نہ کرونگی کبھی تمھارے پہلو مین نہ بیٹھونگی اپنا جوبن دکھا کے ہمیشہ تمھارے دلکو جلاؤنگی کبھی تمھارے ہاتھ نہ آؤنگی مقاتل بہ تقریر اپنی زوجہ کی سنکے ناچار ہو کر کہنے لگا خیر مجھے تمھاری خوشی منظور ہے مین ابھی جاتا ہون آدمزاد کو گرفتار کرکے تمھارے پاس لیے آتا ہون یہ کہکے مقاتل نابکار پہلوے ملعونہ سے اُٹھا اور ناچار ہو کر دیوون کو ہمراہ اپنے لیکر سمت شفاخانۂ سلیمانی روانہ ہوا بعد قطع راہ جب بقریب شفاخانۂ سلیمانی برائے نگہبانی امیر بانوقیر معین کیے گئے تھے وہ دیو مقاتل کو دیکھکر ہوشیار ہوئے اور فوراً اُٹھکر سدراہ ہوئے مقاتل نے دیکھکر اور برہم ہوکر وار شمشاد سے دیوؤن کو قتل کرنا شروع کیا لشکر شہپال کے دیوؤن نے بھی ارۂ پشت نہنگ اور رجار شمشاد و دیگر آلات حرب و ضرب سے فوج مقاتل کے دیوؤن کو قتل کرنا شروع کیا دونون جانب کے دیو قتل ہونے لگے حمزۂ صاحبقران بھی شفاخانۂ سلیمانی سے نکلے اور عقرب سلیمانی کھینچکر دیوؤن کو قتل کرنے لگے عقرب سلیمانی وہ شمشیر لاثانی تھی کہ مثل برق کے چمک کر خرمن لشکر مقاتل پر گرتی تھی اور اُن دیوون کے خرمن حیات کو جلاتی تھی بیشک وہ تلوار ایک شعلۂ آتش تھی اعدائے نابکار کو جلاتی تھی بموجب بیت کس طرح جلے نہ خصم سرکش ۔ وہ تیغ تھی موج بحر آتش غرضکہ حمزۂ صاحبقران نے صدہا دیوؤن کو قتل کیا لشکر مقاتل مین تہلکہ پڑگیا مقاتل ہرچند کہ پریشان خاطر ہوا لیکن میدان جنگ سے نہ بھاگا وار شمشاد سے لشکر شہپال کے دیوؤن کو ہلاک کرنے لگا یہان تو یہ لڑ رہا تھا دیو قتل ہو رہے تھے اُدھر عفریت نے یہ خیال کیا کہ میرے پدر کے ہمراہ لشکر کم ہے فوج شہپال کے پاس زیادہ ہے ایسا نہو کہ مقاتل قتل ہو جائے یہ خیال کرکے عفریت اُسی عالم زخمداری مین کل لشکر اپنا لیکر اپنے باپ کی مدد کرنے کے واسطے روانہ ہوا اور بہ تعجیل تمام مقاتل کے پاس پہونچا مقاتل اپنے فرزند عفریت کے آنے سے خوش ہوا عفریت نے اپنی فوج کے دیوؤن کو حکم دیا جلد تر آدمزاد کو گرفتار کرلو اگر شہپال اور لشکر آجائیگا تو بڑی لڑائی ہوگی اور پھر آدمزاد کو گرفتار نہ ہوسکیگا دیو بدحکم سُنکے آگے بڑھے اور لشکر شہپال کے دیوؤن کو گھیر گھیر کے قتل کرنے لگے اُسوقت لشکر شہپال کے دیو نہایت متردد و متفکر ہوئے جب یہ خبر شہپال کو پہونچی کہ مقاتل اور عفریت فوج کثیر لیکر شفاخانۂ سلیمانی پر گئے ہین اور میرے لشکر کے دیوؤن کو قتل کر رہے ہین یہ خبر وحشت اثر سُنکے فوراً شہپال بن شہرخ اپنا اور لشکر لیکر بصد عجلت روانہ ہوا اور جلد راہ طے میدان کارزار مین پہونچا لشکر کو حکم لڑنے کا دیا افسران فوج لشکر لیکر آگے بڑھے لڑائی ہونے لگی نعش بہ نعش دیوؤن اور پریزادون کی گرنے لگی ہنگامۂ حشر برپا ہوا صدائے گیرودار بلند ہوئی دیو بڑھ بڑھ کر نعرے مارنے لگے حریف کو للکارنے لگے دریائے خون میدان مصاف مین موجزن ہوا لاشے دیوان اور پریزادان بردۂ قاف کے دریائے خون مین بہنے لگے زخمی مانند مچھلیون کے دریائے خون مین تڑپ تڑپ کر اُچھلنے لگے سرہا دردون کے حباب کے مانند نظر آنے لگے عین گرمی جنگ مین ایک نقابدار سبزپوش دو لاکھ دیوؤن کی جمعیت سے بالائے ہوا ظاہر ہوا نقابدار سبزپوش نے اُسوقت اپنے ہمراہیون کو حکم دیا کہ فوج عفریت اور لشکر مقاتل پر سنگ گران متواتر برساؤ بموجب حکم نقابدار سبزپوش کے بڑی بڑی سلین پتھر کی فوج عفریت اور لشکر مقاتل پر مارنے لگے دیو فوج عفریت اور مقاتل کی کثرت بارش سنگ گران ۲

سے ہلاک ہونے لگی ہزارون زخمی ہوئے اور صدہا مرگئے مقاتل یہ حال دیکھکے عفریت سے کہنے لگا
شعر کہان سے یہ بلاے بے وقت آئی ☆ بری ساعت مقدر نے دکھائی ☆ نہین معلوم یہ کون ہمارا عدوے جان
ہے نہایت سنگدل ہے پتھر مارتا ہے عفریت نے کہا یہ بلاے آسمانی ہے اب توقف کرنا یہان مناسب نہین ہے مقاتل
نے جواب دیا ابھی تو یہان سے نہ جاؤنگا یہ کہکے پھر لڑنے لگا نقابدار سبز پوش نے بالاے زمین آکر ایسا
سخت حملہ کیا کہ ہزارہا دیو فوج مقاتل کے پھر قتل اور زخمی ہوئے اسوقت مقاتل دوپہر کامل جنگ کرکے
گھبرا گیا آخر بہ مجبوری طبل بازگشت بجواکر عفریت کو ہمراہ لیکر مع فوج فرودگاہ لشکر عفریت کی جانب روانہ ہوا
جب قیامگاہ لشکر پہونچا اور ملعونہ روبرو آئی مقاتل نے کہا اے زوجہ خوبرو میری آج تو آدمزاد مجھسے گرفتار
نہو سکا کل سر میدان اُسے گرفتار کرونگا ملعونہ یہ سنکے کہنے لگی کل بھی تجھسے کچھ نہو سکیگا آج کی طرح کل بھی سیکڑون
دیوؤن کو قتل کرکے چلا آئیگا مقاتل نے کہا اے زوجہ خوش تقریر کل ضرور اُسے کسی نہ کسی تدبیر سے گرفتار
کرونگا ملعونہ یہ سنکے خاموش رہی مقاتل بارگاہ مین داخل ہوا عفریت بھی اپنی بارگاہ مین گیا لشکر مقیم ہوا
زخمیون کا علاج ہونے لگا ادھر شہپال بھی مع فوج ظفر موج حمزہ صاحبقران اور ملکہ آسمان پری کو
ہمراہ لیکر روانہ ہوا لشکر گلستان ارم مین اُترا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران اور ملکہ آسمان پری داخل
ایوان ہوئے پھر حکم شہپال سے لاشے دیوؤن اور پریزادون کے اُٹھائے گئے نقابدار سبز پوش بعد جانے
مقاتل کے علیحدہ لشکر شہپال سے فروکش ہوا اور ایک دیو سے کہا کہ جلد جاکر حمزہ صاحبقران سے یہ کہ کہ نقابدار
سبز پوش نے تمسے کہا ہے کہ اب پردۂ قاف سے چلے جاؤ ہرگز توقف نہ کرو تمھارا یہان رہنا بے فائدہ ہے
کیونکہ تم چند مرتبہ عفریت سے لڑے اور عفریت کو قتل نہ کرسکے اب مین یہان آیا ہون جلد عفریت کو
تہ تیغ کرونگا کیونکہ مین قاتل عفریت ہون اُس دیو نے بموجب حکم نقابدار سبز پوش امیر باتوقیر سے جاکر
کہا امیر باتوقیر نے اُسی دیو سے فرمایا اے دیو میری جانب سے نقابدار سبز پوش سے کہدینا کہ تمھین
کیونکر معلوم ہوا کہ مین قاتل عفریت نہین ہون اگر تمکو دعوی دلیری ہے تو کل مجھسے مقابلہ کرنا جو غالب ہوگا وہی
قاتل عفریت ہوگا دیو گفتگوے امیر باتوقیر سنکے خدمت نقابدار سبز پوش مین آیا اور جو کچھ امیر باتوقیر
نے فرمایا تھا نقابدار سبز پوش سے عرض کیا نقابدار سبز پوش سنکے مسکرایا اور خاموش رہا پھر اپنی
بارگاہ مین داخل ہوکر آرام پذیر ہوا جب وہ وقت آیا کہ آفتاب غروب ہوا اور ماہ منیر مع کواکب فلک
پر جلوہ گر اور نمایان ہوا بموجب ابیات بنا طاؤس کا پر چرخ اخضر ☆ ہوئے گردون پہ تارے جلوہ گستر
یہ ہے نیرنگی عالم کا نقشا ☆ کہ زاغ شب بھی ہے صورت بدلتا ☆ ہنگام شام مقاتل بدانجام نے عفریت
سے کہکر اپنے نام پر طبل جنگ بجوایا صداے طبل جنگی بلند ہوئی دیو برق صداے طبل جنگ سنکے
خدمت نبیرہ جناب سلیمان مین گیا اور اُس طرح دعا و ثناے شاہی بجالاکر عرض کرنے لگا
اشعار ہمیشہ تا دہن گفتگوے اہل وفاق ☆ ز نقل زمزمۂ دلستان شود شیرین ☆ ہمیشہ تلخ دہانی
دشمنان تو باد ☆ حکایتی کہ ز نقلش دہان شود شیرین ☆ شہنشاہ فلک بارگاہ کا جاہ و جلال روز
افزون ہو عدوے شہنشاہ کا سرنگون ہو اسوقت مقاتل بدر نابکار عفریت نے طبل جنگ بجوایا ہے
ارادہ اُسکا یہ ہے کہ صبحدم معرکہ آراے نبرد ہو باقی خیر و عافیت ہے شہپال بن شاہرخ نے یہ سنکے حکم دیا
کہ ہمارے لشکر مین بھی بہ فضل ایزدی و بہ تائید ربانی نقارۂ سلیمانی پر چوب پڑے دیو برق نے

جلد جا کر کہا بہ جنی و قلا بہ جنی وغیرہ پریزادون سے کہا اُنھون نے بموجب حکم قضا شیم نقارہ سلیمانی کا نقاشیہ اُٹھایا چوب کو ہاتھ مین لیا شہنا نوازون شہنا کو دہن سے ملایا قلا بہ جنی نے بسم اللہ کہکے چوب نقارۂ سلیمانی پر لگائی صدا ے نقارہ بلند ہوئی زمین آواز نقارۂ سلیمانی سے کانپی فلک تحیر ہوا آفتاب تھرایا دیوؤن اور پریزادون کو طبل جنگ بجنے کی خبر ہوئی دونون لشکرون مین رات بھر تیاری جنگ کی ہوئی آخر وہ وقت آیا شعر ہوئی شب خون کھا کر جلد کافور ٭ سیاہی ہوگئی وہ رات کی دور ٭ وقت سحر عفریت و مقاتل بد گہر کل لشکر میدان مصاف مین صف آرا ہوئے اُدھر سے شہپال بصد جاہ و جلال حمزۂ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر مع فوج دریا ے موج عرصۂ رزم مین پہونچا بعد درستی میدان جنگ و صف آرائی کے نقیبا ے خوش آواز دونون لشکرون سے نکلے اور دیوؤن اور پریزادون سے مخاطب ہوکر باواز بلند یون پکارے نظم یا ان نامورو نام کرنا ٭ رستم سے نہو وہ کام کرنا ٭ رستم ہے نہ اب ہے سام باقی ٭ مردون کا فقط ہے نام باقی ٭ جب نقیب یہ کہکر ہٹ گئے لشکر عفریت سے مقاتل نکلا اور مثل فیل مست میدان مین آکر اس طرح چنگھاڑا کہ اے شہپال کسی دیو یا پریزاد کو برا ے مقابلہ جلد بھیج یا خود میدان مین آکر مجھسے کارزار کر چونکہ ہنگام صف آرائی لشکر نقابدار سبزپوش بھی مع اپنی فوج کے جانب شہپال بقصد جنگ و جدال کھڑا ہوا تھا نعرۂ مقاتل سنکے فوراً اپنے لشکر کی صف سے نکلا اور سامنے مقاتل کے جاکر کہنے لگا کہ او مقاتل مجھسے جدال و قتال کر مقاتل نے وار شمشاد اُٹھا کر نقابدار سبزپوش پر لگائی نقابدار سبزپوش نے ضرب وار شمشاد سے بچ کر ارۂ پشت نہنگ بیدرنگ فرق مقاتل پر مارا مقاتل بھی ضرب ارۂ پشت نہنگ سے بچا اسی طرح تا دیر باہم جنگ رہی آخر مقاتل نے ہنگام جنگ نقابدار سبزپوش کو گرفتار کیا فوج نقابدار سبزپوش نے براے رہائی نقابدار سبزپوش مقاتل پر حملہ کیا شہپال نے اپنی فوج کو یہ حکم دیا کہ نقابدار کو جہانتک ممکن ہو رہا کراؤ بموجب حکم شہپال لشکر قہار بڑھا زمین کو زلزلہ ہوا اُدھر سے عفریت بھی لشکر لیکر بڑھا آخر تینون لشکر مل گئے لڑائی ہونے لگے دیو ثقیلہ اور دیو اکوان اور ارشوے جنی و راشوے جنی وغیرہ بہادران پردۂ قاف میدان مصاف مین جنگ رستمانہ کرنے لگے ایک ایک ضرب وار شمشاد مین دو دو چار چار دیوؤن کو ہلاک کرنے لگے حمزۂ صاحبقران نے بھی تیغ آبدار کھینچی پھر بقصد غیظ و غضب بموجب نظم

بڑھے کھینچکر بس وہ خونین حسام ٭ لگے قصد کبر کرنے تمام
جیسے چھو گئی اُس بلا کی جھڑپ ٭ گیا خاک پر مثل ماہی تڑپ
تنون پر تھا ہر سمت جوش فگار ٭ لب زخم تھے ساحل جوے بار
عبیری ہوئی خاک دشت نبرد ٭ ہوا پر بجز خون نہ اٹھتی تھی گرد

اسقدر دیو نابکار شمشیر آبدار سے قتل کیے کہ جابجا لاشون کے انبار لگا دیے دیوان لشکر نقابدار نے جنگ عظیم کرکے اپنے مالک و سردار نقابدار سبزپوش کو دست مقاتل سے چھڑایا اور پھر اُس بے حیا پر حملہ کیا جب مقاتل کی فوج کے صدہا بلکہ ہزارہا دیو قتل ہوئے اُسوقت مقاتل نے گھبرا کر طبل بازگشت بجوایا بہادرون نے جنگ سے ہاتھ روکا تھوڑی فوج عفریت ناری سے علیحدہ ہوئے عفریت ہمراہ اپنے باپ کے مع لشکریون گلستان ارم ایک میدان وسیع مین گیا اور وہین مقیم ہوا شہپال بھی حمزۂ صاحبقران و نقابدار سبزپوش وغیرہ کو ہمراہ لیکر اپنی بارگاہ فلک اشتباہ مین آیا بعد بیٹھنے شہپال نبیرۂ حضرت سلیمان کے ہر ایک شخص علے قدر مراتب اپنی اپنی جگہ پر بیٹھا امیر با توقیر اور نقابدار سبزپوش بھی دنگل

اور کرسی اپنے برابر بچھی شہپال نے نقابدار سبز پوش سے مخاطب ہو کر پوچھا تمہارا نام کیا ہے نقابدار نے نقاب چہرے سے اٹھا کر شہپال کو سلام کیا نقابدار کو شہپال نے اٹھکر گلے سے لگایا مزاج پوچھا اور سبب آنے کا دریافت کیا نقابدار سبز پوش نے جواب دیا بافضال خدا اور آپ کی برکت دعا سے میں اچھا ہوں مجھکو اشتیاق قدمبوسی از حد تھا اسواسطے یہاں آیا اتفاقاً یہاں ایسے وقت پر پہونچا کہ مقاتل اور عفریت آپ سے لڑ رہے تھے میں نے اُنکے لشکر کو بارش سنگ گران سے تباہ و ہلاک کیا یہ کہکر نقابدار سبز پوش نے حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہا میں نے خدا قادر کو آپ کے پاس بھیجا تھا بیشک قاتل عفریت آپ ہی ہیں یہ باتیں کر کے نقابدار سبز پوش خاموش ہوا شہپال نے بڑے تکلف سے نقابدار کی دعوت اور ضیافت کی بعد دعوت اور ضیافت کے نقابدار سبز پوش شہپال بن شاہرخ اور امیر باتوقیر حمزۂ صاحبقران سے رخصت ہو کر مع اپنی فوج کے چلا گیا حمزۂ صاحبقران نے شہپال سے پوچھا یہ نقابدار سبز پوش کون تھا شہپال نے جواب دیا یہ میرا بھائی ہے نام اسکا خود سبز قبا ہے حاکم قلعۂ سبز نگار کا ہے القصہ بعد جانے نقابدار سبز پوش کے ہنگام شام عفریت بد انجام نے بموجب کہنے اپنے پدر مقاتل کے پھر طبل جنگ بجوایا جسوقت صدا اسے طبل رزمی بلند ہوئی دیوزادگان اور دیو بہرق آواز طبل رزمی سن کے خدمت شہپال بن شاہرخ نبیرۂ حضرت سلیمانؑ میں حاضر ہوئے اور بجا آگاہ پر کھڑے ہو کر اور بجا لا کے یون دعا و ثنائے شاہی بجا لا کر عرض کرنے لگے نظم

تا مجالست کو مہتاب بگرد پایندہ تا بود در عرض خلق فلک نا پروائے + باد مستاج فلک در عرض آباد جہان +
بر زاع عفت ز رعد دوران پیدا ے + یاس و امید جہان تو مقصود انگیز + بود تا بود تو حرمان آلاے +

اے شہنشاہ فلک جاہ آج پھر عفریت بد سرشت نے طبل جنگ بجوایا ہے قصد اسکا ہے کہ ہنگام صبح میدان جنگ میں آگ آتش کینہ و فساد کو دوبالا کرے باقی خیریت ہے شہپال نے خبر بجنے طبل جنگ کی سن کے فرمایا ہمارے لشکر ظفر اثر میں بھی امداد خدا و باعانت کبریا نقارۂ جنگی بجایا جاوے جو کچھ ہماری قسمت میں کاتب تقدیر نے لکھا ہے وہی پیش آئیگا دیوزادگان بموجب حکم شہپال بن شاہرخ نقارہ خانۂ سلیمانی میں گیا اور حکم نبیرۂ حضرت سلیمانؑ سے قلابہ جنی اور کیا بہ جنی وغیرہ بر نیزادوں کو مطلع کیا انھوں نے فی الفور نقارۂ سلیمانی پر چوب لگائی آواز نقارہ و شہنا بلند ہوئی دیو و پریزاد صدائے نقارہ و شہنا سن کے وجد میں آئے اور نقارۂ رزمی کے بجنے سے خیال کرنے لگے کہ پھر کل ہنگام صبح لڑائی ہوگی یہ خیال کر کے سامان لڑنے کا درست کرنے لگے تمام شب دونوں لشکروں میں تیاری لڑائی کی بخوبی ہوئی جب وہ زمانہ آیا کہ شاہد شب اہل نظر سے نہان ہوا اور سپیدۂ سحر سمت مشرق سے عیان ہوا نظم کھلا آخر معمار زلف شب کا + اٹھا دھند حلا غبار کدورت غضب کا + وہ مثل لو عارض صبح روشن بشکل منتی پاکیزہ دامن + جبین ماہ کی صورت فروزان دلبران دلربا کچھ لحظ سماں + ہنگام صبح عفریت و مقاتل مع چھ لاکھ دیو خونخوار میدان کارزار میں آیا بعد صف آرائی کے مقاتل اپنے فرزند عفریت سے کہنے لگا کہ آج آدمزاد یا دیو قبیلہ کو ضرور گرفتار کرونگا اگر دونوں میں سے کسی کو نہ گرفتار کرونگا تو لڑکر مرجاؤنگا زندہ میدان جنگ سے واپس نہ آؤنگا مجکو تیری مادر ملعونہ سے ندامت ہے میں نے اُس سے اقرار کیا تھا کہ آدمزاد کو گرفتار کر کے تیرے حوالے کر دونگا آجتک میں نے ایفائے وعدہ نہیں کیا وہ مجھسے ناراض ہے ہر رات کو پاس سونا کیسا بات بھی نہیں کرتی ہے عفریت نے جواب دیا بیشک مادر مہربان

آپ سے رنجیدہ ہیں آپ کو وعدہ وفا کرنا چاہیے عفریت مقاتل سے باتین کر رہا تھا ناگاہ دیکھا کہ لشکر شہپال عجب شان و شوکت سے آتا ہی دیو و پریزاد صف بستہ اپنے افسرون کے ہمراہ ہین حمزۂ صاحبقران مرکب پر سوار این قریب تخت شہپال گھوڑے کو بڑھائے ہوئے شہپال سے کچھ باتین کرتے ہوئے آتے ہین ایک سمت دیو سیاہ مکر سیاہ کلاہ ہمراہ سپاہ ہی کسی جانب دیو اکوان دار شمشاد دوش پر رکھے ہوئے ہمراہ فوج دلیرانہ آتا ہی کسی طرف رانشوے جنی دار شوے جنی ہمراہ فوج پریزاد ان نیک سرشت بصد صولت آتے ہین ایک جانب دیو اکوان کاس وطومان کاس و دیو ثقیلہ مانند فیلان مست کے جھومتے ہوئے دار شمشاد دبارۂ پشت نہنگ دوش پر رکھے ہوئے باہم باتین کرتے ہوئے اور بار بار ہنستے ہوئے آتے ہین عفریت دیو ثقیلہ کو دیکھکر اپنے باپ سے کہنے لگا یہی دیو ثقیلہ ہی جو قریب اکوان کاس کے چلا آتا ہی ایسے مین خائف ہون نہ نہایت قوی ہی مقاتل نے کہا آج اسی سے لڑونگا اسکو گرفتار کرکے بعد مکیشی گوشت اسکا کھاؤنگا تیری ماں کو بھی کھلاؤنگا مقاتل عفریت سے یہ کہہ رہا تھا کہ شہپال میدان کارزار مین آیا اور صف آرا ہوا جب صف آرائی ہو چکی نقیب دونون لشکرون سے نکلے اور یہ آوازہ بلند پکارے ہوئے بہادران پردۂ قاف وای دلیران عرصۂ مصاف آگاہ ہو کہ ہر ایک کی حیات چند روزہ ہی کسی کو بقا نہین ہی سوائے خدا کے نہ حریف سے بچ نکلنے کا لازم ہی کہ دلیرانہ لڑو اپنا اپنا نام کرو حیات مستعار کا کچھ اعتبار نہین ہی زندگی چند روزہ ہی سوائے نیکی اور نام کے کوئی ہمارا ساتھ نہین لیجاتا جو تھے سنا جو تھا

گئے کل سوئے گورستان جو ہم پایۂ جہانی سے تھے — مقابر جتنے دیکھے ہم نے خشتی یا کمانی سے تھے
یہ دو مصرع لکھے اُس جا پہ مضمون خیالی سے تھے — مہیا گرچہ سب سامان ملکی اور مالی سے تھے
سکندر جب چلا دنیا سے دونوں ہاتھ خالی سے تھے

نقیب دونون طرف کے یہ کہکر رخصت ہوئے دیو و پریزاد باہم کہنے لگے یہ نقیب سچ کہتے ہین اگر لڑائی ہو گی تو آج ہم بھی اس طرح لڑینگے کہ لڑائی ہماری یادگار رہیگی ابھی دیو اور پریزاد یہ کہہ رہے تھے کہ مقاتل نابکار نے مثل فیل مست کے جھومتا ہوا اور رعد کی طرح چیختا ہوا نعرے کرتا ہوا بڑھے زور و شور سے نکلا اور میدان جنگ مین ٹھہر کر بآواز بلند پکارا او دیو ثقیلہ او جھوکرے اگر تجھکو دعوی دلیری ہی تو جلد میرے سامنے آ اور مجھسے مقابلہ کر دیو ثقیلہ نعرۂ مقاتل سنتے ہی صف لشکر سے نکلا اور شہپال اور حمزۂ صاحبقران و دیگر دیو و پریزاد سے رخصت ہوکر سامنے مقاتل کے گیا مقاتل نے دار شمشاد اُٹھا کر بقوت تمام سر دیو ثقیلہ پر لگائی ثقیلہ نے ضرب دار شمشاد سے بچ کر دبارۂ پشت نہنگ مقاتل پر مارا مقاتل بھی ضرب دبارۂ پشت نہنگ سے بچا اسی طرح دو ڈھائی سو ضربین رد و بدل ہوئین اور کوئی زخمی نہوا آخر کار دار شمشاد کو مقاتل نے رکھکر ثقیلہ سے کہا او جھوکرے مین تجھکو ایسا قوی نہ جانتا تھا تیرا اب مجھسے کشتی لڑ ثقیلہ نے جواب دیا او نابکار تیری کیا حقیقت ہی مین تیرے باپ سے کشتی لڑونگا اگر خدا چاہیگا تو تجھکو زیر کرونگا یہ کہکر ثقیلہ دبارۂ پشت نہنگ ساتھ سے رکھکر مقاتل سے کشتی لڑنے لگا دونون بخوبی زور کرنے لگے باہم گرمشت مارنے لگے ٹکرین مانند فیلان مست باہم یون لگانے لگے گویا دو پہاڑ باہم ٹکرانے لگے اور موافق قاعدہ پردۂ قاف کے داؤن پیچ کرنے لگے ہنگام زد و ریا تو ان گھٹنون تک زمین مین غرق ہو گئے گاؤ زمین اُنکے زور قوت کی متحمل نہوئی آخر قدم گاؤ زمین کانپنے لگے اُسوقت دیکھنے والون نے دیکھا کہ دونون ہمہ تن پسینے مین تر ہو گئے ہین قطرے پسینے کے متواتر زمین پر ٹپک رہے ہین زمین کثرت عرق ریزی سے بخوبی تر ہو گئی ہی مقاتل اور دیو ثقیلہ

جو زور کرتے ہیں بوجہ پسینے کے ہاتھ شانے اور بازو پر اچھی طرح نہیں ٹھہرتا ہی ثقیلہ بہ نسبت مقاتل زیادہ ہانپ رہا ہی ہر ایک مٹی میں آلودہ ہو غرض کہاں تک لکھوں دو پہر تک باہم بخوبی کشتی ہوئی چونکہ دیو مقاتل دیو ثقیلہ سے زیادہ قوی تھا اس سبب سے بعد دو پہر کے مقاتل نے دیو ثقیلہ کو بمشکل زیر کیا اور گرفتار کرکے فوراً طبل بازگشت بجوا دیا مقاتل اور عفریت تو مع اپنی فوج کے بخوشی و خرمی میدان جنگ سے گئے لیکن شہپال وغیرہ مغموم اور ملول میدان مصاف سے پھرے شہپال راہ طی کرکے اپنی بارگاہ میں داخل ہوا حمزہ صاحبقران قریب شہپال دنگل پر بیٹھے دیو معزز و ممتاز بھی بارگاہ سلیمانی میں موافق اپنے اپنے رتبہ اور مرتبہ کے بیٹھے شہپال حمزہ صاحبقران اور ارشوے جنی وغیرہ سے کہنے لگا آج مجکو دیو ثقیلہ کے زیر ہونے سے رنج ہوا سب نے عرض کیا آپ مطلق صدمہ نہ کیجیے انشاء اللہ ہم مقاتل کو قتل کرینگے دیو ثقیلہ کو رہا کرینگے شہپال یہ سنکے خاموش ہو رہا یہاں تو شہپال مع حمزہ صاحبقران اور دیوؤں اور پریزادوں کے بارگاہ سلیمانی میں مغموم بیٹھا ہوا ہے تو بیچارہ رنجیدہ ہے لیکن اب حال مقاتل کا بیان کیا جاتا ہی ذرا غور سے سنیے کہ جب دیو مقاتل میدان جنگ سے فرودگاہ لشکر پر گیا فوراً دیو ثقیلہ کو ستون بارگاہ سے باندھ دیا اور ملعونہ اپنی زوجہ سے ہنسکر کہنے لگا اے خاتو[illegible] میرا یارانہ دیکھ ہوا ایسا شخص ہر فرما ہو [illegible] بھی کوئی کسی عورت کا نہ ہوگا میں [illegible] تیرے کہنے کے بموجب دیو ثقیلہ کو تو گرفتار کیا ہی اب آدمزاد کو بھی اسی طرح گرفتار کر لاؤنگا تیرا حکم بجا لاؤنگا تو مجھسے ناراض و ناخوش نہو ہنسکر باتیں کر میرے سینے سے لپٹ جا میرے پہلو میں بیٹھکر بادہ کشی کر اور عوض گزک دیو ثقیلہ کا گوشت کھا ثقیلہ ابھی بچہ ہی گوشت اسکا مقوی اور مزے کا ہوگا بعد بادہ خواری کے آج مجھسے ضرور ہمبستر ہونا مدعاے دلی بر لانا ملعونہ نے گفتگوے مقاتل سنکے بہ ناز و ادا کہا تو نے میری کیا فرمانبرداری کی کیا میرے دلکو خوش کیا کس بات پر اسقدر نازاں ہی ایک چھوکرے کو گرفتار کرکے اتنا مغرور ہی میں نے تو تجھسے آدمزاد کے گرفتار کرنے کو کہا تھا تو ثقیلہ کو پکڑ کے لے آیا خیر تیری خاطر سے میں شراب پیونگی یہ کہکے ملعونہ اور عفریت پہلوے مقاتل میں بیٹھی مقاتل نے خوش ہوکر کئی خم شراب کے پیے اور ملعونہ کو بھی پلائے جب کسی قدر نشہ ہوا مقاتل نے کارد وغیرہ سے ثقیلہ کے اعضا کا گوشت کاٹ کاٹ کر اکثر دیوؤں کو دیا اور اور خود بھی کھایا اور ملعونہ کو کھلایا جب ثقیلہ کے مرنے سے رہ گیا طائر روح اسکا قفس تن سے نہایت صدمہ اٹھاکر اڑ گیا مقاتل اور عفریت ثقیلہ کے مرنے سے خوش ہوے جب وہ وقت آیا کہ آفتاب عالمتاب نظر دیو و پریزاد وغیرہ سے پنہاں ہوا اور ماہ منیر مع کواکب فلک پر عیاں ہوا یعنی زمین کی سایہ نے اسکی پردہ پوشی کی مہر فلک کی گرمجوشی [illegible] مقاتل نے عالم نشہ میں عفریت سے کہا اے فرزند طبل جنگ بجوا صبح کو آدمزاد کو بھی گرفتار کرکے مثل ثقیلہ کے اسکا بھی گوشت کھاؤنگا اسکا گوشت نمکین ہوگا ہنگام میکشی جب تم اسکا بجاے گزک کھاؤگی نہایت لطف اٹھاؤگی عفریت نے بموجب کہنے اپنے پدر مقاتل کے طبل جنگ بجوا دیا دیواکوان وغیرہ صداے طبل زدنی اور حال دیو ثقیلہ سنکے افتان و خیزان مغموم و پریشان خدمت شہپال بن شہرخ میں اسوقت گئے کہ شہپال تخت پر بیٹھا تھا دیو اور پریزاد معزز و ممتاز بھی بیٹھے ہوے تھے امیر با توقیر بھی دنگل پر رونق افروز تھے دیوؤں نے مجراگاہ پر کھڑے ہوکر بعد ادب آداب و مجرا کرکے اس طرح دست بستہ دعا و ثناے شاہی کرکے عرض کرنے لگے

اشعار

حسود جاہ تو در تنگناے غم ہر دم	فراق نامہ نویسد بہ مرگ ناگاہی
چو ظل جاہ برار تمام ہند سی فلکی	

بدون صفر کند پنج فرد شش باہی	ز رفتنہ جاسے زمین و زمان مہیا باد	منافقان ترا برگ سالی و ماہی
ز رفقہاسے ثنا و قدر مہیا باد	موافقان ترا ساز مالی و جاہی	اسوقت عفریت ناکار نے طبل

جنگ بجایا یعنی ارادہ اسکا ہی کہ صبح کو خادمان شہنشاہ سے سرگرم جدال و قتال ہو علاوہ اسکے غلامون سے سُنا ہی کہ مقاتل نے دیو ثقیلہ کے تمام تن کا گوشت کاٹ کاٹ کے ہنگام میکشی کھایا ہی اور دیو ثقیلہ اسکے ظلم و جفا سے مرگیا ہی باقی خیریت ہی شہپال اور حمزۂ صاحبقران نے جو ثقیلہ کے مرنے کا حال سُنا نہایت صدمہ و غم ہوا اور انھین دیو دن سے برہم ہو کر کہا کہ پہلے تمنے ہمین اس ظلم کی خبر نہ دی دیو دن نے عرض کیا غلامون سے ابھی سُنا ہی قبل اسکے معلوم نہ تھا ورنہ ضرور خدمت عالی مین حاضر ہو کر عرض کرتے شہپال نے عذر دیو دن کا سُنکے فرمایا کہ دو ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارۂ جنگی بجایا جاوے انشاء اللہ کل مقاتل ناکار سے خون ناحق دیو ثقیلہ کا قصاص بخوبی لیا جائیگا حمزۂ صاحبقران نے کہا اگر پروردگار نے چاہا تو صبح کو مقاتل کو مین قتل کرونگا دیو ثقیلہ کا انتقام لونگا غرض اُسوقت بارگاہ سلیمانی مین جسقدر دیو اور پریزاد بیٹھے تھے سب کو دیو ثقیلہ کے مرجانے کا صدمہ ہوا دیوآکوان وغیرہ نے بموجب حکم شہپال نقارۂ جنگی بجوایا دونون لشکرون مین تمام رات تیاری جنگ کی ہوئی جب وہ زمانہ آیا کہ بموجب بیت اُڑا سے جلوہ ہاے صبح نے ہوش * بڑھے بس دل مین لڑنے والون کے جوش * وقت صبح اُدھر عفریت اور مقاتل مع لشکر دیو بصد کبر و نخوت عرصۂ جنگ مین آئے اور صف آرا ہوئے اُدھر شہپال بھی تخت پر سوار ہوا حمزۂ صاحبقران اسلحۂ تن پر آراستہ کر کے پشت سمند رصبا رفتار پر بیٹھے جملہ دیو و پریزاد بھی الآت حرب و ضرب سج کر آمادہ جلنے پر ہوے جسوقت ڈنکے پر چوب پڑی سواری شہپال کی آگے بڑھی لشکر اسطرح چلا بموجب بیت روان بحر لشکر ہوا موج موج * ہوئی چشم خورشید تنگ گرد فوج * جب اس کر و فر سے شہپال میدان مصاف مین پہونچا بعد صف آرائی لشکر کے نقیب دونون لشکرون سے نکلے اور دیوون اور پریزادون سے مخاطب ہوکر بآواز بلند پکارے اے مردان بکوشید تا جاے زنان نپوشید شعر روز جنگ است جنگ باید کرد * کوشش نام و ننگ باید کرد * نقیب یہ کہکر ہٹ رہے لشکر کے ٹھہرے مقاتل ناکار مانند فیل دمان نعرہ کر کے صف لشکر سے نکلا اور میدان جنگ مین آکر پکارا اور آدم زاد ضعیف البنیاد تیری شجاعت و دلیری کی تو داستان مین نے سنی ہی لیکن امتحان تیری شجاعت کا کبھی نہین کیا ہی آج چاہتا ہون کہ تجھ سے مقابلہ کرون اگر تجکو دعوی دلیری ہی اور تجھے خائف و ترسان نہین ہی تو میدان رزم مین نکل کر مجھ سے مقابلہ کر ہنر جنگ دکھا رزم سے مجھو نہ چھپا کل مین نے دیو ثقیلہ کو گرفتار کر کے کباب اُسکے گوشت کے بنا کر وقت میکشی کھاے تھے آج تجکو گرفتار کر کے مثل اُسکے تیرے بھی گوشت کے کباب کھاؤن گا حمزۂ صاحبقران نے نعرۂ مقاتل سُنکے ارادہ نکلنے کا کیا شہپال وغیرہ نے امیر بالوقیر کو روکا امیر بالوقیر نے کہا مین اس ناکار سے ضرور مقابلہ کرونگا کیونکہ اُسنے مجھی کو برائے مقابلہ طلب کیا ہی شہپال وغیرہ گفتگوے حمزۂ صاحبقران سُنکے مجبور ہوے امیر بالوقیر نے سب سے رخصت ہو کر اسطرح بصد صولت مرکب اپنا بڑھایا کہ بعض پریزاد اوصاف امیر بالوقیر و ثناے مرکب مین یہ اشعار پڑھنے لگے اشعار

در مقامیکہ کند روے کمانت تبدو	ضرب شمشیر ندارد اثر ضرب مثل	ای تجلے وجود تو جہانگیر لقب
داہی تلہ سے حسود تو غنا گیراجل	چون دماغ فلک از ہیبت تو مختل گردد	علیے از مہر تشاید کہ کند دفع خلل

توجش اللہ تہ شبگیر سمند تو کہ ہست
از ازل سوے ابد وز ابد آید بازل
گر بخورشید دہد سرعت او در یک دم
حرکات فلک از سرعت او مستعمل
در عنان گردش او تا کرہ نار و ہوا

دو دوان کسل از شوخی او مستعجل
قطرہا کش دم رفتن چکید از پیشانی
آید از نور بترتیب منازل بہ حمل
گر بسر چشمہ تو سند فدگہ پالیش گزرنزرع
طی شود دائرہ بہ دائرہ مانند زحل

آن سبک سیر کہ چون گرم عنانش سازی
شبنم آسایش نشنید کہ رجعت بکفل
سکنات قدم از شوخی او نامعلوم
تا قیامت بہ گلو گیش ندرسد جنگ اجل
پیر بزاد یہ اشعار پڑھکر خاموش ہوے

حمزۂ صاحبقران میدان جنگ مین سامنے مقاتل کے پہونچے اُس ناکار نے امیر با توقیر کے قد و قامت پر نظر کرکے خیال کیا کہ ای مقاتل یہ آدمزاد تو نہایت ہی نحیف اور ناتوان ہے اسکے دست و بازو مین مطلق قوت و طاقت نہو گی یہ تجھسے کیا لڑیگا فقط آواز تیرے نعرہ کی سنکے ہلاک ہو جائیگا اُسپر وار شمشاد آہستہ لگا ورنہ ضرب وار شمشاد سے یہ سر بسر سا ہو جائیگا گوشت اسکا خاک مین ملجائیگا اشتیاق اسکے گوشت کھانے کا رہ جائیگا یہ خیال کرکے مقاتل نے وار شمشاد اٹھا کر خبردار خبردار کہکے اور نعرہ کرکے سر امیر با توقیر پہ لگائی امیر با توقیر نے ضرب وار شمشاد سے اپنے تئین بچا کر تیغ تیز کھینچکر سر مقاتل پہ لگائی مقاتل پر لگائی مقاتل فوراً پیچھے ہٹ گیا وار تیغ کا خالی گیا مقاتل نے اب کی مرتبہ امیر با توقیر کے گوشت کا خیال نہ کرکے بہ قوت تمام وار شمشاد فرق امیر با توقیر پر لگائی امیر نے وار شمشاد سپر فراخ دامن پر دلیرانہ روکی مقاتل یہ قوت و طاقت امیر با توقیر کی دیکھکر گھبرا گیا حواس منتشر ہو گئے خوف کا نپنے لگا اور یہ خیال کرنے لگا عفریت سچ کہتا ہی کہ اس آدمزاد مین ازحد قوت ہے مقاتل یہ خیال کر رہا تھا کہ امیر با توقیر نے نعرہ کیا شعر امیر عرب حمزۂ شیر دل + کز و گشتہ سہراب و رستم خجل + یہ نعرہ کرکے شمشیر آبدار سر مقاتل نابکار پہ لگائی ہرچند مقاتل نے تیغ آبدار وار شمشاد پہ روکنا چاہی لیکن تیغ برق مثال وار شمشاد کو کاٹ کر اُس کو بیکر پہ پڑی مقاتل دو ٹکڑے ہو کر اسطرح بالاے زمین گرا کہ دیوون کو گمان ہوا کہ پہاڑ پھٹ کے بالاے زمین گرا اُسدم قدم گاؤ زمین تھہرانے لگے دیو و پریزاد نے حال ضرب تیغ امیر با توقیر ملاحظہ کرکے صداے تحسین و آفرین بلند کی شہپال بھی بدرجہ کمال خوش ہوا عفریت نابکار نے اپنے پدر نابکار کے قتل ہونے سے نہایت مغموم ہو کر اپنی فوج کے دیوون کو حکم دیا کہ اُس آدمزاد کو آج زندہ نہ جانے دو اُسنے میرے باپ کو قتل کیا ہی تم سب ملکر اُسے قتل کرو دیوون نے بموجب حکم عفریت حمزہ صاحبقران پر سخت حملہ کیا امیر نے شمشیر آبدار سے دیوون کو قتل کرنا شروع کیا جب لڑائی ہونے لگی شہپال بھی مع فوج لے کر بڑھا دیو و پریزاد دونون لشکرون کے بلکے لڑائی ہونے لگی دار شمشاد اور آرہ اینت تفنگ سے دیو و پریزاد باہم لڑنے لگے دو دریاے خون لشکر مین بہنے لگے شور گیر و دار برپا ہوا جانبین سے دیو اور پریزاد قتل ہونے لگے لاشین دھڑ دھڑ زمین پر گرنے لگین طبقات زمین بار بار ہلنے لگے سیاہ دران بر وہ قاف جنگ شیرانہ کرنے لگے دمبدم نعرے کرنے لگے اُسوقت ایسی جنگ ہو رہی تھی کہ دیکھکر طائرون کے ہوش اڑتے تھے جو پالے متوحش ستھے شیران صحرا ان سے دیوون کے نعرے سنکے دُم دبا کر بے اختیار بھاگتے تھے فرشتے ہوا کے یہ جنگ مغلوبہ دیکھکر اپنے پرون کو سمیٹ کر دور دور اُس جگہ سے چلے گئے تھے غبار عظیم بلند تھا زمانہ کثرت غبار سے تیرہ و تاریک تھا اُس تاریکی اور گھبراہٹ مین کوئی کسی کو اچھی طرح نہ پہچانتا تھا جو جسکے سامنے آجاتا تھا وہ اُسے اپنا دشمن جان کر قتل کر ڈالتا تھا اُسوقت بھائی نے اپنے بھائی کو اور باپ نے اپنے بیٹے کو حریف اپنا تصور کرکے مار ڈالا تھا

حمزہ صاحبقران بھی اُس دریاے پرجوش لشکر مین ہنگامہ جنگ رستمانہ کر رہے تھے دیوان خونخوار کو قتل کر رہے تھے کُہنی سے خون ٹپکتا تھا تلوار کا قبضہ ہاتھ مین جم گیا تھا میدان مصاف مین کشتون کا انبار لگا دیا تھا تلوار مثل برق چلتی تھی اور بار بار دیوان کو دہکر پر کرتی تھی اُسدم یہ حال تھا بیت ہر جا کہ شمشیر ادکار کردہ یکے را دو کردہ و دو را چار کردہ غرض دیولشکر عفریت کے زیادہ تر شمشیر زنی امیر بانوقیر سے قتل ہوے اور بیدل ہوکے پیچھے ہٹنے لگے اُسوقت بدرجۂ ناچاری عفریت اپنے باپ کی لاش اُٹھوا کر نالان وگریان میدان جنگ سے شکست کھا کر اپنی فرودگاہ لشکر کی طرف روانہ ہوا بعد جانے عفریت کے شہپال بن شہرخ مظفر و منصور میدان جنگ سے پھرا اور سر امیر بانوقیر پر زر و جواہر نثار کرتا ہوا اپنی بارگاہ مین آیا لشکر ظفر اثر اُترا بحکم شہپال سے لاشے دیوون اور پریزادون کے جو لشکر شہپال کے تھے اٹھوا لے گئے بعد اسکے شہپال نے حکم دیا کہ بزم عشرت آراستہ ہو بموجب حکم فی الفور بزم عشرت آراستہ ہوئی شہپال مع امیر بانوقیر جملہ دیو اور پریزاد معزز و ممتاز زونق افزاے بزم عشرت ہوا دور جام مے ناب شروع ہوا نازنینان پریزاد بعد ناز و انداز ناچنے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین اہل بزم مسرور اور شاد ہونے لگے اُسوقت نازنینان پریزاد سے ایک نازنین نے بعد ناز و انداز یہ غزل عاشقانہ گانا شروع کی غزل

یاد آئی جو مجھے اُنکی نکیلی مژگان
روز روشن مری نظرون مین شب تار ہوا
اب مرض کا مرے ہوگا نہ طبیبون سے علاج
ہر تجلی پہ جو ر کھا تو مین سردار ہوا
بے جگر ہوکے دیا یار کو بیعانۂ دل
بار ور نام خدا نخل قد یار ہوا
عشق مین بھی نہوئی یاد الٰہی موقوف
ہاتھ میرا تری گردن کا اگر ہار ہوا
ای ہنر خاک نہ کچھ فیض کسی کو پہونچا
خاک چلکر نہ کبھی خانۂ اغیار ہوا
گل سے نفرت ہوئی خار دلنشے سروکار ہوا
صورت نرگس شہلا ہوا سکتہ اُسکو
عشق کہتے ہین جسے وہ مجھے آزار ہوا
الفت یار مین ہوا مین جہانکی الفت
مین جو سوداے محبت کا خریدار ہوا
عہد طفلی مین کیا مہد مین دو اژدر کو
رشتۂ سبحہ مجھے رشتۂ زنار ہوا
جان کی یاد کے دکھ سے ہو کر بالون نے مری
مثل غنچہ جو کوئی خلق مین زردار ہوا
کچھ نہ ظاہر اثر ای آہ شرربار ہوا
رخنہ اُس غیرت خورشید نے ڈالی جو نقاب
تیری آنکھون کی محبت مین جو بیمار ہوا
ساری جانبازون پہ قاتل نے دیا مجکو شرف
بیخبر ہوکے محبت کا خبردار ہوا
اب ثمر لائیگا اپنا بھی نہال امید
اسلیے نام علی حیدر کرار ہوا
بھول مین تربت مجنون پہ چڑھاؤنگا فرد
آب گیسوے سیہ مجکو کفن مار ہوا

جسوقت یہ غزل نازنین پریزاد نے بعد عشو و ناز ختم کی اہل بزم گانے جملہ صاحبان محفل خوش ہوگئے اور اُس نازنین کے رقص و نغمہ کی تعریف کرنے لگے نازنین پھر اور غزلین عاشقانہ گانے لگی اہل بزم گانا اُسکا سننے لگے یہان تو نازنین پریزاد گا رہی ہی اور اہل بزم بعد خوشی گانا اُس نازنین کا سن رہے ہین سمان بندھا ہوا ہی ہر ایک محو ہو رہا ہی شہپال بیٹھا ہوا ہی گانا سن رہا ہی ان سب کو تو مشغول عیش و عشرت رہنے دیجیے انشاء اللہ آیندہ اُنکا حال لکھا جائیگا لیکن اب حال عفریت نابکار کا لکھا جاتا ہی کہ جب عفریت ناہنجار شکست کھا کر اور لاش اپنے پدر کی اٹھوا کر اپنی فرودگاہ لشکر پر نالان وگریان پہونچا ملعونہ مادر عفریت صداے نالہ و بکا سنکے گھبرائی خود آ سراسیمہ و بدحواس بارگاہ سے نکل آئی اور بیتاب و بیقرار ہوکر اسطرح عفریت سے پوچھنے لگی کہ ای میرے بیچے کیا ہوا کیون روتا ہی آج کیا پھر تو زخمی ہوا یا اور کوئی باعث ملال ہی میرے دلکا عجب حال ہی مفصل احوال ملال جلد بیان کر عفریت نے اشکبار ہوکے کہا ای مادر مہربان غضب ہوگیا

مقاتل میرا باپ قتل ہوگیا آدمزاد کو گرفتار کرنے گیا تھا خود گرفتار دام اجل ہوگیا آدمزاد نے اُسے قتل کرڈالا ایسی تلوار لگائی کہ دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرپڑا اور فوراً باپ میرا مرگیا دیکھو یہ ٹکڑے لاش پدر کے اُٹھالایا ہون یہ کہکر لاش مقاتل کی دکھلائی ملعونہ لاش اپنے شوہر کی دیکھکر خوب چیخی اور چلائی یہ مین لاش پر گرنے لگی اور رونے لگی ہائے ای میرے شوہر ناز اُٹھانے والے پیار کرنے والے مجکو اپنے پہلو مین بٹھانے والے دل وجان سے مجھپر نثار ہونے والے افسوس صد افسوس تو مرکر جہنم مین گیا مجکو بیوہ کرگیا اب پہلو مین میرے راتون کو کون سوئیگا اور کوئی لڑکا بالا اب شکم سے کیونکر ہوئیگا تیرے غم مین دیوانی ہوجاؤنگی خاک صحرا کی اُڑاؤنگی راتون کو مجھے نیند نہ آئیگی تیری فرقت مین آٹھ آٹھ آنسو روؤنگی جب تجکو اپنے پہلو مین شب کو نہ پاؤنگی دل مضطر کو کیا کہکر سمجھاؤنگی کبھی کثرت گریہ و بکا سے بیخودی مین یون بین کرنے لگی ای میرے شفیق شوہر افسوس تو آدم زاد کے ہاتھ سے قتل ہوگیا مجکو تجھسے پورے پدر آتی تھی دادا کی شفقت کا مزہ تجھ سے پاتی تھی مین بھی تجکو برابر اپنے فرزند کے جانتی تھی چھوٹا بھائی اپنا سمجھ کر تیرا کہنا مانتی تھی جو تو کہتا تھا وہی کرتی تھی اکثر تیری ناراضی کا خیال کرکے تجھسے ڈرتی تھی جیسی بات کو تو کہتا تھا فوراً منظور کرتی تھی فرمانبرداری شب و روز کرتی تھی الغرض اسی طرح ملعونہ نے لاش مقاتل پر حالت بیخودی مین بہت بین کیے اور حال اپنا نہایت پریشان کیا آخر عفریت وغیرہ کے سمجھانے سے ملعونہ خاموش ہوئی عفریت نے بہ ہزار نالہ و آہ لاشہ مقاتل کا اُٹھایا اور موافق اپنے قاعدہ ملت و مذہب کے لاش کو دفن کیا یا جلایا بعد دفن کرنے یا جلانے لاش اپنے پدر مقاتل کے عفریت اپنی مان کے پاس آیا اور نہایت آہ و زاری کرکے کہنے لگا ای مادر مہربان اب میرا دل یہی چاہتا ہے کہ طبل جنگ بجواؤن آدم زاد سے لڑون اُسے قتل کرون یا خود اُسکے ہاتھ سے قتل ہوجاؤن اس رنج و غم سے جلد چھٹ جاؤن ملعونہ نے گفتگو اپنے پسر کی سُنکے اپنے علم کے قواعد سے دریافت کرکے کہا ای فرزند تو جانتا ہے کہ مین کاہنہ ہون مجکو اس علم مین کمال حاصل ہے اسوقت جو مین نے دیکھا تو صاف ثابت ہوا کہ تیرے دن سخت ہین ستارے اچھے نہین ہین فی الحال اگر تو لڑیگا تو قتل ہوجائیگا تجکو لازم ہے چند سے لڑائی موقوف رکھ جیسا مین کہون تب لڑنا عفریت اپنی مان کے منع کرنے سے ناچار ہوا اور بموجب کہنے ملعونہ کے طبل جنگ نہ بجوایا اب حال اسکے طبل جنگ بجوانے کا انشاء اللہ آئندہ لکھا جائیگا اسجگہ حال خواجہ عمرو وغیرہ کا لکھا جاتا ہے

داستان جانا خواجہ عمرو کا قلعۂ گربستان مین اور مسلمان کرنا فضل گربستانی وغیرہ کو اور مقیم ہونا قلعہ مین اور لڑنا تاز رومین کامرانی سے

راویان شیرین سخن اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب خواجہ عمرو بعد فتح طلسم تاریخ عمرو بن حمزہ یونانی سے رخصت ہوکر قلعۂ تنگ رو احل مین داخل ہوے بعد چند روز کے پہلوان عادی نے خواجہ عمرو سے کہا ای خواجہ اب غلہ وغیرہ اس قلعہ مین نہین رہا جملہ سردار اور لشکر صبح سے گرسنہ ہین علاوہ اہل لشکر کے جو یاسے بھی بے دانہ و علف ہین سب سے زیادہ مین بھوکا ہون کیونکہ آپ جانتے ہین مین بہ نسبت اور لوگون کے غذا زیادہ کہاتا ہون مجکو برداشت بھوک کی نہین ہے اسوقت کثرت گرسنگی سے دم میرا نکلا جاتا ہے پیٹ مین آگ لگ رہی ہے معدے مین حرارت گرسنگی سے آگ لگی ہے بھوک کے سبب سے گرا پڑتا ہون بات نہین کیجاتی ہے سن لیجیے شکم مین قراقر ہورہا ہے ہر ایک آنت اپنی زبان مین غذا طلب کررہی ہے کہتی ہے

خواجہ ہم خالی ہیں ہمیں طعام سے بہرہ و جلد طعام دو توقف نہ کرو ورنہ ہم کثرت خلا سے خشک ہو جائینگے بھوک کی وجہ سے
مر جائینگے خواجہ نے جواب دیا آپ کیونکر فرماتے ہیں اعضا میں تسلی دیجئے صبر سے دلکو خوش کیجئے اگر آپ فکر غذا نہ کیجئے گا تو میں لشکر کے
گھوڑے اور بیل حلال کرکے اور گوشت بھونکر یا کچا کھا جاونگا بھوکا نہ رہونگا پھر آپ مجھسے شکایت نہ کیجئیگا خواجہ
نے گفتگو سے پہلوان عادی سنکے جواب دیا ای پہلوان عادی اسقدر غذا کے عادی نہو ذرا صبر بھی کیا کرو صبر کرنے
والوں کا مرتبہ بڑا ہی خداوند عالم صبر کرنیوالوں سے خوش ہوتا ہی تمنے غلہ کے واسطے کہا ہی اب میں دو چار روز میں
کوئی فکر و تدبیر کرونگا غلہ کہیں نہ کہیں سے قرض دام لاؤنگا سب کے پہلے طعام تمھیں کھلاؤنگا تم جانتے ہو
کہ میرے پاس ایک کوڑی بھی نہیں ہی بڑی مشکل سے اپنی اوقات بسر کرتا ہوں اس زمانے میں کوئی مجھے ایک
کوڑی بھی نہیں دیتا ہی کچھ کہیں نہیں ملتا ہی میں خود پریشان خاطر ہوں حمزہ صاحبقران پیر دہ قاف
میں تشریف رکھتے ہیں دیکھیے وہاں سے کب آتے ہیں پہلوان عادی نے تقریر خواجہ عمرو کی سنکے کہا ای خواجہ
میں کہے دیتا ہوں مجھسے صبر نہو سکیگا آپ دو چار روز میں فکر غلہ کیجیے گا اگر آج غذا نہ ملیگی تو مر جاؤنگا
کسی طرح زندہ نہ رہونگا آپ کو مناسب ہی کچھ روپیہ زنبیل سے نکالیے غلہ وغیرہ جاکر لا دیجئے جلدی مجھے
کھلائیے جب میرا پیر دہ قاف سے تشریف لائینگے آپ حساب کرکے روپیہ لیجیے گا اور نذر زنبیل کر لیجیے گا
خواجہ نے جواب دیا کہ زنبیل میں تو کچھ بھی نہیں ہی خاک اُڑ رہی ہی یہ کہکر خواجہ نے پوچھا اس جگہ سے کوئی اور
قلعہ بھی نزدیک ہی پہلوان عادی نے کہا قلعہ گرِبستان یہاں سے دو کوس ہی حاکم اُس قلعہ کا فضل ہی اور
اس قلعہ سے اُس قلعہ تک نقب بھی ہی اگر آپ کا دل چاہے تو راہ نقب سے ہم سب کو لے کر اُس قلعہ میں
چلیے لیکن فضل مسلمان نہیں ہی وہ اپنے قلعہ میں ہم لوگوں کو نہ آنے دیگا بلکہ اگر ہم سب وہاں جائینگے تو وہ
قتل کریگا آپ علاوہ اُسکے اور کوئی فکر جلد کیجیے میرا حال گرسنگی سے ابتر ہی خواجہ نے جواب دیا اچھا
تم جاکر بیٹھو میں ابھی جاتا ہوں اور کوئی فکر غلہ وغیرہ کی کرتا ہوں یہ کہکے خواجہ عمرو قنتورہ زر لفتی
و دیگر باسے عیاری کے تن پر آراستہ کرکے اور نہایت چست و چالاک قلعہ تنگ رواحل سے جانب
قلعہ گرِبستان روانہ ہوے چونکہ فضل گرِبستانی کو یہ پہلے ہی خبر پہونچی تھی کہ اب قلعہ تنگ رواحل میں
غلہ ہو چکا ہی سرداران حمزہ صاحبقران پریشان ہیں اور فی الحال خواجہ عمرو قلعہ تنگ رواحل میں داخل
ہیں یہ خبر سنکے فضل نے خیال کیا تھا کہ اب سرداران حمزہ اور خواجہ عمرو یہ خواہش غلہ
وغیرہ میرے قلعہ پر حملہ در ہونگے جنگ و جدال کرینگے رعایاے قلعہ تباہ اور برباد ہوگی فوج
میری جنگ و جدال میں قتل ہوگی اس خیال سے فضل نے پہلے ہی در قلعہ بند کروا دیا تھا
پل تختہ اٹھوا دیا تھا خندق کو آب سے بھروا دیا تھا باطمینان تمام بیٹھا تھا اب جو خواجہ راہ طے
کرکے قریب قلعہ گرِبستان پہونچے دیکھا دروازہ قلعہ کا بند ہی اُسوقت خواجہ نے فکر کی اور بعد
فکر فوراً کتارہ کابلی کی شکل کے مانند اپنی صورت بناکر در قلعہ پر پہونچے اہل کتارہ کابلی کو دیکھکر
فضل گرِبستانی کے پاس گئے اور عرض کرنے لگے اُسوقت کتارہ کابلی بھانجے ژوبین کامرانی
کے در قلعہ پر آئے ہیں اگر حکم ہو تو در قلعہ کھولدیں فضل گرِبستانی نے کہا جلد در قلعہ کو
کھول کر کتارہ کابلی کو بلا لو نہیں معلوم وہ کسواسطے آئے ہیں ملازمان فضل گرِبستانی نے
بموجب حکم در قلعہ کھولا اور عرض کیا آپکے ہمارے مالک فضل گرِبستانی آپ کی ملاقات کے مشتاق

پیچھے مین کتارہ کابلی نقلی داخل قلعہ ہوئے اور سیر کرتے ہوئے قریب فضل پہونچے فضل کتارہ کابلی کو دیکھکر کسی قدر برائے تعظیم اٹھا اور قریب اپنے کرسی جواہر نگار پر بٹھاکر پوچھا آج تمھارا آنا کس وجہ سے ہوا فقط ہماری ملاقات کے واسطے آنے ہوا کوئی اور کام ہو کتارہ کابلی نقلی نے مسکرا کر جواب دیا کہ ملاقات بھی آپ سے کرنا منظور تھا اور علاوہ اسکے روئین کامرانی کا ایک پیام بھی لایا ہون اُنھون نے آپ سے یہ کہا ہو مینے سُنا ہو قلعہ تنگ رواحل مین غلہ ہوچکا ہو سرداران حمزہ پریشان خاطر ہین آپ اپنے قلعہ سے ہوشیار رہیے گا سرداران حمزہ کو اپنے قلعہ مین نہ آنے دیجیے گا در قلعہ بند کر لیجیے گا پل تختہ اٹھوا دیجیے گا خندق کو پانی سے بھروا دیجیے گا سامان جنگ سے غافل نہو جیے گا مبادا سرداران حمزہ نایابی غلہ سے اگر آپ نے قلعہ پر حملہ در ہون تو قلعہ نہ لے سکین فضل گریستانی نے تقریر کتارہ کابلی سُنکے کہا تم ہماری جانب سے بعد سلام کے یہ کہدینا کہ ہمنے پہلے ہی خبر سُنکے اپنے قلعہ کا دروازہ بند کر لیا ہو اور بند وبست بخوبی کر لیا ہو کیا مجال سرداران حمزہ کی جو میرے قلعہ مین آسکین فضل کتارہ کابلی نقلی سے یہ گفتگو کر ہی رہا تھا اتفاقاً کتارہ کابلی اصلی بھی در قلعہ پر آیا اہل قلعہ سے کہنے لگا جلد در قلعہ کھولو مین فضل سے ملاقات کرونگا روئین کا پیام بھی کہونگا اہل قلعہ کتارہ کابلی دیگر کو دیکھکر حیران ہوے فوراً خدمت فضل گریستانی مین گئے اور بصد ادب عرض کرنے لگے خداوند نعمت لبسا تعجب ہو کہ ایک تو کتارہ کابلی آپ کے پاس بیٹھے ہین دوسرے کتارہ کابلی در قلعہ پر کھڑے ہین کہتے ہین دروازہ قلعہ کا کھولدو اب جو حکم ہو سو بجا لائین فضل گریستانی تقریر اپنے ملازمون کی سُنکے متحیر ہوا کتارۂ نقلی نے کہا یقیناً عمرو میری شکل بنا کر آیا ہو آپ قلعہ مین اُسے آنے دیجیے مین روپوش ہوتا ہون یہا لنے ہٹا جاتا ہون آپ جلد اُسے گرفتار کرکے سزاے معقول دیجیے فضل نے بموجب کہنے کتارہ نقلی کے اپنے ملازمون کو حکم دیا اُس کتارہ کو بھی قلعہ مین بلالو ہمارے پاس لے آؤ ملازمین فی الفور در قلعہ پر آئے اور دروازہ قلعہ کا کھول کر پل بچھا کر کتارۂ اصلی کو خدمت فضل مین لے گئے جب کتارۂ اصلی سامنے فضل کے گیا سلام کرکے قریب فضل کے کرسی پر بیٹھ گیا اور کہنے لگا روئین نے آپ سے بعد سلام کے یہ کہا ہو کہ آج مین قلعہ تنگ رواحل پر حملہ کرونگا اب بخوبی مجھے صحت ہوگئی ہو تم اپنے قلعہ سے ہوشیار رہنا سرداران حمزہ کو اپنے قلعہ مین نہ آنے دینا اہل قلعہ تنگ رواحل پر رحم نکرنا مین نے سُنا ہو اہل قلعہ کثرت گرسنگی سے بیتاب وبیقرار ہین غلہ قلعہ مین باقی نہین رہا ہو عمرو دہ وبال گردن مشوش ہو کتارہ کابلی اصلی یہ کہکر خاموش ہوا فضل گریستانی نے بموجب کہنے کتارۂ نقلی کے خیال کیا کہ یہ عمرو ہو گفتگو فریب آمیز کرتا ہو یہ خیال کرکے اپنے ملازمون سے اشارہ کیا اسکو جلد گرفتار کرلو ملازمون نے موافق حکم کتارۂ اصلی کو فوراً گرفتار کرکے ایک ستون مین باندھ دیا ہرچند کتارۂ کابلی اصلی نے فضل سے کہا کہ مین نے تیری کیا خطا کی ہو تو نے مجھے کیون گرفتار کرایا ہو بدلہ محبت وملاقات کا لیا یہی ہو جو تو نے اسوقت میرے ساتھ کیا مجکو تجھ سے یہ امید ہرگز نہ تھی روئین کامرانی ماموں صاحب میرے اب یہان آکر تجکو مار ڈالینگے قلعہ کو خاک مین ملادینگے ہرگز تجکو زندہ نہ چھوڑین گے لیکن فضل گریستانی نے کچھ نہ سُنا اور کہا او دزد مکار کیون مجھسے باتین فریب کی کرتا ہو مین تجھے خوب جانتا ہون تو عمرو عیار بلاے روزگار ہو فضل یہ کہ رہا تھا کہ خواجہ عمرو بھی گوشہ دار الامارہ سے نکل کے سامنے آیا اور کہنے لگا ای فضل ہرگز اُس عیار کے فریب مین نہ آنے گا یہ آپ کو

بیہوش کرکے مار ڈالیگا اس قلعہ پر قبضہ کریگا کتارۂ کابلی اصلی مین ہون یہ میری شکل بنکر آیا ہی یہ کہکے خواجہ نے دو چار جوتے کتارۂ کابلی کے سر پر لگائے کتارۂ کابلی اصلی اشکبار ہوکے فضل سے کہنے لگا ای فضل تو نے بیکار میری بےعزتی کی مین کتارۂ کابلی اصلی ہون اور یہ عمرو ہی میری شکل بنکر یہان آیا ہی اگر میرے کہنے کا یقین نہو تو منھ اسکا گرم پانی سے دھلوایے ابھی حال معلوم ہوجائیگا فضل نے یہ تقریر کتارۂ کابلی اصلی کی سنکے چاہا کہ آب گرم سے منھ کتارۂ دیگر کا دھلوائے عمرو شکل فضل کی دیکھکر سمجھ گئے کہ اب یہ پانی سے میرا منھ دھلوائیگا تمھاری عیاری کا حال کھلجائیگا بس تمکو مناسب ہی جلد کوئی تدبیر کرو یہ سمجھکر خواجہ عمرو نے فضل سے کہا مجھے کچھ آپ سے آہستہ کہنا منظور ہی آپ کے کان مین کہونگا یہ کہکر قریب فضل کے گئے اور کان مین فضل کے کہنے لگے او فضل آگاہ ہو مین ہی خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہون میری اطاعت کر ورنہ تجکو مار ڈالونگا یہ کہکر جلد خواجہ نے تاج اسکا اُتار کے نذر زنبیل کیا اور کہا ای دادا لیجیے یہ تاج اچھی طرح رکھیے گا گرد و غبار سے اُسے بچایے گا عوض تاج نذر زنبیل کرکے خواجہ عمرو چلے فضل نے اپنے لشکر کے سرداروں وغیرہ سے کہا دیکھو وہ عمرو بھاگا جاتا ہی خبردار بھاگ کر جانے نہ پایے جلد اُسے گرفتار کرو سردار وغیرہ تیغ و کمند لیکر اُٹھے خواجہ عمرو کو گھیرا خواجہ بھی لڑنے لگے اس اثنا مین کتارہ کابلی اصلی نے فضل سے کہا مجکو کھلوا دیجیے مین عمرو کو گرفتار کرلونگا فضل نے کتارۂ کابلی کو کھلوا دیا اور یہ عذر کیا کہ مین نے تمھین خواجہ عمرو خیال کرکے گرفتار کیا تھا میری شکایت شومین کامرانی سے نہ کرنا کتارۂ کابلی نے جواب دیا اچھا شکایت نہ کرونگا یہ کہکر کتارۂ کابلی کمند لیکر پہونچا دیکھا کہ خواجہ نے اکثر آدمی حباب بیہوشی مار مار کر بیہوش کیے ہین اکثر مردم کو خنجر ابدار سے زخمی کیا ہی کتارۂ کابلی اور فضل یہ حال دیکھکر اہل قلعہ سے کہنے لگے تم سب نامرد ہو ایک شخص نحیف کو ہجوم کرکے گرفتار کیون نہین کرلیتے اہل قلعہ نے یہ سنکے ایکبار خواجہ عمرو پر حملہ کیا کتارۂ کابلی کمند لیکر آگے بڑھا خواجہ عمرو نے چاہا کہ جست کرکے اس مجمع سے نکل جاؤن جان اپنی ان سب سے بچاؤن یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جست کی کتارۂ کابلی نے دوڑکر کمند ماری حلقہاے کمند خواجہ کے سر و گردن مین پڑ گئے خواجہ زمین پر گرے کتارۂ کابلی نے فوراً خواجہ عمرو کو اسیر کیا اور فضل سے کہا اب مین روچین سے اس امر کی خبر کرنے جاتا ہون اور پھر تھوڑی دیر مین آتا ہون یہ کہکر کتارۂ کابلی قلعہ سے نکلکر جانب روچین روانہ ہوا یہان فضل نے قاہر اور قہرمان اپنے سرداران نامی سے کہا کہ جلد اس عیار کو قلعہ کی چھت پر لیجاکر جو دریا زیر قلعہ ہی اُسی دریا مین ڈالدو تاکہ گھڑیال اور مگر وغیرہ اسے کھا جائین قہرمان و قاہر بموجب حکم فضل خواجہ کو سقف قلعہ پر لیگئے اسوقت خواجہ عمرو نے قاہر سے کہا ای قاہر اسوقت میرے حال پر رحم کر تھوڑی دیر ٹھہر کہ جگر میرا فرط تشنگی سے جلا جاتا ہی زبان مین کانٹے پڑے ہین تھوڑا پانی مجھے پلا دیجے پھر مجھے ہلاک کرنا خواجہ عمرو نے قاہر سے اسطرح کہا کہ قاہر کو رحم آگیا فوراً پانی لینے قلعہ سے اُترا ادھر خواجہ نے قہرمان سے کہا ای قہرمان دیکھو ماہی عجیب و غریب دریا مین نظر آتی ہی قہرمان سوے دریا دیکھنے لگا خواجہ عمرو نے قہرمان کو دریا مین ڈھکیل دیا قہرمان اُس دریاے ذخار مین گرکے غرق ہوگیا خواجہ عمرو فوراً قید کو اپنے جسم سے دور کرکے اور شکل قہرمان بنکے ویسا ہی لباس پہنکے بیٹھے جب قاہر جام مین آب سرد لایا قہرمان نقلی نے کہا ای قاہر تم پانی بیکار لائے مین نے خواجہ کو دریا مین ڈالدیا کہکر خواجہ

ابھی تک ڈوبے نہیں دیکھو وہ سر خواجہ کا معلوم ہوتا ہے قاہر نے کہا مجھکو نظر نہیں آتا قہرمان نقلی نے کہا تم میرے پاس آؤ
مین تمھین دکھا دون قاہر قہرمان نقلی کے آگے کھڑا ہوا اور پوچھنے لگا سر خواجہ کا پانی مین کہان نکلا ہے قہرمان
نقلی نے زور سے دھکا دے کر کہا میان دریا مین گر کے اچھی طرح دیکھ لینا یہان سے تمھین کچھ نظر نہ آئیگا خواجہ
یہ کہکے خاموش ہوئے قاہر دریا مین گرا فوراً ایک نہنگ اُسے نگل گیا خواجہ بصورت قہرمان سقف قلعہ سے اُترکر فصل
کے گئے اور کہنے لگے خواجہ عمرو نے اول تو برہم ہوکر میرے بھائی قاہر کو دریا مین ڈالدیا وہ ڈوب گیا پھر مین نے
غضبناک ہوکر خواجہ کو دریا مین ڈالدیا خواجہ بھی غذائے ماہیان ہوگئے زبان سے خواجہ نے یہ کہا دل مین کہا
خداوند عالم خواجہ عمرو کو تا قیامت سلامت رکھے دریائے فنا مین نہ ڈوبے غرض فصل قاہر کے غرق ہونے
سے ملول ہوا اور خواجہ عمرو کے ڈوب جانے سے خوش ہوا جب شام ہوئی خواجہ بصورت قہرمان درمحل پر
گئے اتفاقاً اُسوقت ایک کنیز دروازے پر آئی پکار کے کہنے لگی ارے اسوقت کوئی دروازے پر نہیں ہے سب
سوئے ہو نٹھو کاٹے نمک حرام چلے گئے در دولت پر سناٹا ہے قہرمان نقلی نے بڑھکر کہا اے جان جہان آرام دل مشتاقان
کہو کیا کہتی ہو اگر کسی کام کی خواہش ہو تو مین موجود ہون میرے پاس آؤ مین تمہارا مطلب نکالدون کنیز نے
قہرمان کو دیکھکر اور گفتگو سے قہرمان سمجھکے لہٰذا ہمہ تن ہوئی کہنے لگی اے قہرمان تم یہ بات اچھی نہین کرتے ہو پرائی بہو
بیٹی سے ہنستے ہو ایک دن پچھتاؤ گے ذلت اُٹھاؤ گے تم ہمیشہ ہر ایک سے ہنستے ہو مگر کچھ ہو نہیں سکتا قہرمان
نے جواب دیا آج امتحان کرلو کنیز مسکرائی قہرمان نقلی نے ایک گلوری نکال کر اُسے کھلائی پھر اُس کنیز سے
باتین کیا کیے کچھ حال محل کا پوچھا کیے کنیز بہ ناز و ادا باتین کیا کی خواجہ نے نام بھی اُسکا دریافت کرلیا غرض
بعد ایک لمحے کے سر کنیز کا گردش کرنے لگا آخر درمحل پر بیہوش ہوکر گری خواجہ نے جلد تر اُسکو اُٹھاکر زنبیل
مین داخل کیا اور اُسی کی شکل بنکر ویسا ہی لباس پہنکر تڑتڑاتے ہوئے محل مین داخل ہوئے محلدار نے
پوچھا اے نرگس پھولا جمعدار کو واسطے پھولون کے گہنے کے بھیجدیا نرگس نے گھورکر جواب دیا بی محلدار
دروازے پر تو پھولا جمعدار نہیں ہے اگر میرے کہنے کا یقین نہو تو تم خود ہی جاکر دیکھ لو علاوہ پھولا
کے اور بھی کوئی نہیں ہے چونکہ آج کوئی عیار طرار مثیر خواجہ عمرو نامدار اس قلعہ مین آیا تھا لڑائی ہوئی تھی
اسوجہ سے کوئی سپاہی دروازے پر نہیں ہے سب خواجہ سے لڑنے کو جو گئے تو ابھی تک نہیں آئے معلوم ہوتا ہے
سب قتل ہوگئے محلدار گفتگوے نرگس سنکے خاموش ہوئی تھوڑی دیر مین زوجہ فصل نے محلدار سے کہا کہ اگر
کوئی سپاہی دروازۂ محل پر ہو تو اُسے لالن مالن کی دکان پر بھیجکر گہنا منگوالو اور کہلا بھیجو کہ آج لو گہنا
پھولونکا تیری دکان سے منگوالیا ہے اگر کل سے تو خود گہنا نہ لائیگی تو پھر تجھسے گہنا نہ لیا جائیگا محلدار
نے دروازے پر جاکر ایک دربان کو لالن کی دکان پر بھیجدیا محلدار تو محل مین چلی آئی بعد تھوڑی دیر کے
دربان گہنا پھولون کا لیکر درمحل پر آیا اور پکارا اے محلدار گہنا لیجاؤ محلدار نے اُٹھنے کا
ارادہ کیا تھا کہ نرگس سینہ اُبھار کر چلی محلدار سے کہا تم بیٹھی رہو مین لیے آتی ہون یہ کہکر نرگس دروازے پر گئی
جب دربان نے پھولون کا گہنا دیا نرگس نے سبکی آنکھ بچاکر عطر بیہوشی اپنی ناک بند کرکے تمام گہنے پر لگادیا
ہر ایک پھول کو عطر سے معطر کردیا بعد عطر لگانے کے گہنا لیے ہوئے محلدار کے پاس آئی محلدار نے
گہنا پھولون کا لیکر زوجہ فصل مسماۃ ملکۂ لالہ عذار کو جاکر دیا ملکۂ لالہ عذار نے گہنا زیب تن کیا نرگس جب
ملکۂ لالہ عذار کھڑی دیکھا کی جب محلدار چلی گئی نرگس نے اور سب کنیزون کو بھی وہان سے یہ کہکر ہٹادیا کہ

مین تو یہان موجود ہون تم سب کیون کھڑی ہو گرمی کا وقت ہے ملکۂ لالہ عذار گھبراتی ہین الغرض جب سب عورتین ملکۂ لالہ عذار کے پاس سے چلی آئین اور اپنے اپنے کاروبار مین مصروف ہوئین ملکہ لالہ عذار کے دماغ مین بوے عطر بیہوشی پہونچی فوراً اُسکو چھینک آئی اور بیہوش ہو گئی نرگس یعنی خواجہ عمرو نے جلد تر ادھر اُدھر دیکھکر ملکۂ لالہ عذار کو نذر زنبیل کیا اور اُسکی شکل بنکر اور ویسا ہی لباس پہنکر ملکۂ لالہ عذار کی جگہ پر بیٹھے اور گہنا پھولون کا زنبیل سے نکال کر پہن لیا پھر نرگس اصلی کو اپنی زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا کنیز نرگس ہوشیار ہوکر اُٹھی اور دست بستہ عرض کرنے لگی حضور کیا عرض کرون مجھے خود بخود ایسا چکر آیا کہ مین بیہوش ہو گئی تھی اُسی بیہوشی مین عجب کیفیت مین نے دیکھی ایسی جگہ میرا گذر ہوا علاوہ قلعون اور دریاؤن وغیرہ کے ایک پشتہ تیار ہو رہا تھا ہزارہا عورتین اور مرد اُس پشتے کو بنا رہے تھے میٹ ایک کوڑی کھب پر ایک کو دیتا تھا کبھی گڑ کی ڈلی دیتا تھا جو کوئی ٹوکری مٹی کی اُٹھانے مین دیر کرتا تھا میٹ اُسے سونٹے سے مارتا تھا میرے بھی اُس میٹ نے کپڑے اُترا کر ایک لنگوٹی بندھوا کر چند ٹوکریان مٹی کی اُٹھوائین اور گڑ کی ڈلی دی اور دو سونٹے شب بیم ہلو کر میرے کولے اور کمر پر مارے اے ملکہ ابھی تک کچھ کچھ درد کمر مین ہوتا ہے پھر اُس میٹ نے مجھے کپڑے پہنا کر کہا جا یہان سے تجھے خواجہ طلب کرتے ہین اب جو مین ہوشیار ہوئی ہون تو وہ پشتہ وغیرہ نظر نہین آتا ہے ملکۂ لالہ عذار نقلی تقریر کنیز نرگس اصلی کی سُنکے ہنسی اور کہا شکر کر تجکو مصیبت سے نجات ہوئی نرگس یہ سُنکے اپنے کاروبار مین مصروف ہوئی ناظرین پر واضح ہو جب خواجہ عمرو کسی کو گرفتار کرکے نذر زنبیل کرتے ہین تو یہ کہدیتے ہین کہ وادا آدم اِس عورت یا اس مرد سے کام لینا اور جس سے کام لینا اور مزدوری کرانا منظور نہین ہوتا ہے تو منع کر دیتے ہین کہ وادا آدم اس عورت یا اس مرد کو میٹ کے حوالے نہ کیجیے گا اس سے مزدوری نہ کرائیے گا پس بموجب کہنے خواجہ کے اُس سے مزدوری نہین کرائی جاتی ہے اور ٹوکری نہین ڈھلوائی جاتی ہے نرگس کے بارے مین خواجہ نے اُس سے کہدیا تھا اسوجہ سے نرگس سے ٹوکری ڈھلوائی گئی ملکۂ لالہ عذار کو جو خواجہ نے داخل زنبیل کیا تو کہدیا ہے کہ بالفعل اس سے پشتہ نہ ڈھوانا غرض آدم برسر مطلب جب ملکۂ لالہ عذار نقلی نرگس کو ہوشیار کر چکی بصد ناز و انداز مسہری پر لیٹی اور جملہ محل کی عورتون کو بلا کہنے لگی آج میرا دل تم سب سے خود بخود خوش ہے پس جسکے گلے مین چاندی کا زیور ہو وہ اُتار کے مجھے دیدے مین موافق وزن زیور نقرائی کے زیور طلائی دونگی اور جسکا زیور طلائی ہے اُسے زیور جواہر نگار دونگی عورتون نے ملکۂ لالہ عذار نقلی کی گفتگو سُنی سب نے خوش ہو کر دعائین دے دے کر اپنا زیور اُتارا اور ملکۂ لالہ عذار کو دیا ملکۂ لالہ عذار نقلی نے زیور لیکر رکھ لیا جب سب عورتین چلی گئین اور اپنے اپنے کام مین مصروف ہوئین خواجہ نے وہ سب زیور اُٹھا کر نذر زنبیل کیا جب شب ہوئی قفصل کتارہ کابلی کا انتظار کرکے محل مین آیا اور بعد اکل و شراب کے ملکۂ لالہ عذار نقلی کے پاس بیٹھا ملکۂ لالہ عذار نقلی نے شیشے شراب کے منگوا کر اپنے ہاتھ سے جام مین شراب بھر کر جام مے بیہوشی آمیز قفصل کو دیا قفصل نے خوش ہو کر شراب پی پھر ملکۂ لالہ عذار کے آرام کرنے کا وقت آیا کنیزین وغیرہ اُس جگہ سے ہٹ گئین تخلیہ ہو گیا قفصل شراب پی کر بعد تھوڑی دیر کے بیہوش ہو گیا لالہ عذار یعنی خواجہ عمرو بن امیۂ ضمری نامدار نے قفصل کو گرفتار کرکے ستون قصر سے باندھا پھر فتیلۂ رفع بیہوشی سنگھا کر ہوشیار کیا جب قفصل ہوشیار ہوا اُسنے اپنے تئین بندھا پایا اسوقت خواجہ عمرو نے بہ شکل اصلی خنجر آبدار کھینچ کر قفصل سے کہا او قفصل دیکھ تو مین نے تجکو گرفتار کر لیا اب تجکو لازم ہے کہ دین اسلام اختیار کر اور اطاعت میری قبول کر ورنہ ابھی

اس خنجر آبدار سے تجکو ہلاک کرڈالونگا فضل نے جو گفتگو سے خواجہ سُنی بافضال خدا فضل کا دل کفر سے پاک ہوئی العرض کلمہ پڑھکر بصدق دل سے مسلمان ہوا خواجہ نے کھولدیا فضل نے پوچھا قہرمان او رقاہر اور میری زوجہ کہان ہو خواجہ نے جواب دیا کہ قاہر و قہرمان کو مین نے دریا مین ڈالدیا وہ ڈوب کر مر گئے لیکن تمھاری زوجہ میری زنبیل مین ہو یہ کہکر خواجہ نے ملکۂ لالہ عذار کو زنبیل سے نکالکر ہوشیار کیا بعد ہوشیار ہونے کے ملکۂ لالہ عذار بھی مسلمان ہوئی اور جملہ عورتین محل کی سب مسلمان ہوئین جب صبح ہوئی خواجہ عمرو فضل کو محل مین چھوڑ کر بصورت فضل محل سے برآمد ہوے تخت پر بیٹھے دربار آراستہ ہوا فضل نقلی یعنی خواجہ عمرو نے اہل دربار سے مخاطب ہوکر کہا ایہا الناس مین تو شب گذشتہ عالم خواب مین مسلمان ہوا ہون تمکو بھی یہی مناسب ہو کہ میری طرح تم بھی کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کرو جملہ اہل دربار نے توبموجب حکم فضل نقلی کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کیا لیکن عمو سے فضل نے کہا اے فضل تونے دین آبائی اپنا حق چھوڑ کر مین تیری طرح بیوقوف نہین ہون کہ خدائے نادیدہ کی پرستش کرون خواجہ نے یہ سُنکے اہل دربار سے کہا اسے گرفتار کرو سب نے ملکر اُسے گرفتار کیا خواجہ نے خنجر آبدار سے اُسی وقت ہلاک کیا پھر فضل کو محل سے بلاکر کہا اے فضل اب مین قلعۂ تنگ رواحل مین جاتا ہون وہان سے سبکو لیکر یہان آتا ہون تم اپنے قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے بخوبی آراستہ کرو یہ کہکر خواجہ عمرو جانب قلعۂ تنگ رواحل روانہ ہوے جب بعد قطع راہ قلعہ مین پہونچے دیکھا پہلوان عادی فرش پر پڑا ہوا ہو کثرت گرسنگی سے عجب حال ہو دیگر سرداران لشکر بھی پریشان خاطر ہین خواجہ نے ہر ایک سردار سے اور جملہ لشکریون سے کہا کہ اب راہ نقب سے قلعۂ گربستان مین چلو وہان غلہ وغیرہ بہت ہو پہلوان عادی نام غلہ کا سُنکے اُٹھ بیٹھا خواجہ نے ملکۂ مہر نگار کو محافے مین سوار کیا اور پھر جملہ لشکر لیکر بجوف زمین راہ نقب سے قلعۂ گربستان مین پہونچے ملکہ مہر نگار کو علحدہ ایک جگہ مقیم کیا پھر جملہ سرداران نامدار مع لشکر کے قلعہ مین قیام پذیر ہوے فضل نے طعام تیار کرایا ہر ایک شخص نے کھانا کھایا خصوصاً پہلوان عادی نے چند روز چند دیگون سے برنج نکالکر کھانا شروع کیا جب بہت سی دیگین پلاؤ کی خالی کردین اُسوقت پہلوان عادی نے پانی پی کر شکر خدا کا کیا اور پھر کھانا شروع کیا فضل پہلوان عادی کے طعام تناول کرنے پر متحیر ہوا اور خواجہ سے کہنے لگا اے خواجہ یہ انسان ہو یا دیو ہو کسی طرح اسکا پیٹ نہین بھرتا ہو دیگین خالی کیے دیتا ہو خواجہ نے ہنسکر جواب دیا یہ دودھ شریک بھائی امیر باتوقیر کا ہو نام اسکا پہلوان عادی ہو الغرض جب پہلوان عادی طعام تناول کرچکا خواجہ نے پوچھا اے پہلوان عادی اچھی طرح طعام تناول کیا پہلوان عادی نے کہا اے خواجہ عمرو طعام تو تناول کیا لیکن بخوبی پیٹ بھر کے نہین کھایا خواجہ عمرو اور فضل وغیرہ یہ تقریر پہلوان عادی کی سُنکے ہنسنے لگے الحاصل قلعہ گربستان مین تو ملکۂ مہر نگار و جملہ سردار وغیرہ نے طعام تناول کرکے شکر پروردگار کا کیا اور سب باطمینان تمام بیٹھے لیکن اب حال کتارۂ کابلی کا بیان کیا جاتا ہو کہ جب کتارۂ کابلی ژوپین کے پاس پہونچا تمام حال خواجہ عمرو کے گرفتار کرنے کا بیان کیا ژوپین حال گرفتاری خواجہ عمرو سُنکے خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ بالفعل قلعۂ تنگ رواحل مین خواجہ نہین گئے اور جملہ سرداران امیر باتوقیر گرسنہ ہین اسی وقت مین قلعہ پر حملہ کرنا چاہیے اور سبکو تہ تیغ کرکے ملکۂ مہر نگار کو ہمراہ لیکر جانب مدائن روانہ ہونا مناسب ہو یہ خیال کرکے ژوپین

وغیرہ نے قلعہ تنگ روا حل پر مع لشکر کثیر حملہ کیا جب کوئی قلعہ پر نہ معلوم ہوا ژوپین حیران ہوا پھر بعد دریافت معلوم ہوا کہ خواجہ عمرو مع جملہ سرداران وغیرہ کے قلعہ گربستان مین گئے ہین فقفل مسلمان ہوگیا ہی ژوپین یہ خبر سُنکے کتارۂ کابلی سے کہنے لگا او نالائق تو تو کہتا تھا کہ مین عمرو کو گرفتار کرکے قلعۂ گربستان مین فقفل کے سپرد کر آیا ہون اُسنے خواجہ کو قتل کر ڈالا ہوگا خواجہ عمرو تو زندہ ہین اور اُنھون نے قلعہ لے لیا ہی آرام تمام قلعہ گربستان مین بیٹھے ہوئے ہین کتارۂ کابلی نے جواب دیا مین سچ کہتا تھا نہین معلوم کیونکر خواجہ رہا ہوگئے اور قلعہ انھون نے لے لیا ژوپین کا مرائی تقریر کتارۂ کابلی کی سُنکے مع جملہ لشکر جانب قلعہ گربستان روانہ ہوا جب قریب قلعہ پہونچا ادھر تو ژوپین لشکر کثیر لیکر قلعہ پر حملہ در ہوا اُدھر سے گولندازون نے تاک تاک کے گولے مارنا شروع کیے تیراندازون نے تیر برسانا شروع کیے عیار گوپھن مین پتھر رکھکر مارنے لگے ہمراہیان ژوپین ہزار ہا قتل ہوئے فوج قلعہ تک نہ پہونچ سکی آخر ژوپین گولون اور تیرون وغیرہ کی کثرت سے آگے نہ بڑھ سکا اور پلٹ کر قلعہ کو چہار طرف سے گھیر کے دور قلعہ سے اُترا اور اہل لشکر سے کہنے لگا بالفعل لڑنا بیکار ہی جب غلہ قلعہ مین ہو جائیگا خواجہ عمرو وغیرہ قلعہ مین خود ہی ہلاک ہو جائینگے
ژوپین تو قلعہ کو گھیر کے اُترا ہی انشاء اللہ اسکا حال پھر لکھا جائیگا

داستان لندھور و بہرام کا دریا سے نکلکر خرم وزد کو مسلمان کرنا پھر ہمراہ قیصر سوداگر سمت اجرو کیہ روانہ ہونا اور دختران ملک اجرو کیہ کا مسلمان ہونا پھر بعد جنگ عظیم عبدالعزیز و داراب شاہ زخمی ہوکر بھاگتا ملک اجرو کیہ کا قتل ہونا اور شہپال ہندی وغیرہ کا رہا ہونا

محرران بے نظیر اس داستان دلپذیر کو اس طرح لکھتے ہین کہ دختران ملک اجرو کیہ نے صحرائے سبزہ زار مین لندھور اور بہرام اور نعمان ہزارہ کو شراب بیہوشی آمیز پلا کر بیہوش کیا تھا اور ملک اجرو کیہ نے لندھور اور بہرام اور نعمان ہزارہ کو صندوق مین بند کرکے دریا مین صندوق بہا دیے تھے اور پھر ملک اجرو کیہ اور عبدالعزیز اور داراب شاہ ہندی نے شہپال ہندی وغیرہ کو ہنگام جنگ گرفتار کیا تھا اور ہندوستان کو بخوبی لوٹ کر جانب ملک اجرو کیہ روانہ ہوئے تھے قبل ازین یہین تک یہ داستان لکھی گئی ہی اب یہان سے احوال ملک اجرو کیہ کا لکھا جاتا ہی کہ ملک اجرو کیہ مع عبدالعزیز و داراب شاہ شہپال ہندی و عادل شیردل وغیرہ کو گرفتار کرکے جب اپنے شہر مین پہونچا شہپال ہندی و جیپور ہندی و عادل شیردل وغیرہ کو زندان مین قید کیا اور بخوشی اپنے ملک کی حکومت کرنے لگا ملک اجرو کیہ تو اپنے ملک مین ہی لیکن اب حال لندھور اور بہرام اور نعمان ہزارہ کا لکھا جاتا ہی کہ جب ملک اجرو کیہ تینون صندوق کو دریا مین بہا کر اور اپنی دخترون کو لیکر چلا گیا اور صندوق دریا مین بہتے ہوئے چلے جاتے تھے اتفاقاً اُدھر سے خواجہ قیصر سوداگر بقصد تجارت جہاز پر سوار جانب اجرو کیہ جاتا تھا اُسنے جو دیکھا کہ تین صندوق بڑے بڑے بہتے ہوئے چلے جاتے ہین سمجھا کہ شاید کوئی جہاز یا کشتی اس دریائے ذخار مین کسی جگہ غرق ہوگئی ہی یہ صندوق اُسی جہاز یا کشتی پر رکھے ہوئے ہونگے بہاتک بہتے ہوئے آئے ہین یقیناً ان صندوقون مین مال و اسباب بیش قیمت ہوگا یہ سمجھکر قیصر سوداگر نے اہل جہاز سے مخاطب ہوکر کہا جو کوئی ان صندوقون کو اس دریا سے نکال لائیگا

مین اسے زر کثیر انعام دونگا جاشو یہ گفتگو سوداگر کی سُنکے بطمع زر کثیر دریا مین کو دے اور شناوری کرکے تیتون صندوق دریا سے نکال لائے قیصر سوداگرنے ان صندوقون کو اپنے مال و اسباب کے صندوقون مین رکھوا دیا اور زر کثیر جاشوؤن کو انعام مین دیا بعد دو پہر کے جب جہاز جزیرۂ خرم مین پہونچا قیصر سوداگرنے معلم و ناخدا سے کہا جہاز اس جزیرے مین ٹھہراؤ مجھے کچھ مال اپنا بیچنا منظور ہی اور کچھ اسباب نایاب اس جزیرے سے خریدنا بھی ہی تاخدانے بموجب کہنے سوداگر کے جہاز ٹھہرایا لنگر ڈالدیے گئے چونکہ جزیرہ خرم مین ایک قزاق ہی کہ نام اُسکا خرم ہی اور جزیرہ اُسی کے نام سے مشہور ہی اکثر جہاز کو لوٹ لیتا ہی کئی ہزار آدمی اُسکے ہمراہ رہتے ہین اُسنے جو سُنا کہ ایک جہاز اس جزیرے مین آکر ٹھہرا ہی اور جہاز پر ایک سوداگر سوار ہی لاکھون اور کروڑون روپیہ کا اُسکے پاس مال و اسباب ہی یہ خبر سُنکے نہایت خوش ہوا اور ہنگام شب اپنے ہمراہیون کو لیکر جہاز پر گیا اہل جہاز خرم سے لڑنے لگے خرم نے بہت سے آدمیون کو قتل کرکے قیصر سوداگر کو گرفتار کرلیا اور تمام مال و اسباب اُسکا جہاز پر سے اُتروا کر اپنے مکان مین لیگیا قیصر کو تو قید کیا اور صندوق کھول کھولکر مال و اسباب دیکھنے لگا جب وہ صندوق جن مین بہرام اور لندھور بند تھے خرم نے کھولے دیکھا کہ دو شاہان جلیل القدر ہین تاج جواہر نگار سرون پر ہین بر مین پوشاک و لباس کشاہانہ ہی چہرون سے آثار شجاعت و دلیری ظاہر ہین خرم قزاق یہ حال دیکھکر حیران ہوا اور بنظر حیرت بغور دیکھنے لگا ہوا سے سرد جو بہرام و لندھور کے اجسام تک پہونچی چونکہ تاثیر بیہوشی دفع ہو گئی تھی دونون ہوشیار ہوئے آنکھین کھولین اور خرم کو نگران دیکھکر جلد تر صندوقون سے نکلے اور خرم سے پوچھا تو کون ہی اُسنے کہا مین قزاق ہون یہ جزیرۂ خرم ہی نام میرا خرم ہی آج مین نے قیصر سوداگر کو جہاز پر جاکر گرفتار کیا تمام مال و اسباب لوٹ لایا ہون اسوقت صندوق کھول کھولکر مال و اسباب دیکھ رہا تھا کہ تم ان صندوق سے نکلے اب تمھین لازم ہی کہ اپنی پوشاک اُتار کر مجھے دیدو میری اطاعت کرو اور معلوم ہوتے ہو میرے ہمراہ قزاقی کیا کرو مال و اسباب سافر ونکا لوٹا کرو جین سے اوقات بسر کیا کرو اگر میرا کہنا نہ مانوگے تو مین ابھی تمھین قتل کرونگا کپڑے تمھارے اُتار لونگا لاشین تمھاری دریا مین ڈالدونگا لندھور اور بہرام گفتگو سے خرم سُنکے برہم ہوے اور غضبناک ہو کر کہنے لگے او خرم کیا بکتا ہی خاموش رہ ورنہ ہم تیری زبان تیرے دہن سے ابھی کھینچ لیںگے بد زبانی کی سزا سے معقول دیگے تو ہمارے احوال سے آگاہ نہین ہی ہم شاہان جلیل القدر ہین خرم یہ تقریر سُنکے بہ قہر و غضب تلوار کھینچکر بڑھا ہمراہیان خرم بھی تیغ و تیر لیکر بڑھے خرم نے اول لندھور کے اوپر تلوار لگائی لندھور نے بند دست پر ہاتھ ڈال کے تلوار خرم کے ہاتھ سے چھین لی اور زنجیر کمر مین ہاتھ ڈال کے اُٹھا لیا اِدھر بہرام گردنے ہمراہیان خرم کو ہلاک کرنا شروع کیا جب لندھور نے خرم کو اُٹھا لیا خرم نے عرض کیا ای بادشاہ فلک جاہ امان دیجیے زمین پر ٹپک کے مجھے ہلاک نہ کیجیے لندھور نے فرمایا امان بہ شرط ایمان تجھے ملیگی خرم نے عرض کیا مجھے ہدایت کیجیے لندھور نے اُسے کلمہ پڑھایا خرم کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہوا لندھور نے بالاے زمین آہستہ سے بٹھا دیا لڑائی موقوف ہوئی پھر جملہ ہمراہیان خرم بھی مسلمان ہوئے خرم نے اطاعت و فرمانبرداری لندھور اور بہرام کی اختیار کی پھر بصد تکلف سامان دعوت کیا لندھور نے قیصر سوداگر کو رہا کرایا اور نعمان ہزارہ کو صندوق سے نکلوایا اور قیصر سوداگر سے کیفیت پوچھی

قیصر سوداگر نے تمام حال صندوقون کے نکلوانے کا اور خرم کے لوٹنے کا بیان کیا لندھور نے پھر پوچھا ای قیصر سوداگر اب تم کہان جاؤ گے قیصر سوداگر نے عرض کیا میرا ارادہ اجرو کیہ مین جانے کا ہی لندھور نے کہا ہم بھی تمھارے ساتھ چلینگے اور کل مال و اسباب تمھارا خرم سے تمھین دلوا دینگے تم نے ہم پر احسان کیا ہی ہم بھی تمھارے ساتھ نیکی کرینگے قیصر سوداگر یہ سنکے خوش ہوا غرض بعد دعوت کے لندھور اور بہرام نے خرم سے مال و اسباب قیصر سوداگر کا قیصر کو دلوا دیا پھر خرم اور قیصر سوداگر وغیرہ لولیکر جہاز پر سوار ہوے لنگر جہاز کا اُٹھا جہاز جزیرۂ خرم سے روانہ ہوا بعد چند روز کے جہاز اجرو کیہ مین پہونچا لندھور اور بہرام گرد قیصر سوداگر اور خرم وغیرہ کو اپنے ہمراہ لیکر جہاز سے اُترے قیصر سوداگر سرا مین جاکر مقیم ہوا لندھور اور بہرام وغیرہ بھی سرا مین قیام پذیر ہوئے اُسی روز لندھور اور بہرام مع نعمان ہزارہ براے سیر اجرو کیہ گھوڑون پہ سوار ہوکر چلے نعمان ہزارہ ہمراہ رکاب ہوا قیصر سوداگر اور خرم وغیرہ مین سرا مین قیام پذیر رہے لندھور اور بہرام اجرو کیہ کی سیر کرتے ہوے بازارین اور مکانات دیکھتے ہوے جاتے تھے ناگاہ دیکھا کچھ سوار اور پیدل ایک جانب سے نمایان ہوے بعد گذرنے سوارون وغیرہ کے دو محافے ظاہر ہوئے آگے آگے محافون کے چوبدار عصاہاے نقرئی و طلائی ہاتھون مین لیے ہوئے پگڑیان لٹودار سرون پر رکھے ہوئے چکنین باتات کی تحفہ زیب تن کیے ہوئے بعد اسکے نقیب بولتے ہوئے راہ چلنے والون کو ہٹاتے ہوئے نظر آئے لندھور نے نعمان ہزارہ سے کہا ای نعمان دریافت توکر ان محافون مین کون سوار ہی نعمان ہزارہ نے حسب الارشاد ایک چوبدار سے پوچھا اُسنے کہا ان محافون مین دختران ملک اجرو کیہ سوار مین واسطے سیر باغ کے جاتی ہین نعمان ہزارہ نے جو کچھ چوبدار سے سنا تھا لندھور سے جاکر عرض کیا بہرام اور لندھور سمجھ گئے کہ یہ وہی دونون ہین جنھون نے ہمین صحراے سبزہ زار مین شراب پلاکر بیہوش کیا تھا اور صندوقون مین بند کرکے دریا مین ڈال دیا تھا یہ سمجھکر لندھور اور بہرام بھی اسی طرف چلے جس طرف دختران ملک اجرو کیہ جاتی تھین اثناے راہ مین لندھور نے بہرام سے کہا کسی طرح ان دونون کو گرفتار کرکے جو اُنھون نے ہمارے ساتھ دشمنی کی ہی اُسکا عوض اُنسے لینا چاہیے نعمان ہزارہ نے دست بستہ عرض کیا آپ ایک جگہ ٹھہر جایے گا مین ان دونون کو گرفتار کرکے لے آؤنگا لندھور نے منظور کیا چہرافروز اور جہان افروز دختران ملک اجرو کیہ تھوڑی دور جاکر باغ مین داخل ہوئین اور ہمراہ اپنی مجلیسون کے باغ کی سیر کرنے لگین لندھور اور بہرام قریب باغ ٹھہرے نعمان ہزارہ نے جلد تر ایک گوشہ مین بیٹھکر زنگ و روغن عیاری نکالکر اپنی صورت ایک ضعیف زن نوازکی بنائی پھر ذیل اگے بڑھا اور زیر دیوار باغ بیٹھکر نے بجانے لگا اور یہ غزل گانے لگا غزل

ای دلم شد صید دام زلف تو

دام دلہا گشت تمام زلف تو
بند شد در بند زلف تو دلہا مدام
زلف تو اگو من غلام زلف تو
رم کنند از دام مرغان چہ عجب
بندہ جای راز بشام زلف تو

زلف تو بالاے سرو ارو مقام
دام بند آمد تمام زلف تو
لایق رخسار گلرنگ تو نیست
جاتب آرام رام زلف تو

پس بلند آمد مقام زلف تو
داد تشریف غلامی بندہ را
چہ مقام مشکفام زلف تو
صبح اقبال است طالع ہرنفس

جسدم صداے فر دختران ملک اجرو کیہ نے ستی دونون سنکے

بیچین ہو گئین اور باہم کہنے لگین نہین معلوم کون نگوڑا ذی بجا کر غزل گا رہا ہی دل بیچین کیے دیتا ہی مجلیسون نے عرض کیا حضور ہمارا دل یہ چاہتا ہی کہ جو شخص ذی بجاتا ہو اُسے باغ مین بلوائے اور غزلین گوائے آپ بھی سُنیئے ہم بھی سُنین مہر افروز نے کنیزون سے کہا در باغ پر جا کر کسی سے دریافت کرو کہ یہ کون ذی بجاتا ہی جو کوئی ہو ہمارے پاس بھیجدو ہم گانا سُنین گے کنیزین در باغ پر گئین سوارون اور پیدلون سے پوچھا یہ ذی کون بجاتا ہی بلکہ ہماری ذی بجانے والے کو بلاتی ہین سوارون نے کنیزون سے کہا ایک بڈھا نہایت ضعیف زیر دیوار باغ بیٹھا ہوا ذی بجا رہا ہی ہم اُسے ابھی بھیجے دیتے ہین یہ کہکر کچھ سوار ذی نواز کے پاس گئے اور کہنے لگے اے میان ذی نواز خوش ہو اب سرافراز ہو جاؤ گے بہت انعام پاؤ گے دختران ملک اجر وکیہ تمھاری ذی سننے کی مشتاق ہین تمھین بلاتی ہین جلد اُٹھو باغ مین جاؤ دو چار غزلین گاؤ انعام کثیر ملیگا ہمین بھی کچھ دینا کل انعام تمھین نہ لے لینا ذی نواز نے جواب دیا مین تو اب بڈھا ہو گیا ہون سب تمھین لے لینا سوارون نے جواب دیا سب تو ہم نہ لینگے آدھا ہمین دینا ذی نواز نے کہا اچھا آدھا تمکو دیدونگا یہ کہکر ذی نواز اپنی جگہ سے اُٹھا یہان کنیزون نے دختران ملک اجر وکیہ سے کہا ایک بڈھا ذی بجاتا ہی بموجب حکم باغ مین آتا ہی حضور پردے مین ہٹین تو ہم اُسے یہان بُلائین دختران ملک اجر وکیہ نے جواب دیا بڈھے سے پردہ کرنا بیکار ہی اسکے پاس کیا ہی کنیزون نے یہ سُنکر در باغ سے ذی نواز کو بلایا ذی نواز کانپتا ہوا اور ضعف سے تھراتا ہوا باغ مین آیا دونون نازنینون کو کانپتے ہوئے ہاتھون سے سلام کرکے دعائین دینے لگا دختران ملک اجر وکیہ نے بڈھے کے سراپا پر نظر کرکے خندہ کیا پھر کہا اے ذی نواز کیون تھراتا ہی بیٹھ جا ہمارے سامنے ذی بجا کر کچھ گا ذی نواز نے عرض کیا بہت خوب یہ کہکے زمین پر بیٹھنے لگا مہر افروز نے ایک کنیز سے کہا جلد کرسیان لا کر چبوترے پر باغ کے بچھا دو ایک کرسی اس بڈھے کو بھی واسطے بیٹھنے کے دو کنیز نے کرسیان بچھا کر ایک کرسی جدا ذی نواز کو دی ذی نواز بعد بیٹھنے جلہ نازنینون کے سلام کرکے کرسی پر بیٹھ گیا اور ذی نکالکر بجانے لگا اور یہ غزل جھوم جھوم کے مستانہ وار گانے لگا غزل

احسان چارہ گر کی حیا ہی اگر تمھین
کس کس کو تیر یار مین چھاتی لگا لیے
ہر دم مین ہو ہزار طرح کی شکستگی
آب بقا مین خنجر قاتل بجھا لیے
فرصت اگر دے فتنۂ آشوب روز حشر
پاسے خیال یار مین مہندی رچا لیے
تسلیم کیا پڑی کاہی کسی بے وفا کو آپ
ہنس ہنسکے غنچہا سے چمن کو ہنسا لیے
اک ہاتھ اور بھی نہ مری جان لگا لیے
گذری تمام رات نہ آیا وہ ماہرو
کب تک بھرا لیے زخم جگر کو سلا لیے
آخر حصول صحبت دیوانہ کچھ تو ہو
دو چار نار اور لحد کے اُٹھا لیے
اللہ رے ذوق لذت ستم کہ رہا ہی دل
دل دے کے روز ناز تمنا اُٹھا لیے
گلشن مین چل کے آج کوئی گل کھلا لیے
حسرت کو درد و یاس کو داغ فراق کو
ہوتی ہی صبح شیشہ و ساغر اُٹھا لیے
خدا و بعد مرگ بھی امید زیست ہی
دربان کو نالہ ہاے سلاسل سُنا لیے
رنگین مزاجیون کے دکھا دیجیے اثر
کیجیے نہ شکوہ لاکھ اگر زخم کھا لیے

ذی نواز نے یہ غزل گا کر ذی ہاتھ سے رکھ دی دختران ملک اجر وکیہ ہر ایک شعر غزل کا سُن سُن کے بیتاب و بیقرار ہو گئین وجد مین آکر جھومنے لگین مجلیسین اپنے اپنے یار و آشنا کو یاد کرکے اشک آنکھون مین بھر لائین دمبدم آہ آہ کرنے لگین بیساختہ زار زار رونے لگین اکثر مرغ بسمل کی طرح تڑپنے لگین بعد تھوڑی دیر کے جب سب کے حواس درست ہوئے جہان افروز نے ذی نواز کے گانے کی تعریف کرکے کہا اے ذی نواز اب اور کوئی غزل یا جو تمھارا دل چاہے گاؤ ذی نواز نے عرض کیا خداوند نعمت اب میرے نشہ پانی کا وقت آگیا ہی دیکھیے جاہیان چلی آتی ہین ہاتھ پاؤن ٹوٹ رہے ہین آنسو آنکھون سے بہہ رہے ہین اسوقت مجھسے گایا نہ جائیگا جب تک تھوڑی بھنگ اور ایک دو چلمین چرس کی اور کچھ شراب نہ پیونگا حواس میرے درست نہونگے مین عہد شباب سے شراب وغیرہ کا عادی ہون علاوہ

ذی نواز کی ستے ساقی گری بھی خوب کرتا ہون مین نے بادشاہون کو شراب پلائی ہی ہزارون روپیے انعام مین پائے ہین مین نے سب روپیہ تماش بینی صرف کیا ہین نے خوب عیش کیا ہی نازنینان خوبرو سے عشق کیا ہی ناز اُنکے اُٹھائے ہین قلب وجگر اُنکی فرقت مین جلالے ہین ہر چند اب بُڈھا ہوگیا ہون لیکن جوانون سے کچھ کم نہین ہون اتنی حضور کی کنیزین اور جلیسین موجود ہین سب کو راضی کر سکتا ہون مہر افروز اور جہان افروز تو ذی نواز کی تقریر سُنکے مسکرائین کنیزین وغیرہ ذی نواز کو بہ ظاہر گالیان دینے لگین باطنا مُنھ مین پانی بھر آیا دل ہم آغوشی کو چاہنے لگا مہر افروز نے کنیزون کو جھڑک کر کہا ای نالایقو بڈھے کو کیون گالیان دیتی ہو تم نہین جانتین جب آدمی بُڈھا ہوتا ہی اور تو اُس سے کچھ ہو نہین سکتا زیادہ تر اُسکی مزہ باتون سے آجاتا ہی جو چاہتا ہی بکتا ہی اُسکی گفتگو سُنکے برہم نہو یہ شراب پینے کا عادی ہی شراب اسے پلاؤ ایک شیشہ شراب اور ساغر لے آؤ کنیزین وغیرہ سب الگ خاموش ہو گئین ایک کنیز شیشۂ شراب اور ساغر بلور اُٹھا کر بادشاہی بارہ دری سے لے آئی اور ذی نواز کو دے کر کہنے لگی لو زہر مار کرو کہین جلدی مرو ذی نواز نے تقریر کنیز کی سُنکے جواب دیا تو ہی مجھ پر صدقے اور قربان ہو کر مر جا کیون مجھے کوستی ہی مین ابھی کئی سو برس زندہ رہونگا تجھ سی ہزارون کو مار کر مرونگا یہ کہکر ذی نواز ہنسا اور کہا ای جانمن میرے کہنے کا بُرا نہ ماننا مین تجھسے ہنستا ہون بعد اس تقریر کے ذی نواز نے مہر افروز اور جہان افروز سے مخاطب ہو کر عرض کیا خداوند سرکار نے شراب تو مرحمت کی لیکن حضور کے سامنے شراب نہ پیونگا جب تک شراب سب کو نہ پلا لونگا ایک قطرہ شراب کا نہ پیونگا مین بے ادب نہین ہون چونکہ دختران فلک اجرو کیہ کو ذی نواز کا گانا سننا منظور تھا اسوجہ سے دختران ملک اجرو کیہ نے اور چند شیشے شراب کے منگوائے اور ذی نواز سے کہا اچھا ہمین تیری خاطر منظور ہی ہمین بھی شراب پلا اور خود بھی شراب پی پھر ذی نوازی کر ذی نواز نے خوش ہو کر ایک شیشے مین سے شراب دوسرے شیشے مین اُنڈیلی اور دوسرے شیشے سے تیسرے شیشے مین اُنڈیلی غرض خوب اُلٹ پلٹ کرکے اور ریچالا کی سفوف بیہوشی شامل کرکے جام شراب سے بھرا اور اشعار عاشقانہ پڑھتا ہوا آگے بڑھا اور ملکہ جہان افروز کے سامنے ساغر لیگیا جہان افروز نے ساغر لیکر پیے دغدغہ انجام شراب پی پھر ذی نواز نے جام مے سے لبریز کرکے یہ شعر پڑھا شعر پھر چلو باغ مین ہو دور شراب گلرنگ ٭ میکشو خوش ہو کہ پھر فصل بہار آئی ہی ٭ یہ شعر پڑھکر جام سر پر رکھکر رقص کرتا ہوا قریب ملکہ گیا اور کہنے لگا ایسی شاہزادیون کو سرستہ شراب پلانا لایق ولازم ہی غرض ملکہ نے بھی جام مے لیکر بخیط شراب پی پھر ذی نواز نے ہر ایک جلیس اور کنیز کو شراب پلائی اور ایک دو کنیزون اور جلیسون کے پینے پر ہاتھ بھی پھیرا جب ذی نواز سبکو شراب پلا چکا اور خود بھی ایک جام پیا ایک ڈبیا کمر سے نکالکر ایک گلوری پان کی نکالی اور اُس مین کچھ ڈالکر گلوری کھائی پھر ذی اُٹھا کر یہ مخمس گانا شروع کیا مخمسہ

جسے کہ یاد نہو اپنا آشیان صیاد ٭ جلا وہ خاک کرے حال بوستان صیاد ٭ عبث عبث تو ہوا مجھسے بدگمان صیاد
قفس ہی کنج قفس مین مری زبان صیاد ٭ مین ماجرا ے چمن کیا کرون بیان صیاد

مزاج نازک صیاد سے مجھے تھی پاس ٭ کہ جی نہ لگتا تھا رات دن مین اوداس ٭ جو پوچھیے تو کیا انتہا کا میرا پاس
قفس کو شام سے لٹکا کے فرش ہوا کے پاس ٭ سنا کیا مری تا صبح داستان صیاد

مین وہ ہون رونق گلزار ہی مری دم سے ٭ اُڑا ئے نغمہ سرائی مین ہوش بلبل کے ٭ ابھی نہین ہی ستمگار میری قدر تجھے
کریگا یاد مرے زمزمون کو تو بعد مرے ٭ ہون چند روز تیرے گھر مین میہمان صیاد

عزیز رکھتے ہین میخوار ساغر گل کو ٭ بغیر گل نہین آرام چمن مین بلبل کو ٭ صد آفرین ہی مرے صبر اور تحمل کو

کبھی جھانکتا نہیں چاک قفس سے بھی گل کو
کرتا ہو مری جانب سے بدگمان صیاد
مرا خیال تیرے دل میں کب گذرتا ہے
کبھی نہ مانونگا میں تو خدا سے ڈرتا ہے
غرض کہ میری ہلاکت پہ تو بھی مرتا ہے
پروں کو کھول دے ظالم جو بند کرتا ہے
قفس کو لیکے میں اڑ جاؤنگا کہاں صیاد
ادھر ہو تاک میں الجھانے کی تری بلبل
ادھر ہو دام بچھائے ہوئے محبت گل
پھنسا ہی لینے کی ہو فکر جا بجا بالکل
لگا لیو نہ قدم آشیانے سے ای بلبل
لگائے بیٹھے ہیں پھندے جہاں تہاں صیاد
اگرچہ کی ہو مری اسنے خانہ بربادی
مگر کبھی نہ کسی روز میں ہوا شاکی
پر ابتو ظلم پہ بالادستے کمر باندھی
چمن میں رکھا نہ بلبل کا نام تک باقی
خدا کرے یونہیں ہو جائے بے نشان صیاد
نہ اسکے دام میں آتا میں زینہار ای زند
یہ کشمکش نہ اٹھاتا میں زینہار ای زند
کبھی قریب نہ جاتا میں زینہار ای زند
قریب وا جو نہ کہتا میں زینہار ای زند
جو دیکھتا دام اگر تاک میں نہاں صیاد

جسدم یہ مخمس ذو نواز نے گایا ہر ایک نازنین از حد خوش ہوئی ذونواز نے دیکھکر دیکھا کہ ملکہ مہرافروز اور جہان افروز وغیرہ بیہوش ہوا چاہتی ہیں یہ دیکھکے نعرہ کیا کہ مہرافروز اور جہان افروز تمنے مجھے نہ پہچانا میں لقمان ہزارہ عیار شاہ ہندوستان لندھور بن سعدان دختر ملک اجر وکیہ نعرہ ذونواز سنکے اٹھنے لگیں اٹھتے دوڑتے گریں اور بیہوش ہو گئیں پھر جو مجلیسین اور کنیزیں اٹھیں تو یا جہان سے اٹھیں ہر ایک زمین پر گرکے بیہوش ہوئی لقمان ہزارہ نے مہرافروز اور جہان افروز کو چادروں میں باندھکر دیوار باغ پر کمند پھینکی اور دونوں پشتارے اٹھا کر بذریعۂ کمند دیوار باغ سے اترکر ہنگام شب خدمت لندھور میں پہونچا لندھور اور بہرام نہایت خوش ہوئے پھر وہاں سے جلد سرا کی جانب چلے لقمان پشتارے لیے ہوئے بستی سے علحدہ علحدہ سرا میں پہونچا بھٹیاری نے پوچھا میاں ان گٹھریوں میں کیا لائے ہو لقمان نے جواب دیا غلہ لایا ہوں یہ کہکر تو ٹھری میں چلا گیا اس اثنا میں لندھور اور بہرام بھی آئے گھوڑوں سے اترکر کوٹھری میں گئے اور لقمان سے کہا ان دونوں کے دست و پا باندھکر ہوشیار کرو لقمان نے انھیں ہوشیار کیا جب ان دونوں کی آنکھیں کھلیں اپنے تئیں کوٹھری میں دست و پا بستہ پایا لندھور اور بہرام نے کہا ای مہرافروز اور جہان افروز تمنے قدرت پروردگار دیکھی ہم وہی ہیں جنھیں تمنے صندوقوں میں بند کرکے دریا میں بہا دیا تھا اب کہو کیا کہتی ہو اگر تمھیں اپنی زندگی درکار ہو تو کلمہ پڑھکر صدق دل سے مسلمان ہو ورنہ یہ عیار ہمارے حکم سے ابھی تمھیں قتل کریگا دختران ملک اجر وکیہ گفتگوے لندھور اور بہرام سنکے صدق دل سے مسلمان ہوئیں لقمان نے انکے دست و پا کھولدیے دونوں نازنین سرا میں رہنے لگیں لندھور اپنی معشوقہ سے سرگرم اختلاط ہوا اور بہرام اپنی محبوبہ کے گلشن حسن سے گلچینی کرنے لگا سرا میں تو لندھور اور بہرام ان مہ جبینوں سے سرگرم اختلاط ہیں انھیں تو سرگرم اختلاط رہنے دیجیے لیکن اب حال کنیزان و مجلیسان ملکہ مہرافروز اور جہان افروز کا سنئے کہ جب وہ بیہوشی سے ہوشیار ہوئیں انھوں نے دختران ملک اجر وکیہ کو باغ میں نہ دیکھکر فریاد و نالہ کرنا شروع کیا سوار اور پیدل جو در باغ پر موجود تھے صداے نالہ و فغان سنکے گھبرائے کنیزوں سے پوچھنے لگے کیا ہوا کیوں روتی ہو سب نے کہا دونوں ملکہ باغ میں نہیں معلوم ہوتی ہیں اسی وجہ سے ہم روتے ہیں سواروں نے کہا جلد باغ سے چلو ملک اجر وکیہ سے یہ حال بیان کرو وہ بادشاہ

اس شہر کا ہی کوئی تدبیر معقول کریگا بجلیس وغیرہ یہ سنکے نالان وگریان سوار ہوئین سوار اور پیدل وغیرہ بھی متحیر و متفکر وہان سے چلے جب سب ملک اجر وکیہ کے پاس پہونچے اور اُنکو تمام احوال سے آگاہی ہوئی نہایت ہی ملول و غمگین ہوا اور چہار جانب سوار اور پیدل واسطے تلاش کرنے جہان افروز اور مہر افروز کے روانہ کیے ازان جملہ دایہ ملک اجر وکیہ بھی مع اپنے پسر سہمان ناوک انداز تجکلین لیکر روانہ ہوئی نام دایہ کا شمیم سنگ انداز تھا غرض شمیم سنگ انداز مع اپنے پسر کے ڈھونڈھتے ہوئی اُسی مقام پر پہونچی اور ملکہ مہر افروز اور جہان افروز کو سرا مین دیکھا اپنے لڑکے کو وہین چھوڑکر جلد وہان سے جانب ملک اجر وکیہ واسطے اطلاع دینے کے روانہ ہوئی سہمان ناوک انداز سرا مین کھڑا تھا ناگاہ لقمان ہزارہ بازار سے جو سرا مین آیا دیکھا اُسنے ایک شکل نا آشنا منتظر کسی شخص کا عنقریب جائے قیام لندھور و بہرام کھڑا ہی لقمان چونکہ عیار ہی شکل دیکھتے ہی پہچان گیا کہ یہ کوئی دشمن ہی فوراً لقمان نے حباب بیہوشی مار کر اُسے بیہوش کیا اور اُٹھاکر لندھور کے پاس لیگیا پھر ستون مین باندھکر ہوشیار کیا اور پوچھا سچ بتا تو کون ہی کیون یہان کھڑا تھا ورنہ ابھی خنجر سے قتل کر ڈالونگا سہمان ناوک انداز نے خوف جان سے سہم کے صاف صاف کہدیا کہ مین شمیم سنگ انداز دایہ ملک اجر وکیہ کا پسر ہون ہمراہ اپنی مادر کے برائے تلاش ملکہ مہر افروز اور جہان افروز یہان آیا تھا مادر تو دونون ملکہ کو یہان دیکھکر ملک اجر وکیہ کو اطلاع دینے گئی ہی مجھے یہان چھوڑ گئی ہی لندھور وغیرہ نے یہ تقریر اُسکی سنکے اُس سے کہا کہ تو مسلمان ہوجا ورنہ ابھی قتل ہوجائیگا سہمان ناوک انداز صدق دلی سے مسلمان ہوا لقمان نے اُسے کھولدیا بعد مسلمان ہونے کے سہمان ناوک انداز نے لندھور اور بہرام کی خدمت مین دست بستہ عرض کیا کہ والدہ میری ملک اجر وکیہ کے پاس گئی ہی ملک اجر وکیہ مع فوج کثیر یہان آتا ہوگا آپ کو لازم ہی کہ ملکہ مہر افروز اور جہان افروز کو یہ ہمراہی خرم جزیرۂ خرم مین یہان سے جلد روانہ کیجیے دیر نہ کیجیے ورنہ ملک اجر وکیہ دونون کو یہان سے لیجائیگا اور آپ کے ہمراہیون کو قتل کریگا آپ کو گرفتار کریگا تھوڑی دیر مین اس سرا مین جنگ عظیم ہوگی اور انجام وہی ہوگا جو مین نے عرض کیا ہی آیندہ آپ کو اختیار ہی مین نے اطلاع دیدی لندھور اور بہرام وغیرہ نے باہم مشورہ کرکے رائے سہمان ناوک انداز کو پسند کیا اور خرم کو بلاکر مع تھوڑے آدمیون کے مہر افروز اور جہان افروز کو محافون مین سوار کرکے اُسکے ہمراہ کردیا اور کہا جلد تو انھین اپنے جزیرۂ مین لیجا یہان لڑائی ہوگی اس جگہ انکا رہنا مناسب نہین ہی خرم بہ خوشی و خرم ہمراہ محافون کے مع تھوڑے آدمیون کے چلا ہنوز سرا سے نکلا تھا کہ ملک اجر وکیہ و عبد العزیز و داراب شاہ لشکر کثیر لیکر بموجب خبر رسانی شمیم سنگ انداز آپہونچا خرم کو ہمراہ محافون کے جاتے دیکھکر روکا لندھور اور بہرام کو خبر ہوئی فوراً اسلحہ زیب تن کرکے مرکبون پر سوار ہوکر مع کئی ہزار ہمراہیان خرم کے سرا سے نکلے ملک اجر وکیہ و داراب شاہ و عبد العزیز نے لندھور اور بہرام کو پہچان کر جنگ آغاز کی لندھور اور بہرام نے تلوار کھینچی ہمراہیان خرم بھی تیغین کھینچ کھینچ کے بڑھے تلوار چلنے لگی سہمان ناوک انداز تیر افگنی کرنے لگا ایک سمت خرم قریب محافون کے لڑنے لگا قیصر سوداگر بھی اپنے ہمراہیون کو لیکر آیا شریک جنگ ہوا اُسوقت یہ حال تھا کہ لاش پر لاش پیدل اور سوار کی گرتی تھی زخمی زمین پر پڑے ہوئے تڑپتے تھے زمین خون سے لالہ رنگ تھی کسی طرف شمشیر بہرام چمکتی تھی کسی جانب لندھور سرگرم ستیز تھا بارش تیر ہورہی تھی جانبین کے سوار قتل ہورہے تھے دروازہ سرا پر

ایک قیامت برپا تھی جنگ لندھور بن سعدان کی یہ کیفیت تھی ابیات ؎ شمشیر ازان لشکر نابکار تیز کرد
بسیار در کارزار چو از آواز آن گرد سالار کش ؎ ز دیو خانہ با پیل ہش ؎ ایک جانب بہرام گرد کفار بد انجام کو
تہ تیغ بیدریغ کرتا تھا اس وقت جنگ نعرہ بہرام سے یہ حال تھا بیت بر آمد ورخشیدن تیغ تیز ؎ زمین از نہیب
آمد اندر گریز ؎ اُسی گرمی کارزار مین لندھور نے ایک پہلوان کو قتل کرکے اُسکا گرز لیکر داراب شاہ ہندی پر
مارا داراب شاہ سپر کو سر کی پناہ کرکے پیچھے ہٹا لیکن ضرب گرز ہلکی سی اُسکے شانے پر آئی شانہ اوسکا ٹوٹ گیا
فوج کے ہزارون سوار یہ حال دیکھ کے بیچ مین آگئے کچھ سوار داراب شاہ کو اُس جگہ علیحدہ لے گئے داراب شاہ
بیہوش ہوگیا پھر سامنا عبد العزیز کا بہرام سے ہوا عبد العزیز نے تیغ مارا بہرام نے سپر پر روک کے شمشیر بدار
اُسکے سر پر لگائی ہرچند عبد العزیز نے سپر اُٹھائی لیکن تلوار سپر کو کاٹ کرتا دوا بر دُ اُتر آئی عبد العزیز سے
دستانہ مارا شمشیر آبدار سر سے نکل گئی عبد العزیز کا حال غیر ہوا ہزارون جوانان لشکر یہ رنگ جنگ دیکھکر
گھبرائے فوراً جوانان نے اپنے مرکب اُٹھائے درمیان مین بہرام گرد اور عبد العزیز کے آئے خود بہرام گرد سے
لڑنے لگے اکثر سوار عبد العزیز کو وہان سے لے گئے عبد العزیز بھی بیہوش ہوگیا ہنوز عبد العزیز ہوشیار
نہ ہوا تھا کہ ملک اجر و کیہ لڑتا ہوا سامنے لندھور کے آیا لندھور نے بڑھکے اُس سے مقابلہ کیا ملک اجر و کیہ
نے بعد مجادلت تیغ آبدار سر لندھور پر مارا لندھور نے تیغ سپر پر روک کر وہی ہلکا گرز یہ نعرہ کرکے فرق ملک
اجر و کیہ پر مارا شعر ستم صاحب عمود و جانشین حمزہ در گردان ؎ ستم لندھور بن سعدان شجاع در ستم
دوران ؎ ہرچند ملک اجر و کیہ نے سپر چہرہ و سر کی پناہ کی لیکن سپر گرز رُک نہ سکا سر پہ پڑا مغز
سر کا کاسئہ سر سے باہر نکل پڑا اور کاسئہ سر ریزہ ریزہ ہوگیا فوراً زمین پر گرکے ہلاک ہوگیا فوج یہ
واقعہ دیکھکر بے دل ہوکر بھاگی جوانان لشکر عبد العزیز اور داراب شاہ کو بعد خرابی لیکر بھاگے وقت
بھاگنے کے ہزارون کفار غازیان اسلام کے ہاتھ سے قتل ہوئے اُسی وقت الیاس ہندی وزیر ملک اجر و کیہ
خدمت لندھور مین دست بستہ حاضر ہوکر صدق دل سے مسلمان ہوا اور لندھور اور بہرام کو اپنے ہمراہ
دارالامارۂ شاہی مین لے گیا اور بصد عزت و حرمت بٹھاکر زندان مین گیا اور شہپال ہندی اور عادل شیر دل
اور فاضل شیر دل دجیپور ہندی وغیرہ جس قدر سرداران لندھور قید تھے سب کو رہا کرکے پاس لندھور
کے لایا لندھور الیاس ہندی سے خوش ہوا پھر ہر ایک سردار لشکر نے شہپال سے معانقہ کیا اور ہر ایک
کو موافق رتبے و مرتبے کے اپنے قریب بٹھایا علاوہ اہل دربار کے جملہ خاص و عام شہر مسلمان ہوئے
مسجدین تیار ہونے لگین لندھور نے حکم دیا کہ جلد بزم عشرت آراستہ ہو بموجب حکم بزم عیش آراستہ
ہوئی ساقیان گلرخسار کشتیان شراب کی لیکر حاضر ہوئے پھر دور جام مئے ناب چلنے لگا ہر ایک سردار وغیرہ
دربار مین شراب پینے لگا نازنینان خوبرو بزم مین حاضر ہوکر ناچنے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین
ہر سمت سے صدائے تہنیت فتح آنے لگی اُسی روز لندھور نے ملکہ جہان افروز سے اور بہرام نے
ملکہ مہر افروز سے عقد نکاح کیا اور ہمبستر ہوئے بطن جہان افروز سے فرہاد خان بکیفر بن
لندھور پیدا ہوگا اور شکم مہر افروز سے معظم خان بن بہرام تولد ہوگا انشاء اللہ حال انکا لکھا جائیگا
غرض بعد عقد نکاح لندھور اور بہرام نے سُنا کہ داراب شاہ ہندی اور عبد العزیز ہندی مقام
سنگ سہران مین بھاگ کر گئے ہین چونکہ بعد فتح کرنے اجر و کیہ کے فوج ملک اجر و کیہ کی تخمیناً سات لاکھ

تھی اور سب مردمان لشکر مسلمان ہوے تھے لندھور اور بہرام نے قیصر سوداگر کو خلعت و انعام کثیر دے کر رخصت کر کے وہی سات لاکھ فوج ہمراہ لیکر سمت جاے قیام داراب شاہ اور عبدالعزیز روانہ ہوے حال انکا انشاء اللہ آیندہ لکھا جائیگا

داستان جانا عفریت و ملعونہ کا طلسم زرافشان سلیمانی مین اور قتل ہونا دونون کا دست امیر بالوقیر حمزۂ صاحبقران سے پھر منعقد ہونا حمزۂ صاحبقران کا ملکہ آسمان پری سے اور آمادہ پیدا ہونا

فتح کنندگان مراحل طلسم سخن وزینت دہندگان عروس افسانہ کہن اس داستان مسرت نشان کو اس طرح بیان کرتے ہین کہ حمزۂ صاحبقران بزم عشرت مین بیٹھے ہوے گلگانشن رہے تھے اور شہپال بن شہرخ و جملہ دیو نیرنج اور سرفراز و ممتاز بھی برم عشرت مین بیٹھے ہوے نازنینان پریزاد کا گانا سن رہے گلستان ارم مین تو سامان عیش و عشرت تھا لیکن عفریت نابکار ملول و غمگین تھا ایک روز عفریت نے اپنی مادر ملعونہ جادو سے پوچھا مادر دیکھنا تو ہماری زندگی کب تک ہی ملعونہ نے کہانت کے طریقہ سے بعد فکر اور غور کہا اے فرزند مجھکو معلوم ہوتا ہی کہ تیری دو ہزار برس کی عمر تھی اب عمر تیری تمام ہونے کو ہی سواے دو ہزار برس کے زیادہ عمر تیری ثابت نہین ہوتی ہی عفریت نے اشکبار ہوکے پوچھا کیا اب مین مر جاؤنگا ملعونہ نے جواب دیا بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہی کہ حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے تو قتل ہو جائیگا عفریت نے پوچھا اب مین کیا تدبیر کرون کیونکر جان اپنی اس آدمزادسے بچاؤن ملعونہ نے کہا طلسم زرافشانی سلیمانی مین چلا جا شاید وہان جان تیری بچ جاے عفریت نے کہا اے مادر مہربان تم بھی میرے ساتھ چلو ملعونہ نے کہا اے فرزند مین ہمراہ تیرے ضرور چلونگی عفریت نے کہا ابھی چلیے ایک لمحہ یہان نہ ٹھہریے مبادا میری قضا یہان آجاے آدمزاد مجکو قتل کرڈالے تو غضب ہو ملعونہ بموجب کہنے اپنے فرزند کے اُٹھی اور ہمراہ اپنے پسر کے چلی بعد قطع راہ عفریت اپنی مادر کے ہمراہ داخل طلسم زرافشان سلیمانی ہوا یہ خبر عسکر دیو تندک و دیو برق جلد بحضور شہپال بن شہرخ مین حاضر ہوے اور مجراگاہ پر کھڑے ہوکر بعد مجرا کرنے کے دعا و ثناے شاہی بجالاکر اس طرح عرض کرنے لگے اشعار

کشتہ ام زرغم محبت تو بہ پیرایہ نمو
تو بدون تاختہ از حلم جو از علم و عمل
تا ز تحویل عمل خاک تو زر جو گردد
تا بحدیث کہ چو نقش بمیان جوی و گل
تا ز تبول از عمل نامیہ مایہ عمل
لیک ہم خصم درون خستہ چو دور تو بگنا

اے شہنشاہ عالیجاہ فلک بارگاہ اسوقت عفریت نابکار خون تیغ شعلہ بار حضور سے بھاگ کر طلسم زرافشان سلیمانی مین گیا ہی یقین ہی کہ اب اُس طلسم سے نکل کر ملازمان حضور سے مقابلہ نہ کریگا یہ عرض کرکے چلے گئے شہپال نے جانب حمزۂ صاحبقران دیکھا امیر بالوقیر نے کہا آپ کچھ فکر نہ فرمایئے انشاء اللہ مین اُسے طلسم زرافشان سلیمانی مین جاکر قتل کرونگا اس دشمن کو زندہ نہ چھوڑونگا فقط آپ طلسم زرافشان سلیمانی تک مجھے پہونچا دیجیے مین طلسم مین داخل ہوکر اُس نابکار کو تہ تیغ آبدار کرونگا اگر آپ کا دل چاہے تو دہنہ نقب پر مع لشکر براے سیر و تفریح دل تشریف رکھیے گا جب مین اول نعرہ کرون تو خیال فرمایئے گا کہ عفریت کی ضرب سے مین بچا اور جب دوسرا نعرہ کرون تو جانیے گا کہ مین نے اُسپر تلوار لگائی اور جب تیسرے نعرہ کی آواز سنیے گا تو سمجھ جایئے گا کہ مین فتحیاب ہوا عفریت قتل ہوا شہپال بن شہرخ نے کہا عفریت بھاگ گیا ہی اب اُسکے قتل کرنے کے واسطے طلسم مین جانا چند ان

ضرور نہیں ہے علاوہ اسکے تمھاری مفارقت مجکو گوارا نہیں ہے امیر بالوقیر نے کہا انشاء اللہ مین طلسم کو فتح کر کے اور عفریت کو قتل کر کے جلد آونگا شہپال گفتگوے حمزۂ صاحبقران سنکے مجبور ہوا آخر اُسی وقت سامان چلنے کا کیا گیا بعد درستی سامان کے ساتھ لاکھ دیو و پریزاد کو ہمراہ لیکر مع حمزۂ صاحبقران جانب طلسم زرافشان سلیمانی روانہ ہوا قریب طلسم زرافشان سلیمانی کے پہونچکے کوہ زہر مہرہ پر قیام کیا چونکہ ہنگام شب تھا واسطے فتح طلسم کے نہ گئے تمام شب سیر صحراے سبزہ زار اور کوہ زہر مہرہ کی سیر کیا کیے لطف بے اندازہ اٹھایا کیے جب وہ وقت آیا کہ فتاح نسیم سیاہی شب طلسم زرافشان مشرق سے عیان ہوا ظلمت شب دور ہوئی جہان پر نور ہوا ابیات وہ وقت آیا کہ شب مثل رخ یار + ہوئی پوشیدہ مشتاقون سے اکبار + فروغ صبح پھیلا جیسے دامن + صدا دینے لگے مرغان گلشن + امیر بالوقیر بعد پڑھنے نماز سحر کے شہپال بن شہرخ و دیگر دیو و پریزادوں سے رخصت ہوکر بسم اللہ کہکے کوہ سے اُترے اور ایک جانب صحراے سبزہ زار مین روانہ ہوے راہ مین عجائب و غرائب دیکھتے ہوے گلہاے خودرو کی سیر کرتے ہوے قدرت رنگا رنگ پروردگار مشاہدہ کرتے ہوے چلے جاتے تھے کسی جگہ ٹھہر جاتے تھے اور پھر آگے بڑھتے تھے یہان تک کہ شام ہوئی تاریکی محیط عالم ہوئی اسوقت حمزۂ صاحبقران نے بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ مین زیر کوہ زہر مہرہ کھڑا ہون امیر بالوقیر نہایت متحیر ہوے اور خیال کرنے لگے کہ مین نے تو صبح سے شام تک صحرا نوردی کی تھی اسوقت جو خیال کرتا ہون تو یہ وہی مقام ہے جہان سے روانہ ہوا تھا یہ خیال کر کے امیر بالوقیر نے بالاے کوہ دیکھا کہ لشکر شہپال اُترا ہے امیر بالوقیر بالاے کوہ تشریف لے گئے اور شہپال سے تمام حال بیان کیا جب صبح ہوئی پھر حمزۂ صاحبقران ہر ایک سے رخصت ہوکر جانب در طلسم زرافشان سلیمانی بصد حیرانی روانہ ہوے دن بھر صحرا نوردی کیا کیے شام کو پھر زیر کوہ اپنے تئین دیکھکر متحیر ہوے غرض اسی طرح تین روز برابر حمزۂ صاحبقران نے بادیہ پیمائی کی اور شب کو اپنے تئین زیر کوہ پایا چوتھے روز عبد الرحمن جنی نے لوح طلسم زرافشان سلیمانی امیر بالوقیر کو لاکر دی اور عرض کیا بغیر لوح دیکھے کوئی کام نہ کیجیے گا حمزۂ صاحبقران لوح طلسم زرافشان لیکر خوش ہوے اور شہپال وغیرہ سے رخصت ہوکر مرکب پر سوار ہوکر جانب درۂ طلسم بسم اللہ کہکے لوح گلے مین ڈالکے چلے بعد دو پہر راہ طے کرنے کے درہ طلسم پر پہونچے درہ طلسم کو عجب نور افشان دیکھا اگر اُسکی تعریف کیجاے تو نہایت طول ہوگا غرض بعد دیکھنے درہ طلسم کے امیر بالوقیر نے ملاحظ فرمایا کہ قریب درہ طلسم ایک اژدر کلان بیٹھا ہے دمبدم اُسکے مُنھ سے شعلے نکلتے ہین اور اُن شعلون کی حرارت سے وہ جگہ گویا کرۂ نار ہے زمین مانند تابہ آہن جل رہی ہے ہر ایک ذرہ اُس زمین کا رشک آفتاب ہے زمین پر نام و نشان سبزے کا نہین ہے اژدر جسوقت دم کشی کرتا ہے بڑے بڑے سنگ مثل خار و خس کے اپنی جگہ سے حرکت کر کے اُسکے دہن مین چلے جاتے ہین اور جسوقت وہ اژدر سانس لیتا ہے ایسے شعلے اُسکے دہن سے نکلتے ہین کہ اگر شعلہ ہاے نار سقر بھی اُن شعلون کے قریب آئین تو کیا عجب ہے کہ جل جائین حمزۂ صاحبقران برکت لوح سے ہلاک تو نہ ہوسکے لیکن حرارت شعلہ ہاے اژدر سے نہایت پریشان خاطر ہوے تشنگی اور گرسنگی سے عجیب حال ہوا اُسوقت بحکم خالق کون مکان حضرت خضر علیہ السلام حمزۂ صاحبقران کے پاس تشریف لاے حمزۂ صاحبقران نے سلام کیا اُن حضرت نے جواب سلام دیکر پانی پلایا اور ایک کلچہ دے کر فرمایا کہ جب خواہش طعام ہو تو اسی کلچہ کو کھانا سیر ہو جاؤگے جس روز یہ کلچہ ہو جائیگا اُسی روز یہ درۂ قاف

سے تمھارا جاتا ہوگا یہ کہکر حضرت خضر نظر سے پنہان ہو گئے امیر بالوقیر نے کلچہ کھاکر اور پانی پی کر لوح کو دیکھا لوح سے ظاہر ہوا اے طلسم کشا آگاہ ہو کہ یہ جو اژدر آتش فشان نظر آتا ہے یہی درہٴ طلسم کا ہے بے خوف خطر یہ اسم ورد زبان کرکے دہن اژدر مین کود پڑ جو کچھ نظر آئیگا دیکھنا امیر بالوقیر بموجب حکم لوح آگے بڑھکر دہن اژدر مین کود ے تھوڑی دیر تک غلطان اور پیچان دہن اژدر مین چلے گئے اور آنکھین امیر بالوقیر کی بند ہو گئین جب ایک جگہ حمزۂ صاحبقران ٹھہرے آنکھین کھولکر جو دیکھا تو عجب صحرا سے ہولناک اور وحشت افزا ہے ہرا بھرا آفت خیز دیکھا ہر ہر ایک خار خونخوار ہے ہر ایک قدم پر نشان صدمہ آثار ظاہر ہین خیال جز وراز ہی دشت وحشتناک نہین سکتا ہے سمند وہم سبک رو قیامت تک بھی دشت کو طے نہین کر سکتا ہے ایسا ویران ہے کہ انسان تو کیسے چرند و پرند بھی کوئی نہین ہے دسیدم بگولے اُٹھتے ہین صحرا سے بھاگ کر جانب فلک جاتے ہین ہوا گرم چلتی ہے ذرا بھی نہین ٹھہرتی ہے خوف سے جلد گزر جاتی ہے زمین حرارت آفتاب سے از حد جلتی ہے ایک ایک ذرہ صحرا کا مانند آفتاب چمکتا ہے میدان صحرا عرصہ حشر سے وسیع تر ہے قیامت کا وحشت اثر ہے نظر بھی دو چشم سے بوجہ خوف اور جل جانے کے خیال سے نہین نکلتی تھی ایسی لون بادیہ وحشت افزا مین چلتی ہے کہ سایۂ قد جل جانے کے خوف سے جلتی زمین پر ایک جگہ نہین ٹھہرتا ہے دسیدم زیر قدم چھپتا ہے رنگ سایہ کا بوجہ جلنے کے سیاہ نظر آتا ہے سناٹا صحرا کا

ستم دلون کو ڈراتا تھا بیابان
مسافر میہمان مرگ حیران
نہین ہوتی تھی بتیاں کم وحشت
بیابان مین ہر اک سو تھا اندھیرا

وہان انسان تو کیا سایہ بھی بیہوش
یہ عالم دیکھکر گھبرا گیا دل
کہین شعلہ فشان غول بیابان
ابھی تھا دن ابھی شب کا گمان تھا

نہ تھا جز التفات فضل معبود
کہ کانٹے راہ مین تھے وان جوال
کہین تھے نیشتر خار مغیلان
بدلتا رنگ کیا کیا آسمان تھا

تمازت پر فروغ مہر تابان
بیابانین سیکڑون اُس جا پریشان
غبار اسد رہ جو وان چھایا ہوا تھا
غرض بہ ہزار دقت حمزۂ

صاحبقران آگے بڑھے دیکھا ایک شجر خشک مین ایک زن بدصورت بندھی ہے امیر بالوقیر نے اُسکے قریب جاکر پوچھا عفریت کہان ہے زن بدصورت نے ترش رو ہوکر جواب دیا کہ اے شخص مجکو معلوم تو ہے مگر مین تجھے وہان تک لیجا نہین سکتی امیر بالوقیر نے پوچھا کیا سبب ہے اُسنے پھر برہم ہوکر جواب دیا کہ شاید تو اندھا ہے ارے نہین دیکھتا کہ مین بندھی ہوئی ہون کیونکر تیرے ہمراہ چلون امیر بالوقیر نے اُسے درخت سے کھولدیا وہ عورت آگے چلی حمزۂ صاحبقران اُسکے ساتھ پیچھے روانہ ہوئے بعد تھوڑے دیر کے وہ عورت ایک ایسی جگہ پہونچی جس جگہ آٹھ دیو بیٹھے ہوئے شراب پی رہے تھے اُس عورت نے دیوون سے بآواز بلند کہا ارے کیا بیٹھے ہوئے میکشی کر رہے ہو غضب ہوا فتاح طلسم داخل ہو گیا مین اُسے بمکر و فریب یہان تک لائی ہون جلد اُٹھکر اُسے قتل کرو لوح طلسم چھین لو ساحران دیو صورت یہ تقریر اُس زن پر تند و یر کی سنکے اُٹھے اور بہ وار شمشاد اور ارہ پشت سنگ اُٹھا اُٹھاکر حملہ ور ہوے حمزۂ صاحبقران بھی عنقریب سلیمانی کھینچکر لڑنے لگے دیوون کو قتل کرنے لگے ہرچند امیر بالوقیر نے تادیر شمشیر زنی کی اور بہت سے دیو قتل کیے لیکن دیو بڑھتے گئے عوض سے جو امیر بالوقیر نے خیال کیا تو معلوم ہوا کہ ایک دیو قتل ہوتا ہے اور چار اور پیدا ہوتے ہین تھوڑی دیر مین تین ہزار ساحران دیو صورت پیدا ہوئے اور چار جانب سے امیر بالوقیر کو گھیر کر لڑنے لگے اُسوقت امیر بالوقیر متردد ہوئے اور جلد لوح پر نظر کی لوح سے ثابت ہوا اے طلسم کشا اگر قیامت تک اسی طرح لڑیگا تو بھی دیو قتل نہ ہونگے بلکہ بڑھتے جائینگے جب تک یہ بلا اسان جادو نامے جو سامنے کھڑا ہے قتل نہو گا یہ مرحلہ ہرگز فتح نہو گا تجھے لازم ہے کہ یہ اسم بزرگ

پیکان تیر پر دم کرکے سینے پر اس ساحر کے جلد لگا اگر تیرے تیر سے بلاسان جادو ہلاک ہوا تو یہ مرحلہ بھی فتح ہو جائیگا
امیر نے بموجب حکم لوح اسم بزرگ پیکان تیر پر دم کرکے اور تیر چلہ کمان مین رکھکر کمان کھینچی بقدرت پروردگار تیر کمان
سے نکلکر سینۂ بلاسان پر اسطرح پڑا کہ سینے کو توڑ کر پشت سے نکل گیا ساحر زمین پر گرا بعد ایک لمحہ کے تڑپکر ہلاک ہوگیا
اُسوقت آندھی سیاہ آئی شور و غل بلند ہوا بیر سحر کے فریاد کرنے لگے پھر آواز آئی افسوس مارا مجکو اور قتل کیا مجکو نام
میرا بلاسان جادو تھا بعد چار گھڑی کے وہ غل و شور اور تاریکی دفع ہوئی امیر باتوقیر نے دیکھا فقط ایک لاش اُس
ساحر کی پڑی ہی اور ہزارون تختے کاغذ کے زمین پر پڑے ہوے ہوا سے اُڑتے ہین حمزۂ صاحبقران نے
خیال کیا یہ کاغذ کے وہی ساحر ہین جو مجھے گھیرے ہوئے تھے اور مجھسے لڑتے تھے یہ خیال کرکے امیر باتوقیر
آگے بڑھے حرارت آفتاب و دیگر آفتین سحر کی ساحر کے ہلاک ہونے سے دفع ہوگئین جب امیر باتوقیر نے
تھوڑی راہ طی کی دور سے ایک قصر نظر آیا بغور جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ قصر مین دو پنجرے آہنی لٹک رہے ہین قصر
مین کوئی نہین ہی اور پنجرون مین انسان بند ہین جب حمزۂ صاحبقران قریب قصر پہونچے ایک پنجرے مین
سے ایک شخص نے باواز پکار کے کہا سلام علیک ای حمزہ صاحبقران امیر باتوقیر نے جواب دے کر پوچھا
تم کون ہو کسنے تمہین پنجرے مین بند کیا ہی اُسنے کہا مین جنود سبز قبا ہون بھائی شہپال بن شہرخ کا عفریت
نے مجھے اور ریحانہ پری کو گرفتار کرکے اس طلسم مین اسیر کیا ہی حمزۂ صاحبقران نے خوب پہچان کر
عکس لوح کا دونون پنجرون پر ڈالا قفس دونون معدوم ہوگئے اہل قفس رہا ہوگئے جنود سبز قبا
رہا ہوکر کہنے لگا آپ نے مجھپر نہایت احسان کیا اس قید سے رہا کیا یہ کہکر جنود سبز قبا ریحانہ پری
کو لیکر چلا گیا امیر باتوقیر بعد جانے ریحانہ پری اور جنود سبز قبا کے آگے بڑھے بعد بہت
راہ طی کرنے کے ایک تالاب نظر آیا درمیان تالاب کے دیکھا کہ ایک میل نصب ہی اور اُس میل پر
ایک پتلا فولادی گردش کر رہا ہی مثل چرخی کے گھوم رہا ہی پانی تالاب کا اُسکے گھومنے سے بڑھتا ہی امیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران نے بغیر دیکھے لوح کے دوش سے کمان لی اور ترکش سے تیر نکالا پھر تاک کر اُس پتلے کو
تیر مارا پتلا تیر سے اڑکے پانی مین گرا اور پانی مین گردش کرنے لگا اُسکے گردش کرنے سے اسقدر
پانی بڑھا کہ حمزۂ صاحبقران کے قریب آگیا اُسوقت حمزۂ صاحبقران نے گھبرا کر لوح کو دیکھا لوح سے
ظاہر ہوا کہ ای طلسم کشا غضب کیا تونے بغیر دیکھے لوح کے پتلے پر تیر مارا اگر اس پانی سے تیرا کوئی عضو بھی
تر ہو جائیگا تو ابھی تو مثل پانی کے بہ جائیگا لوح کچھ کام نہ آئیگی اس پانی سے ہرگز نہ بچائیگی اب بہتر یہی ہی
کہ جلد تر اس اسم جلیل کو تیر پر دم کرکے پتلے کو تاک کے تیر لگا اگر پتلے پر تیر پڑا تو یہ مرحلہ بھی فتح ہوا ورنہ
تو پانی ہوکر کوئی دم مین بہ جائیگا غرق دریاے فنا ہو جائیگا امیر باتوقیر نے یہ حکم لوح سے پاکر اسم جلیل
جلد پیکان تیر پر بہ تعداد معین دم کرکے اُس پتلے کو تاک کے تیر لگایا یہ قدرت خالق بحر و بر تیر اُس
پتلے پر ایسا آتشناک پڑا وہ پتلا جل کر خاک سیاہ ہوگیا تالاب کا پانی خشک ہوگیا تاریکی محیط عالم
ہوئی ہواے تند چلنے لگی بیر سحر کے غل مچانے لگے پھر آواز آئی افسوس مارا مجکو طلسم کشا نے نام میرا
آبرز جادو تھا بعد اُس آواز آنے کے تاریکی دفع ہوگئی تالاب کا نام و نشان نظر آیا امیر نے
شکر خدا کیا پھر کلچہ عطیۂ حضرت خضر علیہ السلام نکالا اور سیر ہوکر کھایا پھر جو دیکھا تو کلچہ بدستور تھا امیر باتوقیر
نے کلچے کو اپنے پاس رکھکر پانی کی جستجو کی ایک چشمہ نظر آیا امیر باتوقیر نے لوح کو دیکھا لوح سے معلوم ہوا

کہ اس پانی کے پینے سے اور ہاتھ اس پانی مین ڈالنے سے کچھ ضرور ہوگا یہ چشمہ اصلی ہی امیر بالوقیر نے چشمہ سے پانی لیکر پیا اور مُنھ دھویا بعد ہاتھ اور مُنھ دھونے کے امیر عالی وقار آگے بڑھے ناگاہ صداے نقارہ کان مین آئی امیر بالوقار آگے بڑھے ایک قصر نظر آیا جب امیر عالی وقار اُس قصر مین گئے نقارہ نواز تو کوئی نظر نہ آیا لیکن دیکھا کہ عفریت نابکار فرش پر غافل سو رہا ہی امیر بالوقیر نے نوک خنجر یا سے عفریت مین چھوئی عفریت نے کسی قدر ہوشیار ہوکے اور آنکھین نہ کھول کے کہا ای حمزہ یہان بھی مجھے بہ آرام وراحت سونے نہین دیتے ہو کاٹتے ہو تمھین مار ڈالونگا اور اس کاٹنے اور خون پینے کا تمسے عوض لونگا حمزۂ صاحبقران نے کہا او نابکار ہو ہوشیار ہو مین حمزۂ صاحبقران ہون اگر چاہون تو مار ڈالون مگر خلاف شجاعت ہی تو جلد اٹھکر مجھسے مقابلہ کر ہوس جنگ دل سے نکال لے پھر یہ عفریت سلیمانی ہی اور تیرا سر ہی عفریت نابکار اُسی غفلت مین تقریر امیر بالوقیر سُنکے بیدار ہوا اور اُٹھ کے بعد غضب کہنے لگا کہ او حمزہ مین تیرے خوف سے یہان آکر چھپا تو یہان بھی میری جان لینے اور مجھے قتل کرنے کو آیا یہ کہکر عفریت نے دار شمشاد اُٹھائی اور بعد قہر وغضب سر پر امیر بالوقیر کے لگائی امیر بالوقیر نے نعرہ کیا پھر امیر عالی وقار نے دار شمشاد ہر چند سپر پر روکی لیکن گھٹنون تک پانون زمین مین غرق ہو گئے ثابت ہوا کہ سر پر پہاڑ گر پڑا شانہ اور بازو کو کسی قدر صدمہ پہونچا امیر نے ضرب دار شمشاد روکی عقرب سلیمانی کھینچکر کمر عفریت پر لگائی ہر چند عفریت نے چاہا دار شمشاد پر شمشیر کو روکون لیکن عقرب سلیمانی شمشیر لاثانی دار شمشاد کو کاٹ کر کمر پر پڑی عفریت پیچھے ہٹا دو ٹکڑے تو ہوا لیکن نصف سے زیادہ کمر اُسکی کٹ گئی خون قصر مین بہنے لگا عفریت نے زمین پر گر کے بہ منت کہا ای آدمزاد واسطہ تجکو اپنے خدا کا ایک ہاتھ تلوار کا اور لگا تاکہ اچھی طرح ہلاک ہو جاؤن اس صدمہ تکلیف سے نجات پاؤن امیر بالوقیر نے بموجب قسم دینے کے پھر تلوار لگائی مگر نعرہ نہ کیا عفریت کا سر کٹ گیا فوراً تن و سر سوے فلک بلند ہو گئے بعد ایک لمحہ کے عفریت ہنستا ہوا سامنے حمزۂ صاحبقران کے آیا اور کہنے لگا واہ کیا تلوار لگائی ہی اب اور ایک ہاتھ تلوار کا لگاؤ لڑنے سے باز نہ آو امیر بالوقیر یہ حال دیکھکر نہایت متحیر ہوے عفریت نے وہی دار شمشاد اُٹھا کر امیر پر لگائی امیر بالوقیر نے ضرب دار شمشاد سے بچ کر عقرب سلیمانی کمر پر لگائی عفریت نے تلوار دار شمشاد پر نہ روکی یو نہین کھڑا رہا جب تلوار کمر پر پڑی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا فی الفور دونون ٹکڑے زمین سے سوے فلک گئے بعد ایک ساعت کے دو عفریت بنکر سامنے امیر بالوقیر کے آے اور لڑنے لگے ایکی مرتبہ امیر عالی وقار نے غضبناک ہو کر دونون پر عقرب سلیمانی لگائی دونون عفریت بیخوف وخطر اور آگے بڑھے تاکہ اچھی طرح تلوار پڑے جب عقرب سلیمانی دونون پر پڑی چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرے اور پھر زمین پر تڑپ کے بلند ہوے اور ایک لمحہ کے بعد چار عفریت ایک ہی شکل اور صورت کے سامنے امیر بالوقیر کے آئے اور دار شمشاد اور ارہ پشت نہنگ لے لیکر امیر بالوقیر پر حملہ ور ہوے اسیطرح امیر بالوقیر قتل کرتے جاتے تھے اور عفریت چار کے آٹھ اور آٹھ کے سولہ ہو جاتے یہان تک کہ ایک سو چھپن عفریت ایک شکل اور ایک صورت کے فراہم ہو کر امیر بالوقیر سے لڑنے لگے اور چار طرف سے امیر بالوقیر کو گھیر لیا اُسوقت امیر بالوقیر نے مجبور ہو کر درگاہ خدا وند عالم مین یہ دعا کی کہ پروردگار اان دیوون کے شر وفساد سے مجکو بچا اور اس حال عجیب وغریب کی حقیقت مجپر کسی طرح ظاہر کر مین بہت متحیر ہون کہ کیا وجہ ہی کہ عفریت قتل ہو کر بڑھتے جاتے ہین مین انسے کب تک لڑونگا آخر کو تھک کر گر پڑونگا یہ نابکار مجھے

مارڈالینگے جسدم یہ دعا امیر باتوقیر نے کی فوراً دعا درگاہ خدا مین قبول ہوئی حکم خدا سے حضرت خضر علیہ السلام قریب امیر عالی وقار کے آئے اور بعد سلام اس طرح ارشاد فرمانے لگے اے امیر باتوقیر تمنے بڑا غضب کیا پہلے عفریت پر دوسرا ہاتھ تلوار کا بیکار لگایا خیر اب تو جو ہوا وہ ہوا اب مناسب ہے کہ سامنے جو کنوان ہے اُس کنوئین مین کود پڑو چاہ مین مادر عفریت بیٹھی ہوئی سحر کر رہی ہے اُسے قتل کرو اور آگے اُسکے جو سر عفریت کا رکھا ہوا ہے اسے اُٹھا لاؤ وہ سر عبد الرحمٰن جنی کو دینا اور وہ موافق اس عفریت کے ایک جام بنا دیگا تمہارے کام آئیگا علاوہ اُسکے جب ملعونہ کو قتل کرنا تو اسکے سر مین سے ایک دانہ گوہر سلیمانی کا نکلیگا وہ دانہ بھی لے لینا امیر باتوقیر بموجب ارشاد حضرت خضر علیہ السلام جملہ عفریتون سے لڑتے ہوئے اُس کنوئین تک بصد دشواری پہونچے اور اُس کنوائین مین کود پڑے ملعونہ جادو بزور سحر شمشیر لیکر حملہ ور ہوئی امیر باتوقیر نے عقرب سلیمانی سے اُسے قتل کیا جسوقت ملعونہ جادو قتل ہوئی اسقدر تاریکی نازل ہوئی کہ جہان تیرہ و تار ہوگیا ہوائے تند و تیز بہ کثرت چلنے لگی برف جانب فلک سے گرنے لگی بڑے بڑے پتھر بھی سمت چرخ سے گرنے لگے شور و غل از حد بلند ہوا پہر بھر کامل یہی حال رہا پھر آواز آئی افسوس ہزار افسوس طلسم کشا نے قتل کیا مجھکو کہ نام میرا ملعونہ جادو تھا بعد اس آواز آنے کے تاریکی ہر طرف ہوئی شور و غل بھی موقوف ہوا آفتاب نظر آیا روشنی ہوئی امیر باتوقیر نے سر ملعونہ سے دانہ گوہر سلیمانی نکالا پھر سر عفریت اُٹھا لیا وہ جملہ عفریت جو سحر کے تھے ملعونہ کے قتل ہونے سے سب کاغذ کے پتلے ہوگئے غرض امیر باتوقیر جب سر عفریت لیکر آئے حضرت خضر کو نہ دیکھکر چونکہ نہایت تھکے ہوئے تھے ایک سنگ دراز پر لیٹ کر سو رہے چونکہ صدائے نعرہ امیر باتوقیر قریب بیس کوس کے جاتی تھی اسوجہ سے کوہ زمہرہ پر دو مرتبہ نعرۂ امیر کی آواز سُنکے شہپال بن شہرخ کو تردد ہوا اور اشکبار ہوکے عبد الرحمٰن جنی سے کہا اے عبد الرحمٰن بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ حمزۂ صاحبقران دست ساحران سے قتل ہوگئے اگر زندہ ہوتے تو ضرور تیسری مرتبہ نعرہ کرتے کیونکہ یہی کہ گئے تھے عبد الرحمٰن جنی نے عرض کیا آپ سلطین زمین بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ طلسم فتح ہوگیا کسی وجہ سے امیر باتوقیر نے تیسرا نعرہ نہ کیا اگر حضور کو میرے عرض کرنے کا یقین نہو تو خود تشریف لیجا کر ملاحظہ کر لین شہپال نے کہا اچھا چلو مین ضرور چلونگا جب تک امیر کو زندہ نہ دیکھونگا میرے دلکو قرار نہوگا غرض عبد الرحمٰن جنی شہپال کے ہمراہ طلسم زر افشان سلیمانی مین آیا چونکہ طلسم لوٹ چکا تھا راستہ بخوبی کھلا اور کچھ خوف نہ تھا جب شہپال بن شہرخ راہ طے کرکے وہان پہونچا جس جگہ امیر باتوقیر سو رہے تھے شہپال امیر کو دیکھکر گھبرایا عبد الرحمٰن جنی نے امیر باتوقیر کو بیدار کیا شہپال نے خوش ہوکر امیر باتوقیر کو گلے سے لگایا احوال مرحلات طلسم کا پوچھا امیر باتوقیر نے کل حال بیان کیا پھر امیر نے عبد الرحمٰن جنی سے فرمایا یہ سر عفریت کا لیجاؤ کاسہ موافق اسکے بنا لاؤ عبد الرحمٰن جنی نے عرض کیا بہت خوب کاسہ بنا کر پیش کرونگا بعد اس گفتگو کے شہپال و عبد الرحمٰن جنی نے مال و اسباب طلسمی نکلوایا پھر تمام مال و اسباب طلسم کو لیکر امیر باتوقیر پر زر و جواہر نثار کرتے ہوئے بعد خوشی و خرمی بارگاہ سلیمانی مین لائے جب قریب تخت کے پہونچے دنگل پر امیر باتوقیر بیٹھے اور دربار آراستہ ہوا شہپال بن شہرخ کچھ عبد الرحمٰن جنی کے کان مین آہستہ کہکر تخت سے اُٹھا

اور بارگاہ سلیمانی سے چلا گیا بعد جانے شہپال کے سب بیٹھے عبدالرحمٰن جنی امیر باتوقیر کے چہرے پر نظر کر کے مسکرایا امیر باتوقیر نے باعث ہنسی کا پوچھا عبدالرحمٰن نے خوش ہو کر عرض کیا ای حمزہ صاحبقران مبارک ہو اب عقد آپ کا ملکۂ آسمان پری کے ساتھ ہوگا ہر چند کہ عہد طفلی سے ملکۂ آسمان پری آپ سے منسوب ہی اور زوجہ آپکی پردۂ قاف مین مشہور ہی لیکن موافق شرع عقد ہونا بھی ضرور ہی کہ باہم وصل ہو لولی اولاد پیدا ہو یہ عرض کر کے ترنج خوشبو عین دربار مین سینۂ امیر باتوقیر پہ مارا اسوقت جملہ اہل دربار خوش ہو کر تہنیت دینے لگے حمزۂ صاحبقران نے مسکرا کر عبدالرحمٰن جنی سے فرمایا ای عبدالرحمٰن آگاہ ہو تا وقتیکہ مین ملکۂ مہرنگار دختر نوشیروان سے عقد نہ کر لونگا ملکۂ آسمان پری سے نکاح نہ کرونگا عبدالرحمٰن جنی نے عرض کیا یا امیر باتوقیر یہ پردۂ قاف ہی مالک و حاکم یہان کا شہپال بن شہرخ ہی ملکۂ آسمان پری عہد طفلی مین آپ سے منسوب ہو چکی ہی اول عقد آپ کو ملکۂ آسمان پری سے کرنا چاہیے پھر آپ کو اختیار ہی جس سے چاہے عقد کیجیے گا اگر ملکۂ آسمان پری کے ساتھ بالفعل عقد نہ کیجیے گا تو شہپال آپ کو تا حیات پردۂ قاف سے جانے نہ دیگا اور اگر عقد کر لیجیے گا تو بعد چھ ماہ کے یہان سے چلے جائے گا وہان جا کر ملکۂ مہرنگار سے عقد کیجیے گا حمزۂ صاحبقران نے گفتگوے عبدالرحمٰن جنی سنکے دیر تک فکر کی بعد فکر بسیار ارشاد فرمایا ای عبدالرحمٰن جنی خیر جو کچھ تمنے کہا مجھے منظور ہی جس وقت امیر نے یہ فرمایا عبدالرحمٰن جنی خوش ہوے نازنینان پریزاد حسب الطلب عبدالرحمٰن جنی بارگاہ سلیمانی مین آکر ناچنے لگین اور تہنیت دینے لگین مبارکباد گانے لگین اُن نازنینان پریزاد سے ایک نازنین نے یہ غزل شروع کی

غزل

جدائی آپ کو منظور تھی ہمسے اگر پہلے
اُٹھاتے کیون مصیبت جانتے یہ ہم اگر پہلے
لگایا جسنے دل ہمسے محبت ہمنے کی اس سے
سفر کرنے سے صاحب کے مراد ہوگا سفر پہلے

کیے تھے قول اور اقرار یہ کیا جانکر پہلے
وہی غصہ کی باتین ہین وہی غصہ لڑائی ہی
کبھی چاہا نہین ہمنے کسی کو عمر بھر پہلے
گنواتے جان کیون اپنی لگاتے کسلیے دلکو

بڑے ہی بیمروت ہین یہ سب معشوق دنیا کے
وہی جھگڑا بکھیڑا ہی جو تھا آٹھون پہر پہلے
لیا گر نام جانے کا تو میری جان جائیگی
تمھاری بیوفائی کی اگر ہوتی خبر پہلے

اُس نازنین نے حمزۂ صاحبقران سے مخاطب ہو کر جبدم یہ غزل گائی جملہ اہل بزم شاد و مسرور ہوے حمزۂ صاحبقران بھی خوش ہوے غرض اسی طرح شب و روز پردۂ قاف مین بزمہاے عیش و طرب آراستہ ہونے لگین ہر روز نازنینان پریزاد جا بجا بزمہاے عیش و عشرت مین رقص و نغمہ اُسی روز سے کرنے لگین شہپال بن شہرخ سامان عقد ملکۂ آسمان پری کرنے لگا جب بادشاہان پردۂ قاف کو براے شرکت بزم عشرت نامے لکھے گئے دیو اور پریزاد نامے لیکر روانہ ہوئے ایک نامہ شہپال نے سمندون ہزار دست کو بھی لکھا اُس نامے مین بعد احوال قتل عفریت ملعون جادو کے شہپال بن شہرخ نے تحریر کیا تھا کہ ای سمندون ہزار دست فی الحال میری دختر نیک اختر ملکۂ آسمان پری کی شادی ہی تمھین لازم ہی کہ بمجرد پہونچنے ہمارے نامے کے بخوشی و خرمی اگر شریک بزم عشرت ہو مجکو اپنا مخلص خالص تصور کرو غرض جب نامہ اس مضمون کا تحریر ہو چکا شہپال نے ایک دیو کو نامہ دے کر فرمایا یہ نامہ سمندون ہزار دست کو جا کر دے آ دیو بموجب حکم نامہ لیکر روانہ ہوا حال اس نامہ کا اور کیفیت سمندون ہزار دست کی تو پھر کبھی لکھی جائیگی لیکن اب حال اور نامہ بروں کا لکھا جاتا ہی کہ جب دیو و پریزاد نامے لیکر بادشاہان پردہ قاف کے پاس پہونچے ہر ایک بادشاہ مضمون نامہ سے آگاہ ہو کر بصد خوشی مع لشکر کثیر سمت گلستان ارم روانہ ہوا

گلستان ارم مین حمزۂ صاحبقران اور ملکۂ آسمان پری کا کپڑے مانجھے کے پہننا ساچق اور مہندی کا ہونا
گوکہ یہ رسوم اصل دفتر مین مرقوم نہوئے لیکن کمترین نے موافق قاعدۂ ہندوستان کے اُنکو لکھا ہی اور شاہان
پردہ قاف کا بصد شوکت آنا شریک بزم عشرت ہونا نازنینان پریزاد کا ہر ایک بزم عشرت مین رقص و نغمہ کرنا اور
ہر ایک بزم عشرت کا بہ عنوان شایستہ آراستہ ہونا و دیگر سامان و تکلفات اگر مختصر بھی یہ خاکسار لکھے تو بھی دفتر
مطول ہو جائیگا پس اسی وجہ سے کل حال تحریر نہین کیا اور بیان کرنا حالات کا حوالہ قصہ خوان کر دیا گیا غرض جب
روز برات کا آیا زیادہ تر ہر طرف سامان عشرت ہوا ہر طرف گلستان ارم مین صدہا بلکہ ہزار محفلین علے قدر مراتب
دیو و پریزاد کی آراستہ ہوئین ہر ایک بارگاہ و خیمہ مین دیو و پریزاد بصد خوشی بیٹھکر نازنینان پریزاد کا ناچ دیکھنے لگے
میکشی بصد خوشی کرنے لگے صداے نغمہ نازنینان پریزاد تا فلک جانے لگی ہر سمت سے صداے تہنیت و مبارکباد
آنے لگی ہر چند کہ کثرت دیو اور پریزاد کی گلستان ارم مین اسقدر تھی کہ ہزارہا فرسخ تک دیو اور پریزاد ہی نظر آتے
تھے اور قدم گاوزمین اُنکے بار سے تھراتے تھے لیکن کوئی دیو اور پریزاد ایسا نہ تھا کہ رقص نازنینان پریزاد نہ دیکھتا
ہو اور میکشی نہ کرتا ہو اور اغذیۂ لطیف نہ کھاتا ہو جس جگہ دس دیو یا پانچ پریزاد بھی خیمہ مین بیٹھے تھے اُنکے سامنے
بھی علے قدر مراتب نازنینان پریزاد رقص کرتی تھین اور ملازمان شہپال اُنکے خاطر و ضیافت اور مہمانی بہ عنوان
شایستہ کرتے تھے اگر کوئی دیو پریزاد کسی شی کو طلب کرتا تھا ملازمان شہپال فی الفور دے دیتے تھے روشنی ہر ایک
بارگاہ و خیمہ مین اور ہر ایک مقام پر وہ جاذب اسقدر تھی کہ وہ شب شب برات سے زیادہ پر نور تھی نہین نہین وہ
روشنی گلستان ارم مین شب عقد امیر سے ایسی تھی کہ غیرت وہ تجلی طور تھی آنکھین اندھون کی بھی کثرت روشنی سے
روشن ہو گئین تھین شکلین دیو سیاہ کی فرط ضیا سے پر نور ہو گئین تھین ظلمت شب کا فور ہو گئی تھی زمین پردۂ
قاف کثرت روشنی شمع و چراغ سے پر نور ہو گئی تھی ہر ایک ذرہ زمین کا غیرت آفتاب و ماہتاب تھا ہر ایک
راستہ گلستان ارم کا رشک کہکشان تھا ہر چراغ کوکب تابان سے زیادہ تر منور تھا اور ہر ایک شمع محفل ماہ
سے بدر جہا زیادہ ضیا بار تھی زمین پردہ قاف بہ طعن و تشنیع فلک سے یہ کہتی تھی کہ اے پیر فلک ذرا جھک کر
دیکھ آج اسقدر شمع و چراغ یہان جلوہ گر ہین کہ تجھپر ستارے بھی اسقدر نہونگے اور آج مین کثرت روشنی سے
اسدرجہ پر نور ہون کہ تو بھی کبھی ضیاے مہر و ماہ و کواکب سے روشن اور منور نہوا ہوگا فلک پیر تقریر زمین سنکے
بجاے خود یہ کہتا تھا کہ زمین پردہ قاف فی الواقع سچ کہتی ہی آجکی شب گلستان ارم مین تاریکی کا نام و نشان
بھی نہین ہی کبھی زمین پردۂ قاف گنبد گردون سے یہ کہتی تھی کہ اے فلک تو اپنے خیمہ کہنہ پہ مغرور نہو یہان کرورہا بارگاہ
و خیام تحفۂ و نو تیرے خیمہ سے بلند و بہتر استادہ ہین تیرے خیمۂ زنگاری کے سامنے انکی کیا بساط ہی غرض کہان
تک احوال کثرت دیو اور پریزاد و کیفیت جملہ محفلون کی وہ حال روشنی و آتشبازی وغیرہ لکھون بہتر یہی ہی
کہ اب ذکر ہر جہاے عالم کو ترک کرکے بزم ہاے خاص کا کچھ حال رقم کرون مراد بزم خاص سے یہ ہی
کہ دو محفلین تھین ایک بزم مین حمزۂ صاحبقران دولہا بنے ہوئے سر پر سہرہ زرتار باندھے ہوئے
خلعت شادی زیب تن کیے ہوئے مسند زرین پر بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہوئے تھے گرد ارشو سے
جنی دار شوسے جنی و دلو اکوان و دیو سیاہ ملک و طومان کاس و اکثر شاہ و شہریار
پردہ قاف علے قدر مراتب بیٹھے تھے بزم عشرت جملہ دیو اور پریزاد معزز و ممتاز سے مملو تھی
ساقیان گلرخ و گل پیرہن خوش رو و غنچہ دہن بصد عشوہ و ناز جا ہاے بلورین مین مئے ناب اہل بزم کو

پلاتے تھے نازنینان پریزاد خورشید جمال عدیم المثال غنچہ دہن و رنگین پیرہن بہ ہزار ناز و انداز ناچتی تھین اور غزلین عاشقانہ گاتی تھین مطربۂ فلک اُنکے رقص و نغمہ سے خجل اور شرمندہ ہوتی تھین وہ بزم عشرت اس تکلف سے آراستہ تھی کہ بزم جمشید بھی مثل اُسکے کبھی آراستہ نہوئی ہوگی کثرت روشنی سے بارگاہ سلیمانی قبۂ نور معلوم ہوتی تھی کیونکہ ایسے کنول وغیرہ روشن ہین کہ بموجب بیت ہانڈیان جھاڑ کنول اس نور کے ✤ روشنی مہر و مہ جنپر نثار ✤ علاوہ روشنی کے تکلفات بزم کا کیا بیان ہو وہ پریزادون کا بزم مین یکین دلبسار بیٹھنا وہ گلدستون کی بزم مین کیفیت وہ نازنینان پریزاد کا گانا اور ناچنا عبدالرحمن جنی وغیرہ کا حمزۂ صاحقران کی جانب سے انتظام کرنا وہ دمبدم دورۂ جام مئے گلگون ہونا لایق دید تھا دوسری بزم خاص مین ملکہ مثل ماہ شب چہاردہ جلوہ افروز تھی گرد صدہا بلکہ ہزارہا خواتین ذیوقار پریزاد گلرخسار و رنگین پیرہن بیٹھی تھین بزم خواتین بہ بزاے حسن خداداد سے پرنور تھی گویا ایک باغ حسن و جمال بیمثال نادر تمثال گلستان ارم مین دیکھنے والون کو نظر آتا تھا حسینان پردہ قاف کا جماؤ تھا حوران باغ جنان انھین دیکھکر اُنکے حسن پر رشک کرتی تھین اور اُن سب نازنینان پریزاد کے حسن کی تعریف مین یہ اشعار مناسب ہین اشعار

حسن ایسا کہ جیسے ماہ شب چار دہم
یاد کرتی ہی رہی دامن مژگان کی جھپک
جعد وہ قہر کہ جسنے مین ہون جسکی ہر لہر
کھیل جاوے دہن کا لاجوڑ سے اُنکی لٹک

ایک بیک دیکھتے تو رہجاے وہ یک چند چمک
زلفین یون چہرے پہ بکھری ہوئی لگتے ہین دل
دل ڈبو دینے کو عشاق کے دریاے اشک
رنگ رخسار سے سرمندہ ہو کندن کا رنگ

چہرہ دن مین ایسی ہے گرمی کہ شب و روز جیسے
جس طرح ایک کھلونے پہ جتن دو بالک
ناگنی پیچ وہ ایسے کہ نہ ماسنگے پانی
آگے غبغب کے خجالت زدہ ٹھوڑی کی ڈلک

ہر ایک نازنین پریزاد خوبی و حسن مین بے نظیر تھی مگر وہ بزم بے عدیل زرر چرخ فلک پر تھی ملکہ آسمان پری کو نازنینان پریزاد نے دُلھن بنایا تھا ملبوس عروسی پہنایا تھا مسند زرتار پہ بجوبی بناؤ سنگار کرکے بٹھایا تھا یعنی پیشانی نورانی پر افشان جنی تھی آنکھون مین سرمۂ دنبالہ دار لگایا تھا حنا دست و پاے نازک مین ملی تھی ملبوس تن مین عطر سہاگ ملا تھا زلفین عنبرین سنواری تھین زیور جواہر نگار بیمثل و نایاب پہنایا تھا گھونگھٹ مین رخ ملکۂ آسمان پری نہان تھا اُسوقت حسن و جمال ملکۂ آسمان پری زیب و زینت سراپا سے دوچند تھا نازنینان پریزاد حسن و سراپاے ملکۂ آسمان پری پر نظر کرکے خوش ہوتی تھین کیونکہ حسن سراپاے ملکہ کا زینت سے یہ عالم تھا اشعار

ہزار دن دیکھ کے شکل گلبدن تھے مشتاق
صراحیون کو ہر سانچے مین نور کے ڈھالا
کہ جالدار قنا ذیل نور تھی محرم
کہ ملک حسن کے سرکش تھے دونون وہ اچا
جگر کو تھام کے ہاتھون سے رہ گئے لاکھون
شناور عشق کے دریا کا سیکڑون ڈوبا
سوا خدا کے کسے علم غیب ہو معلوم
حجاب مانع ہے اور سدرہ ہے شرم و حیا
وہ ساق سیمین تھی پاکیزہ نور کی صورت

لبون پہ تھا مسی دہان سے کچھ عجب عالم
گلوے نور تھا وہ شمع طور سے زیبا
اب آگے کیا کرون تعریف عنبر موین مین
وہ اُس مین شمعین تھین کافوری دونون جلوہ نما
کہ دودوہ ایلچی جوبن کے اُسکے تھے آگے
جب اُسکے اُس شکم صاف و بزم کو دیکھا
نہ پایا اُسکی کمر کا کسی نے جبکہ نشان
کمر ہے اُسکی مگر اس زمانے مین عنقا
جلا دے مردے کو ٹھوکر سے جس مین یہ قدرت
پری کی شکل وہ اُس حور کے تھے سب اعضا

دخان و شعلہ ہو جس طرح سے تہ و بالا
وہ گول ساعد و بازو دیکھے سو بہکے
جو ہوے محرم راز اُس سے جا کہان کہا
تھا بدا زرہ پوش یا کھڑے تھے دو
دکھاتے شان تھے اپنی لیے ہوے برچھا
وہ ناف اُسکی تھی گرداب بحر حسن جہان
تو عقل گم شدہ اس طرح سے ہوئی گویا
اب آگے ہوتی ہے تعریف مین بھی گستاخی
پھر ہری رستمون کو آکے ذکر سن اُسکا
فلک پہ کاہش غم سے ہلال بنکے چھپے

جو دیکھے بدر منیر اُسکا ایک ناخن پا
ہو ذکر اُس قد موزون کا باغ خلد مین آئے

مرصع زیور و پوشاک فاخرہ پہنے
تو سرنگون ہو خجالت سے قامت طوبا

جو دیکھے اُسکو ملک کہ اُٹھے دھل جلے
دو بدو سے ملکۂ آسمان پری نازنینان

پریزاد بصد ناز و انداز اس طرح ناچتی تھین کہ مطرب فلک بھی اُنکے رقص کو دیکھکر کان پکڑتی تھی اکثر نازنینان پریزاد ساقی گری کرتی تھین بزم عشرت مین نازنینان پریزاد کو شراب پلاتی تھین غرضکہ عجب عجب رقص دیکھنی کی تھی کہ کسی

نے بھی غزل کہی تھی یہ سنی تھی اشعار
صدائے قلقل کی شیشون کے دہن سے
کسی کے لب پہ کب سنتا ہون ایسی
نہ کچھ باقی رہے جو روبرو ہو
لیا لب بھر رہا ہے اسکو ہی سے

کہین سامان بزم مہ جبینان
کسی کے لب سے چسپیدہ لب جام
کوئی گویا کہ ٹپکا دہن مین
کسی بیتاب کے لب پر کر ساقی
کسی کے ہاتھ مین دامان ساقی

کسی جا لطف بزم نازنینان
کوئی بیہوش ہو خواب آرام
پلا ہم صحبتا سے انجمن مین
غزا ایسا ہو کہ ہم رہجائین باقی
کہین غل ہم بھی ہین مہمان ساقی

کو مسرور فیض انجمن سے
کوئی نادم کہ توبہ مین کیون کی
کسی کو حوصلہ خالی سبو ہو
ہتھیلی پر کوئی ساغر کو رکھے
بیان کیفیت بزم نازنینان

پریزاد مین زبان قاصر ہے خاموش رہنا باعث آبروے سخن ہے اسی عیش و عشرت مین جب رات زیادہ آئی شہبال بن شاہرخ و دیگر شاہان پرو قاف وغیرہ نے باہم مشورہ کیا کہ اب عقد پڑھنے واسطے دو شخصون کو تجویز کرنا چاہیے تاکہ قبل نصف شب عقد ہونا چاہے جب یہ خبر امیر بالوقیر حمزۂ صاحبقران نے سنی فوراً عبد الرحمٰن جنی کو اپنے پاس بلاکر فرمایا کہ جبتک خواجہ عمرو بن امیہ ضمری یہان نہ آئینگے اور عقد میرا نہ پڑھینگے مین ہرگز عقد نہ کرونگا اور وہ فی زمانہ کعبہ مین ہین اُنکا یہان آنا دشوار ہے عبد الرحمٰن جنی نے عرض کیا اے امیر بالوقیر مجھے معلوم ہے فی زمانہ خواجہ عمرو قلعہ گرلیستان مین ہین اُنکا یہان آنا کچھ مشکل نہین ہے کوئی دیو جاکر ابھی اُنھین لے آئیگا یہ عرض کرکے عبد الرحمٰن جنی نے ایک نامہ امیر بالوقیر حمزۂ صاحبقران کی طرف سے خواجہ کو لکھا خلاصہ مضمون نامے کا یہ تھا کہ اے خواجہ عمرو بمجرد ہو پہنچنے اس نامے کے ہمراہ حامل نامہ ہمارے پاس چلے آنا کچھ خوف و خطر اور کسی طرح کا خیال نہ کرنا جب نامہ تیار ہوا امیر بالوقیر نے اُس نامے پر اپنی مہر کی عبد الرحمٰن جنی نے جلد وہ نامہ دیو تندگ کو دیا اور کہا بعجلت تمام قلعہ گرلیستان مین جاکر یہ نامہ خواجہ عمرو کو دینا اور اُنھین بہ آرام تمام لیکر یہان آنا خبردار توقف نہ کرنا دیو تندک نامہ لیکر فوراً روانہ ہوا خواجہ عمرو قلعۂ گرلیستان مین ایک جگہ بیٹھے ہوئے طعام تناول کر رہے تھے امیر بالوقیر کو یاد کر رہے تھے ناگاہ لوالہ حلق مین اٹکا خواجہ نے کہا عجب نہین کہ کوئی نامہ بر آتا ہو اگر قاصد حمزۂ صاحبقران یہان آئیگا تو مین بھی ضرور ایک ایک عرضی اس مضمون کی لکھونگا کہ اے امیر بالوقیر آپ جلد تشریف لاییے ملکۂ مہرنگار آپ کے انتظار مین نہایت بیقرار رہتی ہین علاوہ اُسکے ڈرو مین اُس قلعہ کو گھیرے ہوے ہے ہم سب قلعہ بند ہین ابتک تو مین کروڑہا روپیہ اور جواہر بیش بہا زنبیل سے نکال کر اور جواہر کو بیچ کر سردارون اور غیر سردارون کی خبر لی مگر اب زنبیل خالی ہوگئی ہے ایک پھوٹی کوڑی بھی نہین ہے زنبیل مین خاک اُڑرہی ہے محتاج اور فقیر ہوگیا ہون جلد میری خبر لیجیے جسقدر مین نے روپیہ صرف کیا ہے فرد حساب دیکھکر مجھے دیجیے تھوڑا غلہ اور اُس قلعہ مین ہے جب غلہ ہو جائیگا سب آدمی کثرت گرسنگی سے ہلاک ہو جائینگے مین کسی طرف کو چلا جاؤنگا اب روپیہ کہان سے لاؤنگا جو خرید کرکے سب کو کھلاؤنگا اور ڈرو مین سے لڑونگا ملکۂ مہرنگار کی حفاظت کرونگا اور اہل لشکر کی خبر لونگا کہانتک مردان لشکر کو کھانا کھلاؤنگا خصوصاً پہلوان عادی آپ کے برادر کو اکل و شراب سے سیر و سیراب کب تک کرونگا وہ سیکڑون دیگون سے

برنج پختہ نکا لکر ایک وقت کھاجاتا ہی اور مجھسے کہتا ہی ابھی پیٹ نہین بھرا اور کچھ کھلاؤ مین اُسکے سیر اور آسودہ
ہوکے اسقدر طعام کھانے سے نہایت عاجز ہون ایک لشکر کثیر کی تعداد غذا کے مواقق کھاتا ہی اور پھر پیٹ
پیٹ کر کہتا ہی کہ ہاے بھوکھ کے مارا دم نکلا جاتا ہی خواجہ عمرو ابھی کھانا کھا رہے تھے اور مضمون عرضی لکھنے کا
جو تحریر کیا گیا ہی علاوہ اُسکے اور سوچ رہے تھے یکایک فصیل قلعہ پر ایک دیو دراز قامت و مہیب صورت خواجہ
کو نظر آیا ہرچند کہ خواجہ دیو کو دیکھکر نہایت خائف ہوے لیکن جسارت کرکے پکارے او خبیث تو کیون آیا ہی
کیون مجھے گھور کے دیکھتا ہی مین کھانا کھا رہا ہون نظر لگاتا ہی جا دور ہو دیو تنذک گفتگوے خواجہ عمرو سُنکے ہنسا
پھر بغور شکل خواجہ عمرو کی دیکھکر ڈرا سمجھا یہ کوئی بلاے بے درمان ہی یہ سمجھکر دیو تنذک کسی قدر ٹھہر کے آگے بڑھا
خواجہ عمرو نے خائف ہوکر جلد گلیم اور جال الیاسی زنبیل سے نکالا اور جلد کھڑے ہوکر جال الیاسی دیو تنذک پر مارا دیو تنذک
خائف تو تھا ہی اب زیادہ ڈر کے پیچھے ہٹ گیا جال سے بچا خواجہ عمرو نے اُدھر ڈر کے گلیم اوڑھ لی دیو تنذک خواجہ عمرو
کے غائب ہوجانے سے زیادہ تر خائف ہوا آخر پکارا یہان جو بیٹھا تھا کہان چلا گیا مجھے ایک بات پوچھنی ہی خواجہ عمرو
نے جواب دیا کہ کیا پوچھتا ہی دیو تنذک یہ سُنکے پریشان و حیران ہوا کہ آواز تو آتی ہی مگر کوئی نظر نہین آتا ہی آخر بعد
حیران ہونے کے دیو تنذک نے کہا مین بردہ قاف سے آیا ہون نامہ حمزۂ صاحبقران کا لایا ہون خواجہ عمرو کے
سوا کسی اور کو نہ دونگا اگر تجھے خواجہ عمرو کے حال سے آگاہی ہو تو مجھے بتادے کہ وہ کسی جگہ ہین خواجہ عمرو نے
یہ سُنکے خیال کیا شاید یہ فریب کرتا ہی یہ خیال کرکے خواجہ نے گلیم اوڑھے ہوے پوچھا نامہ امیر کا کہان ہی لا مجکو دیدے مین
خواجہ کو دیدونگا دیو تنذک نے نامہ نکال کے دینے کو ہاتھ بڑھایا اور خواجہ عمرو نے گلیم سے ہاتھ نکال کر نامہ
لیا سر نامہ پڑھا پھر سر نامہ پر مہر امیر بالوقیر کی دیکھکر سر نامہ کو چاک کیا نامہ نکال کر پڑھا جب مضمون نامہ سے
بخوبی آگاہی ہوئی اور خواجہ کو یقین کامل ہوا کہ دیو تنذک کو امیر بالوقیر نے بھیجا ہی اُسوقت خواجہ عمرو نے
گلیم اُتاری اور کہا اے دیو میرا ہی نام عمرو ہی دیو تنذک نے کہا اگر آپ ہی کا نام عمرو ہی تو جلد چلیے مین آپ کو
بردہ قاف مین لیچلون خواجہ عمرو نے کہا تم ٹھہرو مین ابھی چلتا ہون یہ کہکر خواجہ عمرو ملکۂ مہرنگار کے پاس گئے
اور کہنے لگے اسوقت مین بہ ضرورت ایک جگہ جاتا ہون انشاء اللہ جلد آؤنگا کچھ تردد و فکر نہ کرنا ملکۂ مہرنگار
نے پوچھا کہان جاؤگے خواجہ نے کہا کہدونگا اسوقت بیان نہ کرونگا ورنہ دیر ہوگی یہ کہکر اور سرداروں سے
رخصت ہوکر دیو تنذک کے قریب آئے اور کہا مجھے لیچل دیو تنذک نے ایک تخت پر خواجہ عمرو کو بٹھایا لیجئے
راوی یہ کہتے ہین کہ خواجہ عمرو کو اپنے دوش پہ بٹھایا غرض بہرطور دیو تنذک خواجہ کو قلعہ گرلبستان سے
لیکر جانب بردہ قاف روانہ ہوا اثناے راہ مین خواجہ عمرو نے دیو سے پوچھا کچھ تجکو یہ بھی معلوم ہی کہ امیر نے
مجھے کیون بلایا دیو تنذک نے جواب دیا اور تو مجھے کچھ نہین معلوم لیکن حمزۂ صاحبقران کا آج کی شب عقد ہی
آپ کو بزم عشرت مین بلایا ہی خواجہ عمرو سمجھ گئے کہ امیر بالوقیر صیغۂ عقد مجھسے پڑھوائینگے یہ سمجھکے خواجہ عمرو
خوش ہوے اور خیال کرنے لگے کہ کچھ نہ کچھ ضرور ہی ملیگا یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے دیو تنذک سے
پوچھا کیون میان دیو تنذک بردۂ قاف مین تو جواہر بیش بہا بہت ہوگا ہر ایک دیو اور پریزاد
کے پاس بڑے بڑے ٹکڑے ہیرے اور الماس کے ہونگے کچھ جواہر تمھارے پاس بھی ہی اگر
اسوقت موجود ہو تو ہمین دکھاؤ ہم جواہر خوب دیکھتے ہین دیو تنذک نے جواب دیا اے خواجہ
میرے پاس تو جواہر نہین ہی اگر ہوتا تو مین آپ کو دکھا دیتا خواجہ عمرو یہ سُنکے ناخوش ہوے پھر ایک

کوہ بلند کے قریب پہونچکر خواجہ نے دیو سے کہا وزا مجھے اس کوہ پر اُتار دے دیو نے حسب الحکم خواجہ کو کوہ پر اُتار دیا خواجہ نے زنبیل سے پوشاک نفیس نکالکر پہنی اور راہے مروارید آبدار کے گلے مین ڈالے غرض بعد تبدیل کرنے پوشاک سے پھر خواجہ عمرو تخت پر بیٹھے دیو تندک خواجہ عمرو کو لیکر چلا اور بعد قطع راہ پردۂ قاف مین پہونچا خواجہ عمرو تخت سے اُترکر بارگاہ سلیمانی مین گئے امیر بالو قیر خواجہ عمرو کو دیکھکر خوش ہوئے پھر باشارہ امیر بالو قیر حمزۂ صاحبقران کچھ دیو اور پریزاد براے تعظیم خواجہ عمرو اُٹھ کھڑے ہوئے خواجہ عمرو بھی حمزۂ صاحبقران اور بزم عشرت کو دیکھکر بہت خوش ہوئے اور بعد آداب و تسلیم حمزۂ صاحبقران سے ملکے مسند پہ بیٹھے جب شہپال کو خبر ہوئی کہ خواجہ عمرو قلعہ گربستان سے واسطے نکاح پڑھنے کے آئے ہین شہپال یہ سنکے ہوش ہوا اور حمزۂ صاحبقران نے احوال سرداران نامدار اور کیفیت مزاج ملکۂ مہر نگار خواجہ عمرو سے پوچھی خواجہ نے تمام حال جنگ و جدال کا بیان کرکے اور کل سرداروں وغیرہ کے مفصل حالات ظاہر کرکے کہا کہ امیر بالو قیر ملکۂ مہر نگار کو آپ کا انتظار ہی آپ کے ہجر مین دل اسکا بیقرار ہی اکثر یہ اشعار آپ کے فراق مین اشکبار ہو کر بصد آہ و فغان ورد زبان کرتی ہی

اشعار

روتی ہون کبھی صبا سے رو کر — کہتا دلیر سے حال مکرر
پیشون سے ہی بڑھکے اشکباری — مہلت دیتی نہین ہی زاری
نالہ دیتا ہی داغ دلکو — بھاتی نہین سیر باغ دلکو
بھرد جو نالۂ و فغان ہی — سب باغ و بہار گل خزان ہی
دل حد سے فزون ہی اپنا بیتاب — آنکھون کو نہین ہی الفت خواب

روتی ہون جو آٹھ آٹھ آنسو — ہنستے ہین یہ طفل اشک بر رو
دیتے ہین گل چمن نئے خار — ہر دار سے بڑھکے سرد گلزار
گلگشت سے داغدار ہی دل — ہان غیرت لالہ زار ہی دل
نرگس کی روش ہوئی ہون بیمار — ہر پھول چمن کا ہو گیا خار
ہر چشم کو انتظار دیدار — منظور نظر ہی وصل ای یار
یہ ہجر ہو جب عدوے جانی — دشوار نہ کیون ہو زندگانی

اے امیر بالو قیر یہ اشعار ورد زبان کرکے ملکہ بیتابانہ روتی ہی آپ کے فراق مین اُسکا عجب حال ہی گرفتار رنج و ملال ہی آپ کو اُسکے حال پر رحم کھانا چاہیے جلد یہان سے اسکے پاس جانا چاہیے امیر بالو قیر جملہ احوال سُنکے ملول ہوئے خواجہ سے آہستہ کہنے لگے کہ بعد چھ مہینے کے اگر ملکۂ آسمان پری نے مجکو رخصت کیا تو ضرور یہان سے روانہ ہونگا اور ملکہ مہر نگار کے پاس اپنے تئین پہونچاؤنگا اے خواجہ تم جاکر ملکہ سے یہی کہدینا کہ بعد چھ مہینے کے امیر بالو قیر تمہارے پاس آئینگے خواجہ نے عرض کیا مین یہی جاکر کہدونگا خواجہ عمرو تو امیر بالو قیر سے یہ باتین کر ہی رہے ہین ناچ ہو رہا ہی انھین تو ناچ دیکھنے اور باتین کرنے مین مصروف و مشغول رکھیے لیکن اب حال اُس دیو کا سنیے کہ جو نامہ لیکر سمندون ہزار دست کی جانب روانہ ہوا تھا جب وہ دیو راہ طی کرکے دربار سمندون ہزار دست کے قریب پہونچا دیوؤن نے سمندون ہزار دست سے جاکر عرض کیا کہ ایک دیو نامۂ شہپال لیکر حاضر ہوا ہی امیدوار باریابی ہی سمندون ہزار دست نے حکم دیا نامہ بر کو بلا لو دیو بموجب حکم نامہ بر کو روبروے سمندون ہزار دست لے گئے دیو نامہ بر نے دربار مین جاکر سمندون ہزار دست کو سلام کیا اور نامہ شہپال بن شہرخ کا سمندون ہزار دست کو دیا پھر بموجب حکم سمندون ہزار دست نامہ بر اپنے رتبہ کے موافق دربار مین بیٹھ گیا سمندون ہزار دست نے نامہ پڑھوا کر تمام و کمال سنا عفریت اور ملعونہ کے قتل ہو جانے سے سمندون ہزار دست کو نہایت صدمہ ہوا پھر دیو نامہ بر سے مخاطب ہو کر سمندون ہزار دست نے کہا تم جاؤ شہپال بن شہرخ سے کہدینا اگر میرا دل چاہیگا تو آؤنگا اور شریک بزم عشرت ہونگا یہ کہکر دیو نامہ بر کو رخصت کیا دیو سلام

کرکے وہان سے جانب گلستان ارم چلا بعد روانہ ہونے دیو نامہ بر کے سمندون ہزاردست غم عفریت وملعونہ مین اشکبار ہوا اور کہنے لگا افسوس ہزار افسوس عفریت اور ملعونہ جادو قتل ہو جائین اور آدمزاد دونون کو قتل کرکے آسمان پری کے ساتھ شادی کرے اور بخوبی عیش وعشرت کرے میرا دل یہی چاہتا ہے کہ آدمزاد سے عفریت اور ملعونہ کے خون ناحق کا انتقام لون جس طرح اُسنے عفریت اور ملعونہ کو قتل کیا ہے اُسی طرح اُسے بھی قتل کردن عوض خوشی وشادی کے شہپال بن شہرخ کو حمزۂ صاحبقران آدمزاد کے غم والم مین ولادون یہ کہکر اہل دربار کی جانب مخاطب ہوکر کہنے لگا کہ اے دیو خونخوار نامدار تم مین سے کون ایسا شجاع اور بہادر ہے کہ لشکر کثیر ہمراہ اپنے لیکر جلد تر جا دے اور آدمزاد کا سر کاٹ کر میرے پاس لے آئے دیو بیداد بھانجا سمندون ہزاردست کا یہ سُنکے اپنی جگہ سے اُٹھا اور کہنے لگا اے ماموں صاحب آپ مجھے روانہ کیجیے مین امیر بالوقیر کو جاکر ہلاک کرونگا اور سر اسکا تن سے جدا کرکے آپ کے پاس لے آؤنگا سمندون ہزاردست نے یہ گفتگو اپنے بھانجے کی سُنکے فوراً دولاکھ دیوؤن کی جمعیت سے اُسے روانہ کیا دیو بیداد بصد عجلت راہ طے کرکے بعد آنے دیو نامہ بر کے گلستان ارم مین اسوقت پہونچا کہ بزم عشرت ہر طرف آراستہ تھی ہر ایک بزم مین دیو پریزاد بیٹھے ہوئے بصد راحت وآرام نازنینان پریزاد کا رقص دیکھ رہے اور گانا سن رہے تھے امیر بالوقیر کشورگیر حمزۂ صاحبقران بھی کبھی خواجہ عمرو سے باتین کرتے تھے کبھی رقص نازنینان پریزاد دیکھتے تھے شہپال بن شہرخ بھی مصروف انتظام وعیش ونشاط تھا دیو بیداد یہ رنگ دیکھکر بصد غیظ وغضب حمزۂ صاحبقران پر حملہ ور ہوا ہمراہیان دیو بیداد اہل بزم عشرت پر ظلم کرنے لگے دار شمشاد اور ارہ ٔ پشت نہنگ سے غافل پاکر اہل بزم کو قتل اور زخمی کرنے لگے دیو بیداد بھی دار شمشاد سے اہل بزم کو ہلاک کرنے لگا جب اہل بزم عشرت سنبھل کر کھڑے ہوئے اور امیر بالوقیر حمزۂ صاحبقران عقرب سلیمانی کھینچکر مسند زرتار سے اُٹھے اُسوقت بخوبی لڑائی ہونے لگی جانبین کے دیو وپریزاد قتل ہوتے لگے شہپال بن شہرخ یہ حال دیکھکر گھبرایا اور جلد فوج کثیر لیکر آیا دیو بیداد سے جدال کرنے لگا اُسوقت جتنی محفلین تھین سب درہم وبرہم ہوگئین دیو وپریزاد جسقدر گلستان ارم مین اُسوقت موجود تھے سبھون نے دار شمشاد اور ارہ ٔ پشت نہنگ اُٹھاکر یکبارگی دیو بیداد کے لشکر پر حملہ کیا تھا آخر دیو بیداد نے قریب حمزہ صاحبقران پہونچکر نعرہ کیا کہ او آدمزاد غضب کیا تو نے عفریت اور ملعونہ کو قتل کیا مین اُنکا انتقام اسوقت تجھسے لونگا تجھے قتل کرونگا نام میرا دیو بیداد ہے تجھپر ظلم کرونگا سر تیرا کاٹ کر اپنے ماموں دیو سمندون ہزاردست کو دونگا یہ نعرہ کرکے دار شمشاد سر امیر بالوقیر پر لگائی امیر بالوقیر نے سپر کو پیٹ کر سپر فولادی پر دار شمشاد کو لوٹ دکا لیکن پسینا آگیا بعد روکنے دار شمشاد کے امیر بالوقیر نے بھی نعرہ کیا نعرہ امیر عرب حمزۂ شیر دل کہ گز دکشتہ سہراب ورستم خجل + جسوقت امیر بالوقیر نے بھی نعرہ کیا دیوؤن اور پریزادون کے جگر تھرا گئے دل ہل گئے کوہ تھرانے لگے دیو بیداد ڈر گیا امیر بالوقیر نے نعرہ کرکے عقرب سلیمانی اُس ظلم کے بانی پر لگائی تیغ کمر پر پڑی دیو بیداد دو ٹکرے ہوکر زمین پر گرا اور لاشہ اُسکا تڑپنے لگا بعد ایک لحظہ کے تڑپ کر مرگیا پھر امیر بالوقیر اور دیوؤن سے لڑنے لگے اُسوقت دیو اور پریزاد شرکا سے شہپال نے ہمراہیان دیو بیداد کو مثل چونٹیون کے پامال کرکے ہلاک کرنا شروع کیا یہان تک کہ چند دیو تو لاشہ دیو بیداد کا

بشکل اٹھا کر نالان و گریان جانب دیو سفیدون ہزار دست بھاگے باقی کو ملازمان شہپال و دو دستان
شہپال بن شہرخ نے گھیر کر قتل کیا اور کسی کو زندہ نہ چھوڑا بعد قتل ہونے ملازمان دیو سفیدون ہزار دست
کے شہپال اور حمزہ صاحبقران اور خواجہ عمرو وغیرہ خوش ہو کر پھر بزم مین بیٹھے لاشین دیو ون کی اٹھوائی
گئین پھر ایک بزم عشرت از سر نو آراستہ ہوئی دور جام مئے ارغوان ہونے لگا نازنینان پریزاد ناچنے لگین صدائین
سازون کی بلند ہوئین آخر وہ وقت آیا کہ برات جلوس تجمل سے مکان عروس کی طرف بہ نوبت و نقارہ شادی
روانہ ہوئی جملہ دیو و پریزاد اعلے و ادنے ہمراہ سواری نوشاہ یعنی حمزۂ صاحبقران بصد شوکت و شان
روانہ ہوئے خواجہ عمرو بھی ہمراہ امیر با توقیر چلے جب برات مکان عروس پر پہنچی امیر مرکب سے اترے
ملازمان شہپال امیر با توقیر و دیگر دیو و پریزاد معزز و ممتاز کو ایک مکان وسیع مین لے گئے امیر با توقیر بالائے
مسند زرتار بیٹھے دیو و پریزاد شاہ و شہریار یمین و یسار حمزۂ صاحبقران بیٹھے اسوقت امیر با توقیر حمزۂ
صاحبقران نے اس مکان کی طرف جو نظر کی تو ملاحظہ کیا اشعار
کہ رنگین چار دیوار مکان ہے

زمین ہمرنگ صحن آسمان ہے
نجوم ماہرویان چار سو ہے
بنا ہے غازۂ رو رنگ محفل
ہر اک سجدۂ مستانہ مین ہے
ظلبگارہ حواس و ہوش یا لی

تکلف سے بچھے ہین جا بجا فرش
تماشا گرد راہ آرزو ہے
نمائد جلوہ بخش انجمن ہین
ادائے خدمت پیمانہ مین ہے
بلند آہنگ ہین نغمے برابر

بساط خاک ہے آئینہ نقش
دوبالا ہے ہر اک کا حسن کامل
برنگ غنچۂ گلگون پیرہن ہین
لگا دست و گرم ناز ساقی
سکوت وجد مین ہے شور محشر

حمزۂ صاحبقران آراستگی بزم دیکھکر متحیر ہوئے باوجود بیٹھے حمزۂ صاحبقران کے زیادہ تر ساقیان سیمتن
مئے ارغوان پلانے لگے ایک نازنین پریزاد بصد کرشمہ و ناز بہزار سوز و ساز رقص کرنے لگی اشعار

ہوا ہنگامۂ محشر دوبالا
مئے ساغر نے نگہت جوش کی دی
سر اقدس خمار آلودہ ہو کر
نہ سنتا پند واعظ کوئی بیہوش
موافق ساز سے آواز ہو کر
وہ موج بوئے گل ہر ہر کلائی
کبھی لچ انگلیون سے ماہ پارا

طرب نے حوصلہ دل کا نکالا
لب ساقی نے رخصت نوش کی دی
گرا پھر تلا فی بادے خم پر
ہر اک تھا شغل مینا پنبۂ در گوش
ہوئی پردے سے باہر زار ہو کر
دکھاتی تھی ادائے خوش ادائی
قیامت سے تھی سرگرم اشارا

ہوئی بے پردہ دخت رز سبو سے
حدیث قلقل مینائے لبریز
پشیمان شرم توبہ دل سے نکلی
ہوا برق بلا انداز رقاص
وہ انگیز بدن انداز کے ساتھ
کہے تو پھرتی وہ حور ثانی
صدا کمسور تھی گھنگھرو کی جھنکار

لگی کرنے لگاوٹ آرزو سے
ہوئی ایمان فروش زہد پرہیز
چھپا کر منھ سر محفل سے نکلی
لگا گھر کرنے دل مین ناز رقاص
وہ لینا منھ پہ آنچل ناز کے ساتھ
سر فتنہ پہ دست مہربانی
ہوئے خوابیدگان خاک بیدار

بعد رقص کرنے کے نازنین پریزاد نے یہ غزل گانا شروع کی غزل +

نظر کیا کور باطن کو جمال دوست آئیگا
جو مین برق جمال عارض دلدار دیکھونگا
یہ رنگ بوئے گل اس گلشن دنیا سے جائیگا
ازل کے روز سے مین کشتۂ تیغ تغافل ہون
مرا سر تا قیامت تک حسینون کو رولائیگا
مجھے شرم گنہ ہے خوف کیا نار جہنم سے

ضعیف و ناتوان ہون جاؤن کیونکر کوئے جانان مین
تو مجھکو بھی مثال حضرت موسے غش آئیگا
شب وصلت مین غافل پاکے اس سوخ جفا جو کا
مجھے کیا خاک شور فتنۂ محشر جگائیگا
رہائی عمر بھر تو زار کی ہوگی نہ زندان سے
مرا اشک ندامت آتش دوزخ بجھائیگا

سیہ دل کو کبھی نور معرفت کس طرح پائیگا
سنا ہے یہ جوان ہو کر ہر اک جنت مین جائیگا
مرا لیگا الفت رخسارۂ رنگین مین جولا غر
کہا دل نے کہ پھر ایسا نہ موقع ہاتھ آئیگا
ہوا ہون خاک مین غم دوست جلکر طور کی صورت
فلک زنجیر کے گھر مین مری قربت بنائیگا
ستا کر مجکو وہ عیار خوش ہو ہوکے کہتا ہے

تجھے ہوگی جو بیچینی تو تجکو چین آئیگا
رسائی اے ہنر ہوگی جو بام قصر جانان پر ۔ کہ ہما کی طرح سے اوج سعادت پا آئیگا

جسدم بزم عشرت مین نازنین پریزادونے نہایت دلربا ادا سے یہ غزل پرشور و عاشقانہ روبرو دست اہل بزم گائی جملہ صاحبان محفل خوش ہوئے نازنین کے گانے کی تعریف کرنے لگے پھر اور غزل گانے لگی بزم مین تو نازنین پریزاد غزل گا رہی ہے اہل بزم سن رہے ہین نازنین کو تو گانے دیجیے اب شہپال بن شہرخ کا احوال سنیے کہ شہپال نے اخترشناسون کو طلب فرماکر اس طرح اُنسے پوچھا بموجب اشعار

کہا اخترشناسون سے زبانی ۔ بتاؤ کیا ہے شکل آسمانی
خبر دو گردش شمس و قمر سے ۔ کرو واقف فلک کی خیر و شر سے
پئے شادی کوئی ہنگام بہتر ۔ کرو تقویم کی رو سے مقرر
انھون نے دی دعا شاہ جہان کو ۔ زبان پر لائے یون حرف بیان کو
کہ زہرہ مشتری دونون برابر ۔ پڑے ہین ایک ہی خانہ مین آکر
اسد مین نیر اعظم ہے داخل ۔ قمر نے قوس مین پائی ہے منزل
دو پیکر مین عطارد آگیا ہے ۔ زحل بھی دلو مین صورت نما ہے
ستارون کی بہت اچھی نظر ہے ۔ سراپا دوستی راحت اثر ہے
پسند خاطر اقدس اگر ہو ۔ شب یکشنبہ عقد سیمبر ہو
یہ سنکر شہ نے فرمایا بہت خوب ۔ یہی ہے مایہ دولت کو بھی مرغوب
دیا اخترشناسون کو بہت زر ۔ کیا رخصت بجاہ و حشمت و فر

شہپال نے موافق کہنے ستارہ شناسون کے اسی شب کو کہ وہی شب شب یکشنبہ ہے آخر شب کو بساعت سعید و وقت ہمایون کشتی جواہر نگار مین نقل و کوزۂ قند اور شیشۂ شربت رکھواکر بزم عشرت مین بدست پریزادیجیا پریزاد نے کشتی قریب امیر باتوقیر کے رکھدی خواجہ عمرو اور عبدالرحمن جنی نے موافق تاکید و تمنائے زنان پریزاد کے تعداد زر مہر خراج ہفت کشور مقرر کرکے برضامندی عروس و نوشاہ عقد پڑھا بعد عقد ہونے کے جملہ عزیز و غیر خوش ہوئے شہپال نے جہیز بیحد بہزارون دیا اور پریزادون کو خلعت دیے پھر بزم مین ہر ایک جانب سے صدائے تہنیت و مبارکباد بلند ہوئی ابیات کھلے غنچے دلون کے صورت گل ۔ مبارکباد کا ہرسو ہوا غل ۔ فراغت پائی خویش و اقربا نے ۔ لگے ہر سمت بجنے شادیانے ۔ بعد رسوم شربت وغیرہ کے خواجہ عمرو کو حمزۂ صاحبقران نے دو صندوقچے جواہر سے بھرے ہوئے دیے اور سوائے صندوقچون کے اور بھی بہت مال و زر دیا خواجہ عمرو نے کہا اب مجکو قلعۂ گرلبستان مین پہونچوا دیجیے وہان ڈیوڑھین نابکار قلعہ کو گھیرے ہوئے ہے اُسکی ذات سے مجھے خوف ہے اور یہ فرمایے کہ آپ کب تک ملکۂ مہرنگار کے پاس تشریف لاییے گا حمزۂ صاحبقران نے فرمایا عبدالرحمن جنی نے تو کہسے کہا ہے کہ بعد چھ مہینے کے یہان سے جیے جاییے گا اگر ملکۂ آسمان پری نے مجھے جانے کی اجازت دی تو بعد چھ مہینے کے مین تمھارے پاس آؤنگا یہ کہکر دیو تندک وغیرہ کو طلب کیا اور فرمایا جلد خواجہ کو بہ آرام تمام قلعۂ گرلبستان مین جس جگہ سے اُنھین لایا ہے وہین پہونچا دے دیو تندک خواجہ سے کہا اے خواجہ آیے تخت پر سوار ہوجیے خواجہ نے یہ سنکے خیال کیا کہ اب جاتا تو ہون اور جو کچھ ہاتھ آجاے لے لون یہ خیال کرکے کشتی جواہر نگار مع نقل اور کشتی پوش اُٹھاکر تندہ زنبیل کرنا چاہی عبدالرحمن جنی نے کہا اے خواجہ اس کشتی کے نقل مین نصف ہمارا حصہ ہے فقط آپ آدھے نقل وغیرہ لے لیجیے کشتی رکھ دیجیے خواجہ نے کہا تم تو کچھ بیوقوف ہو نقل اور چکنی ڈلیان و الاچیان لیکر کیا کروگے اور کشتی کو جو کہتے ہو تو یہ میرا حق ہے جہان نکاح پڑھتا ہون کشتی لے لیتا ہون یہ کہکر کشتی نذر زنبیل کی عبدالرحمن جنی نے ہنسی سے تو کہا ہے سنکر خاموش ہو رہے خواجہ عمرو و حمزۂ صاحبقران سے رخصت ہوکر تخت پر بیٹھے دیو تندک وغیرہ خواجہ عمرو کو لیکر جانب قلعۂ گرلبستان روانہ ہوئے حال انکا پھر لکھا جائیگا بعد جانے خواجہ کے

اور بعد ہونے عقد کے پھر نازنینان پریزاد ناچنے لگین اُسوقت ایک نازنین پریزاد خوش گلو نے روبرو سے امیر
با توقیر یہ غزل گانا شروع کی غزل

اُنکی آنکھون سے تجھے نسبت بچشمی کیا
دیکھ وہ شوخ ادا کا فر ترسا آیا
لو رقیبون سے وہ کہتے ہین جلانے کے لیے
ہمنے مانا کہ دم وعدۂ فردا آیا
یہ غلط ہو کہ حسینون سے حذر لازم ہو
مین جگر سوختۂ داغ تمنا آیا
ہین وہ دیوانۂ عریان کہ عدم سے تسلیم

شب کو ہمسائے مین وہ شوخ جو تنہا آیا
کس طرف دھیان تمہارا کس شہلا آیا
ادب بادہ پرستی نے یہ رتبہ بخشا
خواب مین جا کے اُسے اور بھی ترسا آیا
روتے ہین دیکھ کے روتے ہوئے مجھکو کیون لوگ
رو کتے سے دل وحشت زدہ دونا آیا
وحشت انگیز مرے دشت سے کچھ پڑھکے نہین
پردہ پوشی کو مری دامن صحرا آیا

کیا کہون مین دل بیتاب مین کیا کیا آیا
تھام لے دلکو ذرا شیخ کہ مشکل ہو پڑے
سر جھکا تا رہا جو سامنے شیشا آیا
کون دیکھیگا اُسے تاب نظارہ ہو کسے
اشک کے ساتھ کوئی پارۂ دل کیا آیا
نہ بچے سوز دل پروانہ تری محفل مین
آج دھن مین طرف نجد مین ہوتا آیا

نازنین پریزاد نے غزل تمام کی
تھی ناگاہ وہ وقت آیا کہ آثار سحر فلک پر نمایان ہوئے ظلمت شب دور ہوئی ابیات

بنا آنچل رُخ صبح طرب کا
وہ دن مانند صبح عید نوروز
نقاب چہرۂ خورشید روشن
بہ شکل چشم مشتاق نظارہ
ہوئے مشتاق لب فریاد ہو کے
لپٹ کر شوق باہم کے بہانے
کیا شیشون نے عزم رخصت طاق

چھپا مہتاب آغوش سحر مین
رہا تا شام عیش افزا الم سوز
دگرگون ہو گیا عالم جہان کا
ہوا سرگرم شوخی ہر ستارہ
عبادت مین ہوئے مصروف زاہد
لگے دل کی لگی دل سے بجھانے

سمٹ کر جبکہ دامن طول شب کا
ہوا خورشید نور افشان نظر مین
ہوا جب گیسوئے شب مثل دامن
طلسمی رنگ چمکا آسمان کا
اُٹھے شعلے دلون مین آرزو کے
ہوئے عشاق ہم آغوش شاہد
لب مینا ہوئے قلقل کے مشتاق

ہنگام شام جملہ شاہان پردۂ قاف شہپال سے رخصت ہو کر تہنیت دے کر مع لشکر اپنے اپنے ملک اور دار السلطنت کی طرف روانہ ہوئے زنان پریزاد یعنی ہمجلیسون نے ملکہ کو بار بار اس طرح چھیڑنا شروع کیا کہ ای ملکہ آج شب وصل ہو خدا مبارک کرے آرزوے دل بر آئیگی ہم آغوشی امیر سے روح حضور کی لطف جیا اُٹھائیگی ہنگام ہم آغوشی عجب مزے کی لڑائی ہوگی دیکھ لیجیے گا ایسی لذت کبھی نہ اُٹھائی ہوگی لذت بوس و کنار کی عجب لذت ہو آج کی شب آپ بھی لذت بوس و کنار سے واقف ہو جایئے گا ہنگام ہم آغوشی بہت نہ گھبرایے گا ہر چند کہ دُر ناسفتہ نوک الماس سے سفتہ ہو گا غنچہ البتہ مثل شگفتہ ہو گا تھوڑی دیر تکلیف ہوگی دشمنون کی جان پر بنیگی لیکن جسوقت صدف مین ابر ہوس سے بارش اثر بار ہو جائیگی درد دُکھ دور ہو جائیگا کلیجہ ٹھنڈھک پڑ جائیگی ملکہ اپنی ہمجلیسون کی اس چھیڑ چھاڑ کی باتون سے دل مین تو خوش ہوتی تھی لیکن بظاہر برہم ہوتی تھی اور کہتی تھی ارے بیحیاؤ کیون بیہودہ بکتی ہو مجھے گھیرے بیٹھی ہو جاؤ دور ہو مجھے ایسے باتین نہ کرو ہمجلیسین ملکہ کے برہم ہونے سے اور زیادہ چھیڑتی تھین ابھی ہمجلیسین ملکۂ آسمان پری کو چھیڑ رہی تھین کہ حمزۂ صاحبقران بزم سے اُٹھکر بعد شوق وصل ملکۂ آسمان پری داخل ایوان ہوئے اور قریب حجلۂ عروسی کے پہنچا اُسوقت یہ حال ہوا بمقتضا ابیات

جلیسین شرم و دہشت سے بھاگے
نہ باقی رہ گیا کوئی جو بھاگے
جنہی بوسے عروسی موج بادہ
لیے بوسے لب رنگین ادا کے

چھپا یا میزبان گلبدن نے
ہوئین پنہان و پوشیدہ نظر سے
جو خالی پایا حمزہ نے مکان کو
بڑھی کیفیت مستی زیادہ
بہجوم جوش کیف موجزن مین

چھپایا مُنہ کو گھونگھٹ مین دلھن نے
بجز تصویر دیوار مکان کے
لیا آغوش مین آرام جان کو
گل رخسار سے گھونگھٹ اُٹھا کے
زبان رشک گل لے لی دہن مین

ہوئے پھر وقف دست کامرانی
لیے بوسے نصیب دسترس کے
لگین ہونے باہم در پردہ گھاتین
عبارت چھوڑ کر مطلب پہ آئی
تڑپ کر رہ گئی بس وہ پریزاد
رہی کچھ دیر باہم گرم جوشی
بہ شکل طرح تخئیل مجسم
اٹھا بستر سے خورشید جہانتاب
وہ دونون خوابگاہ مدعا سے

ترنج نخل باغ نوجوانی
تمنا نے نہ اسیر اکتفا کی
سجھائین شوق نے پھر اور باتین
سرالماس کچھ کاوش پہ آیا
مزہ دینے لگی آہستہ فریاد
ترشح جب ہوئی ابر ہوس کی
ہوئے آخر جدا ال لبکے باہم
کیا کچھ رخصت شب نے اشارہ
اٹھے بیچے کیے آنکھین حیا سے

لگانے جو لبے دست بوس کے
بڑھی حسرت حصول مدعا کی
زیادہ تر طبیعت رنگ لائی
گہر نے لعل کا جوبن دکھایا
بہر صورت سپے راحت فروشی
ہوئی کچھ انتہا آغاز بس کی
سحر کو جب خمار آلودہ خواب
ہوئی برخاستہ بزم ستارہ

راوی کہتا ہے کہ شب زفاف ہی کو ملکۂ آسمان پری حاملہ ہوگئی بعد گذرنے ایام حمل کے ملکۂ قریشیہ سلطان پیدا ہوئی حال اُسکے پیدا ہونے کا لکھا جائیگا عرض حمزۂ صاحبقران بستر خواب سے اُٹھکر باہر تشریف لائے حمام مین واسطے غسل کے گئے ادھر ہمنادون نے ملکۂ آسمان پری سے رات کی کیفیت پوچھی ملکۂ آسمان پری نے شرمندہ ہوکر سر جھکالیا ہجلیسون نے بعد چھیڑنے کے تہنیت دی اور ملکہ کو آب گرم سے نہلایا ملکہ نے غسل کیا بعد غسل پوشاک نفیس پہنکر بدولت افزاے مسند زرتار ہوئی اُسوقت بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان پریزاد روبرو سے ملکۂ آسمان پری بہ ناز و ادا رقص کرنے لگین مبارکباد گانے لگین اکثر نازنینان پریزاد غزلین عاشقانہ گانے لگین اُدھر حمزۂ صاحبقران حمام سے غسل کرکے لباس نفیس زیب تن کرکے بارگاہ سلیمانی مین آئے یہان بھی بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان پریزاد ناچنے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین آخر وہ روز بھی بعیش و عشرت بسر ہوا رسم چوتھی کھیلنے کی بھی ہوئی اب عقد حمزۂ صاحبقران کا آسمان پری سے ہوچکا ہر شب و روز ملکۂ آسمان پری کے ساتھ بہ عیش و عشرت بسر کرتے ہین احوال امیر کا اب مقام مناسب پر لکھا جائیگا لیکن اب حال خواجہ عمرو کا لکھا جاتا ہے کہ خواجہ عمرو کو دیو تندک وغیرہ لیکر روانہ ہوئے تھے بعد قطع راہ قلعۂ گرلبستان مین پہونچے خواجہ کو قلعہ مین تخت سے اُتار کر جانب گلستان ارم روانہ ہوئے اور گلستان ارم مین داخل ہوکر دربار امیر بالوقیر آئے حال خواجہ عمرو کے پہونچ آنے کا زبان پر لائے امیر بالوقیر سنکے مطمئن ہوئے خواجہ عمرو جو قلعۂ گرلبستان مین پہونچے ملکۂ مہر نگار کو خبر ہوئی کہ خواجہ آگئے ہین ملکہ نے خواجہ کو بلوایا خواجہ ملکہ کے پاس گئے ملکہ نے پوچھا اے خواجہ سچ کہیے آپ کہان گئے تھے خواجہ نے جواب دیا مین بہ ضرورت ایک جگہ گیا تھا وہان جاکر میرا نقصان ہوا ہزار ہا روپیہ کے پیچ مین آگیا بالکل فقیر و محتاج ہوگیا ملکہ نے سر امیر کی قسم دے کر پوچھا کہ اے خواجہ صاف صاف کہیے آپ کہان گئے تھے خواجہ قسم دینے سے ناچار ہوئے آخر بہ مجبوری کہنے لگے کہ اے ملکہ مین پردہ قاف مین گیا تھا دیو تندک مجھے یہان سے لیگیا تھا وہان امیر بالوقیر کا ملکۂ آسمان پری سے عقد ہوا مین نے عقد پڑھا بعد عقد ہونے کے مین یہان چلا آیا امیر بالوقیر سے مینے تمہارے گھبرانے اور پریشان ہونے کا احوال بیان کیا تھا امیر بالوقیر نے فرمایا ہے کہ اگر ممکن ہوا تو بعد چھ مہینے کے ضرور آؤنگا ملکۂ مہر نگار امیر بالوقیر کے عقد ہونے کا احوال سنکے نہایت غمگین ہوکر اشکبار ہوئی خواجہ

ملکۂ مہر نگار کو دیر تک سمجھایا اور کلمات تسلی زبان پر جاری کیے ملکۂ مہر نگار نے خواجہ عمرو کے سمجھانے سے بظاہر تو گریہ و زاری موقوف کی لیکن باطناً غمگین و ملول و اندوہگین رہی

داستان خواجہ عمرو کا خسرو نیستانی کو مسلمان کرنا اور اُسکے قلعہ پر قبضہ کرنا

راویان ذی فہم اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ خواجہ عمرو پردۂ قاف سے آکر چند روز تک قلعہ گرلستان مین رہے اکثر ژوبین سے لڑا کیے اور ژوبین بھی قلعہ کو گھیرے رہا جب غلہ ایک دو روز کا قلعہ مین رہ گیا پہلوان عادی نے خواجہ عمرو سے کہا کہ اے خواجہ اب غلہ وغیرہ اس قلعہ مین نہین کہ ختم ہو چکا ہے صرف ایک دو روز کے صرف کے موافق غلہ باقی ہے آپ کو ابھی سے کوئی فکر کرنا چاہیے خواجہ نے پوچھا اس گرد و نواح مین اور بھی کوئی قلعہ ہے فضل گرلستانی نے عرض کیا قریب تین کوس کے ایک قلعہ ویرانے مین ہے حاکم اُس قلعہ کا خسرو نیستانی ہے وہ قلعہ اس قلعہ سے بڑا ہے اور غلہ وغیرہ بھی اُس قلعہ مین زیادہ ہے خواجہ نے کہا انشاء اللہ صبح کو کوئی فکر و تدبیر کرونگا جب وہ شب گذر کے سحر ہوئی خواجہ قلعہ کی کھڑکی سے کہ اس جانب لشکر ژوبین نہ تھا نکلکر قلعۂ خسرو نیستانی کی طرف روانہ ہوئے اثنائے راہ مین خواجہ عمرو نے اپنے ہاتھ کی پشت کو دیکھا تین سو ساٹھ مکر و فریب ذہن مین آئے خواجہ نے اُن سب مین سے ایک مکر کو پسند کیا اپنی صورت اصلی در قلعۂ خسرو نیستانی پر پہونچے دیکھا در قلعہ بند ہے پل تختہ اٹھا ہوا ہے خندق مین پانی بھرا ہے چار طرف قلعہ پر بڑی بڑی توپین لگی ہین گولنداز قریب توپون کے ٹہل رہے ہین جب گولندازون نے خواجہ عمرو کو قریب در قلعہ کھڑے ہوئے دیکھا ارادہ گولہ مارنے کا کیا خواجہ نے گھبرا کر کہا خبردار گولہ نہ مارنا مین خسرو نیستانی سے کچھ کہنے آیا ہون تم جاکر کہدو کہ خواجہ شہنشاہ عیاران تمھارے پاس آئے ہین ایک خوشخبری لائے ہین ملازمان خسرو نیستانی تقریر خواجہ عمرو کی سُنکے خدمت خسرو نیستانی مین گئے اور جو کچھ خواجہ نے کہا تھا خسرو نیستانی سے عرض کیا چونکہ خسرو نیستانی خواجہ کے حالات سے واقف تھا اسوجہ سے خواجہ کو قلعہ مین تو نہ بلایا لیکن فصیل قلعہ پر خود آیا خواجہ نے سلام کیا خسرو نیستانی نے پوچھا اے خواجہ بیان کرو کیا مژدہ لائے ہو خواجہ نے کہا اے خسرو تم نے یہ سنا ہوگا کہ ایک مدت سے حمزۂ صاحبقران پردۂ قاف مین گئے ہین اور ہرمز اور فرامرز حسب الحکم نوشیروان ژوبین کو مع فوج کثیر ہمراہ لیکر ملکۂ مہر نگار کے لینے کو آئے ہین اکثر مجھسے لڑے ہین اور مین نے اُنکی فوج کو گولے مار مار کر ہلاک کیا ہے اب تک ژوبین قلعۂ گرلستان کا محاصرہ کیے ہوئے پڑا ہے اُسکو یہی ضد ہے کہ مین ملکۂ مہر نگار کو نوشیروان کے پاس لیجاؤن اور مجکو بھی یہی ضد ہے کہ ملکۂ مہر نگار کو ژوبین وغیرہ کو حوالے نہ کرونگا فی الحال مین نے سنا ہے کہ امیر نے پردۂ قاف مین انتقال کیا ہے اے خسرو آجتک جو مین ہرمز اور فرامرز وغیرہ سے لڑا تو اسی وجہ سے لڑا کہ امیر ملکۂ مہر نگار کو میرے سپرد کر گئے تھے کہ ملکہ کی حفاظت کرنا اگر کوئی سردار لشکر نوشیروان وغیرہ ملکۂ مہر نگار کے لینے کو آئے تو اُس سے لڑنا اور ملکہ کو سرداران نوشیروان کے حوالے نہ کرنا پس بموجب حکم حمزۂ صاحبقران ابھی تک مین نے ملکہ کو ژوبین کے حوالے نہین کیا اب امیر با توقیر انتقال کر چکے ہین اسوجہ سے مین تمھارے پاس آیا ہون اور تم سے کہتا ہون کہ ملکہ کو ژوبین وغیرہ کے حوالے تو نہ کرونگا مگر اس شرط سے تمھارے سپرد کردونگا کہ تم بھی ملکہ کو نوشیروان کے پاس نہ بھیجنا ژوبین وغیرہ کے حوالے نہ کر دینا یہ کہکر خواجہ امیر کو یاد کر کے رونے لگے اور اسقدر بے اختیار ہوئے کہ زمین پر گر پڑے اور تڑپنے لگے خسرو نیستانی نے جو تمام و کمال گفتگوے خواجہ سنی بظاہر تو ملول ہوا لیکن باطناً

خوش ہوا اور خیال کیا کہ اچھا ہوا امیر مرگئے جھگڑا اور فساد جاتا رہا اب ملکۂ مہر نگار سے مین عیش وعشرت کرونگا روز وشب براحت وآرام بسر کرونگا یہ خیال کرکے خسرو نیستانی نے اپنے ملازمون سے کہا جلد دروازہ قلعہ کا کھولکر خواجہ کو ہمارے پاس لے آؤ ملازمین در قلعہ کھولکر خواجہ کو قلعہ مین لے گئے خسرو نیستانی نے خواجہ کو اپنے قریب ایک کرسی پر بٹھایا اور کہا خواجہ غم امیر مین اشکبار نہو صبر کرو ہمیشہ کوئی زندہ نہین رہتا ہی ہمین اور تمھین بھی ایک روز دنیا سے جانب عدم جاتا ہی تمنے نہایت عقلمندی کی کہ یہان چلے آئے اور تمام حال مجھسے بیان کیا اب تم ملکہ کو یہان لے آؤ مین بموجب تمھارے کہنے کے ترچین وغیرہ سے خالف ہوکر ملکہ کو انکے حوالے نہ کرونگا اور تم سے بہ نیکی پیش آؤنگا زر کثیر تمھین دونگا یہ کہکر خواجہ کو کئی توڑے روپیہ کے دیلے اور کہا جلد جاکر ملکہ کو لے آؤ خواجہ نے کہا مین بھی جاتا ہون اگر ملکہ آئین تو اسی وقت انھین لاتا ہون یہ کہکر خواجہ اُٹھے اور قلعہ سے نکلکر سمت قلعۂ گربستان روانہ ہوئے جب داخل قلعہ ہوئے پہلوان عادی اور جملہ بہادران پہلوان عادی وکرتیت سپر گردان ونعمان بن منظر شاہ وغیرہ پہلوانون اور برادرون سے کہا کہ تم میرے ہمراہ قلعۂ خسرو نیستانی مین چلو سبھون نے عرض کیا چلیے خواجہ چند سردارون اور سپاہ کو برائے حفاظت ملکۂ مہر نگار قلعہ مین چھوڑکر اور چند سردارون کو اپنے ہمراہ لیکر اُسی گھڑی کی جانب سے قلعۂ خسرو نیستانی کی طرف روانہ ہوئے جب خواجہ وغیرہ قریب قلعہ پہونچے خسرو نیستانی نے دیکھا کہ بہمراہی خواجہ ایک جماعت سرداران نامدار چلی آتی ہی جسوقت خواجہ در قلعہ پر پہونچے دیکھا در قلعہ تو بند ہی لیکن خسرو نیستانی بالائے قلعہ کھڑا ہی خواجہ نے کہا ای خسرو نیستانی دروازہ قلعہ کا کھلواد و آگے آگے ہم سب آئے ہین پیچھے سواری ملکۂ مہر نگار کی آتی ہی خسرو نیستانی نے جواب دیا ای خواجہ بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ تم مکر وفریب کی باتین کرتے ہو چاہتے ہو کہ اس قلعہ کو شل قلعۂ گربستان کے لے لین یہ تمھارا خیال خام ہی مین نہایت عاقل وہوشیار ہون تمھارے دام مکر مین نہ پھنسونگا در قلعہ ہرگز نہ کھولونگا تاوقتیکہ سواری ملکۂ مہر نگار کی نہ آئیگی تمھین کسی طرح اب قلعہ مین نہ آنے دونگا خواجہ نے گفتگوے خسرو نیستانی سُنکے خیال کیا کہ خسرو مرد ہوشیار ہی اس طرح دام فریب مین گرفتار نہ ہوگا کوئی اور تدبیر کرنا چاہیے یہ خیال کرکے خواجہ نے خسرو سے کہا تم مجھسے بیکار خالف ہو مین تمھارے ساتھ نیکی کرونگا اگر تمھین میرے کہنے کا یقین نہین ہی تو اب مین جاتا ہون اور ہمراہ سواری ملکۂ مہر نگار ابھی آتا ہون خسرو نے کہا فقط ملکۂ مہر نگار کو میرے قلعہ مین لے آؤ اور کسی کو اس قلعہ مین نہ لانا خواجہ نے کہا ایسا ہی کرونگا یہ کہکر جملہ سردارون کو ہمراہ لیکر در قلعہ سے جانب قلعۂ گربستان چلے جب قلعہ سے دور نکل آئے ایک صحرا مین خواجہ بیٹھے سرداران نامدار بھی ٹھہر گئے خواجہ نے پہلوان عادی وغیرہ سے کہا مین نے تو قلعہ لینے کی تدبیر کی تھی لیکن خسرو چونکہ صاحب فہم وفراست ہی میرے دام مکر مین نہ پھنسا اب مین مجبور ہون پہلوان عادی نے کہا ای خواجہ اس قلعہ کو تو کسی اور تدبیر سے ضرور لینا چاہیے اگر یہ قلعہ نہ ہاتھ آئیگا تو کس طرح بسر اوقات ہوگی غلہ قلعۂ گربستان مین اب نہین ہی آج مین نے طعام کم کھایا ہی اسی وقت سے گرسنہ ہون اگر شام تک کچھ نہ کھاؤنگا تو ہلاک ہو جاؤنگا خواجہ نے جواب دیا ایک تدبیر ایسی ہی کہ ابھی غذاے لذیذ پیٹ بھر کر تمھین کھلاؤنگا اور قلعہ خسرو نیستانی بھی لے لونگا بشرطیکہ تم میرے کہنے پر عمل کرو پہلوان عادی ذکر غذاے لذیذ سُنکے بیتاب ہوگیا خواجہ سے پوچھنے لگا وہ تدبیر کیا ہی جلد بیان کیجیے

جو کچھ آپ کہیے گا مین کرونگا خواجہ نے کہا وہ تدبیر یہ ہے کہ مین تمھین رنگ و روغن سے بصورت ملکہ مہرنگار بناؤنگا تمھین محافے مین بٹھاؤنگا پھر آٹھ بہادرون کو لباس کہارون کا پہناؤنگا اس صورت سے مین تمھین قلعہ مین لیجاؤنگا تمکو طعام اچھی طرح کھلاؤنگا جسوقت خسرو نیستانی تمھارے پاس آئین تم گرفتار کر لینا اگر وہ مسلمان ہوا تو خیر ورنہ اُسے قتل کرکے قلعہ پر قبضہ کر لینا پہلوان عادی نے طعام کے لالچ سے خواجہ کا کہنا منظور کیا خواجہ نے فی الفور زنبیل سے رنگ و روغن نکالکر ملکہ مہرنگار کی صورت کے مانند پہلوان عادی کی شکل بنائی پھر ایک محافہ اور کہارون کی وردیان اور چوبدارون اور سپاہیون کا لباس خواجہ نے زنبیل سے نکالا اور وہ سب لباس اور وردیان اکثر سردارون پر تقسیم کین اکثر سردارون نے کہارون کی وردیان پہنین پگڑیان گھیرےدار سرون پر رکھین شمشیرین آبدار زیر دامن پوشیدہ کین کچھ سردار سپاہیون کی قطع بنے پھر سبکی صورتین خواجہ نے رنگ و روغن سے تبدیل کین غرض پہلوان عادی محافے مین بیٹھے کہارون یعنے آٹھ سردارون نے محافہ اُٹھایا کیونکہ پہلوان عادی نہایت فربہ اور لحیم اور شحیم تھا سپاہی ہٹو بچو زبان پر جاری کرتے ہوئے آگے بڑھے چوبدار اور نقیب بھی بنے ہوئے عصے ہاتھون مین لیے ہوئے ہمراہ محافہ چلے خواجہ بھی ہمراہ ہوئے جب خواجہ قریب قلعہ پہونچے خسرو نیستانی چونکہ منتظر خواجہ بالاے قلعہ کھڑا تھا دیکھا اُسنے سواری ملکہ مہرنگار کی چلی آتی ہے تھوڑے سپاہی وغیرہ ہمراہ ہین خواجہ بھی دوڑتے ہوئے چلے آتے ہین خسرو نیستانی سواری ملکہ نقلی دیکھکر نہایت خوش ہوا خیال کرنے لگا کہ اب مین دختر نوشیروان کے ساتھ عیش و عشرت سب روز کرونگا حتے الامکان نوشیروان کے باپ کو بھی مدد دونگا یہ خیال کرکے خسرو نے ملازمون کو حکم دیا جلد دروازہ قلعہ کا کھولدو چند سپاہی اور کچھ چوبدار وغیرہ ہین انسے کچھ اندیشہ نہین ہے سب کو قلعہ مین بلالو ملازمون نے دروازہ قلعہ کھولکر خواجہ اور ہمراہیان محافہ کو قلعہ مین بلا لیا خواجہ وغیرہ قلعہ مین داخل ہوئے کہارون نے ایک جگہ محافہ رکھدیا اور بیٹھ گئے پسینہ خشک کرنے لگے حواس درست کرنے لگے کیونکہ کبھی محافہ نہین اُٹھایا تھا خسرو نے خواجہ سے مخاطب ہوکر کہا کہ اے خواجہ کہارون سے کہو کہ اُس قصر کے دروازہ پر محافہ کو رکھدین تاکہ ملکہ محافہ سے اُتر کر قصر مین جاکر بہ آرام تمام بیٹھین خواجہ نے کہارون سے کہا کہارون نے بموجب حکم محافہ وہین جاکر رکھدیا ملکہ مہرنگار نقلی محافہ سے اُتر کر قصر مین گئین اور فرش نفیس پر بیٹھین چونکہ اُسوقت قلعہ مین ایک جگہ رکابدار طعام پکا رہے تھے بوے طعام جو ملکہ نقلی کے دماغ مین پہونچی بیتاب و بیقرار ہوکر خواجہ سے کہا جلد طعام کھلایے ایفاے وعدہ کیجیے اسی طعام کے لالچ سے مین نے شکل اپنی تبدیل کرائی ہے خواجہ نے کہا صبر کرو مین طعام تمھارے واسطے لاتا ہون یہ کہکر خواجہ خسرو کے قریب آئے اور آہستہ کہا ملکہ طعام طلب کرتی ہین تمھین لازم ہے طعام لذیذ بہ کثرت بعنوان شایستہ قابون اور رکابیون مین نکلوا کر بھیجو اچھی طرح سے ملکہ کی ضیافت کرو تاکہ ملکہ تم سے خوش ہون خسرو نے ہنسکر خواجہ سے کہا ابھی مین طعام انواع و اقسام بھیجتا ہون یہ کہکر حکم دیا کہ ساڑھے چار چار سو قابون اور رکابیون مین طعام لذیذ نکالکر دسترخوان معقول بچھا کر ظروف طعام دسترخوان پر لگا دو بموجب حکم رکابدارون نے طعام نکالا چند عورتون نے دسترخوان بچھا ظروف طعام دسترخوان پر رکھدیے پھر ہاتھ ملکہ نقلی کے نقرئی تسلے مین دھلائے ملکہ نقلی ہاتھ دھوکر دسترخوان پر بیٹھین اور ایک ایک قاب اور رکابی اُٹھا اُٹھا کثرت بیتابی اور گرسنگی سے طعام اُنکے مُنہ مین ڈالکر کھانے لگین عورتین یہ حال دیکھکر متحیر ہوئین تھوڑی دیر مین ملکہ نقلی نے سب قابین اور رکابیین طعام سے

خالی کر دین اور طعام لذیذ کھا کر از حد خوش ہو کر خواجہ نے کہا طعام لذیذ تو آپ نے کھلایا لیکن میرا پیٹ نہین بھرا طعام
اور منگوا لیجے جبتک مین سیر نہون کھلائے جایئے خواجہ نے پھر خسرو سے جا کر کہا کہ اور طعام مانگتی ہین خسرو نے یہ
سنکے تعجب کیا اور کہنے لگا کہ ملکہ کیا اب مجھکو کھا جائینگی اسقدر طعام کھا چکین اُنکا پیٹ نہین بھرا شاید خدا نخواستہ طعام طلب کیا
ہو گا خواجہ نے جواب دیا خدا کی قسم طعام طلب نہین کیا ہے تم خود جا کر دیکھو اور تمام طعام سے خالی ہین ملکہ طعام زیادہ کھاتی
ہین خسرو کو نہایت حیرت ہوئی آخر بعد حیرت بسیار کہنے لگا مین جا کر دیکھتا ہون یہ کہکر جانب قصر روانہ ہوا خواجہ بھی
ہمراہ چلے جب خسرو نیستانی قصر مین پہونچا دیکھا کہ ایک پہلوان نہایت فربہ بصورت زن دسترخوان پر بیٹھا ہے خسرو
نے پوچھا ارے تو کون ہے جلد بتا ورنہ ابھی تجھکو مار ڈالونگا پہلوان عادی نے جواب دیا تو کیا مجھے قتل کریگا مین
تجھے ابھی ہلاک کرتا ہون یہ کہکر پہلوان عادی توند پر ہاتھ پھیر کر اُٹھا خسرو نیستانی نے تلوار کھینچی اور قدم
آگے بڑھا کر تیغ آبدار سر پہلوان عادی پر لگائی پہلوان عادی نے باڑھ تلوار کی دیکھکر ہاتھ اپنا
بند دست خسرو نیستانی پر ڈالا اور تیغ تیز چھین کر زنجیر کمر مین ہاتھ ڈالکر اُٹھا لیا پھر پیچ دے کر چاہا کہ زمین
پر ٹپک کر کام اُسکا تمام کرے اُسوقت خسرو طالب امان ہوا پہلوان عادی نے کہا امان بشرط ایمان
دیجائیگی خسرو نے کہا مجھے کلمہ پڑھایئے پہلوان عادی نے کلمہ پڑھایا خسرو کلمہ پڑھکر صدق دل سے
مسلمان ہوا پہلوان عادی نے اُسے آہستہ زمین پر رکھدیا خسرو نے قصر سے نکلکر جملہ اہل قلعہ کو مسلمان کیا
خواجہ نے سرداروں سے وہ لباس لیکر داخل زنبیل کیا اور جو پوشاک اُنکی تھی وہ زنبیل سے نکالکر اُنھین دی
پھر خواجہ نے اُنھین سرداروں مین سے ایک سردار سے کہا کہ جلد جا کر جملہ سرداران اور فیصل گرلبستان اور سب
فوج اور جملہ عیاروں کو مع ملکہ مہر نگار کے ہمراہ لیکر یہان چلے آؤ جب سردار نے جانے کا ارادہ کیا
کچھ سوچ کے خواجہ بھی اُسکے ساتھ چلے جب داخل قلعہ گرلبستان ہوئے فیصل گرلبستانی وغیرہ سے تمام
حال قلعہ کے لینے کا بیان کر کے کہا کہ اب جلد اس قلعہ سے نکل چلو یہ کہکر خواجہ عمرو ملکہ مہر نگار کو ایک مختصر محافہ
مین سوار کر کے قلعہ کی کھڑکی سے نکلے جملہ سردار اور عیار اور فوج بھی ہمراہ خواجہ ہوئی ژوبین کو خواجہ
کے جانے کی خبر نہوئی غرض خواجہ عمرو وغیرہ قلعہ سے نکلکر جلد راہ طے کر کے قلعہ خسرو نیستانی مین
پہونچے ملکہ مہر نگار کو محافہ سے اُتروا کر اُسی قلعہ مین ایک جگہ مقیم کیا سردار و عیار وغیرہ بھی جا بجا قیام پذیر
ہوئے خواجہ عمرو نے قلعہ کا دروازہ بند کر دیا پل تختہ اُٹھوا لیا خندق کو پانی سے بھروا دیا قلعہ پر چار طرف
بڑی بڑی توپین لگانے کا حکم دیا جب قلعہ اچھی طرح آلات حرب و ضرب سے آراستہ ہو چکا خواجہ عمرو
مطمئن ہو کر بیٹھے پہلوان عادی کو بھی غلہ کی طرف سے اطمینان ہوا وہ شب گذر گئی سحر ہوتے ہی وہان
ژوبین کامرانی کو خواجہ عمرو وغیرہ کے جانے کی خبر ہوئی ژوبین مردان لشکر پر خفا ہوا اور کہنے لگا کہ تم نے ایسی
غفلت کی کہ خواجہ عمرو وغیرہ اس قلعہ سے نکل گئے میرا مصمم ارادہ یہ تھا کہ خواجہ عمرو وغیرہ کو اس قلعہ سے
نکلنے نہ جانے دونگا تمھارے غافل ہونے سے وہ سب نکل گئے ورنہ نایابی غلہ اور کثرت گرسنگی سے سب
تڑپ تڑپ کر مر جاتے یہ کہکر ژوبین سب کو ہمراہ لیکر قلعہ گرلبستان سے چلا لشکر مثل دریا رواں ہوا چونکہ
ژوبین خواجہ عمرو وغیرہ کے چلے جانے سے از حد برہم تھا قریب قلعہ خسرو نیستانی پہونچکر حکم دیا
کہ اس قلعہ پر حملہ کرو مردان فوج نے بموجب حکم ایکبار حملہ کیا ژوبین بھی گرز گران لیکر در قلعہ توڑنے کو چلا گو
خواجہ عمرو کو ژوبین وغیرہ کے آنے کی خبر ہوئی خواجہ نے حکم دیا کہ جلد جلد گولے مارو ژوبین وغیرہ کو در قلعہ تک

نے دو گولہ اندازون نے بموجب حکم خواجہ گولے مارنا شروع کیے ہر گولہ توپ سے مثل شعلۂ جوالہ نکلنے لگا لشکر ژوپین پر گر کر جرمان لشکر کو ہلاک کرنے لگا کفار نابکار گولون سے اُڑ اُڑ کر دور دور گرنے لگے اعضاے کفار جدا ہونے لگے کسی کافر کا سر گولے سے اُڑ گیا تن بے سر زمین پہ گر کے تڑپنے لگا کسی ناری کا گولے سے ہاتھ اُڑ گیا مجروح ہو کر زمین پہ گرا گھوڑون کا پیرون سے پامال ہو گیا خاک مین ملکر سوے نار سقر گیا کسی کافر کے سینہ پر لگا سینہ کو توڑ کر کمر سے نکل گیا کسی بد طریق کا ایک پاؤن اُڑ گیا لنگڑا ہو کر فرش خاک پر گرا زمین پر ایڑیان رگڑنے لگا غرض گولہ اندازون نے لشکر ژوپین پر آگ برسا دی اسوقت گویا قیامت برپا تھی لشکر ژوپین مین آواز نالہ و فریاد بلند تھی گولے برابر گر رہے تھے کفار زخمی ہو کر زمین پر تڑپ رہے تھے ہر توپ کی آواز صداے رعد سے بڑھی ہوئی تھی بڑے بڑے دلاوران لشکر ژوپین توپون کی آوازون سے دہل رہے تھے صد ہا جگہ گولون سے زمین مین غار پڑ گئے ہوئے تھے دود (دھوئین) سے عالم تیرہ و تار ہوا تھا آفتاب کسی طرح اُس تاریکی مین نظر نہ آتا تھا زمین دمبدم توپون کی آواز سے کانپتی تھی آفتاب تھراتا تھا آسمان کو جنبش تھی طائران صحرا آشیانون سے نکل کر مانند ہوش اُڑ گئے تھے شیران دشت اپنے مسکن سے بھاگ گئے تھے سامنے قلعہ کے صد ہا کفار زخمی پڑے تھے ہزارون گولون سے اُڑ گئے تھے جو کفار گولون کی زد سے بچ کر قریب در قلعہ پہونچتے تھے تیر اندازان برج سے اور عیاران لشکر اسلام پتھرون سے اُنھین ہلاک کرتے تھے بعضے اہل قلعہ بان آتشین مارتے تھے کفار کو در تک قلعہ کے نہ آنے دیتے تھے اکثر عیار نفط کے شیشے اور چرخیان آتشبازی کی زنبورک مارتے اور باہم یہی کہتے تھے کر یارو جنگ رستمانہ کرو حریفون کو قریب قلعہ بھی ہرگز نہ آنے دو الحاصل اہل قلعہ نے بہ تاکید خسرو نیستانی و بحکم خواجہ اسقدر گولے مارے اور ایسا لڑے کہ ژوپین کسی طرح در قلعہ تک پہونچ نہ سکا آخر بعد دو پہر کامل لڑنے کے مجبور ہو کر مع لشکر جانب قلعہ سے پلٹا اور میدان گولون کی زد کا چھوڑ کر ایک عرصۂ وسیع مین مقیم ہوا اور حکم دیا کہ چارطرف سے قلعہ کا محاصرہ کر لو یہ مسلمان قلعہ مین خود ہی بوجہ نہ پہونچنے غلہ وغیرہ کے ہلاک ہو جائینگے اسلئے کہ اُنکا بھیلا رہ آج ہزارہا بہادر و جرار ہلاک ہوئے صد ہا زخمی ہوئے لیکن قلعہ ہاتھ نہ آیا مردمان لشکر نے حسب الحکم قلعہ کا محاصرہ کیا ہر چند کہ جب ژوپین لشکر کو لیکر قلعہ سے ہٹ گیا اہل قلعہ نے لڑنا موقوف کیا خسرو نیستانی نے گولہ اندازون وغیرہ کو انعام دیا جب سب بہادر بعد جنگ قلعہ مین بیٹھے خواجہ و خسرو نیستانی نے شکر خدا کیا بعد شکر خدا خسرو نے خواجہ سے ہنسکر پوچھا آپ نے تو پہلے مجھسے آکر یہ کہا تھا کہ امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران نے پردۂ قاف مین انتقال کیا ہے اب مجکو معلوم ہوا امیر با توقیر پردۂ قاف مین زندہ ہین ہرچند کہ آپ عیار ہین آپ نے عیاری سے یہ قلعہ لینے کو کہا تھا کہ امیر با توقیر انتقال کیا ملک جانگا کہ مین تمھارے سپرد کر دونگا لیکن اے خواجہ حمزۂ صاحبقران کے بارے مین ایسا کہنا مناسب نہ تھا کیونکہ آپ اُنکے بھائی ہین خواجہ نے مسکرا کر جواب دیا اے خسرو مین نے تو جھوٹ نہین کہا تم نے انتقال کے معنی غلط سمجھے مین نے یہ سمجھا کر کہا تھا کہ انتقال کے معنی نقل کرنے کے ہین یعنی جانا ایک جگہ سے دوسری جگہ بس امیر با توقیر ہندوستان سے پردۂ قاف گئے ہین خسرو نیستانی نے پوچھا آپ بیقرار ہو کر کیون روتے تھے خواجہ نے جواب مین فراق امیر با توقیر مین روتا تھا اور بباعث جدائی امیر مین ملول ہون خداوند عالم جلد امیر کو ہم سے ملائے اُنھین کے نہونے سے یہ ژوپین نابکار ہم سے لڑتا ہے اگر امیر یہان ہوتے تو وہ ایک حملہ مین اس ناہنجار کے لشکر کو درہم برہم کر دیتے اور تیغ آبدار سے سر اس کافر کا تن سے جدا کرتے خسرو نیستانی گفتگو

خواجہ عمرو ویسے ہی خاموش رہے غرض خواجہ بآرام و راحت چھ مہینے تک قلعہ نیستانی مین رہے اور ژوپین نا بکار تو دو برا
محاصرہ کیے رہا بعد چھ مہینے کے ایک روز پہلوان عادی وغیرہ سرداران نے خواجہ سے عرض کیا کہ اے شہنشاہ عیاران
اب غلہ اس قلعہ مین بھی ہو چکا ہی کوئی فکر کیجیے غلہ وغیرہ کہین سے منگوایے یا اور کسی قلعہ مین چلیے اس قلعہ کو چھوڑ دیجیے
خواجہ نے جواب دیا غلہ وغیرہ کیونکر آسکتا ہی اول تو میرے پاس روپیہ نہین ہی تم جانتے ہو کہ مین فلکدست ہون دوسرے
ژوپین اس قلعہ کا محاصرہ کیے ہی اگر روپیہ بھی ہوتا تو بھی غلہ نہ آسکتا ژوپین غلہ وغیرہ مین نہ آنے دیتا اور یہ جو تم نے
کہا کہ اُسکے قلعہ مین چلیے اس بارے مین البتہ حتے الامکان کوشش کرونگا یہ کہکر خواجہ نے خسرو سے پوچھا یہان سے
کوئی قلعہ قریب ہی یا نہین ہی خسرو نے عرض کیا اس جگہ سے تین منزل کے فاصلہ پر ایک قلعہ ہی اُس قلعہ کو اوتار کہتے
ہین خواجہ نے کہا کہ مین ابھی اُس قلعہ کی جانب جاتا ہون اور اُس قلعہ کے لینے کی کوئی تدبیر کرتا ہون یہ کہکر خواجہ
اُٹھنے تھے لیکا یک ملکۂ مہر نگار نے خواجہ کو بلوایا جب خواجہ ملکۂ مہر نگار کے پاس گئے ملکہ نے اشکبار ہو کے
کہا کہ جب سے آپ پردۂ قاف سے آئے ہین اب تک زمانہ قریب ایک سال کے گذرتا ہی ابھی تک آپ کے بھائی
پردہ قاف سے نہین آئے خواجہ نے کہا اے ملکہ امیر نے مجھسے وعدہ تو کیا تھا کسی وجہ سے آنا اُنکا نہو افی الحال
رقعہ خواجہ بزرجمہر کا میرے پاس آیا ہی خلاصہ مضمون اُسکا یہ ہی کہ اب حمزہ صاحبقران بعد چھ مہینے کے آئینگے
یہ کہکر خواجہ نے اُنھین رقعون مین سے جو بہت سے رقعے خواجہ بزرجمہر سے لکھوا کر اور اُنکی مُہر اُن رقعون پر
کرا کر لائے تھے ایک رقعہ زنبیل سے نکالکر ملکۂ مہر نگار کو دیا چونکہ مہر نگار خواجہ بزرجمہر کو سچا جانتی تھی
رقعہ دیکھکر آہ سرد کرکے خاموش ہوئی ناظرین عالی فہم پر واضح ہو کہ جب سے امیر پردۂ قاف گئے ہین کئی رقعے
بزرجمہر کے جنکا ذکر کیا گیا ہی خواجہ عمرو نے ملکۂ مہر نگار کو دیے ہین اور جب تک امیر پردۂ قاف سے ملکۂ مہر نگار
کے پاس نہ آئینگے اسی طرح خواجہ بعد چھ مہینے ایک رقعہ نکالکر مہر نگار دے دیا کرینگے اگر یہ مترجم حال رقعہ دینے
کا تحریر نہ کرے تو کوئی صاحب اعتراض نہ کرین غرض خواجہ عمرو ملکہ مہر نگار کو رقعہ دے کر قلعہ کی کھڑکی ہنگام شب
کھولکر جانب قلعہ اوتار روانہ ہوئے جب قریب قلعہ پہونچے سنا کہ در قلعہ پر ایک شخص بآواز بلند کہ رہا ہی
ہوشیار باش خواجہ نے اپنے تئین اُس شخص تک پہونچا کر اُسے قتل کیا پھر بذریعۂ کمند بصد مشکل تاریکی شب مین
بالاے قلعہ پہونچے اہل قلعہ نے خواجہ کو تاریکی شب مین نہ دیکھا خواجہ نے بالاے قلعہ پہونچکر اہل قلعہ کے مانند
اپنی شکل بنائی پھر ٹہلتے ہوئے در محل پر پہونچے اتفاقاً محلدار واسطے کسی کام کے دروازے پر آئی خواجہ نے
چالاکی سے بیضۂ بیہوشی اُسکی ناک پر مارا بیضہ اُسکی ناک پر جو ٹوٹا بیہوشی دماغ مین اثر کر گئی محلدار کو فی الفور
چھینک آئی اور بیہوش ہو کر زمین پر گری خواجہ نے جلد بڑھ کر اُسے اُٹھا کر نذر زنبیل کیا اور اسی کی
شکل بنکر ویسا ہی لباس پہنکر داخل محل ہوے چونکہ محلدار کو طاؤس شاہ حاکم قلعہ نے در محل کی
جانب سے آتے ہوئے دیکھا کنیزون سے اشارہ کیا محلدار کو بلالو ایک کنیز نے دوڑکر آہستہ محلدار نقلی
سے کہا اے پیاری محلدار جلد چلو بادشاہ بلاتے ہین نہین معلوم تمسے کیا کام لینگے اسوقت تمھاری صورت کو
بغور دیکھکر بادشاہ نے تمھین اپنے پاس بلایا ہی ہمین بظاہر معلوم ہوتا ہی کہ تم پسند خاطر بادشاہ ہوگئین پہلے تو
محلدار تھین اب یقین ہی کہ بادشاہ سے بہتر پر کرین کردیگی تنخواہ بڑھ جائیگی محل تمھارا ہو جائیگا محلدار نقلی
نے بہ نازو ادا جواب دیا اے دور ہو نگوڑی کیا بیہودہ بکتی ہی بھلا بادشاہ مجھے اپنے پاس کیا بلا کرینگے مین کسیطرح
راضی ہی نہونگی ہرگز اپنی آبرو نہ دونگی نوکری چھوڑ کر چلی جاؤنگی مجھے مال و زر کی خواہش نہین ہی مین اور کسی رئیس کی

نوکری کرونگی چار روپیہ آبرو پیدا کرونگی اسی طرح کی باتین کرکے محلدار مسکراتی ہوئی قدم نازو ادا سے اوٹھاتی ہوئی قریب
طاؤس شاہ کے پہونچی اور بعد تسلیم مودب کھڑی ہوکر عرض کرنے لگی یہ خادمہ حاضر ہے کیا حکم ہوتا ہے طاؤس شاہ نے
فرمایا محلدار وہ پٹاری انگور کی طاق پر رکھی ہے جاکر لے آؤ محلدار گئی اور پٹاری انگور کی طاق سے اوتار کر بجالاکے نذر زنبیل
کی اور ایک پٹاری انگور کی کہ جو انگور بیہوشی آمیز تھے از زنبیل سے جلد نکالکر روبرو طاؤس شاہ لائی طاؤس
شاہ نے چند دانہ انگور کھائے محلدار کھڑی رہی تھوڑی دیر مین طاؤس شاہ بیہوش ہوگیا محلدار نقلی
نے سب کنیزون کو وہان سے ہر ایک بہانہ سے ہٹاکر تنہائی مین جلد طاؤس شاہ کو اوٹھاکر نذر زنبیل کیا اور خود
طاؤس شاہ کی شکل بنکر اوسکی جگہ پر لیٹ رہی وقت سحر طاؤس شاہ نقلی بستر خواب سے اوٹھکر محل سے
برآمد ہوا پھر جاکر تخت پر بیٹھا جب جملہ روسا و امرا حاضر دربار ہوے طاؤس نے سب سے مخاطب ہوکر فرمایا
ہم تو شبکو عالم خواب مین مسلمان ہوگئے ایک مرد بزرگ نے عالم خواب مین ہمین ہدایت کی پھر اونھین نے ہمین کلمہ
پڑھاکر مسلمان کیا اب تم سبکو بھی لازم ہے کہ دین اسلام دین حق ہے اختیار کرو سبھون نے عرض کیا جب حضور نے
دین اسلام اختیار کیا ہے تو ہمین مسلمان ہونے مین کیا عذر ہے حضور ہمین کلمہ پڑھائین طاؤس نقلی نے سبکو کلمہ
پڑھاکر مسلمان کیا پھر دربار سے اوٹھکر خواجہ عمرو نے ایک گوشہ مین جاکر اپنی اصلی صورت بنائی اور طاؤس شاہ
کو زنبیل سے نکالکر ایک ستون سے باندھ دیا پھر فتیلہ رفع بیہوشی سنگھاکر ہوشیار کیا طاؤس شاہ نے آنکھین
کھولکر دیکھا ستون سے بندھا ہوا ہون اور ایک عیار خنجر بکف کھڑا ہے طاؤس شاہ یہ حال دیکھکر بہول و حیران ہوا
خواجہ نے نعرہ کیا منم عمرو بن امیہ ضمیری اے طاؤس شاہ آگاہ ہو کہ مین عیار طرار حمزہ صاحبقران عالیوقار
کا ہون پھر تمام حال امیر کا اور کیفیت اپنی مع اہل قلعہ کے بیان کی بعد اسکے خواجہ نے کہا اے طاؤس شاہ تجھے
مین نے گرفتار کرکے تمام اہل دربار کو مسلمان کیا ہے تجھین بھی مناسب یہی ہے کہ تم بھی دین اسلام اختیار کرو
خداوند عالم کی پرستش کرو اصنام پرستی ترک کرو طاؤس شاہ بموجب ہدایت کرنے خواجہ کے کلمہ پڑھکر صدق دل سے
مسلمان ہوا خواجہ نے ستون سے کھولدیا طاؤس شاہ نے کہا اے خواجہ اب آپ جائیے ملکہ مہر نگار اور
سرداران نامدار وغیرہ قلعہ خسرو نیستانی سے یہان لے آئیے خواجہ روانہ ہوے بعد جانے خواجہ کے اوتار شاہ
برادر طاؤس شاہ آیا اور بھائی سے کہنے لگا مین سنا ہے کہ تم کلمہ پڑھکر مسلمان ہوگئے دین آبائی ترک کردیا
طاؤس شاہ نے جواب دیا دین آبائی برا تھا اسوجہ سے ترک کردیا اور مذہب اسلام اچھا تھا اختیار کرلیا
اوتار شاہ نے برہم ہوکر کہا میرے دین کو برا کہتا ہے زبان دہن سے کھینچ لونگا طاؤس شاہ نے جواب دیا
خاموش رہ ورنہ تیغ تیز سے تجھے ہلاک کرونگا اوتار شاہ نے یہ تقریر سنکے تلوار لگائی طاؤس شاہ نے سپر
اوٹھائی تلوار سپر کو کاٹ کر کاسہ سر مین در آئی پھر صراحی گردن سے جگرگاہ تک پہونچی طاؤس شاہ قتل ہوکر
زمین پر گرا بعد قتل ہونے طاؤس شاہ کے اوتار شاہ تخت پر بیٹھا امرا و وزرا نے نذرین دین شاہ نے نذرین
قبول کرلین ہر ایک امیر اور وزیر کو خلعت و انعام دیا پھر حکم جشن دیا بزم عشرت آراستہ ہوئی نازنینان خوبرو
تہنیت تخت نشینی کی دینے لگین ناچ ہونے لگا دور جام مئے ارغوان شروع ہوا طاؤس شاہ کا سر کاٹ
لیا گیا لاش ایک جگہ پڑی رہی امرا وزرا نے خوف جان کے سبب سے پھر اپنا دین آبائی اختیار کیا اوتار شاہ
کے روبرو تو نازنینان خوبرو ناچ رہی ہین اس نابکار کو ناچ دیکھنے دیجئے مگر اب احوال خواجہ عمرو کا سنئے کہ جب
خواجہ قلعہ خسرو نیستانی مین پہونچا جملہ سرداران اور عیارون وغیرہ سے تمام احوال قلعہ اوتار کے لینے کا بیان

کر کے کہا اب تم سب اوس قلعہ مین چلو بموجب حکم خواجہ جملہ سردار و عیار وغیرہ آمادہ چلنے پر ہوے خواجہ نے ملکہ مہرنگار سے کہا کہ جلد محافہ مین سوار ہو ملکہ محافہ مین تیار ہوئین خواجہ ملکہ وغیرہ کو ہمراہ لیکر قلعہ کی کھڑکی سے آخر شب نکلے مردمان لشکر زرومین اوسوقت سب سوے ہوے تھے خواجہ سبکو ہمراہ لیکر بعجلت جانب قلعہ اوتار روانہ ہوئے بعد طے کرنے منزل کے وقت سحر قریب قلعہ اوتار پہونچے خواجہ نے در قلعہ پر آکر اہل قلعہ سے پکار کے کہا اے برادران ایام بعد پریشانی ملکہ کو لیکر آیا ہون جلد دروازہ قلعہ کا کھولدو اہل قلعہ نے اوتار شاہ کو حال خواجہ سے آگاہی دی شاہ بزم عشرت سے اوٹھکر متصل قلعہ آیا اور سر طاؤس شاہ روبروی خواجہ زمین پر پھینک کر کہنے لگا جسکو تم نے بمکر و فریب گرفتار کر کے مسلمان کیا تھا یہ سر اوسیکا ہے مین سر طاؤس شاہ کا کاٹا ہے مسلمان ہوجانیکی یہ سزا دی ہے اب اس قلعہ مین مین حاکم ہون تمکو قلعہ مین ہرگز نہ آنے دونگا بہتر یہی ہے کہ یہانسے چلے جاؤ ورنہ گولنداز ونکو حکم دونگا وہ ابھی گولہ مار کر تمکو اڑا دینگے خواجہ تقریر اوتار شاہ کی سنکے نہایت غضبناک ہوئے فوراً چند سرداروں سے کہا کہ ہمراہ محافہ لیکر ایسی جگہ جاکر ٹھہرو جسجگہ قلعہ سے توپ کا گولہ نہ پہونچ سکے سرداران نامدار ہمراہ محافہ کے قلعہ سے دور نکل گئے اور گرد محافہ کے واسطے محافظت ملکہ کے تلوارین کھینچکر کھڑے ہو رہے بعد جانے سرداروں کے خواجہ نے نعمان بن منظر شاہ و پہلوان عادی و کرتیت سپہر گردان و اسد اسدان وغیرہ سرداران ذیوقار سے کہا کہ جملہ فوج لیکر اس قلعہ پر حملہ کرو اور قلعہ سے گرزہاے گران سے توڑ کر اوتار شاہ نابکار کو قتل کرو سرداروں نے مع فوج قلعہ پر حملہ کیا اوتار شاہ نے گولندازون کو حکم دیا خواجہ وغیرہ کو گولے مار کر اڑا دو قلعہ مین نہ آنے دو گولندازون نے حسب الحکم گولے مارنا شروع کئے تیراندازون نے قلعہ پر سے تیر لگائے سرداران لشکر امیر کا تو تیر و تفنگ بالائی قلعہ نہ پہونچا دو پہر کامل لڑائی سیکڑون مردمان لشکر قتل اور ہلاک ہوے جملہ سرداران نامی تیرون اور گولون سے بقدرت پروردگار بچے آخر خواجہ بعد دو پہر جنگ کرنے کے قلعہ کے سامنے سے ہٹ گئے لڑائی موقوف ہوئی پھر خواجہ نے قلعہ کا محاصرہ کیا اوتار شاہ نے ایک نامہ اس مضمون کا زروبین وغیرہ کو لکھا کہ خواجہ عمرو وغیرہ نے قلعہ خسرو نیستانی پر آکر میرے قلعہ کا محاصرہ کیا ہے آپکو لازم ہے جلد فوج لیکر آئیے خواجہ وغیرہ کو قتل کیجیے ملکہ مہرنگار کو شہنشاہ نوشیروان کے پاس لیجائیے ایسا وقت پھر ہاتھ نہ آئیگا زیادہ والسلام غرض نامہ اس مضمون کا لکھکر سرنامہ پر اپنی مہر کی پھر صبا عیار طاؤس شاہ مرحوم کو بلا کر اوتار شاہ نے کہا جلد یہ نامہ لیجا کر زروبین کو دیدینا اور جو کچھ تو نے دیکھا ہے زبانی بھی کہدینا اور جہانتک ممکن ہو جلد جاکر نامہ دینا تاکہ بعجلت زروبین وغیرہ یہان آکر خواجہ وغیرہ کو قتل کر ڈالین ملکہ کو مدائن مین لیجائین صبا عیار نامہ لیکر قلعہ کی کھڑکی سے نکلکر شکل بدل جانب قلعہ خسرو نیستانی روانہ ہوا اثنائی راہ مین صبا عیار نے خیال کیا میرے مالک آقا کو اوتار شاہ نابکار نے ناحق قتل کیا ہے مجکو لازم ہے کہ نامہ زروبین تک نہ لیجاؤن اور خواجہ عمرو کے پاس جاکر کوئی ایسی تدبیر کرون جس سے اوتار شاہ نابکار قتل ہوجاوے یہ خیال کر کے صبا عیار راہ سے پلٹ کر شکل اصلی خواجہ کے پاس آیا اور نامہ شاہ کا خواجہ کو دیکر تمام احوال سے خواجہ کو اطلاع دی خواجہ نامہ پڑھکر صبا عیار سے بہت خوش ہوے اور کہا مین تمہارے ساتھ جاکر اوتار شاہ کو قتل کرتا ہون عوض طاؤس شاہ کا لیتا ہون یہ کہکر خواجہ نے شکل اپنی بصورت کتارہ کابلی بنائی پھر صبا عیار کے ہمراہ قلعہ اوتار مین داخل ہوے جب روبروے اوتار شاہ پہونچے سلام کر کے کھڑے رہے اوتار شاہ نے صبا عیار سے پوچھا یہ کون شخص ہے صبا عیار نے بموجب سمجھا دینے خواجہ کے عرض کیا خداوند نعمت یہ زروبین کا مرانی کے بھانجے ہین نام انکا کتارہ کابلی ہے یہ عیار ہین مین نے بموجب حکم حضور نامہ جاکر دیدیا زروبین نے نامہ پڑھکر انکو ہمراہ میرے کر دیا ہے اور زبانی مجھسے کہدیا ہے کہ مین جلد تمام فوج لیکر آتا ہون عمرو وغیرہ کو قتل کرتا ہون اور کوئی بات آہستہ انسے کہی ہے اوس بات سے مجھے آگاہی نہین ہے آپ انسے دریافت کیجیے اوتار شاہ نے کتارہ کابلی نقلی سے پوچھا زروبین نے تم سے کیا کہا ہے بیان کرو کتارہ کابلی نقلی نے عرض کیا اگر تنہائی مین آپ تشریف لیچلین تو مین بیان کرون سرو ریار اوس بات کا

اظہار نکرونگا اوتار شاہ یہ سُنکے تخت سے اوٹھکر کتارہ کابلی کو ہمراہ لیکر ایک خالی مکان مین گیا پہلے ایک کرسی جواہر نگار
پر خود بیٹھا پھر ایک چوبی کرسی پر کتارہ کابلی کو اجازت بیٹھنے کی دیکر پوچھنے لگا کہو ٹرومین نے کہا کیا ہے کتارہ کابلی نے
کرسی پر بیٹھکر ایک ڈبیا جواہر نگار اپنی کمر سے نکالی اور اوتار کو دیکر کہا یہ ڈبیا ٹرومین نے دی ہے مجھے نہین معلوم اس ڈبیا
مین کیا ہے ذرا کھولکر دیکھئے اوتار شاہ جو ڈبیا کھولی چونکہ سفوف بیہوشی اس ڈبیا مین بھرا تھا ڈبیا کھولنے سے بیہوشی اڑی
اور دماغ مین بادشاہ سرایت کرگئی اوتار شاہ کو چھینک آئی فوراً بیہوش ہوکر کرسی سے گرنے لگا اوسوقت خواجہ
آہستہ یہ نعرہ کیا شعر عمرو ہم کہ کلاہ از سر قیصر ببرم ❊ رنگ از رخ مہتاب بد اختر ببرم ❊ در محفل خسروان چو گردم ساقی ❊ بیتیغ
و سپر سبو و ساغر ببرم ❊ یہ نعرہ کرکے جلد تر خواجہ نے اوتار شاہ کے کپڑے اتار کر ایک لنگی بلین باندھ کر نذر زنبیل کیا
پھر خود اوتار شاہ کی شکل بنکر جسقدر اوس مکان مین نقد و جنس تھا سب مال خواجہ نے جال الیاسی مارکر نذر زنبیل کیا صبا
عیار ایک گوشہ سے تمام حال دیکھکر پاس خواجہ کے گیا اور کہنے لگا بیشک آپ شہنشاہ عیاران ہین مثل نظیر آپکا روے زمین پر نہین
عیارین نہین ہے عجب تدبیر سے آپ نے اوتار نابکار کو بیہوش کیا ہے آپکے سامنے کوئی عیار عیاری نہین کرسکتا ہے خواجہ نے
جواب دیا کہ یہ کیا عیاری ہے اگر تم ہماری نازک عیاریان دیکھو گے تو نہایت متحیر ہوگے یہ کہکر خواجہ نے صبا عیار کو رنگ روغن نکالکر بصورت
کتارہ کابلی بنایا بعد ایک پہر کے خواجہ بشکل اوتار شاہ و کتارہ کابلی نقلی کو ہمراہ لیکر مکان سے نکلکر مسکراتا ہوا کہ عجیب تعجب ہے
حکومت آئے سرداران لشکر وغیرہ برائے تعظیم اٹھ کھڑے ہوے خواجہ نے تخت پر بیٹھکر کہا کہ افسران لشکر مین ٹرومین سچ ہے ہم بھی
مسلمان ہوگیا تم سبکو لازم ہے کہ میری طرح تم بھی کلمہ پڑھکر مسلمان ہوجاؤ سرداران لشکر و امراء وغیرہ نے گفتگو اوتار شاہ نقلی
سنکے خیال کیا کہ اوتار شاہ کہ ہمارے بات و مذہب کا امتحان کرتا ہے اگر ہم یہ کہینگے کہ ہم بھی مسلمان ہوگئے تو مثل طاؤس شاہ
ہمکو قتل کریگا پس لازم یہ ہے کہ مسلمان ہونے سے عذر کرین یہ خیال کرکے جملہ اہل دربار نے دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ
پہلے ہم بموجب حکم طاؤس شاہ مسلمان ہوئے تھے جب حضور رونق افزائے تخت ہوے طاؤس شاہ کو حضور نے بوجہ
مسلمان ہوجانے کے قتل کیا ہم سب نے خلاف ہوکر پھر دین آبائی اختیار کرلیا اور گھڑی گھڑی مسلمان ہونا اور دین جد و آبا کو چھوڑنا
اچھا نہین معلوم ہوتا ہے آینہ جو حکم حضور ہو ہم بسر و چشم بجا لائین خواجہ عمرو سمجھ گئے کہ اہل دربار اوتار شاہ کے
خوف سے دین اسلام اختیار کرنے سے انکار کرتے ہین یہ سمجھ کر خواجہ نے نعرہ کیا منم خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری
اے سرداران لشکر وامرائے عالی گہر کیون اوتار شاہ سے خوف کرتے ہو شاہ کو مین نے گرفتار کرلیا ہے بیہوش
اور بیہوش میری زنبیل مین ہے یہ کہکر خواجہ نے اوتار شاہ کو زنبیل سے نکالکر ستون سے باندھا اور ہوشیار کرکے
اوس سے کہا کلمہ پڑھکر مسلمان ہو اوس نے انکار کیا خواجہ عمرو نے اوسے ہلاک کیا اہل دربار اوتار شاہ
کے ہلاک ہونے سے خوش ہوے اور بخوف خواجہ سب نے اطاعت و فرمانبرداری خواجہ کی
مسلمان ہوکر اختیار کی پھر خواجہ نے صبا عیار کو حاکم قلعہ کیا اور تخت پر بیٹھا کر اہل دربار سے نذرین دلوا کر در
قلعہ کھلوایا اور ملکہ مہر نگار اور جملہ سرداران نامدار وغیرہ کو قلعہ مین بلایا ملکہ مہر نگار ایک جگہ قلعہ مین بصد
پردہ داری قیام پذیر ہوئین سرداران لشکر جا بجا مقیم ہوے خواجہ نے حکم دیا طاؤس شاہ اور
جملہ مردمان مقتول سپاہ کو غسل و کفن دیکر نماز پڑھکر دفن کرو اہل قلعہ نے بموجب حکم مقتولین کو دفن کیا پھر حکم
خواجہ سے در قلعہ بند ہوا پل تختہ اٹھوا لیا گیا خندق مین پانی بھروا دیا گیا قلعہ پر زیادہ تر توپین لگوا دین تیاریان
جنگ بخوبی کیا گیا یہان تو خواجہ نے قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے بخوبی آراستہ کرایا وہان ٹرومین کو
معلوم ہوا کہ خواجہ وغیرہ اس قلعہ سے نکلکر قلعہ اوتار مین گئے ہین اور اوتار شاہ کو مار ڈالا ہے اہل قلعہ کو مسلمان کیا

زوبین وغیرہ یہ خبر سنکے برہم ہوے اور اسی وقت لشکر لیکر وہان سے چلے بعد قطع راہ جب قریب قلعۂ آذر پہونچے مقیم ہوے ہرمز اور فرامرز اور زوبین نے ہنگام شب طبل یورش بجوایا صداے طبل بلند ہوئی اہل قلعہ نے آواز طبل سنی بہادر سامان جنگ کرنے لگے بزدل پریشان خاطر ہوے اسیطرح لشکر ہرمز و فرامرز مین بھی دلاور سامان جنگ وپیکار مین مشغول و مصروف ہوے اور نامرد خوف جان سے لشکر سے تاریکی شب مین نکل گئے غرض تمام شب دونون جانب سامان جنگ بخوبی ہوا جب وہ ہنگام آیا کہ شاہ انجم سپاہ قلعۂ گردون مین خبر آمد شاہ خاور سنکے بیچین ہوا اور لشکر ثوابت وسیار سپاہ نور ہر سے شکست رسیدہ ہوا اعظم نشان شب ہوا عالم سے ناچار اٹھا رنگ اخترون کا صورت دودہ سحر پھر رہے گے تاج مہر سر پر ہوئی رونق فزا باحشمت و فر وقت سحر زوبین کامرانی نے ہرمز و فرامرز سے کہا آپ اپنا لشکر قلعہ سے علیحدہ ہٹ کر کھڑے ہوجئے آج میرے حملہ کرنے کا تماشا دیکھیے ہرمز و فرامرز لشکر کو لیکر قلعہ سے ہٹ گئے ایک میدان مین صف آرا ہوے زوبین نے اپنے لشکر کو حکم کمر بندی دیا مردمان لشکر زرہین پہننے لگے خود آہنی سرون پر رکھنے لگے ہتیار لگانے لگے سائیس گھوڑون کو زین و لجام سے آراستہ کرنے لگے مرکبون کے تنگ چست کرنے لگے لشکری جلد جلد مسلح ہونے لگے زنجیر آہنی کے کمر کو کسنے لگے باجے جنگی بجنے لگے علم لشکر سربلند ہوے جب زوبین مسلح ہوکر گینڈے پر سوار ہوا جملہ سوار کمر بستہ دولاکھ کے تھے ہمراہ زوبین چلے اور سب باجے جنگی بجتے تھے جملہ سوار گھوڑون کی باگین اوٹھائے تیغین کھینچے غل شور کرتے ہوے عقب زوبین چلے جاتے تھے زوبین کے ہاتھ مین گرز گران سر تھا گینڈے دوڑاتا ہوا جانب در قلعہ چلا جاتا تھا گھوڑون کے دوڑنے سے گرد و غبار بلند تھا جب زوبین سامنے قلعہ کے پہونچا خواجہ عمرو نے گولندازون کو حکم دیا برابر گولے مارو اور تیراندازون اور عیارون سے کہا تم بھی تیر اور پتھر مارو خبردار زوبین کو اس قلعہ مین نہ آنے دو گولندازون وغیرہ نے حسب الحکم گولے اور تیر اور پتھر وغیرہ مارنے شروع کیے سواران لشکر زوبین ہلاک ہوکر زمین پر گرنے لگے آگ قلعہ سے گویا برسنے لگی دھوان مانند ابر کے چھاگیا رنجک کی آتش برق ظاہر ہوے گولے برسنے لگے زمین دہلنی لگی زوبین گرز گران سر سے گولونکو رد کرتا ہوا دلیرانہ قریب خندق پہونچا اہل قلعہ نہایت گھبرائے خواجہ عمرو بھی پریشان خاطر ہوے اسوقت اہل قلعہ نے ہنڈیان بارود کی اور گرم گرم تیل کڑھاؤ مین بھر بھر کر جانب زوبین پھینکنا شروع کیا تیراندازون نے تیرونکی بارش کی عیارون نے گوپھن مین پتھر رکھکر مارنا شروع کیے زوبین تیر اور پتھر وغیرہ سے اپنے تئین بچاتا ہوا آگے بڑھنے کا ارادہ کرتا تھا ناگاہ خواجہ نے قلعہ سے دیکھا کہ قاہر شاہ اور قہرمان شاہ برادران زوبین کامرانی تین لاکھ فوج سے براے مدد برادر آتے ہین خواجہ عمرو فوراً کمر کی قلعہ کی کھولکر اور کتارہ کابلی کی صورت بنکر بعد عجلت پاس قاہر شاہ و قہرمان شاہ کے پہونچے اور مؤدب سلام کرکے کہا کہ آپ کے بھائی نے بعد سلام آپسے کہا ہے کہ یہ لشکر جو سامنے صف آرا ہے حمزہ صاحبقران کی فوج ہے مین اسطرف سے انھین ہلاک کرتا ہون آپ اُدھر سے انھین قتل کیجیے تاخیر نہ کیجیے کتارۂ کابلی نقل تو یہ کہکر پھر اپنے قلعہ مین چلے گئے قاہر و قہرمان شاہ نے تین لاکھ فوج سے بعد عجلت ہرمز اور فرامرز کے لشکر پر ایک بار حملہ کیا ہرچند ہرمز اور فرامرز نے کہا ای قہرمان شاہ تمسے کیون لڑتے ہو کچھ بیان توکرو لیکن اوس غل شور مین قاہر شاہ و قہرمان شاہ نے ہرمز اور فرامرز کی آواز سنی بلکہ اوس ہنگامہ مین صورت بھی اونکی نہ دیکھی جب دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی برق شمشیر دور تک میدان مین چمکنے لگی ابر سیاہ ڈھالونکا اوٹھا بارش تیرونکی ہونے لگی سر شل اولون کے تن سے کٹ کٹ کر زمین پر گرنے لگے دلاوران لشکر کے نعرون کی ایسی صدائین بلند ہوئین مردم کو ثابت ہوا کہ رعد کی آواز ہے بزدل صداے بہادران سنکے تھرانے لگے

غرض جانبین کے سوار و پیدل قتل و زخمی ہونے لگے خون مین نہانے لگے خون کی ندیان میدان کارزار مین نظر آئین سر حباب کے مانند سیل خون مین نظر آنے لگے تن بے سر بصورت کشتی دکھائی دینے لگے زخمی نالہ و فریاد کرنے لگے ہنگامہ حشر برپا ہونے لگا ژوبین در قلعہ تک پہونچ گیا اور ارادہ قلعہ کے توڑنے کا کرتا تھا یکایک ہنگامۂ قیامت دیکھا اور شور و غل سنکے سمجھا کہ حمزہ یا سردان حمزہ مثل بہرام گرد و لندھور لشکر کثیر لیکر آگئے ہین بڑی شجاعت و دلیری سے لڑ رہے ہین یہ میدان کارزار کو جنبش ہے اور تلوارون کی جھنکار یہان تک آتی ہے ایسا نہو کہ ہرمز اور فرامرز شاہزادگان ذی وقار قتل ہو جائین مجھکو لازم ہے کہ جلد برائے مدد ہرمز اور فرامرز اپنے تئین وہان پہونچاؤن قلعہ کو توڑکے کل قلعہ پر قبضہ کر لینا سمجھکر قلعہ کیطرف سے گھوڑے کو پھیرا اہل قلعہ نے ژوبین کو جاتے دیکھکر تعجب کرکے شکر خدا کیا گولے اور تیر وغیرہ لگانے سے ہاتھ روکا ژوبین نے میدان کارزار مین پہونچ کر دیکھا کہ قاہر شاہ اور قہرمان شاہ ہر چند جنگ رستمانہ کر رہے ہین لیکن لشکر ہرمز اور فرامرز سے پسپا ہوتے جاتے ہین مردان فوج فرامرز آگے بڑھتے ہین ہزار لاشین مین پر تڑپ رہے ہین زخمی چلا رہے ہین گھوڑے کوتل دوڑ رہے ہین لاشین اپنے راکبون کی پامال کر رہے ہین صدائے گیر و دار بلند ہے تلوار چل رہی ہے لاش پر لاش گر رہی ہے دریائے خون مقتولان بہ رہا ہے ژوبین اپنے بھائیون کو دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوا آواز بلند گھوڑے پر کھڑا ہو کر پکارا اے قاہر اور قہرمان شاہ دست خود را نگہدارید ارے کیون لڑتے ہو بیکار خون ریزی کرتے ہو یہ لشکر ہرمز اور فرامرز کا ہے کسی غنیم کا نہین ہے یہ کہکر پھر ہرمز اور فرامرز سے مخاطب ہو کر پکارا اے شاہزادگان ذیجاہ یہ لشکر قاہر و قہرمان شاہ میرے بھائیون کا ہے آپ میرے بھائیون سے نہ لڑئے اپنے جدال و قتال نہ کیجئے قاہر و قہرمان شاہ اور ہرمز اور فرامرز نے آواز ژوبین کی سنکر لڑائی موقوف کی ژوبین قہرمان اور قاہر شاہ کے پاس گیا بعد سلام کے پوچھنے لگا اے بھائیو تم فرزندان نوشیروان سے کیون لڑتے ہو انھون نے جواب دیا آپ ہی نے تو ہمارے پاس کتارۂ کابلی کو بھیجا تھا اور کہلا بھیجا تھا کہ یہ لشکر امیر ہے اسے قتل کرو ہم نے بموجب آپ کے کہنے کے قتل کرنا شروع کیا ژوبین نے جواب دیا مین نے تو کتارۂ کابلی کو تمھارے پاس نہین بھیجا تھا جبتک ژوبین اور قاہر اور قہرمان شاہ کی گفتگو سنکے ہنسا اور کہنے لگا تم سب سچ کہتے ہو کتارۂ کابلی کی صورت بنکر خواجہ عمرو آئے ہوئے تھے یہ انھین حضرت کی ادنی عیاری ہے قاہر اور قہرمان شاہ نے یہ سنکے ہرمز اور فرامرز سے عذر کیا ہرمز اور فرامرز نے عذر قبول کیا ژوبین نے پھر قلعہ پر حملہ کیا بعض راوی کہتے ہین دوسرے روز وقت سحر قلعہ پر حملہ کیا چونکہ خواجہ عمرو نے سامان جنگ بخوبی کر لیا تھا ہر وقت حملہ کرنے ژوبین کے بحکم خواجہ عمرو اسقدر گولے گولندازون نے مارے کہ ژوبین آگے نہ بڑھ سکا در قلعہ تک کسی طرح نہ پہونچ سکا ہزارون سوار ہلاک ہوئے آخر بعد دو پہر کے لڑنے کے ژوبین طبل باز جنگ بجوا کر پلٹا اور قلعہ کا محاصرہ کرکے مقیم ہوا احوال ژوبین اور عمرو کا انشاء اللہ آگے لکھا جائیگا

داستان پیدا ہونا ملکہ قریشیہ سلطان کا اور رخصت ہونا امیر کا شہپال سے پھر چھوڑ دینا دیوون کا امیر کو صحرائے حیرت کدۂ سلیمانی مین بحکم ملکۂ آسمان پری اور دب جانا امیر کا پشتۂ ریگ مین پھر زندہ نکالا جانا ہمراہ ملکۂ آسمان پری کے گلستان ارم مین

راویان شیرین زبان اس داستان جمیل کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ بعد گذرنے ایام حمل کے جس روز بطن ملکہ آسمان پری سے دختر فرخندہ فال و یوسف جمال شیر صولت خورشید طلعت پیدا ہوئی حمزہ صاحبقران

بارگاہ سلیمانی مین بیٹھے ہوے تھے عبدالرحمٰن جنی و دیگر دیو و پریزاد و ذی قدر و ذی رتبہ عیلے قدر مرتبہ مین و یسار بیٹھے ہوے تھے ناگاہ ارزق پری نے روبرو ئی امیر حاضر ہو کر عرض کیا کہ اے امیر مبارک ہو اسوقت ملکہ آسمان پری کے بطن سے ایک دختر خوبصورت پیدا ہوئی ہے امیر دختر کے پیدا ہونے سے رنجیدہ ہوے بعوض خوشی مغموم ہوے عبدالرحمٰن جنی نے امیر کو غمگین دیکھکر عرض کیا اے امیر مجکو اپنے علم سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ لڑکی نہایت شجاع اور بہادر ہوگی اکثر آپکے فرزندون سے طاقت و قوت مین زیادہ ہوگی اور نہایت عقیل ہوگی اس دختر کو آپ فرزند کے بہتر خیال کیجیے رنج نہ کیجیے حمزہ صاحبقران نے عبدالرحمٰن جنی سے فرمایا اس دختر کا نام رکھیے عبدالرحمٰن جنی نے بعد غور و فکر عرض کیا نام اس دختر کا ملکہ قریشیہ سلطان رکھنا مناسب ہے امیر باتوقیر نے نام سنکے فرمایا بہتر ہے یہی نام رکھنا مناسب ہے ارزق پری گفتگوے امیر و تقریر عبدالرحمٰن جنی سنکے چلی گئی اور شہپال بن شہرخ اور ملکہ آسمان پری سے عرض کیا کہ نام اس دختر کا بموجب ارشاد امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کے عبدالرحمٰن جنی نے قریشیہ سلطان رکھا ہے شہپال اور ملکہ آسمان پری دونون یہ نام سنکے خوش ہوئی بعد کئی روز کے شہپال نے قریشیہ سلطان کی نہایت دھوم سے چھٹی کی کئی دن تک بزم عشرت آراستہ رہی نازنینان پریزاد گایا کین اکثر شاہان پرودۂ قاف بھی آئے اور شریک بزم عشرت ہوے بعد جشن کے کل زن و مرد جو مہمان سبتھے رخصت ہوے اسی دن وقت شب امیر باتوقیر کو جو ملکہ مہرنگار کا خیال آیا دل پہلو مین بیتاب ہوگیا چشم پرنم ہوئی لب آہ و نالہ سے آشنا ہوے آنکھون سے ہجر ملکہ مہرنگار مین آنسو جاری ہوے یہ حال ہوا ابیات سنان درد نے چھیڑا جگر کو وہ ہوا رونا ہنسی ہر چشم کو وہ یہان تک اشک نم مژگان سے ٹپکے وہ کر چھنکر رات بھر داماں سے بیٹھے وہ وہ شب بہزار آہ و زاری و بنالہ بیقراری بصد مشکل بسر کی ہنگام سحر امیر باتوقیر نے نماز سحر پڑھکر شہپال بن شہرخ پاس جاکر کہا کہ مین آٹھ روز کا وعدہ کرکے یہان آیا تھا مجھے یہان ایک زمانہ گذرا ہی میرے لشکر کے سردار وغیرہ سب پریشان خاطر ہونگے عبدالرحمٰن جنی نے مجھسے وعدہ کیا تھا کہ بعد چھ مہینے کے یہان سے چلے جاؤ گے اب زمانہ نو مہینے سے بھی زیادہ گذرا ہے مین از حد پریشان خاطر ہون آپ مجھے رخصت کیجیے میرے لشکر کے سردارون کے پاس مجھے بھجوا دیجیے اگر مین وہان نہین جاؤنگا تو رنج و صدمے سے ہلاک ہوجاؤنگا شہپال بن شہرخ نے پہلے تو کہا کہ بعد تھوڑے دنونکے مین تمھین وہان پہونچا دونگا آخر اصرار امیر باتوقیر سے شہپال نے مجبور ہوکر چند دیوون کو بلایا جب وہ حاضر ہوئے شہپال نے کہا امیر باتوقیر کو ایک تخت روان پر بٹھاکر جلد انکے لشکر کے سردارون کے پاس انھین پہونچا دو جب یہ خبر ملکہ آسمان پری نے سنی امیر باتوقیر کو بلاکر پوچھا مجھے چھوڑکر کہان جاتے ہو امیر باتوقیر نے فرمایا مین ملکہ مہرنگار دختر نوشیروان سے آٹھ روز کا وعدہ کرکے یہان آیا تھا مجکو یہان زمانہ زیادہ گذرا وہان ملکہ مہرنگار میرے انتظار مین بیقرار ہوگی اور جملہ سرداران لشکر بھی پریشان خاطر ہونگے ادھر مین اُن سب کی جدائی سے بیتاب ہون شب و روز انھین کا خیال رہتا ہے خصوصًا ملکہ مہرنگار ہر وقت مجھے یاد آتی ہین اونکی مفارقت مجکو شاق ہے اسوجہ سے جاتا ہون ورنہ ابھی یہان رہجاتا ملکہ آسمان پری ملکہ مہرنگار کا ذکر سنکے برہم ہوئی امیر سے تو کچھ نہ کہا لیکن علیحدہ جاکر ارزق پری کو بلاکر اس سے کہا کہ جو دیو امیر کو لیجائینگے اون سے میری طرف سے جلد جاکر یہ کہدو کہ ملکہ آسمان پری نے تمسے تاکید کہا ہے کہ امیر کو بیابان میں لیجاکر حیرت کدۂ سلیمانی مین چھوڑ دینا جہان امیر کہین وہان ہرگز ہرگز نہ لیجانا ارزق پری نے حکم ملکہ ان دیوون سے جاکر کہدیا دیوون نے عرض کیا آپ ہماری جانب سے عرض کردیجیگا کہ ہم بموجب حکم حضور امیر کو وادی حیرت کدۂ سلیمانی مین

چھوڑ کر چلے آئینگے آپکا حکم بجا لائینگے جو کچھ دیوون نے عرض کیا تھا ازرق پری نے ملکہ سے کہدیا امیر ملکہ اور شہپال سے رخصت ہوکر تخت پر بیٹھے شہپال امیر کے جانے سے ملول ہوا ملکہ چونکہ برہم تھی ملول نہوئی دیوون نے تخت اوٹھایا اور ایک جانب چلے طے کرتے راہ دور و دراز کے جب حیرت کدۂ سلیمانی مین پہونچے تخت کو وہین رکھا امیر سے کہنے لگے اسوقت ہم سب گرسنہ ہین آپ کہین تو ہم اکل و شرب سے فرصت کرلین تو پھر آپ کو لیچلین امیر سمجھے کہ دیو سچ کہتے ہین بعد فراغت آپ طعام پھر تخت اوٹھا کر لیچلینگے یہ خیال کرکے امیر خاموش ہو رہے دیو وہان سے آگے بڑھے امیر نے تو یہ تصور کیا کہ کہین آپ طعام کی جستجو مین جاتے ہین لیکن دیو بموجب حکم ملکہ امیر کو وہان چھوڑ کر جانب گلستان ارم روانہ ہوے جب گلستان ارم مین پہونچے تو ملکہ سے جاکر عرض کیا حضور ہم امیر کو حیرت کدۂ سلیمانی مین چھوڑ چلے آئے ہین ملکہ یہ سنکے خیال کرنے لگی کہ امیر ملکہ مہر نگار اپنی معشوقہ کے پاس اب کیونکر جا سکینگے زندگی بھر راستہ نہ پائینگے مجکو ناراض کرکے اور مجھسے جدا ہوکر راحت نہ اوٹھائینگے ایک روز حیرت کدۂ سلیمانی مین تڑپ تڑپ کر رہ جائینگے آرزو دل کی بر نہ آئیگی مہر نگار نگوڑی سے وصل اونھین میسر نہوگا یہ خیال کرکے ملکہ قریشیہ سلطان کو گود مین لیکر پیار کرنے لگی وہان امیر دیوون کا انتظار کرکے تخت سے اوٹھے اور خیال کرنے لگے افسوس دیوون نے مجھسے دغا کی مرکب سیہ قیطاس کو بھی بعجلت گلستان ارم مین چھوڑ آیا اگر اسوقت مرکب ہوتا تو اوسپر سوار ہوکر راہ بعید آرام سے طے کرتا تکلیف نہ اوٹھاتا یہ خیال کرکے خیال ملکہ مہر نگار مین ایک طرف چلے تھوڑی دور چلے تھے کہ کانٹون سے پانون فگار ہوگئے تلوون مین چھالے پڑگئے آبلون سے پانی نکلنے لگا کانٹے جو تلوون مین چبھ گئے تھے خون تلوون سے بہنے لگا کانٹون کی خلش سے روح کو صدمہ پہونچنے لگا حرارت آفتاب سے پسینے مین تر ہوگئے غبار ہوائے گرم سے اوڑ اوڑ کر رخ پر پڑنے لگا خار صحرا کف پا مین ہر قدم پر چبھنے لگے وہ صحرائے حیرت کدۂ سلیمان جس مین ہر ایک قدم ظہور حیرانی و پریشانی وہ تمازت آفتاب کہ جس سے قلب و جگر کباب ہو جائے لاکھ جستجو کرے کوئی چشمہ سوائے چشمۂ آفتاب کے نظر نہ آوے وہ صحرائے ہولناک زیر افلاک ایسا تھا کہ روح قیس نے بھی اوس بیابان کو کبھی خواب مین نہ دیکھا تھا زمین صحرا حرارت آفتاب سے جلتی تھی اور دم بدم چلتی تھی صرصر درخت کثرت لو سے خشک تھا برگ و ثمر سے مجبور تھا ہر ذرہ اوس وادی کا غیرت دہ آفتاب تھا طبقہ اوس زمین دشت کا کرۂ نار کا جواب تھا حتی کہ کبھی اس صحرا مین بخوف ہلاکت نہ آتے تھے دیو حتی الامکان بخوف اس وادی پرخطر مین نہ جاتے تھے کیونکہ وہ صحرا ایسا ہولناک و وحشت افزا تھا

نظم

لکھوں تعریف کیا اوس کی قلم سے ۔ بلا انگیز تر وحشت عدم سے

حرارت سے عیاں جوش تباہی ۔ اثر تھی ریگ شل ریگ ماہی ۔ نہ سایہ تھا نہ برگ خشک تر تھا ۔ بزنگ شاخ آہو ہر شجر تھا
کف مال حسرت چشمۂ آب ۔ ہوائے گرم سے ہر مرغ بیتاب ۔ حرارت کے دھوان اوٹھا جگر سے ۔ طپش سے آبلہ پڑتا زمین مین
یہ عالم دیکھکر وحشت بلا کا ۔ نظر مین پھر گیا سامان قضا کا ۔ وفور تشنگی لایا غضب مین ۔ ہیولی جان بھی پنہان آغوش تپ
بیابان مانند سنگ میل تنہا ۔ فقط حمزہ تھے محو سیر صحرا ۔ طلسم قدرتی پیش نظر تھا ۔ وہ صحرا جا بجا کہ خیمہ شرر تھا

امیر با توقیر نہایت حیران و پریشان یاد ملکۂ مہر نگار مین بسبب دشواری بادیہ پیمائی کرنے لگے اشعار

پریشان خستہ آوارہ جگر خوان ۔ لگے پھرنے میان دشت و ہامون ۔ نہ وہ سامان نہ وہ جاہ و حشم تھا ۔ نہ وہ لشکر نہ وہ طبل و علم تھا
دل پرسوز و جان شعلہ ... ۔ گذرگاہ خیال چند در چند ۔ کبھی گریان غم اہل وطن مین ۔ کبھی سوزان تپ داغ کہن مین
کبھی شاکی دل ناصبر ... ۔ کبھی دل تنگ جور آسمان سے ۔ کبھی شیش نظر اور نگ تقدیر ۔ کبھی سینہ ... غم سے دلگیر
کبھی کہتے کہ یارب مین کہان ہون ۔ یہ کیون پامال جور آسمان ہون ۔ کہان لائی مجھے قسمت کہان سے ۔ کہان لیجاتی ہے وحشت یہان سے
کبھی کہتے دل مضطر سے اپنے ۔ ملونگا کس طرح لشکر سے اپنے ۔ وہان ہر ایک پر روز و شبانہ ۔ گذرتی ہوگی کیا بے آب و دانہ

اجا یہ جو دیکھا خواب ہونگے
تیری فرقت میں سب بیتاب ہونگے

ہوئی کچھ پھر با صد مصیبت
ہوئے شرمندۂ احسان رحمت

ہوئی غفلت کو بیداری ہم آغوش
بحال آئے دل و جان رخصت ہوا ہوش

لگا کہنے تو لے بالین پہ آکر
کہا لینے کو کیا آرام پا کر

تو سمجھا بردے صادقی کو
لگایا داغ تام عاشقی کو

اگر دل میں یہی جوش ہوس تھا
تو تاخیر در پئے سوز نفس تھا

کہ ناگاہ صبح تھی ہو رنگ صحرا
دوئی نیلہ ہوا صحرا میں پیدا

کہا اسمین ماندگی سے ہو کے بیتاب
کیا آنکھوں نے میل بوسۂ خواب

کیا روح جہان بیجان نے اپنا
تعلق عالم علوی سے پیدا

محبت میں سر آرام جان کیا
ہلوئے لشکر و طبل و نشان کیا

یہ سب سامان ترا ننگ جا ہے
خلاف غیرت اہل وفا ہے

محبت بازیٔ طفلان نہین ہے
بہت مشکل ہے یہ آسان نہین ہے

امیر زرہ اور تیغ وغیرہ جسم سے اتار کر جا بجا زمین پر پھینک کر زیر پشتہ ریگ پاؤن پھیلائے ہوئے لیٹے تھے کہ یکایک ہوائے تند چلی اسوقت کثرت ہوا سے پشتہ ریگ کا امیر پر گر پڑا امیر زیر ریگ دب گئے فقط پاؤن کھلے رہے اسوقت ملکہ آسمان پری کا دل گھبرایا بیتاب ہو کر عبدالرحمن جنی کو بلایا جب عبدالرحمن جنی روبرو ملکہ آئے ملکہ نے پوچھا جلد بتائیے اسوقت امیر کس جگہ ہین اور کس حال میں ہین میرا دل نہایت گھبراتا ہے کلیجہ منھ کو آتا ہے عجب نہین کہ امیر کسی بلا مین گرفتار ہو گئے ہون عبدالرحمن نے اپنے علم سے دریافت کر کے کہا اے ملکہ غضب ہو گیا امیر صحرائے حیرت کدۂ سلیمانی مین زیر ریگ دب گئے ہین روح اونکی جسم مین گھبرا رہی ہے کوئی دم کے مہمان ہین اگر آپکو خبر امیر لینا ہے تو جلد لیجئے ورنہ امیر تھوڑی دیر مین ہلاک ہو جاوینگے ملکہ اگرچہ ذکر ملکہ مہرنگار سننے سے امیر سے ناراض ہوئی تھی لیکن عبدالرحمن جنی سے حال امیر سنکے ایسی بیقرار ہوئی کہ اسیوقت تخت پر بیٹھکر حیرت کدۂ سلیمانی کو روانہ ہوئی جب قریب پشتہ ریگ کے پہونچی دیکھا کہ خود و زرہ و عقرب سلیمانی وغیرہ جا بجا مقام پر پڑا ہے امیر زیر ریگ دبے ہوئے ہین فقط ایک پاؤن کھلا ہے یہ حال دیکھکر بیتاب ہو کر دیوؤن سے کہنے لگے ارے جلد اس ریگ سے امیر کو نکالو دیوؤن نے ریگ سے امیر کو باہر نکالا ملکہ نے اپنے زانو پر سر امیر کا رکھا بغور دیکھا تو رمق جان باقی تھی اسوقت ملکہ کا رونا اور تدبیرین ہوشیار کرنے کی دمبدم کرنا مفصل کیا لکھی جائین خلاصہ یہ کہ بمشکل تمام و بقدرت خالق خاص و عام امیر کو ہوش آیا آنکھیں کھولکر جو دیکھا سر اپنا آغوش ملکہ مین پایا امیر نے سر اپنا زانوئے ملکہ سے اٹھا کر بالائے زمین رکھا ملکہ نے سبب پوچھا امیر نے جواب دیا اب سر میرا زانوئے ملکہ مہرنگار کا ہے ملکہ آسمان پری نے برہم ہو کر کہا مہرنگار آدم زاد مجھ سے اچھی ہے میرے حسن و جمال سے اوسکا حسن و جمال زیادہ ہے امیر نے جواب دیا فی الحقیقت اسکے حسن ملیح دلفریب کے آگے تمھاری اس گوری صورت کی کچھ حقیقت نہین ہے ملکہ جو دیکھا کہ امیر غضبناک ہین اور سوائے حکایت مہرنگار کے کوئی ذکر امیر کو اچھا معلوم نہین پاتی اسوجہ سے ملکہ نے جواب ندیا اور واسطے رفع کرنے برہمی مزاج کے ملکہ قریشیہ سلطان کو امیر کی آغوش مین بٹھا دیا قریشیہ سلطان آغوش امیر مین مسکرانے لگی ہاتھ پاؤن مارنے لگی غصہ امیر کا اور خیال مہرنگار کا قریشیہ سلطان کو دیکھکر کم ہوا امیر اپنی دختر کو پیار کرنے لگے ملکہ نے دیوؤن سے کہا خود و زرہ اٹھا لاؤ جب یہ زرہ وغیرہ اٹھا لائے ملکہ نے امیر سے کہا کہ اب زرہ پہنو خود سر پر رکھو عقرب سلیمانی کمر سے باندھو میرے ساتھ گلستان ارم مین چلو امیر نے جواب دیا ای ملکہ اب مین مہرنگار کے پاس جاؤنگا ملکہ نے منت کہا آپ میرے ساتھ چلئے بعد چھ مہینے کے مین آپکو خواجہ عمرو کے پاس پہونچا دونگی امیر یا تو قیر نے خیال کیا اگر حیات باقی ہے تو چھ مہینے جلد گذر جاوینگے بعد چھ مہینے کے یہان سے ملکہ مہرنگار کے پاس چلا جاؤنگا یہ خیال کر کے امیر یا توقیر حمزۂ صاحبقران راضی ہوئے ملکہ آسمان پری امیر با توقیر حمزۂ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر صحرائے حیرت کدۂ سلیمان سے گلستان ارم مین لائی شہپال کو امیر کے آنے کی اطلاع ہوئی عبدالرحمن جنی امیر کے آنے سے خوش ہوا امیر پھر یہ صد راحت و آرام گلستان ارم مین رہنے لگے

داستان پہونچنا لندھور اور بہرام گرد بن خاقان چین کا مع فوج کثیر ملک سنگ سران میں اور قتل کرنا مرزوق شاہ کو اور بھاگنا داراب شاہ اور عبد العزیز کا جانب ختائیان پھر جانا بہرام کا ساتھ چین لندھور سے رخصت ہو کر

راویان شیرین بیان اس داستان کو یون بیان کرتے ہین کہ جب لندھور و بہرام مع فوج جرار قریب ملک مرزوق شاہ والی ملک سنگ سران کے پہونچے ایک میدان وسیع مین قیام پذیر ہوے چونکہ عبد العزیز و داراب شاہ لندھور و بہرام سے شکست کھا کر قبل پہونچنے لندھور اور بہرام کے مرزوق شاہ بادشاہ سنگ سران کے پاس پہونچ گئے تھے اور تمام کیفیت اپنی اس سے بیان کی تھی اس نے وعدہ کیا تھا کہ اگر لندھور اور بہرام فوج لیکر یہان آئینگے تو مین اُنسے لڑونگا اور دشمن قتل کرونگا یہ کہکر عبد العزیز اور داراب شاہ کو بعزت و حرمت اپنے ملک مین رکھا تھا جب لندھور اور بہرام قریب شہر مرزوق شاہ پہونچکر مقیم ہوے اور مرزوق شاہ نے لندھور اور بہرام کے آنے کی خبر سنی تو پانچ لاکھ فوج سنگ سرون کے ہمراہ لیکر مع عبد العزیز اور داراب شاہ برائے مقابلہ لندھور و بہرام گرد شہر سے باہر نکلا اور سامنے فرودگاہ لشکر لندھور کے آکر قیام پذیر ہوا ہنگام شام مرزوق شاہ نے طبل جنگ بجوایا صدائے نقارہ و طبل جنگی بلند ہوئی ہرکارے جو خبر لانے پر مقرر تھے وہ صدائے طبل جنگی سنکر خدمت لندھور مین حاضر ہوے اور مجراگاہ پر کھڑے ہو کر بصد ادب مجرا کرکے بطریق دعا و ثنا رسم شاہی بجا لاکر عرض کرنے لگے قطعہ

ای کہ حشمت در آزمودن تیغ دست از ساعد افگند بہ فلک	سر بہرام صد انداز د سینہ بر روئے گور انداز د	گر کشد باز ہیبت تو صفیر گر قضا قدرتت بدست آرد	مرغ تقدیر پر شہپر انداز د بیضہ عرش طرح جوہر انداز د

حضور لندھور گار حضور کا اقبال ہو سر بداندیش تیغ اقبال سے جلد تر جدا ہو اسوقت مرزوق شاہ حاکم سنگ سران بدترین جہان نے طبل جنگ بجوایا ہے قصد اوسکا یہ ہے کہ صبح کو میدان کارزار مین عبد العزیز و داراب شاہ روسیاہ غازیان لشکر حضور پر لوٹ کے مقابل ہون باقی خیریت ہے لندھور نے خبر مرزوق شاہ کے آنے کی اور طبل جنگ بجوانے سنکر فرمایا الحمد للہ ہمارے لشکر نصرت اثر مین بھی بعنایت رب دو جہان نقارۂ جنگی بجوایا جاوے ہرکارے یہ خبر سنکر بارگاہ فلک جاہ سے باہر آئے اور حکم بادشاہ ہندوستان لندھور بن سعدان سے نقارچیون نوازندون کو اطلاع دی مجرد حکم قضا شیم لندھور بن سعدان ادھر بھی نقارۂ جنگی پر چوب پڑی آواز نقارۂ رزمی بلند ہوئی دشمنون کے دل دہلنے لگے شعر زنقارہ آواز آمد برون چو کر دو نست دو لست گردون دون اسوقت صدائے طبل نقارۂ جنگی بلند ہوئی دونون لشکرون مین تیاری جنگ کی ہونے لگی غازیان لشکر اسلام تلوار و نیزہ و سپر صیقل کرنے لگے تیغون کو اور آبدار کرنے لگے تیر انداز تیرون کو درست کرنے لگے شاخ کمان کو سینکنے لگے دلاوران ہند خوش ہو کر باہم کہنے لگے کہ جلد صبح ہو لڑائی شروع ہو برق شمشیر چمکے چقاچاق خنجر بلند ہو کمان کی کڑکنے کی آواز مین تیرون کی بارش ہو جنگ مغلوبہ ہو اعدائے نابکار کو قتل کرین جوہر شمشیر کھائین زخم تیغ و خنجر منہ پر کھائین بہادرون سے سرخرو ہون تمنائے دل بر آئے اگر بخطر رنگین ہائے داخل شہدا ہون جنت مین جاوین حورون کے وصل سے لطف اٹھائین سیر باغ جنان کرین میوے خلد کے کھائین ادھر تو بہادران ہندوستان شوق جنگ مین بیتاب و بیقرار تھے ادھر سنگ سران روسیاہ بھی تیاری جنگ مین تھے مگر سنگ سران ناپاک خیال جنگ سے غمناک تھے باہم کہتے تھے کہ دیکھئے ہنگام معرکہ کیا ہوتا ہے کون غالب ہوتا ہے کون مغلوب ہوتا ہے سنا ہے کہ بہادران ہندوستان بنہایت شجاع ہین ہم تو پہلے حملہ کرینگے اگر لڑائی بن پڑی تو خیر ورنہ دم دبا کر بھاگ جائینگے جلادون سے اپنی جان بچائینگے اسیر گرفتار ہونگے گلے مین اپنے رسی نہ بندھوائینگے شیران ہند سے دیدہ و دانستہ مقابلہ نکرینگے بلا سے گھرون مین مارے مارے پھرینگے کوئی رحم کھا کر نذر یا روٹی دیدیگا پیٹ ہمارا صبح سے تا شام بھر جائیگا اسیطرح باہم گر سنگ سران خیرہ سر باتین کرتے تھے باہم گر گفتگو کیا کرتے تھے گویا یہ کہتے تھے لشکر اسلام مین بھی یہی چرچا بلند تھا کوئی کہتا تھا بار ادرک صبح کو معرکۂ رزم مین اپنی جان دینگے شربت شہادت نوش کرینگے یا حریف کو تلوار کے گھاٹ اتار دینگے ناری کو واصل جہنم کرینگے لشکر کے

واسطے طلایہ کے اٹھتے تھے گرد لشکر پھرتے تھے اور شبانہ پوشان چمن ہوشیار باش اور خبردار باش کہکر دونون جانب اہل لشکر کو ہوشیار کرتے تھے نقیبان خوش آواز بھی دونون لشکرون میں پکارتے تھے ای دلاورو آج کی رات آرام و استراحت ہی بسر کرنا نہین جانبو منا حریف کا ہے ہوشیار رہو آلات حرب و ضرب کے درست کرو ہنگام سحر قریب ہے پہنچے میدان جنگ میں بہادرانہ اور دو صفا ہو کر قدم بڑھانا سر کٹنے کا ڈر نہ کرنا آبرو کا خیال کرنا حق نمک خواری ادا کرنا میدان میں ثابت قدم رہنا بڑھ بڑھ کر نیزہ و شمشیر سینے پر روکنا اور تیغ حریف کو سر میدان ٹوکنا نعرے دلیرانہ کرنا جنگ رستمانہ کرنا دلاوران لشکر میں جرات و شجاعت ظاہر کر کے نام پیدا کرنا اگر قدم میدان جنگ سے ہٹاؤ گے دیکھو سچ کہے دیتے ہین پچتاؤ گے آبرو خاک میں ملجائیگی دلاورون کی نظرون سے گر جاؤ گے نامرد و بزدل مشہور ہو جاؤ گے غرض اسطرح نقیبان خوشنغمہ مردان لشکر کو ترغیب جنگ کی دیتے رہے دلاوران لشکر تیاری جنگ میں مصروف و مشغول رہے جب وہ وقت آیا

بڑی سامان ظلمت پر تباہی		دھوان ہو کر چلی سب کی سیاہی	جمال شمع پر آئی اداسی		چراغ شب میں پہلی بدحواسی

ہنگام سحر مرزوق شاہ نابکار بیدار ہو کر مع لشکر بیحد کر و فر میدان مصاف میں آکر صف آرا ہوا ادھر سے لندھور و بہرام گرد و کل بعد ادائے نماز سحر جلد تن پر آراستہ کر کے دعائے فتح و ظفر خالق دو جہان سے مانگ کے بارگاہ سے برآمد ہوئے بہرام مرکب صبا رفتار پر سوار ہوا لندھور بھی گھوڑے پر سوار ہوا ایک راوی کہتا ہے کہ فیل پر سوار ہو کر مع جملہ جوانان لشکر ظفر اثر جانب میدان رزم مانند دریائے زخار روانہ ہوا گھوڑون کی ٹاپون سے طبقات ارض کو جنبش ہوئی قدم گاہ زمین بار کثرت مردان جنگ سے تھرانے لگے غبار عظیم بلند ہوا مرزوق شاہ بدانجام نے لشکر اہل اسلام دیکھکر گھبرایا جب بہرام گرد اور لندھور بن سعدان بشوکت تمام میدان رزم میں پہنچے بیلچہ کارون نے لشکر سے نکلکر زمین ناہموار کو ہموار کیا سقون نے پانی چھڑکا پھر میمنہ و میسرہ قلب و جناح ساقہ و چنگاہ لشکر درست ہوا بعد اسکے نقیبان خوش آواز اور کڑکیت دونون لشکرون سے نکلے اور اسطرح پکارے کہ ای بہادرو وقت کارزار کا لازم ہے کہ دلیرانہ جنگ کرو اپنے حریف کو جو نگ کر دو یہ عرصہ کارزار ہے قبضہ میں تمھارے تیغ آبدار ہے حریف کو للکارو شمشیر کو کار فرماؤ

وہ لشکر ہے کروچ مانند لیو لڑے اس طرح زیر چرخ بریں		دہل جائے سنکے اگر کوئی دیو ہووے ہو سبق جنگ رنگین		کرو تم میدان میں ایسی نبرد عدو کو کرو قتل شمشیر سے	کہ دشمن بھرے دم میدام آہ سرد کرو سر کشون کو فنا تیر سے

نقیب اور کڑکیت تو یہ کہکر ہٹ گئے جوانان لشکر فرط نشہ بادہ شجاعت سے مست ہو کر جھومنے لگے بار بار قبضہ ہائے شمشیر پر ہاتھ عبد العزیز ہندی اول صف لشکر سے نکلکر میدان جنگ میں آیا اور مرکب کو روک کر مبارز طلب کیا ادھر سے بہرام گرد نے اپنے سمند تیز کو بڑھایا اسوقت علمبردار لشکر جادہ گری پر آئے باجے جنگی بجے بہرام گرد نے لندھور سے رخصت ہو کر میدان کارزار میں مقابل عبد العزیز کے پہنچکر مرکب کو روکا عبد العزیز نے بقہر و غضب پھر نگاہ در زنی مرکب کو بڑھایا ادھر سے بہرام نے بھی گھوڑا بڑھایا ہنگام نگاہ در زنی مردان لشکر یا نیمین دیکھا کہ پانچ قدم مرکب عبد العزیز کا ہٹ گیا اور ایک قدم گھوڑا بہرام کا پسپا ہوا عبد العزیز نے مرکب رانون میں دبا کر آگے بڑھایا اور غضبناک ہو کر نیزہ سینہ بے کینہ بہرام گرد پر مارا بہرام گرد نے سنان نیزہ کو اپنی سنان نیزہ پر رد کیا شور ظاہر ہوئے بعد چند طعنہ ہائے نیزہ کے بہرام نے نیزہ دست عبد العزیز نکالا نیزہ دست عبد العزیز سے کیا نکلا گویا ایک نیزہ آب خجالت میں غرق ہو گیا سنان نیزہ عبد العزیز مثل تیر شہاب دور جاکر گری جاتا لشکر میں شور ہوا کہ نیزہ عبد العزیز کے ہاتھ سے نکل گیا عبد العزیز ہندی نے برہم ہو کر تیغ گرانبار میان سے کھینچا اور مرکب بڑھا کر خبردار خبردار کہکر سر بہرام پر لگایا بہرام نے سپر اٹھائی اتفاقاً پانون گھوڑے کا موش خانہ میں جا نارا یا جیسا بہرام گرد و مرکب کو سنبھالے اور پانون گھوڑے کا موش خانے سے نکالے تیغ سر پر پڑ گیا اور تاؤ ابرو اتر آیا بہرام نے دستانہ کا تیغہ نکل گیا لیکن خون زخم سر سے جاری ہوا عبد العزیز بہرام گرد کو زخمی کر کے لشکر مرزوق شاہ میں چلا گیا مرزوق شاہ تخت سے اتر کر مرکب پر سوار ہو کر میدان میں آیا اور پکارا کہ ای لندھور اگر دعوی شجاعت ہے تو میدان میں آ کر مجھ سے مقابلہ کر لندھور بن

سعدان نے کہا مرزوق شاہ تلنگے گھوڑے پر سوار ہو کے مرکب اپنا آگے بڑھایا اسوقت پھر علم لشکر نصرت اثر جلوہ گری پر آیا نوبت
مین باجے جنگی بجے لندھور بھی میدان مین جا کر بہرام گرد کو لشکر مین بھیجکر مرزوق سے مقابل ہوا مرزوق شاہ نے تیغ آبدار سر لندھور
پر مارا لندھور نے تیغ سر پر روکا پھر تیغ ہندی کو آبدار دو بار کھینچکر مرزوق شاہ کی کمر پر اسطرح لگایا کہ مرزوق شاہ دو ٹکڑے ہو کر
زمین پر گرا مردان فوج مرزوق شاہ یہ حال دیکھکر بصد غضب آگے بڑھے اور لندھور کو گھیر کر تیغ و تبر لگانے لگے لندھور بھی شیر نر
کے سرون سے اڑانے لگا ایک ایک سے گلے مین سیکڑون قتل کرنے لگا یہ حال دیکھکر فوج ظفر موج لندھور بھی بصد قہر و غضب بڑھی ہر ایک
بہادر نے تلوار کھینچی آخر دو لشکر باہم مل گئے تلوار چلنے لگی فردان لشکر جابجا قتل ہونے لگے لاش پر لاش گرنے لگی روحین جسمون سے
نکلنے لگین سر تنون سے جدا ہونے لگے زمین چمن بہادران صف شکن تیغ زن سے رنگین ہو گئی زخمی خاک پر گر کر تڑپنے لگے درد زخمہای
کاری سے کراہنے لگے اسوقت یہ عالم تھا ابیات ہوئی چرخ پر جنگ مریخ دنگ ÷ کہ دیکھی نہین آجتک ایسی جنگ ÷ دلاور بڑے تیغ
کو تول کے ÷ کہ ہم نقد جان دیتے ہین کھول کے ÷ ہوا گرم بازار جنگ و ستیز ÷ کیا عافیت نے وہان سے گریز ÷ پہر بھر کامل خوب
جنگ مغلوبہ ہوئی آخر فوج مرزوق شاہ مقتول شکست کھا کر منہ سیہ دروپس میدان جنگ سے بھاگی غازیان لشکر اسلام نے تعاقب کر
لشکر مرزوق شاہ کے خیمہ بارگاہ و خزانہ لوٹ لیا سگسار ان روباہ خصال جانب شہر بھاگے لندھور بھی مع فوج شہر مین داخل ہوا
سگسار ان بزدل طالب امان ہوئے لندھور نے سب کو مسلمان کر کے امان دی عبدالعزیز و داراب شاہ تو بھاگ کر جانب ختا گیا
لندھور نے بعد فتح طوفان ہندی کو وہان کا بادشاہ کیا طوفان تخت پر بیٹھا امرا و وزرائے نذرین دین تمام ساکنان شہر بحکم لندھور
و طوفان کے مسلمان ہوئے پھر لندھور نے زخم سر بہرام گرد کے علاج کیواسطے جراحون کو طلب کیا جراحون نے بعد
تسمیہ و تدبیر کے پھایا مرہم کا زخم پر رکھا بہرام گرد کو غش سے افاقہ ہوا اٹھکر بارگاہ مین قریب لندھور بیٹھا ناگاہ ایک قاصد آیا
اور اس نے نامہ نکالکر بصد ادب بہرام گرد کو سلام کر کے دیا بہرام نے نامہ پڑھا معلوم ہوا کہ خاقان چین نے نامہ بھیجا ہے
بہرام نے اپنے باپ کے نامے کو پڑھا بعد دعا کے لکھا تھا کہ اے فرزند آگاہ ہو معروف شاہ مازندرانی مع لشکر آیا ہے ہم قلعہ بند ہین
آٹھ روز کی مہلت دشمن سے لی ہے تمکو لازم ہے کہ بمجرد دیکھنے ہمارے نامے کے اپنے تئین جلد ہم تک پہونچاؤ اور مقابلہ کر کے حریف کو قتل کر ورنہ آیا
شہر لوانے کے شر و فساد سے بچاؤ مگر لکھتا ہون جلد آؤ ورنہ آگاہ فقط زیادہ دعا بہرام گرد نامہ پڑھکر یا اور کسی سے پڑھوا کر لندھور سے کہا کہ یہ
نامہ میرے والد نے مجھے بھیجا ہے اور مجھے بلایا ہے اب مین آپ سے رخصت ہوتا ہون اور خدمت والد مین جاتا ہون لندھور نے کہا اے بہرام
عبدالعزیز اور داراب شاہ کے تعاقب مین مجھے جانا نہ ہوتا تو مین بھی تمھارے ساتھ چلتا اور معروف شاہ نابکار کو زیر تیغ کرتا
مگر فرقت بہرام گرد سے اشکبار ہوا بہرام گرد نے انشاء اللہ معروف شاہ کو قتل کر کے مین آپکے پاس چلا آؤنگا وہان توقف
نکرونگا یہ گفتگو کر کے بہرام گرد چالیس ہزار چینیون کو اور اپنی زوجہ کو ہمراہ لیکر اسی خیال مین مرکب پر سوار ہو کر چین کی جانب
روانہ ہوا بعد طے کرنے درازی راہ کے بعد قریب شہر چین پہونچا ایک میدان مین قیام پذیر ہونے کا حکم دیا لشکر ٹھہر گیا بارگاہ و خیام
استادہ ہونے لگے اہل لشکر گھوڑے سے اترنے لگے ابھی بہرام گرد مرکب سے اترا تھا اور داخل بارگاہ نہوا تھا کہ یکایک ایک چرخ گرا اور بہرام
گرد کو اٹھا کر ایک جانب لیگیا چینی فریاد و فغان کرنے لگے زوجہ بہرام گرد بھی یہ خبر وحشت اثر سنکے رونے لگی لشکر مین فریاد و
بکا کے شور قیامت برپا ہوا آخر مجبوری و ناچاری اشکبار ہو کے تمام چینی اسیجگہ مقیم ہوئے زوجہ بہرام گرد بھی بارگاہ مین فروکش
ہوئی یہان تو بارہ ہزار چینی مقیم تھے اور خیال بہرام گرد مین اشکبار تھے وہان معروف شاہ نے بعد گذرنے میعاد مہلت کے
مع فوج کثیر قلعہ پر حملہ کیا اہل قلعہ گولے اڑانے لگے ہر چند چینیون نے ہزار ہا گولے مارے لیکن معروف شاہ سپر فراخ دامن کے
اپنے تئین بچاتا ہوا گرز سے اکثر لوگون کو رد کرتا ہوا دریائے آتش مین شناوری کرتا ہوا عنقریب در قلعہ پہونچا چینیون نے تیل کو
گرم کر کے کڑاہے چھپر جلا کر قلعہ سے بالائے معروف شاہ پھینکے اکثر چینی تیل کڑاہون مین گرم کر کے معروف شاہ پر لگو

تیرانداز تیر لگانے لگے معروف شاہ جلد اُنھونے بچکر خندق کو طے کرکے در قلعہ پر پہونچا اور در قلعہ کو گرز گران سے توڑنے کا قصد کیا اوسوقت خاقان چین اور جملہ چینیون نے دست بدعا بدرگاہ خدا بلند کرکے اسطرح دعا کی کہ اے خالق زمین و آسمان و اے مددگار بیکسان دادرس مجھکو اپنے بندہ برگزیدہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ہمکو معروف شاہ کے شر و فساد سے بچا ابھی خاقان چین وغیرہ بگریہ زاری دعا در درگاہ کبریا مین کررہے تھے ناگاہ ایک چیز مثل برق جانب فلک سے گرا اور معروف شاہ در قلعہ سے اوٹھالے گیا خاقان چین وغیرہ یہ حال دیکھکر خوش ہوے اور لشکر معروف شاہ پر پھر گولے مارنا شروع کیا لشکر معروف شاہ چونکہ بے سردار تھا شکست کھا کر ہٹ گیا پھر غم معروف شاہ مین نالان و گریان جانب مازندران روانہ ہوا اہل قلعہ شاد و مسرور ہوے وہ بارہ ہزار چینی جو میدان مین فروکش ہوے تھے بعد دو روز کے زوجہ بہرام گرد کو لیکر چین مین داخل ہوے اور خدمت فیضدرجت خاقان چین مین حاضر ہوکر تمام حال بہرام گرد کا بیان کیا خاقان چین اپنے پسر کے غم مین نالان ہوا آخر بموجب سمجھانے اکثر چینیون کے کثرت نالہ و بکا موقوف کی اور اپنی بہو کو بخوشی و خرمی قلعہ مین داخل کیا بعد آٹھ یوم کے زوجہ بہرام کے بطن سے ایک فرزند شیر صولت پیدا ہوا خاقان چین نے نام اوس فرزند کا معظم خان رکھا ہرچند کہ خاقان چین غم بہرام گرد مین مبتلا تھا لیکن اپنے پوتے کے پیدا ہونے سے خوش ہوا اور بعد کئی روز کے بڑی دھوم سے چھٹی کی بعد چھٹی ہو چکنے کے خاقان چین معظم خان کو بخوبی پرورش کرنے لگا

داستان جانا لندھور کا جانب ختنانیان بفوج گران اور پھر گرفتار ہونا مع دیگر حالات

راویان عالیمقام اس داستان کو یون بیان کرتے ہین جب مرزوق شاہ ہاتھ سے لندھور کے مارا گیا تھا عبدالعزیز و داراب شاہ با حال تباہ جانب ختنانیان روانہ ہوے تھے بعد طے کرنے منازل کے جب عنقریب ختنانیان پہونچے اور شاہ ختنانیان عموی لندھور بن سعدان نے سنا کہ عبدالعزیز و داراب شاہ شکست کھا کر قریب تیرے ملک کے آپہونچے ہین شاہ مذکور یہ خبر سنکر اپنے شہر سے مع ارکین سلطنت و اعیان مملکت نکلا اور باہر شہر کے آکر اون دونون کا استقبال کرکے اپنے ملک مین لیگیا اور بعزت و حرمت ایک ایوان مین مقیم کیا اور دعوت ضیافت مین سرگرم ہوا بعد الفراغ دعوت ضیافت شاہ ختنانیان نے احوال پوچھا عبدالعزیز و داراب شاہ نے تمام احوال اپنا ابتدا سے انتہا تک بیان کیا شاہ ختنانیان نے کل کیفیت سنکر کہا اے برادران ایمانی اب تم یہان باطمینان تمام رہو اگر لندھور یہان آئیگا مین اوسے گرفتار کرونگا عبدالعزیز اور داراب شاہ یہ سنکے خوش ہوے اور باطمینان تمام شب روز براحت و آرام بسر کرنے لگے انھین عیش و عشرت مین بسر اوقات کرنے دیجیے مگر اب احوال لندھور بن سعدان کا سنئے کہ جب بہرام گرد رخصت ہو کر جانب ملک چین چلا گیا لندھور نے چیپور ہندی و عادل شیر دل و شہپال ہندی وغیرہ کو مع فوج قلیل جانب ہندوستان روانہ کیا شہپال وغیرہ بعد طے کرنے منازل کے ہندوستان پہونچے شہپال تخت حکومت ہندوستان پر بیٹھا اور سلطنت کرنے لگا لندھور نے بعد رخصت کرنے شہپال وغیرہ کے طوفان ہندی و جملہ بہادرونکو ہمراہ لیکر مع فوج کثیر جانب ختنانیان کوچ کیا لشکر لندھور و ملنے کے چلا جب لندھور قریب ختنانیان پہونچا اور ایک میدان مین مقیم ہوا شاہ ختنانیان کو جاسوس سے معلوم ہوا کہ لندھور لشکر کثیر لیکر آیا ہے چونکہ شاہ ختنانیان فوج قلیل رکھتا تھا اسوجہ سے لڑنا مناسب نہ جانا عبدالعزیز اور شاہ داراب سے کہنے لگا کہ لندھور لشکر آیا ہے تم میرے ہمراہ برائے استقبال چلو مین تمھاری خطا اوس سے معاف کرا دونگا پھر بکر و فریب سے گرفتار کرونگا اگر یہ تدبیر نکرونگا اوس سے مقابلہ کسطرح کرسکونگا داراب شاہ اور عبدالعزیز راضی ہوے شاہ ختنانیان عبدالعزیز و داراب شاہ کو لیکر بحشم و خدم شہر سے نکلا لندھور کو خبر ہوئی لندھور بھی اکثر بہادران چیدہ روزگار ہمراہ لیکے آگے بڑھا اثنائے راہ مین شاہ ختنانیان سے ملاقات ہوئی شاہ ختنانیان کے کہنے سے عبدالعزیز و داراب شاہ و ہر دو پا بوس ہوے

ہاتھ اپنے باندھکر لندھور سے عذر کیا اور سرکشی و خطا پر نادم ہوئے شاہ ختنانیان نے بھی سفارش کی لندھور نے تقصیر عبد العزیز
و داراب شاہ کی معاف کی پھر سبکو اپنے ہمراہ اپنے لشکر مین لاکر دعوت کی بعد تناول کرنے طعام دعوت کے دور جام مئے گلگون
ہوا جب دماغ شاہ ختنانیان کا بادۂ ناب سے گرم ہوا لندھور سے مخاطب ہوکر کہنے لگا ای فرزند برادر مین نے بھی تمہاری دعوت
کی آج شبکو میرے ملک مین چلکر سیر کرو ہنگام سحر دعوت کھاؤ لندھور نے یہ سنکر اور کچھ خیال کرکے عذر کیا شاہ ختنانیان نے کہا
اے پسر برادر آگاہ ہو کہ مین مسلمان ہو گیا ہون اور داراب شاہ اور عبد العزیز کو بھی از سر نو مسلمان کیا ہے اب تمکو دعوت سے
انکار نکرنا چاہئے لندھور نے یہ سنکے جواب دیا اگر آپ مسلمان ہوگئے ہین تو مین ضرور طعام دعوت کھاؤنگا اب حرف عذر لب پر نہ
لاؤنگا یہ کہکر حکم کیا کہ نازنینان خوبرو جلد حاضر ہوکر روبرو ہمارے رقص کرین بمجرد حکم نازنینان خوبرو و خوش گلو مع سازون
کے بزم عشرت مین حاضر ہوکر ناچنے لگین اور غزلین عاشقانہ گانے لگین ارباب بزم گانا سنکر خوش ہونے لگے یہانتک کہ قریب
شام جلسۂ عشرت مین نازنینان مصروف گانے مین رہین پھر جلسۂ عشرت موقوف ہوا شاہ ختنانیان لندھور کو اپنے ہمراہ لیکر اپنے
ملک مین گیا شبکو تو دعوت نہ کی لیکن ہنگام سحر بڑے تکلف سے لندھور اور اکثر سرداران لشکر لندھور کی دعوت کی اور جملہ طعام مین
بلندوف اور داروئے بیہوشی شامل کیا جب وہ طعام لندھور وغیرہ نے تناول کیا بعد تھوڑی دیر کے لندھور مع نعمان ہزارہ بیہوش ہوا
شاہ ختنانیان نے خوش ہوکر سبکو گرفتار کیا اور اسوقت حکم کیا کہ ہماری فوج تیار ہو بموجب حکم مردان لشکر مسلح ہوئے فوج عبد العزیز
اور داراب شاہ کی مسلح ہوئی شاہ ختنانیان کل فوج کو لیکر چلا جب قریب فرودگاہ لشکر لندھور پہونچا حکم کیا کہ ان سب کا تہ تیغ
کرو کسی کو زندہ نچھوڑو موافق حکم مردان لشکر نے فوج لندھور پر حملہ کیا چونکہ مردان لشکر لندھور شاہ
ختنانیان کے مکر و فریب سے غافل تھے ہنگام جنگ قتل ہونے لگے لشکری جلد جلد مسلح ہوکر گھوڑون پر سوار ہوکر
لڑنے لگے کفار کو قتل کرنے لگے تلوار چلنے لگی کافر و مسلمان قتل ہو ہو کر زمین پر گرنے لگے عبد العزیز و داراب شاہ
و شاہ ختنانیان کی فوج نے لشکر لندھور کو چار جانب سے گھیر لیا۔ ہر چند بلند خان قندھاری اور طوفان ہندی
اور سیلان ہندی وغیرہ خوب لڑے ہزارون کافرون کو قتل کیا لیکن آخر کار شکست کھاکر پیچھے ہٹے اور زخمی بھی ہوئے اسوقت اکثر سرداران
نامدار حالت زخمداری مین گرفتار ہوئے اور ہزارون مردان لشکر قتل ہوئے بعد دوپہر کے مردان لشکر لندھور میدان جنگ سے
بھاگے شاہ ختنانیان نے بارگاہ و خیام اور خزانے پر قبضہ کیا اوس روز اسی جگہ قیام کیا دوسرے روز وہان سے لندھور
وغیرہ کو ہمراہ لیکر زنجیر و طوق پہناکر اراباون پر ڈالکر مع لشکر کوچ اثنائے راہ مین جو جو ملک و شہر لندھور نے فتح کئے تھے
اون سب پر قبضہ کرتا ہوا ہر منزل پر مقام کرتا ہوا ہندوستان کے قریب پہونچا شہپال شاہ ختنانیان کے آنے کی خبر
سنکے متفکر ہوا کیونکہ فوج نہایت ہی قلیل تھی آخر بمشورۂ سرداران لشکر قلعہ بند ہوا اور قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے اچھی طرح
آراستہ کیا پھر قلعہ بند ہونا مناسب نہوا یہ جانکر قلعہ سے باہر نکلا اور کل فوج لیکر سامنے فرودگاہ لشکر حریف کے مقیم ہوا ہنگام شب
شاہ ختنانیان نے طبل جنگ بجوایا صدائے طبل جنگ بلند ہوئی جاسوس لشکر اسلام صدائے طبل جنگی سنکے خدمت شہپال
ہندی مین حاضر ہوئے اور مجراگاہ پر کھڑے ہوکر بعد ادب مجرا کے بعد دعا و ثنائے بادشاہی اسطرح عرض کرنے لگے ابیات

تا توان گفت زہرہ را رقاص
تا توان گفت غنچہ را ضحاک
رقص عیش تو باد گردش چرخ
گور خصم تو باد خندق خاک

شہنشاہ ہند کی عمر و دولت دائم زیادہ تر ہو تیغ تیز سے جلد جدا حریف نابکار کا سر ہو اسوقت شاہ ختنانیان بد ترین جہان
نے طبل جنگ بجوایا ہے قصد اسکا یہ ہے کہ وقت سحر آمادہ فساد و شر ہوکر میدان جنگ مین آکر خادمان شہنشاہ سے جدال و
قتال کرے باقی خیریت ہے شہپال ہندی نے خبر طبل جنگ بجنے کی سنکر کہا ہمارے لشکر مین بھی بفضل ایزدی نقارۂ جنگی پر
چوب لگائی جائے بموجب حکم ادھر بھی نقارۂ رزمی بجایا گیا مردان لشکر صدائے نقارۂ جنگی سنکے آمادہ حرب ہوئے ایک

دوسرے سے رخصت ہونے لگا اور کہنے لگا افسوس لندھور بن سعدان کو شاہ ختنانیان نے بمکر و فریب گرفتار کر لیا ہے علاوہ اسکے ادھر فوج کم تھی یقیناً سب کو سب قتل ہو نگے لاشے پڑے ہونگے کوئی غسل و کفن و دفن بھی نکرے گا اکثر بہادران اہل اسلام لشکریوں سے کہنے لگے کیوں فتح و ظفر سے نا امید ہوتے ہو خداوند عالم قادر ہے اگر وہ چاہے تو ہم تھوڑے آدمی ان سب کفار پر غالب ہوں تمکو لازم ہے کہ بنگام جنگ استقامت کرنا قدم میدان سے نہ ہٹانا یہ کہکر درستی سامان جنگ میں مصروف ہوئے تمام شب دونوں لشکر دشمن تیاری لڑائی کی بخوبی ہوئی جب وہ وقت آیا کہ ترک دہر نے تیرہ خط شعاع مہر چلایا تاریکی شب دور ہوئی آفتاب اہل جہان کو نظر آیا زنگ ظلمت صیقل نور سے صاف ہوا ظلمت نیا مہر عیلی مثل چادر ما سوئے مغرب بڑھا خورشید خاور ہوا آغاز صبح نو نمودار ہوا بہ چشم وا معروف دیدار ہوا وقت سحر شاہ ختنانیان اور عبد العزیز اور داراب و جاپیلا لیکر میدان جنگ کی جانب چلے اُس لشکر میں ہر ایک فرد جنگجو تھا ظلم سپاہی تھا ہر اک بانی بیداد

غرور کبر مین ثانی شداد

ہر اک اپنے تئین مردانگی مین
کبھی رستم سمجھتا گاہ میلاد
ہر اک تھا تیرہ باطن زاغ صورت
درازی قد کی طول روز میعاد
زدان اسطرح تھے وہ فوج دریج
کہ اُنسے آگے چلتا اوکا ہمزاد
جب سب بانی ظلم و فساد میدان کارزار مین پہونچے حکم شاہ

ختنان ترک سے صف آرا ہوے ادھر سے شہپال ابن بدیع و الال فوج قلیل لیکر شاہ ختنان ترک کے سامنے پہونچا بعد درستی میدان کارزار کے نقیبون نے نحکم مردان لشکر کو لڑنے پر آمادہ کیا کڑکیتون نے کڑکا کہا جب نقیب اور کڑکیت ہٹ گئے کافر و مسلمان کچھ دیر تک بشکل آئینہ حیران اور بصورت تصویر خاموش رہے آخر لشکر شاہ ختنان ترک سے ایک پہلوان نہایت ہی مغرور متکبر رستم خصال مرکب بہپال پر سوار ہو کر نکلا اور میدان مین آکر پکارا کہ او شہپال جلد میرے مقابلہ کے لئے کسیکو بھیج شہپال نے تقریر پہلوان کی سنکے جانب دست راست دیکھا عادل شیر دل نے فوراً مرکب اپنا بڑھایا اور شہپال وغیرہ سے رخصت ہو کر مقابلہ مین اُس دیو خصلت کے گیا پہلوان نے تیغ ابدار دگرانبار میان سے کھینچکر سر عادل شیر دل پر مارا عادل شیر دل نے بہ فن سپاہ گری ضرب تیغ تیز سے بچکر خود بھی شمشیر بہپال کھینچکر اسکی گردن پر لگائی پہلوان نے تلوار سپر پر روکی اسیطرح تا دیر باہم لڑائی ہوئی عادل شیر دل نے خبردار خبردار کہکر شمشیر آبدار فرق پہلوان نابکار پر لگائی ہرچند پہلوان نے سپر اٹھائی لیکن شمشیر برق نظیر سپر پر پڑکے دو ٹکڑے سپر کے کرکے خود کو کاٹ کے کاسہ سر مین گئی پھر مثل آب طرح گردن گذر کر صندوق سینہ مین پہونچی اور ذرا دم لیکر دل و جگر کو کاٹتی ہوئی شکم و کمر سے گذر کے پشت فرس پر پہونچی اور پشت فرس سے بھی گذر کر ایک جنبش مین وہ آئی پہلوان مع مرکب چار ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا گویا ایک پہاڑ ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا اہل اسلام مین شور تحسین و آفرین بلند ہوا شاہ ختنانیان ترک پہلوان کے قتل ہونے اور شور احسنت بلند ہونے سے از حد غضبناک ہو کر اپنی کل فوج سے کہنے لگا اس لشکر قلیل کو گھیر کر سبکو قتل کر و کسیکو زندہ نہ چھوڑو خصوصاً عادل شیر دل اور شہپال وغیرہ کو ہلاک کرو مردان لشکر نے حسب حکم زبرہ سواران نے گھوڑے بڑھائے ملازمان لشکر اسلام بھی ادھر سے لباس تن کو بصورت کفن بنا کر تلوارین کھینچکر گرزگران سر اٹھا کر آمادہ شہادت ہو کر بڑھے دونون لشکر مل گئے تلوار چلنے لگی گرزگران سرپہلوانان لشکر سواران لشکر کے سرو خنجر مارنے لگے راکب مرکبون سے ہلاک اور زخمی ہو کر گرنے لگے لاشون کے انبار جابجا میدان کارزار مین ہونے لگے زخمی تڑپنے لگے غازیان اہل اسلام شیرانہ لڑنے لگے خصوصاً عادل شیر دل و جیبور ہندی و شہپال ہندی و دیگر سرداران لشکر اسلام مردانہ جنگ کرنے لگے شجاعت و جرأت دکھانے لگے تلوارین بڑھ بڑھ کے کھانے لگے خون بہانے لگے کفار کو قتل کرنے لگے ہر ایک حملے مین سیکڑون نابکارون کو قتل کرکے گھوڑے انکی لاشون پر دوڑانے لگے دمبدم نعرے کرنے لگے کفار بھی گرز و تیغ و تیر سے اہل اسلام کو قتل کرنے لگے راوی کہتا ہے کہ دو پہر کامل ایسی لڑائی ہوئی کہ اکثر سواران اہل اسلام ہزارون کافران بد انجام کو قتل کرکے شہید ہوئے اور اکثر سرداران لشکر اہل مثل عادل شیر دل و جیبور ہندی عزیز لندھور بیٹے شہپال ہندی وغیرہ ہزارون

کافرون کو تہ تیغ کرکے اسد جو زخمون سے چور ہوے گھوڑون سے زمین پر گر پڑے شاہ ختانیان نے خوش ہو کر جملہ سرداران اور شہپال ہندی کو حالت زخمداری اور عالم غشی مین گرفتار کر لیا پھر بخوشی و خرمی داخل ہندوستان ہو کر تخت سلطنت پر بیٹھا دربار آراستہ ہوا اکثر امرا و روسا وغیرہ نے تخت نشینی اور فتح جنگ کی نذرین دین شاہ ختانیان ترک نے نذرین قبول کرکے جلادون کو حکم دیا کہ جلد تر لندھور بن سعدان کے سر کو تن سے جدا کرکے ہمارے پاس لے آؤ جلاد موجب حکم تیغین کھینچ اوٹھے اسوقت جملہ امرا و وزرا نے انکسار دست بستہ اس طرح عرض کیا کہ اے بادشاہ فلک جاہ اول تو لندھور حضور کا بھتیجا ہے دوسرے مثل لندھور کے فی زمانہ کوئی جوان زیر فلک نظر نہین آتا ہے پس ایسے جوان عدیم المثال کا قتل کرنا نزدیک خیر خواہ کے مناسب نہین ہے آیندہ حضور کو اختیار حاصل ہے شاہ ختنان ترک نے گفتگو وزرا و امرا کی سنکے کچھ فکر کی اور بعد فکر کے حکم دیا کہ لندھور کو قتل تو نہ کرو لیکن ہمارے سامنے لے آؤ ملازمان نابکار فی الفور لندھور کو بخوبی طوق و سلاسل مین گرفتار کرکے بشکل تمام دربار مین لائے لندھور اپنے چچا شاہ ختنان ترک کو تخت پر بیٹھا دیکھکر برہم ہوا شاہ ختنان ترک نے امرا و وزرا سے مخاطب ہو کر کہا کہ مین نے بموجب تمھارے عرض کرنیکے لندھور کی جان بخشی تو کی لیکن سلائیان نیل کی ضرور آنکھوں مین پھروا کر نابینا کرونگا امرا نے کچھ جواب نہ دیا شاہ ختنان ترک نے سلائیان نیل کی لندھور کی آنکھون مین پھروادین لندھور نابینا ہو کر کہنے لگا او ظالم و کافر ناحق تو نے اندھا کرکے مجھے زندہ رہنے دیا اس زندگی سے بہتر تو موت ہے جلد جلادون سے سر میرا تن سے جدا کرا شاہ ختنان ترک نے تقریر لندھور کی نہ سنی اور زیر تخت حکومت ایک مختصر تہخانہ بنوا کر اسی تہخانہ مین لندھور کو اس حال سے قید کیا کہ کوئی عیار یا کوئی یار غمخوار لندھور کو رہا کرکے نہ لیجائے بعد قید کرنیکے حکم دیا کہ دو نان اور ایک کوزہ آب سے زیادہ لندھور کو نہ دیا جائے پھر جملہ سرداران کو اور شہپال اور نعمان ہزارہ کو علیحدہ ایک زندان تیرہ و تار کے

مین قید کیا احوال لندھور وغیرہ کا انشاء اللہ آیندہ تحریر کیا جائیگا

داستان جانا خواجہ عمرو کا بسمت قلعہ سعادت نگار اور آخر کار لینا قلعہ کو بہ عیاری پھر لینا قلعہ صغیر کو

جوہران نادر رقم اس داستان کو یون لکھتے ہین کہ جب قلعۂ اوبار مین بھی غلہ ہو چکا پہلوان عادی نے حسب دستور خواجہ سے کہا خواجہ نے جملہ اہل قلعہ سے پوچھا کوئی قلعہ یہان سے قریب بھی ہے یا نہین ہے اہل قلعہ نے عرض کیا کہ تین کوس کے فاصلہ پر ایک قلعہ ہے نام اسکا سعادت نگار ہے حاکم قلعہ سلسلہ شاہ ہے خواجہ عمر اہل قلعہ کی یہ گفتگو سنکے فقیر کی قلعہ کی کہ لکر اور ایک آزاد فقیر کی صورت بنکر چلے جب قلعہ مین پہونچے دیکھا کہ در قلعہ سے ایک جوان خوبرو مرکب پر سوار ہمراہ لیکے کچھ یوز باشی و غیرہ سامان صید و شکار نکلا جب وہ جوان خوبرو قریب خواجہ آیا دیکھا اوس نے کہ درویش فقیری بانے سے آراستہ لباس درویشی زیب تن کئے ہوے یاد آتا یا معبود کہتا ہوا جانب صحرا جاتا ہے اوس جوان خوبصورت نے اوس فقیر سے کہا بابا عشق اللہ فقیر نے جواب دیا بابا یا واللہ جوان نے پوچھا کہانسے آتے ہو اور اب کہان جاؤگے درویش نے کہا بابا فقیر عدم سے آیا ہے اور عدم ہی کو جائیگا حیات چند روزہ ہے سبکو فنا ہے فقط خداوند کو بقا ہے جوان نے پوچھا اسطرف کہان جاتے ہو فقیر نے جواب دیا بابا اسی جانب مرشد کا مزار ہے فقیر واسطے فاتحہ خوانی کے جاتا ہے جوان نے پوچھا میان یہ تو بتاؤ صحرا مین کیا کھاتے ہوگے کیونکر تمھاری بسر ہوتی ہے فقیر نے جواب دیا بیت جہان گیا مرا حصہ مجھے وہان پہونچا ہ لگا کے خوان کرم سر آسمان پہونچا علاوہ اسکے بابا فقیر کو معبود نے عجب مرتبہ دیا ہے ہر وقت بادۂ وحدانیت معبود کے نشہ مین مست رہتا ہو بظاہر مین فقیر ہو باطن مین شاہ ہو جسوقت جو شے چاہتا ہے پروردگار سے طلب کر لیتا ہے بابا بارہا ایسا ہوا ہے بیت اوترکے کاسہ مئے عرش سے ہوا موجود جو فقیر مست نے جسدم کہا کہ یا موجود غرض فقیر جوان سے اسطرح باتین کرتا ہوا صحرائے سبزہ زار مین پہونچا کہ جوان سے بارگاہ و خیام استادہ ہوے فقیر کو جوان نے ٹھہرایا اور پوچھا بابا اگر کچھ گانا آتا ہو تو گاؤ تھوڑی دیر دل بہلاؤ مین بھی

خوش کرونگا سلسلہ شاہ حاکم قلعہ سعادت نگار کا بیٹا ہون نام میرا بہمن ہے فقیر نے کہا اچھا چند اشعار غزل کے گاتا ہون
سنیئے ملازمین کو حکم بہمن سے شکار کھیلنے لگے بہمن مع چند کس فقیر کے پاس بیٹھا رہا فقیر نے نکال کر یہ غزل گانا شروع کی

خوش آمد گل و زان خوشتر نباشد — که در دستت بجز ساغر نباشد
شراب بے خمارم بخش یارب — که با او هیچ درد سر نباشد
بتاج عالم آرایش که خورشید — چنین زیبندهٔ افسر نباشد
ز من بشنو و دل در شاهدی بند — که حسنش بستهٔ زیور نباشد
من از جان بندهٔ سلطان اویم — اگرچه یادش از چاکر نباشد
کسے گیرد خطا بر نظم حافظ — که هیچش لطف در گوهر نباشد

بہمن بن سلسلہ یہ غزل سنکے نہایت خوش ہوا تعریف درویش کی کرنے لگا اور کہنے لگا کہ ہر چند عیار میرا مسمی منصور خوب گاتا ہے لیکن شاہ صاحب اوس سے بھی اچھا گاتے ہین افسوس منصور ابھی تک نہین آیا اگر وہ یہان ہوتا تو اپنے کمال کی تعریف زیادہ کرتا خواجہ عمرو نے تقریر بہمن بن سلسلہ کے سنتے چاہا تھا کہ شراب طلب کرکے اور بیہوشی آمیز شراب پلا کر سب کو بیہوش کرون ناگاہ منصور عیار آ گیا بہمن نے شاہ صاحب کی گانے کی تعریف کی منصور نے خواجہ عمرو کو دیکھکر پہچان لیا اور عقب خواجہ عمرو آکر حلقہ کمند گردن خواجہ مین مارے اور جھٹکا دیا اور خواجہ کو گرفتار کیا ہر چند خواجہ نے کہا اے منصور عیار قہر پروردگار سے ڈر مجھکو چھوڑ دے مین فقیر ہون مجھکو ناحق بے جرم و خطا گرفتار کیا ہے لیکن منصور نے نہ رہا کیا اور کہا اے خواجہ عمرو زیادہ کیون باتین بناتے ہو مین تمکو نظر اول ہی مین پہچان گیا تھا بہمن تقریر منصور اور فقیر کی سنکے نہایت حیران ہوا آخر منصور سے کہنے لگا اس فقیر کو چھوڑ دے منصور نے عرض کی حضور یہ فقیر نہین ہے یہ خواجہ عمرو ہین اگر مین اور تھوڑی دیر نہ آتا تو خواجہ آپکو بیہوش کرکے مار ڈالتے اب آپ انکو مار ڈالئے بہمن نے کہا اے منصور خواجہ خوب گاتے ہین نہین تو انکو باکمال حفاظت تمام قید رکھ اکثر اوقات گانا خواجہ کا سنا کرونگا یہ کہکے بہمن نے صحرا مین شکار کھیل کے کچھ طائر اور چوپائے صید کرکے صحرا سے جانب قلعہ روانہ ہوا جب بہمن درون قلعہ مین پہونچے منصور نے خواجہ عمرو کو ایک جگہ قید کیا وقت شام دو روٹیان اور ایک کوزہ آب لیکر خواجہ کے پاس گیا اور آب و طعام دیکر قریب خواجہ محزون و غمگین ہوکر بیٹھ گیا خواجہ عمرو نے پہلے تو کہا اے منصور مجھکو چھوڑ دو پھر پوچھا کس صدمہ مین مبتلا ہو ہم سے تو بیان کرو شاید تمھارے کام کا ہم انصرام کر سکین منصور نے ایک آہ سرد کھینچکر کہا اے خواجہ مین آپکو اس شرط سے رہا کرتا ہون کہ جس کام کو مین کہون وہ کام کر دیجئے خواجہ عمرو نے اقرار کیا اور پوچھا وہ کام کیا ہے منصور نے کہا اے خواجہ مین چند سال سے دختر سلسلہ شاہ پر عاشق ہون باوجودیکہ مین عیار ہون لیکن اپنی محبوبہ تک پہونچ نہین سکتا اور مدعائے دل اوس سے حاصل کر نہین سکتا خواجہ عمرو نے گفتگوئے منصور سنکے کہا یہ کام تو کوئی اہم نہین ہے اگر تم مسلمان ہو جاؤ اور مجھے رہا کر دو تو مین آج ہی کوئی تدبیر کرون منصور عیار نے کلمہ پڑھکر خواجہ کو رہا کر دیا اور خواجہ شکل تبدیل کر کے منصور کے ہمراہ در محل تک آئے پھر منصور کو رخصت کرکے در محل پر کھڑے رہے ناگاہ ایک محلدار محل پر آئی خواجہ نے اسے پان کی گلوری کھلا کر بیہوش کیا اور جلد اوسکی صورت بنکر اور بچالا کی اسے داخل زنبیل کرکے محل مین گئے پھر زوجہ سلسلہ شاہ کو بیہوش کرکے اور اسکی شکل بنکے سلسلہ کو ہنگام شب بیہوشی آمیز شراب پلائی سلسلہ شراب پی کر بیہوش ہوا خواجہ عمرو نے خلوت مین اسے نذر زنبیل کیا اور اوسکی صورت بنے اور زوجہ سلسلہ کو زنبیل سے نکال کر پلنگ پر ڈالدیا پھر تمام محل مین جو جو شے مرغوب دل ہوئی خواجہ نے ہر ایک طور سے لیکر نذر زنبیل کی غرض تمام رات محل مین بسر کی جب صبح ہوئی خواجہ عمرو بصورت سلسلہ شاہ بیٹھے تھے ناگاہ دختر سلسلہ اصلی بعد سلام پاس آکر بیٹھی خواجہ عمرو اوسکے حسن و جمال کو دیکھکر محو ہو گئے آخر بعد تھوڑی دیر کے اٹھکر محل سے باہر گئے امرا و وزرا در دولت پر کھڑے تھے سب آداب تسلیمات بجا لائے سلسلہ نقل جب قریب تخت پہونچا تامدان سے اتر گئے تخت پر بیٹھا کیونکہ پہلے کہاریان تامدان کو اٹھا کر تا در محل لائی تھین پھر کہارون نے تامدان اٹھنے لے لیا تھا غرض کہ سلسلہ شاہ تامدان سے اتر کے

بالائے تخت بٹھایا امرا و وسائطی قدر مراتب بیٹھے بہمن بن سلسلہ بھی قریب تخت آکر بعد سلام کرنے کے نیم تخت پر بیٹھا غرض جب
دربار آراستہ ہوا خواجہ عمرو نے اہل دربار سے مخاطب ہو کر کہا ہم تو شب کو عالم خواب میں اسطرح مسلمان ہوئے کہ ایک مرد ضعیف
نورانی صورت میرے پاس عالم خواب میں تشریف لائے اور کہنے لگے اے سلسلہ اب مذہب باطل سے سلسلہ الفت قطع کر
اور دین اسلام اختیار کر اور سبکو مسلمان کر کہ یہ دین سب دینوں سے اچھا ہے میں بموجب ہدایت مرد بزرگ کلمہ پڑھکر بصدق
دل سے مسلمان ہوا ابھی اہل دربار نے کچھ عرض نہیں کیا تھا ناگاہ بہمن بیٹے نے اپنے باپ سے کہا اے پدر تم نے برا کیا کہ خواب میں
مسلمان ہوئے اب بھی دین اسلام کو ترک کرکے دین آبائی اختیار کرو خواجہ عمرو نے گفتگو بہمن سنکے فی الفور سر دربار
اسکو قتل کیا اہل دربار یہ حال دیکھکر خوف سے کانپنے لگے اور خیال کرنے لگے کہ اگر بموجب حکم بادشاہ دین اسلام ہم قبول نکرینگے
تو ہمکو بھی مانند اپنے فرزند قتل کر ڈالے گا یہ خیال کرکے جملہ وزرا و امرا و دیگر اہل دربار نے کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کیا جب اہل
دربار مسلمان ہو چکے تو خواجہ عمرو تخت سے اوٹھکر ایوان خالی میں گئے وہاں سلسلہ شاہ کو زنبیل سے نکالکر ستون در سے مضبوط
باندھا پھر فتیلہ رفع بیہوشی سنگھایا سلسلہ شاہ کو ہوش آیا خواجہ عمرو نے صورت اصلی اپنی دکھا کر کہا اے سلسلہ شاہ آگاہ ہو
کہ میں خواجہ عمرو ہوں میں نے تمکو تمھاری زوجہ کی شکل بنکر بیہوش کیا اور تمھاری شکل بنکر جملہ اہل دربار کو مسلمان کیا ہے اب تمکو
بھی لازم ہے کہ دین اسلام اختیار کرو خداوند عالم کی پرستش کرو دین باطل کو ترک کرو سلسلہ شاہ گفتگو خواجہ عمرو سنکے نہایت
برہم ہوا اور کہنے لگا کہ اے خواجہ میں ہرگز دین اسلام اختیار نکرونگا خواجہ عمرو نے یہ سنکے فوراً خنجر آبدار سے سلسلہ شاہ کو ہلاک
کیا بعد ہلاک کر ڈالنے سلسلہ شاہ کے ایوان سے دربار میں آکر منصور عیار کو تخت پر بٹھایا یہ خبر محل میں پہونچی اور جملہ اہل قلعہ بھی
و دختر سلسلہ شاہ جادوان مرد و عورت کلمہ پڑھکر بصدق دل سے مسلمان ہوئے خواجہ نے اسی روز دختر سلسلہ شاہ سے منصور
عیار کو عقد کیا منصور خواجہ سے نہایت خوش ہو کر عرض کرنے لگا کہ اب ملکہ مہر نگار اور جملہ سرداران لشکر حمزہ صاحبقران
وغیرہ کو اس قلعہ میں بلا کر لے آئیے اوسوقت خواجہ عمرو قلعہ سعادت نگار سے نکلکر قلعہ اوپار میں گئے وہاں سب
کہ بغیر خواجہ کے متفکر تھے جب خواجہ داخل قلعہ ہوئے سب خوش ہوئے خواجہ عمرو نے تمام حال قلعہ سعادت نگار
کے لینے کا بیان کرکے اور جملہ اہل قلعہ کو اپنے ہمراہ لیکر کھڑکی سے قلعہ اوپار کے وقت شب نکلے اور بعد قطع راہ داخل قلعہ سعادت
نگار ہوئے اور قلعہ کو آلات حرب و ضرب سے خوب آراستہ کیا جب صبح ہوئی ہرمز اور فرامرز اور ژوبین کو خبر ہوئی کہ خواجہ عمرو
مع تمامی لشکر قلعہ سعادت نگار میں گئے ہیں یہ خبر سنکے ژوبین اور ہرمز و فرامرز وہان سے مع لشکر کثیر جانب قلعہ
سعادت نگار روانہ ہوئے اثنائے راہ میں ژوبین نے ہرمز اور فرامرز سے کہا میں بوقت سعادت نگار پر جا
کے خواجہ وغیرہ کو قتل کرونگا کیا تم وغیرہ کو فقط ملکہ مہر نگار کو نہ قتل کرونگا اور آج ہی یہاں سے ملکہ کو ہمراہ لیکر طرف مدائن
کے روانہ ہونگا بختک نے جواب دیا اے ژوبین خواجہ وغیرہ کو قتل کرنا اور قلعہ سعادت نگار کو لینا بہت مشکل ہے تم
نے کیا سمجھا خواجہ عمرو وغیرہ کو قتل کروگے فقط منہ سے کہتے ہو کچھ ہو نسکے گا ژوبین بختک کی گفتگو سنکے زیادہ تر برہم ہوا
اور کہنے لگا دیکھنا کیسا قلعہ پر حملہ کرتا ہوں بختک نے کہا اچھا وہاں تک چلو تو آج میں تمھاری بہادری کا امتحان
کرونگا غرض بختک اسیطرح کی باتیں کرتا ہوا جب قلعہ سعادت نگار پہونچا میدان میں بارگاہیں اور خیام استادہ کرائے
ہرمز اور فرامرز کو بارگاہ میں ٹھہرا کے کئی لاکھ سواروں کو ہمراہ لیکر جانب قلعہ چلا یہاں اہل قلعہ نے گولہ انداز اور
تیر انداز وغیرہ کو خواجہ عمرو نے حکم دیا کہ جب ژوبین وغیرہ میدان طے کرکے سامنے قلعہ کے آئے اسقدر گولے اور تیر
اور پتھر مارو کہ قلعہ تک کوئی نا پہونچے اہل قلعہ نے بموجب حکم خواجہ ایسا ہی کیا یعنی جب ژوبین سامنے قلعہ کے
مع لشکر آیا گولے اور تیر اور پتھر کا اثر سواران لشکر ژوبین ہلاک ہونے لگے لاش پر لاش گرنے لگی زمین توپ

دروازے کھولنے لگے دھواں محیط عالم ہو گیا آفتاب نظر مردم سے نہاں ہو گیا قلعہ کثرت دخان سے نظر کفار سے نہاں ہو گیا
کوئی حربہ مردان لشکر ژوبین کا قلعہ تک نہ پہونچ سکا ہر چند ژوبین نے متواتر حملے کئے لیکن کسیطرح قلعہ تک نہ پہونچ سکا
بعد تین پہر کے ہزارہا سوار و نکو قتل اور ہلاک ہوتے دیکھکر قلعہ کی جانب سے پلٹا اور فرودگاہ لشکر پر پہونچکر محاصرہ قلعہ کا کرکے
مقیم ہوا گولہ اندازوں نے قلعہ سے گولے لگانا موقوف کئے ادھر بختک نے ژوبین سے کہا کیوں ژوبین تم کہتے تھے وہی ہوا
قلعہ تم لے نہ سکے پلٹ کر چلے آئے ژوبین نے خجل ہو کر جواب دیا کہ اے ملک جی آج تو اہل قلعہ نے اسقدر گولے اور تیر مارے
کہ ہزارہا مردان لشکر ہلاک ہوئے اگر میں گولوں سے نہ بچتا اور پلٹ نہ آتا تو ضرور میں بھی ہلاک ہو جاتا پس مصلحت وقت سمجھکر
پلٹ آیا ہوں اب خواجہ کو اس قلعہ سے نکلکر نہ بھاگنے دونگا جب غلہ ہو جائیگا خواجہ وغیرہ کثرت گرسنگی سے خود ہی مر جائینگے
بختک نے جواب دیا جب غلہ وغیرہ قلعہ میں ہو چکے گا خواجہ عمرو کسی نہ کسیطرح ضرور قلعہ سے نکل جائینگے انکو کون روک
سکتا ہے ژوبین یہ تقریر بختک کی سنکے خاموش رہا اور قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے پڑا رہا یہانتک کہ چھ مہینے گذرے
ایک روز پہلوان عادی نے خواجہ عمرو سے کہا اے شہنشاہ عیاران اب غلہ اس قلعہ میں کم ہو چکا ہے صرف دو چار روز کے
واسطے اور رہا ہے ابھی سے کوئی تدبیر کیجئے خواجہ عمرو نے منصور عیار سے پوچھا کوئی قلعہ یہانسے نزدیک تر بھی ہے یا نہیں ہے
منصور عیار نے عرض کیا ایک قلعہ یہانسے چار کوس کے فاصلے پر ہے نام اُس قلعہ کا صغیرہ کوہ ہے اور حاکم اوس قلعہ کے
دو بھائی ہیں ایک کا نام اردشیر ہے اور دوسرے کا نام مردشیر ہے دونوں بھائی نہایت شجاع و بہادر ہیں اور قلعہ بھی
نہایت مستحکم ہے غلہ وغیرہ بھی بہ نسبت اور قلعوں کے اوس قلعہ میں زیادہ ہے خواجہ عمرو نے کل تقریر منصور کی سنکے کہا
کل کوئی تدبیر کیجائیگی جب وہ دن گذر کے شب آئی خواجہ عمرو نے لباس عیاری کے اپنے تن پر آراستہ کر کے بہنگام سحر اس قلعہ کی طرف
کو [illegible] جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ تمام لشکر ژوبین اور بہرام اور فرامرز کا پڑا سو رہا ہے خواجہ عمرو سبکو غافل دیکھکر جلدی
قلعہ کی [illegible] بصد عجلت و شکل تبدیل کر کے چلا اثنائے راہ میں سیر کرتے ہوئے قریب قلعہ پہونچ خواجہ نے دیکھا قلعہ نہایت
ہی مستحکم ہے اور اسم بامسمّی ہے چھوٹا پہاڑ معلوم ہوتا ہے چہار طرف قلعہ کے بڑی توپیں لگی ہیں گولہ انداز وغیرہ قلعہ پر مشغول ہو رہے ہیں
دروازہ قلعہ کا بند ہے پل پختہ اٹھا ہوا ہے خندق میں پانی بکثرت بھرا ہوا ہے خواجہ عمرو قلعہ کو دیکھکر خیال کرنے لگے کہ آج دن بھر تو قلعہ
کی سیر کرنا چاہئے بہنگام شب کوئی تدبیر معقول کیجائیگی یہ خیال کر کے اطراف قلعہ صغیرہ کوہ میں پھر کئے اور تدبیر قلعہ میں جانیکی سوچتے
رہے جب آفتاب بغروب ہوا اور نصف شب سے رات زیادہ گذری خواجہ ایک جانب قلعہ کے گئے دیکھا چند نگہبانان قلعہ بالائے قلعہ
بیٹھے ہیں کبھی باہم باتیں کرتے ہیں گاہ صدائے ہوشیار باش سے اہل قلعہ کو ہوشیار کرتے ہیں حفاظت قلعہ کی بخوبی کر رہے ہیں
مہتاب میں روشنی ہے خواجہ نگہبانان قلعہ کو دیکھکے خیال کرنے لگے کہ اب کسطرح قلعہ پر جاؤں ابھی خواجہ یہ خیال کر رہے تھے
کہ ناگاہ چند نگہبانان قلعہ نے ایک نگہبان قلعہ سے کہا بھائی ہمکو تو نیند ایسی آتی ہے کہ آنکھیں بند ہوئی جاتی ہیں ہوا سے سرد
چل رہی ہے دل یہی چاہتا ہے کہ سو رہیں اگر تم تنہا حفاظت قلعہ کی کرو تو ہم جا کر سو رہیں اوس نگہبان قلعہ نے جواب دیا اچھا
تم سب جا کر سو رہو میں اکیلا نگہبانی قلعہ کرونگا وہ چند نگہبانان قلعہ یہ سنکے چلے گئے فقط ایک نگہبان قلعہ بالائے قلعہ
رہ گیا خواجہ نے یہ حال دیکھکر زنبیل سے گوپھن اور ایک پتھر تراشیدہ نکالا پھر پتھر کو گوپھن میں رکھکر اور خوب تاک کر اوس
نگہبان قلعہ پر مارا پتھر سر پر اوس نگہبان قلعہ کے جو پڑا کئی ٹکڑے سر کے ہو گئے مغز سر کا بہا [illegible] نہ معلوم ہوا کہ کیا ہو گیا نگہبان
قلعہ فوراً ہلاک ہو کر گرا خواجہ آب خندق سے گذر کر دیوار قلعہ تک پہونچے اور جسطرف دیوار قلعہ کسیقدر [illegible] کم تھی اوسی
جانب دیوار پر کمند پھینکی پھر بذریعہ کمند دیوار قلعہ پر پہونچے اور دیوار قلعہ سے گذر کر نیچے قلعہ کے اترے اتفاقاً اسیجگہ
ایک مقام پر اردشیر اور مردشیر غافل سو رہے تھے شمعیں مومی وکافوری روشن تھیں خواجہ نے اول تو [illegible]

کے اوسکو شمعون کو قتل کیا پھر اردشیر کے قریب تر جاکر کچھ عیاری مین بیہوشی رکھکر قریب تھی اردشیر کے لے گئے اور ارادہ
بیہوش کرنیکا کیا یکایک دونون بھائی بیدار ہوئے خواجہ وہانسے بھاگے دونون نے اوٹھکر باواز بلند کہا کہ ای خواجہ عمرو
اگر آپ ہمارے پاس بیٹھے تھے اور ارادہ بیہوش کرنے کا کیا تھا تو آپ ہمسے خائف و ترسان نہ ہوجئے ابھی ہم عالم خواب
مین یہ دیکھ رہے تھے کہ مرد بزرگ ہمارے سرہانے کھڑے ہین اور ہمسے فرماتے کہ ای اردشیر و عمرو شیر آگاہ کہ خواجہ
عمرو عیار تمہارے قلعہ مین آئے ہین تمہارے پاس بیٹھے ہین تمھین بیہوش کیا چاہتے ہین جلد بیدار ہوکر کلمہ پڑھکر مسلمان
ہوا اور اطاعت خواجہ کی اختیار کرو اور اپنے قلعہ مین اونکو بلا لو کیونکہ خواجہ عمرو کے غلام وغیرہ کم ہین یہ خواب دیکھا ہم ابھی
بیدار ہوے ہین اب آپ ہمکو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیجئے یہ قلعہ اب اپنا قلعہ تصور کیجئے خواجہ عمرو یہ گفتگو سنکے نہایت خوش
ہوئے اور قریب اردشیر اور عمرو شیر کے پہونچے اور کہا ای برادر فی الحقیقت تمہارا خواب سچا ہے مین ہی خواجہ عمرو ہون
یہ کہکر خواجہ نے دونون کو کلمہ پڑھاکر مسلمان کیا اور تمام احوال اہل قلعہ کا مع حال ژوبین وغیرہ بیان اردشیر اور عمرو شیر
نے عرض کیا جو کچھ آپنے بیان کیا ہمکو مرد بزرگ سے عالم خواب مین معلوم ہوگیا تھا اب آپ جاکر ملکہ مہرنگار اور جملہ سردار
لشکر اسیر ہا تو [illegible] اس قلعہ مین لے آئیے چونکہ صبح ہوگئی تھی خواجہ عمرو نے کہا کہ شبکو یہان سے جاکر ہر ایک شخص کو اپنے
ہمراہ لے آونگا اسوقت اگر جاؤنگا اور سبکو ہمراہ اپنے یہان لاؤنگا تو ژوبین وغیرہ سد راہ ہونگے کشت و خون از حد بیجا
انجام نہ ہوگا اردشیر و عمرو شیر نے عرض کیا آپ سچ کہتے ہین اسوقت جانا آپکا اور سبکو لانا مناسب نہین ہے یہ کہکر
دونون نے نہایت اعزاز و اکرام سے قریب اپنے بٹھایا اور نہایت تکلف سے خواجہ کی دعوت کی اور زر و جواہر کثیر نذر
دیا پھر تمام اہل قلعہ کو مسلمان کیا جب شام ہوئی خواجہ عمرو قلعہ سے نکلکر پیدل روانہ ہوے بعد راہ طے کرنے کے جب
لشکر مین پہونچے پہلوان عادی وغیرہ سردارون سے کہا کہ یہان سے چلنے کا سامان کرو سردارون نے پوچھا اب اس
جا سے کہا جائینگے خواجہ عمرو نے تمام کیفیت قلعہ صغیرہ کوہ کی بیان کی جملہ سردار خوش ہوئے خصوصا پہلوان
عادی نے خوش ہوکر پوچھا اے خواجہ اس قلعہ مین غلہ اسقدر ہے کہ ایک برس یا چھ مہینے اوس مین بسر اوقات
بخوبی ہوگی اور مین پیٹ بھرکے ہر روز طعام کھایا کرونگا خواجہ نے جوابدیا ای پہلوان عادی اگر تم اوس قلعہ مین جاؤگے
تو کل حال غلہ تمپر ظاہر ہوجائیگا مجھے یقین ہے کہ غلہ اوس قلعہ مین بہت ہے جہانتک تم سے طعام کھایا جاوے کھانا پہلوان
عادی ذکر طعام سنکے خوش ہوا اور کہنے لگا اے خواجہ جلد چلئے اسوقت مین گرسنہ ہون وہان مجھے لیجاکر طعام کھلوائے
خواجہ نے سامان چلنے کا کرو جسوقت مردمان لشکر ژوبین غافل ہونگے اسوقت اس قلعہ سے نکلکر جانب صغیر کوہ
روانہ ہونا یہ گفتگو سے خواجہ عمرو سنکے پہلوان عادی وغیرہ سرداران نامی سامان چلنے کا کرنے لگے جب نصف
شب سے زمانہ زیادہ گذرا مردمان لشکر ژوبین اپنے اپنے بسترون پر سو رہے خواجہ عمرو نے سبکو غافل دیکھکر ملکہ
مہرنگار کو محافہ مین سوار کیا پھر مشہور عیار اور جملہ سردارون وغیرہ کو ہمراہ لیکر کفر کی قلعہ کی [illegible] قلعہ سے باہر نکلے اور
جانب قلعہ صغیر کوہ بعد عجلت روانہ ہوے خواجہ وغیرہ ابھی دو کوس قلعہ سے گئے تھے کہ ژوبین کافر بیدار ہوا اور
ہرکارون نے آکر ژوبین سے عرض کیا خداوند نعمت اسوقت اس قلعہ مین سناٹا ہے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ خواجہ عمرو
وغیرہ چلے گئے ابھی ہرکارے یہ عرض کر رہے تھے کہ چند ہرکارے اور دوڑتے ہوے قریب آئے اور دست بستہ عرض
کرنے لگے کہ حضور خواجہ عمرو وغیرہ مع ملکہ مہرنگار اس قلعہ سے نکلکر جانب قلعہ صغیر کوہ جاتے ہین اثنائے راہ مین
ہین ابھی اس قلعہ تک نہین پہونچے ہین ہرکارے یہ عرض کرکے خاموش ہوے ژوبین یہ خبر سنکے برہم ہوا اپنے مشہور
سردار [illegible] فرامرز و [illegible] حکم دیا کہ جلد لشکر تیار ہوکر یہان سے کوچ کرے بموجب حکم فورا طبل کوچ پر چوب لگائی گئی مردان لشکر

خواب سے بیدار ہوکر جلد تر بستروں سے اٹھے پھر بعد زرہ پہننے کے سب ہتھیار لگا لئے گھوڑوں پر سوار ہوا تالا بارگاہ و خیمہ گاہ
ایک سمت لینے لگا ژوبین سلاح اپنے تن پر آراستہ کرکے گینڈے پر سوار ہوا ادھر فرامرز و ژوبین تک بھی سوار ہو کے لشکر
لشکر کفر نشان بلند ہوئے باجے جنگی بجے روشنی ہزاروں مشعلیں اور نخچیاں روشن ہوئے لشکر چلا سواروں نے بموجب حکم
ژوبین کامرانی گھوڑے دوڑائے زمین گھوڑوں کے دوڑنے سے تھرانے لگی غبار عظیم بلند ہوا ادھر تو ژوبین کامرانی
ہمراہ فرامرز ہمراہ لشکر کثیر بصد عجلت جاتے ہیں ادھر خواجہ عمرو یہ حال دیکھکر نہایت ہی گھبرائے پھر سرداروں وغیرہ
لگے یارو جلد تر راہ طے کرکے قلعۂ صغیرہ کوہ میں چلو خواجہ عمرو وغیرہ جانب صغیرہ کوہ جاتے تھے ناگاہ خواجہ نے صدائے
سم سمندان سنی پھر کر جو دیکھا تو معلوم ہوا کہ غبار عظیم بلند ہے روشنی ہمراہ فوج بکثرت ہے ژوبین وغیرہ بصد عجلت تعاقب میں چلے
آتے ہیں ژوبین کامرانی مع فوج کثیر آتا ہے سرداران لشکر وغیرہ نے بموجب حکم خواجہ عمرو گھوڑے جانب قلعہ دوڑائے جب
خواجہ قریب قلعہ صغیرہ کوہ پہونچے اہل قلعہ سے باآواز بلند کہا کہ اے اہل قلعہ جلد دروازہ قلعہ کا کھولدو ژوبین کامرانی فوج کثیر
ہمراہ لیکر قریب آیا ہے اردشیر و عمرو شیر مرد لے خواجہ عمرو کے فورا لشکر لیکر قلعہ سے نکلے اور پکارے کہ اے خواجہ آپ پریشان نہ ہو ہم
حاضر ہوئے ہیں ژوبین ناچار سے مقابلہ کرنے ہو [illegible] اگر [illegible]
دونوں بہادر رونے مع فوج گھوڑے بڑھائے اور قریب خواجہ پہونچ گئے [illegible] خواجہ ملکہ
مہرنگار کے حفاظت کے ہمراہ جلد تر جانب قلعہ روانہ ہوئے اس اثنا میں ژوبین وغیرہ [illegible] آگئے اردشیر نے دلیرانہ
ٹڈی لاکھوں کی جمعیت سے ژوبین کو [illegible] ژوبین برہم ہو لڑنے لگا تلوار چلنے لگی [illegible] اسلام قتل ہونے لگے [illegible]
لشکر عمرو صاحبقران بھی لڑنے لگے لاش پر لاش گرنے لگی سر تنوں سے جدا ہوئے [illegible]
سے بچنے لگے بازار اجل گرم ہوا برق شمشیر میدان مصاف میں چمکنے لگی گھٹا سیاہ [illegible]
میدان رزم میں پہنچنے لگا اثنائے کارزار میں اردشیر لڑتا ہوا جانب [illegible]
کے گیا ژوبین نے برہم ہوکر تیغ گرانبار غصہ کرکے سر اردشیر پر لگایا ہر چند اردشیر نے [illegible] اٹھائی لیکن تیغ [illegible]
تو ابلہ سر پر [illegible] کاٹ کر [illegible] اور خود کو کاٹ [illegible] جگر کاٹتا ہوا اتر آیا اردشیر [illegible]
گرا اور فورا طائر روح اوس کا قفس جسم سے نکل گلشن ارم [illegible] اردشیر [illegible]
جانب ژوبین بڑھا [illegible] خواجہ عمرو و ملکہ مہرنگار کو قلعہ میں [illegible] اردشیر قتل ہو
ادھر عمرو شیر [illegible] جانب ژوبین [illegible]
خواجہ عمرو [illegible]
[illegible] خواجہ عمرو [illegible]
قلعہ [illegible] ژوبین [illegible]
ژوبین نے [illegible]
اور فورا گرفتار کرکے [illegible] اب تو لڑا جائیگا [illegible] وقت [illegible] خواجہ عمرو وغیرہ
کو تہ تیغ کرونگا اور عمرو شیر کو [illegible] کے حال پر گریاں ہوگئے [illegible] اور سواران
لشکر اسلام کو قتل کرکے طبل بازگشت بجوا کر قلعہ سے دور [illegible] ژوبین و فرامرز و [illegible]
نے سلاح اپنے تنوں سے جدا کئے [illegible] بستر پر راحت [illegible] فرامرز بھی بارگاہ میں داخل ہوئے
بختک بھی گھوڑے سے اتر کر خیمے میں گیا خواجہ عمرو یہ حال دیکھکر [illegible] سے غائب ہوکر کہنے لگے کہ اردشیر

تو درجۂ شہادت پر فائز ہوا مردشیر گرفتار ہوگیا ہے اگر اسوقت مردشیر کو ہم رہا نہ کرینگے تو ژوبین بدگہر وقت سحر مردشیر
کو ضرور قتل کریگا مجھکو اس تازہ مسلمان کے قتل ہونیکا صدمۂ عظیم ہوگا پس تمکو لازم ہے کہ ابھی تم اپنی فوج سے بیرون قلعہ
جاکر ٹھہرو جسوقت موقع پانا لشکر ژوبین پر حملہ کرنا پہلوان عادی بموجب حکم خواجہ مع فوج قلعہ سے باہر نکلا ہرکاروں
نے ژوبین اور ہرمز اور فرامرز سے جاکر عرض کیا کہ پہلوان عادی اسوقت مع فوج قلعے سے باہر نکلا ہے جاتی حرم
ہے ژوبین کامرانی سنتے یہ خبر سنکے جملہ مردمان لشکر کو مسلح ہونے کا حکم دیا سواران لشکر بموجب حکم جلد تر بستروں سے اوٹھ
بیٹھے ژوبین اور ہرمز اور فرامرز بھی سلاح جنگ تن پر آراستہ کرکے بارگاہ سے نکلے اور مرکبوں پر سوار ہوئے ژوبین
گھنٹے بھر ٹھیرا جملہ سواران لشکر بھی گھوڑوں پر سوار ہوئے ژوبین نے کچھ سوار برائے نگہبانی مردشیر معین کرکے گھوڑا اپنا بڑھایا
لشکر بھی ہمراہ ژوبین چلا ابھی لشکر ژوبین عنقریب فوج پہلوان عادی نہ آیا تھا کہ خواجہ عمرو نے کل فوج کے دو
حصے کئے اور دونوں حصے فوج کے لیکر کفر کی قلعہ کی کھول کر باہر قلعہ سے نکلے اور دوسری راہ سے فرودگاہ لشکر ہرمز و
ژوبین پر جہاں مردشیر خیمے میں قید تھا پہونچے سواروں نے خواجہ سے مقابلہ کیا سرداران لشکر اسلام نے ان سواران
نابکار کو قتل کرنا شروع کیا اور مردشیر کو قید سے رہا کرکے اپنے ہمراہ مرکب پر سوار کیا جب کفار قتل ہونے لگے باواز بلند پکارے
اے شاہزادگان ذیوقار و اے ژوبین نامدار جلد ادھر آئیے خواجہ عمرو لشکر لیکر یہاں آئے مردشیر کو رہا کرکے ہمکو تہ تیغ
کرتے ہیں مسلمان بہت ہیں ہم تھوڑے ہیں لشکر میں گھر گئے ہیں ہمراہی ہمارے بہت سے قتل ہوچکے ہیں اب ہم بھی
ہلاک ہوا چاہتے ہیں جلد تر ہماری مدد کیواسطے آئیے مسلمانوں سے ہمیں بچائیے ژوبین کامرانی قریب فوج پہلوان
عادی پہونچ چکا تھا یکایک شور و غل سواروں کا سنکے گھبرایا اور تھوڑی فوج لیکر اور سبکو اسیجگہ چھوڑ کر فرودگاہ لشکر کیطرف
بصد عجلت روانہ ہوا ادھر پہلوان عادی نے لشکر ژوبین پر حملہ کیا اور تلواریں دلاوروں نے کھینچکر کفار کو قتل کرنا
شروع کیا چونکہ ہرمز اور فرامرز بھی ہمراہ ژوبین فرودگاہ لشکر کی جانب گئے تھے لشکر بے افسر تھا تاب جنگ لا نسکا
پیچھے ہٹنے لگا جب کفار زیادہ قتل ہوے سواران لشکر ژوبین بہ فریاد و فغان پکارے اے پہلوان یکتا اے جہان
ژوبین کامرانی جلد ادھر آئیے پہلوان عادی وغیرہ سے ہمکو بچائیے دیر نہ لگائیے ہم سب گھر گئے ہیں تلوار چل
رہی ہے لاش پر لاش گر رہی ہے قدم میدان سے اٹھے جاتے ہیں جلد تر آئیے ورنہ ہم بھاگتے ہیں ہنوز ژوبین
فرودگاہ لشکر تک نہ پہونچا تھا یہ شور و غل سنکے از حد پریشان ہوکر بختک وغیرہ سے مضطرب ہوکر پوچھنے لگا ارے یارو
میں کیا کروں کسکی مدد کیواسطے جاؤں کچھ مجھکو بن نہیں پڑتا ہے حواس میرے منتشر ہیں آج مسلمان کہاں سے آگئے ہیں
یقینا یہ معلوم ہوتا ہے کہ حمزہ صاحبقران پردۂ قاف سے فوج کثیر لیکر آئے ہیں یا اور کہیں سے ان مسلمانوں کی کمک
کیواسطے کوئی سردار فوج جرار لیکر آیا ہے یقین ہے کہ لندھور اور بہرام بن خاقان چین آئے ہیں اب لڑائی سخت
ہوگی لندھور و بہرام نہایت شجاع و بہادر ہیں اونسے لڑنا مشکل ہے سوائے میرے اور کوئی ایسا بہادر نہیں ہے کہ
اونسے مقابلہ کرے اکیلا میں اون دونوں سے ہرگز مقابلہ نہ کر سکونگا اب بہتر یہی ہے کہ یہانسے جانب مدائن کوچ
کروں شہنشاہ نوشیروان سے تمام حال جاکر کہدوں جسوقت یہ گفتگو ژوبین کی سواروں نے سنی خوف جان سے کانپنے لگے
اکثر سوار بھاگنے لگے بختک نے کل تقریر ژوبین کی سنکے جواب دیا کہ اے ژوبین ذرا اپنے حواس درست کرو مرد ہو
نامرد نہ بنو مجھکو خوب معلوم ہے ابھی حمزہ صاحبقران پردۂ قاف میں ہیں اور لندھور جانب ختنائیان گیا ہے
فی الحال یہ بھی سنا ہے کہ بہرام چین کی جانب روانہ ہوا ہے یہاں کوئی بھی نہیں آیا ہے تم بیکار ڈرتے ہو یہ فوج ہمارے
پیر و مرشد لیکر قلعہ سے باہر نکلے ہیں ژوبین نے پوچھا ملک جی پیر و مرشد کون ہیں اونکا نام کیا ہے مفصل بیان کرو بختک

نے جواب دیا میں نام انکا ہرگز زبان پر جاری نہ کرونگا میری کھوپری میں اتنی قوت نہیں ہے کہ پیر و مرشد کا نام زبان پر لا کر کے جوتیاں
سر پر کھاؤں دیکھو نام پیر و مرشد کا ہم سے نہ پوچھو مجھکو عجب نہیں ہے کہ وہ اسی مجمع میں ہوں زوبین نے پوچھا کہ اے حکیم
یہ تو ہمکو پیر و مرشد کے حال سے با ایماء و اشارہ آگاہ کیجئے بختیک نے جواب دیا اے زوبین پیر و مرشد وہی ہیں جنہوں
نے حکیم بنکر تمہارا علاج کیا تھا زوبین یہ سنکے سمجھ گیا کہ خواجہ عمرو کو پیر و مرشد کہتا ہے یہ سمجھکر زوبین وہاں سے پھر اور
جانب لشکر بعجلت چلا خواجہ عمرو تو عمرو و شیر کو تو رہا کر چکے تھے ان سب سواروں کو قتل کر کے دوسری راہ سے بعض جلیل
مع لشکر دو قلعہ صخیرہ کوہ پر پہونچے تھے اور پہلوان عادی وغیرہ کو ہمراہ لیکر داخل قلعہ ہوئے دروازہ قلعہ کا بند کروا دیا
پل تختہ اٹھوا دیا جب زوبین بختیارک وغیرہ خیمہ گاہ پر پہونچے دیکھا ہزار ہا مردمان لشکر قتل ہوئے ہیں صدہا زخمی ہیں کچے
ہیں پہلوان عادی وغیرہ نہیں ہیں قلعہ بند ہے پل اٹھا ہوا قلعہ مقفل ہے زوبین کا مرانی یہ حال دیکھکر نہایت برہم ہوا بختیارک
نے ہنسکر کہا اے زوبین بیکار برہم ہوتے ہو ناحق رنج کرتے ہو خیر تردد کی تو سنا ہے کہ لشکر و خواجہ عمرو شیر کو رہا کر کے قلعہ
میں لے گئے یہ سوار و پیدل تصدق ہوئے تمہاری جان بچ گئی مجھے تمہاری جان بچنے کی آج آثار معلوم نہیں ہوتے تھے اتفاق سے تمہاری
جان بچ گئی بلائے عظیم آئی تھی شکر ہے کہ ٹل گئی مصرع رسید بود بلائے ولی بخیر گذشت اب یہاں سے فرود گاہ لشکر پر چلو
وہاں چلکر دیکھو کوئی سوار بھی زندہ ہے یا سب قتل ہو گئے تھوڑی رات باقی ہے بارگاہ میں چلکر استراحت پذیر ہو ہنگام سحر
جو مناسب ہو کرنا زوبین بختیارک کے سمجھانے سے فرود گاہ لشکر پر جو پہونچا دیکھا اکثر خیام جلے ہوئے ہیں بعض جل
رہے ہیں بعض بارگاہ و خیام کی طنابیں کٹی پڑی ہیں خیام و بارگاہ میں اور اشیا کا تو کیا ذکر ہے فرش بھی نہیں ہے بجز خاک اڑ
رہی ہے لاشیں مجلہ سواروں کی پڑی ہیں زوبین یہ حال دیکھکر نہایت غضبناک ہوا پھر عمرو اور فرامرز و بختیارک سے مخاطب
ہو کر کہنے لگا ہنگام سحر اس قلعہ پر حملہ کر کے خواجہ عمرو کو مار ہی ڈالونگا یہ کہکر دیگر خیام و بارگاہ استادہ کرا کے فروکش ہوا لشکر
بھی اترا ناگاہ کتارۂ کابلی زوبین کے روبرو آیا زوبین نے کتارہ سے کہا دیکھ خواجہ عمرو نے کیا عیاری کی ہے
ہزار ہا مردمان لشکر کو قتل بھی کیا اور عمرو شیر کو چھڑا لے گئے تو نے بھی کوئی عیاری لائق تعریف نہیں کی کبھی تو نے خواجہ عمرو
کو گرفتار نہیں کیا کتارۂ کابلی نے عرض کیا میں نے ایک مرتبہ خواجہ کو گرفتار کیا تھا اب بھی اگر حکم ہو تو گرفتار کر کے لے آؤں
زوبین نے کہا جلد گرفتار کر کے لے آ کتارہ شکل تبدیل کر کے چلا خواجہ عمرو قلعہ میں بیٹھے ہوئے عمرو شیر وغیرہ سے باتیں
کر رہے تھے کہ ایک عرب نے زبان عرب میں بآواز بلند در قلعہ پر آ کر پکارا کہ اے اہل قلعہ آگاہ ہو میں قاصد ہوں نامہ خواجہ عبد المطلب کا
کعبہ سے لیکر آیا ہوں میرے آنے کی خبر خواجہ عمرو سے کرو خواجہ عمرو سعد سے قاصد سنکے فصیل قلعہ پر آئے دیکھا کہ ایک عرب
ناقہ پر سوار بیٹھا ہے عرب نے خواجہ کو سلام کیا خواجہ نے پوچھا تو کہاں سے آیا ہے مجھ سے کیا کام ہے عرب نے جواب دیا کہ نامہ
عبد المطلب کا لایا ہوں خواجہ عمرو نے قاصد سے زبان عربی میں گفتگو کی ناقہ سوار نے بھی خواجہ سے زبان عرب میں بخوبی
تقریر کی ہر چند کہ خواجہ کو یقین ہو گیا تھا کہ یہ ناقہ سوار عربی میں خوب گفتگو کرتا ہے عجب نہیں کہ یہ عرب ہو لیکن یہ خیال دور
اندیشی و دانائی عرب کو قلعہ میں نہ بلایا خود فصیل قلعہ سے راہ طے کر کے در قلعہ کھول کر کتارۂ کابلی آئے اوس نے ایک نامہ نکالکر
خواجہ کے حوالہ کیا عمرو نے لفافہ نامہ کو جب چاک کیا غبار سفوف بیہوشی لفافہ نامہ سے اسقدر نکلا کہ خواجہ کے دماغ میں
پہونچا خواجہ چھینک کر بیہوش ہوئے اسوقت عرب نے نعرہ کیا منم کتارۂ کابلی یہ نعرہ کر کے خواجہ کو چادر عیاری میں باندھکر
پشتارہ اٹھا کر بخوشی روانہ ہوا بعد طے کرنے راہ کے جب زوبین کے قریب پہونچا پشتارہ خواجہ کا روبرو رکھ دیا زوبین نے
خوش ہو کر کہا کہ اے کتارہ خواجہ کو مقید کر کے ہوشیار کر دو کتارہ نے بموجب حکم زوبین خواجہ کو ہوشیار کیا خواجہ نے اپنے تئیں
قید میں مبتلا دیکھا کتارۂ کابلی اور زوبین کا ہو اپنی سی کہنے لگے مجھے چھوڑ دو جو کچھ تم کہو گے میں وہی کرونگا زوبین نے برہم ہو کر

کہا اے خواجہ تم نے مجھے بہت اذیت دی ہے میں تمکو ہرگز رہا نہ کرونگا یہ کہکر ژوبین نے جلاد کو طلب کیا جلاد درشت خو
زشت سیرت تیغ کھینچے ہوئے سامنے آیا عرض کرنے لگا کس کا پیمانۂ عمر لبریز ہو چکا ہے کون لایق قتل کرنے کے ہے تیغ آبدار و
بازو میں قوت رکھتا ہوں تابعدار حضور کا ہوں جسے حکم ہو ابھی اسے قتل کردوں ژوبین کامرانی نے کہا ای جلاد جلد خواجہ عمرو
کو لیجا کر قتل کر ہرچند خواجہ اشکبار ہوے بہت سی باتیں مکر و فریب کی کہیں لیکن ژوبین نے خواجہ پر رحم نکیا جلاد بموجب حکم
ژوبین خواجہ عمرو کو کشاں کشاں جانب میدان مقتل لے چلا اہل قلعہ کو خواجہ کے گرفتار ہونے کی خبر ہوئی جس وقت جلاد
مقتل میں عمرو کو لیگیا چبوترہ ریگ پر بوریۂ فلاکت بچھا کر خواجہ بٹھلایا گردن پر کوے سے خط کھینچا تیغ آبدار میان سے کھینچکر
خواجہ عمرو سے کہنے لگا کہ اے اجل رسیدہ جو کچھ تمنائے دل ہو بیان کر اگر گرسنہ ہو تو طعام لذیذ طلب کرکے کھالے اور اگر
پیاس ہو تو پانی پی لے کیونکہ اب کوئی دم میں سر تیرا تن سے جدا ہو جائیگا جلاد خواجہ سے یہ کہ رہا تھا کہ ژوبین ہرمز و فرامرز
نے حکم اول جلاد کو خواجہ عمرو کو قتل کرنیکا دیا خواجہ تقریر جلاد سنکے اور تمام آثار اپنے قتل ہونیکے ظاہر دیکھکر رونے لگے
آنکھوں سے گوہر اشک نکالنے لگے اور دلمیں خیال کرنے لگے عجب جائے حیرت اور مقام تعجب ہے کہ مجھسے کوہ سرانديپ پر یہ
وعدہ ہو چکا ہے کہ جب تک تین مرتبہ خواہش مرگ برضا و رغبت نکرونگا اسوقت تک نہ مرونگا ابھی تو میں نے ایک مرتبہ بھی خواہش مرگ
نہیں کی ہے اور سامان قتل نظر آتے ہیں یہ خیال کرکے خواجہ عمرو نے جو بسوے فلک نظر کی دیکھا آثار سحر بخوبی ظاہر ہیں خواجہ
عمرو نے بحضور قلب واسطے اپنی رہائی کے خدا سے دعا کی یکایک ایک نوجوان نارنجی پوش ظاہر ہوا جب وہ نارنجی پوش
ہرمز اور فرامرز کے قریب پہونچا ایک نامہ نکالکر ہرمز کو دیا اور پوچھا ای شاہزادہ ذیوقار یہ ہنگامہ کیسا ہے ہرمز نے جواب دیا
خواجہ عمرو قتل کیا جاتا ہے جوان نارنجی پوش نے عرض کیا اگر حکم ہو تو میں مقتل میں جاکر عمرو کو قتل ہوتے دیکھوں ہرمز نے
بغیر نامہ پڑھے اجازت جانے کی دی جوان نارنجی پوش جب قریب خواجہ عمرو پہونچا دیکھا گرد خواجہ صدہا بلکہ ہزارہا صغیر و
کبیر جوان پیر جمع ہیں سب خواجہ کے گرفتار ہونے سے خوش ہیں جوان نارنجی پوش نے حقۂ آتشبازی متواتر ماری وہ مجمع
سب متفرق ہوا دھواں بکثرت ہوا اور دھوئیں کی تاریکی میں جلد خواجہ کو چبوترے سے اٹھا کر وہ جوان جانب صحرا لیگیا
بعد طی منازل خواجہ کے تن سے دور کرکے یہ کہا آپکو تو میں نے رہا کر دیا ہے اب جہاں دل چاہے جائیے مگر ذرا میرا بھی
خیال رکھیگا خواجہ نے دعا دیکر پوچھا تیرا نام کیا ہے جوان نے کہا ابھی نام نہ بتاؤنگا یہ کہکر جانب صحرا خواجہ کو چھوڑ کر
چلا گیا خواجہ رہا ہو کر داخل قلعۂ صغیرہ کوہ ہوے اب حال ہرمز کا بیان کیا جاتا ہے کہ جو نامہ جوان نارنجی پوش نے دیا
تھا بعد تھوڑی دیر کے جو ہرمز نے وہی نامہ اٹھا کر لفافہ اوسکا چاک کیا فوراً غبار بیہوشی اس میں سے نکلا ہرمز بیہوش
ہوکر گرا اہل لشکر یہ حال دیکھکر گھبرا کر دوڑے ابھی مردمان لشکر نے ہرمز کو اٹھایا تھا یکایک شور عظیم بلند ہوا کہ فرامرز
و ژوبین وغیرہ نے دیکھا کہ جلاد بھاگتا ہوا چلا آتا ہے عقب جلاد کے صدہا مردمان لشکر بھی سراسیمہ و بدحواس دوڑتے ہوئے
اور یہ کہتے ہوے چلے آتے ہیں ہائے جلا دیا آگ سے تن ہمارے داغدار کر دیے فرامرز و ژوبین یہ حال دیکھکر گھبرائے
جب سب مردمان لشکر بھاگ کر قریب تر آئے ژوبین نے پوچھا کیوں بدحواس بھاگے ہوے آئے ہو کس نے تمھیں
جلایا ہے مفصل حال بیان کرو جلاد وغیرہ نے عرض کیا جوان نارنجی پوش نے ایسی آتشبازی چھوڑی کہ ہمارے
تنوں میں آگ لگ گئی ہم سب بے اختیار بھاگے وہ خواجہ عمرو کو لیکر چلا گیا ژوبین یہ حال دیکھکر متحیر ہوا
بختک نے کہا اے ژوبین یہ مقام حیرت نہیں ہے کوئی عیار حقۂ آتشبازی مار کر خواجہ کو رہا کرکے لیگیا ہے
ژوبین نے جواب دیا ای ملک جی اگر عیار خواجہ کو رہا کرکے لیگیا ہے تو اب اس قلعہ سے خواجہ کو نکلنے نہ دونگا
یہ کہکر اور قلعہ کا محاصرہ کرکے مقیم ہوا ہرمز کو بعد تھوڑی دیر کے ہوش آیا وہ بھی یہ حال دیکھکر سنکر متحیر ہوا ادھر خواجہ عمرو

نے تمام حال اپنا قلعہ مین جاکر اہل قلعہ سے بیان کیا

داستان دیکھنا خواب مین ملکہ مہرنگار کو اور بیقرار ہوکر رونا امیر کا پھر ملکہ آسمان پری سے برہم ہوکر بہ اجازت شہپال تخت روان پر سوار ہونا اور چھوڑ آنا دیوؤن کا بحکم آسمان پری بیابان سرگردان سلیمانی مین مع دیگر حالات

راویان نگین طبیعت و حالیان شیرین حکایت واقفان لذت وصل و جدائی ماہران اسرار آشنائی اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ ایک روز حمزہ صاحبقران بپہلوے ملکہ آسمان پری مین سو رہے تھے عالم خواب مین دیکھا کہ ملکہ مہرنگار بیتاب و اشکبار میلے کپڑے پہنے ہوے موے سر پریشان نہایت مغموم و چاک گریبان بالین پر کھڑی ہین اور کہتی ہین کہ اے امیر با توقیر ہزار افسوس آپ تو ملکہ آسمان پری کے پہلو مین بآرام و راحت شب و روز بسر کرتے ہین مین آپکے فراق مین رات دن نالہ و بکا کرتی ہون اور ژوبین کا مرانی وغیرہ کے خوف و خطرے ہر ایک قلعہ مین بھاگ کر اپنی زندگی رنج و الم مین بسر کرتی ہون دیکھئے آپکی جدائی مین یہ حال پریشان میرا ہوا ہے آپکو میرا خیال کچھ بھی نہین ہے براے خدا تو میرے حال پر رحم کیجئے آسمان پری سے رخصت ہوکر میرے پاس آئے دشمنون سے مجھے بچا لے ملکہ مہرنگار یہ کہہ رہی تھی ناگاہ امیر خواب سے بیدار ہوئے بالین سر دیکھا ملکہ مہرنگار کو نپایا امیر بے اختیار رونے لگے فراق ملکہ مہرنگار مین نالہ و بکا کرنے لگے آسمان پری نے گھبرا کر پوچھا خیر تو ہے باعث نالہ و بکا کا کیا ہے حمزہ صاحبقران نے جواب دیا کہ اے ملکہ مین نے ملکہ مہرنگار کو خواب مین دیکھا ہے اوسکی جدائی مین فریاد و فغان کرتا ہون آسمان پری نے برہم ہوکر پوچھا مہرنگار کیا مجھسے زیادہ خوبصورت ہے جو تم اوسکے فراق مین اسقدر بیتاب و بیقرار و اشکبار ہو وہ آدم زاد ہے مین پریزاد ہون مجھ مین اور اوس مین فرق زمین و آسمان کا ہے میرے کف پا کے برابر ہے اوسکے چہرہ کا کیا حسن ہوگا امیر نے جواب دیا اے ملکہ کیا کہتی ہو بس خاموش رہو تم اوسکی کنیز کی برابر بھی نہین ہو اوسکی ایک ایک کنیز ایسی حسین و خوبصورت ہے کہ اگر تم اوسکی کنیز کو دیکھو تو بھی غرور نکرو اور ہر ایک کنیز کا حسن و جمال دیکھکر شرمندہ اور خجل ہو ملکہ آسمان پری نے یہ تقریر حمزہ صاحبقران سنکے نہایت برہم ہوکر تلوار کھینچی اور جانب امیر تلوار بڑھائی امیر نے بھی برہم ہوکر خنجر کھینچا نازنینان پریزاد جو اسوقت وہان موجود تھین یہ حال دیکھکر شور و غل کرنے لگین شہپال شہ نازنینان پریزاد اوسکے بیتابانہ آیا دیکھا کہ زن و شوہر تلوار اور خنجر کھینچے ہوے ہین اور ایک دوسرے کو قتل کیا چاہتا ہے شہپال یہ حال دیکھکر گھبرا گیا اور جلد حمزہ صاحبقران کو اپنے ہمراہ لیکر باہر آیا بارگاہ سلیمانی مین بٹھا کر سبب رنج و ملال پوچھا امیر نے تمام حال خواب بیان کیا اب مجھکو خواجہ عمرو کے پاس پہونچا دیجئے طبیعت میری نہایت پریشان ہے اب مین یہان نرہونگا عبدالرحمن جنی نے گفتگوے امیر با توقیر سنکے شہپال سے عرض کیا اے شہنشاہ بہتر اور مناسب یہی ہے کہ اب انھین خواجہ عمرو وغیرہ کے پاس پہونچا دیجئے بیشک انھین یہان آئے ہوے زمانہ زیادہ گذرا ہے شہپال نے تقریر عبدالرحمن جنی سنکے ایک لمحہ فکر کی اور بعد فکر چند دیوؤن کو طلب کیا جب دیو حاضر ہوے شہپال نے دیوؤن سے کہا جلد ایک تخت روان پر بٹھا کر جہان امیر کہین وہین پہونچا آؤ دیوؤن نے عرض کیا اے شہنشاہ ہم تابعدار ہین امیر با توقیر تخت روان پر بیٹھین جس جگہ حکم کرین ہم وہین پہونچا دین یہ کہکر وہ دیو ایک تخت روان لے آئے ابھی امیر تخت روان پر نہ بیٹھے تھے کہ یہ خبر ملکہ آسمان پری کو ہوئی ملکہ نے فورًا ارزق پری سے کہا جلد جاکر جو دیو امیر کو پہونچانے جاتے ہین انھین علیحدہ لیجاکر یہ پیام میرا اونسے کہدے ملکہ آسمان پری نے تمھین حکم دیا ہے کہ خبردار امیر با توقیر کو خواجہ عمرو و ملکہ مہرنگار کے پاس نہ لیجانا ورنہ مین تم سبکو قتل کردونگی اگر اپنی زندگی چاہتے ہو تو میرا حکم بجا لاؤ امیر کو بیابان سرگردان

سلیمانی مین پہونچا کر چلے آؤ ازرق پری نے بموجب حکم ملکہ اُن دیوؤن کے پاس جا کر اشارہ سے انھین بلا کر
حکم آسمان پری سے اطلاع و آگاہی دی وہ دیو خوف جان سے تھرائے اور آہستہ یہ سخن زبان پر لائے کہ اے
ازرق پری ہماری جانب سے ملکہ سے عرض کر دینا کہ موافق حکم حضور بیابان سرگردان سلیمانی مین امیر کو چھوڑ کر چلے
آوینگے ارشاد حضور بجا لاوینگے خلاف حکم ہرگز نہ کرینگے ازرق پری یہ سنکے ملکہ کے پاس گئی اور جو کچھ دیوؤن نے عرض
کیا تھا زبان پر لائی ملکہ آسمان پری مطمئن ہوئی اور امیر شہپال اور عبدالرحمن جنی سے رخصت ہو کر تخت روان
پر بیٹھے دیوؤن نے تخت اٹھایا شہپال وغیرہ امیر کے جانے سے اشکبار ہوے دیو تخت اٹھا کر ایک جانب
روانہ ہوے بعد طے کرنے راہ دور و دراز کے دیوؤن نے بیابان سرگردان سلیمانی مین جا کر تخت دوش
سے اتارا اور بالائے زمین پر رکھدیا امیر نے پوچھا تخت اس جگہ کیون رکھدیا دیوؤن نے عرض کیا اے امیر باتوقیر
اسوقت ہم گرسنہ ہین تھوڑی دیر آپ یہان توقف کرین ہم جا کر اکل و شرب سے سیر و سیراب ہو کر ابھی حاضر ہوتے ہین
تخت اٹھا کر یہان سے آپکو لے چلینگے امیر نے فرمایا اچھا جلد جا کر کچھ کھا آؤ خبردار دیر نہ لگانا سب دیو یہ سنکر ایک
جانب روانہ ہوے اور قطع راہ کر کے گلستان ارم مین پہونچے شہپال سے عرض کیا خداوند نعمت ہم امیر کو
پہونچا آئے شہپال خوش ہوا پھر ملکہ آسمان پری کی خدمت مین بذریعہ ازرق پری یہ کہلا بھیجا کہ ہم موافق حکم
حضور حمزہ صاحبقران کو بیابان سرگردان سلیمانی مین چھوڑ کر چلے آئے ہین ملکہ آسمان یہ سنکے خیال کرنے
لگی کہ بیابان سرگردان سلیمانی وہ مقام ہے کہ وہان سے امیر کا مہر نگار تک پہونچنا نہایت دشوار ہے بلکہ ممکن ہی نہین
ہے اب دیکھتی ہون مجھسے بگڑ کر مہر نگار اپنی معشوقہ تک کیونکر جاتے ہین یہ خیال کر کے ادھر تو ملکہ آسمان پری خوش
ہوئی ادھر امیر باتوقیر دیوؤن کا بہت انتظار کر کے سمجھے کہ دیوؤن نے فریب کیا مجھے یہان چھوڑ کر چلے گئے اب یقینا
نہ آوینگے یہ سمجھکر امیر تخت روان سے اٹھے اور اس بیابان وحشت افزا مین پیادہ پا چلے اگر حال اُس بیابان
وحشت خیز اور صحراے ہول انگیز کا مفصلاً اور شرحاً تحریر کیا جائے تو ایک دفتر طویل ہو جائے اور ناظرین والا
تمکین کو بسبب طوالت کے مطبوع طبع نہو بلکہ باعث دردسر ہو لہذا بطور مختصر عرض کیا جاتا ہے کہ تا شام امیر
نے صحرا نوردی کی شام کو جو بغور دیکھا تو معلوم ہوا کہ مین اُسی جگہ پر کھڑا ہون جس جگہ سے چلا تھا امیر باتوقیر یہ حال
دیکھکر نہایت متحیر ہوے چونکہ دشت نوردی کے سبب سے کانٹے کف پا مین چبھ گئے تھے خون تلوؤن سے جاری تھا
آبلون سے پانی نکل رہا تھا بھوک کی شدت سے لبو پر جان تھی تشنگی سے ہونٹھ خشک تھے زبان مین کانٹے پڑے
ہوے تھے اسوجہ سے امیر باتوقیر نہایت ہی بیتاب و بیقرار ہوے اور چہار جانب جستجوے آب کرنے
لگے ایک دریاے ذخار نظر آیا امیر کنارۂ دریا پہونچکر بیٹھے اور وہ کلچہ جو حضرت خضر علیہ السلام نے دیا تھا نکالکر کھایا
یہانتک کہ امیر سیر ہو گئے اور کلچہ بدستور رہا کیونکہ حضرت خضر نے یہی فرمایا تھا کہ جبروز یہ کلچہ تمام ہو جائیگا اُس روز
کوہ قاف سے گذر کر پردۂ دنیا پر پہونچوگے اور خواجہ عمرو وغیرہ سے ملوگے الحاصل جب امیر باتوقیر کلچے سے سیر
ہو چکے دریا سے پانی پیا اس اثنا مین تاریکی زیادہ ہوئی وہ صحراے وحشتناک کا سناٹا وہ تاریکی پناہ بخدا
امیر باتوقیر نے سیر و سیراب ہو کر شکر خدا کیا پھر کنارۂ دریا سے اٹھکر اُسی تخت روان پر آ کر بیٹھے دیر تک بیدار رہے
صحراے وحشت افزا کو چہار جانب دیکھا کئے اور خیال کیا کئے کہ اس صحرا سے کیونکر نکلونگا کسطرح یہان سے
کسی آبادی مین پہونچونگا سواے خداوند کریم کے کون یہان میری اعانت کریگا ایسے ہی خیالات کرتے کرتے
امیر سو گئے عالم خواب مین امیر نے دیکھا خواجہ عمرو قریب کھڑے ہین اور کہتے ہین اے امیر پریشان خاطر

نہوجیے انشاء اللہ اس صحرائے پرخار سے جلد گذر کر اور مقامات پر پہونچے گا امیر نے پوچھا اے خواجہ کیونکر اس دشت کو طے کرونگا گھوڑا بھی نہیں ہے پیدل کہانتک چلونگا خواجہ عمرو نے اے امیر آپکے سامنے یہ جو درخت نصب ہے اسکی لکڑیاں توڑ کر اور اسکی چھال پانی سے تر کرکے ایک بیڑا بنایئے اور بیڑے کو دریا میں ڈالکر سوار ہوجیے کسی نہ کسی جانب یہ پانی ضرور نکلجائیگا یہ کہکر خواجہ عمرو تو نظر امیر سے پوشیدہ ہوئے امیر کی آنکھ کھلی دیکھا وقت سحر ہے حمزہ صاحبقران نے خواجہ عمرو کو یاد کرکے یہ خیال کیا کہ عمرو از حد مجھسے محبت رکھتا ہے میں جو مغموم تھا عالم خواب میں آکر تدبیر بتا گیا یہ خیال کرکے امیر تخت سے اٹھے اور موافق بتانے خواجہ کے بیڑا بنایا پھر بیڑے کو دریا میں ڈالدیا اور اس بیڑے پر بیٹھے بیڑا بہتا ہوا ایک جانب چلا دن بھر تو بیڑا بہتا ہوا چلا گیا لیکن ہنگام شام جو صاحبقران نے ملاحظہ فرمایا تو ثابت ہوا کہ بیڑا اوسی جگہ ہے جس جگہ صبح کو کنارہ دریا پانی میں ڈالا تھا امیر یہ حال عجیب غریب دیکھکر پھر نہایت حیران ہوئے ناگاہ بحکم خداوند عالم حضرت خضر علیہ السلام حمزہ صاحبقران کے پاس تشریف لائے اور بعد سلام فرمایا اے امیر باتوقیر آپ حیران و پریشان نہوجیے یہ بیابان سرگردان سلیمانی ہے اسکی یہی خاصیت ہے کہ اگر کوئی اس دشت میں آجائے اور ہزار سال تک رہروی کرے تو بھی جس جگہ سے روز اول چلے اسی جگہ پہ اب آپ اکل و شرب سے فرصت کرکے بعد ادائے نماز شب بسر کیجئے ہنگام سحر یہ اسم بزرگ پڑھکے بیڑے پر بیٹھیے گا انشاء اللہ تعالی کل شام کو اپنے تئیں اس جگہ نپائیگا تاثیر اسم بزرگ سے یہان ہنگام سحر نہ آئیگا حضرت خضر یہ ارشاد فرماکر اور اسم بزرگ بتاکر نظر حمزہ صاحبقران سے پوشیدہ ہوگئے امیر نے بیڑے پر سے اتر کر اور بیڑے کو اسی درخت خشک سے جو لب دریا تھا باندھکر وضو کیا پھر نماز سے فراغت حاصل کرکے وہی کلیچہ نکالا اور خوب سیر ہوکر کھایا کلیچہ بدستور رہا پھر پانی پیا بعد اکل و شرب کے امیر اسی تخت رواں پر لیٹے بعد بڑی دیر کے سو رہے ہنگام سحر امیر نے بیدار ہوکر بعد پڑھنے نماز سحر کے بیڑے کو درخت سے کھولکر وہی اسم اعظم جو حضرت خضر نے بتایا تھا پڑھا پھر بیڑے پر بسم اللہ کہکے بیٹھے بیڑا امواج آب سے بہتا ہوا بالائے آب رواں ہوا جب شام ہوئی بیڑا بقدرت پروردگار کنارہ دریا ٹھہرا امیر بیڑے سے اترے اور بیڑا ایک درخت سے باندھدیا پھر کنارہ دریا سے چند قدم جو آگے بڑھے ایک چمن پر از گلہائے رنگا رنگ نظر آیا امیر گلہائے چمن کو دیکھکر نہایت خوش ہوئے کیونکہ وہ پھول اس چمن کے غیرت دہ گلہائے گلشن ارم تھے حمزہ صاحبقران نہایت شادمان ہوکر داخل چمن ہوئے اور سیر گلہائے چمن کرنے لگے ابھی امیر سیر چمن کر رہے تھے ناگاہ ایک دیو ازحد مہیب صورت نے ظاہر ہوکر یہ نعرہ کیا کہ اے آدمزاد تو اس جگہ کیونکر آیا کچھ خوف تونے نہ کیا نہیں جانتا ہے تو کہ یہ مقام میرے رہنے کا نام میرا دیو طاؤس ہے غضب کیا تونے کہ تو یہاں آیا اب میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا اسوقت تجکو لقمۂ لذیذ تصور کرکے کھا جاؤنگا امیر باتوقیر نے نعرہ دیو طاؤس سنکے جواب دیا او بے حیا کیا بکتا ہے تو مجھکو کیا کھائیگا میں تجھکو ایک ضرب شمشیر آبدار سے قتل کرونگا اور چمن کو تیرے خون سے رنگین کرونگا جانوران صحرا تیرا گوشت کھائینگے دیو نقرہ امیر باتوقیر سنکے نہایت غضبناک ہوا اور ایک نعرۂ رعد آواز بلند کرکے وار شمشاد اٹھاکر سر امیر پر لگائی امیر نے وار شمشاد سے بچکر تیغ آبدار کمر دیو طاؤس پر لگائی تلوار اسکی کمر پر پڑی لیکن مطلق تلوار نے نہ کاٹا دیو طاؤس ہنستا ہوا ایک طرف چلا گیا امیر نہایت حیران ہوئے اور خیال کرنے لگے کہ یہ دیو عجیب دیو ہے کہ اسپر تلوار میں نے لگائی اور یہ دو ٹکڑے ہوا ہنستا ہوا چلا گیا ہنوز امیر حیران ہوکر یہ خیال کررہے تھے ناگاہ بحکم خدا حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور بعد سلام فرمانے لگے اے امیر باتوقیر آپ متحیر نہ ہوں یہ دیو روئین تن ہے اگر ہزار دفعہ ہاتھ تلوار کی لگائیگا تو بھی قتل

نہ ہوگا اسکے قتل کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ ایک خنجر اس درخت کی جڑ میں زیر زمین ہے اوس خنجر کو نکال لیے اسی خنجر سے دیو طاؤس
قتل ہوگا یہ کہکر حضرت خضر نظر سے غایب ہو گئے امیر نے زمین کھود کر خنجر ایک صندوقچے سے نکالا اور زیب کمر کیا
پھر مٹی وہاں کی ہموار کر دی **حمزہ صاحبقران** خنجر زیب کمر کیے کھڑے ہوئے چمن میں سیر کر رہے تھے کہ **دیو
طاؤس** تنہا ہوا آیا اور پکارا او آدم زاد تو تلوار بھی لگا چکا جوہر تیغ دکھا چکا حوصلہ بھی دل کا نکال چکا میرا قتل کرنا
بہت مشکل ہے تیری تو کیا حقیقت ہے ہزار دیو اور پریزاد بھی مجھکو قتل نہیں کر سکتے ہیں اب تو میرے دہن میں چلا آ
امیر باتوقیر تقریر دیو کی سنکے کہنے لگے او یاوہ گو کیا بکتا ہے انشاء اللہ میں تجھے ضرور قتل کرونگا ہرگز ہرگز تجھکو زندہ نہ
چھوڑونگا دیو یہ کلام سنکے برہم ہوا اور وار شمشاد اٹھا کر سر امیر پر لگائی امیر نے ضرب وار شمشاد سے بچکر اور وہی خنجر کھینچکر
قدم آگے بڑھا کر نعرہ کرکے پہلوے **دیو طاؤس** پر مارا دیو دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا تھوڑی دیر میں تڑپ کر مر گیا جب
دیو طاؤس مر گیا امیر اس چمن سے نکلکر آگے بڑھے دیکھا دو دیو کھڑے باہم لڑ رہے ہیں امیر نے اون دونوں سے
فرمایا کیوں لڑتے ہو دیوؤں نے جواب دیا پہلے تو ہم باہم لڑتے تھے اب تم سے لڑینگے یہ کہکر ایک نے وار شمشاد
اور دوسرے نے آرو پشت نہنگ اٹھا کر امیر پر حملہ کیا امیر نے انکے حربوں سے بچکر **عقرب سلیمانی** کھینچکر ایک
دیو پر لگائی دیو دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا پھر دوسرے دیو کو قتل کیا دفعۃً دونوں دیو چار ٹکڑے ہو کر چار دیو ہو گئے اور
لڑنے لگے امیر نے ان چاروں کے آٹھ ٹکڑے کیے آٹھ دیو پیدا ہوئے اسیطرح امیر قتل کرتے جاتے تھے اور دیو
دونے ہوتے جاتے تھے یہاں تک کہ دو ہزار ہو گئے اور امیر سے لڑنے لگے امیر نے یہ احوال حیرت افزا دیکھکر درگاہ خدا
میں دعا کی فوراً دعا قبول ہوئی حکم خدا سے حضرت خضر علیہ السلام ظاہر ہوئے اور بعد سلام **حمزہ صاحبقران** سے
فرمانے لگے کہ اے **حمزہ صاحبقران** یہ بیابان سرگردان **سلیمانی** ہے کارخانے یہاں کے طلسمی ہیں اگر ہزار
سال تک دیوؤں کو قتل کیجیے گا تو یہ دیو کم نہ ہونگے بلکہ بڑھتے جاوینگے تا وقتیکہ قاعدے سے نہ لڑیے گا یہ جملہ دیو نابود
و معدوم نہ ہونگے صورت ان دیوؤں کے قتل کرنے کی یہ ہے کہ وہ دیو جو قریب درخت کھڑا ہے یہ اسم بزرگ پیکان تیر پر دم کر کے
اوسپر لگائیے اگر اس دیو پر لگا تو قدرت خدا کا تماشا دیکھ لیجیے گا یہ فرما کر اسم بزرگ بتایا اور نظر سے پوشیدہ ہو گئے
امیر نے وہی اسم بزرگ پیکان تیر پر دم کرکے اس دیو پر لگایا تیر سینۂ دیو کو توڑ کر نکل گیا دیو زمین پر گرا اور شعلے اوسکے
ہر بن مو سے نکلے جس دیو کے اوپر شعلہ گرا جل کر خاک ہو گیا تھوڑی دیر میں جملہ دیو معدوم ہو گئے اور آواز آئی افسوس
قتل کیا مجھکو کہ نام میرا **دیو وارجادو** تھا بعد اس آواز آنے کے جو تاریکی ہوئی تھی زائل ہوئی **امیر** نے شکر
خدا کا کیا پھر اسی جگہ بعد اکل و شرب شب بسر کی جب صبح ہوئی بعد پڑھنے نماز صبح کے **امیر باتوقیر** آگے
چلے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ ایک دیو نہایت مہیب صورت سامنے آیا اور نعرہ کرکے وار شمشاد امیر پر لگائی
امیر نے وار شمشاد سے بچکر آگے بڑھکر اسکی شاخ سر پکڑ کر زمین پر گرایا پھر **عقرب سلیمانی** سے اسے قتل کیا جب وہ
دیو قتل ہوا تاریکی ہوئی آواز آئی مارا مجھکو کہ نام میرا دیو رعد آواز تھا بعد آواز آنے کے تاریکی دور ہوئی امیر باتوقیر
آگے بڑھے ناگاہ ایک ساحرہ پیدا ہوئی اور پکاری او آدم زاد غضب کیا تو نے کہ میرے فرزند کو بے جرم و خطا قتل کیا
مجھکو بے فرزند کا کر دیا اب میں تجھکو بھی قتل کرونگی عوض اپنے فرزند کا لونگی یہ کہکر اوس نے **امیر** پر سحر کرنا شروع
کیا امیر نے اسم اعظم پڑھا سحر اسکا دفع ہوا جب ساحرہ نے دیکھا کہ سحر میرا دفع ہو گیا غضبناک ہو کر سحر سے اژدر
بنی اور حملہ آور ہوئی امیر نے تیر اسکی پیشانی پر مارا ساحرہ نے شعلے دہن سے نکالے تیر جاکر خاک ہو گیا اسطرح
امیر نے سات تیر پے در پے لگائے ہر ایک قریب اسکے جاکر جل گیا امیر یہ حال دیکھکر نہایت حیران و پریشان خاطر

ہوے اسی اضطراب مین امیر نے درگاہ خدا مین برجوع قلب دعا کی تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یعنے دعائے امیر مستجاب ہوئی فی الفور بحکم پروردگار عالم جناب خضر تشریف لائے اور ایک چوب بصورت تیر عنایت کی اور فرمایا کہ امیر اس لکڑی کو کمان مین کھکر اس ساحرہ کی آنکھ پر لگاؤ انشاء اللہ یہ ساحرہ ہلاک ہو جائیگی امیر نے بموجب ارشاد حضرت خضر علیہ السلام وہ لکڑی ساحرہ کی آنکھ پر لگائی فوراً وہ اژدر یعنی ساحرہ تیر کھاکر زمین پر تڑپ کر گری تاریکی محیط عالم ہوئی بعد تھوڑی دیر کے آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو کہ نام میرا عہدوان جادو تھا جب آواز آچکی تاریکی برطرف ہوئی جناب خضر بھی نظر امیر سے پوشیدہ ہوگئے آفتاب نظر آیا امیر نے خدا کا شکر کیا پھر چند آگے بڑھے دیکھا کہ ایک چشمہ ہے پانی اسکا صاف ہے امیر اوس چشمہ پر بیٹھ گئے وہی کلچہ جو حضرت خضر نے دیا تھا نکالا اور سیر ہوکر کھایا کلچہ بدستور رہا پھر پانی اسی چشمے کا پیا چونکہ وہ چشمہ مقام فرحت افزا تھا حمزہ صاحبقران نے اسجگہ برائی چندے قیام کیا

داستان جانا حمزہ صاحبقران کا طلسم اسپان سلیمانی مین مع دیگر حالات متعلق داستان

راویان شیرین زبان و داستان گویان یکتائے جہان فتاحان طلسم مضامین گروہ کشایان حکایت رنگین اس داستان کو اسطرح بیان کرتے ہین کہ جب تمازت آفتاب کم ہوئی امیر چشمے سے اٹھکر آگے چلے تھوڑی راہ طے کی تھی کہ دیکھا ایک گھوڑا زین و لجام سے آراستہ نہایت خوبصورت پری سیرت قدم ناز سے اٹھاتا ہوا چلا آتا ہے امیر گھوڑے کو دیکھکر خوش ہوے اور خیال کرنے لگے خداوند عالم نے میری پیادہ روی پر نظر کرکے اپنی قدرت کاملہ سے یہ مرکب میری سواری کو بھیجا ہے یہ خیال کرکے امیر قریب اوس مرکب کے پہونچے مرکب امیر کو دیکھکر ٹھہر گیا امیر خوش ہوکر اوس مرکب پر سوار ہوے وہ مرکب امیر کو پشت پر اپنی پاکر بسرعت تمام ایک جانب روانہ ہوا بعد طے کرنے راہ دور و دراز کے ایک احاطہ مین پہونچے امیر نے اوس احاطے مین ملاحظہ کیا کہ ہزارہا گھوڑے بندھے ہین ہر ایک گھوڑا پری صورت ہے امیر جملہ مرکبون پر نظر کرکے حیران ہوے ابھی امیر مرکبون کو دیکھ رہے تھے ناگاہ ایک نازنین پریزاد گھوڑی پر احاطہ مین آئی اور حمزہ صاحبقران سے مخاطب ہو کر کہنے لگی آج تم بھی اس طلسم اسپان سلیمانی مین آکر پھنسے امیر یہ تقریر پریزاد سنکے متحیر ہوے یکایک ایک آواز آئی یا امیر جلد گھوڑی کی گردنمین اس طلسم کی لوح تلاش کرو ورنہ تھوڑی دیر مین پانی ہوکر بہ جاؤگے یہ طلسم اسپان سلیمانی ہے قاعدہ اس طلسم کا یہ ہے امیر نے یہ آواز سنکے گردنمین کب کی لوح ڈھونڈھی ہیکل مین اوس سمند تیز رو کی لوح طلسم پائی امیر نے لوح لیکر جو دیکھا تو لوح سے یہ ثابت ہوا کہ یہ نازنین پریزاد جو سامنے تمہارے مرکب پر سوار ہے جلد یہ اسم بزرگ تیر پر دم کرکے اسکے سینے پر مارو پھر قدرت خدا کا تماشا دیکھو امیر نے لوح دیکھکر تیر ترکش سے اور کمان دوش سے لیکر وہی اسم بزرگ تیر پر دم کرکے سینہ پریزاد کو تاکا نازنین پریزاد نے خائف ہوکر چاہا کہ احاطے سے نکل جاؤن طلسم کشا سے اپنی جان بچاؤن ابھی وہ پریزاد احاطے سے باہر نہین گئی تھی کہ تیر اسکے سینہ پر پڑا اور پشت کو توڑ کر پار گذرا نازنین پشت مرکب سے گری شعلے اسکے اعضا سے اس درجہ نکلے کہ تمام گھوڑے جو احاطے مین تھے سب جل گئے امیر یہ حال دیکھکر اس مرکب سے اترے فی الفور وہ گھوڑا بھی جل گیا اسوقت پریزاد اوس ناری کے غل مچانے لگے ایک دھوان پیدا ہوا اوس دھوین مین سے ایک ابر سیاہ نمودار ہوا ایسی ہوا تند چلی کہ بڑے بڑے درخت جڑ سے اکھڑ اکھڑ کے دور جاکر گرے اور ایسی تاریکی محیط عالم ہوئی کہ روز روشن شب تار سے زیادہ تاریک ہوگیا آفتاب نظر سے پنہاں ہوگیا پہر بھر تک یہی رہا بعد پہر بھر کے آواز آئی افسوس قتل کیا مجکو کہ نام میرا پالنگ جادو تھا بعد اس آواز آنے کے تاریکی برطرف ہوئی آفتاب نظر آیا امیر نے دیکھا احاطہ نہین ہے بلکہ میدان ہے اور لاش اسکی پڑی ہے حمزہ صاحبقران طلسم اسپان سلیمانی کو فتح کرکے شکر خدا کرتے ہوے آگے بڑھے ہنوز تھوڑی دور راہ طے کی تھی کہ ایک بوڑھا دیو سامنے

سے ظاہر ہوا اور پکارا اے آدم زاد کہاں جاتا ہے ٹھہر جا کہ میں تجھکو ایک ضرب شمشاد سے ہلاک کر کے کھا جاؤں یہ کہکر وار شمشاد سر امیر پر توقیر پر لگائی امیر نے وار شمشاد سے بہ فنون سپہ گری بچکر قبضہ تلوار کھینچا کیا وہ دیو برہم ہوکر امیر سے لپٹ گیا زور کرنے لگا امیر بھی اوس سے بےخوف و خطر کشتی لڑنے لگے آخر بعد دو پہر کے دیو کم قوت ہوا امیر نے اسکی زنجیر کمر میں ہاتھ ڈالکر نعرہ کرکے اٹھا لیا اور سر سے بلند کرکے چاہا کہ زمین پر پٹک دیں ناگاہ دیو نے کہا اے آدم زاد امان دے امیر نے فرمایا امان بشرط ایمان دیجائیگی دیو نے عرض کیا میں اس شرط سے مسلمان ہونگا کہ مقام قسناس سلیمانی جو اسجگہ ہے سات دیو رہتے ہیں اور وہ دیو نہایت ہی زبردست اور قوی ہیکل ہیں اگر آپ انکو قتل کیجئے یا زیر کیجئے تو میں کلمہ پڑھکر دین اسلام اختیار کرونگا امیر نے اس دیو کو آہستہ سے زمین پر رکھکر فرمایا مجکو مقام طلسم قسناس سلیمانی پر لیچل اگر خدا چاہیگا تو ان ساتون دیوون کو قتل کرونگا وہ امیر کی تقریر سنکر امیر کو اپنی پشت پر سوار کرکے وہاں سے چلا اور بعد طے کرنے راہ دور و دراز کے قریب ایک تختۂ زعفران کے اتار آیا اور کہا اب میں آگے جا نہیں سکتا ہوں یہی قسناس سلیمانی ہے امیر اوسکے تختہ پر گئے اور یہ نعرہ کیا منم زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزۂ صاحبقران او شو اطلسمی اگر مجھسے مقابلہ کر امیر نعرہ کرکے خاموش ہوئے تھے یکایک سامنے اسی ٹیلے کے جو مکان تھا دروازہ اسکا کھلا سات دیو اس مکان طلسمی سے نکلے انمیں سے ایک دیو نے ایک گولہ فولادی افسون پڑھکر مارا امیر نے اسم اعظم ورد زبان کیا گولہ جلد وہ امیر سے گرکر پھٹا شعلے نکلے امیر برکت اسم اعظم سے محفوظ رہے وہ دیو یہ حال دیکھکر از حد برہم ہوا اور بصورت خرس بنکر امیر پر چلا اور ہوا امیر نے چند سنگریزے اٹھاکر اور پھر اسم اعظم پڑھکر اوس خرس پر مارے دیو بصورت اصلی ہو گیا پھر امیر نے تلوار کھینچکر اسکی کمر پر لگائی تلوار کمر دیو سے چپٹ گئی ادھر امیر نے زور کیا ادھر دیو نے زور کیا بوجہ سحر اور مقام طلسم ہونیکے تلوار امیر کے ہاتھ سے چھوٹ گئی امیر کو صدمۂ عظیم ہوا اوسوقت امیر کے گوش میں ایک آواز آئی یعنے کسی نے پکارکے کہا کہ اے امیر اسم جلیل پڑھکر ہاتھ دیو کے جسم پر لگا دو پھر قدرت خدا تماشا دیکھو امیر نے بموجب صدائے غیبی اسم بزرگ کو پڑھکر اوس دیو کے جسم سے مس کی فوراً وہ دیو جلنے لگا شعلے اسکے جسم سے نکلنے لگے اکثر شعلے اسکے جسم سے نکلکر ان چھ دیوون کے اجسام پر پڑے وہ بھی بمثل دیو اول کے جلنے لگے تھوڑی دیر میں ساتون دیو جلکر خاک ہوگئے اور وہ تختۂ زعفران بھی جل کر خاک ہوگیا اوسوقت دیون کے جلنے سے ایسی تاریکی ہوئی کہ زمانہ تیرہ و تاریک ہو گیا غل و شور از حد بلند ہوا بعد ایک پہر کے تاریکی دور ہوئی آواز آئی افسوس افسوس مردیم و جان دادیم و بمطلب نرسیدیم جب ساتون دیو جل گئے اور تاریکی رفع ہوئی روشنی آفتاب کی ظاہر ہوئی اور وہ مقام طلسم فتح ہوگیا وہ دیو جو امیر کو اس جگہ لایا تھا یہ حال دیکھکر برہم ہوکر کہنے لگا اے آدم زاد غضب کیا تو نے یہ مقام طلسمی بھی تو نے فتح کیا ساتون دیوون کو ہلاک کیا میرے بھائیون کو مارا اب تو میں جاتا ہون جب تجکو غافل پاؤنگا اپنے بھائیون کا عوض تجسے انتقام لونگا ہرگز مسلمان نہونگا یہ کہکر وہ دیو بعجلت چلا گیا امیر اس ٹیلے سے اترکر دیو کی مکاری و فریب پر تادیر خیال کرکے اور اسکے چلے جانے پر افسوس کرکے ایک جانب بمجبوری روانہ ہوئے اور اثنائے راہ میں شکایت جور و فلک زبان پر لائے امیر شکایت فلک کرتے ہوئے چلے جاتے تھے ناگاہ ایک دیو سیاہ دراز قامت عجیب صورت سامنے آیا اور پکارا اے لقمۂ لذیذ و چرب کہاں جاتا ہے میں آپہونچا اب تجھکو کھاؤنگا ہرگز نہ چھوڑونگا اے آدم زاد زندہ نہ چھوڑونگا یہ کہکر وار شمشاد اٹھاکر سر امیر پر لگائی امیر نے وار شمشاد کو اپنی تیغ پر بچایا اور فوراً آگے بڑھکر دیو کی کمر میں ہاتھ ڈالا اور نعرہ کرکے زمین سے اٹھا لیا اور زمین پر پٹک کے اسکے سینے پر سوار ہوئے اور پوچھا حال اور شناخت خالق کون ہے مکان چہ میگوئی دیو نے کہا اے آدم زاد ایک شرط سے مسلمان ہوتا ہون امیر نے پوچھا وہ شرط کیا ہے بیان کر اوسنے کہا ایک قلعہ ہے کہ اوس قلعہ کو زمرد نگار کہتے ہیں اس قلعہ کا

بادشاہ لاہوت بنی ہے اسکی ایک دختر ہے نام اوسکا نجم پری ہے مین اسپر ایک مدت سے عاشق ہون اگر
اُس پری سے وصل میسر ہو تو مین مسلمان ہو جاؤن اور تمکو یہان سے لیجا کر تمھارے عزیز و احباب مین پہونچادون اور تمھارا شکر گذار ہون امیر نے پوچھا تیرا نام کیا ہے اور تو کہان رہتا ہے دیو نے کہا ارناعیس میرا نام ہے قلعہ یاقوت
نگار مین رہتا ہون امیر نے یہ سنکے اوسے چھوڑ دیا اور کہا چلو قلعہ زمرد نگار تک لیچل وہ دیو امیر کو اپنے دوش
پر بٹھا کر چلا بعد طے کرنے راہ دراز کے ایک جگہ شام ہوئی امیر نے فرمایا اے ارناعیس آج کی شب یہین اس جگہ
قیام کرونگا ارناعیس نے امیر کو اپنے دوش سے اُتارا چونکہ اس جگہ ایک چشمہ تھا امیر نے بعد فراغت اکل و شرب اور
نماز پڑھنے کے ارناعیس کو درخت کی چھال سے ایک درخت مین باندھ دیا اور کنارے چشمہ کے سو رہے جب امیر خواب
غافل ہوئے ارناعیس جھٹکا دے کر چھال کو توڑ کر ایک طرف بھاگا چونکہ اسی جگہ ایک دیو مسمی شش انگشت
مردار خوار بجمعیت چہل ہزار دیوان خونخوار رہتا تھا اور اکثر آدم زاد اور دیوون کو پکڑ کر کھایا کرتا تھا اُس نے جو دیکھا کہ ارناعیس
بھاگا ہوا جاتا ہے چونکہ گرسنہ تھا بیتاب ہو کر اُٹھا اور دوڑ کر ارناعیس کو پکڑ کر ایک درخت سے مضبوط باندھا پھر تدبیر
آتش افروزی مین سرگرم ہوا جب آگ بخوبی مشتعل کرچکا قصد کیا کہ کارد سے گوشت کاٹ کر کباب تیار کرکے کھاؤن
ارناعیس یہ حال دیکھکر دیو شش انگشت مردار خوار کے روبرو بعد عجز کہنے لگا کہ اے شش انگشت مردار خوار
مجکو چھوڑ دے میرے کباب نہ کھا اس دیو نے جواب دیا مین گرسنہ ہون ہرگز تجھے نہ چھوڑونگا ضرور تیرے کباب
تیار کرکے کھاؤنگا ارناعیس یہ تقریر دیو مردار خوار کی سنکے اپنی زندگی سے نا امید ہوا اور خیال کرنے لگا اے
ارناعیس بیکار آدم زاد کو چھوڑ کر تو یہان آیا کاش درخت سے بندھا رہتا جان تو بچ جاتی یہان تو زندگی نظر نہین آتی
ہے قضا کا سامنا ہے ابھی ارناعیس یہ خیال کر رہا تھا اور وہ دیو مردار خوار آگ مشتعل کر رہا تھا یکایک صبح ہوئی امیر
خواب سے بیدار ہوئے اوّل چشمے کے کنارے وضو کرکے نماز پڑھی پھر کلیچہ نکال کر خوب سیر ہو کر کھایا چشمے سے پانی پیا
پھر کلیچہ رکھکر جانب درخت دیکھا ارناعیس کو نہ پایا امیر ارناعیس کو نہ دیکھکر وہان سے ایک جانب روانہ ہوئے
اتفاقاً اسی جگہ پہونچے جہان ارناعیس درخت سے بندھا ہوا تھا اور دیو شش انگشت کباب تیار کرنے
کی فکر مین بیٹھا تھا امیر نے ارناعیس کو دیکھکر پوچھا تجھکو کس نے باندھا اُس نے دیو شش انگشت مردار خوار
کی جانب اشارہ کیا وہ دیو مردار خوار امیر کو دیکھکر خوش ہوا اور خیال کرنے لگا کہ پہلے گوشت آدم زاد کا کاٹ کر کباب
بنا کر کھاؤنگا بعد ازان ارناعیس کے کباب بنا کر تیار کرونگا یہ خیال کرکے اُٹھا امیر نے فرمایا اے دیو تو ارناعیس
کو چھوڑ دے ورنہ مین تجھکو قتل کرونگا دیو مردار خوار نے جواب دیا اے آدم زاد تو اپنی فکر کر پھر ارناعیس کی سفارش کرنا
دیکھ یہ آگ مشتعل ہے اور یہ کارد ہے اسی سے تیرا گوشت کاٹ کاٹ کر کباب بنا کر کھاؤنگا امیر نے یہ سنکر تبسم
کیا اور کہا او بے حیا کیا بکتا ہے خاموش رہ دیو مردار خوار نعرۂ امیر یا تو قیر سے دل کیا مثل صاحب تپ کانپنے لگا
آخر اپنی فوج سے مخاطب ہو کر کہنے لگا اس آدم زاد کو پکڑ کر میرے پاس لے آؤ بموجب حکم چالیس ہزار دیو خونخوار مردار
اژدہا پشت نہنگ لیکر بڑھے اور امیر با توقیر کو چار جانب سے گھیر لیا امیر نے بھی عقرب سلیمانی کھینچکر دیوؤن کو قتل
کرنا شروع کیا جب کئی سو دیو امیر نے قتل کئے جملہ دیو خائف ہو کر پیچھے ہٹے امیر نے بڑھکر ارناعیس
کو درخت سے کھولدیا ارناعیس بھی دار و شمشاد اُٹھا کر امیر کے جانب سے لڑنے لگا دیوؤن کو ہلاک کرنے
لگا دیو حملہ صاحبقران اور ارناعیس سے شکست کھا کر بھاگے امیر با توقیر دیون کو بھگا کر دیو شش
انگشت مردار خوار کے قریب پہونچے اس دیو نے غضبناک ہو کر دار شمشاد لگائی امیر نے

ضرب دار شمشاد وغیرہ فنون سپہ گری اپنے تئیں بچا کر عقرب سلیمانی اسکی کمر پر لگائی کہ دو پوست عشق انگشت
مردوار خوار دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا حمزہ صاحبقران نے فتح و فیروزی ارناطیس کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا اثنائے راہ میں ارناطیس
نے امیر کی تعریف کرکے اپنے دوش پر امیر کو بٹھایا اور ایک سمت کو روانہ ہوا شام کو ایک مقام پر پہونچا پھر امیر نے ارناطیس
کو ایک درخت سے باندھ دیا اور بعد پڑھنے نماز اور اکل و شرب کے سو رہا ارناطیس کمر چھڑا کر بلاے اپنے پوست درخت سے
اپنے دست و پا نکالکر ایک طرف بھاگ گیا جب صبح ہوئی امیر خواب سے بیدار ہوئے ارناطیس کو نہ دیکھکر خیال
کرنے لگے کہ آج ہمارا ناطیس کہیں چلا گیا یہ خیال کرکے بعد پڑھنے نماز صبح کے کچھ نوش فرما کر ایک سمت پا پیادہ چلنے کی
طرف سے بعد دورہ کے ایک ایسی جگہ پہونچے کہ وہاں ایک قلعہ تھا اور آواز نالہ و فریاد کی اس قلعے سے آتی تھی اہل قلعہ
آواز بلند روتے تھے اور چالیس ہزار دیو فیل چہرہ اس قلعہ کو گھیرے ہوئے تھے امیر نے جو صداے نالۂ اہل قلعہ سنی
اہل قلعہ پر رحم کرکے اون دیووں سے کہا کہ اس قلعے سے ہٹ جاؤ اہل قلعہ کو امان دو ورنہ میں تم سب کو
قتل کروں گا دیو عاق فیل چہرہ یہ گفتگو سنتے ہی حمزہ صاحبقران سے نہایت برہم ہو کر حملہ آور ہوا
امیر نے اسکی ضرب سے بچکر عقرب سلیمانی سے اسے قتل کیا وہ دیو دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا جملہ دیو یہ حال دیکھکر یکبار
امیر پر حملہ آور ہوئے دار شمشاد اور توپ و تفنگ و دیگر آلات حرب و ضرب سے لیکر حمزہ صاحبقران
کو چار طرف سے گھیر لیا اور دار شمشاد وغیرہ آلات حرب ضرب امیر پر لگانے شروع کئے امیر نے انکی ضرب دار شمشاد
وغیرہ سے بچکر عقرب سلیمانی سے انہیں قتل کرنا شروع کیا جب اہل قلعہ نے دیکھا کہ ایک آدم زاد کو چالیس ہزار
دیو گھیرے ہوئے ہیں لڑائی ہو رہی ہے لاش پر لاش دیووں کی گر رہی ہے زمین دیووں کے خون ناپاک سے رنگین ہو گئی
ہے اسوقت جملہ اہل قلعے نے باہم مشورہ کیا کہ اس آدم زاد نے ہماری حمایت کی ہے اور ہماری وجہ سے لڑ رہا ہے اب
ہمکو بھی مناسب یہی ہے کہ قلعے سے نکل کر دیووں کو قتل کریں اس آدم زاد کو دیووں سے بچائیں یہ مشورہ کرکے جملہ
اہل قلعہ آلات حرب و ضرب لیکر قلعے سے نکلے اور دیووں سے دلیرانہ لڑنے لگے ادھر حمزہ صاحبقران
دیووں کو قتل کرتے تھے ادھر پریزاد دیووں کو ہلاک کرتے تھے اور خود بھی قتل ہوتے تھے تھوڑی دیر میں حمزہ
صاحبقران نے سیکڑوں دیووں کو قتل کرنا شروع کیا باقی ماندہ دیو تاب مقابلہ نہ لاکر بھاگے
بادشاہ قلعہ امیر کو بعد عزت و حرمت قلعہ میں لیگیا بادشاہ قلعہ نے نام امیر کا پوچھا اور احوال بیان آنیکا
دریافت کیا امیر بانوقیر نے اپنا نام بتاکر تمام احوال اپنا اور آسمان پری کا بیان کیا بادشاہ قلعہ نے حال امیر کا سنکے
کہا آپ نے مجھے بھی پہچانا میرا نام لاہوت جنی ہے میں برادر حقیقی عبدالرحمن جنی کا ہوں اس قلعہ زہرہ نگار
کا حاکم ہوں آپ یہاں بآرام تمام چند روز تک توقف فرمائیں پھر میں بعد راحت و آرام جہاں آپ کہینگے پہونچا دونگا
چونکہ سامان دعوت امیر میں مصروف ہوا ہنگام شب لاہوت شاہ نے خیال کیا کہ ملکہ آسمان پری امیر حمزہ
صاحبقران سے ناراض ہے اگر وہ سن لیگی کہ لاہوت شاہ نے امیر کو ملکہ زہرہ نگار کے پاس پہونچا دیا تو برہم ہو کر
مجھ پر کوئی نہ کوئی بلا نازل کریگی پس بہتر اور مناسب یہی ہے کہ امیر کو قید کرے یہ خیال کرکے بعد دعوت شراب میں
بیہوشی ملاکر پلائی جب حمزہ صاحبقران بیہوش ہوئے لاہوت شاہ نے پریزادوں کو حکم دیا کہ ابھی امیر
با توقیر حمزہ صاحبقران زمان کو یہاں سے اٹھا لیجاؤ اور ایسی چاہ تنگ و تاریک میں قید کرو کہ جہاں تک
ظلمات گرد ہو پریزاد حسب حکم لاہوت شاہ امیر کو لے گئے اور عالم بیہوشی میں امیر کو چاہ تاریک میں قید
کرکے چلے آئے جب امیر کو بیہوشی سے ہوشیار ہوئے اپنے کو چاہ تاریک میں پایا سوائے خاک کچھ نہ دیکھا خدا کا شکر کیا کہ

کچھ عنایت کیا ہوا جناب خضر کا پاس تھا وہی کچھ امیر نے نکال کر کھایا اور کنوین سے پانی لیکر پیا کئی روز تک امیر اس
کنوین مین رہے جب یہ خبر دختر لاہوت شاہ کو پہونچی کہ میرے باپ نے حمزہ صاحبقران کو چاہ مین قید کیا ہی
نہایت ملول بر ہم ہوئی اور خیال کرنے لگی کہ جس آدمزادنے میرے والد کو دیوون کے شر و فساد سے بچایا
افسوس اسی آدمزاد کو میرے والد نے بجرم و خطا قید کیا یہ خیال کرکے نجم پری اپنے مادر و پدر و غیرہ سے پوشیدہ
اس چاہ تاریک مین گئی اور حمزہ صاحبقران کو چاہ سے نکال کر ایک صحرا مین لائی امیر نے اوس سے پوچھا
تو کون ہے نجم پری نے عرض کیا مین دختر لاہوت شاہ جنی کی ہون نام میرا نجم پری ہے ابھی خیر اسی طرح
اور امیر سے باتین ہو رہی تھین کہ یکایک ایک گاے سامنے سے پیدا ہوئی اور نجم پری اپنی پشت پر بٹھا کر ایک جانب
بھاگی امیر بھی اس گاے کے پیچھے روانہ ہوے وہ گاے تو تھوڑی جاکر غائب ہوگئی امیر جب آگے بڑھے
دیکھا ایک قصر ہے اور پاس اوسکے ایک گنبد بلند ہے اوس قصر سے ایک مرد اور ایک عورت کی آواز آتی ہے
مرد کہتا ہے اے معشوقہ اس حقیر حال پر رحم کر اپنے وصل سے مجھے شاد کام کر آرزو ہے دلی میری بر لا عورت کہتی ہے
کہ خبردار مجھے ہاتھ نہ لگانا ورنہ مین اپنی جان دیدونگی تو ناحق مجھے لے آیا ہے تیرا تو مدعا ہے دل حاصل نہوگا بہتر یہی ہے
کہ مجھے چھوڑ دے ورنہ حمزہ صاحبقران یہان آکر میرے کہنے سے تجھے قتل کرینگے امیر نے یہ تقریر سنکے آواز بلند کہا
جو کوئی اس قصر مین ہو جلد دروازہ کھولدے ورنہ مین دروازہ توڑ کر قصر مین آتا ہون مرد نے ڈر کر دروازہ کھولدیا
جب امیر داخل قصر ہوے دیکھا کہ ارناطیس اور نجم پری دونون بیٹھے ہین امیر نے ارناطیس سے پوچھا
تو نے نجم پری کو کیونکر پایا اوس نے عرض کیا اے امیر نجم پری آپ سے تنہا باتین کرتی
تھی چونکہ مین اسپر عاشق ہون گاے بنکر اسے اپنی پشت پر بٹھا کر یہان لے آیا ہون یہی میری معشوقہ ہے جسکی
مین منت کرتا ہون لیکن یہ وصل پر راضی نہین ہوتی ہے امیر نے پہلے تو نجم پری کو سمجھایا پھر نجم پری کو راضی
پاکر اوسکو مسلمان کرکے عقد پری کا ارناطیس کے ساتھ کر دیا پھر ارناطیس حمزہ صاحبقران کو نجم پری کے
پاس بٹھا کر واسطے میوہ لانے کے چلا گیا بعد جانے ارناطیس کے نجم پری بھی اٹھکر قصر سے باہر گئی اور تھوڑی دور جاکر
دریا مین نہانے لگی ادھر سے ارناطیس میوہ لئے ہوے آتا تھا نجم پری کو دریا مین دیکھکر بیتاب و بیقرار ہوگیا اور خود
گھوڑا بنکر دریا مین جاکے نجم پری سے مدعائے دلی حاصل کیا نجم پری حاملہ ہوئی اسکے شکم سے اشقر دیو زاد
پیدا ہوتا ہے حال اوسکا بیان کیا جائیگا غرض کہ جب ارناطیس نجم پری سے مدعائے دلی حاصل کر چکا بصورت اصلی
میوہ لیکر خدمت امیر مین حاضر ہوا نجم پری بھی نہا کر قصر مین آئی پھر ارناطیس امیر کو لیکر مع نجم پری کے
قلعہ یاقوت نگار کی جانب روانہ ہوا جب قلعہ یاقوت نگار مین پہونچا امیر کو اپنے قلعے مین بصد عزت رکھا
اور سامان امیر کے لیچلنے کا کیا اکثر پوچھتا تھا اے امیر آپ کو کس شہر اور کس قلعے مین پہونچا دون امیر کہتے
تھے جس جگہ خواجہ عمرو اور ملکہ مہرنگار رہتے ہون وہین مجکو پہونچا دو غرض ارناطیس تو سامان لیچلنے کا کر رہا ہے مگر
امیر کا اکثر دل گھبراتا ہے ایک روز امیر واسطے شکار کے صحرا مین گئے اور چوپایون اور طائرون کا شکار کرنے
لگے امیر کو شکار گاہ مین رہنے دیجئے احوال اونکا بیان کیا جائے گا

دوسرے داستان حال دریافت کرنا آسمان پری کا عبدالرحمن جنی سے اور گرفتار کرنا ارناطیس اور نجم پری کو مع دیگر حالات

پلا ساقیا توبہ توبہ شراب	کہ سوز دروں سے ہوا اب دل کباب	کدھر ہے تو اے ساقی مہ جبین

ہوئی پھر تلاش سے آگین پہ	کہ آراستہ پھر تو میخانے کو	نئی طرح گردش دے پیمانے کو
مے لالہ گون کی مجھے چاہ ہے	کہان ساقیا ساغر بادہ ہے	گلابی مرے منہ سے جلدی لگا
کہین قلقل مے کی آئے صدا	پھر آیا ہے بنت العنب کو خیال	کہ زندون کو دکھلائے اب حال

روانی قلم کی دکھا اب تمام ۔ زبردست آگے مطلب پہ آ اب تحریر ۔ بلیت نگار رنگ داستان کہن پرداز گر مضمون زیب چمن و جادہ نگاران معنی عبارات داستان رنگین بیان و ضیاپردازان مطالب مضامین منور عجائب نشان حالات امیر باتوقیر زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان کیفیت ملکہ آسمان پری قلم تیز رقم سے صفحۂ قرطاس پرستان اساس پر یون تحریر کرتے ہین کہ ایک روز ملکہ آسمان پری جو بادل فراق مال امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کا خیال آیا اسوقت عبدالرحمن جنی کے پاس آئی اور عرض کیا کہ حضور مجھسے صاف صاف ارشاد کرین کہ اسوقت وہ آدم زاد یعنی زلزلۂ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران کہان ہین عبدالرحمن جنی نے سکوت کیا جب ملکہ آسمان پری نے جناب سلیمان نبی کی قسم دی عبدالرحمن نے کہا امیر باتوقیر اسوقت قلعہ یاقوت نگار مین بصد عیش و عشرت ارنائیس کے پاس جلوہ افروز ہین اور یقین ہے کہ کل سردار ارنائیس حمزہ صاحبقران کو پردۂ دنیا کی طرف روانہ کریگا اور امیر باتوقیر کو ملکہ مہرنگار کے پاس پہونچا دیگا یہ کلام تمام عبدالرحمن کے سنتے ہی ملکہ آسمان پری نہایت غضبناک ہوکر نہایت بیقرار ہوئی اور دس ہزار دیو لیکے بہ تعجیل تمام بہ تلاش امیر عالی مقام روانہ ہوئی آتے آتے بصد تیز روی شتاب دوپہر کو جہان تمازت آفتاب ہین قلعہ یاقوت نگار پر مع دس ہزار دیو کے پہونچی دیکھا کہ امیر باتوقیر کا تو کہین پتا بھی نہین ہے مگر ارنائیس اور نجم پری ایک مقام پر لیٹے ہوے اور گلو مین باہین ڈالے ہوے بوس و کنار کرتے کرتے سو گئے ہین معلوم ہوتا ہے کہ شب کو وصل سے سیراب ہو چکے ہین آسمان پری نے اپنے دیوون سے حکم دیا کہ جلد ان دونون کو گرفتار کرو وہ دیو بحکم آسمان پری فوراً نعرہ کرکے آپڑے اور دیوان قلعۂ یاقوت نگار سے لڑائی ہونے لگی غرضکہ بہت سے مارے گئے اور بہت سے دیو قلعہ کو چھوڑ کر فراری ہوئے دیوان ملکہ آسمان پری نے ارنائیس اور نجم پری کو گرفتار کر لیا میدان جنگ صاف ہوگیا قلعہ سب خالی کرکے بھاگ گئے ملکہ آسمان پری نے قلعہ یاقوت نگار کھدوا کر خاک سیاہ کر دیا اور ایک تختہ پر بخط جلی تحریر کر دیا ہم ملکہ آسمان پری دختر شہپال و بجھویون دیوون قتل کرکے سردار کو گرفتار کرتے ہین اور قلعہ کو یون تباہ و برباد کرتے ہین جو کوئی اس آدم زاد یعنی حمزہ صاحبقران کی اعانت کریگا اور پردۂ دنیا پر پہونچائیگا اسکا یہی حال کیا جائیگا لکھکر ملکہ آسمان پری مع اپنے دیوان جنگی و ارنائیس و نجم پری کے وہان سے روانہ ہوئی جب اپنے قصر عالی شان مین پہونچی حکم کیا کہ ارنائیس و نجم پری کو قتل کرو عبدالرحمن جنی کو بزور علم معلوم تھا کہ نجم پری حاملہ ہے اور اسکے شکم سے اشقر دیو زاد پیدا ہونیوالا ہے ملکہ آسمان پری کا سنکر عبدالرحمن جنی نے منع کیا کہ انکو قتل کرنا بہتر نہوگا بلکہ ان دونون کو زندان خانۂ سلیمانی مین قید رکھو ملکہ آسمان پری نے یہ سنکر حکم کیا کہ بجا و بسر و چشم منظور ہے اور دونون کو زندانخانۂ سلیمانی مین قید کیا ادھر کا حال سنئے کہ جب امیر باتوقیر شکارگاہ سے پھر کر آئے عجب کیفیت تازہ نظر آئی کہ قلعہ یاقوت نگار تمام منہدم ہے کسی نے دفعتہً ایسا تباہ و برباد کیا ہے کہ دور تک ویرانہ ہوگیا ہے ایک عالم ہو کا نظر آتا ہے نہ قلعہ ہے نہ ارنائیس و نجم پری ہین نہ دیوار و در کا پتا ہے مگر ایک مقام پر کچھ لکھا ہے جب قریب تحریر کے آئے لکھا تھا کہ منم آسمان پری جو کوئی امیر کو پناہ دیگا اور پردۂ دنیا پر پہونچانے کا ارادہ کریگا اسکا یہی حال ہوگا امیر باتوقیر نے نعلین پانون سے اتارے اور ملکہ آسمان پری کے نام پر کفش کاری کی مگر امیر کو نہایت ملال

راہ پردۂ دنیا پر جانے کی پیدا ہوئی افسوس پھر وہ مسدود ہو گئی معلوم ہوتا ہے کہ اب زندگی میں پردۂ دنیا پر نہ جانا ہوگا حمزۂ صاحبقران سر دو متفکر بیٹھے ہوئے دل سے یہ باتیں کر رہے تھے دیکھا سامنے ایک دیو آتا ہے اُس سے دریافت کیا کہ اس قلعہ یاقوت نگار پر کیا افتاد پڑی باشندگان قلعہ کس آفت میں گرفتار ہوئے اُس دیو نے عرض کیا اے امیر ملکۂ آسمان پری ارناطیس اور نجمہ پری کو گرفتار کرکے لیگئی اور بہت سے دیوؤں کو قتل کیا امیر کو یہ سُنکر بہت رنج و ملال ہوا اسی عالم صدمات میں ایک پارۂ سنگ کلان پر امیر باتوقیر لیٹ رہے آنکھ لگ گئی اتفاق کار وہی دیو جو ہاتھ سے امیر باتوقیر کے اپنی جان بچا کر بھاگا تھا اُسوقت اسطرف آنکلا دیکھا امیر باتوقیر خواب غفلت میں بے خبر پڑے سو رہے ہیں وہ دیو امیر کو مع پارۂ سنگ اٹھاکر آسمان کی طرف اُڑا اور دو ہزار کوس بلند اب امیر باتوقیر کی آنکھ کھل گئی امیر نے اپنے تئیں پنجۂ جلاد میں دیکھا سمجھے کہ اب بچنا چنگل سے اسکے مشکل ہے اُس دیو نے کہا کہ اے آدم زاد کیا کہتا ہے کہاں تجھکو پھینکوں امیر باتوقیر نے کہا اے دشمن جان تو مجھکو دریا میں پھینکدے مگر دیو کی عقل اُلٹی ہوتی ہے امیر کے کلام کے برعکس کیا پہاڑوں پر دو ہزار کوس کی بلندی سے امیر کو پھینک دیا صاحبقران اُس دیو کے ہاتھ سے چھوٹ کر ایک طرف کو دریا کے ہوا میں پھنسے ہوئے موجۂ باد میں غوطے لگاتے ہوئے چلے جب قریب زمین کے آئے اُسوقت حضرت خضر اور حضرت الیاس عبادت خدا میں مشغول تھے یکایک ندائے غیب آئی اے نبی ہمارے خضر و الیاس حمزہ کو ایک دیو دشمن جان اُسکا اٹھاکر آسمان پر لیگیا ہے اور دو ہزار کوس کی بلندی سے اُسے پھینکا ہے جلد اسکو روک لو کسیطرح امیر کو تکلیف کرنے کی نوبت نہ پہنچے یہ سنتے ہی ان دونوں خدا شناسوں نے اُٹھا امیر کو ہاتھوں پر روکا مگر امیر ایسے بیہوش تھے کہ آنکھ نہ کھلی ان دونوں پیغمبروں نے امیر کا سر اپنے زانوں پر رکھا اور دامانِ عبا کی ہوا دینے لگے گلاب اور کیوڑے کا چھینٹا دیا امیر باتوقیر بڑی دیر کے بعد ہوشیار ہوئے غش سے آنکھ کھولی جلوۂ نور الٰہی مشاہدہ کیا

دوکلمہ داستان مصیبت بیان جانا آسمان پری کا امیر باتوقیر کے پاس اور چھ مہینے کا وعدہ کرکے اپنے ساتھ پرستان میں لانا

مشتاقانِ عالم صبوری واقفانِ عرصۂ دوری اس داستان عظیم الشان کو یوں لکھتے ہیں کہ جسوقت امیر باتوقیر کو حضرت خضر و الیاس نے ہاتھوں پر روکا اور امیر کی غش سے آنکھ کھلی دونوں خاصانِ خدا کو امیر نے سلام کیا اور کہا کہ مجھکو فلک کج رفتار نے مثل آسیا کے ایسا پیسا ہے کہ تمام استخوان جسم میرے چور چور ہوگئے ان حق شناسوں نے فرمایا اے امیر عنقریب ہے کہ تم پردۂ دنیا پر پہونچو یہاں امیر باتوقیر حضرت خضر و الیاس سے یہ باتیں کر رہے تھے اُدھر ملکۂ آسمان پری عبدالرحمٰن جنی کے پاس آئی اور کہا کہ بتا اے میرے وارث نامدار شوہر ذیوقار حمزۂ صاحبقران والا شان کہاں ہے عبدالرحمٰن جنی نے کہا کہ آج شوہر تیرا بتائید پروردگار بچ گیا دیو سفید نے اسکو اٹھاکر دو ہزار کوس بلند ہوکے آسمان سے زمین پر پھینکا بحکم پروردگار جناب خضر و الیاس نے اسکو ہاتھوں پر روکا امیر کو تھپیڑہ موجۂ ہوا سے غش آگیا اور وہ کوہ صفا پر ہے یہ سنکے آسمان پری مضطر و بیقرار حیران و پریشان شہپال کے پاس آئی اور امیر کا حال بیان کیا شہپال اسیوقت اٹھ کھڑا ہوا اور دس ہزار دیو اپنے ہمراہ لیکر مع ملکۂ آسمان پری کے بتعجیل تمام کوہ صفا پر پہونچا ملکۂ آسمان پری نے دیکھتے ہی حمزۂ صاحبقران کو دیکھا شکر خدا کیا اور دوڑ کے امیر باتوقیر کے پاؤں پر گر پڑی اور کہا کہ تم میرے ساتھ چلو میں تمکو بعد چھ مہینے کے پردۂ دنیا پر پہونچا دونگی امیر باتوقیر کا غصے سے چہرہ سرخ ہوگیا اور غصے سے کانپنے لگے مگر کچھ سوچ کے چپ ہو رہے شہپال نے بھی بہت اصرار کیا کہ بعد چھ مہینے کے

ضرور تمکو پری دُنیا پر پہونچا دونگا اور اگر خلاف کرون تو قہر خدا مین گرفتار ہون حضرت خضرؑ والیاسؑ نے بھی فرمایا کہ اے امیر بہتر ہے تم اسکے ساتھ جاؤ اقرار کرتا ہے کہ بعد چھ مہینے کے پری دنیا پر پہونچا دیگا غرضکہ امیر بالتوقیر شہپال اور ملکہ آسمان پری بمنت و سماجت گلستان ارم مین لائے قریشہ سلطان دوڑ کر امیر بالتوقیر سے لپٹ گئی محبت پدری سے دریا دلی نے جوش مارا غصہ فرو ہو گیا جلسہ عیش و عشرت مین رہنے لگے مگر ہر ساعت و ہر لحظہ فراق گل صدبرگ نوشیروانی یعنی ملکہ مہرنگار کے ہجر مین صورت بلبل گرفتار پریشان ہر گل مثل خار غنچہ دل مین کھٹکتا ہے مگر چار و ناچار کیا کرین کیا کرین کچھ بس نہین شعر قفس کے روزنون سے دیکھکر فصل بہاری کو تڑپ تڑپ کر جان دیتے ہین پھڑک پھڑک کر سر پٹکتے ہین ۞ انکو تو اب یہین چھوڑے کہ سیر گلستان ارم مین مشغول ہین اور دل بہلاتے ہین

دو کلمہ داستان خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کے بیان ہوتی ہین

سعدہ بازان فسانہ رنگین فکر پردازان داستان خوش آئین مضامین عیاری خواجہ عمرو بن امیہ ضمری کو بہ طاقت لسانی زیب و زینت صفحہ قرطاس قلم رنگین اساس سے یون بیان کرتے ہین کہ جب آذوقہ بیتے غار قلعے مین اختتام کو پہونچا پہلوان عادی نے عمرو سے کہا اے خواجہ اب کچھ فکر کھانے کی کرنا چاہیے عمرو نے مرد شیر سے پوچھا کہ کوئی قلعہ اس حوالی مین اور ہے اُس نے کہا اے خواجہ اس مقام سے تین کوس کے فاصلے پر ایک قلعہ ہے کہ نام اس قلعہ کا دیو دودہ ہے عمرو یہ سنکے اُس سے چپ ہو رہے جب شب ہوئی نقب کی راہ سے چلے جاتے جاتے جب برابر قلعے کے پہونچے دیکھا کہ چار میل فولادی پر قلعہ قائم ہے عمرو نے خیال کیا کہ راستہ اس قلعہ کا کسطرف ہے اس قلعے کے چارون طرف پھر کر راہ قلعے مین جانے کی تلاش کی مگر کہین راستہ نہ پایا آخر کار ایک میل کے پاس کھڑے ہو رہے حیران حیران چارون طرف دیکھ رہے ہین اور دل مین کہتے ہین کہ کون سی تدبیر اس قلعے کے اندر جانے کی کیجیے کوئی سبیل ایسی نکالیے کہ گوہر امید ہاتھ آئے حسب اتفاق اسی میل کے قریب ایک چاہ عمیق نظر پڑا کہ قلعے مین کے سقے پانی وہین بھرتے تھے قضائے کار اُس کنوئین مین ایک بہشتی نے اوپر سے پانی بھرنے کو ڈول ڈالا عمرو نے دیکھتے ہی ڈول ہاتھ سے پکڑ لیا بہشتی حیران ہوا کہ ڈول کہان اٹک گیا جھک جھک کر اور جھانک جھانک کے دیکھنے لگا مگر کچھ سوائے تاریکی کے دکھائی نہ دیا خواجہ عمرو اس ڈول مین بیٹھ گئے اب جو بہشتی نے ڈول کھینچا تو کھینچ نہ سکا بہزار خرابی جان پر کھیل کر بہشتی نے وہ ڈول کھینچا دیکھا کہ ایک جل مانس ڈول مین بیٹھا ہوا ہے عجب طرح کی شکل ہے رنگ سیاہ قد پستہ کرنجی آنکھین گول بدن سفید دانت بہشتی دیکھکر ڈر گیا اور ڈول چھوڑ کر بھاگا عمرو نے جھپٹ کر اُس بہشتی کو پکڑا اور اٹھا کر کے اسی کنوئین مین پھینکدیا بہشتی کو قضا کا تھپیڑا لگا دریائے فنا مین غرق ہو کر مر گیا عمرو نے روغن عیاری نکالا اور اسی بہشتی کی صورت بنکر اسی جگہ بیٹھ رہا جب عرصہ زیادہ گذرا اُس بہشتی کی جورو اپنے شوہر کو تلاش کرتی ہوئی اسی کنوئین کے پاس آئی اور کہا ارے اُو بدھوا کے باپ تو نے بڑی دیر کی یہ کیا سبب ہے جو تو یہان بیٹھا ہے اور دن زیادہ چڑھ گیا لوگون کا پانی نہین بھرا اُس بہشتی نقلی نے جواب دیا مجھے دھوندھی آنے لگی کچھ آنکھون سے نہین سوجھتا ہے مجبور ہو کر یہان بیٹھ رہا اسکی جورو نے کہا کہ آمین تیرا ہاتھ پکڑ کر لیچلون غرضکہ بہشتی کی زوجہ نے ہاتھ اپنا شوہر سمجھکے پکڑ لیا اور اپنے گھر لیگئی طعام کھلایا سرد پانی پلایا عمرو بعد فراغت آب و طعام سو رہے جب دو پہر رات گذری ایک شخص نے دروازے پر آواز دی او بدھوا کے بابا او بدھوا کے بابا ذرا ادھر آ کچھ کہنا ہے بہشتی کی جورو نے عمرو کو اپنا شوہر جانکر جگایا اسے بدھوا کے باپ سوتے ہو اٹھو کوئی دروازے پر پکارتا ہے دیکھو تو جا کر کون ہے اور کیا کہتا ہے عمرو یہ سنکر بیدار ہوے اور اُٹھ کر باہر آئے دیکھا کہ شخص کھڑا ہے

دیکھتے ہی عمرو کو اس شخص نے کہا خواجہ سلام علیک عمرو نے کہا اے شخص مین تو بہشتی بدصوا کا باپ ہون تو مجھکو خواجہ کیون کہتا ہے اس شخص نے کہا مین تمکو جانتا ہون تم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ہو ابھی مجھسے خواب مین ایک بزرگوار نے فرمایا کہ خواجہ عمرو عیار صاحبقران نامدار اس ہیئت سے بدصوا کا باپ بنکر فلان بہشتی کے گھر مین ہے عمرو نے پوچھا تو کون ہے اور تیرا کیا نام ہے اوس نے کہا نام میرا جتیر شہباز ہے عمرو اس سے ملا اور کہا بھائی تمکو ایوان شاہی پر پہونچا دے اس نے کہا بسم اللہ چلیے عمرو اسیوقت شہباز کے ساتھ چلے جتیر شہباز عمرو کو لئے ہوئے ایوان شاہی پر آیا عمرو نے ایک طرف سے کمند پھینکی اور قصر شاہی پر چڑھکر اندر محل کے آیا دیکھا کہ بادشاہ اپنی خوابگاہ مین سو رہا ہے عمرو نے چاہا کہ بادشاہ کو بیہوش کرون یکایک بادشاہ کی آنکھ کھل گئی اور بیدار ہو گیا آواز دی السلام علیک یا خواجہ عمرو بن امیہ ضمری عمرو نے یہ دیکھے بھاگنے کا قصد کیا بادشاہ نے کہا اے خواجہ تم بھاگو نہین مجھے اسوقت رویا ہوا تو مین معلوم ہوا کہ تم خواجہ عمرو ہو اور مین اوسیعالم خواب مین اسلام لایا ہون تم ملکہ مہر نگار کو جا کر لے آؤ مین ابھی ساکنان قلعہ و اہالیان کو مسلمان کرتا ہون خواجہ عمرو یہ سنکے بہت خوش ہوے کہا الحمد اللہ مراد دلی بر آئی اور بادشاہ قلعہ سے رخصت ہو کر قلعہ صفیرہ کوہ پر آیا اور ملکہ مہر نگار اور پہلوان عادی وغیرہ سے تمام ماجرا قلعۂ دیو دودہ کا بیان کیا صبح کو خواجہ عمرو و ملکہ مہر نگار و عادی وغیرہ کو ہمراہ لیکر نقب کی راہ سے بتعجیل تمام نکل گئے اور چلتے چلتے جب قلعۂ دیو دودہ کے پاس پہونچے قلعہ دار کو آواز دی اور اپنا نام و نشان دیا قلعہ دار نے بادشاہ سے اذن داخلہ لیکر قلعہ کھلوا دیا اور خواجہ عمرو مع ملکہ مہر نگار وغیرہ کے اندر قلعہ کے داخل ہوئے عمرو نے دیکھا تمام ساکنان قلعہ خدا پرست ہین غرضکہ بادشاہ نے خواجہ عمرو و ملکہ مہر نگار وغیرہ کے رہنے کے لئے ایک قصر عالیشان خالی کرا دیا یہ سنکے سب اسی قصر مین مقیم ہوے اور بعد خوشی و خرمی رہنے لگے ادھر زروبین کاہرانی کو خبر ہوئی کہ قلعہ صفیرہ کوہ خالی ہو گیا عمرو وغیرہ کسی طرف کو نکل گئے ملازمون سے زروبین کاہرانی نے دریافت کیا کہ یہ خدا پرست کسطرف چلے گئے ہین ہرکارون کی خبر سے معلوم ہوا کہ عمرو و مہر نگار وغیرہ نقب کی راہ سے نکل کر قلعۂ دیو دودہ مین پہونچے اسیوقت زروبین مع فوج تعاقب کنان روانہ ہوا اور آتے ہی قلعۂ دیو دودہ کو گھیر لیا اور ایک نامہ بدین مضمون کا بخدمت بادشاہ نوشیروان عادل روانہ کیا

نامہ اے خسرو خسروان عادل زمان واے معین شاہان دوران اے تاج بخش سلاطین ملک گیران واے مددگار اورنگ نشینان یعنی بادشاہ نوشیروان عادل زمان خلد اللہ ملکہ وسلطنتہ بعرض اقدس حضور فیض گنجور گیہان خدیو ممالکت پژوہ میرسانہ بخدمت حاشیہ بوسان بساط فیض مناط بعد جبہ سائی آستان دولت نشان پناہ دہندہ داد گستران یہ خانہ زاد بے بنیاد بصد ادب یون عرض رسا ہے کہ زمانہ نو برس کا گذرا ہے کہ غلام مقیم آستانہ فلک مقام گردش چرخ کجرفتار سے نہایت روان دوان ہے اور کہین اس ساربان زادے کا پتا و دستیابی نہین لگتا اس قلعے سے اس قلعے مین بھاگتا پھرتا ہے اور ہاتھ نہین آتا ہے اور ہر ایک حاکم قلعہ کو بشعبدہ بازی و بہ عیاری طرازی طریقۂ اسلام پر مسلمان کرتا ہے اور چند روز مقیم ہو کر نکل جاتا ہے اب بالفعل عمرو مع ملکہ مہر نگار و پہلوان عادی وغیرہ کے قلعۂ دیو دودہ مین مقیم ہے اور اکثر بادشاہ دیو دودہ کو مع ساکنان قلعہ مسلمان کر لیا ہے اور یہ غلام بقصد قلع فوج قلیل سے قلعہ گھیرے ہوئے ہے لہذا عرضی بذا حضور مین گذران کر امیدوار ہون کہ اگر حضور خود مع لشکر گران بہا جلوہ افروز ہون تو بہ اقبال شاہنشاہی و بہ جلالت جہان پناہی تمام قلعہ جات چشم زدن مین فتح ہو جاوین اور غلام اس قید عذاب الیم سے رہائی پا جاوے واجب جان کو عرض کیا مصرع شاہان چہ عجب گر بنوازند گدارا بہ زروبین

نے یہ عریضہ لکھکر بخدمت نوشیروان روانہ کیا بعد قطع منازل و طے مراحل نامہ دار بتعجیل تمام بارگاہ بادشاہ نوشیروان
مین پہونچا آداب سلام شاہانہ بجالایا اور تختگاہ شاہنشاہ کو بوسہ دیکر نامہ زوبین کامرانی بحضور خسروانی
پیش کیا بادشاہ نوشیروان نے دبیر کو حکم دیا کہ زوبین کامرانی کا نامہ پڑھا جاوے دبیر نے دربار عام مین وہ نامہ
پڑھکر سنایا بادشاہ نوشیروان نامہ سُنکر مضمون سے آگاہ ہوا بختک کی طرف مخاطب ہوا اور پوچھا اے بختک
تیری کیا رائے ہے اور کیا جواب اس نامہ کا لکھا جائے بختک نے دست بستہ عرض کیا اے بادشاہ میری رائے تو یہ ہے
کہ آپکا چلنا بہت مناسب ہے کہ اقبال حضور اور قدوم میمنت لزوم کی برکت سے سب ملک مسخر ہو جاوینگے اور دشمنوں کو
زیر کرکے گرفتار کرینگے اور سب قلعون پر فتحیاب ہونگے بادشاہ نوشیروان یہ رائے بختک کی سنکر خاموش
ہو رہا پھر حکیم بزرجمہر کی طرف مخاطب ہوا اور پوچھا اے خواجہ جان آپ کیا فرماتے ہین بزرجمہر نے کہا اے بادشاہ عمرو
نہایت شریر و بدذات ہے اور بہت چالاک عیار و طرار ہے نہین معلوم اسکے سبب کیا ذلت و خواری ظہور مین آئے
میری رائے نہین ہے کہ آپ تشریف لیجائین اور پریشانی اٹھائین نوشیروان نے بھی سکوت کرکے سوچا اور
کہا اے حکیم تم سچ کہتے ہو پھر دبیر سے فرمایا اے دبیر اس نامہ کا جواب لکھو کہ میرا جانا مناسب نہین ہے اور مین کسیطرح نہین
آسکتا ہون تمکو چاہیے جد کرکے عمرو کو گرفتار کرو اور قلعہ جات کو فتح کرو دشمنون کو مارو بعد اسکے زیر مضامین شاہنشاہی
نامہ کے آخر مین بختک نے اپنی طرف سے لکھا اے زوبین کامرانی میری رائے تو تھی کہ بادشاہ نوشیروان فوج
لیکر آتا اور قلعہ جات کو فتح کرتا اور میرے کہنے پر بادشاہ آمادہ چلنے پر ہوا تھا مگر حکیم بزرجمہر نے دو چار وجوہ بیان
کرکے منع کیا بادشاہ کو اے زوبین بزرجمہر کی بدولت آئی جاتے جاتے رک گیا مین کیا کرون میرا کچھ اختیار نہین غرضکہ جواب نامہ
ملفوف کرکے شترسوار کو دیا وہ نامہ بر سلام شاہانہ بجالاکے رخصت ہوا بتعجیل تمام منزلین طے کرکے پہونچا اور وہ جواب
نامہ بادشاہ کی طرف سے زوبین کو دیا زوبین کامرانی جواب نامہ پڑھکے خاموش ہو رہا کہا خیر دیکھا جائیگا
مصرع ہے فرزند آدم ہرچہ آید بگذرد چنانکہ تو یہین چھوڑے کہ عمرو وغیرہ قلعے مین ہین اور زوبین قلعہ گھیرے ہوئے

دو کلمہ داستان مصیبت نشان امیر با توقیر حمزہ صاحبقران کے کہ قاف مین مقیم ہین اور اب پھر روئے دنیا کی طرف ارادہ ہے

مصیبت انگیزان ماتم ناہنجار و صعوبت خیزان بحر فنا کیفیت امیر با توقیر کی حوالی پردہ قاف مین یون لکھتے ہین
کہ جب زمانہ چھ مہینے کا امیر با توقیر کو پھر گذر گیا صاحبقران زمان نہایت مضطر و نالان حیران و پریشان رہے ہر وقت
یہ فکر و رنج دامنگیر کہ دیکھئے زندگی مین پھر ہوائے پردہ دنیا نصیب ہوتی ہے یا نہین شوق دیدار ملکہ مہرنگار مین رات
رات بھر بستر خواب پر پڑے تڑپتے ہین دن دن بھر دیوانہ وار بسر کرتے ہین شام سے صبح تک اختر شماری اور صبح
سے تا شام عالم بیقراری مین گذرتی ہے ایک روز اسی عالم مین جو آنکھ لگ گئی خواب مین ملکہ مہرنگار کو مضطر و بیقرار
دیکھا کہ زار زار مثل ابر نوبہار رو رو کر کہتی ہے امیر کیا یہی شرط محبت ہے جو کچھ ظہور تم سے ظہور مین آیا اب تو صورت دکھاؤ
مجھ مین نہ رہی تاب تمھارے اشتیاق صدمۂ فراق سے جان بلب ہون یہ خواب دیکھکر امیر بیدار ہو گئے گھبرا کر آنکھ
کھل گئی غم ہجر ملکہ مہرنگار کا ایک تیر دل پر لگا صدمۂ عظیم دل پر ہوا چیخ مار کر رونے لگے امیر باتوقیر کی آواز بلند سے
آسمان پری وغیرہ چونک اٹھین اور امیر باتوقیر سے لپٹ گئین پوچھا اے صاحب خیر تو ہے بتاؤ کیا ہوا کیا خواب
پریشان نظر آیا جو اسطرح تم مثل دیوانہ جاگ اٹھے اے امیر سچ بتاؤ کہ بدخواب ہو کر ڈر گئے جو عالم رویا مین روئے امیر نے
کہا اب تم مجھکو برائے خدا دنیا پر پہنچا دو نہین مین ہلاک ہو جاؤن گا آسمان پری نے ہنسکر کہا ابھی دیا نہین

امیر کو ملکۂ آسمان پری کے ہنسنے پر غصہ آگیا اور قبضۂ شمشیر پر ہاتھ رکھ کر کہا اے آسمان پری کیا تو نے مجکو قید
کیا ہے ابھی خون کے دریا پرستان میں بہا دونگا آسمان پری نے کہا اے امیر کیا تاب کیا مجال تمہاری امیر
یہ سنکر نہایت غضبناک ہوئے اور تلوار کھینچکر اُٹھے اب آسمان پری کو غصہ آگیا خنجر سلیمانی پکڑ کر وہ بھی کھڑی ہوگئی
یقین تھا کہ دو ہاتھ چل جائیں اور گلستان ارم میں خون کے دریا بہہ نکلیں کسی نے دوڑ کر شہپال کو خبر دی کہ امیر
و آسمان پری میں تلوار چل رہی ہے شہپال گھبرا کر ننگے پانوں ننگے سر دوڑا ہوا آیا دیکھا دونوں طرف تلواریں کھنچی ہوئی
ہیں شہپال بیچ میں سے آسمان پری کو للکارا کہ خبردار تلوار نہ مارنا یہ کیا کرتی ہے شوہر پر تلوار کھینچی کوئی ایسی بیہودہ
حرکت کرتا ہے بس جا علیحدہ ہو ادھر امیر کے پاس شہپال آیا اور صاحبقران کو گلے لگایا اور سمجھا کر اپنے ساتھ
دربار میں لیگیا اور کہا میں تم کو ابھی پردۂ دنیا کی طرف روانہ کرتا ہوں بہت نہ گھبراؤ زیادہ ملول نہو پھر چار دیو دو تلا بلا کر
شہپال نے حکم دیا کہ امیر کشورگیر کو ایک تخت زرنگار پر سوار کرکے پردۂ دنیا پر جس جگہ یہ کہیں بحفاظت تمام
پہونچا آؤ جب حکم ملک شہپال ان دیوؤں نے تخت آراستہ کرکے امیر کو تخت پر بٹھایا اور چاروں دیو تخت لیکر روانہ ہوئے
ادھر ملکۂ آسمان پری کو خبر ہوئی کہ شہپال نے امیر کو تخت زرنگار پر بٹھا کر پردۂ دنیا کی طرف روانہ کر دیا جلاجل
پری سے کہا کہ تو ابھی تو جا اور چاروں دیوؤں سے کہہ کہ خبردار خبردار تخت امیر کا شکارگاہ سلیمانی میں رکھ کر چلے آنا
آگے نہ لیجانا اسیوقت جلاجل پری بحکم ملکۂ آسمان پری تعاقب میں امیر با توقیر کی چلی یہاں وہ دیو کوئی
دو کوس تخت امیر کا لے گئے ہونگے کہ جلاجل پری مثل طائر تیز پرواز آ پہونچی اور زبان جنی میں ان دیوؤں سے
حکم آسمان پری سنا کر مثل برق جہندہ کے پلٹ آئی امیر با توقیر بھی کچھ سمجھے کہ پھر کچھ رخنہ اندازی آسمان پری نے کی
امیر نے ان چاروں دیوؤں سے کہا کہ تم مجکو پردۂ دنیا پر نہ لیجاؤ بلکہ گلستان ارم میں پھر مجکو پہونچا دو کہ
اب مجھ میں طاقت مارنا ہی اور بربادی اٹھانے کی نہیں پھر وہ چاروں دیو تخت امیر با توقیر کا دربار شہپال میں پھر
لے آئے شہپال نے پوچھا کیوں خیر تو ہے کیا ہوا کیوں پھر آئے امیر کو پردۂ دنیا پر کیوں نہ پہونچایا دیوؤں نے عرض کیا
کہ حکم ملکۂ آسمان پری کا نہیں ہے کہ امیر کو پردۂ دنیا پر لیجائیں جلاجل پری کی زبانی کہلا بھیجا تھا کہ امیر کو شکارگاہ
سلیمانی میں اتار دینا امیر نے کہا اگر ایسا ہی ہے تو مجکو پھیر کر گلستان ارم میں پہونچا دو شہپال سنکر خاموش ہو گئے
اور سکوت کیا بس امیر کو غصہ آگیا اور ایک دو ہتڑ شہپال کی پشت پر مارا اور کہا کہ خدا تجکو اسکی سزا دے جیسا تو
میرے ساتھ کر رہا ہے یہ کہکر امیر با توقیر اٹھ کھڑے ہوئے اور گیروا لباس زیب جسم انور کرکے ایک طرف کو راہی ہوئے
شہپال کو نہایت صدمہ ہوا مگر بخاطر ملکۂ آسمان پری عالم مجبوری سے کچھ کہہ نہ سکا چپ ہو رہا یہاں امیر با توقیر
چلتے چلتے شام کے قریب ایک منزل پر پہونچے وہاں ایک دیو سے ملاقات ہوئی اس سے پوچھا کہ دنیا یہاں سے
کتنے فاصلے پر ہے اس دیو نے کہا یہاں سے راستہ پردۂ دنیا کا دس ہزار برس کا ہے امیر سنکر چپ ہو رہے اور اشک
حسرت آنکھوں سے بہنے اور آسمان کی طرف سر کو بلند کرکے کہا اے پروردگار عالم کیا مجال بشر کی جو یہاں سے زندگی
میں پردۂ دنیا پر پہونچے مگر تو ہی حامی و مددگار ہے اگر تو چاہے تو آن واحد میں پہونچا دے یہ کہتے ہوے ایک طرف
روانہ ہوئے چار پانچ دن کے بعد امیر نے دیکھا ایک قلعہ سامنے ہے مگر نہایت محکم ہے چالیس ہزار دیو اس قلعے کو گھیر
دھاوا کر رہے ہیں لڑائی ہو رہی ہے مگر ساکنان قلعہ کی صدائے فریاد و زاری بلند ہے امیر کشورگیر
کو ان فریادیوں پر رحم آیا اور ان دیوزادوں کو دین سے للکارا اس لشکر سے ایک سردار نامی نکلا کہ نام اسکا
دلیوا طلق تھا اس نے آتے ہی امیر پر وار شمشاد ماری امیر نے خالی دے کر ہاتھ قبضۂ آبدار کا مارا وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔

زمین پر گرا ساکنان قلعہ برجون پر سے دیکھ رہے تھے فریاد و زاری موقوف کی اور قلعے کا پھاٹک کھول کر نکلے لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی غرضکہ امیر نے ہزار ہا دیوون کو مارا اور باقی بھاگ گئے بادشاہ قلعے نے آکر امیر کو مجرا کیا اور کہا کہ حضور نے مجکو پہچانا صاحبقران نے فرمایا کہ ہان بخوبی آپ سے شناسائی ہے آپ جنود سبز قبا ہین اور یہ قلعہ سبز نگار ہے بادشاہ جنود سبز قبا امیر باتوقیر کو بعد اعزاز و اکرام قلعے مین لایا اور دنگل زرنگار پر بٹھایا محفل جشن آراستہ کرکے دور جام شراب کا حکم دیا رقص کا سامان مہیا کیا ایک وزیر اس بادشاہ کا تھا کہ نام اسکا خواجہ شمس تھا اسکو بلا کر بادشاہ نے چپکے سے کچھ اسکے کان مین کہا اور بادشاہ جنود سبز قبا محفل سے اٹھکر چلا گیا اسوقت خواجہ شمس وزیر نے امیر باتوقیر سے عرض کیا کہ بادشاہ جنود سبز قبا کا ارادہ ہے کہ ایک گوہر بیش بہا میرے پاس ہے مین امیر باتوقیر کو نذر دون یعنی دختر نیک اختر ملکہ ریحانہ پری کا عقد امیر باتوقیر کے ساتھ کر دون اگر حضور کو منظور خاطر ہو تو ارشاد فرمائے ——

صاحبقران نے فرمایا اے بھائی مجکو کسطرح منظور نہین کسواسطے کہ ابھی ایک عذاب سے چھوٹا نہین دوسرا بار عظیم اپنے سر پر رکھون خواجہ شمس وزیر نے کہا کہ یہ بادشاہ بھائی شہپال کا ہے اور علاوہ اسکے مین حضور سے اقرار کرتا ہون کہ بعد عقد ہو جانے کے آپ کو ضرور در پردہ دنیا پر پہونچا دونگا امیر نے فرمایا کہ ہان اسوقت مین البتہ مجکو منظور ہے اگر تو اور تیرا بادشاہ بحسب حکم مجکو دنیا پر پہونچا دینے کا کرے وزیر نے کہا کہ جو مین عرض کرتا ہون اسمین کبھی فرق نہوگا الغرض اسوقت سامان شادی ملکہ ریحانہ پری کا ہونے لگا ایک قصر عالیشان مین امیر باتوقیر کو مقیم کیا بادشاہ جنود سبز قبا نے بڑی دھوم دھام اور نہایت ساز و سامان سے بہت بھاری مانجھا امیر باتوقیر کو پہنایا اگر اسکا سامان تحریر کرون تو نہایت طول ہوگا مختصر یہ ہے کہ بعد ساچق و مہندی کے برات کا دن آیا امیر کشورگیر کو دولہا بنایا جواہرات کا سہرا باندھا اور تخت جواہر نگار پر سوار کیا اور تمام دیوزاد بہ لباس رنگین و فاخرہ زینت دہ برات ہوئے باجے ہر رنگ کے بجنے لگے تختون پر پریان ناچتی ہوئین بھاؤ بتاتی ہوئین مبارک سلامت کا شور بلند غرضکہ اسطرح برات دلہن کے قصر کی طرف روانہ ہوئی وہ ہنگام شب عجب ہنگام تھا چاندنی دودھ سی کھلی ہوئی سناٹا چھایا ہوا تھا کا وقت پھلجڑیون کی ٹہنیان اڑتی ہوئی روشنی بحد اتم تماشاہاے سلیمانی روشن بازارین آراستہ دوکانین سجی ہوئی تھین تمام ساکنان قلعہ خوش و خرم سبز و سرخ لباس پہنے ہوئے تمام شہر مین عجب جشن عام کہ چشم فلک نے بھی نہ دیکھا ہوگا برات تمام قلعے سے پھرتی ہوئی در قصر عروس پر پہونچی شادیانے بجنے لگے توپین چھوٹنے لگین دولہا کو تخت سے اوتارا اندر محل مین لیگئے بعد رسومات آرسی مصحف وغیرہ کے ایک قصر لعلین نگار مین دلہن دولہا کو بٹھایا تخلیہ کر دیا دن گذر گیا تھا ہنگام وصل برپا ہوا صدف آرزو گوہر مراد سے بہرہ ور ہوئی دلہن دولہا شربت وصل سے سیراب ہوئے غرضکہ کئی روز تک عیش و عشرت مین گذرے ایک شب کو خواب مین امیر باتوقیر نے ملکہ مہر نگار کو مضطر و بیقرار بہت دیکھا کہ وہ امیر کے گلے مین پیاری باہین گلے مین ڈالے ہوے کہتی ہے کہ کیون حضرت یہی تقاضاے وفاداری ہے کہ شیفتہ محبت کو فراموش کیا اور آپ عیش و عشرت مین ہین اور تم نے یہ کیا غضب کیا کہ ابھی ایک عذاب سے فراغت نہین پائی دوسرا عذاب اور مول لیا تمھین اختیار ہے صاحبقران یہ خواب پریشان دیکھکر بیدار ہوے بہت گھبرائے دل ملکہ مہر نگار کے واسطے بیقرار ہو گیا شعر

گلشن مین پھرا کیا کبھی مبتلا نہین ؛ تجھ سے سوا پسند کوئی گل ذرا نہین ؛

یہ کہکے چپکے سے پہلوے ملکہ ریحانہ پری سے اٹھے اور قصر سے نکل کے ایک طرف کو روانہ ہوئے ابھی نصف رات باقی ہے جنگل تمام چلے بہت دور نکل گئے یہان صبح کو ریحانہ پری جو بیدار ہوئی امیر باتوقیر کو پہلو مین نہ پایا انہون سہیلیون سے دریافت کیا سب نے کہا ہمکو نہین معلوم کہ

امیر با توقیر کیا ہوئے کسطرف چلے گئے پھر بہت تلاش کیا کہیں پتا نہ لگا اسیوقت ملکہ ریحانہ پری اپنے باپ کے پاس آئی اور تمام کیفیت بیان کی بادشاہ جنو و سبز قبا نہایت متعجب ہوا اور کہا اے فرزند یہ تیری قسمت میں نے تو بہت سوچ سمجھ کے تیرا عقد کیا تھا جو منظور خدا ملکہ ریحانہ پری کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور کلیجا پاش پاش ہو گیا ہو جاری کئے پھر یہ شعر حسب حال اپنے پڑھنے لگی شعر حیف در چشم زدن صحبت یار آخر شد ٭ روے گل سیر ندیدیم بہار آخر شد ٭ ادھر ریحانہ پری شوق امیر با توقیر میں مضطر و نالان ہے اور امیر با توقیر اشتیاق ملکہ مہرنگار میں بیقرار ہو نکل گئے ادھر ملکہ آسمان پری کو جو بعد چند عرصے کے خیال صاحبقران زمان کا آیا حیران و پریشان عبدالرحمٰن جنی کے پاس آئی اور پوچھا کہ فرمائے صاحبقران زمان کہاں ہیں عبدالرحمٰن جنی نے کہا اے آسمان پری شوہر تیرا قلعہ سبز نگار میں ملکہ ریحان پری سے کھیلنے میں ہے بہتر ہے تیرے چچا بادشاہ جنو و سبز قبا نے ملکہ ریحان پری کا عقد امیر کے ساتھ کر دیا یہ سنتے ہی ملکہ آسمان آگ بھولا ہو گئی پھول سا چہرہ مثل گل سرخ آفتاب کی تمتمانے لگا غصے میں اٹھ کھڑی ہوئی اور دس ہزار دیو اپنے ہمراہ لیکر قلعہ سبز نگار پر پہونچی سامنے بادشاہ جنو و سبز قبا کے آ کر کہا اے چچا جان آپ کو یہ لازم نہ تھا کہ گھر ہی شکار کھیلا سوائے میرے شوہر کے اور کوئی ملکہ ریحان پری کا کفو بر ملنا نہ تھا جو تم نے اپنی بیٹی کا عقد امیر کے ساتھ کر دیا یہ کہکر دیوؤں کو حکم کیا کہ سب کو گرفتار کر لو میں ان سب کو سزا اسکی دونگی دس ہزار دیو چہار طرف سے آ پڑے لڑائی ہونے لگی غرضکہ بعد جنگ جدال کے خواجہ شمس وزیر و دربان اور بادشاہ جنو و سبز قبا کو گرفتار کر کے لے آئی اور حکم کیا کہ میدان خونی تیار ہو ان سب کو قتل کرو اسیوقت شہپال کو خبر ہوئی وہ دوڑا آیا ملکہ آسمان پری کو منع کیا کہ میری خاطر سے ان سب کا خون بخش دو مگر آسمان پری کسی طرح نہ مانتی تھی جب شہپال بہت مصر ہوا ملکہ آسمان پری نے جنو و سبز قبا اور ریحانہ پری کو زندانخانہ سلیمانی میں قید کیا اور خواجہ شمس وزیر کو بادشاہ کر کے قلعہ سبز نگار پر بھیج دیا اُن دونوں نے قید خانہ میں خدا سے دعا کی کہ پروردگار عالم تو منتقم حقیقی ہے تو اسکا اجر و جزا دینا اب ادھر کا حال سنئے کہ بعد چند روز کے ایک دیو ہے کہ نام اسکا رعد شاطر بھائی جاد و عفریت کا ہے اور مسکن اُسکا طلسم سفید بوم و سیاہ بوم میں ہے اُسنے سنا کہ شہپال نے عفریت کو امیر حمزہ صاحبقران زمان کے ہاتھ سے قتل کروا ڈالا چونکہ عفریت دیو شاطر کا دونوں تھا خون کا جوش آ گیا نہایت برہم ہوا غصے میں آ کر جال سلیمانی لیکر چلا اور بارگاہ دشت شہپال میں آ کر وہی جال سلیمانی بار شہپال و آسمان پری و قیشہ سلطان وغیرہ اس جال میں پھنسے چار سو دیو اور پری کو گرفتار کر لیا مگر عبدالرحمٰن جنی ڈر کے مارے بھاگ کر تخت کے نیچے چھپ گئے شاطر نے ان سبکو طلسم سلیمانی میں لا کر انکا قید کیا اب انکو یہیں چھوڑ دیجئے

دوسرے داستان خواجہ عمرو اور ژوبین کامرانی کے بیان ہوتی ہیں

جنگ نمایان عرصہ کارزار معانی و معرکہ آرایان میدان رزمگاہ خوش بیانی اس داستان جرات نشان کو سنمند قرطاس پر قلم شمشیر رقم سے یوں تحریر کرتے ہیں کہ جب بیژن کامرانی مدائن میں آیا اور اُسنے اپنے بھائی کا حال دریافت کیا بختک نے ساری کیفیت عمرو اور ژوبین کامرانی کی بیان کی بیژن کامرانی سنتے ہی قبضہ شمشیر پر ہاتھ رکھکے اٹھ کھڑا ہوا اور بادشاہ نوشیروان سے عرض کیا اگر حکم ہو تو میں جا کر قلعہ جات کو فتح کروں بادشاہ نے فرمایا بہتر ہے اور تین لاکھ فوج جرار بادشاہ نوشیروان کا مارنے بیژن کامرانی کے ہمراہ کر کے اسکو رخصت کیا بیژن کامرانی بتعجیل تمام منزلیں طے کرتا ہوا قلعہ دیو دود پر آیا اپنے بھائی سے ملا

زوبین کامرانی بصد گریہ وزاری حال سب بیان کیا بیژن کامرانی نے کہا کہ بھائی تم گھبراؤ نہیں یہ قلعہ آج کل لیلونگا بعد اسکے اور سب قلعوں کو فتح کرونگا جب عمرو بن اُمیّہ ضمری کو یہ خبر ہوئی کہ بھائی زوبین کامرانی کا بیژن کامرانی تین لاکھ فوج جرّار لیکر اپنے بھائی کا آکر شریک ہوا ہے عمرو نے بھی قلعے کا بندوبست محکم کیا مگر رات ہی سے لڑائی شروع ہو گئی صبح ہوتے ہی بیژن کامرانی اور زوبین کامرانی نے دھاوا کر دیا عمرو نے بہت سے کامرانیوں کو قتل کیا مگر لڑائی فتح نہوئی بیژن کامرانی وغیرہ مع فوج لڑتا ہوا لب خندق پہونچا یہاں ملکہ مہر نگار وغیرہ گھبرا گئیں پروردگار عالم کی طرف رجوع دست بدعا بلند کئے تیر دعا ہدف مراد پر پہونچا یکایک ایک طرف سے گرد عظیم اٹھی جب دامن گرد شگافتہ ہوا دیکھا کہ چالیس ہزار نقابدار نارنجی پوش پیدا ہوے اور وہیں سے نعرے کرکے تلواریں کھینچیں اور لشکر بیژن کامرانی وغیرہ پر آپڑے تلوار چلنے لگی جو کامرانی جس مقابلے پر آیا اسکی تلوار چھین لی سردار نقابداران نارنجی پوش اور بیژن کامرانی سے سامنا ہوا بیژن نے جھپٹکر تلوار ماری نقابدار نے بڑھ بچا کر اسکے قبضۂ شمشیر پر ہاتھ ڈالا جھٹکا دیکر تلوار چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور تین بار پیچ دیکر زمین پر مارا بیژن کامرانی گرتے ہی بیہوش ہو گیا زوبین کامرانی اپنے بھائی کو دیکھکر دوڑا اور آتے ہی نقابدار پر تلوار ماری نقابدار نے چھیکلی دیکر اسکی بھی تلوار چھین لی اور کمر زنجیر میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور پیچ دیکر اسکو بھی زمین پر مارا کہ وہ بھی بیہوش ہو گیا کامرانی دوڑ پڑے اور دونوں کو اٹھا لیگئے عمرو بھی دروازہ قلعے کا کھولکر مع ہمراہیوں کے باہر آیا خوب تلوار چلی نقابداران نارنجی پوش نے سب کامرانیوں کو مار کر بھگا دیا صدہا کو قتل کیا بڑی خونریزی ہوئی کوسوں فراریوں کا تانتا لگا عمرو نے پڑاو پر کامرانیوں کے آپڑا تمام مال و اسباب و غلہ وغیرہ لوٹ لیا نقابدار جب عمرو سے رخصت ہوکر جانے لگا عمرو نے کہا کہ اے نقابدار آپنے بڑا احسان کیا کہ عین وقت پر تشریف لائے اور کمک کی آپ فرمایئے کہ نام آپ کا کیا ہے نقابدار نے کہا کہ اے خواجہ تمھیں میرے نام سے کیا کام ہے مگر ملکہ مہر نگار کو میری طرف سے آداب تسلیمات عرض کرنا اور کہنا کہ یہ غلام آپکا یہاں سے بہت قریب مقیم ہے اب یہاں بار کم تمام تشریف رکھئے کسی کی کیا مجال جو آنکھ بھی ملا سکے یہ سنکے عمرو بہت خوش ہوا اور کچھ نقابدار سے کہا چاہتا تھا کہ عیار نقابدار نے دھکا دیا عمرو پیچھے ہٹ گیا یہاں کا حال سنئے کہ ایک روز جھجھاک نے خواجہ ابو الخیر کو لکھا کہ اگر عمرو اور ملکہ مہر نگار کو ہمارے ہاتھ گرفتار کر دادو تو میں تمکو اس قلعہ کا بادشاہ کردوں ابو الخیر نے جواب جھجھاک کے نامے کا لکھ بھیجا کہ میرے مکان میں نقب لگی ہے آپ آیئے نقب کی راہ سے تشریف لائیے میں عمرو وغیرہ اور سب پہلوانوں کو گرفتار کرادونگا یہ جواب نامے کا ابو الخیر نے روانہ کرکے مہمان سامان عرت کیا ابو الخیر نے چارسو آدمیوں کا کھانا مثل پلاؤ وغیرہ کے تیار کرایا اور چارسو قابوں میں نکلوا کر دسترخوان چنوا دیا دختر ابو الخیر جو ادھر سے آئی دیکھا دسترخوان چنا ہوا ہے اور چارسو قابوں میں پلاؤ وغیرہ کی تیاری دیکھیں باپ سے پوچھا اے پدر نامدار کیا آج نذر جناب ابراہیم علیہ السلام ہے جو کھانا عمدہ پکوا کر آپنے دسترخوان چنوایا ہے ابو الخیر نے کہا اے فرزند یہ کھانا میں نے جھجھاک کے پہلوانوں کے واسطے پکوایا ہے آج عمرو و ملکہ مہر نگار وغیرہ کو گرفتار کرکے جھجھاک کے حوالے کروں گا وہ مجکو اس قلعے کا بادشاہ کردیگا تم یہ راز مخفی کسی پر ظاہر نہ کرنا دختر ابو الخیر یہ سنکر خاموش ہو رہی اور ملکہ مہر نگار کے پاس آئی تمام کیفیت اپنی باپ کی کہی اور کھانا تیار ہونے لگا اور جھجھاک کے آنے کی خبر یہاں کی ملکہ مہر نگار دختر ابو الخیر کو اپنی بہن کیا اور عمرو سے ساری کیفیت بیان کی عمرو اسیوقت دوسو آدمیوں کو لیکر مع پہلوان حادی کے مکان پر ابو الخیر کے آیا پہلوان حادی نے کہا اے خواجہ یہاں تو بہت سے خوشبو پلاؤ وغیرہ کی آتی ہے عمرو نے کہا صبر کرو خاموش رہو دیکھو چلکے کیسا عمدہ کھانا کھلاتا ہوں کہ دل سیر ہو جا

از بسکہ بیحد خوش ہو رہے تھے خواجہ عمرو مع دو سو آدمیوں کے در دولتِ مکان میں ابوالخیر کے داخل ہوئے پہلوان عادی وغیرہ دستر خوان چنا ہوا دیکھکر خوش ہو گئے عمرو نے پوچھا ای ابوالخیر کیا آج کسی کی دعوت ہے ابوالخیر نے کہا ای خواجہ آج جناب ابراہیم علیہ السلام کی نذر دلوائی ہے عمرو نے پہلوان عادی وغیرہ کی دیکھکے کہا کہ بسم اللہ بیٹھئے اور قبول کیجئے ہم بھی دو چند رہے کیا ناکھانے میں ثواب زیادہ ہو حق بہ حقدار رسید یہ سنتے ہی پہلوان عادی مع دو سو جوانوں کے آستین چڑھا کر دستر خوان کے بیٹھ گئے اور بسم اللہ کہکر وہ طعام لذیذ کھانا شروع کیا بڑے بڑے لقمے مارنے لگے ایک ایک جوان پہلوان نے تن تنہا کھانا کھایا عمرو نے بہانے سے ابوالخیر کو گرفتار کرکے قلعے میں بھیج دیا اور پہلوان عادی کو نقب پر بٹھایا اور بتاکید کہدیا کہ جو کوئی دہنہ نقب پر آئے تم اسکو پکڑ کے دیتے جاؤ الغرض کہ وقت معہودہ پر بختک نے چار سو پہلوانوں کو بھیجا ایک ایک نے نقب سے آنا شروع کیا جو نقب سے آیا اور اُسنے سر اپنا دہنہ نقب سے نکالا پہلوان عادی نے گردن پکڑ کر اُسے کھینچ لیا اور عمرو کے حوالہ کیا عمرو نے اُسیوقت حباب بیہوشی مار کر بیہوش کیا اور گرفتار کرکے قلعے میں بھیج دیا اسیطرح سے ایک چشم زدن میں چار سو آدمیوں کو عمرو نے اسیر کرکے قلعے میں بھیجا اب باری اُن تینوں کی آئی بختک اور زوبین کامرانی اور بیژن کامرانی آگے پیچھے چلے بختک نے اُن دونوں سے کہا کہ بہانے کھانے میں مجھکو کچھ دال میں کالا معلوم ہوتا ہے ایسا نہو کہ یہ دعوت کا پلاؤ نقصان کرے ہضم ہو دانہ دانہ پیٹ سے نکل جائے غرضکہ پہلے زوبین کامرانی آیا اور دہنہ نقب سے سر نکالا پہلوان عادی نے مثل شہباز اجل کے اُس کافر بیدین کے سر پر چنگل مارا فقط اسکے سر کے بال پہلوان عادی کے ہاتھ میں آئے زوبین کامرانی نے تڑپ کر جھٹکا مارا بال اسکے جلدوں کے ٹوٹ کر ہاتھ میں پہلوان عادی کے آ گئے اور زوبین کامرانی تڑپ کر نکل گیا اور بختک وغیرہ کو ساتھ لیکر بھاگا عمرو نے دہنہ نقب استوار کرکے بند کرادیا اور قلعے میں آن کر اُن چار سو کا بھی اور ابوالخیر کو بھی دار پر کھینچ دیا سب کو قتل کرکے لاشیں قلعے کے باہر پھنکوا دیں ملکہ مہر نگار نے دختر ابوالخیر کو اپنی بیٹی بنا کر اپنے پاس رکھا اور بعیش تمام اُس قلعے میں ملکہ مہر نگار مع عمرو و پہلوان عادی وغیرہ رہنے لگے اب

اس داستان کو یونہیں چھوڑ دیجئے

دو کلمے داستان شگفت نشان فتح ہونا طلسم سفید بوم اور سیاہ بوم کا امیر یاتو قیر حمزہ صاحبقران کے ہاتھ سے بیان ہوتے ہیں

قاریان حضار طلسم داستان رنگین بیان و قلعہ کشایان معرکہ مضامین عبارات طلاقت لسان اس فسانہ عجائبات کو صفحۂ قرطاس سفید رنگ پر بسیاہی زبان قلم تیز رقم حرف بحرف یوں ترجمہ آرا ہوتے ہیں جب دیو رعد شاطر بسبب قہر و غضب شہپال جنی اور ملکہ آسمان پری و قریشہ سلطان وغیرہ کو گرفتار کرکے لے گیا عبدالرحمن جنی تخت کے نیچے چھپ رہے تھے بعد اسکے وہاں سے بھاگ کر اپنے بھائی لاہوت جنی کے پاس چلے گئے حسب اتفاق بعد چند روز کے امیر یاتو قیر حمزہ صاحبقران قریب قلعہ عمرو کے پہونچے دیووں نے لاہوت جنی کو خبر دی کہ قاتل راہدار امیر کشورگیر حمزہ صاحبقران آئے ہیں لاہوت جنی مع فوج دیوان اپنے قلعے سے نکل کر برائے استقبال باہر آیا اور امیر سے ملاقات کی اور بہت سا عذر کیا کہ میں نے آپکو آسمان پری کے خوف سے چاہ میں بند کیا اب خطا اس عاصی پر معاصی کی معاف کیجئے آپکا شیوہ رحم و کرم ہے یہ گنہگار عفو تقصیر کا امیدوار ہے امیر یاتو قیر بر سبیل رحم و لطف اکرام خاموش ہو رہے لاہوت جنی امیر کو بعد اعزاز و اکرام اپنے قلعے میں لایا امیر نے دیکھا کہ عبدالرحمن جنی بھی موجود ہیں امیر نے پوچھا کہو کیا حال ہے تمہارے یہاں آنے کا کیا سبب ہوا عبدالرحم

نے کہا اے حمزہ غضب ہو گیا وہ جلسۂ بارگاہ شہپال تفرقہ ہو گیا بڑی تباہی کے عالم میں ہم سب مبتلا ہوئے دیو رعد
شاطر مالکہ آسمان پری اور قریشہ سلطان اور شہپال جنی وغیرہ کو جال سلیمان مار کر گرفتار کر لیگیا طلسم
سفید بوم و سیاہ بوم میں اسیر کیا ہے امیر باتوقیر نے کہا اے محمد بہت خوب ہوا پروردگار عالم عادل و توانا ہے خدا اسے
زیادہ دکھائے تو میں خوش ہوں جیسا سلوک میرے ساتھ کیا ہے اسکا عوض خدا دیگا عبدالرحمن نے کہا اے امیر اب
نہ چاہئے تمکو رحم و لطف و کرم لازم ہے امیر باتوقیر خاموش ہو رہے مگر چونکہ قریشہ سلطان دختر امیر بہت کمسن تھی
اسکے حال پر امیر کو رحم آگیا سوچے ایسا نہ ہو کہ اس قید سخت میں وہ معصوم ہلاک ہو جائے اسکے سبب ضرور تدبیر رہائی کی کرنا
چاہئے امیر نے کہا اے عبدالرحمن وہاں میں کیونکر پہونچوں اور کس صورت سے جاؤں جو انکو رہا کروں عبدالرحمن
نے کہا کہ بیابان صحرا میں بلندی پر ایک سیمرغ مقیم ہے اگر وہ مدد آپکو دے تو آپ ضرور وہاں پہونچیں اور سوائے اسکے
اور کوئی صورت آپکے پہونچنے کی نہیں معلوم ہوتی ہے امیر نے فرمایا کہ مجکو اس صحرا میں پہونچاؤ جہاں سیمرغ رہتا ہے
عبدالرحمن نے اسیوقت چار دیوؤں کو بلایا اور امیر کو تخت پر بٹھایا اور دیوؤں سے کہا کہ امیر کو اس صحرا میں پہونچا دو
کہ جہاں سیمرغ کا آشیانہ ہے وہ دیو بموجب حکم عبدالرحمن تخت امیر باتوقیر کو کاندھوں پر اٹھا کر ہوا ہوئے اور ایک
چشم زدن میں اسی صحرائے لق و دق میں پہونچا دیا جہاں سیمرغ کا آشیانہ تھا امیر باتوقیر وہاں پہونچکر تخت سے اترے
ایک درخت سرسبز شاداب کے نیچے بیٹھ گئے دیو امیر کو سلام کرکے رخصت ہوگئے امیر نے دیکھا کہ اس درخت پر ایک
بہت بڑا گھونسلا لگا ہے امیر اس درخت سے ہٹ کر دوسرے درخت کے نیچے جا بیٹھے تھوڑی دیر کے بعد امیر نے دیکھا
کہ ایک اژدہا اس درخت پر چڑھتا ہے بچوں نے سیمرغ کے جو اس اژدہے کو آتے دیکھا فریاد و زاری بصد بیقراری کرنے
لگے اور شور مچانے لگے امیر نے دیکھا کہ آشیانۂ سیمرغ میں بچے ہیں اور یہ اژدہا انکا دشمن ہے وہ اپنے دشمن کو دیکھکر نالہ و
فریاد کرتے ہیں امیر باتوقیر نے ترکش سے ایک تیر کمان میں جوڑ کر اس اژدہائے نابکار پر مارا نشانہ ہوکے گرا تو وہ
قائل ہوا امیر تلوار کھینچکر دوڑے اور اس اژدہے کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ڈالدئے بعد اسکے امیر بسبب خستگی
راہ کے لیٹ رہے فوراً سو رہے اس عرصہ میں سیمرغ آیا اور قریب آشیانے کے بیٹھا دیکھا کہ آدم زاد سو رہا ہے
کہ مثل آفتاب درخشان کے چہرہ تابندہ ہے کہ تمام صحرا روشن ہے سیمرغ نے خیال دل میں کیا کہ شاید یہی ہمیشہ ہمارے
بچے پکڑ لیا کرتا ہے اسکو ضرور سزا دینا چاہئے یہ سوچ کر وہ سیمرغ اڑا اور کئی ہزار من کا پارہ سنگ منقار میں پکڑ کر لایا
اور چاہا کہ امیر کے سر پر مارے کہ بچوں نے فریاد کی اور کہا کہ خبردار اس شخص کو نہ مارنا یہ آدم زاد ہمارا محسن ہے اسی نے ہماری
جان بخشی کی ہمارا دشمن ایک اژدر مہیب تھا اسکو اس نے مار کے ٹکڑے ٹکڑے کرکے ڈالدیا ہے وہ سب ٹکڑے اسکی سپر
کے نیچے رکھے ہیں تم خود جاکر دیکھ لو یہ سنکے سیمرغ زمین پر آیا منقار سے سپر کو اٹھایا دیکھا پارہ ہائے اژدہائے مہیب
جمع کئے رکھے ہیں بہت خوش ہوا اور ایک پر کا امیر باتوقیر پر سایہ کیا اور ایک پر کا پنکھا بنا کے مروحہ جنبانی کرنے لگا بعد
تھوڑی دیر کے امیر کی آنکھ کھلی دیکھا کہ سیمرغ پروں سے سایہ فگن ہے امیر اٹھ بیٹھے سیمرغ نے کہا کہ اے آدم زاد تو نے
مجھپر بڑا احسان کیا کہ میرے بچوں کو بچایا جلاد اژدر نابکار مدام میرے بچوں کو کھا جایا کرتا تھا اب جو کچھ تیرا کام ہو وہ بیان
کر کہ میں آنکھوں سے بجا لاؤں اور تیرے کام کو انجام دوں امیر نے کہا اے سیمرغ سفید بوم اور سیاہ بوم
میں جانا ضرور ہے اگر ہو سکے تو تو مجکو وہاں پہونچا دے سیمرغ نے کہا کہ نہایت دشوار اور سخت مشکل ہے
یہاں سے سفید بوم اور سیاہ بوم کا فاصلہ سات سو کوس کا ہے اور درمیان راہ کے کئی مرحلے ایسے
سخت و صعب ہیں کہ اس سے بچنا بسا دشوار ہے ایک کوہ مقناطیس ہے اور ایک کوہ زہر مہرہ اور نیز

کوہ آذر ہے اور ایک کوہ تار ہے اور ایک کوہ زمہریر ہے اور آخر میں ایک دریائے آتش ملتا ہے یہ مرحلات طے کرنا
نہیں تنہا طے کرنا بہت مشکل ہے مگر میں تیرے واسطے جہاں تک ہو سکتا ہے تدبیر کرتا ہوں امیر نے فرمایا جو ہو تو مجھکو وہاں
پہونچا دے کہ میرے اہل و عیال وہاں قید ہیں مجھکو ضرور ہے کہ میں وہاں جا کر انکو رہا کروں سیمرغ نے کہا اچھا بہتر ہے
آپ یہاں ٹھہرے میں آتا ہوں یہ کہکر ایک صحرا کی طرف وہ سیمرغ اڑ گیا اور وہاں سے کچھ گینڈے اور کچھ جانور شکار کرکے
لایا اور ساتھ ان جانوروں کو تیار کئے اور امیر سے کہا کہ یہ لقمے گوشت کے اپنے پاس رکھئے اور ہتھیار سب اتار کے
چھپا لیجئے کہ کوہ مقناطیس کی تاثیر ہے کہ لوہے کو کھینچ لیتا ہے امیر نے سب ہتھیار پوشیدہ کر لئے مگر ایک خنجر بطور امتحان
اوپر رہنے دیا اور وہ ساتوں ٹکڑے گوشت کے لیکر اس سیمرغ کی پشت پر سوار ہوئے سیمرغ نے کہا جہاں پر مانگوں ایک
لقمہ گوشت کا آپ میرے منہ میں دیجئے گا یہ کہکر سیمرغ نے پرواز کی اڑتے اڑتے وہ سیمرغ جب قریب کوہ مقناطیس
کے پہونچا فریاد کرنے لگا اے حمزہ اب میں چلا کیا کوئی لوہے کی چیز آپ نے اوپر رکھ لی ہے امیر نے جلدی سے
اس خنجر کو بھی چھپا لیا اور لقمہ گوشت کا سیمرغ کے منہ میں دیدیا سیمرغ نے وہ لقمہ دیکر پھر پرواز کی اسیطرح وہ سیمرغ
ہر مقام کو طے کرتا ہوا اور لقمہ ہائے گوشت کھاتا ہوا چلا جاتا تھا تیز پروازی میں کچھ فرق نہ آتا تھا چھ مرحلے اس سیمرغ
نے طے کئے امیر نے چھ لقمے گوشت کے اسکو کھلائے جب ساتواں مرحلہ دریائے آتش کا آیا کہ وہ مرحلہ نہایت صعب سخت
تھا آخر میں سیمرغ نے لقمہ گوشت طلب کیا اور کہا اے حمزہ جلدی لقمہ دو کہ یہ دریائے آتش ہے اسکا طے کرنا بہت مشکل ہے
امیر بانوقیر جو لقمہ گوشت کا جو سیمرغ کو دینے لگے ہاتھ سے امیر کے وہ لقمہ چھوٹ کر گر گیا امیر بہت گھبرائے اور سوچے
کہ اب سیمرغ کو لقمہ کاہے کا دوں ادھر سیمرغ جلدی کرکے مانگ رہا ہے امیر پریشان ہیں کچھ بن نہیں پڑتا کیا کیجئے کہ سیمرغ
نے پھر لقمہ مانگا اور کہا اے حمزہ ایسا نہو کہ جیسا مشہور عام ہے کہ شیخ نے کچھوے کو دغا دی تھی اب میں دریائے آتش میں
گرا چاہتا ہوں قوت تیز پروازی اب مطلق نہیں ہے امیر کو کچھ بن نہیں پڑتا فوراً خنجر کھینچکر اپنی ران کا بوٹا کاٹا اور سیمرغ
کے منہ میں جھپ سے دیدیا سیمرغ نے وہ بوٹا گوشت کا منہ میں لیکر کہا کہ یہ تو گوشت آدمزاد کا معلوم ہوتا ہے امیر نے
کچھ جواب نہ دیا مگر سیمرغ اس بوٹے کے گوشت کا خون تو پی گیا اور بوٹا گوشت کا منہ میں اپنے رہنے دیا جس وقت سیمرغ بعد
تیز پروازی دریائے آتش سے اگر پار اترا امیر بانوقیر کو اپنی پشت سے اتارا دیکھا امیر کا چہرہ زرد ہے کھڑا نہوا گیا امیر زمین
پر بیٹھ گئے غش آنے لگا سیمرغ نے پوچھا اے حمزہ کیا سبب ہے جو تمہارا یہ حال ہو گیا امیر نے اپنی ران زخمی
کو دکھائی اور کیفیت بوٹے کی بیان کی سیمرغ کو دیکھکر نہایت صدمہ ہوا اور کہا اے حمزہ تم یہیں ٹھہرو میں ابھی
اسکا علاج کرتا ہوں پھر وہی بوٹا گوشت کا منہ سے نکال کے آگے امیر کے رکھدیا اور کہا کہ میں ابھی آکر جانی دیتا ہوں
یہ کہکر سیمرغ اڑ گیا اور امیر تو یہاں غش پر غش آنے لگا یکایک امیر نے دیکھا کہ حضرت خضر تشریف لائے اور آکر
بوٹے کو ران پر رکھ کے لعاب دہن لگا دیا وہ زخم فوراً صحیح و سالم ہو گیا اور درد بالکل موقوف ہو گیا امیر نے جناب
خضر کو سلام کیا اور قدمبوسی کی پھر امیر نے دیکھا کہ دو گنبد سامنے معلوم ہوتے ہیں ایک گنبد سیاہ ہے اور دوسرا
گنبد سفید ہے امیر نے حضرت خضر سے پوچھا کیا یہی سفید برم و سیاہ برم مشہور ہیں حضرت خضر نے فرمایا ہاں
وہی مقام ہے پھر جناب خضر نے امیر بانوقیر کو اسمائے الٰہی تعلیم کئے اور فرمایا کہ یہ اسماء پڑھ کر اس گنبد پر دم
کرو اسکے دروازے کھل جائینگے حال تمکو معلوم ہو جائیگا یہ کہکر جناب خضر تو غائب ہو گئے امیر اس گنبد کی
طرف چلے جب قریب پہونچے اسمائے الٰہی پڑھکر دم کئے دروازہ گنبد کا کھل گیا امیر داخل گنبد ہوئے دیکھا کہ شہپال
جنی اور ملکہ آسمان پری اور قریشیہ سلطان مع چار سو پریوں کے اس گنبد میں الٹے لٹکے ہیں جب قریشیہ سلطان

نے امیر کو دیکھا زار زار مثل ابر نو بہار رونے لگے امیر حمزہ نے بڑھکر پہلے قرشیہ سلطان کو کھولا اور گلے سے لگا پیار کیا
پھر شہپال جنی اور آسمان پری کو بھی کھول دیا اور چار سو دیو و پری کو بھی رہا کر دیا آسمان پری دوڑ کر امیر کے قدموں
پر گر پڑی اور کہا اے امیر اب ہماری خطا معاف کیجئے تمہاری بدولت ہم سب اس درجے کو پہونچے اور عزت سے مقبول ہوئی
شہپال نے بھی امیر کو گلے سے لگایا بہت خوش ہوا جس وقت امیر گنبد سیاہ کے باہر نکلے دیکھا کہ سفید گنبد کا دروازہ
کھلا اور اس میں سے نعرہ ہوا کہ سنو دیو رعد شاطر ہے او آدم زاد تو یہاں بھی آیا اب میرے ہاتھ سے بچکر تو کہاں جا
سکتا ہے دیو رعد شاطر نے دوڑ کر شمشاد [illegible] امیر نے پہلو سے نکل کر خالی دی اور کمر بند میں ہاتھ ڈالکر اٹھا لیا اور ہاتھ
بلند کر کے تین بار سر پر پیچ دے کر زمین پر مارا خاک اڑ کر بلند ہوئی آواز الحفیظ کی آنے لگی تمام عضو دیو رعد
شاطر کے چور ہو گئے امیر نے چھاتی پر چڑھ کر دیو رعد شاطر کا سر تن سے کھینچ لیا شہپال جنی خوش
ہو کر گر پڑنے لگا آسمان پری بلائیں لینے لگی قرشیہ سلطان دوڑ کر امیر سے لپٹ گئی تمام دیوؤں اور پریزادوں
میں تحسین و آفرین کا شور بلند ہوا شہپال جنی نے کہا اے قرۃ صاحبقران اب گلستان ارم میں چلئے امیر
نے فرمایا اب میں یہاں ہرگز نہ جاؤنگا اس محنت و مشقت سے اور مصیبتیں اٹھا کر تو یہاں تک پہونچا ہوں اگر تم مجھے زیادہ
مجبور کروگے تو میں اپنے تئیں دریائے آتش میں گرا دونگا شہپال جنی نے قسم کھائی کہ اگر چھ مہینے کے بعد آپ کو
پردۂ دنیا پر نہ پہونچاؤں تو غارت ہو جاؤں امیر مجبور ہو کر خاموش ہو رہے سوچ میں کھڑے تھے دل سے کہہ رہے
تھے کیا کروں کچھ سمجھ میں نہیں پڑتا یکایک دیکھا کہ حضرت خضر و الیاس تشریف لائے اور امیر سے فرمایا اے حمزہ
نہیں جانا مناسب جو شہپال کہتا ہے صحیح و درست ہے بہتر ہے کہ وہی کرو امیر یا تو قرآن دونوں خاصان خدا
کے فرمانے سے ہمراہ شہپال اور آسمان پری وغیرہ کے گلستان ارم میں آئے اب ان سب صاحبوں کو
تصدقات گلستان ارم میں گلگشت کے واسطے چھوڑ دیجئے اور چھ مہینے اسی حال پر ملال میں پردۂ قاف
میں رہنے دیجئے دیکھئے گردش فلک کیا دکھاتی ہے

دوسرے داستان سعیدہ نشان شاہ عیاران خواجہ عمرو بن امیہ ضمری نامدار کے بیان کئے جاتے ہین

فسانہ پردازان بزم طرازی و شعبدہ سازان محفل آرائے عیاری اس داستان عجائب نشان کو بہ حسن گلکاری
زبان قلم سے یوں لکھتے ہیں کہ جب لقا بدار نارنجی پوش نے کابلیوں کو شکست دی اور فوج کابلیو کی بھاگ گئی
عمرو نے مال و اسباب اور غلہ وغیرہ سب فوج کا لوٹ لیا لقا بدار نارنجی پوش صحرا کی طرف روانہ ہوا اور خواجہ عمرو
[illegible] قلعے میں آئے اور [illegible] لقا بدار نارنجی پوش کا ملکہ مہرنگار کو پہونچایا ادھر [illegible] اور فرامرز نے بادشاہ
نوشیروان کو عرضی لکھی کہ عمرو نے تمام مال و اسباب و ذخیرہ لوٹ لیا اور کابلیوں کی فوج کو بھگا دیا جب عرضی
دربار نوشیروان میں پہونچی بادشاہ نے دبیر سے پڑھوا کر اس مضمون عرضی سے آگاہ ہو کر سکوت کیا اور فوج دیکر
ہمراہ کاؤس کامرانی اور گرد ساسانی کے روانہ کیا اور حکم کیا کہ قلعہ دیو دود و اور نیز دیگر قلعجات کو فتح کرو
ادھر معتبر [illegible] نے عمرو کو خبر دی کہ بادشاہ نوشیروان نے [illegible] اور فرامرز کو اور خزانہ بھیجا ہے اور کاؤس
کامرانی اور گرد ساسانی کو مع فوج کے روانہ کیا ہے عمرو یہ سنکر قلعے سے نکلکر روانہ ہوئے اور قریب اس لشکر کے
پہونچے ایک گوشے میں بیٹھ کر رنگ و روغن عیاری کا لگا کر ایک گویّے کی شکل بنے اور لشکر میں آ کر بارگاہ کاؤس
کامرانی پر آئے چوبدار نے کاؤس کامرانی کو خبر دی کہ ایک گویّا دربارگاہ پر حاضر ہوا ہے حکم دیا بلالو جب عمرو شکل گویّا

داخل بارگاہ ہوا کاؤس کامرانی کو سلام کیا اور عرض کیا اگر حکم ہو تو حضور کے سامنے گاؤں بجاؤں سرکار سے انعام واکرام پاؤں کاؤس کامرانی نے کہا بہتر ہے گاؤ عمرو بیٹھ گیا دیکھا جام شراب گردش میں ہے عمرو نے ہفت چینی کی جوڑی بجانا شروع کی اور ترانا میں لگا کر یہ مخمس موافق وقت کے گانا شروع کیا اور تمام اہل بزم کو اپنی الحان داؤدی سے محو کیا

خار صحرا جو چبھے حسن رخ چمن بھول گیا | تیر جو کھا کے مجھے اے تیر فگن بھول گیا | تیغ سے تیز جو تھے تیرے سخن بھول گئے
تیرے جور و ستم اے عہد شکن بھول گیا | رنج غربت میں یہاں تک کہ وطن بھول گیا

اُدھ موئے ہوں ابھی جان ہے باقی تن میں | نہ تو مرتے ہیں نہ جیتے ہیں تڑپنے میں گرے | اب وہ آتے نہیں جو فیصلہ ہو اکدم میں
جان کی مفت گئی صید کو عالم تیری | ہم جان لے کے ہیں صید فگن بھول گئے

تیری آنکھوں نے کیا آہوئے ختن بھی برباد | بند ہوگئے رشتہ نظارہ سے سب ہی جلاد | پانوں کیا انھیں اپنی دشت ختن ہی نہ رہا
ہائے کیا ہوشیار ہیں تیری آنکھیں جلاد | وہ کڑی کیا کہ ہرن راہ ختن بھول گئے

باغبان بھولا ہی اس فصل میں ایسا گلزار | سیر کرتے ہی گیا دل سے مرے صبر و قرار | لیلیٰ اس درجہ مرے ہاتھ جنوں میں آگیا
چاک کرتے ہی رہے سینے کو تا فصل بہار | دشت وحشت جو اپیراہن تن بھول گئے

کیوں نشا ہم سے ہوا ہی جان ادھر تو دیکھو | کی جو توبہ شکنی وجہ بھی اسکی سن لو | نشہ میں ہوش کہاں تھی میں ہم سوچو تو
ہم جو میخانے سے مستی میں گئے مسجد کو | تو بے بجو توبہ شکن بھول گئے

ہم تجھ گل پہ جوانان چمن ہیں بالکل | رنگ گل زرد پریشان ہی غم سے سنبل | تیرے جوبن پہ ہے غش حال گیا سب کا گل
نکلے جنتے ہیں تری راہ میں گلچیں اے گل | تیرے کوچے میں ہزاروں کو چمن بھول گئے

نہ لگے زخموں کا مرہم یعنی نہ اصلاح جراح | آج بیفائدہ ہو جائینگے رسوا جراح | زخمی لذت ہوں میں کرنے میں یہ کیا جراح
کاشغر سے جو منگالے ہیں سپید اجراح | میرے زخموں کے لئے مشک ختن بھول گئے

نہ دہن ہونے کی تیرے جو ہوئی ہے شہرت | سچ ہے اثبات میں لوگوں کو ہے حیرت | کھینچی جب شکل تری اے صنم خوش قسمت
نقاش درجہ ہوے دیکھتے تیری صورت | چہرہ پرداز ازل نقش دہن بھول گئے

پیرہن زیست میں جو چاک کئے حد سے فزون | ہاتھ شل ہو گئے ہیہات میں اس بخیہ سے نہ | آسمان کام ہے زور ترا اب کیونکر
دم خار بیز میں ہی بدو اے دست جنون | آشنا چاک گریبان کفن بھول گئے

اے جنوں دشت میں یاد آئے وہ دن ہر دم | لیتے تھے بوسہ سیب ذقن اوسکا پیہم | گر وطن پہونچے تو جانینگے مزہ پھر بھی ہم
دشت غربت میں رہی ہے جو غذا حنظل غم | اے جنوں ہم مزہ سیب ذقن بھول گئے

آتش افروز بیان اگلی نہیں یاد ای دلبر | داغ تو مجھ کو جلاتے ہیں مگر شام و سحر | چھوڑ ہرگز نہیں انصاف ذرا تو ہی کہو
ایک مجمر ہے یہ دل کتنے سمائیں اخگر | داغ تازہ جو ملے داغ کہن بھول گئے

یہ مخمس جو خواجہ عمرو نے بالحان داؤدی گایا تمام صحبت مست ہو گئی عمرو نے فوراً یہ چالاکی اختیار کی کا میوں میں شراب کے بیہوشی ملا دی اور خاموش ہو رہا جب صحبت عشرت ہوشیار ہوئی کاؤس کامرانی نے کہا دورہ شراب شروع ہو اور پھر عمرو کی بہت تعریف کی اور انعام واکرام بہت کچھ دیا یہاں دور دور شراب ہونے لگا جب سبکو جام شراب تمام ہو چکا کاؤس کامرانی نے کہا ہاں میاں گویے صاحب اور کچھ چھیڑو دو سہ رنگ دکھاؤ عمرو نے کہا بہت اچھا ابھی ابھی یہ کہکر بیٹھیرین شروع کی اور گانے لگا ایسا رنگ جمایا کہ سب کے سب جھوم جھوم کر بیہوش ہو گئے اب عمرو اٹھا اور تمام صندوق مال وجنس اپنے کے اپنے قبضے میں کئے اسی میں تا سے مال نکال کر نذر زنبیل کیا اور ان صندوقوں

مین پرانی جوتیان اور جانورون کی ہڈیان اور کچھ مکروہ چیزین بھر کر اور مقفل کر کے صندوق جہان رکھے تھے وہین رکھدے
اور عورتون کو مرد بنایا لباس مردانہ پہنایا اور مردون کو عورتون کی شکل بنایا اونکو پوشاک زنانی پہنادی اور کسیکا منہ کالا
اور کسیکا منہ سرخ کردیا اور کسیکا زرد منہ کردیا اور چہرہ کسیکا ابلق بنادیا اور کاوس کامرانی کا کالا منہ کپڑے برہنہ کردیا
اور سب کی پوشاکین اور مال و اسباب محفل کا لیکر چلے گئے اور وہ جشن تمام ہوئے رات بھر سب کے سب اسیطرح بیہوش
پڑے رہے جب صبح ہوئی کاوس کامرانی بیدار ہوا اور سب ہوشیار ہو کر اٹھے ہر ایک نے اپنا حال عجائب و غرائب
پایا کوئی کسی کو دیکھکر ہنستا تھا کوئی کسی سے دل لگی کرتا تھا کوئی انگلیان مٹکاتا تھا کوئی تالیان بجاتا تھا مرد عورتون کی طرف
دیکھتے تھے عورتین اوہی کہار بھاگتی تھین اسوقت کاوس کامرانی وغیرہ روتے اور پیٹتے لشکر میں فرود اور فرامرز کو چلے
ان سب کی ہیئت اور کیفیت بہ تصریح تحریر کرون تو بہت طول ہو خلاصہ یہ کہ سب کے سب انھون کے میلے کے سوانگ
معلوم ہوتے تھے اب انکو اسی حالت مین چھوڑ دیجیے تاکہ وہ لشکر کے لوگ بھی اچھی طرح تماشا دیکھ لین اور دل خوش
کرلین ایسے سوانگ کبھی کسی نے عمر بھر نہ دیکھے ہونگے اور ایسے تماشے نگاہ مین کسی شخص کے نہ گذرے ہونگے ٭٭٭

آگے داستان شوکت نشان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان کے بیان کیے جاتے ہین

صعوبت خیزان صحرائے پریشانی و مصیبت انگیزان منزل حیرانی اس داستان الم نشان کو یون قلم درد رقم سے صفحۂ
قرطاس صدمات اساس پر حرف بہ حرف اشک ریز ہوتے ہین کہ ایک روز امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان بہمراہ
ملکۂ آسمان پری مین بعد عیش و عشرت مشغول استراحت تھے تخت خواب پر بیدار ہوئے عالم رویا مین ملکہ مہر نگار
کو مضطر و بیقرار دریائے خون مین غوطہ زن دیکھا فوراً گھبرا کر امیر کی آنکھ کھل گئی اور ایک چیخ مار کر رونے لگے ملکہ
آسمان پری بھی جاگ اٹھی اور گھبرا کر پوچھنے لگی اے امیر خیر تو ہے کیا ہوا جو تم عالم بیتابی و بیقراری مین روتے
ہوئے بیدار ہوئے امیر نے کہا اسوقت مین نے ملکہ مہر نگار کو عالم خواب مین دریائے خون مین غرق دیکھا
آسمان پری نے کہا اے امیر خواب و خیال کی بات کا اعتبار نہین مگر اللہ اکبر تم اسقدر ملکہ مہر نگار سے مانوس
اور شیفتہ اور فریفتہ ہو کیا وہ مجھسے زیادہ حسین خوبصورت ہے کیونکہ وہ آدمزاد ہے مین پریزاد ہون اور حسن پریون کا
مشہور زمانہ ہے کہ ہم لوگون کی حسن کی مثال دیجاتی ہے امیر نے کہا اے آسمان پری تم اوسکی لونڈیون کی ہمسری
نہین کر سکتین تمہارے چہرۂ زیبا کا حسن کب پائے ملکہ مہر نگار کے برابر بھی نہین ہے شعر پریون مین کہان نازو
ادا صورت انسان ٭ ذرہ کبھی خورشید کا ہمسر نہین ہوتا ٭ یہ سنکر آسمان پری کو غصہ آگیا اور ایک بار صورت
زلف پیچان بل کھا کر اٹھی اور کہا اے آدمزاد تو مجھ ایسے پریزاد کا حسن خاک مین ملائے دیتا ہے اور انسان کو مجھپر فوقیت دیے
جاتا ہے امیر نے کہا اے آسمان پری اگر ملکہ مہر نگار آ جائے تو یہ کیفیت دکھائی دے کہ تم آب خجالت مین غرق ہو جاؤ
آفتاب حسن چہرۂ بے نظیر ملکہ مہر نگار دیکھکر نگہ تمہاری خیرہ ہو جائے یہ سنکر ملکہ آسمان پری نہایت خشمناک ہوئی
اور غیظ و غضب مین انگوٹھی سلیمانی ہاتھ مین لیکر کھڑی ہو گئی امیر باتوقیر نے بھی تلوار کھینچی ایک غل ہو گیا خواصون نے دوڑ
کر شہپال جنی کو خبر دی شہپال بیتابانہ دوڑا آیا اور آسمان پری کو بہت گھرکا اور لعنت و ملامت کی امیر کو
اپنے ہمراہ بارگاہ مین لایا امیر نے کہا اے شہپال اب تم مجکو پردۂ دنیا پر پہونچادو شہپال نے اسیوقت چار
دیوون کو بلا کر حکم کیا کہ جلد امیر کو پردۂ دنیا پہونچادو امیر باتوقیر تخت زرنگار پر سوار ہوئے اور دیو تخت اٹھا کر لے چلے اور
آسمان پری کو خبر ہوئی کہ شہپال نے امیر کو پردۂ دنیا کی طرف روانہ کیا آسمان پری نے سلاسل

بلا کر کہا کہ تو جا کر دیووں سے خبر کر دے کہ اگر تم اس آدمزاد کو پردۂ دنیا پر لے گئے تو میں تم سبکو قتل کرونگی سلاسل
پری بحکم ملکہ آسمان پری فوراً گئی اور دیووں سے یہی کہدیا امیر بھی کچھ سمجھ گئے امیر نے دیووں سے فرمایا کہ مجھے تم
گلستان ارم میں پھر لے چلو غرض وہ دیو امیر باتوقیر کو بارگاہ شہپال میں پھر لائے امیر نے بسبب غیظ و غضب شہپال
جنی سے کہا کہ تم بڑے جلساز ہو کر ظاہر میں مجکو تخت پر سوار کرکے پردۂ دنیا پر بھیجتے ہو اور تمہاری بیٹی کہلا بھیجتی ہے
کہ خبردار امیر کو دنیا پر کوئی نہ پہونچائے یہ کیا فریب و دغابازی ہے بس مجھسے اور آسمان پری سے کچھ سروکار نہیں میں
نے آسمان پری کو طلاق دیا یہ کہکر امیر باتوقیر دلگیر ہو کر ایک طرف کو پیادہ چل کھڑے ہوئے اور شہپال
اس کلام اندوہ انجام امیر عالی مقام سے نہایت رنج و ملال ہوا اور اسیوقت اپنی دختر آسمان پری سے جاکر کہا کہ فوج
امیر سے لیکر مجکو اور مجکو نہایت ذلیل و رسوا کیا کہ سر دربار مجکو طلاق دے کر ایک آدمزاد چلا گیا اب میں آج سے کیسا منہ
دکھاؤنگا یہ کہکر گیروا لباس پہنکر قلعہ زرین حصار میں فقیر ہو کر عزلت گزین ہوا یہاں جب کار و بار شاہی میں فرق
آنے لگا تو بعد چند روز کے آسمان پری تخت نشین ہوئی اور تاج بادشاہی سر پر رکھا سکۂ شہنشاہی جاری ہوا
نقش سلطنت و حکمرانی ہوئی نذرانہ دیوزادوں و پریزادوں نے نذریں گذرانیں حکم و احکام جاری ہونے لگے مگر ملکہ آسمان پری نے
ملک پرستان میں یہ ڈھنڈورا پٹوا دیا کہ جو آدمزاد بیٹے امیر حمزہ صاحبقران کو پردۂ دنیا پر پہونچائیگا اسکا گھر بار
تاراج ہوگا اور قتل کیا جائیگا اب یہاں امیر باتوقیر کا حال سنئے کہ حمزہ صاحبقران زمان تباہ و برباد خانمان آوارۂ صحرا
گریہ کنان و نالان پاپیادہ چلے جاتے ہیں کہ سامنے قلعہ نظر آیا اور اسکو کچھ فوج گھیرے ہوئے ہے قلعہ کے اندر سے
آواز فریاد و الغیاث بلند ہے امیر اسی طرف کو چلے جب قریب قلعہ پہونچے تو نعرہ کیا او نابکار و ستمگار کیا ہے کیوں
ساکنان قلعہ پر ظلم کرتے ہو خبردار میں آ پہونچا اسی میں خیریت ہے ہٹ جاؤ قلعہ کو چھوڑ دو سردار فوج یہ سنکے امیر کی
طرف متوجہ ہوا اور نعرہ کیا کہ منم دیو قطران سیاہ گوش امیر نے للکارا باش او نابکار کہاں جائیگا میرے ہاتھ سے
بچکر قطران نے امیر پر شمشاد کا وار کیا امیر باتوقیر نے خالی دیکر دوال کمر پر ہاتھ تیغۂ آبدار کا جو مارا قطران
دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا بعد اسکے امیر پر فوج دیوزاد کا اور ہجوم ادھر قلعہ کا پھاٹک کھل گیا اب ملک انترگاؤپا
بھی فوج لیکر قلعے سے باہر آیا لڑائی ہونے لگی امیر نے فوج قطران کو مار کر بھگا دیا میدان صاف ہو گیا انترگاؤ
پا امیر باتوقیر کو ساتھ لیکر قلعے میں داخل ہوا اور بعد اعزاز و اکرام امیر باتوقیر کو دربار میں لایا امیر سے کہا کہ آپنے وقت
پر آکر میری مدد کی میں نہایت آپکا ممنون ہوا امیر نے فرمایا اے ملک انترہ گاؤپا اگر تو یہ کام میرا کر دے تو میں تیرا
احسان مند ہونگا اوس نے کہا فرمائیے امیر نے کہا کہ اگر تو مجکو پردۂ دنیا پر پہونچا دے تو بہت بڑا احسان ہوگا ملک
انترہ نے کہا اے حمزہ صاحبقران ایک جانور ہے کہ نام اوس جانور کا رُخ ہے اگر آپ اسکو پکڑ لائے تو میں آپکو وہ وقت
پردۂ دنیا پر پہونچا دوں امیر نے کہا وہ کہاں ہے مجکو اوسکا پتا و نشان بتا دے یا کسی کے ساتھ پہونچا دے ملک انترہ
نے چند آدمیوں کو امیر کے ساتھ کرکے اس بیابان میں بھجوا دیا امیر جو اس صحرا میں پہونچے دیکھا کوسوں منزلوں میدان
چٹیل لق و دق ہے اور کہیں انسان و حیوان کا نشان نہیں مگر ایک طرف کو دیکھا کہ ایک گنبد کلاں زمین دوز ہے
اور سفید و شفاف شل سنگ مرمر کے معلوم ہوتا ہے امیر آگے بڑھے اور دل میں کہا کہ اس گنبد میں معمار کاریگر نے
کیا خوب روغن استرکاری کا دیا ہے کہ آئینہ کے مانند چمکتا ہے یہ کہتے ہوئے قریب اوس گنبد کے آئے اور چاروں طرف
تمام اوسکو دیکھنے لگے امیر یہ نہ جانتے تھے کہ یہ گنبد نہیں ہے بلکہ بیضا اسی جانور کا ہے جسکا نام رُخ مشہور ہے چونکہ امیر
باتوقیر مسافت سفر و دشت و بیابان اوٹھائے تھے اور نہایت خستہ اور تھکے ہوئے تھے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا جو بدن کو

لگی اُنکو فرحت ہوئی آنکھ بند ہونے لگی غنودگی آگئی خواب غفلت طاری ہوا سو گئے یکایک وہ جانور یعنی رُخ پرند اُڑتا ہوا
آیا اور امیر پر اپنا انڈا سمجھکر بیٹھ گیا امیر باتوقیر کا اُس جانور کے بیٹھ رہنے سے دم گھٹنے لگا اسیوقت عالم رویا مین دیکھا
کہ خواجہ خضر کھڑے ہین اور کہہ رہے ہین کہ جس جانور کی تلاش مین تم یہان آئے ہو یہ وہی جانور ہے تم اُسکے انڈے پر
سو رہے ہو یہ گنبد نہین ہے اُس جانور کا انڈا ہے وہ جانور اپنا انڈا سمجھکر تم پر بیٹھ گیا ہے اب تم خنجر اسکے پوٹے مین لگاؤ کہ زخمی
ہوکر تمکو چھوڑ دے جسوقت یہ جانور اُڑے تم اسکے دونون پاؤن پکڑ لینا امیر یہ خواب دیکھکر فوراً ہوشیار ہوئے دیکھا حقیقت
مین وہ جانور دبوچے ہوئے ہے انڈے کی طرح پوٹا رکھے بیٹھا ہے اسیوقت خنجر کھینچکر اوس جانور کے پوٹے مین مارا اور
جانور بیتاب ہوکر اڑا امیر نے دونون پاؤن اسکے پکڑ لیے اور زور کیا کہ اوسکو زمین پر کھینچ لاؤن مگر وہ اسکا اونچے جو بلند
ہونے کا قصد کیا تو آن واحد مین پانچسو کوس بلند ہوگیا اب رُخ نے جھک کر دیکھا کہ میرے پاؤن مین کچھ لپٹا ہوا اپنا
آتا ہے منقار اپنے جھک کر ماری امیر کے ہاتھ زخمی ہوگئے اور پاؤن اوس جانور کے چھوٹ گئے امیر باتوقیر افتان
وخیزان موجِ ہوا مین بہتے ہوئے چلے ادھر جناب خضر و الیاسؑ کوہ صفا پر عبادت خدا مین مشغول تھے کہ ندائے غیب
آئی کہ اے نبی ہمارے ایک بندہ برگزیدہ ہمارا پانچسو کوس کی بلندی سے گرتا پڑتا آتا ہے جلد اوسکو ہاتھون پر روکو
کہ اوسکو تکلیف نہو فوراً جناب خضر و الیاس کھڑے ہوگئے اور امیر کو ہاتھون پر روک لیا مگر امیر بیہوش ہوگئے تھے
اُن خاصانِ خدا نے دامان عبا سے ہوا دی بعد تھوڑی دیر کے امیر کو ہوش آیا جناب خضر و الیاس کو بالین پر مہربان
جلوہ فرما پایا اُٹھ بیٹھے دونون صاحبون کو آداب تسلیمات بجا لائے بحکم خدا اُن صاحبون نے ہاتھون پر لعاب
دہن مبارک لگا دیا فوراً صحت ہوئی امیر نے عرض کیا یا حضرت آپ تو مجھے پردۂ دنیا پر پہونچا دیجیے اُن حق شناسون
نے فرمایا کہ تم اختر گاؤپا کے ملک مین جاؤ وہ تمہین پہونچا دیگا امیر نے کہا مین راہ نہین جانتا ہون انحضرت نے
امیر کو راستہ پر لگا دیا اور آپ غائب ہوگئے امیر جانب ملک ملک اختر گاؤپا روانہ ہوئے ادھر حال ملکہ
آسمان پری کا سُنئے کہ ملکہ آسمان پری نے عبدالرحمٰن جنی سے پوچھا کہ میرے وارث امیر باتوقیر کہان
ہین عبدالرحمٰن جنی نے کہا کہ ملک اختر گاؤپا امیر کو پردۂ دنیا پر پہونچا دیگا آج بھی امیر کی جان خدا نے
بچائی یہ سُنتے ہی ملکہ آسمان پری بعد غیظ و غضب دس ہزار دیو ہمراہ لیکر روانہ ہوئی اور آتے ہی ملک اختر گاؤپا کو
مار ڈالا و ملک کو تاراج کیا اور شہر کو تباہ و برباد کرکے چلی آئی ادھر امیر باتوقیر جو برابر ملک ملک گاؤپا کے پہونچے دیکھا
تمام شہر تاراج و برباد ہے وہان کے لوگون سے دریافت کیا کہ اس شہر پر کیا آفت یکایک آئی کہ دفعتہ بالکل تباہ
و برباد ہوگیا اُن لوگون نے کہا کہ ملکہ آسمان پری مع فوج دیوان آئی تھی اوس نے سب قتل و قمع کیا اور
ملک کو تباہ و برباد کر دیا اور آپ چلی گئی امیر نے یہ سُنکر بڑا افسوس کیا اور نالہ کنان ایک سمت کو روانہ ہوگئے
ادھر آسمان پری نے ایک روز جلاجل پری سے کہا کہ تو قلعہ دیو دود پر جا اور ملکہ مہرنگار کو اٹھا لا بھلا
مین تو دیکھون کہ عورات آدم کس حُسن و جمال کی ہوتی ہین کہ جسپر امیر کشورگیر ایسے شیفتہ و فریفتہ ہین کہ حُسن و جمال
پریون کا بھی پسند نہین ہے ملکہ مہرنگار کے نام پر مرتے ہین جان دینے پر مستعد ہین جلاجل پری یہ سُنتے ہی
اسیوقت روانہ ہوئی یہان ملکہ مہرنگار سے اُسی روز فتنہ وزیرزادی اور زہرہ مصری نے کہا اے
ملکہ عرصہ بارہ برس کا ہوا ہے کہ حضور باہر صحن مین نہین نکلی ہین اسوقت آسمان پر ابر بھی چھایا ہوا ہے ہوا ٹھنڈی
ٹھنڈی چل رہی ہے بام قلعہ پر تشریف لے چلیے صحرائے فضا کی سیر کیجیے کہ دل بہلے کچھ تو تفریح طبع ہو غرضکہ وزیرزادیون کے
کہنے سے ملکہ مہرنگار مجبور ناچار ہوئی اور بام قلعہ پر سیر کنان برائے تفریح طبع آئی مگر فراق امیر باتوقیر جانفزا

میں ایسا ابر غم و الم دل پر چھایا ہوا تھا کہ بناؤ سنگار سب ترک کر دیا تھا پوشاک فاخرہ زیب بدن کرنا چھوڑ دی تھی مسی
کا نام تھا نہ کاجل کا انتظام تھا شانہ کرنے سے دل الجھتا تھا صورت زلف پیچان پریشان حال رہا کرتی تھی اور اس روز
بھی میلی پوشاک پہنے تھی مگر زہرہ مصری وغیرہ لباس عمدہ زیب جسم کئے تھیں اور زیور ہائے مکلل بجواہر سے از سر
تا پا آراستہ و پیراستہ بام قلعہ پر بیٹھی تھیں کہ یکایک جلاجل پری جو اڑتی ہوئی آسمان پر پہونچی زہرہ مصری پر اسکی
نظر پڑی جلاجل پری سمجھی کہ یہی ملکہ مہرنگار ہے پنجۂ شہباز بلا بنگ گری اور زہرہ مصری کو اٹھائے لئے چلی گئی ایک
چشم زدن میں ملکہ آسمان پری کے سامنے لاکر رکھدیا مگر زہرہ مصری موجہ ہوا کا تھپیڑا لگا کر بیہوش گئی ملکہ آسمان پری
نے شیشۂ سلیمانی اسکی آنکھوں میں پھیلا جب زہرہ مصری ہوشیار ہوئی دیکھا پریوں کا اکھاڑہ جمع ہے ہوش اڑ گئے حواس
باختہ ہو گئے ادھر ادھر سبکو دیکھنے لگی آسمان پری نے کہا اے آدم زاد تو ہی ملکہ مہرنگار ہے جسپر امیر با توقیر
[illegible] عشق حسن و جمال میں جان دیتے ہیں کیوں اب بتا کہ دیو کو تجھے کھلوا دوں زہرہ مصری نے صحبت پریزادان دیکھ
با آداب تمام سلام کیا اور کہا اے ملکہ عالم میں مہرنگار نہیں ہوں بخدا میرا نام زہرہ مصری ہے آسمان پری دیکھکر
حیران ہو گئی اور دل میں کہا کہ امیر حقیقت میں سچ کہتے تھے جسکی لونڈیاں ایسی حسین خوبصورت و مہ جبین حسن و جمال میں
یگانۂ زمانہ ہوں اسکی شہزادی کیسی ہوگی پھر آسمان پری نے جلاجل پری سے کہا کہ اس آدم زاد کو پہونچا دے میں نے
ملکہ مہرنگار کو طلب کیا تھا تو نے اسکو لاکر سامنے رکھدیا جلد جا کر ملکہ مہرنگار کو لیکر آ یہ سنکر جلاجل پری زہرہ مصری کو
لیکر روانہ ہوئی بیچ راہ میں مکان سمندون ہزار دست کا ملا اسوقت سمندون ہزار دست چمن میں
ٹہل رہا تھا کہ اسنے دیکھا کہ ایک پری آدم زاد کو لئے چلی جاتی ہے سمندون ہزار دست نے ہاتھ بڑھا کر اسکو
پکڑ لیا زہرہ مصری کو تو اس سے علیحدہ کیا اور جلاجل پری کو ٹانگیں چیر کر کھا گیا زہرہ مصری سے پوچھا اے آدم زاد تو کون
ہے اس نے کہا میرا نام زہرہ مصری ہے اور میں ملکہ مہرنگار کی لونڈی ہوں سمندون ہزار دست نے اپنے
گھر میں زہرہ مصری کو رکھا اور اپنے بیٹے امندون ہزار دست سے تاکید کردیا کہ خبردار تو اس سے کہنا نہیں ملکہ
تو اسکی خاطر و مدارات کرنا اب ادھر کا حال سنئے کہ کسی نے ساری حقیقت زہرہ مصری کے اٹھ جانے کی خواجہ عمرو
سے بیان کی عمرو کو نہایت غصہ آیا اور کوڑا لیکر داخل ہو ملکہ مہرنگار سے آکر کہا کہ او شتاح فاحشہ تو نے مجھے اس حرکت
سے شرمندہ کروایا تھا تو برائے تفریح طبع بام قلعہ پر کیوں گئی تھی اور یہ کہکر عمرو نے ملکہ مہرنگار کے ایک کوڑا مارا
ملکہ مہرنگار زمین پر گر کر مچھلی کیطرح تڑپنے لگیں فتنہ دوزگر بیچ میں آکھڑی ہوئی اور کہا او بھیا ساربان زادے
شہزادی کا حصہ جوانمرگ دور ہو یہاں سے یہ تو نے کیا حرکت ناشائستہ شاہزادی بادشاہ ہفت اقلیم کے ساتھ کی تجھے
شرم نہیں آئی عمرو نے ایک کوڑا مار کر ایسی نازنین مہ جبین گلاب کی پتی کو پژمردہ کیا خدا تجھے سمجھے اور ملکہ کی کیا
[illegible] میں سے کہا کہ آپ ذرا دیر کے لئے چلئے دل بہلانے وہ کب بام قلعہ پر جاتی تھی عمرو یہ سنکر خاموش ہو رہا
اور محل سے باہر نکل آیا ملکہ مہرنگار کوڑے کے صدمے سے مضمحل ہو گئی دن بھر پلنگ پر پڑی رہی اشتیاق امیر با توقیر
میں رویا کی جب شب ہوئی دل میں کہا اے ملکہ مہرنگار تو بادشاہ ہفت اقلیم کی اور ایک عیار کی ہاتھ سے کوڑے
کھائے تف ہے تیرے رہنے پر اور اسکے ساتھ دینے پر چلکر اپنے بھائیوں سے مل اور عمرو پر لعنت کر ملکہ مہرنگار
یہ دل سے باتیں کرتے دو پہر رات گئے اٹھی اور کمند پھینک کر قلعے سے باہر اتری اور افتان و خیزاں لشکر ہرمز اور
فرامرز میں آئی اتفاقاً ہرمز اور فرامرز خواب گاہ میں لیٹے خواب غفلت سے بیہوش پڑے سوتے تھے انکی اسلحہ وغیرہ
رکھی ہوئے تھے ملکہ مہرنگار نے خیال کیا اگر انکو میں جگا دونگی تو یہ مجھکو شرمندہ میں کامرانی کی حوالے کر دینگے اس سے بہتر ہے کہ انکا [illegible]

زیب جسم کرکے کسی طرف کو نکل چل بس یہ سوچ کر ملکہ مہر نگار نے بہر فرخ کے سلاح زیب جسم کئے اور دربار گاہ پر جاکے گھوڑا کھڑا تھا
ملکہ تلوار کھینچ کر سائیس کو قتل کیا اور گھوڑے پر سوار ہو کر ایک سمت کو روانہ ہوئی بارے دو پہر رات گھوڑا ڈالے ہوئے مرکب کو
سرپٹ بھگائے ہوئے چلی جاتی تھی ایک صحرائے پر فضا میں صبح ہوئی ملکہ مہر نگار جنگل نقابدار گھوڑا اڑائے چلی جاتی تھی
دیکھا ایک لشکر آتا ہے ملکہ مہر نگار نے چاہا کہ اس صحرا سے بچکر نکل جاؤں گھوڑے کا رخ دوسری طرف کو پھیرا اور باگ
اٹھائی مگر سردار لشکر الیاس ترسان کی نگاہ حسن جمال جہان آرا ملکہ مہر نگار پر پڑ گئی وہین سے للکارا او جوان کہاں جاتا ہے
ٹھہر جا تین آ پہونچا یہ کہکر تعجب کر قریب مہر نگار کے آیا دیکھا کہ ایک نازنین مہجبین مگر پریشان حال گرد و غبار میں تو وہ یہی سمجھا کہ
کوئی شہزادی ہے کیونکہ عشق میں دیوانی ہو فراق محبوب میں باحال پریشان نکل کھڑی ہوئی ہے دیکھتے ہی ہزار جان سے عاشق و فریفتہ
ہو گیا اور بہ منت و سماجت اپنے خیمے میں لایا اور چار عورتیں ذی شعور اسکے پاس بھیجیں کہ اسکو سمجھا کے میرے
ساتھ عقد کرا دیں وہ عورتیں ملکہ مہر نگار کے پاس آئیں اور اپنے فن مشاطہ گری سے عقل آرائی کر کے زمین و آسمان کی بلندی و
پستی کہائی اور کیا کیا موجہائے دریائے طلب وصل الیاس کی در پردہ لہریں دیں ملکہ مہر نگار کب ان چھینٹوں میں آتی
ہے مگر جب نام عقد الیاس ترسان آیا ملکہ مہر نگار کو غصہ آگیا جھنجھلا کر ایک ایک طمانچہ ان چاروں عورتوں کو مارا
کہ غش آنے لگا غرضکہ وہ ترسان ہو کر بھاگیں گرتی پڑتی بدحواس الیاس کے پاس آئیں اور کہا کہ حضور یہ عورت مرد
مار ہے ہم اسکے پاس نہ جائینگے اوسنے ایک ایک طمانچہ ایسا مارا کہ چھٹی کا دودھ یاد آگیا جیسے کہ ہم بھاگ کے اپنی جان بچا کر یہاں
بھاگ آئے الیاس ہنسنے لگا اور عنبر خواجہ سرا کو بھیجا اور کہا کہ تو جاکر سمجھا کہ یہ عورت مجھسے کیونکر رضامند ہو کر عقد کرے
عنبر خواجہ سرا جو خیمے میں داخل ہوا دیکھتے ہی پہچانا کہ یہ تو ملکہ مہر نگار دختر نوشیروان ہے دوڑ کر قدموں پر گرا اور بے
تاب ہو کر پکارا مہر نگار نے پوچھا اے خواجہ سرا تو کون ہے عنبر نے عرض کیا اے ملکہ عالم آپنے نہ پہچانا میں آپکے دادا
قباد شہریار کا خانہ زاد ہوں میں نے آپ کو گودیوں میں کھلایا ہے افسوس ہے آپ پر کیا مصیبت پڑی ہے خانہ خراب
نے کیا روز بد دکھایا تقدیر نے اس نالائق کے پھندے میں پھنسایا آپ خاطر جمع رکھئے میں آپکو دو پہر رات گئے کسی سمت کو نکال
لیجاؤنگا ملکہ مہر نگار یہ سنکر عنبر سے بہت خوش ہوئی اور کہا اے عنبر خدا تجکو اسکی جزائے خیر دیگا یہ سنکر عنبر الیاس
کے پاس آیا اور کہا کہ خیر وہ حسین ملکہ نیم راضی ہے کل بالکل رضامند کر کے عقد کر دونگا الیاس عنبر سے بہت خوش ہوا اور
خلعت دیا کہا کل جب عقد میرا ملکہ کے ساتھ ہو جائیگا بہت خوش کرونگا اور زر و جواہر بہت سا دونگا یہ سنکر عنبر
خواجہ سرا سلام کر کے چلا آیا اور دو گھوڑوں کی جستجو میں مصروف ہوا غرضکہ دو پہر رات گئے عنبر خواجہ سرا
دو گھوڑے تیار کر کے لایا وہ دونوں گھوڑے بہت چست و چالاک تیز رفتار باد پیما فلک سیر اڑنے میں صورت طیر
تھے ایک پر ملکہ مہر نگار کو بٹھایا اور ایک گھوڑے پر آپ خود سوار ہوا دونوں نے باگیں اٹھائیں اور ایک طرف کو روانہ
ہوئے یہاں صبح کو الیاس ترسان کو خبر ہوئی کہ ملکہ کو عنبر خواجہ سرا کسی طرف لیکر چلا گیا الیاس کو بہت غصہ آیا
اور مرکب پر سوار ہو کر بشوق تعاقب کنان چلا نشان سم مرکب ان دونوں کا راستہ پر دیکھتا جاتا تھا غرضکہ کئی کوس
کے فاصلے پر دونوں دکھائی دئے پہچانا کہ عنبر اور ملکہ دونوں چلے جاتے ہیں وہیں سے للکارا کہ خبردار تم دونوں آگے
نہ بڑھنا میں آ پہونچا اور گھوڑے کو اپنے زیادہ تیز کیا ادھر ملکہ نے بھی گھوڑی کو کوڑا کیا مرکب تو سب مگر مثل طائر تیز پر جاتا
اڑکر آگے نکل گیا عنبر نے بھی گھوڑے کو زانوں میں دبایا یہ بھی سرپٹ دوڑا مگر ملکہ مہر نگار کا گھوڑا ایک تیر کے
پلے سے آگے بڑھ گیا عنبر کا گھوڑا پیچھے رہ گیا الیاس برابر عنبر کے پہونچا کہا اے عنبر جلد بتا ملکہ کہاں گئی عنبر
نے کہا میں نہیں جانتا الیاس نے جھنجھلا کر تلوار ماری عنبر کے سر پر پڑی تا جگر گاہ تلوار کاٹتی ہوئی اتر گئی عنبر

گھوڑے سے گر تڑپ کر مر گیا الیاس آگے چلا اُدھر ملکہ مہرنگار گھوڑی سے کود پڑی اور پیدل بھاگی الیاس نے
راستہ مین ملکہ مہرنگار کا گھوڑا مردہ ملا سمجھا کہ ملکہ کو کسی جانور صحرائی شیر وغیرہ نے مار ڈالا یہ دیکھکر الیاس اپنے لشکر کیطرف
پلٹ آیا یہان ملکہ مہرنگار دوڑتی ہوئی بھاگتی ہوئی خائف و ترسان ایک گاؤن کے قریب پہونچکر ایک درخت پر چڑھ گئی
اوس درخت کے پاس ایک چاہ عمیق تھا اوسپر ایک زمیندار کی لونڈی پانی بھرنے آئی جب اُسنے جھککر کنوین مین ڈول ڈالا اُدھر
درخت پر سے عکس جمال ملکہ مہرنگار آب چاہ پر پڑا ایک صورت چاند سی نظر پڑی اوس لونڈی نے دیکھکر کہا کہ زمیندار
مجھ سی پری رخسار حسین خوبصورت سے پانی بھرواتا ہے یہ سوچ کر دوڑی ہوئی آئی اور اُس زمیندار سے کہا کیا میان تمکو شرم
نہین آتی ہے کہ تم مجھ ایسی عورت کہ جسکا چہرہ ماہ شب چہار دہ کے مانند روشن ہے اُس سے پانی بھرواتے ہو اور لونڈیونکی
طرح کاروبار خانہ لیتے ہو زمیندار یہ سنکر جھنجھلایا اور اٹھکر پانچ جوتے مارے اور کہا او کمبخت کچھ اترا گئی ہے تیری شامت نے
تجھے گھیرا ہے تو لونڈی ہے کہ بی بی ہماری جو تجھ سے پانی نہ بھروائین اور کام خدمت کا کچھ نہ لین اوسنے کہا میان مارتے
کیون ہو پہلے چلکر کنوین مین میری صورت کو دیکھو زمیندار موجب اسکے کہنے کے چلا یہان ملکہ مہرنگار کو یہ خیال گزرا
کہ لونڈی کو خبط ہو گیا ہے اُس نے جاکر اپنے مالک سے کہا ہوگا ایسا نہو کہ وہ یہان آجائے اور تم بلا مین پھنس جاؤ اب
یہان ٹھہرنا مناسب نہین کسی طرف بھاگو ملکہ مہرنگار یہ سوچ کر درخت سے اُتر کر ایک طرف کو روانہ ہوئی ادھر لونڈی زمیندار
کو ساتھ لئے ہوئے اُس چاہ پر آئی اور جھک کر جھانکی زمیندار سے کہا تم بھی جھککر دیکھو زمیندار نے جو جھککر کنوین مین نگاہ کی
تو وہی صورت چڑیل کی نظر آئی اب وہ لونڈی نہایت شرمندہ ہونے لگی کہ یہ کیا طلسم تھا کہ اسوقت مجھکو صورت چاند سی دکھائی
دیتی تھی اور اب شکل چڑیل کی معلوم ہوتی ہے زمیندار نے وہین سے اتار کے جوتا مارنا شروع کیا لونڈی دہائی تہائی
دینے لگی ہاتھ جوڑنے لگی پکاری معاف کیجئے خطا ہوئی اب کبھی ایسا قصور نہوگا زمیندار لونڈی کو برا بھلا کہتا ہوا پھر کر چلا آیا
اُدھر ملکہ مہرنگار نے کئی روز صحرا نوردی کی آب و دانہ تک کہین میسر نہوا عجب حال عالم یاس مین حواس بھوکی پیاسی پاؤن
آبلے پڑ گئے گرد و غبار مین جسم از سرتا پا آلودہ بعد کئی روز کی برابر ایک کھیت کے پہونچی اُس کھیت پر ایک بڈھا کسان دو تین
برس کا مین بیٹھا ہوا رکھوالی کر رہا تھا ملکہ مہرنگار اُسکے پاس آئی اور کہا اے بابا مین کئی روز کی بھوکی پیاسی ہون اوس
بڈھے کسان نے کہا کھیت تیار ہے پھل کھائیے پانی پیجئے مگر مجکو بابا نہ کہئے ملکہ مجکو اپنی غلامی مین خدمت وصل کیلئے
قبول کیجئے ملکہ مہرنگار مسکرائی دل مین کہنے لگی کہ اس بوڑھے کو ہوس لگی ہے اس بڈھے سے کہا تیرے یہان کون
کون ہے اوسنے کہا میرے جورو بچے ہین ملکہ نے کہا اگر تو مجھپر مائل ہے تو تو اپنی جورو کو چھوڑ دے اور بچونکو گھر سے نکال دے
تو مین تیرے گھر مین چلکر بیٹھون یہ سنتے ہی بڈھا تو اپنے گھر کی طرف روانہ ہوا اور ملکہ مہرنگار کھیت پر بیٹھکر کچے پھل توڑ
کر کھانے لگی یہان بڈھے کسان نے آتے ہی اپنی جورو کو مارنا شروع کیا جورو بچونکو مار پیٹ کر چھوڑ دیا اور گھر سے نکال دیا
گاؤن بھر مین غل ہو گیا کہ بڈھے پر شیطان کیون سوار ہوا ہے کیا سوجھی کہ بےخطا و قصور جورو بچونکو مار کر نکال دیا غرضکہ وہ
بڈھا کسان جورو بچونکو گھر سے نکال کر کھیت کی طرف اشتیاق ملکہ مہرنگار مین چلا یہان ملکہ مہرنگار اتنے عرصے
مین کھا پی کر خوب سیر ہوئی اور ایک طرف چل نکلی اب بڈھا کھیت پر آیا ملکہ مہرنگار کو نہ پایا سر پیٹنے لگا ہائے
کیا غضب ہوا معلوم ہوتا ہے کہ یہ آدمی نہ تھی کوئی پری تھی مجھکو دھوکا دیکر اڑ گئی افسوس صد افسوس جورو بچون
سے چھوٹا اور اس پری زاد کو نہ پایا **شعر** یہان دیر گیا وہان کعبہ چھٹا یہ بھی نہوا وہ بھی نہوا نہ تو آئی اجل نہ وہ یار ملا یہ
بھی نہوا وہ بھی نہوا اُدھر ملکہ مہرنگار بحالت اضطرار جاتے جاتے قریب ایک تکیے کے پہونچی وہان ایک
فقیر بن رسیدہ بیٹھا تھا کہ نام اسکا بہرام قلندر تھا ملکہ مہرنگار اسکے پاس پہونچکے گر پڑی غش آگیا جلدی سے فقیر نے

پانی چھڑکا پنکھے کی ہوا دی بعد تھوڑی دیر کے ملکہ کو ہوش آیا فقیر نے پوچھا ای بچہ تو کون ہے اور کہاں سے تیرا آنا ہوا ملکہ مہرنگار نے کہا شاہ صاحب میں سعد شامی کی بیٹی ہوں اُسنے اور نکاح کیا ہے مجکو مارتا تھا میں لڑکے یہاں سے نکل آئی بہرام قلندر نے کہا تو آج سے میری بیٹی ہے یہاں رہ کھا پی چین کر یہاں تجکو کسی بات کی تکلیف نہو گی ملکہ مہرنگار تکیے پر بہرام قلندر کے رہنے لگی اب احوال خواجہ عمرو کا حال سُنو جسوقت ملکہ مہرنگار مضطر و بیقرار قلعے سے نکل گئی پچھلی رات کو عمرو نے امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو خواب میں دیکھا کہ وہ کہہ رہے ہیں کہ اے خواجہ تم لیٹے غافل رہتے ہو کچھ تمکو کسی کی خبر نہیں ملکہ مہرنگار بیحد اضطرار پہلوان عادی کے پہرے سے نکل گئی اور تم بیخبر سوتے ہو جلد اُٹھو اور ملکہ مہرنگار کی خبر لو عمرو کی آنکھ فوراً گھبراکر کھل گئی اُسیوقت اُٹھا اور محل میں ایک ایک سے دریافت کیا ملکہ مہرنگار کا کہیں پتا نہ لگا بس محل سے نکل کر پہرے پر آیا اور کوڑا لیکر عادی کو مارنا شروع کیا اور کہا او نالائق کوئی پہرے پر ایسا غافل رہتا ہے کہ ملکہ مہرنگار تیرے پہرے سے نکل گئی اور تجکو خبر نہیں چل اُٹھ کھڑا ہو ملکہ مہرنگار کو تلاش کر غرضکہ ملکہ مہرنگار کو تلاش کرتے چلے چلے لشکر ہرمز میں آئے دریافت کیا تو یہ سُننے میں آیا کہ کوئی شخص رات کو آیا تھا سلاح ہرمز لے گیا اور سائیس کو بھی قتل کیا گھوڑے کا بھی پتا نہیں ہے عمرو سمجھ گیا کہ ملکہ مہرنگار یہاں آئی اور ہرمز کی سلاح لیکر سائیس کو مار کے گھوڑے پر سوار ہو کر کسیطرف کو چلی گئی بعد اسکے عمرو نے فال دیکھی کچھ پتا گردش سیارگان سے معلوم ہوا عمرو وہی رُخ تجویز کرکے چلے جاتے جاتے وہاں پہونچے جہاں بدھا کسان کھیت کی رکھوالی کر رہا تھا اُس سے جو عمرو نے دریافت کیا وہ ہائے کا نعرہ کرکے سر پیٹنے لگا کہتا تھا نہیں معلوم کون تھی کہ چڑی بنکر آسمان پر اُڑ گئی مجھے چور و بچے بھی چھوڑ دئے اور میرے ہاتھ نہ لگی عمرو اُس سے سُنکے ہنسنے لگے اور کہا الحمدللہ یہاں تک تو ملکہ کا پتا ملا غرض عمرو کچھ پھل کھا کر وہاں سے آگے بڑھے جاتے جاتے دیکھا کہ ایک تکئے پر قلندر بیٹھا ہے عمرو نے اُس سے ملاقات کی اور ملکہ مہرنگار کو دریافت کیا بہرام قلندر نے کہا تو کون ہے عمرو نے کہا میرا نام سعد شامی ہے اور میری بیٹی بھاگ کر نکل گئی ہے میں اسکو ڈھونڈتے آیا ہوں بہرام قلندر نے کہا بابا تیری بیٹی تو یہاں ہے میں نے اپنی بیٹی بنا کر بآرام رکھا ہے اے بابا کوئی ایسی حسین خوبصورت نازنین مہ جبین دختر کو نکاح کرکے مارتا ہے کہ وہ عاجز ہو کر نکل بھاگی اور یہاں آکر پوشیدہ ہوئی ملکہ مہرنگار کو بہرام قلندر نے باہر بلایا عمرو نے پہچانا اور بہت سا عذر کیا مگر ملکہ نے نہ سنا عمرو نے کہا مجھسے خطا ہوئی عفو کرو اور میرے ساتھ چلو ملکہ نے کہا اب میں تیرے ساتھ نہ جاؤنگی جب خدا امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران سے ملائیگا تو جاؤنگی عمرو بن اُمیہ نامدار نے ملکہ مہرنگار کو حباب بیہوشی مارکر بیہوش کردیا اور پشتارہ باندھکر طرف قلعے کے روانہ ہوا

دو کلمے داستان شوکت نشان زلزلۂ قاف ثانی سلیمان امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران + زمان بیان کیے جاتے ہیں +

رہروان منازل مصیبت و رنج و الم و بادیہ پیمایان مراحل اندوہ و غم اس داستان شوکت نشان کو یوں زیب قلم کرتے ہیں کہ امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان سختیاں راہ کی اُٹھاتے ہوئے اور مسافتیں طے کرتے ہوئے چلے آتے ہیں بعد مدت مدید کے ایک شہر معلوم ہوا راہگیروں سے دریافت کیا کہ یہ سامنے شہر کونسا ہے اور عملداری کس بادشاہ کی ہے اُن لوگوں نے کہا کہ وہ سامنے شہر مدائن ہے اور بادشاہ نوشیروان عادل زمان ہے امیر بہت خوش ہوئے کہ الحمدللہ پروردگار عالم نے پھر اپنا شہر دکھایا پردہ دنیا پر پہونچایا امیر باتوقیر جلد جلد سیر کرتے ہوئے شہر میں آگئے طاق کسریٰ دیکھا باغ مراد نظر پڑا جس میں عشق ملکہ مہرنگار سے ہوا تھا امیر فوراً اُس

باغ میں داخل ہوئے دیکھا دو آدمی باغ کی گلگشت کر رہے ہیں امیر جب اُنکے قریب پہونچے اُن دونوں نے کہا تم
کون ہو امیر نے جواب دیا میں مسافر ہوں تم دونوں کون ہو اُنھوں نے کہا ہمیں یہاں اٹھا لایا ہے ہم
شہر مدائن کے رہنے والے ہیں نام ہمارے خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول ہیں امیر باتوقیر باغ مراد منش
خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول سے کھڑے باتیں کرتے تھے کہ ایک دیو سامنے سے آیا اور باتیں کرکر امیر پر
وار شمشاد کا وار کیا امیر نے خالی دیکر نعرہ کیا کہ منم مولد بن الله حمزہ صاحبقران زمان بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد
مناف یہ کہکر دوال کمر پہ ہاتھ تیغ عقرب سلیمانی نکالا مارا کہ دیو مثل دو ٹکڑے ہو کر گرا جب اُسکے امیر مارنے چلے خواجہ بہلول
نے کہا کہ بھائی ہمیں بھی ساتھ لیلو امیر نے فرمایا آؤ خواجہ آشوب و خواجہ بہلول امیر کے ہمراہ ہوئے تھوڑی دور راہ
طے کی تھی دیکھا کہ دیو ہومان سامنے سے چلا آتا ہے امیر کو دیکھتے ہی للکارا باش او آدم زاد اب میں تجھے کب چھوڑتا ہوں
میرے ہاتھ سے بچکر کہاں جائیگا یہ کہکر دو ہزار من کا سنگ گول دستے پر رکھ کر مارا امیر نے خالی دیکر ہاتھ تیغ عقرب سلیمانی کا
مارا دیو ہومان کے دو ٹکڑے ہوئے امیر باتوقیر اسکو مار کر آگے بڑھے آتے آتے ایک پہاڑ کے برابر پہونچے دیکھا ایک
سوداگر مع جمعیت کثیر ایک مقام پر اترا ہوا ہے امیر نے اُس سوداگر سے کہا مجھکو دنیا پر پہونچا دیجئے اُس سوداگر نے کہا اگر میری
بیٹی سے نکاح کرو تو میں تمکو دنیا پر پہونچا دوں امیر نے کہا ایک مرتبہ تو نکاح کر چکے ہیں میں تنگ ہو چکا ہوں اب میں نکاح نکرونگا
اُس سوداگر نے خواجہ بہلول اور خواجہ آشوب سے کہا کہ تم امیر کو راضی کر دو میں تمکو دو دو پریاں دونگا اور دنیا
میں بھی پہونچا دونگا خواجہ بہلول اور خواجہ آشوب نے امیر کو بڑی کوشش سے راضی کیا اُس سوداگر نے امیر کا نکاح اپنی دختر
کے ساتھ کر دیا جب شب کو امیر باتوقیر صحبت آرا ہوئے خلوتکدہ عروس میں ہوئے دیکھا کہ یہ تو آسمان پری ہے امیر نہایت
پریشان ہوئے اور کنارہ کشی کی آسمان پری امیر کے قدموں پر گر پڑی اتنے میں عبدالرحمن جنی بھی
آئے اور امیر کو سمجھایا اور کہا خطا معاف کیجئے اور گلستان ارم میں تشریف لے چلئے امیر نے کہا اے خدا میری
جان چھوڑ دو میں ہرگز اب گلستان ارم کو نجاونگا آسمان پری اور عبدالرحمن جنی نے قسم کھائی کہ چھ مہینے
کے بعد ضرور ہم دنیا پر آپ کو پہونچا دینگے مجبور و ناچار ہو کر امیر باتوقیر مع خواجہ آشوب اور خواجہ بہلول
آسمان پری کے ہمراہ گلستان ارم کو تشریف فرما ہوئے

دو کلمے داستان حیرت نشان دوندۂ بیدرنگ قلعہ گیر جناب شاہ عیاران عیار یعنی خواجہ عمرو بن امیہ عیار کے بیان میں

کرشمہ سازان فن عیاری و پیروی کنندگان خیالات طراری عبارات داستان مطول کو نہایت مختصر کرکے یوں لکھتے ہیں کہ جب
خواجہ عمرو بن امیہ ضمری ملکہ مہرنگار کا پشتارہ باندھ کر روانہ ہوئے بیچ راہ میں دیکھا کہ کتارہ کابلی اور خجستہ رائیلی
اور عنتر شاہین تینوں چلے آتے ہیں عمرو نے چاہا کسی کے خیمے میں چھپ جاؤں ان تینوں نے عمرو کو پہچان لیا اور وہیں
سے نیچے پکڑ کے عمرو پر آ پہونچے عمرو نے بھی خنجر کھینچا لڑائی ہونے لگی خنجر چلنے لگا مگر عمرو کا یہ حال ہے کہ لڑتا جاتا ہے اور
پشتارے کو بچاتا جاتا ہے خجستہ رائیلی نے آگے بڑھکر عمرو کو خنجر مارا عمرو نے پھرتی سے خالی دیکر ہاتھ خنجر کا مارا
رائیلی دو ٹکڑے ہو کر زمین پر گرا شاہین نے دوڑ کر لشکر میں زرد مین کامرانی کو خبر کر دی کہ عمرو پشتارہ لئے ہوئے
ملکہ مہرنگار کو لئے جاتا ہے ہم نے اور کتارہ کابلی اور خجستہ رائیلی نے خبر لی ہے خنجر چل رہا ہے مگر خجستہ مارا گیا اسیوقت
زرد مین کامرانی ڈیڑھ لاکھ فوج لیکر آیا اور عمرو کو گھیر لیا عمرو پشتارہ بدوش یکہ و تنہا لڑ رہا ہے اب جو فوج کثیر نے آکر
گھیر لیا ہراساں ہو کر ہاتھ سوئے آسمان دعا کے واسطے بلند کئے اور درگاہ قاضی الحاجات میں التجا کرنے لگا ابھی دعا ختم ہونے نہ پائی تھی کہ
گرد بیابان اٹھی کہ تمام میدان تیرہ و تار ہو گیا جب وہ گرد چاک ہوئی دیکھا نقابدار نارنجی پوش چالیس ہزار سوار کے لشکر کے ساتھ آیا

تلوار چلنی لگی پھر بیس ہزاروں کو قتل کر کے لشکر ژوبین کاہرانی کو بھگا دیا اور بلکہ دو تین کوس تعاقب کیا مگر لشکر کفار
میں ٹھہرا پڑاؤ پر آکر تمام مال واسباب لشکر کا لوٹ لیا اور نقابدار زنگی پوش نے عمرو کو قلعے تک پہونچا دیا اور صحرا کی طرف
راہی ہوا اگر خواجہ عمرو سے کہا کہ خاطر جمع رکھئے گا ہمیشہ مجکو اپنے قریب سمجھئے گا ادھر کفار نے نرغہ کر کے قلعہ کو گھیر لیا اور ایک
عرضی نوشیروان کو لکھی عمرو نے ہمکو بارہ برس سے خراب وخستہ حیران وپریشان کر رکھا ہے اب حضور کوئی تدبیر ایسی کریں
کہ قلعہ فتح ہو یہ عرضی لکھکر سانڈنی سوار کو دی اور وہ سانڈنی سوار مثل باد تند کے روانہ ہوا ادھر عمرو نے سوچا کہ آذوقہ ختم
پر ہو چکا عمرو نے حاکم قلعہ سے پوچھا کہ کوئی قلعہ یہاں اور ہے اوس نے کہا کہ پانچ کوس پر یہاں سے قریب ایک قلعہ ہے
کہ نام اسکا طلب البحر ہے اور حاکم وہان کا جمشید شاہ ہے اور اسکے وزیر کا نام ہومان ہے عمرو نے یہ سنکے اسیوقت چالیس
پہلوانوں کو صندوقوں میں مسلح ومکمل کر کے مقفل کر کیا اور ان صندوقوں کشتیوں پر بار کیا اور تاجر بنکے دریا کی راہ سے روانہ ہوا
جب عمرو قریب قلعہ پہونچا ساکنان قلعہ نے دوربینوں سے دیکھا کہ بہت سی کشتیاں قلعے کی طرف آتی ہیں گولہ اندازوں نے
توپوں پر بتی دی گولے مارنا شروع کئے عمرو نے چادر امن ہلائی اور ایک آدمی سے کہلا بھیجا کہ میں تاجر ہوں اور ظلمات سے
آیا ہوں اور پانی چشمۂ حیات کا لایا ہوں لوگوں نے بادشاہ سے عرض کیا بادشاہ نے اپنے وزیر ہومان سے کہا کہ تو جاکر
دیکھ کون سوداگر ظلمات سے آیا ہے ایسا نہو کہ عمرو دھوکا دیکر قلعے میں آجائے تم جاکر حال سوداگر دریافت کرو ہومان وزیر
اوسیوقت سوداگر لنگی کے پاس آیا اور حال دریافت کرنے لگا عمرو نے کہا اے فرزند تیرا باپ ہامان تو اچھی طرح ہے ہومان
نے کہا کہ میرے باپ ہامان نے انتقال کیا سوداگر نے کہا کہ وہ میرا بھائی تھا میں اسکے واسطے آب بقا لایا ہوں اب آگے
بیٹے تجکو پلا دونگا ہومان وزیر بہت خوش ہوا اور بادشاہ سے آکر عرض کیا کہ یہ تاجر میرا چچا ہے ظلمات سے آیا ہے آب حیات لایا ہے
بادشاہ نے کہا اگر تیرا چچا ہے تو بلا لا غرض ہومان وزیر عمرو کو اپنے مکان پر لایا سوداگر نے صندوق اٹھوا کر کنارے رکھوا دئے
اور سبکو صندوقوں میں ہوشیار کر دیا اور کہدیا کہ جسوقت سفید مہرے کی آواز تمہارے گوش زد ہوسکے سب تلوارین
پکڑ کے نکل آنا اور برابر قتل وقمع کرنا الغرض ہومان نے سوداگر کی دعوت کا سامان کیا بعد فراغت آب وطعام سب
اپنے اپنے بستر خواب پر گئے عمرو دو پہر رات گئے اٹھا اور کمند پھینک کر ایوان شاہی میں پہونچا فوراً بادشاہ کو سوتے میں
پاکر بیہوش کیا اور زنبیل میں ڈال لیا اور آپ اسکی صورت بنکر صبح کو دربار میں آیا جب دربار سب جمع ہو چکا سب درباریوں سے
کہا کہ ہمنے تو دین عمرو کا اختیار کیا ہومان وزیر نے کہا اے بادشاہ آپ نے برا کیا ہم کبھی دین اسلام قبول نکرینگے عمرو
نے تلوار کھینچکر وزیر کے ایک ہاتھ مارا کہ سر اسکا کٹ کر دھڑ سے گر پڑا سب دوڑ کر ٹوٹ پڑے سب سمجھ گئے کہ یہ عمرو ہی
اوسیوقت عمرو نے سفید مہرہ بجایا فوراً چالیسو پہلوان تلوارین پکڑ کے اٹھ پڑے تلوار چلنے لگی صدہا کفار کو قتل کیا کشتوں کے
پشتے ہوئے خون کا دریا بہنے لگا سب ادھر ادھر جان بچا کر بھاگنے لگے گوشہ امن میں چھپتے تھے چہار طرف شور الامان
الامان بلند ہوا عمرو نے سبکو امان دی سب کفار ایمان لائے مسلمان ہوئے فوراً بتخانہ کھدوا ڈالے مسجدین تعمیر کیے
لیکن کلمہ طیبہ ہر ایک کی زبان پر جاری ہوا عمرو نے جمشید کو زنبیل سے نکالا اور اسکو بھی مسلمان کر کے کلمہ طیبہ پڑھایا
تمام شہر اسلام آباد ہوا بادشاہ جمشید نے کہا کہ آپ ملکہ مہرنگار کو لے آئیے عمرو نقب کی راہ سے ملکہ مہرنگار کو مع
فوج کے قلعہ طلب البحر میں لیگیا جسوقت ہرمز اور ژوبین کاہرانی کو خبر ہوئی کہ عمرو مع ملکہ مہرنگار وغیرہ قلعہ خالی
کر کے چلا گیا کفار نے قلعہ کو اپنے قبضہ میں کیا اور دریافت کیا کہ اب عمرو وغیرہ سب کہاں گئے ہرکاروں نے خبر لا کر دی کہ
عمرو وملکہ مہرنگار قلعہ طلب البحر میں ہیں ہرمز اور ژوبین کاہرانی بھی فوج لیکر تعاقب کنان کوچ کر کے چلے جب
طلب البحر کے پہونچے قلعہ کو گھیر لیا اور دوسری عرضی نوشیروان کو اور تحریر کی کہ ہم اب تو نان شبینہ کو محتاج ہو گئے ہیں

گئیکو ہمدوں کے لیے بھیجئے یا خود تشریف لائے جب وہ عرضی دربار نوشیروان پہونچی نوشیروان نے عرضی پڑھوائی مضمون عرضی سے آگاہ ہوا اور ارادہ کوچ کا کیا حکیم بزرجمہر نے منع کیا کہ آپکا جانا بہتر نہیں ہی ایسا نہو کہ حمزہ کے ہاتھ سے ذلیل و خوار ہوجیئے ابھی اس قصد سے باز آئیے بختک نے کہا حمزہ قاف میں مر گیا بزرجمہر نے کہا کہ رخ جانور لیکر اڑا تھا لیکن بحکم خدا جناب خضر نے روکا حمزہ کی جان بچ گئی بختک نے کہا ای حکیم صاحب بیٹھے تو آپ یہاں ہیں اور خبر قاف کی لاتے ہیں پھر بختک نے ایک گائے منگائی کہ وہ گائے گابھن تھی پوچھا کہ ای خواجہ بزرجمہر فرمائیے اس گائے کے پیٹ میں بچہ کیسا ہے بزرجمہر نے کہا اس گائے کے پیٹ میں بچہ صندلی ہے اور تھوتھن سیاہ ہی بختک نے اس گائے کے شکم کو چاک کروا دیا دیکھا تو موافق فرمانے بزرجمہر کے بچہ اس گائے کے شکم سے نہ نکلا کیونکہ رنگ بچہ کا کھلنے ہوا تھا خلاف قول بزرجمہر کے ظاہر ہوا یہاں بختک نے پہلے سے یہ شرط کی تھی اگر آپکے قول کے خلاف ہوگا تو جو چاہونگا آپکا حال کرونگا اور نہیں تو آپ کو اختیار ہی جو چاہیئے گا میرا حال کیجئے گا جب خلاف قول بزرجمہر ظہور میں آیا تو بزرجمہر معقول ہوئے بادشاہ نے بزرجمہر کو بختک کے حوالہ کیا بختک نے اپنے گھر میں لاکر بزرجمہر کی بہت زد و کوب کی اور چاہا کہ قتل کرے بختک کی ماں نے منع کیا آخر کار بختک نے بزرجمہر کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں حکیم بزرجمہر اندھے ہوگئے پھر بختک نے بزرجمہر کو اپنے گھر میں قید کیا بعد اسکے دربار میں بادشاہ کے آیا نوشیروان کے بھانجے سعید ادھر سے آتے تھے انہوں نے جو اس بچے کو دیکھا تو ہوا لگ کر وہی رنگ صندلی ہوگیا تھا انہوں نے دونوں نوشیروان کو وہ بچہ لاکر دکھایا نوشیروان نے بختک سے کہا کہ حکیم بزرجمہر کو جلد لاؤ دیکھو حکیم صاحب کا کہنا صادق آیا بختک نے کہا میں نے بزرجمہر کو قتل کیا بادشاہ غضبناک ہوا اور حکم دیا کہ بختک کی قوم بھر کا قتل کر بختک قدموں پر بادشاہ کے گر پڑا اور کہا حضور حکیم بزرجمہر زندہ ہیں مگر میں نے انکی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا کر اندھا کروا دیا میں ابھی حاضر کرتا ہوں یہ کہکر بختک اپنے گھر گیا اور خواجہ بزرجمہر کو ہاتھ پکڑ کر لایا نوشیروان کو بڑا صدمہ ہوا اور کف افسوس ملے اور بزرجمہر سے بادشاہ نوشیروان نہایت عذر خواہ ہوا اور کہا اے عزیز جان مجھ سے بھی خطا ہوئی معاف فرمائیے بزرجمہر نے کہا ای بادشاہ آپکی خطا کچھ نہیں میری قسمت میں یہی تھا جو ظہور میں آیا اب خاطر جمع رکھئے جب حمزہ آئینگے تو میری آنکھوں کا علاج ہوگا مگر آپ کو یہ نصیحت دیتا ہوں کہ آپ قلعہ جات پر ہرگز لشکر کشی نہ کیجئے گا آپکی بہت زبونی ہوگی یہ کہکر حکیم بزرجمہر تو اپنی دولتسرا کو گئے یہاں بختک نے بادشاہ نوشیروان کو اغوا کیا اور ایسا کہکر ابھارا کہ بادشاہ نوشیروان لاکھ سوار کی جمعیت سے قلعہ طالب البحر کی جانب روانہ ہوئے ادھر ہرکاروں نے ہرمز و فرامرز کو خبر پہونچائی کہ بادشاہ نوشیروان مع فوج آپہونچا ہرمز و فرامرز مع سرداران استقبال کو بادشاہ کے آئے اور برابر قلعہ طالب البحر کے لائے عمرو بھی بادشاہ نوشیروان کے سامنے آیا اور سلام کرکے کہا کہ آپ آئے تو ہیں مگر بہت خراب ہوجیئگا دیکھئے تو آپکو کیسا ذلیل و خوار کرتا ہوں بادشاہ نے پوچھا کہ عمرو کیا کہتا ہی لوگوں نے کہا آپکو دشنام دیتا ہے غرضکہ پھر دونوں میں لڑائی کا ہوئی بادشاہ نوشیروان کی بڑی دھوم سے دعوت کی عمرو بھی رات کو ایک گویے کی صورت نہایت حسین و خوبصورت بنکر اس صحبت میں آیا اور بعد فراغ طعام جب جلسہ رقص آغاز ہوا عمرو بھی گایا بجایا ایسا مزا دکھایا اور ایسی تانیں اڑائیں کہ تمام صحبت کو گا بجا کر مست کر دیا پھر بادشاہ سے حکم لیکر ساقی گری کی اور دارو بیہوشی شراب میں ملاکر سبکو شراب پلائی تمام صحبت بیہوش ہوئی عمرو نے اٹھکر پہلے بختک کی داڑھی چھین مونڈ کر عورت حسین کی صورت بنایا اور نوشیروان کو بھاٹ کی شکل بناکر بختک کے ساتھ سلا دیا پھر سبکی داڑھی مونچھیں مونڈیں اور یاروں کے خیلے چپلے کئے اور سبکو بندر کی صورت اور سبکو قلندر مچھندر بنایا اور تمام مال و اسباب صحبت عیش کا لیکر نذر و ضبط کیا اور دریا کے

صبح کو نوشیروان کی جو آنکھ کھلی اپنے تئین عجیب حالت سے پایا تمام صحبت کا عجب رنگ نو دیکھا نہایت بادشاہ شرمندہ
اور ذلیل ہوا پھر وہان پرچہ کاغذ پایا اوسکو جو پڑھا اوسمین لکھا تھا منم خواجہ عمرو بن امیہ ضمری اے بادشاہ اگر
مین چاہتا تم سبکو قتل کرتا لیکن مین نے تم سب پر ترس کھا کر رعایت کی وہ پرچہ کاغذ پڑھکر نوشیروان نے نجختک کو
خوب پٹوایا اور ایک نامہ قلعۂ گنج مغرب کو لکھا کہ عمرو نے بہت سے قلعے لیلیئے ہین تم سب ہوشیار رہنا جب نامہ بادشاہ
نوشیروان کا قلعۂ گنج مغرب مین پہونچا اور حاکم نے وہان کے بادشاہ کا نامہ پڑھکے یہ جواب لکھا کہ غلام بہت ہوشیار ہے
اور اپنے عیار کو خدمت حضور مین بھیجتا ہے جو کار اہم ہوا اس سے لیجیے گا یہ جواب حاکم قلعہ گنج مغرب نے لکھکر اپنے عیار مہتر
سماوا کے ہاتھ نوشیروان کے پاس روانہ کیا جب مہتر سماوا خدمت بادشاہ مین پہونچا نامہ نوشیروان کو دیا بادشاہ جواب
نامہ پڑھکر بہت خوش ہوا سماوا نے عرض کیا اگر حکم ہو تو ملکہ مہرنگار اور عمرو کو پکڑ لاؤن بادشاہ نے کہا بہتر ہے جا مہتر سماوا
عیار مکار چلا اور قریب قلعے کے پہونچا دیکھا وہان پہلوان عادی کا ہے سماوا آنکھ بچا کر قلعے مین آیا ایک حجرے مین گیا
دیکھا کہ ایک شخص بت لئے ہوے سجدہ کر رہا ہے سماوا نے جلدی سے اوسکا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا تو کون ہے اوس نے کہا میرا نام آغا بلبل
ہے اور عمرو بادرچی خانہ کا ہون اس قلعے مین سب مسلمان ہوگئے مگر مین صدق دل سے مسلمان نہین ہوا سماوا نے کہا مین
عیار ہون بادشاہ نوشیروان کا اگر تو ملکہ مہرنگار کو گرفتار کرا دے تو مین تجکو نوشیروان سے کہکر اس قلعہ کا بادشاہ
کرا دونگا آغا بلبل سماوا کو اپنے ساتھ لیکر باورچی خانہ مین آیا سماوا ایک بڑھیا کی صورت بنا جب خاصہ تیار ہو چکا اوسنے سب
کھانون مین بیہوشی ملا کر محل مین بھیجا ملکہ مہرنگار وغیرہ نے کھانا کھایا رات کو سب بیہوش ہوگئے مگر اوس روز عمرو کو
بھوک نہ تھی آنا تھا اوس نے کھانا نہ کھایا سب اپنے اپنے مقام پر سو رہے سماوا دو پہر رات گئے بڑھیا کی صورت بنا ہوا
محل مین آیا دیکھا سب کے سب بیہوش پڑے ہین مگر عمرو نہین ہے سماوا نے ملکہ مہرنگار کا پشتارہ باندھکر مع آغا بلبل
کے لیکر چلا آغا بلبل کی زوجہ نے کہا مجھے بھی لیچلو نہین تو عمرو تمکو مار ڈالیگا آغا بلبل نے تلوار کھینچکر ایک ہاتھ اپنی
زوجہ کے مارا کہ سر اسکا کٹ گیا اور پہلوان عادی کے پہرے سے مہتر سماوا وغیرہ نکلکر چلے ادھر عمرو نے خواب
مین امیر بادشاہ کو دیکھا کہ بیخبر ہو کر سو گئے ہین اور کہتے ہین اے خواجہ تم ایسے غافل سوتے ہو ہوشیار ہو ملکہ مہرنگار
کو عیار نوشیروان کا لیئے جاتا ہے عمرو گھبرا کر اٹھا محل ملکہ مہرنگار مین آیا ملکہ مہرنگار کو کہین نہ پایا فوراً نکل کر چلا
یہان آغا بلبل سے اور سماوا سے تکرار ہوئی سماوا نے کہا نوشیروان کے پاس لیچلونگا آغا بلبل نے
کہا میرے بادشاہ کے پاس لیچل غرضکہ دونون مین تلوار چلی سماوا نے آغا بلبل کو مار ڈالا اس عرصہ مین عمرو بھی آ پہونچا
اور نعرہ کیا کہ باش او ناعیار مکار کہان جائیگا میرے ہاتھ سے بچکر تیری امان نہین ہے سماوا نے یہ سنکر خنجر کھینچا عمرو
نے بھی میان سے خنجر لیا لڑائی ہونے لگی عمرو نے جو ایک مقام پر جھکائی دیکر جو ہاتھ خنجر کا مارا سر سماوا کا کٹ کر
الگ جا گرا عمرو نے پشتارہ ملکہ مہرنگار کا اٹھا لیا اور قلعے کی طرف راہی ہوا اور صبح کو داخل قلعہ ہوا اور محل مین لا کر ملکہ مہرنگار
کو ہوشیار کیا مسند پر بٹھایا اور پہلوان عادی پر بہت خفا ہوا کہ تم پہرے پر ایسے غافل رہتے ہو کہ کچھ کسی کی تمکو خبر نہین رہتی
ادھر نوشیروان کو ہرکارون نے پرچہ اخبار گذرانا کہ آغا بلبل اور سماوا عیار مارے گئے لاشین دونون کی آئین
نوشیروان نے لاشین اونکی قلعہ گنج مغرب مین بھیجدین حاکم قلعہ نے لاشون کو دیکھا اور بکمال افسوس کیا اسی وقت
چار لاکھ فوج جرار سے غرور عاد کو ساتھ لیکر روانہ ہوا اور نوشیروان سے کہلا بھیجا کہ ادھر سے آپ دھاوا کرین ادھر دریا
کی طرف سے مین دھاوا کرتا ہون غرضکہ ادھر نوشیروان نے تیاری دھاوا کرنے کی کی اور ادھر دریا کی طرف سے
بادشاہ گنج مغرب فوج لیکر چلا دو کرور سپاہ سے دریا مین کشتیان دکھائی دین عمرو نے قلعہ پر سے توپین مارنا شروع

کئین ایسے گولے ارسے کہ بہت سی کشتیان غرق دریاے فنا ہوئین اور نوشیروان نے بھی دھاوا کر دیا اب کوئی چارہ نہین غفور عاجز ہوا اور دعا کرنے لگا کہ ناگاہ دیکھا کہ نقابدار نارنجی پوش مع چالیس ہزار سوار کے پیدا ہوا اور وہین سے نعرہ کیا باش اور کنارہ مین آ پہونچا اور آتے ہی دریا مین گھوڑا ڈالدیا غفور عاد سے مقابلہ ہوا اوسنے ارادہ مارا نقابدار نے خالی دیکر جو ہاتھ تلوار کا مارا غفور عاد کے دو ٹکڑے ہوئے پھر بادشاہ کو بھی یہ رنگ ہوائی کیا کشتیان سب فنا فنا ہو گئین نقابدار ادھر سے پھر کر لشکر نوشیروان پر گرا عمر دنی فوج لیکر قلعے کا دروازہ کھولکر نکلا تلوار چلنے لگی نوشیروان نے شکست پائی فوج بھاگی تین کوس تک برابر تعاقب کنان نقابدار تلوارین مارتا ہوا گیا سب کو بھگا دیا اور سردار نامی کو قتل کیا عمر دوڑ نے پڑاو لشکر نوشیروان کا لوٹ لیا اور نقابدار کو دعائین دیتا ہوا تحسین آفرین کرتا ہوا قلعے مین داخل ہوا اور نقابدار نارنجی پوش مع اپنے سرداران سوار کے صحرا کی طرف روانہ ہوا انکو تو یہ نہین چھوڑے

دو کلمے داستان عجائب و غرائب کیفیت امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران عالیشان کے بیان سے کیے جاتے ہین

کیفیت نمایان طلسم بہر نمایان مشاہدہ کنندگان عجائب و غرائب پرستان قلم سحر رقم سے اس داستان شعبدہ ساز کو یون تحریر کرتے ہین کہ ایک روز امیر باتوقیر نے خواب مین دیکھا کہ ملکہ مہرنگار مضطر و بیقرار دریاے خون مین ڈوبتی ہے اور کہتی ہے کہ اے حمزہ جلد میری خبر لو بچاو غرضکہ اس سے نکالو امیر باتوقیر نے چاہا کہ بڑھکر ہاتھ ملکہ مہرنگار کا پکڑین کنارے دریاے خون کے امیر ہو متحیر کہ آنکھ کھل گئی امیر باتوقیر چیخین مار کر رونے لگے آسمان پری گھبرا کر اٹھ بیٹھی اور پوچھا اے حمزہ خیر تو ہے کیا ہوا کیا تم بدخواب ہو کر ڈر گئے امیر باتوقیر نے جو کچھ خواب پریشان دیکھا تھا آسمان پری سے بیان کیا آسمان پری نے کہا اے امیر نہ گھبراؤ انشاء اللہ بہتر ہوگا ملکہ مہرنگار اچھی طرح سے ہے کیونکہ تعبیر خواب برعکس ہوتی ہے اب تمکو کل پردہ دنیا پر پہونچاؤنگی خاطر جمع رکھئیے غرضکہ جب صبح ہوئی ملکہ آسمان پری نے چار دیوون کو بلایا اور تخت پر امیر کشورگیر کو بٹھایا اور حکم دیا کہ امیر کو بہ عیش و آرام بہ حفاظت تمام پردہ دنیا پر پہونچا آؤ امیر بہت خوش ہوے اور ملکہ آسمان پری اور قریشہ سلطان سے رخصت ہوے دیو چاہتے ہین کہ تخت ہاتھون پر اٹھائین یکایک سامنے سے سامان ارزق پری روتی پیٹتی آئی اور ملکہ آسمان پری سے کہا کہ آپکے والد بزرگوار شہپال بن شاہرخ نے قلعہ زرین حصار مین قضا کی آسمان پری یہ خبر وحشت اثر سنتے ہی منھ اپنا پیٹنے لگی اور سر کے بال نوچنے لگی اور بیقرار ہو کر غش کر گئی امیر نے گلاب و کیوڑہ وغیرہ چھڑکا دامن کی ہوا دی جب آسمان پری کو ہوش آیا امیر سے کہا ای حمزہ اتنا احسان تمہارا اور ہوگا کہ تم چالیس روز اور تامل کرو کہ مین اپنے باپ کی صف ماتم اور فاتحہ خوانی وغیرہ سے فرصت کرلون تو تمکو پردہ دنیا پر پہونچادون امیر کو ٹھہرنا مناسب ہوا مجبور ناچار ہو کر منظور کیا آسمان پری نے ارزق پری کو ساتھ کنجیان دے کر کہا کہ تم امیر کے پاس رہو دل بہلایا کرو جب امیر بہت گھبرائین تو کنجیان کوٹھریون کی لو اور ساتھ امیر کو سیر کرانا مگر چھہ کوٹھریون کی سیر کرانا ساتوین کوٹھری مین امیر کو نہ لیجانا آسمان پری یہ کہکر جانب زرین حصار کی طرف روانہ ہوئی اور اپنے باپ کی لاش پر آئی اور صف ماتم بچھائی فاتحہ خوانی وغیرہ مین مصروف ہوئی وہان امیر اور ارزق پری گلستان ارم مین رہنے لگے بعد دس روز کے امیر کا بہت جی گھبرایا ارزق پری نے ایک کوٹھری کھولی امیر اس کوٹھری مین گئے دیکھا اسمین ایک سیب رکھا ہے امیر نے اسے اٹھا کر سونگھا فوراً بیہوش ہو گئے بعد تھوڑی دیر کے جو آنکھ کھلی تو ایک باغ آراستہ نہایت شاداب و شگفتہ دیکھا اور اس مین ایک بارہ دری نظر پڑی تسنرا جسنر لیکن اس بارہ دری کے اندر پہونچے دیکھا کہ ایک مسند زمین تجسس مین جو لگا مسند پر نگار پر جلوہ گر ہے امیر دیکھتے ہی اسکی شکل و

شمائل پر عاشق ہوئی اوسنے بعد لطف و کرم بلا کر پہلو مین بٹھایا محبتانہ باتین کین بعد اُسکے آمیر نے اُسکے ساتھ عقد کیا
چار برس کے عرصہ مین دو لڑکے اُس سے پیدا ہوے ایک روز اُس نازنین نے ایک سیب تر و تازہ آمیر کو دیا آمیر
جو سونگھا فوراً بیہوش ہوگئے بعد تھوڑی دیر کے آنکھ جو کھلی دیکھا ازرق پری کے پاس بیٹھا ہون آمیر نے کہا کہ اے
ازرق پری تو نے مجھکو وہان سے کیون بلایا وہان میرے دو بیٹے اور ایک زوجہ ہے ازرق پری نے کہا اے
حمزہ کچھ آپکو خبر ہے ایک گھڑی بھر کے عرصہ مین بال بچے ہوگئے امیر نے کہا مین چار برس وہان عیش و عشرت مین رہا ازرق
پری نے کہا کہ گھڑی بھر بھی نہ گذری ہوگی جو آپ سیر کرکے پھر آئے غرضکہ ازرق پری نے دوسری کوٹھری کھولی اسمین آمیر
گئے وہان ایک شیر سے سامنا ہوا اس شیر کو آمیر نے مارا تیسری کوٹھری مین ایک بادشاہ سے مقابلہ ہوا آمیر نے اسکو بھی
قتل کیا چوتھی کوٹھری مین جو آمیر گئے وہان ایک دیو کو مارا پانچوین کوٹھری مین کرگس کو قتل کیا اور چھٹی کوٹھری مین تماشا
کی سیر کی ساتوین کوٹھری ازرق پری نہ کھولتی تھی زبردستی امیر نے ازرق پری سے کنجی چھینکر کوٹھری کھول اسمین جاکر
دیکھا تو دوار ناٹیس اور نجم پری اور دروانہ پری اور حمراخہ پری یہ لٹکے ہوے ہین وہ زندانخانہ سلیمانی تھا امیر
نے اسیوقت ان سبکو رہا کیا بعد اسکے دیکھا کہ ایک بچہ گھوڑے کا خوشنما بچھیرا سامنے آمیر کے آیا آمیر نے پوچھا اے دوار ناٹیس
یہ بچھیرا گھوڑے کا کہان سے آیا اور کون ہے دوار ناٹیس نے کہا یہ فرزند میرا ہے جبکہ مین نجم پری سے جفت ہوا تھا تو نجم پری گھوڑی
کی شکل بنی ہوئی تھی مین گھوڑا بنکر اوسپر جا پڑا اور نجم پری سے جفت ہوا جب قید ہوئی تب حاملہ تھی یہ گھوڑا پیدا ہوا آمیر نے اسکو
اپنا بیٹا کیا اور سبکو چھڑا کر باہر لائے یہ دیکھکر ازرق پری آسمان پری کے پاس خبر دینے کو چلی یہان آمیر باتوقیر سمری پری ملکہ
آسمان پری کی دونون پریون سے ہمبستر ہوے شربت وصل نے دونون کو سیراب کیا دونون صدفون نے دو گوہر بیبہا
پائے یعنی وہ دونون پریان حاملہ ہوئین ایک بطن سے فرزاد اور ایک بطن سے گوہرزاد پیدا ہوتا ہے اس مین ایک
طرفدار شہزادہ بدیع الزمان کا اور ایک طرفدار قاسم عالیشان کا ہو جاتا ہے غرضکہ بعد وصال پریزادیان ان پریون کو اپنے
اپنے شہر کی طرف رخصت کرکے روانہ کیا اور آپ تخت پر بیٹھکر ہمراہ دوار ناٹیس اور نجم پری اور اشقر دیوزاد اور خواجہ
آشوب و خواجہ بہادل یہ وہ دنیا کی طرف چلے اُدھر سلطان ازرق پری گھبرائی ہوئی ملکہ آسمان پری
کے پاس گئی اور ساری کیفیت بیان کی کہ آمیر نے سب کوٹھریون کی سیر کرکے زندانخانہ سلیمانی سے سبکو چھڑایا یہ
سنتے ہی آسمان پری پریشان ہوئی اور غضبناک ہوکر معہ اپنے باپ کی چھوڑ کر اٹھی اور بتعجیل تمام وہان آئی جہان
آمیر باتوقیر کو چھوڑ گئی تھی دیکھا وہان سناٹا پڑا ہے کوئی نہیں معلوم کہ آمیر سبکو ساتھ لیکر بروہ دنیا چلے گئے اسیوقت ملکہ
عبدالرحمن جنی کے پاس آئی پوچھا کہ جلد بتائے یہ آدمزاد کہان ہے عبدالرحمن جنی نے کہا کہ آمیر باتوقیر معہ دوار ناٹیس
وغیرہ کوہ طور پر پہونچے ہین ملکہ آسمان پری یہ سنکر اسیوقت معہ عبدالرحمن جنی و چند دیون کے بعد غیظ و غضب کوہ طور
کی جانب روانہ ہوئی یہان کا حال سنئے کہ آمیر باتوقیر معہ خواجہ آشوب وغیرہ کے ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا پاکر دامن کوہ
مین آرام کیا سوتے ہی غافل ہوگئے یہان اُسی غفلت مین آسمان پری معہ عبدالرحمن جنی کوہ طور پر پہونچی دیکھا
دوار ناٹیس اور نجم پری ایک مقام پر سوتے ہین آسمان پری نے تلوار کھینچکر ایک ایک ہاتھ شمشیر آبدار کا
مارا کہ دونون کا سر کٹ کے الگ جا پڑا لاشے تڑپنے لگے عبدالرحمن جنی نے جو یہ دیکھا کہا اے آسمان پری
غضب کیا تو نے اب بہتر یہ ہے کہ یہان سے چلی جا ٹھہرنا مناسب نہیں ہے اگر حمزہ دیکھ لیگا تو اسیوقت قتل کریگا یہ سنتے
آسمان پری معہ عبدالرحمن جنی وغیرہ کے وہان سے روانہ ہوئی اِدھر اشقر دیوزاد جو پھرتا چلتا آیا اپنے ماں باپ کو دیکھا کہ
لاشین جدا خون مین غلطان پڑی ہین اور سر جدا مثل حباب دریا کے خون مین رواں دوان ہین اپنے تئین گرا دیا اور خون

خون مین لوٹ کر رونے لگا جان کھونے لگا یکایک آمیر باتوقیر بیدار ہوئے سوتے سے آنکھ کھل گئی اشقر دیوزاد کو بحال
خراب مضطر و بیتاب زار زار روتے پیٹتے دیکھا اور ناتمیس و نجم پری کو کشتہ پایا آمیر نے فرمایا کہ یہ کام سوائے آسمان پری
کے کسی کا نہین ہے افسوس صد افسوس اب مین کیونکر پردۂ دنیا پر جاؤنگا اشقر نے کہا آپ پریشان نہ ہون مین آپکو پردۂ
دنیا پر لیجاؤنگا آمیر باتوقیر بصد رنج و الم اُن دونون کو دفن کرکے روانہ ہوئے اشقر نے کہا ای امیر اب میری پشت پر
سوار ہوجیئے آمیر نے کہا ابھی تو تجھے سواری نہ دے سکیگا اشقر نے کہا اے آمیر مین تجھے دیو ہون آپکو اپنی پشت پر سوار کرکے
ضرور پردۂ دنیا پر لیجاؤنگا آمیر نے فرمایا خیر ابھی تو تو میرے ساتھ چل مین پیدل چلتا ہون آگے بڑھ کر دیکھا جائیگا۔ المختصر
آمیر باتوقیر اشقر دیوزاد وغیرہ کو ہمراہ لیکر چلے جاتے تھے تھوڑی دور پر حضرت خضر سے ملاقات ہوئی امیر نے سلام
کیا حضرت خضر نے فرمایا اے آمیر یہان جناب والدہ ماجدہ کرمعظمہ یعنی بی بی آصفاے باصفا تشریف رکھتی ہین
انکی بھی زیارت کرلو آمیر اسیوقت ہمراہ رکاب سعادت انتساب حضرت خضر بیابان نور مین آئے اور ایک
بی بی بلقیس عظمت سلیمان شوکت کو سجدہ مین دیکھا کہ عبادتِ پروردگار مین بخضوع قلب مشغول ہین حضرت خضر نے کہا
اے آمیر آور وہ خدا شناس گردون اساس یہی بی بی ہین یہ سُنکے اُن معظمۂ عالیہ نے سر اپنا بلند کیا امیر نے مجرا
کیا اور باادب بیٹھے اُن معظمۂ عالی مقام نے ایک تحفہ عنایت کی اور فرمایا کہ یہ عمرو کو دیدینا اور اشقر دیوزاد کے
تمام جسم پر ہاتھ پھیر دیا کہ سب پر و بال لائق پرواز کرنے کے ہوگئے اور اُسکے نعل استوار کردیئے آمیر نے پوچھا کہ یہ کیلین اکھڑ
جائینگی اور نعل گر جائینگے اُن بی بی معظمہ نے فرمایا جسدن نعل اِسکے پانوْن سے جدا ہوجائینگے اُس دن اشقر کی قضا
بھی آجائیگی اودھر ملکۂ آسمان پری نے بعد کئی دن کے عبدالرحمٰن جنی سے پوچھا کہ اب آمیر باتوقیر کہان ہین عبدالرحمٰن
نے کہا اے آسمان پری آمیر کشور گیر اب بی بی آصفاے باصفا کی خدمت مین مشرف بزیارت ہین اور کل پردۂ
دنیا پر پہنچ جائینگے آسمان پری یہ سُنتے ہی اسیوقت تخت پر مع قریشیہ سلطان بیٹھکر روانہ ہوئی جب ملکۂ آسمان
پری بیابان نور مین بخدمت فیضدرجت معظمہ کرمہ بی بی آصفاے باصفا حاضر ہوئی جھک کے سلام کیا قریشیہ سلطان
بھی آداب بجالائی آسمان پری نے اُن معظمہ سے عرض کیا کہ حضور میرے وارث امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران کو ابھی پردۂ دنیا
پر ابھی نہ پہونچایئے اُن معظمہ نے فرمایا کہ تو نے آمیر کو بہت پریشان کر رکھا ہے نہایت اب مضطر ہے بس اب تو آمیر کو پردۂ
دنیا پر جانے دے کہ آمیر کے وہان ہونے سے بہت کام راہِ خدا کے بند ہین اور دروازے دین خدا پرستی کے
مسدود ہین یہ سُنکر آسمان پری نے جھنجھلا کے کہا اگر میرے حکم مین خلل آئیگا تو آپکو مین اپنی عملداری سے اٹھادونگی
یہ سنتے ہی وہ کنیز خاص رب العالمین مخدومہ کونین بلند مرتبت عالی منزلت والدہ ماجدہ جناب خضر بی بی آصفا
کو غصہ آگیا اور زبان معجز بیان سے بصد غیظ و غضب فرمایا اے آسمان پری ابھی تو جلکر خاک ہوجا یکایک سب نے
دیکھا کہ خود بخود آسمان پری کے لباس مین آگ مشتعل ہوئی اور شعلے اٹھنے لگے آسمان پری جلنے لگی قریشیہ
سلطان نے جو ماں کو آتش قہر سے جلتے دیکھا سر پیٹ کر رونے لگی اور آمیر باتوقیر سے لپٹ کر کہا اے بابا
برائے خدا میری ماں کو جلد بچایئے آمیر نے کہا مین نہین جانتا تو خود اُن بی بی کے قدمون پر گرکر التجا کر قریشیہ
سلطان اسیوقت اُن معظمہ کے قدمون پر گر پڑی اور منت کی کہ برائے خدا اب رحم کیجئے میری ماں کی خطا کو
بخشدیجئے میرا سوائے اِنکے کوئی نہین ہے ای ناظرین والا تمکین خدا شناسون اور رحمدلون کا کیا مذکور دم
بھر مین قہر غضب الٰہی کا سامنا چشم زدن مین رحمت کی نظر قریشیہ سلطان نے جو ایسی الحاح و زاری اور منت
و عاجزی کی دریائے رحمت الٰہی جوش مین آیا اُن بی بی معظمہ کو رحم آگیا خاک سجادۂ عبادت پروردگار کی اٹھا کر

ملکۂ آسمان پری پرزاں دی بحکم خدا آسمان پری جیسی تھی ویسی ہی ہو گئی آسمان پری قدموں پر ان
مظلوم کے گر پڑی اور عرض کیا عفو کیجئے کہ مجھ سے بڑی خطا ہوئی اور یہ کہکر رخصت ہو کے قاف کی طرف روانہ ہوئی ادھر امیر
باتوقیر کو بی بی اصفا نے دریائے آتش کے پار جا اُتار تمام و بحکم رب انام اُتار دیا حمزۂ صاحبقران خواجہ آشوب
اور خواجہ بہلول کو لئے ہوئے ایک صحرا میں آئے دیکھا کہ دو بادشاہ لشکر گران لئے ہوئے آئے ہیں ایک کا نام
گاؤ سر اور دوسرے کا نام ہوتل گاؤ سر تھا امیر نے جو ان بادشاہوں نے دیکھا جھک کر سلام کیا اور بڑے اعزاز و اکرام
سے ملاقات کی اور عرض کیا کہ اے حمزۂ صاحبقران امیدوار ہوں کہ ملکہ مہران بانو کو اپنی خدمت میں قبول کیجئے وہ
میری بیٹی ہے اگر آپ اس سے عقد کیجئے تو میں آپ کو پردۂ دنیا پر پہنچا دوں امیر نے انکار کیا بادشاہ نے کہا کہ پردۂ
دنیا پر آپکا جانا ہو گا خواجہ آشوب نے امیر کو سمجھایا کہ آپ کا عقد کرنا بہتر ہو گا امیر مجبوری راضی ہوئے بادشاہ نے
اقرار کیا کہ ہم آپ کو پردۂ دنیا پر پہنچا دینگے مختصر دولہا دلہن کو عروسانہ جوڑا پہنا کر سامان شادی کا مہیا کیا
امیر کا عقد مہران بانو کے ساتھ ہوا جب شب ہوئی تخلیہ ہو گیا امیر مہران بانو کے چھپر کٹ آئے امیر نے دولہن
کا گھونگھٹ جو اٹھایا دیکھا گائے کا چہرہ ہے امیر کے دل نے احتراز کیا وہ عروس بشکل گاؤ امیر کے ہاتھ چاٹنے
لگی امیر نے ایک گھونسا اوس گائے کے منھ پر مارا دو دانت اُسکے ٹوٹ کر گر پڑے امیر اسکی طرف سے پیٹ کر کے
سو رہے صبح کو اوس عروس نے اپنے باپ کو وہ دونوں دانت شکستہ دکھائے اور کہا کہ آدم زاد نے گھونسا
مارا دانت میرے توڑ ڈالے اوس عروس کے باپ نے خواجہ بہلول سے کہا آپ کے شہر کا یہ کیا دستور ہے
کہ دولہا نے دولہن کے دانت توڑ کر کھونڈا کر دیا اور منھ بگاڑ دیا خواجہ بہلول نے کہا کہ ہمارے شہر کی ایک یہ
ہی رسم ہے کہ جب دولہن کو بیاہ کر لاتے ہیں پہلے دریا کے پار ہوتے ہیں جب دولہن سے ہمبستری کرتے ہیں تب
حمزۂ کشتہ دولہن کی طرف سے پشت کر کے سوتے ہیں آج انشاء اللہ سب رسومات دنیا ظہور میں آوینگے یہ فقرۂ
خواجہ آشوب کے بنا کر فوراً کشتیاں طلب کیں اور دولہن کو آراستہ و پیراستہ کر کے ایک کشتی پر بٹھایا اور ایک کشتی پر
آپ سب مع امیر کے سوار ہوئے ملاحوں سے حکم ہوا کہ کشتیاں بہا دو چھوڑ دی گئیں جب کشتیاں اوس طرف کے کنارے
کے قریب پہونچیں امیر نے اٹھکر ایک گرز گران سر دولہن پر مارا دولہن تو مر کر غرق دریائے فنا ہو گئی اور کشتی ٹکڑے
ٹکڑے ہو کر تباہ ہوئی امیر مع خواجہ بہلول وغیرہ جست کر اوس پار اُتر گئے بتعجیل تمام کنارے کنارے دریا کے
چلے آگے بڑھکر دیکھا ایک صندوق بہا جاتا ہے امیر نے بڑھکر اُس صندوق کو روک لیا جب اُس صندوق
کو کھولا دیکھا کہ اسمیں نیزہ حضرت نوح کا رکھا ہے امیر نے اسمیں سے نیزہ نکال لیا اور آگے بڑھے تھوڑی دور چلے
تھے کہ سامنے سے ایک قلعہ دکھائی دیا جب برابر اُس قلعے کے پہونچے ایک صدائے مہیب آئی کہ بادشاہ اور بادشاہزادہ
یہیں آ پہونچا اور ایک فیر توپ کا کیا کہ گولہ سن سے اوپر ہی اوپر نکل گیا امیر باتوقیر گرز گران سر ہاتھوں میں لئے
چلے کہ اشقر دیوزاد نے ایک چیخ ماری امیر نے پھر کر اودھر دیکھا تو نہ اشقر دیوزاد ہے نہ خواجہ آشوب وغیرہ کا
پتا ہے امیر نے نہایت غصہ کیا اور صدمہ عظیم ہوا گرز لئے ہوئے غیظ و غضب میں قلعے پر آ پڑے اور ایسا کٹ
قلعے کے ایک گرز مارا دروازہ قلعے کا ٹکڑے ہو کر گرا امیر باتوقیر قلعے کے اندر داخل ہوئے دیکھا قلعہ تو سجا آراستہ
و پیراستہ ہی مگر سنسان پڑا ہے کوئی آدمی نہ جن نہ دیو نہ پری نظر آتا ہے چہار طرف بارگاہ عالیشان میں مخمل اور زربفت
بچھی ہیں اور ایک تخت زر نگار مرصع بہ ایوان ہے لیکن تخت کے نیچے سے آواز باتوں کی آتی ہے امیر نے بڑھکر
تخت جو اٹھایا دیکھا کہ خواجہ آشوب و خواجہ بہلول و اشقر دیوزاد تخت کے نیچے تہ خانہ نقب میں بیٹھے

باتین کرتے ہین آمیر باتوقیر اونکو دیکھکر خوش ہوگئے پوچھا کہ تم لوگ یہان کیونکر آئے انھون نے کہا کہ ایک جن ہمین قید
کرکے لایا تھا اور یہان بند کر گیا آمیر کشور گیر ان سبکو ہمراہ لیکر قلعے سے باہر آئے اور ایک طرف کو روانہ ہوئے ناظرین
والاتمکین پر واضح ہو کہ یہ قلعہ جسکو کھولا تھا انھون نے جاکر قطرات دیو سے خبر کی اور ایک آدم زاد پردۂ دنیا پر جاتا ہے اور
ہمارے روکے کسیطرح نہین رکتا ہے قطرات دیو یہ خبر سنتے ہی ہزار من کی دار لیکر آمیر کے مقابلہ کو روانہ ہوا آمیر
تھوڑی دور بڑھے تھے کہ آواز نعرہ کی یا منم دیو قطرات باش او آدم زاد مین آپہونچا اور یہ کہتے ہی وہ دیو برابر آمیر
کے آیا اور وار شمشاد کا وار کیا آمیر کشور گیر نے خالی دیکر تیغۂ عقرب سلیمانی دوال کمر پر دیو قطرات کے مارا اور نعرۂ اللہ اکبر کیا
وہ دیو دو ٹکڑے ہوکر زمین پر گرا خاک سے صدائے الامان پیدا ہوئی آمیر اوس دیو کو قتل کرکے آگے بڑھے ایک صحرائے پرفضا
مین پہونچے دیکھا اوس صحرا مین ایک بارہ دری نہایت آراستہ و پیراستہ ہے خواجہ آشوب آمیر سے آگے بڑھ گئے اوس
بارہ دری مین ایک عورت بہت خوبصورت نازنین مہ جبین حور صورت کھڑی ہے اس عورت نے اپنا ہم جنس جانکر کہا
کہ کہان جاتے ہو خواجہ آشوب نے کہا کہ دنیا پر اوس عورت نے کہا کہ اگر ایک کام ہمارا کردو گے تو تمہارا بڑا احسان ہوگا اور
تمکو اسکی جزائے خیر دیگا خواجہ آشوب نے کہا وہ کیا کام ہے بیان کرو اوس عورت نے کہا اگر کہین تمکو خواجہ عمرو عیار حمزہ
صاحبقران ملجائین تو انسے یہ کہدینا کہ زہرہ مصری دیو سمندون ہزار دست کی قید مین ہے اگر ممکن ہو تو اوسکو
مجکو رہا کر لیجاوے زہرہ مصری خواجہ آشوب سے یہ کہہ رہی تھی کہ سامنے آمیر بھی آگئے زہرہ مصری نے جو آمیر باتوقیر
حمزہ صاحبقران کو دیکھا بخوبی پہچانا دوڑ کر اپنے تئین قدمون پر گرادیا اور رونے لگی آمیر نے سر زہرہ مصری کا پانو پر
سے اوٹھایا اور پوچھا اے زہرہ مصری تو یہان کیونکر آئی زہرہ مصری نے عرض کیا اے آمیر ملکۂ آسمان پری نے
مجکو جلاجل پری سے اوسنے منگایا تھا جب مجکو دیکھا کہا تو ہی ملکۂ مہرنگار ہے مین نے کہا مین ملکہ مہرنگار کی ایک ادنی
کنیز ہون آسمان پری نے جلاجل پری سے کہا کہ جا اوسکو پہونچا اور ملکہ مہرنگار کو اوٹھا لا جلاجل پری مجکو لئے
اودھر آئی سمندون ہزار دست نے پکڑ لیا جلاجل پری کو ٹانگین چیر کر کھا گیا مجکو قید کیا جب سے امندون ہزار
دست کا گہوارہ جھلایا کرتی ہون زہرہ مصری تو آمیر سے کھڑی باتین کر رہی تھی اور امندون ہزار دست جھولے
مین پڑا ہوا سو رہا تھا یکایک جھولا جو ٹھہرا امندون ہزار دست جاگ اوٹھا آنکھ کھولکر دیکھا کہ یہ عورت آدم زاد و آدم زاد
باتین کر رہی ہے گھورنے لگا امندون نے برابر آمیر کے ہاتھ بڑھایا کہ آمیر کو پکڑ کے کھینچ لون اور کھا جاؤن آمیر نے جو بچہ
دیو کو دیکھا ہاتھ اوسکا پکڑ کر جھٹکا دیا کہ امندون جھولے سے آمیر کے آگے آکر گرا آمیر نے ایک طمانچہ اور پکڑ کر ٹانگین
چیر کر پھینک دیا خواجہ آشوب نے مال و اسباب سب وہان کا لے لیا اور ایک صندوقچہ جواہر بے بہا کا تھا اسکو اوٹھا کر
قبضے مین کیا آمیر نے یہ سب مال و اسباب صندوقچہ وغیرہ میرے دوست تم سے چھین لیگا خواجہ آشوب نے کہا دیکھا جائیگا جو ہونیگا
آمیر باتوقیر زہرہ مصری کو ہمراہ لیکر چلے تھوڑی دور بڑھے تھے دیکھا کہ ایک آندھی اوٹھی سنسناتا ہوا سامنے سے
ایک دیو پیدا ہوا اوسنے نعرہ کیا منم سمندون ہزار دست پاش او آدم زاد میرے ہاتھ سے بچکر کہان جائیگا
آپہونچا جب قریب آیا دیکھا آمیر نے کہ اوس دیو کے ہزار ہاتھ ہین اور ہر ہاتھ مین حربہ چمکا رہے ہے برابر آمیر کے آکر
ہزار حربے کئے آمیر سب اسکے حربے خالی دیکر ہاتھ تیغۂ عقرب سلیمانی کا مارا کہ پانچسو ہاتھ دیو سمندون کے کٹ گئے
وہ دیو سب ہاتھ اپنے اوٹھا کر بھاگا آمیر سمجھے کہ یہ دیو بھاگ گیا آمیر آگے بڑھے ایک ساعت گذری تھی کہ دیکھا وہی
دیو پھر سامنے سے آتا ہے اور سب ہاتھ اسکے اسیطرح ہین اور آتے ہی پھر ویسے ہزار ہاتھ سے حربہ کیا آمیر نے پھر خالی دیکر
تیغۂ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا اکی مرتبہ اوس دیو کے ساتھ سو ہاتھ کٹ گئے سمندون ہاتھ کٹے ہوئے اپنے اوٹھا کر پھر ایکطرف کو بھاگا

آمیر باتو قیر پھر چل کھڑے ہوئے تھوڑی دور چلے تھے کہ سمندون پھر سامنے سے نمودار ہوا اور کہا اب باتو قیر کے بچ کر سالم نہیں سمندون نے پھر حربہ کیا آمیر نے ایکی مرتبہ نو سو ہاتھ سمندون کے کاٹے اور سمندون پھر ہاتھ اٹھا کر ایک سمت کو راہی ہوا یہاں آمیر باتو قیر نے مضطر و دلگیر ہو کر سر اٹھا کے طرف آسمان کے دیکھا اور کہا خداوندا کیا اس تیرے بندہ عاجز و گنہگار کو پردہ دنیا پر نہ چھپانا ملیگا پروردگارا مجھ عاصی کی خطا کو عفو کر اور جلد مدد کر یکایک حضرت خضر تشریف لائے اور فرمایا کہ میرے ساتھ آؤ امیر جناب خضر کے ہمراہ ایک چشمہ آب پر آئے حضرت خضر نے فرمایا کہ اے امیر اس چشمے سے ایک شیشہ پانی کا بھر لو کہ یہ آب تقلب ہے آمیر نے بموجب ارشاد فیض بنیاد شیشہ پانی سے بھر لیا حضرت خضر نے فرمایا او امیر حکیم بزرجمہر کی آنکھیں جنکو نابکار نے اندھی کر دی ہیں تم یہ پانی انکی آنکھوں میں لگا دینا بحکم خدا فوراً آنکھیں روشن ہو جاینگی اور یہ جو سامنے درخت ہیں انکے پتونکا نام برگ حیات ہے یہ بھی لیلو جسکے زخم پر یہ پتا لگا دوگے فوراً جسم اچھا ہو جائیگا آمیر نے اس درخت کے پتے توڑ کے ترکش میں رکھ لئے پھر حضرت خضر نے فرمایا کہ یہ جو پہاڑ ہے اسکو گرز مار کے اس چشمے میں گرا دو کہ آب حیات ہے سمندون کے ہاتھ جڑ جاتے ہیں آمیر نے اس پہاڑ پر گرز گران مارا وہ پہاڑ شق ہو کے اُس چشمے میں گرا حضرت خضر غائب ہو گئے آمیر نے پھر کر جو دیکھا سمندون ہزار دست للکارتا ہوا چلا آتا ہے برابر آمیر کے آ کر ہزار حربے سمندون نے کئے آمیر نے پھر خالی دیکر تیغ عقرب سلیمانی کا ہاتھ مارا پھر نو سو ہاتھ اسکے کٹے سمندون وہ سب اٹھا کر بھاگا اور چشمہ حیات پر گیا دیکھا چشمہ حیات بند ہے دل میں اپنے سمندون نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت خضر نے سب بتا دیا یہ کہکر ایک ٹکر پہاڑ پر ماری اور تڑپ کر گرا اور کر جہنم واصل ہوا آمیر باتو قیر آگے کو روانہ ہوئے اور خواجہ آشوب شاہ اور خواجہ سالول کو بھی بغلی میں ڈال لیا ۔

دوسری داستان شعبدہ نشان ترشندہ ریش کافران عیار نامدار امیر حمزہ صاحبقران بیٹے خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری کے بیان ہوتی ہین

ساقیا بند کر دے میخانہ
پینے والوں کو جب نہیں لذت
مست ذرا کا ہے کون حسن پرست
جب مضمون لاؤ بالی سے
منغض یہ خیال رہتا ہے
توسن خامہ روک لیتے ہیں

اب ہے بیکار دور پیمانہ
لالہ گون کی یہ ست روانی ہے
سب ہیں رنگی شراب کے المست
جب مضامین کوئی نظر نہ آیا
طبع کو گو ملال رہتا ہے
ہمنے بھی اسے تحریر بند کیا

مجکو ہے کیا شراب کی حاجت
بادہ ارغوان بھی پانی ہے
منبع دم تمر طبع عالی ہے
روک کر دلکو اپنے تڑپایا
نہیں طول اب ذرا بھی تو آئین
بلبل دل قفس میں بند کیا

عیار بازان دنیائے ناپائدار و شعبدہ سازان زمانہ بدکردار عجائبات کرشمے و نیرنگی مثل فلک ناہنجار کے ناظرین والا تمکین کو صفحہ قرطاس پر قلم تصویر رقم سے کھینچکر یون دکھاتے ہیں بلبت بگوش شنوی منزل داستان چکر باز آدم برسر داستان ۔ جب پہلوان عادی نے دیکھا کہ آذوقہ بالکل ہو گیا اب پھر نوبت فاقہ کشی کی بہم پہونچنا چاہتی ہے خواجہ عمرو سے کہا کہ ہمارے کھانے پینے کا بندوبست کرو عمرو نے سوچ کر رات کو تیلے کاغذ کے شکل دیو کے بنائے اور پہلوان عادی کو بھی دیو کی صورت بنایا اور ان تیلون کے پیچھے لگائے اور آپ آمیر کشور گیر کی صورت بنا اور ان سبکو ہمراہ لیکر لشکر نوشیروان کی طرف چلا برابر لشکر نوشیروان کے پہونچکر نعرہ کیا منم زلزلہ قاف ثانی سلیمان حمزہ صاحبقران زمان اور تلوار میان سے کھینچی آگے آگے آپ اور پیچھے پیچھے وہ سب نقلی دیو یہ سامان دیکھکر تمام لشکر نوشیروان بھاگا ایک تلاطم عظیم لشکر میں پڑ گیا اور شور و غل برپا ہوا بھاگو آمیر قاف سے

فوج و دیو دونکی لیکر آگے آئن وا حد مین پڑاؤ لشکر کا خالی ہو گیا عمرو نے سب مال و اسباب لوٹ لیا اور پہلوان عادی کو خوب کھانے کھلوائے پھر عمرو نے مع سرداران و ملکہ مہر نگار کے قلعہ گنج مغرب کی راہ لی سابر نمد پوش اور کرگرن ساسانی نے آکر نوشیروان سے کہا حضور امیر نہین آئے ہین فقط یہ عمرو کی عیاری تھی کہ پہلوان عادی کو دیو بنایا تھا اور کاغذ کے پتلے بشکل دیو پیچھے لگا کر تیار کئے تھے اور آپ امیر کی صورت بنکر لشکر پر آپڑا تھا تمام مال و اسباب لشکر کا عمرو لوٹ لیگیا اور گنج مغرب کے قلعے مین چلا گیا نوشیروان سنتے ہی دس لاکھ فوج لیکر تعاقب مین عمرو کے چلا یہان عمرو کا سنئے کہ عمرو برابر چلا جاتا تھا کہ راہ مین ایک چشمہ آب ملا اسکا پانی پیتے ہی سب بیہوش ہوگئے عمرو وہان متحیر و متفکر کھڑا تھا کہ سامنے سے گرد اڑتی دیکھا لشکر نوشیروان آپہونچا اور قریب پہونچکر حرحر کا نعرہ ہوا عمرو نے تیغ بیاباں لڑائی ہونے لگی جب تمام فوج چہار طرف سے عمرو پر آپڑی اور عمرو نے دیکھا کہ ملکہ مہر نگار کے تعاقب کو لوگ آگئے عمرو نے بلبلا کر دعا کی یکایک صحرا سے گرد اڑتی دیکھا نقابدار نارنجی پوش مع چالیس ہزار سوار جیسے ارزے پیدا ہوا اور وہین سے تلوارین میان سے سب نے نکالین اور نعرہ کرکے لشکر نوشیروان پر سب کے سب آپڑے تلوار چلنے لگی بڑی جنگ جدل ہوئی بہت سے سرداران نامی کو قتل کیا لشکر نوشیروان پسپا ہوا شکست کھا کر بھاگا نقابدار نے دو کوس تعاقب کرکے لشکر نوشیروان کو بھگا دیا اور خواجہ عمرو بن امیہ ضمیری سے کہا آپ اب قلعے مین جاؤ اور بہ آرام تمام بیٹھو اور آپ صحرا کی طرف مع چالیس ہزار سوار کے روانہ ہوا عمرو نے قلعے کا بخوبی بند و بست کیا اور نوشیروان بہت لشکر کو جمع کرکے قلعے پر آیا اور قلعے کو گھیر کر پڑاؤ کیا اور عیارون کو بلا کر کہا کہ تم مین کوئی ایسا ہے کہ عیاری کرکے ملکہ مہر نگار کو پکڑ لائے سابر نمد پوش اور کرگرن ساسانی اور کتارہ روانے کہا کہ ہم ملکہ مہر نگار کو لاتے ہین بادشاہ کو سلام کرکے باہر دربار کے آئے اور کتارہ کو عورت حسینہ جمیلہ بنا کر کشتی پر بٹھا کر ساتھ لیا اور قلعے کی طرف روانہ ہوئے جب برابر قلعے کے پہونچے حسب اتفاق اسطرف قارن قصر مغربی کا قلعے پر پہرا تھا ان دونون عیارون نے آکر قارن سلام کیا اور کہا کہ ایک عورت حسینہ جمیلہ و شکیلہ ہم ظلمات سے لائے ہین چاہتے ہین کہ بادشاہ کے ہاتھ فروخت کرین قارن نے جو ایک زن نازنین نہایت خوبصورت دیکھی رال ٹپک پڑی اور قلعے مین انکو بلا لیا رات کو ان عیارون نے قارن کو بیہوش کیا اور دو پہر رات گئے کتارہ بشکل عورت محل مین آیا اور ملکہ مہر نگار کو بیہوش کرکے ایک صندوق مین بند کیا اور تینون عیار پہلوان عادی کے پہرے سے ملکہ مہر نگار کو لیکے اور کشتی پر بیٹھ کے روانہ ہوئے یہان عمرو بستر خواب پر غافل سو رہا تھا کہ خواب مین امیر نے آکر کہا اے خواجہ عمرو تم تو فرش عیش پر سو رہے ہو اور ادھر عیار نوشیروان کے ملکہ مہر نگار کو صندوق مین بند کرکے کشتی پر دریا کی راہ لیے جاتے ہین عمرو گھبرا کر اٹھا محل مین آیا تلاش کیا ملکہ مہر نگار کو کہین نہ پایا بتعجیل تمام دریا کی طرف روانہ ہوا جب صبح کی روشنی ہوئی دیکھا کہ کشتی سامنے چلی جاتی ہے عمرو جست کرکے دریا مین کود پڑا اور نعرہ کیا باش او نابکار مین آپہونچا عیارون نے جو عمرو کو دریا مین آتے دیکھا صندوق کو دریا مین پھینک دیا اس عرصہ مین عمرو بھی پہونچا جست کرکے کشتی کے اوپر آیا اور خنجر کھینچ کے لڑنے لگا دو عیار کشتی سے پھاند کے بھاگ گئے سابر نمد پوش کو عمرو نے پکڑ لیا اور چھاتی پر چڑھ بیٹھا کہا بتا ملکہ مہر نگار کو کیا کیا سابر نمد پوش نے کہا کہ ملکہ مہر نگار صندوق مین بند تھی وہ صندوق دریا مین ڈالدیا عمرو نے سابر نمد پوش کو تو چھوڑ دیا اور تلاش مین ملکہ مہر نگار کے چلا ادھر ملکہ مہر نگار کا صندوق دریا مین بہتا ہوا چلا جاتا تھا اور بہرام ماہی فروش شکار مچھلیون کا دریا مین کھیل رہا تھا اوسنے جو دیکھا ایک صندوق بہتا ہوا آتا ہے دوڑ کر اس صندوق کو روکا سمجھا کہ تقدیر نے یاوری کی زر و جواہر اسمین بھرا ہوگا اور ایک مقام پر لاہوت زنگی اور خونخوار زنگی

دونوں بھائیوں میں جنگ ہو رہی تھی انہوں نے دیکھا کہ بہرام صندوق لئے جاتا ہے چپ ہو رہے یہاں بہرام نے صندوق
گھر میں لا کر کھولا دیکھا کہ زر و جواہر تو نہیں ہے مگر ایک گوہر شاہوار یا لعل بے بہا تجلت دہ حسینان ملک عدن نازنین
مہ جبین خورشید جمال حور تمثال اوس میں سو رہی ہے بہرام دیکھ کر بہت متحیر ہوا جمال بے مثال کا مشاہدہ بڑی دیر تک کیا پھر ملکہ
مہر نگار کو ہوش میں لایا اور پوچھا اے حسینہ و جمیلہ تو کون ہے اپنے نام و نشان سے آگاہ کر ملکہ مہر نگار نے کہا میں دختر نوشیرواں
عادل زماں ہوں نام میرا ملکہ مہر نگار ہے بہرام نے کہا تو میری بیٹی ہے میرے گھر میں رہ بہرام نے خوشی خوشی اسکی عیش و عشرت
کا سامان مہیا کر دیا اور بڑی عیش و راحت سے ملکہ مہر نگار کو رکھا بی بی نے بہرام کی لاہوت زنگی اور خونخوار زنگی
کو خبر دی کہ دختر نوشیرواں ملکہ مہر نگار میرے گھر میں ہے بہرام نے لا کر رکھا ہے یہ دونوں مشتاق جمال حور تمثال
ملکہ مہر نگار ہو کر گھر میں بہرام کے آئے ملکہ مہر نگار کو دیکھتے ہی دونوں شیفتہ و فریفتہ ہو گئے چھوٹے نے بڑے بھائی سے
کہا تو اپنی بہو سمجھنا اور بڑے نے چھوٹے بھائی سے کہا کہ تو اسکو اپنی ماں تصور کرنا الغرض اسی بات پر دونوں میں تکرار ہوئی
دونوں نے تلواریں کھینچیں لڑائی ہونے لگی تلوار چلنے لگی بڑے نے چھوٹے کو قتل کیا اور ملکہ مہر نگار کو ساتھ لیکر اپنے
قلعے میں آیا اور ارادہ عقد کا کیا ملکہ مہر نگار نے کہا کہ چالیس روز تو میرے بھائی کا انتظار کر پھر جو تیرا جی چاہے کرنا تجھکو اسقدر
جلدی کیوں ہے اب تو میں تیرے قبضہ میں ہوں اوس نے کہا میں ہرگز نہ مانونگا اور دو روز بھی انتظار نکرونگا کل میں تجھسے
عقد نکاح کرونگا یہ کہکر اپنے قلعے میں آیا اور ناچ رنگ کا سامان کیا اسطرف عمرو کشتی پر بیٹھے ہوئے ملکہ مہر نگار کو تلاش
کرتے دریا میں چلے آتے تھے ایک مقام پر دیکھا کہ کنارے دریا کے ایک شخص بیٹھا ہوا زار زار رو رہا ہے عمرو نے پوچھا
اے بھائی تو کون ہے اور کیوں روتا ہے کیا تجھ پر مصیبت پڑی ہے یہ سنکے اسنے کہا کہ اے شخص تجھکو اپنا ہمدرد جان کر بیان
کرتا ہوں شاید کہ تو ہمدردی کرے سن نام تو میرا بہرام ہے اور میں ماہی فروش ہوں اس دریا پر میں ایک روز شکار کھیل
رہا تھا کہ ایک صندوق دریا میں بہا جاتا تھا میں نے اوسکو نکالا اسکو کھول کر جو دیکھا اس میں ایک نازنین حسینہ و جمیلہ کہ نام اسکا
ملکہ مہر نگار دختر نوشیرواں ہے بیہوش پڑی تھی میں نے اسکو ہوشیار کیا اور اسکو اپنی بیٹی بنا کر رکھا ناگاہ لاہوت
زنگی اور خونخوار زنگی کو خبر ہوئی وہ مشتاق جمال بے مثال ہو کر آئے اور دونوں اسپر عاشق ہوئے پھر وہ دونوں ملکہ مہر نگار
کے لئے آپس میں لڑے ایک بھائی نے دوسرے بھائی کو مار ڈالا اور مجھسے چھین کر ملکہ کو اپنے قلعے میں لے گیا ہے نہیں معلوم کہ اب
اس نازنین ملکہ مہر نگار پر کیا گذری میں اوس دختر کی محبت میں دیوانہ ہو کر نکل آیا ہوں اور روتا پیٹتا ہوں عمرو نے کہا اے بھائی
تو رنجیدہ کیوں گھبراتا ہے خدا کو یاد کر اور وہ قلعہ مجھکو بتا دے بہرام یہ سنکر عمرو کو ساتھ اپنے لئے ہوئے اوس قلعے کے برابر آیا اور
کہا کہ جس قلعے میں ملکہ ہے وہ قلعہ یہی ہے خواجہ عمرو بسم اللہ کہکر قلعے میں داخل ہوئے دن بھر ادھر ادھر بازار دنکی سیر کی
جب رات ہوئی مہری کی شکل بنکر محل میں ملکہ مہر نگار کے آئی اور ایک کشتی پھولوں کی ڈھکتی ہوئی ہاتھ میں تھی جب پہرے
پر روکا کہاری نے کہا کہ یہ پھولوں کا گہنا ملکہ کے واسطے لاہوت زنگی نے بھیجا ہے آج ملکہ کے ساتھ لاہوت زنگی
کا عقد ہوگا غرض اس کہاری کو ساتھ لئے ہوئے ملکہ مہر نگار کے سامنے آئی کہاری نے وہ کشتی پھولوں کے گہنے کی
آگے ملکہ مہر نگار کے رکھدی اور عرض کیا اے بی بی صدقے جاؤں واری جاؤں آپکے عاشق و شیفتہ نے یہ
سامان آرائش عقد بھیجا ہے اور کہا ہے کہ آپ اپنے تئیں جلدی سے آراستہ و پیراستہ کیجئے میں عقد کرنے کو آتا ہوں
آج ضرور شب وصال ہے ملکہ مہر نگار نے چین بجبیں ہو کر کہا کیا کچھ موئے زنگی کی شامت آئی ہے معلوم ہوا موذی کے
سر پر قضا کھیلتی ہے ایسا نہو کہ مرنے جوگا سب خرمستی بھول جائے عقد کی خوشی میں خون میں لال ہو ایک دفعہ
کہدیا کہ چالیس روز انتظار کر میرے بھائی کا پھر دیکھا جائیگا شاید کہ پروردگار عالم عمرو کو یہاں پہونچا دے جان و آبرو

میری بچ جائے یہ کہکر کشتی پر ایک ٹھوکر ماری کہا کشتی میرے سامنے سے اٹھا لیجا کہ دینا کہ خبردار ابھی یارادہ عقد بیان
آنے کا سامان کرتا نہیں تو پچھتائیگا اور آئیگا تو منہ کی کھائیگا اُس کہاری نے کہا بی بی قربان جاؤں بلائیں لوں غصہ نہ کرو
تمہارا گلاب سا منہ سرخ ہوگیا اہو لو چاندی سے رخ پر عرق آگیا اوہی بی بی ہیں تو آپکے غصہ سے ڈر گئی معاف کیجئے
اب پھر کبھی نہ لاؤنگی کشتی تو کسی کونے میں چھپا دونگی وہ آپ ہی امیر کے ہجر میں دیکھکر ہوا پلنگ پر مرجھائے گا کیونکہ میں اس
کو آئی تھی کہ جب میں وہاں سے جواب لیکر آؤنگی تو تم عقد کرنے کو چلنا وہ بیاہ ساوہ آپ ہی ماتھے کا جوڑا پہنکر زرد رو تو
جواب جاتا ہے کہ سرخرو ہوں آپ فرماتی ہیں کہ بیاہ اگر لہو میں لال ہوگا سچ تو یہ ہے میں وہ بات کیوں کروں جو خون
خرابہ ہو ملکہ مہر نگار ہر چند صدمہ آلام میں تھی کہاری باتیں سنکر ہنسنے لگی کہا او اینٹھ جا تو تو مردار بڑی طرار فسادی ہے
تیری باتوں سے دل بہل گیا میں نہایت حیران پریشان تھی اور گھبرا رہی تھی کچھ ادھر ادھر کی باتیں کر کہ دل بہلے اس
کہاری نے کہا او بی بی اگر فرماؤ تو کچھ گاؤں تمہارا دل بہلاؤں ملکہ نے بھکو گانا آتا ہے اوس کہاری نے کہا کہ حضور کو
تو معلوم ہو ملکہ نے کہا اچھا ہو کچھ گاؤ بلا سے تھوڑی دیر دل ہی بہلیگا یہ سنکے وہ کہاری گانے لگی ایسے اشعار غزل کے درد
آمیز ہجر کے مضمون کے گائے کہ آخرکار ملکہ مہر نگار یاد امیر باتوقیر حمزہ صاحبقران زمان میں رونے لگی اور ابر باران
کی طرح آنکھوں سے آنسو برسنے لگے بچہ دیر ہوگئی اوس کہاری نے گانا موقوف کیا اور گلابیاں شراب کی رکھیں تھیں جلدی
سے وہ اٹھا لائی اور اس میں بیہوشی ملاکر سبکو ایک ایک جام شراب کا پلایا وہ سب شراب پیتے ہی بیہوش
ہوگئیں ملکہ مہر نگار بھی بیہوش ہوگئی عمرو نے پشتارہ ملکہ مہر نگار کا باندھا اور لیکر چلا نکلتے ہی محل سے پھیل تمام قلعے کے
باہر آیا اور جلدی سے کشتی پر سوار ہوکر روانہ ہوا یہاں خبرداروں نے لاہوت زنگی کو خبر دی کہ کوئی عیار ملکہ مہر نگار کو
پشتارہ باندھ کر لئے جاتا ہے لاہوت زنگی یہ سنتے ہی اسیوقت ساتھ سو زنگی اپنے ہمراہ لیکر کشتیوں پر سوار ہو کے
دوڑا عمرو کی کشتی کو گھیر لیا خواجہ عمرو نے دیکھتے ہی کچھ کچھ تیر مارنے لگے عمرو تو تنہا اور پشتارہ ملکہ کا پاس ہے
اُدھر سات سو زنگیان پہلوان ہیں مگر عمرو نے اسپر بھی بہت سے زنگی قتل کئے جب عمرو بالکل نرغہ میں زنگیوں کے گھر گئے
عرصہ حیات تنگ ہوا ہاتھ اٹھا کر بدرگاہ قاضی الحاجات دعا کی اے پروردگار عالم تو ہی حامی و مددگار ہے ان دشمنوں کے
ہاتھ سے بچا ہنوز ابھی یہ دعا ختم نہیں ہوئی تھی کہ ایک جہاز سامنے سے پیدا ہوا اوسپر چار سو حبشی اور ایک شخص نوجوان سا
افسر انکا بیٹھا ہوا تھا وہ سب آکر عمرو کے شریک ہوئے اور سب زنگیوں کو مارا اور کشتیوں کو تہ و بالا کیا جسوقت وہ
حبشی اُن زنگیوں پر فتحیاب ہوئے اُس جوان رعنا نے عمرو سے کہا کہ ملکہ مہر نگار کو اب مجھے دو عمرو
نے کہا واہ چہ خوش این گل دیگر شگفت اس محنت و مشقت سے تو میں ملکہ مہر نگار کو لایا ہوں اور اب تجھے
دیدوں یہ نہوگا ہرگز تجھے ملکہ کو نہ دونگا او ظالم تو کہاں سے بیچ میں گھونسا نکل آیا اس جوان نے یہ سنکر عمرو سے
کہا اگر ملکہ مہر نگار کو تم نہیں دیتے ہو تو اپنی بہن کی شادی میرے ساتھ کر دو عمرو نے پوچھا تو کون ہے اور نام تیرا
کیا ہے اُس جوان نے کہا کہ نام میرا اخی سعید ہے بلاد قمر ہو تمہاری بہن کی خواستگاری کے واسطے آیا تھا وہ میری قسمت
تھا عمرو بہت خوش ہوا اور ایک خط اپنے باپ امیہ ضمری کو لکھا کہ میری ہمشیر ملکہ حمینہ بانو کی شادی اخی سعید
کے ساتھ کر دیجئے یہ بہت لائق ہے اور میں اس سے راضی ہوں یہ رقعہ لکھکر اخی سعید کو دیا اور کہا تو ابھی روانہ
ہو میرا باپ امیہ ضمری تیری شادی میری بہن ملکہ حمینہ بانو کے ساتھ کر دیگا یہ کہکر خواجہ عمرو ادھر روانہ ہوئے اور
اخی سعید اسطرف روانہ ہوا یہاں خواجہ عمرو داخل قلعہ ہوئے اور ملکہ مہر نگار کو تخت پر بٹھایا اور آپ کلاہ مرد کے
سر پر رکھکر کرسی زرین پر متمکن ہوئے اور پہلوان عادی کو بلایا اور کہا کہ تیرے پہرے سے عیار نوشیروان کے

ملکہ مہر نگار کو نکال لیگئے اور تجکو خبر ہوئی تو ایسا غافل پہرے پر رہتا ہے تو ہمارے یہان سے ہم تجکو اپنے یہان نہ رکھینگے اور
ہم کھانا تجھکو نہ کھلا سکینگے پہلوان عادی مجبور ہو کر روتا ہوا قلعے سے باہر نکلا اور تلوار کھینچکر بازار نوشیروان پر آکر
گرا مٹھایان وغیرہ لوٹنے لگا نوشیروان کو خبر ہوئی کہ پہلوان عادی لوٹ رہا ہے نوشیروان نے کچھ فوج
بھیجی اور حکم کیا کہ پہلوان عادی کو پکڑ لاؤ لوگ بہت سے آئے اور پہلوان عادی سے بازار مین تلوار چلنے
لگی لوگ نرغہ کرکے چار طرف سے گھیرتے تھے مگر پہلوان عادی کسی کے ہاتھ نہ آتا تھا بختک نے کہا
مین جاکر پہلوان عادی کو گرفتار کر لاتا ہون بختک نے عیاری کی اور ایک حلوائی کی صورت بنکر
ایک تھال مٹھائی سے بھرا اور اُس مین بیہوشی ملائی اور وہ تھال لیکر پہلوان عادی کے سامنے
آیا پہلوان عادی اس حلوائی کی طرف تلوار پکڑ کر دوڑا بختک تھال مٹھائی کا زمین پر رکھکر
بھاگا پہلوان عادی مٹھائی کی بو پر چلا اور شیرینی کا اسکی زبان پر ذائقہ دور ہی سے آگیا
ہونٹھ چاٹنے لگا جب پاس اُس مٹھائی کے تھال کے آیا بیٹھکر مٹھائی کھانے لگا پہلوان
عادی مٹھائی کے کھاتے ہی بیہوش ہوا لوگون نے دوڑکر پہلوان عادی کو پکڑ لیا
اور گرفتار کرکے نوشیروان کے سامنے لائے نوشیروان نے حکم دیا کہ اسکو
دار پر کھینچ دو جلاد پہلوان عادی کو زیر دار لائے اور تیار کار جلادی مین
مشغول ہوئے ادہر پہلوان عادی ہوشیار ہوا سب بیہوشی اترگئی
دیکھا بلا مین گرفتار ہون اور زیر دار بیٹھا ہون کوئی دم مین سامان
قضا کا ہے پہلوان عادی نے اسوقت تڑپ کر خدا سے دعا کی
تیر دعا ہدف اجابت پر پہونچا یکایک صحرا سے گرد اُٹھی دیکھا
نقاب دار نارنجی پوش مع چالیس ہزار سوار کے آیا
اور تلوار کھینچکر لشکر نوشیروان پر گرا چشم زدن
مین سب کو مار کے بھگا دیا اور پہلوان عادی
کو رہا کیا اور آپ جس طرف سے آیا تھا ادھر
کو راہی ہوا اور پہلوان عادی بھی ایک
طرف سمت کو روانہ ہوا تمت

قطعہ تاریخ مطبوعہ سابق از شاعر مستند جناب نواب مرزا محمد عباس خانصاحب تخلص محمد رئیس لکھنو

چو مطبوع شد این داستان امیر | بصد حسن و آرایش و زیب و زین

محمد نوشتم سن عیسوی
نسیم ریاض تصدق حسین

قطعہ تاریخ مطبوعہ سابق از عذب البیان سخن فہم و سخن شناس جناب میر ذاکر حسین صاحب یاس

کیا چھپی نوشیروان نامہ کی جلد | جس میں ہے مضمون گوہر نایاب ہے

سال فصلی میں یہ مصرع یاس لکھ
داستان کا دفتر نایاب ہے

خاتمۃ الطبع

الحمد ہر آن چیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد ز پس پردۂ اسرار پدید

کہاں ہیں شائقان فسانہ ہائے عجیب کدھر ہیں مشتاقان داستان ہائے غریب بسم اللہ بسم اللہ جلد تشریف لائیں اور مژدۂ مسرت افزا گوش جان سے سنیں کہ جس محبوب نگین ادا و دلفریب نگار غیرت مہر شکیب کے جمال باکمال کے دیکھنے کو ایک مدت مدید سے تمام عالم کی آنکھیں ترستی تھیں فقط اُسکے ذکر سے برائے نام اپنی طبیعت خوش کر لیتے تھے ادھر اُدھر کے سے سنائے دو چار فقروں سے دل بیتاب کو کچھ تسلی دیتے تھے مگر بغیر حصول دولت دیدار مضطر و بیقرار رہتے تھے بار بار عالم شوق و اشتیاق میں یہ شعر پڑھنے لگتے تھے **شعر** آئے تو وہ یوسف سر بازار کسی دن * ہم بیچکے جان اپنی خریدار بنینگے * وہ آفتاب فضل اثر روی کشاکش حجاب سے نکل کر بالکل بے نقاب و بے حجاب مثل آفتاب عالمتاب جلوہ افروز ہوا ہے دیکھیں کون کون شائقین منچلے اپنی بات کے سچے کمر ہمت باندھکے اُس کے طالب دیدار آتے ہیں اور اُسکی نظارہ بازی سے اپنی آنکھوں کو خنک اور دل کو ٹھنڈا کرتے ہیں غرض اس تمہید سے یہ ہے کہ داستان امیر حمزہ صاحبقران جسکی نسبت مشہور ہے کہ علامہ شیخ ابو الفضل فیضی نے جلال الدین اکبر بادشاہ دہلی کی تفریح طبع اور دل بہلانے کے واسطے زبان فارسی میں اس خوبی و اسلوبی سے تصنیف کیا کہ اکبر بادشاہ پر کیا موقوف ہے بڑے بڑے باکمال نازک خیال فصحا اور بلغا اسیر دل و دادہ ہوگئے رفتہ رفتہ اسکی ایسی شہرت ہوئی اور ایسی مطبوع خلائق ہوئی کہ عالم میں اسکے ڈنکے بجنے لگے جھنڈے گڑ گئے کوئی امیر رئیس وارفتہ مزاج ایسا نہ تھا جو اسکے سننے کا شوق نہ رکھتے کو یا میں

بھی اسکا چرچا ایسا پھیلا کہ ہر شخص کو اپنا غم غلط کرنے کا ایک ذریعہ ہاتھ آگیا جہان دوست احباب جمع ہوئے داستان اڑنے لگی لڑائی کا ذکر سنکے کم ہمتون کو بھی جوشِ جرأت آنے لگا حسن عشق کے تذکرے سے عاشق مزاجون کے دلون مین محبت والفت کی لہر آنے لگی جب وہ زمانہ آیا کہ فارسی زبان کی فوج نے اردوے معلے کی لشکر سے اس ملک مین شکست کھائی فارسی زبان کہین خال خال رہگئی اردو کی روز افزون ترقی ہوئی اس داستان کے فارسی دفتر بھی کالعدم ہوگئے مگر چونکہ لوگون کے دلون مین اشتیاق اسیطرح تازہ بتازہ نو بہ نو باقی تھا اکثر حضرات نے جا بجا سے اسکو اردو زبان مین بیان کرنا شروع کیا اور پھر وہی رنگ جمگیا کہ اکثر صحبتون مین داستان بیان ہونے لگی چونکہ ذات ستودہ صفات فیض آیات جناب مستطاب معلے القاب عالی ہمم والا شیم منبع جود و کرم مخزنِ بذل اتم جناب منشی نولکشور صاحب سی۔ آئی۔ ای۔ باعث بقا و ترقی زبان اردو ہے اور کیسی کیسی نایاب و لاجواب عربی فارسی بھاشا انگریزی مستند کتابون کو جو یادگار سلف تھین زر کثیر صرف کرکے اردو زبان مین ترجمہ کراکے عالم مین شائع کیا ازانجملہ داستان امیر حمزہ کہ حسب ذیل دفترون پر منقسم ہے دفتر اول نوشیروان نامہ دو جلد مین دفتر دوم کوچک باختر دفتر سوم بالا باختر دفتر چہارم ایرج نامہ دو جلد مین دفتر پنجم ہوش ربا سات جلد مین دفتر ششم صندلی نامہ دفتر ہفتم تورج نامہ دو جلد مین دفتر ہشتم لال نامہ مصنفہ ملا فیضی کو بھی آپ نے حلیۂ زبان اردو محلی کراکے شائع کرنے کا قصد فرمایا قبل ازین اس داستان کے دفتر پنجم ہوش ربا کی جلد اول و دوم و سوم و چہارم کو جناب منشی میر محمد حسین صاحب جاہ اور جلد پنجم و ششم و ہفتم کو جناب احمد حسین صاحب قمر نہایت شگفتہ اردو زبان مین ترجمہ کراکے شائع فرمایا جسکے ملاحظہ سے ناظرین اعجوبہ گزین کا شوق دونا ہوگیا اور باقی ماندہ دفترون کی سیر کا اشتیاق پیدا ہوکر ان دفترونکی انتظار مین ہر وقت چشم براہ اور گوش بر آواز [illegible] رہنے لگے جب شائقین کے اشتیاق نے تقاضا کیا تو گل گلزار خوش بیانی سرو جوئبار سحر بیانی رطب اللسان عذب البیان جناب شیخ تصدق حسین صاحب داستان گو نے حسب ایمائے مطبع اودھ اخبار ان باقی ماندہ دفترون کے ترجمہ کرنے کا ارادہ کیا چنانچہ جلد اول نوشیروان نامہ دفتر اول داستان امیر حمزہ صاحبقران حلیۂ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکے پیش کش ناظرین والا تمکین ہے اور نوشیروان نامہ کی دوسری جلد اور کوچک باختر اور بالا باختر اور ایرج نامہ کی دونون جلدین زیر طبع ہین انشاء اللہ وہ بھی بہت جلد طبع ہوکر نظر فیض اثر شائقین سے گذرتی ہین پھر صندلی نامہ و تورج نامہ و لال نامہ کا بھی ترجمہ ہوکر پیش ناظرین ہوگا فی الحقیقت اس دفتر کے ترجمہ مین مترجم صاحب نے نہایت دماغ سوزی کہ کام فرمایا کہ ایسی صاف صاف فصیح زبان مین ترجمہ کیا ہے کہ ایک بچہ بھی سمجھ سکتا ہے اور جاہل سا جاہل بھی بخوبی اسکے مطلب کو بیان کرسکتا ہے کہین مغلق الفاظ کا نام نہین علاوہ لطفِ زبان اور حسن بندش و تسلسل عبارت و محاورات روزمرہ کے یہ نہایت تکلف کیا ہے کہ ایسے طولانی دفتر کو (جسمین کا ایک حصہ ہوش ربا سات جلد وغیرہ منقسم ہے) نہایت اختصار کے ساتھ لکھا ہے گویا دریا کوزہ مین بند کیا ہے شعر وغیرہ کہین کہین شاذ و نادر مقامات پر بضرورت آگئے ہین ورنہ نثر ہی نثر ہے اگر ایسا اختصار ملحوظ خاطر نہوتا تو ہر جلد اسکی ہوش ربا سے کہین حجم مین زیادہ ہوجاتی مترجم موصوف نے اسکی تدوین و ترتیب کے اہتمام مین بڑی جانکاہی و جانفشانی کو صرف کیا ہے حق تو یہ ہے کہ یہ آپ ہی اپنی نظیر ہین ہم کیا تعریف کرسکین اگر ملا فیضی طاب ثراہ بقید حیات ہوتے تو اسکی داد دیتے اور جانتے کہ علاوہ میرے اب بھی ایسے ایسے باکمال لوگ دنیا مین موجود ہین اور دیکھتے کہ مترجم صاحب نے کس فصیح و بلیغ زبان مین ترجمہ کیا ہے چیدہ چیدہ الفاظ ہین کہین حشو کا نام نہین جہان جیسا مقام آگیا ہے وہان ویسا ہی بیان کیا ہے ہر لفظ گویا کانٹے مین تلا ہوا ہے ہر فقرہ چست و مقفی ہے جہان امیر ابوالعلا کا پیدا ہونا اور بزم عیش و نشاط کا آراستہ ہونا تحریر کیا ہے ناظرین کو ہر صحبت کا مرقع دکھایا ہے جہان کہین اٹھا لیجانا دیونکا پردہ

قاف مین کو چک سلیمان کو اور ملکہ آسمان کے ساتھہ نکاح ہونا اور یہان اُنکے غائب ہو ... سے خواجہ عبد المطلب اور ملکہ عادیہ بانو دایۂ امیر کا بیقرار ہونا اور تڑپ تڑپ کے نوحہ و بکا کرا اور دعائین مانگنا ... کیا ہے مجال کیا ہے کہ شیرین سخن کے خصوصًا صاحبان اولاد کو تو تاب ہی باقی نہ رہے جس مقام پر ملکہ مہر نگار دختر ملک ... اول نوشیروان کے عشق کا حال تحریر کیا ہے حسن و عشق کا نقشہ دکھایا ہے ہر فقرے سے عاشق مزاجون اور شوخ طبیعتون کو بیچین کر دیا ہے جس جگہ امیر کشور گیر کی جنگ جدال نوشیروان وغیرہ سے بیان کی ہے خوب ہی زور طبیعت دکھایا ہے ... سرداران لشکر اسلام بہادریان اس عنوان سے لکھین ہین کہ اگر بزدل و نامرد بھی سُنے تو بیاختہ جوشش حرارت آجاے اور تلاش جدال کی امنگ دل مین پیدا ہو جس موقع پر ساحرون کی داستان چھیڑ دی ہے عجب جادو بیانی کی ہے جہان کہین خواجہ عمرو عیار کی عیاریان بیان کی ہین وہان نہایت طبیعت کی طراری دکھائی ہے جو صاحب اس دفتر بے نظیر کو نظر انصاف سے ملاحظہ کرینگے ضرور فرمائینگے مصرع این کار از تو آید و مردان چنین کنند) ہم یقین کرتے ہین کہ شائقین اس دفتر کے ملاحظہ کے بعد دفترون کی بھی ضرور خواہش ظاہر فرمائینگے اسلئے کہ ہر دفتر اور ہر جلد مین ایک نئی طرح کا لطف پیدا ہے اور ایسے ایسے امور عجیبہ غریبہ درج ہین کہ جنکو سنکے عقل انسان کی دنگ ہوتی ہے اور دیگر دفتر بھی بفضلہ تعالےٰ اس مطبع سے آراستہ ہوکر پیشکش ناظرین باتمکین مطبع ہذا مین موجود ہین — پس الحمد للہ والمنہ کہ یہ ترجمۂ جلد اول نوشیروان نامہ دفتر اول داستان امیر حمزہ صاحبقران مطبع فیض منبع منشی نولکشور واقع کانپور مین بسرپرستی عالیجناب معلی القاب مفتخر روزگار نامور نامدار ملک التجار منشی پراگ نرائن صاحب بہار گو مالک مطبع ادام اقبالہم واعز اجلالہم بتصحیح تمام و تنقیح مالا کلام بار دوم ماہ جولائی ۱۹۰۶ء زیور طبع سے آراستہ ہوکر رونق بزم شائقان ...

تمت

تاریخ طبع از طلیق اللسان فصیح البیان مولانا محمد حامد علیخان حامد شاہ آبادی مصحح مطبع

زانطباعِ داستانِ حمزۂ صاحبقران — طبع شوق انگیز ہر پیر و جوان تازہ شد

زالتزامِ خوبیِ حسنِ بیانِ فوق گشت — زانتظامِ بندشش این وزبان تازہ شد

وہ چہا بشگفت گل در بوستان نظم و نثر — جوشِ طبع طبلبان ... تازہ شدہ

اے برای سال فہم نکتہ سنجان تیز شد — انیچے تاریخ ... عران تازہ شدہ

زد رقم حامد بہ مصرع تاریخ حال — داستانِ حمزۂ صاحبقران تازہ شدہ

اعلان حق تالیف اس ترجمہ کا بحق نولکشور پریس محفوظ ہے — فقط